

فتنہ وہابی "تبلیغی جماعت"

تبلیغی جماعت کے بارے میں 30 کتابوں کا مجموعہ

- تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں
- تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ
- فتح الهادی کلمة الهادی
- دیوبندی امام کے پیچھے نماز
- فتنہ وہابیت احادیث کی روشنی میں
- الفتنه الکبری
- القول البلیغ [سعودی]
- تبلیغی جماعت کی حقیقت
- تبلیغی جماعت ک بے نقاب چہرہ
- تبلیغی جماعت پر ایک نظر
- تبلیغی جماعت کی حقیقت
- تحقیق المبین الی تلبیس الوهابین
- تاریکی سے روشنی کی طرف
- تبلیغی جماعت علماء دیوبند کی نظر میں
- طارق جمیل کی بے اعتدالیاں
- تبلیغی جماعت کا فریب
- تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں
- شمع ہدایت اور تبلیغی جماعت
- تبلیغی جماعت کا صحیح رخ
- الیاسی تبلیغی جماعت بمقابلہ اسلامی تبلیغی جماعت
- جراثیم الوهابیة فی االجماعة التبلیغیه
- تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں؟
- تبلیغی جماعت کے پراسرار پیروگرام
- دہلی کی برکات
- داڑھی والی دلہن
- خوارج [وہابی] احادیث کے آئینے میں
- دعوتِ حق
- دعوت انصاف
- مجموعہ رسائل

Part 1

www.scribd.com/AhmedRaza92 nusratulhaq92@gmail.com

احمد رضا قادری رضوی


تبلیغی جماعت
احادیث کی روشنی میں
1


دیوبندی مولوی عبدالغفار کی کتاب
دعوتِ حق
مکتبۂ اہل سنت
2

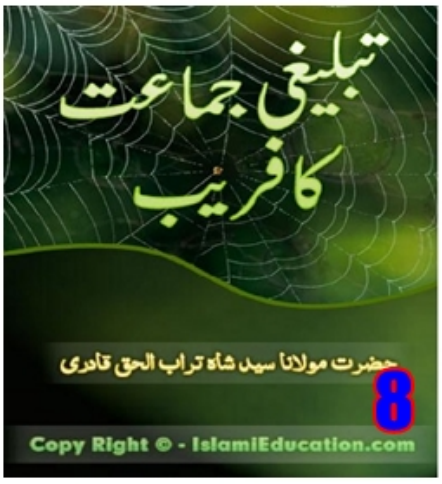

تبلیغی جماعت
علماء دیوبند کی نظر میں
3


مولانا طارق جمیل صاحب کی بے اعتدالیاں اور ان کا جواب
یہ دیوبندی مفتی کی کتاب
جس میں دیوبندی
مفتی نے تبلیغی جماعت
اور طارق جمیل کا رد کیا۔
4


مولانا طارق جمیل کے بیانات پر علماء دیوبند کا جمود و تحکن تبصرہ
فتح الھادی
کلمۃ الھادی
مولانا طارق جمیل کے بیانات پر علماء دیوبند کا جمود و تحکن تبصرہ
5

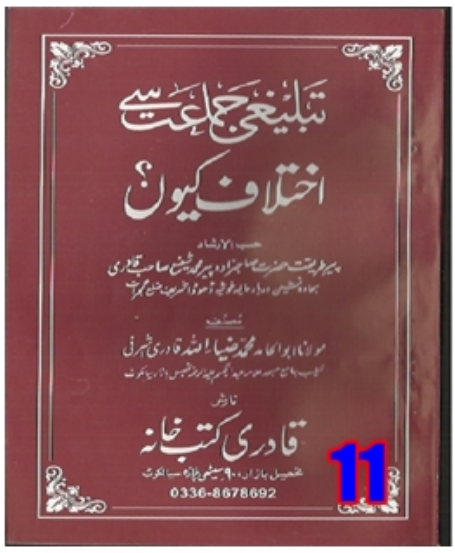

تبلیغی جماعت
احادیث کی روشنی میں
علامہ ارشد القادری
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔
6


مسلمانوں کے دین و ایمان کا خاموش قتل
تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ
ایک ایسا آئینہ جس میں تبلیغی جماعت کے حقیقی خدوخال دیکھے جا سکتے ہیں
تالیف
محمد ایوب شریف القادری
ناشر
جماعت اہلسنت (پوٹی)
7


تبلیغی جماعت
کا فریب
حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری
8
Copy Right © - IslamiEducation.com


دعوت انصاف
رئیس التحریر علامہ ارشد القادری
جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی
9


WWW.NAFSEISLAM.COM
دیوبندی امام کے پیچھے
نماز کا حکم؟
10


تبلیغی جماعت سے
اختلاف کیوں؟
قادری کتب خانہ
0336-8678692
11

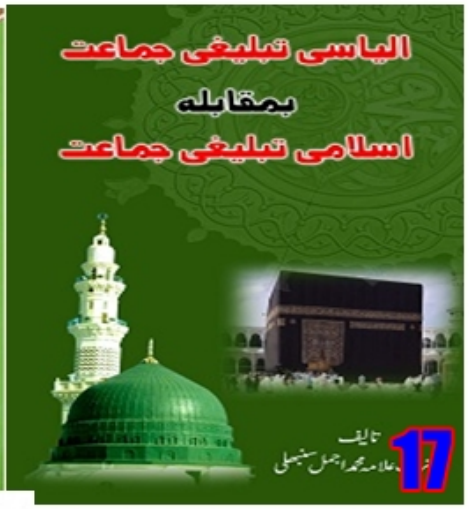

فتنۂ وھابیت
احادیث کی روشنی میں
تالیف
محمد انوار اللہ فاروقی
12


شمع ہدایت
در
تبلیغی جماعت
مفتی محمد عبدالوہاب خان
13

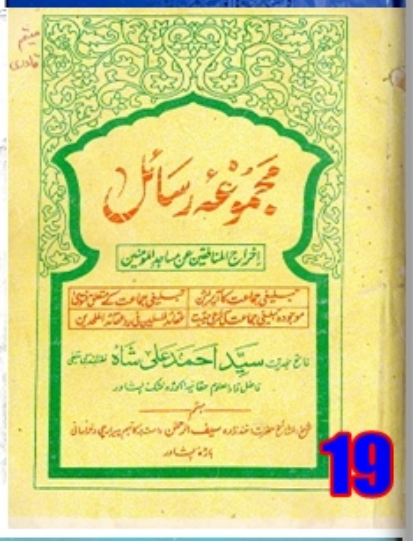

الفتنۃ الکبریٰ
المعروف
شیطان کے سینگ تبلیغی جماعت
نجدیت
قادیانیت
دیوبندیت
وہابیت
مودودیت
14

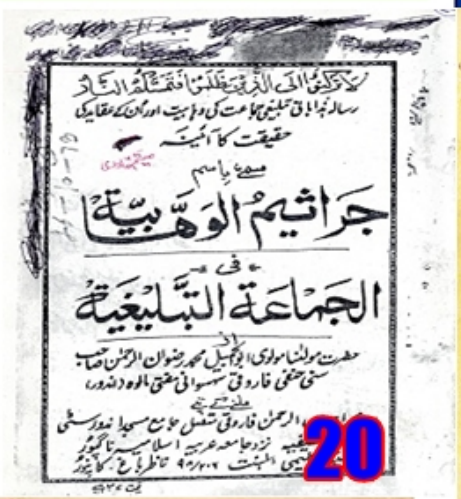
تبلیغی جماعت
کا
صحیح رُخ
15


لقوا لبنی فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ
تبلیغی جماعت کا تعارف
مکتبہ فکر رضا
16


الیاسی تبلیغی جماعت
بمقابلہ
اسلامی تبلیغی جماعت
تالیف
17


تبلیغی جماعت
کی
حقیقت
18


مجموعہ رسائل
19


جراثیم الوہابیۃ
فی
الجماعۃ التبلیغیۃ
20

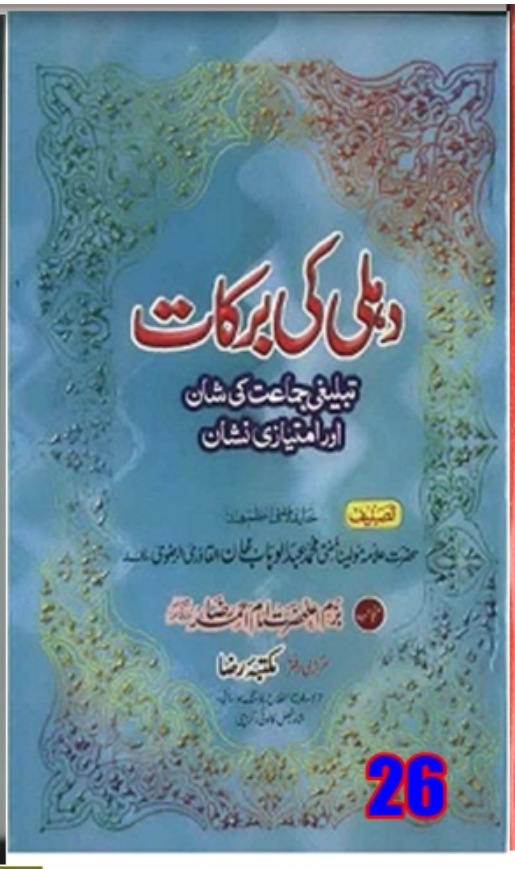

تبلیغی جماعت اپنے آئینہ میں
تبلیغی جماعت کا بے نقاب چہرہ
21


تبلیغی جماعت
اختلاف کیوں؟
الہدیٰ فاؤنڈیشن لاہور
22

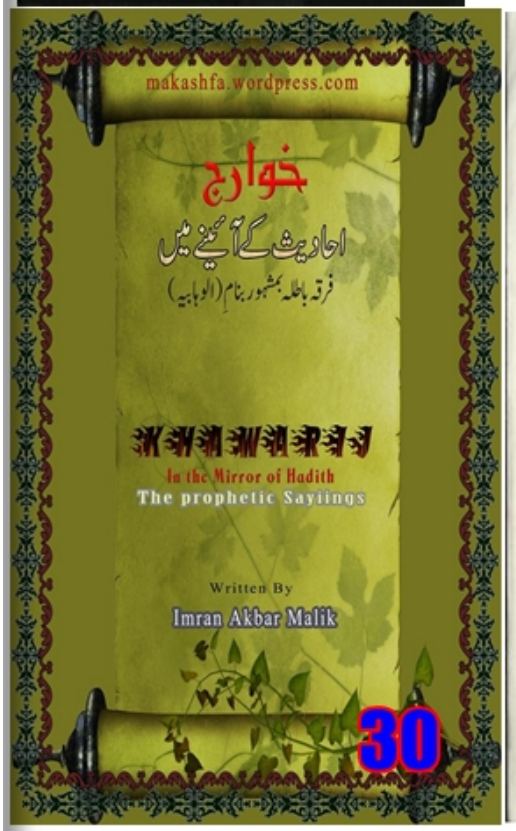

تبلیغی جماعت پر ایک نظر
23

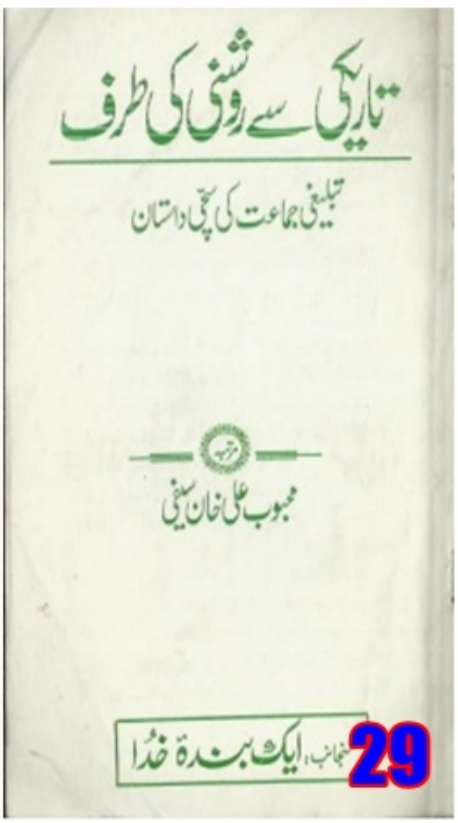

تبلیغی جماعت
کا
پراسرار پروگرام
24

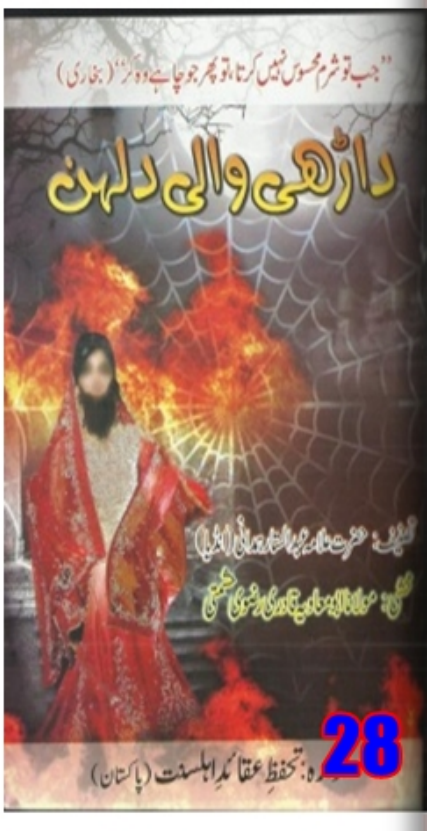












Nusratulhaq92@gmail.com
www.scribd.com/AhmedRaza92

احادیث کی روشنی میں دین وایمان کے خلاف وقت کے ایک بڑے فتنے سے اُمت کو چونکا دینے والی ایک تہلکہ خیز کتاب، اہلِ حق کے لیے روح کی تسکین، آنکھوں کی ٹھنڈک، باغیوں کے سروں پر قہرِ الٰہی کی لگتی ہوئی تلوار

تبلیغی جماعت

احادیث کی روشنی میں



از: رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

زیر اہتمام: دار العلوم امام احمد رضا کونڈیورے، سنگمیشور، رتنا گیری، مہاراشٹر
www.islamieducation.com

احادیث کی روشنی میں دین وایمان کے خلاف وقت کے ایک بڑے فتنے سے اُمت کو چونکا دینے والی ایک تہلکہ خیز کتاب،
اہلِ حق کے لیے روح کی تسکین، آنکھوں کی ٹھنڈک، باغیوں کے سروں پر قہرِ الٰہی کی لٹکتی ہوئی تلوار

تبلیغی جماعت

احادیث کی روشنی میں

از: علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

: برائے ایصالِ ثواب :

حاجی عبدالرحمٰن احمد جانی نوراللہ مرقدہٗ

زیر اہتمام:

دارالعلوم امام احمد رضا

کونڈیورے، سنگمیشور، رتنا گیری، مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''تبلیغی جماعت'' احادیث کی روشنی میں

میں نے اپنی کتاب ''تبلیغی جماعت'' میں تبلیغی جماعت کے متعلق جتنی تفصیلات سپرد قلم کی ہیں وہ اس بات کا یقین دلانے کے لیے بہت کافی ہیں کہ خیر کے نام پر دین میں فساد پھیلانا اور سادہ لوح مسلمانوں کا عقیدہ خراب کرنا تبلیغی جماعت کی ساری سرگرمیوں کا اصل مُدّعا ہے۔

لیکن تھوڑی دیر کے لئے واقعات و تجربات کی ان تمام شہادتوں سے الگ ہٹ کر حقیقت حال کا ایک اور رُخ ملاحظہ فرمائیں تو حیران و ششدر رہ جائیں گے۔ میری کتاب ''تبلیغی جماعت'' کے بکھرے ہوئے صفحات پر نجد کے وہابی فرقے کے ساتھ تبلیغی جماعت کے روحانی اور مذہبی ارتباط اور فکر و اعتقاد کی یکسانیت کا حال آپ نے پڑھ لیا اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ جن کتابوں سے نجدی مذہب کے ساتھ تبلیغی جماعت کا ذہنی اور فکری تعلق ثابت کیا گیا ہے وہ خود تبلیغی جماعت کی معتمد کتابیں ہیں۔ اس لئے ایک حقیقت واقعہ کو الزام کہہ کر چھپایا نہیں جا سکتا۔

اتنی بات ذہن نشین کر لینے کے بعد اب محو حیرت ہو کر یہ خبر پڑھئے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کے سامنے قیامت تک برپا ہونے والے جن مذہبی فتنوں کا تذکرہ فرما دیا ہے ان میں نجد کا یہ ''فتنہ وہابیت'' خاص طور پر نُمایاں ہے۔

پہلی حدیث

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے امام بخاری نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ نے شام اور یمن کے لیے دعا فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں:

اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللّٰہ فی نجدنا۔ قال اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللّٰہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان۔ (بخاری جلد ۳، ص ۱۰۵۱)

خداوندا ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل فرما (دعا کرتے وقت نجد کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے) انہوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ ﷺ! اس پر حضور نے ارشاد فرمایا، خداوندا! ہمارے لئے شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ ﷺ! راوی کا بیان ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

عام طور پر ''قرن الشیطان'' کا ترجمہ ''شیطان کی سینگ'' کیا جاتا ہے لیکن دیوبند کے مصباح اللغات میں اس کا ترجمہ ''شیطان کی رائے کا پابند'' بھی کیا گیا ہے۔ بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجد خیر و برکت کی جگہ نہیں بلکہ فتنہ و شر کی جگہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ اللعالمین کی دعائے خیر معلوم ہو جانے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہمیشہ کے لئے اس خطے پر شقاوت اور بدبختی کی مہر لگ گئی۔ اب وہاں سے کسی خیر کی توقع رکھنا تقدیر الٰہی سے جنگ کرنا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ وہاں کی خاک سے کوئی ایسا شخص ضرور اُٹھے گا جو شیطان کی رائے کا پابند ہوگا یا جس طرح سورج کی پھیل جانے والی پہلی کرن کو ''قرن الشمس'' کہتے ہیں اسی طرح شیطان کا فتنہ بھی وہاں سے سارے جہان

میں پھیل جائے گا۔

اشارۂ محسوس

نجد وحجاز کا اٹلس (جغرافیائی نقشہ) سامنے رکھئے تو آپ کو واضح طور پر نظر آئے گا کہ نجد کا علاقہ مدینہ منورہ کے بالکل مشرقی سمت میں واقع ہے۔ مدینے سے سرکارِ مدینہ نے جن الفاظ میں اس سمت کی طرف اشارے کئے ہیں وہ ایک وفادار مومن کو چونکا دینے کے لئے کافی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نگاہِ رسالت پناہ میں نجد کا فتنہ اُمت کے لیے کس درجہ ہولناک اور ایمان شکن تھا۔ اب اس عنوان پر ذیل میں حدیثوں کی قطار ملاحظہ فرمائیے۔

دوسری حدیث

صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قام عند باب حفصة فقال بیدہ نحو المشرق الفتنة ھا ھنا من حیث یطلع قرن الشیطان مرتین او ثلا ثا۔ (مسلم شریف ج۲ص۳۹۴)

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور ﷺ ام المومنین حضرتِ حفصہ کے دروازے پر کھڑے تھے وہاں سے مشرق کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ جگہ یہ ہے، یہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

راوی کو شک ہے یہ الفاظ حضور نے دو بار کہے یا تین بار۔

تیسری حدیث

یہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے پھر مسلم شریف میں ہے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال وھو مستقبل المشرق ان الفتنة ھاھنا ان الفتنة ھاھنا ان الفتنة ھاھنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔ (مسلم شریف ج۲،ص۲۹۳)

بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اُٹھے گا، فتنہ یہاں سے اُٹھے گا، فتنہ یہاں سے اُٹھے گا۔ جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

چوتھی حدیث

پھر انہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسلم شریف میں تیسری روایت نقل کی گئی ہے:

خرج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من بیت عائشة فقال راس الکفر من ھاھنا من حیث یطلع قرن الشیطان یعنی المشرق۔ (مسلم شریف کتاب الفتن ج۲،ص۳۹۴)

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حرم سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کفر کا مرکز یہاں ہے جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

غور فرمائیے! ان تینوں حدیثوں میں صرف مشرق کی سمت ہی کا ذکر نہیں ہے کہ اس سے نجد کا خطہ مراد لینے میں کسی احتمال کی گنجائش نکل آئے بلکہ اس کے ساتھ ہر جگہ **من حیث یطلع قرن الشیطان** (شیطان کی سینگ نکلے گی) کا اضافہ واضح طور پر بتا رہا ہے کہ مشرق کی سمت سے کوئی دوسرا علاقہ نہیں بلکہ خاص نجد مراد ہے۔ کیونکہ بخاری شریف کی

حدیث میں نجد کے نام کے ساتھ نجد کا یہ وصف ذکر کیا گیا ہے۔اس لیے حدیث کی زبان میں مشرقی سمت میں وہ خطہ ہے جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔نجد کے سوااور کوئی دوسرا خطہ نہیں ہوسکتا۔

پانچویں حدیث

سیّدی علامہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الدرالسنیہ'' میں کتب حدیث سے حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

یخرج ناس من قبل المشرق یقرؤن القران لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لایعودون فیہ حتیٰ یعود السھم الی فوقہ سیماھم التحلیق۔

(الدررالسنیہ ،ص۴۹،مطبوعہ مصر)

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ دین میں پلٹ کر نہیں آئیں گے۔یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

چھٹی حدیث

یہی علامہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث بھی کتبِ حدیث سے اپنی کتاب مذکورہ میں تخریج فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یخرج ناس من المشرق یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم کلما قطع قرن نشاء قرن حتی یکون آخرھم مع مسیح الدجال۔ (الدررالسنیہ ،ص۵۰مطبوعہ ترکی ومصر)

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ جب اُن کا ایک گروہ ختم ہوجائے گا تو وہیں سے دوسرا گروہ جنم لے گا یہاں تک کہ اُن کا آخری دستہ دجال کے ساتھ اُٹھے گا۔

ایک اور سراغ

دیارِ نجد میں بنوحنیفہ کا وہی بدقسمت قبیلہ ہے جہاں سے شیطان کی سینگ طلوع ہوئی اور جس کی خاک سے زلزلوں اور فتنوں نے جنم لیا۔

اب تاریخ کی ایک بڑی ٹریجڈی ملاحظہ فرمایئے کہ یہ دل آزار قبیلہ شروع سے سرکارِ رسالت مآب ﷺ کی روحانی اذیت اور طبعی کراہت کا موجب رہا۔احادیث میں اس قبیلے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

ساتویں حدیث

علامہ دحلان نے اپنی کتاب میں کتبِ حدیث سے سرکارِ اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

کنت فی مبدأ لرسالۃ اعرض نفسی علی القبائل فی کل موسم ولم یجیبنی احد جواباً اقبح ولا اخبث من ردبنی حنیفۃ۔ (الدررالسنیہ ،ص۵۳)

کہ رسالت کے ابتدائی ایام میں ہر موسمِ حج پر باہر سے آنے والے قبائل کے سامنے میں اپنی دعوت پیش کیا کرتا تھا۔ بنوحنیفہ کے جواب سے زیادہ قبیح اور ناپاک جواب مجھے کسی قبیلے نے نہیں دیا۔

نوٹ

واضح رہے کہ مسعود عالم صاحب ندوی کی تصریح کے مطابق وادیِ حنیفہ کا دوسرا نام یمامہ بھی ہے۔

آٹھویں حدیث

جامع ترمذی میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

قال مات النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیف وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ۔

(ترمذی)

انہوں نے بیان کیا کہ بنی اکرم ﷺ تین قبیلوں کو تاحیات ناپسند فرماتے رہے۔ ایک ثقیف، دوسرا بنی حنیفہ، تیسرا بنی اُمیہ۔

پہلی حدیث سے لے کر آٹھویں حدیث تک یہ تمام حدیثیں نجد کے فتنے کو مختلف زاویوں سے سمجھنے اور بارگاہِ رسالت میں اس خطے کے مقہور ہونے کی جہت کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہیں۔ اب ذیل کی حدیثوں میں اس فتنے کے علم برداروں کا اور خدوخال پڑھیے۔

نویں حدیث

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

قال بینما نحن عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویقسم قسما اتاہ ذوالخویصرہ وھو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللّٰہ اعدل فقال ویلك فمن یعدل اذلم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر ائذن لی اضرب عنقہ فقال دعہ ان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتھم وصیامہ مع صیامھم یقرء ون القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۳۵، بخاری جلد ۲ ص ۱۰۲۴)

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ نام کا ایک شخص، جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا آیا اور کہا، اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لو۔ حضور نے فرمایا، افسوس تیری جسارت پر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے۔ اگر میں انصاف نہیں کرتا تو تُو خائب وخاسر ہو چکا ہوتا۔ حضرت عمر سے جب نہیں رہا گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن ماردوں۔ حضور نے فرمایا، اسے چھوڑ دو، یہ اکیلا نہیں ہے اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا (ان ساری ظاہری خوبیوں کے باوجود) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

دسویں حدیث

یہی واقعہ دوسرے سلسلۂ روایت سے مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

اقبل رجل غائر العینین ناتی لجبهة کث اللحیه مشرق الوجتین محلوق الراس فقال محمد اتق اللّٰه فقال فمن یطع اللّٰه اذا عصیته قد امننی اللّٰه علٰی اهل الارض و لا تامنونی فیسال قتله فمنعه فلمّا ولّیٰ قال ان من ضئضیٔ هذا قوما یقرء ون القران لایجاوز حنا جرهم یمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمیة فیقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل لاوثان۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۳۵)

ایک شخص آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی اُبھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، دونوں گال پھولے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا۔ اُس نے زبانِ طعن دراز کی اے محمد ﷺ! اللہ سے ڈرو۔ حضور نے فرمایا میں ہی نافرمان ہو جاؤں گا تو اللہ کی فرماں برداری کون کرے گا۔ اللہ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ اسی درمیان میں ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ حضور نے انہیں روک دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

گیارھویں حدیث

یہی واقعہ حضرت شریک ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اس میں انہوں نے اس گستاخ شخص کے متعلق سرکار رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

ثم قال یخرج فی اٰخر الزمان قوم کانَّ هٰذا منهم یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة سیماهم التحلیق لایزالون یخرجون حتی یخرج اٰخرهم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموهم هم شر الخلق و الخلیقة۔ (مشکوٰۃ ص ۱۳۰۹)

پھر حضور نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک گروہ نکلے گا گویا یہ شخص اسی گروہ کا ایک فرد ہے۔ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ ان کی خاص پہچان ''سر منڈانا'' ہے وہ ہمیشہ گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملو گے تو انہیں اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین پاؤ گے۔

بارھویں حدیث

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفریقة قوم یحسنون القیل ویسئیون الفعل یقرؤن القران لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة لایرجعون حتی یرتد السهم علیٰ فوقه هم شر الخلق والخلیقة طوبیٰ لمن قتلهم وقتلوه یدعون

الیٰ کتاب اللّٰہ ولیسوا منھا فی شیئی من قاتھم کان اولی باللّٰہ منھم قالوا یا رسول اللّٰہ ما سیماھم قال التحلیق۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰۸)

حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں اختلاف وتفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ پس اس سلسلے میں ایک گروہ نکلے گا جس کی باتیں بظاہر دلفریب وخوشنما ہوں گی لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا۔ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ اپنی طبیعت وسرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔ جو ان سے جنگ کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے فرمایا، ان کی خاص پہچان کیا ہوگی یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا، سر منڈانا۔

تیرھویں حدیث

اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ اصل حدیث بیان کرنے سے پہلے حدیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قسم خدا کی آسمان سے زمین پر گر پڑنا میرے لیے آسان ہے لیکن حضور کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد اصل حدیث کا سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

ان سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول یستخرج قوم فی اخر الزمان احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایمانھم حنا جرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ (بخاری ج ۲، ص ۱۰۲۴)

مَیں نے حضور انور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اخیر زمانے میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی باتیں وہ بظاہر اچھی کہیں گے لیکن ایمان ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

چودھویں حدیث

حضرت ابونعیم نے حلیہ میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سیکون فی اخر الزمان دیدان القراع فمن ادرک ذلک الزمان فلیتعوذ باللّٰہ منھم۔ (حلیہ)

اخیر زمانے میں کیڑے مکوڑوں کی طرح ہر طرف ''ملّانے'' پھوٹ پڑیں گے پس تم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے تو اُسے چاہیے کہ وہ اُن سے خدا کی پناہ مانگے۔

اسی کے ساتھ یہ حدیث بھی پڑھ لیجیے جو مشکوٰۃ شریف میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یکون حدیثھم فی مساجدھم فی امر دیناھم فلا تجالسوھم فلیس اللّٰہ فیھم حاجۃ۔ (مشکوٰۃ)

حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب کہ لوگ اپنی مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں

گے۔ جب ایسا زمانہ آ جائے تو تم ان کے سامنے مت بیٹھنا۔ اللہ ایسے لوگوں سے بے پروا ہے۔

پندرھویں حدیث

محدث کبیر امام ابویعلی نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی اور صاحبِ ابریز نے اسے اپنی کتاب سے نقل کیا ہے:

عن انس قال کان فینا شاب ذو عبادۃ وزھد و اجتھاد فسمّیناہ عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلم یعرفہ ووصفناہ بصفۃ فلم یعرفہ فبینما نحن کذالک اذا قبل فقلنا یا رسول اللّٰہ ھو ھذا فقال انی لاری علیٰ وجھہ سفعہ من الیشطان فجاء فسلم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک فقال اللّٰھم نعم ثم ولی فدخل المسجد فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من یقتل الرجل فقال ابوبکر انا فدخل فاذا ھو قائم یصلی فقال ابوبکر کیف اقتل رجل ھو یصلی وقد نھانا النبی صلی اللّٰہ علیہ سلم من قتل المصلین فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من یقتل الرجل فقال عمر انا یا رسول اللّٰہ فدخل المسجد فاذا ھو ساجد فقال مثل ما قال ابوبکر و اراد لارجعن فقد رجع من ھو خیر منی فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مہ یا عمر فذکر لہ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من یقتل الرجل فقال علی انا فقال انت تقتلہ ان وجدتہ فدخل المسجد فوجدہ قد خرج فقال اما واللّٰہ لوقتلتہ لکان اولھم واخرھم وما اختلف فی امتی اثنان۔ (ابریز شریف، ص ۲۷۷)

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا ہی عابد وزاہد نوجوان تھا۔ ہم نے ایک دن حضور سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور اسے نہیں پہچان سکے۔ پھر اُس کے حالات واوصاف بیان کیے جب بھی حضور اسے نہیں پہچان سکے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آ گیا۔ جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور کو خبر دی، یہ وہی نوجوان ہے۔ حضور نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا اس کے چہرے پر مَیں شیطان کی خارش کے دھبّے دیکھتا ہوں۔ اتنے میں وہ حضور کے قریب آیا اور سلام کیا۔ حضور نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں! اس کے بعد وہ مسجد کے اندر داخل ہوا۔ حضور نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا، مَیں۔ جب اس ارادہ سے مسجد کے اندر گئے تو اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں۔ جب کہ حضور نے نمازی کے قتل سے منع کیا ہے۔ پھر حضور نے آواز دی، کون اسے قتل کرتا ہے؟ حضرت عمر نے جواب دیا، مَیں۔ جب وہ مسجد کے اندر گئے تو اس وقت نوجوان سجدے کی حالت میں تھا۔ وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابوبکر کی طرح واپس لوٹ آئے۔ پھر حضور نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا، مَیں۔ حضور نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کردو گے۔ بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے۔ لیکن جب حضرت علی مسجد میں داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا، اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری اُمّت کے جملہ فتنہ پردازوں سے یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری اُمّت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہیں لڑتے۔

حاصلِ مطالعہ

یہ پندرہ حدیثیں آپ کی نظر کے سامنے ہیں۔ مَیں آپ سے درخواست کروں گا کہ ایک بار پھر انہیں غور سے پڑھ جایئے۔ بات پیغمبر ذی شان کی ہے جو غیب کے رموز اور مستقبل کے اسرار سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس لیے پچھم کا سورج پورب کی طرف ڈوب سکتا ہے لیکن نبی کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔

مَیں آپ کو غیرتِ حق کی قسم دیتا ہوں! مذکورہ بالا حدیثوں میں ذرا بھی یقین ہو تو ہاتھ میں انصاف و دیانت کا چراغ لے کر تلاش کیجیے کہ آخری زمانے میں جس گروہ کے ظہور کی پیغمبر نے خبر دی ہے آج وہ گروہ کہاں ہے؟ خدا کا شکر ہے کہ خبر دینے والے نے اس گروہ کو مختلف نشانیوں کے ذریعے اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب وہ دوپہر کے اُجالے میں ہے۔ نشانیاں ایسی بتائی گئی ہیں کہ ان کی روشنی میں دین و ایمان کے غارت گروں کا سراغ لگایا جائے۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص نبی کی خوشنودی کے مقابلے میں اپنی خواہشات کا غلام نہیں ہے تو اس کے لیے فتنے سے نظر بچانا بہت مشکل ہے۔ مَیں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان پندرہ حدیثوں کے درمیان بکھری ہوئی جملہ نشانیوں کو اگر آپ ترتیب کے ساتھ جمع کر دیں تو واقعات و مشاہدات کی سطح سے نجدی گروہ یا تبلیغی جماعت کی تصویر اچانک ابھر آئے گی۔

اور زحمت نہ ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اپنی نگاہ کا سررشتہ میری نوکِ قلم کے ساتھ جوڑ دیجیے۔ مَیں حدیثوں کے انبار سے نشانیاں چنتا جا رہا ہوں۔ آپ جوڑتے جایئے۔ کچھ ہی دیر میں تبلیغی جماعت کی تصویر نہ بن جائے تو میرے قلم سے اپنا اعتماد اٹھا لیجیے گا۔

نشانیوں کی تلاش

(۱) حدیث ۱ تا ۸ میں بتایا گیا ہے کہ کفر اور شیطانی فتنے کا مرکز مدینہ کے مشرقی سمت پر واقع ہونے والا نجد کا خطہ ہے۔ اسی مشرقی خطے سے مسلمان نام کا ایک گروہ اُٹھے گا جو قرآن پڑھے گا لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائے گا لیکن دین سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اب تجربات کی روشنی میں پرکھ لیجیے کہ سوائے تبلیغی جماعت کے آج وہ کون سا گروہ ہے جس کا کنارہ دہلی میں ہے تو دوسرا کنارہ نجد میں ''ریاض'' سے ملتا ہے۔

(۲) حدیث ۹ تا ۱۰ ذوالخویصرہ نامی جس گستاخِ رسول کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہیں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ قبیلہ بنی تمیم کا آدمی تھا اور آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا گروہ اسی کی نسل سے ہوگا۔ اب عرب کے مستند مؤرخین کا ایک تازہ انکشاف ملاحظہ فرمایئے۔ مشہور مؤرخ علامہ دینی دحلان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

واصرح من ذلك ان هذالمغرور محمد بن عبدالوهاب من تميم فيحتمل انه عن عقب ذى الخويصرة التميمى الذى جاء فيه حديث البخارى عن ابى سعيد الخدرى رضى اللّٰه عنه ۔

(الدررالسنیہ ص ۱۵۱)

اور سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کا سلسلۂ نسب بنی تمیم سے ہے اس لیے کچھ بعید نہیں ہے کہ ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو جس کے متعلق بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک

حدیث بھی منقول ہے۔

علاوہ ازیں خوارج کے بارے میں صاحبِ لمعات نے لکھا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ذوالخویصرہ کی نسل سے نہیں تھا۔ان کی عبارت کے الفاظ یہ ہیں۔لم یکن فی الخوارج قوم من نسل ذی الخویصرہ۔ (حاشیہ مشکوٰۃ،ص ۵۳۵)

اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ حدیث ۹،۱۰،۱۱ میں ظاہر ہونے والے گروہ سے نجدی گروہ مراد لینا حقیقت واقعہ کے عین مطابق ہے۔

(۳) حدیث نمبر۱۲ میں اس گروہ کی پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو تبلیغی جماعت کے حلقہائے درسِ قرآن اور ان کے دعوتی اجتماعات کو دیکھ لیجیے۔لوگوں کو دین اور قرآن کی طرف بلاتے بلاتے ان کی زبانیں خشک ہوجاتی ہیں لیکن کسی روز نزدیک سے جھانک کر دیکھئے تو یہ ساری نمائش محض اس لیے ہے کہ دین میں فساد پیدا کریں۔

(۴) حدیث ۱۲،۱۳ میں اس گروہ کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اوپر سے باتیں اچھی کریں گے لیکن اندر سے عمل اس کے خلاف ہوگا۔قول وفعل کا یہ تضاد دیکھنا چاہتے ہوں تو تبلیغی جماعت کو دیکھ لیجیے۔باتوں کی حد تک وہ کتنے سراپا اخلاص، اسلام دوست اور خوش نما نظر آتے ہیں۔لیکن کردار دیکھئے تو اب تک لاکھوں خوش عقیدہ مسلمانوں کا ایمان غارت کر چکے ہیں۔توحید کا نام لے کر رسالت کی تنقیص کرنا اس گروہ کا جماعتی شعار بن چکا ہے۔

(۵) حدیث ۱۰ میں اس گروہ کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کا خون بہائیں گے۔مشرکین سے کوئی چھیڑ نہیں کریں گے۔نجدی گروہ کے بارے میں اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو مولانا محمد علی جوہر کا یہ منصفانہ بیان پڑھیے۔پچھلے صفحات میں مولانا حسین احمد صاحب کا بھی اسی طرح کا بیان گزر چکا ہے۔

''نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں اور غالباً اس وقت بھی یمن کے مسلمانوں پر جنگ کی تیاری ہے۔'' (مقالاتِ محمد علی حصہ اوّل ص ۳۷)

تبلیغی جماعت اور نجد گروہ کے درمیان چونکہ کوئی خاص فرق نہیں ہے اس لیے یہ نشانی تبلیغی جماعت کا انجام معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۶) حدیث نمبر ۱۵، ۱۱، ۱۲ میں اس گروہ کی ایک خاص پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ التزام کے ساتھ اپنا سر منڈائیں گے۔گویا یہ فعل ان کا جماعتی شعار بن جائے گا۔اب اس کی تصدیق کے لیے عرب کے مستند تاریخ الفتوحات الاسلامیہ کے مصنف کا یہ بیان پڑھ لیجیے:

سیما ھم التحلیق تصریح بھذہ الطائفہ لانھم کانوا یامرون کل من اتیعھم ان یحلق راسہ ولم یکن ھذا الوصف لاحد من الخواج و المبتد عۃ الذین کانوا قبل زمن ھولاء۔

(الفتوحات الاسلامیہ، ج ۲،ص ۲۶۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ ان کی خاص نشانی سر منڈانا ہے۔یہ نجدی گروہ کے حق میں بالکل صراحت

ہے کیوں کہ یہی لوگ اپنی متبعین کو سر منڈانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ سرکار کی بتائی ہوئی یہ نشانی خوارج اور گزشتہ بد دین فرقوں میں سے کسی فرقہ کے اندر موجود نہیں تھی۔ یہ شعار صرف وہابیہ نجدیہ کا ہے۔

ایک عجیب نکتہ

لفظ "تحلیق" کی لغوی تشریح کے سلسلے میں بحث ونظر کا ایک گوشہ بہت زیادہ قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تحلیق کا ترجمہ عام طور پر "سر منڈانا" کیا جاتا ہے لیکن دیوبند کی معتمد کتاب مصباح اللغات ص ۱۴۸ میں اس کے ہم مادہ لفظ کا ترجمہ "چکر لگانا" اور "حلقے میں بیٹھنا" بھی کیا گیا ہے۔ خالی الذہن ہوکر سوچیے تو یہ دونوں ترجمے تبلیغی جماعت پر پوری طرح فٹ ہوجاتے ہیں۔ ایک طرف ترجمہ اگر ان کی "چلت پھرت" کو بتاتا ہے تو دوسرا ترجمہ ان کے "اجتماع" کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۷) حدیث ۹ میں اس گروہ کی پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ نماز اتنی نمائشی پابندی یا اتنے ظاہری اہتمام وخشوع کے ساتھ پڑھیں گے کہ دوسرے لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھنے لگیں گے۔ تبلیغی جماعت کا یہ وصف اتنا ظاہر ہے کہ اب اس کے متعلق کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر آپ کو ایسے بے شمار نمازی ملیں گے جنہیں نماز پڑھتے ہوئے چالیس پچاس سال گزر گئے لیکن ان کی پیشانی نمائشی سجدوں کے نشان سے بے داغ ہیں اور یہاں تبلیغی جماعت کے نمازیوں کو جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہو پاتے کہ ان کی پیشانیاں داغ دار ہوجاتی ہیں۔ اب اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا تلاش کی جاسکتی ہے کہ یہ لوگ سجدہ نہیں کرتے پیشانیوں کو سجدوں سے داغا کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں پر اپنی نماز خوانی کی دھونس جمائیں۔

(۸) حدیث نمبر ۹، ۱۰، ۱۵ میں اس گروہ کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اپنی نماز وعبارت کی نخوت میں اپنے سوا سب کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اپنے سے بڑے بڑوں کو برملا ٹوکتے پھرنا یہاں تک کہ انبیاء، اولیاء کی بھی تنقیص کرنا اس گروہ کا جماعتی شعار ہوگا۔ تبلیغی جماعت کے حق میں اس نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی کی تقریر کا یہ حصہ پڑھیے:

"میں ہر جمعہ کو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم کی خدمت میں برابر حاضر ہوتا تھا اور جماعت کے بے ضابطہ مقررین کی شکایت عرض کرتا کہ میں بہت سے موقعوں پر خود سن چکا ہوں کہ یہ لوگ علمائے کرام اور مدارس کا مختلف انداز سے استخفاف "تحقیر" کرتے ہیں۔ آپ حضرات کو جلد از جلد اس کی شدت سے روک تھام کرنا چاہیے۔ علماء کرام کو سخت شکایات ہیں۔" (اصولِ دعوت وتبلیغ، ص ۴۳)

دوسری جگہ موصوف نے مردم آزار نخوت کا ماتم ان الفاظ میں کیا ہے، لکھتے ہیں:

"کچھ عجیب سی بات ہے کہ جو تبلیغی جماعت سے جتنا زیادہ قریب تر ہوتا ہے وہ اتنا ہی دوسرے علماء سے بعید تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ اور جس نے دو چار چلّے دے دیئے تو پھر اس کی ترقی درجات کے کیا کہنے۔ پھر تو وہ علماء کی بھی کوئی حقیقت اپنے سامنے نہیں سمجھتا۔" (اصولِ دعوت وتبلیغ، ص ۵۰)

اور تبلیغی جماعت کے لوگوں میں تنقیص انبیاء کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش دیکھنا چاہتے ہوں تو بانی جماعت مولوی

الیاس صاحب کے ایک خط کا یہ حصہ پڑھیے جسے انہوں نے تبلیغی جماعت کے کارکنوں کے نام لکھا تھا۔ لکھتے ہیں:

''اگر حق تعالیٰ کسی سے کام لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرّہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔ (مکاتیبِ الیاس، ص ۱۰۷)

(۹) حدیث ۱۳ میں اس گروہ کی ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ سادہ لوح، بے سمجھ اور نوعمر لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ تبلیغی جماعت کے حق میں نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو ان کے کسی بھی اجتماع میں پہنچ جایئے۔ وہاں دو ہی طرح کے لوگ آپ کو مل جائیں گے۔ بہت بڑی تعداد ان کم پڑھے لکھے سادہ لوح عوام کی نظر آئے گی جو اپنی خوش فہمی میں دین کا کام سمجھ کر تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو گئے ہیں اور دوسرا گروہ اسکولوں، کالجوں، مدرسوں اور مسلم آبادی کے ان پُرجوش نوجوانوں کا ملے گا جو اپنے مذہبی جذبے کی تسکین کا ذریعہ سمجھ کر تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں۔ کوئی اپنی سادہ لوحی اور حماقت مآبی سے فریب کا شکار ہے۔ اور کوئی اپنی نوعمری اور ناتجربہ کاری کے سبب غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ چہرے کا نقاب اُلٹ کر کسی نے بھی اصل حقیقت سے واقفیت بھی پہنچانے کی کوشش نہیں فرمائی ہے۔

(۱۰) حدیث ۱۴ میں بتایا گیا ہے کہ آخری زمانے میں کیڑے مکوڑوں کی طرح صرف مُلّے ہی مُلّے نظر آئیں گے اور مسجدوں کو چوپال بنالیا جائے گا۔ تجربات و مشاہدات کے آئینے میں دیکھئے تو تبلیغی جماعت اس پیشین گوئی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ لاتعداد ایسے افراد اس گروہ میں پھوٹ پڑے ہیں جو تبلیغی نصاب کی چند اُردو کتابیں پڑھ کر ''مولانا'' بن گئے ہیں اور بڑے بڑے علماء کو بھی اب وہ خاطر میں نہیں لاتے۔ جیسا کہ اس کا شکوہ اب اس گروہ کے علماء بھی کرنے لگے ہیں۔ مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی کے یہ الفاظ پڑھیے۔

''غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کمپونڈر تک نہیں ہو سکتا مگر (ان) لوگوں نے دین کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جائے۔ کسی سند کی ضرورت نہیں، ایسے ہی موقع پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے۔ ''نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔'' (اصولِ دعوت و تبلیغ ص ۵۴)

اس سلسلے میں موصوف کی تقریر کا یہ حصہ بھی پڑھنے کے قابل ہے:

''میرے بزرگو! جب ناواقف لوگ و نااہل لوگ منصبِ خطابت پر فائز ہوں گے تو وہ اپنے مبلغِ علم کے مطابق ہی نہیں بولیں گے بلکہ اپنے علم سے آگے نکلتے پیدا کریں گے ان کو اتنی جرأت ہوگئی کہ وہ لوگ اپنے خطابات میں علماء کو تنبیہات فرماتے ہیں۔''

اور مسجدوں کا حال کیا پوچھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے ان خانہ بدوشوں کی بدولت اب وہ مسجد کے سوا سب کچھ ہیں۔ کھانا پکانے، کھانا کھانے اور لیٹنے سونے سے لے کر زندگی کے دوسرے مشاغل تک سارے دنیوی امور وہیں انجام پاتے ہیں۔ مسجدوں کی بے حرمتی کے ایسے ایسے جگر سوز حالات سننے میں آتے ہیں کہ کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

(۱۱) حدیث نمبر ۶۔۱۲ میں بتایا گیا ہے کہ یہ گروہ مختلف ناموں اور مختلف رنگ و روپ کے ساتھ ہر دور میں موجود رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کا آخری دستہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ تبلیغی جماعت پر یہ دونوں حدیثیں پوری طرح منطبق ہوتی ہیں۔ کیونکہ تبلیغی جماعت جن عقائدِ باطلہ کی علم بردار ہے وہ بالکل وہی ہیں جنہیں ابن عبدالوہاب نجدی،

ابن تیمیہ اور ابن قیم سے لے کر معتزلہ اور خوارج تک ہر دور کے باطل پرستوں نے مختلف ناموں، مختلف جماعتوں اور مختلف رنگ روپ کے ساتھ پروان چڑھایا ہے۔ صرف نام نیا ہے باقی ساری گمراہیاں پُرانی ہیں۔

یہیں سے اس تاویل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جس جماعت کے ظہور کی خبر دی تھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نیست و نابود ہو گئی کیونکہ یہاں سوال کسی متعین جماعت کا نہیں بلکہ اس کافرانہ ذہن کا ہے جو اس وقت بھی موجود تھا اور ناموں کے اختلاف کے ساتھ آج بھی موجود ہے اور بدلتے ہوئے ظروف و احوال کے مطابق خروجِ دجّال تک موجود رہے گا۔

(۱۲) حدیث نمبر ۱۱۔۱۲ میں اس گروہ کی ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہ اپنے مزاج و سرشت کے لحاظ سے بدترین لوگ ہوں گے۔ تبلیغی جماعت کے حق میں اگر آپ اس نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو کسی پختہ کار تبلیغی جماعت کو ٹٹول کر دیکھ لیجیے۔

نہایت خشک مزاج، بدخو اور متکبر اُسے آپ پائیں گے۔ روحانی شگفتگی، ذوق لطیف، گداز قلب اور کیف عشق سے وہ یکسر محروم نظر آئیں گے بلکہ نجدیوں کے حق میں شقاوتِ قلب کی صاف و صریح حدیث وارد ہوئی ہے۔ تبلیغی جماعت کو بھی اسی قیاس کر لیجیے۔

(۱۳) حدیث نمبر ۵۔۱۲ میں اس گروہ کی ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ایک بار حق سے منحرف ہو چکنے کے بعد دوبارہ حق کی طرف واپسی ان کے لئے ناممکن ہو جائے گی۔ تبلیغی جماعت کے حق میں اس نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو کسی بھی سرگرم تبلیغی جماعت کو جانچ لیجیے۔ لاکھ آپ کوشش کریں گے وہ عقیدے کے فساد سے ہٹ جائے رسولِ عربی کے گستاخوں کا ساتھ نہ دے، مقبولانِ حق کی بارگاہوں سے عقیدت رکھے لیکن وہ عشق و ایمان کی طرف کبھی پلٹ کر واپس نہیں آئے گا۔

ذہن کا آخری کانٹا

قبل اس کے مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں آپ تبلیغی جماعت کے متعلق ہوئی فیصلہ کریں مجھے چند لمحے کے لیے اجازت دیجیے کہ مَیں آپ کے احساس کی نبض پر ہاتھ رکھ آپ سے ایک بات کہوں۔

مَیں محسوس کرتا ہوں کہ تبلیغی جماعت کے خلاف کوئی فیصلہ کرتے ہوئے آپ کو جو سب سے بڑی الجھن پیش آئے گی وہ یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت جو لوگوں کو دین کی طرف بلاتی ہے۔ نماز اور روزہ کی خود بھی پابند ہے اور دوسروں کو ترغیب دیتی ہے۔ لوگوں کو اچھی باتوں کی تلقین کرنا جس نے اپنا مقصدِ حیات ٹھہرا لیا ہے اسے کیوں کر گمراہ اور بے دین قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسی دین پرور جماعت بھی گمراہ اور بے دین ہے تو پھر دنیا میں دین دار اور حق پرست کون ہے؟

مَیں عرض کروں گا کہ تقریباً اسی طرح کی کش مکش حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی اس نوجوان نمازی کے متعلق پیش آئی تھی جسے قتل کرنے کا حکم حضور انور ﷺ نے صادر فرمایا تھا۔ وہ بھی یہ سوچ کر واپس لوٹ آئے تھے کہ ایک نمازی کو کیوں قتل کیا جائے۔

اور پھر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو خبر دی تھی کہ اخیر زمانے میں ایک جماعت نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے۔ اچھی

باتوں کی تلقین کریں گے۔نماز وروزہ کا اہتمام ان کے یہاں سب سے زیادہ ہوگا اوراس کے باوجود دین سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا تو اس وقت بھی صحابۂ کرام کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ کسی بھی شخص کو دین دار اور پسندیدہ قرار دینے کے لیے یہی ظاہری علامتیں دیکھی جاتی ہیں۔دل کے اندر کو اُترتا ہے اور جب یہی علامتیں بے دین اور منحرف لوگوں کے لیے بھی حضور قرار دے رہے ہیں تو پھر دین دار نمازی اور بے نمازی کے درمیان کس طرح امتیاز کیا جائے گا؟

غالباً اسی حیرانی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے سب کچھ سن لینے کے بعد پھر یہ سوال کیا کہ **وما سیماھم؟ یارسول اللہ ﷺ! ان کی خاص علامت کیا ہے؟** مطلب یہ تھا کہ یہی علامتیں تو خدا پرست اور دین دار مسلمانوں کی بھی ہیں۔کوئی ایسی علامت بتایئے جو اسی بے دین اور گمراہ جماعت کے ساتھ خاص ہو تو اس کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا **سیماھم التحلیق ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔**

نسخۂ شفاء

اچھا ساری بحث جانے دیجیے کم ازکم حدیثوں پر یقین کے نتیجے میں اتنا تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ اخیر زمانے میں ایک جماعت نکلے گی جو مذکورہ بالا اوصاف کی حامل ہوگی اگر وہ تبلیغی جماعت نہیں تو پھر آپ ہی بتایئے کہ دوسری وہ کون سی جماعت ہے جس میں ماسبق حدیثوں کی بیان کردہ علامتیں پائی جارہی ہیں۔

اس لیے ذہنی خلجان کا علاج یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کو صرف روزہ،نماز اور چند ظاہری خوبیوں کے رُخ سے نہ دیکھے بلکہ احادیث میں اس بے دین جماعت کی جتنی علامتیں بیان کی گئی ہیں ان ساری علامتوں کے آئینے میں تبلیغی جماعت کا جائزہ لیجیے۔روزہ،نماز اور دینی دعوت تو ان علامتوں کا صرف ایک حصہ ہے۔تصویر کا صرف ایک رُخ دیکھ کر پوری شخصیت کا سراپا معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔

ضمیر کا فیصلہ

ان حالات میں اب مومن کا ضمیر ہی اس کا فیصلہ کرے گا کہ رسول پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی خوشنودی تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہونے میں ہے یا اس سے علیحدہ رہنے میں؟ یہ سوال صرف ان لوگوں سے ہے جنہیں صرف خدا اور رسول کی خوشنودی کا جذبہ تبلیغی جماعت کی طرف کھینچ کر لے گیا ہے باقی رہے وہ لوگ جو کسی مادی منفعت کی لالچ یا مذہبی شقاوت کے جذبے میں تبلیغی جماعت کے ساتھ ہوگئے ہیں تو ان کے تعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں جتنی دور جانا چاہے جائیں۔احترام نبوت کے قانون کی اب کوئی زنجیر ان کے اٹھے ہوئے قدموں کو نہیں روک سکتی لیکن صرف اتنی سچائی برقرار رکھیں کہ اپنے نفس کے شیطان کی فرماں برداری کرتے وقت خدا و رسول کی خوشنودی کا نام نہ لیا کریں۔

بہرحال یہ کہتے ہوئے اب اس بحث کا سلسلہ ختم کرتا ہوں کہ جن اوصاف کی وجہ سے لوگ تبلیغی جماعت پسند کرتے ہیں۔افسوس کہ وہی اوصاف ہمیں اس گروہ سے بھی روشناس کراتے ہیں جن کی نشاندہی آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر خدا کے آخری پیغمبر نے فرمائی تھی اور اپنی وفادار امت کو تاکید کی تھی کہ جب ان نشانیوں کو کوئی گروہ تمہیں ملے

تو تم اسے دور رہنا۔

اب جس اُمتی کو اپنے رسول کی خوشنودی عزیز ہو وہ تبلیغی جماعت سے دور رہے اور جو اپنی خواہشِ نفس کا غلام ہو اسے ایک وفادار مومن کی روش اختیار کرنے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

الوداعی کلمات

اس کتاب کے خاتمہ پر میں آپ سے چند آخری کلمات کہہ کر رخصت ہو رہا ہوں۔ اپنی تلاش و جستجو کے بعد تبلیغی جماعت سے متعلق جتنی حدیثیں میری نظر میں تھیں میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ اب ان پر پُر خلوص جذبے کے ساتھ غور فرمائیں۔

آپ اگر تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہیں تو آپ کی نیت پر حملہ نہیں کروں گا۔ ہوسکتا ہے کہ آخرت کا شوق ہی آپ کو اس طرف کھینچ کر لے گیا ہو لیکن کیا ایک لمحے کے لیے آپ یہ سوچنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ مَیں نے اپنی کتاب ''تبلیغی جماعت'' میں تبلیغی جماعت کے خلاف جتنے حقائق پیش کیے ہیں کیا وہ سب کے سب یکلخت غلط اور بے بنیاد ہیں؟ فرض کیجیے آپ کے تئیں سارے الزامات غلط ہیں تو کیا ان حدیثوں کو بھی آپ غلط کہہ دیجیے گا جن کے ذریعہ تبلیغی جماعت سے علیحدگی میں رسولِ پاک کی خوشنودی کا پتہ چلتا ہے۔

بہر حال آپ کے تئیں تبلیغی جماعت میں اگر کچھ خیر کا حصہ ہے تو از رُوئے انصاف ''شر'' کا حصہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لیے تھوڑے سے خیر کے لیے اپنے آپ کو بہت بڑے شر میں مبتلا کر دینا نہ اسلام ہی کا مطالبہ ہے اور نہ عقل ہی کا تقاضا۔ تبلیغی جماعت کا ساتھ دینے میں اخروی مضرت کا یقین نہ سہی، اس سوال کا احتمال تو ضرور ہے کہ رسول کی نشاندہی کے باوجود تم نے ایسی جماعت کا ساتھ کیوں دیا؟ لیکن علیحدہ رہنے میں کوئی خطرہ نہیں، نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔

اس کتاب کی آخری سطریں لکھتے ہوئے میں روحانی اطمینان محسوس کرتا ہوں کہ اُمت کو ایک عظیم خطرہ سے احادیث پاک کی روشنی میں آگاہ کرنے کا فرض مَیں نے اپنے سر سے اُتار دیا۔ اب انجام کے لیے فیصلے کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جن کے ہاتھوں میں یہ کتاب ہے۔

دعا ہے کہ خدائے قدیر اس کتاب کے ذریعہ اپنے سادہ لوح بندوں کو سلامتی کی منزل کی طرف واپسی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

دعوتِ حق

تبلیغی جماعت سے متعلق مسلک دیوبند کے معروف مذہبی عالم

علامہ عبدالغفار غوری غشتی

کی مبنی برحق اور چشم کشا تحریر

ناشر

مکتبۂ اہل سنت

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور فون: 042 7634478

اس کتابچہ کو اگر کوئی چھپوانا چاہے تو چھاپ سکتا ہے

نام کتاب	.....	دعوت حق
نام مؤلف	.....	علامہ عبدالغفار غورغشتی
کلمات فکر	.....	سردار احمد حسن سعیدی
بفرمائش	.....	حافظ محمد کاشف جمیل
کمپوزنگ	.....	محمد شاہد خاقان ہزاروی
پروف ریڈنگ	.....	حافظ محمد داؤد صابر چترالوی
ناشر	.....	مکتبۂ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

فون : 042 7634478

ملنے کے پتے:

☆ مکتبۂ اہل سنت

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

☆ مکتبہ رضویہ

دربار مارکیٹ لاہور

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆

مقدمہ

میں صوبہ سرحد کے ایک دور افتادہ گاؤں سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے والد دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل عالم تھے اور میں بھی الحمد للہ علماء دیوبند کا خادم ہوں کچھ عرصہ سے ہمارے گاؤں میں تبلیغی جماعت کا آنا جانا شروع ہوا تو میں نے ان کا ساتھ دیا اور چند مرتبہ ان کے ساتھ چلہ بھی لگایا۔ مگر میں نے اس دوران محسوس کیا کہ یہ لوگ مدرسوں میں پڑھانے والے، مسجدوں میں کام کرنے والے اور دین کے دیگر ذرائع سے نشر و اشاعت کا کام کرنے والے علماء کے سخت خلاف ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بس دین کی تبلیغ کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ بستر کندھے پر رکھو اور تشکیل میں چل دو۔

میں نے اکثر مقامات پر خود مشاہدہ کیا کہ ہمارے ساتھی جس مسجد میں جا کر قیام کرتے تھے وہاں کے عالم کو پیٹھ پیچھے برا بھلا کہتے اور سامنے سامنے اس کو شیرینی اور پھلوں کا ہدیہ پیش کرتے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ اس جماعت کے ساتھ چلنے والوں کی اکثریت جاہل بے علم ہے اور علماء ان کے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہوتے۔ ہاں مدارس کے طلبہ کو یہ اپنے خرچ پر ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور وہ بھی چھٹیوں میں سیر و تفریح کے لئے ساتھ چل پڑتے ہیں۔

میں نے علماء کرام سے ان کا ساتھ نہ دینے کی وجہ پوچھی تو اکثر علماء دیوبند نے ان کی غیر شرعی اور خلاف روح اسلام طریقہ تبلیغ کی وجہ سے مخالفت کی۔ پھر میں نے اکابر علماء کی کتابوں کا اس سلسلہ میں مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی سے لیکر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی تک اکابر علماء ان کے طریقہ کار سے متفق نہیں، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر یہ لوگ اپنے ہی اکابر سے باغی ہو کر اپنی پرانی روش ترک کرنے پر آمادہ نہیں۔ چنانچہ مجھے ان کے اس رویہ سے شدید نفرت ہوئی۔ مجھ سے میری مسجد میں اکثر لوگ ان کے گاؤں میں آنے پر سوالات کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے عوام الناس کی رہنمائی کے لئے یہ چند جوابات مرتب کئے ہیں۔ جو اسے غلط ثابت کرنے والے کو عمرہ کا ٹکٹ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ ان ہمارے تبلیغی بھائیوں کو ہدایت عطا فرمائے اور ہم سب کو دین کے اصل طریقوں کو اپنانے کی اور اپنے اکابر علماء کی اتباع کی توفیق دے۔ (آمین)

عبد الغفار غورغشتی

بمقام ڈاک اسماعیل خیل صوبہ سرحد

کلمات فکر

تبلیغی جماعت اول دن سے ہی ایک متنازعہ جماعت رہی ہے عوام الناس اس کو شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہ جماعت انگریز حکمرانوں کے ذہن رسا کا نتیجہ ہے، بعض لوگ اسے جہاد کے خلاف ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، کوئی ان کے انداز تبلیغ پر خوش نہیں ہے اور اکثر لوگ تو بڑے تلخ لہجے میں پوچھتے ہیں ارے بھائی مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ ظاہری بات ہے، وہ لوگ یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں کیونکہ تبلیغ تو کفار ومشرکین کو کی جاتی ہے۔ کلمہ گو تبلیغ کے محتاج نہیں رہتے البتہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور ایک مخصوص ماحول میں مذہبی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کی یہ ضرورت مساجد ومدارس کے ذریعے پوری ہوتی رہتی ہے جہاں تک تبلیغی جماعت والوں کی بات ہے تو ان میں سے اکثر اسلامی تعلیم سے ناآشنا اور دوسروں کو تعلیم دینے کے اعتبار سے انتہائی نااہل ہوتے ہیں۔ عموماً مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ دوران تبلیغ جہاں بھی یہ لوگ بے بس ہوئے جو کہ اکثر ہوتا ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں ہم تو سیکھنے کے لئے آئے ہیں آج تک لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہ آسکی کہ جب آپ سیکھ رہے ہیں تو پھر تبلیغ کس بات کی کررہے ہیں۔ کیا یہ دین اسلام سے ایک سنگین مذاق نہیں، اور پھر اتنی جلدی اپنی بات اور مشن سے کنارہ کشی اختیار کرلینا اور فوراً ہی کینچلی بدل لینا بلکہ انقلابی یوٹرن لے لینا، مخاطب تو حیرت کے مارے سوچنے لگتا ہے کہ یا اللہ یہ میرا کس قسم کے مصلحین سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ان کا یہ رویہ اور انداز دیکھ کر ہمارے ذہن میں تو اونٹ اور شتر مرغ دوڑنے لگتے ہیں۔ ویسے بھی جو خود اسلام سے آشنا نہ ہو وہ بھلا دوسروں کو کیا اسلام سکھائے گا۔

تبلیغی جماعت کے انداز فکر، ان کے طریقہ تبلیغ اور بعض اسلامی فرائض سے ان کے اعراض کی روش ایک عام مسلمان کو یہ سوچنے پر مجبور کردیتی ہے کہ اس جماعت کا آخر مشن کیا ہے؟ یہ مسلمانوں سے کیا چاہتے ہیں جہاد کے متعلق ان کی زبان ہمیشہ خاموش کیوں رہتی ہے، اپنے اجتماع میں یہ مجاہدین کے حق میں دعا کرنے سے قاصر کیوں نظر آتے ہیں۔

ایک اور بات جس پر تمام مسلمانوں کو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہئے کہ تبلیغی جماعت والے ہزاروں لوگوں کو چلے، تین ماہے اور ایک سال کے لئے بے فائدہ مشقت میں ڈال دیتے ہیں اس قدر لوگوں کے مسلسل بے کار رہنے سے مملکت اسلامیہ کی معاشی صورت حال پر جو مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے؟ پھر یہ بے فائدہ گھومنے اور پھرنے والے حضرات جن کی انفرادی معیشت پہلے ہی کمزور ہوتی ہے، مسلسل بے کار رہنے سے ان کی معاشی صورت حال مزید خراب ہوجاتی ہے اور یہ لوگ معیشت اور معاشرت پر بوجھ بن جاتے ہیں اور مملکت اسلامیہ کے مسائل میں مزید اضافہ کا باعث بنتے ہیں کیا اس عمل کو دین اسلام اور مخلوق خدا کی خدمت کہا جاسکتا ہے؟ کوئی بھی ذی ہوش اور مخلص ومصلح شخص ایسا نہیں کرسکتا ہے؟

ذرا لگے ہاتھوں یہ بھی بتاتے جائیے کہ وہ لوگ جو حقوق العباد کی ادائیگی سے فرار حاصل کرتے ہیں بلکہ مسلسل ان حقوق سے غفلت اختیار کئے رکھتے ہیں، ان کے دوسروں کو تبلیغ کرنے سے متعلق آپ کیا کہیں گے؟ کیا مبلغین ومصلحین اتنے غیر ذمہ دار لوگ ہوسکتے ہیں؟

تبلیغی جماعت والوں کے بارے میں لوگوں کو ایک شکایت یہ بھی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ مسلمانوں کے دروازے پر دستک دیتے نظر آتے ہیں عام لوگوں کا خیال تو یہ ہے کہ شاید ہمیں یہ مسلمان ہی نہیں سمجھتے اس لئے ہمیں ہی تبلیغ کرتے رہتے ہیں اگر معاملہ واقعتاً یہی ہے (اور بات بھی یہی ہے، اگرچہ ابتداً وہ اس کا اظہار نہیں کرتے) تو پھر ان لوگوں کے ذہن کی نفاست اور ان کی اعلیٰ سوچ کا اندازہ آپ خود ہی کرلیجئے۔ مسلمانوں سے یہ کتنا سنگدلانہ سلوک ہے اور پردے کے پیچھے کتنی خوفناک حقیقت پوشیدہ ہے۔

ویسے عام لوگ کہتے ہیں کہ آج کل تبلیغ کی سب سے زیادہ ضرورت تو امریکن فوجیوں کو ہے جن کے ظلم وستم سے امت مسلمہ سخت پریشان ہے اور ان کے جان ومال اور عزت وآبرو بلکہ پورے کے پورے ملک داؤ پر لگے ہوئے ہیں ان سنگین حالات میں تبلیغی جماعت والے اگر ان کو راہ راست پر لانے کا کارنامہ سرانجام دے لیں تو یہ امت مسلمہ کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور سب شکوے شکایت بھی دور ہوجائینگے۔

میرا خیال تو یہ ہے کہ خود تبلیغی جماعت والوں کو خالص اسلامی تعلیم کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ان کا بے مقصد گھر سے باہر رہنا، حقوق العباد کی ادائیگی سے مسلسل فرار، اہل اسلام کو پھر سے مسلمان بنانے کی بے کار مشق کرنا، خدا کے گھر کو اپنا گھر سمجھ کر وہیں سونا وہیں کھانا، اس کی حرمت وعظمت کا ذرا خیال نہ رکھنا، یہ سب تعلیم کے انتہائی فقدان اور اسلامی تعلیمات سے مکمل عدم واقفیت کی وجہ سے ہے ورنہ کون سنگدل ہے جو کسی مسلمان کو اس کے اسلام کا اعتبار نہ کرتے ہوئے پھر سے مسلمان بنانے میں مصروف ہوجائے اور خانہ خدا کو اپنی آرام گاہ بنالے۔ ذرا سوچئے!

بعض لوگ ایک اہم نکتہ یہ بھی اٹھاتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کی کل علمی کائنات ''تبلیغی نصاب'' میں کبھی ایک باب فضائل درود شریف ہوا کرتا تھا بعد میں اس کو نکال باہر کیا گیا، لوگ کہتے ہیں ایسا کیوں ہوا؟ درود پاک سے یہ رویہ آخر کس لئے اختیار کیا گیا؟ ایک مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

علامہ عبدالغفار غورغشتی مسلک دیوبند کے ایک معروف عالم ہیں، تبلیغی جماعت سے ان کا گہرا مسلکی رشتہ ہے، عملی طور پر جماعت کے قریب رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ غورغشتی صاحب کو تبلیغی جماعت سے وابستہ لوگوں کے طریقہ تبلیغ اور ان کے حقیقی مشن کو جاننے کا بہت قریب سے موقع ملا۔ بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ تبلیغی جماعت اسلام کی نمائندگی نہیں کرتی، ان کا مشن غیر واضح ہے۔ ان کا طریقہ تبلیغ درست نہیں، ان کا مسلمانوں میں تبلیغ کرنا کسی طور پر جائز نہیں ہے، یہ لوگ اسلامی تعلیمات سے

آ گاہ ہی نہیں ہیں، حقوق العباد جیسی اہم ذمہ داریوں کو انہوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے۔

غور غشتی صاحب نے باحوالہ بہت سی وضاحتیں پیش کی ہیں جو یقیناً پڑھنے والوں کے لئے بہت سودمند ہوں گی اور تبلیغی جماعت سے متعلق حقائق جاننے اور یہ فیصلہ کرنے کے بارے میں ان کے لئے معاون ثابت ہونگی کہ تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ چلے کاٹنا اور سہ روزے لگانا جائز ہے یا نہیں ہے اور کہیں خدمت کے روپ میں تخریب تو نہیں ہو رہی۔ مسلمانوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ دور حاضر میں مسلمانوں کو جن سنگین مسائل کا سامنا ہے اس کا ان لوگوں کو احساس تک نہیں۔ واہ حیرتا

یہ حقیقت چھپانے سے بھی نہیں چھپ سکتی کہ تبلیغی جماعت نے بے شمار مسلمانوں کو رہبانیت کے راستے پر لگا دیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ رہبانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، ''لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَامِ'' اس کی واضح دلیل ہے۔

مسلمان بھائیو! ہمیں یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ عالمی سامراج اور فسطائی قوتیں آج بہت سی مذہبی جماعتوں سے برگشتہ ہیں اور بالخصوص دینی مدارس سے متعلق تو اُن کا عناد سب پر عیاں ہے وہ ہمارے مدارس اور اس کے نظام کو تباہ کرنا چاہتی ہیں، سکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں وہ نقب لگا چکی ہیں، جبکہ مدارس کے نظام تعلیم اور نصاب کو بھی وہ بے کار کرنا چاہتی ہیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی طرف وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتیں اور ایسا لگتا ہے کہ اُن کی جانب سے اِن کو کوئی خطرہ نہیں اور اِن کی بنیاد پرستی پھر بھی اُن قوتوں کو کوئی اعتراض نہیں، یہ رویہ، اعراض بلکہ یہ تعاون آخر کیوں! ذرا سوچیئے

میں سمجھتا ہوں کہ کچھ غور و فکر کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچ ہی جائیں گے کہ حقیقت کچھ اور ہے جو بہت سے پردوں کے پیچھے چھپی بیٹھی ہے۔

ویسے ان کے دنیا بھر میں سالانہ اجتماعات اور گاؤں گاؤں، قریہ قریہ سیر و تفریح کرنے پر جو اربوں روپیہ خرچ (برباد) ہو رہا ہے وہ آخر کہاں سے آتا ہے اس کے متعلق آپ کو بہت زیادہ سوچنے اور دماغ کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔

خواہ مخواہ پریشان ہونے اور مزید دکھ پالنے کا بھلا کیا فائدہ؟

والسلام

سردار احمد حسن سعیدی

☆☆☆☆☆

﴿سوالات وجوابات﴾

سوال : کیا دین کی تبلیغ ہر شخص پر فرض عین ہے؟

جواب : تبلیغ ہر شخص پر فرض عین نہیں جو لوگ تبلیغ کو فرض عین کہتے ہیں وہ علم دین سے ناواقف ہیں۔

(حوالہ فتاویٰ رحمت حصہ اول ص ۴۲، از علامہ رحمت کریم دیوبندی)

سوال : دعوت و تبلیغ کا کام کن لوگوں کی ذمہ داری ہے؟

جواب : حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ کام تبلیغ کا وہی لوگ کر سکتے ہیں جو معروف و منکر کا علم رکھتے اور قرآن و سنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔

سوال : کیا جس جگہ دین کا پیغام پہنچ چکا ہو اور لوگ بکثرت دین پر قائم ہوں وہاں تبلیغ کرنا بھی ضروری ہے یا صرف وہاں ضروری ہے جہاں کبھی تبلیغ نہ ہوئی ہو؟

جواب : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں جہاں اسلام پہنچ چکا ہو وہاں تبلیغ اسلام واجب نہیں ہے جیسا کہ اکثر جگہ اسلام پہنچ چکا ہے اور تبلیغ کے معنی اسلام پہنچانے کے ہیں جب اسلام پہنچ چکا تو تبلیغ ساقط (ختم) ہو جائے گی۔ (مقالات حکمت ص ۷۶ مولانا تھانوی)

سوال : تبلیغ کا کام کس سے سیکھا جائے؟

جواب : حضرت علامہ مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن جلد پنجم میں لکھتے ہیں کہ دعوت الی اللہ (تبلیغ) کا کام دراصل انبیاء کا منصب ہے امت کے علماء اس منصب کو ان کا نائب ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں تو لازم ہے کہ اس کے آداب اور طریقہ بھی انہیں (علماء) سے سیکھیں جو دعوت ان طریقوں پر نہ رہے وہ دعوت کی بجائے عداوت اور جنگ و جدال کا موجب ہوتی ہے۔

(تفسیر القرآن)

سوال : تبلیغ کرنے کی اجازت کب دی جا سکتی ہے؟

جواب : جب تک انسان اللہ کی بات یعنی کلام اللہ (قرآن مجید) کو نہ سمجھے اسے اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ دوسروں کو سمجھانا شروع کر دے۔ وعظ و نصیحت اور تبلیغ کے لئے قرآنی علوم کا حاصل کرنا شرط ہے اس کے بغیر انسان نااہل ہے اور نااہل کے لئے دعوت و تبلیغ ناجائز ہے۔

سوال : کیا دین کی تبلیغ کرنے کے لئے کسی خاص تعلیم کی ضرورت ہے کیا ہر شخص تبلیغ نہیں کر سکتا؟

جواب : مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص محض انگریزی زبان سیکھ کر میڈیکل سائنس کی کتابوں کا مطالعہ کر لے تو دنیا کا کوئی عقل مند شخص اسے ڈاکٹر تسلیم نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی جان اس کے حوالہ کر سکتا ہے۔ جب تک اس نے کسی میڈیکل کالج سے باقاعدہ تعلیم و تربیت حاصل نہ کی ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر بننے کے لئے صرف انگریزی سیکھ لینا کافی نہیں بلکہ باقاعدہ ڈاکٹری کی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔ اس طرح دعوت و تبلیغ میں صرف چند باتیں سیکھ لینا کیسے کافی ہو سکتا ہے؟ اور شعبہ دعوت و تبلیغ اتنا لاوارث کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کی تشریح و تفسیر کے لئے کسی علم و فن کے حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہو اور اس کے معاملہ میں جو شخص چاہے رائے زنی شروع کر دے۔

(شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ ص ۱۴)

سوال : کیا کسی بے علم تبلیغ کرنے والے عام آدمی کی تبلیغ سننا جائز ہے؟

جواب : کسی ایسے شخص کی تبلیغ و وعظ سننا جو عالم نہ ہو جائز نہیں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ آج کل جو اکثر جاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں سامعین کو ان کا وعظ (تبلیغ) سننا جائز نہیں۔

(تفسیر القرآن ص ۱۲۸ از مولانا اشرف علی تھانوی)

سوال : کیا دیوبند کے علماء نے عام لوگوں کو تبلیغ کرنے کی اجازت دی ہے؟

جواب : ہرگز نہیں دی بلکہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے اپنی کتاب مسلک علمائے دیوبند میں لکھا ہے کہ تبلیغ کی پشت پر اگر علم نہ ہو تو یہ رسمی تحریک اور رواجی تنظیم ہے جو علم کے لئے مہلک (تباہ کن) ہے۔ (مسلک علمائے دیوبند ص ۸۶)

سوال : کیا تبلیغ کے لئے ہر مسلمان کو سفر کرنا لازم ہے؟

جواب : ہر مسلمان تبلیغ کرنے کا اہل ہی نہیں تو سفر کیونکر لازم ہوگا۔ مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی نے کفایت المفتی جلد ۲ ص ۱۰ پر لکھا ہے کہ تبلیغ کی غرض سے سفر کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور فکر معاش سے بھی فارغ ہوں سفر کرنا جائز ہے مگر فرض یا لازم ہر مسلمان کے ذمہ نہیں۔ (کفایت المفتی جلد ۲ ص ۱۰)

سوال : کیا بغیر علم کے تبلیغ کرنا خود تبلیغی جماعت کے بانیوں نے بھی جائز کہا ہے؟

جواب : بالکل نہیں بلکہ ملفوظات مولانا محمد الیاس دہلوی نے رئیس التبلیغ میں لکھا ہے کہ ہماری تبلیغ علم

وذکر کی بڑی اہمیت ہے بدون علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت اور بدون ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے اس میں نور نہیں ہو سکتا مگر ہمارے کام کرنے والوں میں علم کی کمی ہے۔

(کتاب دعوت وتبلیغ میں ذکر اللہ کی اھمیت)

سوال : میرے والدین مجھے تبلیغ کے لئے جانے کی اجازت نہیں دیتے کیا میں ان کی بات مانوں؟

جواب : والدین کی بات ماننا لازم ہے مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن جلد ۵ ص ۵۳ میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی چیز فرض عین یا واجب علی العین نہ ہو صرف کفایہ کے درجہ میں تو اولاد کے لئے وہ کام بغیر ماں باپ کی اجازت کے جائز نہیں اس میں علم دین حاصل کرنے اور تبلیغ کے لئے سفر کرنا بھی شامل ہے بغیر والدین کی اجازت کے یہ دونوں کام کرنا جائز نہیں۔

سوال : تبلیغ فرض کفایہ اور ماں باپ کی خدمت فرض عین ہے کیا ماں باپ کو چھوڑ کر تبلیغ کے لئے نہیں جا سکتے ہیں؟

جواب : بالکل نہیں جا سکتے بہشتی زیور میں مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔

سوال : کیا تبلیغ میں جانے کے لئے قرض لے کر سفر کیا جا سکتا ہے؟

جواب : سخت منع ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا لکھتے ہیں کہ جو لوگ مقروض ہوں یا قرض لیکر تبلیغ کو جائیں میں انہیں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جس شخص پر قرض ہو وہ جب تک اپنا قرض ادا نہ کر لے اسے مسلح جہاد کے لئے جانا (بھی) مکروہ ہے۔

سوال : بیوی بچوں کو چھوڑ کر سال بھر کے لئے تبلیغ میں جانے کا کیا حکم ہے؟

جواب : حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب النعمۃ بذبح البقرۃ میں ص ۲۷۲ پر لکھا ہے کہ مجاہدہ ترک فرائض کا نام نہیں۔ بیوی بچوں کو چھوڑ کر نکل جانا کوئی جہاد نہیں بلکہ بیوی بچوں کی خبر گیری شرعاً فرض ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم جلد ۲ میں لکھا ہے کہ مرد کو چاہئے کہ ہر چار روز میں ایک بار بیوی کے پاس آئے۔ نیز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی مرد اپنی عورت سے چار ماہ تک علیحدہ رہے یہ جائز نہیں۔ اگر چار ماہ سے زیادہ گذر جائیں تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ ایسے مرد سے علیحدگی کی درخواست کر سکتی ہے، اگر مرد باہر سفر میں ہو اور اس کو چھ ماہ گزر چکے ہوں تو اس کو واپس گھر آنا چاہئے۔

سوال : کیا ایک سال یا ڈیڑھ سال کے لئے گھر سے تبلیغ کے لئے چلے جانے میں کوئی شرعی حرج ہوتا ہے؟

جواب : جی ہاں فتاویٰ رحمت جلد اول میں حضرت مولانا رحمت کریم صاحب دیوبندی فرماتے ہیں

کہ ایک سال یا ڈیڑھ سال تک بیوی بچوں کو چھوڑ کر تبلیغ کے لئے جانا جہاں شریعت مطہرہ کی پامالی ہے وہاں اپنے آپ کو عظیم ثوابوں سے محروم کرنا بھی ہے۔ جو لوگ بیوی بچوں کو چھوڑ کر سال کے لئے تبلیغ میں نکلتے ہیں وہ چار ماہ کے علاوہ باقی آٹھ ماہ یعنی بتیس جمعوں تک نہ صرف حکم شریعت کی نافرمانی کرتے ہوئے حقوق العباد کو پاؤں تلے روندتے ہیں بلکہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ خود اتنی طویل مدت تک عظیم الشان ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ (فتاوی رحمت ص ۳.....)

سوال : اگر کوئی شخص سرکاری ملازم ہو اور رخصت اتفاقیہ لیکر یا جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کر کے تبلیغ کے لئے نکلے تو کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟

جواب : فتاوی رحمت حصہ اول میں مولانا رحمت کریم دیوبندی لکھتے ہیں کہ دعوت وتبلیغ، تعمیر مکان اور حصول علم کے لئے رخصت اتفاقیہ لینا شرعی طور پر درست نہیں اور جو سرکاری ملازم اپنی 25 دن کی رخصت اتفاقیہ دعوت وتبلیغ میں یا اپنی دیگر ضروریات میں ختم کرنے کے بعد جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کے ذریعہ سے حکومت سے رخصت حاصل کرتا ہے تو وہ حد درجہ خائن اور دغاباز ہے۔

(فتاوی رحمت حصہ اول ص ۷۰)

سوال : بعض مسجدوں میں عصر کی نماز یا دیگر نمازوں کے بعد تعلیم ہوتی ہے جو تبلیغی جماعت کا مخصوص طریقہ ہے اور یہ تعلیم اکثر غیر عالم شخص کرتا ہے کیا ایسے شخص کی کتاب سے دیکھ کر کی جانے والی تعلیم میں بیٹھنا جائز ہے؟

جواب : ہمارے اکابر دیوبند رحمہم اللہ نے ایسے شخص کی وعظ وتبلیغ کو سننا پسند نہیں کیا ہے جو عالم نہ ہو حضرت علامہ اشرف علی تھانوی نے غیر عالم شخص کے وعظ سننے کو ناجائز کہا ہے۔

(فتاوی رحمت حصہ اول ص ۷۲)

سوال : تبلیغی جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغ جہاد ہے اور وہ جہاد والی آیتیں سنا کر تبلیغ کے لئے نکلنے پر زور دیتے ہیں اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے والی آیتیں سنا کر کہتے ہیں کہ فی سبیل اللہ کا بہترین طریقہ تبلیغ کے سفر میں اور تبلیغ کرنے والوں پر مال خرچ کرنا ہے کیا ان کی یہ بات درست ہے؟

جواب : اگر سبیل اللہ سے مراد ایک عام معنی لئے جائیں یعنی فریضہ تبلیغ ادا کرنا تو ایک عظیم غلطی اور دین سے عدم واقفیت کی نشانی ہے اور اگر اس سے خاص معنی مراد لئے جائیں یعنی ہماری (تبلیغی) جماعت کے ذریعہ سے فریضہ تبلیغ ادا کرنا جیسا کہ عام تاثر ہے، تو یہ غلطی ہی نہیں بلکہ دین میں تحریف بھی ہے جو احکام چودہ سو سال قبل نازل ہوئے تھے انہیں آج کی تبلیغی جماعت کے لئے سمجھنا تحریف فی الدین نہیں تو اور کیا ہے۔ (فتاوی رحمت حصہ اول ص ۱۸۱)

سوال : تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب : حدیث پاک کی مشہور ومعروف کتابوں یعنی صحاح ستہ سمیت حدیث کی کسی کتاب میں کوئی ایسی بھی حدیث نہیں جس میں تبلیغی جماعت کے ساتھ نماز کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر بیان ہوا ہو اور ثواب کا بیان یا تو قرآن میں ہو سکتا ہے یا حدیث میں جب ان دونوں میں نہیں تو یہ محض من گھڑت بات ہے اور لوگوں کو اپنی جماعت کی فضیلت بتا کر اپنی طرف راغب کرنے کی ایک مکروہ چال ہے جو سراسر دھوکہ پر مبنی ہے۔

سوال : اگر کسی جماعت میں کثیر تعداد میں لوگ شامل ہو جائیں تو کیا یہ بات اس جماعت کے حق پر ہونے کی علامت یا دلیل ہوگی؟

جواب : مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی معارف القرآن جلد سوم میں لکھتے ہیں کہ بعض لوگ کسی کے اتباع واقتدا کا معیار لوگوں کی بھیڑ کو بنا لیتے ہیں جس طرف یہ بھیڑ دیکھی اس طرف چل پڑے۔ یہ بھی ایک نامعقول حرکت ہے کیونکہ اکثریت تو ہمیشہ دنیا میں بیوقوفوں یا کم عقلوں کی اور عمل کے لحاظ سے بدعملوں کی رہتی ہے اس لئے بھیڑ حق وناحق یا بھلے برے کی تمیز کا معیار نہیں ہو سکتی

(معارف القرآن جلد سوم)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ کسی جانب جماعت کثیرہ کا ہونا اس کی حقانیت کی دلیل نہیں۔ (کتاب درجات اسلام ص ۳۷۲ از مولانا اشرف علی تھانوی)

سوال : تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں بیان کے بعد تبلیغ پر جانے کے لئے نام لکھوانے کو کہا جاتا ہے اور یہ حدیث اس وقت سنائی جاتی ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک دن کے لئے نکلنا دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے کیا واقعی تبلیغی جماعت کے ساتھ 24 گھنٹے لگانے سے اتنا عظیم ثواب ملتا ہے؟

جواب : یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سنگین مذاق ہے اس حدیث کے بارے میں خود بانی تبلیغی جماعت شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ غزوہ موتہ کے موقع پر جہاد میں جانے کی ترغیب دلانے کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا تھا مگر افسوس ہے کہ غزوہ موتہ میں شرکت کی فضیلت اور جہاد میں جانے کے اجر وثواب کو اپنے ہی علاقہ میں گشت کرنے اور مسجد میں اکثر وقت کھانے پینے اور سونے میں صرف کرنے پر قیاس کر لیا گیا جس میں بیسیوں حقوق العباد ضائع ہو رہے ہوتے ہیں کہاں اللہ کی راہ میں سر قربان کرنا اور کہاں محلے کا گشت اور تعلیم "انا للہ وانا الیہ راجعون" اللہ تعالی حدیثوں کی ایسی جاہلانا تاویل سے محفوظ فرمائے۔ (فتاوی رحمت)

سوال : کیا عورتیں تبلیغ کے لئے جا سکتی ہیں؟

جواب : حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی نے کفایۃ مفتی میں لکھا ہے کہ عورتوں کا تبلیغ کے لئے گھر سے نکلنا زمانہ خیر الامم (حضور کے زمانہ) میں نہ تھا، جب سنت سے ثابت نہیں تو گناہ ہی کام ہوا کہ ہمارے دیوبند کے اکابر علماء ہر اس کام کو جو سنت سے ثابت نہ ہو کار گناہ ہی تصور کرتے ہیں۔

سوال : اتنی کثرت سے تبلیغ کہ لوگ تنگ آ جائیں اس کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

جواب : یہ سوال کوئی فرضی کہانی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ نماز کے بعد تبلیغی نصاب سے تعلیم دینے والے علم دین میں بالکل صفر اور دعوت و تبلیغ کے اصول و آداب سے ناواقف ہوتے ہیں پھر ہر روز تبلیغ کرنا خود سنت رسول ﷺ کے خلاف ہے حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ بعض دنوں میں تبلیغ فرماتے اور بعض میں نہیں تاکہ لوگوں کے کاروبار کا حرج نہ ہو اور ان کی طبیعت پر بار نہ ہو۔

(معارف القرآن جلد ۵ از مفتی محمد شفیع صاحب نیز فتاویٰ رحمت ص ۱۳۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے ان سے ایک شخص نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ ہر روز ہم کو وعظ کیا کریں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا میرے لئے ایسا کرنا مشکل نہیں مگر میں اس لئے ایسا نہیں کرتا کہ تم کو اکتا دینا مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا اور میں موقع اور وقت دیکھ کر تم کو نصیحت کرتا ہوں، جیسے نبی اکرم ﷺ ہمارا وقت اور موقع دیکھ کر ہم کو نصیحت فرماتے تھے آپ کو یہی ڈر تھا کہ ہم کہیں اکتا نہ جائیں۔

اب اندازہ لگائیے کہ اللہ کے رسول ﷺ تو لوگوں کا وقت اور موقع دیکھ کر تبلیغ فرمائیں اور ہمارے تبلیغی ساتھی موقع بے موقع ہر روز زبردستی پکڑ پکڑ کر تبلیغی حلقہ میں بٹھائیں کیا یہی طریقہ رسول ﷺ ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عالم تو ہفتہ میں ایک دن وعظ کرے اور لوگوں کے اصرار کے باوجود روزانہ تبلیغ کو تیار نہ ہو اور ہمارے دین سے کورے مبلغین ہر روز زبردستی لوگوں پر مسلط ہو جائیں، جہالت اسی کا نام ہے علم ہوتا تو ایسا کام نہ کرتے۔

سوال : کیا تبلیغ کرنا والدین بیوی بچوں اور دیگر لوگوں کے حق حقوق سے بڑھ کر ہے؟

جواب : مجھے دو چیزوں میں خاص تصلب (مضبوطی) ہے ایک تو یہ کہ جن لوگوں کے ذمہ حقوق العباد ہوں وہ مقدم ہیں دوسرے یہ کہ جو شخص کسی شیخ (مرشد) سے منسلک ہو اور شیخ کی طرف سے ممانعت ہو وہ ہرگز بغیر اجازت کے تبلیغ میں شریک نہ ہوں۔

(شیخ الحدیث محمد زکریا تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۱۳۵)

سوال : کیا والدین کی اجازت کے بغیر جماعت والوں کے ساتھ تبلیغ میں جانا صحیح ہے؟

جواب : شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں یہ ناکارہ تو والد صاحب کی اجازت کے بغیر جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ (ایضاص ۲۵)

سوال : کہا جاتا ہے کہ جماعت میں چلہ لگانے والے شخص کے ذمہ جو حقوق العباد ہیں اس کام (تبلیغ) میں لگنے کی وجہ سے ان کے بدلے حقوق والوں کو جنت کی نعمتیں ملیں گی اور اللہ تعالیٰ خود حقوق والوں سے حقوق معاف کرا کر راضی کر لیں گے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب : یہ سخت غلطی ہے کہ کوئی قانون اور ضابطہ اللہ کے ہاں ایسا نہیں نہ قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ جو دوسروں کے حقوق چھوڑ کر تبلیغ میں جائے اللہ اس کے حق حقوق معاف کر دے گا یا کرا لے گا۔

(فتاویٰ رحمت)

سوال : کیا تبلیغ کا کام ہر عالم و جاہل پر فرض ہے؟

جواب : مولانا شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ کی جلد ششم میں لکھتے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر (تبلیغ) ہر جاہل آدمی کا فرض نہیں، مبلغ (تبلیغ کرنے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کا وسیع علم رکھتا ہو اور تبلیغ کے تمام آداب و احکام جانتا ہو۔ (مولانا شبلی نعمانی سیرت النبی ﷺ)

سوال : کیا چند دن تبلیغی جماعت کے ساتھ گزار کر انسان پیغمبروں والا کام کرنے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے؟

جواب : مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ محض چند یوم ایک مخصوص طریقہ سے جماعت کے ساتھ گزارنے کے بعد اپنے آپ کو پیغمبری منصب کا صحیح جانشین اور محافظ سمجھنا اور دین کے دیگر شعبوں سے وابستہ افراد کو اپنے سے کمتر سمجھنا انتہائی خطرناک طرز عمل ہے جو دین میں نہایت مہلک گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ (شبلی نعمانی، سیرت النبی)

سوال : کیا تبلیغ کا حق صرف تبلیغی جماعت میں جانے ہی سے ادا ہو سکتا ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ تبلیغ کا نہیں؟

جواب : یہ سمجھنا کہ صرف تبلیغی جماعت میں جا کر ہی تبلیغ کا حق ادا ہو سکتا ہے یہ شرعی حدود سے تجاوز کرنا ہے بلکہ شریعت کو پامال کرنے والی بات ہے۔ (فتاویٰ رحمت ص ۱۲۲)

سوال : کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو تبلیغ کرنے کے لئے ادھر ادھر نہیں بھیجا جاتا تھا؟

جواب : عام لوگوں کو تبلیغ کے لئے نہیں بھیجا جاتا تھا صحابہ میں سے صرف ان کو اس کام کے لئے بھیجا جاتا تھا جو مکمل عالم ہوتے تھے اور وہ گلی گلی گھوم کر مسجدوں میں سو کر تبلیغ نہیں کرتے تھے بلکہ جس گاؤں یا شہر کے لوگ انہیں حضور سے مانگ کر لاتے وہ انہی کے پاس طویل عرصہ ٹھہرتے اور اس بستی یا گاؤں

والوں کو قرآن اور دین کے احکام سکھایا کرتے تھے آج کل کے دور کی طرح گشت اور چلت پھرت نہیں تھی۔ (فتاویٰ رحمت)

سوال : کیا حضور ﷺ کے زمانہ میں ملازم پیشہ لوگ، زمیندار، مزدور، معلم، دوکاندار، تاجر، طالب علم اور دیگر پیشوں کے لوگ موچی نائی لوہار ترکھان وغیرہ تبلیغ کرنے نہیں نکلتے تھے؟

جواب : بالکل نہیں اور نہ اس کا حدیث شریف میں کوئی ثبوت ہے صرف دین کا علم رکھنے والے صحابہ یہ کام کرتے تھے اور اس طرح ان کا اپنا ذریعہ روزگار بھی متاثر نہیں ہوتا تھا۔

سوال : کیا یہ ضروری ہے کہ کالج اسکول کی تعلیم چھوڑ کر تبلیغ کو نکلا جائے؟

جواب : ہرگز ضروری نہیں بلکہ کالج اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کسی اچھے عالم کی صحبت اختیار کرنی چاہئے اور اس سے دین کے مسائل سیکھنے چاہئیں۔

سوال : اگر کسی علاقہ میں مسجد میں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہو تو اسے چھوڑ کر تبلیغی جماعت کی مخصوص تبلیغ سننے کے لئے جانا کیسا ہے؟

جواب : ایسا ہی جیسے کوئی شخص گھر میں پکا ہوا حلال خوش ذائقہ گوشت اور تازہ کھانا چھوڑ کر کسی دوسرے کے ہاں باسی دال روٹی کھانے چلا جائے۔

سوال : تبلیغی جماعت کے لوگ علماء کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟

جواب : اگر علماء کی مخالفت نہ کریں اور ان میں کیڑے نہ نکالیں تو ان کا کاروبار کیسے چلے گا؟ اپنی طرف لوگوں کو لگانے کے لئے علماء کے خلاف باتیں کر کے ہی کام چلایا جاتا ہے ورنہ لوگ تو علماء کے پاس جائیں گے ان کی تبلیغ میں کون بیٹھے گا۔

سوال : تبلیغی جماعت بھی ہمارے دیوبندی علماء کی قائم کی ہوئی جماعت ہے اور ہمارے محلہ میں ایک دیوبندی عالم کا درس ہے مگر دونوں ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں ہم آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں؟

جواب : یہ صورت حال اکثر جگہوں پر ہے جہاں تبلیغی جماعت ہوگی وہاں اس جماعت کے لوگ مسجد پر اپنا ہولڈ قائم کرنے کی کوشش کریں گے اور عالم کی بے توقیری کریں گے عالم اپنے علم کے مطابق وعظ درس اور تبلیغ کا کام کرے گا اور یہ اپنے مخصوص طریقہ پر اس طرح اکثر دونوں کی آپس میں نہیں بنتی اور جہاں دونوں کی آپس میں نہ بنے وہاں فساد ہو کر رہتا ہے۔

سوال : تبلیغی جماعت بریلوی مسلک والوں کو مشرک اور کافر بھی کہتی ہے پھر ان کی مسجدوں میں جا کر ٹھہرتی اور ان کے امام کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب : ان کے بڑوں نے ان کو ایسا ہی بتایا ہے حالانکہ ہمارے علماء دیوبند تو اس کے خلاف ہیں مگر

تبلیغی جماعت کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے بریلوی مسلک کی مسجدوں پر قبضہ کرنا آسان ہو جاتا ہے اس لئے یہ بھی ایک اچھا ہی عمل ہے اگر چند دن کسی بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے سے مسجد ہاتھ آتی ہو تو کیا برا ہے؟ مگر اتنے دن کی نمازیں تو نہ ہوئیں ان کا گناہ کس کھاتے میں جائے گا۔

سوال : سعودی عرب میں بھی تبلیغ ہوتی ہے اور وہاں تبلیغی جماعت کو سراہا جاتا ہے جبکہ خود ہمارے اپنے علماء (دیوبندی) اس کے مخالف ہیں کیوں؟

جواب : سعودی عرب میں تبلیغی جماعت کی غلط حرکتوں اور جاہلانہ رسمی تبلیغ کی وجہ سے ان پر تبلیغ کرنے پر پابندی لگ چکی ہے جبکہ علمائے دیوبند کی وہ لوگ قدر کرتے ہیں۔

سوال : بیرون ملک سے بہت سے لوگ تبلیغی جماعت میں آتے ہیں تو کیا ان کا آنا صحیح نہیں اور ان کو کوئی ثواب نہیں ملے گا؟

جواب : اگر ان کے اپنے ممالک میں علماء ہیں تو انہیں وہیں اپنے ملک کے علماء سے دین کے مسائل معلوم کرنے اور سیکھنے چاہئیں اور اگر وہاں علماء نہیں یا ختم ہو گئے ہیں تو پھر ان کو کسی دوسرے ملک سے اپنے ہاں علماء کو دعوت دے کر ان سے علم حاصل کرنا چاہئے یہاں آ کر تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگانا خواہ مخواہ کی مشقت ہے جس کا نہ کوئی اجر ملے گا نہ علمی فائدہ ہوگا جبکہ علماء سے سیکھنے میں اور اپنے ملک میں اپنی زبان میں سیکھنے میں فوائد کثیرہ ہیں۔

سوال : تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ یہ عجیب فلسفہ ہے کہ دنیا بھر کی تقریبات منگنی، بیان، ختنہ اور دیگر مروجہ رسوم کے لئے قرض لینا جائز اور تبلیغ جیسے ضروری کام کے لئے قرض لینا ناجائز، قرض کی برائی بیان کرنے کے لئے صرف تبلیغ ہی تختہ مشق ٹھہرا؟ کیا ان کی یہ دلیل صحیح ہے؟

جواب : تبلیغ کے لئے قرض کی ترغیب دینا قرض لینا مقروض شخص کا تبلیغ میں جانا از روئے شریعت درست نہیں۔

اگر اللہ کریم تمہیں عقل سلیم اور فہم دین عطا فرمائے تو تُو بھی اس فلسفہ کو سمجھ سکتا ہے سن لے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ قرض لینا کسی بھی رسم کی ادائیگی کے لئے جائز نہیں۔ البتہ یہ سوال کہ قرض کی برائی بیان کرنے کے لئے صرف تبلیغ ہی پر کیوں سارا غصہ اتارا جاتا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا بھر کا کوئی شخص جسے دین اسلام کی تھوڑی بھی سمجھ حاصل ہو کسی رسم کی تکمیل کے لئے قرض لینے کو ثواب نہیں سمجھتا بلکہ عذاب الٰہی سمجھ کر اور گناہ سمجھ کر بادل نخواستہ قرض لیتا ہے جبکہ دوسری طرف تبلیغ میں نکلنے والے سالہا سال کے مقروض شخص کو کروڑوں ثوابوں کا مستحق بتلایا جاتا ہے اور خود وہ شخص بھی ایسا ہی سمجھتا ہے یا در کھئے گناہ کرنا تو ہے ہی گناہ... لیکن گناہ کے کام کو ثواب سمجھنے سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

یاللعجب

سوال : تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ جو خدا (والدین کی وفات کی صورت میں) مرحوم کی بیوی بچوں کی نگرانی کرتا ہے اور انہیں روزی پہنچاتا ہے وہی خدا تبلیغ میں جانے والے شخص کی بیوی بچوں کی بھی حفاظت اور نگرانی کرے گا کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب : کسی شخص کے لئے تبلیغ میں جانا حرام اور ناجائز ہے جب تک کہ گھر کی ذمہ داری سنبھالنے اور اہل وعیال کی تمام ضروریات پوری کرنے ان کی دیکھ بھال اور صحیح تربیت کرنے والا کوئی معتبر اور محرم گھر میں موجود نہ ہو۔

نوٹ : اپنے سگے بھائی کو بھی ذمہ داری سونپنا حدیث پاک (دیور موت ہے) کی مخالفت ہے فی زمانہ ایسے واقعات کا بکثرت رونما ہونا بالکل واضح ہے کہ جس میں سگا بھائی موت ثابت ہوتا ہے اللہ کریم تمہیں عقل سلیم اور فہم دین عطا فرمائے۔

بیماری یا موت جیسے حالت غیر اختیاری ہیں جن کا بندہ مکلف ہی نہیں ہوتا جبکہ سفر اختیار کرنا (جس مقصد کے لئے بھی ہو) ایک اختیاری امر ہے جس کے لئے بندہ عنداللہ جواب دہ ہوگا اور دوسرا تبلیغ فرض عین نہیں جبکہ اہل وعیال کی دیکھ بھال تربیت اور ان کے تمام حقوق کی ادائیگی فرض عین ہے۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے: "کلکم راع و کلکم مسول عن رعیته"

(تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا) کے مطابق قیامت کے دن سوال کیا جائے گا کہ جن کے تم نگہبان تھے تم نے ان سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو کس حد تک پورا کیا۔

سوال : تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کیا صحابہ کرام سب کے سب عالم تھے تمام صحابہ کرام تو عالم نہ تھے اور غی عالم ہو کر بھی تبلیغ کرتے تھے پس آج کے تبلیغی بھی بغیر علم کے تبلیغ کرنے کے مجاز ہیں کیا ان کا یہ فلسفہ صحیح ہے؟

جواب : وعظ عام کے لئے بنیادی شرط علم ہے بے علم شخص کا وعظ کے لئے اٹھنا رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہے۔ بے علم شخص کا وعظ سننے سے سامعین بھی گناہ گار ہونگے۔

حضرات صحابہ کرام پر جھوٹ، تاریخ اسلام کا انکار، اسی کو دلیری کہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کم وبیش ایک لاکھ صحابہ کرام موجود تھے لیکن اشاعت دین کا جو طریقہ رائج تھا مولانا شبلی نعمانی نے اسے الفاروق میں یوں بیان کیا ہے اس طریقے کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ عام اجازت نہ ہو بلکہ خاص قابل لوگ افتاء کے لئے نامزد کر دیئے جائیں تاکہ ہر کس وناکس غلط مسائل کی ترویج نہ کر سکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تخصیص کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جن لوگوں کو انہوں نے افتاء کی اجازت دی مثلاً حضرت علی حضرت عثمان

حضرت معاذ بن جبل حضرت عبدالرحمٰن بن عورابی بن کعب زید بن ثابت ابوہریرہ اور ابودرداء وغیرہ وغیرہ ان کے سوا اور لوگ فتویٰ دینے کی مجاز نہ تھے شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء میں لکھتے ہیں:

"سابق وعظ وفتوی موقوف بود برائے خلیفه بدون امر خلیفه وعظ نمی گفتند وفتوی نمی داند ونیز توقف برائے خلیفه موعظ می گفتند وفتوی می دادند"

تاریخوں میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں کو فتویٰ کی اجازت نہ تھی انہوں نے فتوے دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو منع کر دیا چنانچہ ایک دفعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ واقع گذرا بلکہ ان کو یہاں تک احتیاط تھی کہ مقرر شدہ مفتیوں کی بھی جانچ کرتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارہا پوچھا کہ تم نے اس مسئلہ میں کیا فتویٰ دیا؟ اور جب انہوں نے اپنا جواب بیان کیا تو فرمایا کہ اگر تم مسئلہ کا اور کچھ جواب دیتے تو آئندہ تم کبھی فتوی کے مجاز نہ ہوتے دوسرا امر جو اس طریقے کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ مفتیوں کے نام کا اعلان کر دیا جائے اس وقت اخبار تو نہ تھے لیکن مجالس علماء میں جن سے بڑھ کر اعلان کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا اعلان کیا شام کے سفر میں بمقام جابیہ بے شمار آدمیوں کے سامنے جو خطبہ پڑھا اس میں یہ الفاظ بھی فرمائے:

"من اراد القرآن فلیات ابیا من اراد ان یسال الفرایض فلیات زید ومن اراد ان یسال من الفقه فلیات معاذا"

یعنی جو شخص قرآن سیکھنا چاہے تو ابی بن کعب کے پاس اور فرائض کے متعلق کچھ پوچھنا چاہے تو زید کے پاس اور فقہ کے متعلق پوچھنا چاہے تو معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائے۔

شبلی نعمانی الفاروق حصہ دوم میں ص ۱۹۳ پر لکھتے ہیں:

حضرت جلال الدین سیوطی نے حضرت حبان بن ابی جبلہ کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت عمر نے ان کو مصر میں فقہ کی تعلیم پر مامور کیا تھا۔

عمران بن الحصین جو بہت بڑے رتبہ کے صحابی تھے حضرت عمر نے انہیں بصرہ میں فقہ کی تعلیم کے لئے شام بھیجا تھا حضرت عمر نے حضرت عبادہ بن صامت حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوالدرداء کو شام بھیجا تاکہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور فقہ سکھائیں۔

ان فقہاء کے درس کا یہ طریقہ تھا کہ مساجد کے صحن میں ایک طرف بیٹھ جاتے تھے اور شائقین علم نہایت کثرت سے ان کے گرد حلقہ کی صورت میں جمع ہو کر فقہی مسائل پوچھتے تھے اور وہ جواب دیتے تھے ابومسلم خولانی کا بیان ہے کہ میں حمص کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ 30 بڑے بڑے صحابی

وہاں تشریف رکھتے تھے اور مسائل پر گفتگو کرتے تھے لیکن جب ان کو کسی مسئلہ میں شک پڑتا تھا تو ایک نوجوان کی طرف رجوع کرتے تھے میں نے لوگوں سے اس نوجوان کا نام پوچھا تو کہا کہ معاذ بن جبل ہیں لیث بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابوالدرداء جب مسجد میں آتے تھے ان کے ساتھ لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا تھا جیسے بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ سب لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن لوگوں کو تعلیم فقہ کے لئے منتخب کیا تھا مثلاً معاذ بن جبل ابوالدرداء عبادہ بن الصامت عبدالرحمٰن بن غندر عمران بن حصین عبداللہ بن مغفل یہ تمام جماعت اسلام میں انتخاب تھے ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت عمر نے اس بات کی بڑی احتیاط کی کہ عموماً ہر شخص تعلیم مسائل کا مجاز نہ ہو۔

قارئین کرام! یہ آخری جملہ ہماری پوری کتاب کا خلاصہ اور ہمارے قلب کی وہ صدا ہے جسے ہم تمام امت مسلمہ کو بالعموم اور تبلیغی رفقاء کو بالخصوص پہنچانا چاہئے ہیں ذمہ داران تبلیغ اور اکابرین تبلیغی جماعت کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ تمہارے بیانات کی وجہ سے نوجوان نسل کے دل ودماغ میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام اور تمام صحابہ کرام اسی موجودہ تبلیغی طریقہ کار کے مطابق تبلیغ کرتے تھے جب تبلیغی رفقاء کو حقوق العباد اور خصوصاً اہل وعیال کے حقوق کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو ان کی طرف سے یہ جواب کتنا عام وخاص ہے کہ صحابہ کرام نے بھی اپنے بال بچوں کو چھوڑا تھا بالفاظ دیگر حضرات صحابہ کرام بھی حقوق العباد کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ یا للعجب

جب معاملات نااہلوں کے سپرد ہو جائیں تو پھر قیامت کا انتظار کیا جانا چاہئے..... (الحدیث)

میں نے مندرجہ بالا سوالات کے جوابات حوالہ جات کے ساتھ لکھے ہیں اور نیک نیتی سے لکھے ہیں تاکہ ہمارے تبلیغی بھائی اپنی چال چلنے کی بجائے ہمارے اکابر علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلیں اور اپنے عمل کی اصلاح کریں میرا مقصد نہ کسی کی دل آزاری ہے اور نہ ہی اپنوں ہی کی مخالفت۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جاننے والا ہے اور ہم سب اسی سے اجر کے طالب ہیں۔

۱) خادم علماء دیوبند عبدالغفار غور غشتی
بمقام ڈاک اسماعیل خیل صوبہ سرحد

۲) مولانا شبیر احمد صاحب ابن مفتی عبداللطیف صاحب
ڈاک اسماعیل خیل، پشاور ڈنگری گیٹ

قارئین کرام کے لئے تحفہ

مشکوٰۃ شریف میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان

﴿ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ﴾

تم میں سے کوئی کوئی بھی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک وہ اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت مجھ سے نہ کرے۔

قارئین کیلئے تحفہ

تین چیزوں کا مرنے کے بعد بھی نفع

مسلم شریف کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ

جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل بھی منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے:

- صدقہ جاریہ (جیسے مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ، ہسپتال وغیرہ بنوانا)
- ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے (جیسے مرنے والے کی تصنیف وتدریس وغیرہ سے)
- اولاد صالح (روحانی یا جسمانی) جو اس کے لئے دعا کرے (یا ایصال ثواب کرے)

صیغم قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت

اور

علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

معجزۂ نبوی

قال رأس المحدثین و فخر ائمۃ المسلمین

سیدنا الامام مسلم بن حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بسندہ) عن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قَالَ یَنبِیُہٗ قَومٌ قِبَلَ الْمَشرِقِ مُحلَقَۃٌ رُؤُوسُھُم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم سر مارتی پھرتی رہے گی (مدینہ شریف کی) مشرق کی جانب جن کے سر منڈے ہونگے

مسلم شریف صفحہ نمبر ۳۴۳ جلد نمبر ۱

خوب واضح ہو کہ مسلم شریف کی اس حدیث شریف میں تین باتیں مذکور ہیں

۱۔ یَتِیْہُ قَوْمٌ	ایک قوم ہدایت سے محروم، منزلِ مقصود، وصول الی اللہ کی دولت سے بے بہرہ، راہِ حق کی تلاش میں بہت کوشش کرنے کے باوجود بھٹکتی اور حیران و سرگرداں پھرتی رہے گی
۲۔ قِبَلَ الْمَشْرِقِ	ان کا مرکز، دارِ خروج، پناہ گاہ، اڈا، مدینہ طیبہ سے مشرق کی طرف ہوگا
۳۔ مُحَلَّقَۃٌ رُؤُوْسُھُمْ	ان کے سر منڈے ہونگے وہ بالعموم سر منڈانے والے ہونگے

چودھویں صدی ہجری میں انگریز سرکار سے 600 روپے ماہوار وظیفہ لینے والے مولوی الیاس دیوبندی کی انگیخت و تحریک پر سر منڈوں کی جماعتیں گشت پر نکلنا شروع ہوئیں ان کا مرکز انڈیا میں بستی نظام دین دہلی اور ریاست الور بنا اور قیام پاکستان کے بعد لاہور کے قریب رائیونڈ میں اپنا مرکز بنایا یہ علاقے مدینہ طیبہ سے مشرق میں واقع ہیں سر منڈانا ان کا معمولِ عام ہے مسنون زلفیں رکھنا ان کے معمول میں شامل نہیں ان کے چھوٹوں کی بات تو کجا ان کے بڑے بڑے بھی معرفتِ الٰہیہ کی دولت سے اس طرح کورے ہیں جس طرح کہ سبحان اللہ العظیم ، سبحان ربی الاعلی ، سبحان ربی العظیم اور سبحانک اللھم کے معنی و مفہوم سے ناواقف، اُجڈ، دیہاتی عربی زبان سے جاہل آدمی کورا ہوتا ہے مثلاً تبلیغی جماعت کے سینہ زور مبلغ جناب طارق جمیل صاحب نے 11 جنوری 2002ء کو پنڈی بھٹیاں میں تقریر کی اور بعد میں دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ بولے ✻ اللہ تو سامنے ہو ہم تیرے پاؤں پکڑ لیں ✻ ✻ ہم تیری گود میں گر جائیں ✻ ✻ ہم تجھے منائیں ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

30 مئی 2003ء کو مردان میں تقریر کی اور ان الفاظِ قبیحہ سے دعا کی تجھے منانے

کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ آجا ✻✻ ہمیں اپنی گود میں لے ✻ آجا ✻
اسی دعا میں یہ الفاظ شنیعہ بھی بولے گئے یا اللہ تجھے ✻ ہے یہ تجھے بلانے آیا ہے
✻ آگے بولتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہاں ہے تمہارا اللہ ✻ آجا ہمارے
ساتھ چل آجا ✻ ہمارے ساتھ چل ✻ ہمارے ساتھ چل ہمارے ساتھ چل ✻
اسی دعا میں روتے ہوئے کہتا ہے ہمارا کوئی نہیں ہے **آگے چلتے چلتے روتے دھوتے**
کہتا ہے کتنے بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ رو رہے ہیں ✻ میرے
مولا: یہ زمین بھی رو رہی ہے ✻ یہ گھاس کا تنکہ تنکہ بھی ہمارے ساتھ رو رہا ہے ✻
آگے کہتا ہے یا اللہ ✻ تو آنہیں رہا اس لئے تباہی ہے جب تو آئے گا ہمیں
پتہ ہے پھر سب کچھ ہمارا ہو جائے گا ✻ ابھی اعلان کر دے کہ میں آرہا ہوں
یا اللہ ✻ بابل کا نمرود ایک خلیل کو جلانے والا تھا اسے بھی تو نے بچالیا تھا ہمارے
نمرودوں نے کروڑوں خلیل جلا دیئے ہیں ✻ بچے مار کھا کے ابا کو بلانے جاتے ہیں ہم
بھی پٹ کے تجھے بلانے آئے ہیں **آگے مولوی طارق جمیل دعا کے روپ میں**
اس طرح بکواس کرتا ہے تو آ کے انہیں دکھا دے یا اللہ آجا ✻ آجا ✻ ہماری
ضد مان لے ✻ تو ہمارے سامنے ہوتا تو ہم تیرے پاؤں پکڑ لیتے ✻ ہم تجھ سے
چمٹ جاتے ✻ ہم ضد کرتے ✻ ہم روتے دھوتے ✻ ہم لوٹ پوٹ ہوتے ✻ تیرے
آگے پیچھے ✻ یا اللہ ہم شور مچاتے ✻ اپنے ایمان کے تصور میں تیرے ہی قدموں
میں گرے پڑے ہیں ✻ تیرا ہی دامن تھام رہے ہیں ✻ ہمیں اپنی جھولی میں چھپا
لے ✻ ماں بھی اپنے بچے کو اپنی جھولی میں چھپاتی ہے ✻✻
آناں ✻✻ ہمیں سینے سے لگا ✻✻ او ہمارے اللہ ✻✻ ہائے ہمارے اللہ
ہائے ہمارے اللہ ✻✻ ہائے ہمارے اللہ ✻✻ ہائے ہمارے اللہ ✻✻
آگے دعا کرتے ہوئے کہتا ہے اس مجمع کو قبول کر لے ✻ ان اہلِ شہر کو قبول کر لے ✻ انکی
عورتوں، بیٹیوں، بیبیوں، ماؤں کو قبول کر لے ✻ **یہ الفاظ تبلیغی جماعت کے سب سے**

بڑے مبلغ کے ہیں جس پر ہم نے اپنے مقالات میں مفصل گفتگو کی ہے۔
سرِ دست صرف اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ پندرھویں صدی کے اس جاہل مطلق فی الدعا کو تقدیسِ الٰہی * تنزیہِ باری تعالیٰ * تسبیحِ رب العزت کا پتہ ہوتا تو یہ دعا میں ایسی واہی تباہی نہ بولتا * تبلیغی جماعت کے گونگے شیاطین نے تو اس کی دعا پر تبصرہ کرنا ہی نہیں ہے کیونکہ وہ اس مُہین شانِ باری تعالیٰ کی مقبولیت عند الرُّسأ و الامراء و المیانئین والجودھرین سے خوفزدہ ہیں۔ یا طام دنیا کے حصول میں اس کے حصہ دار ہیں بندہ فرقہ دیوبندیہ کے مفتیانِ کرام، شیوخ الحدیث، مناظرین اور بالخصوص یوسف رحمانی، صفدر اوکاڑوی، سعید ملتانی، متسیّد ضیا اللہ گجراتی کی نسل کے زبان دراز مقررین سے پوچھنا چاہتا ہے کہ ******* .. کیا مولوی رشید احمد گنگوہی ** مولوی قاسم نانوتوی ** مولوی اشرف علی تھانوی ** مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ** مولوی محمود الحسن دیوبندی ** مولوی حسین احمد مدنی ** مولوی الیاس دیوبندی تبلیغی ** مولوی زکریا سہارنپوری نے ساری زندگی جس توحید پر زور دیا ہے * اپنے متعلقین کو جو توحید سکھائی ہے کیا وہ یہی ہے **جو مولوی طارق جمیل اگل رہا ہے؟**
یا وہ کسی اور شیطانی سوچ کا نام ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی پکی سچی محبت کو شرک کا نام دیئے بغیر تسکین حاصل نہیں ہوسکتی * الغرض تبلیغی جماعت کی عمر بھر کی حیرانی وسرگردانی کا لُبِ لباب معرفتِ توحیدِ خداوندی سے محرومی ہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اس جامع کلام میں بیان فرمادیا

۱۔ یَتِیْهُ قَوْمٌ **کہ ایک قوم ہدایت سے محروم پھرتی ہی رہے گی**
۲۔ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ان کا مرکز، مدینہ طیبہ سے مشرق کا علاقہ ہوگا
۳۔ مُحْلِقَةٌ رُؤُوْسُهُمْ **ان کے سر منڈے ہوئے ہونگے**

ان لوگوں کا دین کے نام پر دن رات محنت کرنا اور * معرفتِ خداوندی سے محروم ہی رہنا رسول اللہ ﷺ کا جیتا جاگتا معجزہ ہے الحمد للہ علی ذالک

ضمناً مولوی طارق جمیل کی گھریلو سادہ، پروقار، تعلیماتِ اسلامیہ میں ڈھلی ہوئی، تقدس کے دریا میں دُھلی ہوئی، خواتین مبلغات کے لئے نمونہ کاملہ، دینی تعلیمی **ادارہ للبنات کی پرنسپل /ناظمہ، مہتممہ** کا حال پاکستان کے موقر ترین اخبار روزنامہ نوائے وقت کی 25 جولائی 2007ء اشاعت میں ملاحظہ ہو

معروف بیوٹی پارلر سے طارق جمیل کی اہلیہ اور بھابھی کے زیورات چوری

ممتاز عالم دین کی بھابھی اور اہلیہ کے فشل کے دوران ملازماؤں نے پرس غائب کر لئے، پارلر کی مالکہ بیرون ملک چلی گئیں

لاہور (محمد اعظم چودھری) ایم ایم عالم روڈ گلبرگ میں معروف بیوٹی پارلر ڈیلکس سے ممتاز عالم دین طارق جمیل کی اہلیہ اور ان کے بھائی ممتاز کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر طاہر کمال کی اہلیہ کے لاکھوں روپے کے زیوارات اور نقدی چوری ہوگی ہے گلبرگ پولیس نے مقدمہ درج (بقیہ صفحہ 8 نمبر 4)

کرلیا ہے معلوم ہوا ہے کہ 20 جولائی کو طارق جمیل کی اہلیہ صفیہ بی بی اور مولانا کی بھابھی ڈاکٹر عائشہ طیبہ خاکوانی فشل کروانے کے لئے ڈیلکس بیوٹی پارلر گئیں جہاں سے ان کا ایک پرس چوری ہو گیا ڈاکٹر عائشہ کے مطابق اس پرس میں 2 عدد طلائی کڑے، ایک جوڑی جھمکا کانٹا، ایک چین، ایک عدد ٹاپس ایک جھومر اور دیگر زیورات کے علاوہ 80 ہزار نقد موجود تھے۔ ڈاکٹر عائشہ نے الزام لگایا ہے کہ ڈیلکس کے سٹاف نے فشل کے بہانے دونوں خواتین کی آنکھوں پر کپڑے ڈال کر ان کا پرس غائب کرلیا۔ گلبرگ پولیس نے ڈاکٹر عائشہ کی درخواست پر مقدمہ درج کیا لیکن مقدمے میں پارلر کے مالک مسز مصباح کو نامزد کرنے کی بجائے

2 ملازم لڑکیوں کو نامزد کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لیڈی پولیس کی بجائے مرد پولیس اہلکاروں نے بیوٹی پارلر پر چھاپہ مارا اور وہاں کام کرنے والی خواتین کو ہراساں کیا گیا۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈیلکس کی مالکہ مسرت مصباح مدعی پارٹیوں اور مذہبی رہنماؤں سے خوفزدہ ہو کر گذشتہ رات ملک سے باہر چلی گئی ہیں

نوٹ: اسی تاریخ کو یہی خبر روزنامہ جنگ کی بھی زینت بنی





معروف بیوٹی پارلر سے طارق جمیل کی اہلیہ اور بھابھی کے زیورات چوری

ممتاز عالم دین کی بھابھی اور اہلیہ کے فیشل کے دوران ملازماؤں نے پرس غائب کر لئے، پارلر کی مالکہ یہ دن ملک چلی گئیں

لاہور (محمد اعظم چودھری) ایم ایم عالم روڈ گلبرگ میں معروف بیوٹی پارلر ڈیلکس سے ممتاز عالم دین طارق جمیل کی اہلیہ اور ان کے بھائی ممتاز کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر طاہر کمال کی اہلیہ کے لاکھوں روپے کے زیورات اور نقدی چوری ہوئی ہے گلبرگ پولیس نے مقدمہ

(بقیہ صفحہ 8 نمبر 4)

بقیہ 4

بیوٹی پارلر

کر لیا ہے معلوم ہوا ہے کہ 20 جولائی کو طارق جمیل کی اہلیہ صفیہ بی بی اور مولانا کی بھابھی ڈاکٹر عائشہ طیبہ خاکوانی فیشل کروانے کے لئے ڈیلکس بیوٹی پارلر گئیں جہاں سے ان کا ایک پرس چوری ہو گیا ڈاکٹر عائشہ کے مطابق اس پرس میں 2 عدد طلائی کڑے، ایک چوڑی جھمکا کا نٹا، ایک چین، ایک عدد ٹاپس ایک جھومر اور دیگر زیورات کے علاوہ 80 ہزار نقد موجود تھے۔ ڈاکٹر عائشہ نے الزام لگایا ہے کہ ڈیلکس کے سٹاف نے فیشل کے بہانے دونوں خواتین کی آنکھوں پر پٹے ڈال کر ان کا پرس غائب کر لیا۔ گلبرگ پولیس نے ڈاکٹر عائشہ کی درخواست پر مقدمہ درج کیا لیکن مقدمے میں بیوٹی پارلر کی مالکہ مسرت مصباح کو نامزد کرنے کی بجائے 2 ملازم لڑکیوں کو نامزد کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لیڈی پولیس کی بجائے مرد پولیس اہلکاروں نے بیوٹی پارلر پر چھاپہ مارا اور وہاں کام کرنے والی خواتین کو ہراساں کیا گیا۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈیلکس کی مالکہ مسرت مصباح مدعی پارٹیوں اور مذہبی رہنماؤں سے خوفزدہ ہو کر گذشتہ رات ملک سے باہر چلی گئی ہیں

گلبرگ مولانا طارق جمیل کی اہلیہ کے بیوٹی پارلر سے غائب ہونے والے زیورات نہ مل سکے

بقیہ 6 زیورات نہ مل سکے

لاہور (کرائم رپورٹر) گلبرگ میں ایک بیوٹی پارلر سے طارق جمیل اور ڈاکٹر طاہر کمال کی بیویوں کے زیورات نہ مل سکے گلبرگ پولیس کے مطابق تفتیش ویمن انوسٹی گیشن پولیس کے پاس چلی گئی ہے جبکہ ویمن انوسٹی گیشن پولیس کے مطابق ابھی تک تفتیش ان کے پاس نہیں آئی

نوٹ: اہل محبت اور اصحاب اخلاص سے اس کی اشاعت عام کرنے کی درخواست ہے

0333 4655574 قاری محمد مبشر حسین نقشبندی

یا اللہ عزوجل　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　یا رسول اللہ ﷺ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تبلیغی جماعت



علماء دیوبند کی نظر میں

دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی

کے خلیفہ اجل قاضی عبد السلام نوشہروی

کی کتاب ”شاہراہ تبلیغ“ کا خلاصہ

ترتیب: احمد رضا قادری سلطانپوری

خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور

nusratulhaq92@gmail.com

﴿.....کتاب شاہراہِ تبلیغ کا تعارف.....﴾

اس کتاب کا پورا نام ''**شاہراہ تبلیغ اور رسمی تبلیغ کی وضاحت**'' ہے۔اور اس کتاب کے مصنف علماء دیوبند کے حکیم الامت **اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ خاص ''قاضی عبد السلام''** خطیب جامع مسجد نوشہرہ ہیں۔قاضی عبدالسلام نے یہ کتاب ۱۳۹۴ھ میں لکھی۔اس کتاب کے مصنف ''مدرسہ عبدالرب دہلی'' سے فارغ التحصیل ہیں۔(شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷)

جب اس کتاب کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو تبلیغی جماعت والوں نے ان حقائق کو چھپانے کے لئے تقریباً وہ سارا ایڈیشن نذر آتش کر دیا۔لیکن بعد میں خود ان دیوبندی علماء نے اس کتاب کو شائع کروایا جو تبلیغی جماعت کے مخالف تھے۔

اب خود ہی اندازہ لگا لیجیے کہ اگر تبلیغی جماعت سے علماء دیوبند کو اختلاف ہی نہ ہوتا تو پھر ایسی کتاب جس میں تبلیغی جماعت کو گمراہ و بدعتی قرار دیا گیا ہے،ایسی کتاب کو دوبارہ سر توڑ تحقیق و محنت کر کے شائع ہی نہ کرتے۔لہذا یہ کھلا ثبوت ہے کہ خود علماء دیوبند کو بھی تبلیغی جماعت سے سخت ترین اختلافات ہیں۔

﴿کتاب شاہراہِ تبلیغ اور اس کے مصنف کا تعارف﴾

شاہراہ تبلیغ کے بارے میں خود دیوبندی حضرات کا بیان ہے کہ ''شہرہ آفاق اصلاحی و علمی کتاب ہے جو آج سے تقریباً تیس ۳۰ سال قبل حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا قاضی عبدالسلام نوشہرویؒ نے تصنیف فرمائی تھی،جو پہلے ایڈیشن میں ایک ہزار طبع ہوئی لیکن بد

قسمتی سے تبلیغیوں نے تقریباوہ سارا ایڈیشن نذر آتش کر دیا اس کے بعد اب تک یہ کتاب ناپید تھی خوش قسمتی سے حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کے متوسلین کی وساطت سے اس کا ایک مکمل نسخہ برآمد ہوا۔اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق مفتی عام مفتی محمد فرید زروبی [اطال اللہ بقاءہ] اور حضرت مولانا حبیب النبی صاحب سجادہ نشین بیکی شریف صوابی نے اس کی تصویب فرمائی تھی، نیز یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ حضرت نوشہروی ''صاحبِ کتاب شاہراہ تبلیغ'' حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ سے عمر میں بڑے تھے'' (آخری ٹائیل پیج، شاہراہ تبلیغ مع احقاق الحق البلیغ فی ابطال ما احدثتہ جماعت التبلیغ :یعنی موجودہ تبلیغی جماعت کی بعض خرافات کا علمی جائزہ ۔ترتیب وتدوین: ابواسید محمد امان اللہ عمرزئی کاملپوری دامانی چھچھہ اٹک خلیفہ مجاز: حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہؒ ۔تلمیذ رشید حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا سید حامد میاں] نوٹ: آخر میں اس کا سکین حوالہ دیا گیا ہے۔

﴿کیا تبلیغی جماعت پر اعتراض کرنا جرم ہے؟﴾

ہم اہل سنت و جماعت اگر تبلیغی جماعت پر اعتراضات کریں اور ان کی غلط رسومات و بدعات کی نشاندہی کریں تو ہمیں مجرم قرار دیا جاتا ہے اس لئے ہم علماء دیوبند کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ خاص قاضی عبد السلام صاحب دیوبندی کی حوالے سے تبلیغی جماعت پر گفتگو پیش کرتے ہیں ۔تبلیغی جماعت پر جب اعتراض کیے گے تو مولوی زکریا صاحب نے ایک مقام پر لاجواب ہو کر کہہ دیا کہ ''بس اسلم یہ ہے کہ معترضین کو بکنے دیں اور جو سمجھ میں آوے کرے'' [شاہراہ تبلیغ ۹۹)

تبلیغی جماعت والے بھی اکثر مولوی زکریا کے اس فارمولے پر عمل کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ!

اجی وہ تو ہمارے خلاف ہیں اس لئے ایسی باتیں کرتے ہیں، اجی وہ تو جاہل ہیں اس لئے اعتراض کرتے ہیں۔

لیکن آیئے اب علماء دیوبند کے خلیفہ خاص قاضی عبدالسلام کے جملے ملاحظہ کیجیے۔تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا کی اس بات کو رد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''عوام کے بے معنی اعتراضات کے ساتھ یہ برتاؤ بالکل برمحل ہے۔لیکن علمائے کرام کے اعتراضات کو درخور اعتنا نہ سمجھنا، سمجھ میں نہیں آتا۔اسلام میں تو علمائے کرام کا ایک مخصوص مقام ہے۔جب عوام کو یہ چھٹی دیدی گئی کہ جو سمجھ میں آوے کرے۔تو علم اور علماء کی کیا وقعت رہی۔.....(شاہراہ تبلیغ ۹۹)

لہذا پتہ چلا کہ تبلیغی جماعت سے ہم کو ہی اختلاف نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند کو بھی اختلافات ہیں۔لہذا تبلیغی جماعت کا یہ کہنا کہ وہ تو ہمارے خلاف ہیں اور جاہل ہیں اس لئے اعتراض کرتے ہیں یہ بات سراسر غلط اور ہیرا پھیری ہے کیونکہ اگر ایسی ہی بات ہوتی تو پھر قاضی عبدالسلام دیوبند اعتراض نہ کرتے۔قاضی عبدالسلام تو دیوبندی تھے، عالم بھی تھے تو انہوں نے تبلیغی جماعت پر اعتراضات کیوں کیے؟

تبلیغی جماعت والے دوسری تاویل یہ کرتے ہیں کہ ''جو تبلیغی جماعت کے اندر گھس گیا وہ اعتراض نہیں کرتا کیونکہ اس کا فائدہ معلوم ہو جاتا ہے''۔تو اس کا جواب دیتے ہوئے قاضی عبدالسلام دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ ''اولاً دین کا معیار فائدہ نقصان نہیں، وہاں تو منقول غیر منقول کو دیکھا جاتا ہے۔.....ثانیاً بندہ ناچیز [قاضی عبدالسلام دیوبندی] تو جماعت میں گھسا ہوا تھا۔احکام شرعی سے رفقائے جماعت کی تلخ بے التفاتی اور رعونت اور جہالت نے اس عاجز [قاضی] کو واپس آنے پر مجبور کیا.....دین کے نام سے ایک غیر مسنون اور مخترع سلسلہ چلایا جا رہا ہے اور شکایات کی جو بارش ہو

رہی ہے،[بقول تبلیغی جماعت کے] سب کو بکنے کا معزز خطاب دیا جارہا ہے۔یاللعجب (شاہراہ تبلیغ ۱۰۲،۱۰۴)

لہذا ثابت ہوگیا کہ تبلیغی جماعت سے خود ان کے دیوبندی علمائے نے بھی اختلافات کیے۔اب آیئے ہم آپ کے سامنے قاضی عبدالسلام دیوبندی کے تبلیغی جماعت کے بارے میں اعتراضات وخیالات پیش کرتا ہوں۔زراغور سے پڑھیے یہ کوئی سنی عالم نہیں بلکہ دیوبندی عالم کی تحریر ہے جس کو اختصار کے ساتھ ہم پیش کررہے ہیں۔

﴿دیوبندی قاضی کے نزدیک تبلیغی جماعت جاہل ہے﴾

☆ دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ خاص قاضی عبدالسلام صاحب کہتے ہیں کہ''اہل تبلیغ[جماعت] کی تو دنیا ہی اور ہے،**نہ علم ہے،نہ صحبت شیخ،نہ دوا نہ علاج**،نہ ذرائع اور مقاصد میں امتیاز،**اندھے کی ہاتھ میں لاٹھی ہے** کس کسی پر جہاں کہی پڑی،نہ حکیم نہ دواء نہ پرہیز،انجان لوگ ایک مخصوص نظام کے ماتحت اکھٹے ہوکر چلنے پھرنے سے تین ہی دن میں مقبول خدا بن جاتے ہیں یہ کوئی عقل کی بات ہے،تماشا ہوا.....(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۶۰)۔

☆ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ''رہی آج کل کی یہ عوامی رسمی تبلیغ،اللہ کی پناہ اس کی تو حقیقت ہی جاہل مبلغوں نے کچھ اور بنا ڈالی۔**صرف نام تبلیغ ہے**۔(شاہراہ تبلیغ ۹۱)

﴿دیوبندی قاضی کے نزدیک تبلیغی جھوٹی ہیں﴾

☆ دیوبندی قاضی صاحب کہتے ہیں''ہمارے آجکل کے اہل تبلیغ کا رنگ ہے یعنی بستر ے کندھوں پر رک کر نکلنا اور سنی سنائی باتوں کو ازبر کرکے اجتماعات میں بے تکلف سنانے کی مشق کرنا لوگوں کو اپنے

ساتھ ملانے کے لئے اکسانا، چاہے جھوٹ کے طومار کے ذریعے کیوں نہ ہو۔ اور نابالغ بچہ کیوں نہ ہو یا داڑھی منڈا جوان کیوں نہ ہو۔ البتہ سلسلہ تبلیغ میں وقت دیکر ضابطہ کی خانہ پُری کروانا۔ یہی ان [تبلیغی جماعت] کے ہاں کامیابی ہے۔ اور یہی ان کے ہاں جنت کی کنجی ہے، انبیاء کرام کا عمل ہے۔ **العیاذ باللہ من شر الجھل المرکب**۔۔ (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۶۵)

﴿ تبلیغی جماعت والے دین سے واقف نہیں ہوتے ﴾

☆ دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب نے اپنی اسی کتاب میں سید بجنوری صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تبلیغی جماعتوں کے لوگ ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔ **وہ اکثر دین اور علم دین سے کم واقف ہوتے ہیں اور وہ تبلیغ کے فضائل یا شرعی مسائل بھی غلط طور سے پیش کرتے ہیں**۔ (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۶۵) جی یہ دیوبندیوں کے گھر کی گواہی ہے کہ تبلیغی جماعت میں والے جاہل اور علم دین سے نابلد ہوتے ہیں اور یہ بات تجربے سے بھی ثابت ہے۔ کہ تبلیغی جماعت کی گشت کرتی جماعت کے امیر صاحب کو بھی شرعی مسائل کا کچھ علم نہیں ہوتا بلکہ غیر عالم یعنی جاہل ہی جو امیر مقرر کیا جاتا ہے۔

﴿ تبلیغی جماعت والے خود علم دین سے عاری ﴾

☆ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ ''موجودہ اہل تبلیغ سے یہی شکایت ہے کہ دین کا نام لیا جاتا ہے۔ اور **دین کے علم اور اسکی پہچان سے خود بیچارے عاری ہوتے ہیں۔ نہ معروف کی پہچان نہ منکر کی، تو اوروں کو کس چیز کی تبلیغ کرسکیں گے**۔ [تبلیغ] صرف ایک رسم وہ گئی ہے جس کا نصب العین یہی نظر آتا ہے کہ عوام کو منظم کر کے اور جہل کو علم کا رنگ دے کر ان کو حقیقی علم دین کے مقابلے میں آنے کے لئے تیار کرنا

ہوتا ہے۔نوعمر جوانوں کومخصوص تقریریں طوطی دارازبر کرا کرمحفلوں میں ان سے زبانی سنوارہے ہیں تا کہ عوام یہ تاثر کیں کہ تبلیغ میں ایک چلہ دینے سے انسان لیکچرار عالم بن سکتا ہے۔(شاہراہ تبلیغ ۵۰)

﴿تبلیغی جماعت والے بغیر وضو نمازیں پڑھواتے ہیں﴾

☆دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب نے اپنی اسی کتاب میں خود انکشاف کیا کہ ''تبلیغی جماعت والے بغیر وضو کے بھی نمازیں پڑھوتے ہیں''۔(شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۶۵)لاحول ولاقوۃ الاباللہ . جو اس قسم کے جاہل ہوں وہ دوسروں کو کیا تبلیغ کریں گے۔

﴿تبلیغی جماعت والے خلاف شرع کام کرنے کا ذریعہ﴾

دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب نے اپنی کتاب میں مفتی جمیل تھانوی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''تبلیغی جماعت کے امیر غیر عالم ہوتے ہین جو کہ خلاف شرع اور گناہ کی باتوں کا ذریعہ بنتے ہیں''(شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۳۷ مفتی جمیل)یہ باتیں کوئی سنی عالم دین لکھتا تو دیوبندی تردید کر سکتے تھے لیکن یہاں تو ''اس گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے''یعنی خود دیوبندی علماء اقرار کررہے ہیں ۔اسی کتاب میں دیوبندی مفتی جمیل نے بھی تبلیغی جماعت کے گھومنے پھرنے سے اختلاف کیا۔(شاہراہِ تبلیغ ۶۷)

﴿تبلیغی جماعت محض ایک رسم و رواج اور گمراہی ہے﴾

☆ قاضی عبدالسلام دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ ''تحریک چند رسوم کا مجموعہ بن گئی ۔(شاہراہ تبلیغ ۱۰)

☆ قاضی عبدالسلام دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ ''بعض مقامات پر یہ تحریک ایک خاص رسم کی شکل اختیار کرگئی ہے''۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۹)

☆ قاضی صاحب نے تبلیغی جماعت کو رسمی تبلیغ قرار دیا'' راستہ یہ ہے کا اشارہ اس صراط مستقیم ما جاء بہ

الرسول سنت حبیب ﷺ کی طرف ہے نہ کہ اس موجودہ رسمی تبلیغ کی طرف ۔العیاذ باللہ۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۵۶)

☆ قاضی عبد السلام دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ ''آج کل کی رسمی اور بدعی تبلیغ خود ہی گمراہی ہے''(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۱۱۴)۔

﴿تبلیغی جماعت کے رہنما علوم شرعیہ سے نا آشنا﴾

☆ قاضی عبد السلام دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ [تبلیغی جماعت کا نظام] علوم شرعیہ سے نا آشنا رہنماؤں کے ہاتھوں میں آیا۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۹)۔

☆ قاضی عبد السلام دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ [تبلیغی جماعت کی] ''احکام شرعہ سے بے نیازی شروع ہوئی''۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۹)

﴿ تبلیغی جماعت ایک دنیاوی فرقہ ہے﴾

☆ قاضی عبد السلام دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ ''تبلیغی جماعت نے ایک دنیوی فرقے کا رنگ اختیار کیا''۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۹)

☆ قاضی عبد السلام دیوبندی کہتے ہیں کہ ''تبلیغ کے نام سے تکثیر سواد مقصد بنے''۔(شاہراہ تبلیغ ۹)

﴿.....تبلیغی جماعت والے علماء کے مخالف ہیں.....﴾

☆ قاضی عبد السلام دیوبندی کہتے ہیں کہ [تبلیغی جماعت والے کے] ''علماء کرام سے اختلافات اور مقابلے شروع ہوئے''۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۱۰)

☆ قاضی عبد السلام دیوبندی تبلیغی جماعت کی جہالتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ تبلیغ جماعت نے

''ایک رسم کی شکل اختیار کر لی جس سے اسلامی شعور رکھنے والے دیندار لوگوں میں طرح طرح کی شکائتیں پیدا ہونے لگیں ۔ بے علم عوام نے جب کبھی مذہب کی پیشوائی پر قبضہ کیا ہے تو نتیجہ خراب ہی نکل آیا ہے (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۱۶، ۱۷)

﴿تبلیغی جماعت کی اصلاح اگر علماء نے نہ کی تو؟﴾

☆ قاضی عبد السلام کہتے ہیں کہ ''الحاصل اگر آج کے سر کردہ علماء کرام نے موجودہ عوامی تبلیغ کی اصلاح پر توجہ نہ دی تو اس کا انجام علوم شرعیہ کی تباہی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا''..... (شاہراہ تبلیغ ۵۸)

﴿تبلیغی جماعت یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر﴾

☆ ایک جگہ دیوبندی قاضی عبد السلام صاحب کہتے ہیں کہ پرانی امتیں اپنے انبیاء کی شریعت کو رسم بنا لیتے تھے اور انہی رسوم کو وہ اصل دین و شریعت سمجھتے تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان رسوم کو مٹایا اور اصل دینی حقائق اور احکام کی تعلیم دی، امت محمدیہ [مخاطب تبلیغی جماعت] بھی اس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے ۔ ملخصاً (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۱۸)

﴿تبلیغی جماعت کی ایک شب حج و عمرے کے برابر؟﴾

☆ قاضی عبد السلام صاحب کہتے ہیں کہ ''تبلیغی جماعت والے شب جمعہ کے اجتماع کو **دین کا ایک بنیادی عمل، ثواب اور شعار دین سمجھتے ہیں** ..... اس میں ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب سمجھتے ہیں ..... **بدعت ہے** ۔ (شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۷۰ مفتی جمیل)

تبلیغی جماعت کی چند بدعات جن کا ثبوت خیر القرون میں نہیں

دیوبندی حضرات کا اصول ہے کہ ہمیشہ خیر القرون سے ثبوت پیش کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں ۔لہذا اب اپنے وہابی اصول کے مطابق ان باتوں کا بھی ثبوت خیر القرون سے پیش کریں ورنہ بدعت کا فتویٰ لگائیں۔ بلکہ آپ کیا فتویٰ لگائے گے تھانوی صاحب کے خلیفہ قاضی صاحب تبلیغی جماعت پر بدعت کے فتوے لگا چکے ۔ذرا ملاحظہ کیجیے۔

☆ دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں کہ ''تبلیغی رفقاء کا معمول ہے کہ علاقے میں کسی مرکزی مقام کو مخصوص کئے ہوئے ہر جمعرات کی شام کو وہاں جمع ہو کر بعد نماز مغرب عشاء تک اپنی چھ [6] باتوں کو مخصوص تقریروں کو زور وشور کے ساتھ دہراتے ہوئے سہ روزوں اور چلوں میں نکلنے کی دعوت دیتے ہوئے نکلنے والے لوگوں کی جماعتوں کی تشکیل کیا کرتے ہیں ..... بعد میں نماز عشاء نام درج کرنے والوں کے سوا باقیوں کو جانے کی اجازت ہوتی ہے ،تشکیل میں نام درج کرنے والے **مسجد میں تقرب اور ثواب عظیم سمجھتے** ہوئے رات گزار کر نماز فجر کے بعد حسب دستوران کی رخصتی ہوتی ہے ۔جماعتوں کی رخصتی کے وقت کو خاص ساعت مقبولہ سمجھتے ہوئے نہایت ..... رازی کے ساتھ دعا مانگتے ہیں اور اس عمل خروج کو ایک مجاہدانہ اور معتبدانہ رفیع الشان عمل مقدس جانتے ہیں ..... اس عمل کے کئی اجزاء ہیں یہ کہ:

﴿دیوبندی قاضی کے مطابق تبلیغی شب جمعہ ممنوع ہے﴾

دیوبندی قاضی عبدالسلام تبلیغی جماعت والوں سے سوال نمبر ایک یہ کرتے ہیں کہ ''نمبر 1: اس عمل کے لئے شب جمعہ کی تخصیص کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟'' (شاہراہ تبلیغ)

اب تبلیغی جماعت والے بتائیں کہ شب جمعہ کی تخصیص کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ جی ہم سنی اگر یہ سوال کرتے تو شدید تنقید کا نشانہ بنتے لیکن آج تبلیغی جماعت کا گریبان خود اپنے ہی دیوبندی ہاتھوں میں ہے۔

لیکن جواب دینے سے قبل یہ یاد رہے کہ تبلیغی جماعت کے ہاں اس شب کی حیثیت کیا ہے؟ چونکہ خود اشرفعلی تھانوی صاحب کے خلیفہ قاضی عبدالسلام کہتے ہیں کہ ''شب جمعہ کا یہ اجتماع اہل تبلیغ کے ہاں مقدس مذہبی اجتماع اور عظیم الشان عمل ثواب ہے۔ اور بہ نیت تقرب اور ثواب کے کسی بھی عبادت کے لئے شب جمعہ کی تخصیص رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ممنوع ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ لا تخصو لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیاتی لحدیث ۱۲ مشکوۃ شریف [ترجمہ] مت خاص کرو شب جمعہ کو کسی عبادت کے لئے اور راتوں میں سے .....الخ (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۲۰، ۲۱)

جی تبلیغی جماعت کے امیر صاحبان! اس غریب کی بھی کچھ سنو، دیوبندی قاضی صاحب تو حدیث سے استدلال کرتے ہوئے شب جمعہ کی تخصیص رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ممنوع قرار دے رہے ہیں لیکن آپ تبلیغی جماعت والے لوگوں کو گھروں سے بلا بلا کر شب جمعہ کو اس عبادت کے ساتھ مخصوص کر رہے ہیں۔ آخر یہ خلاف حدیث عمل کیوں اختیار کیا جا رہا ہے؟

﴿دیوبندی قاضی کے مطابق تبلیغیوں کا مسجد میں سونا ممنوع﴾

دیوبندی قاضی عبدالسلام تبلیغی جماعت والوں سے سوال نمبر دو یہ کرتے ہیں کہ ''نمبر 2: رات کو مسجد میں عبارت اور کار ثواب سمجھتے ہوئے سونا'' (شاہراہ تبلیغ ۲۱) یعنی تبلیغی جماعت والے یہ عمل ثابت

کریں جو کہ خلاف شرع ہے۔

اور پھر قاضی عبدالسلام صاحب تبلیغی جماعت کے اس عمل کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اور رات کو مسجد میں سونا اگر بہ ضرورت یا بہ سبب کسی مجبوری کے ہو تو جائز ہے، جیسے مسافر کے لئے یا معتکف کیلئے یا طالب علم کیلئے جیسے اہل صفہ تھے سوائے اس کے نا جائز ہے۔ حضرت علامہ تھانوی نے فتاویٰ امدادیہ تتمہ ثانیہ کے صفحہ ۱۹۰ پر درمختار سے ایسا نقل فرمایا ہے'' اور جب بغیر کسی مجبوری کے مسجد میں سونے کو عمل دین کا رثواب جانتے ہوئے عادت ڈالی جائے تو گمراہی اور بدعت قبیحہ ہوگی کیونکہ نا جائز کو کارثواب جاننا گمراہی ہے۔ اور پھر اس کو عام عادت بنانا بدعت ہے۔ (شاہراہ تبلیغ ۲۱)

صاف لفظوں میں دیوبندی قاضی صاحب تبلیغی جماعت کے اس عمل کو بدعت وگمراہی قرار دے رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کوئی کہہ دے کہ تبلیغی جماعت والے بھی طالب علم ہیں اس لیے ان کا سونا بھی جائز ہے تو ہم پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ یہ بات تو دیوبندی قاضی صاحب کے بھی سامنے تھی لیکن پھر بھی انہوں نے تبلیغی جماعت کے اس عمل کو بدعت وگمراہی ہی کہا اور اس کی تردید کرتے ہوئے تبلیغی جماعت سے اس عمل کا ثبوت طلب کیا۔ لہذا اس کے بدعت ہونے پر کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ اور قاضی صاحب نے استدلال ہی اس لئے کیا کہ ان کے مطابق تبلیغی جماعت کا یہ عمل اس حدیث کے خلاف ہے۔

﴿دیوبندی قاضی کے مطابق تبلیغی کا یوم جمعہ کا سفر ممنوع﴾

دیوبندی قاضی عبدالسلام تبلیغی جماعت والوں سے سوال نمبر تین، یہ کرتے ہیں کہ 'نمبر 3: تبلیغی سفر کے لئے یوم الجمعہ قبل الزوال وقت کو مخصوص کرنا۔ اور اس دن کے خروج کو شرعاً واجب، سنت، مستحب یا بہ نسبت اور دنوں کے زیادہ اجر وثواب جاننا۔ (شاہراہ تبلیغ)

تبلیغی جماعت کے اس عمل کا رد کرتے ہوئے دیوبندی قاضی صاحب نے لکھا کہ ''جمعہ کے دن قبل زوال سفر کے متعلق فقہائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ جمعہ کے دن زوال کے ساتھ ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور اذان کے ساتھ خطبہ واجبہ اور فرض آکد الفرائض نماز جمعہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ بنابریں تمام فقہائے کرام کے نزدیک زوال کے بعد نماز سے پہلے سفر کرنا حرام ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کو قانون شرعی کی رو سے جانے کی اجازت ہوتی ہے، اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

اور جمعہ کے دن بعد الفجر قبل الزاول جانے میں آئمہ اربعہ میں اختلاف ہے۔ ابن القیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ کے تین قول ہیں۔ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ جو طلوع فجر کے وقت حاضر ہو وہ نماز جمعہ سے پہلے سفر نہ کرے۔ حضرت امام شافعیؒ کے دو قول ہیں قول قدیم میں جائز اور قول جدید میں حرام ہے۔ جیسے سفر بعد الزاول حرام ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک زوال سے پہلے دینی سفر ہو یا دنیوی سفر مطلقاً بطور رخصت جائز ہے یعنی بہ مجبوری اگر قافلہ انتظار نہ کرتا ہو اور ضرورت ہو تو جانا جائز ہے۔ البتہ عزیمت اور فضیلت نہ جانے میں ہے.....بضرورت جائز ہے۔ بنابریں اس عمل کو اور ایسے ہر اس عمل کو جو فی نفسی مباح اور جائز ہو۔ جب بہ عقیدت ثواب اور بہ نیت دین کے اس کی عادت ڈال دی جائے جس کو دیکھ کر انجان عوام اس کو عمل دین اور سنت شرعی عمل ثواب سمجھنے لگیں تو وہ عمل ایسی حالت میں پھر بدعت سیئہ اور مکروہ تحریمی عملاً حرام ہو جاتا ہے۔ طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں جو فقہ احناف کی معتبر کتاب ہے، سجدہ شکر کی بحث میں اسی طرح لکھا ہے۔ (شاہراہ تبلیغ ۲۲، ۲۳)

﴿تبلیغی جماعت کا شب جمعہ اجتماع اور یوم جمعہ کا سفر ممنوع﴾

☆ قاضی عبدالسلام دیوبندی لکھتے ہیں کہ ''حیرت ہے کہ اہل تبلیغ جنہوں نے دین کے نام پر قربانیاں دینے کے لئے کمریں باندھ رکھی ہیں **پھر بھی شب جمعہ کی حضورﷺ کی جانب سے ممنوع اجتماع کو بلا دلیل عمل قربت اور عمل ثواب بنالیا ہے** اور جمعہ کے دن خروج اور سفر کو باوجود حرام وحلال کے اندر مختلف فیہ ہونے کے اسی جامع مسجد ہی سے جہاں رات گزاری تھی جائز کیا ثواب عظیم بنالیا۔ اور کسی خاص علاقے اور خاص قوم کا رونا بھی نہیں ساری امت کو اسی ڈگر پر لا ڈالنے کے لئے روایات شرعیہ کے بغیر قرآن اور حدیث کے برخلاف بانی سلسلہ حضرت شیخ کی تعلیم کے برخلاف امت حبیبﷺ کو ایک عام دعوت کے ذریعے بگاڑنے کی جدوجہد کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا۔ یاللعجب۔ (شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۲۳)

﴿تبلیغی جماعت سنت سے محروم اور خلاف سنت عمل﴾

اشرفعلی تھانوی دیوبندی حکیم الامت کے خلیفہ خاص قاضی عبدالسلام لکھتے ہیں کہ ''جمعرات کے دن جس کو **یوم الخمیس کہا کرتے ہیں یا ہفتے کے دن سفر سنت رسولﷺ تھی** جس سے اہل تبلیغ (تبلیغی جماعت) محروم کر دئے گئے۔ کیونکہ بدعت منحوس کا یہی منحوس اثر ہے کہ بدعتی سنت سے محروم کر ہی دئے جاتے ہیں۔ (شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۴۳) پتہ چلا کہ تبلیغی جماعت کا سفر خلاف سنت بھی ہے اور تبلیغی جماعت بدعتی بھی ہے۔

﴿تبلیغی جماعت کا جمعہ کی صبح سویرے سفر بدعت ہے﴾

☆ دیوبندی قاضی عبدالسلام لکھتے ہیں کہ ''حضورﷺ کے زمانے میں جمعہ کے دن بعد فجر چراغ کی روشنی میں آنے والوں سے جامع مسجد کے راستے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔ پھر جب کچھ مدت گزر

جانے کے بعد وہ بات نہ رہی تو کہا گیا کہ

"اول بدعة احدثت فی الاسلام ترک البکور الی الجامع"۔ترجمہ: پہلی بدعت جو اسلام میں پیدا ہوئی وہ جامع مسجد کو سویرے جانے کا چھوٹ جانا ہے۔سویرے جانے کو چھوڑنے کو بدعت کہا گیا ہے.....ایسی جماعت [تبلیغی] جنہوں نے خدمت دین کے لئے کمر باندھ رکھی ہے اور دین کے لئے گھر بار چھوڑ کر خروج اور صحابہ کرام کی کی تقلید میں سفر اختیار کر رہے ہوں، ایسے لوگوں کی جانب سے سویرے جمعہ کے دن تبکیر سنتِ رسول کی بجائے صبح سویرے نفیر عام باہر بھاگ نکلنا دیکھنے میں آنا باطنی سوء اعتقاد کی علامت معلوم ہوتی ہے۔بنیاد کجی اور زریغ و فساد کی غمازی کرتا ہے ۔..... بدعت منحوس کا یہی نتیجہ ہوتا ہی ہے کہ اپنی مصنوعی بدعت کو احسن اور اہم **اور شرعی طریق سنت کو غیر اہم سمجھتے ہوئے راہ شریعت سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے ہیں، سویرے آنا یا دیر میں اں اتو در کنا یہاں تو [تبلیغی جماعت والے] رات کے آئے ہوئے جامع مسجد ہی سے صبح سویرے جانے میں تبکیر سے کام لیتے ہیں۔صحابہ کرام کا عمل تھا جمعہ کے لئے آنے میں تکبیر اور ہمارے تبلیغی مجاہدوں کا عمل جمعہ کے دن جامع مسجد سے پہلے جانے میں تبکیر۔بُرا ہو جہالت کا۔العیاذ باللہ۔**(شاہراہِ تبلیغ ۳۵، ۳۶)

دیوبندی قاضی صاحب اس بحث کے بعد مزید کہتے ہیں کہ "اب ناظرین خود فیصلہ فرمالیں کہ کیا نبی علیہ السلام کا عمل اور حضور ﷺ کے یاروں کا عمل جمعہ کے دن کیا تھا جامع مسجد اور شہر آنا تھا یا جانا تھا۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

کیا صحابہ کرام کو جمعہ کے دن تبلیغ میں جا کر کروڑوں کا ثواب کمانے کی ضرورت نہ تھی۔العیاذ باللہ۔دین ہی کے نام سے عام امتِ محمدی کو دین کے راستے سے بہکانے اور ہٹا دالنے کا نام تبلیغ

(جماعت) رکھا گیا ہے۔(شاہراہ تبلیغ ۳۶)

جی تبلیغی حضرات! یہ پول کوئی سنی عالم دین نہیں کھول رہا اور یہ فتوے کوئی سنی عالم دین نہیں لگا رہا بلکہ دلائل کی روشنی میں دیوبندی قاضی صاحب اپنی تبلیغی جماعت کو بدعتی قرار دے رہے ہیں۔حق وہ جو دشمن بھی قبول کرے۔

﴿تبلیغی جماعت بھی یہود و نصاری کے نقش قدم پر﴾

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن اجتماع کے لئے مقرر فرمایا، یہودیوں نے چھوڑا ہفتہ لے لیا، نصاری نے چھوڑا اتوار لے لیا۔**اہل تبلیغ [تبلیغی جماعت] نے بھی چھوڑا تو کہیں شب جمعہ لے لیا اور کہیں کہیں اور کوئی رات یا دن البتہ یوم الجمعہ کے چھوڑے میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ شریک ہو ہی گئے**۔(شاہراہ تبلیغ ۳۷)

☆ایک جگہ دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب کہتے ہیں کہ پرانی امتیں اپنے انبیاء کی شریعت کو رسم بنا لیتے تھے اور انہی رسوم کو وہ اصل دین و شریعت سمجھتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان رسوم کو مٹایا اور اصل دینی حقائق اور احکام کی تعلیم دی، **امت محمدیہ [مخاطب تبلیغی جماعت] بھی اس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے**۔ملخصاً (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۱۸)

﴿تبلیغیوں نے چلے، سہ روزے لگا کر دین کو بدل دیا﴾

☆ قاضی عبدالسلام دیوبندی لکھتے ہیں کہ ''ایک حقیقت قابل غور ہے کہ تبلیغ دین کیلئے شریعت کی جانب سے کوئی خاص دن، نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔بلکہ ہر وقت ہر دن جا سکتے ہیں۔[لیکن تبلیغی جماعت والے دن و وقت مخصوص کرتے ہیں حالانکہ] علمائے اصول فقہ کا ارشاد ہے کہ جو حکم شرعی

مجانب شارع عام مطلق ہو۔اس میں کوئی قید کی تخصیص اپنی جانب سے لگانا اور اس مطلق کو مقید کرنا یہ اس کو منسوخ کرنا ہوتا ہے۔یعنی حکم شارع کو جو مطلق تھا،اس کو منسوخ کر کے اپنی جانب سے بجائے اس کے حکم کو مقید کو نافذ کیا گیا جس کی حقیقت دین کو بدل دینے کی ہوگی۔ملخصاً (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۲۳)

﴿تبلیغی جماعت کے چلے اور سہ روزے بدعت ہیں﴾

دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب ''سہ روزوں اور تبلیغی چلوں کی حقیقت'' کی ہیڈنگ لگا کر کہتے ہیں کہ ''اس نظام کے متعلق اہل تبلیغ [تبلیغ جماعت] میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دینی رغبت اور دین کی جانب توجہ پیدا کرنے کے لئے ایک محنت ہے یا اصلاح نفس کے لئے ایک علاجی عمل ہے جیسے تصنیف و تالیف بنائے مدارس اور اربعینات شیوخ وغیرہ ہیں۔(شاہراہ تبلیغ ۴۳)

تبلیغی جماعت کی سہ روزوں اور چلوں کے بارے میں اس تاویل کی تردید کرتے ہوئے اشرفعلی تھانوی دیوبندی حکیم الامت کے خلیفہ خاص قاضی عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں کہ''

عرض یہ ہے کہ بیشک موجودہ پیروگرام یعنی دنیوی کاروبار کو چھوڑ کر دین کی نیت سے سفر اور حرکت کرنے کو بزرگوں نے دینی رغبت پیدا کرنے اور حصول دین کے لئے محنت کی غرض سے وضع فرمایا ہو گا۔لیکن عوام کو اپنے معتقد فیہ بزرگوں سے دین کے نام پر جو کچھ مل جاتا ہے وہ اس کو دین ہی سمجھتے ہیں ،ذرائع اور مقاصد میں فرق کرنا اہل علم کا کام ہوتا ہے بچارے عوم کا اتنا علمی ظرف کہاں ہے جو ذرائع اور مقاصد میں فرق کر سکیں۔

بیشک علم دین اور اعمال دین حاصل کرنے کے لئے سفر قدیم الایام سے افضل ترین قربات رہا ہے۔اپتہ یہ امر قابل غور ہے کہ موجود سہ روزے اور چلے بھی درحقیقت علم دین اور اعمال دین ہی حاصل کرنے کے لئے دئے جاتے ہیں،اگر یہی ہے تو جن اعمال دین اور علوم دین کو حاصل کرنے کے

لئے یہ [تبلیغی] لوگ نکلتے ہیں ان کی تفصیلات تو کتابوں میں ہیں اور علم دین کی کتابوں کو تو یہ [تبلیغی] لوگ ان اسفاء میں ہاتھ تک نہیں لگاتے ۔ بلکہ قرآن کریم کے ناظرہ پر بھی قدرت حاصل کرنے کا اہتمام نہیں ۔ کاش اگر ایسا سچ مچ ہوتا تو اپنے نوجوان بچوں کو دینی مدارس کا راستہ دیتے اور خود دین سے آسنا ہونے کے لئے چند دن علمائے کاملین کی صحبت کو غنیمت سمجھتے ۔ **لیکن یہاں تو بستر ے کندھوں پر اٹھائے ہوئے صرف چلت پھرت اور مخصوص رسوم کو ادا کرنا ہی ان ہے ہاں تبلیغ دین ہے ۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کا یہ آنا جانا علم دین ہی کے لئے ہوتا** ۔ چند چلوں کے بعد یہی حضرات اگر علما نہ ہو سکتے تو علماء کے محبّ اور علم دین سے رغبت والے تو بنتے ، علم کی جلالت اور نعمت شان کے قائل ہو جاتے احکام علم کے سامنے **انکا قول سمعنا و اطعنا ہوتا نہ کہ سمعنا و عصینا**۔

لیکن افسوس یہ لوگ اس موجودہ رسمی تبلیغ کے شغل میں جتنے محو ہوتے جاتے ہیں اتنے یہ لوگ علوم سے سر دھر مستغنی اور بے نیاز ہوتے ہیں ۔ بلکہ طلباء اور علماء کو بھی اپنے رنگ میں پھسانے کے لئے رنگ بہ رنگ کے حیلے استعمال کرنے کو جائز کیا ، لازم سمجھتے ہیں ۔ العیاذ باللہ ۔

------یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا انتظام بہیت کذائی عصر نبوت اور خیر القرون میں نہ تھا ۔ بنا بریں یہ [چلہ ، سہ روزے] سنت نبوی نہیں اور بدعات کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ قلوب میں حق کی روشنی بجھ جاتی ہے------

عصر نبوت اور خیر القرون کی تبلیغ کا رنگ یہ تھا کہ جس کسی وقت اللہ تعالیٰ عز شانہ کی جانب سے جو بھی کوئی علمی عملی عطیہ بذ ریعہ وحی حضور ﷺ کو ملتا تھا فو راً حضور ﷺ سے صحابہ کرام حاصل کر لیتے تھے اور علماً اور عملاً اس کو اپناتے اور امت میں پھیلاتے ------**ایام کی کوئی پابندی نہ تھی** ، یہی ہر مسلمان کا عمر بھر کا مشغلہ ہوتا تھا ، ہزار بارہ سو سال ہوئے ، **سلف امت سے ان سہ روزوں اور چلوں کا بہیت کذائی یہ**

مخصوص نظام بحیثیت دین کے کہیں منقول نہیں.....

محبت دین [سہ روزوں، چلوں] نے خود دین ہی کی جگہ لے لی اور جو بھی کوئی عمل ایسا ہو جو بحیثیت دین سلف سے منقول نہ ہو اور وہ دین کی عقیدت سے برتا جا رہا ہو۔ وہ علماء سلف کی اصطلاح میں بدعت ہی ہوتی ہے اور بدعت کے بارے میں وہی فرمان ہے "کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار" ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔ (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۴۳ تا ۴۸)۔

☆اسی طرح قاضی صاحب نے اگلے صفحہ ۷۷ پر یہ کہا کہ "تبلیغ کا یہ موجودہ نظام کذائی اور معمولات رائجہ حضور ﷺ سے منقول نہیں ہیں اور عوام ان کو دین کی عقیدت سے اور فلاح آخرت اور ثواب کی نیت سے کرتے رہے ہیں بلکہ اس بدعی نظام کو مقبول اور با مقبول کے درمیان معیار بنائے ہوئے ہیں۔ اور یہ حقیقت عند الشرع بدعت ضلال ہے۔ ملخصاً (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۷۷)

اب تبلیغی جماعت والوں کو کیا شک باقی ہے کہ سہ روزے اور چلے بدعت نہیں؟ جب قاضی صاحب نے کہہ دیا کہ حضور ﷺ کی سنت نہیں، خیر القرون سے ثابت نہیں تو پھر صرف تبلیغی جماعت کے ہاں صرف ذکر عید میلاد النبی ﷺ اور ایصال ثواب کی محفل گیارہویں ہی بدعت کیوں؟ یہ چلے، سہ روزے بھی تو بدعت اور جہنم میں لے جانے والے ہیں۔

تبلیغی جماعت والوں سے سوالات

اب دیوبندی قاضی عبد السلام کی تعریفوں اور تبلیغی نظریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے تبلیغی جماعت والے بتائیں گے۔

☆حضور ﷺ، صحابہ کرام و تابعین علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی زندگی میں کتنے سہ روزے، چلے اور سال لگائے؟

☆حضور ﷺ نے مخصوص ایام یعنی سہ روزوں، چلوں پر جانے پر کتنے اجر وثواب کی بشارت سنائی؟

☆حضور ﷺ، صحابہ کرام وتابعین علیہم الرضوان اجمعین نے تبلیغ دین کے لئے تین دن، چلہ یا سال مخصوص کیا؟

☆حضور ﷺ، صحابہ کرام وتابعین ع علیہم الرضوان اجمعین نے اپنی اپنی زندگی میں دین کے نام پر کتنے سالانہ اجتماع کیے؟ اور کون سے مقام پر کیے؟

☆حضور ﷺ، صحابہ کرام وتابعین علیہم الرضوان اجمعین کی زندگی سے کوئی ایک ثبوت بتا دیجیے کہ [جس نظریہ کے ساتھ تبلیغی جماعت شب جمعہ کو تبلیغ کے لئے جمع ہوتے ہیں] اسطرح ہر شب جمعہ کو جمع ہوتے ہوں۔

☆کیا خیر القرون میں تبلیغ دین کرنے والے صحابہ، تابعین علیہم الرضوان اجمعین [معاذ اللہ] ایسی ہی جاہل تھے جیسے آج تبلیغی جماعت والے ہیں کہ نہ نماز کا کوئی مسئلہ پتہ اور نہ وضو کا اور مسلمانوں کو تبلیغ کرنے نکل پڑے۔

☆تبلیغ دین کرنا جاہلوں کا کام ہے یا کہ اہل علم حضرات کا؟ کیا ایسے لوگ جو قرآن واحادیث اور احکام شرع سے واقف نہ ہوں وہ تبلیغ دین کرنے کا حق رکھتے ہیں؟

☆تبلیغ دین کا مروجہ طریقہ فرض ہے؟ واجب ہے؟ سنت ہے؟ مستحب ہے؟ اس کی مشروعیت بیان کیجیے؟ نیز تبلیغ دین کا حکم علماء کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے اور عوام کی تبلیغ کا کیا حکم رکھتا ہے؟

☆ایسی تبلیغ جس میں صحیح وغلط، جائز وناجائز طریقے شامل ہو گے ہوں، اپنی مشروعیت کے پیش نظر عندالشرع جاری رہنے کا حکم رکھتی ہے یا کہ ترک اور بند کر دینے کا؟

☆اگر ایک علاقے میں علماء کرام تبلیغ دین کا کام سرانجام دے رہے ہوں تو وہاں تبلیغی جماعت کی تبلیغ وہاں ضروری ہے کہ نہیں؟ ایسے علاقے میں تبلیغی جماعت کی تبلیغ فرض، واجب، مستحب، مباح یا ممنوع ہے؟

تبلیغی جماعت اچھی و برائی کا پلیندہ ہے

قاضی عبدالسلام دیوبندی لکھتے ہیں کہ ''اب یہ موجودہ سلسلہ جو تبلیغ کے نام سے جاری ہو گیا ہے۔یہ بہت سے اجزاء کا مجموعہ ہے۔جیسا کہ حضرت مفتی [جمیل دیوبندی] صاحب نے اس کے بیش اجزاء بنائے ہیں، کچھ صحیح کچھ غلط ..... عوام میں اس مجموعے کا نام تبلیغ ہے۔اولاً تو ظاہر ہے کہ غلط اور صحیح کا مجموعہ غلط ہی ہوتا ہے۔جیسا کہ پانی اور نجس پانی کا مجموعہ نجس ہی ہوتا ہے..... ثانیاً تبلیغ کا یہ موجودہ نظام کذائی اور معمولات رائجہ حضور ﷺ سے منقول نہیں ہیں اور عوام ان کو دین کی عقیدت اور فلاح آخرت اور ثواب کی نیت سے برت رہے ہیں۔بلکہ اس بدعی نظام کو مقبول اور نا مقبول کے درمیان معیار بنائے ہوئے ہیں۔اور یہ حقیقت عندالشرع بدعت ضلال ہے۔(شاہراہ تبلیغ ۷۷)

دیوبندی قاضی صاحب نے تبلیغی جماعت کو حدیث کی روشنی میں گمراہ قرار دیا

دیوبندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ خاص قاضی عبدالسلام صاحب لکھتے ہیں کہ ''سبحان اللہ قرآن وحدیث سے احکام لینا تو ہر کس وناکس کا کام نہ تھا، یہ کام تو مجتہدین کرام کا تھا، یہی نتیجہ ہوتا ہے جب دین کی رہنمائی کا کام عوام کالانعام کے ہاتھوں آجائے۔جو خود بے علم ہو کر حق و باطل میں تمیز کرنے سے محروم امتِ مرحومہ میں گمراہی پھیلانے کو آج اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت دین کے منصب دار بن جاتے ہیں۔مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یا تونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباء کم فایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یقتلونکم .رواہ مسلم .

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے: آخر زمانے میں ایسے جھوٹے تلبیس کرنے والے ہوں گے۔ جو مکر و تلبیس سے اپنے کو علماء اور مشائخ صلحا اہل نصائح اور اہل صلاح کی شکل میں ظاہر کرتے ہونگے۔ تا کہ اس طرح اپنے جھوٹ کو رواج دیں اور لوگوں کو باطل راہیوں اور فاسد خراب باتوں کی طرف جو دین کے رنگ میں ہوں گے اور دین نہ ہوں گے جن کو تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادوں نے سنا ہو یعنی جھوٹ اور افتراء کی باتیں ہوں گی۔ پس ان کو اپنے سے دور رکھیں اور اپنے کو ان سے دور رکھیں۔ تا کہ وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ وبلائیں نہ ڈالیں۔ یعنی ایسے مکاروں اور تلبیس کرنے والوں کی باتوں کے سننے سے احتیاط رکھیں اور سخت پرہیز کیا کریں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے بناید وا ردست

بہت سے شیطان آدم شکل ہیں، تو ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا ہے۔ (شاہراہ ۳۷، ۳۸)

دیوبندی قاضی صاحب کے اس فیصلہ کے بعد اب کیا شک باقی ہے کہ تبلیغی جماعت گمراہ نہیں۔ بے شک حدیث پاک نے تبلیغی جماعت کا چہرہ بے نقاب کر دیا اور قاضی صاحب نے اس سے استدلال کر کے مزید کلی کھول دی۔ لہذا اب اگر ہماری نہیں مانتے تو دیوبندی قاضی صاحب کی بات تو مانو۔

﴿تبلیغی جماعت والوں کا ادب کرنا اسلام کے خلاف ہے﴾

اسی طرح صفحہ ۵۱ سے ۵۳ تک بدعت کی مذمت پر چند احادیث اور اقوال علماء لکھنے کے بعد صفحہ ۵۳ پر دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب کہتے ہیں کہ آج اگر ہم ''دین کی شکل میں ایسے کچھ نئے مخترعات ایجاد کریں، جن کا ماضی میں کوئی نشان نہ ہو تو وہ بدعت کیوں نہ ہوگا۔ اور وہ نئی چیز کار ثواب کیوں کر بنے گی۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول سے مروی نہیں [صفحہ ۵۴] ..... یہ موجودہ رسمی تبلیغ بہیئت کذائی جو کروڑوں کے ثواب عظیم کے نام سے پھیلائی جارہی ہے جس کو دین کا لب لباب اور سارا مکمل

دین بتایا جا رہا ہے ۔صرف چند برسوں کی پیداوار ہے ۔سلف سے کہیں منقول نہیں (شاہراہ تبلیغ صفحہ ۵۵)

دیوبندی قاضی عبدالسلام صاحب نے تبلیغی جماعت کے طریقے کو بدعتی قرار دینے کے بعد آگے ایک حدیث لکھی ہے ۔ملاحظہ کیجیے۔حضورﷺ کا ارشاد ہے"**من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام** "ترجمہ: جس کسی نے کسی بدعتی کا احترام کیا تو اس نے اسلام کو ڈھا دینے میں اس کی **اعانت [مدد] کی** ۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۴۸)۔

لہذا اب اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ خاص قاضی عبدالسلام کے استدلال کے مطابق تبلیغی جماعت سہ روزوں اور چلوں کی وجہ سے بدعتی ٹھہری اور حدیث رسولﷺ کے مطابق [جس کو خود دیوبندی قاضی صاحب نے پیش کیا] تبلیغی جماعت کا ادب واحترام کرنا ،ان کو اچھا جاننا ،ان کا ساتھ دینا یا کسی بھی طرح ان کی اعانت کرنا اسلام کی مخالفت یعنی اسلام کو گرانے کی کوشش کرنا ہے ۔العیاذ باللہ!

﴿مولوی زکریا کی کتاب سے قاضی صاحب متفق نہیں﴾

☆ قاضی عبدالسلام دیوبندی نے دیوبندی اکابر کی طرف تبلیغی جماعت کی ان بدعات کی وجہ سے رجوع کیا لیکن قاضی صاحب کہتے ہیں کہ "مگر بے سود رہے"۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۱۰) یعنی کسی نے علمی و تحقیقی جواب نہیں دیا۔

☆ قاضی عبدالسلام دیوبندی کہتے ہیں کہ "حضرت [مولوی زکریا] کی کتاب "**تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات**" کا بھی مطالعہ کیا کچھ اطمینان نہ ہو سکا۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۱۰) جب اپنوں ہی کو اس کتاب پر یقین نہیں تو پھر مولوی زکریا کی کتاب کو دوسرا کون مانے گا؟

☆ پھر قاضی عبدالسلام نے زکریا صاحب کی کتاب "تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے

جوابات'' کا جواب اسی کتاب ''شاہراہ تبلیغ'' کے آخر میں دیا۔جس سے زکریا دیوبندی کی ہیرا پھیری کا پول کھل گیا۔

﴿ تبلیغی جماعت کا عمل افضل سے اسفل کی طرف ﴾

دیوبندی قاضی صاحب اپنے دیوبندی مفتی جمیل تھانوی صاحب کا جواب نمبر ۱۵ لکھتے ہیں کہ ''چونکہ افضل ترین دینی کام علم دین کے مدرسے اور اصلاح واخلاق کے سلسلے یا خانقاہیں ہیں ان کو کوتاہی والا سمجھنا بے انتہا جہالت اور بے راہی ہے اور ایسے لوگوں کو اس اہم ترین کام سے ہٹانا اور اس [تبلیغی جماعت] میں لگانے کی کوشش مرتبہ عالیہ سے اسفل کی طرف لانا ہے۔وہ دونوں انبیاء علیہ السلام صحابہ رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ ترین کاموں میں منہمک ہیں ۔(شاہراہ تبلیغ صفحہ ۴۷)۔تزکیہ نفس جس کو قرآن مین گیارہ قسموں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔اس لئے سنت بیعت اور فرض تزکیہ اخلاق کے لئے روزقدم بڑھانا فرض سمجھا جائے۔(شاہراہ تبلیغ ۷۵)

لہذا قاضی صاحب کی اس عبارت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تبلیغی جماعت اپنے اس طریقے وردات پر بھی نظر ثانی کرے کہ لوگوں کو افضل سے اسفل کی طرف کیوں لا رہے ہیں؟اور افضل ترین دینی کام کرنے والوں کو وہاں سے ہٹا کر چلے،سہ روزوں جیسے بدعات [بقول قاضی] میں کیوں مبتلا کر رہے ہیں۔

﴿ تبلیغی جماعت پر امن یا فسادی ؟ ﴾

اکثر تبلیغی کہتے ہیں کہ ہماری تبلیغی جماعت فلاں شہر میں گئی تو وہاں کے اتنے غیر مسلموں نے تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔غیر مسلمانوں کو مسلمان کرنے کے قصہ تو اپنی جگہ یہاں تو بچارے خود تبلیغی جماعت والے ہی اپنے علمائے دیوبند کے ہاتھوں دین کو منسوخ کرنے والے،گمراہ،بدعتی قرار دیئے

جارہے ہیں لہذا جوخود ہی جدید دین پر عمل پیرا ہوگا وہ کیا خاک دوسروں کو مسلمان کرے گا؟
پھر کافروں کو مسلمان کرنا تو اپنی جگہ لیکن یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ تبلیغی جماعت والوں کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت فسادات برپا ہوتے نظر آتے ہیں۔جوعلاقے ،شہر صدیوں سے مسلک اہل سنت پر گامزن تھے اور کسی قسم کا مذہبی اختلاف وہاں موجود نہ تھا تبلیغ جماعت کے دوچلوں کی وجہ سے وہاں اختلافات حشرات الارض کی طرح نکل پڑتے ہیں۔بیٹا اپنے باپ دادا کو بدعتی و مشرک قرار دینے کی ٹھان لیتا ہے،صدیوں پرانے مزارات کو شہید کردینے ہی کو مذہبی شعار تسلیم کیا جاتا ہے،اولیاءاللہ سے بدگمانی کی جراثیم عوام الناس کی رگوں میں گھسادیئے جاتے ہیں،الغرض اہل سنت وجماعت کے مقابل مذہب وہابیہ کو مکمل لاکوکرنے کی سرتوڑ کوشش کی جاتی ہے اور بے شمار جگہوں پر تو لڑائی ،جھگڑوں بلکہ قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔وہ مساجد جوسنیوں نے اپنے خون پسینے کی حلال کمائی سے بنائی ہوتی ہیں ان پر یہ تبلیغی وہابی قبضہ کرلیتے ہیں۔تبلیغی جماعت والے کافروں کوتو دین اسلام میں لاتے ہیں کہ نہیں؟لیکن مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر دین اسلام سے خارج کرنے میں دن رات مصروفِ عمل ہیں۔کسی کو کافر،کسی کو مشرک،کسی کو بدعتی،کسی کو گمراہ قرار دیکر مسلمانوں میں فسادات برپا کرتے ہیں۔کبھی صلوۃ وسلام پڑھنے والوں سے جھگڑے،تو کبھی نماز کے بعد کلمہ پڑھنے والوں مسلمانوں سے جھگڑے،کبھی ذکر میلادالنبیﷺ کرنے والوں سے جھگڑے تو کبھی ایصال ثواب کرنے والوں سے جھگڑے۔تبلیغی جماعت کی تبلیغ کا اصل مقصد تو وہابی تعلیمات کو ہی عام کرنا ہے ۔ورنہ دین اسلام کا تو یہ محض نام استعمال کرتے ہیں۔
صرف یہی نہیں کہ تبلیغی جماعت والے ہم اہل سنت وجماعت کے خلاف کمربستہ ہیں بلکہ تبلیغی جماعت والے تو خود اپنے دیوبندی علمائے کے بھی خلاف اعلان جہاد بستر ے،لوٹے،چولے اٹھائے کررہے

ہیں۔جس کسی دیوبندی عالم دین نے تبلیغی جماعت کی مخالفت کی بس جہنم تک پہنچا کر ہی دم لیں گے۔ بلکہ یہی کتاب ''شاہراہ تبلیغ'' جب شائع ہوئی تو تبلیغی جماعت نے اس کو آگ لگا دی۔لہذا تبلیغی جماعت کے فسادات سے نہ صرف اہل سنت وجماعت بلکہ خود دیوبندی مسلک وعلماء بھی بُری طرح متاثر ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

احمد رضا قادری سلطانپوری

تبلیغی جماعت کے لئے تحفہ

اب آیئے ہم آپ کے سامنے علماءِ دیوبند کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب کے خلیفہ اجل قاضی عبدالسلام نوشہروی کی کتاب ''شاہراہ تبلیغ'' کی سکین کاپی پیش کرتے ہیں۔تاکہ مزید حق واضح ہوجائے۔

شاہراہ تبلیغ

مؤلفہ حضرت مولانا قاضی عبدالسلام نوشہروی نوراللہ مرقدہ

خلیفہ اجل

حضرت حکیم الامت شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

معہ

احقاق الحق البليغ
فی أبطال مااحدثته جماعت التبليغ

یعنی

موجودہ تبلیغی جماعت کی بعض خرافات کا علمی جائزہ

ترتیب وتدوین

ابواسید محمد امان اللہ عمرزئی کاملپوری دامانی (چھچھ انک)

خلیفہ مجاز: حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ رحمہ اللہ

تلمیذ رشید حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا سید حامد میاں قدس سرہ

آپ کے ہاتھوں میں وہ شہرہ آفاق اصلاحی و علمی کتاب ہے جو آج سے تقریباً تیس ۳۰ سال قبل حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا قاضی عبدالسلام نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمائی تھی، جو پہلے ایڈیشن میں ایک ہزار طبع ہوئی لیکن بدقسمتی سے تبلیغیوں نے تقریباً وہ سارا ایڈیشن نذر آتش کر دیا اس کے بعد اب تک یہ کتاب ناپید تھی خوش قسمتی سے حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین کی وساطت سے اس کا ایک مکمل نسخہ برآمد ہوا۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سابق مفتی عام مفتی محمد فرید زروبی (اطال اللہ بقاءہ) اور حضرت مولانا حبیب النبی صاحب سجادہ نشین بیکی شریف صوابی نے اس کی تصویب فرمائی تھی، نیز یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ حضرت نوشہروی "صاحب کتاب شاہراہ تبلیغ" حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں بڑے تھے۔

(وفوق کل ذی علم علیم)

یہ کتاب علماء دیوبند کے اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ
خاص علامہ قاضی عبد السلا م دیوبندی کی ہے

شاہراہ تبلیغ

قاضی عبدالسلام

خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور

ہدیہ: دو روپے

وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا

اور تاکہ ہو نشانی واسطے مومنوں کے اور ہدایت دے تمکو سیدھی
شاہراہِ مستقیم کی

قدیم مقدّس علمی

شاہراہِ تبلیغ

اور

رسمی تبلیغ کی وضاحت

منجانب

تراب اقدام العلماء الاعلام

قاضی عبدالسلام الحنفی الاشرفی خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر
ضلع پشاور

فہرست مضامین

تمہیدی مقدمہ	۷
حمد و صلوٰۃ اور باعث تصنیف	۱۳
دین کا سیکھنا سکھانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔	۱۴
حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ	۱۵
ائمہ تحریک کے وصال کے بعد	۱۶
ملفوظ حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸
تبلیغی رفقاء کا معمول اور اس کے اجزاء کی تفصیل	۱۹
رات کو مسجد میں سونا	۲۱
جمعہ کے دن سفر کے جواز میں اختلاف۔	۲۲
ایک قابل غور حقیقت	۲۳
عبداللہ ابن مسعود کا تخول	۲۴
جمعہ کی نسبت حضرت دہلوی کا ارشاد عالی	۲۶
نماز جمعہ کی اہمیت قرآن پاک سے	۲۷

جمعہ کے دن ساعت مقبولہ	۲۸
نمازِ جمعہ کی اہمیت احادیث رسول اللہ سے	۲۹
بکیر یعنی نمازِ جمعہ کیلئے جلد آنے کی احادیث	۳۳
غزوہ موتہ سے استنباط خروج	۳۷
حدیث شریف و بالون کذابون	۳۸
عبداللہ ابن رواحہ کا واقعہ اور اس کے تین جوابات	۴۰
تبلیغ کے سہ روزے اور چلے	۴۳
ایک اہم سوال اور اس کا جواب	۴۵
حضرت دہلویؒ کا ملفوظ	۴۸
بدعت کی تعریف اور اسکی قباحت	۵۰
بدعت کے دو معنے	۵۳
حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ	۵۵
تبلیغ کے موجودہ زیر عمل پروگرام کا لازمی نتیجہ	۵۷
شیوخ کے اشغال اور علاجی اعمال کی مثال دوا کی ہے	۵۸
حضرت دہلویؒ کا ملفوظ	۶۱
حضرت سید احمد رفیہ صاحب بجنوری کا ایک اہم مشورہ	۶۲

حضرت دہلویؒ کا ملفوظ کہ بغیر علم کے تبلیغ ضلال ہے۔ ۶۲

تبلیغ کے کام پر حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی کا مفصل تبصرہ ۶۶

تخصیص شب جمعہ کی علمی تحقیق ۶۸

قدیم علمی شاہکار تبلیغ
حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری مدظلہ العالی کی کتاب
اعتراضات اور جوابات کا مفصل جائزہ ۷۶

اشکال ۱ جہاد حقیقی اور حکمی ۷۹

اشکال ۲ مسلمانوں کو وفود بھیجنا۔ ۸۱

معمولات تبلیغ کو معمولات مدارس پر قیاس قیاس مع الفارق ہے ۸۳

اشکال ۳ علم و ذکر کے متعلق ۸۵

اشکال ۴ تبلیغ سے مدارس کو نقصان ۸۶

اشکال ۵ تبلیغ والے علماء کی اہانت کرتے ہیں ۸۶

اشکال ۶ تبلیغ علماء کا کام ہے۔ ۸۷

اشکال ۷ ۸۷

اشکال ۸ ۸۹

اشکال ۹ حضرت حکیم الامت اور شیخ الاسلام مدنیؒ کے متعلق ۸۹

اشکال ۱۰ خاص حضرت مدنی کے متعلق ۹۲

اشکال ۱۱ کہ تبلیغ والے لوگوں پر جبر کرتے ہیں۔ ۹۲

اشکال ۱۲ چلون کا اصل ماخذ ۹۴

اشکال ۱۳ ۹۵

اشکال ۱۴ ۹۶

اشکال ۱۵ حضرت دہلویؒ ہر قسم کے لوگوں سے ملتے ہیں۔ ۹۷

اشکال ۱۶ اہل تبلیغ اعتراضات کیطرف التفات نہیں کرتے ۹۸

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے متعلق ۱۰۰

حضرت تھانویؒ کے حضور میں مؤلف کا ایک اپنا واقعہ ۱۰۳

اشکال ۱۷ فضائل اعمال اور بیان احکام کے متعلق ۱۰۸

اشکال ۱۸ تبلیغ کی ابتداء اور انتہاء کی بابت ۱۱۳

المعدوم اور غیر مامور بہ نظام

مؤلف کی حضرت حکیم الامت کے ساتھ نسبت کی تفصیل ۱۱۵

خاتمۃ الکتاب ۱۲۱

تشکر ۱۲۵

تمہیدی مقدمہ

بعد الحمد و الصلوٰۃ ، برادرانِ اسلام کا یہ کمترین خادم خدمتِ عالی میں عرض رسا ہے۔ یہ حقیقت مسلّم ہے کہ دانشمندوں کی نظر میں کامیاب زندگی وہی زندگی ہے۔ جس کے نتیجے میں آخرت کے عذابِ الیم سے نجات مل سکے اور رضائے الٰہی نصیب ہو۔ اس مقصدِ عظیم کو حاصل کرنے کے لئے حق تعالیٰ کی جانب سے ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور آپؐ کی سنت و سیرت اور حیوۃ طیبہ کو علماً ، عملاً وحالاً اپنا لینا ــــ اس کی چند منازل ہیں ۱ دنیا کے فنا و زوال اور ضرر و فائدہ کو سوچ کر اس کی محبت سے دل سرد ہو کر آخرت کی تعمیر کے لئے دین کی طرف رغبت پیدا ہو جانا۔

۲ دین کا علم حاصل کرنے کے لئے علماء کرام کی صحبت کی ضرورت محسوس کر کے حصولِ علم اور اطاعت علماء و اولیاء کو سرمایۂ حیات سمجھنا۔

۳ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل اور یاوری قسمت سے حضورؐ کی محبت اور عاشقانہ اطاعت سے سرفراز ہو جانا جو اطاعتِ الٰہی ہی ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ۔ جس نے رسول کی تابعداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی۔

ابتدائے اسلام سے صدیوں تک بوجہ قرب عہد نبوت کے یہ حالت ہوتی تھی کہ عام اہلِ اسلام علومِ دین اور اعمال دین کو خود بخود حیات دنیا کی غایت سمجھ کر علومِ دین اور اعمالِ دین کو جان سے بھی عزیز سمجھتے ہوئے علمائے کرام کی علمی خدمات کو ان کا احسان سمجھتے تھے۔

جب سے دنیا کی محبت غالب ہوئی ہے اور دین اور علم دین کی محبت میں کمی آئی ہے اور آخرت میں اس کے برے انجام کو علماء کرام اہل اللہ جانتے تھے تو مخلوقِ خدا پر شفقت کے باعث علماء کرام خود نکلنے لگے عام مخلوق خدا کو دین کے فوائد بتانا اور دین کی طرف بلانا شروع ہو گیا۔ اور امر و نہی اور احکامِ دین کی تبلیغ میں خود اقدام کرنے کو شب و روز کا مشغلہ بنالیا۔ تاکہ آخرت کے عذابِ الیم اور شرمندگی سے امتِ حبیبؐ کی نجات ہو، قیامت کے ہولناک نتائج اور امتِ حبیب پر نہایت شفقت کے باعث۔

---- اس سلسلے میں حضرتِ اقدس مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جدید طرز کو اختیار فرمایا کہ کچھ خاص اصول کے ماتحت سمجھدار لوگوں کی جماعتوں کو علمائے کرام کی نگرانی میں تبلیغِ دین کے لئے دور دور بھیج دیتے تھے۔ اور عوام کے دلوں میں دین کی اہمیت پیدا کر کے علمائے کرام سے جڑ دانے کی کوشش فرماتے تھے۔ اور علماء کو از خود دین کے پھیلانے میں جد و جہد کی تلقین فرماتے

تھے۔ تاکہ مَاجَاءَ بِہ الرسول یعنی رسول اللہ صلعم کی لائی ہوئی شریعت جو قیامت میں مدار نجات ہے۔ علماء کرام کے ذریعہ عام امت تک پہنچ سکے۔ اس نظام کو حضرت دہلویؒ نے میوات کے علاقے میں آزمایا اور نہایت کامیاب رہا۔ اسی طرح آپ کے خلف الصدق حضرت مولانا محمد یوسف صاحب جیؒ نے جی تقریباً اور تحریراً اس نظام کی خوب آبیاری فرمائی۔ جزاھما اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بندۂ عاجز کو بھی اس سلسلے کے دور اولیٰ میں کچھ عرصہ دوڑ دھوپ کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ چند دن رائے ونڈ میں بھی گذارے تھے۔ الحمد للہ عزوجل

لیکن جب تک اس تحریک پر ان نفوس قدسیہ کا روحانی کنٹرول تھا، تربیت یافتہ علماء کی رہنمائی میں یہ چلتی تھی تو بامعنی اور بامقصد ہو کر عوام میں علم دین اور اعمالِ دین اور ذکر اللہ کی طلب اور محبت پیدا کرنے میں کامیاب تھی۔

—— لیکن تقدیر الٰہی ان حضرات کے وصال کے بعد جب زمام کار علوم شرعیہ سے ناآشنا رہنماؤں کے ہاتھوں میں آیا جو علم ظاہر و باطن سے اور اس مبارک تحریک کی حقیقی غرض غایت سے نابلد تھے۔ تحریک کے سلسلے میں صرف چند چلّے دے دے کر بزرگوں کے نقال بن چکے تھے۔ تحریک کی معنویت میں کمی آنا شروع ہوئی۔ بعض بعض مقامات پر تحریک خالص ایک رسم کی شکل اختیار کر گئی، احکام شرعیہ سے بے نیازی شروع ہوئی۔ تبلیغی جماعت نے ایک دنیوی فرقے کا رنگ اختیار کیا، تبلیغ کے نام سے تکثیر سواد مقصد بننے

لگا علماء کرام سے اختلافات اور مقابلے شروع ہوئے، ہمچو قسم عوارض نے تبلیغ کے اس حسین جملے کو بگاڑ دیا۔ اور حضرت دہلویؒ کا مقصدِ عزیز بالکل برعکس ہونے لگا، علم اور علمائے کرام سے قرب کی بجائے بُعد اور ربط کی بجائے استغناء نظر آنے لگا۔ تحریک معدودے چند رسوم کا مجموعہ بن گئی۔ بندہ نے یہ حالت دیکھ کر اکابر سلسلہ کی طرف رجوع کیا مگر بے سود رہا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب عم فیضہٗ کی خدمت میں بھی ایک تفصیلی عریضہ بھیجا لیکن جواب سے تشفی نہ ہو سکی۔

حضرت کی کتاب "تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات" کا بھی مطالعہ کیا کچھ اطمینان نہ ہو سکا۔ بلکہ شکوک و شبہات اور بڑھنے لگے۔ جو کتاب کے آخر میں تفصیلاً عرض خدمت ہیں ——— مجھے اپنے دل میں یہ شبہ ہوا کہ اغلباً بندہ اپنے قصورِ بیان کی وجہ سے مافی الضمیر کو پورا ظاہر نہ کر سکا۔ اسواسطے بزرگوں کے فیوضات سے محروم رہا۔ انہی اسباب و عوامل کے ماتحت بندہ نے قلم اٹھا کر اپنے شکوک و شبہات کو تفصیل کے ساتھ قلمبند کرنا چاہا تاکہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور ان معروضات پر میرے عزیز تبلیغی احباب نے ٹھنڈے دل سے غور فرمایا تو پروردگار غنی کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ان معروضات کی واقعیت اور اہمیت میرے عزیزوں کے قلوب میں اتر جائے گی۔ اور میرے عزیز جو باستثنائے اقل قلیل کے اکثر

طالبانِ رضائے حق معلوم ہوتے ہیں۔ اور دین کے بارے میں اپنی نیت میں مخلص اور از حد محتاط ہیں، ان پر توجہ فرمائیں گے۔ اور قابلِ رفع شکایات کو رفع فرما کر جن بزرگوں کی طرف یہ سلسلہ منسوب ہے ان کا یہ صدقۂ جاریہ اپنے اسی مخصوص اور مقبول رنگ میں اپنی سادگی سمیت تا قیام قیامت کامیاب جاری رہے گا۔ اور امت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے مشعلِ رشد و سعادت ہر زمانے میں بنتا رہے گا۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَھُوَ نِعْمَ الْمُعِیْنُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَیْرِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ۔

واضح رہے کہ بندہ کو اصل تبلیغ پر کوئی اعتراض نہیں۔ نہ حضرات اکابر کی علمی تبلیغ سے کوئی شکوہ ہے ــــ مجھے شکایت ان عوارض سے ہے جو بعد میں پیدا ہوئے، جن کی تفصیل کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِيْنَ، مَا دَامَ الْمِلَوَانِ مُتَعَاقِبَيْنِ وَالنُّوْرُ
وَالظُّلْمَةُ مُتَرَاقِبَيْنِ وَالسُّنَّةُ وَالْبِدْعَةُ
مُتَدَافِقَيْنِ۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ،
آمین۔

اَمَّا بَعْدُ

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، حق کا مظہرِ اتم حسنِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے سلسلۂ نبوت کو ختم فرمایا۔ اور قیامت تک آنے والی نسلِ آدم کی نجات و اخروی کا

دارو مدار آپ ہی کی شریعت اور کتاب اور آپ ہی کی سنن اور عادات پر رکھا ہے، جس نے آپ کی شریعتِ مقدسہ اور سنتِ مطہرہ کو علماً اور عملاً اپنا لیا۔ اس نے سب کچھ پا لیا۔ اور جو ان لازوال نعمتوں کو اپنانے سے محروم رہا، وہ بالکل ہی محروم رہا۔ آپ کا قول، فعل، حال، امت کے لئے شریعت، طریقت اور حقیقت ہے۔ اور سعید روحوں کے لئے یہی دوڑ کی منتہیٰ ہے۔ وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون ط۔ الآیۃ

اب یہ کہ قیامت تک آنے والی نسلوں تک آپ کی تعلیمات کے پہنچانے کا کیا انتظام ہو، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ انتظام فرما دیا کہ دین کے سیکھنے اور سکھانے کو ہر عاقل و بالغ پر فرض ٹھہرایا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ اَلَا فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ (الحدیث)۔ یہی دین کے سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ ہے، جس پر دین کے بقا کا دارو مدار ہے۔ اور یہی تبلیغِ دین کی صحیح حقیقت ہے کہ حضورؐ کا دین منزل خود سیکھے اوروں کو سکھائے۔

سلفِ امت نے زمانے کے مختلف نشیب و فراز کے مطابق مختلف طریقوں سے تبلیغ کا حق ادا کیا ہے۔ جسم و جان سے، زبان و سنان سے، سیف و قلم سے، علوم و حکم سے جس کے نتیجہ میں ہزاروں لاکھوں علمائے کرام مجتہدینِ عظام اور مجاہدینِ اولوالعزم پیدا ہوئے، جنہوں نے

تعلیمی اور تبلیغی جد و جہد سے دینِ حق کو چار دانگ عالم میں پھیلایا۔ دین کے ہر شعبے میں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں۔ حجت پوری ہو گئی۔ یہ عذر نہ رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم دنیا میں نہیں رہے۔ جیسے یہود و نصاریٰ کے علوم اور کتب دنیا سے ناپید ہو گئی ہیں۔ شکر اللہ تعالیٰ سَعْیَهُمْ وَمَتَّعَنَا اللہ تعالیٰ بِعُلُومِهِمْ وَبَرَکَاتِهِمْ آمین۔ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْن۔

موجودہ دور میں ہندوستان کے خطّے پر چند صدیوں سے یہ نظر آ رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے دینِ حق کی حفاظت اور خدمت کیلئے یورپی اور بالخصوص دہلی، دیوبند اور سہارنپور کے گرد و نواح کو مخصوص فرمایا ہے۔ اسی خطّے سے علومِ دین کے اور حفاظتِ دین کے کتنے وہ فوارے پھوٹ پڑے، جس کی نظیر قریبی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔

چنانچہ موجودہ دور میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ اور آپ کے خلف الصدق حضرت یوسف العصر مولانا محمد یوسف صاحب نوراللہ مرقدہما نے امتِ مرحومہ کے عوام کی دینی اصلاح کے لئے تبلیغ کے نام سے ایک سلسلہ چلایا، جس کے سربراہ آپ حضرات خود اور آپ حضرات کے رنگ میں رنگے ہوئے علماء ربانیین ہوتے تھے۔ یہ سلسلہ نتائج کے لحاظ سے علماء کرام کی رنگسازی میں بہت مفید اور کامیاب رہا۔ ہزاروں دین کے رنگ میں رنگے ہوئے اور دینی مشغول داعی پیدا ہو گئے۔ یہ سلسلہ یا حلقہ

اور بامعنیٰ چلتا رہا۔ ملک اور بیرون ملک میں ایک ایسی وسیع جماعت پیدا ہوئی، کہ غریب ہوں تو بھی اپنی غربت اور افلاس کے باوجود اپنی عزیز پونجی اور عزیز وقت اس علمی تبلیغ میں لگانے کو کامیابی اور فلاح دارین سمجھتے تھے۔ اور درمیانہ وسعت والے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے تبلیغ دین کی خاطر دور دراز غیر ممالک میں چلّے پہ چلّے دینے کو اپنے مال و جان کا بہترین مصرف سمجھتے تھے۔ علمی اور تبلیغی اسفار میں ان کو روحانی سرور اور سکون ملتا تھا۔ چنانچہ بندۂ مکترین بھی خوش قسمتی سے ایک معتدبہ زمانہ ان سے منسلک رہا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

لیکن ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ عوام جتنے جتنے اس تحریک سے متاثر ہوتے جاتے تھے۔ علم کے بغیر اس سلسلے کے ظاہری شان و شوکت کو اپناتے جاتے، اور علم سے جو اس تحریک کی بنیاد اور مقصد وحید تھا مستغنی ہونے لگے۔ یہاں تک کہ نتیجۃً ائمہ تحریک کے بعد جو بذات خود علمائے اعلام اور فضلائے عظام تھے۔ انجان ناخواندہ عوام اس تحریک کے قائد اور امراء بنے جو چلّوں اور سہ روزوں کے اثر سے فعّال بن چکے تھے اور تحریک کو اپنے قبضے میں لے لیا، نتیجۃً اس سلسلے کی معنویت اور نورانیت میں کمی آنی شروع ہوگئی۔ اور اس مقدس علمی سلسلے نے ایک رسم کی شکل اختیار کرلی جس سے اسلامی شعور رکھنے والے دیندار لوگوں میں طرح طرح کی شکایتیں

پیدا ہونے لگیں۔ بے علم عوام نے جب کبھی مذہب کی پیشوائی پر قبضہ کیا ہے۔ نتیجہ خراب ہی نکل آیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم نے اپنی عالی نظر کے مطابق شکایات کے جوابات بھی مشائع فرما دئے، لیکن جوابات میں حضرت الشیخ کی نظر اس سلسلے کی اس صالح ابتدائی حصے پر تھی، جو بزرگوں کے زمانے میں تھا۔ اور شکایات موجودہ حالت کی ہیں، جو بے بصیرت ناخواندہ بہی خواہوں کے ہاتھوں یہ سلسلہ اپنا تقدس اور معنویت کھو چکا ہے۔

بحمد اللہ اب بھی جابجا حضرت کے علمی اصول پر بعض مقامات پر علمی تبلیغ پائی جاتی ہے۔ لیکن اکثر مقامات پر جہالت اور رسمیت کی آگ لگ چکی ہے۔

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چاہئے تھا کہ تحریک کے انجان امراء کی خبر گیری ہوتی اور ان کو علم کی پابندی کے لئے مجبور کرنے کی کوشش کی جاتی لیکن وائے بدقسمتی ——

حضرت مولوی انامر اللہ برہانہ، کے جو ملفوظات مولانا محمد منظور نعمانی نے جمع فرمائے ہیں، ان کی قسط اوّل کا ۱ ملفوظ حسب ذیل ہے:

۱ انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی عام حالت یہ رہی ہے، کہ جوں جوں زمانہ نبوت سے ان کا بعد ہوتا تھا۔ دینی امور عبادات وغیرہ اپنی روح اور حقیقت سے خالی ہو کر ان کے ہاں

محض رسوم کی حیثیت اختیار کر لیتے تھے۔ اور ان کی ادائیگی بس ایک پڑی ہوئی رسم کے طور پر ہوتی تھی۔ اس گمراہی اور بے راہ روی کی اصلاح کے لئے پھر دوسرے پیغمبر مبعوث ہوتے تھے۔ جو اس رسمی حیثیت کو مٹا کر امتوں کو امور دین کی اصل حقیقتوں اور حقیقی روح شریعت سے آشنا کرتے تھے سب سے آخر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو اس وقت کی جن قوموں کا تعلق کسی سماوی دین سے تھا۔ ان کی حالت بھی یہی تھی کہ ان کے پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت کا جو حصہ ان کے پاس باقی بھی تھا۔ تو اس کی حیثیت بھی بس چند بے روح رسوم کے مجموعہ کی سی تھی۔ انہی رسوم کو وہ اصل دین و شریعت سمجھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان رسوم کو مٹایا اور اصل دینی حقائق اور احکام کی تعلیم دی۔

امت محمدی بھی اب اس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے۔ اس کی عبادات تک میں یہ رسمیت آ چکی ہے۔ حتیٰ کہ دین کی تعلیم بھی جو اس قسم کی ساری خرابیوں کی اصلاح کا ذریعہ ہونی چاہئے تھی وہ بھی بہت سی جگہ ایک رسم سی بن گئی ہے۔ لیکن چونکہ سلسلۂ نبوت اب ختم کیا جا چکا ہے۔ اور اس قسم کے کاموں کی ذمہ داری

امت کے علماء پر رکھ دی گئی ہے، جو نائبین نبی ہیں۔ تو انہی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس ضلال اور فساد حال کی اصلاح کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوں۔" (ملفوظات ص ۱۲، ۱۳)

چونکہ بندہ بھی اپنے آپ کو حلقہ بگوشان سلسلۂ امدادیہ اور بالخصوص حضرات سادات اہل تبلیغ کا ایک ادنیٰ خادم سمجھتا ہے۔ ارادہ ہوا کہ اس سلسلے میں جو کچھ واماندگیاں مجھے نظر آرہی ہیں اپنے رفقاء کار کی خدمتِ اقدس میں عرض کردوں، تاکہ اگر ان کو اس طرف توجہ ہوئی، اور اصلاح کی طرف جدوجہد فرما گئے، تو ہو سکتا ہے۔ کہ جس طرح اس سلسلے کی ابتداء بھی، اسی طرح پھر یہ سلسلہ رسمی اور بدعاتی رنگ و روپ چھوڑ کر مطابق سنت رنگ لے سکے۔ اور بزرگوں کا یہ صدقہ جاریہ اپنے اصلی رنگ۔ ڈھنگ میں تا ابد جاری رہ سکے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَهُوَ الْمُوَفِّقُ۔

تبلیغی رفقاء کا معمول ہے

کہ علاقے میں کسی مرکزی مقام کو مخصوص کئے ہوئے ہر جمعرات کی شام کو وہاں جمع ہوکر بعد نماز مغرب عشاء تک اپنی چھ باتوں کی مخصوص تقریروں کو زور و شور کے ساتھ دہراتے ہوئے سہ روزوں اور چلوں میں نکلنے کی دعوت

بدعت

دیتے ہوئے نکلنے والے لوگوں کی جماعتوں کی تشکیل کیا کرتے ہیں — بعد نماز عشاء نام درج کرنے والوں کے سوا باقیوں کو جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ تشکیل میں نام درج کرنے والے مسجد میں تقرب اور ثواب عظیم سمجھتے ہوئے رات گذار کر نماز فجر کے بعد حسب دستور ان کی رخصتی ہوتی ہے۔ جماعتوں کی رخصتی کے وقت کو خاص ساعت مقبول سمجھتے ہوئے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ دعا مانگتے ہیں اور اس عمل خروج کو ایک مجاہدانہ اور مقبولانہ رفیع الشان عمل مقدس جانتے ہیں — اس عمل کے کئی اجزاء ہیں یہ کہ :-

تبلیغی جماعت کی بدعات

۱ اس عمل کے لئے شب جمعہ کی تخصیص کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

۲ رات کو مسجد میں عبادت اور کار ثواب سمجھتے ہوئے سونا۔

۳ تبلیغی سفر کے لئے یوم الجمعہ قبل الزوال وقت کو مخصوص کرنا۔ اور اس دن کے خروج کو شرعاً واجب، سنت، مستحب یا بہ نسبت اور دنوں کے زیادہ اجر و ثواب، جاننا۔

۱ شب جمعہ کا یہ اجتماع اہل تبلیغ کے ہاں مقدس مذہبی اجتماع اور عظیم الشان عمل ثواب ہے۔ اور بہ نیت تقرب اور ثواب کے کسی بھی عبادت کے لئے شب جمعہ کی تخصیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ثابت نہیں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ

بقیام من بین اللیالی لحدیث ۱۲۔ مشکوٰۃ شریف ۔ ترجمہ۔ مت تخاص کرو شب جمعہ کو کسی عبادت کے لئے اور راتوں میں سے۔

قیام کا لفظ اصطلاح شریعت میں نوافل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تو نوافل میں عبارۃ النص ہے۔ اور باقی مشاغل دین کے لئے دلالۃ النص ہے۔ ۱۲

۲ اور رات کو مسجد میں سونا اگر بہ ضرورت یا بہ سبب کسی مجبوری کے ہو تو جائز ہے۔ جیسے مسافر کے لئے یا معتکف کے لئے یا طالب علم کے لئے جیسے اہل صفہ تھے۔ سوائے اس کے ناجائز ہے۔

حضرت علامہ تھانوی انار اللہ برہانہ نے فتاوٰی امدادیہ حصہ ثانیہ کے صفحہ ۱۹۰ پر درمختار سے ایسا نقل فرمایا ہے۔

اور جب بغیر کسی مجبوری کے مسجد میں سونے کو عمل دین کار ثواب جانتے ہوئے عادت ڈالی جائے تو گمراہی اور بدعت قبیحہ ہوگی کیونکہ ناجائز کو کار ثواب جاننا گمراہی ہے۔ اور پھر اسکو عام عادت بنانا بدعت ہے۔

۳ جمعہ کے دن قبل زوال سفر کے متعلق فقہائے کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ جمعہ کے دن زوال کے ساتھ ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اور اذان کے ساتھ خطبۂ واجبہ اور فرض آکد الفرائض نماز جمعہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ بنا بریں تمام فقہائے کرام کے نزدیک زوال

کے بعد نماز سے پہلے سفر کرنا حرام ہے، سوائے ان لوگوں کے جن کو قانون شرعی کی رو سے جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

اور جمعہ کے دن بَعْدَ الْفَجْرِ قَبْلَ الزَّوَالِ جانے میں ائمہ اربعہ میں اختلاف ہے۔ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں لکھا ہے۔ کہ امام احمدؒ کے تین قول ہیں۔ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک قول مختار یہ ہے۔ کہ جو طلوع فجر کے وقت حاضر ہو وہ نماز جمعہ سے پہلے سفر نہ کرے۔ حضرت امام شافعیؒ کے دو قول ہیں۔ قول قدیم میں جائز اور قول جدید میں حرام ہے۔ جیسے سفر بعد الزوال حرام ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک زوال سے پہلے دینی سفر ہو یا دنیوی سفر مطلقاً بطور رخصت جائز ہے۔ یعنی بہ مجبوری اگر قافلہ انتظار نہ کرتا ہو اور ضرورت ہو تو جانا جائز ہے۔ البتہ عزیمت اور فضیلت نہ جانے میں ہے۔ ہم اور ہمارے احناف بھائی بیشک اپنے مذہب کے پابند رہیں گے۔ لیکن ہمارا مذہب جواز بمعنیٰ رخصت ہے نہ بمعنیٰ عزیمت۔ یعنی سنت واجب اور کار ثواب نہیں ہے۔ بضرورت جائز ہے۔ بنابریں اس عمل خروج کو اور ایسے ہر اس عمل کو جو فی نفسہ مباح اور جائز ہو۔ جب بہ عقیدت ثواب اور بہ نیت دین کے اس کی عادت ڈال دی جائے جسکو دیکھ کر انجان عوام اس کو عمل دین اور سنت شرعی

تبلیغی بدعت

عمل ثواب سمجھنے لگیں تو وہ عمل ایسی حالت میں پھر بدعت سیئہ اور مکروہ تحریمی عملاً حرام ہو جاتا ہے۔ طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں جو فقہ احناف کی معتبر کتاب ہے، سجدۂ شکر کی بحث میں اسی طرح لکھا ہے

تبلیغی جماعت کی بدعت

ایک حقیقت قابلِ غور ہے کہ تبلیغ دین کے لئے شریعت کی جانب سے کوئی خاص دن نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ ہر وقت ہر دن جا سکتے ہیں۔ علمائے اصول فقہ کا ارشاد ہے کہ جو حکم شرعی منجانب شارع عام مطلق ہو۔ اس میں کوئی قید کی تخصیص اپنی جانب سے لگانا اور اس مطلق کو مقید کرنا یہ اس کو منسوخ کرنا ہوتا ہے۔ یعنی حکم شارع کو جو مطلق تھا، اسکو منسوخ کر کے اپنی جانب سے بجائے اس کے حکم مقید کو نافذ کیا گیا جس کی حقیقت دین کو بدل دینے کی ہو گئی۔ اور ساتھ اس کے نماز جمعہ جس کا تعلق مخصوص دن مخصوص وقت کے ساتھ ہے۔ جس کے ترک کرنے یا تاخیر کرنے میں از روئے احادیث گناہ عظیم ہے۔

حیرت ہے کہ اہلِ تبلیغ جنہوں نے دین کے نام پہ قربانیاں دینے کے لئے کمریں باندھ رکھی ہیں۔ پھر بھی شب جمعہ کی حضورؐ کی جانب سے ممنوع اجتماع کو بلا دلیل عمل قربت اور عمل ثواب بنا لیا ہے۔ اور جمعہ کے دن خروج اور سفر کو باوجود حرام و حلال کے اندر مختلف فیہ ہونے کے اسی جامع مسجد ہی سے جہاں رات گذاری تھی جائز کیا ثوابِ عظیم بنا لیا۔ اور

کسی خاص علاقے اور خاص قوم کا رونا بھی نہیں ساری امت کو اسی ڈگر پہ لاڈالنے کے لئے روایات شرعیہ کے بغیر قرآن اور حدیث کے برخلاف بانی سلسلہ حضرت شیخ کی تعلیم کے برخلاف امت حبیبؐ کو ایک عام دعوت کے ذریعہ بگاڑنے کی جدوجہد کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا یا للعجب

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ... کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

میں یہ نہیں کہتا کہ سچ مچ نماز جمعہ ترک ہی کرتے ہوں گے۔ لیکن بلادلیل یہ ترک کی شکل وصورت علی الاعلان بہ ہیئت اجتماعی بہ اعتقاد وثواب عظیم کیوں اختیار کی جارہی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ عبداللہ ابن مسعودؓ ہر یوم الخمیس جمعرات کے دن کو وعظ فرمایا کرتے تھے، ایک شخص نے عرض کیا یا ابا عبدالرحمان میری تو چاہ یہ ہے کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ دیا کرتے فرمایا کہ میرے لئے مانع یہ ہے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے دل میں ایسا کرنے سے ملال پیدا ہو۔ لیکن میں گاہ گاہ وعظ کیا کروں گا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں گاہ گاہ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ ہمیں دلتنگی نہ ہو۔ الحدیث۔ ۱۲ بخاری کتاب العلم۔

جواب یہ ہے کہ یہاں پہ تو سننے والا روزانہ سننے کا طالب ہے۔ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ روزانہ بیان سے حضورؐ کی عادت مبارک کی

اتباع کا عذر پیش کرتا ہے کہ حضورؐ گاہ گاہ ایسا کرتے تھے، لہذا میں بھی حضورؐ کی اتباع میں گاہ گاہ بطور تخول ایسا کیا کرتا ہوں نہ کہ جمعرات کے دن کی کوئی خصوصیت اسکی بناء تھی ورنہ ایک حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کیا، اجلۂ صحابہ سب کے سب پھر جمعرات کے وعظ کو ایک شرعی عمل بنا لیتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔

علامہ بدرالدین عینی نے اس مقام پر ابن بطال سے نقل کرکے لکھا ہے۔ فیہ مَا کَانَ عَلَیہِ الصَّحَابَۃ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنہُم مِنَ الاِقتِدَاء بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَالمُحَافَظَۃِ عَلَی سُنَّتِہٖ عَلیٰ حَسَبِ مَعَایِنَتِہِم لَہَا مِنہُ وَتَجَنُّبِ مُخَالَفَتِہٖ لِعِلمِہِم بِمَا فِی مُوَافَقَتِہٖ مِن عُظمِ الاَجرِ وَمَا فِی مُخَالَفَتِہٖ بِعَکسِ ذَالِکَ۔ انتہیٰ۔ ترجمہ: عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل میں صحابہ کرام کی اقتداء اور پیروی سنت کا پورا نقشہ ہے۔ کہ جیسے حضورؐ کو دیکھا اسی طرح کر رہے ہیں۔ اور آپ کی ذرہ برابر مخالفت سے بھی پرہیز فرماتے ہیں۔ کیونکہ سب کو علم تھا کہ آپ کی موافقت میں کتنا بڑا اجر ہے۔ اور مخالفت میں کتنے عظیم نقصان کا خطرہ ہے انتہیٰ

یہاں پر اہل تبلیغ اگر حضورؐ کے اتباع کے شوقین ہوتے — تو جمعرات کے دن حضورؐ کی سنت کے مطابق اہل علم کے وعظ کا انتظام

فرمالیتے، لیکن کاش ہمارے رفقائے تبلیغ حضرت شیخ دہلویؒ کی تعلیم اور خواہش کے مطابق علم کے دلدادہ ہوتے اور حضورؐ کی سنت کے عاشق ہوتے یہاں پر تو جمعرات کی رات ہی کے اجتماع کو ایک رسم بنالیا گیا ہے۔ اور اپنے میں سے کسی کو کھڑا کر کے وہی رٹی ہوئی تقریریں دہرا کر اپنی رسم کو زیر و زبر کی پابندی کے ساتھ پورا کر کے علی الصباح جمعہ کی نماز سے گم ہو جاتے ہیں۔ ھوالوہب الھادی۔

جمعہ کے دن کے متعلق حضرت دہلوی نوراللہ مرقدہٗ کا ایک ارشاد عالی ملفوظات کے ص۹۹ پر درج ہے۔ فرماتے ہیں۔ اہل علم اور اہل اثر حضرات ایک سلسلہ یہ شروع کریں کہ ہر جمعہ کے لئے پہلے سے سوچ کر طے کر لیا کریں کہ یہ جمعہ فلاں محلہ کی مسجد میں پڑھیں گے۔ اور اس انتخاب میں غریب پسماندہ اور جہل زدہ آبادیوں کا زیادہ لحاظ رکھیں۔ مثلاً جن حلقوں میں دھوبی، سقے، تانگہ گاڑی چلانے والے قلی اور سبزی فروش جیسے لوگ بستے ہوں، جن میں دین سے جہالت اور غفلت اگرچہ بہت زیادہ ہے، لیکن تمرد اور انکار کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ تو ایسے لوگوں کی کسی آبادی کی مسجد پہلے سے تجویز کر لیں اور اپنے اہل تعلق اور ملنے جلنے والے لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دے دیں اور ساتھ چلنے کی بھی انہیں ترغیب دیں۔ پھر وہاں پہنچ کر نماز جمعہ سے پہلے محلہ میں تبلیغی گشت

کرکے لوگوں کو نماز کے لئے آمادہ کرکے مسجد میں لائیں۔ پھر تھوڑی دیر کے لئے انہیں روک کر دین کی اہمیت اور اس کے سیکھنے کی ضرورت ان کو سمجھا کر دین سیکھنے کے واسطے تبلیغی جماعتوں میں نکلنے کی دعوت دیں اور ان کو سمجھائیں کہ اس طریقہ پر وہ چند روز میں دین کا ضروری علم و عمل سیکھ سکتے ہیں۔ پھر اس دعوت پر اگر تھوڑے سے تھوڑے آدمی بھی تیار ہو جائیں تو کسی مناسب جماعت کے ساتھ ان کو بھیجنے کا بندوبست کریں۔" انتہی۔

سبحان اللہ کیا سیدھا سادہ مقتضائے دین اور حق تبلیغ کے مطابق عمل ارشاد ہے۔ اسکنہ اللہ تعالیٰ فی فراديس جنانہ۔ اپنے ہی حلقے میں بلا کسی دور دور کے اہل غفلت کے پاس جانا ہے۔ اور نماز جمعہ سے پہلے گشت کرکے ان لوگوں کو نماز جمعہ کے لئے آمادہ کرکے لانا ہے۔ سمجھانا ہے۔ اور بعد نماز کے ان کو بھیجنا ہے۔

نماز جمعہ کی اہمیت قرآن پاک سے

قَالَ اللّٰہ تعالیٰ وَاِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ط فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْ

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ :- اور جب آواز دی جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کی طرف اور چھوڑو خرید و فروخت، یہ جانا تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔ پس جب نماز پوری ہو گئی پھر پھیل جاؤ زمین میں اور طلب کرو اللہ تعالیٰ کا فضل اور یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو بہت بہت امید ہے کہ کامیاب ہو جاؤ گے۔

یہ حقیقت ہے کہ پنجوقتہ فرض نمازیں باجماعت ہی فرض کئے جا چکے ہیں۔ اس لئے باجماعت ادائے نماز ہی ادائے کامل ہے۔ بنابریں ہر دن یوم الجمعات ہی رہا۔ لیکن حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اسی ایک دن ہی کا نام یوم الجمعہ رکھا ہے۔ اور اس ایک وقت ظہر کی اجتماع کی نسبت سارے دن کی طرف فرما کر یہ اشارہ دیا کہ یہ دن سارا کا سارا اس ایک اجتماع ہی کا دن ہے۔ اور یہی اجتماع اس دن اور اس رات کا مقصد اہم ہے جس کے لئے سارے شہر اور آس پاس کے قریٰ کو اجتماع کی دعوت شد و مد سے دی گئی ہے۔

شریعۃ الاسلام میں فرمایا ہے کہ حدیث مشہور ہے۔ اِنَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ سَاعَۃً لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْہِ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ۔ ترجمہ: جمعہ کے دن میں ایک ساعت

ہے کہ جو مسلمان بندہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے کچھ سوال کرے نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ دے ہی دیتا ہے۔

پھر اس ساعت کے تعین میں بہت سے اقوال نقل فرما کر آخر میں فرمایا ہے: کہ صحیح اور صواب جس کے بغیر اور کچھ نہ ہو وہ ہے جو صحیح مسلم شریف میں ہے۔ حضرت ابی موسیٰ اشعری رضؓ کی روایت کہ وہ ساعت وہی ہے۔ کہ جب امام منبر پر بیٹھ جائے نماز سے سلام پھیرنے تک — ۱۲ شرح شرعۃ الاسلام ص ۱۴۵

نماز جمعہ کی اہمیت احادیث رسول اللہ سے

اب یہ دیکھنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں جمعہ کی نماز کی کتنی قدر و قیمت ہے۔ اور تارکین جمعہ پر کتنی پھٹکار ہے —

اعوذ باللہ من شر الجہل والغوایۃ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاہُ مِنْ بَعْدِھِمْ ثُمَّ ھٰذَا یَوْمُھُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَھَدَانَا اللّٰہُ لَہٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْہِ تَبَعٌ الْیَھُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم ہیں پیچھے آنے والے دنیا میں اور سب سے پہلے قیامت میں جنت جانے والے سوائے اس کے کہ ان یہود اور نصاریٰ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔ اور ہم کو ان کے بعد۔

پھر یہ جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض فرمایا تھا، انہوں نے اختلاف کیا۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت بخشی۔ ہم نے قبول کیا۔ اور یہ لوگ ہمارے تابع ہیں۔ یہود کل ہیں، یعنی ہفتہ کے دن۔ اور نصاریٰ پرسوں اتوار کے دن، یعنی جمعہ کو دونوں نے چھوڑا، جو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا دن تھا۔

۲ روح المعانی میں ہے۔ عن جابر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ اِفْتَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَۃَ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ یَوْمِیْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا فِیْ عَامِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ فَمَنْ تَرَکَھَا اِسْتِخْفَافًا بِھَا اَوْ جُحُوْدًا بِھَا۔ (بدائع الصنائع میں ہے۔ وَتَھَاوُنًا بِحَقِّھَا) فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَہٗ وَلَا بَارَکَ لَہٗ فِیْ اَمْرِہٖ اَلَا وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ وَلَا زَکٰوۃَ لَہٗ وَلَا حَجَّ لَہٗ وَلَا صَوْمَ لَہٗ وَلَا بِرَّ لَہٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ۔ الحدیث۔

اخرجہ ابن ماجۃ۔ عنایۃ اور کفایۃ میں اس حدیث کو جیسے نقل فرمایا ہے دونوں میں ولا حج لہ کا لفظ متروک ہے۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تم پر جمعہ کو اسی دن اسی شہر میں اسی سال قیامت تک پس جس کسی نے اس کو چھوڑا اس کو خفیف یعنی ہلکا جان کر یا انکار کر کے اور جمعہ کے حق کو ہلکا جان کر۔ تو اللہ تعالیٰ اسکی حاجتوں کو جمع نہ کرے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ اس کے کام میں برکت ڈالے۔ خبردار رہو اس کی نماز قبول نہیں۔ اور نہ اس کی زکوٰۃ قبول ہے۔ اور نہ حج قبول ہے۔ اور نہ روزہ قبول ہے۔ اور نہ اس کی کوئی سی نیکی قبول ہے۔ یہاں تک کہ اس عمل سے باز آجائے۔ پس جو باز آیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ سبحان اللہ تارکین جمعہ کی کوئی نیکی قبول نہیں۔ اعاذنا اللہ من شر العمل۔

۲ ابن عمر کی حدیث ہے۔ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ ط الحدیث۔ مشکوٰۃ شریف۔

ترجمہ: منع ہو جائیں قومیں جمعوں کو ترک کرنے سے۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگائے گا۔ پھر غافلوں میں سے رہیں گے۔

شیخ عبدالحق نے فرمایا ہے۔ کہ ان دونوں میں سے ایک ضرور ہوگا۔ یا تو ترکِ جمعہ سے باز آئیں گے یا ان کے دلوں پر مہر لگے گی۔ اور حق کی

قبولیت سے محروم کئے جائیں گے۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔

۴ ابوالجعد ضمریؓ کی حدیث ہے۔ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔

ترجمہ:۔ جس کسی نے تین جمعے چھوڑے۔ اس چھوڑنے کو ہلکا جان کر اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگائے گا۔

۵ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعَاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ كُتِبَ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ۔ طبرانی فی الکبیر من حدیث جابر الجعفیؓ

ترجمہ: جس کسی نے تین جمعے چھوڑے بغیر عذر کے وہ منافقوں میں سے لکھا جائے گا۔

۶ ابن عباسؓ کی حدیث ہے: مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ جُمَعٍ مُتَوَالِيَاتٍ فَقَدْ نَبَذَ الْاِسْلَامَ وَرَاءَ ظَهْرِهٖ۔

ترجمہ: جس کسی نے تین جمعے پے در پے چھوڑے۔ اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔

یہ احادیث فتح القدیر سے نقل ہوئی ہیں۔

۷ حیوٰۃ الصحابہ میں حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبے میں فرمایا۔ قریب ہے کہ ایک شخص مدینے سے ایک میل کے اندازے پر دور ہو اور جمعہ کو حاضر نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ قریب

ہے کہ ایک شخص دو میل کے اندازے پر ہو اور جمعہ کو حاضر نہ ہو، تیسری حالت فرمایا، کہ قریب ہے کہ کوئی شخص تین میل کے اندازے پر مدینے سے دور ہو اور جمعہ کو حاضر نہ ہو۔ اور اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگائے۔ ص ۲۰۲

ج (۳)

ان احادیث سے یہ صاف صریح معلوم ہوا۔ کہ جمعہ گاؤں سے شہر آنے کا دن ہے، نہ کہ شہر سے گاؤں جانے کا بموجب ان احادیث بالا کے العیاذ باللہ العظیم۔ تارکین جمعہ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ۔ میں سے قرار دیئے گئے۔

۸ عبداللہ بن عباس رضؓ کی روایت ہے۔

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ۔

ترجمہ جس کسی نے جمعہ چھوڑا بغیر ضرورت شرعی کے منافق لکھا جائے گا۔ اس کتاب میں جس میں محو و تبدیل نہیں ہے۔

۹ حدیث تبکیر جمعہ

یعنی جمعہ کے دن سویرے جامع مسجد جانا ——— اگرچہ یہ عمل از روئے شرع شریف مستحب اور قربت عمل ثواب ہے۔ اور آج مسلمانوں نے

فرائض دین سے روگردانی کرلی ہے تو مستحب کا کیا شکوہ مناسب ہے۔
لیکن یہاں پر اس باب میں اصل عزیمت کو واضح کرنا مقصد ہے تاکہ یہ معلوم
ہو کہ حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہوں میں جمعہ کے دن آنا جامع
مسجد کو کار ثواب تھا یا کسی بھی رنگ میں جانا کار ثواب تھا۔

یوم الجمعہ کی سنتوں کی بحث میں شرح شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے۔
وَيُبَكِّرُ إِلَى الصَّلٰوةِ تَبْكِيرًا أَيْ يَأْتِي إِلَيْهَا بُكْرَةً وَهِيَ أَوَّلُ
النَّهَارِ وَلَهُ فَضْلٌ عَظِيمٌ ط

ترجمہ: اور سویرے آئے نماز کیلئے سویرے دن کے پہلے حصے
میں اور اس کی بہت بڑی بہتری ہے۔ پھر حدیث شریف نقل فرمائی ہے۔
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ملائکہ کرام جامع مسجد کے
دروازے پر مامور ہوتے ہیں۔ سویرے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں پہلی
ساعت میں یعنی صبح صادق سے طلوع آفتاب تک آنے والوں کو اتنا اجر
لکھتے ہیں۔ جتنا کسی نے اونٹ اللہ تعالیٰ کے نام پر دیا ہو۔ پھر دوسری
ساعت میں آنے والے کو گائے جتنا پھر تیسری ساعت میں بکری جتنا۔
چوتھی مرغی جتنا۔ پھر جب امام صاحب نکلتے ہیں۔ تو فرشتے سب لکھنے بند
کر کے منبر کے قریب آکر اللہ تعالیٰ کی باتیں سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔
پھر جو کوئی اس کے بعد آتے ہیں وہ صرف نماز کیلئے آئے ہوئے ہوتے ہیں

زیادہ اجر کے مستحق نہیں ہوتے۔

۱۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمعہ کے دن بعد فجر چراغ کی روشنی میں آنے والوں سے جامع مسجد کے راستے بھرے ہوئے ہوتے تھے پھر جب کچھ وقت گزر جانے کے بعد وہ بات نہ رہی تو کہا گیا کہ :

اَوَّلُ بِدْعَةٍ اُحْدِثَتْ فِی الْاِسْلَامِ تَرْکُ الْبُکُوْرِ اِلَی الْجَامِعِ ۔

ترجمہ : پہلی بدعت جو اسلام میں پیدا ہوئی وہ جامع مسجد کو سویرے جانے کا چھوٹ جانا ہے۔

تبلیغی جماعت کی بدعت

سویرے جانے کے چھوڑنے کو بدعت کہا گیا ہے۔ اگرچہ اس بدعت میں عام امت مبتلا ہے۔ یہ شکایت کوئی خاص تبلیغی جماعت سے نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ایسی جماعت جنہوں نے خدمت دین کے لئے کمر باندھ رکھی ہے۔ اور دین کیلئے گھر بار چھوڑ کر خروج اور صحابۂ کرام کی تقلید میں سفر اختیار کر رہے ہوں۔ ایسے لوگوں کی جانب سے سویرے جمعہ کے دن تکبیر سنت رسول کی بجائے صبح سویرے نفیر عام باہر بھاگ نکلنا دیکھنے میں آنا باطنی سوء اعتقاد کی علامت معلوم ہوتی ہے۔ بنیادی کجی اور زیغ و فساد کی غمازی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اصلاح فرمائے۔

بدعت منحوس کا یہی نتیجہ ہوتا ہی ہے کہ اپنی مصنوعی بدعت کو احسن اور اہم اور شرعی طریق سنت کو غیر اہم سمجھتے ہوئے راہ شریعت سے بھٹک

گمراہ ہو جاتے ہیں، سویرے آنا یا دیر میں آنا تو درکنار یہاں تو رات کے آئے ہوئے جامع مسجد ہی سے صبح سویرے جانے میں تبکیر سے کام لیتے ہیں۔ صحابۂ کرام کا عمل تھا جمعہ کے لئے آنے میں تبکیر اور ہمارے تبلیغی مجاہدوں کا عمل جمعہ کے دن جامع مسجد سے چلے جانے میں تبکیر۔ بڑا ہو جہالت کا۔ العیاذ باللہ۔

گھر کی گواہی سے تبلیغی بدعتی

۴۔ حدیث شریف میں ہے، کہ قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے دیدار میں قرب و بعد جمعہ کو سویرے جانے اور تاخیر سے جانے کے اندازے پر ہوگا۔ سویرے جانے والا آگے آگے ہوگا اور تاخیر سے آنے والا پیچھے پیچھے ہوگا۔

یہ آخری تین احادیث شریعۃ الاسلام سے لی گئی ہیں۔ اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا نبی علیہ السلام کا عمل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا عمل جمعہ کے دن کیا تھا جامع مسجد اور شہر آنا تھا یا جانا تھا۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

کیا صحابۂ کرام کو جمعہ کے دن تبلیغ میں جاکر کروڑوں کا ثواب کمانے کی ضرورت نہ تھی۔ العیاذ اللہ۔ دین ہی کے نام سے عام امت محمدی کو دین کے راستے سے بہکانے اور ہٹا ڈالنے کا نام تبلیغ رکھا گیا ہے۔ اور ائمہ تبلیغ کی مقدس ہستیوں کے نام اور کام کو بدنام کیا جارہا ہے۔ کیا

?

دیوبندی علامہ صاحب کے مطابق تبلیغی یہود و نصار کے ساتھ شریک۔

دین داری اور خوف خدا اسی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن اجتماع کے لئے مقرر فرمایا۔ یہودیوں نے چھوڑا ہفتہ لے لیا۔ نصاریٰ نے چھوڑا اتوار لے لیا۔ اہل تبلیغ نے بھی چھوڑا تو کہیں شب جمعہ لے لیا۔ اور کہیں کہیں اور کوئی رات یا دن البتہ یوم الجمعہ کے چھوڑنے میں یہود و نصاریٰ کے ساتھ شریک ہو ہی گئے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ شَرِّ النَّفْسِ الْغَرُوْرِ۔

بعض تبلیغی امراء سے زبانی سننے میں آیا ہے کہ غزوۂ موتہ جانے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار صحابہ کو جمعہ کے دن صبح سویرے رخصت فرمایا تھا۔ اور جب حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نماز جمعہ کے لئے رہ گئے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نمازِ جمعہ میں دیکھ لیا تو ملامت فرمائی۔

جب تبلیغ بھی جہاد ہے تو ان صاحبوں کو بھی غزوۂ موتہ جیسے جمعہ ہی کے دن صبح سویرے نکلنا لازم ہوگا۔ اور عبداللہ ابن رواحہؓ جیسے کا نمازِ جمعہ کے لئے رہ جانا موجب عتاب نبوی اور ملامت و خسران ہوگا۔

سبحان اللہ قرآن و حدیث سے احکام لینا تو ہر کس و ناکس کا کام نہ تھا۔ یہ کام تو مجتہدین کرام کا تھا۔ یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ جب دین کی رہنمائی کا کام عوام کالانعام کے ہاتھوں آجائے۔ جو خود بے علم ہو کر حق و باطل میں تمیز کرنے سے محروم امت مرحومہ میں گمراہی پھیلانے کو آج اعلیٰ سے

اعلیٰ خدمتِ دین کے منصب دار بن جاتے ہیں: مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے: یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَأْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاءُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ رواہ مسلم ۱۲

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے:

آخر زمانے میں ایسے جھوٹے تلبیس کرنے والے ہوں گے۔ جو مکر و تلبیس سے اپنے کو علماء اور مشائخ صلحا اہل نصائح اور اہل صلاح کی شکل میں ظاہر کرتے ہونگے۔ تاکہ اس طرح اپنے جھوٹ کو رواج دین اور لوگوں کو باطل راہوں اور فاسد خراب باتوں کی طرف جو دین کے رنگ میں ہوں گے اور دین نہ ہوں گے۔ جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادوں نے سنا ہوگا۔ یعنی جھوٹ اور افتراء کی باتیں ہوں گی۔ پس ان کو اپنے سے دور رکھیں اور اپنے کو ان سے دور رکھیں۔ تاکہ وہ تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ و بلا میں نہ ڈالیں۔ یعنی ایسے مکاروں اور تلبیس کرنے والوں کی باتوں کے سننے سے احتیاط رکھیں اور سخت پرہیز کیا کریں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

بہت سے شیطان آدم شکل ہیں۔ تو ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تبلیغی جماعت والے مکار، جھوٹے، گمراہ ہیں، دیوبندی علامہ کا فتویٰ

تبلغی جماعت سے بچو۔دیوبندی عالم دین کا فتوی

حرف درویشاں بدزد د مردمان تا بخواند بر سلیمے زان فسوں

خسیس آدمی بزرگوں کی باتوں کو چرا لیتا ہے۔ تاکہ اسکے ذریعے کسی سادے آدمی پہ اثر ڈالیں۔

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

کیونکہ شکاری آدمی سیٹی بجاتا ہے۔ تاکہ وہ دھوکہ دے اس سے پرندوں کو

خوئے مرداں روشنی و گرمی است کار دوناں حیلہ و بے شرمی است

اللہ والوں کا کام علم کی روشنی اور عشق کی گرمی ہے۔ خسیس لوگوں کا کام فریب اور بے شرمی ہے۔

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد کم کسے زابدال حق آگاہ شد

سارا عالم اسی سبب گمراہ ہوا۔ کم کوئی اللہ والوں سے خبردار ہوا۔

ہمسری با انبیاء برداشتند اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

انبیاء عظام سے برابری کرنے لگے۔ اولیاء کرام کو اپنے جیسا گمان کیا۔

آنچہ مردم مے کند بوزینہ ہم آن کند کز مرد بیند دم بدم

جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں وہ بندر بھی وہی کرتے ہیں جو انسانوں سے دم بدم دیکھ لیتے ہیں۔

آن گمان برد کہ من کردم چو او فرق را کے داند آں استیزہ رو

وہ بندر یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے وہی کیا۔ فرق کب جانتا ہے وہ جھگڑالو۔

یوسف العصر حضرت جی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی کتاب حیات صحابہ صفحہ ۴۴۶ ج ۳ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات میں سے ایک خطبہ میں یہ نقل فرمایا ہے۔ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیْسَ بِالتَّحَلِّیْ۔

بیشک! ایمان ظاہری آرائش کا نام نہیں ہے۔ جب تک اعمال کی ظاہری صورتوں کے ساتھ ان کے حقائق کو نہ اپنایا جائے۔ اور فرمایا: اَلْاِقْتِصَادُ فِیْ سُنَّۃٍ خَیْرٌ مِّنَ الْاِجْتِھَادِ فِیْ بِدْعَۃٍ۔ طریق نبوی اور سنت رسول میں میانہ روی بدعت میں بہت کوشش کرنے سے بہت اچھی ہے۔ (حیات صحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۴۷)

عبداللہ ابن رواحہ کا واقعہ

ابن القیم نے زاد المعاد میں یوں لکھا ہے۔ کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہرقل شاہ روم کے نام پر ایک تبلیغی دعوت نامہ دے کر روانہ فرمایا۔ راستے میں شرحبیل ابن عمر غسانی نے ان کو گرفتار کر کے ہاتھ پیر باندھ کر اسکی گردن ماری اور شہید کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی تو تین ہزار صحابہ کا لشکر تیار فرما کر حضرت زید ابن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ جب آپ شہید ہوں۔ تو جعفر ابن ابی طالب امیر ہوں جب آپ

شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ ادھر ہرقل مقام بلقاء شام میں ایک لاکھ نظامی فوج اور ایک لاکھ قبائلی فوج، دو لاکھ فوج لے کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے نکلا تھا۔ مقام معان پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ تین ہزار شہادت کے شیدائیوں کا دو لاکھ مسلح دشمنان دین کے ساتھ قتل و قتال کا مقابلہ تھا۔ لڑائی ہوئی۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رومیوں کو شکست ہوئی اور بروایت ابن اسحاق دونوں ایک دوسرے سے تھک گئے تھے۔ الخ زاد المعاد ج ۱ ص ۴۹۴

اور اسی جلد کے ص ۱۵ پر جمعہ کے دن سفر قبل الزوال کے جواز اور عدم جواز کی بحث میں لکھا ہے کہ مسند امام احمد میں بروایت حکم عن مقسم عن ابن عباس کی حدیث ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو ایک لشکر میں بھیجا۔ اتفاق سے وہ دن جمعہ کا تھا۔ تو آپ کے ساتھی صبح سویرے رخصت ہو کر چلے گئے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ رہ جاؤں گا۔ اور نماز جمعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر پھر ساتھیوں سے جا ملوں گا۔ نماز کے بعد حضورؐ نے جب آپ کو دیکھا۔ پوچھا کہ کیسے اور کیوں ساتھیوں سے پیچھے رہے۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ حضور کے ساتھ نماز پڑھنے کو دل چاہتا تھا۔ اب جا کر ملوں گا حضورؐ نے فرمایا کہ اگر دنیا کی ساری چیزیں تیری ہو جائیں۔ اور اللہ کے راستے میں

خرچ کر دو۔ تو ساتھیوں کے سویرے جانے کی فضیلت کو نہ پا سکو گے۔
لیکن یہ حدیث معلول ہے۔ کہ گم کا مقسم سے سماع ثابت نہیں۔ الخ اور
اگر صحیح بھی ہو تو :

اولاً :۔ واقعہ بالا جیسی حالت میں فقہاء کرام کا اب بھی فتویٰ نفیر عام ہے۔ جہاں ہر مسلمان کا محاذ پر جانا فرض لازم ہو جاتا ہے۔ وہاں پر دو لاکھ دشمنوں کی مدافعت کا مسئلہ تھا۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارے آج کل کے اہل تبلیغ کے اسفار کو حضرات صحابۂ کرام کے حقیقی جہاد بالسیف پر قیاس کرنا، اور اس جہاد حقیقی کے احکام کو اس پر منطبق کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ کیا یہ قیاس قیاس مع الفارق نہیں ہوگا۔

ثانیاً :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ نفس نفیس خروج کا حکم دینے سے خروج فرض عین ہو چکا تھا۔ عبداللہ بن رواحہ کا حبِ رسول کے جذبے میں تخلف فرمانا نص صریح کے مقابلے میں اجتہادی غلطی تھی۔ جو بالاتفاق قابل گرفت نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کی اس قسم کی لغزشوں سے درگذر فرمایا ہے۔ ادھر اہل تبلیغ کے اسفار کی حقیقت اظہر من الشمس ہے۔

ثالثاً :۔ واقعہ بالا ایک مخصوص واقعہ تھا۔ جو اتفاق سے جمعہ کے دن واقع ہوا تھا۔ عام تشریعی حکم نہ تھا۔ کہ ہر کہیں نافذ ہو۔ اور جب کبھی کسی

شرعی سفر پر جانا ہو تو جمعہ کے دن ہی قبل نماز جایا کرے۔ اس کو عام شرعی اعتقاد کے ساتھ شرعی معمول بنانا اور نماز کیلئے رہ جانے کو خسران سمجھنا دو قسم کی بدعتوں کا مجموعہ ہوگا۔ ایک اعتقادی بدعت کا اور دوسری عملی بدعت کا۔ سچ فرمایا ہے۔ حضرت رومیؒ نے کہ ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

تبلیغی جماعت والے سنت سے محروم۔ خلاف سنت عمل

ہاں جمعرات کے دن جس کو یوم الخمیس کہا کرتے ہیں یا ہفتے کے دن سفر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی جس سے اہل تبلیغ محروم کر دئے گئے۔ کیونکہ بدعت منحوس کا یہی منحوس اثر ہے کہ بدعتی سنت سے محروم کر ہی دئے جاتے ہیں۔

سہ روزوں اور تبلیغی چلّوں کی حقیقت

اس نظام کے متعلق اہل تبلیغ میں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ دینی رغبت اور دین کی جانب توجہ پیدا کرنے کیلئے ایک محنت ہے۔ یا اصلاح نفس کے لئے ایک علاجی عمل ہے۔ جیسے تصنیف و تالیف بنائے مدارس اور اربعینات شیوخ وغیرہ ہیں۔

عرض یہ ہے کہ بیشک موجودہ پروگرام یعنی دنیوی کاروبار کو چھوڑ کر دین

کی نیت سے سفر اور حرکت کرنے کو بزرگوں نے دینی رغبت پیدا کرنے

تبلیغی جماعت چلے کو دین سمجھتی ہے .اور یہ عمل بدعت ہے

اور حصولِ دین کیلئے محنت کی غرض سے وضع فرمایا ہوگا۔ لیکن عوام کو اپنے معتقد فیہ بزرگوں سے دین کے نام پہ جو کچھ مل جاتا ہے۔ وہ اس کو دین ہی سمجھتے ہیں، ذرائع اور مقاصد میں فرق کرنا تو اہلِ علم کا کام ہوتا ہے۔ بیچارے عوام کا اتنا علمی ظرف کہاں ہے۔ جو ذرائع اور مقاصد میں فرق کر سکیں۔

بیشک علمِ دین اور اعمالِ دین حاصل کرنے کے لئے سفر قدیم الایام سے افضل ترین قربات رہا ہے۔ البتہ یہ امر قابلِ غور ہے۔ کہ موجودہ سہ روزے اور چلے بھی درحقیقت علمِ دین اور اعمالِ دین ہی حاصل کرنے کے لئے دئے جاتے ہیں۔ اگر یہی ہے تو جن اعمالِ دین اور علومِ دین کو حاصل کرنے کے لئے یہ لوگ نکلتے ہیں ان کی تفصیلات تو کتابوں میں ہیں اور علمِ دین کی کتابوں کو تو یہ لوگ ان اسفار میں ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ بلکہ قرآنِ کریم کے ناظرہ پر بھی قدرت حاصل کرنے کا اہتمام نہیں۔ کاش اگر ایسا سچ مچ ہوتا تو اپنے نوجوان بچوں کو دینی مدارس کا راستہ دیدیتے۔ اور خود دین سے آشنا ہونے کے لئے چند دن علمائے کاملین کی صحبت کو غنیمت سمجھتے۔ لیکن یہاں تو بستر سے کندھوں پر اٹھائے ہوئے صرف چلت پھرت اور مخصوص رسوم کو ادا کرنا ہی ان کے ہاں تبلیغِ دین ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کا یہ آنا جانا علمِ دین ہی کے لئے ہوتا۔ چند چلوں کے بعد یہی حضرات

اگر علماء نہ ہو سکتے تو علماء کے محب اور علم دین سے رغبت والے تو بنتے، علم کی جلالت اور رفعت شان کے قائل ہو جاتے احکام علم کے سامنے انکا قول سمعنا واطعنا ہوتا۔ نہ کہ سمعنا وعصینا۔

لیکن افسوس یہ لوگ اس موجودہ رسمی تبلیغ کے شغل میں جتنے محو ہوتے جاتے ہیں اتنے یہ لوگ علوم سے سرد مہر مستغنی اور بے نیاز ہوتے ہیں۔ بلکہ طلباء اور علماء کو بھی اپنے رنگ میں پھنسانے کیلئے رنگ بہ رنگ کے حیلے استعمال کرنے کو جائز کیا لازم سمجھتے ہیں ---- العیاذ باللہ۔

تبلیغی جماعت کا مکر

اگر تبلیغی حضرات کی جانب سے یہ کہا جائے کہ ہمارا مقصد عالم دین بنانا نہیں بلکہ عام مسلمانوں میں دینی رغبت اور محبت پیدا کر کے دینی فکر والا مسلمان ہی بنانا ہے۔ تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جواب یہ ہے کہ پہلے تو یہ بات حضرت دہلویؒ کے مقصد تبلیغ کے خلاف ہے۔ آپ کا مقصد علمائے دین ہی کے ذریعے سے مَاجَاءَ بِہ الرَّسُوْل۔ کو اہل اسلام میں پھیلانا تھا۔

ثانیاً علم دین حاصل کئے بغیر چاہے دین کی کتابوں کے پڑھنے سے ہو۔ یا علماء کی صحبت میں بیٹھ کر حاصل کرنے سے ہو جس طریق سے ہو اور جس قدر ہو لیکن بغیر علم دین کے دین پر عمل کا تصور ہو نہیں سکتا کیونکہ اسلام نام ہے علم اور اس پر عمل کرنے کا۔ جب دین سے کورے رہے

دین کا علم ہی نہ ہوا تو دین کی طرف رغبت اور محبت کیسے پیدا ہو۔

ثالثاً:۔ موجودہ تبلیغی سلسلہ میں وہی لوگ شامل ہو جاتے ہیں۔ جو اپنی نیت سے پر خلوص اور دین کے شائق ہی ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ اہلِ تبلیغ کے ہاں دین کے نام سے یہی ظاہری شکل دین اور تبلیغ کے نام سے چند رسوم ہی دین ہے لہٰذا یہی بے علم کے رسمی اور بدعاتی مسلمان پیدا ہوں گے جن کا علوم سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ الناس اعداء لما جھلوا۔

ترجمہ: لوگ جس چیز کو نہیں جانتے اس کے دشمن ہوتے ہیں۔

سامان الیسا بن رہا ہے کہ تبلیغ کے معمولات علمی شعائر کے بالمقابل خود ہی ایک دین کا مقام لے رہا ہے۔ گویا تبلیغِ دین کی بجائے دینِ تبلیغ پھیل رہا ہے جس کو زبانی دین کی محنت کہا جاتا ہے۔ وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُسْتَعَانُ وَاِلَیْہِ الْمُشْتَکٰی۔ حضرت دہلوی اور حضرت یوسف العصر رحمہما اللہ تعالیٰ مدارس کی علمی تبلیغ کی پیداوار تھے، نہ کہ اس برائے نام جاہلانہ تبلیغ کے۔

حقیقت یہ ہے اور یہی حقیقت ہے کہ دینی اور دنیوی صلاحیتیں اور رحمتیں اور برکتیں کلیتہً ساری کی ساری رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور آپ ہی کی عادات اور آپ ہی کی سنت کے طور طریقوں کے ساتھ متعلق اور مربوط ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی شریعت کا علم حاصل کئے بغیر یہ مروجہ سہ روزوں اور چلوں کا نظام بہیئت کذائی عصر نبوت

بدعت

اور خیر القرون میں نہ تھا۔ بناء بریں یہ سنت نبوی نہیں۔ اور بدعات کا لازمی نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ کہ قلوب میں حق کی روشنی بجھ جاتی ہے۔ اور بجائے محبت حق کی عداوت حق قلوب میں آگ جاتی ہے۔ العیاذ باللہ العظیم۔

عصر نبوت اور خیر القرون کی تبلیغ کا رنگ یہ تھا۔ کہ جس کسی وقت اللہ تعالیٰ عزّ شانہٗ کی جانب سے جو بھی کوئی علمی عملی عطیہ بذریعۂ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا تھا، فوراً حضورؐ سے صحابۂ کرام حاصل کر لیتے تھے۔ اور علماً اور عملاً اس کو اپناتے اور امت میں پھیلاتے ہوتے تھے۔ دن، رات، ماہ و سال ہر آنے جانے میں ان کی شکل و صورت، ظاہر و باطن تبلیغ دین ہی کی ہوتی تھی، ایک ایک حدیث شریف کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر گوارا کرتے تھے۔ قرآن و حدیث کے علوم کو اپنانا اور پھیلانا ان کا مشغلہ تھا۔ اسلام میں مَاجَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ۔ ہی کو علماً اور عملاً اپنانا اور اس کو حسب توفیق امت میں پھیلانا یہی ہر مسلمان کا کام ہے اور تھا۔ اس کے

بدعت و بابیہ

لئے ایام کی کوئی پابندی نہ تھی، یہی ہر مسلمان کا عمر بھر کا مشغلہ ہوتا تھا۔ ہزار بارہ سو سال ہوئے، سلف امت سے ان سہ روزوں اور چلوں کا بہیئت کذائی یہ مخصوص نظام بحیثیت دین کے کہیں منقول نہیں۔ حضرت دہلویؒ کے ہاں دین سے مناسبت پیدا ہونے کے لئے بطور علاج عوام سے یہ مطالبہ ہوتا تھا، نہ کہ یہ کوئی مستقل طریق سنت شرعیہ تھی، جیسا کہ آج کل سمجھا جاتا ہے۔

اور عوام کو سمجھایا جارہا ہے۔ حاشا و کلا۔

سنت دین نے خود دین ہی کی جگہ لے لی۔ اور جو بھی کوئی عمل ایسا ہو جو بحیثیت دین سلف سے منقول نہ ہو اور وہ دین کی عقیدت سے برتا جارہا ہو۔ وہ علماء سلف کی اصطلاح میں بدعت ہی ہوتی ہے۔ اور بدعت کے بارے میں وہی فرمان ہے۔ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ۔ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی آگ میں ہے اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ اَنْوَاعِ الْجَھْلِ وَالْغَوَایَہ۔ حضرت سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ ترجمہ: جس کسی نے کسی بدعتی کا احترام کیا۔ تو اس نے اسلام کو ڈھا دینے میں اس کی اعانت کی۔

حضرت دہلوی اَنَارَ اللّٰہُ بُرْھَانَہٗ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور حضور کے علوم کو عوام امت تک پہنچانے کے عشق اور غم میں فنا تھے۔ ملفوظات کے صـ۳۱ پر فرماتے ہیں:۔

"ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے، مسلمانوں کو جَمِیْعُ مَا جَاءَ بِہِ النَّبِیُّ سکھانا۔ یعنی اسلام کے پورے علمی اور عملی نظام سے

تبلیغی جماعت والے بدعتی ہیں۔ دیوبندی علامہ صاحب کا فتوی

تبلیغی بدعتی ہیں اور جو ان کی تعظیم کرے اس نے اسلام کو ڈھانے کی کوشش کی

امت کو وابستہ کر دینا ہے۔ یہ تو ہے ہمارا اصل مقصد۔
رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت۔ سو یہ اس
مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے۔ اور کلمہ و نماز کی تلقین و تعلیم
گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب ت ہے۔ یہ بھی
ظاہر ہے۔ کہ ہمارے قافلے پورا کام نہیں کر سکتے۔ ان سے
تو بس اتنا ہی ہو سکتا ہے۔ کہ ہر جگہ پہنچ کر اپنی جد و جہد سے
ایک حرکت اور بیداری پیدا کر دیں۔ اور غافلوں کو متوجہ کر کے
وہاں کے مقامی اہل دین سے وابستہ کرنے کی اور اس جگہ
کے دین کی فکر رکھنے والوں (علماء و صلحاء) کو بیچارے عوام
کی اصلاح پر لگا دینے کی کوشش کریں۔ ہر جگہ پر اصلی کام کو
وہیں کے کارکن کر سکیں گے۔ اور عوام کو زیادہ فائدہ اپنی ہی
جگہ کے اہل دین سے استفادہ کرنے میں ہوگا۔ انتہیٰ۔"

ملفوظ مذکورہ بالا کا مطلب صاف ہے کہ اصلی مقصد پورا علم اور
اعمال دین کا امت میں پھیلانا ہے۔ عوام اور علماء میں رابطہ علوم دینیہ کے لینے
دینے کا پیدا کرنا ہے۔ عوام علم دین کو اصل مقصد سمجھ کر علماء سے لینے کے
درپے ہوں۔ اور علماء کرام دینے کے درپے ہوں۔ جو جوان جو عربی پڑھنے
کے قابل ہوں۔ ان کو عربی تحصیل علم میں لگ جانے کی ترغیب دیں۔ تاکہ پورے

مکمل علماء پیدا ہوں۔ ادھیڑ عمر والوں کو اردو میں ہی سہی احکام دین عقائد ضروریہ، عبادات، معاملات اور اخلاق و معاشرات کی مختلف کتابوں کے ذریعے سے تحصیل علم پر لگا دیں۔ اگر کتابوں کے ذریعے لینے کے لئے فارغ نہ ہوں پھر بھی ان کے دلوں پر علم کی فضیلت اور رفعت کا نقشہ جمانے کے لئے کوشش کریں۔ تاکہ عوام اور علماء کرام آپس میں باہم مربوط ہوں۔ اور علم دین اور اعمال دین جو اہم مقصد حیات ہیں، ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اخلاق، حضرت کی امت میں پھیل جائیں۔ یہی رضائے الٰہی میں کامیاب ہونے کا واحد راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری امت حبیب کو اسی راستے پر لگا دے۔

تبلیغی جماعت ایک رسم بن گئی ہے

موجودہ اہل تبلیغ سے یہی شکایت ہے کہ دین کا نام لیا جاتا ہے۔ اور دین کے علم اور اسکی پہچان سے خود بیچارے عاری ہوتے ہیں۔ نہ معروف کی پہچان نہ منکر کی۔ تو اوروں کو کس چیز کی تبلیغ کر سکیں گے۔ صرف ایک رسم رہ گئی ہے۔ جس کا نصب العین یہی نظر آتا ہے کہ عوام کو منظم کر کے۔ اور جہل کو علم کا رنگ دے کے ان کو حقیقی علم دین کے مقابلے میں آنے کے لئے تیار کرنا ہوتا ہے۔ نوعمر جوانوں کو مخصوص تقریریں طوطی وار ازبر کرا کر محفلوں میں ان سے زبانی سنوا رہے ہیں تاکہ عوام یہ تاثر لیں کہ تبلیغ میں ایک چلہ دینے سے انسان لیکچرار عالم بن سکتا ہے۔

بدعت کی تعریف علامہ شامیؒ نے شمنی سے یوں نقل فرمائی ہے:۔

بدعت کی تعریف سے تبلیغی بدعتی

مَا أُحْدِثَ عَلٰی خِلَافِ الْحَقِّ الْمُتَلَقّٰی عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عِلْمٍ اَوْ عَمَلٍ اَوْ حَالٍ بِنَوْعِ شُبْھَۃٍ وَاسْتِحْسَانٍ وَجُعِلَ دِیْنًا قَوِیْمًا وَصِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا۔ ص۳۷۔ باب الامامۃ۔

ترجمہ۔ بدعت ہر وہ چیز ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہوئے حق کے خلاف کسی شبہ کی وجہ سے اور نیکی سمجھنے کے خیال سے نئی پیدا کی گئی ہو۔ کوئی علم ہو، یا کوئی عمل ہو یا کوئی حالت ہو، اور اس کو دینِ قویم اور صراطِ مستقیم بنالیا گیا ہو۔

۱۔ عن عائشۃ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

ترجمہ، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کسی نے ہمارے اس دین میں کچھ نیا پیدا کیا جو اس میں سے نہیں ہے وہ چیز یا وہ شخص مردود ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کو توبہ نصیب نہیں فرماتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی اس بدعت کو چھوڑ دے۔

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ۔

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا ہے۔ کہ وہ کسی بدعتی کا کوئی عمل قبول فرمائے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ دے۔

۴۔ حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ کسی بدعتی کا نہ کوئی روزہ، نہ کوئی حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، فرض اور نہ نفل۔ اسلام سے ایسا نکلے گا۔ جیسا کوئی بال نکالے خمیر سے۔

..... اور اس میں سر اور راز یہ ہے، جو حدیقۃ الندیہ شرح طریقۃ محمدیہ میں فرمایا گیا ہے۔ کہ عبادت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے ان احکام اور نواہی کی تعمیل ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے حضرت حق جل وعلیٰ کی جانب سے ملے ہوتے ہیں۔ یہی عبادت ہے۔ اور جو نئے طریقے بنا لئے گئے ہوں۔ جن کی پیروی ثواب کی عقیدت اور عبادت کی شکل میں کی جاتی ہو۔ تو درحقیقت وہ بندگی اس شخص کی ہوتی۔ جس نے اس بدعت کی ایجاد کی ہوتی ہے۔ اور وہ عبادت غیر اللہ کی ہوتی ہے۔ اور چونکہ بدعتی والا اس کو عمل دین اور مستحسن نیکی سمجھ رہا ہے۔ گناہ یا عمل بد تو سمجھتا نہیں۔ تو توبہ کیوں کریگا خصوصیت سے بدعت منحوس کی، کہ ہوتی ہے وہ گمراہی اور کبیرہ گناہ۔ اور لوگوں میں وہ گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ یہی حقیقت ہے گمراہی کی۔ کہ گناہ کو کار ثواب سمجھ کر کوئی کرتا رہے۔ اور انجام قہر الٰہی اور قعر جہنم ہو۔ اور حبیب، بندہ اس درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ تو ابلیس لعین اس شخص سے بے فکر

ہو جاتا ہے۔ اور وہ جو کچھ عمل کرتا ہے۔ اس سے چھیڑتا نہیں، کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ وہ شیطان ہی کا کام کرتا ہے۔ اس کی کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ اور انجام کار مردود مرتا ہے۔ جب خاتمہ اس کا خراب ہے تو شیطان اس سے بے فکر ہو ہی جاتا ہے۔ اور اس کو اپنا عمل آپ خود اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی غلط فہمی میں وہ کسی کا بھی سنتا مانتا نہیں۔ اور اندھیرے ہی اندھیرے میں جہنم پہنچ جاتا ہے۔

طریقۂ محمدیہ میں لکھا ہے۔ کہ بدعت کے دو معنی ہیں۔ ایک عام معنی لغوی یعنی ہر ایک نیا عمل، عادت ہو یا عبادت ہو۔ حسن ہو یا قبیح ہو۔ وغیرہ۔ اور دوسرے معنی ہیں بدعت شرعی۔ یعنی دین کی ارادت سے دین میں ایسی کوئی زیادتی کی جائے جو صریحاً یا اشارۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین یعنی خیر القرون سے ثابت نہ ہو۔ تو معلوم ہوا کہ تصنیف و تالیف اور بنائے مدارس وغیرہ سب سلف صالحین سے منقول ہیں۔ اور صدر اسلام کی چیزیں ہیں۔

حسب ارشاد فقہاء کرام بعض واجب بعض مستحب بعض مباح ہر طرح کے ہیں۔ لیکن آج اگر ہم چودھویں صدی میں ان پر قیاس کر کے اپنی جانب سے دین کی شکل میں ایسے کچھ نئے مخترعات ایجاد کریں، جن کا ماضی میں کوئی نشان نہ ہو۔ تو وہ بدعت کیوں نہ ہوگا۔ اور وہ نئی چیز کار ثواب کیوں کر بنے گی، جو اللہ

اور اللہ کے رسول سے مردی نہیں۔

درحقیقت تبلیغ مصدر باب تفعیل ہے بلغ و بلاغ سے۔ بلاغ اور تبلیغ کے معنی ہیں پہنچانا۔ پہنچانا کسی چیز کا ہوتا ہے، جیسے ڈاکیہ ڈاک پہنچاتا ہے یہاں پر پہنچانا ہے ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ خود حضور کو خطاب ہے۔ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ الآیہ۔ اے رسول پہنچادے جو کچھ آپ کیطرف نازل کیا گیا ہے۔ حضورؐ پر منزل دین کی تبلیغ فرض تھی۔ اوراسی طرح ہر کسی پر جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ اس کا خود حاصل کرنا اوروں تک پہنچانا علیٰ حسب مراتب فرض عین کا فرض عین، فرض کفایہ کی تبلیغ فرض کفایہ۔ اسی طرح واجب علی العین کی واجب علی الکفایہ کی سنت ہدیٰ اور سنت زوائد اور اوامر و نواہی کی ہے۔ یعنی علم دین کا پورا پورا حاصل کرنا اور حسب مقدور علیٰ حسب مراتب اسکی تبلیغ اور پھیلانا ہر مکلف امتی پر فرض اور واجب وغیرہ ہے۔

رہا تبحر یعنی علوم میں وسعت پیدا کرنا افضل ترین قربات ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جو حاصل کیا۔ اس کا عوام امت تک پہنچانا علیٰ حسب مراتب لازم ہے یہی سلف امت کی تبلیغ تھی۔ اور اب بھی یہی تبلیغ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس علمی تبلیغ کو اپنانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ رہی بے علموں کی یہ موجودہ رسمی تبلیغ بہ ہیئت کذائی۔ جو کروڑوں کے ثواب عظیم کے نام

تبلیغی جماعت کا طریقہ ثابت نہیں

سے پھیلائی جارہی ہے جس کو دین کا لُبّ لُباب اور سارا مکمل دین بتایا جارہا ہے۔ صرف چند برسوں کی پیداوار ہے۔ سلف سے کہیں منقول نہیں۔ بیشک علم دین اور اس کے پھیلانے کیلئے کام بہت کچھ ہوا ہے۔ اور اب بھی ہونا چاہئے۔ لیکن اس سہ روزوں اور چلوں والی تبلیغ کو حضرت دہلویؒ نے بے علم عوام کو توجہ دینے کے لئے ایک علاجی شکل میں آزمایا تھا۔ جو بعد میں چھڑوایا گیا تھا۔ نہ کہ اُن کے ذہن میں یہ سہ روزے چلّے معاذ اللہ عبادات کی یا دین کی مستقل شکل تھی۔ جیسے آج کل کے عوام اہل تبلیغ نے یقین بنالیا ہے۔ اور اسی غلط ذہنیت نے اس نئی اور بدعی تبلیغ سے بزرگوں کے مبارک نام کو بدنام اور رسوا کیا ہے۔ ؎

دوستیٔ جاہلاں خود دشمنی ست

تبلیغی وہابی طریقہ منسوخ

حضرت دہلویؒ نے ملفوظات کے صـ۱۱۵ پر فرمایا:

"اب یہ کہنا چھوڑ دو کہ تین دن دو یا پانچ دن دو یا سات دن دو۔ بس یہ کہو کہ راستہ یہ ہے جو جتنا کرے گا اتنا پاوے گا۔ اسکی کوئی حد اور کوئی سزا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام سب نبیوں سے آگے ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ایک رات اور ایک دن کے کام کو حضرت عمرؓ نہیں پاسکے۔ پھر اس کی غایت ہی کیا ہے۔ یہ تو سونے چاندی کی کان ہے۔ جتنا

وہابی جعلی تبلیغ

کھودو گے اتنا نکالو گے۔ انتہیٰ"

"راستہ یہ ہے" کا اشارہ اس صراطِ مستقیم ماجاء بہ الرسول سنت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ نہ کہ اس موجودہ رسمی جاہلی تبلیغ کی طرف العیاذ باللہ ط

حضرت کا یہ ارشاد عین حقیقت تھی۔ لیکن کیا کیا جائے۔ شیرازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

سخن شناس نئی دلبرا خطا ایں جاست

حضرت دہلویؒ کے ہاں ماجاء بہ النبی علیہ السلام کے علم و عمل کا پھیلانا اور ذکر اللہ کے لئے مخلوق کو آمادہ کرنا ہی مقصد جلیل تھا۔ چونکہ آپ صحیح معنوں میں عارف باللہ عالم دین تھے۔ آپ کی صحبت مبارک اور آپکے اہل صحبت کے انفاس طیبہ کی برکت سے چند سے روزوں اور چلّوں میں دنیا سے بے رغبتی اور دین کے علم و عمل سے محبت پیدا ہو جاتی تھی اور علم و عمل کی جدوجہد میں لگ جاتے تھے۔ پھر باطنی تربیت حضرت ہی کی صحبت میں ہو جاتی تھی۔ اہل کمال کے ہاں برسوں کا کام چند دنوں میں ہو جایا ہی کرتا ہے۔

حضرت قطب العالم شیخ العرب والعجم شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے اس سلسلہ امدادیہ میں جتنے مشائخ ہوئے ہیں، سب کے سب بفضلہٖ تعالیٰ علوم شرعیہ ظاہریہ اور باطنیہ کے بھرپور خزانے ہو گزرے

ہیں۔ سب نے حسب توفیق صحیح تبلیغ دین کا قولاً اور عملاً حق ادا کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم اور متعدد مدارس علمیہ دہلی انہی حضرات کے علمی کارناموں کے لازوال آثار حسنہ طیبہ ہیں۔ کتب خانے انہی حضرات کے قلم سے معمور ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اب جب حضرت دہلوی کے وصال کے بعد یہ سلسلۂ تبلیغ عوام بے علموں کے ہاتھوں میں آیا تو خودرائی کے باعث اور علمی روک تھام کے نہ ہونے کی وجہ سے عوام نے اس پروگرام کو بگاڑ کر رکھ لیا۔ زبان سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ چلت پھرت دین کے پھیلانے کے لئے ایک محنت ہے۔ اور عملاً پھر اسی چلت پھرت ہی کو اصل دین خیال کیا جارہا ہے، جس کی بے پناہ تبلیغ کی جارہی ہے۔ اور علم دین جو مقصد اصلی تھا اس سے غافل رہتے ہیں۔ علوم دین کی وقعت دلوں میں نہیں، اصلاح ظاہر و باطن تزکیۂ اخلاق نہ ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ نہ ان کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ بچوں اور جوانوں کو سہ روزوں میں لگا دیتے ہیں۔ اور علوم دین، احکام دین اور حلال و حرام کا علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ گویا کہ موجودہ رسمی تبلیغ ان سب مقاصد کا قائم مقام ہے۔ سارے دین کا رست یہی ہے۔ جب یہ ہے تو اور کسی شعبے کی ضرورت نہیں۔

تبلیغ کا یہ موجودہ عوامی پروگرام اگر اسی نہج پر چلتا رہا۔ اور مکمل کامیاب ہو گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ سہ روزوں کے دورے اور چلتے دین کے

نعم البدل بن جائیں گے۔ جمعہ کے دن کے فریضۂ اجتماع کا وہ کام رات سے لیا جاتا ہوگا۔ جیسے اب ہے۔ شب جمعہ کے اجتماعات ہوں گے اور فرض نماز جمعہ کیلئے دن کا اجتماع ختم تبلیغی نصاب اگرچہ بنفسہٖ قابلِ قدر ذخیرہ ہے۔ اسی طرح چند دوسری اردو تصانیف کے سوا عربی کتب خانے اہلِ تبلیغ میں آثارِ قدیمہ بن جائیں گے۔ مثلاً قرآنِ کریم، صحاح ستہ فقہائے کرام کی ضخیم خدمت دین معقول منقول حیاۃ الصحابہ (عربی) کا پڑھنے والا، سمجھنے والا کوئی نہ رہے گا۔ کیونکہ عام اذہان کفایت طلب واقع ہوئے ہیں۔

تبلیغی جماعت تباہی کا سبب

الحاصل اگر آج کے سرکردہ علماء کرام نے موجودہ عوامی تبلیغ کی اصلاح پر توجہ نہ دی تو اس کا انجام علوم شرعیہ کی تباہی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔

اس کی مثال حضرت دہلویؒ کے ہاں دوا کی تھی نہ کہ غذا کی۔ اور دوا اور غذا میں کھلا فرق ہے۔ غذا علی الدوام ہوتی ہے بدن کے لئے مستقل امداد اور اعانت ہوتی ہے۔ ارادی یا اضطراری طور پر دواً عمل میں لائی جاتی ہے۔ اور دوا کا دارومدار مرض پر ہوتا ہے۔ جیسی بیماری ویسی دوا جب بیماری ختم ہوئی علاج و معالجات سب ختم ہو جاتے ہیں۔ دوا کا استعمال دائم نہیں ہوتا۔

اسی طرح سے طاعات و عبادات عقائد حقہ۔ شرع الٰہیہ کے وہ تعبدی اعمال جو معبود برحق کے حق عبودیت ہیں۔ وہ امر و نہی جو بذریعہ رسالت ہم تک پہنچے ہیں، ان کو عمل میں لانا، دوامی روحانی غذائیں ہیں۔ حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بہ شہادت حق جل وعلیٰ کامل صحت مند اور معصوم عبودیت

کاملہ والے تھے۔ ان کی پاک زندگی جن اشغال و اعمال سے معمور تھی۔ آپ کی عادات اور سنن صحت سلامت کے لئے مقوی اور مفرح غذائیں ہیں۔ تریاق ہیں۔ بغیر حضرت شارع علیہ السلام کے۔ اور کوئی ان میں کمی بیشی اور رد و بدل کرنے کا نہ مجاز ہوا ہے نہ ہے نہ ہوگا اور خلاف سنت اعمال و اشغال کی مثال زہر قاتل کی ہے۔ روحانی مہلکات ہیں۔

رہے مراقبات، اشغال اور اعمال علاجیہ جو شیوخ کے ہاں ہوئے ہیں مثلاً چلے تقلیل طعام، تقلیل کلام تقلیل اختلاط مع الانام کم خوراکی، کم گوئی لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔ تفریغ خاطر اور یکسوئی کی دولت حاصل کرنے کے لئے حیلے تھے۔ روحانی صحت حاصل کرنے کے لئے معالجات تھے۔ ہر مخصوص مریض کے لئے مخصوص علاج اور دوا ہوتی تھی۔ ان میں حسب مصلحت مشائخ کی جانب سے ردو بدل ہو جاتا تھا ——— جب صحت روحانی حاصل ہوتی اور روح نے مشاغل باطلہ سے فارغ ہو کر حسن و جمال حق کی طرف توجہ کا محبوب مشغلہ اپنا لیا۔ دوائیں سب ختم ہو گئیں۔ اب بہ جہد تمام فرائض عبودیت کی بجا آوری اور مشاہدۂ حسن و جمال محبوب کے نشے میں سرشار رہے گا جس کے مقابلے میں ساری دنیا کی سلطنت ہیچ ہے ؎

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے
بہ از انکہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے روئے

یہی مشغل غذائے روح ہے۔ یہی وہ دولت سرمد ہے جس کو اپنانے کے لئے

انسان وجود میں آیا تھا۔ جو انسانی تخلیق کی غایت وحید ہے۔ مبارک ہو جس کو خدا نصیب فرمائے۔

البتہ یہ بات ہے کہ غذا اور دوا میں فرق بغیر اونچے تجربہ کار اولیاء اللہ اور صاحب بصیرت شیوخ کے ہر کسی کا کام نہیں۔

اہل تبلیغ کی تو دنیا ہی اور ہے۔ نہ علم ہے۔ نہ صحبت شیخ نہ دوا نہ علاج نہ ذرائع اور مقاصد میں امتیاز۔ اندھے کے ہاتھ میں لاٹھی ہے جس کسی پر جہاں کہیں پڑی۔ نہ حکیم نہ مرض نہ دوا نہ پرہیز۔ انجان لوگ ایک مخصوص نظام کے ماتحت اکٹھے ہو کر چلنے پھرنے سے تین ہی دن میں مقبول خدا بن جاتے ہیں۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے، تماشا ہوا۔

اہل تبلیغ کا ہر کہ ومہ سے بوڑھے جوان سے شرقی و غربی سے عالم و جاہل سے ایک ہی مطالبہ ہے یہ کہ چلّہ دو گھر بار چھوڑ کر سفر میں رہو۔ عالم جاہل خواندہ ناخواندہ سب سے یہی مطالبہ ہے۔ بلکہ تبلیغ کے موجودہ پروگرام کے بغیر علم اور ذکر کے تمام اشغال کو بے کار بتایا جاتا ہے۔ طالب علم اور ذاکر شاغل کو خاسر اور نامراد بتاتے ہیں۔ کہ تبلیغ میں وقت نہیں دیا ہے۔

قرآن کریم میں آیۃ پاک اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔۔۔ الخ میں دس صفات گنی گئی ہیں۔ جن میں مرد و زن سب یکساں مکلف گردانے گئے ہیں۔ لیکن امرائے تبلیغ نے چلّوں سے روزوں کے جہاد کے



لئے نکلنے سے تو الحمد للہ بیچاری عورتوں کو معاف فرما دیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو عورتیں بھی جہاد میں شمولیت کیا کرتی تھیں۔ اگر یہ سچ مچ جہاد ہے تو ان کا حصہ کیوں نہ ہوا لیکن مقام شکر ہے۔ الحمد للہ کہ ان کی جانب ان بر خود غلط مجاہدوں کی توجہ نہ ہوئی۔ ورنہ اللہ کی پناہ کیا کیا مصیبتیں ظہور میں آجاتیں۔ فی الجملہ موجودہ عوام اہل تبلیغ سے یہی شکایت ہے۔ کہ ذرائع اور مقاصد میں فرق نہ کر سکے، اور مقصد تک پہنچنے کے لئے ایجادی طریق وصول کو عین مقصد جان لیا۔ بالفاظ دیگر طریقت کو بہ زعم خود عین شریعت سمجھ لیا۔ راستہ تو منزل تک پہنچنے کے لئے تھا۔ انہوں نے راستہ ہی کو منزل یقین کر لیا۔ کیونکہ علم سے مستغنی ہو گئے۔ بُرا ہو جہالت کا۔ حضرت دہلوی تغمدہ اللہ تعالیٰ بغفرانہ نے ملفوظ ۱۰۹ میں فرمایا ہے۔ آج کل دین کے باب میں یہ غلط فہمی عام ہو گئی ہے کہ مبادی کو غایات کا اور ذرائع کو مقاصد کا درجہ دیدیا جاتا ہے۔ اگر غور کرو گے تو معلوم ہو گا کہ دین کے تمام شعبوں میں یہ غلطی گھس گئی ہے۔ اور ہزاروں خرابیوں کی یہ جڑ ہے۔ ص۔

علمائے کرام کے فرمودات کی تہ تک علمائے کرام ہی پہنچ سکتے ہیں۔ کاش! حضرت نے تو اپنے زمانے کی شکایت فرمائی ہے۔ اور آج تو دنیا ہی بدل گئی اور بہلانے کے لئے مجاہدین حضرات نکلے ہوتے ہیں۔ کاش اگر حضرت ہی کے فرمودات کو سمجھنے کی کوشش تو کرتے لیکن ان کو تو علم ہی سے بیر ہے۔

العیاذ باللہ اللھم اھدنا الصراط المستقیم مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری نے صحیح بخاری کی اردو شرح انوار الباری کی جلد سوم صـ۱۲۳ پر اہل تبلیغ کو ایک قابلِ قدر مشورہ دیا ہے۔ کاش! اگر عمل میں لایا جائے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کام کے تین نمبر ہونے چاہئیں۔

پہلا کام مقامی طور پر اپنے قریہ و قصبہ کی مساجد میں عوام کو دینی احکام ضروریہ کی تعلیم کا اہتمام کرنا۔ مقامی علماء سے روزانہ کسی نماز کے بعد تھوڑا سا وقت پندرہ بیس منٹ لینا۔

دوسرا مرحلہ ان کی دینی اصلاح و تربیت کا ہے۔ کسی روحانی صحت مند مبصر و مجرب شیخ کی صحبت میں لگانا تھا یا اگر کسی مرکز میں کسی ایسے شیخ کا انتظام ہوتا تو وہیں جاکر لگ جاتے۔

تیسرا مرحلہ پھر باہر جاکر عام تبلیغ میں لگ جانا تھا۔ الخ انتہیٰ۔

حضرت مولانا کا مشورہ واقعی قابلِ قدر ہے۔ لیکن آپ کے ذہن میں تربیت سے مراد علمی اور عملی اور باطنی اخلاقی تربیت ہے۔ جو درحقیقت حضرت دہلوی انار اللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے پیشِ نظر تھی۔ جو آپ کے بعد ناخواندہ اہلِ تبلیغ سے بگڑنے لگی۔ ملفوظات کے صـ۳۱ پر جو ارشاد اس کتاب کے صـ۵۱ پر درج ہے۔ نہایت قابلِ غور ہے۔ ایک اور ملفوظ ملفوظات کے صـ۳۰ پر ارشاد ہے،

آپ لوگوں کی یہ ساری محنت بھرت اور ساری جد و جہد بیکار ہوگی

اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا۔ گویا یہ علم و ذکر دو بازو ہیں۔ جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے۔ کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا۔ تو یہ جد و جہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔ دین کا اگر علم ہی نہ ہو تو اسلام و ایمان محض رسمی اور اسمی اور اللہ کے ذکر کے بغیر اگر علم ہو بھی تو وہ سراسر ظلمت ہے۔ الخ"

حضرت مولاناؒ کا مطلب اس ہدایت سے واضح ہے کہ اس راہ میں کام کرنے والے تبلیغ و دعوت کے سلسلہ کی محنت و مشقت، سفر و ہجرت اور ایثار و قربانی ہی کو اصل کام نہ سمجھیں۔ جیسا کہ آج کل کی عام ہوا ہے۔ بلکہ علم دین اور علم احکام دین کے تعلیم و تعلم اور ذکر اللہ کی عادت ڈالنے اور اس سے تعلق پیدا کرنے کو اپنا اہم فریضہ سمجھیں۔ بالفاظ دیگر ان کو صرف سپاہی اور والنٹیر بننا نہیں ہے۔ بلکہ طالب علم دین اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا بندہ بھی بننا ہے۔ ذکر کی حقیقت صرف یہ زبانی رٹ ہی نہیں۔ یہ تو ذکر حقیقی اور ذکر اکبر کے لئے ایک وسیلہ ہے۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۔ وَكَانُوا يَعْلَمُوْنَ ۔ اللہ کی یاد بہت بڑی شے ہے۔ اگر یہ لوگ جانتے۔ آنکھوں کا ذکر دلائل وحدت آسمان و زمین کو دیکھنا ہے اور ان میں غور کرکے خالق کائنات کی حقیقت

تک پہنچنا ہے۔ کانوں کا ذکر علمائے کرام کی زبان سے مَا جَاءَ بِہِ الرَّسُوْلُ۔ علم دین کا سننا ہے۔ زبان کا ذکر اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور اس کو زبان کے ذریعے سے دل میں اتارنا ہے۔ ہاتھ پیروں کا ذکر دین رسول اللہ اور شریعت حقہ کے اصل مقتضاء پر عمل کرنا ہے۔ یہاں تک کہ سارا کا سارا بدن ظاہر و باطن مجسمہ دین بن جائے۔ اور عبودیت حقیقی نصیب ہو۔

حضرت دہلوی شکر اللہ تعالیٰ سعیہٗ کا مقصد عوام میں علم دین اور اعمالِ دین کی طلب کا پیدا کرنا تھا۔ اور اپنے زمانے کے اہل علم اور اہل دین سے ان کو وابستہ کر کے دین کا شیدائی بنانا تھا۔ دین کا وہ راستہ جو انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے۔ اس کا علم و عمل خود حاصل کرنا اور باقیوں میں اس کا پھیلانا تھا۔ باقی رہا طریقہ جو طریقہ اس مقصد کے لئے مفید ہو۔ وہی ٹھیک ہے۔ ایک ہے کار اور ایک ہے طریق کار۔ طریق کار۔ بجائے خود مقصد نہیں ہوتا۔ مقصد کو چھوڑ کر طریق کار کو بجائے خود کار سمجھنا جہالت ہے۔ یہی وہ اعتقادی اور عملی بدعت ضلال ہے۔ جس نے اس موجودہ مقدس سلسلہ تبلیغ کو بے معنی بنا دیا ہے۔ بلکہ طالب علم دین ہونے کی بجائے مسخرے دیکھنے میں آرہے ہیں۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَبِیَدِہِ الْھِدَایَۃ۔

الحاصل ایک تو حضرت دہلویؒ کی تبلیغ کا ڈنگ تھا۔ اور ایک ہمارے آجکل کے اہل تبلیغ کا ڈنگ ہے۔ یعنی بستر سے کندھوں پر دکھ کر نکلنا اور سنی سنائی باتوں

وہابیوں شرم کرو ،خالی بسترے اٹھانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

تبلیغیوں کے پاس جنت کی کنجی یا جہنم و جہالت کی؟

کو از بر کر کے اجتماعات میں بے تکلف سنانے کی مشق کرنا لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اکسانا، چاہے یہ جھوٹ کے طومار کے ذریعے کیوں نہ ہو۔ اور نابالغ بچہ کیوں نہ ہو یا ڈاڑھی منڈا جوان کیوں نہ ہو۔ البتہ سلسلۂ تبلیغ میں وقت دیکر ضابطہ کی خانہ پری کروانا۔ یہی ان کے ہاں دینی کامیابی ہے۔ اور یہی ان کے ہاں جنت کی کنجی ہے۔ انبیاء کرام کا عمل ہے۔ العیاذ باللہ من شر الجہل المرکب۔

آگے سید بجنوری صاحب مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں۔ تبلیغی جماعتوں کے لوگ ہر جگہ پہنچ رہے ہیں۔ وہ اکثر دین اور علم دین سے کم واقف ہوتے ہیں۔ اور وہ تبلیغ کے فضائل یا شرعی مسائل بھی غلط طور سے پیش کرتے ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ بڑوں علمی اور دینی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ بہت سے مضر اثرات بھی پڑتے ہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ تبلیغی جماعت کے بعض لوگوں نے نماز کی ترغیب اس طرح دلائی کہ بہت سے لوگوں کو بے وضوء ہی نماز پڑھوا دی۔ اول تو یہ شرعاً ناجائز ہے۔ پھر اگر اس کا کوئی عادی ہو گیا کہ وقت بے وقت بے وضوء بھی نماز پڑھنے لگے تو اس گناہ عظیم کے ذمہ دار کون لوگ ہوں گے۔ اسی طرح اور بہت سی غلطیاں کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تبلیغ کے فضائل بیشمار ہیں لیکن ہر چھوٹے بڑے تبلیغی سفر کو جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے کے برابر قرار دینا اور جہاد فی سبیل اللہ کے سارے فضائل قرآن اور حدیث کے اپنے تبلیغی اسفار پر منطبق کرنا درحقیقت ایک بڑی بے احتیاطی اور دلیری ہے جس میں کچھ اہل علم بھی مبتلا ہیں۔ قرآن کریم کی

اصل تفسیر کو مسخ کرنا ہے، یعنی جہاد بالسیف جو حقیقی جہاد اور قرآن و حدیث کا حقیقی مدلول تھا۔ اسکو مکمل طور پر ذہنوں سے نکال دینا ہے۔ اور یہی قولاً اور عملاً دکھانا ہے۔ کہ قرآن کریم اور احادیث اور فقہ کی کتاب الجہاد کا مصداق یہی تبلیغی اسفار ہی ہیں۔

اور بس۔ بندہ نے حضرت العلامہ جناب مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی متع اللہ المسلمین ببقائہ کی خدمت اقدس میں بھی تبلیغی جماعت کے کام کے متعلق سوالات بھیجے تھے۔ جواباً حضرت نے اس عمل تبلیغ کو بیس ۲۰ اجزاء کا ایک مجموعہ قرار دیکر جو اجزاء قابل تسلیم تھے۔ ان کی تصحیح فرمائی، اور جو قابل اصلاح تھے ان کی اپنی خداداد قابلیت سے ایک لطیف پیرایہ میں اصلاح فرماکر ہر جزو کا الگ الگ جواب ارشاد فرمادیا جزاھم اللہ تعالیٰ فی الدارین احسن الجزاء۔

نمبروار اجزائے سوال اور سامنے حضرت کے جوابات اور کہیں کہیں اس بندۂ ناچیز کی معروضات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱ لوگوں کو کلمہ و نماز کی تلقین۔

۲ خود نوافل و وظائف کی کثرت دوسروں کو ترغیب معہ دیگر اعمال صالحہ۔

۳ باہم خلاف شرع امور پر احکام کا چرچہ اور عبادات کا بھی۔

۴ اپنا دین درست کرنے اور دوسروں کو ترغیب قولی و عملی دینے کے لئے خروج۔

جواب ۱۔ ظاہر ہے کہ تبلیغ فرض کفایہ کی ادائیگی اور سنت عبادت کی پیروی

ہے۔ ۴ میں اصحاب صفہ کی مشابہت ہے گو والی نہیں بلکہ رضی ہی سہی کہ گھروں سے نکل کر حصولِ دین کے لئے آئے تھے۔ آیت فلولا نفر میں اس کا اشارہ ہے۔ اور تبلیغ لِیَبْلُغُوا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً۔ کی تعمیل ہے۔

عرض ــــ عصرِ نبوت سے لیکر حضرت دہلویؒ کے زمانے تک علومِ نبوت کی تدریج تعلیم و تعمیل کا یہی شیوہ رہا ہے۔ لیکن حضرت دہلوی اور حضرت یوسف العصر برّد اللہ تعالیٰ مضاجعھما کے بعد جہاں علماء کرام کی نظر داری میں کام ہو رہا ہو اس کو چھوڑ کر عام صورتِ حال کو جہالت اور رسمیت کے حملے نے پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے۔ دین کی جس شکل و صورت اور معنوی حقیقت کو بے پناہ پروپیگنڈے کے ذریعے مسخ کیا جا رہا ہے۔ صحابہ صفہ تو حضورؐ کے علوم کے طالب تھے۔ اور ولولا نفر میں تو خروج تفقہ فی الدین کے لئے تھا۔ کیا ہمارے اہل تبلیغ کسی دارالعلوم یا کسی عالم کامل کی صحبت میں رہنے کے لئے جا رہے ہیں۔ یا بنام تبلیغ گھومنے پھرنے کے لئے۔

دیوبندی مفتی جمیل تھانوی کا فتوی...

۵ ان امور کے لئے بڑے ملکی اور غیر ملکی اور شرعی سفر۔

جواب :۔ یہ بھی اسی کا بڑا شعبہ ہے۔ تبلیغ کا بھی اور خود کی درستی کا بھی

۶ ہر قسم کے لوگوں کو اسی خروج و سفر کی ترغیب۔

جواب :۔ اس میں بھی اس دین کے علم و اعلام کی حسب توفیق ترغیب ہے

۷ زمانہ کی سستی و غفلت کی وجہ سے ترغیب میں مشقت۔

جواب :- غفلت دور کرنے کے لئے شدید اصرار تک درست ہے۔ مگر جبر جائز نہیں۔ اور جبر ہونا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ جبر وہ ہے جس میں اختیار سلب ہو جائے۔ تو پستول چھرا یا خنجر کا کوئی کام ہے نہیں۔ اور اصرار اور دفع اعذار جبر نہیں۔

۵ تبلیغ قولی و عملی کے لئے ہفتہ میں ایک شب جو کہیں شب جمعہ کہیں شب یکشنبہ کا اجتماع۔

جواب :- اجتماع نوافل کے لئے مکروہ ہے۔ مگر تبلیغ کہ جس میں احکام واجبہ پہنچائے جائیں عمل کرایا جائے جائز ہے۔ یہاں تبلیغ بھی ہے۔ عمل بھی ہے لیکن کسی شب کو ایسا مقرر کرنا کہ اس میں تو ثواب سمجھا جائے۔ اسکی غیر میں گناہ یا ثواب سے خالی سمجھا جائے یہ بدعت ہوگا۔ اگر ایسا نہیں تو امر مستحب پر دوام سے دوام جائز ہے التزام بدعت ہوتا ہے۔

عرض ہے اس کتاب کے صفحہ ۱۰ پر حدیث شریف ہے۔ کہ تخصیص شب جمعہ برائے نوافل عبادۃً اور باقی عبادات مشروعہ کے لئے دلالۃً ممنوع ہے۔ تو مستحب کیسے رہا جس پر دوام جائز ہو۔ فتاوی امدادیہ میں ایک سوال ہے۔ کہ صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کرنے کو بدعت میں شمار کرتے ہیں اور صلوٰۃ ضحیٰ اور اوابین وغیرہ کی مداومت کو حسنات میں شمار ہو۔ فرق نہیں سمجھ میں آیا۔

حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ العزیز نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر

اس مصافحے کو جائز رکھ کر اس کے دوام کو بدعت کہتے تو یہ شبہ صحیح تھا۔ خود اس مصافحے کو بدعت کہتے ہیں۔ کہ غیر محل مشروع میں ہے۔ بخلاف مقیس علیہ کے کہ جس وقت میں ان کو ادا کیا جاتا ہے۔ وہ ان کا محل مشروع ہے۔ البتہ اگر مصافحہ بعد الصلوٰۃ ثابت ہوتا۔ پھر اس کے دوام کو منع کیا جاتا تو وجہ فرق پوچھنا صحیح ہوتا۔ اگر علاوہ مصافحے کے یہی فرق ایسے اعمال میں پوچھا جاوے۔ جنکی اصل ثابت ہے۔ تو وہاں یہ جواب ہوگا۔

کہ دوام منع نہیں کیا جاتا بلکہ التزام اعتقادی یا عملی کو منع کیا جاتا ہے۔ التزام اعتقادی یہ کہ اسکو ضروری سمجھے اور التزام عملی یہ کہ اس کے ترک پر ملامت کریں اور مقیس علیہ (صلوٰۃ ضحیٰ اوابین وغیرہ) میں ایسا التزام نہیں ہے۔ اور دوام جائز ہے۔ انتہیٰ۔

مطلب واضح ہے کہ مصافحہ بعد الصلوٰۃ بلا دوام یا التزام کے خود غیر محل مشروع میں ہے۔ اور بدعت اور غیر مشروع ہے۔ اور ضحیٰ اور اوابین محل مشروع میں ہی مشروع ہیں۔ دوام کو منع نہیں کیا جاتا التزام اعتقادی یا عملی کو منع کیا جاتا ہے۔ میں اسی طرح شب جمعہ از روئے شرع شریف اجتماع کا محل نہیں ہے۔ کہیں بھی حضرت شارع علیہ السلام سے منقول نہیں ہے۔ کہ حضرت نے شب جمعہ کے اجتماع کے لئے قولاً فرمایا ہو یا خود عملاً اس اجتماع کا اہتمام کیا ہو۔ بلکہ ممنوع فرمایا ہے۔ لہٰذا یہ عمل بنیاد سے غیر محل مشروع

تبلیغی جماعت کا شب جمعہ اجتماع بدعت

میں ہے اور غیر مشروع ہوگا۔ اور دوام اور التزام اس کا دوام اور التزام کسی عمل غیر مشروع کا ہوگا۔

اہل تبلیغ کے ہاں تو شب جمعہ کا یہ اجتماع دین کا ایک بنیادی عمل ثواب اور شعار دین سمجھا جاتا ہے۔ دور دور تک شب جمعہ کی دعوت کو ایسا پھیلایا جاتا ہے، جیسے ارکان اسلام کی دعوت ہو۔ بلکہ اس میں ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب سمجھتے ہیں۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط وَقَالَ ابْنُ عَابِدِیْنَ فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ فِیْ بَیَانِ تَلْحِیْدِ الْمَیِّتِ وَقَدْ صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا وَغَیْرُھُمْ بِکَرَاھَةِ الْمُصَافَحَةِ الْمُعْتَادَةِ عَقِبَ الصَّلٰوتِ مَعَ اَنَّ الْمُصَافَحَةَ سُنَّةٌ وَمَا ذَاکَ اِلَّا لِکَوْنِھَا لَمْ تُوْثَرْ فِیْ خُصُوْصِ ھٰذَا الْمَوْضِعِ فَالْمُوَاظَبَةُ عَلَیْھَا فِیْہِ تُوْھِمُ الْعَوَامَّ بِاَنَّھَا سُنَّةٌ فِیْہِ وَلِذَا مَنَعُوْا عَنِ الْاِجْتِمَاعِ لِصَلٰوةِ الرَّغَائِبِ الَّتِیْ اَحْدَثَھَا بَعْضُ الْمُتَعَبِّدِیْنَ لِاَنَّھَا لَمْ تُوْثَرْ عَلٰی ھٰذِہِ الْکَیْفِیَّةِ فِیْ تِلْکَ اللَّیَالِیِ الْمَخْصُوْصَةِ وَاِنْ کَانَتِ الصَّلٰوةُ خَیْرُ مَوْضُوْعٍ۔ ص ۶۱۰ مطبوعہ مصر ۱۔

ترجمہ:۔ فرمایا ابن عابدین نے رد المحتار میں میت کے دفنانے کے بحث میں تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے بعض علماء اور ہمارے سوا اوروں نے کہ نمازوں کے بعد یہ رائج مصافحہ مکروہ ہے۔ باوجودیکہ مصافحہ سنت ہے۔ یہ سوا اس کے نہیں کہ مخصوص اس موقعہ پر مصافحہ منقول نہیں ہے۔ تو اس پر دوام

عوام میں بھی یہی خیال پیدا کریگا کہ اس مخصوص اوقات میں مصافحہ سنت ہے۔ اور اسی واسطے علماء نے اس نئی پیدا کردہ نماز صلوٰۃ الرغائب سے منع فرمایا ہے کہ یہ نماز اس خاص کیفیت کے ساتھ ان خاص راتوں میں منقول نہیں ہے۔ اگرچہ مطلق نماز تو خیر ہی خیر ہے۔

یہی حقیقت اس شب جمعہ کی بنائی گئی ہے۔ اور عوام میں تبلیغ دین کے نام پر پھیلائی جارہی ہے جس سے حقیقی شکل دین محمدی کی مسخ ہوتی جارہی ہے۔

۹۔ اپنے اپنے اخراجات ہر شخص برداشت کرے۔

جواب :۔ بہت اچھی بات ہے۔

۱۰۔ اس طریق کو انبیاء اور صحابہؓ کا طریق قرار دینا۔

جواب :۔ اس معنے سے تو ہو سکتا ہے۔ کہ ابتدائی سادہ طریقہ یہ رہا ہے۔ ورنہ جب سے تو ہی کمزور، حضورؐ کے زمانہ سے بُعد کی وجہ سے دلوں میں سستی اور طرح طرح کے کمزور علم و عمل والوں کے اشکالات اور غلط پروپیگنڈے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف محاذ بنائے جانے لگے۔ اب تدوین کتب تشریح علوم نبوی تحصیل علم دین اور مہارت علوم کے لئے مدارس، دلوں میں دین کی بات جمانے کے لئے ریاضات و مجاہدات کی خانقاہیں۔ مخالفین اسلام اور ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے لئے شبہات دور کرنے۔ اسلام کی تعلیم اور فوقیت کو عام کرنے کے لئے تصانیف، مضامین، تقریریں، مناظرے،

سب حضورؐ کی تعلیمات کو مستحکم اور محفوظ بنانے کے لئے لازم ہو گئے کہ دین کی حفاظت فرض ہے۔ اس کے یہ سب طریقے فرض ہو گئے۔ یہ طریقے انبیاء اور صحابہؓ کے طریقہ کے خلاف نہیں۔ انہیں کی تشریح توضیح سائلین کی کثرت کے مطابق اور بقائے دین کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو آج یہ طریقہ جو رائج کر لیا گیا ہے۔ اس کا بھی بتانے والا کوئی نہ ہوتا نہ کوئی سننے والا مل سکتا نہ یہ کام ایک قدم چل سکتا۔ ہاں یہ بھی دین کے پھیلانے کا ایک طریقہ ہے۔ جو ابتدائی مرحلہ ہے۔ آگے عرض ہو گا کہ اس سے صرف طالب پیدا ہوتی ہے۔ آگے بہت دین باقی ہے۔

۱۱ دوسرے طریق تبلیغ سے اسکو افضل قرار دینا۔

جواب :۔ یہ بات قرین انصاف نہیں۔ سب سے افضل زمانہ میں مدارس دینیہ ہیں۔ اس میں اصل دین کی حفاظت و اشاعت ہے۔ ایسے لوگ بنائے جاتے ہیں جو دین پھیلا سکیں، محفوظ رکھ سکیں۔ خود بھی عمل کریں، دوسروں سے بھی کرائیں۔ ہر مخالف دین کی کوششوں کو توڑیں، تحریفات کی قلعی کھول دیں۔ تمام حملوں میں سینہ سپر ہو جائیں۔ جس جس طرح ہو سکے حفاظت و اشاعت کریں۔ جو حضرات اس سلسلے کے بانی ہیں، حضرت مولانا الیاس صاحب پھر مولانا محمد یوسف صاحب اور شیخ الحدیث وغیرہ سب انہی مدارس سے تو بنے ہیں۔ انہی کے بزرگوں سے باطن درست کرا کے بنے ہیں۔ یہ کس قدر کفران نعمت ہے کہ انہی

کے خوشہ چین انکو اور ان کے کام کو مفضول قرار دیتے ہیں اور التزام قائم کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے غیر افضل میں عمر کھو ڈالی ہے۔

۱۲ غیر عالم کو بھی امیر بنا دینا جو احکام کی رعایت نہیں کر سکتا۔

تنقیحی جماعت کے امیر غیر عالم یعنی جاہل

جواب :- یہ چیز بہت سی خلاف شرع اور گناہ کی باتوں کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جس کے واقعات سب کے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ اس لئے اسکی سخت احتیاط کی ضرورت ہے کہ امیر کے لئے لازم ہو کہ وہ بغیر ماہر عالم سے معلوم کئے حکم جاری نہ کر سکے۔ تاکہ گناہوں کا ذریعہ نہ ہو۔

۱۳ غیر عالم کو مقرر بنانا جو رطب و یابس غلط اور صحیح بیان کر دیتا ہے۔

جواب :- جو معتبر عالم نہ ہو اسکی تقریر کرانا تقریر کا سننا اہتمام کرنا سب گمراہی اور گناہ کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس لئے یا تقریر کے لئے معتبر عالم منتخب ہو۔ یا کسی اپنے بڑے بزرگوں کی کتاب سے تقریر کی جائے۔ پڑھ کر سنا دیا جائے تاکہ گمراہی دشائع ہو یہ دونوں باتیں خطرے کی ہیں۔ ان کا انتظام ضروری ہے۔ بلکہ ۱۶ ۱۷ کے بغیر خطرہ ہی ہے۔

۱۴ صرف چھ امور کو ہی اہم قرار دینا باقی دینی امور کو غیر اہم رکھنا۔

جواب :- یہ چھ امور ابتدائی مرحلہ ہے۔ اس میں منہمک ہو کر باقی دین سے غفلت جرم ہے۔ باقی کو غیر اہم سمجھنا سخت گناہ ہے۔ خصوصاً عقائد کو۔ اس کام کو ابتدائی مرحلہ قرار دینا ضروری ہے۔ اور آگے دینی ترقی ضروری ہے۔

۱۵ جو علمائے دین دوسرے کاموں میں ہیں۔ ان کو کوتاہی میں مبتلا قرار دینا۔ بلکہ وہ کام بند کرا کے اس میں لگانا۔

جواب :- چونکہ افضل ترین دینی کام علم دین کے مدرسے اور اصلاح اعمال و اخلاق کے سلسلے یا خانقاہیں ہیں ان کو کوتاہی والا سمجھنا بے انتہا جہالت اور بے راہی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اس اہم ترین کام سے ہٹانا اور اس میں لگانے کی کوشش مرتبۂ عالیہ سے اسفل کیطرف لانا ہے۔ وہ دونوں انبیاءؑ صحابہؓ کے اعلیٰ ترین کاموں میں منہمک ہیں ان سے ایک منٹ کی غفلت بھی ناقابل برداشت ہے۔ اور اس سے اسلام کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ جو لوگ دنیا میں مشغول ہیں ان کو اس طرح دین میں لگانا عمدہ کام ہے۔

خانقاہیں، مدارس افضل ترین دینی کام والے ہیں لیکن وہابی خانقاہیوں سے ہٹا کر مرتبہ عالیہ سے اسفل کی طرف لاتے ہیں۔

۱۶ ہر شریک کو صرف اسی کام پر قناعت کرنا جو صرف طلب دین کی پیدا کرتا ہے۔ آگے بیعت اور اصلاح اعمال و اخلاق کی فکر نہ کرنا۔

جواب :- کام کرنے والوں کو اسی پر قناعت کر لینا کہ بس پوری دینداری اور خدارسی اور دینی کمال یہی ہے سخت ترین دھوکہ ہے۔ اس خیال کے پختہ ہونے پر وہ ان تمام دولتوں اور نعمتوں سے محروم رہ جائیں گے، جو اولیاء اور صلحاء کو حاصل ہوتی ہیں ـــــ اور انبیاء علیہم السلام کا اصل مقصد ہے۔ تزکیہ نفس جس کو قرآن مجید میں گیارہ قسموں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اس لئے سنت بیعت اور فرض تزکیۂ اخلاق کے لئے روز قدم بڑھانا فرض سمجھا جائے ۔

ایں برادر بے نہایت در گیے است
ہر چہ بروے مہ بروے ہی ایست

۱۷ مطالعہ صرف فضائل کی کتابوں تک محدود رکھنا بزرگوں کی ان کتابوں اور ملفوظات کو نہ دیکھنا جو خود صحبتِ اولیاء اور شیخِ وقت کا کام دے۔ اور دل میں عشقِ الٰہی کی آگ لگانے والی ہیں۔

جواب :۔ صحبتِ نیک کے فضائل ہر شخص کو معلوم ہیں اور دین کا علم ہر مرد عورت پر فرض ہونا بھی سب کو معلوم ہے۔ تو بزرگوں کی ایسی کتابوں سے جو نیک صحبت، کافی علم دین، اور عشقِ الٰہی پیدا کرنے والی ہوں۔ اس سے غافل رہنا سخت محرومی ہے۔ حضرت حکیم الامت، مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے مواعظ و ملفوظات، تالیفات تریاق ہیں۔

۱۸ خروج و سفر کے حقوق واجبہ کی تکمیل سے غفلت۔

جواب :۔ تبلیغ کے لئے وقت نکالنا بیشک خود اپنے دیندار بننے اور دوسروں کو بنانے کے لئے بہت ثواب کا کام ہے۔ بشرطیکہ حقوق فرض و واجب ادا کر کے ہو ان کا انتظام ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک

کارِ ثواب دوسرے کے عذاب کا سبب بن جائے۔ اس کو اہل فتویٰ علماء سے دریافت کر لیا جائے۔

س ۱۹ غیر ملکوں میں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کرنا۔

جواب :- بے انتہاء عمدہ کام ہے۔

س ۲۰ حتی الامکان سادگی اختیار کرنا اسکی ترغیب دینا۔

جواب :- بہت اچھی بات ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض لوگ غلو کر لیتے ہیں۔ اور ناروا باتیں کر جاتے ہیں۔ اس لئے ان پر آگاہ کرنا بھی اسلامی فرض ہے۔ اسکی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ مگر جس قدر کام ہو رہا ہے اس کو روکنا کسی طرح درست نہ ہوگا۔

عرض۔ یہی مقصد ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی درستی اور حسبِ قانون شرع اسکی اصلاح ہو جائے۔

قدیم علمی شاہراہ تبلیغ

اس تمام بحث و تمحیص کا خلاصہ حاصل یہ ہے کہ اگلی زندگی میں مخلوقِ خدا کی نجات اور فلاح کے لئے جو علمی اور عملی پروگرام اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ اس میں ہر ایک فرد بشر پر اس کا علم حاصل کر لینا اور اپنی ہر قسم کی زندگی کو اسی عملداری کے رنگ میں

رنگنا اور پھر اسکو حتی المقدور مخلوقِ خدا میں پھیلانا لازم قرار دیا گیا ہے۔ اس پھیلانے کا نام تبلیغ ہے۔

حضورؐ کے زمانہ سے لیکر اب تک یہی معمول سلف صالحین میں چلا آرہا تھا۔ کہ علم دین کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور اس علم کی روشنی میں مخلوقِ خدا کی خیر خواہی حتی المقدور ہوتی رہتی تھی۔ اور بس علوم شرعیہ اور اعمالِ شرعیہ امت کی نظروں میں ہوتے تھے۔

اب یہ موجودہ سلسلہ جو تبلیغ کے نام سے جاری ہوگیا ہے۔ یہ بہت سے اجزاء کا مجموعہ ہے۔ جیساکہ حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے اس کے بیس اجزاء بنائے ہیں۔ کچھ صحیح کچھ غلط۔ صحیح اجزاء اس کے بہت خوش رنگ ہیں اور غلط اجزاء اصلاح طلب ہیں۔ عوام میں اس مجموعے کا نام تبلیغ ہے۔

اوّلاً تو ظاہر ہے کہ غلط اور صحیح کا مجموعہ غلط ہی ہوتا ہے۔ جیساکہ پاک پانی اور نجس پانی کا مجموعہ نجس ہی ہوتا ہے۔ نجاست کے ایک قطرے سے سارا کنواں پلید ہو جاتا ہے۔

تبلیغی جماعت کا موجودہ نظام کذائی اور معمولات رائجہ حضورؐ سے منقول نہیں ہیں۔ اور عوام ان کو دین کی عقیدت سے اور فلاح آخرت اور ثواب کی نیت سے برت رہے ہیں۔ بلکہ اس بدعی نظام کو مقبول اور نامقبول کے درمیان معیار بنائے ہوئے ہیں۔ اور یہ حقیقت عند الشرع بدعت ضلال

تبلیغی جماعت کا موجودہ نظام کذائی اور معمولات رائجہ بدعت

کی ہے۔ جس سے بموجب حدیث شریف توبہ کئے بغیر کوئی بھی عبادت فرض نفل جانی مالی حق تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں اس بلا سے امت کو نجات دینا بقول حضرت دہلویؒ علمائے امت کے ذمے فرض لازم ہے۔ یہاں تک کہ یہ بدعی قیودات مٹ کر عوام میں مطابق سنت علوم نبویہ کی طلب اور قدر و منزلت پیدا ہو اور یہ جماعتی رنگ اور تفرقے کی شکل اور بدعی قیودات سے امت مرحومہ کو نجات حاصل ہو۔ واللہ اعلم بالصواب وھو الموفق حسن المآب۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب اطال اللہ بقاءہٗ کی کتاب تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے جوابات کے متعلق ضروری معروضات

اب حضرت کی کتاب کے اشکالات اور جوابات پر نمبروار کچھ معروضات پیش خدمت کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ توجہات سامی میں آجائیں گے۔ حضرت کی وسعت اخلاق سے امید ہے کہ ناگوار نہ فرمائیں گے۔ اور اگر حضور عالی میں مقبول ہو گئے۔ تو اصلاح کے لئے فرمان صادر فرمائیں گے۔

اشکال ۱ از صـ ۵ تا صـ ۱۵۔ خلاصہ اشکال کہ تبلیغ والے جہاد کی آیات اور احادیث کو اپنے تبلیغی اسفار کی تائید میں کیوں پیش کرتے ہیں۔ الخ

حضرت شیخ نے اس اشکال کے جواب میں رائج الوقت تبلیغی اسفار کو

سچ مچ جہاد ثابت کرنے کے لئے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، ایک حد تک بجا ہے۔ البتہ لفظ جہاد کے شریعت میں دو معنے ہیں۔ ایک جہادِ اصطلاحی جسکی حقیقت کفّار کے ساتھ بہ شرائط معروفہ عند الفقہاء قتال مراد ہوتا ہے۔ جو بعض حالات میں فرض عین اور بعض حالات میں فرض کفایہ ہوتا ہے۔ اور بہت سے مختلف احکام شرعی اس کے متعلق ہیں۔ اور دوسرے جہاد لغوی یعنی عام معنوں میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوشش کرنا جس قسم کی ہو تھوڑی ہو یا بہت۔

جسکی کئی ایک قسمیں ہیں ۱۔ جہاد باللسان اصلاح دین کے لئے زبانی کوشش۔ ۲۔ جہاد بالید۔ اصلاح دین کے لئے ہاتھ سے کام لینا۔ ۳۔ جہاد بالقلب۔ یعنی دل سے نفرت کرنا جو حدیث شریف مَنْ رَاٰی منکراً الحدیث کا مضمون ہے۔ یہ اقسام بہ نسبت پہلے کے بہت نرم ہیں۔ یہ فرض واجب نہیں ہوتے۔ البتہ اجر و ثواب اس کا بھی بہت زیادہ ہے۔ یعنی جہادِ حقیقی کی نوعیت اور ہے اور جہاد لغوی اور حکمی کی حقیقت اور ہے۔ جیسے شہادت حقیقی اور حکمی نام سے دونوں شہادتیں ہیں۔ لیکن احکام میں فرق بین ہے۔

شہید بہ شہادتِ حقیقی۔

اگرچہ خون میں لت پت ہے۔ اور خون نجس ہے۔ لیکن اس شہید کا خون حکماً پاک ہے۔ اور اسی حالت میں بغیر غسل کے اس پر نماز جنازہ جائز ہے۔

سوا شہید حکمی کے جیسے شب جمعہ کی میت یا مطعون یعنی طاعون سے یا مبطون پیٹ کے مرض اسہال وغیرہ سے یا طالب علم میں میت یا ہمچو قسم اللہ کی راہ میں ہر میت حکماً شہید ہے۔ لیکن اس پر شہید حقیقی کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ اور درجات اخروی میں بھی فرق ہوتا ہے۔

بیشک احتساب دین یعنی دین کا سپاہی بننا اور دین پھیلانے کی کوشش کرنا حسب استطاعت اونچا عمل ہے۔ جو حضرت دہلویؒ کا اس تحریک سے مقصد اور مراد تھا۔ لیکن آج جب وہ ترک فرائض قطعیہ پر منتج ہوا۔ اور اسمی اور رسمی بنا تو خود بقول حضرت دہلویؒ کے فتنہ و ضلال بن ہی گیا۔

ہمارے تبلیغی حضرات اپنے تبلیغی سفر کو مجاہدین موتہ کے جہاد کے رنگ میں فرض کر کے نماز جمعہ جیسے فرض قطعی کو چھوڑنے اور چھوڑوانے پر اتر آتے ہیں۔ اور سخت سے سخت وعیدات ترک جمعہ میں مبتلا ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعاؤں کا ہدف بن رہے ہیں۔ اور مسلسل ترک جمعہ کے اثر میں مختوم القلب ہو رہے ہیں۔ جن پر وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ گذشتہ احادیث پاک کا مضمون ہے۔ بیشک۔ جہالت اور علم سے بے نیازی کے برے نتائج ہوتے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ نہ یہ کسی معنوں میں جہاد ہو سکتا ہے۔ اور نہ جائز ہے۔ بلکہ مہلک فتنہ اور شدید اغلاط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور امت مرحومہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ اس طرح

دیوبندی تبلیغی علامہ صاحب کا اقرار کہ تبلیغی جماعت والے نمازیں ترک کروا دیتے ہیں۔

گھر کی گواہی

کرنے کا نتیجہ تو حقیقی جہاد بالسیف کے تصور کا بھلا دینا ہوگا۔ ہر شخص کے ذہن میں یہی ہوگا کہ قرآن و حدیث کے جہاد کا مصداق جہاد بالسیف نہیں بلکہ یہی تبلیغی جہاد ہے۔ واللہ المستغاث ۔۱۲ ۔ اشکال ۲ ص ۱۵ تا ص ۲۱

خلاصۂ اشکال :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو سرایا اور جماعتیں کفار کی طرف بھیجی جاتی تھیں۔ مسلمانوں کے پاس تو نہیں بھیجی جاتی تھیں۔ مسلمانوں کے پاس وفود بھیجنا بدعت ہے۔

جواب میں حضرت شیخ مدظلہ العالی نے ثابت فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے پاس بھی وفود بھیجے جاتے تھے۔ بالکل صحیح اور بجا ہے۔ لیکن وہ صحابۂ کرام تھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلامذہ تھے۔ جو امت کے افضل ترین اور اکمل ترین علماء عارفین تھے۔ اور کسی رسم کی پابندی کے بغیر دین منزل کے پہنچانے والے تھے۔ لیکن موجودہ سلسلے کے اگرچہ کام کرنے والے کامیاب علماء اہل علم و عمل تھے۔ حضرت دہلویؒ کی صحبت کی برکت سے معروفات اور منکرات شرعیہ کے عالم و عارف ہوتے تھے۔ اور بہ نفس نفیس انواع تبلیغ یعنی ہر قسم کے امر معروف اور نہی عن المنکر کے قابل ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کے واسطے تبلیغ کی حیثیت ہر زمانے میں دین کی ایک شاہراہ کی رہی ہے۔ تیرہ قرنوں سے لیکر آج تک رہی ہے۔ شکایت ان غیر اہل علم کی ہے۔ جو جاہل ہو کر چند چلوں کے بعد بزعم خود پورے مکمل علماء اور اولیاء

اور مقبولین درگاہ بنے ہوئے ہیں۔ نہ معروف کا علم نہ منکر کا۔ بلکہ علم کے ابجد ہی سے محروم تبلیغ کو ایک جاہلانہ رسم بنائے ہوئے پھرتے ہیں۔ ع

آنچہ انسان مے کند بوزینہ ہم

شیطان کا تبلیغی جماعت پر تسلط

حضرت الشیخ کا ارشاد بجا ہے۔ کہ بہ شکل پیغام رسانی کے یہ کام بے علم بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن دیکھا یہی جا رہا ہے کہ اسی پیغام رسانی ہی کے بہانے سے جاہل مبلغوں کو شیطان نے بہکا پھسلا کر علوم سے مستغنی جاہل وارثان انبیاء بنا ڈالے۔ اور انہیں کے واسطے سے تبلیغ کے نام پر کیا کیا فتنے تھے جو میدان ظہور میں نہ آئے۔

وَاِلَی اللّٰہِ المشتکیٰ۔ حضرت شیخ الحدیث کے زیر نظر وہی علمی دور کی حقیقی تبلیغ ہے۔ جو ابتدائے اسلام سے مدار دین چلی آرہی ہے۔ یعنی علم کی روشنی میں عوام امت تک دین کا پہنچانا اور شکایت زمانہ حال کی موجودہ تبلیغ سے ہے۔ جو عامیانہ تاریک رسم و نقل ہے۔ جو چلوں والے ناخواندہ امراء نے اپنا لیا ہے۔ اور دین کے متعدد اجزاء میں سے ایک جزو کی ظاہری شکل ناتمام کو مکمل دین کے نام سے عوام میں پھیلائی جاتی ہے۔ اور ہوتے ہوتے یہی شکل ناتمام عوام میں پورے دین کی حیثیت حاصل کر رہی ہے۔ اور دین اور علم دین کی اصل حقیقت مٹتی جا رہی ہے۔ فریاد اور شکایت اسی کی ہے۔ نہ پہلے کی۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یا للغیاث۔

حضرت الشیخ نے جوابات کے ص۱۶ پر سطر ۳ سے جو ارقام فرمایا ہے۔ کہ "مامورات حاصل کرنے کا جو مباح طریقہ ہو" سے سطر ۱۳ تک۔ مدارس کے تقسیم اسباق اور امتحانات اور خانقاہوں کے معمولات اور تصنیف و تالیف پر تبلیغی معمولات کو قیاس فرمایا ہے۔ اس کے متعلق نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر توجہات عالی میں تھوڑی سی دقت سے کام لیا جاتا۔ تو معاملہ صاف واضح ہو جاتا کہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ مدارس اور تصنیفات سے مقصد علم دین کا حاصل کرنا ہے۔ جو مامور بہ بالذات ہے۔ تصنیفات اور تالیفات، مدارس اور ان کے سارے معمولات اسی مقصد عالی کی خاطر قدیم الایام سے مطلوب بالعرض اور بطور وسائل استعمال ہو رہے ہیں۔ کسی نے آج تک ان کو بذاتہ مقصد نہیں سمجھا۔ اسی واسطے ان میں اصل مقصد کی خاطر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کسی کے ذہن میں آج تک وہم کے اندازے میں بھی یہ بات نہیں آئی۔ کہ کسی وسیلے کو مقصد سمجھ لیا گیا ہو۔ مثلاً آلات جہاد اگر قدیم زمانے میں تیر و کمان اور تلوار و منجنیق تھے۔ اور آج کل توپ و بندوق اور طیارے ہیں۔ کسی نے بھی تیر و کمان کے استعمال کو تبرک اور کروڑوں والا عمل ثواب نہیں سمجھا ہے۔ مقصد کو ہتھیانا ہوتا ہے جس ذریعے سے ہتھیایا جائے۔ اسی طرح سے علوم شرعیہ حضرت جبریلؑ نے حق تعالیٰ سے استمداد فرما کر حضورؐ کو

بشکل وحی تبلیغ فرمائے۔ حضورؐ نے صحابۂ کرام کو زبانی تبلیغ فرمائے۔ صحابۂ کرام نے حضورؐ سے لیکر تابعین امت کو علماً اور عملاً درس و تدریس سے تبلیغ فرمائے۔

حضرت امام اعظمؒ کے تلامذہ نے ان علوم موہوبہ عطائے ربانی کو قلمبند فرماکر زبان و قلم دونوں کے ذریعے تبلیغ فرمائے۔ یہاں سے تصنیف و تالیف کی ابتداء ہوئی۔ پس جب مقصد ان ذرائع سے وہی ایک ہی ہے۔ کسی نے ان ذرائع کو بدعات نہیں جانا۔ کیونکہ ذرائع ذرائع ہی کی شکل میں استعمال ہوتی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ وہی تبلیغ کی یہ موجودہ رائج الوقت عوامی شکل اور عوامی معمولات اس لئے موجب شکایت ہیں۔ کہ ان ذرائع اور بدعات نے مقاصد کے مقام پر قبضہ کیا ہے۔ اکابر کا مقصد تھا علوم نبویہ کی تبلیغ اور شرائع اسلامیہ کی ترویج۔

تبلیغ کے نام پر بدعات

لیکن آج کل کے اکثر عوام اہل تبلیغ کے دل و دماغ کو اللہ تعالیٰ نے ان مقاصد سے محروم فرمادیا ہے۔ دین کا نام لے لے کر دین ہی کے نام سے عوام میں بدعات اور اختراعی رسومات کا پرچار کر رہے ہیں۔ دین کیلئے جماعت کے نام سے جو ایک پروگرام وضع ہوا ہے۔ اس وضعی اور اختراعی نظام یعنی دین کی محنت کو دین کا رتبہ دے کر دین کے نام سے پھیلا رہے ہیں عوام کو مامور کر علم دین خیال کیا اسی خیال سے کہ صحابۂ کرامؓ

نے کتابیں نہیں پڑھی تھیں تبلیغی نصاب کے سوا باقی دین کی کتابوں سے الگ تلگ رہنا اختیار کیا۔ نہ کتب دین سے کام نہ علمائے دین کی ضرورت بس چلتے پھرتے دے کر اپنے زعم میں اولیاء اور مقبولین بارگاہ بن رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض طلبہ نے مدارس کو چھوڑ کر تبلیغ کے راستے کو رضا الٰہی اور جنت کا ایک مختصر سا راستہ معلوم کر کے اپنا لیا اور علم سے محروم ہوئے۔

شکایت اس تبلیغ کی ہے جس میں عوام شتر بے مہار کی طرح دین کے نام پر حقیقی دین اور علم دین کو رخصت کر رہے ہیں۔ ھو الحفیظ۔

اشکال ۳۔ صـ ۲۱ تا صـ ۲۹

خلاصہ اشکال :۔ تبلیغ میں تعلیم اور خانقاہوں کو بے کار بتایا جاتا ہے۔

حضرت مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ نے جواب نفی میں دیا ہے۔ لیکن یہاں پر بھی وہی عرض ہے۔ کہ حضرت مجیب کی نظر تبلیغ کی ابتدائی حقیقت پر ہے۔ بیشک اس میں علم و ذکر کا مستقل نمبر ہے۔ اور بقول حضرت دہلویؒ یہ دونوں تبلیغ کے دو پَر ہیں۔ جن کے بغیر حضرت نے بھی خود موجودہ تبلیغ کے تنزل اور ضلال بننے کا خدشہ ظاہر فرمایا ہے۔

حضرت یوسف العصر اور حضرت دہلویؒ کی تبلیغ کا ظاہر و باطن حقیقی اور نورانی بہہ صفت موصوف تھا۔ حضرت دہلویؒ کا وہ نورانی ملفوظ دل پر لکھنے کے قابل ہے۔ کہ علم و ذکر میری تحریک کے دو بازو ہیں۔ اگر ایک بازو ٹوٹ

جائے تو پرندے کا اڑنا مشکل ہے۔ البتہ آج کی یہ رسمی اور عوامی تبلیغ وہ پرندہ ہے۔ جس کے ایک نہیں دونوں پَر ٹوٹے ہوئے ہیں۔ بے بال و پر مردہ بے جان پرندہ اڑایا جارہا ہے۔ جو موجب فتنہ وضلال بن رہا ہے۔ اور موجودہ عوام اہل تبلیغ اس کو عمل انبیاء کرام اور اصل دین بتارہے ہیں۔

اشکال ۴۔ صـ ۲۹ تا صـ ۳۲

خلاصۂ اشکال :۔ تبلیغی جماعت سے مدارس کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

یہاں بھی وہی عرض ہے کہ شکایت تبلیغی کی جاہل اور رسمی بگڑے ہوئے دور کا ہے۔ اور حضرت کی نظریں حضرت دہلویؒ، حضرت یوسف العصر، حضرت شیخ الاسلام مدنی اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی تبلیغوں پر لگی ہوئی ہیں۔ جو علم وعمل اور ظاہر وباطن میں من کل الوجوہ آسمان ہدایت کے شموس تھے۔ حضرت شیرازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

جمال شخصی نہ چشم است وزلف وعارض وخال
ہزار نکتہ دریں کاروبار دلداری است
خیال زلف تو پختن نہ کار خامان است
کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری است

اشکال ۵ صـ ۳۳ تا صـ ۴۵

خلاصۂ اشکال :۔ تبلیغ والے علماء کی اہانت کرتے ہیں۔

یہاں بھی وہی عرض ہے۔ ابتدائی نورانی دور کا اقرار ہے۔ اور آخری رسمی بدعی دور سے شکایت ہے۔ تبلیغ جیسی مقدس خدمت علماء کا کام تھا، یا علماء کرام کی ہدایات کی روشنی میں عوام کا۔

جب عوام مقتدی اور علماء مقتدیٰ اور امراء ہوتے تھے۔ جب سے یہ کام چلّے لگاتے ہوئے عوام کالانعام کیا عین الانعام نے لے لیا تبلیغ بدنام و رسوا ہوئی۔ اور حدیث شریف اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَضَلُّوا وَاَضَلُّوا۔ کے مصداق بنی۔ واللہ الھادی۔ للہ در العارف الشیرازیؒ ؎

اے گدایانِ خرابات خدایارت باد
حشم انعام مدارید ز انعامے چند

اشکال ۶ ص ۴۵ تا ص ۵۱

خلاصۂ اشکال :۔ کہ تبلیغ علماء کا کام ہے، جاہلوں کا نہیں۔

حضرت مجیب کا جواب بالکل باصواب ہے۔ جو وعظ اور تبلیغ بمعنی پیام پہنچانے میں فرق فرمایا ہے۔ لیکن عوام اہل تبلیغ جب علم کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔ تو تبلیغ پیام اور وعظ میں بوجہ عدم علم کے فرق کر نہ سکے اور انہی کلمات ستہ کے الفاظ ہی الفاظ کو سارا سرمایۂ دین سمجھتے ہوئے جاہل لوگ واعظ بن گئے۔ اور تبلیغ کی صحیح صورت مسخ ہو کر

بگڑ گئی۔ شکائتیں پیدا ہونے لگیں۔ درحقیقت شکایت علمی تبلیغ سے نہیں۔ بلکہ اس رسمی اور بدعی عوامی تبلیغ سے ہے۔ جو امت کے لئے باعث فتنہ وضلال بن رہا ہے۔ العیاذ باللہ۔ جیسی حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی فراست تھی۔ جو فرمایا تھا کہ علم وذکر کے بغیر یہ تحریک ایک فتنہ وضلال ہوگی۔ جو اس کتاب کے صفحہ پر درج ہے۔

اشکال ۷ صفحہ ۵۱ تا صفحہ ۵۵

خلاصۂ اشکال :- مدارس اور خانقاہوں کے ساتھ تبلیغ کو حریف بتایا جاتا ہے۔

جواب میں حضرت نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ بالکل عین حقیقت ہے۔ کہ تبلیغ سے عوام کو مدارس اور خانقاہوں میں جانے کے لئے تیار کرنا تھا۔ بالکل بجا ہے۔ لیکن جب تک مدارس کے بنائے ہوئے اور خانقاہوں والے تبلیغ کے سربراہ تھے، ان کا یہی مقصد تھا بیشک اور اس میں وہ کامیاب بھی تھے۔ کہ علماء سے مربوط اور متعلق ہوں۔ اور علم کی پابندی سیکھتے اور سکھاتے جائیں۔ لیکن جب تبلیغ کی سربراہی جلّوں کے بنائے ہوئے عوام نے لے لی۔ تبلیغ کی حقیقت مسخ اور قابل شکایت بنی۔ اب تو ان کا برتاؤ علماء کرام کے ساتھ وہی ہے۔ جو یہود کا تھا۔

يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا الآیۃ

تبلیغی جماعت کا علماء کے ساتھ برتاو ایسا جیسا یہود کا تھا

اگر علماء ان کے رنگ میں رنگے ہوتے اور ہاں میں ہاں ملاتے ہوں۔ تو واجب الاحترام اور مستحق اکرام ورنہ پاس پھٹکنے سے بھی پرہیز اور احتراز برتا جارہا ہے۔ حضرت کی نظر مبارک اس ابتدائی علمی تبلیغ پر ہے۔ حالانکہ وہ عوام میں بگڑ گئی ہے۔ اور شکایت عوامی تبلیغ سے ہے۔

اشکال ۸ صـ۵۵ تا صـ۶۰

خلاصۂ اشکال :۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عالموں کے ہوتے ہوئے جاہلوں کو امیر بنایا جاتا ہے۔

یہاں بھی وہی عرض ہے کہ شکایت کا رخ موجودہ زمانے کے جاہل امیروں اور بے علم واعظوں کی طرف ہے۔ اور حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ نظیر میں حضرت اسامہ رضؓ اور محمد ابن قاسم رضؒ کو پیش فرماتے ہیں۔ ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

شکایت زمین کی اور جواب آسمان کا۔ بے ادبی معاف۔

اشکال ۹ صـ۶۰ تا صـ۶۱

خلاصۂ اشکال :۔ کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ العزیز اور حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہٗ تبلیغ کے مخالف تھے۔

جواباً عرض ہے کہ تبلیغ کے دو معنے ہیں۔ ایک علم کی روشنی میں تبلیغ دین۔ اور دوم موجودہ رائج تبلیغ ـــ علمی تبلیغ تو قرون اولیٰ سے

آج تک مدار دین چلا آرہا ہے۔ جس کی برکت سے آج اسلام اور دین کا نام لیا جارہا ہے۔ زیر بحث موجودہ رائج الوقت تبلیغ ہے۔ دونوں میں بیّن فرق ہے۔ جو قابل توجہ ہے۔ یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ العزیز بالکل مجسمہ تبلیغ حق ہی تھے۔ جس پر آپ کے سینکڑوں مواعظ اور تصانیف شاہد عدل ہیں۔ شکر اللہ تعالےٰ مساعیہٗ۔ اللہ تعالیٰ سلسلۂ تبلیغ کے سارے حلقہ بگوشوں کو حضرت کے پاک نقش قدم پر اور پاک طریق پر ظاہراً اور باطناً، علماً اور عملاً چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ لیکن ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

انکار بدعت اور اتباع سنت میں ان کے شہرہ آفاق انہماک کو اہل اللہ نے ان کی کرامات میں سے شمار کیا ہے۔ رائج الوقت موجودہ مخصوص رنگ کی تبلیغ سے جو بالکل مخترع اور غیر ماثور قیودات کا مجموعہ ہے جس کو آج معیار نجات اور دین کامل بتایا جارہا ہے۔ یقیناً حضرتؒ کو انکار کرنے کا ہی دل گواہی دیتا تھا۔

پھر جب حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی ادام اللہ تعالیٰ فضلہٗ سے اس کمترین خلائق نے حضرت حکیم الامتؒ کے متعلق یہی سوال کیا۔ تو انہوں

جواب میں لکھا کہ موجودہ رائج الوقت تبلیغ کی نسبت حضرت کا ملفوظ یہ ہے۔ "نہ انکاری کنم و نہ این کاری کنم۔" یہ بھی حضرت دہلویؒ کے اس ابتدائی دور کی نسبت فرمایا ہے۔

رہی آج کل کی یہ عوامی رسمی تبلیغ، اللہ کی پناہ اس کی تو حقیقت ہی جاہل مبلغوں نے کچھ اور بنا ڈالی ہے۔ صرف نام تبلیغ کا ہے۔ ؎

دوستیٔ جاہلاں خود دشمنی ست

رہے حضرت کے خلفاء کرام اور دیگر اکابر علماء جن کا تذکرہ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ حضرت شیخ موجودہ رائج الوقت بدعی تبلیغ کو وہی مقدس علمی تبلیغ فرما رہے ہیں۔ جو ہمیشہ سے اکابر امت کا فریضۂ مذہبی چلا آ رہا ہے۔ حالانکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ علمائے امت کی علمی تبلیغ واجب الشکر ہے۔ اور موجودہ عوام کی یہ بدعی رسمی تبلیغ مورد شکایت اور مستحق انکار ہے۔ یہی اغلب ہے کہ ان حضرات کے زمانے میں تبلیغ نام تھا حضرۃ دہلوی اور حضرت یوسف العصر نور اللہ مرقدھما کی علمی تبلیغ کا، جس کو بزرگوں کی تائید حاصل تھی۔ اور شکایتیں موجودہ عوامی رسمی تبلیغ کی ہیں۔ جن کے نقائص ان کے زمانہ میں مشاہد نہ تھے۔

مَا جَاءَ بِہِ الرَّسُوْلُ کی اصل تبلیغ تو مامور بہ اور مدار شریعت مقدسہ

ہے۔ اس سے کون انکار کر سکے۔ العیاذ باللہ۔

اشکال ۱۰ صـ۱۱۷ تا صـ۱۱۸

خلاصۂ اشکال :- یہ اشکال حضرت شیخ الاسلام مدنی کے متعلق ہے۔ کہ آپ تبلیغ کے مخالف تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ کے متعلق بھی وہی معروضۂ بالا عرض ہے۔ جو حضرت حکیم الامت رح کے متعلق عرض کیا گیا۔ اور سارے اکابر کی نسبت یہی عرض ہے کہ ان حضرات قدسی صفات کی مدنظر تبلیغ مسنون بحقیقت صالح ہے۔ اور موردِ شکایت موجودہ رسمی تبلیغ کا بے معنیٰ ڈھانچہ ہے۔ جو باعثِ فتنہ و وبال ہے۔

امت مرحومہ میں تو تبلیغ کا مصداق ماجاء بہ النبی علیہ السلام کا علم و عمل عوام میں پھیلانا تھا۔ اور آج کل کی موجودہ تبلیغ عوام کا بستر ے کندھوں پر لاد کر پھرنا اور پھرانا ہے۔ رسول اور دین کا صرف نام ہے۔ اور ماجاء بہ الرسول کے علم و عمل سے بے نیازی چند رسوم پر قناعت ہے اور بس۔

اشکال ۱۱ صـ۱۱۸ تا صـ۱۲۸

خلاصۂ اشکال :- اس اشکال کا خلاصہ یہ اعتراض ہے کہ اہلِ تبلیغ لوگوں پر جبر کرتے ہیں۔

جب تک حقیقت یہی ہو کہ تبلیغ کا نصب العین مخلوق خدا کو خالق

کی طرف کھینچ لانا ہے۔ جسکی حقیقت دین رسول اللہ صلی اللہ کا علم و عمل اور اتباع سنت کو پھیلانا ہو۔ اپنے ظاہر و باطن کو وارثان نبوت کے ہاتھوں رب جل و علیٰ پر فروخت کر کے دونوں جہاں کی راحت و عافیت کو اپنا لینا ہو۔ تو بہ تقاضائے حدیث شریف اِرْحَمُوا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ۔ الحدیث۔ ترجمہ: رحم کرو تم زمین والوں پر رحم فرمائے تم پر آسمان والا۔

ہر واقف کار جس کے دل میں رحم ہو۔ اور بے دین زندگی کا برا انجام اور باخدا زندگی کے بہترین انجام کا عقیدہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے بطریق مناسب چھیڑتا ہی ہوگا۔ ہر مناسب اور مؤثر ذریعے کو کام میں لاتا ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کے عتاب اور مواجبات عتاب سے بچ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف آجائیں۔ یہ ترغیب اور یہ جد و جہد تو مامور بہ ہے۔ لیکن موجودہ تبلیغ جس کیطرف عوام کو کھینچا جا رہا ہے۔ اللہ کرے کہ وہ یہی ہو جائے جیسے قدیم الایام ابتداء اسلام سے چلا آرہا تھا۔ موجودہ سلسلۂ تبلیغ کے اہل الحل والعقد سربراہان کار کی خدمت اقدس میں بصد ادب عرض ہے۔ کہ تھوڑی دیر کے لئے بسم اللہ کہکے مراقب بیٹھ کر موجودہ عوامی تبلیغ کو صحیح سمتوں پر لگا دینے کی تجاویز پر سوچ کر اصلاح کا کوئی موثر بندوبست فرمائیں۔ تو انشاء اللہ شکائتیں سب ختم ہو جائیں گی۔ اور یہ سلسلہ عید نتائج

کا مثمر ہو سکے گا۔ اختلاف دور ہو جائے گا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْھِدَایَۃِ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّوْفِیْقِ۔

اشکال ۱۲ صفحہ ۱۲۸ تا صفحہ ۱۳۱

خلاصۂ اشکال :- کہ یہ چلّہ تبلیغ والوں نے کہاں سے نکالا ہے۔

حضرت مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اولیاء امت کے چلوں کا ذکر فرما رہے ہیں۔ حالانکہ سائل کا سوال موجودہ تبلیغ والوں کے چلّے کا ہے۔ مختلف اغراض کیلئے بیشک بطور علاج اس کا استعمال قدیم الایام سے ہو رہا ہے۔ لیکن مقصود بالعرض ہے۔ مقصود بالذات نہیں۔ عوام کیلئے علاج ہے۔ دوا ہے، غذا نہیں۔ رائج الوقت تبلیغ میں اس نے مقصود بالذات اور تعبدی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ لہٰذا موجب شکایت ہے۔

جوابات کے صفحہ ۱۳۲ پر حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کا اسی رنگ کا ارشاد ہے کہ: "مناسبت پیدا کرنے کیلئے کم از کم چالیس روز تو شیخ کی صحبت میں رہے۔ مگر یہ ایک ضابطے کی بات ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ اس کی کوئی مدت نہیں۔ انتہیٰ۔"

حیرانی کی بات یہ ہے کہ چلّے تو روحانی معالجات میں سے ایک معالجہ تھا جس کو اہل بصیرت شیوخ نے ہمیشہ بطور علاج استعمال فرمایا ہے۔

جیسا حضرت حکیم الامت نے مناسبت پیدا کرنے کے لئے شیخ کی صحبت میں چالیس دن کے لئے فرمایا۔ یا جیسے جسمانی طرق علاج میں بعض دواؤں کیلئے مخصوص دنوں تک پرہیز اور استعمال بتایا جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی معالجات میں بھی جب ضرورت ہو تو ہر کسی مفید معالجے سے کون انکار کرتا ہے۔ لیکن اہل تبلیغ کے ہاں کے یہ چلّے کاش اگر کسی مبصّر روحانی حکیم کی صحبت میں روحانی علاج کے لئے ہوتے لیکن یہاں تو نہ کوئی مریض ہے نہ مرض کی تشخیص ہے۔ نہ حکیم ہے نہ علاج۔ صحابہ کرامؓ اور انبیائے عظام کا عمل سمجھ کر تعبداً ایک ہی رنگ کے چلت پھرت کا ایک ہی شکل میں اختراعی اور نقلی چلّہ گزارنا ہوتا ہے۔ اور خود مریض ہوتے ہوئے دوسرے مریضوں کو ایک ہی تلقین ملوطی وار کیا کرتے ہیں۔

مشہور ہے کہ "خفتہ را خفتہ کے کند بیدار" خیر خفتہ تو خفتے کو غیر شعوری طور پر بیدار کر سکے لیکن "مردہ را مردہ کے کند بیدار"۔

کہاں وہ مشائخ کے اصلاحی چلّے۔ اور کہاں موجودہ اہل تبلیغ کے رسمی گشت اور رسمی نام کے چلّے۔ شَتَّانَ بَیْنَ مُشْتَاقٍ وَّمُغْتَرٍّ ہے۔

کار پاکان را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

اشکال ۱۳ ص ۱۳۲ تا ص ۱۳۶

خلاصۂ اشکال :۔ کہ تبلیغ والوں کو انگریزوں سے پیسے ملتے ہیں۔ اور یہ تحریک انہی کے اشاروں پر چلتی ہے۔

بے ادبی معاف۔ بندہ کی نظر میں تو یہ اشکال ایک فضول اور لایعنی بحث ہے۔ اور مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ کی بناء پر جب معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ تو اس قسم کی باتوں پر کان ہی دھرنا نہیں چاہئیے تھا۔ اللہ کی بات عالم الغیب جانے۔

اشکال ۱۴ صـ ۱۳۶ تا صـ ۱۴۵

خلاصۂ اشکال :۔ کہ اہلِ تبلیغ کے ہاں حضرت تھانویؒ کے تصانیف سے روکا جاتا ہے۔

روکنا تو کہیں نظر نہیں آیا، البتہ تبلیغی نصاب اور فضائل کی کتب کے سوا اور کتابوں کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ تبلیغی نصاب کو تمام کتب دین سے کیا کتب خانوں سے بے نیاز کرنے والی کتاب سمجھا جاتا ہے۔

بندہ کی نظر میں فضائل کا بیان اور ساری ترغیبات درحقیقت احکام الٰہیہ کو اپنانے کے لئے تھیں۔ جیسا کہ وضو نماز کے لئے ہے۔ اور یہاں گویا مقدمۃً وضو بر وضو مستقل کارِ ثواب سمجھا گیا ہو۔ اور نماز سے بے نیازی برتی جارہی ہو۔

فضائل کو احکام دین سمجھنے لگے اور عین احکام کے علم سے بے رغبتی

برتی گئی۔ یہی ہے غلو فی الدین اور گمراہی جو عوام اہل تبلیغ میں پھیل رہی ہے
العیاذ باللہ العظیم۔

اشکال ۱۵ صـ ۱۴۵ تا صـ ۱۴۶

خلاصۂ اشکال :- اس اشکال کا خلاصہ حضرت دہلویؒ پر یہ اعتراض ہے کہ آپ ہر قسم کے لوگوں سے ملتے ہیں۔ اور یہ امر طریق مرشد کے خلاف ہے۔

اس بارے میں حضرت دہلویؒ کی رائے عین صواب ہے۔ شیخ کا کام تنویر باطن ہے جس سے قبلۂ اطاعت جلّ وعلا بہ نظر بصیرت نظر آجائے اور اس کے ساتھ محبت اور قوی رابطۂ اطاعت پیدا ہو۔ قبلۂ اطاعت اور مطاع مطلق تو بذاتہ وہی ہے۔ اس کی جانب سے بالعرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ ہر وہ عمل جس میں حضورؐ کی جانب سے کوئی خاص صریح ہدایت نہ ہو اس میں زیادہ نفع مند عمل اور سنت رسول سے اوفق عمل کو اختیار کرنا اگرچہ رائے شیخ کے خلاف ہو۔ قابل ملامت نہیں ہے۔ اور دینی دعوت کا تو ہر کہہ ومہ مخاطب ہے۔ سب کے سامنے دینی دعوت رکھنی چاہئے اور دین کی طرف کھینچنا چاہئے۔ لہٰذا حضرت دہلویؒ حق پر ہی تھے۔ اَسْکَنَہُ اللہ تعالیٰ بُحْبُوْحَۃِ جِنَانِہٖ مَعَ جَمِیْعِ مُتَوَسِّلِیْہِ۔

ملفوظات کے صـ ۱۷۵ پر حضرت دہلوی انار اللہ برہانہٗ کا ارشاد

ہے۔ ان حضرات کا خیال ہے کہ یہ طرزِ عمل ہمارے حضرت نور اللہ مرقدہٗ کے طریقہ اور مذاق کے خلاف ہے۔ لیکن میرا کہنا یہ ہے۔ کہ جس چیز کا دین کے لئے نافع اور نہایت مفید ہونا دلائل اور تجربے سے معلوم ہوگیا۔ اس کو صرف اس لئے اختیار نہ کرنا کہ ہمارے شیخ نے یہ نہیں کیا بڑی غلطی ہے۔ شیخ شیخ ہی تو ہے۔ خدا تو نہیں ہے۔ انتہیٰ۔

کیا عجیب اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی اصول پر کاربند ہونے کی توفیق ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین

اشکال ۱۶۔ صـ ۱۴۶ تا صـ ۱۸۴

خلاصۂ اشکال :۔ اس میں تبلیغ والوں پر یہ اعتراض ہے۔ کہ وہ اعتراض کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اس کے متعلق چند معروضات ہیں :

۱۔ کہ واقعی بے جا اعتراضات قابل التفات نہیں ہوتے۔ نہ ہر اعتراض کا حق جواب ہوتا ہے۔ لیکن ہر اعتراض غیر مستحق۔ جواب بھی نہیں ہوتا۔ البتہ بے جا اور بجا میں فرق کرنا یہ اہل تحقیق کا مقام ہے۔

حضرت سلمہٗ اللہ تعالیٰ نے جوابات کے شروع میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حضرت دہلوی کے دور سے استفسارات اور اشکالات کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔۔۔

جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ شاید ایک ہزار سے زائد خطوط اس

سلسلے میں لکھے ہوں گے۔ الخ اسی کو باعث تصنیف فرمایا ہے۔ لیکن کوئی جدید سا نظام فکر و عمل جو غیر منصوص ہو جیسے آج کل یہ جدید نظام تبلیغ جو عوام میں پھیلایا جاتا ہے۔ امت مرحومہ پر شفقت کی خاطر ہر کسی صاحب علم و بصیرت اور اہل نظر کا سننا اور اس پر پوری توجہ دینا ہی مقتضائے احتیاط تھا۔ لیکن یہاں پر جماعت تبلیغ پر حضرات اکابر کو تنقیدات کا تو حق ہے ہی۔ لیکن عوام کو یہ چھٹی دینا جیسا کہ حضرت الشیخ کے جوابات ص۱۴۷ پر یہ ارشاد ہے۔ کہ بس اسلم یہ ہے کہ معترضین کو بکنے دیں اور جو سمجھ میں آوے کرے۔ الخ

عوام کے بے معنی اعتراضات کے ساتھ یہ برتاؤ بالکل برمحل ہے۔ لیکن علمائے کرام کے اعتراضات کو درخور اعتنا نہ سمجھنا سمجھ میں نہیں آتا۔ اسلام میں تو علمائے کرام کا ایک مخصوص مقام ہے۔ جب عوام کو یہ چھٹی دیدی گئی کہ جو سمجھ میں آوے کرے۔ تو علم اور علماء کی کیا وقعت رہی۔

بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ

حضرت دہلویؒ کا ملفوظ ۱۹۶ ص۱۴۷ ملاحظہ ہو بعض خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا حضرت فاروق اعظمؓ حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت معاذؓ سے فرماتے تھے۔ "میں تمہاری نگرانی سے مستغنی نہیں ہوں" میں بھی

آپ لوگوں سے یہی کہتا ہوں کہ میرے احوال پر نظر رکھئے اور جو بات ٹوکنے کی ہو اس پر ٹوکئے"۔ انتہیٰ۔

حضرت رئیس التبلیغ انار اللہ تعالیٰ برہانہٗ کا تو معمول یہ ہو اور آپ ہی کے نام مبارک کے دم بھرنے والوں کا علمائے کرام سے استغنا بلکہ اکرام مسلم کے تقاضا سے بھی گر کر انکار اور شوخی کا برتاؤ اور علی الاعلان مقابلے پر سامنے آنا ۔ بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است ۔۔۔ قرآن اور حدیث کے علاوہ رائے اور پھر آج کل کے عوام کالانعام کی رائے کیا وقعت رکھتی ہے ۔ بہ تقاضائے حبک الشیئ یعمی ویصم ۔ اکثر اپنی نظر اپنے عیوب سے قاصر رہتی ہے ۔ اور کسی کے توجہ دینے سے ہو سکتا ہے کہ اصلاح کی طرف التفات ہو جائے ۔ کیونکہ عیوب خلاف سنت جو بھی کوئی عمل ہو مقبول بارگاہ عالی نہیں ہو سکتا ۔ مجموعہ خیر و شر کا شر ہی ہوتا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ ۔ اللہ تعالیٰ پاک پاکیزہ عمل ہی کو قبول فرماتا ہے ۔

آگے جناب والا اپنے طرز تحریر میں حضرات اکابر میں سے عموماً اور حضرت حکیم الامت تھانوی کے ملفوظات سے اقتباسات لینے میں خصوصاً لیا طرز عمل اختیار فرما رہے ہیں ۔ کہ ناظرین یہ تاثر لے لیں ۔ کہ حضرت تھانوی بھی اسی موجودہ رائج الوقت تبلیغ ہی کے اساطین میں سے تھے ۔ اور ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں ۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ۔ وہاں

تبلیغی جماعت نے تھانوی نے نام سے دھوکا دینے کی کوشش کی جس پر دیوبندی عالم دین نے ہی اس کا پول کھول دیا

بطریق صحبت نفوس مریضہ کی اصلاح ہوتی تھی۔ بے علم عوام کو جب تک وہ علوم ضروریہ سے آشنا نہیں ہوتے تھے۔ یا طالب علموں کو تعلیم کے بغیر بیعت فرماتے ہی نہ تھے۔ اگر لیتے تھے تو علماء کو بیعت میں لیتے تھے۔ اور پھر بھی نہ وہاں عوامی سے روزے تھے۔ اور نہ عوامی رسمی چلے تھے۔ نہ عوام کے گشت ہوتے تھے، نہ واجبات و مکتوبات سے بے التفاتی اور بے اعتنائی اور فضائل بیان کرنے میں غلو ہوتا تھا۔ ہر کوئی مریض اپنی فکر میں ڈوبا ہوا ہوتا تھا۔

وعظ و تبلیغ تو علمائے کاملین کا کام ہوتا تھا۔ وہ بھی بہ اجازت شیخ۔ خانقاہ شریف میں مختلف النوع طبائع اور امراض کے مختلف النوع اصلاحات اور معالجات ہوتے تھے، جس میں دو آدمی شریک نہیں ہو سکتے تھے ہر کوئی سالک اپنے شغل میں مشغول اپنے ماسوا سے فارغ ہوتا تھا۔ اپنے دتے ہوئے اشغال میں مصروف دنیا و مافیہا سے غافل ہوتا تھا۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

حضرت کے عوامی وعظ میں البتہ ساری دنیا شریک ہوتی تھی۔ اور راہِ سلوک میں ہر سالک کے ساتھ مخصوص طرزِ عمل ہوتا تھا۔ — رہی یہ بات

جو اہل جماعت سے سنی جاتی ہے۔ کہ جو اندر گھس گیا وہ اعتراض نہیں کرتا کیونکہ اس کا فائدہ معلوم ہو جاتا ہے۔ الخ

زکریا تبلیغی کو دیوبندی کی طرف سے منہ توڑ جواب

تو اوّلاً دین کا معیار فائدہ نقصان نہیں، وہاں تو منقول غیر منقول کو دیکھا جاتا ہے۔ غیر منقول عن الرسول مع سارے فوائد کے نامقبول ہوتا ہے۔ اور منقول عن الرسول مع جمیع خطرات اور دنیوی نقصانات کے مقبول ہوتا ہے۔

ثانیاً بندۂ عاجز تو جماعت میں گھسا ہوا تھا۔ احکام شرعی سے رفقائے جماعت کی تلخ بے التفاتی اور رعونت اور جہالت نے اس عاجز کو واپس آنے پر مجبور کیا۔ اور کفلق الصبح یہ واضح ہو گیا کہ اس جماعت پر دین کا ملمع ہے۔ اور باطن میں خالص صفر۔ چند رسوم کا مجموعہ ہے، بنیاد کچھ نہیں۔

اعتراضات سے استغناء اور بے التفاتی کے لئے بھی حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کو نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے ایک معترض کے رقعے کو دورانِ وعظ میں برسرِ عام جلا دیا تھا۔ میں تو یہی عرض کروں گا۔ کہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ اور ان کے معمولات پر بھی کما حقہٗ غور نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت دہلوی انار اللہ برہانہٗ کے ارشادات اور تعلیمات پر کما حقہ غور نہیں کیا جاتا۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے معمولات کا معیار اتباع سنت اور منصوصات شرعیہ ہی ہوتے تھے۔ اور بیشک بینات شرعیہ

اور سنت مستمرہ کے خلاف کسی سوقی اعتراض کے ساتھ بھی کرنا چاہیے تھا۔ جو حضرت حکیم الامت نے کیا۔ لیکن حضرت الشیخ کے رسالے میں کل اٹھارہ اشکالات کا ذکر ہے۔ جو اغلباً یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل علم کیطرف سے عرض کئے گئے ہیں۔ اور کسی اشکال میں کسی نص قطعی کی مخالفت نہیں ہے۔ جس کا جواب یہ ہو جو دیا گیا ہے۔ کہ بکنے دیں جو سمجھ میں آوے کرے۔ الخ معلوم یہ ہوتا ہے کہ درگاہ عالی سے ہر کسی سوال کا یہی جواب ہے۔

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے حضور میں اس ناچیز کا اپنا ایک واقعہ عرض ہے۔ وہ یہ کہ خانقاہ تھانہ بھون کی اقامت کے زمانے میں یہ بندۂ ناچیز حضرت کے فتاوٰی کو نقل کر رہا تھا۔ ایک دن دوران نقل میں ایک فتوٰی سامنے آیا جس کے مضمون پر میرے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ چونکہ دین کے بارے میں بے تکلفی کا ہم کو حضرت ہی نے عادی بنا دیا تھا۔ اسی وقت فتاوٰی لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور اپنا شبہ عرض خدمت کر دیا۔ جس کتاب کا میں یاد سے حوالہ دے رہا تھا۔ وہ کتاب خانقاہ کے کتب خانہ میں بھی نہیں۔ حضرت نے دارالعلوم دیوبند خط بھیجا۔ اور اس عبارت کی جس کا میں یاد سے حوالہ دے رہا تھا، سارے سیاق و سباق کی نقل بھیجنے کا

حکم دیدیا۔ چنانچہ خط کا جواب آیا۔ حضرت نے اس ناچیز غلام کو بلایا۔ اور فرمایا کہ سوال بالکل ٹھیک ہے۔ اس موجودہ فتوے کی اصلاح فرمائی اور فرمایا کہ آئندہ اس کا خیال رکھوں گا۔

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

ایک اور واقعہ اس نوع کا ہوا۔ کہ ایک سوال کا جواب حضرت اپنی جانب سے لکھ چکے تھے۔ پھر بھی احتیاطاً خانقاہ شریف کے علماء کو بلایا۔ اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہیؒ اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نور اللہ تعالیٰ مراقدھما تھے۔ اور یہ ناچیز ذرۂ بے مقدار بھی۔ حضور والا نے وہ جواب ہمارے سامنے تنقید اور تصویب کے لئے پیش فرمایا۔ میں تو پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ کہ یا اللہ آسمان علم و عرفان زمین کیطرف جھکاؤ فرمائے ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دل میں القا فرمایا کہ یہ بھی علمی تربیت ہے۔ تعلیم ہے تادیب ہے، سبحان اللہ۔ اپنے اکابر سلسلے کا ایک تو وہ منظر تھا۔ اور آج یہ منظر بھی دیکھنے میں آیا۔ کہ دین کے نام سے ایک غیر مسنون اور مخترع سلسلہ چلایا جا رہا ہے۔ اور شکایات کی جو بارش ہو رہی ہے۔ سب کو بکنے کا معزز خطاب دیا جا رہا ہے۔ یا للعجب۔

کردار اہل صومعہ ام کردمے پرست

ایں دور بین کہ نامۂ من شد سیاہ ازو

آگے اسی اشکال کے جواب میں مذکورہ آداب جتنے ہیں، سب بجا ہیں۔ عام اسلامی زندگی کے فرائض ہیں۔ جو ہر فرد مسلمان میں بحیثیت اسلام کے ہونے چاہئیں۔ البتہ اسی پر قناعت کرنا اور یہ سمجھنا کہ بس یہی کچھ تھا جو ہم نے اپنا لیا۔ اور یہی اہل کمال کا سارا اثاثہ اور انبیاء کرام اور اولیاء کا عمل تھا۔ یہ غلط ہے، غرور نفس ہے۔ یہ تو ہر مسلمان کے لئے اسلامی زندگی کا صرف ابتدائی روداد عمل تھا۔ بقول حضرت دہلویؒ الف ب، ت ہے۔ جو آگے کمال عبودیت کا علم و عمل حاصل کرنے کے واسطے طلب و پیاس پیدا کرنے کے لئے جد و جہد ہے۔ آگے کی دنیا اور ہے۔ جو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی سیر کی دنیا ہے۔ جو بقول حضرت دہلویؒ سونے کا پہاڑ ہے۔ جتنا کوئی کھودے ؎

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی

تا راہ بین نباشی کے راہ بر شوی

آسمانہا است در ولایت جاں

غیر ازیں آسمانہائے جہاں

افسوس اگر حضرت رئیس التبلیغ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کی تمنا عمل میں آ

جاتی جو جوابات کے صفحہ ۱۵۰ پر درج ہے :

۱۔ کہ تعلیم حضرت تھانویؒ کی ہوتی اور طریق کار حضرت دہلویؒ کا تو سونے پر سہاگے کا کام دیتا۔ لیکن ہائے بدقسمتی ؎

شاہدان مستور دستان بے شکیب
خانقاہ معمور و درویشان خراب

۲۔ اسی طرح صفحہ ۱۵۴ سے صفحہ ۱۸۴ تک جو ہدایات دی ہوتی ہیں سب اعلیٰ ترین ہدایات ہیں۔ لیکن کاش اگر اس کی تکمیل اور نگرانی اہل بصیرت علماء محققین کی نگرانی میں ہوتی۔ چند چلّے دئے ہوئے بے علم عوام اپنی کم ظرفی اور تنگ نظری اور بے علمی کے نتیجے میں اکابر کے پر مغز اور معنوی نظام دعوت کی تہ تک پہنچ نہ سکے تو رسمی شکل دیکر مسخ ہی کر کے چھوڑا۔ الغیاث یا غیاث المستغیثین۔

ہر عمل سنت جب بہ طریق سنت ہو تو سنت ہے۔ اور سنت جب بگڑ جاتی ہے۔ تو بدعت بن ہی جاتی ہے۔ یہاں یہی ہوا کہ بے علم رہنا اور امراء خود عالم نہیں، اور علماء کرام سے ہدایات لینے میں عار سمجھتے تھے یا حسب ہدایت حضرت شیخ بکنے ہی دیتے تھے یا بوجہ اس کے کہ جس عالم نے اندر گھس کر وقت نہیں لگایا ہو۔ اس کے علم کو اپنے جہلیات کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے۔ ضَلُّوا وَاَضَلُّوا۔ کا نتیجہ مرتب

ہو ہی گیا ـــــ اچھے سے اچھا پروگرام جب عوام کے ہاتھوں آجاتا ہے تو بگاڑ کر ہی رکھ دیتے ہیں۔ حضرت دہلویؒ کی ہدایات سنہری ہدایات تھیں۔

لیکن تبلیغی جماعت کے عوام ظاہری رسم کو اپنا کر حقیقت سے محروم رہے۔ رہزنی ہے کہ رہنمائی ہے۔

علم و ذکر جو حضرت کے ہاں بنیادی چیزیں ہیں۔ حضرت بذات خود مَاجَاءَ بِہِ الرَّسُوْلُ۔ کو علماء کے ذریعے عوام کو دینے کے درپے ہیں۔ اور موجودہ سارا معاملہ الا ماشاء اللہ ایسے بے علموں کے ہاتھ میں ہے، جن کو مَاجَاءَ بِہِ الرَّسُوْل۔ خواب میں بھی کبھی نظر نہ آیا ہوگا۔

الحاصل آج کا مشاہدہ یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت دہلوی کا وہ زرین سلسلۂ تبلیغ علم دین اور صحبت اہل اللہ سے محروم عوام کے ہاتھوں تباہ ہو رہا ہے والے اللہ المشتکیٰ۔

۳ اور یہ چھ کلموں کا نظام عمل بحیثیت اجزاء ترکیبی اگرچہ سب دوست ہے۔ لیکن یہ ہیئت ترکیبی اگر سنداً منقول عن الرسول ہوتی، عبودیت کا اطلاق اس پر صحیح ہوتا۔ لیکن جب منقول عن الرسول نہیں۔ تو دین رسول نہ ہوا۔ جو لوگ صرف اسی ہی کو تمام دین رسول سمجھ کر برتتے ہوں گے۔ لامحالہ بدعت۔ کے مرتکب ہوں گے۔ قیامت کے دن اپنا اور جتنے ان گنت لوگ جو اس مخترع ہیئت دین کے ذریعے

ماجاء بہ الرسول کے علم اور عمل سے محروم ہو رہے ہیں، سب کی طرف سے جواب دہ ہوں گے۔ وللہ در الحافظ الشیرازیؒ :

اے صبا نکہتے از کوئے فلانے بمن آر
زار و بیمار غمم راحت جانے بمن آر
قلب بے حاصل ما را بزن اکسیر مراد
یعنی از خاک درِ دوست نشانی بمن آر

سہ سنہ نبوی

ہر کسی عمل کے لئے سب سے بڑا اور بنیادی نقص یہی ہوتا ہے کہ وہ منقول عن الرسول نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی رحمتیں ساری کی ساری اپنے حبیب کے نقشِ قدم کے ساتھ وابستہ فرمائی ہیں ــــ مَن یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ الآیۃ حضرت دہلویؒ کے ہاں تو ان چیزوں کی حقیقت الف با تا کی تھی۔ نہ کہ یہی دین کی ساری حقیقت تھی ــــ۔

اشکال ۱۷۔ صـ ۱۸۴ تا صـ ۱۹۰

خلاصۂ اشکال : اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ تبلیغ والے فضائل اعمال کو بیان کرنے پر تو زور دیتے ہیں۔ وہی کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن مسائل کی کتابوں پر وہ زور نہیں دیتے ــــ یہ کیوں۔؟ حضرت مجیب سبحانہ اللہ

کی جانب سے آگے اس کے وجوہات بیان ہوئے ہیں۔

اوّل :۔ کہ فضائل بیان کرنے سے رغبت الی العمل پیدا کی جاتی ہے۔ پھر احکام خود سیکھتے ہوں گے۔

دوم :۔ احکام میں چونکہ اختلافات ہیں۔ تو اس کے بیان کرنے سے انتشار پیدا ہونے کا خوف ہے۔

حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں آراء واجب الاحترام ہیں۔ لیکن پھر بھی آراء ہیں، وحی نہیں۔ جس میں اختلاف کی گنجائش نہ ہو۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ دین کی اصل حقیقت علم الاحکام اور عمل بالاحکام ہے۔

دین تو تمام اوامر اور نواہی ہی کے مجموعے کا نام ہے۔ قرآن و حدیث میں اصل مقصود بالذات امر و نہی ہی ہے۔ بندوں پر تعمیل احکام حاکم کا ذاتی حق عبودیت ہے۔ جنت و دوزخ کی ترغیب و ترہیب، قصص و حکایات مقصود بالعرض ہیں۔ ان سے احکام کی تعمیل ہی کے لئے عوام کو تیار کرنا تھا۔ یہاں وسیلے نے مقصد کی جگہ لے لی ہے۔ اور مقصد یعنی احکام کو عوام کی مرضی پر چھوڑا گیا۔ وہی وضوء اور نماز کی مثال ہے۔ اگرچہ وضوء خود بھی عمل صالح ہے۔ کفارہ ذنوب ہے۔ لیکن اگر کوئی وضوء ہی میں لگا رہے۔ اور مقصد وضوء سے غافل بن جائے۔ تو کیا وہ احمق نہیں سمجھا جائے گا۔ اسی طرح یہاں بھی فضائل اعمال کی تعلیم کو تو اصل مقصد ٹھہرایا گیا۔ اور نفس احکام

کا علم جس کے لئے فضائل بیان ہو رہے تھے بالکل متروک یا کالمتروک۔
اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں عوام کو صرف مسلمان بنانا ہے۔ عالم بنانا نہیں۔ لیکن
جب اسلام نام احکام شرع پر چلنے کا ہے۔ امر و نہی کی موافقت
ہی کا نام طاعت ہے۔ اور مخالفت معصیت ہے۔ تو بغیر احکام
کے اسلام کیا رہا۔

بظاہر یوں نظر آتا ہے کہ تبلیغی حضرات نے حضورؐ کی صرف مکی
زندگی سے لی ہے، جہاں صرف عقائد توحید اور رسالت اور حیات
بعد الموت اور نماز کی ترویج تھی۔ احکام زیادہ نہ تھے۔ لیکن جتنے جتنے
احکام نازل ہوتے جاتے تھے۔ اتنے اتنے کی تعمیل ہوتی جاتی تھی۔

جب مدینہ منورہ میں سب احکام نازل ہو کر دین کی تکمیل ہوئی۔ تو اسکے
بعد سارے احکام واجب العمل ہوئے۔ بلوغ کے ساتھ ہی وجوب عمل
آجاتا ہے۔ لہذا بلوغ سے پہلے ہی بچوں کو ضروریات دین کی تعلیم دینا
والدین پر واجب کیا گیا۔ موجودہ تبلیغ میں ماجاء بہ الرسول احکام دین جو
عین حقیقت دین ہیں۔ پس پشت ہیں۔ اور دین کا صرف نام دین دین دین
رٹ لیا جاتا ہے۔ اور سہ روزوں اور جاہلانہ چلوں کی بجائے علم دین سے تو
عوام اہل تبلیغ میں مسخرے بھی سننے میں آرہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

جوابات کے صفحہ ۱۷۵ پر فرماتے ہیں کہ بہت سے بھائی پوچھتے ہیں

کہ تبلیغی نصاب کو تو ہم نے بار بار دہرایا۔ آگے کچھ اور کتابیں پڑھنے کیلئے بتادی جائیں۔ تاکہ علم بڑھے۔ جواب میں بجائے اس کے کہ کچھ احکام کی کتابیں مثلاً بہشتی زیور وغیرہ بتادئے جاتے۔ لیکن فرمادیا جاتا ہے کہ اسی کو دہراتے جاؤ۔ انسان صرف علم سے عمل پہ نہیں پڑتا۔ الخ یعنی احکام کیطرف تبلیغ والوں کو جانے نہیں دیا جاتا ہے۔ آگے مصلحت کا ذکر ہے لیکن قلب موضوع کے سوا کچھ نہیں۔ آگے کچھ آداب مندوبہ ہیں جو جماعتوں کو رخصت کرنے کے وقت ان کے بارے میں ہدایات دئے جاتے ہیں۔ اور وہی مخصوص پروگرام ہے جو ضابطے کے طور پہ تکمیل کیا جاتا ہے۔ جس کو علم دین سمجھا گیا ہے۔

رہا انتشار پیدا ہونے کا ڈر جو صفحہ ۱۷۴ پر ارشاد ہے۔ اور جا بجا یہ کہا جاتا ہے۔ کہ مسائل میں اختلاف ہے۔ حنفی مسائل اور ہیں۔ شافعی مسائل اور ہیں۔ اہل حدیث کے مسائل اور ہیں۔ اس لئے ہم نے مسائل کا تذکرہ ہی چھوڑ دیا ہے۔ اور کوئی پوچھے تو کہو کہ اپنے اپنے کنوئیں کا پانی پیو۔

عجیب منطق ہے۔ دعوٰی تو ماجاء بہ الرسول کی خدمت کا تھا۔ اور ہوتا یہ ہے۔ کہ چاہے کوئی شرکی عقائد میں مبتلا ہو، قبروں کو پوجتا ہو، بدعتی ہو، تقلید کو شرک بتاتا ہو۔ کچھ بھی ہو سو ہو چھیڑنا نہیں ہے۔ تاکہ انتشار پیدا نہ ہو اور جماعت کی شکل بنی رہے۔ یہ وہی ضرب المثل رہی کہ کہیں کی اینٹ

کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

تبلیغی جماعت ۷۳ فرقوں میں سے ایک فرقہ

اس سے تو یہ بو آتی ہے۔ کہ یہاں پر مطلب کچھ اور ہے، جماعت ہو، امارت ہو، اطاعت ہو، رنگ ڈھنگ ہو۔ مزہ چرچا ہو۔ رہی دین کی خدمت، تو چند آداب برائے نام ہوں۔ آگے عقائد اور اعمال میں جو مرضی ہو وہ کیا کرے۔ چاہے حق ہو چاہے باطل، چاہے کچھ ہو، البتہ سہ روزے چلّے دیا کرے۔ ۷۳ فرقوں میں ایک فرقے کی کمی تھی، وہ پوری ہوئی اللہ اللہ خیر سلاّ۔ اور اس پاک و ہند کی سرزمین پر حنفی شافعی اختلاف کہاں ہے۔

اور ہو بھی تو سلف سے تو ہمیں یہی سبق ملا ہے۔ کہ ہر کسی فرد بشر پر دین منزل کا علم اور عمل علیٰ حسب مراتب فرض ہے۔ اور اختلاف امتی رحمۃ کی بنا پر اگر فروعی اختلاف ہو تو اس کو رحمت ہی جانے۔ اور اعلاء کلمۃ الحق سے پہلو تہی نہ کرے۔ اور اگر اختلاف اعتقادی ہو۔ تو ابتداء ہی سے اپنے مشرب حق کا کھلے طور پر اعلان کرنا فرض ہوتا ہے۔ اور کسی مصلحت کی خاطر ہو کتمان حق باطل اور حرام ہے۔ صرف توحید و رسالت نہیں تمام عقائد کا علم، دین کی بنیاد ہے۔ حیرت ہے، سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک مسلمان کو کسی عمل مثلاً نماز کے فضائل اور اجر و ثواب کا بیان تو روزانہ شد و مد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہو اور عمل کی صحت و فساد یا خود عمل کے فرائض و واجبات کا پتہ نہ ہو۔ بلکہ

ایک ثقہ شخص کی روایت ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے تبلیغیوں کو بے وضوء

بھی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اس خیال سے کہ وضو ہو یا نہ ہو۔ نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا ہے۔ عمریں گذر جاتی ہیں۔ لیکن تبلیغی افراد علم دین کے طالب بہت کم نظر آئیں گے۔ کیونکہ جس چیز کو وہ دین سمجھتے ہیں وہ اس اپنے مزعومہ دین کے حامل ہیں۔

اشکال ۱۸۔ صـ ۱۹۰ تا صـ ۲۰۴

خلاصۂ اشکال یہ ہے کہ ابتداء میں تبلیغ صحیح حالت پر تھی۔ لیکن اب چونکہ اس حالت پر رہی نہیں لہذا اب ضلالت اور گمراہی ہے۔

جواباً عرض ہے کہ تبلیغ ایک عربی لفظ ہے۔ جس کی حقیقت خیر القرون سے حضرت دہلویؒ تک علمی تبلیغ تھی۔ یعنی مَاجَاءَ بِہِ الرَّسُوْلُ کا علم الظاہر والباطن اور اعمال ظاہر و باطن کا مختلف طریقوں سے وعظ کے ذریعے کتابوں کے درس کے ذریعے، صحبت کے ذریعے ہر زمانے میں عوام تک پہنچانا تھا۔ یہی حقیقت خیر القرون میں زور شور سے تھی۔ گھٹتے گھٹتے اگر آج اس کا عشر عشیر بھی باقی ہو تو غنیمت ہے، برکت ہے، کچھ تو ہے۔ وہی موجودہ رائج الوقت تبلیغ، نام کی تبلیغ ہے۔ اور حقیقت بالکل نرالی ہے۔

حضرت دہلوی کی تبلیغ علمی اور سلف صالحین کے رنگ کی تبلیغ تھی۔ اور آج کل کی رسمی اور بدعی تبلیغ خود ہی گمراہی ہے۔ جوابات کے صـ ۱۹۱ پر بخاری شریف سے ایک حدیث نقل فرمائی گئی ہے۔ کہ تم لوگ ایسے

زمانہ میں ہو کہ اگر مامور بہ کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دو تو ہلاک ہو جاؤ لیکن عنقریب ایک زمانہ آنے والا ہے۔ کہ اگر وہ لوگ مامور بہ کے دسویں حصے پر بھی عمل کر لیں گے تو نجات پالیں گے۔ ۱۲ مشکوٰۃ شریف۔

اس حدیث سے کھلے طور پر صاف واضح ہے کہ رضائے الٰہی کا تعلق مامورات شرعیہ کو بجالانے کے ساتھ ہے۔ اور تبلیغ کے موجودہ سلسلے میں مامورات اور احکام و مسائل کو تو کوئی معتدبہ درجہ دیا نہیں گیا ہے۔ بلکہ چھیڑتے ہی نہیں، جو جس کی سمجھ میں آئے کرے۔ عام چھٹی ہے۔ البتہ ایک غیر ماثور نظام عمل کو دین کے لئے محنت نام سے اپنایا گیا ہے۔ اور اسکو دین کے زعم میں زور و شور کے ساتھ پھیلایا جا رہا ہے۔ نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا۔ کہ دنیا میں جب یہ نظام پورا حاوی ہو جائے تو یہی اختراعی نظام عمل دین کا مقام حاصل کر کے دین کے اسم اور مسمّٰی پر قبضہ کر کے دین کی عقیدت اور محبت سے عوام میں رائج ہو جائیگا۔ عربی زبان اور عربی علوم اور قدیم اعمال دین معطل ہو جائیں گے۔ کتاب پڑھنے کے لئے تبلیغی نصاب ہوگی۔ بجائے عربی سیکھنے کے اردو ہی سیکھی۔ امر و نہی اور احکام شرع کی پابندی سے آزاد صرف فضائل اعمال کی ایک ہلکی سی گٹھڑی سر پر ہوگی اور بس۔ اور دین نام ہوگا انہی سہ روزوں اور چلوں کا۔ اور وہی حدیث شریف صادق ہو جائے گی۔ یُرْفَعُ الْعِلْمُ وَ یَکْثُرُ الْجَهْلُ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ عَالِمًا

اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔
الحدیث۔

ترجمہ:۔ علوم دنیا سے اٹھ جائیں گے اور جہل کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ جب کوئی صحیح عالم نہ رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو سردار اور امیر بنائیں گے۔ بغیر علم کے فتوے دیتے ہوں گے۔ خود بھی گمراہ ہونگے اور مخلوق کو بھی گمراہ کرتے ہوں گے۔ العیاذ باللہ العظیم۔ انصاف؟ قیامت کی باز پرسی کا خوف۔؟

تبلیغی جماعت پر حدیث کے حوالے سے ایک اور تازہ فتوی

آگے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ العزیز کے خلفاء کا ذکر ہے جن کا اس سلسلے سے شغف ہے۔ جن میں اس ہیچ میرز کو بھی شامل فرمایا گیا ہے۔ مجھے اس سلسلۂ تبلیغ سے واقعی شغف تھا۔ جب میں اس کو واقعتہً دین کیطرف عوام کو کھینچ لانے کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ جب سے معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ چند رسوم کا مجموعہ ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ انجان عوام کے ہاتھوں اسلام کی اصل حقیقت اور حقیقی خدوخال کا مسخ ہو جانا ہے ـــــ تو بندہ الگ ہوا۔ اب بھی یہ چاہ ہے کہ کاش یہ سلسلہ اپنی ابتداء کی طرح صحیح مسنون طریقہ اور نبوی خطوط پر آجاتے۔ علم کی روشنی میں اور علم کی اطاعت اور رہنمائی میں چلتا رہے۔ تاکہ نجات اخروی پر منتج ہو سکے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین یارب العالمین۔ اور بزرگوں کا صدقۂ جاریہ

اس کتاب شاہراہ تبلیغ کے مصنف قاضی عبد السلام اشرفی دیوبندی اشرفعلی تھانوی کا خلیفہ تھا۔اور علماء دیوبند کے نزدیک بھی صاحب علم تھے،

فنانہ ہو۔ اور دین کی صحیح خدمت سے سرخروئی قیامت کی نصیب ہو۔

جوابات کے آخر میں حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ اس ناچیز کے تعلق کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا عرض ہے۔ کہ چونکہ عام لوگوں کی یہ عادت ہے۔ کہ منسوب کو دیکھ کر منسوب الیہ کو اسی پر قیاس کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا حضرت کی طرف اپنی نسبت کو میں شہرت دینا نہیں چاہتا تھا۔ اور خود ظاہر ہونے سے بھی اپنے دل میں شرمندہ اور مجوب جیسا ہو جاتا تھا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ مجھ جیسے کی نسبت حضور والا کے خدام کیطرف ان کے لئے لوگوں کی نظروں میں موجب خفت نہ بنے۔ جیسے زمین کی نسبت آسمان کی طرف۔ حضرت جامیؒ نے کیا خوب فرمایا ؎

نسبت خود بہ سگت کردم و ابن منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کونے تو شد بلا دلبی

لیکن تحدثا بالنعمۃ اور تشکراً عرض خدمت ہے۔ کہ چونکہ حضور والا کے مبارک اور منور قلب میں اللہ تعالیٰ نے اور بے انتہا ملکات وہبیہ کی طرح ایثار اور شفقت علی المخلوق بھی بھر دی تھی۔

بنابریں جب بندہ مدرسہ عبدالرب دہلی سے فارغ ہوا۔ تو حضور والا نے اپنی بندہ نوازی سے اس ناچیز کو طالب حق سمجھ کر خلاف معمول ایک امتیازی شکل سے اپنا لیا تھا۔ جس کو دیکھ کر لوگ حیران ہو جاتے تھے۔ اور چار مہینے

اپنے ہی خرچ پر اپنے حضور میں رکھ کر آخر میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔

اور اغلباً ایسا ہی فرمایا تھا۔ کہ آپ کے ساتھ جو کچھ میں کرنا چاہتا تھا وہ کر چکا اب آپ فارغ ہیں۔ اور بحمداللہ تعالیٰ وعظیم احسانہٗ حضرت کی حیاتِ مبارک تک شفقت اور محبت کے تعلقات رہے۔ آخر جب حق تعالیٰ شانہٗ کو منظور ہوا تو دنیائے دنی کو یتیم چھوڑ کر لمعۂ نور نورِ کل سے جا ملا۔ اَعلَی اللّٰہ تعالیٰ دَرَجَاتِہٖ فِی اَعلَی عِلِّیِّیْنَ وَمَتَّعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِفُیُوضِہٖ وَبَرَکَاتِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ آمین۔

بَعُدْتُمْ وَلَمْ یَبْعُدْ عَنِ الْقَلْبِ حُبُّکُمْ
وَغِبْتُمْ وَاَنْتُمْ لِلْفُؤَادِ مُنِیْرُ

دور ہو گئے آپ اور نہیں دور ہوئی دل سے محبت آپ کی اور غائب ہو گئے آپ اور آپ میرے دل کو روشن کرنے والے ہیں۔

عَدِمْنَا عَلَی الدُّنْیَا وُجُوْدَ نَظِیْرِکُمْ
لَقَدْ قَلَّ مَوْجُوْدٌ وَعَزَّ نَظِیْرُ

نہ پایا ہم نے دنیا پر موجود نظیر آپ کی۔ البتہ تحقیق کم ہوتے ہیں ایسے موجود اور ایسے نظیر بہت نایاب ہوتے ہیں۔

وَدَمْعِیْ عَزِیْرُ السَّکْبِ فِیْ عَرَصَاتِکُمْ
فَکَیْفَ اَکُفُّ الدَّمْعَ وَھُوَ عَزِیْرُ

اور میرے آنسو بہت بہنے والے ہیں آپ کے میدانوں میں۔ پس کیسے روکوں آنسوؤں کو اور وہ بہت زیادہ ہیں۔

فَأَبْكِيْ وَمَا يُغْنِي الْعَوِيْلُ وَلَا الْبُكَاءُ
عَلَيْكَ وَمِثْلِيْ بِالْبُكَاءِ جَدِيْرُ

پس روتا رہوں گا، اور فائدہ کچھ نہیں رونے کی آواز اور رونے سے آپ پر اور مجھ جیسا رونے کا حقدار ہے ہی۔

غَرَسْتُمْ بِقَلْبِيْ نَوْمَةً ثَمَرَاتُهَا
هُمُوْمٌ لَهَا حَشْوُ الْفُؤَادِ سَمِيْرُ

لگا دیا آپ نے پودا میرے دل میں سودائے عشق کا جس کے پھل غموم ہیں۔ جن کے ساتھ دل کے اندر کی چیزیں گفتگو میں ہوتی ہیں۔

وَصَلْتَ إِلَى أَقْصَى الْمُنَى عَاشِقًا بِهَا
وَعَامَّةُ عُمْرِ الْعَاشِقِيْنَ قَصِيْرُ

پہنچ گئے آپ تو اپنی آخری خواہش تک جس پر آپ عاشق تھے۔ اور عموماً عاشقوں کی عمریں چھوٹی ہوتی ہی ہیں۔

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ يَا أَشْرَفَ الْوَرٰى
سَلَامٌ يَعُمُّ النَّاسَ وَهُوَ قَدِيْرُ

آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو اے مخلوق کے شریف ترین جوہر ایسی سلامتی

جو سارے لوگوں تک عام پہنچے اور وہ بڑے قادر ہیں۔

حضرت جیسے مقبولین کی ادنیٰ نسبت تمام مخلوق کے لئے ذریعہ رجائے آخرت ہوتا ہی ہے۔ بحکم اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے مجھ جیسے مٹی بھر حُمَاۃٍ مَّسْنُوْنٍ کو بھی جیسے یہاں تھا مع سارے متوسلین کے وہاں بھی حضرت کی صحبت بابرکت نصیب فرماوے۔ آمین۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

رحمت حق بہانہ مے طلبد

رحمت حق بہانہ مے طلبد

رحمت حق سے امید ہے کہ حضرت سعدیؒ کے مندرجہ ذیل اشعار کو اللہ تعالیٰ میری اور سارے متوسلین کی حالت بنا ڈالے گا، انشاء اللہ العزیز۔

دیدم گل تازہ چند دستہ

برگنبذے از گیاہ بستہ

گفتم چہ بود گیاہ ناچیز

تا در صف گل نشیند اونیز

بگریست گیاہ و گفت خاموش

صحبت نکند کرم فراموش

گر نیست جمال و رنگ و بویم
آخر نہ گیاہ باغ اویم

تِلْكَ اللَّيَالِي اللَّتِي اَعْدَدْتُّ مِنْ عُمُرِي
مَعَ الْاَحِبَّةِ كَانَتْ كُلُّهَا عُرُسًا

گرچہ دانم کہ بجائے نبرد راہ غریب
من بہ بوئے خوش آں زلف پریشاں بروم

اِنْشَاءَ اللّٰہ تَعَالٰی بِفَضْلِہٖ وَمَنِّہٖ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

خاتمۃ الکتاب

خلاصہ اس طویل بحث کا یہ ہے کہ تبلیغ دین یعنی علم دین کے احکام اور شرائع کو خود حاصل کرنا اور عام امت رسول اللہ صلعم تک پہنچانا۔ اور ان کو اسکی طرف راغب کرنا اور اس پر چلانے کے لئے کوشش کرنا جس کی ایک مخصوص رنگ میں ایک صالح بنیاد حضرت دہلویؒ نے رکھی تھی اور چلائی تھی۔ آپ کے بعد اکثر مقامات پر الا ماشاء اللہ بے علم عوام امرائے تبلیغ نے اسکو مسخ کر کے بگاڑ دیا ہے۔ موجودہ عوامی رسمی تبلیغ بظاہر نام سے تو تبلیغ دین ہے۔ مگر درحقیقت دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل الٹ ہے۔ دینداری کی نیت سے بے دینی ہے۔ اور انجان ہو کر دین دشمنی کی نیت سے دین دشمنی زور شور سے پھیلائی جا رہی ہے۔ العیاذ باللہ۔

حضرت دہلویؒ نے ملفوظات کے اوّلین ملفوظ میں اس بگاڑ کی اصلاح کی ذمہ داری علماء امت پر عائد فرمائی ہے۔ جو ورثۃ الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ علمائے امت کو اصلاح کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے

دن حفاظتِ دین کے فریضے سے سبکدوش ثابت ہوں۔ آمین

موٹی موٹی شکایات کی مختصر ہیئت
جسکی تفصیل کتاب میں ہے

۱۔ حضرت دہلوی قدس سرہٗ العزیز کا مقصدِ وحید اس سلسلے سے ماجاء بہ الرسول یعنی علم شریعت اور اعمالِ شریعت کا علمائے کرام کے ذریعے عوام تک پہنچانا تھا۔ اور ہمارے آج کل کے رفقاء الا ماشاء اللہ باستثنائے معدودے چند، چند رسوم کو اپنا کر علمِ دین اور عام علمائے دین سے بے نیازی اور استغنا برت رہے ہیں۔ اسی بنیادی غلطی نے اس مقدس تحریک کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی حیثیت سے قیام عبادت کے لئے شب جمعہ کی تخصیص سے منع فرمایا ہے۔ اور ہمارے رفقائے تبلیغ کے ہاں یہ عمل یعنی اجتماع شب جمعہ عین مامور بہ اصل جہاد اور اجرِ عظیم سمجھا جارہا ہے۔

۳۔ مسجدوں میں اہل مسجد یا معتکف یا مسافر کے بغیر بہ عقیدت ثواب اور عمل دین شب گذاری ممنوع ہے۔ اور ہمارے رفقائے تبلیغ کے ہاں گھروں کو چھوڑ کر مسجد میں شب گذاری بھی عظیم عمل ثواب ہے۔ چھوٹے بچوں کو بھی تبرکاً ساتھ لایا جارہا ہے۔ اور رات گئے تک جو گپ شپ

ہوتی ہے، اُسے تبلیغ سمجھا جاتا ہے۔ اور اس عمل کو اونچا عمل الانبیاء بتایا جارہا ہے۔ عوام کو بحوالہ حدیث یہ بتایا جارہا ہے کہ شب جمعہ جامع مسجد میں گذارنے سے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ۔

۴ جمعہ کے دن نمازِ جمعہ از روئے قرآن وحدیث اہل شہر پہ فرض کیا گیا ہے۔ اور اردگرد کے قریٰ اور قصبات والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر آنے کی تاکید اور ترغیب فرمائی ہے۔ اور شہر کو آنا اجرِ عظیم ہے۔ اور جمعہ کے دن صبح صادق ہی سے سویرے جامع مسجد آنا اجرِ عظیم فرمایا گیا ہے۔ لیکن ہمارے رفقائے تبلیغ کے ہاں وہ جامع مسجد جہاں انہوں نے رات کو ناجائز شب گذاری فرمائی تھی، علی الصباح سویرے سویرے اسی شہر اور مسجد کو چھوڑ کر قریٰ اور قصبات چلے جانا مقدس جہاد اور اجرِ عظیم سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ نماز کے لئے رہ جانے کو خسرانِ عظیم سمجھتے ہیں — العیاذ باللہ العظیم۔ کیا یہ شریعتِ محمدیہ کو بالکل الٹ کر دینا نہیں —؟

۵ دین کی خدمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پہ بقدر استطاعت لازم فرمایا ہے۔ اس کے لئے کوئی ہیئت مخصوص رسولِ پاک سے منقول نہیں۔ بنابریں یہ سہ روزے، چلّے، خلافِ سنّت رسول ہیں۔ حضرت دہلویؒ نے اس کو بطور ذریعۂ مقصد جیسے الف با تا استعمال فرمایا

تھا جس کو آج رفقائے تبلیغ نے حضرت دہلویؒ کی ہدایات کے برخلاف عین مقصد بنا ڈالا، ذرائع عین مقاصد بن گئے۔ دین الٹ گیا۔

۶۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں جہاں جہاں جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کی آیتیں اور حدیثیں ہیں ہمارے رفقائے تبلیغ سب کا مصداق انہی سے روزوں اور چلوں کو بتا رہے ہیں۔ اس نظام میں جنہوں نے وقت نہیں لگایا ہو۔ اس کو ہر آن کیا بہت گری ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ خواہ وہ کتنا صاحب علم و عمل کیوں نہ ہو۔

۷۔ دین اسلام کی اصل حقیقت اوامر اور نواہی شرع شریف اور جائز ناجائز احکام شرع شریف کی تعلیم اور تعمیل ہے۔ ہمارے رفقائے تبلیغ عوام میں احکام اسلامی کی کتابوں کی درس و تدریس کو اتنا ضروری نہیں سمجھتے جتنا کہ ہے۔ بلکہ اس بارے میں سنی سنائی باتوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔ کیونکہ جائز ناجائز کے مباحث سے جماعت میں اختلاف اور انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ گویا جماعت احکام اسلامی کی حفاظت سے زیادہ عزیز ہے۔

۸۔ تبلیغ کی اصل حقیقت علم دین کو علمائے کرام سے لینا تھا۔ اور پھر بلا کسی قید و قیود کے اس کو عوام میں پھیلانا تھا۔ یہ موجودہ ہیئت کذائی جو رائج ہے۔ اور یہ التزامات اور قید و قیود نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

منقول ہیں۔ نہ خیر القرون اور سلف صالحین سے۔ اور بہ عقیدت دین
بہ نیت حصولِ ثواب برتا جارہا ہے۔ لہٰذا بدعتِ ضلال ہے۔ اللہ تعالیٰ
امتِ حبیبؐ کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

تشکّر

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ——

اس بندۂ ناچیز نے جب اپنے مافی الضمیر کو موجودہ مسودے کی شکل
دیدی تو بغرض استصواب جناب مفتی دارالعلوم حقانیہ حضرت العلامہ الفہامہ
فرید العلماء مفتی محمد فرید صاحب اعطاہ المجید من نعمہ المزید۔ کی
خدمت میں پیش کیا۔ باوجود اس کے کہ دارالعلوم کا سالانہ امتحان قریب تھا۔
آپ کے اوقات بالکل مشغول تھے۔ لیکن عذر نہیں فرمایا اور لفظ بلفظ ملاحظہ
فرماکر جابجا الفاظ و مضامین میں نہایت قیمتی ترمیمیں ارشاد فرمائیں اور میرے
اس مرقع کو علمی زرباف بنادیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بندہ نے ان کی ترمیمات کی روشنی میں مسودے کی تبییض کرکے پھر
مزید توثیق کے لئے حضرت مجمع اللطائف شمس العلوم والمعارف، علامہ
شمس الحق افغانی لازالت شموس افضالہ زاھرۃً باھرۃً کے حضور

عالی میں پیش کیا۔ حضرت نے بڑی وسیع القلبی سے مطالعہ فرما کر پسند فرمایا۔
اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایک مختصر سا خلاصہ آخر میں لکھ دیا جائے،
کہ اگر کسی کو سارے رسالے کے مطالعہ کی فرصت نہ ہو تو خلاصہ ہی سے
مطلب نکال لے۔ چنانچہ خاتمۃ الکتاب ان کے فرمانے سے اضافہ کیا
گیا ہے۔

خوش قسمتی سے بندہ احقر کی یہ بیاض یادگار سلف قدوۃ الخلف
حبیب العلماء مجسمۂ علم و تقویٰ حضرت مولانا حبیب النبی صاحب عم
فیوضہم سجادہ نشین بیکی شریف تحصیل صوابی کے حضور میں بھی سعادت اندوز
ہوئی۔ مطالعہ فرمانے کے بعد درج ذیل الفاظ کے ساتھ واپس فرمادی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا تحریر کردہ رسالہ جماعت تبلیغی کے متعلق نظر سے
گذرا۔ ماشاء اللہ جو تنقید آپ نے اس جماعت کے متعلق
فرمائی ہے وہ تعصب سے بالاتر اور منصف مزاج حضرات
کے لئے مشعل راہ ہے۔ امید ہے کہ حق تعالیٰ عام مسلمانوں
کے لئے اس کو ذریعہ رشد و ہدایت بنا کر بصائر و معارف
کے حجابات کا ان کے قلوب سے ازالہ فرمائے گا۔

ان علماء اعلام کی ان توثیقات کے بعد بندہ کو غالب امید ہوئی کہ اللہ تعالیٰ

اپنے حبیب پاک کی امت مرحومہ کے لئے میری اس ناچیز حقیر خدمت
کو نافع بنا دیگا۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَ
آخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ ط

چند ازیں تصدیع و تطویل کلام — مطلبے کو ماعدا طول اللام
مقصد خود ہر چہ در دل داشتم — عرض کردم بس فقط تم الکلام
منیتی واللہ اعلم بالمنیٰ — حفظ دین الحق مع حسن الختام
بوکہ یابد رہ ازیں صاحبدلے — سوئے دین مصطفےٰ النور التمام
آید ش برلب در اثنائے دعا — نام ایں عاجز فقیر عبد السلام
بوکہ حسن عاقبت گردد نصیب — از طفیل حضرت خیر الانام

صلی یا ربی علی النور الامین
عدد مکنونات علمک والسلام

قد وقع الفراغ منها یوم الجمعة الرابع والعشرین شهر ربیع الثانی
من شهور سنة ۱۳۹۴ھ۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ط
وانا العبد الآثم المذنب الخاطی قاضی عبد السلام عفا اللہ عنہ
خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور

مولانا طارق جمیل صاحب کی بے اعتدالیاں اور ان کا جواب

مولانا مفتی عبدالواحد ☆

یہ دیوبندی مفتی کی کتاب
ہے جس میں دیوبندی
مفتی نے تبلیغی جماعت
اور طارق جمیل کا رد کیا۔

قسط ①

مولانا طارق جمیل صاحب کی بے اعتدالیاں اور ان کا جواب

مولانا مفتی عبدالواحد☆

بسم اللہ حامدا و مصلیا!

حضرت مولانا مفتی عیسیٰ خان صاحب مدظلہ اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے مولانا طارق جمیل صاحب کی کچھ تقریروں کی نقل موصول ہوئی۔ اس پر انہوں نے ہماری رائے بھی مانگی ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے C.D پر اصل تقریر کو تحریر سے ملایا تو مطابق پایا۔ اس پر ہم نے چیدہ چیدہ امور میں مولوی طارق جمیل صاحب کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور ساتھ میں حق بات کو بھی بیان کیا ہے۔

مولانا الیاسؒ کے چلائے ہوئے کام کو ہم اپنا کام سمجھتے ہیں لیکن مولوی طارق جمیل صاحب کی علمی و عملی بے اعتدالیاں بڑھتی ہی جارہی ہیں۔ اس طرح کے نادان دوستوں کی وجہ سے تبلیغ کے کام پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہوگیا ہے۔

اس لئے اگرچہ ذہن میں کچھ لکھنے کا پہلے سے پروگرام تھا لیکن اب جب کہ ایک سنجیدہ حلقہ کی طرف سے مولوی طارق جمیل صاحب کے فرمودات کی نقل بھیجی گئی تو بنام خدا الدین النصیحۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت مولوی طارق جمیل صاحب کی بے اعتدالیوں کو کھولا ہے۔

تبلیغ کے ذمہ دار حضرات سے استدعا ہے کہ وہ خود بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، سنجیدہ و محتاط طرز عمل اختیار کریں اور مولوی طارق جمیل جیسے جوشیلے لیکن غیر محتاط حضرات کو بے اعتدالیوں سے روکیں ورنہ یہ کام کو بھی اور کام کے ذمہ داروں کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ.

13 جمادی الاولیٰ 1429ھ

☆ دارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک، لاہور

تیسری بحث: مولوی طارق جمیل صاحب اور جہاد

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں:

پچھلی صدی میں جتنی بھی تحریکیں اٹھیں یا اہل خیر لیڈر اس میں مخلص بھی تھے..... وہ سب کے سب قوت کے زمانے کے واقعات کو دلیل بنا کر ٹکرانے کے لئے چل پڑے۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں شاملی میں مشورہ ہوا تو سب کی رائے تھی کہ قتال کرنا ہے۔ ایک بڑے عالم تھے ان کا نام ہے شیخ محمد۔ وہ کہنے لگے کہ ہم کمزور ہیں اور اس کمزوری میں یہ حکم نہیں ہے۔ تو حضرت نانوتوی نے کہا کہ کیا ہم بدر سے بھی زیادہ کمزور ہیں؟ تو اس پر وہ خاموش ہو گئے چپ ہو گئے پھر شاملی میں جنگ ہوئی..... اس میں حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے..... اور حضرت گنگوہی زخمی ہوئے۔ پھر یہ سارے حضرات مفرور ہو گئے اور جو مولانا حاجی امداد اللہ صاحب تھے وہ ہجرت کر کے مکہ چلے گئے چھپتے چھپاتے چھپتے چھپاتے..... پھر انہوں نے وہی کیا جو مولانا شیخ محمد کہہ رہے تھے پیچھے ہٹ گئے پھر مدرسے پر آ گئے..... قوت کے واقعات کو سامنے رکھ کر..... اور ان واقعات سے استدلال پکڑ کر کام کرتے رہے..... نتیجہ یہ ہوا کہ مخلصین کی طاقتیں لگتی رہیں شہید بھی ہوئے، قید بھی ہوئے لیکن جس مقصد کے لئے اٹھے تھے اس مقصد تک نہ پہنچ سکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مولانا الیاس رحمہ اللہ کو الہامی طور پر یہ چیز دی گئی..... اللہ کی طرف سے الہامی طور پر یہ بات سامنے آئی (کہ) ہم کمزور ہیں اور کمزور کے احکام اور ہوتے ہیں۔ تو حدیبیہ میں اس کی دلیل ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ اور صبر کر جاؤ..... جب کفار آ کر ارض المسلم قر قبضہ کر لیں ایک شہر پر..... لکھا ہوا ہے ٹھیک لکھا ہوا ہے..... ایک شہر پر بھی قبضہ کر لیں تو تمام امت پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے..... لیکن فرض عین ہوتا ہے استعداد کے ساتھ۔ استعداد نہیں تو ساقط ہو جاتا ہے..... تو افغانستان کی مثال دیتے ہیں آج کہ افغانستان پر قبضہ ہو گیا عراق پر قبضہ ہو گیا عراق پر قبضہ ہو گیا ساری امت پر فرض عین ہے..... اس میں کوئی شک نہیں لیکن یہ فرض عین اپنی شرط کے ساتھ ہے۔ فرض عین ہے تو ساتھ استعداد بھی ہو، استعداد نہیں تو پھر صبر کرنا پڑے گا..... عز الدین بن عبد السلامؒ نے کتاب لکھی ہے..... قواعد الاحکام فی مصالح الانام..... تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر اعلائے کلمۃ اللہ کا تحقق نہ ہو رہا ہو تو قتال ویسے ہی ساقط ہے صرف شہادت مطلوب نہیں ہے مطلوب کسی غرض کے ساتھ ہے۔ ''ایوین نہیں (یعنی فضول) جان گنوا دینے کا حکم (نہیں ہے)۔''

ہم کہتے ہیں:

مولوی طارق جمیل صاحب نے اس مقام پر بھی کئی غلطیاں کی ہیں:

1- اگر جنگ شاملی میں شیخ محمد تھانویؒ کا وہی اعتراض مان لیا جائے جو مولوی طارق جمیل نے لکھا ہے تب بھی مولانا نانوتویؒ کے جواب پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بات بھی غور کا تقاضا کرتی ہے کہ مولانا گنگوہیؒ بھی جنگ میں شریک ہوئے اور زخمی بھی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جہاد کی استعداد ہے یا نہیں یہ ایک امر اجتہادی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کی نظر میں استعداد موجود ہو اور دوسری کی نظر میں نہ ہو..... شیخ محمد کی نظر میں استعداد موجود نہ تھی جب کہ مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی کی نظروں میں موجود تھی اور ہر ایک نے اپنے اجتہاد پر عمل کیا۔ شاملی کی جنگ میں بالآخر شکست کے بعد جب وہ استعداد بھی باقی نہ رہی تو مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی نے براہ راست تصادم کی راہ چھوڑ دی اور مدرسہ کی لائن اختیار کی۔

2- مولوی طارق جمیل صاحب نے جہاد کے فرض عین ہونے والی بات کو ذکر کیا ہے فرض کفایہ ہونے کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ بظاہر یہ ہے کہ مولوی طارق جمیل صاحب کے نزدیک استعداد نہ ہونے پر نہ تو جہاد فرض عین ہے اور نہ فرض کفایہ ہے۔ اور عز بن عبدالسلامؒ کے قول سے مولوی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا کہ جہاد کے نام سے جو کوششیں ہو رہی ہیں چونکہ ان سے اعلائے کلمۃ اللہ کا تحقق نہیں ہو رہا اور جہاد کی غرض پوری نہیں ہو رہی اس لئے جہاد و قتال ساقط ہے اور چونکہ غرض حاصل ہونے کے آثار بھی موجود نہیں ہیں کیونکہ اتنی طاقت نہیں ہے اس لیے جو لوگ جہاد کے نام پر اپنی جانیں دے رہے ہیں وہ فضول میں دے رہے ہیں کیونکہ غرض کے بغیر شہادت مطلوب شرعی نہیں بنتی۔

مولوی طارق جمیل صاحب کے ذکر کردہ فلسفہ کو مان لیا جائے تو موجودہ دور میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے پاس جہاد و قتال کرنے کی طاقت و استعداد تو ہے نہیں۔ لہٰذا ان کو جہاد نہیں کرنا چاہئے اور موجودہ دور جہاد و قتال سے خالی رہنا چاہئے جب کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة. (بخاری و مسلم)

میری امت کا ایک حصہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا قیامت کے دن تک ظاہر (و باہر اور غالب) رہے گا (یہ نہیں کہ جہاد کرنے والوں کا سلسلہ شکست کھا کر بالکل ختم ہی ہو جائے اور بیٹھ رہے)۔

اب بتائیے حدیث میں ایک خبر ہے جس کے مطابق بظاہر استعداد نہ ہونے کی حالت میں یعنی موجودہ دور میں بھی لوگ حق پر قتال کریں گے اور وہ کیا ہی قابل تعریف لوگ ہوں گے جو حق کے لئے جانیں دے

رہے ہوں گے اگرچہ مقصد حاصل نہ ہو۔ اور اگر اس حدیث کو انشاء کے معنی میں بھی لیں تب بھی اس کا تقاضا یہی ہے کہ ہر دور میں جہاد ہوتا رہے۔ لیکن مولوی طارق جمیل صاحب کو ان سب حقائق سے کیا غرض ہے ان کے فتوے کی رو سے تو یہ سب لوگ فضول جانیں دے رہے ہیں اور جہاد کا نام بدنام کر رہے ہیں۔

3۔ مولوی طارق جمیل صاحب کی یہ بات ان پر عزیمت حضرات پر طعنہ زنی ہے جو عراق، افغانستان اور فلسطین میں مقاومت و جہاد اختیار کیے ہوئے ہیں اور جانی و مالی قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہ خود قربانیاں دے رہے ہیں اور کافروں کی اتحادی قوتوں کو چین نہیں لینے دے رہے۔ وہ مولوی طارق جمیل صاحب پر جہاد میں تشکیل کرانے پر تو زور نہیں دے رہے پھر مولوی صاحب کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی پالیسیوں سے تجاوز کر کے دوسروں کو تنقید کا نشانہ بنائیں۔

4۔ مولوی طارق جمیل صاحب نے یہ کہہ کر کہ "جس مقصد کے لیے اٹھے تھے اس مقصد تک نہ پہنچ سکے" یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے جہاد اسی وقت ہے جب مقصد تک پہنچنا نصیب بھی ہو۔ یہ بالکل غلط بات ہے کیونکہ مقصد کو حاصل کر لینا تو انسان کے اختیار کی چیز نہیں ہے۔ انسان کا کام ہے تبلیغ کرنا اور جہاد کرتا رہا مقصد کا حصول تو وہ اللہ کی تکوین سے ہوتا ہے۔

5۔ مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

"اللہ کی طرف سے الہامی طور پر یہ بات سامنے آئی۔ ہم کمزور ہیں کمزور کے احکام اور ہوتے ہیں۔ حدیبیہ میں اس کی دلیل ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ صبر کر جاؤ۔"

مولوی طارق جمیل صاحب غلط بحث خوب کرتے ہیں۔ بھلا بتائیے کہ جو مسلمان بدر و احد اور جنگ احزاب میں قریش سے دو دو ہاتھ کر چکے تھے اور جنگ احزاب میں رسول اللہ ﷺ یہ فرما چکے تھے کہ اب آئندہ ہم کفار پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں گے تو کیا وہ مسلمان کمزور تھے؟ اور جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے ہیں تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع آ جائے سب صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی بیعت لی۔ جب قریش نے بیعت کی خبر سنی تو ڈر گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا۔ (تفسیر عثمانی) تو کیا یہ لوگ کمزور تھے اور لڑائی کی استعداد نہ رکھتے تھے۔ پھر مکہ کے سردار خود صلح کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ کیا صلح کے لئے کوئی کسی کمزور کے پاس بھی جاتا ہے؟ مزید برآں حدیبیہ کی صلح بظاہر ذلت و مغلوبیت کی صلح نظر آتی ہے اور صلح کی شرائط پڑھ کر بادی النظر میں یہی محسوس ہوتا ہے کہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ کفار قریش کے حق میں ہوا۔ چنانچہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی صلح کی

ظاہری سطح دیکھ کر سخت محزون و مضطرب تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ اسلام کے چودہ پندرہ سو سرفروش سپاہیوں کے سامنے قریش اور ان کے طرفداروں کی جمعیت کیا چیز ہے کیوں تمام نزاعات کا فیصلہ تلوار سے نہیں کر دیا جاتا (تفسیر عثمانی) کیا ان حضرات کا اضطراب محض ہوائی جوش تھا اور ان کو اپنی استعداد کا اندازہ کرنے میں غلطی لگ رہی تھی؟ مولوی طارق جمیل صاحب کو چاہئے کہ ہوش کے ناخن لیں۔

حدیبیہ کی صلح تو اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے قبول کی کہ آپ کی آنکھیں ان احوال و نتائج کو دیکھ رہی تھیں۔ جو دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل تھے..... آپ بے مثال استغناء اور توکل و تحمل کے ساتھ ان کی ہر شرط قبول فرماتے رہے اور اپنے اصحاب کو اللہ و رسولہ اعلم کہہ کر تسلی دیتے رہے یعنی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے تا آنکہ یہ سورت نازل ہوئی اور خداوند قدوس نے اس صلح اور فیصلہ کا نام فتح مبین رکھا..... حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کی بیعت جہاد اور معمولی چھیڑ چھاڑ کے بعد کفار معاندین کا مرعوب ہو کر صلح کی طرف جھکنا اور نبی کریم ﷺ کا باوجود جنگ اور انتقام پر کافی قدرت رکھنے کے ہر موقع پر اغماض اور درگزر سے کام لینا اور محض تعظیم بیت اللہ کی خاطر ان کے بے ہودہ مطالبات پر قطعاً برافروختہ نہ ہونا یہ واقعات ایک طرف اللہ کی خصوصی مدد و رحمت کے استجلاب کا ذریعہ بنتے تھے اور دوسری جانب دشمنوں کے قلوب پر اسلام کی اخلاقی اور روحانی طاقت اور پیغمبر علیہ السلام کی شان پیغمبری کا سکہ بٹھا رہے تھے۔ (تفسیر عثمانی)۔

کہاں صلح حدیبیہ کی یہ وجوہات اور کہاں مولوی طارق جمیل صاحب کی کوتاہ چشمی فیاللعجب۔ (جاری)

قرآن مجید، تفاسیر، احادیث، فقہ، تاریخ، حکمت، اردو ادب
عربی، فارسی، کتب درس نظامی، شروحات، لغات و دیگر اسلامی
مطبوعات کی دستیابی کیلئے منفرد ادارہ
★★★★★★★
ہمارے ہاں پاکستان بھر کے 150 سے زائد اداروں کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے
بیشتر کتب پر خرچہ بھی نہیں لیا جاتا۔ لاگت پر دی جاتی ہیں۔ تحائف میں احباب کو اچھی
کتاب پیش کریں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔

قسط ②

مولانا طارق جمیل صاحب کی بے اعتدالیاں اور ان کا جواب

مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد★

چوتھی بحث

مولوی طارق جمیل صاحب اور دعوت وتبلیغ کی شرعی حیثیت

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

''ایک اور نسبت ہمیں اپنے محبوب ﷺ سے وہ ختم نبوت کی ہے.....

تبلیغ کا کام ہمیں لا نبی بعدی سے مل رہا ہے.....

تبلیغ کا کام منیٰ کی وادی سے آیا ہے.....

اس کام کے لئے پہلے نبیوں کو چنا، اب ہمیں چنا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع ہے منیٰ کی وادی ہے..... جس کے خطبے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا فلیبلغ الشاھد الغائب شاہد غائب تک پہنچا دیں۔ آپ ﷺ کہتے میرا پیغام عالم غائب تک پہنچا دیں تو تبلیغ پھر صرف علماء کا کام ہوتا..... اگر اللہ تعالیٰ کا رسول کہتا فلیبلغ العامل الغائب (عمل کرنے والے تبلیغ کریں)..... تو ..... کوئی بڑے بڑے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اور مجدد الف ثانیؒ جیسے..... اور معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اور علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسے فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے ایسے اللہ کے نیک پاک لوگ تبلیغ کرتے اور ہماری چھٹی ہوتی لیکن اللہ کے نبی ﷺ نے نہ تو یہ کہا کہ فلیبلغ العالم نہ یہ کہا کہ فلیبلغ العامل۔

اللہ کے نبی ﷺ نے کہا فلیبلغ الشاھد الغائب۔ شاہد کا کیا مطلب ہے میں نے لسان العرب دیکھی..... اس دن پڑھ کے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے شاہد کیوں کہا ہے کہ لفظ شاہد اپنے معنی میں اتنا وسیع ہے کہ اس لفظ نے امت کے کسی فرد کو کسی طبقے کو اور کسی

★ دارالافتاء، جامعہ مدنیہ کریم پارک، لاہور

خطے میں رہنے والے کو نہیں چھوڑا۔ امت کے تمام افراد اور تمام طبقات تمام قوموں والے تمام زبانوں والوں کو اس لفظ نے باندھ دیا کہ امت کا ہر مسلمان مرد و عورت وہ اللہ کا پیغام آگے پہنچانے والا ہے۔" (بیانات جمیل ج اول ص120-118)

اسی بات کو مولانا جمشید صاحب نے اپنی ایک تحریر میں یوں لکھا ہے۔

"حدیث من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ (جو کوئی تم میں سے کوئی برائی ہوتے دیکھے تو اس کو اپنی قوت بازو سے روک دے) میں امت کا ہر ہر فرد مخاطب ہے کسی قسم کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اسی طرح منکر مع التنوین بھی عام ہے کوئی بھی منکر ہو ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور وہ اس کے تغیر میں لگنے کا مامور ہے اور اپنی قوت بازو سے اس کے بدلنے کا مکلف ہے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر اس سے کمتر درجہ زبان سے کہنے کا اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا سمجھنے کا ہے۔ اسی طریقہ پر بلغوا عنی ولو آیۃ میں ہر ہر امتی اس تبلیغ کا مکلف ہے آپ ﷺ نے صراحت کے ساتھ اپنی ذمہ داری بطور امانت امت کی طرف منتقل فرمائی اور ہر ہر امتی کو مکلف فرما دیا۔"

ہم کہتے ہیں کہ ان حضرات کا کلام دو باتوں پر مشتمل ہے۔

1- امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت و تبلیغ کے کام کا ہر ہر امتی مکلف ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔

2- امت کے افراد کی یہ ذمہ داری ختم نبوت کی بناء پر ہے۔ دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کی بناء پر یہ امت نیابت نبوت کے لئے مبعوث ہوئی ہے۔ اور منتخب کی گئی ہے۔

ان دونوں باتوں پر گفتگو کرنے سے پیشتر مناسب ہوگا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت و تبلیغ کی حقیقت کو واضح کر دیا جائے۔ لیکن مندرجہ ذیل تنبیہ کو پیش نظر رکھئے۔

تنبیہ: ہم سمجھتے ہیں کہ دعوت و تبلیغ ہماری ضرورت ہے، پوری انسانیت کی ضرورت ہے اور ہمارے دین کا اہم شعبہ ہے اس لئے دعوت و تبلیغ کا کام چلتے رہنا چاہئے اس کی شرعی حیثیت کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن اس بحث کو خود مولوی طارق جمیل صاحب اور رائے ونڈ کے دوسرے حضرات نے چھیڑا ہے۔ ہم نے ان حضرات کے غلو کرنے کی وجہ سے بادل ناخواستہ اس بحث میں حصہ لیا ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی حقیقت

دین میں جن کاموں کے کرنے کو کہا گیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہیں ان کو معروف یعنی نیکی کہا جاتا ہے اور جو کام ایسے ہیں جن کا کرنا دین میں منع ہے ان کو منکر یعنی برائی کہا جاتا ہے۔ معروف میں فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات سب داخل ہیں اور منکر میں حرام اور مکروہ سب داخل ہیں۔

کسی دوسرے کو نیکی کے کام کی تلقین کرنے کو امر بالمعروف کہتے ہیں اور دوسرے کو برائی کے کام سے روکنے کو نہی عن المنکر کہتے ہیں۔

جب کوئی شخص کسی منکر اور برائی کو ہوتا دیکھے تو اس پر لازم اور فرض ہے کہ وہ اس کو اولاً (زبان سے روکے اور نہ مانے تو) اپنی قوت بازو سے روک دے مثلاً کسی کو شراب پیتے دیکھا تو اس سے شراب چھین کر بہا دے کسی کو موسیقی سنتے دیکھا تو موسیقی کے آلات توڑ دے۔ اسی طرح اور برائیوں کو ان کے طریقے سے روک دے۔ حکمران اور اصحاب اختیار اپنی رعایا اور اپنے ماتحتوں کو اور والد اپنی اولاد کو اپنی قوت بازو سے برائیوں سے روک سکتے ہیں۔

اگر برائی کرنے والا مثلاً زیادہ قوی ہو اور دیکھنے والا اپنی قوت بازو سے برائی سے اس کو نہ روک سکتا ہو تو اپنے قول سے یعنی اس کو وعظ و نصیحت کر کے اور اس کو اس گناہ پر وعید سنا کر اس برائی اور گناہ سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو اور یہ ڈر ہو کہ زبان سے منع کرنے پر بھی برائی والا اس کو شدید نقصان یا تکلیف پہنچائے گا تو کم از کم دل میں برا سمجھے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے کو فرائض و واجبات ترک کرتے دیکھا تو اس پر لازم ہے کہ ترک کرنے والے کو امر بالمعروف یعنی نیکی کی تلقین کرے۔ یہ فریضہ بھی ہر شخص کی قدرت و طاقت کے مطابق ہوگا مثلاً کوئی شخص فرض نماز ترک کرتا ہے تو اصحاب حکومت و اختیار اس کو قید کر سکتے ہیں اور دیگر اصحاب اختیار بھی اپنے ماتحتوں کو مجبور کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی مجبور نہیں کر سکتا اور اس کو نصیحت کر سکتا ہے تو نصیحت ہی کرے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو اس کی نیکی کے ترک کو دل سے برا سمجھے۔

امر بالمعروف اور دعوت و تبلیغ میں فرق

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تعلق فوری عمل سے ہوتا ہے یعنی کسی کو فرض نماز چھوڑتے دیکھا تو

امر بالمعروف یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ وہ اس وقت کی نماز پڑھے اور شراب پیتے دیکھا تو نہی عن المنکر یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ وہ اسی وقت شراب چھوڑ دے اور مزید نہ پیے۔ آئندہ کسی وقت توبہ کرنے کے لئے جو وعظ و نصیحت کی جائے اس کو دعوت و تبلیغ کہتے ہیں۔

فوری عمل اور فوری اثر کے لئے جو اقدام کیا جائے وہ حقیقت میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کہلاتا ہے لیکن کبھی دعوت و تبلیغ کو بھی قرآن و حدیث میں مجازاً امر بالمعروف و نہی عن المنکر کہا گیا ہے جیسا کہ آگے مثال میں ذکر ہوگا۔

دعوت و تبلیغ کی حقیقت

امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے ہٹ کر ایک اور شعبہ دعوت الی الخیر یعنی قرآن و سنت کی اتباع کی دعوت دینے کا ہے۔ یہ دعوت کافروں کو بھی ہے اور مسلمانوں کو بھی ہے۔ مسلمانوں کو دین کے عقائد اور احکام و اخلاق کی دعوت ہے اور کافروں کو اسلام و ایمان کی دعوت ہے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں ایک تعداد ایسے لوگوں کی ہو جو دعوت و ارشاد کے کام کے لئے ہو اور اس کا وظیفہ ہی یہ ہو وہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن سنت کی طرف بلائیں اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائی میں مبتلا دیکھیں تو اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنی قدرت کے موافق کوتاہی نہ کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جو معروف و منکر کا علم رکھنے اور قرآن و سنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں اور یہ وہی ہو سکتے ہیں جو علماء حق ہوں متبع سنت ہوں، شرک و بدعت سے دور ہوں اور دین کے اصول و فروع سے کما حقہ باخبر ہوں اور نفس کی شرارتوں سے بچتے ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کا سبب بن جائے یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقع میں نرمی برتنے لگے۔ (تفسیر عثمانی ص 81)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوت و تبلیغ کا دائرہ کار

امر بالمعروف و نہی عن المنکر جب کہ ان کا حقیقی معنی مراد ہو ان کا دائرہ دعوت و تبلیغ سے زیادہ وسیع ہے۔ عام فرائض و واجبات اور عام ممنوعات جن سے عام طور سے تمام مسلمان واقف ہوتے ہیں، عوام

بھی از خود ان کی تلقین کر سکتے ہیں لیکن دعوت و تبلیغ اصلا اہل علم کا کام ہے البتہ وہ عوام کو ضروری تعلیم و تربیت دے کر ان سے بھی دعوت و تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں۔

1- دعوت تبلیغ کی شرعی حیثیت

قرآن پاک میں ہے۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ.

(آل عمران: 104)

''اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے''۔

اس آیت میں واضح طور سے فرمایا کہ دعوت کا کام مسلمانوں کی ایک جماعت کے ذمہ ہے اور اس جماعت سے مراد وہ حضرات ہیں جن کو قرآن وسنت کا پختہ علم حاصل ہو ہر ہر شخص کا یہ کام نہیں۔

ایک حدیث یہ ہے۔

عَنِ ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من آمن بالله و رسوله و اقام الصلاة و صام رمضان كان حقا على الله ان يدخله الجنة جاهد فى سبيل الله او جلس فى ارضه التى ولد فيها. (بخاری).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھا اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یا وہ اپنی اسی جگہ پر ٹکا رہا ہو جہاں وہ پیدا ہوا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جہاد ہو یا دعوت کا کام ہو ہر ہر امتی پر یہ فرض نہیں ہے کیونکہ جب وہ اپنی بستی ہی میں بیٹھا رہا تو اس نے دوسروں تک دین پہنچانے کی فکر بھی نہیں کی۔ اگر یہ اس پر بھی فرض ہوتا جیسا کہ نماز روزہ ہر امتی پر فرض ہیں تو اس کے نہ کرنے پر گرفت کا اندیشہ ہونا چاہئے تھا۔

ایک اور آیت ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْ اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ.

''آپ کہہ دیجئے یہ میری راہ ہے۔ بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جس نے

میری پیروی کی۔"

اس آیت کا یہ مطلب لیا جائے کہ جو میری پیروی کرنے والے ہیں وہ بھی (اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں) تو اس سے بھی ہر ہر امتی کا مکلف ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک خبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سچے پیروکار دعوت کا کام کرتے ہیں۔ اور اگر یہ مطلب لیں کہ آپ کا ہر ہر پیروکار دعوت کا کام کرتا ہے تو یہ خبر خلاف واقعہ ٹھہرتی ہے کیونکہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد دعوت کا کام نہیں کرتی حالانکہ قرآن کی خبر تو غلط نہیں ہوسکتی لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ یہاں خاص قسم کے پیروکار مراد ہیں جو قرآن وسنت کا وافر علم رکھتے ہیں اور ان کو بصیرت بھی حاصل ہے۔ ہر ہر مسلمان مراد نہیں ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ.

چونکہ اس آیت میں امت مسلمہ سے خطاب ہے اور بتایا گیا کہ وہ لوگوں کے نفع کے لئے نکالی گئی ہے تو یہاں الناس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ابھی تک ملت کفر میں ہیں اور یہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ایمانیات کو اختیار کرنے اور کفریات کو ترک کرنے کی تلقین مراد ہے۔ غرض یہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے مراد دعوت وتبلیغ ہے۔

اس آیت میں بھی امت مسلمہ مجموعی طور پر مراد ہے اس کا ہر ہر فرد مراد نہیں ہے کیونکہ یہاں خیر امت ہونے کی خبر دی گئی ہے اگر ہر ہر فرد کے خیر اور بہترین ہونے کا مطلب لیں تو مشاہدہ اس کے خلاف ہے اور چونکہ قرآن کی خبر تو غلط نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا امت کو بحیثیت مجموعی مراد لینا ضروری ہوگا۔

حدیث میں ہے بلغوا عنی ولو آیۃ (میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو)۔

اوپر ذکر کئے گئے قرآن وحدیث کے دلائل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ دعوت وتبلیغ کا کام امت کے ہر ہر فرد کے ذمہ نہیں ہے لہٰذا ان کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوئے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اہل علم کے ذمہ ہے کہ وہ تبلیغ کریں۔

حدیث فلیبلغ الشاھد الغائب کا مطلب ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جو لوگ موجود ہیں وہ غیر موجود لوگوں تک رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو پہنچا دیں۔ ایسے خطاب میں بھی اہل علم اور اہل فہم مراد ہوتے ہیں ہر ہر شخص مراد نہیں ہوتا کیونکہ اگر الشاہد میں لام تعریف سے استیعاب مراد لیں تو اول تو صرف حجۃ الوداع کے حاضرین مراد ہوں گے پورے عالم کے مسلمان مراد نہیں ہوں گے۔ دوسرے الغائب

پہلی بحث: عصمت یا حفاظت صحابہ ؓ

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں:

''اگر آپ ﷺ (خلیفہ) متعین کرتے اور پھر اس پر کوئی انکار کرتا تو یہ ہلاک ہو جاتا۔ اور دوسری بات بھی تھی کہ آپ ﷺ متعین کرتے اور اس میں کوئی کمی ہوتی اور ہونی تھی۔ چونکہ اب یہ دنیا کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہونے لگا ہے کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم بیٹھے گا تو غیر معصوم ہے ہی اس لئے کہ اس نے خطا کرنی ہے۔ اللہ کے نبی انتخاب فرما کے اپنی جگہ بٹھا دیں پھر اس میں کوئی کمی کوتاہی آئے تو وہ اللہ کے نبی کی طرف منسوب ہو گی..... تو یہ دو چیزیں تھیں۔ اللہ کے نبی تعیین کے بغیر چلے گئے۔ تعیین کرنے سے کوئی انکار کرتا۔ انکار تو ہونا تھا۔ اب سعد بن عبادہ نہیں مانے آخر تک نہیں مانے۔ خالد بن سعید بن عاص نہیں مانے۔ علی نہیں مانے بعد میں حضرت فاطمہ ؓ کے انتقال کے بعد بیعت فرمائی۔ خالد بن سعید نے بھی چار پانچ مہینے لگا دیئے تھے۔ پھر جا کے بیعت فرمائی۔ تو تعیین کے بعد فرض کرو یہ سارے ہی مان جاتے جب اللہ کے نبی نے کہہ دیا تو پھر کون انکار کرتا؟ سارے ہی مان جاتے لیکن حضرت ابوبکر ؓ سے جو کمی بیشی ہونی تھی بطور انسان۔ نہ ہم ان کو معصوم سمجھتے ہیں نہ محفوظ سمجھتے ہیں۔ یہ بھی میں تمہیں بار بار کہتا ہوں۔ یہ غلو ہے شیعوں کے رد میں حد سے تجاوز کرنا۔ ہم کسی کے رد میں اپنا راستہ نہ چھوڑیں گے..... تو چونکہ یہ ہونے والا تھا ان سے بشری خطا ہونی تھی اس پر کوئی اگر تبصرہ کرتا یہ کیا کر دیا تو یہ طعن اللہ کے نبی کی طرف ہو جاتا تھا۔ یہ اشد تھا ہلاکت کے لئے..... ابوبکر ؓ 99 فیصد عصمت کے قریب ہو گئے لیکن 100 نمبر نہیں لے سکے۔ 100 نمبر لینے والا تو معصوم ہوتا ہے لہٰذا ہم انہیں ساڑھے 99 نمبر تو دے سکتے ہیں آدھا چھوڑ دیں گے تاکہ نبی اور غیر نبی میں فرق رہے۔''

ہم کہتے ہیں

مولوی طارق جمیل صاحب نے اس مقام میں کئی غلطیاں کی ہیں جن کا بیان ذیل میں ہے:

1۔ مولوی طارق جمیل صاحب کو اول تو عصمت کا مطلب ہی معلوم نہیں۔ عصمت کا مطلب ہے۔

خلق مانع عن المعصیة غیر ملجیء ای بل یبقی معه الاختیار.

عصمت ایسا خلق اور وصف ہے جو بغیر مجبور کئے معصیت سے روکتا ہے یعنی اس وصف کے ساتھ اختیار باقی رہتا ہے۔

والتعریف الثانی (ای التعریف المذکور) یلائم قول الامام ابی منصور الماتریدی

میں لام تعریف سے صرف دوسرے تمام مسلمان مراد ہیں یا تمام عالم کے انسان مراد ہیں۔ اگر تمام مسلمان مراد ہوں تو ہر ایک شاہد نے کیا ہر ایک غائب کو جا کر تبلیغ کی۔ ایسا یقیناً نہیں ہوا۔ اور نہ ہی اس کا اہتمام والتزام کرنا منقول ہے کہ ہر ایک شاہد ہر ایک مختلف غائب کو جا کر بتائے گا۔ اور اگر کیا بھی ہو تو کیا اس سے ہر ایک غائب تک بات پہنچ گئی تھی۔

علاوہ ازیں جو چیز ہر ہر امتی پر فرض ہو وہ تو امور بدیہیہ میں سے ہوتی ہے جیسے نماز اور روزہ وغیرہ حالانکہ تبلیغ کا ہر امتی پر فرض ہونا امر بدیہی نہیں ہے بلکہ عام طور سے علماء کو بھی تسلیم نہیں ہے۔ پھر اس کو ماننے سے بڑی خرابیاں لازم آتی ہیں۔ مثلاً:

i- مولانا سعید خان صاحب کے کہے کے مطابق دعوت کے کام کو چھوڑے ہوئے تیرہ سو سال ہو گئے۔ اس کے مطابق تو کچھ صحابہ، بہت سے تابعین اور سارے ہی تبع تابعین سمیت امت کا ایک بڑا حصہ فرض عین کا تارک اور گناہگار ہی ہوا۔

ii- ہر ہر امتی پر تبلیغ فرض ہو تو ظاہر ہے کہ سب تو رائے ونڈ جا کر تبلیغ کے اسلوب کو نہیں سیکھیں گے لہٰذا بہت سے جاہل اور ناقص تبلیغ کریں گے تو دین کو فائدہ دینے کے بجائے دین کو نقصان پہنچائیں گے جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔

تنبیہ 1: دعوت وتبلیغ کا کام اگر ہر ہر امتی کے ذمہ ہو یعنی ہر ایک پر فرض ہونے کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ سوال بھی پیدا ہو گا کہ اس کی کتنی مقدار ہے جس کو ادا کرنے سے وہ بری الذمہ ہو سکے۔ جہاد جب فرض عین ہوتا ہے تو آدمی کو اپنا سب کچھ چھوڑ کر نکلنا ہوتا ہے تو کیا تبلیغ کے لئے بھی اپنا گھر بار اور کاروبار سب کچھ چھوڑے گا؟

تنبیہ 2: یہ اعتراض بھی بنے گا کہ جب ہر ہر امتی کے ذمہ فرض یا واجب ہے تو دیگر فرائض و واجبات کی طرح شارع نے ان کے دلائل و احکام کو پوری طرح ضبط کیوں نہیں کیا تاکہ امت اس کو بھول نہ جاتی؟

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی شرعی حیثیت

دعوت وتبلیغ کے مقابلہ میں ان کے کرنے والوں کا دائرہ ہم نے زیادہ وسیع بتایا ہے اس کی دلیل ہے حدیث من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ (جو کوئی تم میں سے برائی ہوتے دیکھے تو اس کو اپنی

قوت بازو سے بدل ڈالے یعنی روک دے)۔

لیکن اس حدیث سے بھی امت کا ہر ہر فرد مراد لینا اور دنیا جہان کا کوئی بھی منکر ہو وہ مراد لینا درست نہیں بلکہ الفاظ اس بارے میں صریح ہیں کہ فقط وہ امتی مراد ہے جو برائی کو ہوتا ہوئے دیکھے یا اس کے علم میں آئے کہ فلاں جگہ میں منکر ہو رہا ہے اور وہاں کے لوگوں نے اس کو روکنے کی کوشش نہیں کی اور اس کو وہاں تک پہنچنے کی آسانی ہو اور وہ اس برائی کو روکنے پر اپنے اندر قدرت بھی پاتا ہو۔

پھر دیکھنے اور علم رکھنے والوں میں سے اگر کسی ایک نے بھی برائی کرنے والے کو برائی سے روک دیا تو باقی سب سے حکم ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کسی کو روکنے کی ہمت نہ ہو لیکن کسی ایک نے زبان سے ان کو فہمائش کر دی اور وہ باز نہیں آیا اور مزید کہنے سننے سے فائدہ کی توقع نہ ہو تو باقی سب لوگ دل میں اس کو برا جانیں تو اس سے بھی حکم پر عمل ہو جاتا ہے۔

اہم تنبیہ

دعوت و تبلیغ کی شرعی حیثیت بتانے کا یہ مطلب نہیں کہ اب عوام مسلمان مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں بلکہ اس سے غرض فقط یہ ہے کہ نصوص یعنی آیات و احادیث سے مطالب اخذ کرنے میں جو غلطی کی جا رہی ہے اس سے بچا جائے اور صحیح دلائل کو اختیار کیا جائے۔ اس کو ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں دعوت کا اصل کام علماء کی ذمہ داری ہے البتہ جب کام کے تقاضوں کے مطابق علماء کی تعداد کم ہو تو عوام کو مناسب تربیت دے کر ان سے بھی کام لے سکتے ہیں اور اس دور میں چونکہ دین مغلوب ہے اور کفر و فسق خوب پھیلا ہوا ہے اس لیے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو اس کام میں لگنے کی ضرورت ہے بلکہ حالات کا تقاضا ہے کہ سب ہی مسلمان اپنے کچھ اوقات کو بھی فارغ کریں اور مالی قربانی بھی دیں اور دین کے جس شعبہ سے ان کو مناسبت ہو اس میں اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ لگائیں۔

دعوت و تبلیغ اور عورتیں

مولوی طارق جمیل صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات کے نزدیک ہر ہر عورت بھی اس کی مکلف ہے کہ وہ دوسروں کو جا کر تبلیغ کرے کیونکہ ہر ہر امتی میں ہر عورت بھی شامل ہے اور مولوی طارق جمیل صاحب تو یہ کھلی کھلی بات کہتے ہیں کہ شاہد کے لفظ کی وجہ سے ''امت کا ہر مسلمان مرد و عورت وہ اللہ کا

پیغام آگے پہنچانے والا ہے۔'' حالانکہ حکایات صحابہ میں درج مندرجہ ذیل حکایت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید انصاری صحابیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں مسلمان عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ بے شک آپ کو اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا اس لیے ہم عورتوں کی جماعت آپ پر ایمان لائی اور اللہ پر ایمان لائی لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے پردوں میں بند رہتی ہے مردوں کے گھروں میں گڑی رہتی ہے اور مردوں کی خواہشیں ہم سے پوری کی جاتی ہیں ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں۔ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں۔ بیماروں کی عیادت کرتے ہیں، جنازوں میں شرکت کرتے ہیں، حج پر حج کرتے رہتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج کے لئے یا عمرہ کے لئے یا جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں ان کے لئے کپڑا بنتی ہیں، ان کی اولاد کو پالتی ہیں، کیا ہم ثواب میں ان کی شریک نہیں؟ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ غور سے سنو اور جن عورتوں نے تم کو بھیجا ہے ان کو بتا دو کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اسماءؓ یہ جواب سن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہو گئیں (حکایات صحابہ۔ حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ)

یہ قصہ اس بارے میں نص صریح ہے کہ عورت کے لئے اصل کے اعتبار سے دین کے نام پر بھی گھر سے نکلنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر جائز ہوتا تو سوال کی مناسبت سے رسول اللہ ﷺ یہ ضرور فرماتے کہ تم بھی اللہ کے راستے میں نکل سکتی ہو۔

غرض یہ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گھر کی عورتوں کی دینی ضروریات کا خیال رکھیں ان کی

دینی تعلیم کا اہتمام کریں اور ان کو کوئی بھی مسئلہ پیش آجائے تو علماء سے پوچھ کر ان کو بتائیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اس دور کے حالات کی بناء پر عورتوں کو جو نمازوں کے لئے نکلنے کی اجازت تھی آپ ﷺ کے بعد حالات میں تغیر آنے کی وجہ سے وہ نکلنا بھی موقوف ہو گیا تھا اس لئے اصلاً تو تبلیغ کے نام پر بھی عورت کا نکلنا صحیح نہیں اور دعوت و تبلیغ یا جہاد کے لئے نکلنے پر جو فضائل وارد ہوئے ہیں عورتوں سے ان کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ان کے لئے نکلنے کا حکم نہیں ہے بلکہ گھر میں جمے رہنے کا حکم ہے۔

البتہ جب مجبوری ہو کہ عورت کی دینی ضروریات پوری کرنے کی گھر کے مردوں کو فکر نہ ہو تو اس وقت عورت گھر سے خود دین کا مسئلہ معلوم کرنے کے لئے نکل سکتی ہے اور بنیادی دینی تعلیم دینے کی خاطر معلمہ بھی اپنے گھر سے نکل سکتی ہے۔ چونکہ آج کل بے دینی اور غفلت بلکہ بددینی کا رواج و غلبہ ہے اور بہت سے گھرانوں میں مرد اپنی ذمہ داریوں سے غافل اور بے فکر ہیں اس لئے دین کی بنیادی باتیں سیکھنے سکھانے کے لئے ضرورت کے درجہ میں اگر عورتیں پردے اور حجاب کے پورے آداب کے ساتھ نکلیں خواہ ایک عورت ہو یا چند عورتیں مل کر ہوں تو یہ جائز ہے لیکن چونکہ یہ مجبوری کا نکلنا ہے اس لیے اس میں چند باتوں کی رعایت لازم ہے۔

1- دعوت و تبلیغ کے لئے یا علم دین کی طلب کے لئے مستقل نکلنے کی ترغیب نہ دی جائے اور نہ ہی نکلنے کے فضائل بیان کئے جائیں کیونکہ ان فضائل کا تعلق عورتوں سے براہ راست نہیں ہے بلکہ اپنے مردوں کے واسطہ سے ہے جیسا کہ اوپر کے قصہ سے معلوم ہوا۔

2- چونکہ نکلنا ضرورت و مجبوری سے ہے لہٰذا نکلنا بقدر ضرورت ہو جہاں مثلاً دو عورتوں کے نکلنے سے کام چل سکتا ہو وہاں ایک بھی زائد عورت نہ جائے۔

3- چونکہ عورتوں کا نکلنا خود اصل مقصد نہیں ہے بلکہ اصل مقصد ایمان و احکام کو سیکھنا ہے اس لیے اس دوران بھی اور آئندہ کے لئے بھی عورتوں کی بنیادی دینی تعلیم کا بندوبست ہونا چاہئے۔ پھر جو عورتیں اتنا کچھ سیکھ جائیں وہ بلاوجہ کے ہر قسم کے پروگراموں میں شریک نہ ہوں بلکہ اپنے گھر میں رہتے ہوئے پاس پڑوس کی عورتوں اور بچیوں میں محنت کریں تاکہ زیادہ عورتوں کو نکلنے کی ضرورت نہ پڑے۔

4- دین کا کام کرنے کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ایک میاں بیوی جن کو ضرورت کی دینی تعلیم دی گئی ہو وہ کسی محلہ میں جا کر دس پندرہ دن یا کم وبیش ٹھہر جائیں اور محلہ کی عورتیں ان خاتون سے آ کر دین کے احکام اور فضائل سیکھیں۔

اہم تنبیہ: ہم نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو دعوت وتبلیغ سے علیحدہ شعبہ شمار کیا ہے۔اس کی وجہ بھی ہم بتا چکے ہیں لہٰذا جو حضرات ان کو ایک دوسرے کا شعبہ قرار دیتے ہیں ان کی بات کو ہم اگرچہ محترم خیال کرتے ہیں لیکن اس کو ہم پر حجت نہیں بنایا جا سکتا۔

کیا یہ امت ختم نبوت کی بنا پر نیابت نبوت کے لئے مبعوث ہوئی ہے؟

2- یہ کہنا یہ امت ختم نبوت کی بناء پر نیابت نبوت کے لئے مبعوث ہوئی ہے درست نہیں کیونکہ اگر یہ بات اس خیال پر مبنی ہے کہ پچھلی امتوں پر دعوت اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری نہیں تھی تو یہ بات نصوص کے خلاف ہے۔قرآن پاک میں اصحاب سبت کا ذکر ہے یعنی وہ لوگ جن کو ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا لیکن انہوں نے شکار کے حیلے بہانے ایجاد کر کے نافرمانی کا ارتکاب کیا۔ان کو کچھ لوگوں نے ایسا کرنے سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے باقی کچھ لوگوں نے ان منع کرنے والوں کو کہا کہ تم ان لوگوں کو جن کو اللہ نے ہلاک کرنا ہے یا عذاب دینا ہے کیوں نصیحت کرتے ہو۔مطلب یہ تھا کہ یہ ماننے پر تیار نہیں ہیں تو ان کو مزید نصیحت کرنا بھی چھوڑ دو۔ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارا یہ نصیحت کرنا اللہ کے نزدیک ہمارا عذر بن جائے گا کہ ہم نے نہی عن المنکر کی اپنی ذمہ داری پوری کر دی تھی۔

اسی طرح قرآن پاک میں امتوں میں دعوت کے واقعات بھی مذکور ہیں۔سورہ مومن میں آل فرعون میں سے ایمان قبول کرنے والے ایک شخص کا طویل دعوتی بیان مذکور ہے۔اسی طرح سورہ بروج میں اصحاب اخدود کا ذکر ہے جو ایک راہب کی شاگردی کرنے والے لڑکے کی بدولت مسلمان ہوئے۔اس لڑکے کا لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا صحیح مسلم میں مذکور ہے۔پھر خود وہ لڑکا بھی تو راہب کی دعوت سے مسلمان ہوا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کی دعوت وتبلیغ سے آپ کا دین پھیلا جو کہ تاریخ سے ثابت ہے۔

اور اگر یہ بات اس خیال پر مبنی ہے کہ یہ امت پوری دنیا کے لئے نکالی گئی ہے تو اس کا سبب ختم نبوت نہیں بلکہ نبی ﷺ کی نبوت کا عالمی ہونا ہے۔

ختم نبوت کی وجہ سے اس امت کو جو فضیلت اور ذمہ داری حاصل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اس امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ ان کا بھی وہی کام ہے جو ان انبیاء کا تھا۔ دوسرے اس امت میں مجددین کا سلسلہ چلا ہے کہ گمراہوں نے دین میں خرابی پیدا کرنے کی جو کوششیں کی ہوں ان کے اثرات کو یہ مجددین دور کریں اور دین کو خالص کریں۔

پانچویں بحث

مولوی طارق جمیل صاحب اور موجودہ دور میں اصلاح کی راہ

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

''اب ہم کچے مسلمان ہیں..... ہمیں کہاں سے راستہ ملے گا؟..... ہم کچے مسلمان ہیں ہمیں اس بھنور سے نکلنے کے لئے جو راستہ ملے گا وہ صحابہ کے دور میں نہیں ہے..... پیچھے جانا پڑے گا پیچھے بنی اسرائیل میں جانا پڑے گا۔ وہ کچے مسلمان تھے وہ اس بھنور سے کیسے نکلے تھے؟ وہ راستہ اختیار کریں گے تو ہم نکلیں گے۔ میرے نبی کے دور میں کوئی بے نمازی تھا نہ خلفائے راشدین کے دور میں کوئی بے نمازی تھا..... جب (معصیت اور ظلم کا) یہ (سب کام) ہو رہا ہے اب ہمیں خلفائے راشدین سے مثال نہیں ملے گی نبوی دور سے مثال نہیں ملے گی۔ بدر، احد، خندق ہمارے لیے دلیل نہیں بنیں گے ہمیں پیچھے جانا پڑے گا۔ یہی کچھ بنی اسرائیل کر رہے تھے تو اللہ نے ان پر فرعون کو چڑھایا پھر کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو چالیس سال ان پر لگایا صفائی کرائی کہ ان تبوء القومکما..... واقیموا الصلوۃ نمازیں پڑھو، گھروں کو مسجد بناؤ اللہ پر توکل کرو، توبہ کرو، استغفار کرو، اللہ کے سامنے جھکو۔ چالیس سال موسیٰ علیہ السلام فرعون کا ظلم سہتے رہے احتجاج نہیں کیا چپ کر کے ظلم سہا، قوم کو ایمان پر لاتے رہے، جب وہ اس سطح پر آ گئے کہ اب اللہ کی رحمت کا در کھل جائے گا اور فرعون پر حجت پوری ہو گئی تو اللہ نے وہاں سے نکالا پار کروایا، فرعون کو غرق کیا اور انہیں پار کر کے وہاں تک پہنچا دیا۔

ہم کہتے ہیں

مولوی طارق جمیل صاحب نے یہاں بھی غلط مبحث کیا ہے۔

1- اول تو چالیس سال کی بات فرعون سے نجات کے بعد کی ہے پہلے کی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخری دور میں جب بنی اسرائیل نے ارض مقدس کی فتح کا وعدہ دیے جانے

کے باوجود اس میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے چالیس سال تک وادی تیہ میں بھٹکنے کی سزا بتائی۔ اسی مدت کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوا۔

2- فرعون سے نجات سے پہلے بنی اسرائیل کی دینی حالت کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ بس اتنا ملتا ہے کہ وہ فرعون اور فرعونیوں کے ظلم وستم کا شکار تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جہاں فرعون کو اسلام کی دعوت دی وہیں اس سے بنی اسرائیل کی خلاصی کا بھی تذکرہ کیا۔ اس وقت کے بنی اسرائیل کو ہمارے جیسا بدعمل کہا جائے، یہ تو بلا دلیل کا بہتان ہے۔

3- بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی جو طویل داستان ہے وہ فرعون سے نجات کے بعد کی اور وادی تیہ میں بھٹکنے کی سزا ملنے کے درمیان کی مدت کی ہے۔

4- مولوی طارق جمیل صاحب نے جو آیت ذکر کی ہے وہ اس وقت کی ہے جب فرعون نے دوبارہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے صبر کرنے اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی۔ بنی اسرائیل نے جواب دیا کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم عذاب میں تھے اور آپ کے آنے سے امید بندھی تھی لیکن ہمارا عذاب تو ابھی تک جاری ہے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ اللہ کا فیصلہ آنے تک صبر کرو اور سرزمین مصر ہی میں اپنے گھروں کو مسجد بنالو اور ان کو قبلہ رخ کر کے نماز قائم کرو۔

یہ اصل بات کا خلاصہ ہے جو ہم نے ذکر کیا اور یہ صحیح ہے کہ ہمیں بھی توبہ واستغفار اور اللہ کے سامنے جھکنے کی ضرورت ہے لیکن مولوی طارق جمیل صاحب نے جو کہانی بنائی ہے وہ ساری اپنی طبع زاد ہے اور اس طبع زاد پر انہوں نے اس امت کی اصلاح کا ضابطہ بنایا ہے۔

5- عجیب بات ہے کہ مولوی طارق جمیل صاحب یہ کہتے ہیں کہ ''ہم کچے مسلمان ہیں ہمیں اس بھنور سے نکلنے کے لئے جو راستہ ملے گا وہ صحابہ کے دور میں نہیں ہے..... بدر، احد، خندق ہمارے لئے دلیل نہیں بنیں گے ہمیں پیچھے جانا پڑے گا۔ یہی کچھ بنی اسرائیل کر رہے تھے تو اللہ نے ان پر فرعون کو چڑھایا پھر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو چالیس سال ان پر لگایا صفائی

کرائی..... نمازیں پڑھو، گھروں کو مسجدیں بناؤ، اللہ پر توکل کرو، توبہ کرو۔ استغفار کرو، اللہ کے سامنے جھکو۔ چالیس سال موسیٰ علیہ السلام فرعون کا ظلم سہتے رہے احتجاج نہیں کیا چپ کر کے ظلم سہا قوم کو ایمان پر لاتے رہے۔ جب وہ اس سطح پر آ گئے کہ اب اللہ کی رحمت کا در کھل جائے گا اور فرعون پر حجت پوری ہوگئی تو اللہ نے وہاں سے نکالا پار کروایا،، فرعون کو غرق کیا۔

مولوی طارق جمیل صاحب تو یہ بات کہتے ہیں کہ موجودہ بھنور سے نکلنے کے لیے ہمیں جو راستہ ملے گا وہ صحابہ کے دور میں نہیں ہے جب کہ مولانا الیاسؒ اپنی دعوت وتحریک کے متعلق کبھی کبھی فرماتے تھے کہ یہ قرن اول (یعنی صحابہ کے دور) کا ہیرا ہے'' (حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت) یعنی مولانا الیاس بھنور سے نکلنے کا راستہ صحابہ کے دور سے ہی لاتے ہیں۔ نیز تبلیغ والوں کے نصاب میں بھی حکایات صحابہ مستقل رسالہ کے طور پر موجود ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی اصلاح کے لیے صحابہ کے دور کی طرف دیکھتے ہیں۔ مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ کی تصنیف حیاۃ الصحابہ بھی اسی مدار پر ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی طارق جمیل صاحب نے پھر ایسا کیوں کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے دور میں دو کام ملتے ہیں ایک دعوت اور دوسرا جہاد وقتال جس میں بدر، احد اور خندق بھی پیش آئے۔ مولوی طارق جمیل صاحب اگر مولانا الیاسؒ والی بات کہتے تو اس پر کوئی یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ قرن اول کے ہیرے کا ایک ٹکڑا ہے پورا ہیرا نہیں ہے کیونکہ اس کام میں جہاد وقتال شامل نہیں ہے۔ چونکہ طارق جمیل صاحب یہ طے کئے بیٹھے ہیں کہ اس دور میں استعداد نہ ہونے کی وجہ سے جہاد ہے ہی نہیں بس صبر ہی صبر ہے اور جو لوگ جہاد کے نام پر اپنی جانیں دے رہے ہیں وہ فضول میں دے رہے ہیں تو انہوں نے صحابہ کے دور کو بھی پیچھے چھوڑا اور کوئی مثال نہیں ملی تو بنی اسرائیل کے بارے میں اپنی طرف سے من گھڑت کہانی بنائی اور یہ حاصل نکالا کہ ''چالیس سال تک موسیٰ علیہ السلام فرعون کا ظلم سہتے رہے احتجاج نہیں کیا چپ کر کے ظلم سہا قوم کو ایمان پر لاتے رہے۔ جب وہ اس سطح پر آ گئے کہ اب اللہ کی رحمت کا در کھل جائے گا۔'' یعنی ایمان پر اور نماز وتوبہ پر لانے کے لئے تو صحابہ کے دعوت کے کام کو لیا جائے۔ کیونکہ یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی کرتے رہے اور نماز وتوبہ پر آنے کے بعد مستقل نمازیں پڑھو توبہ واستغفار کرو یہاں

تک کہ جب ایمان وتوبہ کی خاص سطح پر پہنچ جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کسی کے کسی اقدام کے بغیر فرعون کی طرح امریکہ و یورپ اور ان کے حواریوں کو خود ہی تباہ و برباد کر دیں گے۔ تم نہ جہاد کا سوچو اور نہ احتجاج کرو بس صبر کرو اور صبر کرو۔

چھٹی بحث:

مولوی طارق جمیل صاحب کا موجودہ تبلیغی کام کے بارے میں غلو

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

''مولانا الیاسؒ پر اللہ تعالیٰ نے جو پیغام فرمایا پچھلی کئی صدیوں میں کسی پر نہیں ہوا۔ پچھلے ہزار سال بھی میں کہوں تو یہ مبالغہ نہیں ہے۔''

ہم کہتے ہیں کہ

مولوی طارق جمیل صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا الیاسؒ پر کیا پیغام نازل فرمایا۔ اگر یہ پیغام نازل فرمایا تھا کہ مسلمان اب کمزور ہیں اور کمزوری کے احکام اور ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ الہام کمزوری کے زمانے ہی میں ہونا تھا۔ جب مسلمان قوت میں تھے اس وقت یہ الہام کیوں ہوتا۔ اور اگر تبلیغ کا موجودہ طریقہ الہام کیا تھا تو تب بھی ظاہر ہے کیونکہ جب مولوی طارق جمیل صاحب کے مطابق مولانا الیاسؒ کو یہ الہام بھی ہوا تھا کہ اس وقت مسلمان کمزور ہیں تو کام کا جو طریقہ الہام کیا گیا وہ بھی کمزوری کے زمانے کے موافق ہونا تھا۔ جب مسلمان قوت میں تھے اس وقت کمزوری کے حالات والا طریقہ کیوں الہام کیا جاتا۔ اور اگر وہ کوئی ایسا پیغام تھا جو سابقہ قوت کے زمانوں میں بھی مؤثر اور ضروری تھا تو پھر دو باتیں ہیں:

i- وہ دلائل اربعہ سے قابل استنباط ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہ تو نئی وحی ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے بعد متصور نہیں۔

ii- اور اگر وہ قابل استنباط ہے تو پھر وہ الہام محض لطف وعنایت خداوندی ہے۔ لیکن پھر سوال یہ ابھرتا ہے کہ قابل استنباط ہونے کے باوجود پوری کی پوری امت ضرورت کے وقت میں اس کا استنباط کیوں نہ کر سکی۔ یہ بات تو اس کے معتدل امت ہونے کے خلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے محض اپنے

فضل سے الہام فرمایا تو پہلے نہ کرنے اور اب کرنے میں کیا چیز مؤثر اور مرجح بنی۔ غرض مولوی طارق جمیل صاحب کے اس ایک جملہ سے کتنے ہی سوال ابھرتے ہیں جن کو انہوں نے لاینحل چھوڑ دیا۔

اس عقدہ لاینحل کو اب ہم کھولتے ہیں۔ مولوی طارق جمیل صاحب کے اس جملہ میں دراصل اجمال ہے اور اس اجمال کی تفصیل مولانا سعید خان صاحب کا بیان ہے جو انہوں نے جناب بابو بشیر صاحب مرحوم کے نام اپنے ایک خط میں تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''دعوت کے کام کو چھوڑے ہوئے تیرہ سو سال ہو گئے اور اس کے منافع اور اس کی عظمت اور اس کی ضرورت اور اس کا طریقہ اور اس کے اصول اور اس کا اسلوب اس وقت اہل زمانہ کے دماغوں سے سب مجہول ہو گئے۔ ہر ایک اپنے اپنے علم وفہم کے اعتبار سے جو صحابہ ؓ کے علم وفہم سے جداگانہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے مزاج سے بہت دور ہے اپنی اپنی رائے زنی کرتے ہوئے دعوت کی ضرورت کو بیان کرتا ہے حالانکہ دعوت علم کے اعتبار سے جو عمل سے علیحدہ ہو گیا ہے سمجھنا بہت مشکل ہے۔ حضرت مولانا الیاسؒ پر حق تعالیٰ نے خصوصیت سے وہ کچھ کھولا جو دوسرے علماء پر نہیں کھولا اس لئے اس کام کے کسی عمل کو علمی دلائل سے سمجھانا صحیح نہیں۔'' (مکاتیب مولانا سعید خان صاحب ص 92)

ہم کہتے ہیں:

یہ کہنا کہ امت تیرہ سو سال سے دعوت کے کام کو سرے سے بھولی رہی اور اس کے اصول وآداب اور اسلوب وضرورت سب دماغوں سے محو ہو گئے تو یہ امت پر بہت بڑا الزام ہے۔ دعوت وتبلیغ بھی دین کا ایک حصہ ہے اور دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لے رکھا ہے لہٰذا یہ بات کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح یہ بات ماننے سے لازم آئے گا کہ کچھ صحابہ، بہت سے تابعین اور سارے ہی تبع تابعین نے رسول اللہ ﷺ اور اکابر صحابہ کے دعوت والے کام کو آگے نہ چلایا۔

ہاں ہر دور کے اعتبار سے دعوت کی صورتیں مختلف رہیں۔ مسلم معاشرہ میں وعظ ونصیحت اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا۔ صوفیاء بھی اصلاح وارشاد کا کام کرتے رہے ہیں اور کتنے ہی ممالک میں بہت بعد کے زمانے میں اسلام پھیلا ہے۔ تاتاریوں میں اسلام آیا تو وہ بھی آخر کسی کی دعوت ہی کا اثر تھا۔ ہندوستان میں مغل بادشاہ اکبر کے زمانے کی بددینی حضرت مجدد صاحبؒ کی داعیانہ کوششوں کی

العصمة لا تزيل المحنة اى الا بتلاء المقتضى لبقاء الاختيار. قال صاحب البداية و معناه يعنى قول ابى منصور انها لا تجبره على الطاعة ولا تعجزه عن المعصية بل هى لطف من الله تعالىٰ يحمله على فعل الخير و يزجره عن فعل الشر مع بقاء الاختيار تحقيقا للا بتلاء اه. (المسامره على المسايره ص 205).

عصمت کی مذکورہ بالا تعریف امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے اس قول کے موافق ہے کہ عصمت سے ابتلاء اور آزمائش زائل نہیں ہو جاتی جو اختیار کے باقی رہنے کا تقاضا کرتی ہے۔

صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ عصمت کی وجہ سے نبی نیکی کرنے پر مجبور اور معصیت کرنے سے عاجز نہیں ہو جاتا بلکہ عصمت تو اللہ تعالیٰ کا لطف اور اس کی مہربانی ہوتی ہے کہ جو نبی کو بھلے عمل پر ابھارتی ہے اور برے عمل سے روکتی ہے اور عصمت کا یہ عمل اسی وقت ہو سکتا ہے جب نبی کا اختیار باقی ہو۔

غرض عصمت گناہ و معصیت سے ہوتی ہے غلط فہمی یا اجتہاد میں خطا اور چوک ہونے سے نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام سے ان کے معصیت سے معصوم ہونے کے باوجود خطا یا غلط فہمی کا صدور ہو سکتا ہے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام معصیت سے معصوم ہوتے ہیں۔ کوئی غیر نبی بھی معصیت سے معصوم ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب عبقات میں لکھتے ہیں۔

"بعض لوگوں کو اس مسئلہ پر شدت سے اصرار ہے کہ پیغمبروں کے سوا عصمت کی صفت کا انتساب کسی دوسرے کی طرف جائز نہیں ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس سے کیا مطلب ہے؟

اگر یہ غرض ہے کہ پیغمبروں کے سوا کسی دوسرے کے لئے عصمت کی صفت شریعت سے ثابت نہیں تو علاوہ اس اعتراض کے یعنی آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ الحق ینطق علی لسان عمر (یعنی حق عمر کی زبان پر بولتا ہے) یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا دار الحق مع علی حیث دار (یعنی علی کے ساتھ حق گھوم جاتا ہے جدھر بھی علی گھومے) پیغمبر کے ان اقوال کی یا ان ہی جیسے دوسرے اقوال جن کا مفاد بھی یہی ہے ان سب کی خواہ مخواہ تاویل کرنی پڑے گی۔

اور اگر ان کی غرض یہ ہے کہ واقع میں پیغمبروں کے سوا عصمت کی صفت کسی دوسرے انسان کے لئے ثابت نہیں ہو سکتی تو ظاہر ہے کہ اس دعویٰ کے اثبات میں دلیل پیش کرنا ان کا فرض ہے کیونکہ شرعی طور پر زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ شریعت پیغمبروں کے سوا دوسروں کی عصمت کے متعلق خاموش ہے لیکن کسی

بدولت ہی ختم ہوئی۔ احمد شاہ ابدالی کو حضرت شاہ ولی اللہ کی دعوت ہی مرہٹوں کے خلاف میدان میں لائی۔ انگریزوں کے مکمل تسلط کے بعد دارالعلوم دیوبند نے اپنا کام کیا جو کہ دعوت ہی کا کام تھا۔ یورپ والوں اور انگریزوں کی واپسی کا دور شروع ہونے لگا تو مسلمان ملکوں میں جو طبقہ برسراقتدار آنا تھا وہ کہنے کو تو اگرچہ مسلمان تھا لیکن مغربی آقاؤں کا فکر اور عمل دونوں طرح سے مکمل غلام تھا۔ مغرب والوں کو دین کے نام پر ٹکرانے کی مزید سکت نہ تھی۔ لیکن ان غلام حکمرانوں کو یہ اطمینان تھا کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور اسلام بس وہی ہے جو ہم نے سمجھا ہے لہٰذا دین کے نام پر ہمارا مقابلہ کرنے والے قابل گردن زنی ہیں۔ مصر اور بعض دیگر ملکوں میں اور اب پاکستان میں بھی اس کا مظاہرہ بھی ہو چکا ہے کہ نئے مسلم حکمرانوں نے دینی قوتوں سے اپنے فائدے نکالے اور پھر ان کو پوری طرح کچلنے میں مصروف ہو گئے اور دھوکہ وفریب اور ظلم وبربریت میں اپنے مغربی آقاؤں سے بھی آگے بڑھ گئے۔

ایسے حالات میں جب کہ ساری قوت نئے حکمرانوں کے ہاتھوں میں مرتکز ہونے والی تھی اور مغربی دنیا کی ان کو مکمل پشت پناہی حاصل ہونی تھی اور بے دینی اور بد دینی کو پھیلانے کی بھرپور کوششیں ہو رہی تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا الیاسؒ کو یہ طریقہ الہام فرمایا تاکہ ظاہری کشمکش سے بچتے ہوئے ایمان ویقین کی دعوت چلے اور بحمد اللہ اس طریقے سے بہت فائدہ ہوا اور ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا الیاسؒ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان سے کہا گیا کہ ہم تم سے کام لیں گے۔ یہی کچھ واقعہ ان سے پہلے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور ان سے بھی پہلے حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ ان حضرات کے کام بھی الہامی تھے۔ اگر حضرت مولانا الیاسؒ کا طریقہ ہی ضروری تھا تو ان حضرات کو اس کے خلاف کیوں الہام ہوا۔ بات وہی ہے جو ہم نے ذکر کی اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دور میں دعوت کے جس طریقہ کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے اس کو حضرت مولانا الیاسؒ پر کھولا اور ان کو اس کے آداب واصول کو نصوص سے استنباط کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ایسا نہیں ہوا کہ ان کو ماوراء نصوص کوئی نئی باتیں الہام ہوئی ہوں۔ اس استنباط واجتہاد میں وہ معصوم نہیں تھے اگر ان کی کوئی بات نصوص کے خلاف ہوگی تو اصولی طور پر وہ قابل اصلاح ہوگی۔

کسی کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ مولانا سعید خان صاحب کی بات کا مطلب یہی تو ہے کہ دعوت کا کام صحابہ کے دور کا تھا جو پھر معطل ہو گیا تھا اور مولانا الیاسؒ نے بھی یہی بات فرمائی تھی جیسا کہ مولانا منظور

نعمانی لکھتے ہیں:

''مولانا (الیاس) مرحوم اپنی دعوت وتحریک کے متعلق کبھی کبھی فرماتے تھے کہ یہ قرن اول کا ہیرا ہے۔'' (حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص 38)

یعنی قرن اول اور صحابہ کے دور کا کام ہے لہٰذا مولانا سعید خان صاحب پر اعتراض نہ رہا۔

ہم کہتے ہیں: کہ دونوں کی باتوں میں بہت فرق ہے کیونکہ صحابہ کے دور کا کام اور ہیرا ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تیرہ سو سال تک کام معطل و مدفون رہا ہو اور اس طویل دور کے لوگ اس کی حقیقت اور اس کے اسلوب تک سے ناواقف رہ گئے ہوں اور پھر بالآخر مولانا الیاسؒ نے اس کو کہیں سے کھود کر ڈھونڈ نکالا ہو۔ یہ تو مودودی صاحب کا طرز عمل ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کی بنیادی اصطلاحات یعنی دین اور عبادت وغیرہ پر صدیوں کا گرد وغبار پڑا رہا اور پھر انہوں نے اس گرد وغبار کو دور کر کے ان اصطلاحات کے اصل مفہوم لوگوں کے سامنے کھولے۔

ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور دعوت الی الخیر دو علیحدہ علیحدہ شعبے ہیں۔ دعوت الی الخیر سے مراد قرآن وسنت کی اتباع کی دعوت ہے۔ یہ دعوت کافروں کو بھی ہے اور مسلمانوں کو بھی ہے۔ مسلمانوں کو دین کے عقائد اور اخلاق واحکام کی دعوت ہے اور کافروں کو اسلام وایمان کی دعوت ہے۔ دعوت الی الخیر یا دوسرے لفظوں میں دعوت وتبلیغ کا کام اصلا علماء کی ذمہ داری ہے۔

مسلمانوں میں دعوت الی الخیر کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

1- دعوت الی الخیر کے کام کرنے والی جماعت کے تسلسل کو قائم رکھنے اور محفوظ رکھنے کی تدبیر کرنا یعنی علماء کو تسلسل سے تیار کرنا۔ اس کے لئے مدارس کو قائم کرنا اور وہاں تعلیم دینا بھی دعوت وتبلیغ کا حصہ ہے۔

2- مسلمان عوام کی تعلیم وتربیت کے لئے درس کے حلقے قائم کرنا، وعظ کرنا، لوگوں کو دین کے مسائل واخلاق سکھانا، قرآن پاک کی تعلیم کا انتظام کرنا، تزکیہ نفس کی تعلیم دینا یہ سب باتیں دعوت الی الخیر میں داخل ہیں۔ پھر اس کے لئے وہ چاہیں زبانی دعوت دیں خواہ فرد فرد سے یا لوگوں کے اجتماع سے یا تحریر کے ذریعہ دعوت دیں یعنی دین کے مختلف احکام سے متعلق کتابیں اور رسالے لوگوں کے لئے لکھیں یہ بھی دعوت ہی کا حصہ ہے۔

3- جو لوگ مسلمانوں میں گمراہیاں پھیلانے میں لگے ہیں ان کا توڑ کرنا اور مسلمان عوام کو ان کی گمراہیوں سے آگاہ کرنا اور ان سے بچنے کی تاکید کرنا۔

مسلمانوں میں دعوت و تبلیغ کے مندرجہ بالا طریقے صحابہ کے دور سے اب تک قائم ہیں۔ بعد کے ادوار میں علماء کے کوتاہی کرنے کا ہم انکار نہیں کرتے لیکن پھر بھی نمایاں طریقے سے یہ کام ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں۔

کافروں میں اسلام کی دعوت کا جہاں تک تعلق ہے تو اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عربوں کی طرف براہ راست بعثت ہوئی تھی اور ان کے لئے صرف دو ہی راستے تھے یا تو مسلمان ہو جائیں یا قتل ہو جائیں الا یہ کہ کوئی جزیرہ نما عرب سے ہی نکل جائے۔ لیکن ایک وقت تک صرف دعوت و تبلیغ کا حکم رہا اور رسول اللہ ﷺ کو یہی حکم رہا کہ آپ یہی کام کرتے رہیں اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی یہ کام کرتے رہے۔ یہ ایک ہیرا تھا۔ اس وقت میں دعوت کا رنگ یہی تھا۔ کہ ہر ایک کے پاس جانا اور اسے سمجھانا اور منت سماجت بھی کرنا۔ لیکن صحابہ ہی کے دور میں جب ان کو جہاد کا دوسرا ہیرا ملا تو اگرچہ دعوت کا کام موجود رہا لیکن اب رنگ بدلنے لگا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ اب کمزوری کا دور گزر گیا تھا اور قوت و شوکت حاصل ہونے لگی تھی اس لئے اب دعوت میں قوت کا استعمال ہونے لگا تھا یہاں تک کہ فتح مکہ کے بعد بہت سے قبائل جو فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تو محض قریش کے مقابلہ میں اسلام کے غلبہ کی وجہ سے ہوئے اور مکہ مکرمہ کے مشرکین بھی مجبور ہوئے کہ یا تو اسلام قبول کر لیں یا جزیرہ نما عرب سے نکل جائیں۔

پھر جب دوسری قوموں کا معاملہ پیش آیا تو دعوت اور جہاد ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔ پورا مسلح لشکر نکلتا تھا اور دعوت اس رنگ میں دی جاتی تھی کہ یا تو اسلام قبول کر لو یا اسلامی حکومت کے باج گزار بن جاؤ یا پھر جنگ کر لو اور کفر کے مقابلہ میں اسلام کا کلمہ اور اس کی شوکت غالب رہے اور تم زندہ رہو تو ذمی بن کے رہو۔

غرض جیسے جیسے صحابہ کے حالات بدلتے گئے دعوت کا رنگ بدلتا گیا۔ ایسے ہی بعد کے زمانوں میں ہوا۔ پھر ذمیوں میں کچھ تو اسلام کی اپنی حقانیت اور کشش کی وجہ سے اور کچھ مسلمانوں کے اعمال و اخلاق سے اسلام آیا لیکن ان میں اسلام آنے کا بڑا ذریعہ دعوت تھی جو علماء و صوفیاء کی طرف سے دی گئی۔

مسلمانوں میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر

مسلمانوں میں اچھے کاموں میں سستی کرنے پر اور برائی کا ارتکاب کرنے پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شعبے کے تحت علماء اور عوام کچھ نہ کچھ کام کرتے ہی رہے ہیں۔

مسلمانوں کے زوال اور غیر مسلموں کے غلبہ کے باعث جو بے دینی اور بد دینی پھیلی ہے تو اس میں اگرچہ کرنے کا اصل کام امر بالمعروف ونہی عن المنکر تھا لیکن اس کا زیادہ فائدہ نہیں ہوا۔ وعظ و نصیحت اور درس وتدریس صرف انہی لوگوں کو مفید تھے جو ان میں حاضر ہوتے تھے جب کہ اب حالات یہ بن گئے تھے کہ کافروں کے غلبہ نے اور ان کے اسلام دشمن انتظامات نے بہت سے عوام مسلمانوں کے مزاج میں دین کی طرف سے غفلت ولا پرواہی پیدا کر دی اور علماء کی وقعت ان کے دلوں سے نکال دی۔ غرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر عام طور سے غیر مؤثر ہوئے اور وعظ و درس میں یہ شریک ہی نہیں ہوتے تھے۔

ایسے میں اللہ تعالیٰ نے مولانا الیاسؒ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ بے دینی اور بددینی کے ان حالات میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے ابتدائی دور میں جس طرح سے کافروں میں دعوت وتبلیغ کا کام کیا تھا اسی نہج پر مسلمانوں میں کام کیا جائے۔ یہ ایک بالکل نیا معاملہ تھا کہ جو کام مسلمانوں میں اصلا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعہ کرنے کا تھا اس کو دعوت وتبلیغ کے اس طریقہ سے کیا جائے جو ابتداء ایک کافر معاشرہ میں اختیار کیا گیا تھا کہ ایک ایک کے پاس جائیں اور منت سماجت کریں اور سمجھائیں بجھائیں۔

چونکہ یہ کام دعوت کا ہے اور دعوت کے کام کے کچھ اصول اور ضابطے اور آداب ہوتے ہیں اس لئے اصلا یہ ذمہ داری علماء کی ہے لیکن چونکہ بے دینی کے حالات ساری اسلامی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اس لئے ضرورت کے وسیع ہونے کی وجہ سے عوام کو تربیت دے کر ان سے کام لیا جا سکتا ہے۔

اس سب کے باوجود یہ ایک اجتہادی اور ظنی طریقہ ہے اور اس سے دعوت الی الخیر کے دوسرے طریقوں کی اور اصحاب عزیمت کے حق میں جہاد کی نفی کرنا درست نہیں ہے۔

ساتویں بحث

مولوی طارق جمیل اور دوسرے اصحاب کی بے قاعدگیاں

ا- مولوی طارق جمیل صاحب کی بے قاعدگی: خلیفہ نائب اور وارث کی بات

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

''عبدالوہاب صاحب اللہ تعالیٰ کے بڑے مقرب بندے ہیں..... ان کو ایک درد وغم ہے کہ کسی طرح لوگ اس کام پر آ جائیں..... تو بس وہ کبھی کوئی بات چلاتے ہیں کبھی کوئی چلاتے ہیں۔ تو یہ بات انہوں نے چلانی شروع کر دی کہ شاید میں یہ کہوں گا تو ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہوگا اور وہ یہ کام کرنا شروع کر دیں گے۔ انہوں نے کہا ہر آدمی خلیفہ ہے ہر آدمی خلیفہ ہے ہر آدمی نائب ہے ہر آدمی نائب ہے تو انی جاعل فی الارض خلیفة..... تو اب خلیفہ کا اصل تو ہے یخلف بعضکم بعض اور دوسرے معنی میں بھی لیا گیا ہے کہ وہ ہر انسان کے لئے نہیں ہے۔ وہ مفتی شفیع صاحب نے اس پر لکھا ہے اور علماء نے بھی لکھا ہے تو اس وقت یہ خیال آیا کہ بھائی ہر آدمی کیسے اللہ کا خلیفہ ہو سکتا ہے؟ ایک آدمی زانی، شرابی، جواری..... وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اللہ کے نائب ہیں..... اب ہم کہیں وہ اللہ کا خلیفہ ہے ادھر وہ چوری کر رہا ہے ڈاکے ڈال رہا ہے..... پھر میری بات ہوئی عبدالوہاب صاحب سے، مولانا جمشید صاحب سے تو پھر معاملہ پیچھے ہٹ گیا۔''

ہم کہتے ہیں۔

1- معاملہ صرف خدا کے خلیفہ ہی کا نہیں بلکہ نبی اور قرآن کے وارث کی بات بھی چلی تھی کہ ہر ہر امتی نبی کا بھی وارث ہے اور قرآن کا بھی وارث ہے۔

2- یہ بات بعید ہے کہ عبدالوہاب صاحب نے از خود یہ بات نکال لی ہو بلکہ یہ باتیں تبلیغی حلقے کے علماء نے بتائیں اور عبدالوہاب صاحب نے ان کو لے کر چلا دیا۔ اتنی بات تو بہر حال امر واقعی ہے کہ عبدالوہاب صاحب یہ بات ایک عرصہ تک چلاتے رہے اور رائے ونڈ کے علمی حلقوں نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ دوسرے حضرات اس کے خلاف اپنی آواز اٹھاتے رہے لیکن رائے ونڈ کے علماء نے اس پر چنداں توجہ نہیں کی۔ ہاں جب مولوی طارق جمیل صاحب کے اپنے دماغ میں سمائی تو انہوں نے پھر رکوایا۔ یا تو رائے ونڈ اور تبلیغ سے وابستہ علماء حقیقت کو سمجھنے کی کوشش نہیں

کرتے یا مداہنت سے کام لیتے ہیں۔

3- ہر ہر شخص اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے اس کے غلط ہونے کو تو مولوی طارق جمیل صاحب نے سمجھ لیا اور سمجھا دیا لیکن بات تو یہ بھی کہی گئی تھی کہ ہر ہر شخص رسول کا نائب اور کتاب اللہ کا وارث ہے۔ اس کے غلط ہونے کو شاید وہ ابھی تک نہیں سمجھے کہ ایک آدمی زانی، شرابی اور جواری ہو تو یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسول کے نائب اور کتاب اللہ کے وارث ہیں اور نہ ہی انہوں نے یہ بات سمجھی کہ رسول اللہ ﷺ نے تخصیص کے ساتھ کیوں فرمایا کہ العلماء ورثة الانبياء.

4- مولوی طارق جمیل صاحب اتنی بڑی غلطی کو جناب عبدالوہاب صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں پھر بھی یہ حکم لگاتے ہیں کہ "یہ سارے آجکل کے حضرت مولانا اور علامے اس شخص کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہیں"۔ ہم تو تقابل میں نہیں پڑتے اور دین کے مددگاروں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں نہ جانے مولوی طارق جمیل صاحب نے ذوات میں تقابل کرنا کس سے سیکھا ہے ان کی جماعت نے ان کو اس کی اجازت کیونکر دی ہے۔

II- مولانا احسان صاحب کی بے قاعدگی

حضرت عمرؓ کے دور کی بات ہے انہوں نے ایک رات ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

فو الله لو لا الله تخشى عواقبه لزحزح من هذا السرير جوانبه

اللہ کی قسم اگر (فعل بد کے) انجام کا ڈر نہ ہوتا تو اس چارپائی کے کنارے اس سے دور ہو جاتے۔

حضرت عمرؓ نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ایک عورت کے شوہر کو جہاد میں گئے بڑا عرصہ ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر کہ اس عورت کو اپنے شوہر کی طلب ہو رہی ہے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے پوچھا کہ عورت اپنے مرد کے بغیر کتنا عرصہ رہ سکتی ہے۔ حضرت حفصہؓ خود بھی عورت تھیں بلکہ ام المومنین بھی تھیں اور عورتیں اپنے مسائل لے کر ان کے پاس آتی تھیں اس لئے وہ عورتوں کی فطری ضروریات سے خوب باخبر ہوں گی۔ انہوں نے تحقیقی جواب دیا کہ چار ماہ تک۔ ان کا متعین جواب دینا اس بات پر دلیل ہے کہ ان کو اس بات کی تحقیق ہو گی ورنہ صحابہ اور صحابیات نہ تو تکلف برتتے تھے اور نہ ہی اٹکل سے جواب دیتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ کا ان کے جواب کو قبول کرنا اور دیگر صحابہ میں سے کسی کا اس پر انکار نہ کرنا اس جواب کے صحیح اور حق ہونے پر دلیل ہے۔ اس کی بنیاد پر حضرت عمرؓ نے

علامہ ابن عابدین کے الفاظ میں یہ حکم جاری فرمایا:

امر امراء الاجناد ان لا یتخلف المتزوج عن اهله اکثر منها

لشکروں کے امیروں کو حکم دیا کہ کوئی شادی شدہ فوجی اپنے گھر والوں سے چار ماہ سے زائد غائب نہ رہے۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ کے یہ الفاظ روایت بالمعنی ہیں جب کہ حدیث کی کتابوں میں جو الفاظ ملتے ہیں وہ یہ ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا لا تحبس الجیش (میں چار ماہ سے زائد لشکر کو نہیں روکوں گا) یا فرمایا لا تجسس الجیوش (چار ماہ سے زائد لشکروں کو نہ روکا جائے۔)

پورے قصہ کو سامنے رکھا جائے کہ حضرت عمرؓ کا حکم ایک عورت کی خواہش پر تھا اور عورتوں کی خاطر سے تھا کسی مرد نے مطالبہ نہیں کیا تھا تو حضرت عمرؓ سے منقول الفاظ کا وہی مطلب نکلتا ہے جو علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے لیکن رائے ونڈ مدرسہ کے مولانا احسان صاحب نے حیاۃ الصحابہ کے اپنے ترجمہ میں بین القوسین کچھ الفاظ بڑھا کر حکم کا مفہوم بدل دیا۔ انہوں نے ترجمہ یوں کیا: (اگر فوجی چھٹی مانگیں تو) ان کو روکا نہ جائے۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عمرؓ نے تمام شادی شدہ فوجیوں کے بارے میں لازمی چھٹی کا ضابطہ نہیں بنایا بلکہ صرف اتنا ضابطہ بنایا کہ جو شادی شدہ فوجی چار ماہ بعد چھٹی مانگے اس کو چھٹی دی جائے اور جو نہ مانگے اس کو نہ دی جائے۔ یہ مفہوم ایک تو پورے قصہ سے جڑتا نہیں ہے اور دوسرے اصل مقصد یعنی عورتوں کی رعایت کے اعتبار سے بے فائدہ ہے۔

تنبیہ: بیہقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے سال کے بعد چھٹی ہوتی تھی۔

عن عبدالله بن کعب بن مالک الانصاری ان جیشا من الانصار کانوا بارض فارس مع امیر هم و کان عمرؓ یعقب الجیوش فی کل عام فشغل عنهم عمرؓ فلما مر الاجل قفل اهل ذالک الثغر فاشتد علیه و اوعد هم و هم اصحاب رسول اللهﷺ قالوا یا عمر انک غفلت عناو ترکت فینا الذی امر به النبیﷺ من اعقاب بعض الغزیة بعضاً.

حضرت کعب بن مالک انصاریؓ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ انصار پر مشتمل ایک لشکر سرزمین فارس میں اپنے امیر کے ساتھ تھا۔ حضرت عمرؓ سال میں ایک دفعہ لشکروں کے متبادل بھیجتے تھے (تاکہ سال بھر جہاد میں رہنے والے اپنے گھروں کو چلے جائیں)۔ حضرت عمرؓ کو

ان کا متبادل بھیجنا یاد نہیں رہا۔ جب سال پورا ہو گیا تو وہ حضرات (مدینہ منورہ) واپس چلے آئے۔ حضرت عمرؓ ان پر ناراض ہوئے اور دھمکی سنائی۔ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے۔ انہوں نے جواب دیا اے عمر آپ نے ہم سے غفلت برتی اور ہم مجاہدین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو حکم دیا تھا اس کو آپ نے چھوڑا کہ مجاہدین کو ایک سال کے بعد چھٹی دی جائے اور ان کا متبادل لشکر بھیجا جائے۔

پھر عورتوں کی رعایت کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے شادی شدہ کے لئے مدت کو سال سے گھٹا کر چار ماہ کر دیا۔

iii- مولانا سعید خان صاحبؒ کی بے قاعدگی

حضرت عمرؓ کے چار ماہ والے حکم کے بارے میں مولانا سعید خان صاحبؒ نے عجیب بات کہی۔ وہ لکھتے ہیں:

"حضرت عمرؓ نے حکم جاری کرنے کے لئے اپنے اہل مشورہ سے مشورہ نہیں لیا اور دوسرے مسائل کی طرح اس پر اجماع نہیں کرایا جیسے تراویح، تین طلاق ایک مجلس میں دینے پر کیا۔ دوسرے اپنی بیٹی سے رائے لی، اپنی بیوی اور دوسری عورتوں سے نہیں پوچھا اور اس میں حالات مختلف ہوتے ہیں۔ اور حضرت حفصہؓ نے بھی اجتہادی رائے دی۔ تیسرے حضور ﷺ سے اس بارے میں کوئی صراحتاً کنایۃً کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی حضرت ابوبکرؓ سے..... تو حکم مواقع کے اعتبار سے دیکھا جائے گا اور ضرورت کے اعتبار سے۔ اور اس زمانہ میں جب کہ کہیں اعتقادی ارتداد اور کہیں عملی ارتداد ہو رہا ہے اور امت کے رہنماؤں میں اختلاف اس قدر بڑھ چکا ہو کہ وہ اپنے مسائل میں خود پریشان ہو گئے ہوں تو اس وقت کا حکم کیا ہوگا؟ یہ دعوت کی بصیرت رکھنے والوں سے مشورہ کرنا پڑے گا تاکہ وہ ہر شخص کا حال دیکھ کر اور اس پر تفقد احوال کر کے ہر ایک کو جماعت میں بھیجیں اور الحمدللہ اب تک جتنے آدمی اللہ کی راہ میں دور دراز کے لئے گئے ہیں۔ چھ ماہ سال کے لئے گئے ہیں کوئی ایسی بات ان کے گھر والوں سے سرزد نہیں ہوئی جو حضرت عمرؓ کے حکم کو یاد دلائے۔ (مکاتیب حضرت مولانا سعید احمد خان ص 91,92)

ہم کہتے ہیں کہ اصل حکم سے وقتی طور پر صرف نظر کرنے کے باوجود ہم مولاناؒ کی اس عبارت میں کئی سقم پاتے ہیں:

1- حضرت عمرؓ پر ہر ہر مسئلہ میں مشورہ لینا کوئی ضروری تو نہیں تھا۔ بس اتنی بات کافی تھی کہ حضرت عمرؓ نے ایک حکم جاری کیا (جب کہ ہمیں یہ حکم نبوی ہے علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین اور یہاں تو ایک حکم عام تھا) جو یقیناً دیگر صحابہ کے علم میں آیا لیکن کسی نے مخالفت نہیں کی۔

2- حضرت حفصہؓ کی اس وقت حیثیت صرف عمرؓ کی بیٹی کی نہ تھی بلکہ ام المومنین کی تھی اور ان سے بڑھ کر اور کون ہوگا۔

3- اس مسئلہ کا تعلق عورتوں کی فطرت سے ہے اس لئے حضرت حفصہؓ کی بات اجتہادی رائے نہ تھی بلکہ فطرت کی تحقیق تھی۔ اور اگر ان کو تحقیق نہ ہوتی تو وہ جواب ہی نہ دیتیں۔ ان کا جواب دینا اور حضرت عمرؓ کا اس کو قبول کر کے حکم عام بنانا اور کسی صحابی کا اس پر انکار نہ کرنا اتنے دلائل کے باوجود مولانا سعید خان صاحب اس پر مطمئن نہیں اور چودھویں صدی میں دعوت کی بصیرت رکھنے والوں کے مشورہ پر موقوف کر رہے ہیں۔

4- یہ بات مولانا نے عجیب کہی کہ چھ ماہ سال کے لئے نکلنے والوں کے گھروں میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو حضرت عمرؓ کے حکم کو یاد دلائے۔ گویا مولانا کے نزدیک یہ بھی کوئی ضابطہ ہے کہ حادثہ ہونے کے بعد شریعت کا حکم یاد کرو پہلے سے یاد کر کے اس کے مطابق عمل کو اختیار نہ کرو۔

5- حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی پہلی اذان شروع کرائی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر بلکہ حضرت عمرؓ سے بھی اس کے بارے میں صراحت یا کنایۃ کچھ منقول نہیں لیکن اس کے باوجود ان کا عمل حجت ہے تو ایسے ہی حضرت عمرؓ کے عمل کے حجت ہونے کے لئے یہ کونسی شرط ہے کہ رسول اللہ ﷺ یا حضرت ابوبکرؓ اس بارے میں کسی طرح سے منقول ہو۔

آٹھویں بحث

مولوی طارق جمیل اور غیر مقلدین

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

"غیر مقلدیت شروع سے چلی آ رہی ہے۔ اصحاب ظواہر (امام داود ظاہری) اب ان کو کون کہے گا کہ یہ گمراہ فرقے میں سے ہیں اور فرق باطلہ میں سے ہیں یا شوکانی کو کون کہے گا یا

ابن حزم کو..... اصل دین میں یہ لوگ اہلسنت والجماعت میں۔ فروع میں وہ ظاہر پر چلے تو کہیں کہیں وہ دائیں بائیں ہو گئے.....''۔

ہم کہتے ہیں

کہ امت کے جو بہتر فرقوں میں بٹنے کا ذکر ہے تو ان میں ایک فرقہ تو وہ ہے جو پورا پورا اہلسنت والجماعت ہے عقائد میں بھی اور اصول میں بھی۔ باقی بہتر فرقے گمراہ ہیں اس معنی میں نہیں کہ وہ کافر ہیں بلکہ اس معنی میں گمراہ ہیں کہ انہوں نے اہلسنت کے اصول وعقائد کے راستے سے انحراف کیا ہے اور ان کو گمراہ یا بدعتی کہنا جائز ہے۔

1- اعتقاد میں غیر مقلدین کا اہلسنت سے انحراف

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں مولوی طارق جمیل صاحب کی کہی ہوئی جیسی بات پیش کر کے اپنا سوال قائم کیا۔ مولانا نے لکھا تھا۔

''..... مثلاً تقلید شخصی کہ عوام میں شائع ہو رہی ہے اور وہ اس کو علما اور عملا اس قدر ضروری سمجھتے ہیں کہ تارک تقلید سے گو کہ اس کے تمام عقائد موافق کتاب وسنت کے ہوں اس قدر بغض ونفرت رکھتے ہیں کہ تارکین صلاۃ فساق وفجار سے بھی نہیں رکھتے۔ اور خواص کا عمل وفتوی وجوب اس کا سو ید ہے گو خود ان کو علی سبیل الفرض اتنا غلو نہ ہو..... اور مفاسد کا ترتب یہ ہے کہ اکثر مقلدین عوام بلکہ خواص اس قدر جامد ہوتے ہیں کہ اگر قول مجتہد کے خلاف کوئی آیت یا حدیث کان میں پڑتی ہے ان کے قلب میں انشراح وانبساط نہیں رہتا بلکہ اول استنکار قلب میں پیدا ہوتا ہے پھر تاویل کی فکر ہوتی ہے خواہ کتنی ہی بعید ہو اور خواہ دوسری دلیل قوی اس کے معارض ہو بلکہ مجتہد کی دلیل اس مسئلہ میں بجز قیاس کے کچھ بھی نہ ہو بلکہ خود اپنے دل میں اس تاویل کی وقعت نہ ہو مگر نصرت مذہب کے لئے تاویل ضروری سمجھتے ہیں۔ دل یہ نہیں مانتا کہ قول مجتہد کو چھوڑ کر حدیث صحیح صریح پر عمل کر لیں۔ بعض سنن مختلف فیہا مثلاً آمین بالجہر وغیرہ پر حرب وضرب کی نوبت آ جاتی ہے۔ اور قرون ثلاثہ میں اس کا شیوع بھی نہ ہوا تھا بلکہ کیف ما اتفق جس سے چاہا مسئلہ دریافت کر لیا۔ اگرچہ اس پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ مذاہب اربعہ کو چھوڑ کر مذہب خامس مستحدث کرنا جائز نہیں یعنی جو مسئلہ چاروں مذہبوں کے خلاف ہو اس پر عمل جائز نہیں کہ حق دائر ومنحصر ان چار میں ہے مگر اس پر بھی کوئی دلیل نہیں کیونکہ اہل ظاہر ہر زمانہ میں رہے..... دوسرے اگر اجماع ثابت بھی ہو جائے مگر تقلید شخصی پر تو کبھی اجماع بھی

چیز سے خاموشی کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ شریعت اس کی منکر ہے۔

(علاوہ ازیں) مسئلہ میں کچھ تفصیل بھی (ہو سکتی) ہے یعنی عصمت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عصمت مطلقہ جس کا مطلب یہ ہے کہ (زندگی کے سارے شعبوں) افعال و اعمال و اقوال و علوم میں عصمت کو ثابت کیا جائے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جائے کہ جس منصب کے فرائض اس شخص کے سپرد ہوئے ہیں اس منصب سے جن امور کا تعلق ہے ان میں وہ معصوم ہوتا ہے یعنی غلطی ان خاص امور میں اس سے صادر نہیں ہو سکتی....." (عبقہ 11 اشارہ 4)

3- مولوی صاحب کہتے ہیں کہ "حضرت ابوبکر ﷺ سے جو کمی بیشی ہوئی تھی بطور انسان"

سب سے پہلے تو ہم مولوی طارق جمیل صاحب سے یہ پوچھیں گے کہ حضرت ابوبکر ﷺ سے جو بشری خطا ہوئی وہ کیا تھی؟ اسی طرح اگر وہ ہمیں خلفائے اربعہ کی بشری خطاؤں کی فہرست فراہم کر دیں تو ہم بھی اپنی ایمانیات پر نظر ثانی پر مجبور ہو جائیں گے۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ کمی بیشی میں دو احتمال ہیں:

i- اگر کمی بیشی سے مراد معصیت ہے تو یہ بڑی جسارت کی بات ہے کہ انبیا علیہم السلام کے بعد سب سے افضل انسان کی طرف کسی شرعی یا حسی دلیل کے بغیر ہی معصیت کی نسبت کی جائے کیونکہ یہ کہنا کہ وہ آدھا فیصد گناہگار ہیں سب و تنقید میں شمار ہوتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

أ- عن ابی سعید الخدری قال قال النبی ﷺ لا تسبوا اصحابی فلو ان احد کم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احد هم ولا نصیفه. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ﷺ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ﷺ کو برا مت کہو ان پر تنقید مت کرو اور ان کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ منہ سے نہ نکالو کیونکہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ان کا ایمان و یقین اور دین کے لئے ان کی قربانیاں انتہائی درجے کی ہیں۔ انہی باتوں سے اعمال کی قیمت لگتی ہے اور بڑھتی ہے۔ اور تم ان کے درجے کے نہیں ہو) تو تمہارا کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو (قدر و قیمت کے اعتبار سے) وہ ان کے کسی ایک کے ایک مد (یعنی 3/4 کلو) یا (بلکہ اس کے) نصف مد (یعنی 3/8 کلو) کے برابر کو بھی نہیں پہنچے گا۔

ii- ایک دفعہ حضرت ابوبکر ﷺ نے کسی بات سے حضرت عمر ﷺ کو ناراض کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکر ﷺ نے معافی بھی مانگی لیکن حضرت عمر ﷺ نہ مانے۔ حضرت ابوبکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ بعد میں

نہیں ہوا۔ البتہ ایک واقعہ میں تلفیق کرنے کو منع لکھا ہے تاکہ اجماع مرکب کے خلاف نہ ہو جائے۔ باوجود ان سب امور کے تقلید شخصی کا استحسان اور وجوب مشہور و معمول ہے سو اس کا قبح کس طرح مرفوع ہوگا۔ دوسرا امر یہ کہ مسئلہ متکلم فیہا کے اعتقادی ہونے کی کیا صورت ہے بادی النظر میں تو فرعی عملی معلوم ہوتا ہے۔

مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے جواب میں لکھا۔

''اب تقلید کو سنو کہ مطلق تقلید مامور بہ ہے لقولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون. اور بوجہ دیگر نصوص۔ مگر بعد ایک مدت کے تقلید غیر شخصی کے سبب مفاسد پیدا ہوئے کہ آدمی بسبب اس کے اپنے دین سے لا ابالی ہو جاتا ہے اور اپنی ہوائے نفسانی کا اتباع اس میں گویا لازم ہے اور طعن علماء مجتہدین و صحابہ کرام اس کا ثمرہ ہے..... لہٰذا تقلید غیر شخصی اس بد نظمی کے سبب گویا ممنوع من اللہ تعالیٰ ہوگئی۔ پس ایسی حالت میں تقلید شخصی گویا فرض ہوگئی اس واسطے کہ تقلید مامور بہ کی دو نوع ہیں شخصی و غیر شخصی اور تقلید بمنزلہ جنس ہے اور مطلق کا وجود خارج میں بدون اپنے کسی فرد کے محال ہے۔

پس جب غیر شخصی حرام ہوئی بوجہ لزوم مفاسد تو اب شخصی معین مامور بہ ہوگئی اور جو چیز کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض ہو اگر اس میں کچھ مفاسد پیدا ہوں اور اس کا حصول اس ایک فرد کے بغیر ناممکن ہو تو وہ فرد حرام نہ ہوگا بلکہ ازالہ مفاسد کا اس سے واجب ہوگا اور اگر کسی مامور بہ کی ایک نوع میں نقصان ہو اور دوسری نوع سالم اس نقصان سے ہو تو وہی فرد خاصہ مامور بہ بن جاتا ہے اور اس کے عوارض میں اگر کوئی نقصان ہو تو اس نقصان کا ترک کرنا لازم ہوگا نہ اس فرد کا۔ یہ حال وجوب تقلید شخصی کا ہے۔ اسی واسطے تقلید غیر شخصی کو فقہاء نے کتابوں میں منع لکھا ہے۔

مگر جو عالم غیر شخصی کے سبب مبتلا ان مفاسد مذکورہ کا نہ ہو اور نہ اس کے سبب سے عوام میں ہیجان ہو اس کو تقلید غیر شخصی اب بھی جائز ہوگی۔''

(از ناقل۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جو پختہ عالم ہو اور تقلید غیر شخصی کرتا ہو مگر اس طرح سے کہ تقلید غیر شخصی کے سبب سے پائے جانے والے مفاسد سے بالکل خالی ہو کہ نہ دین سے لا ابالی ہو اور نہ اپنی ہوائے نفسانی کا اتباع کرتا ہو اور نہ ہی علمائے مجتہدین پر طعن کرتا ہو اور دوسرے اس طرح سے کہ اس کی وجہ سے عوام میں ہیجان اور تشویش و انتشار بھی نہ ہوتا ہو جو کہ اپنے مسائل کی تبلیغ

سے ہوتا ہے۔ علامہ شوکانیؒ نے کہیں بھی اپنے مذہب کی تبلیغ وتحریک نہیں کی۔ کسی کے پوچھنے پر مسئلہ بتانا اور بات ہے اور لوگوں کو اس طرح تبلیغ کرنا کہ تم سنت کے خلاف کر رہے ہو جیسے میں کہتا ہوں اس طرح کرو تب سنت پر عمل ہوگا یا کہنا کہ اہلحدیث بن جاؤ یہ اور چیز ہے۔ مولانا داؤد غزنوی میں بھی انصاف ملتا ہے لیکن غیر مقلدین علماء کی اکثریت ایسی نہیں ہے اور اب سے نہیں شروع سے ہی ایسی ہے)۔

''اس مسئلے کے باب عقائد میں سے ہونے کا سبب دریافت فرمایا ہے سو غور کیجئے کہ جو امور مبتدع اور محدث ہیں ان سب کو ناجائز اور اور موجب ظلمت عقیدہ کرنا واجب ہے۔ پس یہ اعتقاد کلیات میں داخل ہے اگرچہ عمل ان کا عملیات سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب کلام میں جواز مسح خف و جواز اقتداء فاسق و جواز صلوٰۃ علی الفاسق بھی لکھتے ہیں کیونکہ اگرچہ یہ اعمال میں مگر اعتقاد جواز اعتقادیات میں داخل ہے۔

2- اصول میں اہلسنت سے انحراف

یہ مسلمانوں کا طے شدہ ضابطہ ہے اور اس پر خیر القرون سے تعامل چلا آ رہا ہے کہ مسلمانوں کے سب فقہی مذاہب قران وحدیث پر مبنی ہیں اور اللہ کے ہاں سب مقبول ہیں۔ اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کو ایک فقہی مذہب چھڑا کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرے مثلاً حنفی کسی شافعی کو حنفی بننے کی تبلیغ کرے اور شافعی کسی حنبلی کو شافعی بننے کی دعوت دے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں۔

لما حج المنصور قال لمالک قد عزمت ان آمر بکتبک هذه التی صنفتها فتنسخ ثم ابعث فی کل مصر من امصار المسلمین منها نسخة و آمرهم بان یعملوا بما فیها و لا تعدوه الی غیره فقال یا امیر المومنین لا تفعل هذا فان الناس قد سبقتهم الیهم اقاویل و سمعوا احادیث و رووا روایات و اخذ کل قوم بما سبق الیهم و اتوا به من اختلاف الناس فدع الناس و ما اختار اهل کل بلد منهم لا نفسهم.

(حجة الله البالغة ص 145 ج 1)

جب عباسی خلیفہ منصور حج پر گیا تو اس نے امام مالکؒ سے کہا کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو کتابیں آپ نے تصنیف کی ہیں ان کے کئی نسخے کروا کے مسلمانوں کے ہر شہر میں ان کا ایک

نسخہ بھیج دوں اور سب لوگوں کو حکم دوں کہ وہ صرف اس پر عمل کریں اور دوسروں کو چھوڑ دیں۔
امام مالکؒ نے جواب میں فرمایا اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ مختلف علاقوں کے لوگوں کو صحابہ کے اقوال پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں سن رکھی ہیں اور ان کو روایتیں ملی ہیں اور اس وجہ سے ہر علاقہ کے لوگوں نے اپنے تک پہنچی ہوئی حدیثوں پر عمل کو اختیار کیا ہے تو آپ لوگوں کو اور جو عمل انہوں نے اپنے لئے اختیار کیا یونہی چھوڑ دیجئے۔

لیکن غیر مقلدین اس اصول اور ضابطہ کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے اتنے اہلحدیث بنا لیے ہیں۔

.....

حضرت عمرؓ کو بھی ندامت ہوئی اور وہ بھی ان کو ڈھونڈتے ہوئے مجلس نبوی میں پہنچ گئے۔ وہاں حضرت عمرؓ نے واقعہ سنانا شروع کیا۔

فجعل وجه رسول ﷺ يتمعر حتى اشفق ابوبكر فجثا على ركبتيه فقال يا رسول الله والله انا كنت اظلم..... فقال رسول الله ﷺ هل انتم تاركو لي صاحبي هل انتم تاركو لي صاحبي انى قلت يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا فقلتم كذبت و قال ابوبكر صدقت. (بخاری)

اس پر رسول اللہ ﷺ (سخت غصہ ہوئے اور آپ) کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا یہاں تک کہ ابوبکرؓ کو اندیشہ ہوا اور وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم زیادتی میں نے ہی کی تھی۔ تاہم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میری خاطر میرے دوست کو نہیں چھوڑ سکتے؟ کیا تم میری خاطر میرے دوست کو نہیں چھوڑ سکتے؟ (اس وقت کو یاد کرو جب شروع میں) میں نے کہا تھا اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں تو (شروع میں) تم سب نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو اور (یہ صرف) ابوبکر (تھے جنہوں) نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ تو حضرت عمرؓ کو بھی حضرت ابوبکرؓ کی سچی شکایت کرنے کا موقع نہیں دے رہے۔

مولوی طارق جمیل صاحب اپنی نادانی سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو آدھا فیصد گناہگار قرار دینے پر مصر ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

II- اور اگر کمی بیشی سے مراد اجتہاد کی غلطی و خطا ہے تو اول تو یہ کوئی عیب کی بات ہی نہیں ہے۔ دوسرے خلفائے راشدین اور خصوصاً حضرت ابوبکر و عمرؓ کے اجتہاد کو شارع کی نظر میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

I- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين. (احمد)

لازم پکڑو میری سنت کو اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو۔

II- عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ انى لا ادرى ما بقائى فيكم فاقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر و عمر. (ترمذی و احمد)

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں تم میں (مزید کتنی مدت رہوں گا۔ (تو) تم میرے بعد جو دو ابوبکر و عمر ہوں گے ان کا اقتدا کرنا۔

تنبیہ: اجتہاد کی غلطی کی اگر اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے نشاندہی کر دی جائے تو صرف اسی وقت وہ یقینی طور پر خطا ہوگی جیسا کہ حضرت معاویہ ؓ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر ؓ کو بتایا کہ

تقتلک الفئة الباغية.

تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی۔

شریعت کی نظر میں باغی اس کو کہتے ہیں جو امام حق کے خلاف ناحق خروج کرے اگر چہ اس کی بنیاد اس کے اجتہاد پر ہو۔ حضرت معاویہ ؓ نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر حضرت علی ؓ کے خلاف خروج کیا اور حدیث نے بتایا کہ وہ امام حق کے خلاف ناحق تھا۔ لہٰذا حضرت معاویہ ؓ کے اجتہاد کا خطا ہونا ہمیں معلوم ہو گیا۔

خلفائے اربعہ کے کسی اجتہاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایسی کئی تصریح تو کیا اشارہ بھی نہیں ملتا کہ ان کا اجتہاد اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں پسندیدہ نہیں تھا۔

4۔ مولوی طارق جمیل صاحب خلیفہ کی تعیین نہ ہونے کی ایک حکمت یہ بتاتے ہیں کہ "تعیین کرنے سے کوئی انکار کرتا۔ انکار تو ہونا تھا..... "یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا یا آپ کو قوی اندیشہ تھا کہ انکار تو ہوگا ہی۔ اور تعیین کے بعد انکار سخت ہلاکت کی چیز ہے۔ اس سے بچانے کے لئے آپ نے خلیفہ کی تعیین ہی نہیں کی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو صحابہ سے یہ اطمینان نہیں تھا کہ میں تعیین کر دوں تو سب مان لیں گے۔ اسی لئے طارق جمیل صاحب کہتے ہیں "تعیین کے بعد فرض کرو یہ سارے ہی مان جاتے"۔ یعنی آپ ﷺ کو قوی اندیشہ تھا تو یہی تھا کہ سب نہ مانیں گے۔ اور سب کے ماننے کو صرف فرض ہی کیا جا سکتا ہے۔

دوسری بحث: دفاع صحابہ

مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

"دوسری بات یہ ہے کہ ہم شیعوں کے رد میں صحابہ کو بھی معصوم بنانے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں ان کی خطا کی تاویل کرنا شروع کر دیتے ہیں تو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ بس یہ ایک آیت کافی ہے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ تاویل نہ کرو مانو خطا ہوئی ہے۔ خطا کی تاویل کرنا تو کمزور راستہ ہے..... امیر معاویہ ؓ کے بارے میں جو کتاب لکھی مولانا تقی عثمانی صاحب نے وہ تاویل میں پڑے ہیں ہر جگہ۔ کئی جگہ وہ تاویل بڑی کمزور ہے۔ تو یہ تاویل کا راستہ صحیح نہیں ہے۔ ان کی براءت ہمارے ایمان کا حصہ ہے وہ حق تھے معصوم نہیں تھے انبیاء نہیں تھے محفوظ بھی نہیں تھے..... اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ تو صحابہ کا دفاع یوں ٹھیک نہیں ہے کہ ان

کی غلطیوں کی تاویل شروع کردو۔"

ایک دوسری جگہ مولوی طارق جمیل صاحب کہتے ہیں۔

"بس یہ بات ذہن میں رکھو کہ علی ؓ حق پر تھے اور معاویہ ؓ اس کے مقابلے میں خطا پر تھے..... خطا میں چونکہ بددیانتی نہیں تھی۔ وہ اپنے آپ کو صحیح سمجھ کے کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی خطا مغفور ہے بس۔ اب ہمیں تاویل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ (کسی طالب علم نے سوال کیا کہ یہ اجتہادی غلطی تھی تو اس پر مولانا کا جواب تھا) ارے یہ تو سب ہمارے سابقے لاحقے ہیں خطا تھی۔"

ہم کہتے ہیں:

1- عجیب بات ہے کہ حضرت معاویہ ؓ کی خطا کی تو مولوی طارق جمیل صاحب خود تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں بددیانتی نہیں تھی بلکہ وہ اپنے آپ کو صحیح سمجھ کے کر رہے تھے جس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے اجتہاد سے ایسا کر رہے تھے کسی نفسانی خواہش یا طلب دنیا کی خاطر نہیں کر رہے تھے۔ ایسے میں جو خطا ہو وہ خطائے اجتہادی ہی تو کہلاتی ہے۔ لیکن مولوی طارق جمیل صاحب کو کچھ پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں اور ایک طالب علم کے یہ کہنے پر کہ یہ اجتہادی غلطی تھی ان کو چاہئے تھا کہ کہتے کہ ہاں ٹھیک ہے اور اہلسنت کا موقف بھی یہی ہے اور اسی وجہ سے ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ان پر عیب لگائیں۔ اس کے بجائے انہوں نے اجتہادی کی قید کو ہمارے سابقے لاحقے کہہ کر اس کی اہمیت ہی ختم کر دی اور ایک دوسرے طالب علم کے یہ کہنے پر کہ اس کا مطلب ہے کہ صحابہ دنیا کے طلبگار تھے یہ آیت پڑھ دی کہ منکم من یرید الدنیا اور اس طرح حضرت امیر معاویہ ؓ کی خطا کو بددیانتی اور طلب دنیا کے ساتھ ملا دیا۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

2- دوسری اہم بات یہ ہے کہ تاریخ میں یا حدیث کی کتابوں میں کچھ کبار یا نسبتاً زیادہ اہمیت والے صحابہ کے بارے میں بعض باتیں مجمل یا مبہم انداز میں ملتی ہیں جو بظاہر ان پر اعتراض کا باعث بنتی ہیں کہ وہ باتیں انہوں نے بددیانتی یا حماقت یا طلب دنیا میں کہی ہیں۔ خاص طور سے حضرت عثمان ؓ اور حضرت معاویہ ؓ پر ایسی روایات کی وجہ سے شیعوں نے اور مودودی صاحب نے بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ اب مولوی طارق جمیل صاحب تو یہ مت دیتے ہیں کہ ان اعتراضوں کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں بس تسلیم کرلو کہ ان صحابہ نے غلطیاں کی ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا ہے اور ان سے آخرت میں

اچھا وعدہ فرمایا ہے۔ مولوی صاحب کی یہ روش انتہائی غیر معقول ہے۔ صحابہ پر کوئی بھی انگلی اٹھا دے۔ طارق جمیل صاحب کی ہدایت ہے کہ بس صحابہ کی غلطی مان لو خواہ حقیقت میں وہ غلطی ہو یا نہ ہو۔

دیگر علماء کی قرون اولی سے یہ روش رہی ہے کہ جو صحابہ کی واقعی غلطی نہیں تھی اس میں ان کا دفاع کرتے تھے اور روایت کے ظاہری مطلب سے ہٹا کر صحیح بات بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اسی عمل کو تاویل کرنا کہتے ہیں اور اسی کو دفاع صحابہ بھی کہتے ہیں۔ دیکھیے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ وَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ. (بخاری)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب کہتے ہیں اہل مصر کا ایک شخص حج بیت اللہ کے ارادہ سے (مکہ مکرمہ) آیا۔ یہاں اس نے (ایک جگہ) کچھ لوگوں کو (اکٹھے) بیٹھے دیکھا تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ خاندان قریش کے (بڑے) لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا ان میں بڑے عالم کون ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (وہ شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا اور) اس نے کہا اے ابن عمر مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے تو آپ مجھے جواب دیجئے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر (جب مشرکین کی فوج نے پہاڑی کے پیچھے سے پلٹ کر حملہ کیا تھا تو) عثمان فرار ہو گئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں (ایسا ہی تھا)۔ اس شخص نے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان جنگ بدر سے غائب رہے تھے اور اس میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں (ایسا ہی تھا)۔ اس شخص نے

پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان بیعت رضوان سے بھی غائب رہے تھے اور اس میں شریک نہ تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں (ایسا ہی تھا)۔ اس شخص نے (یہ سمجھا کہ ہم جو حضرت عثمان ؓ کے خلاف الزام لگاتے ہیں ان کی تائید و تصدیق حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بھی کر دی ہے اور اس سے اب لوگ لاجواب ہو جائیں گے اور یہ ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہوگئی ہے اس لئے اس نے خوشی سے) اللہ اکبر کہا۔ اب حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا ذرا میرے قریب آجاؤ (اور اپنی ان باتوں کی تفصیل بھی سن لو جو) میں تمہارے لئے بیان کرتا ہوں۔ رہا عثمان کا جنگ احد سے فرار تو (اس وقت اچانک حملہ سے بہت سے صحابہ کے پاؤں اکھڑ گئے تھے اگرچہ بعد میں وہ سنبھل گئے اور پلٹ آئے لیکن اصل بات کی) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما چکے ہیں (اور یہ معافی قرآن پاک کے اندر موجود ہے تو معافی کے بعد عیب لگانا کیسے جائز ہے؟)

رہی جنگ بدر سے ان کی غیر حاضری تو بات یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ تھیں جو اس وقت بیمار تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے (عثمان کو ان کی دیکھ بھال کرنے کو کہا تھا اور ان کو جو یہ خیال ہوا کہ میں جہاد میں شرکت سے محروم رہوں گا تو آپ ﷺ نے خود) ان سے فرمایا کہ تمہیں جنگ بدر میں شریک ہونے والے کا ثواب ملے گا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ نے) ان کو مال غنیمت میں سے (برابر کا) حصہ بھی دیا۔

رہی بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت تو اگر (رشتہ داری کے اعتبار سے) مکہ مکرمہ میں کوئی دوسرا صحابی ان سے زیادہ عزت دار ہوتا تو آپ ﷺ ان کو (مشرکین سے گفتگو کے لیے مکہ) بھیجتے۔ (چونکہ ایسا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے عثمان ؓ کو مکہ مکرمہ بھیجا اور بیعت رضوان تو ان کے مکہ جانے کے بعد ہوئی (جس کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ مشرکین نے حضرت عثمان ؓ کو قتل کر دیا ہے اور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور وہ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ (بیعت) عثمان کے لئے ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا لو اب یہ ساری باتیں اپنے ساتھ لے جاؤ (اور یہ بھی ساتھ میں بتاؤ)۔

اب کسی کی تاویل اور دفاع کو کمزور دیکھ کر مولوی طارق جمیل صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ زیادہ مؤثر دفاع کی سوچتے لیکن انہوں نے تو بے غیرتی کا سبق دینا شروع کر دیا کہ دشمنوں اور دوست نما دشمنوں کی تنقیدوں اور اعتراضوں کو سنو اور تسلیم کر لو اس کی کوئی تاویل اور دفاع نہ کرو۔ سلف صالحین نے تو ہمیں اس سے بہت مختلف سبق سکھایا ہے۔

مولانا طارق جمیل کے بیانات پر علماء دیوبند کا جمود شکن تبصرہ

مولانا طارق جمیل کے بیانات پر علماء دیوبند کا جمود شکن تبصرہ

فَتْحُ الْهَادِیْ جل جلالہ

فی تلخیص

كَلِمَةِ الْهَادِیْ

مولانا طارق جمیل کے بیانات پر علماء دیوبند کا جمود شکن تبصرہ



اَلْمُلَخِّص

مفتی ظہور احمد جلالی

ادارۃ اشاعت العلوم

مولانا طارق جمیل کے بیانات پر علماء دیوبند کا جمود شکن تبصرہ

فَتْحُ الْهَادِیْ

فی تلخیص

کَلِمَةِ الْهَادِیْ



اَلْمُلَخِّص

مفتی ظہور احمد جلالی

ادارۂ اشاعت العلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الانتساب

ہر لحہ جرنیلی انداز میں خدمت عوام میں مصروف وسرگرم

پنجاب کے ہر دلعزیز خادم اعلیٰ

میاں شہباز شریف صاحب

کے نام

جو کہ مولانا طارق جمیل کے خطباتِ دل پذیر سن کر گرویدہ ہو کر

آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

اس توقع پر کہ وہ علماء دیوبند کے تاثرات سے آگاہ ہو کر آزردہ و دل گرفتہ

ہونے کی بجائے مولانا کو ان کی لغویات و خطبات مُوْهِنَہ لِجَنَابِہٖ تعالیٰ سے توبہ

کی تلقین فرمائیں گے۔

اگر وہ توبہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو علماء دیوبند سے ہی فتاویٰ لے کر تو اس نفس پرست

کے خلاف تعزیری و تادیبی کارروائی کرنے میں شرم محسوس نہیں فرمائیں گے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ظہور احمد جلالی

12-03-2011

حسب الارشاد

ابن اسد اللہ الغالب ضیغم اسلام

حضرت علامہ مولانا قاری

سید محمد عرفان شاہ مشہدی صاحب زید مجدہ

مرکزی ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

خصوصی کاوش

محترم جناب قاری محمد مبشر حسین نقشبندی

0333-4655574

محترم جناب قاری محمد اقبال سعیدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پیش نظر کتاب درحقیقت کوئی مستقل تالیف نہیں ہے بلکہ حال ہی میں چھپنے والی کتاب کلمۃ الھادی الی سواء السبیل فی جواب من بس الحق بالا باطیل کی تلخیص ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کتاب میں درج ایک ضروری اور انتہائی اہم مسئلہ فتوائے حُسّام الحرمین کی اصل حقیقت کا بیان ہے اور آخر میں اکابر علماء دیو بند کے بعض خطوط کی فوٹو کاپیاں ہیں: جن کو ہم نے یکجا کر دیا ہے:

کتاب کلمۃ الھادی علماء دیو بند کے امام الوقت مولوی ابو الزاہد سرفراز خان گکھڑوی المتوفی ــــ کے مایہ ناز شاگرد معروف اہلِ قلم عیسیٰ خان آف سانسی المعروف سانسی صاحب کی وہ جامع تالیف ہے جس میں مصنف نے اس دور کی اصلاح و تبلیغ کی عالمی تحریک تبلیغی جماعت میں پائے جانے والے بعض امور کی نشاندہی انتہائی عمدہ انداز میں کی ہے۔

۱- جہاد بالسیف والی آیات و احادیث تبلیغی جماعت پر منطبق کر کے تحریف معنوی کرنا۔

۲- مثلاً تبلیغی جماعت جب اہلسنّت و جماعت درود و سلام والوں (بقول سانسی صاحب بریلویوں) کی مسجدوں میں جاتے ہیں تو ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں جو کہ دیو بندیوں کے شیخ الکل کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں ہوتی ہی نہیں ہے۔ (بحوالہ فتاوی رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۷ کلمۃ الھادی ص ۲۱۱ فتح الھادی ص)

تبلیغی جماعت والے ان مساجد میں منعقدہ پروگراموں و محفل ختم و گیارہویں

شریف ختم شہداء کربلا محفل میلاد شریف وغیرہ میں شریک بھی ہوتے ہیں جب کہ مولانا الیاس بانی تبلیغی جماعت کے استاذ الحدیث اور شیخ الکل کے نزدیک کسی صورت بھی جائز نہیں حتیٰ کہ جس محفل میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو اور بالکل صحیح احادیث طیبہ بیان کی جائیں تب بھی محفل میلاد شریف ناجائز ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۲۶)

حتیٰ کہ ان کا مشہور فتویٰ ہے کہ محفل میلاد جہنم کنہیا کی طرح ہے۔

اس فتویٰ کی بناء پر ملت اسلامیہ کے جمہور علماء نے ایسے شیخ الکل پر لعنتوں کی بارش برسا رکھی ہے اتنے شدید و کریہہ فتویٰ کے ہوتے ہوئے تبلیغی جماعت محافل میلاد میں شریک ہوتی اور میلاد شریف کا لنگر نگلتی ہے۔

۴- مصنف کتاب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت نے لوگوں کو ساتھ ملانے کے ذوق میں علماء دیو بند کے فتوؤں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک رکھا ہے اور اپنے اکابر کو ان کی قبور میں اذیت پہنچانا کارِ ثواب سمجھے ہوئے ہیں۔

۵- بالخصوص اس دور کے تبلیغی جماعت کے عالمی مبلغ مولانا طارق جمیل کے خطبات میں بہت سارے امور قابل توجہ ہیں۔

۶- نیز اکابر علماء دیو بند پر حرمین شریفین کے علماء ذی شان کے فتاوی کی بنیاد کیا ہے اس کو بھی موصوف (سانسی صاحب) نے ذکر کر کے مولانا طارق جمیل کے بعض بیانات کی حقیقت واضح فرمائی ہے۔

۷- نیز مشہور فتویٰ تکفیر کے موضوع پر جس انداز میں گھکھڑوی کا نے قلم چلایا ہے۔ اور علماء دیو بند سے داد تحسین پائی ہے اس کا تذکرہ بھی موجود ہے۔

چونکہ کتاب کافی ضخیم تھی تو ہم نے اس کی تلخیص پیش کر دی ہے۔ ہم نے کتاب کے ہر ہر جملہ، کلمہ، حرف بلکہ نقطہ تک کو اصل حالت میں رکھا ہے کیونکہ ہم نے مقصود عبارت کی فوٹو کاپی لگا دی ہے۔ نیز مقصود جملہ سے ایک لائن پہلے یا کم از کم اس پوری سطر کو لگا دیا ہے جس میں مقصود عبارت شروع ہوتی ہے تا کہ کسی شخص کو سیاق و سباق کا مغالطہ نہ لگ سکے۔

کتاب کلمۃ الھادی: اس بناء پر اور زیادہ اہمیت اختیار کر چکی ہے کہ اس پر پندرہ عدد جید علماء دیوبند بالخصوص علماء دیوبند کے سرخیل اور امام الوقت ابوزاہد سرفراز گکھڑوی کی تقریظ بھی موجود ہے جو ان کے خلف بیٹے اور شاگرد نے لکھ کر اپنے والد اور استاذ کی خدمت میں پیش کر کے توثیق کروائی ہے۔

آخر میں ہم نے مولانا طارق جمیل کی دعا کے بعض ایسے جملے کیسٹ سن کر شامل کیے ہیں جن کو سانسی صاحب نظر انداز کر گئے ہیں چونکہ ان جملوں کا تعلق تقدیس الٰہی اور تنزیہ باری تعالیٰ کے ساتھ تھا اور اکابر علماء دیوبند پہلے ہی تقدیس وتنزیہہ باری تعالیٰ کے معاملہ میں ٹھوکریں کھاتے اور منہ چھپاتے چلے آرہے ہیں۔ اسی لئے سانسی صاحب نے اس دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنے سے گریز کرنے میں مصلحت دیکھی ہے تاہم ہم نے اسے بھی کتاب کی افادیت کے پیش نظر ذکر کر دیا ہے۔

یہ ضروری امور ہیں جن کو آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ سانسی صاحب نے کتاب کا نام کلمہ الھادی رکھا اپنی تعلّی اور فرعونیت کا جو مظاہرہ کیا ہے وہ اصحاب بصیرت سے مخفی نہیں وللہ الحمد مقصد صرف اصلاح احوال وفکر اور ترویج عقائد صحیحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور سعادت دارین کا ذریعہ بنائے۔

آمین آمین آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الانبیاء و علی آلھم واصحابھم اجمعین۔

الفقیر

ظہور احمد جلالی

دار العلوم محمدیہ اہل سنت

مانگا منڈی ضلع لاہور

تقریظات

۱

محیی السنۃ حضرت الاستاذ الشیخ

مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب خلدت ظلالہ

استاذی المکرم، فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان صاحب گورمانی زید مجدہم نے حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ کے بعض تقریری ودرسی بیانات کو مذہب اہل السنّت والجماعت، مسلک علماء دیوبند اور تاریخی حقائق وواقعات کے خلاف جانتے ہوئے ان پر خالص علمی انداز میں ایک تفصیلی مضمون تحریر فرمایا جو تقریظ واصلاح کے لیے شیخ مکرم سیدی وسندی ومرشدی ومولائی واستاذی حضرت والد محترم شیخ القرآن و الحدیث، امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ حضرت شیخ مدظلہ نے ضعف ونقاہت کی وجہ سے وہ مضمون احقر کے پاس بھیج دیا کہ اسے اچھی طرح دیکھ کر اس پر کچھ تحریر کر دو۔ اگر مناسب ہو تو وہ تحریر مضمون کی صورت میں لکھ کر مولانا طارق جمیل صاحب کو ارسال کر دی جائے تاکہ اتمام حجت بھی ہو جائے۔ چنانچہ یہ مکتوب حضرت شیخ مدظلہ کے حکم پر تحریر کیا گیا اور اس کا مکمل مضمون حضرت شیخ مدظلہ کو سنایا گیا۔ اب ان کے حکم اور اجازت سے مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ کو ارسال کیا جارہا ہے اور حقیقتاً یہ استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی محمد عیسی صاحب مدظلہ کے مضمون پر حضرت شیخ مدظلہ کی طرف سے تائید وتقریظ ہے۔

(مولانا عبدالحق خان بشیر)

۲

فخر الاماثل والافاضل الناطق بالشواہد والدلائل

جناب پروفیسر غلام رسول عدیم صاحب ادام اللہ فضلہ

زیر نظر کتاب ''کلمۃ الہادی الی سواء السبیل فی جواب من لبس الحق بالاباطیل'' اسلامی لٹریچر میں ایک خوب صورت اضافہ ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی مدظلہ العالی دینی علوم میں گہری بصیرت کے حامل ہیں۔ ان کا تفقہ فی الدین مسلم ہے۔ گزشتہ ادوار کے مسائل اور فقہاے کرام کی ژرف نگاہی ان کے سامنے ہے۔ قرن اول سے عصر حاضر تک کے پیش آمدہ مسائل کی نظیریں بحیثیت مفتی ان کی نگاہ میں ہیں۔ ان کا اصل میدان ہی میدان افتاء ہے، تاہم وہ تفسیر وعلوم تفسیر اور حدیث وعلوم حدیث میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ اصل منابع سے اخذ واستفادہ ان کے مزاج کا حصہ ہے۔

اس علمی وجاہت کے ساتھ ساتھ ان کے اندر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین متین کی پیش کردہ توانا سچائیوں کے ابلاغ کے لیے بے پناہ تڑپ ہے۔ جہاں کہیں دین خالص میں کسی جہت سے رخنہ اندازی کا شائبہ تک بھی محسوس ہوا، ان سے رہا نہ گیا۔ سیماب وار علمی وشرعی محاسبے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ یہ کام نہ دنیوی شہرت ونمائش کے لیے کرتے ہیں اور نہ ہی حصول جاہ ومنزلت کے لیے۔ نہ لومۃ لائم کی فکر نہ مفادات عاجلہ وآجلہ کی پروا۔ وہ صرف اور صرف دینی حمیت کے جذبے کے تحت رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اس پیرانہ سالی میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور استقلال واستقامت کا کوہ گراں بن کر عقائد زائغہ کا ابطال کرتے ہیں۔

مولانا طارق جمیل کی تقاریر ومواعظ پر ان کی علمی گرفت بھی مضبوط ہے اور شرعی نقطہ نگاہ سے کوتاہ فکریوں، غلط اندیشیوں اور کم فہمیوں کا مواخذہ بھی بڑا جاندار ہے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ بقول علامہ اقبالؒ

لبھاتا ہے دل کو کلام خطیب
مگر لذت شوق سے بے نصیب

خطابت ایک فن ہے۔ علمیت، دینی بصیرت، مسائل عصر حاضر کے لیے فقہی گہرائی اور گیرائی بالکل دوسری شے ہے۔ واہ واہ کی غوغا آرائی میں ٹوکروں داد وصول کرنا اور بات ہے اور شرعی تقاضوں کے پیش نظر علمی وفکری ترازو میں بات کو تول کر بولنا اور بات ہے۔ ان بولوں کو اللہ کی میزان میں تولا جائے گا۔ یوں ہی ہوا میں تحلیل نہیں ہو جائیں گے۔ والوزن یومئذن الحق (۷:۶)

حضرت مفتی صاحب نے پرزور استدلال سے ثابت کیا ہے کہ اسلامی تعلیمات جاہلوں کی خوش گمانیوں اور کچے پکے علم کے لوگوں کی خوش خیالیوں سے نہیں، اہل علم کی علمی بصیرتوں سے پروان چڑھتی، پھلتی پھولتی اور پھیلتی رہی ہیں۔ مساجد کی عباداتی فضاؤں اور مدارس کی بھرپور علمی وفکری واستدلالی قوتوں سے یہ نخل ہرا رہا اور پورے عالم میں اپنے اثمار شیریں بکھیرتا رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحب کے شب وروز گرویدگان تشہیر، مشتاقان تقریر اور دل دادگان تصویر کے برعکس تحقیقی وعلمی کاوشوں میں بسر ہوتے ہیں۔ وہ نہایت خاموشی سے خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔ زیر نظر کتاب میں انھوں نے مخالف کے Thesis کا زوردار طریقے سے Anti-thesis پیش کیا ہے۔ اس بس محض عقیدے ہی کو دخل نہیں، اس کے پس منظر میں بے پناہ استدلال، قرآن فہمی، حدیث کے لٹریچر کے رموز وغوامض پر مکمل دسترس، تاریخ سے استناد اور فقیہانہ جزئیات رسی کا بحر ز خار ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

ہر منصف مزاج شخص کتاب کے محتویات و مافیہا کو پڑھ کر بے اختیار پکار اٹھے گا۔

جو دریا جھوم کے اٹھے ہیں تنکوں سے نہ ٹالے جائیں گے

کتاب کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ باوجود اختلاف رائے کے، زبان و بیان میں شستگی اور شائستگی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اسلاف کی دینی بصیرت پر اعتماد، ماضی سے پیوستگی، حال سے بھرپور آگہی اور مستقبل کے اندیشہ فردا کا داعیہ بھی اس کتاب کے اختصاصات میں سے ہیں۔

فی الجملہ یہ کتاب محض جواب آں غزل نہیں، بلکہ مولانا طارق جمیل کے تقریری بیانات اور خطیبانہ لب و لہجے سے پیدا شدہ عقیدوں اور عقیدتوں کے فساد کی ڈولتی کشتی کے لیے ایک پتوار کی حیثیت رکھتی ہے جس سے ساحل مراد تک رسائی کی سہولت ہو گئی ہے۔

۳

العالم النبیل والفاضل الجلیل مولانا فضل محمد یوسف زئی دام مجدہ

استاذ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

امابعد: مولانا طارق جمیل صاحب پاکستان میں تبلیغی جماعت کے بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں اور تبلیغی جماعت میں عالمی شہرت یافتہ بھی ہیں جن کا ہر قول و فعل تبلیغی جماعت کے کارکنوں کے لیے سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے اپنے مدرسہ میں اپنے طلباء کے سامنے مختلف درسوں اور بیانات میں مختلف موضوعات پر کھلی باتیں کی ہیں۔ یہ بیانات ریکارڈ ہو چکے ہیں اور کیسٹوں میں موجود ہیں۔ ان بیانات میں بہت ساری قابل گرفت باتیں کہی گئی ہیں جن کا مواخذہ گوجرانوالہ کے جید عالم دین اور مشہور مفتی حضرت مولانا مفتی محمد عیسی صاحب نے کیا ہے اور ساتھ ساتھ اس کا جواب بھی دیا ہے۔ میں نے اس مسودے کو دیکھا ہے۔ واقعی اس میں قابل گرفت اور مایوس کن مواد موجود ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد عیسی صاحب نے بروقت اور برمحل اس کا بہتر مواخذہ کیا ہے۔ اور "لایخافون لومۃ لائم" کا حق ادا کر دیا ہے۔ آپ نے گروہ بندی سے بالاتر ہو کر محض اصلاح کی غرض سے دین کا دفاع کیا ہے جو علماء حق علماء دیوبند کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر مسلمان کیلیے اسلام کا تقدس ہر چیز سے مقدم ہونا چاہیے۔ اور دین اسلام کے آئینہ میں ہر مسلمان کو اپنا چہرہ درست کرنا چاہیے، نہ یہ کہ اپنے چہرہ کے

آئینہ میں دین اسلام کو سمجھنے کی کوشش شروع کی جائے۔

تبلیغی جماعت کے اکابر واصاغر کو چاہیے کہ وہ اپنے بیانات کے ذریعہ سے دین اسلام کو تختۂ مشق نہ بنائیں اور نہ اس دین مقدس کو لاوارث سمجھیں، کیونکہ اس دین کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی مضبوط نظام موجود ہے تاریخ گواہ ہے کہ دین اسلام کے اس مبارک نظام کے مقابلے میں بڑے بڑے فتنے کھڑے ہوئے مگر اس حفاظتی مضبوط غیبی نظام کے سامنے وہ فتنے قصۂ پارینہ ہوکر رہ گئے لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے خواہ وہ عالم ہو یا غیر عالم ہو کہ وہ دین اسلام کی خدمت قرآن وحدیث کے ارشادات کے مطابق اور سلف صالحین کے نقشِ قدم کی روشنی میں کرے تاکہ دنیا و آخرت میں آدمی اللہ تعالیٰ کے اس مضبوط غیبی نظام کے غیظ وغضب سے بچ سکے اور ترقی کے بعد زوال کا شکار نہ ہوجائے۔

"وما اريد الا الاصلاح وما علينا الا البلاغ"

فضل محمد غفرلہ یوسف زئی

استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ

بنوری ٹاؤن کراچی

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۹ء

ـــــ ۴ ـــــ

الحجۃ الفقیہ والعالم النبیہ حضرت مولانا حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

خضدار، بلوچستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کافی عرصہ سے تبلیغی جماعت کو قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا تو محسوس ہوا کہ مروجہ تبلیغی جماعت اہل سنت وجماعت کے مسلک ومزاج اور اصولوں سے منحرف ہوتی جارہی ہے اور اس کی غلط تاویلات اور تجاوزات کی نشان دہی کرنے والا کوئی نہیں۔ یا اللہ! کوئی ایسا مجاہد پیدا فرما جو امت مسلمہ کو اس بڑے فتنے سے آگاہ کرے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ، اللہ پاک حضرت مفتی محمد عیسی خان صاحب مدظلہ جیسے عالم، مفکر اور محقق کو سامنے لائے اور دین مبین کے معاملے میں ایسی جرات عطا کی کہ انھوں نے ایک عظیم الشان کتاب "کلمۃ الہادی الی سواء السبیل فی جواب من لبس الحق بالاباطیل" کے نام سے شائع کی۔ انھوں نے امت مسلمہ پر احسان کے ساتھ ساتھ اللہ پاک کے فرمان کو پورا کر کے اس کی رضا کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ اس پر میں پہلے اللہ جل جلالہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور پھر میں مفتی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس دور میں جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذکورہ کتاب شائع کی۔

یقیناً حق کو ظاہر کرنے کی وجہ سے آنجناب پر آزمائشیں آئی ہوں گی اور آئیں گی بھی، مگر ان پر استقلال کے ساتھ صبر کرنا ہوگا کیونکہ آزمائشیں اللہ والوں ہی کے لیے ہیں اور جو اللہ سے جتنا دور ہے، وہ بظاہر مسرور ہے۔ وسائل کی فراوانی انھی کو حاصل ہے

جو دین مبین کے لیے کچھ کرنا نہیں چاہتے۔ عجیب کشمکش کا دور ہے۔ تجربے سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حق پر چلنا، حق کہنا، حق لکھنا اس دور میں جتنا مشکل ہے، شاید اس سے پہلے کبھی نہیں تھا۔ اس دور میں ایمان پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ آگ کا انگارا ہتھیلی پر رکھنا۔ جب تک انسان میں خود احتسابی کا احساس پیدا نہ ہو، تب تک نہ وہ خود حق پر چل سکتا ہے، نہ دوسروں کو چلا سکتا ہے۔ یہی احساس تھا جس نے مفتی صاحب کو اس کتاب کی تالیف کے لیے مجبور کیا۔ دعا ہے کہ اللہ انھیں مزید حق کہنے اور حق لکھنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین

باقی رہی بات خود کتاب کی تو میں نے اسے اول سے آخر تک پڑھا اور سمجھا تو یہ کتاب جس کا نام ''کلمۃ الہادی الی سواء السبیل فی جواب من لبس الحق بالاباطیل'' رکھا گیا ہے، احسن انداز سے مروجہ تبلیغی جماعت کی غلط تاویلات وتجاوزت کو شرعی دلائل کے ساتھ رد کرتی ہے۔ یہ کتاب مروجہ تبلیغی جماعت کی دینی وفکری اور اعتقادی کمزوریوں پر پورے انصاف، دیانت، جرات اور حق پسندی کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے۔ یہ کتاب جماعتی اور علاقائی عصبیت سے بے نیاز ہو کر محض حق برائے حق کی تلقین کرتی ہے۔ یہ جھوٹی مصلحتوں اور مصنوعی حکمتوں کا لبادہ اوڑھنے کے بجائے مشکل سے مشکل حالات میں بھی کلمہ حق کا فریضہ ادا کرتی ہے۔

مجھے معاف کیجیے، شاید میرے علم ومطالعہ کی کمی ہو، اس وقت بہت سی کتابیں مروجہ تبلیغی جماعت کی کمزوریوں پر میری نظر سے گزری ہیں، مگر نامکمل۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو خود احتسابی کا نتیجہ لگتی ہے، جو معرفت حق کا درس دیتی ہے، جو انصاف کے باب میں جماعتی امتیاز کی قائل نہیں، جو اتنی بڑی دعوتی جماعت کہلانے والی جماعت کی کمزوریوں کی نشان دہی اور احتساب کرتی ہے، جو لومۃ لائم کی پروا نہیں کرتی، جو قرآن کریم کی شان کو بڑھاتی ہے اور قرآن کریم کی شان پر چوٹ نہیں آنے دیتی، جو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی ناموس پر آنچ نہیں آنے دیتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونا ضروری سمجھتی ہے اور اس پر چلنے والے کو ایمان ویقین والا قرار دیتی ہے، بنی اسرائیل کے اسوہ میں جھانکنے کو مصلحت یا حکمت سمجھنے والے کے دانت کھٹے کرتی ہے۔ یہ کتاب حقیقی اور غیر حقیقی امور میں امتیاز پیدا کرنے کا شعور پیدا کرتی ہے اور آفاق سے زیادہ نفس پر نگاہ رکھتی ہے۔

یہ ہیں اس کتاب کی خصوصیات وامتیازات اور اغراض ومقاصد۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو اس عظیم کارنامے کا بدلہ اپنے شایان شان عنایت فرمائیں اور اس سے وابستہ تمام حضرات کو بھی۔ آمین یارب العالمین۔ فقط

میں نے طارق جمیل کے اس اجمالی رجوع کا بغور مطالعہ کیا ہے اور ان کی غلط تاویلات اور مغالطات کا اس سے موازنہ کیا۔ مجھے ایسا لگا کہ طارق جمیل نے رجوع ہی نہیں کیا، کیونکہ اسے یقین نہیں ہے کہ میرے ان دروس سے عقیدہ باطلہ ابھر رہا ہے۔ وہ شک کی زبان استعمال کرتے ہوئے رجوع کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اگر میرے اس درس سے کچھ مختلف تاثر ابھرا ہے تو میں اس سے رجوع کرتا ہوں اور آئندہ پوری احتیاط کروں گا، لہٰذا یہ رجوع کافی نہیں۔ اس کو یہ لکھنا چاہیے تھا کہ میرے مختلف دروس سے عقائد باطلہ کا تاثر ابھرتا ہے۔ واقعی میں نے یہ جملے سہواً یا عمداً استعمال کیے ہیں جس سے مسلمانوں کے عقائد پر بہت برا اثر پڑا ہے اور آئندہ چل کر بھی پڑے گا، لہٰذا میں ان جملہ غلط تاویلات اور مغالطات کو جہاں بھی پہنچ چکے ہیں، ختم کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور میں ان جملوں کو باطل سمجھتے ہوئے ان سے رجوع کرتا ہوں اور آئندہ وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے غلط جملے اپنی تقاریر یا دروس میں استعمال نہیں کروں گا اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے، نہ مسلمانوں کو اس کی ترغیب دوں گا، نہ ہی مسلمانوں کے جذبات کو آئندہ اس طرح مجروح کروں گا۔ ورنہ یہ مذکورہ بالا رجوع ایک وقت کو ٹالنا ہے۔

حسین شاہ ولد عبدالقادر شاہ

سابق مدرس مدرسہ عربیہ خضدار

وسابق مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول، خضدار بلوچستان

۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ / ۲ر اگست ۲۰۰۹ء

۵

الجناب المستطاب صاحب القلم والخطاب

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی ایم۔اے

مرکزی جامع مسجد حویلیاں ہزارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت المحترم زیدت معالیکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید بعافیت

شفیق مکرم جناب مولانا محمد صدیق صاحب مہتمم جامعہ رشیدیہ احمد پور راولپنڈی نے آپ کی علمی، تحقیقی اور منفرد کتاب ''کلمۃ الہادی الی سواء السبیل فی جواب من لبّس الحق بالاباطیل'' کا مسوّدہ برائے مطالعہ وتبصرہ ارسال فرمایا تو ملتے ہی دیگر جاری مصروفیات معطل کر کے پڑھنا شروع کر دیا اور ایک ہی طویل نشست میں تمام کر لیا۔ جوں جوں پڑھتا جاتا تھا، توں توں آپ کے لیے دل سے دعائیں نکلتی جاتی تھیں۔ آپ نے جس عرق ریزی اور محنت سے ابتداءً معترض کی شیعہ نوازی اور اہل باطل کی طرفداری پر مبنی عبارات مختلف کیسٹوں سے یکجا اور مرتب کر کے اپنے تعارفی خط سمیت اکیس صفحات پر مشتمل ''چارج شیٹ'' یا ''فرد جرم'' ملک بھر کے علماء کرام کی خدمت میں ارسال فرمائی، وہ یقیناً آپ جیسے باہمت مرد میدان کا ہی حصہ تھا۔

اگرچہ اس ''فرد جرم'' کا جواب اپنے اپنے طور پر اور اپنے اپنے انداز میں دیگر علماء کرام بالخصوص مولانا مفتی عبدالواحد صاحب اور مولانا عبدالجبار سلفی صاحب نے دیا ہے، مگر اس کے باوجود اس ''فرد جرم'' کا جواب علماء دیوبند پر بصورت ''دین'' باقی تھا۔

سابقہ محنت کے پیش نظر آپ اس کے ''اہل'' بھی تھے اور ''احق'' بھی۔ الحمد للہ آپ نے علماء دیوبند کی طرف سے ''مع احسان'' یہ قرض چکا دیا۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم کاوش کو اپنی جناب میں قبول و منظور فرمائے اور ان سے وابستہ تمام احباب کی طرف سے احسن احسن جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کے علم، عمل اور عمر میں برکت دے، آمین یا الٰہ العالمین بحرمۃ سید المرسلین۔

آپ کی اس محنت و جانفشانی کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ وہی کر سکتا ہے جو خود بھی ان اعصاب شکن اور صبر آزما مراحل سے گزرا ہو جن سے آپ گزر رہے ہیں۔ عصر حاضر میں ''بت پرستی'' کی قبیح ترین صورت ''شخصیت پرستی'' ہے۔ اس طرح کے ماحول میں ایسے اعصاب شکن مراحل سے کچھ تھوڑا بہت گزر میرا بھی ہوا ہے، اس لیے میں اس راہ کی مشکلات سے واقف و آگاہ ہوں۔ اسی لیے آپ کی ہمت و جرات اور محنت و مشقت کی داد دیتا ہوں۔

مکرر دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

و یرحم اللہ عبداً قال آمینا

جملہ احباب کو سلام مسنون
والسلام مع غایت الاحترام
دعا گو و دعا جو
قاضی محمد طاہر الہاشمی
۸۔ جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ
۴ مئی ۲۰۰۹ء

۶

الملہم بالرشد والسداد، الفائز بالفتح والمراد

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب نفع اللہ بہ عبادہ

دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

بسم اللہ حامدا و مصلیا

حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان صاحب مدظلہ اور ان کے ساتھیوں کی جانب سے مولانا طارق جمیل صاحب کی کچھ تقریروں کی نقل موصول ہوئی۔ اس پر انھوں نے ہماری رائے بھی مانگی ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے CD پر اصل تقریر کو تحریر سے ملایا تو مطابق پایا۔ اس پر ہم نے چیدہ چیدہ امور میں مولوی طارق جمیل صاحب کی غلطیوں کی نشان دہی کی ہے اور ساتھ میں حق بات کو بھی بیان کیا ہے۔

مولانا الیاسؒ کے چلائے ہوئے کام کو ہم اپنا کام سمجھتے ہیں، لیکن مولوی طارق جمیل صاحب کی علمی و عملی بے اعتدالیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس طرح کے نادان دوستوں کی وجہ سے تبلیغ کے کام پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو گیا ہے۔ اس لیے اگرچہ ذہن میں کچھ لکھنے کا پہلے سے پروگرام تھا، لیکن اب جبکہ ایک سنجیدہ حلقے کی طرف سے مولوی طارق جمیل صاحب کے فرمودات کی نقل بھیجی گئی تو بنام خدا الدین النصیحۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت مولوی طارق جمیل صاحب کی بے اعتدالیوں کو کھولا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ باوجود عالم ہونے اور پھر مبلغ اسلام ہونے کے مولانا طارق

جمیل صاحب اپنی ایک دو تقریروں میں ہی اتنی بہت سی غلطیاں کر گئے اور غلط باتیں کہہ گئے، گویا وہ اہل سنت کے عالم ہی نہیں۔ اگرچہ بعد میں ان کی طرف سے بہت کچھ پس وپیش کے بعد رجوع کا دعویٰ کیا گیا جو ایک دین دار عالم کو اول مرحلے میں ہی کر لینا چاہیے تھا، ان کی غلطیاں بھی دلائل کے ساتھ سامنے آنی چاہییں تھیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مولانا طارق جمیل صاحب پر بلاوجہ ہی اعتراضات کیے گئے۔ یہ کوشش اور لوگوں نے بھی کی، لیکن حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان گورمانی مدظلہ اس اعتبار سے فائق ہیں کہ اول انھوں نے اعتراضات کی ذمہ داری بھی اٹھائی اور کتاب کی صورت میں مولانا طارق جمیل صاحب کی غلطیوں کو دلائل سے ثابت کیا اور سلجھے ہوئے علمی انداز میں اہل حق کی بات کو واضح فرمایا۔

حضرت مفتی صاحب کی کتاب اس قابل ہے کہ نہ صرف علما، طلبا بلکہ عوام بھی اور بالخصوص تبلیغی حضرات اس کو پڑھیں اور حق و باطل میں امتیاز کریں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور نافع خلائق بنائے۔ آمین

تبلیغ کے ذمہ دار حضرات سے استدعا ہے کہ وہ خود بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، سنجیدہ ومحتاط طرز عمل اختیار کریں اور مولوی طارق جمیل جیسے جوشیلے لیکن غیر محتاط حضرات کو بے اعتدالیوں سے روکیں، ورنہ یہ کام کو بھی اور کام کے ذمہ داروں کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

عبدالواحد

جامعہ مدنیہ لاہور

۲ رشوال ۱۴۳۰ھ

— ۷ —

استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول

حضرت شیخ مولانا محمد سردار مدظلہ العالی

ٹل، ضلع ہنگو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان مدظلہ العالی نے مولانا طارق جمیل کی بعض غلطیوں کی اہل سنت وجماعت کے مسلک کے موافق اصلاح فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظیم کاوش کا دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ مفتی صاحب نے مولانا طارق جمیل کے جو اقوال نقل کیے ہیں، اگر واقعتاً درست ہیں تو بندہ مفتی صاحب مدظلہ کی تائید کرتا ہے کہ جس قول پر انھوں نے رد کیا ہے، وہ قول واقعتاً قابل رد ہے، صحیح نہیں اور اس کی اصلاح میں جو جواب لکھا ہے، وہ بالکل صحیح اور اہل سنت وجماعت کے مذہب کے موافق ہے۔ مثلاً جماعت میں تبلیغی نصاب کے مقابلے میں درس قرآن کی غیر اہمیت اور حاجی عبد الوہاب صاحب کا حضرت لاہوریؒ پر طعن کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں اگر ان میں ہیں تو یہ عظیم غلطی ہے۔ ان پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح کریں اور اس کے متعلق مفتی صاحب مدظلہ کی اصلاحی تجویز پر عمل کریں۔

امام مسلم نے مسلم شریف کے خطبے میں اس بات پر رد کیا ہے کہ ایک عالم عوام کی خوشنودی کے لیے غیر ثابت اور من گھڑت روایات وواقعات بیان کرے۔ مولانا طارق

جمیل صاحب ہوں یا کوئی اور عالم، انھیں چاہیے کہ اپنے وعظ وخطاب میں مثبت پہلو اختیار کریں اور اہل سنت وجماعت کے اتفاقی مسائل خصوصاً عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کریں تاکہ فرق باطلہ، شیعہ، غیر مقلدین، جماعتی گروہ وغیرہ کے غلط نظریات کی تائید نہ ہو سکے۔ مناسب موقع پر فرق باطلہ کی تردید ہم پر لازم ہے کیونکہ یہ دین کی حفاظت کا ایک جز ہے۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم (ج ا ص ۳۶) میں حدیث مبارک ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين

''اٹھائیں گے اس علم کو ہر بعد میں آنے والوں میں ان کے عادل لوگ، دور کریں گے ان سے حد سے تجاوز کرنے والوں کی تبدیلیوں کو اور باطل لوگوں کے جھوٹ کو اور جاہلوں کی تاویل کو۔''

جس طرح علماء کے ذمے تعلیم وتبلیغ ہے، اسی طرح ان کے ذمے یہ فریضہ بھی ہے کہ دین میں افراط وتفریط کرنے والے، جھوٹ کہنے والے اور غلط تاویل کرنے والے کی نفی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین

محمد سردار عفی عنہ
دار العلوم عربیہ، ٹل، ضلع ہنگو
۲۴ رجب ۱۴۳۰ھ

۸

الاستاذ الکامل محق الحق القوی حضرت مولانا محبّ النبی عظمہ اللہ

دار العلوم مدنیہ، رسول پارک لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اهتدوا۔ اما بعد

میں نے مولانا طارق جمیل صاحب کے بیانات کیسٹوں سے سنے ہیں جن میں حق اور اہل حق کے خلاف کئی جرات مندانہ تجاوزات ہیں جو غور سے سننے والے کسی بھی عالم دین کے لیے درگزر کے قابل نہیں۔ علماء دین اس معاملے میں صحیح رائے قائم کرنے میں کامیاب اور اپنے فریضے سے تب سبک دوش ہو سکتے ہیں کہ خود غور سے کیسٹوں کو سنیں، ورنہ رسمی رواداریاں، عوامی قبولیت کا لحاظ امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی میں رکاوٹ بن سکتا ہے، امت کے شاندار ماضی کی روایات مٹ جائیں گی۔ طارق جمیل نے ماضی قریب کی ایک صدی پر ہاتھ صاف کیا ہے۔

دین اسلام میں فہم وعمل کی ترقی جہاں تک پہنچنی تھی، پہنچ چکی۔ علم کے اعتبار سے اتمام پذیر ہو گیا اور عمل کے لحاظ سے خیر القرون پیشوا ٹھہرے۔ اب کسی نئی راہ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ دنیا کی سیر وسیاحت عوام الناس کی نظریں اٹھنے اور شہرت کا ذریعہ تو ہو سکتی ہے، لیکن یہ کوئی معیار نہیں۔ مادیات میں ترقی بہ نسبت پہلی تحقیقات کے مستقبل کی تحقیقات میں زیادہ سمجھی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ Latest معلومات ہیں۔ ان کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ مادی ترقی کا مدار انسانی تحقیقات ہیں، وحی نہیں۔ بخلاف اسلامی ترقی کے کہ ان کا مدار وحی پر ہے۔

اس سلسلے میں مجھے حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان مدظلہ کی کتاب کلمۃ الہادی پڑھنے کا موقع ملا۔ اہل علم نے مولانا طارق جمیل کے زبانی رجوع کو ایک تو اس وجہ سے کافی نہیں سمجھا کہ وہ غلطی صرف عنوان اور تعبیر کی مان رہے تھے، مفہوم اور مضمون کی نہیں اور دوسرا اس وجہ سے کہ یہ قابل گرفت باتیں کیسٹوں میں موجود ہیں، ان کے سامنے ان کے شاگردوں نے ریکارڈ کی ہیں اور اب انھی کی آواز میں سنی جارہی ہیں۔ کیسٹ اور قرطاس بات کو ختم نہیں ہونے دیتے بلکہ اس کو پختہ وجود دے دیتے ہیں۔ تو جب جرم ثابت ہوگیا یعنی پختہ وجود کی شکل میں آ گیا تو رجوع اور توبہ کے لیے بھی پختہ وجود تحریری ہونا ضروری ہوا جیسا کہ توبہ کا اصول ہے، مگر جب رجوع طلبی کی محنت کارگر نہ ہوئی تو اس ارشاد کے تحت کہ **اذا ظهرت الفتن فليظهر العالم علمه** (مشکوۃ، ص ۳۰) علماء حق بلاخوف لومۃ لائم اظہار حق کی طرف متوجہ ہوئے، اس لیے کہ یہ امت برائی میں تو بنی اسرائیل کی مثل ہوسکتی ہے، جیسا کہ **حذو النعل بالنعل** والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، لیکن حق پر قائم رہنے کے اعتبار سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی شان عالی واضح فرمائی ہے کہ میری امت میں ایک ایسا گروہ تا قیامت رہے گا جو بلاخوف لومۃ لائم اظہار حق کرتا رہے گا۔

اس فریضہ حق کو جہاں اور علماء کرام نے ادا فرمایا، وہاں ہمارے محسن حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان مدظلہ العالی نے اپنی کتاب کلمۃ الہادی میں بڑے احسن طریقے سے اس ضرورت کو پورا کیا، چنانچہ کتاب کی ابتدا ہی میں بڑے بڑے اکابرین دین کا رجوع اور نکھرے ہوئے انداز سے اہتمام حق اور اعلان حق باحوالہ نقل فرمایا تاکہ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ اکابر دین میں رجوع کے لیے عمدہ نمونے پائے اور وہ اس رجوع کو اپنے لیے اتباع سلف سمجھے اور اس میں کوئی عار محسوس نہ کرے اور اس امر کو اپنے دین اور تربیت کا اہم جزو قرار دے۔

مولانا طارق جمیل صاحب کی قابل گرفت باتوں پر حضرت مفتی صاحب نے جو تبصرہ فرمایا ہے، وہ محض ان کی ایک ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ فقہا، محدثین اور متکلمین کی واضح تصریحات سے باحوالہ تبصرہ ہے اور اس کی حیثیت ہر طالب حق کے لیے رہنما کی ہے، اس لیے اس کی اشاعت ضروری تھی تاکہ بعد میں آنے والے گروہ سلف کی راہ سے نہ ہٹیں اور کسی کی ذاتی یا اجتماعی مشاورتی یا کشفی رائے سے اگر کہیں امت کا بہت بڑا فائدہ بھی نظر آئے تو اس کو اکابرین کی محنتوں کے برابر نہ سمجھیں۔ کسی عمل کا اجر وثواب کتنا ہے، یہ توقیفی ہے یعنی ہر اجر اپنے مخصوص عمل کے ساتھ خاص ہے، قیاسی نہیں۔ کسی عمل کا اجر منصوص عدد سے بڑھ جائے، اس کی بنا اخلاص کی قوت یا زیادتی پر ہے اور اخلاص کا تعلق قلب سے ہے جس کو بجز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ **واللہ یضاعف لمن یشاء**۔ کسی عقلی تک ودو سے ثواب کو انچاس کروڑ تک پہنچانا درست نہیں۔ ایسے ہی جہاد اور قتال کا عمل جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور ان کی اتباع میں سلف صالحین کی سوچ اور عمل سے ایک متعین شرعی شکل اختیار کر چکا ہے، اس کو یا اس عمل کے اجر کو کسی اور عمل پر منطبق کرنا دینی سمجھ کی کوتاہی اور تحریف جیسے جرم تک پہنچانے والی چیز ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر امتی کو ہر قسم کی گمراہی سے بچائے اور ہمیشہ خیر کی توفیق اور دائمی قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

ایں سخن را نیست ہرگز اختتام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

احقر العباد محتاج دعا
محب النبی
دار العلوم مدنیہ، رسول پارک لاہور
۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

۹

صاحب الذوق السلیم والحمیۃ المستقیم مولانا ساجد حسین معاویہ

سپلائی بازار، ایبٹ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام حضرت العلام مفتی محمد عیسی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم!

امید واثق ہے کہ آپ ایمان اور صحت کی بہترین حالت میں دینی وملی خدمات کے ذریعے سے دین حق کی اشاعت، تبلیغ، ترویج اور حفاظت میں مسلسل مصروفِ عمل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول ومنظور فرمائے اور بہترین اجر عظیم سے نوازے۔ آمین!

کلمۃ الہادی کو پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ آپ نے جس انداز میں احقاق حق کیا، وہ یقیناً آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ نے جس طرح اعتدال کا دامن تھامے ہوئے مولانا طارق جمیل صاحب کی غلطیوں پر منصفانہ گرفت کی ہے، یہ پوری امت، پر بالعموم اور مسلک، اعتدال، مسلک حق علماء دیوبند پر بالخصوص ایک قرض تھا جس کی ادائیگی کی توفیق رب ذوالجلال نے آپ کو عطا کی ہے۔ اللہ رب العزت آپ کی ان مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اجر عظیم عطا فرمائے اور آئندہ بھی احقاق حق اور ابطال باطل کا کام اسی طرح آپ سے لیتا رہے۔

بندہ چونکہ علماء دیوبند کو اس وقت امت کا خلاصہ اور خاصان خدا میں سے سمجھتا ہے، اس لیے ان کی صحبت اور ان ہی کے نقش پا کو اپنے لیے طرۂ امتیاز سمجھتا ہے۔ علماء دیوبند

کے دو اوصاف جنھیں میں ان کے بے شمار اوصاف وکمالات میں نمایاں سمجھتا ہوں، ایک تو یہ ہے کہ ہر دور میں انھوں نے باطل کی تردید جان ومال اور زبان وقلم سے کی اور مشکل ترین حالات میں بھی دبنے جھکنے کے بغیر حق کا ساتھ دیا اور ہمیشہ حق کا اظہار ببانگ دہل کیا اور اس فرض کی ادائیگی میں کبھی بھی مداہنت سے کام نہ لیا۔ دوسرے یہ کہ جب بھی ان کا کوئی قول وعمل یا نظریہ وفکر اکابر وجمہور کے نظریات وافکار سے ٹکرایا یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سبیل صحابہ رضی اللہ عنہم یا مجتہدین کے خلاف ہونا پایا تو انھوں نے اپنی وجاہت وشہرت کا خیال نہیں کیا بلکہ "والحق احق ان یتبع" کے تحت اپنے نظریہ وفکر سے رجوع کرنے میں کوئی تامل نہ کیا۔ علماء دیوبند کے یہ دونوں وصف آج بھی اہل حق علماء میں دکھائی دیتے رہتے ہیں۔

میں اپنی کم علمی کے اعتراف کے ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ ان دو اوصاف میں سے پہلا وصف تو میں نے آپ کی شخصیت گرامی قدر میں پایا ہے اور دوسرا وصف آپ کے مخاطب مولانا موصوف میں دیکھنے کے لیے ایک عرصے سے منتظر وبے قرار ہوں۔ اگرچہ مولانا نے کئی مجالس میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا ہے اور کثیر تعداد میں مسلمانوں تک ان کے معذرت کرنے کا شہرہ ہو چکا ہے، تاہم اگر مولانا موصوف اکابر کے دوسرے وصف کو اپناتے ہوئے تحریری رجوع فرمادیں تو یہ ان کے علمی قد وقامت میں مزید اضافے کا باعث بنے گا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مولانا کے خیالات اہل سنت وجماعت کے مسلمہ عقائد ونظریات سے بالکل متصادم اور بڑے حیران کن ہیں۔ بندہ نے دو سال قبل بھی مولانا طارق جمیل صاحب کو گلگت کے بیان کے حوالے سے ایک اصلاحی خط ارسال کیا تھا، لیکن موصوف نے اسے بالکل نظر انداز کر دیا تھا حالانکہ اخلاقی جرات کا تقاضا تھا کہ موصوف اس کا جواب ضرور تحریر فرماتے۔ مولانا کے یہ خیالات مسلک حق اہل سنت و

جماعت کے عقائد ونظریات کو قینچی کی طرح کاٹ رہے ہیں، لہٰذا آپ جیسے علماء حق ذمہ داران شرع کی طرف سے بروقت نوٹس لینا ایک بڑا اور قابل داد کام ہے۔

اس امت کا پہلے ہی بہت نقصان ہو چکا ہے۔ اب مزید زخم لگانے کی مولانا کو پتہ نہیں کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ میں آخر میں آپ جملہ بزرگوں اور علماء حق کا مشکور و ممنون ہوں کہ جنھوں نے بروقت نوٹس لیا۔ اگر آج اس طرح کے نام نہاد سنی کہلانے والوں، کا پوسٹ مارٹم نہ کیا گیا تو آنے والے دور میں یہ کام اور مشکل ہو جائے گا اور اس کا سارا فائدہ کفریہ طاقتوں کو ہوگا۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احقاق حق اور ابطال باطل میں اپنے اکابر کے طرز عمل سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ جیسے علماء حق کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ

ساجد حسین معاویہ

خادم علماء حق پاکستان

سپلائی بازار ایبٹ آباد

۱۰

العالم النحریر صاحب البیان والتحریر حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دام مجدہ

مہتمم جامعہ رشیدیہ راولپنڈی

نحمدہ و نصلّی علی رسولہ الکریم ۔ امابعد۔

حضرت علامہ مفتی محمد عیسیٰ صاحب دامت برکاتہم کی کتاب کا مسودہ الحمدللہ پڑھا۔ پڑھنے کے بعد محسوس ہوا کہ علماء حق زندہ ہیں۔ علماء دیوبند کا وطیرہ رہا ہے کہ فتنہ سامنے سے آئے تب، منافقت کا لبادہ اوڑھ کر آئے، تب مقابلہ کرتے رہے۔ کسی فتنہ سے مفاہمت نہیں کی۔ ابراھیم حنیفا کا یہی مطلب ہے۔ فتنہ فتنہ ہی ہوتا ہے، چاہے جس شکل میں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے لطف وکرم سے ہر قسم کے فتنہ سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلویؒ نے جب دیکھا کہ ہندو مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنا رہے ہیں اور اس کے لیے انہوں نے منظم تحریکیں چلائی ہوئی ہیں جن کا نام شدھی اور سنگھٹن رکھا ہے تو انہوں نے تحریک ایمان کے نام سے کام شروع کیا جو بعد میں تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ بہت مبارک کام ہے لیکن دشمنان اسلام نے اس مبارک جماعت میں اپنے بندے گھسا دیے اور اب اس جماعت سے ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو مدارس کے دشمن، علما کے دشمن، درس قرآن کے دشمن، جہاد کے منکر، اعمال کے پابند اور عقائد سے عاری ہوتے ہیں۔ دشمنان صحابہ ہوتے ہیں۔ بیس بیس لاکھ کے اجتماع میں درس قرآن سے روکا جا رہا ہے۔ علماء کو بظاہر سر کا تاج کہنے والے جب نجی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ علماء میں تکبر ہوتا ہے۔ اس وقت علماء امت کی ذمہ

داری ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف جو بھی نظریہ سامنے آئے، اس کی تردید فرمادیں، کیونکہ تبلیغی جماعت پر اس وقت جاہل امراء کا قبضہ ہے اور جو علماء اس جماعت سے وابستہ ہیں، وہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ شبِ جمعہ یا اجتماعات میں جہلاء بیان کرتے ہیں جس سے عقائد خراب ہورہے ہیں۔ اکابرین تبلیغ کو فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی یہ کاوش ان شاء اللہ جاہل امراء کی اصلاح کا سبب بنے گی۔ سیدھے سادے اور بھولے بھالے عوام جو اپنا مال، اپنی جان لگا کر مدارس دشمنی اور علماء دشمنی کا ذہن لے کر لوٹتے ہیں، ان کی بھی آنکھیں کھلیں گی۔

فقط والسلام

بندہ محمد صدیق عفی عنہ

مہتمم جامعہ رشیدیہ راولپنڈی

— ۱۱ —

فاضل محقق جناب قاری فتح محمد صاحب

پٹھان کوٹ، بھاگٹانوالہ سرگودھا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

حضرت مفتی محمد عیسی خان صاحب دامت برکاتہم نے کتاب ''کلمۃ الہادی الی سواء السبیل فی جواب من لبّس الحق بالاباطیل'' لکھ کر امت پر احسان فرمایا ہے۔ اکابر علماء دیوبند میں سے جس کسی نے بھی تبلیغی جماعت کے بارے کچھ لکھا یا کچھ کہا ہے، اگر خود پسندی اور خود پرستی کی عینک اتار کر دیکھا جائے تو تبلیغ والوں کے لیے ایک نصیحت اور ایک نسخہ کیمیا ہے اور نصیحت کو اپنے حق میں مخالفت تصور کرنا بہت بڑی کم ظرفی ہوتی ہے۔ تبلیغی علماء کا باقی علماء سے کٹ کر رہنا، باقی علماء کو اپنے سٹیج پر نہ آنے دینا، باقی علماء کی طرح درس قرآن یا درسِ حدیث یا دوسرے علماء حق کی طرح عقائد کا بیان یا تردید باطل سے لاپروائی برتنا، ان امور سے جس خطرہ کی بُو زمانہ قدیم سے علماء حق محسوس کررہے تھے۔ آج اس بوتل کا ڈھکن کھل چکا ہے اور آج علماء دیوبند سے الگ ایک مستقل گروہ کی صورت میں تبلیغی جماعت ابھر رہی ہے جس کو ان راہوں پر لانا علماء دیوبند کے لیے ضروری ہو چکا ہے جن راہوں پر مولانا الیاسؒ اس جماعت کو چلانا چاہتے تھے۔ اسی ذمہ داری کا حق ادا کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد عیسی خان صاحب نے کتاب لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے آمین!

فتح محمد

۱۲

جلیل القدر والشان مولانا محمد سلیمان صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد نورستان اڈیالہ روڈ راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے ہر دور میں اپنے مخلص بندے پیدا کیے۔ اکبر بادشاہ نے دین الٰہی بنایا تو مجدد الف ثانیؒ جیسے اپنے بندے پیدا فرمائے۔ آج کے دور میں بھی ہم ایک ایسے ہی اکبری فتنہ سے دوچار ہیں۔ جس طرح اکبر بادشاہ کے دور میں درباری علماء ابوالفضل اور فیضی اس فتنہ کا سبب بنے، اسی طرح آج کے دور میں بھی کچھ درباری علماء نے تبلیغ کے نام سے تحریف شروع کی ہوئی ہے جس کی نشاندہی حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے فرمائی۔ (بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۳۴۰ ج ۴ مطبوعہ جامعہ فاروقیہ کراچی)

اس وقت تبلیغی جماعت قصہ گو واعظین کی فیکٹری بن چکی ہے جبکہ موضوعات کبریٰ میں لکھا ہے کہ دین کو سب سے زیادہ نقصان قصہ گو واعظین نے پہنچایا۔ تبلیغ نام ہے قرآن وحدیث کا جبکہ موجودہ تبلیغی جماعت نے اپنا اصول بنایا ہوا ہے کہ مشورہ وحی کا بدل ہے۔ (بحوالہ فتاوی محمودیہ ص ۳۴۷ ج ۴) گویا کہ انہوں نے قرآن اور حدیث کو مشورہ کے ذریعے ریٹائرڈ کر دیا ہے۔ تبلیغی جماعت کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ لوگ کلمہ نماز سے روشناس ہو جاتے ہیں، لیکن جمہور علماء امت کے عقائد سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے سے شرماتے ہیں جبکہ تبلیغی جماعت کی سرپرستی ہمیشہ علماء دیوبند نے کی ہے۔ وقت لگانے کے بعد یہ علماء دیوبند کے کسی کام میں شریک اور

معاون نہیں ہوتے۔ تبلیغی اکابرین کو چاہیے کہ مولانا مفتی محمد عیسی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت کے مطابق اپنا قبلہ درست کریں۔

ترسم کہ بکعبہ نہ رسی اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

مولوی محمد سلیمان
خطیب مسجد نورستان
اڈیالہ روڈ راولپنڈی

۱۳

الصادق المصدق والکامل المحقق

حضرت مولانا سید عبدالمالک شاہ صاحب دام مجدہ

خطیب جامع مسجد حاجی مراد ٹرسٹ آئی ہسپتال، گوجرانوالہ

اللھم اھدنی واعذنی من شر نفسی۔ اما بعد

موجودہ دور میں تبلیغی جماعت عالم دنیا میں ایک اصلاحی، دینی، مذہبی اور دعوت الی الخیر میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کے طور پر ابھری اور اس سے وابستہ حضرات کے ہر قول وفعل کو حجت مانا جانے لگا۔ یقیناً اس کے فوائد دین کی طرف رغبت کا باعث بنے۔ بے نمازی، نمازی بنے اور دین سے برگشتہ لوگ دین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس عمومی فائدے کو پیش نظر رکھ کر بعض سخت قابل گرفت امور پر، جو اکابر کے وضع کردہ اصولوں سے ہٹ کر ہیں، اپنے تحفظات کے باوجود علما نے خاموشی اختیار فرمائی اور تنقید کو حکمت کے خلاف سمجھا۔ مثلاً سارے دین کو تبلیغ میں بند کر دینا، دیگر دینی امور تدریس وتعلیم، تصنیف وتدوین اور فرق باطلہ کی تردید کو دین نہ سمجھنا، قرآن کے درس پر فضائل اعمال کی ترجیح، چلہ لگا کر مفتی بننے کا رجحان، ائمہ مساجد سے الجھنے اور بات بات پر مخالفت جیسے امور سے چشم پوشی اور انفرادی معاملات پر محمول کر کے احتیاطاً مخالفت اور نقائص سے درگزر کا راستہ اختیار کیا۔ لیکن اب اس جماعت کے بعض اہم اکابر نے اجتماعی طور پر مشن کے انداز میں بعض صریح احکامات اور قرآن کی غلط تاویلات اور جہاد جیسے اہم رکن اسلام کے خلاف شعوری یا غیر شعوری طور پر ہرزہ سرائی شروع کی ہے۔

مثلاً ''ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی زندگی میں نمونہ نہیں، ہمیں بنی اسرائیل کی طرف دیکھنا پڑے گا''، ''صحابہ کرام محفوظ نہیں''، ''مودودی صاحب حنفی تھے، اسلام کی بڑی خدمت کی ہے'' جبکہ وہ خود کہتا ہے کہ میں نہ حنفی ہوں نہ شافعی ہوں وغیرہ اور علماء امت کا فتویٰ ہے کہ وہ ضال ومضل ہے۔ یہ کہنا کہ ''حاجی عبدالوہاب کے مقابلے میں علماء ہیچ ہیں'' اور اس ضمن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مثال پیش کرنا اور علامہ محمد احمد کا صراحتاً آیات جہاد کی غلط تاویل کرنا اور بطور گروہ کے، جماعت کے بزرگوں کا اس طرح کا رویہ اختیار کرنا سخت قابل گرفت ہے۔

نوجوانوں کے عقائد کی درستی اور تحفظ کے لیے علماء حق کا فریضہ بنتا ہے کہ کتمان حق سے بچیں۔ بحمد اللہ اگرچہ کئی علماء کرام نے اس کی نشان دہی کی ہے لیکن استاد محترم فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان مدظلہ شاگرد خاص مولانا مفتی محمودؒ، مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ وخلیفہ مجاز حضرت نفیس الحسینی شاہؒ نے کسی پرخاش اور عناد سے ہٹ کر گرفت کی ہے اور کتمان حق سے بچتے ہوئے جماعت کے ایک مخصوص گروہ کی مداہنت بے نقاب فرمائی ہے۔ جہاد کے سلسلے میں وہ کام جو انگریز، نبی بنا کر بھی نہ کر سکے، جہاد کی اہمیت کو بڑی گہرائی اور ملمع سازی کے ساتھ ختم کرنے اور کمزوری کا سہارا لے کر اختیار کی جانے والی روش کو بے نقاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کی ہدایت، اصلاح اور تحفظ عقائد اور جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

سید عبدالمالک شاہ

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

۱۴

الفاضل المدرس حضرت مولانا مفتی ظفر اقبال سلمہ ربہ

کوٹلہ جام، بھکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداومصلیاومسلما

مولانا محمد طارق جمیل صاحب ایک اچھے واعظ اور اچھے مبلغ ہیں جن کے وعظ وتبلیغ سے اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں ہزاروں بھٹکے ہوؤں کو ہدایت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔

اب کچھ عرصہ سے ان کو تاریخ وتحقیق کی چوٹیاں سر کرنے کا شوق لگا ہے اور یہ شوق بھی کوئی ناجائز نہیں تھا اگر یہاں بھی وعظ وتبلیغ والی روایت برقرار رکھی جاتی، لیکن بدقسمتی سے یہاں وہ اپنے آپ کو ''اچھے واعظ'' اور ''اچھے مبلغ'' کی طرح ''اچھا مورخ'' یا ''اچھا محقق'' ثابت نہ کر سکے بلکہ ان سے شدید نوعیت کی سنگین تاریخی وتحقیقی غلطیاں واقع ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان صاحب دامت برکاتہم کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے بروقت تنبیہ کر کے ان کی درست سمت میں رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مولانا کی راہنمائی اور استقامت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

امید ہے مولانا طارق جمیل صاحب اپنی بین الاقوامی شہرت ومقبولیت کو قبول حق میں رکاوٹ بنا کر "اخذته العزة بالائم" کا مصداق نہیں بنیں گے۔ ہمارے اکابر نے

وضوح حق کے بعد اپنے سابقہ موقف سے رجوع کو کبھی عار نہیں سمجھا، اس لیے ہم بجا طور پر مولانا سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے واضح اور غیر مبہم رجوع کر لینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

ہمارا مولانا موصوف کو یہ بھی مشورہ ہے کہ وہ تاریخ وتحقیق کے جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے اپنے وعظوں کو زیادہ سے زیادہ عام فہم اور سادہ رکھیں اور تاریخی حوالہ جات کی بجائے قرآن وحدیث سے اپنے بیانات کو مزین ومنور فرمائیں تاکہ عوام الناس نظریاتی الجھنوں میں نہ پڑیں۔

آخر میں پھر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی اس سعی کو مشکور فرما کر دونوں حضرات کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد ظفر اقبال غفرلہ البر المتعال

مدیر ومدرس مدرسہ مفتاح العلوم کوٹلہ جام، بھکر

۶ رشوال المکرم ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۶ ستمبر ۲۰۰۹ء

کیسٹس اور سی ڈیز کے بارے میں توضیح

جناب جمال عبدالناصر صاحب

(دارالعلوم عثمانیہ، رسول پارک، اچھرہ، لاہور)

میں اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہوں کہ میں ایک ایسے کام میں علماء کا معاون بنا جو وقت کا اہم تقاضا تھا۔ پاکستان میں اکابرین دیوبند کی محنت کی وجہ سے مدارس ہمیشہ آزاد رہے اور انہوں نے حق گوئی کو ہمیشہ اپنا شعار بنائے رکھا۔

کچھ عرصہ سے مولانا طارق جمیل صاحب کے بیانات سے علماء میں تشویش پیدا ہو رہی ہے۔ مولانا تبلیغی جماعت کے ترجمان ہیں، لہٰذا ان کے بیانات سے جماعت کے بارے میں غلط فہمیاں جنم لے رہی ہیں، خاص طور پر جہاد کے بارے میں ان کے ریمارکس قابل گرفت ہیں۔

مفتی حمید اللہ جان کے گھر پر مولانا محب النبی صاحب کی موجودگی میں، میں نے ڈاکٹر معظم صاحب سے، جو تبلیغی مرکز رائیونڈ سے قریبی تعلق رکھتے ہیں، پوچھا کہ آپ حلفاً بتائیں کہ مرکزی شوریٰ میں جہاد کے مخالف نہیں بیٹھے؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا اگر حلفاً پوچھتے ہو تو یہ حقیقت ہے کہ مرکزی شوریٰ میں جہاد مخالف لوگوں کی اکثریت ہے۔

مولانا طارق جمیل صاحب کی گفتگو جب کیسٹوں کی صورت میں ہم تک پہنچی تو میں نے مولانا محمد نواز بلوچ صاحب کی مدد سے ان بیانات کو تحریری شکل دی، لیکن اتنی طویل گفتگو سننا آسان نہ تھا۔ حضرت مفتی عبدالواحد صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آسان شکل ہو

کہ ہم قابل اعتراض گفتگو کو آسانی سے سن بھی سکیں اور اس تک رسائی بھی سہل ہو۔ چنانچہ جن عنوانات سے سی ڈیز علماء کرام تک پہنچ چکی تھیں، میں نے ان کو جوں کا توں رہنے دیا اور قابل اعتراض گفتگو کو علیحدہ بھی کر دیا اور اس کو selection (منتخب کردہ) مولانا طارق جمیل کا نام دیا۔ مثال کے طور پر سی ڈی میں cassete no:2(A) نامی فولڈر آپ کو ملے گا تو اس میں Selection(1) کے نام سے آپ وہ گفتگو سن سکیں گے جس کا عنوان ہے: ''شاہ ولی اللہ کا کشف نہیں مانتا''۔

اس کا وقت بھی لکھا گیا ہے کہ اتنے منٹ سے یہ گفتگو شروع ہوئی ہے۔ مثلاً اگر آپ مولانا کی مکمل گفتگو والی سی ڈی کمپیوٹر میں چلاتے ہیں تو آپ کے سامنے اس کا پورا وقت آجائے گا۔ اب اگر قابل اعتراض حصہ سننا چاہتے ہیں تو اس کا وقت Selection میں دے دیا گیا ہے۔ وہ آپ کو لکھا ہوا ملے گا:

Selection (1) Time 01:00 To 22

اس گفتگو کا عنوان ترتیب دیا گیا ہے اور گفتگو کے آغاز و اختتام کا وقت بھی دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس کو سمجھنے میں کوئی خاص دقت نہ ہوگی۔

نوٹ: اصل سی ڈیز ہمارے پاس موجود ہیں۔ ممکن ہے کوئی اور کاپی کرتے ہوئے غلطی سے گفتگو ادھر ادھر کر دے۔ آپ ہم سے رجوع کر سکتے ہیں۔

جمال عبدالناصر

انتخاب مسجد عائشہ فیصل آباد، خطبہ جمعہ cut

''ہم ہیں کچے مسلمان، ہمیں کہاں سے راستہ ملے گا۔ بدر میں تین سو تیرہ تھے۔ تم نے ابھی تک تین سو تیرہ بھی تیار نہیں کیے۔ یہ نا سمجھنے کی وجہ سے بات ہو رہی ہے: الجہاد الجہاد۔ ابھی تک 313 بھی تیار نہیں ہوئے۔ جہاد کا منکر تو پکا کافر ہے، ہاں وقت میں اختلاف ہے۔ ہم کچے مسلمان ہیں۔ اس بھنور سے نکلنے کے لیے صحابہ کے دور سے ہمیں راستہ نہیں ملے گا۔ پیچھے جانا پڑے گا بنی اسرائیل میں۔''

عنوان: cut. 09

غزوات میں صحابہ کرام کی ثابت قدمی پر بحث:

عنوان: cut.11 (مکمل)

''حکومت کسی بڑے صحابی کے نام لگے، یہ مناسب نہ تھا، اس لیے حضرت معاویہؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔ یقیناً علیؓ حق پر تھے اور معاویہؓ خطا پر۔ اس مسئلہ میں اہل سنت سب شیعہ ہو جاتے ہیں۔''

عنوان: cut.13

''مدارس میں منفی پہلو پر کام کیا جاتا ہے۔''

عنوان: cut.14

''جو علماء اہل حدیث پر اعتراض کرتے ہیں، اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ یاد رکھو! ان چاروں سلاسل نے چلنا ہے۔''

عنوان: Cut.17

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر بحث

''چونکہ ابوبکر صدیق سے خطائیں ہوئی تھیں'' وغیرہ

عنوان: ''جتنا ہندو ظلم کرتے ہیں، اتنا جہادی بھی تو کرتے ہیں۔''

''پچھلے سو سال کی تمام تحریکیں ناکام و نامراد ہوئیں'' وغیرہ۔

عنوان:

''اگر کوئی اہل اللہ تبلیغ سے روکے تو گھاٹے کا سودا ہے۔ مولانا نذر الرحمٰن نے تصوف کو تبلیغ کے تابع رکھا ہوا ہے۔ تم لوگ کہیں مقررین نہ بن جانا۔ خطیبوں سے اگر کام لینا تبلیغ کا کام اللہ عطاء اللہ شاہ بخاری سے لیتے، ابوالکلام آزاد سے لیتے، حفظ الرحمٰن سیوہاروی سے، حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے لیتے۔'' (وغیرہ)

عنوان: Cassete No .2.A

شاہ ولی اللہ کا کشف نہیں مانتے، دین میں کوئی کشف نہیں، تمہاری ساری تحقیقات ''تجلیات صفدر'' تک ہیں، ائمہ حرمین بھی تو جرابوں پر مسح کرتے ہیں، تکفیر صحابہ کا قائل کافر نہیں ہے۔ وغیرہ

عنوان: Cassete No .4

مناظرے فضول ہیں، تجلیات صفدر پر بحث، حنفیوں کی نماز پر بحث، علماء دیوبند کا عرب میں تعارف نہ تھا۔

تین طلاق کا مسئلہ، اہل حدیث تین چار کروڑ ہیں، مولانا سرفراز صفدر نے منفی پہلو پر کام کیا ہے، امام اعظمؒ زندہ ہوتے تو حج کے مسائل پر رجوع کر لیتے، صحابہ کی تکفیر کے بارے میں بحث، ہمیں یہ سوچ اور دین سمجھنے کی راہ مولانا جمشید، مولانا نذر الرحمٰن، مولانا احسان وغیرہ نے دی ہے۔

عنوان: Cassete. 05

قادری، نقشبندی فرقوں کی لڑائی کی وجہ سے مدارس اجڑے ہیں، غنیۃ الطالبین والی حدیث غلط ہے، چاہے مولانا سرفراز صفدر نے ہی نقل کی ہے، ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے نتائج، تحریک جھنگوی کے کوئی مثبت نتائج نہیں نکلے، غیر مقلد کو گمراہ کہنا تعصب ہے، مولانا زرولی خان کے بارے میں، اسماعیلیوں نے چار چار ماہ تبلیغ میں لگائے ہیں۔

عنوان: Cassete. 07

مدارس کا ماحول تعصب پر مبنی ہے، منفی انداز تعلیم مدارس میں رائج ہے وغیرہ

عنوان: Cassete. 08

مناظرین پر تبصرہ، ہمارے طرز تدریس میں قرآن وحدیث کے لیے حصہ کم ہے، مودودیت کوئی فرقہ نہیں، جماعت اسلامی کے خرم مراد کا وصیت نامہ، حضرت علیؓ کے بعد اس وصیت نامہ نے متاثر کیا ہے، آپ لوگوں کے دلوں میں نفرت بھری ہوئی

ہے، مودودی صاحب اہل حق میں سے ہیں، وغیرہ

عنوان: Cassete. 09

یہ سپاہ صحابہ والے بھی تو قتل کرتے پھر رہے ہیں، حضرت عمرؓ کی سعد بن عبادہؓ نے بیعت نہیں کی۔ خلافت ابو بکرؓ پر اختلاف (تبصرہ)، اہل حدیث فرقہ نہیں، خلافت عثمانیہ کو تو ختم ہونا ہی تھا، اس کے لیے کچھ نہ تھا، تمام دینی وسیاسی تحریکیں ناکام ہوئیں، شیعوں کے رد میں ہم صحابہؓ کو محفوظ کہتے ہیں، حضرت لاہوریؒ نے سندھی افکار سے رجوع کر لیا تھا۔

عنوان: Cassete. 14

مولانا الیاسؒ پر الہام ہوا، بنی اسرائیل اور امت مسلمہ میں تلوار اٹھانے کا فرق، جہاد میں بھاگ جانے والوں پر بحث، علم کا مقام جہاد سے افضل ہے، امام اعظمؒ کے دور میں شہید ہونے والوں کا نام ونشان نہیں ملتا اور امام اعظمؒ علم کی وجہ سے مشہور ہوئے وغیرہ، چاروں ائمہ نے جہاد میں حصہ نہیں لیا۔

عنوان: Cassete. 14 Selection(2)

ایک قبیلہ کو کلمہ پڑھوانے پر صحابی کا ناراض ہونا، تحریکوں سے متاثر نہ ہونا، ہمارے لیے افضل ترین جہاد علم حاصل کرنا ہے۔

عنوان: Cassete.14 Selection(3)

طالبان نے ناکام ہونا تھا، امریکہ نے فضول حملہ کیا، تمام فرقوں کو اسلام میں رہنے دو، تأمرون کا کیا مطلب ہے، مدارس میں انحطاط، علماء پر شدید تنقید، مشرف کے خلاف تقریر کرنا زیادتی ہے، حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والے کے لیے درگزر ہو سکتا ہے تو آج کے شیعہ سے کیوں نہیں؟ مفتی رشید صاحب سے متاثر نہ ہونا، امام صاحب سے دو صحابہ کی ملاقات ہوئی ہے، وغیرہ۔

—+——+—

پیش لفظ

مولانا محمد نواز بلوچ

مدرسہ ریحان المدارس گوجرانوالہ

گزشتہ چند سالوں سے مولانا طارق جمیل صاحب کے صلح کل مواعظ، ادنی غیر ادنی کے مابین فرق ختم کرنے کی تقاریر اور حق وباطل کے خلط ملط بیانات کی شکایات سننے میں آرہی تھیں، لیکن کوئی ثبوت دستیاب نہ تھا۔ اتفاق سے فیصل آباد سے میرے استاد زادہ تشریف لائے اور مولانا کے چند قابلِ مؤاخذہ بیانات کا تذکرہ کیا اور فرمایا میرے پاس ان کا ثبوت بصورت کیسٹ موجود ہے۔ کیسٹوں میں حق کے خلاف اس قدر ہرزہ سرائی تھی کہ مجھ میں سننے کی برداشت نہ رہی۔ میں نے استاد محترم حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان صاحب مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ روئیداد سنائی۔ آپ نے فرمایا لاہور کے علماء ان کیسٹوں کی تلاش میں ہیں۔ اگلے روز مولانا محب النبی صاحب مدظلہ چند رفقاء کے ہمراہ تشریف لائے اور جناب جمال عبدالناصر صاحب سے ان کیسٹوں کو تحریری شکل میں لانے کا فرمایا، چنانچہ انہوں نے چند اہم قابل گرفت باتیں تحریر کیں۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے فرمایا یہ باتیں ایسی نہیں کہ ان سے صرف نظر کیا جائے۔

خصوصاً تاویل کے ذریعے جہاد کا انکار، دور نبویؐ اور خلفائے راشدینؓ کے دور کی بجائے بنی اسرائیل کے دور کو مثالی قرار دینا، حضرات شیخینؓ پر تنقید، صحابہ کرامؓ کی تکفیر

کرنے والوں کو مسلمان کہنا، علماء دیوبند کی محنت اور باطل کے خلاف ان کی تحریکوں کو ناکام کہنا۔ لہٰذا مولانا کی تقاریر کے یہ اقتباسات علماء کی خدمت میں پیش کر کے ان کی آراء لی جائیں اور مولانا کو ارسال کی جائیں۔ اگر وہ رجوع کر لیں تو فبہا، ورنہ عوام کو اس فتنہ سے آگاہ کیا جائے۔ چند مخلص ساتھیوں کے کہنے پر استاد محترم امام اہل سنت حضرت شیخ مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ کو یہ روئیداد سنائی۔ آپ کے حکم پر اگلے دن یہ مسوّدہ پڑھ کر سنایا۔ دو صفحات سن کر حضرت شیخ مدظلہ نے فرمایا: یہ باطل فرقوں کا ایجنٹ ہے اور پوچھا، مفتی صاحب تمہارے ساتھ ہیں؟ میں نے کہا کہ سارا کام مفتی صاحب مدظلہ کے حکم سے ہوا ہے تو حضرت شیخ نے فرمایا: ٹھیک ہے، یہ کام ہونا چاہیے۔

مفتی صاحب مدظلہ نے حضرت شیخ مدظلہ کی تائید پر تشکر کا اظہار فرمایا اور تقریباً بائیس علماء کرام کا ایڈریس لکھوا کر یہ مسوّدہ ان کی خدمت میں ارسال کرنے کے لیے کہا۔ اس سے قبل کہ میں یہ مسوّدہ علماء کرام کو بھیجتا، مختلف علاقوں سے رابطے ہونا شروع ہو گئے۔ کچھ تو غصے کا اظہار کرتے اور کچھ حقیقت حال دریافت کرتے۔ میں نے یہ سارا معاملہ مفتی صاحب مدظلہ کے گوش گزار کیا اور پوچھا کہ میرے مسودہ بھیجنے سے پہلے یہ عوام تک کیسے پہنچ گیا؟ آپ نے بتایا ہم نے مسودہ چند علما کو بھیجا تھا، لیکن وہ کس طرح پھیل گیا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہ یہ نہیں چاہتے تھے، لیکن بعض نادان دوستوں نے ایسا کر دکھایا۔

مولانا کے رجوع کا افسانہ

(۱) جامعہ اشرفیہ لاہور کے اساتذہ کرام اور ارباب فتوی نے اس مسودہ کا نوٹس لیتے ہوئے مولانا کو بلایا۔ مولانا نے اپنی غلطیوں سے معذرت اور رجوع کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ حضرات نے جن امور پر گرفت کی ہے، میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر آپ

سے مطالبہ کیا گیا کہ آپ اپنے معذرت نامہ پر دستخط کر دیں تا کہ سند رہے، لیکن بقول مولانا حمید اللہ جان زید مجدہٗ، صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ لاہور، موصوف نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے استاذ مولانا احسان الحق صاحب نے مجھے اس سے روکا ہے۔

یہ ہے مولانا کا رجوع اور توبہ۔ ان کے بیانات پر مشتمل مسودہ کی فائلیں ملک کے گوشہ گوشہ میں پڑھی گئیں۔ اس سے لوگوں میں ایک قسم کا اضطراب پیدا ہو گیا اور مولانا ہیں کہ اجمالی طور پر اپنی اغلاط پر دستخط کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ع

ناطقہ سر بگریباں ہیں اسے کیا کہیے

(۲) جامعہ خیر المدارس ملتان میں اس مسوّدہ سے طلباء میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کے ازالہ کے لیے اپنی جوابی تقریر میں مولانا نے یہ آیت پڑھی:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا۔

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق شخص کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔''

یہ ہے جواب۔ گویا ان کا مسوّدہ حقیقت نہیں بلکہ ایک جعلی دستاویز ہے۔ قارئین کرام! غور فرمائیں کہ مولانا اپنے موقف سے رجوع کر رہے ہیں یا دوسروں پر الزام دھر رہے ہیں؟ اگر مولانا کو اس مسوّدہ سے انکار ہے تو پھر رجوع کے کیا معنی؟ لیکن ہم کہتے ہیں، ایسا ہی سہی۔ ہمارے پاس یہ مسوّدہ پہنچا، ہم نے اس میں تحقیق وتفتیش سے کام لیا تو معلوم ہوا کہ یہ خرافات کا مجموعہ ہے تو ہم نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ پر عمل کیا۔

(۳) ماہنامہ الحریۃ لاہور شمارہ اگست، ستمبر ۲۰۰۸ء میں مولانا کا رجوع ان الفاظ میں لکھا ہے:

''کچھ عرصہ سے میرے بارے میں مختلف پمفلٹ تقسیم ہو رہے ہیں اور ایک رسالہ میں بھی کچھ چھپا تھا۔ میری ان سب تحریروں کے بارے میں ایک ہی بات

ہے۔

سبحانك هذا بهتان عظيم

میں الحمدللہ اکابر علماء دیوبند اہل سنت وجماعت کے مذہب ومسلک ومشرب کا پابند ہوں، انہی کا شاگرد ہوں، انہی کے عقائد پر قائم ہوں۔

والسلام

محتاج دعا

طارق جمیل

۲۰۰۸/۹/۱۰''

مولانا موصوف بہتانِ عظیم اور رجوع کے مابین کوئی فاصلہ نہیں سمجھتے اور ان کے ہاں کچھ بعید نہیں کہ بہتانِ عظیم بھی ہو اور اس پر رجوع بھی کرلیں۔

(۴) ہمارے استاد محترم حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے مولانا سے کہا کہ مسودہ کا جواب شائع ہونے سے پہلے آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں۔ جہاں آپ اپنے طور پر یہ سمجھتے ہوں کہ میری اصل مراد اور مقصد کو سمجھے بغیر رد کیا گیا ہے، اسے قلم زد کردیں اور صرف اتنا لکھ دیں کہ مفتی صاحب نے کتاب وسنت اور جمہور علماء امت کے اقوال و آراء کی روشنی میں میرے مسودہ پر نقد کیا اور میری جن اغلاط کی نشان دہی کی، میں انہیں تسلیم کرتا ہوں، لیکن مولانا نہ مانے اور بے پروائی سے اس پیشکش کو ٹھکرادیا۔

(۵) بعض علماء کی طرف سے مولانا طارق جمیل صاحب کا معذرت نامہ شائع ہوا ہے جس میں تحریر کیا گیا ہے:

''باقی اگر میرے درسی بیانات میں اس سے مختلف تاثر پایا جاتا ہے تو وہ میری تعبیر کی غلطی ہے، عقیدے کی غلطی نہیں۔''

اس کے جواب میں یہی کہا جاسکتا ہے:

عذر گناہ بدتر از گناہ

حضرت استاذ محترم کے جوابی مقالہ کے مطالعہ سے قارئین کرام کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ تعبیر کی غلطی ہے یا فہم اور معنی کی۔ خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطابؓ کے دور خلافت پر طعن بلکہ یہ کہنا کہ دور نبویؐ اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں ہمارے لیے کوئی مثال نہیں، ہمیں پیچھے بنی اسرائیل کی طرف جانا پڑے گا، انگریز کے خلاف جہاد اور علماء دیوبند کی مساعی جمیلہ کو غلط قرار دینا، شیعہ اور غیر مقلدین کی وکالت، مولوی احمد رضا خان اور مودودی صاحب کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا اور امامت وپیشوائی کا درجہ دینا، تمام صحابہؓ کی تکفیر سے بھی کسی شخص کا کافر نہ ہونا اور اس کو اپنے اکابرین میں سے کسی کی طرف منسوب کرنا، جہاد وقتال فی سبیل اللہ اور مجاہدین پر ہٹ کرنا، اسی طرح آیات واحادیث کے معانی ومطالب کے بیان میں تحریف کی حد تک دور از کار تاویلات کا ارتکاب وغیر ذلک، کیا ان جملہ مطالب کو صرف تعبیر کی غلطی کہا جائے گا؟

استاذ محترم حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا نصرۃ العلوم تشریف لائے۔ مجھے بلا کر فرمایا'' آپ لوگوں نے صحیح بریک لگائی ہے۔ اگر بریک نہ لگاتے تو گاڑی کہیں کی کہیں چلی جاتی۔ یہ بریک لگی نہیں رہنی چاہیے، بلکہ مسئلہ حل ہونا چاہیے۔ مولوی صاحب کو گوجرانوالہ بلائیں۔ دونوں طرف سے چار چار علماء بٹھا کر ان باتوں کا تصفیہ کرائیں۔'' میرے کہنے پر استاذ محترم نے جناب حاجی محمد نعیم صاحب سے فرمایا کہ مولانا کو گوجرانوالہ بلائیں۔ کچھ عرصہ بعد حاجی صاحب نے بتایا کہ مولانا اس سلسلے میں آنے کے لیے تیار نہیں۔ چنانچہ حضرت استاذ مفتی صاحب مدظلہ نے ان غلط نظریات کا جواب لکھنا ضروری سمجھا جو آپ حضرات کے سامنے ہے۔ اسے پڑھیے اور شہادت علی الحق کی سعادت حاصل کیجیے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو راہِ

راست پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

علماء کرام کی طرف سے موصول شدہ آراء اور تبصرے حذف واختصار سے پیش کیے گئے ہیں۔ دیگر آراء اور تبصرے آئندہ اشاعت میں شامل کیے جائیں گے۔

اس مجموعے کا نام ''کلمۃ الہادی الی سواء السبیل فی جواب من لبّس الحق بالاباطیل (چند غلط تاویلات وتجاوزات اور ان کا علمی وشرعی محاسبہ) تجویز ہوا۔

ربنا تقبل منّا انّك انت السميع العليم۔ وتب علينا انّك انت التواب الرحيم

(مولانا) محمد نواز بلوچ
مدرسہ ریحان المدارس
جناح روڈ، گوجرانوالہ

وجہ تالیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الہادی دراصل مولانا طارق جمیل صاحب کے بیانات کے کمپوز شدہ مسودہ پر ایک علمی وتحقیقی تبصرہ ہے۔ مولانا نے جس تمہید اور ترتیب سے اپنے طلباء کی تربیت کی ہے، اس کی ترتیب کچھ یوں ہے:

اکابر علماء ہند خصوصاً علماء دیوبند، جن سے اللہ تعالیٰ نے بارہویں، تیرہویں اور چودھویں صدی میں رشد وہدایت، تعلیم وتربیت، دینی، مذہبی، سیاسی اور جہادی راہ نمائی کا کام لیا ہے، مولانا نے ان کی مساعی جمیلہ کی نفی کرتے ہوئے کہا کہ

○ ۱۸۵۷ء کی جنگ غلطی تھی جس میں شکست کھا کر سارے حضرات مفرور ہو گئے اور مولانا حاجی امداد اللہ چھپتے چھپاتے ہجرت کر کے مکہ چلے گئے۔

○ پچھلی صدی میں قوت کے واقعات کو سامنے رکھ کر استدلال کرتے رہے۔ مخلصین کی طاقتیں لگتی رہیں۔ جس مقصد کے لیے اٹھے تھے اس تک نہ پہنچ سکے۔

○ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مولانا الیاس کو الہامی طور پر یہ چیز دی گئی۔

○ انسان اپنے ماحول سے متاثر ہو کر چلتا ہے۔ ہم کمزور ہیں۔ کمزور کے احکام اور ہوتے ہیں۔ حدیبیہ اس کی دلیل ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ، صبر کرو۔ حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح کا مبدا ومنشا آپ اور آپ کے صحابہ کی کمزوری تھا۔ پھر اس پر ترقی

کر کے یہ کہا کہ مولانا الیاس صاحب سے ایک صدی پہلے جب سے انگریز آئے ہیں، دعوت کا کام موقوف ہو چکا تھا۔ مولانا الیاس نے اس کام کا احیاء کیا۔

اس وقت اللہ کی ہدایت کا نظام تبلیغ کے ساتھ چل رہا ہے۔ پہلے خانقاہوں اور مدارس کے ساتھ تھا۔ تین دن لگانے سے آدمی بدل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت کا ظہور تبلیغ میں ہو رہا ہے۔

مولانا الیاسؒ پر اللہ تعالیٰ نے جو پیغام فرمایا، پچھلی کئی صدیوں میں کسی پر نہیں ہوا۔ پچھلے ہزار سال بھی کہوں تو یہ مبالغہ نہیں ہے۔ اس پر ترقی کر کے پھر مولانا نے مولانا الیاسؒ کے حوالے سے ہندوستان میں علما کی جہادی کوششوں کی شہ رگ پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ مولانا الیاسؒ فرمایا کرتے تھے کہ انگریزوں کو نکالنے پر کیوں زور لگاتے ہو؟ مسلمان بنانے پر زور لگاؤ۔ نیز کہا کہ لوگ اس وقت واقعہ بدر کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ بدر میں تین سو تیرہ تھے۔ وہ پکے مسلمان تھے۔ ہم کچے مسلمان ہیں۔ دور نبوی اور خلفاء راشدین کے دور میں ہماری مثال نہیں ہے۔ ہمیں پیچھے بنی اسرائیل کی طرف جانا پڑے گا۔ یوں جہاد کی نفی کرتے چلے گئے اور کہتے ہیں کہ جہاد کا انکار تو قرآن کا انکار ہے اور قرآن کا انکار عین کفر ہے۔ ہاں وقت میں اختلاف ہے۔ وقت ہے یا نہیں۔ نماز تو فرض ہے، پر وقت داخل ہوا ہے یا نہیں، کہ پہلے ہی اللہ اکبر!

پھر صحابہ کرام پر آ گئے۔ سیدنا صدیق اکبر کی خلافت کے بارے میں وہ شکوک وشبہات پیدا کیے کہ الامان والحفیظ۔ کہتے ہیں کہ آپ کی خلافت میں اختلاف ہوا، بڑے بڑے صحابہ نے آپ کی بیعت نہیں کی۔ حضرت فاطمہؓ نے آپ سے باغ فدک میں اپنے حصے کا مطالبہ کیا۔ اس سلسلے میں آپ سے کمی ہونی تھی اور ہوئی۔ آپ سے خطا ہونی تھی اور ہوئی۔ آپ نہ معصوم تھے نہ محفوظ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا بطور خلیفہ تعین اس لیے نہیں کیا کہ آپ کی کمی بیشی اور نقصان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف منسوب ہوتا۔ ہم شیعوں کی مخالفت میں آ کر کسی کی صفائی کیوں پیش کریں۔ وغیر ذلک۔

سیدنا صدیق اکبر کے بعد روئے سخن سیدنا فاروق اعظم کی طرف پھیرا کہ وہ ننانوے فی صد عصمت کے قریب ہو گئے تھے، لیکن سو نمبر وہ بھی نہیں لے سکے۔

امیر معاویہ، عبداللہ بن عمر کے ناخن کے برابر بھی نہیں تھے۔

ان تمام مضامین کی تفصیل آپ کو کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگی۔ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ صحابہ کرام کی تنقیص وکسر شان بھی مولانا کے ہاں تبلیغ کا جز اور حصہ ہے! مولانا نے ایسا انداز اختیار کیا ہے کہ شیعہ بھی خوش اور سنی بھی خوش۔ ان کی اس روش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اوپر کسی ایک طبقے کی چھاپ نہیں چاہتے۔ انھوں نے اپنے اکابر علماء کے علی الرغم ان طبقات کو سراہا جنھوں نے ہندوستان میں علماء حق کی تکفیر کا بیڑہ اٹھایا، اجتہاد کے نام سے ائمہ مجتہدین اور علماء سلف وخلف کو تنقید کا نشانہ بنایا، آزادئ رائے کے نام سے بے راہ روی اختیار کی اور قرآنی معجزات کا انکار کیا۔

کلمۃ الہادی کا ہر مسئلہ اور اس کی ہر سطر اس کتاب کا تعارف ہے۔ عیاں راچہ بیاں!

عوام وخواص کو ان غلط نظریات واحساسات سے بچانے کے لیے کتابی شکل میں اس کا جواب ضروری تھا۔

مولانا طارق جمیل صاحب کے بیانات پر مشتمل مسودہ پورے ملک میں پھیل گیا تو بعض حضرات نے مختصر جواب دیے، لیکن اس مسودہ کا بالتفصیل اور خاطر خواہ جواب باقی تھا۔ چنانچہ استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان مدظلہ نے باوجود ضعف وپیرانہ سالی کے، بلفظہ وبمعناہ اول سے آخر تک کتاب وسنت، ائمہ مجتہدین، فقہا اور اسلاف امت کے اقوال کی روشنی میں اس مسودہ کا جواب تحریر فرمایا۔

اس مقالہ میں بے شمار اصولی اور فروعی مسائل ومباحث زیر بحث آئے ہیں۔ ان

میں قارئین کرام اور سائلین کی تشفی اور تسلی کے علاوہ ان شاء اللہ صاحب مسودہ کو سب سے زیادہ فائدہ ہوگا کیونکہ اس میں ان کے مغالطات کا کافی وشافی جواب بھی ہے اور ان کے اشکالات کا ازالہ بھی۔ یوں ایک قابل قدر علمی ذخیرہ اس کتاب کی صورت میں زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آیا۔ ملک بھر سے علماء کرام کی طرف سے خطوط اور فون کی صورت میں تحسین وتبریک کے پیغامات موصول ہوئے اللہ کا شکر ہے کہ کوئی تو مرد میدان اٹھا جس نے جمود توڑا۔

اللہ تعالیٰ استاذی المکرم کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما کر اصلاح اور راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ واللہ الموفق

قاری عطاء اللہ
ادنیٰ من المعتقدین
استاذ مکرم

تقدیم

حضرت مولانا مفتی محمد عیسی خان مدظلہ

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امّا بعد!

اختلاف وانتشار:

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بُعد کے باعث ہر چیز میں تغیر رونما ہوا ہے۔ خیر وبرکت کا زوال، امانت میں خیانت، علم کا انحطاط، عمل میں کوتاہی، علماء میں باہم جدال، فتاوی و مسائل میں تقابل اور کشیدگی، رائے میں اختلاف اور نظری معرکہ آرائی، معاملات میں کسی ایک فریق کی طرفداری اور خصومت، ہر طرف سے اعجابُ کُلِّ ذی رایٍ برأیہٖ یعنی اپنی رائے کو دوسرے کی رائے سے بہتر سمجھنا اور تعلّی سے کام لینا اور کبر کا اظہار کرنا۔ کبر کے معنی زبان فیض ترجمان صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صادر ہوئے ہیں کہ الکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وغَمْطُ النّاس، حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

نشان علم وجہل کی وضاحت ایک مثال سے:

علم کی مثال ایک آفتاب کی سی ہے۔ اس کی شعاعیں سارے عالم کو جگمگا رہی ہیں، لیکن پہاڑوں، درختوں اور بڑی بڑی عمارتوں کے حائل ہونے کے باعث یا گہری خندقیں اور لمبی لمبی غاروں کی وجہ سے کچھ مقامات تاریکی میں رہتے ہیں۔ اسی طرح جس قدرتی تاریکیاں اور پردے ہیں جو مخلوق کو علم سے استفادے کا موقع نہیں دیتے۔

مولودؐ کے متعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا مولانا تھانویؒ کو بار بار انتباہ اور ان کا رجوع

حکیم الامت حضرت تھانویؒ عنفوان شباب اور علمی دور کے آغاز میں مجالس مولود میں شامل ہوا کرتے تھے اور اپنے اس عمل کو عوام وخواص، اہل اسلام کے فوائد، اصلاح عقائد واعمال اور ان کی حق آگاہی کا ذریعہ سمجھتے اور ساتھ اپنے پیرومرشد حضرت حاجی صاحبؒ کے قول وفعل کو بطور حجت پیش کرتے جس پر حضرت گنگوہیؒ نے ان کو بار بار تنبیہ کی طویل مراسلت کے بعد بالآخر آپ اپنے اس عمل سے باز آ گئے اور حضرت گنگوہیؒ کو اپنا مولا اور آقا تسلیم کیا۔ فرماتے ہیں:

---

(۱) مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۷۳ ص ۵۶۰ ... اسلامیات (۲) ایضاً

"فیا سیدی لله ان تقبلوا عذری بخلقکم العظیم ولا تصغوا الی کل هماز لمّاز مشّاء بنمیم ولا تخرجونی من الجماعة۔ فانی ارجو ان اکون معکم یوم تأتی الساعة لکن لاتطیق همتی ان انابذ بالمخالفة مع الاعلان عسی ان یکون من الله تعالیٰ بمکان ------- نعم التزمت علی نفسی انکار طریق یخالف السنة والکتاب علی رأس المنبر وبطن المحراب۔ (۱)

"اے میرے سردار! اللہ کے لیے اپنے خلق عظیم کی بدولت میرا عذر قبول فرمائیں اور ہر عیب چیں، طعنہ زن اور چغلی کے عادی کی طرف توجہ نہ فرمائیں اور مجھے اپنی جماعت سے نہ نکالیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ قیامت تک آپ کے ساتھ رہوں، لیکن میری ہمت میں یہ یارا نہیں تھا کہ اس معاملے میں مخالفت کا اعلان کرتا۔ شاید کہ اللہ کی طرف سے کسی وقت اس کا فیصلہ ہو .... البتہ میں اپنے آپ کو پابند کرتا ہوں کہ میں ایسے طریقے کا برسرِ منبر ومحراب انکار کروں گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔"

حضرت گنگوہیؒ اپنے جواب الجواب میں فرماتے ہیں:

"اس واسطے کوئی بیعت نہیں ہوا اور ہوتا کہ جو کچھ ہم نے پڑھا ہے، اس کے صحت وسقم کو کسی شیخ غیر عالم سے پڑتال لیں اور احکام محققہ قرآن وحدیث کو اس کے قول سے مطابق کرلیں کہ وہ جس کو غلط فرمائیں، آپ غلط مان لیں اور جس کو صحیح کہیں، اس کو صحیح رکھیں کہ یہ خیال سراسر باطل ہے۔ پس اگر کسی کا شیخ کوئی امر خلاف امر شرع کے فرماوے گا تو اس کا تسلیم کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ خود شیخ کو ہدایت کرنا مرید پر واجب ہوگا، کیونکہ ہر دو کا حق ہر دو پر ہے اور شیوخ معصوم نہیں ہوتے اور جب تک شیخ کسی

---

(۱) تذکرۃ الرشید ص ۱۱۵

مسئلہ کو جو بظاہر خلاف شرع ہو، بدلائل شرعیہ وقطعیہ ذہن نشین نہ کردے، مرید کو اس کا قبول کرنا ہرگز روا نہیں"(۱)

نیز ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

"پس ایسا بدست شیخ ہو جانا کہ مامور و منہی کی کچھ تمیز نہ رہے، یہ اہل علم کا کام نہیں۔ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق۔ (۲)

کتاب سے متعلق اہل علم سے التماس:

اس جوابی مقالہ میں کسی قسم کی فروگزاشت ہوئی ہو تو مطلع فرمائیں۔ ہمیں کسی قسم کا عار محسوس نہ ہوگا۔ ہم غلطی کے اعتراف اور رجوع الی الحق کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔

ضروری وضاحت:

اس جوابی مقالہ میں کتاب وسنت، صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور اکابر علماء اسلاف امت کے اقوال اور آرا کے تحت جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ زیر بحث مسودہ میں دور نبویؐ اور خلفائے راشدینؓ کے دور کے مثالی ہونے کا انکار نہ ہوتا، قتال فی سبیل اللہ اور مجاہدین کی شرعی حیثیت کو ہدف طعن نہ بنایا جاتا، صحابہ کرامؓ سے لے کر اکابر علماء تک تنقید نہ ہوتی، اس سلسلہ میں سائلین کے شبہات کا جواب دینا ضروری نہ ہوتا تو ہم کبھی اسے موضوع سخن نہ بناتے۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش

ہمارے پیش نظر کسی پر اپنی برتری جتلانا یا تجارتی اور کاروباری مفاد نہیں ہے، صرف حق کی طلب اور کتمان حق کا خوف دامن گیر ہے۔

خلق قرآن کے مسئلہ میں امام احمد بن حنبلؒ قید ہو گئے۔ آپ کے چچا نے جیل میں

(۱) تذکرہ الرشید ص ۱۲۲۔ (۲) ایضاً ص ۱۲۳۔

آپ سے ملاقات کی اور کہا، کچھ لوگ چھپ گئے ہیں اور بعض نے حکومت سے معافی مانگ لی ہے۔ وہ سارے غلط ہیں اور تو اکیلا صحیح ہے؟ جیل سے باہر نکلنے کی تدبیر کرو۔ تو آپ نے کہا: يا عم اذا جهل الجاهل و كتم العالم فماذا يتبين الحق؟ (جاہل جانتا ہی نہیں اور عالم بات چھپائے تو حق کب ظاہر ہوگا؟)

ولستُ وان قُرِّبتُ يوماً ببائع
خلاقي ولا ديني ابتغاء التَحَبُّبِ
ويعتدُّه قوم كثير تِجَارَةً
ويمنعني من ذاكَ ديني و منصبي

"کسی کی دوستی میں، میں اپنے شرف مرتبہ اور دین کا سودا نہیں کرتا اگرچہ وہ مجھ کو اپنا مقرب بنالے اور میری تعظیم کرے۔ بہت سے لوگوں نے اسے اپنی تجارت بنالیا ہے۔ اور مجھے اس سے میرا دین اور شرف مرتبہ مانع ہے۔"

بحمدہ تعالیٰ ہم اپنے دل میں کسی کے خلاف کینہ، کدورت، ذاتی رنجش محسوس نہیں کرتے البتہ یہ طمع ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو راہ حق پر لائے۔ اہل حق سے وابستہ رکھے اور سواد اعظم کا اتباع نصیب فرمائے (وما ذلك على الله بعزيز) آمین ثم آمین۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: انما الاعمال بالنيات وانما لكل امرء ما نوى

محمد عیسی عفی عنہ
خادم جامعہ فتاح العلوم وخطیب جامع توحیدی
نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ
۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ، ۱۸/اپریل ۲۰۰۹ء

الجواب: اس مقام میں حضرت سیدۃ فاطمہؓ کی ناراضگی کا ذکر کرنا اور سیدنا ابوبکرؓ کے جواب کا ذکر نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی ہے۔ احادیث میں ہے کہ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے

نحن معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ۔

''ہم انبیاء کی جماعت وارث نہیں بنائے جاتے۔ جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔''

حضرت علیؓ کی بیعت نہ کرنے کا ذکر کرنا اور حضرت علیؓ کی طرف سے معذرت کا ذکر نہ کرنا خلاف دیانت ہے

سیدنا علیؓ کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنے کی معذرت کا ذکر نہ کرنا اور اس میں سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین اور انصار نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ منتخب کیا، اس کا ذکر نہ کرنا اور حوالہ نہ دینا شیعیت نوازی نہیں تو اور کیا ہے؟

۷۹

لیکن اس کو بطور تقابل، ذکر کرنا اور یہ کہنا کہ یہ بھی حق ہے، یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں اور یہ کہنا کہ وہ غسل میں شریک تھے، عین اس وقت یہ مسئلہ پڑ گیا، کسی طرح صحیح نہیں ہے بلکہ غلط ہے۔ کیوں کہ تین دن تک مہاجرین و انصار مرد، عورتیں اور بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہے اور آپ کو اس سے پہلے غسل دے دیا گیا تھا۔ طبقات

اس کو اختلاف امت میں سرفہرست شمار کرنا علم و فہم کی کمی، عقل و دانش کی کج روی اور سنگین قسم کی غلطی ہے۔

۸۱

باقی مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ اس میں کوئی کمی ہوتی اور ہونی تھی، بتلایا جائے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ میں کیا کمی تھی اور ان سے کون سی غلطی اور کمی ہوئی؟ حضرت فاطمہؓ کے مطالبہ کے بعد اور حضرت علیؓ کے قول ''مشاورت میں ہمارا حق تھا'' کے بعد متصل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت پر نکتہ چینی اور تشکیک پیدا کرنا صرف سیدنا صدیق اکبرؓ کے بارے میں نہیں بلکہ دیگر خلفاء راشدین اور تمام صحابہؓ کے بارے میں سوء اعتقاد پر مبنی ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت میں ایک دو افراد اور معمولی سی جماعت کا اختلاف کوئی وزن نہیں رکھتا۔ یہ اختلاف عناد اور اختلاف نفاق کہلاتا ہے

قولہ: ''اس امت میں اختلاف نہ ہو، یہ دعا قبول نہیں ہوئی، اس وجہ سے آپ نے تعین نہیں فرمائی۔ تعیین فرماتے تو یہ اختلاف نہ ہوتا کہ میرے بعد ابوبکرؓ

(۱) مشکوۃ شریف، باب الاعتصام، ج ۱، ص ۳۰، طبع مجتبائی دہلی۔

۸۲

ہوگا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ہمیں خلافت دے گئے ہیں، ہم کہتے ہیں ابوبکرؓ گود دے گئے ہیں۔ اشارے میں صراحت تو ہے ہی کوئی نہیں۔ آپ نے کسی کو متعین تو نہیں کیا۔ یہ اللہ کی مشیت پر صبر کیا ہے کہ اللہ پاک نے کہا اختلاف ہوگا۔''

الجواب: بتایئے جناب مولوی صاحب! آپ کو ایسے شخص سے کیا خیر خواہی ہے کہ وہ ہلاک نہ ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جاتے ہوئے ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ سامری ملعون نے ان کی بات نہ مانی اور ایک بچھڑا بنالیا۔ قوم اس کی پوجا کرنے لگی۔ بقول مفسرین ستر ہزار آدمی مرتد ہوگئے۔ جو حشر سامری کا ہوا اور بچھڑے کے پجاریوں کا ہوا، اس پر کس نے افسوس کیا؟ اسی طرح سیدنا ابوبکرؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو کتنے لوگوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا انکار کیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان کے خلاف قتال کیا۔ کچھ تائب ہوئے اور کچھ مارے گئے تو اچھا ہوا۔ کسی نے ان پر اظہار افسوس نہیں کیا۔ اور اگر آپ اپنی حیات مبارکہ میں خلیفہ کا اعلان کرتے تو پھر بھی یہی ہونا تھا جس کا آپ کو اندیشہ ہے کہ یہ ہو جاتا، وہ ہو جاتا۔ کچھ بھی نہ ہوتا، وہی ہوتا جو آپ کے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد ہوا۔ جو کچھ ہوا، اچھا ہوا۔ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔

۸۵

الجواب: مولوی صاحب نے اپنی خام خیالی سے یا سوء اعتقادی سے صحابہ کرامؓ خصوصاً سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق ایک مفروضہ قائم کرلیا ہے جو کہ ان کے دل کا بہت بڑا روگ ہے۔ کہتے ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم متعین کرتے اور اس میں کوئی کمی ہوتی اور ہونی تھی۔ یہ کیسے باور کرلیا گیا ہے کہ ان سے کمی ہوتی اور کمی ہوئی ہے؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔

معصوم کی طرف سے غیر معصومین کو ذمہ داری سونپی گئی۔ تاریخ میں یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں تھا۔ اس کے سوا چارہ ہی نہیں ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ جو کام پہلے انبیاء نے کیا تھا، وہ اس امت کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس کو تعجب کی نگاہ سے دیکھنا اور الٹو کھا واقعہ قرار دینا سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں مولوی صاحب کی فہمِ نارسا یا تذبذب اور تردد کا نتیجہ ہے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

حدیث میں ہے:

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء، كلما هلك نبى خلفه نبى و انه لا نبى بعدى۔(۱)

''بنو اسرائیل کی سیاست کی باگ ڈور ان کے انبیاء کے ہاتھ تھی جب ایک نبی دنیا سے چلا جاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

یعنی دینی اور دنیوی ذمہ داری اس امت کے سپرد ہوگئی، اب یہ ہی اس نظام کو چلائے گی۔ آخر میں ہم مولوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے کون سی کمی واقع ہوئی؟ آپ سے کون سی کمی کا ظہور ہوا؟ اس کی نشاندہی کریں اور کیا آپ کی خلافت، خلافت موعودہ نہیں تھی؟ آپ خلافت پر متمکن نہیں ہوئے، اس کا صحیح نظام قائم نہیں کیا اور آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں تمکنت اور قوت پیدا نہیں کی؟ آپ کے دور میں اللہ تعالیٰ نے خوف کو امن میں نہیں بدلا، لوگ شرک چھوڑ کر اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت نہیں کرنے لگے تھے؟ اللہ و رسول کی اطاعت کا دور دورہ نہیں تھا؟ مرتدین کی سرکوبی نہیں ہوئی اور مسیلمہ کذاب کا قضیہ ختم نہیں ہوا؟ آخر کون سی کمی تھی اور ہونی تھی (معاذ اللہ) جس کا ظہور ہوا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر خلافت کی وجہ سے آپ کی شان وعظمت میں اضافے کی بجائے کوئی

(۱) مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۳۲۰۔

حرف آیا ہو؟ اسی طرح مولوی صاحب نے کہا ہے کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم بیٹھے گا، غیر معصوم ہے ہی اس لیے کہ اس نے خطا کرنی ہے۔ خود مولوی صاحب نے تو سیدنا صدیق اکبرؓ پر خطا کی فرد جرم عائد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے کیا خوب کہا ہے:

دوسروں کو بڑا سمجھتا ہوگا۔ ایسا ہی جو صحابہ کی چھوٹی لغزشات کو بڑھا کر پیش کرتا ہے، الا یہ کہ وہ دوسروں کی بڑی لغزشات سے چشم پوشی کرتا ہوگا۔ یہ بہت بڑی جہالت اور ظلم ہے۔''

---

(۱) منہاج السنہ ص ۲۰۰ ج ۳ مطبع الکبری الامیریہ بولاق مصر المحمیہ

محمدیہ کے لیے ابر رحمت، ملت اسلامیہ کے وارث، خیر الخلائق بعد الانبیاء کی شان میں اس قدر ہرزہ سرائی اور غلط تاثر اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مولوی صاحب کا سینہ ان مبارک ہستیوں کے لیے صاف نہیں، بلکہ ان کے بارے میں سینہ کینہ سے آلودہ ہے۔ جس عنوان سے مولوی صاحب نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے بارے میں ریمارکس دیے ہیں، وہ ایک رافضی کا وطیرہ ہوسکتا ہے۔

۸۸

بخدا! سیدنا صدیق اکبرؓ سے نہ کوئی کمی ہوئی اور نہ کبھی اس کا ظہور ہوا، نہ کسی مسئلہ میں خطا کی، نہ تاریخ کے آئینہ میں کہیں اس کا ذکر ہوا، لیکن ایمان کی کمی کے باعث مولوی صاحب کی نظر وفکر نے خطا کی کہ اتنی بڑی ہستی کے خلاف بلا وجہ خطا کا الزام لگا دیا۔

نیکو نخواند اہل خرد کہ نام بزرگاں بزشتی برد

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے شیطان کی دسترس سے محفوظ ہوتے ہیں، خواہ وہ انبیا ہوں یا غیر انبیاء

[illegible] ''ہم ان کو معصوم سمجھتے ہیں، نہ محفوظ سمجھتے ہیں۔''

[illegible] بلاشبہ معصوم تو انبیاء علیہم السلام کی نفوس شریفہ ہیں جن کی عصمت کا ذمہ [illegible] لیا ہے، بلکہ اللہ کے کتنے نیک بندے ہیں جن کو قرآن عباد اللہ [illegible] کہتا ہے۔ وہ بھی گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

۸۹

[illegible] صحابہ کی شان تو بہت بڑی ہے۔ خصوصاً سیدنا صدیق اکبرؓ کے کیا کہنے جو خیر الخلائق بعد الانبیاء ہیں، لیکن مولوی صاحب ہیں جو کسی طرح سیدنا صدیق اکبرؓ کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور ان کو موضوع سخن بنا لیا ہے اور ان کا پہلا وار سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں کہ وہ نہ ان کو معصوم رکھتے ہیں اور نہ محفوظ، اس لیے شیعہ کے رد میں ان کے نزدیک ابوبکرؓ کی براءت کرنا حد سے تجاوز اور غلو ہے۔ نیز کہتے ہیں ہم کسی کے رد میں اپنا راستہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس سے صاف نظر آرہا ہے کہ خلافت کے مسئلہ میں مولوی صاحب کا وہی موقف ہے جو شیعہ کا ہے۔ کہتے ہیں ''چونکہ یہ ہونے والا تھا، ان سے بشری خطا ہونی تھی''۔ یہ ہے ان کی سعی لاحاصل کا نتیجہ۔

۹۰

یاد رکھنا چاہیے کہ عصمت کی حقیقت حفاظت غیبی ہے جو معصوم کے تمام اقوال وافعال، اخلاق، احوال، اعتقادات اور مقامات کو راہ حق کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور حق سے روگردانی کرنے سے مانع ہوتی ہے۔ یہی حفاظت جب انبیاء سے متعلق ہو تو اس کو عصمت کہتے ہیں اور اگر کسی دوسرے کامل سے متعلق ہو تو اسے حفظ کہتے ہیں۔ پس عصمت اور حفظ حقیقت میں ایک ہی چیز ہے، لیکن ادب کے لحاظ سے عصمت کا اطلاق اولیاء اللہ پر نہیں کرتے۔

شیعوں اور روافض کی طرف سے کھلے بندوں سیدنا صدیق اکبرؓ پر ہرزہ سرائی کی جائے تو ہماری طرف سے اس کا صحیح جواب بھی نہ آئے جس کو مولوی صاحب غلو کہتے ہیں تو یہ مداہنت اور کتمان حق نہیں تو اور کیا ہے؟

۹۲

مولوی بے چارا تو خود شیعوں کی طرح اس مرض میں مبتلا ہے۔ وہ کسی طرح سیدنا صدیق اکبرؓ کو معاف کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ بار بار ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ کسی طرح سامعین کو باور کرائیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے کمی ہوئی، خطا ہوئی، وہ نہ معصوم تھے نہ محفوظ۔ بڑے لوگوں کے حق میں یہی گستاخی اور سب ہوتا ہے۔ جو شخص شیخین صحابہؓ کے حق میں اتنی بڑی جسارت سے کام لیتا ہے۔۔۔ ان حضرات کی طرف سے دفاع کو غلو نہیں کہے گا تو اور کیا کہے گا؟

۹۳

ہی جو لوگ سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت پر معترض ہوتے اور پھر رجوع نہ کرتے تو مارے جاتے اور ابلیس کی طرح جو اپنے انکار پر مصر ہوتا تو راندۂ بارگاہِ الٰہی ہوتا۔ اہل سعادت کو سعادت نصیب ہوتی اور اہل شقاوت کو بدبختی اور محرومی۔ وہی کچھ ہوتا جو ہوا۔ معلوم نہیں مولوی صاحب کو کیا خطرہ درپیش ہے اور وہ کن کا تحفظ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیعت نہ کر کے محفوظ رہے اور ان پر افتاد نہ آئی۔ شاید کہ اس سے وہ شیعوں کو پناہ دینا چاہتے ہیں جنہوں نے آج تک سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کو تسلیم کرنے کے بجائے آپ کی ذات بابرکات پر طعن کرنا اپنا محبوب مشغلہ بنا رکھا ہے۔ دنیا اور آخرت کی رسوائی ان کا مقدر بن چکی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ ا

سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت پر مہاجرین اور انصار کے اجماع کے بعد کسی کا خلاف حجت نہیں

قولہ: ''ایک خارجی عبدالملک بن مروان کے سامنے لایا گیا تو اس نے کوسا کہ کیوں ہر وقت تم جھگڑتے رہتے ہو؟ تو اس نے یہ سوال کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر کیوں نہیں کیا؟ عبدالملک چپ ہو گیا۔ خارجی نے کہا اس لیے نہیں کیا تھا کہ اس امت میں اختلاف رہنا تھا تو اللہ کی مشیت کے سپرد کر دیا۔ یہ جواب مجھے بڑا اچھا لگا۔''

۹۷

الجواب: مولوی صاحب کو ایک خارجی کا جواب تو اچھا لگا جنہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے بغاوت کی اور ان کے خلاف خروج کیا اور ان سے جنگ کی یہاں تک کہ ان کی تکفیر کے قائل ہوئے، لیکن یہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا کمال ہے کہ آپ نے ان کی

شان ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مولوی صاحب کے ہمنوا خارجی کا جواب حجت ہے یا سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت پر مہاجرین و انصار صحابہؓ کا اجماع حجت تامہ اور واجب التسلیم ہے جسے مولوی صاحب بلاوجہ مختلف فیہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

زفہم نارساست کہ آنجا نمی رسد

الجواب: مولوی صاحب کہتے ہیں کہ معصوم کی جگہ غیر معصوم آ رہا ہے، اس لیے اس نے خطا کرنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کرتے، تب بھی ان سے خطا کا ظہور ہوتا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ خلیفہ اور غیر متعین کردہ خلیفہ میں کیا فرق باقی رہا؟ جب اس نے ہر صورت خطا کرنی تھی تو

مذکورہ بالا عبارت میں مولوی صاحب نے تعیین کی ترجیح کو تسلیم کر لیا ہے اور کہا ہے کہ سارے ہی مان جاتے اور جب سارے ہی مان جاتے تو اب حضرت ابوبکرؓ میں کون سی کمی بیشی بطور انسان باقی رہتی؟ یہ ہے مولوی صاحب کی لاحاصل بحث جس کی وہ بار بار رٹ لگا رہے ہیں اور اپنی قسما قسم کی لفاظی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

بحثیں فضول تھیں کھلا حال دیر میں
افسوس عمر کٹ گئی لفظوں کے پھیر میں

۹۹

یہ لوگ میدان میں نہ آئے۔ کیا سیدنا صدیق اکبرؓ ایسے ہیں کہ اگر سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مقرر کر دیتے تو ان سے ضرور خطا کا ظہور ہوتا؟ (معاذ اللہ) مولوی صاحب کہتے ہیں کہ شیعوں کی رد میں غلو سے کام لے کر حضرت ابوبکرؓ کی صفائی کیوں پیش کریں۔ میں پوچھتا ہوں یہ تو شیعوں کے رد میں مولوی صاحب نے غلو سے کام نہیں لیا بلکہ اعتدال اختیار کیا ہے، بصورت دیگر اگر شیعوں کے رد میں غلو

والہ ڈالک۔ اسی طرح مولوی صاحب کو سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت میں کمی بیشی نظر آئی ہے اور بقول ان کے اس سلسلہ میں ان سے خطا ہوئی کیوں کہ وہ نہ محفوظ تھے اور نہ معصوم۔ مولوی صاحب کے طعن میں کیا کمی باقی رہ گئی ہے اور اس سے زیادہ وہ کیا کہہ سکتے ہیں؟

الجواب: مولوی صاحب نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کو مختلف فیہ ثابت کر کے گول کر دیا ہے کہ یہ بھی سچے تھے اور وہ بھی سچے تھے اور حقیقت حال پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی اور یہ نہیں بتایا کہ سیدنا علیؓ نے رجوع کر لیا۔ اسی میں ان کی اور طبقہ بنو ہاشم کی فضیلت اور سرفرازی تھی۔

۱۰۳

حاجی عبدالوہاب صاحب کو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی شبیہ قرار دینا غلو اور شرم ناک ہے

الجواب: ذرا غور فرمایئے اس پوری تحریر میں کہ کبار صحابہؓ کا نام اس طرح لیا گیا ہے جیسے کوئی یہ عام لوگ ہیں (ابوبکرؓ، ابوہریرہؓ) نیز یہ تشبیہ کا بہت بھدا تصور ہے۔ اپنے آدمی کو بڑھانا اور علماء کرام کی توہین اور ان کی عظمت کو ایک ان پڑھ، خود رائے شخص کی خاک پا سے پست قرار دینا گھٹیا ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ اس کو سیدنا صدیق اکبرؓ کی شبیہ اور مثیل کہنا بہت شرمناک حرکت ہے۔ اہل علم اور علمائے کرام کے لیے تو بہت بڑا فضل ہے کہ روایات حدیث اور علم شریعت کی بدولت انہیں حضرت ابوہریرہؓ سے تشبیہ حاصل ہو، لیکن وہ کون سی علل اور وجوہ ہیں جن کے باعث حاجی عبدالوہاب کو حضرت ابوہریرہؓ سے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کی شان حاصل ہوئی ہے؟ نیز

اکبرؓ کا مقام و مرتبہ حاصل ہے تو حاجی صاحب حضرت ابو ہریرہؓ سے افضل ٹھہرے۔ جس شخص کی لب کشائی سے سید الطائفہ، شیخ الصحابہ، خیر الخلائق بعد الانبیاء نہیں بچ سکے تو اہل علم کس قطار میں ہیں!

گھائل تری نظر سے بنوع دگر ہر ایک
زخمی کچھ ایک بندۂ درگاہ ہی نہیں

ہمارے شیخ اور استاذ مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی، بڑے بڑے علماء نے ان کی خدمات کو سراہا اور ان کے علمی اور عملی مرتبت کو تسلیم کیا۔ محدث کبیر، مولانا شمس الحق افغانیؒ اور امام خطابت مولانا سید عطاء المنعم شاہؒ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کی پوری اکیڈمی وہ کام نہ کر سکی جو علماء دیوبند کے اس ایک فرزند ارجمند نے کیا۔ بایں ہمہ مولوی صاحب کہتے ہیں:

''مولانا سرفراز خان صاحب ہمارے سر کے تاج ہیں، لیکن انہوں نے ساری زندگی منفی پہلو پر لکھا ہے۔ منفی پہلو پر لکھتے لکھتے قلم میں شدت آجاتی ہے۔ ان کی جو کتب ہیں، ان میں بریلویت کا رد، رافضیت کا رد، غیر مقلدیت کا رد، رد، رد، رد۔ ساری زندگی رد میں گزری ہے تو جو آدمی رد کرتا رہتا ہے، اس کی بات میں شدت آجاتی ہے۔ (لہٰذا ان کی ہر بات ماننا ضروری نہیں)''

۱۰۵

علماء کرام کے لیے لمحہ فکریہ

یہ لوگ علماء کرام کو یہ کہہ کر اغواء کرتے ہیں کہ یہ جو کام ہم کر رہے ہیں، یہ دراصل علماء کا کام ہے۔ علماء آگے آئیں اور اس جماعت کی قیادت کریں۔ دراصل یہ ان کی جعل سازی اور فریب ہے۔ ان کے ہاں علماء کا کوئی مقام نہیں۔ یہ علماء کرام کو حقیر سمجھتے ہیں

ان کو چاہیے کہ ان کی باتوں میں نہ آئیں۔ اپنے خزینہ علم کی حفاظت اور وراثت نبوی کا پاس کریں۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اسلاف امت کا طرز زندگی اپنائیں۔ اپنے اساتذہ اور مشائخ کی اقتدا اور اپنی خداداد بصیرت اور فہم و فراست کے تحت جہاد و قتال فی سبیل اللہ، دینی، سیاسی، علمی اور ہر قسم کی انسانی خدمات سرانجام دیں۔ والموفق

۱۰۶

حضرت ابوبکرؓ کے بعد مولوی صاحب کی حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں لاف زنی کہ وہ سو نمبر نہیں لے سکے اور اس کا جواب

الجواب: سیدنا صدیق اکبرؓ پر ہاتھ صاف کیا تو اب چاہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب کریں تاکہ حضرات صحابہؓ کے سیدین، مخدومین، شیخین پر جرح کر کے ان دونوں کو راہ سے ہٹا لیں اور ہمارے لیے طعن و تشنیع اور تنقید کی راہ آسان ہو جائے۔ سیدنا عمرؓ کی خلافت سے متعلق کوئی بات سامنے نہ آئی تو ایک مفروضہ قائم کر لیا کہ نبی بننے میں حضرت عمرؓ ۱۰۰ نمبر نہ لے سکے۔ ارے بندہ خدا! نبوت ایک امر وہبی ہے جس میں کسی کو

مولوی صاحب کے مفروضہ کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کہے زید بایں ہمہ بلند و بالا مرتبہ کے باپ کا مقام نہ لے سکا۔ ایک آدھ نمبر کی کسر باقی رہ گئی، ورنہ یہ زید

۱۰۷

باپ کی جگہ ہوتا۔ جو باپ کے حقوق ہیں، وہ جملہ حقوق اس کو حاصل ہو جاتے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ایسے شخص کے جواب میں کہا جائے گا کہ زید کے متعلق یہ

مولوی صاحب کی دیدہ دلیری اور جسارت کہ نبوت کے ۱۰۰ نمبر بنا دیے اور حضرت عمرؓ کو ننانوے نمبر دے دیے اور کہا کہ ہم انہیں ساڑھے ننانوے نمبر تو دے سکتے ہیں، آدھا چھوڑیں گے تاکہ نبی اور غیر نبی میں فرق باقی رہے۔ مولوی صاحب اپنی طرف سے ننانوے نمبر پر مزید آدھا نمبر حضرت عمرؓ کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ یعنی حضرت عمرؓ کی رسائی مرتانوے سے اوپر نمبر حاصل نہیں کر سکے تو مولوی صاحب کے پاس ایک آدھ نمبر کہاں سے آیا جن کی وہ نگہداشت کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ خود فرمان نبویؐ کے مطابق نبوت کے اجزاء میں صرف ایک جز رؤیا صالحہ باقی ہے جو چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے تو مولوی صاحب کی کشکول میں ۱۰۰ نمبر کہاں سے آ گئے؟

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الحیاء شعبة من الایمان (۱)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا، ایمان کا ایک شعبہ ہے۔''

۱۰۹

علیہ السلام کے پاس آنے والے فرشتوں کی۔ وہ تو عمر کو سمجھانے کے لیے آئے تھے نہ کہ آپس میں ان کا کوئی جھگڑا تھا۔ علی بھی سچا تھا، عباس بھی سچا تھا۔ افسوس اس جواب میں کتنا فریب اور مغالطہ آفرینی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا۔ اس میں واقعی داؤدؑ کی آزمائش تھی تو کیا اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ امیر المؤمنین کی آزمایش کرنا چاہتے تھے؟ یا للعجب ولضیعة الادب

آپؓ نے ان کو ایسا جواب دیا جس سے وہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے اور پھر کبھی انہوں نے امیر المؤمنین کے سامنے اس قسم کا مقدمہ لانے کی جسارت نہ کی۔

حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں مولوی صاحب کے نازیبا الفاظ سوءِ ادب پر مبنی ہیں

قولہ: ۱) ''حضرت علیؓ حق پر تھے اور معاویہؓ خطا پر تھے۔''

۲) ''چھوٹے درجہ کے صحابہ میں معاویہ کو انیس برس حکومت کا تجربہ حاصل

الجواب: اس بیان میں مولوی صاحب نے اپنی خام خیالی سے بے تکی باتیں کی ہیں۔ جمہور اہل سنت محدثینؒ وفقہاء کرامؒ نے لکھا ہے کہ سیدنا حسنؓ کی بیعت کے بعد حضرت معاویہؓ کی خلافت، خلافت عادلہ تھی جس کا درجہ خلافت راشدہ کے بعد ہے تو

(۲) معصوم اور محفوظ کو ایک چیز قرار دینا علم کلام اور علم عقائد سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ معصوم عن الخطاء انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے نفوس مبارکہ ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت ہوتی ہے۔ محفوظ تو وہ ہے جس کو اللہ محفوظ رکھے اور

ما، اس لیے اللہ

تعالیٰ کی طرف سے حکومت اسلامیہ کے لیے ان کا انتخاب ہوا۔ یہ ہے ان لوگوں کی ذہنیت، یہ ہے ان لوگوں کا صحابہ کرامؓ کو پرکھنے کا معیار۔ بنیاد بھی غلط اور مصداق بھی غلط۔

اسلام میں تقویٰ اصل الاصول ہے اور تمام نیکیوں کا جامع ہے۔ حکومت اسلامیہ تو

(۴) ''معاویہؓ، عبداللہ بن عمرؓ کے تو ناخن کے برابر بھی نہیں تھے درجہ کے لحاظ سے'' یہ بہت ہی بھدی تعبیر اور سوقیانہ انداز ہے۔ نہ لکھنے میں نہ پڑھنے میں نہ قرینہ میں نہ تمیز میں۔ کبار صحابہ کی نظر میں حضرت معاویہؓ کا بہت بڑا مقام ہے۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نوجوان صحابہ وغیرہم کا شمار ان کے عزیزوں میں ہوتا ہے۔ عبداللہ

۱۱۸

یرید الدنیا اور کہا یہ کن کے بارے میں ہے؟ وہیں چپ ہو کے چلا گیا۔''

الجواب: طالب دنیا وہ ہوتا ہے جو اپنی زندگی میں دنیاداری کو دین پر ترجیح دے۔ یہ معروف اصطلاح ہے۔ طالب علم دور حاضر کے عرف کے مطابق پوچھ رہا تھا کہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا کا طلبگار کہا جا سکتا ہے؟ مولوی صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، جنگ احد میں بعض صحابہ کرامؓ سے جو لغزش ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے انہیں زجراً مال غنیمت کے طمع میں محاذ اور مورچے کو چھوڑنے پر مرید دنیا کہا، اس پر مولوی صاحب نے صحابہ کو دنیا کا طالب قرار دے دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

؎ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

۱۱۹

بقول مولوی صاحب ''دور نبوی اور خلفاء راشدینؓ کے دور میں ہمارے لیے مثال موجود نہیں'' اس کا جواب

قولہ: ''دور نبوی اور خلفاء راشدین کے دور میں ہماری مثال موجود نہیں۔''

الجواب: اس جملہ سے جو ضابطہ اور قانون مفہوم ہوتا ہے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعینہ متصادم ہے۔ سورۂ احزاب میں ہے:

اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کی ذات میں تمہارے لیے عمل کا بہترین نمونہ ہے اور یہ کہتے ہیں کہ دور نبوی میں نمونہ بجائے خود کوئی مثال بھی نہیں۔ ایک مسلمان کے لیے مسلمان کی حیثیت سے دور نبوی میں کوئی مثال نہیں تو وہ اور کس چیز کو مثال بنائے؟

۱۲۲

الجواب: معلوم نہیں مولوی صاحب کو بقول ان کے، کچے مسلمانوں کو مزید بودا اور کمزور بنی اسرائیل کا زاویہ دکھانے کی کیا پڑی ہے۔ ان کو چاہیے تھا کہ کچے مسلمانوں کو صحابہ کرامؓ کی راہ دکھلاتے تاکہ ان میں جذبہ استقامت و عزیمت پیدا ہوتا کہ اسلام کا دفاع کریں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں! یاد رہے اللہ تعالیٰ کی بنی

۱۲۴

مولوی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق اس مسئلہ کا ماخذ ذکر نہیں کیا۔ بات اس قدر اہم تھی۔ حضرت حسنؓ بھی اسے نہ سمجھے اور آپ کے بعد سادات خاندان یکے بعد دیگرے بنو امیہ سے بنو عباس تک ہر دور میں مزاحمت کرتے رہے اور خود خلافت کے مدعی بن کر علم جہاد بلند کیا۔ انہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول یاد نہیں رہا تھا جب کہ

۱۲۵

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ جیسے ائمہ، سادات کے حامی تھے۔ انہیں حضرت حسنؓ کے قول پر تنبہ نہیں ہوا، یا للعجب ولضیعة الأدب۔

الجواب: تکفیر جیسے نازک مسئلہ میں اور تکفیر بھی صحابہ کی اتنی بڑی جرأت صرف اس بنا پر کہ میں نے اپنے اکابر کے فتوی میں پڑھا ہے کہ صحابہ کو کافر کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا، کتنی بڑی دیدہ دلیری اور جسارت ہے۔ مولوی صاحب کو اتنی بات یاد ہے ابو بکر کی بیعت خالد بن سعید بن العاص نے نہیں کی، امام احمد رضا کی تحریر میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کفر تک پہنچاتی ہو، مولانا مودودی مرحوم نیک آدمی اچھے عالم تھے، حضرت ابو بکر صدیق سے کمی بیشی ہوئی تھی، بطور انسان ہم ان کو معصوم سمجھتے ہیں نہ محفوظ، شیعوں کے رد میں حد سے تجاوز کرنا غلو ہے، ہم کسی کے رد میں اپنا راستہ نہیں چھوڑیں گے، چنگیز خان بلا کا آدمی تھا، ملا عمر اور طالبان بیوقوف اور جنگ سے ناواقف ہیں، لیکن جناب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کس بزرگ کی کتاب میں آپ نے پڑھا ہے کہ صحابہ کی تکفیر سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔

۱۳۰

جواب: جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے، وہ ملعون ہے۔ ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔''

رشید احمد ۱۳۰۱ھ (۲)

یہ عبارت ہمیشہ محل بحث رہی ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اس سوال کا مفصل جواب تحریر فرمایا ہے جس پر اکابر علماء کی تصدیقات ثبت ہیں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، رئیس المناظرین مولانا عبد الشکور لکھنویؒ، سلطان المناظرین مولانا مرتضی حسن چاندپوری، یکتائے روزگار مولانا حبیب الرحمن الاعظمی وغیرہم۔ جواب میں مولانا نعمانیؒ کے الفاظ یہ ہیں:

''جو ملعون صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تکفیر کرے، وہ ہرگز اہل سنت وجماعت میں سے نہیں۔ فتاوی رشیدیہ کی اصل عبارت یہ ہے: ''اور وہ اپنے اس

---

(۱) فتاوی رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰۹ (۲) فتاوی رشیدیہ ص ۱۰۱

۱۳۱

کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج ہوگا''۔ کاتب کی غلطی سے ''ہوگا'' کی بجائے ''نہوگا'' چھپ گیا ہے۔ قطع نظر دلائل خارجیہ کے، حضرت مولانا کا یہ لفظ کہ ''وہ ملعون ہے، ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے'' خود اس کی روشن دلیل ہے کہ یہ صرف کاتب کی غلطی ہے۔ اگر کچھ عقل ہوتی تو فتاوی کے انہی الفاظ سے حضرت مولانا مرحوم کا صحیح مسلک معلوم ہو سکتا تھا، لیکن اس کا کیا علاج کہ عقل کی رضا خانیوں سے ہم سے بھی پہلے کی لڑائی ہے۔ الغرض یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی

سے کافر نہ ہونے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ شومئی قسمت! کسی سے آداب سیکھ لیے ہوتے کہ چھوٹے لوگوں کا قول بڑوں کے خلاف معتبر نہیں ہوتا۔ بزرگوں کے فتاوی میں یہ تو دیکھا ہے کہ صحابہ کرام کی بلکہ علی الاطلاق سب صحابہ کی تکفیر سے آدمی کافر نہیں ہوتا، لیکن یہ دیکھنے

۱۳۶

الجواب: مولانا صاحب تو بچوں کو اصل میں جانے اور اصل تک پہنچنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور کہتے ہیں سطحی زندگی سے بصیرت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اس کا رونا روتے ہیں کہ آج کل سطحی طرز کا علمی ماحول چل رہا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ میں تمہیں بڑی

گہری سوچ کے بعد یہ چیزیں بتا رہا ہوں۔ افسوس جس چیز سے آپ بچوں کو بچانا چاہتے ہیں، آپ خود اسی کا شکار ہیں آپ کی گہری سوچ سطحی بلکہ اسلوبِ لسانی سے ناآشنا ہے۔

ارے بندۂ خدا! جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں ہے: کلھم فی النار الا ملة واحدة تو اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے اس تقابل میں آنحضرتؐ نے دو طبقات کا ذکر کیا ہے، ایک ناری اور دوسرا ناجی۔ آپ نے طبقہ ناری میں دخول جنت بواسطہ جہنم کی تشکیک پیدا کر کے کلھم فی النار میں کلیت کا رد کیا ہے اور اس نوع کوئی

دخول جنت بواسطہ جہنم آپ کی اختراع ہے۔ کیا دخول جہنم بھی جنت میں پہنچنے کا واسطہ ہو سکتا ہے؟ دخول جنت رحمت الٰہی اور شفاعت پیغمبر سے ہوتا ہے اور شارحین ایسی صورت کو دخول اوّلی اور دخول غیر اولی کا عنوان دیتے ہیں اور یہ صورت ما أنا علیه و أصحابی میں ممکن ہے، اس لیے آنحضرتؐ اور صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ میں دو چیزیں داخل ہیں۔ ایک ایمان اور عقیدہ، دوسرا عمل اور اس کا طریق کار۔ اس کو قرآن مجید نے

۱۳۹

باقی رہا مولوی صاحب کا مغالطہ امتی کے لفظ سے تو یہ امت باعتبار گزشتہ کے ہے جو پہلے امت تھی، بعد میں برے اعتقاد کی وجہ سے بدل گئی۔ اب امت نہیں رہی۔ قرآن میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والی امت کو خطاب کے بعد فرمایا:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ (۳)

گئے۔ (ان پر کیا الزام ہے؟) آخر جب میدان میں شکست ہو جائے اور وہاں میدان کارزار کافروں کے ہاتھ آ جائے تو اپنی پناہ گاہ میں آنا کون سا جرم ہے؟ اور یہ کہنا کہ سارے حضرات مفرور ہو گئے، نہایت غلط تعبیر ہے۔ مفرور تو وہ ہوتا ہے جو عین میدان جنگ سے اپنے امیر کو چھوڑ کر بھاگے۔

۱۵۸

سند متصل سے مجھے استاذی وشیخی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے پوتے حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب دام مجدہ نے بتلایا جناب حاجی عبدالوہاب صاحب نے دوران گفتگو کہا آپ کے دادا بہت بزرگ تھے۔ ان کی بڑی غلطی تھی کہ عامۃ الناس کو قرآن کا درس دیا کرتے تھے۔ یاللعجب ولضیعة الادب۔ ہم تو یہ سنا کرتے تھے حاجی صاحب حضرت شیخ لاہوریؒ کے تربیت یافتہ ہیں۔ لیکن ہمارا دیدہ وشنیدہ غلط ثابت ہوا۔ حضرت لاہوریؒ نے اللہ کی کتاب کو اپنی زندگی کا پروگرام بنا لیا تھا، وہ اسے ہدایت کا اول درجہ سمجھتے تھے، لیکن یہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں، اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھتے ہیں اور حضرت لاہوریؒ کو غلطی کا الزام دے رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بتلایئے ان لوگوں کے اقوال کی کیا تاویل کی جائے!

۱۶۰

یہ لوگ دروس قرآن کو پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے ان کے مراکز میں درس قرآن کے نام کا باقاعدہ کوئی پروگرام نہیں کیا جاتا اور نہ ہی درس قرآن کی ان کے ہاں کوئی اہمیت ہے۔ تعلیمی اور نصابی کتابوں کو یہ سب کچھ سمجھتے ہیں۔ پیغمبر خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خلق خدا کا تزکیہ قرآن کی تلاوت سے کریں، اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اس کو بہت بڑا

الحاصل صلح حدیبیہ میں صلح کا مدار امر ربی تھا۔ ابو جندلؓ کو واپس کرنا ایفائے عہد تھا نہ کہ کمزوری۔ مولانا نے اپنے ذہن میں یہ طے کرلیا کہ واقعہ حدیبیہ کمزوری اور مجبوری کی

۱۶۱

وجہ سے پیش آیا۔ اسی کو ایک اصول بنا کر اس پر نتائج، اپنے مقاصد اور مطالب اور مسئلہ کی بنیاد رکھی۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

۱۶۲

صرف اپنے ملک کے لیے نہیں، بلکہ اس میں پاکستان کا دفاع بھی ہے۔ عرب وعجم کے علماء اور عام اہل اسلام نے بھرپور حصہ لیا اور روسیوں کے چھکے چھڑا دیے۔ طالبان کا دور آیا، انہوں نے اسلامی حکومت قائم کی تو یہ فتح جہاد کے نتیجے میں حاصل ہوئی۔ اگر وہ استعداد کا انتظار کرتے جسے مولانا جہاد کے لیے شرط قرار دے رہے ہیں تو کبھی بھی فتح کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

۱۶۳

اور استعداد کے مطابق جنگ لڑ رہے ہیں۔ اکابر علماء اسلام میں سے کسی ایک نے یہ نہیں کہا کہ ان حالات میں جہاد نہیں کرنا چاہیے اور ان کا یہ جہاد، جہاد نہیں ہے۔ معلوم نہیں مولانا کے ساتھ وہ کون سے علماء اہل فتوی کی جماعت ہے جو موجودہ حال میں لڑی جانے والی جنگ کو جہاد نہیں سمجھتی۔

اسی کے پیش نظر جب یزید کی حکومت قائم ہوگئی تو صحابہ کرامؓ نے امت کی بھلائی اسی میں سمجھی کہ اب جب کہ قتال کا راستہ بند ہوگیا ہے، اسے دوبارہ نہیں چھیڑنا چاہیے۔ یہی مصلحت تھی اسے مداہنت اور کمزوری پر محمول کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ ہاں اگر ایسے

۱۶۹

الجواب: یہ بھی مولوی صاحب کا محض دعویٰ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خود صحابہ کرامؓ کے کئی طبقات تھے، اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ۔ سورۃ حجرات میں ہے

معلوم ہوا کمزوری کا علاج اللہ جل شانہ پر توکل کرتے ہوئے میدان جہاد میں حصہ لینے کا نام ہے اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے، نہ یہ کہ ان کے لیے میدان جہاد سے راہِ فرار کو عین راہ ثواب اور جائز قرار دینا ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے اس مقصد کے لیے ایک لمبی چوڑی تمہید قائم کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اصحابِ اُحد کو جنگ بدر کی مثال دے کر اطمینان دلایا

قولہ: ''بدر میں تین سو تیرہ تھے تم نے ابھی تک تین سو تیرہ بھی نہیں تیار کیے۔''

الجواب: مولوی صاحب ان لوگوں کو طعن دے رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں اصحاب بدر کی تعداد کا تذکرہ کرنے والے اصحاب بدر کی تعداد کو سند اور جواز کے طور پر پیش کرتے

۱۷۰

ہیں اور یہ ہمارے لیے اس دور میں مثال نہیں ہے۔

غور فرمایئے! اللہ تعالیٰ جل وعلا شانہ بدر کو بطور نظیر کے پیش فرما کے اہل احد کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں اور مدد کا وعدہ کرتے ہیں اور مولوی صاحب ہیں کہ وہ بدر کو بطور مثال پیش کرنے کی نفی کرتے ہیں۔

مولوی صاحب دور حاضر میں جہاد کا وقت نہیں سمجھتے

قولہ: ''الجہاد الجہاد۔ کوئی جہاد کا منکر ہوسکتا ہے؟ کوئی قرآن کا منکر ہو کے کہاں جائے گا؟ جہاد کا انکار تو قرآن کا انکار ہے، قرآن کا انکار عین کفر ہے۔ ہاں! وقت میں اختلاف ہے کہ وقت ہے یا نہیں ہے نماز تو فرض ہے، پر وقت داخل ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟ کہ پہلے ہی اللہ اکبر۔''

الجواب: مولوی صاحب نے جہاد کے لیے مناسب اور موزوں وقت نہ

ہونے کا واویلا کیا ہے، لیکن خود جہاد کے لیے صحیح وقت کا تعین نہیں کیا صحابہؓ کے بعد کس

(۲) جناب موصوف کو یہ جنگیں بھی نظر نہیں آئیں جہاد کی نفی میں صلواتیں سناتے چلے گئے اور اپنے دور کی حالیہ جہادی مساعی کا تذکرہ ہی نہیں کیا تاکہ معلوم ہو مولوی صاحب جہاد کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کو وقعت دیتے ہیں۔ حرمین شریفین میں افسوس رائے ونڈ کی سالانہ اجتماعی دعا میں اہل اسلام ان کلمات کے سننے کو ترستے ہیں، انہیں اس طرح کی آواز سننے میں نہیں آتی۔

ان کے قائدین کے تازہ بیانات سے جہاد کے متعلق ان کے نظریہ کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

''اسلام کے نام پر انتہا پسندی قابل مذمت ہے۔ اسلحہ کے زور پر شریعت نافذ نہیں کی جاسکتی'' (تبلیغی اجتماع، اسلام آباد ۲۰۰۹ء)

''اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ انبیاء کے تحفظ اور ان کے مذاہب کو نافذ کرنے کے لیے فرشتے بھیجتا۔ حضورؐ نے کبھی طاقت استعمال نہیں کی'' (حاجی عبدالوہاب)

''مسلمانوں کو طاقت کے ذریعے اپنا عقیدہ نافذ کرنے کی بجائے اسرائیل سمیت پوری دنیا میں امن، بھائی چارے کی تبلیغ کرنی چاہیے'' (مولانا محمد احمد، مولانا جمشید)

''اسلام آباد (نیٹ نیوز) تبلیغی جماعت کے رہنماؤں نے اسلحے کے زور پر شریعت کے نفاذ، مذہبی انتہا پسندی، عسکریت پسندی اور دہشت گردی کو مسترد کر دیا ہے۔ تبلیغی جماعت کے امیر حاجی عبدالوہاب نے اسلام آباد میں تین روزہ تبلیغی اجتماع کے اختتامی روز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلحے کے زور پر شریعت نافذ نہیں کی جاسکتی۔

کبھی نہ ہوتا۔ یہ حضرات مسلمانوں سے برسر پیکار حربی کافر اسرائیل کے متعلق، جو فلسطینیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہے، جہاد کی بجائے دعوت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسرائیل

محاذ جنگ میں اپنی کارروائیاں جاری رکھے گا یا ان کی دعوت قبول کرے گا؟ یہ کتنا بودا خیال ہے!

قولہ: ''موسیٰ علیہ السلام کی قوم بولی: أوذینا من قبل أن تأتینا ۔ موسیٰ تیرے آنے کا کیا فائدہ ہوا؟ تیرے آنے سے پہلے بھی عذاب میں تھے، تیرے آنے کے بعد بھی عذاب میں ہیں۔''

الجواب: مولوی صاحب کمال ہی کرتے ہیں۔ اپنے خود ساختہ مضمون کو ایک عنوان دیتے ہیں، پھر اسی مضمون کو پورا کیے بغیر اپنی کہانی کہ ہم کمزور ہیں جہاد کے حق میں نہیں دہرا کر بات ختم کر دیتے ہیں۔ یہاں یہ نہیں لکھا قوم کے اس شکوہ کا سیدنا موسیٰ علیہ

۱۷۷

مسلک پر ثابت قدم رہے۔ بنی اسرائیل میں جانے کی بجائے مولوی صاحب کو دور نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کا دور بھول گیا جو مکی زندگی میں ایک مثالی دور تھا۔ کسی امت نے بھی اس

۱۷۸

طرح کی مثال پیش نہیں کی، لیکن کیا کریں مولوی صاحب دور نبویؐ اور دور صحابہؓ کو اپنے لیے اسوۂ حسنہ نہیں سمجھتے۔ انہیں بنی اسرائیل کے دور میں جانے کا بہت شوق ہے۔

۱۸۰

طرح غزوہ حنین میں حسب حال اس قاعدہ اور ضابطہ کو کبھی ترک نہیں کیا۔ حیرت ہے مولوی صاحب کو بدر کے نام اور بدری تعداد سے کیوں چڑ ہے۔ بار بار کہتے ہیں بدر ہمارے لیے حجت نہیں۔ آج بھی اگر وہی احوال اسلامی مرکز سے متعلق پیش آ جائیں جو دارالہجرۃ مدینہ منورہ میں بدر کے وقت پیش آئے تھے تو بدر ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ بدر کا حکم منسوخ نہیں ہوا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

صلی اللہ علیہ وسلم بھی مطمئن، صحابہؓ بھی مطمئن۔ بدر میں اللہ تعالیٰ نے نصرت کی اور وہ تمام معرکہ ہائے جنگ کے لیے نمونہ ہے۔ خندق میں وہ کون سا عمل ہے جس میں بدر کی نفی ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کی جسارت ہے کہ ان سب باتوں کی اپنی خام خیالی اور فرسودہ زبان سے نفی کر رہے ہیں۔

۱۸۲

جناب مولوی صاحب نے بار بار معاشرہ کا رونا رویا ہے بلا استثناء تمام اہل اسلام کو کچے مسلمان قرار دیا ہے اس پر یہ حکم سرزد فرمایا ہے کہ ہمارے لیے دور نبویؐ اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں کوئی نمونہ نہیں، ہمیں بنی اسرائیل کی طرف جانا پڑے گا اس سے ان کی مراد یہ ہے ہم تلوار نہیں اٹھا سکتے، مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تین سو ساٹھ آئے اور دشمن ہلاک ہو، اسی توکل پر ہم عیش و آرام اور سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ اس کا علاج یہ بتلایا توبہ و استغفار کریں، موسیٰ علیہ السلام کے دور کی وہ مثال دی ہے جو ان کی پہلی زندگی سے متعلق ہے جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر آئے کہ فرعون کے غرق ہونے سے پہلے دور کو مکی زندگی سے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔

مولوی صاحب دور نبویؐ اور خلفائے راشدینؓ کے دور کی بار بار نفی کر کے اپنے لیے بنی اسرائیل کے دور کو نمونہ قرار دیتے ہیں۔ ان کو چاہیے تھا صرف اپنے لیے دعا کرتے یارب مجھے بنی اسرائیل کے دور میں پیدا کیا ہوتا تاکہ میں لوگوں کو ان کے قریبی

۱۸۳

زمانے کے دور کی مثال دیتا جو ان کے ذہن نشین ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی

اس امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، تابعین اور اسلاف امتؒ سے ورغلا کر بنی اسرائیل کی دعوت دینا جہالت اور سراسر گمراہی ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِن ھٰذِہِ الوَسَاوِسِ الشَّیْطَانِیَّۃِ وَ جَمِیعَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ عَلٰی صَاحِبِھَا اَلْفُ اَلْفُ تَحِیَّۃٍ وسلام۔

نوٹ: ابوجندلؓ کے واقعہ میں مولوی صاحب نے مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ راقم

اس واقعہ میں حضرت عمرؓ کا اضطراب اور بے چین ہونا ایک طبعی امر تھا جس کا انہیں زندگی بھر احساس رہا۔ لیکن اسے بپھر جانے سے تعبیر کرنا سوءادب ہے ان کی طرف یہ نسبت کرنا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا ''پھر آپ ہمیں ذلیل کیوں کر رہے ہیں'' خلاف واقعہ ہے اور حضرت عمرؓ کے بارہ میں بدباطنی کا اظہار ہے۔

۱۸۵

لیکن مولوی صاحب ہیں کہ وہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ''پھر آپ ہمیں ذلیل کیوں کر رہے ہیں۔'' حضرت عمرؓ نے معاذ اللہ تذلیل کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔

؎ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

حدیث: ''وقاتلوھم حتی یکونوا مثلنا'' کے معنی میں مولوی صاحب کی غلطی اور اس کا اصل مفہوم

قولہ: ''وقاتلوھم حتی یکونوا مثلنا'' یہ ہے وجہ قتال کی۔ اب ہم کہتے

الجواب: مولوی صاحب نے مذکورہ بالا الفاظ حدیث اور ان کے مطالب کو خلط ملط کر دیا۔ نہ حدیث کے الفاظ صحیح اور نہ اس کے مطالب صحیح، نہ ان الفاظ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت صحیح ہے۔ پہلے ہم اصل حدیث کے الفاظ نقل کرتے ہیں، پھر

۱۸۷

مولوی صاحب نے دو حدیثوں میں پیوندکاری کر کے ایک حدیث کے اول حصہ کو دوسری حدیث کے آخر کے ساتھ ملا دیا اور دوسری حدیث کے آخری حصہ کو پہلی حدیث کے اول حصہ سے ملا دیا، جیسا کہ اس سے متصل ''قولہ'' میں مولوی صاحب کی تیسری بات کے عنوان سے حدیث علی کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے۔

لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علی من ناواهم حتی یقاتل آخرهم المسیح الدجال (۲)

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی حتی کہ ان کا آخری طبقہ دجال سے لڑائی کرے گا۔''

(۲) رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۳۱

لیکن مولوی صاحب نے حتی یکونوا کو کونوا مثلنا صیغہ امر بنالیا، یعنی ہو جاؤ ہمارے جیسے۔ یہ حضرت علیؓ کے قول کا مقصد نہیں اگر دعوت اسلام میں قتال کا پروگرام نہ ہو تو اس سے دین اسلام کی تکمیل اور اسلام کو سرفرازی و بلندی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مولوی صاحب کی عادت ہے حدیث کے اصل مفہوم اور مقصد کو الٹے منہ چڑاتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث کو مولانا احمد صاحب کی نذر کر دیا اور کہا مولانا احمد یہ جملہ بڑا بولتے تھے، اب ہم کس کو جا کر کہیں کونوا مثلنا۔

۱۸۹

الجواب: جہاد فی سبیل اللہ کا مال غنیمت سے تقابل اور مال غنیمت کا تصور کہ تم لوگوں کو مارو، فتح کرو اور مار مار کر ساری دنیا کے خزانے تمہیں حاصل ہو جائیں، یہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ کا کتنا بھیانک نقشہ ہے جو مولوی صاحب نے پیش کیا ہے۔ قتال فی سبیل اللہ میں مارنا مر جانا، جان کی بازی لگا دینا، بے خوف و خطر لڑنا، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے

آخر میں مولوی صاحب نے مجاہدین کا ایسا خاکہ کھینچا ہے گویا وہ آج کل کی اصطلاح کے مطابق تخریب کار اور دہشت گرد ہیں۔ جب آپ کے نزدیک مال غنیمت، لوگوں کو مارو، فتح کرو اور ساری دنیا کے خزانے تمہیں حاصل ہو جائیں، لوٹ مار کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے تو پھر آپ اہل جہاد کو ظالم اور ستم کار نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ کون نہیں جانتا ظلم و ستم، غارت گری اور ناحق خون ریزی خدا تعالیٰ کے غضب کا ذریعہ ہے، لیکن مال غنیمت کے ضمن میں اس کا ذکر کرنا عمل جہاد کی ہتک اور مجاہدین کی غلط عکاسی نہیں تو اور کیا ہے؟

سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

الجواب: اس مقولہ میں علامہ احمد صاحب نے کلام کا آغاز ہی طالبان کے خلاف "بے وقوفو" سے کیا مولوی صاحب نے بھی آخر میں ملا عمر پر حماقت کا فتویٰ لگا دیا۔ تعجب کی بات ہے مولوی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ کس ماحول میں بات ہوئی اور اصل موقع و محل کا تقاضا کیا تھا۔ علامہ احمد صاحب کے مشورہ سے ان کو اتفاق نہ ہوا۔ ہو سکتا ہے

گھر بیٹھے کسی کو بے وقوف کہنا آسان ہے محاذ جنگ میں حصہ لینا اور کفر کا جان و مال سے مقابلہ کرنا بہت مشکل اور حوصلہ کی بات ہے، کیوں کہ بھاگنے والے کو بجائے سینہ کے پیچھے سے گولیاں کھانا پڑتی ہیں۔ البتہ ان کے ہاں مروجہ طریق ہائے تبلیغ سے بغیر جہاد۔ کے جنت کی راہ تلاش کرنا آسان ہے۔

خلق اللہ للحروب رجالا ورجالا لقصعة وثريد
آسودہ دلا حال دل زار چہ دانی خونخواریٔ عشاق جگر خوار چہ دانی
ہرگز نخلیدہ بکف پائی تو خاری آزردگیٔ سینہ افگار چہ دانی

۱۹۳

مولوی صاحب اس سے پہلے بڑے دعوی سے کہہ آئے ہیں کہ بدر ہمارے لیے دلیل نہیں بن سکتا۔ اب بدر کے حوالہ سے کہتے ہیں فرشتے آ گئے، جبرائیل بھی آ گئے اور میکائیل بھی آ گئے۔

باقی رہی یہ بات اللہ تعالیٰ کے امر سے خیمے اکھڑوائے گئے تو خیموں کے متعلق پہلے مولوی صاحب نے تصریح کی ہے کہ حباب بن منذر نے سوال کیا کہ یہ اللہ کا امر ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا آپ کا امر ہے؟ کہا ہاں! اب کہتے ہیں اللہ کے امر سے خیمے اکھڑوائے گئے۔ کتنا بڑا تضاد ہے۔

مولوی صاحب نے اپنی خام خیالی سے یہ سمجھ رکھا ہے یورپین اقوام تو کامیاب رہیں ان کے خلاف سیاسی جماعتیں اور جہادی تنظیمیں شکست خوردہ اور ناکام ہیں ان کے مقابلہ میں مروجہ تبلیغی لوگ بستر اٹھائے کوچہ بہ کوچہ، شہر بہ شہر، ایک ملک سے دوسرے ملک مع اپنی مستورات کے سیر وسیاحت کر رہے ہیں یہی ہمارا جہاد ہے۔

عن أبی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق۔ رواه مسلم (۳)

''حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مرگیا اور اس نے جہاد نہ کیا کبھی اس کے دل نے اس سے جہاد کی بات نہ کی، وہ

(۱) سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۱۔ (۲) المشکوٰۃ کتاب الجہاد ص ۳۳۰ مکتبہ بھجتائی دہلی (۳) ایضاً ص ۳۱۰

نفاق کی ایک نوع پر مرا۔''

جب تم کافر کو کافر نہیں کہتے، گمراہ کو گمراہ کہنا تمہاری تبلیغ کے آداب میں داخل نہیں، کسی غلط کار کو غلط کار نہیں کہتے، غالی، بدعتی، شیعہ، خارجی، پرویزی، مرزائی، آغا خانی اور دیگر ملحد وزندیق فرق باطلہ کا نام لے کر ان کی تردید نہیں کرتے اور بوقت ضرورت ان سے دست بدست اپنا دفاع نہیں کرتے تو تمہیں کون کچھ کہے گا؟ انگریز تو یہی چاہتا تھا آپ اپنی نماز روزہ اور دیگر عبادات میں ایسے مشغول ومصروف ہوں تمہیں ہماری خبر نہ رہے۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

اس کی تو کوشش ہے تمہیں وہ درس توحید بھول جائے، تمہارے بڑوں نے جس کی آبیاری کی تھی اور جس کی دعوت کی بدولت وہ پوری دنیا پر چھا گئے۔

معلوم نہیں مولوی صاحب کو جہاد سے کیا بیر ہے! وہ اپنے دل میں جذبہ جہاد تو کیا، مجاہدین مخلصین سے بھی کدر رکھتے ہیں۔ جہادی تنظیمیں بحمد اللہ آج بھی کام کر رہی ہیں، ختم نہیں ہوئیں۔ ان کو آیت **وما كان الله ليظلمهم** کا مصداق قرار دینا تحریف کی مد میں آتا ہے۔ الحمد للہ پاکستان میں مختلف جہادی تحریکیں اٹھیں انہوں نے

۱۹۹

آپ عالمی حقائق سے آنکھیں بند کر کے فیصلہ کرنے کے عادی ہیں۔ مجاہدین مخلصین کو کفار کی صف میں کھڑا کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو معتوب اور قابل گردن زدنی قرار دیتے ہیں بلکہ ظالم ٹھہراتے ہیں آیت **فما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون** کا مصداق سمجھتے ہیں۔ ہر دور میں اللہ کے برگزیدہ بندوں کو اپنی قوم کی طرف سے اس طرح کے خطابات دیے گئے۔ روز جزا بتلائے گا قتال فی سبیل اللہ والے ظالم ہیں یا گھر بیٹھے معترضین ظالموں کی مد میں آتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر

۲۰۳

مولوی صاحب نے ہچکچاتے ہوئے سپاہ صحابہ کا نام لے ہی لیا۔ سپاہ کی دعوت کا طریق کار اور شدت، بعض امور میں اکثر علماء سے ان کی انفرادیت محل بحث اور قابل توجہ ہے جس کے باعث ان سے اختلاف کیا جاسکتا ہے۔ کسی طبقہ کو ہدف بنانے سے پہلے اپنے آپ کو دیکھ لینا چاہیے۔

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

ایسے لگتا ہے مولوی صاحب کو اپنا اور اپنے ہم جنس لوگوں کا تعارف نہیں ہے۔ مولوی صاحب کی اس ریکارڈ شدہ تقریر کے اعتبار سے ہم ان فریقین کے مابین چند امور میں واضح فرق محسوس کرتے ہیں۔

ایک طرف:

۱۔ حضرات شیخین حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ پر جرح و قدح۔

۲۔ جہاد کے حوالے سے اکابر علماء دیوبند کی تغلیط۔

۲۰۴

۳۔ قال فی سبیل اللہ کا مذاق اڑانا۔

۴۔ دور نبویؐ اور خلفائے راشدین کے دور کو اپنے لیے مثال بنانے کی بجائے بنی اسرائیل کے عہد کو اپنے لیے مثال سمجھنا۔

۵۔ پیش آمدہ احکام و مسائل میں اپنے علاوہ دوسرے جید علماء پر اعتماد نہ کرنا اور عیسائی مشنریوں کی پیروی میں عورتوں کا تبلیغ کے عنوان سے مشرق و مغرب میں پھرانا اور ایسا کام ان کے سپرد کرنا جو ان کے فریضہ میں شامل نہیں۔

۶۔ جوڑ کے بہانے بدعتی اور غالیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنا اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے استاذ شیخ حدیث حضرت گنگوہیؒ کے فتاوی کو درخور اعتناء نہ سمجھنا۔

۷۔ ان پڑھ، بے علم لوگوں کی بھرتی سے ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا لینا بیان میں من گھڑت اور غلط حکایات پیش کرنا۔

۸۔ علماء کی بجائے دنیا کی وضع رکھنے والے لوگوں کو اہمیت دینا۔

ایک لطیفہ:

مولوی صاحب کی اس بات پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ گوجرانوالہ کے ایک مولانا و بالفضل اولانا نے بتایا رائے ونڈ میں ایک بڑے بزرگ سے گفتگو ہوئی کہنے لگے پٹھان تو بڑا بے غیرت ہو گیا ہے۔ یہ تو بہت مہمان نواز تھا۔ یہ افغانستان میں انگریزوں کو قتل کر رہا ہے۔ اس کو چاہیے اس کو دعوت دے۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کے گھر میں کوئی لٹیرا، ڈاکو گھس آئے جس سے آپ کی مال و جان اور آبرو کو خطرہ ہو تو آپ اس کا مقابلہ کریں گے یا دعوت دیں گے؟ کہنے لگے خدا کی قسم میں تو اسے دعوت ہی دوں گا۔

اس عقل و فہم پر تعجب ہے وہ ان کی دعوت پر کان دھرے گا یا اپنا کام کرے گا؟

۲۱۱

علماء بتاتے ہیں، ہم فضائل بتلائیں گے۔ لیکن اب جماعت والے مسائل میں علماء پر اعتماد نہیں کرتے کہتے ہیں ہم نے رائے ونڈ والوں سے پوچھ لیا۔ کہا بدعتی ہو، کٹر قسم کا غالی ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ ہم جوڑ کے لیے ایسا کرتے ہیں حالانکہ مولانا الیاسؒ کے شیخ حضرت گنگوہیؒ کے فتاوی رشیدیہ میں ہے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریم ادا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جاوے تو ہرگز نماز نہیں ہوتی۔ اول تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھ ہی لے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے۔ (۲)

لوگ مجھ سے شکایت کرتے رہتے ہیں کہ تبلیغ والے علماء کے خلاف ذہن بناتے ہیں اور میں ہمیشہ تبلیغ والوں کا دفاع کرتا رہتا ہوں، لیکن آپ کے خط سے مجھے اندازہ ہوا کہ لوگ کچھ زیادہ غلط بھی نہیں کہتے۔ آپ جیسے عقل مند جنہیں دین کا فہم نصیب نہیں، ان کا ذہن واقعی علماء کے خلاف بن رہا ہے۔ یہ جاہل صرف تبلیغ میں نکلنے کو دین کا کام اور دین کی فکر سمجھے بیٹھے ہیں اور ان کے خیال میں دین کے باقی سب شعبے بیکار ہیں۔ یہ جہالت کفر کی سرحد کو پہنچتی ہے کہ دین کے تمام شعبوں کو لغو سمجھا جائے اور دینی مدارس کے وجود کو فضول قرار دیا جائے۔ میں اپنی اس رائے کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ تبلیغ میں نکل کر جن لوگوں کا یہ ذہن بنتا ہو، وہ گمراہ ہیں اور ان کے لیے تبلیغ میں نکلنا حرام ہے۔

۲۱۶

میں اس خط کی فوٹو اسٹیٹ کاپی مرکز (رائے ونڈ) کو بھجوا رہا ہوں تا کہ ان اکابر کو بھی اندازہ ہو کہ آپ جیسے عقلمند تبلیغ سے کیا حاصل کر رہے ہیں۔ (۱)

ان لوگوں کی نظر میں علماء اسلام اور مدارس عربیہ کی وقعت کم ہو جاتی ہے

شارح بخاری حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"تبلیغی جماعت میں کام کرنے والوں کے دلوں میں علماءِ اسلام اور مدارس عربیہ کی وقعت کم ہو جاتی ہے حالانکہ علماء اور مدارس عربیہ دین کے مستحکم قلعے ہیں۔ ان سے کٹ کر ان سے بدظن ہو کر، یا ان سے بے نیاز ہو کر جو دین کا کام ہوگا اس کے اثرات پائیدار و مستحکم نہ ہوں گے اور مجموعی حیثیت سے دین و علم کو اس سے ناقابل تلافی نقصان بھی پہنچے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔" (۲)

یہ لوگ آیات جہاد فی سبیل اللہ کو مروجہ تبلیغی سرگرمیوں پر منطبق کرتے ہیں

یہ لوگ جب اپنے مروجہ تبلیغی سفر پر نکلتے ہیں یہ آیت پڑھتے ہیں:

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ (۳)

"نکلو ہلکے پھلکے اور بھاری بوجھل اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔"

گویا یہ بدر، احد، غزوۂ تبوک کے مجاہد اور غازی جا رہے ہیں قرآنی آیات احادیث کی صریح نصوص جو قتال فی سبیل اللہ میں نازل ہوئی ہیں ان کو اپنی مروجہ تبلیغ پر فٹ

۲۱۷

کرتے ہیں کہتے ہیں فلاں صحابی فلاں ملک میں دعوت و تبلیغ کے لیے گئے انہیں شہید کر دیا گیا۔ مروجہ تبلیغ کا درجہ اور ثواب جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کے برابر سمجھتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کہتے ہیں قتال میں جانیں ضائع ہوتی ہیں تبلیغ کا انداز مثبت ہے اس میں جانیں تلف نہیں ہوتیں۔

یہ لوگ جہاد کی طرح تبلیغ پر ایک نیکی کا ثواب سات لاکھ گنا سمجھتے ہیں

مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ نے لکھا ہے: جہاد کی جو عظیم الشان عظمت و کرامت شریعت کی نظر میں ہے، یہاں تک کہ جہاد میں نکلنے پر ایک نیکی کا ثواب سات لاکھ گنا تک وارد ہے وہ اس لیے ہے کہ جہاد کہتے ہیں کلمۃ اللہ کو بلند اور کلمۂ کفر و شرک کے سرنگوں کرنے کو، نفس و نفیس کو خیر باد کہہ کر ہمیشہ کے لیے گھر سے نکل جانے کو۔ تب اس کا

ثواب اتنا بڑا ہے کہ دوسری کسی عبادت کا ثواب اس قدر نہیں۔ مثلاً جہاد کے وقت ایک روپیہ صرف کرنے کا ثواب سات لاکھ روپے کے برابر ہے۔ اس زمانے میں عام طور سے ہماری تبلیغی جماعت کے افراد علماء وعوام کے ذہن میں یہ بات آگئی ہے کہ تبلیغ کے لیے نکلنے پر بھی ہر نیکی کا ثواب سات لاکھ کے حساب سے ملے گا، کیونکہ وہ بھی مثل جہاد

۲۱۸

حضرت استاذ مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''مذہبی تنظیموں اور افراد کا حال اس سے بھی زیادہ خراب تھا۔ یہ انقلابی روح سے بالکل محروم تھے۔ رجعت پسندی ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر گئی تھی اور یہ لاعلاج بیماری کا شکار تھے۔ مولانا [عبید اللہ سندھیؒ] سرتاپا قرآن کریم کے انقلابی کرنا یا باطل فرقوں کا مقابلہ کرنا، تقریر وتحریر سے ان کا جواب دینا یا بالفعل دشمنان دین کے ساتھ جنگ کرنا، یہ تمام امور ان کے نزدیک نصاب سے خارج ہیں۔ گزشتہ برسوں میں کابل وافغانستان میں تقریباً بیس لاکھ مسلمان موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ ان کی حمایت میں عام گنہگار مسلمان اور دینی مدارس کے طلبہ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہو کر روس اور روس نواز حکومت کے مقابلہ میں جان کی بازی لگا گئے، لیکن تبلیغی جماعت والوں کو اس علاقہ کے قریب ایک اجتماع کرنے کی توفیق بھی نصیب

۲۱۹

نہ ہوئی تاکہ ان مظلوم مسلمانوں کی تائید وتقویت ہی ہوتی یا ان کے لیے کوئی مالی امداد فراہم کی جاتی۔

عام حالات میں اس جماعت کا شیوہ یہ ہے کہ اس کے بہت سے افراد دینی مدارس کی مذمت کرتے ہیں، بلکہ بعض تو یہاں تک بھی کہتے ہیں کہ ان دینی مدارس کو چندہ دینا بھی حرام ہے جب تک کہ کوئی اس جماعت میں حصہ نہ لے۔ اور مخفی طور پر علماء کی ... وتوہین کرتے رہتے ہیں اور ان کی کارگزاری کی تحقیر ومخالفت عمومی پروگرام

اصلاح تو گشت کرنے سے اور جماعت کے ساتھ جانے سے ہوتی ہے۔ ایک بڑی مسجد اور دینی ادارے کے بارے میں ایک بہت بڑے معیاری قسم کے مثالی تبلیغی جماعت کے رکن نے ایک دفعہ یہ کہا کہ یہاں سب کام ہو رہے ہیں، لیکن دین کا کام

بڑے بڑے مال دار اور جاگیردار اور سرمایہ دار لوگ جماعت میں شریک ہو کر اپنا تفوق جتلاتے رہتے ہیں جس کے پردے میں ان کی بری کارگزاری اور مظالم پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ دینی مدارس کے فارغین علماء کرام کو بھاڑے کے ٹٹو خیال کرتے ہیں۔ بڑے بڑے آدمیوں کو ساتھ لے جا کر ان کا تعارف طلبا، علما اور کمزور دیندار طبقہ کے لوگوں کے سامنے اس طرح کراتے ہیں کہ یہ صاحب کارخانہ دار ہیں، یہ

۲۲۰

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو فی الجملہ تبلیغ اسلام کا ایک ضروری رکن ہے اور فرض کفایہ ہے، لیکن غلو اور افراط تو کسی طرح روا نہیں۔ اگر ماں باپ یا بیوی بچوں کی پرورش اور حفاظت کا کوئی معقول انتظام نہ ہو تو ایسی حالت میں تبلیغ کو ترک کیا جا سکتا ہے، کیونکہ متعلقین کی خدمت اس حالت میں فرض عین ہوتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر فرض کفایہ میں لگ جانا قطعاً روا نہیں۔ بہت سے تبلیغ والے ایسی بے تدبیری کی باتیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی مر جائے تو تب بھی یہ کام ہوتے رہتے ہیں، حالانکہ موت وحیات کے احکام مختلف ہیں۔ ان کو خلط ملط کرنا درست نہیں۔ بدوضعی اور بے تدبیری کی بات ہے۔

جماعت کی عمومی فضا رجعت پسندوں، سرمایہ داروں، کم علموں اور علم دشمنوں سے بھری ہوئی ہے جو اسلام کی انقلابی ذہنیت اور قرآن کے انقلابی پروگرام سے بالکل عاری ہے۔ ستر سال سے تبلیغی جماعتیں چل رہی ہیں۔ کہیں کسی ملک یا علاقہ پر توجہ مرکوز کر کے کوئی تبلیغی اسٹیٹ ہی بنا ڈالتے تو وہ نمونہ کا کام دیتی اور ان کو کام کرنے کا سلیقہ بھی

بالکل ناقص اور بدتر ثابت ہوتے ہیں۔ منافع خور سمگلر ذہنیت رکھتے ہیں اور بعض اوقات حلال وحرام کا امتیاز بھی نہیں کرتے۔ غریب پروری اور مسکین نوازی سے عاری ہوتے ہیں اور اکثر غالی فاسد الاعتقاد معاند اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں جبکہ مولانا الیاسؒ کے پیر ومرشد حضرت گنگوہیؒ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی کا فتویٰ دیتے ہیں اور نیز بہت سے تبلیغ والے تمام زندگی سنت وبدعت میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ بدعت کی باطل رسومات ادا کرتے رہتے ہیں اور اسی پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ لیکن بایں ہمہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جماعت ہیں، لیکن ان میں بہت سے لوگوں کی رجعت پسندی، غلو اور افراط کو دیکھ کر بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت وسمجھ عطا فرمائے۔''(۱)

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے بارے میں مولوی صاحب کا غلو

قولہ: ''ہمارے ہاں افراط وتفریط ہے۔ تفریط والے جو ہیں تھوڑا سا بھی کوئی تکلف کر دے تو کہتے ہیں اسراف کیا ہے۔ افراط والے ہیں وہ ناچ گانے سے رکتے ہی نہیں ہیں تو اس کے سارے نمونے حدیث میں موجود ہیں۔''

الجواب: ایسے ہی افراط وتفریط کے بارہ میں اکابر علماء نے بالخصوص اس بات کی نشاندہی کی ہے اکثر عوام اور خواص اپنے اساتذہ، مشائخ کے حق میں غلو کا شکار ہوتے ہیں یہ بہت بڑا ابتلاء ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے کہا ہے حضرت مولانا

(۱) مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے علوم وافکار، ص ۱۹۸ تا ۲۰۲

محمد الیاسؒ جیسا شخص ایک ہزار سال پہلے پیدا نہیں ہوا۔ آپ کے حدیث کے شیخ حضرت

الجواب: یہ فلسفہ امام غزالیؒ اور رازیؒ کو بھی نہیں سوجھا گمراہ کو گمراہ اور جاہل کو جاہل نہ کہو۔ اگر یہ جذبہ نبوت ہے تو صدہا قرآنی آیات جن میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم

السلام نے مشرکین، کفار اور منافقین کو گمراہ، جاہل اور کافر کہا ہے، ان کی تکذیب لازم آتی ہے بلکہ نبوت کا جذبہ یہ ہے گمراہ طبقہ کی خیر خواہی کے پیش نظر ان کے عیوب کی

الجواب: پاکستان میں تبلیغی مراکز میں دروس قرآن کا سلسلہ عرصہ سے نہیں ہو رہا۔ کہیں بھی بڑے بڑے اجتماع میں دروس قرآن کا اہتمام نہیں کیا جاتا جبکہ قرون ماضیہ

نہیں ہوگا وہ شخص اس کی کیا تبلیغ کرے گا اکثر بلکہ عامۃ الناس رائے ونڈ سے بغیر علم، بغیر تربیت، بغیر ادب وآداب کے تبلیغ کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ ان کے ہاں علماء اور علم کی قدر واہمیت کم ہو جاتی ہے۔ علما سے از خود بطور امتحان پوچھتے ہیں آپ نے کتنا وقت لگایا ہے۔ ایسی موضوعات، من گھڑت حکایتیں، قصے بیان کرتے ہیں جن کا حقیقت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا ضعیف بلکہ موضوع احادیث تک بیان کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ ان کی بڑی سند یہ ہے ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے۔

ہر کہ خود گم است کرا رہبری کند

ہم نے پچھلے صفحات میں تحریر کیا ہے حاجی صاحب کو جب پتہ چلا حضرت لاہوریؒ کے پوتے مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کی بجائے جامعہ خیر المدارس میں دورۂ حدیث پڑھنا چاہتے ہیں دوران گفتگو یہ بھی کہا'' آپ کے دادا بہت اچھے تھے، لیکن ان کی ایک بڑی غلطی تھی عامۃ الناس کو قرآن کا درس دیا کرتے تھے۔'' اتنے بڑے شخص کا بوجھ کون اٹھا سکتا ہے؟ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ وہ اپنا بوجھ خود اٹھالیں تو بڑی بات ہے۔

حاجی عبدالوہاب صاحب نے دوران گفتگو یہ بھی کہا حضرت لاہوریؒ کی آخر عمر میں عین اس وقت جب حضرت جمعہ کے لیے مسجد تشریف لائے، ہم حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا ایک ترکی عرب عالم مہمان تشریف لائے ہیں، اگر اجازت ہو تو یہ خطاب کریں۔ آپ نے فرمایا، دور دراز سے لوگ میرا بیان سننے کے لیے آتے ہیں۔ اگر میں بیان نہ کروں تو یہ ان کے ساتھ خیانت ہوگی۔ بڑی امید لے کر گئے، لیکن حضرت نے موقع نہ دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قولہ: ''مولانا الیاس پر اللہ تعالیٰ نے جو پیغام فرمایا، پچھلی کئی صدیوں میں کسی پر

۲۲۸

نہیں ہوا۔ پچھلے ہزار سال بھی میں کہوں تو یہ مبالغہ نہیں ہے۔ اہل خیر کی داستانیں پڑھی ہیں، تحریکوں کا اپنی وسعت کے مطابق مطالعہ کیا ہے۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔ بس تین صدی ہٹادو، اس کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں گزری جس نے براعظم پر اثر ڈالا ہو۔ کوئی ایک بھی نہیں۔ یکساں تمام طبقات پر، ہر ہر قوم، نسل، رنگ، علاقے، حتیٰ کہ پردہ دار عورتیں، گونگے، معذور۔''

الجواب: اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں پر الہام فرماتا ہے لیکن اپنا پیغام اپنے نبیوں اور رسولوں کو دیتا ہے جسے رسالت کہتے ہیں۔ اس لیے انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں سے یوں مخاطب ہوئے:

اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ (۱)

''تم تک اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔''

کتنا غلو ہے ایک امتی کے بارے میں کہا جائے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا پیغام فرمایا۔ اس طرح کی خرافات مولانا محمد الیاسؒ کے بارہ میں پہلے بھی کہی گئی ہیں کہا گیا ہے یہ الہامی نبی تھے۔ فتاوی محمودیہ میں ہے:

۲۲۹

میں کہتا ہوں غلو کس چیز کا نام ہے الحاد، زندقہ اور کفر کون سی بلا ہے؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

جماعت میں شامل فاسق، فاجر، حدود شرعیہ سے تجاوز کرنے والوں کی وکالت کی جائے دوسری طرف علماء امت، صلحاء، مشائخ، مجاہد اور اہل حق قابل گردن زدنی قرار دیے جائیں۔ فیا للعجب ولضیعۃ الادب۔ منصب الوہیت اور رسالت کے صیغہ میں اپنے بڑوں کو شریک کار سمجھنا یہود و نصاریٰ کا غلو تھا جنہیں قرآن نے یوں خطاب کیا ہے:

کسی کو ظلی، بروزی نبی کہنے سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اگر کوئی شخص اپنے استاذ، پیر و مرشد کے بارہ میں اس طرح کا عقیدہ رکھتا ہو وہ الہامی نبی ہیں یا ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام آتا ہے، کیا اس کو قابل ستائش سمجھا جائے گا؟ الامان و

میں ابن الوقت اور ڈکٹیٹر قسم کے لوگوں کا مقابلہ، وہ کون سا سخت اور مشکل چیلنج ہے جسے ہمارے اکابر نے قبول نہ کیا؟ لیکن مولوی صاحب صرف اپنے چشمہ کے خول میں دیکھنے کے عادی ہیں۔ ان کو صرف وہی کچھ نظر آتا ہے جو اس چشمہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر مشاہدات کی نفی کرتے ہیں۔

اذا لم تر الهلال فسلم

لأناس رأوه بالابصار

مولانا الیاس صاحبؒ کے بارہ میں مولوی صاحب کے ہزار سالہ احساسات پر ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں:

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

۲۳۱

مولانا محمد الیاسؒ کے بارہ میں یہ کہنا کہ انگریز کو نکالنے پر کیوں زور لگاتے ہو، مسلمان بنانے پر زور لگاؤ، کئی وجوہ سے محل نظر ہے

قولہ: ''مولانا الیاس فرمایا کرتے تھے، انگریزوں کو نکالنے کے لیے کیوں زور لگاتے ہو، مسلمان بنانے پر زور لگاؤ۔''

الجواب: جہاد کی مخالفت، جہادی تنظیموں پر ہٹ، ۱۸۵۷ء میں علماء ہند کے اجماعی فیصلہ جہاد، خصوصاً حضرت نانوتویؒ کے اقدام جہاد کی تغلیط یہ سب تمہید تھی۔ مولوی صاحب نے مطلب کی بات اب کہی ہے مولانا الیاسؒ فرمایا کرتے تھے تم انگریزوں کو نکالنے کے لیے کیوں زور لگاتے ہو، مسلمان بنانے پر زور لگاؤ، لیکن الحمد للہ ہمارے

میں ہم نے ذکر کیا ہے، حضرت شیخ الہندؒ کی مالٹا سے واپسی پر مولانا محمد الیاسؒ نے ان کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی، سیاست میں حضرت مدنی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لہٰذا مولوی صاحب اور ان کے حلیف لوگوں کی مولانا الیاسؒ کے بارہ اس طرح کی نسبت سبحانك هذا بهتان عظيم کے زمرہ میں آتی ہے۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔ اگر بالفرض ہم اس طرح کی نسبت تسلیم کرلیں تو جمہور علماء امت کے اجماع، ان کے موقف اور مسلک کے خلاف شخص واحد کا قول معتبر اور حجت نہیں۔

۲۳۷

باقی رہی جس کا بقول آپ کے مولانا محمد الیاسؒ کو شکوہ ہے؟ مولوی صاحب کہہ رہے ہیں دعوت کا ذہن ختم ہو چکا تھا، شاید اس لیے اسلام کا دفاع اور باطل کے خلاف تقاریر و مناظرہ اور اسلام کی حقانیت ثابت کرنا اور قتال فی سبیل اللہ کو وہ اپنی مروجہ تبلیغ کے خلاف سمجھتے ہوں۔

۲۳۸

زلزلہ ڈال دیا۔ ایام تحریک خلافت میں ایک بزرگ نقشبندی صاحب کشف دیوبند آئے۔ مولانا کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت نانوتویؒ کے مزار پر حاضر ہو کر مراقب ہوئے۔ دیر تک مراقبہ میں رہے۔ بعد کو فرمایا کہ میں نے مراقبہ میں حضرت نانوتویؒ سے خلافت تحریک میں حکام کی سختیوں کا تذکرہ کیا تو حضرت نے مولانا محمود حسن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مولوی محمود حسن عرش خداوندی کو پکڑے ہوئے اصرار کر رہے ہیں کہ انگریزوں کو جلد ہندوستان سے نکال دیا جائے۔''(۱)

اسی معنوی جدوجہد کا یہ اثر ہوا کہ انگریز (باوجود ہر قسم کی مادی قوتوں کے اور باوجود اس کے کہ ہندوستان کی آزادی اس کی عظیم الشان مصلحتوں کے لیے پیغام فنا تھی) ہندوستان سے چلا گیا خود چھوڑ کر چلا گیا، ورنہ کسی کے قیاس و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ یہاں سے نکلے گا اگر نکلا بھی تو اس طرح بلا خون و خرابہ بیک بینی و دو گوش یہاں سے منہ کالا کرے گا۔ قدرت کے مخفی ہاتھوں کی کارگزاریوں کو مادہ پرست ظاہر بین اشخاص نہیں

مختلف دینی جماعتوں اور سماجی تنظیموں کو دعوت دی اور کہا جب ہم بھی اپنے کام کو دین سمجھتے ہیں تو کیوں نہ ہم رائے ونڈ جا کر ان کے بڑوں کو دعوت دیں، چنانچہ علماء نے وہاں کے امراء اور علماء حضرات کو کنونشن میں آنے کی دعوت دی۔ وہاں کے استاذ حدیث بات سنتے ہی جوش میں آ گئے کچھ کا کچھ سنایا، حیرت میں پڑ گئے داعی تو ہم ہیں اور یہ لوگ ہمیں دعوت دینے کے لیے آئے ہیں! اکرام مسلم بھی بھول گئے۔ ان میں سے بعض

۲۴۳

الجواب: جب سے تبلیغی ہجوم میں اضافہ ہوا ہے، طلب علم میں کمی آ گئی اور روز افزوں اس رسمی ہڑبونگ میں عامۃ الناس کا جوش وخروش بڑھا تو ان میں ایک نئی سوچ نے جنم لیا۔ ان لوگوں نے اسے اپنی کرامت سمجھا جب چلہ، چار مہینے اور سال لگانے سے ایک شخص مبلغ بن جاتا ہے تو ہم اپنے بچوں کو مدارس اور مساجد کی تعلیم میں حفظ اور درس

۲۴۴

اس تقریر میں جہالت کو ہدایت کے لیے سرچشمہ اور ایک بے علم تبلیغی کو ہیرا بننے کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اور کہا ہے جاہل بن کر تبلیغ میں سال لگاؤ گے اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فیضان اتارے گا۔ کیا یہ سب باتیں مولوی صاحب کی خانہ زاد ہیں وہ ان کو یہ منصب تقسیم کر رہا ہے؟ واللہ یہ افتراء ہے۔ قرآن مجید کے مأخذ اور مراجع پر عبور اور اطلاع کے بغیر کوئی شخص ہدایت کا سرچشمہ اور فیضان الٰہی کا مورد اور ہیرا نہیں بن سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر صحابہ کرام کو تمام زندگی علم حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اسلاف امت کے حوالہ سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کا مضمون ہمارے اس مسودہ کے آخر میں ملحق ہے۔ نیز مولوی صاحب کہتے ہیں تم سال لگاؤ، پر ایسے نہ لگاؤ جیسے مولوی لگا رہے ہیں۔ یہ ہے ان کے ہاں علماء کی تذلیل اور جاہل آدمی کی توقیر یہ ہے ان کا مبلغ علم اور ان کی جرأت۔ ان کی یہ ذہنیت باستثنائے چند علماء اور اکابر، اکثر تبلیغیوں میں کارفرما ہے۔

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

قال اللہ تعالیٰ: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (۱)

"بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور ان لوگوں کو جنہیں علم دیا گیا ہے کئی درجات میں۔"

باقی رہا ایک مدرسہ کے چند لڑکوں پر زندگی کھپا دینا مساجد، مدارس، دارالعلوم اور جامعات میں دین کی اصل محنت ہوتی ہے۔ اس سے جو افراد تیار ہوتے ہیں، وہ صحیح معنوں میں دین کی خدمت کا بیڑا اٹھا سکتے ہیں۔ انہی کے وجود سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ، علم کلام اور دیگر علوم واجبہ کے باعث دین ودنیا کا نظام قائم ہے۔ یہی لوگ حجۃ اللہ فی الارض، دین کے محافظ اور شہداء اللہ ہیں۔ ان کے فقدان سے دنیا میں آفات، حوادث اور فسادات پیدا ہوتے ہیں۔ جہالت، گمراہی، بے دینی، بدعات وخرافات کا ظہور وغلبہ ہوتا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں یہ تسلسل چلا آ رہا ہے۔ دنیا کبھی ان سے خالی نہیں رہی۔ حضرت ربیعۃ الرائی نے مسجد نبوی میں پڑھا اور پڑھایا۔ ان کے درس میں امام مالکؒ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا حرم نبوی کے استاذ اور امام دارالہجرت کہلائے۔ امام ابوحنیفہؒ نے کوفہ میں درس

(۱) سورۃ المجادلۃ آیت ۱۱

مروجہ تبلیغی مزاج، مزاجِ نبوت نہیں۔ مزاج نبوت آپ کا اسوہ حسنہ ہے اور اس کا صحیح نقشہ احادیث و آثار میں ملتا ہے

قولہ: ''تبلیغی مزاج، مزاج نبوت ہے۔ کوئی اختلافی مسئلہ منبر پر بیان نہ کرو۔''

الجواب: یہ مداہنت نہیں تو اور کیا ہے؟ منبر پر اختلافی مسائل بیان نہ ہوں تو حق و

۲۵۰

باطل اور دین اسلام کی حقانیت کا پتہ کیسے چلے گا؟ اس کے لیے آخر کون سی مجلس منعقد ہوگی؟ اگر بغیر منبر مجلس منعقد ہو تو پھر بھی اہل علم احقاق حق اور ابطال باطل میں مداہنت سے کام نہیں لیتے۔ اختلافی مسائل بیان کرنا ان کے فریضہ میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

تیسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رحیما فقال لو رجعتم الی

۲۵۲

بلادکم فعلموھم (۱)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مہربان تھے۔ فرمایا اگر تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ ان کو سکھلاؤ۔''

دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گھروں کو واپسی کا شوق دیکھا تو بیس دن کی اقامت کے بعد از خود اجازت طلب کیے بغیر ان کو گھر جانے کی اجازت دے دی، کیونکہ آپ رحیم اور رفیق (اور رقیق القلب) تھے۔ یہ ہے مزاج نبوت۔ حالانکہ آپ کی صحبت اور آپ کا فیضان کیمیا اثر تھا۔ اس کے برعکس اگر ان لوگوں کے ہاں کوئی پھنس جائے تو اس کی خلاصی مشکل ہو جاتی ہے۔ شروع میں مولوی صاحب نے بار بار دہرایا ہے ہمارے لیے دور نبویؐ میں کوئی مثال نہیں۔ قدم قدم پر آپؐ کے اسوہ حسنہ پر چلنا ان مدعیوں کو کہاں نصیب؟

۲۵۶

الجواب: سوچنے کی بات ہے مولوی صاحب ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ دور نبویؐ اور خلفاء راشدین کے دور میں ہماری مثال موجود نہیں، حضرت ابوبکرؓ میں غلطی ہوئی تھی اور ہوئی، وہ نہ معصوم تھے نہ محفوظ، ۱۸۵۷ء کی جنگ میں علماء جس مقصد کے لیے اٹھے تھے اس تک نہ پہنچ سکے، حدیبیہ کے مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح کی، ان سے آپ کی یہ صلح کمزوری پر مبنی تھی، اس قسم کے خیالات میں کون سی اسلاف کی تابعداری ہے؟ کیا یہی راہ اعتدال ہے؟

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسق و قتالہ کفر (۱)

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کفر ہے۔''

چونکہ مولوی صاحب خود اس مرض میں مبتلا ہیں جس میں ائمہ دین پر طعن کو معمولی سمجھتے ہیں اور حضرت تھانویؒ کا فرمان بالکل صحیح ہے کہ ائمہ دین پر طعن کرنے والا اہل حق میں سے نہیں ہوسکتا۔

۲۶۱

مولوی صاحب سمجھے خود نہیں اور طنز کیا ہے حضرت شیخ استاذ مولانا سرفراز خان صفدر اور امام طائفہ شاہ ولی اللہؒ پر۔ حد ہے کہ ایک قصہ گو واعظ اکابر و مشائخ پر طعن کرے اور اسے پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔

چوں سخن بشنوی زاہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا ست

۲۶۵

قولہ: ''جمہور کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں جسم اور روح کے اعتبار سے زندہ ہیں..... لیکن جو بات آگے آگئی جس کو مولانا حسین علی نے شروع کیا .....قاری طیب صاحب کے آنے پر مماتی حضرات میں سے مولانا غلام اللہ خان صاحب نے رجوع کرلیا تھا۔''

الجواب: حضرت شیخ مولانا حسین علیؒ کی شخصیت اختلاف سے بالاتر ہے۔ سماع و عدم سماع کے موضوع میں آپ کے تلامذہ و مریدین باوجود اختلاف کے آپ کے اقوال و افادات کا حوالہ نہیں دیتے۔ آپ کا اصل موضوع توحید تھا۔ آپ نے کبھی سماع اور عدم سماع کو اپنا موضوع نہیں بنایا۔

(شیعہ) کے کفر کی تین وجوہ بیان فرمائی ہیں تو جواب میں کہا کہ:

''اگر مولانا سرفراز خان نے کہا ہے تو کیا ان سے غلطی سرزد نہیں ہوسکتی؟ مولانا سرفراز خان صاحب ہمارے سر کے تاج ہیں، لیکن انہوں نے ساری عمر منفی پہلو پر لکھا ہے۔ منفی پہلو پر لکھتے لکھتے قلم میں شدت آجاتی ہے۔ ان کی جو کتب ہیں، ان میں بریلویت کا رد، رافضیت کا رد، غیر مقلدیت کا رد، رد، رد، رد۔ ساری زندگی رد میں گزری۔ جو آدمی رد کرتا رہتا ہے، اس کی بات میں شدت آجاتی ہے..... ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک زمانہ آئے گا کہ ایک طبقہ ہوگا جو حب اہل بیت کا دعویٰ کرے گا، ان کا لقب رافضی ہوگا، ان کو قتل کرو، وہ مشرک ہیں..... یہ حدیث غلط ہے، چاہے اس کو مولانا سرفراز خان نے بھی نقل کیا ہے۔''

الجواب: کسی بزرگ کی تنقیص کا عجیب پرفریب انداز ہے کہ پہلے ''سر کا تاج'' کہہ دیا اور بعد میں معترضانہ تنقید کا نشانہ بنا ڈالا اور اپنی عادت سے باز نہ آئے اور ان کی خدمات کے عنوان کو بطور استہزاء ''رد، رد، رد'' سے تعبیر کیا۔ اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ مولوی صاحب نے علم و ادب کی حدود سے تجاوز کرکے ایک محسن امت کے حق میں ناسپاسی اور ناشکری کا اظہار کیا ہے۔

حافظا علم و ادب ورز کہ در خدمت شاہ
ہر کہ را این نہ بود لائق درگاہ نہ بود

۲۶۸

بلاشبہ ہمارے شیخ مدظلہ بھی عصر حاضر کے امام اہل سنت ہیں جن سے محبت و الفت مژدہ ایمان اور علامت اتباع سنت ہے اور جن سے بعد و تنافر فسق و بدعت کی ضمانت ہے۔

مولوی صاحب نے آخر میں جس حدیث کی تغلیط کی ہے، مجمع الزوائد کے مولف نے اسے بحوالہ طبرانی نقل کیا ہے اور اس حدیث کی اسناد کو حسن لکھا ہے۔ شیخ مدظلہٗ نے

۲۷۰

اسے نقل کیا ہے۔ آپ کو بلا وجہ تغلیط کرنے کا کیا حق ہے؟ شاید اپنے غالی معتقدین کے ہاں آپ حجت ہوں، لیکن دلیل کے میدان میں ثقہ اور حجت نہیں۔

قولہ: ''جھنگوی صاحب، اعظم طارق، علی شیر حیدری، ضیاء الرحمٰن فاروقی وغیرہ سب اہل حق ہیں۔ دین کا درد اور جذبہ رکھتے ہیں لیکن ان کا طریقہ غلط ہے۔ یہ اجتہادی غلطی پر ہیں ..... یہ حضرات اپنی قربانیوں کی وجہ سے اللہ سے صلہ پائیں گے لیکن ان کا طرز صحیح نہیں تھا۔''

الجواب: مولوی صاحب نے سپاہ صحابہ اور جملہ جہادی تنظیموں کو بلا دلیل ظالموں میں شمار کیا۔ مجاہدین مخلصین کو کفار کی صف میں کھڑا کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو معتوب اور قابل گردن زدنی قرار دیا۔ آیت **فما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون** کا مصداق ٹھہرایا۔ اب کہتے ہیں یہ ان کی اجتہادی غلطی ہے۔ اپنی قربانیوں کا اللہ تعالیٰ سے صلہ پائیں گے۔ اگر یہ ظالم ہیں تو اللہ تعالیٰ سے صلہ کیوں کر پائیں گے؟

الجواب: ایک غیر مقلد کے کہنے سے کہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب مرجوح ہے، مولوی صاحب نے اسے تسلیم کر لیا ہمیں قبول ہے۔ یہ مولوی صاحب کی امام ابوحنیفہؒ کے موقف سے ناواقفیت ہے یا تجاہل، کیونکہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک ترجیح امر اوّل ہے۔

کو شریعت کی تابعداری اور اتباع پر پابند نہیں کیا جا سکتا۔ جو چاہے گا، اپنی خواہش پر کسی مرجوح قول کو اپنا لے گا اور یہ نفس پرستی ہوگی جس کو فقہاء نے حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ

۲۷۴

الجواب: یہ ہے مولوی صاحب کی علمیت اور امتیاز، حق پر ثبات اور حنفیت۔ کہاں امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اور کہاں علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ! علماء احناف نے طبقات فقہاء لکھ کر ہر دور کے فقہاء کی ترجیحات بیان کی ہیں۔ آداب فتاویٰ میں ترتیب کے مطابق طبقہ اُولیٰ کو ترجیح حاصل ہے، پھر طبقہ ثانیہ کو۔ مولوی صاحب نے فقہاء کی ان ترجیحات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔

نیز کہتے ہیں: ''ابن تیمیہؒ مجتہد مطلق تھے، اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرتے تھے''۔
ابن تیمیہؒ نہ تو آٹھ تراویح کے قائل تھے اور نہ غیر مقلدین کی طرح فاتحہ خلف الامام

کے۔ ان دو مسائل کی ابن تیمیہؒ کی طرف نسبت مولوی صاحب کی ناواقفیت اور علمی کم مائیگی کا واضح ثبوت ہے بلکہ وہ حنبلی تھے۔ حنابلہ کے ہاں بیس تراویح ہیں اور جہری نمازوں میں وہ فاتحہ کے قائل نہیں۔

ذرا مجتہد مطلق کی تعریف تو کر لی ہوتی تا کہ پتہ چلتا اس کا مقام امام ابوحنیفہؒ کے برابر ہے یا ان سے کم۔ اور امام ابو یوسفؒ پر تو بہر حال مولوی صاحب نے علامہ ابن تیمیہؒ کو ترجیح دی ہے۔ اتنا بڑا دعویٰ تو ابن تیمیہؒ نے بھی نہیں کیا۔

حضرت شیخ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں علامہ ابن تیمیہؒ کی علمی شان تکنے لگوں تو میری پگڑی پیچھے سے اتر جائے گی، لیکن اگر کبھی وہ دارالعلوم دیوبند میں آ گئے تو میں انھیں کسی کمرے میں گھسنے نہیں دوں گا اور کہوں گا، جناب! اس مسئلہ میں آپ نے ٹھوکر کھائی ہے۔ آؤ مجھ سے بحث کر لو۔

اس مسئلے پر اجمالی بحث پیش خدمت ہے۔

حلال وحرام میں امتیاز کیے بغیر، نفسانی خواہشات اس قدر غالب ہوگئی ہیں جب ایک حنفی آدمی تین طلاقیں دے کر پچھتاتا ہے تو کسی غیر مقلد کے پاس جا کر لکھوالیتا ہے

۲۸۰

الجواب: مولوی صاحب نے طلاق مکرہ کے متعلق حنفیہ کے موقف اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کے متعلق نہایت عامی انداز اختیار کیا ہے۔ اتنی اہمیت بھی نہیں دی جتنی حاجی عبدالوہاب صاحب کے ملفوظات کو۔ کہتے ہیں ان کی صحبت سے نفع اٹھانے کے جو اوزار ہیں، وہ ہمارے پاس ہیں ہی نہیں۔ اتنا ہی باور کر لیتے کہ حنفیہ کے موقف اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کو سمجھنے کے لیے جن اوزاروں کی ضرورت ہے، وہ

ہمارے پاس ہیں ہی نہیں، لیکن بیک بینی ودوگوش اپنے آپ کو حنفیت سے سبکدوش کر کے بول اٹھے: ''حنفیو! تم مکرہ کو جائز قرار دے کر گھر اجاڑ دیتے ہو، جبکہ تمہارے پاس دلیل کوئی نہیں طلاق مکرہ کی۔''

۲۸۵

باب نمبر ۷

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ (الآیۃ)

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (الحدیث)

فرق مختلفه

☆ رافضیت ☆ رضاخانیت ☆ مودودیت ☆ غیر مقلدیت

۲۸۷

الجواب: مولوی صاحب طرح طرح کے عنوان قائم کر کے حضرات شیخین حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ پر طعن وتشنیع سے باز نہیں آتے۔ کیا ہی غلط نظریہ ہے کفر کے مقابل میں ایک کفر سے اغماض اور صرف نظر دوسرے کو مدمقابل سمجھنا۔ **الکفر ملة واحدة۔**

مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں
حضرت گنگوہیؒ اور مولانا تھانویؒ کے فتاویٰ

قولہ: ''بریلویوں کا عقیدہ ان کو اسلام میں داخل رکھتا ہے۔ امام احمد رضا کے متعلق میں نے مولانا عبداللہ صاحب سے سنا کہ اس کی تحریروں میں کفر نہیں

۲۹۱

ہے، وہ صرف جذبہ عشق میں بدعت کی حد تک پہنچے۔''

الجواب: مرزا قادیانی مدعی نبوت کے سوا ہمارے اکابر علماء ہند نے کسی کی شخصی تکفیر نہیں کی۔ تکفیر میں فقہاء نے احتیاط سے کام لیا ہے اور حتی الوسع اس سے پہلوتہی کی ہے۔ طبقات امت کی اصلاح کے سلسلہ میں یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اہل

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ہمارے اکابر علماء دیوبند پر افترا پردازی کر کے ان کی عبارات بدل کر علماء حرمین سے کفر کے فتوے حاصل کیے اور بڑے فخر سے ان کو

۲۹۲

ہندوستان میں شائع کرایا اور خود بھی بڑی شدومد سے ان کی تکفیر کی۔ لکھتے ہیں: ۹۳

اعلان کیا، لیکن اس کے باوجود اس کی شخصی تکفیر نہیں کی۔ البتہ تکفیر کے اصول اور فروع کے ضمن میں قواعد کی رو سے جو شخص کفر و شرک کا مرتکب ہوا اور ان افراد میں داخل ہوا جن پر قاعدہ کا انطباق اور اطلاق ہوتا ہو تو وہ خود بخود تکفیر کی زد میں آجائے تو یہ اور بات ہے۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیر کا حال بھی کچھ اس طرح ہے۔

بعبارتہ سوال اور اس کا جواب مطالعہ فرمایئے۔

سوال ۱: حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو، وہ کافر ہے۔ حضرت جی آج کل تو بہت آدمی نماز پڑھتے ہیں، وظائف بکثرت پڑھتے ہیں، مگر رسول اللہ کا میلاد میں حاضر رہنا و حضرت علیؓ کا ہر جگہ موجود ہونا، دور کی آواز کا سننا مثل مولوی احمد رضا خان بریلوی کے جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ جو نمازی اور عالم بھی ہیں، کیا ایسے شخص کافر ہیں، ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت دوستی رکھنی کیسی ہے؟

الجواب: جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے، وہ بے شک کافر ہے۔ اس کی امامت اور اس سے میل جول، محبت مودت سب حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (۱)

ذرا غور فرمایئے کہ اس بیان سے زیادہ مولوی احمد رضا خان کے عقیدہ کفریہ کا ثبوت اور کیا ہوگا اور حضرت گنگوہیؒ کے اس فتوی کے مقابلہ میں دوسرے کس شخص کا قول معتبر ہوگا؟

۲۹۴

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا (۲)

صورت میں اس شعر کا بنانے والا مشرک اور خارج از اسلام سمجھے جانے کے قابل ہے۔ دوسرے شعر میں لفظ مالک خدا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس صورت میں شعر کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب و محب میں کوئی فرق نہیں ہوتا، لہٰذا حضرت شیخ عیاذاً باللہ خدا ہوئے اور میں تو خواہ کچھ ہی ہو، خدا ہی کہوں گا۔ اس اصرار علی الشرک کی وجہ سے بھی اس فتوے کے مستوجب ہیں جو شعر اول کے متعلق دیا جا چکا ہے اور کسی تاویل سے یہ حکم بدل نہیں سکتا۔ (۳)

مولوی صاحب مولوی احمد رضا خان کے بارہ میں مزید کہتے ہیں، وہ صرف جذبہ عشق میں بدعت کی حد تک پہنچے۔ شاید مولوی صاحب اسی جذبہ کے تحت امرا کے تیجے اور چہلم میں شریک اور محافل بدعات ورسومات میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ جذبہ عشق

۲۹۷

الجواب: ''فتنہ مودودیت'' از قلم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ جس میں جماعت اسلامی کے امیر اور اس کے بانی سید ابو الاعلیٰ مودودی کی دینی تحریفات اور تلبیسات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے، یہ مسودہ ۱۰۱ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ ایک

جن حضرات کے پاس اس تحریک کے زہریلے اثرات سے واقف ہونے کے لیے طویل مطالعہ کا وقت نہیں یا وہ اس کو اصول اسلام پر جانچنے کی استعداد نہیں رکھتے یا ان کی نظر اس کی گمراہ کن بنیادوں کے ادراک سے قاصر ہے، ان کو اس رسالہ کے ذریعے ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا راستہ بسہولت مل جائے گا۔

والتوفیق بیداللہ۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم

۲۹۸

کے توسط سے تعارف ہوا جس کے بعد تا حال موصوف سے رابطہ رہتا ہے۔ مولوی صاحب کا ان پر یہ الزام کہ ''وہ پبلشر کاروباری آدمی ہیں، کاروباری نقطہ نگاہ سے انہوں نے اس کو چھاپا'' نہایت سوقیانہ الزام ہے۔ یہ مولوی صاحب کے اپنے ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ وھُوَ مِنہ بُریٔ

نقصان ہوا تو وہ جانیں اور ان کا کام۔ مولوی صاحب نے جہاں شیعہ، بریلوی اور غیر مقلدین کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس رسالہ کی وجہ سے وہ مودودیت کو اپنے ساتھ ملانے میں چنداں کامیاب نہ ہوئے ہوں، لیکن دیوبندی اور نوجوان طلباء کو اس سے جو گھن لگ رہا تھا، اللہ نے اپنے فضل سے ان کو بچالیا۔ مولوی صاحب ایسے صلح کلی ہیں کہ اپنے اوپر دیوبند کی چھاپ نہیں چاہتے، اس لیے قوت ارادی اور قوت عزیمت سے محروم ہیں اور کہتے ہیں کہ مودودی صاحب کی تحریرات سے آزاد خیالی پیدا ہوتی ہے۔ آزاد خیالی کیا کچھ کم ظلم ہے کہ اس سے درگزر کیا جائے؟

۲۹۹

جو مودودی صاحب کا قلم چلتا ہے تو اس قدر بے قابو ہو جاتا ہے کہ ان کے ذہن میں یہی نہیں رہتا کہ میں کس کے خلاف قلم چلا رہا ہوں۔ اس لیے ان کے مضامین کے مضرات سے ان کو نفع کی بجائے کئی نوع کے نقصان پہنچ جاتے ہیں جن میں ادنیٰ درجہ اسلاف واکابر کی شان میں گستاخی ہے۔ مثلاً حضرت عثمانؓ میں خلافت کی اہلیت نہ تھی۔

ایک مدراسی عالم اور جماعت اسلامی کے مشہور امیر حلقہ مولانا صبغت اللہ نے کہا کہ ''یہ بخاری شریف کا بت بغل میں کب تک دبائے پھرو گے؟ میدان میں آؤ۔'' یہ ہے آزاد خیالی کا نتیجہ۔ بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ یہ مولانا صاحب بعد میں جماعت اسلامی سے علیحدہ ہو گئے اور مستقل توبہ نامہ اخبارات میں شائع کیا۔''

سے ایک مجاہد فی سبیل اللہ پیدا ہوگا، مگر یہ بات کہتے ہوئے انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا"۔ اس حدیث پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے اور اسے بخاری و مسلم اور دوسرے محدثین نے متعدد طریقوں سے نقل کیا ہے..... جہاں تک اسناد کا تعلق ہے، ان میں اکثر روایات کی سند قوی ہے اور باعتبار روایت اس کی صحت میں کلام نہیں کیا جا سکتا، لیکن حدیث کا مضمون صریح عقل کے خلاف ہے۔..... ایسی روایت کو محض صحت کے زور پر لوگوں کے حلق سے اتروانے کی کوشش کرنا دین کو مضحکہ خیز بنانا ہے۔" (۱)

مودودی صاحب کو احادیث جھٹلانے کا شوق ہے۔ آخر اس حدیث میں کون سی بات ہے جو صریح عقل کے خلاف ہے؟

۳۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں پرندوں کے شریک ہونے کے بارہ میں لکھتے ہیں:

"میں خود اس آیت کی تاویل یوں کرتا ہوں کہ داؤد کو اللہ تعالیٰ نے بہترین، بلند اور سریلی آواز عطا فرمائی تھی۔ اس آواز کے ساتھ جب وہ زبور پڑھتے تو وادیاں گونج اٹھتیں، چرند پرند جمع ہو جاتے۔" (۲)

مودودی صاحب نے اپنی عقل کے زور پر پہاڑوں اور پرندوں کے داؤدؑ کے ساتھ تسبیح میں شریک ہونے کی تاویل کی۔ (زیادہ تفصیل کے لیے "مولانا مودودی اپنی تفسیر کے آئینے میں۔ بلا تبصرہ" کا مطالعہ کیجیے)۔

---

(۱) تفہیم القرآن، پ ۲۳۔ ج ۴۔ ص ۳۳۷

(۲) تفہیمات حصہ دوم ص ۱۶۸

شیعوں کا ذبیحہ اور ان سے مناکحت باتفاق اکابر علماء معتمدین، ناجائز وحرام ہے

قولہ: "شیعہ کے ذبیحہ کے متعلق سوال۔

جواب: مجھے تو پتہ نہیں آج تک اس کے ذبیحہ کو کسی نے ناجائز کہا ہو۔ یہودی اور عیسائی کا ذبیحہ جائز اور شیعہ کا ناجائز ہے؟ یہ کیسی عجیب بات ہے؟ میں نے تو یہ سنا ہی پہلی مرتبہ ہے۔"

الجواب: مولوی صاحب کی معلومات ناقص ہیں، لیکن روافض کے وکیل بلا توکیل بننے سے نہیں ہچکچاتے۔ چند طلباء کو سامنے بٹھا کر ماضی وحال سے بے نیاز جو منہ میں آیا کہے جاتے ہیں۔ اپنے خیالات واہیہ اور غلط قسم کے عقائد ان کے ذہن میں نقش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے حقیقت کیا ہے اور میری اس تربیت کا انجام کیا ہوگا۔

۳۰۶

طرف بھیجیں اور ساتھ ہی ان کی تقریر اور اسباق کے اہم مباحث نقل کر کے بھیج دیے۔ جس وقت ہم نے اقتباسات پڑھے اور کیسٹیں سنیں تو حیرانی ہوئی کہ تبلیغی [illegible] جماعت کے مبلغ مسلک اہل سنت وجماعت کی ترجمانی کی بجائے اہل باطل کی

۳۰۷

ترجمانی اور وکالت کر رہے ہیں..... مولوی طارق جمیل کے حالیہ متنازعہ بیانات کی تردید ضروری ہے تاکہ عوام اہل سنت کے اذہان کو تشویش سے بچایا جا سکے۔

مولوی صاحب کا جواب: ''تم کیا ان کو مل کر یہ بات کہہ رہے ہو؟ وہ تو تین چار کروڑ ہیں۔ ہر مذہب کو پرکھنے کے لیے اس کے اصول بنیاد ہیں، نہ کہ لوگوں کے تأمل۔ میں غیر مقلدیت اور رافضیت کا وکیل نہیں ہوں، لیکن غیر مقلد کو گمراہ کہنا غلط ہے۔''

۳۱۱

الجواب: سولہ کروڑ کی آبادی میں ان کے اعداد وشمار ایک کروڑ کو نہیں پہنچ سکتے۔ معلوم نہیں مولوی صاحب نے اس تعداد کا کہاں سے استنباط کیا ہے۔

فرقہ غیر مقلدین کسی مجتہد کے اجتہاد اور فقہ کا تابع نہیں بلکہ ائمہ کے علی الرغم ایک نیا طبقہ ہے جو فروع میں اپنی جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ ان میں کئی فرقے ہیں۔ ایک فرقہ دوسرے کو گمراہ کہتا ہے۔ عمل بالحدیث کے مدعی ہیں جبکہ قرآن واحادیث کو اپنے دائرہ

۳۲۱

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض کم فہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مجموعی طور پر ساری امت پر دعوت الی اللہ لازم ہے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ امر بالمعروف والنہی عن المنکر یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا یہ تو امت کے ہر فرد کا فریضہ ہے اور یہ کام انفرادی طور پر بھی باحسن وجوہ ہوسکتا ہے مثلاً ہر گھر کے سربراہ، ذمہ دار، کفیل، استاد اور صاحب اثر کا کام ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو، بیوی بچوں کو، چھوٹے بہن بھائی اور شاگرد اور زیر اثر لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم اور ترغیب دے

اور برائی سے منع کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکو کا حکم دیا ہے، وہاں ساری امت کو خطاب ہے۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (الآیۃ) کہ تم سب امتوں سے بہتر ہو جو بھیجے گئے ہو لوگوں کے لیے، نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو ہر امتی کا فریضہ ہے۔ گھر میں، مسجد میں، بازار میں، دوکان میں، غمی میں، خوشی میں، کہیں بھی ہو، اپنا فریضہ ادا کرے۔ اس کے لیے اجتماع، اشتہار، منادی اور باہر نکلنا، گشت کرنا اور اکٹھ ضروری نہیں۔ ایک آدمی بھی یہ کرسکتا ہے اور ایک ایک کو بھی امر ونہی کرسکتا ہے اور دعوت الی اللہ ساری امت پر لازم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

۳۲۳

اس سے معلوم ہوا کہ دعوت الی اللہ مخصوص جماعت کا کام ہے، ہر ہر مسلمان کا نہیں ہے یہ کام وہی کر سکتے ہیں جو دلیل وبرہان کی روشنی میں نیکی اور بدی کا بخوبی جائزہ لے سکتے ہیں اور موقع ومحل کی پرکھ کرسکتے ہیں۔

وہی بالا ہیں دنیا میں جو اپنا نیک وبد سمجھیں
یہ نکتہ وہ ہے جس کو اہل دل اہل خرد سمجھیں

دعوت الی اللہ کے لیے علم وبصیرت ضروری ہے:

ابھی قارئین کرام نے پڑھا کہ دعوت الی اللہ تعالیٰ علمائے کرام اور مخصوص جماعت کا کام ہے، ہر کہ ومہ کا یہ کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ

(یوسف، رکوع ۱۲)

''کہہ دے یہ میرا راستہ ہے۔ بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھی ہیں۔''

عورتوں کی تبلیغی جماعت

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ

امام عبدالوہابؒ شعرانی لکھتے ہیں کہ تمام اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احکام شرع کی تبلیغ کا کام مردوں پر لازم قرار دیا ہے نہ کہ عورتوں پر۔ عورتوں کو تبلیغ کا کام سونپنا عیسائی مشنریوں کی تقلید ہے۔ اب ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی عورتوں کو تبلیغ پر بھیجنا شروع کر دیا ہے مگر یہ غلط ہے۔ عورتیں گھروں اور مدرسوں میں تعلیم و تربیت کا کام تو انجام دے سکتی ہیں مگر مردوں کی طرح جماعت کی شکل میں تبلیغ کے لیے نکلنا غیر فطری امر ہے، اس کے نتائج اچھے نہیں نکل سکتے بلکہ قباحتیں پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ انگریز نے تو اسی آڑ میں بے حیائی کے بڑے بڑے ریکارڈ قائم کیے ہیں۔ آج مسلمان عورتیں وہی چیزیں عود کر رہی ہیں جو

۳۳۳

شاہ صاحب بخاریؒ کی خدمات کے پیش نظر وقت کے بڑے شیخ علامہ انور شاہ کاشمیر
نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کو امیر شریعت کا خطاب دیا۔

ایسے لوگوں کے بارے میں یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے تبلیغ کا کام نہیں لیا، آفتاب
چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

از خدا خواہم توفیق ادب

۳۴۶

افسوس مولوی صاحب سورہ فاتحہ میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم دعا جو ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے، بھول گئے؟ یعنی اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا۔ منعم علیہم یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اس سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کی راہ مراد ہے یا بنی اسرائیل کی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤلف کا علمی تعارف اور آپ کے کبار مشائخ اور اساتذہ

(آپ کی اپنی زبانی)

بحمد اللہ تعالیٰ راقم الحروف نے ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء مدرسہ نصرۃ العلوم واقع جامع مسجد نور گوجرانوالہ میں تحصیل علم حدیث کی۔ یہ میرا مادر علمی ہے۔ ۱۳۹۱ھ میں مدرسہ ہذا میں افتاء اور تدریس کی خدمت میرے سپرد ہوئی۔ یقیناً میں اتنی بڑی ذمہ داری کا متحمل نہ تھا۔ میرے زاویہ خیال میں یہاں تک رسائی کا واہمہ بھی نہ تھا۔ لیکن باعث اطمینان یہ کہ ماطلبت تلك العهدة وما اردتها بل حملت من عند الاساتذة والمشائخ فتحملت وحملت بفضل الله ورحمته۔

اس معہد علمی میں حضرت الاستاذ الشیخ محی السنۃ مولانا ابوالزاہد شیخ محمد سرفراز خان صفدر صدر المدرسین مدرسہ ہذا اور جامع الفضائل والکمال مولانا الشیخ صوفی عبدالحمید صاحب خلدت ظلالھم ومدت فی الآفاق انفاسھم وأفکارھم، ان دونوں بزرگوں کے حکم سے اور ان کی تربیت اور سرپرستی میں فتویٰ لکھنا شروع کیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ وفضلہ۔

راقم الحروف پر اکابر علماء اور مشائخ کا اعتماد و اطمینان

فتاویٰ وغیرہ میں بندہ پر حسب ذیل بزرگوں نے اعتماد و اطمینان کا اظہار کیا۔

(۱) حضرت الشیخ مولانا عبدالرشید نعمانیؒ نظم الدرر فی شرح الفقہ الاکبر بروایۃ ابی مطیع البلخیؒ، جو ہمارے شیخ مولانا المفتی قاضی عبداللہؒ ڈیرہ غازیخان کی شرح کے ساتھ مجلس علمی کراچی نے ۱۹۸۵ء میں چھاپی۔ اس پر میرا عربی مقدمہ، مناقب امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ترجمۃ المؤلف مطالعہ فرما کر بہت سراہا اور کہا آپ نے ایک نئے اسلوب میں امام صاحب پر لکھا ہے جو بہت وقیع اور جاندار ہے۔

(۲) حضرت الشیخ الاستاذ مولانا القاضی شمس الدینؒ مختلف فیہ مسائل میں فتویٰ کیلئے

کبار مشائخ واساتذہ جن سے تفسیر، حدیث فقہ اور افتاء میں درس لیا اور استفادہ کیا

۱۔ حضرت الاستاذ الشیخ مولانا محمد امیرؒ المتوفی ۱۴ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ بمطابق یکم اگست ۱۹۸۵ء۔
درس ۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۵ء۔ استفادہ تا آخر حیات (مدرسہ عربیہ چاہ دادو والا جھوک وینس ملتان)

۲۔ حضرت الاستاذ الشیخ مولانا مفتی محمودؒ المتوفی ۴ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء
درس ۱۹۵۶ء استفادہ تا آخر حیات (قاسم العلوم ملتان)

۳۔ حضرت الاستاذ الشیخ مولانا عبدالرحیمؒ المتوفی ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹۹۶ء ماہ اکتوبر۔ درس سراجیہ ۱۹۵۶ء (مدرسہ عربیہ کمہار منڈی ملتان)

۴۔ حضرت الاستاذ الشیخ مولانا قاضی شمس الدین المتوفی ۱۹۸۵ء۔ درس صحاح وتفسیر ۱۹۵۷ء، نصرۃ العلوم گوجرانوالہ دورہ حدیث کے سات رفقا میں سے اول۔ استفادہ تا آخر حیات (جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ)

۵۔ حضرت الاستاذ الشیخ المرشد حضرت مولانا احمد علیؒ لاہوری المتوفی ۱۹۶۲ء۔ دورہ تفسیر ۱۹۶۰ء (قاسم العلوم جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

راقم الحروف سمیت چار رفقا اول آئے۔ نمبر ۱۰۰/۱۰۰ جب مجھے سند دینے کی باری آئی حضرت شیخؒ

نے فرمایا پرچہ جات موجود ہیں جسے شک ہو وہ دیکھ سکتا ہے۔

۶۔ حضرت الاستاذ الشیخ ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدرؒ۔ درس صحاح ستہ ۱۹۵۷ء۔ استفادہ تا آخر حیات (نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

۷۔ حضرت الاستاذ الشیخ مفتی مولانا قاضی عبیداللہ المتوفی ۱۹۸۵ء۔ استفادہ ۱۹۶۱ء تا آخر حیات (مدرسہ عبیدیہ ڈیرہ غازی خان)

۸۔ حضرت الاستاذ الشیخ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ المتوفی ۱۹۸۰ء۔ دورہ تفسیر ۱۹۶۲ء تین سو طلباء میں سے اول فاز فی الدرجۃ الاولی (تعلیم القران راجہ بازار راولپنڈی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احوال واقعی

مولوی عیسیٰ خان آف سانسی المعروف سانسی صاحب نے مولوی طارق جمیل کی قباحتوں سے پردہ سرکاتے ہوئے ایک انتہائی نازک پہلو کا بھی ذکر کیا ہے کہ علماء دیوبند پر حرمین شریفین کے علماء نے بالاتفاق فتوائے تکفیر صادر فرمایا ہے یعنی

۱۔ مولوی رشید احمد گنگوہی المتوفی ۱۳۲۳ھ 1905ء

۲۔ مولوی قاسم نانوتوی المتوفی ۱۲۹۰ھ 1879ء

۳۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی المتوفی ۱۳۴۵ھ 1926ء

۴۔ مولوی اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ 1943ء

اپنی گستاخانہ کفریہ عبارات کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے ہیں ان پر توبہ کرنا فرض اور تجدید ایمان لازم ہے جس کی تفصیل ''حُسَامُ الحَرَمَینِ عَلٰی مَنحرِ الکُفرِ وَالمَینِ'' میں موجود ہے

نیز شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے برصغیر کے ۲۶۸ جید علماء اکرام سے تصدیقات لے کر الصوارم الھندیہ کے نام سے ان کو شائع فرمایا

چونکہ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے اور شروع بھی مولوی عیسیٰ خان سانسی نے کیا ہے اور اس کی بنیادی وجہ بھی یہ ہے کہ مولوی سانسی صاحب کے استاذ مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی نے اکابرین دیوبند کی ان کفریہ عبارات کی متعالی عن الحیاء ہوکر وکالت کی ہے کیونکہ ان عبارات کی وکالت کے لئے کامل طور پر فاقد الحیاء ہونا شرط ہے یہ خوبی صرف گکھڑوی صاحب میں نظر آتی ہے کسی موقع پر مولوی طارق جمیل صاحب نے گکھڑوی صاحب کے اس فعل وکالت کی قباحت پر تبصرہ کرتے ہوئے کوئی طنزیہ بات کہہ دی تو سانسی کا اپنے استاذ کی مذمت پر برافروختہ ہوگئے

ورنہ مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب وہی ہیں جنہوں نے بستر مرگ پر لیٹے ہوئے بھی مولوی طارق جمیل کے مجموعہ خطبات پر تصدیق لکھوائی اور ان کے ایک بیٹے اور شاگرد مولوی زاہد الراشدی نے بھی بڑے ذوق سے تصدیق و تقریظ سے کتاب کی اہمیت بنانے کی کوشش کی اور مولوی طارق جمیل کو خوب پمپ کیا مگر جب بموجب

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مولوی طارق جمیل کے منہ سے اتفاقاً حق بات نکل گئی تو گکھڑوی صاحب کے دوسرے بیٹے مولوی عبدالحق نے پہلی تقریظ و تصدیق کے برعکس مولوی طارق

جمیل کے خلاف بستر مرگ پر دراز اپنے والد سے تقریظ حاصل کرلی

بوڑھا باپ تو موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا اپنی متعصبانہ وکالت اور علمی خیانتوں کو یاد کر کے میں ہلاک ہوگیا، ہلاک ہوگیا، ہلاک ہوگیا، کی دہائی دے رہا تھا

اور اس کے ناخلف بیٹے باپ کی تضاد بیانی اور ذوالوجہینی و ذوالسانینی کا سامان فراہم کررہے تھے

اس طرح گکھڑوی صاحب کے شاگرد سانسی صاحب کی رگ حمیت پھڑکی تو اس نے مولوی طارق جمیل ہی کیا ساری تبلیغی جماعت کو تختہ دار پر لٹکا دیا حتی کہ ان کی دیگر مشہور چالبازیوں کے علاوہ، ایک خاص دھوکہ دہی کا ذکر بھی کیا کہ یہ لوگ جہاد کے متعلق آیات و احادیث کو تبلیغی جماعت پر منطبق کر کے قرآن حکیم میں معنوی تحریف کا دھندہ بھی کارثواب سمجھ کر کرتے ہیں

مزید برآں: تبلیغی جماعت کی جہاد سے روگردانی صحابہ کرام علیہم الرضوان پر اعتراضات طارق جمیل کی بے باکیاں احادیث بیان کرنے میں، غلط بیانی، رافضیت نوازی امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے متعلق نرم لہجہ (گو کہ دھوکہ دہی کے لئے ہی ہے) فرقہ مودودیہ سے ہمدردی اور علماء دیوبند کے برعکس مودودی سے انس وغیر متعدد امور بھی زیر بحث آگئے تو سانسی صاحب

نے حق تلمذ ادا کرتے ہوئے ان چیزوں کو بھی ظاہر کر دیا جنہیں چھپائے رکھنا
خود دیوبندی گروہ کا کارگر نسخہ ہے وللہ تعالی الحمد

اَلحَقُّ یَعلُو وَلَا یُعلٰی عَلَیہ

برحق ہے یہ ساری کتاب اسی ارشاد کا جلوہ ہے الغرض عبارات اکابر کی وکالت سرفراز خان صفدر گکھڑوی کی زندگی کا ماحصل ہے فقیر کے مربی و مشفق مناظر اسلام حضرت قبلہ صوفی محمد اللہ دتہ نقشبندی قادری وسنپوری رحمتہ اللہ علیہ المتوفی 1405ھ 1985ھ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ وہ گکھڑوی صاحب کی کتاب عبارات اکابر کا جواب بنام خرافات اصاغر لکھنے کا پروگرام رکھتے ہیں مگر ان کی عمر نے وفا نہ کی عین ممکن ہے کہ اللہ تعالی محسنِ اہلِ سنّت حضرت قبلہ صوفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی آرزو کی تکمیل اس سیاہ کار کے ہاتھوں کروادے
قرائن اسی طرف لے جا رہے ہیں و باللہ التوفیق موقع میسر آیا تو اپنے محسن و مربی کی آرزو کو جامہء تکمیل پہنانے کی کوشش کی جائے گی
مسئلہ تکفیر چونکہ سانسی صاحب نے گکھڑوی صاحب طرہ امتیاز قرار دیا ہے اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں قارئین کرام کے سامنے ہم مسئلہ تکفیر جامع و مانع انداز میں پیش کریں تا کہ تبلیغی جماعت کے موجودہ بڑوں کی کیفیات سے آگاہی حاصل کرنے والے لوگ ان کے اکابرین کی منجمد طبیعت سے بھی سیر حاصل

آگاہی حاصل کر لیں اور یہ فیصلہ کرنے میں دقت محسوس نہ کریں کہ احقاق حق کا فریضہ کن حضرات نے ادا کیا ہے اور ہٹ دھرمی و نفس پرستی کی آگ میں کون لوگ جلتے آ رہے ہیں اس سلسلہ میں ہم شاہوار قلم و قرطاس یکہ تازِ ادب و تحریر حضرت علامہ ارشد القادری رحمتہ اللہ علیہ کی تالیف لطیف دعوت انصاف شامل اشاعت کر رہے ہیں تا کہ زیر بحث مسئلہ کی اصل حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے

واللہ تعالی الموفق للصواب

ظہور احمد جلالی عفی عنہ
دار العلوم محمدیہ اہل سنت مانگا منڈی ضلع لاہور
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ بمطابق 25 مارچ 2011ء



نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ

علمائے دیوبند کے لئے پہلے سے اگر کوئی نرم گوشہ آپ کے دل میں موجود ہے تو اس کتاب کے مطالعہ کا آپ پر قدرتی ردعمل یہ ہوگا کہ آپ غصے کی جھنجلاہٹ میں اسے بند کر کے کہیں ایک طرف رکھ دیں گے۔ لیکن اگر آپ بردبار، معاملہ فہم اور صاحب فکر سلیم ہیں اور واقعات کی تہہ میں اتر کر حقائق کی تلاش کا جذبہ اعتدال کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہے تو آپ یہ جاننے کی ضرور کوشش کریں گے کہ علماء دیوبند ایک ملک گیر محاذِ جنگ کی بنیاد آخر کیونکر پڑی۔ بحث و مناظرہ کے وہ حقیقی اسباب و علل کیا تھے جن کے زیر اثر سالہا سال تک پورے ملک میں یہ معرکے گرم رہے۔

یہ نزاع دو چار آدمیوں تک محدود ہوتا تو اسے شخصی یا خاندانی مفادات کی آویزش کہہ کر نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔ لیکن علمائے دیوبند کے خلاف مذہبی پیکار کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ملک ہی نہیں، بیرونِ ملک کا بھی بہت بڑا خطہ اس کی لپیٹ میں ہے۔ مساجد سے لے کر مدارس تک مذہبی زندگی کے سارے شعبے اس اختلاف سے اس درجہ متاثر ہیں کہ دیہات سے آفاق تک پوری قوم دو ملتوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ اس لئے اس ہمہ گیر اختلاف کو دیوبند اور بریلی کا شخصی نزاع قرار دے کر اس کے حقیقی محرکات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی ——— .

نہایت افسوس اور قلق کے ساتھ مجھے ہند و پاک کے مسلم مؤرخین سے یہ شکوہ ہے کہ انہیں آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ علمائے دیوبند کے خلاف ان مذہبی تحریکوں کی صحیح بنیاد معلوم کرتے جو ملک و بیرون ملک کے کروڑہا کروڑ مسلمانوں کے درمیان نصف صدی سے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ ایک نہ ختم ہونے والے روحانی کرب اور ذہنی و فکری انتشار کا شکار ہے۔ ہماری مظلومی کے ساتھ اس سے بڑھکر دردناک مذاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ عین بے خبری کی حالت میں ہمارے احتجاج کو فتنہ انگیزی سے تعبیر کیا۔ حالانکہ اپنے غم و غصہ اور اپنے جذبے کی تباہیوں کا اظہار ہر مظلوم کا واجبی حق ہے۔

اتنی تمہید کے بعد اب ہم اس مذہبی نزاع کی پوری تفصیل اس امید کے ساتھ اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ وہ اس کی روشنی میں نزاع کے اصل محرکات کا پتہ چلائیں گے۔ بالفرض نگاہوں پر بوجھ ہو جب بھی یہ سرگزشت صبر و تحمل کے ساتھ پڑھنے کے حقیقت کا متلاشی کسی گروہ کا طرف دار نہیں ہوتا۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلافات کی تین مضبوط بنیادیں

کچھ کم ایک صدی سے ساری دنیا میں دیوبند اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں، وہ بلا وجہ نہیں ہے۔ اگر اس حقیقت کی تلاش کیلئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے، تو ذیل میں اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھئے جنہوں نے امت کو دو مسلکوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

پہلی بنیاد

اپنی مذہبی شرست کے اعتبار سے مسلمان کا جو والہانہ تعلق اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم ذات سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس کا ایمان اپنے رسول کی بارگاہ میں اتنا مؤدب اور حساس ہے کہ رسول کی حرمت پر ذرا سی خراش بھی اسے برداشت نہیں۔ ناموسِ رسول کے تحفظ کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر دور میں جس والہانہ جذبے کے ساتھ اپنی فداکاریوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخ کا جانا پہچانا واقعہ ہے۔ حُبِّ رسول کی وارفتگی کا یہ رُخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم و غصہ اور نفرت و غضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا کہ نشانے پر کون ہے۔ باہر کا ہو یا اندر کا جس نے بھی رسول کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کی تلوار اُس کے خلاف بے نیام ہو گئی۔

آج ملعون رشدی کی زندہ مثال آپ کے سامنے ہے۔ رسول کی حُرمت پر حملہ کر کے اس نے سارے عالمِ اسلام کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ قابلِ رشک ہیں وہ شہیدانِ محبت جو رشدی کے خلاف اپنی غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آقا کی عزت پر قربان ہو گئے۔

علمائے دیوبند کے خلاف بھی ہمارے غم و غصہ کی سب سے بڑی بنیاد یہی ہے

کہ اُن کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں جس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) ——— علمائے دیوبند کے مذہبی پیشوا مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اکرم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ پاک کو رذائل اور حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دی ہے جس کے وہ خود بھی اقراری مجرم ہیں۔

اہلِ علم و ادب زبان کے اس محاورے سے اچھی طرح واقف ہیں کہ محترم چیزوں کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ سے عظمت و تکریم کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب رذائل کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے توہین و تنقیص کے معنی نکلتے ہیں۔ اُردو زبان کے محاورات میں تشبیہ و تمثیل کا یہ ضابطہ اتنا شائع اور ذائع ہے کہ کوئی صاحبِ علم اس کے ان معانی و مطالب کے استلزام سے انکار نہیں کر سکتا۔

اس بنیاد پر ہمارا یہ دعویٰ شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مولانا تھانوی بارگاہِ رسالت کے گستاخ ہیں۔ انھوں نے رسول پاک کے علمِ شریف کو رذائل کے علم سے تشبیہ دیکر اہانت رسول کے خوفناک جرم کا ارتکاب کیا ہے ———

(۲) ——— علمائے دیوبند کے دوسرے اور تیسرے مذہبی پیشوا مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے براہینِ قاطعہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ زمین کے علمِ محیط کے سوال پر شیطان کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسول کی وسعت علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ کیونکہ شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن و حدیث ناطق ہیں۔ رسول کے علم کی وسعت پر نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔

اس میں قطعاً دو رائے نہیں کہ شیطان کے مقابلے میں رسول پاک کے علم کی تنقیص ایک کھلا ہوا کفر اور ایک کھلی ہوئی گستاخی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی کھلی ہوئی گستاخی اور کھلا ہوا کفر ہے کہ شیطان کے مقابلے میں جو

شخص رسول پاک کی وسعتِ علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے لیکن یہی عقیدہ شیطان کے بارے رکھنا شرک نہیں ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی رسول پاک کی صریح تنقیص ہے کہ رسول پاک کے علم کی وسعت پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن شیطان کے علم کی وسعت پر قران میں بھی دلیل ہے اور حدیث میں بھی ——— .

(۳) ——— علمائے دیوبند کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے۔ جبکہ حضور کو خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے آخری نبی ماننا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔

بلکہ اپنی کتاب میں انھوں نے یہاں تک لکھدیا ہے کہ حضور کے زمانے یا حضور کے بعد بھی اگر کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے جب بھی حضور کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہوجاتا ہے۔ مولانا نانوتوی کی یہی وہ کتاب ہے جسے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے جواز کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ختم نبوت کے مسئلے میں علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ اور یہ اختلاف حرمت وعلت کا نہیں بلکہ کفر واسلام کا ہے۔

دعوت انصاف

دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے جو ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ واضح رہے کہ اس بنیاد کا تعلق اہانت رسول اور انکا ضروریاتِ دین سے ہے۔ جس کے کفر ہونے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے۔ قرآن کی بیشمار

آیتیں اس عقیدے پر شاہد عدل ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہلکی سی گستاخی بھی اسلام اور ایمان کے رشتے کو منقطع کردیتی ہے۔ علم اور عبادت کی کوئی فضیلت گستاخی کے انجام بد سے کسی کو ہرگز نہیں بچا سکتی ——— .

اس موقعہ پر اپنے قارئین سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز تحریروں کو آپ اس زاویۂ نظر سے ہرگز مت پڑھئے کہ یہ دیوبند اور بریلی کی ایک مذہبی نزاع ہے۔ بلکہ مطالعہ کرتے وقت اپنی فکر کو اس نقطے پر مرکوز رکھئے کہ اکابر دیوبند کی ان عبارتوں کی ضرب براہِ راست رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحرمت پر پڑتی ہے۔ اُن کے گستاخ قلم کا حملہ علمائے بریلی پر نہیں بلکہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ محترم پر ہے۔

اگر خدانخواستہ آپ نے ان تحریروں کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے کیا کہ یہ دیوبند اور بریلی کے نام سے دو مکتب فکر کے علماء کا باہمی جھگڑا ہے تو جذبے کا وہ والہانہ تقدس باقی نہیں رہے گا جو اپنے رسول کی حمایت میں کسی کے خلاف دوٹوک فیصلہ کرنے کے لئے مطلوب ہے ———

میری اس گذارش کا مدعا صرف اتنا ہے کہ اپنی کسی بھی محبوب شخصیت کے مقابلے میں "رسول" کو ترجیح دینے کا سوال خود آپ کے اپنے ایمان کا تقاضا ہونا چاہئے۔ اس لئے علمائے بریلی کو آپ ایک طرف رکھئے۔ اور خود اپنے "مومن ضمیر" سے دریافت کیجئے کہ اکابر دیوبند کی ان تحریروں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت مجروح ہوتی ہے یا نہیں ؟ اور دین کے اصول وضروریات سے انحراف کا پہلو واضح ہوتا ہے یا نہیں ؟ ان کی یہ تحریریں کسی اجنبی زبان میں نہیں ہیں کہ آپ کو کسی مترجم کی ضرورت پیش آئے۔ وہ سیدھی سادھی اردو زبان میں ہیں جنھیں آپ بھی سمجھنا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے حوالوں کی نشاندہی پر آپکو اعتماد نہ ہو تو اصل کتاب منگوا کر دیکھ لیں وہ آج بھی کتبخانوں سے دستیاب ہوجاتی ہیں۔

اب رہ گیا ملمائے بریلی کا سوال تو اس سلسلے میں ان کا کردار اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز عبارتوں کو پڑھنے کے بعد جو انھیں ناقابل برداشت اذیت پہنچی اور جس روحانی کرب کے اضطراب میں وہ اچانک مبتلا ہو گئے اس کے ردعمل کا اظہار انھوں نے برملا کیا۔ تعلقات کی کوئی مصلحت اس راہ میں انھیں حائل نہیں ہوئی۔

اس کے بعد انھوں نے دیوبند کے ان اکابرین سے براہِ راست رابطہ قائم کیا اور دلائل کی روشنی میں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی ان کفری عبارتوں سے جو تنقیص شانِ رسالت اور انکار ضروریاتِ دین پر مشتمل ہیں اعلانیہ توبہ صحیحہ شرعیہ کریں اور اپنی کتابوں سے ان توہین آمیز عبارتوں کو نکال دیں۔ لیکن ان کی جھوٹی عزت و شہرت اس راہ میں حائل ہو گئی اور انھوں نے عار پر نار کو ترجیح دی۔

گستاخانِ رسول کے درمیان ایک قدرِ مشترک

سلسلۂ کلام سے ہٹ کر ایک بات اپنے قارئین کرام کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ امید کہ انتظار کا یہ لمحہ آپ کو بار خاطر نہ ہوگا۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محترم میں گستاخی کرنے والوں کی تاریخ کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو ہر گستاخ کی یہ سرشت قدرِ مشترک کے طور پر آپ کو ہر جگہ نظر آئے گی کہ دل کے جذبۂ نفاق کے زیر اثر جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ ان کی زبان یا قلم سے نکل جاتا ہے تو باز پرس کرنے پر ایک شرمسار مجرم کیطرح وہ اپنے کلمۂ کفر سے توبہ کرنے کے بجائے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کیلئے غلط سلط تاویل اور سخن پروری کے جذبے کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں۔

عہدِ رسالت میں بھی منافقین مدینہ کا یہی رویہ تھا۔ چنانچہ ایک سفر سے واپسی کے موقعہ پر جب منافقین نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ استعمال کیا۔ جب صحابۂ کرام کے ذریعے حضور تک یہ بات پہنچی اور حضور نے منافقین سے اس کے متعلق باز پرس فرمایا تو انھوں نے اعتراف جرم اور توبہ و معافی کے بجائے بات بنانے تاویل

کرنے اور حیلے بہانے تراشنے کا رویہ اختیار کیا۔ چونکہ اسوقت نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا اس لئے فوراً ان کے خلاف یہ آیت نازل ہوئی کہ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ حیلے بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے۔ اگر نزولِ وحی کا سلسلہ جاری نہ رہتا تو اُن کے جھوٹ کا پردہ فاش نہ ہوتا اور وہ کلمہ پڑھکر مسلم معاشرے میں اپنے کفر کو چھپائے رکھتے۔

سخن پروری کی تازہ مثال

منافقین مدینہ کا یہ کردار عہد حاضر میں آپ دیکھنا چاہتے ہوں تو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے پروفیسر چانسلر کا قضیہ پڑھیے۔ انھوں نے کسی انگلش میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے سیکولر کہلانے کے شوق میں ملعون زمانہ رشدی کی کتاب کے بارے میں اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ حکومت ہند نے اس کتاب پر جو پابندی عائد کی ہے اُسے اٹھا لینا چاہیئے کیونکہ ہر شخص کو اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے ——

اس فقرے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رشدی نے اپنی ملعون کتاب میں جو اہانتِ رسول کی ہے اس پر اس سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اسے اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اپنے اس فقرے کے ذریعہ مشیر الحسن نے اہانت رسول کی کھلی ہوئی حمایت کی —— جامعہ ملیہ اسلامیہ کے غیور اور سرفروش طلبہ قابل تکریم و تحسین ہیں کہ جب انھوں نے یہ انٹرویو پڑھا تو ایک گستاخِ رسول کی حمایت کی بنیاد پر وہ تحفظِ ناموسِ رسول کے جذبے میں مشیر الحسن کے خلاف پوری طرح صف آرا ہو گئے اور انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ چونکہ گستاخ کا حامی بھی گستاخ ہی ہوتا ہے اس لئے مشیر الحسن کو اس کے منصب سے فوراً ہٹایا جائے۔ ہم ایسے دل آزار شخص کو کسی قیمت برداشت نہیں کریں گے۔

چونکہ یہ مسئلہ ناموسِ رسول کا تھا اس لئے جامعہ ملیہ کے اساتذہ کی بڑی تعداد نے بھی ہر طرح کے نتائج سے بے پرواہ ہو کر طلبہ کے موقف کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ دہلی کے مسلمانوں تک جب اس قضیہ کی تفصیل پہنچی تو ہر طرف مشیر الحسن کے خلاف نفرت و بے زاری

کی لہر دوڑ گئی اور طلبہ کے مطالبے میں شہر کے عوام بھی شریک ہو گئے۔ ذاکر نگر کی انجمن رضا نے جس جذبۂ سرفروشی کے ساتھ مشیر الحسن کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا اور جامعہ کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور انھیں صحیح مشورے دیئے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے

لیکن دارالعلوم دیوبند کے علماء ؟

صرف دارالعلوم دیوبند کے علماء جن میں مولوی سالم صاحب ابن قاری طیب صاحب اور مولوی احمد علی قاسمی اوّا ابنار قدیم دارالعلوم دیوبند کے ورکنگ جنرل سکریٹری مولوی فضیل احمد کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان تمام حضرات کے نزدیک مشیر الحسن کی گستاخی ثابت نہیں ہے ـــــ جیسا کہ روزنامہ "قومی آواز" دہلی کی مورخہ ۱۸ر مئی ۹۲ء کی اشاعت میں ان کے مشترکہ بیان کے الفاظ یہ ہیں۔

"طلبہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ واقعتاً شاتم رسول ہے کہ نہیں"۔ ـــــ

کس قدر افسوس اور قلق کی بات ہے کہ جامعہ ملیہ کے طلبہ کو جو عالم دین نہیں ہیں، جامعہ ملیہ کے اساتذہ کو جو عالم دین نہیں ہیں اور دہلی کے مسلمانوں کو مشیر الحسن کی گستاخی سمجھ میں آ گئی۔ لیکن دارالعلوم دیوبند کے علماء اس کی گستاخی کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

حالانکہ قومی آواز کی اسی اشاعت میں اخبار کے آخری صفحہ پر مشیر الحسن کی بابت شیخ الجامعہ مسٹر بشیر الدین احمد کی ایک اپیل شائع ہوئی ہے جس کا یہ حصہ مشیر الحسن کے جرم پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے ـــــ

"جامعہ کے پرو وائس چانسلر پروفیسر مشیر الحسن نے اس کتاب (رشدی کی کتاب) پر عائد پابندی اٹھانے سے متعلق جو اظہار خیال کیا ہے وہ چونکہ باعث ترکلیف ہے اور اس کی وجہ سے ناراضگی اور احتجاج کی ایک فضا پیدا ہو گئی ہے"۔

وائس چانسلر کی اسی تحریر سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مشیر الحسن کے خلاف طلبہ کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ پابندی اٹھانے کی بات انھوں نے اسی بنیاد پر کی ہے کہ ہر شخص کو بنیادی طور پر اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے۔ اس لئے سلمان رشدی نے پیغمبر اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اپنے حق کا جائز استعمال کیا ہے۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ اتنی وضاحت کے باوجود دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء مشیر الحسن کو بے گناہ سمجھ رہے ہیں۔ ان کے پاس اس کی بے گناہی کی جو سب سے بڑی دلیل ہے وہ یہ ہے۔ پڑھئے اور خون کا گھونٹ پیجئے۔

"جس شخص کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ وضاحت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ وہ اس گناہ سے بری ہے اور حضور کا مکمل احترام اپنے قلب میں رکھتا ہے"۔

دارالعلوم دیوبند کے ان علماء کی کج فہمی پر سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ انھیں یہ بھی پتہ نہیں کہ کسی دعوے کے ثبوت کے لئے مجرم کا اقرار ضروری نہیں ہے۔ اس کا بیان اور بیان کے الفاظ دعوے کے ثبوت کے لئے بہت کافی ہیں۔ ورنہ بتایا جائے کہ اسلامی تعزیرات کی تاریخ میں کس گستاخ کو اقرار جرم کی بنیاد پر سزا دی گئی ہے۔ تاریخ میں جسے بھی کوئی سزا ملی ہے اس کے الفاظ و بیان ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ کیا دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء یہ ثابت کر سکتا ہے کہ کلمۂ کفر کی بنیاد پر جس کی بھی اس نے تکفیر کی ہے اس سے کفر کا اقرار کروایا ہے لیکن مشیر الحسن کے بارے میں سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جذبۂ حب رسول پر مشیر الحسن کی حمایت کا جذبہ اگر غالب نہ آ گیا ہوتا تو دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء ایسی کچی بات ہرگز نہ کہتے۔ کس مصلحت نے انھیں مشیر الحسن کے حق میں صفائی کا وکیل بنا دیا ہے اسے وہی بتا سکتے ہیں۔

ہم نے تو یہ قصہ صرف اسی لئے چھیڑا ہے تاکہ ہمارے قارئین اس بات کو سمجھ سکیں کہ جذبۂ حب رسول کسی گستاخ کے خلاف کس طرح اہل ایمان کو متحد کرتا ہے۔ اور جن لوگوں کا سینہ اس مقدس جذبے سے خالی ہے وہ گستاخ کی حمایت کے لئے کتنی بے حیائی کے ساتھ رکیک اور مضحکہ خیز تاویلوں کا سہارا لیتے ہیں۔

گستاخانِ رسول کی سرشت اور ان کے حامیوں کا ذہن و کردار سمجھانے کیلئے میں اپنے اٹھائے ہوئے سلسلہ کلام سے بہت دور نکل آیا۔ اب پھر آپ پچھلے اوراق میں اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کے الزامات کی بحث سے اپنے ذہن کا رشتہ جوڑ لیں۔

ٹھیک اسی طرح اُسوقت بھی دیوبند کے علما نے اپنے اکابر کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے معاندکارویہ اختیار کر لیا اور سخن پروری کے جذبے سے مسلح ہو کر وہ میدان میں اتر آئے اور پوری قوت کے ساتھ عوام میں اس بات کی تشہیر کرنے لگے کہ اہانت رسول کے الزام سے ہمارا دامن بالکل پاک ہے۔ یہ سارا ہنگڑا علمائے بریلی کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ انھوں نے ہمارے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا جو الزام عائد کیا ہے وہ بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔

ان کے پاس ذرائع ابلاغ اور مالی وسائل کی کمی نہیں تھی۔ جب ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈہ سے عوام متاثر ہونے لگے تو ان کا جھوٹ فاش کرنے کے لئے مجبوراً ہمیں بحث و مناظرہ کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ تاکہ عوام کی عدالت میں بالکل آمنے سامنے یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ ان کے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا الزام جھوٹا نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔

چنانچہ ہر مناظرے کی مجلس میں انہی کے مناظر علماء کے سامنے ان کی کتابوں سے وہ اہانت آمیز عبارتیں صفحہ اور سطر کی نشاندہی کے ساتھ پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی رہیں اور ان کے علماء نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کتابیں ہمارے اکابر کی تصنیف کردہ نہیں ہیں اور عبارتیں ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں ——۔

بحث و مناظرہ کے ان معرکوں سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ملک کے عوام کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح اتر گئی کہ اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ اور یہ بھی لوگوں نے واضح طور پر محسوس کر لیا کہ علمائے اہلسنت کا یہ سارا اضطراب اور تحریر و تقریر کے ذریعہ ان کی بیچینیوں کا یہ سارا مظاہرہ صرف تحفظِ ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے میں ہے۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی دوسری بنیاد

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی پہلی بنیاد ان کے اکابر کی وہ عبارتیں ہیں جو اہانتِ رسول اور انکار ضروریاتِ دین پر مشتمل ہیں، جنہیں آپ گذشتہ اوراق میں پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ——۔ اگر آپ کی نگاہ میں ہمارے ایمانی احساسات کی کوئی قیمت ہے تو آپ نے اچھی طرح اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ان اہانت آمیز عبارتوں کے ردِ عمل میں علمائے دیوبند کے خلاف ہماری نفرت و بیزاری کبھی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے ——۔

یہی ایک بنیاد ان سے ہماری علیحدگی کے لئے بہت کافی تھی جبکہ یہ معلوم کر کے آپ حیران رہ جائیں گے کہ اس کے علاوہ علمائے دیوبند کے کچھ مخصوص عقائد بھی ہیں، جو فاصلہ بڑھانے میں نہایت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ان عقائد کی تفصیل کتابوں کے حوالوں کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے ——۔

(۱) امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں —— (تحذیر الناس)

(۲) صریح جھوٹ سے انبیاء کا محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے —— (تصفیۃ العقائد)

(۳) کذب کو شانِ نبوت کے منافی سمجھنا غلط ہے —— (تصفیۃ العقائد)

(۴) انبیاء کو معاصی سے معصوم سمجھنا غلط ہے —— (تصفیۃ العقائد)

(۵) نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خیال لے جانے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے ——— (صراط مستقیم)

(۶) نماز میں نبی کا خیال زنا کے خیال اور گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے ——— (صراط مستقیم)

(۷) خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے ——— (یکروزی)

(۸) خدا کو زمان و مکان سے منزہ سمجھنا گمراہی ہے ——— (ایضاح الحق)

(۹) جادوگروں کے شعبدے انبیاء کے معجزات سے بڑھکر ہوتے ہیں ——— (منصب امت)

(۱۰) صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنت جماعت سے خارج نہیں ہے ——— (فتاوی رشیدیہ)

(۱۱) محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ——— (تقویۃ الایمان)

(۱۲) ہر مخلوق چھوٹا ہو (جیسے عام بندے) یا بڑا (جیسے انبیاء و اولیاء) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے ——— (تقویۃ الایمان)

(۱۳) جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتا ہے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے ——— (تقویۃ الایمان)

(۱۴) رسول بخش، نبی بخش، غلام معین الدین اور غلام محی الدین نام رکھنا شرک ہے ——— (تقویۃ الایمان)

(۱۵) "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ امتی بھی رحمۃ للعلمین ہو سکتے ہیں ——— (فتاوی رشیدیہ)

(۱۶) بزرگان دین کی ناخن کا تبرک کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے ——— (فتاوی رشیدیہ)

(۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم انکے چھوٹے بھائی ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

(۱۸) یہ کہنا کہ خدا اور رسول چاہے گا تو یہاں کام ہو جائیگا شرک ہے ——— (بہشتی زیور)

(۱۹) کے مزارات کی زیارت کیلئے سفر کرنا، ان کے مزار پر روشنی کرنا، فرش
کو پانی پلانا اور ان کیلئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا شرک ہے (تقویۃ الایمان)

اپنے قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ انصاف و دیانت کے ساتھ آپ دیوبندی مکتب فکر کے ان مخصوص عقائد پر غور فرمائیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن سے عقیدۂ توحید کے تقدس کو ٹھیس پہنچتی ہے اور کچھ وہ ہیں جو شان منصب رسالت کو مجروح کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں اگر صحیح مان لیا جائے تو دنیا کے نوے کروڑ مسلمانوں کے ایمان و اسلام کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور بات یہیں تک نہیں رکتی بلکہ صدیوں پر مشتمل ماضی کے وہ لاکھوں اسلاف کرام بھی زد میں آجاتے ہیں جنہوں نے ان عقائد و اعمال کے مخالف سمت کو اسلامی عقائد و اعمال کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے اہل بریلی کو ایک کنارے رکھئے اور اپنے مذہبی شعور کی بنیاد پر آپ خود بتائیے کہ کیا ان عقائد و اعمال کی صحت سے آپ اتفاق کرتے ہیں اور بغیر کسی تردد کے ہاں یا نہیں میں اس بات کا بھی دوٹوک فیصلہ کیجئے کہ کیا آج کا مسلم معاشرہ انہی عقائد و اعمال کی بنیاد پر قائم ہے ——— اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو ان علمائے حق کے بارے میں آپ صاف صاف اپنے خیال کا اظہار کیجئے جنہوں نے علمائے دیوبند کے ان خانہ زاد عقائد و اعمال سے اختلاف کیا ہے اور اسلام کے ایک پُرجوش محافظ کی حیثیت سے امت کو ان گندے عقائد سے بچانے کی بھرپور جدوجہد کی ہے اور عین اس کے مخالف سمت میں اسلام کے صحیح عقائد کے ساتھ انہیں منسلک کیا ہے۔

اب جمہور مسلمین ہی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان علمائے حق کا یہ عظیم کارنامہ ان کے حق میں ہے یا ان کے خلاف ہے اور اپنے ان گراں قدر خدمات کے ذریعہ ان علمائے حق نے امت میں تفرقہ ڈالا ہے یا انہیں ٹوٹنے سے بچایا ہے۔

اگر اس حقیقت سے آپ اتفاق کرتے ہیں کہ آج بھی روئے زمین کے جمہور مسلمین کا وہی مذہب ہے جس کی حمایت ان علماء نے اپنی زبان و قلم سے کی ہے تو اس حقیقت سے بھی آپ کو اتفاق کرنا پڑے گا کہ جمہور مسلمین کے صحیح پیشوا بھی یہی علماء ہیں۔ جو لوگ دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان علماء کے خلاف تفرقہ اندازی کا الزام عائد کرتے ہیں وہ مذہبی تاریخ میں سب سے بڑے احسان فراموش کہلانے کے مستحق ہیں۔ آپ نہ بھی اپنے آپ کو بریلوی کہیں جب بھی آپ کو علمائے بریلی کے اس

عظیم الشان کردار کا شکر گذار ہونا پڑے گا کہ انھوں نے آپکو دیوبند کے غلط مذہب فکر کا شکار ہونے سے بچا لیا ـــــ اور امت مسلمہ کو صحیح عقائد و اعمال کے ساتھ منسلک رکھا۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی تیسری بنیاد

تیسری بنیاد کے ضمن میں علمائے دیوبند کے وہ فتاوی اور تحریرات ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے جمہور مسلمین کی مذہبی روایات کو حرام اور بدعت ضلالت قرار دیا ہے۔ ذیل میں آپ اُن کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں ـــــ:

(۱) انبیاء و اولیاء کے ساتھ توسل کو وہ حرام اور گناہ قرار دیتے ہیں۔

(۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بعطائے الٰہی بھی وہ علم غیب کا عقیدہ تسلیم نہیں کرتے۔

(۳) تقویۃ الایمان کی صراحت کے مطابق وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

(۴) وہ محافل میلاد کے انعقاد اور قیام و سلام کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۵) بزرگان دین اور اموات مسلمین کے لئے ایصال ثواب اور عرس و فاتحہ کو وہ حرام کہتے ہیں۔

(۶) مجلس ذکر شہادت حسین اور غوث پاک کی فاتحہ گیارہویں اور غریب نواز کی فاتحہ چھٹی کو وہ حرام کہتے ہیں۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک کے موقعہ پر وہ خوشی منانے اور جلسہ و جلوس کے انعقاد کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۸) مزاراتِ اولیاء اور مقابر صلحاء پر گنبد کی تعمیر ان کے نزدیک حرام ہے۔

(۹) نعرۂ یا رسول اللہ اور یا نبی سلام علیک کو وہ حرام قرار دیتے ہیں۔

(۱۰) عقیقہ و ختنہ اور بسم اللہ کی تقریبات میں اعزہ و اقارب اور احباب کو جمع کرنا ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۱۱) تیجہ، دسواں، چالیسواں اور شب برأت کا حلوہ ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۱۲) شادی، بیاہ، منگنی اور چوتھی میں ان کے نزدیک نہ کسی کو بلانا جائز ہے اور نہ کسی کے یہاں جانا جائز ہے۔

(۱۳) شادی کے موقعہ پر سہرا باندھنے کو وہ مشرکانہ فعل قرار دیتے ہیں۔

(۱۴) جو شخص مزاراتِ اولیاء پر چادر چڑھاتا ہو، بزرگوں کا عرس کرتا ہو اس کے لڑکے کے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کے رشتۂ نکاح کو وہ حرام قرار دیتے ہیں، اس کے جنازے میں شریک ہونے، اس کی بیمار پرسی کرنے اور اسے سلام کرنے سے بھی یہ لوگ منع کرتے ہیں ـــــ۔

(۱۵) ارواح اولیاء سے فیض حاصل کرنے اور مدد طلب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں۔

(۱۶) حضور اکرم سید عالم صلی علیہ وسلم کا نام پاک سُنکر انگوٹھا چومنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۷) رجب کے مہینے میں امام جعفر صادق کی فاتحہ کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۸) رمضان المبارک میں ختم قرآن کے موقعہ پر مساجد میں چراغاں کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۹) اموات مسلمین کی قبروں پر تاریخ وفات کا پتھر نصب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۲۰) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی یہ لوگ ناجائز کہتے ہیں۔

(۲۱) عید کے دن معانقہ کرنے اور بغلگیر ہونے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ تیسری بنیاد بھی آپ کے سامنے ہے ـــ اب آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ کیا آپ علمائے دیوبند کے ان فتوؤں سے متفق ہیں۔ اور کیا یہ فتوے جمہور مسلمین کی روایات کی مخالفت میں نہیں ہیں ـــــ؟ اور کیا ہمارے معاشرے کا مذہبی اور اجتماعی نظام ان فتوؤں سے مجروح نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے اور یقیناً ہوتا ہے تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان فتووں کے مطابق عام مسلمان صبح سے شام اگر حرام ہی کا ارتکاب کرتے

رہتے ہیں تو ہمارا اسلامی معاشرہ کہاں ہے۔ ؟

یہی وہ منزل ہے جہاں واضح طور پر آپ کو علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچنی ہوگی کہ علمائے دیوبند کی ساری محنت اس بات پر صرف ہوئی کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کو گنہگار و حرام کا ثابت کیا جائے۔ اور علمائے بریلی نے اپنے علم کا سارا زور اس بات پر لگایا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک حرام نہیں ہے اسے کون حرام کہہ سکتا ہے۔ جن مذہبی اور اخلاقی روایات پر ہمارا معاشرہ کھڑا ہے انھیں بلا وجہ حرام قرار دینا علم اور فکر کی گمراہی بھی ہے اور مسلم دشمنی بھی۔

ہمارے قارئین کرام جذبۂ انصاف سے کام لیں تو انھیں ماننا پڑے گا کہ علمائے بریلی کی ساری جدوجہد جمہور مسلمین کی حمایت میں ہے جبکہ علمائے دیوبند کی ساری کوششیں جمہور مسلمین کی مخالفت میں ہیں۔

اب اس سے بڑھکر ناقدری اور زیادتی کیا ہوگی کہ جو لوگ آپ پر حملہ آور ہیں وہ آپ کے سب سے بڑے خیر خواہ ہوگئے۔ اور جو [illegible] اپنی جان اور آبرو جوکھم میں ڈال کر آپ کا دفاع کر رہے ہیں انھیں آپ دشمن سمجھتے ہیں۔

حاصلِ گفتگو

اختلاف کی پہلی بنیاد سے لیکر یہاں تک جو کچھ ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اس کا مدعا صرف اتنا ہے کہ آپ اختلافات کی نوعیت کو پوری طرح سمجھ لیں اور ہماری برہمی، بیزاری اور علیحدگی کو کسی اور جذبے پر محمول نہ کریں۔ علمائے دیوبند کے گستاخ قلم کا حملہ ہماری اپنی ذات پر ہوتا تو عفو و درگذر اور مصالحت کی بہت سی راہیں نکل سکتی تھیں۔ لیکن جب انھوں نے منصب رسالت کی عظمتوں کو نشانہ بنا کر اللہ اور اس کے پیارے رسول کو اذیت پہنچائی ہے تو اب ان کے متعلق جو فیصلہ ہوگا وہیں سے ہوگا۔

کسی بھی عالم کے ساتھ ہمارا رشتہ براہ راست نہیں ہے بلکہ نبی کے توسط سے ہے۔

جب اپنا رشتہ وہیں سے کوئی کاٹ لے تو ہمارے ساتھ رشتہ جوڑنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی پاک کے ساتھ وفاداری کے جذبے ہی کا یہ تقاضا ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے، نہ یہ کہ ان گستاخوں سے ہم اپنا رشتہ منقطع رکھیں گے، بلکہ ہماری کوشش جاری رہے گی کہ ہر مومن وفادار کا رشتہ ان سے منقطع کرتے رہیں ــــــ۔

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کے الزامات

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلافات کی تاریخ ادھوری رہ جائے گی اگر ان الزامات کا ذکر نہ کریں جو علمائے دیوبند نے ہمارے خلاف عائد کئے ہیں۔

ہمارے خلاف ان کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ہم نے صاحب علم و فضل علماء کی تکفیر کی ہے اور ہم کفر کا فتویٰ دینے میں بہت بے باک اور غیر محتاط واقع ہوئے ہیں اور اپنے مسلک میں ہم بہت شدت پسند اور متعصب ہیں ــــــ اس الزام کے دفاع میں اس سے زیادہ اور ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ہماری کتاب "حسام الحرمین" میں صرف پانچ اشخاص کے خلاف یہ الزام اہانت رسول و انکار ضروریات دین کفر کے فتوے صادر کئے گئے ہیں۔ جن پر حرمین طیبین اور بلاد عرب کے اکابر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی ہے ــــــ۔

ان میں چار تو یہی اکابر علماء دیوبند ہیں جن کا تذکرہ پہلی بنیاد کے ضمن میں گذر چکا ہے اور پانچواں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب ہے۔

اب اگر کوئی اپنی شامتِ عمل سے ان پانچوں میں سے کسی کے بھی کلماتِ کفریہ کی حمایت کرتا ہے تو اس کے لازمی نتائج اور واجبی تعزیرات کا ذمہ دار وہ خود ہے ــــــ علمائے بریلی کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ بلا وجہ کسی کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے۔ اہانت رسول اور کلمۂ کفر

کی حمایت کرکے اپنی عاقبت برباد کرنے کا انتظام وہ خود کرتے ہیں۔ کسی اور کو مطعون کرنے سے کیا فائدہ۔

ایک ضروری نکتہ

اِس مقام پر اس نکتے کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ایک غیر مسلم کو کلمۂ ایمان و اسلام کے اقرار کے بعد مسلم سمجھنا ضروری ہے اسی طرح ایک مسلم کو اگر وہ معاذ اللہ کفر کا مرتکب ہو جائے تو اسے غیر مسلم سمجھنا بھی دین ہی کا ایک فریضہ ہے ——

مخصوص حالات میں یہ ناخوشگوار فریضہ جس طرح علمائے بریلی کو انجام دینا پڑا ہے علمائے دیوبند بھی اس فرض کی ادائیگی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ثبوت کیلئے مولانا عبدالماجد دریابادی کی مشہور کتاب "حکیم الامۃ" میں مولانا امین احسن اصلاحی کا یہ خط ملاحظہ فرمائیں۔ یہ خط اس دور کا ہے جب مولانا اصلاحی مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڈھ کے منتظم تھے۔ موصوف کے خط کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے ——

"مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہو گیا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح مدرسۂ کفر و زندقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے (تبلیغی) جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔" (حکیم الامۃ ص ۴۷۵)

مولانا عبدالماجد دریابادی تھانوی صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں اس لئے مولانا امین احسن اصلاحی کا خط موصول ہونے کے بعد انھوں نے ایک معتمد کی حیثیت سے تھانوی صاحب کو ایک مفصل خط لکھا جس میں انھوں نے مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے ان کی عبادت و ریاضت، اُن کی نماز تہجد اور ان کے زہد و تقویٰ کو ان کے اسلام و ایمان کے ثبوت میں پیش کیا تھا —— ان کا مقصد یہ تھا کہ ایسے متدین لوگوں کے خلاف کفر کا فتویٰ حلق کے نیچے نہیں اترتا ——

—— تھانوی صاحب نے ان کے خط کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔

"یہ سب اعمال و احوال ہیں۔ عقائد ان سے جدا گانہ چیز ہے۔ صحتِ عقائد

کے ساتھ فسادِ اعمال و احوال اور فسادِ عقائد کے ساتھ صحتِ اعمال و احوال جمع ہو سکتا ہے۔" (حکیم الامۃ ص ۴۷۶)

اس جواب کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہے کہ شہرتِ علم و کمال اور فضل و تقویٰ کے باوجود مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کے خلاف مولانا تھانوی نے کفر کا جو فتویٰ صادر کیا ہے وہ درست اور صحیح ہے۔ تھانوی صاحب کے چاہنے والے معتقدین اس فتویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہی تاویل کریں گے کہ مولانا تھانوی نے ان دونوں حضرات کی تحریر یا تقریر میں کفر کی کوئی بات ضرور دیکھی ہوگی۔ بغیر کسی شرعی وجہ کے انھوں نے کفر کا فتویٰ ہرگز صادر نہیں کیا ہوگا

اب یہی بات اگر ہم تھانوی صاحب اور دیگر اکابر دیوبند پر اُلٹ دیں کہ ان حضرات کے خلاف بھی کفر کا جو فتویٰ حرمین طیبین سے صادر ہوا وہ بھی بلا وجہ نہیں تھا۔ تکفیر کی کوئی شرعی وجہ ان کی نظر میں ضرور ہوگی جیسا کہ پہلی بنیاد میں اس کی ساری تفصیل آپ کی نظر سے گذر چکی ہے —— اگر مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی شہرت، ان کی تکفیر سے مانع نہیں ہوتی تو اکابر دیوبند کے حق میں آسمان سے کونسی وحی نازل ہوتی ہے کہ کفر اور اہانت رسول کے جرم کے ارتکاب کے باوجود انھیں تکفیر سے مستثنیٰ رکھا جائیگا۔

تصلب اور شدت پسندی کے الزام کا جواب

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا یہ الزام بھی ہے کہ ہم اپنے مسلک میں نہایت متصلب اور شدت پسند واقع ہوئے ہیں۔ اس الزام کا اس سے زیادہ موزوں اور مؤثر جواب کوئی اور نہیں ہو سکتا کہ ہم انھیں آئینہ دکھائیں کہ آپ خود اپنی تصویر اس آئینہ میں دیکھ لیں پھر کسی پر انگلی اٹھائیں ——

ابھی مولانا امین احسن اصلاحی کے خط میں تھانوی صاحب کا فتویٰ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر بھی چونکہ انہی کافروں کا مشن ہے اس لئے وہ بھی مدرسۂ کفر و زندقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و زندیق ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ اس سے زیادہ مسلک کی شدت پسندی اور کیا ہوگی۔ تھانوی صاحب

اپنے مسلک میں اتنے شدت پسند ہیں کہ جن لوگوں کو وہ بددین سمجھتے ہیں ان کی تحریر بھی وہ اپنے معتقدین کو نہیں پڑھنے دیتے۔ "کمالات اشرفیہ" نامی کتاب میں ان کے ملفوظات کا مرتب ان کا یہ ملفوظ نقل کرتا ہے۔

"بددین آدمی اگر دین کی بھی باتیں کرتا ہے تو ان میں ظلمت لپٹی ہوتی ہے۔ ان کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوتی ہے۔ اس لئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہئے۔"

(کمالات اشرفیہ ص ۵۵)

اب ہماری مظلومی کے ساتھ انصاف کیجئے کہ جن لوگوں کو اہانت رسول اور ضروریاتِ دین کے انکار کے الزام میں ہم بے دین سمجھتے ہیں، اگر ہم بھی ان کی صحبت ان کی تقریروں اور ان کی تحریروں کے بارے میں یہی شدت اختیار کریں تو ہم کیوں لائق گردن زنی ٹھہرائے جائیں ——— شریعت کی جو مصلحت ان کے سامنے ہے وہ ہمارے سامنے بھی کیوں نہیں ہونی چاہیئے؟

شدت پسندی کی ایک اور مثال

جو لوگ ندوہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دیوبند کے اکابر ندوہ کے سخت مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ندوہ کے ناظم مولانا محمد علی مونگیری جب ندوہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی دعوت لے کر مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب سے ملنے دیوبند گئے تو انھوں نے نہ صرف دعوت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ملنے سے بھی انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ جب مولانا مونگیری کی طرف سے اصرار ہوا کہ آپ خود شریک نہیں ہو سکتے تو کم از کم اپنے کسی آدمی کو شرکت کی اجازت دے دیجئے تو اُس کے جواب میں انھوں نے فرمایا ———

"مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ انجام اس کا بخیر نہیں۔ اس واسطے میں اپنی طرف سے کسی کو اجازت نہیں دے سکتا۔" (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۰۵)

"انجام اس کا بخیر نہیں" اس الہام خداوندی کا اس سے زیادہ واضح ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آج ندوہ پر دیوبندی فرقے کا تسلط ہو گیا ہے۔

اور انجام کی وحشت ناک تصویر اور نمایاں ہو جائے گی اگر اس کا آغاز بھی آپ نظر میں رکھیں۔

مولانا شبلی نعمانی کے بارے میں اہلِ علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ندوہ کے بانیوں میں ایک مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا ایک مضمون مقالاتِ شبلی کے حصہ ششم میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اسوقت کا ہے جب مولانا شبلی سے ندوہ کے ناظم کی چشمک ہو گئی تھی۔ بتدریج اختلافات یہاں تک بڑھے کہ مولانا کی حمایت میں ندوہ کے طلبہ نے اسٹرائک کر دیا۔ اس کے بعد کی سرگزشت خود مولانا کے قلم سے پڑھئے۔ لکھتے ہیں کہ ———

"عین اسی حالت میں مولود شریف کا زمانہ آیا اور طلبہ نے جیسا ہمیشہ کا معمول تھا مولود شریف کرنا چاہا۔ لیکن اس خیال سے کہ مولود شریف میں بیان کروں گا وہ مولوی سے روکے گئے اور تین دن تک یہ مرحلہ رہا۔ آخر لوگوں نے سمجھایا کہ مولود کے روکنے سے شہر میں عام برہمی پھیلے گی مجبوراً شرطوں اور قیدوں کے ساتھ مولود شریف کی منظوری دی گئی۔"

(مقالاتِ شبلی، ج ۶، ص ۱۳۱)

لیکن کیا آج بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطے میں محفلِ مولود شریف کے انعقاد کی اجازت مل سکتی ہے؟ کیا آج بھی ہمیشہ کا یہ معمول وہاں کے طلبہ میں زندہ اور باقی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ اب ندوہ پر اہل دیوبند کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا ہے۔

غور فرمائیے! وہ آغاز تھا اور یہ انجام ہے۔ اور غضب یہ ہے کہ گنگوہی صاحب کا الہام انجام ہی کے بارے میں ہے۔ آغاز کے بارے میں نہیں ہے ———

شدت پسندی کا ایک اور مکروہ نمونہ

دیوبندی مذہب کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے مسلک میں کتنے شدت پسند تھے اس کی ایک مثال ندوہ کے سلسلے میں آپ پڑھ چکے۔ اب ان کی شدت پسندی، سخت مزاجی کا ایک اور مکروہ نمونہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

بزرگانِ دین اور ان کے مزارات طیبات سے انھیں اتنی سخت نفرت تھی کہ وہ ان کے عرسوں سے بھی سخت نفرت کرتے تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ، قطب عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا مزار مبارک اسی گنگوہ میں ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کا وطن مالوف ہے۔ ان کی طرف سے مولوی صاحب کے دل میں کتنی کدورت تھی اور وہ ان کے عرس شریف سے کس قدر نفرت کرتے تھے اس کا اندازہ آپ مولوی زکریا شیخ الحدیث سہارنپور کی اس تحریر سے لگائیے ــــــ۔

موصوف اپنی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں لکھتے ہیں۔

" حضرت شاہ عبدالقدوس کا عرس جس کے بند کرنے پر آپ قادر نہ تھے، وہ اس درجہ آپ کو اذیت پہنچاتا تھا کہ آپ کو صبر کرنا دشوار تھا۔ اول اول آپ ان دنوں گنگوہ چھوڑ دیتے اور رامپور تشریف لے جاتے۔ مگر آخر میں اس اذیت قلبی کے برداشت کرنے کی آپ کو تکلیف دی گئی تو یہ زمانہ بھی آپ کو اپنی خانقاہ میں رہ کر گذارنا پڑا۔

موسم عرس میں آپ کو اپنے منتسبین کا آنا بھی اس درجہ ناگوار ہوتا تھا کہ آپ اکثر ناراض ہو جاتے اور ان سے بات چیت کرنا بھی چھوڑ دیتے۔

ایک بار جناب مولوی محمد صالح صاحب جالندھری جو آپ کے خلفاء اور مجازین میں سے تھے، آپ کی زیارت کے شوق میں بیتاب ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اتفاق سے عرس کا زمانہ تھا۔ اگرچہ آنے والے خادم کو اس کا وہم بھی نہ گذرا۔ مگر حضرت امام ربانی نے بجز سلام کا جواب دینے کے ان سے یہ بھی نہ پوچھا کہ روٹی کھائی یا نہیں اور کب آئے اور کیوں آئے۔

مولوی محمد صالح صاحب کو دو دن اسی طرح گذر گئے۔ حضرت کا رُخ پھرا ہوا دیکھنا ان کو اس درجہ شاق گذرتا تھا کہ اس کو انھی کے دل سے پوچھنا چاہیئے۔ آخر اس حالت کی تاب نہ لا کر حاضر خدمت ہوئے اور

رو رو کر عرض کیا کہ حضرت مجھ سے کیا قصور ہوا جس کی یہ سزا مل رہی ہے۔

معذرت کے طور پر عرض کیا کہ حضرت خدا شاہد ہے مجھے تو عرس وغیرہ کے ساتھ ابتدا ہی سے شوق نہیں۔ واللہ نہ میں اسوقت اس خیال سے گنگوہ آیا۔ اور نہ آجکل یہاں عرس ہونے کا مجھے علم تھا۔

حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ اگرچہ تمہاری نیت عرس میں شرکت کی نہیں تھی۔ مگر جس راستے میں دو آدمی عرس کے آنے والے آرہے تھے اس میں تمہیرے تم تھے" ــــــ۔ (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۹۴)

اب قارئین کرام ہی انصاف فرمائیں کہ اس سے بڑھکر اپنے مسلک میں شدت پسندی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کا مرید عرس شریف میں شرکت کی غرض سے گنگوہ نہیں گیا تھا، بلکہ اپنے پیر کی ملاقات کے لئے وہاں حاضر ہوا تھا۔ لیکن صرف اتنی سی بات پر کہ وہ عرس کے زمانے میں گنگوہ کیوں آیا اسے ایسی ذلت آمیز سزا دی کہ جیسے اس سے کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو قطب عالم کے عرس سے اتنی ہی نفرت تھی تو وہ سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں مرید ہی کیوں ہوئے۔ جبکہ اس سلسلے کے سارے اکابر جن میں خواجۂ خواجگانِ چشت حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے لیکر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، بابا فرید شکر گنج، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین، حضرت صابر پاک، حضرت چراغ دہلی، حضرت بندہ نواز گیسو دراز، حضرت ترک پانی پتی، حضرت شیخ عبدالحق ردولوی، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری، حضرت اخی سراج، حضرت علاء الحق پنڈوی اور حضرت سلطان اشرف جہانگیر سمنانی تک کون ایسا بزرگ ہے جس نے اپنے پیروں کا عرس شریف نہ کیا ہو۔

تعجب ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صرف اتنی سی بات پر کہ عرس کے زمانے میں ان کا مرید کیوں آیا اس سے منہ پھیر لیا۔ لیکن سلسلۂ چشتیہ کے جو مشائخ کبار ساری زندگی اپنے پیروں کا عرس کرتے رہے انھیں وہ اپنا پیر دستگیر مانتے ہیں۔ یہ سوال گنگوہی صاحب کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہے کہ جو پیر گنگوہی صاحب کے مسلک کے مطابق خود محرمات و بدعات میں مبتلا

ہو وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر خدا رسی کی منزل تک کیونکر پہنچا سکتا ہے ــــــ

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا دوسرا الزام

جن لوگوں کے اعتقادی مفاسد پر امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے اپنے قلم کا نشتر چلایا تھا وہ زخموں کی تاب نہ لاکر زندگی بھر کراہتے رہے۔ انتقام ہر زخمی کا فطری تقاضا ہے اور فطرت ہی کا یہ بھی داعیہ ہے کہ جب آدمی دشمن پر قابو نہیں پاتا تو دشنام طرازیوں پر اتر آتا ہے، چنانچہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ علم و استدلال کے ذریعہ جو لوگ اپنے خلاف اہانت رسول کے الزام کا دفاع نہیں کر سکے انھیں اپنے جذبۂ انتقام کی تسکین کی یہی صورت نظر آئی کہ جس طرح بھی ممکن ہو "مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی" کی شخصیت کو مجروح کیا جائے۔

علمی جلالت اور کردار کے تقدس پر انگلی رکھنے کی کوئی جگہ نہ مل سکی تو یہ الزام تراشا گیا کہ انہوں نے سنتوں کی بجائے بدعتوں کو زندہ کیا ہے۔ حالانکہ مجدد ہونے کی حیثیت سے امیائے سنت اور امتیاز میان حق و باطل ہی اعلیٰحضرت کا اصل کارنامہ ہے جس کی بیشمار مثالیں اُن کے فتاویٰ کی ضخیم مجلدات میں جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں۔

اس طرح کے الزام تراشنے والوں میں شیخ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب صدر جمیعۃ علمائے ہند کا نام سرورق پر ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو پانی پی پی کر تقریباً چھ سو گالیاں دی ہیں۔ انہی میں ایک گالی "مجدد البدعات" کی بھی ہے۔ جس سے ان کی کتاب کا ورق ورق داغدار ہے ــــــ

لیکن اس مقام پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے کردار کی ارجمندی کو بار بار سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کے خلاف کذب بیانی اور الزام تراشی کا کاروبار کرنے والے اپنی ہزار دشمنی کے باوجود اب تک یہ الزام ان پر عائد نہ کر سکے کہ وہ بدعتوں کے موجد بھی ہیں۔

"مُجَدِّد" اور "مُوجِد" کے درمیان جو معنوی فرق ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ اب جو لوگ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو "مجدد البدعات" کہتے ہیں انھیں یہ بتانا ہوگا کہ جن بدعات

کو انھوں نے زندہ کیا ہے ان کا موجد کون ہے۔ اور اپنی کارگذاریوں کی یہ رپورٹ بھی پیش کرنی ہوگی کہ علمائے دیوبند نے اُن موجدین کو کتنی گالیاں دی ہیں۔

اس وقت میرا موضوع یہ نہیں ہے ورنہ میرے پاس ان بدعات کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی ایجاد کا سہرا خود علمائے دیوبند کے سر بندھتا ہے۔ وقت اگرچہ نہیں ہے لیکن مقام کی مناسبت سے علمائے دیوبند کی ایجاد کردہ بدعات کیطرف ایک ہلکا سا اشارہ کر کے گذر جانا چاہتا ہوں تاکہ الزام بغیر سند کے نہ رہے ــــ ذیل میں ان بدعتوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) دفع بلا اور قضائے حاجات کے نام پر مدرسہ کی مالی منفعت کے لئے ختم بخاری شریف کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۲) نماز جنازہ کے لئے انتظامی مصلحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ غلط اعتقاد کی بنیاد پر احاطۂ دارالعلوم میں ایک جگہ مخصوص کرنے کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے،

(۳) مسلم میت کے کفن کے لئے "کھدر" کی شرط لگانے اور کھدر کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے سے انکار کر دینے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دیوبند مولوی حسین احمد ہیں

(۴) وراثت انبیاء کی سند تقسیم کرنے کے لئے اہتمام و تداعی کے ساتھ صد سالا اجلاس منعقد کرنے اور ایک نامحرم اور مشرک عورت کو اسٹیج پر بلا کر اسے کرسی پر بٹھانے اور اپنے مذہبی اکابر کو اس کے قدموں میں جگہ دینے کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۵) دینی درس گاہ کے احاطے میں مشرکانہ الفاظ پر مشتمل قومی ترانہ کے لئے "قیام تعظیمی" کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۶) کانگرسی امیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے انتہائی جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دارالعلوم دیوبند ہیں۔

(۷) اپنے اکابر کی موت پر "اہتمام و تداعی" کے ساتھ جلسۂ تعزیت منعقد کرنے اور ضلالات باطلیہ پر مشتمل منظوم مرثیہ پڑھنے اور پڑھانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دارالعلوم

دیوبند ہے۔

(۸) بالالتزام کسی متعین نماز کے بعد نمازیوں کو روک کر ان کے سامنے تبلیغی نصاب کی تلاوت کرنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

(۹) کلمہ ونماز کی تبلیغ کے نام پر چلہ اور گشت کرنے اور کرانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

(۱۰) دارالعلوم دیوبند میں صدر جمہوریہ کی آمد کے موقعہ پر قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہونے کا حکم صادر کرنے والے بھی اکابر دیوبند ہیں جو اس وقت اسٹیج پر موجود تھے۔ اب وہی بتائیں کہ یہ بدعت کی کونسی قسم ہے۔

یہ اور اس طرح کی بے شمار بدعات ومنکرات ہیں جن کی ایجاد کا سہرا علمائے دیوبند کے سر ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو بدعتی کہتے نہیں تھکتے۔

علمائے دیوبند ہر نو ایجاد چیز پر بے دریغ بدعت ضلالت ہونے کا حکم صادر کر دیتے ہیں اور اسے حرام قرار دے کر مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کے نئے نئے فتنے برپا کر دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر محفل میلاد ہی کو لے لیجئے۔ اس کے بدعت ضلالت اور حرام ہونے کی ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ سات سو برس کی نو ایجاد بدعت ہے۔ موجودہ ہیئت کے ساتھ نہ وہ عہد رسالت میں موجود تھی اور نہ عہد صحابہ وتابعین میں ——— لیکن جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر آپ حضرات کے یہاں صرف نو ایجاد ہونے کی بنیاد پر محفل میلاد بدعت ضلالت ہے تو وہ جن اجزاء پر مشتمل ہے ان میں سے کسی چیز کے بارے میں نشاندہی کیجئے کہ وہ کسی سنت کو مٹاتا ہے یا شریعت کے کسی قاعدہ کلیہ کے تحت ممنوعات کے زمرے میں آتا ہے تو سوائے خاموشی کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر محفل میلاد کے اجزاء یہ ہیں۔

(۱) اعلان عام (۲) فرش وتخت اور شامیانہ وغیرہ (۳) روشنی (۴) تجوید وعظ بات وگلاب (۵) شیرینی (۶) مجمع مسلمین (۷) ذاکر ومیلاد خواں (۸) ذکر الٰہی وذکر رسول

(۹) قیام وسلام۔

ان سارے اجزاء میں سے سوائے قیام وسلام کے کوئی جزء ایسا نہیں ہے جس پر اُن حضرات کا جلسۂ سیرت، یا جلسۂ وعظ، یا جلسۂ تبلیغ، یا جلسۂ دستار بندی، یا جلسۂ تنظیم وجماعت پر مشتمل نہ ہو۔ اعلان عام بھی ہے، فرش وتخت اور شامیانہ بھی ہے، روشنی بھی ہے، مجمع بھی ہے، واعظ ومقررین بھی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی جز کو بدعت ضلالت کہکر اسے حرام قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود اپنے ہی جلسوں کے خلاف حرام ہونے کا فتویٰ دیں ———۔

اب رہ گیا معاملہ قیام وسلام کا تو یہ بھی ان کے یہاں وجہ حرمت نہیں ہے کیونکہ بدون قیام بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ان کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے تحریر فرمایا ہے ———۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ محفل میلاد کی حرمت وجہ غلط روایتوں کا پڑھنا یا بیان کرنا ہے تو میں عرض کروں گا کہ بروایات صحیحہ بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ اپنے فتاویٰ میں مولوی رشید احمد گنگوہی اس کی بھی تصریح کر چکے ہیں۔

میں نے متعدد مناظروں میں دیوبندی علماء سے سوال کیا کہ جب ہماری محفل میلاد اور آپ حضرات کے جلسۂ وعظ کے اجزاء ایک ہی ہیں تو آپ کا جلسۂ وعظ جائز اور ہماری محفل میلاد حرام کیوں ہے؟ صرف اس وجہ سے تو کوئی چیز حرام یا حلال نہیں ہو سکتی کہ آپ کے جلسہ کا نام جلسۂ وعظ یا جلسۂ سیرت ہے اور ہمارے جلسہ کا جلسۂ میلاد ہے۔

جب ان حضرات سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو میں نے عرض کیا کہ ایک ہی وجہ فرق میری سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر جب ساری کائنات میں خوشی کے ڈنکے بج رہے تھے تو شیطان لعین کے گھر میں ماتم بپا تھا وہ شدت غیظ میں اپنے سر پہ خاک ڈال رہا تھا۔

اے حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تکلیف پہنچنی تھی۔ بہت ممکن ہے کہ اس کی یہ وجہ ہے کہ آپ حضرات کو ذکر ولادت سے تکلیف پہنچتی ہو کیونکہ

واقعہ تو گذر چکا اب تو صرف اس کا ذکر ہی باقی رہ گیا ہے ـــــ۔ آپ حضرات دیوبند میں اپنے دارالعلوم کا جشن صد سالہ مناتے ہیں تو شریعت آپ کا ہاتھ نہیں پکڑتی۔ اور ہمارے جشن عید میلادالنبی پر آپ کا دارالعلوم گرجنے اور برسنے لگتا ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والوں نے کہ جب کسی کی ذات سے دل میں کسی طرح کی جلن ہو جاتی ہے تو اس کے ذکر سے بھی دل جلنے لگتا ہے۔

ایک چبھتا ہوا سوال اور اس کا جواب

میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد ہر خالی الذہن شخص کے دماغ کی سطح پر یہ سوال ضرور ابھرے گا کہ ہندوستان میں دیوبندی فرقے کے علاوہ اور بھی بہت سارے باطل فرقے ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ کسی اور فرقے کے خلاف علمائے اہلسنت اس طرح صف آرا نظر نہیں آتے جیسی صف بندی اُن کے یہاں اہل دیوبند کے مقابلے میں نظر آتی ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بحمدہ تعالیٰ علمائے اہل سنت نے ہر باطل فرقے کے خلاف تحریر و تقریر اور بحث و مناظرہ کے ذریعہ رد و ابطال کے فرائض جس گرم جوشی اور دیانتداری کے ساتھ انجام دیئے ہیں وہ مہر نیمروز کی طرح روشن ہیں۔ دین حق کے خلاف اٹھنے والے فتنے کی سرکوبی کے سلسلے میں ہم نے کبھی اہل زمانہ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ شیعوں، قادیانیوں اور غیر مقلدین وغیرہ کے رد میں امام اہلسنت الشاہ فاضل بریلوی کے بہت سارے رسائل لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے خلفاء، تلامذہ اور متوسلین و متبعین نے تحریرات و خطبات کے ذریعہ جو خدمات انجام دی ہیں ان کے اثرات سے زمین کا کوئی خطہ بھی خالی نہیں ہے ـــــ ایسی بات ہرگز نہیں ہے کہ دوسرے فرقہائے باطلہ کے لئے کوئی نرم گوشہ ہمارے دلوں میں موجود ہے ـــــ۔

دیوبندی فرقے کیخلاف شدت پسندی کی وجوہات

اب رہ گئی یہ بات کہ دیوبندی فرقے کے خلاف علمائے اہلسنت کا رویہ اتنا سخت کیوں

ہے تو اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ جنھیں ٹھنڈے دل سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے ـــــ۔

پہلی وجہ

تو یہ ہے کہ جن کفریات و ضلالات کی وجہ سے دیوبندی فرقے کے ساتھ ہمارا بنیادی اختلاف ہے ان کا تعلق عقائد سے ہے اور وہ عقائد یا تو اُن کے دلوں میں ہیں یا انکی کتابوں کے اوراق میں چھپے ہوئے ہیں۔ اب جہاں تک عمل کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ ظاہر میں بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی اذان دیتے ہیں، بالکل ہماری ہی وہ بھی تراویح پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی عیدین کی نماز پڑھتے ہیں۔ ظاہری سطح پر اُن کے ظاہر میں کوئی ایسی واضح علامت موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی شناخت ہو سکے۔ اس لئے ان کے متعلق عوام کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا بالکل یقینی امر ہے۔ اسی بنیاد پر یہ ضرورت داعی ہوئی کہ عقیدے کی سطح سے عوام میں اُن کا اتنا واضح تعارف کرایا جائے کہ انھیں پہچاننے میں کوئی دشواری پیدا ہو۔

لیکن جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے تو جہاں انھوں نے اذان دی یا نماز کی نیت باندھی تو فوراً پتہ چل گیا کہ یہ اور ہیں اور ہم اور ہیں۔ یہی حال غیر مقلدین کا بھی ہے۔ ان کی فرض نمازیں، ان کی وتر اور ان کی تراویح اور ان کی عیدین نمازیں چیخ چیخ کر عوام کو تنبیہ کر دیتی ہیں کہ یہ دوسرے مذہب کے لوگ ہیں۔ اس لئے عوام کو ان سے خبردار کرنے کی اتنی سخت ضرورت نہیں ہے جتنی سخت ضرورت عوام کو دیوبندی فرقے سے بچانے کی ہے۔

دیوبندی حضرات سُنّی عوام کو کس طرح بدعقیدہ بناتے ہیں؟

یہ گھس پیٹئے ہیں جو ہماری صفوں میں گھس کر اور ہمارا بن کر ہمارے عوام کو مختلف ترکیبوں سے قریب کرتے ہیں۔ اور جب وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا تیر نشانے پر بیٹھ گیا تو وہ مختلف طریقوں سے انھیں اپنی جماعت کے اکابر کا عقیدتمند بناتے ہیں۔ اور اس کے بعد انھیں اتنا بدل دیتے ہیں کہ وہ اہلسنت کے ان سارے عقائد و روایات جنھیں وہ ایمان کی طرح عزیز رکھتے تھے اب شرک و بدعت سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کچھ دنوں کے بعد ان کے دلوں پر بدبختیوں کی ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ نہ وہ قرآن کی کوئی بات سنتے ہیں اور نہ حدیث کی ـــــ واضح رہے کہ یہ ساری باتیں میں

مفروضے کے طور پر نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ یہ ہمارے دن رات کے مشاہدات ہیں۔ ان حالات میں اہلسنت کے سادہ لوح عوام کو انبیاء و اولیاء کی جناب میں بدعقیدہ ہونے سے بچانے کیلئے ہمارے پاس سوا اسکے اور کیا راستہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو دیوبندیوں کے عقائد اور ان کے مکر و فریب کے ہتھکنڈوں سے پوری طرح باخبر رکھیں ——۔

دوسری وجہ

دیوبندی مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت پوری طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم میں منافقین مدینہ کی جو خصلتیں بیان کی گئی ہیں، اُن ساری خصلتوں کے یہ حقیقی وارث ہیں۔ مثال کے طور پر منافقین کے پاس دو زبانیں تھیں۔ ایک زبان تو وہ تھی جو صرف ان کے اپنے لوگوں میں کھلتی تھی۔ اور دوسری زبان وہ تھی جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے سامنے کھولتے تھے ——۔ قرآن نے ان کی اس خصلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور جب وہ نبی کے جانثاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری ہی طرح جاں نثار ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیاطین کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو حقیقت میں تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صحابہ کے ساتھ صرف مذاق کر رہے تھے

ٹھیک یہی حال دیوبندی فرقے کا بھی ہے۔ ان کے پاس بھی دو زبانیں ہیں۔ ایک زبان تو وہ ہے جو انبیاء و اولیاء کے وفاداروں اور عقیدت مندوں کے سامنے کھلتی ہے اور دوسری زبان وہ ہے جس زبان میں وہ اپنے گروہ کے لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔

عقیدہ و عمل کے تضاد کا ایک دلچسپ قصہ

اس کی زندہ مثال دیکھنی ہو تو آپ دہلی تشریف لائیے۔ یہاں جمیل الیاسی نام کے ایک مشہور شخص ہیں جو اپنی پیدائشی سرشت و خمیر کے اعتبار سے کٹر دیوبندی و تبلیغی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ "الیاسی" کا پیوند ہی ان کے اندر کا سارا حال بتا دیتا ہے۔ ایک طرف دہلی میں وہ دیوبندیت و تبلیغیت کے اتنے سرگرم مبلغ ہیں کہ شاید ہی دہلی میں کوئی مسجد بچی ہو جسے دہلی وقف بورڈ اور وقف کونسل ممبر ہونے کی حیثیت سے انھوں نے

تبلیغی جماعت کی چھاؤنی میں تبدیل نہ کر دیا ہو۔

لیکن اب ان کی تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے اور سر پیٹئے کہ دہلی کے باایں خواجگان کی شاید ہی کوئی ایسی درگاہ ہو جہاں عرس کے موقعہ پر وہ پیش پیش نہ رہتے ہوں۔ شری اجیو گاندھی جب پہلی بار وزیر اعظم ہوئے تو ان کی چادر لیکر یہی حضرت اجمیر شریف گئے اور ان کیطرف سے خواجہ کے مزار شریف پر چڑھایا ——۔

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ قصہ یہ ہے کہ جس زمانے میں شریمتی اندرا گاندھی وزارت عظمیٰ کی کرسی سے اتار دی گئی تھیں اور اپنی ناکامی کے کرب میں زندگی گذار رہی تھیں تو خوش آئند مستقبل کی نشاندہی کرنے والے جوتشیوں کیطرح یہ حضرت بھی ایک دن وہاں پہنچ گئے اور اندرا گاندھی سے کہا کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ہے جو آپ کا گیا ہوا تخت و تاج واپس دلا سکتی ہے۔ اور وہ ہے غوث اعظم کی ذات جن کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے ——۔

اندرا گاندھی کو اور کیا چاہیئے تھا فوراً بغداد شریف کے سفر کا انتظام کرا دیا۔ اور یہ بغداد شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں مزار شریف پر پندرہ دن تک چلہ کش رہے۔ اور واپس آکر اندرا گاندھی کو خوشخبری دی کہ وہاں مجھے مزار شریف سے بشارت ہوئی ہے کہ نو مہینے کے بعد آپ کے دن پلٹ آئیں گے ——۔

انصاف کیجئے! اپنے عقیدے کے ساتھ اتنی زبردست جنگ سوائے دیوبندی فرزندوں کے اور کون لڑ سکتا ہے —— دیوبندی زبان کے محاورے میں قبروں کی پرستش بھی کرتے رہے اور مشرک بنانے والوں کو اپنا امام بھی مانتے رہے ——۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ایسے لوگوں سے بچنا کتنا مشکل ہے جن کے کئی چہرے ہیں۔ دیوبند اور سہارنپور میں کچھ ہے اور بغداد و اجمیر چلے گئے تو کچھ اور بن گئے!

دیوبندی مذہب کا ایک اور جنازہ

جن حضرات نے "تقویۃ الایمان" اور "بہشتی زیور" کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ علمائے دیوبند کے نزدیک قبروں سے

مدد مانگنا شرک جلی ہے، لیکن اپنے گھر کے بزرگوں کی قبروں کے بارے میں وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں، اُسے سہارنپور کے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں ملاحظہ فرمائیے۔

اپنی اس کتاب میں وہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے پیر و مرشد میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے سفرِ آخرت کا ذکر کرتے ہوئے حاجی صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ اپنے مرض الموت میں ان کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ ــــــ

میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ و مشقت لوں گا لیکن مشیت باری سے کوئی چارہ نہیں۔ پیام سفرِ آخرت آگیا ہے۔ جب حضرت نے یہ کلمات فرمائے تو میں پالکی کی پٹی پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تسلی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو ظاہری زندگی میں ہوتا تھا۔ (ص ۲۰)

میاں جی نور محمد کی قبر سے متعلق ایک عبارت ان کی سوانح حیات سے بھی ملاحظہ فرمائیے جو ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون سے شائع ہوئی ہے۔ اور جس پر قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تقریظ ہے۔ مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ ــــــ

"حضرت میانجیو رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی آپ کی روح پرفتوح سے وہی فیضان و عرفان کا چشمہ جاری اور آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے مزار مقدس سے بھی وہی فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں جو آپ کی ذات قدسی صفات سے ہوتے تھے۔" (سوانح حیات میانجیو ص ۷۰)

اب اس دعوے کے ثبوت میں کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر سے بھی وہی فائدہ ہوتا ہے جو ان کی ظاہری زندگی میں ہوتا تھا، ان کی سوانح حیات کے مصنف نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ــــــ "ایک بار حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جوڑا ہار تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار پر حاضر ہوا اور فاتحہ کے بعد اس نے عرض کی کہ حضرت میں بہت پریشان اور تنگیٔ معاش میں مبتلا ہوں میری کچھ دستگیری فرمائیے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے روز ملا کریں گے۔

ایک مرتبہ میں زیارت کر گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقررہ قبر کی پائینتی سے ملا کرتا ہے" ــــــ (سوانح میانجیو ص ۹۰)

انصاف کیجئے! دیوبندی فرقے کی مشہور کتابوں تقویۃ الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کسی قبر پر حاضر ہو کر مدد مانگنا اور مصیبتوں میں ان سے دستگیری کی درخواست کرنا صریح شرک ہے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس واقعہ میں شرک کا وہ سارا فتویٰ ایمان کے لباس میں تبدیل ہو گیا۔

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے! کہ جس فرقے کے چہرے پر نفاق کے اتنے دبیز پردے ہوں کہ اپنے ہی مذہب کے عقیدے چھپا لیں اس کی پہچان کتنی مشکل ہے۔

دیوبندی فرقے کے اسی دورنگی مذہب کے مفاسد سے بچانے کیلئے علمائے اہلسنت کو ضرورت پیش آئی کہ عوام کو ان کے حقیقی چہرے کے خدوخال سے بار بار واقف کرائیں تاکہ وہ ان کے فریب میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں۔

بدعت کی بحث

دیوبندی فرقے کے یہاں بدعت کا لفظ بھی بہت کثیر الاستعمال ہے۔ بات بات پر اہلسنت کو بدعتی کہنا ان کی عام بول چال ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے اہلسنت کا نام ہی بدعتی رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ اپنی اسی کتاب تاریخ مشائخ چشت میں مولانا زکریا نے حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ــــــ

"میں کسی کو بیعت کرنے سے اس لئے انکار نہیں کرتا کہ وہ شخص کسی بدعتی کے پنجے میں نہ گرفتار ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے مواخذہ فرمادیں کہ وہ تمہارے پاس گیا تھا تم نے کیوں رد کر دیا جس کی وجہ سے وہ ایسی جگہ پھنسا ــــــ" (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۶۶)

اس عبارت کا مطلب سوا اس کے اور کیا نکلتا ہے کہ حاجی صاحب چونکہ دیوبندیوں کے

پیرومرشد ہیں اس لئے تنہا وہی سنت کے طریقے پر ہیں باقی دوسرے مشائخ طریقت تو سرتا سر بدعتی ہیں۔

اب اسی مقام پر تصویر کا دوسرا رُخ بھی آپ کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اسی کتاب میں مولانا زکریا نے لکھا ہے کہ حاجی صاحب نے اپنے پیرومرشد میانجی نور محمد جھنجھانوی کے مزار پر پتھر کا ایک کتبہ نصب کیا ہے جس پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے بھلے — مسکن و ماویٰ ہے جس جا آپ کا
مولیٰ پاک آپکا ہے اور مزار — اُس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
اس جگہ ہے مرقدِ پاک جناب — سر جھکاتے ہیں سب شیخ و شاب
جس کو ہو شوق دیدارِ خدا — اُن کے مرقد کی زیارت کو وہ جا
دیکھتے ہی اس کے مجھکو ہے یقیں — اُس کو ہو دیدار رب العلمیں

غور فرمایئے! مرقد پاک کی زیارت کرنے کے لئے جانا اور مرقد پاک کے دیدار سے رب العلمین کا دیدار کرنا کیا ساری باتیں دیوبندی مذہب میں جائز ہیں؟ مولانا زکریا سے لے کر دیوبندی فرقے کے سارے اصاغر و اکابر کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ تقویۃ الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں بیان کردہ عقائد کی روشنی میں وہ ثابت کریں کہ یہ اشعار دیوبندی مذہب کے مطابق ہیں۔ لیکن بات پھر وہیں پلٹ کر آتی ہے کہ یہ عمل چونکہ اپنے گھر کے بزرگ کا ہے اس لئے آنکھ بند کر کے اُسے جائز ماننا ہی پڑے گا۔

اپنے بزرگوں کی خاطر اصولوں کا خون کرنا دیوبندی فرقے کا یہی وہ دورنگی مذہب ہے جس کا پردہ چاک کرنے کے لئے علمائے اہلسنت کو کوکتا بیں بھی لکھنا پڑیں، مناظرہ بھی کرنا پڑا اور اسی کلمۂ حق کو اپنی زندگی کا مشن بھی بنانا پڑا۔

۱۷ر محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
۱۹ر جولائی ۱۹۹۲ء
(ارشد القادری غفرلہٗ)
بانی و مہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء نئی دہلی

پیش نظر کتاب دراصل مشہور دیوبندی عالم سرفراز خاں گکھڑوی کے مایہ ناز شاگرد مولوی عیسیٰ خاں سانسی گوجرانوالہ کی کتاب

کلمة الهادی الی سواء السبیل

فی جواب

من لبس الحق بالا باطیل

کی تلخیص ہے اس میں 14 عدد علماء دیوبند کی تقریظات ہیں جن کی فوٹو کاپی شامل اشاعت ہے دیگر عبارات کلمة الهادی کے مختلف صفحات پر درج ہیں جن کی ہم نے فوٹو کاپی لے کر لگا دی ہے تاکہ کسی شخص کو کوئی شک نہ رہے صفحات کے نمبر لکھ دیئے ہیں تاکہ کوئی صاحب اصل کتاب دیکھنا چاہیں تو دقت پیش نہ آئے نیز کسی فریب کار کو سیاق و سباق کا پرانا حیلہ تراشنے کی راہ نہ مل سکے قارئین یہ بات ضرور سوچیں گے کہ ان 14 عدد دیوبندی مولویوں کو اپنے ہی دیوبندی مبلغ کی اس قدر مخالفت کی ضرورت کیوں پیش آئی حتی کہ تبلیغی جماعت کا سارا چٹھہ بٹھہ ظاہر کر کے رکھ دیا

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب بظاہر نظر یہ آتا ہے کہ خارجیت جب بھی عروج پکڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ سے اسے تباہ و برباد فرما دیتا ہے آج بھی خارجیت اپنے عروج پر ہے تو مشیت الٰہیہ سے اس کی تباہی کے سامان بننا

شروع ہو گئے ہیں تا کہ ان گرگہائے اندروں وگر بہائے بیرون کی فریب کاری کا جال تار تار ہو جائے اور لوگ ان کی گمراہی سے خبردار ہو کر بچ سکیں یہ بھی قدرت الٰہیہ کا اپنا انداز ہے کہ خدام اہل سنت کے علاوہ خود خارجی بھی اس فتنہء خارجیت کے خلاف کمر بستہ ہو گئے ہیں مولوی عیسی خان سانسی نے کتاب کا نام ''کلمة الهادی الی سواء السبیل فی جواب من لبس الحق بالاباطیل'' رکھ کر اور 14 عدد علماء دیوبند سے تصدیق کروا کر واضح کر دیا ہے کہ تبلیغی جماعت بظاہر کیسی ہی نیک پارسا کیوں نہ نظر آئے حقیقت میں باطل جماعت ہے اور اس سے وابستہ ہونے والے حق کے پیروکار نہیں بن سکتے

مقام حیرت : یہ عجیب بات ہے کہ جب مولوی طارق جمیل کی تقریروں کا مجموعہ **''خطبات جمیل''** چھپ کر منظر عام پر آیا تو اس پر تصدیق مولوی سرفراز گکھڑوی اور اس کے بیٹے مولوی زاہد الراشدی کی تھی اب مولوی طارق جمیل کے خلاف **''کلمة الهادی''** منظر عام پر آئی ہے تو اس پر بھی تصدیق مولوی سرفراز صفدر گکھڑوی اور اس کے دوسرے بیٹے مولوی عبدالحق کی ہے گویا کہ مولوی سرفراز گکھڑوی اپنے بیٹوں کی ہا کی کی گیند ہے ایک بیٹے نے باپ کو مولوی طارق جمیل کی حمایت میں استعمال کر لیا تو دوسرے نے مخالفت میں

آپ خود سوچ لیں ''کہ گکھڑوی صاحب جو کہ بازیچہء اطفال بنے ہوئے ہیں'' کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے اس پر بندہ ایک تاریخی حقیقت ذکر کرنا ضروری خیال کرتا ہے کہ میر پور عدلیہ کی تاریخ میں ایک منفرد واقعہ پیش آیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پروفیسر مرزا زاہد حسین آف میر پور نے **''مقام نبوت''** کے نام سے ایک کتاب نکالی جو اپنی مندرجہ قبیح عبارات کی وجہ سے نا قابل قبول قرار پائی۔ میر پور کے مجاہد و غیور علماء حق اور فدایان رسول خدا جل جلالہ ﷺ عوام نے اس کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی اور اس کے خلاف 295 کے تحت مقدمہ درج ہو گیا جب کیس سماعت کے لئے سیشن جج اور ضلع قاضی کی کچہری میں پہنچا تو انہوں نے بالاتفاق 295 میں C کا اضافہ کرتے ہوئے اس پر دفعہ 295-C لگا دی۔ کتاب کا مصنف ساڑھے سات سال جیل میں سڑنے کے بعد ایک موذی مرض میں مبتلا ہو کر جہنم رسید ہو گیا بلکہ عام افواہ یہ ہے کہ اس کے بیٹوں نے پھانسی کے خوف سے خود ہی اسے زہر کا ٹیکہ لگوا کر قعرِ دوزخ میں پھینک دیا

جب یہ ملعون جیل میں تھا تو آزاد کشمیر سے لیکر راولپنڈی اور لاہور تک کے مودودیوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور بطور خاص تبلیغی جماعت کے سرکردہ لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ کسی طرح سے ضمانت ہو جائے اور عدالتی

کاروائی پر اثر انداز ہونے کی چال یہ چلی کہ دیوبندی اور وہابی مولویوں سے فتوے لیکر عدالت میں پیش کرنے لگے کہ یہ عبارات درست ہیں اس سلسلہ میں علماء اہل سنت نے ان دیوبندی اور وہابی مفتیانِ پیٹ پرست سے فتوی لیا تو انہوں نے گستاخ کے خلاف فتوی دے دیا اور جب دیوبندیوں نے فتوی لیا تو گستاخ کی حمایت میں فتوی دیکر یہ لوگ از خود ہی مردود الفتوی قرار پائے جبکہ آزاد کشمیر کی عدلیہ کے معزز اراکین

۱۔ضلع قاضی میر پور اے۔کے

۲۔سیشن جج میر پور اے۔کے

۳۔۴۔شریعت کورٹ آزاد کشمیر کے دو معزز جج صاحبان

۵۔۶۔سپریم کورٹ آزاد کشمیر کے دو جج صاحبان

نے بھی اس کی درخواست مسترد کرتے ہوئے اس پر لگی ہوئی دفعہ 295-C بحال رکھی اور ان دیوبندی وہابی مولویوں کے فتووں کو نا قابل اعتبار قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا جس کی تفصیل ہماری کتاب

''حق کا بول بالا''

مطبوعہ جامعہ بھکھی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے اس مقدمہ کی سماعت کے دوران تبلیغی جماعت اور مودودی جماعت کا گستاخ کی

حمایت میں انتہائی قبیح کردار سامنے آیا

یہاں آزاد کشمیر عدلیہ کے فیصلوں پر مشتمل کتاب ''حق کا بول بالا'' کے چند صفحات نذرِ قارئین کئے جاتے ہیں تا کہ ناظرین کو یقین ہو جائے کہ دورنگی، دو مونہہ، دوہری چال، متضاد فتوے اور چہرے پہچان کر فتوی دینا ان حضرات کا پرانا وطیرہ اور طبعی چال ہے آج اگر بازیچہء اولادِ نا خلف مولوی سرفراز خاں صفدر گکھڑوی اور ان کے دو نا خلف بیٹوں کے متضاد تاثرات سامنے آئے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ان کے بڑے بھی اس فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور بوقت ضرورت کام نکالنے میں بڑی مہارت کا مظاہرہ کرتے تھے

حق کا بول بالا کے چند صفحات ملاحظہ ہوں

ایک نازک پہلو

کچھ لوگوں کی ایک مخصوص تاریخ ہے جو کہ تضادات کا مرقع اور نفسانی خواہشات کا مرکب ہے۔ جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے

نمبر ۱ انگریز کے خلاف جہاد کو ناجائز بھی کہتے رہے پھر جنگ آزادی کے ہیرو بننے کی کوشش میں لگ گئے۔

نمبر ۲ انگریز سرکار سے وظیفہ بھی لیتے رہے اور دشمنی کا دم بھی بھر رہے ہیں۔

نمبر ۳ میلاد شریف کی محافل میں شرکت بھی کرتے رہے اور بدعت کا فتوی بھی جاری کرتے رہے۔

نمبر ۴ میلاد شریف کے جلوس کی قیادت بھی کی اور ناجائز بھی ٹھہرایا۔

نمبر ۵ فتاوی رشیدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے منکر کو تحفظ بھی فراہم کیا اور اب کافر کافر کی گردانیں بھی کر رہے ہیں۔

نمبر ۶ یک روزہ 'امداد السلوک اور نشر الطیب وغیرہ کتب میں نورانیت مصطفےٰ ﷺ کا اقرار بھی کیا اور انکار پر بھی کمربستہ ہیں۔

نمبر ۷ تبلیغی نصاب و قصائد قاسمی میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ و فریاد بھی کی اور شرک بھی کہہ رہے ہیں۔

ایسے بے شمار امور ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا ظاہر و باطن معلوم کیا جا سکتا ہے۔

مرزا زاہد گستاخ کے بارہ میں علماء دیوبند و غیر مقلدین کے فتوے بھی یہی پرانی تاریخ دھرا رہے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی مشہور درس گاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولوی عبدالرحمٰن اشرفی (جو کہ ختم قل و ختم چہلم کی محافل میں بڑی رغبت سے شرکت کرتے ہیں اور تعویذ

نویسی کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں) کے دو فتوے پیش خدمت ہیں کہ جناب والا ایک فتوی میں مولوی یوسف دیوبندی آف پلندری آزاد کشمیر کی تائید کرتے ہوئے مرزا گستاخ کی اعلانیہ حمایت کر رہے ہیں اور دوسرے فتوے میں جامعہ اشرفیہ کے مفتی حمید اللہ کی تائید کرتے ہوئے مرزا گستاخ کو گنہگار ٹھہرا رہے ہیں اور اس کی سرکوبی کر رہے ہیں۔

بالفاظ دیگر گستاخ کی کتاب کی ایک دیوبندی نے حمایت کی ہے اور دوسرے نے مخالفت اور مولوی عبدالرحمٰن اشرفی اس حامی دیوبندی کے بھی موید ہیں اور مخالف دیوبندی کے بھی اسے کہتے ہیں کہ یہ عظیم مسند دین اور فتوی کی مسند نہیں رہی بلکہ بازیچۂ اطفال اور مسخرۂ دجال بن چکی ہے علماءِ خوارج دیوبندی و غیر مقلدین کی تاریخ اسی دورنگی کے اردگرد گردش کر رہی ہے اور یہ لوگ اسی مکاری کے سبب زندہ ہیں جب کہ اس چیز کو ختم کرنے کا نام اخلاص و ایمان ہے اور اس کو حصول مراد کا ذریعہ بنانا فریب دہی اور منافقت ہے حدیث بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تجد من شرار الناس یوم القیامۃ ذا الوجہین کہ تو قیامت کے دن دو مونہوں والے کو بدترین لوگوں کی صف میں کھڑا پائے گا جو ان کے ساتھ ایک منہ سے ملتا ہے اور دوسروں کے ساتھ دوسرے منہ سے (بخاری شریف ص ۵۸۱ ج ۱۰ فتح الباری میں اس مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں ایک میں ہے۔

من شر خلق اللہ کہ مخلوق خدا میں بدترین مخلوق ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص کے دنیا میں دو منہ ہوں گے قیامت کے روز اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

اشرفی صاحب کے دستخط کے ساتھ امین بیت المال پنجاب بھی لکھا ہوا ہے جب کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

لاینبغی لذی الوجہین ان یکون امینا کہ دو مونوں والا (منافق)

تصدیق — گکھڑوی صاحب کی تصدیق کے خطبہ اور آخری صفحہ کا عکس

امام اہلسنت محدث اعظم شیخ الحدیث حضرت مولانا **سرفراز خان صفدر** صاحب دامت فیوضہم العالیہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم..... اما بعد

اس وقت کہنے کو گو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں داعیان اسلام اصلاح امت کے جذبے سے سرشار دعوت دین میں مصروف عمل ہیں۔ مگر ان میں فاضل جلیل حضرت مولانا **طارق جمیل** حفظ اللہ تعالیٰ کا نام نہایت منفرد اور نمایاں ہے جو اپنے دلکش پر تاثیر انداز بیاں کی بدولت ہزاروں دلوں میں گھر کر چکے ہیں۔ ان کے پرکشش بیانات سے ہزاروں لوگوں کی زندگیوں کا رخ بدل چکا ہے، زیر نظر کتاب "خطبات جمیل" مختلف عنوانات پر مشتمل ان کے تبلیغی بیانات کا حسین گلدستہ ہے۔ برادر عزیز حافظ نعمان شمس صاحب (سلمہ اللہ) نے انتہائی ذوق و اشتیاق کے ساتھ کتاب ھذا کی طباعت کا اعزاز پایا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس موصوف کی اس مساعی جمیلہ کا اپنی بارگاہ عالی میں قبولیت سے نواز کر اسے عوام و خواص کیلئے باعث رشد و ہدایت بنائے۔ آمین۔

(نوٹ: یہ تحریر صاحبزادہ قاری حماد الزہراوی صاحب کی ہے۔ حضرت امام اہلسنت کی تصدیق درج ذیل ہے۔)

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

راقم اثیم نے عزیزم حماد الزہراوی سلمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مضمون پڑھا ہے جس میں عزیزم نے افراط و تفریط سے بچ کر اکابر کی مذہبی، سیاسی اور اصلاحی کوششوں کی نشاندہی کی ہے۔ اور یہ واضح کیا ہے کہ اسلام کے مختلف شعبوں میں تبلیغ دین کا شعبہ بھی ہے..... راقم اثیم معذوری کی وجہ سے کتاب خود تو نہیں پڑھ سکا مگر عزیزم زہراوی نے جو لکھا ہے صحیح لکھا ہے۔ اللہ پاک مولانا طارق جمیل صاحب کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ابو الزاہد محمد سرفراز عفی عنہ

گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

۲۰۰۲-۰۶-۳۰

ابو الزاہد مولانا محمد سرفراز خان صفدر

خطیب مرکزی جامع مسجد گکھڑ ضلع گوجرانوالہ پاکستان

تقریظ — زاہد الراشدی کی تصدیق و تقریظ کا آخری صفحہ کا عکس

عظیم مذہبی سکالر، ولی ابن ولی **حضرت مولانا زاہد الراشدی** صاحب مدظلہ

نحمدہ تبارک و تعالیٰ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ○ علی الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

مادیت میں سرتاپا ڈوبی ہوئی اور اسباب و وسائل کے سحر میں جکڑی ہوئی نسل انسانی تک حضرت مولانا الیاسؒ کی دعوت و آواز جو کہ دراصل اسلام کی دعوت اور آنحضرت ﷺ کی آواز ہے کو لیکر آگے بڑھنے والوں میں مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ پیش پیش ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کی گہرائی اور مطالعہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ گفتگو کے اسلوب سے بھی نوازا ہے۔ ان کی خلوص و جذبہ اور سوز دل کے امتزاج نے انہیں داعیان حق میں ایک نمایاں مقام عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں نظر بد سے بچائے اور خلوص و للہیت کے سائے میں امت کی اصلاح کے لئے اس جادو بیانی کا دائرہ زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی توفیق سے نوازیں ..... آمین یا رب العلمین.

مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ عزیزم حافظ نعمان شمس نے مولانا کے متعدد خطبات و بیانات کو قلمبند کیا ہے۔ میں نے اس سلسلہ کے بعض مرتب بیانات بھی دیکھے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ خطابت کا ماحول تحریر کی دنیا سے مختلف ہوتا ہے۔ اور استفادہ و حظ و کیف کا جو لطف سامنے بیٹھ کر سننے میں آتا ہے وہ تحریر کی صورت میں میسر نہیں، مگر اس کے باوجود یہ بیانات افادیت سے خالی نہیں اور ان کے ذریعے کوئی ایک شخص بھی راہ ہدایت پر آ گیا تو محنت کرنے والوں کی محنت ٹھکانے لگ جائے گی۔ اللہ اسے قبول و مقبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے ..... آمین یا رب العلمین.

۲۰۰۲-۰۶-۲۹

ابو عمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

شخص کا یہ کہنا کہ احادیث مبارکہ ساری کی ساری ظنی ہے غلط ہے احادیث متواترہ تو
ع قطعی ہیں اور اخبار آحاد بھی جب محتف بالقرائن ہو جاتی ہیں وہ بھی مفید للیقین بن جاتی ہیں
لله اجابوا مماكان يرد على اهل قباء حيث استد اروا الى
عبة فى صلوا تهم بخبرا لواحد مع ان قبلتهم كانت ثابتة
قاطع فلم يكن التحول عنها جائزالهم الا بالقاطع ولم يوجد
ر خبر الواحد و حاصل الجواب انه كان عندهم خبر من قبل ان
بى ﷺ يحب ان يوجه الى البيت وانه يقلب وجهه فى السماء
عافى الوحى وان ربه سيسارع الى مايرضاه حتى اذا جاء هم
ن و ثقوا به واحتف خبر بالقرائن اذعنوا به و علموا ان ربه ولاه
صل لهم اليقين لان الخبر بعد تلك الاحتفافات صاريفيد
نين بعد ماكان ظنيا من اصله اه فيض البارى ص ۴۶ ج ۱

رحال تمام احدیث کے بارہ میں ظنیت کا حکم لگانا غلط ہے۔

اگر یہ غلطی سبقت قلم یا سہو اکر چکا ہو اور بعد از علم وہ اس پر مصر نہ ہو تو کوئی گناہ
ں اور اگر قصداً کر چکا ہو اور حقیقت حال کی وضاحت کے بعد بھی وہ اس پر مصر ہو تو یہ
ی بڑا گناہ ہے اور اس کے لئے اس پر توبہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

واضح رہے کہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو منکر حدیث نہیں اور اگر وہ اصلاً
ث کا منکر ہو اور تمام احادیث کا یعنی اس کی حجیت کا انکار کرتا ہو تو وہ مسلمان نہیں۔ واللہ
م

المفتی حمید اللہ
خادم الحدیث والافتاء

اس لائق نہیں کہ وہ امین بن جائے۔ (فتح الباری ص ۵۸۲ ج ۱۰) واضح رہے کہ حضور
اکرم ﷺ نے خوارج کے متعلق یہی فرمایا ہے کہ

هم شر الخلق و الخليقة کہ وہ انسانوں اور جانوروں میں سے سب سے
زیادہ بدترین مخلوق ہیں اور دو مونہوں والے کو بھی شر الناس فرمایا جس کا واضح نتیجہ نکل رہا
ہے کہ مولوی عبدالرحمٰن اشرفی کے دو منہ ہیں جس کو حدیث شریف میں خارجی اور منافق
قرار دیا گیا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح حدیث نجد جلالی)

جامعہ اشرفیہ کا

پہلا فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درج ذیل مسائل کے بارے میں علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱ ایک شخص کہتا ہے کہ احادیث مبارکہ ساری کی ساری ظنی ہیں۔ [1]

مسئلہ نمبر ۲ یہ بھی کہتا ہے کہ اصول فقہ کی کتب میں احناف کا یہ مسلمہ اصول ہے۔

مذکورہ دونوں مسئلوں کے قائل کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حکم
سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

---

[1] جیسا کہ مرزا گستاخ نے "مقام نبوت" نامی کتاب کے ص ۴۱ پر لکھا ہے۔

جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۲۔۴۔۱۴۲۰ھ

مہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ جواب بالکل صحیح ہے

احقر عبدالرحمٰن اشرفی

خادم جامعہ اشرفیہ لاہور

وامین بیت المال پنجاب

۲۸۔۷۔۱۹۹۹ء

جامعہ اشرفیہ کا

دوسرا فتویٰ

مولوی عبدالرحمٰن اشرفی دوسرے فتویٰ میں لکھتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی رکن نظریاتی کونسل (آزاد کشمیر ۔ جلالی)

کا بیان "مقام نبوت" کتاب کے حوالہ سے مبنی بر اعتدال ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں

بیماری کی وجہ سے میں کتاب کا پوری طرح مطالعہ نہ کر سکا [1]

احقر عبدالرحمٰن اشرفی

۶۔۷۔۱۹۹۹ء

ایک گزارش

کتاب کا مصنف گستاخی رسول ﷺ کے جرم میں جیل میں ہے اور مفتی صاحب اس کی براءت کا فتویٰ جاری کر رہے ہیں اس پر ہر ذی عقل یہ سوچنے پر مجبور ہو رہا ہے کہ مفتی صاحب نے اگر صدق دل سے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھا ہوتا تو ساری کتاب دیکھ پرکھ کر فتویٰ جاری فرماتے ورنہ معذرت کر لیتے معلوم ہوتا ہے کہ عظمت مصطفےٰ ﷺ نام کی کوئی چیز ان کے دل میں قطعاً موجود نہیں ہے ورنہ متضاد فتویٰ بازی اور پوری کتاب دیکھے بغیر گستاخ کی براءت کے فتویٰ کی تائید نہ کی جاتی۔ (جلالی)

---

[1] مزید تسلی کے لئے ان فتاویٰ کی فوٹو کاپیاں آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد وہابی مولوی فضل ربی کے دو متضاد مکتوب

مکر و فریب کی دنیا میں تمام کے تمام خارجی ید طولیٰ رکھتے ہیں مگر اہلحدیث کے نام سے خود کو مشتہر کرنے والے کچھ زیادہ ہی آگے نکلے ہوئے ہیں۔ ہمارے اس دعوی کی بین دلیل ہمارے پیش نظر غیر مقلد وہابی بزعم خویش اہلحدیث مولوی فضل ربی کے گستاخ پروفیسر کے متعلق دو متضاد مکتوب ہیں ایک میں وہ فتوی کی مسند پر خوب آراستہ و پیراستہ نظر آرہے ہیں اور دوسرے مکتوب میں دست بر کتف بستہ اپنی درماندگی اور بے بسی کا رونا رو رہے ہیں۔

جب کہ حق کے سچے پیروکاروں کو ان حیلہ سازیوں سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

مولوی فضل ربی غیر مقلد وہابی کے دونوں مکتوب پیش خدمت ہیں۔ (جلالی)

پہلا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے پروفیسر زاہد حسین مرزا کی تصنیف کردہ کتاب بعنوان "مقام نبوت" اول سے لے کر آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کی۔ فاضل مصنف نے اختیار کردہ موضوع پر مستند اور مفید مطلب مواد جمع کر کے ان کو موثر ترتیب دی ہے اور اپنا ھدف حاصل کر لیا ہے تمام شواہد قرآن و سنت سے براہ راست پیش کئے ہیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔

پوری کتاب میں مجھے کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی۔ جو قرآن و سنت یا

فقہی معروف استنباطات یا تفسیر قرآن کی متداول تعبیرات یا سلف صالحین کے عقائد کے خلاف ہو۔ کتاب میں ایسی بھی کوئی بات میرے علم میں نہیں آتی۔ جو اسلامی بنیادی اصول یا کسی مستند قول یا روح اسلام کے خلاف ہو۔ میرے نزدیک اپنے موضوع پر یہ ایک نہایت مناسب تصنیف ہے۔ دینی علوم کے طلبہ کے لئے اس میں بہت مفید مواد موجود ہیں۔ اس سے استفادہ کرنا طالب علم کے وقت کا صحیح مصرف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

فضل ربی مہتمم اسلامک سنٹر
فیصل مسجد و دعوۃ اکیڈمی انٹرنیشنل
اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

دوسرا مکتوب

محترمی و مکرمی پروفیسر محمد یوسف فاروقی / مختار الحق صدیقی صاحبان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں ابھی تک ایسا کوئی شعبہ افتاء کا قائم نہیں ہوا ہے۔ جو لوگوں کے بھیجے ہوئے مختلف سوالات کے جوابات لکھے اور فتوی جاری کرے۔ نہ ہی یہاں کوئی مفتی کی پوسٹ ہے اور نہ ہی کسی پروفیسر کی ذمہ داری لگادی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے استفتاء بھیجے پر

فتوی جاری کر لیا کریں۔

لہذا معذرت کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ ہم فتوی لکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اس مقصد کے لئے آپ ملک کے مشہور دینی مدارس سے رجوع کر سکتے ہیں جو بڑے بڑے شہروں میں عالمی شہرت یافتہ مدارس ہیں اور جہاں باقاعدہ فتوے کا شعبہ قائم ہوتا ہے اور مفتی صاحبان یہ فرائض انجام دیتے ہیں۔

فضل ربی مہتمم اسلامک سنٹر
فیصل مسجد دعوۃ اکیڈمی انٹرنیشنل
اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

گستاخ کے حامی علماء کی دو رُخی پر مشتمل فتاویٰ کی فوٹو کاپیاں

آزاد کشمیر میں دیوبندی مکتبہ فکر اور تبلیغی جماعت میں نمایاں حیثیت اور خاصی اہمیت کے حامل مولوی یوسف آف پلندری کے گستاخ کی حمایت میں فتویٰ کی فوٹو کاپی



تبلیغی جماعت کے علمی مرکز جامعہ اشرفیہ اچھرہ لاہور کے مہتمم ذوالوجہین مولوی عبدالرحمٰن اشرفی کی مولوی یوسف آف پلندری کے فتویٰ کی توثیق اور گستاخ کی حمایت کی مکروہ کوشش کی فوٹو کاپی



سوال .....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب صحیح مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی درکن نظر یاتی کونسل
مقام نوشہرہ صوبہ سرحد کے مرتبہ ہیں
کا بیان مبنی بر استدلال ہے میں اسکی تائید کرتا ہوں۔
احقر عبدالرحمٰن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور
6-7-91

گستاخ کی "حدیث شریف پر حملہ کے حوالہ سے ایک واضح اور صریح غلطی" پر جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ جس میں اسے گنہگار ٹھہراتے ہوئے توبہ لازم قرار دی۔
اس فتویٰ پر بھی مولوی عبدالرحمٰن اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ کی تائید و توثیق اور دوسرے چہرے کی فوٹو کاپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درجہ ذیل مسائل کے بارے میں علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں

مسئلہ نمبر ۱ ۔۔ ایک شخص کہتا ہے کہ احادیث مبارکہ بیاروں کی ساری ظنی ہیں

مسئلہ نمبر ۲ ۔۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اصول فقہ کی کتب میں اخبار احاد کا یہ مسئلہ اصول ہے

مذکورہ دونوں مسئلوں کے قائل کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں حکم سے مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) اس شخص کا یہ کہنا کہ احادیث مبارکہ بیاری کی ساری ظنی ہے غلط ہے احادیث متواترہ تو بالاجماع قطعی ہیں اور اخبار آحاد بھی جب محتف بالقرائن ہو جاتی ہیں وہ بھی مفید الیقین بن جاتی ہیں ومثلہ اجابوا عما کان یدعی اصول قبا بوجہ استدارۃ الی الکعبۃ فی صلوٰتھم بخبر الواحد مع أن قبلتہم کانت ثابتۃ بالقاطع فلم یکن التحول عنہ اجابۃ الا بالقاطع ولم یوجد غیر خبر الواحد وھو الجواب أنہ کان عندھم خبر من قبل أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان یوجہ الی البیت وانہ یقلب وجھہ فی السماء وطمأنی الوحی وان ربہ سیساوح إلی ما یرضاہ حتی اذا بلغہم ممن وثقوا بہ واجتنب خبر بالقرائن اذعنوا بہ وعلموا أن ربہ ولاہ وحصل لھم الیقین بتلک الاحتفافات صار یفید الیقین لان الخبر

بعد ما کان ظنیا من اصلہ اھ فقہ (اباری ص ۱۶۱) بہرحال

تمام احادیث کے بارہ میں ظنیت کا حکم لگانا غلط ہے۔

(۲) اگر نماز کی جماعت قلم یا سہواً کر چکا ہو اور بعد از علم و درس پر مصر نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں اور اگر قصداً کر چکا ہو اور حقیقت حال کی وضاحت کے بعد بھی وہ درس پر مصر ہو تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اسکیلئے درس سے توبہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

واضح رہے کہ یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جو منکر حدیث نہیں اور اگر وہ اصلاً حدیث کا منکر ہو اور تمام احادیث کا یا ان کی حجیت کا انکار کرتا ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے واللہ اعلم

خادم الحدیث والافتاء

رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

المفتی حمید اللہ جان

جامعہ اشرفیہ فارع فیروز پور روڈ

۱۱-۱۰-۲۰۰۷ھ

غیر مقلد وہابی مولوی فضل ربی دعوت اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد کا گستاخ کی کتاب پر فتویٰ دینے سے معذرت نامہ جس میں وہ فتوی نویسی کی پوزیشن میں نہ ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

Dawah Academy
International Islamic University, Islamabad, Pakistan

أكاديمية الدعوة
الجامعة الإسلامية العالمية، إسلام آباد، باكستان

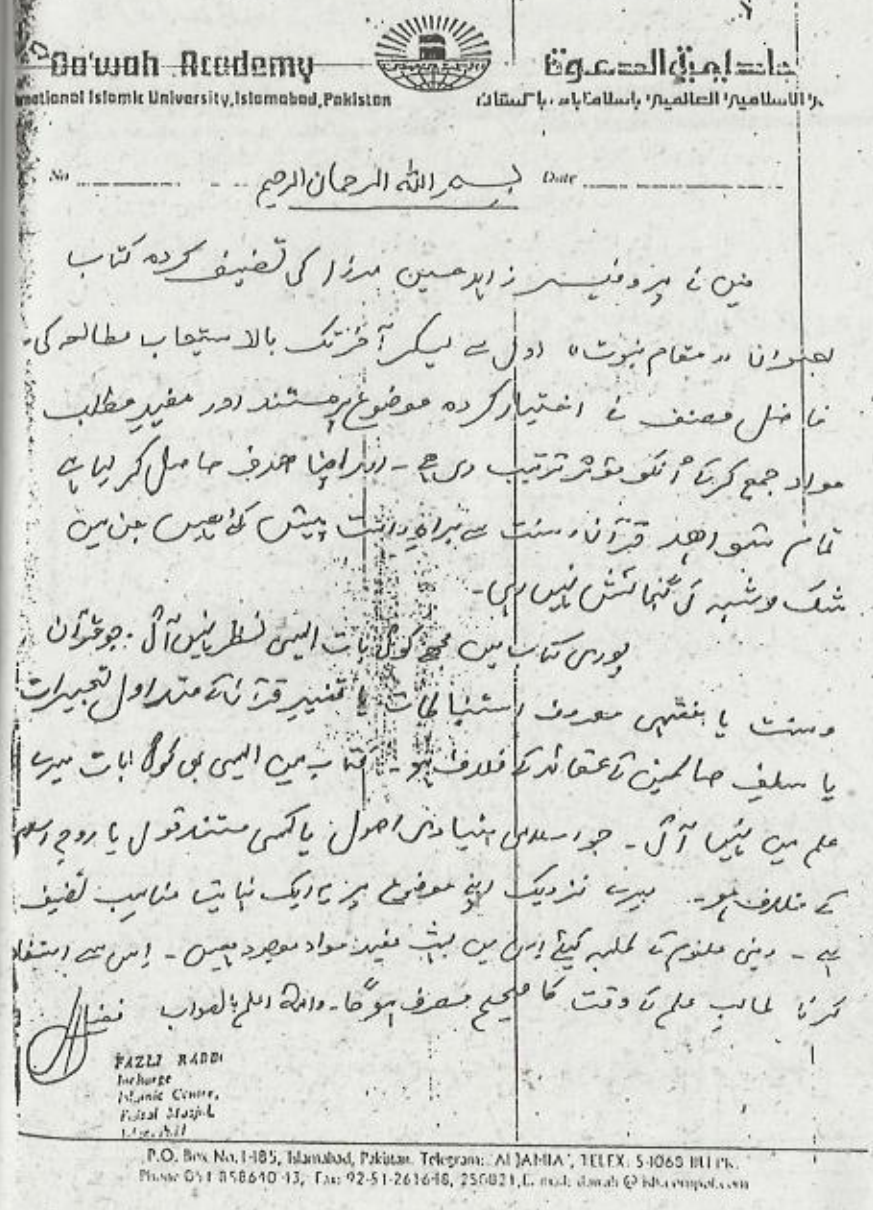
محترمی و مکرمی پروفیسر محمد یوسف فاروقی / مفتی الحق صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ مذکورہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں اب تک ایسا کوئی شعبہ افتاء قائم نہیں ہوا ہے جو لوگوں کے بھیجے ہوئے مختلف سوالات کے جوابات لکھے اور فتوے جاری کرے۔ نہ ہی یہاں کوئی مفتی کی پوسٹ ہے اور نہ ہی کسی پروفیسر کی ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے استفتا کے فتوے جاری کرے۔ لہٰذا بصد معذرت کسیا تھ لکھ رہا ہوں کہ ہم فتوہ لکھنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اس مقصد کیلئے آپ مکہ کے مشہور دینی مدارس سے رجوع کر سکتے ہیں جو بڑے بڑے شہروں میں عالمی شہرت یافتہ مدارس ہیں اور جہاں باقاعدہ فتوے کا شعبہ قائم ہوتا ہے اور مفتی حضرات یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ فضل

P.O. Box No. 1485, Islamabad, Pakistan. Telegram: ALJAMEA, TELEX: 54058 IIUPK
Phone 051-858610-43, Fax: 92 51 261048, 250821, E-mail: dawah@iiu.edu.pk

غیر مقلد وہابی مولوی فضل ربی دعوت اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد کا گستاخ کی حمایت وبراءت میں فتوی اور کلی تائید



Da'wah Academy — جامعۃ الدعوۃ

International Islamic University, Islamabad, Pakistan — الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ، اسلام آباد، پاکستان

No. _____ Date _____

بسم اللہ الرحمان الرحیم

میں نے ہر دو فیسر زاہد حسین مرزا کی تصنیف کردہ کتاب بعنوان "مقام نبوت" اول سے لیکر آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کی۔ فاضل مصنف نے اختیار کردہ موضوع پر مستند اور مفید مطلب مواد جمع کرنے کو تو بہت ترتیب دی ہے۔ اور اپنا ہدف حاصل کر لیا ہے تمام شواہد قرآن و سنت سے براہ راست پیش کئے ہیں جن میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی۔

پوری کتاب میں مجھ کوئی بات ایسی نظر نہیں آئی۔ جو قرآن و سنت یا بنفہم معروف استنباطات و تفسیر قرآن کے متداول تعبیرات یا سلف صالحین کے عقائد کے خلاف ہو۔ کتاب میں ایسی بھی کوئی بات میرے علم میں نہیں آئی۔ جو اسلامی بنیادی اصول یا کسی مستند قول یا رویج اسلام کے خلاف ہو۔ میرے نزدیک اپنے موضوع پر یہ ایک نہایت مناسب تصنیف ہے۔ دینی علوم کے طلبہ کیلئے اس میں بہت مفید مواد موجود ہیں۔ اس سے استفادہ کرنا طالب علم کے وقت کا صحیح مصرف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

FAZLI RABBI
Incharge
Islamic Centre,
Faisal Masjid
Islamabad

P.O. Box No. 1-185, Islamabad, Pakistan. Telegram: "AL JAMIA", TELEX: 5-1060 IIUPK.
Phone: 051-858610-13, Fax: 92-51-261648, 250821, E-mail: dawah@isb.compol.com

گستاخ کے ایک اور ہم عقیدہ وہابی مولوی محمد عیسی آف جامعہ اسلامیہ (ایف ٹو میر پور اے کے) کا گستاخ کی حمایت و مخالفت پر مشتمل فتوی جس میں وہ گستاخ کے نظریہ ء قبیحہ کی حمایت بھی کرتے اور انداز بیان کو غلط بھی قرار دیتے ہیں اور حدیث شریف کے حوالہ سے گستاخ کی عبارات غلیظہ پر شدید انکار کرتے اور اسے جاہل اور علمی بے مائیگی کا طعنہ دیتے دکھائی دیتے ہیں (فتوی کے آخری حصہ کی فوٹو کاپی)

اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

هو المصوب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

ایک تلخ حقیقت

مولوی سانسی صاحب نے اپنی کتاب میں مولوی طارق جمیل کے خطبات پر ہر نوع سے گفتگو کی مگر اہم ترین موضوع پہ مولوی طارق جمیل اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اکرام اور ملائکہ معظمین اور صلحاء امت کے بارے میں عامیانہ زبان استعمال کرتا ہے بالخصوص تقدیس الٰہی کے سلسلہ میں اس پر ہر طرف سے لعن طعن کا سلسلہ مارچ 2002ء سے ضلع منڈی بہاؤالدین سے شروع ہوکر پاکستان بھر میں زبان زد عام ہو چکا ہے پروفیسر مرزا زاہد سومناتی گستاخ کی حمائت میں فتوی دینے والوں میں ہمارے ممدوح سانسی صاحب بھی شامل تھے تو اس لئے گستاخی والا موضوع انہوں نے اختیار نہیں کیا بہر حال مولوی طارق جمیل کی بارگاہ رب العزت میں زبان درازی کی کچھ جھلک ملاحظہ ہو

تبلیغی جماعت اور معجزۂ نبوی

قال راس المحدثین و فخر ائمة المسلمین

سیدنا الامام مسلم بن حجاج رضی اللہ عنہ (باسنادہ) عن سهل بن حنیف رضی الله عنه عن النبی ﷺ قَالَ یَتِیهُ قَوم قِبَلَ المَشرِقِ مُحَلَّقَةُ رُءُ وسُهُم نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک قوم سر مارتی پھرتی رہے گی (مدینہ شریف سے) مشرق کی جانب جن کے سر منڈے ہونگے (مسلم شریف ص ۳۴۳ جلد نمبر ۱)

خوب واضح ہو کہ مسلم شریف کی اس حدیث شریف میں تین باتیں مذکور ہیں

۱۔ یتیہ قوم ایک قوم ہدایت سے محروم، منزل مقصود سے مہجور، وصول الی اللہ کی دولت سے بے بہرہ، راہِ حق کی تلاش میں بہت کوشش کرنے کے باوجود بھٹکتی اور

حیران وسرگرداں پھرتی رہے گی

۲۔قبلِ المشرق: ان کا مرکز، دارِخروج، پناہ گاہ، اڈا، مدینہ طیبہ سے مشرق کی طرف ہوگا

۳۔محلقة رؤسهم: ان کے سرمنڈے ہونگے وہ بالعموم سر منڈانے والے ہونگے

چودھویں صدی ہجری میں انگریز سرکار سے وظیفہ لینے والے (حوالہ مکالمۃ الصدرین ص) مولوی الیاس دیوبندی کی انگیخت وتحریک پر سرمنڈوں کی جماعتیں گشت پر نکلنا شروع ہوئیں تو ان کا مرکز انڈیا میں بستی نظام دین دہلی اور ریاست الور بنا اور قیام پاکستان کے بعد لاہور کے قریب رائیونڈ میں اپنا مرکز بنایا۔ یہ علاقے مدینہ طیبہ سے مشرق میں واقع ہیں

سر منڈانا ان کا معمولِ عام ہے مسنون زلفیں رکھنا ان کے معمول میں شامل نہیں ان کے چھوٹوں کی بات تو کجا ان کے بڑے بڑے بھی معرفتِ الٰہیہ کی دولت سے اس طرح کورے ہیں جس طرح کے سبحان الله العظیم، سبحان ربی الاعلی، سبحان ربی العظیم اور سبحانک اللھم کے معنی ومفہوم سے ناواقف، اُجڈ، دیہاتی عربی

زبان سے جاہل آدمی کورا ہوتا ہے مثلاً

تبلیغی جماعت کے سینہ زور مبلغ جناب طارق جمیل صاحب نے 11 جنوری 2002ء میں پنڈی بھٹیاں میں تقریر کی اور بعد میں دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ بولے

اللہ تو سامنے ہو ہم تیرے پاؤں پکڑ لیں .....ہم تیری گود میں گر جائیں .....ہم تجھے منائیں

30 مئی 2003ء کو مردان میں تقریر کی اور ان الفاظِ قبیحہ سے دعا کی تجھے منانے کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ آجا.....ہمیں اپنی گود میں لے لے.....آجا

اسی دعا میں یہ الفاظِ شنیعہ بھی بولے گئے

یا اللہ تجھے.....ہے یہ تجھے بلانے آیا ہے.....آگے بولتا ہے۔۔۔وہ کہتے ہیں کہاں ہے تمہارا اللہ.....آجا ہمارے ساتھ چل.....آجا .....ہمارے ساتھ چل.....ہمارے ساتھ چل ہمارے ساتھ چل

اسی دعا میں روتے ہوئے کہتا ہے ہمارا کوئی نہیں ہے

آگے چلتے چلتے روتے دھوتے ہوئے کہتا ہے

کتنے بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ رو رہے ہیں میرے مولا: یہ

زمین بھی رو رہی ہے، یہ گھاس کا تنکہ تنکہ بھی ہمارے ساتھ رو رہا ہے

آگے کہتا ہے

یا اللہ.....تو آ نہیں رہا اس لئے تباہی ہے.....جب تو آئے گا ہمیں پتہ ہے پھر سب کچھ ہمارا ہو جائے گا.....ابھی اعلان کر دے کہ میں آ رہا ہوں

یا اللہ.....بابل کا نمرود ایک خلیل کو جلانے والا تھا اسے بھی تو نے بچا لیا تھا ہمارے نمرودوں نے کروڑوں خلیل جلا دیئے ہیں بچے مار کھا کے ابا کو بلانے جاتے ہیں ہم بھی پلٹ کے تجھے بلانے آئے ہیں

آگے مولوی طارق جمیل دعا کے روپ میں اس طرح بکواس کرتا ہے

تو آ کے انہیں دکھا دے یا اللہ آ جا.....آ جا.....ہماری ضد مان لے---تو ہمارے سامنے ہوتا تو ہم تیرے پاؤں پکڑ لیتے ----ہم تجھ سے چمٹ جاتے---ہم ضد کرتے---ہم روتے دھوتے---ہم لوٹ پوٹ ہوتے---تیرے آگے پیچھے---یا اللہ ہم شور مچاتے---اپنے ایمان کے تصور میں تیرے ہی قدموں میں گرے پڑے ہیں---تیرا ہی دامن تھام رہے ہیں---ہمیں اپنی جھولی میں چھپا لے---ماں بھی اپنے بچے کو اپنی جھولی میں

چھپاتی ہے

آ ناں -----ہمیں سینے سے لگا---او ہمارے اللہ---اے ہمارے اللہ---

ہائے---ہمارے اللہ-----ہائے ہمارے اللہ-----ہائے ہمارے اللہ-----

آگے دعا کرتے ہوئے کہتا ہے.....کو قبول کر لے۔ان اہل شہر کو قبول کر لے--

انکی عورتوں، بیٹیوں، بیبیوں، ماؤں کو قبول کر لے--

یہ الفاظ تبلیغی جماعت کے سب سے بڑے مبلغ کے ہیں جس پر ہم نے اپنے مقالات میں مفصل گفتگو کی ہے۔سرِ دست صرف اتنا عرض کرنا مقصود ہے کہ پندرھویں صدی کے اس جاہل مطلق فی الدعا کو تقدیسِ الٰہی، تنزیہِ باری تعالیٰ، تسبیح رب العزت کا پتہ ہوتا تو یہ دعا میں ایسی واہی تباہی نہ بولتا---تبلیغی جماعت کے گونگے شیاطین نے اس کی دعا پر تبصرہ کرنا ہی نہیں ہے کیونکہ وہ اس مُہین شان باری تعالیٰ کی مقبولیت عند الرو سماء و الامراء و المیانئین و الجودھریین سے خوفزدہ ہیں۔بندہ فرقہ دیوبندیہ کے مفتیانِ کرام، شیوخ الحدیث، مناظرین اور

بالخصوص یوسف رحمانی، صفدر اوکاڑوی، سعید ملتانی، متشید ضیا اللہ گجراتی کی نسل کے زبان دراز مقررین بالخصوص مولوی سانسی صاحب اور اس کی کتاب کلمۃ الہادی کے تمام مصدیقین سے پوچھنا چاہتا ہے

سے پوچھنا چاہتا ہے کہ ... کیا مولوی رشید احمد گنگوہی ..... مولوی قاسم نانوتوی ..... مولوی اشرف علی تھانوی ..... مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی حسین احمد مدنی مولوی الیاس دیوبندی تبلیغی، مولوی زکریا سہارنپوری نے ساری زندگی جس توحید پر زور دیا ہے۔ اپنے متعلقین کو جو توحید سکھائی ہے کیا وہ یہی ہے جو مولوی طارق جمیل اُگل رہا ہے؟

یا وہ کسی اور شیطانی سوچ کا نام ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت کو شرک کا نام دیئے بغیر تسکین حاصل نہیں ہو سکتی۔

الغرض تبلیغی جماعت کی عمر بھر کی حیرانی و سرگردانی کا لُبِ لباب معرفتِ توحیدِ خداوندی سے محرومی ہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اس جامع کلام میں بیان فرمادیا

۱۔ یتیہ قوم : کہ ایک قوم ہدائت سے محروم، پھرتی ہی رہے گی

۲۔ قبل المشرق : ان کا مرکز، مدینہ طیبہ سے مشرق کا علاقہ ہوگا

۳۔ محلقة رء و سهم: ان کے سر مُنڈے ہوئے ہونگے

ان لوگوں کا دین کے نام پر دن رات محنت کرنا اور .... معرفتِ خداوندی سے محروم ہی رہنا رسول اللہ ﷺ کا جیتا جاگتا معجزہ ہے الحمد للہ علی ذالک

کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ کی پیشین گوئی کا ظاہر ہونا معجزہ نبوی ﷺ ہوتا ہے

ضمناً مولوی طارق جمیل کی گھریلو سادہ، پروقار، تعلیماتِ اسلامیہ میں ڈھلی ہوئی، تقدس کے دریا میں دُھلی ہوئی، خواتین مبلغات کے لئے نمونہ کاملہ، دینی تعلیمی ادارہ للبنات کی پرنسپل /ناظمہ، مهتممه کا حال پاکستان کے موقر ترین اخبار روزنامہ نوائے وقت کی 25 جولائی 2007 اشاعت میں ملاحظہ ہو

نوٹ: اسی تاریخ کو یہی خبر روزنامہ جنگ کی بھی زینت بنی





معروف بیوٹی پارلر سے طارق جمیل کی اہلیہ اور بھابھی کے زیورات چوری

ممتاز عالم دین کی بھابھی اور اہلیہ کے فشل کے دوران ملازماؤں نے پرس غائب کرلئے، پارلر کی مالکہ بیرون ملک چلی گئیں

لاہور (محمد اعظم چودھری) ایم ایم عالم روڈ گلبرگ میں معروف بیوٹی پارلر ڈیلکس سے ممتاز عالم دین طارق جمیل کی اہلیہ اور ان کے بھائی ممتاز کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر طاہر کمال کی اہلیہ کے لاکھوں روپے کے زیورات اور نقدی چوری ہوگی ہے گلبرگ پولیس نے مقدمہ

(بقیہ صفحہ 8 نمبر 4)

بقیہ 4 | بیوٹی پارلر

کرلیا ہے معلوم ہوا ہے کہ 20 جولائی کو طارق جمیل کی اہلیہ صفیہ بی بی اور مولانا کی بھابھی ڈاکٹر عائشہ طیبہ خاکوانی فیشل کروانے کے لئے ڈیلکس بیوٹی پارلر گئیں جہاں سے ان کا ایک پرس چوری ہوگیا ڈاکٹر عائشہ کے مطابق اس پرس میں 2 عدد طلائی کڑے، ایک چوڑی جھمکا کا نٹا، ایک چین، ایک عدد ٹاپس ایک جھومر اور دیگر زیورات کے علاوہ 80 ہزار نقد موجود تھے۔ ڈاکٹر عائشہ نے الزام لگایا ہے کہ ڈیلکس کے سٹاف نے فیشل کے بہانے دونوں خواتین کی آنکھوں پر کپڑے ڈال کر ان کا پرس غائب کرلیا گلبرگ پولیس نے ڈاکٹر عائشہ کی درخواست پر مقدمہ درج کیا کیس مقدمے میں بیوٹی پارلر کی مالکہ مسرت مصباح کو نامزد کرنے کی بجائے 2 ملازم لڑکیوں کو نامزد کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لیڈی پولیس کی بجائے مرد پولیس اہلکاروں نے بیوٹی پارلر پر چھاپہ مارا اور وہاں کام کرنے والی خواتین کو ہراساں کیا گیا۔ باذوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈیلکس کی مالکہ مسرت مصباح مدعی پارٹیوں اور مذہبی رہنماؤں سے خوفزدہ ہو کر گذشتہ رات ملک سے باہر چلی گئی ہیں

گلبرگ مولانا طارق جمیل کی اہلیہ کے بیوٹی پارلر سے غائب ہونے والے زیورات نہ مل سکے

لاہور (کرائم رپورٹر) گلبرگ میں ایک بیوٹی پارلر سے طارق جمیل اور ڈاکٹر طاہر کمال کی بیویوں کے زیورات نہ مل سکے

بقیہ 6 | زیورات نہ مل سکے

گلبرگ پولیس کے مطابق تفتیش ویمن انویسٹی گیشن پولیس کے پاس چلی گئی ہے جبکہ ویمن انویسٹی گیشن پولیس کے مطابق ابھی تک تفتیش ان کے پاس نہیں آئی

نوٹ: اہل محبت اور اصحاب اخلاص سے اس کی اشاعت عام کرنے کی درخواست ہے

قاری محمد مبشر حسین نقشبندی 0333 4655574

خمناً مولوی طارق جمیل کی گھریلو سادہ، پروقار، تعلیماتِ اسلامیہ میں ڈھلی ہوئی، تقدس کے دریا میں دھلی ہوئی، خواتین مبلغات کے لئے نمونہ کاملہ، دینی تعلیمی **ادارہ للبنات کی پرنسپل/ناظمہ، مہتممہ** کا حال پاکستان کے موقر ترین اخبار روزنامہ نوائے وقت کی 25 جولائی 2007ء اشاعت میں ملاحظہ ہو

معروف بیوٹی پارلر سے طارق جمیل کی اہلیہ اور بھابھی کے زیورات چوری

ممتاز عالم دین کی بھابھی اور اہلیہ کے فشل کے دوران ملازماؤں نے پرس غائب کرلئے، پارلر کی مالکہ بیرون ملک چلی گئیں

لاہور (محمد اعظم چودھری) ایم ایم عالم روڈ گلبرگ میں معروف بیوٹی پارلر ڈیلکس سے ممتاز عالم دین طارق جمیل کی اہلیہ اور ان کے بھائی ممتاز کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر طاہر کمال کی اہلیہ کے لاکھوں روپے کے زیوارات اور نقدی چوری ہوگی ہے گلبرگ پولیس نے مقدمہ درج (بقیہ صفحہ 8 نمبر 4)

کرلیا ہے معلوم ہوا ہے کہ 20 جولائی کو طارق جمیل کی اہلیہ صفیہ بی بی اور مولانا کی بھابھی ڈاکٹر عائشہ طیبہ خاکوانی فشل کروانے کے لئے ڈیلکس بیوٹی پارلر گئیں جہاں سے ان کا ایک پرس چوری ہوگیا ڈاکٹر عائشہ کے مطابق اس پرس میں 2 عدد طلائی کڑے، ایک جوڑی جھمکا کا نٹا، ایک چین، ایک عدد ٹاپس ایک جھومر اور دیگر زیورات کے علاوہ 80 ہزار نقد موجود تھے۔ ڈاکٹر عائشہ نے الزام لگایا ہے کہ ڈیلکس کے سٹاف نے فشل کے بہانے دونوں خواتین کی آنکھوں پر کپڑے ڈال کر ان کا پرس غائب کرلیا۔ گلبرگ پولیس نے ڈاکٹر عائشہ کی درخواست پر مقدمہ درج کیا

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی
مزیل التباس و موضح اثر ابن عباس مسمّٰی بہ

تحذیر الناس ۱۳۵۵ھ

باہتمام

(احقر) محمد علی مالک کتبخانہ امدادیہ دیوبند نے

بمبئی جوب برقی پریس دہلی سے طبع کرا کر

کتبخانہ امدادیہ دیوبند سے شائع کیا

یہ رسالہ ہر قسم کی اسلامی دینی و غیر دینی کتب نہایت ہی ارزاں قیمت پر یہاں طلب کریں
کتب خانہ امدادیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباسؓ جو درمنثور وغیرہ میں ہے ان للہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وعیسیٰ کعیساکم ونبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقے میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم تمام آنحضرت صلعم کے بنوں[1] کر اولاد آدم جس کا ذکر وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو متحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول مضمون خاتم النبیین مفہوم

[1] یعنی آیہ کریمہ میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲

کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام[1] کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا
بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں کما قال فہم پر
روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ
وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح
ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسیکو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا
کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور عدد و قامت و شکل و رنگ و حسب و
نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو
ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکر
اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں اعتبار نہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سدّ باب ابتداع
مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعویٰ کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہو
پر جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور جملہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں کیا تناسب
تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہے کہ اس قسم کی بیربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سدّ باب مذکور منظور
ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنا بر خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانے اور
سدّ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف
بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا
لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہ ہونا مثال درکار ہو تو لیجئے دیوار
دکھسا اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری
غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو
وہی موصوف بالذات ہوگا اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہو گا
الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے [illegible]
خدا کے نہو سو جو اگر ہے تو یہی ہے کہ تمام ممکنات کا وجود اور کمالات وجود [illegible] عرضی یعنی بالعرض

[1] یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اس واسطے [illegible] یعنی یا وہم کے خیال

ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کیطرف محتاج نہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا
کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپکے زمانہ میں بھی اس نسبین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں
کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور
آپ پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو علم کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن البشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ
علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ
ہی کی نسبت خاص نہوگا بلکہ اگر بالفرض آپکے زمانے میں بھی نہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا
خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اسبات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل
کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے اسی طرح اطلاق لفظ شہین جو آیۃ اللہ الذی خلق سبع
سموات و من الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن ..... میں واقع ہے اس بات کو
مقتضی ہے کہ سوا تبائن ذاتی ارض و سما جو لفظ سموات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان
دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استظہار ہے اور نیز علاوہ اس تبائن کے جو بوجہ اختلاف
لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ بجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متصور
اور بالالتزام مستثنیٰ نہ ہو جمیع الوجوہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہئے سو اس میں سے مماثلت
فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم
ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام
احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی
تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابی ہریرۃ قال بینما نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال
ہذہ العنان ہذہ روایات الارض یسوقہا اللہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون
ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرفیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم
قال ہل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمسمائۃ عام ثم
قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمسمائۃ سنۃ
ثم قال ذلک حتی عد سبع سموات ما بین کل سمائین ما بین سماء الی سماء ثم قال ہل تدرون ما فوق
ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین [illegible] بعد ما بین السمائین ثم قال ہل

اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھکر انکار ہیں تو تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی نہیں اقرار
ہیں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسیطرح اور زمینیں ہوں تو
تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ وقعت نہوگی نہ کسی آیۃ کا تعارض نہ کسی
حدیث سے معارضہ رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر مذکور کو
باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں
بر تقدیر خاتمیت زمانی آثار اثر مذکور میں قدر نبوی صلعم پر کچھ افزایش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر
آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا
ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی
اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی
حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائیگی اور اگر در صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے
وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ
سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانے سے انکار نہوسکے گا جو ہاں
کے محمد صلعم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت
لیجئے جیسا اس سمجھ ان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں
سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی
افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد
زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ
آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ
ثبوت اثر مذکور دونا ثبت خاتمیۃ ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائیگا
یہ اثر شاذ یعنی مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب زعم مشکل
اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام
بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت غامضہ خفیہ
قادحہ فی الصحۃ نہیں ورنہ شاذ ہونا تو یہی تھا کہ مخالف جماعہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی
تب بھی تھی اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں
کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر جب تک

ہر قسم کی کتب و مصانیف علمائے دیوبند خریدتے وقت مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یوپی یاد رکھیے

اللہ ثم علیہ یوم القیامۃ

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

جسکو

مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے

باہتمام خاص اپنے

لتبخانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتب قرآن مجید ملنے کا پتہ مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند
عالم کھیل مترجم و غیر مترجم قاعدے سپارے

ملعون ہے لاذہم بھی کہتے ہے نتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے ترمذن کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے یہ عقاید بیشک کفریہ
عقائد ہیں مگر خانصاحب کا یہ فرمانا کہ بعض علمائے دیوبند ایسا اعتقاد رکھتے یا کہتے ہیں یہ غلط ہے افترا ہے۔ بہتان ہے،
جب ہم ان عقائد کو کفر اور ارتداد کہتے ہیں تو ہم انکے معتقد کیسے ہو سکتے ہیں۔ نہ یہ کلمات کفریہ ہم نے کہے، نہ ہمارے
بزرگوں نے نہ ایسے مضامین خبیثہ ہمارے قلب میں آئے ہم تو ایسے شخص کو جسکا یہ اعتقاد ہو قطعی کافر جانتے ہیں رہیں
وہ عبارات جن کی طرف ان مضامین خبیثہ کو منسوب کرتے ہیں۔ انکا مطلب صاف ہے جو ان مضامین کے بالکل مخالف
ہے۔ اب یہ سوال کہ پھر خانصاحب نے ایسا کیوں کیا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ بھی تیرھویں صدی کے فرضی مجدد
ہی ہونے کے مدعی تھے۔

مشاہیر مجددین کا یہی حال ہوتا ہے مرزا صاحب نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہا، خانصاحب
نے اپنے تمام مخالفوں کو کافر کہا، مدۃ العلما ہوا کہیں جو شریک ہو جو اسکا ممبر ہو جو کسی ندوی سے سلام کرلے وغیرہ وغیرہ
سب کافر ہو جاوے وہ کافر، غیر مقلد وہابی کافر، دیوبندی سب کافر غرض جو انکا ہمخیال نہیں وہ کافر حتی کہ خود کافر مرید کافر اس کے
پیر بھی کافر کفر کی مشین گن ہی جو ہوئی مگر چند بلقان میں شریک نہ ہوئے تحریک خلافت میں شریک نہ ہوئے بلکہ
جو شریک ہو وہ کافر اب میں زیادہ کچھ عرض نہیں کرتا سمجھنے والے خود سمجھ لیں کہ جو امر مسلمانوں کی بہبودی کا ہوا
خانصاحب نے کفر سے درے تھہرایا ہی نہیں مولوی عبدالباری صاحب ایسوں ایک وجہ سے کافر اور جب مولوی ریاست
علینا نقشبندی شاہجہانپوری سے گفتگو ہوئی تو وہ چار وجہ بھی مشکوک سی ہی رہ گئیں دار و غہ جہنم ہی جو تیرے آگے مقدر
مرید ہیں وہ اب جو کر رہے ہیں۔ وہ معلوم ہے۔ غرض کوئی محبوب ہی اس پردہ زنگاری میں بڑے مجدد اور چھوٹے مجدد
ایک ہی تھیلی کے بٹے معلوم ہوتے ہیں کسی ایک ہی ابرو کے تیر کے شکار ہیں دونوں کی غرض بھی معلوم ہوتی ہے کہ دنیا
میں ہوا ہے اُن کے اذناب کے کوئی مسلمان نہ رہے اور وہ جیسے مسلمان ہیں معلوم ہے ان مضامین کی تشریح دیکھنی ہو تو ملاحظہ ہو۔
الصواب المدلل لمن توقف فی اخبار تکفیر الخوارج عما الحق فی اضیۃ الاکابر۔ تو صحیح البیان فی حفظ الایمان
تعلم الوتین من تقولوا علی المخلصین۔ المختم علی لسان الخصم وغیرہ یہ مسئلہ تو بیان ہی آگیا ہے

اصل بات یہ عرض کرنی تھی کہ بریلوی تکفیر علمائے اسلام کا مرزا صاحب اور منکرین کو کافر کہنا یہیں زمین و آسمان کا
فرق ہے اب پھر کسی کو نہ لانا۔ اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ
انہوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر لازم علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے
جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے

بیان خاصیت دلیل جواز نہیں۔ فافہم ولا تزل واللہ اعلم فقط

جواب سوال سوم ۔ مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل
قائم نہ ہو، وہ اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموٰت
والارض الغیب الا اللہ اور لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم
بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو جا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے
کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی
وامتی و ربی کہنے سے نہی۔ اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم
الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق
وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے
سبب ہیں بلکہ خدا یعنی مالک اور معبود یعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا، اور جس طرح آپ پر عالم
الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی
حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں
پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب
ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں نعوذ باللہ منہ، تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل
متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام مروجہ صدائیں بھی خلاف
شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کو حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو مدیافت طلب یہ امر ہے کہ اس
غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی بھی کیا
تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر بچے و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی
حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو
چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کچھ ہوں
کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں دوسرے بلکہ انسان کی بھی
خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں فرق
بیان کرنا ضروری ہے اور اگر تمام علوم غیب ہمراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ
رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اے لوگو! تحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے

الحمد للہ العلی الاعلیٰ کہ کتاب "جواب باحی رسوم وبدعا
دافع اوہام وظلمات محلی بنیج لامعہ موشی بدلائل نافعہ اعتی

البراہین القاطعۃ

۱۳۸۲

علی

ظلام الانوار الساطعۃ

الملقب

بالدلائل الواضحۃ

علی

کراھۃ المیروخ من المولود والفاتحۃ

۱۹۶۲

بامر حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف رأس الفقہاء والمحدثین تاج العلماء الکاملین جناب مولانا
رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ

باھتمام۔ مختار علی ابن محمد علی

کتب خانہ مدادیہ دیوبند یوپی انڈیا

لاکھوں کروڑوں درود اس امام رسل کی روح پر فتوح پر جسکے فیض تعلیم وہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مردگانِ غفلت کی ارواح کو فاتحہ ودرود سے راحت رساں پاتا ہے اللھم اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف الرحیم

اما بعد:۔ اہل اسلام کو اپنی اس حالت نازک پر رونا چاہیئے کہ اسلام ایک گل پژمردہ کی طرح ہمہ قسم اختلافات بیجا سے آناً فاناً کملایا جاتا ہے۔ اور عناد وفساد ایک تند باد شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اٹھا چلا آتا ہے نہ زبانیں سچی نہ سینے صاف سیکڑوں مفسد ہزاروں اختلاف کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جس کی شان عالی یہ ہے من اصدق من اللہ حدیثا اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے

کر کے تمدح کر کے داد چاہتا ہے اور ہر فہم وداشش وعلم چند جہلای تحسین پر اپنے جامہ میں نہیں سماتا چنانچہ خود تحریر رسالہ گواہ اس دعوے کی ہے لہٰذا خوب روشن ہو گیا اور مثل آفتاب نیمروز کے واضح ہوا کہ مؤلف اس کا مولوی عبدالسمیع رام پوری ہے جو میرٹھ میں برمکان شیخ الٰہی بخش مرحوم رہتا ہے کہ اس نے ابتدائے طفلی سے رسائل مبتدعین کو جمع کر کے یہ مکدا ہیہ ہم پہنچایا، اور بادجود یکہ خدمت جناب مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی ------- اور مولوی حکیم نامی صاحب انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہم میں یہ بضاعۃ مزجاۃ علم بے فہم کی حاصل کی تھی ان کو بھی مع علماء متقدم ومتاخر کے نشانِ سہام طعن وشتم بنایا، اس وجہ سے زیادہ تر موجب ملال تعجب کا ہوا۔ چونکہ جہلاء ضلال اس کتاب پر ناز کرتے ہیں اور خود مؤلف بھی اس تار عنکبوت کو حصن حصین تصور کرتا ہے اس کی حقیقت جہل کا کشف کو ضروری جانا کہ مؤلف کو مبلغ اپنے علم وفہم کا واضح ہو جاوے اور ہر ناظر پر کیفیت مؤلف کی اور استعداد ولیاقت اس کی ہویدا ہو جاوے، اور اس تراوِ نوارِ ساطعہ کا نام البراھین القاطعۃ ..... علی ظلام الانوار الساطعہ، رکھا گیا اور اس رد میں لفظ مؤلف سے مراد مولوی عبدالسمیع رام پوری ہووے گا اور عجیب ہے وہ عالم کہ جس کے جواب پر مؤلف نے بحث شروع کی ہے، اور اس جواب میں مقاصد مضامین اس رسالہ کا ابطال اور حاصل مراد مؤلف کا قلع کیا گیا ہے اور اس کے الفاظ وعبارت کی غلاطات اور ہفوات وخرافات کا جواب اور سب طعن کا انتقام اور جملہ جملہ کا افساد وابطال بسبب خوف وطوالت کے ترک کیا گیا ہے۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ پس بغور ملاحظہ طلب ہے۔ کہ مؤلف کے جملہ مطالب کو نسبت دنابود واوز جمیع قبائح ومفاسد کو باختصار تمام مشائین ومشہور باذنہ تعالیٰ کر دیا گیا ہے کہ تھوڑی فہم والا بھی اس تالیف ومؤلف کی قدر پر مطلع ہو جاوے گا۔ واللہ ولی التوفیق وعلیہ الاعتماد وبیدہ ازمۃ الحق والتحقیق۔ قولہ کو کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ الخ اقول:

مسئلہ خلف وعید قدماء میں مختلف فیہ ہے امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید یا جائز ہے کہ نہیں چنانچہ درمختار میں ہے ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر فی الوعد والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لایعد نقصا بل جود اوکرما الخ (خلف وعید جائز ہے کہ نہیں ظاہر تو یہ ہے کہ اشاعرہ اس کے قائل ہیں ..... اس وجہ سے کہ وہ اس کو نقص نہیں شمار کرتے بلکہ بخشش اور کرم تصور کرتے ہیں) ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے پس اس طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے یا ہاں حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل بیدادگر نے پر قادر نہ ہونا آج تک کسی اہل علم نے نہ کیا تھا۔ جیسا کہ اس شیخ زہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے اور عجز قادر مطلق کے معتقد ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا۔ اس پر مؤلف کو افسوس اور عبرت نہ ہوئی پس یہ اجرا لائق دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ ٹھیرا

لہ اختلاف کی آندھی سے اہل بدعت سے گالی گلوچ کے ذروں کا اشتباہ سے گمراہ جاہل سے مکڑی کا جال سے مضبوط قلعہ سے ظاہر شد مقام

ہ واضح سے تیرہویں صدی کا ہے اقرار کرنے والے

اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہے اور مشکوٰۃ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت کے سرہانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتی میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو طبرانی اور ابن مندہ سے اس میں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کے کسی طرف مجھ کو توجہ نہ ہوات اور دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے کو اس قدر نہیں جانتے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے، دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے مگر جس کو اللہ نے بچا لیا بعد اس کے لکھا ہے ذا فذہ علی ذلک فھا اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا انتہی کلامہ۔ اب عالم اجسام محسوسہ میں اس کی مثال سنیئے، کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک آبادی دنیا کی سیر کرے جہاں جاوے گا چاند کو موجود پاوے گا اور سورج کو بھی پاوے گا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ وجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود بتائے قاعدہ سے چاہیئے وہ کافر ہو جاوے کہ اس نے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر خاصہ مسلمان ہے پس اسی

حضرت خضر کو ملاکس سے زیادہ پر قدرت نہ تھے اور حضرت موسیٰ کو باوجود افضلیت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر مفضول کی برابر اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے پس آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت و سعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی نقص یا زیادہ اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل کا کام نہیں اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کب قابل التفات ہوگا دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہے پس اس کا خلاف کس طرح قبول ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب قول مؤلف کا مردود ہوگا خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں (لعلہ اودری مایفعل بی ولا بکم الحدیث) اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ محبوب اور کے کچھ کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر رائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگر چہ فاسق ہوں اور خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کی برابر تو علم غیب برزعم خود ثابت کر دیوے اور مؤلف خود اپنے زعم سے بیت بنا الکمل الایمان ہے تو شیطان سے ضرور افضل ہوگا فعلم من الشیطان ہوگا معاذ اللہ مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکالنا کسقدر دور از علم و عقل ہے۔ اب حاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک مشرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب

ف۱ جس کسی کو فضیلت حاصل ہوئے مرتبہ دلائل سے۔ ف۲ شیطان سے بڑا عالم۔

ہوئی یا نہیں۔

جواب - حرام شرعاً حرام ہے کسی کی خاطر داری سے کرنا حرام جانکر بھی فسق اور حرام ہے ہرگز نہیں چاہیئے معصیت میں کسی کی رضا درست نہیں۔ فقط

اشرف علی عفی عنہ ۱۳۰۱

بعد دفن مکان میت پر فاتحہ کا حکم

سوال - بعض لوگوں میں دستور ہے کہ جسوقت میتؔ کو دفن کر کے آتے ہیں اسکے گھر والے اسوقت فاتحہ پڑھتے ہیں یہ فعل فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جواب - اس فاتحہ کا ثبوت کچھ نہیں فقط کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

میلاد مروجہ کا حکم

سوال - زید نے بکر سے دریافت کیا کہ مجلس میلاد مروجہ حال جائز ہے یا نہیں اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے بکر خود بھی مجلس میلاد کرتا تھا اور آئندہ سال کو ارادہ بکر کا بھی ترک مجلس کا تھا بخیال اسکے کہ خرچ ہوتا تھا اور اپنے اعتقاد میں ناجائز جانتا تھا مگر منع کرنا مجلس کا بوجہ اسکے تھا کہ اس وجہ سے کوئی مجھ کو طعنہ نہ دیویگا جبکہ میں اس مجلس کو نہ کرونگا بہانہ شرع کا ہو جاویگا اور خود نہ شریک ہونا مجلس کا اس وجہ سے ترک کیا کہ لوگ معترض ہونگے اول تو ان خیالات سے مانع ہوا بعدہ بہ نیت خالصاً للہ مانع ہوا لہٰذا اس سبب سے بکر کو ترک بدعت سابق و حال و انکار بدعت سے ثواب ہوگا یا نہیں اور باعث ریا تو نہیں ہے۔

جواب - بہر حال گناہ سے محفوظ رہا جب سے قصد ترک کیا بہتر ہوا کہ بعزم ترک گناہ کا ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱

کس رسم میں شرکت جائز نہیں

سوال - جس رسم میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔ (مرسلہ میر محبوب علی صاحب دہلی درویہ کلاں)

جواب کسی رسم اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساتواں اور مولود سنت[1] نہیں ہے۔

محرم میں کیا کیا کام ممنوع ہیں

سوال - محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب - محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت

---

[1] جلد سوم مولوی محمد یحییٰ صاحب ۱۲ [2] قال الشیخ علی متقی فی ردبدات التذکیر بدعۃ ولا جتماع علیھا بالقرآن علی الجہت بالخصیص فی العشرۃ والمساجد وغیرہ بدعۃ مذمومۃ انتہی ۱۲ [3] قال فی الاصل الصفار سئل بعض ذکر مقتل الحسین فی یوم عاشورا ابجزام لا قال اون ذلک من شعار الروافض ۱۲

بلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام[1] ہیں فقط

اہل میت کے یہاں فاتحہ پڑھنے اور جوڑا دینے کا حکم

سوال حسب مروجہ دستور برادری اہل میت کے یہاں جاکر فاتحہ پڑھنا اور بکری جوڑا دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ سب امور بدعت اور نادرست ہیں البتہ صرف تعزیت کے لئے جانا درست ہے اگر دفن کفن میں شریک نہ ہوا ہو فقط

صلوۃ معکوس دفنیہ

سوال۔ صلوۃ غوثیہ جو اکثر عوام پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور صلوۃ معکوس وصلوۃ ہول بھی جائز ہے یا نہیں۔ (از حافظ عبدالرحیم صاحب)

جواب۔ صلوۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں۔ بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوۃ ہول کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں فقط رشید احمد عفی عنہ

محفل میلاد مشروط کا حکم

سوال۔ محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

جواب۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے فقط

میت کو بلا قید دوم ایصال ثواب میں ثواب ہے۔

سوال۔ میت کو ثواب پہنچانا بغیر تعین تاریخ کے یعنی تیجا دسواں چالیسواں نہ ہو درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ ثواب میت کو پہنچانا بلا قید تاریخ وغیرہ اگر ہو تو عین ثواب ہے اور جب تخصیصات اور التزامات مروجہ ہوں تو نادرست[2] اور باعث مواخذہ ہوجاتا ہے فقط

چالیسویں تک روٹی دینے کا حکم

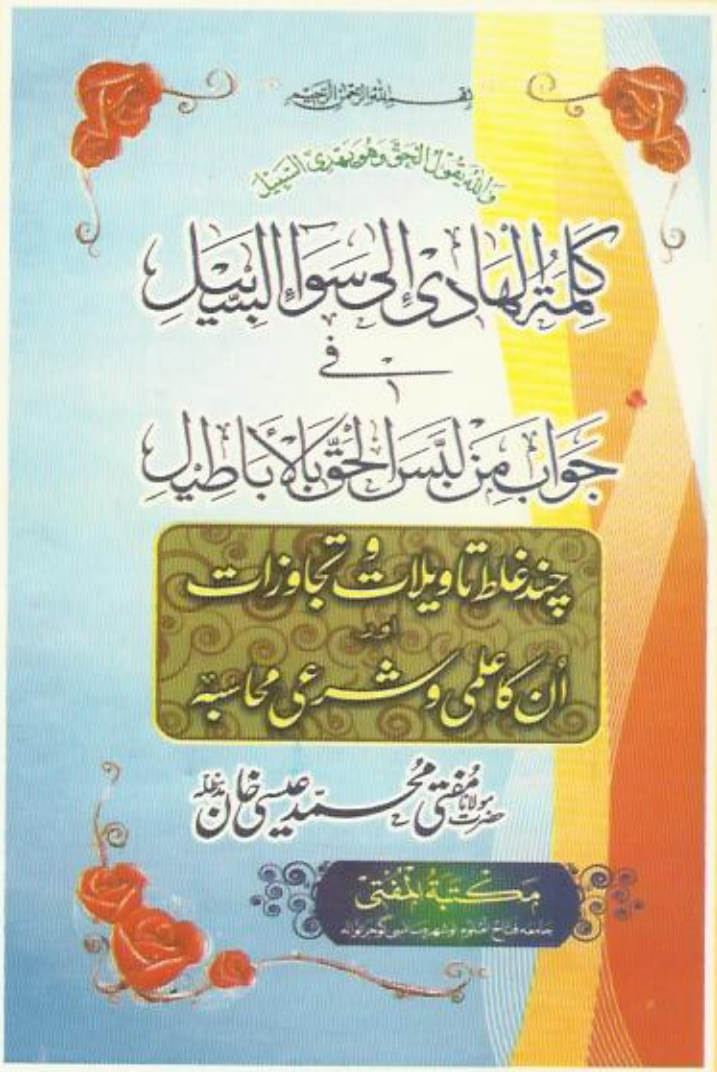
سوال۔ مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی ملا کو دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ چالیس روز تک روٹی کی رسم کرلینا بدعت[3] ہے ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہے بلا پابندی رسم وقیود ایصال ثواب مستحسن ہے فقط۔

---

[1] قولہ فی الدر مختار ۱۲ [2] مائۃ المسائل میں مفصل مرقوم ہے ۱۲ [3] فتاوی عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۰۱ میں مرقوم ہے مراد از طعام میت طعامی است کہ تا چہل روز بے خوانندو وجہ ائمت قلب اُنست کہ بیشتر از ہنگام شیوع موت میت وہم بعد ازاں خیال سرانجام این طعام وتقسیم آں فیما بین الاقربا یا باسکان مساجد دائمگیر خاطر بیشود کسانیکہ این طعام بانجا میرسد از وقت موت متوقع وچشم دوختہ برین طعام مے باشند مقصود شرع آں نیست کہ از موت میت عبرت گیرند وبند پذیرند وقت تفکر آخرت مشغول نشوند واز غفلت ہوشیار نشوند واین مقصود ازین صورت بالکلیہ مقصود میگردد ونیز در حدیث صحیح آمدہ است وقد صحاح ستہ موجود است ہیں قدر است کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام المیت الخ ۱۲

کتاب کلمة الهادی کا سرورق (ٹائیٹل)



ادارۂ اشاعت العلوم

کیا اِن لوگوں کو آپ پہچانتے ہیں؟

آجکل ہر جگہ یہ بات موضوعِ بحث بنی رہتی ہے کہ وہابی دیوبندی کون ہیں ؟۔ اور ان کے عقائد کیا ہیں ؟۔ لہٰذا ہم آپکے سامنے وہابی دیوبندیوں کے چند عقائد پیش کرتے ہیں جس سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ لوگ کون ہیں ۔۔۔

متذکرہ ذیل عبارتیں اگر غلط ہیں تو ان کی تمام وہابی، دیوبندی علماء ان عبارات سے اپنی برأت ظاہر کریں

عقیدہ (۱)	غیب کی باتوں کا علم جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم زید و عمر بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو بھی ہے (معاذ اللہ) منہ الایمان، منہ نثر الفوز
عقیدہ (۲)	حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا (معاذ اللہ) تحذیر الناس ص ۳ مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند
عقیدہ (۳)	نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بھی برا ہے (معاذ اللہ) صراط مستقیم ص ۱۱۱ مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی
عقیدہ (۴)	ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے (معاذ اللہ) تقویۃ الایمان ص ۴۰ مولوی اسماعیل دہلوی
عقیدہ (۵)	حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا چاہیئے (معاذ اللہ) تقویۃ الایمان ص ۹ مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی
عقیدہ (۶)	حضور علیہ السلام کے بارے میں لکھا کہ میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (معاذ اللہ) تقویۃ الایمان ص ۹ مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی
عقیدہ (۷)	شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے (معاذ اللہ) براہین قاطعہ صفحہ ۳۰ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
عقیدہ (۸)	مولوی حسین علی دیوبندی نے بلغۃ الحیران نامی کتاب پر حضور علیہ السلام کا پل صراط سے گرنا لکھا اور اپنے لئے لکھا میں نہیں گرنے سے بچا لیا
عقیدہ (۹)	رسول کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں (معاذ اللہ) براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
عقیدہ (۱۰)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے واسطے سفر کرنا شرک کیطرف لے جاتا ہے (معاذ اللہ) کتاب التوحید ص ۱۰ مصنفہ محمد بن عبد الوہاب نجدی

غیرتمند مسلمان بھائیو! کیا یہ لوگ مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ کیا ان کو امام و مؤذن بنایا جا سکتا ہے ؟۔ نہیں یقیناً نہیں تو پھر ایسے جھوٹے مذہب سے دور رہنا چاہیئے،

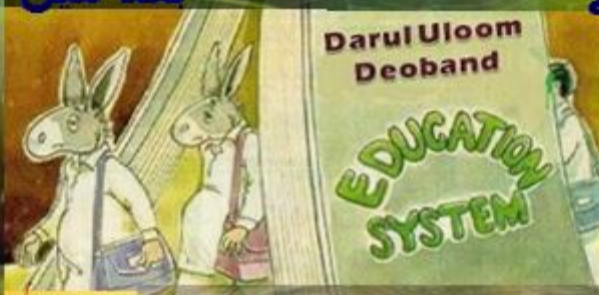
مزید تفصیل کیلئے دیوبندی مذہب وہابی مذہب کا عقائد وہابیہ نامی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں؟



تبلیغی جماعت کا فریب

بہلے بعد میں



55

تبلیغی جماعت

احادیث کی روشنی میں

علامہ ارشد القادری

★★

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

Ishaate Islam

تبلیغی جماعت

احادیث کی روشنی میں

احادیث کی روشنی میں دین و ایمان کے خلاف وقت کے ایک بڑے فتنے سے امت کو چوکنا کر دینے والی ایک تہلکہ خیز کتاب اہل حق کے لئے روح کی تسکین، آنکھوں کی ٹھنڈک، باغیوں کے سروں پر قہر الٰہی کی لٹکتی ہوئی تلوار

از

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

سلسلہ مفت اشاعت	:	۶۵
نام کتاب	:	تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں
مصنف	:	علامہ ارشد القادری
ضخامت	:	۳۲ صفحات
تعداد	:	۱۰۰۰
سن اشاعت	:	دسمبر ۱۹۹۸

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

Isha'at-e-Islam

☆ پیش لفظ ☆

زیر نظر کتابچہ "تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں" دراصل رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی کی لکھی ہوئی شہرہ آفاق کتاب "تبلیغی جماعت" سے ماخوذ ہے

زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے عصر حاضر کی ایک بدنام زمانہ وہابی تنظیم "تبلیغی جماعت" کی نشاندہی، احادیث رسول ﷺ کے ذریعے کی ہے۔

یہ کتاب جمعیت اشاعت اہلسنّت کی جانب سے شائع ہونے والی 65ویں کتاب ہے امید ہے کہ ہماری پچھلی کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی قارئین کرام کے علمی ذوق پر پورا اترے گی۔

فقط

ادارہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت علامہ ارشد القادری کی گراں قدر کتاب

"تبلیغی جماعت" کے

چند اوراق

تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں

میں نے اپنی کتاب "تبلیغی جماعت" میں تبلیغی جماعت کے متعلق جتنی تفصیلات سپرد قلم کی ہیں وہ اس بات کا یقین دلانے کے لئے بہت کافی ہیں کہ خیر کے نام پر دین میں فساد پھیلانا اور سادہ لوح مسلمانوں کا عقیدہ خراب کرنا تبلیغی جماعت کی ساری سرگرمیوں کا اصل مُدّعا ہے۔

لیکن تھوڑی دیر کے لئے واقعات و تجربات کی ان تمام شہادتوں سے الگ ہٹ کر آپ حقیقتِ حال کا ایک اور رُخ ملاحظہ فرمائیں تو حیران و ششدر رہ جائیں گے میری کتاب "تبلیغی جماعت" کے بکھرے ہوئے

صفحات پر نجد کے وہابی فرقے کے ساتھ تبلیغی جماعت کے روحانی اور مذہبی ارتباط اور فکر و اعتقاد کی یکسانیت کا حال آپ نے پڑھ لیا اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ جن کتابوں سے نجدی مذہب کے ساتھ تبلیغی جماعت کا ذہنی اور فکری تعلق ثابت کیا گیا ہے وہ خود تبلیغی جماعت کی معتمد کتابیں ہیں اس لئے ایک حقیقتِ واقعہ کو الزام کہہ کر چھپایا نہیں جا سکتا۔

اتنی بات ذہن نشین کر لینے کے بعد اب محو حیرت ہو کر یہ خبر پڑھئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے سامنے قیامت تک برپا ہونے والے جن مذہبی فتنوں کا تذکرہ فرما دیا ہے ان میں نجد کا یہ "فتنۂ وہابیت" خاص طور پر نمایاں ہے۔



پہلی حدیث

یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لیے دعا فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی شَامِنَا	خداوندا ہمارے لئے شام اور یمن میں
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی یَمَنِنَا قَالُوْا یَا	برکت نازل فرما (دعا کرتے وقت نجد کے
رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِی نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰھُمَّ	کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے) انہوں نے عرض
بَارِكْ لَنَا فِی شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا	کیا اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ! اس
فِی یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِی	پر حضور نے ارشاد فرمایا خداوندا! ہمارے
نَجْدِنَا قَالَ ھُنَالِكَ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ ھُنَالِكَ	لئے ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل
الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ	فرما پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا اور
قَرْنُ الشَّیْطَانِ	ہمارے نجد میں یا رسول اللہ (راوی کا بیان ہے
(بخاری جلد ۲ صـ ۱۰۵۱)	کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا وہ تو زلزلوں

اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

عام طور پر "قرن الشیطان" کا ترجمہ "شیطان کی سینگ" کیا جاتا ہے لیکن دیوبند کے مصباح اللغات میں اس کا ترجمہ "شیطان کی رائے کا پابند" بھی کیا گیا ہے۔ بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجد خیر و برکت کی جگہ نہیں بلکہ فتنہ و شر کی جگہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین کی دعائے خیر سے محروم ہو جانے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہمیشہ کے لیے اس خطے پر شقاوت اور بدبختی کی مہر لگ گئی۔ اب وہاں سے کسی خیر کی توقع رکھنا تقدیر الٰہی سے جنگ کرنا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ وہاں کی خاک سے کوئی ایسا شخص ضرور اٹھے گا جو شیطان

کی رائے کا پابند ہوگا یا جس طرح سورج کی پھیل جانے والی پہلی کرن کو "قرن الشمس" کہتے ہیں اسی طرح شیطان کا فتنہ بھی وہاں سے سارے جہان میں پھیل جائے گا۔

اشارۂ محسوس نجد و حجاز کا اٹلس (جغرافیائی نقشہ) سامنے رکھئے تو آپ کو واضح طور پر نظر آئے گا کہ نجد کا علاقہ مدینہ منورہ کے بالکل مشرقی سمت میں واقع ہے۔ مدینے سے سرکار مدینہ نے جن الفاظ میں اس سمت کی طرف اشارے کئے ہیں وہ ایک وفادار مومن کو چونکا دینے کے لئے کافی ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نگاہ رسالت پناہ میں نجد کا فتنہ اُمت کے لئے کس درجہ ہولناک اور ایمان شکن تھا۔ اب اس عنوان پر ذیل میں حدیثوں کی قطار ملاحظہ فرمائیے۔

دوسری حدیث صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام عند باب حفصۃ فقال بیدہ نحو المشرق الفتنۃ ھاھنا من حیث یطلع قرن الشیطان مرتین او ثلاثا۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۴)

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ کے دروازے پر کھڑے تھے وہاں سے مشرق کی طرف اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ فتنہ کی جگہ یہ ہے یہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

راوی کو شک ہے کہ یہ الفاظ حضور نے دو بار کہے یا تین بار۔

تیسری حدیث یہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے پھر مسلم شریف میں ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

قال وھو مستقبل المشرق ان الفتنۃ ھاھنا ان الفتنۃ ھاھنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔

مشرق کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اٹھے گا، فتنہ یہاں سے اٹھے گا، فتنہ یہاں سے اٹھے گا جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۳)

چوتھی حدیث پھر انہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسلم شریف میں تیسری روایت نقل کی گئی ہے۔

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیت عائشۃ فقال راس الکفر من ھاھنا من حیث یطلع قرن الشیطان یعنی المشرق (مسلم شریف کتاب الفتن ج ۲ ص ۳۹۴)

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حرم سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کفر کا مرکز یہاں ہے جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

غور فرمائیے! ان تینوں حدیثوں میں صرف مشرق کی سمت ہی کا ذکر نہیں ہے کہ اس سے نجد کا خطہ مراد لینے میں کسی احتمال کی گنجائش نکل آئے بلکہ اس کے ساتھ ہر جگہ (من حیث یطلع قرن الشیطان شیطان کی سینگ نکلے گی) کا اضافہ واضح طور پر بتا رہا ہے کہ مشرق کی سمت سے کوئی دوسرا علاقہ نہیں بلکہ خاص نجد مراد ہے کیونکہ بخاری شریف کی حدیث میں نجد کے نام کیساتھ نجد کا یہ وصف ذکر کیا گیا ہے اس لیے حدیث کی زبان میں مشرقی سمت میں وہ خطہ ہے جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی نجد کے سوا اور کوئی دوسرا خطہ نہیں ہو سکتا۔

پانچویں حدیث سیدی علامہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الدرر السنیہ میں کتب حدیث سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل

کیا ہے۔

یخرج ناس من قبل المشرق یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لایعودون فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ سیماھم التحلیق۔

(الدرر السنیہ ص ۴۹ مطبوعہ مصر)

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ دین میں پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

چھٹی حدیث

یہی علامہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث بھی کتب حدیث سے اپنی کتاب مذکور میں تخریج فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یخرج ناس من المشرق یقرءون القرآن لایجاوز تراقیھم کلما قطع قرن نشاء قرن حتی یکون آخرھم مع مسیح الدجال

(الدرر السنیہ مطبوعہ ترکی ص ۵۰)

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا جب ان کا ایک گروہ ختم ہو جائے گا تو وہیں سے دوسرا گروہ جنم لے گا یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ دجال کے ساتھ اٹھے گا۔

ایک اور سراغ

دیار نجد میں بنو حنیفہ کا وہی بدقسمت قبیلہ ہے جہاں سے شیطان کی سینگ طلوع ہوئی اور جس کی خاک سے زلزلوں اور فتنوں نے جنم لیا۔

اب تاریخ کی ایک بڑی ٹریجڈی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ دل آزار قبیلہ شروع سے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اذیت اور طبعی کراہیت کا موجب رہا ہے احادیث میں اس قبیلے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

ساتویں حدیث

علامہ دحلان نے اپنی کتاب میں کتب حدیث سے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

کنت فی مبدأ الرسالۃ اعرض نفسی علی القبائل فی کل موسم ولم یجبنی احد جوابا اقبح ولا اخبث من رد بنی حنیفۃ

(الدرر السنیہ ص ۵۲)

کہ رسالت کے ابتدائی ایام میں ہر موسم حج پر باہر سے آنے والے قبائل کے سامنے میں اپنی دعوت پیش کیا کرتا تھا۔ بنو حنیفہ کے جواب سے زیادہ قبیح اور ناپاک جواب مجھے کسی قبیلے نے نہیں دیا۔

نوٹ: واضح رہے کہ مسعود عالم صاحب ندوی کی تصریح کے مطابق وادی حنیفہ کا دوسرا نام یمامہ بھی ہے۔

آٹھویں حدیث

جامع ترمذی میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

قال مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیف وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ

(ترمذی)

انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین قبیلوں کو تاحیات ناپسند فرماتے رہے۔ ایک ثقیف، دوسرا بنی حنیفہ، تیسرا بنی امیہ۔

پہلی حدیث سے لے کر آٹھویں حدیث تک یہ تمام احادیث نجد کے فتنے کو

مختلف زاویوں سے سمجھنے اور بارگاہ رسالت میں اس خط کے مقہور ہونے کی جہت کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہیں۔ اب ذیل کی حدیثوں میں اس فتنے کے علَم برداروں کا اور خدوخال پڑھئے۔

نویں حدیث

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقسم قسما اتاہ ذوالخویصرۃ وھو رجل من بنی تمیم فقال یارسول اللہ اعدل فقال ویلک فمن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر ائذن لی اضرب عنقہ فقال دعہ ان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتھم وصیامہ مع صیامھم یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۳۵ بخاری جلد ۲ ص ۱۰۲۴)

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ نام کا ایک شخص، جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا آیا اور کہا اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لو حضور نے فرمایا افسوس تیری جسارت پر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے اگر میں انصاف نہیں کرتا تو تو خائب و خاسر ہو چکا ہوتا حضرت عمر سے جب نہ رہا گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دوں حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ اکیلا نہیں ہے اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے

وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا (ان ساری ظاہری خوبیوں کے باوجود) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

دسویں حدیث

یہی واقعہ دوسرے سلسلۂ روایت سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اقبل رجل غائر العینین ناتی الجبھۃ کث اللحیۃ مشرف الوجنتین محلوق الراس فقال محمد اتق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیتہ قد امننی اللہ علی اھل الارض ولا تامنونی فیسال قتلہ فمنعہ فلما ولی قال ان من ضئضئ ھذا قوما یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ فیقتلون اھل الاوثان (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵)

ایک شخص آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، دونوں گال پھولے ہوئے تھے اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے زبان طعن دراز کی اے محمد! اللہ سے ڈرو۔ حضور نے فرمایا میں ہی نافرمان ہو جاؤں گا تو اللہ کی فرماں برداری کون کرے گا۔ اللہ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ اسی درمیان میں ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی حضور نے انہیں روک دیا جب وہ شخص چلا گیا تو فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

گیارہویں حدیث

یہی واقعہ حضرت شریک ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اس میں انہوں نے اس گستاخ شخص کے متعلق سرکار رسالت مآب کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔

ثم قال یخرج فی اٰخر الزمان قوم کان ھذا منھم یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج اٰخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم شر الخلق والخلیقۃ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰۹)

پھر حضور نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک گروہ نکلے گا گویا یہ شخص اسی گروہ کا ایک فرد ہے۔ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ ان کی خاص پہچان "سر منڈانا" ہے وہ ہمیشہ گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم ان سے ملو گے تو انہیں اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین پاؤ گے۔

بارہویں حدیث

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرءون

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں اختلاف و تفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے پس اس سلسلے میں ایک گروہ نکلے گا جس کی باتیں بظاہر دلفریب

القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ لا یرجعون حتی یرتد السھم علی فوقہ ھم شر الخلق والخلیقۃ طوبیٰ لمن قتلھم وقتلوہ یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منھا فی شیئ من قاتلھم کان اولی باللہ منھم قالوا یا رسول اللہ ما سیماھم قال التحلیق۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰۸)

وخوشنما ہوں گی لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر دین کی طرف لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے وہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا جو ان سے جنگ کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے فرمایا ان کی خاص پہچان کیا ہوگی یا رسول اللہ! فرمایا، سر منڈانا

تیرہویں حدیث

اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ اصل حدیث بیان کرنے سے پہلے حدیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قسم خدا کی آسمان سے زمین پر گر پڑنا میرے لیے آسان ہے لیکن حضور کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بہت مشکل ہے اس کے بعد اصل حدیث کا سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں

انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یتخرج

میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اخیر زمانے میں نوعمر

قوم فی اٰخر الزمان احداث الاسنان سفهاء الاحلام یقولون من خیر قول البریة لایجاوز ایمانهم حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة۔

اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی باتیں وہ بظاہر اچھی کہیں گے لیکن ایمان ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے

(بخاری ج ۳ ص ۱۰۲۴)

چودھویں حدیث

حضرت ابونعیم نے حلیہ میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سیکون فی اٰخر الزمان دیدان القراع فمن ادرک ذلک الزمان فلیتعوذ باللہ منهم

(حلیہ)

اخیر زمانے میں کیڑے مکوڑوں کی طرح ہر طرف "ملانے" پھوٹ پڑیں گے پس تم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے تو اسے چاہیئے کہ وہ ان سے خدا کی پناہ مانگے۔

اسی کے ساتھ یہ حدیث بھی پڑھ لیجئے جو مشکوٰۃ شریف میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یکون حدیثهم فی مساجدهم فی امر دینا هم فلا تجالسوهم فلیس

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب کہ لوگ اپنی مسجدوں میں دنیا کی باتیں کریں گے جب ایسا زمانہ آجائے تو تم ان کے سامنے مت بیٹھنا

اللہ فیهم حاجة (مشکوٰۃ)

اللہ ایسے لوگوں سے بے پروا ہے۔

پندرھویں حدیث

محدث کبیر امام ابویعلیٰ نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی اور صاحب ابریز نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

عن انس قال کان فینا شاب ذو عبادة وزهد واجتهاد فمر بنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلم یعرفه ووصفناه بصفة فلم یعرفه فبینما نحن کذالک اذ اقبل فقلنا یارسول اللہ هوهذا فقال انی لاری علی وجهه سفعة من الشیطان فجاء فسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اجعلت فی نفسک ان لیس فی القوم خیر منک فقال اللهم نعم ثم ولی فدخل المسجد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من یقتل الرجل فقال ابوبکر انا فدخل فاذا هو قائم یصلی فقال ابوبکر کیف اقتل رجل هو یصلی وقد نهانا النبی صلی اللہ علیه وسلم عن قتل المصلین فقال رسول اللہ

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا ہی عابد و زاہد نوجوان تھا ہم نے ایک دن حضور سے اس کا تذکرہ کیا حضور اسے نہیں پہچان سکے پھر اس کے حالات و اوصاف بیان کئے جب بھی حضور اسے نہیں پہچان سکے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آگیا جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور کو خبر دی یہ وہی نوجوان ہے۔ حضور نے اس کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا اس کے چہرے پر میں شیطان کی خارش کے دھبے دیکھتا ہوں۔ اتنے میں وہ حضور کے قریب آیا اور سلام کیا حضور نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں

صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل الرجل فقال عمر انا یا رسول اللہ فدخل المسجد فاذا ھو ساجد فقال مثل ما قال ابو بکر و اراد لارجعن فقد رجع من ھو خیر منی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہ یا عمر فذکر لہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل الرجل فقال علی انا فقال انت تقتلہ ان وجدتہ فدخل المسجد فوجدہ قد خرج فقال اما واللہ لو قتلتہ لکان اول الہم و آخرھم وما اختلف فی امتی اثنان

ہے۔ اس نے جواب دیا۔ ہاں! اس کے بعد وہ مسجد کے اندر داخل ہوا۔ حضور نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا میں۔ جب اس ارادہ سے مسجد کے اندر گئے تو اسے نماز پڑھتا دیکھ کر واپس لوٹ آئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک نمازی کو کیسے قتل کروں جب کہ حضور نے نمازی کے قتل سے منع کیا ہے۔ پھر حضور نے آواز دی کون اسے قتل کرتا ہے حضرت عمر نے جواب دیا میں۔ جب وہ مسجد کے اندر گئے تو اس وقت نوجوان سجدے کی حالت میں تھا وہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر حضرت ابوبکر کی طرح واپس لوٹ آئے۔ پھر حضور نے آواز دی کہ کون اسے قتل کرتا ہے حضرت علی نے جواب دیا میں۔ حضور نے فرمایا تم اسے ضرور قتل کردو گے بشرطیکہ وہ

(ابریز شریف ص ۲۷۷)

تمہیں مل جائے لیکن جب حضرت علی مسجد میں داخل ہوئے تو وہ جا چکا تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کے جملہ فتنہ پردازوں میں سے یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری امت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہیں لڑتے۔

نشانیوں کی تلاش

(۱) حدیث ۱ تا ۸ میں بتایا گیا ہے کہ کفر اور شیطان کے فتنے کا مرکز مدینہ کے مشرقی سمت پر واقع ہونے والا نجد کا خطہ ہے۔ اسی مشرقی خطے سے مسلمان نام کا ایک گروہ اٹھے گا جو قرآن پڑھے گا لیکن قرآن اس کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائے گا لیکن دین سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اب تجربات کی روشنی میں پرکھ لیجیے کہ سوائے تبلیغی جماعت کے آج وہ کون سا گروہ ہے جس کا کنارہ دہلی میں ہے تو دوسرا کنارہ نجد کے "ریاض" سے ملتا ہے۔

(۲) حدیث ۹، ۱۰، ۱۱ ذوالخویصرہ نامی جس گستاخ رسول کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ قبیلہ بنی تمیم کا آدمی تھا اور آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا گروہ اسی کی نسل سے ہوگا۔ اب عرب کے مستند مورخین کا ایک تازہ انکشاف ملاحظہ فرمائیے۔ مشہور مورخ علامہ زینی دحلان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

واصرح من ذلک ان ھذا المغرور محمد بن عبد الوھاب من تمیم فیحتمل انہ من عقب ذی الخویصرۃ التمیمی الذی جاء فیہ حدیث البخاری عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

اور سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کا سلسلۂ نسب بنی تمیم سے ہے اس لیے کچھ بعید نہیں ہے کہ ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو جس کے متعلق بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بھی منقول ہے۔ (الدرر ص ۱۵۱)

حاصلِ مطالعہ

یہ پندرہ حدیثیں آپ کی نظر کے سامنے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ایک بار پھر انہیں غور سے پڑھ جائیے۔ بات پیغمبر ذی شان کی ہے جو غیب کے رموز اور مستقبل کے اسرار سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس لئے پچھم کا سورج پورب کی طرف ڈوب سکتا ہے لیکن نبی کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔

میں آپ کو غیرتِ حق کی قسم دیتا ہوں! مذکورہ بالا حدیثوں میں ذرا بھی یقین ہو تو ہاتھ میں انصاف و دیانت کا چراغ لے کر تلاش کیجئے کہ آخری زمانے میں جس گروہ کے ظہور کی پیغمبر نے خبر دی ہے آج وہ گروہ کہاں ہے؟ خدا کا شکر ہے کہ خبر دینے والے نے اس گروہ کو مختلف نشانیوں کے ذریعہ اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب وہ دوپہر کے اُجالے میں ہے۔ نشانیاں اسی لئے بتائی گئی ہیں کہ ان کی روشنی میں دین و ایمان کے غارت گروں کا سراغ لگایا جائے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص نبی کی خوشنودی کے مقابلے میں اپنی خواہشات کا غلام نہیں ہے تو اس کے لئے اس فتنے سے نظر بچانا بہت مشکل ہے۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان پندرہ حدیثوں کے درمیان بکھری ہوئی جملہ نشانیوں کو اگر آپ ترتیب کے ساتھ جمع کر دیں تو واقعات و مشاہدات کی سطح سے نجدی گروہ یا تبلیغی جماعت کی تصویر اچانک ابھر آئے گی۔

اور زحمت نہ ہو تو تھوڑی دیر کے لئے اپنی نگاہ کا سررشتہ میری نوکِ قلم کے ساتھ جوڑ دیجئے۔ میں حدیثوں کے انبار سے نشانیاں چنتا جا رہا ہوں۔ آپ جوڑتے جائیے۔ کچھ ہی دیر میں تبلیغی جماعت کی تصویر نہ بن جائے تو میرے قلم سے اپنا اعتماد اٹھا لیجئے گا۔

علاوہ ازیں خوارج کے بارے میں صاحبِ لمعات نے لکھا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ذوالخویصرہ کی نسل سے نہیں تھا۔ ان کی عبارت کے الفاظ یہ ہیں لم یکن فی الخوارج قوم من نسل ذی الخویصرہ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۳۵)

اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ حدیث ۹، ۱۰، ۱۱ میں ظاہر ہونے والے گروہ سے نجدی گروہ مراد لینا حقیقتِ واقعہ کے عین مطابق ہے۔

(۳) حدیث نمبر ۱۲ میں اس گروہ کی پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔ اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو تبلیغی جماعت کے حلقہائے درس قرآن اور ان کے دعوتی اجتماعات کو دیکھ لیجئے لوگوں کو دین اور قرآن کی طرف بلاتے بلاتے ان کی زبانیں خشک ہو جاتی ہیں لیکن کسی روزن سے جھانک کر دیکھئے تو یہ ساری نمائش محض اس لئے ہے کہ دین میں فساد پیدا کریں۔

(۴) حدیث ۱۲، ۱۳ میں اس گروہ کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اوپر سے باتیں اچھی کریں گے لیکن اندر سے عمل اس کے خلاف ہوگا۔ قول و فعل کا یہ تضاد دیکھنا چاہتے ہوں تو تبلیغی جماعت کو دیکھ لیجئے۔ باتوں کی حد تک وہ کتنے سراپا اخلاص اسلام دوست اور خوش نما نظر آتے ہیں لیکن کردار دیکھئے تو اب تک لاکھوں خوش عقیدہ مسلمانوں کا ایمان غارت کر چکے ہیں۔ توحید کا نام لے کر رسالت کی تنقیص کرنا اس گروہ کا جماعتی شعار بن چکا ہے۔

(۵) حدیث ۱۴ میں اس گروہ کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کا خون بہائیں گے۔ مشرکین سے کوئی چھیڑ نہیں کریں گے۔ نجدی گروہ

کے بارے میں اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو مولانا محمد علی جوہر کا یہ منصفانہ بیان پڑھئے۔ پچھلے صفحات میں مولانا حسین احمد صاحب کا بھی اسی طرح کا بیان گزر چکا ہے

"نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہیں اور غالباً اس وقت بھی یمن کے مسلمانوں پر جنگ کی تیاری ہے۔"

(مقالاتِ محمد علی جلد اول ص ۳۷)

تبلیغی جماعت اور نجدی گروہ کے درمیان چونکہ کوئی خاص فرق نہیں ہے اس لیے یہ نشانی تبلیغی جماعت کا انجام معلوم کرنے کے لئے کافی ہے۔

(۶) حدیث نمبر ۵، ۱۱، ۱۲ میں اس گروہ کی ایک خاص پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ التزام کے ساتھ اپنا سر منڈائیں گے گویا یہ فعل ان کا جماعتی شعار بن جائے گا۔ اب اس کی تصدیق کے لئے عرب کی مستند تاریخ الفتوحات الاسلامیہ کے مصنف کا یہ بیان پڑھ لیجئے۔

سیماهم التحليق تصريح بهذه الطائفة لانهم كانوا يامرون كل من اتبعهم ان يحلق راسه ولم يكن هذا الوصف لاحد من الخوارج و المبتدعة الذين كانوا قبل زمن هؤلاء۔

(الفتوحات الاسلامیہ ج ۲ ص ۳۶۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ ان کی خاص نشانی سر منڈانا ہے یہ نجدی گروہ کے حق میں بالکل صراحت ہے کیوں کہ یہی لوگ اپنے متبعین کو سر منڈانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ سرکار کی بتائی ہوئی یہ نشانی خوارج اور گزشتہ بدوین فرقوں میں سے کسی فرقہ کے اندر موجود نہیں تھی۔ یہ شعار صرف وہابیہ نجدیہ کا ہے۔

ایک عجیب نکتہ

لفظ "تحلیق" کی لغوی تشریح کے سلسلے میں بحث و نظر کا ایک گوشہ بہت زیادہ قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تحلیق کا ترجمہ عام طور پر "سر منڈانا" کیا جاتا ہے لیکن دیوبند کی معتمد کتاب مصباح اللغات ص ۱۴۸ میں اس کے ہم مادہ لفظ کا ترجمہ "چکر لگانا" اور "حلقے میں بیٹھنا" بھی کیا گیا ہے۔ خالی الذہن ہو کر سوچئے تو یہ دونوں ترجمے تبلیغی جماعت پر پوری طرح فٹ ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف ترجمہ اگر ان کی "چلت پھرت" کو بتاتا ہے تو دوسرا ترجمہ ان کے "اجتماع" کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۷) حدیث ۹ میں اس گروہ کی پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ نماز اتنی نمائشی پابندی یا اتنے ظاہری اہتمام و خشوع کے ساتھ پڑھیں گے کہ دوسرے لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھنے لگیں گے۔ تبلیغی جماعت کا یہ وصف اتنا ظاہر ہے کہ اب اس کے متعلق کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں مثال کے طور پر آپ کو ایسے بے شمار نمازی ملیں گے جنہیں نماز پڑھتے ہوئے چالیس پچاس سال گزر گئے لیکن ان کی پیشانی نمائشی سجدوں کے نشان سے بے داغ ہیں اور یہاں تبلیغی جماعت کے نمازیوں کو جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہو پاتے کہ ان کی پیشانیاں داغدار ہو جاتی ہیں۔ اب اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا تلاش کی جا سکتی ہے کہ یہ لوگ سجدہ نہیں کرتے، پیشانیوں کو سجدوں سے داغ کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں پر اپنی نماز خوانی کی دھونس جمائیں۔

(۸) حدیث نمبر ۹، ۱۰، ۱۵ میں اس گروہ کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اپنی نماز و عبادت کی نخوت میں اپنے سوا سب کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اپنے سے

بڑے بڑوں کو برملا لوٹکے پھر نا یہاں تک کہ انبیاء اولیا کی بھی تنقیص کرنا اس گروہ کا جماعتی شعار ہوگا تبلیغی جماعت کے حق میں اس نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی کی تقریر کا یہ حصہ پڑھئے۔

"میں ہر جمعہ کو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم کی خدمت میں برابر حاضر ہوتا تھا اور جماعت کے بے ضابطہ مقررین کی شکایت عرض کرتا کہ میں بہت سے موقعوں پر خود سن چکا ہوں کہ یہ لوگ علمائے کرام اور مدارس کا مختلف انداز سے استخفاف و تحقیر کرتے ہیں۔ آپ حضرات کو جلد از جلد اس کی شدت سے روک تھام کرنا چاہیئے۔ علماء کرام کو سخت شکایات ہیں"۔

(اصول دعوت و تبلیغ ص۴۳)

دوسری جگہ موصوف نے مردم آزار نخوت کا ماتم ان الفاظ میں کیا ہے لکھتے ہیں۔

"کچھ عجیب سی بات ہے کہ جو تبلیغی جماعت سے جتنا زیادہ قریب تر ہوتا ہے وہ اتنا ہی دوسرے علماء سے بعید تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ اور جس نے دو چار چلے دے دیئے تو پھر اس کی ترقی درجات کے کیا کہنے، پھر تو وہ علماء کی بھی کوئی حقیقت اپنے سامنے نہیں سمجھتا"۔

(اصول دعوت و تبلیغ ص۵۰)

اور تبلیغی جماعت کے لوگوں میں تنقیص انبیاء کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش دیکھنا چاہتے ہوں تو

بانی جماعت مولوی الیاس صاحب کے ایک خط کا یہ حصہ پڑھئے جسے انہوں نے تبلیغی جماعت کے کارکنوں کے نام لکھا تھا۔ لکھتے ہیں۔

"اگر حق تعالیٰ کسی سے کام لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیا بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے"۔

(مکاتیب الیاس ص۱۰۷)

(۹) حدیث نمبر ۱۳ میں اس گروہ کی ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ سادہ لوح بے سمجھ اور نوعمر لوگوں پر مشتمل ہوگا تبلیغی جماعت کے حق میں اس نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو ان کے کسی بھی اجتماع میں پہنچ جائیے۔ وہاں دو ہی طرح کے لوگ آپ کو مل جائیں گے۔ بہت بڑی تعداد ان کم پڑھے لکھے سادہ لوح عوام کی نظر آئے گی جو اپنی خوش فہمی میں دین کا کام سمجھ کر تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو گئے ہیں اور دوسرا گروہ اسکولوں، کالجوں، مدرسوں اور مسلم آبادی کے ان پرجوش نوجوانوں کا ملے گا جو اپنے مذہبی جذبے کی تسکین کا ذریعہ سمجھ کر تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں۔ کوئی اپنی سادہ لوحی اور حماقت مآبی سے فریب کا شکار ہے اور کوئی اپنی نوعمری اور ناتجربہ کاری کے سبب غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ چہرے کا نقاب الٹ کر کسی نے بھی اصل حقیقت سے واقفیت بھی پہنچانے کی کوشش نہیں فرمائی ہے۔

(۱۰) حدیث ۱۴ میں بتایا گیا ہے کہ آخری زمانے میں کیڑے مکوڑوں کی طرح صرف ملّے ہی ملّے نظر آئیں گے اور مسجدوں کو چوپال بنا لیا جائے گا۔ تجربات و

مشاہدات کے آئینے میں دیکھئے تو تبلیغی جماعت اس پیشین گوئی کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ لاتعداد ایسے افراد اس گروہ میں پھوٹ پڑے ہیں جو تبلیغی نصاب کی چند اُردو کتابیں پڑھ کر "مولانا" بن گئے ہیں اور بڑے بڑے علما کو بھی اب وہ خاطر میں نہیں لاتے جیسا کہ اس کا شکوہ اب اس گروہ کے علما بھی کرنے لگے ہیں۔ مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی کے یہ الفاظ پڑھئے۔

"غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کمپونڈر تک نہیں ہو سکتا مگر (ان) لوگوں نے دین کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جائے۔ کسی سند کی ضرورت نہیں، ایسے ہی موقع پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے "نیم حکیم خطرۂ جان، نیم مُلّا خطرۂ ایمان"۔"

(اصول دعوت و تبلیغ ص ۵۴)

اسی سلسلے میں موصوف کی تقریر کا یہ حصہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔

"میرے بزرگو! جب ناواقف لوگ و نااہل لوگ منصب خطابت پر فائز ہوں گے تو وہ اپنے مبلغ علم کے مطابق ہی نہیں بولیں گے بلکہ اپنے علم سے آگے نکلتے پیدا کریں گے ان کو اتنی جرأت ہو گئی کہ وہ لوگ اپنے خطابات میں علما کو تنبیہات فرماتے ہیں۔"

اور مسجدوں کا حال کیا پوچھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے ان خانہ بدوشوں کی بدولت اب وہ مسجد کے سوا سب کچھ ہیں۔ کھانا پکانے، کھانا کھانے اور لیٹنے سونے سے لے کر زندگی کے دوسرے مشاغل تک سارے دنیوی امور وہیں انجام

پاتے ہیں۔ مسجدوں کی بے حرمتی کے ایسے ایسے جگر سوز حالات سننے میں آتے ہیں کہ کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

(۱۱) حدیث نمبر ۶-۱۲ میں بتایا گیا ہے کہ یہ گروہ مختلف ناموں اور مختلف رنگ و روپ کے ساتھ ہر دور میں موجود رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کا آخری دستہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا۔ تبلیغی جماعت پر یہ دونوں حدیثیں پوری طرح منطبق ہوتی ہیں۔ کیونکہ تبلیغی جماعت جن عقائد باطلہ کی علم بردار ہے وہ بالکل وہی ہیں جنہیں ابن عبدالوہاب نجدی، ابن تیمیہ اور ابن قیم سے لے کر معتزلہ اور خوارج تک ہر دور کے باطل پرستوں نے مختلف ناموں، مختلف جماعتوں اور مختلف رنگ و روپ کے ساتھ پروان چڑھایا ہے۔ صرف نام نیا ہے باقی ساری گمراہیاں پرانی ہیں۔

یہیں سے اس تاویل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جماعت کے ظہور کی خبر دی تھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نیست و نابود ہو گئی کیونکہ یہاں سوال کسی متعین جماعت کا نہیں بلکہ اس کافرانہ ذہن کا ہے جو اس وقت بھی موجود تھا اور ناموں کے اختلاف کے ساتھ آج بھی موجود ہے اور بدلتے ہوئے ظروف و احوال کے مطابق خروج دجال تک موجود رہے گا۔

(۱۲) حدیث نمبر ۱۱-۱۲ میں اس گروہ کی ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہ اپنے مزاج و سرشت کے لحاظ سے بدترین لوگ ہوں گے۔ تبلیغی جماعت کے حق میں اگر آپ اس نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو کسی پختہ کار تبلیغی جماعت کو

ٹٹول کر دیکھ لیجیے۔

نہایت خشک مزاج، بدخو اور متکبر اُسے آپ پائیں گے۔ رُوحانی شگفتگی، ذوق لطیف، گدازِ قلب اور کیفِ عشق سے وہ یکسر محروم نظر آئیں گے بلکہ نجدیوں کے حق میں شقاوتِ قلب کی صاف و صریح حدیث وارد ہوئی ہے تبلیغی جماعت کو بھی اسی پر قیاس کر لیجیے۔

(۱۳) حدیث نمبر ۵ - ۱۲ میں اس گروہ کی ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ایک بار حق سے منحرف ہو چکنے کے بعد دوبارہ حق کی طرف واپسی ان کے لئے ناممکن ہو جائے گی۔ تبلیغی جماعت کے حق میں اس نشانی کی تصدیق کرنا چاہتے ہوں تو کسی بھی سرگرم تبلیغی جماعت کو جانچ لیجیے۔ لاکھ آپ کوشش کریں گے کہ وہ عقیدے کے فساد سے ہٹ جائے، رسولِ عربی کے گستاخوں کا ساتھ نہ دے، مقبولانِ حق کی بارگاہوں سے عقیدت رکھے لیکن وہ عشق و ایمان کی طرف کبھی پلٹ کر واپس نہیں آئے گا۔



ذہن کا آخری کانٹا

قبل اس کے کہ مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں آپ تبلیغی جماعت کے متعلق کوئی فیصلہ کریں مجھے چند لمحے کے لئے اجازت دیجیے کہ میں آپ کے احساس کی نبض پر ہاتھ رکھ آپ سے ایک بات کہوں۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ تبلیغی جماعت کے خلاف کوئی فیصلہ کرتے ہوئے آپ کو جو سب سے بڑی الجھن پیش آئے گی وہ یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت جو لوگوں کو دین کی طرف بلاتی ہے۔ نماز اور روزہ کی خود بھی پابند ہے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتی ہے۔ لوگوں کو اچھی باتوں کی تلقین کرنا جس نے اپنا مقصدِ حیات ٹھہرا لیا ہے اسے کیوں کر گمراہ اور بے دین قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسی دین پرور جماعت بھی گمراہ اور بے دین ہے تو پھر دنیا میں دین دار اور حق پرست کون ہے؟

میں عرض کروں گا کہ تقریباً اسی طرح کی کش مکش حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی اس نوجوان نمازی کے متعلق پیش آئی تھی جسے قتل کرنے کا حکم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صادر فرمایا تھا، وہ بھی یہ سوچ کر واپس لوٹ آئے تھے کہ ایک نمازی کو کیوں قتل کیا جائے۔

اور پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خبر دی تھی کہ اخیر زمانے میں ایک جماعت نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے۔ اچھی باتوں کی تلقین کریں گے۔ نماز و روزہ کا اہتمام ان کے یہاں سب سے زیادہ ہوگا اور اس کے باوجود دین سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا تو اس وقت بھی صحابۂ کرام کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ کسی بھی شخص کو دیندار اور پسندیدہ قرار دینے کے لیے یہی ظاہری علامتیں دیکھی جاتی ہیں۔ دل کے اندر کون اترتا ہے اور جب یہی علامتیں بے دین اور منحرف لوگوں کے لئے بھی حضور قرار دے رہے ہیں تو پھر دیندار نمازی اور بے دین نمازی کے درمیان کس طرح امتیاز کیا جائے گا؟

غالباً اسی حیرانی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے سب کچھ سن لینے کے بعد پھر یہ سوال کیا کہ وما سیماھم؟ یا رسول اللہ! ان کی خاص علامت کیا ہے؟ مطلب یہ تھا کہ یہی علامتیں تو خدا پرست اور دیندار مسلمانوں کی بھی ہیں۔ کوئی ایسی علامت بتائیے جو اسی بے دین اور گمراہ جماعت کے ساتھ خاص ہو تو اس کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا تھا سیماھم التحلیق ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔



نسخۂ شفا

اچھا! ساری بحث جانے دیجئے کم از کم حدیثوں پر یقین کے نتیجے میں اتنا تو آپ بھی تسلیم کریں گے کہ اخیر زمانے میں ایک جماعت نکلے گی جو مذکورہ بالا اوصاف کی حامل ہوگی اگر وہ تبلیغی جماعت نہیں تو پھر آپ ہی بتائیے کہ دوسری وہ کون سی جماعت ہے جس میں ماسبق حدیثوں کی بیان کردہ علامتیں پائی جا رہی ہیں۔

اس لئے ذہنی خلجان کا علاج یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کو صرف روزہ نماز اور چند ظاہری خوبیوں کے رُخ سے نہ دیکھئے بلکہ احادیث میں اس بے دین جماعت کی جتنی علامتیں بیان کی گئی ہیں ان ساری علامتوں کے آئینے میں تبلیغی جماعت کا جائزہ لیجئے۔ روزہ نماز اور دینی دعوت تو ان علامتوں کا صرف ایک حصہ ہے۔ تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر پوری شخصیت کا سراپا معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔

ضمیر کا فیصلہ

ان حالات میں اب مومن کا ضمیر ہی اس کا فیصلہ کرے گا کہ رسول پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک

ہوتے ہیں ہے یا اس سے علیحدہ رہتے ہیں؟ یہ سوال صرف ان لوگوں سے ہے جنہیں صرف خدا اور رسول کی خوشنودی کا جذبہ تبلیغی جماعت کی طرف کھینچ کر لے گیا ہے باقی رہے وہ لوگ جو کسی مادی منفعت کی لالچ یا مذہبی شقاوت کے جذبے میں تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو گئے ہیں تو ان کے متعلق میں صرف اتنا کہوں گا کہ وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں جتنی دور جانا چاہیں چلے جائیں۔ احترام نبوت کے قانون کی اب کوئی زنجیر ان کے اٹھے ہوئے قدموں کو نہیں روک سکتی لیکن صرف اتنی سچائی برقرار رکھیں کہ اپنے نفس کے شیطان کی فرماں برداری کرتے وقت خدا و رسول کی خوشنودی کا نام نہ لیا کریں۔

بہرحال یہ کہتے ہوئے اب اس بحث کا سلسلہ ختم کرتا ہوں کہ جن اوصاف کی وجہ سے لوگ تبلیغی جماعت پسند کرتے ہیں۔ افسوس کہ وہی اوصاف ہمیں اس گروہ سے بھی روشناس کراتے ہیں جن کی نشاندہی آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر خدا کے آخری پیغمبر نے فرمائی تھی اور اپنی وفادار امت کو تاکید کی تھی کہ جب ان نشانیوں کا کوئی گروہ تمہیں ملے تو تم اس سے دور رہنا۔

اب جس امتی کو اپنے رسول کی خوشنودی عزیز ہو وہ تبلیغی جماعت سے دور رہے اور جو اپنی خواہش نفس کا غلام ہو اسے ایک وفادار مومن کی روش اختیار کرنے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔



الوداعی کلمات

اس کتاب کے خاتمہ پر میں آپ سے چند آخری کلمات کہہ کر رخصت ہو رہا ہوں۔ اپنی تلاش و جستجو کے بعد تبلیغی جماعت متعلق جتنی حد تک میں میری نظر میں تھیں میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ اب ان پر پُرخلوص جذبے کے ساتھ غور فرمائیں۔

آپ اگر تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہیں تو میں آپ کی نیت پر حملہ نہیں کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ آخرت کا شوق ہی آپ کو اس طرف کھینچ کر لے گیا ہو لیکن کیا ایک لمحے کے لیے آپ یہ سوچنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ میں نے اپنی کتاب "تبلیغی جماعت" میں تبلیغی جماعت کے خلاف جتنے حقائق پیش کیے ہیں کیا وہ سب کے سب یکلخت غلط اور بے بنیاد ہیں؟ فرض کیجیے آپ کے تئیں سارے الزامات غلط ہیں تو کیا ان حدیثوں کو بھی آپ غلط کہہ دیجیے گا جن کے ذریعہ تبلیغی جماعت سے علاحدگی میں رسول پاک کی خوشنودی کا پتہ چلتا ہے۔

بہرحال آپ کے تئیں تبلیغی جماعت میں اگر کچھ خیر کا حصہ ہے تو ازروئے انصاف "شر" کا حصہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لیے تھوڑے سے خیر کے لیے اپنے آپ کو بہت بڑے شر میں مبتلا کر دینا نہ اسلام ہی کا مطالبہ ہے اور نہ عقل ہی کا تقاضا۔ تبلیغی جماعت کا ساتھ دینے میں اخروی مضرت کا یقین نہ سہی اس سوال کا احتمال تو ضرور ہے کہ رسول کی نشاندہی کے باوجود تم نے ایسی جماعت کا ساتھ کیوں دیا؟ لیکن علیحدہ

رہنے میں کوئی خطرہ نہیں، نہ دنیا کا نہ آخرت کا۔

اس کتاب کی آخری سطریں لکھتے ہوئے میں روحانی اطمینان محسوس کرتا ہوں کہ امت کو ایک عظیم خطرہ سے احادیث پاک کی روشنی میں آگاہ کرنے کا فرض میں نے اپنے سر سے اتار دیا اب انجام کے لیے فیصلے کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جن کے ہاتھوں میں یہ کتاب ہے۔

دعا ہے کہ خدائے قدیر اس کتاب کے ذریعہ اپنے سادہ لوح بندوں کو سلامتی کی منزل کی طرف واپسی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

ارشد القادری جمشید پور



۷۸۶/۹۲

مسلمانوں کے دین وایمان کا خاموش قتل

تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ

ایک ایسا بے غبار آئینہ

جسمیں تبلیغی جماعت کے حقیقی خدوخال دیکھے جا سکتے ہیں

تالیف

محمد ایوب شریف القادری

ناشر

جماعت اہلسنت (یوپی)

مرکزی آفس

جامعہ رضویہ شمس العلوم رضا نگر پپرا کنک

پڈرونہ

کتاب ——— تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ

تالیف ——— محمد ایوب شریف القادری

کتابت ——— محمد ایوب رفاقتی

سن ——— سنہ ۱۴۱۶ھ سنہ ۱۹۹۶ء

تعداد ———

ناشر ——— جماعت اہلسنت یوپی

مطبع ———

قیمت ———

ملنے کے پتے

WWW.NAFSEISLAM.COM

(۱) ——— مکتبہ شمسیہ رضا نگر پپرا کنک ضلع پڈرونہ (یوپی)

(۲) ——— رضا بکڈپو جامع مسجد فاضل نگر ضلع پڈرونہ (یوپی)

(۳) ——— نور بکڈپو ساجدی پریس گلی نخاس چوک گورکھپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ

پ ۱۰

اے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت و سختی کر۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو۔ لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ ان سے بچیں۔

(حدیث بیہقی)

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم رسول
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

فسق عقیدہ فسق عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

(اعلیٰ حضرت)

WWW.NAFSEISLAM.COM

بنام

علمائے حق کی ان جرأتوں و سرفروشیوں کے نام

- جن سے گستاخانِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم تھراتے ہیں۔
- جن کی حق نوائی سے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ طاری رہتا۔
- جن کے قلم کی للکار سے شاتمانِ رسول کے تیرہ و تاریک سازشی سینوں کے چھیتھڑے اڑتے ہیں۔

محمد ایوب شریف القادری

انتساب

تقریظ

از :- حضرت علامہ و مولانا محمد امام الدین صاحب قبلہ مصطفی
شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ اہلسنت حشمت العلوم رامپور کٹرہ بارہ بنکی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امّا بعد

اس پرفتن دور میں جبکہ گندم نما جو فروش بکثرت پائے جا رہے ہیں۔ اور کلمہ و نماز کی آڑ میں عوام سنی بھائیوں کو اپنے دام تزویر میں پھانس رہے ہیں۔ کہیں اجتماع کے نام پر کہیں اور کسی نام پر۔ ضرورت ہے کہ علمائے اہلسنت ان کے عقائد کفریہ اور اقوال خبیثہ سے عوام سنی بھائیوں کو حتی المقدور خبردار کریں اور ان کے فریب سے بچائیں۔ اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت مولانا محمد ایوب شریف القادری صاحب قبلہ نے (جو جامعہ رضویہ شمس العلوم رضا نگر پیرا کنک پڈرونہ کے مہتمم اور روح رواں ہیں۔) ایک کتاب کی ترتیب دی جس کا نام "تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ" ہے۔ میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہونچا کہ علامہ موصوف نے بڑی جانفشانی سے کام لیا ہے اور وقت کے ایک اہم تقاضہ کو پورا کیا ہے۔ مولیٰ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے اور ان کی اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

تبلیغی جماعت والے اور دیوبندی، وہابی یہ سارے خبثاء بدمذہب ہیں جنکی بدمذہبی حد کفر کو پہونچ چکی ہے۔ اس کا ثبوت آنے والے اوراق دیں گے اور بدمذہبوں سے دور و نفور رہنے کیلئے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ اگر ساری حدیثیں جمع کیجائیں۔ تو ایک دفتر درکار ہے۔ لہذا بطور نمونہ ایک حدیث پر اکتفا کرتا

سبب تالیف

مسلسل تین ماہ کی مسافرت اور زیارتِ حرمین شرفین کے بعد وطن کو واپسی ہوئی تو دیکھنے میں آیا کہ ہر جہار جانب ایک عجیب و غریب انتشار و افراتفری کی کیفیت اور عقائد و خیال کے ٹکراؤ کی مہیب فضا ضلع دیوریا و پڈرونہ پر چھائی ہوئی ہے ہر طرف بحث و مباحثہ کی محفلیں گرم ہیں۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ساری کیفیت تبلیغی جماعت کے لوگوں کی گاؤں گاؤں گشت و چلت پھرت سے پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ صدیوں پرانے عقائد و نظریات کے خلاف نئے عقائد و نظریئے کے پرچار کا لازمی نتیجہ قومی اتحاد کا منتشر ہو جانا، اور باہمی اتفاق کے ختم ہو جانے کے سوا کچھ نہیں۔

چونکہ تبلیغی جماعت نے ضلع دیوریا کی دھرتی پر عالمی اجتماع کے انعقاد کا اعلان کر رکھا تھا۔ اس کی کامیابی کیلئے ارد گرد کے ماحول کو سرگرمی کے ساتھ اپنا ہم خیال و ہم عقیدہ بنانے کی جد و جہد میں بے دریغ طاقت و قوت کا مظاہرہ بھی ضروری تھا۔ اپنے عالمی اجتماع کا تقدس اور نظریات کی پختگی کا پرفریب تصور ذہن و دماغ پر مرتسم کرنے کیلئے مصنوعی تقدس اور بناوٹی انکسار، اور جھوٹی افواہوں و اعلانات کے نہ ٹوٹنے والے سلسلے کا سہارا بھی لینا ضروری تھا۔

جس کے لئے دور دراز کے منجھے منجھائے تبلیغی کارکنوں کی بڑی کھیپ بیسیوں ٹکڑیوں میں دیوریا و پڈرونہ کے دیہاتوں و قصبوں میں پھیلا دیا گیا۔ اور اس طرح پرسکون ماحول میں پراگندگی پیدا کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی۔

احباب اہلسنت نے بار بار اصرار کیا کہ تبلیغی جماعت کے چہرے سے نقاب کشائی کر کے عوام اہلسنت کو وقت کے سب سے بڑے فتنے سے آگاہ کر دیا جائے۔

اور چونکہ فسق عقیدہ فسق عمل سے بدرجہا بڑا ہے۔ لہذا ضروری سمجھتے ہوئے اس اہم کام کی انجام دہی پر کمربستہ ہوا۔

وہابیت نے اپنے باطل نظریات و فاسد خیالات کی تبلیغ کیلئے سینکڑوں رنگ بدلے، ہزاروں مکاریوں سے کام لیا، دلکش و پُربہار سائن بورڈ لگا کر وہابیت کا زہر مسلمانوں کو پلانے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن کامیابی نہ مل سکی اب وہی وہابیت تبلیغی جماعت کے بہروپیوں کی شکل میں نمودار ہوئی ہے۔ وہابی جماعتوں میں یہ جماعت انتہائی چالاک، و پراسرار، و تقیہ باز ہے۔ جھوٹ و مکر و فریب کا سہارا لیکر لوگوں میں کلمہ و نماز کے نام پر وہابیت کے جراثیم پیدا کرنے کیلئے کوشاں ہے۔

زیر نظر کتاب میں تبلیغی جماعت کی معتبر کتابوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ دین کے نام پر مسلمانوں کو بے دین بنانے والی انتہائی چالاک و پرفریب، و دھوکا باز جماعت ہے۔ کلمہ و نماز کے نام پر مسلمانوں کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے بدعقیدہ بنانا ــــ اولیاء اللہ کی عظمت گھٹانا ــــ اور مذہب اہلسنت کو مٹا کر دنیا میں وہابیت پھیلانا ــــ تبلیغی جماعت کا بنیادی نصب العین ہے۔

چلہ و چلت پھرت کا طریقہ انہوں نے اسی لئے نکالا ہے کہ مسلمانوں کا ذہن تبدیل کرنے کیلئے سفر کی حالت میں انھیں تنہائی و اعتماد کے لمحے میسر آسکیں۔

مخلصانہ اپیل! ہم اپنے دینی بھائیوں سے ایمان کی سلامتی کی خواہش کی بنیاد پر مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ تبلیغی جماعت کی آواز پر قدم اٹھانے سے پہلے ایکبار انصاف کی نظر سے ہماری اس تحریر کا مطالعہ فرمائیں۔ جس میں تبلیغی جماعت سے الگ رہنے کی معقول وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ میری بات آپ کے دل میں اتر جائے اور مذہب اہلسنت کے خلاف وقت کے حبیب

بڑے فتنے سے ہوشیار ہو جائیں۔

زیر نظر کتاب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ سنی مکتبۂ فکر کی کوئی بھی کتاب حوالے میں نہ پیش کیجائے۔ تاکہ یہ کہکر مجروح نہ کر دی جائے کہ سنی حضرات کا ہم پر بہتان و افترار ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی ایک ایسی کتاب ہوگی جسکی عبارت سے تبلیغی جماعت کے لوگوں کو یہ کہکر دامن چھڑانا مشکل ہوگا کہ یہ تو غیروں کے گھر کی بات ہے۔ اس میں جو کچھ ہے انھیں کے گھر کی ہے۔

اس مقام پر مقصود نگارش اس کے سوا کچھ نہیں کہ زیر نظر کتاب تبلیغی جماعت کے اکابرین و سربراہوں کے تحریروں کی ایسی عکاسی کرے کہ تبلیغی جماعت کے لوگ دن کے اجالے میں نہیں بلکہ رات کی تاریکی میں بھی پہچان لئے جائیں۔

سینکڑوں راز نہفتے ہیں میرے سینے میں
بات بڑھ جائے گی یاران چمن جانے دو

یہ بڑی ناحق شناسی ہوگی اگر اپنے ان دوستوں کا شکریہ نہ ادا کروں جنھوں نے فراہمی کتب و دیگر مرحلے میں میرا ہاتھ بٹایا۔

(۱) حضرت علامہ خوشتر محمد صاحب قادری (۲) حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب مصباحی
(۳) حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب نور (۴) حضرت حافظ عبدالقادر صاحب رضوی
(۵) جناب محمد محفوظ الرحمن صاحب صدیقی (۶) جناب ماسٹر مقصود عالم صاحب صدیقی
(۷) جناب ڈاکٹر جمال احمد صاحب صدیقی (۸) جناب محمد قاسم صاحب صدیقی

علاوہ ازیں دیگر احباب اہلسنت۔ میں ان تمامی حضرات کا ممنون کرم و سپاس گزار ہوں۔ والسلام۔ دعاؤں کا طالب

محمد ایوب شریف القادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ ط

اکثر و بیشتر شہروں اور دیہاتوں کے مساجد میں نماز کی جماعت ختم ہوتے ہی کچھ لوگ اللہ اور رسول کی باتیں کرنے کیلئے نمازیوں سے رک جانے کی اپیل کرتے ہیں اور چند لوگوں پر مشتمل گلی کوچوں میں بھی چکر لگاتے ہیں۔ جس کو دین کی تبلیغ کا نام دیتے ہیں۔ یہ جماعت تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے۔

اس جماعت کے ابتدائی پروگرام کچھ اس طرح ہیں۔

- لوگوں سے کلمہ پڑھوا کر اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا جائے
- انھیں مسجد میں جمع کر کے اللہ تعالےٰ کی باتیں کیجائے
- ان کو نماز کا پابند بنایا جائے اور چلہ و چلت پھرت پر آمادہ کیا جائے۔

تبلیغی جماعت کا حقیقی خدوخال و روپ سمجھنے سے پہلے چند مثالوں کو پڑھ کر ایک اصول ذہن نشین کر لیجئے۔

- دھوکا باز ! ہمدردی اور محبت کی باتیں کر کے بعد میں دھوکا دیتا ہے
- زہر دینے والا ! کسی میٹھی چیز میں ملا کر، چھپا کر زہر دیتا ہے۔
- شکاری ! شکار (پرندہ) کی بولی بولتا ہے۔ ہوتا تو انسان ہے لیکن اپنے مقصد کیلئے پرندہ بن جاتا ہے۔
- مشہور مقولہ ! ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور "

یعنی پروگرام کچھ اور ہوتا ہے اور زبان سے کچھ اور کہتے ہیں۔

- جاسوس ! دشمن ملک کا جاسوس اپنی جاسوسی کا اظہار کئے بغیر ہمارا بن کر ہماری جڑیں کاٹتا ہے۔

دین میں نیا فرقہ بنانے والا۔ فرقہ بنانے کی مخالفت کرتا ہے اور اندرونِ خانہ نیا فرقہ بناتا ہے۔ ع ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مذکورہ بالا مثالوں اور روزمرہ کے مشاہدات سے یہ بات خوب روشن ہوگئی کہ اگر کوئی جماعت یا فرد خوب اچھی اچھی میٹھی میٹھی باتیں کرے اور خوب خوب زہد و تقویٰ کا اظہار کرے اور اپنے نیک و اعلیٰ مقاصد کی طرف دعوت دے تو ہم پر لازم ہے کہ بغیر سوچے سمجھے اور بغیر پرکھے اس کے ساتھ نہ ہولیں۔ بلکہ اس کے خوب اور ناخوب کا فیصلہ کرتے وقت پوری تحقیق کرکے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کہیں وہ بے دین و بدعقیدہ تو نہیں ہے۔ کہیں رہبر کے لباس میں رہزن تو نہیں ہے۔

کیونکہ ــــ لباس خضر میں یاں سیکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

○ ایک مسلّمہ حقیقت ــــ اعمال کی مقبولیت کا انحصار عقیدے کی صحت پر ہے لہذا عقیدے کا درست اور غیر متزلزل ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر عقائد غلط ہیں تو نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ درحقیقت عقائد جسم کیلئے روح، درخت کیلئے جڑ اور عمارت کیلئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جسطرح روح کے بغیر جسم کا قائم رہنا اور جڑ کے بغیر درخت کا سرسبز و شاداب رہنا اور بنیاد کے بغیر عمارت کی تعمیر ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح عقائد کی صحت کے بغیر کوئی عمل دربار خداوندی میں مقبول و منظور نہیں ہو سکتا۔ عقیدے کے بغیر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

نیک اعمال کی کمی کو عقیدے کی صحت پورا کر دیتی ہے لیکن غلط عقائد کی کمی کو اعمال کی کثرت پورا نہیں کر سکتی ــ بہت ساری مثالیں پیش کیجا سکتی ہیں کہ ایک آدمی کے پاس نیک اعمال زیادہ نہیں لیکن عقیدے کی صحت، بخشش کا سبب بن گئی۔ لیکن کوئی مثال ایسی نہیں ہے کہ نیک عمل کی کثرت عقیدے کی صحت کے بغیر بخشش کا سبب بنی ہو، اس لئے علمائے کرام کا قول ہے کہ فسقِ عقیدہ فسقِ عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

اس بات کی تائید میں تبلیغی جماعت کے سرگرم حامی مولانا عامر عثمانی ایڈیٹر تجلی دیوبند کی تحریر ملاحظہ فرمائیے۔

> عقیدہ وخیال کی ایک خرابی بھی بعض مرتبہ اتنی شدید ہوتی ہے کہ تمام اعمالِ خیر فاسد ہو جاتے ہیں ـــــ تھوڑا اور آگے لکھتے ہیں کہ جہاں عقیدے کی خرابی پائی جائے گی وہاں اگر نیکوکاری کے پہاڑ بھی کھڑے ہوں تو بھی یہی کہا جائے گا کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ تجلی دیوبند جون ۵۵ء صـ

عقیدے کی ایک خرابی کا یہ حال ہے تو جہاں بدعقیدگی کے دفتر کے دفتر سیاہ ہوں وہاں نیک عمل، نیک سیرت، نیک صورت اور نیک گفتاری کی نمائش کیا کام آسکتی ہے

○ ـــــ بے دینوں و بدعقیدوں کی صحبت سے بچنا اور انکی کتابوں کو پڑھنے سے گریز کرنا اپنے ایمان کی حفاظت و سلامتی کیلئے انتہائی ضروری ہے ـــــ اگرچہ وہ دینداری ہی کی باتیں کرتے ہوں ـــــ جیساکہ تبلیغی جماعت کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی تحریر کیا ہے ۔

ملاحظہ فرمائیے ۔ کمالات اشرفیہ صـ ۵۵

> بد دین آدمی اگر دین کی بھی بات کرتا ہے تو ان میں ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے اسلئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے ۔

عقیدے کی خرابی کو ہی بے دینی کہتے ہیں، اس لیے عقیدہ کا درست و غیر متزلزل ہونا لازمی و ضروری ہے۔ ورنہ نیکوکاری کی نمائش بے سود و بے کار ثابت ہوگی، اگرچہ نیک اعمال پہاڑ کے برابر ہوں یا جزیروں کے ذروں کے برابر ہوں انکا کوئی اعتبار نہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عقائد کی صحت پر زیادہ زور دیا ہے۔ لہذا کوئی غیرت مند مسلمان کسی ایسی تحریک کو ہرگز قبول نہیں کرسکتا جس سے ایمان و عقیدے کے جذبے کو ٹھیس پہونچتی ہو ۔ بے عمل رہنا یقیناً بد نصیبی کی بات ہے۔ لیکن عمل کے نام پر بدعقیدہ بن جانا آخرت کا اتنا بڑا نقصان ہے کہ جسکی تلافی ممکن نہیں ہے۔ تبلیغی جماعت کے متعلق خوب و ناخوب کا فیصلہ کرتے وقت دیکھنے کی چیز یہ نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں میں دینی زندگی برپا کرنے کی جد وجہد کرتی ہے۔ دراصل دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ

وہ بے دینی و بدعقیدہ تو نہیں ہے۔ اب جہاں تک اسکی بے دینی و بدعقیدگی کا سوال ہے تو آگے چلئے اور بدعقیدگی کی سیاہ روداد کا مطالعہ کیجئے

○ ـــــ نجد کے وہابی مذہب کو دنیا میں پھیلا کر مسلمانوں کو بدعقیدہ بنانے والی تبلیغی جماعت احادیث صحیحہ کی روشنی میں ـــــ

عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم

۱ـ نجدی فتنہ بارك لنا فی شامنا اللھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ فی نجدنا قال اللھم بارك لنا فی شامنا اللھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان۔ (بخاری شریف)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ خداوندا ہمارے لئے ملک شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ وہیں نجد کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں بھی! اس پر حضور نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ خداوندا ہمارے لئے ملک شام و یمن میں برکت نازل فرما۔ پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے درخواست کی کہ ہمارے نجد میں بھی یارسول اللہ راوی کا بیان ہے کہ غالباً تیسری بار حضور نے فرمایا کہ وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے۔ وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

۲ـ نجدی فتنہ کا ظہور تبلیغی جماعت کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی کی زبانی۔ (صدر الصدور دیوبند)

محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہلسنت والجماعت سے قتل و قتال کیا۔ انکو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو مالِ غنیمت اور حلال سمجھا کیا۔ اور

اور ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔

(شہاب ثاقب صـ۴۲)

(۳) نجدی گروہ حدیث صحیح کی زبانی

عن شریک ابن شہاب (مرفوعًا الیٰ ان یقال) ثم قال یخرج فی آخر الزمانِ قوم کان ھذا منھم یقرؤن القرآنَ لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السَّھم من الرمیۃ سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال

(مشکوٰۃ شریف صـ۳۰۹)

ترجمہ:۔ حضرت شریک ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک جماعت نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہ اترے گا۔ وہ لوگ دائرۂ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ ان کی خاص علامت سر منڈوانا ہوگی۔ وہ اسی طرح گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ مسیح دجال کیساتھ نکلے گا۔

(۴) نجدی گروہ کے پہچان کی تصدیق

عرب کے مشہور مؤرخ حضرت علامہ زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی۔

سیماھم التحلیق تصریح بھذہ الطائفۃ النجدیۃ لانھم کانوا یامرون کل من اتبعھم ان یحلق راسہ ولم یکن ھذا الوصف لاحد من طوائف الخوارج والمبتدعۃ الذین کانوا قبل

زمن ھؤلاء۔

آخری زمانے میں نکلنے والی جماعت کی پہچان کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔ نجدی گروہ کے بارے میں بالکل صراحت ہے۔ کیونکہ سر منڈانا انہیں لوگوں کا جماعتی شعار ہے۔ ان سے قبل خوارج اور بے دین فرقوں میں سے کسی فرقے کے اندر یہ علامت موجود نہیں ہے۔

(۵) گروہ کا نام:- تبلیغی جماعت کے مجدد مولوی رشید احمد گنگوہی کی زبانی۔

محمد ابن عبدالوہاب کے مقلدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ (فتاوی رشیدیہ صـ ۲۳۵)

(۶) وہابی گروہ سے تبلیغی جماعت کے سربراہوں کا تعلق

○ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا منظور نعمانی نے اپنے وہابی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔

(سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی صـ ۲۰۲)

○ تبلیغی جماعت کے سرپرست مولوی زکریا شیخ الحدیث نے اپنے وہابی ہونے کا اعلان کیا۔

حوالہ:۔ مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ (سوانح کاندھلوی صـ ۲۰۴)

○ تبلیغی جماعت کے مرکز عقیدت مولانا اشرف علی تھانوی کا اظہار وہابیت

حوالہ:۔ بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں۔ یہاں فاتحہ ونیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو۔ (اشرف السوانح صـ ۴۵)

اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو۔ سب کی تنخواہ کردوں۔ پھر دیکھو خود ہی سب وہابی بن جائیں۔ حوالہ:۔ الاضافات یومیہ صـ ۴۴۳ ج ۱

(۷) نجدی حکومت کے ساتھ تبلیغی جماعت کا معاہدہ

تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب مولانا

الیاس اور ان کی دینی دعوت میں نجدی حکومت کے ساتھ تبلیغی جماعت کا ایک معاہدہ نقل کیا ہے۔ جو بانی جماعت مولانا الیاس صاحبؒ کے معتمد خصوصی مولوی احتشام الحسن اور حکومت نجد کے شیخ الاسلام قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) عبداللہ ابن حسن (جو محمد ابن عبدالوہاب کی اولاد میں سے ہیں) کے درمیان عمل میں آیا۔

معاہدہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے

مولوی احتشام الحسن صاحب نے مقاصد تبلیغ کو اختصار کے ساتھ نوٹ کر کے شیخ الاسلام رئیس القضاۃ عبداللہ ابن حسن کے یہاں پیش کیا، مولانا الیاس اور مولوی احتشام الحسن ان کے یہاں بھی گئے انھوں نے بہت ہی اعزاز واکرام کیا اور ہر بات کی خوب خوب تائید کی اور زبانی پوری ہمدردی اور اعانت کا وعدہ کیا۔ (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص۱۰۸)

تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ

کسی بھی مذہب یا تحریک کے مقاصد معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ اس تحریک کے بانی اور اکابرین کی کتابوں سے ہی ہوتا ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس دہلوی ہیں۔ تبلیغی جماعت کے اہم ستون مولوی محمد یوسف صاحب و مولانا زکریا شیخ الحدیث صاحب اور مولانا منظور نعمانی ہیں۔

تبلیغی جماعت کے اکابرین میں مولانا اشرف علی تھانوی و مولانا رشید احمد گنگوھی و مولانا اسماعیل دہلوی اور مولانا محمد قاسم

نانتوی وغیرہ شامل ہیں۔

پچھلے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مذکورہ رہنماؤں نے برملا اپنی وہابیت کا اقرار واعتراف اپنی اپنی تحریروں میں کرلیا ہے۔ اور نجدی تحریک کے بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد کی عمدگی کا بھی اعتراف کیا ہے۔

وہابیت اور نجدیت

زمانہ حال کے فرقے میں نجدی وہابی فرقے نے جس بے دردی کے ساتھ اسلام کی حرمت اور انبیاء واولیاء کی عظمت پر حملہ کیا ہے وہ تاریخ کا ایک انتہائی الم ناک واقعہ ہے۔

> یہ گروہ بارہویں صدی ہجری میں نجد سے ظاہر ہوا اس کا بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی ہے۔ اس کے ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں۔ جنکے باطل عقائد اور فاسد خیالات کی ہلکی جھلک پچھلے اوراق میں دیوبند کے صدر المدرس کی زبانی پڑھ چکے ہیں۔

مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق جہاں اس کی بدمذہبی اظہر من الشمس ہے۔ وہیں اس کے کارنامے ونظریات وقتل وقتال سے بھی خوب ظاہر ہے۔ ابتداءً یہ مذہبی تحریک ہی تھی لیکن قوت وطاقت پانے کے بعد سیاسی بن گئی۔ چند معتبر کتابوں ورسالوں کے حوالے سے ان کے کارنامے وعقائد کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

؎ وہابیوں نے کیا کیا؟ کیا کہا؟ اور کیا کہتے ہیں؟

○ — انھوں نے — اپنے سوا ہر ایک کے مشرک ہونے کا اعلان کیا۔

○ — انھوں نے — بار بار اِنی أنبئکم بدین جدید کا اعلان کیا۔

؎ ۱۔ کتاب التوحید — محمد ابن عبدالوہاب نجدی۔ ۴۔ حیات طیبہ — مرزا حیرت دہلوی
۲۔ محمد ابن عبدالوہاب — مسعود عالم ندوی ۵۔ درر السنیہ — علامہ زینی دحلان مکی
۳۔ سوانح احمدی — مولوی جعفر تھانیسری۔ ۶۔ الصواعق الٰہیہ — شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی

(میں تمہارے پاس نیا دین لایا ہوں)

- انھوں نے ـــ مکہ و مدینہ پورے جہان و عرب بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک گردانا۔
- انھوں نے ـــ مسلمانوں کے خلاف قتل و قتال کو باعث ثواب و رحمت بلکہ واجب قرار دیا۔ إنی ادعوکم الی الدین وجمیع ما هو تحت السبع الطباق مشرك علی الاطلاق و من قتل مشرکا فله الجنة۔ (کتاب التوحید)
- انھوں نے ـــ یہود و نصاریٰ واصلاً و نسلاً بت پرست کفار و مشرکین سے دوستی کی اور ان کو کچھ نہ کہا۔
- انھوں نے ـــ اپنے مفسدانہ و کافرانہ نظریات کو بزور شمشیر مسلمانوں سے منوایا
- انھوں نے ـــ پورے عالم اسلام کے مسلمہ معتقدات کو کفر و شرک اور بدعت و ضلالت قرار دیا۔
- انھوں نے ـــ اپنے زمانے کے مسلمانوں کو ابوجہل و ابولہب سے بڑا مشرک قرار دیا۔ (کتاب التوحید)
- انھوں نے ـــ ۶۰۰ھ سے ۱۲۰۰ھ تک کے تمام دینی مشائخ اور علماء کرام کو مشرک گردانا۔
- انھوں نے ـــ شان رسالت میں انتہائی گستاخیاں اور دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔
- انھوں نے ـــ اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نفع بخش قرار دیا۔
- انھوں نے ـــ حرم پاک میں خون کی ندیاں بہائیں۔
- انھوں نے ـــ مدینہ و حجاز مقدس کے باشندوں کا خون حلال ٹھہرایا۔

- انھوں نے ــــ مکہ و مدینہ و حجاز مقدس کے علمائے کرام و صلحاء کو شہید کیا
- انھوں نے ــــ شہداء احد و بدر کے مقبروں کو مسمار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔
- انھوں نے ــــ خانوادہ رسول علیہ السلام سادات کرام کو ڈھونڈ، ڈھونڈ کر شہید کیا۔
- انھوں نے ــــ مقاماتِ مقدسہ میں تین دنوں تک قتل و غارت و لوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔
- انھوں نے ــــ طائف و کربلا و دیگر شہروں میں شیر خوار بچوں کو ماؤں کی گود میں ذبح کیا۔
- انھوں نے ــــ خانہ کعبہ و حرم نبوی میں پناہ لینے والوں کا بیدردی سے قتل کیا
- انھوں نے ــــ حرمین شرفین کی پاک دامن بیبیوں کو تین دنوں تک نجدی درندوں پر عصمت دری کیلئے حلال کیا۔
- انھوں نے ــــ روضہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کی اور صنم اکبر کہا۔ هذا صنما اکبر (یہ سب سے بڑا بت ہے) معاذ اللہ۔
- انھوں نے ــــ روضہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو غلاف سے ننگا کیا اور تمام قیمتی اشیاء کو لوٹ کر لے گئے۔
- انھوں نے ــــ خانہ کعبہ کو غلافِ کعبہ سے ننگا کیا اور تمام قیمتی چیزیں اٹھا کر لے گئے
- انھوں نے ــــ کربلا میں امام حسین کے روضہ مبارک کی بے حرمتی کی اور دیگر مزارات شہداء کو مسمار کیا۔ اور بہتے مسلمانوں کو بیدردی سے قتل کیا۔ اور ان کے مال و اسباب لوٹ لے گئے۔
- انھوں نے ــــ مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلی و مدینہ منورہ کے قبرستان

جنت البقیع کے تمام مزاراتِ اہلبیت وصحابہ کرام و بزرگان دین کو مسمار کیا۔ توہین و بے حرمتی کی غلاظتیں پھیکیں۔ بندوقیں چلائیں۔

- انھوں نے ـــ خاتونِ جنت وحضرت عائشہ وحضرت خدیجہ وحضرت عثمان غنی ذوالنورین کے مزارات مقدسہ کو مسمار کیا۔ توہین و بے حرمتی کی۔ غلاظتیں پھینکی۔ بندوقیں چلائیں۔
- انھوں نے ـــ سید الشہداء شیر خدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار شریف اور مسجد کو مسمار کیا۔
- انھوں نے ـــ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی یادگار مسجدوں کو مسمار کیا۔ یا بند کر دیا۔
- انھوں نے ـــ مسجد بلال و مسجد کوثر وغیرہ بھی مسمار کر دیا۔
- انھوں نے ـــ مقام میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر گھوڑے باندھے۔

(العیاذ باللہ)

آج بھی وہابی گروہ اسی قسم کے عقائد و نظریات رکھتا ہے اور اپنے دلوں میں تمام مسلمانوں کو مشرک گردانتا ہے۔ جب تک کہ اس کے حق میں حالات اچھے نہ ہو جائیں یہ تھیں وہابیت کی چند جھلکیاں جو اوپر مذکور ہوئیں۔ اب آیئے اور آپ خود ہی حق و انصاف کے ساتھ تفصیل معلوم کرنے کیلئے آگے کا مطالعہ ایک ایسے منصف کی نظر سے کیجئے کہ اگر آپ کو اپنے خلاف بھی فیصلہ کرنا پڑے تو کوئی غلط جذبہ درمیان میں حائل نہ ہو۔

تبلیغی جماعت کا اصل مقصد

تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس دہلوی کے بیان کے مطابق علماء دیوبند کی ان تعلیمات کو پھیلانا ہے جن سے مسلمانوں کا اتحاد ہی

غارت نہ ہو جائے۔ بلکہ عشق و ایمان کی غیرت کے ساتھ ایک مسلمان کا جینا بھی دوبھر ہو جائے۔

ایک مرتبہ مولانا الیاس نے فرمایا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔

(ملفوظات مولانا الیاس صہ ۵۸)

معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت کا اصل مقصد دین کی تبلیغ نہیں بلکہ مولانا تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔

ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے

ناظرین آپ نے سنا ہوگا کہ تبلیغی جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے۔ لوگوں کو نمازی بناتا ہے، نماز کی عادت ڈالنی ہے نماز سکھانا ہے۔ انصاف کی نظر سے دیکھئے کہ یہ بھی کتنا بڑا فریب و دھوکا ہے۔ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس کا بیان پڑھئے مولانا منظور نعمانی کی کتاب دینی دعوت صہ ۲۳۴

ظہیر الحسن میرا مدعیٰ کوئی پاتا نہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے۔ میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔

معلوم ہوا کہ تبلیغی گشت سے لیکر کلمہ و نماز کی دعوت تک انمیں سے کوئی چیز بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے ساتھ وابستہ نہیں ہے یہ لوگ دین کا نام صرف اس لئے لیتے ہیں کہ اپنے خود ساختہ دین سے تمہارے دین کا تبادلہ کر سکیں۔ اس لئے کہ ان کا مقصد ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ کتنا بڑا فریب اور دھوکا ہے کہ دل کے تہ خانے میں تو یہ مقصد چھپا رکھا ہے۔ اور مسلمانوں

سے کہتے ہیں کہ تو خدا اور رسول کا دین پھیلانے نکلے ہیں۔

سفید جھوٹ

تبلیغی جماعت کے لوگ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ صحابہ کی سنت ہے۔ انبیاء کا طریقہ ہے تو کان کھول کر سن لیا جائے کہ یہ بھی سفید جھوٹ ہے اور غایت درجہ کا فریب ہے۔ میں نہیں کہتا بلکہ بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس احمد دہلوی کا بیان اسی ملفوظات میں صـ۵۱ پر پڑھئے۔

ایک دن فرمایا! [اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا]

مطلب یہ ہے کہ تبلیغ کا یہ طریقہ مجھے خواب کے ذریعہ معلوم ہوا۔ یہ طریقہ قرآن وحدیث میں منقول نہیں ہے۔ قرآن وحدیث سے بے نیاز ہو جانے والا ہی محض خواب پر دینی کام کی بنیاد ڈال سکتا ہے۔

کیوں نہ ہو جبکہ بانی تبلیغی جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ مثل انبیاء ہیں۔ خود فرماتے ہیں۔ اسی ملفوظات میں ملاحظہ فرمائیے صـ۵۱ پر

[کنتم خیر امۃ الخ کی تفسیر خواب میں القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام لوگوں کیلئے ظاہر کئے گئے ہو۔]

مثل انبیاء کی خود ساختہ تفسیر، شیطانی خواب، وزعم باطل کے بعد تنقیصِ انبیاء کی مزید جسارت ملاحظہ فرمائیے۔

تبلیغی جماعت کے کارکنوں کا انبیاء علیہم السلام سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(مکاتیب مولانا الیاس صـ۱۰۷)

[اگر حق تعالےٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں۔ جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکیں]

(مکاتیب الیاس صـ۱۰۷)

الاماں والحفیظ! کارکنوں میں گستاخیٔ رسول کا کیسا مکروہ جذبہ پیدا کیا جارہا ہے کیوں نہ ہو یہی تو چلت پھرت کا مقصد اولیں ہے۔ اور دیکھئے یہ کوئی اتفاقی جملہ نہیں ہے۔ بلکہ تبلیغی جماعت کے ہمدرد و پیشوا مولوی حسین احمد مدنی اور دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے بھی اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے۔

[پیغمبر کو عمل کیوجہ سے فضیلت نہیں۔ عمل میں تو بعض امتی پیغمبر سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ (رسالہ مدینہ، بجنور، جولائی ۱۹۵۸ء)]

مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔ (تحذیر الناس ص۵)

[انبیاء اپنی امت میں اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں]

فیصلے کی کسوٹی

اسکے علاوہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ تبلیغی جماعت کی بدعقیدگی و بے دینی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہاں! یا تو انکار کر دیا جائے کہ وہ کتابیں انکی نہیں ہیں۔ یا میں نے غلط الزامات لگائے ہوں تو ثابت کیا جائے کہ یہ حوالے غلط ہیں۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہیں ہو پاتی تو سن لیا جائے کہ نماز و کلمہ اور تقویٰ کی لالچ میں اصل دین ہی سے ہاتھ دھو بیٹھنا دینداری نہیں۔ بلکہ دینداری کے نام پر دین سے کھلی ہوئی بغاوت ہے۔

تبلیغی جماعت نے جنکی تعلیمات کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ان میں سرفہرست مولوی اشرف علی تھانوی ہیں۔ اور ان کے قطب و مجدد مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔ جنکے نزدیک مولوی اسماعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" رکھنا عین اسلام ہے۔

اب آئیے ان کے افکار و عقائد و تعلیمات کے چند نمونے انھیں کی معتبر کتابوں کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیے۔ (بلا تبصرہ)

○ — تبلیغی جماعت کے اکابرین کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نماز میں حضور کا تصور کرنا گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا برا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۹۰)

[اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔]

○ — تبلیغی جماعت کے اکابرین کا عقیدہ ہے کہ انبیاء و اولیاء اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ حوالہ (تقویۃ الایمان) صفحہ ۱۲

[ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔]

○ — انکا عقیدہ ہے کہ محمد و علی کسی چیز کے مالک و مختار نہیں ہیں۔

حوالہ (تقویۃ الایمان) صفحہ ۳۲

[جس کا نام محمد و علی ہے کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔]

○ — ان کے نزدیک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ حوالہ (تقویۃ الایمان) صفحہ

[حضور کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔]

○ — ان کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں۔

حوالہ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۶

[پھر بھیجا ایک باؤ اچھی سو جان نکال لیگی جس کے دل میں ایک رائی کی دانہ بھر ایمان سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔]

یعنی چل گئی وہ باؤ (ہوا) اور مر گئے تمام بندے جنہیں ایمان تھا۔ اور وہ رہ گئے نرے کافر۔

○ ـــ ان کے نزدیک گنگوہی صاحب قبلۂ حاجات ہیں۔ روحانی بھی جسمانی بھی

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

مرثیہ صـ۸

نوٹ:۔ رسول کریم، مولیٰ علی، امام حسین، غوث اعظم، خواجہ غریب نواز کو حاجت روا کہنا ان کے نزدیک شرک ہے۔ چونکہ غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہے۔

○ ـــ علمائے دیوبند کے نزدیک عارفان باللہ خانۂ کعبہ پہونچکر گنگوہ کی تلاش کرتے ہیں۔ مرثیہ صـ۱۰

پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں بھی ذوق و شوق عرفانی

○ ـــ ان کے نزدیک مولانا رشید احمد گنگوہی کا حکم قضائے مبرم ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔ مرثیہ صـ۲۲

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اسکا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم

○ ـــ ان کے نزدیک گنگوہی صاحب صدیق اکبر و فاروق اعظم دونوں ہی تھے۔

وہ تھے صدیق و فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قد مبوسی کی گر ٹھانی

مرثیہ صـ۱۲

○ ـــ ان کے نزدیک گنگوہی صاحب صدیق بھی، شہید بھی، اور قبلۂ دین بھی ہیں اور کعبۂ ایماں بھی، اور حیات ابدی سے سرفراز بھی ہیں۔ مرثیہ صـ۱۱

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی

○ ـــ تمام علماء و اکابرین تبلیغی جماعت کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اس کے لئے جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ یکروزی صـ۱۴۵

درست نہیں۔ حوالہ :۔ فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۱۴

محرم الحرام میں ذکر شہادت حسین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیح ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا، چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پیلانا، نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔

۵ ـــ ان کے نزدیک مجلس میلاد شریف اگرچہ بغیر قیام کے ہو اور بروایت صحیح ہو تو بھی ناجائز ہے۔ حوالہ :۔ فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۳۶

سوال :۔ انعقاد مجلس میلاد شریف بدوں قیام بروایت صحیح درست ہے۔

الجواب :۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے۔

۵ ـــ ان کے نزدیک بستیوں میں پھرنے والا اور نجاست کھانے والا کوا کھانا درست و ثواب ہے حوالہ :۔ فتاویٰ رشیدیہ صـ۴۹۳

۵ ـــ ان کے نزدیک سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ اور شیطان کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضور کی وسعتِ علم کے لئے ان کے نزدیک کوئی نص قطعی نہیں۔

حوالہ :۔ براہین قاطعہ صـ۵۱ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص صریحہ بلا دلیل بعض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

۵ ـــ یہ لوگ خداوند قدوس کے علاوہ اپنے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلائق کہتے ہیں۔ کیا یہ خدائے پاک کی توہین نہیں ہے۔

دیکھئے کتاب مرثیہ رشید احمد گنگوہی مصنفہ مولانا محمود الحسن دیوبندی صـ۹۱

[کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے ۔ اوروں کو ماننا خبط ہے]

تقویۃ الایمان صـ۱۲ـ

○ — انکے نزدیک حضور صلے اللہ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے۔ معاذ اللہ

[یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں]

تقویۃ الایمان صـ۵

مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کے چند نمونے

پچھلے اوراق میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس دہلوی کا بیان ہے کہ جماعت کے قیام کا مقصد مولانا اشرف علی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔

یہ وہی مولانا تھانوی ہیں جن کو برٹش گورنمنٹ چھ سو روپئے ماہانہ دیتی تھی ان کے بھائی جناب مظہر علی صاحب سی۔ آئی۔ ڈی کے بڑے عہدے پر فائز تھے۔

جیسا مولوی حسین احمد مدنی نے مکتوباتِ شیخ جلد دوم پر اس کا ذکر کیا ہے۔

یہی تھانوی صاحب ہیں جنکو علماء دیوبند حکیم الامت، حجۃ اللہ فی الارضین، اور جامع المجددین جیسے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ جس کا علم تھانوی صاحب کو بھی گمان و ظن کے مرتبے میں نہیں۔ بلکہ علم ضروری کے مرتبہ میں حاصل تھا کہ (یقیناً میں اللہ کی حجت و دلیل) ہوکر آیا ہوں غرضیکہ اہل دیوبند کے مادر زاد ولی، بزرگ، جامع المجددین۔ حجۃ اللہ فی الارضین سے تدریجاً نبوت و رسالت تک پہنچے۔ اور اپنے مرید سے اپنا کلمہ لاالٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھواتے ہیں۔

ثبوت کے لئے انھیں کی معتبر کتابوں میں پڑھیئے۔

○ — اشرف السوانح صـ۲۴ کی ایک روایت پڑھئے جو تھانوی صاحب کی عہدِ طفولیت کے آثارِ نیک سے ہے۔

[حضرت کی تائی صاحبہ نے جن کے پاس بچپن میں رہے ہیں]

صاحب کے تجدیدی کارنامے کے زیرعنوان فرماتے ہیں۔

یہی اصلاحی و تجدیدی جامعیت ہے جو ذالک الکتاب والے دین کے جامع المجددین کی سیکڑوں کتابوں کے ہزاروں صفحات اصلاحی و تجدیدی صورت میں پھیلی ہوئی ہے۔

معلوم ہوا کہ مولانا تھانوی علماء دیوبند و تبلیغی جماعت کی نظر میں مادرزاد ولی، اور حجۃ اللہ فی الارض، اور جامع المجددین ہیں۔ اور موصوف کو برٹش گورنمنٹ سے چھ سو روپئے ماہانہ ملتے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے مکالمۃ الصدرین ص ۹

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔

دیکھئے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ انکو چھ سو روپئے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔

اس مختصر تعارف کے بعد مولانا تھانوی کی رسول دشمنی اور ان کی تعلیمات کے چند نمونے اس مختصر سی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔ اور پچھلے اوراق میں، آپ مولانا تھانوی کا اقرار و اعتراف وہابیت بھی پڑھ چکے ہیں۔ اتحاد اور یکجہتی کا نعرہ لگانے والوں نے کتنی خوبصورتی کے ساتھ مسلمانوں کے مسلمہ اعتقادات پر حملہ کر کے جہاں مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کو پامال کیا ہے۔ وہیں اپنی نمک خواری کا بھی ثبوت دیا ہے۔

○ ــــ تھانوی صاحب نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں و جملہ حیوانات و بہائم سے تشبیہ دیکر سرکار کی شان میں کھلی ہوئی توہین کی ہے اور سارے مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ اور علماء عرب و عجم سے توہین پر کفر کا فتویٰ پایا ہے۔

دیکھئے کتاب حفظ الایمان ص ۸

کی ضرورت ہے اور روایات مجھکو مستحضر نہیں ہیں۔

یہ ہیں تھانوی صاحب جو حکیم الامت ہیں۔ جامع المجددین ہیں۔ اور حجۃ اللہ فی الارض ہیں۔ آنجناب کو شرک و بدعت کے اقسام یاد تھیں۔ شادی میں سہرا باندھنا شرک۔ علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، نام رکھنا شرک۔ لیکن اگر ذہن خالی تھا تو فضائل رسول سے چونکہ اس عنوان پر روایتوں کی ضرورت تھی وہ آنجناب کو مستحضر نہ تھیں۔ حالانکہ یہ ایک عاشق رسول کیلئے ایسا محبت بھرا عنوان ہے۔ جسپر گھنٹوں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا سماں باندھ سکتا ہے مگر یہ بیان معلومات کے ساتھ عقیدت و محبت کا سرمایہ بھی چاہتا ہے۔

وہ بدنصیب کیا بولے گا۔ جو حفظ الایمان جیسی گندہ و کفری کتاب چھوڑ کر دنیا سے گیا ہو۔ جو قیامت تک مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا باعث بنی رہیگی۔

محبت کو سمجھنا ہو تو ناصح خود محبت کر
کنارے سے کبھی اندازۂ طوفاں نہیں ہوتا

اور اس پر بھی تو غور کیجئے۔

حضرات اکابر نے فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کے لئے حضور سرور عالم کے فضائل بیان کئے جائیں۔

کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ دار العلوم دیوبند کی چہار دیواری میں عقیدت و محبت کی بنیاد پر سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان نہیں ہوتے۔ بلکہ مصلحت کی بنیاد پر۔ چونکہ مصلحت آن پڑی ہے۔ لہذا خلاف عادت و معمول کچھ فضائل رسول بیان کر دیئے جائیں۔

تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو جائے

جو جان ایمان ہو، جو جوہر ایمان ہو، جو مرکز ایمان ہو، جس کی محبت ہی کا نام ایمان ہو۔ اسی کے فضائل و مناقب و کمالات بیان کرنا عقیدت و محبت سے

جواب [۔ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ تم جس کی طرف رجوع کرتے ہو
وہ بعونہٖ تعالےٰ متبع سنت (پابند سنت) ہے ۔]

مان لیا کہ مرید بے اختیار تھا، زبان قابو میں نہیں تھی، حالانکہ وہ بیدار تھا لیکن تھانوی کا قلم تو بیدار تھا، وہ تو اختیار میں تھا، انھوں نے ہوش میں رہتے ہوئے ایک صریح کلمۂ کفر کی تائید کیوں کی۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ دونوں میں کوئی بے اختیار نہیں تھا۔

غور فرمائیے! لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ، واللّٰھم صل علیٰ سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی، یہ دونوں عبارتیں اور مولانا تھانوی کی رضامندی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ تسلی ہے۔ چونکہ متبع سنت ہوں لہٰذا خوب پڑھو۔

اس بات کو سب مسلمان جانتے ہیں کہ جسطرح کسی نبی کی نبوت کا انکار کفر ہے۔ ایسے ہی غیر نبی کی نبوت کا اقرار بھی کفر ہے۔ اور کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ یہ شریعت کی کھلی ہوئی روشن دلیل ہے۔ کوئی بھی مفتی ہو اس قانون کے تحت کہ "الرضا بالکفر کفر" کفر سے راضی ہونا کفر ہے۔ کا فتویٰ دے سکتا ہے۔ جو موصوف کیلئے بھی قابل قبول ہوگا حیرت ہے! اتنی کھلی ہوئی گمراہی کے بعد بھی تبلیغی جماعت کو اصرار ہے کہ وہ تھانوی صاحب کے تعلیمات کو عام کرے گی۔

اب آپ ہی بتائیے کہ اسیطرح کے کفر نواز تعلیمات کو مسلمانوں میں پھیلایا گیا تو کیا حال ہوگا ان کے دین و ایمان کا۔

○ ــــ آپ نے پچھلے اوراق میں پڑھا ہوگا کہ علمائے دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نماز میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تصور کرنا گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا برا ہے۔ حضور کا تصور کرتے ہی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور نمازی فعل شرک کا مرتکب قرار پائے گا۔

لیکن خود تھانوی صاحب کا فتویٰ اپنے تصور کے بارے میں کیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

— عورتوں کو مزید تاکید فرماتے ہیں

کہیں بیاہ شادی عقیقہ وغیرہ میں مت جاؤ
اور نہ اپنے یہاں بلاؤ۔ قصد السبیل صہ ۲۴

قسم ہے آپ کو غیرت حق کی یہاں چند لمحوں کیلئے رک جائیے اور سوچئے کہ تھانوی صاحب کی ان جملہ ہدایات و تعلیمات پر عمل کرنے کے بعد کیا حال ہوگا۔ مسلم سماج و معاشرے کا۔ اور زندگی کے وہ پروگرام جس میں اجتماعیت کو دخل ہے۔ وہ کیوں کر وجود میں آئیں گے۔ جب کہ خوشی و غمی کے موقع پر جب کوئی کسی سے تعلق نہ رکھے گا۔ اور نہ ہی شریک ہوگا۔

اب ان حالات میں آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ تبلیغی جماعت مسلمانوں میں اس طرح کی گمراہ کن تعلیمات کو پھیلا کر سوائے اس کے اور کیا نتائج پیدا کرنا چاہتی ہے کہ گھر، گھر مسلمانوں میں عقیدہ و خیال کے اختلافات کی جنگ چھڑ جائے۔

تقویٰ سے انکار

آخر میں تھانوی صاحب کی پیٹ پرستی حلال و حرام میں لاپرواہی ملاحظہ فرمائیے۔ کمالات اشرفیہ صہ ۴۱۸

فرمایا کہ دعوت اور ہدیہ میں حلال و حرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیونکہ میں متقی (پرہیزگار) نہیں ہوں

ایسی بدعقیدگی گمراہ کن، رسول دشمن عبارتوں، اور حوالوں کے بعد ایمان کا تقاضہ ہے کہ سخت نفرت و ملامت کا اظہار کیا جائے اور ایسے لوگوں کی صحبت و کتابوں سے سخت پرہیز کیا جائے۔ اگرچہ وہ دینداری ہی کی باتیں کریں۔ یہی ایمان کا تقاضہ ہے

تبلیغی جماعت کے اکابرین کی انگریز دوستی

انگریز سات سمندر پار سے آیا ہوا ایک

للہ سوچیئے اور انصاف و دیانت داری سے کام لیجئے کہ ہندی مسلمانوں پر کس قدر ابتلاء و آزمائش کا دور تھا۔ مسلمان اپنے ہی ہاتھوں اپنا گھر پھونک رہا تھا۔

(اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو)

انھیں علماً کے سرخیل مولوی اسماعیل دہلوی جسوقت انگریز کے اشارے پر میدان جنگ میں جارہے تھے تو لکھنؤ اسٹیشن پر سے گذرتے وقت صوفی عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے خدا رسیدہ بزرگ و ولی کامل تھے۔ ان سے مولوی اسماعیل دہلوی نے کہا کہ جنگ سے واپس آکر میں تمہاری خبر لوں گا۔

صوفی عبدالرحمان نے کہا کہ یہ اس وقت ممکن ہے جبکہ جنگ سے تمہاری واپسی بھی ہوسکے۔ (تنویر الجنان)

ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس جنگ زرگری میں کونسا جذبہ کارفرما تھا۔ ایک عام آدمی بھی نتیجہ نکال سکتا ہے۔ کہ مولوی اسماعیل دہلوی اس جنگ کے بہانے انگریز بہادر کی خوشنودی حاصل کرکے علماء حق سے انتقام لینا چاہتے تھے۔

تبلیغی جماعت کے بزرگوں کی تحریری سند اور حوالہ بھی پیش کردیا جائے تاکہ بات پکی و مستند ہوجائے۔

۱ — حوالہ تذکرۃ الرشید ص ۷۳

تبلیغی جماعت کے مسلمہ بزرگ اور مجدد و قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

> بعض کے سر پر موت کھیل رہی تھی انھوں نے کمپنی (انگریز گورمنٹ) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا۔ اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔

غور فرمائیے اب بھی انگریز دوستی سے انکار کیا جاسکتا ہے۔

تذکرۃ الرشید کی دوسری عبارت اول صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے۔ جو سراسر انگریز دوستی میں ڈوبی ہوئی ہے۔

> جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرمانبردار ہوں ان جھوٹوں سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے۔ اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

انگریز بہادر کی فرمانبرداری ہو تو ایسی ہو۔ کہاں تو ایک طرف یہ نظریہ کہ محمد وعلی کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔ اور انگریز کے قدم پر سربسجود ہوئے۔ اس طرح کہ سرکار ہی مالک و مختار ہیں۔ جو چاہیں سو کریں۔

ناظرین! آپ نے گذشتہ اوراق میں پڑھا ہوگا کہ یہی تبلیغی جماعت کے مجدد وقت و قطب الارشاد ہیں۔ جنھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ۔

تذکرۃ الرشید جلد دوئم صفحہ ۱۷

> سن لو کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

غور فرمایئے! سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے تو کیا مان لیا جائے کہ برٹش گورنمنٹ کی فرمانبرداری حق ہے۔ اور کیا مان لیا جائے کہ ہدایت و نجات اسی کی فرمانبرداری و اتباع پر موقوف ہے؟ کیونکہ آنجناب ہی کی اتباع پر ہدایت و نجات موقوف ہے۔

دیکھئے کس طرح لوگوں کو انگریز کی فرمانبرداری کا درس دیا جا رہا ہے۔ پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ صرف نبی ہی اپنی اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ کوئی غیر نبی نہیں کر سکتا۔

یہ ہے رسول دشمنی اور انگریز دوستی کا جیتا جاگتا مظاہرہ

درس توحید بھول گئے۔ خدا کی ذات سے اعتماد و توکل جاتا رہا۔ عشق و ایمان

واشاعت سے کیا تعلق ؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

گذشتہ صفحات میں مولانا الیاس کا بیان بالکل مبنی برحق ہے۔ کہ ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

> ملاحظہ ہو! - میاں ظہیر الحسن میری مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں یہ تحریک صلاۃ ہے۔ میں بقسم کہتا ہوں ہرگز یہ تحریک صلاۃ نہیں۔ بڑی حسرت سے فرمایا کہ ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔

اس تعاون و مدد کا اور کیا مفاد ہو سکتا ہے۔ کہ مجھ سے روپیہ لو۔ اور مسلمانوں کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لو۔ اور جب ان پر قابو پا جاؤ تو اپنے تقدس و اتباع شریعت کا سہارا لیکر مسلمانوں میں نئے نئے عقیدے پھیلاؤ۔

اولیاء اللہ کی قبروں پر جانے والوں کو بدعتی کہنا۔ یا رسول اللہ کہنے والوں کو مشرک کہنا۔ میلاد شریف کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دینا۔ نبی کے علم کو شیطان کے علم سے کم کہنا۔ نبی کی ہمسری کا دعویٰ کرنا۔ نبی کے علم کو ہر صبی، مجنوں، پاگل دگائے، بیل، گدھے وجملہ بہائم وحیوانات کے برابر بتانا۔

عرس و فاتحہ کرنے والوں کو منہ چڑانا۔ تو خود ہی مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائیگی، اسطرح سے ہم، تم، دونوں کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ تم ایک ٹولی کے قائد ہو جاؤ گے۔ اور مسلمانوں کا افتراق وانتشار دیکھکر ہم بھی چین وسکون کی بانسری بجائیں گے۔ یہ ہے تبلیغی جماعت کا پسِ منظر اور اس کی دوڑ دھوپ کا نتیجہ۔

چلئے تھوڑا تبلیغی جماعت کے مسلمہ مادر زاد ولی، حکیم الامت، جامع المجددین حجۃ اللہ فی الارض کے دربار میں۔ انگریز دوستی کا راز معلوم کریں۔

(مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۰ صفحہ ۱۱) پر ملاحظہ فرمائیے۔

مشرقی یوپی کی مایہ ناز

دینی درسگاہ

جامعہ رضویہ شمس العلوم رضا نگر پپرا کنک ضلع

پڈروونہ (یوپی)

جس کا بنیادی مقصد نور وشعور، دین ودانش اور علم

وآگہی کی ضیا پاشیوں کے مختلف شعبہ جات کے ذریعہ ایسے با

کمال افراد پیدا کرنا ہے۔ جو دینی سعادتوں کے علاوہ دنیا

کی برکتوں سے بھی آبرومندانہ طریقہ پر فیضیاب ہو سکیں۔

ان تمام تر منصوبوں کو مرکز تو جہ بنانے میں ہماری مدد فرمائیں

؎ وابستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

آپ کا ایوب شریف القادری غفرلہٗ

Printed by: RAZA OFFSET, Bombay-3, INDIA • Tel. 371 23 13

سے داخل ہوئی۔ اور آج تک مسلمانوں کے بدن میں ناسور بن کر رس رہی ہے۔
اقبال شاعرِ مشرق نے کہا تھا۔

عجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبست
(ڈاکٹر اقبال)

ایک ذہنی انتشار اور اس کا علاج

تبلیغی جماعت کے عقائد و افکار پچھلے اوراق میں پڑھکر آپکو اس وقت حیرت ہوگی۔ جب حالات سے ان کی مطابقت کرنا چاہیں گے۔
اور آپ پوچھیں گے کہ تبلیغی اجتماعات میں اسلام کی صرف موٹی، موٹی باتیں بیان کیجاتی ہیں۔ اعتقادی مسائل پر تو کچھ کوئی بولتا ہی نہیں۔
لہذا بد عقیدہ بنانے اور مذہب کی تبدیلی کا الزام کیونکر درست ہوگا۔ تو میں عرض کروں گا کہ ہر جماعت یا تحریک کے کچھ اپنے مقاصد ہوتے ہیں۔ اور کچھ ان مقاصد کے حصول کی پالیسی ہوتی ہے۔ یہ پالیسی ہے مقصد نہیں۔ مقصد و پالیسی کے درمیان فرق نہ کرنے سے صرف تبلیغی جماعت ہی سے نہیں بلکہ دنیا کی بہت ساری گمراہ سے گمراہ و مہلک جماعتوں سے دھوکا کھایا جا سکتا ہے۔
کیونکہ کسی جماعت یا تحریک کے لوگ یہ کہتے ہوئے نہیں آتے کہ ہم لوگوں کا مذہب و اعتقاد بدلنے نکلے ہیں۔
بلکہ اپنی طرف بلانے کے الفاظ دلکش، ہمہ گیر، مشفقانہ و صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ اسٹیج پر تو عقل و ذہانت کی ساری صلاحیتیں اس بات پر خرچ ہوتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اجنبی لوگوں کو اپنے قریب لایا جائے۔ اور فکر کا شکار تو اسٹیج پر نہیں بلکہ اپنے بنائے ہوئے ذہنی ماحول میں ہوا کرتا ہے۔

دہلی نظام الدین بستی تک چلے گا وہ مکمل جنتی ہو جائے گا۔

نازک گھڑی

سفر کی حالت میں آدمی اپنی دنیا سے بالکل الگ تھلگ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور انھیں لوگوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ جو شریک سفر ہوتے ہیں۔ اور چونکہ تبلیغی جماعت کی یہ چلت پھرت مذہبی پاکیزگی کے جذبے سے وابستہ ہے اس لئے پہلے ہی قدم پر ایک قابل اعتماد مرشد کیطرح امیر جماعت کی سربراہی اور اس کے ساتھ ایک نیازمندانہ تصور ذہن سے منسلک کر دیا جاتا ہے۔ اور امیر جماعت کے ہاتھ میں ساتھیوں کے تمام مصروفیات اور اس کے نظام الاوقات کا سارا اختیار منتقل کر دیا جاتا ہے تاکہ ساتھیوں میں سے کوئی بھی ماحول کی گرفت سے آزاد نہ ہونے پائے۔

فرمانبردار نیازمندوں کی ٹولی کسی آبادی میں اپنی پسند کی مسجد میں قیام کرتی ہے۔ اور امیر جماعت کی سرپرستی میں آبادیوں کا گشت لگا کر واپس لوٹنے کے بعد ساتھیوں کی ایک مخصوص مجلس تعلیم، منعقد ہوتی ہے۔ جسمیں باہر کا کوئی آدمی شریک نہیں ہوتا۔

یہی وہ نازک گھڑی ہوتی ہے جسکی زد سے بچ نکلنا ہر شخص کا کام نہیں، اور شکاری کے شکار کرنے کا معاملہ اور ذہن و فکر پر چھاپہ مارنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دماغی تطہیر کا عمل

دماغی تطہیر ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ یعنی کسی بھی نئے آدمی کو ذہنی طور پر اتنا بدل دیا جائے کہ وہ ہر طرف سے کٹ کر صرف جماعت کا ہو کر رہ جائے۔ ماضی کی یادوں کو بھلا کر جماعت کے ماحول میں ڈھل جانے کیلئے تیار ہو جائے۔ یہیں سے تبلیغی جماعت کے پرانے کارکن کمال احتیاط کے ساتھ ذہنی و دماغی تطہیر کا عمل شروع کرتے ہیں۔

یہ عمل درجہ بہ درجہ آگے بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک سفر ختم ہونے کے بعد نئے آدمیوں کو کسی لمبے سفر کیلئے آمادہ کیا جاتا ہے۔ متعدد بار تبلیغی

نہیں کہ تم اپنا مذہب تبدیل کردو۔ اور اپنے پرانے سیکڑوں سالہ عقیدے سے دست بردار ہو جاؤ۔ رسول اکرم علیہ السلام کی تعظیم و توقیر سے ذہن خالی کر لو۔ میلاد و قیام کو حرام سمجھو، خانقاہی روایات کو شرک قرار دو، اور درگاہوں سے بت خانے کی طرح نفرت کرو۔ ماحول کے اثرات اور نئے تعلقات کے تقاضوں کے دباؤ سے خود بخود ایک ایک کر کے ان سارے عقائد و نظریات سے یکسر دست بردار ہو جاتا ہے۔ جنھیں تبلیغی جماعت والے شرکیہ رسموں سے تعبیر کرتے ہیں۔

ذہنی ارتداد کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ سیکڑوں سال کے جانے پہچانے مذہب و اعتقاد کو باطل سمجھ کر ٹھکراتے ہوئے اسے ذرا بھی قلق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے دین و ایمان کا خون کرنے کے بعد اس خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ بے دینی کی زندگی سے نکل کر اب وہ صحیح دین کی راہ پر لگا ہے۔

اور اسی طرح تبلیغی جماعت کے ہاتھوں مسلمانوں کے دین و ایمان کا خاموش قتل جاری ہے، جس میں لہو کی ایک بوند بھی نہیں ٹپکتی اور تلوار کی دھار پر خون کا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ لیکن اب تک وہ لاکھوں مسلمانوں کے دین و ایمان کا خون کر چکی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سامنے ہیں۔ اس لیے آپکا عطا فرمودہ نظامِ حیات سب پر حاوی ہے۔ نہ ماضی میں نبی کے قانون کو چیلنج کیا جا سکتا تھا اور نہ عصرِ جدید میں چیلنج کی طاقت ہے کہ نبی آخرالزماں علیہ السلام کے قانون سے بہتر کوئی قانون پیش کر سکے۔ اور نہ ہی عصورِ مستقبلہ میں یہ ممکن ہے۔

لہذا جہاں رہتی دنیا تک کے لیے قانون حیات دیا جا رہا تھا وہیں آنے والے حالات و حوادثات سے بھی اپنی امتیوں کو آگاہ فرمایا جا رہا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کی آنے والی نسلیں اچانک کسی حادثہ سے دھوکا نہ کھا جائیں۔

نچانچہ آگاہ فرمایا گیا۔

ستفترق امتی ثلث سبعون فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ

میری امت تہتر گروہوں میں بٹ جائیگی ایک کے سوا سب جہنمی ہوں گے۔

اور اس اجمال کی قدرے تفصیل بھی موقع بہ موقع فرمایا جاتا رہا۔

یاتون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم

(اخرجہ مسلم)

آخر زمانے میں جھوٹے دجال آئیں گے تم پر ایسی باتیں پیش کریں گے کہ تم تو تم ہو تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوگی ان سے بچو، انکو دور رکھو۔ تمہیں گمراہ نہ کر دیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس فرمان میں آخر زمانے میں جھوٹے دجالوں کے آنے کی خبر دی گئی۔ اور ان سے دور رہنے اور انکو دور رکھنے کا حکم دیا گیا۔ کہ کہیں تمہیں بہکا نہ دیں، گمراہ نہ کر دیں فتنہ میں نہ ڈالدیں۔ اور جس فرقہ سے اسلام و مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچنے والا تھا، اس کی تفصیلی حالات و خصوصیات ہمارے سچے نبی کے سچے دربار سے اسطرح نشر کیا گیا۔

جیسا کہ آپ نے پچھلے اوراق میں پڑھا ہوگا۔ کہ باوجود اصرار کے سرکار دو عالم

نجد صدیوں سے حجاب گمنامی میں رہا۔ اگر نجد میں لیلیٰ مجنوں نہ پیدا ہوتے تو شاید کوئی جانتا بھی نہیں کہ نجد جزیرۃ العرب کا کوئی حصہ ہے۔ پھر تیرھویں صدی کے آغاز میں سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق ابن عبد الوہاب نجدی (قرن الشیطان) کا وہاں سے ظہور ہوا تو دنیا کے گوشہ گوشہ نے حرمین شریفین میں اسکی نادر شاہی و قتل عام اور اس کے گروہ کی خونریزی اور سفاکی کیوجہ سے نجد کو جانا۔

○—— حبیب پروردگار کے عالی دربار سے بار بار نجد سے اٹھنے والے انتہائی غلیظ پُرفریب، شیطنیت سے بھرپور فتنے کی خبر دی جاتی رہی۔ چنانچہ بارہا حبیب پروردگار اپنے فصیح ترین خطبوں میں اپنی امت کو خبردار فرماتے ہوئے، شیطانی گروہ کے نکلنے کی جگہ اور سمت کی وضاحت فرماتے رہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا —— (بخاری شریف)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مستقبل المشرق یقول الا ان الفتنۃ ھٰھنا حیث یطلع قرن الشیطان	حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سرکار دو عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے خود سنا جب کہ سرکار کا رخ انور پورب کو تھا فرما رہے تھے کہ بیدار ہو جاؤ فتنہ (نجد کیطرف) اس جگہ ہے یہاں سے شیطان کی سنگ (پارٹی) ظاہر ہوگی۔ (بخاری)

○—— حضرت ابو سعید خدری نے کسی موقع پر اسی فرمان کے ساتھ اتنا اور سنایا

یَقْرَءُوْنَ القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لا یعود فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ قیل ما سیماھم	قرآن پاک پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر ان کا مسلمان ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے تیر کی واپسی

فرمایا شیر خدا نے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی۔ جو کمسن و ناتجربہ کار (بیوقوف) ہوگی۔

یقول من قول خیر البریۃ لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم

صدیث بیان کریں گے مگر ایمان ان کے نرخروں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

—— حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ سرکار دو جہاں نے ارشاد فرمایا۔

سیکون فی امتی قوم یدعون الی کتاب اللہ ولیس منا فی شئ

عنقریب میری امت میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو کتاب اللہ کی طرف بلائیگی اور ہم سے اسکا کوئی واسطہ نہ ہوگا

○—— دربار اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے نشر کردہ پیشن گوئیوں میں جس پر فریب فتنہ پرور، اور اسلام و مسلمانوں کے لئے انتہائی نقصان دہ جماعت کی علامتیں و نشانیاں ہم تک پہونچی ہیں۔ ان کو ذہن نشیں کرکے اگر آپ اس کی مطابقت کرنا چاہیں گے تو سو فیصد درست پائیں گے۔ مثلاً۔

○ (۱) فجاء رجل کث اللحیۃ الخ (مشکوٰۃ شریف)

گھنی داڑھی، اونچے، اونچے رخسار، گہری آنکھیں، ابھری ہوئی پیشانی منڈا سر، اور اونچا تہبند —— یہ ابوالوہابیہ کا نقش تھا۔

ع { سیہ رو، تند خو، و سر منڈا، اور سر بسر فتنہ / یہ گستاخ نبی کا مختصر سا ایک خاکہ ہے }

○ (۲) قال سیماھم التحلیق (بخاری شریف)

فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ان کی نشانی سر منڈانا ہوگی۔ (جیسا کہ آپ نے پڑھا ہوگا)

○ (۳) یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم وتراقیھم

وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ حلقوم و گلے سے نیچے نہ اترے گا۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

نماز و روزہ کے خوب پابند ہوں گے، تقویٰ و پرہیزگاری کا خوب ڈھنڈورا پیٹیں گے اور وہ ایسی باتیں کریں گے کہ تم تو تم تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوگی۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

لیکن دیکھنا

ان کا قرآن پڑھنا حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ایمان ان کے نرخروں سے نیچے نہ جائے گا۔ ہم سے ان کا کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ وہ کبھی اسلام میں واپس آنے والے نہ ہوں گے۔ جیسے تیر واپس نہیں آتا۔

خبردار، ہوشیار!

تم ان کو دور رکھنا اور ان سے دور رہنا لایضلونکم ولایفتنونکم۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

تبلیغی جماعت کے لوگوں کا کہنا کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے۔ نماز، روزہ و اخلاق کی اصلاح کیلئے اٹھے ہیں۔ عقیدہ سے ہمکو کوئی مطلب نہیں۔ آپ نے پڑھا ہوگا ورنہ پھر پچھلے اوراق کو پڑھئے۔ ایک نئی قوم پیدا کرنی ھی۔ دینی دعوت ص ۳۳۴ یہ کتنا بڑا فریب ہے۔ آنکھوں میں دھول جھونک کے کسی کو لوٹ لینا یقیناً فعل گناہ ہے لیکن اس سے بھی بڑا گناہ یہ ہے کہ عمل کی دوکان کھولکر ایک مسلمان کا ایمان لوٹ لیا جائے۔

کان کھول کر سن لیجئے

تبلیغی جماعت دین کے خادموں کا کوئی گروہ نہیں بلکہ ایمان کے رہزنوں کا سفید پوش ایک دستہ ہے۔ ان کے مصنوعی تقدس اور بناوٹی انکسار اور میٹھی، میٹھی بولیوں کے پیچھے خوفناک درندوں کا ارادہ چھپا ہوا ہے۔ یہ بے غرض ناصح کی طرح صاف صاف اپنے دل کی بات نہیں کہتے۔ بلکہ مسکراتے ہوئے ٹھگوں کیطرح ہر وقت شکار کرنے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔

فرقہ وہابیہ کے بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی چند باتیں

○— چھٹا رکن!

فرقہ وہابیہ کے بانی محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بھائی سلیمان ابن عبدالوہاب اہل علم سے تھے۔ ان کا برابر اس سے مباحثہ رہتا۔ اس کے فعل و فطرت پر معترض رہتے۔ یہاں تک کہ ہجرت کر کے مدینہ شریف چلے گئے، اور اسکے رد میں کتاب لکھی لیکن وہ اپنی ضد پر ڈٹا رہا۔ ایک دن انھوں نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی سے پوچھا کہ اسلام کے ارکان کتنے ہیں؟ ابن عبدالوہاب نے کہا کہ پانچ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ایک چھٹا بھی بنا لیا ہے۔ کہ جو تم کو نہ مانے وہ کافر ہے۔

(الدرر السنیہ صـ۱۱۳)

○— دوزخ سے آزادی

ایک شخص نے پوچھا رمضان میں اللہ تعالےٰ کتنوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے؟ تو ابن عبدالوہاب نے جواب دیا کہ ہر رات ایک لاکھ اور آخری رات میں تیس لاکھ۔ تو اس شخص نے کہا کہ تمہارے پیروکار اس کے دسواں حصے کے دسواں نہیں ہوں گے اور بقیہ کو تم کافر کہتے ہو تو وہ کیسے آزاد ہوں گے۔ فبہت الذی کفر تو وہ مبہوت ہو گیا۔ کچھ جواب نہ بن پڑا۔

(الدرر السنیہ صـ۱۱۳)

○— نیا دین

مقام درعیہ (نجد) میں ہر جمعہ کو خطبہ دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اَنَا اٰتیکم بدین جدید میں تمہارے پاس نیا دین لایا ہوں۔ (الدرر السنیہ) صـ۱۱۹ صـ۱۱۴

○— چھ سو سال سے سب مشرک ہیں

کسی نے ابن عبدالوہاب سے پوچھا، تمہارا دین سلف سے ملا ہوا ہے یا ان سے الگ؟ تو اس نے کہا حتی مشائخی ومشائخھم الیٰ

ستہاۃ سنۃ کلھم مشرکون ۔

میرے پیر اور ان کے پیروں کے پیر چھ سو برس سے سب مشرک ہوتے چلے آرہے ہیں۔

نوٹ :۔ اس نے سب کو مشرک بنایا۔ لیکن تبلیغی جماعت، دیوبندی ندوی مودودی سب کے نزدیک وہ شیخ الاسلام ہے۔ حیرت ہے۔ (العیاذ باللہ)

○ — وحی والہام کا آنا

اس نے پھر پوچھا کہ تمہارا دین کتنا ہوا ہے تو تم کو کس سے ملا؟ تو ابن عبدالوہاب نے کہا کہ وحی والہام سے۔ (الدرر السنیہ) صـ۱۱۴

○ — حج پر جانے والے مسلمانوں کو مشرک کہا

حج وزیارت کیلئے جانے والے

ایک قافلہ کو گزرتے دیکھا تو کہنے لگا۔ مشرکوں کیلئے راستہ چھوڑ دو یہ مدینہ جارہے ہیں

(الدرر السنیہ) صـ۱۱۵

○ — مدینہ سے آنے والوں پر ظلم

اس زمانے میں کچھ لوگ احساء سے زیارت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ گئے۔ واپسی پر اسکو خبر ہوئی تو ان پر مظالم ڈھائے۔ ان کی داڑھیاں منڈوادی گئیں۔ اور انکو الٹا سوار کرکے احساء پہنچایا گیا۔

درود وسلام سے نفرت

درود وسلام کو منع کرتا، درود وسلام کی کتابوں کو جلوادیتا، نماز کے بعد دعا کو ناجائز کہتا، ایک نابینا متقی مؤذن خوش الحان کو منع کیا کہ اذان کے بعد منارہ پر صلوٰۃ یعنی درود وسلام نہ پڑھا کرو۔ وہ نہ مانا اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھا۔ اس پر ابن عبدالوہاب نجدی نے قتل کا حکم دیا۔ اور شہید کرا دیا۔ اور پھر شیخ نجدی نے کہا کہ رات گذارنا فاحشہ کے گھر میں کم گناہ ہے۔ مینارہ

پر درود صلوٰۃ پڑھنے سے۔ (الدرر السنیہ ص۱۱۶)

فقہ کی کتابوں کو جلانا

محمد ابن عبدالوہاب نجدی اپنے ماننے والوں کو فقہ کی کتابیں پڑھنے سے منع کرتا تھا۔ اس نے فقہ کی بہت سی کتابوں کو جلوا دیا۔ (الدرر السنیہ ص۱۱۵)

تفسیر بالرائے

شیخ نجدی اپنے لوگوں کو حدیث، واقوال صحابہ، وتابعین وتفسیروں سے منع کرتا اور وہابیوں کو کہتا کہ اپنی سمجھ سے قرآن کا معنیٰ گڑھ لیا کرو۔

(الدرر السنیہ ص۱۱۵)

اکابرین ائمہ پر کفر کی گواہی

جب کوئی شخص جبراً یا خوشی سے وہابیوں کے مذہب میں آنا چاہتا تو اس سے کلمہ پڑھواتے پھر کہتے کہ خود اپنے اوپر گواہی دے کہ اب تک تو کافر تھا۔ اور اپنے ماں باپ پر گواہی دے کہ وہ کافر مرے اور اکابر ائمہ سلف سے ایک جماعت کا نام لیکر کہتے کہ ان پر گواہی دے کہ وہ سب کافر تھے۔ اور صاف کہتے کہ چھ سو برس سے ساری امت (اکابر، ائمہ، علماء) سب کے کفر کی گواہی دیدینا تو قبول تھا ورنہ اسکو قتل کرا دیتا۔

(الدرر السنیہ ص۱۲۷)

سر منڈانا

جو اس کے دین وہابیہ میں داخل ہوتا اس کا سر منڈواتا، اور کہتا کہ یہ زمانۂ کفر کے بال ہیں۔ اگر کوئی حج کر چکا ہوتا تو دوبارہ حج کرواتا اور کہتا جو حج کیا تھا وہ زمانۂ کفر کا حج تھا۔ اگر کوئی عورت اس کے مذہب میں آتی تو اس کا بھی سر منڈواتا۔

ایک عورت نے یہاں تک کہہ دیا کہ لوگوں کی ڈاڑھیاں بھی منڈوایا کر کیونکہ وہ بھی تو زمانۂ کفر کے بال ہیں۔ (الدرر السنیہ) ص۱۴۰

○ ——— ابن عبدالوہاب کے استاذوں نے اس کے گمراہ و ملحد ہونے کی خبر دی۔

(الدرالسنیہ)

○ ——— شیخ نجدی بتوں و مشرکین کے بارے میں نازل شدہ آیات انبیاء و اولیاء اور مسلمانوں پر چسپا کر کے کافر بناتا۔ ایضاً

○ ——— درود شریف کی کتابیں مثلاً دلائل الخیرات وغیرہ مشہور و متداول کتابوں کو جلوا دیتا۔ ایضاً۔

○ ——— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرتا اور توہین کرنے والے کو پسند کرتا اور سرکار دو عالم صلے اللہ کو معاذ اللہ ڈاکیہ و ایلچی کہتا۔ اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو آپ سے افضل و نفع بخش قرار دیتا۔ ایضاً

غرضیکہ! وہابیہ دینی عقائد کو بگاڑنے اور افتراق و انتشار پیدا کرتے اور مسلمانوں سے لڑتے جھگڑتے قتل و غارت کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور بت پرستوں سے دوستی اور مشرکوں سے تعلقات و مراسم انکا مشہور مشغلہ ہے۔

تبلیغی جماعت کے وہابی ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ان کے قائدین نے بھی برملا وہابیت کا اقرار کر لیا ہے۔ ان کے فاسد عقائد و نظریات و رسول دشمنی کی تفصیل پچھلے اوراق میں آپ نے پڑھ لیا ہے۔ تو اب سنئے کہ تبلیغی جماعت بھی ٹھیک اسی راہ پہ چل رہی ہے۔ جس راستے سے صحرائے نجد کے وہابی درندے گذرے تھے۔ اور کربلا معلیٰ بلد حسین، اور حجاز مقدس کی پاک دھرتی پر بسنے والے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا اور صحابۂ کرام و اہلبیت و اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ اور مساجد کو شہید و مسمار کر کے اپنی لرزہ خیز شقاوتوں و عداوتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔

آج تبلیغی جماعت کے کیمپ میں کلمہ و نماز کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کا جو ہجوم اکٹھا ہو رہا ہے۔ نجد کی تاریخ گواہ ہے کہ حالات سازگار ہو جانے کے بعد یہی ایک دن غارتگروں کے لشکر میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ سیاہ

دن کا سامنا کرنے سے پہلے آج ہی ہم طوفان پر بند باندھنے کی کوشش کریں۔ اور ایک سچے مسلمان مجاہد کیطرح دشمن کی تخریبی سرگرمیوں کا پوری ذہانت کے ساتھ جائزہ لیں۔ دشمن کو دشمن نہ سمجھنا ایک خوفناک غفلت ہے۔ جس کا انجام کبھی بھی بہتر نہیں ہوتا۔

○— خبردار مسلمانوں خبردار!

تبلیغی جماعت دین کے خادموں کا کوئی گروہ نہیں ہے۔ بلکہ ایمان کے رہزنوں کا ایک سفید پوش دستہ ہے۔ جو عشق و ایمان کی تباہی و بربادی کیلئے اٹھا ہے۔ ان کے بناوٹی انکار و مصنوعی تقدس کے پیچھے خوفناک درندوں کا ارادہ چھپا ہوا ہے۔ ان کی ظاہری گفتگو اور شکل و صورت پر نہ جاؤ۔ بلکہ اس ابن الوقت، تقیہ باز، خطرناک و پراسرار جماعت کی حقیقت خود بھی پہچانو۔ اور ہر ایک مسلمانوں کا دامن تھام کر اسکی اصلی صورت دکھاؤ۔

○— تبلیغی جماعت کا آخری فریب

تبلیغی جماعت کے لوگ جب ہر طرح تھک جاتے ہیں، کوئی حیلہ، کوئی فریب کارگر نہیں ہوتا تو حرمین شریفین کی عظمت کا چرچا کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنی سچائیت و صداقت پر آخری دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہی مذہب حق و سچ ہوگا وہی عقیدہ و طریقہ حق و صحیح ہوگا۔ جو حرمین شریفین کے خادمین اور ائمہ کا ہو، اور مسجد حرام و مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم دونوں کے امام و خادم نجدی وہابی ہیں۔ اگر یہ لوگ غلط ہوتے اور ان کا عقیدہ باطل ہوتا تو کعبہ و مدینہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو نہیں رکھتا۔ اور اگر رب تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہوتے تو انکو حرم میں نہ رہنے دیتا۔ بلکہ نکالدیتا۔ لہذا ہم ہی حق و سچ ہیں۔ کیونکہ ہم بھی وہی ہیں۔

تو سن لیا جائے — کہ یہ بھی ایک فریب اور انتہائی درجے کا دھوکا ہے۔

(پچھلے اوراق کو پھر سے پڑھئے)

مسلمانو! جب تم سے ایسی بات کہی جائے تو کان کھول کر سن لو! کہ ایسی کوئی صراحت اسلام میں نہیں ہے کہ مکہ و مدینہ میں جو بھی حکمراں ہو اور جسکو بھی امامت مل جائے اسی کا مذہب و عقیدہ و طریقہ حق و سچ ہے، یہ بالکل غلط ہے جھوٹ ہے، فریب ہے۔

ہاں چلئے ہم مان لیتے ہیں کہ نجدی حکومت خدا کی مرضی سے قائم ہوئی ہے۔ نجدی اماموں کی امامت بھی خدا و رسول کی منظوری و مرضی سے قائم ہوئی ہے۔ اس لئے کہ وہ مسجد الحرام و مسجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے امام ہیں۔

تو کیا تبلیغی جماعت کے لوگ خلاف عادت ہمارے چند سوالات کے جوابات دینا گوارہ کریں گے

سوال نمبر ۱ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت رکھے ہوئے تھے، اور ان کی پرستش ہوتی تھی۔ اور سیکڑوں سال بتوں کی پوجا ہوتی رہی۔ کیا یہ بھی خدا کی مرضی سے تھا؟ اور اگر نہیں تو خدائے تعالےٰ نے کیوں نہیں ان کو فوراً نیست و نابود کر دیا؟ یا پھر خدا مجبور تھا جو بتوں کو اپنے گھر سے باہر نہ کر سکا؟

سوال نمبر ۲ بیت المقدس و مسجد اقصیٰ کے بارے میں ہے جس پر اسرائیل کا قبضہ و غلبہ ہے اس کے متعلق آپ حضرات کا کیا خیال ہے یہ قبضہ و غلبہ اللہ کی مرضی سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ مخالفت کیوں کرتے ہیں پھر تو آپ انھیں بھی پیشوا تسلیم کریں۔ اگر نہیں تو پھر اللہ تبارک و تعالےٰ ان سے قبلۂ اول کو فارغ کیوں نہیں کراتا؟ اس پاک اور مقدس مقام مسجد اقصیٰ و قبلۂ اول سے ان کو کیوں نہیں نکال دیتا؟

سوال نمبر ۳ حقیقتاً یزید پلید کی حکومت حجاز مقدس پر قائم رہی بلکہ حجاج کی سنگ باری سے خانۂ کعبہ مجروح ہوا، کیا خلافت یزید بھی

برحق تھی ؟ اگر برحق تھی تو شہدائے کربلا کے متعلق آپ کے خیالات کیا ہیں ؟ اور اگر برحق نہیں تھی تو پھر مسجد حرام اور مکہ و مدینہ پر قبضہ کے کیا معنیٰ ہوں گے۔

سوال نمبر ۴ نجدی حکومت سے پہلے حجاز مقدس پر ترکیوں کی حکومت تھی وہ کس کی مرضی سے قائم ہوئی تھی، فرمائیے ترکی حکومت خدا و رسول کی مرضی سے قائم ہوئی تھی یا اللہ و رسول کی مرضی کے خلاف تھی، اگر خدا و رسول کی مرضی سے قائم ہوئی تھی، کیونکہ آپ کے اصول کے مطابق کسی کی وہاں کی حکومت و امامت کا ملنا ہی اس کے برحق ہونے کیلئے کافی ہے۔ تو پھر نجدیوں، وہابیوں نے انکا قتل عام کیوں کیا ؟ اور اگر ترکی حکومت خدا کی مرضی کے خلاف تھی تو قائم کیوں ہوئی ؟ اور پھر وہاں اسوقت جو ائمہ تھے وہ حرمین شریفین کے امام تھے یا نہیں ؟ اگر تھے تو ان کو تہ تیغ کیوں کیا گیا ؟ حرم محترم میں خون کی ندیاں کیوں بہائی گئیں ؟ وہاں کے باشندوں کو کیوں قتل کیا گیا ؟ ان لوگوں کے مال کیوں لوٹے گئے ؟ مقامات مقدسہ پر تباہی کیوں نازل کی گئی ؟ صحابہ کرام کے مزارات کیوں پامال کئے گئے ؟ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کو گولیوں کا نشانہ کیوں بنایا گیا ؟ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار شریف کو کیوں روندا گیا ؟ مساجد کی بے حرمتی کیوں کی گئی ؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش پر گھوڑے کیوں باندھے گئے ؟۔

سوال نمبر ۵ کفار و مشرکین مکہ اور منافقین مدینہ کیا مکہ و مدینہ کے باہر رہتے تھے ؟ اگر نہیں تو پھر وہ کیوں معزز نہیں ؟ وہ بھی تو اسی مقدس سرزمین کے رہنے والے تھے۔

سوال نمبر ۶ فرمائیے کیا حرمین و شریفین پر نجدیوں نے بالجبر قبضہ نہیں کیا ؟ چاروں مصلے انہیں ہٹائے گئے ؟ اپنے مسلک کے امام مقرر نہیں کئے گئے ؟ سکھوں نے مسجدوں پر قبضہ نہیں کیا ؟ سکھوں و انگریزوں نے ہندوستان میں مساجد کی بے حرمتی نہیں کی ؟ کیا یہ سب رضائے الٰہی سے ہوا ؟۔

بخدا ! ان سبھوں نے رضائے الٰہی و قضائے الٰہی میں فرق نہیں جانا ۔ یہ سب کچھ جو ہوا قضائے الٰہی سے ہو سکتا ہے ۔ رضائے الٰہی سے نہیں ۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

دنیائے اسلام کا عظیم محقق و مفکر و فقیہ

مجدد دین و ملت، امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

میرے ایک قریبی عزیز نے یہ دردناک کہانی سنائی کہ فاضل نگر میں تبلیغی جماعت کے ایک مولوی صاحب لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ مولانا احمد رضا بریلوی نے یہ سارا تفرقہ انگریزوں کی دوستی و حمایت میں ڈال رکھا ہے۔ اور انگریز ان کو انتشار پیدا کرنے کا ذریعہ بنا کر یہاں سے چلے گئے۔ تاکہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں۔ اور متحد نہ ہو سکیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ پر مختصراً گفتگو کیجائے۔

تاریخ کی اس سے زیادہ ستم ظریفی اور کیا ہوگی کہ وہ عظیم المرتبت شخصیت جو ماہ تاباں بن کر پورے ارسٹھ سال کائنات کی عظیم وسعتوں میں تابندہ رہی جسے عرب و عجم نے خراج عقیدت پیش کئے۔ جس کے زور قلم نے الحاد و بے دینی کے امنڈتے ہوئے طوفان کے رخ موڑ دیئے۔ جس کی حق گوئی و جرأت مندی نے برصغیر ہی نہیں پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔

- ——— جس نے اپنی بے پناہ قابلیت اور وسعت علم کا سکہ عرب و عجم پر بٹھایا
- ——— جس نے کبھی دجل و فریب، ریاکاری و مکاری کا مکروہ لبادہ نہیں اوڑھا
- ——— جس نے کبھی اتحاد و امن کے نام پر منافقت و ریاکاری نہیں کی۔
- ——— جس نے کبھی حکمرانوں و فرمانرواؤں کی خوشنودی حاصل نہیں کی۔

○ ——— جس نے کبھی کسی دھوکا باز، فریب کار لیڈر کو اپنے دردانے پر بھٹکنے نہیں دیا۔

○ ——— جس نے پچاس سے زائد علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتابیں و رسائل لکھے۔

○ ——— جس کے قلم کی للکار نے کینہ پرور، تاریک، سازشی، سینوں کے چیتھڑے اڑا دیئے۔

○ ——— جس نے کبھی فخر بھی کیا تو یہی کہا۔

ع اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

ایسے بلند انسان کو غلط و ناروا پروپیگنڈے کا ہدف بنانا کہاں کی شرافت و دیانت ہے۔

مجدد دین و ملت اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اس پیکر صداقت، اس وقار متانت، اس عالم دین متین، اس حامل علم و یقین کا نام ہے جسے۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کی تعبیر اور اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا کی تصویر و الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ کی تفسیر کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت اس عاشق رسول کا نام ہے جس کی زندگی کا کوئی سانس جس کی حیات کا کوئی پل، جس کے ہوش کا کوئی لمحہ عشق مصطفےٰ کی رعنائیوں سے خالی نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بریلی میں پیدا ہوئے، چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم فرمالیا، اور پونے چودہ سال کی عمر میں دستار فضیلت و سند فراغت حاصل فرمائی۔ اور مسند افتاء کو رونق بخشی۔

اور پھر آپ نے ہوش سنبھالا تو برصغیر کا ذرہ، ذرہ ظلم و ستم و خونی داستانوں سے بھرا پڑا تھا، لہلہاتی کھیتیاں جل چکی تھیں، سرسبز باغات ویران ہو چکے تھے۔

مسکراتی آبادیاں اجڑ چکی تھیں، قہقہوں سے لبریز محلات کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے تھے، دہلی کے پرشکوہ وجلال آفریں قلعہ اور اسلامیان ہند کے مرقد پر یونین جیک لہرا رہا تھا۔

سلطان ٹیپو کا حصار ٹوٹ چکا تھا۔ سراج الدولہ کے بے باک نعرے پرجوش قیادت دم توڑ چکی تھی، علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کے نعرۂ حق کی گونج ختم ہو چکی تھی، مولانا عنایت احمد، درد کا کوردی و مولانا سید احمد اللہ شاہ مدراسی کے سر کاٹے جا چکے تھے، مولانا کاتی تخت دار کی زینت بن چکے تھے، مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی جرأت مندی کو لوگ بھولے جا رہے تھے، ناامیدیوں کا سیلاب امنڈ رہا تھا، مایوسیوں کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ نام نہاد مجاہدین کہلانے والے مولویوں کا ایک گروہ انگریز کی دوستی کو غنیمت اور بدیسی سرکار کو رحمت اور مشرکوں سے برادرانہ تعلقات کو راہ نجات سمجھ رہا تھا۔

اسی دور کشمکش میں اعلحضرت امام اہلسنت زیور علم سے آراستہ ہوئے اور پھر حریت حق گوئی کا ایک ولولہ انگیز دور شروع ہو گیا۔ مکر و فریب کے پردے چاک کر دیئے گئے، اور مکاری و عیاری کی نقابیں کھینچ لی گئیں۔ یہ وہ دور تھا ــــ جب مسلم خودداری، اور مسلم تہذیب، اور ملی تشخص کے مذاق اڑایا جا رہا تھا۔ جب نام نہاد مجاہدین کا ایک گروہ جہاد پر بھی جا رہا تھا اور فرنگیوں کی دعوت بھی اڑا رہا تھا ــــ جب خانہ خدا میں مشرک و مومن کے مابین محبت و مودت کے عہد و پیمان ہو رہے تھے۔

تو ایک اعلحضرت بریلوی ہی کی ذات تھی جس نے پوری جرأت اور انتہائی بے باکی سے شریعت اسلامیہ کی رکھوالی کا حق ادا کیا۔ اور شرعی حکم سے اسلامیان ہند کو آگاہ فرما کر ان کے دھرم کا بھرم کھولا تھا۔

اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا

موالات مشرکین ایک ٹ
استعانت مشرکین تین ۳

معاہدۂ مشرکین دو ۲
مسجد میں اعلانے

مشرکین چار۔

ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے۔

٥ ــــ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاءَ (دیکھو) میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنانا۔

٥ ــــ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ بے شک مشرک ناپاک ہیں۔

٥ ــــ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ مومن اور مومنات ایک دوسرے کے دلی دوست ہیں۔

٥ ــــ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اللہ و رسول زیادہ حقدار ہیں کہ انکو راضی کرو

اس کلمۂ حق اور اس کے لازمی نتیجہ پر نکلا کہ مشرکوں کی دولت انگریز کی سیاست نام نہاد مولویوں کی خود ساختہ شریعت نے اعلیحضرت کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنالیا اور پھر غلط پروپیگنڈوں سے اس مرد جلیل کی عظیم شخصیت کو پامال کرنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں۔

لیکن اس متحدہ یلغار کو اس مرد حق نواز نے نہایت پامردی انتہائی جانفروشی سے نہ صرف برداشت کیا، بلکہ انھیں کچل کر رکھ دیا۔ اور عظمت مصطفیٰ و عصمت مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر آنچ نہ آنے دی۔

ناظرین کرام! اب آپ ہی بتائیے! میرا استغاثہ آپ کی عدالت میں ہے میں ہر صاحب بصیرت و بصارت کی فکر و نظر کو مخاطب کرتا ہوں کہ۔

- جب نجد سے درآمد کردہ فتنے جنم لے رہے تھے۔
- جب مسلمانوں کے مسلمہ معتقدات پر کفر و شرک، بدعت و ضلالت کے آڑے چلائے جا رہے تھے۔
- جب امکان کذب باری تعالےٰ کا مسئلہ کھڑا کیا جا رہا تھا۔
- جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو شیطان و ملک الموت کے علم سے کم کہا جا رہا تھا۔
- جب نماز میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال آجانے کو گھوڑے گدھے کے خیال آجانے سے بدتر لکھا جا رہا تھا۔
- جب میلاد شریف کو کنہیا کے جنم دن سے تشبیہ دیکر ناجائز کہا جا رہا تھا۔
- جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی و نمبردار لکھا دکھا جا رہا تھا۔
- جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو چوہڑا و چمار سے تشبیہ دیجا رہی تھی
- جب خاتم النبیین کے معنی میں تحریف اور عوام کا خیال کہا جا رہا تھا۔
- جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو حیوانات بہائم بچوں اور پاگلوں کے علم کے برابر لکھا جا رہا تھا۔

تو ان حالات میں امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کیا کرتے کیا خاموش رہتے؟ یا ان کی ہاں میں ہاں ملاتے؟ یا ان ناپاک نظریات و معتقدات کو پھیلنے دیتے؟ یا ان کو ڈھ کے جراثیموں کو فنا کرتے؟

آپ یہی کہیں گے کہ یقیناً اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو وہی کرنا چاہیئے تھا جو انکی ذمہ داری تھی۔ اور آپ نے وہی کیا۔ ان فاسد نظریات و عقائد کا محاسبہ کیا۔ اور ہر چہار جانب سے آنے والی تمام الحادی محاذات و قوتوں کا مقابلہ کیا۔ عمر عزیز کا ایک ایک پل باطل نظریات کی سرکوبی میں صرف کیا۔

۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۶ء میں والد بزرگوار علیہ الرحمہ کے ہمراہ زیارتِ حرمین

شریفین اور حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے ۔ مدینہ شریف جاتے ہوئے ایک نظم تحریر فرمائی جس کے حرف حرف سے عشق و محبت کے چشمے ابلتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں ۔ مطلع یہ ہے ۔

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

اس مقدس سفر میں حرمین شریفین کے اکابر علماء مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان اور مفتی حنفیہ عبدالرحمٰن سراج رحمہما اللہ وغیرہٗ سے حدیث و تفسیر و فقہ و اصول فقہ میں سندیں حاصل ہوئیں ۔ حرم شریف میں بعد نماز مغرب امام شافعیہ حسین بن صالح علیہ الرحمہ بغیر کسی سابقہ تعارف کے بے ساختہ آگے بڑھ کر فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے گھر لے گئے ، فرط محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے رہے ۔ اور جوش عقیدت میں فرماتے رہے ۔

انی لاجد نور اللہ فی ھذ الجبین

بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں ۔

صحاح ستہ کی سند اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی ۱۳۲۳ھ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دوسری بار حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے ۔

اس موقع پر جو نظم لکھی اس کا مطلع یہ ہے ۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

اس سفر میں بھی علماء حجاز نے بڑی قدر و منزلت فرمائی ۔ حجاز مقدس کے علماء کرام و مفتیان حرمین شریفین جس قدر و منزلت سے آپکو دیکھتے تھے ۔ اسکا اندازہ ان تقاریظ کے مطالعہ سے ہوتا ہے ۔ جو حسام الحرمین میں شائع ہو چکی ہیں ۔

ان میں علمائے کرام ومفتیان حرمین شریفین نے آپ کو ان القاب سے یاد فرمایا ہے۔

معرفت کا آفتاب، فضائل کا سمندر، بلند تارا، دریائے ذخار، بحر ناپیدا کنار، یکتائے زمانہ، دین اسلام کی سعادت، دائرۂ علوم کا مرکز، سحبان فصیح اللسان، یکتائے روزگار، وغیرہ وغیرہ۔

علامہ اسماعیل خلیل المکی نے تو یہاں تک فرمایا۔

اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ اس صدی کا مجدد ہے تو بلاشبہ حق وصحیح ہے۔

صرف علمائے حجاز ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک اور ہندوستان کے علماء کی اکثریت آپ کے بحر علمی کی معترف تھی اور ہے۔

یہی نہیں بلکہ آپ کے شدید مخالفین بھی آپکی علمی بصیرت عشق رسول اور ایمان کامل کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے، تو فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کیلئے مزید کسی شہادت کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ لہذا "اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ" کے مسلمہ اصول کے تحت چند بیانات ملاحظہ ہوں۔

۵ — تبلیغی جماعت اور علماء دیوبند کے حکیم الامت وجامع المجددین مولانا اشرف علی تھانوی

۱ — حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھکو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔

اسوۂ اکابر ص۱۵ ہفت روزہ چٹان لاہور ۱۱ فروری ۱۹۶۳ء

۲ — مولانا تھانوی نے فرمایا، میرے دل میں احمد رضا کے لئے بیحد احترام ہے۔ وہ ہمیں کافر کہتا ہے۔ لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے۔ کسی اور غرض سے نہیں۔

اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام ص۱۱۰

بحوالہ چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۹۲ء

○ ـــــ مدرسہ دیوبند کے سابق ناظم تعلیمات مولانا مرتضےٰ احسن دربھنگوی کی رائے۔

اگر خانصاحب (اعلیحضرت) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انھوں نے انھیں سمجھا۔ تو خانصاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں۔ خواہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

(اشد العذاب صـ۱۳)

○ ـــــ علماء دیوبند کے شمس العلماء، کتاب سیرۃ النبی کے مصنف مولانا شبلی نعمانی اعظمی کا بیان۔

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خانصاحب کے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

انوار صوفیہ بحوالہ رسالہ الندوہ صـ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۴ء

نوٹ! ۔ پرکاہ یعنی تمام مولوی ان کی علمیت و قابلیت کے سامنے ایک تنکے کی حیثیت نہیں رکھتے۔

مولانا سید سلیمان ندوی جنکی شہرت مولانا شبلی اعظمی سے کچھ کم نہیں ہے۔

○ ـــــ اعلیحضرت، سید سلیمان ندوی کی نظر میں ـــــ ملاحظہ فرمائیں۔

اس احقر نے جب مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ سی خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ حیران تھا کہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں۔ جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں، اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں۔

مگر آج یہ پتہ چلا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہ کار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے، اس قدر گہرائی تو میرے استاذ مولانا شبلی صاحب، و حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ، اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب، دیوبندی و حضرت مولانا شیخ التفسیر شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں ہے۔ جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں کے اندر ہے۔

(ماہنامہ ندوہ صہ اگست ۱۹۱۳ء)

○ ـــــ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ! ـ مولانا انور کشمیری سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کی نظر میں ـــــ

جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث شریف کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت در پیش آئی۔ تو میں نے شیعہ حضرات و اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں۔ مگر ذہن مطمئن نہ ہوا ـــ بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہوگیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں، تو واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریریں سستہ اور مضبوط ہیں۔ جسے دیکھکر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خانصاحب ایک زبردست عالم دین و فقیہ ہیں۔

(انوار صوفیہ بحوالہ رسالہ دیوبند صہ ۲۱ جمادالاول ۱۳۳۰ھ)

○ ـــــ اعلیٰ حضرت ! مولانا اعزاز علی دیوبندی کی نظر میں ـــــ

احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی ہیں۔ کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی، مشرک کہتے رہے ہیں۔ بہت وسیع النظر، اور

بلند خیال و ہمت عالم دین صاحب فکر و نظر پایا ہے۔ آپ کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں۔ لہذا میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے جا کر تحقیق کریں۔

(رسالہ النور تھانہ بھون ص ۴۰ شوال المکرم ۱۳۴۶ھ)

۵ — اعلیٰ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی کی نظر میں۔

مولانا احمد رضا خاں کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے۔ کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے، مولانا احمد رضا خاں کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(ہادی دیوبند ص ۲۱ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ)

۵ — اعلیٰ حضرت مولانا مودودی صاحب کی نظر میں۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خانصاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کے بعض تصانیف اور فتاوے کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جو علمی گہرائی ہم نے یہاں پائی۔ وہ کم علماء میں پائی جاتی ہے۔ اور عشق خدا و رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔

ہفتہ روزہ شہاب لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء

بخوف طوالت یہاں صرف آٹھ شہادتیں پیش کی گئی ہیں۔ انھیں اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کے بلند پایہ اور مخلصانہ علمی کارناموں کی افادیت کا کرشمہ کہئے کہ مخالفین بھی ایسے بیانات دینے پر مجبور ہو گئے۔

ناظرین! جیسا کہ ہر خاص و عام سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ برصغیر ہند و پاک و دیگر ممالک اسلامیہ میں واضح اکثریت اہلسنت وجماعت کی ہے۔ خصوصاً برصغیر میں دیوبندیت و وہابیت اپنی کفری عبارات

دگستاخانہ عقائد کے باعث اس قدر بدنام و ناکام ہو چکی ہے کہ یہاں ان پر اپنے جدید طریقہ کی تبلیغ کی راہیں مسدود ہو چکی ہیں۔ باوجود انگریزی دوستی و مال و زر کی فراوانی کے وہابیت نے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کیلئے سیکڑوں رنگ بدلے ہزاروں مکاریوں سے کام لیا۔ مگر ناکام رہے۔ کبھی تبلیغی جماعت کا لیبل لگا کر سامنے آئے۔ تو کبھی جماعت اسلامی کے نام سے لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی، کبھی تحفظ ختم نبوت کے نام پر وہابیت کا زہر پلانے کی کوشش کی غرضیکہ طرح طرح کے سائن بورڈ لگا کر اسلام و سنت کے نام سے کبھی توحید و رسالت کے نام سے مسلمانوں میں گھسنے کی کوشش کی۔ لیکن علماء اہلسنت نے ان کی عیاریوں مکاریوں کا پردہ چاک کر کے رکھدیا۔

بالخصوص اعلیحضرت مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور آپ کے جلیل القدر خلفاء و تلامذہ و احباب نے وہابیت کی وہ بے مثال سرکوبی فرمائی۔ کہ ہر مسلمان ان کے مکر و فریب سے واقف ہو گیا۔

اب آپ ہی بتائیے! کہ یہ کتنا بڑا فریب ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر انگریز دوستی کا الزام لگایا جائے تاکہ اپنا دجل و فریب و اصلیت واضح نہ ہونے پائے میں کہوں گا کہ نجد سے لیکر دیوبند تک تبلیغی جماعت کا کوئی شخص کبھی بھی ایسا ثبوت و حوالہ پیش نہیں کر سکتا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے انگریز کی حمایت کی ہو۔ ہر حوالہ پر ایک ہزار روپیہ نقد انعام کا چیلنج کرتا ہوں اور عدم ادائیگی کی صورت میں یہ روپیہ بذریعہ عدالت بھی وصول کیا جا سکتا ہے۔

عشق و ایمان کی غیرت کو آواز

تبلیغی جماعت کی گمراہ کن و شرمناک سازشوں کے انکشاف کے بعد ہماری ایمانی غیرت کا تقاضہ کیا ہے۔؟

۱ — ہم پر لازم ہے کہ تبلیغی جماعت کی گمراہ کن بدعقیدگی، رسول دشمن عبارتوں اور حوالوں کے بعد سخت نفرت و ملامت کا اظہار کریں۔ اور ایسے لوگوں کی صحبت اور کتابوں سے پرہیز کریں۔

۲ — ہم پر لازم ہے کہ گھر گھر جاکر اس خطرے سے لوگوں کو آگاہ کردیں کہ تبلیغی جماعت کے تبلیغی گشت و چلت پھرت سے لیکر کلمہ و نماز کی دعوت تک ان میں سے کوئی بھی چیز مدینہ مقدسہ کی نہیں ہے۔ بلکہ نجد کی ہے۔

۳ — ہم پر لازم ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو بتائیں کہ یہ لوگ دین کا نام صرف اس لیے لیتے ہیں کہ کمال عیاری و فریب سے اپنے خود ساختہ دین سے تمہارے دین کا تبادلہ کر سکیں۔

۴ — ہم یہ بھی بتائیں کہ اس ساری مذہبی نمائش کے پیچھے ایک پر فریب جال بچھا ہوا ہے۔ تاکہ سادہ لوح امت کا شکار کیا جا سکے۔

۵ — ہم ایک ایک مسلمان کا دامن تھام کر بتائیں کہ تبلیغی جماعت دین کے خادموں کی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ ایمان لوٹنے والوں کا ایک سفید پوش دستہ ہے۔ ان کے بنا دنی تقدس اور انکسار کے پیچھے خوفناک درندوں کا ارادہ چھپا ہوا ہے۔ یہ کبھی بھی صاف صاف دل کی بات نہیں کہتے۔ بلکہ مسکراتے ہوئے ٹھگوں کی طرح ہر وقت شکار کرنے کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔

لاکھوں سلام

از: اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پنکھڑیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

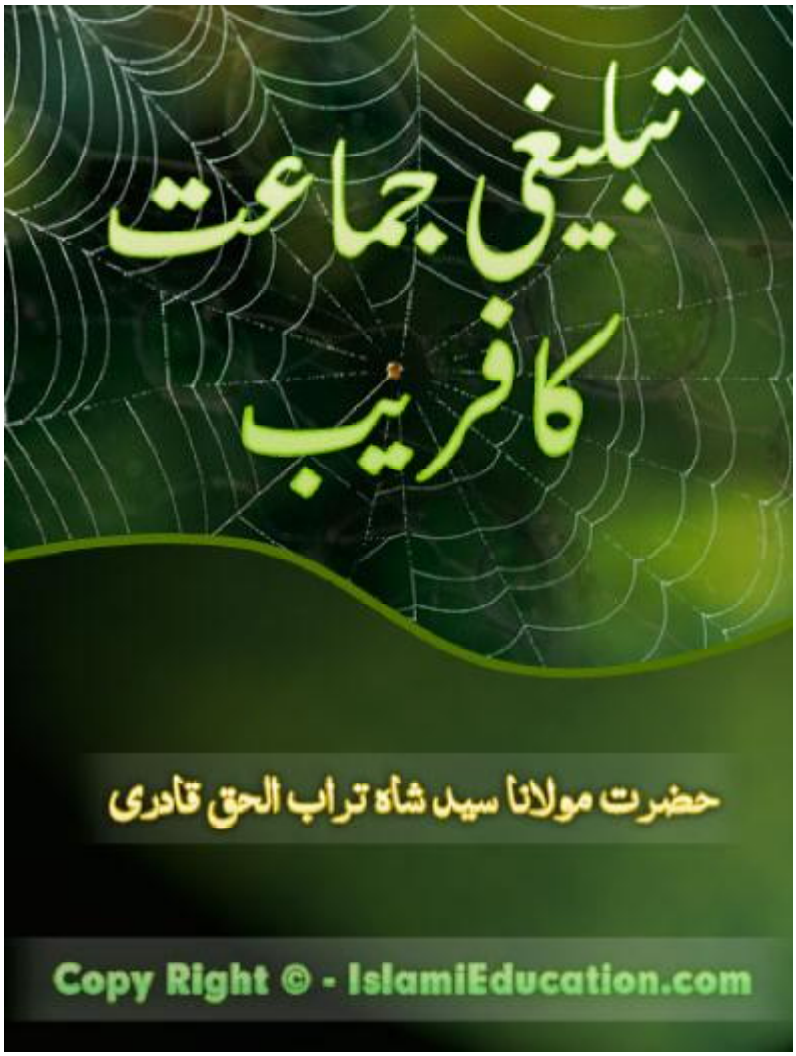
کل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب انکی آمد ہو اور
بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام


تبلیغی جماعت
کا فریب
حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری
Copy Right © - IslamiEducation.com

تبلیغی جماعت کا فریب

حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ کہ شہروں اور دیہاتوں کی مساجد میں پیش امام کے سلام پھیرتے ہی کچھ لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں اور نمازیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ''آپ نماز کے بعد کچھ دیر کے لیے مسجد میں ہی بیٹھ جائیں تاکہ ہم مل جل کر اللہ اور رسول کی باتیں کرسکیں۔ پھر نماز کے بعد ان میں سے کوئی صاحب ''تبلیغی نصاب'' (فضائلِ اعمال) نامی کتاب پڑھتا ہے اور پھر چند افراد پر مشتمل یہ گروہ گلی کوچوں میں گھوم کر تبلیغ کرتا ہے۔ یہ جماعت عرف عام میں تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے۔ ابتدائی طور پر اس جماعت کے جو پروگرام پیش کیے جاتے ہیں وہ کچھ اس طرح ہے کہ

☆ لوگوں سے کلمہ پڑھوا کر اللہ جل شانہ کا ذکر کیا جائے۔

☆ انہیں مسجد میں جمع کر کے اللہ کی باتیں کی جائیں۔

☆ ان کو نماز کا پابند بنایا جائے اور دیگر مسلمانوں میں تبلیغ کرنے پر آمادہ کیا جائے۔

ظاہر ہے کہ ان مقاصدِ حسنہ سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ لیکن

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

کے مصداق تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ ان ہی کے بزرگوں کے اقوال و افعال کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اس حقیقی روپ کے مطالعہ سے پہلے قارئین کرام ذیل کی چند مثالوں کو پڑھ کر ایک مسلّمہ اصول ذہن نشین فرمائیں۔

☆ کیا کسی کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا جاسکتا ہے کہ آیئے صاحب میں آپ کو دھوکہ دے رہا ہوں۔ نہیں، بلکہ دھوکے باز پہلے ہمدردی اور محبت کی بات کر کے بعد میں دھوکہ دیتا ہے۔

☆ کیا کبھی کسی نے کسی آدمی کو یہ کہہ کر زہر دیا ہے کہ لیجیے صاحب زہر کھا کر ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو جایئے۔ نہیں، بلکہ زہر دینے والا زہر کو کسی میٹھی چیز میں چھپا کر دے گا۔

☆ جب شکاری کسی پرندے کو شکار بنانا چاہتا ہے تو وہ اسی کی بولی بولتا ہے، حالانکہ شکاری انسان ہوتا ہے لیکن وہ اپنے مقصد کے لیے پرندہ بن جاتا ہے۔

☆ مشہور مقولہ ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگوں کے ذہن میں پروگرام کچھ اور ہوتا ہے لیکن زبان سے کچھ اور بتاتے ہیں۔

☆ اسلام میں نیا فرقہ پیدا کرنے والا شخص کیا یہ کہہ کر نیا فرقہ بنا سکتا ہے کہ آیئے مسلمانو! مَیں اسلام میں نیا فرقہ بنا رہا ہوں، آپ میرا ساتھ دیجیے۔ نہیں، بلکہ وہ شخص فرقہ بندی کی مخالفت کرے گا، لیکن اندرونِ خانہ وہ ایک نیا فرقہ بنائے گا۔

☆ کیا ہمارے دشمن ملک کا جاسوس آ کر ہمیں یہ بتا دے گا کہ مَیں جاسوسی پر متعین ہوں۔ نہیں، بلکہ وہ ہمارا بن کر ہماری جڑیں کاٹے گا۔

☆ کیا احادیثِ رسول کے منکر مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی دعوت دینے کے وقت یہ کہیں گے کہ وہ احادیثِ رسول کے منکر ہیں؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ غلام احمد قادیانی کی طرح اپنے رسالوں کے صفحۂ اوّل پر حدیث شائع کر کے فریب دیں گے۔

☆ کیا کوئی شخص اپنا مال یہ کہہ کر فروخت کرے گا کہ میرا مال خراب ہے۔ ہرگز نہیں، بلکہ اپنے مال کو دنیا کے سارے دکان داروں کے مال سے اچھا بتائے گا۔

ان روزمرّہ کے مشاہدات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر کوئی جماعت یا فرد اگر بظاہر اچھی اور میٹھی باتیں کرے، اور نیک مقاصد کا اظہار کرے تو یہ ضروری نہیں کہ ہم بغیر سوچے سمجھے اور بغیر پرکھے اس کے ساتھ ہو لیں۔ بلکہ ہمیں پوری تحقیق کر کے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ کہیں وہ رہبر کے لباس میں رہزن تو نہیں ہے۔ اسی لیے کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

لباسِ خضر میں یاں سیکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اب آپ تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ ان ہی کی کتابوں کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔ کسی بھی مذہب یا تحریک کے مقاصد معلوم کرنے کا اہم ترین ذریعہ اس تحریک کے بانی اور اکابرین کی کتابوں سے ہوتا ہے۔ تبلیغی جماعت

کے بانی مولوی الیاس دہلوی ہیں۔ان کے علاوہ مولوی یوسف، مولوی زکریا اور مولوی منظور نعمانی تبلیغی جماعت کے اہم ستون تصور کیے جاتے ہیں۔تبلیغی جماعت کے اکابرین میں مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ شامل ہیں۔خود مولوی الیاس لکھتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو، کہ اس طرح کی تعلیم عام ہو جائے گی۔'' (ملفوظاتِ مولانا الیاس)

اسی طرح دوسری جگہ مولوی الیاس لکھتے ہیں کہ:

''حضرت گنگوہی (رشید احمد گنگوہی) اس دور کے قطب ارشاد اور مجدّد تھے۔'' (ملفوظاتِ الیاس)

یہی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویت الایمان'' ہر گھر میں رکھنا عین اسلام ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی کے بارے میں صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ وہ مدرسۂ دیوبند کے بانی ہیں، جہاں سے برصغیر کے مسلمانوں کے قلوب سے عشقِ مصطفےٰ ﷺ کا جذبہ ختم کرنے کی تحریک شروع ہوئی۔

یہ تو تھے تبلیغی جماعت کے اکابرین لیکن ہوسکتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا کوئی شخص ان حضرات کو اکابر ماننے سے انکار کردے۔اس لیے کہ ان حضرات نے اپنی کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔لیکن اس انکار سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔اس لیے کہ اوّل تو خود مولوی الیاس بانیِ تبلیغی جماعت کے مرکزی اجتماع گاہ کے باہر لگائے جانے والے بُک اسٹالوں سے ان اکابرینِ تبلیغی جماعت کی کتابیں فروخت کی جاتی ہیں۔قبل اس کے کہ تبلیغی جماعت کے ان اکابرین کی تعلیمات کا اصل نقشہ ہدیۂ قارئین کیا جائے ایک اور وضاحت یہ کرنی ہے کہ اگر صحیح العقیدہ سُنّی سے پوچھا جائے کہ آپ اپنے اکابرین کے نام بتایئے تو وہ فوراً امام حسین، امام حسن، امام ابوحنیفہ، حضرت غوث الاعظم، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت مجدّد الف ثانی اور حضرت امام احمد رضا بریلوی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام گنوا دے گا، لیکن چونکہ تبلیغی جماعت کے اکابرین کی کتابیں رسولِ اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں۔اس لیے وہ اپنے اکابرین کا نام بتانے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔خیر یہ تو اپنی اپنی قسمت کی بات ہے۔اب آیئے اکابرینِ تبلیغی جماعت کی کتابوں سے ان کی تعلیمات ملاحظہ فرمایئے۔

مولوی اسمٰعیل دھلوی کی تعلیمات

☆ نماز میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب

جانے سے بدر جہا بدتر ہے۔(صراط مستقیم)

☆ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔(تقویت الایمان،ص۴۴)

☆حضور نے فرمایا کہ مَیں بھی مر کر مٹّی میں ملنے والا ہوں۔(تقویت الایمان)

☆جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔(تقویت الایمان،ص۳۲)

☆حضور کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا چاہیے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔(تقویت الایمان،ص۴۸)

☆روضۂ مطہرہ کا فقط زیارت کے لیے سفر کرنا شرک ہے۔(تقویت الایمان)

☆انبیاء کی تعریف بشر کی سی کرو۔سو اس میں بھی کمی کرو۔(تقویت الایمان)

مولوی قاسمِ نانوتوی کی تعلیمات

☆انبیاء اپنی اُمّت میں اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔باقی رہا عمل تو اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں۔بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔(تحذیر الناس)

☆عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخّر زمانی میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح ولٰکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی کوئی اور نبی آ بھی جائے تو اس سے خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔(تحذیر الناس،ص۲۸)

مولوی قاسم نانوتوی کی اس عبارت کو قادیانی بھی بطور حوالہ پیش کرتے ہیں کہ اگر بالفرض کسی نبی کے آنے سے خاتمیتِ محمدی میں فرق نہیں پڑتا، تو مرزا غلام احمد کے آنے سے کیا فرق پڑے گا؟ مولوی قاسم نانوتوی کی ان عبارتوں سے مولوی الیاس کی کس قدر حوصلہ افزائی ہوئی، اس کو آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیے گا۔

مولوی رشید احمد گنگوھی کی تعلیمات

☆لفظ ''رحمت للعالمین'' صفت خاصہ رسول اللہ نہیں ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ،جلد دوم)

یعنی حضور اکرم ﷺ کے علاوہ بھی کسی کو رحمۃ للعالمین لکھا جا سکتا ہے۔نعوذ باللہ۔(فتاویٰ رشیدیہ،جلد دوم)

☆انعقادِ مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔

☆وہ شخص جو صحابہ کرام ہی کی تکفیر کرے (کافر قرار دے) وہ ملعون ہے۔ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے

اوروہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔(فتاویٰ رشیدیہ)

حالانکہ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے لیکن افسوس کہ مولوی صاحب صحابہ کرام کی دشمنی میں اس قدر رضدّی ہو گئے ہیں کہ صحابہ کرام کو کافر کہنے والے کو سنت جماعت سے خارج بھی نہیں کہتے۔

☆ سُن لو! کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ مَیں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر۔(تذکرۃ الرشید، جلد دوم)

یہ وہ دعویٰ ہے جو صرف نبی کریم کرتے رہے ہیں۔لیکن رشید احمد گنگوہی اپنے متعلق یہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ کیوں؟ یہ فیصلہ قارئین خود فرمالیں۔

☆ محرم میں ذکرِ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کرنا اگر بہ روایت صحیحہ ہو، سبیل لگانا، شربت پلانا، چندہ سبیل و شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبّہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ)

لیکن اس کے برعکس اسی فتاویٰ رشیدیہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ ہندو جو پیاؤ لگاتے ہیں، اس کا پانی پینا جائز ہے۔

☆ بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنا نادرست اور داخلِ ربوٰ (سود) ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ)

حالانکہ ان مولوی صاحب کے گھر نذرانے کے طور پر بطور عطیہ کچھ رقم روانہ کی جائے۔تو بسر وچشم قبول کر لیں گے۔

☆ عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ)

احادیث کی روشنی میں بدعتی کی سزا جہنم ہے۔اگر مولوی صاحب کا فتویٰ صحیح مان لیا جائے تو عید تو کیا ہوئی مسلمانوں کے لیے مصیبت ہوگئی کہ ہر سال لاکھوں مسلمان جہنمی بن جائیں۔خود تبلیغی جماعت والے بھی عید کے روز گلے ملنے سے ان کے سارے تبلیغی گشتوں کا ثواب چلا جاتا ہے اور بقول مولوی گنگوہی وہ جہنم کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات

یہ بات تو زبانِ زدِ عام ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' میں حضور اکرم ﷺ کے علمِ غیب کو جانوروں، پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی تھی جس پر سُنّی علمائے حجاز و برصغیر نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا۔مولوی

اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کے کچھ اور حوالے بھی پیش خدمت ہیں جن کو پھیلانے کے لیے مولوی الیاس نے تبلیغی جماعت بنائی تھی۔

☆ایک مرتبہ کسی مرید نے مولوی (تھانوی) صاحب کو لکھا کہ:

مَیں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ لاالہ الا اللّٰہ کے بعد اشرف علی رسول اللّٰہ منہ سے نکل جاتا ہے، جب بیدار ہو کر کوشش کرتا ہوں کہ صحیح کلمہ اور صحیح درود پڑھوں لیکن زبان قابو میں نہیں ہے، ہر جگہ محمد رسول اللّٰہ کے بجائے اشرف علی رسول اللّٰہ نکلتا ہے۔

مولوی اشرف علی نے اس کو جواب لکھا کہ ''اس واقعہ میں تسلی ہے، اس لیے کہ میں سُنّت کی اتباع کرتا ہوں۔

(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ، برہان فروری ۵۲ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے! لکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ جلدی توبہ کرو اور صحیح کلمہ پڑھو، ورنہ مسلمان نہیں رہو گے۔ لیکن چونکہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے دروازۂ نبوت کھول رکھا ہے اس لیے یہاں تو ہر شخص مدّعیِ نبوت ہے۔ اگر یہی واقعہ مرزا غلام احمد قادیانی سے منسوب کر کے کسی تبلیغی جماعت کے فرد کو سنایا جائے تو وہ برملا کہے گا کہ یہ کفر ہے اور اس کا کہنا بھی صحیح ہے۔ لیکن اگر اسے یہ بتایا جائے کہ یہ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے تو ٹال مٹول سے کام لے گا۔ تف ہے ایسی اندھی عقیدت مندی پر۔

☆اپنی کتاب ''قصد السبیل'' میں مولوی اشرف علی تھانوی مندرجہ ذیل امور کو ناجائز قرار دے رہے ہیں اور عوام کو اس سے بچنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ ذرا اس فہرست کو ملاحظہ فرمایئے اور سوچیے کہ دنیا کے تمام مسلمانوں اور تبلیغی جماعت کے اکابرین کے عقیدے میں کتنا فرق ہے۔

☆مُردے کا تیجہ، دسواں، بیسواں اور چالیسواں کرنا، عرس میں جانا، بزرگوں کی منّت ماننا، فاتحہ، نیاز، گیارہویں شریف وغیرہ متعارف طور پر کرنا، رواج کے موافق مولود شریف کرنا، تبرکات کی زیارت کے لیے عرس کا انتظام کرنا، شب برأت کا حلوہ پکانا، رمضان شریف میں ختم قرآن کے موقع پر شیرینی ضرور کر کے بانٹنا۔

(قصد السبیل)

تبلیغی جماعت سے سادگی کے سبب وابستہ ہونے والے افراد بتائیں گے کہ اگر وہ مولوی الیاس کی خواہش کے مطابق تھانوی کی تعلیمات کو عام کریں گے تو مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوگا یا نہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟

جب دنیا کے مسلمانوں کی اکثریت صدیوں سے ان کاموں کو نیک سمجھ رہی ہے تو پھر تبلیغی جماعت کے اکابر کون ہوتے ہیں ان کاموں کو ناجائز بتانے والے۔

قارئین خود ہی انصاف کریں کہ اگر شب برأت کو حضور ﷺ کی پسندیدہ غذا حلوہ پکایا جائے، خود بھی کھایا جائے اور فقرا و مساکین کو بھی کھلایا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اسی طرح اگر مُردے کو ثواب پہنچانے کے لیے کسی دن بھی فاتحہ کرائی جائے تو اس میں کون سا شرک ہے؟ اور پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ ان ہی تھانوی صاحب کے عزیز مولوی احتشام الحق تھانوی صرف سرمایہ داروں میں اپنی پوزیشن کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے یہ سارے ناجائز کام کرتے ہیں۔ حالاں کہ کوئی بھی غیرت مند مسلمان اگر کسی چیز کو ناجائز سمجھتا ہے تو اس سے دور رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر بے غیرت ہو تو بھی چھپ کر ناجائز کام کرتا ہے۔ لیکن مولوی احتشام الحق تھانوی کسی بھی بااثر شخص کے مرتے ہی سارے ناجائز کام کچھ اس ترکیب سے کرتے ہیں کہ دوسرے دن اخبارات میں تصویریں بھی آجاتی ہیں۔

جب اشرف علی تھانوی کانپور کے مدرسہ جامع العلوم میں پڑھایا کرتے تھے، تو ایک دن انہوں نے اہلِ محلّہ سے صاف صاف کہہ دیا کہ بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں، یہاں فاتحہ کے لیے کچھ مت لایا کرو۔ (اشرف السوانح، جلد اوّل)

ہے کوئی تبلیغی جماعت والا جو اس حوالے کے بعد بھی کہہ دے کہ ہم وہابی نہیں ہیں۔ اسی سلسلے میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ بھی موجود ہے کہ ''محمد ابن عبدالوہاب'' کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد نہایت عمدہ تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، جلد اوّل)

لگے ہاتھوں محمد ابن عبدالوہاب کا ایک ہی عقیدہ ان کی ہی زبانی سُن لیجیے۔

☆ حضور ﷺ کے مقبرے کا دیکھنا ایسا گناہ ہے جیسے بُتوں کا دیکھنا۔ (کتاب التوحید)

یہ تو ہیں تبلیغی جماعت کے اراکین کے عقائد۔ جب یہ حضرات ان عقائد کو عام کرنے کے لیے گلی کوچوں میں نکلتے ہیں تو نتیجہ کیا نکلتا ہے اس کو ایک مثال سے سمجھ لیجیے۔

ایک صاحبِ نماز جمعہ کے بعد بارگاہِ رسالت میں ہدیہ درود و سلام پیش کر رہے تھے، تبلیغی جماعت کے ایک صاحب نے انہیں سلام پڑھنے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے ''بہشتی زیور'' میں سلام

پڑھنے کو شرک لکھا ہے۔ بس اس بات پر ہنگامہ ہو گیا، لوگوں نے تبلیغی جماعت والوں سے کہا کہ آپ خود نہیں پڑھنا چاہیں تو نہ پڑھیں، لیکن اتنی رواداری کا مظاہرہ تو کریں کہ جو پڑھنا چاہے اس کو پڑھنے دیں۔ قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر تبلیغی جماعت والے سلام پڑھنے سے منع کرتے تو یہ انتشار برپا ہوتا؟ اگر پوری دیانت داری سے جائزلیا جائے تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ تبلیغی جماعت کے عقائد ہی ایسے ہیں کہ جن کی اشاعت ہی موجبِ انتشار ہے۔

اب آیئے، مَیں آپ کے سامنے تبلیغی جماعت کے اکابرین کی تضاد بیانیوں اور اوٹ پٹانگ دعوؤں کی چند مثالیں پیش کروں تا کہ ان کی صحیح تصویر ابھر کر سامنے آ جائے۔

☆ کسی بھی تبلیغی جماعت والے سے یہ پوچھیے کہ یہ طریقۂ تبلیغ جو آپ نے اختیار کیا ہوا ہے وہ کس کا ہے؟ فوراً جواب ملے گا کہ یہ طریقہ صحابۂ کرام کا ہے، لیکن مولوی الیاس کی بھی سنیے۔ آپ نے (مولوی الیاس) نے فرمایا کہ:

''اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔'' (ملفوظاتِ الیاس)

مولوی الیاس لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ اگر کسی سے کام کو نہیں لینا چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کر لیں تب بھی ذرّہ نہیں ہل سکتا اور کرا لینا چاہے تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔ (مکاتیبِ الیاس)

الامان والحفیظ! کارکنوں میں گستاخیِ رسول کا کیسا مکروہ جذبہ پیدا کیا جا رہا ہے اور یہ کوئی اتفاقی جملہ نہیں ہے۔ مولوی الیاس کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی نے بھی یہی بات کہی ہے۔

''پیغمبر کو عمل کی وجہ سے فضیلت نہیں۔ عمل میں تو بعض اُمتی پیغمبر سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ (رسالہ مدینہ، بجنور جولائی ۱۹۵۸ء)

اسی سلسلے کے دو حوالے اور ملاحظہ فرمائیں تا کہ آپ کو یہ معلوم ہو سکے کہ تبلیغی جماعت کے افراد مولوی الیاس کو نبی کا درجہ دیتے ہیں یا اس سے کچھ کم۔

☆ آپ (مولوی الیاس) نے فرمایا کہ اللہ کا ارشاد كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط کی تفسیر خواب میں القا ہوئی کہ تم مثلِ انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو۔ (ملفوظاتِ الیاس)

ایک بار (مولوی الیاس) نے فرمایا، خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ بعض کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی

ہے کہ ریاضت ومجاہدے سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کو خواب میں علومِ صحیحہ القا ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے، پھر ترقی کیوں نہ ہو۔ علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے۔ اسی لیے ارشاد ہے: قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ط پھر فرمایا آج کل خواب میں مجھ پر علومِ صحیحہ کا القا ہوتا ہے اس لیے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے۔ (ملفوظاتِ الیاس)

بات دراصل یہ ہے کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کو صلیبی جنگوں کے ذریعہ ختم کرنے کی کوشش کی، لیکن جب وہ ناکام رہا تو اس نے منصوبہ بنایا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی صورت میں صرف یہی ہے کہ مسلمانوں سے جذبۂ جہاد اور جذبۂ عشقِ رسول ختم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ انگریز براہِ راست مسلمانوں سے ان جذبوں کے ختم کرنے کی اپیل نہیں کر سکتا تھا، اس لیے اس نے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی اور پرویز کو استعمال کیا، وہیں کچھ اور لوگوں کو بھی اس نے اپنا آلۂ کار بنایا۔ وہ کون لوگ تھے؟ ان کی نشاندہی ہم خود نہیں کرتے بلکہ بلا تبصرہ کچھ حوالے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین خود فیصلہ کریں کہ انگریز نے کس کو آلۂ کار بنایا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

''بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی، انہوں نے کمپنی (انگریز) کے عافیت کے زمانے کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا اور رحمدل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔'' (تذکرۃ الرشید)

☆ یہی مولوی رشید احمد گنگوہی جن کو بانیِ تبلیغی جماعت، قطبِ ارشاد یا مجدّد کہتے ہیں، ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ:

☆ جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش گورنمنٹ) کا فرماں بردار ہوں تو ان جھوٹوں سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (تذکرۃ الرشید)

مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ:

دیکھیے مولوی اشرف علی تھانوی ہمارے اور آپ کے مُسلّم بزرگ اور پیشوا ہیں، ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت (انگریز) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ (مکالمۃ الصدرین)

☆ مولانا تھانوی کے بھائی محکمہ سی آئی ڈی میں بڑے عہدہ دار آخر تک رہے، ان کا نام مظہر علی تھا۔ (مکتوباتِ شیخ، جلد دوم)

☆ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم جمعیت علمائے ہند دہلی نے کہا کہ الیاس صاحب کی تبلیغی حرکت کو ابتداءً حکومت (انگریز) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا۔'' (مکالمۃ الصدرین)

قارئین خود فیصلہ فرمالیں کہ انگریز کا ایجنٹ کون تھا۔ ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ جب اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا کہ عیسائی تمہارے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ تو پھر کسی بھی مولوی صاحب کے کہنے پر ہم انگریز کو مسلمان کا خیر خواہ یا رحم دل نہیں کہہ سکتے۔ رہا یہ سوال کہ وہ اپنے ایجنٹوں کے حق میں رحمدل تھا یا نہیں تو اس کا فیصلہ ایجنٹوں نے اپنی کتابوں میں کر دیا ہے۔ انگریز کو بھلا کیا ضرورت ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے لیے فنڈ دے، اس نے تو اُلٹا مجاہدینِ اسلام کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ علامہ فضلِ حق خیر آبادی، مولانا فضلِ رسول بدایونی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مفتی عنایت احمد کاکوری، مولانا احمد اللہ مدراسی، مفتی عبدالکریم دریابادی، (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) یہ سارے انگریز کی جارحیت، سفاکی اور درندگی کے نشان بن چکے ہیں۔

یہ تو خیر واضح حقیقت ہے کہ انگریز تبلیغ اسلام کے لیے فنڈ فراہم نہیں کر سکتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مولوی الیاس کا مقصد بھی تبلیغ تھا۔ ہم خود اگر اس پر رائے زنی کریں تو بات جانب دارانہ کہلائے گی۔ اس لیے اس مسئلے پر الیاس صاحب ہی روشنی ڈالیں تو بہتر ہوگا۔ چلیے ان ہی کی رائے سن لیجیے کہتے ہیں کہ:

ظہیر الحسن میرا مدّعا کوئی پاتا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ (تبلیغی جماعت) تحریکِ صلوٰۃ ہے، مَیں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریکِ صلوٰۃ نہیں ہے۔ بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ (دینی دعوت)

کیوں پیدا کرنی ہے؟ کیا انگریز اسی غرض سے تو مالی اعانت نہیں کرتا تھا؟

اب تک ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کی تصدیق کے لیے ہم تبلیغی جماعت کے گھر کے بھیدی کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ تاکہ بھولے بھالے مسلمانوں کو یہ کہکر ٹالا نہ جا سکے کہ لکھنے والے تبلیغی جماعت کے دشمن ہیں، ان کا کام ہی مخالفت کرنا ہے۔

مولوی عبدالرحیم شاہ صاحب جو کہ کافی عرصہ سے تبلیغی جماعت کا کام کرتے رہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تبلیغی جماعت والے علماء کی قدر نہیں کرتے اور خود جاہل ہونے کے باوجود درس دینے لگتے ہیں تو انہوں نے تبلیغی جماعت سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور ایک کتاب بنام (اصولِ دعوت و تبلیغ) لکھی جس میں صاف صاف لکھا کہ:

''غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کمپونڈر تک نہیں بن سکتا۔ مگر لوگوں (تبلیغ جماعت والوں نے) دین کو اتنا آسان بنا لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جائے۔ کسی سند کی ضرورت نہیں۔ ایسے ہی موقع پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے کہ ''نیم حکیم خطرۂ جان۔ نیم مُلّا خطرۂ ایمان۔'' (اصولِ دعوت و تبلیغ)

آخر میں ایک غلط فہمی کا ازالہ اور کروں کہ بعض سیدھے سادے مسلمان اس الجھن کا شکار ہوئے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے بڑے پکّے نمازی ہیں انہیں کیسے گمراہ قرار دیا جائے۔ اس کا جواب انہیں کے اشرف علی تھانوی کی زبانی سنیے۔ جن کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے مولوی الیاس نے تبلیغی جماعت بنائی۔ لیجیے جواب حاضر ہے:

''جب مولوی اشرف علی تھانوی نے شبلی نعمانی کو کافر قرار دیا تو مولوی عبدالماجد دریابادی نے اشرف علی تھانوی کو خط لکھا کہ ''شبلی تو بڑے نمازی، پرہیزگار اور تہجد گذار ہیں۔'' اس پر مولوی اشرف علی تھانوی نے جواب دیا کہ..... ''بددین آدمی اگر دین کی باتیں بھی کرتا ہے تو ان میں ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ (کمالاتِ اشرفیہ)

قادیانی بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ تبلیغ ہم کرتے ہیں لیکن ان کے عقائد کی بنا پر ان کو دنیا کے سارے مسلمان کافر قرار دیتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ بالکل بے نقاب ہوکر آپ کے سامنے آچکا ہے۔ اب آپ سے ہماری درخواست ہے کہ آپ فیصلہ کریں کہ حق پر کون ہے۔ روزِ محشر کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ وہاں تو ہر اُمتی نفسی نفسی پکارتا ہوا بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پہنچے گا۔ تبلیغی جماعت والے یا سادگی سے اُن کے دام میں پھنسنے والے بھولے بھالے لوگ سوچ لیں کہ آج اگر انہوں نے اس جماعت کا ساتھ دیا جس کے اکابرین نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں تو کل میدانِ حشر میں کملی والے آقا ﷺ کے سامنے کیا منہ لیکر جائیں گے؟..... لیکن ہاں! ابھی تو توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ گستاخانِ رسول کے گروہ سے نکل کر غلامانِ رسول کی صف میں شامل ہوجایا جائے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

مسلمانوں کو تبلیغی جماعت سے کیوں الگ رہنا چاہیے ؟

ایک بنیادی سوال

کوئی بھی غیرت مند مسلمان کسی ایسی تحریک کو ہرگز قبول نہیں کرسکتا جس سے ایمان وعقیدے کے جذبے کو

ٹھیس پہنچتی ہو۔ بے عمل رہنا یقیناً بدنصیبی کی بات ہے لیکن عمل کے نام پر بدعقیدہ بن جانا آخرت کا اتنا بڑا نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

ذیل میں تبلیغی جماعت کی معتبر کتابوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ دین کے نام پر مسلمانوں کو بے دین بنانے والی ایک نہایت چالاک جماعت ہے۔ کلمہ اور نماز کے نام پر مسلمانوں کو اپنے رسول کی طرف سے بدعقیدہ بنانا، اولیاء اللہ کی عظمت گھٹانا اور مذہبِ اہلِ سُنّت کو مٹا کر دنیا میں وہابیت پھیلانا تبلیغی جماعت کا بنیادی نصب العین ہے۔ چلّہ، گشت اور چلت پھرت کا طریقہ انہوں نے اسی لیے نکالا ہے کہ حق پرست مسلمانوں کا ذہن تبدیل کرنے کے لیے سفر کی حالت میں انہیں تنہائی اور اعتماد کے لمحے میسر آ سکیں۔

ہم اپنے دینی بھائیوں سے ایمان کی سلامتی کی خواہش کی بنیاد پر مخلصانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ تبلیغی جماعت کی آواز پر قدم اُٹھانے سے پہلے ایک بار انصاف کی نظر سے ہماری اس تحریر کا مطالعہ فرمالیں۔ جس میں تبلیغی جماعت سے الگ رہنے کی معقول وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہماری بات آپ کے دل میں اُتر جائے اور مذہبِ اہلِ سُنّت کے خلاف آپ وقت کے سب سے بڑے فتنے سے ہوشیار ہوجائیں۔ تبلیغی جماعت کی اس دھونس میں ہرگز نہ آیئے گا کہ اس کے ساتھ بڑے بڑے انجینئر، ڈاکٹر، پروفیسر اور لکھ پتی و کڑور پتی تاجر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ تو پھر بھی کم حیثیت کے ہیں ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نجد کے بادشاہ امیر فیصل ہیں۔ پوری نجدی حکومت ہے اور نجد کے ریال پر ان کا سارا کاروبار چل رہا ہے۔ تاکہ جس طرح نجدی قوم نے مکّے اور مدینے میں بڑے بڑے صحابہ اور اہلِ بیت کے مزارات اور رسولِ پاک کی یادگار میں بنائی ہوئی مسجدوں کو توڑ کر کھنڈر بنادیا ہے، ہندوستان میں بھی خواجہ اور صابر محبوب اور مخدوم شہید اور قطب کے مزاروں کے ساتھ وہی کھیل کھیلا جائے اور اس طرح شیطان کی وہ سازش کامیاب ہوجائے کہ روئے زمین پر خدا کے محبوب بندوں کی کوئی نشانی باقی نہ رہے۔

ایک عظیم خوشخبری

ذیل کے مضمون میں جتنے حوالے دیئے گئے ہیں وہ سب تبلیغی جماعت کی کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ایک حوالہ بھی غلط ثابت کرنے پر ایک ہزار روپے نقد انعام کا اعلان کیا جاتا ہے۔ (ناشر)

"تبلیغی جماعت کی موجودہ تحریک قرآن وحدیث کے خلاف ہے"

مولانا الیاس کے خلیفہ ومعتمد مولانا احتشام الحسن صاحب کا اعلان

تبلیغی جماعت کے سلسلے میں ہماری یہ رائے شاید کسی غلط جذبے پر مبنی سمجھی جائے لیکن اسے کیا کہیے گا کہ مولانا احتشام الحسن صاحب جو مولانا الیاس کے برادر نسبتی اور ان کے خلیفۂ اوّل اور ان کے معتمد خصوصی ہیں، خود ان کا بیان ہے:

''نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم وفہم کے مطابق نہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور نہ حضرت مجدّد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک کے مطابق ہے۔'' (اصولِ دعوت وتبلیغ کا آخری ٹائٹیل پیج)

اب آپ ہی ایمان وانصاف کو درمیان میں رکھ کر فیصلہ کیجیے کہ جب نظام الدین کی موجودہ تبلیغ قرآن و حدیث کے بھی خلاف ہے، علمائے حق کے مسلک کے بھی خلاف ہے تو اتنی دلیری کے ساتھ مسلمانوں کو ایک گناہ کی دعوت کیوں دی جارہی ہے۔ آخر ایک غیر اسلامی فعل کے لیے..... کیوں ان کا قیمتی وقت، ان کے پسینے کی کمائی اور ان کی صلاحیتوں کا دن دھاڑے خون کیا جارہا ہے۔

موصوف کا اعتراف کہ موجودہ تبلیغی تحریک بدعت وگمراہی ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

''میری عقل وفہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس صاحب کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعتِ حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دین کا اہم کام کس طرح قرار دیا جارہا ہے۔ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعتِ حسنہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔'' (اصولِ دعوت وتبلیغ کا آخری ٹائٹیل پیج)

اس بیان میں تو موصوف نے تبلیغی جماعت کی بساط ہی اُلٹ کر رکھ دی ہے۔ جب مولانا الیاس ہی کی زندگی میں یہ بات طے پا گئی ہے کہ تبلیغی جماعت کی موجودہ تحریک سُنّت نہیں بدعت ہے تو مسلمانوں کو اتنے عرصے تک کیوں دھوکہ میں رکھا گیا کہ یہ انبیا کا طریقہ ہے، یہ صحابہ کی سُنّت ہے۔ اور اب اس کا حال یہ ہے کہ بدعتِ حسنہ بھی نہیں رہی بلکہ بدعتِ ضلالت کے خانے میں چلی گئی جس کے مرتکب کو حدیث میں جہنم کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ فیصلہ ہمارے گھر کا نہیں ہے بلکہ تبلیغی جماعت کے ان پرانے رہنماؤں کا ہے جو تبلیغی جماعت کی گمراہیوں سے بیزار ہوکر الگ ہوگئے ہیں۔

اب انصاف و دیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے موجودہ قائدین یا تو مولانا احتشام الحسن کے ان لزامات کی صفائی پیش کریں یا پھر سادہ لوح مسلمانوں کو ایک گناہ کی طرف دعوت دینے کا یہ سلسلہ بند کریں۔

میوات میں تبلیغی جماعت کا فریب

مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی جو تبلیغی جماعت کے پرانے کارکن ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''(اصولِ دعوت و تبلیغ) میں انکشاف کیا ہے کہ آج کل میوات میں تبلیغی جماعت کے لوگ کلمہ و نماز کی تبلیغ کے بجائے مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانے کی مہم میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

''ہمارے میوات والے ماشاء اللہ عرب و عجم میں مسلمانوں بناتے بناتے اُکتا گئے، جی بھر گیا۔ اس لیے میوات کے بعض سرگرم مبلغین و علماء نے مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانا شروع کر دیا ہے۔'' (اصولِ دعوت و تبلیغ ص ۶۱ مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی)

اس کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''مَیں حیران ہوں کیا کہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پتہ نہیں کب سے تبلیغی جماعت کا مرکز بھی ایمانیات میں داخل ہو گیا اور اس کا مخالف کافر قرار پاتا ہے۔'' (اصولِ دعوت و تبلیغ ص ۶۱ مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی)

اسی کتاب کے حاشیے پر ایک دوسرے تبلیغی کارکن مولوی نور محمد چندینی لکھتے ہیں:

''اگر ذرا بھی طاقت حاصل ہو جائے اور جو مرکز نہ آئے تو اسے بالکل مرتد کے درجہ میں سمجھتے ہیں۔''

(اصولِ دعوت و تبلیغ ص ۶۰ مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی)

تبلیغی جماعت کے ان پرانے کارکنوں کے یہ بیانات سامنے رکھ کر فیصلہ کیجیے کہ اپنے مفتوحہ علاقے میں تبلیغی جماعت تفریق بین المسلمین کی یہ جو مہم چلا رہی ہے، کیا ایک لمحے کے لیے بھی آپ یہ برداشت کر سکیں گے کہ آپ کے محفوظ علاقے میں بھی تبلیغی جماعت داخل ہو کر اسی طرح کا فتنہ برپا کرے؟ اگر آپ اس کے لیے تیار نہیں ہیں تو خطرے کا شکار ہونے سے پہلے خطرے کا سدّ باب کیجیے۔

اپنے بارے میں تبلیغی جماعت والوں کا خود اقرار کہ وہ بڑے سخت وھابی ھیں۔

زمانۂ حال کے فرقوں میں فرقۂ وہابیہ نے اسلام کی حرمت اور انبیا، اولیا کی عظمت پر جس بے دردی سے حملہ کیا

ہے وہ تاریخ کا ایک نہایت المناک واقعہ ہے۔اسی فرقۂ وہابیہ نجدیہ کے ساتھ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا زکریا شیخ الحدیث سہانپور اور مولانا منظور نعمانی کا وہ تعلق ملاحظہ فرمایئے جسے سوانح مولانا یوسف کاندھلوی کے مصنف کے بیان کے مطابق مولانا الیاس کے انتقال کے بعد ان کی جانشینی کا مسئلے پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی نے ظاہر کیا تھا کہ:

''ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔ہمارے لیے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے۔یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے۔'' (سوانح مولانا یوسف،ص۱۹۲)

مولانا زکریا نے اس کے جواب میں فرمایا:

''مولوی صاحب مَیں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔'' (سوانح مولانا یوسف،ص۱۹۳)

اپنے وہابی ہونے کا خود اپنی زبان سے یہ کھلا ہوا اور اقرار ملاحظہ فرمایئے۔

کوئی دوسرا ان کے بارے میں کہتا تو الزام سمجھا جاتا لیکن خود اپنے اقرار کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ حضرات حقیقتاً وہابی ہیں۔اور ان کے پاس اعتقاد وعمل کا جو کچھ بھی سرمایہ ہے وہ مدینے کا نہیں بلکہ نجد کا ہے۔اور ظاہر ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کا مذہب جب انہیں خود پسند ہے تو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس تبلیغی قافلے کی وہ قیادت کررہے ہیں اسے وہ کس طرف لے جانا چاہیں گے۔

نجدی حکومت کے ساتھ تبلیغی جماعت کا معاہدہ

بات اتنے ہی پر ختم نہیں ہوگئی ہے بلکہ نجد کے وہابی فرقے کے ساتھ تبلیغی جماعت کا ذہنی اور فکری تعلق اب ایک معاہدے کی شکل میں ہمارے سامنے آ گیا ہے۔جیسا کہ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب ''مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت'' میں لکھا ہے کہ ۱۴/مارچ ۱۹۳۸ء کو بانیِ تبلیغ مولانا الیاس اپنا ایک وفد لیکر سلطانِ نجد کے دربار میں حاضر ہوئے۔اور اس کے سامنے تبلیغی جماعت کے اغراض ومقاصد کو پیش کیا،جس پر سلطان نے اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔اخیر میں یہ وفد نجدی حکومت کے شیخ الاسلام کے پاس گیا اور ان کے سامنے مقاصدِ تبلیغ کا کاغذ پیش کیا۔جس کی بابت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے لکھا ہے کہ

''انہوں نے بہت اعزاز واکرام کیا اور ہر بات کی خوب خوب تائید کی اور زبانی پوری ہمدردی واعانت کا وعدہ

کیا۔(دینی دعوت،ص۱۰۱)

اب آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ تبلیغی جماعت کے مرکز میں سونے اور چاندی کی نہریں بہہ رہی ہیں، وہ کہاں سے آتی ہیں؟ یہ وہی نجدی حکومت کا ریال ہے جو معاہدہ کے مطابق انہیں دیا جارہا ہے تاکہ ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان غارت کرکے انہیں نجدی وہابیوں کی طرح رسولِ عربی ﷺ اور اولیاء کرام کی طرف سے بدعقیدہ اور گستاخ بنادیا جائے۔ یہ نجدی حکومت کے ایجنٹ ہیں جو کلمہ اور نماز کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو اکٹھا کرکے ان کے عقیدہ وایمان کا شکار کرنا چاہتے ہیں۔

تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں

نجد کے وہابی مذہب کو دنیا میں پھیلا کر مسلمانوں کو بدعقیدہ بنانے والی یہی وہ تبلیغی جماعت ہے جس کے متعلق رسولِ عربی ﷺ نے نہایت واضح نشانیوں کے ساتھ چودہ سو برس پیشتر اپنی اُمت کو خبردار کیا ہے کہ جب تم ان کا زمانہ پاؤ تو ان سے دور رہنا اور ان کے خلاف جہاد کرنا۔

اس مضمون کی حدیثیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضور انور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اخیر زمانہ میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی، باتیں بظاہر اچھی کہیں گے لیکن ایمان اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں پانا قتل کردینا کہ قیامت کے دن اُن کے قاتل کے لیے بڑا اجروثواب ہے۔ (بخاری شریف، ج۲)

حضرت شریک ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضو انور ﷺ نے فرمایا کہ ایک گروہ نکلے گا، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اُن کی خاص پہچان سر منڈانا ہے، وہ ہمیشہ گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اُن کا آخری دستہ مسیح دجّال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم ان سے ملو گے تو طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک سے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں اختلاف وتفریق کا واقع ہونا مقدر بن چکا ہے۔ پس اس سلسلے میں ایک گروہ نکلے گا جس کی باتیں بظاہر دل فریب وخوشنما ہوں گی لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن

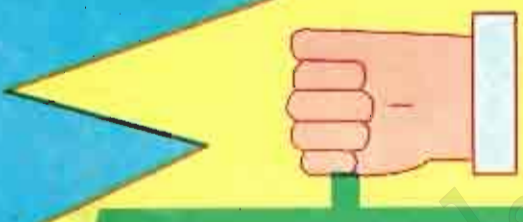
قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر سے شکار نکل جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف واپس لوٹنا انہیں نصیب نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔ جو اُن سے قتال کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کی خاص پہچان کیا ہوگی یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا، سر منڈانا۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۰۸)

ضمیر کا فیصلہ

ان حالات میں اب مومن کا ضمیر ہی اس کا فیصلہ کرے گا کہ رسولِ پاک کی خوشنودی تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہونے میں ہے یا اس سے علیحدہ رہنے میں۔ سوال ان لوگوں سے ہے جنھیں صرف خدا اور رسول کی خوشنودی کا جذبہ تبلیغ کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ باقی رہ گئے وہ لوگ جو کسی مادّی منفعت کی لالچ یا مذہبی شقاوت کے جذبے میں ساتھ ہو گئے، ان کی واپسی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

مفت سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۶

دعوت انصاف



رئیس التحریر: علامہ ارشد القادری

جمعیّت اشاعت اہلسنّت کراچی

Ishaate Islam

مُفت برسلسلہ اشاعت نمبر 26

دعوتِ انصاف

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری

کچھ کم ایک صدی سے ساری دنیا میں دیوبند اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں، وہ بلاوجہ نہیں ہے۔ اگر اس حقیقت کی تلاش کیلئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے، تو اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھئے جنہوں نے امت کو دو ملتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

ناشر:
جمعیّت اشاعت اہلسنّت
نورِ مسجد۔ کاغذی بازار۔ کراچی ۔74000 (پاکستان)

Ishaate Islam

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

سلمان رُشدی کی ناپاک جسارت اور اس کی کتاب "شیطانی آیات" نے مسلمانِ عالم کے جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جسطرح مجروح کیا اور نتیجتاً دُنیا کے کونے کونے میں اس خبیث شخص کے خلاف عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس غم و غصّے کا اظہار کیا اس سے کون واقف نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ عیسائی اور یہودی لوبی نے جس طرح اس کی پُشت پناہی کی بلکہ بعض "ابن الوقت" نام نہاد مسلمانوں نے اس کی حمایت کرکے جس طرح اپنی کھلی اسلام دشمنی کا ثبوت دیا وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔

عشاقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شاتمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ٹکراؤ کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں اس جیسی کئی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ماضی قریب ہی میں کوئی قریباً ایک صدی قبل خود ہمارے اس خطۂ پاک ہند میں جب علمائے دیوبند نے آج کے سلمان رشدی کی طرح اپنی تصانیف میں محبوبِ ربُ العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ عبارات رقم بند کیں تو غیور مسلمانِ عالم نے عموماً اور علمائے بریلی نے خصوصاً ان

کی بروقت گرفت فرمائی اور اتمامِ حجّت کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد بھی جب بھی وہ اپنی ان گستاخانہ عبادتوں سے باز نہ آئے تو علمائے بریلی اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی عملی تصویر بن کر ان شاتمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسرِ پیکار ہوئے اس وقت بھی ہندوستان پر قابض برطانوی عیسائی لوبی نے ان گستاخانِ رسول کی "دل کھول کر" مدد کی مگر افسوس کہ آج کا مسلمان[1] دیوبندی۔ بریلوی تنازعے کو صرف مولویوں کا ذاتی قضیہ اور پیٹ کے دھندے کا نام دے کر اس سے دامن چھڑانے کی کوشش کر رہا ہے۔ حالانکہ یہی مسلمان، سلمان رُشدی کی مخالفت کرنے میں (اور یہ مخالفت حق بجانب ہے) قطعاً گریز نہیں کرتا۔

رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری نے اپنے اس علمی مقالے "دعوتِ انصاف" میں ایسے ہی لوگوں کو جھنجھوڑا ہے اور ان کے سامنے ہر دو فریقوں کے حقائق کو سامنے رکھ کر گرو ہی پاسداری سے بالاتر ہو کر محض حُبِّ خُدا اور حُبِّ رسُول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے انہیں دعوتِ انصاف دی ہے کہ وہ تلاش کریں کہ غلطی کہاں کیا اور کس کی ہے؟

جمعیت اشاعت اہلسنت "ملک التحریر" کی اس علمی کاوش کو اپنی مُفت اشاعت کی مالا میں 26 ویں موتی کے طور پر پرونے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مقبول فرمائے اور نافع ہر خاص و عام بنائے۔ (آمین)

خاکپائے علمائے اہلسنت:
محمد نعمان اختری
انچارج شعبۂ نشر و اشاعت

---

[1] جو ہر بات میں "تحقیق تحقیق" کی صدا بلند کرتا ہے۔

ہماری اس کتاب کی اشاعت ان کرم فرماؤں کے لیے ہے

——● جو حوصلہ و ہمت اور خلوص وللّٰہیت کے جذبہ کے ساتھ علماء اہلسنت و علماء دیوبند کے مابین اختلافات کو جاننا چاہتے ہیں اور اتفاق و اتحاد کی اصل رکاوٹوں کو دُور کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

——● جو اپنی نجی مجلسوں اور پرائیویٹ میٹنگوں میں اس سنجیدہ اور اصولی اختلاف کو مولویوں کے چکر، پیٹ کے دھندے، کھانے پینے کے حیلے، شکم پرستی اور اس قسم کے ملے جلے القابات سے یاد کر کے داد تحسین وصول کر کے خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

——● جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اختلافات کو سمجھنے اور دُور کرنے کے لئے کسی قسم فکر و مفاہمتی کوشش کرنے کو وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔

——● جو علماء اہلسنت و علماء دیوبند کے اختلاف کو محض جزوی یا فروعی یا لفظی خیال کرتے ہیں۔

——● جو رات دن اپنی تمام تر علمی و تحقیقی صلاحیتیں گستاخانہ و کفریہ الفاظ و عبارات کی توضیح و تشریح و تاویل کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ گویا ان وضاحتوں کے رہ جانے سے دین شاید اُدھورا رہ جائے۔

——● جو علماء اہل سنت و علماء دیوبند کے اختلاف (راہ اتفاق و اتحاد کی سب سے بڑی رکاوٹ) کو زیر تحقیق لانے کو تضیع اوقات سمجھتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کے داعی بھی ہیں۔

——● جو تیلیجہ، ساتہ، چالیسواں، مزارات مقدسہ کی حاضری کو علماء اہل سنت و علماء دیوبند کے مابین اصل وجہ اختلاف سمجھتے ہیں۔

——● جو گستاخی و بے ادبی اور اہانت و تحقیر والی عبارات پر مشتمل کتابیں اور لٹریچر چھاپ کر تقسیم کرنے اور فروخت کرنے کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھے بیٹھے ہیں۔

——● جو مذہبی اختلاف کا نام سُن کر تلملا اٹھتے ہیں لیکن اپنے دفتری و کاروباری مسائل و معاملات

میں اختلاف کو برداشت کرنے اور انہیں خوش اسلوبی سے حل کرنے میں اپنے تمام تر جانی و مالی وسائل کو صرف کر دیتے ہیں۔

——● جو یہ مشورہ تو دیتے ہیں کہ اب حالات اس قسم کے ہیں کہ متنازعہ عبارات و مسائل پر بحث و تمحیص نہیں کرنی چاہیئے لیکن اپنا یہ مفید مشورہ ان اداروں کو نہیں پہنچاتے جو رات دن اس قسم کا متنازعی اور اختلافی لٹریچر چھاپتے رہتے ہیں۔

——● جو مسئلہ تعظیم نبی[1]، مسئلہ مقام و مرتبہ رسُول[1]، مسئلہ خصائص رسُول[1]، مسئلہ عظمت صحابہ[2] و اہل بیت، مسئلہ ولایت اور دیگر مسلمہ مسائل اسلام و اہل سنت کو فرقہ واریت کا نام دے کر دانستہ و غیر دانستہ کفر و الحاد و زندیقیت کی حمایت کر رہے ہیں۔

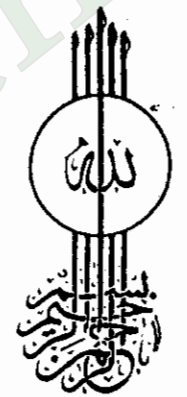
——● جو اصل وجوہ اختلاف سمجھتے ہوئے ملک گیر سطح پر کوئی ایسا لائحہ عمل پیش کرنے کا جذبہ صادقہ رکھتے ہوں جس سے اختلاف کی خلیج کو کم سے کم کرنے اور اتفاق و اتحاد کی طرف پیش رفت کی جا سکے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

---

[1] صلی اللہ علیہ وسلم

[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Ishaate Islam



نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الصَّادِقِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ

علمائے دیوبند کے لئے پہلے سے اگر کوئی نرم گوشہ آپ کے دل میں موجود ہے تو اس کتاب کے مطالعہ کا آپ پر قدرتی ردعمل یہ ہوگا کہ آپ غصّے کی جھنجلاہٹ میں اسے بند کرکے کہیں ایک طرف رکھ دیں گے۔ لیکن اگر آپ بردبار، معاملہ فہم اور صاحب فکر سلیم ہیں اور واقعات کی تہہ میں اتر کر حقائق کی تلاش کا جذبہ اعتدال کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہے تو آپ یہ جاننے کی ضرور کوشش کریں گے کہ علماء دیوبند ایک ملک گیر محاذِ جنگ کی بنیاد آخر کیونکر پڑی۔ بحث و مناظرہ کے وہ حقیقی اسباب و علل کیا تھے جن کے زیر اثر سالہا سال تک پورے ملک میں یہ معرکے گرم رہے۔

یہ نزاع دو چار آدمیوں تک محدود ہوتا تو اسے شخصی یا خاندانی مفادات کی آویزش کہہ کر نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔ لیکن علمائے دیوبند کے خلاف مذہبی پیکار کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ملک ہی نہیں، بیرونِ ملک کا بھی بہت بڑا خطہ اس کی لپیٹ میں ہے۔ مساجد سے لے کر مدارس تک مذہبی زندگی کے سارے شعبے اس اختلاف سے اس درجہ متاثر ہیں کہ دیہات سے آفاق تک پوری قوم دو ملتوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔ اس لئے اس ہمہ گیر اختلاف کو دیوبند اور بریلی کا شخصی نزاع قرار دے کر اس کے حقیقی محرکات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی ——

نہایت افسوس اور قلق کے ساتھ مجھے ہند و پاک کے مسلم مؤرخین سے یہ شکوہ ہے کہ انہیں آج تک یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ علمائے دیوبند کے خلاف ان مذہبی بیچینیوں کی صحیح بنیاد معلوم کرتے جو ملک و بیرون ملک کے کروڑہا کروڑ مسلمانوں کے درمیان نصف صدی سے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور جس کے نتیجے میں مسلم معاشرہ ایک نہ ختم ہونے والے روحانی کرب اور ذہنی و فکری انتشار کا شکار ہے۔ ہماری مظلومی کے ساتھ اس سے بڑھکر دردناک مذاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ عین بے خبری کی حالت میں ہمارے احتجاج کو فتنہ انگیزی سے تعبیر کیا۔ حالانکہ اپنے غم و غصہ اور اپنے جذبے کی تباہیوں کا اظہار ہر مظلوم کا واجبی حق ہے۔

اتنی تمہید کے بعد اب ہم اس مذہبی نزاع کی پوری تفصیل اس امید کے ساتھ اہل علم کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ وہ اس کی روشنی میں نزاع کے اصل محرکات کا پتہ چلائیں گے۔ بالفرض نگاہوں پر بوجھ ہو جب بھی یہ سرگزشت صبر و تحمل کے ساتھ پڑھئے کہ حقیقت کا متلاشی کسی گروہ کا طرف دار نہیں ہوتا۔

Ishaate Islam

علمائے دیوبند کے ساتھ علمائے اہلسنت کے اختلافات کی تین مضبوط بنیادیں

کچھ کم ایک صدی سے ساری دنیا میں دیوبند اور بریلی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لے کر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں، وہ بلا وجہ نہیں ہے۔ اگر اس حقیقت کی تلاش کیلئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھا ہے، تو ذیل میں اس مذہبی نزاع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھئے جنہوں نے امت کو دو ملتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

پہلی بنیاد

اپنی مذہبی سرشت کے اعتبار سے مسلمان کا جو والہانہ تعلق اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محترم ذات سے ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس کا ایمان اپنے رسول کی بارگاہ میں اتنا مؤدب اور حساس ہے کہ رسول کی حرمت پر ذرا سی خراش بھی اسے برداشت نہیں۔ ناموس رسول کے تحفظ کیلئے ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر دور میں جس والہانہ جذبے کے ساتھ اپنی فداکاریوں کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریخ کا جانا پہچانا واقعہ ہے۔ حُبِّ رسول کی وارفتگی کا یہ رُخ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی گستاخ کے خلاف غم و غصہ اور نفرت و غضب کے اظہار کے سوال پر کبھی یہ نہیں دیکھا کہ نشانے پر کون ہے۔ باہر کا ہو یا اندر کا جس نے بھی رسول کی شان میں گستاخانہ جسارت کا اظہار کیا مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کی تلوار اُس کے خلاف بے نیام ہو گئی۔

آج ملعون رشدی کی زندہ مثال آپ کے سامنے ہے۔ رسول کی حُرمت پر حملہ کر کے اس نے سارے عالمِ اسلام کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔ قابلِ رشک ہیں وہ شہیدانِ محبت جو رشدی کے خلاف اپنی غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آقا کی عزت پر قربان ہو گئے۔

علمائے دیوبند کے خلاف بھی ہمارے غم و غصہ کی سب سے بڑی بنیاد یہی ہے

کہ اُن کے اکابر نے اپنی بعض کتابوں میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں سخت گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں جس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) ——— علمائے دیوبند کے مذہبی پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ پاک کو رذائل اور حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دی ہے جس کے وہ خود بھی اقراری مجرم ہیں۔

اہلِ علم و ادب زبان کے اس محاورے سے اچھی طرح واقف ہیں کہ محترم چیزوں کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ سے عظمت و تکریم کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب رذائل کے ساتھ کسی چیز کی تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے توہین و تنقیص کے معنی نکلتے ہیں۔ اُردو زبان کے محاورات میں تشبیہ و تمثیل کا یہ ضابطہ اتنا شائع اور ذائع ہے کہ کوئی صاحبِ علم اس کے ان معانی و مطالب کے استلزام سے انکار نہیں کر سکتا۔

اس بنیاد پر ہمارا یہ دعویٰ شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ تھانوی جی بارگاہِ رسالت کے گستاخ ہیں۔ انھوں نے رسول پاک کے علم شریف کو رذائل کے علم سے تشبیہ دے کر اہانت رسول کے خوفناک جرم کا ارتکاب کیا ہے ———۔

(۲) ——— علمائے دیوبند کے دوسرے اور تیسرے مذہبی پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ زمین کے علمِ محیط کے سوال پر شیطان کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ شیطان کے مقابلے میں جو شخص رسول کی وسعت علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ کیونکہ شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن و حدیث ناطق ہیں۔ رسول کے علم کی وسعت پر نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ حدیث میں۔

اس میں قطعاً دو رائے نہیں کہ شیطان کے مقابلے میں رسول پاک کے علم کی تنقیص ایک کھلا ہوا کفر اور ایک کھلی ہوئی گستاخی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی کھلی ہوئی گستاخی اور کھلا ہوا کفر ہے کہ شیطان کے مقابلے میں جو

شخص رسول پاک کی وسعتِ علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے لیکن یہی عقیدہ شیطان کے بارے رکھنا شرک نہیں ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی رسول پاک کی صریح تنقیص ہے کہ رسول پاک کے علم کی وسعت پر قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن میں بھی دلیل ہے اور حدیث میں بھی ——— ۔

(۳) ——— علمائے دیوبند کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے۔ جبکہ حضور کو خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے آخری نبی ماننا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔

بلکہ اپنی کتاب میں انھوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ حضور کے زمانے یا حضور کے بعد بھی اگر کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے جب بھی حضور کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔ مولوی نانوتوی کی یہی وہ کتاب ہے جسے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے جواز کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ختم نبوت کے مسئلے میں علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ اور یہ اختلاف حرمت وعلت کا نہیں بلکہ کفر واسلام کا ہے۔

دعوتِ انصاف

دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے جو ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ واضح رہے کہ اس بنیاد کا تعلق اہانت رسول اور انکا ضروریاتِ دین سے ہے۔ جس کے کفر ہونے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے۔ قرآن کی بیشمار

آیتیں اس عقیدے پر شاہد عدل ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہلکی سی گستاخی بھی اسلام اور ایمان کے رشتے کو منقطع کر دیتی ہے۔ علم اور عبادت کی کوئی فضیلت گستاخی کے انجام بد سے کسی کو ہرگز نہیں بچا سکتی ——— ۔

اس موقعہ پر اپنے قارئین سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز تحریروں کو آپ اس زاویۂ نظر سے ہرگز مت پڑھئے کہ یہ دیوبند اور بریلی کی ایک مذہبی نزاع ہے۔ بلکہ مطالعہ کرتے وقت اپنی فکر کو اس نقطے پر مرکوز رکھئے کہ اکابر دیوبند کی ان عبارتوں کی ضرب براہِ راست رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحرمت پر پڑتی ہے۔ اُن کے گستاخ قلم کا حملہ علمائے بریلی پر نہیں بلکہ خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ محترم پر ہے

اگر خدانخواستہ آپ نے ان تحریروں کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے کیا کہ یہ دیوبند اور بریلی کے نام سے دو مکتبِ فکر کے علماء کا باہمی جھگڑا ہے تو جذبے کا وہ والہانہ تقدس باقی نہیں رہے گا جو اپنے رسول کی حمایت میں کسی کے خلاف دو ٹوک فیصلہ کرنے کے لئے مطلوب ہے ——— ۔

میری اس گذارش کا مدعا صرف اتنا ہے کہ اپنی کسی بھی محبوب شخصیت کے مقابلے میں "رسول" کو ترجیح دینے کا سوال خود آپ کے اپنے ایمان کا تقاضا ہونا چاہئے۔ اس لئے علمائے بریلی کو آپ ایک طرف رکھئے۔ اور خود اپنے "مومن ضمیر" سے دریافت کیجئے کہ اکابر دیوبند کی ان تحریروں سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت مجروح ہوتی ہے یا نہیں ؟ اور دین کے اصول وضروریات سے انحراف کا پہلو واضح ہوتا ہے یا نہیں ؟ ان کی یہ تحریریں کسی اجنبی زبان میں نہیں ہیں کہ آپ کو کسی مترجم کی ضرورت پیش آئے۔ وہ سیدھی سادی اردو زبان میں ہیں جنھیں آپ بھی سمجھنا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے حوالوں کی نشاندہی پر آپکو اعتماد نہ ہو تو اصل کتاب منگوا کر دیکھ لیں وہ آج بھی کتبخانوں سے دستیاب ہو جاتی ہیں۔

Ishaate Islam

اب رہ گیا علمائے بریلی کا سوال تو اس سلسلے میں ان کا کردار اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہ اکابر دیوبند کی ان اہانت آمیز عبارتوں کو پڑھنے کے بعد جو انھیں ناقابل برداشت اذیت پہنچی اور جس روحانی کرب کے اضطراب میں وہ اچانک مبتلا ہو گئے اس کے ردعمل کا اظہار انھوں نے برملا کیا۔ تعلقات کی کوئی مصلحت اس راہ میں انھیں حائل نہیں ہوئی۔

اس کے بعد انھوں نے دیوبند کے ان اکابرین سے براہِ راست رابطہ قائم کیا اور دلائل کی روشنی میں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی ان کفری عبارتوں سے جو تنقیص شانِ رسالت اور انکار ضروریاتِ دین پر مشتمل ہیں اعلانیہ توبہ صحیحہ شرعیہ کریں اور اپنی کتابوں سے ان توہین آمیز عبارتوں کو نکال دیں۔ لیکن ان کی جھوٹی عزت و شہرت اس راہ میں حائل ہو گئی اور انھوں نے عار پر نار کو ترجیح دی۔

گستاخانِ رسول کے درمیان ایک قدرِ مشترک

سلسلۂ کلام سے ہٹ کر ایک بات اپنے قارئین کرام کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔ امید کہ انتظار کا یہ لمحہ آپ کو بار خاطر نہ ہوگا۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محترم میں گستاخی کرنے والوں کی تاریخ کا جب آپ مطالعہ کریں گے تو ہر گستاخ کی یہ سرشت قدرِ مشترک کے طور پر آپ کو ہر جگہ نظر آئے گی کہ دل کے جذبۂ نفاق کے زیر اثر جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ ان کی زبان یا قلم سے نکل جاتا ہے تو باز پرس کرنے پر ایک شرمسار مجرم کیطرح وہ اپنے کلمۂ کفر سے توبہ کرنے کے بجائے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کیلئے غلط سلط تاویل اور سخن پروری کے جذبے کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں۔

عہدِ رسالت میں بھی منافقین مدینہ کا یہی رویہ تھا۔ چنانچہ ایک سفر سے واپسی کے موقعہ پر جب منافقین نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا کوئی کلمہ استعمال کیا۔ جب صحابۂ کرام کے ذریعہ حضور تک یہ بات پہنچی اور حضور نے منافقین سے اس کے متعلق باز پرس فرمایا تو انھوں نے اعتراف جرم اور توبہ و معافی کے بجائے بات بنانے، تاویل

کرنے اور حیلے بہانے تراشنے کا رویہ اختیار کیا۔ چونکہ اسوقت نزولِ وحی کا سلسلہ جاری تھا اس لئے فوراً ان کے خلاف یہ آیت نازل ہوئی کہ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ حیلے بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے۔ اگر نزولِ وحی کا سلسلہ جاری نہ رہتا تو اُن کے جھوٹ کا پردہ فاش نہ ہوتا اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلم معاشرے میں اپنے کفر کو چھپائے رکھتے۔

سخن پروری کی تازہ مثال

منافقین مدینہ کا یہ کردار عہد حاضر میں آپ دیکھنا چاہتے ہوں تو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے پروفائس چانسلر کا قضیہ پڑھیئے۔ انھوں نے کسی انگلش میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے سیکولر کہلانے کے شوق میں ملعون زمانہ رشدی کی کتاب کے بارے میں اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ حکومت ہند نے اس کتاب پر جو پابندی عائد کی ہے اُسے اٹھا لینا چاہیئے کیونکہ ہر شخص کو اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے ——

اس فقرے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رشدی نے اپنی ملعون کتاب میں جو اہانتِ رسول کی ہے اس پر اس سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اسے اپنی رائے کے اظہار کا بنیادی طور پر حق حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں اپنے اس فقرے کے ذریعہ مشیر الحسن نے اہانت رسول کی کھلی ہوئی حمایت کی —— جامعہ ملیہ اسلامیہ کے غیور اور سرفروش طلبہ قابل تکریم و تحسین ہیں کہ جب انھوں نے یہ انٹرویو پڑھا تو ایک گستاخِ رسول کی حمایت کی بنیاد پر وہ تحفظِ ناموسِ رسول کے جذبے میں مشیر الحسن کے خلاف پوری طرح صف آرا ہو گئے اور انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ چونکہ گستاخ کا حامی بھی گستاخ ہی ہوتا ہے اس لئے مشیر الحسن کو اس کے منصب سے فوراً ہٹایا جائے۔ ہم ایسے دل آزار شخص کو کسی قیمت برداشت نہیں کریں گے۔

چونکہ یہ مسئلہ ناموسِ رسول کا تھا اس لئے جامعہ ملیہ کے اساتذہ کی بڑی تعداد نے بھی ہر طرح کے نتائج سے بے پرواہ ہو کر طلبہ کے موقف کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ دہلی کے مسلمانوں تک جب اس قضیہ کی تفصیل پہنچی تو ہر طرف مشیر الحسن کے خلاف نفرت و بے زاری

Ishaate Islam

کی لہر دوڑ گئی اور طلبہ کے مطالبے میں شہر کے عوام بھی شریک ہو گئے۔ ذاکر نگر کی انجمن رضا نے جس جذبۂ سرفروشی کے ساتھ مشیر الحسن کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا اور جامعہ کے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور انھیں صحیح مشورے دیئے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے

لیکن دارالعلوم دیوبند کے علماء؟

صرف دارالعلوم دیوبند کے علماء جن میں مولوی سالم صاحب ابن قاری طیب صاحب اور مولوی احمد علی قاسمی اولاد ناظر قدیم دارالعلوم دیوبند کے ورکنگ جنرل سکریٹری مولوی فضیل احمد کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان تمام حضرات کے نزدیک مشیر الحسن کی گستاخی ثابت نہیں ہے ـــــ جیسا کہ روزنامہ "قومی آواز" دہلی کی مورخہ ۱۸ مئی ۹۲ء کی اشاعت میں ان کے مشترکہ بیان کے الفاظ یہ ہیں۔

"طلبہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ واقعتاً شاتم رسول ہے کہ نہیں"۔ ـــــ

کس قدر افسوس اور قلق کی بات ہے کہ جامعہ ملیہ کے طلبہ کو جو عالم دین نہیں ہیں، جامعہ ملیہ کے اساتذہ کو جو عالم دین نہیں ہیں اور دہلی کے مسلمانوں کو مشیر الحسن کی گستاخی سمجھ میں آ گئی۔ لیکن دارالعلوم دیوبند کے علماء اس کی گستاخی کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

حالانکہ قومی آواز کی اسی اشاعت میں اخبار کے آخری صفحہ پر مشیر الحسن کی بابت شیخ الجامعہ مسٹر بشیر الدین احمد کی ایک اپیل شائع ہوئی ہے جس کا یہ حصہ مشیر الحسن کے جرم پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے ـــــ

"جامعہ کے پرو وائس چانسلر پروفیسر مشیر الحسن نے اس کتاب (رشدی کی کتاب) پر عائد پابندی اٹھانے سے متعلق جو اظہار خیال کیا ہے وہ چونکہ باعث تکلیف ہے اور اس کی وجہ سے ناراضگی اور احتجاج کی ایک فضا پیدا ہو گئی ہے"۔

وائس چانسلر کی اسی تحریر سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مشیر الحسن کے خلاف طلبہ کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ پابندی اٹھانے کی بات انھوں نے اسی بنیاد پر کی ہے کہ ہر شخص کو بنیادی طور پر اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے۔ اس لئے سلمان رشدی نے پیغمبر اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا ہے اپنے حق کا جائز استعمال کیا ہے۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ اتنی وضاحت کے باوجود دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء مشیر الحسن کو بے گناہ سمجھ رہے ہیں۔ ان کے پاس اس کی بے گناہی کی جو سب سے بڑی دلیل ہے وہ یہ ہے۔ پڑھئے اور خون کا گھونٹ پیجئے۔

"جس شخص کو شاتم رسول (گستاخ رسول) کہا جا رہا ہے وہ وضاحت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ وہ اس گناہ سے بری ہے اور حضور کا مکمل احترام اپنے قلب میں رکھتا ہے"۔

دارالعلوم دیوبند کے ان علماء کی کج فہمی پر سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے کہ انھیں یہ بھی پتہ نہیں کہ کسی دعوے کے ثبوت کے لئے مجرم کا اقرار ضروری نہیں ہے۔ اس کا بیان اور بیان کے الفاظ دعوے کے ثبوت کے لئے بہت کافی ہیں۔ ورنہ بتایا جائے کہ اسلامی تعزیرات کی تاریخ میں کس گستاخ کو اقرار جرم کی بنیاد پر سزا دی گئی ہے۔ تاریخ میں جسے بھی کوئی سزا ملی ہے اس کے الفاظ و بیان ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ کیا دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء یہ ثابت کر سکتا ہے کہ کلمۂ کفر کی بنیاد پر جس کی بھی اس نے تکفیر کی ہے اس سے کفر کا اقرار کروایا ہے لیکن مشیر الحسن کے بارے میں سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جذبۂ حب رسول پر مشیر الحسن کی حمایت کا جذبہ اگر غالب نہ آ گیا ہوتا تو دارالعلوم دیوبند کے یہ علماء ایسی کچی بات ہرگز نہ کہتے۔ کس مصلحت نے انھیں مشیر الحسن کے حق میں صفائی کا وکیل بنا دیا ہے اسے وہی بتا سکتے ہیں۔

ہم نے تو یہ قصہ صرف اسی لئے چھیڑا ہے تاکہ ہمارے قارئین اس بات کو سمجھ سکیں کہ جذبۂ حب رسول کسی گستاخ کے خلاف کس طرح اہل ایمان کو متحد کرتا ہے۔ اور جن لوگوں کا سینہ اس مقدس جذبے سے خالی ہے وہ گستاخ کی حمایت کے لئے کتنی بے حیائی کے ساتھ رکیک اور مضحکہ خیز تاویلوں کا سہارا لیتے ہیں۔

Islahe Islam

گستاخانِ رسول کی سرشت اور ان کے حامیوں کا ذہن وکردار سمجھانے کیلئے میں اپنے اٹھائے ہوئے سلسلہ کلام سے بہت دور نکل آیا۔ اب پھر آپ پچھلے اوراق میں اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کے الزامات کی بحث سے اپنے ذہن کا رشتہ جوڑ لیں۔

ٹھیک اسی طرح اُسوقت بھی دیوبند کے علماء نے اپنے اکابر کی گستاخیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے معاندکارویہ اختیار کر لیا اور سخن پروری کے جذبے سے مسلح ہوکر وہ میدان میں اتر آئے اور پوری قوت کے ساتھ عوام میں اس بات کی تشہیر کرنے لگے کہ اہانت رسول کے الزام سے ہمارا دامن بالکل پاک ہے۔ یہ سارا جھگڑا علمائے بریلی کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ انھوں نے ہمارے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا جو الزام عائد کیا ہے وہ بالکل جھوٹا اور بے بنیاد ہے۔

ان کے پاس ذرائع ابلاغ اور مالی وسائل کی کمی نہیں تھی۔ جب ان کے اس جھوٹے پروپیگنڈہ سے عوام متاثر ہونے لگے تو ان کا جھوٹ فاش کرنے کے لئے مجبوراً ہمیں بحث ومناظرہ کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ تاکہ عوام کی عدالت میں بالکل آمنے سامنے یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ ان کے اکابر کے خلاف اہانت رسول کا الزام جھوٹا نہیں بلکہ امر واقعہ ہے۔

چنانچہ ہر مناظرے کی مجلس میں انہی کے مناظر علماء کے سامنے ان کی کتابوں سے وہ اہانت آمیز عبارتیں صفحہ اور سطر کی نشاندہی کے ساتھ پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی رہیں اور ان کے علماء نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کتابیں ہمارے اکابر کی تصنیف کردہ نہیں ہیں اور عبارتیں ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں ——

بحث ومناظرہ کے ان معرکوں سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ملک کے عوام کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح اتر گئی کہ اکابر دیوبند کے خلاف اہانت رسول کا الزام بے بنیاد نہیں ہے۔ اور یہ بھی لوگوں نے واضح طور پر محسوس کر لیا کہ علمائے اہلسنت کا یہ سارا اضطراب اور تحریر وتقریر کے ذریعہ ان کی بجھیلیوں کا یہ سارا مظاہرہ صرف تحفظ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبے میں ہے۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی دوسری بنیاد

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی پہلی بنیاد ان کے اکابر کی وہ عبارتیں ہیں جو اہانتِ رسول اور انکار ضروریاتِ دین پر مشتمل ہیں، جنہیں آپ گذشتہ اوراق میں پوری تفصیل کے ساتھ پڑھ چکے ——. اگر آپ کی نگاہ میں ہمارے ایمانی احساسات کی کوئی قیمت ہے تو آپ نے اچھی طرح اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ان اہانت آمیز عبارتوں کے ردعمل میں علمائے دیوبند کے خلاف ہماری نفرت وبیزاری کبھی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے ——.

یہی ایک بنیاد ان سے ہماری علیحدگی کے لئے بہت کافی تھی جبکہ یہ معلوم کرکے آپ حیران رہ جائیں گے کہ اس کے علاوہ علمائے دیوبند کے کچھ مخصوص عقائد بھی ہیں جو فاصلہ بڑھانے میں نہایت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ ان عقائد کی تفصیل کتابوں کے حوالوں کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے ——

(۱) امتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں —— (تحذیر الناس)
(۲) صریح جھوٹ سے انبیاء کا محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے —— (تصفیۃ العقائد)
(۳) کذب کو شانِ نبوت کے منافی سمجھنا غلط ہے —— (تصفیۃ العقائد)
(۴) انبیاء کو معاصی سے معصوم سمجھنا غلط ہے —— (تصفیۃ العقائد)

Ishaate Islam

(۵) نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خیال لے جانے سے نمازی مشرک ہو جاتا ہے ——— (صراط مستقیم)

(۶) نماز میں نبی کا خیال زنا کے خیال اور گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے ——— (صراط مستقیم)

(۷) خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے ——— (یکروزی)

(۸) خدا کو زمان و مکان سے منزہ سمجھنا گمراہی ہے ——— (ایضاح الحق)

(۹) جادوگروں کے شعبدے انبیاء کے معجزات سے بڑھکر ہوتے ہیں ——— (منصب امامت)

(۱۰) صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنت جماعت سے خارج نہیں ہے ——— (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۱) محمد یا علی جس کا نام ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں ——— (تقویۃ الایمان)

ہر مخلوق چھوٹا ہو (جیسے عام بندے) یا بڑا (جیسے انبیاء و اولیاء) وہ اللہ کی شان

(۱۲) کے آگے ہمارے بھی ذلیل ہے ——— (تقویۃ الایمان)

(۱۳) جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن اپنا وکیل اور سفارشی سمجھتا ہے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے ——— (تقویۃ الایمان)

(۱۴) رسول بخش، نبی بخش، غلام معین الدین اور غلام محی الدین نام رکھنا شرک ہے ——— (تقویۃ الایمان)

(۱۵) "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ امتی بھی رحمۃ للعلمین ہو سکتے ہیں ——— (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۶) بزرگان دین کی فاتحہ کا تہ کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے ——— (فتاویٰ رشیدیہ)

(۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم انکے چھوٹے بھائی ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

(۱۸) یہ کہنا کہ خدا و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائیگا شرک ہے ——— (بہشتی زیور)

(۱۹) کسی نبی یا ولی کے مزارات کی زیارت کیلئے سفر کرنا، ان کے مزار پر روشنی کرنا، فرش بچھانا۔ جھاڑو دینا۔ لوگوں کو پانی پلانا اور ان کیلئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا شرک ہے (تقویۃ الایمان)

اپنے قارئین کرام سے درخواست کروں گا کہ انصاف و دیانت کے ساتھ آپ دیوبندی مکتب فکر کے ان مخصوص عقائد پر غور فرمائیں۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جن سے عقیدۂ توحید کے تقدس کو ٹھیس پہنچتی ہے اور کچھ وہ ہیں جو شانِ منصب رسالت کو مجروح کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں اگر صحیح مان لیا جائے تو دنیا کے نوے کروڑ مسلمانوں کے ایمان و اسلام کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور بات یہیں تک نہیں رکتی بلکہ صدیوں پر مشتمل ماضی کے وہ لاکھوں اسلاف کرام بھی زد میں آ جاتے ہیں جنہوں نے ان عقائد و اعمال کے مخالف سمت کو اسلامی عقائد و اعمال کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے اہل بریلی کو ایک کنارے رکھئے اور اپنے مذہبی شعور کی بنیاد پر آپ خود بتایئے کہ کیا ان عقائد و اعمال کی صحت سے آپ اتفاق کرتے ہیں اور بغیر کسی تردد کے ہاں یا نہیں میں اس بات کا بھی دو ٹوک فیصلہ کیجئے کہ کیا آج کا مسلم معاشرہ انہی عقائد و اعمال کی بنیاد پہ قائم ہے ——— اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو ان علمائے حق کے بارے میں آپ صاف صاف اپنے خیال کا اظہار کیجئے جنھوں نے علمائے دیوبند کے ان خانہ زاد عقائد و اعمال سے اختلاف کیا ہے اور اسلام کے ایک پرجوش محافظ کی حیثیت سے امت کو ان گندے عقائد سے بچانے کی بھرپور جدو جہد کی ہے اور عین اس کے مخالف سمت میں اسلام کے صحیح عقائد کے ساتھ انھیں منسلک رکھا ہے۔

اب جمہور مسلمین ہی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان علمائے حق کا یہ عظیم کارنامہ ان کے حق میں ہے یا ان کے خلاف ہے اور اپنے ان گراں قدر خدمات کے ذریعہ ان علمائے حق نے امت میں تفرقہ ڈالا ہے یا انھیں ٹوٹنے سے بچایا ہے۔

اگر اس حقیقت سے آپ اتفاق کرتے ہیں کہ آج بھی روئے زمین کے جمہور مسلمین کا وہی مذہب ہے جس کی حمایت ان علماء نے اپنی زبان و قلم سے کی ہے تو اس حقیقت سے بھی آپ کو اتفاق کرنا پڑے گا کہ جمہور مسلمین کے صحیح پیشوا بھی یہی علماء ہیں۔ جو لوگ دشمن کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ان علماء کے خلاف تفرقہ اندازی کا الزام عائد کرتے ہیں وہ مذہبی تاریخ میں سب سے بڑے احسان فراموش کہلانے کے مستحق ہیں۔ آپ نہ بھی اپنے آپ کو بریلوی کہیں جب بھی آپ کو علمائے بریلی کے اس

Ishaate Islam

عظیم الشان کردار کا شکر گذار ہونا پڑے گا کہ انھوں نے آپکو دیوبند کے غلط مذہب فکر کا شکار ہونے سے بچا لیا ـــــ اور امت مسلمہ کو صحیح عقائد و اعمال کے ساتھ منسلک رکھا۔

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی تیسری بنیاد

تیسری بنیاد کے ضمن میں علمائے دیوبند کے وہ فتاوی اور تحریرات ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے جمہور مسلمین کی مذہبی روایات کو حرام اور بدعت ضلالت قرار دیا ہے۔ ذیل میں آپ اُن کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں ـــــ۔

(۱) انبیاء و اولیاء کے ساتھ توسل کو وہ حرام اور گناہ قرار دیتے ہیں۔

(۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بعطائے الٰہی بھی وہ علم غیب کا عقیدہ تسلیم نہیں کرتے۔

(۳) تقویۃ الایمان کی صراحت کے مطابق وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

(۴) وہ محافل میلاد کے انعقاد اور قیام و سلام کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۵) بزرگان دین اور اموات مسلمین کے لئے ایصال ثواب اور عرس و فاتحہ کو وہ حرام کہتے ہیں۔

(۶) مجلس ذکر شہادت حسین اور غوث پاک کی فاتحہ گیارہویں اور غریب نواز کی فاتحہ چھٹی کو وہ حرام کہتے ہیں۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کے موقعہ پر وہ خوشی منانے اور جلسہ و جلوس کے انعقاد کو حرام قرار دیتے ہیں۔

(۸) مزارات اولیاء اور مقابر صلحاء پر گنبد کی تعمیر ان کے نزدیک حرام ہے۔

(۹) نعرۂ یا رسول اللہ اور یا نبی سلام علیک کو وہ حرام قرار دیتے ہیں۔

(۱۰) عقیقہ و ختنہ اور بسم اللہ کی تقریبات میں اعزہ و اقارب اور احباب کو جمع کرنا ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۱۱) تیجہ، دسواں، چالیسواں اور شب برأت کا حلوہ ان کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۱۲) شادی، بیاہ، منگنی اور چوتھی میں ان کے نزدیک نہ کسی کو بلانا جائز ہے اور نہ کسی کے یہاں جانا جائز ہے۔

(۱۳) شادی کے موقعہ پر سہرا باندھنے کو وہ مشرکانہ فعل قرار دیتے ہیں۔

(۱۴) جو شخص مزارات اولیاء پر چادر چڑھاتا ہو، بزرگوں کا عرس کرتا ہو اس کے لڑکے کے ساتھ کسی مسلمان لڑکی کے رشتۂ نکاح کو وہ حرام قرار دیتے ہیں، اس کے جنازے میں شریک ہونے، اس کی بیمار پرسی کرنے اور اسے سلام کرنے سے بھی یہ لوگ منع کرتے ہیں ـــــ۔

(۱۵) ارواح اولیاء سے فیض حاصل کرنے اور مدد طلب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں۔

(۱۶) حضور اکرم سید عالم صلی علیہ وسلم کا نام پاک سنکر انگوٹھا چومنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۷) رجب کے مہینے میں امام جعفر صادق کی فاتحہ کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۸) رمضان المبارک میں ختم قرآن کے موقعہ پر مساجد میں چراغاں کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۱۹) اموات مسلمین کی قبروں پر تاریخ وفات کا پتھر نصب کرنے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

(۲۰) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو بھی یہ لوگ ناجائز کہتے ہیں۔

(۲۱) عید کے دن معانقہ کرنے اور بغلگیر ہونے کو بھی یہ لوگ حرام کہتے ہیں۔

آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ تیسری بنیاد بھی آپ کے سامنے ہے ـــ اب آپ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ کیا آپ علمائے دیوبند کے ان فتوؤں سے متفق ہیں۔ اور کیا یہ فتوے جمہور مسلمین کی روایات کی مخالفت میں نہیں ہیں ـــــ؟ اور کیا ہمارے معاشرے کا مذہبی اور اجتماعی نظام ان فتوؤں سے مجروح نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے اور یقیناً ہوتا ہے تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ ان فتووں کے مطابق عام مسلمان صبح سے شام اگر حرام ہی کا ارتکاب کرتے

Ishaate Islam

رہتے ہیں تو ہمارا اسلامی معاشرہ کہاں ہے۔ ؟

یہی وہ منزل ہے جہاں واضح طور پر آپ کو علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچنی ہوگی کہ علمائے دیوبند کی ساری محنت اس بات پر صرف ہوئی کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کو گنہگار و حرام کا ثابت کیا جائے۔ اور علمائے بریلی نے اپنے علم کا سارا زور اس بات پر لگایا کہ جو چیز اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک حرام نہیں ہے اسے کون حرام کہہ سکتا ہے۔ جن مذہبی اور اخلاقی روایات پر ہمارا معاشرہ کھڑا ہے انھیں بلا وجہ حرام قرار دینا علم اور فکر کی گمراہی بھی ہے اور مسلم دشمنی بھی۔

ہمارے قارئین کرام جذبۂ انصاف سے کام لیں تو انھیں ماننا پڑے گا کہ علمائے بریلی کی ساری جد و جہد جمہور مسلمین کی حمایت میں ہے۔ جب کہ علمائے دیوبند کی ساری کوششیں جمہور مسلمین کی مخالفت میں ہیں۔

اب اس سے بڑھکر ناقدری اور زیادتی کیا ہوگی کہ جو لوگ آپ پر حملہ آور ہیں وہ آپ کے سب سے بڑے خیر خواہ ہو گئے۔ اور جو علماء اپنی جان اور آبرو جوکھم میں ڈال کر آپ کا دفاع کر رہے ہیں انھیں آپ دشمن سمجھتے ہیں۔

حاصلِ گفتگو

اختلاف کی پہلی بنیاد سے لیکر یہاں تک جو کچھ ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اس کا مدعا صرف اتنا ہے کہ آپ اختلافات کی نوعیت کو پوری طرح سمجھ لیں اور ہماری برہمی، بیزاری اور علیحدگی کو کسی اور جذبے پر محمول نہ کریں۔ علمائے دیوبند کے گستاخ قلم کا حملہ ہماری اپنی ذات پر ہوتا تو عفو و درگذر اور مصالحت کی بہت سی راہیں نکل سکتی تھیں۔ لیکن جب انھوں نے منصب رسالت کی عظمتوں کو نشانہ بنا کر اللہ اور اس کے پیارے رسول کو اذیت پہنچائی ہے تو اب ان کے متعلق جو فیصلہ ہوگا وہیں سے ہوگا۔

کسی بھی عالم کے ساتھ ہمارا رشتہ براہ راست نہیں ہے بلکہ نبی کے توسط سے ہے۔

جب اپنا رشتہ وہیں سے کوئی کاٹ لے تو ہمارے ساتھ رشتہ جوڑنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی پاک کے ساتھ وفاداری کے جذبے ہی کا یہ تقاضا ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے، نہ یہ کہ ان گستاخوں سے ہم اپنا رشتہ منقطع رکھیں گے، بلکہ ہماری کوشش جاری رہے گی کہ ہر مومن وفادار کا رشتہ ان سے منقطع کرتے رہیں ــــــ۔

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کے الزامات

علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارے اختلافات کی تاریخ ادھوری رہ جائے گی اگر ان الزامات کا ذکر نہ کریں جو علمائے دیوبند نے ہمارے خلاف عائد کئے ہیں۔

ہمارے خلاف ان کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ہم نے صاحب علم و فضل علماء کی تکفیر کی ہے اور ہم کفر کا فتویٰ دینے میں بہت بے باک اور غیر محتاط واقع ہوئے ہیں اور اپنے مسلک میں ہم بہت شدت پسند اور متعصب ہیں ــــــ اس الزام کے دفاع میں اس سے زیادہ اور ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ ہماری کتاب "حسام الحرمین" میں صرف پانچ اشخاص کے خلاف یہ الزام اہانت رسول و انکار ضروریات دین کفر کے فتوے صادر کئے گئے ہیں۔ جن پر حرمین طیبین اور بلاد عرب کے اکابر علماء اور مشائخ نے بھی اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی ہے ــــــ۔

ان میں چار تو یہی اکابر علماء دیوبند ہیں جن کا تذکرہ پہلی بنیاد کے ضمن میں گذر چکا ہے اور پانچواں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب ہے۔

اب اگر کوئی اپنی شامتِ عمل سے ان پانچوں میں سے کسی کے بھی کلماتِ کفریہ کی حمایت کرتا ہے تو اس کے لازمی نتائج اور واجبی تعزیرات کا ذمہ دار وہ خود ہے ــــــ علمائے بریلی کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ بلا وجہ کسی کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے۔ اہانت رسول اور کلمۂ کفر

Ishaate Islam

کی حمایت کرکے اپنی عاقبت برباد کرنے کا انتظام وہ خود کرتے ہیں۔ کسی اور کو مطعون کرنے سے کیا فائدہ۔

ایک ضروری نکتہ

اس مقام پر اس نکتے کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح ایک غیر مسلم کو کلمۂ ایمان و اسلام کے اقرار کے بعد مسلم سمجھنا ضروری ہے اسی طرح ایک مسلم کو اگر وہ معاذ اللہ کفر کا مرتکب ہو جائے تو اسے غیر مسلم سمجھنا بھی دین ہی کا ایک فریضہ ہے ——

مخصوص حالات میں یہ ناخوشگوار فریضہ جس طرح علمائے بریلی کو انجام دینا پڑا ہے علمائے دیوبند بھی اس فرض کی ادائیگی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ثبوت کیلئے مولوی عبدالماجد دریابادی کی مشہور کتاب "حکیم الامۃ" میں مولوی امین احسن اصلاحی کا یہ خط ملاحظہ فرمائیں۔ یہ خط اس دور کا ہے جب مولانا اصلاحی مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڈھ کے منتظم تھے۔ موصوف کے خط کا یہ حصہ خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہے ——

"مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہو گیا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح مدرسۂ کفر و زندقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسے کے (تبلیغی) جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔" (حکیم الامۃ ص ۵، ۴)

مولوی عبدالماجد دریابادی تھانوی صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں اس لئے مولوی امین احسن اصلاحی کا خط موصول ہونے کے بعد انہوں نے ایک معتمد کی حیثیت سے تھانوی صاحب کو ایک مفصل خط لکھا جس میں انہوں نے مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے ان کی عبادت و ریاضت، اُن کی نماز تہجد اور ان کے زہد و تقویٰ کو ان کے اسلام کے ثبوت میں پیش کیا تھا —— ان کا مقصد یہ تھا کہ ایسے متدین لوگوں کے خلاف کفر کا فتویٰ حلق کے نیچے نہیں اترتا ——

—— تھانوی صاحب نے ان کے خط کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔

"یہ سب اعمال و احوال ہیں۔ عقائد ان سے جداگانہ چیز ہے۔ صحتِ عقائد

کے ساتھ فساد اعمال و احوال اور فساد عقائد کے ساتھ صحت اعمال و احوال جمع ہو سکتا ہے۔" (حکیم الامۃ ص ۶، ۴)

اس جواب کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہے کہ شہرت علم و کمال اور فضل و تقویٰ کے باوجود مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کے خلاف مولوی تھانوی نے کفر کا جو فتویٰ صادر کیا ہے وہ درست اور صحیح ہے۔ تھانوی صاحب کے چاہنے والے معتقدین اس فتویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہی تاویل کریں گے کہ مولوی تھانوی نے ان دونوں حضرات کی تحریر یا تقریر میں کفر کی کوئی بات ضرور دیکھی ہوگی۔ بغیر کسی شرعی وجہ کے انہوں نے کفر کا فتویٰ ہرگز صادر نہیں کیا ہوگا

اب یہی بات اگر ہم تھانوی صاحب اور دیگر اکابر دیوبند پر اُلٹ دیں کہ ان حضرات کے خلاف بھی کفر کا جو فتویٰ حرمین طیبین سے صادر ہوا وہ بھی بلا وجہ نہیں تھا۔ تکفیر کی کوئی شرعی وجہ ان کی نظر میں ضرور ہوگی جیسا کہ پہلی بنیاد میں اس کی ساری تفصیل آپ کی نظر سے گذر چکی ہے —— اگر مولوی شبلی نعمانی اور مولوی حمید الدین فراہی کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی شہرت، ان کی تکفیر سے مانع نہیں ہوتی تو اکابر دیوبند کے حق میں آسمان سے کونسی وحی نازل ہوتی ہے کہ کفر اور اہانت رسول کے جرم کے ارتکاب کے باوجود انھیں تکفیر سے مستثنیٰ رکھا جائیگا۔

تصلب اور شدت پسندی کے الزام کا جواب

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا یہ الزام بھی ہے کہ ہم اپنے مسلک میں نہایت متصلب اور شدت پسند واقع ہوئے ہیں۔ اس الزام کا اس سے زیادہ موزوں اور مؤثر جواب کوئی اور نہیں ہو سکتا کہ ہم انھیں آئینہ دکھائیں کہ آپ خود اپنی تصویر اس آئینہ میں دیکھ لیں پھر کسی پر انگلی اٹھائیں ——

ابھی مولوی امین احسن اصلاحی کے خط میں تھانوی صاحب کا فتویٰ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر بھی چونکہ انہی کافروں کا مشن ہے اس لئے وہ بھی مدرسۂ کفر و زندقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و زندیق ہیں۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ اس سے زیادہ مسلک کی شدت پسندی اور کیا ہوگی۔ تھانوی صاحب

اپنے مسلک میں اتنے شدت پسند ہیں کہ جن لوگوں کو وہ بددین سمجھتے ہیں ان کی تحریر بھی وہ اپنے معتقدین کو نہیں پڑھنے دیتے۔ "کمالات اشرفیہ" نامی کتاب میں ان کے ملفوظات کا مرتب ان کا یہ ملفوظ نقل کرتا ہے۔

"بددین آدمی اگر دین کی بھی باتیں کرتا ہے تو ان میں ظلمت لپٹی ہوتی ہے۔ ان کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوتی ہے۔ اس لئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہئے۔"

(کمالات اشرفیہ ص ۵۵)

اب ہماری مظلومی کے ساتھ انصاف کیجئے کہ جن لوگوں کو اہانت رسول اور ضروریاتِ دین کے انکار کے الزام میں ہم بے دین سمجھتے ہیں، اگر ہم بھی ان کی صحبت ان کی تقریروں اور ان کی تحریروں کے بارے میں یہی شدت اختیار کریں تو ہم کیوں لائق گردن زنی ٹھہرائے جائیں ـــــ شریعت کی جو مصلحت ان کے سامنے ہے وہ ہمارے سامنے بھی کیوں نہیں ہونی چاہئے؟

شدت پسندی کی ایک اور مثال

جو لوگ ندوہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دیوبند کے اکابر ندوہ کے سخت مخالف تھے۔ یہاں تک کہ ندوہ کے ناظم مولوی محمد علی مونگیری جب ندوہ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی دعوت لے کر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب سے ملنے دیوبند گئے تو انھوں نے نہ صرف دعوت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ملنے سے بھی انکار کر دیا۔ یہانتک کہ جب مولوی مونگیری کیطرف سے اصرار ہوا کہ آپ خود شریک نہیں ہو سکتے تو کم از کم اپنے کسی آدمی کو شرکت کی اجازت دے دیجئے تو اُس کے جواب میں انھوں نے فرمایا ـــــ

"مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ انجام اس کا بخیر نہیں۔ اس واسطے میں اپنی طرف سے کسی کو اجازت نہیں دے سکتا۔" (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۰۵)

"انجام اس کا بخیر نہیں" اس الہام خداوندی کا اس سے زیادہ واضح ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ آج ندوہ پر دیوبندی فرقے کا تسلط ہو گیا ہے۔

اور انجام کی وحشت ناک تصویر اور نمایاں ہو جائے گی اگر اس کا آغاز بھی آپ نظر میں رکھیں۔

مولوی شبلی نعمانی کے بارے میں اہلِ علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ندوہ کے بانیوں میں ایک مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا ایک مضمون مقالاتِ شبلی کے حصۂ ششم میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون اسوقت کا ہے جب مولوی شبلی سے ندوہ کے ناظم کی چشمک ہو گئی تھی۔ بتدریج اختلافات یہاں تک بڑھے کہ شبلی کی حمایت میں ندوہ کے طلبہ نے اسٹرائک کر دیا۔ اس کے بعد کی سرگزشت خود شبلی کے قلم سے پڑھئے۔ لکھتے ہیں کہ ـــــ

"عین اسی حالت میں مولود شریف کا زمانہ آیا اور طلبہ نے جیسا ہمیشہ کا معمول تھا مولود شریف کرنا چاہا۔ لیکن اس خیال سے کہ مولود شریف میں بیان کروں گا وہ مولود سے روکے گئے اور تین دن تک یہ مرحلہ رہا۔ آخر لوگوں نے سمجھایا کہ مولود کے روکنے سے شہر میں عام برہمی پھیلے گی مجبوراً شرطوں اور قیدوں کے ساتھ مولود شریف کی منظوری دی گئی۔"

(مقالاتِ شبلی، ج ۶، ص ۱۳۱)

لیکن کیا آج بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطے میں محفلِ مولود شریف کے انعقاد کی اجازت مل سکتی ہے؟ کیا آج بھی ہمیشہ کا یہ معمول وہاں کے طلبہ میں زندہ اور باقی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ کیونکہ اب ندوہ پر اہلِ دیوبند کا غاصبانہ قبضہ ہو گیا ہے۔

غور فرمائیے! وہ آغاز تھا اور یہ انجام ہے۔ اور غضب یہ ہے کہ گنگوہی صاحب کا الہام انجام ہی کے بارے میں ہے۔ آغاز کے بارے میں نہیں ہے ـــــ

شدت پسندی کا ایک اور مکروہ نمونہ

دیوبندی مذہب کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے مسلک میں کتنے شدت پسند تھے اس کی ایک مثال ندوہ کے سلسلے میں آپ پڑھ چکے۔ اب ان کی شدت پسندی، سخت مزاجی کا ایک اور مکروہ نمونہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

Ishaate Islam

بزرگانِ دین اور ان کے مزارات ملیات سے انہیں اتنی سخت نفرت تھی کہ وہ ان کے عرسوں سے بھی سخت نفرت کرتے تھے۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے مشہور بزرگ، قطب عالم حضرت عبدالقدوس گنگوہی کا مزار مبارک اسی گنگوہ میں ہے جو مولوی رشید احمد صاحب کا وطن مالوف ہے۔ ان کیطرف سے مولوی صاحب کے دل میں کتنی کدورت تھی اور وہ ان کے عرس شریف سے کس قدر نفرت کرتے تھے اس کا اندازہ آپ مولوی زکریا شیخ الحدیث سہارنپور کی اس تحریر سے لگائیے ــــــ۔

موصوف اپنی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں لکھتے ہیں۔

" حضرت شاہ عبدالقدوس کا عرس جس کے بند کرنے پر آپ قادر نہ تھے، وہ اس درجہ آپ کو اذیت پہنچاتا تھا کہ آپ کو صبر کرنا دشوار تھا۔ اول اول آپ ان دنوں گنگوہ چھوڑ دیتے اور رامپور تشریف لے جاتے۔ مگر آخر میں اس اذیت قلبی کے برداشت کرنے کی آپ کو تکلیف دی گئی تو یہ زمانہ بھی آپ کو اپنی خانقاہ میں رہ کر گذارنا پڑا۔

موسم عرس میں آپ کو اپنے منتسبین کا آنا بھی اس درجہ ناگوار ہوتا تھا کہ آپ اکثر ناراض ہو جاتے اور ان سے بات چیت کرنا بھی چھوڑ دیتے۔

ایک بار جناب مولوی محمد صالح صاحب جالندھری جو آپ کے خلفاء اور مجازین میں سے تھے، آپ کی زیارت کے شوق میں بیتاب ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اتفاق سے عرس کا زمانہ تھا۔ اگرچہ آنے والے خادم کو اس کا وہم بھی نہ گذرا۔ مگر حضرت امام ربانی نے بجز سلام کا جواب دینے کے ان سے یہ بھی نہ پوچھا کہ روٹی کھائی یا نہیں اور کب آئے اور کیوں آئے۔

مولوی محمد صالح صاحب کو دو دن اسی طرح گذر گئے۔ حضرت کا رُخ پھرا ہوا دیکھنا ان کو اس درجہ شاق گذرتا تھا کہ اس کو انھی کے دل سے پوچھنا چاہیئے۔ آخر اس حالت کی تاب نہ لاکر حاضر خدمت ہوئے اور

رو رو کر عرض کیا کہ حضرت مجھ سے کیا قصور ہوا جس کی یہ سزا مل رہی ہے۔

معذرت کے طور پر عرض کیا کہ حضرت خدا شاہد ہے مجھے تو عرس وغیرہ کے ساتھ ابتدا ہی سے شوق نہیں۔ واللہ نہ میں اسوقت اس خیال سے گنگوہ آیا۔ اور نہ آجکل یہاں عرس ہونے کا مجھے علم تھا۔

حضرت امام ربانی نے فرمایا کہ اگرچہ تمہاری نیت عرس میں شرکت کی نہیں تھی۔ مگر جس راستے میں دو آدمی عرس کے آنے والے آئے ہے تھے اس میں تیسرے تم تھے ــــــ۔ (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۹۴)

اب قارئین کرام ہی انصاف فرمائیں کہ اس سے بڑھکر اپنے مسلک میں شدت پسندی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کا مرید عرس شریف میں شرکت کی غرض سے گنگوہ نہیں گیا تھا، بلکہ اپنے پیر کی ملاقات کے لئے وہاں حاضر ہوا تھا۔ لیکن صرف اتنی سی بات پر کہ وہ عرس کے زمانے میں گنگوہ کیوں آیا اسے ایسی ذلت آمیز سزا دی کہ جیسے اس سے کوئی بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو قطب عالم کے عرس سے اتنی ہی نفرت تھی تو وہ سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں مرید ہی کیوں ہوئے۔ جبکہ اس سلسلے کے سارے اکابر جن میں خواجۂ خواجگانِ چشت حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے لیکر قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار، بابا فرید شکر گنج، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین، حضرت صابر پاک، حضرت چراغ دہلی، حضرت بندہ نواز گیسو دراز، حضرت ترک پانی پتی، حضرت شیخ عبدالحق ردولوی، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری، حضرت اخی سراج، حضرت علاء الحق پنڈوی اور حضرت سلطان اشرف جہانگیر سمنانی تک کون ایسا بزرگ ہے جس نے اپنے پیروں کا عرس شریف نہ کیا ہو۔

تعجب ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صرف اتنی سی بات پر کہ عرس کے زمانے میں ان کا مرید کیوں آیا اس سے منہ پھیر لیا۔ لیکن سلسلۂ چشتیہ کے جو مشائخ کبار ساری زندگی اپنے پیروں کا عرس کرتے رہے انہیں وہ اپنا پیر دستگیر مانتے ہیں۔ یہ سوال گنگوہی صاحب کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہے کہ جو پیر گنگوہی صاحب کے مسلک کے مطابق خود محرمات و بدعات میں مبتلا

ہو وہ کسی کا ہاتھ پکڑ کر خدا رسی کی منزل تک کیونکر پہنچا سکتا ہے ــــــ

ہمارے خلاف علمائے دیوبند کا دوسرا الزام

جن لوگوں کے اعتقادی مفاسد پر امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے اپنے قلم کا نشتر چلایا تھا وہ زخموں کی تاب نہ لاکر زندگی بھر کراہتے رہے۔ انتقام ہر زخمی کا فطری تقاضا ہے اور فطرت ہی کا یہ بھی داعیہ ہے کہ جب آدمی دشمن پر قابو نہیں پاتا تو دشنام طرازیوں پر اتر آتا ہے چنانچہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ علم و استدلال کے ذریعہ جو لوگ اپنے خلاف اہانت رسول کے الزام کا دفاع نہیں کر سکے انھیں اپنے جذبۂ انتقام کی تسکین کی یہی صورت نظر آئی کہ جس طرح بھی ممکن ہو "مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی" کی شخصیت کو مجروح کیا جائے۔

علمی جلالت اور کردار کے تقدس پر انگلی رکھنے کی کوئی جگہ نہ مل سکی تو یہ الزام تراشا گیا کہ انہوں نے سنتوں کی بجائے بدعتوں کو زندہ کیا ہے۔ حالانکہ مجدد ہونے کی حیثیت سے احیائے سنت اور امتیاز میان حق و باطل ہی اعلیٰحضرت کا اصل کارنامہ ہے جس کی بیشمار مثالیں اُن کے فتاویٰ کی ضخیم مجلدات میں جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں۔

اس طرح کے الزام تراشنے والوں میں شیخ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب صدر جمیعۃ علمائے ہند کا نام سرورق پر ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو پانی پی پی کر تقریباً چھ سو گالیاں دی ہیں۔ انہی میں ایک گالی "مجدد البدعات" کی بھی ہے۔ جس سے ان کی کتاب کا ورق ورق داغدار ہے ــــــ

لیکن اس مقام پر اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے کردار کی ارجمندی کو بار بار سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کے خلاف کذب بیانی اور الزام تراشی کا کاروبار کرنے والے اپنی ہزار دشمنی کے باوجود اب تک یہ الزام ان پر عائد نہ کر سکے کہ وہ بدعتوں کے موجد بھی ہیں۔

"مُجَدِّدْ" اور "مُوْجِدْ" کے درمیان جو معنوی فرق ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ اب جو لوگ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو "مجدد البدعات" کہتے ہیں انھیں یہ بتانا ہوگا کہ جن بدعات

کو انھوں نے زندہ کیا ہے ان کا موجد کون ہے۔ اور اپنی کارگذاریوں کی یہ رپورٹ بھی پیش کرنی ہوگی کہ علمائے دیوبند نے اُن موجدین کو کتنی گالیاں دی ہیں۔

اس وقت میرا موضوع یہ نہیں ہے ورنہ میرے پاس ان بدعات کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی ایجاد کا سہرا خود علمائے دیوبند کے سر بندھتا ہے۔ وقت اگرچہ نہیں ہے لیکن مقام کی مناسبت سے علمائے دیوبند کی ایجاد کردہ بدعات کیطرف ایک ہلکا سا اشارہ کر کے گذر جانا چاہتا ہوں تاکہ الزام بغیر سند کے نہ رہے ــــــ ذیل میں ان بدعتوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) دفع بلا اور قضائے حاجات کے نام پر مدرسہ کی مالی منفعت کے لئے ختم بخاری شریف کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۲) نماز جنازہ کے لئے انتظامی مصلحت کی بنیاد پر نہیں بلکہ غلط اعتقاد کی بنیاد پر احاطۂ دارالعلوم میں ایک جگہ مخصوص کرنے کی بدعت کا موجد کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۳) مسلم میت کے کفن کے لئے "کھدر" کی شرط لگانے اور کھدر کے بغیر نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے سے انکار کر دینے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دیوبند مولوی حسین احمد ہیں

(۴) وراثت انبیاء کی سند تقسیم کرنے کے لئے اہتمام و تداعی کے ساتھ صد سالا اجلاس منعقد کرنے اور ایک نامحرم[1] اور مشرک عورت کو اسٹیج پر بلا کر اسے کرسی پر بٹھانے اور اپنے مذہبی اکابر کو اس کے قدموں میں جگہ دینے کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۵) دینی درس گاہ کے احاطے میں مشرکانہ الفاظ پر مشتمل قومی ترانہ کے لئے "قیام تعظیمی" کی بدعت سیئہ کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دیوبند کا دارالعلوم ہے۔

(۶) کانگرسی امیدوار کو کامیاب بنانے کے لئے انتہائی جدوجہد کو مذہبی فریضہ سمجھنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود شیخ دارالعلوم دیوبند ہیں۔

(۷) اپنے اکابر کی موت پر "اہتمام و تداعی" کے ساتھ جلسۂ تعزیت منعقد کرنے اور ضلالات اباطیل پر مشتمل منظوم مرثیہ پڑھنے اور پڑھانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود دارالعلوم

---

[1] مسز اندرا گاندھی (اس مکمل اخباری رپورٹ بمع تصویر ہمارے ہاں ریکارڈ میں موجود ہے نور محمد کاغذی بازار کراچی)

دیوبند ہے۔

(۸) بالالتزام کسی متعین نماز کے بعد نمازیوں کو روک کر ان کے سامنے تبلیغی نصاب[1] کی تلاوت کرنے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

(۹) کلمہ ونماز کی تبلیغ کے نام پر چلہ اور گشت کرنے اور کرانے کی بدعت کا موجد بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود علمائے دیوبند ہیں۔

(۱۰) دارالعلوم دیوبند میں صدر جمہوریہ کی آمد کے موقعہ پر قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہونے کا حکم صادر کرنے والے بھی اکابر دیوبند ہیں جو اس وقت اسٹیج پر موجود تھے۔ اب ذرا ہی بتائیں کہ یہ بدعت کی کونسی قسم ہے۔

یہ اور اس طرح کی بے شمار بدعات ومنکرات ہیں جن کی ایجاد کا سہرا علمائے دیوبند کے سر ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کو بدعتی کہتے نہیں تھکتے۔

علمائے دیوبند ہر نو ایجاد چیز پر بے دریغ بدعت ضلالت ہونے کا حکم صادر کر دیتے ہیں اور اسے حرام قرار دے کر مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کے نئے نئے فتنے برپا کر دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر محفل میلاد ہی کو لے لیجئے۔ اس کے بدعت ضلالت اور حرام ہونے کی ان کے پاس سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ سات سو برس کی نو ایجاد بدعت ہے۔ موجودہ ہیئت کے ساتھ نہ وہ عہد رسالت میں موجود تھی اور نہ عہد صحابہ وتابعین میں ——— لیکن جب ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر آپ حضرات کے یہاں صرف نو ایجاد ہونے کی بنیاد پر محفل میلاد بدعت ضلالت ہے تو وہ جن اجزاء پر مشتمل ہے ان میں سے کسی چیز کے بارے میں نشاندہی کیجئے کہ وہ کسی سنت کو مٹاتا ہے یا شریعت کے کسی قاعدہ کلیہ کے تحت ممنوعات کے زمرے میں آتا ہے تو سوائے خاموشی کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر محفل میلاد کے اجزاء یہ ہیں۔

(۱) اعلان عام (۲) فرش وتخت اور شامیانہ وغیرہ (۳) روشنی (۴) بخور وعطریات وگلاب (۵) شیرینی (۶) مجمع مسلمین (۷) ذاکر ومیلاد خواں (۸) ذکر الٰہی وذکر رسول

[1] اب اس کتاب کو فضائل اعمال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

(۹) قیام وسلام۔

ان سارے اجزاء میں سے سوائے قیام وسلام کے کوئی جزء ایسا نہیں ہے جس پر اُن حضرات کا جلسۂ سیرت، یا جلسۂ وعظ، یا جلسۂ تبلیغ، یا جلسۂ دستار بندی، یا جلسۂ تنظیم وجماعت پر مشتمل نہ ہو۔ اعلان عام بھی ہے، فرش وتخت اور شامیانہ بھی ہے، روشنی بھی ہے، مجمع بھی ہے، واعظ ومقررین بھی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی جز کو بدعت ضلالت کہکر اسے حرام قرار دینے کے معنی یہ ہیں کہ وہ خود اپنے ہی جلسوں کے خلاف حرام ہونے کا فتویٰ دیں ———۔

اب رہ گیا معاملہ قیام وسلام کا تو یہ بھی ان کے یہاں وجہ حرمت نہیں ہے کیونکہ بدون قیام بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ان کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے تحریر فرمایا ہے ———۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ محفل میلاد کی حرمت وجہ غلط روایتوں کا پڑھنا یا بیان کرنا ہے تو میں عرض کروں گا کہ بروایات صحیحہ بھی محفل میلاد ان کے یہاں حرام ہے۔ جیسا کہ اپنے فتاویٰ میں مولوی رشید احمد گنگوہی اس کی بھی تصریح کر چکے ہیں۔

میں نے متعدد مناظروں میں دیوبندی علماء سے سوال کیا کہ جب ہماری محفل میلاد اور آپ حضرات کے جلسۂ وعظ کے اجزاء ایک ہی ہیں تو آپ کا جلسۂ وعظ جائز اور ہماری محفل میلاد حرام کیوں ہے؟ صرف اس وجہ سے تو کوئی چیز حرام یا حلال نہیں ہو سکتی کہ آپ کے جلسہ کا نام جلسۂ وعظ یا جلسۂ سیرت ہے اور ہمارے جلسہ کا جلسۂ میلاد ہے۔

جب ان حضرات سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو میں نے عرض کیا کہ ایک ہی وجہ فرق میری سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر جب ساری کائنات میں خوشی کے ڈنکے بج رہے تھے تو شیطان لعین کے گھر میں ماتم بپا تھا وہ شدت غیظ میں اپنے سر پر خاک ڈال رہا تھا۔

اسے حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تکلیف پہنچی تھی۔ بہت ممکن ہے کہ اس کی پیروی میں آپ حضرات کو ذکر ولادت سے تکلیف پہنچتی ہو کیونکہ

واقعہ تو گذر چکا اب تو صرف اس کا ذکر ہی باقی رہ گیا ہے ـــــ آپ حضرات دیوبند میں اپنے دارالعلوم کا جشن صد سالہ مناتے ہیں تو شریعت آپ کا ہاتھ نہیں پکڑتی۔ اور ہمارے جشن عید میلاد النبی پر آپ کا دارالعلوم گرجنے اور برسنے لگتا ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والوں نے کہ جب کسی کی ذات سے دل میں کسی طرح کی جلن ہو جاتی ہے تو اس کے ذکر سے بھی دل جلنے لگتا ہے۔

ایک چبھتا ہوا سوال اور اس کا جواب

میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد ہر خالی الذہن شخص کے دماغ کی سطح پر یہ سوال ضرور ابھرے گا کہ ہندوستان میں دیوبندی فرقے کے علاوہ اور بھی بہت سارے باطل فرقے ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ کسی اور فرقے کے خلاف علمائے اہلسنت اس طرح صف آرا نظر نہیں آتے جیسی صف بندی اُن کے یہاں اہل دیوبند کے مقابلے میں نظر آتی ہے۔

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بحمدہ تعالیٰ علمائے اہل سنت نے ہر باطل فرقے کے خلاف تحریر و تقریر اور بحث و مناظرہ کے ذریعہ رد و ابطال کے فرائض جس گرم جوشی اور دیانتداری کے ساتھ انجام دیئے ہیں وہ مہر نیمروز کیطرح روشن ہیں۔ دین حق کے خلاف اٹھنے والے فتنے کی سرکوبی کے سلسلے میں ہم نے کبھی اہل زمانہ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ شیعوں، قادیانیوں اور غیر مقلدین وغیرہ کے رد میں امام اہلسنت ملحضرت فاضل بریلوی کے بہت سارے رسائل لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے خلفاء، تلامذہ اور متوسلین و متبعین نے تحریرات و خطبات کے ذریعہ جو خدمات انجام دی ہیں ان کے اثرات سے زمین کا کوئی خطہ بھی خالی نہیں ہے ـــــ ایسی بات ہرگز نہیں ہے کہ دوسرے فرقہائے باطلہ کے لئے کوئی نرم گوشہ ہمارے دلوں میں موجود ہے ـــــ

دیوبندی فرقے کیخلاف شدت پسندی کی وجوہات

اب رہ گئی یہ بات کہ دیوبندی فرقے کے خلاف علمائے اہلسنت کا رویہ اتنا سخت کیوں

ہے تو اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ جنھیں ٹھنڈے دل سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے ـــــ

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ جن کفریات و ضلالات کی وجہ سے دیوبندی فرقے کے ساتھ ہمارا بنیادی اختلاف ہے ان کا تعلق عقائد سے ہے اور وہ عقائد یا تو اُن کے دلوں میں ہیں یا انکی کتابوں کے اوراق میں چھپے ہوئے ہیں۔ اب جہاں تک عمل کا تعلق ہے تو وہ بھی اپنے آپکو حنفی کہتے ہیں۔ ظاہر میں بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی اذان دیتے ہیں، بالکل ہماری ہی وہ بھی تراویح پڑھتے ہیں۔ بالکل ہماری ہی طرح وہ بھی عیدین کی نماز پڑھتے ہیں۔ ظاہری سطح پر اُن کے ظاہر میں کوئی ایسی واضح علامت موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی شناخت ہو سکے۔ اس لئے ان کے متعلق عوام کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا بالکل یقینی امر ہے۔ اسی بنیاد پر یہ ضرورت داعی ہوئی کہ عقیدے کی سطح سے عوام میں اُن کا اتنا واضح تعارف کرایا جائے کہ انھیں پہچاننے میں کوئی دشواری پیدا نہ ہو۔

لیکن جہاں تک شیعوں کا تعلق ہے تو جہاں انھوں نے اذان دی یا نماز کی نیت باندھی تو فوراً پتہ چل گیا کہ یہ اور ہیں اور ہم اور ہیں۔ یہی حال غیر مقلدین کا بھی ہے۔ ان کی فرض نمازیں، ان کی وتر، اور ان کی تراویح اور ان کی عیدین نمازیں چیخ چیخ کر عوام کو تنبیہ کر دیتی ہیں کہ یہ دوسرے مذہب کے لوگ ہیں۔ اس لئے عوام کو ان سے خبردار کرنے کی اتنی سخت ضرورت نہیں ہے جتنی سخت ضرورت عوام کو دیوبندی فرقے سے بچانے کی ہے۔

دیوبندی حضرات سُنّی عوام کو کس طرح بدعقیدہ بناتے ہیں؟

یہ گُمس پیٹے ہیں جو ہماری صفوں میں گُھس کر اور ہمارا بن کر ہمارے عوام کو مختلف ترکیبوں سے فریب کرتے ہیں۔ اور جب وہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارا تیر نشانے پر بیٹھ گیا تو وہ مختلف طریقوں سے انھیں اپنی جماعت کے اکابر کا عقیدتمند بناتے ہیں۔ اور اس کے بعد انھیں اتنا بدل دیتے ہیں کہ وہ اہلسنت کے ان سارے عقائد و روایات جنھیں وہ ایمان کیطرح عزیز رکھتے تھے اب شرک و بدعت سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کچھ دنوں کے بعد ان کے دلوں پر بدبختیوں کی ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ نہ وہ قرآن کی کوئی بات سُنتے ہیں اور نہ حدیث کی ـــــ واضح رہے کہ یہ ساری باتیں میں

مفروضے کے طور پر نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ یہ ہمارے دن رات کے مشاہدات ہیں۔ ان حالات میں اہلسنت کے سادہ لوح عوام کو انبیاء و اولیاء کی جناب میں بدعقیدہ ہونے سے بچانے کیلئے ہمارے پاس سوا اسکے اور کیا راستہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو دیوبندیوں کے عقائد اور ان کے مکر و فریب کے ہتھکنڈوں سے پوری طرح باخبر رکھیں ——

دوسری وجہ

دیوبندی مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد حقیقت پوری طرح آشکار ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم میں منافقین مدینہ کی جو خصلتیں بیان کی گئی ہیں، اُن ساری خصلتوں کے یہ حقیقی وارث ہیں۔ مثال کے طور پر منافقین کے پاس دو زبانیں تھیں۔ ایک زبان تو وہ تھی جو صرف ان کے اپنے لوگوں میں کھلتی تھی۔ اور دوسری زبان وہ تھی جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کے سامنے کھولتے تھے —— قرآن نے ان کی اس خصلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور جب وہ نبی کے جانثاروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری ہی طرح جاں نثار ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیاطین کے ساتھ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو حقیقت میں تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو صحابہ کے ساتھ صرف مذاق کر رہے تھے

ٹھیک یہی حال دیوبندی فرقے کا بھی ہے۔ ان کے پاس بھی دو زبانیں ہیں۔ ایک زبان تو وہ ہے جو انبیاء و اولیاء کے وفاداروں اور عقیدت مندوں کے سامنے کھلتی ہے اور دوسری زبان وہ ہے جس زبان میں وہ اپنے گروہ کے لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔

عقیدہ و عمل کے تضاد کا ایک دلچسپ قصہ

اس کی زندہ مثال دیکھنی ہو تو آپ دہلی تشریف لائیے۔ یہاں جمیل الیاسی نام کے ایک مشہور شخص ہیں جو اپنی پیدائشی سرشت و خمیر کے اعتبار سے کٹر دیوبندی و تبلیغی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ "الیاسی"[1] کا پیوند ہی ان کے اندر کا سارا حال بتا دیتا ہے۔ ایک طرف دہلی میں وہ دیوبندیت و تبلیغیت کے اتنے سرگرم مبلغ ہیں کہ شاید ہی دہلی میں کوئی مسجد بچی ہو جسے دہلی وقف بورڈ اور وقف کونسل ممبر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے

[1] یہ نسبت اس الیاس کی جانب ہے جو کہ بدنام زمانہ تبلیغی جماعت کا بانی تھا۔

تبلیغی جماعت کی چھاؤنی میں تبدیل نہ کر دیا ہو۔

لیکن اب ان کی تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے اور سر پیٹئے کہ دہلی کے باایں خوابگان کی شاید ہی کوئی ایسی درگاہ ہو جہاں عرس کے موقعہ پر وہ پیش پیش نہ رہتے ہوں۔ شری اجیو گاندھی جب پہلی بار وزیر اعظم ہوئے تو ان کی چادر لیکر یہی حضرت اجمیر شریف گئے اور ان کیطرف سے خواجہ کے مزار شریف پر چڑھایا ——

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ قصہ یہ ہے کہ جس زمانے میں شریمتی اندرا گاندھی وزارت عظمیٰ کی کرسی سے اتار دی گئی تھیں اور اپنی ناکامی کے کرب میں زندگی گذار رہی تھیں تو خوش آئند مستقبل کی نشاندہی کرنے والے جو تشنیوں کیطرح یہ حضرت بھی ایک دن وہاں پہنچ گئے اور اندرا گاندھی سے کہا کہ دنیا میں صرف ایک ہی ذات ہے جو آپ کا گیا ہوا تخت و تاج واپس دلا سکتی ہے۔ اور وہ ہے غوث اعظم کی ذات جن کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے ——

اندرا گاندھی کو اور کیا چاہیئے تھا فوراً بغداد شریف کے سفر کا انتظام کرا دیا۔ اور یہ بغداد شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں مزار شریف پر پندرہ دن تک چلہ کش رہے۔ اور واپس آکر اندرا گاندھی کو خوشخبری دی کہ وہاں مجھے مزار شریف سے بشارت ہوئی ہے کہ نو مہینے کے بعد آپ کے دن پلٹ آئیں گے ——

انصاف کیجئے! اپنے عقیدے کے ساتھ اتنی زبردست جنگ سوائے دیوبندی فرزندوں کے اور کون لڑ سکتا ہے —— دیوبندی زبان کے محاورے میں قبروں کی پرستش بھی کرتے رہے اور مشرک بنانے والوں کو اپنا امام بھی مانتے رہے —— اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ ایسے لوگوں سے بچنا کتنا مشکل ہے جن کے کئی چہرے ہیں۔ دیوبند اور سہارنپور میں کچھ ہے اور بغداد و اجمیر چلے گئے تو کچھ اور بن گئے!

دیوبندی مذہب کا ایک اور جنازہ

جن حضرات نے "تقویۃ الایمان" اور "بہشتی زیور" کا مطالعہ کیا ہے وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ علمائے دیوبند کے نزدیک قبروں سے

مدد مانگنا شرک جلی ہے، لیکن اپنے گھر کے بزرگوں کی قبروں کے بارے میں وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں، اُسے سہارنپور کے شیخ الحدیث مولوی زکریا صاحب کی کتاب "تاریخ مشائخ چشت" میں ملاحظہ فرمائیے۔

اپنی اس کتاب میں وہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے پیر و مرشد میاں جی نور محمد جھنجھانوی کے سفرِ آخرت کا ذکر کرتے ہوئے حاجی صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ اپنے مرض الموت میں ان کے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ ــــــ

میرا ارادہ تھا کہ تم سے مجاہدہ و مشقت لوں گا لیکن مشیت باری سے کوئی چارہ نہیں۔ پیام سفرِ آخرت آ گیا ہے۔ جب حضرت نے یہ کلمات فرمائے تو میں پالکی کی پٹی پکڑ کر رونے لگا۔ حضرت نے تسلی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو ظاہری زندگی میں ہوتا تھا۔ (ص ۲۰)

میاں جی نور محمد کی قبر سے متعلق ایک عبارت ان کی سوانح حیات سے بھی ملاحظہ فرمائیے جو ادارہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون سے شائع ہوئی ہے۔ اور جس پر قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تقریظ ہے۔ مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ ــــــ

"حضرت میانجیو رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی آپ کی روح پرفتوح سے وہی فیضان و عرفان کا چشمہ جاری اور آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے مزار مقدس سے بھی وہی فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں جو آپ کی ذات قدسی صفات سے ہوتے تھے۔" (سوانح حیات میانجیو ص ۷۰)

اب اس دعوے کے ثبوت میں کہ ان کے انتقال کے بعد ان کی قبر سے بھی وہی فائدہ ہوتا ہے جو ان کی ظاہری زندگی میں ہوتا تھا، ان کی سوانح حیات کے مصنف نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ــــــ "ایک بار حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جوتا میرے پاس تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار پر حاضر ہوا۔ اور فاتحہ کے بعد اس نے عرض کی کہ حضرت میں بہت پریشان اور تنگیٔ معاش میں مبتلا ہوں میری کچھ دستگیری فرمائیے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے روتے روز ملا کریں گے۔

ایک مرتبہ میں زیارت کر گیا وہ شخص بھی حاضر تھا اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفۂ مقررہ قبر کی پائینتی سے ملا کرتا ہے۔" ــــــ (سوانح میانجیو ص ۹۰)

انصاف کیجئے! دیوبندی فرقے کی مشہور کتابوں تقویۃ الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں نہایت صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ کسی قبر پر حاضر ہو کر مدد مانگنا اور مصیبتوں میں ان سے دستگیری کی درخواست کرنا صریح شرک ہے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس واقعہ میں شرک کا وہ سارا فتویٰ ایمان کے لباس میں تبدیل ہو گیا۔

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے! کہ جس فرقے کے چہرے پر نفاق کے اتنے دبیز پردے ہوں کہ اپنے ہی مذہب کے عقیدے چھپا لیں اس کی پہچان کتنی مشکل ہے۔

دیوبندی فرقے کے اسی دورنگی مذہب کے مفاسد سے بچانے کیلئے علمائے اہلسنت کو ضرورت پیش آئی کہ عوام کو ان کے حقیقی چہرے کے خدوخال سے بار بار واقف کرائیں تاکہ وہ ان کے فریب میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں۔

بدعت کی بحث

دیوبندی فرقے کے یہاں بدعت کا لفظ بھی بہت کثیر الاستعمال ہے۔ بات بات پر اہلسنت کو بدعتی کہنا ان کی عام بول چال ہے۔ یہاں تک کہ انھوں نے اہلسنت کا نام ہی بدعتی رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ اپنی اسی کتاب تاریخ مشائخ چشت میں مولوی زکریا نے حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ــــــ

"میں کسی کو بیعت کرنے سے اس لئے انکار نہیں کرتا کہ وہ شخص کسی بدعتی کے پنجے میں گرفتار ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے مواخذہ فرمادیں کہ وہ تمہارے پاس گیا تھا تم نے کیوں رد کر دیا جس کی وجہ وہ ایسی جگہ پھنسا ــــــ" (تاریخ مشائخ چشت ص ۲۶۶)

اس عبارت کا مطلب سوا اس کے اور کیا نکلتا ہے کہ حاجی صاحب چونکہ دیوبندیوں کے

پیر و مرشد ہیں اس لئے تنہا وہی سنت کے طریقے پر ہیں باقی دوسرے مشائخ طریقت تو سرتا سر بدعتی ہیں۔

اب اسی مقام پر تصویر کا دوسرا رُخ بھی آپ کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اسی کتاب میں مولوی زکریا نے لکھا ہے کہ حاجی صاحب نے اپنے پیر و مرشد میانجی نور محمد جھنجھانوی کے مزار پر پتھر کا ایک کتبہ نصب کیا ہے جس پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

شہر جھنجھانہ ہے اک باغ بھلے — مسکن و ماویٰ ہے جس جا آپ کا
مولیٰ پاک آپکا ہے اور مزار — اُس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
اس جگہ ہے مرقدِ پاک جناب — سر جھکاتے ہیں سب شیخ و شاب
جس کو ہو شوق دیدارِ خدا — اُن کے مرقد کی زیارت کو وہ جا
دیکھتے ہی اس کے مجھکو ہے یقیں — اُس کو ہو دیدار رب العلمیں

غور فرمائیے! مرقد پاک کی زیارت کرنے کے لئے جانا اور مرقد پاک کے دیدار سے رب العلمین کا دیدار کرنا کیا ساری باتیں دیوبندی مذہب میں جائز ہیں؟ مولوی زکریا سے لے کر دیوبندی فرقے کے سارے اصاغر و اکابر کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ تقویۃ الایمان، بہشتی زیور اور فتاویٰ رشیدیہ میں بیان کردہ عقائد کی روشنی میں وہ ثابت کریں کہ یہ اشعار دیوبندی مذہب کے مطابق ہیں۔ لیکن بات پھر وہیں پلٹ کر آتی ہے کہ یہ عمل چونکہ اپنے گھر کے بزرگ کا ہے اس لئے آنکھ بند کر کے اسے جائز ماننا ہی پڑے گا۔

اپنے بزرگوں کی خاطر اصولوں کا خون کرنا دیوبندی فرقے کا یہی وہ دورنگی مذہب ہے جس کا پردہ چاک کرنے کے لئے علمائے اہلسنت کو کتابیں بھی لکھنا پڑیں، مناظرہ بھی کرنا پڑا اور اسی کلمۂ حق کو اپنی زندگی کا مشن بھی بنانا پڑا۔

۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
۱۹ جولائی ۱۹۹۲ء
(ارشد القادری غفرلہٗ)
بانی و مہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء فی دہلی

اللہ

محمد

WWW.NAFSEISLAM.COM

دیوبندی امام کے پیچھے نماز کا حکم؟

تحریر: مناظر اسلام شیخ القرآن حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب

باہتمام: حافظ محمد جمیل عطاری قادری ہزاروی

ملنے کا پتہ: مکتبہ غوثیہ (جول سیل)

پراچہ سبزی منڈی کراچی نمبر ۵

فون نمبر 4926110 - 4910584 موبائل: 0300-2134630

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ حۡدَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَ بَعۡدَہٗ

امابعد! بہت سے نمازی سمجھتے ہیں کہ نماز ہر شخص کے پیچھے صحیح وجائز ہے یہ سخت جہالت اوراپنی نماز کوخود برباد کرنا ہے۔اسطرح سمجھنا احکام دین وملت سے لاپرواہی وغفلت ہے۔ایسوں پرواجب ہے کہ توبہ کریں ورنہ قیامت میں اس کا مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ حضوراکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (بالخصوص) بدعقیدہ وبدمذہب سے دُور رہنے کا حکم فرمایا ہے کہ اِیَّاھُمۡ وَ اِیَّاکُمۡ لَا یُضِلُّوۡنَکُمۡ وَ لَا یَفۡتِنُوۡنَکُمۡ (بیھقی و دار قطنی) 'ان بدمذہبوں سے بچ کر رہواوران کواپنے سے دُور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔' اور ساتھ ہی یہ بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ 'میری اُمت میں تہتر فرقے ہوں گے جن میں ایک فرقہ حق باقی سب جہنّمی۔' (مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۵۲)

دیوبندی اِمام کے پیچھے نَماز کا حکم

دیوبندی فرقہ ہو یا کوئی دیگر گمراہ فرقہ وہ اپنے نظریات (عقائد) تحریرات جوان کتابوں میں ہیں کی وجہ سے خارج از اسلام ہوجاتے ہیں خواہ وہ خودکو کتنا ہی دِین کا ٹھیکیدار بنائیں۔جیسے حضورِاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقین کا حال تھا کہ وہ خودکو بہت خوب بنا سجا کر دین کے پکے سچے محبّ مشہور ہونا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ عزّوجل نے فرمایا کہ اِنَّ الۡمُنٰفِقُوۡنَ لَکٰذِبُوۡنَ 'بے شک منافقین جھوٹے ہیں' اوران کی سزا بہ نسبت دوسرے کفار کے سخت تر بتائی چنانچہ فرمایا کہ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار 'بے شک منافقین دوزخ میں سب سے سخت تر نچلے طبقے میں ہوں گے' یہاں تک کہ ان کی مسجد کوضرار بتایا۔' (پارہ نمبر - ۱۱)

خودرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زِندگی مبارکہ کے آخری زمانہ میں انہیں نہایت ذلیل اوررُسوا کرکے مجلس اور مسجد سے نکلوادیا حالانکہ وہ نمازی تھے حاجی بھی تھے مجاہد بھی تھے زاہد بھی تھے نمازِ باجماعت خود امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتے۔ بظاہران کی نیکی دیکھ کران کے دین میں شک وشبہ نہ تھا لیکن اللہ ورسول نے آخری فیصلہ فرمایا، وما ھم بمومنین 'وہ مومن نہیں' (بلکہ بے ایمان جہنم کے کتّے) یہی دلائل ان گمراہ فرقوں کے لئے سمجھئے۔یہاں فقیر دیوبندی فرقہ کے چند عقائد و مسائل عرض کرتا ہے۔

عقائد و مسائل علمائے دیوبند از کتب معتبرہ

۱﴾ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ چوری کرسکتا ہے، جھوٹ بول سکتا ہے، ظلم کرسکتا ہے، جو کچھ گھناؤنے گندے کام بندے کرتے ہیں یا کرسکتے ہیں وہ سب گندے گھناؤنے کام اللہ کیلئے کوئی عیب نہیں۔ نہ ان کاموں کے کرنے کی وجہ سے اس کی ذات میں نقصان آسکتا ہے۔ (ملخصا جهد العقل از مولوی محمود الحسن دیوبندی)

۲﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس معنی میں خاتم النبیین سمجھنا کہ حضور اکرم سب سے پچھلے نبی ہیں عوام یعنی ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ سابق مہتمم مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ 'عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل علم پر روشن ہوگا کہ تقدم پانا آخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔
(تحذیر الناس، صفحہ۳، مطبوعہ دیوبند)

۳﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد، براہین قاطعہ، صفحہ نمبر-۵۱ پر لکھتے ہیں کہ 'شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی ہے۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔' یعنی شیطان وملک الموت کے علم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم زیادہ ماننے والا مشرک ہے یعنی شیطان و ملک الموت علم میں خدا کے شریک ہیں جب ہی تو رسول اللہ کا ان سے زیادہ علم ماننا شرک ہوا۔

٤﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بعض غیبوں کا علم حاصل ہے ان میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم تو عام لوگوں کو بلکہ ہر بچے ہر پاگل کو بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کو حاصل ہے چنانچہ دیوبندی مذہب کے پیشوا 'مولوی اشرف علی تھانوی' لکھتے ہیں کہ 'اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ے ایسا علم تو زید وعمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے۔' (حفظ الایمان، صفحہ نمبر-۸، مطبوعہ دیوبند)

۵﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان کسی نبی یا ولی کو پکارتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا غوث، یا خواجہ غریب نواز، یا حسین، یا علی کہتے ہیں یا ان کی منتیں مانتے ہیں یا ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں یا کسی نبی یا ولی کو شفاعت کرنے والا جانتے ہیں وہ سب لوگ ابوجہل کے برابر مُشرک ہیں چنانچہ دِیوبندی مذہب کے امام مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں، 'یہی پکارنا اور منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا یہی ان (بت پرستوں) کا کفر وشرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔' (تقویۃ الایمان، صفحہ-٦)

دیوبندیوں کے اس عقیدے کی بنا پر نیاز امام، دربار خواجہ غریب نواز و بارگاہ مسعود سالار و مزاراتِ اولیاء کے خیرات وصَدَقات و نَذر و نیاز اور چڑھاوے وغیرہ شرک ہوئے اس پر راضی رہنے والے اور خیرات وصدقات کے کھانے والے سب مشرک بلکہ ابوجہل کے برابر ہوئے۔ لیکن آج کل خود اوقاف کے مزارات کے مجاور بنے بیٹھے ہیں اور خوب مزے اُڑا رہے ہیں۔

۶﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ محرم میں امام حسین کا ذِکرِ شہادت وصحیح رِوایتوں سے بھی بیان کرنا حرام ہے ان کی نیاز کا شربت اور ان کی سبیل کا پانی پینا بھی حرام ہے ان کاموں میں چندہ دینا بھی حرام ہے لیکن ہولی دیوالی کی پوریاں کچوریاں کھانا جائز ہے چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ 'محرم میں ذکرِ شہادت علیہ السلام کرانا اگرچہ صحیح ہو۔ سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل وشربت میں دینا یا دودھ پلانا سب دُرست نہیں ہے اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔' اور حاشیہ پر لکھ دیا کہ لانہ کفر 'یعنی اس لئے کہ یہ سب کفر ہے'۔ یہی مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ 'ہندو تیوہار یا ہولی دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ دیں ان چیزوں کا کھانا استاد وحاکم یا نوکر کو (مسلمان) دُرست ہے یا نہیں؟

الجواب.....درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصّہ دوم، صفحہ نمبر-۱۲۳)

۷﴾ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان، صفحہ-۱۱، مصنف اسماعیل دھلوی)

۸﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ (تقویۃ الایمان)

غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟ (تقویۃ الایمان، صفحہ-۴۶)

مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۷، حصہ سوم میں لکھتے ہیں کہ 'پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ شرک صریح ہے۔'

۹﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم صِرف بھائی کی تعظیم کی طرح کرنی چاہئے چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں، 'انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کی کرنی چاہئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام زادے، پیر و مرشد یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے اور ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔' (تقویۃ الایمان، صفحہ-۴۸)

۱۰﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ اُمّت پر پیغمبر کو ایسی سرداری حاصل ہے جیسے چودھری کو اس کی قوم پر چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ 'جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی اُمّت کا سردار ہے۔' (تقویۃ الایمان، صفحہ-۵۰)

﴿۱۱﴾ ان کا عقیدہ ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال مبارک تعظیم کے ساتھ لانا زِنا کاری، رنڈی بازی اور اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بدتر ہے اور ان ناپاک کاموں کے خیال سے نماز ہوجائے گی مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال سے نماز بھی باطل ہوگئی اور آدمی بھی مشرِک ہوجائے گا چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ 'از وسوسۂ زنا خیال مجامعت از زوجہ خود بدتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچند یں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ وخر خود است وایں تعظیم وجلال غیر کہ درنماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک فی' (صراطِ مستقیم، صفحہ نمبر-۸۶ از مولوی اسمٰعیل دہلوی)

غیرت مند مسلمان کیلئے یہ گیارہ حوالے ہی کافی ہیں جس پر بے غیرتی اور صلح کلیت کا بھوت سوار ہے اسے ہزاروں اوراق بے سُود۔

عقائد مذکورہ کے بعد عاشق نماز کا فیصلہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے

آج کل دیوبندی اور بریلوی جھگڑے سے پاکستان کے تقریباً ہر علاقہ میں عوام میں ہیجان وانتشار ہے کہ نامعلوم حق پر کون ہے اس وقت ان دونوں کے متعلق فیصلہ کرنا ہے کہ ان دوگروہوں میں حق کس کے پلے میں ہے اور پھر بتانا ہوگا کس کے پیچھے نماز جائز ہے اور کس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

اس کا فیصلہ مذکورہ بالا عقائد خود ہیں کہ کسی کو مذکورہ عقائد بھلے لگتے ہیں تو بیشک ان کے پیچھے نماز پڑھیں تا کہ کل قیامت میں دونوں (گرو اور چیلا) جہنّم میں اکٹھے بیٹھیں تو ہم کہہ سکیں کہ 'رل بیٹھے ہیں دِیوانے دو'

اگر کسی بندہ خدا کو مذکورہ بالا عقائد ناگوار ہیں تو خدارا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنا انجام برباد نہ کریں اور نہ ہی نماز جیسی دولت کو اپنے ہاتھوں ضائع کریں۔

نماز با جماعت

نماز اسلام کا ایک بہت بڑا رُکن ہے یہاں تک کہ حدیث شریف میں نماز کے ترک کو اسلام کے گرانے سے تعبیر کیا گیا اور اس کے ترک پر بڑی بڑی وعیدیں نازل ہیں اس لئے اس کی ادائیگی میں ہر طرح کی جدوجہد کی جائے اور پھر اسے باجماعت ادا کرنے میں سونے پر سہاگہ۔ لیکن باجماعت نماز کا دارومدار امام پر ہے اگر اس کا منہ مکے مدینے تو مقتدی کو مبارک اگر امام کا منہ گنگے تو اس کا مقتدی دونوں کا بیڑا غرق کیونکہ گندے عقائد سے خود اس کی اپنی نماز اس کے مُنہ پر ماری جائے گی تو مقتدی بے چارہ کس کھاتہ میں۔ اسی لئے جتنی نمازیں ایسے امام کے پیچھے پڑھیں قِیامت میں ایک ایک کا حساب ہوگا اس وقت کا پچھتانا کسی کام نہ آئیگا ابھی سے سوچ لیں کہ گندے عقیدے والے کے پیچھے نمازیں برباد ہوئیں تو نقصان کس کا اس سے ان بھلے مانسوں کو سمجھ لینا چاہئے جو کہتے ہیں کہ جماعت سے ترک نماز کے ۲۵-۲۷ دَرَجے ثواب ضائع ہوتا ہے خدا کے بندے ۲۵-۲۷ کو روتے ہو جب ان کی نماز ہی نہ ہوئی تو تم ان کے پیچھے پڑھ کر اپنی ایک نماز کیوں ضائع کرتے ہو۔ وما علینا البلاغ

امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے

چند روایت صحیحہ عرض کردوں جن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے نیک نمازی اہل توحید کے متعلق فیصلے فرمائے۔

بے ادب امام کو امامت سے ہٹادیا

قال احمد من اصحابِ النّبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم انّ رجلا ام قوماً فبصق فِی اَ ثُقبلِۃَ وَ رسوُ ل اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یَنظُر فَقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم حِین فرَغ لاَ یُصلّی لکُم فاراد بَعد ذَالکَ اَنْ یصَلّی لھُمْ فمنَعُوہ‘ وَ اَخبرُوہ بِقولِ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فَذَکرِ ذَالک لِرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال نَعم و حسِبْت انّہ قال انک اَذیتَ اللّٰہ و رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم (رواہ ابوداؤد، ج ۱، صفحہ نمبر-۷۶)

اصحاب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ ایک آدمی نے قوم کو جماعت کرائی اور قبلہ رُخ تھوک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے جب فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد یہ شخص جماعت نہ کرائے اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو منع کردیا اور اس شخص کو بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فیصلے سے متنبہ کردیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صورت حال عرض کی آپ نے فرمایا کہ تو نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیّت (تکلیف) پہنچائی ہے۔

فائدہ ﴾ سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کے پرستار عاشق سے اپیل ہے کہ غور فرمائیں کہ صرف کعبہ مکرمہ کی طرف تھوکنے والے امام صحابی کو خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت سے ہٹادیا بلکہ وہی امام دوبارہ امامت کرانے کی جرأت کرتا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین اس کی امامت قبول نہیں کرتے۔ بتایئے اس امام کی نماز کس کھاتے میں جائے گی جو کعبہ کے آقا بلکہ کعبہ کے کعبہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گستاخ ہے اور وہ امام تو کعبہ کی سمت جو مدینہ طیبہ سے تخمیناً تین سو میل دُور ہے کو تھوکتا ہے تو امامت کے لائق نہیں یہاں تو کھلے بندوں رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لاعلمی، بے اِختیار و دیگر بہت بُرے امور کا اِلزام لگاتا ہے اس کی امامت تم نے کس طرح برداشت کررکھی ہے کیا بے غیرتی تو سر نہیں ہوگئی بے غیرت بنو یا غیر مند اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت میں کمی یا اِضافہ نہ ہوگا البتہ یہ فیصلہ ابھی سے کرلیں کہ ایسے بے اَدب گستاخ کے پیچھے تو تیری نماز برباد ہوگئی۔

گستاخان نبوت کو مسجد نبوی سے نکالا گیا

سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم ہے طرد المنافقین لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے مذاق اُڑاتے تھے ایک دِن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھ کر آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ فامربهم رسول الله فاخرجوا من المسجد اخراجاً 'رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان منافقین کو سختی سے نکال دیا جائے۔'

صحابۂ کرام کا عمل

حضرت ابو ایوب خالد بن یزید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مسجد سے باہر پھینک دیا پھر حضرت ابوایوب نے ودیعہ کو پکڑا اور اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے جاتے، (اُفّ لَکَ مُنَافِقًا) اے خبیث منافق تجھ پر افسوس ہے۔ اے منافق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد سے نکل جا۔ اے منافق! اس طرح حضرت عمارہ بن حزم نے زید بن عمرو (منافق) کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا وہ گر گیا اس منافق نے کہا افسوس ہے اے دوست تو نے مجھے سخت عذاب (دُکھ) دیا۔ حضرت کے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جواب میں فرمایا کہ 'خدا تجھے دفع کرے، خدا تعالیٰ نے تیرے لئے عذات تیار کیا ہے وہ اس سے سخت تر ہے۔ فَلَا تَقْرَبَنَّ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

سخت مار

بنو نجار قبیلہ کے دو صحابی ابو محمد (جو کہ بدری صحابی بھی تھے) نے قیس بن عمرو جو کہ منافقین میں سے تھا کو گدی پر مارنا شروع کر دیا حتّٰی کہ مسجد سے نکال باہر کیا اور حضرت عبداللہ بن حارث نے جب سنا کہ حضور نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم فرمایا ہے حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر صحن پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا وہ منافق کہتا تھا کہ 'اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے' انہوں نے جواب دیا کہ 'اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے تو نجس ہے تو پلید ہے آئندہ مسجد میں نہ آنا'۔ ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا کہ 'افسوس کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے'۔ (سیرت ابن هشام، صفحه نمبر-۲۵۸)

درس عبرت ﴿ یہ منافقین کلمہ اسلامی پڑھتے نمازیں ادا کرتے جہاد پر بھی جاتے تھے لیکن رَحمۃٌ لِّلعٰلمین نے انہیں مسجد سے نکلوا دیا۔ صحابہ کرام نے انہیں مارا پیٹا گھسیٹا اور پلید نجس وغیرہ کہا، وہ کیوں؟ صِرف اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ تھے یہی ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھنا حرام ہے اور ان کو مسجد سے نکال دینا اور ان کی تبلیغی جماعت

کے بستر ے باہر پھینک دینا سنت ہے بہت بڑا ثواب ہے جو لوگ انہیں نیک آدمی سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ صحابہ کرام سے بڑھ کر اسلام کا عشق کسے ہوسکتا ہے۔

فیصلے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ہم اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر فیصلہ حق ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر صحابی ہدایت کا ستارہ ہے اور خلفائے راشدین کی ہر بات کو سنّت کا مرتبہ حاصل ہے اور فاروق اعظم کو بالخصوص حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے لسان حق بخشی ہے ان کے فیصلے ملاحظہ ہوں۔

امام نماز کو قتل کر دیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک پیش امام ہمیشہ قرأت جہری میں سورۂ عبس و تولیٰ کی تلاوت کرتا تھا مقتدیوں کی شکایت پر اسے طلب کیا گیا اور پوچھا گیا کہ تم ہمیشہ یہی سورہ کیوں تلاوت کرتے ہو؟ کہنے لگا کہ 'مجھے حظ آتا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جھڑکا ہے' اس پر اس کا سر قلم کر دیا گیا۔

امام اسماعیل حنفی حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ 'حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک امام ہمیشہ نماز میں اسی سورت (عبس و تولیٰ) کی قرأت کرتا ہے تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کر دیا۔ چونکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالیہ کی تنقیص کے اِرادے سے اس کی قرأت کیا کرتا تھا تا کہ مقتدیوں کے دِل میں بھی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عظمت کم ہو جائے اس لئے نگاہِ فاروقی میں وہ مُرتد تھا اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔ (روح البیان سورۂ عبس، پارہ نمبر ۳۰)

فائدہ ﴿ کاش کوئی آج سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا غیور بادشاہ یا حاکم وقت دُنیا میں پیدا ہوتا کہ ایسے گستاخ بے ادب ائمہ مساجد و مبلغین منہ پھٹ اور بے باک قسم کے خطیبوں پر تعزیرات فاروقی جاری فرمائے ورنہ کاغذی سزائیں تو ہم اپنے لیڈروں سے سن سن کر مایوس ہو چکے ہیں۔

تلوار کا فیصلہ

بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا چلو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے؟ اس کا مطلب حاصل نہ ہوگا اس لئے اس نے باجود مدعی ایمان ہونے کے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی کو سرپنچ بناؤ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف یہودی کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے اسلئے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اس کو سرپنچ تسلیم نہیں کیا۔ ناچار منافق کو فیصلہ کے لئے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں آنا پڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا معاملہ سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام طے فرما چکے ہیں لیکن یہ حضور کے فیصلے سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں ابھی آکر اس کا فیصلہ کرتا ہوں' یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہی فیصلہ ہے۔ (الباب النقول للسیوطی و اسباب النزول للواحدی)

فائدہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قسم کے فیصلے درجنوں ہیں فقیر نے **الاصابہ فی عقائد الصحابہ** (عقائد عمر رضی اللہ عنہ) میں جمع کر دیئے غیور مسلمان کیلئے صرف ایک واقعہ ہی کافی ہے لیکن جس نے بے غیرتی کی قسم کھا رکھی ہے فقیر اویسی کی وہ کب سنتا ہے نمازیں اپنی برباد کر رہا ہے اس کا اس سے اپنا نقصان ہے کہ غریب نے نماز پڑھی بھی لیکن عمداً گستاخی اور بے ادب امام کے پیچھے پڑھ کر اپنے پاؤں خود کاٹے اس کی مثال اس بڑھیا کی سی ہے جس کی اللہ تعالیٰ عزوجل نے چودھویں پارہ میں مذمت فرمائی ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا (پارہ-۱۴)

ترجمہ: تم اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت پختہ کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

حکایت مکہ مکرمہ میں ریطہ بنت عمرو ایک عورت تھی وہم کے مرض میں مبتلا تھی اس کی عقل میں کچھ کمی تھی اور فتور تھا کہ وہ دوپہر تک محنت کر کے سُوت کاتا کرتی تھی بلکہ باندیوں سے بھی کتواتی تھی پھر دوپہر کے بعد تمام کاتا ہوا سُوت توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی اور باندیوں سے بھی تڑوا ڈالتی اسی طرح روزانہ کا معمول تھا۔ (روح البیان، پارہ نمبر-۱۴)

انتباہ مضمون وغیرہ کا مورد خاص ہے لیکن بقاعدہ اصول التفسیر حکم عام ہے اس سے وہ نمازی سوچے کہ نماز کیلئے کتنی محنت و مشقت اٹھائی لیکن امام کی بدمذہبی کا خیال نہ کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو ساری محنت ضائع ہوگئی اور اس نماز کا حساب ذمے رہا جو کل قیامت میں اسّی سال کو غوطۂ جہنّم نصیب ہوگا اس سستی و غفلت کے سودے کا گھاٹا خود سمجھ لیں مجھے تو اس نماز کے عاشق پر رونا آتا ہے کہ ہزاروں روپے امام و خطیب پر خرچ کرتا ہے لیکن یہ نہیں پوچھتا کہ اس کے عقائد کیسے ہیں لیکن جب مرا تو ایک ایک نماز کا حساب دینا پڑا اس وقت پچھتائے گا کہ ہائے دولت بھی خرچ کی تو سزا و عذاب بھی سر پر۔

فتاویٰ دیوبند

مولوی حسین احمد صاحب مدنی نے اپنی کتاب **الشہاب الثاقب**، صفحہ نمبر ۵۰ پر بحوالہ لطائف رشیدیہ، صفحہ ۲۲ پر درج کیا ہے۔

۱﴾ جو الفاظ موہم تحقیر سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

تبصرہ اویسی﴾ مثلاً دیوبندیوں نے لکھا ہے کہ 'حضور جیسا علم تو پاگلوں، جانوروں اور بچوں کو بھی حاصل ہے۔' (حفظ الایمان) یا لکھا ہے کہ 'حضور کا خیال نماز میں آجائے تو بی بی کے جماع اور گدھے کے خیال سے بدتر ہے۔' (صراط مستقیم) یا لکھا ہے کہ 'شیطان اور ملک الموت کا علم حضور سے زیادہ ہے۔' (براھین قاطعہ) یہ تمام حوالے ابتداء رسالہ ہذا میں لکھے جا چکے ہیں بتایئے کہ یہ کل کلمات کفریہ ہیں یا نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ان کلمات کو کفریہ ہونے کا اِنکار نہیں کرے گا تو پھر فیصلہ فرمایئے کہ ان کلمات کے لکھنے والوں کی نیت نہ بھی ہو تب بھی اسلام سے خارج ہیں۔

۲﴾ اسی مدنی صاحب نے کتاب کے آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آئے تو قتل کرنا چاہئے کہ موذی گستاخِ شان جناب کبریا، تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے۔

۳﴾ جناب مولوی محمد انور شاہ صاحب کاشمیری تحریر فرماتے ہیں کہ 'بارگاہ انبیاء میں گستاخی کفر ہے چاہے اس سے قائل کی مراد توہین کی نہ بھی ہو۔'

٤﴾ کل اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ناروا الفاظ کہنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (انور شاہ کشمیری مولانا اکفار الملحدین فی ضروریات الدین، صفحہ نمبر ۔ ۴۳، مطبوعہ دہلی، ۱۳۵۰ھ)

۵﴾ صفحہ نمبر ۱۰، پر لکھتے ہیں کہ 'ضروریاتِ دین سے انکار کرنے والے انبیاء کی توہین کرنے والے کو کافر نہ کہنا اور احتیاط کرنا خود کفر ہے مسلمان خوب سمجھ لیں کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ احتیاط یہ ہی ہے کہ منکر ضروریات دین اور انبیاء کی توہین کرنے والے منافقین کو کافر کہا جائے ورنہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے منافقین سب کچھ فرائض وواجبات ادا نہ کرتے تھے اور کیا وہ اہل قبلہ نہ تھے بس حکم یہی ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر کہا جائے آسمان ٹلے، زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔'

٦﴾ اسی در بھنگی نے اسی کتاب **(اشد العذاب)** میں لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کا علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات کی وجہ سے کافر لکھنا حق ہے اگر وہ انہیں کافر نہ لکھتے تو خود کافر ہو جاتے۔

خلاصہ بحث﴾ ہمارا دیوبندی فرقہ کا اِختلاف انہی گستاخیوں کی وجہ سے ہے نہ صرف ہمارا بلکہ اہل اس وقت کے تمام علماء ومشائخ عرب وعجم نے ان کی ان عبارات سے انہیں خارج از اسلام لکھا ہے اور کہا تفصیل کیلئے دیکھئے 'حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ'۔

فتویٰ غزالی زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یہ فتویٰ ترجمان اہلسنّت کراچی میں شائع ہوا جس کا عنوان یوں تھا کہ **بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم۔**

نوٹ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے القاب اور اسم گرامی رسالہ سے ہم نے جوں کے توں نقل کر دیئے ہیں البتہ آپکی تحریر میں عنوان فقیر نے نمایاں کئے ہیں تا کہ قارئین کے ذہن میں مضمون آسانی سے اُتر سکے رسالہ کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

محترم مولانا احمد سعید کاظمی صاحب،

السلام علیکم ..... آپ کا خطبہ استقبالیہ پڑھ کر بے حد متاثر ہوا چند سوالات لکھ رہا ہوں جواب سے مطمئن فرمائیں؟

خلاصہ سوال نمبر-۱ وہابی نجدی امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو جن لوگوں نے پاکستان میں ایسے لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور جو لوگ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں حج کے موقع پر حرمین طیبین میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟

خلاصہ سوال نمبر-۲ محکمہ اوقاف کی تحویل میں جو مساجد ہیں ان میں وہابی، دیوبندی وغیرہ ہر قسم کے امام ہیں ایسے مذہب والے امام کے پیچھے نماز دُرست ہوگی یا نہیں؟ نیز محکمہ اوقاف کا قیام شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

خلاصہ سوال نمبر-۳ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور و بشر ہونے کے بارے میں قبر و قیامت میں سوال کیا جائے گا اور کیا یہ مسئلہ عقائد میں شامل ہے؟

خلاصہ سوال نمبر-٤ اذان سے پہلے یا اس کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو لازم سمجھنا کیسا ہے؟ اس کے بغیر اذان ناجائز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ نیز الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ اور اَللّٰھم صلِ علٰی محمّد الخ دونوں کا شرعی حکم متعین کیا جائے۔

خلاصہ سوال نمبر-۵ ٹی بی کے مریض کو حرکت کرنے سے طبیب روک دے تو وہ نماز کس طرح پڑھے؟

خلاصہ سوال نمبر-٦ فتاویٰ عالمگیری کا مدون کون ہے؟ کس سنہ میں اس کی تدوین ہوئی اور اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

(خلاصہ مکتوب مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۷۸ء)

محترم و مکرم جناب سیف اللہ خان صاحب زید مجدہ، ۲۴ نومبر ۱۹۷۸ء

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

محبت نامہ ملا یاد فرمائی کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ عزّ وجل آپ کو دارین کی نعمتوں سے نوازے آمین۔ آپ کے سوالات کا نہایت جامع اور اصولی طور پر جواب لکھ رہا ہوں آپ جیسے صاحب فہم و خرد سے قوی اُمید ہے کہ غور سے ملاحظہ فرمائیں گے۔

تمہید جوابات ۱ ۲ پہلے اور دوسرے سوال کا جواب سمجھنے کیلئے ایک مختصر تمہید عرض کرتا ہوں کہ اگر اس تمہید کو غور سے پڑھ لیا جائے تو اِن شاءَ اللہ نہایت آسانی سے جواب سمجھ میں آجائے گا۔ تمام اہل اسلام کے نزدیک یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ کسی امام کے پیچھے صحتِ اقتدا کے بغیر نماز دُرست نہیں ہوسکتی جس کیلئے مقتدی وامام کے مابین ایک مخصوص رابطہ قائم ہوجانا نہایت ضروری ہے اس مخصوص رابطہ کے بغیر صحت اقتداء متصور نہیں اس میں شک نہیں کہ یہ رابطہ ظاہری مادی، جسمانی نہیں بلکہ یہ رابطہ صرف باطنی، روحانی اور اعتقادی ہے جس کا وُجود امام اور مقتدی کے درمیان اصولی اعتقاد میں موافقت کے بغیر ناممکن ہے شرک توحید کے منافی اور کفر وجاہلیت اسلام وایمان سے قطعاً متضاد ہے اگر مقتدی جانتا ہے کہ میرا کوئی عقیدہ امام کے نزدیک شرک جلی یا کفر وجاہلیت ہے تو دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ رہی اور اس عدم موافقت کے باعث صحت اقتداء کی بنیاد منہدم ہوگئی ایسی صورت میں اس امام کے پیچھے اس کی نماز کا صحیح ہونا کیونکر متصور ہوسکتا ہے؟ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مثلاً کسی منکر ختم نبوت کے پیچھے کسی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ مقتدی ختم نبوت کا اعتقاد رکھتا ہے اور امام ختم نبوت کا منکر ہے دونوں کے درمیان اعتقادی موافقت نہ ہونے کی وجہ سے صحت اقتداء کی بنیاد باقی نہ رہی لہٰذا نماز نہ ہوئی توضیح مدعا کیلئے ہدایہ سے ایک جزئیہ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں کہ اگر امام کی جہت تحری مقتدی کی جہت تحری سے مختلف ہو اور تاریکی یا کسی اور وجہ سے مقتدی کو اس اختلاف کا علم نہ ہوسکے تو اسکی نماز دُرست ہے اگر مقتدی امام کی جہت تحری کا علم رکھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہے۔

صاحب ہدایہ نے اس فساد کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ لِاَنَّہ اعْتَقَدَ اِمامہ عَلَی الخَطاء یعنی فساد صلوٰۃ کی دلیل یہ ہے کہ مقدی نے اپنے امام کے خطا پر ہونے کا اعتقاد کیا اس سے واضح ہوا کہ نماز درست ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مقتدی امام کے خطا پر ہونے کا معتقد نہ ہو یعنی مطابقت اعتقاد ضروری ہے بشرطیکہ مقتدی امام کی خطاء سے باخبر ہو اور اگر وہ امام کی خطا سے لاعلم ہو تو ایسی صورت میں اس کی نماز ہوجاتی ہے۔ اس مختصر تمہید پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مقتدی جب یہ جانتا ہو کہ امام کے عقیدے میں انبیاء کرام وصالحین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استمداد بلکہ توسل تک شرک ہے اور امام مزاراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ومزاراتِ اولیائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کیلئے سفر کرنے بلکہ مزارات کی تعظیم وتکریم کو بھی شرک قرار دیتا ہے اور مقتدی ان تمام امور کو توحید اور اسلام کے عین مطابق سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں عدم موافقت اعتقاد کی وجہ سے صحت اقتدا کی بنیاد مفقود ہے پھر نماز کیونکر دُرست ہوسکتی ہے؟

مقتدی کی تین قسمیں

رہا یہ امر کہ حج وغیرہ میں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟ تو میں عرض کروں گا کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان جن کے اصولی عقائد میں امام کا عقیدہ ہم سے مختلف ہے ان کا حکم تمہید کے ضمن میں واضح ہوگیا ایسے لوگ اپنے علم کے مقتضیٰ کے مطابق یقیناً مجتنب رہیں گے۔ دوم وہ مسلمان جو یہ جانتے ہیں کہ امام کے بعض عقائد سے مختلف ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ اختلاف اصولی عقائد میں ہے اور ہمارے عقائد امام کے نزدیک کفر وشرک معصیت و جاہلیت کا حکم رکھتے ہیں یہ مسلمان محض حرم مکہ وحرم مدینہ اور مسجد حرام و مسجد نبوی کی عظمتوں اور عشق ومحبت اِلٰہی و رِسالت پناہی کے جذبات سے متاثر ہوکر اپنی غلط فہمی کی بنا پر اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کی اس خطا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پیش نظر یہ اُمید کی جاسکتی ہے ربّ کریم ان کی نمازوں کو رائیگاں نہیں فرمائے گا۔ سوم وہ مسلمان جنہیں سرے سے امام کے ساتھ اختلاف عقائد ہی نہیں وہ محض سادہ لوح ہیں عشق ومحبت سے سرشار ہوکر حرم مکہ اور حرم مدینہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے بحالت لاعلمی اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان کے متعلق بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عفو وکرم سے ان کی نمازوں کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ دوم اور سوم کے مسلمانوں کی خطاء قابل عفو ہے طبرانی میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح مرفوع حدیث مروی ہے، رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطاء وَ النِّسْیَانُ وَ مَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ 'اُٹھالیا گیا میری اُمّت سے خطاء اور نسیان کو اور اس چیز کو جس پر وہ مجبور کیے گئے' یعنی ان تینوں حالتوں میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔

حکایت مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیّدنا موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور بکریاں چرانے والا گڈریئے کا واقعہ بطور تمثیل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بکریاں چرانے والا گڈریا اللہ تعالیٰ کی محبت میں کہہ رہا تھا کہ اے اللہ عزّوجل! اگر تو میرے پاس آئے تو تجھے نہلاؤں تیرے بالوں میں کنگھی کروں تجھے دودھ پلاؤں تیرے پاؤں دباؤں۔ سیّدنا موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اسے سختی سے ڈانٹا اور ایسی باتوں سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ، اے موسیٰ! میرا بندہ میری محبت میں مجھ سے مخاطب ہے آپ نے اس کو کیوں روکا؟ مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا — بندۂ ما را چرا کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

فائدہ میرا مقصد اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے سے صِرف یہ ہے کہ سچی محبت اور سچا عاشق اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا موجب ہوتا ہے اس لئے اگر سچی محبت اور عشق والے مسلمان نے غلط فہمی یا بے خبری میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی تو رحمتِ خداوندی سے یہ اُمّید کی جاسکتی ہے کہ وہ بے نمازی قرار نہیں پائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہیں فرمائے گا

مزید وضاحت کیلئے عرض ہے کہ وہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں جن کا ذکر سطور بالا میں ہو چکا ہے اور ان کی تین قسمیں بھی بیان کی جا چکی ہیں اور ان تینوں قسموں کا حکم بھی مذکور ہو چکا ہے ان تینوں نمازیوں کی طرح ہیں جن کے پاس نجاست لگا ہوا کپڑا ہے اور اس پر نجاست لگی ہوئی ہے وہ مقدار میں اتنی زیادہ ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے اس کپڑے میں نماز جائز نہیں (تو ایسے بے نمازی کا جو حکم ہے وہی گندے عقیدے والے کو سمجھے)۔

نمازی کی قسمیں

ایک نمازی وہ ہے جس نے جان لیا کہ کپڑے پر نجاست ہے اور یہ بھی جان لیا کہ اتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز نہیں ہو سکتی ظاہر ہے کہ وہ اپنے اس علم کی بناء پر ایسے کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اجتناب کرے گا۔

دوسرا نمازی وہ ہے جو اس کپڑے کی نجاست کو جانتا ہے مگر غلط فہمی کی بناء پر نہیں جانتا ہے کہ اس نجاست سے نماز نہیں ہو سکتی اب اگر وہ شخص نماز کی محبت اور کمال شوق الی الصلوۃ کی بناء پر اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لے تو رحمتِ الٰہیہ سے یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہ فرمائے گا اور اس کے شوق و محبت کی بناء پر اس کی نماز کو ضائع نہ ہونے دے گا۔

تیسرا وہ نمازی ہے جو سرے سے کپڑے کی نجاست کا علم ہی نہیں رکھتا اور کمال شوق عبادت اور نماز کی محبت میں اس کپڑے کے ساتھ نماز پڑھ لیتا ہے افضل ایزدی اور کرم خداوندی سے اس کے بارے میں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل اپنے دامن عفو و کرم میں چھپا لے گا اور اس کی نماز مردود نہ ہوگی یہ صحیح ہے کہ جاننے والے ایسے لوگوں کو صحیح بات ضرور بتائیں گے لیکن اسکے باوُ جود بھی اگر کسی کو صحیح بات نہ پہنچ سکے تو حکم مذکور مجروح نہ ہوگا۔

تبصرہ اویسی﴾ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اختلاف فروعی ہے جیسے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، تو پھر وہ آئمہ و مقتدی ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ لیتے ہیں مثلاً امام حنبلی کے پیچھے شافعی المذہب ایسے ہی شافعی امام کے پیچھے حنفی وغیرہ وغیرہ اس کا جواب ظاہر اور صاف ہے کہ وہ واقعی فروعی اختلاف تھا اور ہے لیکن بریلوی سنّی کا دیوبندی فرقہ و دیگر بدمذہب مرزائی، شیعہ سے اصولی اختلاف ہے بالخصوص فرقہ دیوبندی سے فروعی اختلاف سمجھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کی شان اور عزّت و احترام نہ ماننے کے مترادف ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ ان صاحبان کی تحریروں اور تقریروں میں عظمتِ مصطفیٰ اور محبت اولیاء کا درس ملتا ہے یا تحقیر و توہین ٹپکتی ہے اگر توہین و تحقیر کے متعلق شک ہے تو چند عبارات رِسالہ کے اوّل سے پڑھ لیں یا فقیر کی کتاب **دیوبندی بریلوی فرق** ایک بار دیکھ لیں تفصیل مزید دیوبندی مذہب پڑھیں پھر فیصلہ فرمائیں کہ یہ لوگ بے ادب ہیں یا باادب پھر اگر سمجھ میں آجائے کہ یہ فرقہ بے ادب ہے اور یقیناً بے ادب اور گستاخ ہے تو پھر یقین کیجئے کہ

بے ادب محروم ماند از فضل رب

اور جو فضل ربانی سے محروم ہے وہ تمہاری نماز کا امام بن کر تمہیں کہاں لے جائے گا خود فیصلہ کر لو۔

سوال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ 'یعنی ہر نیک اور ہر (فاسق وفاجر) کے پیچھے نماز پڑھو'

جواب یہ حدیث شریف سند کے اعتبار سے اس پایہ کی نہیں کہ جس سے استدلال کیا جاسکے اگر مان لیا جائے تو جائز ہے لیکن واجب الاعادہ ہے جیسے داڑھی منڈانے یا قبضہ سے کم کرانے والے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی تو نماز جائز تو ہے لیکن اس کا لوٹانا واجب ہے لیکن خارج از اسلام اور منافق (عقائد کے اعتبار سے) کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں جس کے دلائل سابق اوراق میں گزرے خلاصہ یہ ہے کہ فاجر و فاسق اور ہے اور خارج و منافق اور ہمارے نزدیک یہ لوگ فاجر اور فاسق نہیں بلکہ ان کے عقائد وطریقے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقین سے ملتے جلتے ہیں فلہٰذا حدیث حق لیکن اس سے استدلال غلط ہے مزید تفصیل فقیر کی تصانیف ذیل میں مطالعہ فرمائیں:۔

(۱) وہابی دیوبندی کی نشانی (۲) دیوبندی وہابی ہیں (۳) تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ (٤) دیوبندیوں کی سرپرستی (٥) تبلیغی جماعت کے کارنامے (٦) دیوبندی بریلوی فرق (۷) وہابی دیوبندی بدعتی ہیں (۸) ابلیس تا دیوبند (۹) یہ بھی دیکھا وہ بھی دیکھا (۱۰) دیوبندی وہابی کا پوسٹ مارٹم۔

اے اُمّتِ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہم سب کو مسلم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہ رکھنے والے منافق و مرتد ہیں یہی وہ بد بخت ازلی ہیں جو جہنّم کے سب سے نچلے طبقے میں دھکیلے جائیں گے کاش! مسلمان حضور پرنُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت شان کو جان سکیں جس سے متعلق خود خالقِ کائنات قرآن حکیم میں ارشاد فرمارہا ہے کہ و رفعنا لك ذكرك کا اعلان فرما چکا ہے۔افسوس ہے کہ اس امر کا یقین کرنے کے باوجود بے غیرتی سوار ہے۔آج کے اس پُرفتن دَور میں بے ادبوں اور گستاخوں کا دَور دَورہ ہے ہر جگہ دریدہ ذِہنوں بے لگاموں اور فتنہ انگیزوں خرمستوں کا شور وشغب ہے صِرف یہ ہی نہیں بلکہ نجدیوں کی ناپاک ذریت سرزمین پاک پر وبائی صورت اختیار کرتی چلی جارہی ہے۔اس لئے تحفظ ناموس رسالت کے پیش نظر ہر مسلمان کلمہ گو کا فرض ہے کہ وہ ان کی ٹیڑھی چال کو سمجھیں ورنہ قِیامت میں ان کے ساتھ تمہارا بھی محاسبہ ہوگا تو پھر پچھتاؤ گے ہمارا فرض تھا کہ ہم اس سے سبکدوش ہوگئے اب آپ اپنا منصب خود سنبھالا کریں۔ و ما علینا البلاغ

بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

رسالہ نمبر-۲ بریلویوں کے پیچھے نماز کا حکم

ہم اہلسنّت عقیدہ دیوبندی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے میں حق بجانب ہیں لیکن دیوبندی محض ضد سے اہلسنّت کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ورنہ ان کے اکابر اسماعیل دہلوی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی کا عمل اور قول اور فتاویٰ سے ثابت ہے کہ ان کی ہمارے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یہ کہنا کہ بریلوی مشرک ہیں اس لئے ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے غلط ہے لیکن ضرورت پڑجائے تو پڑھ لیتے ہیں گویا موم کی ناک ہے جہاں چاہو لگا لو انہیں کون کہے کہ جب بریلوی مشرک ہیں تو پھر ان کے پیچھے نماز جائز کیوں بلکہ بوقت ضرورت اہل حق کہتے تھکتے نہیں ہو، وہ کیوں؟

اصل مسئلہ بریلوی کوئی مذہب نہیں بلکہ وہی قدیمی مذہب سنّی حنفی ہے آج کے دَور میں بریلوی کے نام سے مشہور کردیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اہلسنّت سے نفرت ہو کہ یہ کوئی نیا مذہب ہے۔ 'خدا شرے برانگیزد کہ خیر مادراں باشد' اللہ کوئی ایسی بہتر تدبیر بناتا ہے کہ اس میں ہماری خیر ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے اس لفظ کو برائی کے لئے مشہور کیا لیکن یہ لفظ امام اہلسنّت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی کرامت بن گیا کہ اب سنّی مسلمان اس لقب کو اپنے لئے سن کر مسرت محسوس کرتا ہے۔

مخالفین کا اعتراض

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کو خود علمائے دیوبند مانتے ہیں کہ وہ زبردست فقیہہ عالمِ دین اور عاشقِ رسول تھے نمونہ ملاحظہ ہو (مزید حوالے فقیر کی کتاب امام احمد رضا اپنوں اور غیروں کی نگاہ میں دیکھئے)۔

دیوبندی رسالہ ماہانہ معارف اعظم گڑھ

میں ہے کہ 'مولانا شاہ احمد رضا خان مرحوم اپنے وقت کے زبردست مصنف اور فقیہہ تھے۔

ہالیجوی دیوبندی

ایک بہت بڑے دیوبندی حماد اللہ ہالیجوی کہتے ہیں کہ ان کی برائی میری مجلس میں ہرگز نہ کرو وہ حب رسول ہی کی وجہ سے ہمارے متعلق غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ (ہفت روزہ خدام الدین، ۱۱ مئی ۱۹۶۲ء)

سچا عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مخالفین نے محض رعایت کے طور پر نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت امر کا اعتراف کیا لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے دیوبندیوں کی کوئی رعایت نہ کی۔

چنانچہ صدرالافاضل مراد آبادی نے عرض کی حضور نرمی کے ساتھ وہابیوں، دیوبندیوں کا رَد فرمائیں تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مولانا کی یہ گفتگو سن کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ 'مولانا تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور میں اپنے ہاتھ سے ان گستاخوں کا سر قلم کرتا لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں ہاں اللہ تعالیٰ نے قلم عطا فرمایا ہے تو میں قلم کے ذَرِیعے شدّت کے ساتھ ان بے دِینوں کا رد اس لئے کرتا ہوں کہ تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید رَدّ دیکھ کر مجھ پر غصّہ آئے پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے آقا و مولیٰ کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس طرح میرے آباؤ اجداد کی عزّت و آبرو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت جلیل کے لئے سپر ہو جائے۔ (سوانح امام احمد رضا بریلوی)

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صِرف عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں علم اور فقاہت اور تحقیق کا بھی ان کے دِلوں پر گہرا اثر تھا لا نسلم (ہم نہیں جانتے) کا مرض لاعلاج ہے مولوی غلام علی معاون مودودی نے برملا لکھ دیا کہ 'مولانا احمد رضا خان صاحب کے بارے میں ہم لوگ اب تک سخت غلط فہمی میں رہے ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں ان کے ہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔' (ہفت روزہ شہاب، ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

بفضلہٖ تعالیٰ اسی طرح تمام دیوبندیوں کے اکابر و اصاغر بلکہ علمائے عرب و عجم اپنوں اور بے گانوں نے مانا۔

نماز کا مسئلہ

فضلائے دیوبند کو اِقرار ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ مبنی بر صدق ہے اور حق ہے لیکن تسلیم کے باوجود توبہ کی توفیق نہ ہوئی اس کے باوجود وہ ببانگ دہل کہتے رہے بلکہ تصانیف میں لکھتے گئے کہ امام احمد رضا اور ان کے متبعین کے پیچھے نماز جائز ہے چند فتویٰ و اقوال ملاحظہ ہوں۔

اشرف علی تھانوی

ہفت روزہ چٹان کا ایڈیٹر مولوی اشرف علی تھانوی کا ذِکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ 'مولانا احمد رضا خان بریلوی زِندگی بھر انہیں کافر کہتے رہے لیکن مولانا تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ میرے دِل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (چٹان ۲۳، اپریل ۱۹۶۲ء)

..... مولوی محمد حسن اس واقعہ کے راوی ہیں وہ کہا کرتے تھے کہ بارہا مجھے حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔

(چٹان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء - نوائے وقت، ۵ فروری ۱۹۶۸ء)

انتباہ مولوی اشرف علی تھانوی فرقہ دیوبند کے نہ صرف حکیم صاحب ہیں بلکہ متفق علیہ مجدد ہیں جیسے مجدد الف ثانی امام ربانی احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اب فرقہ دیوبند کے لوگ بجائے لڑائی جھگڑے کے سوچیں کہ جب ان کا مجدد اور حکیم صاحب، امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کے پیچھے نماز پڑھنا جائز کہہ رہا ہے تو پھر یہ چھوٹے چھوٹے ملا اس کے برعکس بولیں تو ان کا علاج جوتا۔

خبر متواتر تھانوی صاحب کا مذکورہ ملفوظ خبر واحد نہیں بلکہ متواتر ہے دیوبند کے بڑے بڑے ستون اس کے راوی ہیں۔

۱ مذکورہ بالا حوالہ کا راوی شورش کاشمیری ہے جسے دیوبند اپنے مسلک کا نڈر اور بے باک وکیل کہتے ہیں۔

۲ کوثر نیازی جسے اپنی دیوبندیت پر فخر ہے ناز ہے وزارت کے قلمدان پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود فرقہ دیوبندی سے نیازمندی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جنگ کراچی میں ایک طویل مضمون لکھا کہ.....

'میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم و مغفور سے لیا ہے کبھی کبھی ذِکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب (یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) 'مولانا احمد رضا خان بریلوی کی بخشش تو انہیں کے فتوؤں کے سبب سے ہو جائے گی'۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ 'احمد رضا خان! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول کی ہے تو ان پر کفر کا فتویٰ بھی لگا دیا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی'۔

کم وبیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا ہے۔

۳ جب حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع کی۔ مولانا تھانوی نے بے اِختیار دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے جب وہ دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا کہ

وہ تو آپ کو عمر بھر کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دُعائے مغفرت فرما رہے ہیں؟ فرمایا (یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔

﴿٤﴾ یہی مضمون مرتضیٰ بھنگی دیوبندی خلیفہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اشد العذاب میں لکھا ہے۔

فتویٰ ..... اشرف علی تھانوی

شاہ اشرف علی تھانوی کا قول ہے کہ 'کسی بریلوی کو کافر نہ کہو' اور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کافر کہا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت تھانوی ایک بڑے جلسے سے خطاب کر رہے تھے کہ خبر ملی کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی انتقال کر گئے ہیں آپ نے تقریر کو ختم کر دیا اور اسی وقت خود اور اہل جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کیلئے دعائے مغفرت فرمائی۔ (چٹان لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۶۲ء)

﴿.....﴾ ایک سلسلہ میں (مولوی اشرف علی تھانوی نے) فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے میں نے کہا وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں۔ ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے تو ان کو آمادہ کرو۔' (الافاضات الیومیہ جلد پنجم ملفوظ صفحہ نمبر-۳۵۵، ۲۲۰)

﴿.....﴾ حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ 'اگر مجھ کو مولوی احمد رضا بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں ضرور پڑھتا۔

(چٹان لاہور، ۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

مولوی انور کاشمیری محدث مدرسہ دیوبند

میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گذارش کرتا ہوں کہ 'حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔'

(کتاب حیات انور، صفحہ - ۳۳۳ و نوائے وقت ۸/۱/۷۶)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

'ہم تو ان بدعتیوں (بریلویوں) کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا اِنکار نہ کریں کافر نہیں کہتے۔'

(المہند، صفحہ نمبر-۱۰)

مفتی محمد شفیع دیوبندی

'مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی حشمت علی خان کو کافر نہ کہا جائے۔' (فتاویٰ دار العلوم دیوبند از مفتی محمد شفیع)

مفتی محمود

لائق صد احترام (دیوبندی) اساتذہ میں سے کسی نے بھی تو دَورانِ اسباق بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اِظہار نہیں کیا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ 'میرے اکابرین نے اس (بریلوی) فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ (کفر و شرک) کا نہیں دیا میرا بھی یہی خیال ہے۔ (سیف حقانی، صفحہ نمبر-۷۹)

دیوبندیوں کا تازہ فتویٰ

روزنامہ جنگ کے جمعہ میگزین میں 'دینی مسائل' کے عنوان کے تحت دیوبندی مکتب فکر کے جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی عبدالرحمٰن دیوبندی عوام کے مسائل کے جوابات اور فتویٰ لکھتے ہیں کہ 'اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک کی تائید اور پیروی میں اہل فہم علم وانصاف کے لئے مفتی دیوبندی کے بعض جوابات وفتویٰ قابل توجہ ہیں۔'

بریلوی امام

تمام اہلسنّت وجماعت خواہ دیوبندی ہوخواہ بریلوی ہوقرآن وسنّت کے علاوہ فقہ حنفی میں بھی شریک ہیں ان کے درمیان اصولی طور پرایک اختلاف نہیں لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوجائے گی اکیلے نماز پڑھنے سے جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے لہٰذا دیوبندی، بریلوی کے پیچھے نماز پڑھ لے، کیونکہ دونوں حنفی ہیں۔ (جنگ میگزین، ۲۸ اپریل تا ۴ مئی ۱۹۹۰ء)

مفتی دیوبندی کے فتویٰ سے الحمدللہ بریلوی حضرات صحیح سنّی وحنفی ہیں ان کے پیچھے بلا کراہت وقباحت نماز جائز ہے بلکہ الحمدللہ افضل ہے اور جو دیوبندی، بریلوی حضرات کومشرک اوران کے پیچھے نماز ناجائز قرار دیتے ہیں وہ مفتی عبدالرحمٰن کے فتویٰ سے جھوٹے ہیں اور ناحق مشرک وغیرہ کا غلط تاثر دیتے ہیں۔

مزید عبارات واقوال وفتاویٰ ہم نے کتاب 'ابلیس تا دیوبند' اور 'دیوبند شتر مرغ' میں لکھے ہیں۔

فتویٰ دیوبند

الجواب..... مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلقین (سائل نے پوچھا تھا کہ وہ خود یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور یاعلی مشکل کشا کے نعرے لگاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کوغیب کا علم جاننے والا کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوعطا فرمادیں وغیرہ ایسے عقائد والوں) کوکافر کہنا صحیح نہیں بلکہ ان کے کلام میں تاویل ہوسکتی ہے اور تکفیر مسلم میں فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت احتیاط فرمائی ہے اور یہ لکھا ہے کہ 'اگر کسی شخص کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ ضعیف اسلام کی ہوتو مفتی کو اس ضعیف وجہ کی بناء پر فتویٰ دینا چاہئے یعنی اس کومسلمان کہنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مطبوعہ کراچی ۵۴ جلد ۲)

تبصرہ اویسی الحمدللہ ہم اہلسنّت پکے مسلمان ہیں اس کا اعتراف نہ صرف اکابرِ دیوبند کو ہے بلکہ وہ ہمارے اکابر کے پیچھے نماز پڑھتے آئے اوراس کے جائز ہونے کے فتاویٰ جاری کرتے ہوئے آئے یہ آج کون ہوتے ہیں ناجائز کہنے والے۔

انکشاف ان کی عادت ہے کہ جہاں سے ریال ڈالرمل جائیں اسی طرف ہوجاتے ہیں تجربہ کرلیں صدیاں گزریں شیعہ (نسبتی) کو ہم اہلسنّت نے کفر کا فتویٰ جاری کیا لیکن یہ خاموش رہے اب ریال نے انہیں بلوایا اب دیکھو شور برپا ہے

انجمن سپاہ صحابہ برملا اعلانیہ نعرہ 'کافر کافر شیعہ کافر' وہ بلاتفریق سب شیعوں کو کافر کہتے ہیں مگر مفتیان دیوبند کے فتوے اس نعرہ کے بالکل برعکس ہیں ملاحظہ ہوں:۔

۱﴾ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند عزیز الفتاویٰ صفحہ نمبر ۱۳۳ جلد ۱.....روافض جو سَبِّ شیخین (صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہا نے ان کی تکفیر کی ہے اور عقائد بھی مختلف ہیں اگر کسی گروہ کا عقیدہ کفر کی نوبت تک نہ پہنچا ہو اس سے نکاح دُرست ہے اور اگر حضرت علی کو فضیلت دیتا ہے یا سَبِّ صحابہ کرتا ہے تو وہ کافر نہیں بلکہ فاسق ہے نکاح دُرست ہے۔

۲﴾ فتاویٰ دیوبند صفحہ نمبر ۱۴۰ جلد ۱.....میں ہے کہ محققین حنفیہ شیعہ تبرا گو اور منکر خلافت خلفائے ثلاثہ کو کافر نہیں کہتے اگرچہ بعض علما نے ان کی تکفیر کی ہے مگر صحیح قول محققین کا ہے کہ سب شیخین اور انکار خلافت خلفاء کفر نہیں ہے۔

۳﴾ فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی مطبع سعیدی صفحہ نمبر ۴۰.....روافض وخوارج کو بھی اکثر علما کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ (روافض) شیخین (صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور خوارج حضرت علی کو کافر کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۳۱.....صحابہ کرام میں سے کسی صحابی کو کافر کہنے والا اپنے اس کفر کے سبب سنّت جماعت سے خارج نہ ہوگا مخلصاً دیوبندیوں کی تمام کتابوں میں بھی ایسا ہی ہے اب وضاحت طلب بات یہ ہے کہ اگر سپاہ صحابہ والوں کا نعرہ صحیح ہے تو کافروں کو مسلمان کہنے والے یا ان کے کفر میں اختلاف کرنے والے دیوبندی مفتی کس کھاتے میں جائیں گے؟ اگر دیوبند کے مفتی سچّے ہیں تو مسلمان بریلوی کو کافر کہنے والے کس گڑھے میں گریں گے.....جہنم میں۔

فقط

محمد فیض احمد اویسی رَضوی غفرلہ

تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں؟

حسب الارشاد

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب قادری

بجادہ نشین دربار عالیہ طوطیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات

مصنف

مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری شہزادی

خطیب جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار سیالکوٹ

ناشر

قادری کتب خانہ

تحصیل بازار، ۹۰ سیٹلی پلازہ سیالکوٹ

0336-8678692

تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں؟

حسب الارشاد

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب قادری

بجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ ڈھوڈا شریف ضلع گجرات

مصنفہ

مولانا ابو الحامد محمد ضیاء اللہ قادری شہرفی

خطیب جامع مسجد علامہ عبد الحکیم علیہ الرحمۃ تحصیل بازار سیالکوٹ

ناشر

قادری کتب خانہ

تحصیل بازار سیالکوٹ

جملہ حقوق ✤ محفوظ ہیں

نام کتاب

تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں ؟

مصنف

مولینا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی

صفحات ——— ۷۲

ناشر

محمد حامد ضیاء

قادری کتب خانہ ○ تحصیل بازار سیالکوٹ

فون :- ۵۵۱۹۶۷ دفتر
۵۸۶۶۷۳ رہائش

قیمت ——— 50

اِنتساب

فقیر اس تالیف کو

پیرِ طریقت، عالمِ شریعت، پروردۂ آغوشِ ولائیت، ورع الزاہد علامہ الحاج

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری نقشبندی

دامت برکاتہم

زیبِ آستانہ عالیہ فیض پور شریف (ڈھانگری شریف) میرپور آزاد کشمیر سے منسوب کرتا ہے۔ جو دیارِ غیر میں اسلام کی شمع کو فروزاں کرنے اور مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کی تبلیغ و تشہیر کے لیے شب و روز مصروف ہیں۔

نیازمند

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری الاشرفی غفرلہٗ

مہتمم دارالعلوم قادریہ عبدالحکیمیہ

تحصیل بازار سیالکوٹ شہر

فون ○ ۵۱۹۶۷

۸۹۹۶۱

وجہ تالیف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَمَالِکِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ، اَلَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَبِنْتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ،

اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِسلام حق گوئی کی تعلیم دیتا ہے، حق کو چھپانا یا حق و باطل میں التباس منع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَکْتُمُوا الْحَقَّ۔ (پ۱ ع ۴)

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ۔ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔

زیرِ نظر رسالہ لکھنے کا سبب صرف اور صرف یہی ہے کہ ۱۹۸۷ء میں برطانیہ کے دورہ پر جب گیا تو وہاں کے احباب، تبلیغی جماعت کی عیاریوں اور مکاریوں سے سخت دل برداشتہ تھے۔ احباب کو ان کے رویہ اور طریقہ سے پریشانی تھی۔ کہ ہم غیر مسلموں کے سامنے کیا منہ دکھائیں کہ ان کے مذہبی رہنماؤں کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہے۔ یہ لوگ تبلیغ کے نام پر بھی دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے۔

حکومت برطانیہ کو بھی اس کا علم ہے کہ ان میں کتنے فرقے ہیں، مگر تبلیغی جماعت کے حضرات سے پوچھا جائے کہ آپ کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو

کہتے ہیں، ہمارا فرقوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔

سادہ لوح مسلمان جب ان کے ساتھ چلہ کشی کے لیے پھنس جاتا ہے۔ تو پھر آہستہ آہستہ ان کو بدعت، شرک، کفر کی تبلیغ شروع ہو جاتی ہے، اہلسنت وجماعت کو بھی بدعت، شرک و کفر سے سخت نفرت ہے بلکہ تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے، تو اہل سنت کے اکابر نے ہی کفر و شرک کی جڑیں کھوکھلی کی ہیں۔

سرزمین ہند میں اسلام کی بہار داتا گنج بخش علی ہجویری، سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہم کے قدم رنجہ کی برکت کا ہی نتیجہ ہے۔

تبلیغی جماعت سے افسوس اس لیے ہے کہ اسلام کا نام لیکر ان چیزوں کو کفر و بدعت اور شرک قرار دینے کی مہم چلاتی ہوتی ہے جو کہ شرک و کفر اور بدعت نہیں ہیں۔

زبان سے یہ کہنا کہ ہمارا کسی فرقہ سے تعلق نہیں۔ مگر تبلیغی نصاب میں قاسم نانوتوی کو حجۃ الاسلام، اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت، رشید احمد گنگوہی کو قطب الارشاد محمود الحسن کو شیخ الہند، خلیل احمد انبیٹھوی کو عالم ربانی قرار دیں۔ یہ عیاری نہیں تو اور کیا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے اسلام کی شیرازہ بندی کو بکھیرنے اور دولت عشق رسول سے مسلمانوں کے سینوں کو محروم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

تبلیغی نصاب میں ان حضرات کی مداح سرائی کی گئی ہے۔ مگر ان کے ہمعصر مشائخ عظام اور علماء اسلام جنہوں نے حقیقتاً اسلام کی تبلیغ ان عقائد اور نظریات کی تشہیر ان بنیادوں پر کی جو خلفاء راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار علیہم الرضوان نے قرآن و سنت کے مطابق استوار کیں، اشارۃً بھی ان کا ذکر نہیں کیا۔

تحریک آزادی کے ہیرو علامہ امام فضل حق خیر آبادی، عشق مصطفےٰ کو فروزاں کرنے والے امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی، دنیائے اسلام کی نامور شخصیت

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مُرادآبادی، امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، اعلیٰحضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، زُبدۃ المحدثین سید دیدار علی وغیرہم علیہم الرحمۃ جیسی شخصیات کو کون نہیں جانتا۔ جن نفوسِ قدسیہ کی بدولت برِصغیر میں اسلام کا نام روشن ہے، ان کا ذکر نہ کرنا یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں تبلیغی جماعت سے اہلِ سُنّت وجماعت کو کیوں اختلاف ہے کو دلائل اور براہین سے پیش کیا ہے۔ بلکہ ان کی کتاب تبلیغی نصاب کی ہر سطر کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی ہے۔ اور اُن عبارات کی نشاندھی کی ہے کہ تبلیغی نصاب میں جو کچھ لکھا ہے۔ عقائد اور نظریات صریحًا ان کے خلاف ہیں۔ بلکہ دیوبندی اکابر کی اصل کتب کے صفحات کی فوٹو بھی دے دی ہیں، تاکہ کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔

دوستو! جن لوگوں کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہو۔ اُن کو کبھی بھی اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں رسائی نہیں ہوتی۔ ظاہرًا یہ صوفی مسکین متقی نظر آتے ہیں، مگر بباطن .....

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے۔ کہ دینِ حق پر استقامت عطا فرمائے اور اپنے مقرب بندوں کے عقائد اور نظریات پر قائم رکھے، آمین

فقیر ابوالحامد محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہٗ
خطیب جامع مسجد علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمۃ
تحصیل بازار سیالکوٹ شہر
فون نمبر
٥١٩٦٧
٨٩٩٦١



تبلیغی جماعت کی تبلیغی نصاب کی کتاب

فضائل نماز صـ٢٣٣ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے لکھا ہے کہ فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں۔ ان کی دعا کی برکات خود ظاہر ہیں۔

قارئین کرام:۔ مندرجہ بالا عبارت کو بار بار پڑھیے۔ کہ مولوی ذکریا سہارن پوری نے ملائکہ اور فرشتوں کو معصوم بندے لکھا ہے۔ حالانکہ ملائکہ نور ہیں۔ لیکن کسی تبلیغی دیوبندی نے آج تک کوئی رسالہ نہیں لکھا کہ ملائکہ بندے ہیں۔ نور نہیں کیونکہ مولوی ذکریا صاحب نے ملائکہ کو بندے لکھا ہے۔ مگر یہی دیوبندی اور تبلیغی مولوی محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ یعنی محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پڑھ کر نبی اکرم نور مجسم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرتے ہیں۔ کہ دیکھو محمدؐ اللہ کے بندے ہیں۔

اِس سے بالکل عیاں ہے۔ کہ ان تبلیغی دیوبندی حضرات کو نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی عقیدت نہیں بلکہ ان سے بُغض ہے۔

وہ نبی پیارا تو عمر بھر کرے فیض جود نبی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر ترے دل میں کس سے نجار

فضائل نماز کے دوسرے جملہ ان کی دعا کی برکات خود ظاہر ہیں۔

تبلیغی دیوبندی ملائکہ کرام کی دعا کی برکات کے قائل ہیں۔ یاد رہے کہ ملائکہ نبی پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی اور غلام ہیں۔ جبکہ دیوبندی تبلیغی حضرات کے مجدد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ

اللہ پاک بندوں سے دُنیا میں یا قبر میں یا آخرت میں جو معاملہ کرے گا اس کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو، نہ اپنا حال معلوم نہ دوسروں کا حال معلوم۔ لہ (تقویۃ الایمان ص۲۷)

قارئین کرام! تبلیغیوں سے اسی لئے علماء اہلسنت وجماعت کو اختلاف کہ ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ ہے۔

فضائل نماز تیسرا باب خشوع وخضوع کے بیان میں ص۵۵ پر ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ اخلاص والوں کے لئے خوشخالی ہو کہ وہ ہدایت کے چراغ ہیں۔ ان کی وجہ سے سخت سے سخت فتنے دور ہو جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ضعیف لوگوں کی برکت سے اس اُمت کی مدد فرماتے ہیں۔ نیز ان کی دعا سے ان کی نماز سے ان کے اخلاص سے

قارئین کرام! مندرجہ بالا دونوں روایتوں سے عیاں ہے کہ نبی اکرم شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث شریفہ سے بھی وسیلہ ثابت ہے۔ اور اولیاء اللہ کے وسیلہ اور برکات سے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی مدد بھی ثابت ہوتی ہے۔ مگر تبلیغی اور دیوبندی حضرات کا عقیدہ صریحاً اس کے خلاف ہے۔ اور تبلیغ بھی اس کے خلاف کرتے ہیں۔

فضائل نماز تیسرا باب خشوع۔ خضوع کے بیان میں ص۶۵ پر لکھا ہے کہ۔

حضرت ثابت بنانی حفاظِ حدیث میں ہیں۔ اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے

لہ تقویۃ الایمان ص۲۷ کا اصل فوٹو ص۹ پر دیکھیں۔

ملائکہ کی دعا کی برکات

اخلاص والوں کی وجہ سے فتنے دور

ضعیف لوگوں کی برکت سے مدد

بڑے بڑے امام کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ قل کیا ام العلاء نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں اور ہر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کب معاملہ ہوگا میرے اور کیا تم سے

ف یعنے جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کرنا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی اُن کے اختیار سے باہر ہے۔

الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی التصرف

ترجمہ فصل تیسری اشراک فی التصرف کے برائی کے بیان میں ف

یعنے اس فصل میں اُن آیتوں اور حدیثوں کا ذکر ہے کہ جس سے اشراک فی التصرف کی برائی ثابت ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ مؤمنون میں کہہ کون ہے وہ شخص جس کے ہاتھ میں ہے ملک ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اُسکے مقابل کوئی نہیں حمایت کرتا جو جانتے ہو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ ہی ہے کہہ پھر کہاں سے خبط میں پڑے جاتے ہو ف یعنی جس سے پوچھئے کہ ایسی شان کس کی ہے کہ ہر چیز اُسکے قابو میں ہے جواب

تقویۃ الایمان ص۲۷ کا اصل فوٹو

فصل تیسری

۲۷

روتے تھے کہ حد نہیں۔ کسی نے عرض کیا۔ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے۔ اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو۔ تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابو سنان (علیہ الرحمتہ) کہتے ہیں۔ خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا۔ جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا۔ کہ ثابت (علیہ الرحمتہ) کا عمل کیا تھا۔ اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو۔ ہم نے قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔ (اقامۃ الحجۃ)

قارئین کرام! مندرجہ واقعہ کو بغور پڑھیں۔ اس سے مسلکِ حق اہل سنت وجماعت کے عقیدہ حیات النبی اور حیات الاولیاء کی حقانیت عیاں ہے۔

جبکہ دیوبندی تبلیغی حضرات کے ممدوح اور نام نہاد شہید اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں[1] (تقویۃ الایمان ص۶۱)

دیوبندی تبلیغی مولوی اپنی تقاریر میں اکثر کہتے پھرتے ہیں کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان پر مٹی کیوں ڈالی، زندہ پر مٹی ڈالنا ظلم ہے۔ مندرجہ بالا واقعہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ دیوبندی تبلیغی حضرات کا عقیدہ اور نظریہ باطل ہے۔ جب اولیاء اللہ کی حیات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور ان کا قبر میں نماز پڑھنا عیاں ہے۔ تو سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات اور زندگی کا انکار سراسر جہالت اور بدعقیدگی ہے۔ امام فخر الدین رازی اور امام آلوسی علیہما الرحیم نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے۔

[1] تقویۃ الایمان ص۶۱ کا اصل فوٹو ص۱۱ پر دیکھیں۔

اور غصے پر ہنسی اور بغض پر پھیٹ پڑے مگر آدمی کو اسکی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیے بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بنایا سو ہرگز نہ بنے اور کسی کی قبر پر کوئی شب رات دن بیٹھا رہتا ہو تو اسکی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس کرنی نہ چاہیے اخرج ابوداؤد عن قیس بن عباد قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لک فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جسکا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے انکو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تمکو فرمایا مجھکو بھلا خیال کرو کہ تو گذرے تیری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اسکو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کر یعنے میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں سو تو اسی پاک ذات کو سجدہ کر کہ نہ مرے کبھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد نہ کسی زندہ کو سجدہ کیجے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجے نہ کسی مکان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر کچھ خدا نہیں بنگیا سجدہ تو ہی بندہ ہے اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل الغلام لسیدہ مولای فان مولاکم اللہ ترجمہ مشکوٰۃ کے باب السلام میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے نہ بولے کہ میرا بندہ اور میری بندے تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں

تقویۃ الایمان ص۶۱ کا اصل فوٹو

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ (تفسیر کبیر ص ۹۸ ج ۲ ، تفسیر روح المعانی ص)

اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔

اعلیٰحضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ القوی نے اسی لئے فرمایا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اہلسنت و جماعت کو تبلیغی جماعت سے اس لئے اختلاف ہے کہ حقیقت دیکھ کر بھی حقائق کو جھٹلاتے ہیں۔

فضائل ذکر صفحہ ۳۳ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری رقمطراز ہیں کہ :۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہمیشہ کی زندگی ہے۔ کہ اللہ کا ذکر کثرت سے اخلاص کے ساتھ کرنے والے مرتے ہی نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہو جانے کے بعد بھی زندوں ہی کے حکم میں رہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں شہید کے متعلق وارد ہوا ہے۔

بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ

اسی طرح ان کے لئے ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا عبارت سے بھی اولیاء اللہ کی حیات اور زندگی کا ثبوت واضح ہے۔ مگر تبلیغی دیوبندی حضرات سے گفتگو کی جائے تو وہ اولیاء اللہ کو مُردہ کہتے ہیں۔ ظاہر کچھ باطن کچھ

فضائل ذکر صفحہ ۳۳ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری لکھتے ہیں کہ :۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو چغل خوری کے جرم میں دوسرے

کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں۔

ناظرین کرام :۔ مندرجہ بالا حدیث شریف سے واضح ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے اندر کے حالات کو جانتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ قبر والوں کو عذاب کس وجہ سے ہو رہا ہے۔ ان دونوں چیزوں کا تعلق علم غیب سے ہے۔ مگر دیوبندی تبلیغی حضرات کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہ وہ غیب جانتے ہیں۔ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ حدیث سے نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ثابت ہو رہا ہے مگر یہ تبلیغی اس کو شرک قرار دیتے ہیں۔

اہلسنت وجماعت کو تبلیغی جماعت سے اس لئے اختلاف ہے کہ ان کی دعوت میں اخلاص نہیں۔ بلکہ دعوت کی شکل میں نجدیت اور وہابیت کو فروغ دے رہے ہیں

فضائل ذکر صفحہ ۳۳ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

یہ گھر جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ ایسے روشن اور منور ہوتے ہیں کہ اپنے نور کی وجہ سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ اور جن کو اللہ جل شانہٗ نور کے دیکھنے کی آنکھیں عطاء فرماتے ہیں۔ وہ یہاں بھی ان کی چمک دیکھ لیتے ہیں۔ بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہی ہیں۔ جو بزرگوں کا نور ان کے گھروں کا نور اپنی آنکھوں سے چمکتا ہوا دیکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت فضل بن عباس (علیہ الرحمتہ) جو مشہور بزرگ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ آسمان والوں کے نزدیک ایسا چمکتے ہیں۔ جیسا کہ چراغ۔ شیخ عبدالعزیز دباغ (علیہ الرحمتہ) ابھی قریب ہی زمانہ میں ایک بزرگ گذرے ہیں۔ جو بالکل اُمّی تھے۔ مگر قرآن شریف کی آیت حدیث قدسی حدیث نبوی اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتا دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں۔ تو ان الفاظ کے نور سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ کس کا کلام ہے۔ کہ اللہ پاک کے کلام کا نور علیحدہ ہے۔ اور حضور صلی اللہ وسلم کا نور

ذاکرین کے گھروں میں نور

متکلم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کا نور پہچاننا

دوسرا ہے۔ اور دوسرے کلاموں میں دونوں نور نہیں ہوتے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا مضمون سے واضح ہے کہ کئی ایسی چیزیں ہیں۔ جو عوام کو نظر نہیں آتیں۔ مگر خواص کو نظر آتی ہیں۔ ذکر کا نور عامیوں کو نظر نہیں آتا۔ مگر خواص کو نظر آتا ہے۔ اس طرح سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت، اور ان کی جلوہ گری عامیوں کو نظر نہیں آتی مگر خواص کو نظر آتی ہے اسی لئے اہل سنت وجماعت کا نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت اور ان کے حاضر وناظر ہونے پر ایمان ہے۔ مگر تبلیغی حضرات اس سے انکار کرتے ہیں۔ جس سے اظہر من الشمس ہے کہتے کچھ ہیں۔ اور عقیدہ کچھ رکھتے ہیں۔

فضائل ذکر ص۳۵ پر تبلیغی حضرات کے مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری اپنے عقیدے کے مولوی خلیل احمد انبٹھوی کی نورانیت کی تشہیر کرنے کے مقصد سے ہی لکھتے ہیں۔ کہ

تذکرۃ الخلیل یعنی سوانح حضرت اقدس مولینا خلیل احمد صاحب ۔۔۔۔۔ میں بروایت مولانا ظفر احمد صاحب نے لکھا ہے۔ کہ حضرت کے پانچویں حج میں جس وقت حضرت، مسجد الحرام میں طوافِ قدوم کے لئے تشریف لائے۔ تو احقر مولانا محب الدین صاحب (جو اعلیٰحضرت مولانا الحاج امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے خاص خلفاء میں تھے۔ اور صاحب کشف کرامت تھے) کے پاس بیٹھے تھے۔ مولانا مولانا اس وقت درود شریف کی کتاب کھولے ہوئے اپنا ورد پڑھ رہے تھے۔ کہ دفعتہً میری طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے۔ اس وقت حرم میں کون آگیا کہ دفعتہً سارا حرم انوار سے بھر گیا۔ میں خاموش رہا۔ کہ اتنے میں حضرت طواف سے فارغ ہوکر مولانا کے پاس کو گذرے۔ مولانا کھڑے ہوگئے۔ اور ہنسکر فرمایا کہ میں بھی تو کہوں آج حرم میں کون آگیا۔

قارئین کرام: مندرجہ بالا واقعہ سے اور دیوبندی کتب کے مطالعہ سے بالکل

عیاں ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک سرور کائنات، افخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اپنے مولویوں کا مقام ہے مولوی خلیل احمد انبٹھوی کے آنے سے حرم انوار سے بھر جائے مگر سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وہی مولوی خلیل احمد انبٹھوی کا نظریہ ہے۔

حرم انوار سے تب ہی بھرا جب مولوی خلیل احمد صاحب انبٹھوی کو نور تسلیم کیا۔ حرم شریف میں بڑے سے بڑا بھی آئے تو کہتے ہیں کہ حاضر ہوا۔ یا حاضری ہوئی، مگر ان دیوبندی اور تبلیغی حضرات کی بیباکی کا اندازہ کیجئے لکھتے ہیں کہ حضرت مسجد الحرام میں طواف قدوم کے لئے تشریف لائے۔ انصاف سے کہیئے کہ ایسے حضرات میں بھی کبھی روحانیت اور اخلاص ہوسکتا ہے۔ صرف اور صرف ریاء عیاری اور مکاری کے سوا کچھ نہیں۔ تبلیغی حضرات کا مقصد صرف اور صرف اپنے دیوبندی علماء کی تشہیر کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے تبلیغی نصاب میں جگہ جگہ ان کا ذکر کرکے اور ان کے اس قسم کے خود ساختہ واقعات پیش درج کرنے سادہ لوح مسلمانوں میں ان کی عقیدت پیدا کرنے کا ایک ڈھونگ ہے۔ اہلسنت وجماعت کو تبلیغی جماعت سے اسی لئے اختلاف ہے

فضائل ذکر صفحہ ۳۵ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری حدیث ۱۳ لکھی ہے کہ:۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالَ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب جنت کے باغوں پر گذرو تو خوب چرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں۔ ارشاد فرمایا ذکر کے حلقے،

قارئین کرام! اس حدیث شریف سے نبی پاک صاحب لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات اور جود وسخا عیاں ہیں۔ کہ زمین پر ہی اپنے چاہنے والوں کے لئے جنت کے باغ عطا فرما دیئے۔ عام دیوبندی تبلیغی مولوی

پاکپٹن شریف، بہشتی دروازہ کا استہزاء اڑاتے ہیں کہ یہاں زمین پہ بہشتی دروازہ کہاں سے آگیا۔ اس حدیث شریف پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ آپ بہشتی دروازہ سے سٹ پٹا رہے ہیں۔ ہمارے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ وسلم نے تو ہمیں جنت کے باغ عطاء فرما دیئے ہیں۔

ایک دوسری حدیث شریف کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ جو کہ قریباً ہر آدمی کے ذہن اور دماغ میں ہوگی۔ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عِنْدَ رِجْلِهَا۔ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ تبلیغی احادیث نبوی کا استہزاء بھی اڑاتے ہیں۔ اسی لئے اہل سنّت وجماعت کو ان سے اختلاف ہے۔

فضائل ذکر صـ۳۶ پر مولوی ذکریا صاحب، سہارن پوری لکھتے ہیں کہ۔ صاحب الفوائد فی الصلات والعوائد نے لکھا ہے کہ آدمی ذکر پہ مداومت سے تمام آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری فضائل ذکر صـ۳۹ پر لکھتے ہیں کہ:۔ بعض لوگ پکار کر ذکر کرنے کو بدعت اور ناجائز بتاتے ہیں۔ یہ خیال حدیث پر نظر کی کمی سے پیدا ہوگیا ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب نے ایک رسالہ سباحۃ الفکر اسی مسئلہ میں تصنیف فرمایا ہے۔ جس میں تقریباً پچاس حدیثیں ایسی ذکر فرمائی ہیں۔ جن سے جہر (پکار کر) ثابت ہوتا ہے۔

قارئین کرام، مولوی ذکریا صاحب، کے فتوے کے مطابق ذکر جہر پر فتوے لگانے والوں کی حدیث پر کم نظر ہے۔ اہلسنّت کی مساجد اور خانقاہوں میں ذکر جہر ہوتا ہے۔

اور ذکر پر مداومت سے آفات وبلیات سے محفوظ رہتا ہے مگر تبلیغی حضرات کب اور کس وقت اور کس جگہ ذکر جہر کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تبلیغی بابرکت اور نورانی محافل سے محروم ہیں۔

ذکر جہر کو بدعت کہنے والوں کی احادیث پر کم نظر

فضائل ذکر صـ۳۹ پر، مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری رقمطراز ہیں کہ۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں۔ کہ جب اُن کی صورت دیکھی جائے تو اللہ کا ذکر کیا جائے۔ یعنی اُن کی صورت دیکھ کر ہی اللہ کا ذکر یاد آئے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ اللہ کے ولی ہیں۔ وہ لوگ جن کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ یاد آتے ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں۔ جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو۔

ولی اللہ کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے

قارئین کرام! تبلیغی حضرات کے چہروں کو دیکھئے اور علماء اہلسنت وجماعت کے چہروں کو دیکھ کر بہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ کن چہروں پر نورانیت ہے۔ اور کن کے چہروں کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ تبلیغی دیوبندی حضرات کے شیخ القرآن مولوی غلام خاں صاحب، آف راولپنڈی جو ہر سال رمضان المبارک میں دورۂ قرآن پاک بھی پڑھاتے تھے، ۱۹۸۰ء میں جب دُوبئی میں مر گئے اور ان کی نعش پاکستان آئی۔ کسی نے اُن کے چہرہ کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی دکھایا گیا۔ بلکہ اخبارات میں بھی شائع ہوگیا۔ جبکہ آپ کو معلوم ہے بیرون ملک میں جن کی فوتیدگی ہوتی ہے۔ اُن کا مکس کے اوپر شیشہ لگا ہوتا ہے۔ تاکہ منہ دیکھا جا سکے۔ اب خود ہی اندازہ لگالیں کہ دیوبندی تبلیغی حضرات کا شیخ القرآن ہو۔ ہر سال وہ رمضان المبارک میں دورۂ قرآن پاک پڑھانے والا ہو۔ مگر منہ نہیں دکھایا گیا۔ کیونکہ دیکھنے کے قابل ہی نہیں۔ اسی لئے سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب دامت برکاتہم نے خوب فرمایا۔

یہ بے میت کسی بے ادب کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے
ان کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

ادھر اہلسنّت کے شیخ القرآن علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ نے ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے انتقال فرمایا۔ مگر جسم تروتازہ چہرہ نورانی تھا۔ ان کا بھی شیخ القرآن تھا۔ اور یہ بھی شیخ القرآن تھے۔

مناظر اعظم حضرت علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ نے مولوی غلام خاں صاحب

کی زندگی میں ہی اپنی تقریر دلپذیر میں واضح الفاظ میں ہزاروں کے اجتماع میں فرمایا تھا کہ لوگو! جب مولوی غلام خاں مرے گا تو اُس کا حشر دیکھنا۔ اور فقیر (علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ) دنیا سے جائے گا۔ ادھر بھی دیکھنا۔ مولوی غلام خاں صاحب کا حال تو سب نے دیکھا۔ اخبارات میں شائع ہوا۔ علامہ محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ کا چہرہ مبارک نورانی تھا۔ جب جنازہ اُٹھا تو آسمان سے ہلکی ہلکی بوندا باندی رحمت کی صورت میں نازل ہو رہی تھی۔

تبلیغی حضرات کے لیڈر مفتی محمود صاحب کو بھی آپ نے دیکھا اور اہلسنت وجماعت کے قائد علامہ شاہ احمد نورانی کو بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ آغا شورش کاشمیری جیسے تبلیغی دیوبندی کو بھی لکھنا پڑا۔ نام نورانی شکل نورانی اور ڈاڑھی بھی نورانی ہے۔

تبلیغی دیوبندی حضرات کے مولوی عبداللہ درخواستی صاحب کو دیکھئے۔ اور مجاہد ملت علامہ عبدالستار خاں صاحب نیازی کو بھی دیکھئے۔ کن کے چہرہ پر نورانیت ہے انصاف آج بھی دنیا میں دونوں طبقوں کے حضرات کے چہروں کو دیکھ کر انصاف سے کہئے کہ کن حضرات کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین وہ اہل سنت و جماعت کے ہی حضرات ہوں گے

معلوم ہوا کہ مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے جو احادیث شریف درج فرمائی ہیں۔ ان کے مصداق اہل سنت والجماعت ہی ہیں۔ یہ تبلیغی حضرات گروہ در گروہ جماعت در جماعت چلے کاٹتے پھرتے ہیں۔ قصبہ قصبہ شہر شہر بلکہ ملک ملک گھومتے پھرتے ہیں۔ اور کہتے پھرتے ہیں۔ کہ اللہ کے لئے نکلے ہیں۔ لیکن نورانیت اور روحانیت ان کو اللہ تعالےٰ نے عطاء نہیں فرمائی۔ وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اخلاص ان میں نہیں، ظاہری شکل میں اخلاص ہے۔ مگر حقیقت میں حدیث کی اشاعت اور تبلیغ مقصد ہے اسی لئے اہلسنت وجماعت کو اس تبلیغی جماعت سے اختلاف ہے۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے فضائل ذکر صفحہ ۴۳ تحریر

فرمایا ہے کہ حضرت جنید (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ انہوں نے فرمایا تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ کہ یہ کوئی آدمی ہیں۔ آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے میرے بدن کو دُبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے۔ حضرت جنید (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا۔

کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا واقعہ پر غور وخوض فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ خواب حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو آیا ہے۔ انہوں نے اس خواب کا تذکرہ بھی کسی سے نہیں کیا۔ بیدار ہوتے ہی شونیزیہ کی مسجد میں آ گئے۔ ان لوگوں سے کسی قسم کی حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے گفتگو نہیں کی حضرت جنید کو دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ خبیث کی باتوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ یہ اس حقیقت کی دلیل ہے کہ اولیاء اللہ دل کی باتوں اور خوابوں کو بھی جانتے ہیں۔ یہ غیب کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اولیاء اللہ کو وحی بھی نہیں آتی۔ اب تبلیغی حضرات سے پوچھئے۔ کہ اولیاء اللہ دل کی باتوں کو جانتے ہیں اور لوگوں کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ تو کہیں گے توبہ توبہ یہ تو شرک ہے۔ اور باطل عقیدہ ہے۔ یہ کتاب میں جو لکھا ہے اس سے جو عیاں ہے۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ کتاب سے اولیاء اللہ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے۔ اور تبلیغ ان کی اس کے برخلاف ہے۔ اس لئے اہل سنت وجماعت کو ان سے اختلاف ہے۔

فضائل ذکر صفحہ ۴۹ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری اپنے امام ابن قیم کے ذکر کے فضائل درج کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ۔

ذکر اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے۔ اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی

قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری ہوتی ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا ذکر کے فضائل کو پڑھیئے اور تبلیغی جماعت کی محافل کو بھی دیکھئے، ذکر سے خالی، مگر اہل سنت وجماعت کی مساجد اور محافل کو دیکھئے ہر نماز کے بعد ذکر، ختم گیارہویں شریف، ختم خواجگان محافل میلاد شریف سب میں ذکر ہوتا ہے۔ کوئی بھی ذکر سے خالی نہیں ہے، ہر نماز کے بعد ذکر، مگر تبلیغی حضرات کی محافل اس سے خالی، تجربہ اور مشاہدہ فرمائیں۔

لہٰذا ابن قیم کی مندرجہ بالا عبارات کی روشنی سے ثابت ہوا کہ اہلسنت وجماعت کی محافل میں شرکت کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور تبلیغی حضرات کی محافل سے اللہ کی دوری حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تبلیغی حضرات سے کوئی ولی اللہ نہیں۔ جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں۔ سب کے سب اہلسنت وجماعت میں سے ہیں۔

بے عذاب وعتاب حساب وکتاب
تا ابد اہلسنت پہ لاکھوں سلام

فضائل ذکر ص۸۴ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری لکھتے ہیں کہ:۔
شیخ ابو یزید قرطبی (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں۔ میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لاالٰہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا۔ اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا۔ جس کے متعلق یہ مشہور تھا۔ کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اس کی موت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا۔ کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا۔ اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے،

ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف کے ایصال ثواب کی برکت

اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں۔ کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخشوں۔ جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے۔ اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا۔ اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عتاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی۔ اُس کا تجربہ ہوا دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہوگیا۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا واقعہ کو پڑھنے سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ اور قرآن مجید کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن آپ مشاہدہ فرمائیں کہ تبلیغی جماعت کے کسی فرد کے گھر میں ایصال ثواب کی محفل قائم نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسی محافل اہلسنت وجماعت کے گھروں میں منعقد ہوتی ہیں، مسلمان مردوں کو بھی اہلسنت وجماعت سے ہی فائدہ ہے۔ اس لئے تبلیغی حضرات کو دعوت فکر ہے۔ کہ اہل سنت وجماعت مسلک میں ہی دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔

تبلیغی حضرات ایسی محافل کو بدعت حرام اور کبھی علماء کرام کے کھانے پینے کے ڈھنگ قرار دے کر طرح طرح کی باتیں بنا کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اہلسنت وجماعت کو تبلیغی حضرات سے اس لئے اختلاف ہے کہ کتابوں میں پڑھ کر بھی وہ ایسی محافل منعقد کرنے سے محروم ہیں۔

فضائل ذکر ص۸۲ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری لکھتے ہیں کہ
جہاں دینداروں کا گنہگاروں کو قطعی جہنمی سمجھ لینا مہلک ہے وہاں جہلا

کا ہر شخص کو مقتداء اور بڑا بنا لینا خواہ کتنے ہی کفریات بکے سم قاتل ہے۔ اور نہایت مہلک ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا سارا وعظ جو مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے اس عبارت میں فرمایا ہے۔ وہ تبلیغی جماعت پر ہی صادق آتا ہے ان کے جتنے بھی امیر ہیں۔ ان کا مبلغ علم کیا ہے۔ کس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں۔ دینی اور شرعی مسائل پر کہاں تک عبور ہے۔ لیکن تبلیغی ان کو امیر مقرر کرتے ہیں۔ مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کے ان الفاظ کو بار بار پڑھئے۔ خواہ کتنے ہی کفریات بکے سم قاتل ہے۔

اب آپ کے سامنے کفریات کی ایک فہرست پیش کی جاتی ہے۔ جو تبلیغی حضرات کے ممدوح علماء جن کو قطب الاقطاب، شیخ الشیوخ، قاسم العلوم، شیخ الہند، حکیم الامت تحریر کیا ہے۔ وہ فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

تبلیغی حضرات کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں

لفظ رحمت العالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوئے ہیں۔ [1]

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۴ مطبوعہ کراچی)

تبلیغی حضرات کے قاسم العلوم قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں۔ تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ [2]

(تحذیر الناس ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

تبلیغی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔

[1] فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۴ کا اصل فوٹو ص ۲۳ پر دیکھیں [2] تحذیر الناس ص ۵ کی فوٹو صفحہ ۲۵ پر دیکھیں

رحمۃ للعالمین

سوال:۔ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

جواب:۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط۔

شفاعت کبریٰ

سوال:۔ شفاعت کبریٰ کا وعدہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا لیکن باقی اذن من جانب اللہ ہوتا ہے یا نہیں یا بدون اجازت وحکم خداوند ذوالجلال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔

جواب:۔ کوئی شفاعت بغیر اذن کے نہیں ہو سکتی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ

ترجمہ کون ہے ایسا جو شفاعت کر سکے اس کے پاس بدون اذن کے پس اس ذات ذوالمجد والکبریا کی بارگاہ میں کسی کو جرأت زبان ہلانے کی بدون اجازت کے نہیں ہوگی فقط۔

حضور کے والدین کا اسلام

سوال:۔ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان تھے یا نہیں۔

جواب:۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے فقط۔

مزارات اولیاء سے فیض

سوال:۔ مزارات اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے

جواب:۔ مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں ہے اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا دروازہ کھولنا ہے فقط۔

اولیاء کی کرامات

سوال:۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہست قدرت اولیاء را از الٰہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ [1]

[1] اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ چلے ہوئے تیر کو راستے سے پھیر دیتے ہیں۔

مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات علمی میں سے نہیں الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنا بر مدح کل انہیں دو باتوں پر ہے چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور شہدا اور صالحین جن میں سے انبیا اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہے اور شہدا اور صالحین کا کمال عملی انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھئے اور شہدا کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمایئے دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اکثر اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر قوت عملی اور ہمت میں انبیاء امتیوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ معنے ہوئے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی انکو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے تو اپنے اوصاف غالبہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہے مرزا جان جاناں صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب رح چاروں صاحب جامع بین الفقر والعلم تھے پر مرزا صاحب اور شاہ غلام علی صاحب تو فقیری میں مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب علم میں وجہ اس کی یہی ہوئی کہ اُن کے علم پر تو اُن کی فقیری غالب تھی اور اُن کی فقیری پر اُن کا علم اگرچہ اُن کو علم سے اُنکا علم یا اُن کی فقیری سے اُن کی فقیری کم نہ ہو سوا انبیاء میں علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ انکا عمل اور ہمت اور قوت اوروں کے عمل اور ہمت اور قوت سے غالب ہو بہر حال علم میں انبیاء اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت بھی وہ کمال علمی ہے چنانچہ بناء اور صدق بھی ماخذ اوصاف مذکورہ ہے اسبات پر شاہد ہے بناء خود خیر کو کہتے ہیں جو اقسام علوم یا معلوم میں سے ہے اور صدق اوصاف علم میں سے پر نبوت اور صدیقیت میں وہی فرق فاعلیت اور قابلیت ہے جو آفتاب و آئینہ میں وقت تقابل معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ حدیث مرفوع قولی جسکا یہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ میں خدا نے ڈالا تھا میں نے ابو بکرؓ کے سینہ میں ڈالدیا اسپر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اس لیے کہتے ہیں کہ خبردار یا خبر دار کرنیوالا ہوتا ہے

تحذیر الناس صـ۵ کا اصل فوٹو

ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے[1] (حفظ الایمان صـ۸)

تبلیغی حضرات کے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ :-

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا، آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی - آپ تو عربی ہیں - فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی[2]

(براہین قاطعہ صـ۲۶ مطبوعہ دیوبند)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

غور کرنا چاہیئے، شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے - شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی - فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے -[3]

(براہین قاطعہ صـ۵۱ مطبوعہ دیوبند)

ناظرین کرام - یہ چند عقائد اور نظریات کی فہرست ان حضرات کی کتب سے پیش کی ہے - جن کو مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے اپنے تبلیغی نصاب میں اپنا بزرگ اور عالم تحریر فرمایا ہے -

اب تبلیغی حضرات مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کے الفاظ کفریات سم قاتل ہے - اور نہایت مہلک ہے - کو بار بار پڑھیں - اور حق و صداقت کی صدا بلند کرتے ہوئے ان حضرات سے لاتعلقی اور ایسے عقائد و نظریات رکھنے والوں کے متعلق اپنی رائے قائم کرنا اہم فریضہ ہے -

---

[1] حفظ الایمان صـ۸ کی فوٹو صـ۲۶ پر

[2] براہین قاطعہ صـ۲۶ کی فوٹو صـ۲۷

جواب سوال سوم مطلق غیب سے مُراد اطلاعات شرعیہ میں ہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قایم نہو اور اُسکے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہو اسی بنا پر کہا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرما یا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اُسپر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونیکی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی و ربی کہنے سے نہی۔ اسیوجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی دلیل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز نہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور خلق عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا لمعنے مالک و معبود یعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا! و جسطرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسیطرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالی کے لئے ثابت نہیں ہیں اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کرکے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالی شانہ عالم الغیب نہیں (نعوذ باللہ منہ) تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کرسکتا ہے اس بنا پر تو انو اقیقوں کی تمام تر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہونگی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول یہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو جاہے کہ ہر کس عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر دیوبندی اس کا التزام کرے کہ ہاں ہر شے کا عالم الغیب کہو تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر علم کل جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں بطرح کہ انکی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اسکا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ پیشتر ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر میں اور نفی کرنا آپ سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے احادیث میں ہزاروں واقعات آپکے کتب رسائل

۵۱



بدعتی کی تعظیم اسلام کو منہدم کرنے

فضائل ذکر ص۸۲ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری رقمطراز ہیں
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرے
ہے وہ اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کرتا ہے۔ بہت سی احادیث میں
ہے کہ آخر زمانہ میں دجال مکار۔ کذاب پیدا ہوں گے۔ جو ایسی احادیث
کو سنا دیں گے۔ جو تم نے نہ سنی ہوں گی۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں
ڈال دیں۔

قارئین کرام۔ تبلیغی دیوبندی حضرات کے نزدیک جو بدعت نہیں۔ اس کو
بھی وہ بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور جو واقعی بدعت ہیں۔ اور ان میں وہ خود بھی
مبتلا ہیں۔ مثلاً ڈاڑھی منڈانا۔ بیاہ شادی کی رسوم وغیرہ۔ اب ذرا غور فرمائیے
گھر میں یہ بدعات جو بن پر ہوں اور حضرت صاحب بستر اٹھا کر قریہ قریہ پھر رہے
ہیں کہ اسلام کے لئے نکلے ہیں۔ پہلے گھر میں تو بدعات ختم کرائو۔ جو بدعات نہیں
کو بدعات کہہ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا مضمون کے آخری جملوں کے مصداق بن رہے ہیں۔ مثلاً نبی پاک
صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف پر خوشی کرنا۔ محافل ذکر اور ایصال
ثواب منعقد کرنا اور نبی اکرم، شفیع معظم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اختیارات، تصرفات کا انکار کرنا بلکہ کفر و شرک کے فتوے لگانا وغیرہم سے گمراہ کر
رہے ہیں۔ اور ملک میں قریہ قریہ مساجد میں اور محلوں میں فتنہ ڈال رہے ہیں
الغرض مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کے مندرجہ بالا مضمون کے
مصداق تبلیغی حضرات ہی ہیں۔

فضائل ذکر ص۸۲-۸۳ پر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری تحریر فرماتے
ہیں کہ:۔

جس قدر اخلاص ہوگا۔ اتنا ہی وزنی یہ پاک نام ہو سکتا ہے اسی اخلاص کے
پیدا کرنے کے واسطے مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنا پڑتی ہیں۔

مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنے سے اخلاص پیدا ہوتا ہے

ناظرین کرام:۔ تبلیغی حضرات سے پوچھیں کہ آپ کن مشائخ کی جوتیاں سیدھی
کرتے ہیں۔

دنیا بھر کے شہروں کا چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ لیکن کبھی مشائخ کی بارگاہ
میں حاضری نہیں دیتے۔ کسی آستانہ پر حاضری نہیں دیتے، اسی لئے ان میں خلوص
نہیں۔

مولوی ذکریا صاحب نے لکھا ہے کہ مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی
کرنے سے خلوص پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے تبلیغی حضرات میں اخلاص نہیں بلکہ
ریاء ہے۔ اہلسنت وجماعت تبلیغی حضرات سے اختلاف رکھنے کی وجوہات
میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری، حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا
کی ایک وصیت جو انہوں نے اپنی ایک خادمہ کو فرمائی۔ اس کا تذکرہ فضائل ذکر
ص۹۳ پر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ:۔

جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو ایک خادمہ کو وصیت فرمائی کہ یہ
اونی گدڑی جس کو وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں۔ اس میں مجھے کفن دے دینا
اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ حسب وصیت تجہیز و تکفین کر دی گئی۔
بعد میں اس خادمہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہ نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں
اس نے دریافت کیا کہ وہ آپ کی گدڑی کیا ہوئی۔ جس میں کفن دیا گیا تھا فرمایا
کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی۔ انہوں نے درخواست کی کہ مجھے
کوئی نصیحت فرمائیں کہا کہ اللہ کا ذکر جتنا بھی کر سکو۔ کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم
قبر میں قابل رشک بن جاؤ گی۔

قارئین کرام: مندرجہ بالا واقعہ سے اظہر من الشمس کے کہ وہ کپڑے جو
اولیاء کاملین کے جسم پاک سے لگے ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد ان کا نفع اور
فائدہ قبر میں ہوتا ہے۔ لیکن تبلیغی دیوبندی حضرات تبرکات کو کفن میں رکھنے

تبرکات کا قبر میں قابل رشک بننا

کے مخالف ہیں۔ اہل سنت وجماعت کا عمل اور عقیدہ ہے۔ مگر تبلیغی حضرات کا انکار ہے۔

نیز حضرت رابعہ بصریہ کا فرمانا۔

اللہ کا ذکر جتنا بھی کر سکو کرتی رہو۔ اس کی وجہ سے تم قبر میں بھی قابل رشک بن جاؤ گی۔ سے بھی تبلیغی حضرات نصیحت حاصل کریں۔ اور تحقیق کرو کہ کثرت ذکر کن لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ الحمد للہ رب العلمین اہلسنت وجماعت ہی ہیں:

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے فضائل ذکر ص۹۵ پر لکھا ہے کہ:۔

اللہ والوں کی صحبت ان کی دعا۔ ان کی توجہ معین و مددگار بن سکتی ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا نظریہ اور عقیدہ دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے نزدیک تو ناجائز بلکہ شرک ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان پر لکھا ہے

اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان ص۱۸)

اولیاء اللہ کی بارگاہ میں دعا کے لئے حاضر ہونے والے۔ ان کی محافل میں صحبت سے برکات حاصل کرنے کی غرض سے جانے والے صرف اور صرف آپ کو اہلسنت وجماعت ہی نظر آئیں گے۔ کوئی تبلیغی نظر نہیں آئے گا۔ کیا وجہ ہے، کہ یہ تبلیغی حضرات جب تبلیغی نصاب روزانہ پڑھتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ اہلسنت وجماعت ان کی اس دورنگی پالیسی کی وجہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے فضائل ذکر ص۹۵ پر حدیث نمبر۲۶ جو درج کی ہے۔ وہ یہ ہے۔

عَنْ عُمَرَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَذْنَبَ	کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا
اٰدَمُ الذَّنْبَ الَّذِیْ اَذْنَبَہٗ	وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) سے
رَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ	جب وہ گناہ صادر ہوگیا)
اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا	جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں

غَفَرْتَ لِیْ فَاَوْحَی اللّٰہُ عَلَیْہِ	بھیج دیئے گئے۔ تو ہر وقت روتے
مَنْ مُحَمَّدٍ فَقَالَ تَبَارَکَ	تھے اور دعا و استغفار کرتے رہتے
اسْمُکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ وَرَفَعْتُ	تھے۔ ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ
رَاْسِیْ اِلٰی عَرْشِکَ فَاِذَا فِیْہِ	کیا۔ اور عرض کیا۔ یا اللہ
مَکْتُوْبٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّکَ	سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔
لَمْ تُضِفْ اِلٰی اسْمِکَ اَحَدًا اَعْظَمَ عِنْدَکَ	وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہیں۔
قَدْرًا مِّمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَہٗ	جن کے واسطے سے تم نے استغفار
مَعَ اسْمِکَ فَاَوْحَی اللّٰہُ	کی۔ عرض کیا۔ کہ جب آپ نے
اِلَیْہِ یَا اٰدَمُ اِنَّہٗ اٰخِرُ	مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر
النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ	لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
وَلَوْلَا ھُوَ مَا خَلَقْتُکَ۔	اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ
اخرجہ الطبرانی	وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے
فی الصغیر والحاکم	جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ
وابو نعیم البیہقی	رکھا۔ وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین
کلاھما فی	ہیں۔ تمہاری اولاد میں سے ہیں۔
الدلائل	لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ
	کئے جاتے۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری اس حدیث کو نقل فرمانے کے بعد فضائل ذکر ص۹۷ پر لکھتے ہیں کہ:۔

منجملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ حضور کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ دوسرا مضمون عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہونا۔ یہ اور بھی بہت ہی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

قارئین کرام! اہل سنت وجماعت مندرجہ بالا حدیث کو پیش کرتے ہیں تو یہ دیوبندی تبلیغی حضرات اس کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ کبھی کچھ کبھی کچھ کہتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ وسیلہ سے ان کو چڑ ہے۔ اس حدیث شریف سے سیدنا آدم علیہ السلام کا سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم وسیلہ مانگنا ثابت ہے پھر مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے بھی اس حدیث شریف پر تبصرہ اور بحث فرماتے ہوئے صاف الفاظ میں لکھ دیا کہ حضور کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے حدیث شریف فرمانے کے بعد ان کتب احادیث اور محدثین کے کافی نام درج کئے ہیں۔ مگر آج تک آپ نے کبھی کسی تبلیغی اور دیوبندی مولوی اور عام آدمی کو حدیث شریف بیان کرتے نہیں دیکھا ہوگا۔ اس لئے کہ ان کے نظریے اور عقیدے کے خلاف ہے۔ تبلیغی حضرات کو دعائیں کرتے دیکھئے ظاہراً بڑی مسکین انداز اختیار کرتے ہوئے دعائیں مانگیں گے مگر دعائیں بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اختیار نہیں کریں گے۔ دوسری طرف علماء اہلسنت وجماعت کو دیکھئے۔ کہ دعائیں بارگاہ رب العالمین میں جب مانگتے ہیں۔ تو رحمت العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اختیار فرماتے ہیں۔ عقیدہ اور عمل سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اہل سنت وجماعت کا وہی طریقہ ہے جو ہمارے باپ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا عقیدہ اور طریقہ ہے۔

تبلیغی حضرات کے ممدوح محمد عبدالوہاب نجدی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ کو کفر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ علامہ دحلان مکی علیہ الرحمۃ نے الدرر السنیہ ص۳۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ مَنْ تَوَسَّلَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَفَرَ۔[1]

اس حدیث شریف میں ان الفاظ پر بھی غور فرمائیے۔

محمد کون ہیں؟ جن کے واسطے سے تم نے استغفار کی۔ عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا۔ تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو میں سمجھ گیا تھا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے۔ جن کا نام تم

[1] الدرر السنیہ ص۳۹ کا اصل فوٹو صفحہ ۳۳ پر دیکھیں۔

۳۹

اللہ عنہ جاہا ان یقصدا أو یسا الغرنی و بالاء الدعاء والاستغفار کما فی صحیح مسلم وأما التبرک بآثار الصالحین فقد کان الصحابۃ رضی اللہ عنہم یزدحمون علی ماء وضوئہ یتبرکون بہ واذا تنخم أو بصق یأخذون ذلک ویتمسحون بہ وازدحموا علی الحلاق عند حلق رأسہ صلی اللہ علیہ وسلم واقتسموا شعرہ یتبرکون بہ وشرب عبداللہ بن الزبیر دمہ صلی اللہ علیہ وسلم لما احتجم وشربت ام ایمن بولہ فقال لہا صحت یا أم ایمن وکل ذلک ثابت فی الاحادیث الصحیحۃ ولا ینکر ذلک الا جاہل او معاند بل ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء سقایۃ العباس رضی اللہ عنہ لیشرب من ماء السقایۃ فامر العباس ابنہ عبداللہ أن یاتی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بماء آخر من الدار غیر ما یشرب منہ الساون لانہ استقذرہ وقال یارسول اللہ ہذا منہ الایدی ناتیک بماء غیرہ فقال لا انما أرید برکۃ المسلمین وماستہ أیدیہم فاذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک فما بالک بغیرہ فکل مسلم لہ نور وبرکۃ ولا نعتقد التاثیر لغیر اللہ تعالی فطلب برکۃ الصالحین بالتماس آثارہم لیس فیہ شیء من الاثر الکولا الحرمۃ وانما ہؤلاء القوم یاہدون علی المسلمین توصلا الی اغراضہم فلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فلا یعتقدون موحدا الا من تبعہم فیما یقولون فصاروا ہم وحدون علی زعمہم اقل من کل قلیل کان محمد بن عبدالوہاب الذی ابتدع ہذہ البدعۃ یخطب الجمعۃ فی مسجد الدرعیۃ ویقول فی کل خطبۃ ومن توسل بالنبی فقد کفر وکان أخوہ الشیخ سلیمان بن عبدالوہاب من أہل العلم فکان ینکر علیہ انکارا شدیدا فی کل ما یفعلہ أو یأمر بہ ولم یتبعہ فی شیء مما ابتدعہ وقال لہ اخوہ سلیمان یوما کم ارکان الاسلام یا محمد بن عبدالوہاب فقال خمسۃ فقال أنت جعلتہا ستۃ السادس من لم یتبعک فلیس بمسلم ہذا عندک وکن سادس للاسلام وقال رجل آخر یوما لمحمد بن عبدالوہاب کم یعتق اللہ کل لیلۃ فی رمضان فقال لہ یعتق فی کل لیلۃ مائۃ الف وفی آخر لیلۃ یعتق مثل ما اعتق فی الشہر کلہ فقال لہ لم یبلغ من اتبعک عشر عشر ما ذکرت فمن ہؤلاء الساون الذین یعتقہم اللہ تعالی وقد حصرت المسلمین فیک وفیمن

الدرر السنیہ عربی ص۳۹ کا اصل فوٹو

نے اپنے نام کے ساتھ رکھا۔

ایک تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تخلیق کے فوراً بعد تحریر کو پڑھا۔ جس سے عیاں ہے۔ نبی یہاں اگر نہیں پڑھتا۔ بلکہ وہاں سے ہی پڑھا ہوا آتا ہے۔

دوسری یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام کا عقیدہ تھا۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے۔

لیکن تبلیغی حضرات کے عقائد اور نظریات اس کے خلاف ہیں تبلیغی حضرات کے ممدوح مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری جن کو اپنا آقا تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے تو علماء دیوبند کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استاد قرار دینے کی کوشش کی ہے براہین قاطعہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے، تو آپ کو اردو میں بات کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی میں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی،

(براہین قاطعہ ص۲۶ مطبوعہ دیوبند)

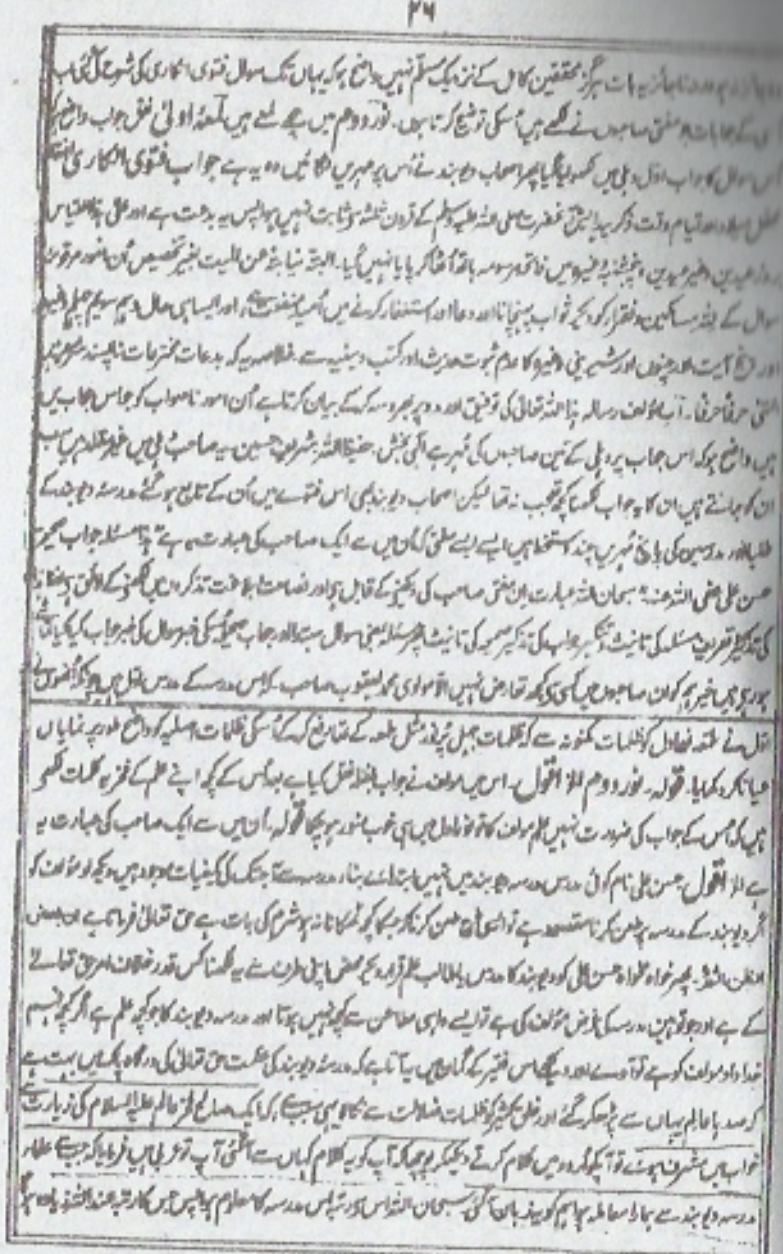
مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کے آقا مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی ہی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

ناظرین کرام! اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان تبلیغی حضرات کا کیا مشن ہے۔ ان کے نظریات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے نظریات کے بھی صریحاً خلاف ہیں۔ جو عقائد اور نظریات کتب احادیث سے عیاں ہیں۔ ان سے بھی یہ عملاً منحرف ہیں۔ اہلسنت وجماعت کو اس لئے تبلیغی جماعت سے اختلاف ہے۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے فضائل ذکر ص۱۰۲ پر لکھا ہے۔ کہ مقابر میں اور میت کے قریب کلمہ طیبہ پڑھنے کے منطق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے

جنازہ کے ساتھ

لہ براہین قاطعہ ص۲۶ کا اصل فوٹو ص۳۵ پر دیکھیں۔



براہین قاطعہ ص۲۶ کا اصل فوٹو

لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔

قارئین کرام! تبلیغی حضرات کے ہاں بھی میتیں ہوتی ہیں اور ان کے جنازے گذرتے ہیں۔ لیکن آپ کسی تبلیغی دیوبندی کے جنازے کے ساتھ کلمہ شریف کا ذکر ہوتے نہیں دیکھیں گے۔ بلکہ ان تبلیغی دیوبندیوں کے نزدیک جنازہ کے ساتھ کلمہ شریف کا ذکر کرنا بدعت اور حرام ہے۔ صرف اہلسنت وجماعت کے جنازوں کے ساتھ کلمہ شریف کا ذکر ہوتا آپ دیکھیں گے۔ یہ بدعت اور بدعت کہنے والوں کے بزرگ اور ممدوح مولوی ذکریا صاحب نے بھی واضح الفاظ میں لکھ دیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔ معلوم ہوا کہ تبلیغی حضرات کا عقیدہ حدیث کے خلاف ہے۔ اس لئے اہلسنت وجماعت حضرات ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کلمہ شریف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ایک حدیث شریف کا فائدہ بیان کرتے ہوئے فضائل ذکر ص۱۰۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

متعدد روایات اور آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ دل کے لئے بھی نور ہے اور چہرے کے لئے بھی نور ہے۔ اور یہ تو مشاہدہ بھی ہے کہ جن اکابر کا اس کلمہ کی کثرت معمول ہے ان کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے۔

قارئین کرام! تبلیغی حضرات اور سنی حضرات کے چہروں کا مشاہدہ کریں کن کے چہرے آپ کو نورانی نظر آئیں گے۔ الحمد للہ رب العلمین مشاہدہ سے اہلسنت کے چہرے ہی نورانی ہیں پھر قلوب بھی نورانی ہوں گے۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے فضائل ذکر ص۱۰۸ پر لکھا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے اپنے مُردوں کو لا الٰہ الا اللہ کا توشہ دیا کرو۔

مُردوں کو کلمہ طیبہ کا توشہ دیا کرو

قارئین کرام! اس حدیث شریف پر بھی اہلسنت وجماعت کا عمل ہے، ختم شریف اہلسنت وجماعت کے گھروں میں ہی ہوتا ہے۔ اور ان میں ایصال ثواب ہوتا ہے۔ آپ کسی بھی تیجے۔ دسویں، چالیسویں کی محافل میں چلے جائیں تو دعا کے وقت آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ مرحوم کے لیے قرآن پاک، کلمہ شریف اور درود شریف کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ اور مردوں کے لئے توشہ ہے جس کا ذکر مولوی ذکریا صاحب نے حدیث کے حوالہ سے کیا ہے۔

مگر تبلیغی دیوبندی حضرات کے ہاں یہ بالکل آپ نہ دیکھیں گے۔ اہلسنت وجماعت کو اس لئے ان سے اختلاف ہے۔ یہ تبلیغ کا نام لینے والے خود احادیث پر عامل نہیں۔ بلکہ ایسے عملوں کو یہ الٹا بدعت اور حرام قرار دیتے ہیں۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری فضائل ذکر ص۱۰۸ پر رقمطراز ہیں۔ کہ اکثر و بیشتر تلقین کا فائدہ جب ہی ہوتا ہے۔ کہ زندگی میں بھی اس پاک کلمہ کی کثرت رکھتا ہو۔

قارئین کرام! زندگی میں کلمہ طیبہ کا کثرت سے ذکر آپ کو اہل سنت وجماعت میں ہی ملے گا۔ نماز کے بعد بھی کلمہ شریف کا ذکر۔ گیارہویں شریف کی محافل میں کلمہ شریف کا ذکر، ختم خواجگان میں کلمہ شریف کا ذکر، آستانوں پر حاضری دیں تو کلمہ شریف کا ذکر تبلیغی حضرات کی محافل کلمہ شریف کے ذکر سے خالی نظر آئیں گی۔

الحمد للہ رب العلمین تلقین کا فائدہ اہلسنت وجماعت کو ہی پہنچتا ہے اور پہنچے گا یہ تبلیغی اس سے محروم ہیں۔ اس لئے اہلسنت وجماعت ان کی محافل میں نہیں جاتے، اور اختلاف کرتے ہیں۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے فضائل ذکر ص۱۴۱ پر ایک حدیث شریف درج کی ہے۔ جس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ مسعودٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ شب معراج میں جب میری

وَسَلَّمَ لَقِيتُ اِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اقْرِءْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ۔

ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث شریف سے عیاں ہے کہ سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج جسمانی ہے اور اُن کی انبیاء کرام علیہ السلام سے ملاقات بھی ہوئی۔ اور انہوں نے پیغام بھی دیا۔ لہٰذا جو تبلیغی دیوبندی نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے معراج شریف کو حالت خواب میں مانتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ صحیح عقیدہ اہلسنت وجماعت کا ہے۔

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری نے فضائل ذکر ص۱۲۹ پر ایک حدیث درج کی ہے۔ کہ:۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے کسی نے عرض کیا آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں" سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کردو۔ وہ پیالہ اُن کے قریب کیا گیا۔ تو انہوں نے بھی تسبیح سنی۔ اُس کے بعد پھر ایک تیسرے صاحب کے قریب اسی طرح کیا گیا انہوں نے بھی سنا۔ کسی نے درخواست کی کہ سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو ان میں نے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے۔ کہ یہ گنہگار ہے۔

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری یہ حدیث شریف لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس چیز کا تعلق کشف سے ہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو تو یہ چیز بدرجۂ اتم حاصل تھی۔ اور ہونا چاہیئے تھی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور انوار قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ صوفیہ کو بھی اکثر یہ

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی فیض صحبت کی برکات

چیز مجاہدوں کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح ان کا کلام ان کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا روائت سے اظہر من الشمس کہ سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کھانے کی تسبیح کو بھی سنتے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں سنتا بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی عنایت اور عطاء سے دوسرے بھی سنتے ہیں

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری نے بھی لکھا ہے کہ:۔

صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کو بھی بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور انوار قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں

معلوم ہوا کہ نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات نفع رساں ہے۔ لیکن ان تبلیغی حضرات کے ممدوح مولوی اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ

(مشکل میں دستگیری۔ فتح و نصرت اور کشائش رزق وغیرہم) ان کاموں کی طاقت ان (انبیاء و اولیاء) کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ [1] (تقویۃ الایمان ص۱)

سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ [2] (تقویۃ الایمان ص۵۸)

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری فضائل ذکر ص۱۵۰ پر اپنے گروہ کے ایک مولوی عبدالرحیم صاحب رائے پوری کی ولائت اور بزرگی چمکانے کے لئے لکھتے ہیں کہ:۔ ہمارے حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری ۔۔۔۔۔ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استنجے میں نہیں جا سکتے تھے۔ کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے۔

قارئین کرام! مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری نے اپنے حضرت کے ایک خادم کو ہر جگہ انوار نظر آنا تو تسلیم کر لیا۔ لیکن تبلیغی حضرات سرور کون و مکاں محبوب رب دو جہاں، سیاح لامکاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم

[1] تقویۃ الایمان ص۱ کا اصل نوٹ ص۴ پر [2] تقویۃ الایمان ص۵۸ کا اصل نوٹ ص۴۱ پر دیکھیں

وَسَلَّمَ لَقِيتُ اِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِقْرَاْ اُمَّتَکَ مِنِّیَ السَّلَامَ۔

ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث شریف سے عیاں ہے کہ سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو معراج جسمانی ہے اور اُن کی انبیاء کرام علیہ السلام سے ملاقات بھی ہوئی۔ اور انہوں نے پیغام بھی دیا۔ لہٰذا جو تبلیغی دیوبندی نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے معراج شریف کو حالت خواب میں مانتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ صحیح عقیدہ اہلسنت وجماعت کا ہے۔

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری نے فضائل ذکر صفحہ ۱۴۹ پر ایک حدیث درج کی ہے۔ کہ:۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے کسی نے عرض کیا آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "ہاں" سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کردو۔ وہ پیالہ اُن کے قریب کیا گیا۔ تو انہوں نے بھی تسبیح سنی۔ اُس کے بعد پھر ایک تیسرے صاحب کے قریب اسی طرح کیا گیا انہوں نے بھی سنا۔ کسی نے درخواست کی کہ سب ہی لوگوں کو سنوایا جائے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو ان میں سے سنائی نہ دے تو لوگ سمجھیں گے۔ کہ یہ گنہگار ہے۔

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری یہ حدیث شریف لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اس چیز کا تعلق کشف سے ہے۔ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو تو یہ چیز بدرجۂ اتم حاصل تھی۔ اور ہونا چاہیئے تھی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور انوار قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ صوفیہ کو بھی اکثر یہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فیض صحبت کی برکات

چیز ریاضتوں کی کثرت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ جمادات اور حیوانات کی تسبیح ان کا کلام ان کی گفتگو سمجھ لیتے ہیں۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا روایت سے اظہر من الشمس کہ سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کھانے کی تسبیح کو بھی سنتے ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں سنتا بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی عنایت اور عطاء سے دوسرے بھی سنتے ہیں

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری نے یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کو بھی بسا اوقات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور انوار قرب کی بدولت یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں

معلوم ہوا کہ نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات نفع رساں ہے۔ لیکن ان تبلیغی حضرات کے ممدوح مولوی اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں کہ

(مشکل میں دستگیری۔ فتح ونصرت اور کشائش رزق وغیرہم) ان کاموں کی طاقت ان (انبیاء واولیاء) کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ [1] (تقویۃ الایمان ص۱)

سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ [2] (تقویۃ الایمان ص۵۸)

مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری فضائل ذکر صفحہ ۱۵۰ پر اپنے گروہ کے ایک مولوی عبدالرحیم صاحب رائے پوری کی ولائت اور بزرگی چمکانے کے لئے لکھتے ہیں کہ:۔ ہمارے حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری ۔۔۔۔۔ کے خدام میں ایک صاحب تھے جو کئی کئی روز اس وجہ سے استنجے میں نہیں جا سکتے تھے کہ ہر جگہ انوار نظر آتے تھے۔

قارئین کرام! مولوی **ذکریا صاحب** سہارن پوری نے اپنے حضرت کے ایک خادم کو ہر جگہ انوار نظر آنا تو تسلیم کر لیا۔ لیکن تبلیغی حضرات سرور کون ومکاں محبوب رب دوجہاں، سیاح لامکاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم

[1] تقویۃ الایمان ص۱ کا اصل نور صفحہ ۳ پر [2] تقویۃ الایمان ص۵۸ کا اصل نور صفحہ ۴۱ پر دیکھیں

علم اور کو نسبت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اور
رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں
بات اسکو اپنی ذات سے یا خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح
ثابت ہوتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا
خواہش سے مثلاً حاجت روائی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا
شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں
کرنی جسے وقت میں پہونچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیا کی پیر
شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس
مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکی منتیں مانے اور مصیبت کے
وقت اسکو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اسکو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنے اللہ
سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت انکو خود
ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے انکو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے اور تیسری
بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں کہ انکو عبادت کہتے ہیں
جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اسکے نام کا مال خرچ کرنا اور اسکے نام کا
روزہ رکھنا اور اسکی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ
کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور رستے میں اس مالک کا نام
اور معقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس
گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اسکی طرف جانور لیجانے اور وہاں تین باتیں اسپر خلاف
اور اسکی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنے اور دین و دنیا
کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اسکی دیوار سے اپنا منہ
اور چھاتی ملنا اور اسکا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اسکی گرد و حوض کرنی اور اسکا
محاور بنکر اسکی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا
پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لیے سامان درست کرنا اور اسکے کنوئیں کے

نو حضرت نے سنا اُن لوگوں کو کہ کہتے ہیں اسکو ابو الحکم یعنی اصل فیصلہ چکا دینے والا پھر فرمایا
اسکو پیغمبر خدا نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اصل فیصلہ چکانے والا اور ادھی کا ہے حکم پھر لوگ
کیوں کہتے ہیں ابو الحکم **ف** یعنے یہ بات کہ ہر فیصلہ چکا دے اور جھگڑا مٹا دے یہ اللہ ہی
کی شان ہے کہ آخرت میں ظہور کریگی کہ پہلے پچھلے دین دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جاوینگے
اس بات کی کسی مخلوق کو طاقت نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ خدا کی شان کے
لائق ہے اور ادھی میں وہ پایا جاتا ہے اور کسی کو وہ کہے جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک
سارے جہان کا خدا وند جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا دانا بے پرواہ و علے ہذا القیاس اخرج
فی شرح السنۃ عن حذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا ما شاء
اللہ و شاء محمد و قولوا ما شاء اللہ وحدہ ۱۲ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاسلامی
میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یوں نہ بولا
کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط **ف** یعنے جو کہ اللہ کی شان ہے اور
اوسمیں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اسمیں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے گو کہ کتنا ہی بڑا
اور کیسا ہی مقرب فرشتا یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہیگا تو فلانا کام ہو جاویگا کہ سارا کارخانہ
جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی
شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانی کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں
کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اسکے جواب میں نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی نے کیونکہ غیب کی بات
اللہ کے سوا نہ رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ
و رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں
اللہ نے اپنے رسول کو بتا دیں ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا
حکم کر دیا ہے اخرج الدارمی عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک ترجمہ مشکوۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ ترمذی
نے ذکر کیا کہ نقل کیا ابن عمر سے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا سے کہ فرماتے تھے کہ جسنے قسم کھائی
غیر اللہ کے سو بیشک شرک کیا اور اخرج مسلم عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ

کی نورانیت اور تصرف کا انکار کرتے ہیں۔ اس الٹی منطق کی سمجھ نہیں آتی۔ اپنے مولوی کے مقام کو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام سے بڑھ کر تسلیم کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہلِ سُنت وجماعت کو اِن تبلیغی حضرات سے اختلاف ہے۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ مانند در نوشتن شیر و شیر

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے اس کے بعد لکھا ہے کہ:۔

جن لوگوں کو کشف سے کوئی حصہ ملتا ہے وہ اس حصہ کے بقدر احوال کو معلوم کر لیتے ہیں لیکن تبلیغی حضرات کے اکابر تو انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ امام الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کو کسی چیز کا علم نہیں حتیٰ کہ دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔ اہل سُنت وجماعت کو تبلیغی جماعت سے اس لئے اختلاف ہے کہ ان کے مشن کی کوئی حقیقت نہیں۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری فضائل ذکر ص۱۵۲ پر ذاکرین کی فضیلت پر حدیث درج کرتے ہیں۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ۔ — یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ (لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)

رواہ البخاری ومسلم والبیہقی فی الاسماء والصفات کذا فی الدر والمشکوٰۃ "

قارئین کرام:۔ مندرجہ بالا حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ:۔ صالحین اور ذاکرین کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ ان کی صحبت کی برکت سے بخشش اور نجات ہوگی۔ لیکن یہ تبلیغی دیوبندی حضرات اس حدیث شریف کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ کوئی کسی کی سفارش اور مدد نہیں کرے گا بس اپنے ہی عمل کام آئیں گے اس وجہ سے اہل سنت وجماعت کو تبلیغی جماعت سے اختلاف ہے ان کے عقائد اور نظریات قرآنِ پاک اور احادیث کے خلاف ہیں۔

حکایاتِ صحابہ

حکایت نمبر ۲

ف — جو لوگ اخلاص اور سچی طلب کے ساتھ اللہ کے کام میں لگ جاتے ہیں۔ ان کو دُنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ یہ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زندگی ہی میں جنت کی خوشبو سونگھ رہے تھے۔ اگر اخلاص آدمی میں ہو جاوے۔ تو دُنیا میں بھی جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ میں نے ایک معتبر شخص سے جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری کے مخلص خادم ہیں حضرت کا مقولہ سنا ہے۔ کہ "جنت کا مزہ آرہا ہے۔

(حکایاتِ صحابہ ص۱۱-۱۲)

تبلیغی جماعت کے مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کی مندرجہ بالا عبارات اظہر من الشمس ہے کہ:۔

حضور پُرنور علےٰ نور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام دنیا میں رہتے ہوئے جنت کا مزہ لیتے ہیں۔ اور جنت کی خوشبو سونگھتے ہیں۔ لیکن مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری اور دیگر تبلیغی حضرات کے مورثِ اعلیٰ اور ممدوح مولوی اسماعیل صاحب دہلوی جو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:۔

جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دُنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں۔ سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

(تقویۃ الایمان ص۲۷ مطبوعہ دہلی)

اگر اُمتی کی دعا کی برکات کا ظہور یقیناً ہے۔ تو ان کے آقا حضرت محمد مصطفےٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکات کا کیوں انکار کیا جاتا ہے انکار کرنے والوں کے متعلق یہ کہنا کہ کلمہ پڑھتے ہوئے بھی ان لوگوں کو سردارِ عالم فخرِ آدم ونبی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی عقیدت ومحبت نہیں۔

ذکر رو کے ، فضل کا ٹے ، نقص کا جو یاں رہے ،
پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسُول اللہ کی ،

اہلسنت و جماعت کو تبلیغی حضرات سے اس لئے اختلاف ہے کہ یہ لوگ اُمتیوں کے کمالات کا اقرار کرتے ہیں لیکن سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمتوں اور نعمتوں کا انکار کرتے ہیں

حکایات صحابہ ۔ حکایت نمبر ۷

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری "حضرت عمار اور ان کے والدین کا ذکر" میں لکھتے ہیں کہ :۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پیاس لگی اور پانی کسی سے مانگا ۔ اس نے دودھ سامنے کیا ۔ اس کو پیا اور پی کر کہنے لگے ۔ کہ میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے سنا کہ تو دنیا میں آخری چیز دودھ پئے گا ۔ اس کے بعد شہید ہو گئے ۔ (حکایات صحابہ ص۱۸)

قارئین کرام ۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے سنا کہ تو دنیا میں سب آخری چیز دودھ پئے گا ۔ سے عیاں ہے ۔ کہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو علم تھا کہ میرا امتی حضرت عمار رضی اللہ تعالےٰ عنہ سب سے آخر میں دودھ پئے گا ۔ نبی پاک کے یہ علم غیب ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ صحابہ کرام علیہا الرضوان کا عقیدہ تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے ہر اُمتی کے آخر کو بھی جانتے ہیں ۔ لیکن تبلیغی حضرات کے علماء نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق علم غیب جاننے کے عقیدہ کو کفر اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں ۔

چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ ۔

جو کوئی دعوےٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے ۔ کہ جب میں چاہوں اس سے غیب کی بات معلوم کر لوں ۔ اور آئندہ باتوں کو معلوم کر لینا ۔ میرے

ہے ۔ سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ دعوےٰ خدائی رکھتا ہے اور جو کوئی نبی ولی کو یا جن و فرشتہ کو امام و امام زادہ کو پیر و شہید کو یا نجومی و رمال عطار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمنی اسٹی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے ۔ [1]

(تقویۃ الایمان ص۲۱ مطبوعہ دہلی)

جو یہ دعوےٰ کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں ۔ جس سے غیب معلوم کر لیتا ہوں ۔ اور ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں ۔ وہ جھوٹا ہے اور خدائی کا دعوےٰ کرتا ہے ۔ اگر کسی نبی کو ولی کو یا جن کو یا فرشتے کو یا امام کو یا امام کے بیٹے کو یا پیر کو یا شہید کو یا نجومی رمال جفار کو یا فال کھولنے والے کو یا پنڈت کو یا بھوت و پریت کو ایسا مان لیا جائے تو ماننے والا مشرک ہوتا ہے ۔

(تقویۃ الایمان ص۳ مطبوعہ لاہور)

تبلیغی حضرات کے ممدوح مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتوےٰ بھی ملاحظہ ہو ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا ۔ نہ کبھی اس کا دعوےٰ کیا ۔ اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے ۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا ۔ صریحاً شرک ہے ۔ [2] (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۰۳)

قارئین کرام ! مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے اپنی کتاب فضائل ذکر (جو کہ تبلیغی نصاب میں شامل ہے) فصل دوم میں شیخ المشائخ ، اور فضائل درود شریف صفحہ ۱ پر قطب عالم شیخ المشائخ نے لکھا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا صریحاً شرک ہے ۔

معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت کا ظاہر کچھ باطن کچھ اس لئے اہلسنت و جماعت

---

[1] تقویۃ الایمان ص۲۱ کی فوٹو صفحہ ۴۶ پر

[2] فتاویٰ رشیدیہ ص۱۰۳ کی فوٹو صفحہ ۴۸ پر دیکھیں ۔


لاتشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم

الحمد للہ کہ دین ایمان اتمام نعمت بلا بخش نور عرفان الموسوم بہ

تقویۃ الایمان

بصحت کامل رسمی اکمل از اتمام من بسپہران احقر الانام محمد مظہر

در مطبع فاروقی دہلی طبع شد

کبھی کسیکو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ انکی خواہش پر چنانچہ
حضرت پیغمبر صلعم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور
وہ بات نہ معلوم ہوئی پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن مین بتا دی چنانچہ
حضرت کے وقت مین منافقون نے حضرت عائشہ رضہ پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے
بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و
غم مین رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ وہ منافق جھوٹے ہین اور
عائشہ پاک ہین سو یقین یون رکھا چاہیے کہ غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے
پاس ہے اسنے کسی کے ہاتھ نہین دی اور کوئی اوسکا خزانچی نہین مگر اپنے ہی ہاتھ سے
قفل کھولکر اوسمین سے جسکو جتنا چاہے بخشدے اوسکا ہاتھ کوئی نہین پکڑ سکتا اس آیت
سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعوی کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب مین چاہون اس
غیب کی بات معلوم کرلون اور آیندہ باتون کو معلوم کرلینا میرے قابو مین ہے سو وہ بڑا جھوٹا
ہے کہ دعوی خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی ولی کو یا جن و فرشتہ کو امام و امام زادے
کو یا پیر و شہید کو یا نجومی و رمال یا جفار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن اسٹی کو یا جوت و
جوگی کو ایسا جانے اور اوسکے حق مین یہ عقیدہ رکھے سو وہ مشرک ہوجاتا ہے اور اس آیت
سے منکر اور یہ جو وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگونی کچھ کہدیتا
ہے اور وہ اسی طرح ہوجاتا ہے تو اس سے انکی غیب دانی ثابت ہوتی ہے سو یہ بات غلط ہے
اور سو اسلئے کہ بہت باتین انکی غلط بھی ہوتی ہین تو معلوم ہوا کہ علم غیب انکے اختیار مین
نہین انکی انکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط اور یہی حال ہے استخارہ اور
کشف کا اور قرآن مجید کی قال کا لیکن پیغمبرون کی وحی مین کبھی غلطی نہین پڑتی
سو وہ اونکے قابو مین نہین اللہ صاحب جو آپ چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے اونکی
خواہش کچھ نہین چلتی قال اللہ تعالی قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۚ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ترجمہ
اللہ صاحب نے یعنی سو تو کہدے مین کہ کوئی نہین جانتے تھے جتنے لوگ ہین آسمانون مین اور

نہیں کہ مقصود حکایت ہے دیکھو کہ حیات فخر عالم علیہ السلام میں بھی لوگ دور دور اپنے بیوت میں اور ر
در بلاد بعیدہ میں خطاب کے لفظ سے پڑھتے تھے جیسا وہاں خطاب درست تھا اب کیا وجہ ہے۔ ج
دم ہو علم غیب نہ وہاں تھا نہ یہاں بلکہ آپ کو جب بھی ملائک پہنچاتے تھے اور اب بھی لہذا صیغہ ک
خطاب سے بدلنا کوئی ضرور نہیں اور اس میں تقلید بعض صحابہؓ کی ضرور نہیں ورنہ خود آپ علیہ الصلوٰۃ و
السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد میرے انتقال کے خطاب مت کرنا بہر حال صیغہ خطاب رکھنا
ولی ہے کہ اصل تعلیم اس طرح ہے اور مراد بعض صحابہ کی کس مصلحت کی وجہ سے تھی یا اجتہاد تھا یا
استحساناً تھا نہ وجوباً اسی واسطے جملہ فقہاء ائمہ اربعہ کے متمذہب اس صیغہ کو نقل فرماتے ہیں اور تبدیل
صیغہ کی ضرورت نہیں سمجھتے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا عقیدہ غیب نبی کو پکارنا

سوال:۔ اشعار اس مضمون کے پڑھتے۔ یا رسول کبریا فریاد ہے :: یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے۔
مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفےٰ۔ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے۔ کیسے ہیں۔

جواب:۔ ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو
مطلع فرمادیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔ اور بعقیدۂ عالم الغیب اور فریاد رس
ہونیکے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں لہذا مکروہ ہونگے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

سوال:۔ قصبہ ہذا میں ایک میاں صاحب وارد ہوئے ہیں۔ پیری مریدی کرتے ہیں
مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہٗ کے مرید خلیفہ حاجی عالم صوفی حافظ
اپنے کو بتلاتے ہیں رفتہ رفتہ اُن کی بزرگی کا شہرہ ہوا۔ عوام کے سامنے وعظ و نصیحت فرماتے
ہیں رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بتلاتے ہیں کہ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا۔

جواب:۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ
شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے لہذا یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم
غیب تھا صریح شرک ہے فقط والسلام۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰۳ کا اصل فوٹو

کو ان سے اختلاف ہے۔

حکایاتِ صحابہ فصل دوم کی حکایت نمبر ۵

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کا ڈر

کی سرخی دے کر لکھا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو باجماع اہلسنت انبیاء کے علاوہ
تمام دنیا کے آدمیوں سے افضل ہیں۔ اور ان کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ کہ خود حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی بلکہ جنتیوں کا سردار
بتایا اور جنت کے سب دروازوں سے ان کی پکار اور بلاوے کی خوشخبری دی۔
اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے ابوبکر جنت میں داخل ہونگے
قارئین کرام۔ مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وآلہ وسلم کو اپنے امتیوں کے انتقال کے بعد ان کے مقامات کا بھی علم
ہے۔ کہ فلاں جنتی ہے۔ بلکہ جنتیوں کا سردار ہے۔ بلکہ یہ بھی علم ہے۔ کہ سب
سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا۔

لیکن تبلیغی حضرات کے اکابر کا یہ عقیدہ ہے۔ نبی کو خود علم نہیں کہ ان سے
کیا سلوک ہوگا۔ جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۸ پر درج کیا ہے

معلوم ہوا کہ تبلیغی حضرات کے تبلیغی نصاب میں جو لکھا ہے عقائد اور نظریات
اس کے خلاف ہیں۔ جس کو ان کی دو رنگی چال سمجھا جائے گا۔

اس وجہ سے سنت وجماعت کو ان سے اختلاف ہے۔ ان کے عقائد اور
نظریات قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔

حکایاتِ صحابہ فصل سوم حکایت نمبر ۱

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب شریف

حکایاتِ صحابہ - پانچواں باب کی پہلی روایت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد نوافل والے کے حق میں

حق تعالےٰ شانہ فرماتے ہیں۔ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے۔ میری طرف سے اس کو لڑائی کا اعلان ہے۔ اور کوئی شخص میرا قرب اس چیز کی بہ نسبت زیادہ حاصل نہیں کر سکتا۔ جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ قرب اور نزدیکی مجھ سے فرائض کے ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور نوافل کی وجہ سے بندہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ تو پھر میں اُس کا کان بن جاتا ہوں۔ جس سے سنے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھے۔ اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ کسی چیز کو پکڑے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ چلے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں۔ اور کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے۔ تو پناہ دیتا ہوں۔ (حکایاتِ صحابہ ص۵۵)

ناظرین کرام! اس حدیث قدسی کو بار بار پڑھنے اور سننے کے باوجود اولیاء کرام علیہم الرضوان کی قوت اور تصرف کا انکار اولیاء الرحمٰن سے عداوت کا واضح ثبوت ہے۔ اہلسنت وجماعت اولیاء اللہ کو خدا نہیں مانتے بلکہ اللہ تعالےٰ کا مقرب اور ولی مانتے ہیں۔ اس بنا پر ان کا عقیدہ اولیاء باذن اللہ تعالےٰ مدد فرماتے ہیں۔ اور تصرف فرماتے ہیں۔ ان کی بارگاہ میں اسی لئے حاضری دیتے ہیں۔ اور ان سے دعا کراتے ہیں۔ کہ رب العلمین کا ان سے وعدہ ہے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل،
سب رسولوں سے اعلےٰ ہمارا نبی،

حکایاتِ صحابہؓ - پانچواں باب - آخری روایت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جنت میں معیت کے لیے دُعا

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گذارتا تھا تہجد کے وقت وضو کا پانی اور دوسری ضروریات مثلاً مسواک مصلیٰ وغیرہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خدمات سے خوش ہو کر فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! جنت میں آپ کی رفاقت۔ آپ نے فرمایا اور کچھ کہ بس یہی چیز مطلوب ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میری مدد کیجئو سجدوں کی کثرت سے۔ (حکایات صحابہ ص۶۴، ۶۵)

ناظرین کرام! مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے اس روایت کے ترجمہ میں عظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھپانے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ چھپ نہیں سکتی تھی۔ حدیث شریف میں ہے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سَلْ، مانگ! تو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا۔

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ۔ میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔

مولوی ذکریا صاحب نے اسئلک کا ترجمہ چھوڑ دیا۔ جس سے اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت تھا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ اس کے علاوہ اور بھی کچھ مانگ،

لیکن مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے اس کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا۔

"اور کچھ کہ بس یہی چیز مطلوب ہے۔"

بہر حال حدیث شریف سے نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات

عیاں ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہیں تو جنت بھی عطاء فرما سکتے ہیں
اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ تھا کہ آپ جنت بھی عطا فرما سکتے ہیں
یہ حدیث شریف ان کتابوں میں موجود ہے۔ (مشکوٰۃ ص۸۶، مسلم شریف ص۱۹۳ ج۱
نسائی شریف ص۱۷۱، اشعۃ اللمعات فارسی ص۳۹۶)

لیکن تبلیغی جماعت کے اکابر کا عقیدہ اس کے صریحاً خلاف ہے۔ چنانچہ
مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ۔

جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ [1] (تقویۃ الایمان ص۴۲)

حکایات صحابہ۔ چھٹا باب۔ روایت نمبر ۲

روزہ دار کے لیے چراغ بجھا دینا

کی سُرخی دے کر لکھا ہے، کہ

ایک صحابی روزہ پر روزہ رکھتے تھے۔ افطار کے لئے کوئی چیز کھانے کو میسر نہ آتی تھی۔ ایک انصاری صحابی حضرت ثابت (رضی اللہ عنہ) نے تاڑ لیا بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان کو لاؤں گا۔ جب کھانا شروع کریں۔ تو تم چراغ کو درست کرنے کے حیلے سے بجھا دینا۔ اور جب تک مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ساتھ میں سب شریک رہے۔ جیسے کھا رہے ہوں۔ صبح کو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے، تو حضور نے فرمایا کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ کا برتاؤ حق تعالیٰ شانہ کو بہت ہی پسند آیا۔ (حکایات صحابہ ص۶۵)

قارئین کرام! غلط کشیدہ عبارت کو بار بار پڑھو۔ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابی الرسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو ہے۔ جس سے عیاں ہے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابی الرسول رضی اللہ عنہ کے حالات کو جانا

[1] تقویۃ الایمان ص۴۲ کا اصل فوٹو ص۵۵ پر دیکھیں۔

پھر سنہ نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اُسنے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اسکی سوا مت پوجو یہی دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ف یعنی اوّل تو غلام کے حق میں کسی مالک ہونی بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہیے کہ سب مراد دین اسکی پوری کردے اور سب کاروبار اسکے بناوے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ فلانے پر یہ مرسا اسکی اولاد کے اختیار میں ہے اور دانا گانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی انکے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلانے کام کے مختار کا نام ہے اور فلانے کا یہ پھر آپ ہی انکو مانتے ہیں اور اون کا سوں کے وقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک رسم چل جاری ہو جاتی ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات ہیں ہیں کچھ انکی حقیقت نہیں ہے سوا خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں اور نہ کسی کا یہ نام ہے اگر کسی کا یہ نام ہے تو اسکو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اسکا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اسکا نام محمد یا علی ہو اور اسکے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اسکے مقابل معتبر نہیں بلکہ اللہ نے تو ایسی خیالات باندھنے سے منع کیا ہے اور وہ کون ہے کہ اسکے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہو یہی اصل دین ہے کہ اللہ کے حکم پر چلیے اور کسی کا حکم اسکے مقابل ہرگز نہ مانیے لیکن اکثر لوگ سنا سنہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیشوؤں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس بات سے معلوم ہوا کہ کسی راہ و رسم کو ماننا اور اسکے حکم کو اپنے سمجھ پر بھی انحصار باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اسپر بھی شرک ثابت ہوتا ہے سو اللہ کے حکم کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کے یا مجتہد کے یا غوث و قطب کے یا پیر و مشائخ کے یا باپ دادوں کے یا کسی بادشاہ وقت کی یا پیری و پیشوائی کی بات کو اللہ کی راہ و رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت حدیث کے مقابل میں اپنے پیر و استاد کے قول کی پیروی کرے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہوا تھا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات انکی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اور رسول

تقویۃ الایمان ص۴۲ کا اصل فوٹو

کہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے امتیوں کے گھروں کے حالات اور واقعات کا بھی علم رکھتے ہیں۔ اور ان سے واقف ہیں۔

لیکن تبلیغی جماعت کے حضرات ایسے عقیدوں کو کفر اور شرک تصور کرتے ہیں اس لئے ان سے اختلاف ہے۔ ان کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہے۔

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

حکایات صحابہ کے چھٹا باب کی چوتھی روایت

حضرات شیخین کا صدقہ میں مقابلہ

کی سرخی دے کر روایت درج کی ہے کہ

حضرت عمر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاقاً اس زمانے میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔ میں نے کہا آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے۔ اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں۔ تو آج بڑھ جاؤں گا۔ یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا۔ اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا۔ اس میں سے آدھا لے آیا۔ حضور نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ آخر کیا چھوڑا۔ میں نے عرض کیا آدھا چھوڑ آیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے۔ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا۔ ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ انہوں نے فرمایا اُن کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا یعنی اللہ اور اُس کے رسول پاک کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

(حکایاتِ صحابہ ص۶۶)

قارئین کرام! خط کشیدہ الفاظ پر غور کریں کہ خلیفۂ اوّل امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو بارگاہ نبوت میں جواب عرض کیا اس سے کس عقیدہ اور نظریہ کا اظہار ہو رہا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سوال ہے کہ:۔

ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ صدیق اکبر کا جواب ہے۔

اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا۔ یہ سوال جواب جہاں ہو رہا ہے۔ وہ صدیق اکبر کا گھر نہیں ہے۔ بلکہ مسجد ہے۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے موجود ہیں۔ مگر اس کے باوجود عرض کر رہے ہیں۔ کہ گھر والوں کے لئے اللہ اور اُس کے رسول چھوڑ آیا ہوں۔ واضح ہوا کہ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عقیدہ تھا۔ کہ رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے سامنے بھی تشریف فرما ہیں۔ اور میرے گھر میں بھی تشریف فرما ہیں۔ اسی کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے۔

مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے اس حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے یعنی لگا کر آگے یہ جملہ اپنی طرف سے لکھا ہے۔ جو کہ حدیث کا ترجمہ نہیں۔ وہ جملہ یہ ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا۔

لیکن اس میں بھی اُلجھ گئے۔ اور یہ بھی ان کے نظریہ اور عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ رسول کے نام کی برکت کا جملہ بھی تبلیغیوں کے عقیدہ اور نظریہ کے خلاف ہے۔ بلکہ ان کے اکابر کے نزدیک یہ شرک ہے۔ جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب جن کو تبلیغیوں کے تبلیغی نصاب میں شامل کتاب فضائل درود شریف کے صفحہ ۱۱۹ پر حکیم الامت لکھا ہے) اپنی کتاب بہشتی زیور سے حصہ اوّل کفر اور شرک کی باتوں کا بیان" میں لکھا ہے۔ کسی کو نفع و نقصان کا مختار سمجھنا شرک و کفر ہے۔

(بہشتی زیور ص۳۶)

ناظرین کرام! معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت کے احباب کھتے کچھ ہیں، عقیدہ اور نظریہ کچھ اور رکھتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

حکایات صحابہ۔ ساتواں باب۔ گیارھواں واقعہ

غزوہ موتہ کا قصہ

کی سرخی دے کر لکھا ہے کہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے پاس تبلیغی دعوت نامے ارسال فرمائے تھے۔ ان میں سے ایک خط حضرت حارث بن عمیر (رضی اللہ عنہ) ازدی کے بادشاہ بصری کے پاس بھی بھیجا تھا۔ جب یہ مؤتہ پہنچے تو شرجیل غسانی نے جو قیصر کے حکام میں سے ایک شخص تھا۔ ان کو قتل کر دیا۔ قاصدوں کا قتل کسی کے نزدیک بھی پسندیدہ نہیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بات بہت گراں گذری۔ اور آپ نے تین ہزار کا ایک لشکر تجویز فرما کر حضرت زید بن حارث کو ان پر امیر مقرر فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر بنائیں جائیں۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان جس کو دل چاہے امیر بنالیں۔ ایک یہودی اس گفتگو کو سن رہا تھا۔ اس نے کہا یہ تینوں ضرور شہید ہوں گے پہلے انبیاء کی اس قسم کے کلام کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ (حکایات صحابہ ص ۸۲-۸۳)

قارئین کرام! خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ کہ ایک یہودی سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کے تجربہ کی روشنی میں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ تینوں تو ضرور شہید ہوں گے۔

لیکن ان دیوبندی، وہابی اور تبلیغی حضرات باوجودیکہ نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری طور پر کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی علم غیب نہیں۔ اور نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

تبلیغی حضرات نے اپنے نصاب میں ایسے ہی واقعات درج کئے ہیں۔ جن سے مسلک حق اہلسنت وجماعت کے عقائد کی حقانیت عیاں ہے۔ مگر عملی طور پر تبلیغی حضرات کے نزدیک وہ عقائد شرکیہ اور کفریہ ہیں۔ اس لئے اہلسنت وجماعت کو ان سے اختلاف ہے۔

تبلیغی جماعت والوں کی محبوب کتاب تبلیغی نصاب میں شامل کتاب فضائل رمضان فضائل ذکر میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا ذکر ہے انہوں نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ۔

شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم ہیں۔ [1]

(براہین قاطعہ ص ۵۱ مطبوعہ کانپور)

تبلیغ کرنے والے حضرات کے ممدوح مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے شیخ عبدالحق کا نام استعمال کیا ہے۔ حالانکہ یہ صریحاً جھوٹ اور کذب ہے۔ بلکہ الزام ہے۔ شیخ محقق شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس نظریہ باطلہ کا رد فرماتے ہیں۔ اصل عبارت پیش خدمت ہے۔

جوابش آنست کہ ایں اصلے ندارد روایتے بداں صحیح نشدہ [2]

(مدارج النبوۃ فارسی ص ۱۲۰ ج ۱)

دونوں عبارتوں سے عیاں ہے۔ تبلیغ کا نام لینے والے حضرات کے ممدوح خلیل احمد انبیٹھوی کاذب عیار اور مکار ثابت ہو رہے ہیں۔ اہلسنت وجماعت کو تبلیغی جماعت سے اس لئے اختلاف ہے۔ کہ تبلیغ کا نام لے کر کذاب اور عیاروں کی پشت پناہی کرتے ہوئے ان کی بزرگی کا پرچار کرتے ہیں۔

حکایات صحابہ۔ آٹھواں باب۔ حکایت نمبر ۶

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا احادیث کو حفظ کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

[1] براہین قاطعہ ص ۵۱ کی فوٹو نمبر ۶ پر دیکھیں [2] مدارج النبوۃ فارسی کا اصل فوٹو ص ۶۱ پر دیکھیں۔



براہین قاطعہ صـ ٥١ کا اصل فوٹو



علامہ حبل المتین فارسی صـ ٤ کا اصل فوٹو

ایک مرتبہ میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حافظہ کی شکایت کی۔ حضور نے فرمایا چادر بچھا۔ میں نے چادر بچھائی۔ حضور نے دونوں ہاتھوں سے اس میں کچھ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا اس چادر کو ملائے، میں نے اپنے سینہ سے ملا لیا۔ اس کے بعد سے کوئی چیز نہیں بھولا۔ (حکایاتِ صحابہ ص۹۲)

قارئین کرام! سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ کہ صحابہ کبار علیہم الرضوان کو اگر کسی چیز کی حاجت ہوتی اور پریشانی لاحق ہوتی۔ تو وہ بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہوتے اور اپنی مدعا عرض کرتے۔ اور ان کو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ مانگی مراد مل جاتی تھی۔ مگر ان دیوبندی تبلیغی حضرات کے اکابر کی کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ تو ان کے نزدیک یہ شرک ہے۔ مگر اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ عین صحابہ کبار علیہم الرضوان کے مطابق ہے۔ فرماتے ہیں۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
حضرت میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

دوستو! یہ تبلیغی حضرات کے عقائد صحابہ کبار علیہم الرضوان کے مطابق بھی نہیں۔ مگر ڈھونڈ ورا دعوت کا پیٹتے ہیں۔ اس لئے اہلسنت وجماعت کو ان سے اختلاف ہے،

حکایات صحابہ۔ نانواں باب۔ حکایت نمبر ۸

حضرت اُم سلیم (رضی اللہ عنہا) کی لڑکے کے مرنے پر خاوند سے بستری کی سُرخی دے کر لکھا ہے۔

ام سلیم (رضی اللہ عنہا) حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کی والدہ تھیں۔ جو اپنے پہلے خاوند یعنی حضرت انس کے والد کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئی تھیں۔ اور حضرت انس کی پرورش کے خیال سے کچھ دنوں تک نکاح نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوطلحہ

(رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے نکاح کیا۔ جن سے ایک صاحبزادہ ابوعمیر (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے گھر تشریف لے جاتے تو ہنسی بھی فرمایا کرتے تھے۔ اتفاق سے ابوعمیر (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہو گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہ نے ان کو نہلایا دھلایا۔ کفن پہنایا۔ اور ایک چارپائی پر لٹا دیا۔ ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کا روزہ تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے کھانا وغیرہ تیار کیا۔ اور خود اپنے آپ کو بھی آراستہ کیا۔ خوشبو وغیرہ لگائی۔ رات کو خاوند آئے۔ کھانا وغیرہ بھی کھایا۔ بچہ کا حال پوچھا۔ تو انہوں نے کہدیا کہ اب تو سکون معلوم ہوتا ہے۔ بالکل اچھا ہو گیا۔ وہ بے فکر ہو گئے۔ رات کو خاوند نے صحبت بھی کی صبح کو جب وہ اٹھے تو کہنے لگیں۔ کہ ایک بات دریافت کرنا تھی۔ اگر کوئی شخص کسی کو مانگی چیز دے، دے۔ پھر وہ اسے واپس لینے لگے تو واپس کر دینا چاہیئے۔ یا اسے روک لے واپس نہ کرے۔ وہ کہنے لگے کہ ضرور واپس کر دینا چاہیئے۔ روکنے کا کیا حق ہے۔ مانگی چیز کا تو واپس کرنا ہی ضروری ہے یہ سن کر ام سلیم نے کہا کہ تمہارا لڑکا جو اللہ کی امانت تھا وہ اللہ نے لے لیا۔ ابوطلحہ کو اس پر رنج ہوا اور کہنے لگے کہ تم نے مجھے خبر بھی نہ کی۔ صبح کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے اس سارے قصہ کو عرض کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی۔ اور فرمایا کہ شائد اللہ جل شانہ اس رات میں برکت عطا فرما دیں۔ ایک انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا کی برکت دیکھی۔ کہ اس رات کے حمل سے عبداللہ بن ابی طلحہ (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے۔ جن کے نو بچے ہوئے سب نے قرآن شریف پڑھا۔ (حکایاتِ صحابہ ص۱۱۸)

ناظرین کرام۔ مندرجہ بالا روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ امام الانبیاء مالک ہر دو سرا۔ راز دار رب العلی محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو مافی الارحام کا علم ہے۔ جبکہ دیوبندی اور غیر مقلدین اہلحدیث وہابیوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے بلکہ ان کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عقیدہ رکھنا کہ ان کو مافی الارحام کا علم ہے شرک ہے۔ "شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)"

اس بڑے مذہب پہ لعنت کیجئے

حکایات صحابہ - بارھواں باب - حکایت نمبر ۵

حضرت ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) کا خون پینا

کی سُرخی دے کر لکھا ہے کہ

خون مبارک کی برکت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سنگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ کہ اس کو کہیں دبا دیں۔ وہ گئے اور آکر عرض کیا کہ دبا دیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا، کہاں، عرض کیا میں نے پی لیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ مگر تیرے لئے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے۔ اور لوگوں کو تجھ سے۔

(حکایاتِ صحابہ ص ۱۷۲)

ناظرین کرام: خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیں۔ کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک پی لیا۔ جبکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ۔

اس نے تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔ (پ ۲ ع ۵)

خون کو اللہ کریم نے حرام قرار دیا ہے مگر صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک پی رہے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمانے پر اس کو بُرا نہیں اور ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرمایا۔ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا۔ اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔ معلوم ہوا کہ سرورِ عالم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات میں بے مثل ہیں۔

تبلیغی جماعت کے مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری نے یہ روایت نقل

علامہ الحاج ابو احمد **محمد ضیاء اللہ قادری** اشرفی کی تصانیف

الانوار المحمدیہ

گیارہویں شریف

ختم غوثیہ کا جواز

مُدلّل تقریریں

مشائخ قادریہ

اہل سنت وجماعت کون ہیں؟

وہابی مذہب

ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت

فقہ وہابیہ

الوہابیّت

خلفاء ثلاثہ اور اہلبیت کے تعلقات اور رشتہ داریاں

قصر وہابیت پر بم

وہابیت کا پوسٹمارٹم

فضائل صحابہ کبار

وہابیت و مرزائیت

فرقہ ناجیہ

وہابی توحید

میلادِ مصطفےٰ

مرزا قادیانی کی حقیقت

عقائد وہابیہ

مخالفین پاکستان

گستاخی کا انجام

سیرت غوث الثقلین

خطبات مُدلّل

تبلیغی جماعت سے اختلافات کیوں؟

علماء اہلحدیث کے نام کھلا خط

نجدی سے قادیاں براستہ دیوبند

قادری کُتب خانہ ○ تحصیل بازار۔ سیالکوٹ ۹۰ سیٹھی پلازہ چوک علامہ اقبال سیالکوٹ

0336-8678692



فتنۂ وہابیت

احادیث کی روشنی میں

تالیف

حضرۃ العلامہ شیخ الاسلام عارف باللہ مولانا الحافظ خان بہادر

محمد انوار اللہ فاروقی

فضیلت جنگ قدس اللہ سرہ العزیز بانی جامعہ نظامیہ

فتنۂ وہابیت
احادیث کی روشنی میں

دین میں ادب کی نہایت ضروت ہے۔ اور جس کسی کی طبیعت میں گستاخی اور بے ادبی ہوضرور ہے کہ تدین میں اس کے کچھ نہ کچھ علت ہوگی۔ سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں گستاخانہ 'انا خیر منہ' کہا اور ابدالآباد کے لئے مردود بارگاہ کبریائی ٹھیرا اسی وقت سے آدمیوں کی عداوت اس کے دل میں جمی اور انکی خرابی کے درپے ہوا' کما قال، وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿ترجمہ: تو میں ان سب کو بہکاؤں گا۔ سورۃ الحجر آیت: ۹۳﴾ اقسام کی تدابیر سوچیں مگر اس غرض کو پوری کرنے میں اس سے بہتر کونسی تدبیر ہوسکتی ہے جس کا تجربہ خود اس کی ذات پر ہو چکا ہے۔ یعنی دعوی انانیت اور ہمسری بزرگان دین۔ جب دیکھا کہ گستاخی اور بے ادبی کو مردود بنانے میں نہایت درجہ کا اثر اور کمال ہے اس لئے 'اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ﴿ترجمہ: تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔ سورہ ابراہیم، آیت ۱۰﴾ کی عام تعلیم شروع کردی چنانچہ ہر زمانہ

کے کفار نے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں یہی کہا کہ اب اس کلام کو دیکھئے تو اسمیں بھی وہی بات ہے جو'انا خیر منہ' میں تھی۔ اور اگر کسی قدر فرق ہے تو وہ بھی بے موقع نہیں کیونکہ تابع ومتبوع کی ہمتوں میں اتنا فرق ضرور ہے جس پر تفاوت درجات و درکات مرتب ہوں۔ غرض کہ انبیاء علیہم السلام نے ہزار ہا معجزے دکھائے مگر کفار کے دلوں میں ان کی عظمت اس نے جمنے نہ دی۔ پھر جن لوگوں نے انکی عظمت کو مان لیا اور مسلمان ہوئے ان سے کسی قدر اس کو مایوسی ہوئی۔ کیونکہ ان سے تو وہ بے باکی نہیں ہوسکتی تھی جو کفار سے ظہور میں آئی یہاں اس فکر کی ضرورت ہوئی کہ وہ چیز دکھائی جائے جو دین میں بھی محمود ہو آخر یہ سونچا کہ راست گوئی کے پردے میں یہ مطلب حاصل ہوسکتا ہے۔

بس یہاں سے دروازہ بے ادبی کا کھول دیا۔ اب کیسی ہی ناشائستہ بات کیوں نہ ہو اس لباس میں آراستہ کر کے احمقوں کے فہم میں ڈال دیتا ہے اور کچھ ایسا بے وقوف بنا دیتا ہے کہ راست گوئی کی دھن میں نہ ان کو کسی بزرگ کی حرمت وتوقیر کا خیال رہتا ہے نہ اپنے انجام کا اندیشہ۔ چنانچہ کسی بے وقوف نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ جو یہ مال بانٹتے ہیں اس میں عدل وانصاف کیجئے چنانچہ بخاری شریف میں

ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه انه قال بینما نحن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یقسم قسما اذ اتاه ذو الخویصرةوهو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول الله اعدل فقال ویلك ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم أکن أعدل فقال عمرؓ یا رسول اللّٰه! ائذن لی فیه فاضرب عنقه فقال له دعه فان له أصحابا یحقر أحدکم صلوته مع صلوتهم وصیامه مع صیامهم یقرئون القران لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة ینظر الی نصله فلا یوجد فیه شئ ثم ینظر الی رصافه فلا یوجد فیه شئ ثم ینظر الی نضیّه وهو قدحه فلا یوجد فیه شئ ثم ینظر الی قذذه فلا یوجد فیه شئ قد سبق الفرث والدم آیتهم رجل أسود احدی عضدیه مثل ثدی المرأة أو مثل البضعة تدردر و یخرجون علی حین فرقة من الناس ابو سعید فاشهد انی سمعت هذا الحدیث من رسول الله صلی الله علیه وسلم و أشهدان علی ابن أبی طالب قاتلهم وانا معه فامر بذلك الرجل فالتمس فاتی به حتی نظرت الیه علی نعت النبی

صلی اللہ علیہ وسلم الذی نعتہ﴿محمد بن اسماعیل، بخاری شریف، جلدثانی، ص۱۲۴، جلد اول، ص۵۰۹﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے اور حضرت کچھ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ ذوالخویصرہ آیا جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا۔ اور کہا: یارسول اللہ ﷺ عدل کیجئے حضرت ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا۔ اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو محروم اور بے نصیب ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حکم دیجئے کہ اس کی گردن ماروں۔ فرمایا: جانے دو۔ اس کے رفقاء ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ اپنی نماز وروزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے کے نیچے نہ اتریگا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجود یہ کہ اس جانور کے پیٹ کی آلایش وخون میں سے پار ہوتا ہے۔ مگر نہ اس کے پیکاں میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اسکے بدن میں جس سے پیکاں باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پر میں۔ نشانی انکی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کی پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتا ہوگا۔ وہ لوگ

اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی علیؓ کے ساتھ تھا انہوں نے بعد فتح کے حکم کیا کہ اس شخص کی تلاش کی جائے جس کی خبر حضرت ﷺ نے دی تھی۔ چنانچہ جب اسکی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اس کی حضرت ﷺ نے کہی تھی سب اس میں موجود تھیں۔ انتہی

الحاصل۔ شیطان نے اس احمق کے ذہن میں یہی جمایا کہ عدل بیشک عمدہ شئے ہے اگر صاف صاف حضرت ﷺ سے اس بارے میں کہدیا جائے تو کیا مضایقہ۔ اس بے وقوف نے یہ نہ خیال کیا کہ بات تو چھوٹی ہے۔ مگر بہ نسبت شان نبوی کتنی بڑی بے ادبی ہوگی اور انجام اس کا کیا ہوگا چنانچہ اسی بے ادبی پر واجب القتل ہوگیا تھا۔ مگر چونکہ آنحضرت ﷺ کو منظور تھا کہ علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اپنے تمام مشربوں کے ساتھ مارا جائے اسلئے باوجود حضرت عمرؓ کی درخواست کے اس وقت اغماض فرمایا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔

عن نبیط بن شریط قال لما فرغ علی من قتال أهل النهروان

قال اقلبوا القتلی فقلبنا هم حتی خرج فی آخرهم رجل أسود علی کتفهٖ مثل حلمة الثدی فقال علی اللّٰه أکبر واللّٰه ما کذبت ولا کذبت کنت مع النبی ﷺ وقد قسم فیئا فجاء هذا فقال یا محمد ﷺ اعدل فواللّٰه ما عدلت منذ الیوم فقال النبی ﷺ ثکلتك أمك ومن یعدل علیك اذا لم أعدل فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللّٰه! ألا أقتله فقال النبی ﷺ لا دعه فان له من یقتله فقال صدق اللّٰه ورسوله۔ خط کذا فی کنزالعمال﴿کنز العمال۔ حدیث ۱۲٤۔ ص ۳۰۷۔ جلد ۱۱۔جدید طباعت، دائرة المعارف العثمانیه، حیدرآباد﴾۔

ترجمہ: روایت ہے نبیط ابن شریط سے کہ جب فارغ ہوئے علی رضی اللہ عنہ اہل نہروان کے قتل سے کہا کشتوں میں اس شخص کو تلاش کرو جب ہم نے خوب ڈھونڈا تو سب کے آخر میں ایک شخص سیاہ فام نکلا جس کے شانہ پر ایک گوشتپارہ مثل سرپستان کے تھا یہ دیکھتے ہی علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی نہ میں اسکا مرتکب ہوا ایک بار ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور حضرت ﷺ غنیمت کا مال تقسیم فرمارہے تھے کہ یہ شخص آیا اور کہا: اے محمد ﷺ عدل کیجئے کہ آج آپ نے

عدل نہیں کیا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: تیری ماں تجھ پر روئے جب میں عدل نہ کروں تو پھر کون عدل کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کو قتل نہ کروں؟ فرمایا: نہیں چھوڑ دو اسکو قتل کرنے والے کوئی اور شخص ہیں۔ علیؓ نے یہ کہہ کر صدق اللہ ﴿اللہ نے سچ فرمایا﴾ کہا انتہی۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا اس لئے اس کی لاش سب لاشوں کے نیچے تھی۔ اب دیکھئے کہ اس ایک گستاخی نے اس شخص کو کہاں پہنچا دیا اور وہ کثرت عبادت اور ریاضت اس کے کس کام آئی۔ جس کی تصریح اس حدیث میں ہے۔

عن ابی برزة قال اتی رسول اللہ ﷺ بدنا نیر فجعل یقمسها وعنده، رجل اسود مطموم الشعر علیه ثوبان ابیضان بین عینیه اثر السجود وکان یتعرض لرسول اللہ ﷺ فلم یعطه فاتاه فعرض من قبل وجهه فلم یعطه واتاه من قبل یمینه فلم یعطه شیئا ثم اتاه من قبل شماله فلم یعطه شیئا ثم اتاه من خلفه فلم یعطه شیئا فقال یا محمد ما عدلت منذ الیوم فی القسمة فغضب رسول اللہ ﷺ غضبا شدیدا ثم قال واللہ لا تجدون احدا اعدل

علیکم منی ثلاث مرات ثم قال یخرج علیکم رجال من قبل المشرق کان هذا منهم هکذا یقرئون القراٰن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة ثم لایعودون الیه ووضع یده علی صدره سیماهم التحلیق لایزالون یخرجون آخرهم مع المسیح الدجال فإذا رأیتموهم فاقتلوهم ثلثا! هم شر الخلق و الخلیقة یقولها ثلثا، حم ن وابن جریر طب، ك کذا فی کنزالعمال﴾کنز العمال۔ حدیث ۱۶۱۶۔ ص۲۹۳۔ جلد ۱۱۔ جدید طباعت﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہیں سے دینار آنحضرت ﷺ کے پاس آگئے تھے اسکو تقسیم فرمانا شروع کیا اور حضرت ﷺ کے پاس ایک شخص جو سیاہ فام تھا سر کے بال کترایا ہوا اور سفید کپڑے پہنا ہوا جس کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں اثر سجدہ کا نمایاں تھا چاہتا تھا کہ حضرت کچھ عنایت فرمادیں۔ مگر حضرت نے کچھ نہ دیا۔ روبرو آکر سوال کیا کچھ عنایت نہ فرمایا داہنی طرف سے آکر سوال کیا جب بھی کچھ نہ ملا بائیں طرف سے آکر مانگا کچھ نہ ملا پیچھے سے آکر سوال کیا جب بھی کچھ نہ پایا کہا: اے محمد ﴿ﷺ﴾ آج آپ نے تقسیم میں عدل نہ

کیا حضرت ﷺ اس بات پر بہت خفا ہوئے اور شدت غضب سے تین بار فرمایا خدا کی قسم مجھ سے زیادہ عدل کرنے والا تم کسی کو نہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا: یہ ان لوگوں میں سے ہے جو تم پر مشرق کے طرف سے نکلیں گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر نہ لوٹیں گے دین کی طرف اور دست مبارک سینہ پر رکھ کر فرمایا نشانی ان کی یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے۔ ہمیشہ وہ لوگ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ آخر دجال کے ساتھ ہوں گے پھر تین بار فرمایا کہ جب تم ان کو دیکھو تو قتل کر ڈالو وہ لوگ تمام مخلوقات سے بدتر ہیں یہ جملہ تین بار فرمایا۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور طبرانی اور حاکم نے انتہی۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ وہ شخص نہایت عابد تھا کہ کثرت صلوۃ سے پیشانی میں اسکے گٹھا پڑ گیا تھا غرض کہ ان احادیث میں تامل کرنیکے بعد ہر شخص معلوم کرسکتا ہے کہ باوجود کثرت عبادت اور ریاضت شاقہ کے وہ شخص اور اس کے ہم خیال جو واجب القتل اور بدترین مخلوقات ٹھیرے۔ وجہ اس کی سوائے بے ادبی اور گستاخ طبعی کے اور کوئی نہ نکلے گی۔ اب اس قوم کا حال سنئے جس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے بے ادب اصحاب فرمایا

ہے۔ابن اثیرؒ نے تاریخ کامل ﴿جلد ثالث ص: ۱۲۷﴾ میں لکھا ہے ابتداء اس گروہ یعنی خوارج کی یہ ہوئی کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں طرفین سے ہزار ہا صحابہؓ اور تابعین شہید ہوئے آخر یہ ٹھیرا کہ دونوں طرف سے دو شخص معتمد قرار پائیں جو موافق کتاب وسنت کے کوئی ایسی تدبیر نکالیں کہ لڑائی موقوف ہو اور باہمی جھگڑے مٹ جائیں۔ چنانچہ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے اور طرفین سے عہد نامہ لکھا گیا۔ پھر اشعث بن قیس نے اس کاغذ کو لیکر ہر ہر قبیلہ میں سنانا اور اس کا اشتہار دینا شروع کیا۔ جب قبیلہ بنی تمیم میں پہنچے عروہ بن اویہ تمیمی نے ان کو کہا کہ اللہ کے امر میں آدمیوں کو حکم بناتے ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی حکم نہیں کرسکتا یہ کہہ کر اشعث بن قیس کے سواری کے جانور کو تلوار ماری اور اس پر سخت جھگڑا ہوا ﴿تاریخ کامل، جلد ثالث، ص: ۱۳۲﴾ جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی فرمایا بات تو سچی ہے مگر مقصود اس سے باطل ہے اگر وہ لوگ سکوت کریں تو ہم ان پر مصیبت ڈالیں گے اور اگر گفتگو کریں تو ان پر دلیل قائم کریں گے اور اگر مقابل ہوں تو ہم ان سے لڑیں گے یہ سنتے ہی یزید بن

عاصم محاربی اٹھ کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے حمد اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس سے ہم مستغنی نہیں ہوسکتے۔ یا اللہ پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے کہ اپنے دین میں دناءت اور کم ہمتی کو عمل میں لائیں کیونکہ اس میں مداہنت ہے اللہ کے امر میں اور ذلت ہے جو اللہ تعالیٰ کے غصہ کی طرف لیجاتی ہے۔ اے علی رضی اللہ عنہ کیا ڈراتے ہو تم ہم کو قتل سے آگاہ رہو قسم ہے اللہ کی میں امید رکھتا ہوں کہ مارینگے ہم تم کو تلواروں کی دھار سے تب تم جانو گے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اسکے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی طرح روز بروز جمعیت ان کی بڑھتی چلی ایک روز سب عبداللہ بن وہب راسبی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا جس میں دنیا کی بے ثباتی اور خواہش دنیا کی خرابیاں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت بیان کی۔ پھر کہا کہ اس شہر کے لوگ ظالم ہیں ہمیں لازم ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جائیں تاکہ ان گمراہ کرنے والی بدعتوں سے ہمارا انکار ثابت ہو جائے اس کے بعد حرقوص ابن زہیر کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا کہ لوگو متاع اس دنیا کی بہت تھوڑی ہے اور جدائی اس سے قریب ہے کہیں زینت اور تازگی اس کی تمہیں اسی میں مقام کرنے پر آمادہ نہ کرے اور طلب حق اور انکار ظلم سے

نہ پھرے اور یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿القرآن الحکیم الآیۃ ۔۱۲۸، سورۃ النحل﴾۔ یعنی اللہ تعالی متقیوں کے ساتھ ہے۔

اس خطبہ کے بعد حمزہ ابن سنان اسدی نے کہا: اے قوم رائے وہی ہے جو تم نے سوچی ہے مگر اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک شخص مقرر ہو جو متولی تمامی امور کا ہو سکے سب نے زید بن حصین طائی پر اتفاق کیا مگر اس نے امارت کو قبول نہ کیا۔ پھر حرقوص ابن زہیر پر سب کی رائے قرار پائی اس نے بھی انکار کیا اسی طرح حمزہ بن سنان اور شریح ابن اوفی عبسی نے بھی انکار کیا۔ پھر سب نے عبداللہ بن وہب کی طرف رجوع کیا جب اس نے دیکھا کہ کوئی قبول ہی نہیں کرتا بہ مجبوری قبول کیا اور کہا: خدا کی قسم مجھے اس امارت کے قبول کرنے میں مطلقا خواہش دنیوی نہیں اور نہ موت سے خوف ہے کہ اس سے باز رہوں غرض کہ میں نے صرف اللہ کے واسطے قبول کیا ہے اگر اس میں مرجاؤں تو کچھ پرواہ نہیں پھر سب شریح ابن اوفی عبسی کے گھر جمع ہوئے۔

اس مجلس میں ابن وہب نے کہا: اب کوئی شہر ایسا دیکھنا چاہئے کہ ہم سب اسی میں جمع ہوں اور اللہ تعالی کا حکم جاری کریں کیونکہ اہل حق اب

تمہی لوگ ہو سب نے بالاتفاق نہروان کو پسند کیا اور روانہ ہو گئے ﴿لتاریخ کامل، جلد: ثالث، ص: ۱۲۵۔﴾۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو نامہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، طرف سے عبداللہ علی امیر المؤمنین کے زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب اور ان کے اتباع کو۔ معلوم ہو کہ وہ دو حکم جن کے فیصلہ پر ہم راضی ہوئے تھے انہوں نے کتاب اللہ کے خلاف کیا اور بغیر اللہ کی ہدایت کے اپنی خواہشوں کی پیروی کی جب انہوں نے قرآن وسنت پر عمل نہیں کیا تو اللہ اور اللہ کے رسول اور سب اہل ایمان ان سے بری ہو گئے۔ تم لوگ اس خط کے دیکھتے ہی ہماری طرف چلے آؤ تا کہ ہم اپنے اور تمہارے دشمن کی طرف نکلیں اور اب ہم اپنی اسی پہلی بات پر ہیں۔ انتہی۔

اس نامہ کے جواب میں انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب تمہارا غضب خدا کے واسطے نہیں ہے اس میں نفسانیت شریک ہے۔ اب بھی اگر اپنے کفر پر گواہی دیتے ہو اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائے گا ورنہ ہم نے تم کو دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ انتہی۔

اب دیکھئے کہ وہ لوگ کیسے بڑے موحد تھے کہ جن کے نزدیک آدمی کو حکم بنانا شرک تھا اور بدعت سے انہیں کس قدر تنفر تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہر کو اس خیال سے کہ بدعتیوں کا شہر ہے چھوڑ دیا اور دنیا کی بے ثباتی اور زہد وتقوی کی ترغیب وتحریص اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام اور امارت کے قبول کرنے میں ہر ایک کا عذر وحیلہ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور ایسے ہیں کہ جو شخص سنے کمال دینداری پر اس گروہ کے گواہی دینے کو مستعد ہو جائے اس سے بڑھکر کیا ہو کہ خود صحابہؓ کو ان کی حقانیت کا دھوکا ہوتا تھا جیسا کہ حضرت جندبؓ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

عن جندب قال لما فارقت الخوارج علیاً رضؓ خرج فی طلبهم وخرجنا معه فانتهينا الى عسكر القوم فاذا لهم دوى كدوى النحل من قراءة القرآن واذا فيهم اصحاب النقيات واصحاب البرانس فلما رأيتهم دخلنى من ذلك شدة فتنحيت فركزت رمحى ونزلت عن فرسى و وضعت برنسى فنشرت عليه درعى واخذت بمقود فرسى فقمت اصلى الى رمحى وانا اقول فى صلاتى اللهم ان كان قتال هؤلاء القوم لك طاعة۔ فأذن لى فيه وان كان معصية فارنى برأيك فاناكذلك اذ اقبل على بن ابى

طالبؓ على بغلة رسول الله ﷺ فلما جاء الى قال تعوذ بالله يا جندب من شر السخط فجئت اسعى اليه ونزل فقام يصلى اذ اقبل رجل فقال يا امير المؤمنين ألك حاجة فى القوم قال وما ذالك قال قطعوا النهر فذهبوا قال ما قطعوه قلت سبحان الله ثم جاء آخر فقال قد قطعوا النهر فذهبوا قال ماقطعوه قال سبحان الله ثم جآء آخر قدقطعوا النهر فنبهوا قال ما قطعوه' ثم جآء آخر فقال قد قطعو النهر فنهبوا قال على ما قطعوه ولا يقطعوه وليقتلن دونه عهد من الله ورسوله ثم ركب فقال لى يا جندب اما انا فابعث اليهم رجلا يقرء المصحف يدعو الى كتاب ربهم وسنة نبيهم فلا يقبل علينا بوجهه حتى يرشقوه بالنبل يا جندب اما انه لا يقتل منا عشرة ولا ينجو منهم عشرة ثم قال من يأ خذ هذا المصحف فيمشى به الى هولاء القوم فيدعوهم الى كتاب الله وسنة نبيهم وهو مقتول وله الجنة فلم يجبه الاشاب من بنى عامر بن صعصعة فقال له على خذ هذا فأخذ المصحف اما انك مقتول ولست مقبلا علينا بوجهك حتى يرشقوك بالنبل فخرج الشاب بالمصحف الى القوم فلما دنا منهم حيث يسمعوا قاموا

ونشبوا الفتی قبل ان یرجع فرماہ انسان فاقبل علینا بوجھہٖ فقعد فقال علی دونکم القوم قال جندب فقتلت بکفی ھذہ ثمانیۃ قبل ان اصلی الظھر وما قتل منا عشرۃ ولا نجا منھم عشرۃ کما قال۔ طس کذا فی کنزالعمال﴾کنزالعمال حدیث: ۱۱۸۰، جلد:۱۱، ص:۲۷۴﴿۔

ترجمہ: روایت ہے جندبؓ سے کہ جب خوارج علیحدہ ہوگئے علی رضی اللہ عنہ انکی تلاش میں نکلے اور ہم بھی ساتھ تھے جب ہم ان کے لشکر کے قریب پہنچے تو ایک شور قرآن شریف پڑھنے کا سنا گیا اور حالت انکی یہ کہ تہمد بندھے ہوئے اور ٹوپیاں اوڑھے ہوئے یعنی کمال درجہ کے زاہد وعابد نظر آتے تھے انکا یہ حال دیکھنے سے تو انکا قتال مجھ پر نہایت شاق ہوا اور ایک طرف نیزہ گاڑھ کر ٹوپی اور زرہ اس پر لگا دیا اور گھوڑے سے اتر کر نیزہ کی طرف نماز پڑھنا شروع کیا۔ اور اس میں یہ دعا کی کہ الٰہی اگر اس قوم کا قتل کرنا تیری اطاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور اگر معصیت ہے تو مجھے اس رائے پر اطلاع ہو۔ ہنوز اس سے فارغ ہوا نہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا: اے جندب شرنا رضا مندی سے پناہ مانگو میں یہ سنتے ہی ان کی طرف دوڑا اور وہ اتر کر نماز پڑھنے لگے اتنے میں

ایک شخص آیا اور کہا: یا امیر المؤمنین کیا آپ کو ان لوگوں سے کچھ حاجت ہے۔ فرمایا: کیا بات، کہا: وہ سب نہر سے پار ہو گئے یعنی اب انکا تعقب مشکل ہے فرمایا: پار نہیں ہوئے میں نے کہا: سبحان اللہ۔ پھر دوسرا شخص آیا اور کہا کہ وہ لوگ نہر کے پار اتر گئے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا سبحان اللہ۔ پھر تیسرا شخص آیا ویسا ہی کہا اور وہی جواب پایا پھر چوتھا شخص آیا اور وہی کہا فرمایا: نہ وہ پار اترے اور نہ اتریں گے اسی طرف سب قتل کئے جائیں گے۔ خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے یہ بات ٹھیری ہوئی ہے۔ پھر سوار ہوئے اور فرمایا: اے جندب میں ایک شخص کو ان کی طرف بھیجتا ہوں جو قرآن پڑھ کے ان کو ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی ﷺ کی سنت کی طرف بلائے دیکھ لینا کہ وہ شخص ہماری طرف متوجہ ہونے نہ پائے گا کہ اس کو تیروں سے مار لیں گے۔ اب جندب ہم میں سے دس شخص نہ مارے جائیں گے اور ان میں سے دس آدمی نہ بچیں گے۔ پھر فرمایا: کوئی ہے کہ یہ مصحف اس قوم کی طرف لیجائے اور ان کو اللہ تعالی کی کتاب اور ان کے نبی ﷺ کی سنت کی طرف بلائے اور مارا جائے پھر اسکے لئے جنت ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا سوائے ایک جوان کے جو بنی عامر سے تھا فرمایا کہ یہ مصحف لیجاؤ اور تم لوٹ کے نہ آؤ گے۔ وہ جوان قرآن لیکر ان کی

طرف روانہ ہوا جب ایسے موقع پر پہنچا کہ اس کی آواز ان تک پہنچے لگی وہ لوگ کھڑے ہوگئے اور تیر مارنا شروع کیا۔

قبل اس کے کہ وہ لوٹے اک شخص کا تیر اس کو لگا وہ جوان تیر کے لگتے ہی ہمارے لشکر کی طرف منہ کیا اور بیٹھ گیا اس وقت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ اب اس قوم کو لو۔ جندبؓ کہتے ہیں کہ میں نے قبل نماز ظہر اس ہاتھ سے آٹھ آدمیوں کو قتل کیا اور جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ ہمارے دس آدمی شہید نہ ہوئے اور ان کے دس آدمی نہ بچے روایت کیا اس کو طبرانی نے انتہی۔

دیکھئے جندب رضی اللہ عنہ پر ان کے زہد و عبادت کا کس قدر اثر پڑا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کو تردد ہوگیا تھا۔ اگر وہ تمام پیشن گوئیاں علی کرم اللہ وجہہ کی وقوع میں نہ آتیں تو معلوم نہیں کہ ملال اس کا کیوں کر رفع ہوتا۔ باوجود اسکے قتل کے بعد پھر ان کے حالات کا سب کو خیال آیا اور یہ فکر ہوئی کہ کہیں بہترین آدمی ہمارے ہاتھ سے قتل نہ ہوئے ہوں اور اس فکر نے یہاں تک اثر ڈالا کہ سب کے سب رونے لگے۔

کما فی کنزالعمال عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلھم قال اطلبوا فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قال انه یخرج قوم یتکلمون بکلمة الحق لایجاوز حلوقهم یخرجون من الحق کما یخرج السهم من الرمیة سیما هم ان فیهم رجلا اسود مخرج فی یده شعرات سود فانظروا ان کان هو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن فقد قتلتم خیر الناس فبکینا فقال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخرج فخررنا سجوداو خر علیؓ معنا۔ الدورتی وابن جریر۔﴾ کنز العمال، حدیث:۱۲۰۶، ص:۲۸۹، جلد:۱۱،جدید طباعت۔﴾

ترجمہ: روایت ہے طارق بن زیاد سے کہ نکلے ہم علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خوارج کی طرف اوران کو قتل کیا پھر علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ ایک قوم نکلے گی جنکی بات حق ہوگی لیکن انکے حلق کے نیچے وہ بات نہ اترے گی نکل جائیں گے وہ لوگ حق سے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔علامت انکی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا اوراس پر سیاہ بال ہوں گے اس کو ڈھونڈ واگر وہ شخص ان میں ہے تو سمجھ جاؤ کہ تم نے سب آدمیوں سے بدتر لوگوں کو مارا اوراگر وہ نہ ملا تو سمجھو کہ سب سے اچھے لوگوں کو تم نے قتل کیا۔ یہ سنکر سخت پریشانی ہوئی اورسب رونے لگے فرمایا ڈھونڈ وتو سہی

جب خوب تلاش کی گئی تو اس شخص کی لاش مل گئی تمام اہل لشکر مارے خوشی کے سجدہ شکر میں گرے اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر بجالایا۔ انتہی۔

اب خیال کرنا چاہئے کہ اس قوم کا تقوی اور تورع اور عبادت وزہد کس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ بعد قتل کے ان حضرات کو اس قدر خوف ہوا ورنہ یہی حضرات لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برابر قتل کرتے رہے جن میں ہزارہا صحابہ وتابعین شریک تھے پھر کسی روایت میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ ان کے قتل میں ایسے متردد ہوئے ہوں اس قوم کی عبادت کا یہ حال تھا کہ عبداللہ بن عباسؓ کے سے شخص کہتے ہیں کہ ایسے زاہد وعابد میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں مصرح ہے جس کو امام نسائیؒ نے خصائص علی کرم اللہ وجہہ میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

عن ابی زمیل سماك الحنفی قال حدثنا عبدالله بن عباس رضی الله عنهما قال لما خرجت الحرورية اجتمعوا فی دار وهم ستة آلاف اتيت عليا فقلت يا امير المؤمنين ابرد بالظهر لعلی آتی هولاء القوم فاكلمهم قال انی اخاف عليك قلت كلا قال فخرجت اليهم ولبست احسن ما يكون من حلل اليمن قال

ابوزميل كان ابن عباس جميلا جهيرا قال ابن عباس فاتيتهم وهم مجتمعون فى دارهم قائلون فسلمت عليهم فقالوا مرحبابك يا ابن عباسؓ فما هذه الحلة قال قلت ما تعيبون على لقد رأيت على رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن ما يكون من الحلل ونزلت ﴿قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبات من الرزق﴾ قالوا فما حالك قلت اتيتكم من عند صحابة النبى صلى الله عليه الہٖ وسلم من المهاجرين والانصار لابلغكم ما يقولون وتخبرون بما يقولون فعليهم نزل القرآن وهم اعلم بمايوحى منكم وفيهم انزل وليس فيكم منهم احد فقال بعضهم لا تخاصمو قريشا فان الله تعالى يقول بل هم قوم خصمون قال ابن عباس واتيت قوما لم أر قوما قط اشد اجتهاد منهم منهمة وجوههم من السهر كان ايديهم وركبهم تثني عليهم قمص مرحضة فقال بعضهم لنكلمنه ولننظرن ما يقول قلت اخبرونى ما ذا نقمتم على ابن عم رسول الله ﷺ وصهره والمهاجرين والانصار قالوا ثلثا قلت ما هن قالوا اما احداهن فانه حكم الرجال فى امرالله تعالى وقال الله تعالى ﴿ان الحكم

الا لله﴾ وما للرجل وما للحكم فقلت هذه واحدة قالوا واما الاخرى فانه قاتل ولم يسب ولم يغنم فلئن كان الذى قاتل كفارا لقد حل سبيهم وغنيمتهم ولئن كانوا مؤمنين ما حل قتالهم قلت هذه ثنتان فما الثالثة قالوا انه محى اسمه من امير المؤمنين فهو امير الكافرين قلت اعندكم سوى هذا قالوا حسبنا هذا فقلت لهم ارأيتم ان قرأت عليكم من كتاب الله ومن سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد به قولكم اترضون قالوا نعم فقلت اما قولكم حكم الرجال فى امر الله تعالى فانا اقرا عليكم ما قد رد حكمه الى الرجال فى ثمن ربع درهم فى ارنب ونحوها من الصيد فقال ﴿يا ايها الذين آمنوا لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى قوله تعالى يحكم به ذوا عدل منكم﴾ فنشدتكم الله احكم الرجال فى ارنب ونحوها من الصيد افضل ام حكمهم فى دمائهم وصلاح ذات بينهم وان تعلموا ان الله تعالى لو شاء لحكم ولم يصر ذلك الى الرجال وفى المرأة وزوجها قال الله عزوجل ﴿وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله

بینهما﴾ فجعل الله تعالى حكم الرجال سنة مامونة اخرجت عن هذه قالوا نعم قلت واما قولكم قاتل ولم يسب ولم يغنم اتسبون امكم عائشة رضى الله عنها ثم تستحلون منها ما يستحل من غيرها فلئن فعلتم فقد كفرتم وهى امكم وان قلتم ليست بامنا لقد كفرتم ان الله تعالى يقول ﴿النبى اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم﴾ فانتم تدورون بين ضلالتين ايهما صرتم اليها صرتم الى ضلالة فنظر بعضهم الى بعض قلت اخرجت من هذه قالوا نعم قلت اما قولكم محى اسمه من امير المؤمنين فانا انبئكم بمن ترضون وأريكم قد سمعتم ان النبى صلى الله عليه وسلم يوم الحد يبية كاتب سهل بن عمرو وابا سفيان بن حرب فقال رسول الله ﷺ لامير المؤمنين اكتب يا على هذا ما اصطلح عليه محمد رسول الله ﷺ فقال المشركون لا والله ما نعلم انك رسول الله لو نعلم انك رسول الله ما قاتلناك فقال رسول الله ﷺ اللهم انك تعلم انى رسول الله ﷺ انك تعلم انى رسول الله اكتب يا على هذا ما اصطلح عليه محمد بن عبدالله فوالله لرسول الله خير من

علی وما اخرجه من النبوة حين محى نفسه قال عبدالله بن عباس فرجع من القوم الفان وقتل سائرهم على ضلالة۔ انتهى قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم ﴿مستدرك جلد ثانی صفحه ۱۵۰ كتاب قتال اهل البغی۔﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابوزمیل سماک حنفی سے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب نکلے حرور یہ اور جمع ہوئے چھ ہزار شخص اپنے مقام میں، میں نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ یا امیر المؤمنین نماز ظہر میں کسی قدر توقف کیجئے میں چاہتا ہوں کہ اس قوم میں جاؤں اور ان سے کچھ گفتگو کروں۔ فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ تمہیں کہیں ضرر نہ پہنچائیں میں نے کہا: کچھ خوف نہ کیجئے پھر میں عمدہ حلہ یمنی پہنکر نکلا ابو زمیل کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت اور بلند آواز تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں اس قوم میں گیا جہاں وہ سب جمع تھے اور ان پر سلام کیا انہوں نے اس کے جواب میں کہا مرحبا اے ابن عباس اور یہ حلہ کیسا؟ میں نے کہا: مجھ پر کیا عیب دھرتے ہو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے عمدہ سے عمدہ حلہ دیکھا ہے اور یہ آیت قرآن شریف میں موجود ہے۔ قل من حرم زينة الله التی اخرج لعباده والطيبات من الرزق ﴿القرآن الحکیم الایۃ: ۳۲، سورۃ الاعراف﴾ یعنی

کہئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اپنے بندوں کے لئے پھر میں نے کہا کہ نبی ﷺ کے صحابہ کے پاس سے جن میں مہاجرین وانصار موجود ہیں اس غرض سے آیا ہوں کہ تمہیں ان کے اقوال پہنچادوں وہ لوگ وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوا اور وہ تم سے زیادہ وحی کو جانتے ہیں انہیں کے معاملات میں قرآن نازل ہوا اور ان میں سے تم میں کوئی نہیں ہے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو بعضوں نے کہا: قریش سے مباحثہ مت کرو کیونکہ حق تعالی ان کی شان میں فرماتا ہے۔ ﴿هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ القرآن الحکیم الآیۃ: ۵۸، سورۃ الزخرف ﴿ترجمہ: یعنی وہ لوگ جھگڑنے والے ہیں﴾ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ایسی قوم میں گیا کہ عبادت میں کوشش کرنے والے ان سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا تھا چہرے ان کے زیادہ جگنے سے سوکھے سوکھے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ٹیڑھے ہیں سفید کپڑے پہنے ہوئے غرض بعضوں نے مباحثہ سے انکار کیا اور بعضوں نے کہا کہ ہم مباحثہ کرتے ہیں دیکھیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں میں نے کہا یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کے ابن عم اور داماد میں اور مہاجرین وانصار میں تم نے کیا عیب دیکھا ہے؟ کہا: تین عیب، میں نے کہا: وہ کیا؟ کہا ایک تو یہ کہ انہوں نے اللہ کے کام میں لوگوں کو حکم بنایا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

لِلّٰہِ ﴿القرآن الحکیم الایۃ: ۵۷، سورۃ الانعام﴾ یعنی نہیں ہے حکم مگر اللہ کے لئے آدمی کو حکم سے کیا علاقہ۔ کہا دوسرا یہ کہ انہوں نے جنگ کیا پھر نہ ان لوگوں کو قید کیا نہ ان کا مال لوٹا، اگر وہ لوگ کافر تھے تو ان کا مال حلال اور غنیمت تھا اور اگر مسلمان تھے تو ان کے ساتھ لڑنا ہی درست نہ تھا۔ کہا میں نے دو ہوئے تیسری بات کیا ہے کہا انہوں نے اپنے نام سے لفظ امیر المؤمنین کو مٹادیا تو اب وہ امیر الکافرین ہیں۔ میں نے کہا: اس کے سوائے بھی کچھ اور الزامات ہیں۔ کہا بس یہی ہیں۔ میں نے کہا: اگر ان اعتراضات کے جواب میں قرآن کی آیتیں اور نبی ﷺ کی حدیثیں پڑھوں تو کیا تم راضی ہو گے؟ کہا: ہاں، میں نے کہا کہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ تعالی کے امر میں انہوں نے آدمیوں کو حکم بنایا سو یہ آیت سنو کہ حق تعالی نے ربع درہم کے معاملہ کو آدمیوں کی رائے پر رکھا یعنی محرم اگر خرگوش برابر جانور کو شکار کرے تو اس کی جزا میں جس کا اندازہ ربع درہم ہوگا دو شخص عدل کے حکم کی ضرورت ہے۔

کما قال اللہ تعالی، یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقتلو الصید وانتم حرم الی قولہ تعالی یحکم بہ ذوا عدل منکم ﴿القرآن الحکیم الایۃ: ۹۵، سورۃ المائدۃ﴾۔

اب میں قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ آدمیوں کا حکم ہونا خرگوش کے

باب میں افضل ہے یا مسلمانوں کے خون اور ان کے اصلاح کے معاملہ میں۔اور تم جانتے ہو کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو اس معاملہ میں خود ہی حکم فرماتا اور اسی طرح عورت اور مرد کے مقدمہ میں حکم بنانے کی اجازت اس آیۃ شریفہ سے ثابت ہے۔ قال تعالی: وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ﴿القرآن الحکیم الایۃ:۳۵،سورۃ النساء﴾۔ترجمہ:اور اگر تم کو میاں بیوی کی باہمی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف عورت کے خاندان سے مقرر کرو اگر وہ صلح کرادینی چاہیں تو اللہ تعالی ان میں باہم موافقت پیدا کریگا﴾۔

اس سے معلوم ہوا کہ آدمیوں کو حکم بنانا سنت جاریہ ہے کیا اس اعتراض کا جواب ہوگیا؟ کہا: ہاں، پھر میں نے کہا: تم جو کہتے ہو کہ انہوں نے جنگ کیا مگر کسی کو قیدی نہ بنایا اور نہ غنیمت لی سو میں پوچھتا ہوں کیا تم اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنالو گے اور ان سے حلال سمجھو گے جو اوروں سے حلال سمجھتے ہو؟ اگر اس کے قائل ہوئے تو کافر ہوگئے کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں۔اور اگر تم نے کہا کہ ماں نہیں ہیں تب بھی کافر ہوگئے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ

﴿پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بی بیاں ان کی مائیں ہیں﴾

اس صورت میں تم دو گمراہیوں میں سرگرداں رہو گے جس کو اختیار کیا گمراہ ہوئے یہ سنتے ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ میں نے کہا: اس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا؟ کہا: ہاں، پھر میں نے کہا تم جو کہتے ہو کہ لفظ امیر المؤمنین کو مٹا دیا سو میں ان کے حال سے خبر دیتا ہوں۔ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے اور میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بھی سنا ہو گا کہ جب حدیبیہ کے روز نبی ﷺ نے سہیل بن عمرو اور ابوسفیان بن حرب کے ساتھ مصالحت کی اور صلح نامہ امیر المؤمنین کے ہاتھ لکھوایا۔ فرمایا: اے علی! لکھو ھذا ما اصطلح علیہ محمد رسول اللہ۔ ان لوگوں نے کہا یہ نہ ہو گا۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ورنہ جنگ ہی نہ کرتے حضرت ﷺ نے فرمایا: یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ لکھو اے علی: **ھذا ما اصطلح علیہ محمد بن عبداللہ** ۔ خدا کی قسم آپ ﷺ بہتر ہیں علی سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظ رسول اللہ کو مٹانے سے رسالت سے ہرگز نہیں نکلے۔ عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ تقریر سنکر دو ہزار شخصوں نے توبہ کی اور باقی

اسی گمراہی پر مارے گئے۔انتہی۔

اس حدیث سے ان کے عبادات اور خیالات کا حال معلوم ہوا احتیاط کا یہ حال تھا کہ بات بات پر قرآن وحدیث سے دلیل طلب کی جاتی تھی اور رائے سے بالکل احتراز تھا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔

عن علی بن ابی ربیعة قال: سمعت علیاًؓ علی المنبر واتاه رجل فقال یا امیر المؤمنین ما لی اراك تستحل الناس استحالة الرجل ابله أبعهد من رسول اللهﷺ او شیئا رأیته قال والله ما کذبت ولا کذبت ولا ضللت ولا ضل بی بل عهد من رسول اللهﷺ عهده الی وقد خاب من افتری عهد الی النبیﷺ ان اقاتل الناکثین و القاسطین والمارقین۔ البزارع کذا فی کنزالعمال﴿کنز العمال حدیث: ۱۲۸۱، ص:۳۱۷، جلد:۱۱﴾۔

ترجمہ: روایت ہے علی ابن ابی ربیعہ سے کہ علی کرم اللہ وجہہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا: اے امیر المؤمنین میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ آدمیوں کی خونریزی ایسی حلال سمجھ رہے ہیں جیسے کوئی اپنے اونٹوں کو ذبح کرتا ہے کیا کوئی وصیت آنحضرتﷺ کی اس بات میں

آپ کو ہوئی ہے یا آپ اپنی رائے سے یہ کام کرتے ہو فرمایا: قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں نے جھوٹ کہا نہ مجھ کو جھوٹی خبر دی گئی اور نہ گمراہ ہوا نہ گمراہ کیا گیا اور بے نصیب ہے جو افترا کرے۔ نبی ﷺ نے مجھ کو وصیت کی کہ جو لوگ عہد شکنی کریں اور حق بات سے عدول کریں اور خروج کریں تو ان کے ساتھ جنگ کروں۔ انتہی۔ اسی طرح دوسری روایت میں وارد ہے۔

عن الحسن قال لما قدم علی البصرة فی امر طلحة و اصحابه قام عبدالله بن الکوا و ابن عباد فقالا: یا امیر المؤمنین اخبرنا عن مسیرك هذا أوصیة اوصاك بها رسول الله ﷺ ام عهد عهده ام رأی رأیته۔ الحدیث رواه بن راهویه و صحح، کذا فی کنز العمال ﴿کنز العمال حدیث: ۱۲۸۲، ص: ۳۱۸، جلد: ۱۱﴾۔

ترجمہ: روایت ہے حسن بصریؒ سے کہ جب علی کرم اللہ وجہہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے بارہ میں بصرہ کو تشریف لائے عبداللہ بن کوا اور ابن عباد کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین خبر دیجئے کہ یہ آپ کا جانا کیسا ہے کیا آنحضرت ﷺ نے وصیت کی ہے یا اقرار لیا ہے یا صرف آپ کی رائے ہے۔ انتہی۔

مقصود یہ کہ اگر رائے ہو تو ہم اتباع نہ کریں گے۔ ان لوگوں کو رائے

سے کچھ ایسا احتراز تھا کہ اس کو بالکل بیکار ہی کر دیا تھا اسی وجہ سے بھانجے اور بھتیجوں کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح جائز رکھتے تھے اس لئے کہ قرآن شریف میں صرف لڑکیوں اور بھانجیوں بھتیجیوں کی حرمت کا ذکر ہے ان کی اولاد کا ذکر نہیں یہ بات عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھی ہے ﴿فی بیان الخوارج، ص:۷۳﴾ اور قرآن شریف پر عمل کرنے میں ان کو اس قدر غلو تھا کہ جب تک نص قطعی سے کوئی بات ثابت نہ ہو کسی کی نہ مانیں یہاں تک کہ زانی کے رجم کے قائل نہ تھے اور نہ اس حد قذف کے قائل تھے جو محصن مرد کو کوئی گالی دے اس لئے کہ ان دونوں مسئلوں کا حکم صرف حدیث سے ثابت ہے۔ صراحۃ قرآن شریف میں مذکور نہیں۔ کذا فی الملل والنحل ﴿فی بیان الخوارج، ص:۶۹﴾۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ بات بات پر قرآن سے دلیل طلب کرتے ہیں تو تنگ ہو کر ایک بار قرآن منگوایا اور کہنے لگے اے قرآن ان لوگوں سے تو ہی بات کر۔

کما روی عن عبدالله بن عیاض بن عمرو الفارسی قال جاء عبدالله بن شداد فدخل علی عائشةؓ ونحن عندها جلوس مرجعه من العراق لیالی قتل علیؓ فقالت له یا عبدالله بن شداد

هل انت صادق عما اسالك عنه حدثنی عن هولاء القوم الذين قتلهم علیؓ قال ان عليا لما كاتب معاوية وحكم الحكمين عليه خرج عليه ثمانية الاف من قراء الناس فنزلوا ارضا يقال لها حرور امن اجانب الكوفة وانهم عتبوا عليه فقالوا انسلخت من قميص البسك الله واسم سماك الله به ثم انطلقت فحكمت فی دين الله ولا حكم الا لله فلما بلغ عليا ما عتبوا عليه وفارقوه امر موذنا فاذن لا يدخل على امير المؤمنين الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلات الدار من قراء الناس دعا بمصحف امام عظيم فوضعه بين يديه فجعل يصكه بيده ويقول ايها المصحف حدث الناس فقالوا يا امير المؤمنين مانسأل عنه فانما هو مداد فی ورق ونحن نتكلم بما روينا منه فما تريد قال اصحابكم هولاء الذين خرجوا بينی وبينهم كتاب الله۔ الحديث حم والعدنی ع ك كرص كذا فی كنزالعمال ﴿كنزالعمال، حديث : ١١٨٦، ص : ٢٧٨، جلد : ١١،جديد طباعت﴾۔

ترجمہ: روایت ہے عبداللہ بن عیاض سے کہ ایک بار عبداللہ بن شداد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے

عائشہؓ ان سے پوچھیں ۔ اے عبداللہ! سچ بتاؤ کہ علی رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کا حال کیا تھا؟ کہا: جب علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما نے صلح نامہ لکھا اور دو شخصوں کو حکم قرار دیا آٹھ ہزار قاری قرآن علیحدہ ہو گئے اور حرورا میں جو ایک مقام ہے کوفہ کے گرد و نواح میں جا ٹھیرے اور علیؓ پر الزام لگایا کہ جو قمیص اللہ نے تمہیں پہنایا تھا اس کو تم نے نکال دیا اور جو لقب کہ اللہ کی طرف سے تمہیں ملا تھا اس کو تم نے مٹا دیا اور اپنے ہاتھ سے آپ ہی معزول ہو گئے ۔ اور اللہ کے دین میں تم نے حکم بنایا حالانکہ حکم خاص اللہ کے لئے ہے ۔ علیؓ نے یہ سن کر اعلان دیا کہ جو شخص امیر المؤمنین کے پاس آئے قرآن ساتھ لیتے آئے جب دار الحکومت قاریوں سے بھر گیا مصحف امام کو منگوا کر روبرو رکھا اور اس کو مار مار کہنے لگے اے مصحف ان لوگوں سے بات کرانہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم قرآن سے نہیں پوچھتے وہ تو سیاہی ہے کاغذوں میں ۔ ہم اس میں کلام کرتے ہیں جو ہم سے بیان کیا گیا ہے آپ چاہتے کیا ہیں؟ فرمایا: یہ لوگ تمہارے ساتھ والے جو علیحدہ ہو گئے ہیں ۔ ان کے اور میرے بیچ میں کتاب اللہ ہے ۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور عدنی اور ابو یعلی اور حاکم اور ابن عساکر نے ۔ انتہی ۔

قیاس کرنا چاہئے ان لوگوں نے دلائل پوچھ پوچھ کر حضرت علیؓ کو کس قدر دق کیا ہوگا کہ یہ حرکت ان سے صادر ہوئی۔ اور تنزیہ جناب باری میں ان لوگوں کو اس بلا کا احتیاط تھا کہ سورہ یوسف کو قرآن شریف سے اس لحاظ سے خارج کر دیا کہ خدائے تعالی کی شان سے بعید ہے کہ عشق کا قصہ بیان کرے ﴿الملل والنحل فی بیان الخوارج، ص:۳۷﴾ اور عمل میں ان کو اس قدر اہتمام تھا کہ مرتکب کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار اور صغیرہ پر اصرار کرنے والوں کو مشرک کہتے تھے ﴿الملل والنحل فی بیان الخوارج، ص:۶۹﴾ صاحب ملل ونحل نے انکا قول نقل کیا ہے ﴿فی بیان الخوارج، ص:۷۵﴾ کہ نماز کو ترک کرنیوالا کافر ہے نہ اس وجہ سے کہ نماز کو ترک کیا بلکہ اس وجہ سے کہ حق تعالی کو نہیں جانا کیونکہ اگر جانتا اور اعتقاد رکھتا کہ حق تعالی تمام احوال پر مطلع اور طاعت پر جزا اور معصیت پر سزا دینے والا ہے تو اس گناہ پر جرأت نہ کرتا اس جرأت سے معلوم ہوا کہ اس نے جانا ہی نہیں اور اگر جانا ہے تو تکلیف کی کچھ پروا نہ کی۔ اس باب میں تارک الصلاۃ اور ہر مرتکب کبیرہ کافر ہونے میں برابر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابلیس صرف کبیرہ کے مرتکب ہونے سے کافر ہوا کہ باوجود حکم کے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا ورنہ اس کی توحید میں کسی قسم کا شک نہیں ﴿الملل

والنحل، ص:۶۹، جلد:۱﴾ اور یہ بھی اعتقاد ہے کہ اجنبی عورت کو دیکھ لینا یا چھوٹی جھوٹ کہنا صغیرہ ہے اور جب اس پر اصرار ہو تو شرک ہو جاتا ہے۔ ﴿الملل والنحل، ص:۶۹، جلد:۱﴾

خیال کرنے کی جائے ہے کہ جن لوگوں نے یہ اصول مان لئے ہوں گے ان کے اعمال کا کیا حال ہوگا۔ جتنے ذریعے نجات کے آدمی خیال کرسکتا ہے وہاں سب منقطع ہیں۔ دوزخ ہر وقت پیش نظر ہے کہ جہاں امر الٰہی کے امتثال میں سستی ہوئی یا کوئی حرام فعل صادر ہو گیا قطعا دوزخی بن گئے اب نہ کسی کی شفاعت سے کام چلتا ہے نہ خدائے تعالی کی رحمت کی امید ہے کیونکہ کفار کا رحمت الٰہی سے مایوس ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اس خیال شبانہ روزی نے ان کے چہروں پر کیسا رنگ خضوع جمایا ہوگا۔ اور اعضاء پر کیسی کیفیت انکسار طاری ہوگی۔ اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے کہا: ان کی سی حالت کسی قوم کی میں نے نہیں دیکھی اور ظاہر بھی یہی ہے اس لئے صحابہ آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے اور خدا تعالی کی رحمت کے قائل تھے اور جانتے تھے کہ صرف عمل سے کبھی نجات نہیں مل سکتی پھر ان حضرات پر انکی سی مصیبت ہی کیوں آتی جو ویسی حالت بنتی۔ غرض کہ توحید عبادت زہد وتقوی وغیرہ وغیرہ امور جن کا حال بتفصیل معلوم ہوا ان لوگوں

میں نہایت درجہ بڑے ہوئے تھے۔ اگر یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نہ ہوتے تو بادی النظر میں اولیاء اللہ سمجھے جاتے۔ اوران کے مخالف کو نہیں معلوم لوگ کیا سمجھتے۔

مگر الحمدللہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کارروائیوں اوراحادیث صحیحہ کی تصریحات سے تمامی اہل اسلام پران کی قلعی کھل گئی اور بے دین اور دوزخی ہونا ان کا ثابت ہوگیا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ وہ کونسی بات تھی جس نے باوجود ان اوصاف کمال کے ان پر بے دینی کا حکم صادر کردیا اصل منشا اگر دیکھا جائے تو صرف بے باکی اور بے ادبی ان کی پیش نظر ہوجائے گی جس سے پہلی خرابی یہ ہوئی کہ بزرگان دین کی عظمت نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت میں تقلید کی صلاحیت نہ رہی اور ہمسری کا دعوی کرکے خود مجتہد بن بیٹھے۔ حضرت علیؓ کے قول کا جب ان کے نزدیک کچھ اعتبار نہ تھا اور ہر بات میں ان سے دلیل طلب کرتے تھے تو اور کسی بزرگ کے قول کو وہ کب مانتے تھے حالانکہ علیؓ کا قول وفعل خود واجب القبول اور بجائے خود دلیل تھا آخر یہی ترک تقلید جس کو انہوں نے تحقیق سمجھا تھا عین مادہ گمراہی ہوا دیکھ لیجئے جب مسئلہ حکم ان کے سمجھ میں آیا تب بھی تقلید نہ کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر شرک وکفر کا الزام لگادیا اور خود کافر بنے نعوذ باللہ من ذلک اس

سے بڑھ کر اور کیا گستاخی اور بے ادبی ہوگی کہ کیسے کیسے جلیل القدر صحابہ کی انہوں نے تکفیر کی جس کا حال معلوم ہوگا اور مخبر صادق کی بشارتوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ ملل ونحل میں لکھا ہے ﴿ص:۶۸، جلد:۱، فی بیان الخوارج﴾

زیاد بن امیہ نے عروہ ابن اوبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا؟ کہا: اچھے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں ان سے علیحدہ ہوگیا۔ اس لئے کہ وہ آخر میں نعوذ باللہ کافر ہوگئے تھے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا کہا: وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب حکم بنایا نعوذ باللہ کافر ہوگئے اسلئے ان سے بھی علیحدہ ہوگیا۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو ان کو ایک سخت گالی دی۔ پھر زیاد بن امیہ نے اپنا حال پوچھا کہا: تمہارا اول حال زینت تھا اور آخر گزندگی اور دونوں حالتوں کے بیچ میں تم اپنے رب کے نافرمان ہو زیاد نے اسکی گردن مارنے کا حکم دیا وار اسکے غلام کو بلا کر کہا کہ اسکا مختصر سا حال بیان کر۔ کہا: جب میں اسکے پاس کھانا لیجاتا یا بچھونا کرنے کو جاتا غرض ہر حال میں یہی اعتقاد اور اجتہاد اس کا دیکھتا تھا۔ لکھا ہے ﴿الملل والنحل، ص:۶۹، جلد:۱، فی بیان الخوارج﴾

کہ طلحہ، زبیر، عائشہ، عبداللہ بن زبیر اور تمام اہل اسلام جوان کے ساتھ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین سب کی تکفیر کیا کرتے اور سب کو مخلد فی النار کہتے تھے نعوذ باللہ من ذلک۔ اوران کا یہ بھی قول تھا ﴿الملل والنحل، ص:۶۹، فی بیان الخوارج﴾ کہ جائز ہے کہ حق تعالی ایک ایسا نبی بھیجے کہ بعد نبوت کے کافر ہوجائے یا قبل نبوت کے کافر رہا ہو اوران کا یہ بھی عقیدہ تھا ﴿الملل والنحل، ص:۷۷، فی بیان الخوارج﴾ کہ حق تعالی عجم میں ایک نئی ملت صابیہ سے پیدا کریگا اوراس پر ایک کتاب وقت واحد میں نازل ہوگی جو آسمان پر لکھی جاچکی ہے اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی شریعت کو چھوڑ دے گا۔ ملل ونحل میں سوائے اسکے اور کئی اعتقاد ان کے نقل کئے ہیں بخوف تطویل اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسر شان نبوت بھی انکو مقصود تھی چنانچہ اس حدیث سے یہ بھی بات معلوم ہوتی ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

عن ابی یحیی قال سمع رجلا من الخوارج وھو یصلی صلوۃ الفجر یقول ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین قال فترك سورته التی کانت فیھا قال وقرأ فاصبر ان وعداللہ حق ولا یستخفنك الذین

لا یوقنون۔﴿مصنف ابن ابی شیبہ باب ما ذکر فی الخوارج، ص:۷۳۱، حدیث: ۱۱، جلد:۸﴾

روایت ہے ابی یحییٰ سے کہ ایک خارجی نے صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی۔وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ ﴿القرآن الحکیم الایۃ ۶۵، سورۃ الزمر﴾ یعنی آپ کی طرف اور اگلے نبیوں کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اگر شرک کرو گے تم تو تمہارے عمل اکارت ہوجائیں گے اور بنو گے تم نقصان پانے والوں میں سے۔انتہی

پھر اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرے سورہ کی یہ آیت پڑھی۔فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَاللّٰہِ حَقٌّ ﴿القرآن الحکیم الایۃ ۶۰، سورۃ الروم﴾ یعنی صبر کرو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ ہلکا کریں آپ کو وہ لوگ جو یقین نہیں کرتے اس قسم کی آیتیں چن چن کے پڑھنے سے مقصود اس شخص کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ عظمت آنحضرت ﷺ کی لوگوں کے دلوں سے کم ہوجائے کیونکہ اگر اسکو قراءت ہی مقصود ہوتی تو مرتب آیتیں پڑھتا راوی کو بھی حیرت ہوئی پھر وہ سمجھ گئے کہ یہ بات مسلمان سے ہو نہیں سکتی بعد تحقیق کے پہلے تصریح اس امر کی کردی کہ وہ شخص خارجی تھا پھر وہ قصہ بیان کیا اگر اس شخص کی برائی بیان کرنا راوی کو مقصود نہ ہوتا تو اس قصہ کے بیان کی کوئی ضرورت نہ

تھی اس لئے کہ قرآن ہر شخص نماز میں پڑھتا ہے۔ان تمام احادیث وغیرہ سے اس قوم کا طریقہ اور طرز رفتار معلوم ہوگیا کہ جب اپنی سمجھ کے کوئی بات خلاف پائے اس پر اعتراض کر بیٹھے اور ادب کو پاس آنے نہ دیتے۔ توحید کی حفاظت اور شرک وبدعت کے مٹانے کو اپنا فرض منصبی ٹھہرایا تھا۔ پھر اس ٹٹی کے آڑ میں ہزار ہا مسلمانوں کی تکفیر کردی جو آیتیں کفار کی شان میں نازل ہوئیں مسلمانوں کو ان کا مصداق بنایا جیسا کہ۔ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿القرآن الحکیم الایۃ:۵۸،سورۃ الزخرف،ترجمہ: بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہی ہیں﴾ کو جو کفار قریش کی شان میں ہے صحابہ کے مقابل پڑھ دیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کی آیتیں ڈھونڈھا کرتے وغیر ذلک۔

الحاصل گستاخیوں اور بے ادبیوں میں وہ لوگ ہر زمانہ کے بے ادبوں کے پیشوا اور مقتدا تھے۔جس مسئلہ ومقام میں انہوں نے کچھ کلام کیا ان کے پیرووں میں وہ مسئلہ معرکۃ الآرا بنا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی قریب معلوم ہوگا پھر ان بے دینیوں پر ان کو اتنا وثوق تھا کہ اپنے مخالفوں کو کافر اور ان کے مال کو غنیمت سمجھے تھے کما فی الملل والنحل ﴿الملل والنحل ص:۷۶﴾ ظاہر اس بات پر وہ لوگ دلیل بھی رکھتے تھے کہ نہ ان کا سا کوئی عابد وزاہد اس وقت تھا نہ صاف صاف کہنے والا۔دینی امور میں کسی کی رعایت نہیں

خواہ ولی ہو یا صحابی یا نبی جہاں خلاف بات دیکھی فورا کہدیا۔

ہر چند یہ دلیل ظاہرا قوی معلوم ہوتی ہے مگر انجام کار کے معلوم ہونے سے ہمیں تو یقین ہو گیا کہ واقع میں وہ دلیل بالکل باطل اور سیدھی دوزخ میں لیجانی والی تھی اب ان کے انجام کار کا حال سنئے مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

عن سعید بن جھمان قال کانت الخوارج قد دعونی حتی کدت ان ادخل فیھم فرأیت أخت ابی بلال فی المنام کانھا رأت ابا بلال قالت فقلت یا اخی ما شانك قال فقال جعلنا بعدکم کلاب اھل النار﴿مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث:۱۵،جلد:۸، باب ما ذکر فی الخوارج﴾۔

روایت ہے سعید بن جھمان سے وہ کہتے ہیں کہ خوارج مجھے اپنے طرف بلاتے اور ترغیب دیتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ میں ان میں مل جاؤں ایک رات ابی بلال کی بہن کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کہا کہ ہم لوگ تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنائے گئے۔انتہی

یہ خواب تصدیق اس حدیث شریف کی ہے جو کنز العمال میں ہے۔

عن ابی غالب قال کنت فی مسجد دمشق فجاؤا بسبعین راسا من رؤس الحرورية فنصبت على درج المسجد فجاء ابو امامة فنظر اليهم فقال كلاب جهنم شر قتلى قتلوا تحت ظل السماء ومن قتلوا خير قتلى تحت ظل السماء وبكى و قال يا ابا غالب تقرء آل عمران ؟ قلت نعم قال ﴿منه آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَاخَرٌ مُتَشَابِهَاتٌ فَامَّا الَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ تعالى ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَامَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾۔ قلت يا ابا امامة انى رأيتك تهريق عبرتك قال نعم رحمة لهم انهم كانوا من اهل الاسلام قال افترقت بنو اسرائيل على واحدة وسبعين فرقة وتزيد هذه الامة فرقة واحدة كلها فى النار الا السواد الاعظم عليهم ما حملوو عليكم ما حملتم وان تطيعوه تهتدوا ، السمع والطاعة خير من الفرقة والمعصية فقال له رجل يا ابا امامة امن رأيك تقول هذا ام شئ سمعته من رسول اللهﷺ قال انى اذا لجرىء بل سمعته، من

رسول اللہ ﷺ غیر مرۃ ولا مرتین ولا ثلثۃ حتی ذکر سبعا۔ ش وابن جریر﴾ کنز العمال، حدیث: ۱۲۱۰، ص:۲۹۲، جلد: ۱۱، جدید﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابو غالب سے کہ خارجیوں کے ستر سر دمشق میں مسجد کی سیڑیوں پر نصب کئے گئے ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے انکی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں اور بدتر ہیں تمام روئے زمین کے مقتولوں سے اور انکے قاتلوں سے جو شہید ہوئے وہ تمام روئے زمین کے مقتولوں سے بہتر ہیں پھر یہ آیتیں پڑھیں اور کہا کہ جتنے فرقہ سواد اعظم کے سوا ہیں سب دوزخی ہیں کسی نے کہا: اے ابوامامہ! یہ باتیں کیا آپ اپنی رائے سے کہتے ہیں یا حضرت ﷺ سے سنی ہیں کہا: اگر میں اپنی رائے سے ایسی باتیں کہوں تو مجھ میں بڑی جراءت ہوگی یہ باتیں ایک دو بار نہیں سنیں سات بار سے زیادہ سنی ہیں روایت کیا اس کو ابن شیبہ اور ابن جریر نے۔ انتہی ملخصا

اور یہی روایت بادنی اختلاف مستدرک حاکم میں دو طریقوں سے مروی ہے ایک میں ان کا کلاب النار ہونا مصرح ہے۔ غرضکہ اس قوم کا دوزخی بلکہ دوزخ کے کتے ہونا آنحضرت ﷺ کے کئی بار کے ارشاد سے ثابت ہے اور تصدیق بھی اس خواب سے ہوگئی۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ

باوجود ان فضائل کے دوزخ میں آدمی بھی نہیں کتے بنے اسکی کیا وجہ ہوگی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان میں کتوں کی صفت غالب تھی کہ بزرگان کی شان میں زبان درازی کرنا اور ہر کسی پر بے باکانہ حملہ کرنا گویا ان کا شعار ہوگیا تھا۔ چونکہ یہ صفت راسخ تھی اس عالم میں اسکا یہ اثر ہوا کہ صورت ظاہری بھی اسکے تابع کردی گئی نعوذ باللہ من ذلک اس قوم کی ایک ظاہر نکبت یہ تھی کہ جس کے دل میں انکی محبت آئی آثار برکت کے اس سے جاتے رہے چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے۔

عن ابی الطفیل ان رجلا ولد له غلام علی عهد النبی ﷺ فدعا له واخذ ببشرة جبهته فقال بها هکذا وغمز جبهته ودعا له بالبرکة قال فنبت شعرة فی جبهته کانها هلب فرس فشب الغلام فلما کان زمن الخوارج احبهم فسقطت الشعر عن جبهة فاخذ ابوه یقیده مخافة ان یلحق فیهم قال فدخلنا علیه فوعظناه وقلنا له فیما نقول الم تر ان برکة دعوة الرسول ﷺ قد وقعت من جبهك فما زلنا به حتی رجع عن رأیهم قال فرد الله الیه الشعرة بعد فی جبهة وتاب واصلح۔ کذا فی مصنف ابن ابی شیبة﴿مصنف ابن ابی شیبه،حدیث:٢٤، جلد:٨، باب ماذکر

فی الخوارج﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابو الطفیل سے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا آنحضرت ﷺ نے اس کو دعا دی اور اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا۔ اثر اسکا یہ ہوا کہ پیشانی پر اسکی خاص طور پر بال اگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ پہنچا اور ان سے اس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جو دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اسکے باپ نے جو یہ حال دیکھا اسکو قید کر دیا کہ کہیں ان میں مل نہ جائے ابو الطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اسکے پاس گئے اور وعظ و نصیحت کی اور کہا دیکھو تم جوان لوگوں کی طرف مائل ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جبتک وہ شخص انکی رائے سے رجوع نہ کیا ہم اسکے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب انکی محبت اسکے دل سے جاتی رہی حق تعالی نے وہی نشانی دست مبارک کی اسکی پیشانی میں پھر پیدا کر دی پھر تو اس نے بالکلیہ انکے عقائد سے توبہ کی اور اچھی حالت پر ہو گیا۔ انتہی۔

اس حدیث سے کئی امور مستنبط اور ثابت ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جہاں آنحضرت ﷺ کا دست مبارک لگ گیا اس مقام کو ہمیشہ ایک خصوصیت

اور برکت حاصل ہوگئی پھر کبھی تو حق تعالی نے اسکے آثار ظاہر بھی فرمادیئے اور اگر کبھی ظاہر نہ فرمائے تو اس مقام میں برکت تو ضرور رکھی اسی وجہ سے بخاری شریف وغیرہ کتب صحاح سے ثابت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ حضرت ﷺ کے ماثر کو تلاش کرنے میں نہایت اہتمام کیا کرتے تھے انشاء اللہ تعالی کسی مقام میں یہ بحث بھی مفصل آجائیگی۔

دوسرا یہ کہ ان آثار کے ظہور کیلئے وہ مقامات خاص کئے جاتے تھے جو برگزیدہ ہوں پھر جہاں کسی قسم کی ان میں خرابی آگئی وہ آثار اور صلاحیت وہاں سے جاتی رہی تاکہ طالبان حق کو اس سے عبرت حاصل ہو تیسرا یہ کہ ان آثار کے اثر کے لئے بھی وہی لوگ خاص کئے جاتے تھے جو اہل حق ہوں یعنی اس برکت کے قابل اہل ایمان ہی ہوا کرتے تھے اہل باطل کو اس طرف توجہ نہ تھی۔

چوتھا یہ کہ جسکو حضرت ﷺ نے براہ شفقت دست مبارک لگا دیا عقائد باطلہ کا اثر اسکے دل میں ہونے نہ پایا دیکھ لیجئے اگر اس شخص کے دل میں اول عقائد کا پورا اثر ہوجاتا تو پھر اس کے رجوع کی امید نہ تھی جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا اور انشاء اللہ تعالی آئندہ بھی معلوم ہوگا کہ اس فرقہ کے عقائد کا پورا اثر جس کے دل میں ہوجاتا ہے تو

کبھی راہ راست پر نہیں آتا۔ احادیث و آثار جو خوارج کے باب میں ہیں اس کثرت سے وارد ہیں کہ ان کی نقل کیلئے کئی جز چاہئے جن لوگوں کو حق تعالی نے فہم سلیم دیا ہے اتنا بھی انکے لئے کافی ہے ہر چند یہ فرقہ خاص ان عقیدوں کے ساتھ جس پر بانیٔ مذہب نے بنا کیا معلوم نہیں اب تک موجود ہے یا نہیں مگر اتنا تو یقین ہے کہ اس رفتار پر چلنے والوں سے کوئی زمانہ خالی نہ ہوگا اس لئے کہ اوپر معلوم ہو چکا کہ مسلمانوں کو گمراہ اور مردود بنانے کے باب میں شیطان کے پاس بے ادبی اور بے باکی سے بہتر کوئی طریقہ نہیں جسکا تجربہ خود اس کی ذات پر ہو چکا ہے اور بے باکیاں اور بے ادبیاں اس فرقہ کے اصول میں داخل ہیں اور سوائے اس کے اس حدیث شریف سے یہ بات بھی ظاہر ہے۔

عن ابی جعفر الفراء مولی علی رضی الله عنه قال شهدت مع علی رضی الله عنه النهر فلما فرغ من قتلهم قال اطلبوا المخرج فطلبوه فوجدوه فی وهدة رجل اسود منتن الریح فی موضع یده کهیئة الثدی علیه شعرات فلما نظر الیه قال صدق الله ورسوله فسمع احد ابنیه اما الحسنؓ او الحسینؓ یقول الحمدلله الذی اراحا امة محمدﷺ من هذه العصابة فقال علی رضی الله عنه

لو لم یبق من امة محمد ﷺ الا ثلثة لکان احدھم علی رأی ھولاء انھم لفی اصلاب الرجال وارحام النساء کذا فی کنز العمال ﴿حدیث: ۱۱۸۱، ص:۲۷۷، جلد:۱۱، جدید﴾

ترجمہ: ابوجعفر فراء کہتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہروان کی لڑائی میں شریک تھا جب علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے فرمایا اس شخص کو ڈھونڈو جسکا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ اس شخص کی لاش ملی وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبو آتی تھی اور اس کے ہاتھ کہ جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند بال تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: سچ کہا خدائے تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے اور انہوں نے امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کو یہ کہتے سنا: خدا کا شکر ہے کہ جس نے امت محمدی کو ایسی صحیح پیشن گوئیاں دکھلائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ کی امت میں سے صرف تین ہی شخص رہ جائیں ان میں بھی ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے رحم میں ہیں روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں انتہی۔

اور اس حدیث شریف سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کریگا۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج ناس من المشرق یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم کل ما قطع قرن نشأ قرن حتی یکون آخرھم یخرج مع مسیح الدجال، حم طب ك حل ﴿کنز العمال، حدیث:۸۷۵، ص:۱۸۰، جلد:۱۱، جدید﴾

ترجمہ: روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کئی لوگ مشرق کے طرف سے نکلیں گے پڑھیں گے وہ قرآن مگر ان کے حلق کے نیچے نہ اتریگا جب ایک سینگھ کا ٹا جائیگا تو دوسرا نکلے گا یعنی جب ایک فرقہ کا استیصال کیا جاویگا تو دوسرا ظہور کریگا یہاں تک کہ وہ آخر میں دجال کے ساتھ رہیں گے۔ روایت کی اسکو امام احمد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے۔ انتہی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خوارج بھی مشرق ہی کے طرف سے نکلے اور وہابی بھی جنکا فتنہ مدتوں ملک عرب میں رہا غالبا یہ وہی فرقہ ہے جس کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اللھم بارك لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا قال قال اللھم بارك

لنا فی شامنا وفی یمننا قالوا وفی نجدنا قال قال ھنالك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان رواہ البخاری

﴿کنزالعمال،ص:۱٤۱، جلد: اول﴾

ترجمہ: روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن میں برکت دے صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں۔ مقصود یہ کہ نجد کو بھی حضرت ﷺ دعا میں شریک فرمالیں پھر وہی دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن میں برکت دیجیو پھر صحابہ نے نجد کے لئے عرض کی حضرت ﷺ نے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگھ نکلے گا۔ روایت کی اس کو بخاری نے۔ انتہی۔

اس حدیث شریف سے بتصریح معلوم ہوا کہ نجد سے فتنے برپا ہونگے اور اوپر کی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مشرق سے نکلیں گے اگرچہ شرق عام ہے کہ ہندوستان بھی مدینہ طیبہ کے شرق ہی میں واقع ہے مگر مدینہ طیبہ کے عام وخاص لوگ نجد ہی کو شرق اور وہابیوں کو شرقی کہا کرتے ہیں جن کی اقامت ملک نجد میں ہے پس معلوم ہوا کہ ان حدیثوں سے وہابیوں کا فتنہ مراد ہے پھر آنحضرت ﷺ نے انکی چند علامتیں بیان

فرمائیں منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ مشرق سے نکلیں گے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور ایک یہ کہ بات نہایت عمدہ کہیں گے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

عن ابن مسعود رضی الله عنه' قال قال رسول الله ﷺ یخرج فی آخر الزمان سفهاء الاحلام یقولون من قول خیر البریة یقرء ون القرآن بالسنتهم لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة فمن لقیهم فلیقتلهم فان فیه اجرا لمن قتلهم کذا فی کنز العمال﴿کنزالعمال کتاب الفتن، ص:٤٩، جلد:١١٠﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نکلیں گے آخر زمانہ میں بیوقوف لوگ بات نہایت اچھے لوگوں کی سی کہیں گے اور قرآن پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہ اترے گا جو شخص ان سے ملے چاہیئے کہ ان کو قتل کر ڈالے کیونکہ ان کے قتل میں ثواب ہے۔ انتہی۔

ظاہر ہے کہ ان کا دعوی یہی تھا کہ شرک و بدعت کو مٹاتے ہیں اور ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یخرج من

امتی قوم یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم یقتلون اھل الاسلام فاذا خرجوا فاقتلوھم ثم اذاخرجوا فاقتلوھم فطوبی لمن قتلھم و طوبیٰ لمن قتلوہ کلما طلع منھم قرن قطعہ اللہ عزوجل۔ حم کذا فی کنز العمال﴾ کنزالعمال حدیث: ۸۸۰، ص: ۱۸۱، جلد: ۱۱، جدید﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نکلے گی ایک قوم میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نہ اترے گا قتل کریں گے وہ اہل اسلام کو خوشخبری ہے اسکو جس نے انہیں قتل کیا اور جسکو انہوں نے شہید کیا جب کوئی شاخ انکی نکلے گی حق تعالی اس کو قطع کر دیگا۔ روایت کی اسکو امام احمد نے۔ انتہی۔

یہ بات ثابت ہے کہ ہزار ہا مسلمانوں کو ان لوگوں نے قتل کر کے حرمین شریفین اور تمامی ملک عرب پر تسلط کر لیا تھا اب بے باکی کو انکی دیکھئے حق تعالی فرماتا ہے:

ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم﴾ القرآن الحکیم الآیۃ: ۲۵، سورۃ الحج﴾

یعنی جو شخص مسجد حرام میں شرارت سے کجروی کرنا چاہے چکھائیں گے

ہم اسکو عذاب دردناک۔انتہی

حافظ محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں۔ **ان تقتل فیہ من لا یقتلک او تظلم من لا یظلمک** ﴿۳۹ بصف ثانی﴾ یعنی الحاد بظلم یہ ہے کہ قتل کرے تو اس شخص کو جو تجھکو نہ مارے یا ظلم کرے تو اس پر جو تجھ پر ظلم نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے **لو ان رجلا ھم بخطیئۃ لم یکتب علیہ ما لم یعملھا ولو ان رجلا ھم بقتل رجل بمکۃ وھو بعدن او ببلاد آخر اذاقہ اللہ من عذاب الیم** ۔اگر کوئی کہیں گناہ کا قصد کرے تو جب تک اسکا وقوع نہ ہوگا گناہ لکھا نہ جائیگا بخلاف اس کے کہ جو شخص مکہ میں رہتا ہو تو اسکے قتل کے قصد پر عذاب الیم چکھایا جائے گا اگر چیکہ قصد کرنیوالا عدن میں ہو یا دوسرے شہر میں۔اور مدینہ طیبہ کی نسبت ارشاد ہے۔

عن عائشۃ بنت سعد رضی اللہ عنہا قالت سمعت سعدا قال سمعت النبی ﷺ یقول لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء رواہ البخاری ﴿باب اثم من کاد اھل المدینہ، ص:۲۵۲، جلد:۱﴾۔

یعنی بخاری شریف میں روایت ہے سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ مکر وحیلہ کرے تو ایسا گلے گا جیسا نمک پانی میں پگھلتا ہے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں مسلم کی روایت نقل کرتے ہیں کہ: **قال رسول اللہ ﷺ لا یرید احد اھل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء** ﴿باب اثم من کاد اہل المدینۃ، ص:۸۱، جلد:۴﴾ یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مدینہ والوں کو برائی پہنچانے کا ارادہ کرے گلائے گا اس کو حق تعالی دوزخ میں مثل سیسہ کے یا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ انتہی

جب مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ میں قتل اور برائی کے ارادہ پر یہ سزائیں ہوں تو جنہوں نے وہاں قتل عام کیا اور وہ اذیتیں پہنچائیں جس سے ہزار ہا لوگ جلاوطن ہو گئے ان کا کیا حال ہوگا۔ اور ایک علامت اس قوم کی یہ کہ قرآن پڑھینگے جیسا کہ کئی حدیثوں سے یہ بات معلوم ہو چکی۔ قرآن شریف پڑھنے کا اس قوم میں اس قدر اہتمام تھا کہ دلائل الخیرات کے صدہا نسخے جلادئے تا کہ اسکا وقت بھی تلاوت قرآن ہی میں صرف ہو جیسا کہ درر السنیۃ میں مذکور ہے ایک علامت یہ ہے کہ اس قوم میں جو کوئی داخل ہو

اسکے پھرنے کی توقع نہیں۔

عن ابی بردة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ یخرج فی آخر الزمان قوم کان هذا منهم یقرء ون من القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة ثم لا یرجعون الیه سیماهم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرهم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموهم فاقتلوهم هم شر الخلق والخلیقة، ش حم ن طب ك، کذا فی کنز العمال﴿کنزالعمال، حدیث ۸۸۱، جلد: قدیم ، سادس﴾

ترجمہ: روایت ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا: رسول اللہﷺ نے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہ اتریگا اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر نہ پھریں گے اسلام کی طرف، علامت انکی یہ ہے کہ سر منڈایا کریں گے یہ قوم ہمیشہ خروج کرتی رہیگی یہاں تک کہ آخر دجال کے ساتھ ہونگے جب کبھی تم ان سے ملو انکو قتل کر ڈالو کیونکہ وہ کل آدمیوں اور جانوروں سے بدتر ہیں۔ روایت کی اسکو ابن ابی شیبہ اور امام احمد نسائی طبرانی اور حاکم نے۔ انتہی۔

اس میں شک نہیں کہ کوئی باطنی نکبت اس فرقہ میں ضرور ہے جسکی وجہ سے مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ دین میں نہ آئیں گے مگر بظاہر ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حمایت توحید اور دفع شرک و بدعت کے غرور میں محبوبان بارگاہِ الٰہی کی نہ صرف توہین کرتے ہیں بلکہ مثل اصول دین کے تعلیم و تعلم میں اسکو داخل کرتے ہیں جسکی وجہ سے غیرت الٰہی انکو تباہ کر دیتی ہے اور ایک علامت یہ کہ بنی تمیم سے ہونا جیسا کہ درر السنیہ میں کتاب جلاء الظلام سے نقل کیا ہے ﴿باب اخبار النبی ﷺ بابن عبد الوہاب واتباعہ، ص:۱۷۸﴾ کہ ظن غالب ہے کہ محمد ابن عبدالوہاب ذو الخویصرہ تمیمی کی اولاد سے ہوگا جس کی خبر آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں دی ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال ان من ضئضئی ھذا او فی عقب ھذا قوما یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم لا قتلنھم قتل عاد۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ: روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: نبی ﷺ نے

کہ اس شخص کے خاندان یا نسل میں ایک قوم ہوگی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر انکے حلق سے نہ اتریگا دین سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں انکو پاتا تو قتل کرتا مثل قوم عاد۔ انتہی۔ روایت کیا اسکو بخاری نے۔ انتہی۔

اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے جو مسلم شریف میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال بینا نحن عند رسول اللہ ﷺ وھو یقسم قسما اتاہ ذوالخویصرة وھو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ ﷺ اعدل قال رسول اللہ ﷺ ویلك ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ ﷺ ائذن لی فیه اضرب عنقه قال رسول اللہ ﷺ دعه فان له اصحابا یحقر احدکم صلوته مع صلوتهم وصیامه مع صیامهم و یقرء ون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة﴾ مسلم شریف ، باب بیان الخوارج واحکامهم، جلد:۱،

ص: ۳٤۱۔

ترجمہ: روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار ہم لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے حضرت ﷺ کچھ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ بنی تمیم کے قبیلہ والا ایک شخص آیا جسکا نام ذوالخویصرہ تھا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! عدل کیجئے فرمایا حضرت ﷺ نے: خرابی ہو تیری اگر میں نہ عدل کروں تو پھر کون کریگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اسکی گردن ماروں فرمایا: جانے دو اس کے ساتھ والے ایسے لوگ ہونگے کہ تم اپنی نماز وروزہ کو انکی نماز وروزہ کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے آگے نہ بڑھے گا اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔ انتہی ملخصا۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ذوالخویصرہ قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور ابن عبدالوہاب بھی تمیمی ہے تعجب نہیں کہ اس کی نسل سے ہو اور اگر نہ بھی ہو تو ہم خاندان ہونے میں شک نہیں اور ایک علامت یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے جیسا کہ کئی حدیثوں سے ابھی معلوم ہو چکا۔

عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج قوم من

المشرق حلقان الرؤوس یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم طوبی لمن قتلوہ وطوبی لمن قتلھم۔ ابو نصر السجزی فی الابانۃ والخطیب وابن عساکر کذا فی کنز العمال ﴿الحدیث:۸۷٤، جلد:۱۱﴾۔

ترجمہ: روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک قوم مشرق سے نکلے گی جو سر منڈوائے ہوئے ہونگے پڑھیں گے وہ قرآن مگر انکے حلق سے نہ اتریگا خوشخبری ہے اسکو جو انکے ہاتھ سے شہید ہوا اور جس نے ان کو قتل کیا انتہی۔

درر سنیہ میں بخاری اور مسلم سے یہ روایت نقل کیا ہے ﴿باب اخبار النبی ﷺ بابن عبدالوہاب واتباعہ، ص:۱۷۱﴾ کہ

قال رسول اللہ ﷺ یخرج ناس من المشرق ویقرئون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لا یعودون فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ سیماھم التحلیق ﴿باب قرأۃ الفاجر والمنافق اصواتھم وتلاوتھم لا یجاوز حناجرھم﴾

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک فرقہ نکلے گا کہ قرآن

پڑھیں کے مگر نکل جائیں گے دین سے پھر نہ لوٹیں گے جیسے تیر شکار سے نکل کر لوٹتا نہیں علامت انکی یہ ہے کہ سر منڈوایا کریں گے۔انتہی۔

پھر قول عبدالرحمٰن اہدل مفتی زبید کا نقل کیا کہ ابن عبدالوہاب کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں صرف یہ نشانی کافی ہے جسکی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی ہے کہ ﴿سر منڈوایا کرینگے﴾ کیونکہ اس شخص نے جیسا سر منڈوانے میں اہتمام کیا تھا کسی فرقہ میں نہ ہوا اس نے دستور ٹھیرادیا تھا کہ جو شخص اس کی ملت میں داخل ہو اسکو سر منڈوانا ضرور ہے یہاں تک کہ عورتوں میں بھی یہ حکم جاری کردیا تھا ایک روز کسی عورت گرفتار سے بحسب عادات سر منڈوانے کو کہا اس نے جواب دیا کہ عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی ڈاڑھیاں برابر ہیں اگر مردوں کی ڈاڑھیاں منڈوائی جائیں تو عورتوں کے سر کے بال منڈوانا بجا ہوگا یہ سنکر مبہوت ہوگیا اور کچھ جواب نہ دے سکا ﴿الدرر السنیۃ باب اخبار النبی ﷺ بابن عبدالوہاب واتباعہ،ص:۱۷۲﴾

الحاصل علامت مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ مخبر صادق ﷺ فرقہ وہابیہ کے نکلنے کی خبر دے چکے ہیں اور جو علامتیں بیان فرمائیں سب اس میں پائی گئیں اور سوائے احادیث مذکورہ بالا کے درر سنیہ میں کئی

حدیثیں نقل کیئے جن میں علامتیں اس گروہ کی مذکور ہیں اور وہ سب ان میں پائی گئیں احادیث مذکور سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ فرقہ خوارج کی وہ ایک شاخ ہے مگر اس وجہ سے کہ نئے طور پر اس کا خروج ہوا اسلیئے اسکا نام جداگانہ قرار پایا اور اس کے بانی کی طرف منسوب کیا گیا اسی وجہ سے یہ لوگ محمدی کہلاتے ہیں مگر محتاط علماء نے جب دیکھا کہ عوام الناس انکو ضرور گالیاں دینگے اور اسمیں توہین لفظ نام مبارک ہوگی کی اسلیئے محمد ابن عبدالوہاب کے نام سے جزء دوم کی طرف منسوب کر کے باختصار لفظ وہابی مقرر کیا۔ غرض وہابی اور محمدی کے یہاں ایک معنی ہیں، محمد ابن عبدالوہاب کا مجملا حال یہ ہے ﴿سنہ ۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ﴾ میں وہ پیدا ہوا اور بعد کسی قدر تحصیل علم کے ﴿سنہ ۱۱۴۳ھ گیارہ سو تینتالیس﴾ میں اپنے خیالات فاسدہ کو رواج دینے کے واسطے خطہ نجد میں گیا پہلے صرف اسی بات پر زور دیا کہ اس زمانہ میں شرک ہر طرف پھیل گیا ہے اور اسلام کی حالت روز بروز گھٹتی جارہی ہے اس وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ توحید کو رواج دینے اور شرک کو مٹانے کی فکر کرے چونکہ یہ دعویٰ قابل تسلیم تھا لوگ اس کے دام میں پھنسنے لگے چنانچہ سنہ ﴿۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس﴾ میں اسکی شہرت ہوئی اور درعیہ اور اسکے اطراف وجوانب کے لوگ اسکے تابع

ہو گئے اور روز بروز ترقی ہونے لگی جب کسی قدر مجمع ہو گیا جہاد پر آمادہ ہوا اور اپنے ہوا خواہوں کو جمع کر کے لکچر دیا کہ سوائے اس خطہ کے اسوقت کل روئے زمین پر شرک پھیلا ہوا ہے اور سوائے تم چند شخصوں کے جتنے لوگ آسمان کے تلے ہیں سب مشرک ہیں اب ہمکو ضرور ہے کہ جہاد کر کے مشرکوں کو قتل کریں تمہیں یاد رہے جو کوئی مشرک کو قتل کرتا ہے اس کیلئے جنت ہے پھر سب سے بیعت لیکر جہاد کا حکم دیا۔ یہ فتنہ ایک مدت تک رہا اس قوم نے ہزار ہا مسلمانوں کو شہید اور جلا وطن کر دیا اور حرمین شریفین پر قبضہ کر کے کئی سال بالاستقلال حکمرانی کی آخر سنہ ۱۲۲۷ھ ﴿بارہ سو ستائیس﴾ میں بحکم سلطان محمود حرمین وغیرہ سے نکالے گئے مادہ تاریخ انکے اخراج کا قطع دابر الخوارج ﴿۱۲۲۷ھ﴾ ہے اس فتنہ کی کسی قدر تفصیل اور حال ان مصیبتوں کا جو اہل حرمین شریفین پر گذریں شیخ دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الدرر السنیہ میں لکھا ہے ﴿بیان نشأتہ وظہور امرہ، ص: ۱۴۸﴾ اس فرقہ کو بھی مثل خوارج کے عمل میں نہایت اہتمام تھا یہاں تک کہ تارک فرض کو کافر حلال الدم سمجھتے اور توحید میں انکو اس قدر غلو تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے اور بزرگوں سے مدد مانگنے والے کو کافر سمجھتے ابن عبدالوہاب ہر جمعہ کے خطبہ میں کہا کرتا کہ جو شخص نبی ﷺ کا توسل

کرے وہ کافر ہے اور زیارت قبور ناجائز سمجھی جاتی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ ایک قافلہ احسا سے مدینہ طیبہ کو آنحضرت ﷺ کی زیارت کیلئے گیا تھا واپسی کے وقت جب درعیہ پہنچا جہاں وہ تھا اس نے انکی یہ سزا ٹھیرائی کہ ڈاڑھیاں سب کی منڈوائی جائیں اور گدھوں پر اس رسوائی کے ساتھ سوار کئے جائیں کہ دم کی طرف منہ ہو اور یہی حالت احسا تک رہے جہاں انکا گھر ہے تاکہ تشہیر ہو جائے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی زیارت کو جائے اسکی یہ سزا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ﴿الدرر السنیہ ،ص:۱۴۱﴾ بدعت سے ان لوگوں کو اس قدر احتراز تھا کہ صدہا دلائل الخیرات اور دوسرے علوم کی کتابیں جلادی گئیں ﴿الدرر السنیہ ،ص:۱۴۲﴾ اس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نابینا اذان کے بعد منارہ پر باآواز بلند درود شریف پڑھا کرتے تھے ابن عبدالوہاب نے ان کو منع کیا جب انہوں نے نہ مانا قتل کر ڈالا اور کہا کسی عورت کے گھر سے رباب کی آواز درود کی آواز سے بہتر ہے جو مناروں پر پڑھا جائے اور مولود شریف کسی کو پڑھنے نہ دیتا صرف ونحو وفقہ وغیرہ علوم کے مطالعہ سے منع کرتا ﴿الدرر السنیہ ،ص:۱۴۲﴾ ۔ اسکا قول تھا کہ اصل شریعت ایک تھی ان لوگوں کو کیا ہوا جو اس میں چار مذہب کر دئے کبھی کہتا کہ قول ائمہ اربعہ بالکل قابل اعتبار نہیں اور کبھی کہتا وہ تو

حق پر تھے مگر ان کے اتباع کتابیں تصنیف کر کے خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا ﴿الدرر السنیہ، ص:۱۴۴﴾۔

شیخ سلیمان بن سحیم بن حنبلی نے جو معاصر ابن عبدالوہاب کے ہیں ایک استفتا کیا جسکا جواب علامہ احمد بن علی قیتانی نے دیا ہے استفتا میں لکھا ہے کہ ابن عبدالوہاب نے یہاں اقسام کی بدعتیں نکالیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے پر کمر باندھی ہے منجملہ انکے چند یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ہر جمعہ کے دن اور رات میں درود پڑھنے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بدعت ہے کہ اس سے آدمی دوزخی بن جاتا ہے ﴿باب ردود اہل العلم علی محمد بن عبدالوہاب، ص:۱۴۲﴾ دلائل الخیرات اور روض الریاحین کے کئی نسخے اس نے جلادئے اسکا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نام پر لفظ سیدنا کہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کبھی جو قدرت ہوگی قبہ شریف کو آنحضرت ﷺ کے ڈھادیگا۔ زید بن خطاب اور ان کے ساتھ والے صحابہ علیہم الرضوان کی قبروں کو کھدواڈالا۔ غرضکہ اسکے بے باکیاں اور گستاخیاں کوئی شمار وحساب نہیں رکھتے اس سے بڑھکر کیا ہو کہ خود آنحضرت ﷺ کی نسبت کمال بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے اور سنکر چپ رہتا ہے چنانچہ رسول کے معنی طارش کہتا ہے جو ان لوگوں کی

زبان میں ہر کارہ کو کہتے تھے اور اسکی اتباع کہتے تھے کہ جتنا اس عصا سے کام نکلتا ہے اتنا بھی ان سے نہیں نکلتا اور وہ ایسی باتیں سنکر خوش ہوتا اور سوائے اسکے صدہا خرافات ان لوگوں کے زبان زد تھے ﴿باب ردود اہل العلم علی محمد بن عبدالوہاب، ص: ۱۴۵﴾ یہ فرقہ نجد میں اب تک موجود ہے اہل انصاف غور کر سکتے ہیں کہ کون مسلمان ایسا ہوگا کہ ان اعتقادوں کو پسند کرے گا مگر ہمارے حضرات زیادتی کر کے ادنیٰ احتمال پر کسی کو بھی وہابی کہدیتے ہیں جو قطع نظر فتنہ وفساد کے شرعاً جائز بھی نہ ہوگا۔

☆☆☆



شمع ہدایت
اور
تبلیغی جماعت

مصنف

خلیفۂ مفتیٔ اعظم ھند حضور تاجدارِ رضویت

حضرت علامہ مولٰینا مفتی محمد عبدالوھاب خان

القادری الرضوی رضی اللہ تعالٰی عنہ

بزم اعلٰیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالٰی عنہ

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پرنور مولیٰ الکریم فقیہہ العظیم فرید الدوراں قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی و مرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضاخاں المعروف مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نام نامی و اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہِ کرم نے بیشمار لوگوں کو قعرِضلالت و گمراہی سے نکال کر جادۂ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان کرم آج بھی جاری اور ساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

فقیر سگ بارگاہ رضا

ابوالرضا عبدالوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہٗ

لاڑکانہ

زمین وزماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم o الحمد للہ الواحد القھار القوی العزیز المنتقم الجبار المتعالی بصفات الکمال والجلال. المنزہ عن قول اھل الکفر والطغیان والضلال والذی لیس لہ ضد ولا ند ولا مثال. ثم الصلوٰۃ والسلام علی افضل العلمین. خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعلمین سیدنا وسندنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد قد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

انا ارسلنک شاھدا ومبشراونذیرا o لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ و تسبحوہ بکرۃ واصیلا o

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''(اے نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ جل مجدہ نے اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمانے کا سبب بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ پیارے ہم نے تمہیں اس لئے شاہد مبشر ونذیر بنا کر بھیجا کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور رسول کی (تمہاری) تعظیم وتوقیر کریں اور اللہ کی پاکی (عبادت) بیان کریں۔

اللہ جل مجدہٗ نے ایمان کو مقدم فرمایا پھر اپنے محبوب کی تعظیم کو کہ سچی تعظیم علامتِ ایمان وثمرۂ ایقان ہے پھر آخر میں اپنی عبادت کو ذکر فرمایا کہ جب تک حضور ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو تمام عبادت مردود ہے۔ ایسوں ہی کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وقدمنا الی ماعملوا من عمل فجعلنٰہ ھباء منثورا

''جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کردیئے۔''

اور فرماتا ہے:

عاملة ناصبة تصلی نارا حامیة.

''عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ یہ ہوگا کہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے''۔

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

حضور کی محبت شرط ایمان ہے (ﷺ)

اے عزیز! محبت اس جناب کی ایمان کی جان ہے جس کو جس قدر ان کی محبت میں کمال حاصل اسی قدر اس کا ایمان کامل اور جتنی ان کی محبت کم اتنا ہی اس کا ایمان ناقص اور جس کے دل میں محبت بالکل نہیں وہ مطلقاً مسلمان ہی نہیں، حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده ولده والناس اجمعین.

''تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔''

یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے بے شک جب تک محبت دینی ایمانی اختیاری ایقانی میں محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام جہاں اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل ان کان آباء کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتمو ھا وتجارة تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسوله

وجھادفی سبیلہ فتربصواحتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفسقین ۵

'' اے نبی تم فرمادو! کہ اے لوگو!اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔''

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

سبب تخلیق کائنات

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ انزال کتب وارسال رسل بلکہ تخلیق آدم و عالم سب اظہار عظمتِ عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہٗ نے حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کو وحی بھیجی کہ '' اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تو تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا''۔

لقد خلقت الدینا و اھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی ولولاک ماخلقت الدنیا

یعنی'' میں نے دنیا و مخلوقاتِ دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا''۔

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزاء ہے اور دارالجزاء کو دارالعمل کا

تقدم ضروری ہے جب دارالعمل بلکہ عاملین نہ ہوتے تو دارالجزاء کہاں سے آتی۔

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی کہ حضرت عزت جل جلالہ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی۔

لولا محمد ماخلقتک ولا ارضا ولاسماء

''اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ زمین و آسمان بناتا''۔(افاضات الرضویہ)

اللہ جل مجدہ نے ازل ہی میں حضور اقدس ﷺ کو خطاب فرمایا:

انت المختار المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوزھدایتی من اجلک ابسط البطحاء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنۃ والنار

''تو برگزیدہ اور منتخب ہے اور تیرے پاس میرے نور کی امانت ہے اور میری ہدایت کے خزانے ہیں تیرے واسطے بچھاتا ہوں زمین اور بلند کرتا ہوں آسمان اور بناتا ہوں ثواب اور عذاب اور جنت و دوزخ۔''

اور ارشاد فرمایا:

یامحمد انا وانت وماسوی ذالک خلقت لاجلک

''اے محمد (ﷺ) میں ہوں اور تو ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے پیدا کیا''۔

اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں وچناں تمہارے لئے بنے دوجہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے ، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے ، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
فرشتے خدم، رسول حشم، تمام امم، غلام کرم

وجود و عدم، حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

حاصل کلام، سب ان کا ہے اور ان ہی کے لئے پیدا فرمایا گیا اور جو ان کا ہے وہی خدا کا ہے اور جو ان کا نہیں وہ خدا کا نہیں باغی اور جہنمی ہے ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ (ﷺ) کی

اللہ کا محبوب کون؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

''اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔''

اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی سچی غلامی اور فرمانبرداری اللہ کے محبوب ہونے کی دلیل ہے ماوشما تو کیا انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی انکی فرمانبرداری سے مفر نہیں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیدہ لوان موسیٰ کان حیا الیوم وماوسعہ الا ان یتبعنی.

''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آج موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی۔''

اللہ عزوجل نے ازل ہی میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

واذاخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لمامعکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذ تم علی ذالکم امری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین ○ فمن ت ولیٰ بعد ذالک فاو

لئک هم الفسقون ٥

''اور یاد کرو اے محبوب جب اللہ نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کیا ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اس کے بعد پھرے گا وہی بے حکم ہے۔''

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

عبادت حضور ﷺ کی فرمانبرداری کا نشان ہے

اللہ عزوجل کا ارشاد: وما خلقت الجن والانس الالیعبدون. ''میں نے جن وانس اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں''۔ حدیث سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (لقد خلقت الدنیا واهلها لاعرفهم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا)ہی کے عین مطابق ہے۔ یعنی تخلیق جن وانس عبادت کے لئے اور عبادت سے اللہ عزوجل کو نہ کوئی نفع اور نہ اس کے ترک سے کوئی ضرر، وہ غنی وحمید ہے، احکام عبادت کی تشریح اسی لئے ہے کہ محمد ﷺ کے غلامان و جاں نثار مطیع وفرمانبردار، اور نافرمان گستاخ ان کے حکم سے الٹے پاؤں پھر جانے والے نابکار سب پر ظاہر ہوجائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الالنعلم یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه .

''ہم نے نہ کیا وہ قبلہ جس پر تم تھے مگر اس لئے کہ اعلانیہ ظاہر ہوجائے کہ کون براہ

غلامی تمہاری اتباع کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے۔''

دیکھو اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا کہ فرضیت قبلہ صرف اس لئے ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم واطاعت کرنیوالوں کی پہچان سب کو ہوجائے۔

عبادت الٰہی تعظیم ومحبت رسالت پناہی ﷺ متلازمین ہیں ایک کا ذکر دوسرے کو موکد ہوتا ہے ایمان کے دورکن ہیں لاالہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) آیت کریمہ رکن اول بتاتی ہے الا لیعبدون اسی لئے بنایا کہ عبادت کریں یعنی: لا الہ الا اللہ اور حدیث شریف رکن دوم کا اشعار فرما رہی ہے۔ لا عرفھم کرامتک اسی لئے بنایا کہ تمہارا مرتبہ پہچانیں یعنی محمد رسول اللہ (ﷺ) لہٰذا اہل ادب وایمان کے نزدیک تعظیم ومحبت حضور اقدس ﷺ اصل کار واہم فرائض ومناط قبول جملہ اعمال حسنہ ہے۔

مولیٰ علی کی نماز حضور پر قربان

اے عزیز جان لو! کہ اہم فرائض میں ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ میں نماز، اور تعظیم ومحبت حضور پرنور ﷺ قطعاً نماز سے اہم واعظم ہے غزوہ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس ﷺ نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم ﷺ کے خواب راحت میں خلل آتا ہے مع ھٰذا کیا معلوم کہ حضور پرنور ﷺ کو خواب میں وحی ہورہی ہو اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم ومحبت کا پلہ غالب آیا اور اسداللہ الغالب نے حضور اقدس کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا کیا حتی توارت بالحجاب یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اب کہ وقت مغرب ہوا سرکار دوعالم ﷺ کی چشم حق بیں کھلی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مضطرب پایا، سبب دریافت فرمایا عرض کیا یارسول

اللہ (ﷻ) میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی حضور ﷺ نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی الٰہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم کا باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہوگیا امیرالمؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی آفتاب پھر ڈوب گیا۔ امام اجل ابو طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ آئمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی ۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اوروہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اورحفظ جاں تو جان فروض و غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیردی نماز
پر وہ تو کرچکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اسی تاجور کی ہے

نبی کی تعظیم کا پہلا منکر اور گستاخ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واذقال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة

''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔''

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

واذقال ربک للملئکة انی خالق بشرا من صلصال من حمامسنون o فاذاسویتهٗ

ونفخت فیه من روحی فقعو اله سجدین ○ فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون ○ الاابلیس ابی ان یکون مع السجدین ○ قال یا ابلیس مالک الاتکون مع السجدین○ قال لم اکن لاسجد بشر خلقته من صلصال من حما مسنون ○ قال فاخرج منھا فانک رجیم ○ وان علیک اللعنة الی یوم الدین○ (پ۱۴ سورۃ الحجر ع ۳)

'' اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے تو جب میں ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوائے ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنیوالوں سے الگ رہا بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبودار گارے سے تھی فرمایا تو جنت سے نکل جاتو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں آدم علیہ السلام کے منصب خلافت کا ذکر فرمایا دوسری جگہ ان کی خلقت کا تذکرہ فرماتے ہوئے بھی ارشاد فرمایا نفخت فیه من روحی ابلیس نے ان مناصب اور عظمت کو نظر انداز کرتے ہوئے محض بیان خلقت کو دلیل بنا کر ان کی عظمت کا انکار ہی نہیں بلکہ اہانت کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ مجھے زیبا نہیں دیتا کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے سیاہ بدبودار گارے والی مٹی سے بنایا اور دوسری جگہ کہتا ہے انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ○ (پ۸ الاعراف آیت ۱۲) '' بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔''

غور طلب یہ امر ہے کہ فرشتے باجود یکہ نوری ہیں سبؑ کے سب سجدے میں گر پڑے کسی نے یہ نہیں کہا کہ مولائے قدوس ہم تو نوری ہیں تو نے ہمیں نور سے بنایا اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی نگاہ ان کے منصب خلافت اور شان

جلالت پر تھی اور یہی ایمان والوں کا حال ہے وہ حکم کے بندے ہیں منصب کا احترام کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا مالک ومولیٰ ہے جس طرح چاہے خطاب فرمائے ہمارے لئے ان کی تعظیم وتکریم لازم ہے فرمایا اللہ جل مجدہ نے :

وننزل من القرآن ماھو شفاء و رحمة للمومنین ولایزید الظلمین الخسارا o

''اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

دوسری جگہ فرماتا ہے:

یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا o وما یضل به الاالفسقین o

'' اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے، اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔''

مخفی نہ رہے کہ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کا جو حکم ہوا تھا وہ سجدہ حقیقۃً حضور سید المرسلین ﷺ کو تھا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ عزوجل کو کیونکہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا نور آدم علیہ الصلوٰ والسلام کی پیشانی میں رکھا گیا۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین علیہ الرحمہ زیر قولہ تعالیٰ **تلک الرسل فضلنا** فرماتے ہیں **ان الملئکة امروا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد ﷺ فی جبهة آدم** اور تفسیر نیشاپوری میں ہے **سجود الملئکة لآدم فیما کان لاجل نور محمد ﷺ کان فی جبهة** دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اسلیئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد تھا (ﷺ) ، پس ابلیس لعین نے حضور ﷺ کی تعظیم کرنے سے انکار کیا، اللہ عزوجل نے اس کو مردود بنا کر جنت سے نکال دیا دیکھو ابلیس کتنا بڑا عالم تھا معلم الملکوت کہلاتا فرشتوں کو علم سکھاتا صرف سرکار دوعالم ﷺ کی تعظیم نہ کرنے کی بناپر مردود ہوا اور ہمیشہ کے لئے لعنتی بنا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا عمل آج بھی شیطان کی ذریت میں جاری ہے۔

ابلیس کی بغاوت

بجائے اس کے کہ ابلیس توبہ کرتا اور انبیا کرام کی تعظیم اور توقیر کی طرف رجوع لاتا بغاوت پر اترا آیا اور بولا:

کما قال اللہ تعالیٰ :

قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولا غوینھم اجمعین o الا عبادک منھم المخلصین o

''بولا اے میرے رب قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاوے دونگا اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو انمیں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔''

شیطان کو یہ اعتراف ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں پر اس کا داؤ نہ چلے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان عبادی لیس لک علیھم سلطن الامن اتبعک من الغوین o وان جھنم لموعدھم اجمعین o

''بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان بندوں کے جو تیرا ساتھ دیں اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔''

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا جرم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی ہے ابلیس کے فرمانبردار بندے آج بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی کرتے نہیں تھکتے اور **عباد اللہ المخلصین** اللہ کے محبوبوں کی عظمت وشان پر سب کچھ قربان کردیتے ہیں۔

دو گروہ

شیطان کی بغاوت کے بعد دو گروہ بن گئے۔

جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فریق فی الجنة وفریق فی السعیر۔

ایک گروہ جنتی دوسرا جہنمی ،جنتی گروہ حزب اللہ اور دوزخی حزب الشیطان، ایک دوسرے کے مقابل آ گئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فریقا ھدی وفریقا حق علیھم الضللة انھم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون o

''ایک فرقے کو راہ دکھائی اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو والی بنالیا اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق دوسری جگہ فرماتا ہے:

استحوذ علیھم الشیطن فانسھم ذکراللہ اولئک حزب الشیطن ط الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون o

''ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلادی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان کا گروہ ہار میں ہے۔''

معلوم ہوا نبی کی سچی غلامی وفرمانبرداری اور تعظیم وتوقیر ہی اللہ عزوجل کی عبادت کا مغز ہے۔ ابلیس نے عبادت سے روگردانی نہ کی مگر تعظیم سے۔ چنانچہ جن لوگوں نے محبوبان خدا کی تعظیم سے منہ موڑا وہ حزب الشیطان شیطان کا گروہ ہے اور اللہ کی جماعت جس کو حزب اللہ کہتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لاتجدقوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولوکانوا اٰباؤھم اوابناء ھم اواخوانھم اوعشیرتھم ط اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ط ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھٰر خلدین فیھا ط رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون o

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان

سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت (حزب اللہ) ہے سنتا ہے اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔''

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں نے خصوصاً وہابیہ دیوبندیوں نے اللہ اور اس کے رسول کی شان میں گستاخی کی تو حزب اللہ کی جماعت اہلسنّت نے ان سے بائیکاٹ کیا حتیٰ کہ اپنی مساجد میں آنے سے روک دیا اگر اتفاق سے کسی وہابی دیوبندی نے ان کی مسجد میں نماز پڑھ لی تو انہوں نے معلوم ہوجانے کے بعد مسجد کو پاک کرایا۔ ایسوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون o

اور وہ جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔''

ابلیس کے وفادار غلام

ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کا یہ سبب بیان کیا **لم اکن لاسجد لبشر** مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں چنانچہ ابلیس کے وفادار غلاموں نے اپنے آقا ابلیس کی اس سنت کو حرز جان بنالیا۔ جب بھی اللہ عزوجل نے ان کی ہدایت کے لئے اپنے نبی کو بھیجا اور نبی نے ان کو اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے صاف کہدیا کہ تم تو ہماری طرح بشر ہو شان نبوت کے استخفاف اور اہانت کے لئے ایک چلتا کلمہ اپنے آقا عزازیل کی سنت کے عین مطابق **وما انت الا بشر مثلنا** (اور تم نہیں مگر ہماری طرح بشر) کو سند بنالیا گیا۔

مثلاً نوح علیہ السلام نے جب دعوت ایمان دی تو ابلیس کے وفادار غلاموں نے کہا فقال الملؤا الذین کفروا من قومہ ماھذا الا بشر مثلکم ○ ''تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا (اپنی قوم کے لوگوں سے بولے) یہ تو نہیں مگر تم جیسا بشر ہے''۔ اور کہا : یریدون ان یتفضل علیکم ''یہ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے''۔ معلوم ہوا کہ اپنی مثل بشر کہنا اہانت اور حقارت کے لئے وضع کیا گیا۔ تو انبیاء کرام کو اپنی طرح بشر کہنا ان کی صراحۃً توہین وتحقیر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی توہین اشارۃً کنایۃً بھی گوارا نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کچھ تلقین فرماتے تو کبھی کبھی صحابہ کرام درمیان میں عرض کرتے راعنا یارسول اللہ ﷺ یعنی یارسول ﷺ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ لغت یہود میں یہ لفظ سوء ادبی کے معنی رکھتا تھا انہوں نے بھی راعنا کہنا شروع کیا اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا۔

یا ایھاالذین امنو لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعو وللکفرین عذاب الیم

''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو اُنظرنا یعنی حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی تو ثابت ہوگیا کہ حضور کی شان میں ہلکا لفظ بھی استعمال کرنا اگرچہ نیت توہین کی نہ ہو اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر رکن ایمان ہے ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے جیسا کہ للکفرین سے واضح ہوا۔

اے عزیز جان لو کہ جو لفظ موہم توہین ہو اگرچہ نیت حسن ہو اللہ عزوجل کو گوارا نہیں صحابہ کرام کو منع فرمادیا جائے اور کنایۃً توہین کرنیوالوں کو للکفرین اور عذاب الیم کا دُرہ لگایا جائے تو وہ لفظ جو صراحۃً توہین کیلئے شیطان نے ایجاد کیا پھر ذریت شیطان نے انکار نبوت اور توہین انبیاء کے لئے دلیل بنایا وہ لفظ کتنے باشد کوئی بھی استعمال کرے گا وہ

غضب جبار وقہر قہار کا مستحق بنے گا اور شیطان کی پیروی اس پر ثابت ہوجائے گی وہ یقیناً ظالم و بدکردار ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واسروا النجوىٰ الذين ظلموا هل هذا الابشر مثلكم

''یعنی اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی کہ یہ کون ہیں تم ہی جیسے ایک بشر تو ہیں''

اللہ جلیل وقہار نے اپنی طرح بشر کہنے والوں کو ظالم فرمایا اور جس کو اللہ عزوجل ظالم فرمائے وہ یقیناً قطعاً ظالم، غضب جبار کا مستحق ہے۔

غرض کہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی جناب میں ابلیس کے وفادار غلاموں کا یہی دستور رہا جیسا کہ صالح علیہ السلام کی جناب میں کہا **ما انت الابشر مثلنا** ''تو نہیں مگر ہماری طرح بشر''۔ شعیب علیہ السلام کی جناب میں کہا **وما انت الابشر مثلنا** ''اور تو نہیں مگر ہماری طرح بشر''۔ جناب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق کہا **قالوا انومن لبشرين مثلنا** ''بولے کیا ہم ان دونوں پر ایمان لائیں جو ہماری طرح بشر ہیں'' چنانچہ آج بھی جن لوگوں کو اللہ کے محبوب کی عظمت نہیں بھاتی وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ حضور ہماری طرح بشر ہیں۔(معاذاللہ)

محرومیٔ ایمان اور کفر وسرکشی کا نشان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومامنع الناس ان يومنوا اذا جاءهم الهدى الا ان قالوا ابعث الله بشرا رسولا ٥

''اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی بات نے کہ بولے کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا''۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام کو بشر کہنا ہی ان کے ایمان نہ لانے اور کفر وطغیان

پر اتر آنے کا سبب بنا، بشر کہنا بزرگی کی علامت نہیں۔ واضح رہے کہ اپنی طرح بشر کہنے میں کوئی بزرگی یا بڑائی نہیں بلکہ بشر کا اطلاق کافر و مشرک پر بھی ہوتا ہے کفار کا مقولہ وما انت الا بشر مثلنا دلالت کرتا ہے کہ کفار خود کو بشر ہی سمجھتے تھے اور انبیاء مرسلین کو بھی اپنی طرح بشر کہتے تھے تو لفظ بشر ایمان کی بھی علامت نہیں جب بشر بولا جائیگا اس سے گنگا رام، نارائن داس جمنا پرشاد وغیرہ بھی مراد ہوسکتے ہیں مگر جب مسلمان بولا جائیگا اس سے کافر ہرگز مراد نہیں ہوسکتا مگر یہ ضرور ثابت ہوگیا کہ وہ مسلمان بھی ہے اور ولی بھی اسی طرح اولیاء کے درجات جیسے اقطاب اوتاد ابدال اغیاث افراد وغیرہ۔

ان میں جس مرتبہ والے کا نام لیا جائے گا وہی مراد ہوگا مثلاً غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا تو حضور سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھا جائے گا۔ اس کا غیر ہرگز مراد نہیں اور یہ درجات منافی اسلام نہیں یعنی مسلمان ہیں ولی ہیں اور ایسے بڑے ولی ہیں کہ مرتبۂ غوثیت پر فائز ہیں قطع نظر ان تمام مراتب کے کوئی بدھو اپنی طرح مسلمان کہے تو اس نے یقیناً گستاخی کی کہ تمام مراتب عالیہ کو نظر انداز کر کے اپنی طرح مسلمان کہا حالانکہ مسلمان ہونا عظیم شرافت ہے ''بشر'' میں یہ خصوصیت بھی نہیں اسی طرح اور اوپر چلئے مثلاً تبع تابعین اس کے بعد تابعین پھر صحابہ کرام پھر صحابہ میں خلفائے راشدین پھر انبیاء علیہم السلام اور پھر مرسلین عظام اور پھر رسل اولوالعزم پھر سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ان تمام عظیم مراتب اور فرق مناصب سے قطع نظر ان کو اپنی طرح بشر کہنا کیسا ظلم عظیم ہے۔

ہے مخصوص ان کے لئے مصطفائی
کوئی اور تو مصطفیٰ بن کے آئے

ایک مثال: مسجد تعمیری اعتبار سے ایک مکان ہی ہے۔ مکان، مسجد شریف کے ادب و احترام کو دیکھ کر یہ اعتراض کرے کہ یہ مسجد بھی تو میری طرح ایک مکان ہے تعمیری اعتبار سے مجھ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں جن مزدوروں اور کاریگروں نے مجھے بنایا ہے ان ہی

نے اس کو بھی بنایا جو مٹی اینٹ گارا پتھر سیمنٹ اور چونا وغیرہ مجھ میں لگایا وہی اس میں لگایا پھر اس کا اس قدر ادب و احترام کہ اس میں جنب کا داخلہ حرام شور وشر بلکہ دنیا کی باتیں کرنا حرام کہتے ہو اور میرے اندر سب کام ہوتے ہیں کوئی ادب و احترام نہیں ہوتا تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ اے مکان تو صرف ایک مکان ہے جو خانہ زید سے معروف اور وہ مسجد خانہ خدا ہے اللہ کی جانب منسوب اور مکان ہونے کی حیثیت سے کتنے مکان ہیں کسی کو شراب خانہ کسی کو بت خانہ کسی کو مسافر خانہ وغیرہ ہر مکان میں فرق نسبت موجود تیرے ہی وجود میں کتنے مکان مثلاً باورچی خانہ غسل خانہ پاخانہ، خواب خانہ وغیرہ موجود ہیں۔ تو باروچی خانہ اور پاخانہ حالانکہ مکان ہی تو ہیں مگر فرق واضح اسی طرح مسجد کہ خانہ خدا است یہ فرق عظیم واضح ہے۔

ہر گروہ کا امتیازی نشان

چنانچہ حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کا امتیازی نشان اللہ کے محبوب بندوں کی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام ہے اور حزب الشیطان یعنی شیطان کے گروہ کا امتیازی نشان اللہ کے محبوب بندوں کی شان اقدس میں گستاخی و توہین کرنا ہے اس تمہید سعید کی روشنی میں یہ دیکھنا ہے کہ تبلیغی جماعت اور اس کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب کا تعلق کس گروہ سے ہے۔

لفظ وہابیت کی ایجاد

علمائے دیوبند کے معتبر قائد مولوی انورشاہ کشمیری، امالی فیض الباری میں اور مولوی نواب قطب الدین خاں، ظفر جلیل میں لکھتے ہیں کہ:

''محمد بن عبدالوہاب کے ایک سرگرم حمایتی تحریر فرماتے ہیں'' محمد بن

عبدالوہاب کی طرف نسبت کریں تو قاعدے سے ''محمدی'' کہیں گے مگر محمدی لقب توبدنام کرنے کے لئے کافی نہ تھا اس لئے شیخ الاسلام کے والدعبدالوہاب کی طرف نسبت کرکے وہابیت کا لقب ایک مذہبی گالی کے طور پر ایجاد کیا گیا''۔

(مولوی اسمٰعیل اور تقویت الایمان ص ۴۲)

الدرالمختار میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یا ایسی معصیت کا مرتکب کہتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال کہتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں (پھر فرماتے ہیں) ان کا حکم باغیوں کا ہے''۔ علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ عابدین شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔'' جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریف پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح رکھا تھا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی''۔

یہ عبارت مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب ''المھند'' مطبوعہ دیوبند کے ص ۱۸ اور مکتبہ تھانوی ص ۱۰ پر بھی لکھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہابی وہی خوارج ہیں جنہوں نے حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں کہا ان علیا ومعاویة قد اشرکا فی حکم اللہ تحقیق علی اور معاویہ نے دین میں خدا کا شریک کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شرک وکفر کا فتویٰ لگایا حدیث شریف میں ہے: کان ابن عمر یری الخوارج شرار خلق اللہ قال انھم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین (صحیح بخاری تعلیقا شرح السنة امام بغوی و تھذیب الاثار

امام طبری موصولا) یعنی عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوارج کو بدترین خلق جانتے تھے انہوں نے وہ آیات قرآنی جو کافروں کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کردیں۔

واضح رہے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اعتراف کرلیا کہ وہابی وہی پرانے خارجی ہیں جن کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدترین خلق فرمارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ قطب عالم دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی جن کا تعارف ان کے خلفیہ مولوی عاشق الٰہی بایں طور فرماتے ہیں:

''قطب عالم قدوة العلما غوث الاعظم اسوة الفقها جامع الفضائل والفواضل مجدد زمان وسیلتنا الی اللہ الصمد شیخ المشائخ الحاج المولوی رشید احمد گنگوهی''۔

(ملخصاً تذکرة الرشید ج ۱، ص ۲)

اور مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرس دیوبند یوں ارقام فرماتے ہیں:

''شمس العلماء العلمین بدر الفضلا الکاملین ابوحنیفة الزماں جنید الدوراں امام ربانی محبوب سبحانی جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد گنگوہی''۔

(الشہاب الثاقب ص ۸۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

دیوبندیوں کے امام ربانی محبوب سبحانی مولوی رشید گنگوہی سے مولوی شیخ محمد صاحب ضلع فیروز پور پنجاب نے ۱۳۱۰ھ میں سوال کیا کہ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اس پر دیوبندیوں کے قطب ربانی فرماتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۲۳۵ مطبوعہ کراچی)

پھر کسی کے سوال پر جواباً فرماتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت اور شرک سے روکتا تھا''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۲۳۷ مطبوعہ کراچی)

پھر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۹۲)

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کا اقرار

''جن دنوں تھانوی صاحب کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے، ان ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ محلے کی کچھ عورتیں فاتح کرانے کے لئے مٹھائی لے کر آئیں تھانوی صاحب کے طلباء نے فاتحہ دینے کے بجائے مٹھائی لے کر خود کھالی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا تھانوی صاحب کو خبر ہوئی تو وہ اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو''۔

(تبلیغی جماعت از مولانا ارشد القادری بحوالہ اشراف السوانح ج۔۱، ص ۴۵)

حکیم الامت دیوبند جناب تھانوی صاحب کی تمنائے عظیم

فرماتے ہیں:

''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں''۔

(الافاضات الیومیہ ج ۳، ص ۲۷، تبلیغی جماعت ص ۱۱۴)

اس سے تو یہ ظاہر ہورہا ہے کہ تھانوی صاحب کو رقم مل رہی ہے اور روپیہ لے کر ہی وہابی ہوئے ان کو یہ نہیں معلوم کہ مومن اپنی جان کی قربانی کو ارزاں جانتا ہے وہ روپیہ کو ایمان کے مقابلہ میں ٹھیکری سمجھتا ہے تم لوگوں کی طرح مومن ایمان فروش نہیں ہے۔

مولوی محمد منظور صاحب نعمانی جو تبلیغی جماعت کے روح رواں اور مرکزی قائدین میں شمار کئے جاتے ہیں مولوی محمد الیاس صاحب کی جانشینی کے سلسلہ میں مولوی محمد زکریا صاحب سے فرماتے ہیں:

''اور ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لئے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے یہ حجرہ ہے جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔''

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۹۷
بحوالہ سوانح محمد یوسف ص ۱۹۲)

مولوی محمد زکریا صاحب جواباً ارشاد فرماتے ہیں:

''بس انتظار کرو اللہ سے دعا کرو اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور در و دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں''۔

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۹۸ بحوالہ سوانح محمد یوسف ص ۱۹۳)

سبحان اللہ! قائدین تبلیغی جماعت کو وہابی ہونے پر کس قدر ناز ہے کس فخریہ انداز میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں اور میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں مسلمان ہونا ان کے لئے باعث فخر نہیں البتہ وہابی ہونا باعث صد فخر ہے۔ مگر یہ باتیں آپس میں کرتے ہیں علانیہ اغیار و اخبار کے سامنے اقرار نہیں کرتے بلکہ وہی کہتے ہیں جو سلف صالحین

سے مذکور ہے مثلاً محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں مولوی محمدانور شاہ کشمیری سابق شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں:

''امام عبدالوهاب النجدی فانه کان رجلا بلیدا قلیل العلم فکان یتسارعه الی الحکم بالکفر '' (فیض الباری مطبوعہ قاہرہ ص ۱۷۰۔۱۷۱) ''یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم آدمی تھا اس لئے کفر کا حکم لگانے میں اس میں باک نہ تھا''۔

مولوی حسین احمد صاحب المعروف مدنی شیخ الحدیث دیوبند فرماتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم ومسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا اوران کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے''۔

(الشہاب الثاقب ص ۴۳ مطبوعہ دیوبند)

یہی شیخ الاسلام دیوبند فرماتے ہیں:

'' شانِ نبوت (حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذاللہ نقل کفرکفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے''۔

(الشہاب الثاقب ص ۴۷ مطبوعہ دیوبند)

وہابیہ کا مختصر تعارف علمائے دیوبند کی زُبانی پیش کیا گیا ان ہی وجوہ کی بناپر تبلیغی جماعت کے قائدین، اکابروہابیت پر فریفتہ ہیں اور فخر کے ساتھ بڑے زوروشور سے اپنے

وہابی ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''کہ حضرت (رشید احمد) گنگوہی اس دور کے قطب الارشاد اور مجدد تھے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۲۳)

اور قطب الارشاد نے فرمادیا کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں پس مولوی الیاس کے نزدیک قطب الارشاد سے زیادہ دیندار اور متبع سنت کون ہوگا چنانچہ ان ہی کے تجدیدی کارنامہ کی تکمیل کے واسطے تبلیغی جماعت کو جنم دیا گیا۔

اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں

''یہ مقولہ حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) کا متعدد لوگوں سے میرے کان میں پڑا کہ مولوی الیاس صاحب نے تو یاس کو آس سے بدل دیا''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۴۰)

مولوی محمد الیاس اور اشرف علی تھانوی

مولوی محمد زکریا رقم طراز ہیں:

''چچا جان (یعنی مولانا محمد الیاس صاحب) بھی کثرت سے تھانہ بھون حاضر ہوتے تھے تھانہ بھون کی حاضری میں یہ ناکارہ (محمد زکریا) بھی اکثر ساتھ ہوتا تھا اور چچا جان ہر حاضری پر اپنی مساعی کا تذکرہ کرتے تھے اس پر حضرت

(اشرف علی تھانوی) اس پر اظہار مسرت بھی فرماتے تھے اور دعائیں بھی دیتے تھے"۔

(تبلغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور اسکے مفصل جوابات ص ۶۲)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی اور تبلیغی جماعت

مولوی محمد زکریا صاحب امیر تبلیغی جماعت فرماتے ہیں:

"کہ حضرت شیخ الاسلام (حسین احمد مدنی) کی اس تبلیغ کے ساتھ دلچسپی، شغف ترغیبات تحریراً تقریراً اتنی شائع ہوئی..... اس جماعت کے جلسوں میں کثرت سے حضرت کی شرکتیں بھی ہیں تقریریں بھی ہیں اور شرکت کے لئے تاکیدیں بھی ہیں"۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۷۱)

مولوی حسین احمد کا خط

"کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی تبلیغی جماعتیں شہر میرٹھ اور اس کے گردونواح میں تبلیغی سرگرمیوں کے لئے آتی ہیں..... یہ جماعت تبلیغیہ نہ صرف ایک ضروری اور اہم فریضہ کی حسب الاستطاعت انجام دہی کرتی ہے بلکہ اس کی بھی سخت محتاج ہے کہ ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ان کو خود بھی مسلمانوں سے رابطہ قوی پیدا ہو..... امیدوار ہوں کہ آئندہ اس میں پوری جدوجہد کو کام میں لایا جاوے اور ان کی ہمت افزائی کی صورتیں عمل میں لائی جاویں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۶ صفر ۱۳۶۱ھ

(تبلیغی جماعت پر چندعمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات ۲۷ ملخصاً)

مولوی عبدالقادر صاحب رائے پوری کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس قدوۃ الاتقیا راس الاصفیا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے متعلق شاید ہی کسی کو اس سے انکار کی جرأت ہو کہ حضرت کا نظام الدین کثرت سے تشریف لے جانا اور تبلیغی اسفار اور اہم امور میں مشوروں میں شرکت بہت کثرت سے ہوتی تھی خود اس ناکارہ کے ذریعہ سے حضرت اقدس رائے پوری نے حضرت دہلوی کے دور میں اور اس کے بعد مولانا الحاج محمد یوسف صاحب کے دور میں کئی بار ان کے اکابر کو رائے پور میں اجتماعات کرانے کے لئے بلایا، حضرت کے دور میں بار بار رائے پور میں تبلیغی اجتماعات حضرت کے ارشاد پر ہوئے''۔

(تبلیغی جماعت پر چندعمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات ص ۸۱۔۸۲)

حکیم الامت دیوبند اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اجل کی شہادت

اپنے خط میں ارقام فرماتے ہیں:

''آپ جیسے حضرات سے یہ امر تعجب خیز ہے یہ تبلیغ آج سے نہیں ایک زمانہ دراز اس پر سے گزر چکا ہے اور اب یہ عروج پر ہے''۔

(ملخصا تبلیغی جماعت پر چندعمومی اعتراضات ص ۸۶)

تھانوی کے خلیفہ مولوی اسعداللہ صاحب

ناظم مدرسہ مظاہر العلوم کی گواہی ۔ اپنے ایک خط میں رقمطراز ہیں۔

''چند ہی دنوں کی بات ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے یہاں مولانا عبید اللہ صاحب سرگرم کارکن تبلیغ سے تبلیغی تقریر کرائی اور حضرت مفتی صاحب موصوف اپنے یہاں کام کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں حضرت تھانوی کے بہت متوسلین اور معتقدین تبلیغ میں عملی حصہ لیتے رہتے ہیں جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تبلیغ میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۸)

تھانوی کے خلیفہ قاری محمد طیب کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب رقمطراز ہیں:

''حضرت مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب۔ خلیفہ حکیم الامت تھانوی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند کی شرکت ان تبلیغی اجتماعات میں اتنی کثرت سے ہوتی رہتی ہے کہ ان کی تفاصیل کا احصاء مشکل ہے''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۹۔۹۰)

تھانوی کے خلیفہ سید سلیمان ندوی کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا فرماتے ہیں:

'' حضرت مولانا الحاج سید سلیمان ندوی خلیفہ حضرت تھانوی کی شرکت لکھنو کے قیام میں پھر بھوپال کے قیام میں پھر پاکستان کے قیام میں ان تبلیغی اجتماعات میں بہت کثرت سے ہوئی حجاز کے تبلیغی اجتماعات میں بھی حضرت سید صاحب کی شرکت ہوئی اور تقریریں بھی فرمائیں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۹۳)

مولوی عبدالرحمٰن

صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہرالعلوم خلیفہ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی جب تک سہارنپور مقیم رہے میوات کے جلسوں میں کثرت سے تشریف لے جاتے رہے حضرت مولانا کی ایک دفعہ طبیعت ناساز تھی حکیم کو دکھانے دہلی تشریف لے گئے کیونکہ نظام الدین قیام رہا کرتا تھا اس وقت حضرت دہلوی میوات کے ایک سخت ترین سفر پر جارہے تھے جو پہاڑ پر تھا حضرت دہلوی نے مولانا کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی باوجودیکہ مولانا بیمار بھی تھے اور حکیم کے پاس علاج کے لئے تشریف لے گئے تھے مگر ساتھ ہولئے۔''

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۹۹)

مفتی محمد شفیع صاحب

خلیفہ حکیم الامت دیوبند کی شہادت

مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

'' حضرت مولانا الحاج مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند حال ناظم جامعہ سعیدیہ کراچی خلیفہ حضرت تھانوی کے متعلق حضرت ناظم صاحب مظاہرالعلوم اور اس ناکارہ کے خطوط میں گزر چکا ہے کہ حضرات دہلی کی آمد پر

حضرت مفتی صاحب ان لوگوں کو اپنے مدرسہ میں بلاتے اور مدرسین اور طلباء کو جمع فرما کر ان حضرات سے تبلیغی تقریریں اہتمام سے کراتے ہیں اور بعد میں خود بھی ان کی تائید میں تقریر فرماتے''۔

(ایضاً ص ۱۰۱۔۱۰۲)

حکیم الامت دیوبند کے بھانجے
مولوی ظفر احمد صاحب کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا ظفر احمد صاحب حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے بھانجہ نے ایک مستقل چلہ اس میں دینے کا وعدہ فرما رکھا تھا جو مشاغل کے ہجوم کی وجہ سے پورا نہ ہوسکا اور وہ جب چچا جان (محمد الیاس) کی بیماری میں ایک دن کو تشریف لے گئے چچا جان نے ان کو ان کا وعدہ یاد دلایا تو اپنی سخت مجبوری اور ضروریات کے باوجود مستقل قیام فرمالیا اور وصال تک وہیں موجود رہے اور اس زمانہ میں تبلیغی اجتماعات میں کثرت سے شرکت بھی فرماتے رہے اور ملفوظات بھی جمع کرتے رہے''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۰۲)

مفتی محمود حسن صاحب دیوبندی کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

'' جناب الحاج مفتی محمود حسن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی شرکت موجودہ تبلیغ کے اجتماعات میں اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات

میں بہت کثرت سے رسائل اور اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں اور بہت سے مضامین ''کیا تبلیغی کام ضروری ہے'' میں شائع ہوچکے ہیں ایک تحریر ان کی کسی شاکی کی شکایت کے جواب میں رسالہ ''حقیقت تبلیغ'' مولفہ الحاج یوسف باوارنگونی کے رسالہ میں ہے (پھر ان کا ایک طویل خط نقل فرمایا جس کا ایک حصہ یہ ہے) میں نے طویل طویل سفر کئے ہیں یہاں بھی ہمیشہ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرتا ہوں ۳۵ برس سے شرکت کا موقع ملتا رہتا ہے سہارنپور، دیوبند، رائپور، لکھنو وغیرہ کے اکابر ارباب مدارس و ارباب خانقاہ کا جو کچھ اس کام سے تعلق ہے وہ براہ راست معلوم ہے (چند سطر بعد) میں نے خود تبلیغ کے لئے جن اکابر علماء مشائخ کو نکلتے اور ترغیب دیتے ہوئے دیکھا ہے چند کے نام یہ ہیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت العلما ہندو صدر مدرسہ امینیہ دہلی میں خود میوات کے علاقہ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کو بہت نزدیک سے دیکھا کہ ان کو تبلیغی کام سے کس قدر گہرا تعلق تھا۔ مفتی اشفاق الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ فتح پور دہلی، مفتی جمیل احمد صاحب مفتی تھانہ بھون۔ مولانا اسعد اللہ صاحب مجاز حضرت تھانوی۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور مجاز حضرت تھانوی۔ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور مجاز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مجاز حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی۔ حضرت مولانا ابوالحسن ندوی، حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی''۔

(عمومی اعتراضات ص ۱۱۰۔۱۱۱)

نہایت اختصار سے مشتے نمونہ از خروارے یہ چند اسمائے گرامی اکابر علماء دیوبند کی آراء اور عملی شہادات نقل کیں جس سے روز روشن کی مانند واضح ہوگیا کہ تبلیغی جماعت خالص وہابی

دیوبندی جماعت ہے علماء دیوبند کی جارحانہ اور دل آزار عبارات جو اللہ ورسول کی شان میں صریح گستاخیاں ہیں (جو وہابیت حزب الشیطان کا علامتی نشان ہے) ان کی بنا پر مسلمانوں میں ان لوگوں سے سخت نفرت پیدا ہوگئی، پاس جانا تو کجا ساتھ نماز پڑھنا بھی گوارا نہ تھا، اس جماعت نے منافقت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو اپنی جانب مائل کیا، ان کا واحد مقصد مسلمانوں کو دیوبندی وہابی بنانا ہے کیونکہ اصول وہابیہ کے مطابق یہ اپنے سوا تمام مسلمانان عالم کو مشرک و کافر سمجھتے ہیں۔

تبلیغی جماعت اصول وہابیہ کے مطابق مسلمانوں کو مشرک سمجھتی ہے

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

"انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی عام حالت یہ رہی ہے کہ جوں جوں زمانہ نبوت سے ان کو بُعد (دوری) ہوتا تھا دینی امور وعبادت وغیرہ اپنی روح اور حقیقت سے خالی ہوکر ان کے ہاں محض "رسوم" کی حیثیت اختیار کر لیتے تھے اور ان کی ادائیگی بس ایک پڑی ہوئی رسم کے طور پر ہوتی تھی اس گمراہی اور بے راہ روی کی اصلاح کے لئے پھر دوسرے پیغمبر مبعوث ہوتے تھے جو اس رسمی حیثیت کو مٹا کر امتوں کو امورِ دین کی اصلی حقیقتوں اور حقیقی روح شریعت سے آشنا کرتے تھے (چند سطر بعد) امت محمدی بھی اب اس بیماری میں مبتلا ہوچکی ہے"۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۔۱۲)

جب کفر وشرک کا غلبہ ہوتا ہے اللہ اپنے نبی کو کفر وشرک مٹانے کے لئے مبعوث فرماتا ہے یہ سنت الٰہیہ ہے چنانچہ کفر وشرک کی بھیانک گھٹا کو دور کرنے کے لئے حضور اکرم

سید عالم ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کو لاالـہ الا اللہ مـحمد رسول (ﷺ) کی دعوت دی مولوی الیاس صاحب نے یہی بات کہی مگر حسین الفاظ کے پردے میں ۔چنانچہ فرماتے ہیں:

''آپ (ﷺ) نے جس کام کے لئے سب سے زیادہ محنت کی اور سب سے زیادہ تکلیفیں برداشت کیں وہ کام تھا کلمہ کا پھیلانا''۔(ملفوظات الیاس ص ۲۸)

لہٰذا مسلمانوں میں کلمہ پھیلانے کی خدمت مولوی محمد الیاس اور ان کے تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے اور یہ واضح ہے کہ حضور ﷺ نے کفار ومشرکین کو کلمہ پہنچایا یہ پہنچانا کلمہ کا کسی مسلمان کو نہ تھا اس واسطے مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے کہ اللہ کے واسطے اپنے وطن کو چھوڑے اور اللہ کے کلمہ کو پھیلائے''۔

(ملفوظات ص ۴۴)

الیاس صاحب فرمارہے ہیں:

''ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا۔''

قرآن کریم سے پوچھئے طاغوت کس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ

''تو جو طاغوت (شیطان) کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی۔''

معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دوچیزیں نہایت ضروری ہیں طاغوت کا انکار اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اور جو طاغوت سے ہٹا ہی نہیں اس کا اللہ پر ایمان ہی نہیں وہ کافرومشرک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمٰت الی النور والذین کفروا اولیٰھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت اولئک اصحٰب النار ھم فیھا خلدون

''اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں

کے حمایتی طاغوت ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔''

پس الیاس صاحب کی عبارت کہ ''تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا'' کا صاف مطلب یہ ہوا کہ کفر سے اسلام کی جانب آنا۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کے روح رواں مولوی ابوالحسن ندوی اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمان دو ہی قسم کے ہوسکتے ہیں تیسری کوئی قسم نہیں۔ یا اللہ کی راہ میں خود نکلنے والے ہوں یا نکلنے والوں کی مدد کرنے والے ہوں (اس پر الیاس صاحب نے فرمایا) خوب سمجھتے ہیں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۴۲)

اس سے بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بس یہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے ظاہر ہے کہ تبلیغی اسفار میں نکلنے والے یا ان کی مدد کرنے والے متحد العقائد ہیں ان کے علاوہ تمام مسلمانان عالم جن کو ان سے اختلاف ہے۔ وہ مسلمان نہیں چنانچہ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''ہمارا کام دین کا بنیادی کام ہے اور ہماری تحریک درحقیقت ایمان کی تحریک ہے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۷۵)

یہی مولوی الیاس صاحب دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

'' اس وقت کفرو الحاد بہت طاقتور ہے ایسی حالت میں منتشر اور انفرادی اصلاحی کوششوں سے کام نہیں چل سکتا لہٰذا پوری قوت کے ساتھ اجتماعی جدوجہد ہونی چاہئے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۵۴)

مسلمانوں! للہ انصاف!! آپ کا عینی مشاہدہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے مسلمانوں کے گھروں پر جاتے گلیوں میں پھرتے سڑکوں پر چلتے شہر شہر گاؤں گاؤں پھرتے ہیں کیا کبھی

آپ نے دیکھا کہ یہ کسی کافر و مشرک کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوتے ہیں کسی ہندو کو بلاتے نصاریٰ کے پاس جاتے چماروں بھنگیوں کو دعوت دیتے ہیں ہرگزنہیں، جاتے ہیں تو مسلمانوں میں، بلاتے ہیں تو مسلمانوں کو، قیام کرتے ہیں تو مسلمانوں کی مساجد میں، ان کے نزدیک کفر والحاد مساجد اور مسلمانوں میں ہے جس کے مقابلے میں شب و روز گشت کرتے نہیں تھکتے۔

مسلمانوں کے ماسوا جتنے بھی کفار ومشرکین ہیں نہ ان میں کفر ہے نہ الحاد چنانچہ ان کو مسلمان بنانے کی ضرورت ہی نہیں !!!

تبلیغی اسفار بھی جہاد ہیں

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''سو(۱۰۰) سے کم نہیں کچھ زیادہ ہی خطوط میرے پاس آئے ہوں گے ان میں سب سے اہم اشکال یہ ہے کہ تبلیغ والے جہاد کی احادیث کو اپنے تبلیغی اسفار کی تائید میں پیش کرتے ہیں اور تعجب اس پر ہے کہ یہ اشکال عوام کے بجائے اہل علم کی طرف سے زیادہ آیا اہل علم کی طرف سے اس قسم کے اشکالات کا وارد ہونا زیادہ موجب تعجب ہے اس لئے کہ جہاد کے اسفار میں قتال اگرچہ عرفاً زیادہ معروف ہے لیکن لغت اور نصوص جہاد کو قتال کے ساتھ مخصوص نہیں کرتے، اصل جہاد کی اعلاء کلمۃ اللہ کی سعی ہے جس کا درجہ مجبوری اور آخری قتال بھی ہے قتال اصل مقصود نہیں''؛

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۵)

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

''حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جہاد سے مراد دعوت الی الاسلام ہے''۔

(ایضاً ص ۹)

''اور تبلیغ کا اصل بھی یہی ہے چنانچہ ہر تبلیغی مجاہد ہے۔''

چنانچہ مولوی محمد الیاس فرماتے ہیں:

''کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ ابتدائے اسلام کے زمانے میں جب دین ضعیف تھا اور دنیا قوی تھی بے طلب لوگوں کے گھر جا کر ان کی مجالس میں بلا طلب پہنچ کر دعوت دیتے تھے طلب کے منتظر نہیں رہتے بعض مقامات پر صحابہ کو ازخود بھیجا کہ فلاں جگہ تبلیغ کرو، اس وقت ضعف کی وہی حالت ہے تو اب ہم کو بھی بے طلب لوگوں کے پاس جانا چاہئے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۴۹)

مولوی الیاس صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

'' رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں قبل ہجرت جو کام کرتے تھے یعنی چل پھر کر لوگوں کو دعوت حق دینا مدینہ طیبہ میں پہنچ کر یہ کام آپ کا نہیں رہا جبکہ مکی دعوت کو سنبھالنے والوں کی ایک خاص جماعت آپ نے تیار کردی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ ہی کے مرکز میں مقیم رہنا درست ہوا جب کہ ایران وروم کے علاقوں میں اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنے کے لئے جہاد کرنے والے اللہ کے ہزاروں بندے پیدا ہو چکے تھے اور ضرورت تھی کہ حضرت عمر مرکز ہی میں رہ کر اس دعوت حق اور جہاد فی سبیل اللہ کے نظام کو استحکام کے ساتھ چلائیں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۲۳)

مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''تبلیغ ودعوت کے ان اصولوں میں سے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں نمایاں معلوم ہوتے ہیں ایک عرض ہے یعنی حضور انور ﷺ اس کا انتظار

نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوں بلکہ آپ اور آپ کے داعی لوگوں تک خود پہنچتے تھے اور حق کی دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی لوگوں کے گھروں تک خود پہنچ جاتے تھے اور کلمہ حق کی دعوت پیش فرماتے تھے۔ مکہ معظمہ سے سفر کرکے طائف تشریف لے گئے اور وہاں عبد یالیل وغیرہ رئیسوں کے گھروں پر جاکر تبلیغ کا فرض ادا فرمایا حج کے موسم میں ایک ایک قبیلہ کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو پیغام پہنچاتے..... اسلام کے سفیر مصر و ایران و حبش کے بادشاہوں اور عمان و بحرین اور یمن اور مصر و شام کے رئیسوں کے پاس اسلام کا پیغام لے کر پہنچے"۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۹۴)

تبلیغی سفر جہاد ہی نہیں بلکہ غزوات سے اعلیٰ خصائص کے حامل ہیں

واضح ہو کہ غزوات وہ جہاد ہیں جن میں بہ نفس نفیس خود حضور ﷺ نے شرکت فرمائی اور جس جہاد میں حضور نے شرکت نہ فرمائی اور صحابہ کرام نے جہاد فرمایا اس کو "سرایا" کہتے ہیں اور جو مسلمان اللہ کی راہ میں لڑے وہ جہاد ہے۔ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

"یہ سفر (تبلیغی) غزوات ہی کے سفر کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے اور اس لئے امید بھی ویسے ہی اجر کی ہے یہ اگرچہ قتال نہیں ہے مگر جہاد ہی کا فرد ضرور ہے جو بعض حیثیات سے اگرچہ قتال سے کمتر ہے لیکن بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ ہے"۔

(ملفوظات الیاس ص ۷۲)

اللہ اللہ! تبلیغی جماعت کا سفر غزوات ہی کے خصائص اور ویسا ہی اجر بلکہ بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ سبحان اللہ کیا کہنا۔

حضور ﷺ کا ارشاد صحابہ کی نسبت بہت مشہور ہے کہ میرے صحابی کا ایک مُد جَو صدقہ کرنا دوسرے لوگوں کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے عمل صحابہ کی یہ شان پھر نبی کے اعمال اللہ اللہ پھر نبی الانبیا ﷺ کی محبت میں کام کس کی مجال ہے کہ اس امتیاز بے مثال کی بابت لب کشائی کرے مگر وہ دیکھو مولوی الیاس صاحب فرمارہے ہیں:

''اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیر امہ الخ کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو''۔

(ملفوظات الیاس ص ۵۰)

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کا تعارف

حضرت علامہ زماں فہامہ دوراں الحاج مولانا ارشد القادری زید مجدہ فرماتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کے دوسرے مرکزی قائد مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ''مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت'' کے نام سے موصوف کی مفصل سوانح حیات لکھی ہے مولانا الیاس کے متعلق انہوں نے بتایا ہے کہ ان کا تاریخی نام الیاس اختر ہے موصوف ان کے عہد طفلی کا حال بیان کرتے ہیں ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

امی بی (مولانا الیاس کی نانی) مولانا پر بہت شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر! مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں کیا بات ہے؟ کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں''۔

(دینی دعوت ص ۴۲ تبلیغی جماعت ص ۴۵)

علامہ فرماتے ہیں:

اب یہیں سے اندازہ لگا لیجئے کہ بچپن میں جب صحابہ کرام کی روحیں ان کے اردگرد

پھرتی تھیں تو ان کا عالم شباب کس قیامت کا ہوگا اب یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ سوانح نگار جوانی کی منزل تک پہنچا کر انہیں کس منصب پر فائز کرنا چاہتے ہیں۔

پیغمبرانہ منصب کی طرف پیش قدمی

حتمی طور پر تو نہیں کہا جاسکتا کہ منصب نبوت ان کا آخری نشانہ ہے لیکن اس منصب کی طرف پیش قدمی ضرور کی گئی ہے چنانچہ اسی کے بعد موصوف نے مولانا الیاس کا وہ واقعہ بھی نقل کیا ہے جو نزول وحی سے متعلق ہے لکھتے ہیں:

''مولانا الیاس فرماتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا حضرت گنگوہی سے کہا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم نے یہی شکایت حاجی صاحب اپنے پیرو مرشد سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا اللہ آپ سے کوئی کام لے گا''۔

(دینی دعوت ص ۴۵)

علامہ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نہیں سمجھتا کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے مشہور اہل قلم نے اس مقام پر اصل واقعہ کی نقل میں خیانت سے کیوں کام لیا حاجی صاحب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور ﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے''۔

(سوانح قاسمی، ج ۱، ص ۲۵۹)

علامہ فرماتے ہیں:

''اب اس تفصیل کی روشنی میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کے لکھنے کے مطابق

معلوم ہوا کہ بعینہ یہی قصہ مولانا الیاس کے ساتھ بھی پیش آیا تھا یعنی ان کے قلب پر بھی نبوت کا فیضان ہوتا تھا اور انہیں بھی معاذ اللہ رسول انور ﷺ کی طرح نزول وحی کی گرانی محسوس ہوا کرتی تھی۔'' (تبلیغی جماعت ص ۴۶)

دعویٰ

یہاں تک تو پیغمبرانہ منصب کی طرف ایک خاموش پیش قدمی تھی اب مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں میں ظاہر کیے جانیکا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے۔ ملفوظات الیاس کا مرتب اپنی کتاب میں ان کا یہ دعویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو''۔

(ملفوظات الیاس ص ۵۱)

لاالـــه الا الله! ذرا غضب دیکھئے! کہ یہ آیت کریمہ بھی خدا ہی کی نازل فرمودہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہی القا فرمارہا ہے فرق صرف یہ ہے کہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور تفسیر مولانا الیاس پر اُتری ہے پس خدا ہی کی طرف سے جب آیت وتفسیر دونوں ہی کا نزول ہے تو کون خدا کا باغی بندہ ہے کہ ایک پر ایمان لائے اور دوسرے سے انکار کردے۔

دیکھ رہے ہیں آپ! کتنے مسلح طریقہ پر پیغمبرانہ منصب کی طرف پیش قدمی کی گئی ہے کہ آدمی انکار بھی کرنا چاہے تو انداز بیان کی ہیبت سے مرعوب ہوکر رہ جائے تقریباً چودہ سو برس سے دنیائے اسلام میں یہ آیت پڑھی جارہی ہے۔ سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت کریمہ امت محمدی کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو تمہارا

فرض منصبی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی سے روکو۔ لیکن چودہ سو برس کے بعد آج پہلی مرتبہ حقیقت منکشف ہوئی کہ معاذ اللہ یہ آیت کریمہ مولانا الیاس کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولانا الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں۔ (تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۴۷)

مسلم معاشرے میں علمائے دیوبند کا مقام

مولوی محمد زکریا صاحب تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر فرماتے ہیں:

''نہ صرف مجھ سے بلکہ اکابر علماء (دیوبند) سے بہت سے لوگوں نے خود اس کا اعتراف کیا ہے کہ ہم تو علماء (دیوبند) سے اتنے بدظن تھے کہ ملنا بھی گوارا نہ تھا اور اب ہم اس تبلیغ کی برکت سے آپ حضرات کے خادم بنے کھڑے ہیں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۴۳)

یہی مولوی زکریا صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''بہت سے تاجروں اور رئیسوں کا مقولہ جو متعدد علماء بلکہ خود مجھ سے بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جی ہم لوگ تو آپ سے بہت خفا اور دور رہتے تھے اس تبلیغ کی بدولت آپ تک پہنچنا ہوا یہ مقولہ بلا تصنع بلا مبالغہ سو آدمیوں سے زائد میں نے سنا ہوگا''۔

(تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۳۳۔۳۴)

یہی مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

'' کلکتہ اور بمبئی کے بعض تاجروں سے ایک مدرسہ کے بڑے ذمہ دار نے یہ شکایت کی کہ تبلیغ والوں سے مدارس کے چندے کو نقصان پہنچتا ہے ان لوگوں

نے مختلف مواقع پر ایک ہی جواب دیا کہ ہم لوگ تو ان مدارس (دیوبند) کو چندہ تبلیغ ہی کی برکت سے دے رہے ہیں آپ دس برس پہلے کی رودادیں نکال کر دیکھ لیں موازنہ کریں کہ ہمارے شہروں سے ان دس برسوں میں چندہ میں کتنا اضافہ ہوا''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۳۱۔۳۲)

مولوی الیاس صاحب نے فرمایا:

ہم پہلے بالکل کسمپرسی کی حالت میں تھے کوئی ہماری بات سنتا نہیں تھا اور کسی کی سمجھ میں ہماری بات نہیں آتی تھی''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۴)

پھر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کی مدد سے اب حالات بدل چکے ہیں ہماری بہت سی جماعتیں ملک کے اطراف میں نکل کر کام کا طریقہ دکھلا چکی ہیں اور اب لوگ ہمارے کام کے طالب بن کر خود ہمارے پاس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اتنے آدمی دیدیئے ہیں کہ اگر مختلف اطراف میں طلب پیدا ہو تو جماعتیں بھیجی جاسکتی ہیں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۵)

تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر اور بانی جماعت کی اقبالی ڈگری ہے کہ تبلیغ سے پہلے علمائے دیوبند سے مسلمانان عالم کو سخت نفرت تھی پاس آنا تو کجا ان کا مساجد میں نماز پڑھنا بھی گوارا نہ تھا چنانچہ تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ بمبئی شہر میں علاحقہ میں سے تبلیغ سے پہلے جانا کتنا دشوار تھا اور وعظ کہنے کا تو واہمہ بھی نہیں ہوسکتا تھا حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) کو اپنی اہلیہ محترمہ کے حج سے واپسی پر بمبئی تشریف لے جانے پر کس قدر اذیت

دی گئی کہ مخالفین نے بجلی کے تار کاٹ دیئے مکان کا محاصرہ کرلیا اور حضرت پر حملہ کیا۔ میزبان کی خوش اسلوبی اور بہترین انتظام کی وجہ سے حضرت کو اس مکان سے دوسرے مکان میں اندھیرے کے اندر پہنچایا گیا ۳۸ھ میں جب حضرت سہارنپوری تین سو خدام کے ساتھ حج میں تشریف لے جارہے تھے یہ ناکارہ بھی اس میں ہمرکاب تھا تو اہل بمبئی کی شری اور فسادی مخالفین کے خوف سے حضرت کو مع قافلہ کے بمبئی سے دس میل دور ایک قبرستان میں ٹھہرایا گیا تھا اور وہاں خیمے لگائے گئے تھے علماء دیوبند کا بمبئی میں علی الاعلان جانا کس قدر دشوار تھا اس سے ظاہر ہے بمبئی کی کسی مسجد میں کسی معروف دیوبندی کا نماز پڑھ لینا معلوم ہوجاتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۳۴)

ان روایات اور حکایات سے واضح ہے کہ مسلمانوں کو علماء دیوبند سے کس قدر نفرت تھی اور ان کو نجس سمجھ کر مساجد کو پاک کراتے غور طلب یہ امر ہے کہ مسلمان جن کے قلوب میں علماء کرام کی ہمیشہ قدر وعزت رہی علماء کرام کے قدموں پر اپنا خون بہانے میں فخر محسوس کرتے تھے آخر ان علماء سے کوئی جائیداد کا جھگڑا تھا، کوئی شرکت کا مسئلہ تھا، کوئی قتل کا مقدمہ تھا۔ نہیں نہیں، اس کے لئے آپ کو اس نفرت کے وجوہ تلاش کرنے پڑیں گے!

مولوی محمد الیاس نے جب دیکھا کہ ہم دیوبندیوں سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے منافقت کا لباس فاخرہ زیب تن فرمایا اور مصنوعی تقدس کے آلات سے مسلح سیاسی دستہ تیار کیا جو بظاہر کلمہ کی رٹ لگاتا اور حقیقت میں مسلمانوں کو وہابی دیوبندی بناتا تبلیغی جماعت سابق مرکزی امیر مولوی محمد یوسف ابن مولوی محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت اپنے ایک خط میں ارشاد فرماتے ہیں:

''ہمارا تبلیغی کام صرف عمل صالح کے لئے نہیں ہے بلکہ اول یہ ایمانی تحریک ہے اور بعد میں اعمال صالح کی تحریک ہے اب تک ۲۰۔۲۵ سال کے تجربہ سے یہی معلوم ہوا کہ شرکیہ رسموں یعنی میلاد قیام فاتحہ عرس وغیرہ اور گناہوں

کے چھیڑنے سے لوگ رسموں اور گناہوں کو چھوڑتے نہیں ہیں لیکن اگر ان کو ساتھ لے کر جماعتوں میں پھرایا جائے اور ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا صحیح مطلب اور مطالبہ سامنے آتا رہے تو رسموں اور گناہوں کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں یہ ہمارا تجربہ ہے"۔

(قلمی مکتوب بقلم محمد عاشق۔ تبلیغی جماعت ص ۱۸)

تبلیغ کی غرض و غایت

تبلیغی جماعت والے مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی طرف بلاتے ہیں پھر ان کو وہابی دیوبندی بناتے ہیں۔ مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے"۔

(ملفوظات الیاس ص ۵۷)

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ تبلیغ کی غرض و غایت تھانوی صاحب کی تعلیم کو پھیلانا اور عام کرنا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ طریقۂ تبلیغ ایجادِ بندہ ہے کسی نبی کی سنت نہیں۔

مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

"جن حضرات کا حلقۂ محبت و تعلق اتنا وسیع ہو کہ جتنا ہمارے حضرت تھانوی کا تھا چاہئے کہ ان کی تعزیت عامہ کی فکر کی جائے میرا جی چاہتا ہے..... خاص طور سے یہ مضمون آج کل پھیلایا جائے کہ حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کی ترقی درجات کی

کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے''۔

(ملفوظات الیاس ص ٦٧)

اس کا حاصل یہ ہے کہ تھانوی صاحب کی روح کو خوش کرنے کے لئے ان کی تعلیمات اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور زیادہ سے زیادہ اسکو پھیلایا جائے حضرت تھانوی کی بہت ہی بڑی اور اہم آرزو جس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔ بیچارے ناکام تمنا ہی رہے نہ اتنا روپیہ ہوا نہ وہابیت کو عام کرسکے لہٰذا ان کی روح کو خوش کرنے کے لئے سب سے اہم کام مسلمانوں کو وہابی دیوبندی بنانا ہے وہی کام تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے۔ تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر جناب زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''میں عام طور سے لوگوں کو حضرت اشرف علی تھانوی کی کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۴۴)

سب کی یہی صدا ہے کہ تھانوی کی تعلیم تھانوی کی کتابوں کی طرف آؤ تبلیغی جماعت کے معتمد قائد مولوی محمد منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت گنگوہی کے نواسے حضرت محمد یعقوب صاحب گنگوہ سے زیارت و عیادت کے لئے تشریف لائے ان کے ساتھ ان ہی کے گھرانے کی کوئی خاتون بھی تھیں غالباً ان کی صاحبزادی ہی تھیں وہ بھی حضرت (محمد الیاس) کی عیادت کے لئے تشریف لائی تھیں حضرت نے ان کو پس پردہ حجرے ہی میں بلوالیا ان کو خطاب کرتے ہوئے جو کچھ اس وقت حضرت نے فرمایا تھا

اس کے چند فقرے قلمبند کر لئے گئے تھے درج ذیل ہیں فرمایا من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی ہے میں آپ کے گھر کا غلام ہوں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۲۴)

واضح رہے کہ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں مجھے دین کی دولت رشید احمد گنگوہی سے ملی ہے اس کا واضح مطلب ہے کہ جو دین رشید احمد گنگوہی کا ہے وہی دین الیاس صاحب کا ہے جو دین الیاس صاحب کا ہے وہی تبلیغی جماعت کا ہے وہی دین گنگوہی اشرف علی کی تعلیمات میں موجود ہے جس کا پرچار تبلیغی جماعت برابر کر رہی ہے۔

اور لیجئے مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے لیکن مجدد کے لئے ضروری نہیں ہے کہ سارا تجدیدی کام اسی کے ہاتھ پر ظاہر ہو..... جس طرح خلفائے راشدین بالخصوص حضرات شیخین کا کام فی الحقیقت رسول اللہ ﷺ ہی کا کام ہے''۔

(ملفوظات ص ۱۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس صاحب جو دینی تحریک چلا رہے ہیں یہ جناب گنگوہی کے تجدیدی کام کی ہی تکمیل ہے درحقیقت یہ کام بھی رشید احمد گنگوہی کا ہے تبلیغی جماعت دیوبندی جماعت کا نیا روپ ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا تجدیدی کارنامہ

دیوبندیوں کے قطب الارشاد اور امام ربانی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

'' کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں

لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۴۱۔ ناشر محمد سعید قرآن محل)

اس کا مطلب یہ ہوا، نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی ، مان تو تقویت الایمان کی، کیونکہ قطب الارشاد و امام ربانی کا ارشاد ہے کہ تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے جس کے گھر میں تقویت الایمان نہیں وہ عین اسلام سے محروم۔اور اگر ہے مگر پڑھتا نہیں تو بھی عین اسلام سے محروم اور اگر پڑھ بھی لیا اور عمل نہ کیا تو بھی عین اسلام سے محروم تو مسلمان کہاں رہا۔قرآن کریم کی بابت بھی کسی نے ایسی بات نہ کہی کتنے گھرانے ایسے کہ قرآن کریم سے خالی ہیں اور کتنے مسلمان جنہوں نے قرآن کریم پڑھا ہی نہیں کتنے مسلمان ایسے بھی کہ قرآن کریم کے مطابق عمل بھی نہیں کرتے مگر کسی نے ان کو عین اسلام سے محروم نہ فرمایا، ہاں البتہ قرآن کریم پر ایمان لانا عین اسلام ہے ۔تو جو قرآن کریم پر ایمان نہ لائے وہ یقیناً عین اسلام سے محروم ہے اوروہ مسلمان نہیں مگر دیوبندیوں تبلیغیوں کا مرکز ایمان تقویت الایمان ہے اگر کوئی دیوبندی تبلیغی یہ کہے کہ قطب الارشاد امام ربانی دیوبندیہ نے تو یہ فرمایا کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کتاب اللہ سے آپ کے امام ربانی کی مراد معلوم نہیں کیا ہے اگر کتاب اللہ سے مراد قرآن کریم ہے تو یہ بالکل غلط اور کذب صریح ہے ملاحظہ فرمایئے۔ تقویت الایمان میں ہے:

"اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔

(تقویت الایمان ص ۲۷ وسن پورہ لاہور)

کیا انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم وملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام مخلوق میں داخل نہیں اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک مخلوق میں انبیاء مرسلین علیہم السلام شامل ہیں تو اس

کا صاف مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ دیوبندیوں کا ایمان یہ ہے کہ اللہ کی شان کے آگے چمار اتنا ذلیل نہیں اور یقین بمعنی ایمان ہے قرآن کریم فرماتا ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لایعلمون o

یعنی ''عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔''

قرآن کریم تو رسول اور مومنین کو عزت والا بتارہا ہے اور تقویت الایمان کہتی ہے کہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں (معاذ اللہ)

تو یہ علانیہ قرآن کریم کے خلاف بغاوت ہے اور اس کو جھٹلانا ہے اور لیجئے تقویت الایمان کہتی ہے : اللہ کی شان بہت بڑی ہے

''کہ سب انبیاء اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں''۔

(تقویت الایمان ص ۹۷ مکتبۃ الاسلام دسن پورلاہور)

گویا اللہ کے روبرو ذرہ ناچیز اتنا کم تر نہیں جتنا کمتر معاذاللہ..... انبیاء کرام علیہم السلام کی تو بڑی شان ہے اللہ عزوجل مومنین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین اٰمنو وعملوا الصٰلحٰت اولئک ھم خیر البریۃ o

''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔''

مسلمانو! قرآن کریم تو مومنین کو تمام مخلوق میں بہتر فرمائے اور دیوبندیوں تبلیغیوں کا ایمان ذرہ ناچیز سے کمتر انبیاء مرسلین کو بتائے یہ تو قرآن کو صریحاً جھٹلانا ہے اور اس کا رد کرنا۔ دلیل ثبوت کے لئے ایک حوالہ ہی کافی ہے ہم نے بحمدہ تعالیٰ دو حوالے پیش کئے اس مختصر مجالہ میں مزید کی گنجائش نہیں اگر پوری تقویت الایمان کا محاسبہ کیا جائے تو ایک رسالہ بن جائے۔ ان کا ایمان کہتا ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت ایمان کی۔

علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

صاحب تقویت الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

''علم غیب اللہ ہی کو ہے سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے''۔

(تقویت الایمان ص ۳۴)

یعنی یہ اختیار صرف اللہ ہی کو ہے جب چاہے غیب کا حال معلوم کرے مخلوق کے لئے یہ صفت کمال ثابت کرنا شرک ہے۔

رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں:

''علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا وعندہ مفاتیح الغیب لایعلمھا الاھو خود حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اسکے'' پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا..... اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۲)

تیسری جگہ فرماتے ہیں:

''جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک ہے اور شرک اسی کو کہتے ہیں جو کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے

شریک کرے۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۷۳)

حاصل ان عبارات کا یہ ہے

۱۔ کہ غیب کا جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں سوائے حق تعالیٰ کے۔

۲ مخلوق کے لئے علم غیب کا ثابت کرنا شرک صریح ہے۔

۳ شرک وہ ہے جو اللہ کے ساتھ وصفِ ذاتی جیسے علم میں، قدرت میں اور عبادت میں شریک کرے۔

۴ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور ﷺ کو علم غیب تھا شرک صریح ہے۔

شیطان کے لئے علم نص سے ثابت اور حضور کے لئے ماننا شرک، دیوبندیوں کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد بالا اتفاق فرماتے ہیں:

''کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو، خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی، کون سی نص قطعی ہے؟ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ اللہ کا وصف ذاتی (علم) حضور کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔ وہی وصف (علم) شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت کرنا عین ایمان ہے پس فتاویٰ رشیدیہ کی وہ عبارت کہ شرک تو اسی کو کہتے ہیں جو کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثلِ علم قدرت یا عبادت کے شریک کرے۔ اس فتویٰ کی بنا پر حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک فرمایا اور اسی کو شیطان و ملک الموت کے لئے نص

سے ثابت مانا اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیوبندی خدا کے ساتھ شیطان اور ملک الموت کو شریک جانتے ہیں؟ یا پھر تین خداؤں کے قائل ہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے انبیاء علم میں ہی ممتاز ہیں عمل میں امتی بڑھ جاتے ہیں

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں''۔

(تحذیر الناس ص ۴ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند

ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ۵۸ھ ص ۲۰)

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب انبیاء کی فضیلت امتی پر صرف علم ہی میں جانتے اور عمل میں امتی کو بڑھاتے ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی حکیم الامت دیوبند، ایسا علم جانوروں کے لئے ثابت فرماتے ہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے حضور کو علم میں کیا خصوصیت ہے ایسا علم حیوان و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل

ہے۔"

(حفظ الایمان ص ۷ مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء بندروڈ کراچی)

غور طلب یہ امر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں۔ جو کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے وہ مشرک پھر خود جس ثبوت علم کو حضور ﷺ کے لئے شرک فرمایا اسی کو شیطان وملک الموت کے لئے نص سے ثابت مانا۔

بانی دارالعلوم دیوبند نے امت پر انبیاء کی فضیلت صرف علم ہی میں مانی عمل میں امتی کو نبی سے بڑھایا۔ حکیم الامت دیوبند تشریف لائے تو فرمایا: (حضور کے لئے) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔

علم غیب جس کو گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا حکیم الامت دیوبند علم غیب کو زید وعمرو ہر عام و خاص ہر بچہ و پاگل بلکہ تمام حیوانات کے لئے ثابت کرتے ہیں اب فیصلہ کیجئے کون مشرک اور کون مومن؟ بات وہی ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔ تبلیغی جماعت کی مذہبی اساس ان ہی قائدین کی ذات سے وابستہ ہے بلکہ ان کے دین کا دارومدار ان ہی کی ذات پر موقوف ہے۔

تبلیغی جماعت کے قائدین کی باتیں آپ نے سنیں اب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی سن لیجئے فرماتا ہے:

عٰلم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

یعنی "غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو مسلط نہیں کرتا اور تھانوی جی کہتے ہیں کہ ایسا علم ہر بچے پاگل بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل۔ گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم

غیب تھا صریح شرک ہے اور جو علم حضور کے لئے ماننا شرک وہی شیطان کے لئے ثابت لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہیں تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کے قطب الارشاد اور مجدد زماں جنہوں نے تقویت الایمان کا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ٹھہرایا اور تقویت الایمان نے اللہ کی شان میں فرمایا:'' کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے'' اس کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہوا کہ جب تک دریافت نہ کرنا چاہا جاہل رہا (معاذ اللہ) بس بات یہی ہے کہ نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔ کہ ان حضرات کا عین اسلام تو یہی ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

صاحب تقویت الایمان مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

'' لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد''۔

(یکروزی ص ۱۴۵)

یعنی ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال ہو۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد بالاتفاق فرماتے ہیں

''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا''۔(براہین قاطعہ ص ۲ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

نیز مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

''کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ کذب باری کے متعلق حکایت بیان فرماتے ہیں:

''جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا، سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سنکر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگوں تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں''۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۲۲ مکتبہ بحر العلوم جونا مارکیٹ کراچی)

اس حکایت سے ایک جانب خدا تعالیٰ کے جھوٹ کو ممکن ثابت کیا گیا تو دوسری جانب سائیں توکل شاہ صاحب کے لئے علم غیب اختیاری کا ثبوت فراہم کیا۔

عرش عالم غیب میں ہے سائیں توکل شاہ نے جب چاہا گردن جھکالی اور عرش تو کجا اس کے آگے رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھا دیوبندیوں کا عین اسلام تقویت الایمان کہتی ہے کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے دریافت کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ غور فرمائیں یہ پوری عبارت سائیں توکل شاہ پر صادق آتی ہے؟ نیز ملاحظہ فرمائیں کہ علم محیط زمین حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک (کما مر) اور سائیں توکل شاہ کے لئے ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر عرش اور اس کے آگے کا علم ثابت مگر توحید میں کوئی فرق نہیں آتا اور لیجئے۔ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں براہین قاطعہ ص ۵۱ میں فرماتے ہیں:

''شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں''۔

کیسی جرأت و بیباکی، شیخ محقق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

''کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است''۔ یہ روایت محض بے اصل ہے وہ رد فرمارہے اس قول کی اور یہ الزام ان ہی پر رکھ رہے ہیں اور مابعد ان علوم مکتوبہ کے سائیں توکل شاہ کے لئے عرش اور اس کے آگے کا علم

ثابت کرتے ہیں۔ بات صرف یہی ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔

''دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے زیادہ بدتر ہے''

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

'' شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے''۔

(صراط مستقیم ص ۱۵۰)

نماز میں تشہد واجب اور تشہد میں السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ موجود۔ اس میں ان حضرات کا خیال کہاں چلا جاتا ہے؟ شقاوت دینی ملاحظہ ہو کہ حضور کی جانب خیال اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح

ہوسکتا ہے"۔

(تحذیر الناس ص ۲۔۳ مطبوعہ دیوبند۔

ماہ نامہ خالد دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ۵۸ھ ص ۱۸)

صاف لکھ دیا آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آخری ہونا عوام کا خیال ہے مگر اہل فہم کے نزدیک اول و آخر آنے میں بالذات کوئی فضیلت ہی نہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

(تحذیر الناس ص ۲۴ ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ جمادی الثانی ۵۸ھ ص ۴۰)

زمانہ اقدس ﷺ کے بعد نبی کا پیدا ہونا جائز اور ممکن ٹھہرایا کیونکہ ان کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں چنانچہ کسی نبی کا پیدا ہونا منافی خاتم النبیین نہ ہوگا۔

دیوبندیوں کے نزدیک

"اشرف علی رسول اللہ" پڑھنا تسلی بخش ہے

مولوی اشرف علی کو ان کا مرید خط لکھتا ہے:

"ایک روز کا ذکر ہے کہ "حسن العزیز" دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سوجانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی اس لئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سوگیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا

ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی جی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے ''اشرف علی'' نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا، بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہ رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں مگر پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی، حالانکہ بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں''۔

(رسالہ امداد ص ۳۴۔۳۵)

مرید کو اپنی غلطی کا احساس اور اضطراب ہے کہ کلمہ شریف کے پڑھنے میں غلطی کی مگر

پیر صاحب تھانوی یہ جواب عنایت فرماتے ہیں:

''اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہوں وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے''۔

(۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۴۔۳۵)

قارئین! اس حکایت پر علامہ مولانا ارشد القادری زید مجدہم کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں: ''کمبخت وہ زبان بھی شاطر و عیار ہے جو اپنے مرشد کو کلمہ تنقیص کہنے کے لئے تو بے قابو نہیں ہوتی لیکن اس کی نبوت کا اقرار کرنے کے لئے بے قابو ہو جاتی ہے یہ عذر لنگ اگر قبول کر لیا جائے تو دنیا سے بالکل امان ہی اٹھ جائے بڑے سے بڑا دشنام طراز بھی یہ کہہ کر نکل جائے گا کہ کیا کروں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔

اور اس واقعہ کا سب سے عبرتناک تماشہ تو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ پیر مغاں اس صریح کلمۂ کفر پر اپنے مرید کو سرزنش فرماتے، یہ حوصلہ افزا جواب لکھ بھیجتے ہیں'' اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے'' جس نشاط طبع کے ساتھ ایک کفر صریح کی تحسین فرمائی گئی ہے مریدین، معتقدین کیلئے اس کے جواب میں کتنے خاموش اشارے چھپے ہوئے ہیں اس کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے تاہم یہ سوال اپنی جگہ ضرور کیا جاسکتا ہے کہ مان لیا جائے مرید کی زبان بے قابو ہوگئی تھی لیکن پیر مغاں کا قلم تو اختیار میں تھا انہوں نے ہوش میں رہتے ہوئے ایک کلمۂ کفر کی تائید کیوں فرمائی اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی بے اختیار نہیں تھا یہ واقعہ دونوں ہی کے سمجھے بوجھے اختیار سے وجود میں آیا''۔ (تبلیغی جماعت ص ۶۰۔۶۱)

تبلیغی جماعت والوں کی انبیاء علیہم السلام پر برتری

مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت فن تنقیصِ انبیاء علیہم السلام میں اپنے

قائدین سے کم نہیں ہیں اس فنی حیثیت پر علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم کا ایمان افروز تبصرہ ملاحظہ فرمایئے فرماتے ہیں: اس نکتے سے آپ ناواقف نہ ہوں گے کہ دوسروں کی تنقیص کر کے بھی، کبھی اپنی برتری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ مولانا الیاس کے متبعین کو مبارک ہو کہ مولانا نے اس فن کو بھی تشنۂ التفات نہیں رہنے دیا ہے چنانچہ تبلیغی کارکنوں کا انبیائے کرام کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے ان کے نام اپنے ایک گشتی مراسلہ میں موصوف تحریر فرماتے ہیں:

''اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے''۔

(مکاتیب الیاس ص ۱۰۷۔۱۰۸)

قسم ہے آپ کو جلالت خداوندی کی ذرا اس عبارت کی اسپرٹ پر غور فرمایئے اور بے لاگ ہو کر فیصلہ دیجئے کہ کیا اس عبارت میں انبیاء کے مقابلے پر اپنے اور اپنے تبلیغی کارکنوں کی برتری کا جذبہ کارفرما نہیں ہے دین کا وہ کون سا کام ہے جو خدائی مشیت کے بغیر وجود میں آتا ہو لیکن نہ کر سکنے والے کے مقابلے میں کر گزرنے والے کی برتری تو بہر حال ثابت ہو جاتی ہے۔

اس لئے کہنے دیا جائے کہ اس اہانت آمیز پیرا یہ بیان کا مقصد سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ جن انبیائے کرام کا حلقۂ تبلیغ سالہا سال کی جدوجہد کے بعد بھی چند افراد سے آگے نہ بڑھ سکا ان کے مقابلے پر آج کے ان تبلیغی کارکنوں کی برتری ثابت کی جائے جو اپنے تئیں ایک عالم کو ہدایت یاب بنا چکے ہیں اور اس کے بعد انہیں ہلاکت خیز نخوت میں مبتلا کر دیا جائے کہ جو کام انبیاء سے بھی نہ ہو سکا وہ کام ہم کر گزرے۔ معاذ اللہ! ذرا سوچئے کہ کیا تنہا یہی آزار پوری تبلیغی جماعت کی ہلاکت کے لئے کافی نہیں''۔

(تبلیغی جماعت ص ۵۱۔۵۲)

علامہ ارشد القادری پھر فرماتے ہیں:

''خدا کی عظمت شان سے کسے انکار ہوسکتا ہے لیکن دراصل گریبان تھامنے کی جگہ یہ ہے کہ اس کے اظہار کے لئے جو پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا ہے وہ کیسا ہے اور کس کا ہے؟ انبیاء کو نشانے پر رکھے بغیر خدا کی عظمت کے اظہار کا کوئی دوسرا پیرایہ نہیں ہوسکتا تھا میں کہتا ہوں پیرایۂ بیان کے عیب و ہنر سے اگر آنکھیں بند کرلی جائیں تو خدا کی قدرت کو درمیان میں رکھ کر آسانی سے ہر شخص کی حرمت کا مذاق اڑایا جاسکتا ہے بلکہ اسی عنوان پر ایک ضخیم حمد باری تیار کی جاسکتی ہے۔

مثال کے طور پر بلاشبہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے کسی بھی بندہ کو خنزیر کی شکل میں تبدیل کر کے اسے جہنم کا کندہ بنادے لیکن اس پیرایۂ بیان میں اگر کوئی مولانا الیاس کا نام لے کر خدا کی قدرت کا اظہار کرے تو انصاف سے بتایئے کہ مولانا الیاس کے معتقدین چیخ اٹھیں گے یا نہیں؟'' (تبلیغی جماعت ص ۵۳۔۵۴)

محبوب رب العالمین اور مشائخ دیوبند

تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر مولوی محمد زکریا محدث سہارنپوری، حضور اکرم سید عالم ﷺ، کا مشائخ دیوبند سے موازنہ کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں: ''ابوداؤد شریف میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن (شہر کا نام) حضور اقدس ﷺ کی طرف کچھ احادیث نقل کیا کرتے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ نے بعض لوگوں کے متعلق غصہ میں فرمایا جو لوگ یہ حدیثیں سنتے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر نقل کرتے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حذیفہ کو اپنی احادیث کا زیادہ علم ہے لوگ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہتے کہ ہم نے حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) سے تمہاری حدیثیں نقل کیں انہوں نے نہ تو تصدیق کی نہ تکذیب کی حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ میری ان احادیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو خود آپ نے بھی حضور ﷺ سے سنی ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرمادیتے تھے تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دلوں مین ناراضی پیدا ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو تم کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں، دوسرے آدمیوں کی طرح سے مجھے بھی غصہ آجاتا ہے پس جس آدمی کو میں نے غصہ میں کچھ کہا ہو یا اللہ تو اس کہنے کو لوگوں کے لئے رحمت اور قیامت کے دن برکات کا سبب بنا۔ یا تو تم ایسی حدیثیں نقل کرنے سے رک جاؤ ورنہ میں امیر المومنین کے پاس تمہاری شکایت لکھوں گا۔

خود حضور اقدس حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) سے افاضات الیومیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں جو مقربین بصیغہ اسم مفعول ہوتے ہیں ان میں ایک دو مکربین بصیغہ اسم فاعل بھی ہوتے ہیں ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے ہیں جھوٹ سچ لگاتے ہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کردیا جس سے چاہا راضی کردیا۔ بحمد اللہ ہمارے بزرگ اس سے صاف ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند تو کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے جہاں کسی نے کسی کی شکایت شروع کی فوراً منع فرمادیا کرتے تھے کہ چپ رہو میں سننا نہیں چاہتا اس کے بعد کسی کی ہمت ہی شکایت کی نہ ہوتی تھی اور حاجی صاحب (امداد اللہ) سب سن کر فرمادیتے تھے کہ تم نے جو کچھ بیان کیا اور فلاں شخص کی شکایت کی سب غلط ہیں میں جانتا ہوں اس شخص کو وہ ایسا نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا حضرت گنگوہی (رشید احمد) کا اس بارے میں کیا معمول تھا فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت سے سوال کیا تھا کہ آپ سے لوگ دوسروں کی شکایت بیان کرتے ہیں آپ پر کوئی اثر ہوتا ہے فرمایا کہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ

میں سمجھ لیتا ہوں کہ دونوں میں رنجش ہے مگر سن لیتے تھے سب"۔
(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات، صفحہ ۶۸ تا ۷۰)

دیوبندی دھرم میں معصوم کون؟

مذکورہ بالا دونوں روایات متصلہ میں مشائخ دیوبند اور اللہ کے رسول (جل جلالہ ﷺ) کے کردار بیان کئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں مقربین میں ایک دو مکربین بھی ہوتے ہیں جو ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے جھوٹ سچ لگاتے ہیں، جس سے چاہا شیخ کو ناراض کردیا جس سے چاہا راضی کردیا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے مقربین میں ایسے مکربین تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے یعنی نازیبا اور حقیقت کے خلاف اور بعض اوقات کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرماتے یعنی حد سے بڑھ جاتے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دل میں ناراضی یعنی غم وغصہ اور نفرت پیدا ہوجاتی اور آپس میں اختلاف یعنی دشمنی اور فساد پیدا ہوجاتا ہے وہ بھی ایک آدمی ہیں دوسرے آدمیوں کی طرح، انہیں بھی غصہ آجاتا ہے چنانچہ ان کے ارشاد (احادیث) کو نقل نہ کیا جائے۔ مشائخ دیوبند ان عیوب سے پاک وصاف ہیں وہ مکربین میں سے کسی کی شکایت سنتے ہی نہیں اگر سن بھی لیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا چنانچہ یہی مشائخ دیوبند (معاذاللہ) معصوم ہیں ان کے سوا سب خاطی اور عاصی ہیں (معاذاللہ)۔

روایات متصلہ اس امر پر شاہد وعدل ہیں کہ مولوی زکریا صاحب اپنے اکابر دیوبند کا موازنہ علماء ومشائخ تو کجا اولیاء انبیاء بلکہ نبی الانبیا ﷺ سے کرتے ہوئے یہ ثابت کررہے ہیں کہ مخلوق میں کوئی بھی عیب وخطا سے محفوظ نہیں اگر عیب ونقائص سے محفوظ ہیں تو اکابر علمائے دیوبند بلکہ علماء دیوبند تو اللہ عزوجل پر بھی امکان کذب کا افتراء کرتے ہیں اس سے یہ

ثابت ہوا کہ یہ اپنے اکابر کو خدا سے بھی زیادہ معظم اور معصوم جانتے ہیں۔ (معاذاللہ)

عزیزانِ ملت! نبی کریم ﷺ کے بارے میں دیوبندی افکار مطالعہ فرمائے، اب ابوداؤد شریف کی حدیث کو مطالعہ فرمائیں، ابوداؤد شریف میں ہے:

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''میں جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنتا اس کو لکھ لیتا اپنے یاد کرنے کے لئے پھر قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا لکھنے سے اور کہا تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، باتیں کرتے ہیں غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا لکھا کر، قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔'' (ابوداؤد شریف، صفحہ ۱۱۶۔۱۱۷ باب ۹۴، ترجمہ دہلوی مولوی وحیدالزماں)

عزیزانِ ملت! دیوبندی دھرم میں نبی اکرم سید عالم ﷺ کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ ناراضی اور خوشی کے درمیان ایسی باتیں کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں عداوت اور دشمنی اور فساد پیدا ہوتا ہے جبکہ حضور اکرم کا ارشاد ہمارا ایمان ہے، مزید براں قسم کے ساتھ فرمانا کہ لکھا کر، نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا ایمان اور دیوبندی کے لئے آفت جان! سبحان اللہ وبحمدہ

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی گواہی، فرماتا ہے: وانک لعلی خلق عظیمo

''اور بے شک (اے محبوب ﷺ) تمہاری خو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔''

جن کے خلق کو اللہ عزوجل عظیم فرمائے، یہ ان کو فسادی بتائیں، کم ظرف ٹھہرائیں، اور اپنے دیوتاؤں کی عصمت کو ثابت کر کے ان کو معصوم ٹھہرائیں، اور لیجئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وما ینطق عن الھویٰ o ان ھو الا وحی یوحیo (النجم: ۳۔۴)

''اور وہ (محمد ﷺ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو وحی انہیں کی جاتی

ہے"۔

اللہ واحد قہار فرماتا ہے کہ میرا محبوب کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتا وہ تو وہی فرماتا ہے جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔

بعد نزول قرآن بھی دیوبندی گستاخ امیر المومنین کے عہد میں یہ بہتان لعین اور توہین مبین ان کے جانب منسوب کرتا ہے کہ وہ ناراضگی اور مسرت کی حالت میں ایسی باتیں کرتے جس سے لوگوں کے دلوں میں ناراضگی یعنی نفرت وعداوت پیدا ہو اور آپس میں اختلاف یعنی فتنہ وفساد پیدا ہو۔ یہ قرآن کریم کے خلاف بغاوت اور مسلمانوں میں رنج وعداوت پیدا کرنا ہے، یہی دیوبندی دھرم کی اساس ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لہٰذا وہ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

یاایھاالذین اٰمنوااطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلو اعمالکم (محمد: ۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو،

اس سے معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اس کے عمل باطل اور برباد ہیں چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء: ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا اور اس نے اللہ کا حکم مانا، اور اپنے پیارے محبوب سے فرماتا ہے:

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکفرین (آل عمران: ۳۲)

"(پیارے) تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر"۔

معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اور منہ پھیرے وہ کافر ہے ہم نے صرف بطور نمونہ چند آیات نقل کیں ورنہ اس طرح متعدد آیات قرآن حکیم میں مذکور وموجود ہیں۔

غور طلب یہ امر ہے کہ جو حضور ﷺ کے ارشاد طیبات کو حق نہ مانے وہ کافر ہے تو جو ان کے ارشادات کو باعث نزاع وفساد بتائے اس کی شقاوت قلبی کا کیا حال ہوگا۔ ان کا رب عزوجل تو ان کی شان میں فرماتا ہے:

هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم یتلوا علیهم ایته ویز کیهم ویعلمهم الکتب والحکمة.(الجمعه: ۲)

''وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں اسی میں سے ایک رسول (محمد ﷺ) بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں''۔

ملاحظہ ہو! جس ذات پاک کو اللہ عزوجل پاک فرمانے والا فرمائے اس محبوب کو یہ شقی القلب فسادی اور نفرت وعداوت پیدا کرنیوالا بتائیں اور امیر المومنین سے شکایت لکھنے کی دھمکی دیں کیا نہ دیکھا اس منافق کو جس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور یہودی کو مجبور کیا اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور لیکر آیا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ اس کا فیصلہ حضور ﷺ نے فرمادیا ہے مگر یہ فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں ابھی آکر فیصلہ کرتا ہوں یہ کہہ کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لاکر اس منافق کو قتل کردیا اور فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

کاش تبلیغی جماعت کا امیر زکریا اپنا یہ مضمون فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور پیش کرتا تو یقیناً امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو واجب القتل ٹھہراتے اور قتل فرماتے۔ نیز معلوم ہوا کہ جو حضور اکرم سید عالم ﷺ کے فرمان مبارک کو حق نہ جانے اور آپ کے فیصلہ کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں منافق ہے کما مر

علاوہ ازیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فلاوربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوفی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیماo (النساء: ٦٥)

یعنی ''اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل و جان سے مان لیں۔''

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے فیصلہ کو بخوشی دل سے نہ مانے وہ مسلمان نہیں پھر جوان کے فرامین کو خواہ غصہ میں ہوں یا خوشی جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور حق نہ مانے سبب عداوت وفساد ٹھہرائے وہ مسلمان کیونکر ہوسکتا ہے بلکہ ایسا شخص اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کا دشمن ہے کہ حضور ﷺ نے تو اپنے فرامین کو نشر کرنے (پھیلانے) کی ترغیب فرمائی۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے سنتے ہو علم کو اور لوگ تم سے سنیں گے پھر جن لوگوں نے تم سے سنا ان سے اور لوگ سنیں گے۔

(ابوداؤد شریف، جلد سوم، ترجمہ وحید الزماں، صفحہ ۱۲۰)

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سن کر یاد رکھا اور اس کو پہنچادیا یعنی دوسرے لوگوں کو بھی سنادیا کیونکہ بہت لوگ ایسے ہیں جو سمجھ کی بات اپنے سے زیادہ سمجھدار کو سنادیں گے۔ اور بہت سے فقہ کے اُٹھانے والے ایسے ہیں جو فقیہ نہیں ہیں۔ یعنی خود سمجھدار نہیں ہیں ان کو نقل کرنا چاہیے۔

(ابوداؤد شریف، جلد سوم ترجمہ مولوی وحید الزماں، صفحہ ۱۲۰ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

ابوداؤد شریف کا ترجمہ ہم نے کسی بریلوی عالم دین کا نقل نہیں کیا بلکہ وحید الزماں جو مسلکاً وہابی ہیں۔ ان کا ترجمہ پیش خدمت ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خواہ

غصہ میں ہوں یا خوشی میں ان کی زبان مبارک سے حق بات ہی نکلتی ہے۔

تنقیص شان انبیاء کے فن میں اکابر دیوبند کا کمال

اس موضوع پر علامۂ زماں فہامہ دوراں مولینا الحاج ارشدالقادری دامت برکاتہم کا ایمان افروز تبصرہ ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں کہ ''تنقیص انبیاء کے فن میں ان حضرات (دیوبند) کو ایک خاص مہارت حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ جب یہ حضرات انبیاء کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست ان کی عظمت پر حملہ کرنیکی بجائے پہلے یہ لوگ خدا کے ساتھ انبیاء کے تقابل کا ایک فرضی ماحول بناتے ہیں اور اس کے بعد انبیاء کو خدا کے مقابلہ پر رکھ کر جو چاہتے ہیں بے خطر کہہ جاتے ہیں جب کہ مولانا الیاس نے بھی انبیاء کی تنقیص کے لئے اپنے مکتوب میں یہی پیرایہ اختیار کیا ہے اور پھر ذرا علم کی چابکدستی دیکھئے کہ انبیاء کی تنقیص شان پر جب ان سے کوئی باز پرس کرتا ہے تو جھٹ تاویل کرتے ہیں کہ ہم نے تو خدا کی قدرت وعظمت اور اس کی جلالت شان کا پہلو واضح کیا ہے ہم نے انبیاء کی کہاں تنقیص کی ہے۔ دراصل قلم کی یہی چابکدستی ان کی مہارت فن کا سب سے بڑا راز ہے۔ مثال کے طور پر اس فن کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویت الایمان میں خدا کی شان کا اظہار کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔'' اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کی مثل پیدا کرڈالے''۔ خدا کی عظمت وشان سے کسے انکار ہوسکتا ہے لیکن دراصل گریبان تھامنے کی جگہ یہ ہے کہ انبیاء کو خدا کی عظمت کے نشانے پر رکھے بغیر کیا خدا کی عظمت کے اظہار کا کوئی دوسرا پیرایہ نہیں ہوسکتا۔

پھر تقویت الایمان کے مصنف کے لب ولہجہ میں اگر کوئی اس طرح خدا کی شان کا اظہار کرے کہ اس شاہنشاہ کی شان تو یہ ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو

سارے تبلیغی مولویوں کو روسیاہ بندر بنادے تو آپ ہی انصاف سے کہیے کہ بات سو فیصدی صحیح ہونے کے باوجود کیا اس پیرایہ بیان سے تبلیغی جماعت کے لوگوں کی دل آزاری نہیں ہوگی؟"

(ملخصاً تبلیغی جماعت ص ۵۳۔۵۴)

بعینہٖ اسی طرح جب تمہارے اکابر تبلیغیہ دیوبندیہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص کرتے ہیں تو یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو دکھ ہوتا ہے۔ تمہارا مرکز ایمان نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان جیسی گندی اور گھنونی کتاب کی عبارت خبیثہ، ہر مومن جس کو محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت اور نسبت غلامی ہے یقیناً نفرت کرے گا اور کہے گا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان پر تمام جہان قربان ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

خاتمہ

نبی کا پہلا گستاخ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی واہانت کی ابتدا ابلیس لعین نے کی۔ پھر اس کی ذریت گوناگوں طریق پر معظمان دین کی جناب میں گستاخی واہانت کی راہ نکالتی رہی جو آج تک جاری وساری ہے۔

تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل اللہ عزوجل نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا: کما قال فی القرآن العظیم:

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں''۔

فرشتوں نے عرض کیا۔

قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک.

''بولے کیا ایسے کو نائب بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور جو خون ریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہیں اور تیری تسبیح کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے پھر آدم علیہ السلام کو ''علم الاسماء'' تعلیم فرمایا اور ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش کیا۔

فقال انبئونی باسماء هولاء ان کنتم صدقین ۝

''فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔''

فرشتوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا۔

قالوا سبحنک لاعلم لنا الاماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝

''بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جو تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اشیاء کے نام بتادیئے پھر اللہ نے حکم دیا۔

واذقلنا للملئکة اسجدوا لادم ۝

''(یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا آدم کو سجدہ کرو۔''

پھر کیا ہوا؟

فسجد والا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکفرین

''تو سب کے سب (فرشتے) سجدے میں گر پڑے سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔''

ابلیس کاروائی میں شامل ہوگیا

اس واقعہ کے اعادہ کی غرض یہ ہے کہ اس پوری کاروائی میں ابلیس فرشتوں میں شامل تھا؟ یا نہیں۔ فسجدوا الا ابلیس دلالت کرتا ہے کہ اس ساری کاروائی میں ابلیس بھی شامل تھا پس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم وفضل کو سب نے دیکھ لیا باوجود یہ کہ ابلیس فرشتوں میں داخل تھا مگر علم الاسماء سے محروم تھا اشیاء کے نام بھی نہ بتا سکا اور نبی کی عظمت وکرامت کا منکر ہوا اور اپنے رب کا نافرمان مجرم بنا۔

جب اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

قال مامنعک الاتسجد اذامرتک

''فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تونے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا''۔

تو جواباً کہتا ہے۔

قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ۝

''بولا میں اس سے بہتر ہوں تونے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا''۔

علَمِ بغاوت

ابلیس لعین کی یہ گستاخی انبیاء علیہم السلام تک ہی محدود نہ رہی بلکہ اس نے اللہ عزوجل کی جناب میں بے باکی اور اہانت کا رویہ اختیار کیا جب اللہ عزوجل نے اس کو نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا:

قال فاهبط فمایکون لک ان تتکبر فیها فاخرج انک من الصغرین ۝

''فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے۔ نکل تو ہے ذلت والوں میں۔''

تو کہتا ہے۔

قال فبما اغویتنی لا تعدن لهم صراطک المستقیم ۝

''بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔''

یہ اللہ عزوجل کی جناب میں کمال جرأت و بے باکی و دریدہ دہنی اور گستاخی ہے۔

شانِ عبدیت

برخلاف اس کے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ عبدیت ملاحظہ ہو کہ باوجود اس کے کہ اللہ عزوجل ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

ولقد عهدنا الیٰ ادم من قبل فنسی ولم نجدله عزماً ۝

''اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا۔ تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔''

مگر پھر بھی اپنے مالک و مولیٰ کی جناب میں اس طرح عرض کرتے ہیں:

قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلناوترحمنا لنکونن من الخٰسرین ۝

''دونوں (آدم وحوا علیہم السلام) نے عرض کی، اے رب ہمارے ہم نے اپنا برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے''۔

آئینہ

اسی آئینہ میں تبلیغی جماعت کے امیر دبانی کا کردار ملاحظہ ہو تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب سہارن پوری رقمطراز ہیں:

''کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں دوسرے آدمیوں کی طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے''۔ مکمل حکایت بمعہ حوالہ گزری

حضور ﷺ کے متعلق ان کا ایمان یہ ہے کہ اگر غصہ میں کچھ فرمادیں یا خوشی میں ارشاد فرمادیں وہ لائق توجہ بھی نہیں کیونکہ وہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہیں اور ان کو بھی دوسروں کی طرح غصہ آجاتا ہے تو.....(معاذاللہ) اور مسرت خوشی میں بھی جس کے بارے میں جو چاہیں فرمادیتے ہیں ان کا حق و صداقت سے کوئی علاقہ نہیں اور اپنے مذہبی علماء کے متعلق ان کا ایمان کہتا ہے کہ وہ اس قسم کی بات کرنا تو کجا سنتے ہی نہیں۔ اگر سنتے بھی ہیں تو اس سے بالکل اثر ہی نہیں لیتے اور ایسی باتوں کو دشمنی اور نفسانیت پر محمول کرتے ہیں حوالہ گزر چکا تبلیغی جماعت کے قطب الاقطاب کے متعلق ان کے خلیفہ عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہو مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر''۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۷)

انداز کلام ملاحظہ فرمائیں کہ رشید احمد کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہی حق ہے اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حق صرف رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے پھر اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ گویا نہ قرآن کریم

کی ضرورت نہ حدیث شریف کی حاجت، اور ہو بھی تو کیوں کر ہو۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں دیوبندی تبلیغی ایمان

اللہ تعالیٰ کے بارے میں تبلیغی جماعت کے قطب الاقطاب کا فرمان یہ ہے کہ کذب (جھوٹ) الٰہی ممکن ہے اور جس کا جھوٹ ممکن ہو وہ سچا ہو نہیں سکتا چنانچہ عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تحریر فرماتے ہیں:

''جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ کے مخالفین نے شور میں مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا۔ سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے حضرت امام ربانی (گنگوہی صاحب) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے'' لوگو! تم کیا کہتے ہو میں مولوی رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں''۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۲۲)

اس حکایت سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ اول، کذب کا ممکن ہونا دوم، سائیں توکل شاہ صاحب کا فرش پر بیٹھ کر عرش کے اوپر کی اشیاء کا دیکھنا سوم، رشید احمد گنگوہی کے قلم کا تقدیر الٰہی کے نوشتے مرتب کرنا اس کی تائید دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

''میرے ہمراہ سفر حج میں ایک حکیم صاحب ساکن انبالہ تھے جو اعلیٰ حضرت (امداد اللہ صاحب) کے مرید تھے اس تعلق سے ان کو حضرت امام ربانی کے ساتھ تعارف بلکہ غایت عقیدت تھی وہ فرمانے لگے میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ مولانا (رشید احمد) کی زبان سے جو بات نکلتی ہے تقدیر الٰہی کے مطابق ہے۔''

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۲۱۹)

کس قدر افسوس ناک یہ امر ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کے بارے

میں ان کا یہ ایمان ہے کہ ان کی ہر حدیث قابل نقل بھی نہیں کہ کسی کو غصہ کی حالت میں کچھ کہہ دیا اور کسی کی مسرت پر کچھ فرمادیا۔ اور رشید احمد گنگوہی دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد جو بھی فرمائیں وہ حق ہے بلکہ حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلے لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔

حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں مقدمہ

حدیث پاک میں ہے:

عن عبداللہ بن عمر وقال کنت اکتب کل شیء اسمعه من رسول اللہ ﷺ ارید حفظه فنهتنی قریش فقالوا انک تکتب کل شی تسمعه من رسول اللہ ﷺ ورسول اللہ بشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذالک لرسول اللہ ﷺ علیه فقال اکتب فوالذی نفسی بیده ماخرج منی الا الحق رواه لامام احمد فی تفسیر ابن کثیر والنجم.

یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے جو لفظ سنتا تھا اسے لکھ لیا کرتا تھا اس ارادے سے کہ اسے یاد کروں گا لیکن قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے جو سنتے ہو وہ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ ﷺ تو بشر ہیں کبھی غصہ میں بھی کچھ فرمادیتے ہیں۔ ان کی اس بات سے متاثر ہوکر میں لکھنا ترک کردیا پھر میں نے اس بات کا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو مجھ سے سنو ضرور لکھا کرو قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

علاوہ ازیں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وماینطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحی ۝

''اور وہ (محبوب) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔''

آہ! شقاوت کی انتہا ہوگئی کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے خلاف ایسا علم بغاوت بلند اور قرآن وحدیث کو رد کرنا اور اس کو ہی اسلام سمجھنا کیسی ستم ظریفی ہے کیا نہ دیکھا کہ اللہ کا محبوب تو فرمائے ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے سوا کچھ نکلتا ہی نہیں''۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا پیارا محبوب اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں ان کی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے۔'' یہ تبلیغی جماعت کے امیر کہیں کہ وہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح آدمی ہیں حضور اکرم سید عالم ﷺ فرمائیں۔

ابیتُ عند ربی یطعمنی ویسقنی ایکم مثلی

''میں شب اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے تم میں کوئی میری مثل نہیں''۔

اور فرماتے ہیں:

لی مع اللہ وقت لاینبغی ملک مقرب ولا نبی مرسل

''میرے اور اللہ عزوجل کے ساتھ وہ وقت ہے جہاں رسائی نہیں ملک (فرشتہ) مقرب کی نہ نبی مرسل کی''۔

جن کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنی فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی ۝

''پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔''

کھلا چیلنج

ہے کوئی تبلیغی، دیوبندی، وہابی مقلد اور غیر مقلد جو ان جیسی ایک ہستی کو بھی ساری کائنات میں ڈھونڈ کر لائے ۔

ہے مخصوص ان کیلئے مصطفائی
کوئی اور تو مصطفیٰ بن کے آئے

فقیر باختصار تام اپنے کلام کو ان کلمات طیبہ پر تمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت سے سرفراز فرمائے اور ہر گمراہی اور بے دینی سے بچائے مولائے قدوس ہماری اس ناچیز تالیف کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اور دین متین مذہب مہذب اہلسنّت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین آمین آمین یارب العالمین بحرمة حبیبک محمد(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سیدالمرسلین وصلی الہ واصحابہ وحزبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

سگ بارگاہ رضا ابوالرضا محمد عبدالوھاب خاں
القادری الرضوی غفرلہٗ
۱۷ شوال مکرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۸۹ء

الفتنۃ الکبریٰ

المعروف

شیطان کے سینگ تبلیغی جماعت

دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے
عقائد باطلہ کے نظریات فاسدہ کا تحقیقی تجزیہ



مولف: فاضل نوجوان مولانا صاحبزادہ ابوالاویس محمد نصیر احمد اویسی

تقدیم الاجواب: علمبردار مسلک اعلیٰحضرت مولانا محمد حسن علی قادری میلسی

زیر نگرانی: ابوالخیر مولانا محمد الطاف قادری رضوی

پیشکش: انجمن انوار القادریہ

جمشید روڈ نمبر 3 کراچی

فون 4120794
2435088

الفتنۃ الکبریٰ

دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے
عقائد باطلہ کے نظریات فاسدہ کا تحقیقی تجزیہ

المعروف

شیطان کے سپنگ تبلیغی جماعت



مولف: فاضل نوجوان مولانا صاحبزادہ ابوالاویس محمد نصیر احمد اویسی

تقدیم: علمبردار مسلک اعلحضرت مولانا محمد حسن علی قادری میلسی

زیر نگرانی: ابوالخیر مولانا محمد الطاف قادری رضوی

پیشکش: انجمن انوار القادریہ جمشید روڈ نمبر 3 کراچی
فون 4120794 2435088

marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت :	چوراسی (84)
کتاب کا نام :	الفتنۃ الکبریٰ المعروف "شیطان کے سینگ تبلیغی جماعت"
مؤلف :	حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد اویسی مدظلہ العالی
نظر ثانی :	حضرت مولانا مفتی عبداللطیف قادری رضوی
تقدیم :	ضیغم اہلسنت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی
باہتمام	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
صفحات :	240
ہدیہ :	70 روپے
ناشر :	انجمن انوار القادریہ (ٹرسٹ) جمشید روڈ کراچی

خوشخبری

125 روپے سالانہ فیس جمع کراکر ہر ماہ ایک نیا خوبصورت رسالہ گھر بیٹھے حاصل کریں۔ انجمن انوار القادریہ کی اس اشاعتی سرگرمی میں حصہ لے کر دینی معلومات میں اضافہ کیجئے۔ فیس منی آرڈر کے ذریعے بھی جمع کرائی جاسکتی ہے۔

نوٹ : بذریعہ ڈاک منگوانے والے حضرات قیمت اور ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

انجمن انوار القادریہ (ٹرسٹ) کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً لوگوں کی اصلاح و خبرگیری کیلئے مختلف مسائل اور عنوانات پر کتابیں و لٹریچر شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ کتاب "الفتنۃ الکبریٰ المعروف شیطان کے سینگ تبلیغی جماعت" انجمن انوار القادریہ کی اشاعت کی چوراسی (84) کڑی ہے۔

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ اہلسنت برائٹ کارنر دوکان نمبر 9 سبزی منڈی کراچی۔
- ☆ انجمن انوار القادریہ حیدر آباد کالونی جمشید روڈ کراچی نمبر ۵ پاکستان۔
- ☆ مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ۔
- ☆ سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی نزد والا روڈ بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد۔
- ☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور۔
- ☆ مکتبہ انوار رضا مقام رضا مدینہ ٹاؤن میلسی ۶۱۲۰۰۔
- ☆ مولانا محمد نصیر احمد اویسی گلی نمبر ۴ حمید پورہ کھیالی گوجرانوالہ

marfat.com

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحات
1	شکریہ نامہ	6
2	تقریظ : شیخ الفقہ حضرت مفتی محمد عبداللطیف قادری مدظلہ العالی	7
3	تقدیم : مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی	8
4	تبلیغی جماعت کا دیوبندی اکابر سے تعلق	10
5	بیعت بانی تبلیغی جماعت	11
6	تلمذ تبلیغی جماعت	11
7	بانی تبلیغی جماعت رجوع اور تکمیل سلوک	12
8	اکابر دیوبند میرے جسم و جاں بانی تبلیغی کا اصح وغیر مبہم اعلان	12
9	بانی تبلیغی جماعت کے نکاح میں اکابر دیوبند	12
10	صحبت گنگوہی	13
11	حج اکابر دیوبند کی رفاقت میں	13
12	گنگوہی قطب	13
13	اکابر دیوبند	14
14	تھانوی کی محبت اور تھانوی کی کتابوں سے منتفع	14
15	گنگوہی قطب الارشاد اور مجدد	14
16	گنگوہی کے گھرانے کا غلام ہوں	15
17	نماز جنازہ کی امامت	15
18	دیوبندی' وہابی' امیر المومنین	15
19	مولوی اسماعیل سید احمد کی قصیدہ خوانی	15
20	مولوی زکریا سہانپوری امیر تبلیغی جماعت	16
21	مولوی محمد یوسف کاندھلوی	17
22	دیوبندی کی حاضری	19
23	ماحصل کلام	19

marfat.com

Marfat.com

24	سنی وہابی راہیں جدا ہیں	21
25	اس دعویٰ پر نقد دلیل	22
26	دیوبندی امام اعظم	22
27	دیوبندی غوثِ اعظم	23
28	دیوبندی علی ہجویری	24
29	کیا تبلیغی جماعت فرقہ واریت کی بات نہیں کرتی	25
30	مسلمانان اہلسنّت کے لئے لمحہ فکریہ	28
31	عقائد اہلسنّت کے خلاف بانی تبلیغی جماعت کا جارحانہ انداز	28
32	بانی تبلیغی جماعت کے قبلہ عقیدت وکعبہ اعمال گنگوہی و تھانوی	30
33	گنگوہی کی زبانی مجدی کی قصیدہ خوانی	31
34	تھانوی مجدی ہم فکری	32
35	تقویۃ الایمان پر گنگوہی کا غیر متزلزل ایمان	32
36	کلمہ و نماز کی تبلیغ واصلاح کے دعویٰ کی حقیقت	34
37	صحابہ کی شان صحابہ ؓ کی صورتیں	39
38	مساجد کا دفاع اور علماء اہلسنّت کی ذمہ داری	41
39	تبلیغی جماعت کا حلیہ و خاکہ	45
40	ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو	47
41	انگریز کا پودا تبلیغی جماعت	53
42	مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کی گستاخیاں	54
43	تبلیغی جماعت کی نشانی حضرت نبی کریم ﷺ کی زبانی	58
44	تبلیغیوں کا جد امجد	68
45	مسکین صورت شیطان سیرت	69
46	کم سمجھ تبلیغ کیلئے نکلیں گے	71
47	چہرے پر شیطان کے دھبے	73
48	تبلیغی جماعت اور مشائخ کرام کے فتاویٰ	76
49	تبلیغی جماعت علماء اہل حدیث کی نظر میں	86

marfat.com

Marfat.com

50	اسلامی سادھو	91
51	قرآن اور تبلیغی نصاب	92
52	تبلیغی جماعت اور کلمہ طیبہ کے معنی	116
53	تبلیغی جماعت کی شرم ناک لرزہ خیز داستان	120
54	تبلیغی جماعت والوں نے نعرہ رسالت لگانے والے کو قتل کردیا	121
55	مبلغ یا اسمگلر	125
56	تبلیغی جماعت چور نکلی	126
57	تھانوی کلمہ اور مرزائیت نوازی	129
58	چھینتا ہوں میں عشق نبی ﷺ	140
59	تبلیغی جماعت سے چند سوالات	144
60	تبلیغی جماعت والے مشرک ہیں مفتی سعودی عرب	151
61	تبلیغی جماعت کی درود و سلام سے دشمنی	156
62	تبلیغی جماعت کی دھوکہ منڈی	161
63	تبلیغی جماعت کے بیانات	165
64	تبلیغی جماعت اسلام کی دو بنیادی باتوں کی منکر ہے	171
65	عذاب الٰہی اور تبلیغی جماعت	184
66	مسلمانوں کی مؤثر دشمن جماعت	187
67	یہودیوں اور عیسائیوں کی مشترکہ سازش	189
68	فرقہ ذکری اور تبلیغی جماعت	192
69	فرقہ جبریہ اور تبلیغی جماعت	193
70	تبلیغی اجتماع کی کہانی الدعوۃ کی زبانی	195
71	یہ مسلمان جسے دیکھ کے شرمائیں یہود	209
72	فکر تحفظ ایمانی	230

ناشر: انجمن انوار القادریہ
جمشید روڈ نمبر ۳ کراچی

marfat.com
Marfat.com

شکریہ نامہ

از محمد جنید قادری رضوی

ہم حضرت علامہ مولانا مجاہدِ مسلکِ رضا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی کے صدہا مشکور و ممنون ہیں کہ آپ نے ہم پر شفقت فرماتے ہوئے انجمن انوار القادریہ کو ایک علمی سرمایہ "الفتنۃ الکبریٰ" المعروف شیطان کا سینگ "تبلیغی جماعت" کی اشاعت کا اہم اور ضروری کام انجمن انوار القادریہ کے سپرد فرمایا۔

قارئین! اس اہم کتاب "الفتنۃ الکبریٰ" کو فاضل نوجوان پیکر مسلکِ اعلیٰحضرت "حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ ابو الاویس محمد نصیر احمد اویسی مدظلہ العالی نے بڑی محنت، لگن، کوشش، کاوش، جدوجہد سے ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ بخوبی "تبلیغی جماعت" کی سیاہ کاریوں سے واقف ہو جائیں گے اور تبلیغی جماعت کے در پردہ جو عزائم ہیں ان سے آگاہ ہو جائیں گے۔ تبلیغی جماعت دراصل وہابیت کے پرچار کیلئے وجود میں آئی ہے۔ اور وہابیت نام ہے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کا۔

جی ہاں! یہ وہابیت سرکار ﷺ کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کیلئے وجود میں آئی ہے۔ ان وہابیوں سے تبلیغی جماعت کے تعلق کو اس کتاب میں مرکزی کردار کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو کہ بالکل واضح ہے اور ان تبلیغی جماعت کے امیروں کے تعلقات کو وہابی پیشواؤں سے حوالہ کتب ثابت کیا گیا ہے جو کہ ناقابل تردید ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے اس کتاب کو مکمل اوّل تا آخر پڑھ لیا تو ضرور تبلیغی جماعت سے نفرت اور اس کے اغراض و مقاصد کھل کر آپ کے سامنے آجائیں گے۔

الحمدللہ انجمن انوار القادریہ (ٹرسٹ) اس کتاب (الفتنۃ الکبریٰ) کو آپ کے ہاتھوں میں پہنچا کر بے حد مسرور اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی کی خدمت سراپا عظمت میں ہدیہ کرتی ہے۔

فقط وسلام

محمد جنید قادری رضوی

جوائنٹ سیکریٹری انجمن انوار القادریہ

marfat.com

Marfat.com

تقریظ

استاذ العلماء شیخ الفقہ حضرت علامہ الحاج مفتی ابو سعید محمد عبداللطیف صاحب مدظلہ العالی قادری مہتمم جامعہ عطاء المصطفیٰ گوجرانوالہ

فقیر سراپا تقصیر غفرلہ القدیر نے فاضل نوجوان مولانا صاجزادہ محمد نصیر احمد اویسی سلمہ الکریم کی تصنیف "**الفتنہ الکبریٰ**" کا مطالعہ کیا .بفضلہ تعالیٰ حقائق کی روشنی میں دشمنان دین کی خوب خوب سرکوبی کی ہے اور تبلیغی جماعت کے نظریات عقائد کا خوب محاسبہ اور تجزیہ کیا ہے اس کتاب کا مطالعہ ذی عقل و شعور انسانوں کو بدمذہبوں کی بدمذہبیت سے بچنے میں ممدومعاون ثابت ہو گا دعا ہے کہ مولیٰ کریم فاضل مصنف کی اس کاوش و کوشش کو قبول و منظور فرمائے اور زیادہ خدمت دین سرانجام دینے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و آلہ و اصحابہ الصلوۃ والتسلیم

الفقیر ابوسعید محمد عبداللطیف غفرلہ

غیر مقلدوں' وہابیو! پر ایک دھماکہ

قیمت 50 روپے

"اہلسنّت کی یلغار"

ایک عظیم کتاب ایک عظیم شاہکار جس میں غیر مقلدوں کو مکمل خاموش کردیا گیا ہے۔ اور اب تک کسی غیر مقلد (اہلحدیث) کی ہمت نہیں ہوئی کہ اس عظیم کتاب کا جواب دے سکے۔ پوری وہابیت خاموش ہے۔ الزامی سوالات کا انبار "اہلسنّت کی یلغار"

مصنف : حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی مدظلہ العالی

ملنے کا پتہ: مکتبہ اہلسنّت — برائٹ کارنر دوکان نمبر 9 سبزی منڈی کراچی پاکستان۔

marfat.com

Marfat.com

اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلما　　نحن عباد محمد صلی اللہ علیہ وسلما

تقدیم

مناظر اسلام شیر اہلسنت کاشف اسرار نجدیت و دیوبندیت

حضرت علامہ محمد حسن علی صاحب قادری رضوی بریلوی (میلسی)

فاضل محتشم عزیز گرامی مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد صاحب اویسی اطال اللہ عمرہ' وزید علمہ و فضلہ اہلسنت کے ایک جوان علم و جوان عزم فاضل و اہل قلم ہیں مذاہب باطلہ کے استیصال و ردو ابطال میں ان کا فکری ذوق اور قلبی لگاؤ فقیر راقم الحروف کے لئے روحانی شادمانیوں کا باعث ہوا ان کو ردار تداد کا جذبہ صادقہ اور لافانی ولولہ حضرت فیضدرجت شیخ طریقت　　پاسبان مسلک رضا نباض قوم مجاہد ملت مولانا الحاج علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ کے فیض و صحبت سے نصیب ہوا انہوں نے درس نظامی کی تکمیل اور ملکہ ردار تداد کی تحصیل جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ میں فرمائی اور سند فراغت یادگار رضا پاکستان کے مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام یادگار سیدی و سندی امام اہلسنت حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی۔ ایک قلمی تحریری ذوق اور پھر ردار تداد و ابطال باطل کا جذبہ بالخصوص اس گئے گزرے دور میں بہت غنیمت ہے اس لئے فاضل گرامی مولانا صاحبزادہ صاحب اویسی سلمہ نے جب اپنی کتاب الفتنتہ الکبریٰ پر تقدیم کے لئے حکم فرمایا تو اپنی شبانہ روز کی تمامتر مصروفیات کے باوجود اسی پر بطور تقدیم کچھ لکھنا ضروری سمجھا الفتنتہ الکبریٰ کا مسودہ جب نظر نواز ہوا اور چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا تو روحانی مسرت ہوئی واقعی

marfat.com

Marfat.com

یہ عظیم کتاب اپنے موضوع پر ایک جامع ومدلل کتاب ہے جو اپنے موضوع پر دوسری کتابوں سے بے نیاز کردے گی فقیر راقم الحروف اس موضوع پر خود ایک کتاب لکھ رہا تھا جس کے چند صفحات لکھے بھی جا چکے تھے لیکن جب زیر مطالعہ کتاب کو دیکھا تو پھر محسوس کیا کہ اب اس موضوع پر علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں فقیر کی امید سے بہت زیادہ مفید و جامع اور ضروری مواد اس کتاب میں آگیا ہے جو حقیقت پسند متلاشیان حق و انصاف کے لیے بہت کافی ہے فقیر یہ واضح کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ وہابیت کو اپنی ابتداء افرینش سے ہی عالم اسلام کی نفرتوں حقارتوں کا سامنا ہے اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت واقعی ہے کہ وہابیت نے دنیائے اسلام میں بہت ذلتیں اٹھائیں اور ٹھوکریں کھائی ہیں۔ وہابیت عدم فروغ و مقبولیت کے باعث کبھی نجدیت کی صورت میں ظاہر ہوئی کبھی دیوبندیت کی صورت میں سامنے آئی کبھی مودودیت و غیر مقلدیت کا روپ دھارا کبھی سنیت و حنفیت' چشتیت اور صابریت کا چولا پہن کر مغالطوں کا باعث بننے کی سعی کی اور اب پھر ہزیمتوں کے بعد بستر بردار تبلیغی جماعت کے نام سے فروغ وہابیت و نجدیت کے لئے سرگرم عمل ہے۔ سیدنا امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ الولی نے کیا خوب فرمایا تھا۔

سنی' حنفی اور چشتی بن بن کے بہکاتے یہ ہیں۔

ہمارے مذکورہ بالا دعاوی پر بکثرت شواہد و حوالہ جات نقد موجود ہیں نجدیت وہابیت کا بانی ابن عبدالوہاب نجدی تھا وہابیت و نجدیت کو زنگ آلود ہونے کے بعد اوور حال کرنے کے فرائض اسماعیل قتیل مصنف "تقویۃ الایمان و صراط مستقیم" و سید احمد ساکن رائے بریلی نے انجام دیئے جبکہ وہابیت کی جدید شکل و صورت کے بانی۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی۔ اور مولوی رشید احمد

marfat.com
Marfat.com

گنگوہی ہیں عقل و شعور کی دنیا میں بقائمی ہوش و حواس ہر سنجیدہ و متین شخص جس کو دین و مذہب سے تھوڑا بہت بھی لگاؤ ہے یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کلمہ و نماز کی تصحیح اور تبلیغ و تربیت کا جو فریضہ آج تبلیغی جماعت سرانجام دینے اٹھی ہے وہ فریضہ بانی وہابیت ابن عبدالوہاب نجدی نے ۱۷۹۲ء میں اور بانی دیوبندیت وہابیت مولوی قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ نے مدرسہ دیوبند کے ۱۸۶۶ء میں قیام سے اپنے اپنے انتقال کرنے تک کیوں انجام نہ دیا۔؟ یہ ایک چبھتا ہوا سوال ہے اور جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ جب مسلمانان عالم نے نجدیت و وہابیت کے بعد دیوبندیت و وہابیت کو بھی قبول نہ کیا اور بڑی حد تک مسترد کر دیا تو پھر وہابیت و نجدیت اور دیوبندیت نے بالآخر تبلیغی جماعت کی شکل و صورت اختیار کی اور بظاہر تبلیغی جماعت کے شعبدہ باز امیر و غریب سادہ لوح عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا سنی و وہابی بریلوی و دیوبندی اختلافات سے کچھ تعلق نہیں ہے ہم تو سبھی سیدھے سادے مسلمان ہیں اور کلمہ و نماز کی تبلیغ و تصحیح کے لئے یہ تبلیغی مارچ کر رہے ہیں۔

تبلیغی جماعت کا دیوبندی وہابی اکابر سے گہرا تعلق و ربط

یہ حقیقت مجال انکار نہیں کہ تبلیغی جماعت کا بنیادی نصب العین وہابیت و دیوبندیت کا فروغ و اشاعت ہے۔ تبلیغی جماعت درحقیقت دبے پاؤں سنیت کو مٹانا اور وہابیت دیوبندیت کو فروغ دینا چاہتی ہے تبلیغی جماعت کی مستند و معتبر تصانیف برملا اس حقیقت کا انکشاف کر رہی اور منہ بولتا ثبوت سامنے لا رہی ہیں کہ انتساب تلمذوبیت کے اعتبار سے تبلیغی جماعت اور اس کے بانی و مرکزی عہدہ دار اکابر دیوبند بندھن میں بندھے ہوئے ہیں مرید بھی اکابر دیوبند کے ہیں تو شاگرد بھی

marfat.com
Marfat.com

اکابر دیوبند کے ہیں اکابر دیوبند کی مصنوعی بزرگی اور تقدس کے ڈنکے تبلیغی جماعت کی کتب میں بج رہے ہیں حد یہ کہ اکابرین تبلیغی جماعت کے نکاح بھی اکابر دیوبند نے پڑھائے حج بھی ان کے ساتھ کیے الغرض ذہنی' فکری' اعتقادی اور مسلکی ربط و ضبط و مکمل ہم آہنگی موجود ہے اور ثبوت یہ ہے۔

بیعت بانی تبلیغی جماعت

جناب مولوی محمد الیاس صاحب دیوبندیت کے بانی ثانی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرید تھے لکھا ہے "مولانا (رشید احمد) گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ بالعموم بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے فراغت اور تکمیل کے بعد اس کی اجازت ہوتی تھی مگر مولانا الیاس صاحب کے غیر معمولی حالات کی بناء پر ان کی خواہش و درخواست پر بیعت کرلیا" (دینی دعوت ص ۴۶ از مولوی سید ابوالحسن علی ندوی دیوبندی مطبوعہ ادارہ اشاعت دینیات بستی نظام الدین نئی دہلی ۱۳ ناز آفسٹ ورکس دہلی)

تلمذ بانی تبلیغی جماعت

مولوی الیاس صاحب کاندھلوی کی بیعت کے بعد ان کو تلمذ و شاگردی بھی دیوبندی وہابی اکابر کی حاصل رہی لکھا ہے "۱۳۲۶ھ میں آپ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب (دیوبندی) رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شرکت کے لئے دیوبند تشریف لے گئے اور ترمذی اور بخاری شریف کی سماعت کی ..... دیوبند کی شرکت درس کے کئی سال بعد چار مہینے میں آپ نے اپنے بھائی مولانا محمد یحییٰ صاحب (دیوبندی) سے پھر حدیث کا دورہ کیا" (دینی دعوت ص ۴۹)

marfat.com
Marfat.com

بانی تبلیغی جماعت رجوع اور تکمیل سلوک

حضرت مولانا رشید احمد صاحب (گنگوہی) کی وفات کے بعد آپ (مولوی الیاس صاحب) نے شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے درخواست کی آپ نے (مصنف براہین قاطعہ) مولانا خلیل احمد صاحب (انبیٹھوی سے رجوع کا مشورہ دیا چنانچہ آپ نے مولانا (خلیل احمد) سہارنپوری انبیٹھوی سے اپنا تعلق قائم کرلیا اور ان کی نگرانی اور رہنمائی میں منازل سلوک طے کئے" (دینی دعوت ص ۵۰۔ ۴۹)

اکابر دیوبند میرے جسم و جان
بانی تبلیغی کا واضح و غیر مبہم اعلان

اس عرصہ میں دوسرے مشائخ (دیوبند) اور مولانا (رشید احمد) گنگوہی کے دوسرے خلفاء سے عقیدت مندی اور صحبت و استفادہ کا تعلق برابر قائم رہا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری' مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور مولانا اشرعلی صاحب تھانوی سے ایسا تعلق تھا کہ فرماتے تھے یہ حضرات (اکابر دیوبند) میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے" (دینی دعوت ص ۵۱)

بانی تبلیغی جماعت کے نکاح میں اکابر دیوبند

لکھا ہے نکاح ۶ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو جمعہ کے دن بعد نماز عصر آپ کے حقیقی ماموں روف الحسن صاحب (کہیں یہ نام روف الرحیم کی جگہ روف الحسن شرک اکبر تو نہیں ؟۔ قادری رضوی) کی صاحبزادی سے ہوا مولانا محمد صاحب (دیوبندی) نے نکاح پڑھایا مجلس عقد میں مولانا خلیل احمد صاحب (انبیٹھوی)

marfat.com
Marfat.com

سہارنپوری' شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی تینوں حضرات موجود تھے" (دینی دعوت ص ۵۲)

صحبت گنگوہی

مولانا محمد الیاس صاحب (بانی تبلیغی جماعت) کا وہ زمانہ جو گنگوہ میں گزرا جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے جب (۱۳۲۳ھ) میں مولانا (رشید احمد) گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا (رشید احمد) گنگوہی (دیوبندی) کی صحبت میں گزرا" (دینی دعوت ص ۴۵)

حج اکابر دیوبند کی رفاقت میں

۱۳۳۳ھ میں مولانا خلیل احمد صاحب (انبیٹھوی) اور مولانا محمود الحسن صاحب (دیوبندی) نے حج کا قصد فرمایا۔ مولانا (الیاس) کو جب علم ہوا تو حج کے لئے بہت بے قرار ہوئے فرماتے تھے مجھے ان حضرات (اکابر دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی' مولوی محمود الحسن دیوبندی) کے بعد ہندوستان تاریک ہوتا نظر آتا ہے ..... خلاف امید مولانا محمود الحسن صاحب کی ہمرکابی ہو گئی مولانا خلیل احمد صاحب پہلے جہاز سے تشریف لے جا چکے تھے" (دینی دعوت ص ۵۵) "شوال ۱۳۴۴ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری (مصنف براہین قاطعہ و مصنف المہند) کے ہمراہ دوسرا حج کیا" (مولانا محمد الیاس دعوت کے میدان میں صفحہ ۸۔۹ مطبوعہ مکتبہ دینیات رائے ونڈ)

گنگوہی قطب

مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت اکابر دیوبند کی اندھی عقیدت میں

marfat.com
Marfat.com

زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے رقمطراز ہیں اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھتے ہیں "میں بچپن ہی سے (دیوبندی) بزرگوں سے سن رہا ہوں کہ اس زمانے کے دو قطب تھے پچھم میں حضرت گنگوہی اور پورب میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب"۔(مولانا محمد الیاس دعوت کے میدان میں ص ۵۶)

اکابر دیوبند

دیوبندی مولویوں مفتی کفایت اللہ دہلوی اور قاری طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کو اپنے اکابر میں تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مکرم محترم جناب مولانا ابوالحسن علی صاحب دام مجدکم.....

حیدر آباد سندھ میں ایک بڑا جلسہ ہونے والا ہے اس میں اکابر مثلاً مفتی کفایت اللہ دہلوی اور مولانا طیب وغیرہما اکابر علماء امت شرکت فرما رہے ہیں"

(مولانا محمد الیاس دعوت کے میدان میں ص ۸۶)

تھانوی کی محبت اور تھانوی کی کتابوں سے منتفع

حضرت (اشرف علی) تھانوی سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان (تھانوی صاحب) کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے" (مکاتیب مولانا شاہ محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت ص ۱۳۶)

گنگوہی قطب الارشاد اور مجدد

حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے"

(ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۱۲۳)

marfat.com
Marfat.com

دین کی نعمت گنگوہی کے گھرانے سے ملی
میں گنگوہی کے گھرانے کا غلام ہوں

"حضرت گنگوہی (نور اللہ مرقدہ) کے نواسے حضرت حافظ محمد یعقوب صاحب گنگوہی زیارت و عیادت کے لئے تشریف لائے ان کے ساتھ ان ہی کے گھرانے کی کوئی خاتون بھی تھیں (غالباً "صاحبزادی ہی تھیں) ان سے فرمایا مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی ہے میں آپ کے گھر کا غلام ہوں" (ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۱۲۴ مرتبہ مولوی منظور سنبھلی)

نماز جنازہ کی امامت

بانی تبلیغی جماعت کی نماز جنازہ کی امامت بھی مشہور دیوبندی شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا صاحب نے کرائی (دینی دعوت ص ۱۸۶)

دیوبندی وہابی امیر المومنین

رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب تقویۃ الایمان کے دریدہ دہن و گستاخ مصنف مولوی اسماعیل قیتل بالا کوٹی کے پیر سید احمد ساکن رائے بریلی کے متعلق حسن عقیدت و محبت کی ایک دلکش جھلک ملاحظہ ہو "امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ" (دینی دعوت ص ۲۸)

مولوی اسماعیل اور سید احمد کی قصیدہ خوانی

مصنف تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل قتیل بالا کوٹی اور اس کے پیر و مرشد سید احمد ساکن رائے بریلی کے متعلق ایک منظوم قصیدہ یا مرثیہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

صدق میں ثانی بشنین کے مانند قوی
جد اور جہد میں اسلام کے ثانی عمر
شرم میں حضرت عثمان ساچوں بحر حیا
اور صف جنگ میں ہم طرز علی صفدر
سید احمد و عالی حسب و فخر زماں
رہبر راہ شریعت و خلف پیمبر

(سوانح مولانا محمد یوسف ص ۵۰)

حالانکہ بے چارے برنشی کھ تپلی خود ساختہ امیرالمومنین اور اسماعیل قتیل کو کسی طرح بھی ثانی بشنین حضرت سیدنا صدیق اکبر عشق اطہر رضی اللہ عنہ کے مانند قوی اور طاقتور اور سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جدو جہد میں ثانی و برابر نہیں کہا جا سکتا اور کون سیدنا عثمان غنی ذوالنورین سا بحر حیا ہو سکتا ہے۔ اور صف جنگ میں شیر خدا فاتح خیبر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہم طرز صفدر کون ہو سکتا ہے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

مولوی زکریا سہارنپوری
امیر تبلیغی جماعت

بھی جدی پشتی طور پر دیوبندی وہابی تھے مولوی محمد یحییٰ تلمیذ و خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی کے فرزند تھے ان کے دو نام محمد موسیٰ۔ محمد زکریا رکھے گئے تھے (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۷۲) برائین قاطعہ جیسی بدترگستاخانہ کتاب کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری دیوبندی سے شوال

marfat.com
Marfat.com

۱۳۳۳ھ میں بیعت ہو کر مرید ہوئے (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۸۴)

۱۲۔۱۳ سال کی عمر تک گنگوہ قیام رہا مولوی محمد الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت سے اردو کے دینی رسائل اور بہشتی زیور مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی سبقاً پڑھیں (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۷۶)

مولوی زکریا سہارنپوری کے والد اور مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی کے خاص شاگرد اور مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کے بڑے بھائی مولوی محمد یحییٰ کی ذی قعدہ ۱۳۳۴ھ میں وفات ہوئی تو صدمہ کی شدت اور محبت کے جذبہ سے اس لائق فرزند (مولوی زکریا جن کو یہ حضرات شیخ الحدیث کہتے ہیں) کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بس دوبارہ بخاری' ترمذی پڑھنے کی ضرورت نہیں لیکن مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے واپسی پر حکم فرمایا کہ ترمذی و بخاری دوبارہ پڑھنی ہے شیخ (یعنی مولوی زکریا صاحب) فرماتے تھے کہ طبیعت بالکل نہیں چاہتی تھی بالآخر مجبوراً خلاف طبع مولوی انبیٹھوی دیوبندی مصنف براہین قاطعہ و مصنف المہند سے کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ (مخلصاً) گویا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۸۳)

سہارنپور کے مشہور دیوبندی وہابی مدرسہ مظاہر العلوم میں ۱۵ روپے ماہوار مدرس رہے۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۸۵)

مولوی زکریا صاحب کی والدہ صاحبہ کا ۲۷ رمضان ۱۳۳۰ھ کو انتقال ہوا نماز جنازہ مشہور دیوبندی مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے پڑھائی۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۹۰)

مولوی محمد یوسف کاندھلوی

ابن مولوی محمد الیاس کاندھلوی بانی تبلیغی جماعت بھی تبلیغی جماعت کے ایک

marfat.com

Marfat.com

سابق امیر رہے ہیں یہ امیر صاحب بھی اپنے اباؤ اجداد کی طرح پکے دیوبندی وہابی تھے۔ صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی کے بڑے بھائی مولوی سید احمد فیض آبادی نے مدرسہ علوم شریعہ سے مولوی یوسف کو پڑھے اور تعلیم حاصل کئے بغیر حفظ قرآن کی ایک اعزازی سند بھیجی تھی (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۵۹) مولوی محمد یوسف صاحب بھی مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی صحبت و تربیت میں پروان چڑھے حد یہ کہ مولوی خلیل انبیٹھوی صاحب نے ایک بار مولوی محمد یوسف کے اصرار پر انہیں اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کر کھلائی (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۵۹) .

مولوی محمد یوسف صاحب کی تمام تعلیم دیوبندی وہابی مولویوں سے ہوئی اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں دورہ حدیث پڑھا

مولوی الیاس صاحب کی جانشینی اور مولوی محمد یوسف کی بطور جانشین تقرری کے مسئلہ پر میٹنگ میں اکابر دیوبند مولوی عبد القادر صاحب رائے پوری 'مولوی محمد زکریا سہارنپوری' مولوی ظفر احمد عثمانی' مولوی فخر الدین مجاز مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اور مشہور دیوبندی وہابی مناظر منظور صاحب سنبھلی موجود تھے (سوانح مولوی محمد یوسف ص ۱۸۹)۔

مولوی محمد یوسف صاحب کا نکاح مشہور عنید اہلسنّت شہاب ثاقب جیسی عظیم جھوٹی کتاب کے مصنف مدرسہ دیوبند کے سابق صدر و شیخ الحدیث مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے پڑھایا لکھا ہے اس نکاح میں دار العلوم دیوبند و مظاہر العلوم سہارنپور نیز دیگر مقامات کے (دیوبندی وہابی) علماء و مشائخ شریک ہوئے (سوانح مولانا محمد یوسف ۱۷۶)

marfat.com
Marfat.com

دیوبند کی حاضری

جیسے سنی بریلوی مسلمان کہتے ہیں مدینہ شریف یا مکہ معظمہ کی حاضری' بغداد شریف اور اجمیر شریف کی حاضری اسی طرح مولوی محمد یوسف صاحب کی سوانح عمری میں ایک عنوان ہے دیوبند کی حاضری۔ لکھا ہے "مولانا محمد یوسف صاحب کو اپنے مشائخ یا مشائخ سے تعلق رکھنے والے (وہابی) بزرگوں سے گہرا تعلق تھا خصوصاً (سیدنا امام اہلسنّت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے غالی دشمن) حضرت مولانا حسین احمد صاحب (ٹانڈوی مصنف شہاب ثاقب) سے خاص الخاص تعلق رکھتے تھے ان (حسین احمد ٹانڈوی) کی خدمت میں حاضری اپنے لئے باعث برکت اور کام کے لئے مفید تر سمجھتے تھے" (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۲۳۹)

مولوی محمد یوسف صاحب سابق امیر تبلیغی جماعت کی لاہور میں نماز جنازہ مولوی انعام الحسن دیوبندی نے پڑھائی جبکہ بستی نظام الدین دہلی میں نماز جنازہ مولوی زکریا صاحب سہارنپوری نے دوبارہ پڑھائی۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۶۳۷ و ص ۶۳۹)

مولوی محمد یوسف صاحب کے انتقال کے بعد ان کی جگہ مولوی انعام الحسن صاحب بطور نئے امیر کا تقرر عمل میں آیا تو اس کا اعلان امارت مولوی فخر الحسن صاحب استاذ مدرسہ دیوبند نے مجمع میں کیا (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۶۴۲)

ماحصل کلام

یہ ہے کہ مذکورہ بالا نا قابل تردید حوالہ جات سے یہ ثابت ہوا کہ تبلیغی جماعت کے بانی و امراء حضرات کا تعلق سنی بریلوی علماء مشائخ سے نہیں بلکہ دیوبندی وہابی مولویوں سے ہے مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت' مولوی محمد

marfat.com
Marfat.com

زکریا صاحب امیر تبلیغی جماعت' مولوی محمد یوسف صاحب امیر تبلیغی جماعت۔ ان سب کا روحانی و جسمانی تعلق صرف اور صرف دیوبندی وہابی علماء سے ہے رشتہ داریاں اور شرف بیعت و تلمذ بھی اکابر دیوبند سے ہے ولادت سے وفات تک ہر گام اور ہر مقام پر بانیان تبلیغی جماعت کی جبیں عقیدت دیوبندی وہابی مولویوں کے سامنے جھکی ہوئی ہے ان کی اپنی مستند تصانیف کی روشنی میں کسی ایک جگہ بھی ایک لمحہ کے لئے بھی بانیان تبلیغی جماعت کا تعلق بریلی و بغداد اور اجمیر شریف سے نہیں رہا ہے۔

جب مذکورہ بالا واضح حقائق اور روشن شواہد سے یہ ثابت ہو گیا اور امر ا بانیان تبلیغی جماعت کا ہر قسم کا تعلق دیوبندی وہابی علماء سے ہے تو ہم کیونکر مان لیں کہ تبلیغی جماعت فرقہ واریت سے پاک یا مذہبی مسلکی فرقوں میں غیر جانبدار ہے یا یہ جماعت' اہل سنت و جماعت کی خیر خواہ ہے یا مسلکی مباحثوں سے لاتعلق ہے۔ ہم نے جن مسلمہ اکابر دیوبند سے تبلیغی جماعت کا ہمہ جہت بندھن ثابت کیا ہے ان میں وہ اکابر دیوبند بھی شامل ہیں جو اہل سنت و جماعت کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں دیکھو فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب و امداد الفتاویٰ و بہشتی زیور از مولوی اشرف علی صاحب تھانوی' تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی اور مذکورہ بالا اکابر دیوبند میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے بزعم خود سیدنا امام اہلسنت مجدد دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی تصنیف جلیل حسام الحرمین کا نام نہاد رد بھی لکھا ہے اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے علی الترتیب "المہند" اور "الشہاب الثاقب" میں معاذ اللہ دجال و کذاب و خائن لکھ کر اپنا نامہ اعمال

marfat.com

Marfat.com

سیاہ سے سیاہ تر کیا ہے ان زندہ شواہد کی روشنی میں ہم کیسے مان لیں کہ تبلیغی جماعت فرقہ واریت سے لاتعلق ہے اور اہلسنّت سے ان کو کچھ مخاصمت نہیں۔ تبلیغی جماعت کے مسلمہ اکابرین میں سے منظور سنبھلی اور مرتضٰی دربھنگی کے رسائل اہل علم سے اخفاء نہیں ہیں۔

سنی وہابی کی راہیں جدا ہیں
تبلیغی جماعت کی کتب سے منہ بولتا ثبوت

اس تبلیغی جماعت کی بعض اہم و مستند کتب "دینی دعوت' سوانح مولانا محمد یوسف' ملفوظات مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت' مکاتیب مولانا شاہ محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت' تبلیغی نصاب' مولانا محمد الیاس دعوت کے میدان میں وغیرہ" ہمارے سامنے ہیں۔ تبلیغی جماعت کی مذکورہ بالا معتبر ترین کتابوں میں کہیں سہوا" بھی مسلمہ متفقہ بزرگان دین ائمہ و اولیاء کاملین مثلاً حضور سیدنا غوث اعظم قطب عالم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ' امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ' سلطان الہند خواجہ خواجگان سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری' سیدنا داتا گنج بخش حضور علی ہجویری قدس سرہ' سیدنا غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی' خواجہ قطب الدین بختیار کاکی' بابا فرید الدین مسعود گنج شکر' محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء' مخدوم صابر کلیری' خواجہ قطب جمال الدین ہانسوی' امام ربانی مجدد الف ثانی' مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدست اسرارہم کی طرف اپنی نسبت و نیازمندی اور محبت و عقیدت شعاری ظاہر نہیں کی گئی حقیقی اولیاء اللہ محبوبان خدا کا ان کی کتابوں میں ذکر ہی نہیں۔ کہیں سید احمد ساکن رائے بریلی امیرالمومنین' کہیں رشید احمد گنگوہی مجدد قطب وقت' کہیں مولوی خلیل انبیٹھوی کے بغیر

marfat.com
Marfat.com

ہندوستان میں اندھیرا' کہیں تھانوی کی محبت و عقیدت اور فیض صحبت کے ترانے' کہیں اکابر دیوبند میرے جسم و جان کے نغمے اور کہیں اکابرین وہابیہ کے مصنوعی تقدس کے ڈھنڈورے ہیں۔ حوالہ جات بحوالہ کتب اوپر گزر چکے ہیں۔ سنی بریلوی مسلمانوں اور تبلیغی جماعت میں یہ واضح فرق احقائق حق اور ابطال باطل کی روشن دلیل ہے کہ اہلسنت کے وہ مسلمہ بزرگان دین اولیاء کاملین محبوبان خدا ہیں جنکو روئے زمین کے اہل ایمان اولیاء اللہ منبع فیوض و برکات مانتے ہیں اور تبلیغی جماعت جن عناصر کی طرف ممنون و منتسب ہے وہ ایسے خود ساختہ زمانہ سازولی ہیں جنکی ساری زندگیاں حقیقی اولیاء اللہ کی دشمنی و عناد میں بسر ہوئیں۔ بھلا ہم اہلسنت کے حقیقی اولیاء اللہ کے مقابلہ میں تبلیغی الیاسی وہابیوں کے خود ساختہ اولیاء کی حقیقت وقعت اور حیثیت ہی کیا ہے ان لوگوں نے حقیقی اولیاء اللہ سے متنفر کرنے کے لئے فرضی و مصنوعی اولیاء وائمہ گھڑلئے ہیں۔

اس دعویٰ پر نقد دلیل

یہ بھی ہے کہ مسلمانان اہلسنت و جماعت احناف سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو رفیع الشان فقیہ و محدث اور بے مثال عالم مانتے ہیں اور فقہ کے کسی امام کو ان پر برتر و بالا نہیں جانتے ہیں لیکن دیوبندیوں' وہابیوں' تبلیغیوں اور الیاسیوں کا یہ ایمان و عقیدہ ہے لکھتے ہیں۔

دیوبندی امام اعظم

"میں نے شام سے لے کر ہند تک اس (مولوی انور کاشمیری کی) شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (یعنی مولوی انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اپنے دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا"

marfat.com

Marfat.com

(خدام الدین لاہور ۸۔ دسمبر ۱۹۶۴ء)

دیوبندی غوث اعظم

دیوبندی تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کے پیرو مرشد مولوی رشید احمد صاحب کے متعلق ان کا ایمان و عقیدہ ہے تذکرۃ الرشید میں یوں لکھا ہے۔ "قطب العالم قدوۃ العلماء غوث الاعظم ..... شیخ المشایخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۲) حالانکہ عصر حاضر کے علماء مشائخ اہلسنّت ہی نہیں بلکہ اکابر و اعاظم اولیاء کاملین نے سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث الاعظم قطب العالم مانا اور تسلیم کیا ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کو دنیا بھر کے اولیاء اللہ محی الدین کہتے ہیں اور "محی الدین" سرکار بغداد قدس سرہ کا مشہور و معروف لقب بھی ہے مگر بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب کے ممدوح دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن کی نرالی ترنگ ملاحظہ ہو مولوی رشید احمد گنگوہی کو سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد کے مقابلہ میں جدید محی الدین بلکہ محی الدین اکبر یعنی بڑے محی الدین قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس
اٹھے اف دیر ویراں سے محی الدین گیلانی

نہ صرف محی الدین بلکہ محی الدین اکبر بلکہ اس سے بڑھ کر عین محی الدین گیلانی بنا دیا۔ چاہئے یہ کہ اب اپنے خود ساختہ غوث اعظم گیلانی غوث اعظم گنگوہی اور خانہ ساز محی الدین اکبر کی گیارہویں بھی شروع کر دیں مقصد ان لوگوں کا یہ ہے کہ مسلمانان عالم اصلی حقیقی مسلمہ اولیاء اللہ کو بھی بھول جائیں اور ان کی جگہ

marfat.com
Marfat.com

ان خود ساختہ غوث الاعظم اور قطب العالموں اور محی الدینوں کو دیسی گھی کا نعم البدل ڈالڈا کے طور پر تسلیم کرلیں۔ گنگوہی کو غوث الاعظم (بہت بڑا فریادرس) ماننے اور لکھنے سے پہلے یہ بھی نہ سوچا کہ دیوبندی وہابی اصول اور تقویۃ الایمانی بلکہ فتاویٰ رشیدیہ کے ضابطے کا خود خون کر رہے ہیں) بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب کے مخدوم مولوی محمود الحسن شیخ الہ

دیوبند آگے سابقہ سے بڑھ کر دعویٰ کرتے اور نئی سے نئی ڈگریاں دیتے ہوئے لکھتے ہیں اور بے چارے گنگوہی کو کیا سے کیا بناتے ہیں۔

رقاب اولیاء کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
وہ شہباز طریقت تھے محی الدین گیلانی
(مرقعہ گنگوہی ص ۸)

گویا کہ اولیاء اللہ کی گردنیں سیدنا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ انگریز سرکار کے فرمانبردار و جانثار جعلی محی الدین گنگوہی کے آگے خم ہوئی تھیں۔ ایسی ہوائیوں کا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ حقیقی اولیاء اللہ کی جگہ اپنے مصنوعی بزرگوں کے مصنوعی تقدس کا ڈھنڈورہ پیٹ کر عوام کو مغالطہ دیا جائے کاش یہ لوگ مولوی رشید احمد کا نام شیخ عبدالقادر رکھ لیتے تاکہ مغالطہ دینے میں مزید آسانی ہو جاتی۔

دیوبندی علی ہجویری

یعنی داتا گنج بخش لاہوری۔ حضرت سیدنا گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا اقدس سرہ کے مقابلہ میں دیوبندی کانگرسی مولوی احمد علی لاہوری کو لا کھڑا کیا لکھتے ہیں۔

ایک مجذوب نے کچھ محویت و جذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں ..... کہنے

marfat.com
Marfat.com

لگے لوگوں تمہارا یہ خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک علی ہجویری علیہ الرحمتہ ہیں آؤ اگر زندہ علی ہجویری دیکھنا ہو تو شیرانوالہ دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کو دیکھ لو" (خدام الدین ۲۰ اپریل ۶۴ء) پہلے تو خود مولوی احمد علی صاحب لاہوری نے یہ چال چلی کہ سیدنا علی ہجویری کا مزار قلعہ لاہور پر واقعہ ہے اور میں انگلی لگا کر بتا سکتا ہوں کہ حضرت کا سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں جب یہ حربہ ناکام ہو گیا تو پھر یہ جال پھینکا کہ کسی مجذوب کے سر تھونپ کر داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ مردہ علی ہجویری قرار دے کر خود زندہ علی ہجویری بن گئے۔ مقصد حقیقی اولیاء اللہ کی بجائے عوام کو اپنے خود ساختہ اولیاء کا معتقد بنانا ہے تبلیغی جماعت کے اکابرین کی کتب میں اس قسم کے بیسیوں حوالہ جات مل سکتے ہیں جن میں حقیقی اولیاء اللہ کی بجائے اپنے خودساختہ ولیوں کی طرف رغبت دلائی گئی ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بحوالہ کتب تبلیغی جماعت ثابت کیا ہے کہ الیاسیوں تبلیغیوں نے حقیقی اولیاء اللہ کی بجائے اپنے اکابرین دیوبند و نجد کو پیش کیا ہے اور ان کی پبلسٹی کی مذموم سعی کی ہے۔

کیا تبلیغی جماعت فرقہ واریت کی بات نہیں کرتی

اجی تبلیغی جماعت مذہبی و مسلکی اختلافی چھیڑ چھاڑ نہیں کرتی تبلیغی جماعت کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس قسم کے مغالطے بھی دیئے جاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر تبلیغی جماعت کھلم کھلا مسلکی اختلافی مسائل پر بحث و مباحثہ اور چیلنج و مناظرے شروع کر دے تو ہمیں یہ زیر نظر کتاب اور زیر نظر مضمون و مقالہ لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے عوام خود ہی سمجھ جائیں کہ تبلیغی جماعت دیوبندیت و وہابیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرگرم عمل ہے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

مصلحتاً" تبلیغی جماعت نے یہ حکمت عملی وضع کی ہے کہ سنیوں بریلویوں کو وہابیت و دیوبندیت کے دام میں پھنسانے کے لئے فرقہ وارانہ مباحثوں' مناظروں سے اجتناب کیا جائے مذہبی اختلافی مسائل عام لوگوں میں بیان نہ کئے جائیں یہ پالیسی مشہور دیوبندی تبلیغی سرگرم مرکزی عہدہ دار دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی کی اہلسنت سے بار بار مناظروں میں شکست و ریخت کے بعد وضع کی گئی ایک جگہ بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب خود لکھتے اور اقرار کرتے ہیں۔ تبلیغی کارکنوں کو ہدایات دیتے ہوئے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں "تجربہ ہے مناظروں کے نتائج ہمیشہ برے رہے ہیں" (مکاتیب شاہ محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت ص ۱۱۱)

اس لئے تبلیغی کارکن مسلکی اختلافی مسائل اور فرقہ وارانہ باتیں نہیں کرتے اس کے نتائج برے ہوتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کی وہابیت و دیوبندیت کا پول کھل جاتا ہے اصلی چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے یہ تو فرقہ وارانہ اختلافی مسائل پر بحث و مباحثہ کی اجتناب کی بات ہے بلکہ تبلیغی جماعت کے بانی پیرو مرشد مولوی رشید احمد صاحب کی حکمت عملی اور ہدایات تو یہ ہیں "احیاء حق کے واسطے کذب درست ہے" (یعنی حق کو زندہ کرنے کے لئے جھوٹ بول سکتے ہیں) عین ممکن ہے کہ تبلیغی الیاسی وہابی اپنے جد طریقت کی اس ہدایت و حکمت عملی پر عمل کرتے ہوئے جھوٹ سے بھی نہ دریغ کرتے ہوں جس کا واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ ابھی کچھ عرصہ قبل ایک تبلیغی جتھہ ایک سنی مسجد میں آیا اور کہا ہم بھی وہی کچھ ہیں جو آپ ہیں یعنی ہم بھی سنی بریلوی ہیں وغیرہ وغیرہ یعنی گنگوہی صاحب والا فارمولا ہے کہ احیاء حق کے لئے کذب درست ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵۸) اور اسی فارمولے پر مدت مدید مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کے ممدوح عظیم مولوی اشرف

marfat.com

Marfat.com

علی تھانوی صاحب عمل کرتے ہوئے کانپور میں میلاد و قیام کرتے رہے (تذکرہ الرشید) آج بھی اگر مسلکی اختلافی بحث و مباحثہ کے باب میں اگر الیاسی تبلیغی گونگا بنتا ہے اور کچھ نہیں کہتا ہے تو اس کی یہ حکمت عملی پر فریب پالیسی ہے۔ اور مشاہدہ ہے کہ تبلیغی پارٹی کے دستے بسا اوقات سنی بریلوی مساجد میں اپنا رنگ جمانے کے لئے صلوۃ و سلام اور "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" پڑھنے میں بھی شریک ہو جاتے ہیں ایک تبلیغی پارٹی فقیر کی مسجد میں آئی مجھ سے ان کے امیر نے کہا میں حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے گاؤں دیال گڑھ کا ہوں فقیر نے کہا "ابو جہل بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے شہر مکہ مکرمہ کا تھا تم اس کو کیوں نہیں مانتے"۔ مایوس ہو کر چپ ہو گئے۔ سب جانتے ہیں بسا اوقات شکاری بٹیر کی بولی بولتا ہے کبوتر دکھا کر دوسرا کبوتر پکڑا جاتا ہے۔ سنی بریلوی مسلمان تبلیغیوں سے دریافت کریں کہ "بانی تبلیغی جماعت نے اپنے پیرو مرشد اور اپنے قطب و مجدد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا نصب العین اور دستور العمل کیوں ترک کر دیا؟ گنگوہی صاحب نے تو فتاویٰ رشیدیہ میں جی بھر کر اہلسنت کے عقائد و معمولات اور امور خیر پر کفر و شرک اور بدعت کے بے دریغ فتاوے لگائے ہیں کھلم کھلا وہابیت و اسماعیلیت کے گیت گائے ہیں اہلسنت کے عقائد و معمولات پر بھرپور حملے کئے ہیں تم ان کے مسلکی موقف و طرز عمل سے کیوں روگردانی کر رہے ہو؟ یا تو یہ کہو کہ فتاویٰ رشیدیہ میں اہلسنت کے عقائد و معمولات پر بانی تبلیغی جماعت کے پیرو مرشد گنگوہی صاحب کے فتاویٰ سراسر غلط اور باطل ہیں یا پھر اخلاقی جرات سے کام لو اپنا اور اپنے اکابر کا دین دھرم نہ چھپاؤ۔ یہ گوریلا جنگ کیوں لڑ رہے ہو اندر سے پکے وہابی نجدی اور بظاہر یہ ڈھونگ رچایا ہوا ہے کہ تبلیغی جماعت کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہم مذہبی جھگڑوں سے

marfat.com
Marfat.com

پاک ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مسلمانان اہلسنّت کے لئے لمحہ فکریہ

اس بات پر مسلمانان اہلسنّت اور عامتہ الناس کو بھی خصوصی غور کرنا چاہئے کہ جو جماعت اپنے ایمان و عقیدہ اور اپنے مسلمہ اکابر کے مسلک سے ہی مخلص نہ ہو اور خود کو لا تعلق و گول مول بنا کر پیش کرے وہ آپ سے کیا خاک مخلص ہو گی ظاہر و باطن میں یکسانیت و مطابقت بھی اہل ایمان و اہل اسلام کا ایک امتیازی وصف و علامت ہے تبلیغی جماعت اگر فرقہ واریت سے لا تعلق اور غیر جانبدار ہے تو وہ بہشتی زیور کے ساتھ ساتھ بہار شریعت (مصنفہ صدر الصدور صدر شریعت مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی) فتاویٰ رضویہ (از مصنفہ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا قادری قدس سرہ) کی تعلیم اپنے کارکنوں کو کیوں نہیں دیتی صرف بہشتی زیور ہی کیوں رٹایا جاتا ہے۔؟ ثابت ہوا کہ جانبداری موجود ہے ذہن میں وہابیت کے فروغ کا جو خاکہ موجود ہے عمل اس پر کرنا ہے عمارت اس پر مبنی ہے۔

عقائد اہلسنّت کے خلاف

بانی تبلیغی جماعت کا چار حانہ انداز

جس طرح سیاسی لیڈر اور ارباب اختیار نفاذ اسلام کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں کہ نظام مصطفیٰ نافذ کر کے دم لوں گا۔ (اسلامی قانون نافذ کر کے دم لوں گا ان کا دم ہی نکل جاتا ہے مگر وہ اسلامی قانون نافذ نہیں کر پاتے) یہی حال تبلیغی جماعت کا ہے جہاں کہیں مجبوری ہو الیاسی تبلیغ کا وہابی جال بچھانا ہو وہاں مغالطہ دیتے اور تقیہ سے کام لیتے ہیں کہ ہمارا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہمارا دائرہ تبلیغ تو صرف

marfat.com

Marfat.com

اور صرف کلمہ اور نماز کی تصحیح ہے وہاں تقیہ اور مکر سے کام لیکر اپنا غیر جانبدار ہونا ظاہر کرتے ہیں اور جہاں بس چلتا ہے اور گرفت مضبوط ہوتی ہے تو پھر سمن آباد لاہور کے محمد اقبال اور اس کے دوست محمد خان کو نعرہ رسالت یا رسول اللہ اور بابا شاہ جمال زندہ باد کے نعرے لگانے کے جرم میں مرکز رائے ونڈ میں رسیوں سے باندھ کر چھت میں الٹا لٹکا کر ڈنڈوں اور لوہے کے سریوں سے مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے دیکھو اخبارات روز نامہ حیات لاہور' روزنامہ مساوات ۱۹ نومبر ۷۷ء' روزنامہ امروز ۱۸ نومبر ۷۷ء' روزنامہ وفاق لاہور ۲۸ نومبر ۷۷ء' نوائے وقت لاہور راولپنڈی ۲۸ دسمبر ۷۷ء وغیرہ۔ یہ تو وہابی تبلیغی مرکز رائے ونڈ کی کارگزاری تھی اب بانی تبلیغی جماعت جناب مولوی الیاس صاحب کا اہلسنّت کے خلاف معاندانہ و جارحانہ طرز عمل ملاحظہ ہو وہ عقائد اہلسنّت پر کس بے دردی سے الٹی چھری چلا رہے ہیں اپنے ایک عزیز مولوی محمد عیسیٰ صاحب کے نام ایک خصوصی مکتوب میں اپنے دل میں چھپی ہوئی وہابیت کا کس طرح برملا اظہار کر رہے ہیں لکھتے ہیں "ختم میں شریک ہونا مستحسن اور آپ کے بزرگوں کا معمول ہے لیکن مبتدعین کے ساتھ تشبیہ کا خطرہ ہو تو احتیاط مناسب ہے الصلوۃ والسلام علیک کے اندر بھی یہی بات ہے کہ اگر حضور کو حاضر ناظر جان کر یا مبتدعین کے تشبہ کی صورت ہو تو ناجائز ہے ..... یہ ایسی نازک چیزیں ہیں کہ ان کے اندر فساد عقیدہ کا موقع شیطان کو ملنے کا بہت امکان ہوتا ہے لہٰذا خطرناک ہیں" (مکاتیب شاہ محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت ص ۹۱) بانی تبلیغی جماعت کا غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آتا۔ بار بار اہلسنّت کو مبتدعین کہا الصلوۃ والسلام علیک میں "یا رسول اللہ" کاٹ دیا پورا نہ لکھا اہلسنّت کے عقیدہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حاضر ناظر جاننے کو ناجائز بتایا اس کو فساد عقیدہ کا باعث قرار دیکر

marfat.com
Marfat.com

شیطان کو موقع ملنے کا بہانہ بنایا اور اہلسنّت کے ان عقائد کو خطرناک قرار دیا۔ بتایا جائے کیا یہی غیر جانبداری ہے کیا یہی فرقہ وارانہ مباحثوں سے لاتعلقی ہے؟ تبلیغی جماعت کا یہ نعرہ تو محض ایسا ہے جیسا تقسیم ہند اور قیام پاکستان سے قبل گاندھی جی مکاری سے ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ لگاتا تھا لیکن اس کے اس نعرہ کے برعکس مشرقی پنجاب اور مغربی یوپی و ہریانہ و دہلی میں ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔

تیرے قول و فعل میں فرق بعد المشرقین
گوزبان و قلب میں کچھ فاصلہ اتنا نہیں

بانی تبلیغی جماعت کے قبلہ عقیدت و کعبہ اعمال
گنگوہی و تھانوی

ہم نے اپنے اس زیر قلم تقدیم و ابتدائیہ میں شواہد کثیرہ سے بحوالہ کتب ثابت کیا ہے کہ بانی تبلیغی جماعت بانی ثانی مدرسہ دیوبند مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرید تھے (دینی دعوت ص ۴۶)۔ مولوی الیاس صاحب کا اقراری بیان ہے "مجھے دین کی نعمت آپ (گنگوہی صاحب) کے گھرانے سے ملی" (ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۱۲۴) بانی تبلیغی جماعت نے بڑی صاف گوئی سے غیر مبہم و واضح الفاظ میں اس حقیقت کا اعلان کیا تھا" مولانا گنگوہی ..... مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سے ایسا تعلق تھا کہ فرماتے تھے یہ حضرات میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے (دینی دعوت ص ۵۱) بانی تبلیغی جماعت نے بصمیم قلب اعتراف و اعلان کیا کہ حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان (تھانوی صاحب) کی تعلیم عام ہو جائے گی (ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۵۷)

marfat.com
Marfat.com

مرثیہ گنگوہی شیخ الہند مدرسہ دیوبند محمود حسن دیوبندی کی مشہور و مستند کتاب ہے اس کے سرورق پر گنگوہی صاحب کو لکھا ہے مخدوم الکل مطاع العالم ماویٰ جہان قطب العالم وغیرہ مطاع العالم یعنی کل عالم پر جنکی اطاعت لازم ہو۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے کئی مرتبہ..... یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم (قسم کھا کر) کہتا ہوں میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"
(تذکرہ الرشید ص ۱۷ حصہ دوم)

آیئے دیکھتے ہیں کہ مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کے پیرو مرشد و شیخ طریقت کا اتباع ہے کیا اور تھانوی صاحب کی تعلیمات ہیں کیا؟۔ ان کا وہابیت و نجدیت سے کچھ علاقہ و تعلق ہے یا نہیں؟۔

گنگوہی کی زبانی نجدی کی قصیدہ خوانی

مولوی رشید احمد گنگوہی شیخ نجدی ابن عبدالوہاب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان سے اپنی ذہنی فکری ہم آہنگی کا یوں اظہار کرتے ہیں "محمد بن عبدالواہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا..... عامل بالحدیث تھا .....ان کے عقائد عمدہ تھے ..... (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۱) مولوی رشید گنگوہی کے نزدیک "وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں" (فتاویٰ الرشیدیہ ص ۴۰۵)۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اچھا اور ان کے عقائد کو عمدہ وہی کہے گا جو ان کا ہم مذہب و ہم عقیدہ ہو گا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے شیخ نجدی کو اچھا' عامل بالحدیث اور ان کے عقائد کو عمدہ قرار دے کر ابن عبدالوہاب نجدی کے گستاخانہ عقائد باطلہ کی مکمل ذمہ داری قبول کرلی اور اس سے اپنے اعتقادی و مسلکی اتحاد و

marfat.com
Marfat.com

یکجہتی ثابت کردی۔

تھانوی نجدی ہم فکری

بانی تبلیغی جماعت کے ممدوح قبلہ عقیدت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی علیٰ الاعلان وہابی نجدی عقائد کو اچھا قرار دے کر اپنا وہابیت کی طرف میلان طبع ظاہر کیا ہے لکھتا ہے "ایک صاحب کے سوال کے جواب میں (تھانوی صاحب نے) فرمایا نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں (الافاضات الیومیہ ص ۱۴ زیر ملفوظ ۲۷) اور سنئے تھانوی صاحب فرماتے ہیں "بدعتی کے معنی ہیں بادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب باایمان" (الافاضات الیومیہ ص ۳۳ زیر ملفوظ ۵۵) تھانوی صاحب نے خانہ ساز فلسفہ حکمت سے وہابی کو بے ادب مان کر باایمان ہونے کی ڈگری دیدی خدا جانے دیوبندی حکیم الامت نے بے ادب کا معنی باایمان کون سی لغت میں گنگنایا تھا؟ مطلب یہ کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کے ممدوح و محبوب تھانوی وہابیوں کو بے ادب گستاخ مان کر باایمان (ایمان والے) قرار دے رہے ہیں۔

تقویۃ الایمان پر گنگوہی کا غیر متزلزل ایمان

بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب رسوائے زمانہ تقویۃ الایمان کے دریدہ دہن مصنف مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی اور تقویۃ الایمان پر اپنے غیر متزلزل ایمان و عقیدہ کا برملا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ "مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمتہ اللہ علیہ عالم، متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے تھے .....

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے.....

marfat.com

Marfat.com

اس کو رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۵۱) یہاں بھی مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کے پیرو مرشد گنگوہی صاحب نے تقویۃ الایمان اور قتیل بالاکوٹی کی تائید و حمایت اور توثیق فرما کر اس کی تمام تر گستاخانہ عبارات پر عمل کرنے کو عین اسلام قرار دے کر ان تمام گستاخیوں کو قبول کر لیا۔ شاگرد استاد کے اور مرید پیر کے کمالات کا مظہر ہوتا ہے لا محالہ مرید مولوی الیاس صاحب بانی "تبلیغی جماعت" کے بھی یہی افکار و نظریات ہیں ورنہ وہ گنگوہی صاحب اور تھانوی صاحب کی وہابیت و نجدیت سے وارفتگی' حسن عقیدت و نیاز مندی پر خاموش نہ رہتے اس کے برعکس جناب مولوی الیاس صاحب علی الاعلان علماء دیوبند کو اپنا جسم و جان قرار دے رہے ہیں' دینی نعمت گنگوہی کے گھرانے سے ملنے کا اعتراف کر رہے ہیں' مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی تعلیمات کو اپنے ہاں عام کرنے اور پھیلانے کے عزم کا اظہار کر رہے ہیں۔ جب یہ سب کچھ ہے تو سنیوں کی مساجد میں وہابیت کی تبلیغ کی جگہ بنانے اور سنیوں کو یہ کہہ کر مغالطہ اور دھوکہ دینے پہ کیوں کہا جاتا ہے کہ ہمارا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ وہابیت و نجدیت اور دیوبندیت سے تبلیغی جماعت کا تعلق بہت مضبوط اور گہرا ہے۔ اور کچھ نہیں تو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے قلم کے شاہ کار "امداد الفتاویٰ' قصص الاکابر' ارواح ثلثہ' الافاضات الیومیہ' اٹھا کر دیکھ لیں جن میں ڈنکے کی چوٹ مولوی اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی کی صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان کی گستاخانہ عبارات کا جھوٹی تاویلات سے مذموم دفاع کیا گیا ہے اور قتیل کو شہید کے منصب پر بٹھایا گیا ہے یہ توہین آمیز عبارات کی تائید و حمایت نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی طرح مولوی گنگوہی صاحب نے جنون اور خبط کی حد تک فتاویٰ رشیدیہ میں وہابیت و نجدیت کا رنگ بھرا ہے اور شرک و بدعت کے خود ساختہ

marfat.com
Marfat.com

فتاویٰ سے اہلسنّت کو آڑے ہاتھوں لیا ہے ہر فتویٰ اور ہر مسئلہ کے ضمن میں گویا بار بار شرک و بدعت کا ورد کیا گیا ہے۔ مسلمانان اہلسنّت کو مشرک و بدعتی قرار دے کر ان کے عقائد و معمولات کو مشرکانہ قرار دیا گیا ہے اب تبلیغی جماعت والے اہل سنت کی مساجد میں آکر سنی بریلوی ائمہ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں اور بمقتضائے ضرورت سلام و قیام بھی کرلیں تو یہ نہ صرف صریح مکاری و عیاری بلکہ خود تھانوی و گنگوہی کے وہابیانہ عقائد سے کھلم کھلا غداری ہے جو تبلیغی جماعت اپنے ہی دین اور مذہب و مسلک سے مخلص نہ ہو وہ اہلسنّت سے کس طرح مخلص ہو سکتی ہے؟

کلمہ و نماز کی تبلیغ و اصلاح کے دعویٰ کی حقیقت

تبلیغی جماعت بظاہر کلمہ و نماز کی تبلیغ و اصلاح کا دعویٰ کرتی ہے لیکن ختم تیجا (سوئم) کے موقعہ پر مسلمانان اہلسنّت چنوں گٹھلیوں پر پچھتر ہزار یا کم و بیش کلمہ شریف پڑھیں تو تبلیغی جماعت اور اس کے اکابرین گنگوہی و تھانوی بدعت و خلاف سنت کا فتویٰ لگاتے اور مسلمانان اہلسنّت کو بدعتی قرار دیتے ہیں دیکھو فتاویٰ رشیدیہ و امداد الفتاویٰ یہی کلمہ چنوں پر پڑھنا بدعت و خلاف سنت قرار پاتا ہے۔ تبلیغی جماعت کا کلمہ پڑھانے یا تصحیح کرانے کا دعویٰ اس وقت صحیح ہوتا جب وہ اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی طرف سے ان کے مرید کے جدید کلمہ "لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ" کی علی الاعلان مذمت کرتے اور رسالہ الامداد مطبوعہ تھانہ بھون بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں جو اس کلمہ پڑھنے والے مرید کو بدیں الفاظ تسلی دی ہے "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے" اس قول کی کھلم کھلا تکذیب و تردید کرتے مگر تبلیغی جماعت اپنے حکیم

marfat.com
Marfat.com

الامت اور اپنے حکیم الامت کے کلمہ کی اصلاح نہ کر سکی دوسروں کا کلمہ کیا درست کرائے گی کلمہ پر تبلیغی دیوبندیوں کا کس قدر ایمان ہے اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ جب مسلمانان اہلسنّت نماز باجماعت کا سلام پھیرنے کے بعد کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہیں تو یہ کلمہ کے مبلغ منہ بگاڑ کر چلے جاتے ہیں اور مختلف حیلوں بہانوں سے کلمہ طیبہ کے ورد کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ رہا نماز کا معاملہ تو ان کی نماز کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے مولانا اسماعیل دہلوی قتیل بالاکوٹی (خودساختہ شہید) لکھتے ہیں ..... رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آنا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراط مستقیم فارسی ص ۹۵ صراط مستقیم اردو ص ۲۰۱)

ان کے نزدیک جب معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک نماز میں آنا گدھے اور بیل سے برا ہے بدتر ہے تو پھر ان کی نماز کی حقیقت ہی کیا ہے کیا تبلیغی نماز میں السلام علیک **ایھا النبی** چھوڑ دیتے ہیں یا کیا دو مرتبہ درود شریف ترک کر دیتے ہیں یا ماکان محمد سے صرف نظر کر جاتے ہیں **یا ایھا النبی' یا ایھا الرسول وغیرھم** ایسی آیات تلاوت سے اعراض کرتے ہیں بہرحال ان کو اصلاح یا تصحیح نماز مقصود ہوتی تو مولوی اسماعیل قتیل بالاکوٹی کے مذکورہ بالا قسم کے افکار ملحدانہ کا تدارک کرتے مگر نہیں تبلیغیوں کی خود اپنی نمازیں تصور حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی و بے نور ہیں جب کہ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی شان نماز کو شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

marfat.com
Marfat.com

تصور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نماز کا ضابطہ تو تبلیغی جماعت کو خود ساختہ شہید دہلوی قتیل بالا کوئی نے جاری کیا تھا اور اب بانی مدرسہ دیوبند تبلیغی جماعت کے ممدوح اعظم اور بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب کے پیرو مرشد گنگوہی صاحب کے دلبر جانی بقول ارواح ثلثہ "گنگوہی عاشق صادق کے معشوق معظم" مولوی قاسم نانوتوی صاحب کا بے وضو نماز پڑھنے کا آرڈر بھی ملاحظ ہو ..... خانصاب نے کہا کہ میرے سے وضو نہیں ہوتی اور نہ یہ دو بری عادتیں چھوٹتی ہیں آپ (نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند) نے فرمایا بے وضو ہی پڑھ لیا کرو شراب بھی پی لیا کرو اس پر اس نے عہد کیا کہ میں بے وضو ہی (نماز) پڑھ لیا کروں گا۔" (ارواح ثلثہ ص ۲۳۷) اسی طرح یہی بانی مدرسہ دیوبند "ایک مرتبہ گڑھی پختہ تشریف لے گئے ایک خان صاحب سے نماز کے لئے کہا انہوں نے جواب دیا کہ مجھے داڑھی چڑھانے کی عادت ہے اور وضو سے یہ اتر جاتی ہے آپ نے فرمایا بے وضو نماز پڑھ لیا کرو" (ارواح ثلثہ ص ۲۳۸)

بتایا جائے بے وضو نماز کی شرعاً" کیا حقیقت و حیثیت ہے حالانکہ شراب پی کر نشہ کی حالت میں پڑھی گئی نماز از روئے قرآن عظیم ممنوع ہے **یا ایھا الذین امنوا لا تقربو الصلوٰۃ وانتم سکری**

تبلیغی جماعت اور ان کے ممدوحین کی نظر میں نماز کی کیا قدر و قیمت ہے اور ان دو معرکتہ الاراء حوالوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ جو تبلیغی جماعت شراب پی کر بے وضو نماز پڑھنے کا حکم جاری کرنے والے اپنے ممدوح بانی مدرسہ دیوبند کی اصلاح نہ کر سکی یا کم از کم اس سے ترک تعلق نہ کر سکی وہ دوسروں کی نماز کی کیا اصلاح کرے گی اور ایسی نمازیں بارگاہ ایزدی تک کیوں کر رسائی حاصل کر سکیں گی؟

marfat.com
Marfat.com

بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب کا واضح اعلان ہے "حضرت مولانا تھانوی (رحمتہ اللہ علیہ) نے بہت بڑا کام کیا ہے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی" (ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۵۷)

اب ان تھانوی صاحب ہی کے ہاتھوں نماز کی تحقیر و تذلیل ملاحظہ ہو لکھتے ہیں "ایک قصبہ چوتھاول ہے وہاں پر بڑی ہمشیرہ کی شادی ہوئی تھی جن کا اسی زمانہ میں انتقال بھی ہو گیا تھا اور تائی صاحبہ بھی وہیں کی تھیں اسی وجہ سے سب لوگ مرد اور عورت ہم لوگوں سے بہت محبت کرتے تھے ان کا بڑا کنبہ تھا ایک بہت بڑی حویلی ہے جو پنجسبن کا محل کہلاتا تھا اس میں سب رہتے بہت سے بچے اور بہت سی عورتیں تھیں ایک روز سب لڑکوں اور لڑکیوں کے جوتے جمع کر کے ان کو برابر رکھا اور ایک جوتے کو سب کے آگے رکھا وہ گویا کہ امام تھا اور پلنگ کھڑے کر کے اس پر کپڑے کی چھت بنائی وہ مسجد قرار دی یہ کھیل تھا" (الافاضات الیومیہ ص ۲۲۸)

فرمایا "ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اس کے شامیانے پر پھینک دیے نمازیوں میں غل مچا کہ جوتے کہاں ہیں ایک شخص نے کہا یہ لٹک رہے ہیں مگر مجھے (تھانوی کو) کسی نے کچھ نہیں کہا" (الافاضات الیومیہ ص ۲۲۹)

کیا تبلیغی جماعت انہی تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے نکلی ہے۔ نماز کی یہ بے حرمتی اور تحقیر و تذلیل تبلیغ کا کونسا حصہ ہے۔؟

اور پھر یہ لوگ جیسا کیسا مذکورہ قسم کا عمل کر کے ترازو میں رکھ کر موازنہ کرتے ہیں اپنے اعمال کا حضور اقدس سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

اعمال مبارکہ سے۔ اسی تبلیغی جماعت کے سرگروہ اعظم بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی لکھتے ہیں "انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں" (تحذیر الناس ص ۹)

یہاں تو تبلیغی جماعت کے بانی کے ممدوح نے عمل میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر اپنی برتری و بڑائی ثابت کی اور اب خود بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب کی ڈینگیں ملاحظہ ہوں لکھتے ہیں "اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے ہیں انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے" (مکاتیب مولانا محمد الیاس ص ۱۰۷)

بتایا جائے وہ کونسا کام ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام تو معاذ اللہ انجام نہ دے سکے لیکن تبلیغی جماعت کے ان پڑھ گنوار نیم ملاؤں نے انجام دے دیا۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں انبیاء علیہم السلام منشاء ایزدی کے خلاف کوئی کام کرنے پر کیوں مصر ہونگے اور ضد کریں گے یہاں بزعم خود بانی تبلیغی جماعت" نے تبلیغی کارکنوں کی اللہ کے نزدیک مقبولیت اور تبلیغی امور کی انجام دہی میں انبیاء علیہم السلام پر ان کی برتری ثابت کرنا چاہی ہے۔ اور سنئے

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب نے بسر و چشم خود اقرار و اعتراف کیا ہے کہ "اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا" یعنی یہ گشتی تبلیغ کا یہ بستر بند طریقہ اور بیوی بچوں اہل و عیال کو چھوڑ کر بغیر تعلیم دین کے چلوں کے نام پر دربدر پھرنا' بہشتی زیور اور تبلیغی نصاب کا درس دینا' مسجدوں میں بلا اجازت جبری طور پر مسلط ہو جانا' مسجدوں میں کھانا پکانا سونا بول براز کرنا یہ طرز تبلیغ قرآن و

marfat.com

Marfat.com

حدیث سے منقول و ماخوذ نہیں بلکہ یہ طرز تبلیغ سر میں تیل مالش سے نیند لا کر خواب میں منکشف ہوا کیونکہ وہ خود کہتے ہیں "تبلیغ کا یہ طریقہ مجھ پر خواب میں منکشف ہوا" اور پھر حضرات انبیاء علیہم السلام سے مماثلت و برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے آیتہ مبارکہ کے مفہوم و تفسیر کو مسخ کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور برملا تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد **کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ** کی تفسیر (مجھے) خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء (علیہم السلام) کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو" (ملفوظات مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت ص ۵) جمہور تفاسیر و اکابر مفسرین کے برعکس بانی تبلیغی جماعت نے تیل مالش کے ذریعہ آنے والی نیند کے خواب سے اپنی اس من گھڑت تفسیر کو القا قرار دیا اور برملا دعویٰ کیا کہ اے تبلیغی مبلغو تم مثل انبیاء علیہم السلام لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔

صحابہ کی شان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صورتیں

اوپر تو تبلیغی کمپنی کے مبلغین کو بزعم خود مثل انبیاء علیہم السلام قرار دیا گیا اور ان کو صحابہ کرام کے مثل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صورتیں قرار دیا جا رہا ہے ملاحظہ ہو۔

امی بی مولانا (الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت) پر بہت شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں اختر (مولوی الیاس کا تاریخی نام) مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں کیا بات ہے کہ ترے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں" (دینی دعوت ص ۴۳)۔ ایک بار تھانہ بھون میں تبلیغی جتھہ گیا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے تعارف کراتے ہوئے کہا اگر

marfat.com
Marfat.com

کسی کو یہ دیکھنا ہو کہ صحابہ کیسے ہوتے تھے تو ان لوگوں (تبلیغی جماعت والوں) کو دیکھ لو (تبلیغی جماعت اکابر علماء و مشائخ کی نظر میں ورسالہ خدام الدین ۸-۱۱-۱۹۷۴ لاہور) ..... مولانا محمود حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ (شیخ الہند) بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب میں مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں"۔ (دینی دعوت ص ۴۴) تبلیغی جماعت کے بانی کے پیرو استاد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق لکھا ہے۔ "سبحان اللہ صحابہ کی سی شان تھی" (قصص الاکابر ص ۶۴)

ہمارے حضرت (مولانا و مرشدنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ) نے فرمایا کہ ان سب حضرات (مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مولوی محمد یعقوب صاحب) کا آپس میں ایسا برتاؤ تھا کہ یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان میں کون بڑا ہے مثل صحابہ کے آپس میں بے تکلف اور جانثار تھے"۔ (قصص الاکابر ص ۱۶۶) "مولوی الیاس صاحب کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں۔" (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۳۳)۔ "مجھے صحابہ کی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔" (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۳۲) حالانکہ ہر ذی علم و فہم بخوبی جانتا ہے بلکہ ہر خاص و عام سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ چودھویں صدی کے کسی بدمذہب بد عقیدہ مولوی کی تو حیثیت و وقعت ہی کیا ہے کوئی غوث قطب ابدال و مجدد بھی صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ) کی برابری و ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا مگر افسوس صد افسوس کہ تبلیغی جماعت والے اپنے اکابر کو اور ان کے اکابر "بانی تبلیغی جماعت" بلکہ عامہ ان پڑھ گنوار جاہل ولا علم تبلیغی کارکنوں تک کو صحابیت کا سرٹیفکیٹ دے ڈالتے ہیں۔

فاضل گرامی مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد صاحب اویسی سلمہ المولیٰ القوی نے ہر عنوان سے تبلیغی جماعت کے پس منظر کو واضح طور پر بے نقاب کیا ہے اور غیر مبہم

marfat.com

Marfat.com

شواہد و حوالہ جات سے اپنے دعووں کو ثابت کیا ہے۔ کاش کہ دیگر قابل قدر علماء اہلسنّت بھی زیر زمین دبے پاؤں بڑھنے والے اس پر اسرار فتنہ وہابیت سے امت مسلمہ کو ہوشیار و خبردار کریں۔

مساجد اہلسنّت کا دفاع اور علماء اہل سنت کی ذمہ داری

علماء و مشائخ اہلسنّت و عامہ برادران اسلام کو یہ جان لینا چاہئے کہ تبلیغی جماعت کا کام محض نماز' روزہ کی تبلیغ و تصحیح ہرگز ہرگز نہیں ہے یہ ہم نہیں کہتے خود تبلیغی جماعت کے اکابرین کی مستند و معتبر کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں اور کوئی چھوٹا موٹا اونا پونا مبلغ نہیں بلکہ خود بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب نے اپنے ایک عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب ایم اے علیگ سے فرمایا جو ایک وسیع النظر عالم ہیں "ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ (تبلیغی جماعت) تحریک صلوۃ (نماز سکھانے والی جماعت) ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ (تبلیغی جماعت) ہرگز تحریک صلوۃ نہیں ہے" ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا "میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم (نیا فرقہ) پیدا کرنی ہے" (دینی دعوت ص ۲۲۶) اب ایک طرف بانی تبلیغی جماعت قسم کھا کر برملا اعتراف کر رہے ہیں کہ یہ تبلیغی جماعت نماز سکھانے والی جماعت نہیں ایک نیا فرقہ پیدا کرنا ہے لیکن تبلیغی کارکن اپنے بانی کے برعکس تبلیغی جماعت کو کلمہ و نماز سکھانے والی جماعت ظاہر کر کے صریحا مغالطہ اور دھوکہ دے رہے ہیں اب یا تو بانی تبلیغی جماعت جھوٹے ہیں یا تبلیغی کارکن مکار و عیار ہیں جو تبلیغی جماعت کے مخفی عزائم کو چھپا کر تبلیغی جماعت کو کلمہ و نماز کی تصحیح و تبلیغ کرنے والی جماعت قرار دیئے جا رہے ہیں حالانکہ صریح جھوٹ کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس حقیقت کو بانی تبلیغی جماعت

marfat.com
Marfat.com

مولوی الیاس صاحب ایک دوسری جگہ ذرا زیادہ واضح طور پر بیان کرتے ہیں خاص تبلیغی کارکنوں کے نام اپنے ایک اہم پیغام میں کہتے ہیں "مجھے اس وقت تک ہمیشہ کام کرنے والوں سے ایک ایسے ذہنی ذہول کا تجربہ ہے کہ اس کے اندر تھوڑے فرق کی وجہ سے کام کی نوعیت بالکل بکار سے بے کاری کی طرف منتقل ہو جاتی ہے .....میں بہت متردد ہوں کہ میں اس کو کس طرح ذہن نشین کردوں.....خدا کرے میری ناقص تحریر سے آپ کو جودت خیال منتفع ہو وہ دو امر ہیں ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہئے اور (تبلیغی کارکن) وہ کرتے ہیں دوسرا وہ جو ہونا چاہئے اور نہیں کرتے امر اول کلمہ اور نماز کے تصحیح کرانے کو اگر کرتے ہیں تو بمنزلہ مقصود کے کرتے ہیں کہ جیسا کہ اس تحریک (تبلیغی جماعت) کا مقصد ہو حالانکہ یہ مقصد نہیں" (مکاتیب مولانا محمد الیاس ص ۱۲۰) بانی تبلیغی جماعت نے اس جگہ بھی تبلیغی کارکنوں کی اس بے شعور دھاندلی کا رونا رویا ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کو کلمہ و نماز کی تصحیح کرانے والی جماعت قرار دیئے ہوئے ہیں حالانکہ کلمہ و نماز کی تبلیغ و تصحیح تبلیغی جماعت کا اصلی و حقیقی مقصد نہیں ہے۔ اندریں حالات علماء اہل سنت پر ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کے بانی کی کتابوں (دینی دعوت اور مکاتیب مولوی الیاس) خرید کر رکھیں اور ان کے مذکورہ بالا ناقابل تاویل حوالوں کی روشنی میں ان کو سنی مساجد میں ڈیرہ جمانے اور نئی قوم نیا فرقہ پیدا کر کے وہابیت پھیلانے سے روکیں یہاں یہ بات بھی خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ وہابی دیوبندی تبلیغی ٹیمیں تبلیغ کے لئے نہ تو عیسائیوں کے گرجوں اور چرچوں میں جاتی ہیں نہ شیعوں کے امام باڑوں میں جاتی ہیں نہ مرزائیوں قادیانیوں یا منکرین حدیث پرویزیوں کے عبادت خانوں میں جاتی ہیں اور نہ ہی غیر مقلدین کی مسجدوں کا رخ کرتی ہیں۔ ان کی یہ نام نہاد تبلیغی یلغار ہمیشہ بالخصوص سنی بریلوی مساجد پر ہوا کرتی ہے جنون اور

marfat.com
Marfat.com

خبط کی حد تک اصرار کر کے ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لے کر زور ازوری مساجد اہلسنّت میں گھس کر وہابی بہشتی زیور دیوبندی تبلیغی نصاب کا رٹا ہوا درس شروع کر دیتی ہیں اس طرح یہ فتین جماعت فتنہ و شر و ہنگامہ آرائی اور مسلکی خلفشار کا باعث بنتی ہیں اور ان جبری تبلیغ کرنے والوں کو اگر کوئی نکال باہر کرے تو منفی پراپیگنڈہ کے لئے مسکین بن کر اس مسجد کے باہر ڈیرہ ڈال دیتے ہیں حالانکہ قرآن عظیم میں ہے لا اکراہ فی الدین "دین میں جبر نہیں ہے" اور پھر وہ کونسا مسئلہ ہے جو مساجد اہلسنّت کے مستند علماء' ائمہ و خطباء کو نہیں آتا اور وہ ان پڑھ گنوار تبلیغی کارکنوں کو آتا ہے اور پھر سب سے بڑی اور خصوصی توجہ کی مستحق یہ بات ہے کہ اس وقت تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے فلموں' سینماؤں' تھیٹروں' موت کے کنوؤں' سرکسوں اور وی سی آر کی دوکانوں پر جو فحاشی و بدکاری' بے حیائی و بے راہ روی کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے تھانوں اور عدالتوں اور کچہریوں میں جو رشوت و ناانصافی کے گڑھ بنے ہوئے ہیں مگر جب رائے ونڈ یا بستی نظام الدین دہلی سے ان کو چابی بھر کے چھوڑا جاتا ہے تو عموماً "سنی بریلوی مسجدوں کا رخ کرتے ہیں اور فتنہ و شر کا باعث بنتے ہیں حالانکہ مسجدوں میں جو کوئی آتا ہے وہ تھوڑا بہت کچھ نہ کچھ کلمہ نماز اور دین جانتا اور سمجھتا ہی ہے تبلیغ کی اہم ضرورت مذکورہ بالا قسم کے اہم مراکز و مقامات پر زیادہ ہے لیکن افسوس کہ تبلیغی جماعت والے تبلیغ کے حقیقی مقامات کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کرتے ہیں مگر چونکہ ان کا اصل مقصد مساجد اہلسنّت میں دبے پاؤں وہابیت و دیوبندیت کی تبلیغ و اشاعت ہے اس لئے سنی بریلوی مساجد ان کا خصوصی نشانہ ہیں۔ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد صاحب اویسی زید علمہ و فضلہ کی زیر نظر کتاب لاجواب اس فتنہ کے استیصال میں ایک اہم تصنیف ہے اور حالات اس امر کے مقتضی ہیں کہ یہ کتاب "الفتنۃ الکبریٰ" ہر سنی

marfat.com
Marfat.com

یوی امام مسجد کے پاس لازمی ہو ما کہ وہ اس جماعت کے مذموم مقاصد اور مضر اثرات سے مسلمانان اہلسنت کے دین و ایمان کا تحفظ اور اپنے عقیدہ و مسلک کا دفاع کر سکیں اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول خاص و عام بنائے اور مسلمانان اہلسنت کو رہبرو رہزن میں امتیاز کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

الفقیر القادری عبدالبنی الولی محمد حسن علی غفرلہ الولی الرضوی البریلوی میلسی

بناض قوم پاسبانِ مسلکِ اعلحضرت

حضرت علامہ مولانا **ابو داؤد محمد صادق** مدظلہ العالی

کی قلم سے حقائق پر مبنی تین قیمتی کتابیں تاریخی شواہد' اخباری بیانات'
اپنے اور غیروں کے تاثرات اور سب سے بڑھ کر
قرآن و حدیث سے استدلال ان کتابوں کی جان ہیں۔

مودودیو۔ وہابیو۔ دیوبندیو! ہے کوئی جواب؟ تو جواب دو!!!

-1	تاریخی حقائق	قیمت 35
-2	نورانی حقائق	قیمت 50
-3	مودودی حقائق	قیمت 25

آج ہی ان کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

ملنے کا پتہ: **مکتبہ اہلسنت** برائٹ کارنر دوکان نمبر 9 سبزی منڈی کراچی پاکستان۔

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت کا حلیہ و خاکہ

(بتصرف علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی)

(از قلم پیر حکیم محمد فضیل الرحمٰن جمالی نعمانی اولاد خواجہ قطب جمال ہانسوی اولاد سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم)

نیچا کرتہ اونچا تہمد ریش دراز اور پستہ قد
سارے کڑ متعصب بے حد ہاتھ میں تسبیح اللہ احد
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں

ادنیٰ اعلیٰ نرالے اس میں نجدیت کے جیالے اس میں
شرع کے متوالے اس میں گورے اس میں کالے اس میں
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں

بار نصیحت سر کے اوپر ہاتھ میں لوٹا کندھے بستر
لو اور گرمی باد صرصر نجدیت پھیلائیں گھر گھر
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں

نہ ان کا سالار ہے کوئی نہ ان میں احبار ہے کوئی
نہ ان کا اعتبار ہے کوئی نہ ان کا معیار ہے کوئی
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں

نہ کوئی ان میں عالم فاضل نہ کوئی ان میں صوفی کامل
نہ کوئی ان میں یکتا عامل سرتا پاء ہیں کاہل جاہل
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں

سارے نجدی دیوبندی حسن عقیدت جن کی گندی

marfat.com
Marfat.com

گاندھی کی منصوبہ بندی رائیونڈی کی گندی منڈی
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں
نہ جانیں یہ شریعت کیا ہے نہ جانیں یہ طریقت کیا ہے
نہ جانیں یہ حقیقت کیا ہے نہ جانیں یہ معرفت کیا ہے
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں
اپنی شریعت کے ہیں قائل ادھورے ان کو یاد مسائل
نہ کوئی ان کو سند ہے حاصل سچائی کے نہیں ہیں قائل
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں
نہ ان جیسا مکار ہے کوئی نہ ان جیسا عیار ہے کوئی
نہ ان جیسا ہشیار ہے کوئی نہ ان جیسا بے کار ہے کوئی
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں
یہ ہیں نجد کی رام کہانی مقصد وہابیت پھیلانی
کانگرس کی یہ نشانی نہ کچھ عقل' شعور ایمانی
دیکھتے کیا ہو تبلیغی ہیں پوچھتے کیا ہو تبلیغی ہیں

وظائف و عملیات سیکھئے

کسی بھی پریشانی کے وقت خصوصاً ایمان کی سلامتی کیلئے' رزق میں برکت اور روزی کے حصول کیلئے' اور ہر ناگہانی آفات و بلیات سے بچنے کیلئے۔

ان انمول رسالوں کا مطالعہ ضرور کریں

1- "رزق میں خیر و برکت کے 27 اوراد و اعمال"	ہدیہ 5 روپے
2- "تحفۃ الوظائف" 3- "ہر گز مت مرنا مگر مسلمان" (ایمان کے تحفظ کے وظائف)	ہدیہ 6 روپے
4- "ناگہانی آفات و حادثات سے بچنے کے 11 اوراد و اعمال"	ہدیہ 3 روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ اہلسنّت برائٹ کارنر دوکان نمبر 9 سبزی منڈی کراچی۔

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۷، ع ۱۴)

(ترجمہ) پس یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو" (کنزالایمان)

بُری صحبت سے بچنا نہایت ہی ضروری ہے۔ بُرا یار بُرے سانپ سے بدتر ہے کہ بُرا سانپ جان لیتا ہے اور بُرا یار ایمان برباد کرتا ہے۔ (نورالعرفان)

آیت: وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۶، ع ۱۲)

(ترجمہ) اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں بہت شدید و تاکید ہے کہ مسلمانوں پر یہود و نصاریٰ اور ہر مخالفِ دینِ اسلام سے علیحدگی اور حذر رہنا واجب ہے۔ (مدارک و خازن) جو کافروں سے دوستی کرکے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے فرمایا کہ نصرانی سے کیا واسطہ؟ تم نے یہ آیت نہیں سنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ (الآیۃ) انہوں نے عرض کیا اس کا دین اس کے ساتھ، مجھ تو اس کی کتابت سے غرض ہے۔ امیرالمؤمنین نے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزت نہ دو۔ اللہ نے انہیں دُور کیا تم انہیں قریب نہ کرو۔ حضرت ابو موسیٰ نے عرض کیا کہ بغیر اس کے حکومتِ بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے یعنی اس ضرورت سے مجبوری اس کو رکھا ہے کہ اس قابلیت کا دُوسرا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا۔ اس پر حضرت امیر المومنین نے فرمایا نصرانی مر گیا، والسلام! یعنی فرض کرو کہ وُہ مر گیا، اس وقت جو انتظام کرو گے وہی اب کرو اور اس سے ہرگز کام نہ لو۔ یہ آخری بات ہے (خازن) (خزائن العرفان)

آیت: وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ (پ ۱۲ ع ۱)

(ترجمہ) اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

یہاں ظالم سے مراد کافر اور سارے گمراہ و مرتدین ہیں اور اُن کی طرف جھکنے سے مُراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا، ان کے اعمال سے راضی ہونا، ان کے مقابلہ میں پلپلا پن دکھانا، ان کی خوشامد کرنا ہے کسی بے دین سے یہ کوئی معاملہ نہ کیا جائے۔ (تفسیر نور العرفان) کسی کی طرف جھکنا اس کے ساتھ میل محبت رکھنے کو کہتے ہیں۔ ابو العالیہ نے کہا کہ معنی یہ ہے کہ ظالموں کے اعمال سے راضی نہ ہو۔ سدی نے کہا ان کے ساتھ مداہنت نہ کرو۔ قتادہ نے کہا مشرکین سے نہ ملو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نافرمانوں کے ساتھ یعنی کافروں اور بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول رسم و راہ، مودّت و محبت، ان کی ہاں میں ہاں ملانا، ان کی خوشامد میں رہنا ممنوع ہے۔ (خزائن العرفان)

marfat.com
Marfat.com

حدیث مبارک: اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ۔ (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۶۲)

(ترجمہ) بے شک قیامت سے پہلے بہت جھوٹے لوگ ہونگے پس ان سے بچو"۔

جھوٹوں سے مراد جھوٹی حدیثیں گھڑنے والے یا جھوٹے مسئلے بیان کرنے والے یا جھوٹے عقیدے ایجاد کرنے والے، انہیں سلف صالحین کی طرف نسبت کرنے والے یا جھوٹے نبوّت کا دعوٰی کرنے والے ہیں۔ یہ لفظ بہت عام ہے۔ جھوٹے عُلما، جھوٹے محدّثین، جھوٹے عقیدوں والوں سے بچنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے جھوٹے نبیوں سے بچنا لازم ہے جیسا کہ فَاحْذَرُوْھُمْ سے معلوم ہوا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

حدیث مبارک: اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیَ الْاَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ (ترمذی شریف بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۶۳)

(ترجمہ) مجھے اپنی اُمت پر گمراہ کُن لیڈروں کا خوف ہے"۔

عُلما فرماتے ہیں کہ تلوار کے فتنے سے علمی فتنہ بڑا ہے خونخوار ظالم ایک آدمی کی زندگی ختم کر دیتا ہے، مگر فتنہ گر گمراہ عالم ہزارہا خاندانوں کی روحانی زندگی تباہ کر ڈالتا ہے۔ اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے ان پر خوف ظاہر فرمایا (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

حدیث مبارک: فَاِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ۔ (مشکوٰۃ ص۲۸)

(ترجمہ) اُن (بدمذہبوں) سے دُور رہو اور انہیں اپنے سے دُور رکھو کہیں وُہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وُہ تمہیں

marfat.com
Marfat.com

فتنہ میں نہ ڈال دیں"۔

پتہ چلا کہ کوئی بھی بدمذہب و بدعقیدہ اس لائق نہیں کہ اُس کی مجلس اختیار کی جائے یا اس کے ساتھ دوستی اور تعلقات قائم کرتے ہوئے شریک غم والم ہو۔ اس کی بدعقیدگی کی بُنیاد انکارِ توحید باری ہو یا انکارِ ختمِ نبوت، یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب و اختیارات اور نورانیت جیسے کمالات و اعزازات سے انکار کا اس کے گلے میں طوق پڑ چکا ہو، یا اہلبیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا باغی و دشمن ہو۔

خبردار خبردار! ایسے لوگوں سے بچو۔ ان سے دُور بھاگو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی اور دنیا و آخرت میں کامیابی اسی میں ہے۔ (سُنی تقویۃ الایمان ص۱۰۱)

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دُور شو از اختلاطِ یارِ بد
یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
تا توانی دُور شو از یارِ بد
یار بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جان زند
یارِ بد بر دین و بر ایمان زند

سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر احمد صاحب کوٹلی لوہاراں والے فرماتے ہیں: ؎

بدعقیدہ سے رہو تم دُور دُور
ورنہ لے ڈوبے گا وہ تم کو ضرور

marfat.com
Marfat.com

امام دارمی روایت کرتے ہیں:-

"ابو قلابہ نے کہا بدمذہب لوگوں کے پاس مت بیٹھو اور نہ اُن سے بحث کرو۔ کیونکہ مجھے یہ خدشہ ہے کہ وُہ تم کو اپنی گمراہی میں مُبتلا کر دیں گے یا تم پر تمہارے مسلک کو مشتبہ کر دیں گے۔"

(سُنن دارمی ج ۱ ص ۹۰ ، ملتان)

مُسلمانو! 'تبلیغی جماعت' سے بچو۔ یہ بہت خطرناک ٹولی ہے یہ وُہی پُرانے شکاری (نجدی، وہابی، کانگرسی، دیوبندی) ہیں جو اَب بستر باندھ کر جگہ جگہ پھر رہے ہیں۔ بظاہر کلمہ پڑھاتے دراصل ایمان کے دشمن ہیں۔ بتا دینا ہمارا فرض تھا اِن سے بچنا یا نہ بچنا آپ کا کام۔ کل قیامت کے روز یہ نہ کہنا کہ ہمیں ان کا علم نہ تھا۔

دراصل یہ لوگ ایک سازش کے تحت یہ دھندا کر رہے ہیں۔ وُہ یہ کہ بظاہر عوام کو ایک نیک کام کی دعوت دے کر وہابی عقائد کی طرف لے جائیں۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ تبلیغ کے چند چلوں کے بعد وُہابیت کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ ورنہ تبلیغ کا اثر یوں پھیلتا کہ سینما کوئی نہ دیکھتا۔ زنا کی جڑ کٹ جاتی۔ شراب خانے ویران ہو جاتے۔ برائیوں کا قلع قمع ہو جاتا۔ لیکن معاملہ برعکس ہے کہ خود ان کے مبلغین کے کردار کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ بلکہ یار لوگوں کے اندرونِ خانہ کی حالت یہ ہے کہ مَرد تبلیغ پر ہے تو عورت سینما کی زینت ہے، لڑکا بدمعاشی کا اُستاد ہے۔ حالانکہ شرعی حکم یہ ہے کہ پہلے انسان اپنے گھر کے افراد کو نیک بنائے، پھر رشتہ داران کو، پھر دُوسروں کو۔ اور تبلیغ یہ نہیں سکھاتی کہ ماں باپ گھر میں بھُوکے مر رہے ہیں لیکن مبلغ صاحب

marfat.com
Marfat.com

پین، امریکہ کی سیر و سیاحت پر ہے۔ اگر اس کا نام تبلیغِ اسلام ہے
تو پھر دین کا خدا حافظ۔

اور پھر یہ تبلیغ کافروں، سکھوں، بے دینوں کو ہونی چاہئے تھی۔
مسلمان تو پہلے ہی کلمہ پڑھتے ہیں انہیں دوبارہ کلمہ پڑھانے کے کیا معنی
پھر یہ لوگ بدعت کو بُرا کہتے ہیں لیکن خود بدعتی ہیں اس لئے کہ اس طرح
بستر سے سر پر اٹھا کر مسلمانوں کو کلمہ پڑھانے کی کونسی حدیث ہے۔
اور اگر یہ طریقہ اسلامی تھا تو مولوی الیاس سے پہلے کے تمام مشائخ کرام
اور علمائے کرام، بالخصوص علمائے دیوبند اس دولت سے کیوں
محروم رہے۔

بہر حال ان غریبوں کی چال کو سنجیدہ طبقہ خوب جانتا ہے۔
غور کرو گے تو یقین ہو جائے گا کہ تبلیغی جماعت میں اکثریت اُن بھولے
بھالوں کی ہوتی ہے جنہیں دین کی باتوں کے سیکھنے کا شوق ہوتا ہے
اور کچھ اپنی تعداد بڑھانے کے لئے عام آدمی کو ساتھ لے لیتے ہیں کچھ
جبراً بھرتی کرتے ہیں، کچھ لوگ سیر کے شوقین ہوتے ہیں۔

یقین کیجئے کہ تبلیغی جماعت دراصل وہی وہابی، دیوبندی ہیں۔
جن کے متعلق سب کو معلوم ہے کہ وہابی دیوبندی گستاخِ رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اولیائے کرام و اہلبیت اطہار کے
بے ادب لیکن طریقہ نیا اختیار کیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کا قدیم سے طریقہ
چلا آرہا ہے کہ ہر زمانہ میں نیا رُوپ دھارتے اور نیا رنگ بدلتے ہیں۔
اب یہ طریقہ اسی لئے بدلا ہے۔

اسی لئے یہ کہتے ہیں ہم نہ سیاسی ہیں نہ کسی جماعت سے تعلق ہے

marfat.com
Marfat.com

حالانکہ یہ "بے خبر عوام" کو وہابی بنانے کی ایک نئی چال ہے اور اسی لئے یہ جماعت دُوسری وہابی جماعتوں سے کچھ زیادہ ہی تقیّہ باز، خطرناک، پُراسرار ہے۔ اور اس جماعت کا سربراہ مولوی الیاس دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرید اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا بہت زیادہ عقیدتمند اور مولوی محمود حسن دیوبندی کا شاگرد ہے۔
(تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ ص ۱۱ تا ۱۵)

انگریز کا پودا تبلیغی جماعت

جہاں انگریز نے اہلسنّت کے زور کو کم کرنے کے لیے اور جماعتیں مثلاً مرزائی، غیر مقلد کھڑی کیں وہاں تبلیغی جماعت کو بھی کھڑا کیا۔ چنانچہ شبیر احمد عثمانی نے مولوی حفظ الرحمٰن دیوبندی کی روایت بیان کی ہے کہ مولوی الیاس کی تبلیغی جماعت کو بھی ابتداءً حکومتِ برطانیہ کی طرف سے روپیہ ملتا تھا۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۱۳)

مولوی الیاس کی "تبلیغی جماعت" کی وہی پرانی عادت ہے یعنی وہابیوں، دیوبندیوں والے عقیدوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو "پاکیزہ خواب ص ۱۹"۔ شائع کردہ تبلیغی جماعتِ ہند۔

"ڈوبتا آدمی کہے یا عبدالقادر جیلانی اغثنی۔ اے عبدالقادر جیلانی فریاد سُنئے مجھ کو ڈوبنے سے بچائیے۔ یا کوئی عورت کہے کہ اے عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) مجھے بچّہ دیجئے۔ اور کوئی کہے کہ مجھے روزی دیجئے۔ اور محرم کے مہینے میں یا حسین علیہ السلام کہہ کر مرادیں امام حسین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ سب

marfat.com
Marfat.com

حرام اور شرک ہے۔ (بحوالہ تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ صفحہ ۱۵-۱۶)

مولوی الیاس بانیٔ تبلیغی جماعت کی گستاخیاں

مولوی الیاس کی وہابیت و بدعقیدگی اور گستاخی یہ ہے کہ وُہ کہتا ہے "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السّلام لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو"۔ (ملفوظات الیاس ص۵۱)

"مثل انبیاءؑ" کی اس خود ساختہ تفسیر شیطانی خواب و زعمِ باطل کے بعد تنقیص انبیا کی مزید جسارت ملاحظہ ہو:۔

مولوی الیاس تبلیغی جماعت کے کارکنوں کا انبیاء علیہم السّلام سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا۔ اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وُہ کام لے لیں جو انبیاؑ سے بھی نہ ہو سکے"۔ (مکاتیب الیاس ص۱۰۱)

تبلیغی جماعت اور اس کے سربراہ کے اس اجمالی تعارف سے واضح ہُوا کہ یہ تبلیغی جماعت والے وہابی ہیں۔ ان کا مقصد صرف اہلسنت کو وہابی بنانا ہے۔ بانیٔ جماعت کی گستاخی کا یہ عالم کہ خود کو مثلِ انبیاء کہا، اور یہی مرزا قادیانی نے کہا۔ اب قادیانی تو کافر اور بے ایمان ہوئے، اور یہ سچّے پکے دین و توحید کے ٹھیکیدار۔ پھر اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام سے بڑھا کر اور انہیں گھٹا کر دکھایا۔

ان واضح اور صاف عبارات کے پڑھنے کے باوجود بھی کوئی شخص

marfat.com

Marfat.com

اگر تبلیغی جماعت کو اچھا سمجھتا ہے تو پھر خدا حافظ۔

ایک سوال کا جواب

ہمارے عوام ظاہری صورت دیکھتے ہیں تو اُلٹا ہمیں کوستے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کی نماز، عبادت، زہد، تقویٰ، صورتِ پُر فریب، اور پھر چندہ نہیں مانگتے، بندہ مانگتے ہیں۔ اپنا خرچ کھاتے ہیں۔ مسجدوں میں گزارا کرتے ہیں۔ بستر سر پر اُٹھا کر اللہ کی رضا پر لوگوں کو اللہ اللہ سکھاتے ہیں وغیرہ۔ لیکن ہمارے مسلمان بھائیوں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ ابلیس نے بھی کبھی شیخ نجدی کا بھیس بدل کر مصطفےٰ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی دُشمنی کا مظاہرہ کیا۔ وہی صورت ہے کہ یہ لوگ تبلیغ کے رنگ میں لوگوں کو وہابی بناتے ہیں۔

تبلیغی یا وہابی

عوام بلکہ بہت سے پڑھے لکھے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ فی سبیل اللہ تبلیغ کرتے ہیں اور اپنا کھاتے ہیں، کسی سے کچھ نہیں لیتے اور دین کی باتیں بتلاتے ہیں اور کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ سیدھے سادے مسلمان ہیں۔۔۔ تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بھی ان کا پھنسانے کا ایک ڈھنگ ہے۔ کیونکہ اگر وُہ صاف کہہ دیں کہ ہم وہابی، دیوبندی ہیں تو عوام ان کے دامِ تزویر میں نہیں آسکتے۔ اسی لئے انہیں ٹریننگ دی جاتی ہے اور اس بات پر مضبوط کر کے بھیجا جاتا ہے کہ کسی کو یہ نہ کہنا کہ "ہم وہابی ہیں" حالانکہ اُن کے بڑے وہابیت پر ناز کرتے ہیں اور بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کو وہابی بنا دیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو :-

مولوی محمد الیاس صاحب بانیٔ تبلیغی جماعت نے کہا :-

"مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (دیوبندی) نے دین کی بڑی خدمت

marfat.com

Marfat.com

کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تعلیم ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو۔ اس طرح اُن کی تعلیم عام ہو جائے گی۔ لیکن ہم دیوبندی ہونے کا اظہار نہیں کرتے کیونکہ اظہار کرنے سے دُوسرے فرقوں کے مسلمان ہماری بات بھی سُننے کو تیار نہیں ہوتے"۔ (ملفوظات الیاس ص۵۶)

دیکھئے تبلیغی جماعت کے بانی نے اصلی مقصد بتا دیا کہ اس نے وُہی بات نکالی جو ہم نے کہا"

اکابر وہابی :

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ اُن کے عقائد عُمدہ تھے۔ وُہ اور اُن کے مقتدی اچھے ہیں۔ وُہ (یعنی محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی) عامل بالحدیث تھا۔ شرک اور بدعت سے روکتا تھا۔ ملخصاً (فتاوٰی رشیدیہ ص۵۵۱)

(۲) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے کہا کہ :

"بھائی یہاں 'وہابی' کہتے ہیں۔ یہاں (ہمارے ہاں) فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو"۔ (اشرف السوانح ج۱، ص۴۵)

نیز: "اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود ہی (لوگ) وہابی بن جائیں۔ (الاضافات الیومیہ ج۲ ص۶۷)

(۳) ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ "نجدی عقائد کے معاملہ میں تو اچھے ہیں مگر عمل میں کچھ بودے معلوم ہوتے ہیں"۔ (الافاضات الیومیہ ج۲ ص۱۲۰)

(۴) "بدعتی کے معنی ہیں بادب بے ایمان۔ اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان"۔ (الافاضات الیومیہ ج۴ ص۱۴، ط۱۴۲)

(۵) مولوی منظور سنبھلی دیوبندی تبلیغی جماعت کے سرگرم وبانی ارکان میں سے

marfat.com

Marfat.com

عقائد وہی ہوں گے جو حنبلی المذہب لوگوں کے ہوتے ہیں۔
حنبلی اہلسنت والجماعت کے چار مذاہب میں ایک مذہب ہے
اور چاروں مذہب حق ہیں۔" ہذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
(عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی
۷ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ)

حوالہ جات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ علماء دیوبند کی نظر میں بانی وہابیت محمد بن عبدالوہاب نجدی عامل بالحدیث تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے نزدیک وہابی کا معنی باایمان تھا۔ مولوی منظور اور مولوی زکریا جیسے اکابر دیوبند خود کو "سخت وہابی" اور بڑا وہابی ہونے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ مولوی احمد علی صاحب وہابیوں کی اقتداء میں باقاعدگی سے ہر نمازِ عید پڑھتے تھے وہابیوں سے جسمانی رشتہ بھی تھا، اعتقادی رشتہ بھی تھا۔ اور خود مولوی غلام اللہ خاں صاحب کے مفتی بانیٔ وہابیت محمد بن عبدالوہاب نجدی کو بزرگ سمجھتے اور علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

دارالافتاء

دارالعلوم انوار القادریہ میں ایک عظیم الشان دارالافتاء بھی قائم ہو چکا ہے۔
جس میں مفتی اہلسنت **مفتی سید محمد اکبر الحق** رضوی مدظلہ العالی
ریکارڈ ٹائم میں (جلد) لوگوں کے شرعی مسائل حل فرماتے ہیں۔
آپ بھی جلد فتویٰ حاصل کرنے کے لئے رجوع فرمائیں۔

دارالعلوم انوار القادریہ

حیدر آباد کالونی جمشید روڈ نمبر 3 کراچی۔ فون نمبر 4120794

marfat.com
Marfat.com

اہلسنّت کی عظیم دینی درسگاہ

دارالعلوم انوارالقادریہ میں حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی (عالم کورس)
ماہر اور قابل اساتذہ کی زیر نگرانی میں کرایا جاتا ہے۔
انگلش لینگویج اور اسکول کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

دارالعلوم انوارالقادریہ
حیدر آباد کالونی جمشید روڈ نمبر 3 کراچی فون نمبر 4120794

تبلیغی جماعت کی نشانی ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی!

ذیل کی احادیث پڑھ کر آپ یقیناً محو حیرت ہوں گے کہ حضور اکرم سیّد عالم رحمت دو جہان محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے سامنے قیامت تک برپا ہونے والے جن مذہبی فتنوں کا تذکرہ فرمایا ہے ان میں نجد کا یہ "فتنہ وہابیت" خاص طور پر نمایاں ہے۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ائمۂ فتن کے متعلق سرکار کی یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

واللہ ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃٍ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلثۃ مائۃٍ فصاعدًا الّا قد سماہ لنا باسمہ واسم قبیلتہ (ابوداؤد شریف ص ۵۸۲)

خدا کی قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایسے شخص کا ذکر نہیں چھوڑا جو آج سے قیامت تک کسی فتنے کا بانی ہوگا جس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو یا اس سے زائد ہوگی یہاں تک کہ حضور نے اس کا نام اور اس کے قبیلے تک کا نام ہمیں بتا دیا

اب اس حقیقت کے پس منظر میں نجدی گروہ اور اس کے تعلق سے

marfat.com

Marfat.com

ہیں:۔ وُہ اپنی وہابیت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"ہم خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں"۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص۱۹۱)

(۶) مولوی زکریا سہارنپوری تبلیغی جماعت کے موجودہ امیر ہیں اور بانیٔ تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں:۔

"مولوی صاحب! میں خود تم سے 'بڑا وہابی' ہوں"۔

(سوانح مولانا محمد یوسف ص۱۹۳)

(۷) مولوی احمد علی صاحب جمعیت العلماءِ اسلام کے امیر تھے۔ وُہ ہر نمازِ عید غیر مقلد وہابی کی اقتداء میں ادا کرتے، اور غیر مقلدین میں رشتہ بھی دیا ہوا تھا بلکہ وہابیوں سے نہ صرف روحانی اور اعتقادی رشتہ تھا بلکہ جسمانی تعلق بھی تھا وہ خود لکھتے ہیں:۔

"میں ہمیشہ عید کی نماز مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد وہابی) کی قیادت میں ادا کرتا ہوں"۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور۔ ۴ر جولائی ۱۹۷۵ء)

(۸) مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی کو اہل حدیث مکتبِ فکر کے مشہور مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی سے بھی شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ آپ کو مرکزی جمعیت اہلحدیث میں بھی مقام حاصل ہے۔ آپ دیوبندی مکتبِ فکر کے مشہور مولوی احمد علی صاحب شیرانوالا دروازہ لاہور کے داماد بھی تھے"۔ (کرامات اہلحدیث ص۲)

(۹) مولوی غلام اللہ۔ ایک صاحب نے آپ کی خدمت میں ایک استفتاء ارسال کیا جس کا جواب آپ کے دارالعلوم "تعلیم القرآن" کے مفتی عبدالرشید صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل موصول ہُوا:۔

"شیخ محمد بن عبدالوہاب حنبلی المذہب بزرگ ہوئے ہیں۔ اُن کے

marfat.com

Marfat.com

تبلیغی جماعت کی بابت احادیث میں جو نشاندہی کی گئی ہے ذیل میں اس کی حیرت انگیز تفصیلات ملاحظہ فرمائیے :۔

نجد کے لئے بددُعا

پہلی حدیث :۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام بخاری نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ایک دن حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے لیے دُعا فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا قال اللّٰھم بارك لنا فی شامنا اللّٰھم بارك لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطٰن ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۸۲، بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۱)

خداوندا! ہمارے لیے ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل فرما (دُعا کرتے وقت نجد کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے) انہوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ! اس پر حضور نے ارشاد فرمایا خداوندا ہمارے لیے شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ راوی کا بیان ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور نے فرمایا کہ وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا "

عام طور پر "قرن الشیطان" کا ترجمہ "شیطان کی سینگ" کیا جاتا ہے لیکن دیوبند کے مصباح اللغات میں اس کا ایک ترجمہ "شیطان کی رائے کا

marfat.com

Marfat.com

پابند" بھی کیا گیا ہے ص۶۶۳ ۔ بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ 'نجد' خیر و برکت کی جگہ نہیں بلکہ فتنہ و شر کی جگہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعلمین کی دعائے خیر سے محروم ہو جانے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہمیشہ کے لیے اُس خطّے پر شقاوت و بدبختی کی مُہر لگ گئی۔ اب وہاں سے کسی خیر کی توقع رکھنا تقدیر الٰہی سے جنگ کرنا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ وہاں کی خاک سے کوئی ایسا شخص ضرور اُٹھے گا جو شیطان کی رائے کا پابند ہوگا یا جس طرح سورج کی پھیل جانے والی پہلی کرن کو "قرن الشمس" کہتے ہیں اسی طرح شیطان کا فتنہ بھی وہاں سے سارے جہاں میں پھیل جائے گا۔

اشارہ محسوس:۔ نجد و حجاز کا اٹلس (جغرافیائی نقشہ) سامنے رکھئے تو آپ کو واضح طور پر نظر آئے گا کہ نجد کا علاقہ مدینہ منوّرہ کے بالکل مشرقی سمت پر واقع ہے۔ مدینے سے سرکارِ مدینہ نے جن الفاظ میں اس سمت کی طرف اشارے کئے ہیں وُہ ایک وفادار مومن کو چونکا دینے کے لئے کافی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نگاہِ رسالت پناہ میں نجد کا فتنہ اُمت کے لیے کس درجہ ہولناک اور ایمان شکن تھا۔ اب اس عنوان پر ذیل میں حدیثوں کی قطار ملاحظہ فرمائیے:۔

مشرق سے شیطان کی سینگ

دوسری حدیث: صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث نقل کی گئی ہے:۔

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

قام عند باب حفصة فقال بيده نحو المشرق الفتنة ها هنا من حيث يطلع قرن الشيطٰن مرتين او ثلاثا۔

(مسلم شریف ج۲ ص۳۹۴)

علیہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ کے دروازے پر کھڑے تھے۔ وہاں سے مشرق کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ فتنہ کی جگہ یہ ہے۔ یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ راوی کو شک ہے کہ یہ الفاظ حضور نے دو بار کہے یا تین بار۔"

مشرق سے فتنہ اُٹھے گا

تیسری حدیث :۔ یہی حدیث حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے پھر مسلم شریف میں ہے :۔

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال وھو مستقبل المشرق ان الفتنة ھاھنا ان الفتنة ھاھنا ان الفتنة ھاھنا من حیث یطلع قرن الشیطٰن۔ (مسلم شریف ج۲ ص۳۹۴)

بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف رُخ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اُٹھے گا۔ فتنہ یہاں سے اُٹھے گا۔ فتنہ یہاں سے اُٹھے گا جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔"

کُفر کا مرکز!

چوتھی حدیث : پھر انہی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسلم شریف میں تیسری روایت نقل کی گئی ہے :۔

خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

من بیت عائشة فقال راس الکفر من ھاھنا من حیث یطلع قرن الشیطٰن یعنی المشرق۔
(مسلم شریف ج۲ ص۳۹۴)

علیہ وسلم سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کفر کا مرکز یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

غور فرمائیے! ان تینوں حدیثوں میں صرف مشرق کی سمت ہی نہیں ہے؟ کہ اس سے نجد کا خطہ مراد لینے میں کسی اور احتمال کی گنجائش نکل آئے بلکہ اس کے ساتھ ہر جگہ من حیث یطلع قرن الشیطان (جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا) کا اضافہ واضح طور پر بتا رہا ہے کہ مشرق کی سمت سے کوئی دوسرا علاقہ نہیں بلکہ خاص نجد مراد ہے۔ کیونکہ بخاری شریف کی حدیث میں نجد کے نام کے ساتھ یہ وصف ذکر کیا گیا ہے اس لیے حدیث کی زبان میں مشرقی سمت کا وہ خطہ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا "نجد" کے سوا اور کوئی دوسرا خطہ نہیں ہو سکتا۔

سر منڈانا علامت ہوگی

پانچویں حدیث: سیدی علامہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الدرر السنیہ میں کتب صحاح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

یخرج ناس من قبل المشرق	کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے
یقرؤن القراٰن لا یجاوز تراقیھم	جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق
یمرقون من الدین کما یمرق	کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دین سے
السھم من الرمیۃ لا یعودون	ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے

marfat.com
Marfat.com

فیہ حتیٰ یعود السہم الی فوقہ سیماہم التحلیق۔
(الدرر السنیہ ص۴۹)

نکل جاتا ہے۔ پھر وُہ دین میں پلٹ کر نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لَوٹ آئے۔ ان کی خاص علامت "سر منڈانا" ہوگی"۔

چھٹی حدیث: یہی علامہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث بھی کتب صحاح سے اپنی کتاب مذکور میں تخریج فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

یخرج ناس من المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم کلما قطع قرنٌ نشاء قرنٌ حتی یکون آخرہم مع المسیح الدجال۔
(الدرر السنیہ ص۵)

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ جب اُن کا ایک گروہ ختم ہو جائے گا تو وہیں سے دُوسرا گروہ جنم لے گا یہاں تک کہ اُن کا آخری دستہ دجال کے ساتھ اُٹھے گا"۔

ایک اور سراغ دیارِ نجد میں بنو حنیفہ کا قبیلہ وہی بدقسمت قبیلہ ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوا۔ اور جس کی خاک سے زلزلوں اور فتنوں نے جنم لیا۔ جیسا کہ مولوی مسعود عالم ندوی "محمد ابن عبدالوہاب" نامی کتاب میں حاشیہ پر لکھتے ہیں:۔

"(نجد کا) جنوبی حصّہ جو العارض کہلاتا ہے اس کا مشہور شہر ریاض ہے جو آج سعودی حکومت کا پایۂ تخت ہے۔ عارض کو جبل یمامہ بھی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ ایک پہاڑی کا نام ہے اور اس کے گرد و نواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے۔ شیخ الاسلام محمد ابن

marfat.com

Marfat.com

عبدالوہاب) کی جائے پیدائش "عُیینہ" اور دعوت کا مرکز "درعیہ" دونوں اسی وادی میں واقع ہیں"۔ (حاشیہ کتاب محمد ابن عبدالوہاب ص۱۹)

اب تاریخ کی ایک ٹریجڈی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ دل آزار قبیلہ شروع ہی سے سرکار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اذیت اور طبعی کراہت کا موجب رہا ہے۔ احادیث میں اس قبیلے کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے :-

قبیح اور ناپاک جواب

ساتویں حدیث :- علّامہ دحلان نے اپنی کتاب میں کتب صحاح سے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے :-

کنت لی مبدا الرسالة اعرض نفسی علی القبائل فی کل موسم ولم یجبنی احد جوابًا اقبح ولا اخبث من رد بنی حنیفة۔ (الدرر السنیہ ص۵۲)

کہ رسالت کے ابتدائی ایام میں ہر موسم حج پر باہر سے آنے والے قبائل کے سامنے مَیں اپنی دعوت پیش کیا کرتا تھا بنو حنیفہ کے جواب سے زیادہ قبیح اور ناپاک مجھے کسی نے نہیں دیا"۔

جھوٹے پیشوا

اسی کے ساتھ علامہ دحلان مکی کی تخریج کردہ ایک اور روایت پڑھ لیجئے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، اس میں بنو حنیفہ کی وادی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :-

ان وادیھم وادی فتن الیٰ آخر الدھر ولا یزال فی فتنة

اُس قبیلے کی وادی سے آخری زمانے تک فتنے اُٹھتے رہیں گے اور وُہ وادی اپنے

marfat.com
Marfat.com

من کذابی ھذا الی یوم القیٰمۃ وفی روایۃ ویل للیمامۃ ویل لا فراق لہ۔
(الدرر السنیہ ص۵۲)

جھوٹے پیشواؤں کی بدولت قیامت تک فتنوں سے معمور رہے گی۔ اور ایک روایت میں ہے ہلاکت ہو یمامہ کیلئے ایسی ہلاکت جو کبھی نہ ختم ہو سکے"

نوٹ:۔ واضح رہے کہ مسعود عالم صاحب ندوی کی تصریح کے وادی حنیفہ کا دوسرا نام یمامہ بھی ہے۔

ناپسند قبیلے

آٹھویں حدیث: جامع ترمذی میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے:۔

قال ما مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیف بنی حنیفہ وبنی امیۃ (ترمذی شریف)

انہوں نے بیان کیا کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم تین قبیلوں کو تاحیات ناپسند فرماتے رہے۔ ایک ثقیف، دوسرا بنی حنیفہ، تیسرا بنی امیہ"

پہلی حدیث سے لیکر آٹھویں حدیث تک یہ تمام حدیثیں نجد کے فتنے کو مختلف زاویوں سے سمجھنے اور بارگاہِ رسالت میں اُس خطّے کے مغضوب ہونے کی جہت کو واضح کرنے کے لیے بہت کافی ہیں۔ اب ذیل کی حدیثوں میں اس فتنے کے علمبرداروں کا حال اور خدوخال پڑھئے:۔

تبلیغیوں کا جدّ امجد!

نویں حدیث: مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

marfat.com
Marfat.com

منقول ہے :-

قال بینما نحن عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو یقسم قسما اتاہ ذوالخویصرۃ وھو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک فمن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اکن اعدل فقال عمر ائذن لی اضرب عنقہ فقال دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم صلوتہ مع صلوتہم وصیامہ مع صیامہم یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵)

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ نام کا ایک شخص جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا، آیا اور کہا اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لو۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "افسوس تیری جسارت پر۔ میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے۔ اگر میں انصاف نہ کرتا تو تو غائب و خاسر ہو چکا ہوتا۔ حضرت عمر سے جب نہیں رہا گیا تو انہوں نے عرض کیا حضور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ حضور نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ یہ اکیلا نہیں ہے اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور جن کے روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا

marfat.com
Marfat.com

ان ساری ظاہر خوبیوں کے باوجود وُہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے"۔

تبلیغیوں کا جدامجد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

دسویں حدیث :۔ یہی واقعہ دُوسرے سلسلۂ روایت سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

اقبل رجل غائر العینین ناتی الجبهة کث اللحیة مشرف الوجنتین محلوق الراس فقال یا محمد اتق اللہ فقال فمن یطع اللہ اذا عصیته فیامننی اللہ علیٰ اهل الارض ولا تامنونی فسأل رجل قتله فمنعه فلما ولّی قال ان من ضئضئ هذا قوما یقرءون القران لا یجاوز حناجرهم یمرقون من الاسلام مروق السهم من الرمیة فیقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان لان ادرکتهم لاقتلنهم قتل عادٍ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵)

ایک ایسا شخص آیا جس کی گہری آنکھیں کھڑا ماتھا، کھچڑی داڑھی، ڈھلکی ہوئی گالیں اور مونڈا ہوا سر۔ کہنے لگا اے محمدؐ! اللہ سے ڈرو۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہی نافرمان تو اللہ کی فرمانبرداری کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ اسی درمیان میں ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا جب وُہ شخص چلا گیا تو فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین سے

marfat.com
Marfat.com

ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وُہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں انہیں پاتا تو قومِ عاد کی طرح اُن کے ساتھ قتال کرتا۔"

مسکین صورت شیطان سیرت

گیارھویں حدیث: یہی واقعہ حضرت شریک ابنِ شہاب رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اس میں انہوں نے اس گستاخ شخص کے متعلق سرکار رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے :-

ثم قال یخرج فی اخر الزمان قوم کان ھذا منھم یقرؤن القران لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتّٰی یخرج اٰخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم فھم شر الخلق و الخلیقۃ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۹)

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک گروہ نکلے گا گویا یہ شخص اسی گروہ کا ایک فرد ہے۔ وُہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وُہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اُن کی خاص پہچان "سر منڈوانا" ہے۔ وُہ ہمیشہ گروہ در گروہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ اُن کا آخری دستہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم ان سے ملو گے تو انہیں طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین پاؤ گے۔"

marfat.com

Marfat.com

باتیں دلفریب کردار گمراہ کُن۔ بدترین مخلوق!

بارھویں حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے:۔

عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیۃ لایرجعون حتی یرتد السھم علی فوقہ ھم شر الخلق والخلیقۃ طوبیٰ لمن قتلھم وقتلوہ یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منا فی شیٔ من قاتلھم کان اولیٰ باللہ منھم قالوا یارسول اللہ ما سیماھم قال التحلیق۔

(مشکوٰۃ شریف ص۳۰۸)

حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں اختلاف و تفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ پس اس سلسلے میں ایک گروہ نکلے گا جس کی باتیں بظاہر دلفریب و خوشنما ہونگی لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا۔ وُہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ وُہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف واپس لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وُہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ وُہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔ جو ان سے قتال کرے گا وُہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا ان کی

marfat.com

Marfat.com

خاص پہچان کیا ہوگی یارسول اللہ؟ فرمایا "سر منڈانا"۔

کم سمجھ تبلیغ کے لئے نکلیں گے!

تیرھویں حدیث:۔ اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ اصل حدیث بیان کرنے سے پہلے حدیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ قسم خدا کی آسمان سے زمین پر گر پڑنا میرے لئے آسان ہے لیکن حضور کی طرف سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد اصل حدیث کا سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:۔

انی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول سیخرج قوم فی اخر الزمان حدثاء الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ لایجاوز ایمانہم حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ فاینما لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجرا لمن قتلہم یوم القیمۃ۔

میں نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اخیر زمانے میں نوعمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت نکلے گی۔ باتیں وہ بظاہر اچھی کہیں گے لیکن ایمان اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں پانا قتل کر دینا کہ قیامت کے دن اُن کے قاتل کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے"۔

(بخاری ج ۲ ص ۲۲۴)

marfat.com

Marfat.com

تبلیغیوں کا زور ہوگا

چودھویں حدیث: حضرت ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

سیکون فی اٰخر الزمان دیدان القراء فمن ادرك ذٰلك الزمان فلیتعوذ باللہ منہم۔ (حلیہ)

اخیر زمانے میں کیڑے مکوڑوں کی طرح ہر طرف "ملانے" پھوٹ پڑیں گے۔ پس تم میں سے جو شخص وہ پائے تو اُسے چاہیے کہ وہ ان سے خدا کی پناہ مانگے"

مسجد میں دنیاوی باتیں

اسی کے ساتھ یہ حدیث بھی پڑھ لیجئے جو مشکوٰۃ شریف میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان یکون حدیثھم فی مساجدھم فی امر دینھم فلا تجالسوھم فلیس للہ فیھم حاجۃ۔ (مشکوٰۃ)

حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا، جبکہ لوگ اپنی مسجدوں میں دُنیا کی باتیں کریں گے۔ جب ایسا زمانہ آجائے تو تم اُن کے ساتھ مت بیٹھنا۔ اللہ ایسے لوگوں سے بے پروا ہے"

marfat.com
Marfat.com

چہرے پر شیطان کے دھبے

پندرھویں حدیث : محدث کبیر امام ابو یعلیٰ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج فرمائی اور صاحب ابریز نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا :-

عن انس قال کان فینا شاب ذو عبادة وزهد واجتهاد فسمیناه لرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلم یعرفه و وصفناه بصفة فلم یعرفه فبینما نحن کذالك اذا قبل فقلنا یارسول الله هوهذا فقال انی لاری علیٰ وجهه سفعة من الشیطان فجاء فسلم فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم اجعلت فی نفسك ان لیس فی القوم خیر منك فقال اللهم نعم ثم ولی فدخل المسجد فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یقتل الرجل فقال ابوبکر انا فدخل

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا ہی عابد و زاہد نوجوان تھا ہم نے ایک دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور اسے نہیں جان سکے۔ پھر اس کے حالات و اوصاف بیان کئے جب بھی حضور اسے نہیں پہچان سکے یہاں تک کہ ایک دن وہ اچانک سامنے آگیا۔ جیسے ہی اس پر نظر پڑی ہم نے حضور کو خبر دی کہ یہ وہی نوجوان ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کے دھبے دیکھتا ہوں۔ اتنے میں وہ حضور کے قریب آیا اور سلام کیا۔ حضور نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ تو ابھی اپنے دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ

marfat.com
Marfat.com

فاذاهو قائم یصلی فقال
ابوبکر کیف اقتل رجلا
وھو یصلّی وقد نھانا النبی
صلے اللہ علیہ وسلم عن قتل
المصلّین فقال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم من
یقتل الرجل فقال عمر انا
یا رسول اللہ فدخل المسجد
فاذاھو ساجد فقال مثل
ما قال ابوبکر واراد لارجعن
فقد رجع من ھو خیر منی
فقال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مہ یا عمر فذکر
لہ فقال رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلم من یقتل الرجل
فقال علی انا فقال انت تقتلہ
ان وجدتہ فدخل المسجد
فوجدہ قد خرج فقال اما و
اللہ لو قتلتہ لکان اولھم و
اٰخرھم ولما اختلف فی امتی
اثنان۔ (ابریز شریف ص۲۷۶)

تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے!
اس نے جواب دیا "ہاں"۔ اس کے بعد
جیسے ہی وُہ مسجد کے اندر داخل ہُوا
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آواز دی کہ کون
اسے قتل کرتا ہے؟ حضرت ابوبکر نے جواب
دیا "میں"۔ جب اس ارادہ سے وُہ مسجد کے
اندر گئے تو اسے نماز پڑھتا دیکھا' واپس لَوٹ
آئے اور اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک
نمازی کو کیسے قتل کروں جبکہ حضور نے
نمازی کے قتل سے منع کیا ہے۔ پھر حضور
نے آواز دی کون اسے قتل کرتا ہے؟ حضرت
عمر نے جواب دیا "میں"۔ جب وہ مسجد کے
اندر گئے تو اس وقت نوجوان سجدہ کی حالت
میں تھا۔ وُہ بھی اسے نماز پڑھتا دیکھ کر
حضرت ابوبکر کی طرح واپس لَوٹ آئے
پھر حضور نے آواز دی کہ کون اسے قتل
کرتا ہے؟ حضرت علی نے جواب دیا "میں"
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے
ضرور قتل کر دو گے بشرطیکہ وہ تمہیں مل جائے
لیکن جب حضرت علی مسجد کے اندر داخل
ہوئے تو وُہ جا چکا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری اُمّت کے جملہ فتنہ پردازوں میں سے یہ پہلا اور آخری شخص ثابت ہوتا۔ میری اُمّت کے دو افراد بھی آپس میں کبھی نہیں لڑتے"۔ (ابریز شریف ص۲۷۷)

حاصلِ مطالعہ } یہ پندرہ حدیثیں آپ کی نظر کے سامنے ہیں۔ مَیں درخواست کروں گا کہ ایک بار پھر انہیں غور سے پڑھ جائیے۔ بات اس پیغمبر ذی شان (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ہے جو غیب کے رموز اور مستقبل کے اسرار سے پُوری طرح واقف ہے۔ اس لیے پچھم کا سُورج پورب کی طرف ڈوب سکتا ہے لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔

میں آپ کو غیرت حق کی قسم دیتا ہوں۔ مذکورہ بالا حدیثوں پر ذرا بھی یقین ہو تو ہاتھ میں انصاف و دیانت کا چراغ لے کر تلاش کیجئے کہ آخری زمانے میں جس گروہ کے ظہور کی پیغمبر نے خبر دی ہے آج وُہ گروہ کہاں ہے؟ خدا کا شکر ہے کہ خبر دینے والے نے اس گروہ کو مختلف نشانیوں کے ذریعہ اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب وُہ دوپہر کے اجالے میں ہے۔ نشانیاں اسی لیے بتائی گئی ہیں کہ ان کی روشنی میں دین و ایمان کے غارتگروں کا سراغ لگایا جائے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص نبی کی خوشنودی کے مقابلے میں اپنی خواہشات کا غلام نہیں ہے تو اس کے لیے اس فتنے سے نظر بچانا بہت مشکل ہے۔ مَیں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان پندرہ حدیثوں کے درمیان بکھری ہوئی جملہ نشانیوں کو اگر آپ ترتیب کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیں تو واقعات و مشاہدات کی سطح سے نجدی گروہ یا تبلیغی جماعت کی تصویر اچانک اُبھر آئے گی۔ (تبلیغی جماعت ص۱۸۴ تا ۱۹۴) (بتصرف)

marfat.com
Marfat.com

مسکین صورت یزید سیرت تبلیغی جماعت کے متعلق آستانہ مشائخ کے فتاوٰی مبارکہ

پاک پتن شریف

سوال: تبلیغی جماعت کے ساتھ دورہ کے لیے جانا اور اس کے ساتھ منسلک ہونا، اُن کے اجتماع میں شرکت کرنا کیا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب: آپ نے جس جماعت کے بارے میں خیال ظاہر کرنے کے لیے کہا ہے۔ یہ جماعت عقائد باطلہ رذیلہ کی مجموعہ ہے۔ اصل میں اس کا نام "دیوبندیت ہے جس کے عقائد عوام میں مشہور ہیں۔ مزید تشفیٔ قلب کے لیے ان کی کتابیں ؛ تقویۃ الایمان ؛ تحذیر الناس ؛ صراط مستقیم ؛ فتاوٰی رشیدیہ براہین قاطعہ کتب کا مطالعہ کریں۔ یہ ایسی کتابیں ہیں جن میں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اہل بیت عظام (علیہم الرضوان) کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کئے ہیں۔ مثلاً فتاوٰی رشیدیہ میں درج ہے :۔ "انعقادِ مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے ● اور محرم میں واقعہ کربلا ذکرِ حسین) صحیح روایت سے بیان کرنا بھی حرام ہے ● حسین پاک کی سبیلیں لگانا، نذر و نیاز دینا حرام ہے" تحذیر الناس میں درج ہے :● انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہیں تو صرف علوم ہی میں ممتاز ہیں۔ باقی رہا عمل، اس میں امتی مساوی بلکہ بڑھ جاتے ہیں" صراط مستقیم میں درج ہے ● حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال لانا گدھے و بیل کے صورت میں ڈوب جانے سے بھی بدرجہا بُرا ہے۔ حضور کا خیال آنے سے نماز ٹوٹ

marfat.com

Marfat.com

جاتی ہے"۔ بہرحال یہ جماعت ہمارے صوفیہ کے عقائد کی منکر ہے۔ مزاراتِ اولیاء کو گرانا ثواب سمجھتی ہے اور نذر و نیاز، فاتحہ، میلاد شریف، عرس وغیرہ کو حرام سمجھتی ہے۔ اس جماعت سے علیحدہ رہنا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ عقائد خراب ہوں گے۔ لوگوں کو تبلیغِ اسلام کے نام پر بدمذہب اور گمراہ کرنا ان کا اول اصول و فرض ہے ؎

ہزار عالم و فاضل ہزار زاہد ہو!
اگر ہے شاہِ رسل سے جدا تو کچھ بھی نہیں

ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی محمد اسحاق عفی عنہٗ۔
"خطیب آستانہ عالیہ گنجشکر پاک پتن شریف"۔

سیال شریف } **الجواب**:۔ ہر مسلمان کا کام نیکی کا امر کرنا اور بدکاری سے روکنا ہے۔ لیکن امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو مذکورہ جماعت نے برعکس پیرایہ میں اختیار کیا ہوا ہے کیونکہ جو وسائل و ذرائع ذاتِ باری تعالیٰ تک رسائی بخشتے ہیں اُن سے یہ خود بھی محروم ہیں دوسروں کو بھی محروم کرنے میں اس جماعت کے پیشواؤں نے پوری پوری کوشش کی اور ان کی اقتداء میں یہ لوگ بھی سرگرمِ عمل ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کے پیشواؤں کی معتبر کتاب "صراط مستقیم" اردو۔ از اسماعیل دہلوی صـ ۱۳۶ باب نفس شیطان کی نماز میں خلل اندازی"۔

● "زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (صلے اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے"۔ بہرحال یہ جماعت دیوبندی تبلیغی وہابی غیر مقلد اہلحدیث

marfat.com
Marfat.com

وغیرہ نجد کی پیداوار ہے۔ دیابنہ کا فتاوٰی رشیدیہ ص۱۵۱ ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے
● "محمد ابن عبدالوہاب نجدی اچھا آدمی تھا۔ اس کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں
ان کے عقائد عمدہ تھے الخ۔ اور اُن کے مقتدی اچھے ہیں"۔ یاد رہے کہ نجد
سے قرن شیطان کا نکلنا جو محبوبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
وُہ مذکورہ شخص ہی ہے جس کی تعریف فتاوٰی مذکورہ سے ظاہر ہے۔ نیز
یاد رہے فتاوٰی رشیدیہ کا مصنّف مولوی رشید احمد گنگوہی ہے جو تبلیغی
جماعت کے بانی مبانی مولوی محمد الیاس کا پیشوا مقتدا اور پیر ہے۔ فاعتبروا
یا اولی الابصار۔ (مفتی غلام احمد عفی عنہ مدرس دارالعلوم شمس الاسلام سیال شریف

تصدیق : "باسمہ سبحانہ عم امتنانہ۔ تبلیغی جماعت کے
رازدار تمام تر وہابیہ ہیں۔ ان کے عقائدِ باطلہ سے اللہ تعالیٰ بجاہِ محبوبِ
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم بچائے آمین۔ یہ لوگ تمام تر
شریعت کو صرف نماز و کلمہ میں منحصر قرار دے کر مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ
اور باقی شرائع اسلامیہ سے محروم کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔

(مولانا خواجہ محمد قمر الدین غفر اللہ لہٗ سجادہ نشین سیال شریف)

گولڑہ شریف } "وہابی مسلک کے پیروؤں کو فقہ حنفی کے مشہور محقق عالم
علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر علمائے
اہل سنّت نے خوارج کا ایک خصوصی گروہ قرار دیا ہے۔ ایسے لوگوں سے اجتناب کرنا
ہر سُنّی مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اپنے مسلک کے سُنّی علمائے سے دین سیکھیں
اور اہل شرع صحیح مشائخ کرام کا اتباع کریں"۔ (علامہ مفتی فیض احمد اویسی بارگولڑہ شریف)

تونسہ شریف } "تبلیغی جماعت دیوبندیت اور مودودیت کی طرح نجدی
تحریک کی ایک کڑی اور وہابیت کی ایک خاردار شاخ

marfat.com
Marfat.com

ہے ۔اِن کی صحبت میں پھنسنے والا عقائد حقہ سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے فائدہ کی بجائے بدعقیدہ بن جانے سے آخرت کا اتنا بڑا نقصان ہے جس کی تلافی ممکن نہیں ۔نماز روزہ کے مسائل اتنے آسان نہیں کہ ان کے ساتھ ہفتہ عشرہ دیہاتوں، کوچوں میں گھومنے یا ان کے اداروں میں چلہ کشی سے یاد ہو جائیں دینی بندوبہ رکھنے والا اپنے شہر یا شہر کے قریبی صحیح العقیدہ سُنّی حنفی عالم سے دینی مسائل سیکھ سکتا ہے۔ تبلیغی جماعت کے افراد (جو خود علم دین سے پورے طور واقفیت نہیں رکھتے) سے کیا سیکھے گا۔ بحسب حکم ھٰذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔ اس جماعت سے احتراز واجتناب لازم ہے۔ (مفتی فقیر محمود السدیدی عفا عنہ آستانہ عالیہ سلیمانیہ تونسہ شریف)

(رضائے مصطفےٰ ۱۳۹۱ھ جمادی الاول)

سس شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی کا

تبلیغی جماعت کے متعلق فتاوٰی مبارکہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عاجز ابوالحسن زید فاروقی عرض کرتا ہے کہ مولانا ابوالحسن اُستاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ واقع عیدگاہ روڈ پشاور نے رائے ونڈ کے سر پر بستر پھیرنے والوں کے اقوال جمع کئے ہیں۔ عاجز نے آٹھ اقوال پر تبصرہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے:۔

پہلا قول :۔ قرآن وحدیث اور پورا دین ہمارے اس تبلیغ کے مقابلہ میں

marfat.com
Marfat.com

ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ ہمارا یہ تبلیغی عمل ایک سمندر ہے۔

تبصرہ: نہ ہر قولے مسرت خیز باشد
نہ ہر فعلے طرب انگیز باشد
بسے گفتار خزی و عار گردد
بسے کردار حملش بار گردد

کسی بدنصیب نے یہ کفریہ بات کہی اور جاہلوں نے اظہار مسرت کر دیا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (اور اب معلوم کرلیں گے ظلم کرنے والے کس کروٹ اُلٹتے ہیں) یہ سب جھوٹ ہے۔

اس بات کے کہنے والے نے رائے ونڈ کے بوریا بستر کے اہل کاروں کی تائید میں کلام اللہ اور احادیث مبارکہ کا استخفاف کیا ہے، العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (اے رسُول صلے اللہ علیہ وسلم کہہ دو اگر سمندر سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بیشک سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کہ ختم ہو جائیں میرے رب کی باتیں اگرچہ ہم اس سمندر کی مدد کے لئے ایک اور سمندر اسی جیسا لے آئیں۔)

احادیث مبارکہ وحی الٰہی ہے۔ اُن کا ہر لفظ حقائق اور معارف کا خزانہ ہے، اس بات کا کہنے والا کلامِ الٰہی اور احادیث مبارکہ کا استخفاف کر رہا ہے۔ سچ ہے "مُسلمان درگور مسلمانی در کتاب"۔ کیا حضرات ائمہ دین کے زمانہ میں کوئی اس قسم کی باتیں کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے دینوں کے فتنہ سے مسلمانوں کو بچائے۔

دُوسرا قول: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذِکر یا علم حاصل کرنے کیلئے

marfat.com
Marfat.com

پیدا نہیں کیا۔ اُمت مسلمہ کو صرف اس مقام کے لئے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا جو فردِ اُمت بھی یہ کام نہیں کرے گا وُہ ظالم ہوگا۔

تبصرہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (ہم نے جنّ اور انس کو صرف عبادت کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے) یہ بدبخت جاہل انکار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنے ذِکر یا علم حاصل کرنے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قول کو رد کر کے کافر ہو رہا ہے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

تیسرا قول : ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ جہاد کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اب اُمت کی اصلاح صرف اس رائے ونڈ والے عمل سے ہوگی۔

تبصرہ: چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم!
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نے اپنے لطف و کرم سے آنکھوں کو وُہ نور بخشا ہے کہ شرک اور کفر کی تاریکی کا پتہ چل جاتا ہے۔ بوریا بستر سر پر گھمانے والے نے ظلمتی خواب دیکھنے والے کا نام نہیں لکھا ہے۔ اس خواب کے دیکھنے والے بزرگ کا "بڑا بزرگ غلام احمد قادیانی" ہوا ہے۔ اس پر الہام ہوا تھا کہ "اب جہاد منسوخ ہو گیا ہے"۔ ہمارے سامنے سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے : الجهاد ماض الیٰ یوم القیامۃ کہ قیامت تک جہاد قائم رہے گا"۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

چوتھا قول : تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتیٔ نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہوا۔

تبصرہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

marfat.com
Marfat.com

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سر پر بوریا بستر نہیں رکھا اور نہ آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابۂ اخیار نے یہ عمل کیا ہے۔ اہل رائے و ڈنڈ نے غلط روش اختیار کی ہے اور اس کو کشتی نوح سمجھ لیا ہے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْعَظِيْمُ ۝ یہی ہے عظیم آفت"۔ اللہ تعالیٰ ان کی گمراہی سے بچائے۔ آمین!

پانچواں قول : اور جو علماء اور مشائخ اپنے مقامات کو قرآن و سنت کے درس و تصنیف و تالیف و تحریر و تقریر و وعظ و اصلاح کے ذریعہ جو کام کر رہے ہیں وہ ظالم ہیں۔ ان کے اس کام کی کوئی وقعت نہیں جب تک کہ وہ بستر سر پر اٹھا کر رائے ونڈ کے طریقہ پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔

تبصرہ : خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ائمۂ اعلام اور مشائخِ عظام نے دینِ متین کی خدمت میں عمریں بسر کی ہیں وہ شایانِ صد ستائش ہیں۔ اُن کے کام کو بے وقعت قرار دینا گمراہی ہے۔ غیر مسنون عمل سے اجتناب لازم ہے۔ رائے ونڈ والوں کا عمل بدعت ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

چھٹا قول : قرآنِ حکیم انفرادی عمل ہے اور تبلیغی نصاب اجتماعی عمل ہے۔

تبصرہ : جو عمل قرآن و حدیث کے مسلک پر نہیں ہے وہ گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ (مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب اور پھوٹ نہ ڈالو) سر پر بستر پھرانے والے امتِ محمدیہ میں پھوٹ ڈال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ کے خلاف جا رہے ہیں، ان سے بچو ؎

marfat.com

Marfat.com

جامی ابنائے زماں از قول حق صُمٌّ اند و بُکمٌ
نام ایشاں نیست عند اللہ بجز شرّ الدواب
در لباس دوستی سازند کارِ دشمنی
ہم ذیاب فی ثیاب اور ثیاب فی ذیاب

ساتواں قول: قرآنِ حکیم مشکل کتاب ہے، اسی طرح حدیث بھی مشکل ہے، قرآن و حدیث کے درسوں میں شرکت سے فائدہ نہیں ہوتا۔ فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔

تبصرہ: راشٹر ونڈ والے کہتے ہیں قرآنِ حکیم مشکل کتاب ہے اور حدیث بھی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن سمجھنے کو۔ کیا کوئی سوچنے والا ہے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ۔ (تم میں اچھا وُہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے) جو لوگ قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے سے روکتے ہیں وُہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سُنیں: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ (اور جو کوئی آنکھیں چُرائے رحمان کی یاد سے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کرتے ہیں اور وُہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ اُن کو روکتے ہیں راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب آوے ہمارے پاس کہے کس طرح مجھ میں اور تجھ میں دُوری ہو مشرق اور مغرب جیسا کہ بُرا ساتھی ہے وُہ۔ یہ بہکانے والا ساتھی کبھی جنّی ہوتا ہے اور کبھی انسی ہوتا ہے۔ سُورۃ والناس

marfat.com
Marfat.com

میں اس کو "خنّاس" سے ذکر کیا ہے، اللہ اس کے شر سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین!

آٹھواں قول: جو ائمۂ کرام، مشائخ، محدثین گزرے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن و حدیث کے درس فقہ و دیگر علوم میں صَرف کی، لیکن بستر سر پر اٹھا کر دریہ در سفر نہیں کیا، اُن کی نجات نہیں ہوگی۔

تبصرہ: یہ گمراہ کن غلط قول ملعون خنّاس نے گھڑا ہے۔ بخاری اور مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن اچانک ایک شخص جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے بال کالے تھے اور اس پر سفر کرنے کا کوئی اثر نہیں تھا اور ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا نہ تھا، رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے لگا کر بیٹھا اور اپنی دونوں ہتھیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رانوں پر رکھیں اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو اسلام کی خبر دو۔ آپ نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبُود نہیں ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسُول ہیں"۔ اور تم نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو اگر استطاعت ہو"۔ اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ یہ سُنکر ہم کو تعجب ہُوا کہ وُہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھتا ہے اور پھر تصدیق کرتا ہے۔ پھر اُس نے کہا مجھ کو ایمان کی خبر دو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور یوم آخر پر اور تقدیر کی بھلائی برائی پر۔ یہ سُنکر اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اور پھر کہا آپ مجھ کو احسان کے متعلق بتائیں۔ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے والا یہ جانے کہ وُہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہیں ہے

marfat.com
Marfat.com

تو یہ سمجھے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (مفہوماً)۔ یہ مبارک حدیث نہایت صحیح اور بہت بابرکت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ یہ پوچھنے والا کون تھا؟ حضرت عمر نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل تھے تم کو اسلام، ایمان اور احسان کے مسائل بتانے آئے تھے۔

ان مسائل میں کہیں بھی سر پر بستر اٹھا کر در بہ در پھرنے کا ذکر نہیں ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

(پنجشنبہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ، ۷ نومبر ۱۹۹۱ء)

ڈاکٹر پیر محمد حسن مدظلہ العالی تلمیذ رشید بحر العلوم والفنون حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری قدس سرہٗ

سابق شیخ الادب بہاولپور یونیورسٹی

فرماتے ہیں خاکسار کے نزدیک تبلیغی جماعت نہایت خطرناک جماعت ہے اور میں اس جماعت کو اس زمانہ کی "خارجی جماعت" قرار دیتا ہوں۔ مسلمانوں کو ان سے میل ملاپ رکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ لوگ کئی ایک سنیوں کو محض "یا رسول اللہ" کہنے پر قتل کر چکے ہیں۔ خدا انہیں غارت کرے۔

(تبلیغی جماعت کی حقیقت ص)

marfat.com

Marfat.com

تبلیغی جماعت علماءِ اہلحدیث کی نظر میں

(نام اسلام کا، کام گنگوہی و تھانوی کا)

ہمارے ملک میں متعدد "بچہ پارٹی" تنظیمیں موجود ہیں۔ اس وقت میری مخاطب تبلیغی جماعت ہے۔ ہمارے نوجوان یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے نیک بڑے اللہ والے ہیں۔ ان میں رہ کر بہت اصلاح ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ گھومنے پھرنے سے عجب رنگ چڑھ جاتا ہے۔ یہ ہو جاتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے محض نیکی کے خیال سے یہ اُن کے قافلے میں شامل ہو جاتے ہیں (اور ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں)

شکاری: دوسری وجہ یہ ہے کہ تبلیغ کے یہ شکاری اس بُری طرح چمٹتے ہیں کہ طوعاً یا کرہاً انہیں ہاں کرنا پڑتی ہے۔ ان دل پھینک نوجوانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی۔ تبلیغی جماعت ہرگز وہ چیز نہیں جو آپ نے سمجھ رکھی ہے۔ یہ خالص حنفی دیوبندیوں کی جماعت ہے۔ (اگرچہ بظاہر) تبلیغی جماعت کے متعلق عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ان کے ہاں فرقہ واریت نہیں ہے۔ یہ درویش صفت مسلمانوں کی جماعت ہے جو نگر نگر بستی بستی اسلام کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ بانیٔ جماعت مولانا محمد الیاس صاحب کے اولین مخاطب میواتی لوگ تھے۔ آپ نے میواتیوں کو دیوبند سہارنپور، رائے پور اور تھانہ بھون بھیجنا شروع کر دیا۔ (کتاب "کیا تبلیغی کام ضروری ہے" ص ۵۶۹)

گنگوہی مشن: مولانا الیاس صاحب نے فرمایا حضرت رشید احمد گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے۔ لیکن مجدد کے لیے یہ ضروری

marfat.com
Marfat.com

نہیں کہ سارا تجدیدی کام اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ بلکہ اس کے آدمیوں کے ذریعے جو کام ہو وُہ سب بالواسطہ اسی کا کام ہے۔ (ملفوظات مولانا الیاس ص۵۰)

تھانوی مشن: فرمایا: "حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے۔" (ملفوظات الیاس ص۵۰) "حضرت تھانوی کے ترقی درجات میں حصہ لینے اور حضرت کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ جتنا جتنا حضرت کی ہدایات پر کوئی چلے گا اتنا ہی حضرت کے سرمایۂ حسنات اور درجات عالیہ میں ترقی ہوگی۔ پھر فرمایا کہ یہ ایصالِ ثواب کا اعلیٰ طریقہ ہے۔" (ملفوظات ص۵۹)

کریڈٹ: یعنی تبلیغی جماعت جو کچھ کر رہی ہے اس کا سارا کریڈٹ اور ثواب حضرت تھانوی کو جا رہا ہے۔ ان حوالہ جات سے یہ بات صاف صاف مترشح ہو رہی ہے کہ تبلیغی جماعت والے درحقیقت دیوبندی مذہب کے کارندے ہیں۔ اور علماءِ دیوبند خود پس منظر میں رہ کر اُن کی آڑ میں شکار کھیل رہے ہیں" (ملخصاً) (کتاب تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں۔ ادارہ احیاء السنت اہلحدیث گوجرانوالہ)

(بحوالہ رضائے مصطفےٰ ۱۱ جمادی الاولیٰ ص۱۳)

شاہراہِ تبلیغ سے اقتباسات

مولانا قاضی عبدالسلام (خلیفہ مجاز مولانا اشرف علی تھانوی) نے اپنی نادر تصنیف "شاہراہِ تبلیغ" میں ایک اور حدیث نقل کی ادراس سے

marfat.com
Marfat.com

پہلے ایک جامع تبصرہ کیا ہے۔ کتاب شاہراہِ تبلیغ صـ۱۰۲ پر لکھتے ہیں :۔

"بندۂ عاجز تو جماعت میں گھسا ہوا تھا۔ احکامِ شرعی سے رفقائے جماعت کی تلخ بے التفاتی اور رعونت اور جہالت نے اس عاجز کو واپس آنے پر مجبور کیا اور کفلق انصبح یہ واضح ہوگیا کہ اس جماعت پر دین کا ملمع ہے اور باطن میں خاص صفر۔ چند رسوم کا مجموعہ ہے بنیاد کچھ نہیں"۔

چنانچہ صـ۱۱۲ پر لکھتے ہیں :۔

"عربی زبان اور عربی علوم اور قدیم اعمال دین معطل ہو جائیں گے۔ کتاب پڑھنے کے لیے "تبلیغی نصاب" ہوگی۔ بجائے عربی مبین کے اردو مبین سہی۔ امر و نہی اور احکامِ شرع کی پابندی سے آزاد، صرف فضائلِ اعمال کی ایک ہلکی سی گٹھڑی سر پر ہوگی اور بس۔ اور دین نام ہوگا انہی سہ روزوں اور چلّوں کا، اور وہی حدیث صادق ہو جائے گی :۔

حدیث (ترجمہ) : علم دنیا سے اُٹھا لیا جائے گا (قریب قیامت میں) اور جہل کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ جب کوئی صحیح عالم نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار اور امیر بنائیں گے۔ بغیر علم کے فتوے دیتے ہوں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور مخلوق کو بھی گمراہ کرتے ہوں گے۔ العیاذ باللہ العظیم۔ انصاف؟ قیامت کی باز پُرسی کا خوف؟" (از شاہراہِ تبلیغ۔ بحوالہ تبلیغی جماعت کی حقیقت)

تبلیغی جماعت کے متعلق چند تاثرات

ملکی ابتلاؤ قومی جدّوجہد کے موقع پر یہ لوگ کہاں چھُپ جاتے ہیں؟

"تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوّت، تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں تبلیغی جماعت کا کیا حصّہ ہے"؟ ——— ۲۱، ۲۲، ۲۳ اکتوبر کو رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کا سہ روزہ

marfat.com
Marfat.com

سالانہ اجتماع ہؤا۔ معلوم نہیں جشنِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، بزرگانِ دین کے اعراس مبارکہ اور گیارہویں شریف جیسی روح پرور تقاریب کو بدعت سمجھنے اور ان کے انعقاد سے محروم رہنے والے ان حضرات کے لیے اس اہتمام والتزام اور تکلف کے ساتھ مقررہ تواریخ پر ایسے اجتماعات کا جواز کہاں سے نکل آیا ہے۔ اور "شدِ رجال" کر کے رائے ونڈ پہنچنا اور مقررہ وقت پر مخصوص دُعا کا پروگرام اور اس میں شمولیت کی سعی بسیار دیوبندی مکتبِ فکر کے کون سے اصول پر مبنی ہے۔

تعداد کا پرچار: تبلیغی جماعت کے کثرتِ اجتماع کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے بلکہ اجتماعِ حج کے بعد رائے وِنڈ کے اجتماع کو دُوسرا نمبر دیا جاتا ہے اور اس کے منظر کو مناظرِ عرفات سے تشبیہ دے کر حج و عرفات کی انفرادیت کو مجروح کرنے کی جسارت سے بھی گریز نہیں کیا جاتا

لیکن قارئین یہ معلوم کر کے متعجب ہوں گے کہ تبلیغی اجتماع کے متعلق "لاکھوں" کا لفظ تبلیغی جماعت والوں اور غیر ذمہ دار اخباری رپورٹروں کے لیے ایک بڑا آسان لفظ ہے جس کا عجیب و غریب کرشمہ دکھایا جاتا ہے چنانچہ ۲۴ اکتوبر کے نوائے وقت اخبار میں رائے ونڈ کے اجتماع میں "جھلکیوں" کے عنوان کے تحت "محتاط اندازہ کے مطابق چھ لاکھ افراد" اور اسی صفحہ پر رائے ونڈ کی خبر میں "محتاط اندازہ کے مطابق پانچ لاکھ افراد" کی شمولیت بیان کی گئی ہے۔ یعنی ایک اخبار نے ایک ہی صفحہ پر ایک لاکھ کی "کمی بیشی" کرنے کے باوجود اپنا "محتاط اندازہ" بھی برقرار رکھا ہے۔ اور "روزنامہ امروز" نے ایک ہی عنوان "جھلکیوں" کے تحت شروع میں اجتماع میں شریک دس لاکھ افراد اور درمیان میں

marfat.com
Marfat.com

"محتاط اندازہ" کے مطابق چھ لاکھ افراد بیان کئے۔ یعنی بیک وقت چار لاکھ کی کمی بیشی کے باوجود "امروز" نے اپنی احتیاط بھی برقرار رکھی ہے۔ اتنی آسانی و بیدردی کے ساتھ لاکھوں کی "کمی بیشی" سے اصل حقیقت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ "امروز" کی رپورٹ کے مطابق تبلیغی جماعت کے اجتماع میں بک سٹالوں پر بیس لاکھ کا لٹریچر فروخت ہوا۔ گویا بکسٹال نہیں، کوئی جواہرات کی مارکیٹ تھی جہاں تین دن میں بیس لاکھ کا کاروبار ہوا۔ جھوٹ اور مغالطہ ہو تو ایسا ہو۔

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

الغرض رائے ونڈ کا اجتماع مبالغہ آرائی "لاکھوں افراد" کی کمی بیشی کے باوجود اپنی جگہ چاہے کتنا ہی بڑا اجتماع ہو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ کیا جشن میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت داتا گنج بخش اور حضرت بابا فرید شکر گنج (رضی اللہ عنہما) اور دیگر بزرگانِ دین کے اعراس مبارکہ پر مقامی طور پر ہزاروں لاکھوں اور مجموعی طور پر اہل سنت کے کروڑوں کی تعداد میں اجتماعات نہیں ہوتے؟ کیا تحریک نظام مصطفےٰ کے سلسلہ میں انتخابات کے دوران کئی کئی لاکھ کے اجتماعات نہیں ہوتے؟ پھر رائے ونڈ کے اجتماع میں ایسی کون سی خصوصیت ہے کہ اجتماعِ حج و مناظر عرفات سے اس کی کڑی ملا کر وہاں کی انفرادیت کو مجروح کرنے کی جسارت کی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر رائے ونڈ میں اتنا بڑا اجتماع ہوتا ہے تو ایسے ہی اہتمام کے ساتھ ملک و ملت کے دکھ درد میں یہ لوگ کیوں شریک نہیں ہوتے۔ اور ملکی ابتلاء و قومی جدوجہد کے موقع پر یہ لوگ کہاں چھپ جاتے

marfat.com
Marfat.com

ہیں! کوئی قومی تحریک ہو، سیلاب آئے، طوفان برپا ہو، بھٹو دور میں شعائرِ اسلام کی علانیہ بے حرمتی اور سوشلزم کا پرچار و ظلم و ستم کی بھرمار ہو، حتیٰ کہ شیعہ اور سنی کی جنگ ہو، رائے ونڈ کے "لاکھوں پروانوں" کا کہیں پتہ ہی نہیں چلتا۔ اور ان لوگوں کی یہی روش ہے جس کی بناء پر تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفےٰ میں تبلیغی جماعت کا کوئی قابلِ ذکر کردار نہیں۔ یہ کہاں کی نیکی و تبلیغ ہے کہ اعلائے کلمۃ الحق اور ملک و قوم کے دکھ درد کے وقت "تبلیغی جماعت" خاموش تماشائی بنی رہے اور حقائق سے روگردانی کرے۔

تاثرات: دین، ملک اور قوم کے اجتماعی مسائل سے تبلیغی جماعت کی اسی لاتعلقی، بے حسی اور سنگدلی کی بناء پر اہلِ خبر کے ان کے متعلق مختلف تاثرات ہیں:۔

اسلامی سادھو } جماعت اسلامی سرگودھا کے ڈاکٹر محمد سعید نے لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت اسلامی سادھوؤں کی جماعت ہے۔" (نوائے وقت ۹/۷۱)

مقابلہ سے فرار } میاں ابوذر غفاری نے کہا ہے "کہ تبلیغی جماعت والے جب تک بدی کا ڈٹ کر مقابلہ نہیں کریں گے ان کی کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو معاشرہ میں رہ کر بدی کا مقابلہ کر سکتے تھے ایسی راہ پر ڈال دیئے جاتے ہیں جہاں سے انہیں بھی بدی سے ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ کیا یہ عمل حکمِ الٰہی کے مطابق ہے۔ (نوائے وقت ۱۴/۱۱)

سیاست سے لاتعلقی } "نوائے وقت" کے کالم نگار

marfat.com
Marfat.com

پیر زادہ نے لکھا ہے کہ "تبلیغی جماعت کا سیاست سے اتنا تعلق بھی نہیں جتنا شرعی طور پر جائز ہے"۔ (نوائے وقت ۲۶ ۱/۲/۷۷)

قول و فعل کا تضاد

"تبلیغی جماعت میں بیشتر لوگ ایسے ہیں جن کی اپنی دنیوی زندگی اُن کی تبلیغی زندگی سے مختلف ہے۔ بے عمل زندگی کبھی بھی دُوسروں کو متاثر نہیں کرتی۔ دگرنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وفود گلی گلی اور قریہ قریہ دورے کریں اور اصلاحِ احوال کی کوئی صورت دکھائی نہ دے"۔ (اداریہ روزنامہ سعادت لاہور ۱۴ ۲)

قرآن اور تبلیغی نصاب

شیخ غلام احمد لکھتے ہیں: "تبلیغی جماعت کے ایک دو چلّوں میں آدمی نمازی تو ہو جاتا ہے مگر دیندار نہیں ہوتا۔ الا ماشاء اللہ۔ وُہ اُسی طرح سودی کاروبار کرتا ہے، سینما دیکھتا ہے، رشوت کھاتا ہے، کم تولتا ہے، لوگوں کے حق غصب کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، ہر مسجد میں تبلیغی نصاب کی کتاب پڑھ کر سُنائی جاتی ہے۔ خطرہ ہے کہ لوگ قرآن کو چھوڑ کر اسی کو الہامی کتاب کا درجہ دے دیں گے۔ رائے ونڈ کے مرکز میں کچھ سرمایہ دار باقاعدگی سے چندہ بھیجتے ہیں جو زیادہ تر زکوٰۃ، رشوت، سُود اور چلّہ بدل کی رقوم پر مشتمل ہوتا ہے"۔ (رسالہ المجاہد دار برٹن بحوالہ انوار الصوفیہ ستمبر ۷۵ء)

یاد رہے! کہ شیخ غلام احمد تبلیغی جماعت کے ایک بڑے ہنما کے صاحبزادے ہیں

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ ۱۳۹۷ھ ذوالحجہ ص ۱۸-۱۹)

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت کے متعلّق

حضرت علّامہ مفتی جلال الدین امجدی مفتیِ دارالعلوم

فیضِ رسول براؤں بھارت کا فتوٰی

مسئلہ: مولانا الیاس کاندھلوی کے عقائد کیسے تھے اور انہوں نے جو جماعت بنائی اور نام "تبلیغی جماعت" رکھا اس جماعت کا قیام کیسا ہے؟ اس جماعت کے چلّے کو جانا اور اس جماعت کے اجتماع میں بیٹھنا، ان کے ساتھ گشت کرنا کیسا ہے جبکہ اس اجتماع میں وُہ کتاب جس کا نام تبلیغی نصاب ہے جس میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں پڑھتے ہیں اس کے سُننے کے لیے بیٹھنے میں کیا حرج ہے۔ شانِ رسالت میں گستاخی اسماعیل دہلوی اشرف علی تھانوی وغیرہم نے کی۔ الیاس کی ذات توہین رسالت سے بری ہے۔ ان کی جماعت کا کام صرف کلمہ، نماز، کی تبلیغ ہے جبکہ سرکار نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم ہر مسلمان کے لیے فرمایا ہے۔ اس جماعت میں شرکت صحیح ہے یا نہیں؟ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب: مولوی الیاس کے عقائد وہی تھے جو اشرف علی تھانوی کے تھے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی کے عقائد کفری تھے جیسا کہ اُس کی کتاب "حفظ الایمان ص۸" سے ظاہر ہے۔ جس کے سبب مکّہ معظمہ، مدینہ منورہ اور ہندوستان و پاکستان وغیرہ کے سینکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں اشرف علی تھانوی کے کافر و مرتد ہونے پر فتوٰی دیا اور تحریر فرمایا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ اور

marfat.com
Marfat.com

مولوی الیاس کاندھلوی کی تبلیغی جماعت کا مقصد چونکہ اشرف علی تھانوی اور رشید گنگوہی وغیرہم کی کفری تعلیم کی نشر و اشاعت اور مسلمانانِ اہلسنت کو وہابی بنانا ہے اس لیے اس کا قیام ناجائز ہے۔ تبلیغی جماعت کے چلے کو جانا، اس کے اجتماع میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ گشت کرنا جائز نہیں کہ دین و ایمان کے لیے زہر قاتل ہے۔ اور تبلیغی نصاب جو اجتماع میں پڑھا جاتا ہے اگرچہ اس کی سب باتیں غلط نہیں ہیں کہ اس میں قرآن مجید کی آیتیں اور حدیثیں بھی ہیں۔ مگر بدمذہب و گمراہ سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنا بھی تو جائز نہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے انظروا عمن تاخذون دینکم۔ یعنی جس سے اپنے دین کا علم حاصل کرو اسے دیکھ لو کہ گمراہ و بدمذہب تو نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۷) مولوی الیاس کاندھلوی کی ذات اگرچہ بظاہر توہین رسول سے بری ہے لیکن جب وُہ اشرف علی تھانوی وغیرہ توہینِ رسول کرنے والوں کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور اُن کی تائید کرتے ہیں تو وُہ بھی مجرم ہیں۔ صرف ظاہر میں ان کی جماعت کا کام کلمہ و نماز کی تبلیغ ہے حقیقت میں مسلمانانِ اہلسنت کو وہابی بنانا ہے اس لیے اس جماعت میں شریک ہونا حرام و ناجائز ہے۔ (فتاوٰی فیض رسول ص ۴۳-۴۴)

سوال :- جو مسجدیں اہلسنت کی ہیں ان میں دیوبندی، الیاسی، تبلیغی، جماعت اسلامی، قادیانی وغیرہم جماعت کے لوگوں کو نماز پڑھنے تقریر کرنے بلکہ داخل ہونے سے روکنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب :- مذکورہ جماعتیں چونکہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان و ایذا پہنچانے والی ہیں اس لئے ان کو مسجدوں میں، نماز پڑھنے، تقریر کرنے بلکہ داخل ہونے سے بھی روکنا ضروری ہے۔ دُرِمختار مع شامی ۱/۶ ص ۴۴۲ میں

marfat.com

Marfat.com

ے یمنع منه کل موذولوبلسانه ۔ (فتاوی فیض رسول ج ۱ ص ۵۸)۔

مولانا سید احمد علی شاہ نقشبندی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا تبلیغی جماعت کے متعلق فتوے

سوال: یہ تبلیغی پارٹی والے اس مقام ہند کے لیے کیوں نکلتے ہیں؟

جواب: ان کا عقیدہ ہے کہ رائے ونڈ کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں اسی کروڑ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے جیسا کہ قاضی عبدالسلام صاحب فاضل دیوبند نے اپنی کتاب شاہراہِ تبلیغ ص ۵۴ پر تبلیغیوں کے قول پر گواہی تحریر کی ہے۔

سوال: کیا یہ کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ اس راہ میں نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں اسی کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟

جواب: یہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ آیت و حدیث پر افتراء ہے۔ کسی عمل کے ثواب کا درجہ اگر کوئی قرآن و حدیث کے بغیر تجویز کرے تو یہ دعوائے خدائی یا دعوائے نبوت ہے، اور تکذیب خداوندی اور تکذیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کیونکہ اللہ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ثواب مقرر کرنا کسی اور کا حق نہیں۔

سوال: ایسے تکذیب کرنے والے کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: قرآن و حدیث سے بکثرت ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن و حدیث کی تکذیب کرنا کفر ہے،

marfat.com

Marfat.com

اور طریقۂ کفار ہے۔

سوال: کیا بیت اللہ شریف کے لئے نکلنے والوں کی حرم شریف میں بھی انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے یا یہ فضیلت صرف رائے ونڈ کی ہے؟

جواب: احادیث سے ثابت ہے کہ بیت اللہ شریف کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز حرمِ بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے اور رائے وِنڈ کے لیے بڑھ چڑھ فوقیت دینا اور افضلیت دینا یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں مشرکوں کی ایجاد ہے۔

کسی آیت یا حدیث سے ثبوت نہیں اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان یہ بات روا اور جائز سمجھتا ہے بلکہ حرمِ بیت اللہ شریف پر ایسے مقام کو فوق سمجھنا اور افضلیت دینا اور ایسے مقام کے لیے نکلنے والوں کو ایسا درجہ دینا کفر اشد ہے اور تخفیفِ حرمِ بیت اللہ شریف ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والے اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کے خلاف کفار کی طرف داری کرتے ہیں؟

جواب: ضرور کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "ہم کافروں کو بھی کافر نہیں کہتے"۔ اس لیے قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضل دیوبند "شاہراہِ تبلیغ صـ۹۶" پر تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغی لوگوں کو انگریزوں سے پیسے ملتے ہیں اور یہ تحریک انہی کے اشاروں پر چلتی ہے۔ (مکالمۃ الصدرین صـ۸)

سوال: جو کافر کو کافر نہ کہے قرآن و حدیث کے حکم کے تحت علمائے کرام کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں؟

جواب: محمد مرتضیٰ حسن دیوبندی نے لکھا ہے کہ جو کافر و مرتد کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ خود کافر اور مرتد ہے۔ جس طرح مسلمان کو بے ایمان، کافر،

marfat.com

Marfat.com

اور مشرک سمجھنا کفر و شرک ہے اسی طرح کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والوں کا مقام "رائے ونڈ کو تبلیغ کے نام سے نکلنا عبادتِ خداوندی" ہو سکتا ہے؟

جواب: قاضی عبدالسلام نوشہروی سہارنپور اپنی کتاب شاہراہِ تبلیغ صفحہ ۳۸ سے صفحہ ۵۳ تک مکمل دلائل کے ساتھ فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی عبادت قرآن و حدیث کے خلاف ہے لہٰذا یہ عبادتِ شیطان ہے اس لیے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۙ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝	اے آدم کی اولاد نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی۔ (محمود الحسن دیوبندی و شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

(سورہ یٰسین آیت ۶۱)

اس لئے موصوف قاضی صاحب نے شاہراہِ تبلیغ ص ۱۲۱ پر فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ موجودہ عوامی "رسمِ تبلیغ" بظاہر نام سے "تبلیغ دین ہے مگر درحقیقت دینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالکل اُلٹ ہے۔ دینداری کی نیت سے بے دینی ہے۔ اور انجان ہو کر دین دوستی کی نیت سے دین دشمنی زور و شور سے پھیلائی جا رہی ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس لیے غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کا دشمن شیطان ہے یا نہیں؟ اور دشمنِ اسلام کی عبادت عبادتِ شیطان ہے یا نہیں؟ ضرور ہے۔

اس لیے ارشادِ خداوندی ہے کہ شیطان کو نہ پوجیو، شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ وہابی تبلیغی تحریک والے ضرور بالضرور

marfat.com
Marfat.com

حزب الشیطان ہیں۔

جیساکہ علامہ شیخ عارف باللہ تعالیٰ احمد الصاوی المالکی رضی اللہ عنہ تفسیر صاوی جلد سوم ص۳۰۷۔ آیت انما یدعوا حزبہٗ" (الخ)

_____ کے تحت۔ کی تفسیر میں فتویٰ دیتے ہیں کہ فرقہ خوارج وہابیہ گروہِ شیطانی ہے تو ان کی عبادت خود بخود عبادتِ شیطان ہے۔

سوال: جب فرقہ وہابیہ مسلمانوں کو بے ایمان یعنی کافر و مشرک سمجھتے ہیں تو اِن کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے بقول رشید احمد گنگوہی دیوبندی، فتاوٰی رشیدیہ ص۲۲۲ (بحوالہ صحیح البخاری ص۹۰۱ جلد دوم، مَنْ اَکْفَرَ اَخَاہُ بِغَیْرِ تَاوِیْلٍ فَھُوَ کَمَا۔)

سوال: وہابی تو ابنِ عبدالوہاب نجدی کے نام سے مشہور ہیں جیساکہ خاص و عام اکابرین علمائے دیوبند اور خاص طور سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتاوٰی رشیدیہ میں واضح کیا ہے لیکن عبدالوہاب نجدی پہلے کس نام سے مشہور تھے۔؟

جواب:۔ کتاب عقائدِ علمائے دیوبند ص۲۲۸ پر مذاہب اربعہ کے لیے حرمین شریفین و جمہور اکابر علمائے دیوبند کا فیصلہ موجود ہے اور مولوی محمد تھانوی صاحب دیوبندی حاشیہ نسائی شریف ج۱ ص۳۶۰ پر اور مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر ص۱۵۵ پر ابنِ عبدالوہاب نجدی اور جملہ وہابیوں کے متعلق فتوٰی تحریر کرتے ہیں کہ ابنِ عبدالوہاب اور اس کے جملہ معتقدین جو اپنے کو وہابی کہتے ہیں، جمہور علماء کے اتفاق پر

marfat.com
Marfat.com

خوارج میں سے ہیں۔

"یقولون ان ابن عبد الوھاب من خوارج ۔یعنی ابنِ عبدالوہاب نجدی بہ اتفاق اکثر علماء خارجی ہے۔ البصائر ص۱۵۴ تا ص۱۵۸ ۔حاشیہ نسائی شریف ص۳۶۰ پر محمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اب تو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہی کہ وہابیہ خوارج نہیں۔

سوال: کیا خوارج وہابیہ کے لیے کوئی خاص عذاب الٰہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی تفسیر معارف القرآن جلد دوم ص۱۴۵ تا ص۱۴۷ پر یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ کے تحت لکھا ہے: "ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مُراد خوارج ہیں۔یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہوں گے۔اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جن کو وُہ قتل کریں گے۔یعنی سفید چہرے والے اہل السُنّت اور سیاہ چہرے والے خوارج ہیں۔" فقال ابوامامۃ الخوارج کلاب النار شر قتلی تحت ادیم السّمآءِ وخیر قتلی من قتلوہ ثمّ قراء یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ"۔

"ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ خوارج دوزخ کے کُتّے ہیں آسمان کی وسعت کے نیچے بدتر مقتولین ہیں۔بہتر مقتول وُہ ہے جس کو یہ قتل کریں۔پھر پڑھا "کچھ منہ اُس دن سفید ہوں گے اور کچھ مُنہ کالے ہوں گے"۔

ابوامامہ سے جب پُوچھا گیا کہ آپ نے یہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

سے سُنی ہے؟ تو آپ نے جواب میں شمار کر کے بتا دیا کہ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مَیں نے سات مرتبہ یہ حدیث سُنی ہوئی نہ ہوتی تو میں بیان نہ کرتا"۔ (ترمذی شریف)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قولِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق خارجی لوگ مُرتد خارج از اسلام اور کفّار ہیں۔

سوال: ابنِ عبدالوہاب نجدی وہابی اور اس کے معتقدین وہابیہ کس کے شاگرد اور تابعدار ہیں؟

جواب: مولوی حمداللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر ص۱۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"ابنِ قیم اور ابنِ عبدالوہاب نجدی دونوں ابنِ تیمیہ کے تابعدار اور معتقد تھے۔ یعنی وہابیہ سب کے سب ابن تیمیہ کے معتقد ہیں"۔

سوال: کیا تبلیغی پارٹی بھی ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کی مدح کرتی ہے اور ان کے معتقد ہیں؟

جواب: مولوی الیاس بانیٔ تحریکِ رسمی تبلیغ اپنی کتاب "دینی دعوت" کے ص۷ پر فرماتے ہیں (جو مکتبۂ محمودیہ رائے ونڈ سے شائع ہوئی ہے) کہ "متوسطین میں علامہ ابنِ تیمیّہ اور حافظ ابنِ قیم کو ناواقف باطن سے خالی سمجھتے ہیں"۔ اِدھر اِن دونوں کے نام کے بعد الیاس صاحب نے رحمہما اللہ تعالیٰ بھی لکھا ہے۔

سوال: جو لوگ ابنِ تیمیّہ کو شیخ الاسلام یا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کیا اُن کے لیے کوئی بُرائی ہے؟

marfat.com

Marfat.com

جواب: فاضلِ دیوبند مولوی حمداللہ کی کتاب البصائر کے ص۱۵۳ پر ہے "امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وُہ کافر ہے" اور مولوی الیاس نے شیخ الاسلام سے زیادہ درجے کا لقب "رحمۃ اللہ علیہ" اس کے لیے استعمال کیا ہے۔ اس لیے مولوی حمداللہ صاحب ص۱۵۲ پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ابنِ تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کیا تھا، لہذا وُہ مجسّمہ میں سے تھا اور مجسّمہ کافر ہیں۔ اس لیے ابنِ تیمیہ کو رحمۃ اللہ علیہ یا شیخ الاسلام کہنے والا کافر ہے۔ کیونکہ ابنِ تیمیہ کافر تھا۔

سوال: کیا ابنِ عبدالوہاب نجدی، ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیّم کے عقائد کا خُبث یکساں ہے؟

جواب: مولوی حمداللہ صاحب فاضل دیوبند سہانپور نے مولانا قطب الدین غورغشتوی صاحب کا قول نقل کیا ہے کہ اتباعِ ابنِ عبدالوہاب نجدی و ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیّم کے عقائد یکساں ہیں۔ تمام وہابیہ خبیثہ کے عقاید یکساں ہیں۔ یعنی یہ سب کے سب ابنِ خوارج ہیں۔ (البصائر ص۱۵۴)

سوال: کیا پُرانے اماموں میں سے کسی نے وہابیہ خوارج کی تکفیر کی ہے؟

جواب: علّامہ قاضی عیّاض، مولانا احمد شہاب الدین الخفاجی مصری نے نسیم الریاض فی شرح شفا جلد چہارم کے ص۴۷۶ پر امام مالک کا فتویٰ تحریر کیا ہے کہ خوارج کافر ہیں جیسا کہ ص۴۸۸ پر حدیث شریف موجود ہے:

وان (وقال صلے اللہ علیہ وسلّم) فی روایۃ (رواہ شیخان عن ابی سعید الخدری (فاذا وجدتموھم فاقتلوھم قتل عاد) وفی روایۃ ثمود وھم کفرۃ کما فی القرآن (فظاھر ھذا)

marfat.com
Marfat.com

(الحدیث) (الکفر) ای کفر الخوارج ولذا ذھب الیہ اکثر العلماء کالطبری والسبکی۔

سوال: مولوی الیاس بانیٔ تحریکِ تبلیغ نے مثلِ انبیاء ہونے کا دعوٰے کیا ہے۔ کیا ایسا دعوٰی کسی صحابی یا تابعی یا امام مذاہبِ اربعہ میں سے کسی مجدد، ولی یا عالم نے کیا ہے؟ کیا ایسا دعوٰی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مثل کا معنٰی ہے "مانند"۔ کسرِ میم کے ساتھ مثل کا معنی ہے "تمام صفات میں برابر ہونے والا (بحوالہ غیاث اللغات ص۴۵۲) اس سے پتہ یہ چلا کہ جو کسی کی مثلیت کا دعویدار ہو وہ اس کی تمام صفات کا دعویدار ہے جو دعوائے نبوت ہے۔ نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مماثل ہوگا۔

اس میں صفتِ نبوت بھی پائی جائے گی، اور یہ ناممکن ہے کہ ایک عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے دھوکہ میں آکر نبوت کے منصب کی برابری کا دعوٰی کرکے ان کی مثل ہو جائے اور جو ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔ جیسا کہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، دیوبندی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان مطبع نعمت علی پرنٹرز لاہور نے کتاب "رئیسِ قادیان" کے ص۱۷۰ سے ص۱۷۳ تک تحریر کیا ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے مثل و مثیل و مماثلتِ عیسٰی کا دعوٰی کیا لہذا مثل و مثیل ہونے کے لیے باہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ وہ باذن اللہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کو اچھا کر دیتے تھے۔ تو آپ کیسے مسیح ہیں کہ اپنے آپ کو بھی اچھا نہیں کر سکتے۔ یعنی جب پیغمبر کے مثل و مثیل و مماثلت کا دعوٰی کرنا

marfat.com
Marfat.com

مکمل طور پر نبوّت کا دعوٰی ہے۔ تو جب قادیانی یہ دعوٰی کرتے ہیں تو عیسٰی علیہ السّلام کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ کیوں نہیں بتاتے۔ (رئیس قادیان صـ۱۷۱) اس سے ثابت ہوا کہ مولوی الیاس کا دعوٰی مرزا غلام قادیانی سے لاکھوں درجہ بڑا دعوٰی نبوّت ہے۔ کیونکہ اس نے مثلِ انبیاء کا دعوٰی کیا اور مثلِ انبیاء جمع ہے۔ یعنی خاتم النبیین حضرت محمّد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السّلام کی برابری کا دعوٰی ہے۔

سوال: کیا تمام انبیاء علیہم السّلام کے کل صفات مولوی الیاس میں موجود ہیں؟ اور کتنا اتنا بڑا نبی کہ سب میں جو صفات ہیں وُہ اکیلے مولوی الیاس میں جمع ہیں؟

جواب: العیاذ باللہ تعالٰی۔ ایسا خبیث عقیدہ قادیانیوں کے بغیر نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ابھی تک کسی مسلمان نے ظاہر نہیں کیا۔ صحیح بخاری شریف کے صـ۳۶۳ پر حدیث شریف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام کے سامنے اپنی مثل پیدا ہونے کی نفی فرماتے ہیں:-

"لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ (الحدیث)

یعنی مَیں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں یعنی مَیں تم میں سے کسی کی صورت کا نہیں ہوں۔ (اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ) اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں میری مثل کون ہے؟ ان ارشادات کا خطاب صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے تھا۔ لیکن کسی صحابی، کسی تابعی، تبع تابعی، یا کسی امام، مجتہد، مجدّد سے

marfat.com
Marfat.com

ابھی تک یہ ثابت نہیں ہوا کہ میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل ہوں۔ لہٰذا مثلِ انبیاء کا دعویٰ کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔

سوال: تبلیغی جماعت والے جُہلاء جو تبلیغ کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور عوام کے لیے یہ تبلیغ سُننا کیسا ہے؟

جواب: مجالس الابرار میں مولوی ابرار الحق دیوبندی اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی سے حکیم محمد اختر دیوبندی، مولوی عبدالغنی پھولپوری دیوبندی، مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی یہ فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ علم کی شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل لوگوں کو وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک غلط سلط روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گناہگار ہوتے ہیں، اور سامعین کو بھی اُن کا ایسا وعظ سُننا جائز نہیں ہے۔ کہ اس سے بجائے ہدایت کے گمراہی کا اندیشہ قوی ہے۔ (صفحہ) جیسا کہ "شاہراہِ تبلیغ" میں جناب قاضی عبدالسلام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ تبلیغی پارٹی پارٹی والے ضَالٌّ وَمُضِلٌّ ہیں۔

الحاصل تبلیغی فرقہ وہابیہ کا مقصد نہ معبودانِ باطلہ کا رد ہے اور نہ معبودِ برحق کا اثباتِ معبودیت ہے بلکہ ان لوگوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد الوفات کچھ نہیں کر سکتے اور نہ سُنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں نہ کرتے ہیں۔ بلکہ ان وہابیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جیسا کہ حسین احمد دیوبندی اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" صفحہ ۴۷ پر تحریر کرتا ہے کہ "وہابیوں کا بڑا مقولہ ہے معاذاللہ ثم معاذاللہ نقلِ کفر کفر نباشد کہ "ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو

marfat.com
Marfat.com

زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کُتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں۔ اور ذاتِ فخرِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثابت ہوا کہ وہابی لوگ نہ کر سکنے کی جو نسبت کرتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا یہ نسبت رحمۃٌ للعالمین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ کی طرف کرتے ہیں۔ یعنی یہ لوگ وہابیہ ظاہری دعوٰی میں اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ سیّد العالمین محمّد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اولیاء اللہ سے مستغنی ہیں جس طرح کفّار اور مشرکین ومنافقینِ مکّہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستغنی تھے جیسا کہ سُورۃ عبس کی آیت اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی کے معنی ہیں کہ وہ جو بے پرواہ بنتا ہے۔ یعنی اس سے مراد ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیع، ابی بن خلف اُمیّہ بن خلف اور شیبہ وغیرہ ہیں۔

ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ سے مستغنی اور بے پرواہ ہونا کفار و مشرکین کی پیروی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پرواہ جاننا یعنی مستغنی جاننا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں کر سکتے یہ بدترین کفر ہے۔ جیسا کہ وہابیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ایسے مستغنی اور بے پرواہ ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کچھ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا وہابیہ شفاعت کے بھی منکر ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

اب اہلِ سُنّت علماء کا اور عوام کا عقیدہ مولانا احمد اللہ صاحب کی کتاب "البصائر" سے سُنیئے۔ صـ۴۲ پر لکھتے ہیں: وقال الامام الغزالی من یستمد بہ فی حیوتہ یستمد بعد مماتہ یعنی سب اولیاء اللہ

marfat.com
Marfat.com

اور انبیاء علیہم السّلام کی وفات کے بعد اُن سے استمداد طلب کرنے کے لیے اتنی دلیل کافی ہے کہ جو بحالِ حیات امداد کر سکتے ہیں تو بعد الوفات بھی وُہ امداد کر سکتے ہیں ——— جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس اُمّت کے ساتھ حضرت موسٰی علیہ السّلام نے بعد الوفات یہ امداد اور احسان فرمایا تھا کہ شبِ معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے پانچ کروا دیں۔ اگر صرف قرآن و حدیث کے دلائل اس مسئلہ کے لیے لکھنا چاہیں تو کافی دفتر بن جائے گا۔ عاقل اور اصیل کے لیے اتنا اشارہ کافی ہے۔

الحاصل: کلمہ طیبہ بھی آیت قرآنی ہے اور اس میں معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات ہے اور تبلیغی وہابیہ جو خوارج میں سے ہیں وُہ اس کا معنی اپنی رائے کے مطابق بخلاف قرآن بلکہ بخلاف وحدہٗ لاشریک کے کرتے ہیں جو کہ سخت ترین کفر ہے۔

سوال: بے شک لفظ خبیث و خبیثہ تو جامع سب خباثت و کفریات نجاستوں کا ہے لیکن جب مولوی حسین احمد صاحب نے خوارج وہابیہ کو خبیث اور خبیثہ کہا ہے۔ اور ان پر ایسا سخت فتویٰ لگایا ہے تو خوارج وہابیہ نے ان کو کوئی تعزیر نہیں دی۔ کیونکہ جس کسی نے کسی کو فاسق یا کافر یا خبیث کہا اور وُہ ایسا نہیں تھا تو اس کو تعزیر دینا چاہیے۔ (فتویٰ ودودیہ ص۴۷ شامی، درمختار، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ج۳ ص۲۰۸) زندیق، فاجر، منافق، لوطی، دیوث کہنے پر ایک ہی تعزیر ہے یعنی سب ایک۔ ہی ہیں جواب: نسبتِ خبیث و خبیثہ جو جامع سب خباثت و کفریات نجاستوں کا ہے یہ تو اس وقت ان لوگوں نے اپنے لیے قبول کیا کہ جب ان لوگوں نے خارجیت وہابیت کو قبول کیا۔ اُمرائے تبلیغ نے یہ سب کچھ

marfat.com
Marfat.com

بہت خوشی سے قبول کیا اور لکھا" ہم خود بھی اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بہت بڑے وہابی ہیں"۔ دوسرے مخاطب نے جواب دیا مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ (سوانح محمد یوسف امیر تبلیغ ص۱۹۳)

جب ان لوگوں نے خود خارجیت وہابیت بہت فخر سے منظور کر لی تو خبیث وخبیثہ کہنے پر حسین احمد صاحب کو تعزیر کس طرح دی جا سکتی ہے۔ اَلرِّضَاءُ بِالْکُفْرِ کُفْرٌ۔ یہ لوگ خوارج وہابیہ خود اپنے کفر پر رضامند ہیں۔ اور ان لوگوں نے بخوشی اس کو قبول کیا ہے یعنی ان لوگوں نے عقائد و افعالِ فاسدہ، شیطانیہ، کفریہ، منافقانہ، خارجیہ، جبریہ، وہابیہ کو قبول کیا ہے۔

جب ایک آدمی اپنا نام "ابلیس لعین" رکھ لے پھر لوگ اس کو ایسا کہیں کہ "او لعین ابلیس"۔ تو اس کہنے والے پر کوئی جرم ہے کہ نہیں؟ نہیں پھر اگر وہ خود اس نام پر خفا ہوتا ہے تو وہ خود سزا کا لائق ہے اوروں کا کیا قصور ہے۔

سوال: یہ ٹھیک ہے کہ ان تبلیغی فرقہ والوں نے خود اپنے کو بڑا سخت وہابی کہا ہے اور کہتے ہیں۔ اور یہ بھی میں نے تسلیم کیا کہ جمہور علماء محققین فضلاً علماء خصوصاً اکابر حضرات دیوبند نے بھی تحریر کیا ہے کہ وہابی ابن عبدالوہاب نجدی اور ابن تیمیہ کے معتقدین اور مقلدین کو کہتے ہیں اور ابنِ تیمیہ اور ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین اور مقلدین سب کے سب خوارج ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا گروہ جو کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں سب دنیا سے رائیونڈ میں جمع ہو جاتے ہیں یہ کیسے خبیث وخبیثہ ہیں۔ یہ سب ناممکن ہے۔ اتنا بڑا گروہِ خبیث وخبیثہ کیسے بن گیا؟

marfat.com
Marfat.com

جواب: قولِ خداوندی ہے: قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا اُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۰ ۔ معارف القرآن ج ۳ ص ۳۳۷ ۔ محمد شفیع دیوبندی صاحب)

(ترجمہ) تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک یعنی خبیث اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاکی یعنی خبیث کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تاکہ تمہاری نجات ہو"۔

مفتی صاحب تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اے دیکھنے والے تجھ کو ناپاک (یعنی خبیث) کی کثرت (جیسا کہ دنیا میں یہی واقع ہوتا ہے) تعجب میں ڈالتی ہے جو کہ باوجود ناپسندیدہ ہونے کے یہ کثیر کیوں ہیں مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت کی دلیل ہے حق ہونے کی نہیں یعنی کثرت، دلیلِ صداقت اور حق مقبولیت کا نہیں۔

آگے ارشاد فرمایا وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ۔ یعنی اگرچہ دیکھنے والوں کو بعض اوقات خراب چیزوں کی کثرت مرغوب کر دیتی ہے اور گرد و پیش میں خبیث اور خراب چیزوں کے پھیل جانے اور غالب آجانے کے سبب انہی کو اچھا سمجھنے لگتے ہیں مگر یہ انسانی علم و شعور کی بیماری اور احساس کا قصور ہوتا ہے۔ (ص ۲۴۲)

یہ آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی کہ اعداد و شمار کی کمی، زیادتی کوئی چیز نہیں، کثرت و قلت سے کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو نہیں جانچا جا سکتا۔ انسانوں کے سر اور ہاتھ شمار کر کے اکیاون ۵۱ کروڑ ہاتھوں کو انچاس ۴۹ کے مقابلے میں حق و صداقت کا معیار نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ اگر دنیا کے ہر طبقہ کے حالات پر ذرا بھی نظر ڈالی جائے تو سارے عالم میں بھلائی کی مقدار اور

marfat.com

Marfat.com

تعداد کم اور برائی کی تعداد میں کثرت نظر آئے گی۔ ایمان کے مقابلہ میں کفر، تقویٰ وطہارت اور دیانت وامانت کے مقابلہ میں فسق وفجور، عدل و انصاف کے مقابلہ میں ظلم وجور، علم کے مقابلہ میں جہل، عقل کے مقابلہ میں بے عقلی کی کثرت کا مشاہدہ ہوگا۔ جس سے اس کا یقین لازمی ہوجاتا ہے کہ کسی چیز یا کسی جماعت کی تعداد کی کثرت اس کے اچھے یا حق ہونے کی قطعاً دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ کسی چیز کی اچھائی اور بہتری اس چیز اور اس جماعت کے ذاتی حالات وکیفیات پر دائر ہوتی ہے۔ حالات وکیفیات اچھے ہیں تو وہ اچھی، اور اگر وہ بُرے ہیں تو وہ بُری ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ جس چیز (یا جس جماعت) کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کرلیا ہے وہی چیز حلال اور جائز ہے۔ یا کسی جماعت کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کرلیا وہی جماعت اچھی اور برحق ہے۔ آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا :۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ یعنی اے عقل والو! اللہ سے ڈرو۔ جس میں اشارہ فرمایا کہ کسی چیز (کسی جماعت) کی تعداد کی کثرت، مرغوب ہونا، یا کثرت کو مقابلہ قلت کے حق وصحیح کا معیار قرار دینا عقلاء کا کام نہیں۔ اسی لیے عقلاء کو خطاب اور ان کو اس غلط رویہ سے روکنے کے لیے فَاتَّقُوا اللّٰهَ کا حکم دیا گیا۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۲۴۳، مفتی محمد شفیع دیوبندی)

سوال : کیا صدرِ مدرسینِ دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضرات دیوبند نے بھی کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے کہ واقعی ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین وہابیہ خوارج میں سے ہیں اس بناء پر یہ لوگ خبیث وخبیثہ ہیں۔؟

جواب: فتویٰ علماء سرحد ابنِ عبدالوہاب نجدی بہ اتفاق جمہور علماء و فقہا خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی خارجی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

(عقائد علمائے دیوبند ص۲۲۸ و سنن النسائی شریف ص۳۶ برحاشیہ محمد تھانوی دیوبندی حصہ اوّل۔ البصائر ص۱۵ مولوی حمداللہ دیوبندی"۔ مزید تفصیلات کے لیے انگریز جاسوس ہمفرے کے اعتراضات شائع کردہ مجلسِ اہلسنت وجماعت ملاحظہ فرمائیں۔ حنفی المسلک علمائے دیوبند تحصیل صوابی ۲۵ر اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام جامع مسجد اکرم خاں میں عظیم الشان دینی اجتماع میں متفقہ طور پر فتوٰی مذکورہ شائع ہوا۔

"وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ"۔

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی ساکن شاپین ضلع سوات۔

حقانی علمائے اہلسنت وجماعت (مینگورہ) ضلع سوات کا رائیونڈ والوں کا رسمی خلاف شرع اور ناجائز تبلیغ کے بارے میں متفقہ رائے کے ساتھ

فتوٰے

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام شرع متین اور فقہائے عظام دینِ مبین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم کی رُو سے تبلیغِ احکامِ شرعی اُمت کے ہر فرد پر خواہ وُہ عامی ہو یا عالم فرضِ عین ہے۔ اور یہ کہ یہ تبلیغی فریضہ اقامت میں تکمیل پذیر نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے قریہ قریہ اور شہر شہر میں گشت نہ لگائی جائے۔ اور اسی سلسلے میں "رائیونڈ" قصبے کی فضیلت دیگر شہروں اور قصبوں سے بالاتر مانتے ہیں یہاں تک کہ کثرتِ اجر وثواب میں مدینۃ الرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیت اللہ شریف پر بھی فوقیت دیتے ہیں؟ براہِ مہربانی

marfat.com

Marfat.com

استفتاء بالا کا مفصل جواب صادر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں؟ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا۔ (مستفتی ابوالکرم غلام نبی (دیروی) خادم علمائے اسلام)

جواب: شرعی احکام کی تبلیغ فرض کفایہ ہے اس دلیل کے ساتھ کہ اللہ پاک جل جلالہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (الآیۃ) (تاکیداً ہو جائیں بعض تم میں سے (علماء) جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں اور نیکی کا حکم کریں اور بُرائی سے منع کریں۔)

جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تفسیر جلالین کے صـ۵۷ پر فرماتے ہیں وَمِنْ لِلتَّبْعِيْضِ لِاَنَّ مَا ذُكِرَ فَرْضُ كِفَايَةٍ یعنی وَمِنْ مِنْكُمْ سے جو خدا کے قول کے مطابق تبعیض کے لیے ہے خواص (علماء) کے لیے ہے اس لیے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور اس فرض کفایہ کی ادائیگی (تبلیغ) عوام کا کام نہیں ہے اور علمائے کے بیان کے ذریعے عوام سے ساقط ہوتی ہے اس لیے کہ عوام احکامِ شریعت سے بے خبر ہیں۔

اسی وجہ سے درجِ ذیل بیانات کی رُو سے عوام کی تبلیغ اور اس کے لیے گشت لگانا ناجائز ہے۔

(۱) جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يَلْزَمُ كُلَّ الْاُمَّةِ وَلَا يَلِيْقُ بِكُلِّ اَحَدٍ كَالْجَاهِلِ (صـ۵۷) یعنی پوری اُمت پر تبلیغ کرنا لازم نہیں اور ہر جاہل کے لیے مناسب بھی نہیں ہے کہ تبلیغ کرے بلکہ تبلیغ عوام کے لیے ناجائز ہے۔

(۲) علامہ شیخ محمد صاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فَلَا يَاْمُرُ الْجَاهِلُ وَلَا يَنْهٰى لِاَنَّهٗ رُبَّمَا اَمَرَ بِمُنْكَرٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مَعْرُوْفٍ لِعَدَمِ عِلْمِهٖ

marfat.com
Marfat.com

بِذَالِكَ (ج ۱ ص ۱۶۱) اَن پڑھ جاہل کے لیے امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جاہل اَنپڑھ اپنی لاعلمی سے کبھی تو بدی اور منہیات کا حکم دیتا ہے اور کبھی حسنات اور نیکی سے منع کر دیتا ہے۔

(۳) جلالین شریف کے ص ۵۷ حاشیہ ۲۴ میں فرماتے ہیں: لَایَصْلَحُ لِلْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ اِلَّا مَنْ عَلِمَ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْکَرَ وَعَلِمَ کَیْفَ یُتَرَتَّبُ الْاَمْرُ۔ امر بالمعروف ان لوگوں کا کام ہے جو احکاماتِ شریعت سے واقف ہوں، روا اور ناروا یعنی جائز اور ناجائز کی پہچان کر سکیں۔ اور جن میں یہ خوبیاں نہ ہوں اُن کے لیے تبلیغ کرنا ناجائز ہے۔

(۴) علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں لَایُبَاشِرُ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ اِلَّا مَنْ یَّعْرِفُ مَرَاتِبَ الْاِحْسَانِ وَتَفَاوُتَ الْمُنْکَرَاتِ وَیُمَیِّزُ بَیْنَ الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ وَالْمُخْتَلَفِ فِیْهِ مِنْهَا۔ یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر ان لوگوں کے لیے جائز ہے جو نیکیوں کے مراتب کو جانیں کہ کونسا فرض ہے کونسا حرام، کونسا واجب، کونسا مکروہ، کونسی سُنّت اور کونسی مستحب ہیں، اور وہ لوگ جو متفق علیہ اور مختلف فیہ مسائل میں فرق کر سکتے ہیں۔ عوام شریعت کے ان اسرار و رموز سے ناواقف ہیں اس لیے عوام کی تبلیغ ناجائز ہے۔

(۵) فتاوائے عالمگیریہ میں فرماتے ہیں: اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ یَحْتَاجُ عَلٰی خَمْسَةِ اَشْیَاءَ اَوَّلُهَا الْعِلْمُ وَالْجَاهِلُ لَایَحْسُنُ بِالْمَعْرُوْفِ کَذَا فِیْ حَاشِیَةِ جَلَالَیْنِ۔ (ص ۵۷ حاشیہ ۲۵) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن میں سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جاہل و بے علم آدمی امر بالمعروف کیا جانے۔

marfat.com
Marfat.com

(۶) اَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ کے لیے لازمی شرط ہے "علم کا ہونا" جس سے معلوم ہوا کہ آج کل اکثر جاہل اور ناسمجھ اور احکاماتِ شریعت سے ناواقف لوگ تبلیغ دین اور وعظ میں مصروف رہتے ہیں اور بغیر تحقیق کے شرعی احکامات اور روایتیں بیان کرتے ہیں۔ خود بھی گنہگار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ اور تفسیر بیان القرآن مصنف اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی ص۴۵ ج۲ کی رُو سے اس قسم کے لوگوں کا وعظ و نصیحت سُننا ناجائز ہے۔

(۷) اسی لیے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اس واعظ کو جو ناسخ اور منسوخ نہیں جانتا تھا کوفہ کی مسجد سے نکالا تھا۔ (تفسیر عزیزی ص۲۸۹)

پس حاصل یہ ہُوا کہ رائے ونڈ والوں کی موجودہ رسمی تبلیغ شرعی لحاظ سے خلاف شرع اور ناجائز ہے۔ اور رائیونڈ شہر کی فضیلت کا ثبوت کسی بھی شرعی کتاب میں موجود نہیں اور خاص کر رائیونڈ کو بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر فضیلت دینا محض جھوٹ اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ ہر وہ جماعت جو رائیونڈ کی فضیلت پر عقیدہ رکھتی ہے اُن کی عاقبت تاریک ہے۔ اسی عقیدہ کے تحت رائیونڈ بمنزلہ مسجدِ ضرار کے ہے اور بمنزلہ گرجۂ معبدِ ہنود کے ہے جس طرح ابرہہ کافر اور اشرف عیسائی کافر نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں بنایا تھا اور منافقوں نے مسجد نبوی کے مقابلہ میں مسجدِ ضرار بنائی تھی۔ شریعت محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی رُو سے اس قسم کی مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیت اللہ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے علاوہ دنیا کی جتنی مساجد ہیں فضیلتِ اجر و ثواب میں سب برابر ہیں۔ دُنیا کی کسی مسجد کو مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ اور مسجد نبوی پر اجر و ثواب کے سلسلے میں فوقیت

marfat.com
Marfat.com

دینا شریعت محمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہے اور اس قسم کے عقائد سے بچنا چاہئے ——— واللہ اعلم۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تصدیق کرنے والے چند عُلمائے کرام

(۱) مولانا قاضی فضل الرحمٰن صدر جمعیت العلماء حقانی سوات (مقام امان کوٹ)
(۲) مولانا فضل الرحمٰن صاحب نائب صدر " " (مقام گولدرہ)
(۳) مولانا عبدالرحمٰن صاحب مقام کانجو۔
(۴) مولوی صنوبر صاحب مقام کالاکلی (کبل)
(۵) قاضی عبدالمطلب (مانیار)
(۶) فقیر سیّد احمد علی شاہ (شاپین)
(۷) مولانا محمد یوسف صاحب نقشبندی حنفی۔
(۸) مولانا سیّد محمد شیرین پیر صاحب مہاجر کیمپ۔
(۹) علامہ محمد روشن صاحب خادم القادری صدر انجمن بزمِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اخراج المنافقین عن مساجد المومنین ص۴ تا ۳۴۔

تبلیغی جماعت کے اِس تبلیغی مخصوص طریقہ کار کا کوئی ثبوت نہیں ملتا لہٰذا یہ اپنے دعوائے تبلیغ اور دعوائے محبّت میں جھوٹے ہیں از رُوئے قرآن مقدس فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ یعنی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الکذب مقراض الایمان یعنی جھوٹ ایمان کی قینچی ہے۔ (مولانا سید احمد شاہ سوات۔ اظہار الکمال علی کشف جہل الجہال ص۱۶۶)

marfat.com
Marfat.com

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْكَرِیْمِ: اَمَّا بَعْدُ

برادرِ مکرم سیّد احمد علی شاہ صاحب حفظ اللہ لکم من کل سوءٍ آمین!

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ:

حافظ عبداللہ جان کے ذریعے جناب کے چند رسائل موصول ہوئے جناب کے التماس پر فقیر نے آپ کے مطبوعہ رسائل خصوصاً "اخراج المنافقین عَنْ مساجد المسلمین" کا بغور مطالعہ کیا۔

آپ نے نقلاً و عقلاً ثابت کیا ہے کہ وہابی و تبلیغی وہابی خبیث و خبیثہ و منافق اور کافر ہیں۔ فقیر کاتب الحروف کا اس مسئلہ میں آپ سے مکمل اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ صرف جناب کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی خارجی ہے اور اس کے تمام معتقدین پیروکار چونکہ بعینہٖ وہی عقیدہ باطلہ رکھتے ہیں لہٰذا جو حکم اصل کا فرع پر بھی وہی حکم صادر ہوگا۔ جب ابن عبدالوہاب نجدی خارجی ہے تو اس کے معتقدین تمام کے تمام خارجی ہیں۔ جس طرح جمہور علماء بشمول میرے جدامجد حضرت شمس شریعت قاطع نجدیت الحاج شائستہ گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے وہابی تمام کے تمام کافر ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

فقیر محمد عبدالعلیم القادری کا وہی فتوٰی ہے۔ قادیانی، رافضی، وہابی کافر ہیں۔ "ومن شکّ فی کفرھم فقد کفر"۔

وہابی تبلیغیوں کا مسجد سے نکالنا سُنّتِ رسُول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جس طرح سرکار نے منافق وہابی تبلیغیوں کو مسجد نبوی سے نکالا تھا۔ ان کو اسی طرح ذلیل کر کے نکالنا چاہیے۔ ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ کرنی چاہیے۔

دشمنِ احمدؐ پہ شدّت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروّت کیجئے
غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسُولؐ اللہ کی کثرت کیجئے

محمد عبدالعلیم قادری۔ دارالعلوم قادریہ سُبحانیہ ڈرگ روڈ کراچی۔

"اخراج المنافقین عن مساجد المومنین۔ علامہ سیّد احمد علی شاہ نقشبندی"۔

تبلیغی جماعت و معنیٰ کلمہ طیّبہ

رائیونڈ کی تبلیغی جماعت نے کلمہ طیبہ کا نہایت ہی عجیب اور منگھڑت مفہوم اختراع کیا ہے جس پر وُہ بہت زیادہ زور دیتے ہیں کہ کلمہ طیبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کا مفہوم ہے "خالق سے ہر کام کے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین"۔ حالانکہ آج تک جمہور علماءِ اُمّت نے کلمۂ طیبہ کا متفقہ طور پر یہ معنیٰ کیا ہے کہ "نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر ایک اللہ"۔ ہزارہا مسائل میں اختلاف ہوگا مگر آج تک دنیا کے کسی شخص نے کلمہ شریف کے معنیٰ میں اختلاف نہیں کیا ہے۔ تفسیر روح البیان ص ۲۵۶ میں کُلُّ قَوْلٍ

marfat.com
Marfat.com

یَ قَبْلُ الْاِخْتِلَافَ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا قَوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جنوبی وزیرستان میں ناخواندوں کی اس جماعت نے جب اپنی تحریف شدہ معنیٰ بیان کیا تو مولانا حفیظ اللہ صاحب نے فرمایا کہ کلمہ شریف کا یہ معنیٰ کرنا کہ "سارے کاموں کا خدا سے ہونے کا یقین" اور مخلوق سے کسی کام کے نہ ہونے کا یقین"۔ خالص کفر ہے۔ ● کیونکہ قرآن پاک میں بندے (مخلوق) کو ہزار حکم، ہزار نہی، ہزار وعدہ ہزار وعید۔ اور پانچسو آیاتِ احکام سُنائی گئی ہیں۔ اگر مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی ہے تو قرآن مجید کی اِن ساڑھے چار ہزار آیات کا انکار لازم آتا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو عبادات ادا کرنے کا حکم دیا ہے یا حرام کاموں سے بچنے کا حکم دیا ہے یا نیک کاموں پر وعدہ دیا ہے اور بُرے کاموں پر وعید سنائی ہے۔ ● نیز اگر خدا سے ہر کام کے ہونے کا یقین کیا جائے تو یہ قضیہ موجبہ کلیہ ہے۔ پھر تو شرک لازم آتا ہے۔ حرام کاری، فسق و فجور کے تمام کاموں کا صدور خالق سے ماننا ہوگا حالانکہ یہ صریحاً کفر ہے۔ کیونکہ یہ عیوب ہیں اور عیوب کا صدور اللہ تعالیٰ سے محال ہے جیسے کہ علم کلام میں اس کی تصریح موجود ہے۔ **مناظرہ:** مولانا حفیظ اللہ صاحب کے اس فتوے پر تبلیغی جماعت سے مناظرہ کا پروگرام طے کیا گیا۔ ● چنانچہ ساٹھ سے زیادہ علماءِ اہلسنت (جو کراچی، افغانستان اور پشاور سے آئے ہوئے تھے) مولانا حفیظ اللہ کی سربراہی میں مقامِ مناظرہ میں ۷ر سے ۱۲ر اپریل تک منتظر مناظرہ رہے۔ مگر رائیونڈ کے کسی مولوی تبلیغی میں مناظرہ پر آمادہ ہونے کی جرأت پیدا نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ اس علاقہ میں اُن کے داخلہ پر شدید پابندی لگادی گئی۔ اور علمائے اہلسنت نے فتویٰ کی شکل میں

marfat.com
Marfat.com

اَن کے تحریف شدہ معنیٰ کو مستند اور معتبر کتب کی روشنی میں کفر ثابت کرکے ان کے اس معنیٰ کو مذہب جبریہ قرار دیا جو کہ انسان کو پتھر کی طرح مجبور محض مانتے ہیں اور وُہ جائز و ناجائز، قدیم و حادث ہر فعل کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہیں۔)

شرح عقائد ص۶۴ میں ہے کہ "جبریہ بندے کے لیئے کسی قسم کی قدرت کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ نہ مؤثرہ اور نہ ہی کاسبہ۔ بلکہ جہمیہ فرقے کی طرح انسان کو جمادات کی طرح بالکل بے بس مانتے ہیں۔ لَا یُثْبِتُ لِلْعَبْدِ قُدْرَۃً لَا مُؤَثِّرَۃً وَلَا کَاسِبَۃً بَلْ یَجْعَلُہٗ بِمَنْزِلَۃِ الْجَمَادَاتِ کَالْجَھْمِیَّۃِ۔

امام ربّانی مجدد الف ثانی نے "مکتوبات شریف" میں تحریر کیا ہے کہ فاعل سے حقیقی طور پر فعل کی نفی کرنا اور مجازاً اس کے لیے ثابت کرنا جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے یہ کفر محض ہے کہ اَلْاَفْعَالُ کُلُّھَا مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْعَبْدُ مَجْبُوْرٌ فِیْ ذٰلِکَ وَھٰذَا کُفْرٌ۔

فتاوٰی بزازیہ: باب الکفار و اہل البدع اور عالمگیری ص۳۱۹ میں ہے "جبریہ" میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے مگر صواب یہ ہے کہ وُہ اپنے اس قول میں کافر ہیں کہ بندے کے لیے اصلاً کوئی فعل ہی نہیں ہے یہ اور اس طرح بے پناہ دلائل ہیں جن سے جبریہ کے عقائد کے کفریہ ہونے پر تصریحات موجود ہیں۔

وضاحت: جب جبریہ کا کفر ثابت ہو چکا تو اب جو شخص بھی اس عقیدے کی تصدیق تائید کرے گا تو مندرجہ بالا کتب کی روشنی میں وُہ بھی کافر ہو جائے گا اگرچہ وُہ اپنے آپ کو عالم کہلواتا ہو • واضح رہے کہ

marfat.com
Marfat.com

رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کے اور بھی کئی عقائد و نظریات قرآن و سنت سے متصادم ہیں مگر علمائے کرام مصلحت کے پیشِ نظر اُن کو نہیں چھیڑتے۔ البتہ ضرورت پڑنے پر ہم تمام گندے انڈے طشت از بام کر دیں گے۔ تاکہ چوراہے پر اس گندم نما جَو فروش جماعت کا دجل و فریب آشکارا ہو سکے اور سادہ لوح مسلمان نماز روزہ کے نام پر ان کے دام تزویر سے بچ جائیں۔

● واضح رہے کہ جن لوگوں نے جھوٹے اشتہارات کے ذریعہ حضرت مولانا عبیت حفیظ اللہ صاحب کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یہ بھی اسی جماعت رائے ونڈ یہ کی پہلے سے سوچی سمجھی سازش ہے۔ ان بے لگام منافقوں نے جس عظیم شخصیت کو بلا دلیل ضال مضل کہا ہے خود اس کی زد میں آتے ہیں۔ ● ان مساکین فی العلم کو دعوت ہے کہ آئیے قرآن و سنت کی روشنی میں آج بھی ہمیں اس مسئلہ میں آزما سکتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ روزِ قیامت تک یہ لوگ دلیل کے ساتھ ہمارا سامنا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے ● اور یہ متفقہ فیصلہ اور فتویٰ ہے کہ یہ فرقہ جبریہ مذکورہ دلائل کی روشنی میں خوارج از اسلام ہیں ● لہٰذا ان کو اپنی مساجد میں چھوڑنا، ان کا وعظ سننا، اور دین و شریعت کا پابند سمجھنا بدترین جرم ہے۔ اور جو ایسا کرے گا وہ بھی ضال گروہ میں شامل ہوگا جیسا کہ رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت ضال مضل، گمراہ اور بے دین ہے۔

(جماعت اہلسنت جنوبی وزیرستان بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ)

"محرم ۱۴۱۵ھ"

marfat.com

Marfat.com

مسکین صورت، یزید سیرت، تبلیغی جماعت کی جارحیت

(وحشت و بربریت کی شرمناک لرزہ خیز داستان)

رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کے ملّاؤں نے تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شریک ہونے والے لاہور کے جن دو محنت کشوں پر بہیمانہ تشدد کیا تھا اُن میں سے ایک محنت کش محمد اقبال زخموں اور ضربوں کی تاب نہ لاتے ہوئے سروسز ہسپتال میں جاں بحق ہو گیا تھا اور اس کی نعش پوسٹ مارٹم کئے بغیر قبرستان میانی صاحب لاہور میں دفن کر دی گئی تھی جبکہ دُوسرے زخمی محمد خاں کی حالت انتہائی تشویشناک ہے۔ متوفی کی نعش کا اُس کی بیوہ نسیم بیگم کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر کے حکم پر قبر سے نکال کر پوسٹمارٹم کیا گیا۔ ملزمان بیوہ اقبال پر دباؤ ڈالتے رہے کہ وُہ مقدمہ کی پیروی نہ کرے اس سلسلے میں اُسے دس ہزار روپیہ کا لالچ بھی دیا۔ اور انکار کی صورت میں سنگین نتائج بھگتنے کی دھمکی بھی دی۔ چند روز قبل گنگا رام ہسپتال میں نمائندۂ روزنامہ "حیات" سے ایک ملاقات کے دَوران متوفی نے کہا تھا کہ ملزمان نے اسے دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے اِن ملزمان کے بارے میں پولیس کو کچھ بتایا تو اسے زہریلا ٹیکہ لگوا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد متوفی کے لواحقین نے اُسے سروسز ہسپتال میں داخل کروا دیا تھا۔

تفصیلات کے مطابق حمید علی پارک نیو سمن آباد کا محمد اقبال جو اپنے علاقہ میں "صدیقِ اکبر مسجد" کی انجمن کا صدر تھا، رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کی شہرت اور مذہبی جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے دوست محمد خان کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شامل ہوا جہاں محمد خان نے عالمِ جذبات میں

marfat.com

Marfat.com

نعرۂ رسالت اور بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ بلند کیا۔ جس پر رات کو تقریباً ایک بجے جماعت کے منتظم اُسے وہاں سے اٹھا کر لے گئے۔ صبح کو محمد اقبال عبادت سے فارغ ہو کر اپنے دوست کی تلاش میں نکلا تو مسجد کے عقب میں ایک گودام میں اس نے محمد خان کو چھت سے الٹا لٹکا پایا جس کو چند افراد ڈنڈوں سے زدوکوب کر رہے تھے۔ اقبال نے اندر جا کر ان کو روکنا چاہا تو انہوں نے اُسے بھی پکڑ کر بٹھا لیا اور کہا کہ ہمارے مولوی صاحب آ کر فیصلہ کریں گے۔ گودام میں پہلے سے چار لڑکے بھی انہوں نے بند کئے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب آئے اور آتے ہی اقبال کے سر میں ڈنڈا دے مارا، جس سے اقبال بے ہوش ہو گیا۔ بیہوشی کے دوران انہوں نے اُسے بھی چھت سے اُلٹا لٹکا دیا اور ڈنڈوں سے زدوکوب کرنا شروع کر دیا۔ ہوش میں آ کر اس نے پھر چلانا شروع کر دیا کہ وُہ چور نہیں ہے مسجد صدیقِ اکبر کا صدر ہے۔ بعد ازاں مولوی کا ایک کارندہ بس میں بٹھا کر انہیں غشی کی حالت میں لاہور لے آیا اور گنگا رام ہسپتال میں فرضی حادثہ کی داستان سُنا کر انہیں داخل کرا دیا۔ جب اقبال کو ہوش آیا تو اس نے اپنی بیوی سلیم بیگم کو ساری بات بتائی۔ اس واقعہ کا دوسرا زخمی محمد خاں ابھی تک مدہوشی کے عالم میں بسترِ مرگ پر سسک رہا ہے اور اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔

(روزنامہ "حیات" لاہور۔ "مشرق"۔ "نوائے وقت"۔ ۲۰/۲۱ نومبر ۱۹۷۶ء)

تبلیغی جماعت کا دُوسرا قاتل اور اس کا انجام!

(رائیونڈ کے سانحہ قتل سے پہلے قصور میں خونی ڈرامہ کا پس منظر)

قصور ۲۸ جون ۱۹۷۶ء۔ مقامی پولیس نے کوہاٹ کے ایک شخص شربت خان

marfat.com

Marfat.com

کو ایک معمر نمازی حاجی محمد خاں کے قتل کے الزام میں گرفتار کر کے تحقیقات شروع کر دی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملزم شربت خان جو کہ ضلع کوہاٹ کا رہنے والا ہے اور رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کا رکن ہے وہ کوٹ حلیم خاں کی مینار والی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس نے حاجی محمد خان سے مذہبی مسائل پر جب بحث کی تو اُسے مقتول کے عقیدے اور اپنے عقیدے کے مبینہ اختلاف کی وجہ سے سخت رنج پہنچا جس پر اس نے غصے میں آکر حاجی محمد خان کو ڈنڈے سے پیٹنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے حاجی محمد خاں شدید زخمی ہو گیا۔ اس کی چیخ و پکار سُن کر جب راہگیر مسجد میں پہنچے تو اس کو خون میں لت پت پایا جس پر ملزم بھاگ نکلا۔ لوگوں نے ملزم کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ حاجی محمد خاں نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ مقتول ہر وقت مسجد میں عبادت کرتا رہتا تھا۔" (روزنامہ نوائے وقت۔ ۲۹ جون ۱۹۷۶ء)

ماہنامہ **رضائے مصطفےٰ** (گوجرانوالہ) کے نمائندۂ خصوصی کی رپورٹ کے مطابق مینار والی مسجد قصور کے امام حافظ مرزا بیگ صاحب نے اپنی مسجد میں براجمان تبلیغیوں سے کہا کہ تمہارا اور ہمارا عقیدہ ایک نہیں ہے۔ آپ لوگ میلاد شریف، گیارہویں شریف اور دیگر تقریبات کو نہیں مانتے، اور ویسے بھی آپ کا مسجد میں کھانا، پینا، سونا، لیٹنا، باتیں کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے اس لئے آپ لوگ ہماری مسجد سے نکل کر اپنے ہم عقیدہ سامنے والی غیر مقلدین کی مسجد میں چلے جائیں۔ چنانچہ تبلیغی جماعت والے مسجد کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر حافظ صاحب کو گالیاں دینے کے بعد اُس وقت تو چلے گئے۔ مگر :-

marfat.com

Marfat.com

شربت خاں کا انتقام :- ۲۸ جون ۱۹۷۶ء بروز سوموار ان کا ایک رکن شربت خان بقصد انتقام ۹ بجے صبح مسجد میں آیا۔ حاجی محمد خان مرحوم ابھی مسجد میں ہی تھے۔ شربت خاں نے پہلے نفل پڑھے پھر مسجد کی صفائی کی اور اس کے بعد حافظ مرزا بیگ صاحب کی رہائش گاہ کی طرف جانے کی کوشش کی۔ حاجی محمد خاں صاحب نے کہا کہ میں تمہیں اُوپر نہیں جانے دوں گا۔ تمہارا اُوپر جانے کا کیا مطلب ہے؟ نیچے رہو ــــ! چنانچہ شربت خاں بدبخت نے حاجی محمد خان صاحب کو ڈنڈے سے مارنا شروع کر دیا اور مسجد کا دروازہ بند کر کے خوب مارا۔ اور چاقو سے ان کے ہونٹ چیر دیئے۔ جب حاجی محمد خاں بے ہوش ہو گئے تو اس خبیث نے مسجد کا دروازہ کھولا اور حاجی محمد خاں کو بے ہوشی کی حالت میں ٹانگوں سے گھسیٹ کر بازار میں پھینک دیا۔

گرفتاری :- لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ پٹھان نے حاجی محمد خاں کو مار دیا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور پٹھان کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ کسی کے قابو نہ آیا۔ اتنے میں ایک کوچوان محمد عاشق برف لے کر آ رہا تھا اس نے تانگے پر سے پٹھان کے منہ پر پاؤں دے مارا۔ پٹھان گر پڑا اور اُسے پکڑ کر تھانے لے گئے۔ حاجی محمد خاں کا لڑکا محمد نذیر خاں یہ سُن کر موقع پر پہنچ گیا اور حاجی صاحب کو ہسپتال لے گیا۔ ہسپتال میں دو گھنٹے بعد حاجی صاحب دو بجے دن مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

خودکشی :- شربت خان کو جب پولیس نے جیل بھجوایا تو وہاں اس نے جیل والوں کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا جس پر اُسے چکی میں

marfat.com
Marfat.com

بند کر دیا گیا اور وہاں اُس نے دیوار کے ساتھ ٹکریں مارنا شروع کر دیں۔ اور جیل میں پندرہ دن بعد خودکشی کر کے مر گیا۔ اصل پروگرام کے تحت شربت خاں، حافظ مرزا بیگ صاحب کو قتل کرنے آیا تھا۔ وُہ ہاتھ نہ آئے تو ظالم نے حاجی محمد خاں صاحب کو شہید کر دیا۔ اور چند دنوں بعد خود حرام مَوت مر کر خَسِرَ الدُّنیَا وَالْاٰخِرَہ کا مصداق بنا۔

عذرِ گناہ۔ "مسکین صورت یزید سیرت تبلیغی جماعت" کے افراد کو جب رائیونڈ کے قتل و تشدد کا واقعہ بتایا جاتا ہے تو یہ جھوٹے لوگ بلا تحقیق اس واقعہ کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ مگر جب اخبارات و ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کے حوالہ سے ان کی گرفت ہوتی ہے تو فوراً پینترا بدل کر کہتے ہیں کہ رائیونڈ میں جس کا قتل اور جن پر تشدد ہوا ہے وُہ چور تھے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے نہ وُہ چور تھے۔ اور نہ چور کی سزا قتل ہے۔ اور نہ ہی تبلیغیوں کو قانون ہاتھ میں لینے کا حق ہے۔ اصل واقعہ وہی ہے جو بحوالہ اخبار پہلے بیان ہوا۔

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۷۶ء تا فروری ۱۹۷۷ء)

(دو جماعتیں ص ۵۹ تا ۶۴)

ایک لرزہ خیز عبرت ناک واقعہ!

غازی گھاٹ ضلع مظفر گڑھ میں رفیق نامی شخص بستر بند تبلیغی جماعت کا رکن ہے جو تبلیغی چلّہ و "چلت پھرت" میں مصروف ہو کر دو دو ماہ گھر سے غائب رہتا تھا۔ اس کی ماں مر گئی تھی اور اس کے بعد اس کی غیر موجودگی میں گھر میں صرف اُس کی بیوی اور اُس کا باپ رہتے تھے۔ چنانچہ رفیق کے ہم مسلک باپ پر ایسا شیطانی غلبہ ہوا کہ اس نے بیٹے کی "تبلیغی مجبوری" اور غیر موجودگی

marfat.com

Marfat.com

میں اس کی بیوی یعنی اپنی بہو سے ناجائز تعلق قائم کر لیا اور اس کے ساتھ زیادتی کا مرتکب ہوتا رہا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ ۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

کاش: تبلیغی جماعت کے افراد کو بیرونی تبلیغ کے ساتھ ساتھ اپنے اندرونی معاملات و بیوی بچوں کے حقوق و حفاظت کا بھی کچھ احساس ہو۔ (محمد عبداللہ صدیقی۔ غازی گھاٹ ضلع مظفر گڑھ) بحوالہ رضائے مصطفےٰ ص ۱۳

"جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ"

مبلغ یا سمگلر: داؤد خیل ۸ مئی۔ کالا باغ پولیس نے بستروں میں بند نوّے ہزار روپے مالیت کا غیر ملکی کپڑا برآمد کر لیا۔ پولیس کو اطلاع ملی کہ بنوں سے میاں والی جانے والی بس میں چند افراد تبلیغی جماعت کا روپ دھار کر گیارہ بستر بندوں میں بھاری مقدار میں غیر ملکی قیمتی کپڑا سمگل کر کے لا رہے ہیں۔ جونہی بس کالا باغ اڈہ پر پہنچی حوالدار نور محمد نے ایک سپاہی کی مدد سے بس کی چیکنگ شروع کر دی اور بستروں میں موجود بھاری تعداد میں غیر ملکی کپڑا برآمد کر لیا جس کی مالیت تقریباً نوّے ہزار روپے بتائی گئی ہے۔ تاہم ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ (لشکریہ روزنامہ امروز: ۹ مئی ۱۹۸۱ء ، بحوالہ رضائے مصطفےٰ ص ۳۲ ، رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ)

تبلیغ کے بعد قتل "جھڈو ۱۴ اپریل۔ پولیس نے ایک شخص کو گرفتار کیا ہے جس نے دو بیویوں کو جلا کر اور تیسری کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا کیونکہ اُسے ان کے چال چلن پر مبینہ طور پر شبہ تھا۔ تفصیلات کے مطابق جمرداد گنال سے ایک نامعلوم خاتون کی لاش ایک بوری میں بند ملی جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے لیکن بعد میں متوفیہ کے بھائی نے اسے پہچان لیا۔ تحقیقات کے دوران معلوم ہوا ہے کہ اُس کو

marfat.com
Marfat.com

اس کے شوہر یار محمد رند نے قتل کیا جو کئی ماہ تک تبلیغی دورے پر رہنے کے بعد واپس ہوا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ دورہ سے واپسی پر اس نے اپنی بیوی پر بدچلنی کا الزام عائد کیا۔ اور اس کا گلا گھونٹ کر اُسے ہلاک کر دیا۔ تحقیقات کے دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ ملزم نے اس سے پہلے ایک موقعہ پر دو بیویوں کو اسی الزام میں جلا کر ہلاک کر دیا تھا جب طویل عرصہ تبلیغی دورے پر رہنے کے بعد واپس ہوا تھا۔ (روزنامہ حریت کراچی ۱۴/۸۱)

عورتوں کی تبلیغ "کانپور جوہی لال کالونی کے ایک مکان پر چند عورتیں داخل ہوئیں اور دریافت کرنے پر انہوں نے اپنے کو تبلیغی جماعت سے منسلک بتایا۔ کلمہ، نماز اور تبلیغ کی بات کرتے کرتے نہ جانے کیا جادو کر دیا کہ گھر کی عورتوں سے کئی تولے سونے کے زیورات اور نقدی، ہتھیالی اور فرار ہو گئیں۔ اس قسم کے حادثات اس سے قبل بھی شہر میں ہو چکے ہیں"۔ (ماہنامہ اعلیحضرت بریلی۔ ماہ جون)

تبلیغی جماعت کی چوری تبلیغی جماعت نے لکی مروت بنوں میں اہلسنت کی ایک مسجد سے "مدنی مسجد" کا بورڈ چوری کر لیا۔ یہ معاملہ جب ڈی، ایس، پی، کے پاس پہنچا تو انہوں نے فریقین کو بلایا۔ یہاں بھی تبلیغی جماعت نے کہا کہ "ہمیں مدنی مسجد کا بورڈ اچھا نہیں لگتا"۔ چنانچہ بحث کے بعد قرعہ اندازی ہوئی کہ مدنی مسجد کا بورڈ لگایا جائے یا نہ لگایا جائے۔ جب قرعہ نکالا گیا تو الحمدللہ "مدنی مسجد" کا نام نکلا۔ (محمد انور بابر)۔ (رضائے مصطفےٰ ص ۲۱، جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ)

marfat.com

Marfat.com

ارباب سکندر مرحوم کے قاتل نے علاقہ مجسٹریٹ کے سامنے اقبالِ جُرم کر لیا

مرحوم سے میرا مذہبی اختلاف تھا انہوں نے میرے ساتھ تبلیغ پر جانے سے انکار کیا تھا (ملزم کا بیان)

پشاور۔ ۱۸ مارچ (نمائندۂ جنگ) سرحد کے سابق گورنر ارباب سکندر خان خلیل کے قاتل محمد طاہر کو آج دوپہر خصوصی تفتیشی جماعت نے حفاظتی اقدامات کے تحت علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا جہاں اس نے اقبالِ جرم کرتے ہوئے اپنا بیان قلمبند کرایا۔ بعد میں اس کے خلاف جوڈیشل ریمانڈ منظور کرتے ہوئے جوڈیشل حوالات بھجوا دیا گیا۔ ملزم کو اقبالِ جرم کے لیے عدالت میں پیش کیا گیا تو مروجہ قوانین کے تحت اُسے سوچنے سمجھنے کا وقت دیا گیا۔ بعد میں اس نے اقبالِ جرم کر لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ پولیس کو ملزم نے اپنے طویل ترین بیان میں یہ کہا ہے کہ ارباب سکندر خان مرحوم کے ساتھ اس کے مذہبی اختلافات تھے اور دارالعلوم کی زمین جو عیدگاہ کے لئے وقف کی دارالعلوم کی تعمیر کے بعد جب یہاں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا تو اس دارالعلوم کو خالی کرانے کی کوشش کی جانے لگی۔ اور مرحوم کے پاس وُہ ایک دفعہ گئے کہ وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغ کے لیے چلیں۔ تو مرحوم نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ پہلے اپنے آپ کو ٹھیک کرو پھر دوسروں کی طرف توجہ دو۔ اس بنا پر اختلافات بڑھتے گئے۔ پھر میں نے ارباب سکندر کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ ارباب سکندر مرحوم روزانہ نشانہ بازی کے میدان کی طرف تفریح کے لیے جایا کرتے تھے،

marfat.com
Marfat.com

اور وقوعہ کے روز میں وہاں ان کا منتظر تھا اور جب وُہ وہاں پہنچے تو انہیں قتل کیا۔ اس جگہ کا انتخاب اس لیے کیا تھا کہ یہاں قتل کا پتہ نہیں چل سکے گا اگر فائر کی آواز کسی نے سنی بھی تو یہ سمجھے گا کہ نشانہ بازی کی جارہی ہے آج ملزم طاہر کی اُنگلیوں کے نشانات بھی محفوظ کر لیے گئے۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۹ر مارچ ۱۹۸۲ء۔ بحوالہ روپ بہروپ ص ۴۴)

تبلیغی جماعت کا انصاف و کردار

"پشاور (نمائندہ جنگ) قبائلی لشکر نے باڑہ میں ۱۹ر فروری کو منعقد ہونے والے تبلیغی اجتماع کے سلسلہ میں یہ اعلان کیا تھا کہ اگر کسی بھی شخص نے تبلیغی اجتماع کے دوران چوری کی تو اس کا گھر جلانے کے علاوہ اس سے پانچ لاکھ روپے جرمانہ وصول کیا جائے گا۔ قبائلی لشکر کو جب سپاہِ قبیلہ کے ایک شخص میجر کے بارے میں شکایت ملی کہ اس نے تبلیغی اجتماع کے دوران چوری کی ہے تو لشکر کے مسلح قبائلیوں نے میجر کے مکان کو آگ لگا کر جلا دیا۔"

(جنگ لاہور ۱۶ر مارچ ۱۹۸۷ء)

قانون کو ہاتھ میں لینے کے علاوہ چوری کے جُرم پر گھر جلانا اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ کرنا معلوم نہیں کونسی شریعت ہے۔

تبلیغ پر معذرت:۔ بعض جماعتیں جنہوں نے تبلیغ کو اپنا مقصد قرار دے رکھا ہے ان کی تبلیغ بھی صرف مسلمانوں تک محدود ہے۔ کہتے ہیں اس جماعت کے چند افراد نے ایک شخص کو گھیر لیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وُہ انہیں کلمہ طیبہ سنائے۔ اس نے کہا "میں تو عیسائی ہوں"۔ انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا: "غلطی ہوئی ہم نے سمجھا تھا آپ مسلمان ہیں"۔ واہ وا

marfat.com
Marfat.com

کیسی تبلیغ ہے۔ (نوائے وقت لاہور۔ کالم نورِ بصیرت۔ ۳ر نومبر ۱۹۸۶ء)
"بحوالہ رضائے مصطفےٰ ص ۲۲، ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ"

(دُوسروں کی زبان سے)

تبلیغی جماعت، تھانوی کلمہ اور مرزائیت نوازی

"اہلحدیث لاہور" رقمطراز ہے کہ "تبلیغی جماعت کے مرکزی قائد منظور نعمانی کی کتاب "ملفوظاتِ الیاس" سے جماعت کے بانی مولوی الیاس کی زبانی ایک بیان منقول ہے کہ "مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو الیاس کے طریقۂ تبلیغ سے عام کیا جائے تاکہ تھانوی کی روح کی مسرتیں بڑھیں"۔ اس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ اس کا مرکزی نقطہ خدا اور رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی سے کہیں زیادہ تھانوی کی رُوح کی خوشنودی منظور ہے؛ اسی لیے اُس کی تعلیمات وہدایات کو پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تقیہ: ہر جماعت کو اپنا مقصد متعین کرنے کی پوری آزادی اور پُورا اختیار ہے۔ اعتراض صرف اس پر ہے کہ تبلیغی جماعت اپنے اصل مقصد کو چھپاتی کیوں ہے اور بلا جھجک یہ کیوں نہیں کہتی ہے کہ یہ جماعت تھانوی کی تعلیم کو عام کرنے اٹھی ہے، جو اُن سے اتفاق وہمدردی رکھتے ہوں وُہ اس میں شامل ہوجائیں۔

نمونہ:۔ تھانوی کی تعلیمات کا ایک نمونہ یہاں درج ہے۔ قارئین کرام اندازہ لگائیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے احساس کے ساتھ یہ فیصلہ فرمائیں کہ وُہ تعلیمات دین کے لیے مفید ہیں یا مضر؛ اور ان کی ہدایات سے

marfat.com

Marfat.com

ایمان کی سلامتی ہے یا اِسے خدشہ۔

تھانوی کلمہ و درود:۔ ایک مرتبہ تھانوی کے کسی مرید نے اپنا خواب لکھ بھیجا وُہ یہ ہے "میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہر چند کلمہ صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے بعد اشرف علی رسُول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے (نقلِ کفر کفر نباشد) اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وُہ اثرِ ناطاقتی بھی بدستور تھا۔ لیکن حالتِ بیداری میں حضور کا (تھانوی کا) ہی خیال تھا۔ بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دُور کیا جائے" بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دُوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی کہتا ہوں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا اَشْرَفْ عَلِیْ"۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں بے اختیار ہوں مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں ہے"۔

کفر پر تسلی:۔ (مرید کا یہ خط دیکھ کر تھانوی نے اسے یہ جواب لکھ بھیجا ہے کہ) "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالےٰ متبعِ سُنّت ہے"۔ (رسالہ الامداد ص ۳۴ ج ۱ ۱۳۳۵ھ)

اس اقتباس پر غور فرمائیں کہ تھانوی صاحب نے مرید کی زبان سے نکلے ہوئے "کفر صریح" کے جُملے کا کس نشاط و سرور طبع کے ساتھ تحسین آمیز انداز میں حوصلہ افزا جواب دیا ہے۔

تبصرہ:۔ تھانوی کا دینی معاملات میں اغماض اُمّتِ مسلمہ کے حق میں

marfat.com
Marfat.com

کس قدر زہر قاتل ہے۔ اس پر کچھ کہنے کے بجائے انہی کے مکتبِ فکر کے آدمی مولانا سعید احمد اکبر آبادی (رکن مجلسِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند) کا تبصرہ درجِ ذیل ہے ملاحظہ ہو:۔ "تھانوی میں اپنے معاملات کی تاویل اغماض و مسامحت کی خو تھی۔ ظاہر ہے اس کا سیدھا اور صاف جواب یہ تھا کہ "یہ کلمۂ کفر ہے، شیطان کا فریب ہے اور نفس کا دھوکہ ہے۔ تم فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو۔ لیکن تھانوی صرف یہ کہہ کر بات آئی گئی کر دیتا ہے کہ تم کو غایت مجھ سے محبت ہے یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ (برہان فروری ۱۹۵۲ء، ص۱۰۱)

اس تبصرہ کے بعد اس تشنۂ تکمیل تبصرہ میں اپنی طرف سے اِتنا اور اضافہ کئے دیتا ہوں:۔

اہلحدیث کا تبصرہ:۔ اس خواب کا واقعہ دراصل مرشد و مرید کا سمجھا بوجھا منصوبہ اور دونوں ہی کی منظم سازش کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ جھوٹا عذر بفرضِ محال مان بھی لیا جائے کہ مرید کی زبان بے قابو ہو گئی تھی اور بے اختیاری میں کلمۂ کفر نکل گیا تھا تو تعجب اس پر ہے کہ پیر و مرشد تو ہوش میں تھا اور اس کا قلم اختیار میں تھا۔ تو پھر مرید کو سرزنش کرنے کے بجائے حوصلہ افزا جواب کیوں لکھ بھیجا؟ اب قارئین ہی انصاف سے فیصلہ فرمائیں کیا تبلیغی جماعت اس قسم کی باتوں کی بھی تبلیغ کرے گی؟ اور مسلمانوں کو تھانوی کا کلمہ پڑھوا کر ان کی اُمت میں داخل کرائے گی؟

پیغمبرانہ منصب:۔ بعضوں کا یہ شبہ بجا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جماعت اب نہیں پھر کبھی نہ کبھی اس تبلیغی جدوجہد کی آڑ میں ایک اور تحریک جنم دے دے گی۔ اس دعوت و تبلیغ کے پردے سے پُورے

marfat.com
Marfat.com

تقدس کے ساتھ ساتھ کوئی نہ کوئی پیغمبرانہ منصب پر جلوہ گر ہو جائے گا کیونکہ اس سے پہلے بھی اسی "طلائے ناب" کے سلسلہ کی کڑیوں میں سے تین اکابر دیوبند نانوتوی، گنگوہی اور الیاس نے اپنے آپ کو پیغمبرانہ سطح پر پہچانے کی کوشش کی ہے۔ جب یہ جماعت اسی قسم کے تجدیدی کارناموں کی تکمیل کرنا چاہتے ہے تو ایک اور نئے فتنہ کو جنم دینے کے لیے راہ ہموار کرنے کی صورت کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ منحوس دن نہ دکھائے۔ اس جماعت سے وابستہ تینوں ملاؤں نے یکساں طور پر منصب نبوت کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ پھر ان تینوں پیشواؤں کے مشترک اقدامات کی کیا تاویل ہو سکتی ہے۔ بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبر کی سطح پر پہنچنے کی کوشش کر کے بعد والوں کے لیے راستہ ہموار کیا ہے۔ (مختصراً ملخصاً) "ہفت روزہ اہلحدیث لاہور" (بحوالہ رضائے مصطفےٰ ص ۱۸۱، ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ) ۲۶ جولائی"

تبلیغی جماعت اہلحدیث کی نظر میں!

تبلیغی جماعت: کی مقبولیت کے لیے چند ظاہری محاسن نمائشی تقدس کام کر رہا ہے۔ تبلیغی دوروں میں اس کے بانیوں اور رہبروں کے ہزاروں محیر العقول واقعات اور کرامات پوری کرشمہ سازیوں اور سحر انگیزیوں کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں محض اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ "جو اللہ کا کام کرنے اور اس کا دین پھیلانے نکلے تو قدرت اس کے ہاتھوں حیرت انگیز کارنامے کرا دیتی ہے"۔ تعجب تو اس پر ہے کہ جو کرامتیں حضرت محبوب سبحانی، خواجہ اجمیری و دیگر بزرگوں

marfat.com

Marfat.com

کی طرف منسوب ہوکر "شرک وگمراہی" ہو جاتی ہیں وُہ کرامات وبرکات اس جماعت کے مخلص بانیوں، رہبروں ورہنماؤں کی طرف منسُوب ہوکر "ایمان وآگہی" کیونکر ہو جاتی ہیں۔ مسلمانوں کا سنجیدہ طبقہ اس تضاد بیانی پر حیران ہے، اور اسے اس پر بھی بڑی حیرانی ہے کہ اس کے مرکز اور اس کے سالانہ اجتماعات پر ضرور کثیر رقم خرچ ہوگی۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ "بس اللہ دیتا ہے"۔ سو فیصد درست ہے۔ مگر یہ عالم اسباب ہے۔ یہاں اس کی عطاء اور بخشش کے لیے مادی ذرائع ووسائل کا کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ یہ امر ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس معاملہ میں اس قدر کامل رازداری کیوں ہے؟

بے علم مبلغ:۔ اَن پڑھ لوگوں کے دستے تبلیغ دین کے لیے تیار کئے جا رہے ہیں۔ اب وُہ دین سے ناآشنا لوگ انجام دینا چاہتے ہیں۔ ان میں دیندارانہ نخوت وغرور آگیا ہے۔ وُہ علماءِ دین اور عربی مدارس کو خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔ جماعت سے اپنی وابستگی کو ہی اپنی علمی سند تصوّر کرتے ہیں۔ اور دین کو اتنا آسان سمجھ کر بغیر سند کے خود کو دینی پیشوائی اور اقتدار کے لائق سمجھتے ہیں۔

دیوبندی تعلیم:۔ اجتماعی چلّوں کے پروگرام چلانے اور جماعت کے ساتھ گشت کرانے کو کارِ ثواب کہہ کر جامد معتقدات کو ذہن نشین کراتے ہیں۔ اکابر دیوبند کی تعلیمات اور متصوّفانہ خیالات ومعتقدات کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کے مبلّغین مسلمانوں کو دین کے لیے دُنیا ترک کرنے کی تعلیم دیتے ہیں تو وُہ اپنے وقت کو فارغ کر کے اپنے بال بچّوں سے بے پروا اور دنیوی معاملات سے الگ تھلگ ہو کر ایک

marfat.com
Marfat.com

نئی قسم کی رہبانیت اختیار کر لیتے ہیں اور اس نئے دور کے لائق نئے خانقاہی طریقے عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایجاد بندہ :۔ مولانا منظور احمد نعمانی' اس جماعت کے بانی الیاس کی زبانی یہ بیان نقل کرتے ہیں :۔ "آج کل خواب میں مجھ پر علومِ صحیحہ کا القا ہوتا ہے اس لیے کوشش کرو کہ "مجھے نیند زیادہ آئے چنانچہ سر میں تیل کی مالش سے نیند میں زیادتی ہو گئی"۔ آپ (الیاس) نے کہا کہ "اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا"۔ (ملفوظات الیاس ص ۵۱)

جب بانیٔ جماعت خود ہی یہ واضح کر چکا ہے کہ اُس پر اِس تبلیغ کا طریقہ خواب میں منکشف ہوا ہے' تو اس جماعت کے مبلغین عام طور پر اسے انبیاء و صحابہ کا طریقہ کہتے ہیں۔ یہ صریح جھوٹ اور سو فیصد غلط ہے۔ اگر یہ فی الواقع مسنون طریقہ ہوتا تو قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا خواب میں منکشف ہونے کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ یہ اُن کی "ایجاد" ہے۔

حیرت و استعجاب اس پر ہے کہ بانیٔ جماعت نے تعلیم و طریقۂ تبلیغ دونوں میں سے کسی کو بھی اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کیا ہے جیسا کہ ملفوظات میں تحریر ہے کہ :۔ "ایک بار فرمایا حضرت تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی"۔ (ملفوظات ص ۵۷) یہ واضح شہادت موجود ہے کہ اس کی غرض تھانوی کی تعلیم کو عام کرنا ہے۔ اس پر ہمارا کوئی

marfat.com
Marfat.com

اعتراض نہیں ہے۔ اعتراض صرف اس پر ہے کہ وُہ اپنے اصل مقصد کو چھپاتے کیوں ہیں۔ وہ بلا جھجک صاف صاف یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہم تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے اُٹھے ہیں۔ جنہیں یہ پسند ہے وُہ ہمارے ساتھ ہو جائیں۔

تھانوی کی خوشنودی :۔ اس سلسلہ کی ایک اور ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ اس جماعت کی جدوجہد کی غایت بھی اللہ اور رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی نہیں بلکہ تھانوی کی روح کی خوشنودی ہے وُہ کس طرح حاصل ہوگی۔ لکھتے ہیں :۔

"الیاس نے کہا کہ تھانوی سے تعلق بڑھانے اس کی برکات سے استفادہ کرنے اور اُس کی ترقیٔ درجات کی کوشش میں حصّہ لینے اور اس کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلےٰ اور مستحکم ذریعہ یہ ہے کہ اس کی تعلیماتِ حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے (ملفوظات ص ۶۷)

یہ واضح ہو چکا ہے کہ اس جماعت کا مرکزی نقطہ، اللہ اور رسُول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی سے بڑھ کر تھانوی کی روح کی خوشنودی منظور ہے۔ وُہ کس طرح حاصل ہوگی؟ پس ان کی تعلیمات وہدایات کو پھیلانے کی کوشش کی جائے۔

مقصدی رشتہ :۔ اب آپ ہی انصاف سے بتائیے ان کی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے تبلیغی جماعت کا چلانا کہاں تک درُست ہو سکتا ہے؟ بہرحال تھانوی اور اس جماعت کے درمیان مقصدی رشتہ ہے۔ جب تک ہم الیاس کے ذہن وفکر سے آگاہ نہ ہو جائیں اور تھانوی

marfat.com
Marfat.com

کی تعلیمات کا منصفانہ جائزہ نہ لے لیں، اس جماعت کی مقصدیت سمجھ میں نہیں آسکتی"۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور۔ ۲۲ فروری ۱۹۸۵ء)

بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ مارچ ۱۹۸۵ء

(دُوسروں کی زبان سے)

تحریکِ رائے ونڈ، ایک بدعت ایک سازش!

سوال :- آپ کے خیال میں جو رائے ونڈ کے مرکز میں عمل ہو رہا ہے وُہ سب بدعت ہے ؟

جواب :- میرے خیال میں اور کوئی عمل بدعت نہ بھی ہو، یہ چلّے لگانا ضرور اس قبیل سے ہے۔

غرور چلّہ :- مجھے تو یہی تجربہ ہُوا ہے کہ جو شخص ایک چلّہ لگا لیتا ہے اُس کو عجب کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ وُہ کیلکولیٹر سے جب چلّہ کی نمازوں کو اُنچاس ۴۹ کروڑ سے ضرب دیتا ہے تو وُہ اپنے آپ کو بالکل جنتی تصوّر کر لیتا ہے۔ وُہ صرف چلّہ لگانے اور نمازیں پڑھنے کو ہی دین سمجھ لیتا ہے اگر وُہ رشوت لیتا ہے تو لیتا ہی رہتا ہے۔ اگر وُہ بینک میں ملازم ہے تو وُہ سُودی ملازمت کو بالکل نہیں چھوڑتا۔ اگر وُہ زرگر ہے تو وُہ کھوٹ ڈالنے سے بالکل باز نہیں آتا۔ اگر وُہ ملاوٹ کا دھندا کرتا ہے تو وُہ اس کو ہرگز ترک نہیں کرتا۔ اگر اس کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے تو وُہ اسیطرح جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب جرم کر کے آکر وُہ ایک چلّہ لگا لیتا ہے تاکہ یہ سب جرائم اُسے معاف ہو جائیں، گویا چلّہ کشی کو وُہ کفّارۂ گناہ سمجھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی چلّہ کش

marfat.com
Marfat.com

ایسا نہ بھی ہو مگر میں نے اکثریت ایسے ہی لوگوں کی دیکھی ہے۔

قربانی :۔ باقی رہا جان و مال کی قربانی، وہ ان بدعتیوں کے نصیب کہاں۔ کیونکہ میں دس سال سے ان کی حرکات و سکنات کو دیکھ رہا ہوں میں نے اِس دوران جہاد کا لفظ ان کے مُنہ سے کبھی نہیں سُنا۔ اگر ان کو اپنی تقریر میں جہاد کا مفہوم ادا کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے مترادف "محنت" کا لفظ بولتے ہیں۔ مَیں نے ان کو اکثر مسجدوں سے زبردستی باہر نکالتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے کبھی نہیں پُوچھا کہ ہم کو کس جرم کی وجہ سے اِس مسجد سے نکالا جا رہا ہے۔

میرا مشاہدہ :۔ مَیں نے اکثر ان کو دیکھا ہے کہ کبھی انہوں نے خلافِ شرع کام کرنے والوں کو نہیں ٹوکا۔ میں نے کبھی ان کو جہاد کے مسائل و فضائل پر تقریر کرتے نہیں سُنا۔ میں اُن کے بڑے بڑے اجتماعوں میں شامل ہُوا ہوں میں نے کبھی ان کی زبان سے بھارت کے مشرکوں، اسرائیل کے یہودیوں اور روس کے دہریوں کے خلاف کوئی قرارِ دادِ مذمت پاس ہوتے نہیں سُنی۔ میں نے کبھی اِن کو دین کی حمیّت میں کسی سے لڑتے نہیں دیکھا۔ میں نے کبھی ان کو بھارت کے مُسلم کُش فسادات کے خلاف احتجاج کرتے نہیں پایا۔ انہوں نے کبھی اپنے آپکو رضاکارانہ طور پر کافروں سے جہاد کرنے کے لیے پیش نہیں کیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ چلّہ کشی سے نمازی تو بن جاتے ہیں مگر غازی نہیں بنتے۔

سازش :۔ یہ تحریکِ چلّہ کشی بھی واقعی سازش ہے۔ علامات درج ذیل ہیں :۔

- سیاست سے کنارہ کشی۔ جس کا مطلب یہ ہے ملک کے دفاع سے

marfat.com
Marfat.com

غفلت' دُعاؤں پر زور۔ غلامی اور آزادی کو ایک سا سمجھنا۔ جو حکومت بھی ان کو نماز سے نہ روکے وُہ چاہے ان کو مستقل غلام بنالے۔

● بھارت میں کروڑوں مسلمانوں کی موجودگی اور بستی نظام الدین دہلی میں ان کا مرکزی دفتر ہونے کے باوجود نہ وہاں آزادی کی تحریک چلانا' نہ مُسلم کشی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا۔

● جماعتوں کی شکل میں غیر ملکی دَورے کرنا' زرِ مبادلہ کا ضیاع کرنا' اور وہاں جا کر نہ توحید کی تبلیغ کرنا نہ تثلیث کا رد کرنا۔

● جس اسلامی ملک میں بھی جانا نہ وہاں اتحاد کی تبلیغ کرنا نہ وہاں کے رہنے والوں کو جہاد کا سبق دینا۔

خانہ جنگی :۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ جس مُلک میں بھی گئے ہیں وہاں خانہ جنگی کرادی۔ مشرقی پاکستان گئے تو بنگلہ دیش بنا آئے' عراق ایران گئے تو وہاں جنگ کرادی۔ لبنان گئے تو اسرائیل سے حملہ کرادیا۔ مصر گئے تو وہاں بھی یہودیوں سے لڑائی کرادی۔

بھارت :۔ یہ لوگ جب اتحاد کی تبلیغ ہی نہیں کرتے تو وہاں کیا لینے جاتے ہیں۔ صرف اپنی شکلیں دکھانے جاتے ہیں کہ ہمیں دیکھو کہ ہم کتنے امن پسند ہیں؟ بھارت میں کروڑوں موجود ہیں مگر بھارت سے کوئی مطالبہ نہیں کرتے ۔●۔ بھارت میں بُت پرستوں کو توحید کی تبلیغ نہیں کرتے بلکہ بھارت سے باہر جا کر چلّوں کی تبلیغ کرتے ہیں ۔●۔ قرآن پاک کا ترجمہ نہیں پڑھتے' جس وقت دیکھو تبلیغی نصاب پڑھتے نظر آتے ہیں ۔●۔ ان کے بڑے بڑے اراکین تنخواہ دار ہیں مگر ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم نے ——— اپنی زندگیاں

marfat.com
Marfat.com

وقف کی ہوئی ہیں ——————!

(از مدیر ماہنامہ "المجاھد" وارٹن۔ اگست ۱۹۸۲ء)

——————"بحوالہ رضائے مصطفےٰ" ستمبر ۱۹۸۲ء"

سُنّی بریلوی مساجد میں
تبلیغی جماعت کا داخلہ بند!
(اسسٹنٹ کمشنر لکی مروت کا فیصلہ!)

موضع درہ پیزو ضلع بنوں (سرحد) کے علاقہ میں سُنّی بریلوی مساجد میں تبلیغی جماعت کے گروہوں کی آمد و رفت سے ہر وقت جھگڑا فساد ہوتا تھا۔ • تبلیغی جماعت چونکہ اوّل آخر دیوبندی مکتبِ فکر کی پیروکار ہے اور یہ لوگ تبلیغ کے نام پر سُنّی بریلوی مساجد میں آمد و رفت کے باعث بھولے بھالے سُنّیوں کو اغوا کرنے اور مساجد پر قبضہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں اس لیے اختلاف و فساد متوقع ہوتا ہے۔ • چنانچہ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر اے، سی صاحب تحصیل لکی مروت کی عدالت میں فریقین پیش ہوئے اور گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ:-

• فریقین اپنی تقاریر میں ایک دُوسرے کے متعلق اعتدال سے کام لیں گے • تبلیغی جماعت رائیونڈ کا کوئی وفد بریلوی مساجد میں نہ جائے گا۔ • اگر کسی فریق نے فیصلہ کی خلاف ورزی کی تو ایک لاکھ روپیہ جُرمانہ ادا کرنا ہوگا اور قانونی کارروائی بھی کی جائے گی • عدالت میں سُنّی بریلوی فریق کی طرف سے مولوی عبدالمنان مہتمم جامعہ غوثیہ درہ پیزو۔ اور دیوبندی فریق

marfat.com
Marfat.com

کی طرف سے مولوی محمد حسین مہتمم جامعہ حلیمیہ درہ پیزو مع رفقاء پیش ہوئے۔ (نمائندہ خصوصی) یاد رہے: کہ سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر مکمل پابندی ہے۔ اور تبلیغی جماعت پر یہ پابندی خانہ کعبہ میں منحرفین کی بغاوت و شرارت میں ملوث و مشکوک ہونے کے باعث عائد کی گئی تھی۔
(روزنامہ جنگ لاہور، ۲۳ جون۔ حیدر راولپنڈی، ۲۲ جون ۱۹۸۳ء)
بحوالہ رضائے مصطفےٰ ص ۲۱، ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

(معاذ اللہ) چھینتا ہوں میں عشقِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(نتیجۂ فکر:۔ علامہ مفتی محمد فاروق صاحب نظامی، ہارون آباد)

اِک مبلغ میں نے دیکھا جبہ و دستار میں — کرتا تھا تبلیغ وہ ہر کوچہ و بازار میں
ہاتھ میں تسبیح تھی وردِ زباں تھا لا الٰہ! — مصروف تھا تبلیغ میں تلقین میں تکرار میں
معصومیت ظاہر تھی اس کے رُخ کے خدوخال سے — تھا وہ گریہ صفت، پیکر عاجزی گفتار میں
کلمۂ طیب پڑھاتا تھا مسلمانوں کو وہ — گویا کافر تھے مسلماں اُس کے ذہن افکار میں
دے رہا تھا اہلِ ایماں کو نمازوں کا سبق! — مشغول تھا اسلام کے ارکان کے پرچار میں
میں نے پوچھا کون ہے تو اے ولی، ابدال غوث — اے مبلغ، متقی، اے پارسا ابرار میں
سر پہ بستر، ہاتھ میں لوٹا، عجب انداز ہے — سادگی کتنی نمایاں ہے تیرے اطوار میں
رات دن تیرا سفر جاری برائے دینِ حق — شہر، جنگل، گاؤں بستی وادی پرخار میں
قول تیرا دل نشیں، تیرا عمل کتنا حسیں — ہر کوئی ہوتا ہے داخل دیکھ کر اخیار میں
بولا، بہرِ مصلحت یہ راز کہہ سکتا نہیں، — "رائیونڈ" ہوگا خجل ورنہ دیارِ یار میں
اِک اشارہ کرتا ہوں عاقل اگر ہے تو سمجھ — یعنی ہے مُشتے نمونہ اس بھرے بازار میں

marfat.com
Marfat.com

پھینتا ہوں "پردۂ تبلیغ" میں عشقِ نبی
قلبِ مومن سے ہمیشہ اس بھرے بازار میں
اے مسلماں! حق شناس اے عاشقِ میرِ حجاز
شیطان کی یہ چال بازی ہے تیرے ادوار میں!

بچو اِن سے خدارا! مشعلِ ایمان بجھاتے ہیں

(از جناب محمد انور بابر چشتی۔ ایم۔ اے۔ لکی مروت۔ بنوں۔)

اِدھر بستر اُٹھاتے ہیں اُدھر تسبیح گھماتے ہیں
بڑی شانِ عبادت یہ زمانے کو دکھاتے ہیں
یہ خود گمراہ ہیں پھر بھی ہمیں رستہ بتاتے ہیں
غضب ہے رمزِ دیں اہلِ طریقت کو سکھاتے ہیں

لباسِ خضر میں رہزن ہزاروں ہیں تعاقب میں
یہ ڈاکو مومنوں کی دولتِ ایماں چُراتے ہیں
شہِ اجمیرؒ "چلہ" کے لیے لاہور میں آئے
مگر یہ چھوڑ کے داتا کو "رائیونڈ" جاتے ہیں
بخاری، ترمذی، ابوداؤد کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں
مساجد میں یہ "تبلیغی نصاب" آکے سُناتے ہیں
ادائیں لاکھ ہیں لیکن ادا یہ دل کو کھائی ہے
کہ یہ بے دین اہلِ دین کو کلمہ پڑھاتے ہیں
شریعت "تھانوی" کی ہے طریقت زکریا کی ہے

marfat.com
Marfat.com

ارے یہ بدعتی دین میں نئی بدعات لاتے ہیں
یہ وُہ گستاخ جو خود کو "نبی کا بھائی" کہتے ہیں
یہ وُہ ظالم جو پیغمبر کو "شاگردی" میں لاتے ہیں
بڑے مغرور ہیں خود کو "صحابہ" سا سمجھتے ہیں
مگر یہ مرتبہ شاہِ رسالت کا گھٹاتے ہیں!
نکالا ہے کتابوں سے دُرودِ پاک انہوں نے!
جو مومن ہیں تو کیوں شانِ نبوت کو مٹاتے ہیں
نہ خود جلتے، نہ جانے دیتے ہیں یہ آستانوں کو
طریقِ کاملیں سے اہلِ سُنت کو ہٹاتے ہیں
عَلم توحید کے لے کے یہ قلعے دیں کے ڈھاتے ہیں
بچو ان سے خدارا! مشعلِ ایمان بجھاتے ہیں
ہدایت نور ہے اور تُو رُ یہ بے نور کیا دیں گے
جو منکر مصطفےٰ کے نور کے ہوں راہ نہ پاتے ہیں

یہ کون لوگ ہیں؟ بُوجھو تو جانیں

نظم ۱

جو اکثر رہتے ہیں باہر ہی گھر سے
رہا کرتے ہیں اکثر دربدر سے
پڑھاتے کلمہ ہیں قرآں نمازیں
بظاہر مولوی ہیں، جلوہ گر سے
درندے ہیں جنہیں تم کہہ رہے ہو

نظم ۲

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً بہروپیوں کے ہر شر سے
ہیں ننگی پنڈلیاں، ماتھے پہ دھبہ
ہے لوٹا ہاتھ میں بستر کمر سے
نرالا دین انہوں نے نکالا

marfat.com

Marfat.com

خدا کے نیک بندے بے ضرر سے
لگایا جس نے نعرۂ رسالت!
یہ ڈنڈے مار کر مارے ہیں سر سے
بظاہر ربے سول اللہ کی باتیں!
بباطن دُور ہیں خیر البشر سے
نہیں آگاہ جو شانِ نبی سے
وہی ہیں لوگ بدتر گاؤ خر سے
ہے چُبھتا ذکرِ میلادِ نبی یُوں!
اِسے گنتے ہیں بدعت اور شر سے
جہادِ فی سبیل اللہ بُھلایا
مزاجِ مصطفٰے سے بیخبر سے
بزعمِ خود ہیں یہ داعی الی اللہ
مسلح ہیں یہ بُولہبی شرر سے
موحد ہم ہیں باقی سب ہیں مشرک
ملے موقعہ تو کہہ دیں یہ نڈر سے
یہ ڈاکہ ڈالتے ایمان پر ہیں!
نہ ہونا اِن سے حافظ بے خطر سے

ہے "گشت" اچھی شہادت کے سفر سے
پکار رکھی ہیں، رٹ رکھی ہیں باتیں
عطائی ہیں بظاہر ڈاکٹر سے
اُدھورا علمِ دیں ہے مہلکِ دیں
بچاؤ خود کو اس مہلک شرر سے
کہے قرآن "قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْ
بچائیں یہ نہ اپنوں کو سقر سے
ہیں فاقوں مر رہے بیوی و بچے
انہیں فرصت نہ تبلیغی سفر سے
نہیں ملحوظ اِن کو حقِّ زوجہ
بلا سے پھر رہی ہو در بدر سے
ہوئے شامل وُہ ابلیسی گروہ میں
پھرے جو احمدِ مرسل کے در سے
دُعائیں مانگتا لاکھوں کا مجمع
قبولیت نہیں ہے رب کے دَر سے
نہیں رہتا کسی بھی کام کا وُہ
جو ہتھے چڑھ گیا ان کے کدھر سے

تصنّع ہے، ریاکاری ہے حافظ
دُعا رہتی ہے یُوں خالی اثر سے

(از حافظ لاہوری)

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت رائے ونڈ والی سے چند سوالات

۱:۔ رائیونڈی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہر عقیدہ والے امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے۔ لیکن تبلیغی وفد نے آجتک کبھی بھی اہلِ تشیع کے پیش امام کے پیچھے نماز باجماعت ادا نہیں کی۔ کیا تبلیغی جماعت کے نزدیک وُہ مسلمان نہیں ہیں؟ اور اگر اُن کو مسلمان سمجھتے ہو تو اُن کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

۲:۔ تبلیغی جماعت والے جب بھی مل کر بیٹھیں گے تو تبلیغی نصاب مرتبہ مولوی زکریا پڑھیں گے، حالانکہ مسلمانوں کو ہدایت کے لیے کتاب اللہ اور حدیثِ رسُول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درس دینا چاہیئے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ قرآن پاک کی بجائے تبلیغی نصاب پر کیوں زور دیا جاتا ہے؟

۳:۔ ہر اہلِ مذہب نے علیحدہ اپنا مرکز بنایا ہُوا ہے۔ مثلاً سکھوں کا ننکانہ صاحب، مرزائیوں کا ربوہ، اور مسلمانوں کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ ہے، لیکن تبلیغی جماعت والے مکہ شریف اور مدینہ شریف میں بھی جا کر حاجیوں کو رائے ونڈ کی طرف متوجہ کرتے ہیں کیا تبلیغی جماعت کے نزدیک رائیونڈ مکہ اور مدینہ سے بھی افضل مقام ہے؟

۴:۔ رائیونڈی جماعت والے یہ کہتے کہ ہمارا کسی خاص فرقہ سے رابطہ نہیں ہم صرف مسلمان ہیں۔ جبکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "میری اُمّت تہتّر ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، باقی فرقے ناری ہوں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا"۔ اور رائیونڈی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہمارا کسی فرقے سے تعلق نہیں، کیا ان کا جنتی فرقہ سے بھی تعلق نہیں؟

۵:۔ رائے ونڈی جماعت والوں کا دعوٰے ہے کہ دُنیا میں سب سے بڑا اجتماع

marfat.com

Marfat.com

رائے ونڈ میں ہوتا ہے۔ تو آجتک اتنے بڑے اجتماع نے مجموعی طور پر کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جبکہ تحریکِ پاکستان میں بالکل حصّہ نہ لیا، تحریکِ خلافت میں بالکل حصّہ نہ لیا، تحریکِ ختمِ نبوّت میں تبلیغی جماعت والوں نے بالکل تعاون نہ کیا۔ اور تحریکِ نظامِ مصطفٰے میں تو جب مسلمان جان کی بازیاں لگا رہے تھے اُس دور میں بھی رائیونڈی جماعت والوں نے اشارۃً بھی حصّہ نہ لیا۔۔۔ سوال یہ ہے کہ رائیونڈی جماعت نے ملک و ملّت کی خاطر اور خالص مذہبی تحریکوں میں حصّہ کیوں نہیں لیا۔۔؟ کیا ان کا پروگرام صرف سیدھے سادے یا رسُول اللہ کہنے والے سُنّیوں کو گستاخ دیوبندی اور وہابی بنانا ہے؟

۶:۔ جو شخص تبلیغی جماعت والوں کے کہنے کے باوجود رائے ونڈ نہ جائے یا چلّہ نہ کاٹے تو اس کو تبلیغی جماعت والے فوراً مشرک، بدعتی، جاہل، فسادی جیسے القابات دے دیتے ہیں۔ خواہ وُہ حاجی ہو، نمازی ہو، سیّد ہو، عالمِ دین ہو، مبلغِ اسلام ہو، خطیب مسجد یا امام مسجد ہو، بزرگانِ دین و اولیاءِ کرام کا غلام ہو۔ تبلیغی جماعت کا مخصوص مشن اور ذہن رکھنے والے اس کو کتنی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔۔۔ سوال یہ ہے کہ کیا رائے ونڈ میں نہ جانے سے اس کی تمام نمازیں روزے تقوٰی سب ضائع ہو گئے؟ کیا رائیونڈ نہ جانے سے اس کا دین سے رشتہ ٹوٹ گیا؟ کیا جب رائے ونڈ جماعت کا مرکز نہ بنا تھا تو اس وقت مسلمان نہیں تھے؟ مبلغ نہیں تھے؟ تبلیغ نہ ہوتی تھی؟ سب مسلمان ہی بدعتی مشرک تھے؟ کیا رائے ونڈ نے مسلمانوں کو شرک اور بدعت سے پاک کیا ہے؟ اور رائیونڈی جماعت نے اسلام پھیلایا ہے یا کہ مکہ شریف اور مدینہ شریف سے اسلام پھیلایا گیا ہے۔۔؟

۷:۔ رائے ونڈ کی نیّت سے سفر کرنے والے کو ہر قدم پر کتنا درجہ ملتا ہے؟

marfat.com
Marfat.com

تین دن کا چلہ کاٹنے پر کتنا ثواب ۔ ملتا ہے ۔ غازی کا ثواب یا حج کا ۔؟
جہاد کا ثواب ۔ یا شہید کا ؟ چلہ کاٹنے کے دوران کونسا کھانا کھانا چاہیئے
جو سنت ثواب زیادہ ہو ؟ ۸ :۔ رائے ونڈ کے مرکزی نیسائیوں،
ہندوؤں، سکھوں اور مرزائیوں کو تبلیغ کرنے کے لیے وفد کیوں نہیں
بھیجتے ؟ رائے ونڈی جماعت کے غازیوں کا پہلا نشانہ اہل سنت و
جماعت ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والوں کی مسجدوں کی طرف
کیوں ہوتا ہے ؟ میں ایک دفعہ ایبٹ آباد سے تقریر کر کے واپس آرہا تھا
کہ بس میں ایک تبلیغی رکن نے بتایا کہ ہم جیسا ماحول پاتے ہیں ویسی ہی
تبلیغ کرتے ہیں ۔ اہلسنت کی مساجد میں ان کو کلمہ نماز وغیرہ پڑھاتے
ہیں ۔ اور جب وہ چلہ کے لیے نکل پڑتے ہیں تو دوران چلہ ان کے مشرکانہ
اور بدعتی عقیدہ کی صفائی کرتے ہیں ۔ تو میں نے اس رائے ونڈ یے تبلیغی
رکن کی ۔ منافقانہ پالیسی پر کہا کہ مثل مومناں اور کرتوت ——؟
۹ :۔ ہر مسلمان کسی نہ کسی فرقہ سے وابستہ ہے ۔ مثلاً اہل نجدی وہابی خود کو
غیر مقلد کہتے ہیں ۔ دیوبندی خود کو حنفی سمجھتے ہیں ۔ اہل تشیع فقہ جعفریہ
سے تعلق رکھتے ہیں ۔ سنی اہلسنت وجماعت سے ۔ لیکن تبلیغی جماعت
والے وہابیوں، غیر مقلدوں، حنفیوں، غیر حنفیوں سب کو سلام کرتے ہیں ۔
کیا یہ پراسرار پروگرام کی منافقت نہیں ہے ؟ کیا اسی منافقت کا نام مسلمانی
ہے ؟ ۱۰ :۔ مساجد کو خراب کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ظالم
کہتا ہے ۔ حالانکہ تبلیغی جماعت والوں نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو سرائے،
باورچی خانہ اور مسافر خانے کا مقام دے رکھا ہے ۔ ساری رات مسجد کی مقدس
زمین پر تبلیغیوں کے منہ سے نسوار والی گندی تھوک کے فوارے چلتے ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

آخر انسان ہی ہیں، زیادہ پیاز اور پتے دار دال کثرت سے کھانے کی وجہ سے
ساری رات اللہ کی رحمت کے فرشتے ان رائیونڈ والی جماعت کے نمازیوں
کے بدبودار پٹاخوں کی وجہ سے پریشان ہوتے ہیں۔ کئی ماہ کے میلے کچیلے
بستروں میں جوئیں ہوتی ہیں وہ جوئیں اُن صفوں میں داخل ہو جاتی ہیں
جس پر بندہ اپنے مولیٰ تعالےٰ کے سامنے سربسجود ہوتا ہے۔ یقین جانیے"
جس مسجد میں ایک رات یہ جماعت رہ کر چلی جائے وہاں کئی دن بدبو آتی
رہتی ہے اور جوئیں کپڑوں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ تبلیغی نصاب میں
فضائل تبلیغ کے باب، صفحہ نمبر ۲۳۲ میں لکھا ہے کہ امیر اگر پیشہ کرنے کا
حکم کرے تو پیشہ کر مگر اس کے حکم سے نہ کہ اپنی رائے سے۔ اب کوئی
مسلمانوں مسجدوں میں ایسی لعین اور ذلیل حرکت نہیں کرنے دے گا۔
لیکن رائے ونڈی جماعت کے نزدیک یہ ذلیل پیشہ بھی پلے کا ایک حصہ
ہے۔ اس لیے مسلمان رائیونڈی جماعت کو مسجدوں میں داخل نہیں ہونے
دیتے اور رات کو بھی نہیں رہنے دیتے۔ اور یہ بات خاص طور پر توجہ کے
لائق ہے کہ آخر بے چارے انسان ہیں شاید مسجد میں رات یا دن کو سوتے
ہوئے جسم پلید اور ناپاک ہو جائے اور غسل فرض ہو جائے، تو ــــ؟

۱۱:۔ دیوبندی علماءِ کرام تبلیغی جماعت سے کھل کر تعاون کرتے ہیں جبکہ
علماءِ اہلحدیث، علماءِ اہل تشیع، علماءِ اہلسنت وجماعت تبلیغی جماعت سے
تعاون نہیں کرتے، اس کی کیا وجہ ہے؟

۱۲:۔ روزنامہ جنگ ۱۸ فروری ۱۹۸۳ء کی خبر کے مطابق رائیونڈ کے سالانہ
اجتماع موقع پر محمد اقبال نامی شخص کو صرف اس جرم میں تبلیغی اجتماع رائے
ونڈ کے انچارج جنگ شیر نے قتل کیا تھا کہ محمد اقبال نے "بابا شاہ جمال زندہ باد"

marfat.com
Marfat.com

کا نعرہ لگایا تھا۔ کیا یہ خبر غلط ہے ؟ اگر غلط ہے تو تبلیغی جماعت نے روزنامہ جنگ کے خلاف عدالتِ عالیہ میں کارروائی کیوں نہیں کی ؟ اور اگر خبر سچ ہے تو تبلیغی جماعت والے یہ دعوٰی کیوں کرتے ہیں کہ "وہاں کسی فرقہ کی دل آزاری نہیں کی جاتی"۔ حالانکہ رائیونڈ میں بزرگانِ دین کا نام لینے والے کو قتل کیا گیا ہے۔ اس منافقانہ پالیسی کا کیا مقصد ہے ——— ؟

۱۳ :۔ روزنامہ جنگ ۲۴ جون ۱۹۸۳ء بروز جمعۃ المبارک کی خبر کے مطابق سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر پابندی لگادی گئی ہے۔ اس جماعت سے منسلک ارکان کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سعودی حکام نے مکہ مکرمہ میں تبلیغی جماعت کے ہیڈ کوارٹر مسجد الحفا کو سربمہر کرنے کے علاوہ ریکارڈ اور لٹریچر اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل بھی سعودی حکومت نے ہر قسم کے تبلیغیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی تھی جس کے تحت تبلیغی جماعت کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔ سعودی حکومت کے تازہ فیصلے کی وجوہ معلوم نہیں ہو سکیں۔ رائے ونڈ والے وضاحت کریں ؟

۱۴ :۔ تبلیغی نصاب میں فضائل درود شریف کے ص۸۹ پر لکھا ہے، کہ نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کے بعد تین مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھنے والے کو خود سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اٹھ کر ملتے ہیں ——— لیکن موجودہ رائے ونڈی جماعت اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه پڑھنے والوں کو مشرک کیوں قرار دیتے ہیں۔ ؟ سوال یہ ہے کہ اب تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب جو بازار سے ملتا ہے، اس میں سے یہ عبارت نکال دی گئی ہے لیکن پرانے تبلیغی نصاب میں

marfat.com
Marfat.com

یہ عبارت موجود ہے۔ کیا موجودہ رائے ونڈ کی جماعت کی یہ حرکت کھلم کھلا گستاخی نہیں ہے اور یَارَسُوْلَ اللّٰہ سے عداوت کا مظاہرہ نہیں ہے ؟ ۱۵ :۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں قاری عبدالباسط کی تلاوت سے پہلے مولوی آزاد کے چھوٹے بھائی کی تقریر کے دوران ایک شخص نے نعرۂ رسالت بلند کیا تو گستاخوں نے مردہ باد کہا۔ جس کی وجہ سے پورے ملک کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ حکومت نے ٹریبونل مقرر کیا۔ دیوبندیوں نے اس گستاخ کو بچانے اور حمایت کے لیے گواہیاں دیں۔ اور عوام اہلسنت نے عدالت میں یہ ثابت کر دیا کہ بادشاہی مسجد میں یہ واقع ہوا ہے۔ اور دیوبندی مذہب میں "مردہ باد" کہنا جائز ہے۔ اب لائیونڈ والی جماعت کا دیوبندی عقیدہ کے متعلق کیا خیال ہے ——؟

یہ سوالات غلط فہمیاں دور کرنے کے لیے کئے گئے ہیں لہذا

—— غلط اثر نہ لیا جائے ——

(از قلم مولانا عبدالشکور رضوی جامعہ اہلسنت لاہور)

اخبارات کی سرخیاں

۱۔ تبلیغی جماعت کے ملاؤں کے بہیمانہ تشدد کا شکار ہونے والا جاں بحق ہوگیا۔ متوفی کو چھت سے الٹا لٹکا کر ڈنڈوں سے پیٹا گیا۔ آج قبر سے لاش کو نکال کر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ مرحوم کی بیوہ کو مقدمہ روکنے کے لیے دس ہزار روپے کی پیشکش کی گئی ہے۔

(روزنامہ حیات لاہور۔ راولپنڈی۔ جلد ۱، شمارہ ۱۱۹)

marfat.com

Marfat.com

۲ :- رائے ونڈ میں زخمی ہونے والے دوکاندار نے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ اجتماع کے منتظمین نے دوکاندار اور اس کے ساتھی کو اُلٹا لٹکا کر تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ (روزنامہ مساوات۔ لاہور ۱۹ر نومبر ۷۷ء)

۳ :- رائے ونڈ میں زخمی ہونے والا نوجوان پل بسا۔ متوفی کی میت قبر کھود کر آج پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ (روزنامہ مشرق لاہور۔ ۱۹ر نومبر ۷۷ء)

۴ :- سمن آباد کے محمد اقبال کی لاش قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کرنے کا حکم دے دیا۔ متوفی کو مبینہ طور پر رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع میں زدوکوب کیا گیا۔

(روزنامہ امروز۔ ۱۸ر نومبر ۷۷ء)

۵ :- زخمی محمد خاں کے گھر کے گرد پُراسرار نقل و حرکت۔ تبلیغی جماعت کے غنڈے تشدد کے واحد عینی گواہ کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ پولیس قتل کی واردات کو حادثے کا رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔ (روزنامہ حیات۔ ۲۴ر نومبر ۷۷ء)

۶ :- سانحہ رائیونڈ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرا کر ملزموں کو سزا دی جائے۔ دینی و سیاسی حلقوں میں تبلیغی جماعت کے خلاف اظہارِ غم و غصہ۔

(روزنامہ مغربی پاکستان۔ لاہور۔ یکم دسمبر ۷۷ء)

۷ :- سانحہ رائیونڈ پر ہر مسلمان سراپا احتجاج بن گیا ہے۔ (روزنامہ سیاست)

۸ :- محمد اقبال کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔

۹ : (روزنامہ نوائے وقت۔ لاہور۔ راولپنڈی ۲۸ر دسمبر ۷۷ء)

۹ :- رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع پر پابندی لگائی جائے۔

(روزنامہ آزاد۔ ۲۸ نومبر ۷۷ء)

۱۰ :- محمد اقبال کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ۔ (روزنامہ وفاق لاہور راولپنڈی۔ ۲۸ر نومبر ۷۷ء)

marfat.com
Marfat.com

سعودی مفتی با فتوٰی

تبلیغی جماعت والے مشرک ہیں

از سعودی عرب کے نامور عالم مفتی مولوی عبداللہ

- تبلیغی جماعت کی دیانت بر بالکل مبنی ہے اور ان کا خرافات و حکایات، جہل و بیہلا کی محبت اور علم و علماء کی عداوت پر ایمان ہے۔
- تبلیغی جماعت کے مشائخ (مولوی زکریا۔ مولوی الیاس۔ مولوی محمد یوسف۔ مولوی انعام الحق۔ مولوی بنوری) شرکیات کے مرتکب ہیں۔
- مولوی زکریا کم عقل ہے۔
- تبلیغی جماعت کے عقائد فاسدہ ہیں۔
- تبلیغی جماعت والے شرک و بدعات اور خرافات کو اہمیت دیتے ہیں اور وہ توحید، کتاب و سنت سے دور ہیں۔
- تبلیغی جماعت کی توحید مشرکین سے بڑھ کر نہیں۔ یہ لوگ توحید الوہیت و عبادت میں فقیر و معدوم و مفلس ہیں بلکہ مشرک ہیں۔
- تبلیغی جماعت والوں کا کسب و کمائی خبیث ہے، اور شرک و بدعت اور عقائدِ فاسدہ میں ملوث تبلیغی جماعت کے مشائخ بھی خبیث ہیں۔
- تبلیغی جماعت کا تبلیغی نصاب صحیح، غلط، ضعیف، جھوٹ اور موضوع و ایرا و غیرا مسخریوں پر مشتمل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

- تبلیغی جماعت کے تبلیغی دورے اور چلّے مردُود ہیں۔
- تبلیغی جماعت بدعت وگمراہی ہے۔ان کا لٹریچر بھی بدعت و ضلالت اور شرک کی دعوت پر مشتمل ہے۔
- تبلیغی جماعت کی دعوت ربّانی نہیں بلکہ شیطانی ہے۔
- کلمہ کے معنٰی ومفہوم سے جاہل ہیں۔
- تبلیغی جماعت کے مشائخ ومبلغین مکّار اور فریبی ہیں۔
- تبلیغی جماعت والے کتاب وسُنّت کی دعوت کا اظہار کرتے ہیں اور بعد میں اپنی بدعت وضلالت پھیلاتے ہیں۔

القول البلیغ فی التحذیر
من جماعۃ التبلیغ
صـــــ ۲۴ - ۲۸۸ - ۲۲۲ ملخصاً

سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر پابندی

راولپنڈی۔ ۲۱ر جون۔

سعودی عرب سے پہنچنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ سعودی عرب کی حکومت نے تبلیغی جماعت پر پابندی لگادی ہے' اور اِس جماعت سے منسلک تمام ارکان اور رہنماؤں کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سعودی حکام نے مکّہ میں تبلیغی جماعت کے ہیڈکوارٹر کو سربمُہر کرکے تمام لٹریچر اور ریکارڈ اپنے قبضہ میں لے لیے۔

۸۳ء
(روزنامہ حیدر راولپنڈی۔ جنگ لاہور۔ ۲۱ر جون)
۲۲ر جون ۸۳ء

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی وہابیوں کی لاجوابی و بے بسی
تبلیغی جماعت کے وفد سے خطاب

گذشتہ دنوں مولانا محمد حسن علی قادری صدر جمعیت العلماء پاکستان سب ڈویژن میلسی تبلیغی دورہ پر تھے کہ ان کی عدم موجودگی میں اہل سنت کی جامع مسجد "بہادر خاں" میں دیابند وہابیہ کی تبلیغی جماعت کے وفد نے آکر ڈیرہ ڈال دیا۔ اہل سنت کو تبلیغی وہابیوں کی اس جسارت پر تعجب و حیرت ہوئی۔ بالا خر شام کو مولانا محمد حسن علی رضوی کی مراجعت پر مسجد "بہادر خاں" میں محفل میلاد کا پروگرام مرتب ہوا۔ بعد نماز عشاء مولانا حافظ غلام حیدر صاحب اور مولانا محمد حسن علی صاحب نے بیان فرمایا۔ مولانا محمد حسن علی نے اپنے بیان میں کہا کہ تبلیغی جماعت کے مبلغین اور مولوی صاحبان میرے قریب ہو جائیں۔ ہم آپ حضرات کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم اہل سنت مکتب فکر کے لوگ آپ حضرات سے کیوں نفرت کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ کیا ہے۔

علم و عمل:۔ وجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو آپ لوگ اعمال صالحہ کی دعوت دیتے ہیں اور دوسری طرف تبلیغی جماعت کے مسلم و مستند اکابر دیوبند میں سے مولوی محمد قاسم نانوتوی تحذیر الناس (ص ۴) پر تحریر کرتے ہیں کہ۔ "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" یہ تحذیر الناس موجود ہے کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

دیکھئے یہاں تو بانی مدرسہ دیوبند نے عمل میں نبی سے امتی کو نہ صرف مساوی

marfat.com
Marfat.com

کر دکھایا بلکہ بڑھا دیا ہے۔ دوسری طرف آپ کے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"بعض علوم غیبیہ میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمرو بلکہ ہر بچہ و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و چوپاؤں کے لئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص ۷)

ان دونوں گستاخانہ عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کے اکابر میں سے ایک صاحب عمل میں انبیاء سے امتیوں کو مساوی بنا رہا ہے اور بڑھا رہا ہے تو دوسرا علم میں جانوروں پاگلوں مجنونوں کو سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے برابر قرار دے رہا ہے۔ اب ہم آپ کی تبلیغ پر کیسے اعتبار کر لیں۔

کلمہ طیبہ:۔ مولانا نے کہا دیکھو آپ حضرات کلمہ پڑھاتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس اگر ہم اہل سنت تیجہ سوم قل میں چنوں پر کلمہ و قل شریف پڑھیں تو آپ حضرات کے پیشوا اس کو شرک اور بدعت قرار دے کر قرآن و کلمہ پڑھنے کے جرم میں مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بنا ڈالتے ہیں۔ دیکھو تقویۃ الایمان اور دیگر کتب وہابیہ' حالانکہ آج تک کلمہ پڑھا کر مشرکوں کو اسلام میں داخل کیا جاتا تھا۔ آج دیوبندی وہابی سوم قل (تیجہ) میں کلمہ شریف پڑھنے والوں کو مشرک و بدعتی قرار دے کر اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ پھر ہم آپ کو کلمہ پڑھانے میں کس طرح مخلص سمجھیں؟

نماز:۔ مولانا محمد حسن علی نے کہا آپ حضرات نماز سکھانے اور نماز کی تربیت دینے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھا ہے۔ "نماز میں زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کو مجامعت کا خیال بہتر

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے گدھے اور بیل کی صورت میں مستغرق ہو جانے سے زیادہ برا ہے۔"

فرمایئے ہم آپ حضرات کی تعلیم نماز پر کیسے اعتبار کریں۔ آپ حضرات خالی الذہن ہو کر غور کریں۔ آپ حضرات اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں یا اسلام کی بنیادوں کو منہدم کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اس قسم کی گستاخانہ عبارات ایمان و اسلام کی نہیں کفر و ضلالت کی علامت ہیں۔ مولانا حسن علی نے کہا کہ ممکن ہے آپ میں سے بعض حضرات اس قسم کے عقائد باطلہ و نظریات فاسدہ سے واقف نہ ہوں یا آپ لوگوں میں نئے لوگوں کو ابھی اس قسم کی عبارات و عقائد و نظریات کا علم نہ ہو۔ آپ لوگ حوالہ جات نوٹ کر لیں اور اصل کتابوں سے نہ صرف یہ کہ مطابقت کر لیں بلکہ اللہ توفیق دے تو ان سے توبہ کر لیں اور مولویوں کی عظمت کو حضور اقدس سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے مقابلہ میں خاطر میں نہ لائیں۔ ان گستاخانہ عبارات پر غور کریں کہ بارگاہ رسالت سے عشق و محبت ہے یا بغض و عناد۔ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

"صراط مستقیم" کی طرح مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان ص ۶۵ پر بھی یہ توہین کی ہے کہ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" حالانکہ آپ کے چاہنے پر پچاس کی بجائے پانچ نمازیں رہ گئیں۔

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت کی اندرونی کہانی
اور درود و سلام دشمنی

(از مولانا محمد قاسم شاہ صاحب خطیب جامع مسجد جلینگم کینٹ لندن)

راؤ شمشیر علی المتوفی ۴ دسمبر ۱۹۸۹ء بمقام ہڈرڈز فیلڈ انگلینڈ ایک پاکستانی تھا۔ جس نے یہاں ایک تبلیغی ماہنامہ "دعوت الحق" جاری کیا تھا۔ یہ رسالہ تقریباً ۵ سال جاری رہا۔

تبلیغی جماعت:۔ نے اپنے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی کتاب "فضائل درود شریف" تبلیغی نصاب اردو اور انگلش ترجمہ سے نکال دی ہے۔ جس کی وضاحت راؤ صاحب کے پمفلٹ میں ہے۔

برطانیہ:۔ کے امیر تبلیغی جماعت حافظ پٹیل جو دزبیری مرکز میں انچارج ہیں۔ ان سے میں نے کہا کہ "فضائل درود شریف" کو کیوں نکالا گیا ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ پریس والوں نے کیا ہے۔ حالانکہ پریس والوں نے کتاب کے آخری صفحہ پر اس کی وضاحت کردی ہے کہ ہم نے تبلیغی بزرگوں کے کہنے پر تبدیلی کی ہے۔ جس کی فوٹو سٹیٹ حاضر ہے۔ ایک اور تبلیغی جماعت کے امیر سے میں نے کہا (جو تبلیغی سلسلہ میں ہماری مسجد میں آئے ہے) کہ فضائل درود شریف کو کیوں نکالا ہے۔ انہوں نے کہا اس لئے کہ اس میں فضائل درود پڑھ کر لوگ باقی اعمال ترک کردیں گے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**

الغرض:۔ دروغ گورا حافظہ نہ باشد کے مطابق یہ لوگ "فضائل درود شریف" کو کتاب سے نکالنے کے لئے مختلف بہانے بناتے ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ سعودی نجدیوں کے کہنے پر انہوں نے ایسا کیا ہے سنا ہے کہ یہ تبلیغی جماعت والے برطانیہ کے بنکوں میں نجدیوں کی رقم کا سودا لے کر اس پر سارا نظام چلاتے ہیں۔ نجدی سارا سودان کو دے دیتے ہیں جیسا کہ راؤ صاحب نے پمفلٹ میں لکھا ہے۔

ایک معتبر آدمی:۔ نے یہ بھی بتایا ہے کہ مولوی محمد زکریا مذکور کو بھی کہا گیا تھا کہ آپ اجازت دیں تاکہ "فضائل درود شریف" کو تبلیغی نصاب سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ اس پر سعودیوں کو اعتراض ہے۔ اس پر انہوں نے کہا تھا کہ پھر "حکایات صحابہ" کو بھی نکال دینا چاہئے کیونکہ اس پر شیعوں کو اعتراض ہے۔ الغرض انہوں نے اجازت نہ دی تو ان کے مرنے کے دو سال بعد "فضائل درود شریف" کو نکال دیا گیا۔ کیونکہ اس میں اہل سنت کے عقیدہ کی تائید میں باتیں تھیں۔

راؤ شمشیر علی کا پیغام، تبلیغی جماعت کے نام

"اس سے پہلے میں دو عدد اشتہار عاشقان رسول اللہ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں۔ میرا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی ہے۔ گو مجھے لوگ ڈرانے دھمکانے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ قتل تک کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ مگر میں ان کی ہر طرح سے تسلی کرنے کو تیار ہوں۔ میرے پاس ثبوت برائے تسلی موجود ہیں۔ میرے اشتہارات پر چار اعتراضات کئے گئے ہیں۔ جن کے مختصراً جوابات ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

پہلا اعتراض:۔ یہ کیا گیا ہے کہ میں نے بریلوی حضرات کی خوشنودی حاصل

marfat.com
Marfat.com

کرنے کے لئے اشتہارات شائع کئے تھے۔

○ دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ فضائل درود حضرت شیخ محمد زکریا مرحوم کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ کسی اور کا لکھا ہوا ہے۔

○ تیسرا اعتراض کہ ہم نے یہ نہیں چھاپا بلکہ کسی دوسرے ادارے نے چھاپا ہے۔

○ چوتھا اعتراض یہ کہ میں اس لئے جماعت کے خلاف ہوا ہوں کہ مجھے عربوں سے مال نہیں ملا۔ یہ ہیں وہ چار اعتراضات جن کے جوابات پیش خدمت ہیں۔

جواب:۔ اس کا جواب میں خدا کی قسم کھا کر لکھ رہا ہوں کہ مجھے عشق رسول اللہ نے مجبور کیا۔ کسی بھی بریلوی یا دیوبندی یا کسی اور کا مجھے تعاون حاصل نہیں ہوا۔ یہ جو کچھ میں کر رہا ہوں۔ "دعوت الحق" اور دیگر کتب کے ذریعہ وہ خداوند عالم کے سچے دین کی صحیح ترجمانی کرنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہوں۔ آج تک میں ان کے حق میں لکھتا رہا اور میری کتاب "تجارت" پوری تبلیغی جماعت کی حمایت میں ہے۔ جب انہوں نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو چھیڑا اور علماء حق کا ساتھ چھوڑا تو ناموس رسول کے تحفظ کے لئے یہ قدم مجھے اٹھانا پڑا۔ اگر تبلیغی نصاب کے اندر سے "فضائل درود" جیسے نکالا ہے۔ ویسے ہی شامل کر دیں۔ میرا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

جواب:۔ جماعت والے فرما رہے ہیں کہ "فضائل درود" حضرت شیخ محمد زکریا کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ حضرت مرحوم کی پوری زندگی میں یہ فضائل درود مجلسوں میں پڑھتے اور اٹھائے پھرتے رہے۔ پھر اچانک عربوں کا سودی حرام مال ان کے اندر گیا تو سودی حرام مال کھانے کا اثر یہ ہوا کہ ۱۲۶ صفحات فضائل درود پاک کو "تبلیغی

marfat.com
Marfat.com

نصاب" سے خارج کردیا گیا۔ حضرت کی زندگی میں بھی۔

"موجودہ پستی کا واحد حل" شامل کرنے کی کوشش کی گئی تھی تو حضرت نے سخت پابندی سے منع کردیا تھا کہ اس کتاب کو میری کتاب میں شامل نہ کریں۔ مگر ان کی وفات کے فوراً بعد تبلیغی نصاب سے "فضائل درود" کو نکال کر مولوی احتشام الحسن کی کتاب "پسی کا حل" شامل کردی گئی۔ یہاں ہم یہ بات پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ حضرت شیخ کا لکھا ہوا فضائل درود زیادہ افضل ہے یا "موجودہ پستی کا حل" زیادہ قیمتی ہے۔ جس نے مسلمانوں کو غم اور رنج میں ڈبو دیا ہے۔ حرام مال کی خاطر رسول اللہ پر اتنا بڑا حملہ کردیا۔ چودہ سو سال سے جو عقیدہ پوری امت کا تھا اس کو بدل کر رکھ دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

جواب:۔ تبلیغی جماعت کے بڑے نمبردار ایک جھوٹ بول کر سو جھوٹ بولنے پر بھی اس جھوٹ کو چھپا نہیں سکتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "یہ ہمارا چھاپا ہوا نہیں ہے"۔ میں یہ پورا ثبوت عوام و خواص کے سامنے پیش کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ان تبلیغی نمبرداروں نے ہی چھپوایا ہے۔ اس کا پورا ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ جس کا دل چاہے آکر وہ ثبوت دیکھ لے۔ مرکز کی طرف سے عیسائی پریس والے کو رقم دی گئی ہے۔ مرکز کا فوٹو بھی کتاب میں شامل ہے۔

جواب:۔ یہ اعتراض کہ میں اس وجہ سے جماعت کے خلاف ہوا ہوں کہ عربوں کی طرف سے مجھے سودی حرام مال نہیں ملا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا حرام مال کھانا ایسے ہی نمبرداروں کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس ناپاک حرام مال سے آج تک بچائے رکھا ہے۔ اور میری دلی دعا اور تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری زندگی مجھے اس حرام سودی مال سے بچائے رکھے۔ جس انسان کی آنکھ پر جیسی عینک لگی

marfat.com
Marfat.com

ہوئی ہوگی۔ اس کو ویسا ہی نظر آئے گا۔ یہ عینک اور یہ حرام مال ان کو مبارک ہو۔

الحاصل:۔ جب تک میرے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل درود کو دوبارہ "تبلیغی نصاب" میں شامل نہیں کرو یتے۔ مجھے ڈرانے دھمکانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میری زندگی کا بٹن اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میں کسی کی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا۔

چلّے لگانے والو:۔ تم لوگوں نے اپنے شیخ زکریا سہارنپوری کی کتاب "تبلیغی نصاب" سے انگریزی اردو میں فضائل درود کو نکال دیا ہے۔ نجدی لوگو! تم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ہمارے جیسے انسان تھے۔ مرگئے' مٹی میں مل گئے۔ عقل کے اندھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو قرآن مجید حدیث نبوی میں تلاش کرو۔ جس دل میں عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ ان کے چلّے لگانے سے کیا فائدہ ہے۔ یہ منافقانہ تبلیغ اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔ اگر دین اسلام کی تبلیغ کرنی ہے۔ تو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر کرو۔

اہل کوفہ:۔ نمازیں پڑھتے تھے' تبلیغ بھی کرتے تھے۔ لیکن ان کے دل میں عشق رسول نہ تھا۔ اگر عشق رسول ہوتا تو امام حسین کو کربلا کر شہید نہ کراتے' رسول اللہ کی محبت تمام کمی کو پورا کرتی ہے۔ ورنہ تمام دین اس کمی کو پورا نہیں کرتا

"عشق احمد نہیں تو کچھ بھی نہیں"

(تحفظ ناموس رسول کا ایک ادنیٰ غلام راؤ شمشیر علی خاں عفی عنہ)

(ماہنامہ "دعوت الحق" فروری ۱۹۸۹ء ہڈرؤز فیلڈ یو۔کے)

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت کی دھوکہ منڈی

جیساکہ "گھر کا بھیدی" کے طور پر راؤ شمشیر علی خاں نے تبلیغی جماعت کی اندرونی کہانی اور درود و سلام سے ان کی دشمنی کو بے نقاب کیا ہے۔

○ تبلیغی جماعت نے اپنے تبلیغی کورس "تبلیغی نصاب" میں سے پہلے تو "فضائل درود شریف" کے بغیر شائع ہوتا رہا

○ پھر جب ان لوگوں کو احساس ہوا کہ "فضائل درود شریف" کے بغیر نامکمل "تبلیغی نصاب" سے ہماری روسیاہی میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

○ تو پھر مزید دھوکہ دہی کے لئے انہوں نے کتاب کا نام ہی بدل دیا اور "تبلیغی نصاب" کے مجموعہ کو "فضائل اعمال" کے نام سے شائع کر دیا تاکہ پہلے مکمل تبلیغی نصاب اور "فضائل درود شریف کے بغیر" "فضائل اعمال" نام کی کتاب سے "تبلیغی نصاب" کا نام ہی گم کر دیا جائے۔

○ چنانچہ اولا تبلیغی جماعت کے بھارتی مرکز دہلی سے اور پھر پاکستان میں بھی اب "تبلیغی نصاب" کی بجائے "فضائل اعمال" کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

○ مگر بطور مصنف نام "مولانا محمد زکریا" کا ہی استعمال کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان کی تصنیف "تبلیغی نصاب" مع "فضائل درود شریف" تھی نہ کہ "فضائل اعمال" یہ ہیں۔ مسکین صورت "فراڈ سیرت" تبلیغی جماعت کی "کرتوتیں" اور خفیہ وارداتیں۔

ع.... ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

۸ لاکھ کا اجتماع اور نامکمل دعا:۔ تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع اجتماعی دعا کے بعد ختم ہو گیا۔ جماعت کے امیر نے اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں ایک اندازے کے

marfat.com

Marfat.com

مطابق آٹھ لاکھ افراد نے شرکت کی۔

○ مگر دنیا کے مختلف خطوں سے جمع ہونے والے ان مسلمانوں نے کشمیر' بوسنیا' فلسطین اور بھارت میں بسنے والے مسلمانوں کی حالت زار کے تذکرے سے بھی گریز کیا اور حد یہ ہے کہ اجتماعی دعا میں ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ التجاء کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی۔ کہ مالک برتر انہیں ظلم و ستم اور جبرو تشدد سے نجات دلائے۔

○ کیونکہ اسلامی برادری نے از خود ان کے لئے کچھ کرنے میں تو اس حد تک سستی دکھائی ہے کہ ان کے بیمار اور زخمی بڑوں' بوڑھوں اور بچوں کے لئے علاج معالجے کی سہولتیں فراہم کرنے کی طرف توجہ بھی نہیں دی اور عالمی برادری کو بھارت' سربیا اور اسرائیل کے خلاف ایسی پابندیاں عائد کرنے پر مجبور بھی نہیں کیا جو ماضی میں جنوبی افریقہ اور حال ہی میں عراق پر عائد کی گئی تھیں۔

○ اگر تبلیغی اجتماع میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی امداد و استعانت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے دست دعا دراز کرنے سے بھی گریز کیا جاتا ہے تو حیرت کی بات ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ جس کے کسی عضو کو تکلیف ہو تو دوسرے اعضا تڑپ اٹھتے ہیں۔ (اداریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۹۲ء)

رضائے مصطفیٰ:۔ نوائے وقت کا جو مضمون آپ نے پڑھا ہے یہ کوئی عام قسم کی خبر نہیں بلکہ "ادارتی نوٹ" ہے جس میں تبلیغی اجتماع کی تعداد صرف آٹھ لاکھ بتائی گئی ہے۔

○ معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت کی پراپیگنڈہ مشینری جو اجتماع کی تعداد میں مبالغہ

marfat.com
Marfat.com

آمیزی سے کام لیتی ہے۔ اور اسے حج شریف کے عظیم اجتماع سے تشبیہ دے کر نمبر دو کا اجتماع قرار دیتی ہے۔ وہ مبالغہ آمیزی و غلط پراپیگنڈہ پر مبنی ہے۔

علاوہ ازیں :۔ "نوائے وقت" نے جس چیز کا نوٹس لیا ہے۔ کہ تبلیغی جماعت نے اپنے اجتماع میں عالم اسلام کے مظلوم مسلمانوں کی حالت زار کا تذکرہ کرنے سے بھی گریز کیا۔ اور دعا میں بھی ان کے لئے التجا کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

○ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ "تبلیغی جماعت" "ہنود و یہود" کو بھی راضی رکھنا چاہتی ہے۔ اس لئے ان کے خلاف احتجاج و مذمت تو درکنار ان کے ہاتھوں ظلم کا نشانہ بننے والے مسلمانوں کا اپنی دعا تک میں ذکر نہیں کر سکتی۔ تاکہ ظالموں کافروں کو کسی سطح پر بھی ان سے کوئی ناگواری و شکایت کا موقع نہ ملے۔ اور دعا کی حد تک بھی کسی تحریک جہاد سے ان کا تعلق ظاہر نہ ہو۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ)

دوسروں کی زبان سے

تبلیغی جماعت :۔ مولانا احتشام الحسن کاندھلوی اکابرین تبلیغی جماعت میں سے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف مولانا کا قلم حقیقت شناس (بندگی سے متعلق) ایسی تحریریں سپرد قلم کرتا ہے۔ مگر دوسری طرف تبلیغی جماعت عملاً بندگی کے اس ہمہ جہتی اور ہمہ وقتی تصور سے گریز پا نظر آتی ہے۔ اور مولانا موصوف کے فرمودات سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ مولانا احتشام الحسن فرماتے ہیں کہ بستی نظام الدین کی "تبلیغی جماعت" کی موجودہ تبلیغ

marfat.com
Marfat.com

○ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کے موافق ہے اور نہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور علماء حق کے مسلک کے مطابق ہے جو علماء کرام اس تبلیغ میں شریک ہیں ان کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اس کام کو پہلے قرآن و حدیث' ائمہ سلف اور عصا حق کے مسلک کے مطابق کریں۔

○ چونکہ ایک غلط چیز دین کے نام سے پھیل رہی ہے اور تبلیغ کے نام پر غلط فہمی پھیل رہی ہے اور یہی میرے نزدیک تمام آفات و بلیات کے نزول کا اصل باعث ہے۔

○ اسی ضرورت نے مجھے اس رسالہ کی اشاعت پر مجبور کیا تاکہ علماء کرام اس کی طرف توجہ فرماویں اور ان خرابیوں کا انسداد فرماویں جن کی وجہ سے ملت تباہی اور بربادی میں مبتلا ہو رہی ہے۔ یہی اصل مقصود ہے۔

○ جو کام مولانا محمد الیاس صاحب (بانی تبلیغی جماعت) کی حیات میں اصولوں کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعت حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کو اب انتہائی بے اصولی کے بعد دین کا اہم کام کس طرح قرار دیا جا رہا ہے۔

○ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ میرا مقصد صرف اپنی دینی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ہے۔ اور غلط فہمی کو دور کرنا ہے۔

(ماہنامہ "میثاق" لاہور زیر ادارت ڈاکٹر اسرار احمد اپریل ۱۹۹۰ء)

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت کے بیانات

شیخ الحدیث ابو الحسن صاحب دیوبندی جامعہ اشرفیہ پشاور کی نظر میں

(۱) قرآن و حدیث اور پورا دین ہمارے اس تبلیغ کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ ہمارا یہ تبلیغی عمل سمندر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ امت مسلمہ کو صرف اس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو فرد امت بھی یہ کام نہیں کرے گا وہ ظالم ہو گا۔

(۳) ایک بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ جہاد کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے اب امت کی اصلاح صرف اب اس "رائیونڈ" والے عمل سے ہو گی۔

(۴) تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہوا۔

(۵) اور جو علما اور مشائخ اپنے مقامات کو قرآن و سنت کے درس و تالیف تحریر و تقریر' واعظ و اصلاح کے ذریعے جو کام کر رہے ہیں وہ ظالم ہیں۔ ان کے اس کام کی کوئی وقعت نہیں جب تک وہ بستر سر پر اٹھا کر رائے ونڈ کے طریقے پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔

(۶) قرآن حکیم انفرادی عمل ہے اور تبلیغی نصاب اجتماعی عمل ہے۔

(۷) قرآن حکیم مشکل کتاب ہے اسی طرح حدیث بھی مشکل ہے۔ قرآن و حدیث کے درسوں میں شرکت سے فائدہ نہیں ہوتا فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔

(۸) جو آئمہ کرام' مشائخ' محدثین گزرے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن و حدیث کے درس' فقہ و دیگر علوم میں صرف کی لیکن بستر سر پر اٹھا کر دربدر

marfat.com

Marfat.com

سفر نہیں کیا۔ ان کی نجات نہیں ہوگی۔ (ماہنامہ صدائے اسلام پشاور ستمبر اکتوبر ۱۹۸۹ء)

تبلیغی قتل:۔ گاؤں ہلکی چارمنگ باجوڑ ایجنسی میں محمد عالم خاں نامی شخص تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغی دورہ پر گیا تھا گذشتہ روز جب وہ اپنے گھر آیا تو اپنے نوجوان بیٹے کے ساتھ کسی بات پر تلخ کلامی کے بعد طیش میں آکر کلاشنکوف رائفل سے اندھا دھند فائر کرتے ہوئے اپنے جوان بیٹے حبیب خان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور فرار ہوگیا۔" (روزنامہ "خبریں" لاہور ۲۱ فروری)

تبلیغی جنگ:۔ پشاور باجوڑ سالا زئی میں تبلیغی جماعت اور قبائلیوں کے تصادم میں دونوں طرف سے تین افراد ہلاک اور سات افراد زخمی ہو گئے۔ ادھر جماعت اشاعت توحید و سنت باجوڑ ایجنسی کے آرگنائزر لطف الرحمان توحیدی نے کہا ہے کہ قبائلی راہنما ضیاء اللہ تبلیغی حضرات کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کر رہے تھے لوگوں نے منع کیا تو پیر ضیاء اللہ نے ایک طالب علم کو گولی مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا جس کے بعد جنگ چھڑ گئی۔ (جنگ لاہور ۲ اپریل)

درندگی:۔ لاہور راوی روڈ کے علاقہ چوہدری پارک میں ایک شخص نے درندگی کی انتہا کر دی۔ ایک اڑھائی سالہ بچی کے ساتھ زیادتی کر کے ہلاک کر دیا۔ ۳۶ سالہ باریش ملزم آزاد مردہ بچی کو وہیں چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ تاہم پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا اس افسوسناک واقعہ کے بعد علاقے میں لوگوں نے احتجاجی جلوس نکالا۔ پولیس کی حراست میں ملزم آزاد نے "جنگ" کو بتایا کہ وہ بے روزگار تھا اس کا ارادہ تھا کہ وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ جائے رات اس نے مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی وہ بچی کے ساتھ پیار کر رہا تھا کہ اس پر شیطان غالب آگیا۔

فوری سماعت کی خصوصی عدالت نے ملزم کو اغوا اور قتل کے جرم میں دو

marfat.com

Marfat.com

مرتبہ سزائے موت اور حدود آرڈیننس کے تحت ۲۵ سال قید بامشقت اور ۳۰ کوڑوں کی سزاسنائی ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۳۱ مارچ۔ نوائے وقت ۲۲ اپریل)

اخراجات چلّہ :۔ سرگودھا کے صنعت کار چوہدری خلیل کے گھر میں ڈاکہ ڈالنے والے تین ملزمان کو اس وقت گرفتار کرلیا گیا جب ملزمان مدنی مسجد سرگودھا میں تبلیغی جماعت کے اجتماع میں درس سن رہے تھے۔ ملزمان زاہد سعید اور رؤف نے پولیس کو بتایا کہ وہ رحمان پورہ سرگودھا سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے عہد کر رکھا تھا کہ وہ تبلیغی جماعت میں شامل ہو کر چالیس روز کا چلّہ پورا کریں گے اور چلّہ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے یہ پہلی واردات تھی۔

(روزنامہ جنگ لاہور' ۷ جولائی ۱۹۸۶ء)

زکوۃ کے لالچی :۔ میں نے ایسے چالیس آدمیوں کے نام لکھوائے ہیں.... اگر ان کو زکوۃ دی جائے تو ان میں حرص و طمع پیدا نہ ہوگی اور وہ توکلا علی اللہ تبلیغ کے کام میں لگے ہوئے ہیں ان کی امداد بہت ضروری ہے۔

(ملفوظات الیاس ص ۶۲)

شکار کو دیکھ کر نماز توڑ دینی چاہئے :۔ فرمایا دین کی دعوت کا اہتمام میرے نزدیک اس وقت اتنا ضروری ہے کہ اگر ایک شخص نماز میں مشغول ہو اور ایک نیا آدمی آئے اور واپس جانے لگے اور پھر اس کے ہاتھ آنے کی توقع نہ ہو تو میرے نزدیک نماز کو درمیان میں توڑ کے اس سے دینی بات کرلینی چاہئے۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۶۸)

قارئین آپ کو ان کی دینی تبلیغ کا تو پتہ چل ہی گیا ہوگا یہ دینی دعوت وہ نہیں جو آپ سمجھے ہوں گے وہ دینی تعلیم اشرف علی تھانوی کی تعلیم ہے جس کو پھیلانا

marfat.com

Marfat.com

چاہتے اور نماز کو توڑنے کا حکم دے رہے ہیں۔

بد دینی:۔ فرمایا میری حیثیت ایک عام مومن سے اونچی نہ سمجھی جائے صرف میرے کہنے پر عمل کرنا بد دینی ہے۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۶۹)

تبلیغی نصاب:۔ تبلیغ کے سلسلہ میں میرا جی چاہ رہا ہے کہ ایک نصاب مقرر ہو کر وہ ہر شخص کے یہاں رگ و پے میں سما جاوے جس کو یوں جی چاہتا ہے کہ اگر ایک شخص پڑھا لکھا ہے۔ اول تنہائی میں دیکھا کرے اور پھر سنایا کرے اور اس میں جو اعمال ہوں اس پر اول اپنے آپ کو جمانے کی کوشش کرے اس کو مجمع میں پھیلا دے کتابوں کا اہتمام ہے۔

راہ نجات' جز الاعمال' چہل حدیث (مولوی زکریا) فضائل نماز' حکایات صحابہ' ان پانچوں کے جزو زندگی ہونے پر اہتمام کیا جاوے۔ (مکاتیب الیاس ص ۹۲)

دھوکہ باز تبلیغی:۔ ایک مکتب سڑک کنارے اور ایک مکتب آگے بڑھ کر چوراہہ پر قائم کرایا اس میں حقہ پانی کا اہتمام کرایا.... اور شہری اور میواتی مبلغین کو تاکید کی کہ وہاں بیٹھیں اور آتے جاتے راہ گیر مسلمانوں کو محبت و شفقت سے بلائیں حقہ پانی سے ان کی تواضع کریں.... ان (مبلغین تبلیغی جماعت) کے حقہ پانی کے اہتمام کی فضیلت اور ثواب بیان کرتے تھے یہ زمانہ اجمیر کے عرس کا تھا ہندوستان کے اکناف و اطراف کے بکثرت غریب مسلمان حضرت نظام الدین اولیاء کی زیارت کے لئے آتے اور راستہ میں تازہ حقہ ٹھنڈا پانی اور گھنا سایہ دیکھ کر دم لینے ٹھہر جاتے اور اتنی دیر میں مبلغین (تبلیغی) اپنا کام کر جاتے۔

marfat.com

Marfat.com

(دینی دعوت ص ۱۴۰)

بک رہا ہوں:۔ بعض مرتبہ پورا درود دل کہنے کے بعد (مولوی الیاس) غالب کے مشہور شعر کو بڑی لطیف ترمیم کے ساتھ پڑھتے۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

(دینی دعوت ص ۱۸۹)

تبلیغی جماعت میں اہل علم کی کمی:۔ فرمایا مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ کمی اس واسطے ہے کہ اب تک اہل علم اور اہل ذکر اس میں نہیں لگے۔

(ملفوظات الیاس ص ۴۶)

مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں:۔ مسلمان دو ہی قسم کے ہو سکتے ہیں تیسری کوئی قسم نہیں یا اللہ کے راستہ میں خود نکلنے والے ہوں یا نکلنے والوں کی مدد کرنے والے ہوں۔ (ملفوظات الیاس ص ۴۷)

قارئین اس ملفوظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک تبلیغی جماعت کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں۔

منافقانہ چال:۔ ایمان کے صحیح راستہ پر اس وقت تک نہیں پڑ سکتا جب تک منافقانہ چال کا اپنے اندر ڈر نہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ یوں سمجھے کہ یہ دینی کام جو کہ میں کرتا ہوں میرے سے شیطان کرا رہا ہے۔

(مکاتیب الیاس ص ۱۳۶)

نجس العین:۔ آپ نے اس ناپاک کی معیت و رفاقت کی آرزو لکھی ہے مگر یہ نجس العین (زکریا) اس پاک خطہ کے قابل کہاں (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۳۴)

marfat.com
Marfat.com

قارئین آپ کو معلوم ہی ہو گا نجس العین کسے کہتے ہیں۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کے علماء دیوبند سے تعلقات

گنگوہی فیوض و برکات :۔ مولوی الیاس جب اپنے بھائی کے ساتھ گنگوہ آئے اس وقت گنگوہ علماء و فضلا کا مرکز تھا ان کی اور خود مولانا رشید احمد گنگوہی کی صحبت اور مجالس کی دولت مولانا الیاس کو شب و روز حاصل تھی.... جب گنگوہ آئے تو دس سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا (رشید احمد گنگوہی) نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا (رشید احمد گنگوہی) کی صحبت میں گذرا۔

(دینی دعوت ص ۵۳)

دیوبندی صحبت :۔ مولانا الیاس صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب حضرت گنگوہی کے خاص فیض یافتہ اور تربیت یافتہ علماء گنگوہ آتے تو بعض اوقات میرا بھائی درس بند کر دیتے اور کہتے اب تمہارا درس یہ ہے کہ تم ان حضرات کی صحبت میں بیٹھو اور ان کی باتیں سنو۔ (دینی دعوت ص ۵۳)

گنگوہی سے بیعت :۔ مولانا گنگوہی (رشید احمد) بالعموم بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے فراغت و تکمیل کے بعد اس کی اجازت ہوتی تھی مگر مولانا الیاس صاحب کے غیر معمولی حالات کی بنا پر ان کی خواہش و درخواست کی بنا

marfat.com

Marfat.com

پر بیعت کرلیا۔ (دینی دعوت ص ۵۴)

گنگوہی سے قلبی تعلق:۔ مولانا (الیاس) کی فطرت میں شروع سے محبت کی چنگاری تھی' آپ کو حضرت مولانا رشید احمد سے ایسا قلبی تعلق پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کے بغیر تسکین نہ ہوتی۔ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی رات کو اٹھ کر صرف چہرہ دیکھنے کے لئے جاتا' زیارت کرکے پھر آکر سو رہتا۔ حضرت (رشید احمد) کو بھی آپ کے حال پر ایسی ہی شفقت تھی۔ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے بھائی سے کہا اگر حضرت (رشید گنگوہی) اجازت دے دیں تو میں حضرت کے قریب بیٹھ کر مطالعہ کیا کروں؟ مولانا محمد یحییٰ صاحب نے حضرت مولانا سے ذکر کیا۔ فرمایا مضائقہ نہیں! الیاس کی وجہ سے میری خلوت میں فرق اور طبیعت میں انتشار نہیں ہو گا۔

(دینی دعوت ص ۵۴)

گنگوہی کی وفات پر رونا:۔ ۱۳۲۳ھ میں مولانا رشید احمد صاحب نے انتقال فرمایا مولانا محمد الیاس صاحب بالیں پر موجود تھے اور سورۃ یٰسین پڑھ رہے تھے اس حادثہ کا آپ کے اثر پذیر قلب پر جو اثر ہوا' اس کا اندازہ اس سے ہو گا کہ فرماتے تھے کہ دو ہی غم میری زندگی میں سب سے بڑھ کر ہوئے ایک والد کا انتقال' ایک حضرت کی وفات اور فرمایا۔ حضرت! ہم تو ساری عمر کا رونا اسی روز رو لئے جس روز حضرت دنیا سے رخصت ہوئے۔ (دینی دعوت ص ۵۶)

قارئین حضرات یہ رشید احمد گنگوہی صاحب وہ شخصیت ہے جنہوں نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ ص ۹۶' رحمتہ اللعالمین' خاصہ نبی کریم نہیں ص ۱۰۴' وہابی متبع سنت کو کہتے ہیں ص ۱۱۰ یزید مومن تھا ص ۵۰' وغیرہ ھم بانی وہابیت محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق لکھا ہے کہ

marfat.com

Marfat.com

اچھا آدمی اور عامل بالحدیث تھا ص ۲۸۰ (تاریخ کی کتاب ہمزے کے اعترافات اور تاریخ نجد و حجاز پڑھ کر دیکھے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ محمد بن عبدالوہاب اہلسنّت کا قاتل اور حضور کا سب سے بڑا گستاخ تھا) ایسے آدمی (رشید احمد) کا مرید و عاشق مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت مسلمانوں کے لئے کیسے مفید ہو سکتا ہے جس کا پیر اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کا دشمن اور گستاخ ہو۔

حدیث کی تکمیل:۔ ۱۳۴۶ھ میں آپ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب کے حلقہ درس میں شرکت کے لئے دیوبند تشریف لے گئے اور ترمذی شریف اور بخاری شریف کی سماعت کی۔ (دینی دعوت ص ۵۶)

مولانا خلیل احمد سے رجوع اور تکمیل سلوک:۔ مولانا رشید احمد کی وفات کے بعد آپ نے مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے اپنا تعلق قائم کر لیا اور آپ کی نگرانی و رہنمائی میں منازل سلوک طے کئے۔ (دینی دعوت ص ۵۷)

میرے جسم و جاں:۔ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری' مولانا محمود حسن دیوبندی اور مولانا اشرف علی تھانوی سے ایسا تعلق تھا کہ فرماتے تھے کہ یہ حضرات میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے۔ (دینی دعوت ۵۸)

مقتدی و امام:۔ ایک مرتبہ کاندھلہ میں شاہ عبدالرحیم رائے پوری' مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور اشرف علی تھانوی موجود تھے نماز کا وقت آیا تو امامت کے لئے آپ (الیاس) کو بڑھایا۔ (دینی دعوت ص ۵۹)

مظاہر العلوم:۔ مدرسہ مظاہر العلوم میں مدرس رہے اور متوسط کتابیں پڑھانے

marfat.com

Marfat.com

کے لئے آپ کو دی گئیں۔ (دینی دعوت ص ۶۰)

مجلس نکاح:۔ مولوی رؤف الحسن کی صاحبزادی سے آپ کا عقد ہوا.... مجلس عقد میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری شاہ عبدالرحیم رائے پوری اور اشرف علی تھانوی تینوں حضرات موجود تھے (یعنی گستاخوں کا اجتماع تھا) (دینی دعوت ص ۶۰)

ہندوستان تاریک:۔ ۱۳۳۲ھ میں مولانا خلیل احمد اور محمود حسن نے حج کا قصد فرمایا مولانا کو جب اس کا علم ہوا تو حج کے لئے بہت بے قرار ہوئے فرماتے تھے کہ مجھے ان حضرات کے بعد ہندوستان تاریک ہوتا نظر آتا ہے۔ (دینی دعوت ص ۶۱)

حج:۔ پہلا حج مولانا محمود حسن کے ساتھ کیا۔ (دینی دعوت ص ۶۱)

دوسرا حج مولانا خلیل احمد کے ساتھ کیا۔ (ایضاً" ص ۸۴)

لوگوں کو دیوبند بھیجنا:۔ آپ نے میواتیوں کو دیوبند سہارن پور' رائے پور اور تھانہ بھون کی طرف بھیجنا شروع کیا اور ہدایت فرمائی کہ بزرگوں کی مجلسوں میں تبلیغ کا ذکر نہ کریں۔ (دینی دعوت ص ۱۱۱)

قارئین حضرات دیکھا لوگوں کو کن جگہوں کی طرف بھیج رہے ہیں جہاں پر سوائے آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے اور کوئی تعلیم نہیں دی جاتی۔ غور فرمائیں ہندوستان میں اجمیر شریف سرہند شریف' کلیر شریف اور بریلی شریف دنیا اسلام کے عظیم مرکز ہیں جہاں پر ہر وقت عشق رسول کا درس دیا جاتا ہے ان جگہوں سے لاتعلق کرنے کی کیسی چال ہے۔

دیوبند کے متعلق ملاحظہ ہوں "تجلی دیوبند فروری ۱۹۵۷ء" سے چند اشعار

دغا کی دال ہے یاجوج کی ہے ی اس میں
وطن فروشی کا واؤ بدی کی ب اس میں

marfat.com
Marfat.com

جو اس کے نون میں نار جحیم غلطان ہے
تو اس کی دال سے دہقانیت نمایاں ہے
ملے یہ حرف تو بیچارہ دیوبند بنا
برے خمیر سے یہ شہر ناپسند بنا

جلسہ تبلیغی مقررین دیوبندی:۔ اکثر مہینہ میں ایک مرتبہ میوات کے کسی مقام پر اور سال میں ایک مرتبہ نوح کے مدرسہ میں جلسہ ہوتا تھا دہلی کی تبلیغی جماعتیں اور نظام الدین کے مقیم حضرات نیز مدرسہ مظاہر العلوم دیوبند دارالعلوم ندوۃ العلماء اور مدرسہ فتح پوری دہلی کے بعض علماء اور مدرسین شرکت کرتے۔

(دینی دعوت ص ۱۲۲)

نوح کا بڑا جلسہ کے تحت لکھا ہے کہ جلسے کے وسیع شامیانے کے نیچے مولانا حسین احمد مدنی نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ (ایضاً ص ۱۲۶)

سفارش:۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے درخواست کی کہ اس لئے مولانا طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کو سفارش کا ایک خط لکھ دیا جائے مولانا نے وہ خط لکھوایا۔ (دینی دعوت ص ۱۸۴)

قارئین میواتیوں کو دیوبند بھیجنا اور جلسوں میں دیوبندی مولویوں کو بلا کر تقریریں کرانا اور داخلہ کے لئے سفارش کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ لوگوں کو دیوبندی بنایا جائے اور یہی وجہ ہے کہ میواتی لوگ اکثر دیوبندی تبلیغی ہیں۔

دیوبندی قطب مجدد:۔ اس زمانہ کے دو قطب تھے پچھم میں حضرت گنگوہی اور پورب میں فضل الرحمٰن۔ (دینی دعوت ص ۲۲۱)

فرمایا حضرت گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے۔ (ملفوظات الیاس ص ۱۲۲)

marfat.com
Marfat.com

علماء دیوبند سے اپیل:۔ ایک بار (مولوی الیاس نے) فرمایا کہ جو وفود سہارن پور' دیوبند وغیرہ تبلیغ کے لئے جارہے ہیں ان کے ہمراہ تجار دہلی کے خطوط کر دیئے جائیں جن میں نیاز مندانہ لہجہ میں حضرات علماء سے عرض کیا جائے کہ یہ وفود عوام میں تبلیغ کے لئے حاضر ہو رہے ہیں۔ آپ حضرات کے اوقات بہت قیمتی ہیں اگر ان میں سے کچھ وقت اس قافلہ کی سرپرستی میں دے سکیں جس میں آپ کا اور طلباء کا حرج نہ ہو تو اس کی سرپرستی فرمائیں۔ (ملفوظات الیاس ص ۵۶)

تعلیم تھانوی کی ہو اور اس کو پھیلایا جائے:۔ ایک بار فرمایا۔ حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے' بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو۔ (ملفوظات الیاس ص ۵۸)

حضرت (تھانوی) کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔ (ملفوظات الیاس ص ۶۹)

سکون سہارنپور میں:۔ چند روز کے لئے "سہارن پور" یا "رائے پور" کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔

(ملفوظات الیاس ص ۶۹)

قارئین حضرات مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی بجائے سکون دل سہارن پور' رائے پور سے ملتا ہے اسے کہتے ہیں بقول شاعر

"پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیرہ تھی"

گنگوہی گھرانے کا غلام ہوں:۔ حافظ محمد یعقوب گنگوہی زیارت و عیادت کے لئے تشریف لائے ان کے ساتھ ان ہی کے گھرانے کی کوئی خاتون بھی تھیں۔ (غالباً" ان کی صاحبزادی ہی تھیں) وہ بھی حضرت مولانا (الیاس) کی عیادت کے لئے

marfat.com

Marfat.com

تشریف لائی تھیں.... حضرت نے ان سے کہا مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی ہے' میں آپ کے گھرانے کا غلام ہوں۔ (ملفوظات الیاس ص ۱۲۴)

سگ احمدی:۔ سگ آستانہ عزیزی و احمدی (مکاتیب الیاس ص ۵۶) احمد کی نسبت سید احمد کی طرف ہے جس نے جہاد کے نام سے ہزاروں سنی مسلمانوں کو شہید کیا۔ ملاحظہ فرمائیں تاریخ تناولیاں۔

تھانوی سے محبت:۔ حضرت تھانوی سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی صحبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل۔

(مکاتیب الیاس ص ۱۳۶)

مصنف تبلیغی نصاب مولوی زکریا
کے علماء دیوبند سے تعلقات

تعلیم کی ابتدائی کتب:۔ ۱۳۲۸ھ تک یعنی ۱۲۔۱۳ سال کی عمر تک گنگوہ قیام رہا اس عرصہ میں اردو کے دینی رسائل بہشتی زیور (مولف مولوی اشرف علی تھانوی) وغیرہ اور فارسی کی ابتدائی کتابیں گنگوہ میں رہ کر پڑھیں۔

(سوانح مولانا محمد یوسف ص ۸۰)

دیوبندی مولویوں کو مٹھائی کھلانا:۔ جب شیخ (زکریا) کی فقہ کی تعلیم شروع ہوئی تو اس کے افتتاح کے موقعہ پر مولانا (یحییٰ) نے شیخ (زکریا) کو بیس روپے عطا فرمائے پھر ارشاد فرمایا کہ ان کا کیا کرو گے؟ شیخ نے جواب دیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اکابر اربعہ سہارن پوری (خلیل احمد) دیوبندی (محمد حسین) رائے پوری

marfat.com

Marfat.com

(عبدالرحیم) تھانوی (اشرف علی) کی خدمت میں پانچ پانچ روپے کی مٹھائی پیش کروں۔ (حاشیہ بر سوانح محمد یوسف ص ۸۳)

گنگوہی کو ناز:۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب (والد زکریا) مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد تھے استاذ کو بھی اپنے شاگرد پر ناز تھا۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۸۵)

نماز جنازہ کی امامت:۔ ۲۷ رمضان ۱۳۳۵ھ کو والدہ ماجدہ (مولوی زکریا) نے انتقال کیا حضرت خلیل احمد سہارنپوری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۹۴)

خلافت و اجازت:۔ (مدینہ منورہ سے مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے) رخصت کرنے سے پہلے چاروں سلسلوں میں بیعت و ارشاد کی عام اجازت عطا فرمائی اور اس کے لئے بڑا اہتمام فرمایا۔ اپنے سر سے عمامہ اتار کر مولانا سید احمد (بھائی حسین احمد مدنی) کو دیا کہ شیخ (زکریا) کے سر پر باندھیں۔ جس وقت عمامہ شیخ کے سر پر رکھا گیا شیخ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ چیخیں نکل گئیں۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۰۳)

محبوب مشیر محرم راز:۔ مشائخ عصر اور اکابر سلسلہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی مولانا عبدالقادر مولانا محمد الیاس کاندھلوی مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، حافظ فخرالدین پانی پتی، شاہ محمد یٰسین نگینوی سب کی بکثرت آمدورفت رہتی تھی اور آپ (زکریا) سب کے معتمد علیہ محبوب مشیر اور محرم راز تھے۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۰۳)

دیوبندی مشائخ سے تعلق:۔ ہمارے حضرت اقدس شیخ (زکریا) نے اپنے

marfat.com
Marfat.com

مرشد پاک حضرت خلیل احمد سہارنپوری کے بعد وقت کے تمام مشائخ اکابرین مثلاً حکیم الامت (دیوبندی) اشرف علی تھانوی' (دیوبندی) شیخ الاسلام حسین احمد مدنی' حضرت شاہ عبدالرحیم' حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری مجدد تبلیغ شاہ محمد الیاس کے تمام فیوض و برکات اور کمال و خصوصیات کو اپنے میں جذب کیا اور ان میں سے جس کا جو طرز حضرت رشید احمد گنگوہی کے طرز کے قریب تر تھا اس کو عملاً اختیار فرمایا۔ (وصال کے بعد ص ۱۳)

مولوی یوسف بن مولوی الیاس کے علماء دیوبند سے تعلقات

اعزازی سند:۔ مولانا سید احمد فیض آبادی جو حسین احمد مدنی کے بڑے بھائی تھے انہوں نے مدرسہ علوم شرعیہ سے حفظ قرآن کی ایک اعزازی (بغیر تعلیم حاصل کئے) سند مولانا محمد یوسف صاحب کو بھیجی (سوانح محمد یوسف ص ۱۶۸)

مولوی خلیل احمد کو ابا کہنا:۔ مولانا محمد یوسف مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے اس طرح پیش آتے تھے کہ جیسے لاڈلا بچہ اپنے بے پایاں شفقت کرنے والے باپ سے پیش آتا ہے یہ حضرت کو "ابا" کہہ کر پکارتے تھے۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۶۸)

دیوبند حاضری:۔ رائے پور' سہارنپور اور دیوبند کی حاضری ہمیشہ کا معمول بنالیا۔ (ایضاً" ص ۱۷۶)

نکاح مولوی حسین احمد نے پڑھایا:۔ ۳ محرم ۱۳۵۴ھ کو مظاہر العلوم کے سالانہ جلسہ میں حضرت مولانا زکریا صاحب کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ مولانا محمد

marfat.com

Marfat.com

یوسف کا نکاح ہوا... نکاح حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے پڑھایا۔

(سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۸۲)

یاد رہے مولانا زکریا کی ایک صاحبزادی مولانا انعام الحسن کے نکاح میں ہے یہ دونوں نکاح ایک ہی وقت میں ہوئے۔ (ایضاً ص ۱۸۲)

قارئین ایسے حضرات (مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت' مولوی زکریا مصنف تبلیغی نصاب' مولوی یوسف امیر تبلیغی جماعت) جن کا اٹھنا بیٹھنا' بیعت ہونا' قلبی تعلق' پڑھنا پڑھانا' دیوبندی مولویوں کے ساتھ ہو اور لوگوں کو دیوبند کی طرف بھیجتے ہوں جلسوں میں دیوبندی مولویوں سے تقریریں کراتے اور انہیں قطب مجدد مانتے ہوں (جیسا کہ میں نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے) پھر بھی ان کے ماننے والے (مبلغین تبلیغی جماعت) کہیں کہ ہمارا کسی فرقہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو یہ سراسر کذب بیانی' جھوٹ' فریب اور دھوکہ فراڈ نہیں تو اور کیا ہے۔

تبلیغی جماعت اسلام کی دو بنیادی باتوں کی منکر ہے

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری (جسٹس وفاقی شرعی عدالت)

تبلیغی جماعت اسلام کی دو بنیادی باتوں کی منکر ہے ایک تو وہ جہاد کو نہیں مانتے ان کی جو کتاب ہے جیسے وہ تبلیغی نصاب کہتے ہیں اس میں وہ مسواک کے فائدے بتاتے وضو کے بارے میں ہدایت دیتے ہیں لیکن اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا وہ ذکر بھی نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی پذیرائی ہوتی ہے۔ بھارت ان کو ویزہ دیتا ہے امریکہ کینڈا ان کو ویزہ دیتا ہے حتیٰ کہ پورے یورپ میں ان پر کوئی پابندی نہیں لگاتا کیونکہ یورپ کو اگر دشمنی ہے تو صرف اس مسلمان سے جو مجاہد مسلمان ہے جو

marfat.com
Marfat.com

بے ضرر قسم کا مسلمان ہو اس سے انہیں کوئی عداوت نہیں یورپ کو صرف جہاد پر ایمان رکھنے والے مسلمانوں سے خطرہ ہے۔ اگر وہ اتحاد کرلیں اور جہاد کے لئے پکے مسلمان ہو جائیں تو پھر ان کے آگے دنیا کی کوئی طاقت کھڑی نہیں رہ سکتی قرآن اور حدیث کے مطالعہ سے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں جہاد کی بڑی اہمیت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود جہاد میں شریک ہوئے صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی جہاد میں شریک ہوتے تھے اگر مسلمان میں جہاد کا عنصر غائب ہو جائے تو اس کی ساری شان ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ایک تو تبلیغی جماعت نے جہاد کو نظرانداز کیا دوسرا درود شریف کو۔ جب سے یہ تبلیغی جماعت شروع ہوئی ان کے پہلے مولوی زکریا صاحب تھے انہوں نے بڑے مفصیل طریقے سے اسے نصاب میں شامل کیا تھا اس کے فضائل اور برکتوں کا بیان کوئی ایک سو چالیس صفحات پر مشتمل باب فضائل درود شریف تھا اب انہوں نے اس کو بھی نکال دیا ہے۔ جو لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جس پر خدا اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں اور ساری امت ان پر درود بھیج رہی ہے ان کے نزدیک اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔

(اخبار اہل سنت ص ۶-۷ اپریل ۱۹۹۵ء)

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت اور اس کی سازش

(۱) مسلمانوں کو نبیوں والی تبلیغ کا نام لے کر دھوکہ دینے والے یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ ان کی تبلیغ کا مقصد کافروں کو مسلمان بنانا ہے یا مسلمانوں کو وہابی کرنا' اگر کافروں کو مسلمان بنانا مقصود ہے تو پھر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ ○ کیا یہ تبلیغی الیاسی جماعت کبھی گرجا گھر میں تبلیغ کے لئے جاتی ہے؟ کیا یہ لوگ ہندوؤں کے دھرم سالہ میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں؟ کیا یہ لوگ سکھوں کے گوردوارہ میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں؟ ○ کیا ان لوگوں کو ربوہ میں جا کر تبلیغ کرتے کسی شخص نے دیکھا ہے؟ ○ کیا یہ امام باڑوں میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں' کیا اب یہ بات کس سے چھپی رہ سکتی ہے کہ ان کی تبلیغ کا مقصد صرف بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر کلمہ پڑھاتے اور اپنے چنگل میں پھنسا کر وہابی کرنا ہے اور ہمارا تجربہ ہے کہ کئی سنی مسلمانوں کو اسی طریقہ سے ان لوگوں نے وہابی بنایا ہے' کیا انبیاء کی تبلیغ یہی تھی کہ مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر دوبارہ کلمہ پڑھاؤ۔ انبیاء کی تبلیغ سے اپنی مثال دینے والو! شرم' شرم' شرم' یہ جماعت کافروں مشرکوں کے ہاں تبلیغ کے لئے اس لئے نہیں جاتی کہ وہاں مار پڑتی ہے۔ مسجدوں میں بیٹھ کر روٹیاں کھانے والے انبیاء اور صحابہ کرام والا کام کر سکتے ہیں؟ ان پاک لوگوں نے تو کافر بادشاہوں کے درباروں میں جا کر حق کا علم بلند کیا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے پرتھوی راجہ کی حکومت میں بیٹھ کر دین حق کی تبلیغ کی' اور حضرت داتا علی ہجویری نے سب سے پہلے مشرکوں کے گڑھ ہندوستان میں حق کا پرچم لہرایا اور تبلیغ فرمائی' انبیاء' صحابہ' اولیاء کی یہ تبلیغ تھی۔ اور تبلیغی جماعت فقط وہابیت کو پھیلانے کی غیر ملکی سمائے پر چلنے والی ایک خطرناک تحریک ہے'

marfat.com

Marfat.com

مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اس خطرناک تحریک کی زد سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچا کر رکھیں ورنہ یہ لوگ گمراہ کردیں گے۔

(۲) کیا نبی پاک نے مدینہ پاک کی گلیوں میں بستر اٹھا کر گشت کیا' کیا مسلمانوں کو مدینہ شریف کے گلی کوچوں میں دروازوں کے آگے کھڑے ہو کر دوبارہ کلمہ پڑھایا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی حدیث سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام عربی دان تھے جب ایک دفعہ کلمہ شریف پڑھ لیا دوبارہ غلطی کا امکان ہی نہیں۔

(۳) پھر کہتے ہیں ہم نماز کی تبلیغ کرتے ہیں کیا ان تبلیغ والوں کو کسی نے سینما میں جا کر تبلیغ کرتے دیکھا ہے جو بے نمازوں کا گڑھ ہے۔ مسجدوں میں جہاں پہلے ہی نمازی موجود ہوتے ہیں وہاں نماز کی تبلیغ کا کیا مطلب ہے۔ کہتے ہیں کلمہ اور نماز سیدھا کرواتے ہیں میں کہتا ہوں یہ بھی عجیب دھوکہ ہے کہ چار ماہ تک بیوی بچوں کو چھوڑ (کہ جن کا نان نفقہ فرض ہے اور نہ پورا کرنے والا بھگوڑے غلام کی مانند ہے نہ اس کا فرض قبول نہ نفل) کر نکلے تو تب نماز سیکھی جائے ایسے گلی گلی گشت کر کے علم سیکھنے کی منطق بھی عجیب ہے۔ حالانکہ ہر شہر میں بلکہ ہر مسجد میں عالم موجود ہیں مسلمان کو چاہئے کہ دن یا رات میں کچھ ٹائم نکال کر سب مسائل ان سے سیکھ لے' یہ نہیں کہ سیکھنے کے لئے گھر سے ہی نکل پڑے اور بھگوڑے غلام والی حدیث کی زد میں آجائے اور پھر جمعرات کا اجتماع (یہ بھی بقول وہابی) تعین یوم کی بدعت ہے ایک بدعت نہیں بلکہ بدعتوں کا مجموعہ ہے۔

کس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ ہر جمعرات کی رات کو نبی نے فرمایا ہو کہ سب صحابہ کرام مسجد نبوی شریف میں جمع ہوں کوئی دال پکا کر لائے کوئی گوشت'

marfat.com
Marfat.com

کوئی مچھلی وغیرہ اور بستر بھی ہمراہ لائیں صحابہ نے پوچھا ہو کہ یارسول اللہ یہ کس لئے آپ فرمائیں میری نصرت کے لئے کیا ایسی نصرت کسی حدیث سے ثابت کرسکتے ہو تبلیغیو!

اور پھر کہتے ہیں جی مسافر ہوتے ہیں مہمان ہوتے ہیں وہ مسافر مسجد میں آرام کرسکتا ہے جس کی شہر میں واقفیت نہ ہو چاہئے تو یہ کہ ہر آدمی اپنے جاننے والے کو گھر لے جاکر سلائے مگر یہاں گنگا الٹی بہہ رہی ہے شہر کے لوگوں کو مسجد میں آکر سونے کی دعوت دی جاتی ہے' کیا یہ لوگ اپنے رشتہ دار مہمانوں سے بھی یہ سلوک کرتے ہیں کہ کوئی رشتہ دار مہمان ان کے یہاں آئے تو یہ لوگ کہیں کہ آپ مسجد میں چلیں میں اپنی اور آپ کی روٹی اور بستر وغیرہ لے کر مسجد میں آرہا ہوں وہیں کھانا کھائیں گے اور وہیں سوئیں گے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ یہ کبھی ایسا نہ کریں گے اس لئے کہ رشتہ داروں میں بے عزتی کا باعث بنتا ہے۔ یہ مروت کے بھی خلاف دین کے بھی خلاف ہے کسی حدیث میں مہمان کے ساتھ ایسا برتاؤ اور مہمان کی ایسی نصرت ثابت نہیں بغیر اجازت شرعی کے مسجد میں سونا کھانا پینا وغیرہ بدعت ضلالہ نہیں تو اور کیا ہے اور یہ لوگ کون سے فرشتے ہوتے ہیں آخر بشر ہیں دال' گوشت' مچھلی وغیرہ کھا کر مسجد میں سو جاتے ہیں صبح کو کئی حضرات بتقضائے بشری احتلام سے دوچار ہوتے ہیں بتاؤ جماعت کی نصرت کی ایک بدعت سیئہ کی وجہ سے کتنے مفاسد لازم آئے اور مسجد کا احترام کتنا مجروح ہوا لیکن جو لوگ نبی پاک کی تعظیم و تکریم نہیں کرتے ان کے نزدیک احترام مسجد کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عذاب الٰہی اور تبلیغی جماعت

میں خواب میں عالم بالا کی سیر کو گیا پہلے آسمان سے گزرا چوتھے آسمان پہنچا جہاں جہنم کی بھٹی نظر آئی اس میں مولوی الیاس ابلخ کتے کی شکل میں چلتے نظر آئے میرے پوچھنے پر جہنم کے داروغہ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں تفرقہ ڈالا بدراہ گروہ پیدا کیا۔ جو مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت و بغض پیدا کرتا پھرتا ہے تبلیغ کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو بے دین بناتا ہے پھر اسی جہنم کے ایک طبقہ میں مولوی غلام اللہ' مولوی احسان الٰہی ظہیر' مولوی حق نواز جھنگوی نظر آئے ان کی زبانیں منہ سے باہر لٹکی ہوئیں تھیں جس کو بار بار کاٹا جا رہا تھا پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے تھے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا تھا میں پھر جہنم کے دوسرے ٹھکانے نہ دیکھ سکا اور عالم دنیا میں واپس آیا جب لاہور پہنچا تو مجھے ایک علاقہ پر سیاہ دھواں نظر آیا جس میں سیاہ پرندے گدھ جیسے اڑتے نظر آئے ہیں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ علاقہ گندگی سے بھرپور ہے کیچڑ میں کیڑے پھر رہے ہیں ہر طرف بدبو ہے۔ چرس' افیون فروخت ہو رہی ہے' اسمگلنگ کا اڈہ ہے لوگ بڑی بڑی داڑھیاں لگائے بستروں میں جو ان کی کمر پر لدھے ہیں ان میں ہیروئن و چرس لئے آرہے ہیں اور بستر کھول کر فروخت کر رہے ہیں بڑا سا گندہ نالا ہے جس میں فضلہ بہہ رہا ہے تمام گندے کاروبار ہو رہے ہیں ہر طرف تاریکی ہے میرا دم گھٹنے لگا میں نے دیکھا یہ پرندے داڑھی والے اور سر منڈانے والوں کے سروں پر اڑ رہے ہیں۔ جیسے ان کا بھیجا کھائیں گے۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا یا اللہ یہ کون سی جگہ ہے تو ندا آئی کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ کی ہر وقت لعنت برستی

marfat.com

Marfat.com

ہے اس جگہ کو رائے ونڈ کہتے ہیں جو شخص رائے ونڈ کا خیال کرے گا اس پر ۱۰۰ لعنتیں اور جو یہاں آئے گا اس پر ایک لاکھ لعنت پڑے گی اور اس کا ٹھکانا جہنم میں مولوی الیاس کے ساتھ ابلغ کتے کی طرح ہو گا۔ میں یہ ندا سن کر کانپ گیا اور گھبرا کر آنکھ کھل گئی پسینے سے میرا بستر تر ہو گیا لہٰذا میں سب کو کہتا ہوں کہ اس لعنتی شہر کا رخ نہ کرنا ورنہ تمہاری مغفرت بھی نہ ہو گی اور الیاس پارٹی میں جانا جہنم میں ٹھکانا بنانا۔

(مفتی امام محمد رفیق شاہد دیوبندی)

ایک عظیم فتویٰ

ہدیہ 8 روپے

نامِ محمد ﷺ کیوں ہٹایا

نجدی حکومت نے سنہری جالیوں سے نام محمد کو ہٹادیا ہے

اور ایک سازش کے تحت اس جگہ پر یا مجید لکھ دیا ہے۔ تاکہ لوگ یہ کہہ دیں کہ

محمد ﷺ کے نام کو ہٹا کر اللہ تعالیٰ ہی کا تو نام لکھا ہے۔

اس فتوے میں ان سب باتوں کا ذکر ہے

آج ہی نجدی حکومت کی اس بے باکی پر سراپا احتجاج بن جائیں۔

نام محمد ﷺ کی عظمت اور میٹھاس کو پیدا کیجئے

اور اس فتویٰ کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

ملنے کا پتہ :	مکتبہ اہلسنّت	برائٹ کارنر دوکان نمبر ۹ سبزی منڈی کراچی۔

marfat.com

Marfat.com

مبلغ یا سمگلر

○ تبلیغی جماعت کا مبلغ سرحد سے کراچی اسلحہ لے جاتے ہوئے گرفتار

○ اٹک ریلوے اسٹیشن پر پولیس نے خوشحال ایکسپریس کی تلاشی لی تو ملزم کے بکس سے اسلحہ برآمد ہوا

○ تبلیغی جماعت کے ہمراہ اکوڑہ خٹک سے کراچی جارہا ہوں جہاں تعلیم حاصل کرتا ہوں! ملزم عبدالخالق اٹک (پی پی اے) تبلیغی جماعت کا مبلغ صوبہ سرحد سے سندھ ٹرین کے ذریعے بھاری مقدار میں اسلحہ لے جاتے ہوئے اٹک ریلوے اسٹیشن پر دھرلیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق تبلیغی جماعت کا ایک وفد صوبہ سرحد اکوڑہ خٹک سے خوشحال ایکسپریس کے ذریعے کراچی جارہا تھا کہ اٹک ریلوے اسٹیشن پر تبلیغی جماعت کے وفد میں شامل عبدالخالق نامی شخص کے سامان کی تلاشی کے دوران اس کے لکڑی کے بکس کے خفیہ خانے سے ریلوے پولیس نے چار عدد ۳۰ بور پستول ایک عدد ۲۲ بور پستول اور ۱۶ عدد راؤنڈ برآمد کرکے ملزم کو گرفتار کرلیا ہے ملزم عبدالخالق نے پولیس کو بتایا کہ وہ تبلیغی جماعت کے ہمراہ اکوڑہ خٹک سے واپس کراچی جارہا تھا اور برآمد ہونے والا اسلحہ جامعہ نیو ٹاؤن کراچی لے جانا چاہتا تھا جہاں وہ زیر تعلیم ہے اٹک ریلوے پولیس نے تفتیش شروع کردی ہے۔

روزنامہ "خبریں" ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء

روزنامہ "پاکستان" ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت مسلمانوں کی موثر دشمن ہے

گھر کے بھیدی کے اپنے قلم سے

جناب خلیل ملک کالم نگار روزنامہ "خبریں" لاہور رقمطراز ہیں۔

گوادر پر سیمینار سے خطاب کی دعوت ہم نے ایڈمرل کرامت نیازی صاحب کو بھی دی۔ وہ بھی آنا چاہتے تھے لیکن اس لئے نہ آسکے کہ انہوں نے اپنی زندگی اب دین کی دعوت و تبلیغ کے لئے وقف کردی ہے۔ کہنے لگے کہ میں جماعت کے نظم کا پابند ہوں اور ان کی اجازت کے بغیر نہیں آسکتا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر گوادر کے بارے میں اندیشے درست ہیں تو بلاشبہ پاکستان کے ہی نہیں ساری امت کے مفادات داؤ پر لگے ہوئے ہیں یہ تو اس کشتی کی سلامتی کا سوال ہے جس میں بیٹھ کر اور دعوت و تبلیغ کا مقدس فریضہ انجام دے کر آپ جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ایڈمرل صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی جماعت سے دوبارہ بات کریں گے۔ انہوں نے دوبارہ بات کی لیکن وہاں سے یہی جواب تھا کہ گوادر کے مسئلہ پر بات کرنا ضروری نہیں ہے' رائے ونڈ جانا ضروری ہے۔ میں خود تبلیغی جماعت کے ساتھ کام کرتا رہا ہوں اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلنے والوں کے ساتھ رہنے سے ایک بالکل نیا انسان وجود میں آتا ہے۔ وہ نیا انسان کیسا ہوتا ہے اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تجربے کی بات ہے۔ زمانے کو یاد کرتا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ روحانی کثافت کیا ہوتی ہے۔ خدا ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ وہ اس جماعت کے ساتھ نکلے اور اپنے تزکیہ نفس کا اہتمام کرے۔

لگتا ہے کہ تبلیغی جماعت نے امت کے اجتماعی مسائل اور جہادی سرگرمیوں سے افسوسناک لاتعلقی پیدا کرلی ہے۔ بے شمار ایسے مخلصین موجود ہیں جن کا دین

marfat.com
Marfat.com

سے اخلاص تبلیغی جماعت والوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تبلیغی جماعت ان مخصوص مقاصد کے لئے دانستہ یا نادانستہ استعمال ہو رہی ہو جو امت کو جہاد کے جذبے سے محروم کرنے کے لئے تلقین کئے گئے ہیں۔ مفاد پرستانہ گروہی سیاست میں حصہ لینا اور بات ہے۔ بلاشبہ مسلمانوں کو دین کی بنیادی باتوں کا پابند ہونا چاہئے لیکن دین اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کسی گناہ گار اور بے عمل مسلمان کو غیر مسلموں یا داخلی فاشٹوں کے ہاتھوں قتل و بے آبرو ہونے کے لئے بے آسرا چھوڑ دیا جائے۔ جناب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی سچا امتی تو کسی بے گناہ غیر مسلم پر بھی ظلم برداشت نہیں کر سکتا۔

دین جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عمل ہے اور آپ نے مسلمانوں کے انفرادی اور اجتماعی مسائل سے کبھی لاتعلقی اختیار نہیں کی' مکی دور میں بھی جہاں اعلانیہ اقدامات ممکن نہ تھے جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاموشی سے سایہ فگن رہے۔ تبلیغی جماعت کے اکابرین اس امر پر غور فرمائیں کہ وہ امت کے اجتماعی دکھوں سے کیوں کٹ گئے ہیں اور خود جماعت کے اندر سوائے نیکی کی زبانی تلقین کرنے کے ایک دوسرے کے دکھ درد اور مشکلات میں شرکت کا عمل ناپید ہے۔ میں نے ہفتوں مساجد میں رہ کر دیکھا کہ مسلسل ساتھ رہنے کے باوجود کوئی ایک دوسرے سے نہیں پوچھتا کہ بھائی تمہارے گھر میں کھانے کو بھی کچھ ہے یا نہیں' تم مقروض تو نہیں' تمہارے گھر میں کوئی بیمار تو نہیں ہے' کوئی بیٹی تو نہیں ہے بیاہنے والی' بچوں کی تعلیم کیسی ہو رہی ہے۔

کیا اسلام اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ موثر دشمن کہیں اور مل سکتے ہیں جنہوں نے دین کا غالب ترین حصہ غائب کر دیا اور امت کو رسوا اور ذلیل ہونے

marfat.com

Marfat.com

کے لئے چھوڑ دیا۔(روزنامہ خبریں لاہور ۹۵-۲-۱۱)

تبلیغی جماعت کی جائے پیدائش
نصاریٰ و صیہونی طاقتوں کی عظیم سازش

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

روزنامہ خبریں لاہور کی تائیدی اطلاعات

یہودیوں اور عیسائیوں کی مشترکہ سازش
خفیہ اسلامی یونیورسٹی کا قیام

○ برطانیہ کے جنگل میں قائم درسگاہ میں جانے کے لئے حکومت سے باقاعدہ اجازت نامہ لینا ضروری ہے

○ یہودی اور عیسائی نوجوانوں کو فقہ' تفسیر' حدیث اور قرآن کی مکمل تعلیم سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔

○ یہ نوجوان بعد میں مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں خود کو جامع الازہر کا فارغ التحصیل کہتے ہیں

○ مساجد میں بغیر تنخواہ موذن اور امام کے طور پر خدمات انجام دیتے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

○ کراچی کے فرقہ ورانہ فسادات اور لاہور کے توہین رسالت کیس کی سازش اسی جگہ تیار ہوئی۔

لاہور (این این آئی) اہل مغرب نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مذموم سازشوں کا سلسلہ تیز کردیا۔ معروف اخبار گارڈین نے انکشاف کرتے ہوئے رپورٹ کی ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے انتہائی منظم طریقہ اختیار کیا گیا ہے' جس کے تحت برطانیہ کے دور دراز جنگل میں مسلمانوں کی درسگاہ کی طرز پر ایک عمارت قائم کی گئی ہے۔ اس عمارت کی ہر کسی کو دیکھنے کی اجازت نہیں۔ کسی بااعتماد شخص کو حکومت برطانیہ سے باقاعدہ اجازت نامہ حاصل کرکے عمارت دکھائی جاسکتی ہے' کیونکہ یہ عمارت مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا گڑھ ہے۔ رپورٹ کے مطابق اس عمارت کے سب کمرے دیکھے جائیں۔ تو بظاہر کسی میں قرآن شریف کی قرات سکھائی جارہی ہے تو کہیں معنی و تفسیر کا درس دیا جاتا ہے' کہیں احادیث سمجھائی جاتی ہیں' کسی کمرے میں مناظرہ ہو رہا ہے۔ عمارت دیکھنے والے شخص کو طلبہ سے بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اخبار کے مطابق اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ مسلمان نہیں بلکہ عیسائی اور یہودی ہوتے ہیں۔ تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ کو مسلمان ممالک خصوصاً" مشرق وسطیٰ بھیج دیا جاتا ہے' جہاں وہ کسی بڑے شہر کی مسجد میں جا کر نماز میں شریک ہو جاتے ہیں اور نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ الازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل علماء ہیں۔ برطانیہ میں اسلامی ادارے نہ ہونے کی وجہ سے یہاں آگئے ہیں۔ یہ طلبہ تنخواہ کے بغیر مساجد میں بطور مؤذن یا امام کے خدمات سرانجام دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ معلم اسلامی مسائل کا جواب اتنے شاقی انداز میں

marfat.com
Marfat.com

دیتے ہیں کہ کسی کو ان پر شک نہیں گزرتا کہ یہ بہروپئے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد کسی اختلافی مسئلہ پر مسلمانوں کی دو پارٹیاں بنا کر اختلافات پیدا کر دیئے جاتے ہیں' کیونکہ اس ادارہ کا مقصد ہی مسلمانوں کو باہمی دست و گریبان کر کے خون خرابہ کرانا ہے۔ اخبار نے مشرق وسطیٰ میں گرجاؤں کے پادریوں کے ایک سالانہ اجلاس میں ایک پادری کی تقریر کا حوالہ دیا ہے' جس میں پادری نے کہا ہے کہ ہم مسلمانوں سے مناظرے میں نہیں جیت سکتے' اس لئے مناظرے کو چھوڑ کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور اس میں ہم پوری طرح کامیاب ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس مدرسے کا مقصد حضور پاک کا درجہ مسلمانوں کے دلوں سے کم کر کے اسلام کو دھیرے دھیرے ختم کرنا ہے' کیونکہ محض مسلمانوں کے اختلافات سے اسلام ختم نہیں ہو سکتا۔ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں توہین رسالت کیس میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کرنا' کراچی میں فرقہ واریت کے نام پر مسلمانوں کا خون بہانا اسی برطانوی ادارے کی گھناؤنی سازش کی ہی ایک کڑی ہے۔ (روزنامہ خبریں لاہور ۴ اپریل ۱۹۹۵ء)

بے نمازیوں کے لئے انمول تحفہ

جو مسلمان نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ نمازوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔
ان مسلمانوں کی اصلاح کے لئے انجمن انوار القادریہ کے تین مقبول عام رسالے۔

1- "بے نمازی تیرا کیا بنے گا۔" ہدیہ 5 روپے 2- "بے نمازی کی شامت۔" ہدیہ 8 روپے

3- "بے نمازی اور شیطان۔" ہدیہ 5 روپے

اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو تحفہ دے کر نمازی بنائیں۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ اہلسنّت برائٹ کارنر دوکان نمبر ۹ سبزی منڈی کراچی۔

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی جماعت کا دوسرا نام

عیسائی یہودی سازش کا دوسرا شکار ذکری فرقہ

"ذکری" ۲۷ رمضان کو اپنے "حج" کی رسومات ادا کریں گے

○ ملک اور بیرون ملک سے فرقے کے ہزاروں پیرو کار حج کی ادائیگی کے لئے تربت کوہ مراد پہنچنا شروع ہو گئے ○ فرقے کے عقیدے کے مطابق بیوہ عورت کے پاس مال نہیں تو وہ جسم کی زکوۃ دے سکتی ہے ○ عقیدے کے مطابق نماز منسوخ ہو چکی پانچ وقت نماز' جمعہ اور عیدین پڑھنے والا بے دین اور کافر ہے ○ جنت کی فروخت ایک سال کے لئے ہوتی ہے خریدنے والا اسی سال مرے تو جنت میں جائے گا ○ مسلمان ذکری کا مہمان ہو تو اس سے جانور ذبح کرایا جاتا ہے ان کی آخری کتاب برہان ہے ○ مذہبی جماعتوں نے فرقے سے نمٹنے کے لئے لائحہ عمل تیار کر لیا تربت انتظامیہ نے بھی کمر کس لی۔

قلات (نمائندہ خبریں) بلوچستان کا ذکری فرقہ ۲۷ رمضان المبارک کو کوہ مراد تربت میں اپنا حج ادا کرے گا۔ اس صبح ذکری فرقے کے ہزاروں افراد قافلوں کی صورت میں خضدار' نال' پنج گور' تربت' کراچی' گوادر' پسنی اور بیرونی ممالک سے اس فرقے کے پیرو کار حج کی ادائیگی کے لئے تربت کوہ مراد پہنچانا شروع ہو گئے ہیں۔ ذکری فرقے کے مطابق ان کا آخری نبی ملا محمد مہدی اٹلی ہے اور اخری کتاب "برہان" ہے اس فرقے کے عقیدے میں یہ بھی شامل ہے کہ بیوہ عورت کے پاس اگر مال نہیں تو اپنے جسم کی زکوۃ دے سکتی ہے اور اسے نکالنا چاہئے۔ مروجہ وضو فرض نہیں بلکہ اصل وضو پرہیز گاری ہے۔ ۵ وقت نماز پڑھنے والا جمعہ

marfat.com
Marfat.com

اور عیدین کی نمازیں پڑھنے والا بے دین مرتد گمراہ و کافر ہے۔ کیونکہ نماز منسوخ ہو چکی ہے اس فرقے کے ملائی کو حرام حلال کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے۔ جنت کی فروخت بھی ایک سال تک کی جاتی ہے اگر خریدنے والا اسی سال مرا تو جنت میں داخل ہو گا بصورت دیگر اسے دوسرے سال کے لئے پھر جنت خریدنا ہو گا۔ ذکری فرقے کے مطابق یہ اپنے آپ کو ذکر کرنے کی وجہ سے ذکری اور مسلمانوں کو نمازی کے نام سے پکارتے ہیں اگر کوئی مسلمان ذکری کا مہمان ہو تو مہمان سے جانور ذبح کروایا جاتا ہے۔ اس عقیدے کے خلاف نوری نصیر خان "خان ریاست قلات" نے جہاد کیا تھا۔ بلوچستان کی قاضی عدالتوں نے بھی اس فرقے کو غیر مسلم قرار دیا مگر اب بھی یہ فرقہ اپنے آپ کو مسلمان گردانتے ہوئے ۲۷ رمضان المبارک کو حج کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ دوسرے جانب مذہبی جماعتیں بھی اس فرقے کے خلاف یکجا ہو کر کارروائی کرنے کا سوچ رہی ہیں۔ مذہبی جماعتوں نے ایک مرتبہ پھر اعلان کیا ہے کہ وہ کوہ مراد تربت میں ذکریوں کا حج نہیں ہونے دیں گے اور اس کے خلاف بھرپور مزاحمت کریں گے۔ دوسری جانب تربت انتظامیہ ایک مرتبہ پھر سخت حالات سے گزرنے کے لئے تیار بیٹھی ہے اور بلوچستان ریزرو پولیس کے سینکڑوں نوجوانوں کو تربت شہر اور ذکری مذہبی جگہوں پر تعینات کر دیا گیا ہے اور ذکری فرقے کے مقامات پر ذکری فرقے کے مسلح افراد بھی پہرا دے رہے ہیں۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور ۱۴ فروری ۱۹۹۵ء)

فرقہ جبریہ اور تبلیغی جماعت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں

marfat.com
Marfat.com

جن کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں ایک قدریہ اور مرجہ" شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ مرجہ جبرہ۔ جبریہ ایک ہی فرقہ کے تینوں نام ہیں امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

"حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ستر انبیاء کرام نے فرقہ مرجہ پر لعنت بھیجی ہے کیونکہ ان کا مذہب بدیہی طور پر باطل ہے"

رائیونڈی (تبلیغی جماعت والے) کسب و اکتساب کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بندہ سے اختیار کی بالکل نفی کرتے ہیں اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا اپنے نافرمان اور کفار بندوں کو عذاب دینا ظلم متصور ہوگا اور خالق کی طرف ظلم کی نسبت کرنا صریح کفر ہے۔

رائیونڈی نام نہاد تبلیغی جماعت نے سرعام عقیدۂ جبریہ کے مطابق کلمہ طیبہ کا مفہوم بیان کرکے ان جیسے عقیدہ کا اقرار کیا ہے کہ بندہ سے فعل اختیاری کی نفی کرتے ہیں جس سے ساڑھے چار ہزار قرآنی آیات کا انکار لازم آتا ہے ایک ہزار وعدہ' ایک ہزار وعید' ایک ہزار امر' ایک ہزار نہی اور پانچ صد آیات احکام کا انکار لازم آتا ہے اور یہ سراسر کفر ہے۔

فرقہ جبریہ کا جدید نام راؤنڈی تبلیغی جماعت ہے اہل حق کو سخت مزاج بنا دینا ان کے لئے معمولی کام ہے اور اپنے پہلے وار میں ہی مہلک جراثیم اقطاب عالم میں مخفی کرتے اور اخوت اسلامیہ کا شیرازا پارہ پارہ کر دیتے ہیں۔

عقیدہ جبریہ رکھنے والے کافر ہیں کافر ہیں کافر ہیں۔ پوری قوم کا تبلیغی جماعت کی تکفیر پر اتفاق اس دور میں ہمارے لئے بمنزلہ اجماع ہے اور حکم اجماع وجوب ہے۔

(کتاب مناظرہ از مولانا حفیظ اللہ نقشبندی)

marfat.com
Marfat.com

وہابی ترجمان الدعوۃ کی زبانی تبلیغی اجتماع کی کہانی

اہلحدیث جماعت کے ایک گروپ مرکز الدعوۃ والارشاد کی طرف سے ماہنامہ الدعوۃ لاہور سے شائع ہوتا ہے اس نے دسمبر ۱۹۹۴ء اور فروری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں تبلیغی اجتماع نومبر ۱۹۹۴ء رائیونڈ کی رپورٹ شائع کی ہے جس سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

تبلیغی جماعت کے متعلق لکھا ہے

○ ظاہری طور پر تو تبلیغی جماعت کا دعویٰ بھی یہی (قرآن و حدیث کی دعوت) ہے مگر ان کی دعوت اس کے بالکل برعکس ایک مخصوص گروہ اور فرقے کی دعوت ہے جس کی بنیاد تقلید مولوی الیاس صاحب کے افکار اور "فضائل اعمال" کی بعض جھوٹی شرکیہ اور من گھڑت حکائتوں روایتوں پر مشتمل ہے۔ مقررین کی تقریروں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

○ اکثر مقررین نے تحریف قرآن کا مظاہرہ کرتے ہوئے جہاد اور قتال کی آیات کو دعوت و تبلیغ کے لئے پیش کیا۔

○ بعض مقررین نے آیات قرانی کا ترجمہ غلط کیا۔

ایک مقرر کی تقریر پر تبصرہ

○ چونکہ تبلیغی جماعت جہاد کی مخالف تنظیم ہے اس لئے وہ اللہ کی طرف سے اترنے والی ہر جہادی خیر و برکت اور مدد کو دعوت تک محدود کر کے اپنے پیروکاروں کو

marfat.com
Marfat.com

فریضہ جہاد سے روکتی ہے۔

○ حضرت سیدہ زینب کی شان میں گستاخی کے تحت لکھا ہے کہ "مفتی زین العابدین نے خلاف حقیقت واقعات بیان کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ تدفین کے وقت دختر رسول سیدہ زینب کو قبر نے دبادیا۔"

○ خلفاء راشدین کے ادوار کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "دور علوی میں جو پریشانیاں آئیں اس کی دو وجوہات تھیں ایک یہ کہ کام کرنے والوں میں آپس میں جوڑ نہیں تھا اس لئے پریشانیاں آئیں۔"

○ وہ تبلیغی بھائیوں کو جوڑ پیدا کرنے کی ترغیب دے رہے تھے مگر جوڑ کے جوش نے ہوش گم کردیئے اور صحابہ کرام کو بے جوڑ قرار دے کر اور تبلیغی جماعت میں جوڑ ثابت کرکے اپنی برتری کا اعلان کیا۔ اس جسارت پر ہم اظہار افسوس ہی کر سکتے ہیں۔

○ ایک جگہ جہاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

تبلیغی بزرگو! اگر آپ ایسی دعوت (جہاد) کے لئے نکلنا پسند کریں تو ہم آپ کو **اھلا" و سھلا"** کہنے کے لئے بے قرار ہیں مگر آپ نے جہاد کی مخالفت میں اس جہاد کو دعوت کا نام دے رکھا ہے اور لوگوں کو غلط فہمی میں ڈال رہے ہیں۔

○ مولوی پالن پوری کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"مولوی صاحب نے تبلیغی بھائیوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ بنی اسرائیل کی طرح اگر تمہارے بچے ذبح ہوں یا تمہاری عورتوں کو پکڑ لے جائیں تو تم بے غیرت بن کے یہ تماشا دیکھتے رہو۔

○ پالن پوری مولوی کی تقریر پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

marfat.com
Marfat.com

تبلیغی بزرگو! آپ کی گفتگو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جہاد کی مخالفت کا عزم کرلیا ہے اور ہر اس آیت قرآنی اور حدیث نبوی جو فضیلت جہاد کے متعلق ہو آپ نے اسکی شکل کو بگاڑنا ہے۔

○ مولوی احمد لاڈ کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

تبلیغی بھائیو! یہ حضرت حزیفہ وہ شخصیت ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے موقعہ پر دشمن کی فوجوں میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا ظاہر ہے وہاں تو کوئی نیا کام کرنا جنگ کو بھڑکانے یا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف تھا مگر تبلیغی بھائیوں کے لاڈ صاحب کہتے ہیں کہ "تم بھی اپنی طرف سے کچھ نہ کرو۔" تبلیغی بزرگو! آپ جہاں ان جماعتوں کو بھیج رہے ہیں کیا وہ لوگ کافر ہیں اور کیا آپ دشمن کے خلاف جہاد و قتال اور جاسوسی کرنے کے لئے جماعتیں بھیج رہے ہیں؟ لاڈ صاحب اللہ سے ڈریں کوئی بات تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطابق کرڈالیں۔ سوچئے کیا آپ کے یہ بیانات روح جہاد کے خلاف نہیں اور کیا یہ لاکھوں سادہ لوح بندے جو آپ پر اعتماد کر رہے ہیں۔ آپ ان کو دھوکہ تو نہیں دے رہے اور کیا آپ اس تحریف اور تاریخ اسلام کو بگاڑنے کا جواب اللہ کو دے سکیں گے؟

○ مولوی سلیمان کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

تبلیغی بھائیو! مولوی سلیمان صاحب بڑے دلچسپ بزرگ ہیں تبلیغی جماعت کے آداب سے نہ صرف مکمل واقف ہیں بلکہ حضرت جی کے خادم خاص بھی ہیں بیعت کے وقت جب پان چبا کر حضرت جی پک دان کی طرف توجہ کرتے ہیں تو مولوی صاحب تھوک دان فوراً آگے بڑھا دیتے ہیں ہم ان دونوں بزرگوں کو اس

marfat.com

Marfat.com

محنت کے ترک کا مشورہ دیتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے پیار ہے تو سکرات تک وہی محنت کریں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور وہ محنت دعوت اور جہاد ہے جب کہ آپ کی محنت ترک جہاد ہے ایسی صورت میں مخالف جہاد میٹر جس کو چالو رکھنے میں انڈیا کی خوشی موجود ہے۔

آخر میں الدعوۃ کی طرف سے تبلیغوں کے نام چند تجاویز ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت جی کا نام شرکیہ ہے لہٰذا انعام الحسن نام بدل دیا جائے۔ (الخ)

(۲) اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے اکثر مقررین نے تحریف قرآن کا ارتکاب کیا ہے جہاد و قتال کی آیات کو صرف دعوت تک محدود کر دیا ہے اس پر اللہ سے معافی طلب کی جائے اور آئندہ اس روش سے مکمل پرہیز کی جائے۔

(۳) تبلیغی پروگراموں میں فضائل اعمال کی تعلیم بند کر دی جائے یا فضائل اعمال کو شرکیہ اور جھوٹے واقعات سے پاک کر دیا جائے۔

ہدیہ 15 روپے

ایک علمی خزانہ

موت کیا ہے؟

مفتی اعظم پنجاب حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد اشفاق احمد** رضوی مدظلہ العالی (خانیوال)

کے قلم سے جوابات

موت پر تفصیلی بحث' روحوں کے متعلق سوالات' روحیں اپنے زندوں سے کیا چاہتی ہیں اور بہت کچھ اس رسالے میں' آج ہی مطالعہ فرمائیں۔

ملنے کا پتہ :	**مکتبہ اہلسنّت**	برائٹ کارنر دوکان نمبر 9 سبزی منڈی کراچی۔

marfat.com
Marfat.com

دیوبند ثانی خیر المدارس ملتان والے
تبلیغی جماعت پر سے اعتراضات نہ اٹھا سکے
تبلیغی جماعت کا پس منظر

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی انوار رضا میلسی

مکرمی ایڈیٹر صاحب روزنامہ نوائے وقت ملتان! سلام مسنون آپ کے موقر روزنامہ کی ۱۸ جولائی کی اشاعت میں فقیر راقم الحروف کا ایک تحقیقی مقالہ بعنوان "تبلیغی جماعت چند اصلاح طلب پہلو" شائع ہوا تھا۔ جس کے جواب میں نوائے وقت ملتان کی ۲۵ جولائی کی اشاعت میں مسٹر عبدالباری شعبہ سیاسیات گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ سنٹر سکھر کا جوابی مراسلہ شائع ہوا جس میں فقیر کے دلائل و حوالہ جات کو چھوا تک بھی نہیں اور دس میں سے ایک حوالہ کا بھی جواب نہ دیا اس کے جواب میں ۳۔ اگست کی اشاعت میں فقیر راقم الحروف کا جوابی مضمون بعنوان "تبلیغی جماعت تعمیری تجاویز پر اعتراض کیوں؟" شائع ہوا لیکن اس سے قبل ہی میرے پہلے مقالہ کے جواب میں مولوی ابن العلی اسکندری مدرسہ خیر المدارس ملتان کا ایک اور جوابی مراسلہ شائع ہو گیا اس کے جواب میں بندہ راقم الحروف نے جوابی مضمون بھیجا جسے آپ نے شائع نہ کیا پھر بذریعہ رجسٹری دوبارہ یہ جوابی مضمون ارسال کیا تو بھی آپ نے شائع نہ کیا آج سہ بارہ یہ جوابی مضمون برائے اشاعت ارسال خدمت ہے حق و انصاف کا تقاضہ ہے کہ ہمارا جوابی مضمون شائع کیا جائے ورنہ یہ اصول و دیانت کے خلاف ہو گا کہ ہم پر سوالات و اعتراضات تو آپ بخندہ پیشانی شائع کر دیں لیکن ہمارا جوابی مضمون شائع نہ کریں۔

marfat.com
Marfat.com

ہم نے اپنے ۱۸ جولائی کی اشاعت میں شائع شدہ مقالہ میں تبلیغی جماعت کے اکابر کی پانچ مشہور کتب سے دس حوالہ جات نقل کئے تھے جن میں یہ ثابت کیا تھا۔ (۱) تبلیغی جماعت وہابی ہے اور در پردہ وہابیت کی تبلیغ ہی اس جماعت کا نصب العین ہے۔ (۲) تبلیغی جماعت تھوڑا بہت کام کر کے لمبے چوڑے اور بلند بانگ دعوے شروع کر دیتی ہے کہیں رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کی تعداد کو حج کے اجتماع کے بعد سب سے بڑی تعداد بتاتی ہے کہیں تبلیغی جماعت کے بانی و امراء کو انبیاء و رسل علیہم السلام کا مثل و صحابہ کے برابر قرار دیا جاتا ہے۔ (۳) یہ کہ تبلیغی جماعت عموماً" دین سے ناواقف ان پڑھ جاہل افراد کو تبلیغی کورس کی چند کتب پڑھا کر اور چلّہ کروا کر تبلیغ کے لئے بھیج دیتی ہے تبلیغی جماعت کے مبلغین کو باقاعدہ دینی مدارس میں علم دین حاصل کرنا چاہئے۔ ہم نے اپنے جملہ دعاوی پر دلائل پیش کر کے حوالہ جات نقل کر دئے تھے ۳۰ جولائی کی اشاعت میں مولوی ابن العلی اسکندری صاحب کا جو جوابی مراسلہ شائع ہوا ہے اس میں اگرچہ انہوں نے بڑی محنت اور عرقریزی اور جانفشانی سے جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن ہم نے تبلیغی جماعت کے جو پانچ معتبر قسم کے حوالہ جات دئے تھے ان میں سے صرف ایک حوالہ کا ناکام و تشنہ کام جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے اور باقی ۹ حوالہ جات کی نہ تردید کی نہ تاویل پیش کی اور لفاظی و زبانی لن ترانیوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

بڑا اجتماع:۔

مضمون نگار نے ہم سے سوال کیا ہے۔ "محترم المقام جماعت نے تو آج تک اپنے کسی اجتماع کی روداد تک شائع نہیں کی آپ نے جماعت کے جس لٹریچر میں (بڑے اجتماع کے) یہ دعوئے پڑھے ہوں اس کی نشاندہی بھی فرمادیں۔"

marfat.com

Marfat.com

جواباً" گزارش ہے کہ "ہم نے کوئی یہ خلاف واقعہ نہ لکھا تھا کہ تبلیغی جماعت والے رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کو حج کعبہ کے بعد دنیا کا سب سے بڑا اجتماع قرار دیتے ہیں اور لاکھوں افراد کی شرکت کے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں اول تو چند لاکھ افراد کا جمع ہو جانا محل تعجب نہیں کیونکہ رائے ونڈ میں سالانہ اجتماع وہابیت کی بین الاقوامی نمائش کی حیثیت رکھتا ہے اور دنیا بھر کی وہابیت ایک جگہ اکٹھی ہوتی ہے دوم خدا جانے کتنے بندگان خدا تبلیغی جماعت کو غیر وہابی سمجھ کر محض نماز و کلمہ کی تبلیغ کے ظاہری لیبل سے متاثر ہو کر شامل ہو جاتے ہیں مختلف علاقوں سے عہد و پیمان کے ذریعہ لوگوں کو گھسیٹا جاتا ہے پوری دنیا سے پانچ چھ لاکھ کا اجتماع باعث تعجب نہیں۔ حضرت داتا گنج بخش، حضور خواجہ غریب نواز اور حضرت بابا فرید قدست اسرارھم کے اعراس مبارکہ میں اس سے کہیں زیادہ بڑے اجتماعات ہوتے ہیں سنی کانفرنس بنارس، عرس امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائل پور، سنی کانفرنس ٹوبہ اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ کی نماز جنازہ کے اجتماعات رائے ونڈ کے اجتماعات سے کہیں زیادہ بڑے تھے۔

باقی رہا یہ کہ تبلیغی جماعت نے بڑے اجتماعات کا کہیں دعویٰ نہیں کیا۔ ان کے لٹریچر میں یہ دعوے نہیں ملتے تو یہ آپ غلط اور سراسر غلط کہہ رہے ہیں ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت نے اپنے بڑے اجتماعات کے بڑے دعوے کئے ہیں اور یہ بات بلا دلیل نہیں ثبوت یہ ہے۔

نوح کا بڑا اجتماع:۔

۸-۹-۱۰ ذی قعدہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر ۱۹۴۱ء کو نوح (ضلع گوڑ گانواں) میں ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ ہوا میوات کی سرزمین نے..... اتنا بڑا

marfat.com
Marfat.com

اجتماع ایک جگہ کبھی نہیں دیکھا تھا شرکائے جلسہ کی تعداد کا تحقیقی اندازہ ۲۰۔۲۵ ہزار کیا جاتا تھا۔" (دینی دعوت ص ۱۳۴)

مجمع کی زیادتی اور ہجوم

"مجمع روز افزوں تھا ایک ایک وقت میں دو دو سو اور تین تین سو۔ آدمی ہوتے جو وہیں کھانا کھاتے رات کو سوتے وقت نظام الدین کی مسجد اور دارالاقامہ کے چپہ چپہ پر آدمی ہی آدمی نظر آتے"۔ (دینی دعوت ص ۱۸۰)

مدرسہ کا سب سے بڑا جلسہ

اس جلسہ میں بیس پچیس ہزار کا مجمع تھا اس کے بعد ہر سال حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی صدارت میں جلسہ ہوتا رہا۔" (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۲۲۲)

○ ۲۱ محرم ۲۴ھ بروز جمعہ ایک بڑا تبلیغی اجتماع تھا۔" (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۲۲۷)

○ اس اجتماع کا بڑا ہی اہتمام و استقبال کیا گیا دور دور سے لوگ آکر شریک ہوئے اس اجتماع میں تقریباً باہر کے ایک ہزار افراد تھے اسی طرح اندرون شہر کے ایک ہزار آدمی شریک ہوئے شرکاء میں تقریباً ۵۰۰ میواتی تھے۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۲۳۰)

○ مراد آباد کے اس بڑے اجتماع سے مقامی اور بیرونی کام کو بڑی تقویت پہنچی ..... سہارنپور جامع مسجد میں بہت بڑا اجتماع ہوا تھا۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۲۳۴ ص ۲۳۵)

○ یہ اجتماع اپنی نوعیت کا بہت بڑا اجتماع تھا (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۳۱۹)

marfat.com
Marfat.com

سہارنپور میں اب تک کوئی اتنا بڑا اجتماع اور اہم اجتماع نہیں ہوا تھا۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۳۲۲)

○ آگرہ کا اجتماع ۱۹ تا ۲۱ جولائی ۵۸ء ایک بڑا عظیم الشان اجتماع منعقد کیا گیا۔ (سوانح مولانا یوسف ص ۳۳۰)

○ سہارنپور کا اجتماع شعبان ۸۴ھ میں ہوا اجتماع کی روئیداد اور نظام سفر کو شیخ الحدیث کی یادداشت سے ملاحظہ فرمایئے۔ (سوانح مولانا یوسف ص ۳۵۴)

○ رائے ونڈ مولانا محمد یوسف صاحب کے دوروں میں مختلف اوقات میں بڑے بڑے اجتماعات ہوئے" (ص ۳۵۸)

کراچی میں ایک بڑے تبلیغی اجتماع کا اہتمام کیا گیا یہ اجتماع ۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ہوا۔ (سوانح مولانا محمد یوسف ص ۳۶۲)

لیجئے جناب بڑے بڑے اجتماعات کے بلند بانگ دعوے بھی ثابت ہو گئے اور سب کچھ گھر سے ہی مل گیا اس قسم کے ریاکارانہ دعاوی بکثرت موجود ہیں لیکن ہمیں اختصار مانع ہے۔

تنقیص انبیاء علیہم السلام

ہم نے "مکاتیب مولانا الیاس صفحہ ۱۰۷" سے ایک مکتوب نقل کیا تھا جس میں بانی تبلیغی جماعت نے کہا تھا "اگر حق تعالیٰ کسی سے کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کر لیں تب بھی ذرا نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔"

ہم نے کہا تھا اس میں تنقیص انبیاء علیہم السلام کا پہلو صاف نظر آتا ہے۔ ہمارے پیش کردہ پانچ معتبر کتب کے دس حوالوں میں سے صرف ایک اس حوالہ کی

marfat.com
Marfat.com

تاویل کرتا ہوا مضمون نگار لکھتا ہے کہ شاید آپ نے احادیث پڑھی ہوں تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن بعض انبیاء ایسے بھی ہوں گے کہ ان کے ساتھ کوئی امتی نہ ہو گا اور بعض ایسے ہوں گے کہ ان کے ساتھ ایک دو امتی ہوں گے اس میں کون سی تعجب کی بات ہے"۔ جوابا" گزارش ہے کہ بات جناب تعجب کی نہیں تنقیص انبیاء علیہم السلام کی ہے کسی نبی علیہ السلام کے ساتھ دو ایک امتی کا ہونا اور بات ہے اور "انبیاء کتنی کوشش کریں ذرہ نہیں ہل سکتا.... تم جیسے ضعیف سے وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے"۔ یہ کہنا اور بات ہے اگر بعض انبیاء علیہم السلام کے چند امتی ہوں گے تو اس سے ان کے منصب نبوت مقام نبوت اور حق تبلیغ میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیا وہ حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوشش کرتے ہیں؟ کیا انبیاء و رسل علیہم السلام کا کوئی قول و فعل اللہ تعالیٰ کے حکم کے منافی ہوتا ہے؟ باقی رہی ذرہ نہ ہلنے والی بات تو اس بات میں بابائے وہابیت اسماعیل قتیل کے افکار و نظریات کی گستاخانہ جھلک صاف نظر آرہی ہے وہ صاف لکھتا ہے "سب انبیاء اور اولیاء اس (اللہ) کے نزدیک ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔" (تقویت الایمان ص ۲۱) آپ کی یہ چند امتی والی تاویل کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے جبکہ بابائے وہابیت نے صاف اعلان کر دیا کہ "یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے۔" (تقویت الایمان ص ۲۴)

اور ذرہ نہ ہلنے والی بات بھی نری خرافات ہے۔ حضور اقدس نبی اکرم رسول محترم صلے اللہ علیہ وسلم کی کوشش سے شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ ہوئیں نہ چاہنے والی بات بھی عجیب ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چاہے سے ڈوبا ہوا

marfat.com
Marfat.com

سورج واپس آیا' چاند کے دو ٹکڑے ہوئے' سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسلام لائے یہ سب کچھ حضور کے چاہنے سے ہوا۔ کیا مضمون نگار کو قرآن عظیم میں **و لسوف یعطیک ربک فترضی** اور حدیث شریف میں **کلهم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)** نظر نہ آیا؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر وہ کون سا کام ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے نہ لیا اور تبلیغی جماعت والوں سے لیا؟ اور پھر جوابی مضمون نگار نے محولا" بالا عبارت کے ساتھ ہی "ملفوظات مولانا الیاس ص ۵۰" کی اس عبارت کو ہضم کر لیا" **کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر و تومنون باللہ** کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو"۔ بتائے یہ خالص شیطانی خواب ہے یا نہیں جس کی بنیاد پر مولوی الیاس صاحب مثل انبیاء علیہم السلام ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں مکاتیب مولوی الیاس ص ۱۰۷ کی عبارت میں تو یہ تھا کہ "اللہ تم جیسے ضعیف سے وہ کام لے لیں جو انبیاء بھی نہ کر سکیں" اور یہاں ملفوظات الیاس میں صاف صاف کہہ دیا کہ "تم مثل انبیاء علیہم السلام لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو" یہ واضح طور پر منصب نبوت کی طرف پیش قدمی ہے یا نہیں؟

جاہل مبلغین

ہم نے لکھا تھا تبلیغی جماعت والے عموما" تبلیغی کورس اور چلہ کروا کر علم دین و فقہ سے ناواقف مبلغین کو تبلیغ کے لئے نکال دیتے ہیں اور غلط مسائل کی تبلیغ ہوتی ہے مثال کے طور پر ہم نے میلسی کا واقعہ لکھا تھا کہ ایک تبلیغی دستہ لوگوں کو نماز کے لئے کہہ رہا تھا ہم نے امیر جماعت سے دریافت کیا کہ "مولانا وضو

marfat.com
Marfat.com

کے واجب کتنے ہیں۔" امیر صاحب نے فرمایا تین ایک اور ساتھی جو امیر سے بھی معمر تھے فرمانے لگے نہیں دو ہیں حالانکہ وضو کا کوئی واجب نہیں ہماری اس بات پر جوابی مضمون نگار کو بہت ناگواری ہوئی ہے فرماتے ہیں۔ "آپ جیسے مفسر و محدث اور فقیہ اگر لوگوں کو نماز روزہ کی تعلیم دیتے ہوئے عار محسوس کریں تو جن کو تھوڑا بہت دین آتا ہے وہ بھی لوگوں تک نہ پہنچائیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے **بلغو اعنی و لو کان آیتہ** اگر تمہیں ایک آیت آتی ہے اسے دوسروں تک پہنچاؤ ..... اور یہ کہ جب تمہیں معلوم تھا کہ وضو کا کوئی واجب نہیں تو اس کے پوچھنے کا مقصد سوائے شرارت کے اور کیا ہو سکتا ہے"

جواباً "گزارش ہے کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا نماز روزہ کی تبلیغ میں کیسی عار محسوس کی؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے مطابق تبلیغ وہ کرے جس کو کچھ آتا ہو یہی حدیث شریف میں ہے بلغوا عنی ولو کان آیتہ جس کو ایک آیت آتی ہو وہ دوسروں تک پہنچائے نہ یہ کہ جس کو ایک آیت بھی نہ آتی ہو وہ اپنی بات کو آیت قرار دے کر یا آیت گھڑ کر دوسروں کو گمراہ کرے جیسے تبلیغی جماعت والوں نے عدم معلومات کے باوجود وضو کے واجب تین اور دو قرار دے دیئے یہ حدیث پاک ہماری تائید کر رہی ہے حدیث کا مقصد یہ نہیں کہ تمہیں علم نہ ہو تو بھی پوچھنے والوں کچھ نہ کچھ (خواہ غلط ہی ہو) ضرور بتا دو آیت نہ آتی ہو تو فرضی آیت بنا کر پہنچاؤ یہ ہرگز نہیں باقی ہمارا پوچھنا شرارت نہیں تنبیہہ کے طور پر بھی ہو سکتا ہے تاکہ یہ لوگ شرمندگی اٹھانے کے بعد غلط مسائل کی تبلیغ نہ کریں۔ ہماری اس تنبیہہ کو شرارت کوئی شرارتی ہی قرار دے سکتا ہے کیونکہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ

marfat.com

Marfat.com

ہماری اس تنبیہہ سے یہ لوگ غلط مسائل نہ بتائیں گے اور باقاعدہ علم دین حاصل کریں گے اور صرف تبلیغی کورس اور ایک دو چلّہ پر ہی قناعت نہ کریں گے تبلیغی جماعت میں باقاعدہ عالم آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اہل علم اس جماعت کے قریب نہیں آتے خود بانی تبلیغی جماعت جناب مولوی الیاس صاحب کو اس حقیقت کا شدت سے احساس تھا وہ برملا فرماتے ہیں۔

"مولانا علماء اس طرف نہیں آتے میں کیا کروں ہائے اللہ میں کیا کروں؟"
(ملفوظات مولانا الیاس ص ۵۹)

مولانا الیاس کی یہ ہائے اللہ کے ساتھ بے قرار علماء کے عدم تعاون اور ناواقف و جہلا کی بھرمار کے پیش نظر تھی یہی ہم نے عرض کیا تھا کہ علم دین سیکھا جائے اور علماء کا تعاون حاصل کیا جائے اس میں بل کھانے اور برا ماننے کی آخر کون سی بات تھی؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واعظ بے علم کو مسجد سے نکلوا دیا تھا جس کو ناسخ و منسوخ کا علم نہ تھا "لہٰذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشاں روزے در مسجد کوفہ داخل شدند۔ دیدند کے شخصے وعظ میگوید پرسیدند کہ ایں کیست؟ مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم را از خدای ترساند واز گناہاں منع میکند فرمودند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد و ازو پرسید کہ ناسخ را از منسوخ جدا میداند یا نہ او گفت کہ ایں علم خود ندارم۔ فرمودند کہ ایں را از مسجد بر آرید۔" (تفسیر عزیزی پارہ اول ۵۰۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واعظ بے علم کو مسجد سے نکلوا دیا اور حضور

marfat.com
Marfat.com

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آیت جانتا ہو کو تبلیغ کا حق دیا لیکن یہ مولوی این العلی سکندری تبلیغی جماعت اندھیر نگری ہے کہ وہ غلط مسائل میں تبلیغ کا حق مانگ رہے ہیں الحمدللہ کہ ہم نے اپنے پر وارد شدہ جملہ سوالات بحوالہ کتب مدلل جواب عرض کر دیا اگر کوئی ذمہ دار تبلیغی وہابی ہمیں جواب دینا چاہیں تو اسی طرح ہمارے دلائل کا توڑ پیش کریں اور محض زبانی لن ترانیوں پر قناعت نہ کریں۔

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی مارچ ۱۹۷۹ء)

مسائل کا خزینہ جزئیاتِ فقہیہ کا گنجینہ

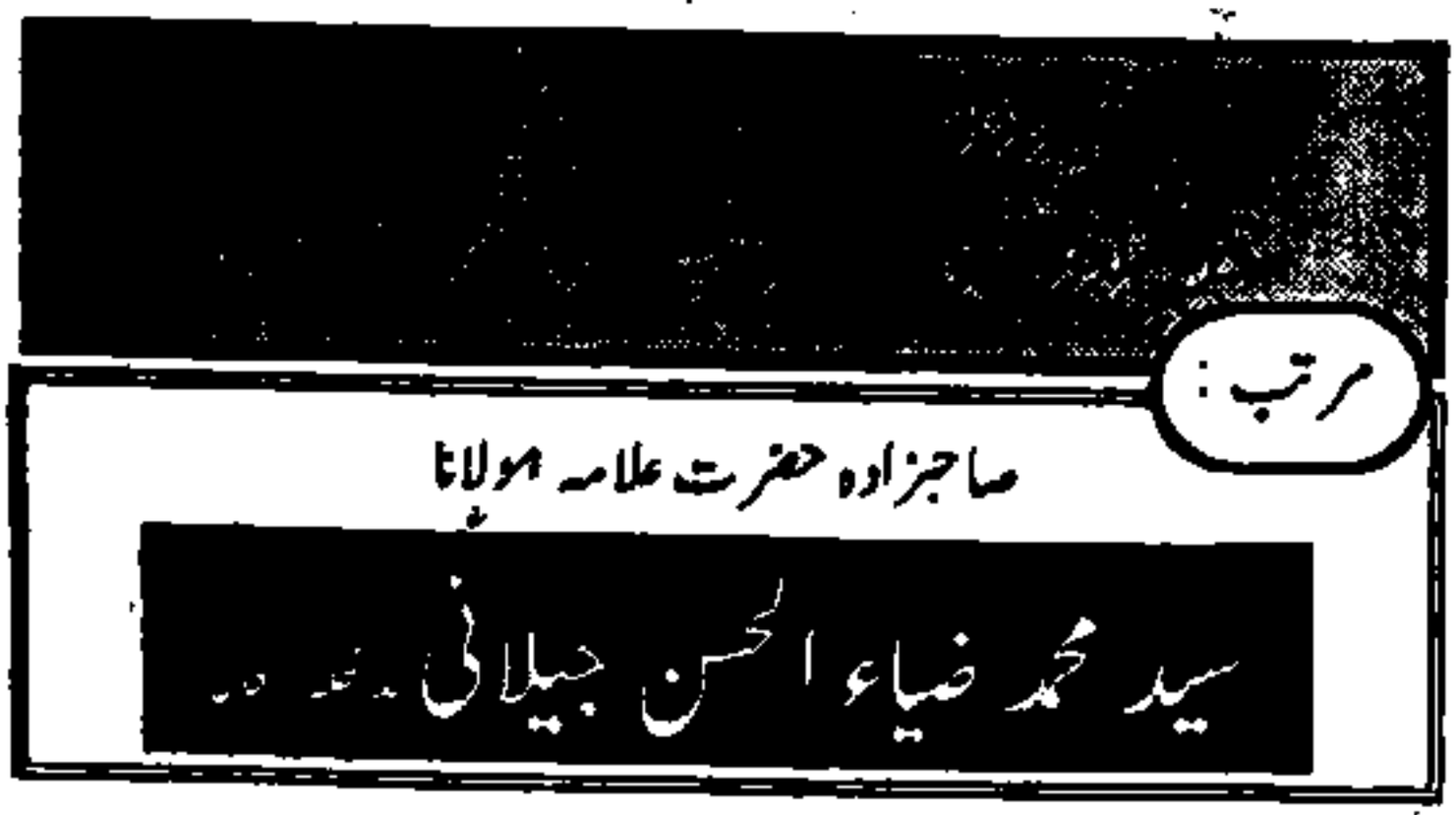
ریاض الفتاویٰ

عالی شان فتاویٰ کا مجموعہ

علم دوست ساتھیوں کے لئے انمول تحفہ

از قلم:





مرتب:

صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا

سید محمد ضیاء الحسن جیلانی

پیشکش:

انجمن انوار القادریہ

marfat.com

Marfat.com

یہ مسلماں جسے دیکھ کے شرمائیں یہود

تبلیغی' وہابی' دیوبندی علماء کی گستاخیاں اور کفریہ عبارات

بانی تبلیغی جماعت کے اپنے بیانات سے واضح ہو گیا ہے کہ مولوی الیاس وہابی دیوبندی ہے اور وہابیت دیوبندیت کو گھر گھر پھیلانے کے لئے تبلیغی جماعت کی بنیاد ڈالی ہے۔

لہٰذا ملاحظہ ہوں وہابی دیوبندی علماء کی شان الوہیت و شان رسالت میں گستاخیاں اور کفریہ عبارات جنکی تعلیم کو گھر گھر پھیلانے کے لئے انہوں نے رات دن ایک کیا ہوا ہے۔

(۱) اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ ص ۱۳)

(۲) اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ (ایضاً" ص ۷۹)

(۳) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (ایضاً" ص ۸۲)

(۴) خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (ایضاً" ص ۲۱)

(۵) اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (ایضاً" ص ۲۱)

(۶) اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی' ولی' جن' فرشتے' جبرائیل' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے (ایضاً" ص ۴۷)

marfat.com
Marfat.com

(۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (ایضاً ص ۶۱)

(۸) انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے (ایضاً ص ۸۵)

(۹) یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہو۔ (ایضاً ۸۶)

(۱۰) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوارے کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے (ایضاً ص ۸۰)

(۱۱) جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی۔ (ایضاً ص ۳۳)

(۱۲) غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ ایضاً ص ۳۴)

(۱۳) اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں (ایضاً ص ۳۹)

(۱۴) سو اللہ کے مکر سے ڈرانا چاہئے (ایضاً ص ۶۶)

(۱۵) جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (ایضاً ص ۹۰)

(۱۶) گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (ایضاً ص ۱۸)

(۱۷) عوام کے خیال میں خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہے، مگر اہل فہم پر روشنی ہے کہ زمانہ کے تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی مطبوعہ امدادیہ دیوبند ص ۳)

marfat.com
Marfat.com

(۱۸) "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (ایضاً "ص ۲۴ تحذیر الناس)

(۱۹) آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان مع بسط البنان۔ مطبوعہ دیوبند ص ۱۸ اشرف علی)

(۲۰) الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے (البراھین القاطعہ مطبوعہ دیوبند ص ۵۵ رشید گنگوہی)

(۲۱) زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ (صراط مستقیم اکادمی اسماعیل ص ۱۶۹)

(۲۲) نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (البراھین القاطعہ ص ۵۵)

(۲۳) ایک صالح فخر عالم علیہ اسلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان

marfat.com
Marfat.com

آگئی۔ (براہین قاطعہ ص ۳۰)

(۲۴) میں نے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام (اشرف علی رسول اللہ) لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام کے "اشرف علی" نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر "ناطاقتی بدستور تھی لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں

marfat.com
Marfat.com

زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب۔ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالہ متبع سنت ہے۔ (۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ)

مندرجہ بالا رسالہ الامداد اشرف علی تھانوی بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ ص ۳۵۔

(۲۵) سوال۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاذ یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا کہ نہیں۔

جواب۔ درست۔ (فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۵۷۵)

(۲۶) محرم میں عشورہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بر روایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور شبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے (ایضاً ص ۱۳۹)

(۲۷) سوال۔ محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لازف و گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

جواب۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ (ایضاً ص ۱۳۱)

(۲۸) سوال۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شرینی ہو

marfat.com

Marfat.com

شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۱۳۴)

(۲۹) سوال۔ لفظ رحمتہ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا کہ ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

جواب۔ لفظ رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ (ایضاً ۱۰۴)

(۳۰) بندہ شیعہ کی تکفیر نہیں کرتا۔ (ایضاً ص ۲۷۸)

(۳۱) سوال۔ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا کہ نہیں۔

جواب۔ اس بہاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔ ایضاً ص ۵۷۴)

(۳۲) اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا۔ (بلغتہ الحیران مولوی حسین علی ص ۱۵۷۔۱۵۸)

(۳۳) پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیتہ العقائد مصنفہ محمد قاسم نانوتوی' ص ۲۵)

(۳۴) بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔ (ایضاً ص ۲۸)

marfat.com
Marfat.com

(۳۵) الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت باری تعالیٰ ہے۔ (ضمیمہ البراھین القاطعہ ساڈھورہ ص ۲۷۲)

(۳۶) پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام و صوفیائے کرام' علماء و عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت باری تعالیٰ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۶ رشید احمد گنگوہی)

(۳۷) یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں۔ (بلغتہ الحیران حمایت اسلام ص ۱۲)

(۳۸) اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ (البراھین قاطعہ ص ۵۶ خلیل احمد)

(۳۹) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور گر رہے ہیں تو میں نے حضور کو روکا اور گرنے سے بچالیا۔ (بلغتہ الحیران ص ۸)

(۴۰) قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بلا عدت نکاح کرلیا۔ (بلغتہ الحیران ص ۲۶۷)

(یہ حضور پر بہت بڑا افتراء ہے اور بارگاہ رسالت کی بہت بڑی گستاخی ہے)

(۴۱) ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور

marfat.com

Marfat.com

کسی چوہرے چمار کا تو کیا ذکر (ایضا" ص ۳۲)

(۴۲) اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے تو وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں (تقویۃ الایمان ص ۴۶)

(۴۳) یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ (ایضا" ص ۸۹)

(۴۴) یعنی اللہ زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں (انبیاء' رسل' ملائکہ) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے (ایضا" ص ۴۵)

(۴۵) اور طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی بموجب جن اور ملائکہ اور رسولوں کو طاغوت بولنا جائز ہو گا۔ (بلغۃ الحیران ص ۴۳)

(۴۶) انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی ص ۵)

(۴۷) ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے (وہابی عقیدہ) (الشہاب الثاقب ص ۴۷)

(۴۸) پس لا نسلم کہ کذب مذکورہ محال بمعنی مسطور باشد الی قولہ الا لازم آید کہ قدرت انسانی را زید از قدرت ربانی باشد۔

ترجمہ۔ پس ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ محال بالذات ہو ورنہ لازم آئے گا کہ انسانی قدرت خدا کی قدرت سے زائد ہو جائے گی۔ (یکروزی مصنفہ اسماعیل دہلوی

marfat.com

Marfat.com

ص ۱۷ فاروقی مطبوعہ)

(۴۹) عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند و او را جل شانہ باں مدح می کنند برخلاف اخرس و جہاد و صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب مے دارد (ایضاً ص ۱۷-۱۸)

ترجمہ۔ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ تعالیٰ کے کمالات سے گنا جاتا ہے بخلاف گونگے آدمی کے (کہ اس کی کوئی مدح بھی نہیں کرتا) اور صفت کمال کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنے پر قدرت ہو اور کسی مصلحت کی وجہ سے نہ بولے۔

(۵۰) کلام لفظی افعال میں سے ہے اور صدق مرتبہ فعل میں مقدور ہے اور قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے تو بوجہ مقدوریت صدق اس کی ضد کذب بھی مقدور ہو گا (بوادر النوادر ص ۲۱۰)

(۵۱) کذب متنازعہ فیہ صفات ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفات فعلیہ میں داخل ہے (البہدا المقل ص ۴۰)

(۵۲) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ حلف و عید آیا جائز ہے یا نہیں۔ (براہین القاطعہ ص ۶۷)

(۵۳) از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلاجہت و محاذات (الی قولہ) ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است (ایضاح الحق ص ۵۳)

ترجمہ۔ خدا تعالیٰ کو زمان و مکان وغیرہ سے پاک ماننا حقیقی بدعت ہے۔

(۵۴) جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۲)

marfat.com
Marfat.com

(۵۵) پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ (براہین القاطعہ ص ۱۵۲)

(۵۶) حضرت گنگوہی حضرت (حاجی امداد اللہ) کی نسبت بار بار رحمتہ اللعالمین فرماتے تھے۔ (افاضات الیومیہ ص ۱۰۵)

(۵۷) مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا۔

اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم (مرثیہ گنگوہی از محمود الحسن ص ۳۳)

(۵۸) سوال۔ استنجا کرنا یعنی آبدست لینا قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے کیسا ہے۔

جواب۔ چونکہ کوئی دلیل نہی کی نہیں اس لئے جائز ہے (امداد الفتاویٰ ص ۳' جلد ۱)

(۵۹) سوال۔ لیٹرین بنانے کا طریقہ یہ ہے اور حکم ہے کہ مشرق و مغرب کی طرف رخ نہ ہو اگر کسی آدمی نے مشرق و مغرب کے رخ لیٹرین بنائی ہوئی ہے تو وہ کیا کرے کیا اسے گرا کر پھر تعمیر کرائے یا اسی طرح رہنے دے۔

جواب۔ عمارت کی شکل میں بنا ہوا بیت الخلا ہو تو اس میں قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھنا جائز ہے۔ دوبارہ تعمیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۸۸)

(۶۰) سوال۔ کیا کعبتہ اللہ کی طرف ٹانگیں دراز کر کے سونا جائز ہے۔

جواب۔ کعبتہ اللہ کی طرف ٹانگیں دراز کر کے سونے کے بارے قرآن و حدیث میں کوئی نص نہیں ہے۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص ۳۰۰ وہابی)

(۶۱) تعزیہ داروں اور مرثیہ خانوں کی نماز جنازہ پڑھنی واجب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ

marfat.com

Marfat.com

مصنفہ رشید احمد گنگوہی ص ۲۷۰)

(۶۲) زمین کے ساتھ برابر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے پیغمبر کی قبر ہو یا کسی اور کی۔ (عرف الجادی ص ۶۰)

(۶۳) یا رسول اللہ' یا شیخ عبدالقادر شیاء" اللہ' یا علی مدد مشکل کشا وغیرہ نعرے لگانا شرک ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ص ۹' ج ۳)

(۶۴) محمد اپنے نفس کے نفع و نقصان کے مالک نہیں چہ جائیکہ عبدالقادر وغیر۔ (کشف الشبہات' ص ۱۷)

(۶۵) خدا تعالیٰ کی صفات حادث ہیں۔ (اقاقہ البرھان مصنفہ عبدالاحد خانپوری ص ۸۳)

(۶۶) خدا تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے کرسی پر پاؤں رکھے ہیں۔ کرسی چرچر کرتی ہے۔ (قرآن مجید مترجم وحید الزماں حاشیہ آیت الکرسی و رسالہ استواء علی العرش صدیق حسن خاں ص ۱۲)

(۶۷) تمام انبیاء تبلیغ احکام میں معصوم نہیں۔ یعنی ان سے بھول چوک ہوتی رہی ہے۔ (رد تقلید بکتاب المجید' ص ۱)

(۶۸) نبی علیہ السلام کا روضہ طیبہ گرا دینے کے لائق ہے چنانچہ کتاب ہلاک الوہابین بحوالہ کتاب فصل الخطاب علامہ احمد بن علی بصری و کتاب ترجمان الوہابیہ ص ۳۶ نواب صدیق حسن محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ درج ذیل ہے۔

(۶۹) اگر میں طاقت پاؤں تو آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ کو توڑ ڈالوں۔

(۷۰) نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا روضہ طیبہ جہل عظیم اور بدعت ہے۔ (تطہیر الاعتقاد)

marfat.com
Marfat.com

(۷۱) نبی ولی وغیرہ کی قبروں کے پاس تعظیما" کھڑا ہونا اور ان سے توسل پکڑنا اور ان کو بوقت مصیبت پکارنا اور ان کی قبروں کو بوسہ دینا اور ان پر غلاف چڑھانا یہ سب امور شرک و کفر ہیں اور ان کے مزار سب بت ہیں (کتاب تطہیر الاعتقاد محمد بن اسماعیل امیر صنعانی ص ۹-۱۰-۱۱ ہدایہ طیبہ قاضی غلام احمد ص ۴۴'۴۵'۴۶)

(۷۲) ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور ناداں۔ (تقویہ الایمان ص ۴۰)

(۷۳) انبیاء و اولیاء عظام کے مزاروں پر قبہ بنانا اور ان پر کچھ لکھنا یا چراغ جلانا یہ سب ذریعہ شرک والحاد و سبب لعنت کا ہے۔ (تطہیر الاعتقاد مصری ص ۳۴)

(۷۴) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو اس میں بت اور اولیا' انبیاء بھی آگئے اور پیغمبر کو تو اپنی جان کا بھی کچھ اختیار نہیں۔ انبیاء اولیا اور ہم لوگ عاجز اور بے اختیار ہونے میں سب خدا کے آگے برابر ہیں صرف فرق رتبہ کا ہے مثل ادنیٰ سپاہی اور رسالدار بادشاہ کے آگے دیکھو۔ (نصیحت المسلمین ص ۱۰ خرم علی وہابی)

(۷۵) خداوند کریم آسمان و زمین بنانے سے پہلے ہوا کے درمیان رہتا تھا۔ (فتاوی محمدیہ ص ۲)

(۷۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے لئے سفر کرنا شرک اکبر ہے دیکھو کتاب التوحید ان السفر الی قبر محمد و مشاہدہ و مساجدہ و اثارہ و قبر نبی و ولی و سائر الاوثان وغیرھا شرک اکبر الخ (سیف الجبار ص ۱۴)

بے شک سفر کرنا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر کی طرف اور آپ کے مشاہدات کی طرف اور جس جگہ سجدے کئے اور آپ کے نشانات کی طرف اور کسی نبی اور کسی ولی کی طرف اور ان کے علاوہ سفر کرنا بہت بڑا

marfat.com
Marfat.com

شرک ہے۔

(۷۷) اجماع امت جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں۔(معیار الحق ص ۱۲۴دہلوی)

(۷۸) ان من الضحابتہ ھو فلسق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسق بھی تھے۔(نزل الابرار ص ۹۴)

(۷۹) اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول نہ کرے یعنی نہ بخشے تو سمجھو کہ ہمارے ہاں ہنیئے بقال سے بڑھ کر کنجوس و سخت دل ہو گا۔(ترک اسلام ثناء اللہ امرتسری ص ۳۲ مطبوعہ اہلحدیث امرتسر ۱۹۰۳ء)

(۸۰) آنحضرت کو قرآن کا پورا علم نہیں دیا گیا۔(تفسیر ثنائی عربی ص ۴۷۶ نقل از القول الفاضل عبد الاحدی خانپوری غیر مقلد ص ۱۶۲)

(۸۱) معراج کی رات میں آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے خداوند کریم کو کشف کی حالت میں دیکھا۔(تفسیر ثنائی عربی ص ۴۳۸ نقل از قول الفاضل ص ۱۶۳)

(۸۲) درخت سبز سے آگ پیدا کرنا اس کے لئے کوئی خصوصیت نہیں۔(ایضاً ۱۸۰)

(۸۳) زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل و ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی۔(مرثیہ گنگوہی از محمود الحسن، ص ۶)

(۸۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا میں سما گیا۔(سوانح قاسمی ص ۱۳۹ ج ۳)

(۸۵) مولوی قاسم نانوتوی کا بیان میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ میں اللہ جل شانہ

marfat.com
Marfat.com

کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں (سوانح قاسمی ص ۱۳۲' ج ۱)

(۸۶) ایک شخص نے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو مکشوف ہوا کہ میں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں..... مولانا یعقوب (نانوتوی صدر دیوبند) نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ مشترک ہیں۔ (الافاضات الیومیہ ص ۱۶۴' جلد ۴)

(۸۷) ایک جنگل ہے اس میں میں ہوں ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر زینہ ہے..... تھوڑی دیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور زینہ پر چڑھ کر میری (مریدنی) سے بغلگیر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے بھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا۔ (اصدق للرویا تھانوی ص ۲۳' جلد ۲)

(۸۸) ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹالیا (الافاضات الیومیہ ص ۳۷' ۶)

(۸۹) یعنی جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو مانئے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانئے (تقویۃ الایمان ص ۲۷)

(۹۰) صحابہ پر طعن کرنے والا اور مردود ملعون کہنے والا۔ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۴)

(۹۱) اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں نہایت وضاحت سے ثابت کیا گیا ہے کہ واقعہ کربلا مذہبی نہ تھا بلکہ یہ جنگ محض سیاسی مصلحت اور حفظ ناموس کی خاطر لڑی گئی۔ ایک کتاب پر مولوی ثناء اللہ امرتسری کا تبصرہ اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(۹۲) مولوی ابوالنعیم محمد عبدالعظیم حیدر آبادی کا بیان۔ حضرت امام حسین اور

marfat.com
Marfat.com

یزید کا مقابلہ یہ جملہ مقابلے حکومت و ریاست کی غرض سے ہوئے (اہلحدیث امرتسر ص ۱۴ ۲۴ ستمبر تا یکم اکتوبر ۱۹۰۹ء)

(۹۳) مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری سردار جماعت اہلحدیث نے بھی یزید کو خلیفہ حق تسلیم کیا ہے۔ (اخبار اہلحدیث یکم جون ۱۹۱۷ء فتاویٰ ص ۳۰۹ معارف یزید حصہ دوم' اہلحدیث امرتسر ص ۹' ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء

(۹۴) حضرت (امام حسین) کا یہ سفر کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ خلافت کو اپنا حق خیال کرتے ہوئے اقتدار کی خاطر حضرت امام حسین نے یہ سفر اٹھا رکھا تھا۔ (معارف یزید' ص ۱۰)

(۹۵) غور کریں کہ وہ کون سا اسلام ہے جو حضرت امام حسین کی شہادت سے زندہ ہوا۔ اگر نہ شہید ہوتے تو اسلام مردہ ہو جاتا۔ (معارف یزید ص ۱۲)

(۹۶) اگر بنظر غور دیکھا جائے تو صاف روشن ہے کہ واقعہ کربلا نے اسلام زندہ کرنے کی بجائے اسلام کو مردہ کر دیا ہے (معارف یزید' ص ۱۵)

(۹۷) چونکہ آپ (امام حسین) نے امام برحق کے خلاف خروج کیا تھا (معارف یزید' ص ۱۳)

(۹۸) و صلی اللہ امیر المومنین یزید و احسن الجزاء ابو یزید محمد دین بٹ رشید ابن رشید ص ا

(۹۹) حضرت امام حسین تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر عقبیٰ کے وقت پانچ سال کے معصوم تھے ان کو جلیل القدر صحابی کہنا محض غلط ہے۔ رشید ابن رشید ص ۱۵۶) وہابی مولوی کی عقل کا جنازہ نکل گیا ہے کیونکہ نبی کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا البتہ محفوظ ہو سکتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۰۰) پس حسین باغی اور بیعت توڑنے والے ٹھرے (رشید ابن رشید ص ۱۸۴)

(۱۰۱) جو شخص اس امام برحق (یزید) پر خروج کرے جس پر جماعت نے اتفاق کرلیا ہو خارجی کہلائے گا۔ ایضا" ص ۲۲۸)

(۱۰۲) حضرت امام حسین نے بے موقعہ اور بے محل و بلا ضرورت یہ اقدام کرکے عظیم ترین غلطی کا ارتکاب کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت میں ہمیشہ کے لئے اختلاف و افتراق اور شقاق و عداوت پیدا ہو گئی اور امت اسلامی کا شیرازہ بکھر گیا۔ (رشید ابن رشید مصنفہ محمد دین بٹ ص ۲۳۵)

(۱۰۳) حضرت علی امام برحق نہیں تھے۔ (ایضا" ص ۲۶۲)

(۱۰۴) امیر المومنین یزید سچے مسلمان اور جنتی ہیں۔ (ایضا" ص ۳۳۶)

(۱۰۵) امیر المومنین یزید پیدائشی جنتی ہیں۔ (عبدالحمید شیخوپوری از رشید ابن رشید ص ۳۵۶)

(۱۰۶) اسلم روح سیدنا یزید امیر المومنین بالحق الصواب

میں سیدنا یزید کی روح پر سلام بھیجتا ہوں جو کہ امیر مومنین ہے اور حق بات یہی ہے۔ (اظہار الحق سہیل از رشید ابن رشید ص ۳۴۰)

(۱۰۷) حضرت یزید علیہ الرحمتہ ایک جلیل القدر مجاہد اسلام ہیں (مولوی غلام محمد از رشید ابن رشید)

(۱۰۸) مجھے اپنے والد کے متعلق تو اتنا یقین نہیں کہ وہ ضرور بہشتی ہے لیکن حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں۔ غلام محمد ایضا" ص ۳۴۱)

(۱۰۹) یزید بچارا مظلوم تھا۔ (ایضا" ص ۳۴۳)

marfat.com
Marfat.com

(۱۱۰) اسلام میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے عربوں کے دل جیت کر بہادر ترین عرب کا خطاب حاصل کیا اس بہادر صالح انسان یزید کے بارے میں تو دنیا کو یہاں تک غلط راہ پر ڈال دیا گیا ہے کہ آج اسلام کے اس سپوت کا نام لینا بھی بڑی جرات اور صبر آزمائی کا کام ہے میری دانست میں دنیا اسلام کے اس بہادر ترین عرب امیر یزید کا کردار بہت بلند تھا یعنی پابند شریعت صوم و صلوۃ میں گہرا محتاط علم کا شیدائی نیکی کا خوگر سنت رسول اللہ علیہ وسلم کی منہ بولتی تصویر تھا۔
(عبدالحمید خطیب اہلحدیث شیخوپوری از رشید ابن رشید ص ۳۵۴)

(۱۱۱) امیر یزید پیدائشی جنتی ہیں اور جنتی پر حرف گیری جنتی نہیں بلکہ دوزخی ہی کر سکتا ہے۔ (ایضاً ص ۳۵۶)

(۱۱۲) حقیقت ہے کہ امیر یزید نے جماعت المسلمین اور سلطنت کی شیرازہ بندی اور مسلمہ اصول از **بویع لخلیفتین فاقتلوا لاخرمنہما** کے مطابق جو کچھ کیا وہ اس میں حق بجانب تھے.... (ایضاً ص ۳۵۶)

(۱۱۳) یزید کے لئے دعا مغفرت جائز ہے۔ (ایضاً ص ۳۷۰' مودودی)

(۱۱۴) یزید پر رحمتہ اللہ کہنا جائز بلکہ مستحب ہے (ایضاً ص ۳۷۰' شمس الحق بہاولپور)

(۱۱۵) امام حسین حکومت کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہوئے کسی کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے اور بزرگوں کے سمجھانے کے باوجود بھی بعض اوقات جو دل میں آتا کہ گزرتے تھے۔ (ایضاً ۲۰۴)

(۱۱۶) سید امام حسین کا بیعت سے انکار کرنا اس لیے تھا کہ آپ اپنے آپ کو امیر سے بہتر سمجھ کر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے جس کا ثبوت کتاب ہذا میں کافی سے

marfat.com
Marfat.com

زیادہ پہنچا دیا گیا ہے لہٰذا یہ اصول اسلام کے خلاف ہے کہ کسی ایک نیک ہستی کے ذاتی خیالات اور رائے کو جمہور امت کے خلاف دین کا مقام دے دیا جائے۔

(ایضاً" ص ۱۳۳)

(۱۱۷) امیر المومنین یزید کی مخالفت کے لئے سیدنا حسین سیدنا معاویہ کی وفات کے منتظر تھے جونہی انہیں سیدنا معاویہ کی رحلت کی خبر ملی تو اپنے دلی مقاصد کی بر آوری کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے امیر کی بیعت سے گریز اور اپنی خلافت کی طلب کے نتائج پیدا ہونے تک آپ نے جو کچھ کیا وہی دراصل اس تمام سلسلہ کی روح و رواں ہے جسے سمجھ لینے کے بعد قارئین با آسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ سیدنا حسین نے خود ہی ایسے حالات پیدا کئے تھے جو بالا خر واقعہ کربلا پر منتج ہوئے

(ایضاً" ص ۱۸۶)

(۱۱۸) سیدنا حسین کوفی تفرقہ بازوں کے سہارے سرکردہ مسلمانوں کی مرضی کے خلاف حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے کوفہ روانہ ہو گئے یہ وہ باتیں ہیں جنہیں تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں یہ تاریخی حالات واضح طور پر ثابت کرتے ہیں کہ امیر المومنین یزید کی خلافت سیدنا علی کی خلافت سے بوجہ خانہ جنگی کے بدرجہا اولیٰ اور اتفاق کی حامل تھی۔ (ایضاً" ص ۲۳۰)

(۱۱۹) اہل حق قارئین حقیقت سورج کی طرح روشن ہے کہ سب خلافت حاصل کرنے کا جھگڑا تھا اور خلافت کی آرزو میں کربلا کا حادثہ پیش آیا (رشید ابن رشید

ص ۲۳۷۔۲۳۸)

(۱۲۰) واقعہ کربلا مذہبی جنگ نہ تھی اول میں محض سیاست اور آخر میں حفظ ناموس کی تھی جو لوگ اسے مذہبی بتاتے ہیں انہیں معلوم نہیں اس میں کیا قباحت

marfat.com

Marfat.com

ہے۔(ایضاً" ۲۳۱ شرف الدین دہلی)

(۱۲۱) حضرت امام حسین نے اپنے خروج میں بن غلطی اور خطا کی جس سے امت میں اختلاف و افتراق کا وبال پڑا اور آج تک وہ تمام جمعیت و الفت کے ستون کو جھٹکا لگا۔(رشید ابن رشید ص ۲۲ے)

(۱۲۲) امیر المومنین یزید۔(ایضاً" ص ۳۶۱ مولوی اسماعیل گوجرانوالہ)

(۱۲۳) روافض جو سب شیخین (صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہا نے ان کی تکفیر کی ہے اور عقائد بھی مختلف ہیں اگر کسی گروہ کا عقیدہ کفر کی نوبت تک نہ پہنچا ہو اس سے نکاح درست ہے اور اگر حضرت علی کو فضیلت دیتا ہے یا سب صحابہ کرتا ہے تو وہ کافر نہیں بلکہ فاسق ہے نکاح درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند عزیز الفتاوی ص ۱۳۳ بحوالہ کتاب "دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا")

(۱۲۴) محققین حنفیہ شیعہ تبرا گو اور منکر خلافت خلفائے ثلاثہ کو کافر نہیں کہتے اگرچہ بعض علماء نے ان کی تکفیر کی ہے مگر صحیح قول محققین کا ہے کہ سبّ شیخین اور انکار خلافت خلفاء کفر نہیں ہے (فتاوی دیوبند ص ۱۴۰ بحوالہ دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا" از علامہ فیض احمد اویسی)

(۱۲۵) سوال۔ ایک صوفی صاحب اپنی تقریر میں حضرت عکرمہ بن ابو جہل اور حضرت ابو سفیان کو جو حضور کے وقت میں موجود تھے مردود و ملعون اور دوزخی بتلاتے ہیں اور سمجھانے پر اصرار کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ تمام عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ و جدل کرتے رہے اور ہمیشہ سخت دشمن رہے حتی کہ اسی حال میں مرگئے اور ایمان اور اسلام نصیب نہیں ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

جواب۔ ابو سفیان اور عکرمہ دونوں مسلمان ہوگئے تھے اور عکرمہ نے اسلام کے بعد بہت سے غزوات اور جہاد کئے اور شہید ہوئے ہیں اسد الغابہ میں مفصل مذکور ہے جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے فقط۔ (فتاوی رشیدیہ مصنفہ رشید احمد گنگوہی ص ۱۰۹)

(۱۲۶) نفس بشر ہونے میں مساوات ہے اگرچہ آپ کی (سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم) بشریت ازکی واطیب ہے اور بڑا بھائی کہنا بھی اس نفس بشریت کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ بشریت کی افضلیت ایسی ہے چونکہ حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو بایں رعایت تقویتہ الایمان میں اس لفظ کو لکھا ہے نہ بایں وجہ کہا آپ کی بشریت کا فضل بڑے بھائی کے فضل کی قدر ہے اس کلمہ پر نافہموں نے غل مچا دیا ورنہ بعد حق تعالیٰ کے فخر عالم کو افضل واکمل وہ خود لکھتے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۰)

محقق اہلسنّت مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہاں پوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب موصوف سے پوچھا گیا کہ وہ حدیث بتا دیجئے کہ کونسی کتاب میں ہے جس کے اندر حضور نے فرمایا تھا کہ مجھے بھائی کہا کرو تو وہ آنجہانی ہونے تک ایسی کو حدیث نہ دکھا سکا اور نہ انہیں بزرگ جاننے' ماننے والے ایسی کوئی حدیث آج تک دکھا سکے ہیں لیکن اپنی اس خلاف دین ودیانت روش سے باز بھی نہیں آئے جو کسی طرح بھی ان کے لیے مفید نہیں بلکہ اپنے ساتھ اور کتنے ہی مسلمانوں کو بارگاہ رسالت کا گستاخ بنا کر ایمان کی دولت سے محروم کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔

(۱۲۷) حضرت علی بچپن میں اسلام لائے تھے اور بچپن کا اسلام لانا ایک قول کے مطابق صحیح نہیں ہوتا (ابن تمیہ) حافظ ابن حجر عسقلانی بحوالہ الاروالکامنہ ص ۱۵۵'

marfat.com

Marfat.com

جلد۱)

(۱۲۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور کی نیت کر کے سفر کرنا حرام' ناجائز ہے۔(مجموع الفتاویٰ ص ۳۶)

(۱۲۹) نعمت علی' رحمت علی' برکت علی' امانت علی' طفیل محمد' خورشید احمد' فرید بخش' میراں بخش' پیر بخش' عبدالغنی' غلام رسول' فیض محمد' غلام محمد' غلام احمد' غلام محمد' فیض احمد' عبدالرسول' غلام نبی' امتہ الحبیب' امتہ الرسول' غلام فاطمہ' کنیز فاطمہ' وغیرہ نام رکھنا شرعاً" ناجائز' نادرست ہیں بعض میں شرک کی تلطیخ و تلویث ہے بعض صریح شرک ہیں اور بعض مشابہ شرک' یہ سب شرکیہ کفریہ نام ہیں (ملخصاً فتاویٰ ستاریہ ص ۱۸۶' ۱۸۵ اول ص ۲۷' چہارم)

(۱۳۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود پھرا کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا۔(مکاتیب محمد الیاس ص ۱۱)

(۱۳۱) میرے نزدیک یہ فعل (میلاد جلوس) بدعت ہے اس میں کتنی بھی تقدیس پیدا کرنے کی کوشش کی جائے میں اسے گناہ سمجھتا ہوں۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۵' مولوی اسماعیل سلفی)

(۱۳۲) اس گناہ عظیم (میلاد جلوس) کو کسی وجہ سے حکومت اگر فوری طور پر روک نہیں تو(ایضاً" ص ۱۵)

(۱۳۳) عید میلاد کو سب سے پہلے سلطان ابو سعید علی بن سبکتگین نے چھٹی صدر ہجری میں شروع کیا بعد میں جب مصر پر.... کا غلبہ ہوا تو یہ (میلاد و جلوس) لعنت حتم ہوئی پھر سلطان مظفر نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں اس کو شروع کیا۔ (ایضاً" ص ۱۹)

marfat.com
Marfat.com

فکر تحفظ ایمانی

قارئین! آپ کی خدمت میں اتنے شواہد' مشاہدات' حالاتِ حاضرہ' رسائل' اخبارات' قرآن و حدیث' تبلیغی جماعت کے اپنے اور ان کے غیر' اندرونی و بیرونی' ملکی و غیر ملکی' حالات و تاثرات پیش کردیئے ہیں۔ آخر میں آپ کے ایمان کی حفاظت کی غرض سے اور "الدین النصیحة" کے تحت یہ التجاء اور اپیل کرتا ہوں کہ ان تبلیغی جماعت والوں سے اپنی حفاظت کرو کیونکہ ان کے سحر اثر تبلیغی قافلے آپ کو بظاہر نمازی تو بنادیں گے مگر وہ نماز حق سے ملانے والی نہیں بلکہ حق سے دور کرنے والی ہوگی۔ بظاہر روزہ دار تو بنادے گی مگر وہ روزہ بھوک کے علاوہ کچھ نہ ہوگا کیونکہ اعمال بعد میں ہیں اور ایمان پہلے ہے۔

اگر ایمان ہی کامل نہ ہو' ایمان ہی مکمل نہ ہو تو کیا نماز' کیا روزہ' کیا حج' کیا زکوٰۃ' کیا تبلیغ' کیا چلہ' کیا دین داری اللہ کی بارگاہ میں کچھ بھی قبول نہیں کیونکہ ایمان کے بغیر یہ سب کچھ کرنا فائدہ نہ دیگا۔

قارئین! آپ کی خدمت میں تبلیغی جماعت کے پیشواؤں کے ایمان اور ان کے خود ساختہ ایقان کو بحوالہ کتب پیش کیا۔ جن کے پیشواؤں کا ایمان اس قسم کا ہو کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ بندے کے عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے بندے نے یہ عمل کیا۔ (معاذ اللہ)

اللہ تعالیٰ کو بے خبر' بے علم جاننا' یہ ہے ان تبلیغی جماعت والوں کے پیشواؤں کا حال اور ان کا ایمان و ایقان۔ اب ان کے ساتھ رہ کہ کتنی ہی نمازیں پڑھ لی جائیں جتنی ہی تبلیغیں کرلی جائیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ ان کا تو پروردگار پر ہی ایمان نہیں۔

علاوہ اس کے تبلیغی جماعت کے پیشواؤں کی ذاتِ رسالتِ مآب ﷺ میں گستاخیوں کے انبار آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ چونکہ بارگاہِ الٰہی میں توہین آمیز الفاظ اور شانِ رسالت مآب ﷺ اور انبیاء کرام' صحابہ کرام' واولیاء کاملین کی بارگاہ میں بڑی بڑی گستاخیاں

marfat.com
Marfat.com

کر کے ان کے بڑے بڑے پیشوا کافر قرار پائے اب بھی ان کے کفر میں شک کیا گیا اور تاویلات کی گئی تو یہ ایسا ہوگا گویا اپنے آپ کو دھوکہ دینا۔ اب اگر کوئی تبلیغی جماعت کو بھر بھی اچھا کہتا ہے اور اس میں شمولیت اختیار کرتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ وہ بھی ان پیشواؤں کو اچھا کہے گا' انہیں رحمۃ اللہ علیہ اور نہ جانے کیا کیا کہتا پھرے گا۔ اور اس طرح تبلیغی جماعت والوں کی طرح انہیں کافر نہ جانے گا اور انہیں کافر نہ جان کر یقیناً وہ خود کافر ہو جائے گا یوں یہ تبلیغی جماعت' جماعت شیطان ہوئی۔

ان تبلیغی جماعت والوں کی تبلیغ کے اثر کو اپنے اوپر سے زائل کرنے کی بھرپور سعی و کوشش کیجئے کیا آپ کو معلوم نہیں کے شیطان نے کتنے عرصے تک عبادت کی کوئی چپہ ایسا نہیں تھا جہاں اس نے عبادت نہ کی ہو لیکن وہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کے نبی سے اپنے کو افضل جانتے ہوئے تکبر میں اللہ کے نبی کی گستاخی کی تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لعنتی ہوا اور دوزخی ہوا۔

چنانچہ قارئین! اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے اور اس تبلیغی جماعت "جماعت شیطان" سے دور رہنے کی تیاری کیجئے۔ یاد رکھیں ایمان پہلے ہے اعمال بعد میں آپ ظاہر کو دیکھ ان کے جال میں پھنس جاتے ہو۔ یقین کرلو یہ ناجی نہیں نارمی ہیں۔ اچھے نہیں گندے ہیں' یہ عاشق نہیں گستاخ ہیں بہر حال اپنی دنیا و آخرت کی فلاح حاصل کرنے کیلئے ان سے دوری ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو گستاخوں (تبلیغی جماعت والوں) سے اور انکے شر سے محفوظ و مامون رکھے آمین۔

ہدیہ 15 روپے

فقہ حنفی کے مطابق

وضو' غسل اور نماز کے مسائل کو بآسانی سمجھنے کے لئے عالی شان کتاب

"نماز کے آداب"

اس رسالے کا ضرور بہ ضرور مطالعہ فرمائیں اور کلمے اور مسنون دعاؤں کو بھی یاد فرمائیں۔

ملنے کا پتہ : مکتبہ اہلسنت برائٹ کارنر دوکان نمبر 9 سبزی منڈی کراچی۔

marfat.com

Marfat.com

ماخذ کتابیات

۱ قرآن کریم

۲ کنزالایمان = اعلیٰحضرت امام شاہ احمد رضا خاں (رحمتہ اللہ علیہ)

۳ تفسیر خازن۔ امام علی بن محمد الخازن (رحمتہ اللہ علیہ)

۴ تفسیر مدارک۔ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود (رحمتہ اللہ علیہ)

۵ خزائن العرفان۔ حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (رحمتہ اللہ علیہ)

۶ نور العرفان۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان بدایونی (رحمتہ اللہ علیہ)

۷ بخاری شریف۔ حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری (رحمتہ اللہ علیہ)

۸ مسلم شریف۔ امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری (رحمتہ اللہ علیہ)

۹ ابو داؤد شریف۔ امام سلیمان بن الاشعث ابی داؤد السجستانی (رحمتہ اللہ علیہ)

۱۰ ترمذی شریف۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی (رحمتہ اللہ علیہ)

۱۱ دارمی شریف۔ امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (رحمتہ اللہ علیہ)

۱۲ مشکوٰۃ شریف۔ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب (رحمتہ اللہ علیہ)

۱۳ مرآۃ شرح مشکوٰۃ۔ حضرت مفتی احمد یاں خاں بدایونی (رحمتہ اللہ علیہ)

۱۴ مثنوی مولوی معنوی از حضرت مولانا محمد جلال الدین المعروف مولانائے روم (رحمتہ اللہ علیہ)

۱۵ الدرر السنیہ۔ شیخ احمد بن زینی دحلان مکی (رحمتہ اللہ علیہ)

۱۶ تبلیغی جماعت۔ حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی

۱۷ دو جماعتیں۔ پاسبان مسلک رضا حضرت ابو داؤد محمد صادق مدظلہ العالی

۱۸ تبلیغی جماعت کی حقیقت۔ حضرت ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب سابق شیخ

marfat.com

Marfat.com

الادب بہاولپور یونیورسٹی۔

۱۹ تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ۔از : فیض مجسم حضرت مفتی محمد فیض احمد اویسی

۲۰ دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔= = = = = = =

۲۱ تبلیغی جماعت سے چند سوال۔ مولانا عبدالشکور رضوی لاہور۔

۲۲ فتاویٰ فیض رسول۔ حضرت مفتی جلال الدین امجدی مدظلہ العالی بھارت

۲۳ اخراج المنافقین عن مساجد المؤمنین۔ مولانا سید احمد علی شاہ نقشبندی

۲۴ شاہراہ تبلیغ۔ قاضی عبدالسلام

۲۵ روپ بہروپ۔ صوفی نواب الدین صاحب

۲۶ اظہار الکمال علی کشف جہل الجہال۔ سید احمد شاہ سوات

۲۷ کتاب مناظرہ۔ مولانا حفیظ اللہ نقشبندی صاحب

۲۸ القول التبلیغ فی التحریر من جماعۃ التبلیغ۔ مفتی حمود بن عبداللہ سعودی عرب

۲۹ تقویۃ الایمان۔اسماعیل دہلوی

۳۰ ایضاح الحق۔اسماعیل دہلوی

۳۱ صراط مستقیم۔اسماعیل دہلوی

۳۲ یک روزی۔اسماعیل دہلوی

۳۳ حفظ الایمان۔اشرف علی تھانوی

۳۴ بسط البنان۔اشرف علی تھانوی

۳۵ بوادر النوادر۔اشرف علی تھانوی

۳۶ امداد الفتاویٰ۔اشرف علی تھانوی

۳۷ الافاضات الیومیہ۔اشرف علی تھانوی

۳۸ رسالہ امداد۔اشرف علی تھانوی

marfat.com
Marfat.com

۳۹ تحذیر الناس۔ قاسم نانوتوی

۴۰ تصفیہ العقائد۔ قاسم نانوتوی

۴۱ مکاتیب الیاس۔ ابوالحسن ندوی

۴۲ دینی دعوت۔ ابوالحسن ندوی

۴۳ معیار الحق۔ نذیر حسین دہلوی

۴۴ مجموعۃ الفتاویٰ۔ عبدالجبار غزنوی

۴۵ عرف الجادی۔ نورالحسن پھوپانوی

۴۶ سوانح قاسمی۔ مناظر احسن

۴۷ نزل الابرار۔ وحید الزمان

۴۸ البراھین القاطعہ۔ خلیل احمد

۴۹ مکالمۃ الصدرین۔ شبیر احمد عثمانی

۵۰ ملفوظات الیاس۔ منظور احمد نعمانی

۵۱ اشرف السوانح۔ عزیز الحسن

۵۲ سوانح محمد یوسف۔ محمد ثانی حسنی

۵۳ حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب۔ مسعود عالم ندوی

۵۴ کرامات اہلحدیث۔ عبدالمجید خادم سوہدروی

۵۵ تبلیغی جماعت اور اس کی سازش۔ محمد رفیق شاھد

۵۶ بلغۃ الحیران۔ حسین علی

۵۷ فتاویٰ رشیدیہ۔ رشید احمد گنگوہی

۵۸ الشھاب الثاقب۔ حسین احمد

۵۹ الجہد المقل۔ محمود حسن

marfat.com
Marfat.com

۶۰ مدئیہ گنگوہی۔ محمد حسن

۶۱ فتاویٰ برکاتیہ۔ ابو البرکات احمد گوجرانوالہ

۶۲ فتاویٰ ستاریہ۔ عبدالستار دہلوی

۶۳ اقامۃ البرھان۔ عبدالاحد کانپوری

۶۴ ترجمان الوھابیہ۔ نواب صدیق حسن

۶۵ تطہیر الاعتقاد۔ محمد بن اسماعیل یمنی

۶۶ نصیحت المسلمین۔ خرم علی وہابی

۶۷ رشید امن رشید۔ محمد دین بٹ

۶۸ فتاویٰ سلفیہ۔ اسماعیل سلفی گوجرانوالہ۔

۶۹ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ' ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

۷۰ = = = = = = جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

۷۱ = = = = = = رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

۷۲ = = = = = = جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

۷۳ = = = = = = ذیقعد ۱۴۰۵ھ

۷۴ = = = = = = ذیقعد ۱۴۰۶ھ

۷۵ = = = = = = ذیقعد ۱۴۰۷ھ

۷۶ = = = = = = جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

۷۷ = = = = = = جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ

۷۸ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ' محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

۷۹ = = = = = = دسمبر ۱۹۷۷ء

۸۰ = = = = = = فروری ۱۹۷۸ء

marfat.com

Marfat.com

۸۱ = = = = ستمبر ۱۹۸۲ء

۸۲ = = = = مارچ ۱۹۸۵ء

۸۳ ماہنامہ انوار الصوفیہ ستمبر ۱۹۷۵ء

۸۴ ماہنامہ المجاھد وار برٹن اگست ۱۹۸۲ء

۸۵ ماہنامہ میثاق لاہور اپریل ۱۹۹۰ء

۸۶ ماہنامہ دعوت الحق ہڈرزفیلڈ یو کے فروری ۱۹۸۹ء

۸۷ ماہنامہ اخبار اہل سنت لاہور اپریل ۱۹۹۵ء

۸۸ ماہنامہ الدعوۃ لاہور دسمبر ۱۹۹۴ء

۸۹ ماہنامہ الدعوۃ لاہور فروری ۱۹۹۵ء

۹۰ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی مارچ ۱۹۷۹ء

۹۱ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۴ جولائی ۱۹۷۵ء

۹۲ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۲ فروری ۱۹۸۵ء

۹۳ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۷ ستمبر ۱۹۷۶ء

۹۴ = = = = = ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۷ء

۹۵ = = = = = ۲۰ نومبر ۱۹۷۷ء

۹۶ = = = = = ۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء

۹۷ = = = = = ۲۹ جون ۱۹۷۶ء

۹۸ روزنامہ سعادت لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء

۹۹ روزنامہ حیات لاہور ۲۰ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۰۰ روزنامہ حیات لاہور ۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۰۱ روزنامہ حیات لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۷۷ء

marfat.com

Marfat.com

۱۰۲ روزنامہ مساوات لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۰۳ روزنامہ مشرق لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۰۴ = = = = ۲۰ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۰۵ = = = = ۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۰۶ روزنامہ امروز لاہور ۸ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۰۷ روزنامہ امروز لاہور ۹ مئی ۱۹۸۱ء

۱۰۸ روزنامہ حدیث کراچی ۱۴ اپریل ۱۹۸۱ء

۱۰۹ روزنامہ مغربی پاکستان لاہور یکم دسمبر ۱۹۷۷ء

۱۱۰ روزنامہ وفاق لاہور ۲۸ نومبر ۱۹۷۷ء

۱۱۱ روزنامہ حیدر راولپنڈی ۲۲ جون ۱۹۸۳ء

۱۱۲ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۹ جون ۱۹۸۲ء

۱۱۳ = = = = لاہور ۱۶ مارچ ۱۹۸۷ء

۱۱۴ = = = = = ۲۳ جون ۱۹۸۳ء

۱۱۵ = = = = = ۲۱ جون ۱۹۸۱ء

۱۱۶ روزنامہ خبریں لاہور ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء

۱۱۷ = = = = = ۱۱ فروری ۱۹۹۵ء

۱۱۸ = = = = = ۱۴ فروری ۱۹۹۵ء

۱۱۹ = = = = = ۴ اپریل ۱۹۹۵ء

۱۲۰ روزنامہ پاکستان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء

marfat.com
Marfat.com

انجمن انوار القادریہ کی شائع کردہ کتابوں کی فہرست

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف، مؤلف و مرتب
۱	ثبوت معمولات اہلسنت	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۲	اچھے طریقے	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۳	قربانی مسائل و فضائل کی روشنی میں	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۴	مقدس رسول ﷺ کی بین الاقوامی حیثیت	حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
۵	نعمت عظیمہ	مولانا ابوالخیر محمد الطاف قادری رضوی
۶	گستاخ رسول کی شرعی سزا	اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور سید سعید کاظمی علیہ الرحمۃ
۷	اجماع امت	حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
۸	آقا میرا داتا ہے (ﷺ)	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۹	قادریہ مجموعہ نعت	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۱۰	قاعدہ قادریہ رضویہ	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۱۱	پکار و یا رسول اللہ ﷺ	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۱۲	فضائل مدینہ منورہ	حضرت علامہ فیض احمد اویسی
۱۳	اعلیٰ حضرت اور مناظرہ	مولانا محمد جہانگیر نقشبندی
۱۴	۲۷ اوراد و اعمال	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۱۵	اللہ کی مانیں یا گستاخی کی	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۱۶	گلستان مدینہ (مجموعہ نعت)	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۱۷	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ	علامہ محمد صدیق فانی
۱۸	اسلامی سلام	حضرت علامہ فیض احمد اویسی
۱۹	پرائز بانڈ پر انعام لینا جائز ہے	حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی
۲۰	عبادت و استعانت	علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱	ہاتھ پاؤں چومنا	حضرت علامہ فیض احمد اویسی
۲۲	عظیم روحانی تحفہ	جناب عارف دہلوی
۲۳	عرس کیا ہے؟	ابو الکلام احسن القادری
۲۴	فضل الوحید (توحیدیوں کا آپریشن)	حضرت علامہ فیض احمد اویسی
۲۵	اہلسنت کی یلغار	علامہ حسن علی رضوی میلسی
۲۶	موئے مبارک کے فضائل	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۲۷	تذکرہ مصلح اہلسنت	علامہ بدر القادری (ہالینڈ)
۲۸	تحفۃ الوظائف	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری

marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف' مؤلف و مرتب
۲۹	وصایا شریف	علامہ مولانا حسن علی رضوی میلسی
۳۰	اختلاف 'کیا؟ کیوں؟ کیسے؟	حضرت علامہ مولانا تابش قصوری مدظلہ العالی
۳۱	بدنصیب روزے دار	مولانا محمد زاہد رضوی
۳۲	بے نمازی تیرا کیا بنے گا	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۳۳	نمازی کیلئے بہاریں	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۳۴	'نماز کے آداب	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۳۵	بہار قرآن	مولانا زاہد رضا قادری
۳۶	قربانی صرف تین دن ہے	علامہ مولانا صدیق ہزاروی مدظلہ العالی
۳۷	جواب خواب	علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی
۳۸	مسئلہ وضع الیدین	مفتی محمد شوکت سیالوی مدظلہ العالی
۳۹	اللہ عزوجل کی رحمت خاص رحمت للعالمین ﷺ	حضرت علامہ سید سعید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۴۰	یک صد خصائص مصطفیٰ ﷺ	علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
۴۱	گلدستۂ قادریہ رضویہ (مجموعہ نعت)	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۴۲	انوارِ دعا	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۴۳	ایک سچا اور پیارا عقیدہ	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۴۴	انوار قادریہ	علامہ مولانا صدیق فانی
۴۵	پیغام اخوت	مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ
۴۶	حاضری رجسٹر	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۴۷	حاضری نماز	مولانا غلام جیلانی رضوی اشفاقی
۴۸	محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ	علامہ مولانا حسن علی رضوی میلسی
۴۹	خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ
۵۰	بے نمازی کی شامت	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۵۱	وضو اور غسل کا طریقہ	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۵۲	اسلامی مہینوں کی برکتیں	مولانا زاہد رضا قادری
۵۳	نماز فجر کیلئے بیدار ہونے کے طریقے	مولانا سید محمد انس رضا قادری
۵۴	آنکھوں کا تارہ (مجموعہ نعت)	حافظ ابو البرکات محمد اقبال قادری
۵۵	تاریخی حقائق	علامہ ابو داؤد محمد صادق قادری مدظلہ العالی
۵۶	قرض نعمت یا زحمت	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی
۵۷	نورانی حقائق	علامہ ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی
۵۸	بے نمازی اور شیطان	مولانا ابو الخیر محمد الطاف قادری رضوی

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف' مؤلف و مرتب
۵۹	موت کیا ہے ؟	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق احمد رضوی مدظلہ العالی
۶۰	ہمارے غوث اعظمؓ	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۶۱	مودودی حقائق	حضرت علامہ مولانا مفتی ابو داؤد محمد صادق مدظلہ العالی
۶۲	اثباتِ مزارات	علامہ مولانا حسن علی رضوی مدظلہ العالی (میلسی)
۶۳	دردوں کی بہاریں	ابو الخیر مولانا محمد الطاف قادری رضوی
۶۴	مجدد اعظم	محدث اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ
۶۵	انہدام مزار سیدہ آمنہ ایک افسوسناک سانحہ ہے	حضرت علامہ مفتی سید محمد اکبر الحق رضوی
۶۶	میں مدینے چلا (مجموعہ نعت)	غلام جیلانی قادری رضوی
۶۷	مسئلہ گریبان	حضرت علامہ مفتی سید محمد اکبر الحق رضوی
۶۸	تقلید ائمہ	حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالوہاب قادری
۶۹	اسلام	ڈاکٹر اقبال احمد اختری صاحب
۷۰	ہرگز مت مرنا مگر مسلمان	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۷۱	شرک اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا؟	حضرت علامہ مولانا غلام غوث رضوی
۷۲	تبلیغ اسلام اور اس کے طریقے	حضرت علامہ فیض احمد اویسی
۷۳	سود کی نحوست	حضرت علامہ مولانا مفتی اشفاق احمد رضوی
۷۴	نام محمد ﷺ کیوں رکھا؟	حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد اکبر الحق رضوی
۷۵	نعت نیر	صاحبزادہ سید ضیاء احسن جیلانی (شکیل قادری)
۷۶	خزینۂ قواعد	حضرت علامہ لائق محمد سعیدی
۷۷	منتخب صلوٰۃ والسلام	حافظ محمد ظفر پاریکھ
۷۸	دعوت و تعلیم	حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
۷۹	حادثات و ناگہانی آفات سے حفاظت کے ۱۱ اوراد و اعمال	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۸۰	مناقب مجدد اعظم (نغماتِ رضا)	حضرت علامہ حسن علی رضوی میلسی
۸۱	فاتحہ کا طریقہ	ابو عمر محمد فیصل نقشبندی قادری
۸۲	مروجہ قرآن خوانی پر شواہد	حضرت علامہ مولانا محمد امیر قادری
۸۳	ہمارے رسول ﷺ سراپا ہدایت ہیں	حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد اکبر الحق رضوی
۸۴	شیطان کا سینگ "تبلیغی جماعت"	حضرت علامہ ابوالاویس محمد نصیر احمد اویسی مدظلہ العالی

marfat.com
Marfat.com



دنیائے سنّیت کا پیغام

- نماز روزہ و دیگر فرائض، واجبات اور سنتوں کی پابندی کیجئے۔
- قرآن مجید کا ترجمہ کنز الایمان ضرور پڑھا کیجئے۔
- گستاخان رسول وصحابہ واہل بیت اور اولیاء کے گستاخوں سے بچا کیجئے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا پرچار کیجئے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانیئے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر ضرور ضرور انگوٹھے چومیں۔
- مساجد میں بوقت اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا رائج کیجئے۔
- ہر جمعہ کی نماز کے بعد مسجدوں میں کھڑے ہو کر ضرور سلام پڑھیں۔
- ہر مشکل میں یا اللہ (جل جلالہ) مدد، یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مدد کہا کیجئے۔
- گیارہویں شریف، نیاز و فاتحہ اور دیگر معمولات اہل سنت پر عمل کیجئے۔
- ۱۲ ربیع الاول کے دن جلوس میں ضرور شرکت کیجئے۔
- محفل نعت میں آیا کیجئے۔
- اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیا کیجئے۔

انجمن انوار القادریہ کی تمام کتابیں رعایتی قیمت پر حاصل کیجئے۔

تشریف لایئے

مکتبۂ اہلسنّت

برائٹ کارنر دوکان نمبر ۹،
سبزی منڈی کراچی۔
فون : 2435088

تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ

مولفہ

مولانا عبدالغفور صاحب الوری

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ فیاض العلوم

صدر مجلس استقبالیہ کل پاکستان میلاد مصطفیٰ کانفرنس رائیونڈ

شائع کنندہ

حاجی فقیر محمد غلام مصطفیٰ کوٹ بدردین قصور

نام کتاب	تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ
مصنّف	شیخ الحدیث الحاج علّامہ محمد عبدالغفور الوری
کتابت	شاہ محمد چشتی نظامی، محلہ محمود پورہ، قصور
سال طباعت	ربیع الثانی، مارچ ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء
صفحات	۱۶۰
طباعت	آفسٹ اشاعت دوم ۱۴۲۸ھ سنہ ۲۰۰۷ء
طابع	حاجی فقیر محمد، قصور
تعداد	ایک ہزار ایک سو (۱۱۰۰)
قیمت	۱۰۰ روپے
ملنے کا پتہ :	دارالعلوم فیاض العلوم رائے ونڈ (لاہور)

ایک حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُنْظُرُوْا مَنْ تُجَالِسُوْنَ وَعَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَتَصَوَّرُوْنَ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ فَيَقُوْلُوْنَ حَدَّثْنَا وَاَخْبَرَنَا وَاِذَا جَلَسْتُمْ اِلٰى رَجُلٍ فَاسْئَلُوْهُ عَنِ اسْمِهٖ وَاَبِيْهِ وَعَشِيْرَتِهٖ فَتَفْقِدُوْنَهٗ اِذَا غَابَ۔

کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۱۴ حدیث نمبر ۲۹۱۳۱

ترجمہ :

"جس کے پاس بیٹھو اور دین کی سمجھ حاصل کرو، اسے پہلے خوب دیکھ لو کیونکہ آخر زمانہ میں شیطان انسانوں کی شکلوں میں (گمراہ کرنے کے لئے) حدیثیں پڑھ پڑھ کر سناتے پھریں گے اور کہتے پھریں گے "حدثنا واخبرنا"، اور جب تم کسی مرد کے پاس بیٹھنے کا قصد کرو تو پہلے اس سے اس کا نام اور باپ اور قبیلہ کے متعلق پوچھ لو کیونکہ اس کے غائب ہوتے ہی پھر تم اسے نہیں پاسکو گے وہ مفقود ہو جاتے گا۔"

شکریّہ

میرے مکرم و محترم بھائی مولوی حاجی فقیر محمد صاحب قصوری دام مجدہ، اور صوفی پیر محمد اسماعیل نقشبندی شاہدرہ ٹاؤن بحال (لندن) اور صاحبزادہ پیر خادم حسین شرقپوری نقشبندی شاہدرہ ٹاؤن لاہور نے ہمیشہ ناچیز کا دینی معاملات میں حد سے فزوں ساتھ دیا اور دے رہے ہیں۔ میری یہ خدمت دینی و ملی جو کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے ہے، اس کا شائع کرانا اور نہایت قلیل وقت میں منظرِ عام پر لانا انہی کی مساعیٔ جلیلہ کا نتیجہ ہے۔ میرے ان محسنین کے لئے میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں تاہم بفرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ، تہِ دل سے مشکور ہوں، اللہ تبارک و تعالےٰ بطفیل اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ان صالح نیک بختوں کو ہمیشہ باعزت و عظمت زندہ و پائندہ، سلامت باکرامت و شرافت رکھے۔ آمین۔

(محمد عبدالغفور الوری غفرلہٗ)

تقریظات

(۱) غزالیٔ دوراں استاذ المحدثین فخر المحققین استاذی المکرم علامہ سیدی و سندی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ، صدر مرکزی تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان و صدر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان، شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ انوار العلوم، ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

اما بعد! فاضلِ جلیل مولانا محمد عبدالغفور صاحب نقشبندی مجددی الوری، مہتمم و شیخ الحدیث مدرسہ فیاض العلوم رائے ونڈ سلمہم اللہ تعالیٰ کی زیرِ نظر تالیف فقیر نے بعض مقامات سے دیکھی، فاضل مؤلف نے نہایت محنت اور کاوش کے ساتھ علمی و استدلالی طور پر اپنے مدعا کو ثابت کیا ہے۔ تبلیغی جماعت کا ظاہر عوام کے سامنے دینی اور مذہبی نظر آتا ہے، یہ لوگ اپنے آپکو اختلافِ عقائد سے بھی بالاتر ظاہر کرتے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اہلِ سنت کیلئے یہ تالیف دیدۂ بینا کا حکم رکھتی ہے، اس موضوع پر مفصل لکھنا نہایت ضروری تھا تاکہ عوام اہلسنت تبلیغی جماعت کے عقائد و اصول سے واقف ہوں۔ الحمدللہ! مولانا موصوف نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا المحترم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انکی اس تالیف کو عامۃ المسلمین کیلئے موجبِ منفعت بنائے۔ آمین

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ ۹ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم صاحب ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ و ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

(۲)

تبلیغی جماعت کی بنیاد منافقت کے گہرے اور مضبوط ان اصولوں پر رکھی گئی ہے جن کو قرآنِ پاک نے منافقین کے طور طریقوں کی صورت میں بیان کیا ہے کہ یہ مفسد ہونے کے باوجود مصلح ہونے کے دعویدار اور گروہِ شیطان ہونے کے باوجود مومن ہونے کا پرچار کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے کردار سے باشعور مسلمان بھی دھوکہ کھا جاتا ہے اور اس کو نیکی اور صلح جوئی تصور کرتا ہے جبکہ اس جماعت کے فتنہ و فساد سے وہی لوگ آگاہ ہو سکتے ہیں جو علم کے ساتھ ساتھ نورِ نبوت سے مستفیض اور نورِ بصیرت کے حامل ہوں۔

حضرت مولانا محمد عبدالغفور الوری صاحب نے سالہا سال تبلیغی جماعت کے مرکز کی سرگرمیوں کو قریب سے دیکھا اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے تبلیغی جماعت کے رُخ سے پردہ اٹھایا ہے جس سے مسلمان اس جماعت کے فریب سے محفوظ رہ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا کی ان مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین

محمد عبدالقیوم غفرلہٗ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ۸ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

(۳)

حضرۃ علامہ مولانا مفتی محمد ابوسعید غلام سرور قادری مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ
مین مارکیٹ، گلبرگ ۲ استاذ الحدیث والادب العربی جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور

زیرِ نظر کتاب استاذ العلماء حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب الوری شیخ الحدیث فیاض العلوم رائے ونڈ کی علمی و فکری کاوش کا عمدہ نتیجہ ہے جسے پڑھ کر تبلیغی جماعت کا صحیح رخ سامنے آجاتا ہے۔ تبلیغِ دین ایک اہم فریضہ ہے جو امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے علماء کو تفویض ہوا لیکن تبلیغی جماعت کے مبلغین، علمِ دین سے بے بہرہ ہیں، ان کے علم کی تان صرف "تبلیغی نصاب" ایسی اردو کی ایک کتاب پر آکر ٹوٹتی ہے۔ وہ نہ تو قرآن کا علم رکھتے

ہیں اور نہ ہی سنت و فقہ میں بصیرت رکھتے ہیں، وہ صرف اسی ایک کتاب تبلیغی نصاب کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور بس، جبکہ تبلیغ دین کیلئے باقاعدہ علمِ دین پر عبور کی ضرورت ہے امام ہبۃ اللہ بن سلامہ کی کتاب الناسخ والمنسوخ میں ہے کہ ایک شخص جامع مسجد کوفہ میں تقریر کر رہا تھا، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور اس مقرر و واعظ سے پوچھا هَلْ تَدْرِیْ مَا النَّاسِخُ وَالْمَنْسُوْخُ؟ کہ تجھے قرآن و سنت کے ناسخ و منسوخ کا علم ہے جو تو وعظ کر رہا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے اسکی گوشمالی فرمائی اور مسجد سے نکال دیا اور فرمایا فَلَا تَقُصَّنَّ فِیْ مَسْجِدِنَا هٰذَا کہ خبردار آئندہ ہماری مسجد میں وعظ و تقریر یا درس نہ دینا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ایک اَن پڑھ مبلغ سے سلوک فرمایا لہٰذا تبلیغی جماعت کے اَن پڑھ مبلغوں کو سنی مساجد میں ہرگز ہرگز وعظ و تقریر یا درس دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے۔ علاوہ ازیں مکالمۃ الصدرین میں ہے کہ اس جماعت کے بانی مولوی الیاس کو انگریزوں سے امداد ملا کرتی تھی، ظاہر ہے کہ ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کے مطابق یہ جماعت انگریزوں کے ایما پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے معرضِ وجود میں آئی، نیز مولوی الیاس نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ انہوں نے مولوی اشرفعلی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے اس جماعت کی بنیاد ڈالی ہے۔ حضرت علامہ قبلہ الوری صاحب کی عمر اور علم میں خدا برکت دے، انہوں نے تبلیغی جماعت کا صحیح رُخ عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے جس کے بعد بجا طور پر امید کی جا سکتی ہے کہ عوام اس جماعت کے ساتھ تعاون کرنے کی بجائے اس سے دور رہ کر اپنے ایمان کا تحفظ کرینگے۔ فقط

محمد ابوسعید غلام سرور قادری

④ حکیم اہلِ سنت حضرت جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ، صدر مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"تبلیغی جماعت"، عقائدِ حقہ اہلِ سنت وجماعت کے خلاف ایک گہری سازش ہے، اسے بے نقاب کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ حضرت مولانا محمد عبدالغفور الوری مدظلہ العالی کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا کرے کہ انہوں نے اس مذموم سازش کا پردہ چاک کر دیا ہے۔

محمد موسیٰ عفی عنہ

⑤ حضرت مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاہی مدظلہ سجادہ نشین ساہنپال شریف

میں جناب حکیم اہلِ سنت محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کی مذکور بالا رائے سے متفق ہوں۔

سیّد شرافت نوشاہی

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا ابوالفضل غلام علی اشرفی برکاتی صدر جمعیۃ علماء پاکستان (پنجاب) و مہتمم اشرف المدارس اوکاڑہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور صاحب الوری مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ فیاض العلوم رائے ونڈ کی شخصیت دینی اور علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں ہے آپ کا عظیم تعلیمی وتدریسی اور مذہبی مرکز سنّیت رائے ونڈ میں باحسن وجوہ دینی اور مذہبی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ آپ نے "تبلیغی جماعت کا صحیح رخ" کے عنوان سے جو کتاب مرتب فرمائی ہے ناچیز نے بعض مقامات سے اسے دیکھا اور تحقیقی پایا۔ یہ مولانا موصوف کی محنت اور تبلیغی کد وکاوش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نام نہاد تبلیغی جماعت کے راز ہائے سربستہ کو جسطرح حضرت علامہ نے طشت از بام کیا ہے یہ انہیں کا حصّہ ہے چونکہ علامہ موصوف بھی میواتی ہیں اس لئے "اَہْلُ الْبَیْتِ اَدْرٰی بِمَا فِی الْبَیْتِ" کے مصداق الیاسی پارٹی کے کارناموں سے بخوبی واقف ہیں، اور جن حقائق کا انکشاف جناب موصوف نے اس کتاب میں فرمایا ہے یہ آپکی محققانہ تحقیق کا نتیجہ ہے۔ میں تمام سُنّی بھائیوں سے ملتمس ہوں کہ اس کتاب کی نشر واشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ اسلام اور مسلکِ حقہ اہلِ سنت وجماعت کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرمائے۔ والسلام

ابوالفضل غلام علی اشرفی برکاتی، خادم التفسیر والحدیث اوکاڑوی غفرلہٗ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

مصنّف کے مختصر حالاتِ زندگی

تحریر ——— شاہ محمد چشتی نظامی خوشنویس، محلہ محمود پورہ قصور

شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ الحاج محمد عبدالغفور الوری زید مجدہ، ان بندگانِ خدا کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہیں جنہیں محض کمانے، کھانے پینے اور پہننے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ان کی آفرینش کا ایک مقصد ہے اور وہ صرف اور صرف دینِ خدا ورسول کی شبانہ روز خدمت ہے۔

ولادت آپ ۱۳۵۶ھ / ۱۶ اپریل ۱۹۳۷ء کو ریاست الور (بھارت) کے ایک گاؤں کھیڑا جاہر میں جناب امیر علی خاں بن محمد خاں کے گھر میں پیدا ہوئے گاؤں کے ایک بزرگ امام وخطیب مولانا گلزار احمد صاحب نے آپ کا نام محمد عبدالغفور تجویز فرمایا۔ آپ زمیندار قوم میو راجپوت سے تعلق رکھتے ہیں اور بارہ گوت میں سے گوت سینگل میں شمار ہوتے ہیں۔

حصولِ علم ابتدائی تعلیم اپنے چچا نہال خاں اور ماسٹر عبدالمجید گگرٹ سے حاصل کی اور بعد ازاں باقاعدہ تحصیلِ علوم کیلئے آپ نے شرقپور شریف، خانپور اور ملتان کا سفر کیا اور اہلِ سنت کے نامور علماء سے علم حاصل کیا اور صرف ۲۲ سال کی عمر میں جیّد عالم بن گئے۔

آپ کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل اکابر امت قابلِ ذکر ہیں:۔

۱۔ مناظرِ اسلام علامہ قاضی عبدالسبحان کھلابٹی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت علامہ غزالیٔ زماں سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہم العالی

۳۔ حضرت علامہ سراج الفقہاء مولانا سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۹ء میں اپنے گرامی قدر استاذ غزالیٔ زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہم العالی انوار العلوم ملتان میں پڑھ کر فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۶۲ء میں دار المبلغین شعبہ تبلیغ

تدریس میں سلسلۂ تدریس شروع کیا، ۱۹۶۶ء میں

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب نعیمی مدظلہ نے اپنے شہرۂ آفاق دار العلوم جامعہ نعیمیہ لاہور میں بحیثیت صدر مدرس آپکو بلا لیا، ۱۹۶۷ء میں مدرسہ غوثیہ رضویہ، رحیم یار خاں میں تشریف لے گئے اور ۱۹۶۸ء میں اپنے استاذ مکرم غزالیٔ دوراں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی زاد اللہ عنایاتہ کے مدرسہ انوار العلوم ملتان میں استاذ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے۔

تلامذہ اس دوران ملک کے مختلف علاقوں سے آنیوالے طلبہ نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور ملک میں دینی خدمات کا سلسلہ شروع کر دیا، چند تلامذہ کے نام یہ ہیں:

- خطیبِ پاکستان حضرت مولانا علامہ عبد الوحید ربانی ، ملتان
- مولانا غلام رسول خطیب جامع مسجد غلہ منڈی فورٹ عباس (بہاولنگر)
- علامہ صاحبزادہ خادم حسین شرقپوری، مہتمم ریاض العلوم ، شاہدرہ لاہور
- " مفتی مزمل حسین شاہ مہتمم مدرسہ حسینیہ فیض العلوم ، سید پور ، لاہور
- " قاری شیر محمد ، خطیب بستی عبد القادر قصور و ناظم نشر و اشاعت جماعت اہلسنت ضلع قصور
- " صاحبزادہ حبیب اللہ فاروقی ، خطیب لیڈی پارک ، اوکاڑہ
- " عبد الخالق صدیقی ، خطیب باغبانپورہ ، لاہور

- علامہ منظور احمد ، خطیب مسجد جامع سلطان باہو ، گوجرانوالہ
- " حافظ قاری سید زوار حسین شاہ بخاری مہتمم دار العلوم جامعہ معینیہ ، لاہور
- " سراج الحق ، مہتمم مدرسہ رضویہ اہلسنت ، تلونڈی ، ضلع قصور
- " حافظ قاری نذیر احمد کشمیری ، تراڑکھل
- " اصغر علی شہ قبوری ، نئی بھینی ، ضلع شیخوپورہ
- " حکیم محمد یونس ، خطیب کرتو ، نارنگ منڈی
- " حافظ قاری محمد اختر علی نقشبندی سابق ناظم نشر و اشاعت جماعت اہلسنت کراچی
- " حافظ عبد الرحمٰن ، خطیب چک نمبر ۹ ، فیصل آباد
- " محمد شریف ، خطیب شاہدرہ ، لاہور
- " خلیل احمد بستی درویش والی لودھراں
- مولوی محمد بخش نظامی تونسہ شریف
- " محمد حنیف ، سنجن آباد
- " خان محمد ، ڈیرہ غازیخاں
- " محمد شفیع ، مظفر گڑھ
- " سید لطاف حسین گیلانی ، ملتان
- " محمد قاسم اویسی ، "
- " غلام محمد نظامی ، مظفر گڑھ
- " نذیر احمد اظہر ، ساہیوال

- حافظ محمد ابراہیم ، مظفر گڑھ
- " محمد حنیف ، منڈی چشتیاں
- مولوی محمد یونس ، ملتان
- " شیخ غلام محمد ، تونسہ شریف
- " غلام فرید قادری ، تحصیل شجاع آباد
- " خدا بخش سعیدی ، مظفر گڑھ
- " رحیم بخش سعیدی ، تحصیل لیاقت پور

دارالعلوم کا قیام

کئی سال کے تعلیمی و تدریسی تجربے کے بعد ۱۹۷۰ء میں آپ نے رائے ونڈ میں ایک وسیع پلاٹ خرید کر دارالعلوم فیاض العلوم کی بنیاد رکھی اور توکلاً علی اللہ کام شروع کر دیا۔ یہ علاقہ خاص طور پر بدمذہبی کی اشاعت کرنیوالی تبلیغی جماعت کے نرغے میں آچکا تھا، آپ کے یہاں تشریف لانے کے بعد تبلیغی جماعت کی تبلیغی دیوار منہدم ہوتی دکھائی دیتی ہے۔

اس وقت دارالعلوم میں مجموعی طور پر دو صد طلبہ ہیں جن کی ضروریات کا کفیل بفضلہٖ تعالےٰ دارالعلوم ہی ہے، چھ علماء و حفاظ مصروفِ تدریس ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے یہ دارالعلوم روز افزوں ترقی پر ہے۔

ملکی تحریکوں میں حصّہ

بے پناہ مشاغل کے باوجود آپ ملکی تحریکوں میں بھی حصہ لیتے آئے ہیں، تحریکِ ختمِ نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ۱۹۷۷ء کی تحریکِ نظامِ مصطفےٰ میں بھرپور کام کیا اور اس کی پاداش میں اپنے بعض تلامذہ سمیت آپ جیل بھی گئے اور ایک ماہ تک جیل ہی میں امامت و خطابت سے لوگوں کے دلوں کو نورِ اسلام سے منور فرماتے رہے۔

میلاد کانفرنس

آپ طبعی طور پر انتھک واقع ہوئے ہیں، اس وقت آپ بیک وقت مہتمم، مدرس، مفتی، شیخ الحدیث، مقررِ شعلہ بیاں اور دارالعلوم کی تمام تر ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں، مزید برآں آپ ضلع لاہور حلقہ ۱۱۱ کے لئے جمعیۃ العلماء پاکستان کے صدر بھی ——— ہیں اور ملتان میں کامیاب ترین "کل پاکستان سُنّی کانفرنس" کے بعد رائے ونڈ میں منعقد ہونیوالی "کل پاکستان میلادِ مصطفےٰ کانفرنس" کی پندرہ رکنی انتظامی کمیٹی کی مجلسِ استقبالیہ کے چیرمین کے طور پر آپ ہی کو نامزد کیا گیا ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ اس تاریخی کانفرنس میں ۳۰ لاکھ سے زیادہ شیدائیانِ رسول شریک ہوں گے۔

——— ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

فہرست

(حصہ اول)

انتساب

مقدمہ

۱- بانی تبلیغی جماعت الیاس کے متعلق ۲۲

۲- الیاس اپنا مدعا سمجھانے سے قاصر تھا ″

۳- الیاس کی گفتگو سے وحشت پیدا ہو جاتی تھی ۲۳

۴- الیاس بکتا رہتا تھا ۲۵

۵- الیاس مشکل کشا ہیں ۲۶

۶- صحابہ سے برابری ″

۷- الیاس قدرتِ الٰہی کی نشانی ۲۷

۸- تبلیغی جماعت کا مکتب، حُقّہ ہے ۲۹

۹- الیاس کی قوتِ فکریہ ۳۲

۱۰- الیاس کا دلی مقصد کوئی نہیں جانتا ۳۳

۱۱- گنگوہی اور اشرف علی، الیاس کے جسم و جاں تھے ۳۴

۱۲- فتوائے کفر از علماءِ دیوبند ۳۵

۱۳- تبلیغی جماعت نبی کی گستاخی کو خالص دینی خدمت سمجھتی ہے ۳۸

۱۴- نماز میں رسول اللہ کا خیال گدھے بیل ۳۹

۱۵- تبلیغی جماعت کے بانی کا دلی مقصد خطرناک ۴۱

۱۶- الیاس صاحب بزرگوں کے منصب کی پرواہ نہ کرتے۔ ۴۳

۱۷- اس تحریک کا پوشیدہ راز ظاہر ہوگیا۔ ۴۴

۱۸- الیاس صاحب نے قسم کھالی۔ ″

۱۹- تبلیغی جماعت کے نزدیک کوئی مسلمان نہیں سوادِ اعظم مغضوب و ملعون ۴۵

۲۰- تبلیغی جماعت کے نزدیک نبی گنہگار۔ ۴۸

۲۱- بلا تعظیم حضور کا نام پاک، ۴۹

۲۲- تبلیغی جماعت سخت خبیثہ۔ ۵۰

۲۳- دیوبندیوں کے نزدیک اللہ جھوٹا ہے۔ ۵۳

۲۴- محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند۔ ۵۵

۲۵- تبلیغی جماعت بدکاری کی تبلیغ کرتی ہے۔ ۵۶

۲۶- وضاحت پیشہ۔ ۵۸

۲۷- وضاحتِ نصاب۔ ″

۲۸- تبلیغی جماعت نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا۔ ۶۵

۲۹- انسانیت نبی کی محتاج نہیں۔ ۶۹

۳۰- ایک شبہ کا ازالہ۔ ۷۲

۳۱- تبلیغی جماعت مسلمانوں میں ایمان پیدا کرتی ہے؟ ۷۳

۳۲- جو تبلیغی جماعت میں نہیں، مسلمان نہیں۔ ۷۴

۳۳- تبلیغی جماعت کے کلمہ، نماز صحیح کرانے سے بچو۔ ۷۵

۳۴- تبلیغ سے تبلیغی جماعت کا مقصد روزہ نماز نہیں۔ ۷۷

۳۵- یہ تبلیغ، دین میں نیا فتنہ ہے۔ ۸۷

۳۶- غیر اللہ سے شرعی یا غیر شرعی کوئی مسئلہ نہ پوچھئے۔ ۸۹

۳۷- پیشاب پاخانہ میں کلمہ و نماز پیدا ہونا دین کی علامت۔ ۹۲

۳۸- تبلیغی جماعت میں علم نہیں جہالت ہے۔ ۹۴

۳۹- انسان کی ہر صفت کو اللہ استعمال کرتا ہے۔ ۹۵

۴۰- تبلیغی جماعت اس زمانہ کو بے دین سمجھتی ہے۔ ۹۶

۴۱- قرآن و حدیث و علمِ فقہ، حقیقی علم نہیں زعم ہے۔ ۹۹

۴۲- غیر نبی بھی فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ کا مرتبہ پاسکتا ہے۔ ۱۰۱

۴۳- الیاس انبیاء کی مثل ۱۰۲

۴۴- کتابی علم پڑھنا غلطی ہے۔ ۱۰۹

۴۵- تبلیغی جماعت حضور کے پسندیدہ طریقہ پر ہے؟ ۱۱۰

۴۶- ہدایت، رسولوں کے بس کی بات نہیں۔ ۱۱۱

۴۷- تبلیغی جماعت کا انحصار وجدانیات پر ہے۔ ۱۱۹

۴۸- اصولِ تبلیغ کسی کے حکم سے بنائے۔ ۱۲۲

۴۹- ایک داستان۔ ۱۲۳

۵۰- ایک دردناک غلطی۔

۵۱- دو غلا۔

حصّہ دوم

۵۲- میواتی قوم کے متعلق کچھ باتیں۔ ۱۲۵

۵۳- تبلیغی جماعت کی طرف سے میواتی قوم میں ثابت کی گئی برائیوں کا ایک خاکہ ۱۲۸

۵۴- دلفریب دھوکہ۔

۵۵۔	تبلیغی جماعت نے میواتیوں کو کافر کہا۔	
۵۶۔	میوات اسلام سے محروم۔	۱۴۱
۵۷۔	میو مشرک اور بت پرست تھے۔	۱۴۲
۵۸۔	تبلیغی جماعت والے کُتّے، خنزیر سے بدتر۔	//
۵۹۔	تبلیغی جماعت اوندھے منہ جہنم میں۔	۱۴۳
۶۰۔	ایک شبہ کا ازالہ۔	۱۴۴
۶۱۔	ایک پیش آنیوالا شبہ اور اس کا جواب۔	۱۴۵
۶۲۔	بعض سادہ لوح حضرات کے سوال کا جواب۔	۱۴۶
۶۳۔	ایک سوال کا جواب۔	۱۴۷
۶۴۔	قوم کی بے عزتی اور توہین کا عادی بنانے کا طریقہ۔	۱۴۸
۶۵۔	تبلیغی جماعت قاتل ہے۔	۱۵۰
۶۶۔	ایک بہت بڑا اعتراض اور اس کا جواب۔	۱۵۱
۶۷۔	میواتی قوم کو محتاج سمجھیں۔	۱۵۵
۶۸۔	میواتیوں کی صحیح تصویر۔	۱۵۶
		۱۵۸

مقدمہ

جملہ اہلِ اسلام حضرات کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ میرے ان چند سطور کے مضمون کو جسے مقدمہ کے طور پر تحریر کیا جاتا ہے، پہلے اسے خوب غور سے پڑھئے، سمجھئے اور پھر آئندہ اوراق کا مطالعہ کیجئے۔

امید ہے کہ ناظرینِ کرام اگر انصاف سے اول تا آخر اس کتاب کو پڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ ان پر رحمانی اور شیطانی کیفیات کے امتیاز کے دروازے ضرور کھل جائیں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ شیطان واقعی کئی روپوں میں مکر و فریب سے اپنے پھندوں میں جکڑتا ہے۔

تبلیغی جماعت کا بانی مولوی محمد الیاس ہے، یہ جماعت کیسی ہے؟ اس کے نظریات و خیالات کیا ہیں؟ یہ مسلمانوں کو تبلیغ کرتی ہے یا کافروں کو؟ کافروں کو تبلیغ کرتی ہے تو پاکستان وغیرہ میں کافر کون ہیں جنہیں اس نے بذریعہ تبلیغ مسلمان کیا ہے؟ یہ کس چیز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے؟ کونسا دین ہے جس کی تبلیغ ہو رہی ہے؟ اس دین کے ارکان کیا ہیں؟ کیا واقعی اس تبلیغ سے مقصود صرف احکامِ الٰہی کا پہنچانا ہے یا کچھ اور؟ کیا اس جماعت کی بنیاد انہی اصولوں پر ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے؟ وہ اصول یہ ہیں:

کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ

اگر حضور کے مقرر کردہ اصول نہیں تو انہوں نے کن اصولوں کو اپنایا؟ ان اصولوں

کی حقیقت کیا ہے؟ کیا وہ صرف شکار کرنے کے لئے جال کی حیثیت تو نہیں رکھتے؟ ان اصولوں کے مُوجد کی حیثیت کیا ہے؟ وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟ اس کی جماعت اسے کیا سمجھتی ہے؟

نیز کیا اس جماعت کا ظاہر و باطن یکساں ہے، یا کچھ فرق ہے؟ عالمِ اسلام کی عظیم اور نامور اقوام میں سے **قوم میو** کی جو توہین و تنقیص، بدنامی اور اس کے اعلیٰ خصائل کو مسخ کر کے اس میں رذائل اور برائیاں ثابت کیں حتیٰ کہ کفر تک میں اسے ملوث کیا ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

آئندہ اوراق میں مجھے انہی سوالوں کے جواب دینے ہیں نیز انہی کی کتابوں سے ثبوت دینے ہیں کہ مسلمانوں کے متعلق اس جماعت کا نظریہ اور عقیدہ کیا ہے اور میواتیوں کے متعلق یہ لوگ کیا خیالات رکھتے ہیں۔ مجھے اپنے عوام و خواص اہلِ اسلام حضرات کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اس جماعت کے ظاہری چہرہ پر جو دلفریب نقاب ہے اس کا مقصد کیا ہے اور حقیقت کیا ہے کیونکہ یہ دلفریب اور بدصورت چہرہ کو چھپانے والا نقاب میرے ہی وطن و علاقہ سے میری عدم موجودگی میں میرے سادہ لوح بھائیوں بزرگوں سے نظر چُرا کے لے آئے اور مثلِ مشہور کا سا کام کیا کہ:

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

چور، چوری کرنے ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ جب سمجھتا ہے کہ ہضم ہو گئی تو الٹا گھر والوں کو ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیتا ہے۔

ان لوگوں نے ملک بہ ملک اس قوم کی برائیاں بتانا شروع کر دیں، ان کا یہ سارا ڈرامہ ایسا ہی ہے جیسے فاحشہ، بدمعاش اور اُچکی عورتیں نیک، پارسا شریف خاندانوں کی عورتوں والا لباس اوڑھ لیں اور شریف گھرانوں میں پہنچ کر

ان کی شرافت پر ڈاکہ ڈالنا شروع کر دیں اور ان کی عزت و حرمت لوٹ کر ان کے ذریعہ اپنی بدقماشی کے اڈوں کو زینت بخشیں اور بہتر نمونہ کے طور پر گاہکوں کے پھنسانے کے لئے پیش کریں۔

میواتیوں کے ساتھ ان کا معاملہ یہی ہے۔ لیکن اگر کوئی دانا شخص صرف لباس و نقاب ہی نہیں بلکہ قد و کاٹھ، رفتار گفتار کا ایسا ماہر ہو کہ ؎

بہ ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

اور مثلاً شریف عورت کو فاحشہ مکارہ عورت جو ساتھ لئے جا رہی ہو اور دانا شخص چور اسے پر اس کا نقاب ہٹا دے تو سب دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ فلاں بدمعاشی اور ایمان و عزت و عصمت کو لوٹنے اور ضائع کرنے والے اڈا کی دلالہ ہے۔

اس جماعت کا ظاہر شرافت ہے اور باطن خباثت سے لبریز اور اگر دھوکے سے اس کے ساتھ جانے والی کا نقاب ہٹے تو اس کے ساتھ چلنے کی برائی میں تو ملوث ہو گی لیکن اس کا ظاہر و باطن بے داغ نظر آئے گا اور لوگ اس کے ساتھ چلنے کو دھوکہ میں آجانے پر محمول کریں گے۔

بعینہٖ اس جماعت کا معاملہ بالعموم جملہ اہلِ اسلام اور بالخصوص میواتیوں کے ساتھ ہے۔

بفضلہٖ تعالےٰ میں نے اب اس جماعت کے چہرہ سے وہ دلفریب نقاب اٹھا دیا ہے اور عوام و خواص اہلِ اسلام کے سامنے اب اس کی اصل بدصورت کو پیش کر دیا ہے،

میرا مقصود اس تحریر سے صرف اور صرف یہ ہے کہ سادہ لوح اور دیندار

لوگوں کو جو یہ تبلیغی جماعت والے بے دین سمجھ کر اپنی ذاتی خواہش کے مطابق راہِ راست سے ہٹا کر بد عقیدگی کے گڑھے میں ڈالتے ہیں، اس سے یہ لوگ بچ جائیں اور تبلیغیوں کے عقیدہ سے واقف ہو جائیں۔

نیز میں نے یہ سوچا کہ میری قوم کی آئندہ نسلیں جب اپنی مسخ شدہ تاریخ کو دیکھیں گی تو دانشورانِ قوم کو ہرگز معاف نہیں کریں گی اور یہ کہیں گی کہ کیا ہم میور راجپوت ایسے ہی تھے جیسے تبلیغی جماعت والوں نے ملک بذریعہ تحریر ہمیں پیش کرنے کی کوشش کی ہے؟ اور اگر ہم ایسے نہ تھے تو کیا ہماری قوم میں کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہو سکا جو اپنی قوم کا صحیح نقشہ پیش کر دیتا اور تبلیغی جماعت کے ہفوات کا قلع قمع کر کے ہمارا منشور بنا دیتا اور اپنی قوم کے صحیح راستہ والے (جو تبلیغیوں کے جھانسے میں آکر اپنی قوم کو بدنام کراتے اور بستر سے اٹھائے پھرتے ہیں) لوگوں کی راہنمائی کرتا اور بتاتا کہ ان لوگوں کی ساری کوششیں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے وقف ہیں ؎

ہرگز بمنزل نہ رسی اے اعرابی
آں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

میں نے پوری کوشش کی ہے کہ ہر بات کو باحوالہ پیش کیا جائے ناظرینِ کرام سے درخواست ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی اور خامی محسوس کریں تو مجھے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا تدارک کیا جا سکے، میں امید کرتا ہوں کہ میرے احباب کمی بیشی کی اطلاع باحوالہ دیں گے اور میری اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخشیں گے اور اللہ تعالیٰ سے اجرِ جزیل کے مستحق ہوں گے۔

اور دیگر مذاہب یا یہی تبلیغی جماعت والے جن کا اس کتاب میں آپریشن کیا گیا ہے، کسی اشکال میں مبتلا ہوں اور حق بات تک پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو بالمشافہ گفتگو کے ذریعہ اشکال رفع کرا سکتے ہیں کیونکہ طالبِ حق کی تسلی اور تشفی ہمارا اولین فرض ہے، اور جو کوئی عناد یا مناظرے کے لئے تیار ہو تو میں تازیست مناظرہ کے لئے تیار ہوں اور

میں اعلان کرتا ہوں

کہ اس کتاب کے ایک حوالہ کو غلط ثابت کرنے والے کو

مبلغ پانچسو روپے

انعام دینے کو تیار ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری اس کوشش کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ اقدس میں شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

خادم العلماء: محمد عبد الغفور الوری
مہتمم دار العلوم فیاض العلوم
رائے ونڈ
ضلع لاہور

بانی تبلیغی جماعت الیاس صاحب کے متعلق

قارئینِ کرام کو سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ الیاس کیسا شخص تھا، اپنے متعلق اس کا نظریہ کیا تھا، اس کی جماعت کا اس کے متعلق کیا عقیدہ تھا، یہ کس نظریہ کو لے کر اٹھا؟

الیاس ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوا اور ۱۳۶۳ھ میں مرا، اس کے باپ محمد اسمٰعیل کا آبائی وطن جھنجانہ ضلع مظفر نگر تھا، پہلی بیوی کے انتقال کے بعد مفتی مظفر حسین کی نواسی سے عقدِ ثانی کی وجہ سے کاندھلہ میں آمد و رفت برابر رہتی تھی اور یہ بھی بمنزلہ وطن ہو گیا تھا۔ پھر محمد اسمٰعیل صاحب حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے قریب مرزا الٰہی بخش کے بچوں کو پڑھانے کے لئے پھاٹک کے قریب ایک مسجد (جس پر ٹین کا سائبان تھا اور اسی بنا پر اسے بنگلہ والی مسجد کہا جاتا تھا) میں آ گئے اور یہیں قیام پذیر رہے۔ یہ وجہ تو ان کے دہلی کے اس مقام پر قیام کرنے کی ہوئی اور اسی وجہ سے یہ دہلوی مشہور ہو گئے۔

الیاس اپنا مدّعا سمجھانے سے قاصر تھا

"مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت" کے مقدمہ میں صفحہ ۲۷ پر منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

"کرنال کے ایک سفر میں (جو مولانا سید سلیمان ندوی کی ہمراہی

میں ہوا تھا) ------ وہ مجھ سے مولانا (الیاس صاحب) کے متعلق پوچھتے تھے اور میں جتنا کچھ جانتا تھا بتلاتا تھا ------ اور ------ یہ ضرور کہتا تھا کہ مولانا کی زبان میں ایک طرح کی لکنت ہے اور وہ بعض اوقات اپنا مدعا بھی پورے طور پر ظاہر نہیں کر پاتے۔"

نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۰ پر ہے:

"بعض مرتبہ اس جوش کے ساتھ گفتگو کرتے کہ معلوم ہوتا سینہ میں تنور گرم ہے ------ اور جذبات کا ایک طوفان برپا ہے، زبان ساتھ نہیں دیتی اور الفاظ مساعدت نہیں کرتے۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ پر ہے:

"کبھی کسی دقیق مضمون کو الفاظ میں ادا نہ کر سکتے اور جو بات کہنا چاہتے تھے اس کے لئے لفظ نہ ملتے تو اس سے ایک بے چینی پیدا ہوتی۔"

حضرات! دیکھا آپ نے؟ یہ ہے وہ الیاس جس نے مثلیتِ انبیاء کا دعویٰ کیا اور یہ لوگ اسے کس درجہ بڑھاتے ہیں۔

الیاس کی گفتگو سے وحشت پیدا ہو جاتی تھی

مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے:

"اس دعوت و تحریک کو اہلِ علم کے سامنے پیش کرنے والے خود مولانا ہی تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ نئے نئے مضامین کے

ورود اور جوشِ بیان اور کچھ لکنت کی وجہ سے اکثر اوقات گفتگو الجھ جاتی تھی اور مفہوم واضح نہیں ہو سکتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس وجہ سے نووارد کے ذہن میں انتشار اور طبیعت میں توحش پیدا ہو جاتا تھا اور وہ تحریک کا مغز نہیں سمجھنے پاتا تھا۔"

معلوم ہوا کہ الیاس جب گفتگو کرتا تھا تو پاس بیٹھنے والے اس کی بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے بلکہ ان کا ذہن منتشر ہو جاتا تھا اور طبیعت میں وحشت پیدا ہو جاتی تھی کہ آخر یہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے؟

آپ انصاف کیجئے کہ جس شخص میں بات کہنے اور سمجھانے کی قوت اور سلیقہ ہی نہیں، وہ تو خود محتاج ہے، دوسروں کی اصلاح کیسے کر سکتا ہے؟

ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے! اسی کتاب میں الیاس صاحب ایک خط کے ضمن میں (ص ۲۲۴، ۲۲۵) لکھتے ہیں:

"بندہ ناچیز اس تبلیغ کے سلسلہ میں ایک تحیّر کی حالت میں ہے، اپنے میں مقصد کی بات ادا کرنے کی اہلیت بھی نہیں، عمل تو درکنار اور عاداتِ خداوندیہ اٹل۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تبلیغی کام میں پریشان و حیران تھا اور اپنی بات صحیح طور پر ادا کرنے سے قاصر تھا، نیز اور بات بھی کہی کہ "عاداتِ خداوندیہ اٹل" یہاں عاداتِ خداوندیہ سے مراد کیا ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ عاداتِ خداوندیہ سے اس کی مراد وہی ہے جسے یہ پہلے بیان کر چکا ہے کہ ان کے نزدیک سب مسلمان کافر ہیں۔

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتدا، ص ۵ پر ہے:

"اللہ رب العزت کی یہ عادتِ جاریہ ہے کہ جب انسانوں

میں گمراہی ..... عام ہو جاتی ہے تو اللہ رب العزت انسانوں کی ہدایت کا غیب سے انتظام فرماتے ہیں، چونکہ اس زمانے میں بھی گمراہی عام ہو چکی ہے اور مادی اسباب کو ارباب کا درجہ دیا جا چکا ہے اس لئے حضرت مولانا محمد الیاس کو منتخب فرما کر ان پر اس زمانے کی ہدایت کے ..... طریقے منکشف فرمائے۔"

حضرات! یہ ہے وہ الیاس کے قول کا اشارہ کہ "عاداتِ خداوندیہ اٹل" ان لوگوں کی سرشت میں "ہمسری با انبیاء برداشتند" کی بدبو تو ہمیشہ ہی ہے لیکن تعجب تو ان پر ہے جو بلا سوچے سمجھے ان کے ہمراہ چل دیتے ہیں۔

الیاس بکتا رہتا تھا

وہ خود کہتا ہے ؎

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی

ٹھیک ہے مثلِ انبیاء بننا اور اپنی تحریک کے اصولوں کو الہامی کہنا اور تمام مسلمانوں کو کافر کہنا وغیرہ بک بک نہیں تو اور کیا ہے؟

مزید دیکھئے، دینی دعوت، ص ۲۲۰ اور دینی تحریک، ص ۲ پر ہے:

"ایک ایسا شخص تھا جو اپنے لاغر جسم، پستہ قد اور غیر نمایاں شخصیت کے ساتھ لکنت کا بھی شکار تھا اور مشکل سے اپنی کسی بات کو صاف طور پر ادا کر سکتا تھا، یہی وہ حیرت انگیز وجود ہے جس کو لوگ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتے ہیں۔"

یہاں صاف معلوم ہوگیا کہ بکنا درست تھا کیونکہ خود اعتراف کر رہا ہے پھر خود پاگل و دیوانہ بنا کیونکہ جنون کا معنی ہی یہ ہے اور بکنا بھی دیوانگی ہی پر دلالت کرتا ہے، پھر قدرتی محاورہ تو اس کا معلوم ہی ہوگا، شخصیت غیر نمایاں صاف طور سے کوئی بات ہی ادا نہیں کر سکتا تھا۔

الیاس مشکل کشا ہیں

دینی دعوت، ص ۳۸ پر لکھا ہے کہ مولوی الیاس جیسوں کے لئے روم کے عارف نے کہا ہے ؎

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

یعنی اے وہ ہستی کہ آپ کی ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے، آپ سے بغیر کہے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

دیکھئے یہاں صاف اقرار کیا ہے کہ الیاس مشکل کشا ہے حالانکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کو مشکل کشا ماننا شرک ہے۔

صحابہ سے برابری

دینی دعوت، ص ۳۸ میں ہے :

" مولانا خود اس چودھویں صدی میں قرنِ اول کے خزانۂ عامرہ کا ایک موتی تھے۔"

قرنِ اول خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ، یہ زمانہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا ہے، یعنی الیاس ہے تو زمانۂ نبوی کا مگر اب یہ چودھویں صدی میں آگیا ہے۔

الیاس قدرتِ الٰہی کی نشانی ہے

دینی دعوت، ص ۳۰ پر ہے :

" ایسی شخصیت (جیسی مولوی الیاس کی ہے) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔"

استغفر اللہ! کتنی بڑی گستاخی ہے کہ اگر کسی نے خدا کی طاقت کا اندازہ لگانا ہو تو الیاس کو دیکھیں تو خدا کے قادر ہونے کا صحیح اندازہ ہو جائے گا نعوذ باللہ من ذٰلک۔

یہ ہے عقیدہ تبلیغی جماعت والوں کا کہ مولوی الیاس کو خدا کی نشانی کہہ دیا حالانکہ اس کی طاقت یہ ہے کہ وہ بے چارا ایک میواتی کا گھونسہ بھی برداشت نہ کر سکا۔

دیکھئے تبلیغی تحریک، ص ۱۰ پر ہے :

" ایک مرتبہ ایک میواتی پر تبلیغ کر رہے تھے کہ وہ بگڑ گیا اور آپ کو ایک گھونسہ رسید کر دیا، مولانا الیاس صاحب دُبلے پتلے کمزور آدمی گھونسہ کی تاب نہ لا کر زمین پر گر پڑے، کچھ دیر کے بعد جب ان کے حواس بجا ہوئے تو گرد جھاڑ کر اٹھے۔"

تبلیغی جماعت کے اس حوالہ کو پہلے حوالے سے ملائیں گے تو پتہ چلے گا کہ ان کے نزدیک خدا کی طاقت بس اتنی سی ہے کہ گھونسہ کی تاب نہ لا سکے اور جو اس طاقت کا مالک ہوا سے خدا کی نشانی قرار دینا کیسی کفر کی بات ہے؟

دیکھئے اللہ تعالےٰ اپنے نبی کی کس قدر حوصلہ افزائی فرماتا ہے اور اپنی قوت و قدرت کا اظہار فرماتا ہے :

بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے جو کچھ آپ کی جانب نازل کیا گیا ہے، اسے پہنچا دیجئے اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

دیکھا آپ نے الیاس (جو قدرتِ الٰہی کی نشانی قرار دیا گیا ہے) تبلیغ کرے تو اسے گھونسہ پڑے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہے کہ آپ بے جھجک تبلیغ کریں، کوئی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا کیونکہ تیرا محافظ میں ہوں۔

تبلیغی جماعت کا مکتب حقہ ہے

دینی دعوت، ص ۱۸۵ پر ہے :

" پست اور جاہل طبقہ پر ترحم و شفقت اور ان کی تعلیم و تبلیغ کی فکر و حرص، بڑے اہتمام سے ایک مکتب سڑک کے کنارے مسجد سے متصل اور ایک مکتب آگے بڑھ کر چوراہہ پر قائم کرایا، اس میں حقہ ---- کا اہتمام کرایا اور ------ مبلغین کو تاکید کی کہ وہاں بیٹھیں اور آتے جاتے ------ کو محبت و شفقت سے بلائیں، حقہ ------ سے ان کی تواضع کریں، اس کا مولانا (الیاس صاحب) کو اتنا اہتمام تھا کہ --- ---- ان کے حقہ --- کے اہتمام کی فضیلت اور ثواب بیان کرتے تھے۔"

اس کتاب کے اسی صفحہ کے حاشیہ ۱ پر یہ درج ہے :

" مکتب کے لفظ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ناظرین، مروجہ قسم کا کوئی مکتب یا مدرسہ نہ سمجھ لیں، اس مکتب کی حقیقت بس یہ ہوتی تھی کہ ٹاٹ کے قسم کا کوئی فرش ایک درخت کے نیچے بچھا دیا گیا ------ ساتھ ہی حقہ ------ کے ذریعہ ------ دین کی تلقین کرنا ------ بلکہ سر راہ کے ان مکتبوں کی یہی اصل غرض و غایت تھی۔"

اس عبارت سے چند باتیں ثابت ہوئیں :-

۱- مکتب، تبلیغی جماعت کے نزدیک حقہ کی محفل کو بھی کہا جاتا ہے حالانکہ

لغت میں اس کا معنی کتابوں کی یا لکھنے کی جگہ ہے اور مجازاً مدرسہ یا سکول کو مکتب کہتے کہتے ہیں، دیکھئے لغاتِ کشوری، ص ۹۲۴ اور غیاث اللغات، ص ۴۴۱ "جائے کتاب یعنی کتاب کی جگہ"

اس مکتبِ حقہ پر پست یعنی گھٹیا لوگ اور جاہل قسم کے آدمی ہی آتے تھے کیونکہ یہ مکتب انہی لوگوں کو پھنسانے کے لئے تھا۔ الیاس صاحب نے اس حقہ والے مکتب کی خاطر پڑھنا پڑھانا اور ذکر و شغل چھوڑ دیا۔

۲۔ الیاس صاحب حقہ کی فضیلت و ثواب بھی بیان کیا کرتے تھے کیونکہ ثواب و فضیلت کی تو ان کے ہاں دکان کھلی ہے، جس کو چاہیں، جتنا چاہیں، جب چاہیں، جس چیز پر چاہیں عنایت کر دیں، یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کے نزدیک حقہ فضیلت والی چیز ہے۔

۳۔ اس میں تبلیغیوں نے یہ بھی بتا دیا کہ ہم ایسے لوگوں کو اپنی جانب کھینچتے تھے۔

۴۔ غلط فہمی خود مجھی کو ہوئی اور مکتب کی حقیقت کو من گھڑت حقیقت میں تبدیل کر کے غلط فہمی کی نسبت ناظرین کی طرف کر رہا ہے نیز خود بھی وہی حقہ پیان کر گیا اور مکتب بھی کہہ گیا کہ "ان مکتبوں کی یہی اصل غرض و غایت تھی" کہ راہ چلنے والے مسافروں کے عقائد کو خراب کیا جائے اور دین کی یہ تلقین کفار کے لئے تھی نہ کہ مسلمانوں کے لئے۔

مزید دیکھئے اسی کتاب کے ص ۱۸۵ تا ۱۸۶ پر ہے:

"ہندوستان کے اکناف و اطراف کے بکثرت ----- مسلمان، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آتے اور راستہ میں تازہ حقہ، ٹھنڈا پانی ------ دیکھ کر دم لینے کے لئے ٹھہر جاتے اور اتنی دیر میں مبلغین اپنا کام کر جاتے"

دیکھا مسلمانو! آپ نے! یہ ہے جال اور یہ ہے ان کا مکتب جس کے سامنے دینی درس اور ذکر و شغل الیاس صاحب نے چھوڑے، خود لکھ گئے کہ آنے والے مسلمان تھے، کافر نہ تھے، پھر یہ کہ وہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے دور دراز سے آتے تھے۔ بتاؤ جو اکناف و اطراف ہندوستان سے زیارت کے لئے آتے تھے وہ مسلمان نہ تھے؟ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ سے واقف نہ تھے؟ پھر صاف کہہ گئے کہ اتنی دیر میں ہمارے مبلغین اپنا کام کر جاتے! یہ کام کر جانا، مسلمانوں کے ایمان و عقائد کو خراب کرنے کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟

حقہ پلا کر کام کر جانے والوں کے اجر و ثواب کے متعلق الیاس صاحب کا ارشاد سنئے!

مذکورہ کتاب کے ص ۲۰۴، ۲۰۵ پر ہے:

"تم ہمت اور جوانمردی کے ساتھ خوشی سے "میرے دین" کی خدمت کے لئے ہجر و فرقت پر راضی ہو کر چھوڑے رکھو"

آگے لکھتے ہیں:

"مولانا (الیاس) کے نزدیک ----- تبلیغ میں مشغولی کے سوا ----- اگر کوئی شخص دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر نفلیں پڑھے اور ایک قرآن روزانہ ختم کرے یا لاکھوں روپے صدقہ و خیرات کرے تو بھی ------ ان لوگوں کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا"

دیکھا آپ نے! یہ ہے تبلیغی جماعت اور اس کا پیشوا الیاس کہ حقہ رکھ لیا اور پانی رکھ لیا، بزرگوں کی زیارت کے لئے آنے والے

صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے والے تشکاری رکھے ہوئے تھے انکو ثواب کی یہ بشارت دینا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں حالانکہ یہ لوگ بقول الیاس جاہل ہوتے تھے، علم و ذکر ان میں نہیں تھا، یہ کسی کی اصلاح نہیں کر سکتے تھے یہ ثواب کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ خود الیاس صاحب کی نفسانی کتاب میں تھا کیونکہ تبلیغی جماعت تو اس بات کی قائل ہے کہ مولوی الیاس صاحب اپنی طرف سے جس کو جتنا چاہتے ثواب ارشاد فرما دیتے ہیں۔

الیاس کی قوتِ فکریہ

تبلیغی جماعت کے نزدیک مولوی الیاس صاحب کی قوتِ فکریہ قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ کے کتابی علم سے اونچی تھی چنانچہ دینی دعوت ص۲۰۶ پر تحریر ہے:

"ان (مولوی الیاس صاحب) کی قوتِ فکریہ اور ذکاوت کتابی علم کی سطح سے اونچی ---------- تھی، وہ اس بارہ میں اپنے باریک بین اور حاضر دماغ تھے کہ ایک ہی کام میں الگ الگ ---------- ہر شخص کی سطح کے مطابق ---------- خصوصی فائدہ اور اجر و ثواب کی رہنمائی کرتے تھے۔"

اس عبارت سے یہ نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں:

۱۔ کہ کتابی علم چاہے قرآنی ہو یا تفسیر یا حدیث یا فقہ یا تصوف وغیرہ بہر صورت وہ کتابی تو ہے قرآن پاک کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یا كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ جیسے کلمات قرآن کے کتاب ہونے پر صراحۃً دال ہیں اور کتبِ سماوی سے قرآن چوتھی کتاب

ہے اور دیگر علوم کی کتب جن کا ماخذ قرآن پاک ہے، ان سب کی سطح سے الیاس کی قوتِ فکریہ اونچی تھی، معاذ اللہ! یہ کتنی کفریہ بات ہے جو اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

۲۔ الیاس حاضر دماغ تھا، اپنے دماغ سے جو بات چاہتا بنا لیتا۔

۳۔ اجر و ثواب ہر شخص کو جتنا چاہتا اپنی طرف سے جھولی بھر دیتا اور جس کو چاہتا اتنا دیتا کہ اس کے گھر میں بھی جگہ نہ رہتی، نرا ثواب ہی ثواب ہو جاتا کیونکہ دینا جو اپنی نفسانی کتاب سے تھا، پھر ہر شخص کو اس کی سطح کے مطابق دیتا۔

۴۔ یہ بھی پتہ چل گیا کہ تبلیغی جماعت والے جس ثواب کی امید لگائے بیٹھے ہیں، اس کا خدا و رسول سے کوئی تعلق نہیں وہ تو الیاس کی طرف سے ہی ہے۔ خدا اہلِ اسلام کو اس سے محفوظ رکھے۔

۵۔ یہ سبق بھی ملا کہ یہ تبلیغی جماعت کے نزدیک قرآن و حدیث و تفسیر و دیگر علوم کی کچھ قدر و وقار نہیں ہے۔

(i) الیاس کے دلی مقصد کو کوئی نہیں جانتا

(ii) لوگ اندھا دھند الیاس کے پیچھے لگ گئے

دیکھئے دینی دعوت، ص ۱۵۲ پر ہے:

"(الیاس صاحب) اپنے خیال کی ترجمانی میں کوتاہی یا تسامح سن کر ---------- زبانِ حال سے کہتے ہیں ؎

ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ مَن
وز درونِ مَن نجست اسرارِ مَن

یعنی ہر شخص اپنے گمان کے مطابق میرا ساتھی ہو گیا ورنہ میرے اندرونی قلبی ارادوں سے کوئی واقف نہیں ہو سکا۔"

اس سے یہ پتہ چلا کہ الیاس صاحب کا مقصد اس تبلیغ سے کچھ اور ہی تھا، اگر فقط کلمہ وغیرہ یاد کرانا ہوتا، جیسا کہ بعض سادہ لوح سمجھتے ہیں، تو یہ نہ کہتا کہ اپنے گمان کے مطابق ہر ایک میرا یار ہو گیا اور میرے راز کو کوئی نہیں سمجھ سکا، بلکہ صاف کہتا کہ میرا مقصد اس تبلیغ سے یہی روزہ نماز ہے لیکن چونکہ در پردہ کچھ اور مقاصد بھی تھے جن کا برملا اظہار ماحول کے مطابق درست نہ تھا اور وہ ان کے حق کی ادائیگی تھی جن کو یہ اپنے جسم و جان سمجھتا تھا،

(دیکھئے دینی دعوت ص ۵۹)

گنگوہی اور اشرف علی الیاس کے جسم و جان تھے

"مولانا گنگوہی اور اشرف علی صاحب تھانوی سے ایسا تعلق تھا، فرماتے تھے (قولِ الیاس) یہ حضرات میرے جسم و جان میں بسے ہوئے تھے، اسی لئے الیاس صاحب کو یہ قلق رہتا تھا کہ ان کا کچھ حق ادا ہو جائے۔"

ایک بار فرمایا:

"حضرت مولانا تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت بڑا کام کیا ہے، بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو، کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔" (ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۵۵)

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے الیاس صاحب کے دل کے رازوں میں سے ایک راز، کہ صاف کہہ دیا کہ میرا مقصد تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ تھانوی صاحب کی تعلیمات کیا ہیں؟

مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" ص ۸ پر حضور عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے متعلق لکھا ہے:

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں، تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"

دیکھئے حضرات! یہاں اشرف علی تھانوی نے اس بات کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ حضرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے، یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بچے، پاگل، ہر قسم کے جانور اور چار پائے کے علم کے ساتھ تشبیہ دے کر سخت گستاخی کی، جو کفر ہے اور اسی عبارت کی بنا پر اشرف علی تھانوی پر کفر کے فتوے بھی لگے۔

فتویٔ کفر از علماءِ دیوبند

خلیل احمد صاحب انبیٹھوی دیوبندی اپنی کتاب (المہند) کے ص ۳۰ پر لکھتے ہیں:

"جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے

علم کے برابر سمجھے یا کہے، وہ قطعاً کافر ہے۔"

اصل عبارت یہ ہے:

وَنَتَيَقَّنُ بِاَنْ يَّعْتَقِدَ مُسَاوَاةَ عِلْمِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ زَيْدٍ وَّ بَكْرٍ وَّ بَهَائِمَ وَ مَجَانِيْنَ، كَافِرٌ قَطْعًا۔

یاد رہے کہ یہ کتاب[1] مولوی محمود الحسن دیوبندی (جسے تبلیغی جماعت شیخ الہند کہتی ہے اور یہ الیاس کا استاد بھی ہے)، مفتی کفایت اللہ دہلوی اور خود مولوی اشرف علی تھانوی کی تصدیق شدہ بھی ہے، اس کے حوالہ سے بھی تھانوی صاحب کافر قرار پائے ؏

لو آپ اپنے جال میں صیاد پھنس گیا

نیز "اشد العذاب" ص ۱۲ ر ۱۳ میں مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات و ناظم شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند، ساکن چاندپور ضلع بجنور (انڈیا) لکھتے ہیں:

"بعض علماءِ دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے، چوپائے مجانین[2] (یعنی پاگلوں) کے علم کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے برابر کہتے ہیں، شیطان کے علم[3] کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زاید کہتے ہیں لہٰذا وہ کافر ہیں، تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ

---

[1] براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی، ص ۵۱

[2] تحذیر الناس از قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند، ص ۳۲

[3] حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی، ص ۸

خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے، لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔۔۔۔ ۔۔۔۔ اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماءِ دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) ان (بعض علمائے دیوبند) کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

اشد العذاب کی مذکورہ عبارت لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ان تینوں کفریہ باتوں میں سے ایک بات وہی ہے جو اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھی ہے اور جس کی بنا پر اس پر کفر کے فتوے لگے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ تھانوی صاحب کی یہی وہ کفریہ تعلیم ہے جسے عام کرنے کے لئے الیاس صاحب بے تاب تھے۔

نیز اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان گستاخانِ مصطفےٰ کو کافر کہنے کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اہلِ علم اپنا بچاؤ کر سکیں، اس لئے کہ اگر ان کو کافر نہ کہیں تو خود کافر ہو جائیں، اسی لئے تو امامِ اہلِ سنت مجددِ مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کو دشمن بھی مان گئے اور اپنے منہ اپنے اکابر، اشرف علی تھانوی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی جیسوں کو کافر و ملعون و مرتد کہہ گئے ؏

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اب مجھے مختصراً یہ بتانا ہے کہ آپ حضرات خود غور فرمائیں کہ یہ تعلیم
اشرف علی صاحب تھانوی کی جس پر کفر تک کے فتوے خود اس کے مسلک
کے مولویوں نے لگائے اور اسے الیاس بانی تبلیغی جماعت، عام کرنا
اب یہ کافر قرار پانے والا اشرف علی، الیاس صاحب کی جسم وجان اور
کی بنا پر وہ کافر قرار پایا وہ اس کی یہی تعلیم جسے الیاس عام کرنا چاہتا تھا،
اور اپنے تبلیغیوں کو اس کی کتابوں کے مطالعہ کی تاکید کرتا تھا اور اس کے
تربیت یافتہ تنخواہ دار بھی اس اشاعت کے لئے شروع میں رکھے،

اب آپ خود نتیجہ نکالیں کہ جس کے اندر کفریہ تعلیم اور تعلیم والا
دونوں ہی ہوں آیا وہ کافر ہوگا یا نہیں ؟

فیصلہ ناظرین پر ہے، میری طرف سے نہیں، میں نے تو
ان کی عبارات نقل کر دی ہیں تاکہ ناظرین کو الیاس صاحب کی اس بات
کا بھی پتہ چل جائے کہ ؎

ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من
وز درونِ من نجست اسرارِ من

تبلیغی جماعت نبی کی گستاخی کو خالص دینی خدمت سمجھتی ہے

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ شاہ اسمٰعیل دہلوی، جسے تبلیغی جماعت
شہید کے لقب سے یاد کرتے ہیں، پہلا وہ شخص ہے جس نے ہندوستان
میں عبدالوہاب نجدی کے عقائد کی ترویج واشاعت کی اور تقویۃ الایمان

نام نہاد الاخوان شائع کی اور صراطِ مستقیم لکھی اور ان میں وہ باتیں درج
کیں جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں حالانکہ تبلیغی جماعت انکی
اس تحریک کو خالص دینی تحریک قرار دیتی ہے۔

دیکھئے دینی دعوت ص ۱۳۰، حاشیہ ۱ میں ہے :

" شاہ اسمٰعیل شہید کی تحریک ------ ہندوستان
کی آخری عمومی تحریک تھی جو خالص دینی بنیادوں پر اٹھائی
گئی تھی "

اب ملاحظہ فرمائیں کہ جسے تبلیغی جماعت خالص دینی تحریک سمجھتی ہے
آیا وہ واقعی دینی ہے یا بے دینی ؟ اس سے آپ کو تبلیغی جماعت کی تحریک
کا بھی اندازہ ہو جائیگا کہ جب ان تبلیغیوں کے نزدیک یہ تحریک خالص دینی
ہے تو پھر ان کی تحریک اس سے بھی بڑھ کر ہوگی کیونکہ مثل مشہور ہے کہ
" بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ ! " یا پنجابی مثال
ہے کہ " گُڑ جہناں دے پتنے چیلے جان سڑپ "

اب اس دینی تحریک کا ایک اور ایمان سوز کارنامہ دیکھئے :

نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اپنے گدھے اور بیل کے خیال سے بھی زیادہ برا ہے

صراطِ مستقیم، ص ۸۶، سطر ۳ پر ہے :

" از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و
صرفِ ہمت بسوئے شیخ و امثالِ آں از معظمین گو جناب

رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورتِ گاؤ خرِ خود است۔"

"یعنی زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی ہم بستری کا خیال بہتر ہے اور دھیان کو اپنے شیخ یا انہی جیسے عظمت والے (اہل اللہ) چاہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں، کی طرف خیال کرنا اپنے گدھے اور بیل کے تصور میں غرق ہونے سے بھی بدرجہا زیادہ بُرا ہے۔"

دیکھا آپ نے؟ یہ ہے وہ تحریک جسے تبلیغی جماعت اسمٰعیل دہلوی کی خالص دینی تحریک کہتی ہے اور جس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، حیرت کی بات ہے کہ ان لوگوں کو آخر حضور پاک سے اتنی عداوت کیوں ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک تکمیلِ نماز کا موقوف علیہ ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا جہنمی اور ملعون ہے کیونکہ اس میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین ہے۔

مزید دیکھئے تقویۃ الایمان، ص ۸، سطر ۱۱ پر یہ شگوفہ چھوڑا:

"اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں۔"

حضرات دیکھ لیجئے یہ ہے اسمٰعیل دہلوی جس کی تحریک کو یہ لوگ دینی تحریک کہہ رہے ہیں، اب آپ انصاف فرمائیں جو شیطان کو انبیاء کے برابر کہے وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟ اور کیا آپ نہیں سمجھے کہ اس کو

ایمان سے کس قدر لگاؤ اور پیار ہے، کیا یہ لوگ مقبول و مردود میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے اور یہ ہے وہ تبلیغی جماعت جو در پردہ اپنے سینے میں عداوتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم لئے بیٹھی ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی الیاس کا دلی مقصد خطرناک تھا

دینی دعوت، ص ۲۳۴ پر ہے:

"انہوں (الیاس) نے جس کام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا تھا اور جس کی دعوت دی تھی، وہ ان کے ماحول سے بالکل مناسبت نہیں رکھتا تھا، وہ اس زمانہ اور گرد و پیش کی سطح سے بہت بلند تھا، اس لئے اپنے بلند عزائم اور اپنے دلی ---- کا اظہار بہت کم کرتے تھے اور اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی اُمُوْرِکُمْ بِالْکِتْمَانِ پر عمل تھا پھر بھی کبھی کبھی اس کا ترشح ہو جاتا تھا۔"

ایک مرتبہ اپنے (خاص) عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب (ایم اے علیگ) سے فرمایا:

"ظہیر الحسن! میرا مدعا کوئی پاتا نہیں"

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ جس مقصد کے لئے الیاس صاحب نے یہ تبلیغی جماعت کا سلسلہ شروع کیا تھا وہ ہر ایک کی سمجھ میں آنے والا نہیں تھا۔

۲- اور جو الیاس صاحب کے ذہن میں خاکہ تھا وہ عجیب تھا اگر یہ اس کا برملا اظہار کرتے تو یہ تحریک اور منصوبہ پہلے ہی قدم پر ختم ہو جاتا۔

۳- اس مقصد کو الیاس صاحب کے ماحول سے کچھ نسبت نہ تھی، وہ کام اور مقصد تو اس زمانہ اور گرد و پیش کی سطح سے بھی بہت بلند تھا۔

۴- جب وہ اتنا بلند تھا تب ہی تو اس کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ مقصد کسی چور دروازے سے داخل ہو کر ہی پورا ہو سکتا تھا۔

۵- الیاس کا کام و مقصد اگر یہی دین و اسلام کے احکام اور احیاءِ سنت مراد ہوتا تو اس کے اظہار میں کونسی چیز مانع تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۔ یعنی دین میں کچھ زبردستی نہیں، بے شک ہدایت، گمراہی سے خود جدا (ممتاز) ہو گئی ہے۔ (پ ۳ رکوع ۲)

۶- یہ کہ الیاس خود داعی بنا اور اس کو داعی کسی نے ماننا نہیں تھا کیونکہ دعوت بڑی چیز کی دی اور وہ چیز اس کی اپنی نفسانی اور نفس کا منصوبہ تھا تبھی تو چھپاتا تھا اور اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰٓى اُمُوْرِكُمْ بِالْكِتْمَانِ "اُمُوْرِكُمْ" میں "اُمور" مضاف اور "کُمْ" مضاف الیہ جس کا مرجع "استعینوا" کے مخاطبین ہیں جو "استعینوا" کا فاعل اور اپنے ذاتی امور میں استعانت بالکتمان کے مامور نیز امور سے مراد ذاتی نہ ہوتے تو کم کے بجائے امور الاسلام یا امور دین یا امور اللہ و رسولہ وغیرہ آتا جبکہ صاف طور پر الیاس نے کہہ دیا کہ "میں جناب محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی روح پاک کو اپنی اس اسکیم کے زندہ ہوئے

بغیر بے چین پا رہا ہوں" (اکابر کے خطوط ص ۶۸)

دیکھا آپ نے؟ یہاں صاف اپنی اسکیم کہہ گیا، خلاصہ یہ کہ تم اپنے (ذاتی) امور میں (کامیابی حاصل کرنا چاہو تو) کتمان یعنی (چھپانے) سے مدد لو، تو چھپانے کے باوجود نہ شیخ ہو گیا۔

اور الیاس صاحب نے پہلے تو کہا کہ میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لیکن چونکہ عشق اور مشک چھپانے سے چھپ نہیں سکتے، ایک خاص مطلوب و مقصود تھا جس کے جنون میں کئی دفعہ ایسا مجنون ہو جاتا کہ بزرگوں کے منصب و منزلت کو نظر انداز کر دیتا۔

الیاس صاحب بزرگوں کے منصب و منزلت کی پرواہ نہ کرتے تھے

دینی دعوت، ص ۲۳۸ الیاس صاحب کہتے ہیں:

"مجھے غلبۂ جنون میں آسمان منزلت بزرگوں کے منصب بھی نظر میں نہیں رہتے"

اور یہ بھی کہتا رہتا تھا ؎

"بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ تو سمجھے خدا کرے کوئی"

(دینی دعوت، ص ۲۳۸)

لیکن کیا آپ سمجھے کہ یہ جنون کیا تھا اور کس چیز کا تھا جس کی بنا پر آسمان منزلت بزرگوں کے منصب بھی نظر میں نہ رہتے، ارے یہی وہ جنون تھا جو

مرزا غلام احمد قادیانی پر بھی سواری کر چکا تھا اور اب ادھر متوجہ ہو گیا۔

اس تحریک کا پوشیدہ راز ظاہر ہو گیا

الیاس صاحب نے بڑی بے تابی سے اس تحریک کا دلی پوشیدہ راز بتا دیا، چنانچہ لکھا ہے :

" ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا میاں ظہیر الحسن ! (میرا مدعا اس تحریک سے) ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے "

(دینی دعوت، ص ۲۳۴)

دیکھا مسلمانو! یہی مقصد الیاس ہے، اب اس پہ ثواب ہو گا یا عذاب ؟ یہ آپ سوچ لیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اے میرے محبوب! آپ تمام اقوام کے ہادی ہیں" اور الیاس صاحب ایک نئی قوم کے ہادی بننا چاہتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

الیاس صاحب نے قسم کھالی

اب سنیے الیاس صاحب نے جو قسم کھائی ہے وہ کس بات پر کھائی ہے ؟ قسم اس بات پر کھائی ہے جس کا قیامت کے دن سب سے پہلے سوال ہو گا اور وہ ہے نماز ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسشِ نماز بود

حدیث پاک میں ہے :

اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ۔

(جامع صغیر ج ۱ ص ۱۱۱)

" یعنی قیامت کے روز سب سے پہلے انسان سے نماز کی پوچھ ہو گی "

الیاس صاحب کہتے ہیں :

" لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریکِ صلوٰۃ ہے، میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ (تبلیغی جماعت کی چلت پھرت اور ہر وقت حرکت میں رہنا) ہرگز تحریکِ صلوٰۃ نہیں ہے "

(دینی دعوت، ص ۲۳۴)

تبلیغی جماعت کے نزدیک کوئی مسلمان نہیں، سوادِ اعظم بے ایمان، مغضوب و ملعون ہے

مولوی منظور نعمانی، دعوت تبلیغ، ص ۳ پر لکھتے ہیں :

" دعوتِ تبلیغ اور اس کے محرکات کے بارے میں ہمارے چند یقین ہیں جو ہماری اس دینی ------ دعوت کے اصل محرکات ہیں۔

اول یہ کہ موجودہ مسلمان کی زندگی ------ ایمانی اور اسلامی زندگی نہیں ------ اور سوادِ اعظم میں نہ اس زندگی کا ظاہر موجود ہے نہ باطن، نہ قالب نہ روح ------ ایمان و اسلام ------ سے ان کے دل خالی ہیں ---- ایک مسخ شدہ اور محرّف زندگی ہے جو بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کے وقت اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کی

تھی جس پر قرآنِ مجید نے ان کو مغضوب اور ملعون قرار دیا ہے۔"

نیز اس تبلیغ کا مقصد بیان کرتے ہوئے دعوتِ تبلیغ ص۲۸ پر یوں لکھتے ہیں:

" اس کام (تبلیغی جماعت بنا کر چلنا پھرنا) کا اصل مقصد جس کے لئے ہماری اصل دعوت ہے، موجودہ مسلمانوں میں حقیقی ایمان ۔۔۔۔۔۔۔ پیدا کرنا اور موجودہ مسلمان قوم کو (جو اپنی اصلی دینی ۔۔۔۔۔۔۔ حیثیت کھو چکی ہے) پھر سے صاحب دین ۔۔۔۔۔۔۔ کرنے والی امت بنانے کی کوشش کرنا۔۔ ۔۔۔۔۔۔ سو یہ مقصد اور اس کے لئے ۔۔۔۔۔۔۔ جدوجہد تو ہے ہمارے نزدیک فرض، قطعاً فرض اور نہایت اہم درجہ کا فرض۔"

ملاحظہ فرمالیا آپ نے؟ یہ ہے تبلیغی جماعت جس کے نزدیک اپنی ذات کے سوا کوئی مسلمان نہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

۱۔ یہ جو تبلیغی جماعت کہتی ہے اور جو نظریہ اس نے قائم کیا ہے وہ یقینی ہے کوئی شک و شبہ والی بات نہیں، تب ہی انہوں نے یہ تبلیغی کام مسلمانوں میں شروع کیا۔

۲۔ سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت وجمیع مدعیانِ اسلام ان کے نزدیک ظاہر و باطن ہر طرح سے غیر مسلم اور بے ایمان ہیں۔

۳۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک تمام مسلمان یہود و نصاریٰ کی طرح مغضوب اور ملعون ہیں۔

۴۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک مسلمان اپنا دین و ایمان کھو چکے ہیں۔

۵۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک مسلمان مرتد ہو گئے، یہ پھر سے ان کو صاحبِ دین بناتے ہیں تب ہی ان کے نزدیک یہ نرا فرض نہیں بلکہ قطعاً فرض اہم درجہ کا فرض ہے۔

مسلمانو! غور کرو جب سوادِ اعظم ہی ان کے نزدیک مسلمان نہیں، جس کے متعلق ہمارے آقائے پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ، جس کی اتباع کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دیں، اس میں شامل رہنے والے کو جنتی، نکلنے والے کو جہنمی کہیں تو تبلیغی جماعت والے کدھر جائیں گے اور اپنے پیروکاروں کو کدھر لے جائیں گے اور پھر ان کو حضور پاک کے ارشاد کا پاس رہا؟ یا پھر یہ خود ہی کوئی نئی امت کے تصور میں غرق ہے جیسا کہ اس کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔

اور پھر ان کے نزدیک نبی کے حکم کی تعمیل ضروری نہیں ہے چنانچہ تعلیم اور تبلیغ، ص ۱۲، سطر ۲ پر لکھا ہے:

" اگر حضرات انبیاء بھی کوئی بات کہیں تو اس کا ماننا بھی ضروری نہیں ہے۔"

دیکھا یہ عقیدہ ہے تبلیغی جماعت کا کہ انبیاء بھی کوئی بات کہیں تو اس کا ماننا ضروری نہیں ہے، اگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بات ہی ضروری نہیں تو بتاؤ پھر کس کی بات ضروری ہو گی جسے مانا جائے گا؟

تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ حضرت سعید بن معلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بلایا تو وہ نماز پڑھ کر

آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے عرض کیا میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا، کیا اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ :

"اے ایمان والو! جواب دو اللہ اور اس کے رسول کو جب اس کا رسول تمہیں بلاوے"

دیکھئے یہاں حضرت سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول ہیں اور صرف سلام پھیرنے اور نماز پوری کرنے کے لئے رکے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے محبوبِ پاک نے اس پر ارشاد فرمایا کہ اے سعید! اتنی دیر کیوں لگادی؟ اور اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد یاد دلایا کہ :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ الآية

معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت یا تو علم ہی نہیں رکھتی یا پھر یہ سارا کرشمہ ان کی انبیاء سے عداوت کا ہے جو انہیں اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہے اور جس کا مقصد مسلمانوں کے دلوں سے ان پاک ہستیوں کی محبت کو نکالنا ہے۔

تبلیغی جماعت کے نزدیک نبی کو گنہگار فرض کیا جاسکتا ہے

مولوی زکریا صاحب، تبلیغی نصاب ص ۶۲ سطر ۱۹ پر رقمطراز ہیں کہ :

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے (حضور کی خدمت میں)

عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اتنے روئے حالانکہ آپ معصوم ہیں۔

یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے تو گناہ ہیں ہی نہیں کیونکہ معصوم ہوتا ہی وہ ہے جس کی ذات پر گناہ کا تصور بھی قائم نہیں ہوتا، اس طرح کا نشان ( ) دیکر زکریا صاحب لکھتے ہیں :

(اگر بالفرض ہوں بھی تو)

یعنی فرض کر لیتے ہیں کہ حضور (معاذ اللہ) گنہگار ہیں۔

مسلمانو! کیسی لرزہ اندام کر دینے والی بات ہے۔ اگر آپ کی ذاتِ اقدس میں گناہ فرض کیا گیا تو بتاؤ ایمان کہاں رہا؟ اللہ تعالےٰ جل مجدہ کے محبوب کا ان لوگوں کے ذہنوں میں کیا تصور ہوگا؟ اور ان کے خیالات کس قدر گندگی سے لبریز ہیں، ان کی یہ بالفرض ہی خطرناک بے جہاں چاہا اس کو استعمال کر لیا۔

بلا تعظیم اور بے ادبی سے حضور کا نام لینا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی جماعت والے نام نامی اسم گرامی یوں لیتے ہیں "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) الخ

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم"، ایک اہم دینی دعوت ص ۲۹ و ص ۴۹، حضرت جی کی یادگار تقریریں ص ۲۰ و ص ۲۳ و ص ۲۷ و ص ۱۱۶ پر درج ہے۔

"جنابِ محمد" اکابر کے خطوط ص ۶۸ و ص ۸۱ و ص ۹۳ پر تحریر ہے۔

"جنابِ محمد علیہ السلام" مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص ۲۴۹ و

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ص ۲۹۸ پر لکھا ہوا ہے۔

دیکھا آپ حضرات نے ؟ لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے کہ یہ اچھی جماعت ہے، کسی کو بُرا نہیں کہتی، دین کی باتیں کرتے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں کا نام لیں تو ادب سے اور ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے پاس کوئی القاب و ادب والے الفاظ نہیں جس سے مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی تعظیم نکل جائے

اب یہ فیصلہ کرنا ناظرین کا کام ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے یا کہ نہیں ؟ اور کیا ایک مسلمان کو آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی اس طرح لینا چاہیئے یا کہ نہیں ؟

تبلیغی جماعت سخت خبیثہ ہے

دیکھئے تبلیغی جماعت کی روحِ رواں مولوی زکریا صاحب اور سید علی ندوی صاحب یہ ان کا اور ان کی تحریروں کا مقام تبلیغی جماعت کے نزدیک سب سے اونچا ہے کیونکہ یہ ابتدا سے لے کر اس جماعت کے بانی کے دوش بدوش رہے اور ان کے الہامی فیض سے یہ سب سے زیادہ فیض یاب ہوئے۔

سوانح مولانا محمد یوسف ص۱۹۱ پہ ندوی صاحب وغیرہ کا قول درج ہے کہ :

" ہم خود اپنے بارہ میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت "وہابی" ہیں "

آگے ص۱۹۳ پہ مولوی زکریا صاحب، جس نے تبلیغی نصاب وغیرہ لکھی ہیں، کہتا ہے :

" مولوی صاحب ! میں خود تم سے بڑا "وہابی" ہوں "

اب یہ ہیں وہابی اور ان کا شیخ الاسلام حسین احمد مدنی اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں وہابیوں پہ جو گوہر افشانی کرتا ہے وہ ملاحظہ ہو، وہ لکھتا ہے " وہابیہ خبیثہ ص۵۲

" خاکِ کوچۂ مصطفوی پہ جاں نثار ---------

بوجہ عشقِ مصطفوی بے قرار ------- یہ حال کسی خبیث وہابی کو نصیب ہوا ہے ؟ کیا وہ ایسے عقائد اور خیالات رکھتے ہیں ؟ ہرگز نہیں " (ص۵۳)

دیکھا ؟ تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہم سخت وہابی ہیں، کوئی کہتا ہے میں بڑا وہابی، تو ان کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی کے الفاظ جب ان کے ساتھ لگاؤ گے تو عبارت یہ ہوگی " سخت خبیث وہابی اور بڑا خبیث وہابی !"

نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تبلیغ بھی وہابیت ہی کی کرتے ہیں اور وہابیت میں بقول ان کے پیشواؤں کے خباثت ہے اور خباثت سے بچاؤ لازمی ہے تو جب بھی کوئی تبلیغی الیاسی جماعت کو کہیں دیکھے فوراً پڑھنا چاہیئے :

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

(مسلم شریف ج۱، ص۱۶۳)

(ترجمہ : اے اللہ ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری، شیطانوں اور شیطانیوں سے یا پلیدی یا نجاستوں سے "

اس کے تحت علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں کہ خباثت کا معنی برائی، پلیدی، شیطانی، کفر، زہر وغیرہ ضرر رساں، تو جس طرح کا صلہ ہوگا معنی اس کے

مطابق ہو گا لیکن بہر صورت خباثت ہے بُری چیز، اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس سے محفوظ رکھے آمین۔

اب ذرا تبلیغی جماعت کے بزرگوں کے کچھ عقائد ملاحظہ ہوں جن میں سراسر خباثت کی بدبو پائی جاتی ہے۔

(۱) مولوی حسین علی، ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی اپنی تفسیر بلغۃ الحیران مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور، بار اول ص۱۵۷ تا ص۱۵۸ پر لکھتے ہیں:۔

"انسان خود مختار ہیں، اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہو گا۔"

یہ حوالہ دیوبندیوں کے مقتدا مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگردِ رشید، حسین علی ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی کی کتاب کا ہے اور یہ رشید احمد گنگوہی، الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کا پیر ہے۔

نیز اسی تفسیر کے ص۴ سطر آخری پر یہ لکھا ہے:

"یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں، حضرت صاحب (مولوی حسین علی) نے غلام خاں سے قلمبند کروائی ہیں اور بذاتِ خود ان پر نظر فرمائی ہے۔"

اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا منکرِ علم الٰہی ہے۔ کافر ہے۔

دیکھئے شرح فقہ اکبر ص۱۹۹ پر ہے:

مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ الْاَشْیَاءَ

قَبْلَ وُقُوْعِہَا فَہُوَ کَافِرٌ۔

(ترجمہ) "جس شخص کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔"

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَہَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ۔

(ترجمہ) "زمین میں اور تمہارے نفسوں میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہم نے اس کو نہ لکھا، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔"

قارئینِ کرام انصاف فرمائیں کہ دونوں عقیدوں میں کتنا فرق ہے اور یہ بھی کہ ان کے عقیدے میں کس قدر خباثت و شیطنت کی بدبو اور اس مذہبِ مہذب اہلِ سنت وجماعت میں کس درجہ ادب و عمل بالقرآن و حدیث کے ساتھ نورانیت و محبت کی جھلک ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ جھوٹا ہے (معاذ اللہ)

دیکھئے ضمیمہ براہینِ قاطعہ ص۲۷۲ پر ہے:

"دخول کذب تحت قدرت باری تعالےٰ ہے۔"

نیز الیاس صاحب کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاوی رشیدیہ ص۱۹ ج۱

پر لکھتے ہیں :

"کذب داخلِ تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ ہے۔"

ہمارے سُنّی حضرات کے نزدیک معاذ اللہ! اللہ تعالےٰ کو متصف بالکذب ماننا اور ایسا عقیدہ رکھنا کفرِ خالص ہے کیونکہ خدا سے صدورِ جھوٹ محال و ممتنع ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(سورہ ۱۴/۵)

"یعنی بے شک جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا وہ خلاصی نہیں پاویں گے، نفع تھوڑا ہے اور ان کو عذاب ہے درد دینے والا۔"

نیز فرماتا ہے :

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا

"یعنی اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون سچا ہے؟"

اور تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۵۶ میں ہے :

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَظُنُّ بِاللّٰہِ الْکَذِبَ یَخْرُجُ بِذٰلِکَ عَنِ الْاِیْمَانِ۔

"یعنی بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گمان کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ کا، نکل جاتا ہے ساتھ اس کے ایمان سے۔"

نیز مسامرہ ج ۲ ص ۶۵ پر ہے کہ :

لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْقُدْرَۃِ عَلَی الظُّلْمِ وَالسَّفْہِ وَالْکِذْبِ لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَۃِ۔

"اللہ تعالےٰ کو ظلم اور بے وقوفی اور جھوٹ سے متصف نہ کیا جائے اس واسطے کہ محال قدرتِ الٰہیہ کے تحت داخل نہیں ہوتا۔"

قرآنِ پاک اور اقوالِ بزرگانِ دین کی رُو سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ خدا کو کذب اور جھوٹ کے ساتھ متصف کرنا بیہودہ گوئی اور بکواس ہے اور خدا تعالےٰ کی انتہائی گستاخی اور موجبِ عذابِ الٰہی ہے نیز یہ بات کہہ کر ایمان سے خالی ہونا ہے۔

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

تحذیر الناس ص ۲۸ پر لکھتے ہیں :

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت کے علماء کے نزدیک اگر بفرضِ محال بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیتِ محمدی میں ضرور فرق آئے گا، جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحیدِ باری کو سمجھا اور نہ ختمِ نبوت پر ایمان لایا۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا :

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

" اور نہیں رسول بنایا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لئے کافی بشیر و نذیر "

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا :

لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (ابنِ ماجہ ص ۳۰۷)

" میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا "

وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ

" یعنی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اور میں آخری نبی ہوں "

تبلیغی جماعت بدکاری کی تبلیغ و رغبت پیدا کرتی ہے

دیکھئے ان کی بہت متبرک اور مشہور و معروف کتاب جس کے بغیر یہ ایک قدم بھی نہیں چلتے، تبلیغی جماعت کا نصاب ص ۲۳۲ فضائلِ تبلیغ فصلِ سابع میں ہے :

" جب بھی تجھے کوئی ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو، اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے سامنے مردہ بن کر رہ کہ وہ تجھ میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور تیری اپنی کوئی بھی خواہش نہ رہے، اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کر اور جس چیز سے روکے اس سے احتراز کر، اگر پیشہ

کرنے کا حکم کرے، پیشہ کر "

دیکھئے حضرات قارئینِ کرام ! آپ غور فرمائیں کہ یہ کتاب جس کا یہ حوالہ ہے، ان کی بڑی متبرک کتاب ہے، تبلیغی نصاب اس کا نام ہے اور اس کے مصنف کا نام اس پر یوں درج ہے :

" شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم "

اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ یہ ہے تبلیغی جماعت کی تبلیغ اور یہ کتاب نصاب ہے پوری تبلیغ کا، گویا جب تک اس کتاب کی ہر بات پر عمل نہ کیا جائے اور دوسروں تک اسے نہ پہنچایا جائے تو تبلیغ کا حق ادا نہیں ہوتا اور تبلیغ کے اندر خامی رہتی ہے اور یہ تو ایک عام فہم بات ہے کہ متعلم کے نصاب میں اگر دس مضمون ہوں اور وہ متعلم آٹھ مضمون تو پڑھ کر یاد کر لیتا ہے اور دو رہ جاتے ہیں تو لامحالہ خامی رہ گئی، اب اسے ان دو مضمونوں کے یاد اور مکمل کئے بغیر ناکام ہی قرار دیا جائے گا، کامیاب نہیں، کیونکہ اس کا نصاب تشنۂ تکمیل ہے، بلاشبہ اسی طرح الیاسی تبلیغی جماعت کے اندر شامل ہونے والے مرد اور عورت جب تک پیشہ کرنے کرانے کے عامل و عادی اور اس میں پوری مہارت کے ساتھ کمال پیدا نہیں کریں گے اور اپنے اوپر اس کے حکم کو نہیں برتیں گے تو تبلیغ کے کورس میں نامکمل ہونگے۔ اور جو اس کی تعلیم دیتے ہیں پہلے وہ خود اس کے ہر ہر پہلو اور ہر ہر بات پر مکمل عمل پیرا ہو کر پھر دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی پوری کوشش کرتے ہیں تو بھلا نامکمل کیسے رہنے دیں گے ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خود پیشہ کرنے کرانے میں ماہر ہوتے ہیں پھر دوسروں کو کرتے ہیں۔

وضاحتِ پیشہ

ذرا یہ بھی وضاحت کرتا جاؤں کہ "پیشہ کرنے" کا معنی و مطلب کیا ہے؟

تو دیکھئے ایک ہے نرا لفظِ "پیشہ" اور ایک ہے پیشہ کرنا، جس کا معنی ہے بدکاری کرنا، رنڈی یا کسبی کا کام کرنا، یا پیشہ کرانا جیسا کہ اس جماعت کے تبلیغی نصاب میں ہے، اس کا معنی ہے بدکاری کرانا، لڑکیاں پال کر ان سے حرام کاری کرانا اور کمائی کھانا، جیسا کہ علمی اردو لغت (جامع) ص۴۱۵، جامع اللغات اردو اور نور اللغات اردو سے ظاہر ہے۔

وضاحتِ نصاب

یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا نام جو تبلیغی نصاب ہے تو "نصاب" کا معنی کیا ہے؟

تو سنئے! نصاب کا معنی ہے (۱) زر، سرمایہ، پونجی (۲) اتنا مال جس میں زکوٰۃ واجب ہو (۳) جڑ، بنیاد (۴) جانچ، قول، معیار، کسوٹی (۵) ترازو کی موٹھ (۶) چاقو کا دستہ، تلوار کا قبضہ (۷) پڑھائی کا کورس (۸) درجہ، رتبہ، مرتبہ (۹) قسمت، نصیب۔

(علمی اردو لغت (جامع) ص۱۵۱، فیروز اللغات ص۱۱۸۳)

جب پیشہ کے معنی بدکاری و زناکاری کو نصاب کے نمبروار معنی کے ساتھ لگاؤ گے اور لفظِ تبلیغی میں تبلیغ کے ساتھ یا رنسبت کی ہے یعنی تبلیغ والی اور تبلیغ کا لغوی معنی ہے رسانیدن یعنی پہنچانا اور جو پہنچانی ہے

وہ نئی قوم والی جماعت ہے جو مقصود و مطلوب الیاس ہے۔ جب پیشہ اور نصاب اور تبلیغی اور جماعت کے الفاظ کو یکجا کر کے ترجمہ کیا جائے گا تو معنی یہ ہوگا: پیشہ کرانا نصاب تبلیغی جماعت یعنی،

(۱) بدکاری کے سرمایہ، پونجی کو پہنچانے والی جماعت،
نتیجہ اس جماعت کے پاس پونجی ہے تو فقط زناکاری کی ہے جسے یہ لوگوں تک پہنچاتی ہے۔

(۲) بدکاری کے اتنے مال، جس پہ زکوٰۃ واجب ہو، کو پہنچانیوالی جماعت۔
نتیجہ، اس جماعت کے پاس بدکاری کا مال اتنا ہو چکا ہے جسے اوروں تک بھی پہنچانا ضروری ہے تاکہ اوروں کو بھی زناکار بنائے

(۳) تبلیغی جماعت کی جڑ بنیاد بدکاری ہے۔
نتیجہ، تبلیغی جماعت کی بنیاد ہی بدکاری ہے اور تبلیغ کا معنی پہنچانا سمجھ لینے کے بعد لفظ تبلیغ ہی لکھا جائے گا۔

(۴) بدکاری تبلیغی جماعت کا معیار اور جانچ و کسوٹی ہے۔
نتیجہ، یعنی تبلیغی جماعت کی پہچان یہی ہے کہ اس کے اندر زناکاری ہے، اب جو زناکاری کے معیار پہ پورا اترے وہ تبلیغی اور جو نہ اترے وہ نہیں۔

(۵) بدکاری تبلیغی جماعت کے ترازو کی موٹھ ہے۔
نتیجہ، جس طرح ترازو کو موٹھ سے پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور دونوں پلڑوں کے کم و بیش ہونے کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح تبلیغی جماعت والے کا پھر بدکار ہونے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تبلیغی جماعت کا ہے ورنہ نہیں۔

(٦) بدکاری تبلیغی جماعت کے چاقو کا دستہ یا تلوار کا قبضہ ہے۔

نتیجہ، یعنی جس طرح چاقو اور تلوار بغیر دستہ یا قبضہ کے نہیں چلتے اور اپنا کام صحیح نہیں کر سکتے اسی طرح تبلیغی جماعت بغیر زنا کی دلچسپی کے کام نہیں کر سکتی۔

(٧) بدکاری اور بدکاری تبلیغی جماعت ،، کی پڑھائی کا کورس ہے۔

نتیجہ، یعنی تبلیغی جماعت والے جب تک بدکاری اور زناکاری کی تعلیم کا کورس پورا نہیں کریں گے تو تبلیغی جماعت کے کورس میں فیل ثابت ہوں گے۔

(٨) بدکاری تبلیغی جماعت کا (ایک عظیم) درجہ، مرتبہ اور رتبہ ہے۔

نتیجہ، تبلیغی جماعت کے نزدیک امیر کے یا کسی بھی قابلِ احترام کے حکم سے زنا کرنا بڑا رتبہ رکھتا ہے۔

(٩) بدکاری تبلیغی جماعت کی قسمت اور نصیب ہے۔

نتیجہ، اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (قرآن) مَنْ زَنٰى زُنِيَ وَلَوْ بِحِيْطَانِ دَارِهَا (الحدیث)

آپ مختصراً قرآن وحدیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں،

جہاں تک زنا کا تعلق ہے تو کون نہیں جانتا کہ یہ بہت قبیح اور برا فعل ہے حتی کہ قرآنِ پاک میں واضح طور پر ارشادِ خداوندی ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔

"یعنی زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ۔"

لیکن کیسی تعجب کی بات ہے کہ ان لوگوں کو احکامِ الٰہیہ کی ذرہ برابر پرواہ نہیں، بس یہی خیال دامنگیر ہے کہ ہماری جماعت بڑھ جائے، خدا پاک اور اس کے رسولِ پاک کی بارگاہ میں چاہے رسوائی ہو تو ہو لیکن یہاں نئی قوم پیدا کرنے کا شوق پورا ہو جائے، پھر لکھ بھی دیا کہ "جب بھی تجھے ایسا شخص ملے جس کا احترام تیرے دل میں ہو" یعنی جہاں چاہا، جب چاہا اپنا کام نکال لیا، اگر کوئی اعتراض کرے تو جواب موجود ہے کہ یہ کیسا بھی ہو بس میرے دل میں اس کا احترام آگیا، میں نے اپنا آپ اس کو پیش کر دیا۔

اب اس ماہِ مبارک ربیع الاول کی بارہ تاریخ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر تو صدرِ مملکت جنرل ضیاء الحق نے زنا وغیرہ کی سزاؤں کو اسلامی قانون کے مطابق نافذ کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے تو اگر کوئی تبلیغی جماعت میں شامل مرد و عورت زنا کرتے پکڑے گئے تو ہو سکتا ہے وہ کہہ دیں کہ ہم نے تو یہ فعل اس لئے کیا کہ ہم ملے اور آنکھیں دو سے چار ہوئیں، ایک دوسرے کا احترام دل میں آیا اور ایک دوسرے کا جب دل مچلا تو اس فعل کو سعادت سمجھتے ہوئے ہم نے کر لیا کیونکہ ہماری شریعت جداگانہ ہے دیکھئے ہمارے پیشوا راہنما کی وہ کتاب جس کے بغیر ہماری جماعت ایک قدم نہیں چلتی اور اس کے سامنے قرآن وحدیث کا درس دینا بھی ہمیں گوارا نہیں، ہمارا مکمل کورس یہی کتاب ہے، تبلیغی نصاب۔

یہ عقیدہ تو تبلیغی جماعت کا ہے کہ جس کا بھی احترام دل میں آجائے وہ منظور کسے باشد، لیکن ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ وَإِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ

عَبْدٌ حَبْشِيٌّ مُجَدَّعٌ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا
مَا اَقَامَ لَكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ [1]

"یعنی اے لوگو! اللہ تعالےٰ سے ڈرو اور حاکم و امام چاہے
حبشی غلام مقطوع الاعضاء ہی ہو اسکی تابعداری اور اس کی ہر بات
کا سننا جب تک قرآنِ پاک کے مطابق ہو تم پر ضروری ہے"

اب یہاں وہ امام و حاکم و امیر جس کی فرمانبرداری کو ضروری قرار دیا گیا ہے، وہ معزز قرار پایا تو صرف احکامِ خداوندی کے نفاذ و پاسداری کیوجہ سے پایا ورنہ بظاہر وہ غلام ہے، لوگوں کی نظروں میں نہ سمانے والا حبشی ہے، اس کے اعضاء صحیح نہیں لیکن عقیدہ صحیح ہے، احکامِ الٰہی کا خود پابند، اوروں کو پابند بنانے والا، اس لئے اس کی اطاعت ضروری ہوئی لیکن اس کے برعکس اگر کوئی حاکم و امام و دانا، زیرک، حسین و جمیل، جاہ و جلالت کا پیکر ہو، امام ہی ہونے کی حیثیت سے ایسی بات کا حکم کرے جس میں خدا کی نافرمانی پائی جاتی ہو تو اس کا ماننا ضروری نہیں اور اب کیفیت یہ ہوگی کہ یہی امام و حاکم جس کا حکم ماننا واجب تھا اب نہ ماننا واجب ہوگا۔

دیکھئے بخاری شریف ج۱ ص ۴۱۵، ج۲ ص ۱۰۵۷ میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

[1] بخاری شریف ج۱، ص۱۵۷، ترمذی شریف ج۱، ص۲۰۴

"یعنی حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے
کہ امام کی اتباع جب تک کہ وہ برائی کا حکم نہ دے، حق و بجا
ہے اور جب برائی کا حکم دے تو ہرگز اتباع نہ کی جائیگی"

نیز ترمذی شریف ص۲۰۴ پر امام ترمذی نے اس حدیث کے لئے باب ہی یہ باندھا ہے:

(باب) لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

"یعنی جس بات میں خالق کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق کی تابعداری نہیں ہے"

اور بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث کے تحت فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۱۳ ص ۱۰۵ پر ہے کہ عام آدمی تو کیا اگر امام بھی بدکاری کا حکم دے تو اس کی تابعداری ضروری نہیں:

بَلْ يَحْرُمُ عَلٰى مَنْ كَانَ قَادِرًا عَلَى الْاِمْتِنَاعِ۔

"بلکہ جو شخص روکنے پر قادر ہو اُسپر تو اتباع کرنا قطعاً حرام ہے"

آگے فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۱۳ ص ۱۰۵ سطر ۲۲ پر ہے:

فَمَنْ قَوِيَ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَهُ الثَّوَابُ وَمَنْ وَهَنَ فَعَلَيْهِ الْاِثْمُ وَمَنْ عَجَزَ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْهِجْرَةُ مِنْ تِلْكَ الْاَرْضِ۔

[2] اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو اس کے درندوں کے قابو آجائے اور انہیں روک بھی نہیں سکتا تو اسکو چاہئے کہ ان سے اپنی خلاصی کرائے اور ان کے مرکزِ زنا سے ہجرت کر جائے۔

" یعنی جو قادر ہو اس (روکنے) پر اس کو ثواب ہے اور جو سستی کرے اس کو عذاب ہے اور جو عاجز ہو اس پر واجب ہے کہ یہاں سے نکل جائے "

اب اس سے ثابت ہوا کہ جب شرعی امام کی یہ حیثیت ہے تو جو تبلیغی جماعت کے امیر ہیں جو اس حوالہ کے سہارا اپنا اپنا " رنڈا پا کاٹ رہے ہیں " وہ کس شمار میں ہیں، ان کا یا دیگر تبلیغیوں کا آپس میں احترام کس کھاتے میں جائے گا ؟

پس دیکھئے فیض الباری ج ۲ ص ۹۰ اور کنوز الحقائق علی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۶۸ میں ہے :

لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ

دوسری روایت میں ہے :

لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔

" کسی آدمی کی تابعداری خدا کی نافرمانی میں ضروری نہیں "

دوسری روایت کا ترجمہ :

" اور نافرمانی خدا میں تابعداری ہوتی ہی نہیں، تابعداری تو فقط اچھائی میں ہے "

حضرات ! اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں تبلیغی جماعت کی مشہور و معروف کتاب تبلیغی نصاب کا یہ حوالہ کس قدر گمراہی اور حرام فعل کی جانب رغبت پیدا کرنے والا ہے، اور یہ حوالہ دکھا کہ اس جماعت نے نہ معلوم کتنے شریف لوگوں کی عزت پر حملہ کیا ہوگا؟

تبلیغی جماعت نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا

لکھتے ہیں :

" اللہ رب العزت کی یہ عادت جاریہ ہے کہ جب انسانوں میں گمراہی ..... عام ہو جاتی ہے اور خالق کی بجائے مخلوق سے اور اعمال کی بجائے مادی شکلوں سے کامیابی کا تصور اور یقین قلوب میں پیوست ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت محض اپنے لطف و کرم سے انسانوں کی ہدایت کا غیب سے انتظام فرماتے ہیں جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ زمانے کے کسی نیک و صالح انسان کو منتخب فرما کر اس پر ہدایت کے اصول اور طریقے الہام فرما کر ان کے استعمال کی شکلیں اس پر کھول دیتے ہیں ..... سابقہ زمانے میں ایسے انسانوں کو نبی یا رسول کا لقب دیا جاتا رہا ..... چونکہ اس زمانے میں بھی گمراہی عام ہو چکی ہے اور مادی اسباب کو 'ارباب' کا درجہ دیا جا چکا ہے اس لئے پھر اللہ کی رحمت و کرم کو جوش آیا اور حضرت مولانا محمد الیاس کو منتخب فرما کر ان پر اس زمانے کی ہدایت کے اصول و طریقے منکشف فرمائے اور ہدایت کی اس محنت کا نام تبلیغی تحریک مشہور ہو گیا، حضرت مولانا محمد الیاس اسے " تحریکِ ایمان " ..... سے تعبیر

فرمایا کرتے تھے، اس کے سارے اصول الہامی ہیں۔"

(تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول، مطبوعہ دہلی، ص ۵)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور کا پتہ چلتا ہے :

(۱) الیاس صاحب کے زمانہ میں تمام انسان گمراہ یعنی کافر ہو چکے تھے۔

(۲) الیاس صاحب کو انبیاء کے برابر کر دیا کہ یہ بھی گمراہوں کی ہدایت کے لئے منتخب ہوئے اور انبیاء کرام بھی، اور انبیاء کرام کے اصول و طریقے بھی الہامی اور بانی تبلیغی جماعت کے اصول و طریقے بھی الہامی۔

(۳) لفظ "ایسے" کی تشبیہ صراحۃً برابری انبیاء پر دلالت کر رہی ہے یعنی جیسا مولوی الیاس ہے، جسے خدا نے منتخب فرمایا ہے، ایسے انسانوں کا لقب نبی یا رسول ہوتا ہے۔

(۴) بقول تبلیغیوں کے جس طرح سابقہ زمانہ میں خدا کو جوش آتا اور گمراہوں کی ہدایت کے لئے نبی کو مبعوث فرما دیتا تھا اسی طرح نبی آخر الزمان کے چودہ سو برس بعد پھر خدا کو جوش آیا اور مولوی الیاس کو نبیوں کی طرح گمراہوں کی ہدایت کے لئے چن لیا۔

(۵) خود الیاس صاحب اس تحریک کو تحریک ایمان کا نام دیتے تھے یعنی مومن بنانے کی تحریک۔

(۶) اور یہ کہ الیاس کے زمانہ میں گمراہی عام ہو چکی تھی اور مادی اسباب کو لوگ اپنا اپنا رب اور خدا مان چکے تھے۔ اس میں بھی سب مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ اور جو مسلمانوں کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے :

اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْہِ کَافِرٌ فَقَدْ بَآءَ بِہَا

اَحَدُھُمَا (بخاری شریف، ج ۲، ص ۹۰۱)

"یعنی جس نے اپنے (مسلم) بھائی کو کافر کہا تو بیشک یہ کفر، ان میں سے ایک کی طرف لوٹ جائے گا۔"

مطلب یہ کہ جس کو کافر کہا، اگر وہ واقعی کافر ہے تو فبہا، ورنہ وہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے ایماندار کو کافر کہا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف ج ۲، ص ۹۰۱ حاشیہ ۷ میں ہے :

لِاَنَّ الْقَائِلَ اِذَا کَانَ صَادِقًا فَالْمَرْمِیُّ کَافِرٌ وَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فَقَدْ جَعَلَ الرَّامِیْ الْاِیْمَانَ کُفْرًا وَمَنْ جَعَلَ الْاِیْمَانَ کُفْرًا فَقَدْ کَفَرَ۔

"یعنی قائل جب سچا ہوگا تب تو جس کو کافر کہا ہے ٹھیک ہے اور اگر جھوٹا ہے تو بلاشبہ اس نے ایمان کو کفر قرار دیا اور جو ایمان کو کفر قرار دے وہ کافر ہے۔"

اب فیصلہ ناظرین پر ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کے متعلق کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں؟ آیا تبلیغی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر و گمراہ کہہ کر بموجب حدیث پاک کافر و گمراہ ہوئی یا نہ؟

(۷) یہ کہ الیاسی جماعت خود تو کہتی نہیں کہ الیاس نبی ہے لیکن یہ کہتی ہے کہ جیسے الیاس صاحب ہیں، ایسوں کو سابقہ زمانے میں نبی اور رسول کہا جاتا تھا، گویا یہ نبوت کی طرف پیش قدمی ہے، اور پھر لفظ "پھر" سے ہی پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں وہ منصب الیاس کو ملا۔

(۸) یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسوں کے لئے نبوۃ کا دروازہ انہی لوگوں نے کھولا اور نبوۃ کے منصب کو معمولی بات سمجھا، سچ ہے ع

جو چاہے ان کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

(۹) نیز ان کے اس حوالہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ اس جماعت کے سارے اصول الہامی ہیں جو الیاس صاحب کو الہام ہوئے، جن کا تعلق قرآن و حدیث سے نہیں جیسا کہ صاف کہہ گئے کہ :

"اس کے سارے اصول الہامی ہیں"

(۱۰) نیز اگر حضور پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے احکام کی تبلیغ مدِ نظر ہوتی تو پھر اپنے زمانہ کو زمانۂ نبوی سے ممتاز نہ کرتے اور یہ نہ کہتے سابقہ زمانہ میں جو ہدایات فرماتے تھے ان کو نبی، رسول کہا جاتا تھا اور اس زمانہ کے گمراہوں کی ہدایت الیاس صاحب کے حصہ میں آئی۔ اس زمانہ کو زمانۂ نبوی سے علٰحدہ کر کے تبلیغی جماعت گمراہ ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ یہ سارا زمانہ قیامت تک حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی کا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (مشکوٰۃ، ص ۴۸۰)

"یعنی میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی چیز نہیں ہے۔"

نیز مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۲ میں یہ بھی ہے کہ :

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً

"یعنی میں تمام مخلوق کی طرف کافی و شافی بنا کر بھیجا گیا ہوں، یعنی میرا زمانہ رہتی دنیا تک رہے گا۔"

عقیدہ نمبر ۲

انسانیت نبی کی محتاج نہیں

تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول، ص ۹۱، سطر ۱۲ پر لکھا ہوا ہے :

"اب انسانیت نبی کی محتاج نہیں رہی"

حضرات! یہ ہے تبلیغی جماعت کا عقیدہ، یہاں صاف کہہ دیا کہ اب انسانیت نبی کی محتاج نہیں رہی، کیسی لرزہ براندام کرنے والی بات کہی ہے حالانکہ اگر انسانیت کو دامن نبی سے جدا کر دیا جائے تو انصاف سے کہئے کہ اسے انسانیت کہنا کون ہے؟ کیونکہ نبی کی ذات سے تو حیوانات بھی بے نیاز نہیں اور یہ تو ہر نبی کی بات ہے چہ جائیکہ نبی الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جن کی محتاج کائنات ہمیشہ ہمیش رہی اور رہے گی۔

واقعی کسی نے سچ کہا ہے ؎

نیک سے نیکی ہو اور بد سے بدی
ظرف میں جو ہوگا ٹپکے گا وہی

نیز مذکورہ کتاب کے ص ۶۸ پر یہ شعر ملتا ہے ؎

محبت گر نہ ہو مشکل ہیں آدابِ محبت بھی
محبت خود سکھا دیتی ہے آدابِ محبت بھی

اور امامِ اہلِ سنت حضرتِ علامہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ نے درست فرمایا ہے ؎

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

یعنی جو آقائے دوجہاں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بے نیاز و بے پرواہ ہو گیا وہ جہنمی ہو گیا، اہلِ علم حضرات کو معلوم ہے کہ میرے آقا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰)

"بے شک اللہ تعالےٰ میری امت کو، یا (فرمایا) امتِ محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اور (ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ) اللہ تعالےٰ کا ہاتھ (جیسے اس کی شان کے لائق ہے) جماعت پر ہے اور جو (بے پرواہ ہو کر) جماعت سے نکل گیا وہ جہنم میں گیا۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا :

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (مشکوٰۃ ۳۰)

"یعنی تم بڑی جماعت کے تابع ہی رہنا اس لئے کہ تحقیق جو جماعت سے نکل گیا وہ جہنم میں جائے گا۔"

اب اہلِ علم حضرات ذرا غور فرمائیں کہ ہمارے آقا نے جو ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے نکل گیا وہ جہنمی ہے اور پھر جماعت سے مراد بھی سب سے بڑی جماعت ہے، پھر اس سے نکلنے پر وعید

فرمائی اور اس کی اتباع واجب فرمائی کیونکہ اِتَّبِعُوْا میں حکم وجوب کیلئے ہے ورنہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ کی وعید نہ سنائی جاتی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ہر فردِ مسلم کو ہمارے آقا نے سوادِ اعظم کا محتاج بنا دیا اور فرمایا کہ جو اپنے آپ کو جماعت کا محتاج نہ سمجھتے ہوئے اس سے نکل گیا وہ جہنمی ہے، اب ثابت ہوا کہ جس کے گلے میں سوادِ اعظم کی اتباع کا طوق نہیں، وہ جہنمی ہے تو جس کے گلے میں محسنِ کائنات باعثِ رضائے خالقِ مخلوقات اور خود صاحبِ سوادِ اعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی احتیاج کا طوق نہ ہوگا وہ کیونکر جہنمی نہ ہوگا؟ اور سوادِ اعظم کی اتباع کا محتاج نہ رہنے والا جہنمی ہے تو لازماً صاحبِ سوادِ اعظم نبی الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نبی مانتا ہوا یا نہ مانتا ہوا جو انسانیت کو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا محتاج نہیں سمجھے گا، قطعاً جہنمی ہے،

نیز ارشاد فرمایا :

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ (بخاری ج ۱ ص ۱۶)

"بانٹتا میں ہی ہوں اور دیتا اللہ ہی ہے۔"

"ثابت ہوا کہ جو کچھ بھی اللہ جل مجدہ سے لینا ہے اس میں درِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محتاجی ضرور ہوگی، دیکھئے یہاں نہ قَاسِمٌ کا مفعول مذکور ہے اور نہ ہی یُعْطِیْ کا مفعول مذکور ہے جس کا اشارہ دلالت بر عمومیت کی جانب ہے، مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی دیتا ہے خدا ہی دیتا ہے اور اس کی ہر عطا کا تقسیم کرنے والا میں ہی ہوں، ہر چیز میرے ہی در سے ملے گی۔

اب بتاؤ کہ انسانیت، نبی کی محتاج کیسے نہیں رہے گی جبکہ ہر امر اور ہر خیر حضور پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی کے درِ پاک سے نافذ و موصول ہے،

دیکھئے مواہبِ لدنیہ ج ۱ ص ۶ میں ہے :

فَلَا يَنْفُذُ أَمْرٌ إِلَّا مِنْهُ وَلَا يَنْقُلُ خَيْرٌ إِلَّا مِنْهُ

"یعنی ہر فیصلہ امر آپ کی ذاتِ مقدسہ ہی کی جانب سے نافذ ہوتا ہے اور ہر طرح کی خیر و اچھائی جس کو بھی حاصل ہے، آپ ہی کی جانب سے ہے۔"

قیامت کے دن حضرتِ ابراہیم علیہ السلام بھی بارگاہِ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں عرض کریں گے:

أَنْتَ دَعْوَتِي فَاجْعَلْنِي مِنْ أُمَّتِكَ

"آپ میری دعا کا نتیجہ ہیں لہٰذا مجھے اپنی امت میں شامل فرمالیجیے۔"

تو واضح ہوگیا کہ ؎

لَاوَرَبِّ الْعَرْشِ جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں دولت رسول اللہ کی

ایک شُبہ کا ازالہ

شاید کوئی یہ کہے کہ گذشتہ بیان میں اتباعِ سوادِ اعظم، جو حدیثِ پاک کی رُو سے لازمی ہے اس سوادِ اعظم (بڑی جماعت) سے مراد تو تبلیغی جماعت بھی ہوسکتی ہے کیونکہ یہ بھی کافی بڑھ چکی ہے، تو عرض ہے کہ یہ ارشادِ پاک تو ہمارے آقا کا آج سے تقریباً چودہ سو برس کے مسلمانوں کے لئے ہے کہ تم پر سوادِ اعظم کی اتباع لازم ہے اور تبلیغی جماعت تو کیا، اس کے بانی کی عمر بھی ابھی سو سال کی نہیں ہوئی حالانکہ وہ (الیاس) مرچکا، اس کا بیٹا محمد یوسف بھی مرچکا اور اس کا پوتا ہارون بھی مرچکا جو یکے بعد دیگرے اس کے جانشین ہوئے، کیونکہ الیاس ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوا اور ۱۳۶۳ھ میں مرگیا اور اب ۱۳۹۹ھ کا دوسرا مہینہ یعنی صفر المظفر ہے،

تو یہ جماعت آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے مراد کیسے ہوسکتی ہے؟ اور پھر جماعت سے مراد ہی جماعتِ فقہاء، علماء، صوفیاء اور اولیاء اللہ ہے اور کون کہتا ہے کہ یہ لوگ تبلیغی جماعت میں شامل ہیں۔

دیکھئے ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاس، ص ۴۵، ملفوظ ۱ میں لکھا ہے کہ:

"(مولوی الیاس نے) ایک بار فرمایا مولانا! ہماری تبلیغ میں ---
---- مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ کمی اس واسطے ہے کہ اب تک اہلِ علم اور اہلِ ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔"

اس سے پتہ چلا کہ جب خود بقول الیاس اہلِ ذکر و اہلِ فکر (جو حقیقۃً جماعت سے مراد ہیں) تبلیغی جماعت میں موجود ہی نہیں تو یہ جماعت، سوادِ اعظم کیسے کہلاسکتی ہے؟

عقیدہ نمبر ۳

تبلیغی جماعت مسلمانوں میں ایمان پیدا کرتی ہے

تبلیغی جماعت بڑے فخر سے یہ کہتی ہے کہ ہمارا مقصد مسلمانوں میں ایمان پیدا کرنا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو بے ایمان سمجھ کر ایماندار بنانے پر مصر ہے ہیں اور کلمہ طیبہ سکھانے کے بہانے سے لوگوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان ان کے اس بُرے کام کو اچھا سمجھتے ہیں،

دیکھئے سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، ص ۲۹۳ پر صاف طور پر لکھ گئے:

"مولانا اس دعوت و تبلیغ کو جو مسلمانوں میں ایمان پیدا

کرنے اور اصولِ دین کا رواج دینے کے لئے تھی (تحریکِ ایمان سے موسوم کرتے تھے۔"

اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ لوگ اپنی اس تبلیغ سے مسلمانوں میں ایمان پیدا کرتے ہیں، اور غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ایمان پیدا اس جگہ کیا جاتا ہے جہاں پہلے ایمان نہ ہو، گویا یہ لوگ بے ایمانوں میں ایمان پیدا کرتے ہیں۔

نیز مولوی الیاس صاحب اسی کتاب کے ص ۷۵، ملفوظ نمبر ۹۰ میں تحریر کرتے ہیں کہ :

" ہماری تحریک درحقیقت ایمان کی تحریک ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمارے نزدیک امت کی اول ضرورت یہی ہے کہ ان کے قلوب میں پہلے صحیح ایمان کی روشنی پہنچ جائے۔"

دیکھئے یہاں بھی صاف کہہ گئے کہ ہماری یہ تحریک درحقیقت دلوں میں ایمان پیدا کرنے اور مومن بنانے کی ہے۔

عقیدہ نمبر ۵

جو تبلیغی جماعت میں نہیں وہ مسلمان نہیں

تبلیغی جماعت کا خیال ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ انسان تبلیغی جماعت میں شامل ہو جائے، دیکھئے ملفوظات مولانا محمد الیاس ص ۴۶ میں ہے :

" ایک خط میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا یہ فقرہ تھا کہ مسلمان دو ہی قسم کے ہو سکتے ہیں، تیسری کوئی قسم نہیں، یا، اللہ کے راستے میں خود نکلنے والے ہوں یا نکلنے والوں کی مدد کرنے والے ہوں، فرمایا

بہت خوب سمجھے ہیں۔"

دیکھا قارئینِ کرام آپ نے؟ کہ تبلیغی جماعت کے نزدیک یا تو اس میں بستر اٹھا کر چلنے والا مسلمان ہے جیسے طبلہ سارنگی والے بغلوں میں یہ چیزیں اٹھائے پھرتے ہیں، یا ان کے نزدیک وہ مسلمان ہے جو ان کی مدد کرے، تیسری قسم ان کے نزدیک مسلمان کی کوئی نہیں ہے۔ اس حوالہ سے آپ صاف طور پہ سمجھ گئے کہ ان کے نزدیک بہرصورت وہی مسلمان ہے جو ان کی جماعت میں شامل ہو۔

تبلیغی جماعت کے کلمہ، نماز صحیح کرانے کے دھوکہ سے بچو

بعض لوگ جب تبلیغی جماعت والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمیں تبلیغ کرتے ہو تو کیا ہم مسلمان نہیں؟ کیا ہم بے ایمان ہیں؟ تو کہتے ہیں، نہیں بھائی! ہم تو کلمہ اور نماز صحیح کراتے ہیں۔

یاد رکھئے ان کا یہ کہنا سراسر غلط اور دھوکہ ہے، دیکھئے اسی کتاب کے ص ۷۵، ملفوظ نمبر ۹۱ پر لکھا ہے کہ :

" ہماری اس تحریک کا اصل مقصد اس وقت بس دین کی طلب و قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہے نہ کہ صرف کلمہ و نماز کی تصحیح و تلقین۔"

یہاں اس جماعت کے بانی صاف کہہ گئے ہیں کہ اس تبلیغ سے ہمارا مقصد کلمہ و نماز کی تصحیح و تلقین نہیں۔

نیز ص ۱۴۸ پر لکھتے ہیں :

" ہماری یہ تحریک درحقیقت تجدیدِ ایمان اور تکمیلِ ایمان کی تحریک ہے۔"

اور ص ۱۶۷ پر اپنی تبلیغ کو انبیاء کی تبلیغ کا درجہ دیتے ہیں، لکھتے ہیں :

"انبیاء علیہم السلام یہی تبلیغ لائے ہیں"

واضح رہے کہ جتنے بھی انبیائے کرام تشریف لائے، سب کے سب نے گمراہوں کو راہِ راست دکھایا، بے ایمانوں کو ایماندار بنایا، اگر ان کی تبلیغ ایمان والوں کے لئے ہی ہوتی تو یہ بات تحصیلِ حاصل کے مترادف ہے اور پھر ان کی بعثت کا صحیح مقصد اور مفاد ثابت نہ ہوتا، تو تبلیغی جماعت کے بانی کا یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام یہی تبلیغ لے کر آئے جیسی ہماری ہے، اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ مساجد میں جا کر ان کا نمازیوں کو تبلیغ کے بہانے تنگ کرنا صرف اسی وجہ سے ہے کہ یہ لوگ ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔

نیز تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات ص ۲۲۰ پر لکھا ہے:

"اس کام میں دعوت بھی ہے اور دعوت ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی"

پھر دیکھئے، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک، ص ۳۴ تا ۳۷، اور اسی کتاب کے ص ۷۵ پر لکھتے ہیں کہ:

"تبلیغ کو لوگ کلمہ و نماز کی تحریک سمجھتے ہیں، زیادہ صحیح لفظوں میں وہ یقین پیدا کرنے کی تحریک ہے، وہ یقین جس کا دوسرا ایمان ہے غیبی حقائق پر ایمان، خدا پر ایمان، چنانچہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کو تحریکِ ایمان کہا کرتے تھے"

مسلمانو! غور کا مقام ہے، یہ نہ سمجھنا کہ محمد عبد الغفور الوری شاید اپنی طرف سے یہ باتیں کہہ رہا ہے بلکہ میں تو ان کے حوالوں سے اپنے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو واضح کر رہا ہوں کہ ان کا مقصد مسلمانوں کو تبلیغ کرنے سے ان کے دین و عقائد اور ایمان کو خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ تبلیغ حقیقت

میں مسلمانوں کو کافر سمجھ کر کرتے ہیں، یہ لوگ اپنی اس تحریک کا نام چاہے کچھ بھی رکھیں تحریکِ ایمان رکھیں یا دعوت و تبلیغ کہیں، یقین پیدا کرنے کی سعی کہیں یا دین کی طلب نام رکھیں، دین کی محنت اور دین زندہ کرنا کہیں یا دین کو لے کر پھرنا کہیں، دعوتِ کلمہ کہیں یا تصحیحِ کلمہ کا نام دیں، سب کا مفہوم و مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کے دین و ایمان کو خراب کریں، صحیح اور راہِ راست سے آپ کو ہٹائیں، بھٹکائیں اور اپنے دلفریب جال میں پھنسائیں، العیاذ باللہ!

تبلیغ سے تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ و روزہ نماز نہیں

مولوی ظفر احمد تھانوی لکھتے ہیں کہ آخری دفعہ جب میں وسطِ جون میں مولوی الیاس صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھتے ہی فرمایا:

"بہ لیم رسید و جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازاں کہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد"

میرے گلے میں باہیں ڈال دیں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور دیر تک سینے سے لپٹائے رکھا ۔۔۔۔۔۔۔ پھر فرمایا بہت سے علماء تو دور دور ہی سے میرے مقصد کو سمجھنا چاہتے ہیں مگر مجھ سے پوچھو تو اب تک بھی وہ میرے منشا کو نہیں سمجھے، وسائط سے گفتگو کی ہے، اب میں وسائط سے اپنے منشا کو کیونکر سمجھا دوں؟ میں چاہتا ہوں تم کچھ دنوں میرے پاس رہو تو میری منشا کو سمجھو گے، دور رہ کر نہیں سمجھ سکتے، یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصہ لیتے ہو، جلسوں میں تقریر کرتے ہو، تمہاری تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں چاہتا ہوں"

مولوی ظفر احمد صاحب تھانوی، مولوی الیاس صاحب کے پہلے مجبوبوں، مخلصوں اور عقیدتمندوں میں سے تھے جن کی محبت، الیاس صاحب کے دل و دماغ میں اس قدر رچی ہوئی تھی کہ گویا یہ ان کے درد کے درماں، مرض کی دوا اور موت کو حیات میں بدلنے والے تھے، گویا آبِ حیات تھے تبھی تو الیاس صاحب کہہ رہے ہیں " تو بیا کہ زندہ مانم "! یعنی اے میرے محبوب! میری جان لبوں پہ آچکی ہے لہذا تو جلد آ، کہ میں زندہ رہ سکوں اور میرے مرنے پر تیرا آنا کس کام کا؟

اہلِ علم و فہم حضرات سمجھ گئے ہوں گے کہ مولوی ظفر احمد تھانوی کس قدر محبوب تھے کہ جسے آتے ہی گلے سے لگا لیا، پیشانی کو چوم لیا، دیر تک سینے سے لپٹائے رکھا، اسے رازدارانہ طریقے سے بتایا کہ بہت سے لوگ تو دور دور ہی سے میرے منشا کو سمجھنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ تبلیغ میں بہت حصہ لے رہے ہیں لیکن ابھی تک وہ میرے منشا کو نہیں سمجھے اور جو میرا منشا ہے اسے وسائط سے میں نہیں سمجھا سکتا۔

پھر آگے خود اپنے اس محبوب عقیدتمند اور ہم عقیدہ جاں نثار سے کہتے ہیں کہ تم کچھ دن میرے پاس رہو تو میری منشا کو سمجھو گے، دور رہ کر نہیں سمجھ سکتے، یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصہ لیتے ہو، تقریر کرتے ہو، تمہاری تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں کہتا ہوں۔

دیکھا آپ حضرات نے؟ صاف کہہ دیا کہ یہ تبلیغ جسے یہ لوگ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور دین کے دیگر احکام کی تبلیغ کا نام دیتے ہیں اور جن سے نفع بھی ہوتا ہے، میرا منشا نہیں ہے، اور اگر یہ منشا ہوتا (جیسا کہ بظاہر لوگ تبلیغی جماعت والوں کو دیکھ کر سمجھتے ہیں) تو پھر مولوی الیاس صاحب کو چاہئے تھا

کہ اس تبلیغ کرنے والے مولوی کو جو دور تو رہتا تھا مگر تبلیغ دین کرتا تھا یا مولوی ظفر احمد تھانوی کو (جو خاص ہم پیالہ و ہم نوالہ تھا) یہ نہ کہتے کہ تمہاری اس تبلیغ سے نفع تو ہوتا ہے مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں چاہتا ہوں بلکہ داد دیتے کہ بہت اچھا ہمارا مقصد دین کی خدمت کرنا ہے، آپ لوگ جہاں جہاں بھی دین کی خدمت کر رہے ہیں بہت اچھا کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں جزا دے اور دینِ اسلام کی مزید خدمت کرنے کی تمہیں توفیق عطا فرمائے لیکن چونکہ مولوی الیاس کے جو کچھ اندر تھا، ان مولویوں کی تبلیغ ابھی تک اس کے موافق نہ تھی اس لئے کہہ دیا کہ یہ تمہاری تبلیغ وہ نہیں جو میرا منشا ہے۔

آئیے، میرے آقا کے پروانو! میں تمہیں بتاؤں کہ تبلیغی جماعت کا اس تبلیغ سے جو الیاس کا منشا ہے) مقصد کیا ہے؟

(۱) اس تبلیغ سے الیاس صاحب کا منشا ایسے مہلک پُرفتن اور خطرناک منصوبے کی اشاعت و ترویج کے سوا کیا ہو سکتا ہے جس کے لئے برطانیہ حکومت بھی انہیں ایڈ دیتی رہی،

دیکھئے مکالمۃ الصدرین ص ۱، سطر ۳ میں ہے:

" مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا "

اور اس کی اس غرض و غایت کو لامحالہ ایک ادنیٰ فہم کا مالک بھی جانتا ہے کہ جب کوئی حکومت کسی کو ایڈ دیتی ہے تو اس میں اس کا کوئی کو منشا و مقصد ہوتا ہے اور چونکہ حکومت کی جانب سے جب کسی کی پشت پناہی ہو رہی ہو تو آخر حکومت بھی تو اس کے ذمے کوئی عظیم کام لگائیگی تاکہ اس کا دیا ہوا پیسہ

کارآمد ہو سکے اور وہ عظیم و اہم اور خطرناک کام جو ایسے عناصر سے لیا جاتا ہے، اس کے لئے واقعی کافی پیسے کی ضرورت پڑتی ہے اور جتنے پیسے کی ایسے کام کے لئے ضرورت پڑتی ہے، اس کی ادائیگی حکومت کے سوا کون کر سکتا ہے؟ کیونکہ جب کبھی بھی اور جس کسی نے بھی طاغوتی اور شیطانی مجسمہ قوت بن کر ایمانی قوت کا مقابلہ کرنا چاہا ہے یا اس قسم کا منصوبہ بنایا ہے تو اس پر کافی مادی اسباب کو صرف کیا گیا ہے جس سے اگرچہ ان کا خاطر خواہ مقصد تو حاصل نہیں ہو سکا لیکن وقتی مفاد کچھ نہ کچھ پہنچ جاتا ہے جس سے پیسے دینے والے کے یا لینے والے کے دل کو وقتی مفاد تو ہو سکتا ہے لیکن آخر میں ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن چکی ہوتی ہے۔

تبلیغی جماعت اور اس کے بانی نے جو خطرناک اور چونکا دینے والا کام کیا وہ یہ ہے کہ اس نے جمیع اہلِ اسلام کو بے دین اور گمراہ بنایا اور لبادہ یہ اوڑھا کہ ہم دیندار بناتے ہیں۔ تو یہی وہ بڑا کام کیا کہ سب مسلمانوں کو گمراہ اور بے ایمان کا درجہ دے دیا جس کی خاطر حکومت کی جانب سے ان کو پیسہ ملتا تھا اور اگلی اس بات ہی کی بنا پر تمام اہلِ اسلام انہیں بُرا جانتے تھے لیکن چونکہ حکومت نے ان کو خاطر خواہ پیسہ بہم پہنچایا اور ان کا ساتھ دیا اور نہ تبلیغی تحریک کے ابتدائی دور میں تو الیاس صاحب بے چین ہو ہو کر رات کو کئی کئی بار اٹھتے اور کہا کرتے تھے کہ ہائے میرے اللہ میں کیا کروں؟)

دیکھئے! مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک ص ۱۲، ۱۳ میں ہے:

"ایک بار فرمایا مولانا! علماء اس طرف نہیں آتے، میں کیا کیا کروں؟ ہائے اللہ میں کیا کروں؟"

نیز ملفوظات، ص ۵۹ پر ہے:

"ان کی راتیں بستر پر کروٹ بدلنے اور آہ بھرنے میں گزرتی تھیں ------ اکثر ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے، آہیں بھرتے اور فرماتے میرے اللہ میں کیا کروں کچھ ہوتا ہی نہیں!"

سمجھے آپ؟ یہ ساری ساری رات رونا اور آہیں بھرنا اور یہ کہنا کہ کیا کروں کچھ ہوتا ہی نہیں" آخر کس لئے تھا؟ اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ جناب نے انگریز حکومت سے رقم زیادہ بٹور لی تھی اور حقِ نمک خواری ادا نہیں ہو رہا تھا اور ان مسلمانوں سے مقابلہ نہیں ہو رہا تھا جن کے سینے میں نورِ ایمان اور عشقِ مصطفےٰ تھا اور جو اپنے دین و ایمان پر ایک جان نہیں لاکھوں جانیں قربان کرنے کے بعد بھی یہ کہیں کہ ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تو پھر آپ ہی بتائیے کہ نیند کیسے آتی اور آہیں کیوں نہ بھرتا؟ کیونکہ مسلمانوں میں سے کوئی ہم خیال ہی نہ تھا اور ہم خیال ہوتا بھی کیونکر؟ جبکہ تمام مسلمانوں کے نظریہ سے ہٹ کر نئے اور مذموم نظریات و عقائد کی بنیاد ڈالی تھی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنے دام میں پھنسانے کیلئے کہا کہ:

"آجکل خواب میں مجھ پر علومِ صحیحہ کا القاء ہوتا ہے"

اور کہا کہ:

"اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا"

تو بھلا مسلمان اس کے ہم خیال کیسے ہو جاتے؟ ان کے تو جمیع احکام و ارکانِ دین، اللہ تعالےٰ کے عطا کردہ تھے جو خدا کے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعے پہنچے، جس پر قرآن و حدیث شاہد ہے، اور اس کے مقابلے میں

الیاس کہتا ہے کہ :

"مجھے یہ تبلیغ کا طریقہ بھی خواب میں منکشف ہوا"

اور اہلِ علم اچھی طرح جانتے ہیں کہ خواب تو نبی ہی کا سچا ہو سکتا ہے، دوسرے کے خواب پر سچائی کا حکم یقینی طور پر نہیں لگا جا سکتا چہ جائیکہ شرعی احکام میں خواب پر اعتبار کیا جائے! یہ تو سراسر بے بنیاد بات ہے، دراصل اس کے ایسی من گھڑت باتیں کرنے کا مقصد مسلمانوں کو پھنسانا، تفرقہ ڈالنا اور دھوکہ دینا ہے اور جو چھ نمبر گھڑے وہ بھی اس کا دلفریب دھوکہ ہے اور اہلِ علم تو ایسے شخص کی حرکات و سکنات، رفتار و گفتار سے اس کا اندازہ لگا ہی لیتے ہیں لیکن سادہ لوح مسلمان ایسے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

الیاس کی ابتدائی تحریک کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی نے اس کی تائید کی یا ہاں میں ہاں ملا دی تو اسے ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ آنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی تھی، اور کیوں نہ ہوتی کہ اس سے تو اس کی جان میں جان پڑتی تھی، اپنے آقاؤں کا حق ادا کرنے کی اس سے امید بندھتی تھی۔

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول، ص ۷، سطر ۱ میں ہے :

"تبلیغی تحریک کا ابتدائی زمانہ تو وہ تھا کہ اگر اس کی تائید میں کوئی ایک جملہ بھی بولتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گویا ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ آگئی۔"

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اہلِ اسلام اس کے نظریات و خیالات اور عقائد سے متنفر تھے تبھی تو یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ اس کے ساتھ چلنا تو کجا

اگر اس کی تائید میں کسی نے ایک جملہ بھی بول دیا تو ہفت اقلیم کی دولت کے ہاتھ آنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی کیونکہ اگر یہ اچھا ہوتا تو اچھائی کا ساتھ دینے والے بہت مل جاتے ہیں۔

لیکن افسوس کہ یہاں تو اچھوں کی اچھائی کو ختم کرنے کے لئے دشمنِ اسلام نے پیسے خرچ کئے اور بھاڑے کے خریدے ہوئے ٹٹو پہ تو انہوں نے اپنی مرضی کا بوجھ لادنا تھا اور ان کی مرضی اسلام اور اہلِ اسلام کی بیخ کنی کے سوا کچھ نہ تھی کیونکہ اسلام اور اہلِ اسلام سے ان کی دشمنی روزِ روشن کی طرح سب پہ واضح ہے، اسی لئے شروع شروع میں مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا تھا :

یہ تبلیغ دین میں نیا فتنہ ہے

یا

امت میں نیا فتنہ ہے

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول، ص ۲۶، سطر ۱۵ میں ہے کہ جب مولوی اشرف علی تھانوی کے کانوں میں جب (تبلیغی جماعت کی) یہ خبریں پہنچیں تو آپ گھبرا گئے اور فرمایا :

"یہ تبلیغ نہیں بلکہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے" یا

امت میں ایک نیا فتنہ ہے"

آگے لکھتے ہیں :

"حضرت جی نے دوسرے علماء کے فرمان بھی سنے"

اور دوسرے علماء کے فرمان کیا تھے؟ آئیے اسی کتاب کا ص ۲۶، سطر ۱۳ دیکھئے کہ جب الیاس صاحب نے یہ تحریک شروع کی تو علماء نے اسے اچھا نہیں سمجھا، لکھتے ہیں :-

" علماء میں تذکرے شروع ہو گئے کہ یہ کیا ہے، مولانا نے کیا شروع کر دیا "

یہ تو علماء تھے، آگے لکھتے ہیں :

" حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کا فرمان بھی سنا لیکن کسی قسم کا جواب نہ دیا، نہ زبانی، نہ تحریری، وقت کا انتظار فرماتے رہے "

دیکھئے جس کتاب کا یہ حوالہ ہے اس پر مؤلف کا نام یوں لکھا ہے :

" میاں جی منشی محمد عیسےٰ فیروزپوری، مقام فیروزپور نمک، ڈاک خانہ نوح، ضلع گوڑگاواں (ہریانہ) میوات "

اور یہی وہ مقام (فیروزپور نمک) ہے جہاں سے طلوع شدہ قرن الشیطان کی پہلی کرن نے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا شروع کی۔

اس کتاب کے مذکورہ حوالہ سے آپ یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ الیاس صاحب کی تحریک سے علماء و اہلِ علم میں بے چینی پھیل گئی کہ یہ کیا چکّر ہے؟ حتیٰ کہ دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی صاحب نے تو صاف کہہ دیا کہ :

" یہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے "

اور جب الیاس صاحب اور اس کے مددگار آقا نے معلوم کیا کہ یہ ڈھول کا پول کسی بھی وقت کھل سکتا ہے تو اس نے ان کی اس بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا، نہ زبانی نہ تحریری بلکہ وقت کی انتظار میں رہے۔

قارئین کرام! کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ کونسے وقت کی انتظار میں رہے؟ کسی اور کو علم ہو یا نہ ہو لیکن مجھے تو اپنے عوام و خواص کو (جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں) ان کے ہر حربہ کی نشاندہی کرنا اور بتانا ہے کہ وہ وقت جس کی انتظار

میں الیاس صاحب ان کو جواب نہیں دے رہے تھے، وہ تھا جب مولوی اشرفعلی تھانوی کو بھی برٹش گورنمنٹ سے ایڈ اور امداد ملنا شروع ہو گئی، اور جب گورنمنٹ نے اسے بھی الیاس صاحب کا ہمنوا بنا دیا تو الیاس صاحب نے اشرفعلی تھانوی کے تربیت یافتہ عالم و واعظ تنخواہ پر رکھ لئے،

دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول، ص ۱۵، اور حضرت مولانا محمد الیاس اور انکی دینی دعوت، ص ۱۰۶، لکھا ہے :

" حضرت مولانا اشرفعلی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ عالم و واعظ آپ نے حاصل کئے اور ان کی تنخواہیں مقرر فرمائیں "

یہ عبارت "تبلیغی تحریک کی ابتداء" کی ہے اور مندرجہ ذیل عبارت :

" تبلیغ کرنے کے لئے کچھ عرصہ سے پانچ تنخواہ دار رکھے "

" حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت" ص ۱۰۶ سے ماخوذ ہے۔

حکومت کی طرف سے مولوی اشرفعلی تھانوی کو ایڈ اور امداد کی تصدیق مکالمۃ الصدرین، ص ۹، سطر ۱۴ سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ مولوی شبیر احمد عثمانی (دیوبندیوں کے پیشوا) لکھتے ہیں کہ :

" حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلّم بزرگ و پیشوا تھے۔۔۔ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دئے جاتے تھے "

اس سے معلوم ہو گیا کہ یہی وہ وقت تھا جس کی مولوی الیاس صاحب کو انتظار تھی، حکومت کی طرف سے چھ سو روپے ملنے شروع ہو گئے اور تربیت یافتہ علماء اور واعظین کو الیاس نے رکھ لیا اور ساتھ ہی الیاس صاحب نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ :-

"حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان سے محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں سے منتفع ہوا جاوے"

(تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات، ص ۱۵۷)

دیکھئے حضرات! الیاس صاحب نے اشرفعلی صاحب تھانوی کی زبان اور ذہن کو کیسے عجیب و لذیذ فریب و داؤ سے بدلا ہے، اس کی اور اس کے آدمیوں کی محبت کو ضروری قرار دیا اور ان کی کتابوں کا مطالعہ بھی لازمی قرار دیدیا۔ اس کے لئے حکومت کی جانب سے چھ سو روپے کی ایڈ جاری کرادی، اس کے آدمیوں کی تنخواہیں جاری کیں، یہ سب کرتب اسی لئے دکھائے کہ بات رہ جائے اور لدے ہوئے بوجھ سے قدرے سبکدوش ہو جائے۔

آگے دیکھئے! اشرفعلی صاحب تھانوی کی زبان اب کیا کہتی ہے تو سنیے تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۳۸، سطر ۲ تا ۳ پر ہے کہ جب مولوی اشرفعلی صاحب نے الیاس صاحب کا اتنا خلوص و خیر خواہی دیکھی اور اپنے آپ سے انتہار الطبع اور قریب کا لگاؤ دیکھا تو:

"باغ باغ ہو گئے ..... اور بار بار فرماتے رہے، مولانا الیاس نے یاس کو آس سے بدل دیا"

دیکھا آپ نے؟ یہ وہ زبان ہے کہ لَآ اِلٰی هٰؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰؤُلَآءِ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ، وہی زبان تو الیاس صاحب کے اس طریقۂ تبلیغ کو دین اور امت میں نیا فتنہ کہتی رہی اور اب وہی زبان اس کے گن گانے لگی ہے،

بہر کیف پتہ چل گیا کہ الیاس صاحب کی تحریک دین اور امت میں ایک عظیم

فتنہ ہے لیکن اگر کوئی کسی دنیاوی لالچ میں آکر اس کی طرف سے آنکھیں بند کرلے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب وہ فتنہ ہی نہیں بلکہ فتنہ ہر وقت فتنہ ہے، اللہ تعالیٰ بطفیلِ حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس فتنہ سے ہر ایک مسلمان کو محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین۔

غیر اللہ سے کوئی شرعی یا غیر شرعی مسئلہ نہ پوچھئے

"کوئی مسئلہ بھی اٹک جائے، چاہے وہ دنیا سے متعلق ہو یا آخرت سے، اس کا تعلق انسانوں سے ہو یا خداوندِ کریم سے، اس کا حل یہ ہے کہ ..... غیر سے اپنے یقین کو ہٹالو ..... بلکہ اپنے حال کا تذکرہ تک بھی غیر اللہ کے سامنے نہ ہونے پاوے ..... یہ ہی اصل علاج اور مسئلہ کا حل ہے"

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو تبلیغی آدمی اس کا خلاف کرے گا، وہ گمراہ ہے، نیز اس عقیدہ اور فتوے کے مطابق اگر کسی بھوکے نے کسی روٹی مانگی تو گمراہ، بیمار نے ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی مانگی تو گمراہ، اس کا حق کسی نے دبالیا، اب کسی سے اس کا ذکر کیا تو گمراہ، لڑائی میں کسی نے سر پہ پتھر یا ڈنڈا دے مارا اور سر پھوڑ دیا، اب کسی سے شکایت کرے تو گمراہ، کسی افسر کے سامنے مقدمہ لے جائے تو گمراہ، مقدمہ کی پیروی کے لئے وکیل کیا تو گمراہ، خیال آیا کہ خدا کیسا ہے، اسے کیا سمجھنا چاہئے، حیران ہے، اب اگر کسی سے پوچھے گا تو گمراہ، نماز، روزہ، نکاح، حج، زکوٰۃ وغیرہ مسائل سے بے خبر ہے، کسی سے پوچھ لیا تو گمراہ، بیوی سے یہ صاحب تنگ ہیں

طلاق دینے کا مسئلہ کسی سے پوچھا تو گمراہ، وغیرہ وغیرہ۔

کس قدر فاسد عقیدہ ہے کہ کوئی بھی مسئلہ اٹک جائے تو غیر اللہ سے نہ پوچھو انسانوں سے متعلق ہو یا اللہ تعالےٰ سے متعلق ہو، یہ قرآن کے سراسر خلاف ہے کیونکہ قرآنِ کریم ارشاد فرماتا ہے:

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"اگر تمہیں علم نہیں تو اہلِ علم سے دریافت کرو۔"

ورحدیثِ پاک میں آتا ہے:

مَسْئَلَةٌ وَاحِدَةٌ يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَخَيْرٌ لَّهٗ مِنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ مِّنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ،

وَاِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ وَالْمَرْاَةَ الْمُطِيْعَةَ لِزَوْجِهَا وَوَلَدُ الْبَارِّ بِوَالِدَيْهِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مَعَ الْاَنْبِيَآءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

(کنز العمال، ج ۵، ص ۲۰۶، حدیث نمبر ۴۲۲۱)

"یعنی جو مومن ایک مسئلہ سیکھے گا تو یہ اس کے لئے ایک سال کی عبادت اور اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک گردن (غلام) آزاد کرنے سے بہتر ہوگا،

اور بیشک (دینی) علم کا طلبگار اور اپنے شوہر کی فرمانبردار عورت اور اپنے والدین سے اچھا برتاؤ برتنے والی اولاد انبیائے کرام کے ساتھ جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔"

دیکھئے حضرات! تبلیغی جماعت کا عقیدہ کیا ہے اور قرآن وحدیث

کا فرمان کیا ہے۔ اب انصاف فرمائیے کہ قرآن تو فرماتے کہ اگر کوئی مسئلہ الیا در پیش ہو جو تم نہیں جانتے ہو تو اہلِ ذکر سے پوچھ لو، حدیثِ پاک میں آگیا کہ ایک مسئلہ کسی سے پوچھنا اور یاد کرنا سال کی عبادت اور ایک غلام آزاد کرنے کے برابر نہیں بلکہ بہتر ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ یا تو تبلیغی جماعت منکرِ قرآن وحدیث ہے یا اس کی شریعت من گھڑت ہے اور یہ جماعت جسے قابو کر لیتی ہے تو اسے ہر بات سے بے خبر اور اندھا رکھنا چاہتی ہے تاکہ وہ ان کے فریب کو معلوم نہ کر سکے۔

عقیدہ نمبر

پیشاب پاخانہ میں کلمہ ونماز پیدا ہو جانا اعلیٰ دین کی علامت ہے

تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۱۰۸، سطر ۱۵ میں ہے:

"پاخانہ پیشاب سب کے اندر یہ چھ باتیں پیدا ہو جاویں تو انسان کے سارے اعمال اور سارے امور اعلیٰ دین بن جاویں گے۔"

تبلیغی جماعت کے نزدیک معاذ اللہ! پاخانہ اور پیشاب، کلمہ، نماز، علم و ذکر، اکرامِ مسلم، تصحیحِ نیت اور تبلیغ کا جامع ہونا چاہیئے اور پابند ہونا چاہیئے۔ جب یہ چھ چیزیں ان پیشاب و پاخانہ کے اندر یعنی بیچ میں پیدا ہو گئیں تو یہ انسان کے سارے امور و اعمال، اعلیٰ دین بن جاویں گے، حضرات آپ کو معلوم ہے کہ انسان کے اعمال و امور اس کے کاموں ہی کا نام ہے۔

تبلیغی جماعت کے اس حوالہ سے پتہ چلا کہ انسان کے پیشاب و پاخانہ کلمہ پڑھے اور نماز پڑھے، علم پڑھے، ذکر کرے، اکرامِ مسلم کرے، تصحیحِ نیت

کرے، تبلیغ کرے تو یہ پیشاب و پاخانہ جو اعمال و افعال و امورِ انسانی کے لوازمات سے ہیں، تبلیغیوں کے نزدیک اعلیٰ دین بن جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ دیندار تو کیا بلکہ یہ پاخانہ پیشاب بذاتِ خود اعلیٰ دین بن جاتے ہیں، استغفر اللہ! نعوذ باللہ!

اور اگر میں آپ کو تھوڑا آگے لے جاؤں تو خیال فرمائیں کہ اگر کلمہ پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوا تو پاخانہ کلمہ گو ہوا یا نہ؟ اور پھر حدیث:

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

کا مصداق تبلیغی جماعت کے نزدیک ہوگا یا نہیں؟ اگر بقول تبلیغی جماعت ہوا تو معاذ اللہ! ٹٹی پیشاب بھی جنت میں ہونا لازم آئیگا، اور اس بدعتِ شنیعہ کا قائل ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

(۲) اگر نماز پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوئی تو پیشاب پاخانہ تبلیغیوں کے نزدیک نمازی ہوئے، حالانکہ نماز کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَہَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَہَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔

"یعنی نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا۔"

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک دین کو قائم کرنا ٹٹی پیشاب کا کام ہے، معاذ اللہ!

(۳) اگر پاخانہ پیشاب میں علم و ذکر پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا مطلب ان کے نزدیک کیا بنے گا؟:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنٰکُمْ

"یعنی عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ پر میری فضیلت ہے۔"

اب اگر ٹٹی میں علم پیدا ہو گیا تو کیا تبلیغی جماعت کے نزدیک وہ اس حدیثِ پاک کے فرمودہ ارشاد کو پہنچے گی، معاذ اللہ! اگر ارشاد کو پہنچی تو بات کہاں پہنچی؟

(۴) اگر ذکر پاخانہ پیشاب میں پیدا ہوا تو یہ ذکر فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کے مطابق معاذ اللہ! خدا پاک پاخانہ پیشاب کو یاد کرتا ہے، یہ بات کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

(۵) اگر اکرامِ مسلم اس کے اندر پیدا ہوا تو مَنْ اَکْرَمَ مُسْلِمًا اَکْرَمَہُ اللّٰہُ کے مصداق پیشاب پاخانہ ہوئے اور یہ قطعاً ناجائز اور کفر ہے۔

(۶) اور اس میں نیت پیدا ہو گئی تو حدیث نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ کے تحت پاخانہ پیشاب بھی اس کا مصداق ہوا اور اگر تبلیغ اس کے اندر پیدا ہوا بقول تبلیغی جماعت کے تو جیسا کہ ان کی کتابوں کے حوالے دیتے جا چکے ہیں، دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتدار، ص ۹۴ کہ تبلیغ کرنا نبیوں کا کام تھا، انبیائے کرام ہی کام لیکر آتے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ٹٹی بھی تبلیغ کرتی ہے، افسوس کی بات ہے، یہ کتنی جہالت اور کتنا بڑا مکر و فریب ہے، بیوقوفی کی بات ہے۔

نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ان لوگوں کے دل میں شعائرِ اسلام کا ذرہ برابر احساس نہیں ورنہ یہ لفظ ہرگز نہ بولتے اور نہ لکھتے۔

حضرات! یہ میں نے مختصراً عرض کر دیا ہے، پھر یہ کہ یہ امور اعلیٰ دین بن جاویں گے، حیرت ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ:

تبلیغی جماعت کا دین اور ایمان پاخانہ پیشاب ہے،

کرے، تبلیغ کرے تو یہ پیشاب و پاخانہ جو اعمال و افعال و امور انسانی کے لوازمات سے ہیں، تبلیغیوں کے نزدیک اعلیٰ دین بن جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ دیندار تو کیا بلکہ یہ پاخانہ پیشاب بذاتِ خود اعلیٰ دین بن جاتے ہیں، استغفراللہ! نعوذ باللہ!

اور اگر میں آپ کو تھوڑا آگے لے جاؤں تو خیال فرمائیں کہ اگر کلمہ پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوا تو پاخانہ کلمہ گو ہوا یا نہ؟ اور پھر حدیث:

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ

کا مصداق تبلیغی جماعت کے نزدیک ہوگا یا نہیں؟ اگر بقول تبلیغی جماعت ہوا تو معاذ اللہ! ٹٹی پیشاب بھی جنت میں ہونا لازم آئیگا، اور اس بدعتِ شنیعہ کا قائل ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

(۲) اگر نماز پیشاب پاخانہ کے اندر پیدا ہوئی تو پیشاب پاخانہ تبلیغیوں کے نزدیک نمازی ہوئے، حالانکہ نماز کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَہَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَہَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔

"یعنی نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا"

پتہ چلا کہ ان کے نزدیک دین کو قائم کرنا ٹٹی پیشاب کا کام ہے، معاذ اللہ!

(۳) اگر پاخانہ پیشاب میں علم و ذکر پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا مطلب ان کے نزدیک کیا بنے گا؟:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنٰکُمْ

"یعنی عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے تم میں سے ادنیٰ پر میری فضیلت ہے"

اب اگر ٹٹی میں علم پیدا ہو گیا تو کیا تبلیغی جماعت کے نزدیک وہ اس حدیثِ پاک کے فرمودہ ارشاد کو پہنچے گی، معاذ اللہ! اگر ارشاد کو پہنچی تو بات کہاں پہنچی؟

(۴) اگر ذکر پاخانہ پیشاب میں پیدا ہوا تو یہ ذکر فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ کے مطابق معاذ اللہ! خدا پاک پاخانہ پیشاب کو یاد کرتا ہے، یہ بات کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

(۵) اگر اکرامِ مسلم اس کے اندر پیدا ہوا تو مَنْ اَکْرَمَ مُسْلِمًا اَکْرَمَہُ اللّٰہُ کے مصداق پیشاب پاخانہ ہوئے اور یہ قطعاً ناجائز اور کفر ہے۔

(۶) اور اس میں نیت پیدا ہو گئی تو حدیث نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ کے تحت پاخانہ پیشاب بھی اس کا مصداق ہوا اور اگر تبلیغ اس کے اندر پیدا ہوا بقول تبلیغی جماعت کے تو جیسا کہ ان کی کتابوں کے حوالے دیتے جا چکے ہیں، دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتدا، ص ۹۴ کہ تبلیغ کرنا نبیوں کا کام تھا، انبیائے کرام یہی کام لیکر آئے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ٹٹی بھی تبلیغ کرتی ہے، افسوس کی بات ہے، یہ کتنی جہالت اور کتنا بڑا مکر و فریب ہے، بیوقوفی کی بات ہے۔

نیز یہ بھی پتہ چلا کہ ان لوگوں کے دل میں شعائرِ اسلام کا ذرہ برابر احساس نہیں ورنہ یہ لفظ ہرگز نہ بولتے اور نہ لکھتے۔

حضرات! یہ میں نے مختصراً عرض کر دیا ہے، پھر یہ کہ یہ امور اعلیٰ دین بن جاویں گے، حیرت ہے، اس سے یہ پتہ چلا کہ:

تبلیغی جماعت کا دین اور ایمان پاخانہ پیشاب ہے

یہ لوگ، مسلمانوں کو یہی تبلیغ وتلقین کرتے ہیں، العیاذ باللہ!

تبلیغی جماعت میں علم نہیں، جہالت ہے

دراصل یہ جہالت ہی کا کرشمہ ہے کہ پاخانہ پیشاب کو اعلیٰ دین قرار دیدیا، حالانکہ خود لکھتے ہیں:

"علم کے بغیر دینِ حق کی معلومات اور دینِ حق کا راستہ ہی نہیں مل سکتا۔"

(دینی تحریک کی ابتدا، ص ۹)

تبلیغی جماعت کی تبلیغ آوارہ گردی، فتنہ، ضلالت اور جاہلوں کی جماعت ہے۔ دیکھئے ملفوظات مولانا محمد الیاس، ص ۳۸ میں ہے:

"علم و ذکر دو بازو ہیں ..... اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جد و جہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے، دین کا اگر علم ہی نہ ہو تو اسلام اور ایمان محض رسمی اور اسمی ہیں ....."

تبلیغی جماعت میں اہلِ علم کے فقدان کی گریہ زاری یوں کرتے ہیں:

"تبلیغ میں علم اور ذکر کی بڑی اہمیت ہے ..... مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے ..... فرمایا مجھے علم اور ذکر کی کمی کا قلق ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ اب تک اہلِ علم اور اہلِ ذکر اس میں نہیں لگے ہیں۔"

(ملفوظات، ص ۴۵)

جب مولوی الیاس صاحب کی تحریر کے مطابق تبلیغی جماعت میں جاہل

ہی جاہل ہیں تو پھر آپ ہی انصاف کیجئے کہ یہ لوگ جہالت کے سوا اور کیا پھیلائیں گے؟ یہ لوگ پاخانہ پیشاب جیسی گندی چیزوں کو اتنا درجہ نہ دیں تو کیا کریں؟ ان کو جب علم حاصل کرنے سے روک دیا گیا ہے تو یہ بیچارے کیا کریں؟

عقیدہ نمبر

بندہ جسے چاہے مارے، جسے چاہے زندہ کرے

تبلیغی جماعت بندہ کو خالق، قادر وغیرہ صفاتِ الٰہیہ میں شریک جانتی ہے، درجہ ایثار ان کا ایک اکرام مسلم کے چار درجوں میں ہے۔ اس کے تحت لکھا ہے:

"اپنے کو اللہ والے اخلاق سے آراستہ کرو۔"

آگے لکھتے ہیں:

"اللہ رب العزت کے اخلاق یہ ہیں جو کہ ہر مخلوق پر قدرت رکھتے ہیں، جس کو چاہیں پیدا کریں، جسے چاہیں ختم کر دیں، جسکو چاہیں عزت دیں جس کو چاہیں ذلیل کریں، جس کو چاہیں کھانے کو دیں، جس کو چاہیں بھوکا رکھیں ..... انسان پر اللہ کی شفقت اور اکرام ہے کہ اگر یہ ایثار پیدا کرے تو اس صفت کو اپنے والے اخلاق قرار دے لیتے ہیں۔"

(تبلیغی تحریک کی ابتدا، ص ۱۰۸)

ثابت ہوا کہ بندہ خالق، محی، ممیت اور رازق وغیرہ صفات سے آراستہ ہو سکتا ہے حالانکہ سابقہ اوراق میں گزر چکا کہ غیر اللہ کچھ نہیں دے سکتا، اس کے دینے کے یقین کو بھی دل سے نکال دیا جائے وغیرہ وغیرہ، تو یہ ہے

تبلیغی جماعت کی گستاخی اور بے باکی کا نتیجہ کہ بندہ کو خالق تک مان لیا، نعوذ باللہ!
اہلِ اسلام خود سوچ سکتے ہیں کہ مذکورہ عبارت کا مفہوم کیا بنتا ہے، حالانکہ اسی
کتاب کے ص ۴۸ پر صاف لکھا ہے :

" اللہ کا غیر کچھ نہیں کر سکتا "

عقیدہ نمبر

انسان کی ہر صفت کو اللہ استعمال کرتا ہے

تبلیغی تحریک کی ابتدا، ص ۴۹ میں ہے :

" اللہ نے صفات تقسیم کیں اور اللہ ہی ان کو استعمال
کر رہے ہیں "

یہ ہے عقیدہ تبلیغی جماعت کا! معاذ اللہ! حضرات! ادنیٰ پڑھا ہوا
بھی جانتا ہے کہ انسان کے اندر دو قسم کے صفات پائے جاتے ہیں، صفاتِ
محمودہ اور صفاتِ مذمومہ، صفاتِ محمودہ ہر نیک کام والی صفتیں اور صفاتِ
مذمومہ ہر بُرے کام والی صفتیں جیسے زنا، چوری، قتل و غارت اور شراب نوشی
وغیرہ۔

معاذ اللہ! کیا اللہ تعالیٰ بندہ سے زنا وغیرہ کا عمل خود کراتا ہے جبکہ
اُستعمال کے لفظ میں س، ت برائے طلب ہیں، یہ باب استفعال ہے جس کا معنی ہوگا
عامل بنانا، کام پر لگانا۔ لغات المنجد ص۵۱۵ میں ہے :

" الاستعمال : کام پہ لگانا "

تو ان کے اس حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ بُرے کام اللہ ہی کراتا ہے، معاذ
اللہ! کتنا بڑا اور کریہ حملہ ہے ذاتِ خدا پر! خدا ایسے عقائد سے پناہ دے۔

تبلیغی جماعت اس زمانہ کو بے دین سمجھتی ہے

دیکھئے تبلیغی تحریک، ص ۴۰ پر لکھا ہے :

" حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کو انتخاب فرمایا
اور اللہ نے ہی مولانا پر ایسے اصول و طریقے منکشف فرمائے جو اس
زمانے کی بے دینی اور گمراہی کا علاج بن سکے "

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ ان کے نزدیک یہ زمانہ بے دین اور گمراہ
لوگوں پر مشتمل ہے کیوں؟ اور اسی سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تبلیغی جماعت والے
جن کو تبلیغ کرتے ہیں، صرف اور صرف بے دین سمجھ کر کرتے ہیں، اسی لئے تو
سب کو گمراہ اور بے دین قرار دے دیا۔

ذرا آگے چلئے، ایک اہم دینی دعوت، ص ۲۵، سطر ۳ پر ہے :

" مسلمانوں کا عمومی مرض بے حسی اور بے طلبی ہے، لوگوں
نے غلط فہمی سے سمجھ لیا ہے کہ ایمان تو موجود ہی ہے اس لئے
ایمان کے بعد جن چیزوں کا درجہ ہے ان میں مشغول ہو گئے حالانکہ
سرے سے ایمان پیدا کرنے کی ہی ضرورت باقی ہے "

یہاں میرے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، آپ خود سوچیں کہ تبلیغی جماعت
سب مسلمانوں کو کیا سمجھتی ہے اور میرا سمجھانا بھی صرف غیرت مندوں کے لئے ہے
اور جن کی غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے، ان کے لئے نہیں، وہ اسے بھی یونہی
کہیں گے کہ الوری نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔

قرآن، حدیث اور علمِ فقہ حقیقی علم نہیں، زعم ہے

ایک اہم دینی دعوت، ص ۱۲ پر ہے :

" جو چیز خود طبیعت پر منکشف ہو وہ طبیعت کا مشرح کرنے والا، حقیقتِ علم کو کھولنے والا، طمانیت حقیقیہ اور ذوقِ ایمان کا ذائقہ چکھانے والا اور دل و دماغ کو کسی ناقابلِ بیان کیفیت سے متکیف اور حقیقت آشنا کرنے والا علم ہے اور جو سچی اور واقعی بات۔۔۔۔۔۔۔ تقریر اور تحریر سے پیدا ہو وہ محض زعم کا پیدا کرنے والا اور حقیقت کا حجاب (جس کو بزرگوں نے العلم الحجاب الاکبر لکھا ہے) یہی راہ مولا میں سدِ سکندری ہے۔"

حضرات! مذکورہ بالا عبارت کو پڑھ کر انشاء اللہ آپ اگر انصاف فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ واقعی ان کا یعنی تبلیغیوں کا مذہب اور عقیدہ بھی عجیب ہے کہ جسے طبیعت مانے وہ درست ہے اور جو کتابیں کہیں وہ سب زعم اور ان کے نزدیک خدا کے راستہ میں رکاوٹ ہے۔

ان کا مقصد اس بات سے یہ ہے کہ ہر شخص ہماری سازش سے ناواقف رہے، اور واقف ہونے کی صورت میں وہ ہمارے ڈھول کا پول کھول دے گا۔

غیر نبی بھی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کا مرتبہ پا سکتا ہے

تبلیغی تحریک کی ابتدا، ص ۱۲۸ پر ہے :

" شانِ معراجی تک نمازی پہنچ جائے اور پھر فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کا مقام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ عظیم اعجاز ہے جو آپ کے سوا کسی کو نہیں ملا، اور اس سے عام وحی مراد نہیں بلکہ وہ وحی ہے جو جبریل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر ہوئی، شبِ معراج اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قربِ خاص میں بلایا اور بے حجاب اپنا دیدار کرایا، آپس میں راز و نیاز کی باتیں فرمائیں جس پر اللہ تعالیٰ کا کلام شاہد ہے :

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی

" یعنی اپنے بندۂ خاص کو وحی فرمائی جو فرمائی "

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر یہ مظاہرۂ زیارت فرمایا کہ :

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

" یعنی آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی "

مولانا حامد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں ؎

طالب کا پتہ مطلوب کو ہے مطلوب ہے طالب سے واقف
پردے میں بلا کر مل بھی لئے، پردہ بھی رہا سبحان اللہ!
ہے عبد کہاں معبود کہاں! معراج کی شب ہے راز نہاں
دو نور حجابِ نور میں تھے، خود رب نے کہا سبحان اللہ

یہ قربِ خاص ہے جو سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی کو نہ نصیب ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ یہ ایسی وحی تھی قرآن کے علاوہ تھی اور اس میں محبوب و محب کا ایسا راز تھا جسے قرآنِ حکیم نے بھی نہیں کھولا،

حضرت موسےٰ کلیم اللہ ہیں، طورِ سینا میں ان سے اللہ تعالیٰ نے جو کلام فرمایا وہ سارا سورۂ طٰہٰ میں بتا دیا گیا لیکن ہمارے آقا کو وہ منصب ملا جس کو

عام امتی تو کیا انبیاء علیہم السلام کو بھی معلوم نہیں، سچ ہے ؎

آنجا کہ جائے نیست تُو آنجا رسیدۂ
آنرا کہ کس ندید تو آنرا بدیدۂ

یعنی اے آقا! آپ اس جگہ پہنچے جہاں جگہ کا تصور تک نہیں اور آپ نے اس ذاتِ پاک کا دیدار فرمایا جسے کسی نے نہ دیکھا"

اس وحی کے درجہ پر تو وہی فائز المرام ہو سکتا ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے وہاں تک پہنچنے کی استعداد رکھی ہو کیونکہ ذاتِ خداوندی انتہائی تقدس والی ہے، اور ما و شما انتہائی تدنس اور کدورت میں ملوث ہیں، تو بھلا ہم شانِ معراجی پر کیسے فائز ہو سکتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں!

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

غنچے ما اوحیٰ کے جو چٹکے دنیٰ کے باغ میں
بلبلِ سدرہ تک انکی بُو سے بھی محرم نہیں

اس لئے کہ :

بَلَغَ اِلٰی مَقَامٍ لَمْ یَبْلُغْہُ اَحَدٌ مِّنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ

" یعنی آپ ایسے مقام تک پہنچے جہاں مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچا"

میرے پیارے بھائیو! سچ تو یہ ہے کہ یہ جماعت یا اس کے بانی الیاس صاحب یا اس کے ہمنوا و ہم عقیدہ لوگوں نے جب بھی پیش قدمی کی ہے ادھر ادھر نہیں رُکے بلکہ عین منصبِ انبیاء تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اور دوسرے لوگوں کے لئے نبوت کا دروازہ کھولا ہے۔

الیاس حباب انبیاء کی مثل

ملفوظاتِ مولانا محمد الیاس، ص ۵۰ میں ہے :

" اللہ تعالےٰ کا ارشاد کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآیۃ کی تفسیر خواب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو" (نعوذ باللہ)

دیکھ لیجئے یہاں صاف کہہ گئے کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے یہ القاء ہوا کہ تم کو نبیوں کی مثل بنا کر بھیجا ہے۔ کس قدر گستاخی ان لوگوں کے دلوں میں موجود ہے کہ برابری بھی سوجھتی ہے تو انبیاء سے!

اگر آپ کہیں کہ اس میں کیا گستاخی ہے؟

تو عرض ہے کہ مثل کا معنیٰ ہے "مانند" اور "مِثل" بکسر میم مساوی در جمیع صفات را گویند، یعنی کسرِ میم کے ساتھ مثل کا معنی ہے تمام صفات میں برابر ہونے والا، (غیاث اللغات، ص ۳۹۹)

اس سے یہ پتہ چلا کہ جو کسی کی مثلیت کا دعویدار ہو وہ اس کے تمام صفات میں اس کے برابر ہوگا نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی کا مثل ہوگا اس میں صفتِ نبوت بھی پائی جائے گی۔ اور یہ ناممکن ہے کہ ایک عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے دھوکہ میں آکر نبوت کے منصب کی برابری کا دعوےٰ کرے کہ ان کی مثل ہو جائے اور جو ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔

نکتہ

مثل بننا دو حال سے خالی نہیں، یا تو ایک شخص غیر نبی، نبی کی مثل بنتا ہے یا نبی کو اپنی مثل کہتا ہے۔

اگر یہ نبی کی مثل بنتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ یہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ سراسر کفر ہے، اور اگر نبی کو اپنی مثل کہتا ہے تو وہ نبی کو اپنے مرتبۂ نبوت سے گھٹانے کا قصد کرتا ہے اور نبی کی عصمت و منصب کو ختم کرتا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو نبی کے مقام و مرتبہ میں فرق کرتا یا تنقیص کرتا ہے، وہ بھی کافر ہے کیونکہ تنقیص، کفار ہی کا پیشہ ہے، مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

"یعنی انبیاء کرام کے ساتھ ہمسری کا دعوے کرتے ہیں اور اولیاء کرام کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں"

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ہیں :

۱- لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ

"یعنی میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں"

۲- اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ

"یعنی میں تم میں سے کسی کی صورت کا نہیں ہوں"

۳- اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ

"یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں"

۴- اَیُّکُمْ مِثْلِیْ

"تم میں میری مثل کون ہے؟"

ان ارشادات کا خطاب صحابہ کرام کو تھا، اور جب صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہ بنے تو ہماری حیثیت ہی کیا ہے؟

کتابی علم پڑھنا غلطی ہے

دیکھئے ایک اہم دینی دعوت، ص ۷، ۸ میں ہے :

"کتابوں اور قلمی صحیفوں سے پورا نفع ۔۔۔۔۔۔۔ حاصل نہیں ہوسکتا ۔۔۔۔۔۔۔ لیکن غلطی یہ ہوئی کہ کتابوں ہی کو علم دین کے حصول کے لئے کافی سمجھا جانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔ صحیح ہے کہ معلّم کا اثر متعلّم پر پڑتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ کتابوں کے جامد نقوش سے جمود پیدا ہوگا"

تبلیغی جماعت کتابی علوم کی کس قدر دشمن ہے، یہ فیصلہ آپ خود فرمالیں اور اس ساری کوشش کا مقصد صرف یہی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو جاہل رکھا جائے اور اگر یہ صاحبِ علم ہوگئے تو ہمارے ڈھول کا پول کھل جائے گا اور یہ ہماری باتیں ماننے کو تیار نہیں ہوگا کیونکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو طبیعت چاہے وہ ہمارے نزدیک صحیح علم ہے۔

ان کا مقصد یہ ہے کہ کتابوں سے ہمارے عقائد پڑھ کر ہمارے دھوکہ میں کوئی نہ پھنسے گا اس لئے انہوں نے مدرسوں اور کتابی علوم کی رغبت ہی کو ان کے دل سے نکال دیا جائے تاکہ :

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

اور اندھا دھند لوگ ہمارے پیچھے لگے رہیں اور یہ لوگ اپنی من مانی کرتے رہیں اور کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہو۔

(لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

تبلیغی جماعت حضورؐ کے پسندیدہ طریقہ پر ہے؟

دیکھئے آپ ان کی جتنی بھی کتابیں پڑھیں گے، سب میں اسی بات کو ہوگی کہ دینداری کا دارو مدار صرف دَر بدر پھرنے میں ہے، ایک جگہ جم کر پڑھنے اور دین کی سمجھ حاصل کرنے میں نہیں ہے۔

مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، ص ۲۹۵، ۲۹۶ میں ہے:

" میں نے شروع میں مدرسہ پڑھایا (یعنی مدرسہ میں درس دیا) تو طلبہ کا ہجوم ہوا کہ ------ جو لوگ عام مولوی بننے ہی کیلئے مدرسہ میں آتے ہیں، مجھ سے پڑھنے کے بعد بھی وہ عالم مولوی ہی بن جائیں گے اور پھر ان کے مشاغل وہی ہوں گے جو آجکل عام طور سے اختیار کئے جاتے ہیں، کوئی طب پڑھ کر مطب کرے گا ------ کوئی مدرسہ میں بیٹھ کر پڑھاتا ہی رہے گا ---- یہ سوچ کر مدرسہ میں پڑھانے سے میرا دل ہٹ گیا۔

اس کے بعد ایک وقت آیا جبکہ میرے حضرت نے مجھ کو اجازت دے دی تھی تو میں نے طالبین کو ذکر کی تلقین شروع کی اور ادھر میری توجہ زیادہ ہوئی، اللہ کا کرنا آنیوالوں پر اتنی جلدی کیفیات اور احوال کا ورود ہوا ------ کہ خود مجھے حیرت ہوئی اور میں سوچنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور اس کام میں لگے رہنے کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ ------ یہ سوچ کر ادھر سے بھی میری توجہ ہٹ گئی اور میں نے یہ طے کیا کہ ------ ظاہر و باطن کی جو قوتیں ------ ہیں ------ ان کو اسی کام میں لگایا جائے

جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتیں صرف فرمائیں اور وہ کام ہے ------ بندوں کو ------ اللہ کی طرف لانا، بس ہماری تحریک یہی ہے اور یہی ہم، سب سے کہتے ہیں۔"

حضرات! آپ نے دیکھا کہ بانیٔ تبلیغی جماعت خود کہہ گئے کہ میں نے پہلے پہل سلسلۂ درس جاری کیا، طلبہ بھی بکثرت آنے لگے مگر میں نے سوچا کہ یہ پڑھ کہہ یا تو حکمت کریں گے یا یہی دینی علم پڑھاتے رہیں گے لہٰذا میں نے مدرسہ پڑھانا چھوڑ دیا اور اس سے میرا دل ہٹ گیا۔

اب ہم دیکھنا یہ چاہتے ہیں کہ ان کا دل اس سے کیوں ہٹا؟ آیا خود ہٹا یا، یا کسی ہٹانے والے نے ہٹایا؟ ایک بات تو یہ ہے کہ ان پر القاء ہوتا تھا، شاید القاء ہی میں اس دینی کام میں لگے رہنے سے روک دیا گیا ہو، آیئے ذرا اس لفظ کا جائزہ لے لیں۔

القاء کا استعمال اکثر طور پر امورِ شر میں ہوتا ہے جیسے کہ المعجم الاعظم ج ۴، ص ۲۶۲۶، منتہی الارب ج ۴، ص ۹۸، ۹۹، المنجد عربی مصری، ص ۷۳۱ وغیرہ میں ہے:

اَلْمُلْقِیْ اَلْقَاءُ فِی الْخَیْرِ اَوِ الشَّرِّ وَالشَّرُّ اَکْثَرُ یُقَالُ فُلَانٌ مُلْقًی اَیْ مُمْتَحَنٌ لَا یَزَالُ یَلْقَاهُ مَکْرُوْهٌ۔

" یعنی جس کے قلب میں القاء کیا جائے اسے ملقی کہا جاتا ہے اور القاء جو مطلقاً ڈالنے کے معنی میں ہے، شر اور خیر دونوں معنوں میں مستعمل ہے لیکن اس کا شر میں استعمال بکثرت ہے جیسے کہا جاتا ہے فلانٌ ملقًی یعنی وہ اس برائی میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہے جو اس کے

دل میں ڈال دی گئی ہے۔"

نیز دیکھئے فرہنگ اردو، ص ۱۱۶۶، مفرداتِ امام راغب اصفہانی مصری، ص ۴۶۹ میں ہے:

یُقَالُ لَقِیَ فُلَانٌ خَیْرًا وَشَرًّا

اور بیضاوی، مطبع نول کشور، ص ۲، حاشیہ ۳ میں ہے:

اَلْاِلْہَامُ فِی اللُّغَۃِ اِلْقَاءُ الشَّیْءِ فِی الْقَلْبِ سَوَاءٌ کَانَ خَیْرًا اَوْ شَرًّا۔

"یعنی لغت میں الہام کا معنی کسی چیز کا دل میں ڈال دینا ہے اچھی چیز ہو یا بُری۔"

یہ ہے القاء کی حقیقت، جسے الیاس صاحب کہتے ہیں کہ مجھ پہ القاء ہوتا ہے اور میری جماعت کے سارے اصول الہامی ہیں۔

اب آئیے دیکھیں کہ الیاس صاحب نے جو یہ کہا کہ میں نے سلسلۂ درس چھوڑ دیا اور میرا دل اس کام سے ہٹ گیا، اور ذکر و فکر اور بندگانِ خدا پر جو کیفیات کا ورود ہوتا اور اللہ اللہ میں ان کا رجوع زیادہ دیکھا تو یہ بھی ترک کر دیا (ظاہر ہے یہ سب کام الہام کی بنیاد ہی کیا ہو گا) تو اب ناظرین فیصلہ فرمائیں گے کہ الیاس صاحب کی یہ سوچ شیطانی ہوئی یا رحمانی؟

اب ذرا یہ بھی دیکھتے چلیں کہ جن کاموں کو اس نے حقیر سمجھ کر ٹھکرا دیا ہے خدا و رسول کی بارگاہ میں ان کا کیا مقام ہے۔

دیکھئے مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶، مظاہر حق ج ۱، ص ۱۰۱، دارمی شریف ص ۳۹ پہ یہ حدیث درج ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَیْنِ فِیْ مَسْجِدِہٖ فَقَالَ کِلَاھُمَا عَلٰی خَیْرٍ وَاَحَدُھُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِہٖ اَمَّا ھٰؤُلَاءِ فَیَدْعُوْنَ اللّٰہَ وَیَرْغَبُوْنَ اِلَیْہِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاھُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَھُمْ وَاَمَّا ھٰؤُلَاءِ فَیَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْہَ اَوِ الْعِلْمَ وَیُعَلِّمُوْنَ الْجَاھِلَ فَھُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِیْھِمْ۔

"یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد پاک میں دو مجلسیں تھیں جن کے پاس سے آپ کا گزر ہوا تو آپ نے فرمایا دونوں ہی اچھی ہیں اور ایک دوسری سے افضل ہیں تو ایک تو یہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتی ہے اور اسی کی طرف راغب ہے اور (حصولِ مقصود کے اسی سے امیدوار ہیں اور یہ اللہ تعالےٰ کی ذات پر موقوف ہے) چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے اور یہ دوسری جماعت ہے جو فقہ یا فرمایا علم سیکھتی اور ان پڑھ لوگوں کو پڑھاتی ہے، تو یہ ان سے بہتر ہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ بھیجا گیا ہوں میں بطورِ معلم، پھر آپ انہیں میں بیٹھ گئے۔"

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ یہ دونوں گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر پسندیدہ تھے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ الیاس صاحب نے ان کاموں سے ہٹ کر کن باتوں کا ارتکاب کیا:

۱۔ اول یہ کہ اس نے حضور کے پسندیدہ گروہوں کے کاموں کو پسند نہیں کیا۔

۲۔ دوسرا یہ کہ حضور پاک کے طریقہ کے خلاف کیا جو یہ کہا کہ "مجھ سے پڑھنے کے بعد وہ بھی عالم مولوی بن جائیں گے اور پھر کوئی مطلب کہ یگا اور کوئی بیٹھ کر پڑھاتا ہی رہے گا۔

الیاس صاحب نے طب اور علم دین دونوں سے بیزاری کا اظہار کیا، آیئے دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طب اور علمِ دین کے بارے میں کیا ارشاد فرما رہے ہیں :

الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۱۱۲ میں ہے :

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِاِبْنِہٖ یَا بُنَیَّ عَلَیْکَ بِمُجَالَسَۃِ الْعُلَمَاءِ وَاسْمَعْ کَلَامَ الْحُکَمَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَیُحْیِی الْقَلْبَ الْمَیِّتَ بِنُوْرِ الْحِکْمَۃِ (الحدیث)

"حضرت ابی امامہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا، میرے عزیز بیٹے! تم پر لازم ہے کہ علماء کی مجلس میں بیٹھو اور حکماء کا کلام سنو کیونکہ اللہ تعالےٰ مردہ دلوں کو نورِ حکمت سے زندہ فرماتا ہے۔"

نیز ارشاد ہے :

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ

"علم دو ہی ہیں، علمِ دین اور دوسرا علمِ ابدان (طب)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو علم پڑھنے، پڑھانے کو اچھا جانیں مگر الیاس صاحب اسے اچھا نہ سمجھیں، کتنا افسوس کا مقام ہے۔

اور آگے چلئے :

۱۔ اَلْعُلَمَاءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ وَوَرَثَتِیْ وَوَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ۔

"علماء زمین کے چراغ اور انبیاء کے خلیفے اور میرے اور دیگر انبیاء کے وارث ہیں۔"

۲۔ اَلْعِلْمُ خَیْرٌ مِّنَ الْعِبَادَۃِ

"علم عبادت سے بہتر ہے۔"

۳۔ اَلْعِلْمُ حَیَاۃُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّیْنِ

"علم، اسلام کی جان اور ایمان کا ستون ہے۔"

۴۔ اَلْعِلْمُ دِیْنٌ وَالصَّلٰوۃُ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ ھٰذَا وَکَیْفَ تُصَلُّوْنَ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ فَاِنَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

(جامع صغیر، ج ۲، ص ۶۹)

۵۔ "علم دین ہے اور نماز بھی دین ہے، پس خوب اچھی طرح دیکھ لو کہ اسے کس سے حاصل کر رہے ہو اور اس نماز کو کیسے پڑھ رہے ہو، کیونکہ قیامت کے دن پوچھے جاؤ گے۔"

ان احادیث کی روشنی میں آپ حضرات اپنے دماغ پر زور دے کر سوچیں کہ علم پڑھانے والے ان علماء کا مقام کیا ہے جنہیں یہ الیاس صاحب نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں،

ان علمِ دین پڑھانے والوں کو ان خطابات سے نوازا گیا تھا :

۱۔ روئے زمین کے چراغ
۲۔ انبیاء کے خلفاء
۳۔ انبیاء کے وارث
۴۔ اسلام کی جان

۵۔ ایمان کے ستون۔

نیز ان عالموں کا علم عابدوں کی عبادت سے بہتر قرار دیا گیا،
علم ہی کو دین بتایا گیا۔

اور اس علم کی روشنی میں پڑھی جانے والی نماز بھی دین کہی گئی،
ساتھ ہی یہ حکم بھی ہوا کہ جس شخص سے دین اور نماز سیکھو اسے دیکھ بھی لو،
کیونکہ قیامت کے دن اس کی بھی پوچھ ہوگی، الیاس صاحب والی نماز نہ پڑھو کیونکہ
ان کی نماز ان کے نزدیک اہمیت والی نہیں، کیونکہ وہ صاف کہہ گئے کہ:

"لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میری یہ تحریک، تحریکِ صلوٰۃ ہے مگر
میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریکِ صلوٰۃ نہیں"

اور الیاس صاحب کا مقصد ہے کیا؟ خود انہی سے سنئے:

"ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے"

(دینی دعوت، ص ۲۳۴)

ہدایت رسولوں کے بس کی بات نہیں

دیکھئے اصلاح انقلاب، ص ۳۲ پر لکھتے ہیں:

"کسی کو ہدایت دینا صرف خدا کا کام ہے، یہ رسولوں
کے بھی بس کی بات نہیں"

دیکھئے یہاں رسولوں، نبیوں کے ہادی ہونے کا صاف انکار کر گئے
حالانکہ خود اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

"بے شک آپ ہدایت کا راستہ ضرور بتاتے ہیں"

۲۔ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

"(آپ) ہر قوم کے ہادی ہیں"

دیکھئے اللہ تو فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہادی ہیں اور یہ کہتے
ہیں کہ رسول ہدایت نہیں دے سکتا، یہ قرآنی آیات کا انکار نہیں تو کیا ہے؟ نیز یہ لوگ
الیاس صاحب کو ہادی مانتے ہیں مگر رسلِ کرام کی ہدایت کا انکار کرتے ہیں، یہ
رسولوں سے کتنا عناد ہے، العیاذ باللہ!

الیاسی تبلیغ کا تمام تر انحصار وجدانیات پر ہے

دیکھئے مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک، ص ۲۸ پر ہے:

"اس کی تبلیغ کا تمام تر انحصار وجدانیات پر ہے"

اس حوالہ سے بھی پتہ چلا کہ قرآن و حدیث سے اس تحریک کا کوئی تعلق
نہیں بلکہ وجدانیات پر دار و مدار ہے۔

وجدانیات جمع ہے وجدان کی اور وجدان کا معنی ہے ضمیر یعنی دل،
خوشی یا رنج کا جوش، نفس اور اس کی باطنی قوتیں، وجدانی ہر وہ شے جس کو انسان
اپنے نفس سے محسوس کرے، حواس باطنی سے معلوم شدہ چیز۔

(منجد اردو، ص ۱۳۴۶)

نفس اور اس کی باطنی قوتیں، اندرونی احساس، انتقار، وجدانی ہر وہ چیز
جس کو انسان اپنے نفس سے محسوس کرے۔ (المعجم الاعظم، ج ۵، ص ۳۷۰)

وجدان: اندرونی خیال، (فیروز اللغات، ص ۸۱۵)

اصولِ تبلیغ کسی کے حکم سے بنائے گئے

تبلیغی جماعت کی کتابوں میں جو اصول و عقائد بیان کئے گئے ہیں وہ الیاس صاحب نے خود نہیں بنائے بلکہ کسی کے حکم سے بنائے گئے ہیں، دیکھئے تبلیغی تحریک کی ابتداء، ص ۴۳ پر ہے:

"اس (تبلیغ) کے اصول میں نے خود اپنے ارادے اور فہم سے نہیں بنائے بلکہ مجھے عطا فرمائے گئے اور مجھے حکم ہوا کہ ان کے مطابق کام کرو۔"

اب آپ خود سوچیں کہ الیاس صاحب کو کس کا حکم ہوا اور یہ اصول اسے کس نے عطا کئے؟

اگر کہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبریل علیہ السلام لائے تھے یا بلا واسطہ ملے؟ جبریل کے ذریعے سے کہیں تو یہ ناممکن ہے، اور اگر کہیں کہ بلا واسطہ ملے تو ہم کہیں گے کہ یہ کلیم تھوڑے تھے کہ ان سے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے کلام فرما کر انہیں احکام دیئے اور احکام بھی وہ جو عقل و نقل کے خلاف ہیں۔

ہاں ایک صورت باقی رہتی ہے جو اس نے بیان کر دی کہ مجھے اس کے اصول اور طریق تبلیغ خواب میں بتا دیئے گئے، اب یہ تعین باقی ہے کہ خواب میں بتانے والا کون ہے؛ تو وہ وہی ہو سکتا ہے جو

يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

کی صفت میں کمال اور یدِ طولیٰ رکھتا ہے اور جس کی تمام تر نظرِ شفقت اس جماعت پر ہر وقت رہتی ہے۔

ایک داستان

تبلیغی جماعت کیا ہے، اس کا طریقۂ واردات کیا ہے، کس مکر سے یہ اپنا کام چلا رہی ہے اور لوگوں کو کس طرح بیوقوف بنائے ہوئے ہے، یہ ایک لمبی اور دلچسپ داستان ہے جسے واقعات کے عینی شاہد، مولانا ارشد القادری بیان فرماتے ہیں:

"مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کی درس گاہ کھلے آسمان کے نیچے تھی، ٹاٹا اسٹیل کمپنی کے لئے حاصل کرنے کی جدوجہد کے سلسلے میں ڈاکٹر سید محمود صاحب سے رابطہ قائم کرنا پڑا، یہ وہ زمانہ تھا جب کہ موصوف نائب صدر وزیرِ خارجہ کے عہدے پر فائز تھے، انہوں نے میرے ایک مراسلہ کے جواب میں جملہ کاغذات کے ساتھ دہلی طلب کیا، میں احتیاطاً ان کے دیئے ہوئے وقت سے ایک دن پہلے ہی دہلی پہنچ گیا۔

دلِ نیاز پیشہ نے اصرار کیا کہ پہلی شب کیوں نہ سرکار محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں بسر کی جائے، چنانچہ اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سیدھے بستی نظام الدین کے لئے چل پڑا۔ چار بجے شام کا وقت تھا بس سے اتر کر جیسے ہی میں بستی نظام الدین میں داخل ہوا مجھے کچھ فاصلے پر دو آدمی نظر آئے، وہ میری طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے، بالکل ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مجھے پہچانتے ہوں اور میرا انتظار کر رہے ہیں

ہوں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو ان کی ڈاڑھی اور پیشانی پر گٹھے دیکھ کر میں ہکا بکا رہ گیا۔ میں نے اپنی ساری عمر میں اتنی لمبی ڈاڑھی اور پیشانی کی سطح پر ایسا اُبھرا ہوا داغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ بہت تپاک سے میری طرف بڑھے اور میرا راستہ روک کر انتہائی لجاجت کے ساتھ کہنے لگے :

حضرت! یہی ہے وہ تبلیغی جماعت کا مرکز، جہاں سے ساری دنیا میں اسلام پھیل رہا ہے، زحمت نہ ہو تو ذرا دیر کے لئے اندر تشریف لے چلئے، اپنی آنکھوں سے چل کر دیکھئے کہ کس طرح دین زندہ ہو رہا ہے، مدت ہوئی دین کے ایک مخلص خادم نے یہاں اپنی روحانیت کا پودا لگایا تھا، وہ اب جوان ہو گیا ہے اور اس کی برکات سے ایک عالم فائدہ اٹھا رہا ہے، بس ایک نظارہ کر لیجئے کہ مرجھائے ہوئے اسلام کو دین کے خادموں نے کیسا تر و تازہ کر دیا ہے۔

میں خود بھی بہت دنوں سے چاہتا تھا کہ موقع ملے تو کسی دن تبلیغی جماعت کے کاروبار کو قریب سے چل کر دیکھا جائے، مُنہ مانگی مراد سمجھ کر میں ان کے ہمراہ چل پڑا۔

صدر گیٹ سے داخل ہوتے ہوئے ایک بارہ دری میں ادھیڑ عمر کے کچھ لوگ پارۂ عمّ پڑھ رہے تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان لوگوں نے بتایا :

یہ علاقہ میوات کے نومسلم لوگ ہیں، ان کے باپ دادا مسلم تھے، یہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن کفریہ اور شرکیہ رسموں میں یہ لوگ اس طرح ڈوبے ہوئے تھے کہ اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں

رہ گیا تھا۔ تبلیغی جماعت کے پاک باطن رہنماؤں نے حکمتِ عملی اور لگاتار جدوجہد کے ذریعے ان کا پرانا مذہب تبدیل کرا کے انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کیا، اب یہ لوگ شب و روز مرکز میں رہ کر دین سیکھتے ہیں، جب یہ پکّے ہو جائیں گے تو اپنا علاقہ خود سنبھال لیں گے۔

بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ سالہا سال سے پارۂ عمّ پڑھ رہے ہیں اور تبلیغی جماعت والوں نے اپنی دکان میں انہیں نمونے کے مال کی طرح سجا کے رکھا ہے۔ باہر سے آنے والوں کو سب سے پہلے یہی مال دکھلایا جاتا ہے تاکہ دماغ پر پہلا پریشن اتنا زوردار ہو کہ ذہن مرعوب ہو کے رہ جائے۔

تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ لئے آگے بڑھے اور ایک کمرے کے سامنے پہنچکر رک گئے اور کمرے کے لوگوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا :

یہ تبلیغی جماعت کے نہایت روشن دماغ اور تجربہ کار علماء ہیں، دماغی تطہیر کے فن میں یہ لوگ عظیم مہارت رکھتے ہیں، خیالات کا دھارا موڑ کر دین کی طرف لگا دینا ان کا شب و روز کا مشغلہ ہے، آپ ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھئے، ان کی صحبت ذہن و فکر کی تسکین کے لئے اکسیر ہے۔

یہ کہتے ہوئے وہ دونوں باہر نکل گئے اور غالباً پھر اپنی شکارگاہ کی طرف واپس لوٹ گئے، ان کے جانے کے بعد ان تبلیغی مولویوں نے مجھے نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھلایا، انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھے راستے سے اُچک لیا گیا ہے، اپنے تئیں وہ بھی سمجھ رہے

تھے کہ میں اپنے وطن سے بالقصد یہیں کے لئے چلا ہوں۔

جب انہوں نے نہایت اصرار کے ساتھ مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا کہ میں یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہوں تو معًا مجھے خیال آیا کہ تبلیغی جماعت کے اندرونی حالات سے واقف ہونے کے لئے جو ایک زرّیں موقع ہاتھ آگیا ہے، اسے ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

میں نے ان سے کہا کہ میں جمشید پور سے آرہا ہوں، وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق ایک نہایت ضروری بات حضرت جی سے کہنی ہے۔ اس وقت حضرت جی کے منصب پر مولوی محمد یوسف فائز تھے۔ انہوں نے ہزار معلوم کرنا چاہا کہ وہ کونسی بات ہے لیکن میں نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا کہ حضرت جی ہی سے کہوں گا۔

جب وہ میری طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بتایا کہ حضرت جی تبلیغ کے لئے شہر کو گئے ہوئے ہیں، وہ اپنی تبلیغی مہم سے کافی رات گئے لوٹیں گے، اب نمازِ فجر کے بعد ہی ان سے ملاقات ہو سکے گی۔

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد موقع پا کر چپکے سے درگاہ شریف کی طرف نکل گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری رات محبوبِ الٰہی کی چوکھٹ پر بسر ہوئی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جب میں پارلیمنٹ جانے کے لئے درگاہ شریف سے واپس لوٹا تو پھر مجھے راستے میں وہ دونوں شکاری مل گئے، دور ہی سے انہوں نے مجھے آواز دی، جب میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے خوشخبری سنانے والے کے انداز میں خبر دی، مولوی صاحب تم کہاں

چلے گئے تھے؟ حضرت جی صبح سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں، چلو جلدی چلو! جیسے ہی میں ان کے ہمراہ اندر داخل ہوا، پہلے دن والے مولوی صاحبان مجھے مل گئے، انہوں نے دیکھتے ہی کہا مولوی صاحب! تم کل شام چپکے سے اٹھ کر کہاں چلے گئے تھے ہم لوگ تمہاری تلاش میں بہت پریشان ہوئے۔

میں نے جواب دیا، درگاہ شریف چلا گیا تھا، وہیں رات گذاری، یہ سنتے ہی اپنے چہرے سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان میں سے ایک مولوی صاحب نے کہا، تم رات بھر اس بدعت خانے میں کیا کرتے رہے؟ کیا تم جماعت میں ابھی نئے نئے شامل ہوئے ہو؟ کہیں آنے جانے کے لئے کم از کم ہم لوگوں سے تو پوچھ لینا چاہیئے تھا! یہ دہلی ہے، یہاں تو ایک سے ایک تماشا ہے لیکن دین کی راہ میں نکلنے والے تماشے کے لئے تھوڑے ہی آتے ہیں، یہاں آنے کے بعد بھی اگر جائز و ناجائز کا فرق نہیں ملحوظ رکھا گیا تو یہاں آنا کس کام کا؟

میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا، یونہی ذرا دیکھنے چلا گیا تھا کہ وہاں کیا ہوتا ہے، اور باقی سب خیریت ہے۔

اس پر ایک صاحب نے منہ بگاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا خیر اتنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ مجھے حضرت جی کے دیوان خانے میں لے کر چلے گئے۔

حضرت جی اس وقت اپنی فوج کے کمانڈروں کو کیک تقسیم کر رہے تھے، انہوں نے مجھے دیکھتے ہی دریافت کیا کہ یہ

کون صاحب ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ ایک مولوی صاحب نے سر جھکا کر جواب دیا: حضرت! یہی مولوی جمشید پور سے آئے ہوئے ہیں، وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق کوئی ضروری بات حضورِ والا سے کہنا چاہتے ہیں!

اتنا سن کر حضرت جی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے دریافت کیا کہو کیا کہنا ہے؟ میں نے گلا صاف کر کے جمشید پور کی تبلیغی جماعت کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں شروع شروع میں تبلیغی جماعت کا بہت اچھا اثر قائم ہو گیا تھا، عام لوگ اسکی سرگرمیوں سے بہت متاثر تھے اور اس کی طرف سے حسنِ ظن رکھتے تھے لیکن جب سے کچھ تبلیغی کارکنوں نے میلاد و قیام اور علمِ غیب جیسے اختلافی مسائل میں اپنے عقیدے کا اظہار کر دیا، اس وقت سے بہت سے لوگ تبلیغی جماعت سے علیحدہ ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی مسجدوں میں تبلیغ کا کام بند ہو گیا ہے۔

ابھی میں اتنا کہہ ہی پایا تھا کہ حضرت کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا وہ فرطِ غضب میں اپنے زانوؤں پر ہاتھ مارتے ہوئے چیخ پڑے اور اپنے تئیں تبلیغی جماعت کا ناتجربہ کار کارکن سمجھ کر مجھے ڈانٹنا شروع کیا، جب لوگ تبلیغ کا ڈھنگ نہیں جانتے تو کس نے کہہ دیا کہ وہ تبلیغ کریں، یہاں مجھے تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں، میں نے کسی سے بھی نہ کہا کہ تم میلاد و فاتحہ چھوڑ دو حالانکہ جاننے کی حد تک سب جانتے ہیں کہ میرا عقیدہ مسلک وہی ہے جو اکابرِ دیوبند کا ہے لیکن میں نے اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے کہ ان چیزوں سے براہِ راست

روکنے کی بجائے اب لوگوں کا ذہن بدلنے کی ضرورت ہے تبلیغی گشت اور مرکز میں چلہ گزارنے کا مقصد یہی ہے کہ لوگوں کو اپنے علماء کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اٹھنے بیٹھنے کا موقع فراہم کیا جائے یہاں کے ماحول میں ذہن ڈھل جانے کے بعد لوگ خود بخود ان چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اپنے عقیدے میں اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کو راست پر لانے کی کوششیں کرتے ہیں۔

میری طرف رخ کر کے حضرت جی نے حکیمانہ انداز میں فرمایا:

"مولوی صاحب! آپ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگ ابھی اس ملک میں اقلیت کی شکل میں ہیں جبکہ بدعتیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان خیالات میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ہمیں اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ **مکر** سے کام لیں، آخر مکر بھی تو کوئی چیز ہے، کفر و شرک سے پھیرنے کے لئے مکر سے کام لینا قطعاً کوئی گناہ نہیں ہے، حق پرستی کے جوش میں آ کر اگر ہم تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور کے عقاید برملا بیان کر دیں تو لوگ ہمیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں، اس لئے میں تمام کارکنوں کو سخت تاکید کرتا ہوں کہ وہ بدعتیوں کے ساتھ مکر سے کام لیں یعنی مصلحت کا تقاضا ہو تو میلاد و قیام بھی کر لیں بلکہ اگر ضرورت پیش آ جائے تو اپنے علماء کو برا بھلا بھی کہہ دیں، جیسے بھی ہو ان کے ساتھ لگے رہیں، انہیں اپنے ہمراہ لے کر جماعتوں میں پھرائیں، کبھی نہ کبھی ان میں سے لوگ لوٹ کر آ ہی جائیں گے۔

مولوی صاحب! دیکھو یہاں مجھے بیس سال ہو گئے ہیں

اور تبلیغ کا کام اسی طرح سرانجام دے رہا ہوں، اختلافی مسائل تو بڑی چیز ہے اس کی میں نے ہوا بھی نہیں لگنے دی، بس اتنا کیا کہ تبلیغی گشتوں، لگاتار چلّوں اور اجتماعات کے ذریعے اپنے بزرگوں کی عقیدت ان کے دلوں میں بٹھا دی، کسی کو دیوبند لے جا کر حضرت شیخ الاسلام سے مرید کرا دیا، کسی کو حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد زکریا کی طرف رجوع کیا، جس کو جیسا پایا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ پایا۔

یہ جو تم ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہے ہو، یہ تبلیغ میں دن رات لگے ہوئے ہیں، ان میں سے اکثر لوگ کٹر بدعتی تھے اور قبر پرست تھے لیکن اپنے علماء کی عقیدت کے زیر اثر خود ہی ان کا ذہن بدل گیا یہاں تک کہ جن شرکیہ رسموں کو کہنے پر بھی وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے اب بغیر کہے سنے چھوڑ دیا، تبلیغی جماعت نے اسی راز کو پا لیا ہے کہ جس کی عقیدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور آدمی اس کا مذہب بھی قبول کر لیتا ہے۔

حضرت جی اپنا سلسلۂ گفتگو ختم کر کے جب خاموش ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ آپ اپنی یہ ہدایت قلم بند کر دیں تو آپ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں بڑی مدد ملے گی، اس درخواست پر حضرت جی نے تیور بدل کر کہا، پھر تم نے غلط سوال کیا ہمارے یہاں سارا کام زبان سے چلتا ہے، قلم استعمال نہیں کیا جا سکتا، بجز اس کے کہ طالبوں اور کارکنوں کے خطوط کے جوابات دے دئے جاتے ہیں تبلیغی جماعت کا کاروبار کتنا پھیل گیا ہے، یہ بتانے کی ضرورت

نہیں ہے لیکن لکھت پڑھت کے لئے ایک رجسٹر بھی تم ہمارے پاس نہیں پاؤ گے۔

حضرت جی یہ کہہ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور میں باہر نکل آیا۔

ایک دردناک خلش

اس وقت میرا دل مسوس کے رہ گیا کہ کاش میرے پاس ٹیپ ریکارڈ ہوتا اور میں حضرت جی کی آواز کو اس میں قید کر لیتا تو آج مجھے تبلیغی جماعت کی اصل حقیقت سے روشناس کرانے کے لئے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی، صرف ۲ انچ کا فیتہ سارے زمانے کو اس صدی کے سب سے بڑے مرکز "دجل و فریب" سے واقف کرا دیتا، آج حضرت جی کے مذکورہ بالا ارشادات پر سوائے خداوند ذوالجلال کے، اور کوئی میرے پاس گواہ نہیں ہے، فرشتوں کا ایک نوشتہ ضرور ہے لیکن افسوس کہ وہ اس میدان میں کھلے گا جہاں تبلیغی جماعت کا انجام معلوم کرنے کے لئے کسی وکیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی۔

جو لوگ میری اس خود نوشت "آپ بیتی" پر اعتماد کر سکیں ان سے عرض کروں گا کہ تبلیغی جماعت کی تصحیح و تعبیر کے لئے اب وہ خود ہی لغت میں کوئی مناسب لفظ تلاش کر لیں، کافی غور و خوض کے

بعد بھی مجھے ابتک کوئی ایسا لفظ نہیں مل سکا جو رہبری اور رہزنی دونوں
مفہوم کو ایک ساتھ ادا کر سکتا ہو۔

احقر الوری کہتا ہے کہ اس کے لئے "دوغلا" کا لفظ موجود ہے جو زبانِ
میوات کی لغت میں ہی ملے گا جہاں سے ان کی ابتداء ہوئی۔

تبلیغی جماعت نے جو تعریف یا توہین میواتیوں کی

کی ہے اس کے دونوں رُخ بالعموم جمیع اہلِ اسلام اور بالخصوص دانشورانِ
میوات کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ تعریفی اور تنقیصی الفاظ
میں تو ادنےٰ درجہ کا حساس انسان بھی امتیاز کر سکتا ہے، بعد
میں فیصلہ آپ حضرات نے یہ کرنا ہوگا کہ کیا کوئی شخص مسلمان کے لئے
ایسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ اور کیا اس برائی اور توہین سے اوپر بھی
کوئی برائی ہو سکتی ہے؟

اگر نہیں تو کیا کوئی غیرت مند و صاحبِ دانش اپنے یا اپنے خاندان
اور پوری قوم کے متعلق اسے گوارا کر سکتا ہے؟

اور جبکہ متعدد کتب چھپ چکی ہیں اور دھڑا دھڑان کی اشاعت
ہو رہی ہے اور پھر پاکستان جیسی خداداد مملکت سے غیر ممالک تک وہ
کتابیں پہنچ رہی ہیں، مجھے حیرت ہے کہ دانشورانِ میوات کے بڑے
بڑے فصیح و بلیغ اہلِ قلم علماء، اولیاء، وکلاء، طلباء اور بڑے بڑے اہم
علمی و قانونی عہدوں پر فائز المرام فرزندانِ میوات اور قوم کے مایہ ناز زیرک
دانا چوہدری و ذیلداران و پنچ صاحبان جو اہم عظیم، پیچیدہ امور کو بڑی بڑی
پنچایتوں میں اپنی خداداد قابلیت سے دو لفظوں میں گتھی کی طرح
سلجھا دیتے اور ہزاروں افراد کو مطمئن کر دیتے وہ اس معاملہ میں آجتک

کیوں سکوت پذیر رہے؟

بس یہ میری حیرت ہی قلم اٹھانے اور تبلیغی جماعت کے دلفریب نقاب کو اٹھانے کا باعث ہے جس سے قوم کو بیدار اور تمام اہلِ اسلام کو خبردار اور تبلیغی جماعت کی پیار بھری تھپکیوں کے سہارے زندگی بسر کرنے والے غافلوں کو جھنجھوڑنا مقصود ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ ہمارے صدرِ مملکت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل ضیاء الحق صاحب نے ہمارے ملک میں اسلامی آئین نافذ کرنے کا اعلان کر دیا ہے اب تبلیغی جماعت کی خرافات والی زبان عنقریب بند ہو جائیگی۔

حصّہ دوئم

(قومِ میوات کا تبلیغی جماعت میں مقام اور تبلیغی جماعت
کے قومِ میوات پر ظلمِ تکفیر کی خونچکاں داستان)

تبلیغی جماعت کی طرف سے میواتی قوم میں ثابت کی گئی برائیوں کا ایک خاکہ

۱- میواتی، گوبر کو پوجتے تھے۔
۲- میواتی، مشرکوں سے بھی بُرے ہیں۔
۳- میوات جانے سے الیاس کا دل ناپاک ہوجاتا تھا۔
۴- جرائم پیشہ قوم۔
۵- مشرکانہ عقائد والے۔
۶- تمام میواتیوں کے ہر قبیلہ کا علیحدہ (الٰہ القبیلہ) معبود ہوتا تھا۔
۷- میوات کے چوہدری شرابی تھے
۸- شورہ پشت میواتی یعنی نافرمان
۹- حقیر
۱۰- ذلیل
۱۱- سرکش قوم
۱۲- میواتی اسلام سے واقف نہیں
۱۳- بے دین
۱۴- چور
۱۵- راہزن
۱۶- غارت گر
۱۷- نوزائیدہ بچوں کے قاتل
۱۸- سود خوار
۱۹- شرابی
۲۰- مجرم
۲۱- فسادی
۲۲- بداخلاق
۲۳- بدعتی

۲۴- مورتیوں کو پوجنے والے
۲۵- سروں پر چوٹیاں رکھنے والے
۲۶- بدّوؤں کی مانند
۲۷- ناپاک جذبات والے
۲۸- فاسق
۲۹- فاجر
۳۰- مرد، عورت نیم ننگے گھومتے
۳۱- توہم پرست
۳۲- تمام فتنوں کی جڑ
۳۳- تمام خرابیوں کا سرچشمہ
۳۴- ہر فتنہ کی کنجی
۳۵- تمام میو عامی
۳۶- تمام تر جاہل
۳۷- نشئی
۳۸- ضعیف الاعتقاد
۳۹- جہالت والے
۴۰- غافل
۴۱- میوات کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک الیاس ہی نے دین پھیلایا۔
۴۲- مشرکانہ شادیاں کرنے والے۔
۴۳- کانوں میں مُرکیاں ڈالنے والے۔
۴۴- ہاتھوں میں کڑے ڈالنے والے۔
۴۵- ہندوؤں کے تیوہار منانیوالے۔
۴۶- دیوی، دیوتا کے نام پر قربانی چڑھانے والے۔
۴۷- سید سالار مسعود غازی کا جھنڈا پوجتے تھے۔
۴۸- نماز پڑھنے والے کا مرد و عورت سب تماشہ دیکھتے تھے۔
۴۹- میواتیوں کی عبادت گاہیں ہندوؤں جیسی تھیں۔
۵۰- ڈاکو۔
۵۱- قاتل ہونا میواتی قوم کا قومی خاصہ تھا۔
۵۲- کافرانہ زندگی گزارنے والے۔

یہ مختصر خاکہ ہے ان الزامات و نقائص کا، جو تبلیغی جماعت، میواتی غیور قوم میں ثابت کرتی ہے، اب ان الزامات کو انہی کی کتابوں سے باحوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

میواتی قوم کی توہین

۱- (میواتی قوم) ہولی، دیوالی مناتے ہیں۔
۲- لڑکیوں کو ترکہ نہیں ملتا۔
۳- ایک گوت میں شادی نہیں کرتے۔
۴- ہندوانہ نام رکھتے ہیں۔
۵- وہ تمام تر جاہل اور غیر تعلیمیافتہ ہیں۔
۶- ان میں محرک اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کا بھی رواج ہے۔
۷- بہت ضعیف الاعتقاد
۸- توہم پرست
۹- شگون بہت لیتے ہیں۔
۱۰- مردوں، عورتوں کا لباس ہندوانہ ہے۔
۱۱- نوزائیدہ بچوں کے مار ڈالنے کی بھی رسم (یعنی میواتی بچہ کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے، ان میں یہ رسم بھی ہے)
۱۲- غارت گری
۱۳- راہزنی ان کا پیشہ۔
۱۴ جانور اڑا کر اور گائے بیل کھول کر لے جانے میں اب بھی وہ بہت مشہور ہیں۔

یہ تمام حوالہ جات "مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت" کے ص ۸۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵- (میو) دین حاصل کریں۔ (کتاب مذکور ص۹۴)

۱۶- ان کی جہالت۔

۱۷- ملک (میوات) کی جہالت و غفلت، دینی بے حمیتی اور جذبات کی خرابی تمام فتنوں کی جڑ اور ساری خرابیوں کا سرچشمہ تھی (کتاب مذکور ص۹۵)

۱۸- (قول الیاس) آدمی کا جاہل اور غافل ہونا ۔۔۔۔۔۔۔ ہر فتنہ کی کنجی ہے (۱) کتاب مذکور ص۹۶ (۲) اکابر کے خطوط ص۱۶۰

۱۹- عامیوں، جاہلوں اور میوات کے دہقانیوں کا ۔۔۔۔۔۔ یہ غلط تخیل تھا۔ (کتاب مذکور ص۹۷)

۲۰- میوات کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ۔۔۔۔ تھوڑی مدت میں اس وسیع علاقہ میں دین ۔۔۔۔۔۔ کی ایسی عام اشاعت ہوئی اور تاریک خطہ میں ۔۔۔۔۔۔ ایسی روشنی پھیلی ۔۔۔۔۔ کہ اگر کوئی اسلامی سلطنت اپنے پورے وسائل استعمال کرتی ۔۔۔۔۔ تو وہ اپنی سلطنت کے کسی علاقہ میں اس خوبی کے ساتھ دین نہیں پھیلا سکتی تھی۔ (کتاب مذکور ص۱۰۱)

۲۱- (میوؤں کے) ہاتھوں میں کڑے۔

۲۲- کانوں میں مُرکیاں۔

۲۳- شادیوں میں مشرکانہ رسوم۔

۲۴- سود خواری۔

۵- شراب نوشی۔

۲۶- قتل۔

۲۷- غارت گری۔ جرائم، فسادات۔

۲۸- بد اخلاقی۔

۲۹- بے دینی۔

۳۰- بدعات و رسوم۔

۳۱- فسق و فجور کی باتیں اور عادتیں (کتاب مذکور ص۱۰۳)، (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص۱۱)

۳۲- الیاس صاحب نے ایک میواتی کو خط میں لکھا۔۔ "تمہارے ملک کی ٹھوس اور کامل جہالت والے لوگوں کے ناپاک جذبات۔ (کتاب مذکور ص۱۰۴)

۳۳- اب ۔۔۔۔۔۔ میوات کی ۔۔۔۔۔ جہالت و مجہولیت کا حصار ٹوٹ چکا ہے۔ (کتاب ص۱۰۵)

۳۴- اب ۔۔۔ میوات کی ۔۔۔۔۔ جہالت و مجہولیت کا حصار ٹوٹ چکا ہے ۔۔۔۔۔ اب تک جہالت اس کی حفاظت کر رہی تھی اور شدت جہالت کی وجہ سے دوسری قومیں ان کو ہستی میں شمار نہ کرنے کی وجہ سے توجہ نہیں کرتی تھیں۔

اب تا وقتے کہ دین کی قلعہ بندی سے اپنی حفاظت نہیں کریں گے، دوسری قوموں کا شکار ہو جاویں گے۔ (کتاب مذکور ص۱۰۵)

۳۶- قول الیاس، "ایک غریب میواتی کو بلا کر ۔۔۔۔۔ میں نے اس سے کہا جاؤ تبلیغ کرو تو یہ مجھ سے کہنے لگا "تبلید" کیا ہوتی

ہے؟ ------ میں نے کہا جاؤ تم لوگوں سے یہی کہو" کہ دیکھو میری یہ عمر ہوگئی ہے اور ------ مجھے اب تک کلمہ نہیں آتا۔
(کتابِ مذکور صـ۱۶۷)

۳۵- میو قوم، قدیم بدوؤں کی طرح ایک جاہل، اجڈ قوم اسلام سے دور،
(دینی تحریک صـ۵)

۳۶- ان (میواتیوں) کے سروں پر چوٹیاں ہوتیں۔

۳۷- ان کے ہاں مورتیاں پوجی جاتیں۔

۳۸- وہ ہندوؤں کے تیوہار مناتے۔

۳۹- دیوی دیوتاؤں کے نام پر قربانی چڑھاتے۔

۴۰- شب برات میں ان کے یہاں سید سالار مسعود غازی کا جھنڈا ----- پوجا جاتا تھا۔ (سوانح مولانا محمد یوسف صـ۱۳۸)

۴۱- نماز کی صورت سے وہ اس قدر ناآشنا تھے کہ جسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے، ایک تماشہ کے طور پر مرد اور عورتیں سب اس کے گرد جمع ہوجاتے۔
(کتابِ مذکور صـ۶، اصلاح انقلاب صـ۶۷)

۴۲- ان کی تہذیب کا یہ عالم تھا کہ مرد عورت سب نیم ننگے گھومتے تھے
(دینی تحریک صـ۶)

۴۳- میوات میں جانے سے الیاس صاحب کا دل پلید ہوجاتا، دیکھئے ملفوظات صـ۷۲:

"فرمایا جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو ----- عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہوجاتی ہے کہ جب تک -----

اس کو غسل نہ دوں ------ قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔
(تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات صـ۲۷ تا ۲۸)

۴۴- (میواتی) پہلے گوبر تک کو پوجتے تھے۔
(ملفوظات صـ۱۴۶، دینی تحریک صـ۵۷)

۴۵- (میواتی) اگلے مشرکوں سے بھی گھٹیا تھے (کتابِ مذکور)

۴۶- وہ گرے ہوئے لوگ (کتابِ مذکور)

۴۷- شکستہ حال میواتی جو یہاں پڑے رہتے ہیں (کتاب مذکور صـ۱۲۲)

۴۸- بے تربیتی اور جہالت کی وجہ سے غارت گری، کشت وخون اور رہزنی اس کے قومی خصائص میں داخل ہوگئی۔
(ایک اہم دینی دعوت صـ۵۱)

۴۹- جرائم پیشہ قوم۔ (کتاب مذکور صـ۵۱)

۵۰- مشرکانہ عقائد واعمال اور ہندوانہ رسوم وعادات زندگی کا جزء بن گئے تھے۔ (کتابِ مذکور صـ۵۱)

۵۱- میواتیوں کے ہر ہر قبیلہ کا ایک روحانی محافظ ونگران تھا جسے (الہ القبیلہ) کہتے تھے (یعنی ہر قبیلہ کا خدا معبود)
(کتابِ مذکور، صـ۵۲)

۵۲- صرف میوات ہی --- ہے کہ جہاں اسلام سے بھی لوگ واقف نہیں تھے۔ (تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات صـ۶۰)

۵۳- (میو) سرکش قوم (دینی تحریک صـ۹)

۵۴- ایک جاہل میواتی (" صـ۱۱)

۵۵- (میواتی) چوروں اور ڈاکوؤں کی بستی سے آنے والے لڑکے

پڑھنے کے بعد خود بھی چور اور ڈاکو بن گئے۔ (دینی تحریک ص۵۸)

۵۶۔ میوات میں شراب کا دور دورہ تھا خصوصاً بڑے لوگوں اور قوم کے چودھریوں کے لئے شراب ضروری سمجھی جاتی تھی۔

(تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول ص۱۲)

۵۷۔ **شورہ پشت میواتی یعنی نافرمان میواتی**

(سوانح حضرت جی محمد یوسف ص۱۳۱)

۵۸۔ میو حقیر و ذلیل۔ (اصلاح انقلاب ص۴۸)

"میو قوم کے افراد حقیر و ذلیل تھے"

۵۹۔ میو قوم بداخلاق۔ راہزن اور ڈاکو تھی:

"میو قوم راہزنی۔ غارت گری اور بداخلاقی کے لئے ضرب المثل تھی"

(اصلاح انقلاب ص۴۸)

۶۰۔ **الیاس میواتیوں کی زبان کو بھی بدلنا چاہتا تھا۔**

(دینی دعوت ص۲۳۶)

۶۱۔ میوؤں کی عبادت کی ویسی ہی جگہیں بنی ہوتی ہیں جیسی ان کے ہمسایہ ہندوؤں کے یہاں ہوتی ہیں۔

(سوانح مولانا محمد یوسف ص۱۳۸)

آپ کو معلوم ہے کہ جو کسی کو برا کہے اس میں جاہلیت ہے، دیکھئے بخاری شریف ج۲ ص۸۹۴ میں ہے کہ حضرت ابوذر نے حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو لونڈی کا بیٹا کہہ دیا کیونکہ ان کی والدہ عجمی تھیں، عربی نہیں تھیں، جب یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تو نے ایسے ایسے

کہا ہے تو انہوں نے تسلیم کر لیا، آپ نے فرمایا:

إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ

"بلاشک تو ایسا آدمی ہے کہ جس کے اندر جاہلیت کی بو ہے"

اور جاہلیت سے وہ زمانہ مراد ہے جو اسلام سے پہلے تھا، (دیکھئے فیض الباری ج۲ ص۱۹، اور بخاری ج۲ ص۸۹۴ حاشیہ ۲)

اور جو کسی کو فسق وغیرہ سے متہم کرے وہ خود ویسا ہے، اور جو مسلمان کو ایسی گالیاں دے جیسے تبلیغی جماعت نے دی ہیں تو وہ گالیاں دینے والے کی طرف لوٹ جائیں گی۔

بخاری شریف ج۲ ص۸۹۳ میں ہے:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ

"یعنی مسلمان کو گالیاں دینا فسق ہے"

نیز دیکھئے صفحہ مذکورہ:

لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ۔

"یعنی جو کسی کو فاسق و کافر کہے گا، اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ فسق و کفر کہنے والے کی طرف لوٹیں گے وہ فاسق و کافر ہو جائے گا"

اب تبلیغی جماعت نے جو میواتیوں کی برائی کی ہے، جو میں نے باحوالہ ذکر کی ہیں، تبلیغی جماعت کی کتابوں کے صفحے تک ذکر کر دئے ہیں اور یہ تو میں نے مختصر نمونہ کے طور پر تبلیغی جماعت کے خرافات پیش کئے ہیں، اگر تفصیلاً پیش کروں

تو اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں، اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے، اس سے تو بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ قوم میو ہو یا دیگر جمیع اہلِ اسلام اس تبلیغی جماعت کے نزدیک کوئی بھی مسلمان نہیں، اور تاکہ دوسرے مسلمان تبلیغی جماعت کی کتابوں سے میواتیوں کی برائی کو پڑھ کر جو تبلیغی جماعت نے انہیں مشرک، بت پرست، غافل، قاتل وغیرہ بتایا ہے اس سے اندازہ لگالیں کہ یہ میواتی لوگ صحیح راسخ العقیدہ مسلمان ہیں لیکن جب تبلیغی جماعت نے دوسرے مسلمانوں کو معاف نہیں کیا تو ان بے چارے سادہ لوح زمیندار بردبار لوگوں کے متعلق بھی اسی طرح بے بنیاد باتیں گھڑی ہیں، اور تاکہ اہلِ اسلام کو یہ معلوم ہو جائے کہ اکثر لوگوں کے دلوں میں جو یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ تبلیغی جماعت کسی کو برا نہیں کہتی، ان کو یہ اندازہ ہو جائے کہ کسی کو برا نہیں کہتی یا کسی کو معاف ہی نہیں کرتی اور یہ باتیں جو میواتیوں کے متعلق کہی گئی ہیں یہ کیسا عظیم فتنہ برپا کرنے اور اپنے آپ کو جہنم میں ڈالنے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے غیظ و غضب میں مبتلا کرنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ چیزیں بہر نوع و بہر صورت رہیں گی تو برائی ہی۔ اور ایک مسلمان کی ایسی توہین کرنی کیا جائز ہے؟

میں عوام و اہلِ علم پر چھوڑتا ہوں کہ وہ خود ہی فیصلہ کریں۔ اب اگر تبلیغی جماعت یا کوئی اس کا شیدائی یہ کہے کہ یہ باتیں میواتیوں میں ضرور تھیں تو گویا اس نے ان کو قطعاً مسلمان نہیں سمجھا اور ان کو مسلمان نہ سمجھ کر خود کافر ہوا، اور اگر کہے کہ یہ باتیں ان میں نہیں تھیں اور وہ مسلمان تھے تو مسلمان کی عزت و آبرو ریزی یا اس کی توہین کرنی کہاں روا ہے؟

دیکھئے ابوداؤد شریف ج ۲، ص ۶۶۹ میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهُ وَعِرْضُهُ وَدَمُهُ حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔

"یعنی مسلمان کی سب چیزیں مسلمان پر حرام ہیں اس کا مال اس کی عزت اور اس کا خون اتنی ہی برائی آدمی میں کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔"

اس حدیث سے پتہ چلا کہ جو اپنے بھائی مسلمان کی عزت نہیں کرتا بلکہ اس کی حقارت بیان کرتا ہے تو اس سے بڑھ کر شرارتی کوئی نہیں، معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت شرارتی ہے اور جو جیسا ہو اس کو دوسرے بھی ایسے ہی نظر آتے ہیں، تب ہی تو قارئینِ کرام کو معلوم ہے کہ جس بستی یا گاؤں میں یہ تبلیغ والے جاتے ہیں تو اس بستی کے باہر پہلے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں اور اس دعا میں بستی والوں کو پہلے ہی شریر بنا دیتے ہیں۔

دیکھئے ایک اہم دینی دعوت ص ۵۹ میں وہ خود کہتے ہیں کہ:

"بستی کے قریب ہم جاتے ہیں تو ہم دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی ہم کو اس بستی کے رہنے والوں کے شر سے امان دے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ

اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔

"یعنی تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے! فرمایا غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کا ذکر تو ایسی چیز کے ساتھ کرے جو اسے بُری لگے، عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں تو آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ (یارسول اللہ) ارشاد فرمایا کہ اگر اس شخص میں وہ چیز ہے جو تو کہتا ہے تو یہی تو غیبت ہے اور اگر اس میں وہ چیز نہ ہو جو تو کہتا ہے تو بے شک تو نے اس پر بہتان لگایا۔"

نتیجہ یہ کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اور حرام ہے اور اس کا مرتکب فعلِ حرام کا مرتکب ہے، اس لحاظ سے تبلیغی جماعت فعلِ حرام کی مرتکب بنی، اور اگر اس کے برعکس ہے یعنی میواتیوں میں وہ بات نہیں جو تبلیغی جماعت نے کہی ہے تو پھر یہ بہتان ہے، اور یہ اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے۔

رہی یہ بات کہ وہ عیب کہ جس کی بنا پر انسان فعلِ حرام کا مرتکب ہوتا ہے، وہ کیسا ہونا چاہیئے تو وہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا کہ:

ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ

"یعنی ایسی بات کا ذکر کرنا جو کسی کو بُری لگے"

اب وہ عیب کسی کے بدن میں ہو یا اس کی عقل میں ہو یا اس کے دین میں ہو یا اس کی دنیا میں ہو یا اس کی خلق میں ہو یا اس کے نفس میں ہو یا

اس کے مال میں یا اولاد یا ماں باپ میں یا بیوی میں یا اس کے خادم میں یا کپڑے میں یا رفتار و گفتار میں یا ہیئت یا نشست و برخاست میں یا اس کے حرکات و سکنات میں یا تازہ روئی اور ترشروئی اور تندخوئی میں اور سخن گوئی اور خاموشی میں اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی اس سے متعلق ہے چاہے اس برائی کا ذکر الفاظ سے ہو یا کنایہ یا رمز یا اشارہ یا آنکھ اور بھوؤں اور سر اور ہاتھ وغیرہ کے اشارے سے۔ (ابوداؤد ج ۲، ص ۶۶۸، حاشیہ ۱۱)

(اور مظاہر حق ج ۴ ص ۹۵، مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۲)، احیاء العلوم ج ۳، ص ۱۲۵ پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

"جو کسی کو فاسق یا حقیر و خسیس، چور، شرابی، نماز نہ پڑھنے والا، بے ادب وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرے یا اس کے متعلق کہے تو یہ سب کچھ اس کا کہنا حرام ہے اور غیبت ہے۔"

اور ص ۲۳ پر لکھتے ہیں کہ غیبت زنا سے بھی بری ہے:

فَاِنَّ الْغِيْبَةَ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا

"یعنی غیبت زنا سے بھی زیادہ بری ہے"

اور صاحب غیبت یعنی غیبت کرنے والے اور کسی کو برا کہنے والے کی اس وقت تک بخشش نہیں جب تک کہ جس کو برا کہا گیا ہے وہ نہ بخشدے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَ لَهٗ صَاحِبُهٗ۔

"یعنی برائی کرنے والے کی مغفرت نہیں جب تک جس کی برائی بیان کی گئی وہ اسے نہ بخش دے۔"

اس حدیث کی رو سے اب تبلیغی جماعت کو جب تک میواتی معاف نہیں کریں گے ان کی ہرگز بخشش نہیں۔

دلفریب دھوکہ

اب اگر کوئی تبلیغی جماعت کا خیر خواہ یہ سوال کرے کہ اس میو قوم کی تبلیغی جماعت نے توہین نہیں کی بلکہ تعریف کی ہے اور جہاں تک اس کو کوئی نہیں جانتا تھا وہاں تک دنیا جان گئی اور دنیا اچھی نظر سے دیکھتی ہے تو جواباً عرض ہے کہ دنیا جان تو ضرور گئی لیکن پہلے جس انداز میں جانتی تھی وہ یہ انداز تھا کہ جہاں اس قوم کی شجاعت، بردباری، ہمت و حوصلہ، شرافت و غیرت، مذہب و ملت پر قربان ہونے والی بے حیائی اور بے شرمی اور بدعقیدگی سے باز رہنے والی قوم کا تصور اقوامِ عالم میں پیدا ہوتا، بزرگانِ دین کے نقشِ قدم اور ان کے نام و عزت پر قربان و نثار ہونے والی قوم کا تصور اقوامِ عالم کے اذہان اس کے تصور سے دہشت محسوس کرتے اور یہ دستور ہے کہ جس کے اندر جتنی شرافت و حیا اور مہمان نوازی زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کے اندر دلیری ہوگی اور کسی قوم کا دلیر اور بہادر اور شجاع ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ قوم اپنے اسلاف اور بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہے کیونکہ بے غیرت اور بزرگانِ دین کے نقشِ قدم سے ہٹنے والی قومیں بہادر اور بارعب نہیں ہوا کرتیں اور اب جس انداز سے جانتی ہے وہ انداز یہ ہے جو تبلیغی جماعت نے پیش کیا کہ یہ گوبر کو پوجتے تھے، اگلے مشرکوں سے بھی بدتر تھے۔ جب تبلیغیوں کے نزدیک یہ مشرکوں سے بھی برے تھے تبھی تو الیاس کہتا تھا کہ میوات جانے سے میرا دل متغیر ہو جاتا ہے، جب تک اس کو غسل نہ دے لوں،

اپنی حالت پر نہیں آتا، کیونکہ قرآنِ پاک نے فرمایا ہے کہ:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

"یعنی مشرک پلید ہیں"

اور تبلیغی جماعت کے نزدیک میو، مشرکوں سے بھی گھٹیا تھے، دیکھئے ملفوظات جناب الیاس صاحب ص۱۴۶ - اور اس نوعیت سے جانتی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو الیاس صاحب نے مسلمان کیا ہے۔

تو یہ جاننا تو ایک نہ جاننا ہے اور کہیں تھوڑی سی تعریف کر دی اور برائی کر دی اور پھر تعریف کر دی اور پھر برائی کر دی، یہی نشانی منافقت کی ہے اور ایسے کے متعلق ہی حدیثِ پاک میں ذوالوجہین کہا گیا ہے۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔

(مشکوٰۃ ص۴۱۱، ابوداؤد ج۲، ص۶۶۸، بخاری ج۲ ص۸۹۵ مظاہر حق، ج۴، ص۹۳)

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے برا دو رویہ (منافق صفت) شخص کو پاؤ گے جو ایک جماعت کے پاس ایک طریق سے آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسری طرح سے"

اس حدیثِ پاک سے پتہ چلا کہ جو شخص موقع کے مطابق جیسی محفل دیکھے وہاں اس ایک ہی بات کو خواہش کے مطابق بدل دے، وہ منافق

صفت ہے اور قیامت کے دن سب سے بدترین وہ شخص ہوگا، تو پتہ چلا کہ تبلیغی جماعت اگر کہیں میووں کی مٹھاس کے ساتھ تعریف بھی کرتی ہے جیسا کہ اس کی ان میوات کے متعلق سخت و نرم باتیں بعض لوگوں کے ذہن میں تعریفی پہلو کا احساس بھی پیدا کرتی ہیں تو یہ بھی ان کی تعریف نہیں بلکہ توہین ہے کیونکہ برائی کے ساتھ تعریف کرنا بھی برا ہے، دیکھئے احیاء العلوم ج ۳، ص ۱۲۶ پر ہے کہ زبان سے کسی کی برائی کرنا :

إِنَّمَا حُرِّمَ لِأَنَّ فِيهِ تَفْهِيمَ الْغَيْرِ نُقْصَانَ أَخِيكَ وَ تَعْرِيفَهُ بِمَا يَكْرَهُ فَالتَّعْرِيضُ بِهِ كَالتَّصْرِيحِ۔

"اس لئے حرام ہے کہ اس میں غیر کو اپنے بھائی کی برائی پر مطلع کرنا اور سمجھانا ہے اور اس کی تعریف ایسی بات کے ساتھ کرنا جو اسے بری لگے، یہ اشارۃً چوٹ کرنا ہے جو صراحۃً برائی کے مترادف ہے۔"

تو ثابت ہوا کہ تبلیغی جماعت کا یہ تعریف کرنا جسے تبلیغی جماعت والے تعریف سمجھتے ہیں یہ تعریف نہیں بلکہ عین توہین ہے۔

اب میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اہلِ علم و فہم میرے دینی، ملی، ملکی اور قومی بھائی، بزرگ، میرے ان پیش کردہ حوالہ جات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میری بے بضاعتی اور کم علمی کو نظر انداز کرتے ہوئے، بہت غور سے پڑھیں گے اور انسے خود بھی اس تبلیغی جماعت کے جال اور پھندے سے محفوظ رہتے ہوئے اوروں کو بھی اس کی ان حرکات و سکنات اور اصلیت سے واقف اور روشناس کرائیں گے۔

تبلیغی جماعت نے میواتیوں کو کافر کہا

دینی دعوت ص ۹۳ تا ۹۴ پر مولوی الیاس صاحب لکھتے ہیں :

" ان غریب میواتی کاشتکاروں کا ان کی زندگی میں انقلابی اصلاح اور تغیر پیدا ہو جائے، ممکن نہیں اور یہ توقع بھی غلط ہے کہ وعظ و پند ہی سے ان کی زندگی میں انقلاب ہو جائے گا اور وہ اس جاہلی زندگی سے نکل کر اسلامی زندگی میں قدم رکھیں گے۔"

اس حوالۂ بالا سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں :

۱۔ یہ کہ میواتی سب کے سب کافر ہیں کیونکہ جاہلی زندگی، اسلامی زندگی کے مقابلہ میں ہے اور جب جاہلی زندگی یا جہالت وغیرہ کے الفاظ جو اس قسم کے ہوں، اسلام کے مقابل آئیں تو اس سے مراد کفر ہوتا ہے، دیکھئے سوانح حضرت مولانا محمد یوسف (جو ان کے اپنے ہی ہیں) ص ۷۱۳ پر ہے :

" معاشرتِ اسلامی یا معاشرتِ جاہلی"

معاشرتِ اسلامی حضور پاک اور صحابہ کا زمانہ اور معاشرتِ جاہلی اغیار یہود و نصاریٰ وغیرہ دشمنانِ اسلام۔

نیز حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص ۵۶ اور ج ۱ ص ۴۵۷ (مولفہ مولوی محمد یوسف بانی تبلیغی جماعت کا بیٹا) میں بھی زمانۂ جاہلیت سے مراد، جو اسلام کے مقابل ہے، زمانۂ کفر مراد ہے۔

نیز حدیثِ پاک میں بھی موجود ہے کہ :

خَیْرُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خَیْرُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ

مزید سنئے :

" ناظرین میں سے بہت سے اصحاب نے میوات کی اس تبلیغی تحریک کا ذکر سنا ہوگا جو جناب مولانا محمد الیاس صاحب (مقیم بستی حضرت نظام الدین) کی راہنمائی میں ایک عرصہ سے جاری ہے اور جس سے میوات کی سرزمینِ جاہلیّت میں اسلام کا آغاز ہوا ہے۔"

(اصلاح انقلاب ص۱ اردو ورقہ پمفلٹ شائع شدہ سول اینڈ ملٹری پریس، کراچی، بنام ایک اہم دینی تحریک کا تعارف ص۱)

میوات اسلام سے محروم

اصلاح انقلاب ص۴۸ پر ہے :

" یہ تاریک خطہ ۔۔۔۔۔ اسلام کی روشنی سے محروم تھا"

میو، مشرک اور بت پرست تھے

" ان کی ۔۔۔ عادات ہندوانہ تھیں، شرک و بت پرستی تک کا رواج ۔۔۔ تھا۔"

(ایک اہم دینی دعوت کا تعارف ص۳، اصلاحِ انقلاب ص۴۷ دینی تحریک ص۶)

تبلیغی جماعت والے کتّے خنزیر سے بدتر

حضرات! میں اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا، فیصلہ آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں، آپ خود سوچیں کہ یہ جو کچھ تبلیغی جماعت والوں نے میواتیوں کے متعلق کہا ہے، فیصلہ صرف اتنا کریں کہ یہ الفاظ کسی کے حق میں کہنے اچھے ہیں یا بُرے؟ اگر کوئی اچھے بتائے تو تمام الفاظ اچھے بنانے والے کے منہ پر مارے جائیں اور بر سرِ عام اسے ان الفاظ سے نوازا جائے، پھر اگر برا مانائے تو ثابت ہوگا کہ یہ اچھے نہیں اور حقیقۃً ہیں بھی نہیں، اور برے بتائے تو جو کوئی اس زبان سے بری باتیں کرے وہ کون ہے؟ یہ خود تبلیغی جماعت کے پیشوا و بانی الیاس صاحب سے دریافت کیجئے۔

دیکھئے ملفوظات مولانا محمد الیاس ص۲۵ تا ۲۶ میں ہے :

" انسان کو اپنے ماسوا پر جو امتیاز و تفوق حاصل ہے اس میں زبان کو خاص دخل ہے ۔۔۔۔ اگر زبان کو اس نے آلۂ شر بنا رکھا ہے مثلاً بری باتیں بکتا ہے اور ناحق لوگوں کو ایذاء دیتا ہے تو ۔۔۔۔۔ یہی زبان آدمی کو کتّے، خنزیر سے بھی بدتر کر دے گی۔"

دیکھا آپ نے؟ ع

لو آپ اپنے جال میں صیّاد پھنس گیا

تبلیغی جماعت اوندھے منہ جہنم میں

دیکھئے الیاس صاحب کے ملفوظات ص۲۶ و ص۶۶ ، الیاس صاحب اس بدزبانی کے تحت ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہیں :

هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔

" یعنی آدمیوں کو اوندھے منہ جہنم میں ان کی بکواس ہی ڈالے گی "

اب فیصلہ قارئین فرمائیں کہ تبلیغی جماعت نے جو میواتیوں کے متعلق یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ کہا ہے اور توہین وتنقیص کی ہے یہ سب زبان کے خرافات ہیں جن کی بنا پر اس حدیث کی رو سے تبلیغی جماعت والے جہنم میں اوندھے منہ ڈالے جائیں گے یا کہ نہیں ڈالے جائیں گے۔

الیاس صاحب کی اس اسکیم کا کورس آپ لوگوں نے ملاحظہ فرمالیا، یہ تمام گالیاں جو میواتی حضرات کو دی ہیں یہ سب تبلیغی جماعت کے کورس میں داخل ہیں اور معاذ اللہ یہی اس اسکیم میں داخل ہیں جن کی وجہ سے حضور پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی روح مبارک کو یہ بے چین پا رہا تھا۔

(دیکھئے اکابر کے خطوط ص۶۸)

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس کتاب کے مصنف محمد عبدالغفور الوری

نے تبلیغی جماعت کے بانی الیاس صاحب کا نام صرف الیاس ہی کہہ کر لیا ہے اس کے ساتھ اور کچھ مولوی یا حضرت وغیرہ کا اضافہ نہیں کیا اور یہ بات شرافت وادب کے خلاف ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے اپنی تحقیق کے مطابق یہ شخص قابلِ تعظیم معلوم نہیں ہوا جیسا کہ میرے پیش کردہ حوالہ جات سے ان کی باطنی کیفیت کا پتہ چل رہا ہے اور جو شخص قابلِ تعظیم نہ ہو اس کی تعظیم کرنا غلط مدحت سرائی کے مترادف ہے جس پر منجانب آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعید وارد ہے کہ :

اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ۔

" یعنی جب تم (غلط) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو "

(مظاہر حق ج۴، ص۹۴)

اور پھر جبکہ تبلیغی جماعت کی کتابوں میں بھی نرا الیاس نام پایا جاتا ہے۔ دیکھئے مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت ص۵۴ ، ایک اہم دینی دعوت ص۳۱ ، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی تحریک ص۱ ، ص۱۰ ، ص۴۱ ، ص۴۲ ، ص۵۸ ، ص۷۵ ، تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول ص۲۶ ، ص۳۸ ۔

رہا اس کے نام کے ساتھ مولوی یا حضرت وغیرہ کے القاب تو اس سے قبل یہ باحوالہ گذر چکا ہے کہ یہ لوگ ہمارے نبی اکرم کے نام پاک ساتھ ادب واحترام کا لفظ نہیں لکھتے بلکہ صرف " محمد " ہی لکھ دیتے ہیں اور جو ہمارے آقا کے نام پاک کے ساتھ ادب واحترام وتعظیم کے الفاظ والقاب استعمال نہیں کرتا وہ اس قابل کب ہو سکتا ہے کہ اس کے نام کے ساتھ تعظیمی الفاظ استعمال

کے جائیں کیونکہ ؎

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

بس الیاس کے نام کے ساتھ میرے القاب وغیرہ نہ لگانے کی یہی وجہ ہے، تو اب جو مجھ پر اعتراض کیا گیا تھا وہ تو خود تبلیغی جماعت کے روح رواں مصنفین کی ذات پر وارد ہو گا نہ کہ مجھ پر ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ایک پیش آنیوالہ شبہ اور اسکا جواب

ہو سکتا ہے کہ کوئی تبلیغی جماعت کے اندر شامل ہونے والا میواتی کہے کہ جو کچھ میواتیوں کے متعلق تبلیغی جماعت نے کہا ہے جس کی نشاندہی الوری صاحب نے کی ہے یہ باتیں میواتیوں میں تھیں،

تو جواباً عرض ہے کہ ناچیز نے جو قوم میو کے بارہ میں عرض کیا ہے وہ بفضلہ تعالےٰ حق عرض کیا ہے کہ ساری قوم ایسی نہیں تھی جیسا کہ تبلیغیوں نے ان کے متعلق کہا ہے اور میوات کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کے میواتیوں کو کافر قرار دیا اور ثابت کیا کہ الیاس صاحب نے ان کو مسلمان کیا،

تو جو میواتی یہ کہتا ہے کہ یہ صحیح ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ اگر وہ خود اپنی زبانی ایسا بنتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے باپ دادے کافر و بت پرست وغیرہ ہوں جن کو تبلیغی جماعت کے بانی الیاس نے مسلمان کیا ہو اور وہ آجتک اپنے آقا الیاس کے حق کی ادائیگی کرتے ہوئے اس جماعت میں شامل ہوں

ہیں تو ان میواتیوں سے ہوں جن کے باپ دادا صحیح العقیدہ اہل سنت وجماعت مسلمان تھے اور ہیں اور جو الیاسی جماعت کے وجود سے بھی سینکڑوں سال پہلے یعنی ۱۴۲۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔

بعض سادہ لوح حضرات کے سوال کا جواب

اگر بعض حضرات یہ کہیں کہ تبلیغی جماعت نے اگر ہماری میواتیوں کی یہ توہین کی تو کسی کو یہ پتہ تو نہیں تھا اب سب کو پتہ چل گیا کہ یہ قوم ایسی تھی لہٰذا الوری صاحب کو نہیں چاہیئے تھا کہ جو اس قوم کے متعلق تبلیغی جماعت والوں نے کہا ہے اسے عوام کے سامنے پیش کرتے۔

جواباً عرض ہے کہ بعض دوست جو ایسا خیال رکھتے ہیں میں ان کی اس بات کو اب بھی سادگی پر محمول کروں گا اور عرض کروں گا کہ میری ایک چھوٹی سی کتاب جو بہت بڑے مسودہ سے چھانٹ کر خلاصہ کی شکل میں پیش کی گئی ہے اور جس میں مختصر سا ذکر ان بفوات کا کیا گیا ہے جو تبلیغی جماعت نے بڑی بڑی کتابیں شائع کر کے ملک بہ ملک پھیلا دی ہیں اور رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے اڈا کے باہر بھی اور ان کے دوسرے اڈوں پر بھی یہ کتابیں عام مل جاتی ہیں اور جس دن سے یہ جماعت شروع ہوئی اس دن سے آج تک اس جماعت والے اپنی محفلوں، اجلاسوں، اڈوں کو رونق بھی اس قوم کی برائیوں کے ذریعہ بخشتے ہیں، میں نے تو از روئے شرع شریف ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ قوم مسلمان ہے، اس کے متعلق ایسے الفاظ کہہ کر اپنے لئے جہنم نہ خریدیں اور اس قوم کی سادگی و بردباری سے جتنا فائدہ اٹھا چکے اور دنیا کما چکے اب اسی پر اکتفا کر جاؤ اور توبہ کر لو، ابھی توبہ کا دروازہ

کھلا ہے ورنہ اب نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا قوم بیدار ہو چکی ہے۔

ایک سوال کا جواب

ایک شخص نے سوال کیا کہ الوری صاحب کیا بات ہے کہ آپ کے میو بھائیوں کی تبلیغی جماعت والوں نے کافی توہین کی ہے جسے کوئی برداشت نہیں کر سکتا لیکن آپ کی قوم کے لوگ جو اس جماعت میں ہیں ان سے تو یہ سننے میں آیا ہے کہ جو کچھ تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں یہ سب صحیح ہے بلکہ وہ خود اس کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ اس میں شامل ہیں تو کیا آپ لوگ ایسے ہی تھے جیسا کہ آپ کو تبلیغی جماعت نے اقوامِ عالم کے سامنے پیش کیا ہے؟

جواباً عرض ہے کہ میرے دوست! میری قوم انتہائی سادہ لوح سادگی پسند، شریف الطبع، بردبار، دیندار، غیرت مند، اپنے کام سے کام رکھنے والی، زمیندار، اپنے ملک میوات کی تمام اقوام سے اعلیٰ سردار شمار ہونیوالی اور دین کی ہر بات پر قربان ہونے والی تھی اور دیندار کا تہِ دل سے ادب کرنے والی تھی اسی لئے ہمارے ہاں میوات میں یہ امتیاز نہ تھا کہ غیر مولوی چاہو ایک ہاتھ لمبی ڈاڑھی رکھ لیتا لیکن اسے مولوی نہ کہتے۔ جو پڑھا لکھا دیندار ہوتا اس پر قربان ہونے کو تیار رہتے، بزرگانِ دین کا احترام ان کے قلب و جگر میں جاگزیں تھا، خدا ترسی کی صفت تو ان کی گھٹی میں ڈالی ہوتی تھی۔

ان کی ان اعلیٰ خصائلِ شریفہ سے تبلیغی جماعت کے مکاروں نے بہت فائدہ اٹھایا جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ لیسدار شے کی طرح چمٹ جاتے ہیں اور راہ جاتے مسافروں کے راستے، ہل لیجانے والے ہالی وغیرہ کو روک کھڑے ہوتے ہیں، چاہو کوئی مسافر کسی مرگت میں جا رہا ہو لیکن

یہ نہیں دیکھتے ان کو اپنے کام سے غرض ہے تو یہ بھیڑ نما بھیڑیئے جب میری قوم کے سامنے یہ صورت اور منافقانہ سیرت لے کر آئے تو وہ بیچارے ان کی ظاہریت کو دیکھ کر مینڈکی کی طرح ان کے داؤ میں آ گئے، جیسے کہ کہاوت ہے کہ پانی کے اندر بگلا ایک ٹانگ پر سر جھکائے آنکھیں بند کئے ایسے کھڑا ہوا تھا جیسے کوئی صاحبِ دل مراقبہ کی حالت میں خدا سے لو لگائے ہوتا ہے اور ماسوا سے بے خبر ہوتا ہے اسی طرح مینڈکی بھی یہ سوچ کر کہ شاید یہ بھگت ہے اس کے پاس آئی، بس اس کا آنا تھا کہ یکدم بگلا نے اسے گپک لیا تو مینڈکی نے کہا ؎

ایک ٹانگ بگلا کھڑا لگا دھنی سو دھیان
میں جانے ہی کوئی بھگت ہے بگلا نیپ کپٹ کی کان

یعنی مینڈکی اپنے خیال کا اظہار کرتی ہے کہ میں نے تو یہ سوچا کہ یہ بگلا جو اتنی یکسوئی کے ساتھ ایک پاؤں پر محو کھڑا ہے یہ کوئی درویش اللہ والا ہے لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا یہ تو خالص کھوٹ اور گندگی کی کان اور گرگٹھا ہے۔"

ایسے ہی تبلیغی جماعت والے ہیں، جب انہوں نے ان میواتیوں کو شکار کر لیا تو اب اپنی دکان ان کے ذریعہ چمکانے کے لئے ان پر پیار کی تھپکی دیتے رہے اور قوم کا بیڑا غرق کرتے رہے، ایک تھپکی دی اور کہا ماشاء اللہ دیکھو حضرات یہ صاحب میواتی ہیں ان کی قوم گوبر کو پوجتی تھی اور یہ مشرکوں سے بھی بری ہے لیکن اس شخص کو اللہ نے چن لیا۔ فرشتے اس کے قدموں کے نیچے پر بچھاتے ہیں، قدم قدم پر کروڑوں نیکیاں ملتی ہیں۔ پھر تھپکی دی اور کہا کہ اس کی قوم تو سودی، شرابی، بت پرست لیکن ماشاء اللہ

حضرت جی نے انہیں مسلمان کر لیا، یہ سعادت ان کو سب سے پہلے نصیب ہوئی، یہ قرنِ اول کی نشانی ہیں، ماشاء اللہ! بھائی سب اس سے مصافحہ کیجئے۔

اب یہ شخص اس طرح پھولتا گیا اور اس طرح قوم کا بیڑا غرق کراتا گیا تبلیغی جماعت والے اس کو ہر بھٹکی پر قوم و خاندان کی جانب سے بے حس کرتے گئے تاکہ یہ قوم کی برائی کو محسوس نہ کرے، دیکھئے قوم و خاندان سے کس انداز میں بیگانہ کیا جاتا ہے۔

قوم و خاندان کی بے عزتی اور توہین کا عادی بنانے کا دلفریب طریقہ

"مسلمان امت ہونے کی صفت کھو چکے ہیں ۔۔۔۔۔
آگے امت بننے کا طریقہ بتلایا ۔۔۔۔ یہ امت اسی طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا، مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا۔"

دیکھا کیسے ڈھنگ اور فریب سے خویش و اقارب سے دور کرتے ہیں، بس یاد رکھیں کہ قوم تو ویسی تھی جیسا پہلے عرض کر دیا اور جن کو قوم کافر ہونے کے باوجود احساس نہیں، وہ اس آخر والی بات کی وجہ سے نہیں۔

تبلیغی جماعت قاتل ہے

تبلیغی جماعت نے میواتیوں پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ یہ قاتل تھے کشت و خون ان کے قومی خصائص تھے لیکن جس طرح میں پہلے باحوالہ ہر بات کو پیش کرتا آرہا ہوں، اب بھی باحوالہ ثبوت دیتا ہوں کہ قاتل خود تبلیغی جماعت ہے اور کوئی نہیں جیسا کہ اقوامِ عالم کو اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ روزِ روشن کی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع ہوا جس میں محمد اقبال نامی ایک شخص رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کی شہرت سن کر اپنے دوست محمد خاں کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شامل ہوا، جہاں محمد خاں نے عالمِ جذبات میں نعرۂ رسالت (یا رسول اللہ!) یا بادشاہ جمال زندہ باد کا نعرہ بلند کر دیا، جس پر جلسہ کے منتظم اسے جلسہ گاہ سے اٹھا کر اندر سٹور روم میں لے گئے اور الٹا لٹکا کر مارنا شروع کیا۔

جب محمد اقبال کو پتہ چلا، یہ بھی وہاں پہنچا، ان سے کہنے لگا یہ تو مجھ کو بھی یہاں لایا ہے، اچھا آدمی ہے، اسے کیوں مار رہے ہو؟ انہوں نے کہا اس نے نعرۂ رسالت اور بادشاہ جمال زندہ باد کا نعرہ لگایا ہے۔ اس پر محمد اقبال نے کہا کیا یہ بری بات ہے؟

بس اتنا کہنا تھا کہ اسے بھی پکڑ لیا اور مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان کا سربراہ جنگ شیر نامی منحوس آیا اور اس نے محمد اقبال کے سر پر ڈنڈا دے مارا جس سے اس کے سر میں پانچ انچ گہرا زخم ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا

اس پر اسے بیہوشی کی حالت میں ہسپتال لیجایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب سنیے حوالے :

روزنامہ حیات ۱۹ر نومبر ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ، میں لکھا ہے :

" تبلیغی جماعت کے ملاؤں کے بہیمانہ تشدد کا شکار ہونیوالا جاں بحق ہوگیا، متوفی کو چھت سے الٹا لٹکا کر ڈنڈوں سے پیٹا گیا، آج لاش قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا، مرحوم کی بیوہ کو مقدمہ سے روکنے کے لئے دس ہزار روپے کی پیش کش کی گئی "

روزنامہ آزاد ۱۹ر نومبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

" رائے ونڈ میں منعقدہ سہ روزہ بین الاقوامی تبلیغی اجتماع کے دوران مذہبی نعرہ لگانے والے نوجوان کو تشدد سے ہلاک کر دیا ------ بادشاہ جمال کا نعرہ لگانے پر ملزمان نے مقتول کو الٹا لٹکا دیا "

روزنامہ آزاد ۲۸ر نومبر ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :

" رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع پر پابندی لگائی جائے "

روزنامہ حیات ۲۴ر نومبر ۱۹۷۷ء بروز جمعرات لکھتا ہے :

" زخمی محمد خاں کے گھر کے گرد پراسرار نقل و حرکت، تبلیغی جماعت کے غنڈے تشدد کے واحد عینی گواہ کو اغوا کرنا چاہتے ہیں "

روزنامہ مساوات ۱۹ر نومبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

" رائے ونڈ کے دینی اجتماع کے دوران زخمی ہونے والے دکاندار نے ہسپتال میں دم توڑ دیا "

روزنامہ مشرق ۱۹ر نومبر ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ، لکھتا ہے :

" رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے سالانہ اجلاس میں زخمی ہونے والا نوجوان چل بسا "

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ شمارہ دسمبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

" رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت ------ کے غنڈوں نے ------ محمد اقبال مرحوم اور محمد خاں کو الٹا لٹکا کر حبس وحشیانہ و بہیمانہ طریقہ سے تشدد کا نشانہ بنایا ------ تبلیغی جماعت کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں، کچھ عرصہ قبل قصور میں بھی تبلیغی جماعت کے ایک رکن نے حاجی محمد خاں کو ------ قتل کر دیا تھا "

نیز رضائے مصطفےٰ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ لکھتا ہے :

" مسکین صورت یزید سیرت تبلیغی جماعت "

اختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ جس نے دیکھنا ہو بہت سے اخبارات و رسائل میرے پاس موجود ہیں اور فوٹو سٹیٹ کاپیاں موجود ہیں اب وہ درخواست ملاحظہ ہو جو متوفی کی بیوی مسماۃ نسیم نے ۲۸/۷۷ کو اس عنوان سے دائر کرائی :

بخدمت جناب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب زون اے پنجاب لاہور

کمپلین ۷۹۵۶/۷۷-۱۰-۲۹

ماہنامہ فیضان، دسمبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

"رائے ونڈ کا شرمناک سانحہ محمد اقبال پر تشدد کی لرزہ خیز داستان"

روزنامہ سیاست، یکم دسمبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

"سانحۂ رائے ونڈ پر ہر مسلمان سراپا احتجاج بن گیا ہے"

روزنامہ مغربی پاکستان، یکم دسمبر ۱۹۷۷ء لکھتا ہے :

"دینی و سیاسی حلقوں میں تبلیغی جماعت کے خلاف غم و غصہ"

روزنامہ نوائے وقت، ۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء بروز بدھ لکھتا ہے :

"رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کے موقع پر ایک شخص محمد اقبال کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے"

علاوہ ازیں آفتاب ملتان، وفاق لاہور سرگودھا و راولپنڈی و رحیم یار خاں کے جرائد میں بھی اس واقعہ کی مذمت کی گئی۔

اب قارئین کرام فیصلہ خود فرمائیں کہ تبلیغی جماعت قاتل ہے یا نہیں؟ اور پھر قتل بھی نعرۂ رسالت و بابا شاہ جمال زندہ باد پہ۔

اگر کوئی اس کو غلط ثابت کرے تو پورے ملک کے اخبارات و رسائل کی تکذیب ہوگی بیں عیاں راچہ بیاں؟ روزِ روشن کو شبِ تاریک کون بنا سکتا ہے؟

ہمارے پاس متوفی کی بیگم نسیم کے دائر کردہ دعویٰ کی نقول بھی موجود ہیں جس کا دل چاہے آکر دیکھ لے۔

ایک بہت بڑا اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ محمد عبد الغفور الوری مصنف کتاب کو چاہیئے تھا کہ جس کتاب کا حوالہ دیتا اس کا پورا پورا صفحہ نقل کرتا تاکہ پتہ چل سکتا کہ اصل عبارت سے تبلیغی جماعت کا مقصد کیا ہے؟

جواباً عرض ہے کہ میرا اپنی کتاب کو تبلیغی جماعت کی کتابوں کی عبارت سے بھرنا مقصود نہیں جو پورے ہی صفحات نقل کرتا، میرا مقصد تو تبلیغی جماعت کی کتابوں سے خرافات کی نشاندہی کرنا ہے اور جہاں جو برائی کی بات تھی وہ صفحہ و اور ان کی کتابوں سے ثابت کر دی گئی، اب جو کسی کو شرابی یا سود خوار وغیرہ کہے اور ان الفاظ کے ساتھ وہ ایک صفحہ شرابی یا قاتل کی تعریف میں بھر دے تو کیا وہ تعریفی عبارت اس ایک ہی لفظ قاتل یا شرابی کی برائی کے اثر کو زائل کر دیگی؟ ہرگز نہیں! برائی ہرگز برائی رہے گی، تو یہ بھی ایک دھوکہ ہے جو عوام کو دیا جاتا ہے تاکہ کچھ وقتی بات تو بنے ورنہ ایک شخص کسی کا بڑا مداح ہو، ہر وقت اس کی تعریف کرتا ہو لیکن دورانِ تعریف اس کی توہین کے کلمات بھی اس کی زبان سے نکلتے ہوں تو کون نہیں جانتا کہ یہ مخلص نہیں، سخت خطرناک ہے۔

میواتی قوم کو محتاج سمجھیں

تبلیغی جماعت کے نزدیک میواتیوں کی حیثیت کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دینی دعوت ص ۱۳۳ کے مضمون سے لیجئے:

"ان دیہاتی ناخواندہ میواتیوں کو کبھی کبھی ناقدانہ نظر سے دیکھا جاتا اور اس پر تعجب کا اظہار کیا جاتا کہ ان بے علم میواتیوں سے جو خود تعلیم و اصلاح کے محتاج ہیں، تبلیغ و اصلاح کا کام لیا جاتا ہے، مولانا نے اس پر متنبہ فرمایا کہ یہ ان کا موضوع ہی نہیں ہے، ایک خط میں مقصود کی وضاحت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

ان لوگوں (میواتیوں) کو مصلح نہ سمجھیں بلکہ اس ایک چیز کے علاوہ یعنی گھر بار چھوڑ کر باہر نکلنا اس چیز کو تو ان سے سیکھیں اور باقی تمام اشیاء میں ان لوگوں کو اپنا محتاج سمجھیں۔"

تبلیغی جماعت کی مذکورہ بالا عبارت سے ادنیٰ سے ادنیٰ ذہن کا آدمی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ الیاس صاحب نے جو لوگوں کے تعجب کو رفع کیا تو یہ کہہ کر کہ آپ لوگ جو یہ سمجھ کر کے تعجب کرتے ہو کہ ناخواندہ میواتیوں کو تبلیغ کے لئے بھیجا جاتا ہے یہ کسی کی کیا اصلاح کر سکتے ہیں، تو یہ تعجب کرنے والے

جو تعجب کرتے ہیں، یہ تعجب تو بجا ہے اور جو کچھ کہنے والے کہتے ہیں وہ بھی بجا ہے لیکن بات تو یہ ہے کہ لوگ سمجھ چکے ہیں کہ یہ میواتی کسی کی اصلاح کرنے اور تبلیغ کرنے نکلتے ہیں بس یہ اتنا سمجھ لینا ہی غلطی ہے، اصلی بات یہ ہے کہ یہ تبلیغ کرنا یا کسی کی اصلاح کرنا، ان (میواتیوں) کا موضوع ہی نہیں ہے۔ ان سے بس گھر بار چھوڑ کر بیوی بچوں اور خویش و اقارب کے حقوق کو پامال کرنا، بستر سے اٹھائے پھرنا تو سیکھ لو لیکن میواتی کسی کی اصلاح کریں تو یہ بات غلط ہے۔

"ان لوگوں (میواتیوں) کو مصلح نہ سمجھیں" اور تمام اشیاء میں میواتیوں کو ہمیشہ اپنا محتاج سمجھیں۔

مذکورہ عبارت سے مختصر طور پر یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ میواتیوں سے تبلیغی جماعت کا مقصد بستر سے اٹھوائے پھرنے اور اپنی دکان کو سجانے کے سوا کچھ نہیں۔

۲۔ تبلیغی جماعت کے میواتی ناخواندہ ہیں۔

۳۔ تبلیغی جماعت میں شامل ہونے والے میواتیوں کو ثواب نہیں ملتا کیونکہ تبلیغیوں کے نزدیک تبلیغ ہی سے ثواب ملتا ہے اور میواتی اس کے اہل نہیں اور ان سے تبلیغ کرانا مقصود ہے۔

۴۔ میواتی بیوی وغیرہ سے تنگ آ کر گھر کو چھوڑنے کو ہی کمال سمجھتے ہیں۔

۵۔ تبلیغی جماعت کے میواتی ہر بات میں ہمیشہ محتاج رہیں گے اور ہیں اور اسی لئے ان سے مدرسہ وغیرہ بھی چھین لیا گیا کیونکہ محتاج ہیں۔

میواتیوں کی صحیح تصویر

میواتیوں کی ایک تصویر تبلیغی جماعت کی تحریر کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے، اب تاریخی لحاظ سے اس کا دوسرا اور صحیح رخ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین امتیاز کر سکیں :

۱۔ علاقہ میوات کے سارے میو مسلمان تھے۔ (تاریخ میو، ج ۱ ص ۲۴۹)

۲۔ ساری میو قوم سُنّی فرقہ سے تعلق رکھتی تھی، (ایضاً ص ۲۴۴)

۳۔ ساری میو قوم کاشتکار تھی۔ (ایضاً ص ۲۴۴)

۴۔ میواتی ۴۲۰ھ میں مسلمان ہوئے، سلطان محمود غزنوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سپہ سالار مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ) نے تجارہ کے جادو میو راجہ تیج پال کو شکست دے کر مسلمان بنایا ۔۔۔۔۔ شکست کھانے کے بعد راجہ نے اسلام قبول کیا اور اپنی برادری سے بھی اسلام قبول کرایا، یہ واقعہ تقریباً ۴۲۰ھ کا ہے۔

تیج پال کا اسلامی نام جلال خاں رکھا گیا۔ (ایضاً ص ۱۶۱ تا ۱۶۲)

۵۔ یہ بہادر قوم کسی کمزوری یا بزدلی کی وجہ سے اسلام نہیں لائی تھی، پے در پے شکستوں کی وجہ سے ہندو دیوی دیوتاؤں سے ان کا عقیدہ ہٹ گیا تھا۔ (ایضاً ص ۱۶۳ تا ۱۶۴)

۶۔ یہ خلوص سے اسلام لائے، آج تک سالار سید مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ) کے جھنڈے کی (جو اسلامی جھنڈا تھا) قدر و منزلت ان کے دل میں ہے۔ (ایضاً ص ۱۶۴)

سید سالار مسعود غازی (رحمۃ اللہ علیہ) ۔۔۔۔۔ میوات سے جاتے وقت مختلف مقامات پر اپنے ساتھی بہت سے بزرگوں کو مقرر کر گئے کہ وہ ان مسلمان ہونے والے میوؤں کو اسلام کی تعلیم دیں اور دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور اسلام کے جھنڈے کو یہاں قائم رکھیں ۔۔۔۔۔ یہ بزرگ ۔۔۔۔۔ تبلیغ کرتے رہے اور اسلام کے جھنڈے کو قائم رکھا جو میوات میں سالار کے جھنڈے کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ اس ۔۔۔ ۔۔۔ جھنڈے کو کسی جھوٹی بات پر میو کبھی ہاتھ نہیں لگاتا تھا نیز سالار کا احترام سب بزرگوں سے زیادہ آج تک موجود ہے کیونکہ یہ قبائل سچے دل سے اسلام لائے تھے۔ (ایضاً ص ۱۶۶)

۷۔ مورتی پوجا اور ہندوؤں کے اصل دیوی دیوتاؤں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ (ایضاً ص ۲۵۵)

تبھی تو راؤ نجشا میو نے دیوی کو مخاطب کر کے کہا ؎

سن ری دیوی باؤلی تینے بھاؤ بھنگرا یو
تینا چھٹ گو شاہ کو اب تو ڈوڈھی ہٹ جایو

۸۔ چھتری ہونے کی بنا پر اپنے ناموں کے ساتھ خان یا سنگھ لگاتے ہیں (جس کا معنی ہے شیر) ناموں کے معاملے میں بھی اس (میو) قوم نے شدت کے ساتھ اس فرق کو ملحوظ رکھا کہ اپنے ناموں میں رام، لال، کرشن، شنکر، بھگوان وغیرہ نہیں لگائے، ہر سمجھدار یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ دراصل انہیں ہندو مذہب سے لگاؤ نہیں بلکہ صرف چھتری پن سے لگاؤ ہے (ایضاً ص ۲۵۶)

۹۔ میوات میں قتل کو بہت بُرا سمجھتے تھے۔ (ایضاً ص۲۴۶)

۱۰۔ میو، فقیر کے ساتھ چارپائی پر بیٹھنا یا اس کو اپنا جھوٹا کھانا کھلانا یا اس کے ہاتھ سے حقہ پینا بری بات سمجھتے تھے۔۔۔۔۔۔ سید سالار کے مقرر کئے ہوئے بزرگوں کی کبھی پانچ اور کبھی نو آدمیوں کی جماعت ۔۔۔۔۔۔ تبلیغ کے لئے نکلا کرتی تھی، ان میں سے ایک واعظ اور دوسرے محافظ ہوتے تھے، اگر ان میں سے ایک شہید ہو جاتا ۔۔۔۔۔۔ تو اس کی قبر پنج پیریا نوگزا کے امتیازی نام سے مشہور ہو جاتی تھی۔ (ایضاً ص۱۶۷، ص۱۶۸)

۱۱۔ قارئینِ اگر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے تو ان کی سمجھ میں آسانی سے یہ بات آجائے گی کہ ڈاکو یا راہزن وہ تھے جنہوں نے اس قوم کو تباہ کیا۔ (ایضاً ص۱۸۱)

ان حوالوں سے یہ باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ میو قوم ۱۴۲۰ھ میں مسلمان ہوئی نہ کہ اسے تبلیغی جماعت نے مسلمان کیا، جو کہ تقریباً ۵۰ سال سے بھی کم عرصے سے کام کر رہی ہے۔

۲۔ تبلیغ کا طریقہ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کرایا اور یہ طریقہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت کے لئے تھا نہ کہ مسلمان میواتیوں کے لئے۔

۳۔ میوات کی ساری قوم صحیح العقیدہ سنّی تھی، اور یہی وہ میو قوم کا تبلیغی جماعت کے نزدیک بڑا گناہ ہے جس کی بنا پر اسے کتب و رسائل میں دنیا کے سامنے بدنام و رسوا کیا ہے۔

جامعہ مجددیہ

فیاض العلوم

غلہ منڈی ○ رائیونڈ

جامعہ فیاض العلوم اہلسنت وجماعت کی مرکزی درسگاہ ہے

جس میں

قرآن پاک حفظ وناظرہ قرات وتجوید کے ساتھ ساتھ

مکمل درس نظامی کی تعلیم دیجاتی ہے۔

- جامعہ میں شعبہ جامعۃ الطالبات بھی قائم ہے،
جس میں طالبات کو حفظ قرآن وقرات وتجوید عالمہ فاضلہ ودرس نظامی
فاضل عربی اے۔ٹی۔ٹی۔سی کورس بھی پڑھایا جاتا ہے۔
- جامعہ میں بیرونی طلبہ وطالبات کی رہائش، خوراک،
لباس، صابن وغیرہ کا بہترین انتظام ہے ملک کے مخیر حضرات
اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیکر سعادتین دارین حاصل کریں۔

ترسیل زر: محمد عبدالغفور الوری بانی ومہتمم جامعہ فیاض العلوم

غلہ منڈی رائیونڈ ○ ضلع لاہور

042-5390243-0300-4256623

ایک سعودی محقق کی تبلیغی جماعت کے متعلق لکھی گئی کتاب

کی

اَلْقَوْلُ الْبَلِیْغ فِی التَّحْذِیْرِ مِنْ جَمَاعَةِ التَّبْلِیْغ

کا اردو ترجمہ مع تبصرہ

تبلیغی جماعت کا تعارف

تصنیف

حمود بن عبد اللہ بن حمود تویجری

ترجمہ و تبصرہ

ابو الحسنین مفتی محمد عارف محمود القادری مدظلہ

تقدیم

علامہ محمد شہزاد ترابی قادری مدظلہ

مکتبہ فکر رضا



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک سعودی محقق کی تبلیغی جماعت کے متعلق لکھی گئی کتاب

مسمّٰی بہ

اَلقَولُ البَلِیغ فِی التَّحذِیرِ مِن جَمَاعَۃِ التَّبلِیغ

کا اردو ترجمہ مع تبصرہ

تبلیغی جماعت کا تعارف

تصنیف

حمود بن عبداللہ بن حمود تویجری

ترجمہ و تبصرہ

ابو الحسنین مفتی محمد عارف محمود القادری مدظلہ

تقدیم

علامہ محمد شہزاد ترابی قادری مدظلہ

مکتبہ فکر رضا

0308-7057505,0303-3061574

جملہ حقوق محفوظ ہیں

عربی کتاب کا نام	القول البلیغ فی التحذیر من جماعة التبلیغ
مصنف	حمود بن عبداللہ بن حمود تویجری
اردو ترجمہ	تبلیغ جماعت کا تعارف
مترجم	ابوالحسنین مفتی محمد عارف محمود القادری رضوی مدظلہ
تقدیم	علامہ محمد شہزاد ترابی قادری مدظلہ
ناشر	مکتبہ فکر رضا
تاریخ اشاعت	20 جون 2012ء
تعداد	1100
قیمت	200 روپے

مکتبہ فکر رضا، پاکستان

0303-3061574, 0308-7057505

فہرست

1: تقدیم	05
2: مصنف کا تعارف	31
3: ابتدائیہ	38
4: تبلیغی جماعت کا تعارف	40
5: تبلیغیوں کا نظریہ توحید	46
6: صفات باری کے بارے میں متکلمین کا نظریہ	48
7: تبلیغیوں کے مبلغ اعظم مولوی طارق جمیل کے نظریات	50
8: تبلیغی نصاب نامی کتاب کے مولف کا تعارف	55
9: کتاب کا تعارف	56
10: کتاب اور کتابیوں کی شان	57
11: ابن عبدالوہاب نجدی اور صوفی محمد سواتی کی ہم آہنگی	68
12: مولوی اسمٰعیل دہلوی اور صوفی محمد سواتی کی ہم آہنگی	69
13: اخبار المدارس کی کارستانی	70
14: نادر اساس	76
15: ایمان کی بنیاد.....تقیہ	77
16: قرآن کے متعلق عقیدہ	81
17: مذہب شیعہ کی اساس	83
18: تقیہ	86

19:شیعہ مذہب میں تقیہ کی اہمیت	92
20:ہمارے ائمہ اور سیاسی جدوجہد	93
21:شیعہ اصول فقہ میں بھی تقیہ کا لحاظ	93
22:شیعہ کتب حدیث اور تقیہ	95
23:تقویٰ، تقیہ اور تبراء	100
24:امام، تقویٰ اور تقیہ	102
25:تبراء شیعیت کا جزو ہے	108
26:ختم نبوت پر عقلی دلائل	142
27:مرزا صاحب اور قرآن وحدیث	156
28:مرزا صاحب کے دعاوی کا امت مسلمہ پر ردعمل	160
29:ایک دردناک خلش	174

تقدیم

از قلم: مولانا محمد شہزاد قادری ترابی (ایڈیٹر ماہنامہ تحفظ، کراچی)

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

دین اسلام وہ واحد مذہب ہے جو ہر شر سے مسلمانوں کو روکتا ہے، امن کا پیغام دیتا ہے، سلامتی والا مذہب ہے۔ تمام باطل ادیان ایک طرف اور مذہب اسلام ایک طرف۔ تمام باطل ادیان یہ سازش کیے بیٹھے ہیں کہ مذہب اسلام کو مٹادیں۔ اس دین کو ختم کردیں مگر اس دین کے ماننے والوں کا پروردگار جل جلالہ اس دین کی شان اپنے کلام قرآن مجید میں یوں بیان فرماتا ہے:

القرآن: هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولوکره المشرکون O

ترجمہ: وہی نے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے، پڑے برا مانیں مشرک (سورۃ الصف، آیت 9، پارہ 28)

القرآن: یریدون لیطفؤا نور اللّٰه بافواههم واللّٰه متم نوره ولو کره الکفرون O

ترجمہ: (کفار) چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں (دین اسلام کو ختم کردیں) اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے، برا مانیں کافر (سورۃ الصف، آیت 8، پارہ 28)

کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ اور باطل قوتوں نے دور رسالت سے ہی اس دین

اسلام کو مٹانے کے لئے ہر حربے کو استعمال کیا۔ کوئی ایسی سازش نہ تھی جو انہوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے نہ کی ہو، کہ اس دین کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے، مگر وہ کیسے مٹا سکتے تھے جس دین کی حفاظت کا ذمہ رب ذوالجلال جل جلالہ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہو۔

بالآخر دین اسلام امن وسلامتی کے ساتھ پھیلتا رہا جو اس دین کو مٹانے کے درپے تھے، وہ خود دین اسلام کے محافظ بن گئے۔ کفار ومشرکین کو بھرپور شکست ہوئی جو مکۃ المکرمہ کفار ومشرکین کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، وہاں کے چپے چپے سے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" کی صدائیں گونجنے لگیں، فتح مکہ کا جشن منایا گیا۔

وہ مدینہ المنورہ جو یہودیوں کی آماجگاہ تھا، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی آمد کے بعد وہاں اسلام کی خوشبو پھیلنے لگی۔ یہودیوں کو ذلیل وخوار ہو کر مدینہ منورہ سے بھاگنا پڑا۔ پھر رفتہ رفتہ اسلام کی کرنیں پورے بلادِ عرب میں پھیلنے لگیں اور وہ وقت بھی آیا جب اسلام بلادِ عرب سے نکل کر بلادِ عجم میں پھیلنے لگا اور اس کی پاکیزہ خوشبو سے غیر مسلم جوق در جوق مسلمان ہونے لگے حتیٰ کہ اسلام پوری دنیا میں پھیل گیا۔

مسلمانوں نے جس طرح بلادِ عرب سے خصوصاً مکۃ المکرمہ سے مشرکین مکہ کو اور مدینہ پاک سے یہود ونصاریٰ کو ذلیل ہو کر نکلنے پر مجبور کیا، انہوں نے اسی وقت یہ سازش اپنے اندر گھر کر لی کہ اب تو ہم بلادِ عرب سے جا رہے ہیں کیونکہ اس کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا مگر جوں جوں موقع ملے گا ہم مسلمانوں کو کمزور کرنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔ دورِ رسالت مآب ﷺ میں تو ان کو بظاہر کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی مگر سید عالم نور مجسم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد ان کو معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔ خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھرپور طریقے سے دشمنانِ اسلام کی سازشوں کو دبائے رکھا مگر سب سے پہلی بڑی کامیابی دشمنانِ اسلام کو

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں ہوئی، جب مشہور یہودی عبداللہ ابن سبا جو کہ صرف سازشیں کرنے کے لئے مسلمان ہوا اور اس نے مدینے کے مسلمانوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسایا۔ یہ کہنے لگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار ہیں۔ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم (معاذ اللہ) نے خلافت پر قبضہ کیا تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین غلط فہمیاں پیدا کروائیں۔

رفتہ رفتہ فتنہ خوارج جو کہ دورِ رسالت ﷺ میں ہی جنم لے چکا تھا، زور پکڑنے لگا۔ مسلمانوں اور پرہیزگاروں کا لبادہ یعنی داڑھی اور نماز کی کثرت کرنے والوں کا لبادہ اوڑھ کر منظرِ عام پر آ گیا اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے خلاف تلوار اٹھائی، مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے قتال فرمایا اور شکست دی۔

یہ وہی فتنہ خوارج ہے جو کہ یہودیوں کا تیار کردہ لشکر ہے۔ جو مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کو اندرونی اور بیرونی طور پر نقصان پہنچاتا رہا۔ ہر دور میں یہ فتنہ اپنی سازشیں چلتا رہا۔ بالآخر برطانوی سامراج نے بیسویں صدی کے ربع اول میں "عرب قومیت" کا فتنہ جگا کر صیہونی منصوبہ کے تحت ترکوں کو جزیرۃ العرب سے باہر نکالا تھا جس کی گواہی اس دور کی پوری تاریخ دیتی ہے۔

حجاز مقدس سے شریف حسین کی امارت ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے نجد کے سرکش قبیلہ آل سعود کو تاکا اور کرنل لارنس کے بنائے ہوئے منصوبہ کے تحت انہیں بھرپور مدد دے کر اپنی نگرانی میں سلطان عبدالعزیز کو 1925ء میں حرمین شریفین پر قابض کیا۔

مخبر صادق ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق تیرہویں صدی کی ابتداء میں سرزمین نجد سے ابن عبدالوہاب نجدی کا ظہور ہوا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دورِ رسالت کا بدترین گستاخ ذوالخویصرہ کی اولاد میں سے ابن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا۔ یہ شخص خیالاتِ باطلہ اور عقائد فاسدہ کا حامل تھا۔ اس لئے اس نے اہلسنت وجماعت سے قتل وقتال کیا اور

کتاب التوحید کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں ملت اسلامیہ کے ہر شخص کو کافر قرار دیا۔

چنانچہ امام امین الدین محمد بن عابدین شامی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ردالمحتار حاشیہ درمختار کی جلد ثالث کتاب الجہاد باب البغاۃ میں ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق فرماتے ہیں:

"یعنی خارجی ایسے ہوتے ہیں ہمارے زمانے میں پیروان ابن عبدالوہاب نجدی سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین شریفین پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی لوگ مسلمان ہیں جو ان کے (نجدی) مذہب پر ہیں اور جو ان کے (نجدی) مذہب پر نہیں وہ تمام مشرک ہیں، اس وجہ سے انہوں نے اہلسنت وعلمائے اہلسنت کا قتل مباح (جائز) ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہر ویران کیے اور لشکر مسلمین کو ان پر فتح بخشی 1233ھ میں۔

(ردالمحتار، کتاب الجہاد، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر 339/3)

ابن عبدالوہاب نجدی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کے پیروکار سعودیہ عربیہ کی قابض نجدی حکومت نے تمام مقدس مقامات کی بے حرمتی کی۔ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع میں موجود صحابہ کرام، اہلبیت اطہار اور امہات المومنین کے مزارات پر بلڈوزر چلوائے۔ ہر وہ متبرک نشانیاں جو قابل تعظیم تھیں، سب سعودی نجدیوں نے ختم کروادیں۔ رسول اللہ ﷺ سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے عداوت کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا۔

ابن عبدالوہاب نجدی کے اس کام کو آگے بڑھاتے ہوئے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کتاب تقویۃ الایمان لکھ کر اس اُمت میں بہت بڑے فساد کی بنیاد ڈالی، یہی نہیں بلکہ مولوی اسمٰعیل نے مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھا کر اسے جہاد کا نام دیا۔ یہی وہ جہاد ہے جو خوارج مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں، جسے وہ عین اسلام سمجھتے ہیں۔

ایک طرف تو حکومت برطانیہ عرب میں بغاوت کو فروغ دے رہی ہے اور دوسری جانب برصغیر میں بھی اسے اپنی پسند کا مذہب بنانے میں زیادہ دقت نہ ہوئی۔ حکومت برطانیہ کے انگریزوں نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی اور انگریزوں کو سب سے زیادہ خوف، صوبہ سرحد کے مسلمان پٹھانوں سے تھا۔ پٹھانوں سے مقابلہ کرنا انگریزوں کے لئے آسان نہ تھا۔ دوسرا بڑا خطرہ انگریزوں کو دہلی میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کے گھر آنے سے تھا۔ جن کے عقیدت مند ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے تھے۔ انگریزوں نے بڑی عیاری سے کام لیتے ہوئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اسماعیل دہلوی کو اپنی مذموم سازش میں وفاداری کا عہد کیا اور دوسری طرف نوعمر اسماعیل دہلوی نے انگریز وفاداری کا حلف اٹھالیا۔

مرزا حیرت دہلوی سید احمد بریلوی کے بارے میں لکھتا ہے کہ حج کے موقع پر انہوں نے بے شمار لوگوں کو اپنا معتقد بنایا۔ اس نے اپنے کارندے پٹنہ میں مقرر کیے اور پھر دہلی کی طرف رخ کیا۔ یہاں خوش قسمتی سے ایک فاضل اجل محمد اسماعیل نامی اس کا مرید ہو گیا اور آخر میں اپنے پیر (سید احمد بریلوی) کا ایسا شیدا ہوا کہ اس نے نئے خلیفہ کے نئے اصول مذہبی پر مبنی ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام صراط مستقیم تھا۔ (حیات طیبہ صفحہ 308)

اور انہیں دونوں کی کاوش سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدے کی کتاب التوحید کا چربہ کیا جس کا دوسرا نام تقویۃ الایمان رکھا (حیات طیبہ صفحہ 308)

انگریز حکومت سے وفاداری کا ثبوت

مقالات سرسید میں ہے کہ "حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ صاحب اسماعیل دہلوی کی عملی زندگی سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی انگریزوں سے جیسے اچھے تعلقات تھے، وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے"

(مقالات سرسید صفحہ نمبر 319)

اسماعیل دہلوی کے چند فتوے

انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا کسی بھی طرح درست نہیں بلکہ خلاف مذہب ہے
(تواریخ عجیبہ، ص73، حیات طیبہ ص94)

انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کچھ تکلیف نہیں پہنچی اور چونکہ ہم (ان مکتبہ فکر) انگریزوں کی رعایا ہیں، اپنے مذہب کی رو سے یہ فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کرنے میں ہم بھی شریک نہ ہوں (مذہب الاسلام، ص440)

سید احمد صاحب 1809ء سے 1815ء تک مالوہ کے مشہور ڈاکو امیر خان پنڈاری کی لٹیرا ٹولی میں سوار کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے، بہت جلد "اپنی خدمات" کے صلے میں امیر خان پنڈاری کے باڈی گارڈ دستے کے "سردار" بنادیئے گئے اور پنڈاری خود اس قدر بہادر اور جنگجو تھا کہ اس کے بڑے تابڑ توڑ حملوں سے ایک طرف جے پور، جودھپور اور ہندو ریاستوں پر ہیبت طاری تھی تو دوسری جانب انگریزوں کے ناک میں بھی دم کر رکھا تھا۔ چنانچہ لوٹ مار کی اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے انگریزوں نے انتہائی عیاری سے کام لیتے ہوئے سازش کا جال پھیلایا۔ لہذا امیر خان پنڈاری کے معتمد خاص سید احمد صاحب سے ساز باز کر کے امیر خان پنڈاری کو پھانسنے کی ترکیب نکالی۔ اور سید احمد صاحب نے امیر خان پنڈاری جیسے لٹیرے مگر انگریز دشمن کو "نواب" اور "والئی ٹونک" کے خطاب دلا کر اپنی حکمت عملی سے انگریز شکنجے میں جکڑ دیا۔ گویا سید احمد صاحب نے اپنی اس حکمت عملی سے بھیڑے ہوئے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا۔ (تفصیل ملاحظہ فرمایئے کتاب "حیات طیبہ" ص513، ص421)

غور فرمایئے! ملت فروشی اور انگریز نوازی کا کیسا شاندار کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اسی لئے انگریز سرکار ان کی کارگزاری سے بہت خوش تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ ایسی ہی پٹھوؤں کی بدولت انگریزی عفریت، ہندوستان کے جسم لاغر میں اپنے زہریلے پنجے گاڑنے میں کامیاب ہوئی۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر سید احمد صاحب کے دل میں آزادی وطن کی ذرا سی بھی تڑپ ہوتی اور دین اسلام سے ذرا بھی محبت ہوتی تو وہ امیر خان پنڈاری کو انگریز کی غلامی پر رضامند نہ کرتے۔ بلکہ انگریزوں کے خلاف کارروائیوں میں تیزی اختیار کرنے کا مشورہ دیتے۔ امیر خان پنڈاری کے پاس اس وقت تیس ہزار لڑاکا افراد کا گروہ موجود تھا جو انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے نہایت موزوں تھا۔ مگر دین ملت کے اس غدار نے اپنی عاقبت تباہ کرنے کے لئے غاصب انگریزوں کا آلہ کار بننا پسند کیا اور ناموس اسلام کا کچھ پاس نہ رکھا۔ انگریزوں کی حمایت کے ساتھ ساتھ سید احمد نے اپنے دین کا پرچار بھی شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ "حیات طیبہ" میں ان کے اپنے مصنف مرزا دہلوی صاحب لکھتے ہیں۔

اس مستعدی اور زبان پند و نصائح کا عمل، شرعی معاشرت کے ساتھ یہ اثر ہوا کہ امیر خان معہ اپنے کل بھائی بندوں اور اولاد کے چاچمدی (یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا پیروکار) بن گیا (ملاحظہ کیجئے حیات طیبہ ص512)

سید احمد بریلوی کے مذکورہ واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ابن عبدالوہاب نجدی کا معتقد تھا اور دورہ حجاز سے پہلے بھی اس کی عقیدت اسی شر انگیز مذہب سے تھی۔ اسی لئے اس نے امیر خان کے پورے خاندان کو اپنے مذہب میں ڈھال لیا۔

سکھوں کے خلاف جہاد اور اس کی حقیقت

ان کے اپنے تذکرہ نگار مرزا حیرت دہلوی اس حقیقت کا انکشاف ان الفاظ میں کرتا

ہے۔

سید صاحب نے عام طور پر دھڑا کے سے اپنے مریدوں کو ہر شہر میں یہ اجازت دے دی کہ سکھوں پر جہاد کرنے کے وعظ ہوں اکثر شہروں میں وعظ ہونا شروع ہو گئے.....اور سید صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونا شروع ہو گئے (حیات طیبہ صفحہ نمبر 431-430)

چونکہ یہ جہاد نہیں تھا بلکہ اس نعرہ کی آڑ میں سکھوں کی قوت ختم کر کے انگریز حکومت کے پاؤں مضبوط کرنا تھا۔ سید احمد نے سکھوں کے خلاف جو نام نہاد جہاد کیا اس کی حقیقت کا پردہ چاک کرتے ہوئے ان ہی کے بنائے ہوئے دوسرے مکتبہ فکر کے امام مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

جب سید احمد صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی (نقش حیات، ص 12، جلد دوئم، مولوی حسین احمد مدنی)

مذکورہ بالا حقائق سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہابیوں کے امام سید احمد صاحب اور اسماعیل دہلوی صاحب کا سکھوں سے جنگ کرنا، جہاد نہ تھا بلکہ انگریزوں کی ایماء پر ان کے ہاتھ پاؤں مضبوط کرنا تھا۔ سکوں نے انگریزوں سے صلاح کر لی تھی پھر ان دونوں نے اپنا نام نہاد جہاد، سکھوں کے خلاف بند کر دیا۔ انگریزوں نے ایک خط سید احمد صاحب اور اسماعیل صاحب کی بنائی ہوئی جماعت مجاہدین کے امیر مولوی ولایت علی کے نام لکھا۔

اس خط کا مضمون سید احمد صاحب کے خصوصی مرید و معتقد اور مجاہدین جماعت کی خصوصی شخصیت، جعفر تھانیسری صاحب نے اپنی کتاب میں اس طرح نقل کیا ہے۔

"جب گلاب سنگھ اور سرکار انگریز کا آپس میں معاہدہ ہو گیا تو اس وقت سرکار انگریز نے ایک خط بنام مولوی ولایت علی صاحب کو لکھا کہ اب گلاب سنگھ سرکار انگریز کی حمایت

میں ہے۔ اس وقت اس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہذا اب تم کو چاہئے کہ اب اس سے لڑائی بھڑائی مت کرو" (ملاحظہ کیجئے تواریخ عجیبہ، مطبوعہ دہلی، جعفر تھانیسری)

اس کے بعد مجاہدین نے لڑائی بند کر دی۔ ہتھیار سرکار (یعنی انگریز حکومت) کے پاس جمع کرا دیئے اور قیمت وصول کر لی۔ انگریزوں نے مجاہدین کا شاندار استقبال کیا اور ان کی دعوتیں بھی کیں (ملاحظہ ہو کتاب، حیات سید احمد)

جب سکھ انگریز حکومت کے زیر اثر آ گئے اور سکھوں نے انگریزوں کے بنائے ہوئے لشکر سے شکست کھالی تو انگریزوں نے اپنے قدم مضبوط کرنے کے لئے اس لشکر کو صوبہ سرحد کے غیور مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار کیا۔

چنانچہ سید احمد صاحب نے انگریز سرکار کے کہنے پر ایک فوجی دستہ قائم کیا۔ جسے مجاہدین کا نام دیا گیا۔ سید احمد بریلوی کو امیر المومنین بنایا گیا جبکہ اسماعیل دہلوی کو اس فوجی دستہ کا کمانڈر انچیف بنایا۔ گویا ایک پیر تو دوسرا مرید۔ اس طرح نام نہاد مجاہدین کا یہ لشکر 1827ء میں پشاور جا پہنچا۔

ابتدائی چار سال پیری مریدی کر کے لوگوں کو اپنے قریب کیا اور ان کے ذہنوں کو بدلا، اپنی نام نہاد شریعت نافذ کی۔ جب صوبہ سرحد کے غیور مسلمان پٹھانوں کو ان کے عزائم کا علم ہوا تو انہوں نے ان سے بیزاری کا اظہار کیا۔ لوگوں کو ان کے خلاف نفرت پیدا ہوئی اور سرحد کا پٹھان سید احمد بریلوی سے نفرت کرنے لگا۔ اسماعیل دہلوی قتیل نے ان سچے مسلمان پٹھانوں کے خلاف "جہاد" کا اعلان کر دیا۔

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتا ہے۔ "سید صاحب نے سب سے پہلے جہاد مسمی یار خان حاکم یاغستان سے کیا" (ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید، ص 370، جلد دوئم)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے "سید احمد نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان

سے کیا تھا" (ملاحظہ ہو ارواح ثلاثہ، ص 107، مطبوعہ سہارنپور)

معلوم ہوا کہ سید احمد کا جہاد مسلمانوں سے تھا کسی سکھ یا انگریز سے ہرگز نہ تھا۔

صوبہ سرحد میں وہابی مجاہدین کو کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور وہ کن کے ٹکڑوں پر پلے، اس کا انکشاف مکتبہ دیوبند کے مولوی عبیداللہ سندھی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وہاں سرحد میں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ وہ جماعت جو مجاہدین کے نام سے یاد کی جاتی ہے، کس بری حالت میں ہے اور اس کی گزر بسر اور اس کی زندگی کس طرح صاحبزادہ عبدالقیوم کی وساطت سے انگریز کی مرہون منت ہے۔ (ملفوظات عبیداللہ سندھی، از محمد سرور صاحب، ص 392)

عبیداللہ سندھی کے مذکورہ بالا انکشاف سے واضح ہوا کہ اسماعیل دہلوی کا فوجی دستہ انگریزوں کی مرہون منت تھا۔ سید احمد اور ان کے مرید اسماعیل دہلوی کا انگریزوں سے کس درجہ گہرا تعلق تھا، اس کا اندازہ سرسید احمد خان کے قول سے لگائیے۔ سرسید احمد خان تحریر کرتے ہیں۔

"حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ صاحب (اسماعیل دہلوی) کی عملی زندگی سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے، لہذا ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے اچھے تعلقات تھے، وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں" (ملاحظہ کیجئے مقالات سرسید ص 319، حصہ شانزدھم)

صوبہ سرحد میں ان کے کارنامہ

ایک اور فتویٰ سنئے، یہ وہ فتویٰ ہے کہ جس پر سید احمد اور اسماعیل دہلوی کی مہر لگی ہوئی تھی۔ یہ فتویٰ پشاور کے قاضی سید مظہر علی صاحب کو بھیجا جس کا انہوں نے برملا اعلان کیا۔ فتویٰ یہ ہے "تین دن کے عرصہ میں ملک پشاور میں جتنی رانڈیں (بیوہ) ہیں، سب کے

نکاح ہو جانے ضروری ہیں ورنہ اگر کسی گھر میں بے نکاح رانڈ رہ گئی تو اس گھر کو آگ لگا دی جائے گی" (ملاحظہ ہو حیات طیبہ، ص 244-243)

حیات طیبہ میں ان کا اپنا مورخ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ یہ محض ناممکن تھا کہ نوجوان عورت رانڈ ہو کر عدت کی مدت گزر جانے پر بے خاوند کی بیٹھی رہے، اس کا جبراً نکاح کیا جاتا تھا خواہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو (ملاحظہ ہو حیات طیبہ، ص 242)

میں یہاں پر تمام شر انگیز اسلام کے دشمنوں سے سوال کرتا ہوں کہ عورت اس کے ولی کی اجازت کے بغیر سرحد کی جتنی مسلمان لڑکیوں کو ان نام نہاد مجاہدین نے جبراً اپنے گھر میں ڈال لیا تھا کیا ایسے نکاح کا قرآن و حدیث میں کہیں ثبوت ملتا ہے؟ اگر نہیں ملتا تو ایسے نکاحوں کے ذریعے جنم لینے والی نسل حلال ہے یا حرام؟

ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار نجدی، کے نزدیک تمام (ان کے علاوہ) مسلمان چونکہ بدعتی، مشرک، کافر اور لائق گردن زنی ہیں۔ چنانچہ سید احمد نے اپنا آخری جہاد پنجتار کے مسلمان سردار فتح خان صاحب سے کیا جس میں بڑی بے جگری سے ان درندوں نے اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کی تاریخ کو دہراتے ہوئے مسلمانوں کا قتل عام کیا مگر ان بدمست ہاتھیوں کو یہ کہاں پتہ تھا کہ جب صوبہ سرحد کے غیور پٹھان مسلمانوں پر ان کے نام نہاد مجاہدین کے ظلم کی انتہا ہو گئی تو انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ ان مسلح نام نہاد اسلام کے ٹھیکے داروں سے اپنی عزت و آبرو اور دین و ایمان بچانا ممکن ہے تو تمام پٹھان مسلمانوں سے مل کر، ان خون کے پیاسوں اور ایمان کے دشمنوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے اجتماعی کوششیں کیں، مسلمانوں کی یہ کوشش کس قدر کارگر ثابت ہوئی، اس کی حقیقت مولوی عبیداللہ سندھی دیوبندی سے سنئے:

"چنانچہ ایک معین رات میں امیر شہید (سید احمد صاحب) کے تمام مقرر کردہ اہل

مناصبین قتل کر دیئے گئے اور حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ امیر شہید (سید احمد صاحب) اس واقعہ سے کہ قاضی، مفتی، حاکم، سپاہی غرض کہ ساری جماعت قتل کر دی گئی، بہت متاثر ہوئے"

(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، ص 115,116، مولوی عبید اللہ سندھی)

سر سید احمد خان صاحب، اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ہندوستان کے گوشہ شمال مغرب کی سرحد پر جو قومیں رہتی ہیں، وہ سنی المذہب حنفی ہیں لیکن چونکہ یہ (پٹھان مسلمان) قوم نے اخیر میں وہابیوں سے دغا کر کے سکھوں سے اتفاق کر لیا اور مولوی اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کر دیا" (ملاحظہ ہو مقالات سر سید، نہم ص 139,140)

عاشقان مصطفیٰ ﷺ (پٹھانوں) سے گھمسان کی جنگ ہوئی، صوبہ سرحد کے پٹھانوں نے انگریزوں کے ان زر خرید مولویوں کو بالاکوٹ کے پہاڑوں پر قتل کیا۔ اسلام دشمن انگریز اور سکھ نے انہیں شہید کا لقب دیا۔ جو اب تک ان کے نام سے منسوب ہے۔

غیر مقلد کا مورخ لکھتا ہے کہ "راجہ شیر سنگھ نے اسی لاش (اسماعیل دہلوی) پر دوشالہ ڈلوا کر اور اپنی فوج کے مسلمانوں سے اس پر نماز جنازہ پڑھوا کر بڑے اعزاز اور اکرام سے دفن کر دیا" (تواریخ عجیبہ، 179، مطبوعہ دہلوی)

غیر مقلد کے مورخ مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں "یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) کی لاشوں کو شناخت کرا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ میں دفن کرا دیا" (ملاحظہ ہو حیات طیبہ، ص 535، تواریخ عجیبہ ص 179)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سکھوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ پٹھانوں کی غیرت نے ان کو گوارا نہ کیا اور جہنم واصل کیا لیکن دلیر اور جرات اور بہادری کے پیکر پٹھان عاشق رسول نے ان کو تو جہنم واصل کر دیا مگر ان کے لگائے ہوئے پودوں کا زہر

پورے پاکستان اور افغانستان میں پھیل گیا ہے اور کئی لوگ دوبارہ سے سید احمد اور اسماعیل دہلوی بن گئے۔

اگر سکھوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہوتے تو امرتسر مشرقی پنجاب کے کسی اور شہر میں مارے جاتے کیونکہ یہ ہی سکھوں کا مرکز تھا، سرحد تو پٹھانوں کا ملک ہے، وہاں یہ مارے گئے معلوم ہوا کہ انہیں مسلمانوں نے قتل کیا۔

نیز ان ہی کی مشہور کتاب ارواح ثلاثہ کے صفحہ نمبر 139 پر ہے کہ سید احمد صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا۔ اس جہاد میں مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی، مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی محمد حسین صاحب رامپوری سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے۔ نیز مولوی اسماعیل صاحب کا میر منشی ہیرا لال تھا (حیات طیبہ) اور توپچی راجہ رام تھا غرضیکہ اسی مکتبہ فکر کے قلمی زبانی اور تلواروں کے حملے مسلمانوں ہی پر ہوئے۔

مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے گستاخانہ مشن کی تکمیل کے لئے مولوی الیاس کاندھلوی (دیوبندی) نے تبلیغی جماعت کی بنیاد رکھی۔

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی (دیوبندی) کا تعلق جس فرقے سے تھا، اس فرقے کے سارے پیشواؤں کی کتابیں گستاخیوں سے بھرپور ہے۔

اکابر دیوبند کی کفریہ عبارات

عقیدہ: دیوبندی پیشوا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھتا ہے کہ "پھر یہ کہ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ غیب سے مراد بعض غیب ہے کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس

میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"

مطلب یہ کہ (معاذ اللہ) سرکار ﷺ کے علم غیب کو پاگل' جانوروں اور بچوں سے ملایا۔ (بحوالہ کتاب حفظ الایمان ص 8 کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند مصنف اشرف علی تھانوی)

عقیدہ: دیوبندی پیشوا قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتا ہے کہ "اگر بالفرض زمانہ نبوی ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی ﷺ میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

مطلب یہ کہ قاسم نانوتوی نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا۔

(بحوالہ کتاب تحذیر الناس صفحہ نمبر 34 دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی' مصنف قاسم نانوتوی)

عقیدہ: دیوبندی پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنی کتاب میں لکھتا ہے "شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم ﷺ کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم ﷺ کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

مطلب یہ کہ سرکار اعظم ﷺ کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا۔ مولوی خلیل احمد کی اس کتاب کی دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی نے تصدیق بھی کی۔ (بحوالہ کتاب براہین قاطعہ صفحہ نمبر 15 مطبوعہ بلال ڈھورا' مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ و مولوی رشید احمد گنگوہی)

عقیدہ: زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے

اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہی ہوں' اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے آپ کو بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق کرنے سے زیادہ برا ہے"

مطلب یہ کہ دیوبندی اکابر اسمٰعیل دہلوی نے نماز میں سرکار اعظم ﷺ کے خیال مبارک کے آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے بدتر کہا۔

(بحوالہ: کتاب صراط مستقیم صفحہ 169' اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ: دیوبندی پیشوا اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے پیر اشرف علی تھانوی کو اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے' یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا ہے تو جواب میں اشرف علی تھانوی توبہ و استغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"

مطلب یہ کہ کلمہ کفر کو اشرف علی تھانوی صاحب نے عین اتباع سنت کہا۔

(بحوالہ: کتاب الامداد صفحہ 35 مطبع امداد المطابع تھانہ بھون انڈیا' مصنف اشرف علی تھانوی)

عقیدہ: دیوبندی مولوی حسین علی دیوبندی نے اپنی کتاب بلغۃ الحیر ان میں لکھا ہے کہ "حضور ﷺ پل صراط سے گر رہے تھے میں نے انہیں بچایا" (معاذ اللہ)

عقیدہ: دیوبندی پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے کہ "رسول کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں" (بحوالہ: کتاب براہین قاطعہ ص 55 مصنف خلیل احمد انبیٹھوی)

عقیدہ: دیوبندی مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے کہ "جس کا نام محمد ﷺ یا علی رضی اللہ عنہ ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں" (بحوالہ کتاب تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ص 43 مطبوعہ میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی' مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ: مولوی اسمٰعیل دہلوی نے حضور ﷺ پر افتراء باندھا کہ گویا آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی اک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (بحوالہ: کتاب تقویۃ الایمان ص 53)

عقیدہ: مولوی اشرف علی تھانوی مولوی فضل الرحمٰن کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خواب میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹایا (معاذ اللہ) (بحوالہ کتاب الافاضات الیومیہ ص 37-62 مصنف مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

عقیدہ: انبیاء کرام اپنی امت میں ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔

مطلب یہ کہ عمل اگر امتی زیادہ کرلے تو نبی سے بڑھ جاتا ہے (معاذ اللہ)

(بحوالہ: کتاب تحذیر الناس ص 5 مصنف مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی)

عیدین میں گلے ملنا بدعت ہے۔

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا۔

سوال: عیدین میں معانقہ کرنا اور بغل گیر ہونا کیسا ہے؟

جواب: عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص 129' ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار کراچی)

نبی بخش' پیر بخش' سالار بخش نام رکھنا شرک ہے

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا۔

سوال: نبی بخش' پیر بخش' سالار بخش' مدار بخش ایسے ناموں کا رکھنا کیسا ہے؟

جواب: ایسے نام موہم شرک ہیں' منع ہیں' ان کو بدلنا چاہئے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص 183' ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار کراچی)

لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ کی نہیں ہے

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا۔

سوال: لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب: لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص 218' ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار کراچی)

حضور ﷺ نے اردو دارالعلوم دیوبند سے سیکھی

دیوبندی مولوی خلیل احمد سہارنپوری لکھتا ہے کہ ایک صالح فخر عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا' یعنی خواب میں زیارت مبارک ہوئی تو آپ ﷺ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا' آپ ﷺ کو یہ زبان کہاں سے آ گئی۔ آپ ﷺ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا' ہم کو یہ زبان آ گئی

(براہین قاطعہ ص 30)

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ کرنا شیعہ کا طریقہ ہے

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا۔

سوال: کتاب ترجمہ سر شہادتیں یا دیگر کتب شہادت خاص شہادت کی رات کو پڑھنا

کیسا ہے' حسب خواہش نمازیان مسجد یا کسی کے مکان پر؟

جواب: ایام محرم میں سر شہادتیں کا پڑھنا منع ہے۔ حسب مشابہت مجالس روافض (شیعہ) ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص 120' ناشر محمد علی کارخانہ اردو بازار کراچی)

محرم میں دودھ پلانا' سبیل لگانا حرام ہے

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا۔

سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان مع اشعار بروایت صحیح یا بعض ضعیفہ بھی ونیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا' چندہ سبیل اور شربت میں دینا' دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص 120' ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار کراچی)

نبی' ولی' شیطان بھوت' پریت سب برابر ہیں

دیوبندی مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے کہ اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی مانا جائے۔ پھر اس معاملہ میں نبی' ولی' جن' شیطان' بھوت' پریت اور پری وغیرہ سب برابر ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص 40' مطبوعہ دارالسلام پبلشرز احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور پاکستان)

ملائکہ اور انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے بے بس ہیں

یعنی انسان ہو یا فرشتہ اللہ کا غلام ہے۔ اللہ کے سامنے اس کا اس سے زیادہ رتبہ نہیں' یہ اللہ کے قبضے میں ہیں اور عاجز و بے بس ہیں۔ اس کے اختیار میں کچھ نہیں

(تقویۃ الایمان ص 41' مطبوعہ دارالسلام پبلشرز احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال

لاہور پاکستان)

بڑے سے بڑا انسان ہو یا فرشتہ شان الوہیت کے مقابل چمار

دیوبندی مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے کہ یقین مانو کہ ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب فرشتہ' اس کی حیثیت شان الوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے (تقویۃ الایمان ص 49' مطبوعہ دارالسلام پبلشرز احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور پاکستان)

انبیاء و اولیاء اللہ کے بے بس بندے اور ہمارے بھائی ہیں

دیوبندی مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے کہ یعنی تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جو بہت بزرگ ہو' وہ بڑا بھائی ہے' اس کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو۔ باقی سب کا مالک اللہ ہے۔ عبادت اسی کی کرنی چاہئے۔ معلوم ہوا کہ جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں' خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں' وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے انہیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص 111' مطبوعہ دارالسلام پبلشرز احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور پاکستان)

انبیاء گاؤں کے زمیندار اور چوہدری

دیوبندی مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے کہ سید کے دو معنی ہیں

(1) خود مختار' مالک کل' جو کسی کا محکوم نہ ہو۔ آپ جو چاہے کرے یہ شان رب تعالیٰ کی ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی سید نہیں

(2) پہلے حاکم کا حکم اس کے پاس آئے اور پھر اس کی زبانی دوسروں کو پہنچے جیسے

چوہدری' زمیندار' اس کے معنی کے لحاظ سے ہر نبی اپنی امت کا سردار ہے۔

(تقویۃ الایمان ص 116' مطبوعہ دارالسلام پبلشرز احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور پاکستان)

غیر اللہ کو دستگیر کہنے والے پکے کافر ہیں

دیوبندی مولوی غلام خاں لکھتا ہے کہ کوئی کسی کے لئے حاجت روا' مشکل کشا و دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کہ جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے (جواہر القرآن ص 147' مولوی غلام خاں)

خاص علم کی وسعت ابلیس کو دی ہے' رسول اللہ کو نہیں دی

دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی لکھتا ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ ﷺ کو نہیں دی گئی۔ اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے

(الشہاب الثاقب ص 91' مولوی حسین احمد مدنی)

نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی لکھتا ہے کہ دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں' خالی غلطی سے نہیں

(تصفیۃ العقائد ص 25-28' مولوی محمد قاسم نانوتوی)

حضور کا یوم ولادت منانا' ہندوؤں کے کنہیا کے دن منانے کی مثل ہے

دیوبندی پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے کہ یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور ﷺ) کا مثل ہنود کے ساتگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں

(براہین قاطعہ ص 148' مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

مفتی محمد حسن دیوبندی رحمۃ للعالمین ہیں

مفتی محمد حسن دیوبندی' مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اعظم تھے' ان کے انتقال پر ایبٹ آباد کے دیوبندی مہتمم مدرسہ مرثیہ خواں ہیں۔

"آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعالمین (مفتی محمد حسن اشرفی دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے ہیں"

(تذکرہ حسن بحوالہ' تجلی دیوبند نوری کرن' ماہ فروری 1962ء)

پیغمبر کے لئے معجزہ ضروری نہیں

دیوبندی مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ جس شخص سے کوئی معجزہ نہ ہو' اس کو پیغمبر نہ سمجھنا یہ عادتیں یہود و نصاریٰ اور مجوس اور منافقوں اور اگلے مشرکوں کی ہے۔

(تقویۃ الایمان ص 16-17' مولوی اسماعیل دہلوی)

ایک آن میں کروڑوں محمد کے برابر پیدا کر دے

دیوبندی مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے کہ اس شہنشاہ (باری تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ "کن" سے کروڑوں نبی' ولی' جن' فرشتے' جبریل اور محمد ﷺ کے برابر

ایک آن میں پیدا کردے اور ایک دم میں عرش سے فرش تک ساری کائنات کو زیروزبر کردے (تقویۃ الایمان ص70' مطبوعہ دارالسلام پبلشرز احمد پرنٹنگ پریس 50 لوئر مال لاہور پاکستان)

زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دینے والا

دیوبندی مولوی غلام خاں لکھتا ہے کہ زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے دیا اس کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت کے ہوں گے' جو اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے (جواہرالقرآن ص77' از مولوی غلام خاں)

مولود وعرس کی محافلیں درست نہیں ہیں

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے کہ مولود شریف اور عرس جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو اس زمانہ میں درست نہیں

(فتاویٰ رشیدیہ ص105' مولوی رشید احمد گنگوہی)

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے

جس عرس میں صرف قرآن پڑھا جائے اس میں شریک ہونا بھی درست نہیں ہے

(فتاویٰ رشیدیہ ص147' مولوی رشید احمد گنگوہی)

ہولی' دیوالی کی پوری کا کھانا درست ہے

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا۔

سوال: ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست ہے

(فتاویٰ رشیدیہ ص561' ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار کراچی)

ہندوؤں کے پیاؤ سے پانی پینا جائز ہے

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کیا گیا۔

سوال: ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص562' ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب اردو بازار کراچی)

عقیدہ: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنی فتاویٰ کی کتاب امدادالفتاویٰ جلد دوم ص29/28 میں لکھتا ہے کہ شیعہ سنی کا نکاح ہوسکتا ہے لہذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور محبت حلال ہے۔

عقیدہ: مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کتاب الافاضات الیومیہ جلد 4 ص139 پر لکھتا ہے کہ شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے۔ شیعہ صاحبان کی شکست اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے۔ اس لئے تعزیہ کی نصرت (مدد) کرنی چاہئے۔

آپ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی گستاخانہ کتاب تقویۃ الایمان کی عبارتیں ملاحظہ کیں۔ اس کتاب کے متعلق دیوبندی اکابرین کیا لکھتے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے:

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اپنی فتاویٰ کی کتاب فتاویٰ رشیدیہ میں تقویۃ الایمان کے بارے میں لکھتا ہے۔

1۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت ہی عمدہ کتاب ہے اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا

عین اسلام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص351)

2۔ جو تقویۃ الایمان کو کفر اور مولوی اسمٰعیل کو کافر کہے وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص252-356)

3۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی قطعی جنتی ہیں

(فتاویٰ رشیدیہ ص252)

(ان تمام عبارتوں کے اصل عکس "مولانا محمد طفیل رضوی" کی کتاب "بدمذہبوں کی گستاخیاں اُنہی کی کتابوں سے" آپ دیکھ سکتے ہیں۔ یہ کتاب تمام سُنّی کتب خانوں پر دستیاب ہے)

محترم حضرات!

اکابر دیوبند یعنی دیوبندی پیشواؤں کی یہی وہ کفریہ عبارات ہیں جو ہم نے تحریر کیں ہیں۔ جن میں حضور ﷺ کی شان اقدس میں کھلم کھلا گستاخی کا ارتکاب کر کے اسلام کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہے' ان کفریہ عبارات سے دیوبندی پیشواؤں نے آخر وقت تک رجوع نہیں کیا۔ دیوبندی ادارے آج بھی ان کفریہ عبارات کو کتابوں میں شائع کرتے ہیں' کفریہ عبارات کی تاویلیں پیش کرتے ہیں اور علمائے دیوبند ان کفریہ عبارتوں کا اب تک دفاع کرتے ہیں۔

دیوبندی فرقے کی جتنی ذیلی جماعتیں اور ادارے ہیں' خصوصاً تبلیغی جماعت' جمعیت علماء اسلام' جمعیت علماء ہند' جماعت اسلامی' سپاہ صحابہ' تنظیم اسلامی' حزب المجاہدین' جیش محمد' جمعیت تعلیم القرآن' اسلامی جمعیت طلبہ' عالمی مجلس ختم نبوت' وفاق المدارس اور

دارالعلوم دیوبند تمام ان عقائد پر مشتمل ہے جو اپنے آپ کو آج کل اہلسنت والجماعت سنی حنفی دیوبندی مکتبہ فکر کا لیبل لگا کر پیش کرتے ہیں۔

کفریہ عبارات اکابر دیوبند نے لکھیں تو عوام کا کیا قصور:

عوام دیوبند کا قصور یہ ہے کہ وہ کفریہ عبارات لکھنے والوں کو اپنا امام' پیشوا' اکابر' شیخ' حکیم الامت' بانی' سرمایہ اور نہ جانے کیا کیا تسلیم کرتے ہیں اور ان کفریہ عبارات کا انکار بھی نہیں کرتے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام دیوبند انہی لوگوں کے عقائد پر ہیں۔

اس بات کا اقرار سعودی مولوی حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری نے بھی کیا کہ تبلیغی جماعت بدعت و ضلالت پھیلانے والی جماعت ہے۔ اس پر سعودی مولوی نے پوری کتاب لکھی جس کا نام "القول البلیغ فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ" ہے۔ یہ کتاب سعودی مولوی نے عربی میں لکھی۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ بمعہ تبصرہ مفتی اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی عارف محمود خان رضوی صاحب نے کیا۔ قبلہ مفتی صاحب کا یہ کارنامہ عوام اہلسنت پر ایک احسان ہے۔ مفتی صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ بمعہ تبصرہ پیش کر کے تبلیغی جماعت کے پوشیدہ راز اُمت مسلمہ پر عیاں کر دیئے۔ اب تک اس کتاب پر کوئی کام نہیں ہوا، مفتی صاحب کا یہ انوکھا کام ہے۔

مفتی صاحب نے اس کتاب کے ترجمہ میں ایک تیر سے تین شکار کیے ہیں یعنی اس کتاب میں دیوبندی مذہب سمیت شیعہ اور قادیانیوں کے بھی پوشیدہ راز کا پردہ چاک کیا ہے تاکہ ایک مسلمان دور حاضر کے ان تینوں فتنوں سے بچ جائے۔

مفتی صاحب کے اس ترجمہ سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جن سعودیوں سے تبلیغی جماعت کے لوگ محبت کا دم بھرتے ہیں، مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ میں عوام اہلسنت کے

خلاف جن سعودیوں کے کان بھرتے ہیں اور سعودیوں کی تعریفیں کرتے کرتے نہیں تھکتے، ان سعودیوں کے نزدیک دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت بدعت وضلالت پھیلانے والی جماعت ہے اور تبلیغی جماعت کے لوگ صراطِ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (یاد رہے کہ دیوبندیوں کی مرکزی تنظیم "تبلیغی جماعت" پر کئی برسوں سے سعودی عرب، مصر اور افغانستان میں پابندی ہے)

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور عوام اہلسنت کے لئے اس کتاب کو نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

احقر الفقیر محمد شہزاد قادری ترابی

مصنف کا تعارف

از قلم: ابوالعرفان حافظ محمد علی اعظمی، خطیب جامع مسجد پیر عادل شاہ بخاری، میانوالی پنجاب

اہل سنت وجماعت کی دینی وقدیمی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کو مدارس عربیہ میں جس طرح ایک مقام حاصل ہے، اسی طرح جامعہ کے اساتذہ اور فارغ التحصیل علمائے کرام کا بھی ایک مقام ہے، یہاں کا ہر مدرس اور ہر فاضل کسی نہ کسی انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ انہیں میں سے استاذ العلماء مفتی اہل سنت برادرم محمد عارف محمود خان خان قادری بھی ہیں، جو ایک منجھے ہوئے مفتی، بلند پایہ مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے خطیب اور بہترین مصنف ہیں۔

سالار خاندان:

ابوالحسنین مفتی محمد عارف محمود خان قادری ایک ایسے خاندان کے چشم وچراغ ہیں جس کی دنیاوی وجاہت کئی پشتوں سے مسلم چلی آرہی ہے۔ آپ کے آباؤ واجداد نے زمینداری، ملازمت وتجارت کا پیشہ اپنایا، بلکہ آپ کے والد گرامی نے بھی ہر سہ پیشہ کو اپنایا، باہمی تنازعات میں اکثر آپ کے والد گرامی ہی حکم کی حیثیت سے فیصلے کرتے ہیں، مگر دینی علوم کی طرف اس خاندان کا رجحان نہ تھا۔ ابوالحسنین سے پہلے اس خاندان کا کوئی شخص اس نعمت سے بہرہ مند نہ ہوا تھا۔ اس لحاظ سے آپ کا وجود مسعود خاندان کے لئے باعث برکت ثابت ہوا، کیونکہ آپ نے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم وفنون میں بھی خوب دسترس حاصل کی اور اب آپ کی دیکھا دیکھی آپ کے علاقے اور خاندان کے کئی بچے بچیاں علوم دینیہ کے زیور سے آراستہ ہونے لگے ہیں اور کچھ فارغ التحصیل ہو کر مختلف خدمات دینیہ میں جگہ جگہ مصروف عمل ہیں۔

ابتدائی حالات

مفتی صاحب کی پیدائش حوالدار عبدالکریم خان ابن شیر علی خان مرحوم بن نیاز علی خان مرحوم کے ہاں ۱۴ ربیع النور ۱۳۹۸ھ بمطابق 8 مارچ 1977ء سہ شنبہ کو واڈھی ارائیاں والی میانوالی شہر پنجاب میں ہوئی۔ آپ کا تعلق میانوالی کے نیازی پٹھانوں کے قبیلہ شہباز خیل کی مشہور شاخ سلیم خیل سے ہے۔ اس قبیلہ میں انجینئرز، ڈاکٹرز، حکماء، آرمی، پولیس آفیسرز کی کثرت تو رہی ہے مگر منصب عالم ومفتی پر فقط آپ ہی فائز ہوئے ہیں۔ ابوبکر مسجد میں ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ پرائمری 1987، میٹرک 1993، ایف اے 1995 میں کرنے کے بعد ابتدائی تجوید وقرأت، ودرسیات جامعہ فیضان مدینہ کاہنہ نو لاہور اور جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج عقب دربار داتا لاہور سے شرح جامی تک 1996 تا 1999 تحصیل کی۔

اعلیٰ تعلیم

استاذ الاساتذہ، بحر العلوم، ملک المدرسین شیخ شریعت وطریقت پیر محمد عصمت اللہ شاہ نقشبندی قادری مدظلہ العالی کی خدمت سراپا شفقت میں 2000ء سے دسمبر 2002ء تک ان کے دریائے علم سے سیراب ہونے کی سعادت حاصل رہی۔ ان سے ادب عربی میں حماسہ متنبی دیوان علی، بلاغت میں مختصر المعانی اور مطول، منطق میں تہذیب وشرح تہذیب، مرقات وقطبی، ملا جلال مع میر زاہد، ملا حسن ملا حمد اللہ وقاضی مبارک، فلسفہ میں ہدیہ سعیدیہ، ہدایت الحکمت، شمس بازغہ وصدرا، اصول حدیث میں نخبۃ الفکر ومقدمہ شیخ، تفسیر میں بیضاوی وجلالین، اصول تفسیر میں مقدمہ بیضاوی وفوز کبیر، اصول فقہ میں نور الانوار، حسامی مع نامی، مسلم الثبوت، توضیح مع تلویح، فقہ میں ہدایہ وشرح وقایہ، علم الفرائض میں سراجی، علم ہیئت وریاضی میں اقلیدس وتصریح کا درس لیا اور موقوف علیہ تک تکمیل کر کے اپنے استاد محترم کی اجازت سے دوبارہ لاہور حاضری نصیب ہوئی۔

دورہ حدیث وتخصص

ابوالحسنین نے 2003ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں دورہ حدیث کیا۔ اسی دوران مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث والفقہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی خدمت میں افتاء کی مشق کرتے رہے۔ اس کے بعد 2004ء میں ابوالخطاب، خلیفہ مفتی اعظم ہند مفتی رضاء المصطفےٰ ظریف القادری سے علم الفرائض کی تعلیم کے ساتھ ساتھ گوجرانوالہ تدریس کی اور پھر 2005 میں باب المدینہ کراچی حاضر ہو کر اپنے پیر ومرشد کے حکم پر فیضان مدینہ عالمی مرکز میں مفتی کورس بمطابق تنظیم المدارس پڑھنے کے ساتھ ساتھ ام المدارس دار العلوم امجدیہ کے شیخ الحدیث مفتی محمد اسماعیل ضیائی مدظلہ العالی کی سرپرستی میں افتاء کا کام کرتے رہے اور اپنے پیر ومرشد کے علمی وروحانی وفقہی مذاکرات میں شرکت کر کے تحصیل علم میں مگن رہے۔ کچھ عرصہ گوجرانوالہ میں استاذ الاساتذہ، فقیہ عصر مولانا سعید احمد نقشبندی علیہ الرحمہ سے اور کچھ عرصہ کراچی میں استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث مفتی عبدالحلیم ہزاروی مدظلہ العالی سے بھی افتاء کی تربیت لی اور اس شعبے میں ایک نمایاں مرکزی حیثیت حاصل کر لی۔

عملی وتدریسی زندگی

ابوالحسنین تحصیل درسیات وتعلیم افتاء کے بعد باقاعدہ عملی زندگی میں داخل ہو گئے۔ اگرچہ طالب علمی کے دور سے لاہور، میانوالی، کراچی میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ رسائل وجرائد میں مضامین اور چھوٹے چھوٹے رسائل لکھنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اپنے سے جونیئر ساتھیوں کو ہر درجے میں اسباق بھی پڑھاتے رہے۔ ۔ اس کے بعد 2006 تا 2009ء میں عالمی مرکز فیضان مدینہ میں اصول تفسیر وتفسیر، اصول حدیث وحدیث، اصول فقہ وفقہ، میراث ومنطق وفلسفہ کی منتہی کتابیں اور تخصص کے درجات میں تدریس کے ساتھ ساتھ دار العلوم امجدیہ اور دار العلوم غوثیہ میں فتویٰ نویسی

کا سلسلہ جاری رہا۔ 2010ء میں اپنے ذاتی گھریلو مسائل اور والدین کی بیماری کے سبب کراچی سے واپسی ہوئی اور استاذ محترم قبلہ شاہ صاحب کے حکم پر آستانہ عالیہ تونسہ مقدسہ سے متصل جامعہ محمودیہ محمودیہ میں ایک سال تدریس کی اور تقریباً یومیہ 15 اسباق پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد میانوالی کی جانی پہچانی شخصیت صاحبزادہ عبدالمالک صاحب مہتمم جامعہ اکبریہ کی فرمائش اور اپنے استاذ گرامی قبلہ بحرالعلوم عصمت اللہ شاہ صاحب کے حکم اور صاحبزادہ انوار احمد شاہ کی آرزو پر مفتی صاحب اپنے شہر کے مرکزی ادارے جامعہ اکبریہ میں بطور صدر مفتی و مدرس وطن مالوف میانوالی میں آ گئے۔ 2011ء/2012ء میں آپ کے قلم حقیقت رقم سے سینکڑوں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنی دھرتی میانوالی کی اس عظیم دینی درسگاہ جس کی خدمات 1907ء سے 2012ء تک ایک صدی سے زائد پر محیط ہیں، اس میں پہلی مرتبہ 2011ء میں مفتی صاحب نے 15 فضلائے کرام کو اور 2012ء میں 6 فضلائے کرام کو تخصص کا درجہ بھی پڑھایا۔ اس کے ساتھ آپ علمائے کرام کو باقاعدہ افتاء کی عملی مشق کروانے کے ساتھ ساتھ ابتدائی درجات سے لے کر منتہی درجات تک اسباق بھی پڑھاتے ہیں اور تصنیف و تالیف و تقریر و تحریر کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

شرف بیعت

امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں 12 ذیقعدہ 1414ھ/25 اپریل 1994 میں شرف بیعت ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد نے شجرہ شریف کے ساتھ ساتھ الوظیفۃ الکریمہ اور فقہ حنفی و حدیث نبوی کی خصوصی اجازت سے نوازا ہوا ہے، نیز آپ کے پیر و مرشد کے شہزادے حاجی محمد بلال رضا عطاری نے آپ کو اعمال رضا، شمع شبستان رضا اور دلائل الخیرات کی خصوصی اجازات سے نواز رکھا ہے۔

آپ کے مشہور اساتذہ/مشہور تصانیف/مشہور تلامذہ

آپ کے اساتذہ میں اکثر مقام ولایت پر فائز ہیں۔ ان میں مشاہیر درج ذیل ہیں۔

1۔ استاذ الاساتذہ پیر محمد عصمت اللہ شاہ صاحب، اسکندر آباد، میانوالی
2۔ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والفقہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ لاہور
3۔ استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث علامہ پیر عبدالحکیم شرف القادری رحمۃ اللہ علیہ لاہور
4۔ استاذ الاساتذہ پیر مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری گوجرانوالہ
5۔ استاذ الاساتذہ علامہ پیر عبدالتواب صدیقی صاحب لاہور
6۔ استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبدالستار سعیدی لاہور
7۔ استاذ الاساتذہ علامہ مفتی صدیق ہزاروی صاحب لاہور
8۔ شیخ الحدیث مفتی محمد اسماعیل ضیائی مدظلہ العالی کراچی
9۔ شیخ الحدیث مفتی عبدالحلیم ہزاروی مدظلہ العالی کراچی
10۔ شیخ الحدیث مفتی غلام محمد شرق پوری لاہور

آپ کے تلامذہ میں اکثر و بیشتر مسند تدریس پر فائز ہیں۔ چند مشاہیر کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مولوی اسد رضا فیصل آبادی
2۔ مولوی غلام اکبر مدنی جہلمی اورنگی ٹاؤن کراچی
3۔ مولوی فہیم رضا مدرس فیضان مدینہ کراچی
4۔ مولوی شہزاد نقشبندی مدرس جامعۃ المدینہ سرگودھا
5۔ مولوی حمزہ علی قادری اوکاڑہ مدرس اودھراں
6۔ مولوی محمد رمضان دنیاپوری ایم فل بہاولپور یونیورسٹی
7۔ مفتی محمد ذیشان خان عطاری نائب مفتی جامعہ اکبریہ

آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں

1۔الاستمداد مطبوعہ، 2۔عطر العقائد مطبوعہ، 3۔عطر الصرف ترجمہ میزان الصرف، 4۔صرف ضیائی مطبوعہ، 5۔عطر التحریر شرح نحو میر مطبوعہ، 6۔عطریات در شرح ملطلحات (غیر مطبوعہ)، 7۔عقیقہ وقربانی (غیر مطبوعہ)، 8۔عطر البیوت شرح مسلم الثبوت (غیر مطبوعہ)، 9۔عطر النحو شرح ہدایۃ النحو (غیر مطبوعہ)، 10۔عطر میلاد نبوی مطبوعہ، 10۔ مجموعہ فتاوی قادریہ (غیر مطبوعہ)، 11۔ترجمہ فتاوی قاسمیہ 12۔عقائد نظامیہ مطبوعہ

اجازات عالیہ

آپ کے پیر ومرشد مدظلہ العالی کے ساتھ ساتھ آپ کے دیگر اساتذہ کرام اور مشائخ عظام نے اپ کو اپنے معمولات کی اجازت کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون اور سلاسل طریقت کی اجازتوں سے نوازا ہوا ہے۔ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔1۔

1۔استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث پیر محمد عصمت اللہ شاہ صاحب مدظلہ نے مفتی محمد عارف محمود خان کو اپنے تمام علوم وفنون کی تدریس اور جملہ عملیات کی خصوصی اجازت سے نواز رکھا ہے۔قبلہ شاہ صاحب اپنے اس ہونہار تلمیذ باتمیز کے فتاوی جات پر بھرپور اعتماد کرتے ہوئے علاقے کے سائلین کو ان کے پاس بھیجتے ہیں، بلکہ کراچی دور میں بھی میانوالی سے ان کے پاس بذریعہ ڈاک استفتاء روانہ کرتے تھے۔

2۔استاذ الاساتذہ فیض مجسم علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری اور مفتی اعظم محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی نے اجازت تفسیر عطا کی۔

3۔استاذ الاساتذہ شیخ العلماء مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ التوفی ۲۷ جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ نے آپ کو احادیث نبویہ اور فقہ حنفی میں فتاوی کی اجازت مرحمت فرمائی۔

4۔استاذ الاساتذہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی اور مفتی عبدالحلیم ہزاروی ہر دو حضرات نے آپ کو فتاوی نویسی کی خصوصی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

5۔استاذ الاساتذہ بحر العلوم علامہ عبدالحکیم شرف القادری التوفی ۱۸ شعبان ۱۴۲۸ھ نے آپ کو احادیث کریمہ کی وہ تمام اسانید عالیہ جو انہیں حرمین طیبین اور ہندوپاک کے اکابر سے حاصل تھیں، ان کی اور ہر چہار سلاسل خصوصاً سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت سے نوازا ہوا ہے۔

6۔اختر ملت، تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان نبیرہ اعلیٰ حضرت نے بخاری شریف کی اجازت ۱۴۲۶ھ امجدیہ میں عطا کی۔

7۔محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ اعظمی مدظلہ العالی نے ترمذی شریف کی اجازت ۱۴۲۶ھ امجدیہ میں عطا کی۔

8۔پیر طریقت سید چراغ الدین شاہ چشتی نظامی تونسوی مدظلہ العالی نے اعمال رضا مع شمع شبستان رضا کی اجازت ۱۴۳۳ھ میں اپنے دست مبارک سے تحریر کردی۔

الحاصل امیر اہلسنت کے مرید صادق اور اکابر اہلسنت کے شاگرد رشید مفتی اہل سنت ابوالحسنین محمد عارف محمود خان قادری ابھی جوان ہیں، ان کے علم وقلم کی جولانیاں ہیں۔ان کے قلم حقیقت رقم سے نکلے ہوئے فتاوی سے مجموعہ کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ان کی تقریروں کی کیسٹیں منظر عام پر آنے کی منتظر ہیں۔ان کے شاگرد پورے پاکستان میں اشاعت علم دین میں مصروف عمل ہیں۔خداوند کریم سے دعا ہے کہ انہیں اپنے حفظ وایمان میں رکھے اور ان سے مزید مسلک اہلسنت کی خدمات لیتا رہے اور ان کے لخت جگر محمد حسنین رضا خان کو ان کی علمی وراثت کا صحیح جانشین بنائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

فقط محمد علی اعظمی

ابتدائیہ

از قلم: ابوالحسنین محمد عارف محمود القادری (بانی ادارہ تحقیقات اہل سنت پاکستان)

القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ، دار الصميعي للنشر والتوزيع کی مطبوعہ کتاب ہے۔

اس کے مؤلف کا نام حمود بن عبداللہ بن حمود تویجری ہے جو مملکت عربیہ سعودیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ٹائٹل پیج پر نام کے ساتھ تاریخ پیدائش ۱۳۳۴ھ/ تاریخ وفات ۱۴۱۳ھ مرقوم ہے۔ اندرون ٹائٹل پر کتاب کا سن طباعت ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء درج کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق گویا وفات مؤلف کے اگلے سال کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی ہے۔ بنیادی طور پر کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ قسم اول فقط ص 7 سے ص 34 تک تقریباً 27 صفحات پر مشتمل ہے جبکہ قسم ثانی ص 37 سے لے کر ص 344 تک ہے۔ قسم اول کے اختتامی ص 34 پر تاریخ ۱۴۱۰/۹/۲۲ھ جبکہ قسم ثانی کے اختتامی ص 344 پر تاریخ ۱۴۱۲/۲/۲۰ھ درج ہے۔ اس کے مطابق مؤلف کی وفات سے تقریباً سال بھر پہلے کتاب مکمل ہو چکی تھی اور وفات کے اگلے سال شائع بھی ہو گئی۔ مجموعی طور پر اس کتاب کو شائع ہونے سے لے کر اب تک بیس برس گزر چکے ہیں۔ لگ بھگ دس سال قبل ۱۴۲۴ھ میں یہ کتاب میرے ہاتھ لگی۔ اس کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد جو نتیجہ نکالا، اسے نہایت دیانتداری سے مع ترجمہ و تبصرہ مضمون وار "مجلہ الحدائق" میں 5 قسطوں میں شائع کیا، پھر اس مجلہ کے کچھ مالی وسائل کی کمی سے بند ہو جانے کے بعد ماہنامہ "تحفظ" میں دو سال ۱۴۲۹ھ/۱۴۳۰ھ تقریباً 18 قسطوں میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ ص 7 تا ص 34 جو قسم اول پر مشتمل ہے، اس کے اہم اقتباسات مع ترجمہ و تبصرہ کا مواد تقریباً 200 صفحات پر بنام "تبلیغی جماعت کا تعارف 'ج'" پیش خدمت ہے۔ ابتداء میں اہل قلم عزیز برادرم مولانا محمد علی اعظمی مدظلہ العالی کے قلم سے میرا مختصر تعارف شامل کیا گیا ہے۔ ہر دلعزیز برق بار قلمکار برادرم مولانا محمد شہزاد قادری

ترابی مدظلہ العالی ایڈیٹر ماہنامہ "تحفظ" کے خنجر خونخوار و کلک برق بار سے تقدیم کو میری اس کتاب کی زینت بنا دیا گیا ہے۔

میری کتاب میں انتہائی ذمہ دارانہ طرز پر حوالہ جات کے پورے اہتمام اور ذمہ داری کے پورے احساس کے ساتھ دنیا بھر میں تبلیغ دین کے نام سے چلہ کشیاں کرنے والی عشتی ٹیم بنام تبلیغی جماعت کی پوری حقیقت کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ حمود بن عبداللہ بن حمود کے دیئے ہوئے عنوان "تبلیغیوں کی شیعوں اور قادیانیوں سے مشابہت (ملنے جلنے والی باتوں) کا بیان" کے تحت انتہائی ذمہ داری سے تبلیغیوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں اور رافضیوں کی حقیقت بھی حوالہ جات کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے۔ میرے تبصرے میں وزن کی کمی بالکل نہیں ہے مگر دوست کے حق میں دوست کا بے لاگ تبصرہ کچھ زیادہ وزن رکھتا ہے۔ اس کے لئے خود شیخ حمود کا انداز میری کتاب کے متن (یعنی قول بلیغ کے قسم اول کے بعض پیراگراف) غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ حمود (اس کی شہادت یہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کو برا کہنے والے بعض دیوبندی مولویوں کا اس نے رد کیا، ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام لکھا اور جگہ جگہ معمولات اہلسنت کو شرک و بدعت سے تعبیر کیا ہے) اگرچہ نجدی خیالات رکھنے والا سعودی مولوی ہے، پھر بھی تبلیغی جماعت سے سخت نالاں اور ان کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے بے تاب نظر آتا ہے۔ قسم ثانی اکابر دیوبند اور تبلیغی جماعت کے پیشواؤں اور خود تبلیغیوں کے عام واقعات، جھوٹی کرامات اور خرافات پر مشتمل ہے، اردو دان طبقہ "ارواح ثلثہ المعروف حکایات اولیاء" اور عربی داں "القول البلیغ القسم الثانی" کا مطالعہ کریں۔ اسی طرح محمد اسلم پاکستانی کی کتاب "تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں" تبلیغی جماعت کی حقیقت بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے، کہ یہ بھی دوست کے حق میں دوست کا بے لاگ تبصرہ ہے۔

محمد عارف محمود قادری غفرلہ

تبلیغی جماعت کا تعارف

الحمدلله الذی زین النبیین بحبیبه المصطفی و من علی المومنین بنبیه المجتبیٰ والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد خیرالوریٰ وعلیٰ آله واصحابه الذین المتقد بین بالتقویٰ اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم، بسم الله الرحمن الرحیم، وقل جآء الحق وزهق الباطل ، ان الباطل کان زهوقا

قارئین کرام! یہ ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ ابتداء خلق سے لے کر آج پندرہویں صدی تک حق و باطل کی جنگ چلی آ رہی ہے۔ فتح تو بالآخر ہر دور میں حق ہی کو حاصل ہوئی تاہم باطل باوجود باطل ہونے کے بھی حق کے خلاف اپنی زور آزمائی کرتا رہا ہے اور اپنے آپ کو حق ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہا ہے لیکن تاریخ عالم میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ باطل حق پر غالب آیا ہو بلکہ ہمیشہ ہی حق کو عظیم الشان فتح اور باطل کو ذلت آمیز شکست نصیب ہوئی ہے۔

آپ ذرا تاریخ عالم پر نگاہ دوڑائیں تو حق و باطل کی یہ جنگ تو اس وقت سے شروع ہوتی نظر آتی ہے جبکہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں نے تعظیماً سجدہ کیا لیکن باطل کی اساس ابلیس لعین نے حق کی مخالفت کی ہے اور بسبب غرور و تکبر کے ذلت کا طوق ہمیشہ کے لئے اپنے گلے میں ڈال لیا۔

بقول سعدی علیہ الرحمہ

تکبیر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گفتار کرد

جوں جوں زمانہ گزرتا رہا، حق و باطل مختلف صورتوں میں نمودار ہو کر آپس میں برسر پیکار رہے۔ کبھی تو باطل نمرود کی شکل میں آیا تو خلیل جلیل اس کے مقابلے میں آہنی دیوار بن

کر کھڑے ہو گئے۔ کبھی باطل فرعون مصر کی شکل میں ظاہر ہوا تو کلیم جلیل نے اس کا نشہ غرور خاک میں ملا دیا اور عصائے موسوی نے اس کے جھوٹے دعویٰ الوہیت کے کمزور محل کو چکنا چور کر دیا۔ پھر صدیاں بیت جانے کے بعد یہی باطل ابوجہل و ابولہب کی صورت میں نمودار ہوا۔ حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ نے باطل کے ان پیکروں کے چھکے چھڑا دیئے اور انکو ایسی ذلت آمیز شکست ہوئی کہ آج ہر ایک ابوجہل و ابولہب پر طعن و تشنیع کے تیر برساتا نظر آتا ہے۔

پھر ایک وقت آیا کہ یہی باطل یزید پلید کے نام سے ابھرا اور اپنی مستی میں دھت حق کے مقابل آنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ لیکن حق و صداقت کے عظیم علمبردار، جگر گوشہ رسول، ابن بتول، گلشن علوی کے مہکتے پھول امام الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ٹکرا کر یہ باطل ہمیشہ کے لئے دب گیا۔ یزید کا نام بھی ختم ہو گیا۔ اور حسین حسین کی دھوم مچ گئی، آج کوئی کتنا بڑا یزیدی کردار کا مالک ہی کیوں نہ ہو لیکن اپنے لخت جگر کا نام یزید نہیں رکھتا بلکہ اس کا نام خادم حسین، طالب حسین، مرید حسین، غلام حسین رکھا جاتا ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اللہ اکبر! صدیوں پر صدیاں گزرتی رہیں اور وہ وقت بھی آ گیا جس کے بارے میں مخبر صادق ﷺ پہلے ہی سے غیبی خبر ارشاد فرما چکے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رحمت عالم ﷺ نے بارگاہ مولیٰ میں دعا کی۔

اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالو یارسول الله وفی نجدنا قال اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالو یا رسول الله وفی نجدنا فاظنّه قال فی الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطٰن

(بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۵۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اے اللہ ہمارے ملک شام اور ملک یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے نجد کے بارے میں دعا کے لئے عرض کی' پھر دوسری مرتبہ ملک شام وملک یمن کے لئے دعا کی لوگوں نے نجد کے بارے میں دعا کا کہا تو تیسری مرتبہ اس کے بارے میں دعا نہ کرنے کی وجہ ارشاد فرمائی "وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا"

اس سے معلوم ہوا کہ نجد کا علاقہ فتنہ وفساد کا مرکز ہے اور خیر وبرکت سے محروم ہے۔

چنانچہ نجد میں ابن عبدالوہاب پیدا ہوا۔ علامہ صاوی نے سورہ فاطر آیت ۸ کے تحت اور علامہ شامی نے ردالمحتار جلد سادس ص ۴۰۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ میں ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکاروں کے ظلم وستم اور اہل حرمین طیبین کے ساتھ زیادتیوں کا بیان کیا اور لکھا کہ انہوں نے اہل سنت کے اموال لوٹ لینا جائز قرار دیا' ان کی عورتوں کو اپنے لئے حلال ٹھہرایا اور ان کا قتل واجب قرار دیا اور انہیں وہابی کہا جاتا ہے، اسی کو شیطانی سینگ قرار دیا گیا ہے۔

نیز صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے لکھا۔ اس عبدالوہاب کے بیٹے نے کتاب التوحید نامی ایک کتاب لکھی جس میں روضہ اقدس کو صنم اکبر یعنی بڑا بت قرار دیا اور اس کا گرانا واجب لکھا جس کی وجہ سے علامہ شامی نے اسے خارجی قرار دیا۔ (بہار شریعت حصہ اول)

شومئی قسمت اسماعیل دہلوی نے اس کا ترجمہ وتلخیص بنام "تقویۃ الایمان" کر کے انگریز کی سرپرستی میں ملک ہند کے اندر مفت تقسیم کرادی جس سے نجدی کا غلیظ مشن ہندوستان میں پھیلنا شروع ہوگیا۔ یوں انتشار بین المسلمین کا آغاز ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسماعیل کے ماننے والے کافی لوگ پیدا ہوگئے جو آگے چل کر دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک مقلد جو اپنے آپ کو دیوبندی حنفی کہتے ہیں اور دوسرے غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہلحدیث سلفی کہتے ہیں۔ دونوں کے عقائد باطلہ ایک ہیں، صرف مسائل کا فرق ہے۔

چنانچہ اس باطل سے نبرد آزمائی کے لئے اعلیٰ حضرت علی الاطلاق مجدد ملت بالاتفاق امام اہلسنت فی الآفاق امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تمام علماء عرب وعجم سے ان کے خلاف فتاویٰ پر تصدیقات حاصل کر کے ان کے مجموعہ کو حسام الحرمین کے نام سے شائع کروایا جس میں اکابرین دیوبند وہابیہ کے کفر میں علمائے عرب وعجم کی تصدیق "من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" کے الفاظ میں موجود ہے۔

لیکن اس دوران انگریز دیوبندی وہابی افراد کی ایک جماعت تیار کر چکا تھا جو کہ تبلیغی جماعت کہلاتی ہے۔ جس کا مشن اعمال صالحہ کی تبلیغ کی آڑ میں نجدی کے غلیظ عقائد پھیلانا ہے اور لوگوں کو تبلیغ کا جھانسہ دے کر ان کے عقائد کو تباہ کرنا ہے۔ پہلے پہل تو علمائے حقہ نے ان کے خلاف عربی' فارسی' اردو زبانوں میں کتب ورسائل لکھے۔ آج سے ۲۰ سال قبل ۱۴۱۴ھ میں عرب شریف سے حمود بن عبداللہ بن حمود کی لکھی ہوئی ایک کتاب بنام "القول البلیغ فی التحذیر من جماعته التبلیغ" صاحبزادہ محمد منصور شاہ بریلوی (میانوالی) نے مجھے عنایت فرمائی اور اس میں اقتباسات کا ترجمہ مع تبصرہ کرنے کا حکم دیا۔

اب "القول البلیغ" میں سے خود مولف کا اپنی کتاب کا سبب تحریر ملاحظہ کیجئے:

چنانچہ القول البلیغ کا مولف "حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری" التوفی ۱۴۱۳ھ اپنی تالیف میں رقم طراز ہے:

الحمدلله رب العالمين و صلى الله وسلم على نبينا محمد و على آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

امابعد

فهذا جواب كتاب ارسله بعض الاخوان الى و مضمونه السوال عن جماعة التبليغ و عن كثرة الاقوال فيهم بين مويدلهم و مستنكر لاعمالهم و ذكر السائل انه قراء فتوىٰ من الشيخ محمد بن ابراهيم

تتضمن التوقف فی امرهم و یقول السائل ' هل الصحه بالخروج مهم داخل البلاد السعودیة او خارجها ام لا؟

والجواب؟ ان اقول ' اما جماعة التبلیغ' فانهم جماعة بدعة وضلالة' ولیسوا علی الامر الذی کان علیه رسول الله صلی علیه وسلم واصحابه والتابعون لهم باحسان' وانما هم علی بعض طرق الصوفیة ومناهجهم المبتدعه وقد اسس بدعتهم ووضع اصولها الستة محمد الیاس الدیوبندی کما سیاتی بیان ذالك ان شاء الله تعالیٰ' وهو الامیر لجماعة التبلیغ ثم خلفه فی الامارة علیهم ابنه یوسف

واما امیر هم فی زماننا فهو المسمی' انعام الحسن وهو یبایع التابعین له علی اربع طرق من طرق الصوفیته وهی الجشتیه والقادریه والسهروردیه' والنقشبندیه

ترجمہ: حمد وصلوٰۃ کے بعد' میری یہ کتاب "القول البلیغ" بعض ان بھائیوں کے سوال کا جواب ہے' جنہوں نے مجھ سے تبلیغی جماعت کے بارے میں سوال کیا اور تبلیغیوں کے مختلف اقوال کے بارے میں پوچھا اور سائل نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے شیخ محمد بن ابراہیم کا فتویٰ بھی تبلیغیوں کے بارے میں پڑھ رکھا ہے اس میں تبلیغی جماعت والوں کے بارے میں توقف کیا گیا ہے۔

سائل نے مجھ سے تبلیغی جماعت کے ساتھ تبلیغی دورے مملکت سعودیہ عربیہ اور اس کے علاوہ علاقوں میں کرنے کا حکم دریافت کیا ہے کہ آیا میں سائل کو اس کی اجازت دیتا ہوں یا نہیں؟

جواب میں (مولف) کہتا ہوں کہ تبلیغی جماعت بدعت و ضلالت پھیلانے والی جماعت ہے اور تبلیغی جماعت والے اللہ کے رسول اور اصحاب رسول ﷺ کے طریقے پر نہیں ہیں بلکہ بعض جاہل صوفیہ اور ان کے بدعتوں بھرے راستے پر گامزن ہیں اور ان کی

اس بدعت کی بنیاد ان کے بانی مولوی الیاس دیوبندی نے رکھی ہے اور ان کو گمراہی کے چھ اصول اس نے دیئے ہیں' جن کا بیان عنقریب آئے گا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف ان کا امیر ہوا اور آج ہمارے زمانے میں مولوی انعام الحسن ان کا امیر ہے جو ان کو اپنا مرید کہتا ہے۔

(تنبیہ: حضرت قطب مدینہ شیخ العرب والعجم شاہ محمد ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمہ حرمین طیبین کو مملکت سعودیہ عربیہ کہنے سے منع فرماتے تھے اس لئے کہ سعود بے بہبود ابن عبدالوہاب نجدی کا ایجنٹ تھا اس کی طرف نسبت جائز نہیں۔ قادری غفرلہ)

تبصرہ قادری: فقیر غفرلہ القدیر اپنی رائے بیان کرنے سے قبل مولف کی عبارت پر تبصرہ کرنے کی خواہش رکھتا ہے کہ مولف نے خاص یہ کتاب "القول البلیغ فی التحذیر من جماعته التبلیغ" تبلیغی جماعت کے رد میں لکھی ہے جو آج گلی گلی' نگر نگر' کوچہ کوچہ' ڈگر ڈگر پر حشرات الارض کی طرح کہہ لیں یا برسات کے پتنگوں اور مینڈکوں کی طرح پھیلی ہوئی نظر آتی ہے۔ عرب وعجم میں کافی پھلی پھولی ہے لیکن دیار عرب میں اس کے اپنے بڑے بھائی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر اس کے خلاف کتابیں لکھنے لگے، انہی کتب عربیہ میں سے ایک کتاب مولف کی مذکور کتاب ہے جس کا سبب تالیف یہ بیان کیا کہ کسی سائل نے تبلیغ کے نام پر تخریب کرنے والوں کے ساتھ قریہ قریہ گھومنے کی اجازت طلب کی تو مولف نے یہ کہہ کر منع کا فتویٰ صادر کیا کہ "فانهم جماعة بدعة وضلالة" کہ یہ تو ضلالت وبدعت کا گروہ ہے لہذا سائل ہرگز ان کے جھانسے میں نہ آئے اور ان کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ وجہ اس کی آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے۔

رہی اس جماعت کے بانی کی بات تو وہ مولوی الیاس دیوبندی ہے اس کے وضع کردہ اصول ستہ پر یہ لوگ کاربند ہیں جن کی تفصیل عنقریب آئے گی' الیاس کے بعد اس کا بیٹا یوسف امیر مقرر ہوا اور مولف کے زمانے میں ان کا امیر انعام الحسن ہوا' اس نے ایک

سازش یہ کی (اہل سنت و جماعت) کے طریقے پر سلاسل اربعہ (قادریہ' چشتیہ' نقشبندیہ سہروردیہ) میں اپنے متعلقین اور جماعت کے نام نہاد مبلغین کو بیعت کرنا شروع کر دیا جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ عوام الناس ان کو پکا سچا سنی سمجھنے لگ گئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے نماز بمطابق طریقہ حنفی پڑھنا شروع کر دی جس کی وجہ سے لوگ ان کو غیر مقلد وہابی سمجھنے کے بجائے پکا حنفی سمجھنے لگے اور یوں بظاہر سنی حنفی بن کر انہوں نے اولاً برصغیر کے سنی حنفی مسلمان کو تبلیغ کی آڑ میں عقائد وہابیہ کی طرف چلانے کی کوشش شروع کی اور بعد ازاں عرب دنیا میں اپنا جال پھیلانے کی ناپاک کوشش کی جس کے نتیجہ میں کچھ لوگ وہاں بھی ان کے دام فریب میں آنا شروع ہو گئے اور کچھ جو کہ خود غلط العقائد ہیں' انہوں نے ان کے خلاف کتابیں لکھنی شروع کر دیں جبکہ علمائے اہل سنت نے بھی تحریر و تقریر کے ذریعے ان کی خوب خوب خبر لی لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق یہ فتنہ پھیلتا چلا گیا۔

یاد رہے کہ اس جماعت کو سب سے زیادہ غم اشاعتِ توحید کا کھائے جا رہا ہے اور یہ اپنے علاوہ دیگر مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں اور انہیں اپنے جھانسے میں لے کر سمجھتے ہیں کہ اب یہ پکا توحیدی بن گیا۔ آیئے ذرا ان کی توحید کا حال دیکھتے ہیں۔

چنانچہ "القول البلیغ" ص ۸ پر مزید رقم ہے:

تبلیغیوں کا نظریہ توحید

وقد ذکر العلماء العارفون بجماعة التبلیغ کثیرا مماهم علیه من البدع والخرافات والضلالات وانواع المنکرات وفساد العقیدة ولا سیما فی توحید الالوهیة فهم فی هذا الباب لا یزیدون علی ما کان علیه اهل الجاهلیة الذین بعث فیهم رسول اللهﷺ لانهم انما یقرون بتوحید الربوبیة فقط کما کان المشرکون من العرب یقرون بذالك

ویفسرون معنی لااله الا الله بمعنی توحید الربوبیة' وهو ان الله تعالیٰ هو الخالق الرزاق المدبر الامور' وقد کان المشرکون یقرون

بهذا التوحید' کما ذکر الله ذلك عنهم فی آیات کثیرة من القرآن ولم ینفعهم ذالك' ولم یدخلوا به فی الاسلام

وقد جهل التبلیغیون معنی لااله الا الله علی الحقیقة' وهوانه' المستحق للعبادة ماسواه' فیجب افراده بجمیع انواع العبادة (الخ)

ترجمہ: علماء عارفین نے بیان کیا ہے کہ تبلیغی جماعت والے کثیر بدعتوں اور خرافات و گمراہیوں کو اپنائے ہوئے ہیں' اس کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی برائیوں اور عقیدے کے بگاڑ کا شکار ہیں۔ خاص طور پر توحید کے نظریہ میں ان کا انداز وہی ہے جو زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا تھا جن کی طرف سرکار ﷺ بھیجے گئے۔ تبلیغی مشرکین مکہ کی طرح فقط توحید کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اصل توحید کے قائل نہیں۔

تبلیغی لا الہ الا اللہ کا معنی یہ کرتے ہیں کہ اللہ خالق رزاق اور امور کو چلانے والا ہے حالانکہ اس بات کا اقرار تو مشرکین مکہ بھی کرتے تھے جیسا کہ بہت ساری آیات قرآنیہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ لیکن اس چیز نے ان کو نفع نہ دیا اور وہ داخل اسلام نہ ہوئے' (اسی طرح تبلیغی بھی گمراہ پھر رہے ہیں)

تحقیق تبلیغی حقیقی طور پر لا الہ الا اللہ کے مفہوم سے نابلد ہیں' اور وہ یہ ہے کہ صرف اللہ ہی لائق عبادت ہے اور عبادت کی جملہ اقسام اس کے ساتھ خاص ہیں۔

تبصرہ قادری

درج بالا عبارت میں تبلیغی جماعت کا نظریہ توحید بیان ہوا کہ رب کائنات کو خالق کائنات' رازق کائنات اور متصرف فی الکائنات تو مانتے ہیں لیکن جیسا اسکے ماننے کا حق ہے ویسا نہیں مانتے جبکہ مشرکین مکہ بھی یہ باتیں مانتے ہوئے بتوں کو شریک خدا ٹھہرانے کی وجہ سے کافر ہوئے، یہی حال تبلیغی جماعت والوں کا ہے کہ وہ باری تعالیٰ کو تمام عیوب نقائص سے پاک نہیں مانتے اور ہر بری چیز بھی اسی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ذات سبحان ہے تمام نقائص سے منزہ و مبرہ ہے۔ جبکہ تبلیغیوں کے بڑے گروگھنٹالوں میں

سے رشید احمد نے باری تعالیٰ کے لئے جھوٹ بولنے کا عقیدہ گھڑا ہے۔ اسی طرح مولوی محمود الحسن نے جہد المقل میں اور امام الطائفہ اسماعیل دہلوی نے اپنی دو ورقی بنام یکروزی میں امکان کذب کے نظریے کو لازم ٹھہرایا' اسی لئے ہمارے نزدیک "یکروزی" کا معنی ہے کہ "ایک دن کی خباثت عمر بھر کا عذاب" اور یہ سب کتب عوام میں تبلیغی جماعت والے پھیلاتے ہیں۔

صفات باری کے بارے میں متکلمین کا نظریہ

اب آیئے اکابر علماء متکلمین کے در صفات باری نظریات کی جھلک ملاحظہ کیجئے اور محبت الٰہی سے اپنے قلوب واذہان کو منور کیجئے۔

چنانچہ علامہ عمر نسفی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں۔

العالم بجميع اجزائه محدث و المحدث للعالم هوالله تعالىٰ الواحد القديم القادر الحى العليم السميع البصير الشائى المريد ليس بعرض ولا جسم ولا جوهر ولا مصور ولا محدود ولا معدود ولا متبعض ولا متجز ولا متركب ولا متناه ولا يوصف بالماهية ولا بالكيفية ولا يتمكن فى مكان ولا يجرى عليه زمان ولا يشبه شئ ولا يخرج عن علمه وقدرته شئ" الخ

(متن العقائد لعمر النسفی ص ۲۲۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: عالم (جہان) اپنے تمام اجزاء سمیت فانی ہے اور اس کو فنا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو قدیم ہے' قادر ہے' زندہ ہے دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے' علم والا ہے' سمیع و بصیر ہے' چاہت والا ہے' ارادہ والا ہے' جسم سے پاک ہے' جوہر نہیں اور کسی دوسرے کا بنایا ہوا نہیں' محدود نہیں اور عدد سے پاک ہے' تقسیم ہونے اور مرکب ہونے اور متناہی ہونے سے پاک ہے، یوں نہیں کہہ سکتے کہ اس کی مقدار اور حالت یہ ہے اور مکان سے پاک ہے اور اس پر ماضی حال مستقبل نہیں گزرتے۔ کوئی شے کائنات کی اس کے مشابہ نہیں

اور اس کے علم وقدرت سے کوئی شے خارج نہیں۔

مفتی ثقلین علامہ عمر نسفی علیہ الرحمہ کے علاوہ علماء متکلمین نے بھی ذات وصفات باری تعالیٰ کے بارے میں جسم وجسمانیات ومکان ومکانیات سے پاک ہونے کا بیان تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لئے اہل علم حضرات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ رضویہ قدیمہ جلد سادس اور جدیدہ کی جلد پنجدرہویں کو ملاحظہ کریں۔ علاوہ ازیں علماء مدرسین شرح عقائد للتفتازانی المعراس للعلامہ عبدالعزیز از خیالی للعلامۃ الخیالی اور حاشیہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی' مواقف وشرح مواقف' از میر شریف جرجانی' مقاصد وشرح مقاصد از علامہ تفتازانی کی طرف رجوع کریں۔

تبلیغیوں کے مبلغ اعظم مولوی طارق جمیل کے نظریات

اب ایک جھلک اس زمانہ کے تبلیغیہ کے نام نہاد مبلغ اعظم مولوی طارق جمیل کے ذات باری تعالیٰ کے بارے نظریات ملاحظہ کیجئے جبکہ اس سے قبل آپ علماء متکلمین کے نظریات ملاحظہ کر چکے ہیں' دونوں کو موازنہ کر لیجئے۔

۱۔اے اللہ! اپنے غصے کے دروازے کو بند کر لے (ص ۹۶)

۲۔اے مولا! تو ہمارے سامنے ہو ہم تیرے پاؤں پکڑ لیں (۹۷)

(گویا اللہ کا جسم ہے اور پاؤں بھی ہیں جس کو یہ پکڑے گا)

۳۔یا اللہ! آ جانا ہماری مدد کو آ جا (ایضا)

۴۔وہ آسمان پر بیٹھ کر تربوز کو سرخ بناتا ہے (ص ۳۴)

(متکلمین کے نزدیک اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے اور اس کے نزدیک آسمان پر بیٹھا ہے)

۵۔اللہ ایکسی لیٹر سے پیر ہٹالے اور اس کی رفتار کم کر دے تو خالی دن چوبیس گھنٹے کا ہو جائے اور رات الگ چوبیس گھنٹے کی ہو جائے (العیاذ باللہ ص ۳۴)

(معاذ اللہ! اس قول بدتر از بول میں بھی اللہ کا پاؤں اور اس کے رکھنے کے لئے ایکسی لیٹر ثابت کیا گیا ہے)

قارئین کرام! یہ چند نمونے "خطبات جمیل" مطبوعہ عمر پبلی کیشنز' یوسف مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور کے مختلف صفحات سے پیش کیے گئے۔ جن کا نام "ایمان افروز بیانات کا مجموعہ" رکھا گیا ہے جبکہ درحقیقت یہ ایمان سوز بیانات کا پلندہ ہے۔ لہذا اس شخص کے تقریری و تحریری بیانات جو کہ ایمان کے لئے زہر قاتل ہیں۔ ان سے خود بھی بچئے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی بچائیے کیونکہ ذات باری کے بارے میں جسم و جسمانیت اور

مکان و مکانیات کا قائل بحکم فقہاء کرام کافر ہے۔ یہی بات وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں لکھی ہے کہ اللہ مجسم و متمکن ہے تو علماء نے اسے مردود ٹھہرایا اور آج کل QTV پر ایک نام نہاد شیخ الاسلام پروفیسر ابن تیمیہ کے گن گاتا نظر آتا ہے۔ وہ بھی خطرناک ہے اور اس پروفیسر اور طارق جمیل دونوں کی کیسٹوں کو خریدنا گمراہی کو خریدنا ہے لہذا خدارا! ہماری بات مان کر ان کے فتنے سے بچئے اور راہ حق کے مسافر علماء اہل سنت کو سنئے اور پڑھیے۔ اردو داں حضرات کتاب العقائد از صدر الافاضل سید مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی، توحید و شرک از علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ اور بہار شریعت حصہ اولیٰ کا مطالعہ کریں، نیز ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی کے توحید سیمینار کے خطابات سماعت فرمائیں۔

اب آیئے ذرا ایک جھلک ان کی تبلیغی نصاب کی لیجئے۔

چنانچہ حمود بن عبداللہ بن حمود تویجری رقم طراز ہیں.....

واهم كتاب عند التبليغيين كتاب "تبليغى نصاب" الذى الفه احد رؤسائهم المسمىٰ محمد زكريا الكاندهلوى' ولهم عناية شديدة بهذا الكتاب' فهم يعظمونهم كما يعظم اهل السنة الصحيحين' وغيرهما من كتب الحديث' وقد جعل التبليغيون هذا الكتيب عمدة و مرجعا للهنود وغيرهم من الاعاجم التابعين لهم' وفيه من الشركيات والبدع والخرافات والاحاديث الموضوعة والضعيفة شئى كثير' فهو فى الحقيقة كتاب شروضلال وفتنة' وقد اتخذه التبليغيون مرجعا لنشر بدعهم وضلالاتهم وتزيينها للهمج الرعاع الذين هم اضل سبيلا من الانعام ..... (ص 11-12)

ترجمہ: تبلیغی جماعت والوں کی اہم ترین کتاب کا نام "تبلیغی نصاب" ہے۔ اس کتاب کو ان کی جماعت کے بڑے رئیس محمد ذکریا کاندھلوی نے لکھا ہے۔ یہ کتاب ان کے لئے

بڑی مہربانی کا سبب ہوئی ہے۔ تبلیغی اس کتاب کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ اہل سنت صحیحین اور دیگر کتب حدیث کی تعظیم کرتے ہیں۔

نیز تبلیغی جماعت والوں نے اس کتاب کو ہندی اور دیگر عجمی لوگوں کے لئے بہترین نمونہ بنا رکھا ہے۔ حالانکہ اس میں شرکیات' بدعات' اور خرافات بھری پڑی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں موضوع اور ضعیف حدیثوں کا ذخیرہ موجود ہے اور درحقیقت یہ کتاب گمراہی' فتنہ اور شرارت کا پلندہ ہے۔

تحقیق تبلیغی جماعت والے اسی کے ذریعے اپنی بدعت اور گمراہیاں پھیلاتے ہیں اور لوگوں کو جانوروں سے بھی بدترین بنانے کے لئے اس کو زینت دیتے ہیں (القول البلیغ ص 11-12)

تبصرہ قادری: ناظرین! آپ نے دیکھا تبلیغی ایجنٹوں کا نیا کارنامہ یہ کہ لوگ بجائے حدیث کی مستند کتابوں' فقہ و تصوف کی معتبر تصانیف کے اپنے مولوی ذکریا سہارنپوری کی کتاب بنام "تبلیغی نصاب" جو کہ مولوی الیاس کاندھلوی کی خواہش پر لکھی گئی' اس کی تعلیمات فاسدہ کو عام کرنے کیلئے گلی گلی' نگر نگر' کوچہ کوچہ ڈگر ڈگر میں بیس من کے بھاری بھرکم بستر اٹھا کر' سر پر استرا پھرا کر' عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے انہیں زہر ملا شہد پلا کر' ان کے متاع ایمان کو لوٹنے کے لئے گشت کرتے اور دابۃ الارض کی طرح اپنی بساط کے مطابق دنیا بھر میں گھومنے کی سعی کرتے ہوئے لوگوں کو اپنے تئیں نیکی کی دعوت دیتے ہیں' مسلمانوں کو کلمہ پڑھاتے اور انگریز کے گن گاتے نظر آتے ہیں۔ اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر ذکریا سہارنپوری کے نظریات کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

تبلیغی نصاب کے باب فضائل نماز کا آخری عنوان بنام آخری اپیل میں نماز کے اندر کی جانے والی تلاوت کے بارے میں کہتا ہے "نماز کا اہم رکن قیام ہے اور اس کا بہترین ذکر تلاوت ہے' بے سمجھے تلاوت کرنا بخار میں مبتلا شخص کے ہذیان (بکواس) بکنے کی طرح ہے (تبلیغی نصاب' باب فضائل نماز مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علماء فرماتے ہیں کہ تلاوت قرآن اگرچہ بے سمجھے ہو اس کو ہذیان بکنے سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ اب آپ اندازہ کیجئے' کیسے مردود دشمن کی کتاب سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو درس دے کر گمراہ کرنے کی سوچی سمجھی پلاننگ کی گئی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

تنبیہ: اس نکتے کی طرف میری خصوصی توجہ امیر اہلسنت حضرت مولانا مرشدنا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی نے دلائی، نیز یہ بھی یاد رہے کہ اس "تبلیغی نصاب" کا نیا تبدیل شدہ نام "فضائل اعمال" ہے (قادری غفرلہ)

نیز حمود بن عبداللہ بن حمود رقم طراز ہے

وللتبليغيين كتاب آخر يعتمدون عليه ويجعلونه من مراجع اتباعهم من الاعاجم من الهنود وغيرهم' وهوالمسمى حياة الصحابه' لمحمد يوسف الكاندهلوى' وهو مملوء بالخرافات والقصص المكذوبة والاحاديث الموضوعة والضعيفة وهو من كتب الشرو والضلال والفتنة (القول البلیغ ص 13)

ترجمہ: تبلیغیوں کو ایک دوسری کتاب پر بھی بہت اعتماد ہے اور اس کو بھی اپنے عجمی پیروکاروں کے لئے مرجع قرار دیتے ہیں' اس کا نام کتاب "حیات الصحابہ" ہے جو کہ مولوی محمد یوسف کاندھلوی کی ہے حالانکہ یہ کتاب بھی (میرے نزدیک) خرافات' جھوٹے قصے اور گھڑی ہوئی روایات سے بھری پڑی ہے اور (میرے نزدیک) یہ کتاب بھی گمراہی' شر اور فتنہ کا پلندہ ہے۔

تبصرہ قادری: قارئین! آپ نے دیکھا کہ تبلیغی ایجنٹ "حیاۃ الصحابہ" نامی کتاب کو بھی اپنا خاص مواد بناتے ہیں جبکہ مولف القول البلیغ کے نزدیک یہ بھی گمراہی کا ہتھیار ہے اور عجمیوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کا جال ہے۔ بہرحال فقیر قادری غفرلہ عرض گزار ہے کہ یہ کتاب میں نے اپنے کالج کے زمانہ میں 1414ھ بمطابق 1994ء جبکہ میں فرسٹ ایئر کا طالب علم تھا' اس کا خوب مطالعہ کیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ تبلیغی جماعت

والے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی راہ دین میں کی گئی کوششوں کے واقعات لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے بیان کرتے ہیں اور شاید یہ کتاب اسی نیک مقصد کے لئے لکھی گئی ہوگی جبکہ یہ زمانہ میرا دینی علوم سے دوری اور غفلت و لاپرواہی کا تھا۔ جوں جوں شعور کی دنیا میں قدم رکھا اور علوم دینیہ سے آراستہ ہوا اور انگریز کے خود کاشتہ پودا "تبلیغی جماعت" کی حقیقت مجھ پر آشکار ہوئی تو پھر سے ان کی کوک شاستری نما کتب دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تا کہ ان کی نقاب کشائی کی جائے اور مسلمانوں کے سامنے ان کے بدنما حلیہ سے ظاہری پاکدامنی کا پردہ اٹھا کر انہیں ان کا اصل چہرہ دکھایا جائے اس سلسلے میں "حیات الصحابہ" کو قرآن وسنت کی روشنی میں جانچنے کی کوشش کی تو چند باتیں نمایاں میرے سامنے آئیں اور وہ درج ذیل ہیں۔

☆ یہ کتاب روایات موضوعہ وضعیفہ کا مجموعہ ہے

☆ تبلیغی اس کے ذریعے لوگوں کو بظاہر صحابہ کرام کی راہ دین میں کی گئی کوششوں کے احوال سناتے اور در پردہ اپنی شان بادر کرانا چاہتے ہیں۔

☆ اس کا مصنف گمراہ کن نظریات کے حامل انگریز نواز علماء کا پیروکار ہے۔

☆ صحابہ کرام جیسی مقدس جماعت پر تبلیغی جماعت اس کتاب کے سہارے اپنے آپ کو قیاس کرتی اور غرور و تکبر کا شکار بنی پھرتی ہے۔

☆ قرآن وسنت سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ کے محبوب اعظم ﷺ کے جانثار صحابہ ان کو بے مثل ومثال مانتے تھے جبکہ مصنف حیات الصحابہ کی تحریر یہ نظریہ دیتی ہے کہ وہ بھی ہماری طرح عام انسان تھے (معاذ اللہ)

الغرض ذکر کردہ ہر دو کتابیں "تبلیغی نصاب" اور "حیات الصحابہ" تبلیغیوں کی نام نہاد تبلیغ کی کل کائنات ہیں جبکہ ان کے سہارے یہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش میں مصروف ہیں اور جہالت کا دور دورہ کرنے کے لئے بڑے بے تاب اور مثل ماہی بے آب تڑپ رہے ہیں۔ آپ اول الذکر کتاب کی جگہ "فیضان سنت" اور ثانی الذکر کی جگہ "صحابہ

کرام کا عشق رسول" نامی کتابوں کو پڑھ کر دیکھیں، اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ وہابی تبلیغی کیا درس دے رہے ہیں اور سنی مبلغین کی تبلیغ کا مرکز ومحور کیا ہے؟ یقیناً وہابی سوئے نجد بلا رہا ہے تو سنی سوئے مدینہ جانے کی صدا لگا رہا ہے۔

اب آیئے ذرا "القول البلیغ" کے اس جملے "**والھم عنـاقتـه شدیده**" یعنی اس "تبلیغی نصاب" کی وجہ سے تبلیغی جماعت کے لئے ذکریا کاندھلوی سہارنپوری کی بڑی مہربانی ونوازش ہے، تو چونکہ ان کی تمام تر تبلیغی سرگرمیوں کا اصل ماخذ یہ مہربان کتاب ہے۔ لہذا آپ اس کتاب کے مولف اور خود اس کتاب کی حقیقت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مذکور کتاب سے درس دینے والے تبلیغی ایجنٹوں کی کارستانی کا بیان ملاحظہ کیجئے۔ جس کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

(1) مولف کا تعارف

(2) کتاب کا تعارف

(3) کتاب اور کتابیوں کی شان

مولف کا تعارف

اس کتاب کے مولف کا نام معہ القابات جو کہ کتاب کے قدیم نسخہ پر مرقوم ہے، وہ یہ ہے

حضرت مولانا الحافظ الحاج المحدث محمد ذکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم

یہ نسخہ مولف کی حیات کا مطبوعہ ہے اور ناشران قرآن اردو بازار لاہور کا مطبوعہ ہے اور "مدظلہ" مولف کی حیات پر قرینہ ہے۔

جبکہ جدید نسخہ بنام تبدیل شدہ "فضائل اعمال" پر نام مولف یوں مرقوم ہے

"شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب نور اللہ مرقدہ"

یہ مطبوعہ خواجہ محمد اسلام اردو بازار لاہور کا ہے۔ اس میں درود کا باب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے "تبلیغی نصاب کامل" اور "فضائل اعمال مکمل" کے نام سے اسے چھاپا ہے اور فضائل درود کا باب دونوں میں برقرار رکھا ہے۔

تعارف کتاب

کتاب کا نام دو عنوان "تبلیغی نصاب" اور "فضائل اعمال" سے معنون ہوا تو اس کے ابواب میں بھی کچھ لف و نشر مرتب و غیر مرتب اور کچھ کمی بیشی ہوئی حالانکہ مولف ایک ہی ہے۔ آیئے ایک جھلک موازانہ ملاحظہ کیجئے:

1	2
تبلیغی نصاب	فضائل اعمال
(مطبوعہ درحیات مولف)	(مطبوعہ بعد از ممات مولف)
1۔ فضائل تبلیغ (پہلا باب)	1۔ حکایات صحابہ (پہلا باب)
2۔ فضائل نماز (دوسرا باب)	2۔ فضائل نماز (دوسرا باب)
3۔ فضائل قرآن (تیسرا باب)	3۔ فضائل تبلیغ (تیسرا باب)
4۔ فضائل ذکر (چوتھا باب)	4۔ فضائل ذکر (چوتھا باب)
5۔ فضائل رمضان (پانچواں باب)	5۔ فضائل قرآن (پانچواں باب)
6۔ فضائل درود شریف (چھٹا باب)	6۔ فضائل رمضان (چھٹا باب)
7۔ حکایات صحابہ (ساتواں باب)	7۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج
8۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد حل	

درج بالا تفصیلی ابواب بندی کو بغور ملاحظہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک کتاب کو ابواب کی تبدیلی کے بہانے ترتیب ابواب کو بدل کر اس میں سے فضائل درود کا باب نکال دیا گیا ہے اور کتاب کا نام بھی فضائل اعمال رکھ دیا گیا ہے حالانکہ مولف کے مرنے کے بعد اس کی اجازت کے بغیر نام کتاب کو بدلنا خیانت ہے اور اس پر طرہ یہ کہ نام فضائل اعمال رکھا اور عظیم عمل خیر درود شریف کو اس میں سے خارج کر دیا گیا۔ اور بقیہ ابواب سبعہ کی ترتیب آگے پیچھے کر دی گئی۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کا بیان عنوان "کتاب اور کتابیوں کی شان" کے تحت تفصیلی ملاحظہ کیجئے۔

کتاب اور کتابیوں کی شان

قبل ازیں کہ کتاب اور کتابیوں کی شان مفصل بیان کی جائے مجھے ایک بزرگ ہستی کا ارشاد یاد آ گیا۔ جنہوں نے مولف کتاب کو شیخ الحدیث کہا تو عرض کی گئی کہ اسے شیخ الحدیث کہنا کیسا؟ تو ارشاد فرمایا کہ اسے تو اخبث الخبثاء کہیں تو بھی مضائقہ نہیں، کیوں کہ اس شخص نے تو ان نجدی ایجنٹوں کو یہ ہتھیار دیا ہے جس سے لوگوں کے عقیدوں کو قتل کرتے اور اسی جال سے عوام کالانعام کو گمراہ کر کے پھانستے ہیں اور پھر کتاب کی ایک خاص بات بتائی جو کہ عوام کی کھوپڑی میں جلد سما جاتی ہے ورنہ ہماری عوام بیچاری بھی غلطی سے اس کتاب کو مجموعہ فضائل اعمال سمجھ کر اس کے درس کو سنتی رہتی اور سر ہلاتی رہتی ہے اور پھر کتابیوں کے ورغلانے پر چلہ کشی کر کے اور پکے ہو جاتے اور بالآخر وہابیت کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر وہ خاص گمراہی کی بات اور مولف کا قول بدتر از بول سنئے اور اس کے عبرتناک انجام پر غور کیجئے۔

چنانچہ ذکریا سہارنپوری کاندھلوی رقم طراز ہے۔

"نماز سب سے اہم ذکر ہے اس کے ارکان میں قیام سب سے افضل ہے اور اس کے اندر پڑھی جانے والی چیزوں میں تلاوت قرآن سب سے اہم و افضل چیز ہے تو جو شخص

تلاوت قرآن بے سمجھے کرتا ہے وہ بخار میں مبتلا ہو کر ہذیان (بکواس) بکنے والے کی طرح ہے)"

(ملخصا از تبلیغی نصاب' باب فضائل نماز کا آخری عنوان' بنام آخری گزارش)

علماء فرماتے ہیں یہ قول بدتر از بول' کہ تلاوت قرآن اگرچہ بے سمجھے ہو' اسے بکواس سے تشبیہ دینا صریح کفر ہے اور اس کا بکنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف کتابیوں (از راہ تلفن ان کو تبلیغی ایجنٹوں کے بجائے بعض مقامات پر کتاب تبلیغی نصاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے کتابیوں کہا گیا ہے' قادری) کا حال یہ ہے کہ اپنی ساری زندگی اس قول بدتر از بول کو بار بار پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سناتے اور ذرا بھی نہیں شرماتے اور بڑی ڈھٹائی سے کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث نے کیسی شاندار مثال پیش کی ہے اس شخص کی جو کہ تلاوت قرآن کو بے سمجھے کرتا ہے اور معنی و مفہوم پر ذرا بھر غور و فکر نہیں کرتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی غالب اکثریت ان پڑھ جاہلوں پر مشتمل ہے جو کہ مفہوم قرآن تو دور کی بات صحیح قرات اور تلفظ کی درستگی سے بھی محروم ہیں۔ اب اگر ان کو کوئی کہے کہ تمہارا نماز میں قرآن پڑھنا تو بیمار آدمی کے بکواس کرنے کی طرح ہے تو یہ جھٹ سے کہیں گے کہ معاذ اللہ یہ تلاوت قرآن کی بے ادبی کا مرتکب ہے اور اسے دائرہ ایمان سے نکل جانے کا فتویٰ بھی صادر کریں گے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہی کام ان کے نام نہاد شیخ الحدیث نے کیا تو اسے کافر تو کیا بلکہ مسلمانوں کا رہبر مانتے اور اس کی تعریف کرتے تھکتے نہیں۔ یونہی جب ان کتابیوں سے کہا جاتا ہے کہ تم نے نئے نسخے بنام "فضائل اعمال" سے درود پاک کے باب کو کیوں نکال دیا تو کہتے ہیں کہ اصل میں کتاب بہت وزنی ہو گئی تھی تو ہم نے اسے ہلکا کر دیا۔ سچ کہا کسی نے شیطان کو نیکی کا کام بھاری لگتا ہے۔ ان شیطانوں کو بیس بیس من کے بستر اٹھانا آسان اور کلو دو کلو کی کتاب اٹھانا بھاری کہ اس میں فضائل درود نکالنے کی حاجت پیش آ گئی اور بعض بہانہ بناتے ہیں کہ ہم نے اس کے الگ

الگ باب چھاپ دیے ہیں اور مجموعہ بھی موجود ہے تو اولا تو یہ باب الگ بھی نہیں ملتا' ثانیا جب مجموعہ میں دیگر ابواب سبعہ موجود تو فضائل درود کیوں غائب؟ اور بعض گستاخ تو یہاں تک منہ پھٹ ہو گئے کہ غصے میں آ کر کہتے ہیں اس میں درود پاک کا باب ڈالنا ہی صحیح نہ تھا لہذا ہم نے اس لئے نکال دیا' سچ کہا..... **بے حیا باش هرچه خواهی کن**

قارئین کرام! اب آیئے ذرا دار العلوم محمدیہ رضویہ بھکی شریف ضلع منڈی بہاؤالدین کے سابقہ ماہنامہ حافظ الحدیث کی جلد نمبر 1 شمارہ 7 جولائی 2001ء کا تبلیغی ایجنٹوں' تبلیغی نصاب اور نام نہاد شیخ الحدیث کاندھلوی کے بارے میں شاندار تبصرہ ملاحظہ کیجئے۔

چنانچہ تبصرہ نگار فرماتے ہیں:

"ویسے تو ہر جماعت ہر گروہ ہر فرقے بلکہ ہر فرد کی اپنی الگ الگ خصوصیات ہوتی ہیں جن کی بناء پر باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے مگر کچھ افراد یا گروہ اپنی امتیازی خصوصیات کی بناء پر بہت ہی نمایاں ہو جاتے ہیں اور وہ خصوصیات ان کا لازمہ بن جاتی ہیں جیسا کہ پاکستان بھر میں بلکہ برصغیر اور بیرونی ممالک میں دین کے نام کا ہوکا (آوازہ) دینے والے منفرد شان اور جداگانہ کردار کی حامل تبلیغی جماعت کا نمایاں وصف اور جداگانہ خصوصیت وہ ان کی نرم روی اور نرم کلامی اور ظاہری خیر خواہی کا جذبہ ہے مثلا ایک شخص اپنے آپ کو اگر واقعتا جماعت کے گشت کے لئے وقف کر دے تو جماعت کے دیگر مخلصین اسے فکر معاش سے آزاد کر دیتے ہیں۔ یہ ہمارے اپنے مشاہدے کی بات ہے حتی کہ بعض لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ ان کے پاس ایسا منتر ہے کہ جو شخص ایک چلہ لگا لے وہ چاہے کتنا ہی کرخت کیوں نہ ہو وہ نرم ہو جاتا ہے۔ جیسے شبیہ ذوالجناح کو تعزیہ داری کے دوران ٹھنڈا کر لیا جاتا ہے اور ان (تبلیغیوں) کے مخالفین اسی خوبی کی بناء پر طعنہ زنی کے انداز میں انہیں گربہ مسکین کا لقب دیتے رہتے ہیں۔

مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطابات میں اسی لفظ سے ان کو

یاد فرمایا کرتے تھے اور اس پر پرلطف مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے جلسہ گاہ کو کشت زعفران بنادیا کرتے تھے۔ بہرحال ان کی مسکینی حالت اور مسکینی چال ہر ایک کے سامنے ہے بلکہ دیگر مساکین کے ساتھ ان دین کے کام میں چست مسکینوں کا مقابلہ کیا جائے تو انہیں اشد المساکین کہنا بالکل بجا ہوگا، سب کچھ یا بہت کچھ ہوتے ہوئے مسکین بن کے رہنا بہت بڑی خوبی اور اللہ کا احسان ہے جسے نصیب ہو پھر بعض مسکین کبھی کبھی ایسا کام بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ عقل مند اور حلیم آدمی کا سر چکرا کر رہ جاتا ہے ایسی ہی صورتحال میں راقم الحروف بھی گرفتار ہے۔ یہ میری سامنے فضائل صدقات نامی کتاب ہے جس کا ٹائٹل یوں ہے "تبلیغی نصاب حصہ دوم" جس میں فضائل صدقات دونوں حصے اور فضائل حج کو یکجا مجلد کیا گیا ہے۔

مصنف کا نام لکھا ہے "شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب دامت برکاتہ" اور ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی نمبر 13 اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ فضائل صدقات کتاب شروع میں تبلیغی نصاب کا حصہ تھی بعد میں الگ کردی گئی اور فضائل صدقات کا نام دے دیا گیا اور مصنف کے نام کے ساتھ دامت برکاتہ کے تعریفی کلمات بتاتے ہیں کہ حضرت کے دور میں یہ کتاب چھپی تھی نام کے ساتھ شیخ الحدیث بھی لکھا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی عام رائٹر یا مصنف نہیں بلکہ حدیث شریف پڑھانے والے کے قلم کی یہ کاوش ہے۔ تبلیغی نصاب میں جابجا اس کا اظہار بھی ہوا ہے کہ اس کے مصنف حدیث شریف کے استاد ہیں اور حدیث شریف پڑھانے والے سے تو صحاح ستہ کی کوئی حدیث اوجھل نہیں رہ سکتی بالخصوص فضائل اعمال کے مصنف سے شیخ الحدیث سے ابوداؤد و نسائی کی کوئی حدیث اوجھل رہے علم حدیث کے خدام میں ایسا شخص اس منصب فاضلہ کے لائق نہیں اور بالخصوص ایک ایسی حدیث جس پر فقہ حنفیہ کے ایک اہم ترین مسئلہ کہ عورتوں کے زیورات پر زکوۃ فرض ہے یا نہیں؟ کی بنیاد ہو کسی حنفی شیخ الحدیث سے تو کیا درمیانے

درجے کے مدرس سے بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی' آمدم برسر مطلب..... اس تمہیدی گفتگو کے بعد عرض ہے کہ صحاح کی دو اہم کتابوں ابوداؤد اور نسائی میں یہ حدیث شریف موجود ہے۔

ان امراۃاتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعھا ابنتہ لھا و فی ید ابنتھا مسکتان غلیظ لتان من ذھب فقال اتعطین زکوٰۃ ھذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ بھما یوم القیامۃ سوارین من نار فخلعتھما فالقتھما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالت ھما للہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک خاتون حاضر ہوئیں ان کے ہمراہ ان کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری کنگن تھے۔ سرکار ﷺ نے اس لڑکی سے فرمایا کہ کیا تم اس زیور کی زکوۃ دیتی ہو تو انہوں نے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ ان کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں آگ سے کنگن پہنائے دن قیامت کے' اس پر وہ عرض گزار ہوئی کہ یہ دونوں کنگن میں نے اللہ و رسول کے لئے دے دیئے اور اتار کر بارگاہ رسالت میں "**ھما للہ و رسولہ**" کہتے ہوئے پیش کردیئے۔

(ابوداؤد جلد اول' کتاب الزکوۃ نسائی جلد اول کتاب الزکوۃ مطبوعہ لاہور' کراچی)

جبکہ فضائل اعمال مطبوعہ دہلی در حیات مولف میں ان الفاظ "**ھما للہ و رسولہ**" کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔ "یہ اللہ کے واسطے دیتی ہوں" اور آگے الترغیب کا حوالہ پیش کیا گیا ہے حالانکہ ابوداؤد' نسائی اور ترغیب تینوں میں الفاظ باہم ایک جیسے ہیں اور اس کا صحیح ترجمہ یہی ہے "یہ دونوں اللہ و رسول کے واسطے ہیں" اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کسی الجھن کا شکار ہیں جس کی بناء پر ترجمہ کرتے وقت "ورسولہ" کا ترجمہ ان کو گوارا نہ ہوا جو کہ ان کی مسکینی کی حالت کا آئینہ دار ہے۔ اور وہ الجھن یہی ہے کہ زکوۃ ایک عبادت ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کا نام آ گیا لہذا جہاں غیر اللہ کا نام آ جائے تو وہ چیز ناجائز و حرام ہو جاتی ہے جبکہ حدیث اس نظریہ کی نفی کر رہی ہے۔ اس الجھن کو دور کرنے کے دو ہی طریقے ہیں یا تو اپنا غلط نظریہ تبدیل کر کے حدیث صحیح کے مطابق کرلیں یا (معاذ اللہ)

حدیث کو بدل کر اپنے ذہن کے مطابق کرلیں تو تبلیغی نصاب کے مصنف جو کہ منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں انہوں نے دوسرا طریقہ بہتر جانا کہ صحاح ستہ کی حدیث شریف میں تھوڑی بہت تبدیلی کرلو تا کہ اپنے نظریے کے مطابق کرلیا جائے اس لئے "ورسوله" کا ترجمہ ہضم کر گئے اور حوالہ میں عام دستیاب اصل ماخذ ابوداؤد نسائی کے بجائے "ترغیب" لکھ دیا۔ (ابوحمزہ مظہری)

قارئین کرام! ابوحمزہ مظہری سلمہ القوی نے بڑی محنت و عرق ریزی سے بقول ان کے تبلیغی جماعت کے نام نہاد مبلغ اعظم کے کہنے پر "تبلیغی نصاب" اور "فضائل اعمال" کا صحیح پوسٹ مارٹم کیا ہے، لیکن اگر کبھی ان کو فرصت ملے تو وہ ان دیو کے بندوں کے گرو گھنٹالوں اور پوپ پادریوں کی کوک شاستری کتابوں کا جائزہ لیں تو ان کی عقل دنگ رہ جائے کہ یہ کیسے ظالم لوگ ہیں اور ان کے عزائم کتنے گھناؤنے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے زمانہ طالب علمی میں "تبلیغی نصاب" کو کئی مسجدوں سے غائب کیا تا کہ عام نمازی اس کو پڑھ کر گمراہ نہ ہوں اور اس کتاب میں کیا کیا تحریفات ہوئیں، کتنے نام بدلے، کتنے کام بدلے، یہ مستقل ایک موضوع ہے۔ ہم تو اپنے اس مضمون میں کتاب نہیں بلکہ کتابوں کی حرکات کا جائزہ لیں گے کیونکہ اسکا نام تبلیغی جماعت کا تعارف ہے اور ضمناً ان کی کتب کا آپریشن کرینگے۔

الحاصل تبلیغی جماعت کی عنایت بھری کتاب "تبلیغی نصاب" اور "فضائل اعمال" گمراہی کا جال ہیں۔ تبلیغی انہی ہر دو کتابوں کے ذریعے عوام الناس کو فضائل سنا سنا کر چلہ کشی کے لئے تیار کرلیتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ذہن سازی کرتے رہتے ہیں لوگ جب پوری طرح ان کی طرف میلان کرلیتے ہیں تو پھر یہ اپنے امام اول بانی مذہب ابن عبدالوہاب نجدی تمیمی کی **کتاب التوحید** اور امام ثانی اسماعیل دہلوی کی "صراط مستقیم" اور "تقویۃ الایمان" جو کہ درحقیقت "صراط مجیم" اور "تقویۃ الایمان" کہلائی جائیں تو صحیح ہے ان ہر سہ کتب سے درس بے ایمانی دینا شروع کردیتے ہیں اور لوگوں کو آہستہ آہستہ اپنے ان دو گروؤں کا گرویدہ بنانے کی چال شروع کردیتے ہیں پھر جب لوگ

ان کے قائل ہو کر ان کی محبت کا دم بھرنا شروع کردیتے ہیں تو یہ سرکاری شکاری پھر امام اول کے شیدائیوں ابن تیمیہ اور اُس کے نام نہاد شاگرد ابن قیم جوزی کی کتابوں کا شوق دلاتے ہیں اور جو اردو خواں طبقہ ہے انہیں اسماعیل دہلوی جو پہلا ہندوستانی وہابی ہے اس کے ماننے والوں میں سے کوک شاستری کتابوں کے مولفین دیو کے بندوں اشرفعلی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور حسین احمد کاگریسی کی کتابوں کا اور دیوبند کے مدرسہ میں بے ایمانی و بدعقیدگی کی بنیادی اینٹ لگانے والے منکر ختم نبوت قاسم نانوتوی کی آب حیات و تحذیر الناس کا پانی پلاتے اور ڈراتے ہیں کہ ہمارے ساتھ چلہ کشی نہیں کروگے تو جاہلیت کی موت مرجاؤ گے اور مشرک و بدعتی لوگ تمہیں گمراہ کردیں گے، حالانکہ ان کی کتابوں سے بڑھ کر گمراہی کے پلندے نہیں ملیں گے، بخدا ہندوؤں کی پوتھیوں سے ان کی کتابیں بری اور باعث ہلاکت ایمان ہیں کہ ان کی کتابیں عمومی طور پر مسلمان نہیں پڑھتے اور ان نام نہاد مسلمانوں کی کتابیں عام مسلمان پڑھتے ہیں لہذا ان کی گمراہی پھیلنے کے امکان زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ زیادہ بری ہیں۔

نیز شیخ محمد بن عبداللہ بن جمود التویجری رقم طراز ہے:

وللتبليغيّتن مسجد و مركز رئيسي و دلهي يشتمل على اربعة قبور في الركن الخلفي من المصلى وهذا شبيه بفعل اليهود والنصارى الذين اتخذو قبور الانبياء و الصالحين مساجد و قد لعنهم رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا الصنيع واخبرانهم من شرار الخلق عند الله (القول البليغ ص ١٢ مطبوعه دارالصّميعي للنشر والتوزيع)

ترجمہ: تبلیغی جماعت والوں کی دہلی میں ایک مرکزی مسجد ہے جو کہ مصلی سے پچھلے ستون میں موجود چار قبروں پر بنائی گئی ہے اور یہ (قبروں کے اوپر) مسجد بنانا یہود و نصاریٰ کے کام سے مشابہت رکھتا ہے۔ جنہوں نے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجدیں بنا ڈالا،

حالانکہ رسول پاک ﷺ نے ان کے اس کام پر لعنت فرمائی اور ان کے بارے میں خبر دی کہ یہ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

تبصرہ قادری : قارئین کرام! آپ نے تبلیغی جماعت والوں کی دو مشہور درسی کتابوں ''تبلیغی نصاب'' اور ''حیات الصحابہ'' پر تفصیلی تبصرہ ملاحظہ کیا' اب دیکھئے کہ کس طرح یہ تبلیغی یہود و نصاریٰ کی روش پر چلتے ہوئے قبروں کو سجدہ گاہیں بناتے ہیں اور اپنے گمراہ گر پیشواؤں کی تعظیم میں یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور جس طرح یہود و نصاریٰ اپنے علماء کو رشوتیں دے کر تورات و انجیل میں تبدیلیاں کرواتے تھے اور محرف انجیل کی آج کل جگہ جگہ تبلیغ کرتے بلکہ کئی اناجیل بنا ڈالی ہیں اور انہیں مسلمانوں کی مساجد' مدارس' اسکولز' کالجز' یونیورسٹیز' اسپتالوں اور نجی و سرکاری دفاتر میں مفت تقسیم کرتے اور پھیلاتے نظر آتے ہیں ایسے ہی تبلیغی جماعت والے انگریزوں سے وظیفے کے نام پر رشوتیں لیکر ابن عبدالوہاب نجدی اور ہندوستان کی سرزمین پر نجدی کا ناپاک مشن پھیلانے کی ابتداء کرنے والے نام نہاد مولوی اسماعیل دہلوی ایجنٹ آف انگریز کی کتابوں کو مسلمانوں کی مساجد و مدارس اور خانقاہوں میں بھولے بھالے ان پڑھ مسلمانوں کے ہاتھوں مفت دے آتے یا وہاں رکھ آتے ہیں تاکہ ہر آنے والا ان کتابوں کو پڑھ کر صراط مستقیم سے بھٹک کر ان بدبختوں کی صف میں شامل ہو کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش میں مشغول ہو جائے۔ اب آیئے دیکھیں یہ ابن عبدالوہاب نجدی کون تھا اور اس کے نظریات کیا تھے؟

چنانچہ خلیفہ اعلیٰ حضرت' استاذ العلماء مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ اس کے بارے میں تفصیلی تعارف پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''وہابی ایک نیا فرقہ ہے جو 1209ھ میں پیدا ہوا' اس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا' جس نے تمام عرب' خصوصا حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے' علماء کو قتل کیا' صحابہ کرام وائمہ وعلماء وشہداء کی قبریں کھود ڈالیں' روضہ انور کا نام معاذ

اللہ ''صنم اکبر'' رکھا تھا۔ یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کیے جیسا کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔ وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اسے خارجی بتایا۔ اس عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''کتاب التوحید'' رکھا۔ اس کا ترجمہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے کیا' جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔ (بہار شریعت' حصہ اول ص 110' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

شیخ احمد صاوی مصری مالکی علیہ الرحمہ ان کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

یہ آیت الذین کفروا لھم عذاب شدید والذین آمنوا وعملوا الصلحت لھم مغفرۃ و اجر..... (سورہ فاطر آیت 7)

ان خارجیوں کے حق میں نازل ہوئی جو کتاب وسنت میں تحریف کرتے ہیں اور اس کے ذریعے (معاذ اللہ) مسلمانوں کی جان اور مال کو حلال ٹھہراتے ہیں' مال لوٹتے اور مسلمانوں کو قتل کر دیتے ہیں جیسا کہ اس کی ایک مثال ہم اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں وہ حجاز مقدس میں ایک فرقہ ہے جو وہابی کہلاتا ہے وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سچے ہیں حالانکہ وہ جھوٹے ہیں اور شیطان نے انہیں گمراہ کر دیا ہے اور ذکر خدا ان کو بھلا دیا ہے' یہ شیطانی پارٹی ہے اور شیطانی پارٹی خسارے میں ہے۔ نیز ان کے بارے میں علامہ شامی قدس سرہ السامی رقم طراز ہیں کہ یہ ابن عبدالوہاب کے پیروکاروں کا فتنہ حجاز مقدس میں پھیلا تو انہوں نے مسلمان علماء کا قتل بالخصوص اہل سنت کو مارنا جائز قرار دیا' ان کے مال لوٹ لیتے تھے بالآخر 1233ھ میں یہ فتنہ مغلوب ہو گیا۔ (صاوی علی الجلالین جلد ۵ ص ۷۸ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی، ردالمحتار المعروف فتاوی شامی ج 6، ص 400، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

گرامی قدر قارئین! قبل اس کے کہ تبلیغیوں کے دو بڑے گروؤں ابن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کی کتابوں ''کتاب التوحید'' اور ''تقویۃ الایمان'' کی کفریہ اور گستاخی بھری عبارات پیش کروں آپ فتنہ وہابیہ کے اس پس منظر میں سوات کے اندر ہونے والے

مظالم کا جائزہ لیجئے کہ کہیں یہ اصلاح کے نام پر باب فساد تو نہیں کھولا جارہا ہے۔

چنانچہ ارشادات رب العزت جل مجدہ ہے

واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون O الا انھم ھم المفسدون و لکن لایشعرون (البقرہ آیت ۱۱۔۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں' سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

قاضی عبداللہ بن عمر بن محمد الشیر ازی علیہ الرحمہ اپنی مشہور درسی تفسیر "انوار التنزیل و اسرار التاویل" المعروف بالبیضاوی میں یوں رقم طراز ہیں۔

کسی شے کا اعتدال کی حد سے نکل جانا فساد کہلاتا ہے اور شے کا اپنی حد اعتدال میں رہنا اصلاح کہلاتا ہے اور اصطلاح میں فساد سے مراد ہر قسم کا نقصان دہ کام ہے اور اصلاح سے مراد ہر قسم کا نفع مند کام ہے۔ منافقین کا زمین میں فساد یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کی مخالفت کرتے تھے اور ان کے خلاف کفار کی مدد کرتے تھے اور مسلمانوں کے راز کفار تک پہنچاتے تھے جن کی وجہ سے وہ جنگوں اور فتنوں کو بھڑکاتے تھے اور ان کے اس انداز سے زمین میں فساد برپا ہوا' اس طرح لوگوں کے مکان' چوپائے اور کھیتیاں تباہ و برباد ہوگئیں اور ان کا فساد یہ بھی تھا کہ وہ کھلے بندوں گناہ کا ارتکاب کرتے اور دین حق کی توہین کرتے تھے کیونکہ احکام شرع میں رخنہ اندازی کرنا' ان پر عمل نہ کرنا' یہ سب سبب فتنہ و فساد ہے اور نظام دنیا کے بگاڑ کا باعث ہے' جبکہ منافقین اس سارے فتنے کے باوجود اس بات کے خواہش مند تھے کہ انہیں بجائے فسادی کے اصلاحی کے نام سے یاد کیا جائے اور ان کے فساد کو اصلاح کہا جائے (ملخصا از بیضاوی مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

شیخ المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

"قوت غضبیہ کو ترجیح دیتے ہوئے تھے اور اس کی بناء پر لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا جبکہ کہتے اپنے آپ کو اصلاح پسند تھے اور حقیقی اصلاح تو یہی ہے کہ قتل و

غارت گری نہ ہو' مال کی لوٹ کھسوٹ نہ ہو۔

نیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

فسادی گروہ کا فساد چند طریقوں سے تھا' ان میں سے پہلا یہ کہ لوگوں کو ایمان سے متنفر کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صلحاء امت کے عیب تلاش کر کے تشہیر کرتے ہیں تاکہ لوگ پیغمبر پاک علیہ السلام کی صحبت کی تاثیر اور دین کی خوبی سے بداعتقاد ہو جائیں۔

دوسرا یہ کہ بری رسموں اور بری بدعتوں کو لوگوں کے مال' انعام اور احسان میں طمع دلانے کی وجہ سے بدعتیوں اور فاسقوں میں رائج کرتے ہیں۔

تیسرا یہ کہ اپنی خواہش اور غضب کو جاری کرنے میں بے باکی کرتے ہوئے قتل کرتے' زخمی کرتے' مارتے' گالیاں بکتے' تاوان لیتے اور مال لوٹتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جانوں' مویشیوں اور کھیتوں کو ضائع کرنے' ڈاکے مارنے اور ذخیرہ اندوزی کرنے تک پہنچ جاتا ہے اور ان چیزوں کی وجہ سے روئے زمین خراب ہو جاتا ہے' لیکن یہ لوگ ان حرکات (قتل و غارت گری وغیرہ) کی وجہ سے اپنے مقصد جو کہ دین حق کی توہین اور اہل اصلاح اور نیکوں کی تحقیر ہے' نہیں پہنچتے بلکہ یہ لوگ خسارے میں ہیں اور اپنی عقل کی وجہ سے انہیں جو دنیا میں کثیر نفعوں کی امید تھی' اسے ضائع کر دیا اور آخرت میں بہشت کی لذیذ نعمتیں ضائع کر دیں اور اس کے بجائے ان ہلاک کرنے والی چیزوں کو جو کہ مرنے کے بعد سانپوں اور بچھوؤں کی صورت میں نمودار ہوں گی انہیں خرید لیا تو ان کے حق میں وہی مثال درست ہوئی کہ انہوں نے خود موتی دیا اور اینٹ لے لی۔

(تفسیر عزیزی مترجم مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور ص ۳۰۲)

ابن عبدالوہاب نجدی اور صوفی محمد سواتی کی ہم آہنگی

1.....ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک انبیاء واولیاء کو محض پکارنا ہی شرک ہے

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی بزرگان دین کو پکارنا شرک ہے

2.....ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک دم' تعویذ اور بیماری میں کچھ پڑھ کر پھونکنا بہت بری رسم اور بعض صورتوں میں شرک ہے

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی دم' تعویذ گنڈے یہ سب شرکیہ افعال ہیں

3.....ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا اور صالحین کے مزارات کی تعظیم ناجائز وحرام اور شرکیہ کام ہے

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی مزارات صالحین پر حاضری دینا' مراقبات کرنا یہ سب ناجائز و خلاف شریعت امور ہیں

4.....ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک جو مسلمان علماء ومشائخ کی تعظیم کرتے ہیں' وہ یہود ونصاریٰ کے پیروکار ہیں

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی علماء ومشائخ کی تعظیم وناجائز حرام بلکہ ان کی توہین ضروری ہے؟

5.....ابن عبدالوہاب نجدی کے نزدیک بھی مزارات کا گرا دینا واجب اور علماء اہل سنت اور مشائخ عظام کی قبروں کو ڈھا دینا' انہیں قتل کرنا جائز اور کار خیر تھا

اور

صوفی محمد نے عملاً یہ کام سوات میں بڑی بے دردی سے کیا اور سینکڑوں علماء ومشائخ کا قتل عام اور ان گنت خانقاہوں کو گرا دیا۔

مولوی اسماعیل دہلوی اور صوفی محمد سواتی کی ہم آہنگی

1.....اسماعیل دہلوی کے نزدیک پیغمبر کی شان یہ کہ جیسے گاؤں کا چوہدری یا بڑا زمیندار ہوتا ہے

اور

صوفی محمد بھی پیغمبر کو منجانب اللہ ایک قاصد سے زائد کوئی حیثیت نہیں دیتا

2.....اسماعیل دہلوی کے نزدیک رسول پاک معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل چکے ہیں

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی وارثان علم نبوت مشائخ کرام مر کر مٹی میں مل چکے ہیں

3.....اسماعیل دہلوی کے نزدیک پیر' پیغمبر' امام زادے سب کی زیادہ سے زیادہ یہ شان ہے کہ وہ ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی علماء' سادات' ومشائخ عام انسانوں کی طرح ہیں' ان کی تعظیم میں حد بندی ہونی چاہئے۔

4.....اسماعیل دہلوی کے نزدیک جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار ہیں

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی انبیاء اولیاء بے اختیار ومجبور محض ہیں

5.....اسماعیل دہلوی کے نزدیک مزارات پر حاضری دینا' وہاں روشنی کرنا' ادب سے مجاور بن کر رہنا اور آثار بزرگان دین کی تعظیم سب شرکیہ افعال ہیں

اور

صوفی محمد کے نزدیک بھی یہ تمام امور ناجائز وامر اور بدانجام ہیں

نوٹ: ابن عبدالوہاب نجدی کے یہ نظریات اس کی ''کتاب التوحید'' ومطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی اور اسماعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان'' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی سے لئے گئے ہیں اور صوفی محمد نے بارہا اپنے حواریوں کے سامنے ان نظریات کا اظہار کیا اور اس کی یہ ساری کارروائی انہی افکار کو پھیلانے کا پیش خیمہ ہے اور میڈیا دنیا بھر کو واضح کر کے دکھا رہا ہے۔ (محمد عارف محمود قادری)

اخبار المدارس کی کارستانی

قارئین کرام! آپ نے ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی کتاب کا ترجمہ پیش کرنے والے اسماعیل دہلوی کے افکار کو ملاحظہ کیا اور پھر ان نظریات کے حامی و ناشر کا سوات میں کردار دیکھا کہ یہ لوگ اپنے فساد کو اصلاح کا نام دے کر قتل و غارت گری کا کس طرح بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس اخبار المدارس کا 6 تا 12 مئی 2009ء نے شریعت کے نام پر وہابیت پھیلانے والے ابن عبدالوہاب نجدی کو "اس ہفتے کی شخصیت" کا عنوان دے کر ان الفاظ میں یاد کیا ہے۔

☆1115ھ میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

☆ والد ماجد عبدالوہاب بن سلیمان تمیمی شہر کے قاضی تھے۔

☆ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور بصرہ کے سفر کئے۔

☆ علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم کی کتابوں کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتے تھے۔

☆ بدعت کے سخت مخالف اور توحید کے متشدد داعی تھے۔

☆ علاقے کے علماء کی مخالفت کی وجہ سے 1157ھ میں مقام داعیہ میں منتقل ہو گئے۔

☆ بادشاہ وقت محمد بن سعود کو اپنا ہمنوا بنایا اور نجد کی سرزمین آپ کے افکار کا مرکز بن گئی۔

☆ رفتہ رفتہ شرک و بدعت سے بیزار لوگوں کو آپ کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ یہ سلسلہ (وہابیہ) برصغیر پاک و ہند اور سرزمین عرب میں اب بھی جاری ہے۔

☆ کتاب التوحید، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، الخطب المنبریہ اور مختصر المعاد وغیرہ درجنوں کتب کا یہ عظیم مصنف 1206ھ میں راہی ملک عدم ہوا۔

یہ ہے اخبار المدارس جس کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اختلافی موضوعات پر تحریریں شائع نہیں کی جائیں گی جیسا کہ خود اخبار میں "**توجہ فرمائیے**" کے عنوان کے تحت آخری جزء میں یہی لکھا ہے لیکن ابن عبدالوہاب نجدی جیسے شخص کو عظیم مصنف و شخصیت قرار دیا جا رہا ہے جس کی شخصیت و تصنیف کی چند جھلکیاں آپ پچھلے صفحات میں تفصیل سے ملاحظہ کر چکے ہیں جو شخص روضہ رسول ﷺ کو معاذ اللہ بڑا بت قرار دے اور علماء کو قتل کرنا جائز قرار دے اسے تو مسلمان ماننا ہی درست نہیں چہ جائیکہ اسے عظیم مصنف کا عنوان دیا جائے۔ بہرحال تبلیغی جماعت سے بچنے کے ساتھ ساتھ اس کے تمام ہمنواؤں، مقرروں، اخباروں، اشتہاروں اور کتب و رسائل سے اپنے آپ کو بچائیے کہ اسی اخبار المدارس میں تبلیغی جماعت کے گن گاتے مولویوں کے مضامین چھپتے ہیں اور وہ اس کی آڑ میں تبلیغی جماعت کی تشہیر کرتے ہیں۔

الغرض تبلیغی جماعت اور ان کے جملہ حامیان و حواریان کا مشن ایک ہی ہے اور یہ لوگ بظاہر تو کلمہ گو مسلمان نظر آتے ہیں بلکہ جگہ جگہ مسلمانوں کو کلمہ پڑھاتے نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت انگریزوں کے ایجنٹ ہیں اور ان کی دشمنی ہمیشہ سے محبوبان باری تعالیٰ کے ساتھ رہی ہے اور ان کی جنگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ جاری رہی ہے۔ صلیبی جنگوں کا منظر ہمیشہ ان کے مظالم میں واضح جھلکتا ہوا نظر آتا رہا ہے اور اب بھی آ رہا ہے۔ ابن عبدالوہاب نجدی تا صوفی محمد ان کے مظالم کا شکار ہمیشہ اہل سنت و جماعت ہی رہے ہیں اور یہ لوگ معاذ اللہ مسلمانان اہل سنت کو مشرک و کافر شمار کر کے قتل کر دینا روا سمجھتے ہیں اور محبوبان باری تعالیٰ کے مزارات گرانا اور گروا دینا فخر سمجھتے ہیں اور علماء و مشائخ اہل سنت کو قتل کرنا اور کروانا اور پھر ان کی لاشوں کی بے حرمتی کرنا اپنے لئے معاذ اللہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں جبکہ اس کے برعکس اگر ان کے نام نہاد ملاؤں میں سے جس کو اس کے کرتوتوں کی بناء پر مسلمانوں نے واصل جہنم کر دیا ہو اسے شہید اور مجاہد قرار دیتے ہیں اور اس کی مرگھٹ پر

پھول چڑھاتے اور اس کے ایام مناتے پھرتے ہیں۔اس کے علاوہ اگر اس کی قبر کو کوئی سنی جیالہ جوش میں آ کر توڑ پھوڑ دے تو اس پر شدید احتجاج کرتے اور ریلیاں نکالتے ہیں اور اس کو توہین قرار دیتے اور اس پر فتویٰ بازی کرتے اور حکومت سے سزا کا مطالبہ کرتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر جو شخص اپنے قول و فعل سے ارتداد کرے اور دائرہ ایمان سے نکل جائے تو اس کی کوئی عزت نہیں اس کی قبر لائق زیارت نہیں اس پر پھول چڑھانا یا اس کی تعظیم کرنا ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا بداانجام کام ہے۔مذکورہ دو اماثین طائفہ ابن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے جو کردار ادا کیا اس کی بناء پر امت مسلمہ کے جمہور علماء کا ان کے خلاف گستاخ رسول ہونے کا فتویٰ موجود ہے اور گستاخ رسول کو امام بنا کر اس کے پیچھے چلنے والے افراد کی جماعت وہابیہ کے سرکردہ لوگوں کو اپنا مذہبی پیشوا مان کر ان کی کتابوں سے تبلیغ کرنے والی یہ تبلیغی جماعت جو کہ ماری ماری پھرتی ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو راہ حق سے ہٹانے میں اس کو کامیابی ملے تو یہ اس کی محرومی اور بدبختی ہے جو یہ دھندا کرتی ہے وگرنہ تو لبادہ مسلمانی میں اسلامی شعار اپنانا مسلمان کا شیوہ ہے نہ کہ لباس خضر میں راہزن بن کر دولت ایمان کو لوٹنا اور اس پر اترانا یہ کسی مبلغ کو زیب نہیں دیتا۔

شیخ حمود بن عبداللہ بن حمود تویجری رقمطراز ہے:

وقدذكر سيف الرحمن بن احمد فى (صفحه ٥٦،٥٧)انواعاكثيرة من مشابهة التبليغيين للشيعة و (من تشبه بقوم فهو منهم) و هذا ملخص ما ذكره سيف الرحمن بن احمد عنهم

قال "و مما يُلاحظ عليهم ان لهم الشبه بالشيعة فى اخفاء السم فى الدسم ولهم الشبه بالشيعة فى اخفاء مافى كتبهم و لهم الشبه بالشيعة فى اخفاء كثير من عقائدهم المبعدة فى الغلو و فى التطرفات والخرافات النائية ولهم شبه بالشيعة بالتقيه باسم الحكمة والاحتياط حيث انهم يظهرون شيئاً و يخفون شيئاً و يحرفون الكلم

عن مواضعه و يقولون شيئاً و يفعلون شيئاً و ينادون بالدعوة الى الاجماعيات و يتحمسون لكثير من الخلاضيات و لهم شبه بالشيعة فى البغض و نصب الاعداء لاهل الحق و عقيدة السلف و لهم شبة بالشيعة فى كثير من التاويلات النائية عن طريق السلف الصالح و لهم شبة بالشيعة فى قربهم للحكايات والخرافات و تعظيم النسبة الى اكابرهم و الىٰ مشائخهم (القول البليغ فى التحذيز من جماعة التبليغ صفحه 18)

ترجمہ: شیخ سیف الرحمٰن بن احمد پنی کتاب کے صفحہ ۵۶، ۵۷ پر کئی اقسام کا بیان کرتے ہیں جن کے اندر تبلیغیوں کی شیعہ کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے اور بفرمان حدیث جو جس قوم سے تشبہ اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔(حمود بن عبداللہ بن حمود) کہتا ہے کہ شیخ سیف الرحمٰن کی عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے

(شیعہ کے ساتھ پائی جانے والی مشابہت کے نمونے)

1۔تبلیغی جماعت والے اپنی کتابوں میں موجود باطل نظریات کو شیعوں کی طرح چھپا کر رکھتے ہیں۔

2۔تبلیغی جماعت والے اپنے غلو بھرے عقائد، دوراز اصول دین باتیں اور نت نئی خرافات کو شیعوں کی طرح چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

3۔تبلیغی جماعت والے شیعوں کی طرح تقیہ کرتے ہیں اور اسے حکمت و احتیاط کا نام دیتے ہیں اس حیثیت سے کہ بعض چیزوں کو ظاہر کرتے ہیں اور بعض چیزیں چھپاتے ہیں اور کلمات کو اپنے مقام بدل دیتے ہیں کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں لوگوں کی اجماعیات کی طرف بلاتے ہیں جبکہ خود کئی اختلافات کا شکار نظر آتے ہیں۔

4۔تبلیغی جماعت والے اسلاف کے خلاف عقیدے گھڑنے اور ان سے بغض رکھنے میں شیعوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔

5۔تبلیغی جماعت والے اپنے نام نہاد مشائخ کے بارے میں ایسی حکایات گھڑ لیتے ہیں جس طرح کے شیعوں نے گھڑلی ہیں۔

مزید حمود بن عبداللہ بن حمود رقمطراز ہے۔

ولهم شبة بالشيعة فى بعدهم عن النصوص و عن العلم با لنصوص نصوص الكتاب و السنة فالذاكر الشيعى على العموم جاهل و هذا التبليغى كذالك على العموم جاهل و لهم شبة بالشيعة فى تحديد علمهم و علم طائفتهم فى كتب المعروفة عندهم دون غير ها من الكتب ودون غيرهم من علماء المسلمين و لهم شبة بالشيعة بجهل معظم الدين محصوراً فى المناقب و المثالب و تعظيم الاكابر.ولهم شبة بالشيعة فى المقدرو على المغالطات و المبالغات (ايضاً صفحه 19)

شیعہ کے ساتھ پائی جانے والی مشابہت کے نمونے

6۔تبلیغی جماعت والے شیعوں کی طرح نصوص قرآن وسنت اور علم سے دور ہیں، علی العموم شیعہ ذاکر جاہل ہوتا ہے اسی طرح تبلیغی مبلغ بھی جاہل ہوتا ہے (بلکہ تبلیغی جماعت والوں میں سے تو بارہا کا ہمیں تجربہ ہے کہ جب ان کو پھنسا دیا جائے تو بھیگی بلی بن کر اپنی جہالت کا سرراہ برملا اظہار کرتا ہے اور اس کے باوجود دین کی ٹھیکیداری کا کام نہیں چھوڑتے۔ (قادری غفرلہ)

7۔تبلیغی جماعت والوں کی طرح شیعوں کے ساتھ ملنے جلنے والی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے علماء مسلمین کی کتابوں کو چھوڑ دیا ہے اور اپنا علم چند مخصوص کتابوں تک محدود کیا ہوا ہے

یہی وجہ ہے کہ حمود نے اپنی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ کم علم کی بناء پر اپنے لوگوں کو بحث مباحثہ سے روکتے ہیں۔

8۔تبلیغی جماعت والوں کا یہ عمل بھی شیعوں سے مشابہت رکھتا ہے کہ یہ تعظیم وتوقیر اپنے بڑوں کی حد تک محصور جانتے ہیں اور اس سلسلے میں بہت مبالغہ آرائیاں کرتے ہیں (اس سلسلے میں تبلیغی جماعت والوں نے اشرف السوانح، تذکرۃ الرشید اور ارواح ثلاثہ المعروف حکایات اولیاء کو بہت پھیلایا ہے حالانکہ مذکورہ کتب ثلاثہ فحش لٹریچر میں ایک قابل قدر اضافہ ہے جو ان کی نیک نامی کی کلی کھولنے کیلئے کافی ہے۔قادری غفرلہ

تبصرہ قادری: قارئین کرام! شیخ سیف الرحمٰن کی کتاب کے حوالے سے آپ نے تبلیغی جماعت والوں کے ان افعال کا جائزہ لیا جس میں ان لوگوں نے نام نہاد محبان اہل بیت یعنی دشمنان صحابہ سے مشابہت اختیار کر رکھی ہے جبکہ یہ لوگ ویسے ایک دوسرے کو کافر کہتے نہیں تھکتے اور اندر ہی اندر باہم اس قدر مشابہت موجود ہے علی الخصوص تبلیغی جماعت والے اپنے جس عمل کو حکمت واحتیاط کا نام دے کر عوام الناس کو بے وقوف بناتے اور گمراہ کرتے ہیں یہ درحقیقت "تقیہ" ہے جس میں یہ حقائق کو چھپاتے ہیں اور کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں، حالانکہ قرآن مجید اور احادیث مصطفیٰ ﷺ نے اسے یہودیوں کا طریقہ بتایا ہے اور اس زمانے میں ہمارے علماء نے اسے مودودیوں کا طریقہ بتایا ہے ۔روافضِ زمانہ نے اسے شعار بنایا ہی تھا' تبلیغی جماعت والے بھی اس کے دلدادہ ہوگئے کہ ان کی معتبر کتابوں میں منقول ہے۔**الشيعة ماخوذة من اليهودية** یعنی شیعیت یہودیت سے نکلی ہے لہٰذا وہ اگر تقیہ کریں تو اتنا عجب نہیں لیکن تبلیغی جماعت جو اپنی من گھڑت توحید کے زعم میں تبلیغ اسلام کی ٹھیکیدار جماعت بنتی ہے اور اپنے آپ کو خادم دین سمجھتی ہے اسے تو کم از کم حق بات کو اپنا شیوہ اور اظہار حق کو معیار بنانا چاہیے۔اسی طرح جب یہ لوگوں کو دینی اجتماعات کی طرف بلاتے ہیں تو خود طرح طرح کی بے تکی باتوں کے ذریعے اُمت میں انتشار وافتراق پھیلانے سے گریز کرنا چاہیے حالانکہ ان کی یہ تقیہ داری اُمت مسلمہ میں پھوٹ ڈالنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے کہ گستاخانہ الوہیت ورسالت کو اپنا مذہبی شیوا مان کر ان کی طرز فکر کے دل سے حامی ہیں لیکن جب گرفت گرد تو اپنے بڑوں

کے اپنا ہونے کا انکار کر دیتے ہیں گویا اپنے نسب کا انکار کرتے ہیں۔

اب آیئے اگلی سطور میں دنیائے اسلام کے عظیم المرتبت قائد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کے قلم برق بار سے ''تقیہ'' اور ''اہل تقیہ'' کی حقیقت کا بیان ملاحظہ کیجئے' جسے انہوں نے اپنے مشہور زمانہ رسالے ''مذہب شیعہ'' میں پرزور طریقے سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:۔

آج کل خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت راشدہ کے انکار میں جس شور وشر کے مظاہرے کئے جارہے ہیں اور اُمت مرحومہ کی آخرت تباہ کرنے اور اس دنیا میں افتراق وانشقاق اور فتنہ وفساد کی آگ مشتعل کرنے میں جو ہنگامے بپا کئے جارہے ہیں اور اس تمام فتنہ پردازی اور شرانگیزی پر پردہ ڈالنے کیلئے محبت وتولی اہل بیت (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور ائمہ معصومین وصادقین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی اقتداء اور پیروی کا دم بھرا جاتا ہے۔ اگر اہل بصیرت فرقہ اہل تشیع کے نظریات کا بغور مطالعہ کریں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات گرامی اور سلف صالحین کے ایمانی جذبات اور ان کی محیر العقول اسلامی خدمات کی انجام دہی اور ان کی عقل وادراک سے بالاتر قربانیاں بھی مطالعہ کریں تو وہ حضرات نہایت آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل تشیع کے نظریہ اور شریعت اسلامیہ کے درمیان مکمل مخالفت اور مناقضت کی نسبت ہے اور ان کا دعویٰ محبت اہل بیت کرام سراسر بلا دلیل ہے۔

نادر اساس

مذہب شیعہ کی ابتداء کیسے اور کب ہوئی اس کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں عرض کیا جائے گا سردست یہ گذارش کرنا ہے کہ اہل تشیع نے اپنے مخصوص مذہب کی بنیاد ایسی روایات پر رکھی ہے جو انتہائی محدود ہیں کیونکہ احادیث کے عینی شاہد یعنی صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعداد تاریخ کی رو سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب اور بجز اہل تشیع کے باقی تمام اقوام عالم، پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد اس سے کم نہیں بتاتے تو اس قدر تعداد میں سے صرف چار یا پانچ آدمیوں کی روایات قابل تسلیم اور باقی تمام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایات نا قابل تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرا جن اصحاب اور اماموں سے روایتیں لینا جائز بتاتے ہیں ان کے متعلق اس ضروری عقیدہ کا دعویٰ کرتے ہیں کہ تقیہ اور کذب بیانی ان کا دین اور ایمان تھا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

ایمان کی بنیاد۔ تقیہ

اہل تشیع کی انتہائی معتبر کتاب کافی، مصنف (اہل تشیع کے مجتہد اعظم) ابو جعفر یعقوب کلینی میں مستقل باب تقیہ کیلئے مخصوص ہے اور اس کو اصول دین میں شمار کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک دو روایتیں جو امام ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں پیش کرتا ہوں۔

عن ابن ابی عمیر الاعجمی قال لی ابو عبدالله علیه السلام یا ابا عمیر ان تسعة اعشار الدین فی التقیة و لادین لمن لا تقیة له

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک شیعہ ابن ابی عمیر الاعجمی سے فرمایا کہ..... دین میں نوے فیصد تقیہ اور جھوٹ بولنا ضروری ہے اور فرمایا کہ جو تقیہ (جھوٹ) نہیں کرتا وہ بے دین ہے (باقی دس کی کسر بھی نہیں رہی)

اصول کافی ص ۴۸۲ اور ص ۴۸۳ پر بھی کثرت کے ساتھ روایات ہیں جن میں سے دو تین نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں

عن ابی بصیر قال قال ابو عبدالله علیه السلام التقیة من دین الله قلت من دین الله؟ قال ای والله من دین الله

یعنی ابوبصیر جو امام عالی مقام امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وزیر و مشیر تھا اور روایت میں اہل تشیع کا مرکز ہے کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ کرنا دین ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا دین ہے؟ تو امام نے فرمایا۔ اللہ کی قسم ہاں تقیہ (جھوٹ) اللہ کا دین ہے۔

عن عبدالله ابن ابی یعفورعن عبدالله علیه السلام قال اتقوا علی دینکم واحجبوه بالتقیة فانه لاایمان لمن لاتقیة له

یعنی ابن ابی یعفور جو امام عالی مقام صادق علیہ السلام کا ہر وقت حاضر باش خادم تھا۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے مذہب پر خوف رکھو اور اس کو ہمیشہ جھوٹ اور تقیہ کے ساتھ چھپائے رکھو۔ کیونکہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی ایمان نہیں۔

عن معمر ابن خلاد قال سالت اباالحسن علیه السلام عن القیام للولاة فقال قال ابوجعفرعلیه السلام التقیة من دینی و دین اباائی ولاایمان لمن لا تقیة له

یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم کا خاص شیعہ معمر بن خلاف کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ان امیروں اور حاکموں کے استقبال کیلئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تقیہ کرنا میرا مذہب ہے اور میرے آباواجداد کا دین ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

اسی طرح اسی صفحہ پر محمد بن مروان اور ابن شہاب زہری کی روایتیں بھی قابل دید ہیں۔ علی ہذا القیاس صفحہ ۴۸۵، ۴۸۶ اور ۴۸۷ تمام کے تمام یہ صفحات تقیہ، مکروفریب اور کذب بیانی پر مشتمل روایات سے بھرے ہوئے ہیں۔

صفحہ ۴۸۶ پر معلی بن خنیس کی ایک روایت بھی یاد رکھیں، وہ کہتے ہیں۔

عن معلی بن خنیس قال قال ابو عبدالله علیه السلام یا معلی اکتم امرنا ولا تذعه فانه من کتم امرنا و لم یذعه اعزه الله به فی الدنیا و جعله نوراً بین عینیه فی الاخرة تقوده الی الجنة یا معلی و من اذاع امرنا و لم یکتمه اذلة الله به فی الدنیا و نزع نوراً من بین عینیه فی الاخرة و جعله ظلمة تقوده الی النار یا معلی ان التقیة من دینی و دین اباائی .ولا دین لمن لا تقیة له

یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص شیعہ اور امام صاحب موصوف سے کثرت سے روایات کرنے والا معلی بن خنیس کہتا ہے کہ امام صاحب نے مجھے فرمایا کہ ہماری باتوں کو چھپاؤ ان کو ظاہر مت کرو کیونکہ جو شخص ہمارے دین کو چھپاتا ہے اور اس کو ظاہر نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ چھپانے کے سبب سے ان کو دنیا میں عزت دے گا اور قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور پیدا کرے گا۔ جو سیدھا جنت کی طرف اس کو لے جائیگا۔ اے معلی! جو شخص بھی ہماری باتوں کو ظاہر کرے گا اور ان کو نہ چھپائے گا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ اس سبب سے اس کو ذلیل کرے گا اور آخرت میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں سے نور سلب کریگا اور اس کی بجائے ظلمت اور اندھیرا بھردے گا جو اس کو جہنم کی طرف لے جائے گا۔ اے معلی تقیہ کرنا میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

غرض یہ کہ ایک سے بڑھ چڑھ کر روایتیں ہیں، کس کس کو لکھیں اہل تشیع کی تو جس کتاب کو بھی دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ صادقین معصومین کی طرف حق کو چھپانے اور تقیہ اور کذب بیانی پر مشتمل روایات منسوب کرنے کی غرض سے یہ کتاب تصنیف فرمائی گئی ہے۔ چونکہ کتاب "کافی کلینی" اہل تشیع کی تمام کتابوں کا منبع اور ماخذ ہے اور تمام کتابوں کی نسبت ان کے نزدیک زیادہ معتبر ہے۔ حتی کہ اس کتاب کے شروع میں اس کی وجہ تسمیہ میں جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ہے۔ **قال امام العصر و حجة الله**

المنتظر علیہ السلام اللہ الملک الاکبر فی حقہ ھذا کاف لشیعتنا

یعنی اس کتاب کے متعلق امام حجۃ اللہ المنتظر مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں کے لئے یہی کتاب کافی ہے۔

تو اسی لئے اس ضروری مسئلہ تقیہ وکتمان حق کے ثبوت میں اسی کافی کی روایات کو کافی سمجھتا ہوں۔ دل تو ہی چاہتا ہے کہ ہر ایک کتاب سے بطور نمونہ ایک ایک روایت پیش کرتا مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

عمدہ استدلال

میں یہ کہہ رہا تھا کہ جن اصحاب سے یہ روایتیں کرنا اہل تشیع جائز سمجھتے ہیں یا بتاتے ہیں ۔ان کے متعلق کہتے ہیں کہ تقیہ اور کتمان حق ان کا عقیدہ تھا۔اب اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ایک انتہا درجہ محب اور علمبردار تشیع جونہی ان حضرات سے کوئی حدیث سنے گا اور کسی امر کا اظہار معلوم کریگا تو اس کیلئے یہ یقین کرنا ضروری ہے کہ صحیح اور حق بات تو قطعاً انہوں نے فرمائی ہی نہیں جو بھی ان سے روایت کی گئی ہے سراسر بے حقیقت اور واقعات کے خلاف ہے اور نفس الامر کے برعکس ہے' وہ بھلا اپنا اور اپنے آباواجداد کا دین کیسے چھوڑ سکتے ہیں یا ان کے وہ حاضر باش اور رات دن ان کے خدمت گزار جنت کو چھوڑ کر جہنم کا راستہ کیسے اختیار کر سکتے ہیں تو لہٰذا جو روایات بھی اہل تشیع کی کتابوں میں لکھی گئیں ہیں اور جلسوں اور محفلوں میں بلکہ آج کل تو لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ بلند آہنگی کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں سراسر کذب اور واقعات کے خلاف ہیں کون محب اہل بیت اور کون شیعہ ائمہ طاہرین کے صریح اور واضح وغیر مبہم تاکیدی حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بے دین وایمان وجہنمی اور ذلیل ہونا پسند کرے گا۔اس مقدمہ کو اہل فکر غور وخوض کے سپرد کرتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ بانیان مذہب تشیع نے اصل اور حقیقت پر مبنی دین اسلام کو ختم کر دینے اور شریعت مقدسہ کو کلیۃً فنا کر دینے کی یہ سیاسی چال چلی ۔کون شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ

حضور اقدس ﷺ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین جس طرح واسطہ ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہ بھی واسطہ ہیں۔انہی مقدس لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے کلام کی تفسیر اللہ کے رسول ﷺ سے پڑھی اور انہی مقدس لوگوں نے صاحب اسوۂ حسنہ ﷺ کے ارشادات گرامیہ اور اعمال عالیہ اور سیرت مقدسہ کی دولت کو براہ راست حضور کی ذات سے حاصل کیا۔جس کو ان کے شاگردوں یعنی تابعین نے ان سے حاصل کیا علی ہذا القیاس وہ مقدس شریعت ہم تک پہنچی ۔اب جبکہ ابتدائی واسطے یعنی صحابہ کرام ہی کی ذات قدسی صفات کو قابل اعتماد تسلیم نہ کیا جائے یعنی تین چار کے بغیر باقی ظاہری مخالفت کی بناء پر قابل اعتبار نہ رہیں اور یہ تین چار باوجود انتہائی دعوئی محبت وتولی کے سخت ناقابل اعتماد ثابت کئے جائیں کہ جو بھی ان کی روایات ہونگی یقیناً غلط اور خلاف واقعہ امر کی طرف رہنمائی کریں گی۔یا تو خود ان ہستیوں نے ہی **تقیۃً للحق** غلط اور خلاف واقعہ فرمایا یا ان کے محبان خدمت گاران شیعوں نے بہ تعمیل ائمہ کذب، جھوٹ اور خلاف واقعہ روایت فرمائی بہر صورت ان روایات کو صحیح کہنا اپنی بے دینی اور بے ایمانی پر واضح دلیل پیش کرنا ہے۔

قرآن کے متعلق عقیدہ:

اب رہا قرآن کریم تو اس کے متعلق بانیان مذہب تشیع وراز داران فرقہ مذکورہ اس قرآن کریم کا صراحتاً انکار کرتے نظر آتے ہیں۔نمونہ کے طور پر اسی اصول کافی صفحہ 271 پر یہ روایت دیکھیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی قرآن کریم کو جمع کرنے اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ اللہ عزوجل کی کتاب یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر اس کو نازل فرمایا ہے اور میں نے ہی اس کو اکٹھا کیا ہے۔جس پر لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس قرآن شریف موجود ہے ہمیں کسی مے قرآن کی کیا ضرورت ہے۔اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آج کے دن کے بعد تم اس قرآن کو کبھی نہ دیکھو گے،اسی صفحہ پر امام جعفر صادق رضی اللہ

عنہ سے منسوب ایک روایت اور بھی ملاحظہ فرمالیں کہ جو قرآن حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام لائے تھے اس کی سترہ ہزار (17000) آیتیں تھیں اور غریب اہل السنت والجماعت کے پاس تو صرف چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) آیات والا قرآن کریم ہے۔ اسی اصول کافی کے صفحہ 270 پر بھی نظر ڈالتے جایئے اور اگر اس قرآن کریم سے صراحتاً انکار کی شان کسی حد تک تفصیل کے ساتھ دیکھنا چاہیں تو اصول کافی صفحہ ۲۶۱ تا ۴۶۸ و ۱۶۷ اور ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴۹۳ و ۴۹۴ اور تفسیر صافی جلد اول ص ۱۴ میں مطالعہ فرمائیں اور بانیان مذہب تشیع کی سیاست کی داد دیں کہ کس طرح صراحت اور وضاحت کے ساتھ اس فرقہ نے سرے سے قرآن شریف ہی کا انکار کیا ہے۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

اے میرے محترم بھائیو! حدیث کا اس طریقے سے انکار اور قرآن کا اس طرح انکار ہو تو کوئی بتائے کہ مذہب اسلام اور شریعت مقدسہ کسی طرح بھی ممکن الوجود ہو سکتی ہے؟ ممکن ہے میری اس تحریر کا جواب یا جو آگے عرض کرنے والا ہوں اس کا رد اہل تشیع حضرات لکھنے کی زحمت کریں تو میں سفارش کرتا ہوں کہ اپنے اس رسالہ میں جتنے حوالے میں نے پیش کیے ہیں ان کا مطالعہ فرمالینے کے بعد یہ تکلیف کریں تاکہ اہل علم حضرات بھی صحیح اور غلط کا اندازہ لگا سکیں اور حق و باطل میں تمیز کر سکیں اور اہل تشیع کے ذاکرین صاحبان کی زحمت بھی اکارت نہ جائے جس صاحب کو کتاب کے حوالہ دیکھنے کی ضرورت محسوس ہو تو سیال شریف آکر کتابیں دیکھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔

اہل تشیع حضرات کی مذہبی روایات اگر چہ پیش کرنا عقل اور انصاف کے لحاظ سے بالکل بے فائدہ ہے۔ کیونکہ ان کی کسی روایت کا صحیح اور مطابق واقعہ ہونا ممکن نہیں کیونکہ میں یہ نہیں مان سکتا کہ اہل تشیع نے ائمہ کرام کی اصل اور صحیح روایت بیان کی ہو اور اپنے لئے بے ایمانی اور بے دینی منتخب کی ہو اور جہنمی ہونا اختیار کیا ہو۔ بلکہ خود ائمہ کرام نے بھی حسب تصریح اصول کافی وغیرہ کوئی سچی بات ظاہر نہیں فرمائی اور اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو نہیں چھوڑا تو

پھر ایسی روایات لکھنے لکھانے کا کیا فائدہ؟ اور اہل تشیع کے خلاف ایسی روایات ان کے تیار کردہ مذہب کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے یا ہمیں کیا فائدہ بخش سکتی ہیں مگر میں جو اہل تشیع کی کتابوں سے روایتیں پیش کر رہا ہوں تو میرا مقصد فقط یہ ہے کہ وہ سادہ لوح مسلمان جوان کی ہنگامہ آرائی اور مجالس میں شرکت کرتے ہیں یا اہل تشیع کے مذہب کو بھی کسی طرح صحیح تصور کرتے ہیں۔ ان کو سوچنے اور غور کرنے کا موقع مل سکے تاکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور چلنے سے پہلے منزل مقصود کا نقشہ ملاحظہ کر لیں۔ اسی غرض کے تحت یہ رسالہ لکھ رہا ہوں اور شروع سے آخر تک تمام کی تمام روایات صرف اہل تشیع کی معتبر ترین و مسلم ترین کتابوں سے لکھ رہا ہوں اور حوالہ دکھانے کا ذمہ دار ہوں۔

مذہب شیعہ کی اساس:

خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کا انکار اور ان مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی اس گمراہ گروہ کا مابہ الامتیاز (امتیازی شان) ہے۔ اور صراحتاً خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور باقی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں سب و شتم اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی تمام اولاد طاہرین ائمہ معصومین کی شان میں اشارتاً و کنایتاً سب و شتم اور کذب بیانی و مکر و فریب اور کتمان حق کی نسبت کرنا اس فرقے کا خاصہ لازمہ ہے جو کسی بھی عقل مند انسان سے پوشیدہ نہیں۔ اس مذہب کا دارومدار جن مسائل پر ہے ان میں سب سے بڑا مسئلہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت راشدہ کا انکار ہے۔ ان کا مذہب ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خلفاء برحق نہیں تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت غصب کر لی تھی اور حضرت علی کو ڈرا دھمکا کر اپنی بیعت کرنے پر مجبور کر لیا تھا اور تمام عمر اسی خوف کی وجہ سے حضرت علی شیر خدا نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ ان کی مجلس شوریٰ کے ممبر بنے رہے اور مال غنیمت منظور کرتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ قبل اس کے کہ اہل تشیع کی معتبر ترین کتابوں سے یہ ثابت

کروں کہ اہل تشیع کے تمام دعوے جھوٹے اور خلاف واقعہ ہیں یہ عرض کرتا ہوں کہ خلافت راشدہ کا زمانہ اقدس آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال پہلے گزر چکا ہے۔اس وقت ان کی خلافت پر اعتراض یا اس کی ناپسندیدگی کا شور وغوغا اور بے فائدہ مظاہرے بجز اسکے کہ فتنہ وشرارت پیدا کرسکیں اور ملک کے امن وامان کو متزلزل کریں اور کیا نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے ؟ ہے کوئی بڑی سے بڑی حکومت یا کوئی بڑی سے بڑی عدالت جو ان کے غیر مستحق خلافت ہونے کی صورت میں کوئی تدارک کرسکے اور مستحق کو اس کا حق واپس دلا سکے۔اگر وہ مقدس ہستیاں مستحق خلافت تھیں یا بقول اہل تشیع مستحق نہیں تھیں بہر صورت وہ خلیفے بنے اور امور خلافت باحسن وجوہ سرانجام دیئے اب ان کی شان اقدس میں سب وشتم گالی گلوچ کیا معنی رکھتا ہے اگر ان تمام لوگوں کو جو خلفائے راشدین کی :حق اور مستحق خلافت پر یقین کرتے ہیں یک قلم تختہ دار پر کھینچ دیا جائے یا قتل کردیا جائے یا خلفائے راشدین کے ساتھ بغض و عداوت غل وغش، کینہ رکھنے والے اپنے سینوں کو پیٹ پیٹ کر اڑا دیں تو بھی ان سماء رفعت کے چمکتے ہوئے تاروں کو اور ان کی خلافت راشدہ کو پرکاہ کے برابر بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا تو پھر یہ منافرت ومخاصمت اور یہ سب وشتم، یہ فتنہ پردازی اور فسادانگیزی سے کیا حاصل؟۔بہتر صورت یہی تھی کہ جب ایک ہی ملک میں بسیرا کرنے کا موقع ملا تھا تو باہمی منافرت ومناقشہ کو کنارے رکھ کر گزارہ کرتے اور کسی قسم کا مذہبی تخالف تھا بھی تو فریضہ تقیہ کی ادائیگی کے ساتھ ملکی امن وامان کا بھی لحاظ رہتا آخر آئمہ کرام کی تقلید بھی ضروری امر تھا جو کس طرح تصریح فرماتے ہیں کہ "**التقية من ديني و ديـن آبـائي** "یعنی امام عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب روایت کی تقیہ کرنا میرا اور میرے آباؤ اجداد کا مذہب ہے اور "**لادين لمن لاتقية له ولاايمان لمن لاتقية له**"یعنی جو تقیہ نہیں کرتا نہ اس کا دین ہے نہ اس کا ایمان ہے ایسی صورت میں تقیہ سے کام لینا ایک تو اہل تشیع کو بے ایمانی و بے دینی سے بچاتا دوسرا بلاوجہ و بلا فائدہ شرارت وفتنہ پردازی سے دور رکھتا اور باقی مسلمان غریب بھی سکھ وآرام کا منہ دیکھتے مگر

وائے برحال پاکستان میں آئے روز نئے نئے اڈے اکابر امت کی شان اقدس میں بکواس و سب وشتم بکنے کیلئے مقرر کئے جارہے ہیں اور ملکی تعمیری اسباب ان کو یقین کیا جارہا ہے اب فقیر چاہتا ہے کہ اہل تشیع کی خدمت میں ان مقدس ہستیوں کی تصریحات پیش کرے جو اہل تشیع کے دعویٰ کے مطابق بھی پیشوا اور امام ہیں جن تصریحات کے ملاحظہ کرنے کے بعد اہل فکر وہوش حضرات خود ہی فیصلہ فرماسکیں کہ آئمہ اور پیشوایان امت کے بالمقابل موجودہ ذاکروں ماکروں کی کچھ وقعت نہیں۔اور ائمہ کرام کی تصریحات کے مقابلہ میں ان ذاکروں کے تخمینے اور ٹوکے سخت خواور بیہودہ ہیں۔

نکتہ:

یہ بات بھی قابل گزارش ہے کہ جن مقدس ہستیوں نے اللہ اور اس کے سچے رسول ﷺ کی خوشنودی اور رضا کیلئے اپنا تن، من دھن قربان کیا اور ایسے میں محبوب کبریا ﷺ کے ساتھ ایمان لائے کہ جب حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایمان لانا اور کائنات عالم کی دشمنی مول لینا ایک معنی رکھتا تھا اور ایسے وقت میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا جس وقت حضور ﷺ کا ساتھ دینے میں مستقبل کی تمام دنیوی منزلوں میں غربت اور مصائب وآلام وتکالیف کے سوا عالم اسباب میں اور کچھ نظر نہ آتا تھا تو ایسے حالات میں ان مقدس ہستیوں نے تمام دنیوی تکالیف کو بطیب خاطر برداشت کیا اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا تو ایسی مقدس ہستیوں کے خلوص، ان کے صدق وصفا ان کے ایمان وتصدیق کے متعلق کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ایسے حالات میں دوسرا کون سا داعیہ ہوسکتا تھا جس کے زیر نظر ان لوگون نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس قدر دکھ برداشت کئے؟۔پھر ایسے جان نثاروں اور وفاداروں کی جان نثاری اور قربانی کا بدلہ جو اللہ ارحم الراحمین کی جناب سے ضروری اور لازمی ہے اس کی کیفیت اور کمیت کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔قرآن کریم کی بیسیوں آیات اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والوں اور انصار ومہاجرین کے حق میں نازل

ہوئی ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ان کے لئے جنت کے اعلیٰ و ارفع مراتب اور نعمتیں مہیا ہیں۔ ان کو بھی سامنے رکھنا چاہیے اور اس بات کو بھی پورے نظر وفکر کے ساتھ دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو فرماتا ہے "**یآیھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم**" یعنی اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی آپ کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد فرماؤ اور ان پر سختی کرو۔ اس حکم کے بعد جن مقدس ہستیوں کو اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے اپنا ہمراز و دمساز قرار دیا سفر و حضر، ہجرت و جہاد، ہر معاملے میں اور ہر حالت میں اپنا وزیر و مشیر مقرر فرمایا اور اپنا ساتھی و رفیق قرار دیا۔ ان ہستیوں کی شان میں گستاخی کرنا (معاذ اللہ) اور ان ہستیوں کی طرف کفر و نفاق کی نسبت کرنا کون سی دیانت ہے اور کون سا ایمان ہے ذرا سوچو ان مقدس ہستیوں کے صدق و صفا کا انکار براہ راست مہبط وحی علیہ الصلوۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخی کو مستلزم نہیں؟ یقیناً ہے۔ محبوب رب العالمین علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ مہاجرین وانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب میں آیات کلام اللہ اور احادیث صحیحہ اس کثرت کے ساتھ وارد ہیں کہ جنہیں لکھا جائے تو ایک بہت بڑی مستقل کتاب بن جائے گی۔ (شیعہ مذہب)

قارئین کرام!

اب ذرا تفصیل سے "تقیہ" کے بارے میں پڑھئے اور اندازہ کیجئے یہ کس قدر خطرناک ہے

چنانچہ علامہ بدر القادری مدظلہ العالی یوں رقم طراز ہیں

تقیہ

تقیہ (عربی) مصدر وق ی مادہ وقی یقی تقی نقاء تاء واو سے بدلی ہوئی ہے۔ معنی حذر، خوف بچاؤ۔

فرقہ شیعہ کی اصطلاح میں غیر کے خوف ضرر سے خلاف اعتقاد/قولاً یا فعلاً کچھ کہنا یا کرنا

اہل تشیع تقیہ کے جواز میں کھینچ تان کر قرآن مجید کی جن آیات کو لاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں آل عمران آیت 28' النحل 16' آیت 106' آیت 195' اور المومن 28

مزے کی بات یہ ہے کہ شیعوں کے قدیم ماہرین فن نے اپنی فقہی اور کلامی کتابوں میں تقیہ کو مستقل عنوان نہیں بنایا۔ البتہ متاخرین میں ان کے شیخ مرتضیٰ انصاری (م 1281ھ) نے اپنی کتاب "المکاسب" کے ملحقات میں تقیہ کے عنوان پر مستقل ایک رسالہ لکھا ہے۔

اس باب میں اسلامی موقف

یہاں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ تقیہ علمائے اہل سنت اور ان کے متبعین کے نزدیک کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ اور اصطلاح علمیہ پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں کہیں اس کلمہ کا ذکر نہیں ملتا۔ یہ صرف اہل تشیع اور ان کے مختلف فرقوں کی اصلاح ہے۔ دائرہ معارف اسلامیہ لاہور میں ہے۔

امام ابوحنیفہ کے اصحاب نے کہا کہ یہ (تقیہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رخصت ہے اور اس رخصت پر عمل نہ کرنا بہتر ہے اور یہی زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اگر کسی پر زبردستی کی گئی کہ کلمہ کفر کہہ اور اس نے جان دینا منظور کیا مگر کلمہ کفر کہنا منظور نہ کیا، یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا گیا تو یہ شخص اس شخص سے افضل ہے جس نے جان بچانے کے لئے زبان سے کلمہ کفر کہہ دیا۔ یہی حکم ان سب باتوں کا ہے جس میں دین کی عزت برقرار رکھنے کا سوال درپیش ہو۔ دین کی عزت کو برقرار رکھتے ہوئے جان دے دینا اس سے افضل ہے کہ رخصت پر عمل کرے اور جان بچائے (دائرہ معارف اسلامیہ لاہور ج 6' ص 584-584)

اب آیئے امام احمد بن حنبل کی بارگاہ میں حاضری دیں اور ان سے پوچھیں کہ اس باب میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

اے امام باوقار! آپ کے سر پر اگر کوئی شخص تلوار لے کر کھڑا ہو جائے (آپ سے خلاف حق بات کہلوانا چاہے) تو کیا آپ اس کی بات مان لیں گے، امام احمد جواب دیتے

ہیں نہیں۔ اگر عالم نے تقیہ کر کے مان لیا اور جاہل تو جاہل ہے ہی تو حق کے ظاہر ہونے کی کیا صورت ہوگی۔ پچھلے لوگ اگلوں کے جو حالات بیان کرتے آئے ہیں، ان میں ہمارے پاس چھوٹوں کو بڑوں کی بابت مسلسل یہی بیان پہنچتا ہے کہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین نے اپنی جانیں اللہ کے لئے دے دیں اور اس بارے میں ان پر ملامت کرنے والوں کی ملامت کا کوئی اثر نہیں ہوا اور نہ کسی زبردست ظالم کی سختی کو وہ خاطر میں لائے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

تقیہ انہی صورتوں میں جائز ہے جن میں اظہار حق اور دین کا سوال ہو۔ مگر جن صورتوں میں کسی اور پر برا اثر پڑتا ہو مثلاً قتل، زنا، مال کا غصب، جھوٹی گواہی، محصنہ پر تہمت اور دشمنوں کو مسلمانوں کے کمزور پہلوؤں کی بابت اطلاع دینا (جاسوسی) ان سب صورتوں میں تقیہ قطعاً ناجائز ہے (تفسیر کبیر ج 2 ص 46)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم کی تاریخ اس بات سے بھری پڑی ہے کہ انہوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر حق کا اعلان کیا اور کبھی مداہنت فی الدین کا شکار نہ ہوئے۔ حضرات اہل بیت کا کیا کہنا وہ تو دنیا میں احقاق حق اور ابطال باطل کے امتیازی مینار ہیں۔ اور ان کی روش روشن اور قول و فعل سے تو نظام اسلام کی ترتیب ہوتی ہے۔ کیونکہ امہات المومنین اور دیگر وابستگان خاندان نبوت نے ہی سرور عالم ﷺ کی حیات مبارکہ اور حضور کی علمی زندگی سے متعدد گوشوں کو اجاگر کیا ہے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے والے صحابہ اور تابعین پھر تبع تابعین (الی ما بعد) نے اسلام کی صداقت اور دین کی حقانیت کو اجاگر کرنے کے لئے وہ قربانیاں دی ہیں جو آج بھی حیرت انگیز ہیں۔

حضرت ابن حذیفہ کا جانبازانہ اعلان حق

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذیفہ کو مسیحیوں نے گرفتار کر لیا اور ان سے

کہا کہ عیسائی ہو جاؤ۔ اس پر انہوں نے نہایت جرات کے ساتھ فرمایا کہ

"اگر تم لوگ اپنی اور تمام اہل عرب کی دولت مجھے اس شرط پر دو کہ میں لمحہ بھر کے لئے اپنے نبی کے دین سے منحرف ہو جاؤں..... تو یہ میری لئے ناقابل قبول ہے"

اس پر بادشاہ نے قتل کی دھمکی دی۔ آپ اپنے قول پر قائم رہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے اور تیر اندازوں سے کہا کہ حذیفہ کے ہاتھ پاؤں کو زخمی کریں۔ اس پر بھی آپ نے عیسائیت قبول نہیں کی۔ بادشاہ نے پھر انہیں سولی سے اتارنے کا حکم دیا اور ان کے سامنے ایک تانبے کی دیگ کو آگ پر رکھ کر خوب گرم کروایا اور حضرت حذیفہ کے سامنے ہی اس میں ایک مسلمان قیدی کو ڈال کر جلا ڈالا۔ اور حضرت حذیفہ سے کہا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے۔ عیسائیت قبول کرتے ہو یا نہیں؟ آپ نے کہا نہیں۔ بادشاہ نے اپنے جلادوں کو حکم دیا کہ انہیں بھی دیگ میں ڈالیں جب جلادوں نے حذیفہ کو پکڑا اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔ بادشاہ نے سمجھا اب یہ خوفزدہ ہو گئے ہیں۔ شاید میری بات مان لیں اور اشکباری کا سبب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں اس بات پر رو پڑا کہ میری محض یہ ایک جان ہے جسے رضائے الٰہی کے لئے آگ میں ڈالا جا رہا ہے۔ کاش! میرے جسم کے رونگٹوں اور بالوں کی مقدار میں میری جانیں ہوتیں تو اپنے مالک و مولا کی خوشنودی کے لئے میں سب کو کھولتی دیگ کے حوالے کر دیتا۔ بادشاہ نے حضرت حذیفہ کو قید میں ڈال دیا۔ اور وہاں خنزیر کا گوشت اور شراب ان کے کھانے کے لئے بھیجتا رہا۔ مگر متعدد کئی شبانہ روز گزر جانے کے باوجود انہوں نے ان چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بادشاہ نے پھر اپنے دربار میں طلب کیا اور کچھ بھی نہ کھانے پینے کی وجہ دریافت کی تو حضرت حذیفہ نے کہا، حالت اضطرار میں اگرچہ ان حرام چیزوں کا کھانا بھی میرے لئے حلال تھا مگر میں اس رخصت پر عمل کے ذریعہ اپنی عزیمت کو کمزور کرنا اور تجھے خوشی دینا نہیں چاہتا۔

حضرت حذیفہ کو اپنے ایمان و ایقان میں اتنا پختہ اور ناقابل تسخیر دیکھ کر بادشاہ کے حوصلے پست ہو گئے اور اس نے کہا کہ اگر تم میرے سر کو بوسہ دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں۔

حضرت حذیفہ نے فرمایا، یہ شرط میں اس وقت قبول کروں گا جب تو میرے ساتھ میرے تمام مسلمان بھائیوں کو جو تیری قید میں ہیں آزاد کرنے کا وعدہ کرے۔ بادشاہ نے وعدہ کیا اور حضرت حذیفہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت قید سے رہا ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب واقعہ سنا تو فرمایا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ حذیفہ کی پیشانی کو بوسہ دیں۔ اور سب سے پہلے انہوں نے خود حضرت حذیفہ کی پیشانی کو چوما (رضی اللہ عنہم)

حضرت عبداللہ بن حذیفہ کا یہ واقعہ تاریخ امت مسلمہ کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ قرون اولی بالخصوص جانباز اصحاب نبی ﷺ و رضی اللہ عنہم کے ایثار و قربانی جانبازی و جاں سپاری پر تو خود رب تعالی کا قرآن شاہد ہے۔ سورۃ النحل کی آیت مبارکہ کو تقیہ کے سلسلے میں اہل تشیع اپنی سب سے بڑی دلیل قرار دیتے ہیں۔

من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان

(سورہ نحل آیت 106)

جس نے کفر کیا اللہ تعالی کے ساتھ ایمان لانے کے بعد بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔

آیئے اس آیت مبارکہ کی شان نزول ملاحظہ کیجئے۔

اعلان حق کی شاندار مثال

مکہ مکرمہ میں جانبازان رسول کی صف میں عمار یاسر اور سمیہ کے نام اسلام کی تاریخ کے لعل و جواہر ہیں۔ ایک بار کفار مکہ نے ان تینوں کو بہت اذیت دی تا کہ وہ خوفزدہ ہو کر اسلام سے منہ موڑ لیں۔ مگر بے سود بالآخر چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ دلدادگان ظلم و ستم نے حضرت سمیہ کے دونوں پاؤں دو اونٹوں کے پیروں سے باندھے۔ ابوجہل لعین نے ان کی شرم گاہ پر نیزہ سے وار کیا اور دونوں اونٹوں کو دو جانب ہانک دیا۔ حتی کہ ایمان اور اسلام کی

پاداش میں ان کا سر دو حصوں میں چر گیا۔ رضی اللہ تعالی عنہا' اور سمیہ کا نام شہدائے اسلام کے دفتر میں سب سے پہلے رقم کیا گیا..... یہی نہیں اس کے بعد ان کے شوہر حضرت یاسر کو بھی نہایت بے رحمی سے قتل کیا اور زن و شوہر دونوں یکے بعد دیگرے دولت شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مکہ کا یہ دلگداز واقعہ اور ماں باپ دونوں کی اس حالت میں شہادت نے عمار بن یاسر کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا اور انہوں نے طوعا و کرہا زبان سے کلمات کفر کہہ کر اس وقت اپنی جان بچالی۔ عمار کے والدین نے عزیمت پر عمل کیا' مگر عمار نے رخصت کو اپنایا۔ مگر ان کے دل میں شرم و ندامت کروٹ لینے لگی۔ دوڑے ہوئے بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے' لوگوں نے کہا عمار تو کافر ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"ہرگز نہیں' عمار تو سر سے لے کر پیروں تک ایمان سے لبریز ہیں"

حضور ﷺ اقدس عمار سے پوچھتے ہیں۔ اس وقت جب تمہاری زبان سے کلمات کفر ادا ہوئے' تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ عمار نے عرض کیا "**مطمئنا بالایمان**" وہ تو ایمان سے مطمئن تھا۔ اس وقت یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی اور آقائے نامدار نے اپنے غلام باوفا کے اشک ندامت اپنے دست مبارکہ سے پونچھ دیئے (تفسیر مظہری)

ہمشیرہ فاروق اعظم کی اسلامی عزیمت

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے معارج کے حوالے سے تحریر فرمایا۔ ابوجہل لعین نے معاذ اللہ حضور ﷺ کو شہید کروانے کے لئے انعام کا اعلان کیا اور عمر ننگی تلوار لے کر گھر سے نکلے۔ ادھر رب تعالی نے قسم فرمائی کہ اب یہ تلوار اس وقت تک نیام میں نہ جائے گی جب تک عمر خود کفار کو قتل نہ کریں۔ پھر عمر کو راہ میں نعیم بن عبداللہ صحابی ملے اور کہا تم پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو بعد میں کچھ اور کرنا۔ وہیں سے پلٹ کر بہن' بہنوئی کے گھر آئے انہیں حضرت خباب سورہ طہ کی تعلیم دے رہے تھے۔ عمر کی آہٹ سن کر حضرت جناب خباب کوٹھری میں جا چھپے۔ بہن

سے پوچھا کیا تو آبائی دین سے پھر گئی۔ جواب میں صالحہ بہن نے برملا اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ اور بالآخر آیات قرآنیہ سن کر عمر کا دل بھی نور ایمان سے جگمگا اٹھا اور انہوں نے دار ارقم کے اندر خدمت رسول میں پہنچ کر کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ حضرت عمر کی ہمشیرہ کی جرات ایمانی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

''اسلام میں رافضیوں کا سا تقیہ کہاں؟ (بہن نے) صاف کہہ دیا۔ میں نے سچا دین اسلام قبول کرلیا (الملفوظ امام احمد رضا قادری ج 3 ص 56)

شیعہ مذہب میں تقیہ کی اہمیت

تقیہ اہل تشیع کے نزدیک ایک نہایت بنیادی عبادت کی حیثیت رکھتا ہے اور ان حضرات کے خیال میں دنیا کے اندر کئی مقدس شخصیات نے تقیہ کیا ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی اور ان کے چار سچے ساتھیوں نے خلفائے ثلثہ یعنی سیدنا صدیق اکبر سیدنا عمر اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی بیعت تقیہ کے طور پر کی تھی۔

احتجاج طبرسی میں ہے کہ

''سوائے علی کے اور ہمارے ان چاروں حضرات کے امت میں سے کسی نے ابوبکر کی بیعت جبر و اکراہ سے مجبور ہو کر نہیں کی۔''

اور اسی کتاب میں ایک نہایت ناشائستہ روایت بھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں ان کے گھر سے گھسیٹتے ہوئے لایا گیا۔ وہاں کچھ صحابہ تلواریں سونتے کھڑے تھے اور عمر نے دھمکایا کہ بیعت کرو ورنہ سر تن سے اڑا دوں گا۔ اس وجہ سے حضرت علی نے مجبوراً بیعت کی (احتجاج الطبرسی ص 47-48)

گویا حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ نے خلفائے ثلثہ کی بیعت خوف یا دھوکہ دہی کے طور پر کی تھی اور صرف انہوں نے ہی نہیں بلکہ تمام شیعہ اماموں نے اپنے اپنے دور کی ظالم حکومت کے ساتھ ایسا ہی طریقہ اپنا رکھا۔ ایرانی انقلاب کے بانی جناب خمینی صاحب

کے جانشین جناب علی خامنہ ای نے ایک طویل مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔

ہمارے ائمہ اور سیاسی جدوجہد

اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان حضرات ائمہ کی گویا پوری زندگی اسی ادھیڑ بن میں منہمک رہی کہ کس وقت حکومت وقت کے ہاتھ سے اقتدار کو چھین لیں اور تخت حکومت پر قبضہ کرلیں۔ ہم طوالت مضمون کے خوف سے اس مضمون کے حوالوں کو قلم انداز کرتے ہیں۔ ایک جملہ ہی بطور نمونہ از بس ہے۔

''اگرچہ جب تک ہارون بقید حیات رہا' امام ہشتم کو بھی خاموشی اور تقیہ کی زندگی بسر کرنی پڑی پھر بھی آپ کی جدوجہد اور سیاسی مہم جاری رہتی ہے'' (مقالہ ہمارے ائمہ اور سیاسی جدوجہد' مجلہ توحید ج 4' شمارہ 6' ص 117)

شیعہ اصول فقیہ میں بھی تقیہ کا لحاظ

تقیہ ان کے رگ و پے میں اتنا رچا بسا ہوا ہے کہ اپنی فقہ کے سلسلے میں انہوں نے جو اصول فقہ ترتیب دیے ہیں اس میں سنت تقریری کی بحث میں بھی اس بات کو شامل کرتے ہیں کہ معصومین (واضح رہے کہ ان کے نزدیک انبیاء کی طرح ائمہ بھی معصوم ہیں' بلکہ ائمہ کو انبیاء سے بھی زیادہ افضل کہتے ہیں اور رسول خدا ﷺ کی طرح تمام ائمہ کے اعمال و اقوال کو بھی سنت کہتے ہیں اور ائمہ کے قول فعل نیز ان کے سامنے کیا جانے والا ہر وہ کام جس کو انہوں نے دیکھا اور اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہو' شریعت کا ماخذ ہے) کی خاموشی کہیں بطور تقیہ نہ ہو' چنانچہ مصادر فقہ کے تحت جناب سید مصطفیٰ محقق داماد شیعی ایرانی مجتہد نے سنت تقریری کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ معصوم کی تقریر یا تصدیق کے لئے دو شرطیں لازم ہیں۔

''پہلی یہ کہ معصوم کو کامل طور سے فعل کی انجام دہی کی اطلاع رہی ہو یعنی وہ فعل مکمل طور سے امام کی موجودگی میں اور ان کے سامنے انجام پایا ہو''

دوسری یہ کہ امام کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو۔ یعنی امام فعل کے واقع ہونے کے وقت یا جگہ کے لحاظ سے خود عمل یا اس کے طریقہ صحت میں اظہار نظر کے لئے کوئی مانع نہ رکھتے ہوں۔ اس جگہ مختصری وضاحت ضروری ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ائمہ علیہم السلام اور ان کے جملہ احباب باوفا ظالم حکام وسلاطین کی طرف سے ہمیشہ جاسوسوں کے زیر نظر رہے اور بنیاد اسلام کی حفاظت نیز مخفی وعلنی شیعوں کی بقاء کے لئے اکثر اس میں مصلحت تھی کہ خود کو ساکت و پنہاں کیے رہیں۔ جس کے مشہور مظاہر میں سے ایک تقیہ ہے چونکہ غاصب اور ستمگر خلفاء زیادہ تر شیعوں کی نقل وحرکت معلوم کرنے کے لئے ائمہ علیہم السلام کے اردگرد جاسوس معین کرتے تھے اور یہ حضرات بھی اس بات سے واقف تھے لہذا شیعی اقدامات کے پوشیدہ رکھنے کے خیال سے مجبوراً مختلف راہوں اور احتیاط کے گوناگوں طریقوں سے استفادہ کرتے ہوئے اکثر شرعی معیارات کے بیان کرنے کا موقع اور امکان نہ رکھتے ہوئے سکوت اور خاموشی کو ترجیح دیتے تھے۔ لہذا تقریر معصوم کے مطالعہ اور اس کی وقعت وحیثیت جاننے کے لئے ہمیشہ یہ بات دھیان میں رکھنی چاہئے (مجلہ توحید قم ایران ج3 شمارہ6 ص148-149)

علی خامنہ ای خمینی اور روایت تقیہ

نائب خمینی جناب علی خامنہ ای لکھتے ہیں:

''اصل میں تقیہ کا مورد اور عنوان سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ وہ تمام روایات جو کتمان اور پردہ داری نیز خفیہ سرگرمیوں سے متعلق ہیں۔ ان کی چھان بین کی جائے تا کہ ایک طرف تو ائمہ علیہم السلام کے اس ادعاء اور ہدف کے پیش نظر جن کا گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جاچکا ہے۔ (یعنی کسی طور پر سیاسی غلبہ) اور دوسری طرف خلفائے زمانہ کے اس شدید ردعمل کے پیش نظر جو ائمہ علیہم السلام اور ان کے اصحاب کی سرگرمی اور سیاسی فعالیت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے تا کہ تقیہ کا صحیح اور حقیقی مفہوم سمجھا جاسکے (ہمارے ائمہ مجلہ توحید ج4

شمارہ6 ص128)

ان شیعہ حضرات کا کوئی عمل تقیہ سے خالی نہیں ہوتا۔ حتی کہ ان کی عبادات میں بھی تقیہ ہر جگہ گھسا پڑا ہے۔ اب افضل عبادات نماز ہی کو لے لیجئے۔ خدا کی اس عظیم ترین عبادت میں بھی انہوں نے تقیہ کے مسائل اور اس کے فضائل اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔

''جو شیعہ کسی غیر شیعہ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور اپنی شیعیت کو پوشیدہ رکھتے ہیں ان کے اس تقیہ کی وجہ سے ان کو پچیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے (من لایحضرہ الفقیہ ج1 ص127)

شیعی ولایت فقیہ کے مسند نشیں جناب خمینی صاحب اپنی کتاب ''تحریر الوسیلہ'' میں نماز کے اندر تقیہ کے مسائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''دوسری چیز جو نماز کو باطل کر دیتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا جائے جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں۔ ہاں تقیہ کی حالت میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں (تحریر الوسیلہ للخمینی ج1 ص186)

اسی طرح آگے لکھا ہے۔

نویں چیز جس سے نماز باطل ہوتی ہے وہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا ہے۔ البتہ تقیہ کے طور پر کہنے میں کوئی حرج نہیں (تحریر الوسیلہ للخمینی ج1 ص190)

شیعہ کتب حدیث اور تقیہ

تقیہ اہل تشیع کے نزدیک جب اتنا اہم کام ہے تو اس کا سراغ کتاب وسنت میں کچھ تو لگنا چاہئے چونکہ اس چیز کا تعلق اسلام سے بالکل نہیں اس لئے مسلمان جسے کتاب وسنت (قرآن اور حدیث) کہتے ہیں ان میں تو واقعی یہ تقیہ کہیں نہیں ملتا۔ البتہ اہل تشیع کی اپنی حدیثوں میں اس کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ قرآن کے بعد ان کے نزدیک جو صحیح ترین کتاب ہے۔ اس کے اندر تقیہ کا ایک مستقل باب موجود ہے۔ ہم اختصار کے پیش نظر روایات کے صرف ترجمے ہی نذر قارئین کرتے ہیں۔

"ابوعمیرا عجمی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابوعمیر! دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں۔ ولا دین لمن لا تقیہ لہ اور جس نے تقیہ نہیں کیا اس کا دین ہی نہیں" (اصول کافی ص 482)

حبیب بن بشیر روایت کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد (امام باقر) سے سنا وہ فرماتے تھے۔ روئے زمین پر کوئی شے مجھ کو تقیہ سے زیادہ پسند نہیں۔ اے حبیب جو شخص تقیہ کرے گا اللہ اس کو عظمت سے نوازے گا۔ اور جو تقیہ نہیں کرے گا اللہ اس کو پستی میں گرادے گا (اصول کافی ص 483)

"ابوجعفر (امام باقر) علیہ السلام نے فرمایا تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباؤ کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا اس کا ایمان ہی نہیں ہے (اصول کافی ص 484)

اسی کتاب میں زرارہ سے مروی ہے وہ امام ابوجعفر (باقر) سے نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تقیہ ہر ضرورت کے لئے کافی ہے۔ اب صاحب تقیہ خود اپنی ضرورت کا زیادہ علم رکھتا ہے (اصول کافی ص 484)

اصول کافی کتاب العلم میں زرارہ بن اعین کی روایت ہے۔ انہوں نے کہا "میں نے امام باقر سے ایک مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے مجھے مسئلہ کا جواب دیا۔ اس کے بعد اسی وقت ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی امام سے وہی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ دوسرا جواب دیا پھر ایک اور آدمی نے بھی آ کر وہی مسئلہ پوچھا تو امام نے اس کو (ان دونوں جوابوں سے مختلف جواب دیا۔ پھر جب لوگ چلے گئے تو میں نے امام سے عرض کیا۔ اے فرزند رسول! عراق کے دو باشندے جو شیعان اہل بیت میں سے تھے۔ وہ آئے اور ان دونوں نے آپ سے ایک ہی مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے دونوں کو دو مختلف جواب دیا۔ (ایسا کیوں؟) تو حضرت امام نے فرمایا۔ اے زرارہ! اسی میں ہماری اور تمہاری خیر و بقاء ہے اور اگر تم تمام لوگوں کا مسلک ایک ہو گیا تو لوگ تمہیں ہم سے تعلق کے معاملے میں سچا سمجھیں گے اور اس میں ہم سب کی بقاء کو خطرہ ہے۔ اس کے بعد زرارہ نے کہا کہ میں نے

ایک بار امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ آپ کے شیعہ ایسے باوفا ہیں کہ اگر انہیں نیزوں کے اوپر یا آگ میں کودنے کو کہا جائے تو وہ ایسا کر دیں گے۔ لیکن جب وہ آپ لوگوں کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ان میں باہم اختلاف ہوتا ہے۔ زرارہ نے کہا کہ امام جعفر صادق نے میری اس بات کا وہی جواب دیا جو جواب ان کے والد امام باقر نے مجھے دیا تھا (اصول کافی ص 37)

اس روایت سے یہ پتہ چلا کہ یہ ائمہ تقیہ کے طور پر دینی مسائل بھی غلط بتاتے تھے (العیاذ باللہ)

شیعی حدیث میں بطور تقیہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی مثال:

ابان بن تغلب کی روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میرے والد (امام باقر) دور بنو امیہ میں تقیہ کے طور پر یہ فتویٰ دیتے تھے کہ اگر کوئی باز و شاہین کا شکار کرے اور وہ (قبل ذبح) مر جائے تو وہ حلال ہے۔ اور میں تقیہ نہیں کرتا تو کہتا ہوں کہ وہ حرام ہے۔ (فروع کافی ج 2 ص 80)

فروع کافی میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی ذات جرات، حق گوئی، خلوص وللہیت اور صبر و عزیمت کی شاہکار ہے۔ ان کی جانب ایک نہایت بزدلانہ بلکہ منافقانہ روایت منسوب ہے۔

عامر بن سمط امام جعفر صادق سے راوی۔ انہوں نے بیان کیا کہ منافقین میں سے ایک آدمی مر گیا۔ تو حسین بن علی علیہما السلام گھر سے باہر نکلے اور جنازہ کے ہمراہ چلے تاکہ شرکت کریں۔ تو ان کا ایک غلام سامنے آ گیا (جو میت کی منافقت کی وجہ سے شریک جنازہ نہیں ہونا چاہتا تھا) انہوں نے غلام سے فرمایا۔ اے فلاں تو کدھر جا رہا ہے۔ اس نے عرض کیا میں اس منافق کے جنازہ سے بھاگنا چاہتا ہوں۔ امام حسین نے اس سے فرمایا۔ تم نماز میں میرے دائیں کھڑے ہو جاؤ اور جو مجھے کہتے ہوئے سنو تم بھی کہو (اس کے بعد امام جعفر کہتے ہیں جب ولی میت نے نماز جنازہ شروع کی اور تکبیر کہی تو امام حسین نے بھی تکبیر کہی۔

اس کے بعد کہا۔ اے اللہ اپنے اس بندے پر ایک ہزار لعنتیں کر جو متواتر مسلسل ہوں' متفرق نہ ہوں' اور اے اللہ اسے اپنے بندوں میں ذلیل کر اور اسے نار جہنم میں پہنچا اور عذاب سخت کا مزا چکھا۔ یہ شخص تیرے دشمنوں سے دوستی کرتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی کرتا تھا۔ اور اہل بیت نبی سے بغض رکھتا تھا (فروع کافی ج1 ص99 - 100)

شیعوں کی معتبر کتاب تہذیب میں ہے کہ مخالفین ولایت کے جنازے کو غسل دے اور نماز پڑھے بلکہ اسے اہل خلاف کی طرح غسل دے۔ اس کے ساتھ جریدہ نہ رکھے اور نماز پڑھے تو دعا کی جگہ اس پر لعنت کرے (تہذیب ج1 ص96)

فروع کافی میں اس کے بعد ایسی ہی روایتیں حضرت امام زین العابدین اور سیدنا امام جعفر صادق سے بھی منسوب کی گئی ہیں۔

ہر سلیم الفطرت فکر خود فیصلہ کرے

یہ اور اس قسم کی درجنوں روایات کے ہوتے ہوئے دھوکہ دہی' فریب کاری' مکاری و عیاری' اور منافقت کا بھی کوئی مفہوم باقی رہ جاتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا الفاظ اپنے اندر کوئی حقیقی معنی و مفہوم رکھتے ہیں تو حضرات شیعہ کے نزدیک جسے تقیہ کہا جاتا ہے اور جس کی مثالیں ان کی اصح کتب بعد کتاب اللہ اور دیگر دستاویزی ماخذ میں موجود ہیں۔ صرف ان کا ایک تقیہ اپنے اندر مکر و فریب' دجل و دغل اور دوررخاپن اور منافقت کی تمام غلیظ ترین شاخوں کو لئے ہوئے ہے یا نہیں؟ اور کیا کوئی ذرا بھر ایمان رکھنے والا انسان بھی ان روایت کو خانوادہ نبوت کے مقدس فرزندوں کی طرف منسوب کر سکتا ہے؟ شیعیت کی پوری تاریخ اور تحریک کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک وسیع النظر فکر جس نتیجہ پر پہنچتی ہے، وہ یہ ہے کہ تقیہ بھی اس فرقے کو داغ بیل ڈالنے والوں کی ایک لازمی ضرورت ہے۔ ایک ایسا تیر بہدف نسخہ جو شیر خدا مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم سے لے کر اہل تشیع کی تمام معتمد شخصیات کو اپنے خود ساختہ سانچہ میں فٹ کر سکے۔ جسے اگر ہم جناب خمینی صاحب کے لہجے

میں کہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ تقیہ بانیان فرقہ شیعہ کا ایسا طاغوتی حربہ ہے جس نے اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی جلالت مآب' سرمایہ شجاعت' بے باک' نڈر' حق گوئی' حق شعار' نسل پاک پر صدہا سال تک حق پوشی' منافقت' دوررخاپن' اور خلاف ضمیر زندگی گزارنے کا الزام لگایا ہے (العیاذ باللہ)

سورہ آل عمران کی آیت مبارکہ:

"نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر اور جس نے کیا یہ کام پس نہ رہا اللہ سے (اس کا) کوئی تعلق۔ مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو ان سے اپنا بچاؤ (سورہ آل عمران آیت 28)

اور یہ ہے ہمارا بے داغ آئینہ

لفظ "تقیہ" کی مفسرین اسلام نے جو تشریح کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے

"اگر مسلمان کفار کے نرغے میں آجائے اور اسے اپنے قتل ہو جانے' مال چھن جانے اور ناموس لٹ جانے کا قوی اندیشہ ہو تو اس بے بسی کے عالم میں وہ ایسی بات کہہ لے جس سے وہ کفار کے شر سے محفوظ رہے"

اس عالم خوف و خطر میں اسے یہ اجازت ہرگز نہیں کہ وہ ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے دوسرے مسلمان کو ایسا ضرر پہنچے جس کی تلافی نہ ہو سکے۔ مثلاً کفار اس سے اگر کسی مسلمان کو قتل کرنے' زنا کرنے' کسی پاکدامن عورت پر بہتان لگانے یا کفار کو مسلمانوں کے راز بتانے پر مجبور کریں تو اس مسلمان کو اس امر کی ہرگز اجازت نہیں کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے ان کاموں میں سے کوئی کام کرے۔

اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے زبان پر کلمہ کفر لائے (جس طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کیا) اور اس کا دل مطمئن ہو تو اسے ایسا کرنے کی رخصت تو ہے لیکن اس کا ایمان پر ڈٹے رہنا اور اپنی جان دے دینا بہت افضل ہے۔

عصر حاضر کے اسلامی مفکر جسٹس محمد کرم شاہ ازہری اہل تشیع کی تقیہ کے حق میں دلیلوں

کا جائزہ لینے کے بعد اسلامی قانون میں جس حیلہ کو حلال کیا گیا ہے اور جو عزیمت کے مقابلہ میں محض ایک رخصت ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"اس چیز کو اس تقیہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے جو مذہب شیعہ کا اصل عظیم ہے اور بڑا کارثواب ہے۔ جس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے وہ یہاں تک کہہ جاتے ہیں اگرچہ خلفائے ثلثہ نے قرآن کی تحریف کردی۔ احکام شریعت کو بدل ڈالا۔ سنت رسولؐ کو مٹا دیا لیکن حضرت علی نے تقیہ پر عمل کیا اور وہ خاموش رہے بلکہ کاروبار حکومت میں ان کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ ان کے مال غنیمت سے اپنا حصہ قبول کرتے رہے۔ ان کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔

استغفر اللہ اشاہ مرداں' شیر یزداں علیہ وآلہ افضل الثناء واکمل الرضوان کی ذات مقدس پر یہ کتنا ناپاک بہتان ہے (ایسی بہتان تراشی پر ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں)

اب آیئے تقویٰ' تقیہ اور تبرا پر تفصیلی مضمون ملاحظہ کیجیے۔

چنانچہ علامہ بدر القادری مدظلہ العالی یوں رقم طراز ہیں

تقویٰ' تقیہ اور تبراء

ہزار جان غلاماں فدائے نام علی
علی امام سن است و منم غلام علی

حضرت داتا گنج بخش ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں صوفیا اسلام کے امام ومقتدا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

اور انبی (اہل اللہ) میں برادر مصطفےٰ' غریق بحر بلا' حریق نار ولا' مقتدائے اولیاء واصفیاء' ابوالحسن علی بن ابی طالب شیر خدا کرم اللہ وجہ ہیں۔ ان کی شان جادۂ طریقت میں بڑی ارفع واعلیٰ اور بیان حقیقت میں ان کی باریک بینی بہت بلند ہے۔ آپ کا اصول حقائق میں خاص حصہ تھا۔ حتی کہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ان کی شان میں فرماتے ہیں۔

شیخانی الاوصول والبلاء علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی اصول عشق ومحبت اور راضی برضائے الٰہی کے ماہر' ہمارے شیخ وامام حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم ہیں۔ گویا صاف فرمارہے ہیں کہ علم معاملات طریقت میں ہمارے امام حضرت علی کرم اللہ وجہ ہیں۔ اور اصول اصطلاح صوفیہ میں' علم تصوف طریقت کو کہتے ہیں اور طریقت میں عمل جو خاص ہے وہ بلاؤں کا برداشت کرنا ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا کہ یا امیر المومنین مجھے ہدایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی مشغولیت کو بیوی بچوں کی ہمت کے ساتھ نہ لگانا' اس لئے کہ اگر وہ اولیاء اللہ سے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو خراب اور ضائع نہیں کرتا اور اگر دشمن خدا ہوئے تو دشمنان خدا کے لئے غم خواری وہمدردی کیوں؟

یہ مسئلہ انقطاع ماسوی اللہ سے متعلق ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس طرح چاہے رکھتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر کو سخت حالت میں چھوڑ دیا اور سپرد خدا کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو اسماعیل علیہ السلام کے ہمراہ لے جا کر ایسے ویرانے میں چھوڑا جہاں کوئی زراعت بھی نہیں تھی۔ **بوادٍ غیر ذی زرع**

جس کی شان میں ارشاد باری ہے اور خدا کے سپرد کر دیا اور ان میں اپنے کو مشغول نہ کیا اور اپنا دل اپنے رب حقیقی کی جانب رجوع کر لیا۔ حتی کہ ان دونوں کی مراد دو جہاں میں پوری ہوئی۔ باوجود اس کے کہ بظاہر انہیں نامرادی کی حالت میں چھوڑا گیا تھا۔ مگر وہ اپنے سب کام اپنے رب عزوجل کے سپرد کئے ہوئے تھے۔

اسی قسم کی بات وہ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ایک پوچھنے والے کو فرمائی۔ جب کہ آپ سے اس نے سوال کیا کہ پاکیزہ ترین عمل کیا ہے۔ فرمایا غنا القلب باللہ۔ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے ساتھ دل کا ہر شے سے مستغنی ہو جانا۔ حتی کہ دنیا کے نہ ہونے سے فقیر نہ ہو۔

اور مال کی کثرت سے مسرور نہ ہو۔اس قول کی حقیقت اسی فقر وصفوت کی طرف جاتی ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

تو اہل طریقت حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہ کی پیروی حقائق عبارات ودقائق ارشادات میں کرتے ہیں اور تجرید علوم دنیا وآخرت سے حاصل کرنے اور نظارۂ تقدیر حق میں رہنا بھی انہی کی اطاعت کے ماتحت ہے اور لطائف کلام میں آپ کے مضامین اس قدر ہیں کہ ان کی گنتی نہیں ہوسکتی (کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش ابوالحسن سید علی ہجویری علیہ الرحمہ مطبوعہ لاہور)

جو عرفان وحقائق کا گنج گرانمایہ تقسیم فرمانے والا ہو' مدینہ علم نبوی کا باب عالی ہو' صداقت وحقانیت کے انوار جس کے ارشادات وکنایات سے پھوٹتے ہوں۔اس کی ذات عالی پر یہ کتنی عظیم تہمت ہے کہ انہوں نے حق کو چھپا کر سالہا سال خلفاء ثلثہ (رضی اللہ عنہم) کا ساتھ دیا۔یہ نہ کسی محب علی کا خیال ہوسکتا ہے اور نہ کسی غلام مرتضیٰ کا عقیدہ' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خلفائے ثلثہ کی خلافت کو خود حق سمجھتے تھے اور انہوں نے اپنے پیشروؤں کی بیعت کی اور ان کے مشیر ومعاون بن کر رہے۔تا آنکہ خود ان کی خلافت کا زمانہ آ گیا۔

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگلد ایں سلسلہ را

امام تقویٰ اور تقیہ

امام متقیاں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ' سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور اہل بیت کے استحقاق کی پامالی کا بہانہ تراش کر اہل تشیع' بعد انبیاء روئے زمین کی مقدس ہستیوں کو نشانہ طعن بنائے اور اپنا ایمان خراب کرتے ہیں۔میں ان کے سامنے خود فرمان مرتضوی سے ثبوت لاتا ہوں کہ آنحضور ﷺ اور ان کی باخدا ذریت کو ان باتوں کو خواب وخیال بھی نہیں تھا۔اہل تشیع جن کے مدعی ہیں۔

زہد کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

الزھد کلہ بین کلمتین من القرآن قال اللہ سبحانہ لکی لاتاسوا علی مافاتکم و لاتفرحوا بما اتکم و من لم یاس علی الماضی ولا یفرح بالا تی فقد اخذ بالزھد بطرفیہ (نہج البلاغہ)

مکمل زہد قرآن کے دو کلموں میں جمع ہے۔ارشاد رب العالمین ہے جو چیز تمہارے ہاتھوں سے جاتی رہے اس پر افسوس نہ کرو۔اور جو چیز اللہ تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں جو شخص جانے والی شے پر افسوس نہیں کرتا اور آنے والی پر نہیں اتراتا، اس نے دونوں طرفوں سے زہد کو پالیا"

ہم تم سب اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰ' سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا متقی مردوں اور متقی عورتوں کے سردار اور زہد وورع کی علامت ہیں اور زہد وورع ابتلا ومصائب سے عبارت ہیں۔جیسا کہ ابھی اوپر کشف المحجوب کے اقتباس میں حضرت مولائے کائنات رضی اللہ علیہ کا فرمان گزرا۔

اور کیا کوئی ذی شعور اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ خود تو حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ تعلیم تقویٰ میں یہ فرمائیں۔

☆ جہاد تقویٰ کا لباس ہے اور خدا کی مضبوط زرہ اور محکم ڈھال ہے۔
(نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷)

اور باوجود اس کے کہ وہ اسد اللہ الغالب ہیں۔انہوں نے اپنے حق خلافت کو جانتے بوجھتے اس کے لئے جہاد نہیں کیا۔نیز تقویٰ کے باب میں جنہوں نے ارشاد فرمایا۔

☆ جس نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنالیا۔وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا عمل بارآور ہوا۔لہذا تقویٰ کو اپنانے کے لئے فرصت کو غنیمت سمجھو اور حصول بہشت کے لئے نیک اعمال کرو

(نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۳۰)

☆ تقویٰ کو اپناؤ' جو مضبوط رسی' محکم دستگیر' مضبوط قلعہ اور پناہ گاہ ہے (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۹۰)

☆ اے بندگان خدا جان لو کہ تقویٰ مضبوط قلعہ ہے۔ جبکہ برائی اور گناہ کمزور' بوسیدہ اور متزلزل گھر ہے (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۵۷)

☆ تقویٰ (آج (دنیا) کے لئے ڈھال اور حفاظت ہے اور کل (آخرت کے لئے) جنت کا راستہ ہے (نہج البلاغہ' خطبہ نمبر ۵)

☆ زہد و تقویٰ سے مضبوط تر کوئی قلعہ نہیں (نہج البلاغہ' کلمات قصار نمبر ۳۷۱)

ایسے معلم زہد و تقویٰ سے یہ امید کہ انہوں نے اپنی عمر شریف میں ایک لمحہ کے لئے بھی خلاف حق بات سن کر خاموشی اختیار کی ہوگی یا دل میں کچھ اور رکھ کر زبان سے کچھ اور کہتے رہے ہوں گے۔ آیا ایسا کہنا ان کی مدح و ستائش ہے یا توہین و تذلیل (جس کے مرتکب کو ان کا رب کبھی معاف نہ کرے) کیونکہ ان کے خالق و مالک نے انہیں دارین میں عزتوں اور کرامتوں سے مالا مال کیا ہے۔

اے دعویداران تولا! وہ مقدس حضرات تو تقویٰ کے بلند مینار ہیں۔ ان کو تقیہ جیسے قبیح غیر شریفانہ اور منافقانہ عمل سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس لئے کہ تم خود غور کرو تو تقویٰ اور تقیہ میں نور و ظلمت جیسی نسبت ہے جو اہل تقویٰ ہیں ان سے تقیہ منسوب کرنا بھی بدترین جرم ہے۔ جس طرح مشرق و مغرب کے دونوں کنارے نہیں مل سکتے اسی طرح تقویٰ کی ردائے مقدس پر تقیہ کا داغ نہیں لگ سکتا۔

صفائے قلب ہے جن کے قدم کی مٹی میں
عیوب اہل ہوا ان کو چھو نہیں سکتے

جن کے عقد میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی شہزادی دی

سیدنا اسد اللہ الغالب کی یہ شان کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عقد میں اپنی اس شہزادی کو دے رہے ہیں' جو نور نگاہ فاطمہ زہرا ہیں۔ (رضی اللہ عنہما) مگر اہل تشیع ہیں کہ ان کی بدگوئی سے زبان کو آلودہ کرنا ہی اپنی عبادت سمجھتے ہیں۔ مسلمانان اہل سنت کی کتابوں میں تو یہ بات موجود ہی ہے۔ شیعوں کی کتابیں بھی اس کا ثبوت دیتی ہیں۔

محسن الملک جناب مہدی علی خان منیر جنگ جو بادہم کے شیعی خاندان سے مجتہد وقت تھے اور بعد میں شیعیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

''روایت نکاح ام کلثوم شیعہ کی کتب احادیث' اخبار' فقہ اور کلام میں اس کثرت سے مذکور ہے کہ کسی طرح اس سے انکار نہیں ہو سکتا اور ایسی متواتر خبر کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ تا حیات حضرت عمر رضی اللہ عنہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں رہیں۔ ان سے زید بن عمر خطاب ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم کا دوسرا نکاح محمد بن جعفر طیار سے ہوا۔

(آیات بینات' محسن الملک نواب مہدی علی خان منیر جنگ ص ۱۹۳)

اس کتاب میں محسن الملک نے نکاح ام کلثوم کے سلسلہ میں شیعوں کی کتب کافی' شافی' تہذیب' نزہتہ' شرائع' مسالک' مواعظ حسینہ' مجالس المومنین' ازالۃ العین اور مصائب النواصب کے حوالے قلمبند کئے ہیں۔

فروع کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ عدت کے ایام خاوند کے گھر پر گزارے یا جہاں مناسب خیال کرے وہاں؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا

تعتد فی بیتها او حیث شلت ان علیا صلوات الله علیه لما توفی

عمر اتیٰ ام کلثوم فانطلق بها الی بیته (فروع کافی ج۲ص۲۱۱)

اپنے گھر میں جہاں چاہے عدت گزارے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی شہزادی ام کلثوم کو اپنے گھر لے گئے تھے۔

دور پہلوی کی ایرانی سلطنت میں مجلس شوریٰ کے ایک وزیر تھے۔ان کا نام مرزا عباس قلی خان تھا۔انہوں نے شاہ ایران مظفر الدین قاچار کی سرپرستی میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام طراز المذہب مظفری ہے۔اس کتاب کی جلد اول ص ۴۷ سے ص ۶۷ تک نہایت تحقیق کے ساتھ شیعوں کی ان معتبر روایات اور علمائے شیعہ کے مندرجات جمع کئے گئے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا کی شہزادی ام کلثوم حضرت عمر فاروق کے نکاح میں تھیں (رضی اللہ عنہم)

زمین میں غرق کیوں نہیں ہو جاتا

دنیائے شیعیت کے لئے سیدہ ام کلثوم کا حضرت عمر فاروق کے نکاح میں دیا جانا اتنے قلق' دکھ' درد اور تکلیف و آزار کی بات ہے کہ تفسیر لکھنے والے محدثین نقل کرنے والے' شارحین حدیث شیعہ' مجتہدین و محققین و متقشفین میں سے شاید کوئی ایسا ہوگا جس نے اس عنوان پر پہنچ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات کو اپنے سب وشتم کا نشانہ نہ بنایا ہوگا۔ ایسی ایسی بکواس' ایسی ایسی بدگوئیاں اور گندے الفاظ ان دعویداران تولا نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں بکے ہیں کہ سنجیدہ سے سنجیدہ انسان کا خون کھول جائے۔

آیئے میں ماضی قریب کے عالم ربانی شیخ الاسلام علامہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کے تاثرات چند جملوں میں نقل کرتا ہوں۔فرماتے ہیں۔

''اس نکاح کا ثبوت اہل تشیع کی تقریباً ہر کتاب میں موجود ہے مگر جن الفاظ کے ساتھ اہل بیت کی عقیدت کا دم بھرنے والوں نے اس نکاح کا اقرار کیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کوئی ذلیل سے ذلیل انسان بھی اپنے متعلق ان الفاظ کو برداشت نہیں کر سکتا۔جن

الفاظ کو اہل بیت نبی ﷺ کے متعلق ان مدعیان تولا نے استعمال کیا ہے۔کوئی شخص ان الفاظ کو دیکھ کر یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے الفاظ بدترین دشمن ہی منہ سے نکال سکتا ہے۔میں حیران ہوں کہ اللہ کے مقبولوں کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرنے والا زمین میں غرق کیوں نہیں ہو جاتا لہذا میں یہ جرأت نہیں کرتا اور اپنی آخرت تباہ نہیں کرتا کہ وہ الفاظ لکھوں.....شان حیدری میں کس قدر بکواس اور سب وشتم شیعان علی نے کئے ہیں۔کوئی بڑے سے بڑا بدبخت خارجی بھی ان کے حق میں اس قسم کے کلمات لکھنے کی جرات نہیں کرے گا۔حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ بکواس صرف اس لئے کی گئی کہ آپ نے سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو رشتہ کیوں دیا ہے اور بس (مذہب شیعہ' شیخ الاسلام علامہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ)

شیعوں کے یہ مغلظ کلمات اگر کوئی شخص دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ذیل میں مذکور کتابوں کے متعلقہ صفحات دیکھے۔

(فروع کافی جلد۱' مطبوعہ لکھنوص ۱۴۱' ناسخ التواریخ جلد۲' ص ۳۶۳' ۳۶۴)

یہ کیسا تبرا ہے؟

دین و دیانت سرگریباں ہیں اور تولا کی یہ کون سی قسم ہے کہ ان کے عمل و کردار کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور درست کرنے کے بجائے ان کے مزعومہ مخالف سے (جو درحقیقت اللہ اور اس کے رسول و اہل بیت کا پیارا ہے) حضرت اسد اللہ الغالب نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ کر دیا تو خود ان کی ذات شیعوں کی بدکلامی کا نشانہ بن گئی۔جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خود کو اقوال نبی و علی اور ائمہ پر استوار نہیں کیا ہے۔بلکہ اپنے خود ساختہ سانچہ میں ان مقدس ہستیوں کو فٹ کرتے رہے ہیں۔جسے اور چاہے جو نام دیا جا سکے' مگر اسلام ہرگز نہیں کہہ سکتے۔تبراء کے نام پر خلفائے ثلاثہ' مقدس امہات المومنین اور صحابہ کو سب وشتم کرنا تو ان کے دین کا شعار ہی ٹھہرا' اور جو زبانیں بدگوئی اور گالی گلوچ کی عادی ہو ہی چکیں تو کیا فرق کہ جنہیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں ان پر زبان کھل رہی ہے یا

جن کے تولا نے ادعاء میں دین وایمان کا سرمایہ لٹا بیٹھے انہیں مطعون کر رہے ہیں (العیاذ باللہ)

تبراء شیعیت کا جزو ہے

پروفیسر رضیہ جعفری تبراء کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت اور ائمہ معصومین کی امامت کا اقرار اس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک ان کے دشمنوں سے بیزاری اور نفرت نہ ہو..... منافقین اور منکرین اہل بیت سے بیزاری ضروری ہے' ظالم لوگ ملعون ہیں۔ ان سے بیزاری ونفرت واجب ہے (فرق اسلام' پروفیسر رضیہ جعفری' شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ص ۳۱)

تحفۃ العوام میں بنیادی عقائد کے بیان ہے۔

''اہل بیت اور ان کے دوستوں سے دوستی اور ان کے دشمنوں اور دشمنوں کے دوستوں سے بیزاری ضروری ہے'' (تحفۃ العوام' ص ۲۲)

''وفاق علمائے شیعہ'' کے اعلامیہ میں صاف صاف لکھا ہے کہ ان کے دین کی اصولی چیزوں میں تبرا بھی ہے جسے اشتہار میں دسواں نمبر حاصل ہے۔ لکھا ہے۔

''تبرا اہل بیت کے دشمنوں سے دشمنی اور ان کے دشمنوں کے جو دوست ہیں' ان سے بھی دشمنی رکھنا' تبرا شیعہ مذہب اور فقہ جعفریہ کا اہم ترین جزو ہے' یعنی غیر شیعوں سے نفرت کرنا' خواہ وہ کوئی بھی ہو' چاہے صحابی تک بھی.....

محب خلفائے راشدین مسلمانان اہل سنت ہی ہیں لہذا ان کے لئے صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ

''ہم تمام بریلوی' دیوبندی اور اہل حدیث کو قادیانیوں کے برابر نجس' اور پلید سمجھتے ہیں۔ یہ سب نجس اور پلید ہیں جبکہ شیعہ ہمیشہ پاک ہوتا ہے (وفاق علمائے شیعہ' کا اشتہار مجریہ ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء)

ہم اہل تشیع کے تبرا کو اس سے زیادہ کس طرح واضح کر سکتے ہیں۔ اہل فکر ودانش غور فرمائیں گے تو ان کے بارے میں راقم الحروف کے لکھے ہوئے مضامین ہی باذن اللہ ہدایت کا دروازہ کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ ان کی اہانت سے لبریز عبارتیں نوک قلم پر لاتے ہوئے کلیجہ تھر تھر کانپتا ہے۔ مگر خدا شاہد ہے کہ غلاظت کے اس ڈھیر کو کریدنا محض اپنے مسلمان بھائیوں کی واقفیت اور شیعیت رسم ورواج کا فرق سمجھنے والوں کی ہدایت کے لئے ہے۔ تبراء کا ایک بدترین نمونہ دیکھئے۔ معتبر شیعی مصنف باقر مجلسی کی کتاب ''رسالہ رجعیہ'' میں امام صاحب الزمان کی طرف منسوب ایک قول' توہین صحابہ کے لئے نقل کیا ہے۔

''صحابہ کبار نے یہود کے بتلانے کے مطابق دو اسلامی کلمے زبان سے پڑھ لئے تھے۔ اس امید میں کہ شاید رسول اللہ ﷺ انہیں حکومت سپرد کر دیں۔ وگرنہ دلی طور پر یہ کافر ہی تھے (معاذ اللہ' استغفر اللہ) (آیات بینات ص ۸۵۔۸۶)

مذہب شیعہ میں اپنے مخالف کو گالی بکنا' اس پر بہتان طرازی کرنا' باعث ثواب' بلندی درجات کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ان کی اہم الکتب میں ہے۔

اذا رأيتُم اهل الريب والبدع من بعدى فاظهروا البراءة منهم واكثروا من سبهم والقول فيهم والوقيعة و باهتوهم كيلا يطمعوا فى الفساد فى الاسلام ويحذرهم الناس ولايتعلمون من بدعهم يكتب الله لكم بذلك الحسنات ويرفع لكم به الدرجات فى الاخرة (اصول کافی' مطبوعہ لکھنؤ ص ۵۵۴)

''میرے بعد جب تم شک اور بدعت والوں کو دیکھو تو ان سے بیزاری ظاہر کرو' اور انہیں خوب گالیاں دو' برا کہو' بے عزتی کرو' ان پر بہتان باندھو' تا کہ وہ اسلام میں طمع فساد نہ کریں۔ لوگ ان سے بچیں اور ان کی بدعت کو نہ سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ان کاموں کے بدلے نیکیاں لکھے گا۔ اور آخرت میں تمہارے درجے بلند کرے گا''

امام جعفر صادق کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے یہ کہا

ان الناس کلھم اولاد بغایا ما خلا شیعتنا (فروع کافی' کتاب الروضہ ص ۱۲۵)

ہمارے شیعوں کے سوا جتنے لوگ ہیں سب کنجریوں کی اولاد ہیں

ان لوگوں کے نزدیک ان کے مخالفین پر لعنت ونفریں بھیجنا ایک قسم کی عبادت ہے اور یہ اتنی اہم عبادت ہے کہ جناب خمینی صاحب نے اپنے وصیت نامہ میں ایرانی قوم کو اس کی بھی خاص ہدایت کی ہے۔ لعن ونفرین میں کوئی کسر نہ رکھی جائے۔ سوال یہ ہے کہ اس قسم کی گھٹیا' رزیل حرکتیں بھی کیا کسی مذہب کا حصہ ہو سکتی ہیں اور کیا ائمہ کی جانب ایسی باتوں کو منسوب کرنے والوں کی حقیقت اہل تولا نے اب نہ سمجھی؟

سیدنا علی مرتضیٰ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی حق تلفی کے غم میں نڈھال ہونے والوں سے عقل ودیانت بار بار یہ سوال کرتی ہے۔

☆ اصحاب ثلثہ' امیر معاویہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور دیگر مقدس صحابہ نیز مسلمانوں کو منہ بھر بھر کر گالیاں دینے سے کیا حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے یا تبرائیوں کا کچھ بھلا ہوتا ہے؟

☆ موت کے بعد ہر ظالم ومظلوم احکم الحاکمین کے قانون مکافات کے گہوارہ میں خود بخود پہنچ جاتا ہے۔ بفرض محال اگر ان حضرات میں سے کسی نے کچھ زیادتی کی ہوگی تو رب العالمین خود سب سے زیادہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اگر اس پر یقین ہے تو پھر آپ کے واویلا مچانے سے کیا فائدہ؟

☆ حب علی کے دعویداروں کو کیا خبر نہیں کہ حضرت اسد اللہ الغالب نے جان کے دشمن کو بھی کبھی گالی نہیں دی اور اپنی ذاتی رنجش کی بنیاد پر کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا۔ بلکہ اپنے ماننے والوں کو اس بات سے منع فرمایا۔ انہی کا ارشاد ہے۔

''میں تمہارے لئے اس بات کو برا خیال کرتا ہوں کہ تم گالی دینے والے بنو'' (نہج البلاغہ ص ۴۴۶)

پھر صدیوں سے شیعوں نے پاکان امت کو گالی دینے کا جو سلسلہ جاری رکھا ہے۔ یہ کس دین وشریعت اور شرافت وانسانیت کا حصہ ہے۔ ہم انہیں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خطبات ہی پر غور وتامل کی دعوت دیں گے۔

''اے بندہ خدا! کسی گناہ کے سبب کسی کی عیب جوئی نہ کر' شاید وہ بخش دیا گیا ہو اور تو اپنے نفس کے صغیرہ گناہ پر بھی بے خوف نہ رہ کہ کیا عجب اسی سبب سے عذاب دیا جائے۔ تم میں سے اگر کوئی کسی کے عیب پر مطلع ہو تو بہتر یہ ہے کہ اپنے عیوب پر نظر کر کے اس کی عیب جوئی سے باز رہے (نہج البلاغہ ص ۳۷۷)

نیز فرمایا ''تقویٰ اختیار کر اس شخص کی طرح کہ جب سنتا ہے تو فوراً اپنی ذمہ داری کا احساس کرتا ہے۔ اور جب کوتاہی کرتا ہے تو فوراً اپنی غلطی مان لیتا ہے اور جب خدا سے ڈرتا ہے تو اطاعت بجالاتا ہے اور جب یقین حاصل کرتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب اسے درس دیا جاتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے اور جب نافرمانی سے روکا جاتا ہے تو رک جاتا ہے۔ اللہ کی دعوت کو سن کر اس کی جانب پلٹتا ہے تو توبہ کر کے پلٹتا ہے۔ جب اولیاء اللہ کی پیروی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے قدم بڑھاتا ہے۔ جب اسے دکھایا جاتا ہے تو طلب حق کے لئے سرگرم عمل ہو جاتا ہے اور نافرمانی اور گناہ سے دوری اختیار کرتا ہے۔ دنیا میں رہ کر آخرت کا ذخیرہ کرتا ہے۔ اپنے نفس کو پاک اور آخرت کو آباد کرتا ہے۔ سفر آخرت کے لئے زاد راہ فراہم کرتا ہے اور جانے سے پہلے اسے اپنی ابدی اقامت گاہ کی طرف بھیج دیا جاتا ہے (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱ ص ۸۳)

معیار صداقت

اللہ کے نیک اور صالح بندے جو یقیناً مومنین کاملین ہی ہیں' وہ بصارت ظاہری کے ساتھ ساتھ بصیرت باطنی سے بھی آراستہ ہوتے ہیں۔ آنکھ موند کر ہر خوش کن شے کو قبول

کر لینا مسلمان کا شیوہ نہیں۔ بلکہ ہر بات کو ایمان و اسلام کے معیار پر پرکھنا' پھر قبول کرنا بندگان حق کا خاصہ ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

والذین اذا ذکروا بایٰت ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا

(سورہ الفرقان آیت ۷۳)

(اور رحمٰن کے وہ بندے) کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

شیعیت نہ اسلام ہے اور نہ اسلام شیعیت' بلکہ شیعیت اپنے چند مہلک عقائد و خیالات کی بناء پر اسلام کو فنا کرنے اور اس کی تعلیمات کو مسخ کرنے کی ایک سازش ہے۔ ائمہ کرام اور اکابرین امت کے نام کا لیبل لگا کر لادینیت اور زندقہ کی ایک لمبی سیریز ہے جو قدم قدم پر قرآن اور فرامین رسول انام سے نبرد آزما ہوتی ہے۔ اس لئے اس دور پر فتن میں مسلمانوں کو تمام گمراہ فرقوں کی طرح رفض اور شیعیت کے دام ہمرنگ زمین سے بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم تمام مسلمانان اہل سنت تو انبیاء کی عصمت صحابہ کی عدالت اور اولیاء اللہ کی محفوظیت کے قائل ہیں۔ ہمارے دین میں صلحاء اور محبوبان حق سے سوء ظن کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔

نہایت ایمان افروز بات فرمائی سیدی امام احمد رضا قادری قدست اسرارہم نے جو اہل محبت کے حرز جان بنانے کے قابل ہے۔

محبوبان خدا اولاً تو گناہ کرتے ہی نہیں **ان المحب لمن یحب یطیع ھذا ما اختارہ سیدنا الوالد رضی اللہ تعالیٰ** اور احیاناً کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر الٰہی انہیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتا ہے پھر **التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ**' اس حدیث کا ٹکڑا ہے **وھذا ما مشی علیہ المناوی فی التیسیر** اور بالفرض ارادہ الٰہیہ دوسرے طور پر تجلی شان عفو و مغفرت و اظہار مکان و محبوبیت پر نافذ ہو تو عفو مطلق و ارضائے اہل حق سامنے موجود' ضرر ذنب بحمد اللہ تعالیٰ ہر طرح مفقود' والحمد للہ الکریم الودود'

وھذا ما ذرتہ بفضل المعبود (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ج ۱ جزء اول ص ۵۲ مطبوعہ رام پور)

اور یہ جسارت بھی ان پاکان امت کے حق میں جو رفقائے نبی اور طبیب امراض قلبی ہیں۔ حاشا و کلاء

روض الریاحین میں امام ابو محمد عبداللہ بن اسد یمنی یافعی نقل فرماتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک کوچہ سے گزر فرما رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک مقام پر لوگوں کی بھیڑ جمع ہے۔ لوگ گردنیں بلند کر کر کے کسی کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے خیال کیا کہ آخر ایسا کون شخص ہے۔ آپ بھی وہاں گئے۔ جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان شخص عزت و وقار سے کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور لوگ اس کو نبض دکھا رہے ہیں۔ کچھ لوگ قارورے کی شیشیاں لئے کھڑے ہیں۔ وہ لوگوں کے امراض کی تشخیص کرتا جاتا ہے اور نسخے تجویز کرتا جاتا ہے۔ حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے قریب جا کر اس سے دریافت کیا' کیا آپ کے پاس جرم و عصیاں کے مرض کا بھی کوئی نسخہ ہے؟ طبیب نے سن کر سر جھکا لیا۔ اور کچھ دیر اسی طرح رہا۔ آپ نے دوبارہ وہی سوال دہرایا۔ جواب نہ ملا' جب آپ نے اپنا سوال سہ بارہ دہرایا تو نوجوان نے سر اٹھایا اور گویا ہوا۔ جناب والا! اس مرض کے علاج کے لئے پہلے بوستان ایمان میں جائیں اور وہاں سے یہ مفردات اکٹھا کریں۔ بیخ نیت' حب ندامت' برگ تدبیر' تخم درغ' ثمر فقہ' شاخ یقین' مغز اخلاص' قشر اجتہاد' بیخ توکل' اکمال اعتبار' تریاق تواضع' خضوع قلب اور فہم کامل۔ ان تمام کو کف توفیق اور انگشتان تصدیق سے پکڑیں پھر طبق تحقیق میں رکھ کر اشکہائے ندامت سے دھوئیں۔ اس کے بعد امید و رجا کی دیگ میں رکھیں اور اس قدر آتش شوق کی آنچ دیں کہ کف حکمت اٹل کر اوپر آ جائے پھر اسے رضا کے پیالے میں انڈیل کر استغفار کے پنکھے سے ٹھنڈا کریں۔ اس طرح ایک لاجواب شربت تیار ہو جائے گا۔ اس شربت کو ایسی جگہ بیٹھ کر استعمال کریں جہاں اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ انشاء اللہ مرض عصیاں دفع ہو جائے گا۔ نوجوان طبیب نے اتنا کہا اور ایک

نعرہ مستانہ دل کی گہرائیوں سے مار کر جاں بحق ہوگیا۔ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ واقعی تو جسم وروح دونوں کا طبیب تھا۔

سوال یہ ہے کہ جس دور مبارک میں عام مسلمانوں کے خلوص ایمان کا یہ حال ہو اس دور کے اکابر امت مسلمہ کے علوئے شان کا کیا حال رہا ہوگا۔ اوران کی پاکیزہ زندگیوں کو حریصان دنیا کے پیمانے میں فٹ کرنا غداران اسلام کے سوا کس کا کام ہوسکتا ہے؟

شیخ حمود بن عبداللہ حمود تویجری مزید رقم طراز ہے (اسلام اور شیعی مذہب)

ولقد صدق من قال ان يهود هذه الامة هم الشيعة وان يهود اهل السنة هم المقلدون الجامدون وخاصة امثال هؤلاء التبليغين الذين يناصرون الجهل والتقليد الجامد وعبادة الكبراء وتعظيم والخضوع لهم ويروجون البدعة فى المسلمين ويوجبون على المسلمين مالم يوجبه الله و يشرعون لهم مالم يشرعه الله ورسوله (القول البليغ ص20)

ترجمہ: ابن حمود اپنی کتاب "القول البلیغ" میں تبلیغیوں کی شیعوں کے ساتھ مشابہت بیان کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچے کہ کہا "ولقد صدق من قال" یعنی اس شخص نے بالکل سچ کہا کہ جس نے کہا امت مرحومہ کے یہودی وہ شیعہ ہیں اور اہل سنت کے یہودی وہ یہ جامع قسم کے مقلدین ہیں خاص طور پر یہ تبلیغی جماعت والے جو جہالت اور اندھی تقلید اور اپنے بڑوں کی پوجا پاٹ اوران کی حد درجہ بڑائی بیان کرنے میں معاون بنے ہوئے ہیں اور یہ تبلیغی جماعت والے مسلمانوں کے اندر بدعتوں کی ترویج کر رہے ہیں اور یہ مسلمانوں پر ایسی چیزوں کو واجب ٹھہراتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب نہیں ٹھہرایا اور یہ تبلیغی مسلمانوں کے لئے ان چیزوں کو شرعی قرار دیتے ہیں جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے شریعت نہیں بنایا۔

قارئین کرام! آپ نے پچھلے مضامین میں تبلیغی جماعت والوں کے بارے میں یہ معلوم کرلیا کہ یہ شیعہ لوگوں کی طرح حق باتوں کو چھپالیتے ہیں اور اسے حکمت کا نام دیتے

ہیں اور یہی چیز شیعہ کے ہاں "تقیہ" کہلاتی ہے اوران کے مذہب کا عظیم شعار ہے اور پھر آپ نے امت مرحومہ کے عظیم المرتبت علمائے دین کی آراء کی روشنی میں تقیہ' تمرا اور تقویٰ کا مفہوم خوب وضاحت سے مطالعہ کرلیا۔ اب آیئے اس بحث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے اور وہ درج ذیل ہے۔

شیخ حمود کہتا ہے کہ امت مرحومہ میں شیعہ کی مثال یہود کی طرح ہے اور اہل سنت کہلانے والوں میں یہ نام نہاد جھوٹے مقلدین (دیوبندی وہابی) یہ یہودیوں کی طرح ہیں' پھران دیوبندیوں میں خاص طور پر یہ تبلیغی نمائندے' جہالت پھیلانے' اپنے بڑوں کی اندھی تقلید کرنے میں' اپنے بڑوں کی ناجائز تعظیم کرنے میں اوران کے لئے غایت درجہ عاجزی کرنے میں یہودیوں کی طرح ہیں' اس کے ساتھ ساتھ یہ تبلیغی لوگ ایک ظلم عظیم یہ بھی کرتے ہیں کہ مسلمان معاشرے میں نت نئی بدعات پھیلاتے ہیں اور ہٹ دھرمی کرتے ہوئے مسلمانوں پر وہ چیزیں واجب کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں کہ جو چیزیں خالق کائنات نے ضروری قرار نہیں دیں بلکہ وہ ان تبلیغیوں کی محض اپنی من گھڑت نئی شریعت ہے جو کہ درحقیقت شریعت نہیں بلکہ نری نجدیت دیوبندیت وہابیت ہے اصل میں جہاں تک شیعوں کا یہودیوں کی طرح سخت ہونا ہے۔ اس کی تو بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کی بنیاد ہی یہودیوں سے پڑی ہے۔

ابن سباء ایک یہودی لڑکا تھا جو کہ امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھا کرتا تھا لیکن ان کی مخالفت شروع کردی اور اس کے بعد حضرت مولائے کائنات شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کو اس نے الوہیت دینی شروع کردی اور ان کی خلافت بلافصل کی تحریک چلادی اور یوں اپنے ہمنوا پیدا کرکے اس نے رافضیت کی بنیاد رکھی۔ اس کی تفصیل ہمیں "شیعہ مذہب" از شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمہ "تحفہ اثناء عشریہ" از شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اور "تحفہ حسینیہ" از شیخ الحدیث علامہ اشرف سیالوی اور

خاص طور پر مناظر اسلام علامہ محمد علی علیہ الرحمہ صاحب مہتمم جامعہ رسولیہ شیراز یہ رضویہ بلال گنج لاہور کی کتب تحفہ جعفریہ' فقہ جعفریہ' عقائد جعفریہ' دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ اور میزان الکتب میں مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ خود کتب شیعہ میں یہ بات موجود ہے کہ **"الشیعیة ماخوذة من الیهودیة"** یعنی شیعیت یہودیت سے نکلی ہے' اب جب شیعوں کی ماں یہودیت ہے تو پھر ظاہر ہے کہ شیعہ تو اس لئے اس امت کے یہودی کہلاتے ہیں اور انہی کی طرح حق بات کو چھپاتے ہیں جیسا کہ یہودیوں کے بارے میں قرآن جگہ بہ جگہ فرماتا ہے **"ویکتمون الحق"** اور **"ویلبسون الحق بالباطل"** یعنی حق چھپاتے اور حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہیں' اسی طرح شیعہ خلیفہ اول بلافصل کی امامت چھپاتے اور مولا علی کو خلیفہ اول بلافصل بتاتے ہیں۔ پانچ نمازوں کو چھپاتے اور تین نمازوں کا اظہار کرتے ہیں۔ انبیاء کرام کی شان گھٹاتے اور ائمہ کرام کی بڑھاتے ہیں۔

اب رہا ان تبلیغیوں' دیوبندیوں کا معاملہ تو اہل سنت و جماعت کہلاتے تو ہیں لیکن درحقیقت اہل سنت ہیں نہیں بلکہ یہ لوگ پکے وہابی ہیں اور اہل سنت کی طرح حقیقی حنفی نہیں بلکہ نام کے حنفی بن کر بجائے امام اعظم علیہ الرحمہ کی تقلید کرنے کے اپنے بڑے گرو گھنٹالوں کی اندھی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جس طرح کہ انگریزوں کے بڑے جو رشوت خور اور ذلیل وکمینے تھے لیکن ان کے پٹھوان کے چیلے ان کی اندھی تقلید کرتے تھے' اسی طرح ان تبلیغیوں کے بڑے اشرف علی تھانوی' قاسم نانوتوی' رشید احمد گنگوہی' حسین احمد مدنی' محمود الحسن دیوبندی' انور کاشمیری' وغیرہم سب یہودیوں کے ایجنٹ تھے۔ انگریز گورنمنٹ کے وظیفہ خوار اس کے علاوہ ذات الٰہی' ذات مصطفےٰ' صحابہ کرام و اہل بیت عظام کے گستاخ' اس پر طرہ یہ کہ یہودیوں کی طرح حق کو چھپانے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے میں اپنی مثال آپ تھے۔ اس پر ان سب کے گرو اسماعیل دہلوی کی کتابیں اور خود ان کی کتابیں گواہی دے رہی ہیں۔ اس کے باوجود ان لوگوں نے مرتے دم تک توبہ نہ کی اور ان کے

پچھلوں نے "حکایات اولیاء" کے نام سے ان کی کرامات کا مجموعہ شائع کر دیا' لیکن تبلیغی جماعت والے ان کی اندھی تقلید میں حد سے گزر گئے اور اشرف علی تھانوی کی بے حیائی کا مجموعہ کتاب "بہشتی زیور" گھر گھر پہنچا کر مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بے حیائی کا درس دے رہے ہیں اس کے علاوہ ذکریا سہارنپوری کی "تبلیغی نصاب" میں جگہ جگہ اپنی من مانی تحریف کر کے پھیلا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اسماعیل دہلوی کی کفریات سے مالا مال کتابیں گھروں میں دیتے ہیں' جن کے ذریعے مسلمانوں کے گھروں' بازاروں' دفتروں' اسکولوں اور کالجوں یونیورسٹیوں میں ان نئی گھڑی ہوئی باتوں کو پھیلا رہے ہیں جن کی شریعت سے کوئی رضا نہیں کی بلکہ یہ ان کی اپنی افتراء پردازیاں ہیں۔ اس کے ذریعے محض نجدیت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

اس کے بعد شیخ حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری رقم طراز ہے:

ثم قال الاستاذ (نکتة عجیبة) حکی لی حاج ان نشاط القادیانیین والتبلیغین ممنوع فی مصر' ولکن نشاط الاثنین مسموح فی اسرائیل' بل ان القادیانیین لهم مرکز دائم فی اسرائیل کما ان التبلیغین لهم تجولات شبله دائمة فی اسرائیل' وان القادینین لهم المقرالاول بقریة قادیان فی الهند' والمقر الثانی لهم بربوة بپلکستان' ولکن نشاطهم فی صورة مراکز ومساجد منتشرة فی شتی البلدان والقارات' وکذالك التبلیغیون لهم المقر الاول بقریة نظام الدین بدلهی فی الهند' والمقرالثانی لهم بقریة رائیوند بمقربة من لاهور بپلکستان' ولکن نشاطهم فی صورة تجولات واربعینات وحلقات و حکایات منتشرة کذالك فی شتی البلدان بالشکل المذکور' وان القادیانیین یخضعون لاکابرهم کما ان التبلیغیین یخضعون لاکابرهم خضوعا لایقل عن

پچھلوں نے "حکایات اولیاء" کے نام سے ان کی کرامات کا مجموعہ شائع کر دیا' لیکن تبلیغی جماعت والے ان کی اندھی تقلید میں حد سے گزر گئے اور اشرف علی تھانوی کی بے حیائی کا مجموعہ کتاب "بہشتی زیور" گھر گھر پہنچا کر مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بے حیائی کا درس دے رہے ہیں اس کے علاوہ ذکریا سہارنپوری کی "تبلیغی نصاب" میں جگہ جگہ اپنی من مانی تحریف کر کے پھیلا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اسماعیل دہلوی کی کفریات سے مالا مال کتابیں گھروں میں دیتے ہیں' جن کے ذریعے مسلمانوں کے گھروں' بازاروں' دفتروں' اسکولوں اور کالجوں یونیورسٹیوں میں ان نئی گھڑی ہوئی باتوں کو پھیلا رہے ہیں جن کی شریعت سے کوئی رضا نہیں کی بلکہ یہ ان کی اپنی افتراء پردازیاں ہیں۔ اس کے ذریعے محض نجدیت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

اس کے بعد شیخ حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری رقم طراز ہے:

ثم قال الاستاذ (نکتة عجیبة) حکی لی حاج ان نشاط القادیانیین والتبلیغین ممنوع فی مصر' ولکن نشاط الاثنین مسموح فی اسرائیل' بل ان القادیانیین لهم مرکز دائم فی اسرائیل کما ان التبلیغین لهم تجولات شبله دائمة فی اسرائیل' وان القادینین لهم المقرالاول بقریة قادیان فی الهند' والمقر الثانی لهم بربوة بپلکستان' ولکن نشاطهم فی صورة مراکز ومساجد منتشرة فی شتی البلدان والقارات' وکذالك التبلیغیون لهم المقر الاول بقریة نظام الدین بدلهی فی الهند' والمقرالثانی لهم بقریة رائیوند بمقربة من لاهور بپلکستان' ولکن نشاطهم فی صورة تجولات واربعینات وحلقات و حکایات منتشرة کذالك فی شتی البلدان بالشکل المذکور' وان القادیانیین یخضعون لاکابرهم کما ان التبلیغیین یخضعون لاکابرهم خضوعا لایقل عن

درجات العبادة والعیاذ باللہ فما اوضح الشبه بین وصف الجماعتین
(القول البلیغ ص 21)

ترجمہ: پھر استاذ (سیف الرحمٰن) نے ایک عجیب لطیف بات بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک حاجی نے مجھ سے یہ بات کی ہے کہ تبلیغیوں اور قادیانیوں کا مصر میں داخلہ ممنوع ہے لیکن دونوں کا اسرائیل میں داخلہ جائز ہے بلکہ قادیانیوں نے تو مستقل طور پر اسرائیل میں اپنا مرکز بنا رکھا ہے جس طرح کہ تبلیغیوں کے گشتے دائمی طور پر اسرائیل میں گھومتے رہتے ہیں' اس کے علاوہ قادیانیوں نے اپنی بنیاد ہندوستان کی بستی قادیان میں رکھی اور پھر دوسرا مرکز ربوہ کے مقام پر پاکستان میں قائم کیا۔ اسی طرح ان تبلیغی جماعت والوں نے اپنی بنیادی مرکزی عمارت بستی نظام الدین دہلی ہندوستان میں قائم کی اور پھر اا دوسرا مرکز رائیونڈ مقبرہ لاہور پاکستان میں قائم کیا۔ لیکن قادیانیوں نے اپنے ان مرکزوں کے علاوہ اپنی مساجد مراکز اور نمائندے مختلف علاقوں میں پھیلا دیئے۔ اسی طرح تبلیغی جماعت والوں کے حلقے' چلے اور گشتے' مسجد میں' مراکز مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ایک مشترک کام یہ بھی ہے کہ تبلیغی اپنے اکابر کی تعظیم میں حد درجہ مبالغہ کرتے ہیں جس طرح کہ مرزائی قادیانی کرتے ہیں۔ اب دیکھو ان دونوں جماعتوں میں کس قدر واضح مشابہت موجود ہے۔

تبصرہ قادری

قارئین کرام! استاذ سیف الرحمٰن کی عبارت آپ نے ملاحظہ کی جس میں تبلیغیوں کی قادیانیوں کے ساتھ ملتی جلتی باتوں کا تذکرہ موجود ہے۔ اس میں یہ بات قابل غور ہے کہ اگر یہ اسلام کی تبلیغ کا کام کرتے ہوئے تو مصر جیسے علمی شہر میں ان پر پابندی کیوں لگائی جاتی؟ معلوم ہوتا ہے کہ اہالیان مصر ان کے دجل و فریب سے واقف ہو چکے ہیں۔ جبھی تو ان پر مصر کے اندر داخل ہونے کی پابندی عائد کر دی گئی ہے جبکہ اسرائیل جیسے اسلام دشمن

ملک میں ان غداران اسلام اور باغیان مصطفےٰ کو کھلم کھلا اپنی تخریب کاریاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ ان اسلام دشمن عناصر کی پشت پناہی حاصل کر کے یہ اپنے مذموم مقاصد حاصل کرتے رہیں اور اسرائیل کی سرپرستی میں نجدی وقادیانی کے ناپاک مشن کو فروغ دینے میں دونوں پارٹیاں (تبلیغی جماعت اور قادیانی جماعت) سرگرم عمل رہیں۔ حالانکہ اسرائیل کے فلسطین پر کیے جانے والے مظالم کی داستان غم نشان سے کون مسلمان واقف نہیں بلکہ ہر درد دل رکھنے والا مسلمان ان کے مظالم کا فسانہ سن کر خون کے آنسو روتا ہے' اس کے باوجود ان دو بے غیرت کمپنیوں کو اسرائیلی امداد لیتے ہوئے شرم وحیاء تک نہیں آتی اور مسلمانوں سے غداری کرتے ہوئے ان کی غیرت کہاں مر جاتی ہے۔

شرم مگر تم کو نہیں آتی

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ انجمن قادیان نے اپنی پارٹی کا مرکز قادیان (ہندوستان) میں قائم کیا اور وہاں سے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور سب سے پہلے ہندی مسلمان کو اپنی گمراہی کا شکار کرنے کی ناپاک کوششیں کرتے رہے۔ پھر انہوں نے اہالیان پاکستان کے ایمان کو داؤ پر لگانے کے لئے ربوہ کے مقام پر پاکستان میں اپنا دوسرا مرکز قائم کیا اور یہاں سے قادیانیت کی تحریک چلائی اور دن بدن مسلمانوں کو روپے پیسے کا لالچ دے کر نوکریوں اور چھوکریوں کا جھانسہ دے کر ان کے شجر ایمان کی جڑوں کو کاٹنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کتنے مسلمانوں کے سینوں سے چراغ ایمان بجھا دیا۔

اس فتنے کے رد میں شاہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پہلی تحریر بصورت رسالہ رقم فرمائی، اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً 5 کتابیں' حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ نے "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" کے نام سے مبسوط رسالہ تحریر کیا اور فاتح قادیانیت مجدد عصر پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ نے بھی علمی وعملی اور قلمی جہاد کر کے اس

فتنے کی سرکوبی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس فتنے کے بانی شیطانی مرزا غلام قادیانی نے اپنے آپ کو مجدد، مسیح موعود اور پھر نبی مرسل کہہ کر امت مسلمہ میں انتشار پیدا کر دیا اور اس کے ماننے والے دو گروہ ہو کر ایک گروہ اس کے نبی ہونے کا قائل ہو گیا اور دوسرے لاہوری پارٹی کے مرزائی اسے نبی تو نہیں البتہ مجدد تسلیم کرتے رہے' اب جب یہ ختم نبوت کا منکر ہو کر مرتد ہوا تو اس کو محض مسلمان ماننا ہی کفر ہے چہ جائیکہ نبی یا مجدد تسلیم کیا جائے۔ البتہ ان تبلیغی جماعت والوں کے بعض اکابر جن کو یہ امام ربانی اور حکیم الامت کہتے تھکتے نہیں وہ بھی اس فتنے کے حامیوں میں شامل رہیں۔ اس کے لئے آپ "ختم النبوۃ" مرتبہ مفتی محمد امین قادری یمن مرحوم کی جلد اول کا مقدمہ دیکھئے اور اس فتنے کے مکمل حالات جاننے کے لئے "پروفیسر الیاس برنی" کی کتب اور "ختم النبوۃ" کی مکمل دس جلدوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ البتہ اس سلسلے میں ماضی قریب کے علمائے اہل سنت کی خدمات قابل تحسین ہیں جنہوں نے قادیانیت کے کفر کو حکومتی سطح پر کفر تسلیم کروا کر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں اپنا اہم کردار ادا کیا۔ ان میں مجاہد ختم نبوت مولانا صوفی ایاز خان صاحب' قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ' مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم' شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور ان کے رفقاء خاص قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے 1973ء میں آئین کے اندر ان قادیانیوں کو کافر لکھوایا اور ان کے احکام مرتدین قرار دلوائے' اس کے بعد بعض بدبخت حکمرانوں کی پالیسیوں کے سہارے قادیانیوں نے دوبارہ دندنانا شروع کر دیا ورنہ ان کا ہمیشہ کے لئے نام مٹ چکا ہوتا۔ ان قادیانیوں سے مشابہت رکھنے والے تبلیغیوں نے بھی اپنا اولین مرکز بستی نظام الدین دہلی (ہندوستان) میں قائم کر کے اولاً تو مسلمانان ہند کے ایمانوں کو برباد کرنے کی ناپاک کوششیں کرنے میں زور آزمائی کی اس کے بعد انہوں نے پاکستان میں رائیونڈ لاہور میں اپنی جگہ خریدی اور وہاں مرکز قائم کر کے اس میں سے نیمیں ملک بھر میں بھیجنی شروع کر دیں

جو کہ حشرات الارض کی طرح چہار جانب پھیلنے لگ گئیں اور آج کل پورے ملک میں بڑے بڑے بورے بستر اٹھا کر گھومتے نظر آتے ہیں' ان کی عمومی پہچان یہ ہے کہ ان کے ماتھوں پر بڑے بڑے نشانات' ان کے سر مونڈے ہوئے' لمبی لمبی داڑھیاں' موٹی موٹی گردنیں' چہرے مرجھائے ہوئے اور ان پر پھٹکار کا نزول نمایاں ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کندھے پر گرمی سردی میں بھاری بھرکم بستر' ہاتھوں میں گیس سلنڈر' کولر یا دیگر سامان' شلوار اوپر گھٹنوں کے قریب تک اٹھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان میں بوڑھے پشتونوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے' جو اپنی عمر عزیز لڑائی جھگڑوں غنڈہ گردی و بدمعاشی میں گزار کر مجوائے "وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار" کے مصداق صوفی صافی بنے اپنے ساتھ خوبرو نوجوان بے ریش لونڈوں کو لئے گھومتے نظر آتے ہیں اور رات کو تبلیغی جماعت کے مشہور اصولی فارمولے کے مطابق اکٹھے امیر کی ہدایت کے مطابق سوتے وقت "دو دو ہو جاؤ" ان میں ہر بڈھا خبیث ایک ایک چھوکرے کو لے کر ایک ایک دو ہو جاتا ہے' اور پھر بظاہر سو جاتا ہے مگر پتا نہیں مسجد میں رات کیا ہو جاتا ہے کہ صبح ہر بوڑھا غسل خانے میں معروف غسل نظر آتا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ ان کو اسلام کی خاطر محنت کا رنج کھائے جا رہا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اپنے سمت ساری دنیا کو نجدی' وہابی بنا کر پوری دنیا پر قبضہ جمالیں اور اس مشن کی خاطر قادیانیوں کی طرح یہ پیسے کے لالچ دلا کر لوگوں کو اپنی پارٹی میں شامل کرنے کے لئے لاکھ جتن کرتے نظر آتے ہیں بلکہ ان کے حکیم الامت تھانوی صاحب کا کہنا تو یہ ہے کہ "اگر میرے پاس دس ہزار روپے ہوں تو سب کی تنخواہ لگا دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں گے" (ملفوظات حکیم الامت، جلد 2، ص 249، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشریفہ، ملتان)

اسی طرح اس کے ماننے والے آج کل کے دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت والوں نے اس کی "بہشتی زیور" کا سبق پڑھا پڑھا کر نوجوان نسل کے جذبات کو اتنا ابھارا ہے کہ اب اس کے بعد ان کو بڑی آسانی سے نوکری کے ساتھ ساتھ چھوکری کا چسکا دلا کر انہیں پکا

وہابی بنا لیتے ہیں اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ اپنی آبرو تک لگا دیتے ہیں تا کہ لوگ وہابی بن جائیں' آبرو کی انہیں ویسے ہی اتنی فکر نہیں ہوتی جبکہ انہیں ان کے بڑوں نے عملاً یہی درس دیا ہے' ان کی مایہ ناز کتاب ''ارواح ثلاثہ المعروف حکایات اولیاء ص 207، ادارہ اسلامیہ انارکلی لاہور'' میں ہے کہ ایک دفعہ گنگوہی کی خانقاہ میں مجمع تھا اور رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کے تلامذہ و مریدین بھی جمع تھے مگر پھر بھی ان دونوں کو آپس میں دو دو ہونے کی فکر کھائے جا رہی تھی' بالآخر رشید احمد گنگوہی نے حضرت نانوتوی کو کہا ذرا یہاں چت لیٹ جایئے تو نانوتوی صاحب نے کہا حضرت لوگ دیکھ رہے ہیں وہ کیا کہیں گے؟ یہ سن کر گنگوہی صاحب بولے لوگوں کا کیا ہے وہ کہیں گے کہتے رہیں اور پھر زبردستی نانوتوی کے سینے پر ہاتھ رکھ کر ساتھ چمٹ کے سو گئے۔ اس پر ان کی جماعت کے حکیم صاحب تھانوی یوں لب کشا ہیں کہ اس کا مزہ اہل تکشف ہی جانتے ہیں زاہدان خشک کو اس کی حقیقت کیا معلوم ہو سکتی ہے (بحیر ما از ارواح ثلاثہ ص 307)

ڈھیٹ اور بے شرم جہاں بھر میں دیکھیں ہیں بہت
مگر سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

اس انداز بے حیائی پر تبلیغی جماعت والوں کو اور تمام دیوبندی وہابیوں کو بڑا ناز ہے' جبھی تو آج کل بھی اس کتاب کو بڑے شوق سے چھاپتے اور اس کا اہتمام کر کے اسے شائع کرتے اور بانٹتے ہیں۔

شیخ حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری مزید رقم طراز ہیں:

وكل اعتماد الاثنين على نشاط الكلام والحركة التجوالية وكلتا الاثنين تفرغان جهودهما على الاختلاس والاختناس والاصطياد والتزلف الى الحكام واصحاب الاعتبار وذوى النفوذ واجتذابهم الى انفسهم مع التجنب عن كل صراحة وقبولهم على جميع علاتهم وتركهم على حالهم وموالاتهم على كل ذلك وموالاة كل حكم وحكومة

والاجتناب بشرة عن كل سياسة علنية

وكذالك فان مولد الاثنين ومنشاهما ومصدالانتطلاقتين ومأرزهما هى القارة الهندية فقط

وكذالك فان القاديانيين مبنى ديانتهم الجهل والايمان بالخرافات والحكايات وكذالك التبليغيون مبنى ديانتهم الجهل والايمان بالخرافات والحكايات والاكثار منها وحب الجهل والجهلاء وترجيح جهلاتهم على علماء المسلمين ومحاربة العلم والعلماء فما اوضح الشبه بين الاثنين (القول البليغ ص 22)

ترجمہ: دونوں (تبلیغی اور قادیانی) اپنی تقریروں اور جماعتوں کو پھیلانے میں بڑے پھرتیلے ہیں اور دونوں عوام الناس کو فریب کے ذریعے اچک لینے' دھوکہ دینے اور شکار کرنے کے لئے بھرپور کوشاں رہتے ہیں' اہالیان اقتدار کے بہت قریب ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور انہیں اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں اور یہ کام چپکے چپکے کرتے ہیں اور ان ظالم حکمرانوں کو ان کی جمیع برائیوں سمیت قبول کر لیتے ہیں اور پھر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ہر قسم کی رواداری کرتے ہیں اور یہ کام یہ ہر حکومت اور ہر حاکم کے ساتھ کرتے ہیں اور خود شدت کے ساتھ سیاست ظاہریہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس طرح ان دونوں جماعتوں کے پیدا ہونے کی' گھومنے پھرنے کی اور ہر پھر کر واپس آنے کی مرکزی جگہ ہندوستان ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کے دیندار ہونے کی بنیاد جہل جہالت اور خرافات بھری حکایات پر ایمان لانا ہے اور ان حکایات کو کثرت سے بیان کرنا ہے اور تبلیغی جماعت والوں کا دارومدار بھی انہی سب چیزوں پر ہے' اس کے ساتھ ساتھ ان میں یہ بھی چیز بکثرت پائی جاتی ہے کہ یہ جہالت اور جہلاء سے پیار کرتے ہیں اور ان کو علماء پر ترجیح دیتے ہیں اور علم و علماء سے جنگ کرتے ہیں۔ اب غور کرو ان دونوں پارٹیوں (تبلیغیوں اور قادیانیوں) میں کتنی واضح مشابہت ہے۔

تبصرہ قادری: قارئین کرام! آپ حضرات نے ان نام نہاد تبلیغی ایجنٹوں کی منکرین ختم نبوت مرزائیوں قادیانیوں مرتدوں کے ساتھ ملنے جلنے والی حرکتوں کا کچھ بیان ملاحظہ کیا۔ اب اس قسط میں ان کی آپس میں ملنے جلنے والی دیگر حرکتوں اور خرافات بری کیفیتوں کا بیان ہے۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ دونوں پارٹیاں اپنے کفریات وگمراہیات سے بھرے کلام کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ عوام الناس کو گھروں' مسجدوں' دکانوں' بازاروں سے ہر وقت شکار کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اس کے لئے ان کے نام نہاد مبلغین مومنانہ صورت اور اسلامی حلیہ بنا کر گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور ان کو جہاں موقع ملے' وہاں عوام کے مجمع میں اپنی تقریر جھاڑنا شروع کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر ہم نے ان کو اس زمانے میں گاؤں دیہاتوں کے چکر لگاتے ہوئے زیادہ دیکھا ہے' وہاں یہ بے روزگار نوجوانوں کو جلدی چکر دے دیتے ہیں' اس لئے کہ وہ بے چارے پہلے ہی بے روزگاری سے تنگ ہو چکے ہوتے ہیں۔ اب قادیانی مبلغ جب انہیں پاسپورٹ ویزے کا چکر دے کر اور بیرون ممالک میں نوکری مع چھوکری کا جھانسہ دیتا ہے' تو وہ جلد ہی اس کے قابو میں آجاتے ہیں اور پھر (معاذ اللہ) یہ جٹ جاہل نوجوان اپنے ہاتھوں سے اپنے کفر کی سند (قادیانیت کا سرٹیفکیٹ) اس پر دستخط یا انگوٹھا لگا دیتے ہیں۔ یوں گویا یہ لڑکے اپنے ہاتھ سے اپنے کفر پر مہر ثبت کر دیتے اور ان کے جال میں پھنس کر اپنی آخرت داؤ پر لگا دیتے ہیں' اس لئے میرے بھائیو! تمہیں جہاں کہیں یہ قادیانی یا ان کے مشابہ شکاری تبلیغی نظر آجائے' اس کے ساتھ سانپ نظر آئے تو سانپ کو چھوڑ کر پہلے اس قادیانی اور تبلیغی مردود کا کام تمام کر دو کہ یہ ایمان کے ڈاکو ہیں۔ جبکہ سانپ جان کا اور یہ ایمان کا دشمن ہے۔

حضرت مولوی معنوی علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں:

تا توانی دور شو از یار بد
یار بد بد بود از مار بد

مار بد تنہا ہمیں برجان زند
یار بد برجان و بر ایمان زند

(مثنوی شریف)

ترجمہ: اے عزیز! جب تک ہو سکے برے دوست سے دور رہو کیونکہ برا دوست برے سانپ سے بھی بدتر ہے' اس لئے کہ برا سانپ صرف جان کو ہلاک کرتا ہے جبکہ برا دوست جان بھی لیتا ہے اور ایمان بھی تباہ کرتا ہے۔

اسی طرح یہ قادیانی اور تبلیغی پارٹی والے اپنے بڑے بڑے ایجنٹوں کو بھیج کر اہالیان اقتدار سے رابطے کرتے ہیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے کی بہت جدوجہد کرتے ہیں۔ پھر ان اہالیان اقتدار میں سے جس کی ظاہری ہیبت وحکومت زیادہ دیکھتے ہیں' اس کے گرویدہ ہو کر اس کے پٹھو بن جاتے ہیں اور ہرگز اس کی برائیوں پر اسے ملامت نہیں کرتے بلکہ اس غدار ملک وملت' بدمعاش زمانہ نام نہاد حاکم وقت یا جرنل کرنل کو یہ بہت اہمیت دیتے ہیں اور اس کے مقابلے میں علمائے حقہ اہل سنت کی یہ دونوں پارٹیوں والے شدید مخالفت کرتے ہیں۔ اس قادیانی وتبلیغی فرقوں کے بانیان سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے کہ یہ لوگ تو انگریز حکومت کے بھی وفادار رہے ہیں اور مسلمانوں کے مخالف رہے ہیں اور انگریز گورنمنٹ سے وظیفے لیتے رہے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتے رہے ہیں۔ جیسا کہ "انکشاف حقائق قادیانیت" قلمی نسخہ میں یہ بات موجود ہے کہ "مرزا قادیانی انگریز سے مالی امداد لیتا رہا اور اس کے بعد اس کے نام نہاد خلفاء بھی برابر انگریز سے مدد لیتے رہے اور آج بھی اسرائیل کے یہودی ان کی پشت پناہی کرتے چلے آرہے ہیں۔

اسی طرح ان تبلیغی دیوبندی وہابی نجدی ایجنٹوں کے اول گرو ملا اسماعیل دہلوی کے پیر احمد رائے بریلی والے کا معاملہ تھا کہ اس نے انگریز کی نوکری اختیار کی' اس کے بعد اس کی جماعت کے لوگوں میں سے دارالعلوم دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد

گنگوہی نے ہمیشہ انگریز گورنمنٹ کی حمایت میں تقریر وتحریر پیش کی۔ اس کا ثبوت خود ان کے سوانح نگاروں نے تذکرۃ الرشید وغیرہ میں پیش کیا ہے بلکہ اس جماعت کے حکیم صاحب مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں ان کے گھر کے دو بڑے مولویوں (مولوی شبیر احمد عثمانی اور محمود الحسن دیوبندی) کی شہادت موجود ہے چنانچہ "مکالمۃ الصدرین" ص 9 مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند میں موجود ہے۔

"اشرف علی ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا ہیں ان کے بارے میں یہ ہے کہ انگریز سرکار سے انہیں ماہواری چوسو روپے ملتے تھے" (مکالمۃ الصدرین، ص 11)

اس کا ثبوت اس اشرف علی مذکور کے بھائی اکبر علی نے دیا جو کہ ڈاک کے محکمہ میں ملازم تھے اور یہ پیسے خود لا کر اپنے بھائی کو پیش کرتے تھے۔

بذل القوۃ فی ختم النبوۃ جلد اول کے مقدمے میں ان تبلیغیوں کے بڑے گروؤں کی انگریز نوازی اور قادیانی دوستی کا خوب ثبوت موجود ہے جبکہ اشرف علی انگریز کا مال کھا کھا کر قادیانیوں کی تعریفیں کرتے تھکتا نہیں تھا۔

الغرض ان دونوں جماعتوں کی آپس میں کئی مشابہتیں ہیں ان کے دیگر معاملات پر بڑی تفصیلی گفتگو ہو سکتی ہے مگر اس قسط میں آپ کو مختصر طور پر قادیانیت کی حقیقت اور اس کے بانی آنجہانی مرزا صاحب کی اصلی صورت کا نقشہ دکھاتے چلتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے نظریات

اس فرقے کا بانی بکتا ہے:

"آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے بند کیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اسی رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے" (خطبہ الہامیہ مترجم ص 29,28)

ایک اور جگہ یوں ہذیان بکتا ہے

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ (معاذ اللہ) مسلمان نہیں" (حقیقۃ الوحی ص 163، مصنف مرزا قادیانی)

تیسری جگہ وہ ہرزہ سرائی کرتا ہے

"جو شخص میری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرے گا اور جہنمی ہے" (اشتہار معیار الاخیار ص 8)

اسی طرح منظوم خرافاتی کلام میں یوں کہا

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا ہے مسیح جو دین کا امام ہے — دین کیلئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ "تحفہ گولڑویہ" ص 39، مصنف مرزا قادیانی)

(اس کی نبوت کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ مرزائی اس کی بیوی کو ام المومنین کہتے تھے۔ اس کے لئے حوالہ دیکھئے سیرت مہدی ج 3 ص 210، از قلم مرزا بشیر احمد قادیانی)

چنانچہ بشیر احمد قادیانی رقم طراز ہے:

"حضرت ام المومنین (زوجہ مرزا قادیانی) نے بتایا کہ حضرت کے ہاں ایک ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی اس وقت حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے پتہ نہ لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہے وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا "بھانو مائی آج بڑی سردی ہے" یہ سن کر بھانو بولی "ہاں جی اتدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگ ہویاں ہویاں نیں" (یعنی اس وجہ سے تو آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں)

(ایضاً ج 3 ص 210)

اس حکایت سے مرزائے قادیاں کے غیر عورتوں سے مراسم کا بھی حال کھل کر سامنے آ گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مالیخولیا کا یہ مریض بنا سپتی پیغمبری کا دعویدار شرابی بھی تھا' جیسا کہ اس نے اپنے ایک مکتوب میں اپنے غلام کو شراب خریدنے کا حکم صادر کرتے ہوئے یوں بکواس کی۔

''اس وقت (تمہارے پاس) میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے' آپ اشیائے خوردنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن' ای پلومر کی دکان سے خریدیں' مگر ٹانک وائن چاہئے' اس کا لحاظ رہے۔ باقی سب خیریت ہے (خطوط امام بنام غلام ص 5)

ڈاکٹر عزیز احمد کہتا ہے:

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے'' (سودائے مرزا' ص 39)

تنبیہ: اس شراب کو پی کر مرزا کیا کیا گل کھلاتا ہوگا اس کا اندازہ کوئی کیا لگا سکتا ہے.....

اس کے علاوہ قادیان کا جھوٹا نبی قادیان میں بیٹھے شراب پینے کے ساتھ ساتھ سینما اور تھیٹر بھی دیکھتا تھا جیسا کہ اس بدبخت کا نام نہاد صحابی مفتی صادق بکتا ہے:

''ایک رات دس بجے کے قریب میں تھیٹر چلا گیا جو میرے مکان کے قریب تھا اور تماشا ختم ہونے پر رات کو دو بجے واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری غیر موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب تو رات کو تھیٹر چلے گئے تھے (یہ سن کر) حضرت بولے (کوئی مسئلہ نہیں) ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے'' (ذکر حبیب ص 18)

اس کے ساتھ ساتھ قادیان کا یہ جھوٹا نبی گالیاں بھی بکتا تھا جس کے لئے یہ حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

کہتا ہے:

''ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے مگر زنا کار' کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی' وہ مجھے نہیں مانتے''

(آئینہ کمالات اسلام ص 547)

سعد اللہ لدھیانوی کے بارے میں کہتا ہے کہ ''بے وقوفوں کا نطفہ اور کنجری کا بیٹا ہے''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14)

اس کے علاوہ اس نے اپنے تین من گھڑت فرشتے بھی بنا رکھے تھے جن کے نام ''ٹیچی ٹیپی'' دوسرے کا ''درشنی'' اور تیسرے کا نام ''خیراتی'' رکھا ہوا تھا'' (تریاق القلوب ص 192' حقیقت الوحی ص 232)

تنبیہ: اس بات سے فرشتوں کی واضح توہین ہوتی ہے کیونکہ اس نے ان کا کردار غیر اخلاقی اور ان کے نام عجیب وغریب بیان کر کے اہل ایمان کے سامنے فرشتوں کی حیثیت کم تر کرنے کی کوشش کی ہے۔

محترم جناب محمد نواز کھرل رقم طراز ہیں:

قادیانیت تاریخ کا زرد باب ہے' فاتر العقل' مخبوط الحواس' کور نگاہ' بد باطن' مال فروختی' حیلہ جو' تاویل پرست' منتشر الخیال' متلوج مزاج اور ذہنی عدم توازن کا شکار مرزا غلام احمد قادیانی نے 1889ء میں اس فتنے کی بنیاد رکھی اور 1901ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا' خانہ ساز' بنا سپتی اور جعلی نبوت کے بانی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو ایک صدی بیت چکی ہے' لیکن قادیانیوں کے دجل وفریب کا دھندا آج بھی پوری شدت سے جاری ہے۔

برطانوی سامراج کے زرخرید غلام اور غیر ملکی آقاؤں کے تلوے چاٹنے والوں کا یہ مسیلمی ٹولہ ہر عہد اور ہر دور میں آستین کے سانپ کی طرح مسلم ملت کے اجتماعی کاز کے خلاف ہر قومی اور بین الاقوامی سازش میں ہمیشہ عملی طور پر شریک رہا ہے۔ مالیخولیا اور نفسیاتی عارضوں میں مبتلا مرزا قادیانی کے پیروکار اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں' وہ استعماری طاقتوں کے ایجنٹ' انگریزوں کے نمک خوار' یہودیوں کے آلہ کار' طاغوتی طاقتوں کے گماشتے' اسرائیل' بھارت اور امریکہ کے جاسوس' تل ابیب' واشنگٹن' دہلی اور لندن کے فکری غلام ہیں۔ یہ قادیانیت' بے یقینیوں' مفروضوں' اندازوں' فریب کاریوں' دھوکہ دہیوں اور

دشنام طرازیوں' جہالت ووحشت' فحاشی وعریانی' فتنہ وفساد' کفر والحاد' ظلم واستبداد' مصنوعی پارسائی' من گھڑت تاویلات اور شرم وحیاء سے عاری بدترین اخلاق باختہ جنسی اسکینڈلز کا مذہب ہے۔

الغرض! اس فتنے کے خلاف بھی قلمی ولسانی جہاد ضروری ہے۔ اس کا اسرائیل میں داخلہ ہو چکا ہے اور اس کے علاوہ تبلیغی جماعت کے فتنے کا بھی اسرائیل میں داخلہ ہو چکا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ دونوں نے اولین مرکز ہند کو پھر پاکستان کو بنایا۔ مرزائے قادیان نے وہاں بیٹھ کر کیا گل کھلائے اور کس طرح لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جرأت کی' تحریر میں آپ تفصیل ملاحظہ کریں گے اور دہلی میں تبلیغی جماعت کے مرکز والوں کی فریب کاری کا بیان.....اس کے لئے مختصر رہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں "محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا' ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزء ایقان ہے۔ **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر' نہ منکر بلکہ شک کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے۔ نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی' جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہے (المہند ختم النبین)

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتویٰ شرعی سے آپ نے منکر ختم نبوت کا شرعی حکم تو معلوم کر لیا اور گزشتہ صفحات میں آپ نے تبلیغیوں سے ملتے جلتے والی پارٹی قادیانیوں کے سرغنے کے احوال بھی ملاحظہ کئے۔ اب آیئے اس ختم نبوت کے مسئلہ پر آپ جسٹس کرم شاہ الازہری کا حقائق کشا تبصرہ بنظر غائر پڑھیئے۔

اگرچہ بدقسمتی سے امت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو

جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود ساری فرقے اس پر متفق رہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مرتد قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بے شک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان بھی شہید ہوئے۔ جن میں سینکڑوں حافظ قرآن اور جلیل المرتبت صحابہ تھے لیکن حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ آپ نور صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر ذرا تساہل برتا تو یہ امت سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی۔ ہر امت کا اپنا نبی ہوگا اور وہ اسی کی شریعت اور سنت کو اپنائے گی۔ اسی طرح اس رحمت للعالمین ﷺ کے زیر سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی اور انی رسول اللہ الیکم جمیعا کا سہانا منظر کبھی بھی نظر نہیں آئے گا۔ ناظرین کو یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ مسیلمہ حضور ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اپنے دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ وہ حضور ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ حضور خاتم الانبیاء والمرسل کی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اس نے جو عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

من مسیلمة رسول اللہ الیٰ محمد رسول اللہ

یعنی یہ خط مسیلمہ کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا جا رہا ہے

علامہ طبری نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ اس کے ہاں جو اذان مروج تھی اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ بھی کہا جاتا تھا۔ بایں ہمہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو

مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل جہنم کر کے آرام کا سانس لیا۔

اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے طالع آزما یا فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرات کی اس کو قتل کر دیا گیا۔

انگریز کی غلامی کے دور میں ملت اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دوچار ہونا پڑا اسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے امت میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے کرتا تھا۔ اس کے باوجود انگریز کا پرلے درجے کا وفادار تھا۔ ملکہ انگلستان کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان ان کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ انگریز کی اسلام دشمنی اظہر من الشمس ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ الٹا' سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ ایسی ظالم اور اسلام دشمن حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا' اسلام سے غداری نہیں تو اور کیا ہے۔ انگریز نے اس کی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اس کو قبول کرنے والوں کے لئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دیئے۔ ہر مرزائی کے لئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمتیں مختص کر دی گئیں۔ سیاسی میدان میں بھی ان کے آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ بے شک وہ شخص عیسائیت کے خلاف لکھتا اور بولتا تھا لیکن انگریز نے اس کے ذریعہ امت مسلمہ میں ایک نئی امت پیدا کر کے اور ان کے متفقہ علیہ بنیادی عقیدہ میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصد عظیم حاصل کیا' وہ بہت بڑا کارنامہ تھا اور اپنے دوررس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم تھا۔ اگر ایسا شخص عیسائیت کے خلاف کچھ بولتا ہے تو بولا کرے۔ اس سے انگریزی سیاست کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ عیسائیوں کی مخالفت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے وہ انگریزی استعمار کی خدمت پوری دل جمعی سے انجام دے سکتا تھا۔ اگر وہ عیسائیوں کے خلاف کچھ نہ کرتا تو اس کی بات

کوئی آدمی سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔

مرزا غلام احمد کی نبوت کا پیغام لے کر جب مرزائی مبلغ اسلامی ممالک میں گئے' وہاں ان کا جو حشر ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کئی ممالک میں تو انہیں مرتد قرار دے کر توپ سے اڑا دیا گیا۔ عالم اسلام کے تمام علماء نے بالاتفاق اس مدعی نبوت کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیا۔

یہ عرض کرنے کا مقصد صرف اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر گوناگوں اختلافات کے باوجود تیرہ صدیوں تک امت کا کلی اتفاق اور قطعی اجماع رہا ہے جس طرح ایک مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید' قیامت' حضور ﷺ کی رسالت کسی دلیل کی محتاج نہیں' اسی طرح ختم نبوت کا مسئلہ بھی کبھی زیر بحث نہیں آیا اور اس کے ثبوت کے لئے کسی مسلمان کو کسی دلیل یا بحث و تمحیص کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی لیکن مرزا قادیانی نے وہ کام کر دکھایا جس کی جرات آج تک شیطان کو بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر شرح وبسط سے لکھا جائے تاکہ حضور ﷺ کا امتی کسی غلط فہمی کے باعث اپنے آقائے کریم سے کٹ کر نہ رہ جائے۔ رہے وہ لوگ جو شکم کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں اور مال و دولت کے حصول کے خاطر اپنا دین بدلنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے بلکہ اسے کمال ہوشمندی سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کا علاج کسی کے پاس نہیں' ہمیں ان کے لئے ملول نہیں ہونا چاہئے۔ نہ ایسے ابن الوقتوں کی خدا کو ضرورت ہے اور نہ اس کے رسول کو:

ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان یہ ہے

''حضور سرور عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے دعویٰ کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ

دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لئے مقرر فرمائی ہے"

اسی عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے ہم ایسے دلائل پیش کریں گے جو قطعی اور یقینی ہیں اور جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب سے پہلے ہم قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہیں۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما (الاحزاب،39-37)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو بکل شئی علیم ہے نے یہ فرمایا نے کہ محمد ﷺ نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور ﷺ کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا اس نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔

خاتم النبیین کا جو معنی یہاں کیا گیا ہے اہل لغت نے اس کا یہی معنی لکھا ہے۔ اس وقت میرے پاس علم لغت کی دوسری کتب کے علاوہ الصحاح للجوہری اور لسان العرب لابن منظور موجود ہیں جن کا شمار لغت عرب کی امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ آؤ ان کے مطالعہ سے اس لفظ کی تحقیق کریں، مگر ایک چیز پیش نظر رہے کہ صحاح کے مولف علامہ حماد بن اسماعیل الجوہری کا سن ولادت 332ھ اور سال وفات 393ھ یا 398ھ ہے اور لسان العرب کے مولف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری کا سن ولادت 630ھ اور سال وفات 711ھ ہے۔ یہ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ انکار ختم نبوت سے صدہا سال پہلے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے مذہبی تعصب یا ذاتی عقیدہ کے باعث یہ لکھا ہے تاکہ ان کا قول حجت نہ رہے بلکہ ان کی

نگارشات اور ان کی تحقیقات اہل لغت کے اقوال کے عین مطابق ہیں۔ پہلے صحاح کی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

ختم اللہ لہ بخیر خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے

وختمت القرآن ای بلغت آخرہ۔ یعنی میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا۔

اختتمت الشئ نقیض افتتحتہ: افتتاح کی نقیض اختتام ہے۔

والخاتم والخاتم بکسر التا وفتحہا واختام والخاتام کلہ بمعنی وخاتمۃ الشئ آخری یعنی خاتم خاتم ختام خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشئ کہتے ہیں۔

ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لے آئے۔

علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں۔

ختام الوادی اقصاہ و ختام القوم وخاتمہم وخاتمہم آخرہم و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام

وادی کے آخری کونہ کو ختام الوادی کہتے ہیں۔ قوم کے آخری فرد کو ختام خاتم اور خاتم کہا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔ لسان العرب میں التہذیب کے حوالے سے لکھا ہے۔

والخاتم والخاتمہ من اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وفی التنزیل العزیز ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای آخرہم ومن اسمائہ العاقب ایضا ومعناہ آخر الانبیاء

یعنی خاتم اور خاتم نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا۔ اور حضور کے اسماء میں سے العاقب بھی ہے اس کا معنی آخر الانبیاء ہے۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خاتم کی تاء پر زیر ہو یا زبر اس کا معنی آخری ہے۔ اس معنی کی تائید کے لئے اہل لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔

وختامه مسك ای آخره مسك

یعنی اہل جنت کو جو مشروب پلایا جائیگا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔

ختم نبوت کے منکرین اس موقع پر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ خاتم کا جو معنی آپ نے بیان کیا ہے۔ (آخری) وہ یہاں مراد نہیں بلکہ اس کا دوسری معنی مراد ہے اور یہ معنی بھی ان لغت کی کتابوں میں موجود ہے جن کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ جب ایک لفظ کے دو معنی ہوں تو وہاں ایک معنی مراد لینے پر بضد ہونا اور دوسرے معنی کو ترک کر دینا تحقیق حق کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی اس آیت کو مانتے ہیں اور اس کے معنی اپنی طرف سے نہیں گھڑتے تا کہ ہم پر تحریف قرآن کا الزام لگایا جائے بلکہ لغت عرب کے مطابق ہی اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ کسی کو ہم پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا۔

صحاح اور لسان العرب دونوں میں خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا مذکور ہے۔ آیت کا یہی معنی ابلغ اور شان رسالت کے شایان ہے کہ حضور ﷺ انبیاء پر مہر لگانے والے ہیں جس پر حضور ﷺ نے مہر لگا دی وہ نبوت کے شرف سے مشرف ہوگا اور جس پر مہر نہ لگائی وہ نبوت کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتا۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ بے شک لغت کی کتابوں میں خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے

والا مرقوم ہے لیکن انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ مذکورہ آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے۔ یہاں فقط یہی معنی مراد ہے اور یہ لوگ اگر مصر ہوں کہ یہاں خاتم کا دوسرا معنی مراد ہے تو اس سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مطالعہ کرتے ہوئے غور و تدبر سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے مہر سے مراد ڈاکخانہ کی مہر یا کسی افسر کی مہر سمجھی ہے کہ لفافہ یا کارڈ پر مہر ثبت لگایا اور اسے آگے بھیج دیا یا کسی کی درخواست پر اپنی مہر ثبت کی اور اسے مناسب کارروائی کے لئے متعلقہ دفتر روانہ کر دیا۔ حالانکہ مہر کا جو مفہوم اہل لغت نے لیا ہے وہ قطعاً اس کے خلاف ہے۔ کاش انہیں بے جا تعصب اس امر کی اجازت دیتا کہ وہ ائمہ لغت کی عبارتوں میں غور کرتے۔

آیئے ہم آپ کی خدمت میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں تا کہ آپ کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں۔ لسان العرب میں ہے:

ختمه يختمه ختما وختاما طبعه فهوم مختوم ومختم شدد للمبالغة

یعنی ختم کا معنی مہر لگانا ہے اور جس پر مہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختتم کہتے ہیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

ومعنى ختم وطبع فى اللغة واحد وهوا التغطية على الشى والاستيثاق عن ان لايدخله شئ كما قال جل وعلا ام على القلوب اقفالها

اس عبارت کا ترجمہ ذرا غور سے سنئے یعنی ختم اور طبع کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کا داخلے کا امکان ہی نہ ہو۔

پہلے زمانہ میں خلفاء امراء سلاطین وغیرہ اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ کے لفافہ اور کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سر بمہر کر دیتے کہ جو کچھ لکھا جا چکا اب اس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے تا کہ اس مہر کی موجودگی میں اس میں کوئی ردوبدل نہ کر دے۔ اگر کوئی ردوبدل کرے گا تو وہ پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا۔ اس پر احکام سلطانی میں تغیر و تبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کے سنگین الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا اور اس پر مہر لگا دی گئی تا کہ کوئی کذاب دجال اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی شخص زبردستی اس زمرہ میں گھسنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا اور اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

قرآن کریم کے الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں عربی زبان کی لغات سے بھی بڑی مدد ملتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں بھی قول فیصل اور حرف آخر حضور ﷺ کی بیان کردہ تشریح ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ارشاد فرماتے ہیں۔

آیئے اب احادیث نبویہ کا بغور مطالعہ کریں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ حضور خاتم الانبیا ﷺ نے خاتم النبیین کے کلمات کا کیا مفہوم بیان فرمایا ہے۔

خاتم النبیین کے معنی کی وضاحت کے لئے بے شمار صحیح احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں۔ سب کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں فقط چند یہاں احادیث تحریر کی جاتی ہیں جن کے دلوں میں ہدایت کی سچی طلب ہوگی مولا کریم اپنے حبیب رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ہدایت کی راہیں ان کے لئے کھول دے گا اور اس کی توفیق ان کی دست گیری کرے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی

ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین)

اگر آپ اس ایک حدیث پر غور کریں گے تو بلاغت نبوی کے اعجاز کا آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ جب ایک عمارت مکمل ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی خالی جگہ نہیں رہتی تو کوئی ماہر سے ماہر انجینئر بھی اس میں ایک اینٹ کا اضافہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ پہلے اینٹوں میں سے کوئی اینٹ توڑ کر وہاں سے نکال لی جائے اور پھر اس خالی کرائی ہوئی جگہ پر کوئی نئی اینٹ لگا دی جائے۔ حضور کریم ﷺ کی تشریف آوری سے قصر نبوت مکمل ہو گیا۔ اب اس میں کسی اور نبی کی گنجائش نہیں۔ بجز اس کے کہ سابقہ انبیاء میں سے کسی نبی کو وہاں سے نکالا جائے اور اور مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے جگہ بنائی جائے۔ کیا کوئی عقل سلیم اس کو گوارا کرے گا۔

قصر نبوت کی اس توڑ پھوڑ کو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت کرے گی؟ ہرگز نہیں یہ ایک حدیث ہی اتنی جامع اور اتنی معنی خیز اور اتنی بصیرت افروز ہے کہ ختم نبوت کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور ابوداؤد وطیاسی نے اپنی مسند میں مختلف اسناد سے نقل کیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے پیدا کنار (۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا (۴) میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کے

لئے رسول بنایا گیا اور (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا (مسلم' ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت انس ابن مالک سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

سرور عالم ﷺ کی اس تصریح کے بعد جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس باطل دعوے کو تسلیم کرنا سراسر کفر اور الحاد ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور اور تم آخری امت ہو' وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا (ابن ماجہ)

اس حدیث سے جس طرح حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا ثابت ہو رہا ہے اسی طرح حضور ﷺ کی امت کا آخر الامم ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے۔

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے۔

اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائل صحابہ کے عنوان کے نیچے یہ ارشاد نبوی نقل کیا:

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک پر روانہ ہوتے وقت حضرت کرم علی اللہ وجہ کو مدینہ طیبہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ آپ کچھ پریشان ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

آخر میں ایک اور حدیث سماعت فرمایئے اور اسی کے ذکر پر احادیث کی نقل کا سلسلہ ختم ہوتا ہے

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ..... میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میری بعد کوئی نبی نہیں (ابوداؤد۔ کتاب الفتن)

علامہ ابن کثیر متوفی 774ھ متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم ﷺ نے سنت متواترہ میں بتایا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ ساری دنیا جان لے کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے' جھوٹا ہے' دجال ہے' گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی 127ھ روح المعانی میں لکھتے ہیں۔

یعنی حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن و سنت نے کی ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے۔ پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس دعویٰ پر مصر رہا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

علامہ ابن حیان اندلسی متوفی 745ھ اپنی تفسیر بحر محیط میں رقم طراز ہیں۔

یعنی جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور اسے اب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے' یا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔ آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا' مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی فقراء میں سے ایک شخص نے شہر مالقہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اندلس کے بادشاہ نے غرناطہ میں اس کا سر قلم کر دیا اور اس کی لاش کو سولی چڑھا دیا' وہ اسی حالت میں لٹکا رہا' یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر پڑا۔

ان مذکورہ بالا اقتباسات سے امت کا ختم نبوت کے عقیدہ پر اجماع ثابت ہو گیا اور ہر زمانے کے علماء نے مدعی نبوت کو گردن زدنی قرار دیا۔ آخر میں ہم ختم نبوت پر عقلی دلیل پیش کرتے ہیں۔

ختم نبوت کے عقلی دلائل

قدرت کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے

جب حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے، جب حضور ﷺ پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے۔ جب سرور عالم ﷺ کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح و توضیح کر رہی ہے، جبکہ شریعت اسلامیہ روز اول کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔ جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ آیت.....)

تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے۔ آفتاب محمدی طلوع ہو چکا۔ عالم کا گوشہ گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے۔ تو پھر دن کے اجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔

مزید غور فرمایئے۔ نبی کی آمد کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا کہ نبی آیا۔ جس نے چاہا مان لیا اور جس نے چاہا انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ نبی کی بعثت کے بعد کفر اور اسلام کی کسوٹی نبی کی ذات بن کر رہ جاتی ہے۔ کوئی کتنا نیک، پاکباز، پارسا اور عالم باعمل ہو اگر وہ کسی سچے نبی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرے گا تو اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا اور کفار و منکرین کے زمرہ میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا۔ اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

اب ذرا عملی دنیا میں مرزا صاحب کی آمد کا جائزہ لیجئے۔

مسلمانوں کی تعداد کم سے کم اعداد و شمار کے مطابق سوا ارب سے زائد ہے۔ یہ سب اللہ

تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین رکھتے ہیں۔ تمام انبیاء جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ ان کی نبوت اور صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔ قیامت کی آمد کے قائل ہیں۔ عملی طور پر غافل و کاہل سہی لیکن احکام خداوندی اور ارشادات نبوی کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ضروریات دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان ہے اور امت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے بندگان خدا بھی ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں جو شریعت پر پوری طرح کاربند، عبادت کے تختی سے پابند رہے ہیں، ان کے اخلاص و للّٰہیت پر فرشتے رشک کرتے ہیں اور ان کے کارہائے نمایاں پر خود ان کے خالق کو ناز ہے۔

اسی پاک امت میں آ کر مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ ان کی آمد سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان تھے۔ چلو بعض میں عملی کوتاہیاں ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن کم از کم نعمت ایمان سے تو وہ بہرہ ور تھے۔ اب حقیقت حال یہ ہے کہ پچاس سالہ کوششوں کے باوجود چند لاکھ کی نفری نے مرزا جی کو نبی مانا اور باقی سوا ارب نے ان کو دجال اور کذاب قرار دیا۔ نبی کو ماننا اسلام ہے اور انکار کفر ہے۔ مرزا صاحب نے اپنا سبز قدم جب دنیائے اسلام میں رکھا تو یہ بہار آئی کہ سارے کے سارے مرتد قرار پائے اور اسلام سے محروم ہو کر کفر میں مبتلا ہو گئے۔ صرف گنتی کے چند آدمی مسلمان باقی رہے۔ ان میں بھی غالب اکثریت بلیک مارکیٹ کرنے والوں، رشوت لینے والوں، اقربا نوازی اور مرزائیت پروری کی قربان گاہ پر لاکھوں حق داروں کے حقوق بھینٹ چڑھانے والوں کی ہے۔ ان میں اکثر بے نمازی، داڑھی منڈے اور آوارہ مزاج لوگ ہیں۔ ہر قسم کی رزیل حرکتیں کرنے والوں کا ایک لشکر جرار ٹھاٹھیں مارتا ہوا آپ کو نظر آئے گا۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ دنیائے اسلام کے لئے عملی طور پر مرزا صاحب کی آمد برکت کا باعث بنی یا نحوست کا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو پسند نہیں کرتی کہ مرزا صاحب کو سچا نبی بنا کر بھیجا جائے تاکہ

اسلام کے سارے ہرے بھرے پیڑ اپنے خنک سائیوں' میٹھے پھلوں' رنگین اور مہکتے ہوئے پھولوں سمیت اکھاڑ کر پھینک دیئے جائیں اور چند خاردار جھاڑیوں کے جھرمٹ پر "گلشن اسلام" کا بورڈ آویزاں کر دیا جائے۔ متقیوں' پرہیزگاروں' عالموں اور عاشقوں کی امت پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اور چند زاغ صفت طالع آزما افراد کو مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے۔

مرزا صاحب کے امتی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہم دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پہنچا رہے ہیں ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں اتنے لوگوں کو ہم نے کلمہ پڑھایا۔

گزارش ہے کہ تم تو مرزا صاحب کو اس لئے نبی کہتے ہو کہ انہوں نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ ہم اولیاء کرام کے زمرہ سے آپ کو ایسے ایسے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں لاکھوں کافر کو کفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الحق والدین اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاکھوں مشرکوں کے زنار توڑے اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہ رب العزت میں شرف سجود بخشا۔ داتا گنج بخش ہجویری نے اس کفرستان میں راوی کے کنارے پر توحید کا جو پرچم گاڑا تھا' وہ آج بھی لہرا رہا ہے اور لاکھوں خفتہ بختوں کو خواب غفلت سے جگا رہا ہے۔ مشائخ چشت اور دیگر اولیاء کرام نے اسلام کی جو تبلیغ کی اور جو فرشتہ صفت مرید بنائے ان کے مقابلہ میں ساری امت مرزائیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر اور قطرہ کو بھی نہیں۔ ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا' نہ مہدیت کا' نہ مسیحیت کا' نہ ظلی کا' نہ بروزی کا بلکہ اپنے آپ کو غلامان مصطفیٰ ہی کہا اور اسی کو اپنے لئے باعث صد افتخار اور موجب سعادت دارین سمجھا۔

مرزا قادیانی کو اپنی نبوت تک پہنچنے کے لئے بڑا دور کا چکر کاٹنا پڑا۔ آخر کار آپ کی کمند

فکر یہاں آ کر رکی کہ یہ تو احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم آئیں گے۔ میں کیوں نہ اپنے آپ کو مسیح موعود کہنا شروع کر دوں تا کہ مجھے لوگ مسیح مان لیں لیکن اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ حضرت مسیح تو زندہ ہیں' ان کی زندگی میں میں مسیح کیسے بن سکتا ہوں۔ خیال آیا کہ پہلے مسیح کو مردہ ثابت کرو' جب وہ مردہ قرار پا گئے تو پھر میرے لئے میدان صاف ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنا سارا زور وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے پر لگا دیا۔

بے شک رحمت عالم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ جن احادیث میں نزول مسیح کے متعلق تشریح کی گئی ہے وہ اس کثرت سے مروی ہے کہ معنوی طور پر وہ درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آیئے آپ بھی ان احادیث کی جھلک ملاحظہ کیجئے۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ نبی برحق نے کوئی مبہم پیش گوئی نہیں کی۔ کسی ایسے مسیح کی آمد کی اطلاع نہیں دی جس کی پہچان نہ ہو سکے اور جس شاطر کا جو جی چاہے وہ آنے والا مسیح بن بیٹھے۔ بلکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس کا نام بتایا' اس کی والدہ کا نام بتایا' اس کے لقب سے خبردار کیا' اس وقت اور مقام کی نشاندہی کی جس وقت اور جس مقام پر وہ نزول فرمائے گا' جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے گا' اس کی تفصیل بیان فرما دی اور اس کے مدفن کا بھی مقام عطا فرما دیا اور اس کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔

اب اگر وہ احادیث صحیح ہیں جن میں حضرت عیسیٰ کی آمد کی خبر دی گئی ہے تو ان تفصیلات کو بھی من وعن صحیح اور سچ تسلیم کرنا پڑے جو ان کے متعلق بتائی گئی ہیں اور اگر کوئی شخص ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کر دے گا تو پھر اسے ان تمام احادیث کو بھی ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا جن میں ان کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ تحقیق اور انصاف کا یہ کیسا معیار ہے کہ ایک روایت کی مفید مطلب آدھی بات تو مان لی اور اسی روایت کی دیگر تفصیلات کو نظر انداز کر دیا۔

ان کثیر التعداد احادیث میں سے چند احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

نزول کا ذکر ہے۔

پہلی حدیث جسے امام بخاری' امام مسلم' امام ترمذی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب حدیث میں روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' ضرور اتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم عادل حاکم کی حیثیت سے' پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا (اور دینداری کا یہ عالم ہوگا) کہ اپنے پروردگار کی جناب میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

امام بخاری نے کتاب المظالم باب کسر الصلیب میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم کا نزول نہ ہو۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابی ہریرہ سے منقول ہے۔

حضور علیہ السلام نے خروج دجال کے ذکر کے بعد فرمایا۔ اس اثناء میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے صفیں درست کر رہے ہوں گے اور نماز کے لئے اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی امامت کرائیں گے اور دشمن خدا دجال ان کو دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے اگر آپ اس کو اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیں تو وہ از خود پگھل کر مر جائے' مگر اللہ تعالیٰ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرے گا اور آپ اپنے نیزے میں اس کا خون لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد درمیانہ' ان کی رنگت سرخ و سپید' دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے

ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے' حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ خنازیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے بغیر تمام ملتوں کو ختم کر دے گا اور وہ (مسیح) دجال کو قتل کر دیں گے اور وہ زمین میں چالیس سال قیام فرمائیں گے پھر وہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ابوداؤد' کتاب الملاحم' باب خروج الدجال' مسند احمد مرویات ابی ہریرہ)

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا کہ حضور تشریف لائیے اور امامت فرمائیے۔ تو آپ فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض دوسروں کے امیر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی تکریم کے طور پر ہے۔

(مسلم' بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام بن مریم' مسند احمد' مرویات جابر بن عبداللہ)

حضرت نواس بن سمعان نے دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اس اثناء میں اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو یوں محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لد کے دروازے پر اسے جا کر پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔

(مسلم' ذکر الدجال' ابوداؤد' کتاب الملاحم' ترمذی' ابواب الفتن)

حضور نبی کریم ﷺ کے غلام ثوبان سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا میری امت کے دو

لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگا۔

(نسائی' کتاب الجہاد' مسند احمد' مرویات ثوبان)

آپ نے ان احادیث کا مطالعہ فرمالیا۔ ان میں مسیح موعود کا حلیہ' نام' والدہ کا نام' مقام اور وقت نزول' آپ کے کارہائے نمایاں سب کے سب مذکور ہیں۔ خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں' حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں۔ اس کی والدہ کا نام بھی مریم نہیں' حالانکہ ہزاروں مسلمان عورتیں اس نام کی اب بھی ہیں اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی۔ صلیب کو توڑنا' خنزیر کو قتل کر کے عیسائیت کو نیست و نابود کرنا تو کجا میاں جی ساری عمر عیسائی حکومت کے جھوٹی چک بنے رہے اور اس کی خیرات پر پلتے رہے اور اس کی اسلام کش سرگرمیوں پر تعریف و توصیف کے قصیدے لکھتے رہے۔ ساری دنیا کو دارالسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات' خدائے مصطفےٰ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ قادیان کا خطہ پاکستان کا حصہ بنے۔ اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں۔ ان کی نادانی قابل صد افسوس ہے۔

تبصرہ قادری: اس جامع ترین تبصرے کے بعد ہمارے قارئین کرام کو یہ جاننا مشکل نہیں رہا کہ مرزا پہلے مدعی مجددیت و مہدیت ہوا پھر مدعی مسیحیت و عیسویت ہوا اور بالآخر بروزی و ظلی نبوت کا لبادہ اوڑھا اور طرح طرح سے ختم نبوت کے متفق علیہ عقیدے پر کاری ضربیں لگاتا رہا لیکن یہ جان کر آپ حیران و سرگرداں رہ جائیں گے کہ دنیا بھر میں چلت پھرت کے ذریعے تبلیغ دین کا ڈھنڈورا پیٹنے والی تبلیغی جماعت کے نام نہاد مبلغین کے پیشوا اور دیوبند کے بڑے بڑے گرو گھنٹالوں نے ہمیشہ اس مرزا ملعون کی تائید کی بلکہ مولوی قاسم نانوتوی کی تحریر النّاس میں خاتم النبیین کی نئی گھڑی ہوئی تعریف مرزا کے اعلان نبوت

کا ذریعہ بنی اور پھر اس کے بعد دیوبند کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی اور دیوبندیوں کے بلکہ وہابیوں کے خصوصی حکیم صاحب اشرف علی تھانوی جنہوں نے قوم کی عورتوں بنات حوا کو بہشتی زیور کے نام سے بے حیائی کا عظیم تحفہ دیا ہے۔ یہ دونوں ساری زندگی قادیانی دجال کو مرد صالح اور مسلمان شمار کرتے رہے اور اس کے کفریات کی تاویلات اور اپنے کفریات کی تحریرات میں عمریں برباد کر کے سوئے جہنم سدھارے اور تبلیغی گشتوں کا وبال چھوڑ گئے۔

قارئین کرام: تبلیغی جماعت کے ہمنوا قادیانیوں کے بارے میں آپ نے جسٹس کرم شاہ ازہری کا تبصرہ ملاحظہ کیا اب آپ جناب محمد حیات خان کا قادیانیت پر شاندار تبصرہ ملاحظہ کیجئے۔

مذہب اسلام کے دو بنیادی اصول اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتقاد رکھنا ہیں' اسلام نے آکر بنی آدم کو بتایا کہ اصل مستحق عبادت کون و مکان کا پروردگار اور مالک و حاکم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور جو ضابطہ حیات آپ نے دنیا کے سامنے کتاب و وحی الٰہی کے ذریعہ پیش کیا وہی صحیح اور درست ہے اور انسانوں پر لازم ہے کہ اپنی فلاح کے لئے اس پر عمل کریں' تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے عروج و ظاہری و باطنی کا راز ان دو بنیادی اصولوں پر عمل کرنے ہی میں مضمر تھا' مخالفین اسلام اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے چنانچہ مسلمانوں کو نیچا دکھانے کیلئے انہوں نے جو قدم اٹھائے ان میں سب سے پہلا انہی دو اصولوں کو ہدف بنانا تھا پہلے اصول کی مخالفت میں تو انہیں چنداں کامیابی حاصل نہ ہو سکی کیونکہ اس اصول کے متعلق تبلیغ اسلام کا اثر ہمہ گیر ہو چکا تھا اور انسانی ذہن اس حد تک نشو و نما پا چکا تھا کہ معبودان باطلہ اور معبود حقیقی میں تمیز کر سکے اسے معبود حقیقی پر ایمان رکھنے سے ہٹا کر معبودان باطلہ کی طرف لانا کوئی آسان کام نہ تھا' اندریں حالات

مخالفین نے اپنی تمام تر کوششیں اس بات پر مرکوز کردیں کہ اسلامی ایمان کے دوسرے ستون یعنی رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متزلزل کیا جائے اور جو والہانہ عقیدت اور محبت مسلمانوں کو آپ ﷺ کی ذات مبارک سے تھی اس میں جس طرح بھی ہو سکے کمی کی جائے' ان کا یہ خیال بھی کہ اس محاذ پر کامیابی سے انہیں اوّل الذکر اصول پر خود بخود کامرانی حاصل ہو جائیگی' کیونکہ دنیا کو اس اصول سے متعارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نے ہی کروایا تھا اور آپ ﷺ کی رسالت کے اصول سے متزلزل ہونا اور توحید کے اصول سے ہٹ جانا گویا لازم وملزوم تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد کاذب نبیوں کی ایک کثیر جماعت نے جزیرہ عرب میں سر اٹھایا مگر خلیفہ اوّل کے بروقت اور سخت اقدامات کی وجہ سے ان سب کی سرکوبی ہوئی اور کوئی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا' اس کے بعد اگرچہ انفرادی طور پر مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے مگر زمانہ پر کوئی معتدبہ اثر ڈالے بغیر دنیا سے اٹھ جاتے رہے منظم طریقہ سے اس اصول پر محاذ آرائی تقریباً مفقود رہی تاکہ تیرہویں صدی ہجری میں مسلمانوں کا ظاہری و باطنی تنزل تیزی سے شروع ہوا اور اس کے برعکس دوسرے عقائد والی قومیں مادی لحاظ سے ابھرنا شروع ہوئیں اور رفتہ رفتہ تمام دنیا پر چھا گئیں اپنے اس ارتقا کی وجہ سے انہیں اسلام کے اصولوں پر کاری ضرب لگانے کے مواقع میسر آ گئے کیونکہ مادی انحطاط کے ساتھ ساتھ مسلمان ذہنی انحطاط کا بھی شکار ہو چکے تھے اور مخالفین کو اپنے عزائم میں کامیاب ہونے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا تھا۔

مسلمانوں کے اس دور ابتلا میں سرزمین ہند میں حکومت برطانیہ کے زیر اثر اس فتنہ نے سر اٹھایا جو بعد میں قادیانیت اور مرزائیت کے نام سے مشہور ہوا' یہاں پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس فتنہ کے متعلق مختصر سا تبصرہ ہدیۂ ناظرین کیا جائے تاکہ اس بات صحیح اندازہ ہو سکے کہ اس فتنہ سے دنیائے اسلام کس درجہ کے ذہنی اور دینی تفرقہ کے خطرۂ عظیم سے

دوچار ہوئی۔ علمائے وقت نے اس فتنہ کو فرو کرنے میں کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا اور اس میں حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کا کردار کتنا اہم اور عظیم الشان تھا۔

یہ تحریک قادیانیت حکومت برطانیہ کی سرپرستی میں شروع ہوئی اور اس کا اصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نشانہ بنا کر مسلمانوں کے دلوں سے آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو نکالنا اور دین اسلام کے ارشادات اور ان کے مطالب میں اس طرح کا ردوبدل کرنا تھا کہ مخالفین کو اپنے عزائم کی تکمیل میں امداد مل سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ایک امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ کے بعد رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا' آپ ﷺ مسلمہ طور پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت اس دنیا کے لئے خدا کی آخری شریعت ہے' اس شریعت میں اتنی وسعت رکھی گئی ہے کہ قیامت تک کے لئے پیش آنیوالے انسانی مسائل کا حل اس میں موجود ہے' آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی خبر قرآن کریم میں نہایت وضاحت اور غیر مبہم الفاظ میں دی گئی ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں (احزاب ۴۰)

اور متعدد احادیث مبارکہ سے اس کی تائید ہوتی ہے مثلاً صحیح مسلم میں بروایت سعد رضی اللہ عنہ حدیث طویل کے ضمن میں مذکور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ ایسے ہو جیسے موسیٰ کے ساتھ ہارون لیکن نبوت کا لقب تمہیں نہیں مل سکتا' میرے بعد نبوت نہیں۔

مسلمانوں کے سارے مکاتب فکر ختم نبوت کے مسئلہ پر اس وقت تک کاملاً متفق تھے جب تک بانی قادیانیت نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اس کی ابتداء بھی اس نے

عجیب انداز میں کی قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کے سلسلہ میں یہ ذکر ہے کہ ان کو یہودیوں نے سولی پر چڑھادیا اور یہ سمجھ لیا کہ وہ وفات پا گئے مگر وہ غلطی پر تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا' یہ تذکرہ سورۃ النساء میں ان الفاظ میں ہے۔

اور وہ کہتے ہیں ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا' حالانکہ انہوں نے نہیں قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا مگر اس کی شبیہ کو اور جو اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی بے خبر ہیں ان کے پاس سوائے ظن کے اور کوئی دلیل نہیں انہوں نے ہرگز اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنے پاس اٹھالیا اور خدا غالب ہے حکمت والا۔ (النساء۔۱۵۷۔۱۵۸)

صحیح مسلم کی احادیث مقدسہ میں آثار قیامت کے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ارشادات موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت سے کچھ عرصہ پہلے دنیا میں شرور و فسادات بے انتہا ہونگے اور دجال نامی ایک شخص کا ظہور ہوگا جو اپنے جادو اور شیطانی قوتوں کی امداد سے ایک وسیع قطعہ زمین پر قبضہ کرلے گا اور ایمان رکھنے والوں پر دائرہ حیات تنگ کر دے گا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے قریب آسمان سے اتریں گے اس حال میں کہ آپ کے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہونگے آپ آکر دجال کو قتل کریں گے اور دنیا میں اسلام' ایمان اور امن کا بول بالا کریں گے اور پھر سات سال یہاں زندہ رہنے کے بعد وفات پاکر مدینہ شریف میں حرم پاک میں دفن ہونگے آپ کے ظہور سے پہلے بنی فاطمہ میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا اور لقب مہدی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت ان کا استقبال کرے گا اور پہلی نماز یہ حضرات ملکر پڑھیں گے' اس میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دنیا کفر و الحاد کے اثرات سے پاک کرنے میں امداد دے گا۔

چونکہ ان احادیث مبارکہ میں مسیح سال کا تعین نہیں ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے وصال کے بعد کئی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر اس کے کہ وہ کسی عیسیٰ علیہ السلام کا استقبال کرتے جو وہ خود اس دنیا سے اٹھ جاتے رہے بانی قادیانیت نے ان مدعیان سے ذرا مختلف طریقہ اختیار کیا سب سے پہلے اس نے علمائے سلف کے اس عقیدہ کو غلط بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور وہی پھر زمین پر واپس آئیں گے' اس کے نظریہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں انتقال فرما گئے تھے اور قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والا شخص محض مثیل مسیح ہوگا' اس نظریہ کی اشاعت کے ساتھ ہی اس مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کر کے خود کو مسیح مدعود قرار دیدیا' اس ابتداء سے وہ ظلی نبوت کی طرف بڑھنے اور بالآخر اپنے اصلی نبی ہونے کا اعلان کر کے امت مسلمہ کے اس اعتقاد پر ضرب لگائی جس سے وہ تیرہ سو سال سے مکلف تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نہیں آئیگا۔

اب مرزا صاحب کے اس ارتقائے روحانی اور ان کی تعلیمات کی تفصیل اجمالاً دی جاتی ہے۔

بانی قادیانیت اور اُس کی ابتدائی زندگی

تحریک قادیانیت کے بانی کا نام مرزا غلام احمد تھا وہ برٹش انڈیا میں صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے موضع قادیان میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ اُس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا جو سمرقندی مغل گھرانے سے تعلق رکھتے تھے ان کا پیشہ طبابت اور زمیندار تھا' مرزا غلام احمد علوم مروجہ عربی' فارسی اور طب کی تحصیل سے فارغ ہو کر ۱۸۶۴ء میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں بطور اہل مد قریباً چار سال ملازمت کرتا رہا، بعدہ ملازمت چھوڑ کر اپنے والد کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا، ساتھ ساتھ مذہبی کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھا اور مذہبی مناظرات وغیرہ میں حصہ لیتا رہا جہاں تک معلوم ہوسکا ہے اس کے آباواجداد حنفی المذاہب مسلمان تھے اور خود مرزا صاحب بھی اپنی اوائل زندگی میں انہی کے قدم بہ قدم چلتا رہا، اس وقت

تک مرزا صاحب کے عقائد وہی تھے جو ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان کے ہونے چاہئیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بھی اس قدر قائل تھا جیسے دیگر مسلمان ان ایام میں مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے رفع آسمانی اور نزول کے عقیدہ پر بھی ایمان رکھتا تھا۔

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد اپنے سیاسی بالادستی کھو دینے کی وجہ سے مسلمان سخت ذہنی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو چکے تھے اور اپنے اضمحلال سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کب کوئی مرد خدا آن کر انہیں اس ابتلا سے نجات دلائے اس تذبذب اور اضطراب کے زمانہ میں مسلمانوں کے ذہن پر جو نفسیاتی کیفیت طاری تھی مرزا صاحب کو ان کے رفیق حکیم نوردین نے اس سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا ان کا خیال تھا کہ اگر وہ خود کو مثیل مسیح کا لبادہ اوڑھ کر قوم کے سامنے پیش کریں تو ساری قوم دل و جان سے ان کا خیر مقدم کرے گی اور وہ احیائے ملت کے لئے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے سکیں گے۔

مرزا صاحب نے اپنے پیروکار حکیم نوردین کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا۔

مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

مثیل مسیح سے مسیح موعود

مرزا صاحب اپنے اس دعوے مثیل مسیح پر زیادہ عرصہ قائم نہ رہے بلکہ اس سے ایک قدم

آگے بڑھے اور سب سے پہلے حیات مسیح کے عقیدہ کو غلط بتا کر وفات مسیح کا اعلان کیا اور پھر اپنے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا اعلان ان الفاظ میں کیا۔

میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں تو وہ مسیح ہوں جس کے بارے میں خدائے تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں اور وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا تحفہ گولڑویہ)

اب اعلانات کے بعد احادیث نزول مسیح کے مختلف پہلوؤں کو اپنی ذات پر درست ثابت کرنے کیلئے مرزا صاحب نے استعارہ اور تاویل سے کام لیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مسلم کی احادیث کے مطابق مسیح موعود کی تشریف آوری ان حالات میں ہونی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ملک شام یعنی دمشق میں شرقی منارہ پر ہوگا۔

نزول کے وقت دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی

مسلمانوں کا امام ان سے نماز پڑھانے کی درخواست کرے گا تو فرمائیں امامکم منکم (تمہارا امام نماز تم میں سے ہے) اور صحیح اور متواتر احادیث سے واضح ہے کہ یہ امام حضرت مہدی علیہ السلام ہونگے جو بنی فاطمہ میں سے ہونگے۔

مرزا صاحب نے ان شرائط کی تکمیل اپنی ذات کے متعلق کی اور اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ اور اپنی ذات کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل ظاہر کیا۔

مسیح موعود ہونے تک

مرزا صاحب اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے پر تقریباً دس سال قائم رہے اور پھر ختم نبوت کے معروف اسلامی نظریہ کو جس کے وہ خود بھی معتقد رہے تھے غلط قرار دیکر نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

اپنے اس دعویٰ کے بعد مرزا صاحب کچھ عرصہ تک اپنے آپ کو ظلی نبی ظاہر کرتے رہے ان کے کہنے کے مطابق اگرچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ

کھلا تھا مگر نبوت صرف آپ ﷺ کے فیضان سے ہی مل سکتی تھی نہ کہ براہ راست جیسا کہ پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا یعنی آپ ﷺ کے بعد ایسے انبیاء پیدا ہونگے جن کی نبوت کی تصدیق آپ ﷺ اپنی مہر سے فرمائیں گے ان انبیاء کی نبوت کا معیار آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا اور آپ ﷺ کی شریعت کو قائم کرنا ہوگا۔

کچھ عرصہ اسی طرح عمل رہنے کے بعد مرزا صاحب آخر اس منزل پر پہنچ گئے جس کے تصور سے کاملین بھی کانپتے تھے یعنی انہوں نے مستقل صاحب شریعت نبی اور خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ کر دیا اور ان کے شبدیز قلم نے اس ادب گاہ کو بھی پھلانگ جانے کی جسارت کی جس کے نزدیک پھٹکنے سے نہ صرف جبرائیل علیہ اسلام کے پر جلتے تھے بلکہ مشائخ عظام کو آزادی سے سانس تک لینے کی جرأت نہ تھی۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اپنی تصنیف حقیقت الوحی میں قرآن کریم کی وہ آیات جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھیں انہیں اپنی طرف منسوب کر کے اپنی ذات کو ان کا مصداق ظاہر کیا۔

مستقل نبوت کا لبادہ اوڑھنے کے بعد یہ ضروری تھا کہ اس کے دیگر لوازمات بھی سامنے لائے جاتے چنانچہ مرزا صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور وحی سے کہیں زیادہ الہامات تھے جو مرزا صاحب نے اپنے دعاوی کے ثبوت کے لئے پیش کیے مرزا صاحب کے بہت سے الہامات پیش گوئیوں کی شکل میں ہیں جنہیں وہ اپنی صداقت کا معیار اور نشان قرار دیتے رہے۔

مرزا صاحب اور قرآن وحدیث

تھلی نبی بننے اور صاحب وحی والہام ہونے کے دعویٰ کے بعد مرزا صاحب نے اپنی

توجہ قرآن وحدیث کی طرف بڑھائی تا کہ ان میں اپنے مقصد کے حصول کے لئے ضروری ردوبدل کیا جاسکے بقول ان کے خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے (اربعین نمبر۴)

اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے (تحفہ گولڑویہ)

قرآن وحدیث کے مطالب کو بدل ڈالنے کے اس خود ساختہ اختیار کو مرزا صاحب نے مسلمانوں سے ہر مسئلہ پر اختلاف کھڑا کرنے کے لئے استعمال کیا وہ نہ صرف امت محمدیہ کے مذہبی عقائد اور دینی نظریات ہی سے الگ ہوئے بلکہ اس کی اکثر وبیشتر قومی اقدار اور ملی تقاضوں سے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔

اگر وہ تمام مسائل یہاں بیان کیے جائیں جن میں مرزا صاحب نے امت مسلمہ سے اختلاف کیا تو اس کے لئے کئی جلدیں درکار ہونگی ان میں سے مختصر صرف چند ایک بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ نزول ملائکہ

مرزا صاحب نے فرشتوں کو ارواح کواکب قرار دیا ہے ایام الصلح میں تحقیق فرمایا کہ فرشتے اگر زمین پر نازل ہوں تو آسمان سے ستارے گر جائیں۔

۲۔ روح انسانی

بروئے قرآن روح عالم امر سے ہے اور عالم امر ان موجودات کا نام ہے جو حس اور خیال اور جہات اور مکان سے ماورا ہیں لیکن مرزا صاحب نے اپنی تقریر جلسہ مذاہب لاہور مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء میں انسانی روح کے متعلق تحریر کیا ہے ہم روز مشاہدہ کرتے

تھے کہ گندے زخموں میں ہزار ہا کیڑے پڑ جاتے ہیں سو یہی بات صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اس جرم کے اندر ہی پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے اور جس کا خمیر ابتداء سے نطفہ میں موجود ہوتا ہے۔

۳۔ یوم الدین کے متعلق کہا

اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے زمانہ کا نام یوم الدین رکھا کیونکہ اس زمانہ میں دین کو زندہ کیا جائیگا۔

حالانکہ قرآن حکیم میں جگہ جگہ یوم الدین کے معنی روز قیامت کے لئے گئے ہیں۔

۴۔ جہاد بالسیف

مرزا صاحب نے اس زمانہ میں جبکہ عیسائی حکومتیں خصوصاً انگلستان، فرانس اور روس اسلامی سلطنتوں کو تہہ وبالا کر رہی تھیں جہاد بالسیف کو تمام مسلمانوں پر حرام قرار دیا اور اہل اسلام احادیث کے حوالہ سے جس مہدی اور مسیح کے منتظر تھے انہیں خونی مہدی اور خونی مسیح کہا (تبلیغ رسالت جلد نہم)

۵۔ معراج جسمانی

مرزا غلام احمد ازالہ اوہام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کے متعلق لکھتے ہیں کہ معراج (معاذ اللہ) اس جسم کثیف سے نہ تھی بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کی کشفوں میں مؤلف (یعنی مرزا صاحب) خود صاحب تجربہ ہے۔

۶۔ احترام انبیاء

عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کئی طرح کے نازیبا کلمات استعمال کئے اور مسلمانوں سے کہا کہ میں عیسائی ناظرین کے مقابلے میں ان کے یسوع مسیح کے متعلق بات کر رہا ہوں جو ایک معبود باطل اور فرضی شخصیت ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کے متعلق بات کرتے تو بھی انداز گفتگو کچھ زیادہ مختلف نہ ہوتا (دافع البلاء مولف مرزا صاحب)

۷۔ آل نبی کا احترام

مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات اور اشتہارات میں جابجا اپنے آپ کو آل نبی وارث رسول اللہ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا ثابت کرنے کی اور اس سعی میں آل محمد صلبی اور خونی رشتہ کو مقابلہ کم مرتبہ وکم پایہ دکھانا چاہا۔

۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے متعلق قادیانیوں کی زبان درازی

مرزا صاحب کے اپنے ارشادات دربارۂ ائمہ اہل بیت اور صحابہ کرام اس قدر ثقیل ہیں کہ انہیں مصلحتاً یہاں درج نہیں کیا جاتا۔

تمام امت محمدیہ پر کفر کا فتویٰ

مرزا صاحب کے بتدریج ارتقائے نبوت کی داستان مختصراً اوپر بیان کی جا چکی ہیں احادیث مقدسہ کے مطابق مسیح موعود کے ظہور کے بعد تمام دنیا کے انسانوں نے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنا تھا جن میں عیسائی، یہودی اور تمام دیگر عقائد رکھنے والے انسان بھی شامل ہوتے مگر مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ ان کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی تعداد بہت کم ہے تو انہوں نے اپنے تمام نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیدیا۔ فرمایا۔

خدائے تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔

ارشاد مرزا صاحب مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر 4)

قادیانیت کے پس پردہ کارفرما قوتیں

یہ اندازہ لگانا کہ مرزا صاحب کی تحریک کے پس پردہ وہ کون سی اسلام دشمن قوتیں کارفرما تھیں مشکل نہیں ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز حکومت ہندوستانی

مسلمانوں سے بدظن ہو چکی تھی مگر مرزا صاحب اور ان کی جماعت پر ان کی خاص نظر عنایت تھی' مرزا صاحب نے دیگر مسلمانوں زعما اور علماء کے خلاف قسم قسم کی درخواستیں اور محضر نامے حکومت کو ارسال کئے جن سے یہ بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ حکومت برطانیہ کے خاص حاشیہ بردار تھے۔

اور جب دیکھا کہ آزادی ملک اور حصول اقتدار کی دوڑ میں ہندو مسلمانوں کے ساتھ برسرپیکار ہیں تو اپنی جماعت کے حق میں ہندوؤں کو ہموار کرنے کے لئے ان کی پشتکون اور شی منیوں کی تعریف میں لکھنا اور لیکچر دینا شروع کر دیا اور اپنی کتاب شہادت القرآن میں حکومت برطانیہ کی اطاعت کو نصف الاسلام قرار دیا۔

مرزا صاحب کے دعاوی کا امت مسلمہ پر ردعمل

مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ وہ ایک ازلی ابدی عالم گیر ملت بیضا کا رکن ہے جس میں بے شمار انبیائے کرام مبعوث ہوئے اور جناب محمد عربی ﷺ اس کے آخری نبی اور رسول ہیں ان کے دین میں چار چیزیں حجت ہیں کتاب اللہ، حدیث نبوی' اجتہاد وسلف امت، جو بات ان چاروں کے میزان پر حق ثابت ہو، ان کے لئے وہی حق ہے اور جو باطل ہو، وہ باطل مرزا کی نبوت اس میدان پر حق ثابت نہیں ہوتی تھی اس لئے اسے ماننا مسلمان کے لئے ممکن نہ تھا۔

مسلمان کو یہ بھی معلوم تھا کہ نبوت ایک بہت ہی ارفع واعلیٰ چیز ہے اور محض چند پیش گوئیوں کی صداقت میزان ایمان نہیں ہو سکتی نبوت کا دعویٰ کر دینا آسان ہے مگر اسکے معیار پر پورا اترنا آسان نہیں خصوصا جب دعویٰ اس فخر انبیاء کے بروز ہونے کا ہو جس کی تعریف میں خدا خود رطب اللسان ہے اور جس کے زہد واتقا ایثار وسخا عبادات ومجاہدات اہل خانہ اور عوام الناس کے ساتھ حسن سلوک اور زندگی کے دیگر حسین پہلوؤں کا بیان ۱۴ سو سال سے بھی مکمل نہیں ہو سکا اس ذات عالی کے ساتھ مرزا صاحب کا موازنہ کرنا ہی گستاخی ہے۔

اس کے برعکس مرزا صاحب کا فرمان تھا کہ وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور وہ خود خدا کے رسول اور نبی ہیں کتاب اللہ کے وہی معنی درست ہیں جنہیں وہ درست کہیں حدیث نبوی کے جس حصہ کو وہ چاہیں لے لیں اور جسے چاہیں رد کر دیں اجتہاد سلف وخلف ختم ہے کیونکہ نبی (یعنی وہ خود) آ گئے ہیں اور اجماع امت کے نام کی بھی کوئی چیز نہیں رہی کیونکہ "خدا تعالیٰ ان سے کلام فرماتا تھا اور انہیں اپنی کتاب کی صحیح مفہوم اور حدیث کے صحیح یا بناوٹی ہونے پر مطلع کرتا ہے اس حقیقت کے وہ خود شاہد ہیں اور جو شخص ان کی شہادت پر ایمان نہیں رکھتا اور ان سے بیعت نہیں کرتا وہ خارج از اسلام ہے۔

مرزا صاحب کے ان فرمانوں کو مان لینے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ امت خیر الرسل ﷺ کا اپنا ایمان' اپنی ہستی اور اپنا وجود بالکل ختم ہو جاتا اس کے علوم وقوانین مقدس اقدار تاریخی شخصیتیں' ثقافت اور اس کا نظام ومعاشرہ سب مٹ جاتے اس کی عقیدت اور فکر کا مرکز یکسر بدل جاتا جناب ختمی مرتبت تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وقیادت کی حیثیت ثانوی ہو کر رہ جاتی' قرآن کی تفسیر اور حدیث کی تاویل فقہ اور اجماع کا استدلال اور استنباط اس نہج پر چل نکلتے جو اسلامی روایت اور درایت اور امت کے احساس عمومی کے خلاف ہی نہیں بلکہ انسانیت کے احساس عمومی کے بھی برعکس ہوتا' نہ صرف یہ بلکہ امت اسلامیہ اس تحریک قادیانیت کے محسن برطانوی حکومت کے سمند ناز کی تحمیر بن کے رہ جاتی۔

تبصرہ قادری: الحمد للہ علی احسانہ۔ اس فتنہ قادیانیت کے رد میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خاں محدث بریلی اور دیگر علماء اہلسنت کمربستہ رہے' ان حضرات میں سے خاص طور پر آفتاب گولڑہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی' مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی' حجۃ السلام شاہ حامد رضا خان' مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان' مولانا غلام دستگیر حنفی قصوری' مفتی غلام قادر حنفی بھیروی' قاضی فضل احمد حنفی لدھیانوی' مولانا فیض الحسن حنفی سہارنپوری' علامہ اصغر علی حنفی لاہوری وغیرہم قابل ذکر ہیں انہوں نے تحریری وتقریری

طور پر دمرزائیت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں جس پر امت مسلمہ ہمیشہ فخر محسوس کرتی رہیں گی اس کے برعکس نام نہاد تبلیغی جماعت کے اکابر پیشواہان دیوبند ہیں مولوی رشید احمد گنگوہی' اشرف علی تھانوی اور اس کا خلیفہ عبدالماجد دریا آبادی وغیرہ قادیانی دجال کو مرد صالح مانتے رہے اور اسکے صریح کفریات میں اپنی عادت کے مطابق تاویلات فاسدہ کرتے رہے اس وجہ سے علماء لدھیانہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے مباحثہ کرتے رہے اور تھانوی نے تو قادیانی دجال کے صریح کفریات پر پردہ ڈالنے کیلئے ''المصالح العقلیہ لاحکام النقلیہ'' لکھ ڈالی اس کی تفصیل کیلئے ''عقیدہ ختم نبوت کا مقدمہ دیکھئے' الغرض اس دجال کی حمایت کرنے والے اکابر دیوبند کے نقش پاء پر چلنے والی گمراہ کن تحریک' تبلیغی جماعت کی مرکزی دجل گاہ' بستی نظام کا مرکز اس کی روداد ملاحظہ کیجئے۔

چنانچہ رئیس التحریر علامہ محمد ارشد القادری علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''تبلیغی جماعت'' کے دیباچے میں رقم طراز ہیں۔

تبلیغی جماعت کی بابت میری زندگی میں تین ایسے واقعات پیش آئے ہیں جنہیں میں اس کتاب کا سبب تالیف کہہ سکتا ہوں۔

اپنی معلومات کے اس اہم ترین حصے کو آج صفحہ قرطاس پر نقل کرتے ہوئے میں ایک اخلاقی فرض سے سبکدوش ہونے کی خوشی محسوس کرتا ہوں (مصنف)

پہلا واقعہ

آج سے تقریبا پچیس سال پہلے کی بات ہے۔ میرے عہد کے طالب علمی کی ایک خوشگوار شام تھی۔ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے صدر دروازے پر ہم چند طلبہ کھڑے تھے کہ ایک سفید ریش بزرگ آتے ہوئے دکھائی پڑے۔ چہرے پر مصنوعی تقدس، ہاتھ میں یاقوت کی تسبیح، ٹخنوں تک کرتہ، درمیان میں سفید کھدر کی صدری، غرض نیچے سے اوپر تک تسخیر قلوب کے جملہ آلات سے مسلح تھے۔ موصوف کے آگے پیچھے چند افراد سر جھکائے

ہاتھ باندھے زیر لب کچھ پڑھتے ہوئے چل رہے تھے۔

ہم نوعمر لوگوں کے لئے یہ بالکل ایک نئی چیز تھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ تبلیغی جماعت کے لوگ ہیں جو دہلی سے مبارکپور کے مسلمانوں کو کلمہ پڑھانے آئے ہیں اور آگے آگے جو سفید ریش بزرگ ہیں یہ امیر جماعت ہیں..... یہ معلوم کر کے ہم لوگوں کا بڑا اچنبھا ہوا۔ ہمارے علاوہ انہیں کبھی بھی بت خانے کی طرف جاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ اسلام سے منحرف ہوجانے کی کوئی بات کبھی بھی ان کے متعلق نہیں سنی گئی۔ ان حالات میں انہیں کلمہ پڑھانے کی بات کسی طرح سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ اسے حیرت واستعجاب کا نتیجہ کہئے کہ ہم میں سے کسی طالب علم نے ان بتانے والے صاحب سے یہ سوال کر ہی ڈالا:

''کیا ان حضرات کے نزدیک یہاں کے مسلمان، مسلمان نہیں ہیں جو دہلی سے چل کر یہ لوگ انہیں کلمہ پڑھانے آئے ہیں''

وہ صاحب اپنی بات چیت سے اسی گروہ کے آدمی معلوم پڑتے تھے۔ انہوں نے بڑے تپاک سے کہا:

''کلمہ پڑھانے کا یہ مطلب آپ لوگوں نے غلط سمجھا ہے۔ کلمہ ہمیشہ مسلمان بنانے ہی کے لئے نہیں پڑھایا جاتا، کبھی کبھی ذکر خداوندی کے لئے بھی پڑھایا جاتا ہے۔ کلمہ پڑھا کر یہ لوگ خدا کے ذکر کا چرچا کر رہے ہیں، مسلمان بنانا مقصود نہیں''

ان کے اس جواب سے ہم لوگوں کا ذہنی خلجان بہت حد تک دور ہو چلا تھا لیکن ہمارے ایک ساتھی نے یہ کہہ کر پھر ہمیں اسی مقام پر لا کھڑا کیا کہ جب تک میں خود تجربہ نہیں کرلوں گا اس جواب سے میری تشفی نہیں ہوگی۔

لاکھ ہم نے معلوم کرنا چاہا کہ وہ کیسے تجربہ کرے گا لیکن سو جواب کا ایک جواب، اس کے پاس تھا ''تم لوگ خاموشی کے ساتھ تماشا دیکھو''

دوسرے دن ٹھیک چار بجے شام کو پھر دہلی کا وہ تبلیغی دستہ قصبے کا گشت کرتا کلمہ پڑھتا ہوا

مدرسہ کے سامنے سے گزرا۔ ہم سب انتظار ہی میں کھڑے تھے کہ دو قدم آگے بڑھ کر ہمارے ساتھی نے اس تبلیغی دستے کے امیر کو آواز دی۔

"مولانا! ذرا ایک لمحے کے لئے تکلیف فرمایئے گا"

اس آواز پر امیر جماعت نے پلٹ کر دیکھا اور کھڑے ہو گئے۔ پھر ساتھی نے لجاجت کے ساتھ کہا:

"مولانا! برا نہ مانیے گا دین کے کام سے میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں"

یہ سن کر وہ پیشانی پر بل ڈالے ہوئے بوجھل قدموں کے ساتھ قریب آئے اور ناگوار لہجے میں فرمایا:

"کہئے دین کا کون سا کام ہے میرے لائق"

ساتھی نے برجستہ کہا "ذرا کلمہ پڑھئے گا"

اتنا سننا تھا کہ جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ غصہ سے چہرہ تمتما اٹھا۔ گردن کی رگیں تن گئیں، دم پھولنے لگا، آنکھوں سے چنگاری برسنے لگی۔ دہکتی ہوئی آواز میں ارشاد فرمایا:

"شرم نہیں آتی تمہیں اطالب علم ہو کر اپنے بڑوں سے مذاق کرتے ہو۔ خدا نے چاہا تو اس گستاخی کی سزا اسی دنیا میں تم چکھ لوگے"

یہ کہتے ہوئے وہ پلٹنا ہی چاہتے تھے کہ ساتھی نے راستہ روک کر کہا:

"آپ تو بلاوجہ خفا ہو گئے۔ بھلا اس میں مذاق کی کون سی بات ہے۔ یہ کام تو کل سے آپ انجام دے رہے ہیں۔ ذکر الٰہی کا ثواب حاصل کرنے کا حق ہمیں نہیں ہے اور اگر آپ کے کہنے کے مطابق یہ مذاق ہے تو کل سے آپ یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ اسی گستاخی کی سزا آپ نے اپنے لئے کیا تجویز فرمائی ہے؟"

ساتھی کی آواز دم بدم تیز ہوتی جا رہی تھی جیسے کسی چور کو رنگے ہاتھوں کسی نے پکڑ لیا ہو۔ چند ہی لمحوں میں تماشائیوں کی اچھی خاصی بھیڑ جمع ہو گئی۔ عام عادت کے مطابق کچھ لوگوں

نے اچنبھے کے ساتھ دریافت کیا:

"کیوں کیا بات ہو گئی؟"

ساتھی نے جواب دیا "بات کچھ بھی نہیں ہوئی۔ قصہ صرف یہ ہے کہ کل سے یہ لوگ مبارکپور کے مسلمانوں سے کلمہ پڑھواتے پھر رہے ہیں۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ لوگ یہاں کے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے ہو جو گلی گلی انہیں کلمہ پڑھواتے پھر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ کلمہ ایک ذکر الٰہی ہے اور خدا کا ذکر کرنا کرانا ہر مسلمان کا ایک دینی حق ہے۔

لیکن حیرت سے سر پیٹ لینے کی جا ہ یہ ہے کہ یہی دینی حق جب میں نے استعمال کرنا چاہا اور ان بڑے میاں سے کہا کہ ذرا کلمہ پڑھئے۔ بس اتنی سی بات پر یہ آپے سے باہر ہو گئے اور الٹے مجھے عیب لگاتے ہیں کہ میں نے ان سے مذاق کیا ہے۔ اب میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کلمہ پڑھنا اگر مذاق ہے تو کل سے یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ کیوں مذاق کر رہے ہیں؟"

ساتھی کی یہ باتیں سن کر سارا مجمع ہمنوا ہو گیا اور بیک زبان بول اٹھا کہ بات تو یہ چھوٹے مولوی صاحب ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں۔

اس بات پر امیر جماعت صاحب ابل پڑے اور اکڑ کر فرمایا:

"ٹھیک نہیں کہہ رہے ہیں۔ دراصل انہوں نے ہمارے ساتھ مذاق کیا ہے ورنہ بگڑنے کی کوئی بات نہیں تھی۔ جہاں تک کلمہ پڑھنے اور پڑھانے کا سوال ہے۔ یہ کام تو میں خود بھی کر رہا ہوں۔ بھلا اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے"

امیر جماعت کے اس جواب پر ایک صاحب نے مداخلت کرتے ہوئے کہا "مولانا صاحب! جب وہی کام آپ بھی کر رہے ہیں اور وہی کام انہوں نے بھی کیا ہے تو آپ اسے مذاق کیوں کہہ رہے ہیں؟"

اس پر امیر جماعت نے تیور بدل کر فرمایا "مذاق میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ان کی نیت ذکر الٰہی کی نہیں تھی مذاق ہی کی تھی"

امیر جماعت کا یہ جملہ ابھی ختم بھی نہ ہو پایا تھا کہ ایک معمر شخص آگے بڑھے اور انہوں نے للکارتے ہوئے کہا:

"مولانا! جب بات نیت کی آ گئی ہے تو مجھے بھی کہنے دیجئے کہ کلمہ پڑھانے میں آپ کی نیت بھی ذکر خیر کی نہیں ہے بلکہ از سر نو مسلمان بنانے کی ہے۔ جو لوگ آپ کے مذہب سے واقف نہیں ہیں بھلے ہی وہ آپ کے جواب سے مطمئن ہو جائیں لیکن جو لوگ آپ کے مذہبی شجرہ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ آپ کے یہاں کافر و مشرک صرف وہی نہیں ہے جو بت خانے میں جا کر اصنام کی پرستی کرے یا کھلم کھلا اسلام، قرآن اور توحید و رسالت کے عقیدے سے منحرف ہو جائے بلکہ آپ حضرات کے یہاں وہ مسلمان بھی بالکل ابوجہل اور ابولہب ہی کی طرح کافر و مشرک ہیں جو اسلام و قرآن اور توحید و رسالت پر عقیدہ رکھنے کے باوجود صرف یا رسول اللہ کہہ لیتے ہیں، خدا کی عطا سے رسول کو اپنا شفیع و کارساز سمجھتے ہیں۔ رسول کے حق میں عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے لئے دونوں جہان میں تصرف کی قدرت تسلیم کرتے ہیں۔

اور خدا کا شکر ہے کہ صرف مبارکپور ہی میں نہیں سارے ملک میں اس طرح کے "مشرکین" کی تعداد ننانوے فیصدی ہے۔ اب انہیں مسلمان بنانے کے لئے سوا اس کے اور کیا چارہ کار ہے کہ آپ حضرات چور دروازہ سے آئیں اور کلمہ پڑھا کر اپنے مذہبی جذبے کو تسکین دے لیں کہ کفر کا ایک "خیبر فتح ہو گیا" سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں انہوں نے کہا:

"مولانا! یہ بچے آپ سے کیا مذاق کریں گے کہ ابھی تو وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر ہیں کہ آپ ان کے مذہبی حریفوں میں ہیں یا دوستوں میں؟ البتہ کلمہ پڑھا کر آپ ہمارے

ایمان کا ضرور مذاق اڑاتے ہیں"

قلم کے نشتر سے آپ حضرات نے ہمارے جذبہ عقیدت کو جس بیدردی کے ساتھ گھائل کیا ہے۔ روحانی اذیت کے لئے وہی کیا کم تھا کہ اب جگہ جگہ زخموں پر آپ نمک چھڑکتے پھر رہے ہیں۔ کلمہ پڑھنے سے کس بدبخت مسلمان کو انکار ہو سکتا ہے لیکن ہمارے دینی احساسات پر کفر و شرک کا الزام عائد کرنے کے بعد جب آپ کلمہ پڑھنے کو کہتے ہیں تو بالکل ایسا لگتا ہے جیسے کسی بے گناہ پر بہتان لگانے کے بعد کوئی تلقین کرے کہ "توبہ کرو" حالانکہ توبہ کوئی بری چیز نہیں ہے لیکن اس طرح کے حالات میں توبہ کی تلقین کرنا دوسرے لفظوں میں ناکردہ گناہ کا اقرار کرانا ہے"

اس کے بعد آواز کا تیور بدلتے ہوئے انہوں نے کہا:

"مولانا! یہ تو آپ حضرات کی سنگدلی کا صرف ایک رخ ہے۔ آپ حضرات کی مذہبی شقاوت کا دوسرا رخ تو اس سے بھی کہیں زیادہ لرزہ خیز اور بھیانک ہے"

آپ کے بزرگوں نے رسول عربی ﷺ کی شان محترم میں توہین و گستاخی کے کلمات لکھ کر جس دردناک اضطراب میں امت کو مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اس صدی کا سب سے قیامت آشوب حادثہ ہے۔ لکھنے والے مدت ہوئی خاک میں مل گئے لیکن ان کی لگائی آگ کا دھواں آج بھی مسلم آبادیوں سے اٹھ رہا ہے۔

پھر اس سے زیادہ اچنبھے کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک طرف آپ حضرات نبی کی توہین و تنقیص بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی نبی کا کلمہ بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے پڑھانے کا حق صرف اسے ہے جو نبی کو نبی مانتا ہے۔ دشنام طرازیوں کو کلمے سے کیا واسطہ! دشنام طرازی کے ساتھ کلمہ خوانی اسلام کا مذاق ہی کہا جا سکتا ہے۔

وہ کہتے جا رہے تھے اور مولانا کا خون سوکھتا جا رہا تھا۔ بڑی مشکل سے انہوں نے یہ کہہ

کر اپنی جان چھڑائی کہ میں اپنی جماعت کا کوئی ذمہ دار عالم نہیں ہوں۔ جب وہ جانے لگے تو مجمع سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جواب نہ دیجئے لیکن کم از کم اتنا تو بتاتے جایئے کہ ان صاحب نے آپ لوگوں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ اس سوال پر ان کے ساتھی مشتعل ہو گئے اور اپنے مولانا کو جھرمٹ میں لئے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

ہر شخص کے ذہن پر اس تھوڑی دیر کی ردوقدح کا یہ اثر ضرور پڑا کہ تبلیغی جماعت اوپر سے جیسی صاف ستھری نظر آتی ہے اندر سے ویسی نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے۔

دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ غالباً 1956ء کا سال رہا ہوگا۔ اس وقت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کی درس گاہ کھلے آسمان کے نیچے تھی۔ ٹاٹا اسٹیل کمپنی سے عمارت کے لئے زمین حاصل کرنے کی جدوجہد کے سلسلے میں ڈاکٹر سید محمود صاحب سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ موصوف نائب صدر وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھے۔ انہوں نے میرے ایک مراسلہ کے جواب میں جملہ کاغذات کے ساتھ دہلی طلب کیا۔ میں احتیاطاً ان کے دیئے ہوئے وقت سے ایک دن قبل ہی دہلی پہنچ گیا۔

دل نیاز پیشہ نے اصرار کیا کہ پہلی شب کیوں نہ سرکار محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے حضور میں بسر کی جائے۔ چنانچہ اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سیدھے بستی نظام الدین کے لئے چل پڑا۔ چار بجے شام کا وقت تھا۔ بس سے اتر کر جیسے ہی میں بستی نظام الدین میں داخل ہوا۔ مجھے کچھ فاصلے پر دو آدمی نظر آئے وہ میری طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ بالکل ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مجھے پہچانتے ہوں اور میرا انتظار کر رہے ہوں۔

جب میں ان کے قریب پہنچا تو ان کی داڑھی اور پیشانی کا گھٹا دیکھ کر میں ہکا بکا رہ

گیا۔ میں نے اپنی ساری عمر میں اتنی لمبی داڑھی اور پیشانی کی سطح پر ایسا ابھرا ہوا داغ کبھی نہیں دیکھا تھا..... وہ بہت تپاک سے میری طرف بڑھے اور میرا راستہ روک کر انتہائی لجاجت کے ساتھ کہنے لگے:

"حضرت! یہی ہے تبلیغی جماعت کا وہ مرکز جہاں سے ساری دنیا میں اسلام پھیل رہا ہے۔ زحمت نہ ہو تو ذرا دیر کے لئے اندر تشریف لے چلئے۔ اپنی آنکھوں سے چل کر دیکھئے کہ کس طرح دین زندہ ہو رہا ہے۔ مدت ہوئی دین کے ایک مخلص خادم نے یہاں اپنی روحانیت کا پودا لگایا تھا۔ اب وہ جوان ہو گیا ہے اور اس کی برکات سے ایک عالم فائدہ اٹھا رہا ہے۔ بس ایک نظارہ کر لیجئے کہ مرجھائے ہوئے اسلام کو دین کے خادموں نے کیسا تر و تازہ کر دیا"

میں خود بھی بہت دنوں سے چاہتا تھا کہ موقع ملے تو کسی دن تبلیغی جماعت کے کاروبار کو قریب سے چل کر دیکھا جائے۔ منہ مانگی مراد سمجھ کر میں ان کے ہمراہ چل پڑا۔ صدر گیٹ سے داخل ہوتے ہوئے ایک بارہ دری میں ادھیڑ عمر کے کچھ لوگ پارہ عم پڑھ رہے تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان لوگوں نے بتایا:

"علاقہ میوات کے نومسلم لوگ ہیں۔ ان کے باپ دادا مسلم تھے۔ یہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن کفریہ اور شرکیہ رسموں میں یہ لوگ اس طرح ڈوبے ہوئے کہ اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں رہ گیا تھا۔ تبلیغی جماعت کے پاک باطن رہنماؤں نے حکمت عملی اور لگاتار جدوجہد کے ذریعہ ان کا پرانا مذہب تبدیل کرا کے انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کیا۔ اب یہ لوگ شب و روز مرکز میں رہ کر دین سیکھتے ہیں۔ جب یہ پکے ہو جائیں گے تو اپنا علاقہ خود سنبھال لیں گے"

بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ سالہا سال سے پارہ عم پڑھ رہے ہیں اور تبلیغی جماعت والوں نے اپنی دکان میں انہیں نمونے کے مال کی طرح سجا کے رکھا ہے..... باہر سے آنے والوں کو سب سے پہلے یہی مال دکھلایا جاتا تاکہ دماغ پر پہلا امپریشن اتنا

زوردار ہو کہ ذہن مرعوب ہو کے رہ جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ لئے آگے بڑھے اور ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر گئے..... اور کمرے کے لوگوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا:

"یہ تبلیغی جماعت کے نہایت روشن دماغ اور تجربہ کار علماء ہیں۔ دماغی تطہیر کے فن میں یہ لوگ عظیم مہارت رکھتے ہیں۔ خیالات کا دھارا موڑ کر دین کی طرف لگا دینا ان کا شب و روز کا مشغلہ ہے۔ آپ ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھئے ان کی صحبت ذہن و فکر کی تسکین کے لئے اکسیر ہے"

یہ کہتے ہوئے دونوں باہر نکل گئے اور غالباً پھر اپنی شکارگاہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔

ان کے چلے جانے کے بعد ان تبلیغی مولویوں نے مجھے نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھالیا۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھے راستے سے اچک لیا گیا ہے۔ اپنے تئیں وہ بھی سمجھ رہے تھے کہ میں اپنے وطن سے بالمقصد یہیں کے لئے چلا ہوں۔

جب انہوں نے نہایت اصرار کے ساتھ مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا کہ میں یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہوں تو مجھے خیال آیا کہ تبلیغی جماعت کے اندرونی حالات سے واقف ہونے کے لئے جو ایک زریں موقع ہاتھ آ گیا ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

میں نے ان سے کہا کہ "میں جمشید پور سے آ رہا ہوں، وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق ایک نہایت ضروری بات حضرت جی سے کہنی ہے" اس وقت "حضرت جی" کے منصب پر مولوی محمد یوسف صاحب فائز تھے۔

انہوں نے ہزار معلوم کرنا چاہا کہ وہ کون سی بات ہے لیکن میں نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا کہ "حضرت جی" ہی سے کہوں گا۔

جب وہ لوگ میری طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بتایا کہ حضرت جی تبلیغ کے لئے شہر کو گئے ہیں۔ وہ اپنی تبلیغی مہم سے کافی رات گئے لوٹیں گے۔ اب نماز فجر کے بعد ہی ان سے ملاقات ہو سکے گی"

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد موقع پا کر چپکے سے درگاہ شریف کی طرف نکل گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری رات محبوب الٰہی کی چوکھٹ پر بسر ہوئی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جب میں پارلیمنٹ جانے کے لئے درگاہ شریف سے واپس لوٹا تو پھر مجھے راستہ میں وہ دونوں "شکاری" مل گئے۔ دور ہی سے انہوں نے مجھے آواز دی۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے خوشخبری سنانے والے کے انداز میں خبر دی۔

"مولوی صاحب! تم کہاں چلے گئے تھے؟ حضرت جی صبح سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں، چلو جلدی چلو"

جیسے ہی میں ان کے ہمراہ اندر داخل ہوا، پہلے دن والے مولوی صاحبان مجھے مل گئے۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا:

"مولوی صاحب! تم کل شام کو چپکے سے اٹھ کر کہاں چلے گئے۔ ہم لوگ تمہاری تلاش میں بہت پریشان ہوئے۔

میں نے جواب دیا:: درگاہ شریف چلا گیا تھا وہیں رات گزاری" یہ سنتے ہی اپنے چہرے سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان میں سے ایک مولوی صاحب نے کہا:

"تم رات بھر اس بدعت خانے میں کیا کرتے رہے۔ کیا تم جماعت میں ابھی نئے نئے شامل ہوئے ہو؟ کہیں آنے جانے کے لئے کم از کم ہم لوگوں سے پوچھ لینا چاہئے تھا۔ یہ دہلی ہے یہاں تو ایک سے ایک تماشا ہے۔ لیکن دین کی راہ میں نکلنے والے تماشے کے لئے تھوڑے ہی آتے ہیں۔ یہاں آنے کے بعد اگر جائز و ناجائز کا فرق نہیں ملحوظ رکھا گیا تو یہاں آنا کس کام کا؟"

میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا "یونہی ذرا دیکھنے چلا گیا کہ وہاں کیا ہوتا ہے اور باقی سب خیریت ہے"

اس پر ایک صاحب نے منہ بگاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا "خیر اتنے میں کوئی مضائقہ نہیں" اس کے بعد وہ لوگ مجھے "حضرت جی" کے دیوان خانے میں لے کر چلے گئے۔

حضرت جی اس وقت اپنی فوج کے کمانڈروں کو کیک تقسیم کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی دریافت کیا "یہ کون صاحب ہیں، کہاں سے آئے ہیں؟"

ایک مولوی صاحب نے سر جھکا کر جواب دیا "حضرت! یہی مولوی صاحب جمشید پور سے آئے ہوئے ہیں۔ وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق کوئی ضروری بات حضور والا سے کہنا چاہتے ہیں۔"

اتنا سن کر حضرت جی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے دریافت فرمایا "کہو، کیا کہنا ہے؟"

میں نے گلا صاف کر کے جمشید پور کی تبلیغی جماعت کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں شروع شروع میں تبلیغی جماعت کا بہت اچھا اثر قائم ہو گیا تھا۔ عام لوگ اس کی تبلیغی سرگرمیوں سے بے حد متاثر تھے اور اس کی طرف سے حسن ظن رکھتے تھے۔ لیکن جب سے کچھ تبلیغی کارکنوں نے میلاد و قیام اور علم غیب جیسے اختلافی مسائل میں اپنے عقیدہ کا اظہار کر دیا اس وقت سے بہت سے لوگ تبلیغی جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی مسجدوں میں تبلیغ کا کام بند ہو گیا ہے"

ابھی میں اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ حضرت جی کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا وہ فرط غضب میں اپنے زانو پر ہاتھ مارتے ہوئے چیخ پڑے۔ اور اپنے تئیں تبلیغی جماعت کا ایک ناتجربہ کار کارکن سمجھ کر مجھے ڈانٹنا شروع کیا:

"جب لوگ تبلیغ کا ڈھنگ نہیں جانتے تو کس نے کہہ دیا کہ وہ تبلیغ کریں۔ یہاں مجھے تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے۔ میں نے کسی سے بھی نہ کہا کہ میلاد و فاتحہ چھوڑ دو۔ حالانکہ جاننے کی حد تک سب جانتے ہیں کہ میرا بھی عقیدہ مسلک وہی ہے جو اکابر دیوبند کا ہے۔ لیکن میں نے اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے کہ ان چیزوں سے براہ راست روکنے کی بجائے اب لوگوں کا ذہن بدلنے کی ضرورت ہے۔ تبلیغ گشت اور مرکز میں چلہ گزارنے کا راز یہی ہے کہ لوگوں کو اپنے علماء کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اٹھنے بیٹھنے کا موقع فراہم

کیا جائے۔

یہاں کے ماحول میں ذہن ڈھل جانے کے بعد لوگ خود بخود ان چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اپنے عقیدے میں اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں"

میری طرف رخ کر کے حضرت جی نے حکیمانہ انداز میں فرمایا:

"مولوی صاحب! آپ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگ ابھی اس ملک کے اندر اقلیت میں ہیں جبکہ بدعتیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان حالات میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ہمیں اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ مکر سے کام لیں۔ آخر مکر بھی تو کوئی چیز ہے کفر و شرک سے پھیرنے کے لئے مکر سے کام لینا قطعاً کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ حق پرستی کے جوش میں آ کر اگر ہم تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور وغیرہ کے عقائد برملا بیان کر دیں تو لوگ ہمیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں۔

(اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جی بھی جانتے تھے کہ ان دونوں کتابوں کے بیان کردہ عقائد درست نہیں، القادری)

اس لئے میں تمام تبلیغی کارکنوں کو سخت تاکید کرتا ہوں کہ وہ بدعتیوں کے ساتھ مکر سے کام لیں یعنی مصلحت کا تقاضا ہو تو میلاد و قیام بھی کر لیں بلکہ اگر ضرورت پیش آ جائے تو اپنے علماء کو برا بھلا کہہ دیں۔ جیسے بھی ہو ان کے ساتھ لگے رہیں، انہیں اپنے ہمراہ لے کر جماعتوں میں پھرائیں۔ کبھی نہ کبھی ان میں سے لوگ ٹوٹ کر ادھر آ ہی جائیں گے۔

مولوی صاحب، دیکھو ایہاں مجھے بیس سال ہو گئے تبلیغ کا کام سنبھالے ہوئے اختلافی مسائل تو بڑی چیز ہے اس کی ہوا بھی میں نے کسی کو نہیں لگنے دی۔ بس اتنا کیا کہ تبلیغی گشتوں، لگاتار چلوں اور اجتماعات کے ذریعہ اپنے بزرگوں کی عقیدت ان کے دلوں میں بٹھا دی۔ کسی کو دیوبند لے جا کر حضرت شیخ الاسلام سے مرید کرا دیا کسی کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا کی طرف رجوع کیا جس کو جیسا پایا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ پایا۔

یہ جو تم ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہے ہو جو تبلیغ میں دن رات لگے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر لوگ کٹر بدعتی اور قبر پرست تھے لیکن اپنے علماء کی عقیدت کے زیر اثر خود ہی ان کا ذہن بدل گیا۔ یہاں تک کہ جن شرکیہ رسموں کو کہنے پر بھی وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے، اب بغیر کہے سنے چھوڑ دیا۔ تبلیغی جماعت نے اسی راز کو پالیا ہے کہ جس کی عقیدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے آدمی اس کا مذہب بھی قبول کر لیتا ہے"

حضرت جی اپنا سلسلہ گفتگو ختم کر کے جب خاموش ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ آپ اپنی یہ ہدایات قلم بند کر دیں تو آپ کو لوگوں تک پیغام پہنچانے میں بڑی مدد ملے گی۔

اس درخواست پر حضرت جی نے تیور بدل کر کہا:

"پھر تم نے غلط سوال کیا۔ ہمارے یہاں سارا کام زبان سے چلتا ہے، قلم استعمال نہیں کیا جا سکتا بجز اس کے کہ کارکنوں اور طالبین کے خطوط کے جوابات دے دیئے جاتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کا کاروبار کتنا پھیل گیا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن لکھت پڑھت کے لئے ایک رجسٹر بھی تم ہمارے یہاں نہیں پاؤ گے"

حضرت جی یہ کہہ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور میں باہر نکل آیا۔

ایک دردناک خلش

اس وقت میرا دل مسوس کے رہ گیا کہ کاش میرے پاس ٹیپ ریکارڈر ہوتا اور میں حضرت جی کی آواز کو اس میں قید کر لیتا تو آج مجھے تبلیغی جماعت کی اصل حقیقت سے روشناس کرانے کے لئے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ صرف دو انچ کا فیتہ سارے زمانے کو اس صدی کے سب سے بڑے مرکز "دجل و فریب" سے واقف کرا دیتا۔

آج حضرت جی کے مذکورہ بالا "ارشادات" پر سوائے خداوند ذوالجلال کے اور کوئی گواہ میرے پاس نہیں ہے۔ فرشتوں کا ایک نوشتہ ضرور ہے لیکن افسوس کہ وہ اس میدان میں کھلے گا جہاں تبلیغی جماعت کا انجام معلوم کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں

رہے گی۔

جو لوگ میری اس "خودنوشت آپ بیتی" پر اعتماد کر سکیں ان سے عرض کروں گا کہ تبلیغی جماعت کی صحیح تعبیر کے لئے اب وہ خود ہی لغت میں کوئی مناسب لفظ تلاش کر لیں۔ کافی غور و خوض کے بعد بھی مجھے اب تک کوئی ایسا لفظ نہیں مل سکا جو "رہبری" اور "رہزنی" دونوں مفہوم کو ایک ساتھ ادا کر سکتا ہو۔

اب باقی رہ گئے وہ لوگ جو میری خودنوشت پڑھ کر بے ساختہ بول اٹھیں گے کہ یہ صد فیصدی غلط، بے بنیاد اور از سر تا پا افترا ہے۔ ان سے میں التماس کروں گا کہ کسی بھی خبر پر اعتماد کرنے کے لئے شہادت کے علاوہ اب تک جتنے ذرائع دریافت ہو سکے ہیں اپنے اطمینان قلب کے لئے وہ سارے ذرائع استعمال میں لائیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی آزمائش کا سامنا کرنے کے لئے میں اپنے آپ کو ہمیشہ تیار رکھوں گا۔

مرکز نظام الدین سے واپسی کے بعد حضرت جی کی ہدایات کا ردعمل میرے دماغ پر اتنا سخت ہوا کہ کئی دن تک مجھ پر سکتے کی سی کیفیت طاری رہی۔ میں بار بار یہی سوچتا رہا کہ اہلسنت کے مذہبی مستقبل کا اب کیا ہوگا۔ زبان و قلم اور علم و استدلال کی جنگ ہو تو میدان سر کیا جا سکتا ہے لیکن مکر و فریب کے ان ہتھیاروں کا ہمارے پاس کیا جواب ہے۔

ہمارا دینی مزاج تو ایک لمحے کے لئے بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ ہم فریب کی راہ سے کس کو اپنا مذہبی ہمنوا بنائیں یا اسلام کی تبلیغ کے لئے کفر کا شیوہ اختیار کریں۔ اس وقت سے یہ سوال میرے دل کا ایک چبھتا ہوا کانٹا بن گیا کہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے دام فریب سے کس طرح بچایا جائے..... شکاریوں کو میں اپنے پیچھے سے نہیں روک سکتا تھا۔ اب میرے اختیار کی بات صرف یہی رہ گئی تھی کہ میں شور مچا کر سارے مسلمانوں کو ہوشیار کر دوں کہ وہ تبلیغی جماعت کے دام فریب سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اپنے بھائیوں کے دین و ایمان کی سلامتی کے لئے میری روح کا یہ اضطراب قدرتی طور پر میرے ذاتی تجربے

کا ردعمل تھا اور ہے کیونکہ چور کو کسی دیوار میں نقب لگائے دیکھ کر شور نہ مچانا فطرت انسانی سے جنگ کرنا ہے۔

تیسرا واقعہ

ترچناپلی (مدراس) کے احباب کی دعوت پر میں نے 1969ء میں جنوبی ہند کا سفر کیا۔ واپسی میں حیدرآباد میں ایک دن کے لئے قیام کرنا پروگرام میں شامل تھا۔ اس لئے بنگلور ہوتے ہوئے سکندرآباد میل سے میری پواسی ہوئی۔ بدقسمتی سے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تلنگانہ کی تحریک بالکل شباب پر تھی۔ ریاست کے بہت بڑے حصے میں مظاہرین نے ایک آگ سی لگا رکھی تھی۔ شہری زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہو کے رہ گیا تھا۔ رات کے وقت میری ٹرین اس علاقہ سے گزر رہی تھی جو تخریب کاروں کا بہت بڑا مرکز تھا کہ اچانک ایک دھچکے کے ساتھ رک گئی۔ سارے مسافر سکتے کی حالت میں اٹھ پڑے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آگے لائن اکھاڑ دی گئی ہے تقریباً اٹھارہ گھنٹے تک لائن کی مرمت کے انتظار میں ہم لوگوں کو وہاں رکنا پڑا۔

صبح کے وقت نیچے اتر کر میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر کے ایک مولوی صورت مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی پڑے۔ ان کے ساتھ ایک کمسن نوجوان بھی تھا۔ وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئے اور میرے متعلق یہ معلوم کرنا چاہا کہ میں کہاں سے آ رہا ہوں اور مجھے کہاں جانا ہے۔

بات چیت کے دوران جب میں نے ان کا تعارف حاصل کرنا چاہا تو انہوں نے بتایا کہ وہ حیدرآباد کی تبلیغی جماعت کے امیر ہیں۔ کیرالہ ایک اجتماع میں گئے تھے وہاں سے لوٹ رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ساتھ کا نوجوان ایک بہت بڑے دولت مند گھرانے کا لڑکا ہے جو حال ہی میں تبلیغی جماعت سے منسلک ہوا ہے۔

اب ان کے ساتھ گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے میں اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ تبلیغی

جماعتوں کے قصے سناتے رہے اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ تبلیغی جماعت کے متعلق چونکہ وہ میرے نقطہ نظر سے واقف نہ تھے اس لئے بغیر جھجک کے وہ بولتے رہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے حیدرآباد کی تبلیغی جماعت کی کارگزاریوں کا بھی تذکرہ چھیڑ دیا۔ جب وہ کہہ چکے تو میں نے ان سے ایک سوال کیا:

"حیدرآباد تو درگاہوں، خانقاہوں اور مزاراتی روایات کا بہت بڑا گڑھ تھا۔ وہاں تبلیغی جماعت کو قدم جمانے کا موقع کیونکر ملا"

اس سوال پر وہ اس طرح مسرور ہو گئے جیسے میں نے ان کے حسن تدبر اور ذہانت کا لوہا مان لیا ہو۔ اسی کے بعد اسی جذبہ مسرت کی ترنگ میں انہوں نے یہ کہانی سنائی "اس میں کوئی شک نہیں کہ حیدرآباد عہد قدیم سے بدعتیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ قدم قدم پر کفر و شرک کے بے شمار اڈے تھے وہاں کی اٹھانوے فیصدی مسلم آبادی شرکیہ رسموں اور بدعات ہی کو اسلام سمجھتی تھی۔ اس لئے بہت ہی حسن تدبر اور ذہانت کے ساتھ ہمیں اس مرحلے سے گزرنا پڑا۔

عرس و فاتحہ کی مخالفت کرنے کے بجائے ہم نے یہ طریقہ اپنایا کہ جہاں کہیں عرس کا میلہ لگتا ہے، اپنا تبلیغی وفد لے کر وہاں پہنچ جاتے اور لوگوں کو کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتے۔ اصرار کر کے بعض زائرین کو بھی گشت میں اپنے ساتھ رکھتے۔ اس طریقہ کار سے ہمیں دو فائدے پہنچے۔ پہلا فائدہ تو یہ پہنچا کہ ایک بالکل اجنبی حلقے میں ہماری آواز پہنچ گئی اور دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ کبھی بدعتی مولویوں نے اپنے عوام کو ہماری طرف سے بدظن بھی کرنا چاہا کہ یہ بدعقیدہ اور عرس و فاتحہ کے مخالف لوگ ہیں تو انہی کے عوام نے انہیں جھٹلا دیا کہ یہ لوگ عرس و فاتحہ کے مخالف ہوتے تو فلاں فلاں عرس میں کیوں دیکھے جاتے۔

اپنی کارگزاریوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ہمیں ان گدی نشین پیروں سے بھی کافی مدد ملی جو بریلویوں کی طرح اپنے مسلک میں سخت نہیں

ہیں۔ہم ان خانقاہوں میں حاضر ہوئے اور ایک خوش عقیدہ نیاز مند کی طرح ہم نے ان کی دست بوسی کی اور انہیں اپنے اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ کئی بار کی آمد و رفت کے بعد جب وہ تیار ہو گئے تو انہیں نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے اجتماع میں لے آئے.....ان کی ہمرکابی میں ان کے مریدین کا جو دستہ آیا تھا اس نے جب اپنے پیر کے ساتھ ہمارا نیاز مندانہ رویہ دیکھا تو وہ ہم سے کافی حد تک مانوس ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دوستوں اور پیر بھائیوں میں ہماری خوش عقیدگی کا ایک اچھا خاصا اشتہار بن گیا۔

اس طرح رفتہ رفتہ ہم بغیر کسی فکری تصادم کے وہاں کے اجنبی حلقوں میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ آج ان حلقوں کی بہت بڑی تعداد نہ صرف یہ کہ تبلیغی جماعت کی ہمنوا بن گئی ہے بلکہ ہم نے انہیں ذہنی طور پر اتنا بدل دیا ہے کہ اب اگر ان کے پیر صاحبان بھی ہم سے قطع تعلق کا انہیں حکم صادر فرمائیں تو وہ اپنے پیر سے قطع تعلق کر سکتے ہیں لیکن اپنی جماعت کے خلاف کچھ سننا برداشت نہیں کریں گے۔

یہاں پہنچ کر ان کا لب و لہجہ بدل گیا۔ انہوں نے فاتحانہ لہجہ میں کہا۔ ''مولانا! خدا کا شکر ادا کیجئے کہ تبلیغی جماعت کی خاموش جدوجہد کے نتیجے میں اب وہاں کفر و شرک کے مراکز کی وہ دھوم دھام باقی نہیں ہے۔ میلاد و فاتحہ اور بدعات کی چہل پہل بھی اب دن بدن ماند پڑتی جا رہی ہے۔ ہمارا جذبہ جہاد اسی طرح سلامت رہ گیا تو وہ دن دور نہیں ہے جبکہ ان مزاروں پر کھیاں بھنبھنائیں گی اور ہم ان صنم خانوں کی ویرانی پر شکرانے کی نماز ادا کریں گے.....''

گفتگو کے اس آخری حصے پر میرا بیانہ صبر لبریز ہو گیا۔ میں نے تیور بدل کر ان سے کہا:

''آپ کی کارگزاریوں کی روداد سننے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس دنیا میں دجل و فریب کی آخری تربیت گاہ کا نام اب تبلیغی جماعت ہے۔ یہ دنیا اپنی عمر کے آخری حصے سے گزر رہی ہے ہو سکتا ہے قدرتی طور پر دجال کا کیمپ آپ ہی لوگوں کے ہاتھوں تیار کرایا

جا رہا ہو'' اس جواب پر وہ ہکا بکا سے ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے ''بڑا دھوکہ ہوا، میں آپ کو اپنا سمجھ رہا تھا''

تبصرہ قادری : قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ اس زمانے میں اللہ والوں کے حلیے میں اور بھولی بھالی شکلوں میں گھومنے پھرنے والے یہ ایمان کے ڈاکو کس قدر خطرناک انداز میں ایمان کی دولت لوٹنے میں مصروف ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ اس کو اپنا عظیم الشان کارنامہ تصور کرتے اور اس پر اتراتے پھرتے ہیں۔ ان کے اس پر فریب انداز سے کتنے مسلمان دھوکہ سے اپنے ایمان جیسی دولت بے بہا اور خوش عقیدگی کی نعمت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس جماعت کے لوگوں نے شیعوں کی طرح حق کو چھپا کر اسے بجائے تقیہ کے حکمت کا نام دے دیا ہے اور قادیانیوں کی طرح بے روزگار نوجوانوں کو نوکری بمعہ چھوکری کی لالچ دے کر ان کے ایمان کو لوٹنا اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اس وجہ سے اس جماعت کے مرکز عقیدت دار العلوم دیوبند کی بنیادوں میں بدعقیدگی کی اینٹ لگا دینے والے مولوی قاسم نانوتوی نے مرزا قادیانی کی استادی کا حق ادا کرتے ہوئے ''تحذیر الناس'' میں کہہ دیا کہ ''حضور ﷺ کو آخری نبی ماننا عوام کا خیال ہے'' ص 5۔4 ''امتی نبی سے عمل میں بڑھ جاتا ہے'' ص 7، اور یہاں تک کہہ دیا کہ ''حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آتا'' (ص 32، تحذیر الناس، مولوی مسافر خانہ، دار الاشاعت، کراچی)

اسی طرح کئی طریقوں سے قادیانیت کی ہمنوائی کی اور جھوٹے مدعیان نبوت کے لئے راہ ہموار کی اور عقیدہ ختم نبوت کو بدلنے کی ناکام کوشش کی اور رافضیت و قادیانیت کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بنے رہے۔

حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری رقم طراز ہے

وقد رد كثير من العلماء على التبليغيين، وبينوا اخطاءهم وضلالاتهم وخطرهم على الاسلام والمسلمين، وقد رأيت من الكتب

والرسائل المولفة فی ذالك عدداً كثيراً، ومن اهمها كتاب الاستاذ سيف الرحمن احمد الذی تقدم ذكره والنقل منه

وبعض الذين ردوا على التبليغيين قد صحبوهم سنين كثيرة، وخرجوا معهم فی سياحاتهم هی من محدثات الامور، ثم لمارؤا ما فی دعوتهم واعمالهم من البدع والضلالات والجهالات، فارقوهم، وحذروهم منهم ومن سياحتهم واعمالهم المبتدعه (القول البلیغ ص۔ 22,23)

ترجمہ: کثیر علماء کرام نے تبلیغی جماعت والوں کا رد کیا ہے، اور ان کی خطاؤں اور گمراہیوں کو ظاہر کر دیا ہے اور اسلام و مسلمین کو ان کے خطرے سے آگاہ کر دیا ہے۔ تحقیق میں نے ان کے رد میں لکھی ہوئی کثیر کتابیں اور رسائل دیکھے ہیں، ان میں سے اہم ترین کتاب استاذ سیف الرحمٰن احمد کی کتاب ہے، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور بعض وہ لوگ بھی ان رد لکھنے والوں میں بدعتوں اور گمراہی و جہالت کو دیکھا تو ان سے جدا ہو گئے اور ان سے بچ نکلے اور ان کے گشتوں اور بدعت بھرے اعمال سے محفوظ رہ گئے۔

تبصرہ قادری : قارئین کرام! اس مذکورہ تبلیغی جماعت کے رد میں اب تک کئی علمائے کرام تصانیف کر چکے اور عرب و عجم کے علماء دین نے ان کی شرارتوں سے آگاہی دلانے کے لئے انتھک محنت کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تبلیغی جماعت کے کارندوں نام نہاد مبلغوں نے انہی جہالت و ضلالت کے ذریعے ملک و ملت اور دین اسلام کو خاطر خواہ نقصان پہنچایا ہے۔ حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری نے اپنی اس کتاب "القول البلیغ" کے حصہ اول میں کہا کہ سائل نے مجھ سے ان کے بارے کیا پوچھا کہ یہ کیسے لوگ ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ ان کے معاملات سنت و شریعت سے جدا ہیں اور بدعتوں، گمراہیوں کو انہوں نے اپنا لیا ہے اور نئی باتوں، بری باتوں کو گھڑنا شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرات محدثین ام المومنین

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ قال من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد

امام احمد و بخاری و مسلم رحمہم اللہ کی ایک دوسری روایت میں ہے

من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد

یعنی جو ہمارے دین میں نئی بات اپنی طرف سے پیدا کرے وہ بات رد ہے۔

قال النووی فی شرح مسلم، قال اهل العربیه، الردهنا بمعنی المردود ومضاه، فهو باطل غیر معتدبیه به

امام نووی شرح مسلم کہتے ہیں "اہل عربی کہتے ہیں اس حدیث میں رد کا معنی مردود اور باطل اور ایسی چیز ہے جو قابل شمار نہ ہو" اور فرماتے ہیں یہ حدیث ہر بری چیز اور گھڑی ہوئی باتوں کے رد کے لئے ہے۔

اس حدیث میں تبلیغی جماعت کی نئی من گھڑت باتوں کا رد موجود ہے۔ ان کے اکثر اعمال وہ ہیں جو خلاف سنت نبوی ہیں اور نہ ہی وہ باتیں سنت خلفاء راشدین میں سے ہیں بلکہ ان کے امیر محمد الیاس کاندھلوی دیوبندی کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں جو اس نے اپنے شیوخ اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے کہنے پر ایجاد کی ہیں اور ان باتوں کو تبلیغی جماعت کے اصول ستہ کہا جاتا ہے۔

استاذ سیف الرحمٰن بن احمد دہلوی اپنی کتاب کے ص 8,7 پر لکھتے ہیں:

تبلیغی جماعت کی فکر منسوب ہے، شیخ سعید کردی المعروف بدیع الزمان کی طرف، اصل میں یہی شخص اس فکری بدعت کا موجد ہے اس کے بنائے ہوئے چھ اصولوں پر تبلیغی جماعت کاربند ہے اور ظاہر یہی ہے کہ شیخ الیاس ہندی دیوبندی کاندھلوی جب حجاز مقدس میں پہنچا تو اس نے یہاں سے یہ فکر حاصل کی اور پھر ہند میں جا کر تبلیغی جماعت کا سلسلہ اسی اصول ستہ (چھ اصولوں) پر رکھا۔

جبکہ تبلیغی جماعت کے اس طریقے پر تردید خطبہ نبوی میں موجود ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اما بعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثا تها، وكل بدعة ضلالة

یعنی بہترین کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین سیرت مصطفیٰ ہے اور برے کام نئی باتیں گھڑلینی ہیں اور ہر بری نئی بات گمراہی ہے۔ بہرحال اب تک کی تقریر سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ تبلیغی جماعت جہالت وضلالت اور رسوائی وگمراہی کا پلندہ ہے۔ ان کے اپنے من گھڑت چھ اصولوں پر ان کی کہانی کا دارومدار ہے۔ اس کے پیچھے اکابرین دیوبند اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہا کا ہاتھ ہے اور اس جماعت کے بانی اول الیاس کاندھلوی نے شیخ کردی کے بناوٹی اصولوں پر اس جماعت کی بنیاد کھڑی کردی اور اس کی نئی من گھڑت فکر کی ترویج کے لئے اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دن رات ایک کر کے اولاً تو مسلمانان ہند پھر اس کے بعد عرب وعجم کے اہل سنت کو در غلانے اور ان کو ان کے عقیدہ حقہ سے ہٹانے کے لئے تبلیغی گشتوں، چلوں اور درسوں بیانوں کا سلسلہ زور وشور سے شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے حشرات الارض کی طرح تبلیغی جماعت کے مبلغین پھیلتے چلے گئے اور اسلامی کتابوں کے بہانے لوگوں میں اکابرین دیوبند کی لکھی ہوئی وہ کتابیں جن میں اللہ ورسول کی شان میں کھلم کھلا گستاخیاں قلمبند کی گئی ہیں، ایسی کتابیں تبلیغی جماعت والے تقسیم کرنے لگ گئے اور اس طرح ان تبلیغی لوگوں کے ذریعے وہابیت پھیلنی شروع ہوگئی اور اب تو گھر گھر میں ان کے جراثیم اثر کرتے چلے جارہے ہیں۔ اس لئے ان بدعتوں کے حامیوں اور ان کے شر سے بچنے کے لئے ان تبلیغی وفود اور گشتوں کا اپنے اپنے علاقوں کی مسجدوں میں داخلہ بند کروانے کی ہر ممکن کوشش کریں تاکہ آپ کی آنے والی نسلیں ان انسان نما بھیڑیوں کے شکار سے بچ سکیں اور یہ انہیں زہر ملا شربت شہد بنا کر پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔

حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری رقم طراز ہے:

واما قول السائل، هل الصحة بالخروج مع التبليغين فى داخل البلاد اى البلاد السعودية او فى خارجها ام لا؟

فجوابة ان اقول: انى انصح السائل وانصح غيره من الذين يحرصون على سلامة دينهم من ادناس اشرك والغو والبدع والخرافات ان لاينضمو الى التبليغيين، ولايخرجوا معهم ابداً وسو' كان ذالك فى البلاد السعودية اوفى خارجها، لان اهون مايقال فى التبليغيين انهم اهل بدعة وضلالة وجهالة فى عقائدهم وفى سلوكهم ومن كانوا بهذه الصفة الذميمة، فلاشك ان السلامة فى مجانبتهم والبعدعنهم (ص30)

ترجمہ: سائل کا یہ پوچھنا کہ یہ کیا میں اسے تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ نکلنے کی نصیحت کرتا ہوں بلاد عربیہ میں یا اس کے علاوہ میں یا پھر میں اسے ان کے ساتھ نکلنے سے منع کرتا ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں اس سائل اور اس کے علاوہ جو لوگ بھی اپنے دین کی سلامتی چاہتے ہیں، ان کو تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ نکلنے سے منع کروں گا تاکہ ان کا دین بچ جائے وہ شرک وبدعت اور غلو بازی کا شکار نہ ہوں اور کبھی بھی ان کے ساتھ مت نکلیں، خواہ عرب ممالک میں ہوں یا عجم میں، اس لئے کہ سب سے ہلکی بات تبلیغیوں کے بارے میں یہ ہے کہ یہ اہل بدعت وضلالت وجہالت ہیں۔ ان کے عقیدوں اور طریقوں میں یہ خرافات موجود ہیں، اور جو شخص ان بری خصلتوں (بدعت وجہالت وضلالت) سے متصف ہو، اس سے دور رہنے میں سلامتی ہے۔

تبصرہ قادری: اس آخری قسط میں اسی سائل کا ذکر ہے جس کے بارے میں ابتدا میں "القول البلیغ" کے مصنف نے کہا تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا ہے کہ آیا میں تبلیغی

جماعت کے ساتھ گشت کرنے کے لئے عرب ممالک یا عجم میں جاؤں یا نہ جاؤں تو اسکے جواب میں مصنف کا کہنا یہ تھا کہ یہ جماعت بدعت وضلالت اور رسوائی وگمراہی کا پلندہ ہے۔

اب قارئین کرام! اندازہ کیجئے کہ ایسی جماعت کے ساتھ چلوں میں گھومنے والے کی کیفیت کیا ہوگی اور اس کی صحبت جب ایسے لوگوں کے ساتھ ہوگی تو وہ خود کیسی جہالت و ضلالت کا شکار ہوگا، اس کا اندازہ ہر عقل سلیم رکھنے والا خود کرسکتا ہے۔

ولقد احسن الشاعر حیث یقول

فلا تصحب اخا الجهل ... وایاك وایاه

فکم من جاهل اردی ... حلیما حین اخاه

یقاس المرء بالمرء ... اذاما هو شاه

ترجمہ: کسی جاہل ساتھی کی صحبت اختیار مت کر، خود اس سے دور رہ اور اس کو اپنے سے دور رکھ۔ بہت سارے جاہل جب بھائی بنتے ہیں تو بردبار نظر آتے ہیں اس لئے کہ آدمی آدمی کو اپنے آپ پر قیاس کرتا ہے جس کو وہ اسے چاہے۔

وقال آخر واحسن فیما قال

وما ینفع الجربة قرب صحیحة

الیها ولکن الصحیحة تجرب

خارش زدہ کو صحت مند کا قرب نفع نہیں دیتا

ہاں البتہ صحتمند اس کے قرب سے خارش والا ہوجاتا ہے

تنبیہ: اسلامی نظریہ کے مطابق کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا کہ ایک سے دوسرے کو لگ جائے، یوں پھر اعتراض ہوگا کہ پہلے کو کہاں سے لگا۔ یہ ایک مثال تھی جو شعر میں بیان ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے کی صحبت برے کو اچھا کم بناتی ہے مگر برے کی صحبت اچھے کو جلد برا بنادیتی ہے (قادری)

القول البلیغ کے مولف نے اپنی کتاب کے حصہ اولی کے آخر میں ایک درج ذیل تنبیہ رقم کی ہے۔

جو شخص تبلیغی جماعت والوں کے معاملے میں توقف کرتا ہے اور انہیں اچھا جانتا ہے اسے چاہئے کہ وہ قائد محمد اسلم پاکستانی کی کتاب بنام جماعۃ التبلیغ کا مطالعہ کرے۔ اس کتاب میں ان کے اکابرین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ کا ذکر موجود ہے۔ جن کو پڑھ کر یا سنکر اہل ایمان کے دل ہل جاتے ہیں۔

اس کتاب میں محمد اسلم پاکستانی نے کہا جس جماعت کی بنیادیں غلط اقوال ونظریات پر ہوں، اس سے دوسروں کی اصلاح کی توقع کیسے رکھی جاسکتی ہے۔

اسی طرح خود "القول البلیغ" عربی زبان میں اس جماعت کی حقیقت کا خوب بیان کرتی ہے اور ان کی نقاب کشائی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری مرحوم کی کتاب "تبلیغی جماعت" اس جماعت کی تخریب کاری کے بیان میں اپنی مثال آپ ہے۔

خاتمہ

الحمدللہ علی احسانہ میں نے ''القول البلیغ فی التحریر من جماعۃ التبلیغ'' قسم اول کے بعض پیراگراف کو متن بنا کر اس پر ترجمہ وتبصرہ کا کام مکمل کرلیا ہے، اس ضمن میں بیسیوں کتابوں کے سینکڑوں حوالہ جات سے تبلیغی جماعت کے نام نہاد مبلغوں کے کارناموں کا بیان ہوا اور انگریز کے ایجنٹوں کے ضمن میں تبلیغیوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں، رافضیوں کا بھی پوسٹ مارٹم کردیا گیا ہے۔ دوسالہ سخت محنت وجانفشانی کتنا رنگ لائی ہے، اس کا اندازہ مجھے کیسے ہوگا؟ میں نہیں جانتا، مگر یہ حقیقت ہے کہ انبیاء کرام بالخصوص سید الانبیا ﷺ کی شان پاک میں جو گستاخیاں کی گئیں، ان گستاخیوں کا نام لے کر ہم نے قوم مسلم کو آگاہ کردیا۔ اہل بیت نبوت کی جھوٹی محبت کا ڈھونگ رچا رچا کر نام نہاد محبان اہل بیت نے صحابہ کرام پر جو سب وشتم کیا، اس کی قلعی کھول دی گئی۔ قادیانیوں نے قصر نبوت پر جو ناپاک کمند ڈالنے کی کوشش کی، اس سے قوم کو خبردار کردیا گیا ہے۔ اہل ایمان اپنی مساجد کو تبلیغی جماعت کے گندے وجود سے بچائیں، وگرنہ ان کی آنے والی نسلیں انہیں گمراہ نظر آئیں گی اور پھر یہ کفِ افسوس ملتے ہوں گے مگر اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت کے مصداق کچھ نہ ہوسکے گا۔

اپنے گھر والوں کا دشمن کسے بھاتا ہے تو نبی پاک ﷺ کے گھرانے کے دشمن نجدی خارجی لوگوں کو کون پسند کرے گا۔ اپنے دشمن کو اپنے گھر کوئی گھسنے نہیں دیتا، تو کون ہے جو انبیاء کے دشمنوں کو اپنی مسجدوں میں گھسنے دے، اہل بیت کے نام پر جو صحابہ کا دشمن ہوجائے تو اس کے دشمن بن جاؤ۔ دیکھو محبوب کے ساتھیوں سے پیار کا تقاضا یہی ہے کہ بدمذہبوں اور ان کے ساتھیوں کا عملی بائیکاٹ کیا جائے اور ختم نبوت کے تاجدار کے بعد جو شخص نبی

بننے کے جھوٹے خواب دیکھے، اس کی نقلی نبوت کو مت مانو بلکہ اپنے سچے نبی کی عظمت پر مرمٹو تو حیات جاودانی مل جائے گی۔ اپنی مساجد میں صحیح العقیدہ، صحیح الطہارہ، صحیح القراۃ، ائمہ کرام کا تقرر کریں جو عقائد ضروریہ ومسائل واجبہ جاننے والے ہوں، ائمہ کرام بھی درس قرآن دیں، فقہ وحدیث کے درس جاری کریں، محلے کے بچوں کی تربیت کریں، اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے شارٹ کورسز کا بندوبست کریں، انہیں کتابچے دیں، انہیں ''دعوت اسلامی'' کے ماحول میں بھیجیں تاکہ ''تبلیغی جماعت'' کے شر سے بچیں، انہیں ''کنزالایمان، بہار شریعت اور فیضان سنت'' کے مطالعے کا خوگر بنائیں تاکہ ''فضائل اعمال'' کے میٹھے زہر سے تریاق مل جائے، انہیں بے پیر نہ رہنے دیں، علمائے حقہ ومشائخ اہل سنت کے دامن سے وابستہ رکھیں تاکہ انہیں اصلاح احوال کا بھرپور موقع ملتا رہے۔ اپنے پاس بدمذہبوں کی اصلی کتابیں، ان کی عبارتوں کو ہمہ وقت نوٹ کرکے رکھیں اور ''بدمذہبوں کی گستاخیاں'' نامی کتاب ضرور رکھیں۔

خیراندیش

محمد عارف محمود قادری غفرلہ

۱۴۳۴/۴/۱۸ھ

جمعۃ المبارک

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

فیصلہ کیجیے

- بریلوی اور دیوبندی میں کیا فرق ہے؟
- رائے ونڈ کی تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں؟
- ایمان کی تلاش؟
- میں کدھر جاؤں؟

مصنف

حضرت علامہ مولانا شیر محمد جمشیدی

مختلف مکاتبِ فکر کے تراجم قرآن میں سنگین غلطیاں، اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ، انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی پر مبنی الفاظ کا استعمال ترجمہ کنز الایمان اور دیگر تراجم کا تقابلی جائزہ، اصل عکس ملاحظہ ہوں

میں کس کا ترجمہ قرآن پڑھوں

مؤلف

محمد شہزاد قادری ترابی

تحریک تحفظ قرآن، پاکستان

کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟

تعارف جس طرح لوگ کسی بڑے آدمی کے نام کے ساتھ مختلف القاب لگاتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے لیے بہت سے نام اختیار فرمائے ہیں جو اس کی صفات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان ناموں کو اسماء الحسنیٰ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ نام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ خاص ہیں۔ ان ناموں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا ہے اور احادیث میں بھی۔ ان ناموں کو یاد کرنے اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان ناموں کو یاد کرنے والا جنت میں جائے گا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۴۱۰)

دستگیر

پریشانی دور کرنے والا، حمایت کرنے والا

اگر لوگ اپنی بیماری کا علاج کرنے کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی ہر بیماری کا علاج کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۵۶۷۸)

مشکل کشا

مشکل اور تنگی دور کرنے والا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے پرستاروں کو اللہ تعالیٰ نے مشکل کشائی کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ (المائدہ: ۷۵) حضور ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے آپ ﷺ سے شکایت کی کہ اس کے علاقے میں بارش نہیں ہو رہی۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے بارش کی دعا کی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۰۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد نے بہت سا قرض چھوڑا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قرض کی ادائیگی کا مسئلہ حل فرما دیا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۱۲۷) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا مال آگ سے بچانے کے لیے خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما کر ان کی مشکل حل فرما دی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۹۴۵)

گنج بخش

خزانے دینے والا، غنی اور فقیر

(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۴۱۰) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بہت سے خزانے عطا فرمائے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۴۶۴) حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے سونے کے خزانے دیے گئے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۳۴۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسی بادشاہی عطا فرمائی تھی جو کسی اور کو نہیں ملی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۴۲۴) حضرت ایوب علیہ السلام پر سونے کی ٹڈیاں برسائی گئیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۷۹)

غوث

فریاد کو سننے والا

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دعا قبول فرماتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۰۰۰) اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کی فریاد (دعا) سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۲۱۰) حضور ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے سو اشرفیاں مانگیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۴۶۴) ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اپنے مسئلے کے حل کے لیے دعا کی درخواست کی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۰۱۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بارش نہ ہونے کی صورت میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے بارش کی فریاد کی گئی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۰۱۰)

غریب نواز

غریبوں کو نوازنے والا

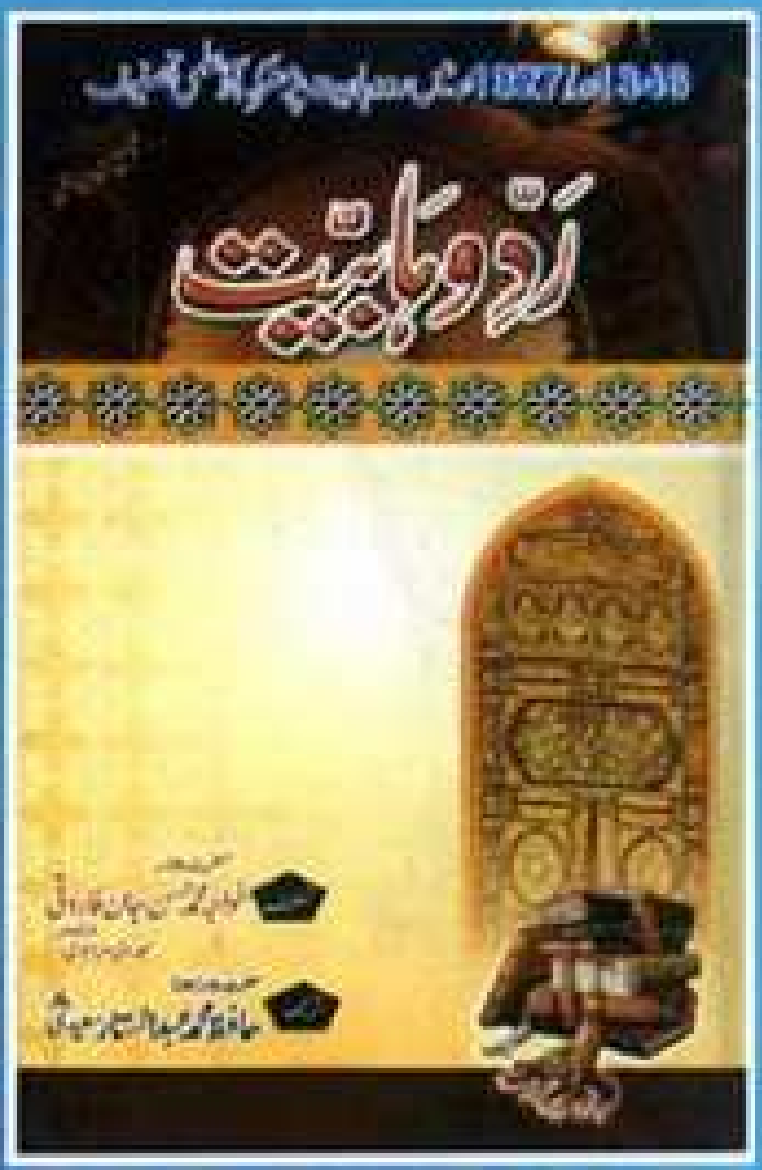
اللہ اور رسول ﷺ نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (التوبہ: ۷۴) (صحیح بخاری) کسی سوالی کو کبھی نہیں جھڑکا۔ (الضحیٰ: ۱۰) اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے غنی کر دیا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۱۵۸) حضور ﷺ کسی سوالی کو خالی نہ لوٹاتے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۶۰۸۵)

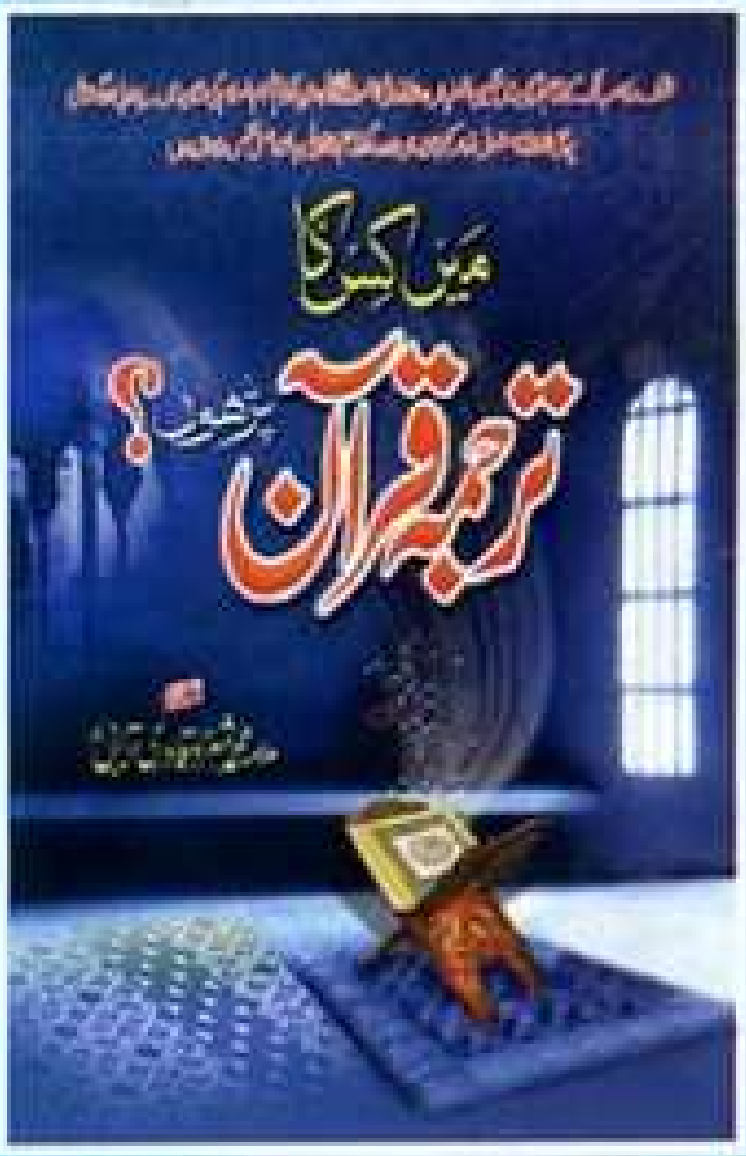
داتا

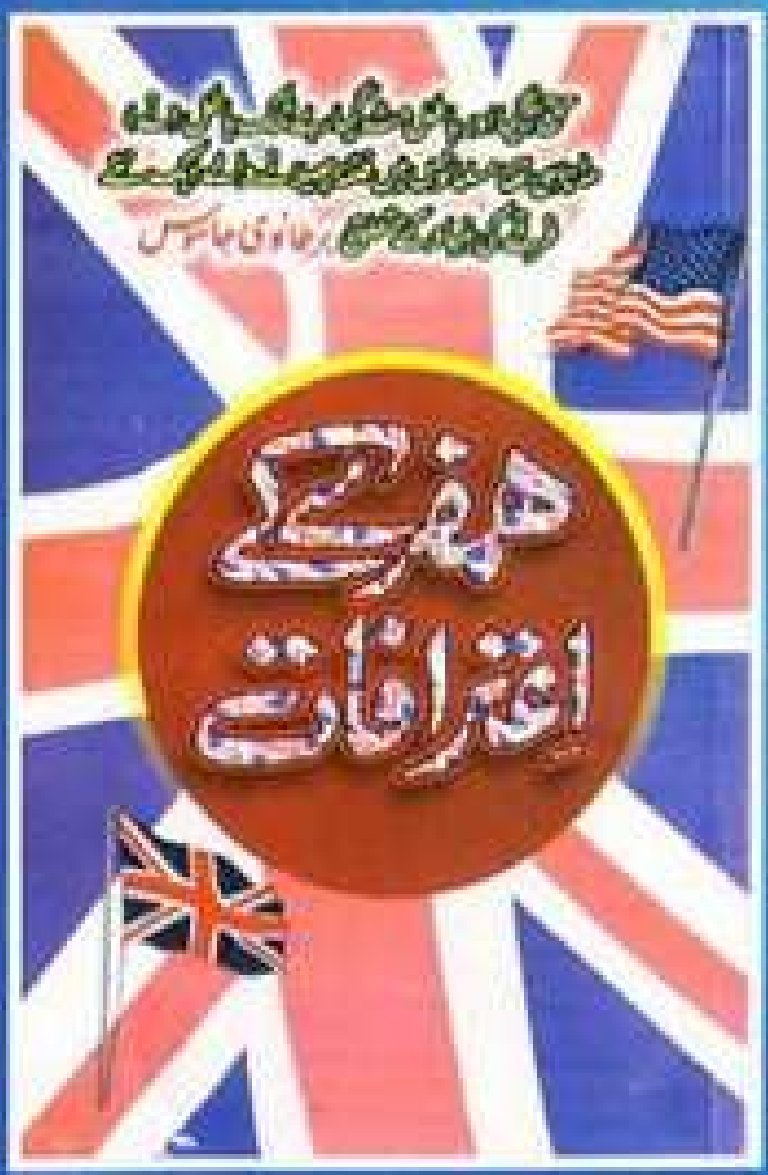
دینے والا

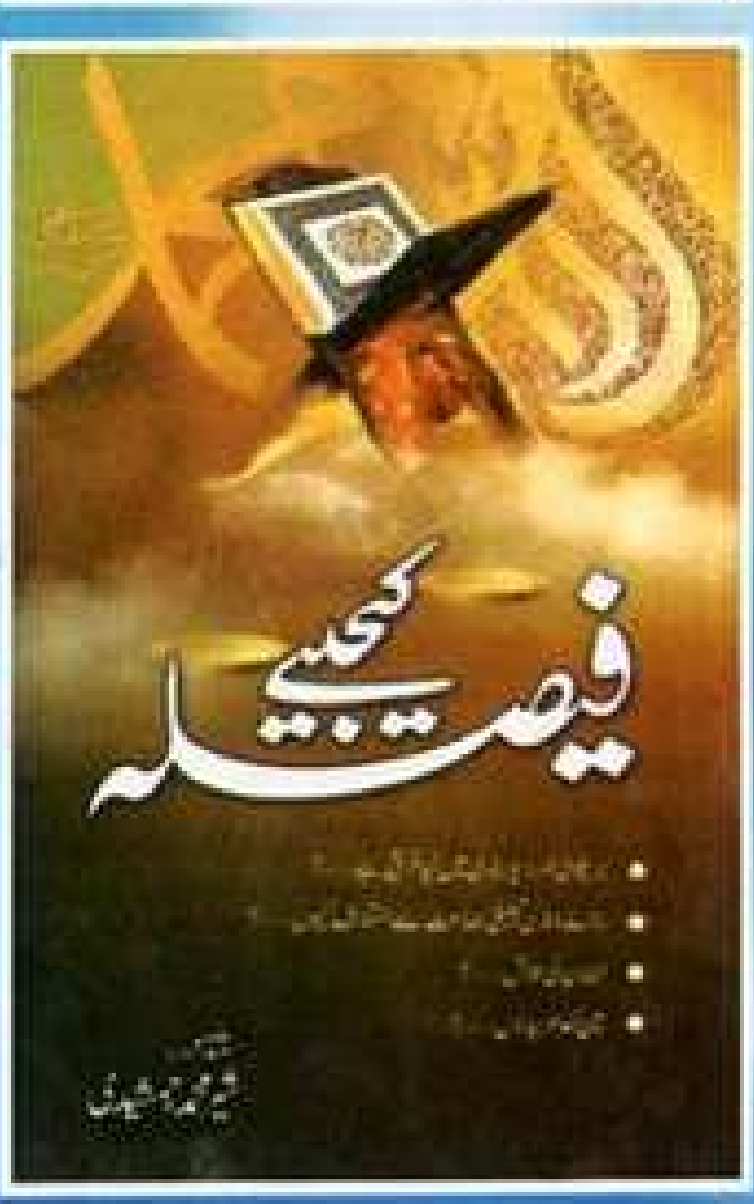
حضرت جبریل نے کہا کہ میں اس لیے پاک و بلند آیا ہوں۔ (مریم: ۶۴) (الانبیاء) یہ لوگ اللہ اور رسول ﷺ کے لیے پانی دیتے تھے۔ (التوبہ: ۶۰) حضور ﷺ نے فرمایا: جب تک لوگ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں پر آپس میں حسد نہ کریں گے، ان کی مدد ہوتی رہے گی۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۸۶۲) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۶۸۴)

قرآن و حدیث کی ان گواہیوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات دے کر دنیا میں غریب نواز، مشکل کشا، گنج بخش اور غوث بنایا ہے۔ جو لوگ غوث والا یہ تمام خوبیاں پیروں میں تلاش کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اس کے متعلق فتویٰ ہے کہ وہ مخلوق میں سب سے بدترین ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۰۲۳)









مکتبہ فکر رضا
0308-7057505

الیاسی تبلیغی جماعت

بمقابلہ

اسلامی تبلیغی جماعت





تالیف

حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی

اسلامی تبلیغ والیاسی تبلیغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ (۱۱۱۶) از جمشید پور جناب اصغر علی صاحب

حضرت حامی سنت دامت برکاتہم القدسیہ تہدیہ سلام مسنون مزاج گرامی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اہلسنت زادھم اللہ شرفا شوکتہ مندرجہ ذیل امور میں

(۱) تبلیغی جماعت کے نام سے ملک میں جو جماعت کلمہ اور نماز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے کس عقیدے کے لوگ اس کی کمان کرتے ہیں؟۔

(۲) تبلیغی جماعت کا بانی کون ہے اور اس کے عقائد کیا تھے سنا جاتا ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی اس طریقہ کا موجد ہے یہ کہاں تک صحیح ہے تاریخی دلائل مطلوب ہیں۔

(۳) بانی اعتقاد کا اثر اس کی قائم کردہ جماعت پر پڑسکتا ہے یا نہیں گو اس کے اصول اچھے ہوں ہر شق اول شرعی حکم کی بنا اس پر کس حد تک رکھی جاسکتی ہے؟۔

(۴) تبلیغی جماعت کے طریقہ تبلیغ کے متعلق یہ کہنا کہ یہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی سنت ہے شرعی اور تاریخی روشنی میں یہ درست ہے یا نہیں؟۔

(۵) تبلیغی جماعت والوں کے عقائد واعمال کچھ بھی ہوں صرف یہ دیکھ کر کہ بظاہر ان کے اصول اچھے ہیں سنی مسلمانوں کو اس جماعت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟۔ ہر دو شق پر کتاب وسنت سے دلیل مرحمت فرمائی جائے۔ والسلام بینوا توجروا

الجواب

الحمد للہ الذی ھدانا الی طریق المومنین وارشدنا الیٰ اتباع اولیٰ الامر من الفقھاء والمجتیدھین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد سید المرسلین الذی اعطاہ مفاتیح السمٰوٰت والارضین وعلمہ علوم الاولین والاخرین وجعلہ رحمۃ للعالمین۔ وعلیٰ الہ الطاھرین۔ وصحبہ الطیبین وعلی جمیع السلف والخلف الصالحین اجمعین۔

امابعد

افسوس ہمارے عوام اہلسنت وجماعت کی سادہ لوحی، مذہب سے ناواقفی، دینی کتابوں سے بے رغبتی، مجلس علماء واہلسنت سے بے تعلقی کا یہ نتیجہ برآمد ہورہا ہے کہ آج ہر بدمذہب ان کے لئے مکروکید کا جال بچھارہا ہے۔ بیدین دجل وفریب کا دام تزویر پھیلا رہا ہے۔ اور یہ اپنی سادہ لوحی کی بناپر ان کی چکنی چپڑی باتوں میں آجاتے ہیں اور محض اپنی ناواقفی کی وجہ سے ان کی فریب گفتگو پر گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ دیوبندی قوم اور وہابی جماعت جن کے صدہا مکائد اور فریب کاریاں انھوں نے دیکھیں، جن کے ہزارہا کذب اور افترا پردازیاں انھوں نے سنیں، جو ہمیشہ سے ہر دور میں نیا روپ بنا کر قوم مسلم کے سامنے آیا کرتے ہیں، ہر فضا میں انوکا ڈھونگ تیار کر کے رونما ہو جایا کرتے ہیں۔ کبھی وہ اپنی خدمات وایثار کے جھوٹے خطبے پڑھنے لگتے ہیں۔ تو کبھی حمایت اسلام اور ہمدردی مسلمین کے دلکش ترانے گانے لگتے ہیں۔ کہیں جامعۃ العلماء کے کارنامے سنا کر ممبر سازی کر کے اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں۔ تو کہیں تبلیغ کا نام لیکر اپنی بے نیازی کا دلفریب نقشہ پیش کر دیتے ہیں۔ ہمارے بھولے بھالے سنی بھائی ان کی مسلم صورت کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ ان کی ظاہری پابندی صوم وصلوۃ پر نظر کر کے گرویدہ بن جاتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس تبلیغی جماعت کی حقیقت کا اظہار کرینگے۔ اور اس کے ہر پہلو پر مفصل بحث پیش کریں گے لیکن اس سے قبل یہ سمجھا دینا بھی ضروری جانتے ہیں کہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں پہلے یہ علم حاصل کرلیں کہ تبلیغ کن کن باتوں کی کی جاتی ہے اور تبلیغ کرنے کا کن کن لوگوں کا حق حاصل ہے اور کن کن کو نہیں ہے۔

تبلیغ کن باتوں کی ہوتی ہے

لغت میں تبلیغ کے معنی پہنچا دینا ہے۔ اور شریعت میں اس سے مراد احکام اسلام کا بندگان خدا تک پہنچانا ہے۔ سب سے پہلے تبلیغ احکام اسلام کا حکم نبی کے لئے ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تبلیغ کا حکم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسلته والله یعصمك من الناس (المائدہ ۱۰ ع)

اے رسول پہونچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی

پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کریگا لوگوں سے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر جلالین میں آیۃ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

یاایھا الرسول بلغ جمیع (ما انزل الیك من ربك) ولا تکتم شیا منه خوفا ان تنال بمکروه (وان لم تفعل) ای لم تبلغ جمیع ما انزل الیك (فما بلغت رسلته) بالافراد والجمع لان کتمان بعضها ککتمان کلها

(از تفسیر جلالین ص ۱۰۵)

اے رسول پہونچادو تمام وہ جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اترا اور اس سے کچھ بھی اس ڈر سے مت چھپاؤ کہ تمہیں کوئی مکروہ بات پہونچ جائے اور اگر تم نے تمام وہ جو تمہاری طرف اترا نہیں پہونچایا تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اس لئے کہ بعض کا چھپانا مثل کل کے چھپانے کے ہے۔ (رسالت مفرد وجمع ہر دو ہے۔)

علامہ جمل الفتوحات الالٰھیہ حاشیہ جلالین میں فرماتے ہیں:

(قوله جمیع ما انزل الیك) ای من الاحکام مایتعلق بها واما الاسرار التی اختصت بها فلا یجوز لك تبلیغها۔

(جمل مصری جلد ۱ ص ۵۱۰)

یعنی پہونچادو تمام وہ جو تمہاری طرف اترا ہے احکام سے جو لوگوں سے متعلق ہیں ہی لیکن وہ غیوب واسرار جو آپ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں تو آپ کے لئے ان کی تبلیغ جائز نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم دیا ہے تو اس کی سب سے پہلی آیت قرآن کریم میں یہ ہے۔

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئك هم المفلحون۔ (ال عمران ع ۱۱)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہونچے۔

علامہ شیخ احمد تفسیر احمدی میں آیۃ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

ومعنی الآیة ولتکن بعض منکم امة تدعون للناس الی الخیر ای الافعال الحسنة الموافقة للشریعة ویامرون بالمعروف ای الشئی الذی یستحسنه الشارع والعقل وینهون

عن المنکر ای الشئی الذی یستقبحه الشارع والعقل۔

(از تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی ص ۱۲۳)

اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ تم میں سے بعض لوگوں کا گروہ ایسا ہو جو لوگوں کو شریعت کے موافق امور خیر افعال حسنہ کی دعوت دے۔

اور شارع اور عقل جس چیز کو مستحسن اور اچھا جانیں وہ گروہ اس کا حکم دے۔ اور شارع وعقل جس چیز کو قبیح اور برا سمجھیں وہ گروہ اس سے منع کرے۔

علامہ نسفی تفسیر مدارک التنزیل میں آیۃ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

المعروف ما وافق الکتاب والسنة والمنکر ما خالفهما والمعروف الطاعة والمنکر المعاصی والدعاء الی الخیر عام فی التکالیف من الافعال والتروك۔

(از تفسیر مدارک مصری جلد ۱ ص ۱۳۵)

معروف ہر وہ چیز ہے کہ جو کتاب وسنت کے موافق ہو اور منکر ہر وہ ہے جو ان کے خلاف۔ اور یا معروف طاعت ہے اور منکر معاصی ہیں۔ اور دعوت الی الخیر تمام تکالیف شرعیہ اور اوامر ونواہی کو عام ہے

علامہ صاوی حاشیہ جلالین میں آیۃ کریمہ کے تحت میں فرماتے ہیں۔

اقول بالمعروف) المراد ما طلبه الشارع اما علی سبیل الوجوب کالصلوات الخمس وبر الوالدین وصلة الرحم والندب کالنوافل وصدقا تالتطوع وقوله عن المنکر المراد به ما نهی عنه الشارع اما علی سبیل الحرمة کالزنا والقتل والسرقة او علیٰ سبیل الکراهة۔ (صاوی مصری جلد ۱ ص ۱۵۲)

معروف سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کو شارع طلب کرے تو وہ یا تو بطریقہ وجوب کے ہو جیسے پنجوقتہ نمازیں اور والدین کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی، یا بطریقہ کتاب کے ہو جیسے نافلہ نماز اور نفلی صدقے۔ اور منکر سے مراد ہر وہ چیزہ جس سے شارع نے ممانعت کی یا بطریق حرام ہونے کے جیسے زنا قتل کرنا چوری کرنا یا بطریقہ کراہت کے۔

ان آیات وتفاسیر سے یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام ضروریات دین اور احکام شرع متین کی دعوت وتبلیغ کا حکم دیا ہے۔ تو دعوت الی الخیر تمام اوامر ونواہی کو شامل ہے اور امر بالمعروف سے تمام فرائض وواجبات سنن ومستحبات مطلوب ہیں اور نہی عن المنکر سے تمام محرمات ومکروہات سے منع کر

نا مقصود ہے۔ اور ضروریات دین وعقائد اسلام کی تبلیغ اہم الفرائض میں سے ہے اور اعمال کی روح ہیں کہ عمل کی مقبولیت کی بنا صحت عقائد پر ہے۔ تو یہ عقائد دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف میں داخل ہوئے اسی طرح ابطال عقائد فاسدہ اور تردید مذاہب باطلہ تبلیغ کے اعلیٰ ترین مدارج میں سے ہے کہ رد باطل اثبات حق کا ایک شعبہ ہے تو یہ رد باطل نہی عن المنکر میں داخل ہوا۔

چنانچہ حضرت حجۃ الاسلام ابوبکر رازی احکام القرآن میں اسی آیۃ کریمہ کی بحث باب فرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں فرماتے ہیں:

فان قیل فهل تجب ازالة المنکر من طریق اعتقاد والمذاهب الفاسدة علی وجه التاویل کما وجب فی سائر المناکیر من الافعال قیل له هذ اعلی وجهین فمن کان منهم داعیا الی مقالته فیضل الناس بشبهته فانه تجب ازالته من ذلك بما امکن

(احکام القرآن مصری جلد ۲ ص ۴۳)

اگر سوال کیا گیا جس طرح تمام منکر افعال کا ازالہ واجب ہے اسی طرح ان مذاہب فاسدہ کے عقیدے جو از قسم منکر ہوں اور وہ ان کی تاویل بھی کرتے ہوں کیا ازالہ واجب ہے اس کا جواب دیا گیا یہ دو وجہ پر ہے جو ان بد مذہبوں میں ایسا ہو کہ اپنے قول باطل کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہو اور اپنے شبہ سے دوسرے لوگوں کو گمراہ کرتا ہو تو حسب قدرت وامکان اس منکر عقیدہ کا ازالہ واجب ہے۔

بالجملہ مبلغین پر جس طرح فرائض وواجبات سنن ومستحبات کا حکم دینے اور محرمات ومکروہات سے منع کرنے کی تبلیغ ہے اس سے اہم ضروری عقائد اسلام کی دعوت اور رد مذاہب باطلہ کی تبلیغ ہے۔

مسلمانو! یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کا امر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیا۔ یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کو ائمہ مجتہدین وسلف صالحین نے باحسن وجوہ انجام دیا۔ یہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کی علمائے متقدین ومتاخرین نے حسب مقدور خدمت کی ہی ہے وہ اسلامی تبلیغ جس کی خدمات آج بھی علماء اہلسنت حسب استطاعت قلم وزبان سے برابر کر رہے ہیں۔ مگر زمانہ اقدس سے آج تک کسی نے اپنی تبلیغی خدمات پر نہ فخر وغرور کیا۔ نہ نمود ونمائش کرائی۔ نہ اعلانات کر کے چندے وصول کئے۔ نہ اپنی شان کے امتیاز کے لئے پروپگنڈے کئے۔ نہ اپنے آپ کو تبلیغ کا موجد قرار دیا۔ نہ امام مجتہد ٹھہرا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ الیاسی تنزویری تبلیغ وتجدیدی دعوت اس اسلامی تبلیغ و دعوت سے بالکل جدااور علیحدہ ہے،ہم ناظرین کے لئے یہاں پر بطور نمونہ کے چند امور پیش کرتے ہیں جن سے اس الیاسی تبلیغ کا تجدیدی ہونا ظاہر ہو جائیگا۔

(۱) اسلامی تبلیغ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہاتھ سے کرنا یہاں تک کہ قتل کی سزا کرنا امراء وسلاطین کا منصب ہے۔

الامر بالمعروف وباليد على الامراء وباللسان على العلماء وبالقلب بعوام لناس وهو اختيار الزندوسی۔ (عالمگیری جلد۴ص۱۱۱)

امر بالمعروف ہاتھ سے تو سلاطین وامرا پر ہے اور زبان سے علماء پر ہے اور قلب سے عوام الناس کیلئے ہے۔امام زندوسی نے اسی کو اختیار کیا۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ عوام کے لئے جانبازی تک کرنا تبلیغ کا مقصد قرار دیا۔

چنانچہ سوانح مولوی الیاس میں ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ دین کے فروغ کیلئے جان دینے کے شوق کو زندہ کرنا اور جان کو بے قیمت کر دینا ہماری تحریک کا مقصود اور خلاصہ ہے۔

(سوانح مولوی الیاس مطبوعہ جید برقی پریس دہلی ص۲۱۸)

(۲) اسلامی تبلیغ میں زبان سے امر بالمعروف کرنا علماء کا منصب ہے چنانچہ پچھلے نمبر میں فتاوے عالمگیری سے عبارت منقول ہوئی مگر الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ یہ علماء کا منصب جاہلوں دہقانیوں کو دیدیا۔

سوانح میں ہے:

تبلیغ کے لئے عامیوں اور جاہلوں اور میوات کے دہقانیوں کا جانا سننے والوں کو بہت عجیب اور دشوار معلوم ہوا۔ (سوانح ص۸۹)

(۳) اسلامی تبلیغ نے عالم کو تبلیغ کا اہل قرار دیا اور جاہل کو نا اہل ٹھہرایا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے۔الامر بالمعروف يحتاج الى خمسة اشياء اولها العلم لان الجاهل لا يحسن الامر بالمعروف ۔

(فتاوے عالمگیری جلد۴ص۱۱۱)

امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں کی حاجت ہے اول علم دین کی اس لئے کہ جاہل امر بالمعروف کو بہتر طور پر ادا نہیں کر سکتا۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ بے علم دہقانیوں کو تبلیغ کا اہل قرار دیا سوانح میں ہے۔

بے علم میواتیوں سے جو خود تعلیم واصلاح کے محتاج ہیں تبلیغ واصلاح کا کام لیا جاتا ہے۔(سوانح ص۱۲۴)

(۴) اسلامی تبلیغ لوجہ اللہ ہوتی ہے۔فتاوے عالمگیری میں ہے۔

الثانی ان يقصد وجه الله تعالى واعلاء كلمته العليا۔

(عالمگیری جلد۴ص۱۱۱)

لوجہ اللہ ہونا اور کلمہ حق کا بلند کرنا مقصود ہو۔

مگر الیاسی تبلیغ لوجہ اللہ نہیں بلکہ یہ محض نام آوری کے لئے ہے۔

چنانچہ سوانح میں ہے:

پندرہ سالہ کوشش کے بعد تبلیغ کے یہ انوارات یہ برکات اور یہ عزت اور دنیا کے اندر نام آوری اور یہ ہر طرح کی نورانیت اور بہبودی کی کھلی آنکھوں سے محسوس کرتے ہوئے پھر کل (۸۰) آدمیوں کی مقدار نکلی۔ (سوانح ص۲۱۵)

(۵) اسلامی تبلیغ محض اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہے۔چنانچہ فتاوے عالمگیری میں گذر چکا۔اور الیاسی جماعت تبلیغ کی غرض اعلاء کلمۃ الحق نہیں بلکہ محض نمود نمائش کے لئے اور اپنے پیر کے نام اچھالنے اور اپنی جمیعت کی گشت نکالنے لئے ہے۔چنانچہ اس جماعت کا شہروں میں پھرنا بازاروں میں جماعت بنا کر گشت کرنا۔محلوں میں خالی چلنا پھر،نا جامع مساجد میں پہنچنا،وہاں پہنچ کر اپنا پیدل چل کر آنا بیان کرنا،اپنی جماعت کے گیت گانا،اپنی کامیابی سنانا اور اپنے بانی الیاس صاحب کے حالات کا ذکر کرنا، اپنی پرہیز گاری وتقدس کا اظہار کرنا،سب کو دہلی پہنچنے کی دعوت دینا کیا یہ سب امور نمود ونمائش نہیں ہیں ؟ کیا ان باتوں کا نام اعلاء اکلمۃ الحق رکھ لیا؟ کیا لوجہ اللہ کام کرنے والوں کی یہ شان یہ حالات ہوتے ہیں؟۔

(۶) اسلامی تبلیغ فرض کفایہ ہے کہ اگر چند نے اس کو کیا تو اوروں کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہو گیا۔

احکام القرآن میں ہے۔

فرض الامر بالمعروف والنهی عن المنکر وبینا انه فرض علی الکفایة اذاقام به البعض سقط عن الباقین۔ (از احکام القرآن جلد۲ص۴۰)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض ہے اور ہم نے یہ بیان کر دیا کہ وہ فرض کفایہ ہو کہ جب بعض نے ادا کر دیا تو اوروں کے ذمہ سے ساقط ہو گیا۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ تبلیغ کو فرض عین قرار دیا اور ہر مسلمان کے لئے تبلیغی سعی کو لازم ٹھہرایا سوانح میں ہے۔

اسی طرح مسلمان کی زندگی تبلیغ اور دین کے لئے جدوجہد سے یکسر خالی نہیں ہو سکتی اس کی زندگی میں لازماً تبلیغ اور دین کے لئے حرکت وسعی اور عملی جدوجہد کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور ہونا چاہئے۔

(سوانح ص۳۰۶)

(اسی میں ہے) ہماری یہ تحریک ایمان جس کی حقانیت کو اہل جہان تسلیم کر چکے ہیں اس کے عمل میں آنے کی صورت بجز اس کے کہ ہر آدمی لاکھ جان کے ساتھ قربان ہونے کو تیار ہو اور کوئی ذہن میں نہیں آتی۔ وہ مضمون یعنی مضمون تبلیغ بعنوان دیگر اس خاص طریق کے ساتھ اشاعت اسلام کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کا ایک ضروری ولازمی فریضہ ہے جس کی طرف مسلمانوں کی توجہ کرنی فرض اور لازمی ہے

(سوانح ص۲۸۶)

(۷) اسلامی تبلیغ اس دین کو سکھاتی ہے جو قانون آسمانی ہے اور جو کتاب اللہ اور احادیث اور کتب عقائد وفقہ سے حاصل ہوتا ہے جامع العلوم میں ہے۔

الدین الاصطلاح قانون سماوی سائق لذوی العقول الی الخیرات بالذات کا لاحکام الشرعیه النازلة علی نبینا،محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

(از جامع العلوم جلد۲ص۱۱۸)

(وفیهاایضا) ذالك الوضع دین من حیث یطاع وینقاد به وملة من حیث انه یجمع علیهاالملل ومن حیث انه تملی وتکتب۔

(جامع العلوم جلد۱ص۸۶)

اصطلاح میں دین وہ آسمانی قانون ہے جو ذوی العقول کو بالذات نیکیوں کی طرف لے جانے والا ہے جیسے وہ احکام شرعی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔

وہ قانون جو بحیثیت اطاعت وفرمانبرداری کیئے جانے کے دین کہلاتا ہے اور اس حیثیت سے کہ اس پر مذاہب جمع ہوں اور اس حیثیت سے کہ وہ املا کی جائے اور لکھا جائے وہ ملت کہلاتی ہے۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ دین کو نہ قانون آسمانی مانا نہ اسے کتاب وسنت سے حاصل جانا۔

سوانح میں ہے۔

دین ایک جاندار اور متحرک شئی ہے کتابوں کے نقوش جامد ہیں جامد سے متحرک کا حاصل ہونا قانون فطرت کے خلاف ہے۔ (سوانح ص۳۰۴)

(۸) اسلامی تبلیغ ہر اس جماعت کو (جو حق وباطل۔ ہدایت وضلالت۔ اہلسنت واہل بدعت کو یکساں اور برابر نہ ٹھہرائے) بے دین وگمراہ ٹھہراتی ہے۔

لیکن یہ الیاسی تبلیغ ایسی جماعت کا اہل دین ہونا بتاتی ہے۔

سوانح میں ہے:

فرمایا آپ کیا فرماتے ہیں آپ کی جماعت (یعنی جماعت اہل ندوہ) تو اہل دین کی جماعت ہے۔ (سوانح ص۲۵۳)

مسلمانو! وہ جماعت اہل ندوہ جن کی گمراہی وبیدینی آفتاب سے زیادہ روشن ہے جن کی بے دینی پر علمائے حرمین شریفین اور عرب وعجم کے فتاوے طبع ہو چکے۔ ان بے دینوں کو وہ الیاسی تبلیغ اہل دین کی جماعت کہتی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۹) اسلامی تبلیغ بالکل سچائی پر مبنی اس کے مبلغین کے ظاہر وباطن کا یکساں ہونا ضروری یہاں تک کہ اگر کسی کا ارادہ قلبی اور غرض نفسانی ظاہر عمل کے خلاف ہو گئی تو اسلام نے اس عمل نیک ہی کو ریا ومنافقت اور نامقبول ومردود قرار دیا۔

لیکن الیاسی تبلیغ سراسر ریا وکذب اور مکر وفریب پر مبنی، اس کے مبلغین کا باطن ان کے ظاہر کے بالکل خلاف ہے۔ ان کا ظاہر تو یہ ہے کہ یہ لوگ کلمہ شریف اور نماز کے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کا باطن یہ ہے کہ یہ دیوبندی قوم اور وہابی جماعت بنانے کے لئے ساری کوشش کرتے پھرتے ہیں چنانچہ اس چیز کو خود بانی جماعت ہی نے صاف الفاظ میں کہہ دیا۔

سوانح میں ہے۔

ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پا تا نہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ

ہرگز تحریک صلاۃ نہیں۔ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیرالحسن ایک نئی قوم پیدا کرتی ہے۔

(سوانح ص۲۲۶)

اسی میں ہے: ان سے اس کلمہ ہی کے ذریعہ تقرب پیدا کیا جائے اور اسی کے ذریعہ خطاب کیا جائے۔ (سوانح ص۲۷۶)

ان عبارات سے ظاہر ہوگیا کہ الیاسی جماعت کے وفد اور دورے نماز کی تبلیغ کے لئے ہرگز ہرگز نہیں ہیں بلکہ اس جماعت کی انتھک کوشش اور تمام سعی قوم اور اس پردہ میں (وہابی) بنانے کے لئے ہے نماز کو براہ فریب اہلسنت سے ملنے اور اپنی طرف متوجہ کرنے کا وسیلہ بنالیا گیا ہے اسی طرح کلمہ شریف کی تصحیح کا نام لیکر سنیوں سے نزدیکی اور گفتگو کا ذریعہ پیدا کیا گیا ہے یہ ہے الیاسی تبلیغ کا مقصد اعظم۔

(۱۰) اسلامی تبلیغ میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ صحابہ کرام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے اور امت کا کوئی فرد کثرت ثواب میں کسی صحابی کو برابر نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ بڑھ سکے حدیث شریف میں ہے جو بخاری ومسلم میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم۔

اگر تمہارا کوئی شخص ادکی برابر سونا خرچ کرلے۔(از مشکوۃ شریف ص۵۵۳)

لیکن الیاسی تبلیغ نے یہ تجدید کی کہ ہر بے علم جاہل دہقانی مبلغ کو نہ صرف ایک صحابی بلکہ پچاس صحابہ کرام کی برابر اجر وثواب کی خوشخبری بلکہ وعدہ کردیا گیا۔خود بانی اپنے گرامی نامے میں تحریر کرتے ہیں:۔

خدائے پاک کی ذرہ نوازی اور مراحم خسروانہ اور اس اخیر زمانہ والوں کے لئے ان کی مساعی پر صحابہ کے پچاس کے برابر اجر وثواب کے ملنے کی خوش خبریاں اور سچے وعدے۔

(از سوانح ص۲۲۵)

حاصل کلام یہ ہے کہ ہر منصف مزاج شخص صرف ان دس نمبروں کے دیکھنے کے بعد ہی اس فیصلہ کیلئے مجبور ہوجائیگا کہ الیاسی تبلیغ واقعی تجدیدی دعوت اور تزویدی تبلیغ ہے اور یہ اسلامی تبلیغ سے بالکل جدا اور خلاف ہے اور براہ فریب نماز اور کلمہ شریف کا نام لیکر یہ جماعت حقیقۃ دیوبندیت کی تبلیغ اور وہابیت کی دعوت دیتی پھرتی ہے۔

اسلامی تبلیغ کون کرسکتا ہے؟

جب یہ امر ثابت ہوچکا کہ اسلامی تبلیغ میں تمام عقائد اسلامیہ واحکام شرعیہ کی تعلیم دی جاتی ہے تو خود ہی ظاہر ہوگیا کہ اسلامی تبلیغ وہی کرسکتا ہے جو تمام عقائد اسلامیہ واحکام شرعیہ کا علم رکھتا ہو لہٰذا اسلامی تبلیغ کا کرنا صرف عالم ہی کا منصب ہوا۔چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے القول الجمیل میں مبلغ اور واعظ کے شرائط تحریر فرمائے۔

اما المذکر فلا بد ان یکون مکلفا عدلا کما اشترطوا فی راوی الحدیث والشاھد محدثا مفسرا عالما بجملۃ کافیۃ من اخبار السلف الصالح وسیرھم ونغنی بالمحدث المشتغل بکتب الحدیث بان یکون قرأ لفظھا وفھم معناھا وعرف صحتھا وسقمھا ولو باخبار حافظ او استنباط فقیہ وکذالک بالمفسر المشتغل بشرح غریب کتاب اللہ وتوجیہ مشکلۃ وبماروی عن السلف فی تفسیرہ ویستحب مع ذلک ان یکون فصیحا لا یتکلم مع الناس الا قدر فھمھم وان یکون لطیفا ذاوجہ ومروۃ۔

(شفاء العلیل ترجمۃ قول الجمیل ص۱۱۰)

واعظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمان عاقل بالغ ہو۔اس میں ایسی عدالت ہو جیسی عدالت راوی حدیث اور شاہد کیلئے شرط ہے۔وہ محدث ہو۔وہ مفسر ہو۔سلف صالحین کی سیرتوں کا حسب ضرورت جاننے والا ہو۔ہماری محدث سے مراد وہ شخص ہے جو کتب حدیث کا شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ اس نے استاذ سے الفاظ حدیث پڑھ کر اس کے معنی سمجھے ہوں اور احادیث کی صحت وضعف کو پہچانتا ہو اگرچہ یہ معرفت اسے کوئی محدث کے بتانے یا فقیہ کے ذریعے سے حاصل ہو۔اور مفسر سے مراد وہ ہے جو قرآن کریم کے مشکل کلمہ کی شرح اور آیات مشکلہ کی تاویل اور سلف کی تفاسیر سے شغل رکھتا ہو۔اور ان کے ساتھ وہ فصیح ہو۔لوگوں سے ان کی سمجھ کی مقدار سے گفتگو کرے۔اور وہ نرم مزاج ہو صاحب وجاہت ومروت۔یہ اخر کے چار امور مستحب ہیں۔

نیز حضرت شاہ صاحب اسی میں وعظ وتبلیغ کا ماخذ تعلیم فرماتے ہیں:

واما استمدادہ فلیکن من کتاب اللہ تعالیٰ علی تاویلہ الظاھر وسنۃ رسول اللہ المعروفۃ عند المحدثین واقاویل الصحابۃ والتابعین وغیرھم من صالح المومنین وبیان

سیرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یذکر القصص المجازفۃ فان الصحابۃ انکر واعلیٰ ذالک اشد الانکار واخرجوا اولئک من المساجد وضربوھم۔ (شفاء العلیل ص ۱۱۴)

لیکن واعظ کا ماخذ قرآن کریم موافق تفسیر بتاویل ظاہر ہو۔ اور وہ حدیث رسول اللہ جو عندالمحدثین معروف ہو اور صحابہ وتابعین اومومنین صالحین کے اقوال ہوں۔ اور فضائل وسیرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو۔ اور وہ بے ثبوت قصے نہ ذکر کرے کہ صحابہ نے ایسے قصوں کے بیان کرنے پر بہت سختی سے انکار کیا ہے اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور انھیں مارا ہے۔

پھر حضرت شاہ صاحب اسی میں وعظ وتبلیغ کے ارکان تحریر فرماتے ہیں۔

اما ارکانہ فالترغیب والترھیب والتمثیل بالامثال الواضحۃ والقصص المرققۃ والنکات النافعۃ فھذا طریق التذکیر والشرح والمسئلۃ التی یذکرھا امامن الحلال اوالحرام او من باب آداب الصوفیۃ او من باب الدعوات او من عقائد الاسلام فالقول الجلی ان ھناک مسئلۃ یعلمھا وطریقھا فی تعلیمھا۔ (شفاء العلیل ص ۱۱۴)

لیکن واعظ کے لئے ارکان تو نیکی کی طرف رغبت دلانا اور بدی سے ڈرانا ہے اور روشن مثالوں رقت آمیز قصوں نفع بخش نکتوں کو بیان کرتا ہے۔ تو یہ طریقہ وعظ ونصیحت کا ہے اور جو مسئلہ حلال وحرام کا یا آداب صوفیہ کا یا باب دعوات کا یا عقائد اسلام کا ذکر کیا جائے تو قول ظاہر یہ ہے کہ وہ ایسا مسئلہ ہو جس کا علم رکھتا ہو اور تعلیم کا طریقہ بھی جانتا ہو۔

نیز شاہ صاحب نے اسی میں وعظ وتبلیغ کا طریقہ تعلیم بیان فرمایا ہے

واما کیفیۃ الذی التذکیر ان یذکر الاغبا ولا یتکلم وفیھم ملال بل اذا عرف فیھم الرغبۃ ویقطع عنھم وفیھم رغبۃ وان یجلس فی مکان طاھر کالمسجد وان یبدء الکلام بحمد اللہ والصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویختم بھما ویدعون المومنین عموما وللحاضرین خصوصا ولا یخص فی الترغیب او الترھیب فقط بل یشوب کلامہ من ھذا ومن ذلک کما ھو سنۃ اللہ من ارداف الوعد بالوعید والبشارۃ بالانذار وان یکون میسرا لا معسر او تعم بالخطاب ولا یخص طائفۃ دون طائفۃ وان لا یشافہ بذم قوم او الانکار علی شخص بل یعرض مثل ان یقول ل ما بال اقوام یفعلون کذاو کذاولا یتکلم بسقط وھزل ویحسن الحسن ویقبح القبیح ویامر بالمعروف وینھی عن المنکرولا یکون

امعۃ۔ (شفاء العلیل ص ۱۱۱)

لیکن وعظ گوئی کی کیفیت یہ ہے وہ متواتر روزانہ نصیحت نہ کرے۔ اور ایسے وقت وعظ نہ کہے کہ سامعین پر شاق ہو اور لوگوں میں شوق پہچان لے تو شروع کرے۔ اور ان کے رغبت وشوق ہی کے حال میں ختم کردے۔ اور پاک مقام جیسے مسجد میں وعظ کے لئے بیٹھے۔ اور حمد وصلوۃ سے وعظ شروع کرے اور انھیں پر ختم کرے۔ اور عام طور پر تمام مسلمانوں کے لئے اور خاص طور پر حاضرین کے لئے دعا کرے۔ اور وعظ گو خبر کی طرف رغبت دلانے۔ یا شر سے ڈرانے کے ساتھ خاص نہ کرے۔ بلکہ اپنے سلسلہ کلام کو ملتا جلتا رکھے۔ کبھی اس سے تو کبھی اس سے۔ جیسا کہ عادت الٰہی ہے کہ وعدہ کے بعد وعید کا لانا اور بشارت کے بعد تخویف کا ملانا۔ اور وہ نرمی وآسانی کرنے والا ہو نہ کہ سختی کرنے والا۔ اور وہ خطاب عام رکھے اور وہ ایک گروہ کو چھوڑ کر دوسرے سے خاص نہ کرے۔ اور وہ کسی ایک قسم کی مذمت یا کسی شخص معین پر انکار بالمشافہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ یہ کہے کہ ان قوموں کا کیا حال ہے جو ایسا ایسا کرتے ہیں۔ اور وہ سبک اور مذاق کی بات نہ کہے اور نیک بات کی خوبی بیان کرے۔ اور برائی کی قباحت ظاہر کرے اور نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اور وہ واعظ ہر جائی یعنی رکابی مذہب نہ ہو۔

ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ مبلغ وواعظ کے لئے دس شرائط ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) ایسا عادل ہونا جس کی عدالت کا اعتبار علماء نے راوی حدیث اور گواہ میں کیا۔

(۵) ایسا مفسر ہونا جو مشکل کلمات قرآنی کو حل کرتا ہو اور آیات مشکلہ کی توجیہ وتاویل جانتا ہو اور اسلاف مفسرین کی تفاسیر پر مطلع ہو۔

(۶) ایسا محدث ہونا جو کتب حدیث کا شغل رکھتا ہو اور معنی کو سمجھتے ہوئے الفاظ حدیث استاذ سے پڑھ کر سند حاصل کر چکا ہو۔ اور کسی طریقہ سے احادیث کی صحت وضعف کو پہچانتا ہو۔

(۷) سیرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واقف ہونا۔

(۸) صحابہ کرام وتابعین عظام اور سلف صالحین کے اقوال سے واقف کار ہونا۔

(۹) فصیح اور صاحب وجاہت ومروت ہونا۔

(۱۰) فہم عوام کے مطابق کلام کرنا۔

مبلغ وواعظ کے لئے چار ماخذ ہیں جن سے وہ تعظیم وتبلیغ کرے۔

(۱) قرآن کریم جس کے معنی تفاسیر سلف کے مطابق ہوں۔

(۲) وہ احادیث جو عندالمحدثین معروف ہوں۔

(۳) سیرت وفضائل نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۴) اقوال صحابہ وتابعین وسلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وعظ وتبلیغ کے ارکان وآداب بالتفصیل اوپر بیان کردیئے گئے۔ لہٰذا ان سے ثابت ہوگیا کہ وعظ گوئی اور تبلیغ عالم ہی کا منصب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اسلامی تبلیغ کے مبلغ وواعظ کے شرائط وآداب تحریر فرمائے۔

اب باقی رہی الیاسی تبلیغ لہٰذا جب یہ اوپر ثابت کردیا گا کہ وہ اسلامی تبلیغ کے بالکل خلاف ہے تو اس کے مبلغین کے شرائط وآداب مبلغین اسلامی تبلیغ کے شرائط وآداب کے ضرور خلاف ہی ہونے چاہئیں۔ اسی بنا پر الیاسی تبلیغ نے اپنے مبلغین کے لئے مبلغین اسلام کے مقابلہ میں جو شرائط وآداب تجویز کئے ان میں سے چند بطور نمونہ کے پیش کئے جاتے ہیں۔

مبلغ اسلام کے لئے مسلمان ہونا شرط تھا۔ تو الیاسی تبلیغ نے اس کے مقابل ایسے مبلغین تجویز کئے جن پر علماء حرمین شریفین ومفتیان عرب وعجم نے کفر وضلال کے فتوے دیئے۔ جنھیں مسلمان کہنا شرعاً جرم قرار دیا۔ جیسے علماء دیوبند۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ مبلغ اسلام کے لئے مکلف ہونا ضروری تھا لیکن الیاسی تبلیغ نے اس کے مقابل غیر مکلف بچوں کو بھی اپنے مبلغین میں شمار کیا۔

مبلغ اسلام کے لئے عادل ہونا شرط تھا۔ مگر الیاسی تبلیغ اس کے مقابل غیر عادل کو مبلغ بنا کر بھیج دیتی ہے۔ اس کا تجربہ آج بھی ہر جگہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے ساتھ بعض فاسق بھی ہوتے ہیں۔ پھر جب الیاسی تبلیغ گمراہ ومرتد تک کو اپنا مبلغ بنالیتی ہے تو فساق کا تو ذکر کیا۔

مبلغ اسلام کے لئے علامہ مفسر محدث ہونا ضروری قرار دیا تھا۔ لیکن الیاسی تبلیغ نے اس کا اتنا زبردست مقابلہ اور ایسی سخت مخالفت کی کہ بے علموں جاہلوں ہی کو بکثرت اپنا مبلغ بنایا اور بے علم بھی ایسے جو دہقانی جہال ہیں۔ اور دیہاتی بھی ایسے دیہات سے لئے جو اپنی جہالت اور مذہب سے ناواقفی میں ضرب المثل ہیں۔ یعنی میوات کے دیہات جن کی جہالت اور اسلام ناواقفی اور برائے نام مسلمان ہونے میں اسی سوانح میں پورا باب سوم کافی دلیل ہے جس سے میں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

سوانح کے صفحہ ۶ میں ہے۔

میوات قوم کی دینی حالت اس درجہ پر پہونچ گئی تھی جس کے بعد قومی ارتداد کے سوا کوئی درہ نہ تھا۔

صف ۲۹ میں ہے: میوات تمام تر مسلمان ہیں لیکن برائے نام ان کے گاؤں کے دیوتا وہی ہیں جو ہندوز میں داروں کے ہیں وہ ہندوں کے کئی ایک تہوار مناتے ہیں ہولی میواتیوں میں مذاق اور کھیل کھیلنے کا زمانہ ہے اور اتنا ہی اہم اور ضروری تہوار سمجھا جاتا ہے جتنا محرم وعید اور شب برأت اسی طرح وہ جنم اشٹمی، دسہرا اور دیوالی بھی مناتے ہیں ان کے یہاں پیلی چٹھی لکھنے کے لئے یا شادی کی تاریخ مقرر کرنے کے لئے برہمن پنڈت بھی ہوتے ہیں ایک رام کے سوا لفظ کو چھوڑ کر وہ ہندووانہ نام بھی رکھتے ہیں۔

(اسی میں ہے) جب وہ نیا کنواں تعمیر کرتے ہیں تو سب سے پہلے بیروجی یا ہنومان کے نام کا چبوترہ بناتے ہیں۔

(اسی میں ہے) میوات پنے مذہب اسلام سے بہت ناواقف ہیں خال خال کوئی کلمہ جانتا ہے اور پابندی سے نماز پڑھنے والے اس سے بھی کم ہیں اور ان کے اوقات ومسائل سے تو وہ بالکل ہی ناواقف ہیں۔

(ص ۷۰ میں ہے) مرد دھوتی اور کمری پہنتے ہیں، پاجامہ کا رواج نہیں۔ ان کا لباس حقیقۃً ہندوانہ ہے، مرد سونے کے زیورات بھی استعمال کرتے ہیں۔

(اسی میں ہے) میوات اپنے عادات میں آدھے ہندو ہیں۔ ان کے گاؤں میں شاذ ونادر ہی مسجدیں ہوتی ہیں۔ ص ۷۱ میں ہے۔ میواؤں کے رسوم ہندوؤں اور مسلمانوں کے رسم ورواج کا معجون مرکب ہے۔

(صف ۷۲ میں ہے) کبھی حج کو نہیں جاتے۔

(اسی میں ہے) ایک گوت میں کبھی شادی نہیں کرتے لڑکیوں کو تر کہ نہیں ملتا۔

(اسی میں ہے) وہ تمام تر جاہل اور غیر تعلیم یافتہ ہیں ان میں بھاٹ اور گویئے بھی ہوتے ہیں جن کو وہ بڑی بڑی رقمیں اور انعامات دیتے ہیں۔

(اسی میں ہے) بولی درشت اور سخت ہے جس میں عورت اور مرد سے کس طریقہ خطاب ہوتا ہے ان میں محرم اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کا بھی رواج ہے وہ بہت ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست واقع

ہوتے ہیں شگون بہت لیتے ہیں

(اسی میں ہے) غارت گری اور رہزنی ان کا پیشہ رہ چکا ہے اب اگر چہ ان کی اصلاح وترقی ہوگئی ہے پھر بھی جانور اوڑاکر اور گائے بیل کھول کر لے جانے میں اب بھی وہ بہت مشہور ہیں۔ص ۴۷ میں ہے: یہ قوم ہندوستان میں اس چودھویں صدی میں بہت کچھ عرب جاہلیت کا نمونہ تھی۔

بالجملہ الیاسی تبلیغ کے بکثرت مستقل مبلغین یہی دہاتی میواتی لوگ ہیں چنانچہ خود الیاس صاحب اس کا ان الفاظ میں اقرار کرتے ہیں۔ ''دنیاوی کاروبار میں مصروف رہنے والے بہتیرے ہیں دین کے فروغ کے لئے گھربار چھوڑنا اس وقت اللہ نے میواؤں کے نصیب کیا ہے (سوانح ص ۱۲۳)''

بلکہ اس الیاسی تبلیغ کی بنیاد ہی ان دیہاتی میواتیوں کے اوپر موقوف ہے۔

چنانچہ اسی سوانح میں ہے۔

مولانا کے قیام کے دوران میں میواتی بکثرت بیعت میں داخل ہوتے ہیں لیکن مولانا بیعت لیتے وقت ان کے سامنے اپنی تقریر فرماتے ہیں اپنے کام کا ان سے عہد لیتے اور اسی کو ان کی تعلیم کرتے یہ نئے بیعت کرنے والے گویا تبلیغی اور دینی فوج کے لئے رنگروٹ تھے ص ۱۳۳

حاصل کلام یہ کہ ایسی تبلیغ نے اپنے مبلغین کے شرائط اسلامی تبلیغ کے شرائط مبلغین کے بالکل خلاف ایجاد کئے تو آداب مبلغین اسلام کا وہ کیا لحاظ رکھتے اسی لئے آداب مبلغین الیاسی تبلیغ بھی آداب مبلغین اسلام کے خلاف ہیں میواتی ہونے کے بعد ہر ادنی سمجھ والا ان میواتیوں کے ان اقتباسات سے اتنا نتیجہ نکال لے گا کہ یہ نام کے مسلمان ہیں دین سے ناواقف ہیں بے علم ہیں تو نہ عالم ہوئے نہ مفسر ومحدث اور جب ان کی بولی درشت وسخت ہے تو نہ فصیح ہوئے نہ نرم مزاج اور جب یہ غیر تعلیم یافتہ جاہل ہیں تو ان میں آداب مبلغین اسلام کس طرح حاصل ہوسکتے ہیں تو اب نہایت واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ مبلغین الیاسی تبلیغ کے اوصاف مبلغین اسلام کے بالکل خلاف ہیں اور اسلام نے جنھیں تبلیغ کے لئے نااہل قرار دیا تھا الیاس صاحب نے انھیں کو اپنی تجدید دعوت اور تزویری تبلیغ کا اہل ٹھہرایا۔

اسلامی تبلیغ جاہل نہیں کرسکتا ہے

جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ تبلیغ کا حق عالم کے لئے ہے تو اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ کسی غیر عالم جاہل کو تبلیغ کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اس مبحث پر زیادہ گفتگو کی حاجت تو نہ تھی مگر وقت کی نزاکت نے مجبور کر

دیا کہ اس پر بھی کچھ ثبوت پیش کر دیا جائے۔

تفسیر جلالین میں آیۃ فلتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الآیۃ کے تحت میں فرمایا:

ومن للتبعیض لان ما ذکر فرض کفایۃ لا یلزم کل الامۃ ولا یلیق بکل احد کالجاھل۔

(از تفسیر جلالین)

آیت میں منکم میں من تبعیض کے لئے ہے اس لئے کہ دعوت وتبلیغ فرض کفایہ ہے کہ وہ نہ تمام امت پر لازم ہے اور نہ ہر شخص کے لئے لائق ہے جیسے کوئی جاہل ہو۔

علامہ جمل الفتوحات الالٰہیہ حاشیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں

وذلک لان الامر بالمعروف لا یلیق الا من العالم بالحال وسیاسۃ الناس حتی لا یوقع المامور والمنھی فی زیادۃ الفجور۔ (از جمل مصری جلد ۱ ص ۳۰۱)

اور یہ اس لئے کہ امر بالمعروف عالم ہی کے لائق ہے جو لوگوں کے حال اور سیاست کو جانتا ہے یہاں تک کہ وہ امر ونہی سے اور زیادہ فجور واقع نہ ہونے دے۔

علامہ صاوی حاشیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں

(قولہ کالجاھل) ای فلا یامر ولا ینھی لانہ ربما امر بمنکر او نھی عن معروف لعدم عملہ بذلک۔ (صاوی مصری جلد ۱ ص ۱۵۲)

پس جاہل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے اس لئے وہ اپنی جہالت سے کبھی بری چیز کا حکم دیدیگا اور اچھی چیز سے منع کر دیگا۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

الامر بالمعروف یحتاج الی خمسۃ اشیاء اولھا العلم لان الجاھل لا یحسن الامر بالمعروف۔ (فتاوے عالمگیری مجیدہ جلد ۴ ص ۱۱۱)

امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں کی حاجت ہے۔ اول علم دین کی اس لئے کہ جاہل امر بالمعروف کو اچھی طرح ادا نہیں کریگا۔

ان عبارات سے ثابت ہوگیا کہ دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض کفایہ ہے جو تمام امت اور ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف علماء پر فرض ہے۔

جہال اگر اس کو کرینگے تو اپنی جہالت کی وجہ سے کبھی امر منکر کا حکم دینگے کبھی امر معروف سے

روک دینگے کہیں لوگوں کے لئے اور زیادہ مجبوری میں مبتلا ہونے کا باعث بن جائینگے کہیں عوام کے حق میں مزید نفرت کا سبب ٹھہرینگے یہاں تک کہ طریقہ نہ جاننے کی بناپر وہ کبھی خود بھی گمراہ ہوجاتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کردیتے ہیں اسی وجہ سے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے ایک واعظ کو مسجد کوفہ سے نکلوا دیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں:

ابوجعفر نحاس از حضرت امیر المؤمنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشان روزے در مسجد کوفہ داخل شدند کہ شخصے وعظ میگوید پرسیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم را از خدا می ترساند واز گناہاں منع میکند فرمودند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد واز وے پرسید کہ ناسخ از منسوخ جدا میداند یا نہ؟ او گفت کہ ایں علم خود ندارم فرمودند کہ ایں را از مسجد برآرید۔

(تفسیر عزیزی پارہ اول مطبوعہ حیدری ص ۵۴۰)

ابوجعفر نحاس حضرت امیر المومنین مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی مسجد کوفہ میں ایک روز تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص وعظ کہتا ہے دریافت کیا وہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ایک واعظ ہے کہ لوگوں کو خدا سے ڈراتا ہے اور گناہوں سے منع کرتا ہے فرمایا کہ اس شخص کی غرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں میں مشہور کرے اس سے دریافت کرو کہ وہ ناسخ منسوخ کا فرق جانتا ہے یا نہیں اس نے کہا کہ میں اس کا علم نہیں رکھتا ہوں حضرت مولیٰ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے باہر نکالدو۔

ہاں ایسا واعظ جو با قاعدہ سند یافتہ فارغ التحصیل عالم تو نہیں ہے لیکن وہ تفاسیر آیت موافق تصریحات ائمہ تفاسیر اور احادیث موافق شروح محدثین۔ اور اقوال سلف وخلف بلاتغیر کے بعینہ نقل کرتا ہو اور اپنی رائے اور فہم سے کچھ اضافہ وتصرف نہ کرتا ہو اور بے ہودہ قصص نہ ذکر کرتا ہو تو اسے وعظ کہنے کی اجازت ہے۔ فتاوے حدیثیہ میں ہے:

ان کان وعظه بآیات الترغیب والترهیب ونحوهما وبالاحادیث المتعلقه بذلك وفسر ذلك بما قاله الائمة جاز له ذلك وان لم یعلم علم النحو وغیره لانه ناقل لکلام العلماء والناقل کلامهم الی الناس لا یشترط فیه الا العدالة وان لا یتصرف فیه بشئی من رأیه وفهمه۔

(فتاوے حدیثیہ مصری ص ۱۶۲)

اگر اس واعظ کا وعظ ترغیب وترہیب وغیرہ آیات سے یا ان حدیثوں سے جو ان سے تعلق رکھنے والی ہیں اور ائمہ کے اقوال کے موافق تفسیر کرتا ہے تو اس کے لئے وعظ جائز ہے اگرچہ وہ واعظ علم نحو صرف نہ جانتا ہو اس لئے کہ وہ کلام علماء کا ناقل ہے۔ اس میں عدالت کے سوا اور کچھ شرط نہیں ہے اور وہ واعظ کسی طرح کا اپنی رائے اور فہم سے اس نقل کلام علماء میں تصرف نہ کرتا ہو۔

بالجملہ یہ امر بھی آفتاب کی طرح روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ تبلیغ اسلام کرنا عالم دین کا منصب ہے اور جاہل اپنی جہالت اور ناواقفی کی بناپر تبلیغ اسلام کرنے کا اہل ہی نہیں۔

لیکن الیاسی تبلیغ نے چونکہ اپنے سارے اصول ہی اسلام کے خلاف تجویز کئے ہیں انھوں نے اپنی تبلیغی جماعت کے لئے جاہلوں ہی کو اہل قرار دیا اور دیہات کے بے علموں میواتیوں کو تبلیغ کی جان اور اصل بنیاد ٹھہرایا جس کی بکثرت عبارات ہم نے سوانح سے نقل کیں۔ اور اب تحقیق کرلیجئے کہ اس جماعت میں آج بھی اکثریت جاہلوں دیہاتیوں میواتیوں کی ہے۔ اس میں بانی کے جو خاص اغراض ومقاصد مضمر ہیں اس کے لئے ایک مستقل سرخی کے تحت میں کافی گفتگو آتی ہے۔

اسلامی فرقوں میں کس فرقہ کو تبلیغ کا حق حاصل ہے

آج تمام اسلامی فرقے اسلام کے دعویدار ہیں اور اعتقادی اعتبار سے اپنے آپ کو مسلمان اور کلمہ گو کہتے ہیں اور عملی لحاظ سے اپنے آپ کو پابند صوم وصلوۃ ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے لئے اہل قبلہ اور متبع شریعت ہونے کے دعوے کرتے ہیں اور اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے مدعی ہیں حمایت اسلام وہمدردی مسلمین کا دم بھرتے ہیں۔ تو ان میں سے ہر ایک کو صرف اتفاقی امور میں تبلیغ کا حق دے دیا جائے۔ اور یہ بات بھی طے کرلی جائے کہ کوئی فرقہ کسی اختلافی بات کو اس سلسلہ تبلیغ میں نہ صراحۃ نہ ضمنا نہ اشارۃ کسی طرح ذکر نہ کریگا۔ تو اس کی نہ عقل ونقل اجازت دیتی ہے نہ اس کو کوئی سلیم الطبع اور تجربہ کار انسان گوارہ کرسکتا ہے۔

دیکھے جرائم پیشہ لوگوں اور سلطنت کے باغیوں کو کسی ذی عقل نے ان سے اتفاقی امور کی بناپر کبھی انھیں مطلق العنان نہیں چھوڑ دیا ہے اور ان کے اختلافی امور کے نہ کرنے کے وعدوں پر کبھی ذرہ بھر اعتماد نہیں کیا ہے بلکہ ان کے اخلاقیات کی پردہ پوشی کو جرم عظیم قرار دیا ہے اور ان کے اختلافات سے پیدا ہونے والے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے انھیں سزا کا حقدار ٹھہرایا یہاں تک کہ ان کے سرگروہ کو موت کے

گھاٹ اتار دیا اور باقی لوگوں کو قید خانہ میں ڈال کر سڑا دیا اور ان کے وجود کو فنا کر کے زمیں کو پاک کر دیا۔
یا یوں سمجھئے کہ ایک شخص تندرست ہے اور اس کے اندرونی قوے کے حالات اور اعتدالی کیفیت نہایت مناسب ہے لیکن اس کی صرف ایک انگلی زخمی ہو کر سڑ گئی ہے تو ہر ڈاکٹر اس کی بہترین جسمانی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کی عمدہ تندرستی کا لحاظ کرتے ہوئے اس سڑی ہوئی انگلی کو ایک آن کے لئے اس بہترین جسم میں لگا ہوا رہنا گوارہ نہیں کر سکتا چاہئے۔ خود وہ شخص یا اس کے اعزا واحباب اس کے نہ کاٹنے کیلئے کتنا ہی اصرار کریں اور یہ دلیل بھی پیش کریں کہ ڈاکٹر صاحب آپ تو ملاحظہ فرمائیں کہ اس کا اس انگلی کے سوا سارا جسم تو تندرست ہے۔ یہ تو دیکھئے کہ اس انگلی کو بقیہ جسم سے کس درجہ نسبت ہے۔ یہ تو سارے جسم کا بیسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ آپ اکثریت کا لحاظ فرمائیں اور اس حقیر کو نظر میں نہ لائیں اور کچھ زمانہ تک تو اسے جسم ہی میں لگا رہنے دیں اور ایک عضو جسم کو کم نہ کریں۔ تو کوئی ڈاکٹر ان نادانوں کی جاہلانہ ہٹ کو کیا پورا کر سکتا ہے اور ان ناعاقبت اندیشوں کی احمقانہ ضد کی وجہ سے اس انگلی کو بلا قطع کئے ہوئے چھوڑ سکتا ہے اور اگر کسی ڈاکٹر نے ان لوگوں کے اصرار کی بنا پر اس سڑی ہوئی انگلی کو نہیں کاٹا تو اس ڈاکٹر کو کوئی متنفس ہمدرد نہیں کہہ سکتا بلکہ اس کو سخت ناعاقبت اندیش، ناتجربہ کار کہا جائے گا اور کچھ عرصہ کے بعد اس کو وہ مرض بڑھ کر سارے جسم کو سڑا دیگا۔

ان مثالوں کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ایک جرائم پیشہ انسان اور حکومت کا باغی جب ان کی غلط کاریاں اور جرائم کا نظر انداز کرنا اور اخفائے جرم کر لینا۔ امن عالم کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور سڑی ہوئی انگلی کا تندرست جسم میں لگا رہنا بقیہ جسم کو سڑا دیتا ہے۔ تو وہ نام کے اسلامی فرقے جنھوں نے ضروریات دین کے کسی ایک مسئلہ کی مخالفت کی اور انھوں نے اپنے اس اختلاف کو اپنی جماعت کا مابہ الامتیاز بنالیا۔ اور اس مخالف بات کو انہوں نے اپنے اعتقادیات میں داخل کر لیا تو اس جرأت و دلیری اور اتنے بڑے جرم عظیم سے چشم پوشی کر لینا اور اس کو امکانی سزا نہ دینا۔ اور اس جرم کا اظہار کر کے اور لوگوں کو اس میں مبتلا ہونے سے نہ بچانا اور ایسے ناقص وجود کا اپنی جماعت ہی میں شمار کیئے جانا گویا ہزار ہا فتنوں کا دروازہ کھل دینا ہے اور جماعت کے نظام امن کو خطرہ کے لئے پیش کر دینا ہے اور اس کے اختلاف سے اور دوسروں کی مذہبیت کو فاسد کر دینا ہے اور جماعت کے لئے افتراق وتشتت کی مہلک بیماری کی پرورش کرنا ہے اور اس سے اتفاق کا ہاتھ بڑھا کر اس کے جرم کو ہلکا کرنا بلکہ اس کی اعانت کرنا ہے۔

علاوہ بریں صرف فرقہائے اسلامیہ میں یہ نظریہ کہ ان کے اختلافات کو نظر انداز کر کے اتفاقی

امور میں ان کے ساتھ ملکر تبلیغ کرنا اگر کوئی ٹھوس اور اہم قاعدہ ہے تو اس کا انھیں کے ساتھ کیوں خاص کیا جاتا ہے اس کو اور بھی عام کرنا چاہئے کہ ضروریات دین کے کسی ایک مسئلہ کی مخالفت یا چند مسائل کی مخالفت یا سارے ہی ضروریات دین کی مخالفت سب کا ایک حکم یعنی کافر ہو جانا ہے تو جب ایک اختلاف کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے تو چند اختلافات کو بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے بھی ساتھ یہی طریہ استعمال کریں کیا ان سے بہت سے عقائد ومسائل میں اتفاق نہیں ہے۔ اور پھر اہل کتاب کی بھی کیا قید ہے مشرکین ومجوس وغیرہ کفار سے کیا بعض امور میں اتفاق نہیں ہے۔ مثلاً خدا کا قائل ہونا۔ سچائی اور احسان کو اچھا سمجھنا۔ جھوٹ اور ظلم کو برا جاننا وغیرہ۔ تو ان اتفاقی امور کی بنا پر کیا وہ اس رعایت کے حقدار نہیں ہیں۔ لہٰذا آج کل کے یہ کم فہم مدعیان اسلام جس طرح فرقہائے مدعیان اسلام کے اختلافی امور کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اتفاقی امور میں ان کے ساتھ مل کر تبلیغ کرنا روا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح یہود ونصاریٰ مشرکین ومجوس وغیرہ کے بھی اختلافی امور کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اتفاقی امور میں ان کے ساتھ بھی تبلیغ کرنا پسند کر لیں گے۔ تو اب سوچیں اور غور کریں کہ جس طرح یہود ونصاریٰ وغیرہ کفار مظاہرین سے مل کر کام کرنے میں دین حق کا سارا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان مسلم صورت کفر سیرت فرقوں کے ساتھ مل کر تبلیغ کرنے سے بھی نظام دین برباد ہوتا ہے۔

بالجملہ یہ جو کچھ گفتگو تھی وہ عقلی پیرایہ میں تھی۔ اب اس غلط بخیل کی غلطی مذہبی روشنی میں دیکھئے اور تاریخ اسلام کو اٹھا کر پڑھئے کہ ہر قرن وہر صدی میں فرقوں کی پیداوار ہوتی رہے گی مگر آپ کو دکھانا یہ ہے کہ یہ امت مرحومہ نے اس بلا کا کس طرح مقابلہ کیا ہے اور کس طرح اس بیدینی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس زمانہ میں جس شخص نے اسلام کے کسی مسئلہ سے اختلاف کیا تو امت نے کبھی اس اختلاف کی پرورش نہیں کی اس کے اس جرم پر چشم پوشی اختیار نہ فرمائی بلکہ اس کے درپے ہو گئے اسکو پہلے سمجھایا۔ اسکے تمام شبہات کے مسکت جواب دیکر اس کو عاجز کر دیا پھر اگر وہ باز نہیں آیا تو اس کو یا تو قتل کر دیا یا اسے قید خانہ میں ڈال دیا اور جہاں ایسی طاقت نہ پائی تو اس کو مسلمان کی جماعت سے علحدہ کر دیا اس کے ساتھ سلام وکلام، مجالست مخالطت کے تعلقات ترک کر دیئے۔

اس طریقہ علاج سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ وہ فرقے ختم ہو گئے اور اکثر وہ ہیں کہ آج جن کا نام لیوا تک باقی نہیں ہے۔ اور اگر ان کے ساتھ ہمارے زمانہ کا سا غلط طریقہ یعنی رواداری اور ہدایت برتی جاتی

توان فرقوں کی شمار مشکل ہوجاتی۔

ہم اگران قوموں کے نام اور مختصر حالات بھی اگر پیش کریں تو نہ معلوم اس کتاب کی کتنی جلدیں ہوجائیں۔ لہٰذا بخیال اختصار صرف زمانہ اقدس کے سب سے پہلے فرقہ منافقین کی چند ضروری باتیں قرآن عظیم سے پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو ان کے زبانی دعوے اور اعمال کی پوری حقیقت اور ان کے احکام معلوم ہوجائیں سنئے۔

منافقین زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک گروہ تھا جو اپنے آپ کو مؤمن اور مسلمان کہتا تھا کلمہ شریف پڑھتا تھا نماز پڑھتا تھا روزہ رکھتا تھا جہاد کیا کرتا تھا اور اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم کرنے کا مدعی تھا پورا متبع شرع ہونے کا دعویدار تھا۔

قرآن کریم ان کی تصدیق رسالت کے دعوے اور شہادت وایمان کی حقیقت کا اظہار فرماتا ہے:

اذا جاءك المنفقون قالوانشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله انهم ساء ما كانوا يعملون ذلك بانهم امنوا ثم كفروا فطبع علىٰ قلوبهم فهم لا يفقهون۔

(سورہ منافقون)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرالیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا بیشک وہی برے کام کرتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے۔

اس آیت کریمہ نے منافقین کے سرکار رسالت میں حاضر ہونے اور پانے مسلمان ہونے پر قسمیں کھانے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں جھوٹا قرار دیا اور مکار بدعمل کج فہم ٹھہرایا اور کس قدر مؤکد طریقہ پر شہادت رسالت دیتے ہوئے انھیں کافر فرمایا اور فرماتا ہے:

ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الاخر وما هم بمؤمنين يخدعون الله والذين امنوا وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون۔ (بقرہ)

اور بعض لوگ (منافقین) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ مؤمن نہیں اللہ

اور ایمان والوں کو فریب دیا چاہتے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنی جانوں کو ہی فریب دیتے ہیں اور انھیں شعور نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے دعوی ایمان کے باوجود بھی انھیں غیر مومن یعنی کافر قرار دیا اور ان کے اظہار ایمان کو فریب ٹھہرایا تو ان آیات نے ان کے دعوے ایمان اور تصدیق رسالت کو فریب ٹھہرا کر انھیں کافر قرار دیا اب رہے ان کے اعمال نماز وغیرہ اس کے متعلق فرمایا۔

ان المنفقين يخدعون الله وهو خادعهم واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالىٰ يرؤن الناس ولا يذكرون الله الا قليلا مذبذبين بين ذلك ولا الى هؤلاء ولا الىٰ هؤلاء ومن يضلل الله فلن تجد له سبيلا۔ (سورہ نساء ۲۱)

بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہ انھیں غافل کرکے ماریگا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا بہت ہی کم ذکر کرتے ہیں بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں نہ ادھر کے نہ ادھر کے اور اللہ تعالیٰ جسے گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائیگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کو فریبی ریاکار بتایا اور ان کی نماز وغیرہ اعمال کو ریا ٹھہرایا اور انھیں کفر وایمان کے بیچ میں ڈگمگانے والا ضال قرار دیا۔

اب باقی رہا ان کا محبت وتعظیم رسول اللہ کا دعوے تو سرکار رسالت میں حاضر ہوکر تو وہ اس طرح اظہار تعظیم کرتے تھے۔

واذا جاوك حيوك بما لم يحيك به الله۔ (سوہ مجادلہ)

اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کا حال بتایا کہ سرکار رسالت میں حاضر ہوکر تو حضور کی تعظیم میں اور اظہار محبت میں انتہائی تعریف کے الفاظ کہتے ہیں اور جب حضور کی مجلس شریف سے اٹھ کر جاتے ہیں تو آپ کی شان میں توہین وگستاخیاں کرتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر خازن میں ہے:

کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا ایک شخص عنقریب آئے گا اور تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس

سے بات نہ کرنا کچھ دیر نہ ہوئے کہ ایک نجی آنکھوں والا سامنے سے گذرا حضور نے اس کو بلا کر فرمایا تو اور تیرے ساتھی کس بات پر میری شان میں گستاخی کے الفاظ بولتے ہیں وہ اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں گستاخی کا نہیں کہا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامھم (سورہ توبہ)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہیں کی اور بے شک وہ ضرور کفر کا کلمہ بولتے ہیں اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس عادت کا بیان فرمایا کہ شان رسالت میں گستاخی کریں گے کفری کلمے بولیں گے اور جب ان کی گرفت کی جائے گی تو صاف طور پر اس گستاخی سے انکار کر جائیں گے اور مکر جائیں گے اور انکار پر قسمیں بھی کھائیں گے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم بیان فرمایا کہ یہ مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔

ان آیات کا خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ منافقین محض دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھا کر تصدیق رسالت اور کلمہ شریف پڑھتے ہیں اور اپنے مومن اور مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور محض ریا اور دکھاوے کے لئے جہاد وغیرہ اعمال کرتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تو آپ کی انتہائی تعظیم وتوقیر اور تعریف ومدح کرتے ہیں اور جب مجلس شریف میں اٹھ کر اپنی خاص مجلسوں میں پہونچتے ہیں تو حضور کی شان پاک میں توہین وگستاخی کیا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف منصوبے تیار کرتے ہیں۔ کفار سے مسلمانوں کے راز فاش کرتے ہیں۔ انھیں اہل اسلام سے جنگ کے لئے ابھارتے ہیں۔ مشرکین کے پاس تبلیغ واصلاح کا نام لیکر جاتے ہیں اور بانی اسلام علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف ان سے مشورے کرتے ہیں اور اسلام کے مٹنے کے منصوبے بناتے ہیں۔ جب مسلمان ان کی اس شرارت اور فتنہ پردازی پر مطلع ہو کر ان سے دریافت کرتے ہیں تم یہ کیسا فتنہ فساد پھیلاتے ہو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو تبلیغ واصلاح کیا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس تبلیغ واصلاح کی حقیقت کا قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرماتا ہے:

واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون ولکن لا یشعرون۔ (سورہ بقرہ رکوع ۲ پارہ ۱)

جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں آگاہ ہو کہ یہ منافقین ہی فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں کرتے۔

بالجملہ ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کو باوجود ان کے دعوے ایمان وکلمہ گوئی اور نماز وجہاد وغیرہ اعمال کے بھی انھیں مکار، بدعمل، ریاکار، کم فہم، جھوٹے، دھوکہ دینے والے، ڈگمگانے والے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے، اصلاح کا نام لیکر فساد کرنے والے، فرمایا اور انھیں کافر وضال ہونے کا حکم دیا۔

پھر یہ منافقین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد وخلافت میں صولت صدیقی کا لوہا مان کر تقیہ کر گئے اور کسی طرح کی شر انگیزی نہ کر سکے اور مانعین زکوۃ کے مآل واستیصال کو دیکھ کر خاموشی کی زندگی گذارتے رہے۔

پھر یہ منافقین خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ہیبت وجلالت فاروقی سے دم سادھے پڑے رہے اور غیض وغضب کے گھرے گھونٹ پیتے رہے اور کسی طرح کی ریشہ دوانی نہیں کر سکے۔

پھر یہ منافقین خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شروع زمانہ خلافت میں کچھ ابھرے اور فتنہ وفساد کی تخم ریزی کرنے لگے خلافت کے چھ سال گذر جانے کے بعد یہ عملی میدان میں اترے اور ان کی شرارت کے شعلے بھڑکے اور انھوں نے خلیفہ کے خلاف بغاوت کے جھنڈے نصب کئے یہاں تک کہ انھوں نے بلوائیوں کا ایک گروہ بنا کر خلیفہ کے مکان کا محاصرہ کیا اور ان کا پانی تک بند کر دیا اور خلیفہ سوم کو نہایت ہی بے رحمی سے شہید کر دیا۔

پھر یہ منافقین خلیفہ چہارم حضرت مولی علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پوری طاقت ولشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار ہوئے یہاں تک کہ انھوں نے حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کیا تو یہ منافقین اب بجائے لقب منافقین کے خوارج کے نام سے مشہور ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:

فخرجت علیہ الخوارج من اصحابہ ومن کان معہ وقالوا لا حکم الا للہ وعسکر والحروراء فبعث الیھم ابن عباس فخاصمھم وحجھم فرجع منھم قوم کثیر وثبت قوم وساروا الی النھروان فعرضوا السبیل فسار الیھم علی فقتلھم بالنھروان وقتل معھم

ذوالثدیة۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب اور ہمراہیوں میں سے خوارج نے ان پر خروج کیا اور بولے کے حکم تو اللہ ہی کے لئے ہے اور خوارج نے مقام حرورا میں لشکر جمع کیا تو حضرت مولیٰ نے حضرت ابن عباس کی قیادت میں لشکر بھیجا تو انھوں نے ان سے جنگ کی اور ان پر غالب ہوئے تو خوارج کی کثیر تعداد نے رجوع کیا اور باقی اپنے مذہب پر باقی رہے تو وہ نہروان پہنچ کر رہزنی کرنے لگے۔ پھر حضرت علی خود ایک لشکر لیکر ان کی طرف روانہ ہوئے اور انھیں نہروں میں قتل کیا اور ان میں ذوالثدیہ کو بھی قتل کیا۔

صاحب سیرۃ النبی حضرت شیخ الاسلام علامہ سید احمد دحلان مکی نے درر السنیۃ میں ایک حدیث نقل فرمائی؛

لماقتل علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخواج قال رجل الحمد للہ الذی اھلکھم واراحنا منھم فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلا والذی نفسی بیدہ ان منھم لمن ھو فی اصلاب الرجال لم تحملہ النساء ولیکونن آخرھم مع مسیح الدجال۔

(الدرر السنیۃ مصری ص ۵۱)

جب حضرت مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوارج کو قتل کیا تو ایک شخص نے کہا کہ اس خدا کے لئے حمد ہے جس نے خوارج کو ہلاک کر دیا اور ہمیں ان کے شر سے راحت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہرگز اس خیال میں نہ رہو قسم اس ذات کے جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک ان میں بعض ایسے ہیں جو مردوں کی پشتوں میں ہیں ابھی تک اپنی ماؤں کی رحم میں بھی نہیں آئے ہیں ضرور بالضرور اس سلسلہ کا آخر مسیح دجال کے ساتھ ہوگا۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہوگیا کہ خوارج نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقابلہ کیا مسلمانوں کے خون بہانے کو حلال قرار دیا۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ کو حکم تسلیم کر لینے کی بنا پر کافر ٹھہرایا اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان خوارج کو کافر قرار دیا۔ اس بنا پر خوارج سے قتل کو جائز ٹھہرایا اور خوارج کا حکم بھی یہی ہے۔ فتاوے بزازیہ میں ہے:

یجب اکفار الخوارج فی اکفارھم جمیع الامۃ۔ (بزازیہ جلد ۳ ص ۳۱۸)

خارجیوں کا کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے سوا تمام امت کو کافر کہتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں تکفیر خوارج پر اجماع کی تصریح فرما

تے ہیں:

محارب حضرت مرتضی اگر از راہ عداوت وبغض ست نزد علمائے اہلسنت کافر ست بالاجماع وہمیں است مذہب ایشان در حق خوارج واہل نہروان۔

(از تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع ص ۳۹۵)

حضرت علی مرتضی سے از راہ عداوت وبغض (جیسے خوارج) لڑنے والے علمائے اہلسنت کے نزدیک بالاجماع کافر ہیں یہی ہے علمائے اہلسنت کا مذہب خارجیوں اور اہل نہران کے خوارج کے حق میں۔

ان ہر دو عبارات سے خوارج کے کافر کہنے کا وجوب اور ان کے کفر پر علمائے اہلسنت کا اجماع ثابت ہوگیا۔

بالجملہ خوارج کا یہ سلسلہ خلفائے راشدین کے بعد ہر زمانہ اور ہر قرن میں شر انگیزی اور فتنہ وفساد کرتا ہی رہا۔ خلفائے بنی امیہ وخلفائے عباسیہ سے برابر یہ جنگ وقتال کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۲۳۳ھ میں عبدالوہاب نجدی کے متبعین نے حرمین شریفین پر حملہ کیا اور اہل حرمین کو شہید کیا، علمائے اہلسنت کو قتل کیا۔ علامہ ابن عابدین شامی میں اس عبدالوہاب اور اس کے متبعین کو خوارج سے شمار کرتے ہیں:

قولہ یکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمت ھذا ان غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ھو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا فیکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ کماوقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلثین ومائتین والف۔ (شامی مصری جلد ۳ ص ۳۱۹)

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافر کہنا کچھ خارجیوں کے ساتھ ضروری نہیں بلکہ یہ ان خاص خوارج کا بیان ہے جنھوں نے ہمارے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا خارجی ہونے کو اتنا کافی ہے کہ جن پر خروج کریں انھیں اپنے عقیدہ میں کافر جانیں جیسا ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے

مقتدیوں سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر ظلما قبضہ کیا وہ اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا اعتقاد یہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہے مشرک ہیں، اسی بنا پر انھوں نے اہل سنت وعلمائے اہلسنت کا شہید کرنا حلال ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہر ویران کئے اور مسلمانوں کے لشکر کو ان پر فتح دی سن بارہ سو تینتیس ہجری میں۔

اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ عبدالوہاب نجدی اور اسکی جماعت بھی خوارج میں سے ہے جس نے حرمین شریفین میں اہلسنت وعلمائے اہلسنت کو شہید کیا تو جب اسکا خارجی ہونا ثابت ہوا تو یہ عقائد اہلسنت کا مخالف قرار پایا اور فتاوے بزازیہ وتحفہ اثنا عشریہ سے اس کی جماعت کا باجماع علمائے اہلسنت کافر کہنا واجب ثابت ہوا۔

پھر ہندوستان میں یہ خوارج کا مذہب ۱۲۴۰ھ میں ظاہر ہوا۔ دہلی میں خاندان عزیزی میں اسماعیل نامی ایک شخص پیدا ہوا۔ اس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی رئیس الخوارج سے اپنا رشتہ عقیدت جوڑا اور ابن عبدالوہاب نجدی خارجی مذکور کی کتاب التوحید کی شرح اردو میں لکھی جس کا نام تقویۃ الایمان ہے۔ اسی اسماعیل دہلوی نے یہاں مذہب خوارج کی اشاعت کی اور جہاد کے نام سے ایک لشکر تیار کیا اور نجدی کی طرح مسلمانان سرحد کو شہید کیا یہاں تک کہ خود بھی مارا گیا۔

پھر ان دہلوی کے بعد رشید احمد گنگوہی نے مذہب خوارج کی تبلیغ واشاعت کا ذمہ لیا۔ وہ ابن عبدالوہاب نجدی جس کا خارجی ہونا علامہ شامی نے ذکر کیا جس کے عقائد کا خلاف مذہب اہلسنت ہونا جس کا باجماع علمائے اہلسنت کافر ہونا فتاوے بزازیہ سے ثابت ہو چکا اس گنگوہی نے اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا اور اسکو اچھا ٹھہرایا۔ فتاوے رشیدیہ جلد اول ص ۷ میں ہے:

سوال سولھواں: وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟۔

الجواب: محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں اختلاف حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔

(فتاوی رشیدیہ مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی جلد اص ۷)

گنگوہی جی نے اس فتوے میں نجدی اور اس کی جماعت خوارج کو عقائد کو عمدہ بتایا اور نجدی اور اس کے

مقتدیوں کو اچھا ٹھہرایا اور ان سے اپنی خوش عقیدگی کا یہ اظہار کیا کہ جن کے مزاج میں شدت بھی پیدا ہوگئی ہے اور جن میں حد سے بڑھ جانے کی بنا پر فساد بھی آگیا ہے تو باوجود ان کے عقائد نہیں بدلے بلکہ وہی عقائد ہی باقی رہ گئے تو ظاہر ہوگیا کہ گنگوہی جی بھی اس کے ہم عقیدہ اور متبع ثابت ہوئے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیشہ عمدہ عقائد ہی کا اتباع کیا جاتا ہے تو یہ گنگوہی جی کے خارجی ہونے کی روشن دلیل ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ وہ فرقہ منافقین جس کو اللہ تعالیٰ نے کافر وضال فرمایا کافر وفریبی شان رسالت میں گستاخ وبدگو فرمایا جو چوتھی خلافت میں خوارج کے نام سے مشہور ہوگیا تھا اور جو بفرمان حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ زمانہ دجال تک باقی رہے گا چنانچہ تیرھویں صدی میں وہ خوارج نجد میں ابن عبدالوہاب اور اس کے مقتدی اور ہندوستان میں اسماعیل دہلوی پھر رشید احمد گنگوہی اور ان کے مقتدی جواب وہابی کے نام سے مشہور ہوگئے ہیں ان خوارج کو علماء اہلسنت نے بالاجماع کافر قرار دیا۔ حضرت خلیفہ چہارم نے انھیں قتل کیا خلفائے بنی امیہ وخلفائے عباسیہ نے انھیں قتل کیا۔ جماعت ابن عبدالوہاب نجدی کو ترکوں نے قتل کیا۔ اسماعیل دہلوی کی فوج کو سرحدی پٹھانوں نے قتل کیا۔ گنگوہی جی ایسے دور میں ابھرے کہ سلطنت اسلامی ہندوستان میں مٹ گئی تھی انھیں مذہب خوارج ووہابیت کی اشاعت کا خوب موقع ملا۔

بالجملہ خوارج کو زمانہ اقدس سے تیرھویں صدی تک کبھی تبلیغ واصلاح کا حق نہ اہل سنت اسلام نے کبھی دیا نہ اس وقت اور آئندہ دے سکتے ہیں بلکہ ہمیشہ سے خلفاء وسلاطین نے انھیں قتل کر کے ان کے فتنہ وفساد کو دبایا۔ اور ان ابھرتے ہوئے سیلاب کو روکا۔

اس تبلیغی جماعت کے بانی الیاس صاحب اسی سلسلہ خوارج ووہابیت کی ایک کڑی ہیں۔ یہ گنگوہی جی مذکور کی گود کے پرورش کردہ مرید خاص ہیں جس کی پوری تفصیل آگے آتی ہے۔ تو یہ الیاس بھی خارجی وہابی ہوا جو بحکم فتاوے بزازیہ وتحفہ اثنا عشریہ بالاجماع کافر قرار پایا۔ تو اس کو تبلیغ واصلاح کا حق دیدینا گویا مذہب خوارج کی تبلیغ کی اجازت دینا ہے اور کفر وضلالت کی اشاعت سے راضی ہونا ہے اور اجماع امت کے عمل کی مخالفت کرنا ہے اور قرآن کریم کے بیان کردہ مفسدوں کے فتنہ وفساد کی اعانت کرنا ہے۔

اسلام کی تبلیغ کا حق تمام فرقہائے اسلامیہ میں صرف اہلسنت وجماعت کو ہے، ان کی ہی وہ تبلیغ ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا اور حضور نے اپنی امت کو امر فرمایا۔

یہی تبلیغ اسلام کے تنہا حقدار ہیں اوران کے سوا جس قدر فرقے مدعیان اسلام ہیں جب وہ خود ہی مسلمان نہیں تو انہیں اسلامی تبلیغ کا حق کس طرح حاصل ہوسکتا ہے۔

اس تبلیغی جماعت کا بانی

تبلیغی جماعت کا بانی محمد الیاس جن کا آبائی وطن پھنچھانہ ضلع مظفرنگر تھا۔ان کے والد محمد اسمعیل جن کی وہابیت کے سمجھنے کیلئے اتنی بات بہت کافی کہ سوانح مولوی الیاس میں ہے۔

آپ نے (محمد اسماعیل نے) حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سے طریق سلوک کے حصول کی خواہش کی۔ (از سوانح ص ۳۷)

الیاس صاحب کے والد کی وہابیت تو اسی سے ثابت ہوگئی اب باقی رہی ان کی والدہ کی وہابیت وہ اس سے ظاہر ہے وہ مظفر حسین کاندھلوی کی نواسی تھی اور یہ مظفر حسین شاہ اسحاق کے شاگرد اور شاہ محمد یعقوب کے خلیفہ اور پیر سید احمد کے دیکھنے والے ہیں اسی سوانح میں ہے۔

مولانا مظفر حسین جو حضرت شاہ اسحٰق صاحب کے نہایت عزیز شاگرد حضرت شاہ محمد یعقوب کے مجاز حضرت سید احمد صاحب اوران کے رفقا کے دیکھنے والے تھے۔(از سوانح الیاس ص ۳۵)

تو ان کا گھرانہ اور ماحول ضرور وہابی ہوگا تو یہ الیاس ایسے وہابی ماں باپ کے فرزند ہوئے کہ ان کی تربیت وہابی گہواروں میں ہوئی اور جب یہ گیارہ سال کے ہوئے تو وہابیت کے مرکز میں ان کی تعلیم ہوئی اور گنگوہی کی مجلس وصحبت کے نقوش ان کے قلب پر کندہ ہوئے۔

سوانح میں ہے۔

مولانا محمد الیاس صاحب کا وہ زمانہ گنگوہ میں گذرا جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گذرا۔ (سوانح ص ۴۵)

تو جس نے دس سال گنگوہ جی کی صحبت میں گذارے ہوں اس کی وہابیت کیسی راسخ ہونی چاہئے پھر مزید براں مولانا الیاس صاحب نے ان سے بیعت کی سوانح میں ہے

مولانا الیاس صاحب کے غیر معمولی حالات کی بنا پر ان کی خواہش و درخواست پر بیعت کرلیا۔

(سوانح ۴۶)

اسی صفحہ میں ہے، آپ کو حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے ایسا قلبی تعلق پیدا ہوگیا تھا کہ آپ کے بغیر تسکین نہ ہوتی۔

تو اس الیاس کی وہابیت پر اب تو مہر لگ گئی کہ یہ گنگوہی جی کا مرید بھی ہوگیا اب اس کے سلسلہ تلمذ اور تعلیم کو دیکھئے اسی سوانح میں ہے۔

آپ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب کے حلقہ درس میں شرکت کے لئے دیوبند تشریف لے گئے۔ (سوانح ص ۴۹)

لہٰذا اس الیاس کی تعلیم دیوبند میں ہوئی محمود حسن کا یہ شاگرد ہے اب تو اس کی وہابیت میں کوئی شبہ کی گنجائش باقی رہی اب بھی کچھ شک ہو تو سنئے۔

گنگوہی کی وفات کے بعد آپ نے شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے درخواست دی آپ نے مولانا خلیل احمد صاحب سے رجوع کا مشورہ دیا چنانچہ آپ نے مولانا سہارنپوری سے اپنا تعلق قائم کرلیا اور آپ کی نگرانی ورہنمائی میں منازل سلوک طے کرے۔(سوانح ص ۵۰)

اسی سوانح کے ص ۵۱ پر ہے) مولانا محمود حسن صاحب کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی۔

جس الیاس نے وہابی آغوش میں آنکھیں کھولی ہوں جس الیاس نے پیشوایان وہابیہ کو استاذ بنایا ہو جس الیاس نے گنگوہی وسہارنپوری سے بیعت حاصل کی ہو اوران کی صحبت وتربیت میں رہا ہو تو اس الیاس کی وہابیت وخارجیت پر کہیں پردے پڑ سکتے ہیں پھر اسے اکابر وہابیہ سے اس کا تعلق اس قدر زبردست ہو کہ سوانح میں ہے۔

مولانا گنگوہی کے دوسرے خلفا سے عقیدت مندی اور صحبت واستفادہ کا تعلق برابر قائم رہا شاہ عبدالرحیم رائے پوری مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور مولانا اشرفعلی صاحب تانوتوی سے الیاس تعلق تھا کہ فرماتے تھے۔ یہ حضرات میرے جسم وجان میں بسے ہوئے تھے اوران حضرات کو بھی مولانا کی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے خصوصی محبت اور لحاظ تھا۔ (سوانح ص ۵۱)

لہٰذا یہ وہ الیاس ہے جو اکابر وہابیہ کو اپنے جسم وجان میں بسا ہوا کہتا ہے گنگوہی جی کو قلب جانتا ہے اور ادھر اکابر وہابیہ کو اس الیاس سے خصوصی محبت ہے اور انھوں نے امتیازی خصوصیات اس کو دیئے ہیں انھیں پورا پورا اس پر اعتماد حاصل تھا چنانچہ سوانح کا یہ واقعہ اس کی دلیل ہے۔

ایک مرتبہ کاندھیلہ میں شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری مولانا خلیل احمد صاب سہارنپوی اور

مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی موجود تھے نماز کا وقت آیا تو امامت کے لئے آپ کو (الیاس صاحب کو) بڑھادیا (سوانح ص ۵۳)

پھر ان الیاس صاحب نے عمر بھر جن مولوی سے ملاقات کی یا عقیدت سے ملے یا ان کو اپنے تبلیغی جلسوں میں مدعو کیا وہ سب دیوبندی وہابی مولوی ہیں جن کی مختصر فہرست یہ ہے۔

(۱) مولوی خلیل احمد سہارنپوری، (۲) مولوی حسین احمد (۳) مفتی کفایت اللہ (۴) مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ (۵) مولوی طیب مہتمم مدرسہ دیوبند (۶) مولوی محمد شنید مہتمم مدرسہ عبدالرب دہلی۔ (۷) مولوی عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (۸) مولوی اعزاز استاذ مدرسہ دیوبند (۹) مولوی عبدالقادر رائے پوری (۱۰) مولوی عبدالحنان (۱۱) مولوی عمران (۱۲) منظور نعمانی (۱۳) عطاء اللہ بخاری (۱۴) مولوی ظفر احمد تھانوی (۱۵) عبدالحق مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد۔ حتی کی اس الیاس کے مرض الموت میں اور وقت موت اور بعد موت مولوی منظور سنبھلی اور ظفر احمد تھانوی اور مفتی کفایت اللہ موجود تھے تو جس الیاس کی ساری عمر اکابر وہابیہ کے ساتھ گذری ہو اور اس کی اس سوانح میں کہیں کسی مشہور سنی عالم سے ان کی نہ ملاقات اور نہ ملنے کا تذکرہ ہو نہ اپنے کسی تبلیغی جلسہ میں انھیں مدعو کرنے کا ذکر ہو تو اس لئے اس کی طرف کوئی ذی عقل سنی ہونے کا وہم بھی نہیں کرسکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ الیاس بانی تبلیغی جماعت نہایت سخت متعصب خارجی وہابی دیوبندی ثابت ہوا بلکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کا مقتدا و پیشوا ثابت ہوا اس کی وہابیت میں کسی کو ادنی وہم کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا مذہب

مذہبی جماعت کے بنانے کے دو طریق ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ لوگ مذہب سے واقف ہیں عقائد اسلام کو خوب جانتے ہیں احکام دین سے باخبر ہیں یہ لوگ محض اپنے ہم مذہبوں کے نظم کیلئے تشکیل جماعت کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنے چند اراکین تجویز کرتے ہیں اور پھر یہ ساری جماعت اپنی باگ ڈور ایک صدر اعلیٰ کے ہاتھ میں دے دیتی ہے۔ اور اس صدر اعلیٰ کی اطاعت اپنے اوپر لازم قرار کرلیتی ہے اور اس کے کسی حکم اور منشا کے خلاف کرنا اپنے لئے جرم عظیم متصور کرتی ہے۔ اگر ان کا صدر اعلیٰ خود دین سے ذرا انحراف کرتا ہے اور کسی عقیدہ حقہ یا مسئلہ شرعی کے خلاف کوئی حکم دیتا ہے تو یہ دیندار جماعت اس

کی ہرگز اطاعت نہیں کرے گی بلکہ پہلے تو اس صدر اعلیٰ کی حتی الامکان اصلاح کی سعی کریگی اگر وہ درست ہوگیا تو اپنے عہدہ صدارت پر فائز رہے گا اور اگر اس صدر اعلیٰ کی اصلاح ہوئی اور وہ اپنی غلط روی سے باز نہ آیا تو یہ واقف کار جماعت اس کو صدارت ہی سے معزول کردے گی اور اپنا کوئی اور دیندار صدر اعلیٰ منتخب کرلے گی بالجملہ ایسی دین سے واقف کار دیندار جماعت کا مذہب اس کے صدر اعلیٰ کا مذہب نہیں ہوتا بلکہ اس صدر اعلیٰ کا وہ مذہب ہوتا جو اس جماعت کا مذہب ہوتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک شخص کے دماغ میں نئی مذہبی جماعت بنانے کا شوق پیدا ہو تو وہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کو تلاش کرتا ہے جو دین سے ناواقف ہوں۔ مذہبی اعتقادیات واحکام سے بے خبر ہوں۔ جن کے قلوب پر دین کی کسی بات کا کوئی نقش کندہ نہ ہو۔ جو محض سادہ لوح ہوں۔ مادہ محض ہوں۔ کسی دینی پیشوا سے نہ انھیں عقیدت حاصل ہو نہ ان کی معرفت ہو۔ تو یہ شخص پہلے تو ان پر اپنا علمی اقتدار قائم کرلے گا۔ پھر انھیں اپنے زہد وتقوی سے گرویدہ بنائیگا اور ان ناواقفوں میں اپنے ایثار واخلاص کا رنگ جمائیگا یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کو بیعت کرلیگا۔ پھر کچھ روز کے بعد دوسرے شخص کو اپنا مرید کرلیگا۔ پھر اسی طرح آہستہ آہستہ ایک ایک شخص کو اپنا گرویدہ بناتا جائیگا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس ساری ناواقف قوم کو اپنالے گا۔ اور ان کی ایک جماعت تیار کرلیگا۔ چونکہ ان ناواقفوں کے سادہ قلوب پر اس کے علم وفضل اس کے زہد وتقوے اور ایثار واخلاص کے نقوش کندہ ہوگئے ہیں تو وہ بے خبر لوگ دنیائے انسانیت میں نہ اور کسی کو ایسا عالم دین جانتے ہیں نہ کسی کو ایسا متقی اور پیر اعتقاد کرتے ہیں نہ کسی کو دین کا ایسا خادم ومخلص سمجھتے ہیں۔

تو اس شخص کا حکم اس جماعت پر اس قدر زبردست ہوگا کہ گویا اس کی حکم عدولی نہیں کرسکتا۔ اس کے اشارہ پر ساری جماعت گردش کریگی اس کا ہر قول ان کے صفحات قلب پر کندہ ہوجائیگا اس کا ہر فعل ان کے لئے شاہراہ بن جائیگا اسی بنا پر ساری جماعت اس کے اقوال وافعال کا نمونہ نظر آیا کرتی ہے۔

اور اگر اس بانی سے کوئی دینی غلطی ہوجائے یا وہ کسی حکم شرعی کے خلاف حکم دیدے تو یہ ناواقف جماعت اپنی عقیدت اور جہالت کی وجہ سے اس دینی غلطی کو صحیح جانے گی اور حکم مخالف شرع کو ہی اپنا دین اعتقاد کرلے گی اور اگر کوئی عالم ان کے بانی کے حکم کے خلاف صریح آیت وحدیث بھی پیش کردے یا آفتاب سے زیادہ روشن دلائل بھی قائم کردے تو وہ نادان جماعت اپنے بانی کے قول سے شمہ بھر نہیں ہٹ سکتی۔ بلکہ اپنے بانی کے باطل قول اور غلط فعل ہی کی تائید کیے جائیگی تو اسی دن سے ناواقف جماعت

اپنے بانی کو نہیں چھوڑ سکتی۔ ایسی مذہب سے بے خبر جماعت اپنے پیشوا سے منہ نہیں موڑ سکتی کہ وہ اپنے بانی کے ہر قول و فعل کو صرف مذہب جانتی ہے اور اپنے بانی کے مخالفت قول و فعل کو بد مذہبی سمجھتی ہے۔

لہٰذا ایسی جماعت کا وہی مذہب ہوتا ہے جو اس کے بانی کا مذہب ہوتا ہے اب اس بات کے باور کرنے میں کسی ادنی عقل و فہم والے کو بھی تأمل نہ ہوگا جماعت بنانے کا یہ دوسرا طریق ہر بانی مذہب کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔

غلام احمد قادیانی نے اپنی جماعت قادیانی اسی طرح تیار کی۔ سرسید احمد نے اپنی نیچری جماعت ایسے طریقہ سے بنائی۔ عبداللہ چکڑالوی نے اپنی جماعت اہل قرآن اسی طور پر منظم کی۔ عبداللہ بن سبا نے اپنی جماعت روافض ایسے ہی ایجاد کی۔ اسمٰعیل دہلوی نے جماعت وہابیہ اسی انداز سے گڑھی۔ ابوالاعلی مودودی نے اپنی نام نہاد اسلامی جماعت ایسے ہی تعمیر کی۔

ان سب جماعتوں کے وہی مذاہب ہیں جو ان کے بانیوں کے مذاہب ہیں۔ ان سب جماعتوں کے وہی عقائد ہیں جو ان کو سادہ قلوب پر ان کے بانیوں نے کندہ کئے۔ ان جماعتوں کے وہی افعال ہیں جو ان کے جوارح کو ان کے بانیوں نے عادی بنایا۔ تو انھیں کی ہر ہر جماعت اپنے مذہب واعتقاد میں فعل و عمل میں اخلاق و عادات میں اپنے اپنے بانی کا نمونہ ہے۔

الیاس صاحب کو جب بانی جماعت ہونے کا شوق ہوا تو ان کی نظر میوات پر پہنچی جو نام کے مسلمان تھے دین سے ناواقف تھے۔ بوجہ بالکل سادہ لوح اور مادہ محض اور خالی زمین کی طرح تھے۔ انھوں نے آہستہ آہستہ ایک ایک کو ان میں سے مانوس کیا اور اسے بیعت کر لیا اور ان سادہ لوح پر وہابی عقائد کندہ کر دیئے اور ان مادہ محض میں اعمال دیوبندی کی صور ڈالدیں اور اس زمین میں وہابیت وخارجیت کا بیج بو دیا اور جاہلوں کو مبلغ کا لقب دیکر زمیں ہند میں گشت کرنے کے لئے ملازم رکھ لیا۔

اس تبلیغ الیاسی کے اکثر واصل اعضاء یہی میواتی لوگ ہیں جن کا مذہب اور عقائد وہی ہیں جو الیاس کا مذہب اور عقائد تھے اور اس الیاسی تبلیغ کے چلتے ہوئے کام کو دیکھ کر بعض وہ لوگ بھی شامل ہو گئے جو نسلی وہابی ہیں اور میواتی نہیں ہے۔ تو اس الیاسی تبلیغ کی جماعت میں یہ دو قسم کے افراد تو وہ ہیں جو نہایت پختہ وہابی دیوبندی ہیں۔ اور یہ ہر دو بانی جماعت کے بالکل ہم مذہب اور ہم عقیدہ ہیں یہ ہر دو اپنی وہابیت کو خفا میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ کہیں نہ کہیں ظاہر ہو جاتی ہے۔

بعض وہ بھی ہیں جو اہلسنت و جماعت ہیں جو ان کے فریب میں آکر یا طمع میں ان کے ساتھ ہو

گئے ہیں۔ اور یہ لوگ ان پر بھی وہابیت کے ڈورے ڈال رہے ہیں اور وہ اپنی ناواقفی میں ان کے شکار بنے ہوئے ہیں لیکن ایسے لوگ اس جماعت میں بہت کم ہیں اکثر و بیشتر وہی افراد ہیں جو وہابیت میں راسخ اور نہایت پختہ ہیں۔

تبلیغی جماعت کے عقائد

جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ تبلیغی جماعت کا مذہب اور عقائد بالکل وہی ہیں جو اس کے بانی الیاس کا مذہب اور عقائد تھے۔ اور خود الیاس کے متعلق یہ ثابت ہو چکا کہ وہ رشید احمد گنگوہی خلیل احمد سہارنپوری کا مرید ہے اور محمود حسن کا شاگرد ہے اور دیوبند کا وہ تعلیم یافتہ ہے۔ تھانوی رائے پوری اور تعلیم اکابر وہابیہ کا متبع اور پیرو ہے۔ اور تمام اکابر وہابیہ کا معتمد اور اصاغر وہابیہ کا پیشوا ہے۔ تو اس الیاس اور اسکی تبلیغی جماعت کے عقائد و مسائل وہی ہوئے جو تمام وہابیہ کے عقائد و مسائل ہیں اگرچہ عقائد وہابیہ میں مستقل رسالے بکثرت مطبوعہ موجود ہیں۔ میں اپنے رسالہ کاشف سنیت و وہابیت سے بطور نمونہ کے صرف ۲۵ عقائد اور ۲۵ مسائل ان وہابیہ کے مع ان کی اصل عبارات کے اور اسکے مقابلہ میں مشہور کتب اہلسنت و جماعت سے عبارات بقید صفحات نقل ہونگی تا کہ ہر ایک پر ان کا مقابل اہلسنت ہونا ظاہر ہو جائے۔

عقیدہ (۱) وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے العیاذ باللہ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارت

اصل عبارت: لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد۔

(از یکروزی ص ۱۴۵ مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی)

ترجمہ: ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو (نیز) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے۔

(براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۲ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھی سہارنپوری و مصدقہ رشید احمد گنگوہی)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال نہیں تو ان کے نزدیک خدا کا کذب ممکن ہوا یعنی وہ جھوٹ بول سکتا ہے اور اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔

شرح فقہ اکبر مصری کے صف ۲۲ پر ہے۔ والکذب علیه محال۔

ترجمہ: اللہ پر جھوٹ محال ہے۔

شرح مواقف کشوری کے ص ۶۰۴ پر ہے: یمتنع علیه الکذب اتفاقا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر کذب باتفاق ناممکن ہے۔

مسایرہ اور مسامرہ مطبوعہ دہلی کے ص ۸۴ پر ہے: (وھو) ای الکذب (مستحیل علیه) تعالیٰ (لانه نقص)

ترجمہ: کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے اس لئے کہ وہ عیب ہے لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بالکل عقیدہ اہلسنت وجماعت کے مخالف اور مقابل ہے۔

عقیدہ (۲) وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ جاہل ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے (از تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ پریس دہلی ص ۳ مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقائد اہلسنت

وہابیہ کے نزدیک خدا کا علم اختیاری ہے کہ وہ چاہے تو دریافت کرلے اور ظاہر ہے کہ دریافت کرنے سے پہلے اس غیب کا علم نہ ہوگا اور علم نہ ہونے کا نام ہی جہل ہے تو معاذ اللہ وہابیہ کا یہ عقیدہ ہوا کہ خدا جاہل ہے اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے۔

فتاوی عالمگیری مجیدی کے جلد ۲ ص ۲۸۱ پر ہے: یکفر اذا وصف الله تعالیٰ بما لا یلیق او نسبه الی الجهل۔

ترجمہ جو خدا کی ایسی شان بیان کرے جو اسکے لائق نہیں یا اس کو جہل کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ لہٰذا وہ وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف اور مقابل ٹھہرا۔

عقیدہ (۳) وہابہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا علم قدیم نہیں العیاذ باللہ

یہی عبارت منقولہ عقیدہ نمبر ۲

عقائد اہلسنت

وہابیہ نے جب علم خدا کو اختیاری مانا تو اس کے علم کو ضروری ولازم نہ جانا اس لئے کہ دریافت کرنے سے پہلے وہ علم حاصل نہ ہوگا اور یہ علم حادث کی شان ہے علم قدیم کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی وقت حاصل

نہ ہو تو وہابیہ کے نزدیک علم خدا قدیم نہ ہوا۔ اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے۔

شرح فقہ اکبر مصری کے ص ۳۸ پر ہے: فعلمه قدیم۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے۔

فتاوے عالمگیری کے ص ۴۸۲ پر ہے: لو قال علم خدا قدیم نیست یکفر ملخصا۔

ترجمہ جو علم خدا کو قدیم نہ مانے کافر ہے لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہے۔

عقیدہ (۴) وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ مکار ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارات) سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے۔

(تقویۃ الایمان مطبوعہ مذکور مصنفہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی۔

عقائد اہلسنت مع عبارات

وہابیہ نے شان الٰہی میں کیسی گستاخی کی کہ خدا کے لئے مکر جیسے عیب کی طرف نسبت کر کے اسے مکار ثابت کر دیا اور اہلسنت کے نزدیک مکر عیب ہے لہٰذا اسکی نسبت خدا کی طرف نہیں ہو سکتی۔

تفسیر صاوی مصری کے جلد ۲ ص ۷۸ پر ہے: المکر فی الاصل الخدیعة والحیلة وذلك مستحیل علی الله۔

مکر اصل میں فریب اور بہانہ کے معنی میں مستعمل ہے تو یہ مکر اللہ کے لئے محال ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل مصری کے جلد ۱ ص ۱۲۴ پر ہے: لا یجوز اضافة المکر الی الله تعالیٰ الاعلیٰ الجزاء لانه مذموم عند الخلق۔

سوائے معنی جزا کے اللہ تعالیٰ کی طرف مکر کی نسبت کرنا جائز نہیں کہ یہ لوگوں کے نزدیک مذموم اور برائی ہے) لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہے۔

عقیدہ (۵) وہابیہ کے نزدک قرآن کریم کلام الٰہی نہیں

باہمی مشورہ ہے: العیاذ باللہ

(عبارت) بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب سے رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب ودہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس

سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے امناوصدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے پھر بات اللّٰے کا تو کیا ذکر۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۴ مذکور)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک نبی بوقت وحی رعب سے بے حواس ہو گئے اور بے حواسی میں کلام الٰہی سمجھا نہیں اور دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے لہٰذا آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر مشورہ کر کے امنا صدقنا کر لیا تو وہابیہ کے عقیدہ میں قرآن کریم کلام الٰہی تو ہوا نہیں بلکہ وہ باہمی مشورہ ہوا اور اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ فقہ اکبر مصری کے ص ۱ پر فرماتے ہیں: القرآن کلام اللہ تعالیٰ فھو قیم۔

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور قدیم ہے۔

شرح فقہ اکبر کے ص ۱۵۳ پر ہے: من جحد القران ای کلمة او سورة منه او آیة اوزعم انها لیست من کلام لله تعالیٰ کفر۔

جس نے سارے قرآن کا یا اس کی کسی سورت کا یا کسی آیت کا انکار یا یہ گمان کیا کہ وہ کلام الٰہی نہیں ہے تو وہ کافر ہو گیا۔ لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف قرار پایا۔

عقیدہ (۶) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام عاجز ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) اولیاء انبیاء و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز (تقویۃ الایمان مذکور ص ۶۸) چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہوتے ہیں اور بے اختیار ہوتے ہیں اور پیغمبر سب برابر ہیں ان۔ (نصیحۃ المسلمین مطبوع ۱۴ محمد لکھنؤ ص ۱۲)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک حضرات انبیائے کرام اور چھوٹے انسانوں کے برابر عاجز ہیں اور اہلسنت کے عقیدہ میں حضرات انبیاء کرام خلفاء اللہ ہیں اور وہ بعطائے الٰہی عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہیں۔

تفسیر عزیزی مطبوعہ حیدری کے ص ۱۹۷ پر ہے "باز اور اقدرتے دادند کہ نمونہ قدرت خودست بآن معنی کہ چنانچہ قدرت کاملہ الٰہی سب وجود حقائق متاصلہ ثابت الآثار ست ہمچناں قدرت ایں خلیفہ:

اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے بایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ ثابت الآثار کے وجود کا سبب ہے ایسے ہی کسی خلیفہ کی لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ

بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۷) وہابیہ کے نزدیک انبیاء کرام بے خبر اور نادان ہیں العیاذ باللہ

(عقائد وہابیہ مع اصل عبارات)

اسی طرح کچھ اس بات میں بھی ان انبیاء کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دیدی ہو جس کے دل کا حال جب چاہیں معلوم کر لیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ فلانے کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاویگا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے عقیدہ نمبر ۶ میں انبیاء کرام کو اپنی برابر عاجز و بے اختیار کہہ کر ان کی خداداد قوت وتصرف کا انکار کیا اس عبارت میں ان کی علمی فضیلت وفوقیت کے ختم کرنے کے لئے صاف کہہ دیا کہ وہ چھوٹوں کی برابر بے خبر اور نادان ہیں یعنی انبیاء علم میں ہماری برابر ہیں یہ شان انبیائے کرام میں گستاخی وتوہین ہے اہل سنت کے نزدیک حضرات انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ ایسی قوت مدرکہ عطا فرماتا ہے جس سے وہ غیوب کو باختیار خود دریافت کر لیا کرتے ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں حضرت امام غزالی سے ناقل ہیں "النبوة عبارة عما یختص به النبی یفارق به غیره وهو یختص بانواع من الخواص احدها انه یعرف حقائق الامور المتعلقه بالله وصفاته وملئکته والدار الاخرة علما مخالفالعلم غیره بکثرة المعلولات وزیادة الکشف والتحقیق وثانیها ان له فی نفسه صفة بها تتم الافعال الخارقة للعادة کما ان لنا صفة تتم بالحرکات المقرونة بارادتناوهی القدرة ثالثها ان له صفة بها یبصر الملائکة ویشاهدهم کما ان البصر صفة بها یفارق الاعمی رابعا ان له صفة بها یدرك ما سیکون فی الغیب۔ (زرقانی مصری جلد ۱ ص ۲۰)

نبوت اس وصف سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہوتا ہے اور غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے اور نبی چند خواص کے ساتھ مختص ہے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ جو امور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات

اورفرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں نبی ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہے غیر نبی کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف وتحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں دوسری خصوصیت یہ ہے کہ نبی کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادات تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہوتا ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے جس طرح بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہوتا ہے۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کرلیتا ہے۔ لہذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۸) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کی سرداری چودھری اور زمیں دار کی طرح ہے

(عبارت) جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیں دار سوان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردا رہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

اہل سنت کا عقیدہ

وہابیہ کو عظمت شان انبیائے کرام کے اظہار کیلئے کیا اور کلمات نہیں مل سکے۔ ان کو اگر خلفاء اللہ ہی کہہ دیا ہوتا تو مسلمانوں کا دل تو نہیں دکھتا۔ اہلسنت کے نزدیک مراتب انبیائے کرام اور مراتب بشری سے بہت بلند ہیں۔

شرح شفا شریف مصری کے جلد ا ص ۳۲۰ پر ہے: رتبهم اشرف الرتب اى اشرف مرتب البشر فهو باجماع الامة ودرجاتهم ارفع الدرجات۔

باجماع امت انبیاء کے مراتب وادراکات بشر کے مراتب ودرجات سے اعلیٰ اور بہت بلند ہیں۔ لہذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت وجماعت کے بالکل خلاف ہے۔

عقیدہ (۹) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کی بڑے بھائی کے برابر تعظیم کی جائے العیاذ باللہ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارت

انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہئے اس حدیث سے معلوم کہ اولیاء وانبیاء وامام زادہ پر وشہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۸)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں انبیائے کرام سے اپنی برادری اور بھائی بندی کا رشتہ جوڑ کر ان کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنے کا حکم دیا اہلسنت کے نزدیک انبیائے کرام اپنی امتوں کے دینی باپ ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے: النبى اولىٰ بالمؤمنين من انفسهم واز واجه امهاتهم۔

(ترجمہ) نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

(تفسیر مدارک مصری جلد ۳ ص ۲۲۵) پر ہے: وفى قراءة ابن مسعود النبى اولىٰ المومنين من انفسهم وهو اب لهم وقال مجاهد كل نبى ابو امته ولذالك صار المومنون اخوة لان النبى صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم ابوهم فى الدين۔

ترجمہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں ہے کہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور وہ ان کا باپ ہے۔ اور مجاہد نے فرمایا ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے۔ اسی بنا پر تو مومنین آپس میں بھائی ہوئے کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دینی باپ ہیں۔ لہذا وہابیہ کا یہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۱۰) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کو وکیل وشفیع سمجھنے والا ابوجہل کی برابر مشرک ہے العیاذ باللہ

(عبارت) جو کوئی کسی بھی ولی کو یا امام وشہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا (بالوجاہت) شفیع سمجھے وہ اصلی مشرک ہے (تقویۃ الایمان ص ۳۵) ان کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر وشرک تھا سو جو کوئی کسی سے معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۸)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے انبیائے کرم کے وکیل وشفیع سمجھنے والوں کو ابوجہل کی برابر اصل مشرک قرار دیا اور شفاعت انبیا کا اصاف انکار کیا ور اہلسنت انبیاء کے وکیل وشفیع سمجھنے والوں کو مؤمنین کاملین جانتے ہیں اوران کی شفاعت کو حق مانتے ہیں۔

حدیث ابن ماجہ مطبوعہ دہلی کے ص ۳۳۰ پر ہے: یشفع یوم القیمة ثلثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء ۔ روز قیامت انبیاء اور علماء اور شہداء شفاعت کرینگے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ فقہ اکبر مصری کے ص ۳ پر فرماتے ہیں شفاعة الانبیاء علیهم الصلاة والسلام حق۔

انبیاء علیہم السلام کا شفاعت کرنا حق ہے لہٰذا وہابہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے اوران کے عقیدہ کی بناپر تمام امت مشرک ہے۔

عقیدہ (۱۱) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام کے معجزے سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کرسکتے ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) بسیار چیزست کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردن می شود حلانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اکمل واقوی ازاں ارباب سحر واصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۳۱ ج ۳)

بہت چیزیں کہ مقبولین کی معجزہ یا کرامت گنی جاتی ہیں ایسی بلکہ قوت وکمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کرسکتے ہیں۔

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے انبیائے کرام کو جادوگر اور طلسم والے سے گھٹایا اور جادو اور طلسم کو معجزے سے بڑھایا۔ اہل سنت کے نزدیک جادو اور طلسم خارق عادت ہی نہیں۔

چنانچہ تکمیل الایمان کے صفحہ ۷۵ پر ہے: 'وبہ حقیقت سحر وطلسمات وشعبدہ از خوارق عادت نبود۔ اور حقیقۃ جادو اور طلسم اور شعبدہ خوارق عادت سے نہیں۔ اسی لئے انکا مثل لاکر دوسرا معارضہ کر سکتا ہے۔

مواہب لدنیہ مصری کے جلد ا صفحہ ۳۴۷ پر ہے: السحر المقرون بالتحدی فانه یمکن

معارضته بالایمان مثله۔ وہ جادو جو دعوی مقابلہ کے ساتھ ہو تو اس کا مثل لاکر معارضہ ممکن ہے۔

اور معجزہ کی یہ تعریف ہے۔ شرح عقائد نسفی مطبوعہ انوار محمدی کے ص ۱۹۹ پر ہے:

المعجزة امر یظهر بخلاف العادة علی ید مدعی النبوة عند تحدی المنکرین علی وجه یعجز المنکرین عن الاتیان بمثله ۔

معجزہ ایسا امر ہے جو خلاف عادت مدعی نبوت کے ہاتھ سے منکروں کے مقابلہ کے وقت اس طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ منکرین اس کا مثل لانے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف اور مقابل ہوا۔

عقیدہ (۱۲) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام چوہڑے چمار ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارات:- ہمارا جب خالق اللہ اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں میں اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اس سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ (تقویۃ الایمان مذکور ص ۲۱)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

مسلمان چونکہ انبیاء واولیاء سے بھی علاقہ رکھتا ہے اور انھیں بخیال توسل واستمداد پکارتا ہے تو امام الوہابیہ نے اسی کے جواب میں کہا کہ بس خدا ہی کو پکارو اسی سے علاقہ رکھو۔ کسی چوہڑے چمار یعنی انبیاء اولیاء کا کیا ذکر کرتے ہو۔ اہلسنت کے نزدیک انبیاء کی محبت اوران سے علاقہ رکھنا تو ایمان کا کمال ہے جو بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ اور انبیا کو بوقت حاجت بخیال استمداد پکارنا سنت صحابہ ہے۔

شفاء قاضی عیاض میں ہے: ان عبدالله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما خدرت رجله فقیل له اذکر احب الناس الیك یزل عنك فصاح یا محمداه فانتشرت۔

(از شرح شفا مصری جلد ۲ ص ۴۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پائے مبارک سو گیا تو کسی نے عرض کیا آپ اپنے سب سے پیارے کو یاد کیجئے تو یہ بات دور ہو جائیگی۔ تو انھوں نے یا محمداہ پکارا تو پاؤں اچھا ہو گیا۔ لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ

عقیدہ اہلسنت کے خلاف بھی ہوا اور اس میں شان انبیائے کرام میں سخت بے ادبی اور گستاخی کی اور اپنی قلبی عداوت ودشمنی کا ثبوت دیا۔

عقیدہ (۱۳) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان مذکور ص ۱۶)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نجب ہر مخلوق کو کہا تو انبیاء کو بھی یہ شامل ہو گیا کہ وہ بھی مخلوق ہیں پھر جب لفظ بڑا کہا تو ظاہر ہے کہ مخلوقات میں بڑے انبیاء کرام ہی ہوتے ہیں تو وہابیہ کے نزدک انبیاء کرام چمار سے زیادہ ذلیل قرار پائے اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام اللہ کے نزدیک بڑی وجاہت وعزت والے ہیں۔

قرآن کریم میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا کان عند اللہ وجیھا۔

موسیٰ اللہ کے نزدیک وجاہت والا ہے۔

اور فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ ۔ ترجمہ عزت اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف اور قرآن کریم کے خلاف ہے اور شان انبیا میں سخت توہین ہے اور اہل اسلام کے لئے سخت دل آزاری کا کلمہ۔

عقیدہ (۱۴) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

تقویۃ الایمان ص ۶۳

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے انبیاء کو نعوذ باللہ پہلے تو چمار سے زیادہ ذلیل کہا مگر پھر بھی ان میں بنی آدم ہونے کا شرف تھا اس میں ذرہ ناچیز سے کمتر کہہ کر شرف بشری کو بھی ختم کر دیا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا ناپاک عقیدہ

۔اب اہلسنت کا عقیدہ دیکھئے کہ شرح شفا شریف مصری کے جلد ا ص ۳۲۰ پر ہے:

رتبھم اشرف الرتب ای رتب الموجودات ترجمہ انبیاء کے مرتبے تمام موجودات کے مرتبوں سے زیادہ بلند ہیں۔

اسی کے جلد ا ص ۹۷ پر ہے: الحمید الذی یحمدہ کل احد من مخلوقاتہ وھو حامد لانبیائہ واصفیائہ۔ اللہ وہ حمید ہے کہ جس کی مخلوقات میں سے ہر ایک حمد کرتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء واولیاء کی تعریف کرتا ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف بھی ہے اور شان انبیاء میں سخت توہین ہے اور مسلمانوں کے لئے سخت دل آزار ہے۔

عقیدہ (۱۵) وہابیہ کے نزدیک انبیائے کرام بوقت وحی بے حواس ہو جاتے ہیں العیاذ باللہ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارات:- اس کے دربار میں ان کا (انبیاء) کا تو یہ حال ہے وہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب ودہشت کے مارے دوسری بار اس کی بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے۔ (تقویۃ الایمان مذکور ص ۳۴)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ کے نزدیک بوقت نزول وحی انبیاء تو بے حواس ہو گئے اور دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے تو نہ بے حواسی میں احکام محفوظ رہ سکتے ہیں اور دوبارہ دریافت نہ کر سکے تو نہ احکام شرع حکم الٰہی ہو گئے۔ یہ ہے وہابیہ کا عقیدہ اور اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ بے حواسی کو غفلت لازم ہے اور انبیاء غفلت سے معصوم ہیں۔

شرح شفا کے جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ پر ہے: وجب القول بعصمۃ الانبیاء مما ذکر من الجھل باللہ تعالیٰ وصفاتہ ومن السھو واللھو والفترۃ والغفلۃ بعد النبوۃ قطعا۔

انبیاء کا اللہ تعالیٰ اور اس کے صفات کے جہل سے اور سہو اور لہو اور قصر اور غفلت سے معصوم کہنا واجب ہے۔ لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہوا اور انبیاء کو بے حواس کہہ کر ان کی شان میں کیسی گستاخی وبے ادبی کی۔

عقیدہ (۱۶) وہابیہ کے نزدیک اعمال میں امتی انبیائے کرام سے بڑھ

جاتے ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور ص ۵ مصنفہ قاسم نانوتوی۔

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں انبیائے کرام کے لئے صرف امتیاز علمی مانا اور اعمال میں امتیوں کو ان پر بڑھا دیا اور ان کی عملی فضیلت کا انکار کر کے ان کی توہین کی اہلسنت کے نزدیک یہ عقیدہ ہے مدارج النبوۃ مطبوعہ ناصری کے جلد ا صفحہ ۳۶ پر ہے "واعتقاد باید کرد کہ مکارم اخلاق ومحامد صفات از صورت وسیرت وجمیع کمالات وفضائل ومحاسن حاصل است مر تمام انبیاء ورسل را وایشاں راجح وفائق انداز تمامہ افراد بشری ورتبۃ ایشاں اشرف رتب ودرجہ ایشاں ارفع درجات است

اور یہ اعتقاد کرنا چاہئے کہ صورت وسیرت کے تمام بزرگ اخلاق عمدہ صفات اور سارے کمالات وفضائل اور اوصاف تمام انبیاء ومرسلین کو حاصل ہیں اور تمام افراد بشریٰ سے وہ حضرات فائق اور راجح ہیں اور ان کا رتبہ سب رتبوں سے بہت اور انکا درجہ تمام درجات سے بلند ہے لہٰذا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۱۷) وہابیہ کے نزدیک ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل ونظیر ہوسکتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے (تقویۃ الایمان)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان خصائص کا انکار کیا جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ومحال ہے۔ جیسے اول مخلوات اور خاتم النبیین سید المرسلین وغیرہ تو وہابیہ نے حضور کا ایک مثل ونظیر نہیں بلکہ کروڑوں مثل جائز مانکر سخت توہین کی اور تمام حضور کے خصائص کا انکار کیا ور اہلسنت کے نزدیک حضور کے عدیم النظیر ہونے پر ایمان لانا ایمان کا کمال ہے۔

مواہب لدینہ مصری کے جلد ا ص ۴۴۸) پر ہے۔ اعلم ان من تمام الایمان به صلی الله

تعالیٰ علیه وسلم الایمان بان الله تعالیٰ جعل خلق بدنه الشریف علی وجه لم یظهر قبله ولا بعده خلق ادمی مثله۔

جاننا چاہئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن شریف کی آفرینش اس شان کے ساتھ فرمائی کہ کوئی انسان آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے ہوا نہ بعد میں ہو لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی اہلسنت کے خلاف بھی ہوا اور اس میں سخت گستاخی وبے ادبی بھی کی۔

عقیدہ (۱۸) وہابیہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع ماننا شرک ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

عقائد وہابیہ مع اصل عبارت:- یا خود پیغمبر کو یوں سمجھے کہ شرع انھیں کا حکم ہے جو جی چاہتا ہے اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور یہی بات ان کی امت پر لازم ہوجاتی تھی سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نے اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع ماننا اور ان کے حکم کا امت پر لازم ہوجانا یہ دونوں امور شرک قرار دیئے اور اہل سنت حضور ﷺ کو شارع مانتے ہیں۔ مدارج النبوۃ کے ص ۱۵۷ پر ہے "احکام مفوض بود بوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہر چہ خواہد حکم کند۔

(اسی صفحہ پر ہے) شارع را می رسد کہ تخصیص کند ہر کرا خواہد بہر چہ خواہد: ترجمہ احکام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کئے گئے کہ جو کچھ چاہیں حکم فرمائیں شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ جس کسی کو چاہیں جو کچھ چاہیں خاص کردیں۔ اور قرآن کریم میں ہے ﴿ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نهکم عنه فانتهوا﴾ ترجمہ: رسول تمہیں جو کچھ دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ تو حضور شارع بھی ہوئے اور انکا حکم امت پر لازم بھی ہوا لہٰذا وہابیہ کا یہ باطل عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۱۹) وہابیہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز کے

مختار نہیں العیاذ باللہ تعالیٰ

(۱) جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان ص ۴۷)

(۲) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویۃ الایمان ص ۶۶)

(۳) ان کی خواہش نہیں چلتی (تقویۃ الایمان ص ۲۵)

(۴) کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں (تقویۃ الایمان ص ۳۳)

(۵) خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص ۱۱)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ کے یہ الفاظ دلخراش ہیں کہ نام اقدس کس بے ادبی سے لکھا اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مختار ہونے کا صاف انکار کر دیا اہلسنت کے نزدیک حضور کا نام کتب آسمانی میں مختار ہی آیا ہے اور ان کے اختیارات یہ ہے اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ شریف کشوری کے صفحہ ۳۲ پر ہے "تصرف وقدرت وسلطنت وی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ بر آن بود وملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عز وعلا در حیطۂ قدرت وتصرف وے بود" ترجمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور قدرت اور سلطنت مزید براں تھی ملک اور ملکوت جن اور انسان اور تمام عالم اللہ تعالیٰ کے تصرف اور قدرت دینے سے جور کے احاطہ قدرت وتصرف میں تھے۔

مواہب لدنیہ مصری کے ص ۶ پر ہے: اذا رام امرا لا یکون خلافہ۔ ولیس لذلك الامر فی الکون صارف : حضور جب کوئی بات چاہتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہوتا اور حضور کے چاہے کا جہاں میں کوئی پھیرنے والا نہیں ان عبارات سے حضور کا مختار کل ہونا ثابت ہو گیا لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہے اور توہین آمیز ہے۔

عقیدہ (۲۰) وہابیہ کے نزدیک نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا بیل اور گدھے کے تصرف میں ڈوب جانے سے بدتر

(عبارت) صرف ہمت بسوئے شیخ ومثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر خود است۔

(از صراط مستقیم مجتبائی ص ۸۶ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نے اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیسی سخت توہین کی کہ ان کی طرف خیال لے جانے کو بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کتنے درجوں بدتر ٹھہریا اور اہلسنت کے نزدیک بے ان کے خیال کے نماز ناقص ہے کہ التحیات کا پڑھنا واجب ہے، اس میں السلام علیك ایها النبی ۔اور۔اشهد ان محمدا عبده ورسوله، ہے اور ان کے پڑھتے وقت ضرور حضور کی طرف خیال جائیگا۔

اسی لئے میزان امام شعرانی مصری کے جلد ا صفحہ ۱۵۴ پر ہے: انما امر الشارع المصلی بالصلوة والسلام علی رسول الله ﷺ فی التشهد لینبه الغافلین فی جلوسهم بین یدی الله عز وجل علی شهود نبیهم فی تلك الحضرة فانه لا یفارق حضرة الله تعالیٰ ابدا فیخاطبو نه بالسلام مشافهة۔

شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عظمت کے ساتھ بیٹھے ہیں انھیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں نبی علیہ السلام کو دیکھیں اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ حضور پر سلام عرض کریں لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے اور سخت توہین آمیز ہے۔

عقیدہ (۲۱) وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) فرمایا (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کرو۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کیا میں سجدہ کے لائق ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۵)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

امام الوہابیہ نے ایک جرأت تو یہ کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مر کر مٹی میں ملنے والا کہا دوسری دلیری یہ کی کہ اس نے ناپاک قول کا حضور پر افتراء کیا اور مر کر مٹی میں ملنے کا یہ مقصد ہے کہ جسم گل کر خاک ہو اور خاک میں خاک مل جائے اور یہ صریح توہین ہے اہلسنت کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں بحیات جسمانی دنیاوی زندہ ہیں۔

حدیث ابن ماجہ میں ہے: ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ (از مشکوۃ ص ۱۲۱)

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔

مدارج النبوۃ کے صفحہ ۱۵۸ پر ہے: پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ است در قبر خود ہمچنیں انبیاء علیہم السلام۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام

مواہب لدنیہ کے جلد ۱ صفحہ ۴۲۰ پر ہے: قد ثبت ان اجساد الانبیاء لا یبلی۔

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انبیاء کے اجسام بوسیدہ ہو کر خاک نہیں ہوتے لہٰذا عقیدہ وہابیہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے۔

عقیدہ (۲۲) وہابیہ کے نزدیک حضور خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) اول معنی خاتم النبین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

(تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور مصنفہ مولی قاسم نانوتوی)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا اس کو فہم عوام بتایا کہ فہم خواص کے خلاف ٹھہرا اس کو نا قابل فضیلت قرار دیا اور یہ صریح توہین ہے اور اہلسنت خاتم النبیین کے معنی آخر

الانبیاء ہی کرتے ہیں اور یہی معنی خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے۔

امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں یہ حدیث روایت کی۔ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (جامع صغیر مصری جلد ۲ صفحہ ۶۵)

بیشک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی میں آخر الانبیاء ہوں۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیا نہ ماننے والا کافر ہے۔

چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر میں ہے۔ اذا لم یعرف ان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔

(الاشباہ والنظائر مع شرح کشوری صفحہ ۲۶۷)

جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ پہچانا وہ مسلمان نہیں کہ وہ ضروریات دین سے ہے) لہٰذا یہ عقیدہ وہابیہ بھی عقیدہ اہلسنت کے بالکل خلاف ہوا۔

عقیدہ (۲۳) وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم زید و عمر اور ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں چوپایوں کی برابر ہے العیاذ باللہ تعالیٰ

(عبارت) پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کہ کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (از حفظ الایمان مطبوعہ بلالی سیٹم پریس ساڈورہ مصنفہ اشرفعلی تھانوی)

عقائد اہلسنت و جماعت مع عبارات

وہابیہ نے اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کیسی صریح تو ہین و تنقیص اور کتنی سخت گستاخی و بے ادبی کی کہ حضور کے علم کو بچوں پاگلوں بلکہ جانوروں و چوپایوں کی برابر ٹھہرایا اور حضور کی علمی فضیلت کی فوقیت کو بالکل میٹ دیا یہ صریح کفر ہے اور اہلسنت کا عقیدہ وہ ہے جو عبارت زرقانی سے عقیدہ نمبر ۷ میں منقول ہوئی کہ غیر نبی کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں نبی سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔

مدارج النبوۃ میں ہے۔ وبود آں حضرت در کمال عقول در مرتبہ کہ نہ رسید آن را ہیچ بشرے جز

وے۔ (مدارج النبوۃ جلد ا ص ۴۸)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال عقل وعلم کے بلند مرتبہ پر ہیں جس تک سوا ان کے کوئی آدمی نہ پہنچ سکا تو جب کوئی عاقل انسان ان کے مرتبہ اعلی تک نہ پہونچ سکا تو بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کا ذکر کر کے انھیں علمی، مساوات کے لئے پیش کرنا توہین ہے اور علمی مساوات بھی جب ہوسکتی ہے کہ علمی کمال کی کوئی ایسی حد ہو جس پر ترقی کی انتہا ہوگئی ہو اور پھر اس حد پر اطلاع حاصل ہو۔

فتاوی حدیثیہ مصری کے صفحہ ۸ پر ہے: ان مقامه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وکماله یقبل الزیادة فی العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلی ان غایات کماله لاحد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقی فی تلك المقامات العلیة والدرجات السنیة بما لایطلع علیه ولایعلم کنهه الا الله تعالیٰ ۔

بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام اور کمال علم اور ثواب اور تمام مرتبوں اور درجوں میں زیادتی کو قبول کرتا ہے علاوہ ازیں حضور کے حدود کمال کی نہ آخری حد ہے نہ کوئی انتہا ہے بلکہ حضور ان مقامات علیہ اور درجات رفیعہ میں ہمیشہ ایسی ترقی فرماتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ ہی مطلع ہے اور وہی اس کی کنہ کو جانتا ہے۔ لہٰذا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمی کمال کی کوئی انتہائی حد ہی متعین نہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں۔ تو پھر علم حضور علیہ السلام اور زید وصبی ومجنون اور حیوانات وبہائم سے برابری اور مساوات ثابت کرنا کیسی گندی گالی اور کتنی صریح تنقیص ہے مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جسے مسلمان کا قلب ایک لمحہ کیلئے برداشت نہیں کرسکتا العیاذ باللہ لہٰذا یہ عقدہ وہابیہ تو بالکل عقیدہ اسلام کے خلاف قرار پایا۔

عقیدہ (۲۴) وہابیہ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد شیطان اور ملک الموت کا علم ہے العیاذ باللہ

(عبارت) الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے

(براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ ص ۵۱ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری)

ص ۵۴ پر ہے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۲)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عملی فضیلت کو اسی طرح گھٹایا تھا کہ امتیوں کے اعمال کو بڑھا دیا تھا جس کا ذکر عقیدہ نمبر ۱۶ / میں گذرا اور عقیدہ نمبر ۲۳ میں حضور کے علم کو نہ فقط عاقل انسان بلکہ بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے برابر ٹھہرایا تھا لیکن اس پر بھی صبر نہ آیا تو اس نے شیطان وملک الموت کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پر بڑھا دیا اور فضیلت علم کا صاف انکار کر دیا تو حضور کو نہ عملی فضیلت میں فوقیت باقی رہی نہ علمی فضیلت میں یہ کیسی صریح توہین وتنقیص اور کتنی سخت تر گستاخی اور بے ادبی ہے العیاذ باللہ اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم محیط زمین کا بعطاء الٰہی حاصل تھا۔

قرآن کریم میں ہے: ﴿ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنهار لاٰیات لاولی الالباب﴾

یعنی بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

اور عقل والوں میں سب سے بلند مرتبہ ہمارے حضور کا ہے تو علم زمین حضور کو حاصل ہوا۔

اور حدیث شریف میں ہے: ان الله زوی لی الارض فرائیت مشارقها ومغاربها ۔

(از مشکوۃ شریف ص ۵۱۲)

حضور نے فرمایا بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں اس کے مشرقوں ومغربوں کو یعنی تمام زمین کو دیکھا۔ اور حدیث ترمذی میں ہے " فعلمت ما فی السموات والارض "

(مشکوۃ ص ۶۹)

اشعۃ اللمعات میں اس کا ترجمہ لکھا: پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا وہر چہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطہ آن۔ (اشعۃ اللمعات ص ۳۳۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا اور یہ

تمام علوم جزئی وکلی کے حاصل ہونے اوران ے احاطہ کرنے سے تعبیر ہے توان نصوص سے حضور کا علم محیط زمین کا ثابت ہوگیا۔اب باقی رہا آپ کا علم الخلق ہونا تو یہ بھی تصریحات سے ثابت ہے۔

مدراج النبوت کے جلد اص ۳ پر ہے "وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داناست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی واحکام صفات حق واسماء افعال واثار وجمیع علوم ظاہر وباطن اول واخر احاطہ نمودہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ"

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام چیزوں وشیونات ذات الٰہی اور احکام صفات حق اور اسماء افعال واثار کے جاننے والے ہیں اور تمام علوم ظاہر وباطن اول وآخر پر احاطہ فرمائے ہوئے اور ہر ذی علم کے اوپر عالم ہونے کے مصداق ہوگئے

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری مخلوقات سے زائد عالم ہیں اور جو آپ کو مخلوقات سے اعلم نہ جانے تو آپ کی تنقیص شان کرتا ہے۔

چنانچہ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض کے جلد ۴ ص ۳۳۵ پر ہے "من قال فلان اعلم منه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقد عا به ونقصه"

جس نے کہا کہ فلاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے تو اس نے حضور کو عیب لگایا اوران کی تنقیص کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شیطان وملک الموت کو زیادہ علم ثابت کرنا حضور کی شان میں عیب ونقص کرنا ہے جو صریح کفر ہے لہٰذا وہابیہ کا یہ عقیدہ بھی عقیدہ اہلسنت کے خلاف ہے اور اس میں شان اقدس میں سخت توہین وگستاخی ہے۔

عقیدہ (۲۵) وہابیہ کا کلمہ شریف لا الہ اللہ اشرفعلی رسول اللہ اور درود شریف اللہم صلی علیٰ سیدنا ونبینا ومولا اشرفعلی ہے

(عبارت) کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام (یعنی اشرفعلی) لیتا ہوں اتنے میں دل ک اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے نام اشرفعلی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔دو

تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے ۔لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی۔زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا۔لیکن حالت خواب وبیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے۔اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کی تدارک میں رسول اللہ پر درود شریف پڑھتا ہوں۔لیکن پھر بھی کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں۔خواب نہیں۔لیکن بے اختیار ہوں۔مجبور ہوں۔زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں دقت رہی۔خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں انتہی بلفظہ۔

الامداد مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ منقولہ سیف یمانی مصنفہ مولوی منظور نعمانی۔

جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(از سیف یمانی ص ۳۸)

عقائد اہلسنت وجماعت مع عبارات

وہابی مرید کا تو یہ حال تھا کہ وہ غلط کلمہ پڑھتے ہوئے غلطی کا خیال بھی کرتا ہے صحیح کلمہ پڑھنے کا ارادہ بھی کرتا اور خواب سے بیدار ہو کر بھی اپنی غلطی کا خیال بھی آیا اور بغرض تدارک درود شریف بھی پڑھا اور باوجودیکہ وہ بیدار ہے ہوش حواس درست ہے یہ سمجھ رہا ہے کہ میں غلط کلمے بک رہا ہوں اس کی صحیح کا قصد بھی کر رہا ہے تو پیر تھانوی کو یہ جواب دینا تھا او کمبخت کسی مسلمان سے کلمہ شریف میں خواب میں بھی غلطی نہ ہوتی ہے اور نام اقدس کی جگہ کسی دوسرے کے نام کا وہم بھی نہیں ہوتا اور تیرا حال اور زیادہ خطرناک ہے کہ تو نے دو تین بار اپنی غلطی کی تصحیح کرنی چاہی اور پھر صحیح کلمہ زبان پر ادا نہ ہوا۔اور پھر اے خبیث تو نے بیدار ہو جانے کے بعد بدرستی ہوش وحواس درود شریف میں کلمہ نبی کے بعد میرا نام اشرفعلی لے کر کفر بکا اور دن بھر یہ کفر بکتا رہا اور اپنی مجبوری زبان اور بے اختیاری کا جھوٹا عذر کرتا ہے۔تو جلد استغفار وتوبہ کر مجھے تیرے سوال سے سخت تکلیف ہوئی۔خبردار آئندہ ایسی بات جلد پھر نہ ہونے پائے

۔مگر پیر نے بجائے اس کے اس مرید کو اور پختہ کر دیا اور یہ کہہ کر خوب جما دیا کہ میرا تتبع سنت ہونے کی تسلی اسی طرح ہوئی کہ تو کلمہ لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ کو اور درود اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مو لا نا اشرفعلی کو خوب پڑھا کر اور پیر کے تتبع سنت ہونے کی تسلی ایک مرید کو کیا تمام مریدین ہی کو چاہئے تو یہ تعلیم ہے کہ سارے مریدین یہی کلمہ اور یہی درود ہمیشہ پڑھا کریں اسی لئے یہ خط چھاپا اور شائع کیا ہے۔اہلسنت کے نزدیک ہر دعوی بے اختیاری پر دلیل شرعی درکار ہے اور ظاہر ہے کہ شخص مذکور کے سر پر کوئی تلوار لئے ہوئے نہ تھا جس سے مجبوری ہوتی۔نہ اس نے اپنا شراب پینا ذکر کیا جس کی بنا پر اس کی زبان قابو میں نہیں تھی۔اور زبان بہکنے کی حالت ایک حرف یا ایک آدھ کلمہ کیلئے ہوتی ہے اور منٹ دو منٹ تک رہتی ہے نہ کہ دن بھر بہکے۔دوسرے دن زبان اور دل میں لڑائی رہے کہ دل تو تصحیح چاہتا اور زبان ایک مستقبل حیوان تھی جو سرکشی کرتی رہی اور دن بھر قابو میں نہ آئی اور کفر ہی بکتی رہی۔لہٰذا ایسا زبان بہکنے کا دعوی نہ عذر ہو سکتا ہے اور نہ قابل قبول اور نہ اس سے راضی ہونے والے کفر سے بچ سکتے ہیں۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں "لا یعذر احد فی الکفر بالجھالۃ و لا بد عوی زلل اللسان" (شرح شفا مصری جلد۲ص۴۲۹)

اس کی شرح نسیم الریاض میں ہے "واقحم لفظ دعوی فی قولہ دعوی زلل اللسان لان مرادہ انہ اذا تکلم بذلك وشھداظاھر حالہ علی قصدہ ثم قال انما قلتہ زللا لا تقبل منہ قولہ (نسیم الریاض جلد۲ص۳۸۹)

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ کفر میں نادانی اور زبان بہکنے کا دعوی کرنے سے کوئی شخص معذور سمجھا نہیں جاتا جب اس نے کفری قول کہا اور ظاہر حال اس کے قصد کی شہادت دیتا ہے پھر اس نے یہ کہا میں نے تو سے زبان بہکنے کے حال میں کہا تو اسکی یہ بات مقبول نہیں ہوگی لہٰذا وہابیہ کے نزدیک تھانوی کے تتبع سنت ہونے کی تسلی جب ہی حاصل ہوگی کہ کلمہ اور درود شریف میں اشرفعلی کا نام لیا کریں اور اس کو نبی اور رسول کہا کریں اور عقیدہ اہلسنت میں اشرفعلی کو نبی یا رسول کہنا صریح کفر ہے تو وہابیہ کا یہ کلمہ اور درود اہلسنت کے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور درود شریف اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مو لا نا محمد کے بالکل خلاف ہے۔

تبلیغی جماعت صرف کلمہ شریف کی کیوں تبلیغ کرتی ہے

اس چودھویں صدی میں صرف تبلیغ کلمہ شریف کے نام سے یہ جماعت بنائی گئی اور ان لوگوں نے

اس کو قائم کیا ہے جن کا پرانا اصول یہ ہے کہ جو چیز بایں ہیئت کذائی قرون ثلثہ میں نہ پائی جائے تو وہ بدعت وضلالت ہے اور روایات صحیحہ سے قرون ثلثہ میں اہل اسلام ہی کے لئے صرف کلمہ شریف کی تبلیغ ہی کے لئے بایں ہیئت کذائی کسی جماعت کا وجود ثابت نہیں تو اصول وہابیہ کے لحاظ سے اس تبلیغی جماعت کا قیام بدعت وضلالت ٹھہرا اور اس جماعت کے تمام افراد بدعتی وضال قرار پائے۔

لیکن لطف یہ ہے کہ ادھر تو وہابیہ خاص کلمہ شریف کی مجلس یعنی مجلس سوئم کو منہ بھر بھر کر بدعت سیئہ کہیں اور پنجوقتہ جماعت نماز کے بعد کلمہ شریف ہی کی تبلیغی جماعت کو مجاہدین اسلام کے نام سے پکاریں اور ان جاہلوں دہاتیوں کو صحابہ کرام سے افضل کہیں۔اور ان نا اہل مبلغین کا انتہائی اعزاز کریں۔ان جہال کو مسند رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر واعظ بنا کر بٹھائیں۔اور ان کے ایسے بیانات کرائیں جو غلط روایات صحابہ کرام کے بے اصل واقعات لغو حکایات، باطل عقائد، غلط مسائل پر مشتمل ہوں۔اور وہابیہ کے وہ علماء ان بیانات کو سنیں جو صحیح روایات سے بھی میلاد شریف اور ذکر شہادت کے بیان کو حرام کہتے ہیں اور وہ علماء وہابیہ نہ کبھی مبلغین تبلیغی جماعت کے غلط بیانات پر گرفت کریں۔نہ بیان پر کسی طرح کا فتوے لگائیں بلکہ ان کی تبلیغ کو اسلامی تبلیغ کہیں اور ان کی ہر غلطی کی تصحیح کرنے کی امکانی سعی کریں۔

مسلمانو! دکھانا یہ ہے کہ جنھوں نے ہمیشہ کلمہ شریف پڑھنے کو بدعت سیئہ قرار دیا ہے وہ آج صرف کلمہ شریف ہی کی تبلیغ کے لئے جماعت تیار کر رہے ہیں تو وہ حقیقۃ دجل وفریب مکر و کید ہے کہ اس کے پیچھے وہ وہابیت کی تبلیغ کی جا رہی ہے اور عوام میں اپنا اعتماد و پیدا کیا جا رہا ہے اور اس ذریعہ سے وہابیت کے خلاف پھیلی نفرت کو دور کرنا مقصود ہے۔اور ناواقفوں کے قلوب میں اپنی نمائشی خدمات کے اثرات پیدا کرنے منظور ہیں۔اور اس کے ضمن میں علماء وہابیہ کی عظمت ووقار قائم کرنا اور علماء اہلسنت وجماعت سے بیزاری ونفرت پیدا کرنا ہے۔

تبلیغی جماعت کا دعوی

اس تبلیغی جماعت کا دعوی تو یہ ہے کہ ہماری جماعت صرف کلمہ شریف ہی کی تبلیغ کرتی ہے اور کبھی اہلسنت اور وہابیہ کے اختلافی عقائد ومسائل کا ذکر نہیں کرتی۔لیکن یہ صریح کذب اور جھوٹ ہے اور واقعہ اس دعوے کے بالکل خلاف ہے۔میں خود اپنا مشاہدہ پیش کرتا ہوں کہ وہ علاقہ میوات جہاں سے اس جماعت کی ابتدا ہوئی اور اس وقت اس کا مرکز قصبہ نوح بنا ہوا تھا میں میوات کے قصبہ نوح میں پہنچا اور چند جگہ دورہ کیا۔لہٰذا میں نے اس نوح اور اس کے گردونواح میں دیکھا کہ جہاں جہاں اس تبلیغی جماعت

کا زیادہ دورہ ہوا ہے تو وہاں کے لوگ وہابی ہو گئے اور ایسے سخت وہابی ہوئے کہ شب میں کئی مرتبہ ہم لوگوں پر حملہ آور ہوئے۔ ہمارے میزبانوں نے رات بھر ہمارا پہرہ دیا بلکہ جس کو شک ہو تو وہ آج بھی ہر اس مقام پر جا کر تحقیق کر لے جہاں اس جماعت کی زیادہ آمد ورفت ہے تو اسے ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہو جائی گی کہ یہ کلمہ شریف کی تبلیغ نہیں ہے بلکہ درحقیقت وہابیت کی تبلیغ اور کلمہ شریف کا صحیح کا نام لیکر اہلسنت سے گفتگو کا ذریعہ پیدا کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ سوانح میں صاف لکھدیا۔

انھیں اس کلمہ ہی کے ذریعہ تقرب پیدا کیا جائے اور اسی کے ذریعہ خطاب کیا جائے۔

(از سوانح ص ۲۷۶)

تو اس عبارت سے صاف اور نہایت روشن طور پر ثابت ہو گیا کہ تبلیغ میں کلمہ شریف کا نام محض براہ فریب لیا جاتا ہے اور اس کو فقط اہلسنت سے خطاب و گفتگو کا ذریعہ بنایا جاتا ہے اور دراصل وہابیت کی تبلیغ کرنا اس جماعت کا مقصد اعظم ہے۔

اور اگر اس سے بھی قطع نظر کر لیجئے تو یہ تبلیغی جماعت جہاں پہونچتی ہے وہاں اپنی حیثیت مبلغ وواعظ ہونے کی ظاہر کرتی ہے پھر اگر وہاں کے ساکن اس جماعت سے دریافت کریں کہ میلاد شریف گیارھویں شریف فاتحہ عرس کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ تو اگر اس جماعت کے مبلغین کچھ جواب نہیں دیتے ہیں تو ان کی مولویت اور مبلغیت ختم ہوئی جاتی ہے۔ لہٰذا اپنے وقار کے باقی رکھنے کے لئے ضرور جواب دینگے۔ پھر اگر ان چیزوں کو جائز کہتے ہیں تو خود اپنے ضمیر ومسلک کے خلاف اور اپنے بانی جماعت کے عقیدہ ومذہب کیخلاف ہے تو یہ کیسے ممکن ہے۔ تو لامحالہ ان سب امور کو بدعت سیئہ اور ناجائز وحرام بتائیں گے لہٰذا یہی تو وہابیت کی تبلیغ ہوئی۔

اب باقی رہا ان کا یہ فریب کہ یہ صرف کلمہ شریف ہی کی تبلیغ کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جماعت تمام اہل سنت کو اپنی مذہبی کتابوں کی رو سے مشرک اور کافر جانتی ہے۔ تقویۃ الایمان میں امام الوہابیہ نے صاف لکھدیا۔

جو کوئی کسی انبیاء واولیاء کی اماموں یا شہیدوں کی نذر مانے مشکل کے وقت ان کو پکارے اپنی اولاد کا نام عبدالنبی امام بخش پیر بخش رکھے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچل جھلے اس پر شامیانہ کھڑا کرے ہاتھ باندھ کر التجا کرے وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر

کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے یا یوں کہیں کہ اللہ ورسول چاہے گا تو میں آؤنگا (اسی قسم کی بہت سی چیزیں شمار کرنے یہ حکم لکھا) سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ (دیکھو تقویۃ الایمان ص ۱۲ تا ۱۴)۔

اس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ انبیاء واولیاء کی نذر کرنے والا مشرک ہے۔ مشکل کے وقت یارسول اللہ یا علی یا غوث پکارنے والا مشرک ہے۔ عبدالنبی، عبدالرسول، غلام نبی، غلام رسول، غلام علی، غلام امام، غلام حسن، غلام حسین، غلام غوث، غلام محی الدین، غلام معین الدین، نبی بخش، علی بخش، امام بخش، حسین بخش، مدار بخش، سالار بخش، پیر بخش، وغیرہ نام رکھنے والے مشرک ہیں۔ قبر کو بوسہ دینے والا مشرک۔ قبر پر مورچل جھلنے والا مشرک۔ قبر پر شامیانہ کھڑا کرنے والا مشرک۔ اس پر ہاتھ باندھ کر دعا کرنے والا مشرک۔ قبر کے گرد پیش کا ادب کرنے والا مشرک۔ قبر کی طرف دور دور سے قصد کر کے جانے والا مشرک۔ قبر پر روشنی کرنے والا مشرک۔ قبر پر غلاف ڈالنے والا مشرک۔ لہٰذا اس عبارت سے تمام اہلسنت وجماعت مشرک قرار پائے۔

نیز تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان میں صاف لکھا۔

اس زمانہ میں ہندوستان مسلمانوں میں ہزاروں نئی باتیں اور نئے عقیدے اور رسم ورسوم جو رائج ہیں اور جہاں اس میں گفتار ہے جیسے لڑکا پیدا ہوتے وقت بندوقیں چھوڑنا، چھٹی کرنا، بسم اللہ کرنا، شادی کی منگنی کرنا، سہرا باندھنا، محرم کی محفلیں کرنا، ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا، اور جب وہ ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے کھڑے ہو جانا، ربیع الثانی کی گیارھویں کرنا، شعبان میں حلوا پکانا، رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبہ الوداع پڑھنا، عید کے روز سویاں پکانا، اور بعد نماز عیدین کے بغل گیر ہو کر ملنا یا مصافحہ کرنا، کفن کے ساتھ جانماز اور چادر بھی ضرور بنانا، اور کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا، قبر میں قل کے ڈھیلے اور شجرہ رکھنا، اور تیجہ دسواں چالیسواں اور چھ ماہی اور برسی عرس تک کرنا قبروں پر چادریں ڈالنا، مقبرے بنانا، قبروں پر تاریخ لکھنا، وہاں چراغ جلانا، دور دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا، اور توشے کرنا اور مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا (اور بہت سی چیزیں شمار کر کے سب کا حکم یہ دیا) جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لیا چاہئے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں۔

(تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان ص ۸۶ تا ۸۸)

اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ بوقت پیدائش بندوقیں چھوڑنے والا کافر۔ چھٹی کرنے والا کافر۔ بسم اللہ کی محفل کرنے والا کافر۔ منگنی کرنے الا کافر۔ سہرا باندھنے والا کافر، محرم کی محفلیں کرنے والا کافر، مولود شریف کی محفل کرنے والا کافر، قیام کرنے والا کافر، گیارھویں کرنے والا کافر، شعبان میں حلوا پکانے والا کافر، خطبہ الوداع پڑھنے والا کافر عید کی سویاں پکانے والا کافر، عیدین کا معانقہ کرنے والا کافر، مصافحہ کرنے والا کافر کفن کے ساتھ جانماز بنانے والا کافر۔ اور چادر بنانیوالا کافر، کفنی پر کلمہ لکھنے والا کافر قبر میں قل کے ڈھیلے رکھنے والا کافر اور شجرہ رکھنے والا کافر، تیجہ کرنے والا کافر دسواں کرنے والا کافر، چالیسواں کرنے والا کافر چھ ماہی کرنے والا کافر برسی کرنے والا کافر عرس کرنے والا کافر، قبر پر چادر ڈالنے والا کافر، مقبرہ بنانے والا کافر، قبر پر تاریخ لکھنے والا کافر۔ قبر پر چراغ جلانے والا کافر قبر پر سفر کر کے جانے والا کافر، توشہ کرنے والا کافر، مقلد کے لئے تقلید کو کافی جاننے والا کافر۔

یہ وہابیہ کی کفر کی مشین ہے اس سے تمام اہلسنت وجماعت کافر ٹھہرے تو وہابیہ کی ان ہر دو شرکی وکفری مشینوں سے تمام اہل اسلام مشرک وکافر قرار پائے اور کوئی سنی العقیدہ ان کے نزدیک مسلمان نہیں رہا۔

یہ تبلیغی جماعت اسی بنا پر اہلسنت کو کلمہ شریف کی تلقین کر کے اپنے ہم خیال اور مذہب کے حکم سے پہلے اپنے نزدیک مسلمان بناتی ہے اور کلمہ شریف کی اس بنیاد پر تبلیغ کرتی پھرتی ہے۔

مسلمانو! یہ ہے اس الیاسی تبلیغی جماعت کے صرف کلمہ شریف کے تبلیغ کرنے کی حقیقی بنیاد اور اصلی وجہ۔ ورنہ مسلمانوں میں آج تک صرف کلمہ شریف کی تبلیغ کیلئے کوئی جماعت نہ قرون ثلثہ میں بنی نہ اور کسی صدی میں تیار ہوئی بلکہ اس کلمہ والی جماعت کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ یہ مسلمانوں میں اپنا اثر واقتدار اور اعتماد واعتبار پیدا کرنے کے بعد اپنا خاص مذہبی دیوبندی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کی تبلیغ کریگی اور دیوبندی عقائد ومسائل کی تعلیم دے گی اور عوام اہلسنت کو وہابی بنائیگی اور عقائد اہلسنت اور احکام دین کو شرک وکفر اور بدعت وحرام ٹھہرائیگی کیونکہ اس جماعت کو اسی مقصد کیلئے بنایا گیا ہے۔

الیاسی تبلیغی جماعت صرف نماز ہی کی کیوں تبلیغ کرتی ہے

ہمارے نزدیک افضل العبادات اہم الفرائض احب الاعمال نماز ہے اور اس کی تاکید اور مداومت کے ذکر میں اکثر احادیث وارد ہیں۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اس کا ایک ہی وقت کا قصداً

چھوڑنے والا فاسق ہے تو نماز کی تبلیغ جس طرح ضرور ہے اسی طرح اور فرائض کی تبلیغ بھی ضروری ہے مثلاً اس مانہ میں زکوۃ نہ دینے والے تارکین صلوہ سے زیادہ ہیں بلکہ ایسے بھی بکثرت مسلمان موجود ہیں جو صوم وصلوۃ کے تو بہت پابند ہیں لیکن زکوۃ کے نام سے ایک پیسہ نہیں دیتے اسی طرح اور فرائض کتنے ترک کئے جارہے ہیں اور کس قدر مناہی ومحرمات کا ارتکاب کیا جارہا ہے تو اس پر آشوب دور کا اقتضا تو یہ تھا کہ ہر فرض کے امتثال کے لئے تبلیغ کی جائے ہر منکر ومحرم سے بچانے کی سعی کی جائے۔

لیکن تبلیغی جماعت کی تمام کوشش پوری سعی صرف تبلیغ صلوۃ کے لئے اس حقیقت پر مبنی ہے کہ تمام اہلسنت وجماعت اپنی نمازوں میں باوجود توجہ تام الی اللہ کے ہر ہر رکن نماز میں موافقت فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رکھیں کہ ہمارا قیام وقراۃ رکوع وسجود قومہ وقعود کوئی فعل حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال کے خلاف نہ ہو تو ان کا کوئی رکن خیال رسول اللہ سے خالی نہیں ہو۔ تو پھر الحمد شریف میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور ان آیات میں جن میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صراحۃ ذکر ہے بصد تعظیم وتوقیر حضور کی طرف قصد اخیال ہوتا ہے۔ اور تشہد میں السلام علیک ایھا النبی اور اس کے بعد درود شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف عظمت وقار کے ساتھ ساتھ خیال جاتا ہے۔ نیز بوقت سنتوں کی نیت کے جب یہ کہتا ہے کہ سنت رسول اللہ کی تو حضور کا خیال آتا ہے اور تبلیغی جماعت نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے کو نہ فقط مکروہ وحرام بلکہ کفر وشرک کہتی ہے۔

چنانچہ ضمن عقائد میں صراط مستقیم کی عبارت میں صاف منقول ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

نماز میں زنا کرنے کا وسوسہ اور اپنی بیوی سے جماع کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر اور اس کے ماننداور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کتنوں درجے بدتر ہے کہ ان کا خیال انسان کے دل میں تعظیم وتوقیر کے ساتھ قرار پکڑتا ہے بخلاف گدھے اور بیل کے خیال کے کہ ان سے نہ تو ایسی چسپیدگی ہوتی ہے نہ ان کی ایسی تعظیم کی جاتی ہے بلکہ یہ ذلیل وحقیر ہیں اور نماز میں غیر خدا کی تعظیم وتوقیر کا ملحوظ ومقصود ہونا شرک کی طرف کھینچتا ہے۔ (صراط مستقیم مجتبائی ص ۸۶ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی)

اس عبارت نے یہ بات ظاہر کر دیکہ ان تبلیغی وہابی جماعت کے نزدیک تمام اہلسنت کی نمازیں عبادت نہیں ہیں بلکہ کفر وشرک ہیں اور سب اہلسنت وجماعت کافر ومشرک ہیں اس بنا پر تبلیغی جماعت

کے بانی نے اہلسنت کی نمازوں کو قابل اصلاح ولائق تبلیغ ٹھہرایا اور صرف نماز ہی کی تبلیغ کی خاطر یہ مبلغین کی جماعت تیار کی ہے جو لوگوں کو اپنا یہی مذہب اور عقیدہ تعلیم دیگی کہ نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال کا لیجانا وسوسہ زنا اور جماع زوجہ کے خیال سے بدتر ہے اور گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے کتنے درجے بدتر ہے۔ لہٰذا یہ تبلیغی جماعت اتنی تو کھل کر تعلیم کرنے لگی ہے کہ سنتوں کی نیت کرتے وقت صرف سنت ہی کہا کرو اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز مت کہو باوجودیکہ مسلمان اگر صرف سنت بھی کہتا ہے تو اس سے اس کی مراد سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتی ہے لیکن وہابی تبلیغی جماعت نے صاف کھل کر کہہ دیا کہ سنت رسول مت کہو بلکہ صرف سنت کہا کرو حالانکہ وقت نیت خارج صلوۃ کا وقت ہے تو جب یہ لوگ خارج نماز میں بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لینا گوارہ نہیں کرتے تو نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے کو کس طرح گوارہ کر سکتے ہیں بلکہ یہ صاف طور پر اس کو شرک جانتے ہیں۔

مسلمانو! اب سمجھو کہ اہلسنت وجماعت کی نماز میں اور اس تبلیغی جماعت کی نماز میں کس قدر زبردست فرق ہے جو لوگ اپنی ناواقفی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ نماز میں تو کوئی اختلاف اور فرق نہیں ہے وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اہلسنت کی نماز اس تبلیغی جماعت کے نزدیک نہ صرف عبادت ہی نہیں ہے بلکہ شرک ہے اسی بنا پر یہ وہابی جماعت ناواقف اہلسنت کو پہلے کلمہ پڑھوا کر مسلمان کرتی ہے پھر انہیں نماز کی تبلیغ کرتی ہے اور وہابی نماز سکھاتی ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال نہ آئے اور ان کی متابعت اور موافقت کا تصور نہ پیدا ہو۔ بالجملہ ان کے صرف تبلیغ صلوۃ میں یہ راز ہے نیز تبلیغ صلوۃ کا نام لیکر اہلسنت کو وہابی دیوبندی بنانا مقصود ہے۔ چنانچہ خود الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت نے صاف طور پر کہا:

سوانح میں ہے۔

ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوۃ ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم (یعنی دیوبندی قوم) پیدا کرنی ہے۔ (سوانح ص ۲۲۶)

اس عبارت سے بانی جماعت کا مدعا اور غرض صاف طور پر ظاہر ہوگئی کہ اس تبلیغی جماعت کے وفود اور دورے نماز کی تبلیغ کے لئے ہرگز ہرگز نہیں ہیں تبلیغ صلاۃ کو براہ فریب عوام اہلسنت سے ربط

وملاقات کرنے اور اپنی طرف متوجہ کرنے کا وسیلہ وذریعہ بنا رکھا ہے بلکہ یہ ساری نقل وحرکت تبلیغ واشاعت ہی کے پردہ میں نئی قوم (وہابی جماعت) کے بنانے کیلئے ہے لہٰذا ہمارے ناواقف عوام اہلسنت وجماعت ان کے تبلیغ صلاۃ کے فریب میں نہ پھنسیں اور ان کے طریقہ نماز کو نہ سیکھیں اور ان کی جماعت کی شرکت سے دور بھاگیں۔ اور ان کی پرفریب باتوں کو نہ سنیں اور ان کی مجالس وعظ میں ہرگز شرکت نہ کریں۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا سفید جھوٹ

اس جماعت کے مبلغین اور ہوا خواہ نہایت جرأت ودلیری سے یہ کہہ دیا کہ کرتے ہیں کہ ہم یہ تبلیغی خدمات لوجہ اللہ کرتے ہیں۔ ایک پیسہ اس وقت کے مقابلہ میں نہیں لیتے ہیں۔ ہم پیدل سفر کرتے ہیں۔ کسی کا کھانا نہیں کھاتے ہیں۔ کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیتے ہیں۔ تو سوا ان ناواقف چند حضرات کے جو اپنے فوری جذبہ کے تحت دو چار دن یا ہفتہ دو ماہ دیتے ہیں اور جس قدر پرانے پرانے مبلغین برابر کام کرنے والے ہیں۔ وہ سب تنخواہ دار ہیں۔ ان کو سفر خرچ اور کھانے پینے کا صرفہ اور ماہانہ تنخواہ دلی کے دفتر سے ملتی ہے۔ اس کی کافی ثبوت دستیاب ہو چکے ہیں۔ اسی طرح ریل گاڑی اور موٹروں میں سفر کرتے ہیں جن کے بہت سے مشاہدے پیش کئے جاسکتے ہیں۔ یہ جماعت جہاں قیام کرتی ہے وہاں کے لوگ ان کو کھانا کھلاتے ہیں اور یہ خوب کھاتے ہیں۔ اور اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ یہ خود کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیتے لیکن یہ لوگوں کو اپنے مرکز دہلی میں چندہ بھیجنے کی تو ترغیب دلاتے ہیں اور وہ مرکز اس چندہ کو ان پر خرچ کرتا ہے تو کیا اس تبلیغی جماعت نے قوم مسلم کا پیسہ نہیں لیا اور چندہ سے ان کی پرورش نہیں ہو رہی ہے۔

یہ بھی واضح رہے ہمارا ان کے تنخواہ دار ہونے اور سفر خرچ لینے پر اعتراض مقصود نہیں ہے کہ جو شخص اپنا دن رات اس کام میں خرچ کریگا تو وہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے پر مجبور ہے کہ جس کام میں اپنا سارا وقت گذارتا ہے تو اس محکمہ سے اس قدر رقم حاصل کرلے۔ چنانچہ یہ تمام سلف وخلف، خلفاء اور امراء، قضاۃ وفوج کا معمول رہا ہے۔ دکھانا یہ ہے کہ یہ مبلغین حقیقت پر پردہ ڈالنے واقعات کے چھپانے تنخواہیں لیکر مکر نے سفری خرچ حاصل کر کے انکار کرنے سواریوں پر سفر کرنے کے باوجود پیدل چلنے دعوتیں کھا کر جھوٹ بولنے اپنا تقوی جتانے اپنے تقوے کے گیت گانے۔ صریح جھوٹ بولنے، خلاف حقیقت ظاہر کرنے کی کیوں عادی ہیں۔ کیا ان باتوں سے تبلیغ میں چار چاند لگ جاتے

ہیں۔ یا ان کے امور کے اظہار سے لوگوں کا کلمہ جلد صحیح ہو جاتا ہے۔ یا وہ نماز جلد سیکھ لیتے ہیں۔ تو ثابت ہو گیا کہ ان باتوں سے اس جماعت کا مسلمانوں کو فریب دینا مغالطہ دینا مقصود ہے ورنہ ایسے صریح جھوٹوں سے قوم کو کیا فائدہ پہنچا بلکہ خود ان کی عاقبت خراب ہوئی۔

الیاسی تبلیغی جماعت کی نمائش ونمود

تبلیغی کام گذشتہ صدیوں میں بھی ہمیشہ ہوئے اور ان کی تبلیغ سے صدہا بلکہ ہزارہا غیر مسلم مسلمان ہوئے لیکن وہ مبلغین نہ اپنے کارناموں کے اعلان جتایا کرتے۔ نہ ان کی کسی ادا میں نمود تھا۔ نہ کسی بات میں نمائش تھی۔ نہ ان کی تبلیغی نقل وحرکت میں شہرت پسندی کا شائبہ تھا۔ نہ وہ اپنی تکالیف صعوبتوں کے خطبے اور وعظ کہتے تھے۔ نہ اس راہ میں پیدل چلنے کے واقعات سناتے تھے۔ نہ اپنے تقدس اور تقوے کے درس دیتے تھے۔ نہ اس میں کسی عالم دین کے متعلق پروپیگنڈ کرتے تھے۔ بلکہ ان کی تبلیغ لوجہ اللہ تھی ان کا ہر طریقہ نمود ونمائش سے پاک تھا۔ ان کا ہر کام عجب وریا سے دور تھا۔ ان کی ہر بات شہرت واعلان سے جدا تھی۔ وہ اپنی تکالیف کا اظہار کرنا سبب حبط عمل جانتے تھے۔ وہ اپنے تقدس اور تقوے کا اعلان موجب بطلان سمجھتے تھے۔ وہ جو خدمت دین کرتے تو مخلوق کے دکھانے کے لئے نہیں کرتے تھے۔ وہ تبلیغی کارنا مے رضائے الٰہی کے لئے تھے۔

لیکن آج جب اس تبلیغی جماعت کے حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سب کام محض نمود ونمائش کیلئے ہیں۔ ان کے تمام امور فقط شہرت واعلان کے لئے ہیں۔ ان کی ساری نقل وحرکت صرف ریا وخودنمائی کیلئے ہے۔ چنانچہ وہ دیہات جہاں نہ علماء پہنچتے ہیں نہ ان تک کوئی مذہبی آواز پہنچتی ہے وہاں کے مسلمان صرف نام ہی کے مسلمان ہیں جو تبلیغ کے سخت محتاج ہیں۔ تو ایسے مقامات پر یہ تبلیغی جماعت نہیں پہنچتی۔ بلکہ ان کو جب دیکھو تو شہروں میں موجود ہیں۔ بازاروں میں چکر لگاتے ملیں گے۔ جامع مسجدوں میں وعظ کہتے نظر آئیں گے۔ مسلم محلوں میں گشت کرتے ہوئے دکھائی دینگے۔ اور اپنے وعظوں میں بجائے تبلیغ دین کے اپنا پیدل چل کر آنا اپنی جماعت کے کارنامے سنانا۔ اپنے تقدس وتقوے کا ذکر کرنا۔ علماء دیوبند کے گیت گانا۔ وہابی پیشواؤں کی تعریفیں کرنا ہے۔ جماعت کے بانی الیاس صاحب کا پروپگنڈا کرنا۔ دہلی جانے کی ترغیب دینا۔ ان کے نزدیک تبلیغ دین ہے۔ اسی کی اشاعت کرنا خدمت اسلام ہے۔

تو اس جماعت کے مبلغین کا ان شہروں میں آنا جن میں حجاج حفاظ علماء بکثرت موجود ہوں۔

جن میں مذہبی مدارس جاری ہوں۔ جہاں واعظین برابر آتے جاتے ہوں۔ جلسے اور تذکیر واعظ ہوتے ہوں۔ جن کے اکثر مسلمانان جاہل مبلغ سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں۔ پھر جامع مسجدوں میں ان کا قیام کرنا۔ بازاروں میں گروہ بنا کر پھرنا۔ مسلم محلوں میں گشت لگانا۔ نمود ونمائش نہیں ہے تو اور کیا ہے؟۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وہابیہ کی تبلیغی جماعت کا ہر فعل نمود کے لئے ہے۔ ہر کام نمائش کی غرض سے ہے۔ ہر عمل ریا کیلئے ہے۔ ہر نقل وحرکت شہرت کیلئے ہے۔ ہر بات اعلان کے لئے ہے۔ تو یہ ہے ان کی نام نہاد تبلیغ کی حقیقت اور یہ ہے ان کے کارناموں کی نمائشی حالت۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے فریب سے محفوظ رکھے آمین۔

الیاسی تبلیغی جماعت علماء پر مشتمل کیوں نہیں

یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ تبلیغ کرنا علما کا منصب ہے شرعا جہال نہ کبھی اس کے اہل تھے نہ ہو سکتے ہیں۔ مگر الیاسی جماعت کا یہ طریقہ امتیازیوں ہے کہ وہ اپنے وفود میں جہال کو منتخب کرتی ہے۔ پڑھے لکھے چند آدمی برائے نام ہمراہ کر دیتے ہیں جن کا وقت پر کبھی مظاہرہ کرا دیا جاتا ہے لیکن اس جماعت میں اکثریت ایسے جاہلوں کی ہوتی ہے جنھیں نماز تو کیا صحیح طور پر طہارت کرنی بھی نہیں آتی۔ اس انتخاب میں اس الیاسی جماعت کی نہایت گروہی سازش یہ ہے کہ اگر ان کے علماء تبلیغی دورے کرتے ہیں اور وفود کو صرف علماء پر مشتمل رکھا جاتا ہے تو اہلسنت ان کو پہچان لیں گے کہ وہ وہابی دیوبندی علماء ہیں۔ یہ لوگ جب تبلیغ کے لئے آتے ہیں تو وہابی اور دیوبندیت ہی کی تبلیغ کرینگے۔ تو اہلسنت نہ ان کے دام فریب میں پھنسیں گے۔ نہ ان کے وعظ سنیں گے بلکہ ان سے نفرت کرینگے۔ ان سے مسائل مختلف فیہا وعقائد دیوبندیہ کی بحث کریں گے۔ نیز اہلسنت اگر ان علماء کو مجلس ومیلاد شریف محفل گیارھویں شریف عرس فاتحہ رسوم کی شرکت کی دعوت دیں گے تو یہ علماء اپنی مذہبی ذمہ داری کی بنا پر جب ان امور کو بدعات کہتے ہیں تو ان میں ہرگز شرکت نہیں کرینگے۔ تو عوام اہلسنت بھی ان سے واقف ہو جائینگے کہ یہ لوگ وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ ان کی کوئی بات ہی نہ سنے گا۔ لہٰذا علماء کے مبلغین مقرر کرنے میں مذہب وہابیت کی تبلیغی نہ ہو سکے گی۔ اور اہلسنت ان کے دام تزویر میں نہ پھنس سکیں گے۔ اسی نظریہ کے ماتحت الیاسی جماعت نے جہال کو مبلغین مقرر کیا کہ اہلسنت نہ تو ان غیر معروف جاہلوں کو پہچانتے ہیں۔ نہ یہ اپنی وہابیت کا اظہار کرتے ہیں۔ نہ کسی نئی جگہ عقائد وہابیہ کو بتاتے ہیں۔ نہ یہ کم علم مسائل مختلف فیہا میں بحث کر سکتے ہیں۔ نہ کسی کو وہابیہ کے بیان سنا سکتے ہیں۔ پھر اگر اہل سنت کو کہیں فاتحہ سوم میں شریک کرنا چاہیں گے تو یہ بے تکلف شریک بھی ہو جائینگے۔ عرس کی تقریب میں بھی بے تامل کے شامل ہو جائینگے۔

گیارھویں شریف کا کھانا بھی یہ لوگ کھالیں گے۔ محفل میلاد شریف میں بھی یہ شریک ہو جائیں گے۔ قیام بھی کرلیں گے۔ اور اگر کہیں خود میلاد شریف پڑھنے کا موقع آگیا تو بلا تکلف میلاد کا بیان بھی کردیں گے۔ اور قیام بھی کرلیں گے کہ یہ لوگ وہابیت کے کوئی ذمہ دار شخص نہیں ہیں۔ تو جہال الیاسی جماعت کے فریب میں عوام پھنس سکتے ہیں کہ یہ تو ہمارے ساتھ میلاد شریف میں شریک ہوتے ہیں۔ انھوں نے قیام کیا ہے۔ انھوں نے گیارھویں شریف میں شرکت کی ہے۔ یہ عرس میں شامل ہوتے ہیں۔ انھوں نے خود فاتحہ دی ہے۔ اور اس کا کھانا کھایا ہے۔ لہٰذا یہ کیسے وہابی ہوسکتے ہیں۔ تو یہ جاہل مبلغین کہیں تو اس طرح اپنے مذہب پر پردہ ڈال کر اپنا کام نکال لیتے ہیں۔ کہیں اپنی بے خبری اور ان اختلاف سے لاعلم بن کر اپنا الوسیدھا کرلیتے ہیں۔ تو جہاں جیسا دیکھا ویسا ہی بن کر اپنا اعتبار پیدا کرلینا یہ کام ان جیسے جہال ہی کرسکتے ہیں۔ اسی مصلحت کی بنا پر اس الیاسی جماعت نے اپنے مبلغین جہال مقرر کئے اور اپنے علماء کا اس میں انتخاب نہیں کیا۔ لہٰذا اس الیاسی جماعت کا جہال کے مبلغین بنانے میں بھی اور علماء کے نہ لینے میں یہ راز ہے۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا مرکز دہلی کیوں ہے

اگر یہ الیاسی جماعت اپنا مرکز دیوبند یا تھانہ بھون یا گنگوہ یا انبیٹھہ مقرر کرتی تو یہ وہ مقامات ہیں جو وہابیت میں مشہور ہو چکے ہیں۔ تو ہر سنی ان کا نام سننے کے بعد بے تکلف یہ سمجھ سکتا کہ جب اس جماعت کا مرکز ان مقامات میں سے کوئی مقام ہے تو یہ وہابیت کی حد کو پہنچتا ہے۔ تو اس جماعت کے فریب میں اہلسنت نہیں آتے پھر تو تبلیغ کا مقصد اعظم یعنی تبلیغ وہابیت ہی ختم ہو جاتی۔

اس جماعت کے بانی نے اس خطرہ سے بچنے کے لئے دہلی کو مرکز قرار دیا اور اس میں بھی وہ آبادی متعین کی جس کا صرف نام ہی سن کر ہر سنی کے جذبات میں طوفانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اس کی عقیدت کا سمندر موجیں مارنے لگتا ہے۔ یعنی وہ مقدس سرزمین جس کو مرجع اولیاء مخزن اصفیاء ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خانقاہ حضرت عالیجاہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شاہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہ کا جوار۔ اس کو اس جماعت نے اسی بنا پر مرکز قرار دیا کہ یہاں کا نام سن لینے کے بعد اس جماعت کی وہابیت کا اہلسنت کے قلوب میں خطرہ بھی نہیں گذریگا۔ اس نسبت کی بنا پر اس جماعت کا احترام کیا جائیگا ان کی مہمان نوازی کی جائیگی ان کی باتوں کو بکمال عقیدت سنا جائیگا ان کے تعمیل حکم میں حتی المقدور سعی کی جائیگی۔

بالجملہ اس جماعت کا قریب خانقاہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ میں مرکز مقرر کرنے میں یہی فریب ہے کہ اہلسنت ان کی وہابیت کو نہ پہچان سکیں اور یہ اس پردہ میں ناواقف سنیوں کو وہابی بناتے رہیں۔

الیاسی تبلیغی جماعت کا تقیہ

اگر اس الیاسی جماعت میں اسلام کا سچا جذبہ ہے تعمیل احکام کا صادق ولولہ ہے اتباع شریعت کا واقعی ذوق ہے دینداری کا حقیقی شوق ہے تو قرآن وحدیث اقوال صحابہ وتابعین قیاس ائمہ ومجتہدین، تصریحات متقدمین ومتاخرین عمل سلف وخلف امت خیر المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کو سامنے رکھ کر صاف الفاظ میں اعلان کردے کہ ہمارا فلاں مذہب ہے اور ہم اس مذہب حق اور سبب فلاح ونجات اعتقاد کرتے ہیں اور اسی مذہب کی تبلیغ کیلئے نکلے ہیں تو دنیا ان کو مشتبہ نظروں سے نہ دیکھے گی جو کھل کر اپنا مذہب ظاہر کرتے ہیں وہ اس کو کوئی فریبی اور تقیہ باز نہیں کرسکتا ہے۔

یہ بات تو ظاہر ہے کہ اصل میں یہ جماعت نہ رافضی ہے نہ چکڑالوی، نہ غیر مقلد ہے نہ قادیانی کہ اسکے بانی وارا کین ومبلغین ان فرقوں کے کھلے ہوئے مخالف ہیں کہ اس جماعت کے خود اعمال ان فرقوں کے اعمال کے موافق نہیں۔ اب رہے عقائد تو یہ ان کے بھی سخت مخالف ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ یہ الیاسی جماعت اہلسنت وجماعت بھی نہیں ہے کیونکہ یہ جماعت نہ کبھی عقائد اہلسنت کا اظہار کرے نہ کبھی اعمال اہلسنت کو خود کرے نہ کبھی ان عقائد واعمال کی تبلیغ کرے نہ علماء اہل سنت سے کوئی تعلق رکھے۔ نہ فتاوے اہلسنت کی پیروی کرے نہ خاص مجالس اہلسنت میں عقیدۃً شرکت کرے نہ مخصوص افعال اہلسنت کی کبھی تائید کرے نہ حرمین شریفین بلکہ دنیائے اہلسنت کے علمائے دین ومفتیان شرع متین نے جن کو بالاتفاق کافر ومرتد ہونے کے فتوے دیئے تو یہ جماعت ان فتووں کو حق کہنے اور ان کو کافر ومرتد ماننے کے لئے کسی طرح تیار ہو۔ پھر اس جماعت کا نہ بانی اہلسنت۔ نہ ارکان اہلسنت۔ نہ قائدین اہلسنت۔ نہ مبلغین اہلسنت۔ نہ حامیین اہلسنت۔ نہ مؤیدین اہلسنت۔ تو پھر یہ جماعت اپنے آپ کو کسی طرح اہلسنت وجماعت کہتی ہے اور کس منہ سے اپنے آپ کو اہلسنت قرار دے سکتی ہے۔ اور اپنے اہلسنت ہونے پر کونسی دلیل پیش کرسکتی ہے اور ان کے ان احوال کے باوجود ان کو کون اہلسنت کہہ سکتا ہے۔ تو بھی یہ ثابت ہوگیا کہ یہ الیاسی جماعت ہرگز ہرگز اہلسنت وجماعت نہیں تو اب ان کا وہابی دیوبندی ہونا خود ہی ظاہر ہوگیا اور ان کے وہابی ہونے کا بین ثبوت یہ موجود کہ اس جماعت کا

بانی وہابی۔اس کے خاص اراکین وہابی۔اس کے قائدین وہابی۔اس کے اصل مبلغین وہابی۔اس کے حامیین وہابی۔اس کے موئیدین وہابی۔اس جماعت والے عقائد وہابیہ کی تصدیق کریں۔اعمال وہابیہ کے مطابق عمل کریں۔علماء وہابیہ سے عقیدت رکھیں۔مفتیان وہابیہ سے فتوے لیں۔جلسہائے ویابیہ کے والنٹر بنیں۔مدارس وہابیہ کا پروپگنڈہ کریں۔وہابی عقائد کی تبلیغ کریں۔وہابی اعمال کی تعلیم دیں۔یہ علماء وہابیہ پر پورا اعتماد رکھیں۔علمائے وہابیہ ان پر کامل بھروسہ رکھیں۔اور نہ وہابی انھیں گروہ سے جدا جانیں نہ یہ اپنے آپ کو وہابیہ سے الگ سمجھیں۔

اہل انصاف بتائیں کہ وہابی ہونا اور کسے کہتے ہیں اور دیوبندی ہونا اور کس چیز کا نام ہے اس الیاسی جماعت کا وہابی اور دیوبندی ہونا ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے جس کا کوئی ادنی سمجھ والا انسان بھی کسی طرح انکار نہیں کرسکتا بلکہ یہ نہ خود یہ الیاسی تبلیغی جماعت اپنے وہابی اور دیوبندی ہونے کا کسی واقف کار کے سامنے انکار کرسکتی ہے۔البتہ ناواقفوں کے سامنے یہ جماعت اپنی وہابیت پر ضرور پردہ ڈالنے کی کوشش کرتی ہے کہیں اپنے وہابی ہونے کا صاف طور پر انکار کر جاتی ہے۔کہیں سنیوں میں پہنچ کر سنی بن جاتی ہے۔کہیں اپنی وہابیت سے لاعلمی وناواقفی ظاہر کر جاتی ہے۔لہٰذا یہی تو اس تبلیغی جماعت کا تقیہ ہے یہی تو اس کی تبلیغی پالیسی ہے جس کا مفصل ذکر گذرا۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس الیاسی جماعت نے اپنے تقیہ میں روافض کو بھی شرمادئے کہ وہ بھی اپنے مذہب کو اس طرح نہیں چھپاتے ہیں جس طرح یہ جماعت اپنی وہابیت کو چھپاتی ہے۔پھر اس تقیہ کی انھیں اس لئے ضرورت پڑی کہ یہ اپنے آپ کو سنی ظاہر کر کے ناواقف سنیوں کو اپنے دام تزویر میں پھانس لے اور پھر آہستہ آہستہ انھیں تدریجا وہابی بنالیں۔

الیاسی تبلیغی جماعت کی غرض تبلیغ وہابیت ہے

جب ناظرین پر یہ چیز آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگئی کہ مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت نہ صرف متعصب نسلی وہابی دیوبندی ہیں بلکہ یہ اس وقت کے اکابر ویابہ کے پیشوا تھے تو ہر معمولی عقائد والا اس کا فیصلہ کرنے کیلئے مجبور ہے کہ جب اس بانی کو عمر کے کسی حصہ میں مذہب اہلسنت سے کبھی ادنی سا لگاؤ بھی نہ ہوا۔نہ کبھی اسنے کسی مشہور عالم اہلسنت سے ملنا گوارہ کیا۔نہ کسی سنی عالم کو اپنے کسی جلسہ میں مدعو کیا۔تو اس نے اپنے عمل سے صاف بتادیا کہ مجھے اہلسنت سے کوئی علاقہ نہیں بلکہ اس الیاس نے جلسہائے اہلسنت کے کھل کر مقابلے کئے ہیں۔تقریبا بیس سال سے زائد ہوئے کہ میوات

کے قصبہ نوح میں ایک اہلسنت کا جلسہ ہوا تھا۔اس کے منتظم حضرت مولانا رکن الدین صاب الوری کے صاحبزادے حضرت مولانا محمود صاحب اور حضرت مفتی مولانا مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتح پوری دہلی کے صاحبزادے مولوی مشرف احمد صاحب تھے۔اس جلسہ میں فقیر کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔تو ایک جلسہ تو بوقت صبح اسکول کے قریب میدان میں ہوا اور دوسرا جلسہ بعد ظہر اسکول کے اندر ہوا۔الیاس صاحب نے ہم لوگوں کی خبر سن کر دہلی سے دیوبندی مولویوں کی ایک لاری بھر کر بغرض مناظرہ روانہ کی تھی۔جلسوں میں ہماری تقریر فضائل نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وترغیب اعمال میں ہورہی تھیں۔دوسرے جلسہ میں میں تقریر کررہا تھا کہ درمیان تقریر ہی میں ان دیوبندی مولویوں میں سے ایک مولوی مجمع میں کھڑا ہو گیا اور شور مچانے لگا کہ ہم مناظرہ کے لئے آئے ہیں۔میں نے ان سے کہا کہا آپ سے اور مناظرہ سے کیا واسطہ۔اگر فی الواقع آپ لوگ مناظرے کے لئے آئے ہوتے تو کل سے آپ قصبہ نوح میں موجود ہیں۔آپ نے چیلنج مناظرہ بھیجا ہوتا۔شرائط مناظرہ طے کئے ہوتے۔اور باضابطہ آپ نے مجلس مناظرہ طلب کی ہوتی۔مگر آپ کو تو اس وقت جلسہ میں صرف شور وشر کرنا مقصود ہے۔خیر جب آپ نے مناظرہ کا نام لیا ہے تو ہم اسی مجمع میں ابھی مناظرہ کا معاملہ طے کئے دیتے ہیں۔چنانچہ میں نے مجمع کو مخاطب بنا کر دریافت کیا کہ آپ لوگ مناظرہ کن صاحب سے چاہتے ہیں۔مجمع نے کہا کہ ہم لوگ مناظرہ مولوی الیاس صاحب سے چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک میوات میں اختلاف وفساد کا بیج انھوں نے ہی بویا ہے۔اور ہمارے گاؤں گاؤں گھر گھر میں باپ بیٹے بھائی بھائی میں جنگ وجدال قائم کردیا ہے۔میں نے مولویوں سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ کی اس جماعت میں مولوی الیاس صاحب موجود ہیں انھوں نے جواب دیا کہ وہ تو موجود نہیں ہیں۔

میں نے دریافت کیا کہ وہ آخر کہاں ہیں۔وہ بولے کہ مولانا صاحب دہلی میں ہیں۔میں نے دریافت کیا کہ اگر انکو کوئی شخص یہاں سے دہلی لینے کیلئے جائے اور پھر ان کو دلی سے لے کر آئے تو اس میں کتنے گھنٹے صرف ہونگے۔مجمع نے جواب دیا کہ وہ صرف ۵ گھنٹے میں یہاں آسکتے ہیں۔میں نے اسی مجمع ہی میں بہ اعلان مولوی الیاس صاحب کو چیلنج مناظرہ دیا۔ہم ان کا ۲۵ گھنٹہ تک انتظار کرینگے اگر اتنی مقدار میں یہاں نہیں آئے تو ان کی شکست فاش ہوگی۔لیکن ان کے فرستادہ مولویوں نے انھیں اس وقت میں حاضر نہیں کیا۔ہم نے وہاں بجائے ۲۵ گھنٹے کے ۳۰ گھنٹے تک انتظار کیا اور اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔

یہ واقعہ محض اس لئے پیش کیا کہ وہ اہلسنت کے سخت مخالف تھے کہ ان سے کبھی اہلسنت کا وقار دیکھا نہیں جاتا تھا۔ چنانچہ ہم اس کو انھیں کے کلام سے ثابت کردیں۔ ان کی سوانح میں ہے۔

مولانا کی فطرت میں دین کی حمیت وغیرت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ان کی اس دعوت کی ایک بڑی محرک طاقت اوران کی اس سوز دردمندی اور بے قراری کی ایک بڑی وجہ جوان کو کسی کل اور کسی پل چین نہیں لینے دیتی تھی دین کا یہی بڑھتا ہوا تنزل وانحطاط روز افزوں غلبہ واقتدار تھا جس کوان کی حساس اور بیدار فطرت اوران کا غیور مزاج ایک لمحہ کیلئے برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ (سوانح ۲۳۱) (اسی میں ہے) دین کے روز افزوں انحطاط ہندوستان میں اسلام کے زوال عقائد وارکان دین کے ضعف واضمحلال اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی دنیت اور مادہ پرستی نے مولانا کی حساس اور غیور طبیعت پر ایسا اثر کیا کہ ساری عمر وہ اس درد میں بے چین رہے (سوانح ص ۲۹۲

ان عبارات سے ظاہر ہوگیا کہ الیاس صاحب کی بے چینی کا سبب اوران کی دردمندی وبے قراری کا باعث جو ناقابل برداشت تھا وہ اہل سنت کا فروغ اور روز افزوں غلبہ واقتدار تھا اوران کے عقائد کی اشاعت تھی جس کو وہ اپنی نزدک لادینیت اور اسلام کے زوال سے تعبیر کرتا ہے۔ رہا ضعف اعمال اس کو تو براہ فریب پیش کردیا ہے۔ چنانچہ اسی سوانح میں ذرا کھل کر لکھتے ہیں۔

کفر کی حد تک پہونچے ہوؤں تک علم پہنچانا اصل کی تکمیل اور ہمارا فریضہ ہے۔

(سوانح ص ۳۰۵)

لوگوں نے غلط فہمی سے سمجھ لیا ہے کہ ایمان تو موجود ہی ہے اس لئے ایمان کے بعد جن چیزوں کا درجہ ہے ان میں مشغول ہوگئے حالانکہ سرے سے ایمان پیدا کرنے ہی کی ضرورت باقی ہے۔

(سوانح ص ۲۷۵) مولانا دین کے تمام کاموں میں ایمان اور مذہب کے اصول وارکان کیلئے جدوجہد اور تبلیغ ودعوت کو مقدم رکھتے تھے۔ (سوانح ص ۲۹۴)

اس دعوت وتبلیغ کو جو مسلمانوں میں ایمان پیدا کرنے اور اصول دین کا رواج دینے کے لئے تھی تحریک ایمان سے موسوم کرتے تھے۔ (سوانح ص ۲۸۵)

ان عبارات سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ یہ الیاسی تبلیغ اصل اعمال کے لئے نہیں ہے بلکہ کفر تک پہونچے ہوؤں کو تبلیغ کرنا اپنا فریضہ بنادیا اور سرے سے ایمان پیدا کرنا ضروری ٹھہرایا اور ایمان واصول مذہب کی تبلیغ کو مقدم قرار دیا اور مسلمانوں میں ایمان پیدا کرنے اور اصول دین کا رواج دینے کی

تبلیغ کا نام تحریک ایمان رکھا۔ تو یہ الیاسی تبلیغ حقیقت میں اعمال کی تبلیغ نہیں ہے بلکہ اصول دین عقائد ایمان کی تبلیغ ہے اور رتذکیر الاخوان کی عبارت منقول ہوئی کہ میلاد وقیام کرنے والے عرس فاتحہ کرنے والے سوم وچہلم کرنے والے محفل محرم گیارہویں کرنے والے ان کے نزدیک کافر ہیں۔ کفر تک پہونچے ہوئے ہیں۔ تو یہ اہل سنت ہی تو ہیں۔ لہٰذا یہ الیاسی تبلیغ خاص اہل سنت کے لئے سرے سے ایمان پیدا کرنے کے لئے ہے۔ رہا اعمال کا ڈھونگ اور تحریک صلوۃ کا نام وہ محض فریب ہے۔ چنانچہ خود ہی اس فریب کا اظہار بھی الیاس ہی نے کردیا ہے سوانح ہے۔

ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔

(سوانح ص ۲۲۶)

الیاس صاحب کی اس عبارت سے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ الیاس صاحب یہ تبلیغی وفود نماز کی تبلیغ کے لئے ہرگز نہیں۔ تبلیغ صلاۃ کا ڈھونگ ایک فریب ہے۔ لوگوں سے ربط وملاقات کا ذریعہ ہے۔ بلکہ یہ ساری تبلیغی جماعت کی نقل وحرکت ایک نئی قوم پیدا کرنی یعنی وہابی بنانے کے لئے ہے۔ لہٰذا ظاہر ہوگیا کہ اس الیاسی تبلیغ کی غرض تبلیغ وہابیہ ہے۔

علاوہ بریں جب الیاسی تبلیغ کا نام تحریک ایمان ہے اور اس میں اصول دین وعقائد ایمان کی تبلیغ مقدم ہے اور یہی الیاسی جماعت کا اصل تبلیغی فریضہ ہے تو ان کے اصول دین وعقائد ایمان وہی تو ہیں جو مذہب وہابیت دیوبندیت کے اصول عقائد دین وایمان ہیں تو اب صاف بات ہوگئی کہ الیاسی جماعت اس صلوۃ وعقائد کی تبلیغ کرتی ہے جو مذہب وہابیت کے اصل عقائد ہیں تو الیاسی تبلیغ کی غرض وہابیت ہی تو قرار پائی۔

اور اگر کسی کو پھر بھی یہ اشتباہ ہو کہ تبلیغی جماعت کی تبلیغ غرض تبلیغ وہابیت نہیں ہے اور ان کا کام کسی کو وہابی دیوبندی بنانا نہیں ہے ان کے بانی الیاس صاحب کا مدعا تبلیغ دیوبندیت نہیں ہے انکا دیوبندیوں سے تعلق نہیں ہے تو صاف سنئے اسی سوانح میں ہے۔

منشی نصر اللہ صاحب راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ (یعنی الیاس صاحب) مجدد وقت ہیں فرمایا تم سے کون کہتا تھا میں نے کہا کہ لوگوں میں چرچا ہے فرمایا نہیں میری جماعت مجدد ہے (حاشیہ میں ہے) یعنی اس دورے کے علماء صالحین کی وہ جماعت جس سے

مولانا کا تعلق تھا۔ (سوانح ص ۲۲۷)

اس عبارت میں الیاس صاحب نے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ تبلیغ دیوبندیت وہابیت کا مجدد فقط میں ہی نہیں ہوں بلکہ میری ساری جماعت ہے اور محشی نے تو صاف کر دیا کہ جماعت سے مراد اس دور کے وہ علماء ہیں جن سے الیاس صاحب کا تعلق تھا اور ہم یہ امر پیش کر چکے ہیں کہ انکا تعلق تمام اکابر واصاغر علمائے دیوبند سے تھا اور کسی سنی عالم سے ان کا تعلق ہی نہیں ہوا تو اب ثابت ہو گیا کہ یہ الیاسی تبلیغ صرف وہابیت ودیوبندیت کے لئے ہے اور ایسی جماعت کے ساری جد وجہد لوگوں کو وہابی بنانے کے لئے ہے۔

بعض ناواقف یہ شبہ پیش کیا کرتے ہیں کہ الیاس تبلیغ میں اہل سنت کا رد نہیں ہوتا نہ خود الیاس صاحب اہل سنت کی تردید کرتے تھے نہ انھوں نے اپنی اس تبلیغی جماعت کو رد اہل سنت کا حکم دیا ہے۔ تو اس کا جواب اور اس کی پوری حقیقت خود انھیں سے سنئے۔

سوانح میں ہے:

مولانا (الیاس) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بارے میں خاص اصول وترتیب وتدریج کے قائل تھے لیکن جب کھلا ہوا منکر پیش آجاتا تو قطعاً کوئی مداہنت اور رواداری گوارہ نہ کرتے۔ فاذا تعدی الحق لم یقم لغضبہ شی پھر اس استقامت اور تورع کا اظہار فرماتے جو ان کے اسلاف کرام مشائخ اور علماء راسخین کا شیوہ ہے۔ (سوانح ص ۲۵۹)

مولانا نے جس مبارک ماحول میں ابھی تک پرورش پائی تھی وہاں کی دینی غیرت وحمیت عشق سنت اور جذبہ حفاظت شریعت اس کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ کسی منکو کو زندہ رہنے کی فرصت دی جائے۔

(سوانح ص ۲۹۶)

(اسی سوانح کے صفحہ ۱۱ پر ہے) عقائد اور فرائض میں مداہنت کی جائے تو یہ کسی حال میں جائز نہیں ہے۔

ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ الیاس صاحب اس سلسلہ تبلیغ میں یہ فریب اور پالیسی رکھتے ہیں کہ اہل سنت کو ایک دم وہابیت کی تبلیغ نہ کرو بلکہ آہستہ آہستہ بہ تدریج دیوبندیت کی دعوت دو۔ ہاں جب میلاد شریف قیام گیارہویں شریف عرس وغیرہ کرنے لگیں جو وہابیہ کے نزدیک منکرات میں سے ہیں تو ان پر مداہنت اور رواداری ہرگز نہ کرو یعنی ان منکرات کا کھل کر رد وابطال کرو اور ان امور

کے جواز پر کوئی مناظرہ کرے تو اس سے اپنے مشائخ وعلماء دیوبند کے طریقہ پر مناظرہ ومباحثہ بھی کرو اور وہابیت کے نہ ماننے والے منکر پر کسی طرح کا تقیہ نہ کرو بلکہ غصہ اور تیش میں آجاؤ اور مشائخ وہابیہ کی راہ استقامت پر عقائد ومسائل اہل سنت کا مقابلہ کرو ان کے ابطال وبدعت وحرام ہونے کا اظہار کرو اور یہاں تک کہ منکر کو زندہ رہنے کی فرصت بھی مت دو۔

مسلمانو! دیکھو یہ بانی تبلیغی جماعت کتنے صاف الفاظ میں وہابیت ودیوبندیت کی تبلیغ کا حکم دے رہا ہے اور عقائد ومسائل وہابیت کے اظہار کرنے کا حکم دے رہا ہے اور وہابیت کے کسی عقیدہ ومسئلہ کے چھپانے کو مداہنت ورواداری کہہ کر کس قدر تنبیہ کر رہا ہے اور اہل سنت کے رد وابطال کا کتنا زبردست سبق دے رہا ہے۔ اہل سنت کو نہایت پالیسی اور انتہائی فریب سے وہابی بنانے کا طریقہ بتا رہا ہے۔

ہمارے برادران اہل سنت آنکھیں کھولیں اور اس تبلیغی جماعت کے کید وفریب کو دیکھیں کہ یہ جماعت ہمارے اہل سنت کو وہابی بنانے کی فکر میں گشت کر رہی ہے۔ یہ جماعت وہابیت کی تبلیغ کے لئے دور بکرتی پھر رہی ہے۔ یہ جماعت دیوبندیت کی دعوت دیتی ہوئی شہر بہ شہر چکر لگا رہی ہے۔ اس جماعت کے بنانے کی غرض ہی یہ ہے کہ دیوبندی قوم پیدا کی جائے۔ اس جماعت کی بنیاد ہی اس پر رکھی گئی ہے کہ دائرہ وہابیت کو وسیع کیا جائے۔ چنانچہ جہاں انھوں نے کامیابی حاصل کر لی ہے وہاں کے لوگ سخت وہابی پختہ دیوبندی ہو گئے ہیں۔ جو سنی حضرات ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں وہ سنیت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور کھل کر وہابیت کے ہوا خواہ بن گئے ہیں۔ جن مقامات پر انکا بکثرت گشت ہوتا ہے وہاں دیوبندیت کے جراثیم پھیل گئے ہیں۔

لہٰذا میرے سنی بھائیو! تم اس جماعت کے فریب میں نہ آؤ۔ ان کی تحریک صلوۃ وتبلیغ کلمہ شریف کی ظاہری دعوت کو نہ دیکھو۔ ان کی جماعت میں ہرگز شامل نہ ہو۔ ان کے فریب سے اپنے بھائیوں کو بچاؤ۔ اور ان کی ان کی کھل مخالفت کرو۔ اور ان سے اپنے دین حق کی محافظت کرو۔

الیاسی تبلیغی جماعت کے ساتھ مسلمان کیا کریں

جب یہ ثابت ہو چکا کہ یہ الیاسی جماعت کوئی نئی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ وہی جماعت ہے جو وہابی دیوبندی کے نام سے مشہور ہے جن کے عقائد ومسائل سلف وخلف مسلمین سے بالکل علیحدہ ہیں جنھوں نے حضرات اولیاء وانبیائے کرام علیہم السلام کی شانوں میں گستاخیاں خیال کرنا اپنا مذہب ٹھہرالیا

ہے جنھوں نے شان الوہیت میں توہین آمیز الفاظ لکھنا اپنا طرہ امتیاز بنالیا ہے ان کی صدہا عبارات اللہ جل جلالہ اور اسکے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص میں مطبوعہ موجود ہیں کہ ان کے عقائد مذہب اسلام کی مشہور کتب عقائد کے خلاف ہیں اور ان کے عقائد مسلمانوں کے عقائد سے بالکل جدا اور الگ ہیں۔ لہٰذا اسی بنا پر ان کو تمام علماء ہند وعرب حرمین شریفین نے خارج از اسلام ہونے کے فتوے تحریر فرمائے جنھیں انکا مطالعہ مقصود ہو وہ حسام الحرمین اور الصوارم الھندیہ کو دیکھیں بلکہ ان عبارات کے دیکھ لینے کے بعد آپ کا ایمان خود آپ کو یہ باور کرادیگا کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایسی توہین وگستاخیاں کرنے والا یقیناً گمراہ بیدین کافر ومرتد ہے اور جب یہ امر متحقق ہو چکا کہ ان کے اقوال کفر وضلال ہیں۔ ان کے عقائد غلط وباطل ہیں۔ تو ان کی اس جماعت کے ساتھ تعلق اور ربط ومحبت رکھنا ان کی تعظیم وتوقیر کرنا ان سے سلام وکلام کرنا ان سے نکاح اور شادی کرنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا ان کے علماء کو علمائے دین سمجھنا ان کے وعظ سننا ان کی جماعت میں شامل ہونا کس طرح روا اور درست ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث سے اقوال سلف وخلف سے ایسے گمراہوں اور بے دینوں کے بارے میں جو احکام ہیں وہ آپ کے سامنے پیش کردوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

آیت: ومن یتولھم منکم فانہ منھم۔ (سورۂ مائدہ) اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انھیں میں سے ہیں۔

علامہ نسفی تفسیر مدارک التنزیل میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں:

وھذا تغلیظ من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالفین الدین۔

(تفسیر مدارک مصری جلد ۱ ص ۲۲۳)

یہ حکم اللہ کی جانب سے دین کے مخالف سے علیحدگی کے واجب ہونے میں زبردست اور شدید حکم ہے۔

علامہ خازن تفسیر خازن میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں:

ھذا تعلیم من اللہ تعالیٰ وتشدید عظیم فی مجانبۃ الیھود والنصاری وکل مخالف دین الاسلام۔ (تفسیر خازن مصری جلد ۲ ص ۵۱)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہود ونصاری سے اور ہر اس شخص سے جو دین اسلام کا مخالف ہو پرہیز

رکھنے کی بڑی شدید تعلیم ہے۔

(آیت دوم) اذا سمعتم ایٰت اللہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔ (سورۃ النساء رکوع ۲۰)

اور جب اللہ کی آیتوں کو سنو کہ انکا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔

علامہ خازن تفسیر لباب التاویل میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں:

قال ابن عباس دخل فی ھذہ الآیۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیٰمۃ انکم اذا مثلھم) یعنی انکم یا ایھا الجالسون مع المستھزئین بایٰت اللہ اذا رضیتم بذلک فانتم وھم بالکفر سواء قال العلماء وھذا یدل علی ان من رضی بالکفر فھو کافر ومن رضی بمنکر او خالط اھلہ کان فی الاثم بمنزلتھم اذا رضی بہ وان لم یباشر۔

(خازن جلد ۱ ص ۵۰۹)

حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس آیۃ کے حکم میں قیامت تک کا ہر گمراہ اور دین میں ہر نئی راہ پیدا کرنے والا داخل ہوگیا (انکم مثلھم) یعنی تم اے اللہ کی آیات کے ساتھ مذاق کرنے والے کے ساتھ بیٹھنے والو! جب تم اس مذاق سے راضی ہوگئے تو تم اور وہ کفار کفر میں برابر ہوگئے۔

علماء نے فرمایا اس آیت نے اس بات پر دلالت کی کہ جو کفر سے راضی ہو تو وہ کافر ہوگیا اور بری بات سے راضی ہوا یا اس کے بڑوں سے میل جول کیا تو گناہ میں اس جیسا ہوا جب اس سے راضی ہوا گر چہ اس کو خود نہ کرے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام ابوبکر رازی تفسیر احکام قرآن میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں:

عن الحسن ان ما اقتضتہ الآیۃ من اباحۃ المجالسۃ اذا خاضوا فی حدیث غیرہ منسوخ بقولہ (فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین) وفی ھذہ الآیۃ دلالۃ علی وجوب انکار المنکر علی فاعلہ وان من انکارہ اظھار الکراھۃ اذا لم یمکنہ ازالتہ وترک مجالسۃ فاعلہ والقیام عنہ۔ (احکام القرآن مصری جلد ۲ ص ۳۵۳)

حضرت حسن سے مروی ہے کہ آیت نے جو بیٹھنے کے مباح ہونے کا اقتضا کیا جب وہ اور بات میں مشغول ہوجائیں تو اس کو آیۃ فلا تقعد بعد الذکری الایۃ نے منسوخ کردیا یعنی یاد آئے پر

ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ تو اس آیت میں برائی کے کرنے والے پر وجوب انکار پر دلالت ہے اور انکا منکر سے جب اس کو نہ روک سکے کہ کراہت کا ظاہر کرنا ہے اور اس کے کرنے والے کے ساتھ نشست وبرخاست کا چھوڑ دینا ہے اور وہاں سے اٹھ جانا ہے۔

(ایت سوم) واذا رایت الذین یخوضون فی ایٰتنا فاعرض عنھم حتی یخوض فی حدیث غیرہ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمیں ۔

(سورہ الانعام رکوع ۸)

اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک وہ اور بات میں نہ پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو

حضرت حجۃ الاسلام امام ابوبکر رازی تفسیر احکام القرآن میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں:

ھذا یدل علی ان علینا ترك مجالسة الملحدین وسائر الکفار عند اظھارھم الکفر والشرك فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمیں) یعنی بعدما تذکر نھی اللہ تعالیٰ لا تقعد مع الظالمیں وذلك عموم افی لانھی عن مجالسة سائر الظالمیں من اھل الشرك واھل الملة لوقوع الاسم علیھم جمیعا ملخصا۔ (احکام القرآن مصری جلد ۳ ص ۲)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہم پر بیدینوں اور تمام کفار کے ساتھ جب وہ کفر وشرک کا ارادہ ظاہر کریں نشست کا چھوڑ دینا ضروری ہے تو آیت فلاتقعد بعد الذکری الایۃ یعنی اللہ تعالیٰ کی ممانعت کے یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور آیت میں تمام ظالموں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت کا عموم ہے چاہے وہ شرک والے ہوں یا دین والے اس لئے کہ ظالم کا لفظ سب پر اطلاق ہوتا ہے۔

علامہ احمد جیون تفسیر احمدی میں تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں

والظاھر من کلام الفقھاء ان الایة باقیة وان القوم الظالمیں یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع۔ (از تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی جلد ۲۲۶)

کلام فقہاء سے ظاہر ہے کہ اس آیت کا حکم باقی ہے اور قوم ظالم گمراہ اور فاسق اور کافر سب کے لئے عام ہے اور تمام کے پاس بیٹھنا ممنوع ہے۔

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں پر کفار سے اور ہر مخالف گمراہ وبیدین

سے جدا رہنا اور پرہیز کرنا واجب ہے اور انکے پاس بیٹھنا ان کی ان مجالس میں جانا جن میں وہ خلاف عقائد اسلام تقریر کرتے ہوں ان کے جلسوں میں سننے کیلئے شرکت کرنا ان کے ساتھ رہنا اور تعلقات رکھنا ممنوع وناجائز ہیں اور یہ احکام صرف کفار کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں بلکہ ہر گمراہ وبیدین حتی کی فاسق وفاجر کے لئے بھی ہیں یہ انکار تو آیات سے پیش کئے گئے۔ اب باقی رہیں احادیث تو ان کے پیش کرنے سے پہلے ان دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔

امر اول آپ اسی کتاب میں اسی بانی تبلیغی جماعت کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوے پڑھ چکے ہیں کہ محمد ابن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں اور ظاہر ہے کہ عمدہ عقائد اور اچھے لوگوں کا ہی اتباع اور پیروی کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان الیاس صاحب کے پیر گنگوہی صاحب اور ان کے سب ماننے والے محمد ابن عبدالوہاب کے ہم عقیدہ اور متبع قرار پائے اور اس کتاب میں فقہ کی مشہور کتاب ردالمحتار سے اکابر واساتذہ صاف طور پر المہند میں لکھتے ہیں:

ہمارے نزدیک ان (محمد بن عبدالوہاب) کا حکم وہی ہے جو صاب درمختار نے فرمایا ہے خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی الخ۔

(المہند مطبوعہ بلالی پریس ساڈھورہ ص ۱۴)

تو اب ردالمحتار اور خود الیاس صاحب کے اکابر اور استاذوں کے حکم سے محمد ابن عبدالوہاب اور اس کے متبعین کا خارجی ہونا ثابت ہو گیا۔ لہٰذا اب بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب اور ان کے پیروں اور استاذوں اور تمام اکابر وہابیہ اور ان کے سب ماننے والوں کا محمد بن عبدالوہاب کے ہم عقیدہ ومتبع ہونے کی بنا پر خارجی ہونا ثابت ہو گیا تو اب تبلیغی جماعت کا فرقہ خوارج ہونا خوب ظاہر ہو گیا۔

امر دوم: آپ نے اس تبلیغی جماعت کے اسی کتاب میں ۲۵ عقائد دیکھے جو اہلسنت کی کتب عقائد کے بالکل خلاف ہیں ہم نے اس کتاب میں ان کے صرف ۲۵ عقائد ہی بطور نمونہ کے پیش کئے ہیں ورنہ یہ اہلسنت کے صدہا عقائد میں مخالف ہیں جن کی تفصیل ہمارے رسالہ کاشف سنیت ووہابیت میں ہے ۔ بالجملہ یہ جماعت مخالف اہلسنت وجماعت ہے اور مخالف اہلسنت ہی کا نام اہل بدعت ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر کے فتاوے حدیثیہ میں اس کی صاف تصریح موجود ہے:

المراد باصحاب البدع فیہ من کان علی خلاف ماعلیہ اھل السنة والجماعة۔

(فتاوے حدیثیہ مصری ص ۲۰۰)

حدیث میں صاحب بدعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہلسنت وجماعت کے مذہب کے مخالف ہوں۔

ردالمحتار میں ہے

اهل البدعة كل من قال قو لا خالف فيه اعتقاد اهل السنة والجماعة۔

(ردالمحتار جلد۳ص۱۸۹)

اہل بدعت ہر وہ شخص ہے جو اہلسنت وجماعت کے مخالف کوئی بات کہے

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ الیاسی جماعت مخالف مذہب اہل سنت ہونے کی بنا پر اہل بدعت ہوئی۔لہٰذا اس الیاسی تبلیغی جماعت کا اہل بدعت وخوارج ہونا متحقق ہوگیا تو اب خوارج واصحاب بدعت کی احادیث دیکھئے۔

حدیث بخاری شریف کے باب قتال الخوارج والملحدین میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سيخرج قوم فى اخر الزمان حداث الاسنان سفهاء الاحلام يقولون من خير قول البرية لا يجاوز ايمانهم حنا جرهم يمرقون من الدين كما يمرق السيهم من الرمية فاينما لقيتمو هم فاقتلو هم فان فى قتلهم اجرا لمن قتلهم يوم القيمة۔

(بخاری شریف مجتبائی جلد۲ص۱۰۲۴)

حدیث۲ بخاری شریف کے اس باب قتال الخوارج میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

بينا النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقسم جاء عبدا لله ذو الخويصرة التميمى فقال اعدل يا رسو ل الله قال ويلك ومن يعدل اذا لم اعدل قال عمر بن الخطاب ائذن لى فاضرب عنقه قال دعوه فان له اصحابا يحقرا حدكم صلاته مع صلاته وصيامه مع صيامه يمر قون من الدين كما يمرق السهم من الرمية۔ (بخاری شریف ۲۸ جلد۲ص۱۰۲۴)

حدیث بخاری شریف کے اسی باب من ترک قتال الخوارج من حضرت یسیر بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی انھوں نے حضرت سہل بن حنیف سے دریافت کیا:

هل سمعت النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول فى الخوارج شيئا قال سمعته

يقول واهوى بيده قبل العراق يخرج منه قوم يقرون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمر قون من الاسلام مروق السهم من الرمية (از بخاری شریف مجتبائی ۲۸ص۱۰۲۵)

حدیث۵ بخاری شریف کے باب صفۃ ابلیس وجنودہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انھوں نے فرمایا:

رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يشير الى المشرق ها ان الفتنة ههنا ان الفتنة ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان ۔ (بخاری شریف مجتبائی ۱۳ جلد۲ ۴۶۳)

حدیث۶ بخاری شریف کے باب ذکر قوم عاد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے سرکار رسالت میں یمن سے کچھ سونا بھیجا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو چار شخصوں اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری۔ بنی نبہان کے ایک شخص علقمہ بن علاثہ عامری اور بنی کلب کے ایک شخص کے درمیان تقسیم فرمایا۔

فغضب قريش والانصار فقالوا يعطى صناديد اهل نجد ويد عنا قال انما اتألفم فاقبل رجل غائر العينين مشرف الوجنتين نا تى الجبين كث اللحية محلوق فقال اتق الله يا محمد فقال من يطيع الله اذا عصيت ايا مننى الله على اهل الارض فلا تامنو ننى فساله رجل قتله احسبه خالد بن الوليد فمنعه فلما ولى قال ان صنضئى هذا او عقب هذا قو ما يقرئون القران لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاو ثان لئن ادركتهم لا قتلنهم قتل عاد۔

(بخاری شریف ۱۳ جلد۲ص۴۷۲)

کتبہ : المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل، الفقیر الی اللہ عزوجل، العبد محمد اجمل غفرلہ الاول، ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل

تبلیغی جماعت کی حقیقت

شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی

دار الفیض گنج بخش لاہور

منیم قادری

تبلیغی جماعت کی حقیقت

شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی

دار الفیض گنج بخش لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

از حکیمِ اہلِ سنّت حکیم محمد مؤسیٰ امرتسری دامت برکاتہم العالیہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عصرِ جدید کے علما کا کہنا ہے کہ آج کل ہر طرف علم و فضل کی روشنی کا دور دورہ ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ علم و فضل کی روشنی نہیں بلکہ ظلم و جہالت کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ یہ دور فتنہ پردری کا دور ہے۔ جو "دینِ متین" فتنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے آیا تھا۔ اُسی مقدس اور سلامتی کے دین کے نام پر ملک و ملت سے غایت درجہ فتنہ انگیزی اور ایمان دشمنی کی جارہی ہے۔ بڑی فتنہ سامانی یہ ہے کہ بیشتر سادہ لوح افراد آج کے نام نہاد علما کی ہم نشینی سے اپنے سرمایۂ ایمان یعنی حُبِّ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوجاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنے "اعمال" پر زعم کرنے لگتے ہیں اور حقوق العباد کو عملِ صالح نہیں جانتے۔ ان علما نے مختلف ممالک میں پُرکشش ناموں سے موسوم جماعتیں قائم کر رکھی ہیں جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول میں کامیاب بھی ہیں مگر ان میں سے اثر و نفوذ کے لحاظ سے کامیاب جماعت، جہاد دشمنوں کی وہ جماعت ہے جس نے اپنی پارٹی کو "تبلیغی جماعت" کے نام سے موسوم کر رکھا ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے مودودی صاحب کی پارٹی "جماعتِ اسلامی" کے نام سے موسوم ہے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

اس مُضرِ اسلام جماعت کی حقیقت واضح کرنے کیلئے بہت سے ذی علم حضرات نے بڑی عمدہ اور مدلّل کتابیں لکھیں جو بیحد مقبول بھی ہوئیں علم دوست، صاحبِ ادراک اور حساس علمائے دیوبند نے بھی ان کے "طریقِ تبلیغ" کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ "نوشہرہ" (مضافاتِ پشاور) سے شائع ہونے والی کتاب "شاہراہِ تبلیغ" خاصے کی چیز ہے۔ جس کی بہت زیادہ اشاعت ہونا چاہیئے تھی۔

۱۹۸۹ء کی بات ہے کہ جامعہ اشرفیہ (منسوب بہ جناب مولانا تھانوی صاحب) پشاور کے شیخ الحدیث مولانا ابوالحسن صاحب نے ماہنامہ "صدائے اسلام" جو جامعہ اشرفیہ پشاور کا ترجمان ہے اور اس کے مدیرِ اعلیٰ مولانا محمد یوسف قریشی صاحب ہیں جنہوں نے ۲۳ سوالات پر مشتمل ایک استفتا مرتب کر کے عُلمائے اسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کا عکس آئندہ صفحات پر ملاحظہ کیا جائے ـــــ اس نادر اور اہم استفتار کے

کن کن فضلائے عصر نے کیا کیا جوابات دیئے۔ احقر ان سے بے خبر ہے۔

پاکستان کے ایک صاحبِ علم و عرفان نے اس استفتار کی ایک نقل بغرض حصولِ جوابات شیخ الاسلام والمسلمین علامۃ الدھر فاضل الازھر حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمتِ اقدس میں دہلی (انڈیا) بھجوادی اور جواب کے لیے مُسلسل یاد دہانی کے لیے عرض داشتیں ارسال کرتے رہے۔ چنانچہ ان کی یہ پُرخلوص کوشش بار آور ہوئی۔ حضرت ابوالحسن زید مدظلہ العالی نے بے پناہ علمی مصروفیات، علالت اور پیرانہ سالی کے باوجود وقت نکال کر صرف آٹھ سوالات کے جوابات تحریر فرما کر بھجوا دیئے جو آئندہ نسلوں کے لیے بھی سند کا درجہ رکھیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

امامِ عصر حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی زید مجدہٗ کی ذاتِ گرامی اکابر علما و اصفیاء میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ہر مکتبِ فکر کے علما و فضلا ان کا بے حد احترام کرتے ہیں اور ان کی تصانیف منیفہ سے مستفید و مستفیض ہونا از حد ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت قبلہ زید صاحب[1] سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک میں سے ایک عظیم ترین شیخ طریقت حضرت علامہ ابوالخیر مجددی دہلوی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت قبلہ ابوالحسن زید مدظلہ العالی نے ہندوستان کے سربرآوردہ علما و فضلا سے علوم دینیہ کی تحصیل کی جن میں دیوبندی مکتبہ فکر کے استاذ الاساتذہ مولانا محمود حسن شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے داماد مولانا محمد شفیع متوفی ۱۹۶۰ء، حضرت مفتی عبداللطیف[2] صاحب علی گڑھی صدر شعبہ سُنّی دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، متوفی جمادی الآخر ۱۳۷۹ھ مطابق دسمبر ۱۹۵۹ء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ازاں بعد جامعہ ازہر سے تکمیل علوم کی سند حاصل کی اور حجاز مقدس اور عرب ممالک کے متعدد شیوخ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ ان جملہ فضیلتوں کے ساتھ ان کی یہ نسبتِ فضیلت نہایت نادر اور اہم ہے کہ وہ

---

[1] حضرت صاحب کے مزید حالات کے لیے دیکھئے دیباچہ سوانح بے بہا حضرت امام ابوحنیفہ مصنفہ حضرت زید صاحب مطبوعہ دہلی۔

[2] جو کہ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری صدر شعبہ سُنّی دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا علامہ سلیمان ندوی کے بھی اُستاد تھے۔

سہ ماہی فکر و نظر خصوصی شمارہ مارچ ۱۹۹۱ء نامور ان علی گڑھ (کارواں ۳) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بھارت۔

فاروقی و مجددی ہیں اور اُن کی رگوں میں مورثِ اعلیٰ، امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی طرح خونِ فاروقی گردش کرتا ہے اور جب کسی کی کوئی خلافِ شرع بات اُن کے سامنے آتی ہے تو اُن کی رگِ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے۔

ایک مرتبہ فخرِ دُودمانِ مجددیہ حضرت الحاج بدر المشائخ فضل الرحمٰن مجددی کابلی شہید (مدفون بجوار حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری قدس سرہٗ) حضرت قبلہ ابوالحسن زید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی حالتِ جذب پر گفتگو فرمارہے تھے، یکایک ان کے علم و عرفان کو بیان کرنے لگے اور آخر میں فرمایا کہ حضرت ابوالحسن زید صاحب خاندانِ مجددیہ کا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں۔ حضرت امام ربانی کی اولادِ امجاد مختلف ممالک میں ذی علم، ذی وجاہت، ذی اقتدار، ذی وقار اور صاحبِ عرفان ہے۔ مگر علم و عرفان کے لحاظ سے حضرت ابوالحسن زید جملہ خاندانِ مجددیہ پر فوقیت رکھتے ہیں۔

حضرت بدر المشائخ کی رائے درج کرنے کے بعد یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ دودمانِ مجددیہ کے اس چشم و چراغ کی دہلی میں خصوصاً اور بھارت میں عموماً جو مقبولیت ہے وہ تو ہے ہی۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے اکثر شہروں میں ان کے لاتعداد مریدین ہیں۔ آزاد قبائل اور افغانستان میں تو ان کا بہت زیادہ اثر ہے۔ ان علاقوں کے جید علماء کرام اور مشائخ عظام ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا سعادتِ دارین سمجھتے ہیں۔

احقر راقم الحروف نے لاہور میں حضرت صاحب قبلہ کی زیارت و قدم بوسی کا بارہا شرف حاصل کیا ہے اور دو بار انہوں نے احقر کے پاس تشریف لاکر مفتخر فرمایا۔ حضرت صاحب قبلہ احقر پر اس حوالے سے بھی مہربان ہیں کہ میرے اُستادِ گرامی بحر العلوم حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ شاہ ابوالخیر دہلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ ماذون تھے۔ غرض کہ میرا مشاہدہ ہے کہ قیام لاہور کے دوران ان کی ہر سمت پٹھان ہی پٹھان نظر آتے ہیں۔ جن میں اکثریت علماء و مشائخ کی ہوتی ہے۔

شدید مصروفیات اور نقاہت کے باعث انہوں نے ۲۳ سوالوں کے جوابات تو نہیں تحریر فرمائے۔ مگر انہوں نے جو کچھ بھی لکھ دیا ہے وہ متلاشیانِ حق کے لیے کافی و وافی ہے۔ اور یہ کوئی طویل اور مغلق تحریر نہیں جو کسی تبصرہ و تشریح کی محتاج ہو۔ صرف پانچ منٹ میں پڑھ جائیے۔ اللہ تعالیٰ ضرور مفہوم تک رسائی دے گا۔ اس مختصر تحریر میں ان نام نہاد مبلغینِ اسلام کے بارے میں جو منبع حقیقت جُملے اور الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کو پڑھتے ہوئے عارف و فاضل مصنف کی رگِ فاروقی متحرک

نظر آتی ہے مختلف مواقع پر ارقام فرماتے ہیں: بدنصیب۔ کفریہ بات۔ سب جھوٹ۔ ایسے بے دینوں کے فتنہ سے... اس خواب کے دیکھنے والے بزرگ کا بڑا بزرگ غلام احمد قادیانی ہوا ہے۔ یہ اللہ کے قول کو رد کرکے کافر ہو رہا ہے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْعَظِيمُ۔ یہ ہے عظیم آفت۔

اللہ تعالیٰ ان کی گمراہی سے بچائے۔ گمراہی۔ "رائے ونڈ" والوں کا عمل "بدعت" ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔ اُمتِ محمدیہ میں پھوٹ ڈال رہے ہیں۔ شَرَّ الدَّوَاب۔ مَلعُون۔ خَنَّاس۔

اور اس دُعا کے ساتھ بات کو ختم کرتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے"!

آمین ثم آمین! بجاہِ سیّدُ المُرسَلین صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم!

ایک عالمِ ربانی کے شرعی فیصلے کے تعارف کے بعد ایک دُوسرے رُخ کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

دُوسرا رُخ

حضرت علامہ حافظ خیر محمد سندھی علیہ الرحمۃ جو مدینہ منورہ میں تقریباً ستر (۷۰) سال مقیم رہ کر غالباً ۱۹۹۱ء میں آسودہ جنت البقیع ہوئے۔ حافظ صاحب قبلہ بھرچونڈی شریف کے شیخ طریقت حضرت محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں سے تھے اور اس حوالے سے مولانا عبیداللہ سندھی صاحب سے گہری شناسائی رکھتے تھے۔ حضرت حافظ صاحب نے فقیر کو دو تین مرتبہ چائے کی دعوت سے سرفراز فرمایا اور اُن اوقات میں حالاتِ حاضرہ پر طویل گفتگو فرمایا کرتے تھے اور اختتامِ گفتگو پر یہ تاکید کرتے تھے کہ یہ باتیں میری زندگی میں میرے نام سے قلمبند نہ ہوں۔ اس لیے کہ میں ستر سال سے مدینہ منورہ میں اس آرزو کے ساتھ بیٹھا ہوں کہ مر کر جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب ہو، اگر میرے خیالات ظاہر ہو گئے تو یہ لوگ مجھے مدینہ منورہ سے خارج کرا دیں گے۔" اُن کی طویل گفتگو میں لکھنے کا یہ موقع نہیں موضوع سے متعلق بات یہ ہے کہ "تبلیغی جماعت" کے بارے میں فرمایا.....

"تبلیغی جماعت" کے قیام کے محرکات اور اس کے کارناموں پر سیاسی شعور رکھنے والوں کو غور کرنا چاہیئے اور یہ بھی فرمایا کہ:

رُوسی لٹریچر بھارت کے تبلیغیوں کے بستروں میں پیک ہو کر سالہا سال تک حجازِ مقدس پہنچتا رہا..... ملخصاً

خُدا کرے کہ سیاسی شعور رکھنے والے حضرات تک حضرت حافظ صاحب (مرحوم مغفور) کا یہ پیغام پہنچ جائے .....

دانشور حضرات اور حساس مؤرخین کو حضرت حافظ صاحب کا پیغام پہنچانے کے ساتھ ذیل میں چند اشارات درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن پر غور کرنے سے ہر دَور کے حکمران سیاست دانوں کی "سرپرستی کا مطلب" وضاحت چاہتا ہے.....

جمعیت عُلماء ہند دہلی کے ناظمِ اعلیٰ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی فرماتے ہیں "مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً گورنمنٹ کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا"[1]

قیامِ پاکستان کے بعد بھارت میں "جن سنگھی" اور "مہاسبھائی" ان کے اجتماعات کو کامیاب کرانے کی مساعی کرتے رہے[2] مستغنی عن الخطاب جنرل ضیاء الحق صدرِ پاکستان نے پاکستان کے اندر اس جماعت کی خصُوصی امداد فرمائی اور ان کے اجتماعات میں خود شرکت کرتے رہے۔ پھر ان کے جانشین میاں محمد نواز شریف وزیرِ اعظم پاکستان اپنے پیش رو سے بھی زیادہ مہربان ہیں اور فیضیاب ہونے کے لیے ایک اجتماع میں مع اپنے اعیان و انصار کے دو دو بار جاتے ہیں۔ جبکہ ان کی اپنی ذاتی مسجد کے خطیب ایک سُنّی بریلوی عالم دین ہیں ؟

اللہ رب العزت کے حضور التجا ہے کہ وہ ہمیں حضرت صاحب کی مختصر مگر جامع تحریر کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

داتا کی نگری
۳ر جنوری ۱۹۹۲ء

محمد موسیٰ عفی عنہ

---

[1] مکالمۃ الصدرین ص ۸ مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند

[2] اخبار پیامِ ملت کانپور۔ ۱۵ر فروری ۱۹۶۸ء بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۱۰۳

ماہنامہ "صدائے اسلام" پشاور میں طبع شُدہ استفتاء کا عکس

ماہنامہ
صدائے اسلام
پشاور

فون نمبرز
مدیر اعلیٰ :- ۲۱۳۲۶۸
مدیر :- ۷۲۸۶۰
مدیر معاون :- ۷۲۶۴۲

مدیر اعلیٰ :- مولانا محمد یوسف قریشی

مدیر :- اشرف علی قریشی

مدیر معاون :- حافظ محمد ادریس قریشی

مجلس ادارت
- محمد الیاس قریشی
- حافظ احتشام الحق قریشی

قیمت فی پرچہ :- ۳-۵۰ روپے
سالانہ :- ۴۰/- روپے

سالانہ بدلِ اشتراک :- بیرونی ممالک سے بذریعہ ہوائی ڈاک رجسٹری = ۱۲۰ روپے

مرکزی حکومت کی جانب سے بذریعہ چٹھی نمبر ۱۸۴/۵۷۱/۳۱۴۱-۳/۴/۲۸/۴/۷۲
سرکاری اشتہارات کیلئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم کا منظور شدہ :- بذریعہ چٹھی نمبر: ۲۰۷۷-۹۹-۲۱-ادام-۲/اے ڈی (ایس) مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۸۹ء
بذریعہ چٹھی نمبر ۱ (ایس اور ڈی سی) ای ڈی یو آئی ۳۷/۱۷ مورخہ ۸ر جون ۱۹۸۹ء

شمارہ : ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۹ء

استفتاء

علماء اسلام کی خدمت میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیا فرماتے ہیں، علماء دین ایسے افراد کے متعلق جو تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں مندرجہ ذیل بیانات کرتے ہیں۔

۱:۔ قرآن وحدیث اور پورا دین ہمارے اس تبلیغ کے مقابلے میں ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ ہمارا یہ تبلیغ عمل سمندر ہے۔

۲:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ امت مسلمہ کو صرف اس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو فرد امت بھی یہ کام نہیں کرے گا وہ ظالم ہوگا۔

۳:۔ ایک بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ جہاد کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے اب امت کی اصلاح صف اب اس رائے ونڈ والے عمل سے ہوگی۔

۴:۔ تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچے گا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہوگا۔

۵:۔ اور جو علماء اور مشائخ اپنے مقامات کو قرآن وسنت کے درس تصنیف وتالیف تحریر وتقریر وعظ واصلاح کے ذریعے جو کام کر رہے ہیں وہ ظالم ہیں ان کے اس کام کی کوئی وقعت نہیں جب تک کہ وہ بستر سر پر اٹھا کر رائے ونڈ کے طریقے پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔

۶:۔ قرآن حکیم انفرادی عمل ہے۔ اور تبلیغی نصاب اجتماعی عمل ہے۔

۷:۔ قرآن حکیم مشکل کتاب ہے اسی طرح حدیث بھی مشکل ہے۔ قرآن وحدیث کے درسوں میں شرکت سے فائدہ نہیں ہوتا فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔

۸:۔ جو ائمہ کرام مشائخ محدثین گذرے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن وحدیث کے درس فقہ ودیگر علوم میں صرف کی لیکن بستر سر پر اٹھا کر در بدر سفر نہیں کیا ان کی نجات نہیں ہوگی

۹:۔ آپ صرف لوگوں کو نماز کی دعوت دیں اور چھ نمبروں کا بیان کریں کسی کو برائی سے منع نہ کریں برائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

۱۰:۔ روانہ ہونے والی ملکی وغیر ملکی جماعتوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ آپ صرف مسلمان کو دعوت دیں گے کسی کافر کو دعوت نہ دینا جب پوچھا گیا کہ کافر کو دعوت کیوں نہ دیں تو جواب دیا گیا کہ ہم موجودہ مسلمانوں کو نہیں سنبھال سکتے اگر مزید لوگ مسلمان ہو گئے تو ان کو کون سنبھالیں گے

۱۱:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عدالتیں قائم کرنے لوگوں کے درمیان فیصلے کرانے، مسئلے مسائل بیان کرنے درس دینے، حکومت قائم کرنے کافروں سے جنگ کرنے نہیں آئے تھے بلکہ صرف پیغمبر علیہ السلام کی بعثت کا صرف ایک مقصد تھا تبلیغ۔

۱۲:۔ اسلام نہ کتاب نہ تقریر نہ تلوار (جہاد) سے پھیلا ہے اسلام صرف تبلیغ کے عمل سے پھیلا ہے

۱۳:۔ اللہ کا راستہ صرف یہ ہے، دوسرا نہیں۔

۱۴:۔ جو علماء ومشائخ یا کوئی اور حضرات ساری دنیا میں تبلیغ کے لئے دورہ کریں جب تک کہ وہ رائے ونڈ کے راستے سے نہ ہو وہ عنداللہ مقبول نہیں۔

۱۵:۔ یورپ کے کفار اللہ کے محبوب ہیں اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں لیکن ہمارے بس عمل کے محتاج ہیں۔

۱۶ گھر کے سب افراد کو خدا کے آسرے پر چھوڑ کر ایک سال کے لئے نکل جائیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایک سال کے لئے تبلیغ کے لئے جانا ماں باپ سے اجازت لئے بغیر یا بال بچوں کے نفقہ وغیرہ کا انتظام کئے بغیر صحیح نہیں وہ ظالم ہے۔

۱۷ جو شخص پہلے مرحلے میں چار مہینے اور پھر ہر سال ایک چلہ مہینے میں تین دن اور ہر جمعہ مرکز میں حاضر نہیں ہوتا وہ ظالم ہے اس کی نجات نہیں ہوگی۔

۱۸:۔ نیز گذارش ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق بتایا جائے کہ یہ انسان کے ساتھ ہمہ وقت لازم ہے یا یہ صرف چلّے کے ایام میں تبلیغ کرے گا وہ بھی صرف دعوت نماز اور چھ نمبر کی۔

۱۹:۔ کتابوں میں دین نہیں ہے نہ کتابوں سے دین حاصل ہوتا ہے۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم سے کسی نے ایک عالم دین کی تصنیفات کے متعلق ذکر کیا کہ بڑی مفید اور بے شمار کتابیں انہوں نے تحریر کیں ہیں۔ تو حضرت جی نے فرمایا، کہ اس دور میں دین کے متعلق تصنیفات کرنا دین کی توہین ہے۔ کیونکہ پھر لوگ کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں جو ہے۔ ان پر ان کا عمل نہیں۔

۲۰:۔ علماء اور اہل مدارس سُنانے والے ہیں۔ جبکہ ہم (تبلیغی جماعت والے) بدلوانے ہیں۔ ہم انسان کی زندگی کو بدل دیتے ہیں۔

۲۱:۔ علماء، مشائخ اور مدارس والوں کے پاس صرف ایک فیصد لوگ فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور ۹۹ فیصد لوگوں کو ہم ہدایت دیتے ہیں۔

۲۲:۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں تین جگہ پر اپنے پیغمبرؐ کو فرمایا ہے کہ نکلو۔ پھر یہ آیات پڑھی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ آیات کے پہلے حصّے کا معنیٰ ہے نکلو، اور پھر علم و ذکر بعد کی چیزیں ہیں۔ جس کا ذکر یزکیھم میں کیا ہے اور یہ بھی موجودہ طرق اربعہ والا ذکر نہیں۔

کیا آیات کے پہلے حصّے والحکمۃ تک یہ معنی ہے کہ نکلو۔ کیا یہ تحریف نہیں۔

۲۳:۔ ایک ذمہ دار فرد نے رائے ونڈ میں کہا۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھ جیسا ایک طالب علم بھی اسکے پاس بیٹھا ہے علماء کا دو زد بدر ختم کر دیا گیا ہے صرف درس و تدریس کا دبدبہ رہ گیا ہے۔ یہ تدریس بھی عنقریب ختم کر دیا جائیگا۔ احقر نے پوچھا کہ ذرا مجھے بتادیں کہ کیسے آپنے علماء کا دبدبہ ختم کر دیا ہے اور اس کا تدریس بھی کیسے ختم کرینگے؟ — میرے سوال پر ذرا پریشان ہوئے اور پھر جواب میں کہا کہ اب وقت نہیں وقت آنے پر بتا دیں گا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ وقت کب ہوگا؟ اس کا جواب نہیں دیا۔ (یہ مشت نمونہ خروار ہے)

برائے کرم للہ اس سلسلہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ کیا ایسے بیانات کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر ایسا بیان کرنیوالوں کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔ (ابوالحسن۔ جامعہ اشرفیہ پشاور)
استاد الحدیث

تبصرہ بر اسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

عاجز ابوالحسن زید فاروقی عرض کرتا ہے کہ مولانا ابوالحسن اُستاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ واقع عیدگاہ روڈ، پشاور نے رائے ونڈ کے سر پر بستر پھرانے والوں کے اقوال جمع کئے ہیں۔ عاجز نے آٹھ اقوال پر تبصرہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

پہلا قول: قرآن و حدیث اور پُورا دین ہمارے اس تبلیغ کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے، جب کہ ہمارا یہ تبلیغی عمل ایک سمندر ہے۔

تبصرہ: نہ ہر قولے مسرت خیز باشد
نہ ہر فعلے طرب انگیز باشد
بسے گفتار خزی و عار گردد
بسے کردار حملش بار گردد

کسی بدنصیب نے یہ کفریہ بات کہی اور جاہلوں نے اظہارِ مسرت کر دیا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (اور اب معلوم کرلیں گے ظلم کرنیوالے کس کروٹ اُلٹتے ہیں) یہ سب جھوٹ ہے۔

اس بات کے کہنے والے نے رائے ونڈ کے بوریا بستر کے اہل کاروں کی تائید میں

کلام اللہ اور احادیث مبارکہ کا استخفاف کیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہدو اگر سمندر سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں، بیشک سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کہ ختم ہو جائیں میرے رب کی باتیں، اگرچہ ہم اس سمندر کی مدد کے لیے ایک اور سمندر اسی جیسا لے آئیں۔)

احادیث مبارکہ وحی الٰہی ہے۔ اُن کا ہر لفظ حقائق اور معارف کا خزانہ ہے اس بات کا کہنے والا کلام الٰہی اور احادیث مبارکہ کا استخفاف کر رہا ہے۔ سچ ہے مُسلمان در گور مُسلمانی در کتاب۔ کیا حضرات ائمہ دین کے زمانہ میں کوئی اس قسم کی باتیں کر سکتا تھا اللہ تعالیٰ ایسے بے دینوں کے فتنہ سے مُسلمانوں کو بچائے۔

دوسرا قول : اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا اُمّتِ مسلمہ کو صرف اس مقام کے لیے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا جو فردِ اُمت بھی یہ کام نہیں کرے گا وہ ظالم ہوگا۔

تبصرہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ہم نے جن اور انس کو صرف عبادت کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے) یہ بدبخت جاہل انکار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے۔ یہ اللہ کے قول کو رد کر کے کافر ہو رہا ہے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

تیسرا قول : ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ جہاد کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اب اُمّت کی اصلاح صرف اس رائے ونڈ والے عمل سے ہوگی۔

تبصرہ : چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نے اپنے لُطف و کرم سے آنکھوں کو وہ نُور بخشا ہے کہ شرک

اور کُفر کی تاریکی کا پتہ چل جاتا ہے۔ بوریا بستر سر پر گھمانے والے نے ظلمتی خواب دیکھنے والے کا نام نہیں لکھا ہے۔ اس خواب کو دیکھنے والے بزرگ کا بڑا بزرگ غلام احمد قادیانی ہوا ہے اس پر الہام ہوا تھا کہ اب جہاد منسُوخ ہو گیا ہے۔ ہمارے سامنے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے۔ الجهاد ماض الى يوم القيامة کہ قیامت تک جہاد قائم رہے گا۔ والحمد لله على ذلك۔

چوتھا قول : تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتیٔ نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہوا۔

تبصرہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تم کو بھلی تھی سیکھنی رسُول اللہ کی چال) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سر پر بوریا بستر نہیں رکھا ہے اور نہ آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابۂ اخیار نے یہ عمل کیا ہے۔ اہلِ رائے ونڈ نے غلط روش اختیار کی ہے اور اس کو کشتیٔ نُوح سمجھ لیا ہے، ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْعَظِيْمُ یہی ہے عظیم آفت۔ اللہ ان کی گمراہی سے بچائے۔

پانچواں قول : اور جو علماء اور مشائخ اپنے مقامات کو قرآن و سُنّت کے درس و تصنیف و تالیف و تحریر و تقریر و وعظ و اصلاح کے ذریعہ جو کام کر رہے ہیں وہ ظالم ہیں، ان کے اس کام کی کوئی وقعت نہیں جب تک کہ وہ بستر سر پر اُٹھا کر رائے ونڈ کے طریقہ پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔

تبصرہ : خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ائمۂ اعلام اور مشائخ عظام نے دینِ متین کی خدمت میں عمریں بسر کی ہیں۔ وہ شایان صد ستائش ہیں، اُن کے کام کو بے وقعت قرار دینا گمراہی ہے۔ غیر مسنون عمل سے اجتناب لازم ہے۔ رائے ونڈ والوں کا عمل بدعت ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔

چھٹا قول : قرآنِ حکیم انفرادی عمل ہے اور تبلیغی نصاب اجتماعی عمل ہے۔

تبصرہ : جو عمل قرآن و حدیث کے مسلک پر نہیں ہے وہ گمراہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (مضبوط پکڑو اللہ کی رسّی کو تم سب اور پھوٹ نہ ڈالو) سر پر بستر پھرانے والے اُمتِ محمدیہ میں پھوٹ ڈال رہے ہیں اور اللہ کی بتائی ہوئی راہ کے خلاف جا رہے ہیں، ان سے بچو۔

جامی ابنائے زماں از قول حق صمٌّ اندو بکمٌ

نام ایشاں نیست عند اللہ بجز شرُّ الدّواب

در لباسِ دوستی سازند کار دشمنی

ہم ذیاب فی ثیاب اور اثیاب فی ذیاب

ساتواں قول : قرآنِ حکیم مشکل کتاب ہے، اسی طرح حدیث بھی مشکل ہے۔ قرآن و حدیث کے درسوں میں شرکت سے فائدہ نہیں ہوتا۔ فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔

تبصرہ : رائے ونڈ والے کہتے ہیں قرآنِ حکیم مشکل کتاب ہے اور حدیث بھی مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن سمجھنے کو کیا کوئی سوچنے والا ہے) اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (تم میں اچھا وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ جو لوگ قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے سے روکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سُنیں۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ (اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمان کی یاد سے ہم اُس پر ایک شیطان معیّن کرتے ہیں اور وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ ان کو روکتے ہیں راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب آوے ہمارے پاس

کہے کس طرح مجھ میں اور تجھ میں دُوری ہو مشرق اور مغرب جیسا کہ بُرا ساتھی ہے وہ۔

یہ بہکانے والا ساتھی کبھی جنّی ہوتا ہے اور کبھی انسی ہوتا ہے۔ سورۃ والناس میں اس کو خنّاس سے ذکر کیا ہے۔ اللہ اس کے شر سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

آٹھواں قول : جو ائمہ کرام، مشائخ محدثین گزرے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن و حدیث کے درس فقہ و دیگر علوم میں صرف کی لیکن بستر سر پر اُٹھا کر در بہ در سفر نہیں کیا ان کی نجات نہیں ہوگی۔

تبصرہ : یہ گمراہ کن غلط قول ملعون خنّاس نے گھڑا ہے۔ بخاری اور مُسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن اچانک ایک شخص جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے بال کالے تھے اور اس پر سفر کرنے کا کوئی اثر نہیں تھا اور ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا نہ تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے گھٹنے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے لگا کر بیٹھا اور اپنی دونوں ہتھیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رانوں پر رکھیں اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو اسلام کی خبر دو۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں۔ اور تم نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر استطاعت ہو۔ اس شخص نے کہا، آپ نے سچ کہا۔ یہ سُن کر ہم کو تعجب ہوا کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھتا ہے اور پھر تصدیق کرتا ہے پھر اُس نے کہا، مجھ کو ایمان کی خبر دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اس کے رسُولوں پر اور یوم آخر پر اور تقدیر کی بھلائی بُرائی پر۔ یہ سُن کر اُس نے کہا آپ نے سچ کہا، اور پھر کہا۔ آپ مجھ کو احسان کے متعلق بتائیں۔ آپ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے والا یہ جانے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو یہ سمجھے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (مفہوماً)۔ یہ مبارک حدیث نہایت صحیح اور بہت بابرکت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُمرؓ سے دریافت کیا کہ

یہ پوچھنے والا کون تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا، اللہ اور اس کا رسُول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل تھے تم کو اسلام، ایمان اور احسان کے مسائل بتانے آئے تھے۔

ان مسائل میں کہیں بھی سر پہ بستر اُٹھا کر در بہ در پھرنے کا ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ آخِرًا وَّالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

پنجشنبہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

۷ نومبر ۱۹۹۱ء

سلسلۂ مطبوعات دار الفیض گنج بخش ۳۶

کتاب ---------- تبلیغی جماعت کی حقیقت

مؤلف ---------- حضرت ابوالحسن زید فاروقی

تعداد ---------- دو ہزار

اشاعت ---------- جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ، جون 2005ء

بیرون جات کے حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کریں۔

ملنے کے پتے

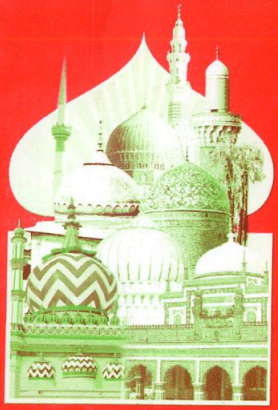
دار الفیض گنج بخش

☆ 55۔ حکیم محمد موسیٰ روڈ (ریلوے روڈ، گوالمنڈی) حضرت لاہور

فون: 042.7671389

☆ حکیم محمد سلیم مرتضائی، مرتضائی دواخانہ، بالمقابل جامع مسجد اسلامیہ کالج، سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد۔ فون: 041-763014

اللہ ہو



ماہانہ ختم شریف

حضرت اہلیہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ چشتی نظامی قادری

ہر قمری ماہ کے دوسرے اتوار بعد نمازِ عصر تا مغرب

بمقام مقابرِ چشتیاں

اس بابرکت محفل میں شرکت
فرما کر سعادتِ دارین حاصل کریں

نوٹ

سالانہ عرس مبارک ۸ شعبان المعظم کو انعقاد پذیر ہوتا ہے

الداعی الی الخیر

دارالفیض گنج بخش 55 - حکیم محمد موسیٰ روڈ
ریلوے روڈ حضرت لاہور

مہتمم
فاوری

مجموعہ رسائل

اخراج المنافقین عن مساجد المومنین

تبلیغی جماعت کا آپریشن	تبلیغی جماعت کے متعلق فتویٰ
موجودہ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت	عقائد المسلمین فی رد عقائد الملحدین

فاتح نجدیت سید احمد علی شاہ نقشبندی صفی

فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

مہتمم

شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم پیرارچی وخراسانی

بارہ پشاور

وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا (القرآن)

مجموعہ رسائل

اخراج المنافقین

عن

مساجد المومنین

فاتح نجدیت ورائیونڈیت علامہ سیّد احمد علی شاہ نقشبندی، سیفی

فاضل دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، پشاور

مہتمم

شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن دامت برکاتہم پیرارچی وخراسانی

باڑہ، پشاور

انتساب

نہایت درجہ ادب احترام اور خلوصِ دل کے ساتھ میں اپنی یہ معمولی محنت اپنے پیر و مرشد سیدی وسندی قلبی وروحی فداہ عامل قرآن منبع علم وعرفان مظہر فیوض یزدان قطب الاقطاب۔ امام الاصفیاء۔ رئیس الاولیاء قطب السالکین سلطان العارفین شمس المسلمین۔ حاجی الحرمین شریفین جناب آخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب زاد اللہ برکاتہ، علینا وعلیٰ باقیۃ الخلان پیر آرچی حال منڈی کس باڑہ خیبر ایجنسی دامت برکاتہم العالیہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کا آئینہ دار۔ قرآن مجید کی عملی تفسیر اور احادیث نبویہ کی صحیح تشریح ہے۔ جن کی خداداد صلاحیت عمل واخلاص نے کئی لاکھ مردہ دل زندہ کئے۔ سیکڑوں فاسق، فاجر، جابر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا ہے۔ تہہ دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ رب العزۃ جناب حضرت مبارک موصوف زکو حیاتِ خضری عطاء فرمادے۔ آپ کے فیوض وبرکات سے عالم اسلام کو بہرہ ور ہونے کی توفیق بخشے۔ آپ کی تبلیغی سعی کو روز افزوں ترقی سے ہمکنار کر کے پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔

آمین ثم آمین

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی۔ مجددی سیفی

فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (سرحد)

ساکن شالپین۔ ضلع سوات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعلنا علیٰ عقیدۃ اھل السنۃ والجماعۃ وحفظنا من عقیدۃ الوھابیۃ الکفرۃ الفجرۃ الضالۃ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد ن الذی حکم علی الوھابیۃ بالشقاوۃ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہ الذین حکموا علی الوھابیۃ بشرار الخلق الضالۃ۔ امّا بعد

سوال: کیا تبلیغی پارٹی والے اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے لیے نکلتے ہیں؟ یا کسی اور چیز کے لیے نکلتے ہیں؟

جواب: تبلیغی پارٹی والے اس مقام کے لیے نکلتے ہیں جو مشرک ہندو کے نام پر مشہور ہے۔ تبلیغیوں کا اپنا یہ قول سلطانی گواہ ہے کہ الحمد للہ ان شہروں سے نقد جماعتیں اور افراد رائے ونڈ کیلئے نکل گئے۔ (سوانح محمد یوسف بن الیاس امیر تبلیغی جماعت پاک وہند ص ۵۵۱ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور)

سوال: کیا رائے ونڈ کے لیے جماعتوں کا نکلنا کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: کسی آیت یا حدیث سے اس کا ثبوت تو درکنار بلکہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کم تر مسلمان مقام رائے ہندو کے لیے نکلنا بھی کفر سمجھتا ہے۔

سوال: کیا مقام رائے ونڈ کسی ہندو کا نام اور مقام ہے؟

جواب: رائے تو ایک مشرک ہندو تھا۔ انگریزوں نے جسے رائے بہادر کا خطاب دیا تھا اور ونڈ جائیداد کو کہا جاتا ہے یہ ونڈ اس جائیداد پر مشہور ہے۔ اس لیے اس کو رائے ونڈ کہتے ہیں۔

سوال: یہ تبلیغی پارٹی والے اس مقام ہندو کے لیے کیوں نکلتے ہیں؟

جواب: ان کا عقیدہ ہے کہ رائے ونڈ کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے جیسا کہ قاضی عبدالسلام صاحب فاضلِ دیوبند نے اپنی کتاب شاہراہ تبلیغ صـ۵۴ پر تبلیغیوں کے قول پر گواہی تحریر کی ہے۔

سوال کیا یہ کسی قرآنی آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ اس راہ میں نکلنے والوں کی ایک نماز رائے ونڈ میں انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟

جواب: یہ کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ آیت و حدیث پر افتراء ہے کسی عمل کے ثواب کا درجہ اگر کوئی قرآن و حدیث کے بغیر تجویز کرے تو یہ دعویٰ خدائی یا دعویٰ نبوت ہے اور تکذیبِ خداوندی اور تکذیبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ثواب مقرر کرنا کسی اور کا حق نہیں۔

سوال: ایسے تکذیب کرنے والے کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: قرآن و حدیث سے بکثرت ثابت ہے کہ اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن و حدیث کی تکذیب کرنا کفر ہے اور طریقۂ کفّار ہے۔

سوال: کیا بیت اللہ شریف کے لیے نکلنے والوں کی حرم شریف میں بھی انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؟ یا یہ فضیلت صرف رائے ونڈ کی ہے؟

جواب: احادیث سے ثابت ہے کہ بیت اللہ شریف کے لیے نکلنے والوں کی ایک نماز حرم بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے اور رائے ونڈ کے لیے بڑھ چڑھ فوقیت دینا اور افضلیت دینا یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں مشرکوں کی ایجاد ہے۔

کسی آیت یا حدیث سے ثبوت نہیں اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان یہ بات روا اور جائز سمجھتا ہے بلکہ حرمِ بیت اللہ شریف پر ایسے مقام کو فوق سمجھنا اور افضلیت دینا اور ایسے مقام کے لیے نکلنے والوں کو ایسا درجہ دینا کفر اشد ہے اور تخفیفِ حرم بیت اللہ شریف ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والے اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کے خلاف کفّار کی طرف داری کرتے ہیں؟

جواب: ضرور کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ "ہم کافروں کو بھی کافر نہیں کہتے۔" اس لیے قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضلِ دیوبند شاہراہ تبلیغ صـ۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغی لوگوں کو انگریزوں سے پیسے ملتے ہیں اور یہ تحریک انھی کے اشاروں پر چلتی ہے۔ (مکالمۃ الصدرین صـ۸)

سوال: جو کافر کو کافر نہ کہے قرآن و حدیث کے حکم کے تحت علمائے کرام کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں؟

جواب: جمہور (تین سو ساٹھ ۳۶۰ اکابرینِ دیوبند) کا متفقہ فیصلہ ان کی فیصلہ کن کتاب "اشدّ العذاب دینِ مرزا کفر خالص صفحہ آٹھ تا چودہ مطبع مجتبائی دہلی" میں مشہور و معروف مولانا محمد مرتضیٰ حسن دیوبندی نے لکھا ہے کہ جو کافر و مرتد کو کافر و مرتد نہ کہے وہ خود کافر و مرتد ہے۔ جس طرح مسلمان کو بے ایمان کافر و مشرک سمجھنا کفر و شرک ہے اسی طرح کافر کو کافر نہ کہنا کفر ہے۔

سوال: کیا تبلیغی تحریک والوں کا مقام رائیونڈ کو تبلیغ کے نام سے نکلنا عبادتِ خداوندی ہوسکتا ہے؟

جواب: قاضی عبدالسلام صاحب نوشہروی فاضل دیوبند سہانپور اپنی کتاب شاہراہ تبلیغ صـ۳۸ سے تا صـ۵۳ مکمل دلائل کے ساتھ فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی عبادت قرآن وحدیث کے خلاف ہے لہٰذا یہ عبادتِ شیطان ہے اس لیے قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے کہ۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ج اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ط وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ط ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (سورۂ یٰسین آیت ۶۱)	اے آدم کی اولاد نہ پوجو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی (تفسیر شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی و شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

اس لیے موصوف قاضی صاحب نے شاہراہ تبلیغ صـ۱۲۱ پر فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ موجودہ عوامی رسم تبلیغ بظاہر نام سے تبلیغِ دین ہے مگر درحقیقت دینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بالکل اُلٹ ہے دینداری کی نیت سے بے دینی ہے اور انجان ہوکر دین دوستی کی نیت سے دین دشمنی زور وشور سے پھیلائی جارہی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس لیے غور کرنا چاہیئے کہ اسلام کا دشمن شیطان ہے یا نہیں اور دشمنِ اسلام کی عبادت عبادت شیطان ہے یا نہیں؟ ضرور ہے۔

اس لیے ارشادِ خداوندی ہے کہ شیطان کو نہ پوجو، شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ وہابی تبلیغی تحریک والے ضرور بالضرور حزب الشیطان ہیں۔

جیسا کہ علامہ شیخ عارف باللہ تعالیٰ احمد الصاوی المالکی رضی اللہ عنہ تفسیر صاوی جلد دوم حصہ اوّل صـ۲۵۵ آیت اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ط کی تفسیر میں فتویٰ دیتے ہیں کہ فرقہ خوارج وہابیہ گروہ شیطانی ہے تو اِن کی عبادت خود بخود عبادتِ شیطان ہے۔

سوال: جب فرقہ وہابیہ مسلمانوں کو بے ایمان یعنی کافر ومشرک سمجھتے ہیں تو اِن کے بارے میں حکمِ شرعی کیا ہے؟

جواب: مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے بقول رشید احمد گنگوہی دیوبندی فتاویٰ رشیدیہ صـ۳۲۲ (بحوالہ صحیح البخاری صـ۹۰۱ جلد دوم مَنْ اَکْفَرَ کَفَّرَ اَخَاہُ بِغَیْرِ تَاْوِیْلٍ فَھُوَ کَمَا)

سوال: وہابی تو ابنِ عبدالوہاب نجدی کے نام سے مشہور ہیں جیسا کہ خاص وعام اکابرین علمائے دیوبند اور خاص طور سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ میں واضح کیا ہے لیکن عبدالوہاب نجدی سے پہلے کس نام سے مشہور تھے؟

جواب: کتاب عقائد علمائے دیوبند صـ۲۲۸ پر مذاہب اربعہ کے علمائے حرمین شریفین وجمہور اکابر علمائے دیوبند کا فیصلہ موجود ہے اور مولوی محمد تھانوی صاحب دیوبندی حاشیہ نسائی شریف جلد اوّل صـ۳۶۰ پر اور مولوی حمداللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر صـ۱۵۵ پر ابن عبدالوہاب نجدی اور جملہ وہابیوں کے متعلق فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ ابن عبدالوہاب اور اس کے جملہ معتقدین جو اپنے کو وہابی کہتے ہیں۔ جمہور علماء کے اتفاق پر خوارج میں سے ہیں۔

یقولون ان ابن عبد الوھاب من خوارج۔ یعنی ابنِ عبدالوہاب نجدی بہ اتفاق اکثر علماء خارجی ہے البصائر ص۱۵۴ تا ص۱۵۷ حاشیہ نسائی شریف ص۳۶۰ پر محمد تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ اب تو کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ رہی کہ وہابیہ خوارج نہیں۔

سوال: کیا خوارج وہابیہ کے لیے کوئی خاص عذابِ الٰہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی تفسیر معارف القرآن جلد دوم ص۱۴۵ تا ص۱۴۷ پر یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ کے تحت لکھا ہے "ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشہور حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔ یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہوں گے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہوں گے جن کو وہ قتل کریں گے۔ یعنی سفید چہرے والے اہل السنت اور سیاہ چہرے والے خوارج ہیں

"فقال ابوامامۃ الخوارج کلاب النار شر قتلی تحت ادیم السماء وخیر قتلی من قتلوہ ثم قراء یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ"

"ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ خوارج دوزخ کے کتے ہیں۔ آسمان کی وسعت کے نیچے بدتر مقتولین ہیں۔ بہتر مقتول وہ ہے جس کو یہ قتل کریں۔ پھر پڑھا "کچھ منہ اس دن سفید ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہونگے"۔

ابوامامہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے یہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے سنی ہے؟ تو آپ نے جواب میں شمار کرکے بتادیا کہ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میں نے سات مرتبہ یہ حدیث سنی ہوئی نہ ہوتی تو

میں بیان نہ کرتا۔ (ترمذی شریف)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قولِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق خارجی لوگ مرتد خارج از اسلام اور کفار ہیں۔

سوال: ابنِ عبدالوہاب نجدی وہابی اور اس کے معتقدین وہابیہ کس کے شاگرد اور تابعدار ہیں؟

جواب: مولوی حمداللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور اپنی کتاب البصائر ص۱۵۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"ابنِ قیم اور ابنِ عبدالوہاب نجدی دونوں ابنِ تیمیہ کے تابعدار اور معتقد تھے۔ یعنی وہابیہ سب کے سب ابنِ تیمیہ کے معتقد ہیں۔

سوال: کیا تبلیغی پارٹی بھی ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کی مدح کرتی ہے؟ اور ان کے معتقد ہیں؟

جواب: مولوی الیاس بانی تحریک رسمی تبلیغ اپنی کتاب دینی دعوت کے ص۷ پر فرماتے ہیں۔ (جو مکتبہ محمودیہ رائیونڈ سے شائع ہوئی ہے کہ "متوسطین میں علامہ ابنِ تیمیہؒ اور حافظ ابنِ قیمؒ کو ناواقف باطن سے خالی سمجھتے ہیں"۔ ادھر ان دونوں کے نام کے بعد الیاس صاحب نے رحمہما اللہ تعالیٰ بھی لکھا ہے۔

سوال: جو لوگ ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام یا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کیا ان کے لیے کوئی برائی ہے؟

جواب: فاضلِ دیوبند مولوی حمداللہ صاحب کی کتاب البصائر کے ص۱۵۳ پر ہے "امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے"۔ اور مولوی الیاس نے شیخ الاسلام سے زیادہ درجے کا لقب

رحمۃ اللہ علیہ اس کے لیے استعمال کیا ہے اس لیے مولوی حمد اللہ صاحب صـ۱۵۲ پر فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کیا تھا۔ لہٰذا وہ مجسمہ میں سے تھا اور مجسمہ کافر ہیں۔ اس لیے ابنِ تیمیہ کو رحمۃ اللہ علیہ یا شیخ الاسلام کہنے والا کافر ہے۔ کیونکہ ابنِ تیمیہ کافر تھا۔

سوال: کیا ابنِ عبدالوہاب نجدی، ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کے عقائد کا خُبث یکساں ہے؟

جواب: مولوی حمد اللہ صاحب فاضل دیوبند سہارنپور نے مولانا قطب الدین غورغشتوری صاحب (مرحوم) کا قول نقل کیا ہے کہ اتباعِ ابنِ عبدالوہاب نجدی و ابنِ تیمیہ اور ابن قیمؒ کے عقائد یکساں ہیں۔ تمام وہابیہ خبیثہ کے عقائد یکساں ہیں یعنی یہ سب کے سب ابنِ خوارج ہیں۔ (الصاعقہ صـ۱۵۴)

سوال: کیا پرانے اماموں میں سے کسی نے وہابیہ خوارج کی تکفیر کی ہے؟

جواب: علامہ قاضی عیاض، مولانا احمد شہاب الدین الخفاجی مصری نے نسیم الریاض فی شرح شفا جلد چہارم کے صفحہ ۴۷۶ پر امام مالکؒ کا فتویٰ تحریر کیا ہے کہ خوارج کافر ہیں جیسا کہ صـ۴۸۸ پر حدیث شریف موجود ہے۔ (وان (وقال صلی اللہ علیہ وسلم) فی روایۃ رواہ شیخان عن ابی سعید الخدری (فاذا وجدتموھم فاقتلوھم قتل عاد) وفی روایۃ ثمود وھم کفرۃ کما فی القرآن (فظاھر ھذا) (الحدیث) (الکفر) ای کفر الخوارج ولذا ذھب الیہ اکثر العلماء کالطبری والسبکی۔

سوال: مولوی الیاس بانیٔ تحریکِ تبلیغ نے مثلِ انبیاء ہونے کا دعویٰ

کیا ہے۔ کیا ایسا دعویٰ کسی صحابی یا تابعی یا امام مذاہب اربعہ میں سے کسی مجدد، ولی یا عالم نے کیا ہے؟ کیا ایسا دعویٰ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مثل کا معنیٰ ہے مانند، کسرِ میم کے ساتھ مثل کا معنی ہے تمام صفات میں برابر ہونے والا (بحوالہ غیاث اللغات صـ۴۵۲) اس سے پتہ یہ چلا کہ جو کسی کی مثلیت کا دعویدار ہو وہ اس کی تمام صفات کا دعویدار ہے جو دعویٰ نبوت ہے۔ نتیجہ کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مماثل ہو گا۔

اس میں صفت نبوت بھی پائی جائے گی اور یہ ناممکن ہے۔ کہ ایک عام آدمی اپنی زبانی یا شیطان کے دھوکہ میں آکر نبوت کے منصب کی برابری کا دعویٰ کرکے ان کی مثل ہو جائے اور جو ایسا کرے گا وہ قطعاً یقیناً کافر ہے جیسا کہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، دیوبندی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان مطبع نعمت علی پرنٹرز لاہور نے کتاب رئیس قادیان کے صـ۱۷۰ سے تا صـ۱۷۳ تحریر کیا ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے مثل و مثیل و مماثلت عیسیٰ کا دعویٰ کیا لہٰذا مثل و مثیل ہونے کے لیے باہمہ وجوہ اور پوری مشابہت کا ہونا شرط ہے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ وہ باذن اللہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کو اچھا کر دیتے تھے تو آپ کیسے مسیح ہیں کہ اپنے آپ کو بھی اچھا نہیں کر سکتے۔ یعنی جب پیغمبر کے مثل و مثیل و مماثلت کا دعویٰ کرنا مکمل طور پر نبوت کا دعویٰ ہے تو جب قادیانی یہ دعویٰ کرتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں میں سے کوئی معجزہ کیوں نہیں بتاتے۔ (رئیس قادیان صـ۱۷۱) اس سے ثابت ہوا کہ مولوی الیاس کا دعویٰ مرزا غلام قادیانی سے لاکھوں درجہ بڑا دعویٰ نبوت ہے۔ کیونکہ اس نے مثلِ انبیاء کا دعویٰ کیا اور مثلِ انبیاء

جمع ہے یعنی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعویٰ ہے۔

سوال: کیا تمام انبیاء علیہم السلام کے کل صفات مولوی الیاس میں موجود ہیں؟ اور کتنا اتنا بڑا نبی کہ سب میں جو صفات ہیں وہ اکیلے مولوی الیاس میں جمع ہیں؟

جواب: العیاذ باللہ تعالیٰ ایسا خبیث عقیدہ قادیانیوں کے بغیر نبی علیہ السلام کے زمانہ سے ابھی تک کسی مسلمان نے ظاہر نہیں کیا۔ صحیح بخاری شریف کے صـ۳۶۳ پر حدیث شریف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے سامنے اپنی مثل پیدا ہونے کی نفی فرماتے ہیں۔

لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ۔ (الحدیث)

یعنی میں تم میں سے کسی ایک کی طرح نہیں ہوں۔ یعنی میں تم میں سے کسی کی صورت کا نہیں ہوں۔ (اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ) انی لست مثلکم یعنی میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ (اَیُّکُمْ مِثْلِیْ) تم میں میری مثل کون ہے؟ ان ارشادات کا خطاب صحابۂ کرام سے تھا لیکن کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا کسی امام مجتہد مجدد سے ابھی تک یہ ثابت نہیں ہوا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل ہوں۔ لہٰذا مثلِ انبیاء کا دعویٰ کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی جو مولوی الیاس کے اُستاد اور پیر و مرشد ہیں اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ صـ۳۵۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ فخرِ عالم علیہ السلام تمام مخلوق سے برتر و معزز، بے نہایت عزیز ہیں کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا۔ یعنی نبی علیہ الصلوۃ والسلام بے مثل بشر ہیں۔ جیسا کہ مولوی شاہ اسمٰعیل کی تصنیف تقویۃ الایمان جس کے متعلق رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ میں تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب ہماری ایمانی کتاب

ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ "آپ کا کوئی مماثل نہیں"۔ صـ۳۷۴۔

اسی طرح براہینِ قاطعہ تصنیف مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری دیوبندی خلیفۂ مولوی اشرفعلی تھانوی میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے مثلیت کی دلیل پکڑتے ہیں یہ غلط ہے حضور علیہ السلام کا مثل دونوں جہانوں میں نہیں ہے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور دیگر لوگ مخلوقِ خدا ہیں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ خدا ہیں نہ ملائک اور نہ جن ہیں انسان اور بندۂ خدا ہیں۔ (صـ۱۰۳ - ۱۰۴)

سوال: تبلیغی جماعت والے جہلاء جو تبلیغ کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا ناجائز اور عوام کے لیے یہ تبلیغ سننا کیسا ہے؟

جواب: مجالس الابرار میں مولوی ابرار الحق دیوبندی اور مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی سے حکیم محمد اختر دیوبندی، مولوی عبدالغنی پھولپوری دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مولوی محمد یوسف بنوری دیوبندی یہ فتویٰ تحریر کرتے ہیں کہ علم کی شرط ہونے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجیا ہل لوگوں کو وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک غلط سلط روایات و احکام بلاتحقیق بیان کرتے ہیں۔ سخت گناہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی اُن کا ایسا وعظ سننا جائز نہیں ہے کہ اس سے بجائے ہدایت کے گمراہی کا اندیشہ قوی ہے (صـ۱۰) جیسا کہ شاہراہِ تبلیغ میں جناب قاضی عبدالسلام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ تبلیغی پارٹی والے ضالٌّ وَّمُضِلٌّ ہیں۔

سوال: جن کے عقائد میں مذکورہ خلل موجود ہو تو کیا کلمہ اور نماز پڑھنے کے باوجود گمراہ، بے دین خارج از اسلام ہیں؟

جواب: کتاب اشدّ العذاب کے مصنّف مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظمِ تعلیمات دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں "مسلمان خوب سمجھ لے کہ اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں حالانکہ حکم یہی ہے کہ منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر کہا جائے۔ ورنہ کیا منافق سب کچھ فرائض و واجباتِ دین ادا نہ کرتے تھے؟ منافقین بھی اہلِ قبلہ تھے۔ مسیلمہ کذّاب بھی اہلِ قبلہ تھا ورنہ دیانند سرسوتی اور گاندھی نے کیا قصور کیا۔ بس حکم یہی ہے، مسئلہ یہی ہے آسمان ٹلے زمین ٹلے یہ حکم نہیں ٹل سکتا۔ چاہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ حکم سنا دیا ہے تمہارا نفع اسی میں ہے۔ منافقین کو کافر و مرتد کہا جائے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم چھپایا نہیں جا سکتا (صـ ۹، ۱۰) توہینِ انبیاء، انکارِ ختمِ نبوّت، دعویٰ نبوّت، انکارِ ضروریاتِ دین یہ سب کفر ہے۔ صـ ۱۴ جیسا کہ قرآنِ کریم کے پارہ ۲۸ سورۂ منافقون میں ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ؕ

یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضورؐ بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق بے شک جھوٹے ہیں۔"

مفتی محمد شفیع دیوبندی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب آپؐ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ بے شک اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس میں تو ان کے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی اور باوجود اس کے اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اس کہنے میں جھوٹے

ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کیونکہ وہ گواہی محض زبانی ہے اعتقادِ قلب سے نہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنی جان و مال کو بچانے کیلئے بنا رکھا ہے کیونکہ اظہارِ کفر کرتے تو ان کی حالت بھی مثل دوسرے کفّار کے ہو جاتی کہ جہاد کیا جاتا اور قتل و غارت ہوتا پھر اس لازمی خرابی کے ساتھ متعدی خرابی ہے کہ یہ لوگ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک ان کے یہ اعمال بہت ہی بُرے ہیں۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ ان کے اعمال بہت بُرے ہیں۔ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ اوّل ظاہر میں ایمان لے آئے۔ پھر اپنے شیاطین کے پاس جا کر کلماتِ کفر یہ اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ کہہ کر کافر ہو گئے مطلب یہ کہ ان پر بُرے اعمال کا حکم کرنا ان کے نفاق کے سبب سے ہے کہ وہ بدترین عملِ کفر ہے۔"

(معارف القرآن جلد ۸ صـ ۴۴۷)

سوال: کیا خوارج وہابیہ کے ایسے عقائد بھی ہیں جن کے سبب سے ان کی ظاہری کلمہ گوئی اور نماز، روزہ وغیرہ عبادات ظاہری وغیرہ سب بے کار ہیں؟

جواب: یہ بات تو پہلے جناب عبدالسلام صاحب فاضل دیوبند نے ظاہر کی ہے کہ ان کے ظاہری اعمال شیطانی ہیں لیکن پھر بھی حسین احمد مدنی صدر مدرسینِ دیوبند کے منہ سے سنیئے "وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلۂ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب صـ ۶۷) جیسا کہ نور الانوار قمر الاقمار صـ ۲۴۷ میں تحریر ہے کہ وہابیہ منکرِ شفاعت ہیں۔ مولوی حسین احمد مدنی صدر مدرسین دیوبند الشہاب الثاقب کے صـ ۴۳ پر فرماتے ہیں کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانان دیارِ مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال

کو ان سے چھین لینا حلال جائز بلکہ واجب ہے"۔

یہ ہر ایک عالم کو معلوم ہے کہ مسلمان کو کافر و مشرک کہنا اور اس کے مال و دولت کو لوٹنا حرام قطعی ہے اور پھر اس کو حلال سمجھنا، سمجھنے والا کافر ہے یعنی قطعی حرام کو حلال سمجھنے والا قطعی کافر ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا (پارہ ۵ رکوع ۱۰) یہ ہے وہابیوں کا عقیدہ جس کے سبب سے ان کے سارے اعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

سوال: کیا ان کی کلمہ گوئی بھی جھوٹ ہے؟

جواب: ان لوگوں کی کلمہ گوئی کی حقیقت جھوٹ پر ہے کیونکہ یہ لوگ کلمہ طیبہ اس طرح پڑھ کر بیان کرتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کوئی کچھ نہیں کر سکتا سب کچھ اللہ کر سکتا ہے بس اللہ تعالیٰ سے کرنے کا اور مخلوق سے نہ کر سکنے کا عقیدہ رکھنا چاہیئے:

ذرا غور فرمایئے کلمہ طیبہ کا اس طرح ترجمہ بیان کرنا اللہ تعالیٰ معبودِ برحق اور شانِ خداوندی کے بہت سخت خلاف ہے کیونکہ قرآنِ کریم و تفاسیر اور دینی مذہبی کتب میں کلمہ طیبہ کا معنی یہ ہے کہ پہلے جزو میں غیر اللہ یعنی معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ کا اثبات ہے جس کا تفسیری معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو ان لوگوں نے پہلے جزو میں معبودانِ باطلہ کی نفی بھی نہ بیان کی اور دوسرے جزو میں معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات بھی بیان نہ کیا بلکہ پہلے جزو میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی یہ بیان کیا کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی اور دوسرے جزو کا یہ معنی بیان کیا کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے یعنی نہ کرنے والا مخلوق ہے

اور کرنے والا اللہ ہے پھر یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ کام کرنے کی نسبت، یہ تو فعل ہے اور عمل نیک یا بد ہے اور یہ صفتِ مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ صفتِ مخلوق سے پاک ہے تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں کیوں نیکی و برائی کی نسبت کرتے ہیں۔

تیسرا یہ کہ جب کرنے والا ان کے عقائد میں اللہ تعالیٰ ہے تو سب مخلوق کو یہ نسبت راجح ہو جاتی ہے کہ فلاں نے یہ کام کیا اور فلاں نے یہ کام کیا تو سب مخلوق ان کے عقائد کے مطابق اللہ اللہ ہے یعنی ہر ایک آدمی کو اللہ اللہ کی نسبت کرتے ہیں۔

چوتھا یہ کہ یہ عقائد جبریہ کے ہیں کہ انسان کی مثال پتھر وغیرہ کی ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا جو نیکی یا برائی کر سکتا ہے وہ مجبورِ محض ہے اس پر نیکی یا برائی کا فعل اللہ تعالیٰ کراتا ہے تو سب کفار و مشرکین کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کافر کر دیا ہے اور ہم سے کفر کراتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے کہ ہم کو دوزخ میں بھیجتا ہے یا ہم کو عذاب دیتا ہے۔

پانچواں یہ کہ جب یہ لوگ معبودانِ باطلہ کی نفی نہیں کرتے تو اس بات پر بت پرستوں اور کفار و مشرکین کو خوش کرتے ہیں کیونکہ کفار و مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کے رد کو بہت برا سمجھتے ہیں۔

چھٹا یہ کہ کفار و مشرکین اور ان کے معبودانِ باطلہ کے مقابلہ میں معبودِ برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات کرنا بھی بہت سخت کلام ہے کیونکہ کفار و مشرکین نے بت مقرر کیے ہیں جس کی پوجا کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کے لیے ایک سچا وحدہٗ لاشریک معبودِ برحق ایک ذاتِ پروردگارِ عالم ہے تو کفار و مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان یہ بنیادی مخالفت ثابت ہے۔

ساتواں یہ کہ اس بات کو کفّار و مشرکین شیاطین کبھی بھی بُرا نہیں مانتے کہ اللہ وہ ہے جو سب کچھ کرسکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کرسکتی بلکہ یہ کفار کی طرف داری ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم خود کفر نہیں کرتے یہ ہم سے اللہ کراتا ہے۔

الحاصل تبلیغی فرقہ وہابیہ کا مقصد نہ معبودانِ باطلہ کا رد ہے اور نہ معبودِ برحق کا اثبات معبودیت ہے بلکہ ان لوگوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم بعد الوفات کچھ نہیں کرسکتے اور نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں۔ نہ کرتے ہیں بلکہ ان وہابیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جیسا کہ صدر مدرسین حسین احمد دیوبندی اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" صـ۴۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "وہابیوں کا بڑا مقولہ ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقلِ کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ دوعالم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)"

ثابت ہوا کہ وہابی لوگ نہ کرسکنے کی جو نسبت کرتے ہیں کہ کوئی کچھ نہیں کرسکتا یہ نسبت رحمۃ للعلمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور اولیاء اللہ کی طرف کرتے ہیں یعنی یہ لوگ وہابیہ ظاہری دعویٰ میں اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے اور اولیاء اللہ سے مستغنی ہیں جس طرح کفّار و مشرکین و منافقینِ مکّہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے مستغنی تھے جیسا کہ سورۂ عبس کی آیت اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی کے معنی ہیں کہ وہ جو بے پرواہ بنتا ہے یعنی اس سے مراد ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیع، ابی بن خلف، اُمیہ بن خلف

اور شیبہ وغیرہ ہیں۔

ثابت ہوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم سے مستغنی اور بے پرواہ ہونا کفّار و مشرکین کی پیروی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے بے پرواہ جاننا یعنی مستغنی جاننا کہ حضور صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کچھ نہیں کرسکتے یہ بدترین کفر ہے جیسا کہ وہابیہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے ایسے مستغنی اور بے پرواہ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں کرسکتے۔ لہٰذا وہابیہ شفاعت کے بھی منکر ہیں جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

اب اہل سنّت علماء کا اور عوام کا عقیدہ فاضلِ دیوبند سہارنپور مولانا حمد اللہ صاحب کی کتاب "البصائر" سے سنئے صـ۴۲ پر لکھتے ہیں۔ وقال الامام الغزالی من یستمد بہٖ فی حیوتہٖ یستمد بعد مماتہٖ یعنی سب اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان سے استمداد طلب کرنے کے لیے اتنی دلیل کافی ہے کہ جو بحال حیات امداد کرسکتے ہیں تو بعد الوفات بھی وہ امداد کرسکتے ہیں ——— جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس اُمّت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بعد الوفات یہ امداد اور احسان فرمایا تھا کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے پانچ کروا دیں اگر صرف قرآن و حدیث کے دلائل اس مسئلہ کے لیے لکھنا چاہیں تو کافی دفتر بن جائے گا۔ عاقل اور اصیل کے لیے اتنا اشارہ کافی ہے۔

الحاصل کلمہ طیبہ بھی آیت قرآنی ہے اور اس میں معبودانِ باطلہ کی نفی ہے اور معبود برحق وحدہٗ لاشریک کا اثبات ہے اور تبلیغی وہابیہ جو خوارج میں سے ہیں وہ اس کا معنی اپنی رائے کے مطابق

بخلافِ قرآن بلکہ بخلافِ وحدہٗ لاشریک کرتے ہیں جو کہ سخت ترین کفر ہے۔
امامِ ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۲۲۴ میں قرآن کی تحریف کرنے والوں کے حق میں فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهٖ فَقَدْ كَفَرَ یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہوگیا لیکن یہ لوگ معنی معبود واحد لاشریک کو فاعل پر تبدیل کرتے ہیں کہ فعل کرنا ایک نسبتِ مجازی سب مخلوق کے لیے بولنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس نسبتِ مجازی سے انکار بھی قرآن وحدیث کا انکار ہے اور یہ انکار کفر ہے جیسا کہ آیت وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى۔ ترجمہ اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

دوسری آیت فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ترجمہ:۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

تیسری آیت فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ :۔ معنیٰ: پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کفر پایا یعنی ارادہ کفر جو یہودیوں نے کر لیا تھا فرمایا کہ کون ہے میری مدد کرنے والا اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مصیبت کے وقت میں اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنّتِ پیغمبر ہے۔

دوسرا یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی مگر انھیں انصار اللہ کہا گیا۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابہ کرام کی ایک

جماعت کا نام انصار ہے الخ زندوں کے ساتھ باقی انبیاء علیہم السلام کی بعد الوفات امداد اس آیت سے ثابت ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ترجمہ:۔ تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر) اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا۔ یعنی بروز میثاق اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایمان لانے اور ان کی مدد فرمانے کا وعدہ لیا تھا۔

معلوم ہوا کہ صالحین بعد الوفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے زمانے میں یہ حضرات وفات پا چکے تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح شبِ معراج میں پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں اگر وہابیہ انبیاء کرام کے بعد وفات مدد کے منکر ہیں تو انھیں چاہیئے کہ پانچ نمازوں کے بجائے پچاس پڑھا کریں۔

سوال: کیا وہابیہ بھی ابن تیمیہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے جسم ثابت کرتے ہیں؟ اور کیا یہی عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: صدر مدرسین حسین احمد دیوبندی الشہاب الثاقب میں تحریر کرتے ہیں مثلاً علی العرش استویٰ وغیرہ آیت میں طائفہ وہابیہ استویٰ ظاہری اور جہت وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوتِ جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے (صـ ۶۶)

سوال: حرفِ ندا یا رسول اللہ کے متعلق وہابیہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

جواب: وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت

منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین شریفین پر سخت نفرتین اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب و نداء کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب صـ۶۵) جیسا کہ مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی بانی دیوبند فرماتے ہیں ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

لیکن وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام اور درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بُردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے اور ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور قصیدہ بُردہ کے بعض اشعار شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مثلاً

یَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

معنیٰ :- اے افضل المخلوقات، میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بروقت نزول حوادث۔ (الشہاب الثاقب صـ۶۶)

الحاصل کتاب الشہاب الثاقب میں صدر مدرسین حسین احمد صاحب دیوبندی نے تقریباً دس جگہ وہابیہ کے لیے لفظ خبیث و خبیثہ استعمال کیا ہے اور خبیث اور خبیثہ قرآن و حدیث میں ابلیس علیہ اللعنت مشرکین، کفار، حرام زادوں، ولدزنا، لوطیوں، منافقین، خنازیر اور پلید نجسوں کے لیے تقریباً چوبیس آیتوں سے ثابت ہے اس سے

ثابت ہوا کہ صدر مدرسین دیوبند حسین احمد صاحب قرآن کو اچھی طرح جانتے تھے اور یہ آیتیں جن میں لفظِ خبیث شیاطین، کفار، حرام زادوں، ولدزنا، لوطیوں، خنازیر نجس اور پلیدوں کے لیے ثابت ہے وہ خوب جانتے تھے کہ جب اُس نے یہ جملہ صفات خبیثہ عقائد اور اعمالِ خبیثہ وہابیوں میں دیکھ لیے تو اس بنا پر انھوں نے وہابیہ کے لیے ایسا جامع لفظ بار بار استعمال کیا ہے کہ یہ سب خباثتوں کا مجموعہ ہے سب خباثت اس لفظِ خبیث و خبیثہ میں جمع ہیں تو بقولِ حسین احمد صاحب صدر مدرسین دیوبند اس سے ثابت ہوا کہ وہابیہ سب خباثتوں کا مجموعہ ہے یعنی ان لوگوں میں سب خباثت جمع ہیں کوئی ایسا خبیث اعتقاد اور عمل نہیں ہے کہ وہابیہ میں موجود نہ ہو اب وہابیوں کو چاہیے کہ مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرسین سے دریافت کریں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں سے بطور نمونہ ایک آیت تحریر کی جاتی ہے

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ (سورۂ نور آیت ۲۶)

یعنی خبیثہ خبیثوں کے لیے اور خبیث (مرد) کے لیے خبیثہ ہیں۔

دوسری آیت میں خبیثوں کے لیے عذاب ملاحظہ کیجیے۔

لِیَمِیْزَ اللّٰہُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَہٗ عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَہٗ جَمِیْعًا فَیَجْعَلَہٗ فِیْ جَہَنَّمَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ط (سورہ انفال آیت ۳۷ پ۹)

"اس لیے کہ اللہ خبیث کو طیب سے جُدا فرما دے یعنی خبیثوں کو تلے اُوپر رکھ کر سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے یہی نقصان پانے والے ہیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی تفسیر معارف القرآن جلد چہارم ص۲۲۷ پر اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ

"کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جانے کے لیے قیامت میں جمع کیا جائے گا تاکہ اللہ تعالےٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے الگ کردیں کیونکہ جب دوزخیوں کو دوزخ کی طرف لائیں گے ظاہر ہے کہ اہلِ جنّت ان سے علیٰحدہ رہ جائیں گے اور ان سے الگ کرکے ناپاک (خبیث) کافروں کو ایک دوسرے سے ملادے یعنی اِن سب کو جہنم میں ڈالدے ایسے ہی لوگ پورے خسارے میں ہیں جس کا کہیں منتہیٰ نہیں۔"

ثابت ہوا کہ وہابیوں کو صدرمدرسین حسین احمد صاحب نے بار بار خبیث وخبیثہ لکھا ہے اور خبیث وخبیثہ کی تفسیر آیتِ قرآنی کے تحت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے یہ ثابت کیا کہ خبیث وخبیثہ کفار ومشرکین ہیں۔ خبیث وخبیثہ کو قرآن وحدیث کافر ومشرک قرار دیتے ہیں پھر مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی معارف القرآن جلد ۸ ص۶۷۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ لوح محفوظ تحت العرش ہے کما فی در المنثور سورۃ البروج اور وہ مقدس ہے شیاطین خبیثہ کی وہاں رسائی نہیں۔ یعنی صفت خبیث اوّل صفت شیطان ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی شیاطین بھی خبیثہ ہیں اور شیاطین کے اعمال بھی خبیثہ ہیں تو جب صدرمدرسین حسین احمد نے وہابیہ کے لیے لفظ خبیث بار بار استعمال کیا ہے تو اس نے خوب تجربہ سے معلوم کیا ہے کہ وہابیہ واقعی شیاطین اور کفار ومشرکین میں سے ہیں اور ان کے اعمال وعقائد بھی خبیثہ ہیں اور سب مسلمانوں کو معلوم ہے جیسا کہ

قرآنِ کریم میں ہے کہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کہ بے شک تمہارے لیے شیطان کھلا دشمن ہے۔ تو ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے ایمان واسلام کو وہابیہ خبیثہ سے بچائے۔ کیونکہ شیاطین ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کی ایمانی دولت کو لوٹتے ہیں اور مسلمانوں کو کافر، مشرک، دشمنِ اللہ جل جلالہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور دشمنِ اولیاء اللہ اور دشمنِ مومنین بناتے ہیں اور مسلمانوں میں تفرقہ اور فساد ڈالتے ہیں۔ اسی طرح یہ تمام صفات خبیثہ وہابیہ خبیثہ میں موجود ہیں۔

قولِ خداوندی ہے :۔ کانت تعمل الخبث انھم کانوا قوم سوء فاسقین ۝
(سورۂ انبیاء آیت ۷۴)

شیخ الہند محمود الحسن صاحب دیوبندی ترجمہ کرتے ہیں۔

ترجمہ :۔ "جو کرتے تھے گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان۔"

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اپنی تفسیر معارف القرآن میں آیت شریف مذکورہ کی تفسیر کرتے ہیں تعمل الخبث۔ خبائث جمع خبیثہ کی ہے۔ بہت سی خبیث اور گندی عادتوں کو خبائث کہا جاتا ہے۔ یہاں کی سب سے بڑی خبیث عادت جس سے جنگلی جانور بھی پرہیز کرتے ہیں۔ وہ لواطت تھی (جو قومِ لوط علیہ السلام نے کی تھی اور اس کو ابلیس لعین نے بتایا تھا) یعنی مرد کے ساتھ شہوت پورا کرنا۔ (معارف القرآن جلد ۶ ص۲۰۴)

اب علماء دیوبند کی لغات کا فیصلہ یہ ہے :۔ خبیث معنی :۔ ناپاک پلید، بدباطن (یعنی بدعقیدہ) شریر (یعنی فسادی) نجس وناپاک (یعنی مشرک) اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ بحوالہ فیروز اللغات، قائد اللغات، لغاتِ سعیدی وغیرہ سے ثابت ہوا کہ جب حسین احمد صاحب نے کلی طور پر جمیع

خباثت یعنی کلی شیطانی کفر شرک کے منافقانہ عقائد اور اقوالِ خوارج وہابیہ میں ملاحظہ کیے تو اس وقت فتویٰ دے دیا کہ وہابیہ خبیث وخبیثہ ہیں۔

(الشہاب الثاقب صـ۴۲، ۵۱، ۵۴، ۶۲، ۶۵، ۶۶ مطبوعہ دیوبند)

سوال: بے شک لفظِ خبیث وخبیثہ تو جامع سب خباثت وکفریات نجاستوں کا ہے لیکن جب مولوی حسین احمد صاحب نے خوارج وہابیہ کو خبیث وخبیثہ کہا ہے اور ان پر ایسا سخت فتویٰ لگایا ہے تو خوارج وہابیہ نے ان کو کوئی تعزیر نہیں دی کیونکہ جس کسی نے کسی کو فاسق یا کافر یا خبیث کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو اس کو تعزیر دینا چاہیئے (فتویٰ ودودیہ صـ۴۷۶ شامی، درمختار، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد ۳ صـ۲۰۸) زندیق، فاجر، منافق، لوطی، دیوث کہنے پر ایک ہی تعزیر ہے یعنی سب ایک ہی ہیں۔

جواب: نسبتِ خبیث وخبیثہ جو جامع سب خباثت وکفریات نجاستوں کا ہے یہ تو اس وقت ان لوگوں نے اپنے لیے قبول کیا کہ جب ان لوگوں نے خارجیت وہابیت کو قبول کیا۔ اُمرائے تبلیغ نے یہ سب کچھ بہت خوشی سے قبول کیا اور لکھا "ہم خود بھی اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بہت بڑے وہابی ہیں"۔ دوسرے مخاطب نے جواب دیا۔ مولوی صاحب! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ (سوانح محمد یوسف امیر تبلیغ صـ۱۹۱، ۱۹۳)

جب ان لوگوں نے خود خارجیت وہابیت بہت فخر سے منظور کر لی تو خبیث وخبیثہ کہنے پر حسین احمد صاحب کو تعزیر کس طرح دی جا سکتی ہے۔

اَلرِّضَاءُ بِالْکُفْرِ کُفْرٌ یہ لوگ خوارج وہابیہ خود اپنے کفر پر رضا مند ہیں اور ان لوگوں نے بخوشی اس کو قبول کیا ہے یعنی ان لوگوں نے عقائد و افعالِ فاسدہ، شیطانیہ، کفریہ، منافقانہ، خارجیہ، جبریہ، وہابیہ،

کو قبول کیا ہے۔

جب ایک آدمی اپنا نام ابلیس لعین رکھ لے پھر لوگ اس کو ایسا کہیں کہ "او لعین ابلیس"، تو اس کہنے والے پر کوئی جرم ہے کہ نہیں؟ نہیں پھر اگر وہ خود اس نام پر خفا ہوتا ہے تو وہ خود سزا کا لائق ہے اوروں کا کیا قصور ہے۔

سوال: یہ ٹھیک ہے کہ ان تبلیغی فرقہ والوں نے خود اپنے کو بڑا سخت وہابی کہا ہے اور کہتے ہیں اور یہ بھی میں نے تسلیم کیا کہ جمہور علماء محققین فضلاء علماء خصوصًا اکابر حضرات دیوبند نے بھی تحریر کیا ہے کہ وہابی ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ابنِ تیمیہ کے معتقدین اور مقلدین کو کہتے ہیں اور ابنِ تیمیہ اور ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین اور مقلدین سب کے سب خوارج ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اتنا بڑا گروہ جو کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں سب دنیا سے رائیونڈ میں جمع ہو جاتے ہیں یہ کیسے خبیث وخبیثہ ہیں یہ سب ناممکن ہے اتنا بڑا گروہ خبیث وخبیثہ کیسے بن گیا؟

جواب: قولِ خداوندی ہے قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ المائدہ آیت ۱۰۰) معارف القرآن جلد ۳ صـ۳۲۷ مفسر محمد شفیع دیوبندی صاحب ترجمہ۔ تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک یعنی خبیث اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاکی یعنی خبیث کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تاکہ تمہاری نجات ہو۔

مفتی صاحب تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے دیکھنے والے تجھ کو ناپاک (یعنی خبیث) کی کثرت (جیسا کہ دنیا میں یہی واقع ہوتا ہے

تعجب میں ڈالتی ہے جو کہ باوجود ناپسندیدہ ہونے کے یہ کثیر کیوں ہیں مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت کی دلیل ہے حق ہونے کی نہیں۔ یعنی کثرت دلیلِ صداقت اور حق مقبولیت کا نہیں۔

آگے ارشاد فرمایا وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ: یعنی اگرچہ دیکھنے والوں کو بعض اوقات خراب چیزوں کی کثرت مرغوب کر دیتی ہے۔ اور گرد و پیش میں خبیث اور خراب چیزوں کے پھیل جانے اور غالب آجانے کے سبب انھی کو اچھا سمجھنے لگتے ہیں مگر یہ انسانی علم و شعور کی بیماری اور احساس کا قصور ہوتا ہے (ص ۲۴۲)

یہ آیت اگرچہ ایک خاص واقعہ میں نازل ہوئی کہ اعداد و شمار کی کمی، زیادتی کوئی چیز نہیں کثرت و قلت سے کسی چیز کی اچھائی یا برائی کو نہیں جانچا جاسکتا انسانوں کے سر اور ہاتھ شمار کر کے اکیاون ۵۱ ہاتھوں کو انچاس ۴۹ کے مقابلے میں حق و صداقت کا معیار نہیں کہا جاسکتا، بلکہ اگر دنیا کے ہر طبقہ کے حالات پر ذرا بھی نظر ڈالی جائے تو سارے عالم میں بھلائی کی مقدار اور تعداد کم اور برائی کی تعداد میں کثرت نظر آئے گی ایمان کے مقابلہ میں کفر، تقویٰ و طہارت اور دیانت و امانت کے مقابلہ میں فسق و فجور، عدل و انصاف کے مقابلہ میں ظلم و جور، علم کے مقابلہ میں جہل، عقل کے مقابلہ میں بے عقلی کی کثرت کا مشاہدہ ہوگا جس سے اس کا یقین لازمی ہو جاتا ہے کسی چیز یا کسی جماعت کی تعداد کی کثرت اس کے اچھے یا حق پر ہونے کی قطعًا دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ کسی چیز کی اچھائی اور بہتری اس چیز اور اس جماعت کے ذاتی حالات و کیفیات پر دائر ہوتی ہے حالات و کیفیات اچھی ہیں تو وہ اچھی اور اگر وہ بُری ہیں تو وہ بُری ہے یہ ہرگز نہیں کہ جس چیز یا جس

جماعت کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا ہے۔ وہی چیز حلال اور جائز ہے یا کسی جماعت کو زیادہ تعداد کے لوگوں نے اختیار کر لیا وہی جماعت اچھی اور برحق ہے آیت کے آخر میں ارشاد فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

یعنی اے عقل والو! اللہ سے ڈرو۔ جس میں اشارہ فرمایا کہ کسی چیز (کسی جماعت) کی تعداد کی کثرت کا مرغوب ہونا یا کثرت کو مقابلہ قلت کے حق و صحیح کا معیار قرار دینا عقلاء کا کام نہیں اسی لیے عقلاء کو خطاب اور ان کو اس غلط رویہ سے روکنے کے لیے فَاتَّقُوا اللّٰهَ کا حکم دیا گیا۔

(معارف القرآن جلد ۳ ص ۲۴۳ مفتی محمد شفیع دیوبندی)

سوال: کیا صدر مدرسین دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضرات دیوبند نے کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے کہ واقعی ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین وہابیہ خوارج میں سے ہیں۔ اس بناء پر یہ لوگ خبیث و خبیثہ ہیں؟

جواب: فتویٰ علماء سرحد "ابنِ عبدالوہاب نجدی بہ اتفاق جمہور علماء و فقہا خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی خارجی ہیں۔ (عقائد علمائے دیوبند ص ۲۲۸) و سنن النسائی شریف ص ۳۶۰ برحاشیہ شیخ محمد تھانوی دیوبندی صاحب حصہ اوّل "البصائر ص ۱۵۷ مولوی حمد اللہ صاحب دیوبندی فاضل مظاہر العلوم سہارنپور۔ مزید تفصیلات کے لیے انگریز جاسوس ہمفرے کے اعترافات شائع کردہ مجلس اہلسنت و جماعت ملاحظہ فرمائیں حنفی المسلک علمائے دیوبند تحصیل صوابی ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام جامع مسجد اکرم خان میں عظیم الشان دینی اجتماع میں متفقہ طور پر فتویٰ مذکورہ شائع ہوا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی ساکن شالپین ضلع سوات
حقانی علماءِ اہلسنت وجماعت (مینگورہ) ضلع سوات کا رائیونڈ
والوں کی رسمی خلافِ شرع اور ناجائز تبلیغ کے بارے میں متفقہ رائے کے
ساتھ۔

فتویٰ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام شرع متین اور فقہائے عظام دینِ
مبین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم کی رُو سے تبلیغِ احکامِ شرعی اُمّت کے ہر
فرد پر خواہ وہ عامی ہو یا عالم فرض عین ہے اور یہ کہ یہ تبلیغی فریضہ اقامت میں
تکمیل پذیر نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے قریہ قریہ اور شہر شہر میں گشت نہ
لگائی جائے اور اسی سلسلے میں "رائیونڈ" قصبے کی فضیلت دیگر شہروں اور
قصبوں سے بالاتر مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ کثرت اجر و ثواب میں مدینہ الرسول
صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور بیت اللہ شریف پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ براہ
مہربانی استفتاء بالا کا مفصّل جواب صادر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں؟ بَیِّنُوا
تُوجَرُوا مستفتی ابوالکرم غلام نبی (دیروی) خادم علمائے اسلام۔

جواب

شرعی احکام کی تبلیغ فرض کفایہ ہے۔ اس دلیل کے ساتھ اللہ پاک
جل جلالہٗ قرآن پاک میں فرماتے ہیں وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ
اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (الآیۃ)
(تاکیدًا ہو جائیں بعض تم میں سے (علماء) جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں

اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے منع کریں۔

جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین کے صـ۵۷ پر فرماتے ہیں وَمِنْ
لِلتَّبْعِيْضِ لِاَنَّ مَا ذُكِرَ فَرْضُ كِفَايَةٍ یعنی وَمِنْ مِّنْكُمْ
سے جو خدا کے قول کے مطابق تبعیض کے لیے ہے۔ خواص (علماء) کے
لیے ہے اس لیے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور اس فرض
کفایہ کی ادائیگی (تبلیغ) عوام کا کام نہیں اور علماء کے بیان کے ذریعے عوام سے
ساقط ہوتی ہے اس لیے کہ عوام احکامِ شریعت سے بے خبر ہیں اسی وجہ
سے درج ذیل بیانات کی رُو سے عوام کی تبلیغ اور اس کے لیے گشت
لگانا ناجائز ہے۔

(۱) جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ
وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يَلْزَمُ كُلَّ الْاُمَّةِ وَلَا يَلِيْقُ لِكُلِّ اَحَدٍ
كَالْجَاهِلِ (صـ۷۵) یعنی پوری اُمّت پر تبلیغ کرنا لازم نہیں اور ہر
جاہل کے لیے مناسب بھی نہیں ہے کہ تبلیغ کرے بلکہ تبلیغ عوام کے لیے
ناجائز ہے۔

(۲) علامہ شیخ محمد صابونیؒ فرماتے ہیں کہ فَلَا يَاْمُرُ الْجَاهِلُ وَلَا يَنْهٰى
لِاَنَّهٗ رُبَّمَا اَمَرَ بِمُنْكَرٍ اَوْ نَهٰى عَنْ مَعْرُوْفٍ لِعَدَمِ عِلْمِهٖ
بِذٰلِكَ (جلد ۱ صـ۱۶۱) ان پڑھ جاہل کے لیے امر بالمعروف و نہی
عن المنکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جاہل ان پڑھ اپنی لاعلمی سے کبھی تو بدی اور
منہیات کا حکم دیتا ہے اور کبھی حسنات اور نیکی سے منع کر دیتا ہے۔

(۳) جلالین شریف کے صـ۵۷ حاشیہ ۲۴ میں فرماتے ہیں لَا يَصْلُحُ
لِلْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ اِلَّا مَنْ عَلِمَ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْكَرَ وَعَلِمَ

کَیْفَ یُتَرَتَّبُ الْاَمْرُ۔ امر بالمعروف ان لوگوں کا کام ہے جو احکاماتِ شریعت سے واقف ہوں روا اور نا روا یعنی جائز اور ناجائز کی پہچان کر سکیں اور جن میں یہ خوبیاں نہ ہوں۔ ان کے لیے تبلیغ کرنا ناجائز ہے۔

(۴) علامہ علی قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں لَا یُبَاشِرُ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیَ عَنِ الْمُنْكَرِ اِلَّا مَنْ یَّعْرِفُ مَرَاتِبَ الْاِحْسَانِ وَتَفَاوُتَ الْمُنْكَرَاتِ وَیُمَیِّزُ بَیْنَ الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ وَالْمُخْتَلَفِ فِیْهِ مِنْهَا۔

یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر ان لوگوں کے لیے جائز ہے جو نیکیوں کے مراتب کو جانیں کہ کونسا فرض ہے۔ کونسا حرام، کونسا واجب، کونسا مکروہ کونسی سنّت اور کون سی مستحب ہیں۔ اور وہ لوگ جو متفق علیہ اور مختلف فیہ مسائل میں فرق کر سکتے ہیں۔ عوام شریعت کے ان اسرار و رموز سے ناواقف ہیں اس لیے عوام کی تبلیغ ناجائز ہے۔

(۵) فتاویٰ عالمگیریہ میں فرماتے ہیں۔ اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ یَحْتَاجُ عَلٰی خَمْسَةِ اَشْیَاءَ اَوَّلُهَا الْعِلْمُ وَالْجَاهِلُ لَا یَحْسُنُ بِالْمَعْرُوْفِ كَذَا فِیْ حَاشِیَةِ جَلَالَیْنِ۔ (ص ۵۷ حاشیہ ۲۵)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے پانچ چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن میں سے پہلے علم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جاہل بے علم آدمی امر بالمعروف کیا جانے۔

(۶) اَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ کے لیے لازمی شرط ہے "علم" کا ہونا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آج کل اکثر جاہل اور ناسمجھ اور احکاماتِ شریعت سے ناواقف لوگ تبلیغِ دین اور وعظ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور بغیر تحقیق کے شرعی احکامات اور روایتیں بیان کرتے ہیں۔ خود بھی گنہگار

ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں اور تفسیر بیان القرآن مصنّف اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی ص ۴۵ پ ۴ کی رُو سے اس قسم کے لوگوں سے وعظ و نصیحت سننا ناجائز ہے۔

(۷) اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس واعظ کو جو ناسخ اور منسوخ نہیں جانتا تھا۔ کوفہ کی مسجد سے نکالا تھا۔ (تفسیر عزیزی ص ۲۸۹)

پس حاصل یہ ہوا۔ کہ رائیونڈ والوں کی موجودہ رسمی تبلیغ شرعی لحاظ سے خلافِ شرع اور ناجائز ہے اور رائیونڈ شہر کی فضیلت کا ثبوت کسی بھی شرعی کتاب میں موجود نہیں اور خاص کر رائیونڈ کو بیت اللہ شریف اور مدینہ منوّرہ پر فضیلت دینا۔ محض جھوٹ اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ ہر وہ جماعت جو رائیونڈ کی فضیلت پر عقیدہ رکھتی ہے۔ اُن کی عاقبت تاریک ہے اسی عقیدہ کے تحت رائیونڈ بمنزلہ مسجدِ ضرار کے ہے اور بمنزلہ گرجۂ معبد ہنود کے ہے۔ جس طرح ابرہہ کافر اور اشرف عیسائی کافر نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں بنایا تھا اور منافقوں نے مسجدِ نبوی کے مقابلہ میں مسجدِ ضرار بنائی تھی۔ شریعتِ محمدی کی رُو سے اس قسم کی مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز ہے۔

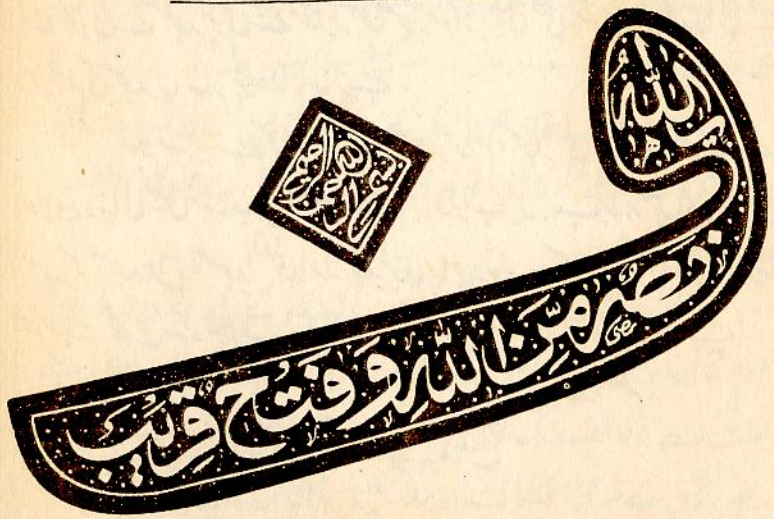
خلاصہ یہ ہے کہ بیت اللہ مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ اور مسجد نبوی کے علاوہ دنیا کی جتنی مساجد ہیں فضیلت اجر و ثواب میں سب برابر ہیں دنیا کی کسی مسجد کو مسجد حرام، مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ نبوی پر اجر و ثواب کے سلسلے میں فوقیت دینا شریعتِ محمدی کے خلاف ہے اور اس قسم کے عقائد سے بچنا چاہیے۔

واللہ اعلم

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

تصدیق کرنے والے چند علمائے کرام

(۱) مولانا قاضی فضل الرحمٰن صدر جمعیت العلماء حقانی سوات (مقام امان کوٹ)
(۲) مولانا فضل الرحمٰن صاحب نائب صدر " " " (مقام گولدرہ)
(۳) مولانا عبدالرحمٰن صاحب مقام کانجو
(۴) مولوی صنوبر صاحب مقام کالا کلی (کبل)
(۵) قاضی عبدالمطلب (مانیار)
(۶) فقیر سید احمد علی شاہ (شالپین)
(۷) مولانا محمد یوسف صاحب نقشبندی، حنفی
(۸) مولانا سید محمد شیرین پیر صاحب مہاجر کیمپ۔
(۹) علامہ محمد روشن صاحب خادم القادری صدر انجمن بزم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔



یا اللہ جل جلالہ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد:۔

علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ غیر مقلدوں وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ بیّنوا بالتفصیل وتوجروا بالاجر الجزیل۔

ھوالمصوّب

غیر مقلدوں وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کے بعض مسائل اور عقائد موجبِ کفر اور بعض مفسدِ نماز ہیں اور سوائے اس کے جب شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتداء جائز نہ ہوئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری وجامع الرموز میں مرقوم ہے۔

اما الاقتداء بالشافعی فلا بأس بہ اذا لم یتعصب ای لم یبغض للحنفی یعنی شافعی کے پیچھے اقتداء کرنے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ متعصب نہ ہو۔ یعنی حنفیوں سے عداوت وبغض نہ رکھتا ہو۔

پس غیر مقلدوں اور بدمذہبوں کے پیچھے تو بطریقِ اولیٰ اقتداء جائز نہیں ہوگی۔ یہ تو حنفیوں کے نام سے جلتے ہیں اور غیر مقلدین علانیہ مجلسوں میں بُرا کہتے ہیں بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر ان بدمذہبوں کے حق میں محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ ردالمحتار میں لکھا ہے۔

کہ ہمارے زمانے کے وہابی ابنِ عبدالوہاب نجدی کے پیروکار اور تابعدار مثل خارجیوں کے ہیں جنہوں نے حضرت علی کی مخالفت کرکے اُن کے لشکروں سے خروج کیا تھا۔ پس جب لامذہب خارجیوں کی مثل ٹھہرے اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے۔

تو جو حکم باغیوں کا ہے وہی حکم لامذہبوں کا ٹھہرا۔ کما فی البدائع وَلَا یُصَلّٰی عَلَی الْبُغَاۃِ بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ۔ یعنی ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے صرف ان کو کفن دیکر دفن کردیں۔ وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْھُوْرِ الْفُقَھَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ اِلَی الْکُفْرِ ھِمْ یعنی خارجیوں کا جمہور علماء اور محدثین وفقہاء کے نزدیک باغیوں کا حکم ہے اور بعض محدثین تو ان کے کفر کے قائل ہو گئے۔ (شامی جلد ۳ مطبوعہ مصر) وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ

فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ :۔ اَمَّا بَعْدُ

برادر مکرم! سَیِّدُ اَحْمَدُ عَلِیُّ شاہ صاحب حفظ اللہ لکم من کل سوءٍ : آمین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

حافظ عبداللہ جان کے ذریعے جناب کے چند رسائل موصول ہوئے

جناب کے التماس پر فقیر نے آپ کے مطبوعہ رسائل خصوصاً "اِخْرَاجُ الْمُنَافِقِیْنَ، عَنْ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِیْنَ" کا بغور مطالعہ کیا۔

آپ نے نقلاً و عقلاً ثابت کیا ہے کہ وہابی و تبلیغی وہابی خبیث و خبیثہ دمنافق اور کافر ہیں۔ فقیر کاتب الحروف کا اس مسئلہ میں آپ سے مکمل اتفاق ہے کیونکہ یہ صرف جناب کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے اور اس کے تمام معتقدین پیروکار چونکہ بعینہٖ وہی عقیدہ باطلہ رکھتے ہیں لہٰذا جو حکم اصل کافر ہے پر بھی وہی حکم صادر ہوگا جب ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے تو اس کے معتقدین تمام کے تمام خارجی ہیں۔ جس طرح جمہور علماء بشمول میرے جدِ امجد حضرت شمس شریعت قاطع نجدیت الحاج شایستہ گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے وہابی تمام کے تمام کافر ہیں۔

فقیر محمد عبدالعلیم القادری کا وہی فتویٰ ہے قادیانی، رافضی، وہابی کافر ہیں۔ ومن شک فی کفرھم فقد کفر۔

وہابی تبلیغیوں کا مسجد سے نکالنا سنّتِ رسول صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم ہے جس طرح سرکار نے منافق وہابی تبلیغیوں کو مسجدِ نبوی سے نکالا تھا۔ ان کو اسی طرح ذلیل کرکے نکالنا چاہیئے ان کے ساتھ کوئی نرمی نہ کرنی چاہیے۔

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

محمد عبدالعلیم قادری

دارالعلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ روڈ کراچی

اللہ کی راہ میں انچاس کروڑ نمازوں کے بارے میں

اعتراض کا

تحقیقی جائزہ

المعروف

تبلیغی جماعت کا آپریشن

مولوی محمد روشن ولد عنوان الدّین کوکاری ضلع سوات
مولوی فاضل، منشی فاضل،
وفاق المدارس ملتان فارغ التحصیل

پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اسلام بجائے خود ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام معاملات کو محیط ہے اور انسانی زندگی کا کوئی بھی ایسا گوشہ نہیں جس کے متعلق اسلام نے جامع و مانع ہدایات و اُصول نہ دیے ہوں۔

تقریباً اکسٹھ (۶۱) سال سے ہمارے یہاں مولانا الیاس کا وضع کردہ ایک مخصوص طریقۂ تبلیغ جاری ہے جس کے مطابق کئی جماعتیں اور وفود دنیا کے مختلف ممالک کا چکر لگاتے ہیں اور اس جماعت سے وابستہ تقریباً سب ہی لوگ اس عقیدہ کا برملا اظہار کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں کہ جو شخص بھی اس عمل کے لیے نکلے گا اسے نماز، روزہ اور ذکر پر انچاس کروڑ (۴۹۰۰۰۰۰۰) گنا ثواب حاصل ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کے ارشاد میں انسانی علم و فہم سے بالاتر لامحدود ثواب عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

اسی مسئلہ سے متعلق ایک پوسٹر اور ایک استفتاء و جواب اِستفتاء شائع ہوا ہے جس کا مختصر جائزہ لیا جانا اور عوام النّاس کے سامنے صحیح حقیقت پیش کرنا بہت ہی ضروری تھا۔

اپنی بے مائگی اور قلّتِ بضاعت کے باوجود بعض دوستوں کے شدید اصرار کو ردّ کرنے کی ہمّت نہ سمجھتے ہوئے تَوَکَّلًا عَلَی اللّٰہِ قلم اٹھانے کی ہمّت کر لی تاکہ اس کا مختصر جائزہ لے کر فرزندانِ توحید و شمعِ رسالت کے

پروانوں کے سامنے اصل اور صحیح مسئلہ پیش کیا جائے جس سے ہر سائل یا متردد اور طالبِ حق کو اس جماعت کے ساتھ اِلحاق و تعاون کرنے یا اس کے صراطِ مستقیم پر ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر رسالہ کو اپنی رحمتِ کاملہ سے اُمّتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے اور میری اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین

مولوی محمد روشن سُنّی حنفی دیوبندی نقشبندی
ایم۔ اے اسلامیات۔ وفاق المدارس ملتان



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ

قارئین حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس کتابچہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انصاف اور حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے؟ تبلیغ دین کیا ہے اور تبلیغ کے نام پر دین میں تحریف کیا ہے؟

جہاں تک تبلیغِ دین کا تعلق ہے تو اس سے کسی بھی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ دعوت و تبلیغِ دین کی افادیت و اہمیت اور اس کے فضائل برکات قرآن و سنّت سے ثابت ہیں۔

اگر ان فرائض کا ثبوت طریقۂ سنّت اور شریعت اسلامیہ کے مقرر کردہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں ہو تو ان کا عقیدہ رکھنا اور انھیں ویسے ہی سمجھنا مسلمانوں کی سعادتمندی اور اطاعتِ خداوندی ہے ورنہ اطاعت کے بجائے معصیت اور ثواب کے بجائے گناہ لازم آئے گا اس واسطے اسلام کا ہر کام اسکے وضع کردہ اُصول و ضوابط کی روشنی میں ہی سرانجام دیا جانا چاہیئے۔

"سب سے زیادہ ثواب کا خرچہ کونسا ہے؟"

اس سلسلے میں مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسلم	ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ	نے فرمایا کہ تم نے ایک دینار اللہ

وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ ۔

کے راستے میں خرچ کیا اور ایک دینار غلام آزاد کرانے پر خرچ کیا اور ایک دینار مسکین پر خیرات کر دیا اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا تو ان سب میں سے زیادہ اجر وثواب اس دینار پر ہے جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ اجر وثواب اُس خرچ کرنے میں ہے جو اپنے اہل وعیال پر کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بھی سب سے اہم مصرف والدین اور رشتہ داروں ہی کو قرار دیا ہے

یاد رہے کہ انفاق فی سبیل اللہ غلام آزاد کرانے پر خرچ کرنا، مسکین پر صدقہ کرنا اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا اگرچہ یہ سب خیرات اور صدقہ ہی کی قسمیں ہیں تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ عنوان سے ذکر کرنے میں جو حکمت ہے وہ اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

فضل

دارالعلوم تعلیم القرآن رستم کی جانب سے ایک پوسٹر بعنوان ”اللہ کی راہ میں اپنچاس کروڑ نمازوں کے بارے میں اعتراض کا تحقیقی جواب“ ھٰذا اَجْرُ مَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور ایک رسالہ ”کارگذاری“ کے صفحہ ۲۱ پر اپنچاس کروڑ گنا ثواب کے عنوان سے استفتاء اور الجواب الصحیح نظر سے گذرے تو مناسب معلوم ہوا کہ موحدینِ اُمّت اور مسلمانوں کے سامنے اس کا مختصر جائزہ

پیش کیا جائے تاکہ وہ اس کے بارے میں سوچ سمجھ کر صحیح اور غیر صحیح، حق اور باطل میں تمیز کر سکیں۔ مذکورہ پوسٹر اور رسالہ کا متن درج ذیل ہے۔

۱۔ حدثنا هارون بن عبد الله الحمال ثنا ابی فدیك عن الخلیل بن عبد الله عن الحسن بن علی بن ابی طالب وابی الدرداء وابی هریرة وابی امامة الباهلی وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن الحصین کلهم یحدث عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انه قال مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزٰى بِنَفْسِهٖ وَاَنْفَقَ فِيْ وَجْهِ ذٰلِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سبع مائة الف درهم ثم تلا هٰذِهِ الْآيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ كذا فی ابن ماجه ابواب الجهاد باب فضل النفقه فی سبیل الله ۔

(مطبوعہ ایچ ایم سعید ص ۲۰۳ سطر ۹)

۲۔ حدثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وهب عن یحیی بن ایوب وسعید بن ابی ایوب عن زبان ابن فائد عن سهل بن معاذ عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الصلوٰة والصیام والذکر یضاعف علی النفقة فی سبیل الله عزوجل بسبع مائة ضعف ۔

رواه ابو داؤد فی کتاب الجهاد، باب فی تضعیف الذکر فی سبیل الله عزوجل ۔ (ایچ ایم سعید ص ۳۳۸ سطر ۹)

ایک نماز کا اپنچاس کروڑ نمازوں کا جتنا ثواب یہ دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے، پہلی حدیث ابواب الجہاد باب النفقة فی سبیل اللہ

صـ۲۰۳، سطر۹ میں آٹھ صحابہ کرام سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ بھیج دیا تو اس کو ایک روپے کے عوض سات سو روپے (۷۰۰) کا ثواب ہوگا اور جو کوئی اللہ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے گا اس کو ایک روپے کے عوض سات لاکھ (۷۰۰۰۰۰) روپے کا ثواب ملے گا۔

دوسری حدیث ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی تضعیف الذکر صـ۳۳۸ سطر۹ میں موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب انفاق فی سبیل اللہ کے نسبت سات سو گنا زیادہ ہے پہلی حدیث میں ایک روپے کا اجر سات لاکھ گنا ملنے کی خبر ہے جبکہ دوسری حدیث کے مطابق اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب مذکورہ ثواب کا سات سو گنا بتایا گیا ہے اور سات لاکھ کا سات سو سے ضرب دینے سے انچاس کروڑ بنتا ہے وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ

قارئین کرام! یہ تو تھا پوسٹر والے کا ترجمہ اور تحقیق، جسے شائع کرایا تھا عبدالرحمٰن عرف منتظر خادم جماعتِ اشاعتِ التوحید والسنۃ دارالعلوم تعلیم القرآن رستم نے۔

اور اب ملاحظہ ہو حضرت مولانا محمد یوسف کی طرف سے ۱۹۵۰ء میں مشرقی پنجاب بھیجی جانے والی ایک جماعت کی کارگزاری بمع قرآن وحدیث کی روشنی میں انچاس کروڑ گنا ثواب صـ۲۱ الجواب الصحیح۔

تبلیغی حضرات کے قول کے مطابق اس راستے میں ایک نماز کا انچاس کروڑ (۴۹۰۰۰۰۰۰) نمازوں جتنا ثواب دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے۔ پہلی حدیث "ابنِ ماجہ" باب النفقۃ فی سبیل اللہ

میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حدثنا ھارون بن عبد اللہ الحمال ثنا ابن فدیک عن الخلیل بن عبد اللہ عن الحسن عن علی بن ابی طالب و ابی الدرداء وابی ھریرۃ وابی امامۃ الباھلی وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن عمرو وجابر بن عبد اللہ وعمران بن الحصین کلھم یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال من ارسل بنفقۃ فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درھم سبع مائۃ درھم ومن غزا بنفسہ فی سبیل اللہ وانفق فی وجہ ذالک فلہ بکل درھم سبع مائۃ الف درھم ثم تلا ھذہ الآیۃ واللہ یضاعف لمن یشاء۔ (ابن ماجہ)

(ترجمہ) کہ جس شخص نے گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ بھیج دیا۔ اس کو اس ایک روپے کے عوض سات سو روپے کا ثواب ملے گا اور جو کوئی خود اللہ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے گا اس کو ایک روپے کے عوض سات لاکھ روپے کا ثواب ملے گا۔ پھر پڑھی یہ آیت وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ (ابن ماجہ)

دوسری حدیث ابوداؤد شریف کتاب الجہاد باب تضعیف الذکر میں موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

حدثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وھب عن یحیی بن ایوب وسعید بن ابی ایوب عن زبان بن فائدہ

عن سهل بن معاذ عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان الصلوٰة والصیام والذکر یضاعف علی النفقة فی سبیل الله عزوجل بسبع مائة ضعف۔

(ابوداؤد شریف)

(ترجمہ) کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب انفاق فی سبیل اللہ کی نسبت سات سو (۷۰۰) گنا زیادہ ہے۔

اب پہلی حدیث میں ایک روپے کا سات لاکھ ہے اور دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب سات سو گنا ہے اور سات لاکھ کو سات سو سے ضرب دینے سے انچاس کروڑ ہی بنتا ہے۔ یہ تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، اگر قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ لامحدود ثواب کا ارشاد ہوتا ہے، اگر معترضین بغض وعناد سے بالاتر ہو کر غور فرمائیں گے تو اِنْشَآءَ اللّٰه تعالیٰ ان کے تمام شکوک وشبہات دُور ہو جائیں گے کیونکہ مذکورہ بالا حوالوں سے معترضین کے غلط اعتراض کا مکمل رد ہوتا ہے۔ جو شخص مومن ہوگا وہ خدا اور اس کے رسول کے فرمان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کرے گا بلکہ تسلیم کرے گا۔ (کارگذاری ص۲۱، ص۲۳)

"خدا اور رسول کے فرمان کا منکر کون؟" یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مؤمن ومسلمان نہ خدا اور رسول کے فرمان پر کسی قسم کا اعتراض کر سکتا ہے اور نہ ہی حکم ماننے سے انکار، مگر اس کے ساتھ ہی مؤمن ومسلمان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا صحیح معنی ومفہوم معلوم کر کے اس پر عمل کرے اور اس کا غلط مفہوم اور معنی ماننے سے گریز کرے۔

بحیثیت مسلمان ہمیں مذکورہ بالا پوسٹر اور رسالہ کی تحریر پر انصاف پسندی سے غور کرنا ہے کہ اس میں حقیقت پسندی سے کام لیا گیا ہے یا اپنی من مانی تاویل سے اپنے جھوٹے مدعیٰ کو ثابت کرنے کے لیے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معنوی تحریف وتبدیلی کا ناقابلِ معافی جرم کیا گیا ہے۔

پوسٹر والے صاحب نے اس اجر وثواب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والوں کے لیے مخصوص کیا ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ هٰذَا اَجْرُ مَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لیکن اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی راہ سے کیا مراد ہے!

لیکن مکتبہ رحمانیہ بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ لاہور کی جانب سے شائع ہونے والے رسالہ "کارگذاری" میں ایک معلوم سائل کے جواب میں نامعلوم مفتی نے یہ کہہ کر کہ "تبلیغی حضرات کے قول کے مطابق اس راستے میں ایک نماز کا انچاس کروڑ نمازوں جتنا ثواب دراصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے"، اس ثواب کو رائے ونڈ والے عمل کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔

ایک اہم سوال مفتی کے مذکورہ جواب کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند عاقل شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی رائے ونڈ کی طرز پر کوئی وفود وغیرہ نکلتے تھے؟ اور مہینے میں تین دن، سال میں چالیس دن اور عمر بھر میں چار ماہ اور پھر صحابہ میں سے طبقۂ فقہاء وعلماء کے لیے نو ماہ اور جمعہ کی شب جوڑ اور ہر ہفتے میں دو دو گشت ایک اپنے محلہ میں اور ایک دوسرے محلہ میں مروّج تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ احادیث میں اس کی فضیلت

بیان فرمائی ہو؟

یہ مخصوص اور متعین طریقہ تو حال ہی میں ۱۹۳۰ء کے بعد معرض وجود میں لایا گیا ہے، جیسا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی کتاب بنام "تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات" ص ۱۳۷ پر مذکور ہے۔

اِس لیے ان احادیث کا مصداق رائے ونڈ والا عمل کس طرح ہو سکتا ہے؟ حق پسند قارئین خود ہی سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں اور بدعت سے بچنے کی کوشش کریں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ابنِ ماجہ کی اس حدیث میں مَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کے الفاظ کا ترجمہ کس مصلحت کے تحت ترک کر دیا گیا ہے؟

کسی بھی مفتی یا مترجم و مصنف کی دیانت کا تو یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث کی عبارت کا مکمل ترجمہ پیش کر کے ہی اپنا مدعیٰ ثابت کرے یہ نہ ہو کہ پہلے ہی سے طے شدہ اپنے مخصوص مقصد کو ثابت کرنے کی خاطر درمیان میں سے عبارات یا ان کے تراجم ہی کو اڑا دیا جائے۔

کیا ان ہر دو مصنفین کا یہ طرزِ عمل ترجمۂ حدیث میں تحریف کے زمرے میں نہیں آتا؟ اور پھر قرآن یا حدیث شریف کے ترجمہ و تشریح میں تحریف کرنا کسی بھی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اس قسم کی حرکت کرنے والے مصنف یا مفتی کا ایمان کس درجہ پر جا پہنچتا ہے؟ اور پھر یہ کہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے مذکورہ حصص حدیث کا صحیح ترجمہ ظاہر نہیں کیا گیا؟ ان تمام سوالوں کے جوابات میں حقیقت پسند قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ تاہم اس کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ یہ سب کچھ

محض اپنے مخصوص عقیدے کے تحفظ کی خاطر کیا گیا ہے ورنہ ان حضرات کا مدعیٰ ثابت نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اس کے برعکس اہلِ رائے ونڈ کے لیے مضر ثابت ہو سکتا تھا۔

حق اور انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح صحیح ترجمہ پیش کیا جائے اور اس قسم کی علمی خیانت سے اپنے دامن تقویٰ و فتویٰ کو داغدار ہونے سے بچایا جائے اور اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا کے حکمِ خداوندی پر عمل کیا جائے۔

اس اجمال کی تفصیل | پوسٹر والے صاحب نے ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی حدیثوں کا ترجمہ کرتے وقت ابن ماجہ کی پہلی حدیث میں قرآنی آیت وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کا ترجمہ اسی حدیث کے ساتھ کرنے کے بجائے ابو داؤد کی دوسری حدیث کے ترجمہ کے آخر میں کر کے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے اور اِدھر صاحبِ رسالہ کا یہ قول کہ "یہ تو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔ اگر قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ لامحدود ثواب کا ارشاد ہوتا ہے"؛ اپنے طور پر لامحدود ثواب کو ثابت کرنے کو مانا ہے لیکن مقامِ غور ہے کہ ابنِ ماجہ کی حدیث میں یہ آیت شریف خود حدیث کا ایک حصہ ہی ہے کیونکہ راوی یہ کہتا ہے کہ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت مبارکہ وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ تلاوت فرمائی۔ جس کا مفاد یہ ہوا کہ ثواب لامحدود ہے۔

اب مقامِ غور یہ ہے کہ اسی ہی حدیث کے ذریعے صاحبِ رسالہ ایک طرف تو وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ کا سہارا لے کر لامحدود

ثواب کو ثابت کر رہا ہے۔ اور دوسرے ہی سانس میں وہ اس لامحدود ثواب کو اپنچاس کروڑ میں محدود کرنے کے درپے ہے۔ یہ محض اس کا مسلکی تعصب ہی ہے جس نے مصنفِ رسالہ کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اور حدیث کے آخر میں سرکار کی جانب سے فرمودہ اس ارشادِ ربّانی پر سوچنے اور اسے سمجھنے سے قاصر بنا رکھا ہے اور قرآن وسنّت سے ثابت شدہ لامحدود ثواب کو محدود کرنے کا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں اور لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا کا مصداق بنتے ہوئے رحمٰن ورحیم ربّ کی وسیع رحمت کو اپنی ذہنی وقلبی تنگی کی وجہ سے تنگ بنا کر اور سکیڑ کر اپنی ہوا پرستی کی تسکین کا سامان کر رہے ہیں اور أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ کا مصداق بن کر شرک جلی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ جس سے انھوں نے عوام الناس کو قرآن وسنّت کے واضح اور درست مفہوم سے ہٹا کر اپنے باطل اور مبہم مفہوم ومعنی کا اتباع کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس طرح انھوں نے امّتِ مسلمہ کو گمراہ کرنے والوں کی صف میں شامل ہونے کا "شرف" حاصل کر لیا ہے اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ابو داؤد کی حدیث کے مطابق حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نماز، روزوں اور ذکر کے ثواب کو اِنْفَاق فِي سَبِيلِ اللّٰه (راہِ خدا میں خرچ کرنا) کے ثواب سے سات سوگنا زیادہ فرمایا ہے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب غازی کے فی سبیل اللہ غزوہ کرنے اور اس میں روپیہ خرچ کرنے کے ثواب سے سات سوگنا زیادہ ہے۔

اس لیے صحیح یہ ہے کہ اس کو اِنْفَاق فِي سَبِيلِ اللّٰه ہی کے ثواب سے ضرب دیا جائے غازی کے فِي سَبِيلِ اللّٰه غزوہ کرنے کے ثواب کے

ساتھ اسے ضرب نہیں دیا جا سکتا، مگر یہ سب کچھ اس آدمی کے لیے ممکن ہے جس کو واقعی حق کی تلاش ہو لیکن جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی اور غفلت کا پردہ پڑا ہوا ہو تو وہ کیونکر حق دیکھ سکے گا یا اسے حق تسلیم کرے گا۔

اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب قرآن شریف میں سات سوگنا بیان ہوا ہے ارشادِ ربّانی ہے

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔ (پ۳ آیت ۲۶۱)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں (اُمورِ خیر میں) اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کیے ہوئے مالوں کی حالت (عند اللہ) ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بال کے اندر سو دانے ہوں (اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کا ثواب سات سو حصّہ تک بڑھاتا ہے) اور یہ افزونی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (بقدر اس کے اخلاص اور مشقّت کے) عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والے ہیں (ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں وہ سب کو یہ افزونی دے سکتے ہیں مگر ساتھ ہی) جاننے والے (بھی) ہیں (اس لیے اخلاص نیّت وغیرہ کو دیکھ کر عطا فرماتے ہیں۔)

(از خلاصہ تفسیر معارف القرآن ج ۱، ص ۶۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بھی ابنِ ماجہ کی مذکورہ بالا حدیث میں فرمایا کہ جو شخص گھر بیٹھے اللہ کی راہ میں نفقہ (خرچہ) بھیجے تو اس کو ایک روپیہ کے عوض سات سو روپے کا ثواب ہوگا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف اور حدیثِ رسولِ کریم صلی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم دونوں کا مقصد ایک ہوکر ایک دوسرے کی تائید و تاکید کنندہ ہے اب جب ہم سات سو کو سات سو سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب انچاس سو ہوتا ہے نہ کہ انچاس کروڑ۔ اگر بالفرض سات لاکھ کو سات سو سے ضرب دے کر حاصلِ ضرب انچاس کروڑ تسلیم کر لیا جائے تو پھر قرآن شریف کے مقابل حدیثوں کو متروک العمل اور منسوخ تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ خبر واحد سے کتاب اللہ کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کو منسوخ تسلیم کر کے حدیث پر عمل کیا جائے بلکہ اس کے مقابل حدیث ہی کو منسوخ تسلیم کرنا ہوگا۔

عن جابر قال قال رَسُوْلُ اللہ صلی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلّم کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللہِ وَکَلَامُ اللہِ یَنْسَخُ کَلَامِیْ وَکَلَامُ اللہِ یَنْسَخُ بَعْضُہٗ بَعْضًا۔
(دار قطنی و مشکوٰۃ شریف)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ میرا کلام اللہ تعالےٰ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا البتہ اللہ تعالےٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا ایک کلام دوسرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔
(مظاہر الحق ص ۸۸)

تفصیل کے لیے اُصولِ فقہ کی کُتب ملاحظہ ہوں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ ابو داؤد کی منقولہ حدیث میں واللہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ عَلَی النَّفَقَۃِ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ سے تسامح کیا جائے۔ ورنہ فی الحقیقت ابو داؤد کی حدیث سے لامحدود ثواب ثابت ہے نہ

کہ محدود، جیسا کہ صاحبِ رسالہ نے خود بھی وَاللہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ سے لامحدود ثواب ہونے کا اقرار کیا ہے۔

اسی طرح ابو داؤد کی حدیث میں بھی آپ صلّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم نے یُضَاعِفُ کا لفظ ارشاد فرمایا ہے جو کہ لامحدود ثواب کا بیان ہے یہی وجہ ہے کہ صاحبِ معارف القرآن نے ایک آیت کی تفسیر میں یُضَاعِفُ کا ترجمہ چند در چند ثواب بڑھانے سے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اتنا بڑھا کر دیتے ہیں کہ حساب و شمار میں بھی نہیں آتا۔ ملاحظہ ہو معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۲۰، مزید تحقیق کے لیے تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۲۳ مطبوعہ الحسینیہ مصر ملاحظہ فرمائیں۔

تو کیا صاحبِ شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لامحدود ثواب بیان کرنے کو انچاس کروڑ میں محدود کرنا صاحب شریعت کی مخالفت اور مقابلہ نہیں؟ جو کہ بجائے خود بدعت اور ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔

صاحبِ رسالہ کی علمی جلالت

آیئے اور صاحبِ رسالہ کے طریقۂ بیان پر بھی ایک سرسری نگاہ ڈالیے۔ کتابت کی غلطی کوئی ایسی غلطی نہیں ہوتی کہ اس پر گرفت کی جائے یا اسے قابلِ مواخذہ قرار دیا جائے لیکن اسے کیا کہا جائے کہ سلسلۂ روایت میں اِدویوں کے ذکر کو بھی صاحبِ مصنّف نے حضور پاک صلّی اللہُ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں اور ان کی جلالت علمی پر اپنا سر دُھنیں۔ فرماتے ہیں

"پہلی حدیث ابنِ ماجہ باب النفقۃ فی سبیل اللہ میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا

نے فرمایا حدّثنا ھارون بن عبد اللہ الحمال ابنِ فدیک عن الخلیل بن عبد اللہ "الخ" اور کچھ آگے چل کر دوسری حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "دوسری حدیث ابو داؤد شریف کتاب الجہاد باب تضعیف الذکر میں موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا حدّثنا احمد بن عمرو ابن السرح نا ابن وھب عن یحیٰ بن ایوب "الخ"۔

سوال یہ ہے کہ حضور پاک صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم یہ کس طرح فرما رہے ہیں کہ مجھے ہارون بن عبد اللہ الحمال نے یا احمد بن عمرو ابن السرح نے حدیث بیان کی۔ اس کا مطلب اور معنی کیا ہے؟

یہ تو صاحب مصنّف ہی بتا سکتے ہیں۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ پرندہ ہمیشہ دانہ ہی دیکھتا ہے دام کو نہیں دیکھتا اور پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے کہ لوگ جاہل کو اپنا سردار بنائیں گے اور پھر ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا تو وہ علم کے بغیر ہی فتویٰ دیں گے، پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

یہی وجہ ہے کہ بے علم لوگ ہی فتووں میں اس قسم کی فاش غلطیاں کرتے رہتے ہیں۔

اب آیئے کہ صاحبِ رسالہ کی اس عبارت پر غور کریں جس میں اُنھوں نے لکھا ہے کہ

"اگر معترضین بغض و عناد سے بالاتر ہو کر غور کریں تو انشاء اللہ تعالےٰ ان کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے۔" الخ"

علماء کے ہاں یہ مسلّمہ قاعدہ ہے کہ جواب مطابقِ سوال ہونا چاہیے تو کیا صاحبِ رسالہ کا مذکورہ بالا قول سائل کے سوال سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اس کے لیے سائل حافظ محمد قاسم حقّانی کے سوال کو ایک نظر دیکھنا ضروری ہے۔

سوال حافظ محمد قاسم حقّانی کیا فرماتے ہیں علماءِ دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ "۱" بعض لوگ تبلیغ میں نکلنے والوں کے لیے ایک نماز کا ثواب اکچاس کروڑ بتلاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

(ب) نیز یہ بھی سنا ہے کہ یہ ثواب صرف جہاد اور فی سبیل اللہ کے ساتھ خاص ہے؟ دونوں شقّوں کا جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

(رسالہ مذکورہ ص۲۱)

آپ ایک مرتبہ پھر مندرجہ بالا سوال کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کہیں بھی سائل نے معترضین کے اعتراض کا ذکر کیا ہے؟ سائل کے سوال میں معترضین کے اعتراض کا سرے سے ذکر ہی نہیں تو پھر صاحبِ رسالہ جواب میں معترضین کے نہ صرف اعتراض بلکہ ان کے بغض و عناد پر کیونکر مطلع ہوئے؟

اگر واقعی سوال میں بھی معترضین اور ان کے اعتراض کا ذکر ہوتا تو پھر تو ان کا یہ کہنا بھی درست ہوتا لیکن جس چیز کا سوال میں وجود ہی نہیں تو صاحبِ رسالہ کا اسے از خود ذکر کرنا خود ان کے بغض و عناد کی دلیل ہے انھیں تو سیدھے سادہ الفاظ میں یہ بتلانا چاہیے تھا کہ تبلیغ میں نکلنے والوں کے لیے ایک نماز کا ثواب اکچاس کروڑ کہنا درست ہے یا غلط ہے اور اس کے درست اور غلط ہونے کی وجوہات اور دلائل کا ذکر کرنا چاہیے

تھا مگر یہاں تو صاحبِ رسالہ مفتی کی وہ مثال ہے کہ کسی نے بھوکے سے پوچھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا چار روٹیاں، چونکہ وہ بھوکا تھا اور روٹی کے علاوہ اسے کچھ نظر ہی نہیں آ رہا تھا اس لیے اس نے بجائے چار کہنے کے چار روٹیاں کہا۔ اسی طرح یہاں "مفتی صاحب" کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ نظر آ رہا ہے۔

واقعی سچ ہے کہ کلّ نفس یقیس علیٰ نفسہٖ چور کو ہر آدمی چور ہی نظر آتا ہے جس قوم و ملّت کے ایسے "مفتیانِ عظام" ہوں اس قوم و ملّت کا خدا ہی حافظ ہے۔

ع قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

سوال کے دوسرے حصّے کے جواب ہمارے علم کے مطابق یہ ہونا چاہیے تھا کہ ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی کتاب الجہاد میں مذکورہ حدیثوں میں لفظ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا موجود ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ ثواب صرف جہاد اور فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کے ساتھ خاص ہے مگر صاحبِ رسالہ گھما پھرا کر بات کو کہاں سے کہاں لے گئے ہیں۔ اُسے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ مذکورہ رسالہ کے صـ۲۳ پر فرماتے ہیں۔

وَھٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِیْمًا

اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) یہ (دینِ اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدھا رستہ ہے

(القرآن)

جہاد فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کی حقیقت

بعض لوگوں کو یہ وہم ہوتا ہے کہ مذکورہ ثواب تو صرف میدانِ جنگ میں لڑنے کے لیے گھر سے نکلنے والے شخص کے لیے ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ جہاد کے مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ احادیث سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ قِتال مع الکفار، جہاد مع النفس اور جہاد مع الشیطٰن، جہاد کی اقسام ہیں اور ان سب میں مابہ الاشتراک اعلا کلمۃ اللہ ہے۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ جہاد بہتر نیکی اسی وجہ سے ہے کہ اس میں دین کی اشاعت اور ترویج ہوتی ہے پھر لکھا ہے کہ اس سے بہتر عمل علومِ ظاہریہ و باطنیہ کی تعلیم و تعلّم ہے کیونکہ اس سے حقیقتِ اسلام کی اشاعت ہوتی ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مساعی کا ایک فرد تبلیغی پروگرام بھی ہے اس لیے مذکورہ ثواب تبلیغی جماعت کو بھی ملے گا، اسی طرح فی سبیل اللہ کا مفہوم بھی وسیع ہے، تفسیر مظہری میں اس کی تفسیر جہاد، تحصیل علوم ظاہریہ و باطنیہ وغیر ذالک من ابواب الخیر سے کی گئی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے، حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو شخص طلبِ علم کے لیے نکلا تا دمِ واپسی وہ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ شمار ہوگا اور حاشیہ میں اس کے لیے متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ تبلیغی حضرات بھی فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے زمرے میں داخل ہیں۔

اصلی حقیقت اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ کیا سوال اور جواب میں مطابقت ہے؟ اور پھر طرزِ بیان پر بھی غور فرمائیں کیونکہ معاملہ دین کا ہے معمولی سی کج روی بھی زوالِ ایمان کا سبب بن سکتی ہے۔

میں نے تفسیر مظہری عربی (شائع کردہ بلوچستان بک ڈپو مسجد روڈ کوئٹہ) کا دو مرتبہ مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ لفظ جَاهِدُوْا قرآن شریف کی سات سورتوں میں گیارہ مرتبہ تُجَاهِدُوْنَ صرف ایک جگہ سورہ صف میں يُجَاهِدُوْا سورہ عنکبوت میں ایک دفعہ، يُجَاهِدُوْنَ سورہ توبہ میں دو مرتبہ اور سورہ مائدہ میں ایک جگہ پر، جَاهِدْ دو سورتوں میں ایک ایک دفعہ، جَاهِدُوْا تین سورتوں میں چار مقام پر جَهَدَ پانچ سورتوں میں پانچ مرتبہ، جُهْدَ هُمْ ایک دفعہ ایک سورۃ میں، جِهَادٍ ایک دفعہ اور جِهَادًا دو دفعہ دو سورتوں میں جِهَادِهٖ ایک دفعہ اَلْمُجَاهِدُوْنَ ایک دفعہ اَلْمُجَاهِدِيْنَ دو سورتوں میں تین مرتبہ آیا ہے لیکن کہیں پر بھی صاحب رسالہ کی عبارت میری نظر سے نہیں گذری، وَاللّٰہ اعلم بالصواب۔

صاحب تفسیر مظہری سورۂ توبہ کی آیت ۱۹ کے تحت لکھتے ہیں

فَاِنَّ دَوَامَ الذِّكْرِ اَفْضَلُ	ہمیشہ ذکر کرنا (ذکر پر مداومت)
مِنَ الْجِهَادِ لِقَوْلِهٖ	جہاد سے افضل ہے کہ اللہ تعالےٰ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کے عذاب سے نجات دلانے
مَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ	والی، اللہ تعالےٰ کے ذکر سے
عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ	بڑھ کر اور کوئی شے نہیں ہے۔

(رواہ مالک والترمذی وابن ماجہ)

تفسیر مظہری ہی میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۱۶ کے تحت فضیلت جہاد سے متعلق احادیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ احادیث، نماز روزہ اور نوافل پر جہاد کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں نیز ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جہاد سے مراد غزوہ ہی ہے عام معنی نہیں۔

تفسیر مظہری کا یہ قول صاحب رسالہ کے قول کی واضح تردید کرتا ہے۔ مثلاً

عَنِ ابْنِ مسعود قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهٗ لَزَادَنِيْ۔

(رواہ البخاری)

عَنْ ابی هریرہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (متفق علیہ)

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے ہر جگہ پر عام معنیٰ مراد نہیں ہوتا۔ ہر جگہ پر مذکورہ الفاظ کو مفہوم کُلّی پر محمول کرنا دینِ اسلام سے عدم واقفیت اور اس کی بنیادیں کمزور کرنے کے مترادف ہے۔

جہاد کا لغوی اور شرعی معنیٰ

الجهاد بكسر الجيم لغةً المشقّة وشرعًا بذل الجهد فی قتال الكفار۔ (حاشیہ بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۹)

اَلْجِهَادُ فِی اللغة الجهد وهو المشقة وفی الشرع بذل الجهد فی قتال الكفار لاعلاء كلمة الله تعالیٰ والجهاد فی الله بذل الجهد فی اعمال النفس وتذليلها فی الشرع۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۴، صفحہ ۴۸)

وَالمجاهد فی سَبِيْلِ اللّٰهِ هو الذی يجاهد لاعلاء كلمة الله ونصرة الدين من غير التفات إلى الدنيا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۴، صفحہ ۸۸)

الجهاد هو لغة المشقة وشرعًا بذل المجهود فی قتال

الكفار مباشرة أو معاونة بالمال أو بالرأي أو بتكثير السواد أو غير ذالك وفي المغرب جهد حمله فوق طاقته الى ان قال ثم غلب على قتال الكفار - (مرقات شرح مشكوٰة جلد ٧، ص ٢٦٤)

الجهاد بحسب الاصطلاح قتال الكفار لتقوية الدين

(لامع الدراري شرح بخاري مولانا ذكر جلد ٢، ص ٢٧٢ طبع ايچ ايم سعيد)

مثل المجاهد في سبيله اي الجهاد -

(مرقات جلد ٧، ص ٢٦٧ مكتبه امداديه ملتان)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اغبرت قدما عبدٍ في سبيل اللهِ فتمسه النار - (رواه البخاري ومشكوٰة)

هو في الحقيقة كل سبيل يطلب فيه رضاه فيتناول سبيل طلب العلم وصلاة جماعة وعيادة مريض وشهود جنازة ونحوها لكنه عند الاطلاق يحمل على سبيل الجهاد الخ

(مرقات جلد ٧، ص ٢٧١)

من جهز غازيا في سبيل اللهِ اي الجهاد -

(مرقات جلد ٧، ص ٢٧٣

جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال الرجل يقاتل للمغنم والرجل يقاتل للذكر والرجل ليرى مكانه فمن في سبيل الله؟ قال من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله اي لا غير - (مرقات جلد ٧، ص ٢٨٤)

في سبيل الله اي بالاستمرار في القتال مع الكفار خصوصا في خدمة سيد الابرار - (مرقات جلد ٧، ص ٢٩٣)

ويطلق (اي لفظ الجهاد) ايضا على مجاهدة النفس والشيطان والفساق - (فتح الباري جلد ٦، ص ٣)

عن النبي عليه السلام قال الروحة والغدوة في سبيل الله اي الجهاد ("باب من اغبرت قدماه في سبيل الله" فتح الباري جلد ٦، ص ١٤)

ان المتبادر عند الاطلاق من لفظ في سبيل الله الجهاد

(فتح الباري جلد ٦، ص ٢٩ باب فضل الصوم في سبيل الله)

قال ابن الجوزي اذا اطلق ذكر سبيل الله فالمراد به الجهاد وقال ابن دقيق العيد العرف الاكثر استعماله في الجهاد عن ابي هريرة بلفظ ما من مرابط يرابط في سبيل الله فيصوم يوما في سبيل اللهِ - الحديث

(فتح الباري جلد ٦، ص ٤٨ باب افضل النفقة في سبيل الله)

عن النبي صلى الله عليه وسلم من انفق زوجين في سبيل الله الخ في هذا الحديث ان الجهاد افضل الاعمال -

(فتح الباري جلد ٦، ص ٤٩)

وَاَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ اي في الجهاد (تفسير مظهري پ ٢ ص ٢١٥)

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ: للجهاد (مظهري ص ١٩٩ سوره آل عمران)

لِمَا اَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ في اثناء القتال -

(روح المعاني جلد ٤ ص ٨٣)

فِي سَبِيلِ اللهِ اَيْ فِي الجهاد - (روح المعاني جلد ٤ ص ١٠٤)

اَلَّذِينَ اٰمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ: سيق لتشجيع المؤمنين وترغيبهم في الجهاد اي المؤمنون انما يقاتلون في دين الله -

(روح المعاني جلد ٥، ص ٨٤)

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ: اَلْمُقَاتَلَۃُ فِیْ سبیل اللہ ھو الجھاد لاعلاء کلمۃ اللہ وَاعزاز الدین۔ (کشاف جلد ۱ صـ ۲۳۵)

اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سبیل اللہ: ھم الذین احصرھم الجھاد۔ (کشاف جلد ۱ صـ ۲۱۸)

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ: بالسیف۔ (کشاف جلد ۲ صـ ۲۸۰)

مندرجہ بالا حوالہ جات کے علاوہ اور بھی کئی کتب سے حوالے دیے جاسکتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے ان ہی پر اکتفاء کرلیتا ہوں۔ ان تمام بیان سے لفظ جہاد، جھاد فی سبیل اللہ، جھاد فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا معنی اور مفہوم واضح ہو جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ لفظ جہاد کا عام معنی اگرچہ مشقّت اور تکلیف ہی ہے مگر اس کا شرعی معنی خاص ہے، یعنی کافروں سے جنگ میں کوشش کرنا۔

علامہ عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں جھاد فی اللہ اور جھاد فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جہاد لغوی طور پر اس کی اصل جُھْدٌ ہے اور وہ مشقّت ہی ہے اور شریعت میں کافروں کے ساتھ جنگ میں مشقّت اور کوشش کرنا ہے اور جھاد فی اللہ اعمال نفس میں مشقّت اور کوشش کرنا اور نفس کو شریعت کے راستے میں ذلیل کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب و تفسیر و احادیث میں ہے کہ جہاں جہاد فی سبیل اللہ مطلق ذکر ہو وہاں فی سبیل اللہ سے وہ جہادِ اکبر ہی مراد لیتے ہیں اور جہاں دوسرے معنی مراد ہوں تو وہاں پر قید اور سیاق و سباق سے جو بھی معنی مفہوم ہو وہی مراد ہوگا۔ ہر جگہ پر عام معنی اور لفظ کو تمام محتملہ معانی پر

محمول کرنا کسی بھی کتاب سے ثابت نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا دین و شریعت کے قواعد کے خلاف اور دین میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے اَلْعَیْنُ حَقٌّ لفظ عَیْن چشمِ انسان کو بھی کہتے ہیں۔ چشمِ سورج کو بھی اور جاسوس کو بھی کہتے ہیں تو گھٹنے کو بھی۔ تو کیا اب تک علماء حق میں سے کسی نے بھی یہ کہا ہے کہ آنکھ حق ہے۔ مفہوم کلی کے اعتبار سے یہ تمام معانی یہاں مراد ہیں لیکن اس ارشاد میں صرف یہی معنی مراد لیا گیا ہے کہ نظرِ بد کا لگنا برحق ہے اسی طرح دیگر الفاظ کے معنی بھی اپنے سیاق و سباق ہی سے مُراد لیے جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے لفظ کی تعبیر عام لفظ وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ تفسیر مظہری کو بار بار دیکھنے کے بعد یہ کہیں پر بھی نظر نہیں آیا کہ مذکورہ (انچاس کروڑ) ثواب نام نہاد تبلیغی جماعت کو بھی ملے گا اور نہ ہی یہ کہ تبلیغی پروگرام اعلاء کلمۃ اللہ کا ایک فرد ہے۔ تفسیر مظہری نے مذکورہ بالا (ابن ماجہ اور ابو داؤد کی) حدیثوں میں فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے مُراد عام معنی قطعاً نہیں لیا ہے یہ صرف صاحبِ رسالہ کا اس پر جھوٹ باندھنا ہے اگرچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ جو شخص طلب علم کے لیے نکلا تو وہ تادمِ واپسی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگا لیکن آج تک کسی بھی محدّث یا شارح نے یہ نہیں کہا کہ رائے ونڈ والے نام نہاد تبلیغی بھی فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے زمرے میں شامل ہیں، اپنے طور پر انھیں فی سبیل اللہ میں داخل و شمار کرنا خود کو شارع کا رتبہ دینا ہے، جو صریح کُفر ہے۔

تفسیر بحر المحیط جلد ۲ میں ابو حیان نے ذکر کیا ہے۔

وَقَدْ وَرَدَ الْقُرْآنُ بِاَنَّ الْحَسَنَۃَ یعنی قرآن شریف نیکی کے تمام اعمال

فِیْ جَمِیْعِ اعْمَالِ الْبِرِّ بِعَشَرَةِ اَمْثَالِهَا، وَاقْتَضَتْ هٰذِهِ الْآیَةُ (اٰی آیت ۲۶۱ البقرة)

پر دس گنا ثواب کا ارشاد فرماتا ہے اور یہ آیت مبارکہ (سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۱)

اَنَّ نَفَقَةَ الْجِهَادِ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَمِنْ ذَالِكَ الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ (انتہیٰ)

جہاد کے خرچہ پر سات سو گنا ثواب کا تقاضا کرتی ہے اور اس بارے میں صحیح حدیث بھی اسی طرح وارد ہوئی ہے

ابو حیان کی مذکورہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ رائے ونڈ والے تبلیغی پروگرام پر مذکورہ (اپچاس کروڑ کا) ثواب نہیں ملے گا اور نہ ہی یہ تبلیغی پروگرام اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مساعی کا فرد ہے کیونکہ قرآن شریف اور صحیح حدیث سے یہ ثواب انفاق فی الجہاد کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ ابنِ ماجہ کی حدیث اور قرآن میں وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ وارد ہوا ہے اور ابوداؤد کی حدیث میں یُضَاعف علی النفقہ فی سبیل اللہ آیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اجر و ثواب کی زیادتی اس قدر ہے کہ جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے انسان کے علم میں زیادتی اس سے بالاتر ہے، یہی وجہ ہے کہ صاحبِ معارف القرآن یُضَاعِفُهَا کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں۔

"اور آخرت میں چند در چند ثواب بڑھا کر نوازیں گے"

مزید لکھتے ہیں

"اور اللہ کی ذات تو کریم ذات ہے وہ اپنی بے پایاں رحمت سے بڑھا کر دے دیتے ہیں کہ حساب و شمار میں بھی نہیں آتا۔

(معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۲۰)

فصل یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ تعلیم و تعلّم امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی تبلیغ اور جہاد یعنی کافروں کے ساتھ جنگ کرنا، یہ تینوں الگ الگ چیزیں ہیں یہی وجہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف اور اسکے علاوہ دیگر کُتب حدیث میں بھی ان تینوں کے جُداگانہ ابواب و عنوانات قائم کر کے ہر ایک کے فضائل اور احکامات کو اِن ابواب و ابحاث میں ذکر کیا گیا ہے اور چونکہ مذکورہ بالا احادیث کو ابنِ ماجہ اور ابو داؤد نے کتاب الجہاد میں ذکر کیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان حدیثوں میں مذکورہ ثواب صرف مجاہدین (کافروں کے ساتھ لڑنے والوں) کے ساتھ خاص ہے اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

عن معاذ بن جبل ان الغزاة المنفقین قد خباء الله تعالیٰ لَهُمْ من خزائن رحمة ما ینقطع (؟) عنه علم العباد۔

خرچہ کرنے والے غازیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانوں میں سے کچھ مخفی و پوشیدہ کر رکھا ہے جس کا ادراک بندوں کا علم نہیں کر سکتا۔

(تفسیر مراغی)

اور خود ابن ماجہ کی حدیث میں دو ایسے قرینے بھی موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ ثواب غازیوں کے لیے خاص ہے اور ابن ماجہ و ابو داؤد کی حدیثوں میں لفظ فی سبیل اللہ سے مراد صرف اور صرف غزوہ اور کافروں کے ساتھ جنگ کرنا ہے اسے کسی دوسرے معنی پر محمول کرنا اور اس سے رائے ونڈ والا عمل مراد لینا حدیث میں معنوی تحریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی کھلی خلاف ورزی ہے جس

سے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

اجر و ثواب کے متعلق حدیث ابنِ ماجہ میں نکتے کی بات

مذکورہ بالا حدیث میں ایسے نکتے موجود ہیں جن سے اجر و ثواب کی واضح تعیین ہو جاتی ہے اور اس کے بعد کسی طویل بحث یا دور از کار تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ حدیث کے شروع میں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ ارشاد ہے کہ مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَقَامَ فِیْ بَیْتِہٖ جس نے گھر بیٹھے ہوئے ہی اللہ تعالےٰ کی راہ میں نفقہ (روپیہ وغیرہ) بھیج دیا اور اسی ہی حدیث میں آپ کا دوسرا فرمان کہ مَنْ غَزَیٰ بِنَفْسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْہِ ذَالِکَ جس نے بنفسِ نفیس خود غزوہ میں شرکت بھی کی اور اس میں خرچہ وغیرہ بھی کیا۔ آپ کے ان دونوں ارشادات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر صرف اور صرف غزوہ کا ثواب مراد ہے جو غازی کے لیے ہے، اب یہ کہنا کہ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ کا مفہوم کلّی ہے یا عام ہے۔ درحقیقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی منشاء کے خلاف کرنا اور ان کے فیصلے کا انکار کرنا ہے اور خود کو قرآن شریف کے اس ارشاد کا مصداق بنانا ہے۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور (آؤ) رسول اللہ کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ وہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ (سورہ نساء)

لیکن یہ نام نہاد تبلیغی حضرات تو رائے ونڈ والے مشن کے خلاف نہ قرآن ماننے کو تیار ہیں اور نہ ہی سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اور نہ ہی دیگر دلائل شرعیہ کو۔

امام نووی نے حدیث رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شرح میں فرمایا

ہے کہ:

فَاَمَّا مَنْ لَیْسَ بِاَھْلِ الْحُکْمِ فَلَا یَحِلُّ لَہُ الْحُکْمُ فَاِنْ حَکَمَ فَلَا اَجْرَ لَہٗ بَلْ ھُوَ اٰثِمٌ فَلَا یَنْفُذُ حُکْمُہٗ سَوَآءٌ وَافَقَ الْحَقَّ اَمْ لَا لِاَنَّ اَصَابَتَہٗ اِتِّفَاقِیَّةٌ لَیْسَتْ صَادِرَةً عَنْ اَصْلٍ شَرْعِیٍّ فَھُوَ عَاصٍ فِیْ جَمِیْعِ اَحْکَامِہٖ سَوَآءٌ وَافَقَ الصَّوَابَ اَمْ لَا۔

(شرح مسلم بحوالہ مقدمہ میزان شعرانی ص ۲۰)

جو شخص حکم (فتویٰ و فیصلہ) دینے کے اہل ہی نہیں اس کا حکم دینا بھی درست نہیں اور اگر اس نے حکم دے بھی دیا تو اس کو اس کا اجر نہیں ملے گا بلکہ وہ اس حکم کی وجہ سے گنہگار ہی ہوگا۔ اس لیے اس کا حکم بھی نافذ نہیں ہو سکتا خواہ وہ حق کے مطابق ہو یا نہ ہو کیونکہ اس کی اصابت حق محض اتفاقی ہے کسی شرعی قاعدے کے موافق نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے تمام فیصلوں میں گنہگار ہوگا خواہ اس کا فیصلہ حق کے مطابق ہے یا نہیں۔

یہ بات تو پہلے ہی بیان ہو چکی ہے کہ رائے ونڈ والا طریقہ تینوں بہترین ادوار میں سے کسی بھی دورِ مبارک میں نہیں تھا، نہ رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابہ کرام کے دورِ مسعود میں اور نہ ہی تابعین و تبع تابعین کے مبارک زمانے میں اس طرح کی گشت لگانے یا تین روزہ چکّر یا چلّہ وغیرہ کا کوئی ثبوت ہے بلکہ یہ بدعتِ سیّئہ اور حادث طریقہ ہے جسے مولانا الیاس نے ۱۹۳۰ء میں ایجاد کیا تھا، قرآن و سنّت، فقہ اور تاریخ وغیرہ سے کہیں پر بھی اس کا وجود نہیں ملتا، بلکہ خود مولانا زکریا کا بیان اور تبلیغی نصاب پر تحریر عبارت "بانی سلسلۂ تبلیغ مولانا الیاس" دو ایسی

شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ طریقہ نیا ہے کوئی ابتداء اسلام کے شروعاتی دور مبارک کا طریقہ نہیں۔

معارف القرآن میں خیر القرون کا طریقہ تبلیغ یوں بیان کیا گیا ہے "ان کو پیغام پہنچانے کا طریقہ علم دین کی نشر واشاعت تھی جس کو حضرات صحابہ وتابعین نے پوری کوشش سے انجام دیا"، اس اعتبار سے رائے ونڈ والے طریقہ کو راہِ خدا کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر میں فی سبیل اللہ پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ لفظ فی سبیل اللہ کے لفظی معنی بہت عام ہیں، جو جو کام اللہ کی رضا جوئی کے لیے کئے جائیں وہ سب اس عام مفہوم کے اعتبار سے فی سبیل اللہ میں داخل ہیں، جو لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کی تفسیر وبیان اور آئمۂ تفسیر کے ارشادات سے قطع نظر محض لفظی ترجمہ کے ذریعے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں یہاں ان کو یہ مغالطہ لگا ہے کہ لفظ فِی سبیل اللہ دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں، مساجد، مدارس، شفا خانوں، مسافر خانوں وغیرہ کی تعمیر، کنویں، پل اور سڑکیں بنانا اور ان رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہوں اور تمام دفتری ضروریات ان سب کو اُنھوں نے فی سبیل اللہ میں داخل کرنے مصرف زکوٰۃ قرار دے دیا جو سراسر غلط اور اجماعِ اُمّت کے خلاف ہے، صحابہ کرام جنھوں نے قرآن کریم کو براہ راست رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پڑھا اور سمجھا ہے اس کی اور آئمۂ تابعین کی جتنی تفسیریں اس لفظ کے متعلق منقول ہیں ان میں اس لفظ کو حجّاج اور مجاہدین کے لیے مخصوص قرار دیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ فی سبیل اللہ

کے لغوی ترجمہ سے جو ناواقف کو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے بیان اور صحابہ وتابعین کی تصریحات سے ثابت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب فی سبیل اللہ سے عموم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کے بیان اور صحابہ وتابعین کی تصریحات سے ثابت ہے، مراد نہیں تو حدیث رسول صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم سے عموم لینا کیسے صحیح ہوسکتا ہے، حدیثِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لغوی ترجمہ سے جو ناواقف کو عموم سمجھ میں آیا ہے وہ رسول اللہ کی مراد نہیں بلکہ مراد وہ ہے جو صحابہ وتابعین محدّثین کی تصریحات سے ثابت ہے اور صاحب ابن ماجہ وابو داؤد نے جس کے بارے میں گواہی دی ہے وہ جہاد ہے یعنی غزوہ اور کافروں سے جنگ ہی ہے۔

تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب رقمطراز ہیں مسلمانوں کی سعادت اسی میں ہے کہ ہر کام میں کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کا اتباع کرے اور جس آیت یا حدیث کی مراد میں اشتباہ ہو اس میں اسکو اختیار کرے جس کو جمہور صحابہ کرام نے اختیار فرمایا ہو۔ اسی مقدّس اُصول کو نظر انداز کر دینے سے اسلام میں مختلف فرقے پیدا ہو گئے کہ تعامل صحابہ اور تفسیراتِ صحابہ کو نظر انداز کر کے اپنی طرف سے جو جی میں آیا اس کو قرآن وسنّت کا مفہوم قرار دے دیا، یہی وہ گمراہی کے راستے ہیں جن سے قرآنِ کریم نے بار بار روکا اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے عمر بھر بڑی تاکید کے ساتھ منع فرمایا اور اس کے خلاف کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔ (معارف القرآن جلد ۳ ص ۵۰۳ - ۵۰۴)

تو پھر اس کے باوجود بھی رائے ونڈ والے عمل کو خدا کا راستہ کہنا جائز ہو سکتا ہے؟

ہجرت کی اقسام

صاحبِ معارف القرآن سفرِ ہجرت کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرطبی نے بحوالہ ابنِ عربی لکھا ہے کہ وطن سے نکلنا اور زمین میں سفر کرنا کبھی تو کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے ہوتا ہے اور کبھی کسی چیز کی طلب وجستجو کے لیے، پہلی قسم کا سفر جو کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے ہو اس کو ہجرت کہتے ہیں اور اس کی چھ قسمیں ہیں۔

اوّل دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف جانا یہ قسم سفر عہدِ رسالت میں بھی فرض تھی اور قیامت تک بشرطِ استطاعت وقدرت فرض ہے۔ (جب کہ دارالکفر میں اپنے جان ومال اور آبرو کا امن نہ ہو یا دینی فرائض کی ادائگی ممکن نہ ہو) اس کے باوجود دارالحرب میں مقیم رہا تو گناہ گار ہوگا۔

دوسرا دارالبدعت سے نکل جانا، ابنِ قاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سُنا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے اس مقام میں قیام کرنا حلال نہیں جس میں سلفِ صالحین پر سبّ وشتم کیا جاتا ہو، ابنِ عربی یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں کہ یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ اگر تم کسی منکر کا ازالہ نہیں کر سکتے تو تم پر لازم ہے کہ خود وہاں سے زائل یعنی علیحدہ ہو جاؤ جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے۔ وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ ط (معلوم ہوا کہ گذرے نیک لوگوں کو بُرا بھلا کہنے والے بدعتی ہیں۔)

تیسرا وہ سفر ہے کہ جس جگہ پر حرام کا غلبہ ہو وہاں سے نکل جانا۔ کیونکہ طلبِ حلال ہر مسلمان پر فرض ہے۔

چوتھا جسمانی اذیّتوں سے بچنے کے لیے سفر، یہ سفر جائز اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے کہ انسان جس جگہ دشمنوں سے جسمانی اذیّتوں کا خطرہ محسوس کرے وہاں سے نکل جائے تاکہ اس خطرہ سے نجات ہو۔ یہ چوتھی قسم کا سفر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ جبکہ قوم کی ایذاؤں سے نجات حاصل کرنے کے لیے عراق سے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور فرمایا اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ط اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی ایک سفر مصر سے مداین کی طرف کیا۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ ط۔

پانچواں سفر آب وہوا کی خرابی اور امراض کے خطرہ سے بچنے کے لیے ہے۔ شریعتِ اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کچھ چرواہوں کو مدینہ سے باہر جنگل میں قیام کرنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ شہری آب وہوا ان کو موافق نہ تھی، اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا تھا کہ دارالخلافہ اُردن سے منتقل کر کے کسی سطح مرتفع پر لے جائیں جہاں آب وہوا خراب نہ ہو، لیکن یہ اس وقت میں ہے جب کسی مقام پر طاعون یا وبائی امراض پھیلے ہوئے نہ ہوں۔

چھٹا سفر اپنے مال کی حفاظت کے لیے ہے۔ جب کوئی شخص کسی مقام میں چوروں ڈاکوؤں کا خطرہ محسوس کرے تو وہاں سے منتقل ہو جائے شریعتِ اسلام نے اس کی بھی اجازت دی ہے کیونکہ مسلمان

کے مال کا بھی ایسا ہی احترام ہے جیسا اس کی جان کا ہے۔

یہ چھ اقسام تو ترکِ وطن کی ہیں جو کہ کسی چیز سے بھاگنے اور بچنے کے لیے کیا گیا ہو اور جو سفر کسی چیز کی طلب و جستجو کے لیے کیا جائے اس کی نو قسمیں ہیں۔

① **سفرِ عبرت** یعنی دنیا کی سیر و سیاحت اس لیے کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور قدرت کاملہ کا اور اقوامِ سابقہ کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کرے، قرآن نے ایسے سفر کی ترغیب دی ہے۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط

② **سفرِ حج** اس کا چند شرائط کے ساتھ فرضِ اسلامی ہونا سب کو معلوم ہے۔

③ **سفرِ جہاد** (یعنی غزوہ کا سفر) اس کا فرض یا واجب یا مستحب ہونا بھی سب مسلمانوں کو معلوم ہے۔

④ **سفرِ معاش** جب کسی شخص کو اپنے وطن میں ضرورت کے مطابق معاشی سامان حاصل نہ ہو سکے تو اس پر لازم ہے کہ یہاں سے سفر کر کے دوسری جگہ تلاشِ روزگار کرے۔

⑤ **سفرِ تجارت** یعنی قدرِ ضرورت سے زائد مال حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا، یہ بھی شرعاً جائز ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ ط ابتغاءِ فضل سے مراد اس آیت میں، تجارت ہے۔

⑥ **طلبِ علم کے سفر** اس کا بقدرِ ضرورتِ دین فرضِ عین ہونا اور زائد از ضرورت کا فرضِ کفایہ ہونا معلوم و معروف ہے۔

⑦ **سفرِ زیارت** کسی مقام کو مقدس اور متبرک سمجھ کر اس کی طرف سفر کرنا۔

⑧ **اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لیے سفر** جس کو رباط کہا جاتا ہے احادیث کثیرہ میں اس کی بڑی فضیلت مذکور ہے۔

⑨ **عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کے لیے سفر** حدیث میں اس کو بھی باعثِ اجر و ثواب قرار دیا ہے۔

[تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۳۴۹ تا ۳۵۱
معارف القرآن جلد ۵ ص ۳۲۹ تا ۳۳۱ سورۃ نساء]

نظرِ انصاف

قارئین محترم! اگر آپ انصاف کو مدِّ نظر رکھ کر مندرجہ بالا اقسامِ سفر کو بار بار غور سے ملاحظہ فرمائیں تو تبلیغ کے نام سے کیا جانے والا رائے ونڈ کا سفر اور نقل و حرکت ان اقسام میں سے کسی بھی قسم میں داخل و شامل نہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رائے ونڈ مارکہ طریقۂ تبلیغ کا سفر دراصل سفرِ معصیت اور بدعت و ناجائز سفر ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا راستہ کہنا قطعاً صحیح نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنی شہرہ آفاق تفسیر بیان القرآن ص ۱۲۸ پر لکھتے ہیں کہ:

"علم کے شرط ہونے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل وعظ کہتے پھرتے ہیں اور بے دھڑک روایات و احکام بلا تحقیق بیان کرتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی ان کا وعظ

سننا جائز نہیں۔"

مفتی محمد شفیع صاحب نے بھی اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"اگر کوئی شخص بلا تحقیق محض اپنے خیال سے کسی کو عالم و مقتدیٰ قرار دے کر اس کے قول پر عمل کرے اور وہ فی الواقع اس کا اہل نہیں تو اس کا وبال تنہا اس مفتی اور عالم پر نہیں ہے بلکہ یہ شخص بھی برابر کا مجرم ہے جس نے تحقیق کیے بغیر اپنے ایمان کی باگ ڈور کسی ایسے شخص کے حوالہ کردی۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یہ ارشادِ قرآنی ہے۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ! یعنی یہ لوگ جھوٹی باتیں سننے کے عادی ہیں اپنے مقتداؤں کے علم و عمل اور امانت و دیانت کی تحقیق کیے بغیر ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور ان سے موضوع اور غلط روایات سننے اور ماننے کے عادی ہوگئے ہیں۔" (معارف القرآن جلد ۳ صـ ۱۴۹)

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ رائے ونڈ والا طریقہ اور عمل اللہ تعالیٰ کی راہ نہیں اور ابنِ ماجہ اور ابو داؤد کی حدیثوں کا اُسے مصداق گردانا تحریف فی الدین ہی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں تحریف فی الدّین اور محرّفین کے اتّباع سے مامون و محفوظ رکھے۔ (آمین)

اہلِ رائے ونڈ کی علمی خیانت

آخر میں ہم رائے ونڈ والے حضرات کے اس قول پر بھی نظر کریں جس میں وہ اس راستے میں (رائے ونڈ کے طریقۂ تبلیغ کے لیے) نکلنے کو جہادِ اکبر کہہ کر سادہ لوح مسلمانوں کو خوب ورغلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک غزوہ (کافروں کے ساتھ جنگ) سے واپسی پر فرمایا تھا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ہم جہادِ اکبر کی طرف واپس ہو رہے ہیں۔ اس لیے اس راہ (رائے ونڈ کی تبلیغ) میں نکلنا جہادِ اکبر ہے۔

اب سوچنا یہ ہے کہ اہلِ رائے ونڈ کا اپنے اس جہادِ اکبر کے لیے مذکورہ حدیث کو بطورِ دلیل پیش کرنا درست بھی ہے یا ان لوگوں کی طرف سے حدیث میں معنوی تحریف ہے؟

درحقیقت بقولِ تفسیر بحرِ محیط جلد ۳ مصنّف محی امام ابی محمد الحسین الفراء البغوی متوفّٰی ۵۱۶ھ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے یہ ارشاد غزوۂ تبوک سے مدینے کی طرف واپس تشریف لاتے وقت فرمایا تھا اور حدیث شریف میں لفظ رَجَعْنَا ہے جس کا مادہ ہے رجوع اور رجوع کے معنی ہیں واپس ہونا، مڑنا، لوٹنا۔

(فیروز اللغات)

جس کا مطلب ہے کسی کام وغیرہ سے فارغ ہو کر واپس ہونا

لوٹنا جبکہ اہلِ رائے ونڈ کا مدعیٰ ہوتا ہے تبلیغ وغیرہ کے لیے نئے سرے سے جانا اس کے لیے گھر سے تیار ہو کر نکلنا وغیرہ۔

اب لفظ رجوع "نکلنا" یا "جانا" مراد لینا حدیث کے معنی میں کھلی تحریف نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا ایسا کرنے والے ان آیاتِ مبارکہ کا مصداق نہیں؟ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ط اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور آؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف (کہ آپ اس حکم کے موافق فیصلہ فرمائیں) تو آپ (اس وقت منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ آپ (کے پاس آنے) سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۲ صـ ۴۵۵)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ الخ پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں عند اللہ) ایماندار نہ ہوں گے۔ الخ اور اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ط

آپ حضرات خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسی کھلی مخالفتِ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغِ دین کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

(النحل ۱۴۰۱)

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو (القرآن)

جہادِ اکبر کی حقیقت اور فضیلت

صاحبِ تفسیرِ مظہری نے ذکر کیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اِلٰى اَنْ قَالَ قُلْنَا اَلْمُرَادُ بِالذِّكْرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْحُضُوْرُ الدَّائِمِيُّ الَّذِيْ لَا فُتُوْرَ فِيْهِ لَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ اللَّذَيْنِ هُمَا حَظُّ الزُّهَّادِ وَهُوَ الْمُرَادُ مِنَ الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ فِيْمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَدْ رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ مُشْتَغِلًا بِالْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قُلْنَا نَعَمْ كَانَ مُشْتَغِلًا بِذٰلِكَ لٰكِنِ الْحَالُ تَتَفَاوَتُ بِمَزِيْدِ الْاِهْتِمَامِ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ (تفسیر مظہری پ ۲ صـ ۲۵۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر انسان کو اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دلانے والا کوئی اور عمل نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد دائمی حضور ہے جس میں کوئی نقص وغیرہ نہ ہو، نماز اور روزہ مراد نہیں ہے جو کہ زاہدوں کا حصہ ہے۔ غزوہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ سے بھی یہی مراد ہے اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد اصغر میں ہوتے ہوئے جہادِ اکبر میں مشغول نہ تھے ہم کہتے ہیں کہ ہاں اسمیں مشغول تھے لیکن مزید اہتمام کے

بدولت حال تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہی علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری پ ۱۷ ص ۳۵۲ پر حقَّ جِہَادِہٖ کی تفسیر میں لکھتے ہیں قَالَ عبد اللہ بن مبارک هُوَ مُجَاهَدَةُ النَّفْسِ وَالْهَوٰى وَهُوَ جِهَادُ الْاَكْبَرُ وَهُوَ الْجِهَاد قَالَ بغوی وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تبوك قَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قَالَ البغوی اَرَادَ بِالْجِهَادِ الْاَصْغَرِ الْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ وَبِالْجِهَادِ الْاَكْبَرِ الْجِهَادُ مَعَ النَّفْسِ وَاَخْرَجَ البیهقی فِی الزُّهْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قَوْمٌ غُزَّاةٌ فَقَالَ قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قِيْلَ وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ؟ قَالَ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ لِهَوَاهُ قَالَ البیهقی هٰذَا اِسْنَادٌ فِيْهِ ضُعْفٌ مزید آگے ص ۳۵۴ پر لکھتے ہیں:

فائدہ قَوْلُهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ يُفِيْدُ اَنَّ الْجِهَادَ الْاَكْبَرَ يَعْنِی الْمُجَاهَدَ مَعَ النَّفْسِ اِنَّمَا يَاْتِی الْمُرِيْدَ بِمُصَاحَبَةِ الشَّيْخِ الْكَامِلِ الْمُكَمَّلِ فَاِنَّهُمْ لَمَّا قَدِمُوْا عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ الْمُحَارَبَةِ مَعَ الْكُفَّارِ اكْتَسَبُوْا بِبَرَكَةِ صُحْبَتِهٖ وَانْعِكَاسِ اَشِعَّةِ اَنْوَارِهٖ صَفَاءً فِی الْقَلْبِ وَفَنَاءً فِی النَّفْسِ وَقَوْلُهٗ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ الضَّمِيْرُ لِلْمُتَكَلِّمِ مَعَ الْغَيْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ اِسْنَادُ الرُّجُوْعِ اِلٰى مَنْ مَّعَهٗ مِنَ الصَّحَابَةِ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ حَالَةِ الْجِهَادِ مُشْغُوْلِيْنَ بِمُحَارَبَةِ الْكُفَّارِ ثُمَّ

اِذَا صَارُوْا فِی الْمَدِيْنَةِ مُقِيْمِيْنَ مَعَ النَّبِیِّ لَمْ يَكُنْ حِيْنَئِذٍ اِلَّا الْاِقْتِبَاسُ لِاَنْوَارِهٖ وَالْاِقْتِفَاءُ بِمَعَالِمِ اٰثَارِهٖ وَاَخْذُ الْعُلُوْمِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ مِنْ جَنَابِهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نفس اور خواہشات کے خلاف مجاہدہ کرنا ہی اس کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنا ہے اور یہی جہادِ اکبر ہے۔

امام بغوی کہتے ہیں روایت ہے کہ حضور نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف واپس ہوئیں۔

امام بغوی کا کہنا ہے کہ یہاں جہادِ اصغر سے مراد کفار سے اور جہادِ اکبر سے مُراد نفس سے جہاد کرنا ہے۔

امام بیہقی نے کتاب الزھد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غازیوں کا ایک گروہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف کیا ہی خوب آئے ہو (یعنی آپ کا آنا آپ کو مبارک ہو)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بندہ کا اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

قاضی ثناء اللہ صاحب "فائدہ" کا عنوان دے کر مزید لکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیان قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ مِنَ

الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ سے یہ معلوم ہوا کہ جِهَادِ اَكْبَر یعنی نفس سے مجاہدہ کرنا مرید کو کامل و مکمل شیخ کی مصاحبت سے حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ وہ لوگ بھی جب کفّار کے ساتھ جنگ کے بعد حضور پاک صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے تو وہ آپؐ کی صحبت کی برکت اور آپ کی ضیا پاشیوں کی تجلیات سے قلب میں صفائی اور فنا فی النفس کا مقام حاصل کرتے تھے۔ آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ الخ میں "نا" ضمیر متکلم مع الغیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رجوع کی اسناد صحابہ کرام میں سے آپ کے ساتھیوں کی طرف ہے اس لیے کہ وہ لوگ حالتِ جہاد میں تو کفّار کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہوتے تھے اور جب وہ مدینہ شریف میں آپؐ کے ساتھ ہوتے تھے تو اس وقت آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے انوار و تجلّیات سے اقتباس اور آپ کے آثار سے اکتسابِ فیض اور آپؐ کی بارگاہِ اقدس سے ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے علاوہ ان کا کوئی اور کام ہوتا ہی نہیں تھا۔

دوسرے مقام پر علّامہ مظہری فَاِذَا فَرَغْتَ مِنْ جِهَادِ عُدُوِّكَ فَانْصَبْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:۔

قَالَ الْحَسَنُ وَزَيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ اِذَا فَرَغْتَ مِنْ جِهَادِ عُدُوِّكَ فَانْصَبْ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّكَ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔ (تفسیر مظہری پ ۳۰ ص ۲۹۴)

حسن اور زید بن اسلم نے کہا ہے کہ جب آپ اپنے دشمنوں کی لڑائی سے فارغ ہو جائیں تو اپنے رب کی عبادت میں محنت و مشقت برداشت کر اور نبی پاک کے اس فرمان رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

کا بھی یہی معنی ہے۔

تفسیرِ کبیر میں ہے کہ نبی پاکؐ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہم جِهَادِ اصغر سے جهادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں تو اس جہاد (جہاد اکبر) کا حاصل مطلب دل کو غیر اللہ کی طرف مائل ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت و طاعت میں مستغرق کرنا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۹۷)

نیز تفسیرِ بحرِ محیط میں ہے کہ جہاد دو قسم کا ہوتا ہے جهادِ اصغر اور جهادِ اکبر پس جهاد اصغر تو کافروں سے مقابلہ کرنا ہے اور جهادِ اکبر نفس کے خلاف لڑنا ہے اور اس کی دلیل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یہ فرمان ہے۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ اور نفس کے خلاف جہاد کرنا اس لیے جہادِ اکبر ہے کہ جس نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا تو گویا اس نے دنیا کے خلاف جہاد کیا اور جو بھی شخص دنیا میں غالب آئے گا۔ اس کے لیے دشمنوں کے ساتھ مجاہدہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

(تفسیرِ بحرِ محیط جلد ۳ ص ۳۳۲)

حضرت ملّا علی قاری فرماتے ہیں۔ وَفَضْلُ الْجِهَادِ عَظِيْمٌ وَكَيْفَ وَحَاصِلُهٗ بَذْلُ اَعَزِّ الْمَحْبُوْبِ وَاِدْخَالُ اَعْظَمِ الْمَشَقَّاتِ عَلَيْهِ وَهُوَ نَفْسُ الْاِنْسَانِ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ وَتَقَرُّبًا بِذٰلِكَ اِلَيْهِ تَعَالٰى وَاَشَقُّ مِنْهُ قَصْرُ النَّفْسِ عَلَى الطَّاعَاتِ فِي النَّشَاطِ وَدَافِعُ الْكَسَلِ عَلَى الدَّوَامِ وَمُجَانَبَةُ اَهْوِيَتِهَا وَلِذَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ رَجَعَ مِنْ غَزَاةٍ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ وَيَدُلُّ عَلٰى هٰذَا اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَخَّرَهٗ فِي الْفَضِيْلَةِ عَنِ الصَّلٰوةِ عَلٰى وَقْتِهَا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۶۴ مکتبہ امدادیہ ملتان)

جہاد کی فضیلت بہت بڑی ہے اور کیونکر نہ ہو؟ اس لیے کہ جہاد کا اصل حاصل تو نفسِ انسان کا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اس کے قرب حاصل کرنے کے لیے محبوب ترین اشیاء کو خرچ کرنا اور سخت مشکلات و مشقتوں کو جھیلنا ہے اور اس سے بھی زیادہ مشکل یہ کہ نفس کو حالتِ خوشی میں اس کی عبادت پر پابند کرنا اور خود سے سستی و کاہلی کو ہمیشہ دور کرنا اور نفسانی خواہشات سے بچانا ہے یہی وجہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک غزوہ سے واپس ہوتے وقت فرمایا تھا رَجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپؐ نے اِسے فضیلت کے اعتبار سے وقت پر نماز پڑھنے سے مؤخر فرمایا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی لامع الدراری علیٰ جامع البخاری جلد ۲ صـ ۴۷۲ پر لکھتے ہیں اَلْجِہَادُ بِحَسْبِ الْاِصْطِلَاحِ قِتَالُ الْکُفَّارِ لِتَقْوِیَۃِ الدِّیْنِ۔

یعنی اصطلاح میں جہاد، دین کی تقویت کی خاطر کافروں کے ساتھ قتال کرنے کو کہا جاتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ وَفِیْ اَوْجَزَ قَالَ رَاغِبٌ اَلْجِہَادُ وَالْمُجَاہَدَۃُ اِسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ فِیْ مُدَافَعَۃِ الْعَدُوِّ وَالْجِہَادُ ثَلٰثَۃٌ اَضْرُبٌ مُجَاہَدَۃُ الْعَدُوِّ الظَّاہِرِ وَالشَّیْطٰنِ وَالنَّفْسِ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمُجَاہِدُ مَنْ جَاہَدَ نَفْسَہٗ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ بِرِوَایَۃِ شُعَبِ الْبَیْہَقِیِّ، وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِیِّ فِی الْعَارِضَۃِ ہٰذَا مَذْہَبُ الصُّوْفِیَّۃِ اَنَّ الْجِہَادَ الْاَکْبَرَ جِہَادُ الْعَدُوِّ الدَّاخِلِ وَہُوَ النَّفْسُ قَالُوْا وَہُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِہٖ

تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَہْدِیَنَّہُمْ سُبُلَنَا وَلَیْسَ الْمُجَاہِدُ مَنْ جَاہَدَ الْعَدُوَّ الْمُبَایِنَ وَاِنَّمَا الْمُجَاہِدُ مَنْ جَاہَدَ الْعَدُوَّ الْمُخَالِطَ وَلِذَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَجَعَ مِنْ غَزَاۃٍ رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِہَادِ الْاَکْبَرِ۔ اھ مُخْتَصَرًا وَہٰذَا حَدِیْثٌ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ الصُّوْفِیَّۃِ ذَکَرَ الْغَزَالِیُّ فِیْ عِدَّۃِ مَوَاضِعَ مِنَ الْاَحْیَاءِ۔

مولا محمد زکریاؒ نے اوجز المسالک میں نقل کیا ہے کہ امام راغب نے فرمایا ہے کہ دشمن کے دفاع میں تمام تر کوشش کرنا جہاد اور مجاہدہ ہے اور جہاد کی تین قسمیں ہیں

① ظاہری دشمن سے جہاد۔
② شیطان سے جہاد
③ نفس سے جہاد

حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجاہد تو وہ ہے جو نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔

شعب بیہقی کی روایت سے مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہی ہے۔

ابن عربی نے العارضہ میں فرمایا کہ صوفیاء کے مذہب کے مطابق داخلی دشمن یعنی نفس کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَالَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَہْدِیَنَّہُمْ سُبُلَنَا سے بھی یہی مراد ہے، وہ شخص مجاہد نہیں جو خارجی دشمن سے جہاد کرتا ہے مجاہد تو وہ شخص ہے جو مخلوط (اندرونی نفسانی) دشمن سے جہاد کرتا ہے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے غزوہ سے واپس ہوتے وقت فرمایا تھا۔ رَجَعْنَا مِنَ الْجِہَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِہَادِ الْاَکْبَرِ یہ حدیث

صوفیاء کرام کے نزدیک بہت ہی معروف حدیث ہے امام غزالی نے بھی اسے احیاء العلوم میں متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں مفسرین اور محدثین کی اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اپنے گھر اور گاؤں میں رہتے ہوئے کامل علماء دین کی صحبت سے اکتساب فیض اور علم و عرفان حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دل و جان سے مستغرق و مشغول رہنا اور اس پر مداومت کرنا ہی جہادِ اکبر ہے نہ کہ عبادت کے نام پر گھر بار چھوڑ چھاڑ کر در در کی خاک چھانتے رہنا۔ (اس لیے بھی کہ ایسا کرنے سے نفس اور اہلِ خانہ کے حقوق کی پامالی بھی ہوتی ہے اور کوئی بھی شخص حقوق العباد کو پامال کر کے جہاد کا ثواب کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔) نصرانیت کے نزدیک تو ایسا کرنا عبادت ہو سکتی ہے لیکن اسلام نے اسے رہبانیت قرار دیکر منع فرمایا ہے ملاحظہ ہو

تفسیر معارف القرآن جلد ۴ صـ ۴۶۹۔

تفسیر مراغی جلد ۷، صـ ۲۴

اور تفسیر جمل صـ ۳۸۲ پر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت میں مجاہدہ کرنا ہی جہادِ اکبر ہے۔

روح المعانی جلد ۲۱ صـ ۱۶ پر ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہی جہادِ اکبر ہے۔

اس کے برعکس تفسیر و حدیث کے علماء میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تبلیغ کے نام پر اہل و عیال کو چھوڑ کر ان کے معاشی و معاشرتی حقوق سے صرفِ نظر کر کے نکل کھڑا ہونا جہاد اکبر ہے۔ وَمَنْ ادعیٰ فعلیہ البیان۔ اس لیے رائے ونڈ والے طریقۂ تبلیغ کی خاطر نکلنے کو جہادِ اکبر

کرنے کے لیے مذکورہ حدیث کو دلیل بنانا قطعی بے علمی، واضح گمراہی ہے اور معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کھلی جنگ اور خود کو شارع بنانے کے مترادف ہے محض اچھے نام رکھنے سے گناہ اور بُرا کام کبھی بھی اچھے اور عبادت نہیں بن سکتے بلکہ یہ دین کے نام پر قرآن اور سنّت کے ساتھ استہزا ہے۔

قرآن و سنّت میں اپنی رائے داخل کرنا حرام ہے

سورۂ نساء کی آیت ۱۴۰ اور سورۂ انعام کی آیت ۶۸ کے تحت مفتی محمد شفیع تفسیر معارف القرآن جلد ۲ میں رقمطراز ہیں کہ ان آیتوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ہم نے تو اصلاح انسانی کے لیے پہلے ہی یہ حکم بھیج دیا تھا کہ کفار و فجار کی مجلس میں مت بیٹھو اور تعجب ہے کہ یہ غافل لوگ اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہم کہ ان سے دوستی کرنے لگے اور ان کو عزت و قوت کا مالک سمجھنے لگے، ان دونوں آیتوں کا مفہوم مشترک یہ ہے کہ اگر کسی مجلس میں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار یا ان پر استہزاء کر رہے ہوں تو جب تک وہ اس بیہودہ شغل میں لگے رہیں ان کی مجلس میں بیٹھنا اور شرکت کرنا ہی حرام ہے پھر سورۂ انعام کی آیت کے الفاظ میں تعمیم اور مزید تفصیل ہے، اس میں آیاتِ الٰہیہ میں جھگڑا کرنا مذکور ہے جس میں کفر و استہزاء بھی داخل ہے اور آیت کی تحریفِ معنوی، یعنی آیاتِ قرآنی کے ایسے معنی نکالنا جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام کی تفسیر کے خلاف یا اجماعِ اُمّت کے خلاف ہوں۔ یہ بھی اسی میں داخل ہیں اسی لیے حضرت عبداللہ بن عباس سے بروایت ضحاک منقول ہے کہ اس آیت کے مفہوم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو قرآن کی تفسیر غلط یا اس میں تحریف کرنے والے یا بدعات نکالنے والے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن کریم کے درس یا تفسیر میں تفسیر سلفِ صالحین کا پابند نہیں بلکہ ان کے خلاف معانی بیان کرتا ہے اس کے درس و تفسیر میں شرکت نصِ قرآنی ناجائز اور بجائے ثواب کے گناہ ہے۔

تفسیر بحر محیط میں ابوحیان نے فرمایا کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس بات کا زبان سے کہنا گناہ ہے اسے کانوں سے با اختیار خود سننا بھی گناہ ہے۔ (معارف القرآن جلد ۲ صـ ۵۸۴)

حضرت مولانا شمس الحق افغانی نے عُلُومِ قرآن میں ذکر کیا ہے کہ ہر وہ تفسیر جو صحابہ و تابعین کی تفسیر کے خلاف ہو اس کا مفسر غلطی کا مرتکب اور بدعتی ہے۔ (صـ ۹۴)

مزید لکھتے ہیں کہ قرآن کی ان تحریفات سے بڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی اور مصیبت نہیں۔ (صـ ۹۶)

اسی طرح احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تشریحِ سلف سے انحراف کرنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے قرآن کریم کی طرح احادیث میں تحریف معنوی کرنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے (آمین)

حرفِ آخر

جب مذکورہ بالا تحقیقات سے یہ بات واضح ہو چکی کہ رائے ونڈ کا طریقۂ تبلیغ میں قرآن پاک اور احادیثِ نبوی میں معنوی تحریف کی جا رہی ہے کیونکہ یہ طریقۂ تبلیغ تو بالکل نیا اور حال ہی میں چودھویں صدی ہجری میں پیدا کردہ ایک بدعت ہے اور بدعات کی مذمت بکثرت احادیث سے ثابت ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس سے دامن بچانا بہت ہی ضروری و لازمی ہے۔

اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ (اگر اسے بدعتِ حسنہ بھی مان لیا جائے تو بھی) موجودہ طریقۂ تبلیغ رائے ونڈ مولوی الیاس کے طریقہ و مذہب کے مطابق نہیں رہا بلکہ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندِ "ارجمند" مولوی یوسف صاحب نے اپنی وہابیت کا اعلان کر کے اُسے خالص وہابی تحریک میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان کا اعترافِ وہابیت "سوانح حضرت مولانا محمد یوسف امیرِ تبلیغی جماعت پاک و ہند"، مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور صـ ۱۹۱ پر بایں الفاظ موجود ہے۔

"اور ہم خود اپنے بارے میں بھی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔"

اور اسی کتاب کے صـ ۱۹۳ پر "میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں"۔ کی شہادت موجود ہے اور بعد میں تو اس تحریک میں جہمیت، جبریت

مرجیت اور اعتزال کے عقائد نے جگہ پکڑ کر اس تحریک کو عظیم فتنہ کا ایسا روپ دے دیا کہ اس کے مقابلے میں قرآنی تعلیمات اور نہ ہی احادیث رسول کو دین سمجھا جاتا ہے بلکہ دین کو تو ان کے چھ نمبروں میں محدود کر کے من گھڑت اور بے بنیاد واقعات و امثال سے تعبیر کرنے لگے اور یوں اسے بالکل ہی اہلِ بدعت کی تحریک بنا دیا ہے اور مولوی الیاس کا وہ خدشہ حرف بحرف پورا ثابت ہوا جو انھیں اس تحریک کی چلت پھرت کی وجہ سے نظر آ رہا تھا، چنانچہ انھوں نے فرمایا تھا کہ

"آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جد وجہد بے کار ہوگی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جد وجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے۔"

(ملفوظاتِ مولانا الیاس ص ۳۸)

حضرت مولانا سید شمس الحق افغانی نے علوم القرآن ص ۱۸۰ پر مسئلہ خاتم النبیین پر بحث کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے کہ "مرتد سازی کا تبلیغ اسلام نام رکھ کر اس فیکٹری کی آمدنی میں کیا خوب اضافہ کیا گیا۔"

مولانا عبدالماجد تفسیر ماجدی میں آیت مبارکہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کے تحت فرماتے ہیں "یعنی اس نیک عمل پر ثواب و جزا جو بندہ اپنے ارادہ اختیار سے کرے۔ اور اس عملِ بد پر عذاب و سزا جو بندہ اپنے ارادہ و اختیار سے کرے، یہ رد ہے ہندی و بدمت کے عقیدہ "کرم" کا یعنی انسان جو بھی کرے گا وہ لازمی نتیجہ ہوگا پچھلے جنم میں اس کے افعال و اعمال

کا، گویا اس قالب میں انسان اپنے ارادہ و اختیار سے کچھ بھی نہیں کر سکتا، یہ جبریت کی انتہائی شکل ہے اور تناسخ اور عقیدۂ جبریت لازم و ملزوم ہیں، قرآن کریم نے اس فاسد عقیدہ پر ضرب کاری لگائی اور بتایا کہ نیکی اور بدی کی راہیں تو انسان کے اپنے اختیار کی چیزیں ہیں اور یہیں سے انصاریٰ کے عقیدہ کفارہ کا بھی رد نکل آیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ انسان کو اب عملِ صالح کی ضرورت ہی نہیں الخ

(جلد ۱، ص ۱۲۰)

اسی طرح علامہ سید سلیمان ندوی مصنف سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۴ میں مسئلہ جبر و قدر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اسی تقدیر الٰہی اور عملِ انسانی باہم مل کر انسانوں کی عملی تاریخ تیار کرتے ہیں عموماً لوگ اسی موقع پر جبر و قدر کے مسئلہ کو چھیڑتے ہیں یعنی یہ انسان اپنے عمل میں مجبور ہیں یا مختار؟

مزید لکھتے ہیں کہ "جس طرح اہلِ مذہب ارادۂ الٰہی اور ارادہ انسانی کی باہمی تطبیق میں حیران ہیں اسی طرح فلسفۂ الٰہیات کے معلم علمِ الٰہی اور انسان کی عملی آزادی کے درمیان جو تصادم ہے اس کو بمشکل بچا سکتے ہیں۔"

آگے چل کر علامہ صاحب لکھتے ہیں "چنانچہ یہی چیز ہندو مذاہب میں تناسخ، آواگون اور کرم صورت میں ہے، عیسائیوں میں حضرت آدمؑ کے گناہ اور خدا کی مرضی کے پیرایہ میں ہے۔"

مزید لکھتے ہیں کہ "یہ بھی صداقت ہے کہ دوسری مخلوقات کو نہ سہی مگر انسان کو اپنے اعمال کے کرنے نہ کرنے کا کسی نہ کسی طرح اختیار ضرور بخشا گیا ہے اگر یہ اختیار نہ تسلیم کیا گیا اور انسان کو اسی طرح سراپا مجبور فرض کیا جائے جس طرح دوسری مخلوقات ہے تو پھر انسان کے لیے خیر و شر کا امتیاز

جزا و سزا، شریعت، کتاب، تعلیم اور انبیاء کی بعثت یہ تمام چیزیں بیکار محض ہو جائیں، ظلم و انصاف دنیا میں کوئی چیز باقی نہ رہے، انسان کا اپنے کسی فعل پر قابلِ مدح یا قابلِ ملامت ہونا بے معنی ہو جائے، کسی اچھے کام پر خدا کا اس کو انعام اور بُرے کام پر عذاب دینا سراسر ظلم بن جائے بلکہ اس دنیا کی عدالت میں بھی وہ اپنے کسی فعل کا ذمہ دار نہ ٹھہرائے۔

مزید تفصیل و تحقیق کے لیے کتابِ مذکور اور لامع الدراری شرح صحیح بخاری جلد چہارم مصنف مولانا زکریا اور فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد ۴ مصنفہ مولانا انور شاہ کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند اور نبراس شرح شرح العقائد نسفی وغیرہ مطالعہ فرمائیں۔

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ نام نہاد فرقہ تبلیغیہ کا پہلے کلمۂ طیبہ کا یہ معنی کرنا کہ ہمارا یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ بھی نہیں کر سکتی، لیکن جب ان پر اعتراضات شروع ہوئے کہ یہ تو کلمہ کے معنی میں تحریف ہے تو پھر کہنے لگے کہ یہ تو کلمہ کا مقصد ہے، دراصل اس طرح یہ لوگ جبریت، جہمیت، مرجیت اور ہندو بدھ مت وغیرہ عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں نہ کہ مذہب اہلِ سُنّت کی۔

یہ تھا وہ مختصر جائزہ جو یہاں ناظرین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ نے اگر توفیق بخشی تو انشاء اللہ العزیز پھر کبھی اس بارے میں تفصیل پیش کی جائے گی۔

طالبِ دُعا

مولوی محمد روشن حنفی، نقشبندی، دیوبندی، ساکن کوکاری ضلع سوات صوبہ سرحد

۲۴ اگست ۱۹۹۱ء بوقتِ عشاء۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت کے متعلق

اِستفتاء و فتویٰ

شیخ الحدیث پیر محمد چشتی

مہتمم جامعہ غوثیہ، بیرون یکہ توت، پشاور



مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

استفتاء و فتویٰ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَاُولٰٓئِکَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ○ (قرآن الکریم)

اس آیت کریمہ کے موجب مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر اپنے اپنے انداز کے مطابق امر بالمعروف ونہی عنِ المنکر کے حوالہ سے اسلامی تبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دیتے آئے ہیں۔

اندازِ تبلیغ کے مختلف ہونے کے باوجود اکثر مسائل سے متعلق ان سب کا دائرہ تبلیغ متفقہ اور غیر متنازعہ ہے اور اسلامی تبلیغ کے حوالہ سے مسلمانوں کے مختلف مکاتبِ فکر کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ہے ان کے متعلق سب کے سب متفق ہیں کہ جس بات کو اسلام کے بنیادی اور متفقہ اُصول کے خلاف سمجھا جائے۔ اس کو رد کرنا لازم ہے ورنہ مداہنت یا سکوت عن الحق ہوگا جو عام حالات میں گناہِ کبیرہ ہے۔ مزید برآں ناجائز قول وفعل دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کے ردّ نہ کرنے والے شخص کو ایک روایت میں گونگا شیطان بھی کہا گیا ہے، اسلام کے حوالہ سے فروعی مسائل یا اجتہادی احکام میں کافی وسعت موجود ہے ایسے مسائل میں اپنے مخصوص فروعی نظریہ کے خلاف بات کو سننا اور برداشت کرنا نہ مداہنت ہے اور

نہ گناہ بلکہ وسعتِ ظرف اور روشن ضمیر ہونے کی نشانی ہے لیکن اسلام کے متفقہ اُصول اور صریح نصوص وغیر متنازعہ احکام کے خلاف کسی قول و فعل کو دیکھ کر حسبِ استطاعت اس کی تردید نہ کرنے والا شخص نہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کا تارک اور اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عاصی و نافرمان، اسلام کا مجرم، ایمان کا خائن، گونگا شیطان ہو کر آخرت کے دن آتشِ جہنّم کی لگام کا مستحق قرار پاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے مستنبط اسی اُصول کی روشنی میں زیرِ نظر استفتاء کو قطع نظر خصوصیتِ مسلک مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر علماءِ اسلام و مفتیانِ عظام کی خدمت میں حصولِ جواب کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

محرکاتِ مصحّحہ

تقریباً دو سال کے عرصہ سے تبلیغی جماعت سے وابستہ کچھ اشخاص کی زبان سے کلمہ طیبہ کا مقصد غیر اسلامی الفاظ میں سُن کر میری حیرت کی انتہاء ہوئی۔ اُنھوں نے کہا کہ کلمہ طیبہ کا شرعی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے اور اللہ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہے۔

حیرت اس لیے ہوئی کہ تبلیغ کے مقدس نام سے دنیا میں پھیلنے والی جماعت کی زبان سے خلافِ عقیدہ اہلِ سنّت و جماعت، شانِ الوہیت کی تنقیص، شریعتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر بہتان کے غیر اسلامی الفاظ باعثِ تعجب تھے اور ساتھ ہی علّامہ اقبال کے یہ اشعار میری زبان پر آئے۔

عجم ہو زندا نندر موز دیں ورنہ — زدیوبند حسین ابنِ احمد چہ بوعجبی است
سرود برسرِ منبر کہ ملّت از وطن است — چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است
بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ارمغانِ حجاز)

یہ غیر شرعی بات کان میں آئی اور گئی لیکن یقین نہ آیا کہ تبلیغ کے مقدس شغل کے ساتھ وابستہ ذمّہ دار علماء بھی اس غیر اسلامی عقیدہ میں مبتلا ہوں۔

محرّکاتِ باعثہ

بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۱ء کو نشتر ہال پشاور میں وزارتِ اوقاف صوبہ سرحد کے زیرِ اہتمام منعقدہ صوبائی سیرت النبی کانفرنس کے موقع پر جس میں وزیرِ اعلیٰ سرحد مہمانِ خصوصی کے طور پر موجود تھے۔ حاجی محمد جاوید وزیرِ اُمورِ مذہبیں حج و اوقاف و دیگر صوبائی وزراء و اراکین سرحد اسمبلی بھی موجود تھے، نشتر ہال علماء مشائخ و خواص سے بھرا ہوا تھا تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر زین العابدین صاحب نے اپنی تقریر کے دوران بعینہٖ وہی الفاظ دہرائے یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" ہے۔ اس غیر اسلامی عقیدہ اور غیر شرعی الفاظ کو سُن کر الٰہیات کا طالب علم اور شریعتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے امین ہونے کی حیثیت سے حسبِ استطاعت میں نے اس کی تغیر باللسان کر دی اور مذکورہ الفاظ و عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اس کو شانِ الوہیت کی تنقیص، شریعتِ محمدی پر بہتان اور خلافِ عقیدۂ اہلسنّت و جماعت ہونے پر مختصر الفاظ میں جو دلائل بیان کیے تھے اس کی قدرے تفصیل اس استفتاء میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

مذکورہ الفاظ و عقیدہ

یعنی اللہ تعالےٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین خلافِ عقیدہ اہلسنّت، توہینِ شانِ الوہیّت، شریعتِ محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ اس لیے ہے۔

دلیلِ اوّل

کہ پہلا جملہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" اپنے عموم کے سبب، ان تمام چیزوں کو بھی شامل

ہے، جن کا قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ سے نہ ہونے کا یقین ہے جیسے کھانا پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، سیکھنا، عبادت کرنا، کفر وشرک، جھوٹ، ظلم، کسب، ولادت علیٰ ہٰذا القیاس وہ تمام کام جو اللہ کی شانِ اقدس کے خلاف ہیں۔ قرآن وحدیث کے مطابق ان سب کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین ہے۔

دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" میں مخلوق سے صادر ہونے والے تمام معاصی از قسمِ کفر، شرک، قتل، زنا، جھوٹ، چوری وغیرہ عیوب ونقائص کا اللہ تعالےٰ کے امر وحکم سے ہونے کا عقیدہ ویقین ظاہر ہو رہا ہے جو نصوصِ قطعیہ کے خلاف، شریعتِ محمدی پر بہتان اور اہلسنت وجماعت کے اجماعی ومسلّمہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ[1]

"بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ اور دوسری جگہ میں ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ[2]

"بے شک اللہ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہوتا۔" اور تیسری جگہ میں ارشاد فرمایا:۔

وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ[3]

"اور اللہ اپنے بندوں کے لیے ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔

۱۔ سورہ الاعراف آیت ۲۸

۲۔ سورہ الزمر آیت ۷

۳۔ سورہ المومن آیت ۳۱

۴۔ لسان العرب جلد ۶ صفحہ ۱۶۸ نیز جلد ۲ صفحہ ۴۷۳

نیز لاروس اللغۃ باب "ق دس" اور "س ب ح" نیز المنجد باب "ق دس" اور "س ب ح"

دلیلِ دوم یہ دونوں جملے اللہ تعالیٰ کی صفات (سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ) کے خلاف ہیں۔ اس لیے کہ لُغت اور شریعت کے حوالہ سے ان دونوں صفتوں کے معنیٰ یہ ہیں کہ "ہر نامناسب چیز سے اچھی طرح پاک" یعنی جو چیزیں اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں، ان سے اچھی طرح پاک، مقدس منزّہ، مُبرّا۔

اور بحیثیتِ مومن ومسلمان اللہ تعالےٰ کی ان صفات پر ایمان لانے کا معنیٰ ومطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک، مقدس، منزہ ہونے کا عقیدہ ویقین کیا جائے جو اس کی شان کے خلاف ہیں اور جتنے بھی کام ربُّ العزّت کے جلال وجمال وکمال کے لائق نہیں ہے۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین کیا جائے اور اس عقیدہ ویقین کو زبان سے بیان کیا جائے۔ قرآن وحدیث اور شریعت کی زبان میں اسی کو تسبیح وتقدیس کہتے ہیں۔

الشیخ زادہ علی البیضاوی میں ہے التسبیح تبعد اللہ تعالیٰ عن السوء والنقصان بان یعتقد انہ سبحانہ وتعالیٰ منزہٌ فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ عن کل سوءٍ ونقصانٍ ویتکلّم بما یدل علیہ[1]

ترجمہ:۔ تسبیح کا معنیٰ ہر برائی ونقصان سے اللہ کو منزّہ جاننا ہے اس طریقے سے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات اور افعال میں ہر قسم کی برائی ونقصان سے پاک ہونے کا عقیدہ رکھا جائے۔ اور اسی عقیدے پر دلالت کرنے والے مناسب الفاظ کے ساتھ کلام کیا جائے۔ تفسیر قرطبی میں ہے التسبیح تنزیہ اللہ من کل سوءٍ ونقص[2]

---

[1] شیخ زادہ علی البیضاوی جلد ۱ صفحہ ۲۵۱

[2] تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۷۶

ترجمہ :- اللہ کی تسبیح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر برائی و نقصان سے اس کے منزہ و مقدس ہونے کا عقیدہ کیا جائے تفسیر قاسمی میں ہے تنزیہ ذاتہ تعالیٰ عما یلیق بجلالہ [1]

ترجمہ :- اللہ کی تسبیح کرنے کا معنیٰ یہی ہے کہ اس کی ذات کو ان تمام چیزوں سے پاک ہونے کا یقین کیا جائے جو اس کے جلال کے لائق نہیں ہیں، تفسیر مظہری میں ہے القدوس المنزہ عما لا یلیق [2]

ترجمہ :- قدوس کا معنیٰ یہی ہے کہ جو چیزیں اس کی شانِ اقدس کے لائق نہیں ہیں ان سب سے منزّہ اور مقدس ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے القدوس البلیغ فی النزاھۃ عما یوجب نُقصانًا [3]

جن چیزوں کے اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے ان تمام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے مبرّا منزّہ پاک ہونے کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین اور اس کے یقین کا اظہار تسبیح و تقدیس کی صورت میں نہ صرف ہم ہی کرتے ہیں بلکہ تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کا بھی لازمی جز تھا۔ اور اسلام ملائکہ بلکہ سب کائنات کا مشترکہ عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ [4]۔

ترجمہ :- اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ یعنی جتنے کمالات اس کی شانِ اقدس کے مناسب ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متّصف ہونے کا اور جتنی چیزیں اس کی شانِ اقدس کے خلاف

---

[1] تفسیر قرطبی جلد ۱۰، صہ ۱۸۳
[2] تفسیر قرطبی جلد ۹ صہ ۲۷۵
[3] تفسیر قرطبی جلد ۲۸ صہ ۶۲
[4] سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۴

ہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا عقیدہ و اظہار کرتے ہیں۔ اور یہی معنی و مطلب ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ [1] وغیرہ تمام آیاتِ تسبیح کا اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی الفاظ و عقیدہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے متعلق مذکورہ آیات کا اور اللہ تعالیٰ کی سبّوحیّت و قدّوسیّت کے ساتھ ایمان لانے کا کوئی معنی و مطلب ہی نہیں رہتا۔ لہٰذا مذکورہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے منافی ہو کر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان اور شانِ الوہیّت کی توہین و تنقیص کو مستلزم اور غیر اسلامی تبلیغ ہے۔

دلیل سوم

قرآن و حدیث اور اصولِ دین پر مشتمل اسلامی دستاویزات کے حوالہ سے جیسے اللہ تعالیٰ کے اوصاف اضافیہ مثل علیؑ، عظیم، اوّل، آخر اور اوصاف فعلیہ مثلِ خالق، رازق، مصوّر، المحیی المُمیت اور اوصافِ ثبوتیہ حقیقیہ مثل علیم، قدیم، سمیع، بصیر، مرید کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے۔ ویسے ہی اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ جیسے عرض، جسم، معدود، محدود، مرکّب مکیف وغیرہ کا نہ ہونا ضروری ہے۔

مذہب اہلسنّت و جماعت کے چاروں طریقوں و مذاہب کے آئمہ دین و متکلّمین اور اصولِ دین کے ماہرین نے بلا نکیر متفقہ طور پر اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ یقین و عقیدہ کو ضروری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ لَیْسَ بعرضٍ ولا جوھرٍ ولا مصوّرٍ ولا محدودٍ ولا معدودٍ ولا متبعض ولا متجزٍ ولا مرکب ولا متناہٍ ولا یوصف بالماھیہ ولا بالکیفیۃ ولا یتمکن فی مکانٍ ولا یجری علیہ زمانٌ ولا یشبھہ شیٔ ولا

---

[1] سورۂ الصّف آیت نمبر ۱

یخرج عن علمہ وقدرتہ شیءٌ [1]

اگر اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کرنا اسلامی عقیدہ ہوتا تو مذکورہ متفقہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کے عرض، جسم، جوہر، معدود، محدود، متجزی، مرکب، متناہی وغیرہ چیزوں کے ساتھ متصف نہ ہونے کا عقیدہ بیان نہ ہوتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہوتا لیکن مذکورہ چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متصف نہ ہونے کا عقیدہ تمام امتِ مسلمہ کا متفقہ اجماعی مسئلہ ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ کے ساتھ ایمان لانا تمام امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے سب کچھ ہونے کا عقیدہ غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ محمدی پر بہتان، اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ سے اِنکار اور شانِ الوہیت کی توہین، اکابرینِ اسلام کی واضح عبارات و مشترکہ اقدار سے انحراف کے سبب مردود و مطرود ہے۔

دلیلِ چہارم

مخلوق سے صادر ہونے والے افعال و اعمال کے ہونے یا نہ ہونے اور کرنے یا نہ کرنے سے متعلق قرآن و حدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں درج ذیل تفصیل ہے۔

۱۔ عصاۃ سے معاصی و گناہوں کا اللہ کے حکم و رضا کے بغیر صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ہونا ضروری ہے یعنی تمام گناہ کے تمام کام شیطانی حرکت سے صادر ہوتے ہیں جس پر اللہ کا نہ حکم ہے نہ رضا اور نہ امر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

---

[1] شرح عقائد صفحہ ۲۷ مواقف صفحہ ۲۷۰، شرح مقاصد جلد دوم صفحہ ۶۱ تا ۱۰۷ احیاء العلوم جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، اساس التقدیس صفحہ ۱۳ تا ۴۰ تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ تا صفحہ ۱۴۲، بریقہ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ قواعد الاحکام جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۰، وسیلہ احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ شرح اسماء الحسنیٰ امام رازی صفحہ ۱۸۶۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [1]

ترجمہ:۔ بے شک اللہ بے حیائی کا امر نہیں فرماتا۔ نیز فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ [2]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔

۲۔ اہلِ اطاعت سے اطاعت اور نیکیوں کا حکم کے حکم و امر یا رضا سے صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ [3]

۳۔ اطاعت و معصیت اور ہر قول و فعل کا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بعد صادر ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے یعنی بغیر تقدیر کوئی بھی فعل کسی بھی مخلوق سے صادر نہ ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ [4]

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ [5]

۴ مخلوق سے صادر ہونے والے اقوال و افعال، حرکات، سکنات، اطاعت و معصیت، اسلام، کفر توحید، شرک وغیرہ کا اور صادر ہوتے وقت جن اسباب سے یا کسب و اختیار سے وہ صادر ہوتے ہیں۔ ان سب کا اللہ تعالیٰ کے مقدور و مخلوق ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] سورۂ اعراف آیت نمبر ۲۸

[2] سورۂ الزمر آیت نمبر ۷

[3] سورۂ الزمر آیت نمبر ۷

[4] سورۂ القمر آیت ۴۹

[5] سورۂ القمر آیت ۵۲، ۵۳

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[1] "بے شک اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر خوب قادر ہے"۔ نیز فرمایا

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ[2]

۵۔ مخلوق کے دخلِ عمل سے صادر ہونے والے اقوال وفعل وغیرہ اللہ تعالیٰ کے کاسب نہ ہونے کا یقین وعقیدہ رکھنا ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کسب سے پاک ہے اور آلات واسباب کا محتاج نہیں۔ اللہ نے فرمایا:

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[3]

۶۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام نفس الامری کمالات وخوبی واطاعات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ[4] نیز فرمایا فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ[5]

۷۔ مخلوق سے صادر ہونے والے نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مع الرضاء وابستہ نہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ[6]

۸۔ مخلوق سے صادر ہونے والا نفس الامری نقص وعیب ومعصیت کے

---

(۱) سورۃ البقرۃ آیت ۲۰ (۲) سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۹۶
(۳) سورۃ محمد آیت ۳۸ (۴) سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵
(۵) سورۃ الانعام آیت ۱۲۵ (۶) سورۃ الانعام آیت ۱۰۷

ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ بغیر رضا یعنی ارادہ تکوینی وابستہ ہونے کا عقیدہ ویقین ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکُوْا[1] نیز فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ مَا فَعَلُوْہُ فَذَرْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ[2]

۹۔ مخلوق سے جو اور جیسے بھی افعال واقوال، اطاعت ومعصیت عالم تفصیل اور عالم ظہور میں صادر ہوتے ہیں ان کی پیدائش سے قبل مرتبہ ازل میں حسبِ استعداد خلائق ان سب کا اللہ تعالیٰ کو علم ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ[3]

۱۰۔ جو مخلوق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار ورضا سے ایمان واسلام کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور ازلی مؤمن وخاتمہ بالخیر ہو اس کے کفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین وعقیدہ ضروری ہے۔

حُجَّۃُ اللّٰہِ الْبَالِغَہ میں ہے محال ان یتخلف علمہ عَنْ شَیْءٍ او یتحقق غیر ما علم فیکون جھلًا لَا عِلْمًا[4]

یعنی اللہ کا علم خلاف ہونا محال ہے نیز تفسیر قرطبی میں ہے۔

تعلق العلم الازلی بکل معلوم فیجری ما علم وارادہ وحکم[5]

یعنی ہر معلوم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی متعلق ہوا ہے پس جس چیز کو اللہ نے جانا اور اس کے ہونے کا ارادہ تکوینی فرمایا اور فیصلہ کیا وہی ہوگا۔

۱۱۔ جو مخلوق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی میں اپنے اختیار ورضا سے کفر وشرک

---

[1] سورۃ انعام آیت نمبر ۱۰۷
[2] سورۃ انعام آیت نمبر ۱۱۲
[3] سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۹
[4] حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۶۵ [5] تفسیر قرطبی جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۲

کا راستہ اختیار کر رہا تھا اور خاتمہ بالکفر ہوا اس کے مومن و مسلمان ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادے کا وابستہ نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَوْشَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى [1]

اس آیت کی تفسیر میں صاحبِ تفسیر روح المعانی نے کہا وَلٰكِن لَمْ يَشَاءْ ذٰلِكَ سُبْحٰنَهٗ لِسُوْءِ اخْتِيَارِ هِمْ حَسْبَ مَا عَلِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُمْ فِي أَزَلِ الْآزَال [2]

۱۲۔ مخلوق کے اقوال و افعال، اطاعت و معصیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علمِ ازلی اور مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف قضا و قدر کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے الحدیقۃ الندیہ میں ہے القضاء تابع للارادۃ والارادۃ تابعۃ [3]

صاحبِ تفسیر قاسمی نے فرمایا جرت عادتہ تعالیٰ مرعایۃ الاستعدادات [4]

تفسیر بیضاوی میں ہے ارادۃ تعالیٰ تابعۃ لعلمہ سبحانہ و تعالیٰ [5]

۱۳۔ مخلوق سے صادر ہونے والے تمام کارِ خیر و کارِ شر کا اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے مطابق ہونے کا عقیدہ و یقین ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ [6]

نیز فرمایا وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ [7]

۱۴۔ کائنات کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم، معلوم، ارادہ تشریعی ارادہ تکوینی، حکم تشریعی، حکم تکوینی، قضا و قدر یہ سب جدا جدا امور ہیں جن کے درمیان

---

[1] سورۃ انعام آیت ۳۵ [2] تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۳۹

[3] الحدیقۃ الندیہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۶ [4] تفسیر قاسمی جلد ۶ صفحہ ۲۷۶

[5] تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۵۹۶ [6] سورۃ الدھر آیت ۳۰ [7] سورۃ القمر آیت ۵۲

فرقِ مراتب کو جاننا ضروری ہے ورنہ ایک کی جگہ دوسرے کو استعمال کر کے شریعت پر بہتان، شانِ الوہیت کی تنقیص اور خلافِ قرآن و حدیث عقیدہ کی تبلیغ کا ارتکاب ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ)

اس تفصیل کی روشنی میں مذکورہ جملہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ۱، ۵، ۷، ۱۲ کے خلاف ہے لہٰذا اسلامی دستاویزات کے خلاف ہو کر اسلام پر بہتان ہوا۔

نیز یہ کہ شانِ الوہیت کی توہین ہے اس لیے کہ اللہ سے سب ہونے کا یقین کر کے آلاتِ کسب کا بھی محتاج بنا دیا۔ اور معلومِ ازلی کے خلاف ہونے کا یقین کر کے اللہ کو جاہل بنا دیا (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ مخلوق کی استعدادِ ازلی کے خلاف اللہ کا علم، ارادہ، قضا و قدر و حکم ہونے کا یقین کر کے اللہ تعالیٰ کو ظالم بنا دیا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ کفر و معصیت، عیوب و نقائص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا یقین و عقیدہ کر کے اور حکم و امر کرنے کا یقین کر کے نہ صرف توہین ربّ العزّت کا ارتکاب کیا بلکہ نصوص قرآنیہ کے برعکس عقیدہ کا پرچار کر کے شریعت پر بہتان باندھا اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ [1]

اور دوسری جگہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [2] اور تیسری جگہ فرمایا۔ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ [3]

---

[1] سورۃ الزمر آیت نمبر ۷ [2] سورۃ الاعراف آیت ۲۸

[3] سورۃ القاف آیت نمبر ۲۹

اور چوتھی جگہ فرمایا وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ۔ [1]

اور دوسرا جملہ یعنی اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین نمبر ۱، نمبر ۲ کے خلاف ہو کر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان اور شانِ الوہیت کی توہین کے سبب غیر اسلامی تبلیغ ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ کے امر و حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہو تو لازماً تمام معاصی از قسم کفر و شرک، قتل، زنا، چوری، جھوٹ وغیرہ کا صدور اللہ کے امر و حکم سے ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کو معاصی پر راضی ہونے کا عقیدہ و یقین کر کے اعتراف کر لیا کہ کفر و شرک، معصیت اور عیوب و نقائص پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے امر و رضا سے ہو رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ۔ اور دوسری جگہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ

اس طرح سے یہ جملہ نہ صرف غیر اسلامی تبلیغ ہے بلکہ شریعتِ اسلامی پر بدترین بہتان اور توہینِ شانِ الوہیت کا عملی مظاہرہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

دلیلِ پنجم اسلامی روایات اور مذہبی دستاویزات کے مطابق شریعتِ محمدی کے حوالہ سے یقین صرف ان مسائل پر ہوتا ہے جن پر بلاشک و شبہ قطعی دلیل شریعت میں موجود ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا اور اپنی ذات و صفات و افعال میں بے مثل و لاشریک ہونا اور اپنی شان کے لائق تمام کمالات سے متصف ہونا اور اپنی شان کے خلاف کسی بھی کام کا نہ کرنا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے امر و رضا کے بغیر مخلوق سے معصیت کا ارتکاب ہونا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر و

[1] سورۃ المؤمن آیت ۳۱

ارادہ تکوینی کے بغیر مخلوق سے کسی بھی کام کا نہ ہونا، اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے لوازماتِ نبوت کو تسلیم کرنا اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت کا عقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کے جواز پر خفیف سی دلیل بھی اسلام میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود ساختہ عقیدہ اور بدعتِ ضلالہ کے قبیح الفاظ قرآن و حدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر مردود اور واجب التفسیر ہیں۔

دلیلِ ششم اسلامی روایات اور تمام اُمّتِ مسلمہ اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات، افعال کے توقیفی ہونے پر متفق ہیں یعنی جس اسم یا صفت یا فعل کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی جائے یا اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق و استعمال کیا جائے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت ضروری ہے اور مذکورہ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" میں سب کچھ ہونا فعل یا مصدر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت الی الفاعل کیا گیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم فعل سے متصف ہونے کا یقین کیا جائے جو قرآن و حدیث کے نہ صرف خلاف بلکہ دینِ اسلام پر بہتانِ عظیم اور توہین شانِ الوہیت و غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

دلیلِ ہفتم جس مسئلے پر یقین کرنا ضروری ہو اس کے منکر یعنی اس پر یقین نہ کرنے والے پر کفر لازم آتا ہے جیسا توحید، نبوت، فرضیتِ نماز، روزہ وغیرہ لیکن مذکورہ عقیدہ و الفاظ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین، صحابہ، تابعین، مجتہدین، محدثین، آئمہ دین میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ بلکہ سب نے اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے

کا یقین اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی چیز کے نہ ہونے کا یقین کیا ہے جیسے علمِ کلام کے حوالے سے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے اوصافِ سلبیہ اور سبُّوحیت وقدوسیّت کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے تمام اکابرینِ اُمّت کی تکفیر کی بجائے مذکورہ الفاظ وعقیدہ خود شریعتِ اسلامیہ پر بہتان، شانِ الوہیّت کی سیس اور غیر اسلامی تبلیغ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر اس غیر اسلامی تبلیغ کو ترک کر کے اسلامی تبلیغ کا آغاز کیا جائے۔

دلیل ہشتم مذکورہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ سے سب کچھ کا یقین اور اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کلمہ طیبہ کے مقصد ومطلب کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کلمہ طیبہ کا اسلامی وشرعی مقصد ومطلب اسلامی کتابوں میں بیان ہوا ہے یہ اس کے سراسر خلاف ہے۔

فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ ان المراد بالشهادة تصديق الرسول فيما جاء به[1]

ترجمہ:۔ یعنی بلاشک وشبہ کلمہ توحید کا مطلب ومقصد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہوئی شریعت کے تمام مسائل واحکام کی تصدیق کرنا ہے۔ اقتضاء الصراط المستقیم میں ہے۔ والشهادة بان محمدا رسول الله تتضمن تصديقه فی کل ما اخبر وطاعته فی کل ما امر فما اثبته وجب اثباته وما نفاه وجب نفيه[2]

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے ان الشهادة برسالته تتضمن تصديقه بما جاء به[3]

---

[1] فتح الباری جلد ۱ صـ۵ [2] اقتضاء الصراط المستقیم صـ۴۵۲ [3] عمدۃ القاری جلد ۱ صـ۱۸۳

اکابرینِ ملّت کی ان سب تصریحات کا واضح مطلب یہی ہے کہ کلمہ توحید کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام احکام کے ساتھ تصدیق ویقین کیا جائے گویا کلمہ شہادت کلمہ طیّبہ پڑھنے والا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کرتا ہے کہ اے اللہ اس کلمہ کے ضمن میں جتنے بھی احکام موجود ہیں میں ان سب کو تسلیم کرتا ہوں۔ علامہ اقبال نے بھی کلمہ طیبہ کے اس مقصد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

؎ چوں می گویم مسلمانم بلرزم کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اکابرینِ ملّت کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو رہا ہے کہ کلمہ کا یہ مقصد کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین تمام اُمّتِ مسلّمہ کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف ہو کر شریعت پر بہتانِ عظیم اور تبلیغ کے نام پر غیر اسلامی تحریک ہے۔

نیز یہ کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں پیشروانِ اسلام نے کلمہ توحید کا جو مقصد بیان کیا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی لائی ہوئی شریعت کے تمام احکام کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق تسلیم کرنا کے سراسر خلاف ہے۔

احکام ہائے اسلام کے مختلف طریقے

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بتایا ہوا طریقہ وتعلیم شانِ الوہیت کے بارے میں جُدا ہے، شانِ نبوّت کے بارے میں جُدا حقوق اللہ کی بابت جُدا، نماز کا جُدا، روزہ کا جُدا الغرض ہر ہر چیز کی بابت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

کے بتائے ہوئے طریقے مختلف ہیں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1] کا ارشادِ خداوندی تمام احکامِ شریعت کو شامل ہے چاہے از قبیل اُصولِ دین ہو یا فروعِ دین اللہ تعالیٰ کی شانِ خالقیت ہو یا شانِ سبّوحیت و قدّوسیت کونسا اہلِ علم مسلمان اس بات کو نہیں جانتا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں شانِ الوہیت کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا طریقہ و عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کی شان کے لائق ہر کمال کا اس سے ہونے کا یقین ضروری ہے۔ اور اس کی شانِ اقدس کے خلاف کسی بھی کمال یا صفت یا فعل کے ساتھ اس کے متّصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

دلیلِ نہم

قرونِ اولیٰ سے لے کر اب تک اسلامی دنیا میں ایمان کی دو قسمیں ہیں:-

۱- ایمانِ مفصّل

۲- ایمانِ مجمل

ایمانِ مجمل یہ ہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ۔

اور ایمانِ مفصّل یہ ہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

ایمانِ مجمل کے خلاف

مذکورہ الفاظ و عقیدہ یعنی اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ایمان کی ان دونوں قسموں کے خلاف اس لیے ہے کہ

[1] سورۃ الاحزاب آیت ۲۱۔

ایمانِ مجمل کے اندر اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مع ان بے شمار اسماء و صفات و افعال و کمالات کے ذکر ہیں۔ جن کے ساتھ نفس الامری طور پر ذاتِ اقدس جلّ جلالہٗ متّصف ہے شریعت میں اس کا استعمال و اطلاق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ میں اوصافِ ثبوتیہ اور اوصافِ سلبیہ کا ذکر ہے لہٰذا دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن مذکورہ عقیدہ و الفاظ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ سے انکار کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف اس کی شانِ اقدس و کبریائی کے خلاف کاموں کے ساتھ اس کو متّصف کر کے شانِ عظمت کی توہین و تنقیص کی جا رہی ہے۔ مزید برآں اس ناپاک عقیدہ و الفاظ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات ہونے کا لیبل لگا کر شریعتِ اسلامیہ پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے

ایمانِ مفصّل کے خلاف

اس لیے کہ ایمانِ مفصّل میں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کا معنی و مطلب قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و اسماء و افعال پر یقین اور اس کی شان کے لائق تمام کمالات کے ہونے کا یقین اور اس کی ذات کے خلاف کسی بھی صفت و فعل کے اس سے نہ ہونے کا یقین کرنا ہے اس طرح اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کا جملہ نہ صرف توحید کے تمام مراتب کو بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوصاف ثبوتیہ و سلبیہ کو بھی شامل ہے۔ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ کا جملہ فرشتوں کے تمام اوصاف کو بھی شامل ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں جیسے عصمت و عبادت اور مَلٰٓئِكَتِهٖ میں جیسے فرشتوں کے وجود پر یقین ضروری ہے ویسے ہی ان کی عصمت و عابدیت پر یقین و عقیدہ ضروری ہے۔ اور عابد ہونا مخلوق کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی کے خلاف جس وجہ سے عبادت کا اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔ وَكُتُبِهٖ

میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ تمام آسمانی کتابوں پر مع ان تمام مسائل و احکام و اذکار جو ان میں موجود ہیں یقین کرنا ضروری ہے اور یہ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح اور اللہ کی شان کے خلاف کاموں کا اللہ سے نہ ہونے کے یقین کی تعلیم و تبلیغ پر مشتمل ہیں و رُسُلِہٖ میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سمیت تمام انبیاء و مرسلین کی حقانیت پر مع لوازمات و تعلیماتِ نبوت و رسالت یقین کرنا ضروری ہے اور ہر پیغمبر کی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس شامل ہے وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ میں اس دنیا کے زوال اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام موجودات کے فنا ہونے، نظامِ کائنات کے موجودہ نقشے کے تبدیل ہونے پر یقین ضروری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا کسی بھی تغیّر و تبدّل کے ساتھ متصف نہ ہونے کا یقین کرنا ضروری ہے۔

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ میں تقدیرِ ازلی یعنی قضاء و قدر پر یقین ضروری ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ کائنات میں جتنے بھی حرکات و سکنات اقوال و افعال اچھے، بُرے، اطاعت و معصیت جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی قضاء و قدر اور تقدیر کے مطابق ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ [1]

نیز فرمایا وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ [2]

نیز فرمایا وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ [3]

لیکن ہر کام کا تقدیر کے مطابق ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اللہ کی رضا یا امر و حکم یا ارادہ تشریعی سے بھی ہو جیسے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ

[1] سورۃ الزمر آیت ۳۰ [2] سورۃ القمر آیت ۵۳

[3] سورۃ القمر آیت ۵۲

مخلوق سے صادر ہونے والے عیوب و نقائص، معصیت اللہ تعالیٰ کی تقدیر و قضاء و ارادہ تکوینی اور حکمِ تکوینی و خطابِ تکوینی و تخلیق سے ہیں لیکن اللہ کے امر اور رضا و ارادہ تشریعی کے ساتھ ہرگز وابستہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ایمان بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ میں جیسے مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے افعال و اقوال وغیرہ کے مطابق ارادہ تکوینی ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے اسی طرح مخلوق سے صادر ہونے والی ہر قسم کی اطاعت و عبادت کا مطابقِ قضاء قدر ہونے کے ساتھ ساتھ مطابقِ حکم و امر یا مطابقِ ارادہ تشریعی ہونے پر بھی یقین ضروری ہے۔

نیز یہ کہ مخلوق سے صادر ہونے والی ہر معصیت کا مطابقِ قضاء و قدر ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم و امر تشریعی اور رضا کے بغیر ہونے کا یقین و ارادہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ [1]

نیز فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [2]

وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ میں حساب و کتاب جزا و سزا اور مجازاۃِ اعمال کے لیے مخلوق کے زندہ ہونے اور اس کی زندگی سے متعلقہ مراحل و احوال جیسے وزنِ اعمال، پل صراط، شفاعتِ کبریٰ، جنت، دوزخ وغیرہ پر ایمان ضروری ہے۔ الغرض ایمانِ مفصل میں مذکورہ اسمِ جلالت سمیت تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق تمام کمالات کا اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور اللہ تعالیٰ کی شانِ تقدس کے خلاف کسی بھی صفت و فعل کا اللہ سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔

[1] سورۃ القمر آیت نمبر ۷ [2] سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۸

خلاصۂ دلیل قرآن وحدیث اور اسلامی دستاویزات کی روشنی میں ایمانِ مجمل و ایمانِ مفصّل کی تشریح کو سمجھنے کے بعد مذکورہ الفاظ وعقیدہ رکھنے "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین"، غیر اسلامی عقیدہ ہونے کے ساتھ شریعت اسلامیہ پر بہتان اور تنقیص وتوہین شانِ الوہیّت قرار پاتا ہے۔

دلیلِ دہم مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین"، اہلسنّت و جماعت کا طریقہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ فرقۂ جبریہ کا عقیدہ ہے جو فرقۂ معتزلہ کی ایک شاخ ہے۔ اُصولِ دین پر لکھی ہوئی سب کتابوں میں مخلوق سے صادر ہونے والے افعال واقوال کے متعلق اہلسنّت وجماعت کا عقیدہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فرقہ قدریہ، فرقہ جبریہ دونوں کا ردّ کیا گیا ہے یہ دونوں فرقے معتزلہ مذہب کی دو متضاد شاخیں ہیں۔ فرقہ قدریہ مخلوق کو خود اپنے افعال کا خالق مانتا ہے اور فرقہ جبریہ ایمانِ مفصّل میں واقع وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ کے متفقہ و اجماعی عقیدہ سے دھوکہ کھا کر اللہ سے سب کچھ ہونے کا اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے یہ دونوں عقیدے چونکہ خلافِ عقیدہ اہلسنّت وجماعت اور غیر اسلامی تھے اس لیے اُصولِ دین کے ماہرین اور علمائے کرام نے ان دونوں کا ردّ کیا ہے۔ اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْفِرَق میں ہے اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ خَالِقُ الْاَجْسَامِ وَالْاَعْرَاضِ خَيْرِهَا وَشَرِّهَا وَاَنَّهٗ خَالِقُ اَكْسَابِ الْعِبَادِ وَلَا خَالِقَ غَيْرُ اللّٰهِ وَهٰذَا خِلَافُ قَوْلِ مَنْ زَعَمَ مِنَ الْقَدَرِيَّةِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَخْلُقْ شَيْئًا مِنْ اَكْسَابِ الْعِبَادِ وَخِلَافُ قَوْلِ

الْجَهْمِيَّةِ اَنَّ الْعِبَادَ غَيْرُ مُكْتَسِبِيْنَ وَلَا قَادِرِيْنَ عَلَى اكْتِسَابِهِمْ [1]

شرح عقائد میں اہل سنّت وجماعت کا مذہب بیان کرنے کے بعد کہا گیا ہے۔ لَا كَمَا زَعَمَتِ الْجَبْرِيَّةُ اَنَّهٗ لَا فِعْلَ لِلْعَبْدِ اَصْلًا [2]

ترجمہ: اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ ایسا نہیں ہے جیسا فرقہ جبریہ نے عقیدہ جمایا کہ اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔ نیز اس میں ہے وَثَانِيْهَا لِلْجَبْرِيَّةِ هُوَ اَنَّ الْفِعْلَ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَحْدَهَا وَلَيْسَ لِلْعَبْدِ قُدْرَةٌ اِخْتِيَارٌ [3]

ترجمہ: مخلوق سے صادر ہونے والے افعال کے متعلق معتزلہ کے دوسرے فرقہ جبریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق کچھ بھی نہیں کرسکتی اور مخلوق کو کسی بھی قسم کی قدرت واختیار مواقف نہیں ہے وَقَالُوْا لَا قُدْرَةَ لِلْعَبْدِ اَصْلًا [4] ترجمہ:۔ جبریہ نے کہا کہ مخلوق کو کسی قسم کی قدرت نہیں ہے۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ اس سوال کو ترتیب دینے کے دوران مفتی زین العابدین مرکزی امیر تبلیغی جماعت پاکستان کے دو متقدر علماء کرام میرے پاس تشریف لائے۔ شاید مفتی زین العابدین یا دیگر امراء وعظماءِ جماعت سے ملنے کے بعد آئے ہوں۔ اُنھوں نے میری گرفت کا جواب اس طرح دیا کہ مفتی زین العابدین اور تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستہ علماء کلمہ توحید کا جو مقصد بیان کرتے ہیں یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے حکم وامر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے کاموں اور کمالات کے ہونے کا یقین ہے بُرے کاموں اور نقصان وغلط کام مراد نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ

---

[1] الفرق بین الفرق صفحہ ۳۳۸ وھذا فی الفتاوی الکبریٰ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۳۲۔

[2] شرح عقائد صفحہ ۶۴ [3] نیز اس صفحہ ۲۷۲

اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔

ازالۂ شبہ اس وقت میں نے جو جواب دیا اس کی تفصیل درج ذیل سطور میں تحریر کر رہا ہوں تاکہ کسی بھی قسم کا خفا و تردد باقی نہ رہے۔

پہلے جملے کی مذکورہ توجیہہ خالص مغالطہ یا اشتباہ ہے۔

۱۔ اس لیے کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے کے الفاظ موجبہ کلیہ کے ہیں جو اپنے عموم کے اعتبار سے ہر اچھے بُرے ینبغی، لا ینبغی سب کو شامل ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیت کے متعلقہ ظاہر الغلط اور مردود لفظ استعمال کرنے کے بعد اس سے توبہ کرنے کی بجائے اس قسم کی توجیہات میں پڑنا، عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے مصداق ہے۔

قواعد الاحکام میں ہے لَا یُصْرَفُ اللفظ عن ظاھرہ اذا کان خلاف المقصد۔[1]

ترجمہ: اپنے مقصد کا خلاف سمجھ کر لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے پھیرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ اس لیے کہ کلمہ توحید کی تشریح میں اکابرینِ اسلام نے اس کے معانی، مطالب، مقاصد، فضائل و مسائل کی بابت بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس قسم کے موہم کفر الفاظ و جملہ کسی سے ثابت نہیں ہیں۔ لہٰذا شانِ الوہیت کی تنقیص کے موجب الفاظ کی توجیہہ کرنے کی بجائے اس کو ترک کر کے توبہ کرنا بہتر ہے۔

۳۔ اس لیے کہ سب کمالات کا اللہ سے ہونے کا یقین کرنا بھی غیر اسلامی عقیدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کمالات اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں اور مخلوق

---

[1] قواعد الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۰

کے کمالات اور اس کی شان کے لائق ہوتے ہیں۔ خالق کا کمالاتِ مخلوق سے پاک و مقدس و منزہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے اور مخلوق کا کمالاتِ خالق میں شریک نہ ہونے کا یقین و عقیدہ رکھنا مومن و مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ مثال کے طور پر منکسر المزاج و متواضع ہونا انسان کا کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی بابت نقصان و عیب ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے متصف نہ ہونے کا یقین و عقیدہ ضروری ہے۔ روزِ قیامت شفاعتِ کبریٰ کے عظیم مرتبہ پر فائز ہو کر عذاب الیم سے خلائق کو نجات دلانا مخلوق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا کمال ہے۔ جو اللہ کی شان کے لائق ہرگز نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیق میشو۔

۴۔ اس لیے کہ انسان فطری طور پر اپنے گرد و پیش سے مانوس و متاثر ہوتا ہے لہٰذا اس جملہ یعنی (اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے) کو سُننے کیساتھ انسان کا دل و دماغ ان چیزوں کی طرف جاتا ہے جن کو وہ کمال سمجھتا ہے اور مشاہدہ کر چکا ہے یا کر رہا ہوتا ہے جیسے صنعت و حرفت میں کمال، تعلیم میں کمال، امورِ خانہ داری میں کمال، تہذیب الاخلاق و سیاستِ مدنی میں کمال، عبادت میں کمال اور سب پر عیاں ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس قسم کے کسی بھی کمال کو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا شانِ الوہیت کی کھلی توہین و تنقیص ہونے کے ساتھ ساتھ غیر اسلامی عقیدہ ہے۔

۵۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ کا مسئلہ ہے جس کا با دلیل قطعی و بلاشک و شبہ اور غیر مجمل و واضح الفاظ میں ہونا ضروری ہے۔ مسائل فروعیہ کی طرح نہیں ہے جس میں دلیلِ ظنّی یا شک و شبہ اور اجمال کے بعد تفسیر اور اطلاق کے بعد تقیید کی گنجائش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرینِ اسلام نے شانِ الوہیت

کے متعلق اسلامی عقیدہ کو توہین کی بو شائبہ اور ہر قسم کے باعثِ اعتراض و تردّد و شک و شبہ سے پاک واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

۶۔ اس لیے کہ شانِ الوہیت کے متعلق اس طرح کا موہم کفر و غیر اسلامی جملہ و الفاظ استعمال کرنے کے بعد علماء حق کی گرفت سے بچنے کے لیے توجیہات کا سہارا ڈھونڈنا انبیاء کرام کے طریقۂ تبلیغ کے سراسر خلاف ہے اور جو تبلیغ طریقۂ پیغمبر کے خلاف ہو وہ اسلامی تبلیغ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ شانِ الوہیت کے متعلق عقیدہ کی تبلیغ نبوی یہ ہے کہ ہر پیغمبر نے غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں اللہ تعالےٰ کی صفات کو بیان کیا ہے۔

فتاوٰی کبریٰ میں ہے۔ وَطریقۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اثبات صفاتِ الکمالِ علی سبیلِ التفصیل لا الاجمال[1] یعنی عقیدہ شانِ الوہیت کے متعلق طریقہ تبلیغ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ کمالیہ کو غیر مشکوک اور واضح الفاظ میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا ہے نہ کہ مجمل و مشکوک الفاظ میں اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید و حدیث کے وہ مقامات جن میں متعدد انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ و تسلیماتہ علیہم اجمعین کی طرف سے اوصاف ثبوتیہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی توصیف بیان ہوئی ہے ان سب میں غیر مشکوک وغیرہ مجمل واضح اور با ادب الفاظ کے مبارک جملے موجود ہیں کسی میں بھی باعثِ شک و شبہ یا موجب تردّد و موہم کفر اور مجمل الفاظ نہیں ملتے۔

۷۔ اس لیے کہ جو قول و فعل خرابی عقیدۂ عوام کا سبب بنے اس کا کرنا ناجائز اور ترک ضروری ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ۔

[1] فتاوٰی کبریٰ جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۵۱۵ نیز اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۴۶۵

اس کی وجہ محدثین نے یہی بیان کی ہے کہ اس قسم کے الفاظ سے عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جس خطیب نے وَمَنْ عَصَاھُمَا کہا تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ محدثین نے بھی اس کی یہی وجہ بتائی ہے کہ عوام کا عقیدہ اس قسم کے الفاظ سے خراب ہونے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔

تیسری حدیث میں ہے کہ اپنے غلام یا لونڈی کو عبدی و امتی کہنے سے منع فرمایا گیا۔ اس کی بھی یہی وجہ بتائی گئی ہے کہ خرابی عقیدہ عوام کے انسداد کے لیے ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّیْ رَبَّکَ وَاسْقِ رَبَّکَ[2] کہنے سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ بھی ماہرینِ حدیث نے یہی بیان کی ہے کہ یہ انسداد سببِ فساد عقیدہ کے لیے ہے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بے شمار حدیثیں موجود ہیں غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں ہے وَمِنْھَا اِنَّ العامۃ یعتقدونھا وَسُنَّۃً[1] یعنی صلوٰۃ غائب کے ناجائز ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عوام کو اس کی سنّت اور حکم شرعی ہونے کا عقیدہ ہو سکتا ہے اور جو چیز خرابی عقیدہ عوام کا سبب ہو وہ ناجائز ہوتی ہے۔

مذکورہ الفاظ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین" سادہ لوح مسلمانوں کو بطور عقیدہ یاد کرا کے ان کا عقیدہ خراب کرنے کے بعد توجیہات و تاویلات کے چکّر میں پڑنے کا کیا فائدہ ہے جبکہ اسلام اور کفر اور ادب و بے ادبی اور

[1] غنیۃ المستملی صـ ۴۳۳ [2] بخاری شریف جلد نمبر ۲ صـ ۳۴۶

جائز و ناجائز کا دار و مدار عُرف پر ہوتا ہے اور عرف شرع میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم یا امر کا مطلب ہمیشہ تشریعی حکم ہوتا ہے۔ المستصفیٰ میں ہے ان الحکم عندنا عبارۃ عن خطاب الشرع اذا تعلق بافعال المکلفین فالحرام ھو المعقول فیہ اترکوہ وَلَا تفعلوا والواجب ھو المعقول فیہ افعلوہ وَلَا تترکوہ والمباح ھو المعقول فیہ ان شئتم فاترکوہ فان لم یوجد ھذا الخطاب من شرع فلا حکم[1]

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں ہے: وھو عندنا معشر اھل السنۃ خطاب اللہ المتعلق بافعال المکلفین اقتضاء او تخییرًا[2] یعنی حکم کا معنیٰ و مطلب شریعت کے عرف میں اہل السنّت والجماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ اقتضاءً یا تخییرًا متعلق ہو۔

نہایۃ السئول میں ہے۔ وصار بعد اصطلاح الاصولیین علیہ حقیقۃ عرفیۃ[3] یعنی علماء اُصول و فقہاء اسلام کی اصطلاح اس پر ہونے کے بعد حکم کا معنی حکم تشریعی میں حقیقۃ عرفیہ بن گیا۔

منہاج الاصول میں ہے۔ الحکم خطاب اللہ تعالیٰ المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر[4]

یعنی اہل سنّت و جماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو حکم نسبتًا ہو اس کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب ہے جو مکلّف بندوں کے افعال کے ساتھ کرنے یا نہ کرنے کے تقاضا کے ساتھ یا اختیار کے ساتھ متعلق ہو۔

---

[1] المستصفیٰ جلد نمبر ۱ صـ۵۵ [2] فواتح الرحموت جلد ۱ صـ۵۴
[3] نہایت السئول جلد ۱ صـ۴۷ [4] منہاج الاصول جلد ۱ صـ۴۲

دوسرے شبہ کا ازالہ

دوسرا جملہ یعنی "اللہ کے حکم و امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" کی مذکورہ توجیہ بھی خالص مغالطہ ہے یا اشتباہ۔

۱۔ اس لیے کہ اس طرح کی اُلٹی منطق کلمہ توحید کی تشریح میں اسلامی کتابوں سے ثابت نہیں ہے۔ ورنہ حوالہ پیش کیا جائے۔ اسلامی روایات کے خلاف ظاہر الغلط و موہم کفر لفظ استعمال کر کے عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے بجائے اس کو ترک کر کے قرآن و حدیث کے مطابق تبلیغ کرنا بہتر ہے۔

۲۔ اس لیے کہ اس طرح کا عقیدہ ابوجہل سمیت تمام مشرکین کا بھی تھا وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں مشرکین کا یہی عقیدہ ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ[1]

ترجمہ:۔ اور مشرکین نے کہا کہ اللہ نے ہمارے شرک کا ارادہ نہ کیا ہوا ہوتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد اس کے بغیر کسی اور چیز کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہی اللہ کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ[2]

ترجمہ:۔ عنقریب کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا ہے کہ اگر اللہ ہمارا شرک نہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے شرک نہ کرتے ہوتے اور نہ ہی اس

---

[1] سورۃ الانعام آیت ۱۴۸ [2] سورۃ الزخرف آیت ۲۰

کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔

تیسری جگہ ارشاد فرمایا وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ [1]

ترجمہ:- اور مشرکین نے کہا اگر اللہ چاہتا تو ہم ان بتوں کی عبادت نہ کرتے۔

مقامِ عبرت اسلام اور مسلمانوں کو ایسی تبلیغ سے کیا فائدہ ہے جس کا چرچا چودہ سو سال پہلے ابوجہل بھی کر چکا ہے۔ اسلامی تبلیغ کا دارومدار امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر ہے یعنی اسلامی عقیدہ یا اعمالِ صالحہ کو انسانی زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ترک کیا جا رہا ہو وہیں پر امر بالمعروف کرنا فرض ہے اور اس طرح اگر غیر اسلامی عقیدہ یا منکرات کا ارتکاب کیا جا رہا ہو وہیں پر نہی عن المنکر کرنا فرض ہے لیکن اللہ تعالےٰ کی مشیت وارادہ وَبِقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ کے خلاف ہونے کا عقیدہ کسی مشرک کا بھی نہیں ہے۔ بلکہ مسلم وغیر مسلم سب کا متفقہ عقیدہ ہے تو پھر ایسی تبلیغ کے لیے مسلمانوں کو ان کے متعلقہ مشاغل ذریعہ معاش صنعت وحرفت وغیرہ ضروریات جن کا کرنا اسلامی روایات کے مطابق لازم ہے سے نکال کر گاؤں گاؤں پھرنا اسلام کی کونسی خدمت ہے؟ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔

شبہ کا ازالہ اس مقام پر یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا مطلب یعنی اللہ کے ارادہ کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین وعقیدہ اگرچہ ابوجہل کو بھی حاصل تھا اور موحد مشرک، مسلم وغیر مسلم سب کا غیر متنازعہ اور مسلمہ مشترکہ عقیدہ ہے لیکن اس کے باوجود موجودہ زمانہ میں اس قسم کی تبلیغ کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے انسان داڑھی، مسواک، نمازِ پنجگانہ کے پابند ہونے کے ساتھ، ساتھ نسوار، سگریٹ، پان اور چرس وغیرہ بدفعلیوں سے نجات پا لیتا ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نماز کا پابند ہونا اور بدفعلیوں سے بچنا یقیناً اچھی صفت ہے ایک بے نماز کے مقابلہ میں نمازی اور بدعمل کے مقابلہ میں نیک عمل انسان ہزارہا درجہ بہتر ہے لیکن عقیدہ خراب ہو جانے کے بعد نماز، روزہ وغیرہ کوئی بھی عبادت وغیرہ قبول نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ اسلام کے حوالہ سے ہر قسم کی مقبولیت کے لیے عقیدہ صحیح ہونا اوّلین شرط ہے۔ دُنیاوی لحاظ سے اگرچہ ریش تراش کے مقابلہ میں باریش بدکار کے مقابلہ میں نیکوکار بے نماز کے مقابلہ میں نمازی کو مسلم معاشرہ میں پسند کیا جاتا ہے اور مذہب کے حوالہ سے، نیک، پرہیزگار، بزرگ مبلغ وغیرہ باعزت الفاظ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے لیکن عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ الرَّسُوْلِ اور اُخروی لحاظ سے بدعقیدہ نمازی کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ بے نماز اور بدعقیدہ باریش کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ ریش تراش بدرجہا بہتر ہے قرآن کریم نے اس موازنہ کو بایں الفاظ بیان کیا ہے:

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ [1]

ترجمہ:- کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجدِ حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ وَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ وَفِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ [2]

ترجمہ:- ان بدعقیدہ مشرکین کے اچھے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ

---

[1] سورۃ توبہ آیت ۱۹ [2] سورۃ توبہ آیت ۱۷

میں رہیں گے۔

اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الخ[1]

یعنی بقبلہ ہونا اور عبادت بجا لانا اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا جب تک عقیدہ درست نہ ہو۔

چوتھی جگہ ارشاد فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ[2]

یعنی کیا بدعقیدگی کے گناہ میں مبتلا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم اُن کی زندگی اور موت ان لوگوں کی طرح کریں جنہوں نے صحیح عقیدہ کے ساتھ عملِ صالح کیے ہیں وہ اپنی طرف سے جو فیصلہ صادر کر رہے ہیں وہ بہت بُرا ہے۔

پانچویں جگہ ارشاد فرمایا وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا[3]

یعنی غیر اسلامی عقیدہ والوں کے اچھے اعمال کو ہم نے ریزہ ریزہ کر کے ذرات بنا دیا۔

کلمہ توحید پر قرآن و حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنا اوّلین بنیادِ اسلام ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سمیت تمام اعمالِ صالحہ کی قبولیت کی شرط ہے لیکن اس پر یقین کے نام سے قرآن و حدیث کے خلاف عقیدہ جما کر جہل

---

[1] سورۃ البقرہ آیت ۱۷۷ [2] سورۃ الجاثیۃ آیت ۲۱
[3] سورۃ الفرقان آیت ۲۳

مرکّب میں مبتلا ہونے کے بعد عند اللہ و عند الرّسول کسی قسم کی عبادت مقبول و مفید نہیں ہوگی۔ ورنہ عبد اللہ ابنِ سلول جہنمی قرار نہ پاتا۔ حالانکہ وہ پکّا نمازی، بارِیش تھا۔ اور اس کا نفاق ظاہر ہونے سے قبل اسلام کے حوالہ سے متّقی پرہیزگار و معزز سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جنگِ اُحد کے لیے تیاری کے سلسلے میں رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیگر صاحب الرائے صحابہ کی طرح اس کو بھی مجلسِ مشاورت میں بُلا کر اس سے مشورہ طلب کیا بظاہر ان تمام اچھائیوں اور عبادات کے باوجود وہ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کا مصداق صرف اس لیے ٹھہرا کہ اس کا عقیدہ خراب تھا اور کلمہ توحید کی بابت درست عقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تمام نمازیں، عبادات وغیرہ ضائع ہو گئیں۔

۳۔ اس لیے کہ یہ توجیہہ معتزلہ کا عقیدہ ہے الصّواعق المرسلہ میں ہے۔

اَلْاِرَادَةُ بِمَعْنَى الْاَمْرِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ[1] اور فتاویٰ کبریٰ میں ہے:۔

وجهم ومن وافقه من المعتزلة اشركوا في ان مشيته الله ومحبته ورضاه بمعنى واحد[2]

اہلسنّت و جماعت کے مذہب میں اللہ تعالیٰ کا امر و ارادہ جُدا جُدا چیزیں ہیں:

احیاء العلوم میں ہے۔ اَمْرُ اللّٰهِ غَيْرُ الْاِرَادَةِ[3]

نبراس میں ہے۔ اَلْاِرَادَةُ وَالْمَشِيَّةُ وَالتَّقْدِيْرُ مُتَعَلِّقٌ بِالْكُلِّ وَالرِّضَا وَالْمَحَبَّةُ وَالْاَمْرُ لَا يَتَعَلَّقُ اِلَّا بِالْحَسَنِ لَا الْقَبِيْحِ[4]

نهاية في الشرح منهاج الأصول میں ہے اِنَّ الْاِرَادَةَ

---

[1] الصواعق المرسلہ صـ۱۰۸ [2] فتاویٰ کبریٰ ج ۸ صـ۴۷۴
[3] احیاء العلوم ج ۱ صـ۱۱۱ [4] نبراس صـ۲۷۶

لاتطلق علی الامر بل ھی بمعنی المرجح فقط عندنا وعندھم تطلق علی معنی الامر بمعنی الطلب [1]

۴۔ اس لیے کہ امر، نہی، حکم یہ تینوں الفاظ عرف شرع میں بمعنی حکم شرعی کے استعمال ہوتے ہیں۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ میں ہے۔ حُکْمُ اللّٰہِ ھُوَ الْاَمْرُ وَالنَّھْیُ [2] یعنی عرف شرع میں اللہ کے حکم سے مُراد امر یا نہی ہوتے ہیں۔

المستصفیٰ مِنْ عِلْمِ الْاُصول میں ہے اِنَّ الْحُکْمَ عِنْدَنَا عِبَارَۃٌ عَنْ خِطَابِ الشَّرْعِ اِذَا تَعَلَّقَ بِاَفْعَالِ الْمُکَلَّفِیْنَ فَالْحَرَامُ ھُوَ الْمَقُوْلُ فِیْہِ اترکوہُ وَلَا تَفْعَلُوْہُ والواجب ھُوَ المقول فیہ افعلوہُ وَ لاتترکوہ والمباح ھو المقول فیہ ان شئتم فافعلوہ وَاِنْ شئتم فاترکوہ فان لَمْ یوجد ھذا الخطاب من الشارع فلا حکم [3]

ترجمہ: بے شک اللہ کا حکم اہل سنّت وجماعت کے نزدیک خطاب شرعی سے عبارت ہے جب وہ افعال مکلّفین سے متعلق ہو پس حرام وہ حکم جس میں کہا جاتا ہے کہ چھوڑ دو اور اسے مت کرو اور واجب اللہ کا وہ حکم ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو کرو اور چھوڑو مت اور مباح اللہ کا وہ حکم ہے جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ چاہو اسے کرو، چاہو اسے چھوڑ دو۔ پس اگر شارع کی طرف سے یہ خطاب نہ پایا جائے تو اللہ کا حکم بھی نہیں ہوگا۔

مسلم الثبوت میں ہے الباب الثانی فی الحکم وھو عندنا خطاب اللّٰہ المتعلق بفعل المکلف اقتضاءً او تخییرًا [4]

[1] نہایۃ السول ج ۱ ص ۲۴ [2] الحدیقۃ الندیہ ج ۱ ص ۲۴۶ [3] المستصفیٰ ج ۱ ص ۵۵ [4] مسلم الثبوت ص ۱۲

مذکورہ تصریحات سے واضح ہوا کہ اہل سنّت وجماعت کے چاروں مذاہب کے عرف میں اسلام کے حوالہ سے اللہ کا حکم یا امر کے الفاظ جب بھی استعمال کیے جاتے ہیں تو ان سے مُراد ہمیشہ حکم تشریعی ہوتا ہے نہ کہ معنی لغوی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ عقائد کی عبارت میں وَحُکْمُہٗ کے لفظ پر اعتراض ہو رہا تھا جس سے بچنے کے لیے شرح عقائد نے اس کی تاویل خطابِ تکوینی کے ساتھ کی ہے۔

خلاصہ مذہب اہل سنّت وجماعت یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے ہر قسم کے اعمال وافعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر وارادہ اور خطابِ تکوینی کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں لیکن اچھے اور بُرے اعمال کا فرق یہ ہے کہ مخلوق سے صادر ہونے والے اچھے اعمال مطابق حکمِ تکوینی تابع تقدیر وارادہ ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم وامر یا رضا سے ہوتے ہیں اور بُرے اعمال مطابق حکم تکوینی وتابع تقدیر وارادہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم وامر اور رضا کے بغیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ [1]

۵ اس لیے کہ یہ الفاظ وعقیدہ کلمہ توحید کے مقصد کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ معنی مقصودی اور مطلوب کلام کو شریعت کی زبان میں عبارۃ النص کہتے ہیں۔ جو صراحتہً آسانی کے ساتھ بلا تاویل وتوجیہ مخاطب کی سمجھ میں آجائے۔ تحریر الاصول ابن ہمام کی شرح التقریر والتحبیر میں ہے فعبارۃ النص دلالتہ علی المعنی مقصودًا اصلیا [2]

اگر مذکورہ الفاظ وعقیدہ یعنی اللہ کے امر وحکم کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین کلمہ توحید کا مقصودی معنی ومطلوب ہوتا تو پھر اس قسم کی تاویلیں کرنے کی یوں

[1] سورۃ الاعراف آیت ۲۸ [2] التقریر والتحبیر جلد ۱ ص ۱۰۶

ضرورت پیش آتی۔

حقیقت یہ ہے کہ کلمہ توحید میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو اس عقیدہ شنیعہ بدعیہ پر دلالت کرتا ہو ورنہ بتایا جائے وہ کونسا لفظ ہے؟ انصاف یہ ہے کہ مذکورہ الفاظ عقیدہ یعنی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" بدعت ضلالہ، شانِ الوہیت کی توہین، شریعتِ محمدی پر بہتان اور غیر اسلامی تبلیغ ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اس غیر پوشیدہ جرم سے اعلانیہ توبہ کر کے مطابقِ قرآن وحدیث امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم فریضہ اسلام کی ادائیگی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ تبلیغ کے مطابق اسلامی تبلیغ کا انتظام کیا جائے۔

استفتاء بخدمت علماء کرام ومفتیان عظام

حضرات کرام ہر قسم کے تعصب و جانبداری سے پاک حمیتِ اسلامی اور نہی عن المنکر کے مذہبی جذبہ کے باعث بغرضِ اصلاح جس عقیدہ و الفاظ کو اس سوالنامہ میں غیر اسلامی تبلیغ وعقیدہ اور توہینِ شانِ الوہیت وشریعتِ محمدیؐ پر بہتان ثابت کیا گیا ہے آپ بھی ہر قسم کے تعصب سے بالاتر رہتے ہوئے حسبۃ للہ۔

۱۔ شان الوہیت کی بابت عقیدہ کی حیثیت سے اس پر غور فرمائیں۔

۲۔ عقائدِ اسلامیہ کے محافظ کی حیثیت سے میری طرف سے بیان کردہ دلائل کا جائزہ لیجئے۔

۳۔ اگر آپ نے اپنی تحقیق کی روشنی میں میرے دلائل سے اختلاف کیا تو میرے خلاف فتویٰ صادر فرما کر میری تسلی فرمائیں میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

۴۔ اگر میرے دلائل کو قرآن وحدیث، واسلامی دستاویزات کے مطابق

پایا تو نہی عن المنکر کے اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی میں تائید وتوثیق فرمایئے یا مستقل فتویٰ فرما کر سادہ لوح مسلمانوں کو اس اعتقادی گمراہی سے بچا کر اپنی مذہبی ذمہ داری انجام دیجئے۔ اَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰہ۔

المستفتی

پیر محمد چشتی

مرکزی صدر پاسبان اہل سنت وجماعت صوبہ سرحد

مہتمم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور شہر

• خطیب جامعہ مسجد غوثیہ موچی لڑہ بازار پشاور

رکن جماعت اہلسنت پاکستان

رکن متحدہ علماء کونسل پاکستان

رابطہ کے لیے فون :- ۶۴۵۴۵ - ۲۱۲۵۹۰ - ۲۱۱۰۶۵

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

نیکی اور تقویٰ پر ایکدوسرے کی مدد کرو۔ (القرآن)

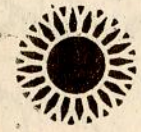
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہنشاہِ ارض و سما بلغ العلےٰ بکمالہٖ

وصفِ رخِ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآن با خلاقش گواہ جنبت جمتمع حضالہٖ

صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ وآلہٖ



ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام پُر فتن ایں کتاب لاثانی

بتائید یزدانی

المسمّٰی بہٖ

اظہار الکمال علیٰ کشف جہل الجہال

یعنی

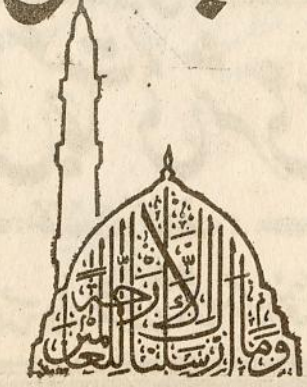
موجودہ تبلیغی جماعت کی شرعی حیثیت

مصنف و مؤلف :

جناب مولوی سیّد احمد شاہ صاحب ولد حضرت نور شاہ صاحب سکنہ اخوکلے نیک پی خیل ضلع

باسمہ تعالیٰ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہ تالیف

عن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب ہ المرجئۃ والقدریۃ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ترجمہ): حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو فرقے ایسے ہیں جنہیں اسلام سے کچھ حصہ نہیں ملا ایک تو مرجئہ اور دُوسرا قدریہ۔

(ف) مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے جو اسباب کا قائل نہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ کسی فعل کا انسان کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے کسی فعل کو کسی جمادات کی طرف نسبت کرنا ہو۔ اس لیئے کہ جمادات کو یعنی اینٹ پتھر وغیرہ از خود حرکت کرنے یا اپنے پھینکے جانے پر کوئی اختیار نہیں جب کوئی انہیں پھینک دے تو حرکت میں آجاتے ہیں ورنہ جہاں پڑے ہیں وہیں پڑے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ اس طرح بندے کو اپنے کام میں کچھ دخل نہیں اور وُہ محض بے اختیار ہے۔

قدریہ سے مراد وُہ فرقہ ہے جو تقدیر کا منکر ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام فعل بندہ کے اپنے اختیار و قدرت سے ہوتے ہیں تقدیر کا اس میں کوئی دخل نہیں انسان جو چاہے اور جیسے چاہے کرے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں فرقوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ دونوں انتہا پہ چلے گئے ہیں انہوں نے اعتدال کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔

دونوں کے عقیدے غلط ہیں کیونکہ نہ تو یہ بات درست ہے کہ انسان بالکل بے بس اور بے اختیار ہے اپنے عمل اور فعل پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اور نہ یہ بات درست ہے

کہ سب کچھ انسان کے بس میں ہے کہ وُہ جو چاہے اور جیسے چاہے کرے اس پہ کوئی روک ٹوک نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے فعل پر مختار بنایا ہے۔ اگرچہ اس کی تقدیر پہلے سے لکھ رکھی ہے۔ لیکن اسے نیک و بد راہ کے منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو نیک راہ پر پیدا کیا ہے۔ اسے نیکی اور بدی کی راہ سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اب اس کی اپنی مرضی ہے۔ جس پر چاہے۔ ہو لے۔ نیکی کرے گا تو اجر پائے گا۔ بدی کرے گا تو سزا پائے گا۔ اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ نہ تو یہ سمجھ کر بے عمل اور گمراہ ہو جائیں کہ ہر کام کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ہمارے کاموں کا مختار اور ذمہ دار وہی ہے۔ اور نہ یہ سمجھ کر تقدیر سے انکار کریں کہ ہر کام کرنا یا نہ کرنا خود ہمارے بس میں ہے بلکہ اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق اور مختارِ کُل سمجھیں اپنے آپ کو اپنے کاموں کا ذمہ دار سمجھیں اور اس سے دُعا کریں کہ وُہ ہمیں نیک کام کرنے کی توفیق دے۔ تمام کام اللہ جلّ شانہٗ کی توفیق سے انجام پاتے ہیں۔ اس نے ہمیں نیت اور ارادہ پر اختیار دیا ہے۔ اور ساری جزا و سزا اسی نیّت اور ارادہ کے مطابق ملے گی۔

ہمیں خوف ہے کہ رائے ونڈ تنظیم جو تبلیغی جماعت کے نام سے قائم ہے اس حدیث کا نشانہ بن رہی ہے۔ اور یہ عین یقین کے حد کو پہنچا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِمَنْ اَنْطَقَ لِسَانَ الْاِنْسَانِ بِنُطْقٍ فَصِیْحٍ لِیَسْتَدِلَّ عَلٰی تَوْحِیْدِ ذَاتِہٖ وَیَحْتَجَّ بِکَمَالَاتِ قُدْرَۃِ وَصِفَاتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ الْکَامِلَۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَعَثَہُ اللہ تعالیٰ بِرِشَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ بَاذَلُوْا الْفَھْمَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ لِاِعْلَاءِ الدِّیْنِ وَالْاِیْمَانِ وَھَدْمِ بُنْیَانِ الْکُفْرِ وَالطُّغْیَانِ لَاسِیَّمَا الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اِلَی اللہِ تعالیٰ وَاَعْیُنِ ھُمُ الَّذِیْنَ عَرَجُوْا مَعَارِجَ الْوِلَایَۃِ وَالْعِرْفَانِ وَبَذَلُوْا جُھْدَھُمْ لِاِعْلَاءِ کَلِمَۃِ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی مَنْ

تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانِ الْبَاذِلِیْنَ جُھْدَھُمْ فِیْ اِسْتِنْبَاطِ الْاَحْکَامِ وَبَعْدُ فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ الْمُعْتَصِمُ بِحَبْلِ اللہِ الْمَتِیْنِ الْمَدْعُوْ بِسَیِّدِ اَحْمَدْ شَاہْ وَلِلْحَضْرَتِ نُوْرْ شَاہْ خَاصْ مَسْکِیْن اَخُوْن کَلے عِلَاقَہ نِیک پِی خَیل تَحْصِیل کَبَل ضِلع سوات فَھٰذِہٖ رِسَالَۃٌ۔ یہ ایک رسالہ ہے جس میں حقیقت کی پہچان واضح اور ثابت ہے۔ یعنی تبلیغ، مراتب تبلیغ، اللہ اور رسول کے نزدیک مبلغین کون ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت قرآنی آیات کے ساتھ، اقسام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، طریقہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اہل کون ہیں اور رائے ونڈ تنظیم جو تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے کی جہالت کی وضاحت اکثریت جن کی جاہل یعنی اَن پڑھ ہے۔ جو مقدمہ۔ مقصدین اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

"بحث المقدمہ"

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انما الاعمال بالنیات وانما لامرئ ما نوی۔ (الحدیث)

بے شک آدمی کے عمل کا دار و مدار اس کی نیّت پر منحصر ہے۔

قولہ انما الاعمال ھٰذا الحدیث اصل عظیم من اصول الدّین قال ابن مھدی وغیرہ۔ ینبغی لمن صنف کتاباً ان یبداء بھذا الحدیث تنبیھاً للطالب علی تصحیح النیہ (مشکوٰۃ شریف) ولیس غرضی من ذالک ای من التصنیف ان یدرج اسمی فی المؤلفین ولیشتھر اسمی فی العالمین بل المقصود ان یحصل العلم لمن لا یعلم جھلھم و کذبھم ویظھر کذبھم و تحریفاتھم ای المبلغین لسائر الناس بنصیحۃ عقد الفرید ج ۲ ص ۹۴

تبلیغی جماعت کے حضرات نے کہا ہے کہ ہم سے کتاب یا بیان میں کوئی غلطی

سرزد ہو چکی ہو تو اصلاح کرنی چاہیئے۔ اعتراضات کرنا مناسب نہیں (تبلیغی نصاب مترجم پشتو صفحہ ۹) ان کی پہلی بات تو درست ہے کہ ہم سے اگر کچھ غلطی ہو چکی ہو۔ اس لئے فان الانسان محل العفلات وھو فقیر بالذات ولو صار من اکبر ملوك الدنیا فھو فقیرٌ لان غناہ عرضی عرض له من حصول الجاہ والمال فما استغنی الا بغیرہ بخلاف الحق جل وعلی (الیواقیت و الجواھر ج ۲ صفحہ ۲۰)

کہ انسان سے بھول چوک ممکن ہے کہ وہ غلطی کا پتلا ہے۔ چاہے وہ دنیا کا بڑے سے بڑا بادشاہ کیوں نہ ہو مگر پھر بھی وہ عاجز ہے کیونکہ اس کی جاہ حشمت مال و دولت ذاتی کمال سے نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی عطیہ سے ہے۔ ان کا دوسرا قول کہ اعتراضات کرنا مناسب نہیں۔ یہ قول ان کا تب درست ہو سکتا ہے۔ جب قرآن و سنت کے موافق ہو۔ اگر ان کا قول و فعل کتاب و سنت کے خلاف ہو تو اعتراض کرنا لازمی ہے جیسا کہ الیواقیت والجواہر میں مذکور ہے وکان شیخ الاسلام المخزومی یقول لا یجوز لاحد من العلماء الانکار علی الصوفیہ الا ان یسلک طریقھم ویری افعالھم واقوالھم مخالفة للکتاب والسنة (جلد اوّل صفحہ ۱۴) یعنی شیخ الاسلام مخزومیؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی عالم کو اس وقت تک صوفیا پر اعتراض کرنا جائز نہیں جب تک ان کا مسلک، افعال اور اقوال کو کتاب و سنت کے مخالف خود نہ دیکھ لے۔

فائدہ: تبلیغی جماعت کے عقائد اور اقوال کتاب و سنت کے مخالف ہیں۔ غالباً ان کا عقیدہ ہے کہ کلمہ تمجید کا شروع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بسم اللہ کلمہ تمجید کے ساتھ مکتوب نہیں ہے۔ ان کا یہ عقیدہ عین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے۔ اسلیے کہ کل امر ذی بال ہے۔ سیاتی تفصیلہ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بیان فضیلت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منھا من قرأ بسم اللہ الرحمان الرحیم یخلق اللہ لھذا القاری تسع عشر ملکاً یستغفرون له الی یوم القیامة۔ وایضاً قال علیه السلام من قرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یذب الشیطان کما یذب الرصاص فی النار۔ وقال علیه السلام من قرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یفتح علیه ابواب الجنة ویشد علیه ابواب النار وایضاً قال علیه السلام من قرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فکانما اعتق الف رقبة وایضاً قال علیه السلام من قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مرة لم یبق من ذنوبه ذرة (حاشیہ کنز المبارک جلد اول صفحہ ۱ تا صفحہ ۳)

ترجمہ: اس کی فضیلت میں سے یہ ہے جس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا تو اللہ تعالیٰ انیس فرشتے پیدا فرماتے ہیں جو قیامت تک اس پڑھنے والے کی بخشش مانگتے رہتے ہیں۔ نیز فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیتا ہے۔ شیطان اس طرح پگھلنے لگتا ہے جس طرح سیسہ آگ میں پگھلتا ہے۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے تو اس کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے اس کیلئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

نیز فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے گویا کہ اس نے ایک ہزار غلام آزاد کر لیے نیز فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک بار پڑھ لیتا ہے تو اس کے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے میں چودہ فائدے ہیں:

کلمۂ تمجید کی فضیلت کا بیان

عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ قل لاحول ولا قوۃ الا باللہ فانہا کنز من کنوز الجنۃ۔

(رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ روایت کیا اسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قال لاحول ولا قوۃ الا باللہ کان دواءً من تسعۃ وتسعین داءً ایسرھا الھم (رواہ طبرانی فی الاوسط والحاکم وقال صحیح الاسناد ترغیب ترھیب جلد ۳ صفحہ ۲۵۲ وصفحہ ۲۵۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے یہ ننانوے بیماریوں کا علاج ہے اور سب سے آسان دل کا بوجھ ہے روایت کیا اسے طبرانی وحاکم نے اور اسے صحیح الاسناد جانا ہے (ترغیب ترہیب جلد تین صفحہ ۲۵۲ تا صفحہ ۲۵۳)

فائدہ: معلوم ہوا کہ کلمہ تمجید جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے تو ہوئی ایک عظیم الشان نیکی۔ ہر کار نیک کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرنا سنت اور تمام انبیائے کرام کا طریقہ رہا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بسم اللہ فھو ابتر واقطع ومعنیٰ اقطع قلیل البرکۃ ای اقطع من کمال البرکۃ وھو ای الابتداء بالبسملۃ امر مستحب موجب لزیادۃ الثواب والبرکۃ اعلم ان فی تقدیم البسملۃ وجوھًا قولہ تعالیٰ اقرأ باسم ربک الذی خلق ای اقرأ مفتتحاً باسم ربک ای

قل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھذا یدل علیٰ ان البسملۃ مامور بھا فی ابتداء کل قراءۃ وخبر منھا حدیث البخاری فی کتاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) الی ھرقل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبداللہ ورسولہ ومنھا انہ تعالیٰ متقدم بالوجود والقدیم الخالق ینبغی ان یکون ذکرہ ایضاً سابقاً وھذا لا یصح الا اذا کانت قراءۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سابقہ علیٰ سائر الاذکار وامور الخیر بنایہ شرح ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳ وصفحہ ۱۵۔

ترجمہ: ہر کام شروع جس کا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نہ کی جائے تو وہ بے نام و نشان اور اقطع ہے۔ اقطع کی معنی قلیل البرکت یعنی کمال برکت سے گرا ہوا یعنی بسم اللہ سے شروع کرنا ایک مستحب کام ہے۔ زیادتی ثواب اور برکت کا باعث ہے۔ جان لے۔ بسم اللہ کی تقدیم میں وجوہات ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ یعنی پڑھ اپنے اللہ کے نام سے شروع کرتے ہوئے۔ اے پڑھ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ دلالت ہے اس بات پر کہ ہر قرأت اور بھلائی سے پہلے بسم اللہ سے شروع کرنے کا حکم ہے۔ اس کی ثبوت میں بخاری شریف کی حدیث دیکھ لو۔ ہرقل کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا جس کا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو خدا کے بندے اور رسول ہیں اور (ثبوت) میں سے یہ کہ اللہ تعالیٰ ذات کے لحاظ سے مقدم اور خالق ہونے سے مقدم اس لئے مناسب ہے کہ اس کا ذکر سب سے مقدم ہو۔ یہ تب درست ہو سکتا ہے جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا پڑھنا تمام اذکار اور بھلائی کے کاموں سے مقدم ہو۔ (بحوالہ بنایہ شرح ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳ وصفحہ ۱۵)

فائدہ: جب شارع کی طرف سے ہر نیک کام کا شروع کرنا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ضروری ہے اور سنت طریقہ ہے نیز تمام انبیائے کرام سے قولاً وعملاً ثابت ہے تو عقیدہ اس تبلیغی جماعت کا جو گلیوں میں گشت کرتی ہے کہ کلمہ تمجید کا بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا شرعاً منع ہے تمام انبیائے کرام کے خلاف ہے بلکہ صریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل پر اعتراض ہے۔ خوب سمجھو۔

اعلموا یعنی جان لو۔ اے تبلیغی جماعت والو۔ خلاصہ اور منبع پڑھ لیں کہ تمہیں اپنے دین کا علم ہو جائے کہ تمہیں اُن امور کا پتہ چلے جن کا ابتداء بسم اللہ سے منع ہے اور تمہیں علم ہو جائے کہ دین فقہ میں ہے۔ اور تم نے فقہ سے اپنے آپ کو محروم رکھا ہے۔ کما فی غایۃ التحقیق ولو لیشم رائحۃ الفقہ ای اصول الفقہ ص۲۸۵

یعنی غایۃ التحقیق میں ہے کہ وُہ فقہ کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا یعنی اصول فقہ نہیں جان سکتا۔

وُہ امور فقہاء کراموں نے بیان فرمائے ہیں۔ جن کا بسم اللہ سے شروع کرنا منع ہے۔ کما فی طحطاوی قولہ فعل المکلف من حیث ما یعرض لہ من الاحکام الخمسۃ وھی الوجوب والندب والاباحۃ والحرمۃ والکراھۃ والاتیان بالبسملۃ عمل یصدر من المکلف فلا بد اُن یتصف بحکم۔ فتارۃً یکون فرضًا کما عند الذبح وتارۃً یکون واجبًا علی القول بانھا اٰیۃ من الفاتحۃ وان کان خلاف المذھب لان الاخبار واردۃ فیھا مع المواظبۃ تفید الوجوب۔ وتارۃً یکون سنۃ کما فی الوضوء واوّل کل امر ذی بال ومنہ الاکل والجماع ونحوھما وتارۃً یکون مباحًا کما ھی بین الفاتحۃ والسورۃ علی الراجح وفی ابتداء المشی والقعود۔

وتارۃً یکون الاتیان بھا حرامًا کما عند الزنا ووطی الحائض وشرب الخمر واکل مغصوب او مسروق وتارۃً یکون الاتیان بھا مکروھًا کما فی اول سورۃ براءۃ

دون اثنائھا فیستحب ومنہ عند شرب الدخان وفی محل النجاسۃ طحطاوی ص۳ یعنی جیسا کہ طحطاوی کا قول ہے کہ (بسم اللہ کے لیے) ہر مکلف پانچ امور سے سامنا کرتا ہے یا پڑھنا اس کا اس کے لیئے وجوب کا حکم رکھے گا یا ندب کا یا اباحت کا یا حرمت کا یا کراہت کا۔ اسے اس کے احکام جاننا لازمی ہے۔ کبھی اُسے بسم اللہ کا پڑھنا فرض ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ذبح کرتے وقت۔ اور کبھی اس کا پڑھنا

واجب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ سورہ فاتحہ کی ایک آیت ہے۔ اگرچہ خلاف مذہب ہو کیونکہ اس کی دوام پر اتنی حدیثیں وارد ہو چکی ہیں جن سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور کبھی اس کا پڑھنا سنت ہوتا ہے جیسا کہ وضو میں اور کل امر ذی بال (والی حدیث) مثلاً کھانا کھانا، جماع کرنا وغیرہ۔

کبھی اس کا پڑھنا مباح بن جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان ترجیحاً، چلنے اور بیٹھنے میں۔

اور کبھی اس کا پڑھنا حرام ہو جاتا ہے جیسا کہ زنا کرتے وقت یا حیض کی حالت میں وطی کے وقت، شراب پینے، غصب اور چوری کا مال کھانے کے وقت۔

اور کبھی اس کا پڑھنا مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ سورہ برأت کی شروع میں (حالانکہ اس سُورت کے بغیر دیگر سُورتوں کے ساتھ اس کا پڑھنا سُنّت ہے)۔

حقہ، سگریٹ پیتے وقت اور گندگی کی جگہ۔ (طحطاوی ص۳)

کلمہ طیّبہ اور تبلیغی جماعت

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کلمہ طیبہ کا معنی یوں کرتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا مقصد اور مفہوم یہ ہے کہ خالق سے ہونے کا یقین کریں گے یعنی خالق سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ بالفاظِ دیگر جو کچھ ہوتا ہے خالق سے ہوتا ہے مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا۔

سبحان اللہ۔ یہ تو عین عقیدۂ جبریہ ہے اور یہ ایک کھلی حقیقت بھی ہے۔

وَالْحَقُّ ھٰذِہٖ ای عقید تھم عقیدۃ الجبریۃ لیست بتحقیقات بل تحریفات جواھر البھیہ ص۳۱۲۔ دیکھو جواہر البھیہ ص۳۱۲۔

تحریف کیوں! تحریف اس لئے کہ کلمہ طیّبہ قرآن پاک کا جزء ہے اہلسنت والجماعت کے نزدیک اس کا یہ معنیٰ اور مطلب نہیں ہے۔ میرے بھائیو! کلمہ طیّبہ اس

عالم کا رُوح ہے جیسا کہ مذکور انوار محمودیں۔ قولہ باب قیام الساعۃ من مات فقد قام قیامتہ قال العلماء ان روح العالم ھو الدنیا کلمۃ لا الہ الا اللہ فاذا خرج الروح وبقی اشرار الناس ای کافر تفسد العالم والدنیا جلد ثانی ۲۰۴۔ باب قیام الساعۃ میں اس کا قول ہے جو مرا اس کی قیامت برپا ہوئی علماء کا قول ہے۔ کہ رُوح العالم یعنی دُنیا کی رُوح کلمہ طیبہ ہے۔ جب روح نکل جائے بدترین لوگ یعنی کافر باقی رہ جائیں تو عالم اور دنیا میں فساد برپا ہو جائے گا۔

تمام عبادات کلمہ طیبہ پر موقوف ہیں، ملاحظہ ہو بدائع کی عبارت واقرب من ذالک الایمان باللہ الذی ھو راس العبادۃ۔ جلد اوّل ص۳۳۴ یعنی اللہ پر ایمان لانا عبادت کی اصل ہے۔ ملاحظہ ہو رُوح البیان کی عبارت:

احسن الحسنات کلمۃ لا الہ الا اللہ اذ التوحید راس الدین فلا افضل منہ کما ان الراس افضل الجوارح۔ سورہ الرعد پارہ ۱۳ ص۳۴۴

یعنی سب سے بڑھ کر نیکی کلمہ توحید ہے جبکہ توحید دین کا سر ہے اس سے کوئی چیز افضل نہیں جیسا کہ سر جسم کے تمام اعضا میں افضل ہے۔

وایضاً فی روح البیان وکلمۃ التوحید مرکبۃ من النفی والاثبات فتنفی ماسوی المعبود وتثبت ما ھو المقصود ای المعبود برحق۔ جلد رابع ص۲۶۲

نیز رُوح البیان میں ہے کہ کلمہ توحید (کلمہ طیبہ) نفی اور اثبات سے مرکب ہے۔ معبودِ غیر سے نفی اور اثباتِ مقصود ہے یعنی معبودِ برحق (جلد چہارم ص۲۶۲)

حاصلِ کلام: لا الہ الا اللہ کلام استثنائی ہے جو نفی اور اثبات سے مرکب ہے۔ نفی لا الہ ہے۔ اثبات الا اللہ ہے۔ ذات سے نفی اور اثبات کیا جاتا ہے۔ نہ افعال سے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی جب کہ حکم مرتب ہوتا ہے اُس چیز پر جو ذہن جلدی قبول کرتا ہو جیسا کہ فتح القدیر میں بحث ذبائح میں مذکور ہے۔

کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ غلط سے غلط ترین اور فحش سے فحش ترین ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق اور بندہ کا سبب ہے۔

اعلم اقسامِ اشخاص:

اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک تین طرح کے آدمی ہیں۔ عوام۔ خواص۔ اخص الخواص۔ معنی اور مطلب میں ایک دوسرے سے جُدا جُدا ہیں کما فی روح البیان قولہ تعالیٰ ربنا ما خلقت ھذا باطلا۔ سُبحٰنک فقنا عذاب النار معنیٰ لا الہ الا اللہ للعوام لا معبود الّا اللہ ومعنیٰ للخواص لا محبوب ومقصود الّا اللہ معنیٰ لاخص الخواص لا موجود الّا اللہ فانہ یکون فی تلک الحالۃ مستھلکاً فی بحر الشھود فلا یشعر بشیٔ سوی اللہ ولا یریٰ موجوداً (جلد ثانی سورۃ العمران ص۱۴۶)

جیسا کہ رُوح البیان میں ما خلقت ھذا الخ کی تفسیر سے واضح ہے۔ لا الہ الا اللہ عوام کے لیئے۔ لا معبود الا اللہ خواص کے لیئے۔ لا محبوب لا مقصود، لا موجود الا اللہ یہ اخص الخواص کے لیئے ہے۔ یہ پڑھتے وقت اخص الخواص "شہود" کی سمندر میں غرقاب ہوتا ہے۔ اللہ کے بغیر نہ اُسے کوئی شعور ہوتا ہے اور نہ کوئی موجود۔ جلد دوم سورۃ العمران ص۱۴۶۔

اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا معنیٰ

اہلسنّت والجماعت کے نزدیک کلمہ طیبہ کا متفق علیہ معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات، وجود، صفات اور افعال میں تمام مخلوقات سے مستغنی ہے۔ تمام مخلوقات اس کا محتاج اور عین معبود برحق ہے۔ عین واجب الوجود کا یہی معنیٰ ہے جیسا کہ جواہر البہیہ شرح عقائد النسفیہ میں مذکور ہے۔ قولہ ولا یحتاج الیٰ شیٔ اصلا یعنی لا فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی افعالہ اذ معنی الالوھیۃ استغناء الالہ من کل ماسواہ وافتقاد کل ما علاہ الیہ۔

قولہ اصل میں کسی چیز کو محتاج نہیں۔ یعنی نہ اپنی ذات میں نہ وجود میں نہ صفات میں اور نہ صفات میں یہی مطلب الوہیت کا ہے۔ مستغنی ہونا سب سے مگر سب اُسی کے محتاج ہیں۔

فمعنی لا الہ الا اللہ مستغنی عن کل ماسواہ ومفتقراً الیہ کل ما عداہ الا اللہ تعالیٰ واستغنائہ عن کل ماسواہ فھو یوجب لہ الوجود والقدم والبقا والمخالفۃ للحوادث والقیام بالنفس والتنزہ عن النقائص جلد اوّل ص۲۱۳ وفی حاشیۃ طحطاوی۔

واشھد ان لا الہ الا اللہ أی اصدق بقلبی واُقر بلسانی مع الاذعان والانقیاد أنہ لا الہ الا اللہ والقول الجامع المدفع عند الموانع فی معنھا انہ لا معبود مستحق للعبادۃ إلا الواجب الوجود المستحق لجمیع المحامد فی الواقع کما قال العصام فی الاطول۔

قال السنوسي وإن شئت لا مستغنی علی العموم ولا مفتقر إلیہ علی العموم الا اللہ عزّ وجلّ وھذا المعنیٰ اظھر من الاوّل واقرب منہ وھو اصل لہٗ إذ لا یستحق ان یعبد أی یذل لہ کل شیٔ الا من کان مستغنیا عن کل شیٔ مفتقرا الیہ کل شیٔ فظھر ان العبارۃ الثانیۃ أحسن من الاولیٰ لانھا تستلزم اندراج جمیع عقائد الایمان تحت ھذہ الکلمۃ الشریفہ ص۵۔

یعنی لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ماسوا کے غنی ہے اور سب کچھ اُسی کا محتاج ہے اور اس کا مستغنی ہونا تمام مخلوق سے۔ تمام مخلوق سے اُس کا مستغنی ہونا اُس کے لیئے واجب ٹھہراتا ہے کہ اسے وجود ہو۔ تقدیم ہو۔ بقا ہو حوادث سے پاک ہو۔ اپنی ذات سے قائم و دائم ہو۔ نقائص سے منزّہ ہو (جلد اول صفحہ ۲۱۳)

طحطاوی کے حاشیہ پر ہے۔ گواہی دیتا ہوں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں دل سے تصدیق زبان سے اقرار کرتا ہوں۔ مکمل یقین سے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود برحق نہیں۔ اور یہ جامع قول ہے جو موانعات کو دفع کرتا ہے۔ یعنی اس کے معنیٰ میں موانعات کو دفع کرتا ہے۔ وُہ واجب الوجود مستحق عبادت اور مستحق جملہ محامد ہے۔ جیسا کہ عصام نے اُطول میں کہا ہے۔ سنوسی نے کہا ہے کہ جو کچھ اور سب کچھ اللہ عزّ وجلّ کو محتاج ہے۔ اور یہ مطلب پہلے مطلب سے زیادہ مضبوط اور ظاہر ہے کہ اسی کے بغیر کوئی عبادت کا مستحق نہیں مگر وہ ہے جسے ہر چیز عاجزی کرتی ہے۔ سوائے اللہ کے کوئی مستغنی نہیں۔ یہ دوسری عبارت پہلی سے اس لیئے اچھی ہے کہ اس مبارک کلمہ کے تحت تمام ایمانی عقائد کو جمع کر دیا ہے۔

سنوسی کے بیان کا مطلب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بیان ہوا ہے کہ

اللہ الصمد کما فی الجواھر البھیہ فاثبت بقولہ اللہ الصمد افتقار کل ماسواہ الیہ واستغنائہ عما سواہ إذ الصمد ھو الذی یصمد الیہ فی الحوائج ولا شک ان کل ماسواہ صامد الیہ مفتقرۃ الی اللہ ابتداء وانتھاءً (جلد اوّل۔ صفحہ ۳۵۳)

ترجمہ کہ اللہ بے نیاز ہے کہ تمام مخلوق اُس کا محتاج اور ماسوی سے وُہ غنی بے نیاز وُہ ہے جس سے حاجات مانگے جاتے ہیں اور اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ اسکے بغیر تمام چیزیں (سب کچھ اُس کا محتاج ہے) شروع تا آخر جلد اوّل صفحہ ۳۵۲

وفی درالناصحین قولہ وأما کون لا الہ الا اللہ من افضل الاذکار فلان فیہ معنی لا یوجد فی ذکر غیرہٖ ولان الوھیۃ تشتمل علی معنیین احدھما استغنائہ تعالیٰ عن جمیع ماسواہ والثانی افتقار جمیع عداہ الیہ تعالیٰ۔ فعلیٰ ھذا یکون معنیٰ کلمۃ التوحید لا مستغنی عن جمیع ماسواہ الا اللہ۔ فیجب لہ تعالیٰ الوجود القدم والبقاء اذ لو لم یجب لہ تعالیٰ ھذہٖ الصفاۃ لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شیٔ من ھذہ الصفاۃ لستلزم

الحدوث وکل حادث مفتقر الی محدث وکذا یجب له تعالیٰ التنزہ عن النقائص ویدل فی التنزہ عن النقائص وجوب السمع والبصر الناصحین جلد ثانی ص۱۸۵

دُرالناصحین میں مذکور ہے کہ لا الٰہ الا اللہ سے کوئی ذکر افضل اس لیے نہیں کہ یہ مقصد کسی اور ذکر سے پورا نہیں ہوتا کیونکہ الوہیت دو مطالب پر مشتمل ہوتی ہے یہ کہ ماسوی سے استغنا دُوسرا تمام مخلوقات کا اسی کا محتاج ہونا جو سب سے بڑا ہے پس یہ مطلب کلمہ طیبہ سے بخوبی حاصل ہوتا ہے اس کے لیے بڑائی، وجود، تقدیم، باقی رہنا واجب ہے۔ اگر اللہ کو یہ صفات واجب نہ ہوجائیں تو محدث کی حاجت پڑجائے گی کیونکہ ان صفات کی نفی حدوث کا مقتضی ہے اور ہر نئی پیدا شدہ چیز محدث کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو نقائص سے مبرا ہونا ثابت ہے اس کیلئے نقائص سے پاک ہونا سننے اور دیکھنے کا واجب ہونا لازمی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ طیبہ کو مومنوں کے دلوں میں مضبوط کر دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
والزمهم كلمة التقوىٰ وكانوا احق بها واهلها وكان الله بكل شئ عليما۔ اور کلمہ توحید کلمہ استثنائی ہے، كما فى التلويح فلان المجموع اى كلمة التوحيد المستثنىٰ منه والمستثنىٰ والة الاستثناء ص۳۲۷۔

تلویح میں ہے کہ کلمہ توحید بنا ہے مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ اور صرف استثناء یعنی مستثنیٰ منہ ہے لا الٰہ

مستثنیٰ اللہ اور صرف استثنا الّا ہے:

اعلم امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے درمیان استثناء کی لغوی اور شرعی معنیٰ میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ لغت میں استثناء حرف تغیر کو کہتے ہیں از روئے شریعت استثناء کہتے ہیں اُس چیز کے ذکر کرنے کو جو حکم کے لحاظ سے اصل کلام متغیر کرتا ہے۔

واختلفوا فى كيفية عمله اى عمل الاستثناء تلويح ص۳۲۶

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عمل استثناء تکلم بالباقی بعد الثنیا ہے یعنی استثناء کے بعد جو جملہ رہ جاتا ہے اُس پر تلفظ کرنا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اخراج بعد الدخول بطریقہ معارضہ جیسا کہ لفلانٍ علی عشرة دراهم الا ثلاثة (تلویح ص۳۲۶)

یعنی فلاں کے میرے ذمے دس روپیہ مگر تین نہیں ہدایہ، عنایہ اور کفایہ میں اقرار کا۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقر پر سات روپیہ لازمی نہیں۔ کیونکہ مقر نے خود اقرار کیا ہے کہ مجھ پر فلاں کے سات روپیہ ہے اور تین روپیہ پر تلفظ نہ کیا ہو۔ تب بھی امام شافعی کے نزدیک مقر پر سات روپیہ لازمی نہیں بر طریقہ معارضہ اس لیے کہ کلام کے آخر میں الا ثلاثة معارض ہو گیا ہے۔ پہلے کلام کے ساتھ کہ علی عشرة ہے۔ معارضہ کے طریقہ کے ساتھ ثلاثة نکل گئے اور سبعة رہ گئے کیونکہ استثناء نفی سے اثبات کرتا ہے اور اثبات سے نفی۔ یہ امام شافعی کی دلیل ہے اور اس کی دوسری دلیل بغرض اعتراض امام اعظمؒ پر ہے۔ دربارہ توحید میں کہ آپکے نزدیک توحید باری تعالیٰ ثابت نہیں ہو سکتی۔ ولان قوله لا اله الا الله للتوحيد اى اقرار بوجود باری تعالیٰ ووحدته۔

ومعناه النفى والاثبات فلو لم يكن عمل الاستثناء بطريق المعارضة واثباته حكما مخالفا لحكم الصدر لما لزم الاقرار بوجود الله تعالىٰ بل ينفى الالوهية عما سواه والتوحيد لا يتم اثباته الذى هو المقصود بخلاف ما لو حملنا على سبيل المعارضة اذ يكون المعنىٰ حينئذٍ لا اله الا الله فانه موجود هذا اعتراض من جانب الشافعى علينا والجواب

واما كلمة التوحيد فقد كان المقصود نفى غير الله واما وجود الله فقد كانوا لا ينكرونه كانوا مشركين يثبتون مع الله تعالىٰ الها اخر قال

اللہ ولئن سألتهم من خلق السمٰوٰت والارض ليقولن الله نور الانوار ص۲۰۵
وتلويح ص۲۳۰ وفي التوضيح فلا بد من الجمع بينهما اى المذهبين
بحمل الاول على المجاز ص۳۲۸

حاصل کلام یہ ہے کہ حنفی مذہب کے پیروکاروں سے اس کا جواب یہ ہے۔
کہ اس مقام پر مقصود کلام اللہ غیر اللہ سے نفی ہے جو ثابت ہوا لا الٰہ کے ساتھ باقی رہا
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات اس کے لیئے بے شمار دلائل ہیں جیسا کہ غایۃ
التحقیق شرح جامی میں مذکور ہے:

وبعد وضوح الدليل لان الولاية على وحدانية الصانع جلّ جلالهٗ
وكمال قدرته وعظمة الالوهية لا تعد كثرة ولا يخفى على من لهٗ
ادنى من لب كما قال ابو العتاهية. شعر،

فيا عجبا كيف يعصى الاله ٭ ام كيف يجحدهٗ جاحد فتى كل شئ لهٗ اية
تدل على انه واحد ص۳۲۶.

دلیل واضح کرنے کے بعد بے شک آیت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت صانع جل جلالہٗ
پر دلالت کرتی ہے اور اسی کی کمال قدرت، عظمت الوہیت پر اتنے دلائل ہیں جنہیں
نہیں گنا جاسکتا جسے تھوڑی سی عقل ہو جیسا کہ ابو العتاھیہ نے کہا ہے۔ بہت
افسوس اللہ کی نافرمانی کیونکر کی جائے۔ انکار کرنے والا کیوں انکار کرتا ہے۔ جبکہ
ہر چیز اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔

وايضاً في غاية التحقيق وانما سمى هذا النوع اى الاستثناء بيان تغيير
لوجود كل واحد منهما فيه. فان التعليق والاستثناء يغيران موجب
الكلام اذ لو لم يوجد التعليق لوقع معلق في الحال ولو لم يوجد الاستثناء
لثبت موجب المستثنى منه بتمامه فكان فيهما معنى التغيير من
هذا الوجه ص۱۸۰

ترجمہ: اور اس طرح غایۃ التحقیق میں ہے۔ اس نوعیت استثناء کو بیان تغیر

موسوم کیا ہے پس تعلیق اور استثناء حکیم کلام کو متغیر کرتے ہیں۔ اگر تعلیق نہ ہوتا تو معلق بات
واقع ہو جاتی۔ اگر استثناء موجود نہ ہوتا تو مستثنا منہ کا سارا حکم ثابت ہو جاتا۔ اس وجہ سے
اسے تغیر کا معنیٰ دیا گیا ہے۔

فائدہ: لا الٰہ الا اللہ کا اصلی معنی اللہ تعالیٰ کا ہر چیز سے مستغنی ہونا اور ہر چیز
اسی کا حاجتمند ہونا عبادت کی صرف وہی ذات مستحق ہونا اور وہ واجب الوجود ہے نہ کوئی
دوسرا۔ یہ معنیٰ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ہے۔

اعلم: جان لو میرے مسلمان بھائیو۔ ایک خلق ہے اور دوسرا کسب۔

خلق: بغیر اسباب و آلات اور معاون کے کسی چیز کا ایجاد خلق کہلاتا ہے۔

کسب: اسباب، آلات اور معاون کے ذریعے کسی چیز کا ایجاد کسب کہلاتا
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلق کی نسبت اپنی ذات مبارک کیطرف
کی ہے اور کسب کی نسبت عبد کی طرف۔ پس اللہ تعالیٰ خالق ہے اور کاسب نہیں اسلیئے
کہ وہ اسباب، آلات اور معاون کا احتیاج نہیں رکھتا۔ عبد کاسب ہے خالق نہیں کیونکہ
وہ اسباب، آلات اور معاون کا احتیاج رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم موافق ہے کہ عبد
مامور بالکسب ہے۔

ارشاد سراج الامت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ

اسلام کی دو قسمیں ہیں (۱) فطری (۲) دوسرا کسبی۔ فطری اسلام میں مسلمان
اور کافر کی اولاد زمانہ بلوغ تک برابر ہیں۔ بعد از بلوغ اسلام اور کفر بندے کے اختیار
کے ساتھ کسب سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ سن بلوغ کو پہنچ کر بندہ خدا کی خطاب کا
اہل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اپنی کتاب فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ثم خاطبهم عند البلوغ مع العقل وامرهم بالايمان والطاعة ونهاهم
عن الكفر والعصيان فكفر من كفر بفعله الاختياري وانكاره ومجوده الحق

بخذلان الله اياه وامن من امن بفضله الاختياری واقراره باللسان و تصديقه بالجنان ای بالقلب بتوفيق الله تعالیٰ اياه ونصرته له شرح فقه اکبر لابی حنيفة ص۱۶

یعنی پھر ہوش کے ہوتے ہوئے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد ان سے مخاطب ہوتا ہے انہیں ایمان اور اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ انہیں کفر اور نافرمانی سے منع کرتا ہے پس جو اپنی فعل اختیاری سے کافر ہوا وہ کافر ہوا۔ حق سے انکار اور کفر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرتا ہے اور جو کوئی اپنی فعل اختیاری سے مسلمان ہوا وہ مسلمان ہوا۔ زبان سے اقرار کیا دل سے تصدیق کیا اللہ تعالیٰ کی نصرت اور توفیق سے شرح فقہ اکبر بحنیفہ ص۱۶

فائدہ: یہ تبلیغی حضرات کلمہ طیبہ کی اصلی اور حقیقی معنی نہیں جانتے۔ التعجب والتعجب من هذه السخافة والحماقة والجهالة الجواهر البهية ص۲۵۷

نہایت تعجب کی بات ہے کہ اپنے ایمان اور طریقۂ اسلام بھی نہیں جانتے اتنا بھی نہیں جانتے کہ کسب اسلام اپنے اختیار سے تعلق رکھتا ہے۔ کما فی روح البیان قوله تعالیٰ وهو علیٰ کل شئ قدير قال بعضهم قدرة الله تعالیٰ تصلح للخلق وقدرة العبد تصلح للكسب فالعبد لا يوصف بالقدرة على الخلق والله تعالیٰ لا يوصف بالقدرة على الكسب وهو الذی خلقكم فمنكم كافر ای بعضكم مختار الكفر كاسب له حيث ما تقتضيه خلقته قال فی فتح الرحمان الكفر فعل الكافر والايمان فعل المؤمن والكفر والايمان اكتساب العبد لقول النبی عليه الصلوٰة والتسليمات كل مولود يولد على الفطرة الاسلام وقوله فطرة الله التی فطر الناس عليها فلكل واحد من الفريقين كسب واختيار وكسبه واختياره بتقدير الله ومشيته فالمؤمن بعد خلق الله اياه يختار الايمان لان الله تعالیٰ اراد ذلك منه وقدره عليه وعلمه منه وهذا فريق اهل السنة انتهیٰ وفی الآية ردّ للجبرية والدهرية والطبيعية ومنكم مؤمن مختار للايمان

كاسب له ويندرج فيه مرتكب الكبيرة الغير التائب والمبتدع الذی لا تقضی بدعته الی الكفر وتقديم الكفر عليه لانه الانسب بمقام التوبيخ روح البيان جلد عاشر سورة التغابن پارہ ۲۸ ص۴۔

جیسا کہ روح البیان میں اللہ تعالیٰ کی اس ارشاد وهو علیٰ کل شئ قدیر کی تفسیر کی گئی ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت مخلوق کی اصلاح کرتی ہے اور بندے کی قدرت کسب کی اصلاح کرتی ہے۔ بندے کی یہ صفت نہیں ہوسکتی کہ پیدائش پر قادر ہو۔ اللہ تعالیٰ سے یہ زیب نہیں دیتا کہ کسب پر قدرت کرے (کسب میں اسباب آلات اور معاونت کی ضرورت ہوتی ہے اللہ ان سے منزہ ہے) ارشاد باری تعالیٰ ہے: وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا پس تم میں سے (بعض) کافر ہیں یعنی تم میں سے بعض نے کفر کا کسب کیا جیسا کہ اس کی خلقت کا تقاضا تھا۔ فتح الرحمان میں ہے۔ کفر کافر کا فعل ہے اور ایمان مومن کا فعل ہے۔ کفر اور ایمان دونوں بندے کا کسب ہے جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر مولود فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور اس کا ارشاد ہے اللہ کی فطرت وہی ہے جس پہ لوگوں کو پیدا کیا ہے دونوں فریقوں میں سے ہر ایک کے لیئے کسب اور اختیار ہے۔ اس کا کسب اور اختیار تقدیر اور مشیت الٰہی سے ہے:

پس مومن کو اسے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے بعد ایمان پسند ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت تھی اللہ تعالیٰ کو اس کا علم تھا اس لئے اسے مقدر کیا۔

اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے آخر تک۔ اس آیت میں جبریہ، دھریہ اور طبیعیہ پر رد ہے اور تم میں مومن ہیں جس نے ایمان کو پسند کیا۔ جو اس کا کاسب ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا بغیر توبہ کے اور وہ بدعتی جس کا بدعت کفر تک نہ پہنچتا ہو۔ جبکہ کفر کو مقدم ذکر کرنا توبیخ کے لحاظ سے زیادہ مناسب تھا۔ روح البیان جلد ۱۰ سورۃ التغابن پارہ ۲۸ ص۴

حاصل کلام یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ عقیدہ غلط اور فاسد ہے اور مخالف ہے کتاب اللہ سے کیونکہ بندے کو امور دین پر مکلف کیا گیا ہے اور فرائض کے بعد اسے کسب حلال پر مامور کیا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (بیہقی) یعنی حلال کمائی فرض کے بعد فرض ہے۔ روایت کیا اسے بیہقی نے دقولہ تعالیٰ وابتغوا من فضل اللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی رزق حلال تلاش کرو۔ شارع کا یہ حکم طلب رزق حلال سے متعلق ہے۔ یہ بھی ایک اہم فریضہ ہے۔ کما فی احیاء العلوم قولہ الرابع المحترف الذی یحتاج الی الکسب لعیالہ فلیس لہ ان یضیع العیال و یستغرق الاوقات فی العباداۃ بل وردۃ فی وقت الصناعۃ حضور السوق والاشتغال بالکسب و لکن ینبغی ان لا ینسیٰ ذکر اللہ فی صناعتہ بل یواظب علی التسبیحات و الاذکار وقواءۃ القرآن۔ ج ۱ ص ۴۵۳

جیسا کہ احیاء العلوم میں مذکور ہے۔ وہ پیشہ ور جو اپنے بال بچے کے لیے کمائی کا احتیاج رکھتا ہو۔ اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بال بچے کو ضائع کرے۔ تمام اوقات عبادات میں مشغول رہے بلکہ وہ اپنے پیشہ کے لیے بازار جائے۔ کمائی میں مشغول ہو مگر مناسب یہ ہے کہ اپنے پیشہ کے دوران ذکر الٰہی سے غفلت نہ برتے بلکہ تسبیحات، اذکار اور قرآن کریم کی تلاوت میں متواتر مشغول رہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کا فرض یہ ہے کہ اپنے بچوں کے لیے حلال روزی کمائے مگر اپنے اوپر ذکر الٰہی لازم پکڑے جو کمائی سے متصادم نہیں ہے۔ بیک وقت دونوں کام خوبی سے ہو سکتے ہیں یعنی کمائی اور ذکر الٰہی۔

وایضاً فی احیاء العلوم قولہ فان قدر علی الکسب بآلۃ فھو فقیر ویجوز ان یشتری لہ آلۃ وان قدر علی کسب لا یلیق بمروءتہ وان کان متعبداً یمنعہ الکسب من وظائف العبادات واوراد الاوقات

فلیکتسب لان الکسب اولی من ذالک ای الوظائف۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ واراد بہ السعی فی الاکتساب للنفقۃ

ج ۱ ص ۲۹۱

اسی طرح احیاء العلوم میں آیا ہے اگر کسی آلہ کے ذریعے کمانے پر قادر ہو جاتا ہے اور وہ فقیر ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ آلہ خریدا جائے اگرچہ وہ کمائی جس پر وہ قادر ہے اس کے مروت کے خلاف کیوں نہ ہو۔

(مگر کرنا چاہیئے) اور اگر وہ عبادت گزار ہے۔ کمائی اس کے وظائف و اوراد میں مانع ہو پھر بھی کمائی کرے۔ کیونکہ کمائی کرنا اس کے وظائف سے بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ طلب رزق حلال فرائض کے بعد فریضہ ہے۔ اس سے مراد نان نفقہ کے لیے کوشش ہے۔

اقسام عبادت

جاننا چاہیئے کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں ایک متعدی دوسرا لازمی۔ اپنے اہل و عیال کے لیے نان نفقہ پیدا کرنا اور اپنی حاجت سے زائد مال سے صدقہ کرنا عبادت متعدی ہے جو وظائف اور نفلی عبادات سے بہتر ہے۔ (وظائف و عملی عبادات عبادت لازمی ہے) کما فی احیاء العلوم قولہ وان داوم علی الکسب وتصدق فافضل عن حاجتہ فھو افضل من سائر الاوراد التی ذکرناھا لان العباداۃ المتعدیۃ فائدتھا انفع من اللازمۃ والصدقۃ والکسب علی ھذہ النیۃ عبادۃ لہ ای للکاسب فی نفسہ تقرب بہ الی اللہ تعالیٰ ثم یحصل بہ فائدۃ للغیر و تجذب الیہ ای الی الکاسب برکاۃ دعواۃ المسلمین ویتضاعف بہ الاجر ج ۱ ص ۴۵۳

جیسا کہ احیاء العلوم میں ہے اگر اس نے کسب اور ضروریات سے زائد یہ دوام

کیا تو یہ عمل ان سارے اوراد سے افضل ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے۔ کیونکہ متعدی عبادت لازمی عبادات سے زیادہ فائدہ مند اور نفع بخش ہیں۔ اس نیت سے محنت مزدوری کرنا اس کے لئے یعنی کاسب کے لیئے عبادت ہے۔ اس کے ذریعے وہ خدا کا تقرب حاصل کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کا فائدہ دوسرے کو پہنچتا ہے۔ برکت اسے آتی ہے۔ مسلمانوں کی دعاؤں کا حقدار بن جاتا ہے اور اجر بھی دوچند ملتا ہے۔ جلد اوّل صـ ۲۵۳ ۔ اے تبلیغی جماعت والو! دین جاننے کی کوشش کرو تاکہ تمہیں اپنا نفع نقصان معلوم ہو جائے۔

اقسامِ کسب

اعلم۔ جان لو۔ کسب کی چار اقسام ہیں: فرض۔ مستحب۔ مباح اور مکروہ۔ ملاحظہ ہو۔ الحدیقیۃ الندیۃ کی عبارت: قولہ وقال فیہ ایضاً ای فی الاختیار شرح المختار الکسب ای تحصیل امور المعیشۃ علی وجہ المشروع انواع اربعۃ الاوّل فرض وھو الکسب بقدر الکفایۃ ای مقدار ما یکفیہ ویصد حاجتہ لنفیسہ وعیالہ وقضاء دیونہ ثم قال یعنی فی الاختیار فان ترک الاکتساب بعد ذالک ای لبد تحصیل مقدار کفایتہ منہ وسعہ ذالک ای جاز لہ الترک وقال علیہ الصّلوٰۃ والسلام طلب الکسب بعد الصلوٰۃ المفروضۃ ای الفریضۃ بعد الفریضۃ ولانہ لا یتوصل الی اقامۃ الفرض الا بہ ای بالکسب فکان فرضا۔

اسی کتاب میں اور المختار کی شرح الاختیار میں ہے کہ جائز طریقہ سے حصول امور معیشت کی۔ چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم فرض ہے وہ بقدر ضرورت کمائی ہے یعنی اتنی مقدار جو اس کے، اس کے عیال کے اور قرض کو کفایت کرے مزید الاختیار کی عبارت ہے۔ بقدر کفایت کمائی کے بعد اسے کمائی چھوڑنا جائز ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: رزق حلال کا طلب نماز فرض کے بعد دوسرا فریضہ ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ فرض نماز بدون اس کے قائم نہیں کر سکتا۔ مزید اقسام کا ذکر چھوڑتا ہوں۔ پھر رسالہ طویل ہو جائے گا جبکہ مقصود بھی یہی قسم ہے۔

اقسامِ مخلوق باعتبارِ کسب

اعلم۔ جان لو۔ کمائی کے لحاظ سے لوگوں کی پانچ قسمیں ہیں، ملاحظہ حدیقیہ ندیہ کی عبارت:

قولہ ویقال الناس فی الکسب علی خمس مراتب منھم من یری الرزق من الکسب فھو کافر ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ویری الکسب سبباً ولا یعصی اللہ لاجل الکسب فھو مومن مخلص ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ویعصی اللہ تعالیٰ من اجل الکسب ولا یؤدی حقہ فھو فاسق ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ومن الکسب فھو مشرک ومنھم من یری الرزق من اللہ تعالیٰ ولا یدری أیعطیہ ام لا فھو منافق شاک ذکرہ فی مشکوٰۃ الانوار وتنبیہ الغافلین حدیقیہ ندیہ جلد اوّل صـ ۳۱ وصـ ۲۲۲ وصـ ۲۲۳ وصـ ۲۲۴۔

اس کا قول ہے اور کہا جاتا ہے کہ کمائی میں لوگوں کی پانچ مراتب ہیں۔ ان میں سے جو رزق کمائی میں دیکھتا ہے یعنی یقین کرتا ہے وہ کافر ہے ان میں سے جو رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہے کمائی کو ذریعہ جانتا ہے اور کمائی کی وجہ سے خدا کی نافرمانی نہیں کرتا وہ مخلص مومن ہے۔ ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے کمائی کی وجہ سے خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ فاسق ہے۔ ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے اور مزدوری کی جانب سے بھی دیکھتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ ان میں سے جو رزق اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اسے رزق

دیگا یا نہیں وُہ منافق ہے۔ اسے مشکوٰۃ الانوار، تنبیہہ الغافلین اور حدیقہ ندیہ جلد اول ص۲۲۱ تا ص۲۲۳ ذکر کیا گیا ہے۔

اہلیّت توجہ کس کو حاصل ہے؟

اہلیّت توجہ مکلف سے متعلق ہے جو عقل ہے۔ باقی رہا امور معترضہ کے اہلیّت انسان۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک سماوی دوسرا کسبی۔ پھر سماوی کی گیارہ قسمیں ہیں اور کسبی کے سات قسمیں ہیں اور ان سات میں سے ایک قسم جہل ہے۔ ملاحظہ ہو غایۃ التحقیق شرح جامی کی عبارت ص۲۹۵ و ص۲۹۶، نور الانوار ص۲۸۶ اور بحر العلوم ص۸ وان ما جعله ای الجهل من المكتسبة وان لم يكن للعبد فيه اختيار لان العبد قادر على ازالته بتحصيل العلم فكان ترك التحصيل العلم بالاختيار مع القدرة عليه ای بزوال الجهل بمنزلة اختيار الجهل وكسبه باختيار لبقائه على جهلة

یعنی جہل کو کسب سے گردانا گیا ہے اگرچہ اس میں بندہ غیر اختیاری ہو کیونکہ بندہ اس پر قادر ہے کہ اس جہل کو حصولِ علم سے زائل کرے۔ پس اس کا قدرت کا ہوتے ہوئے ترکِ تحصیلِ علم کا یہ مطلب ہُوا کہ اس نے جہل کو اپنے کسب سے حاصل کیا اور وُہ دائمی جہل پر رہے گا۔

اقسام جہل

جہل کی چھ قسمیں ہیں جن کا بیان اور حکم بحر العلوم شرح مسلم الثبوت ص۶۱۷ میں مذکور ہے۔ بعض اقسام میں عذر قبول ہے اور بعض میں نہیں۔ تبلیغی جماعت کو چاہیئے کہ ان سے واقفیت حاصل کرے اور اپنے جہل کی نوعیت کو پہچان لے۔

قدرت کی اقسام

اعلم۔ جان لو قدرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قدرت قدیمہ مؤثرہ ہے جن سے خلق یعنی پیدائش تعبیر کیا جاتا ہے جو خاصۂ خداوندی ہے۔ دُوسری قدرتِ حادثہ غیر مؤثرہ ہے جن سے کسب تعبیر کیا جاتا ہے کما فی قولہ تعالیٰ نحن خلقناکم فلولا تصدقون افرایتم ما تمنون۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا تم تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ کیا تم نے دیکھا ہے جو منی تم ڈالتے ہو (اپنے بیویوں کے ارحام میں) ء انتم تخلقونه ام نحن الخالقون۔ (بتاؤ) کہ تم اس (منی) سے (بنی آدم) کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ جو منی ڈالتے ہو اس سے تم کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور میں اس منی سے انسان پیدا کرتا ہوں اور یہ وعدہ بھی تمہارے ساتھ کرتا ہوں (مدارک شریف ص۲۱۸ جلد چہارم سورۃ الواقعہ)

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بندے سے خلقیت کی نفی فرما دی۔ اور بندے کا کسب ثابت فرمایا جو منی گراتا ہے اپنی منکوحہ کی رحم میں۔ غور کا مقام ہے۔ تمام مسلمان سوچ لیں۔

یہ تبلیغی جماعت جو کہتی ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی ہیں خالق سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ سبحان اللہ! ان کا یہ اعتقاد غلط سے غلط ترین اور بُرے سے بُرا ترین ہے۔ وکیف لا یکون غلطاً غلطی کیوں نہیں ہے! جو بہت سارے خرافات پر مشتمل ہے۔ ان میں ایک یہ کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ سوچ بھی غلط ہے۔ کیونکہ استثناء میں مخلوق کا ذکر نہیں کیا گیا ہے جبکہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ میں ذات باری تعالیٰ مذکور ہے۔

دُوسرا یہ کہ کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ لینا کلام الٰہی میں عین تحریف ہے۔ اس لئے

کہ یہ قرآن کریم کا ایک جُزہے۔

مزید برآں یہ عقیدہ کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ پر عین اعتراض ہے کہ ارشاد ہے واللہ خلقکم وما تعملون۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ کلمہ طیبہ اصل اور تمام عبادات اِس پر موقوف ہیں۔ باقی رہا کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ کہ مخلوق کچھ نہیں کرسکتی بالکل فاسد ہے۔ ثابت ہوا کہ تبلیغی جماعت کے بیانات وعقائد فاسد ہیں۔ اس لئے کہ فاسد کا بنا فاسد ہوتا ہے۔ لان المبنیٰ علی الاصل الفاسد فاسد فافہم

ثبوتِ کسب کی مزید مثالیں

وایضاً قولہٗ تعالیٰ افرایتم ما تحرثون ای ما یحرثونہ من الطعام ای تُثیرُونَ الارض وتلقون فیھا البذر ء انتم تزرعونہ تنبتونہ و تردونہ نباتاً ام نحن الزارعون ای المنبتون وفی الحدیث لایقولن احدکم زرعۃ والیقل حرثۃ مدارک شریف جلد رابع سورۃ الواقعہ ص۲۱۸

وایضاً قال اللہ تعالیٰ واللہ ارکسھم ای ادھم الی حکم الکفار بما کسبوا من ارتدادھم ولحوقھم بالمشرکین۔ والآیۃ تدل علیٰ مذھبنا فی اثبات الکسب للعبد والخلق للرب جلت قدرتہ۔ مدارک شریف جلد اوّل ص۲۳۱، ص۲۳۲۔

وایضاً قال اللہ تعالیٰ وما رمیت یا محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ یعنی ان الرمیۃ التی ارمیتھا انت لم ترمھا انت علی الحقیقۃ لأنک لو رمیتھا لما بلغ اثرھا الا ما یبلغہ اثر رمی البشر ولکنھا کانت رمیۃ اللہ حیث اثرت ذالک اثر العظیم وفی الآیۃ بیان ان فعل العبد مضاف الیہ کسباً والی اللہ خلقاً لاکما تقول

الجبریۃ والمعتزلۃ۔ مدارک شریف جلد ثانی ص۹۸ وایضاً فی الیواقیت و الجواھر جلد اوّل ص۲۲ وبنراہی ص۶۴ و فی روح البیان فنحن معاشر اھل السنۃ والجماعۃ نقول العبد کاسب واللہ خالق۔

(سُورۃ ھود جلد رابع ص۲۰۲ وایضاً فی غایۃ التحقیق شرح جامی ص۳۲۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کیا تم نے دیکھا ہے جو تم بوتے ہو یعنی کھانے کی چیزیں بوتے ہو یعنی زمین جوت کر اس میں تخم ریزی کرتے ہو کیا تم اسے اگاتے ہو یعنی نصل میں تبدیل کرتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں۔ یعنی اسے اگانے والے ہم ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں یہ کوئی نہ کہے کہ میں نے اُگایا بلکہ یُوں کہے مَیں نے کاشت کیا۔ بحوالہ مدارک شریف جلد چہارم سورۃ واقعہ ص۲۱۸۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار میں لوٹا دیا بسبب کسب اپنے کے۔ یعنی ان کا ارتداد اور مشرکین سے میل ملاپ ہمارے مذہب کے مطابق یہ آیت شریف بندہ کے لیے کسب اور اللہ جل جلالہٗ کے لئے خلقیت پر دلالت کرتی ہے۔

(بحوالہ مدارک شریف جلد اوّل ص۲۳۱ و ص۲۳۲)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یا محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے کنکر نہیں پھینکے (تھے) جب پھینکے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکے یعنی وہ پھینکنا جو تو نے پھینکا ہے۔ حقیقتاً آپ کا پھینکنا نہیں ہے۔ اگر تو پھینکتا تو اتنا اثر کرتا جتنا کسی بشر کے پھینکنے سے ہوتا ہے لیکن وہ پھینک (مار) اللہ کی پھینک تھی جس نے اتنا عظیم اثر کیا۔ اس آیت میں بندے کو کسب کی وضاحت اور اللہ تعالیٰ کو خلقیت کی اضافت کی گئی ہے۔ ایسا نہیں جیسا جبریہ اور معتزلہ کہتے ہیں۔

(بحوالہ مدارک شریف جلد دوم ص۹۸ الیواقیت والجواہر ص۲۲ جلد اول۔ بنراس ص۶۴)

تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ ہم اہلسنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ بندہ کاسب اللہ خالق ہے۔ جلد چہارم سورہ ھود ص۲۰۲ وغایۃ التحقیق شرح حامی ص۳۲۵

صرف نام کی تبلیغی گروہ کا کلمہ طیبہ کا یہ معنیٰ کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ مخلوق کچھ نہیں

نہیں کرسکتی یہ عین جبریہ، قدریہ اور معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت عقائد النسفی
وللعباد افعال اختیاری یثابون بھا ان کانت طاعۃ ویعاقبون علیھا کانت
معصیۃ لا کما زعمت الجبریۃ۔ انہ لا فعل للعبد اصلاً والجبریۃ
فرقتان جبریۃ خالصۃ لا یثبت للعبد قدرۃ لا مؤثرۃ ولا کاسبۃ
بل یجعلہ بمنزلۃ الجمادات کالجھمیۃ وجبریۃ غیر خالصۃ یثبت
للعبد قدرۃ غیر مؤثرۃ بل کاسبۃ والمراد ھھنا الفرقۃ الاولی ص۶۴ و
نبراس ص۲۷۲۔

بندوں کے لیئے افعال کا اختیار ثابت ہے۔ اگر طاعت ہو تو ان کو ثواب ملتا
ہے۔ اگر گناہ (نافرمانی) ہو تو ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسا نہیں جو جبریہ کا خیال ہے
کیونکہ قطعاً بندے کو فعل کی نسبت نہیں کرتے۔ جبریہ کے دو فرقے ہیں۔ خالص جبریہ
جو بندے کے لیئے کسی بھی قدرت سے انکاری ہے نہ غیر موثرہ نہ کسبی بلکہ اسے گرے
پڑے جمادات (اینٹ پتھروں) کی طرح گردانتے ہیں۔ غیر خالص جبریہ وہ ہے۔ جو
بندے کے لیئے غیر مؤثر قدرت ثابت کرتے ہیں بلکہ وہ کسبی۔ یہاں پہلا گروہ مراد ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان اور تبلیغی کہتے ہیں اور عقیدہ عین جبریہ
اور دھریہ کا رکھتے ہیں۔ فینبغی لھذا الطائفۃ ان تبکی وتنوح علی فقد
العقل والعلو قبل ان تبکی علی فقد الدین (الجواھر البھیۃ ص۲۶۸)

چاہیئے کہ یہ گروہ روئے اور نوحہ کناں ہو فقدان عقل اور علم پر قبل اس کے
کہ روئے فقدان دین پر۔ (بحوالہ جواہر البھیۃ ص۲۶۸)

ملاحظہ ہو عبارت کتاب الیواقیت والجواہر ان اللہ تعالیٰ خالق الافعال
العباد کما ھو خالق لذواتھم وان العباد مکتسبون لا خالقون خلافاً
للمعتزلۃ ص۱۷۱ وایضا فی الجواھر قولہ وملخص الامر ان من زعم ان
لا عمل للعبد اصلاً فقد عاند وحجہ ص۱۷۳ قولہ قد ثبت الامر الالھی
للعبد بالعمل مثل اقیموا الصلوۃ فلا بد ان یکون لہ فی الفعل عنہ

تعلق من حیث الفعل بہ یسمی قابلا الجواھر ص۱۷۴
بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے جس طرح ان کی ذاتوں کو
پیدا کیا۔ بیشک بندے کاسب ہیں خالق نہیں۔ بخلاف معتزلہ ص۱۷۱
نیز الجواہر سے محض نقل ہے بیشک جس نے یہ گمان کیا کہ بندے کے لیئے
عمل ثابت ہی نہیں تحقیق وہ معاند ہوا اور انکار کیا ص۱۷۳
اس کا قول ہے حکم الٰہی بندے کو عمل پر ثابت ہے۔ جیسے نماز قائم کرنا پس کوئی
چارہ کار نہیں ہے منفصل کے لیے (قبول کرنے والے کیلئے) کہ وہ وہ فعل قبول نہ کرے۔
قولہ وقال فی الواقع الانوار ایضاً محال من الحکیم ان یقول امش یا مقعد
او افعل یا من لا یفعل فان الحکمۃ لا تقتضیہ فبقی نسبۃ الفعل الی الفاعل
ینبغی ان یصرف۔ انتھی الیواقیت والجواھر ص۱۷۶۔ قولہ تعالیٰ واللہ خلقکم
وما تعملون اثبت الفعل للعبد بالضمیر الیواقیت والجواھر ص۱۷۷
قولہ اذا نزھت الحق تعالیٰ عن الشریک فقیدہ بالشرکۃ فی الملک دون
الشرکۃ فی الفعل ما صح تکلیفہ اذ لا بد من شرکۃ العبد فی الفعل الجواھر
ص۱۷۷ وفی التوضیح والتلویح فصل التکلیف بما لا یطاق غیر جائز لوجھین
الاول ان التکلیف لشئ استدعاء حصولہ واستدعاء حصول ما لا یمکن
حصولہ سفہ فلا یلیق بالحکیم بناء علی الحسن والقبح العقلیین الثانی
انہ مما اخبرہ اللہ تعالیٰ بعدم وقوعہ فی ایۃ کثیرۃ کقولہ تعالیٰ لا یکلف
اللہ نفساً الا وسعھا وما جعل علیکم فی الدین من حرج وکل ما اخبر اللہ
تعالیٰ بعدم وقوعہ لا یجوز ان یقع والالزم امکان کذبہ وھو محال و
امکان المحال محال فبھذا الطریق یمکن الاستدلال بالآیات علی عدم
الجواز ص۳۵۸ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون وفی ھذہ الآیۃ
نص علی ان الثواب والعقاب متعلق بکسب الاعمال وھو رد علی الجبریۃ
تفسیر القرطبی در آخر سورہ بقر فی الافعال المکتسبۃ قولہ تعالیٰ

تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون ۝ وقالت الجبرية بنفي اكتساب العبد وانه كالنبات الذي تصرفه الرياح وقالت القدرية والمعتزلة خلاف هذين القولين وان العبد يخلق افعال . تفسير القرطبي ص۸۵

الواقح الانوار میں بھی یوں آیا ہے۔ دانا سے یہ ناممکن ہے کہ وہ شل آدمی سے کہہ دے کہ چل۔ یا کر۔ اسے وہ آدمی جو نہیں کر سکتا۔ عقلمندی کے خلاف ہے ایسا کرنا تو لا محالہ کام کی نسبت فاعل کے ساتھ رہ گیا۔ آخر تک۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔ یہاں ضمیر کی رو سے بندے سے فعل ثابت ہوا۔ اس کا قول ہے۔ جب اللہ تعالیٰ شریک سے منزہ ہے اور یہ مالکیت میں شریک نہ کرنے کے ساتھ مقید ہے۔ اگر فعل کی نسبت بندہ کی طرف نہ کی جائے تو بندے کو فعل میں مکلف نہ بناتا۔

توضیح اور التلویح بابِ تکلیف مالایطاق میں ہے۔ مکلف کرنا اس امر سے جسے وہ طاقت نہیں رکھتا دو وجہوں سے جائز نہیں۔

اوّل یہ کہ مکلف کرنے سے اس سے کسی چیز کا تقاضا کیا جائے گا جس کا حصول ممکن ہو اور ایسا تقاضا جس کا حصول ناممکن ہو بے وقوفی ہے۔ حکیم سے یہ زیب نہیں دیتا اس وجہ سے کہ حسن اور قبح عقلی ہیں۔

دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں خبر دی ہے کہ تکلیف جس کا وہ متحمل نہیں جائز نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو مکلف نہیں بناتا مگر اتنا جتنی اس میں طاقت ہو۔ پھر فرمایا دین میں تمہارے اوپر کوئی تنگی نہیں ڈالی گئی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے واقع نہ ہونے کی خبر دی ہے تو یہ جائز نہیں کہ واقع ہو جائے ورنہ جھوٹ کا امکان ہوگا جو محال ہے۔ محال محال ہی ہوتا ہے۔ اس اصول سے قرآنی آیات سے دلیل نہیں پکڑا جا سکتا کہ بندہ مکلف نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ پھر ہر نفس کو اس کی کمائی پوری ملے گی اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ ثواب و عذاب اعمال پر موقوف ہے۔ جس سے جبریہ فرقہ انکاری ہے۔

تفسیر قرطبی سورہ بقر کی آخر میں لکھتا ہے اس بارے میں کہ افعال کسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یہ ایک امت تھی جو گزر گئی اس کے لیے اپنی کمائی ہے اور تمہارے لیے اپنی تم سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہوگی۔

جبریہ بندہ سے کسب کی نفی کرتے ہیں وہ بندے کو ان پودوں سے تشبیہ دیتے ہیں جن کو ہوا کے جھونکے حرکت دیتے ہیں جبکہ قدریہ اور معتزلہ ہر دونوں قول کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ بندہ افعال کا خود خالق ہے۔

کلمہ طیبہ کے معنی میں میں نے یہ تحقیق اس لئے کہ تبلیغی جماعت کا ترجمہ کلمہ توحید درست ہو جائے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے اور کلمہ طیبہ کا ترجمہ ہے کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ جب مخلوق سے فعل اختیاری کی نفی کی جائے تو قرآن کریم کے سارے احکام بالکل باطل ہو جائیں گے۔ امر و نواہی، وعد وعید میں جبریہ مذہب درست تصور ہو جائے گا۔ اہل سنت والجماعت کا مذہب باطل ہو جائے گا۔ بلکہ قرآن کریم باطل ہو جائے گا۔ ملاحظہ ہو مولانا محمد یوسف کا قول شرح حسامی میں:

قوله ان القدرة والطاقة والوسع ثابتة للعباد في الافعال الاختيارية عند اهلسنت والجماعة خلافاً لجبرية فانهم قالوا العبد مسخر خلق الله كالجمادات وفي هذا القول ابطال الامر والنهي والوعد والوعيد بل الشريعة المطهرة بالكلية۔ مولوی شرح حسامی ج۔۱ ص۲۱۹

اس کا قول ہے۔ بندوں کے لیے افعال اختیاری میں قدرت، طاقت اور وسعت اہل سنت والجماعت کے نزدیک ثابت ہے۔ جبریہ نے خلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندہ مسخر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جمادات کی طرح پیدا کیا ہے۔ اس قول میں امر و نواہی، وعد و وعید بلکہ پوری شریعت مطہرہ کا مکمل طور پر ابطال ہوتا ہے۔

اعلم. جان لو۔ تبلیغی جماعت کی جہالت ان پر خود شاہد ہے۔ ان کا عقیدہ غلط سے غلط ترین اور فحش سے فحش ترین ہے۔ کیونکہ تین امور کی حقیقت تین امور سے معلوم ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو عقد فرید جلد دوم صـ۱۹۸

قال یحیٰی بن خالد ثلاثة اشیاء تدل علی عقول اربابها۔ الکتاب یدل علی عقل کاتبه والرسول یدل علی عقل مرسله والهدیة تدل علی عقل مهدیها۔

یحیٰی بن خالد نے کہا ہے۔ تین چیزیں اپنے ارباب کی عقول پر دلالت کرتی ہیں (کامل غیر کامل) کتاب اپنی کاتب کے عقل کا پتہ دیتی ہے اور بھیجا ہوا اپنے بھیجے ہوئے کی عقل کا پتہ دیتا ہے۔ ہدیہ اپنے پیشکس والے کی عقل کا پتہ دیتی ہے۔

پس ہمیں تبلیغی جماعت کے کتاب سے پتہ چلا علم یقینی کے ساتھ کہ کلمہ توحید کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ لا الہ کا مقصد ہے مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ الا اللہ کا مقصد ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ان جہال نے عبد سے فعل اختیاری کا نفی کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ عین جبریوں کا عقیدہ ہے جبکہ جبریہ فعل اختیاری کا نفی کرتے ہیں عبد سے اور عبد کو اینٹ پتھر کی طرح گردانتے ہیں۔ حقیقت میں ان کا گروہ اور جبریہ دونوں کا اللہ سے مقابلہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو فعل اختیاری ثابت کیا ہے اور اُسے امور دین میں مکلف کیا ہے۔ اس لئے کہ تکلیف بمالایطاق محال ہے یعنی ایسا مکلف کرنا جو اس کے قوت سے باہر ہو محال ہے۔ فافہم۔ خوب سمجھو!

مقدمہ ختم شد



"المقصد الاول فی التبلیغ"

ونحن قائلون بعون الله وتوفیقه وتائیده وتسدیده فی العلم والادب فانهما القطبان اللذان علیهما مدار الدین و الدنیا وفرق ما بین الانسان وسائر الحیوانات والکلام الرتیق الصدیق مصائد القلوب۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اربعة من الکبائر لبس الصوف لطلب الدنیا وادعاء محبة الصالحین وترک فعلهم ذم الاغنیاء والأخذ منهم ورجل لایدبی الکسب ویاکل من کسب الناس۔ (روح البیان جلد ثانی صـ۲)

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چار خصلتیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں یہ کہ دنیا کی طلب کے واسطے صوفیوں کا لباس پہننا یہ کہ نیک لوگوں کی محبت کا دعویٰ کرنا اور ان کے طریقے کو چھوڑنا یہ کہ مالداروں کی برائی بیان کرنا اور ان کی صحبت بھی اختیار کرنا یہ کہ آدمی کا خود کچھ نہ کمانا اور لوگوں کی کمائی سے کھانا۔

مراد یہ ہے کہ تبلیغی جماعت جو برائے نام تبلیغی گروہ ہے۔ ان میں دو بڑے کبائر موجود ہیں یہ کہ ان کا یہ اعتقاد کہ مخلوق قادر بالکسب نہیں ہے اور کلمہ طیبہ کے معنی میں کہتے ہیں کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی حالانکہ یہ مخلوق کی کسب سے منتفع ہوتے ہیں۔ مخلوق کی بنی ہوئی چیزیں استعمال میں لاتے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کا دعویٰ ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی پھر ان کی بنی بنائی چیزیں کیوں استعمال میں لاتے ہیں؟ یہ کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور کہتے ہیں کہ ہم کار رسول صلے اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جو صحابہ کرام کا بھی

کام تھا۔ یہ بھی دعوٰی کرتے ہیں کہ تمہتر فرقوں میں ہماری جماعت ناجیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس دعوٰی محبت میں یہ جھوٹے ہیں کیونکہ ان کا وضع کردہ طریقہ کار بالکل خود ساختہ کسی بھی مذہبی کتاب میں تبلیغ کا یہ طریقہ کار منقول نہیں۔ اور نہ مذاہب اربعہ کے کسی بھی مسلک سے ثابت ہے۔ ثابت ہُوا کہ ان کا یہ طریقہ کار اور عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ سے مخالف ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی طریقۂ کار

مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کفار کو دعوت توحید تھی۔ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی تبلیغ کا طریقہ یُوں تھا۔ کفار پر قبولیت اسلام پیش کیا جاتا یا قبول جزیہ جو کفار کے حق میں ایک ذلت تھی یا جنگ بالسیف۔ تبلیغی جماعت کا یہ تبلیغی مخصوص طریقۂ کار کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ اپنے دعوٰی تبلیغ اور دعوٰی محبت میں جھوٹے ہیں۔ از روئے قرآن مقدس لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ یعنی جھوٹوں پہ اللہ کی لعنت ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الکذب مقراض الایمان یعنی جھوٹ ایمان کی قینچی ہے۔ فافہم

وعن ابی هريرة ولا يجتمع على عبد غبار فی سبيل الله ودخان جهنم مشكوٰة شريف ص٣٣٢ وفی مرقاة فكانا صندان لا يجتمعان كما ان الدنيا والاخرة صندان جلد سابع ص٢٩١ وعن ابی عبس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اغبرت قدما عبد فی سبيل الله فتمسه النار رواه البخاری۔ وفی مرقاة والمعنى صارتا ذاتی غبارٍ فی سبيل الله فاذا كان من الغبار قديمة دافعاً لمس النار اياه فكيف اذا سعى فيها واستفرغ جهده والقىٰ النفس النفيس عليها لبشراه فقتل وقتل رواه البخاری وكذا الترمذی والنسائی جلد سابع ص٢٧١ وفی روح البيان ولكن ينبغی

للمجاهد ان يصحح نيته ويثبت فی مواطن الحرب جلد ثالث سورة الانفعال ص٣٥٣ وايضاً فی روح البيان ففی الجهاد فضائل لا تجد فی غيره وهو ای الجهاد حرفة النبی عليه الصلوٰة والسلام جلد ثالث سورہ توبہ ص٥٣٤

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے (بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص٣٣٢) مرقات میں ہے گویا کہ یہ دونوں ایک دُوسرے کے ضد ہیں۔ جیسا کہ دنیا اور آخرت آپس میں ایک دُوسرے کے ضد ہیں۔ جلد ساتواں ص٢٩١

حضرت ابی عبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ راہِ خدا میں ایک بندے کی پاؤں غبار آلود ہو چکے ہوں پھر اُسے جہنم کی آگ پہنچے روایت کیا اسے بخاری شریف نے اور مرقات شریف اس کا مطلب یُوں بیان کرتا ہے۔ راہ خُدا میں دونوں غبار آلُودہ ہوگئے جب دونوں پاؤں کا غبار آلود ہونا دافع آگِ جہنم ہے۔ اُس کا کیا کہیئے جو راہِ خدا (جہاد) میں خود کوشش کرے اور تمام تر جہد فارغ کر کے خود اپنے جسم سے جہاد میں بڑھے خود قتل ہو جائے یا دُوسرے کو قتل کرے روایت کیا اسے بخاری نے ترمذی اور نسائی نے بھی جلد ساتواں ص٢٧١

رُوح البیان میں ہے مجاہد کے لیئے چاہیئے کہ اپنی نیت صحیح کرے اور میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہے۔ جلد سوم سُورۂ انفال ص٣٥٣ مزید رُوح البیان میں ہے جہاد کے فضائل جہاد کے بغیر کسی عمل میں نہیں ملتے کیونکہ جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشہ تھا (جلد سوم سورہ توبہ ص٥٣٤)

فائدہ: حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشہ تبلیغ بالسیف تھا۔ شہادت کا مرتبہ اُس مجاہد کے لئے ہے جس کی نیت جہاد بلندی کلمہ توحید ہو اور میدانِ جنگ میں ثابت قدم ہو جو کوئی یہی مراتب یہی اسمی مبلغ کے لیئے ثابت کرتا ہو تو یہ کھلا جھوٹ ہے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ ہے۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک تبلیغ شرعی کے تین مراتب ہیں۔ قبولیت اسلام یا قبولیت جزیہ یا

جنگ جبکہ تبلیغی نصاب میں اس شرعی تبلیغ کا کوئی ذکر نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ صرف لغوی لحاظ سے مبلغین ہیں۔ جو خود ساختہ طریقہ سے اپنے بڑوں کا خود ساختہ چھ نمبری دین لوگوں تک پہنچاتے ہیں فافہم

یاد رکھیں تبلیغ کے دو معانی ہیں ایک لغوی اور دُوسرا شرعی۔ لُغت میں تبلیغ صرف پہنچانے کو کہتے ہیں۔ چاہے صدق ہو۔ چاہے جھوٹ ہو چاہے باطل چاہے قصص ہوں اور شرع شریف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر اس قوم کو دین پہنچانے کو کہتے ہیں جنہیں دین نہ پہنچا ہو۔ ملاحظہ ہو ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہما خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد الخیف من منیٰ فقال نضر اللہ ای جملہ اللہ وزینہ امرأ سمع مقالتی فحفظھا وعاھا وبلغھا من لم یسمعھا

وعن جبیر بن مطعم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالخیف خیف منیٰ یقول نضر اللہ عبداً سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا وبلغھا من لم یسمعھا ترغیب ترھیب جلد اوّل ص۸۶

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ کے مسجد خیف میں خطاب فرمایا۔ فرمایا اللہ اسے سرسبز و شاداب رکھے جس نے میرا کہا سُنا اسے محفوظ کیا اور سنبھالا اور پہنچایا اُسے جس نے اسے سُنا نہ ہو۔ بحوالہ ترغیب ترھیب جلد اوّل ص۸۶

یہاں کلام کی لغوی اور شرعی مفہوم کی وضاحت ضروری ہے۔ صحت کلام دونوں کے پہچان پر موقوف ہے۔ ملاحظہ غایۃ التحقیق کی عبارت قولہ لان الکلام لایصح الا بمعرفۃ معناہ وضعاً ای لغۃ واصطلاحاً ای شرعاً اذ لو لم یکن لہ معنیٰ لم یکن مفیداً فکان مھملاً کالحان الطیور ولا یعتبر الا عند شرطہ لان التوقف المشروط علی الشرط کتوقف صحۃ الصلوٰۃ علی الطھارۃ وصحۃ النکاح علی حضور الشھود امر ظاھر باب القیاس ص۲۱۴

اس کا قول ہے کلام کی صحت تب ہو جاتی ہے جب اس کے مطلب کا پہچان ہو جائے جو مطلب اس کے لیئے رکھا گیا ہے۔ یعنی بلحاظ لغت، بلحاظ اصطلاح بلحاظ شریعت۔ اگر اس کا معنیٰ نہ ہو۔ تو وہ مفید نہیں ہوتا۔ وہ مہمل ہوتا ہے جیسا پرندوں کی آواز۔ شرط کے بغیر اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ شرط کا موجود ہونا اس کے لیئے شرط ہے جیسا کہ صحت نماز صحت طہارت پر موقوف ہے۔ صحتِ نکاح گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے۔ یہ ایک کھلی بات ہے۔ (ماخوذ از باب القیاس ص۲۱۴)

اس تحقیق کے پیش نظر تبلیغی جماعت کے لئے دو امور لازمی ہیں: اوّل یہ کہ وہاں جایا کریں جہاں دین نہ پہنچا ہو۔ دارالسلام میں ان کا یہ گشتِ خود ساختہ بالکل جہالت اور بے وقوفی ہے۔ دُوسرا یہ کہ فضائل تبلیغ تو بیان کرتے ہیں۔ لیکن تبلیغ کے شرعی اور لغوی معانی بیان نہیں کرتے۔ ترغیب بیان کرتے ہیں اور ترہیب کا نام تک نہیں لیتے جو خلاف اولیٰ ہے سلفِ صالحین کا۔ ایمان کے فضائل بیان کرتے ہیں مگر ایمان کے لغوی اور شرعی شروط ارکان واقسام بیان نہیں کرتے۔ فضائل قرآن تو بیان کرتے ہیں مگر اس کا لغوی شرعی معانی تقسیماتِ اربعہ اور اقسام عشرین بیان نہیں کرتے فائدہ اس کا یہ ہوا کہ ان کا تبلیغی نصاب اور چھ نمبری دین مردود ہے۔

اعلم۔ جان لو۔ حکم خداوندی یہ ہے کہ مبلغین پر واجب ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی علم حاصل کرے حصُول علم کے بعد تبلیغ کر لیا کرے تاکہ علمی بصیرت کی وجہ سے قرآن وسُنّت کے موافق ہو۔

رہا تبلیغی گروہ یہ عموماً سب اَن پڑھ اور جاہل ہیں۔ بدون علم کے یہ بالکل بیوقوفی اور خسرانِ ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو:

اضواء علی طریق الدعوۃ الی الاسلام۔ قولہ توجد فی العصر الحدیث جماعۃ تدعو الی اللہ ولکنھا فی الغالب تتخبط علی غیر بصیرۃ۔ فالواجب علی دعاۃ الحق ان یکونوا علی بصیرۃ فاھمین ما یدعون الیہ ومتصورین لہ ومؤمنین بہ قل ھٰذہ سبیلی أدعو الی اللہ علی بصیرۃ أنا ومن

اتبعنی - هاتان صفاتان لاتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم القیام بواجب الدعوۃ أن یکسبوا البصیرۃ قبل ان یشرعوا فی الدعوۃ البصیرۃ ھی العلم الذی مصدرہ الوحی والفقہ الدقیق الذی یستفید منہ الداعیۃ الحکمۃ وحسن الأسلوب وکسب القلوب والتحبب الی الناس ص۲۱۷

اس نے کہا ہے۔ نئے زمانے میں ایک جماعت پیدا ہوگی جو اللہ کی طرف بلائیگی غالب گمان یہ ہے کہ وہ بصیرت کے بغیر خطاب کرے گی۔ حق کے داعیوں پر واجب ہے کہ وہ بصیرت والے ہوں۔ جس کے لیئے دوسروں کو بلاتے ہیں۔ ان کو سمجھتے ہوں۔ اور اس کے لئے فکر والے ہوں اور اس پر ایمان والے ہوں یعنی تصدیق والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد قل ھذہ سبیلی الخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دو صفتیں ہیں جس پر قائم رہنا واجب ہے دعوت دینے والے پر لازم ہے کہ وہ دعوت شروع کرنے سے پہلے بصیرت حاصل کرے۔

جو علم ہے اور علم کا اصل وحی، فقہ ہے جن کے ذریعے دعوت کا حکمت۔ عمدہ اسلوب دلوں کا میلان اور لوگوں میں محبوبیت پیدا ہوتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعی تبلیغ کے انبیاء کرام مستحق ہیں اور وارثان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو علمائے اہلسنت والجماعت ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ تعالیٰ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحان اللہ وما انا من المشرکین یعنی کہو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ھذہ السبیل التی ھی الدعوۃ الی الایمان والتوحید سبیلی ای طریقی ومن اتبعنی ای ادعوا الیہ أنا یدعوا الیہ من اتبعنی وفی نفائس المجالس قل ھذا سبیلی ای الدعوۃ الی التوحید الذاتی طریقی المخصوصۃ بی ومن اتبعنی ولا سبیل الی الدعوۃ علی بصیرۃ الا بعد الاتباع قولاً وفعلاً وحالاً وھو النتیجۃ من الانتباع علی الظاھر والبصیرۃ قوۃ للقلب المنور بنور القدس یری بھا حقائق الاشیاء و

بواطنها بمثابة البصر للنفس یرای بہ صور الاشیاء وظواھرھا واتباع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم باب النجاۃ وطریق السعادۃ العظماء۔ قولہ علی بصیرۃ ای ببیان وحجۃ بصیرۃ ای واضحۃ مرشدۃ الی المطلوب فان الدلیل اذا کان بصیراً یتمکن من الارشاد والھدایۃ بخلاف ما اذا کان اعمی ای غیر واضحۃ مرشدۃ الی المطلوب تفسیر روح البیان جلد رابع سورۃ یوسف صفحہ ۳۳۱ - ۳۳۰

کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ میرا وہ راستہ ہے یعنی ایمان و توحید کی دعوت۔ یہی میرا طریق اور راستہ ہے جو میرا اتباع کرے۔ میں اس کی طرف دعوت دیتا ہوں اور وہ بھی اُسی کی طرف بلاتے ہیں جو میرے پیروکار ہیں۔ نفائس المجالس میں ہے۔ قل ھذہ سبیلی سے مراد توحید خالص کی دعوت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میرا طریقہ ہے جو میرے اور میرے پیروی کرنے والوں کے ساتھ مخصوص ہے بصیرت سے دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ قولاً فعلاً اور حالا اتباع ہو۔ اتباع کا یہی نتیجہ ظاہر ہے۔ بصیرت سے مُراد قدوسی انوارات سے قوتِ دل منور ہونا جو اشیاء کی ظاہری باطنی حقائق کو دیکھنے والا ہو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع عظیم سعادت اور نجات کا دروازہ ہے۔

قولہ علی بصیرۃ۔ یعنی وضاحت کامل دلیل کے ساتھ۔ ایسی واضح جو ہدایت والی ہو مطلوب کی طرف۔ بصیرت کا دلیل مرشد و ہدایت ہے۔ خلاف اندھے کے۔ جو مطلوب کی طرف نہ واضح ہوتا ہے نہ ہدایت والا۔

بحوالہ تفسیر رُوح البیان جلد چہارم سورۂ یوسف صفحہ ۳۳۱ - ۳۳۰

حاصل کلام یہ ہے کہ توحید خالص انبیائے کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور وارثان حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان پڑھ اور جاہل اپنے آپ کو مبلغین اور ہدایت والے کہتے ہیں۔ ان کے اوپر علامہ نعمان آفندی الوجی کا حکم صادق آتا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو، قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ اَنا ومن اتبعنی وسبحٰن اللہ وما انا من المشرکین ہ بقولہ وفی الآیۃ اشارۃ الی انہ ینبغی للداعی الی اللہ ان یکون عارفا بطریق ایصال الیہ سبحانہ عالمًا بما یجب لہ تعالیٰ وما یجوز وما یمتنع حق شانہ والدعاۃ الی اللہ تعالیٰ الیوم من ھٰؤلاء الذین نصبوا انفسھم الی الارشاد بزعمھم اُجھل من حمار الحکیم تامًا۔ وھم لعمری فی ضلالۃ مدلھمۃ و مھامۃ یحارفیھا اَلْخَرَّیْتُ وھم یحسبون انھم یحسنون صنعًا ولبئس ما کانوا یصنعون روح المعانی جلد ثالث عشر ص۸۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے : قل ھٰذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحٰن اللہ وما انا من المشرکین۔

علامہ نعمان آفندی الوصی یوں تفسیر فرماتے ہیں : آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ کی طرف داعی پہ لازم ہے۔ کہ وہ اللہ کی طرف پہنچنے کے راستہ سے خوب واقف ہو۔ اسے یہ معلوم ہو کہ اس پر اللہ کی طرف سے کونسی واجبات ہیں۔ جائز کیا ہیں اور ناجائز کیا ہیں لیکن آج کے داعی حضرات جو اپنی زعم میں رشد کا کام کرتے ہیں۔ جاہل اور محکم گدھے ہیں۔ تمام عمر اس گھٹا ٹوپ گمراہی کے اندھیرے بھٹکتے پھریں گے۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں۔ ان کا یہ پیشہ بہت برا ہے۔ (بحوالہ روح المعانی جلد تیرہ ص۸۳)

آفرین صد آفرین نعمان آفندی الوحی کے ایمان پر۔ جو فرماتے ہیں کہ میرے زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور فعلی صفات نہیں جانتے اور نہ صفات واجبی جانتے ہیں۔

نہ جائز اور منع جو اللہ تعالیٰ نے منسوب کئے ہیں۔ بطریقہ وجوب جائز جواز پر اور ناجائز منع پر۔ مقصد یہ ہے کہ جب نعمان آفندی الوحی کے زمانے کے مبلغین محکم گدھے ہوئے تو ہمارے زمانے کے جاہل مبلغین جن کی جہالت اظہر من الشمس ہے۔ ہزار چند محکم گدھے نہیں ملاحظہ فرمائیں۔ مدارک شریف کی عبارت علی بصیرۃ ای مع حجۃ واضحۃ و

واضحۃ وبرھان غیر عمیاء ولا علی ھوی۔ یعنی بصیرت سے مراد اندھے پن اور خواہشات نفسانی کے بغیر واضح اور اکمل دلیل کے ساتھ۔ یعنی پوری بصیرت۔

ملاحظہ فرمائیں تفسیر خازن کی عبارت علی بصیرۃ یعنی علی یقین ومعرفۃ والبصیرۃ ھی المعرفۃ التی یمیز بھا بین الحق والباطل جلد ثالث ص۴۶

بصیرت سے مراد یقین اور عرفان ہے۔ بصیرت وہ عرفان ہے جس سے حق اور باطل میں تمیز ہوتی ہے۔ جلد سوم ص۴۶

ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر کی عبارت : علی بصیرۃ ای ویقین وبرھان عقلی وشرعی جلد ثانی ص۴۹۶۔ بصیرت سے مراد یقین، عقلی اور شرعی دلیل محکم۔ جلد دوئم ص۴۹۶

حاصل کلام یہ ہوا کہ موجودہ تبلیغی جماعت جو تقریباً سب ان پڑھ ہیں ان پڑھ اور جاہل کی مثال اندھے یا چوپائے کی ہوتی ہے۔ یہ حضرات شرعی تبلیغ کے اہل نہیں ہیں البتہ اپنے بڑوں کا خود ساختہ چھ نمبری دین اپنے مخصوص وضع کردہ طریقہ پر لوگوں تک پہنچاتے ہیں جو تبلیغ لغوی ہے۔ یہ حضرات اپنے آپ کو خدائی گرفت میں لاتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! جان لو۔ فقہ، اصول، تفاسیر اور احادیث کا متفقہ فیصلہ ہے جو جاہل اُن پڑھ خود کو مبلغ یا مرشد یا واعظ یا عابد اپنے گمان فاسدہ کے ساتھ ظاہر کرے تو وہ محض رہٹ کا گدھا ہے جو اپنی چکر پر ساری عمر گھومتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ میں نے کوسوں سفر کیا۔

ملاحظہ ہو رُوح البیان کی عبارت فی تفسیر قولہ تعالیٰ ومن اٰیٰتہٖ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم ای لغاتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیٰت للعٰلمین بکسر لام ای المتصفین بالعلم کما فی قولہ تعالیٰ ومایعقلھا الا العالمون وخص العلماء لانھم اھل النظر والاستدلال دون الجھال۔ المشغولین بحطام الدنیا وزخارفھا وفی زماننا قوم لایُحْصٰی عددھم غلب علیھم الجھل بمقام

العلم ولعبة لهم الاهواء والمتعبد بغير علم كحمار الطاحونة يدور ولا يقطع المسافة والعلماء رحمة للجهال والكبار رحمة للصغار والنبي صلى الله عليه وسلم رحمة للخلق والله تعالى رحيم بخلقه. روح البيان جلد سابع سورة الروم ص ۲۰-۲۱.

فرماتے ہیں۔ یہاں علماء کو خاص کیا گیا ہے کیونکہ وہ صاحب استدلال اور صاحب نظر ہیں۔ نہ جہال۔ جو دُنیا کے زیب و زینت میں مشغول ہیں۔ ہمارے زمانہ میں ایک قوم ہے جو اَن گنت ہے۔ ان پر علم کی جگہ جہالت، خواہشات نفسانی کا اتباع غلبہ کر چکے ہیں اور بغیر علم کے عابد بن بیٹھے ہیں۔ ان کی مثال اُس گدھے کی ہے جو رہٹ کے گرد اپنا سفر پورا کرتا ہو۔ علماء جاہلوں، بڑوں اور چھوٹوں کے لیئے رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے رحمت اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحیم ہے۔

(رُوح البیان جلد سات صفحہ ۲۱-۲۰ سورہ رُوم)

فائدہ: جب علمائے اہل سنّت والجماعت جاہلوں کے لیئے رحمت ہیں تو ان پر واجب ہے کہ علماء کے پاس آکر علم دین حاصل کریں۔ اور اپنے آپ پر مغرور نہ ہوں جیسا کہ رائے ونڈ تنظیم دارالسلام میں پھیرتا ہے اور لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ ہم تبلیغ کرتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ تبلیغ دین ایک اعلیٰ اور شریف منصب ہے۔ جس کیلئے اہل لوگ چاہیئے۔ مگر فی زمانہ مبلغین جاہل اور اَن پڑھ ہیں۔ ان پر شیاطین کا تسلط ہوا ہے۔ جو احادیث جہاد بالسیف سے متعلق ہیں وہ اپنی رائے سے خود پر منطبق کرتے ہیں اور یہاں تک تجاوز کرتے ہیں کہ اس راستہ میں جو کوئی نکلے دو رکعت نفل کا ثواب اُنچاس کروڑ سے ملتا ہے۔ ایک روپیہ جو اپنے اوپر خرچ کریگا اسے اُنچاس کروڑ روپے کا ثواب ملے گا۔ یاد رہے کہ ان کا یہ راستہ خود ساختہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیں رسائل ابن العابدین کی عبارت:

قوله وان التبليغ منصب شريف قد قام به افضل الناس بعد الانبياء والمرسلين ذو المقام الحنيف فلابد معه من اجتناب ما احدثه جهلة المبلغين الذين

استولت عليهم الشياطين من منكرات ابتدعوها و محدثات اخترعوها بكثرة جهلهم وقلة عقلهم وعدم اعتنائهم باحكام ربهم وبعدهم عما هو سبب قربهم وانهماكهم فى تحصيل حطام الدنيا وترك العلم الموصل الى الدرجات العليا جلد اوّل ص ۱۴۲.

اس کا قول ہے تبلیغ ایک شریف منصب ہے جو انبیائے کرام اور رسولوں کے بعد بہترین لوگوں کا منصب ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ اجتناب کیا جائے۔ جاہل مبلغین سے جن پر شیاطین کا قبضہ ہوا ہے۔ جنہوں نے برائی کی بنیاد رکھی۔ کثرت جہالت کی وجہ سے اور کمی عقل کی وجہ سے ایک نئی بدعت نکالی۔ جس کی وجہ احکام خداوندی سے بے اعتنائی اور دُوری ہے۔ حالانکہ احکام خداوندی قرب کا سبب ہے یہ دُنیا کے باغ و بہار کے حصُول میں منہمک اور علم کے تارکین ہیں جو درجات علیا کا ذریعہ ہے۔

مقام غور ہے۔ یہی عبارت رائے ونڈ تنظیم پر صادق آتی ہے کیونکہ ان کے دلوں پر شیاطین کا قبضہ ہے۔ اور اپنے اختیار سے جہالت کو علم پر ترجیح دی ہے اس لئے ان کو احکام خداوندی کا کوئی پاس نہیں جو مراتب عظیم مجاہد کے لئے ہیں وہ اپنی منکدر نفسوں پر منطبق کرتے ہیں جو سراسر خسران اور ایمان کا تاوان ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: مفسر رُوح البیان کا بیان جو لعل و جواہر سے کم نہیں۔

قوله ولاسائبة وهم الذين يدورون فى البلاد منتبسين خليعى العذار يدتعون فى مدائع البهيمة والحيوانية بلا لجام الشريعة وقيد الطريقة وهم يدعون انهم اهل الحق قد لعب الشيطان بهم فاتخذوا الههم هواهم فهؤلاء الذين وضعوا هذه الطريقة وابتدعوها لا يعلمون شيئاً من الشريعة والطريقة ولا يهتدون الى الحقيقة فانهم اهل الطبيعة و الخديعة ولقد شاعت فى الآفاق فتنهم وكملت فيهم غرتهم ومالهم من دافع ولا مانع ولا واضع.

(روح البیان جلد ثانی سورہ مائدہ ص ۴۵۲)

یہ وہ لوگ ہیں جو شہروں میں نسبت کرتے ہوئے پھرتے ہیں۔ جن کے چہروں کے گال بالوں سے صاف ہوں گے۔ کھالوں پر جانوروں کی طرح پڑیں گے۔ شریعت اور طریقت کا لحاظ کئے بغیر۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل حق ہیں۔ شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے۔ انہوں نے ہوائے نفسانی کو اپنا معبود پکڑا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو شریعت و طریقت اور حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں اور اس طریقے کو رائج کر چکے ہیں۔ یہ اپنے مزاج اور طبیعت پر چلنے والے ہیں۔ ان کا فتنہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل گیا ہے اور یہ اپنے تکبر میں کامل ہو چکے ہیں نہ کوئی دفع کرنیوالا ہے کہ انہیں دفع کرے اور نہ کوئی انہیں منع کرنیوالا ہے کہ ان کو منع کرے اور کوئی انہیں اپنے تکبر سے گرانے والا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت نے جو راستہ اور طریقہ وضع کیا ہے یہ بالکل خود ساختہ ہے۔ شریعت میں اس کا کوئی مدلل ثبوت نہیں۔ ان کا یہ یقین بنا ہے کہ آپ اس وقت مبلغ اور کامل مومن بن جائیں گے جب ساری عمر میں چار مہینے راہ خدا میں دے دے۔ مہینہ میں تین دن اور شب جمعہ کو تبلیغی مرکز میں حاضری۔

یہ تعینات ان کے بالکل خود ساختہ ہیں یہ ایسی بدعات ہیں جن کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے وایاکم ومحدثات الامور۔ تحذیرا منھا ومن الرجی بھا محدثات جمع محدثۃ وھی مالم یکن معروفا من کتاب ولاسنۃ ولااجماع امۃ فان کل محدثۃ سیئۃ بدعۃ وکل بدعۃ سیئۃ ضلالۃ (شرح الشفا لعلی القاری جلد ثانی ۱۷-۱۸)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بدعات سے بچتے رہو۔ مختصراً بدعت وہ ہے جس کا کتاب، سنت اور اجماع امت میں کوئی ثبوت نہ ہو۔ نیا پیدا کردہ امر گناہ اور بدعت ہے۔ ہر بدعت گناہ اور گمراہی ہے۔

(بحوالہ شرح الشفا لعلی القاری جلد دوم ص ۱۷-۱۸)

جو قاعدہ اور طریقہ تبلیغی جماعت نے گھڑا ہے اگر اس کا وجود کتاب اللہ سنت اجماع امت اور قیاس میں ہو تو چاہیئے کہ یہ حضرات وضاحت کریں۔ اگر اس طریقہ کار کا وجود ان چاروں میں نہ ہو تو ان کا عقیدہ اور بیانات مردود ہیں۔ بلکہ عین خسارہ ایمان ہے ان کا یہ قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تہتر ۷۳ فرقے بنے گی۔ تمام فرقے دوزخی ہوں گے مگر ہم جنتی ہوں گے کیونکہ ناجیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں ہدایت پر ہیں اور کار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں جو تبلیغ ہے۔ سبحان اللہ۔ آیئے ملاحظہ فرمایئے تفسیر روح البیان وایاک ومتابعۃ اھل الھوی فانھم لیسوا من اھل الھدی والبیت لایقدر علی تلقین الحی وانما یقدر الحی تلقین المیت۔ (روح البیان جلد سابع صفحہ ۱۰۴-۱۰۶) تو اہل ھوی کی متابعت سے بچتا رہ۔ اہل ھوی ہدایت والوں میں سے نہیں ہیں۔ ان کی مثال مردے کی ہے۔ مردہ زندہ کو تلقین نہیں کر سکتا۔ البتہ زندہ مردے کو تلقین کر سکتا ہے۔ (روح البیان جلد سات صفحہ ۱۸۱-۱۰۷)

فھذا القول منھم منکر متعجبٌ منہ لغایۃ ظھور بطلانہ فھلکوا واھلکوا خلقاً عظیماً فضلوا واضلوا عن سواء السبیل۔

ان کا یہ قول منکر اور قابل تعجب ہے کیونکہ ان کا انتہائی بطلان ثابت ہوا۔ یہ خود ہلاک ہیں اور خلق عظیم کو ہلاک کیا۔ خود گم کردہ راہ ہیں اور دوسروں کو سیدھے راستے سے گمراہ کر دیا۔ ان کا یہ خود ساختہ تبلیغی طریقہ محض ہوائے نفسانی ہے۔ اتباع ہوائے نفسانی کی وجہ سے یہ مردے ہو چکے ہیں۔ ہدایت کے قابل نہیں رہے ہیں۔ ان کا اپنا قول ہے کہ اللہ سے کرنے کا یقین اور مخلوق سے نہ کرنے کا یقین پیدا کرو۔ یعنی مخلوق فعل اختیاری کا مالک نہیں۔ یہ تبلیغ لغوی کے مبلغین ہیں شرعی کی نہیں جیسا کہ بیان ہوا ہے۔ تبلیغ شرعی مستحق انبیائے کرام اور ان کے ورثاء ہیں:

کما فی روح البیان والعلماء ورثۃ الانبیاء فکما انھم اشتغلوا بالابلاغ والارشاد کذالک ورثتھم فکل مرشد من الورثۃ ینبغی ان یکون غرضہ اقامۃ جاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیمہ بتکثیر اتباعہ ج ۳ ص ۵۲۷

والیضاً فی حاشیۃ نبراس کما ورد فی الصحیح الانبیاء مامورون بتبلیغ الاحکام وارشاد الانام وذالك ای تبلیغ والارشاد بکمال لعقل وقوۃ الرای وقوۃ العلم لیکون دعوتھم واقعۃ علی مایقتضیہ الحکمۃ فی التبلیغ ص۴۹

رُوح البیان میں ہے۔ علماء انبیائے کرام کا ورثاء ہیں جیسا کہ وہ تبلیغ وارشاد میں مشغول تھے اسی طرح ان کا وارث ہے ورثاء میں سے ہر مرشد کے لیئے مناسب ہے کہ اس کا مقصد کثرت اتباع کے ساتھ ساتھ تعظیم اور شان نبوی علیہ الصلوۃ والتسلیمات اجاگر کرنا ہو

حاشیہ نبراس میں بھی اسی طرح ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیائے کرام احکام پہنچانے اور لوگوں کی ہدایت پر مامور تھے یہ تبلیغ اور ہدایت کمال عقل، کمال قوت رائے اور کمال قوت علم کا متقاضی ہے تاکہ ان کے دعوت حکمت کا جو تقاضا ہے۔ اس پر پُورا اُترے۔

ثابت ہوا کہ مخلوق خدا کو ہدایت اور تبلیغ کمال عقل، کمال علم کے بغیر ناممکن ہے۔ تو یہ گروہ جاہل اور ان پڑھ ہے۔ یہ تبلیغ شرعی کے اہل نہیں ہیں۔ البتہ اپنے بڑوں کے وضع کردہ خودساختہ دین کو تبلیغ لغوی کی حیثیت سے پہنچاتے ہیں۔ اپنے آپ کو دنیا اور آخرت میں تباہ کرتے ہیں اور دُوسروں کو بھی تباہ کرتے ہیں، رُوح البیان کی یہ عبارت محفوظ اور مضبوطی سے تھام لو۔

فافھم ای الجھلاء لیسوا من اھل الھدی والمیت لایقدر علی تلقین الحی۔

یہ تبلیغی حضرات دعوٰی کرتے ہیں کہ طریقہ رسول پر ہونے کی وجہ سے جنتی ہیں جو تبلیغ ہے یہ کھلا جھوٹ ہے۔ اس لیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا طریقہ یعنی حرفت جہاد تھا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: لی حرفتان الفقر والجھاد میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد۔

کما فی روح البیان ففی الجھاد فضائل لا تجد فی غیرہ وھو اح

الجھاد حرفۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات رُوح البیان میں ہے کہ جہاد کی جو فضیلت ہے۔ وہ فضائل اس کے بغیر آپ کو نہیں ملیں گے۔ یہ یعنی جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے عرض کیا اعتزلت الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفعل فان مقام احدکم فی سبیل اللہ ای فی الجھاد افضل من صلاتہ سبعین عاماً۔

(روح البیان جلد ثالث سورہ توبہ ص۵۳۴)

یعنی کسی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کیا کہ میں لوگوں سے گوشہ نشین ہونا چاہتا ہوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو تم میں سے اس کا مقام جو اللہ کی راہ یعنی جہاد میں ہو۔ اپنے (گھر پر) نماز سے ستر سال کی نمازوں سے افضل ہے۔

(رُوح البیان جلد ۳ سورۃ توبہ ص۵۳۴)

اعلم۔ المقصود من انزال الکلام مطلق الدعوۃ الی دین الحق والدین الحق ھو الاسلام۔

(رُوح البیان جلد اوّل سورۃ العمران ص۱۲)

جان لو۔ قرآن مقدس کے نزول کا مقصد دین حق کا مطلق دعوت ہے اور دین حق صرف اسلام ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتے ہیں: یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ وفی تفسیر ابن جریر ذکروا انہ اُنقصد عن ابلاغ شئ مما انزل الیہ الیھم فھو فی ترکہ تبلیغ ذالك۔ ان قل ما لم یبلغ منہ فھو فی عظیم ما رکب بذالك من الذنب بمنزلۃ لو لم یبلغ من تنزلہ شیئاً وعن ابن عباس وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی ان کتمت اٰیۃً مما انزل علیك من ربك لم تبلغ رسالتی (سورہ مائدہ)

ذ فی تفسیر بوری العالم وربانی بلغ ما انزل الیك یندرج تحتہ الرحمی والالھامات والمنامات والوقائع والواردات والمشاھدات والکشوف والانوار والاسرار والاخلاق

والمواهب والحقائق ومعانی النبوۃ والرسالۃ فالرسول ان لم یبلغ بعض هذه الحقائق الی العباد لم یمکنهم الوصول الی الله فلا یحصل مقصوده ما أرسل به فلم یبلغ رسالته ألاٰن للتبلیغ مراتب کما انزل إلیه فتبلیغ بالعبارۃ وتبلیغ بالاشارۃ وتبلیغ بالتأدیب وتبلیغ بالتعلیم وتبلیغ بالتزکیۃ وتبلیغ بالتحلیۃ وتبلیغ بالهمۃ وتبلیغ بجزبات الولایۃ وتبلیغ بقوۃ النبوۃ والرسالۃ وتبلیغ بالشفاعۃ وللخلق ایضاً مراتب ای بحسب قبول الدعوۃ بحسب الاستعدادات المختلفۃ۔ (سورہ مائدہ پارہ ۶ تفسیر نیشاپوری علی حاشیہ ابن جریر ص ۱۷۴)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے رسول پہنچا جو کچھ تجھے تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے اس کی رسالت نہیں پہنچائی۔ تفسیر ابن جریر نے یوں تفسیر کی ہے۔ اگر وہ کچھ بھی کمی کرے ان کو پہنچانے میں جو اس پر نازل ہوا ہے۔ تو وہ نہ پہنچانا متصور ہوگا۔

****

راس الحکمۃ مخافۃ اللہ

دانائی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے (حدیث نبوی)

شرعی تبلیغ کے مراتب

شرعی تبلیغ کے گیارہ مراتب ہیں۔ ہر مرتبے کے لئے علیحدہ علیحدہ مبلغ اہلیہ ہے ہر مبلغ پر لازم ہے کہ ہر حقدار کو اللہ تعالیٰ کی یہ امانات پہنچائے تاکہ کسی کی حق تلفی ہو جائے۔ اس کا متقاضی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها پارہ ۵ سورہ نساء۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو اپنے اہل تک پہنچاؤ تو (اپنے اپنے) اہل کو ادا کردو۔

لمحۂ فکریہ!

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت اپنے دلوں میں خوب فکر کرلیں۔ کیا ان میں ان مراتب کے معلوم کرنے کا استعداد ہے کہ نہیں؟ اگر ان میں یہ استعداد و قابلیت ہو تو ان کا اپنے اوپر مبلغین کا اطلاق درست ہے۔ اگر یہ استعداد قابلیت ان میں نہ ہو تو یہ حضرات روح المعانی کی رُو سے کامل گدھے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

ان کے چھوٹے بڑے تمام سوچ لیں۔ اہل سُنّت والجماعت کے نزدیک یہ سب جہلا ہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے جیسا کہ عبداللہ بن حسین نے اپنے بیٹے کو جاہل سے اجتناب کی وصیت کی ہے:

وقال عبد الله بن حسین لابنه محمّد یا بُنیّ أحذر الجاهل و ان کان لك ناصحاً کما تحذر العاقل اذا کان لك عدوّا۔

(عقد الفرید جلد ثانی ص ۹۹)

ترجمہ: عبداللہ بن حسین نے اپنے بیٹے محمد سے کہا اے میرے بیٹے جاہل سے دور رہ اگرچہ وہ آپ بھلا چاہنے والا ہو جیسا کہ تجھ سے آپ کا عقلمند دشمن دور رہتا ہے۔

وایضاً قال الله تعالیٰ یاایها الرسول بلغ جمیع ما انزل الیك من ربّك

مما یتعلق بمصالح العباد فلا یرد ان بعض الاسرار الالٰہیۃ یحرم افشائہ قال ابو ھریرۃ حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین من العلم فاما احدھما فقد بثثتہ واما الاخر لو بثثتہ لقطع ھذا الحلقوم۔ والتحقیق انما یتعلق بالشریعۃ عام تبلیغہ ومایتعلق بالمعرفۃ والحقیقۃ خاص۔ ولکل منھما اھل فھو کالامانۃ عند المبلغ یلزم رفعھا الی ایابھا۔

(تفسیر روح البیان جلد ثانی صـ۴۷ پارہ ۶ سورۂ مائدہ)

وایضاً فی تفسیر خازن و مدارک علی حاشیۃ خازن جلد اول صـ۵۱۲

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے اے رسول پہنچا سب کچھ جو تیرے اور تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ یہاں بعض امور بندوں کی مصلحت سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں رد نہیں کیا جاتا۔ بعض الٰہیہ اسرار ایسے ہیں جن کا ظاہر کرنا حرام ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن بھر دیئے ہیں ایک کا منہ کھولا ہے یعنی خرچ کر ڈالا ہے۔ اگر دوسرے برتن کا منہ کھول دوں تو میرا گلہ کٹ جائے۔ تحقیق یہ ہے جو کچھ شریعت سے متعلق ہے اس کی عام تبلیغ کا حکم ہے جو معرفت اور حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں وہ خاص تک محدود ہے۔ ان میں سے ہر ایک لئے اپنا اپنا اہل ہے۔ مبلغ پر یہ لازم ہے کہ اپنے اپنے مالک کو اس کی امانت پہنچائے۔

مطلب یہ ہے کہ قرآن مقدس کی بعض آیات شریعت سے متعلق ہیں مبلغ ان کا تبلیغ بطریقہ عموم کرے گا تاکہ ہر حقدار کو اس کا حق مل جائے اور بعض آیتیں معرفت اور حقیقت سے متعلق ہیں مبلغ ان کی تبلیغ بطریقہ خاص کرے گا۔ اب جاہل مبلغ یہ تمیز کیسے جانے؟ کہ شریعت سے کونسا حصہ متعلق ہے اور طریقت سے کونسا حصہ متعلق ہے اور طریقت سے کونسا حصہ تعلق رکھتا ہے۔

یہ رائے ونڈ ان پڑھ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت جگہ جگہ پھرتی ہے۔ مبلغ

ہونے کا دعویدار ہے۔ یہ محض دھوکے میں ہیں اور خسران ایمان کا شکار ہیں۔

آیئے احکام القرآن للجصاص کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

بلغ ما انزل الیک من ربک فیہ امر للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتبلیغ الناس جمیعاً ما ارسلہ بہ الیھم من کتابہ واحکامہ وان لا یکتم منہ شیئاً خوفا ان احد ومدارات لہ واخبرانہ ان ترک تبلیغ شئ فلو کمن لم یبلغ شیئاً بقولہ تعالیٰ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ فلا یستحق منزلۃ الانبیاء القائمین باداء الرسالۃ وتبلیغ الاحکام۔

(جلد ثانی پارہ ۶ سورۃ مائدہ صـ۴۴۹)

بلغ ما انزل الیک من ربک کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ تمام لوگوں کو تبلیغ کرے۔ کتاب واحکام سے جو کچھ دے کر ان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ نیز کسی سے خوف یا اس کے لحاظ کے خاطر کوئی چیز نہ چھپائے اور اسے مطلع کیا گیا اگر اس نے پہنچانے سے کچھ بھی چھوڑا یعنی نہ پہنچایا تو گویا کہ کچھ نہ پہنچایا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر ایسا نہ کرے تو تو نے اس کا بھیجا ہوا امر نہیں پہنچایا۔ وہ ان انبیائے کرام کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے جم کر احکام کی تبلیغ فرمائی قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان لا الٰہ الا ھو فھل انتم منتھون ہ وفی روح البیان وفی الآیات امور منھا ان الوحی علی ثلاثۃ انواع نوع امر علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات بکتمانہ اذ لا یقدر علی حملہ غیرہ ونوع خیر فیہ کالمباحات ونوع امر بتبلیغہ الی العام والخاص من الانس والجن وھو ما یتعلق بصالح العباد من معاشھم ومعادھم فلا یجوز ترکہ وان ترتب علیہ مفسرۃ وضاق بہ الصدر وسبیل التبلیغ الرسالۃ ھو اللسان علی رخصۃ فی الترک و ان خاف۔

(جلد رابع سورۃ ھود صـ۱۶)

مختار قول یہ ہے کہ تبلیغ میں تاخیر جائز ہے کیونکہ احکام مکلف بندے کو ضرورت کے مطابق نازل ہو چکے ہیں۔ اس حاجت میں سستی ہو یا تعجیل (فراخی ہو یا تنگی) ایک تھوڑی جماعت کہتی ہے کہ تبلیغ میں تاخیر جائز نہیں جب حاجت تبلیغ پڑ جائے تو بالاتفاق سستی کرنا جائز نہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ تاخیر سے شرعاً عقلاً رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ تھوڑی جماعت کی انکار کی وجہ یہ ہے کہ تاخیر میں عدم جواز کے حق میں وہ مکابرہ سے کام لیتے ہیں۔ شاید تاخیر کوئی مصلحت ہو جس پہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلع ہو جو جواز فی التاخیر سے مستکر ہیں ان کا جواب یہ ہے: یا ایھا الرسول بلغ الخ اور جلدی کا متقاضی ہے۔ وجوب تبلیغ میں چاہے بالفور ہو یا دیر سے ہو دونوں گروہ برابر ہیں جیسا کہ رسالت کا تقاضا ہے کہ حاجت کی ظہور کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ جلدی کا متقاضی ہے۔ کیونکہ تبلیغ کا ظہور عقل تسلیم کرتی ہے اور اس کا فائدہ آشکارا ہے۔

یعنی اس لئے کہ عقل کو نقل کی وجہ سے تقویت ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دلالت اس بات پہ کہ یہ امر جلدی کے لیئے نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے فان لم تفعل الخ مطلب یہ ہے اگر فی الحال تبلیغ نہ کرے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ بالکل تبلیغ کیا نہیں یا تاخیر سے عدم وجوب ثابت ہوتا ہے۔

اعلم۔ جان لو۔ کتاب وسنت کی روشنی میں تبلیغ کی تین صورتیں ہیں: اوّل قبولیت اسلام۔ دوم یا جزیہ دینا۔ سوم یا تلوار سے جنگ کرنا۔ ملاحظہ ہو ابوداؤد شریف کی عبارت:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا لقیت عدوك من المشرکین الی الکفار فادعوھم الی احدی ثلاث خصال او خلال شک من الراوی فایتھا اجابوك الیھا فاقبل منھم وکف عنھم۔ ادعوھم الی الاسلام بیان الخصلۃ الاولی فان ھم أبوا فادعوھم الی اعطاء الجزیۃ ھذا اشارۃ الی الخصلۃ الثانی فان اجابوا فاقبل منھم وکف عنھم فان ابوا ھذا اشارۃ الی الخصلۃ الثالثۃ

فاستعن باللہ وقاتلھم۔ (ابوداؤد شریف ص ۳۵۲-۳۵۱) باب فی دعاء المشرکین الی الاسلام وایضا فی ترمذی ج ۱ ص ۲۹۱ ولمعات وحاشیہ بخاری ۳۲۹

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے دشمن کفار سے جب تیرا سامنا ہو جائے تو ان کو تین میں سے ایک کی طرف بلاؤ۔ جو بھی وہ قبول کرے تم بھی اسے تسلیم کر لو جنگ سے ہاتھ کھینچو۔ اسلام کی دعوت دو (پہلی شرط کا بیان) اگر انہوں نے یہ منظور کیا تو تم بھی اسے قبول کرو اور جنگ سے باز آجاؤ۔ اگر انکار کیا (تیسری شرط) تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے لڑو۔ حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعی تبلیغ کے تین درجے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک بنام ھرقل۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط فارس کو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴۲-۳۴۴

ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے بحوالہ معجزات ص ۱۲۴۔ جنگ یرموک کے دوران جبان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ صلح کرتے ہیں۔ صلح ایک نیک اقدام ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے جواب دیا۔

اے جبان صدق دل سے اسلام قبول کر لو۔ اگر قبول اسلام کے بغیر صلح کرنا چاہتے ہو تو جزیہ دینا قبول کر لو۔ اس کے بغیر کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ تلوار ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی جبکہ معرکہ یرموک میں دشمن کے لشکر کی تعداد سات لاکھ ساٹھ ہزار نفوس تھی۔

تبلیغی جماعت اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ وہ ایک ہندو سے کہے کہ آؤ دین اسلام قبول کر دیا جزیہ دینا قبول کرو۔ یا پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ہم دونوں ہاتھ جوڑ کر تبلیغی جماعت سے یہ وضاحت پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم رائے ونڈ کس لیئے جاتے ہو؟

اگر وہاں پڑھنے کے لئے جاتے ہو تو درس نظامی کا حصول رائے ونڈ مدرسہ پر موقوف نہیں درس نظامی کے مدارس ہر جگہ موجود ہیں

اگر دوسروں کو سکھانے کے لئے جاتے ہو تو تم خود بے علم ہو۔ ان پڑھ ہو۔

تو تم لوگوں کو سکھاؤ گے کیا؟

اگر یقین سیکھنے اور سکھانے کے لیے جاتے ہو تو نکلتے وقت جیب کا محاسبہ فرض کیوں سمجھتے ہو۔ گرمی و سردی کا لباس ترک کیوں نہیں کرتے ہو۔ گرمی اور سردی بھی مخلوق ہے جبکہ تمہارے عقیدہ کے مطابق مخلوق کچھ نہیں کر سکتی تو تم گھڑیوں سے کب نجات پاؤ گے۔ بغل میں چھری منہ میں رام رام۔ لما تقولون مالا تفعلون ۝ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ۝

ہم نہایت ادب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جتنا تم رُج کر کھاتے ہو کیا اتنا کھانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، ائمہ مذاہب اربعہ یا سلف صالحین سے ثابت ہے؟ کہتے ہو کار رسول کرتے ہیں۔ کیا تزکیۂ نفس کرنا کار رسول نہیں؟

اتمامِ تبلیغ

وفی تلویح فقد تم التبلیغ فی دیارنا ای فی دار الاسلام وانتشر شرائع الاسلام واحکامه ص۴۹۷ وفی المدارک ما علی الرسول الا البلاغ تشدید فی ایجاب القیام بما امر به وان الرسول قد فرغ مما وجب علیه من التبلیغ وقامت علیکم الحجة ولذتکم الطاعة فلا عذر لکم فی التفریط جلد اوّل ص۳۰۴

وفی جواهر البهیة قوله لا یصد عن ذالک صاد الی ان اشرقة الدنیا برسالته ضیاء ابتهاجًا ودخل الناس فی دین الله افواجًا وصارت دعوته سیر الشمس فی الاقطار وبلغ دین القیم ما بلغ اللیل والنهار وانتشرق دعوته فی مشارق الارض ومغاربها واتباعه علی دینه اکثر من اتباع سائر النبوة ص۱۱ وایضاً فی الجوهرة النیریة فی کتاب السیر ص۳۱۸ وفی روح البیان ای لأن الشان لم یکن ربک مهلک القری بظلم واهلها

غافلون المعنی بان لا یجری علیه قلم تکالیف الشریعة الا بعد البلوغ بالاوامر والنواهی شوان الاحکام الالٰهیة قد بلغت الی کل اقلیم وبلغ الشاهد الغائب الی یومنا هذا من قدیم وامتلأ الأذان من سماع الحق جلد ثالث ص۱۰۱ قوله تعالیٰ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله و لو کره المشرکون وفی تفسیر ابن کثیر عن تمیم الداری رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول لیبلغن هذا الامر ما بلغ اللیل والنهار ولا یترک الله بیت مدر ولا وبر الا ادخله هذا الدین یعز عزیزاً ویذل ذلیلاً عزا یعز الله به الاسلام وذلا یذل الله به الکفر فکان تمیم الداری یقول قد عرفت ذالک اهل بیتی لقد اصاب من أسلم منهم الخیر والشرف والعز ولقد اصاب من کان کافراً منهم الذل والصغار والجزیة جلد ثانی ص۳۵ وایضاً فی ابن کثیر جلد ثانی ص۶۸-۶۶۔ شرح لقایه جلد ثانی ص۴۲۱۔

تلویح میں ہے۔ تحقیق ہمارے ممالک یعنی دار السلام تبلیغ تکمیل کو پہنچا ہے اسلام کے شعائر اور احکام پھیل چکے ہیں۔ ص۴۹۷۔ تفسیر مدارک ما علی الرسول الا البلاغ کے تحت لکھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا منصب تکمیل کو پہنچایا ہے۔ تم لوگوں پر حجت قائم ہوئی ہے۔ نہ تمہیں تفریط کی اجازت ہے اور نہ کوئی عذر قبول تم پر اطاعت ہی لازم ہے۔ جلد اوّل ص۳۰۴۔ جواہر البہیۃ میں ہے۔ کوئی رکاوٹ ڈالنے والا رکاوٹ نہیں ڈال سکتا کہ اس کے رسالت نے تمام دُنیا کو منور کیا ہے لوگ دین میں گروہ در گروہ داخل ہو گئے ہیں۔ اس کی دعوت سُورج کی رفتار پر تمام اقطار پر پھیل گئی ہے۔ دین متین وہاں پہنچا ہے جہاں دن رات ہیں اس کی دعوت مشرق و مغرب روشنی کی طرح پھیل گئی ہے۔ اس کے دین کے متبعین تمام انبیاء کرام سے زیادہ ہیں ص۱۱۔

الجوہرۃ النیریۃ کتاب سیر ص۳۱۸ میں یہی لکھا ہے۔ تفسیر روح البیان لو یکن

ربک مھلک القریٰ الخ کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ مُراد وہ علاقے ہیں جہاں دین پہنچا نہ ہو کیونکہ احکام شریعت وہاں نافذ ہوتے ہیں جہاں اسلام پہنچا ہو۔ اب احکام الٰہی دُنیا کے ہر کونے کو پہنچ چکے ہیں۔ آج تک حاضر نے غائب کو دین پہنچایا ہے اور کان سماع حق سے بھر گئے ہیں۔ جلد تیسرا صـ۱۰۱ ھُوالّذی اَرسَلَ رَسُولَہٗ الخ کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتا ہے۔ تمیم داری سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ جہاں دن رات پہنچے ہیں وہاں تک یہ دین پہنچ کر رہے گا۔ کچے مکانات اور جھونپڑیوں میں پہنچ کر رہے گا۔ اس دین کی پہنچ سے عزت مند عزت مند ہو جائے گا۔ ذلیل ذلیل ہو جائیگا۔ معزز کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسلام کو عزت دیگا اور اس کے ذریعے کفر ذلیل ہوگا۔ تمیم داری فرماتے ہیں کہ جس گھر میں اسلام پہنچا وہاں شرافت عزت اور بھلائی پہنچی اور کافر کو جزیہ سے ذلیل کیا گیا۔ ان تصریحات سے پتہ چلا کہ آواز دین مشرق سے مغرب تک پہنچا ہے۔ تمام بنی نوع انسان چاہے کافر ہیں چاہے مسلمان مگر ان کے کانوں تک خدا کا نام، حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور قرآن مقدس کا نام پہنچا ہے۔ ان کو تبلیغ کرنیوالے مبلغ شرعی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ ان کو دین پہنچا ہے۔

سوال: انبیائے بنی اسرائیل کو جیسے حضرت یوشع علیہ السلام کو مبلغین اور مقررین کہنا کیا جائز ہے؟

جواب: ہاں اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ایسی تھی جن میں بعض کو دین پہنچا تھا اور بعض کو نہیں۔

جن کو دین نہیں پہنچا تھا اُن کو پہنچانے والے مبلغین کہلاتے ہیں جن کو دین پہنچا تھا ان کو مقررین کہتے ہیں۔ جیسا کہ نبراس میں مذکور ہے:

ان اسرائیل لم یکونوا مبلغین بالنسبۃ الیٰ غیرھم الدعوۃ سابقا صـ۹۰

بیشک انبیائے بنی اسرائیل مبلغین نہیں تھیں۔ ان کے حق میں جن کو پہلے دعوت پہنچی تھی یعنی جن کو پہلے دعوت دین پہنچ چکی تھی اس نسبت سے وہ مبلغین نہیں تھے۔

میرے مسلمان بھائیو! ان اطلاقات کے پیشِ نظر تبلیغی جماعت کی پوزیشن آپ کے سامنے واضح ہوگئی ہوگی۔ درحقیقت دین میں بحیثیت اہمیت جہاد نماز کے دوسرے نمبر پر ہے۔ ان کی تبلیغی نصاب ملاحظہ فرمائیں۔ ذکر جہاد بالسیف بحیثیت مضمون درج نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جہاد ان کی نظروں میں نرم بستر باندھ کر بھرے پیٹ بھری جیب چلنے پھرنے کا نام ہے۔ ان کی اکثریت موجودہ دور میں جہاد کو خون خرابہ کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اگر ان حضرات کا یہ مؤقف ہو کہ کفر کے کانوں تک اسلام پہنچا نہیں ہے اسلئے یہ جہاد خون خرابہ ہوگا۔ ہم حقائق کو سامنے رکھ کر عرض کریں گے کہ اب کفر اگر موجود ہے تو عناداً موجود ہے جو کسبی ہے۔ ازالہ جس کا جہاد بالسیف سے ہوگا۔ یہ صرف نہیں بلکہ ان حضرات نے دین کے دیگر امور میں دخل اندازی شروع کی ہے جیسے دورہ استقاط، مُردوں کے پیچھے خیرات وصدقات، سورہ ملک کی تلاوت بشب جمعہ، شب تیس رمضان کو سورہ رُوم اور عنکبوت کی تلاوت۔ نماز کے بعد اجتماعی شکل میں دُعا کو نہ خود مانتے ہیں۔ نہ وہاں کرنے دیتے ہیں جہاں ان کی اکثریت ہے۔

ان کا مؤقف یہ ہے کہ ہم نے سربراہانِ رائے ونڈ کو نہ ایسا کرتے دیکھا ہے اور نہ کہتے دیکھا ہے۔ افسوس صد افسوس از رُوئے شریعت ان کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جہاں ہیں اور جہاد بالسیف کے معاندین کما فی عقد الفرید جلد دوم صـ۹۹

وفی روح البیان فعلی العاقل ان لا یغتر بظاھر حالھم بل ینظر الی وھن اعتقادھم وفساد بالھم فیعتبر کل الاعتبار ویتجنب من ھذہ سیرتھم ویسلک طریق الاختیار ویعتصم باللہ بالانقطاع عما سواہ ویتمسک بالتوحید الحقیقی حی یھتدی الی الصراط المستقیم

روح البیان میں ہے کہ عاقل کو چاہیے کہ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ ہو بلکہ ان کی اعتقاد اور وبال فساد کو دیکھے۔ ان کی سیرت اور کردار سے

کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیئے۔ اور نیک لوگوں کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ سب کچھ سے منہ موڑ کر خدا کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے۔ ماسوٰی سے قطع تعلق کرنا چاہیئے۔ توحید حقیقی کو مضبوطی سے تھامنا چاہیئے تاکہ ہدایت صراط مستقیم نصیب ہو جائے۔ تفسیر آل عمران جلد دوم ص۱۷

مختصر یہ ہے کہ یہ تبلیغی جماعت کے حضرات اپنے اُوپر مبلّغین کا اطلاق کرتے ہیں جو ان کی جہالت ہے۔ اس لئے کہ یہ تبلیغ شرعی کے اقسام اور مراتب نہیں جانتے اور نہ مستحقین تبلیغ جانتے ہیں۔ اس لیئے ان سے اجتناب ضروری ہے بلکہ لازمی ہے

وان الجاهل كل الجاهل من لا يعرف ما صدق عليه قوله ومن اكل ما قد عرف مضاته فيؤثر شهوته على راحة بدنه (عقد الفريد جلد ثامن ص۳۱۰)

وہ پورا کا پورا جاہل ہے جو وہ نہیں جانتا جس کی وجہ سے اس پر جہالت کا قول صادق ہو۔ جو وُہ کھائے جس کا مضرت بھی اُسے معلوم ہو جو اپنی خواہش کو اپنے راحت بدن پر ترجیح دے

جاہل کے قول پر اعتماد جائز نہیں:

كما فى روح البيان فى تفسير قوله تعالىٰ ذٰلكم خير لكم ان كنتم تعلمون۔ اى ان كنتم من اهل العلم فان الجهلة لا يتعدبا فعالهم واقوالهم جلد تاسع ص۵۰۶ سورہ صف

یعنی کہ تم صاحب علم ہو کیونکہ جاہلوں کے اقوال و افعال پر اعتماد نہیں۔ جلد ۹ ص۵۰۶ تفسیر سورۂ صف۔ جب ایک آدمی جاہل بن جاتا ہے تو اس پر وعظ و نصیحت کوئی اثر نہیں کرتا۔

كما فى روح البيان قوله تعالىٰ ان كان ان يغويكم قد سبق ان نوحًا عليه السلام وصفهم بالجهل والجاهل لا ينفع فيه النصح والوعظ (جلد رابع ص۱۲۱ سورہ ھود)

یعنی نوح علیہ السّلام نے ان کو جہالت سے تعبیر کیا۔ جاہل میں وعظ و نصیحت کوئی نفع نہیں دکھاتا۔

وفى عقد الفريد لا تصاحب الجاهل فانه يريد ان ينفعك فيضرك وقال اردشير حسبكم دلالة على عيب الجاهل ان كل الناس تنفر منه وتغضب من انتسب اليه جلد ثانى ص۲۰۰

عقد الفرید میں ہے۔ جاہل کے ساتھ دوستی مت کرو۔ وُہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر تجھے ضرر پہنچائے گا۔

اردشیر کا قول ہے۔ جاہل سے تمام لوگوں کی نفرت اس کی جہالت کا ثبوت ہے جو ان سے منسوب ہے۔ اُن سے بھی بُعد رکھا جاتا ہے۔ جہال کے حق میں کیا خوب کہا ہے۔ ثقام الحرث ليس له شفاء

وداء الجهل ليس له طبيب ۔ ۔ جہالت کی مرض کا کوئی ڈاکٹر نہیں۔

وفى الجهل قبل الموت موت لاهله ۔ جہالت جاہل کیلئے موت سے پہلے موت

واجسامهم قبل القبور قبور ۔ اوران کے اجسام قبروں سے قبل قبروں میں ہیں

وان امرؤ لم يحيى بالعلومية ليس له النشور نشور۔ اگر ایک آدمی علم سے زندہ نہ ہوا تو اس کے لئے ہمیشہ کی موت ہے جس سے جی اٹھنا نہیں ہے۔

(روح البیان جلد دوم ص۹۱۵)

جہل کی تعریف

سوال: جہل کسے کہتے ہیں؟

جواب: اعتقاد شئ علىٰ خلاف ما هو به فى الواقع۔ غاية التحقيق شرح حسامى ص۳۲۵ و نور الانوار ص۲۹۹ (بحر العلوم شرح مسلم الثبوت)

یعنی حقیقت کے خلاف کسی چیز کا اعتقاد جم جانا۔

رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کہتی ہے کہ تبلیغ صرف علماء کا منصب نہیں بلکہ ہر کوئی کرسکتا ہے۔ ان کا یہ کہنا کتاب وسنت اور فقہ کے خلاف ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ راہِ تبلیغ میں کوئی نکلے اور اس کے پیر گرد آلود ہوگئے تو جہنم کی آگ اُن پیروں پر حرام ہوجاتی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ تبلیغ میں نکل کر اپنے اُوپر ایک روپیہ صرف کرنے کا ثواب انچاس کروڑ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تبلیغ میں نکل کر دو رکعت نماز نفل کا ثواب انچاس کروڑ کے برابر ہے

یہاں جان کی بازی تھوڑی لگانی ہے کہ اعمال کی اتنی قیمت بڑھ جائے جب مسلمان میدانِ جنگ میں کفر کی تلوار کی زد میں آجاتا ہے تو وہ قیمتی ہوجاتا ہے اور اس کے اعمال کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ فافہم۔ ثم فافہم

وجمیع ھذہ الاقوال من ھذہ الطوائف جنون محض ومکابرۃ للحواس والعقول۔ لیس فی القرآن وفی السنن ولا فی العقول شئ من ھذا وھذا فی الواقع اعتراض علی جمیع الامم وعلی جمیع عقولھم وھذا صفۃ من عظمۃ مصیبۃ بنفسہ ومن لادین لہ ولا عقل لہ ولا علم لہ۔ جواہر البہیۃ ص۲۰۰ وایضاً فی جواہر البہیۃ انظر العاقل الفاضل الی ھذہ الاباطیل بحرق منہا حسبین الدھر وھذہ کلھا من قلۃ علمہ وقلۃ دینہ وقلۃ حیائہ وکثرۃ جھلہ واللہ جل جلالہ ینتقم منھم بھن الاکاذیب نعوذ باللہ من الضلال ص۲۰۰

ان فرقوں کے یہ تمام اقوال جنون محض ہیں۔ یہ ان کے عقلوں اور حواس کا ضد یعنی تکبر ہے۔ قرآن وحدیث میں ان کا کوئی ثبوت نہیں۔ ان کے دماغ عقلوں سے خالی ہیں۔ اصل میں یہ تمام امت اور ان کے تمام عقلوں پہ اعتراض ہے۔ یہ صفت اپنی جان پہ عظیم مصیبت میں سے ہے۔ اسی جواہر البہیۃ میں ہے۔ ان خرافات کو اگر کسی عاقل فاضل نے خیال کیا تو اس کے قدموں تلے زمین چلی جائے گی۔ یہ سب کچھ کمیٔ علم، کمیٔ دین، کمیٔ حیا اور زیادتی جہالت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ان

خرافات کا بدلہ لے گا۔ گمراہی سے اللہ کی پناہ ص۲۰۰

تحریف فی الدّین

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ہر صاحب جانتا ہے کہ یہود تحریف کرتے تھے تورات میں۔ رائے ونڈ گروہ کے تراجم وتشریحات میں تحریف فی المعانی ہیں۔ قرآن اور احادیث میں تفصیل آگے آرہا ہے۔

الطاعۃ کلھا سبیل اللہ کما فی زیلعی ج۱ ص۲۹۸۔ جملہ طاعات خدا کا راستہ ہے۔

"بحث در فی سبیل اللہ"

جہاں کہیں قرآن پاک، احادیث اور کتب مذہب میں سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں) کا ذکر آجاتا ہے۔ بالاتفاق اس سے مجاہدین فی سبیل اللہ مراد لیا جاتا ہے۔ کما فی ترمذی "باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ۔ من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ فھما حرام علی النار الاغبرار فی سبیل اللہ کنایۃ عن السعی الی الجھاد وفیہ مبالغۃ بأنہ اذا کان الاغبرار دافعاً لمس النار فکیف نفس الجھاد۔ والمراد بسبیل اللہ السعی الی الجھاد وھو المتعارف فی الشرع ج۱ ص۲۹۲ ابواب فضائل الجھاد وایضاً والوجہ ان لفظ فی سبیل اللہ فی عرف الشریعۃ یستعمل فی الجھاد ص۲۹۱ وفی شیخ زادہ علی البیضاوی فان لفظ سبیل اللہ مختص بالجھاد فی عرف القرآن ج۱ ص۵۸۴ ونسائی ج۲ ص۵۵-۵۲ وبخاری ج۱ ص۳۹۴ وفی المذاھب الاربعۃ قولہ وفی سبیل اللہ ھم الفقراء المنقطعون الغزو فی سبیل اللہ علی الاصح ج۱ ص۶۲۱۔ وزیلعی ج۱ ص۲۹۸۔

جس کے دونوں پیر اللہ کے راستے میں غبار آلودہ ہو گئے۔ دونوں دوزخ پر حرام ہیں۔ اللہ کے راہ میں غبار آلودگی جہاد میں کوشش کی طرف اشارہ ہے اور اس میں مبالغہ ہے۔ جب غبار آلودگی دوزخ کی آگ سے آرہا ہے تو جہاد کا کتنا بلند مرتبہ ہوگا؟ شرح شریف میں فی سبیل اللہ سے جہاد میں کوشش مراد ہے جو معلوم ہے۔ ابواب فضائل جہاد جلد اوّل ص۲۹۲ اور یہی حکم چہرے کا بھی ہے۔ شریعت کی طرف میں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے ص۲۹۱

بیضاوی شریف کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن پاک کی طرف میں لفظ سبیل اللہ جہاد کے لیئے خاص ہے۔ جلد اول ص۵۸۴۔ نسائی اور بخاری شریف کا بھی اس پر اتفاق ہے۔ نسائی جلد دوم ص۵۵-۵۴۔ بخاری شریف جلد اوّل ص۳۹۴۔



بیشک سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (القرآن)

"المقصد الثانی"

فی فضیلة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر ونحن قائلون بعون الله وتوفیقه وتائیده وتسدیده فی العلم والادب فانهما القطبان اللذان علیهما مدار الدین والدنیا وفرق ما بین الانسان وسائر الحیوان۔

اعلم۔ جان لو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت قرآن وحدیث اور آثار سے ثابت ہے۔ اما الاوّل لقوله تعالیٰ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر۔ ای جماعة داعیة الی الخیر أی إلی ما فیه صلاح دینی ودنیوی فالدعاء الی الخیر عام فی التکلیف من الافعال والتروک ویأمرون بالمعروف وهو ما استحسنه الشرع والعقل فهو الموافقة وینهون عن المنکر وهو ما استقبحه الشرع والعقل وهو المخالفة واولئک هم المفلحون۔

وایضاً قوله تعالیٰ کنتم خیر أمة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر۔ روح البیان جلد ثانی ص۷۸ سورۃ آل عمران و فی احیاء العلوم وهذه الآیة یدل علی فضیلة الامر بالمعروف والنهی عن المنکر جلد ثانی ص۳۰۷ واما الاخبار قال الحسن البصری قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الشهداء أمتی رجل قام الی امام جائر امرہ بالمعروف ونهاه عن المنکر فقتله علی ذالک فذالک الشهید منزلته فی الجنة بین الحمزة وجعفر رضی الله تعالیٰ عنهما

(احیاء العلوم جلد ثانی ص۳۱۱)

وفی روح البیان عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم أنه سئل وهو

علی المنبر من خیر الناس قال أمرهم بالمعروف وانهاهم عن المنکر وأتقاهم لله وأوصلهم للرحم۔

وقال علیہ السلام من أمر بالمعروف ونهی عن المنکر فهو خلیفة الله فی أرضه وخلیفة رسوله وخلیفة کتابه۔

(روح البیان جلد ثانی ص۴۲)

واما الآثار وسئل حذیفة عن میت الاحیاء فقال الذی لا ینکر المنکر بیده ولا بلسانه ولا بقلبه احیاء العلوم۔ جلد ثانی ص۳۱۱۔

اوّل: ارشاد باری تعالیٰ ہے تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے یعنی ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف دعوت دینے والی ہو۔ نیکی سے مراد دنیا اور آخرت کی درستگی۔

دعوت الی الخیر سے مراد عام اعمال جس کا انسان مکلف کیا گیا ہے۔ کرنے اور چھوڑنے کی دعوت۔

ویأمرون بالمعروف سے مراد وہ اعمال ہیں جو شریعت اور عقل کے موافق ہوں۔

وینهون عن المنکر سے مراد وہ اعمال ہیں جو شریعت اور عقل کے منافی ہیں اولئک هم المفلحون۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے تم بہترامت ہو۔ تم لوگوں کے لیئے پیدا کیئے گئے ہو کہ بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو۔ احیاء العلوم میں ہے کہ یہ آیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

اس بارے میں احادیث: حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امت کا بہترین شہید وہ آدمی ہے۔ جو جابر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر اسے بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اس پر وہ اسے قتل کرے اس شہید کا مکان جنت میں حمزہ اور جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

درمیان ہوگا۔ بحوالہ احیاء العلوم جلد دوم ص۳۱۱

رُوح البیان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ ان سے پوچھا گیا۔ تمام لوگوں میں بہتر کون ہے؟

فرمایا۔ امر بالمعروف کرنے والا، برائی سے روکنے والا، اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور صلہ رحمی کرنیوالا۔

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو بھلائی کا حکم کرے، برائی سے روکے وہ اس کے زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ اس کے رسول اور کتاب کا خلیفہ ہے۔

(بحوالہ روح البیان جلد دوم ص۴۲)

آثار سے فضیلت: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زندہ مردے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا وہ زندہ مُردے کی حکم میں ہے جو برائی کو ہاتھ سے، زبان سے اور دل سے نہ روکے۔ (بحوالہ احیاء العلوم جلد دوم ص۳۱۱)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی حقیقت اور ماہیت کا بیان

تفسیر مدارک قولہ فی قولہ تعالیٰ ولکنی رسول من رب العالمین ابلغکم رسٰلٰتِ ربی وأنصح لکم میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں:

النصح کی تفسیر:

ارادة الخیر لغیرك مما ترید لنفسك وادالنهایة فی صدقة العنایة۔

سورہ اعراف جلد ثانی ص۵۸

دوسرے کا بھلا چاہنا ایسا جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ یا ارادہ کی سچائی میں انتہار کو پہنچنا۔

قوله تعالیٰ قال انما یأتیکم به الله إنشاء وما انتم بمعجزین ولا ینفعکم نصحی.

النصح کی تفسیر: النصح کلمة جامعة تکل ما یدور علیه الخیر من فعل او قول وحقیقة الخاصة - ارادة الخیر والدلالة علیه ونقیضه الغش وقیل هو اعلام موضع الغی لیتقی وهو موضع الرشد لیقتضی

(سورہ ہود جلد رابع پ ۱۲ ص ۱۳۰)

یہ ایک ایسا جامع کلمہ جو ہر قسم خیر پر حاوی ہے۔ چاہے فعلی ہو یا قولی ہو حقیقت خاصہ بھلائی کا ارادہ ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے۔

وقولہٗ تعالیٰ وانصح لکم وفی روح البیان تحته زیادة اللام مع تعدی النصح بنفسه یقال نصحتك للدلالة علی الخاص النصح لهم وإنها لمنفعتهم ومصلحتهم خاصة فإنه ربّ نصیحة ینتفع الناصح أیضاً ولیس الامر ههنا کذلك والفرق بین التبلیغ الرسالة وتقریر النصیحة أن تبلیغ الرسالة معناه أن یعرف أنواع تکالیف الله وأحکامه والنصیحة - المراد بها الترغیب فی الطاعة والتحریر من المعاصی والارشاد إلی ما فیه مصالح المعاد قال الحدادی النصح احراج الغش من القول والفعل سورة اعراف جلد ثالث ص ۱۸۳

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانصح لکم میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ یہاں النصح اور تعدی میں لام کا اضافہ خصوصیت کے لیئے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے خاص طور پر تجھے نصیحت کی۔ یہ لفظ ان کے نفع اور خاص مصلحت کے لیئے استعمال کیا گیا ہے۔ بسا اوقات نصیحت ناصح کو بھی نفع دیتا ہے لیکن یہاں اس طرح نہیں۔ تبلیغ رسالت اور تقریر نصیحت میں فرق ہے۔ تبلیغ رسالت سے مراد اقسام تکالیف الٰہیہ اور اس کے احکام کی پہچان ہے۔ نصیحت سے مراد عبادت کے لئے ترغیب اور معاصی سے پرہیز ہے۔ رہنمائی کرنا اس طرف جس میں آخرت کی بھلائی ہو۔ حدادی نے کہا ہے کہ النصح سے مراد قول اور فعل سے ملاوٹ نکالنا ہے۔ (روح البیان سورہ اعراف جلد سوم ص ۱۸۳)۔

وضاحت مذکورہ سے پتہ چلتا ہے کہ تبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہم نے جو بفصوص ذکر کئے ہیں۔ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق ہیں۔ فضیلت تبلیغ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شروط کا بیان

شرط اوّل اور شرط دوم کی ابتداء بستان العارفین کی اس عبارت سے شروع کی جاتی ہے۔

قوله وینبغی۔ یہ لفظ احتیاط اور وجوب کے لیے لایا جاتا ہے۔ ینبغی للمذکر ان یکون عالماً بتفسیر القرآن والاخبار واقاویل الفقهاء.

وروی عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه أنه رأی رجلا یقص للنّاس فقال له أتعرف الناسخ والمنسوخ فقال لا فقال له علی هلکت وأهلکت بستان العارفین ص ۱۴

(ترجمہ) مقرر کے لیے لازمی ہے کہ وہ تفسیر قرآن، احادیث اور اقوال فقہاء جانتا ہو۔ (شرط اوّل)

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو واقعات سُنا رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس سے پُوچھا کیا آپ ناسخ اور منسوخ جانتے ہیں۔ بولا۔ نہیں۔ حضرت علیؓ نے اسے فرمایا تو ہلاک ہوا اور دوسروں کو ہلاک کیا۔ صاحب معارف القرآن نے یہ الفاظ بھی بڑھائے ہیں چل میری مسجد سے نکلو۔ پھر نہ آنا۔ (معارف القرآن سورہ بقر ص ۲۸۵ (شرط دوم)

تیسری شرط: وشرطها أی الامر والمعروف والنهی عن المنکر ان لا أدی الی الفتنة۔ (انوار محمود ج ۲ ص ۳۷۴)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک شرط یہ ہے کہ فتنہ کا باعث نہ بنے۔

و فی تفسیر روح البیان بحیث لا یقطع الواعظ فی الفتنۃ و فی تفسیر احمدی تحت قولہ و اُن لا یکون موجبًا للفتنۃ والفساد وزیادۃ الذنوب کما صرح فی المواقف ص۱۵۲-۱۵۱ وایضاً فی تفسیر احمدیہ ان شرط النہی اُن یعلم الناہی اُنہ ینکرہ قبیح لعینہ او لغیرہ وان لا یکون ما ینہی عنہ واقعاً ص۱۵۲ وفی روح البیان شرط الامر بالمعروف تابع للمأمور بہ ان کان واجباً فواجب وان کان ندباً فمندوب واما النہی عن المنکر فواجب کلہ لان جمیع المنکر ترکہ واجب لانصافہ بالقبیح جلد ثانی ص۷۳ وایضاً فی نبراس ص۱۳۲

تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایسا ہو کہ واعظ فتنہ میں نہ پڑ جائے۔

تفسیر احمدی نے یہ شرط بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ذکر کیا ہے کہ یہ اس کی طاقت سے باہر نہ ہو کہ فتنہ فساد اور کثرت گناہ کا ذریعہ بن جائے۔ جیسا کہ مواقف میں صراحت کیا گیا ہے۔

تفسیر احمدی نے یہ بھی شرط لکھی ہے کہ برائی روکنے والا کونسی برائی منع کر رہا ہے آیا اس کی قباحت لعینہ ہے یا لغیرہ ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ جس سے وہ منع کرتا ہے اس سے خود وقوع پذیر نہ ہو۔

رُوح البیان میں ہے۔ یہ بھی ایک شرط ہے کہ امر کرنے والا دیکھے۔ جس چیز کا امر کرتا ہے وہ واجب ہے تو اس کا امر بھی واجب ہے۔ اگر وہ امر مستحب ہے تو اس کے لیے امر بھی مستحب ہے۔

باقی رہا نہی عن المنکر تو اس کا روکنا بالکل واجب ہے کیونکہ تمام برائیوں

کا چھوڑنا واجب ہے۔ تبلیغی جماعت کے لیئے غور کا مقام ہے۔ کیا یہ ناسخ اور منسوخ جانتے ہیں کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہل کہتے ہیں کیا معروف حسن لعینہ یا لغیرہ کا پہچان رکھتے ہیں؟

منہی عنہ کے متعلق کیا ان کو اتنا علم ہے کہ قباحت اس کی لعینہ یا لغیرہ۔ تبلیغی جماعت کو تو صرف چھ نمبروں کا رٹ لگایا جاتا ہے۔ جن کے گرد گھومنا لازمی ہوتا ہے جیسا کہ گدھا آنکھیں بند رہٹ کے گرد گھومتا ہے۔ ان پڑھ سے ان پڑھ اور عالم سے عالم تبلیغی بھی ان چھ نمبری دین کا پابند ہوتا ہے۔ ان کا یہ چھ نمبری دین فضائل کے بیان تک محدود ہے۔ منہیات کا ذکر کرنا یہ خلاف تبلیغ سمجھتے ہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو اپنے مساجد میں نہ گھسنے دیں۔

"اقسام امر بالمعروف و نہی عن المنکر"

کما فی تفسیر احکام القرآن للجصاص الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وھی علی منازل ای اقسام بالید وبلسانہ وبقلبہ جلد ثانی ص۳

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں۔ ہاتھ سے۔ زبان سے دل سے۔

ہاتھ سے: ہاتھ سے روکنا حکام اور سلاطین کا کام ہے۔ زبان سے روکنا علمائے اہل سنت والجماعت کا حق ہے اور دل سے روکنا عوام کا کام ہے جیسا کہ تفسیر احمدی لکھتا ہے۔ من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ قالوا اُن الامر بالید الی الامراء باللسان الی العلماء وبالقلب الی العوام ص۱۵۲

یعنی بُرائی کو ہاتھ سے روکنے کا کام حکام اور سلاطین ہی کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے

پاس اختیارات ہوتے ہیں۔

زبان سے: زبان سے علماء ہی روک سکتے ہیں کیونکہ اُن کو اوامر و نواہی کا علم ہوتا ہے۔

چونکہ عوام علم سے عاری ہوتے ہیں اس لیئے برائی کو دل ہی سے بُرا جانیں تاکہ ایمان اضعف سے گر نہ جائیں۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے طریقوں کا بیان

پہلا طریقہ: کیف یرتب الامر فی اقامتہ فانہ انما الوعظ بیدأ بالسھل فان لم ینفع ترقی الی الصعب (مدارک شریف جلد اوّل ص۱۷۲)

واعظ وعظ کیسے شروع کرے؟ واعظ ابتدا نرمی سے کرے اور اگر نرمی سے وعظ اثر نہ کرے تو واعظ وعظ میں سختی کرے۔

دُوسرا طریقہ: وعظ ترغیب و ترہیب پر مشتمل ہوگا۔ کما فی تفسیر مدارک الموعظۃ الحسنۃ أن یخلط الرغبۃ بالرھبۃ والانذار بالبشارۃ۔ اچھا وعظ وہ ہے ترغیب و ترہیب دونوں ملے ہوئے ہوں۔ ڈرانے اور بشارت دینے پر مشتمل ہو۔ جلد دوم ص۳۰۵

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما ارسلنٰک الا بشیرا ونذیرا۔ ہم نے تجھے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا۔

تیسرا طریقہ: کما فی روح البیان لان فعل الانسان لابد وأن یکون معللا اما بالرھبۃ واما بالرغبۃ والرھبۃ متقدمۃ علی الرغبۃ لان دفع الضرر مقدم علی جلب النفع کما ان التخلیۃ قبل التحلیۃ

جلد ثانی ص۴۰۰ وایضاً فی روح البیان ولان الانذار اوقع فی القلوب واشد تاثیرا فی النفوس فان دفع المضار اھم من جلب المنافع جلد اوّل ص۴۵

چوتھا طریقہ: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم عین جہاد ہے:

روح البیان میں ہے۔ فعل انسان کسی علت سے خالی نہیں ہوتا۔ رہی بات ترہیب ترغیب کی ترہیب کو ترغیب پر مقدم رکھا جائے اس لیے کہ ضرر دفع کرنا حصول نفع سے مقدم ہے۔ اسلئے کہ پہلے خلوت ہے پھر زینت۔ آگے آتا ہے۔ ترہیب دلوں میں خوب گھر کر لیتی ہے اور نفوس میں اس کی تاثیر دیرپا ہوتی ہے کیونکہ دفع ضرر منافع کے حصول سے زیادہ اہم ہے:

کما قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار الولی۔ القرب، والدنو۔ ای قاتلوا من یحکم وبقربکم من العدو وجاھدوا الاقرب فالاقرب ولا تدعوا الاقرب وتقصدوا الابعد فیقصد الاقرب الاقرب بلادکم واھالیکم واولادکم۔ فیہ انھم اذا امنوا الاقرب کان لھم محاربۃ الابعد وقد وقع امر الدعوۃ ایضاً علی ھذا الترتیب فانہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات امر اوّلا بانذار عشیرتہ فان الاقرب احق بشفقۃ والاصطلاح لتاکید حقہ۔ روح البیان جلد ثالث سورۃ توبہ پ۱۰ ص۵۲۸

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو ان کافروں سے لڑو (جہاد کرو) جو تمہارے نزدیک ہیں۔ الولی کا معنی نزدیک۔ تشریح ان سے پہلے جہاد کرو جو دشمن تمہارے پڑوس اور قریب ہوں پھر اُن سے جہاد کرو جو دوسرے نمبر پر قریب ہوں۔ دعوت اسلام ہی پہلے قریب کو دو۔ اگر تم دُور کا ارادہ کرو (اور نکلو) تو تمہارے قریب والا تمہارے شہر پر اہل واولاد حملہ کر دے گا۔ جب قریب والے ایمان لے آئیں تو دور والوں کے ساتھ وہ تمہارے طرف سے لڑیں گے۔ دعوت اسلام کا بھی یہی حکم ہے اور اس میں

بھی یہی ترتیب رہے (جو لڑنے کے لئے مقرر ہے)

اسلئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے اپنے اقرباء ڈرانے کا حکم ہوا اسلئے کہ قریب والا حق کی وجہ سے شفقت اور نیک بنانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ روح البیان جلد سوم سورہ توبہ پ۱۱ ص۵۳۸

قولہ تعالیٰ۔ وانذر عشیرتک الاقربین وانما امر بانذار الاقربین لان الاھتمام بشانھم اھم فالبدایۃ بھم فی الانذار اولیٰ۔ کما ان البدایۃ بھم فی البر والصلۃ وغیرھما اولیٰ۔ وھو نذیر قولہ تعالیٰ یا یھا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم۔ روح البیان سورۃ الشعراء پ۱۹ جلد۶ ص۳۱۱-۳۱۰

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اپنے قریب رشتہ داروں کو ڈرائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اقربا کے ڈرانے کا حکم ہوا۔ کیونکہ ان کی اہمیت زیادہ تھی۔ ایسلے تنذیر میں اُن سے شروع کرنا اولیٰ ہے جیسا کہ نیکی اور وصلت میں اپنوں سے ابتدا کی جاتی ہے چونکہ وہ نذیر تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے اے ایمان والو! لڑو ان (کافروں سے) جو تمہارے قریب ہیں۔

فائدہ: امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور جہاد کا ایک ہی حکم ہے۔ جہاد میں مسلمان پہلے قریبی دشمن سے لڑیں گے پھر ان کے قریب پھر ان کے قریب آخر حد تک۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ قریب کو چھوڑ کر پہلے دور سے شروع کر دو۔ اسی طرح وعظ میں بھی یہی درجہ بندی ہے۔

پہلے اپنا گھر، پھر پڑوسی، پھر گاؤں پھر اس کے قریب والا گاؤں الغرض یہی ترتیب جاری رہے۔ خدا کا تو یہی حکم ہے جو بیان ہوا آپ نے پڑھ لیا۔ اب ہمارے رائے ونڈ تنظیم والوں کو دیکھو جو تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے۔ سوات، بونیر، باجوڑ، الغرض کتنے دُور دُور سے بستر کندھے پر اُٹھائے پنجاب چلے جاتے ہیں رائے ونڈ

پہنچ کر معلوم چران کی تشکیل کہاں کی جاتی ہے۔ گھروں سے مہینوں، سالوں باہر رہتے ہیں یہ عین قرآن وحدیث کی مخالفت ہے اپنے پرایوں کے حقوق پائمال کرنا کونسی نیکی ہے۔

اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے مستحقین کون ہیں؟

علمائے اہلسنت والجماعت اس منصب کے صحیح مستحقین ہیں۔ کیونکہ ارشادِ مطلوبِ حق کی طرف رہنمائی کے لیے جس علم وحکمت کی ضرورت ہے وہ اس سے مزین ہے۔ دلائل محکم واضح طور پر جانتے اور پہنچا سکتے ہیں۔ یعنی شروط وارکان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے خوب واقف ہیں:

کما فی روح البیان قولہ ان الوعظ اظھار للاحکام الشرعیۃ بحیثیت لا یقع الواعظ فی الفتن والغرض منہ زوال المرض والمرض علی نوعین مرض القلوب ومرض الابدان فمرض القلوب اکثر من مرض الابدان والجھل مرض من امراض القلوب فلا بد لہ من طبیب حاذق یعالجھم ویزیل مرضھم بتعلیم احکام الدین فی اصلہ وفرعہ ومن لم یکن حاذقا لا یذیل مرضھم بل یزیدھم مرضاً فیھلکھم۔ والاطباء ھم العلماء دون الجھال لان الجھال قد مرضوا مرضاً شدیداً حتیٰ عجزوا عن علاج انفسھم فضلا من علاج غیرھم الخ روح البیان قبیل من قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا۔

روح البیان میں ہے۔ وعظ سے مراد ایسے طریقہ سے شرعی احکام کا اظہار ہے کہ واعظ فتنہ میں نہ پڑے۔ جس کا مقصد مرض کا علاج ہوتا ہے جبکہ بیماری دو قسم کی ہے۔ دلوں کی بیماری اور ابدان کی بیماری ظاہر ہے۔ دلوں کی بیماری ابدان کی بیماری سے زیادہ ہے اور جہالت دلوں کی بیماریوں سے ایک بیماری ہے پس حکیم حاذق سے

کوئی چارۂ کار نہیں۔ تاکہ ان کا علاج کرے۔ اصل اور فرع میں احکام دین کی تعلیم سے ان کی بیماری زائل کرے۔ اگر حکیم حاذق نہ ہو تو وہ ان کی مرض زائل نہیں کر سکے گا بلکہ ان کا مرض بڑھ کر وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ حکماء علماء ہی ہیں نہ جہال۔

کیونکہ جہال خود ایسے مرض کا شکار ہیں (جو جہالت ہے) جن کی علاج سے عاجز آ چکے ہیں۔ یہ اپنے علاج سے دوسروں کے لئے فارغ نہیں ہو سکتے۔

بیان مذکورہ سے چار امور واضح ہو گئے۔ وعظ کی تعریف۔ وعظ کا مقصد۔ مستحق وعظ اور جاہل غیر مستحق وعظ جو مردے کے حکم میں ہے۔

قولہ ولانہا ای الامر بالمعروف والنہی عن المنکر من عظائم الامور وعزائمہا التی لا یتولاہا الا العلماء باحکام اللہ تعالیٰ ومراتب الاحتساب وکیفیۃ اقامتہا فان الجاہل ربما نہی عن معروف وامر بمنکر وربما عرف الحکم فی من ہبۃ وجہلہ فی مذہب صاحبۃ فنہاہ عن منکر وقد یغلظ فی موضع اللین ویلین فی موضع الغلظہ۔

(روح البیان سورۃ آل عمران پ۴ جلد ثانی ص۸۳)

وایضاً فی ص۷۵ قولہ والداعی الخیر فی الحقیقۃ شیوخ الطریقۃ فان من لم یعرف اللہ لم یعرف الخیر اذ الخیر المطلق ہو الکمال المطلق الذی یکون للانسان بحسب النوع من معرفۃ الحق والوصول الیہ کما کان للنبی علیہ السلام۔ (روح البیان جلد ثانی ص۷۵)

وایضاً فی تفسیر ابن جریر ص۲۴۔ ونسابوری علی حاشیۃ ابن جریر ص۳۰۔ وتفسیر خازن ص۲۸۵ وفی روح البیان ایضاً فغیر المستقیم وان کان موحداً ربما امر بما ہو معروف عندہ منکر فی نفس الامر وربما نہی عما ہو منکر عندہ معروف فی نفس الامر جلد ثانی ص۷۵

اس کا قول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اعظم ترین کاموں میں سے ہے علماء کے بغیر کوئی دوسرا یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ علماء اس سے عہدہ برآ ہونے کی کیفیت، مراتب کا لحاظ اور احکام خداوندی سے واقف ہوتے ہیں۔ بسا اوقات جاہل سے معروف منع کرنا سرزد ہو جاتا ہے اور برائی کا حکم کر بیٹھتا ہے۔ بسا اوقات وہ صاحب مذہب کے متعلق بھی نہیں جانتا حالانکہ مذہب کا حکم جانتا ہوگا۔

بسا اوقات برائی منع کرنے میں جہاں نرمی درکار ہو وہاں سختی کر بیٹھے گا۔ جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں نرمی برتے گا۔

مزید آگے فرماتا ہے۔ درحقیقت داعیان الی الخیر شیوخ طریقت ہیں۔ کیونکہ جسے خدا کا عرفان حاصل نہ ہو وہ خیر کو کیا جانے؟ کیونکہ مطلق خیر انسان کے لیے انتہائی کمال کی بات ہے۔

جو معرفت حق کے مطابق ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر نسابوری اور تفسیر خازن ان تینوں کی یہی رائے اور حکم ہے۔

روح البیان مزید لکھتا ہے کہ جاہل سیدھے راستے پر نہیں ہوتا۔ اگرچہ وہ موحد ہوگا کیونکہ بسا اوقات وہ ایک بھلائی کا حکم کرتا ہے۔ وہ اصل میں برائی ہوتی ہے اور برائی سے وہ منع کر لیتا ہے۔ حقیقت میں وہ بھلائی ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! یہ تبلیغی جماعت کے ارکان کہتے ہیں کہ اس راستہ میں ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب پچاس کروڑ روپیہ صدقہ کرنے کے برابر ہے۔ دو رکعت نفل کا ثواب پچاس کروڑ کے برابر ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کس سند سے اپنے چلنے پھرنے کے راستے کے لئے ثابت کرتے ہیں کہ اتنا بڑا ثواب ہے۔ یہ ان کا زبانی جمع خرچ ہے۔ بغیر سند کے زبانی احکام کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ روح البیان میں مذکور ہے: فالدعوی باطلۃ بدون الدلیل وصاحبہا ضال

مضل. والمدعی کالزانیۃ والتابع لہ علی ھواہ کولد الزانی فان ولد الزانی ھالک حکماً لعدم المربی والاتباع لمبتدع لا ینتج الا المبدعۃ والالحاد جلد اوّل ص۲۰۸

دلیل کے بغیر دعوٰی باطل ہوتا ہے۔ ایسا دعوٰی کرنے والا خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ ایسا بے دلیل مدعی زانیہ کی طرح ہے اور تابع اُس کا نفس پرست ہے جیسا کہ ولد زنا ہوتا ہے اور ولد زنا سرپرست نہ ہونے کی وجہ سے ہلاک کے حکم میں ہے۔ بدعتی کے پیروی کرنے کا انجام بدعت اور الحاد ہی ہوتا ہے۔

وفی تفسیر المدارک ولانہ ای الامر بالمعروف والنھی عن المنکر لا یصلح لہ الا من علم بالمعروف والمنکر وعلم کیف یرتب الامر فی اقامتہ فانہ یبدا بالسھل فان لم ینفع ترقی الی الصعب ج۲ ص۱۴۲

تفسیر مدارک میں ہے کہ بدون علم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں ہوسکتا علم اس لیئے ضروری ہے کہ اس سے عہدہ برا ہونے کے سلسلہ میں سہولت یعنی آسانی سے کام لے اگر نرمی سے نفع نہ ہو تو سختی کی طرف قدم بڑھائے۔ یعنی سختی کرے۔

وفی احکام القرآن فی قولہ تعالٰی ولا تقف مالیس لک بہ علم۔ وان لا یقول وما لا یعلم صحتہ ودل علی انہ اذا اُخبر عن غیر علم فھو اثم فی خبرہ کذباً کان خبرہ او صدقاً لانہ قائل بغیر علم ونبھاہ اللہ تعالٰی عن ذالک جلد ثالث ص۲۰۴

احکام القرآن اللہ تعالٰی کی اس ارشاد "اس کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں" کی تفسیر میں لکھتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس خبر (واقع۔ اطلاع بات) کی صداقت کا علم

نہ ہو۔ اگر بغیر علم کے کوئی ایسی دلالت کرے گا تو گناہ ہے۔ چاہے وہ اطلاع اسکے جھوٹ ہونے کے متعلق ہو۔ یا درست ہونے کے متعلق درست ہو مگر چونکہ کہنے والے نے بغیر علم کے کہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالٰی نے ایسا کرنے سے منع فرمایا (جلد سوم ص۲۰۴)

وفی تفسیر المدارک ولا تتبع مالم تعلم ای لا تقل رأیتُ وما رأیت و سمعتُ وما سمعت۔ جلد ثانی ص۳۱۴۔

تفسیر مدارک اس متذکرہ آیت (ولا تقف مالیس لک بہ علم) کی تفسیر میں لکھتا ہے جب تک تجھے علم نہ ہو۔ اتباع نہ کر۔ اور یہ مت کہو میں نے دیکھا ہے آپ نے نہیں دیکھا ہے۔ میں نے سُنا ہے آپ نے نہیں سُنا ہے۔ جلد دوم ص۳۱۴۔

فائدہ: اللہ تعالٰی نے جاہل کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے منع فرمایا ہے کیونکہ جاہل معروف، منکر، خیر مطلق جو کمال مطلق ہے نہیں جانتا جبکہ اسے شیوخ طریقت جانتے ہیں جیسے تور ڈھیری صاحبؒ اور سوات صاحبؒ۔ جیسا کہ رُوح البیان جلد دوم ص۷۵ میں مذکور ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

الجواھر البھیۃ شرح العقائد النسفی قولہ ومن العجب کل العجب ان الانسان اذا عجز عن معرفۃ حقیقۃ نفسہ فعن معرفۃ حقیقۃ الحق من باب اولی ص۲۹۱

نہایت ہی تعجب کا مقام ہے جب انسان نفس کی حقیقت کی پہچان (معرفت) سے بطریق اولٰی عاجز ہے ص۲۹۱۔ اسی کتاب کا ص۸ ملاحظہ ہو۔ قولہ فمن حق نظرہ واستعمل فکرہ وجد نفسہ اجھل الجاھلین۔ جس کی نظر رسیدہ ہوتی ہے۔ وہ جب اپنی فکر کو اپنے نفس پر مرکوز کرے تو اپنے نفس کو حد درجہ بیوقوف پاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے اپنے آپ کو کارِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر گامزن سمجھتے ہیں۔ اپنے نفسوں کا انہیں کیا خبر کہ کتنے تکبر اور اکڑ سے بھرے پڑے ہیں

قربِ حق کے۔ بجائے خورد و نوش کا قرب حاصل ہوا ہے کہ جب کھانے لگ جاتے ہیں تو اُٹھنے کا نام نہیں لیتے الٹا کہتے ہیں کہ راہِ خدا میں خوب کھاؤ۔

کیا اِسے تزکیۂ نفس کہتے ہیں؟ اور تزکیۂ نفس کا کب موقع نکالیں گے؟ گھروں میں زیادہ کمانے اور بچت کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ باہر نکل کر راہِ خدا بن جاتا ہے کھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ہمارے ناقص خیال میں یہ حضرات مرنے کے بعد تزکیۂ نفس کریں گے یا شاید ان کا خیال ہو کہ ہمیں مرنا نہیں ہے کہیں موقع نکال لیں گے۔ فیاللعجب۔

نیز تفاسیرِ قرآنِ مقدس اور احادیث سے ثابت ہُوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مستحق صرف علمائے اہلسنت والجماعت ہیں اور شیرخ طریقت۔ یہ ان پڑھ لوگوں کا کام نہیں۔ لیکن پھر بھی اِن اَن پڑھ لوگوں کا اس کام جلیلہ پر اُڑے رہنا ان کے لئے ذلت ہی ذلت ہے کما فی روح البیان ومن ذلت قدمہ عن الشرع فی الدنیا بارتکاب المحظورات ذلت فی الاٰخرۃ۔ ایضاً ازمن فی الدنیا اعمیٰ محجوباً غیر واصل کان فی الاٰخرۃ ایضاً کذالک والعیاذ باللہ جلد ثانی پ۔ سورۂ ال عمران ص۷۶ وفی تفسیر الاحمدیہ وکونہ کفایۃ یفھم من قولہ تعالیٰ منکم لان من ھٰھنا للتبعیض علی المختار وان جاز کونہ للتبیین کما قال صاحب المدارک وغیرہ ومن للتبعیض لان الامر بالمعروف والنھی عن المنکر من فروض الکفایت ص۲۰۶

روح البیان میں ہے۔ منہیات کی ارتکاب کی وجہ سے دُنیا میں جس کے پاؤں شریعت سے پھسل گئے۔ وہ آخرت میں پھسل گیا۔ مزید فرمایا جو اس دنیا میں اندھا اور حق سے غیر واصل رہا وہ آخرت سے غیر واصل رہا وہ آخرت میں بھی اندھا اور غیر واصل ہوگا۔ اللہ پناہ دے۔ جلد چہارم پارہ ۴۔ سورہ آل عمران ص۷۶

تفسیر احمدی والتکن منکم امۃ کی تفسیر میں من سے مراد لیتے ہیں کہ اس "من" کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرائض کفایہ میں سے ہے۔ صاحب تفسیر مدارک وغیرہ کا بھی یہی خیال ہے۔

وایضاً فی تفسیر الاحمدیہ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر فیفھم من ھذہ الاحادیث کلھا ان فی کل مجلس وقع فیہ خلاف الشرع یفرض علی من قدر من واحد منھم ردہ لاعلی السبیل تعین فیکون فرض الکفایۃ بھن المعنیٰ وان لم ینص بھا روایۃ ص۲۰۶ وایضاً ثم ذکروا لہ شرائط ان یکون ذالک تحت قدرتہ وان لایکون موجباً للفتنۃ والفساد وزیادۃ الذنوب کما صرح فی المواقف تفسیر احمدی ص۲۰۸

مطلب یہ ہے اگر کسی مجلس میں کوئی خلاف شرع امر واقع ہوا تو ان میں سے وہ اُسے رد کرے جو اُس پر قادر ہو۔ خاص تعین نہ ہونے کی وجہ سے یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔

مزید کہتا ہے اور شرائط ذکر کرتا ہے۔ یہ اقدام اس کی حفاظت کے مطابق ہونا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اُس کا یہ اقدام (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) فتنہ، فساد اور زیادتیٔ گناہ کا موجب بن جائے۔ جیسا کہ مواقف نے تصریح کی ہے۔

(تفسیر احمدی ص۲۰۸)

بحث الخاتمہ

ونحن قائلون بعون اللہ و توفیقہ وتائیدہ وتسدیدہ فی العلم والادب فانہما القطبان اللذان علیہما مدار الدین والدنیا وفرق ما بین الانسان وسائر الحیوان۔ اما بعد قال اللہ تعالیٰ لیس علیکم جناح أن تبتغوا فضلا من ربکم۔ وقال اللہ تعالیٰ واٰخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ۔ وقال اللہ تعالیٰ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من طلب الدنیا حلالا وتعففا عن المسئلۃ وسعیا علی اھلہ وتعطفا علی جارہ لقی اللہ ووجہہ کالقمر لیلۃ البدر وایضا قال علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات وان کان یسعی علی ابوین ضعیفین او ذریۃ ضعفاء لیغنیہم ویکفیہم فھو سبیل اللہ۔ (احیاء العلوم جلد ثانی ص۶۱)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم ڈھونڈو اپنے رب کا فضل (رزقِ حلال)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور دوسرے وہ جو زمین میں چلتے ہیں (سفر کرتے ہیں) تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل (رزقِ حلال)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ زمین میں پھیل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل (رزقِ حلال) تلاش کرو۔

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قیامت کے دن سچے تاجر کا حشر

صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے سوال سے بچنے، اپنے اہل وعیال کے لئے نان نفقہ اور اپنے پڑوسی پر احسان کیخاطر حلال دُنیا کی طلب کی وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند ہوگا۔

فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی اپنے ضعیف والدین یا کمزور (چھوٹی) اولاد کی کفالت اور احتیاج غیر سے غنا کے لیے کوشش کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں ہے

یہ مقام غور ہے کہ راہِ خدا میں ہونا صرف رائے ونڈ تنظیم یعنی تبلیغی جماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ والدین، اہل وعیال خدا کے حوالہ کرو۔ روزی اُن کو اللہ پہنچائے گا اور ان کی حاجات اللہ بر لائے گا۔ مگر ہمارے ساتھ اس راہ میں نکلو۔

بوڑھے والدین اور اہل وعیال کی خبر گیری اللہ کی راہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ نکلنا اللہ کی راہ ہے جبکہ قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں کہ بوڑھے والدین کی خدمت اور چھوٹی اور کمزور اولاد کی خبر گیری بھی خدا کی راہ ہے۔

ان سے یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ آپ نے کتنے توکل سے کام لیا ہے؟ اس راستے میں نکلتے ہوئے جیب میں کتنی رقم ڈالی تھی؟ اور کیوں جیب کا محاسبہ کیا تھا؟ یہ حضرات گراں فروشی میں سرفہرست ہیں کیونکہ ان کو یہ شیطانی جواز ملا ہے کہ زیادہ کماؤ تاکہ چلہ میں نکل کر کھاتے پیتے وقت پیسوں کی کمی کا خدشہ نہ رہے۔ اگر ہمارا یہ کہنا درست نہیں تو تجربہ کرکے دیکھ لیں۔ ہمارا تو بارہا تجربہ ہے گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھ لیا ہوگا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے۔

کہ اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین پیدا ہو جائے۔

مچھر سے لے کر حضرت جبرائیل امین تک کچھ نہیں کر سکتے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے یعنی یہ دُنیا آسمان و زمین اور ان میں جو کچھ ہے یہ عبس ہے۔ العیاذ باللہ خدا بھی عبس کام کرتا ہے؟

خدا تو مانتے ہیں لیکن اُس کا کارخانہ نہیں مانتے حالانکہ دلیر تو اتنے ہیں کہ نفیٔ اختیار و قوت کے باوجود بچھو، سانپ وغیرہ کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ جاہل اتنے ہیں کہ ہر کسی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے ہیں کہ آگ تم کو نہیں جلا سکتی۔ ہر کسی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بناتے ہیں کہ دریا تم کو نہیں بہا لے جا سکتا۔ کیا ہر کوئی ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہو سکتا ہے! سوائے بگاڑ عقیدہ کے اور کچھ نہیں۔ ان سے احتراز لازمی ہے۔

ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ اور اس کی تفسیر قولہ تعالیٰ الحي القيوم وهو في اللغة من له الحيوة وهي صفة تخالف الموت والجمادية وتقتضي الحس والحركة الارادية واشرف ما يوصف به الانسان وقال الامام الغزالي في شرح الاسماء الحسنىٰ الحي هو الفعال الدراك حتى ان من لا فعل له اصلا ولا ادراك فهو ميت واقل درجات الادراك ان يشعر المدرك بنفسه فما لا يشعر فهو الجماد والميت۔ (روح البیان جلد اول صـ۲۹۹)

وايضاً قوله تعالىٰ سواء عليهم أانذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون وفي الأيات اثبات فعل العباد خانه قال لا يؤمنون وفيه اثبات الاختيار ونفي الاكراه والاجبار۔ (روح البیان جلد اول صـ۴۶)

الحي القيوم کا مطلب ہے۔ ایسی زندگی جو موت اور بے حسی جمادات کے خلاف ہو۔ جو حس، حرکت، ارادہ اور ایسی اشرافیت اور وصف جو انسان سے ممکن ہو۔

امام غزالیؒ نے کہا ہے۔ اسماء الحسنیٰ کی شرح میں الحی کا معنیٰ بیان کرتے ہیں الحی سے مُراد فعال، درّاک حتیٰ کہ جسے نہ فعل ہو نہ ادراک ہو وہ مردہ ہے سب سے کم درجہ ادراک کا یہ ہے کہ مُدرک خود اپنے ساتھ شعور رکھے جسے اتنا بھی شعور نہ ہو۔ وہ جمادات اور مُردہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سواء انذرتهم ام لم تنذرهم لا يومنون ۝ آپ کا اُنہیں ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وُہ ایمان نہیں لاتے۔ یہاں بندے کو فعل اختیاری کا ثبوت ملتا ہے۔ جبر اور زور کی نفی ہے۔

وايضاً قوله تعالىٰ وكل انسان الزمناه طائره في عنقه أي عمله من خير وشر الصادر عند باختياره حسب ما قدر له۔ روح البیان جلد ثانی صـ۴۔ اس آیت میں بھی بندے کو خیر اور شر کے صدور کا اختیار حسب مقررہ دیا گیا ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو امور دین میں مکلف ٹھیرایا ہے۔ اس مکلف کیے جانے سے بندے کی قدرت اختیاری کا استعمال ثابت ہوا۔ اگر اختیار نہ دیا ہوتا۔ تو ایاك نعبد وایاك نستعین کیسے پکارتا؟ رمضان کے روزے مکمل کرنے پر کیوں مکلف کرتا؟ یہ بھی یاد رہے کہ مکلف ہونا بالایطاق باطل ہے مُردے اور زندہ میں تو یہی فرق ہے کہ زندہ حس، حرکت اور ادراک رکھتا ہے۔ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں جانتا ہے جبکہ مردہ مردہ ہے اسے نہ حس ہے نہ حرکت، نہ ادراک اور نہ ذمہ داریاں۔

اب تبلیغی جماعت کہتی ہے کہ مخلوق کچھ نہیں کر سکتی۔ کیا ان کا یہ عقیدہ جبریہ کی طرح نہیں ہے؟

بے شک ان کا عقیدہ جبریہ کی طرح بن گیا ہے۔

زیادتیٔ ثواب کی خاطر کہیں کا سفر کرنا چاہیئے؟

عن ابی سعید ن الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تشد الرحال (الی مسجد من المساجد) الا الی ثلاثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ھذا متفق علیہ

وفی المرقات لا تشد الرحال جمع رحل وھو کور البصیر والمراد نفی فضیلت شدھا وربطھا الا الی ثلاثۃ مساجد قیل نفی مناہ نفی ای لا تشدوا الی غیرھا لان ما سوی الثلاثۃ متساوٍ فی الرتبۃ غیر متفاوتۃ فی الفضیلت وکان الترحل الیہ ضائعًا وعبثًا والحدیث انما ورد نھیا عن الشد لغیر الثلاثۃ من المساجد لتماثلھا بل لا بلدٍ الا وفیھا مسجد فلا معنیٰ للرحلۃ الی مسجد اخر ومزیۃ لھذہ المساجد لکونھا ابنیۃ الانبیاء علیھم السلام ومساجدھم قلت ولان اللہ تعالیٰ ذکرھا فی کتابہ القدیم علی وجہ التعظیم والتکریم وفیہ اشارۃ الی ارجحیۃ القول لان المراد بقولہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقویٰ ھو المسجد النبوی الخ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۱۹۰ ومشکوٰۃ شریف ص۶۸ وفی النسائی وشد الرحال کنایۃ عن السفر والمعنیٰ لا ینبغی شد الرحال والسفر من بین المساجد الا الی ثلاثۃ مساجد وقال شیخ تقی الدین السبکی لیس فی الارض بقعۃ لھا فضل لذاتھا حتیٰ تشد الرحال الیھا لذالک الفضل غیر البلاد الثلاثۃ ج۱ ص۱۱۱

ص۷۵۔ ثم الارض لک مسجد فحیث ما ادرکتک الصلوٰۃ فصلے متفق علیہ۔ وانعم اللہ علیٰ امتی من رفع الجناح وتسویۃ الارض فی ادا العبادۃ بنھا متفق علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۲۳۰۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رختِ سفر نہ باندھا جائے (ایک مسجد سے دوسری مسجد تک) مگر تین مساجد کے لیئے۔ مسجد الحرام، بیت المقدس اور میری یہ مسجد۔ متفق علیہ۔

مرقات شریف میں ہے۔ نہ باندھا جائے سامان سفر میں الرحال جمع رحل کی جو اونٹ کا کور ہے اس سے مراد ان تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کرنے کا مطلب ہے کیونکہ ان تین مساجد کے علاوہ باقی سب ثواب میں یعنی فضیلت میں برابر ہیں ان تین مساجد کے علاوہ ثواب کی نیت سے سفر کرنا عبث اور فضول ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ رخت سفر ان تین کے علاوہ نہ باندھا جائے۔ نہ کسی ایسے شہر کی طرف سفر کیا جائے جہاں مسجد جانا نیت ہو۔ ان مساجد کو ممتاز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ انبیائے کرام کی تعمیر اور مساجد ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں تعظیم وتکریم سے اس کو یاد کیا ہے۔ جس سے بہتری مراد ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لمسجد اسس علی التقویٰ سے مسجد نبوی علیہ السلام مراد ہے۔ نسائی نے وضاحت کی ہے۔ رخت سفر نہ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ ایک مسجد سے دوسرے مسجد کو (ثواب کی زیادتی کے نیت سے) سفر نہیں کرنا چاہیئے مگر ان تین مساجد کو جائز ہے۔ شیخ تقی الدین سبکی نے کہا ہے کہ روئے زمین پر کوئی ایسا ٹکڑا نہیں ہے۔ جسے ذاتی فضیلت حاصل ہو مگر یہ تین شہر ترمذی کی بھی یہی روایت ہے۔

حضور نے فرمایا ہے۔ تیرے لیئے ساری زمین مسجد ہے جہاں تم پر نماز کا وقت آیا وہیں نماز پڑھ لے۔ متفق علیہ۔ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر احسان فرمایا کہ عبادت میں تمام روئے زمین کو یکساں بنا دیا اور گناہ اٹھایا۔ (یعنی مسجد کے بغیر امم سابقہ نماز نہیں پڑھ سکتی تھیں ورنہ گناہ گار ہوتے اس اُمت پر اللہ نے یہ فضل فرمایا کہ مسجد میں نہ پڑھنے پر گناہ موقوف فرمایا)۔

تبلیغی جماعت کو چاہیئے کہ وُہ تضاعف ثواب میں سند پیش کرے اور مسجد رائے ونڈ کی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت کرے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بہت کثرت سے نصوص وارد ہیں۔ جبکہ تبلیغی جماعت ان سے فضیلت تبلیغ مراد کرتے ہیں جو ایک سنگین غلطی ہے بلکہ تحریف فی القرآن ہے۔ تبلیغی نصاب کے مؤلف کا قول ہے۔ میری کمزور نظر سے ساٹھ آیتیں ایسی گزری ہیں جو تبلیغ کی فضیلت میں ہیں۔ میں شوق بڑھانے کے لیئے چند آیات کے ذکر پر اکتفا کرتا ہُوں۔ اُن میں سے ایک یہ آیت شریف بھی ہے:

کنتم خیر امّۃٍ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ (تبلیغی نصاب پشتو ص۹)

آیت مذکورہ فضیلت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نازل ہُوا ہے۔ اور یہ ان سے فضیلت تبلیغ مراد لیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ محقق، مدقق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول وھٰذہ اٰیۃ یدل علی فضیلت الامر بالمعروف والنھی عن المنکر۔

(احیاء العلوم ثانی جلد ص۳۰۷)

محقق، مدقق امام غزالیؒ کا قول ہے کہ یہ آیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ تفسیر احمدی لکھتا ہے

فالایۃ یدل علی خیریۃ الامۃ ویدل ایضاً علی فضیلۃ الامر بالمعروف

والنھی عن المنکر ص۲۱۰۔ یہ آیت افضلیت امّت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اسم تبلیغ اور اسم امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں بہت بڑا فرق ہے:

کما فی فصول الشاشی۔ قولہ واختلاف الاسماء یدل علی اختلاف المعانی لان الاصل ان یکون لکل اسم مسمّٰی علیحدۃ ص۴۱۰ اس کا قول ہے کہ ناموں کا اختلاف معانی کے اختلاف پر دال ہے۔ درحقیقت ہر اسم کے لیئے اپنا الگ مسمّٰی ہوتا ہے۔

تفسیر احمدی کا ص۲۱۰ ملاحظہ فرمائیں:

تأمرون بالمعروف ای بالایمان بمحمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) والقرآن او بجمیع الطاعات۔ وتنھون عن المنکر ای عن الکفر وسائر المعاصی۔

تأمرون بالمعروف سے حضرت محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم قرآن مجید یا جملہ طاعات پر ایمان لانا ہے۔

وتنھون عن المنکر سے مراد نہی اور کفر اور تمام معاصی ہے۔

تبلیغی نصاب مترجم پشتو ص۱۱ پر مولانا زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ چند احادیث کا ترجمہ کرتا ہوں تاکہ واضح ہوجائے کہ تبلیغ کتنا اہم فریضہ ہے۔ جو یہ کام (تبلیغ) نہیں کرتے ان کے لیئے سخت شرمندگی ہے۔ جبکہ مولانا صاحب نے تبلیغ کی حقیقت وماہیت کو نہیں بیان کیا ہے۔ کسی چیز کی معرفت کے بعد ہی اس پر حکم کیا جا سکتا ہے۔ جبتک پہچان حاصل نہ ہو حکم نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کیا جائے تو وُہ باطل ہوگا۔ جیسا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے شرح حسامی میں وضاحت کی

ہے۔ قولہ اسم الطریقۃ المحسنۃ وفی حاشیۃ لان حکم الشئ ابدا یکون عقیب ماھیۃ الشئ جلد اول ص۲۵۔ ہمیشہ کسی چیز کا حکم اسکی ماہیت جاننے کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ (جلد اوّل ص۲۵)

شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی شریف ص۵۱۸ جلد اوّل ملاحظہ ہو، وجوب حمل اللفظ علی ما یعنی اعنی الذی ثبت بدلیل وان لا یحمل علی ما أی المعنی الذی لم یثبت بشئ من الدلیل۔ کسی لفظ کا وجوب تب ہوتا ہے جب دلیل سے ثابت ہو۔ جب اس کی ثبوت میں دلیل نہیں ہو تو وجوب کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ مولانا زکریا صاحب کو چاہیئے کہ تارک تبلیغ کا عذاب نصوص سے ثابت کرے۔ کیونکہ شریعت محمدی میں مدعی پر ثبوت لازمی ہے۔ بیضاوی شریف ص۳۵۵ ملاحظہ ہو۔ قولہ فی قولہ تعالیٰ لولا یأتون علیہم بسلطان بین ای برھان ظاھر فان الدین لا یؤخذ إلا بہ وفیہ دلیل علی أنہ لا دلیل علیہ من الدینیات مردود وان التقلید غیر جائز۔ لولا یأتون بسلطان بین کی تفسیر میں لکھتا ہے یعنی دلیل واضح پس دین قوی دلیل کے بغیر نہیں لیا جاسکتا۔ دلیل قوی کے بغیر اس کا دین ہونا مردود ہے اور اندھی تقلید یعنی بغیر دلیل کے عمل کرنا جائز نہیں۔

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر۔ (القرآن)

تبلیغی جماعت متوجہ ہو

سوال: عمل قلیل پر ثواب کیسے زیادہ ملتا ہے؟

جواب: قد تقرر المبحوث ان المبحوث عنہ الافضلیۃ بمعنی الکثریۃ الثواب وأنھا لا یعرف الا باخبار الشارع ولا تعرف بالعقل۔ نبراس شرح عقائد النسفی ص۴۹۱ بحث سے ثابت ہوا کہ شارع کے اطلاع کے بغیر کثرت ثواب کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ عقل سے اندازہ نہیں لگایا جاسکتا یعنی عقل اس میں ناکام ہے۔

تبلیغی جماعت آئے اور ایک روپیہ پر (اپنے اوپر اس راستے میں خرچ کرنے سے) انچاس کروڑ کا ثواب اور ان کے مقبنہ راستے میں دو رکعت نفل کا ثواب انچاس کروڑ ثابت کرے۔ ملاحظہ ہو تفسیر خازن اعلم ان مذھب اھل السنۃ والجماعۃ انہ لا یثبت بالعقل ثواب الأعقاب ولا ایجاب ولا تحریم ولا غیرھا الا بالشرع واما المعتزلۃ فیثبتون الأحکام بالعقل لا بالشرع۔ اہلسنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ ثواب و عذاب کا ثبوت عقل نہیں ہوسکتا۔ نہ ایجاب نہ تحریم اور نہ کوئی دوسرا عمل مگر شریعت سے ثبوت قبول ہے مگر معتزلہ احکام عقل سے ثابت کرتے ہیں۔

مولانا زکریا صاحب نے تبلیغی نصاب مترجم پشتو ص۶ پر فرمایا ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ تبلیغ علماء کا فرض ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ تبلیغ ہر مسلمان کرسکتا ہے۔

ہمارے نزدیک زکریا صاحب کا یہ قول باطل ہے جیسا کہ ہم تعریج کرتے آئے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے اہل کار جب چھ نمبروں میں کمال حاصل کرسکتے ہیں تو مزید علم کی ضرورت محسوس نہیں کرتے حالانکہ یہ درست نہیں اور نہ یہ چھ نمبر سارے دین

پر محیط ہیں گو سارے دین کا دار و مدار کلمہ طیبہ پر ہے۔ مگر یہ حضرات اس کے معانی اور تشریح کرنے میں تحریف کے حد تک پہنچے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جہالت کے بارے میں رقمطراز ہیں فالمریض الجاهل اذا خلا بنفسه عن الطبيب قبل ان يتعلم الطب يعنى الفقهه تضاعف لا محالة مرضه فلا تليق العزلة الا بالعالم۔ احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۳۶

مطلب یہ ہے کہ جاہل مریض کی طرح ہے مریض جب حکیم یا ڈاکٹر سے دُور ہوتا ہے تو اس کا مرض بڑھتا ہے۔ بلکہ چند گنا ہو جاتا ہے۔ عالم کے بغیر عزلت اختیار کرنا لائق نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو: طحطاوی کی عبارت وقالوا ان العالم لا يجب عليه السعى الى الجاهل لازالة جهلة وانما يجب على الجاهل ان يسعى ويسأل العالم فاذا ساله وجبت اجابته ووجب ارشادہ۔ یعنی عالم پر یہ واجب نہیں کہ وہ جاہل کے پاس اس کی جہالت کے ازالہ کے لیئے جائے۔ البتہ جاہل پر یہ واجب ہے کہ عالم کے پاس جائے اور پوچھے۔ جب اس سے پوچھے تو اس پر وہ ماننا اور اس کی تعمیل کرنی واجب ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللهم انى اعوذ بك من محن الجاهلية حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو محنت جاہلیت سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ مگر یہ اپنی تکثیر جماعت کے نام لکھوانا لازمی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو احیاء العلوم کی عبارت ومهما كان القصد اقامة الجاه والاستكبار بالاتباع والاتباع فهو هلاك الدين فى الحقيقة وقد ذكرنا وجه ذالك فى كتاب العلم۔ جلد ثانی ص ۲۳۶

یعنی جس کا یہ مقصد ہو کہ میرے ساتھی اور پیروی کرنیوالے زیادہ ہوں تاکہ میرا

دبدبہ قائم ہو تو حقیقت میں یہ شخص دین کا تباہی کرنیوالا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس مضمون کو ہم نے کتاب العلم میں ذکر کیا ہے۔

نیز تبلیغی نصاب کا نام بھی غلط اور فحش ہے۔ ملاحظہ ہو شرح الیاس کی عبارت النصاب فى اللغة الاصل وفى الشريعة مالا فى دونه زكاة من المال جلد اول ص ۲۴۷۔ مطلب یہ ہے کہ نصاب عدد کے خاص مقدار کا نام ہے جہانتک مال کی مقدار پہنچنے سے اس میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔

اس نام رکھنے میں دوسری غلطی یہ ہے کہ نصاب علت مؤثرہ کو کہتے ہیں جیسا کہ غاية التحقيق شرح حسامی میں مذکور ہے۔ قوله وعندنا هو اى النصاب فى اول الحول علة اسماً لانه اى النصاب وضع له اى لايجاب الزكوٰة شرعاً ولهذا اضيف الزكوٰة اليه۔ ومعنا لكون النصاب مؤثراً فى حكمه وهو الواجب ص ۲۷۱-۲۷۰ یعنی ہمارے نزدیک سال کے شروع میں اس علت کا نام ہے یعنی نصاب جواز روئے شریعت زکوٰۃ کی فرضیت کے لیئے وضع کیا گیا ہے اور نسبت اس کے ساتھ زکوٰۃ کی ہے۔ نصاب ایک حکم مؤثرہ ہے جو واجب ہے۔

مقامِ جہالت

قوله صديق كل امرء عقله وعدوه جهله۔ عقد الفريد جلد ثانی ص ۹۴۔ ہر آدمی کا دوست اس کی عقل ہے، اور اس کا دشمن اس کی جہالت ہے۔

جب تبلیغی جماعت والے اپنی جانوں کے دشمن ہیں تو دوسروں کے کیسے دوست ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ طریقہ مسنونہ کے بھی دشمن ہیں۔ ملاحظہ ہو شانی کی عبارت التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبياء والمرسلين جلد خامس ص ۲۹۹

منبروں پر وعظ و نصیحت انبیاء اور مرسلین یعنی رسولوں کا کام۔
(شامی جلد پنجم ص ۲۹۹)

کونسا گرد و غبار مانع جہنم ہے!

عن عبد الرحمان بن غنم قال سالت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ السوک وانا صائم قال نعم الی قولہ وکذا الغبار فی سبیل اللہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار انما یوجر علیہ من اضطر الیہ ولم یجد عنہ محیصا فاما من القی نفسہ فی البلاء عمداً فمالہ فی ذالک من الاجر شئ فتح القدیر شرح ھدایہ شریف مولانا ابن الھمام جلد ثانی ص ۲۷۱

حضرت عبدالرحمان بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں روزے کی حالت میں مسواک کروں۔ فرمایا ہاں اور اسی طرح اللہ کی راہ میں گرد و غبار کے بارے میں بھی (سوال کیا) (فرمایا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جن کے پیر اللہ کے راستے میں غبار آلود ہو گئے۔ اللہ اسے جہنم کی آگ پر حرام فرما دیتا ہے اور یہ اجر صرف اس کیلئے جو اسکے لیے ایسا مجبور کیا گیا ہو جس کا کوئی دوسرا چارۂ کار نہ ہو۔ نیز فرمایا جو کوئی خود اپنے آپ کو قصداً اسی مصیبت میں ڈالے تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ لمولانا ابن الھمام جلد دوم ص ۲۷۱

خلاصۂ مسودہ ہذا

مسودہ ہذا کا خلاصہ یہ ہے۔ ۱۔ تبلیغی جماعت لغوی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ شرعی نہیں۔ کما صرحنا۔

۲۔ کلمہ تمجید کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا درست بلکہ مستحب ہے تبلیغی جماعت اسے ناجائز گردانتے ہیں کما ذکرنا۔

۳۔ تبلیغی جماعت کلمہ توحید کے معانی غلط اور تحریف فی القرآن کی حد تک بیان کرتی ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

۴۔ تبلیغی جماعت ماسوی اللہ تمام مخلوق کو محض مجبور اور کاسب افعال تسلیم نہیں کرتی جو جبریہ کا عقیدہ ہے اس کی پوری تحقیق سے ہم نے وضاحت کی۔ ص ۷ تا ص ۲۲

۵۔ قرآن و حدیث میں راہ خدا کی جو فضائل وارد ہیں تبلیغی جماعت ان کو اپنے خود ساختہ مساعی پر دال کرتی ہے جو سراسر ظلم، تحریف فی الدین اور جہالت ہے۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے۔

۶۔ قرآن و حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں جو فضائل ہیں وہ تبلیغی جماعت تبلیغ لغوی کے لئے خاص کرتی ہے جو تحریف فی الدین سے کم نہیں۔

۷۔ تبلیغی جماعت چھ نمبری تبلیغ کرتی ہے جو اصول شریعت کے خلاف ہے کما صرحنا۔

۸۔ ساری عمر میں چار مہینے، سال میں چالیس دن، شب جمعہ کو تبلیغی مرکز میں

حاضری، اپنے محلہ میں گشت اور روزانہ تبلیغی نصاب کی تعلیم یہ تعین عین بدعت ہے۔ فقہائے مذاہب اربعہ اور سلف صالحین سے کوئی ثبوت منقول نہیں۔

۹۔ اعمالِ فضیلہ میں ثواب کا تضاعف مساجد ثلاثہ اور جہاد بالسیف کیساتھ خاص ہیں یا اُن اعمال کے ساتھ جن کی شارع نے خبر دی ہے۔ تبلیغی جماعت کی تضاعف ثواب ان کا خود وضع کردہ ہے لہٰذا اس جماعت سے احتراز ضروری ہے۔

۱۰۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مستحق صرف علمائے حقانی (اہلسنت والجماعت) اور شیوخ طریقت ہیں۔ کما ذکرنا۔

۱۱۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ہم کار رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کرتے ہیں۔ لہٰذا کسی کامل شیخ طریقت سے فیض حاصل کرنا عبث ہے۔ کیونکہ اس کام سے (جو ان کا خود ساختہ ہے) بڑھ کوئی عمل نہیں۔ پھر اگر بیعت بھی کر لیتے ہیں تو اُن سے جو ان کے وضع کردہ اصولوں سے ان سے کہیں زیادہ پابند ہو۔

۱۲۔ تبلیغی جماعت کے نزدیک بیعت صرف جائز حد تک ہے پھر ان سے انکی طرح راہ بھٹک چکے ہیں حالانکہ علم تصوف بھی فرض عین میں داخل ہے۔ احکام ظاہر، نماز روزے کو سبھی جانتے ہیں کہ فرض عین ہے اور ان کا علم حاصل کرنا بھی فرض عین ہے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ اعمال باطنہ اور محرمات باطنہ کا علم جس کو عرف میں تصوف کہتے ہیں چونکہ یہ باطنی اعمال بھی ہر شخص پر فرض عین ہیں تو ان کا علم بھی سب پر فرض عین ہے۔

بحوالہ معارف القرآن جلد چہارم سورۃ توبہ ص ۴۹۰-۴۸۹ بقلم مفتی محمد شفیع صاحب

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ۝

(۷ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ : ۱۲ نومبر ۱۹۸۲ بروز جمعہ شریف وقت ساڑھے تین بجے سہ پہر)

عقائد المسلمین
فی
ردِّ عقائد الملحدین

از

تصنیف فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی مجددی سیفی

فاضل

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (سرحد)

ساکن

شالپین ضلع سوات

تقریظ لکھنے والے علماء کرام

(نوٹ) اختصار کے پیشِ نظر تقریظ لکھنے والے علماء کرام کے صرف اسمائے گرامی پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

مولانا مفتی عبدالسبحان قادری شیخ الحدیث دارالعلوم سبحانیہ ڈرگ کالونی کراچی

مولانا صوفی اورنگ زیب نقشبندی، مجددی معصومی سیدو شریف، سوات

مولانا عبدالستار نقشبندی، سیفی مدرس دارالعلوم قادریہ المرکز القادری کراچی

مولانا محمد وسایا الخطیب صدر جماعت اہلسنت کراچی

مولانا حافظ شیر خان نیازی کراچی

مناظر اہلسنت مولانا قاضی عبدالمطلب ناظم جمعیت علمائے اہلسنت۔ سوات

مولانا عبدالخالق نقشبندی مدرس ضیاء العلوم آگرہ تاج کالونی۔ کراچی

مولانا محمد یوسف نعیمی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت۔ کراچی

مولانا ظاہر شاہ میاں مفتی اعظم صوبہ سرحد، مدین سوات

مولانا عبدالعلیم قادری ناظم اعلیٰ دارالعلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ کالونی۔ کراچی

مولانا حاجی سعید گل ایم اے نقشبندی، مجددی، قادری، سیفی۔ کراچی

مولانا سید حسین شاہ خطیب جامع مسجد مدینہ شیر شاہ۔ کراچی

مولانا عبدالقیوم غالیگی ضلع سوات

پیر طریقت الحاج مولانا سید محمد شیریں قادری خطیب جامع مسجد ناجیہ، مہاجر کیمپ

مولانا پیر سید اکبر علی شاہ بخاری اورنگی ٹاؤن کراچی

مولانا سراج الحق قادری۔ نقشبندی، چشتی، سہروردی سراج پور۔ مردان

مولانا خورشید احمد شاہد القادری باغ گنڈی۔ ضلع دیر

مولانا قاضی فضل الرحمٰن (مرحوم) امان کوٹ۔ سوات

مولانا محمد رحیم خطیب مدینہ جامع مسجد (مدینہ بستی) فرنٹیئر کالونی، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله الذی جعلنا علیٰ عقیدة اهل السنة والجماعة وحفظنا من عقیدة الوهابیة الکفرة الفجرة الضالة والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا محمدن الذی حکم علی الوهابیة بالشقاوة وعلیٰ اله واصحابه الذین حکموا علی الوهابیة بشرار الخلق الضالة۔

اما بعد: قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ عرصۂ دراز سے برصغیر ہندو پاک میں بعض طاقتیں یہاں کے مسلمانوں کے عقائد متزلزل کرنے میں منہمک ہیں جہاں تک راسخ العقیدہ مسلمانوں کا تعلق ہے۔ وہ ان کے جالوں میں نہیں پھنس سکتے۔ لیکن وہ مسلمان جو بالکل ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے ہیں ان قوتوں کی جانب سے عقلی دلائیل دیئے جانے اور آیاتِ قرآنی کی غلط تاویلات اور تشریحات کے ذریعے صحیح عقائد سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ جو ایک بہت بڑا قومی اور مذہبی المیہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند لادینی۔ فاشزم اور دہریت کے بیچوں بیچ ہے۔ وثوق سے یہ امر مسلم ہے۔ کہ وہ دن دور نہیں کہ غلط عقیدوں کے بل بوتے پر ہی باطل دہریانہ اور فاشزانہ نظام آجائے۔ وقت للکار للکار کر ہمیں اس امر پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ مسلم قومیت کو اس خطرے سے آگاہ کیا جائے۔ جس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے اسلاف کے اقدار اپنائیں۔ اور اپنے آبا و اجداد ہی کے صحیح عقائد پر ایمان رکھیں۔

یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے۔ کہ مسلمانوں کی کافی ساری تعداد باطل قوتوں کے سبز باغات دکھانے کے بدولت صحیح عقیدے سے ہٹ چکے ہے۔ اور غلط عقائد کی پرچار پورے زور شور سے کی جارہی ہے۔ جس کا ثبوت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آج سے تقریباً پندرہ بیس سال قبل اِس ملک کے مسلمانوں کے عقائد کیا تھے؟ اور آج نوبت کہاں سے کہاں تک جا پہنچی ہے۔

باطل عقائد کا اجراء کوئی نئی بات نہیں۔ کافی عرصے سے ان کی ترویج واشاعت کا سلسلہ رواں دواں ہے۔ پورے ملک میں اِن کی بیج بوئی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ "پنج پیر" (تحصیل صوابی ضلع مردان) نامی گاؤں میں اِن کی جڑیں کافی گہرائی تک چلی گئی ہیں۔ جو آئے دن نجدیت وہابیت اور خارجیت کے غلط عقائد لوگوں کے اذہان تک پہنچائے جارہے ہیں۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ آج مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اِس شش وپنج میں ہے۔ کہ اہل سنّت والجماعت کے عقائد صحیح ہیں یا کوئی دوسرے۔ اِس فکر کو مقصد بنا کر اِس چھوٹے سے رسالے میں بعض دینی کتب کا حوالہ دیتے ہوئے بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ کونسا مسلک صحیح اور موجب رضائے الٰہی ہے۔ اور کونسا عقیدہ باطل ہے۔ یاد رہے کہ کئی سو سال قبل سرزمین عرب میں نجدیت وہابیت کا فتنہ اُٹھا۔ جسے اُس وقت کے علمائے کرام اور دانشوروں نے کوئی اہمیّت نہیں دی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج پوری سرزمین عرب نجدیت وہابیت کے رنگ میں رنگی ہے۔ جن میں اکثر ممالک، شام۔ عراق۔ فلسطین۔ لیبیا۔ یمن وغیرہ آج اپنے عقائد اور اقدار کو خیرباد کہہ کر وہریانہ کمیونزم نظام

اپنا چکے ہیں۔ اور اب اُن ممالک کی ہمیشہ یہی کوشش ہے۔ کہ باقی مسلمانوں دُنیا بھی اُن کی تقلید میں ویسا ہی کریں۔ یہ اپنے صحیح عقائد سے ہٹنے کی سزا ہی تو ہے۔ کہ عرب دُنیا باطل قوت (اسرائیل) کے پیروں تلے دبی ہوئی ہے۔

اگر تاریخ عالم خصوصاً تاریخ اسلام کی ورق گردانی کی جائے۔ تو ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ کہ صحیح اور درست عقائد کی بناء پر دور خلفائے راشدہ میں مملکتِ اسلامیہ کی حدود کہاں سے کہاں تک بڑھتی جارہی تھیں۔ پھر ایسا دور بھی آیا کہ باطل قوتوں نے ان میں غلط عقائد درآمد کئے اور بغداد اور دمشق جیسے اِسلامی مملکت کے پایۂ تختوں میں مناظروں کا بازار گرم ہونے لگا۔ اور ہر ایک اپنا عقیدہ درست ثابت کرنے کی کوشش میں لگا رہتا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ فتنۂ تاتار نے اُنھیں آگھیرا۔ جس کا کفارہ بغداد کی تباہی اور آس پاس کے اِسلامی ممالک خراساں وایران کی بربادی کی صورت میں ادا ہوا۔ وہی بغداد جو علم وفن کی آماج گاہ تھا۔ آج تاتاری یلغار سے اِس قدر روندا گیا۔ جلایا گیا۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ کئی کئی دِنوں تک دریائے فرات کا سطح جلے ہوئے کاغذات سے پٹا پڑا تھا۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے۔ تو آج اِس ملک میں بھی طرح طرح کے عقائد درآمد ہوئے ہیں۔ جنہیں لوگوں پر ٹھونسنے کے لئے ہر طریقے سے کام لیا جارہا ہے۔ کہیں طبع شدہ چارٹ نمایاں جگہوں پر لگائے گئے ہیں۔ تو کہیں تبلیغ کا رنگ غالب ہے۔ اور بعض مقامات پر تو مناظروں کی محفل جمی ہوئی ہوتی ہے۔ جبکہ شمال میں روسی (تاتاری) اور جنوب میں ہندو فاشزم کے ناگ اپنے پھن پھیلائے

اِس انتظار میں ہیں۔ کہ کب وہ وقت آئے گا۔ کہ ان راسخ العقیدہ مسلمانوں کے عقائد کمزور ہو کر اِس حد تک پہنچ جائیں کہ معمولی دعوت پر وہ اُن کو لبیک کہہ سکیں۔

جہاں تک ایک عالمِ دین کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو بتایا جا رہا ہے کہ خدارا عقل کے ناخن لو۔ اور اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملے ہوئے صحیح اِسلامی عقیدے کو اپنا کر راہ نجات حاصل کرو۔ جن کی تفصیل دینی کتب کے حوالوں سے دی جاتی ہے۔ بہتر ہوگا۔ کہ انھیں اپنے دِلوں پر نقش کر کے اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔ یہ کہ۔

(۱) ہم اہلِ سُنّت والجماعت خصوصاً حنفیوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سُنّت پڑھنے کے بعد جماعت کے ساتھ دُعا کرنا مُستحب اور جائز ہے بعض حضرات اسے حرام اور بدعت خیال کرتے ہیں۔ جو کوئی بھی اسے حرام اور بدعت سمجھے۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) نور الایضاح ص۷۱۹ (۲) بحر الرائق ص۳۴/۱۸ (۳) تفسیر ابنِ عباس ص۳۵۵ (۴) طحطاوی ص۱۸۷ (۵) فتاویٰ نور الہدیٰ ص۵۴ (۶) کبیری ص۳۳۱ (۷) مظہر الحق ص۸ مصنف سیّد احمد علی (۹) البصائر ص۱۲۱ مصنف مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی مردان (۱۰) تسہیل البخاری مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۱) تسہیل المشکوٰۃ ص۔ مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۲) تسہیل الترمذی ص۔ مولانا عبد الہادی دیوبندی شاہ منصوری (۱۳) الذخائر ص۲۷ مولانا کفایت اللہ دیوبندی ڈاگئی مردان۔ (۱۴) السف المبیر ص۳۵ مصنف مولانا حمد اللہ جان دیوبندی (۱۵) الحجج البیّنات امام اہلسنت والجماعت شائستہ گل صاحب (۱۶) المسائل المنتخبہ

ص۲۸ مصنف حضرت مولانا قاضی حبیب الحق صاحب پرمولی ضلع مردان۔ (۱۷) اعلام المؤمنین ص۳۵ حضرت مولانا سیّد احمد شاہ اخون کلے ضلع سوات (۱۸) تنویر الایمان ص۱۶۲ حضرت مولانا سیّد احمد شاہ دیوبندی (۱۹) الصواعق الربّانیہ مصنف حضرت مولانا ظاہر شاہ میاں بریلوی مدین ضلع سوات (۲۰) المسائل الستّہ ص۶۷ مصنف مولانا عبد المتین دیوبندی ترنگ سوات۔ (۲۱) اِطفاء الفتن ص۷ حضرت مولانا کفایت اللہ دیوبندی ڈاگئی ضلع مردان (۲۲) الحجۃ المنقولۃ ص۲ مصنف مولانا شائستہ گل صاحب متہ ضلع مردان (۲۳) نفائس مطلوبہ ص۔ مصنف مولانا سبحان الدین دیوبندی کوکارئی سوات (۲۴) ضیاء الصدور ص۳۸ مصنف مولانا ظاہر شاہ میاں صاحب مدین ضلع سوات (۲۵) دُعا بعد السنن والنوافل ص۱۶ مولانا ظاہر شاہ میاں صاحب مدین سوات (۲۶) خزینۃ الاسرار ص۱۴۰ (۲۷) مراقی الفلاح ص۱۸۶ (۲۸) خلاصۃ الکلام ص۱۷۹ (۲۹) اثبات الاغراض ص۱۴۰ حضرت مولانا شائستہ گل صاحب بریلوی (۳۰) اثبات الدّعا ص۔ مولانا شائستہ گل صاحب (۳۱) صحیح مسلک علامہ شمس الحق افغانی صاحب رح دیوبندی (۳۲) ارشاداتِ نصیری (شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین دیوبندی) (۳۳) سنن الہدیٰ ص۲ از مولانا عبد الجبار بحرین سوات (۳۴) عین التقویٰ ص۱۹ مصنف مولوی فضل ودود صاحب دیوبندی (۲۵) اظہار حق ص۶۷ مصنف ظاہر شاہ میاں صاحب۔

---

(۲) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو ظہر اور عصر کے درمیان قضا عمری پڑھنا

ہمارے اسلاف کا عمل ہے۔ اِس میں تضاعف اجر ہے۔ یہ عمل جائز اور مُستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اِس عمل کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو بھی اسے بدعت اور ناجائز سمجھتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) الہندیہ ج ۱/ ۱۷۴ (۲) قاضیخان ج ۱/ ۵۶ (۳) شامی ج ۱/ ۴۶۹ (۴) طحطاوی ص ۲۶۸ (۵) زاد اللبیب ص ۱۸ (۶) تذکرۃ الواعظین ص ۱۶۹ (۷) نُورا لہدیٰ ص ۴۸ (۸) اثبات الاغراض ص ۱۰۳ (۹) جاء الحق ص ۳۹۳ (۱۰) رُوح البیان ص ۴۲ الجزء السابع ص ۴-۵/۳ ۔

---

(۳) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ عمامہ باندھنا طریقۂ سنّت ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے

بحوالہ (۱) اشعۃ اللمعات لباس ص ۵۴۵/ ج ۳ (۲) مظاہر حق ص ۵۵۴/ ج ۳ (۳) مسند الامام الاعظم ابی حنیفہ ص ۱۱۶ (۴) ابنِ ماجہ لباس ص ۲۶۴ (۵) شمائل ص ۵۰۳ (۶) ابوداؤد شریف ص ۵۶۳/ ج ۶ (۷) نسائی ص ۳۵۵ (۸) ترمذی شریف ص ۲۱۶ ص ۲۱۹ (۹) اصلاح المسلمین ص ۱۱ (۱۰) بدیع الصنائع (۱۱) احکام الباس علی عادۃ الناس ص ۳ (۱۲) قاضیخان ص ۶۵ (۱۳) درّ مختار ص ۹۱ (۱۴) خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱/ ۵۸

---

(۴) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ ہر وہ مومن جس سے موت تک اظہار کفر نہیں ہُوا ہو تو وہ وِصال کے بعد بھی مومن ہے۔ وہابی اور خارجی اِس میں شک کرتے ہیں۔ جو کوئی اس کے ایمان میں شک کرے۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) تفسیر ابن کثیر ص ۲۸۸/ ج ۱ سورہ العمران (۲) بحر الرائق ص ۱۷۱/ ج ۲ (۳) تفسیر روح البیان ص ۴۷۹/ ج ۵ (۴) بریقہ ص ۲۶۷/ ج ۲ (۵) مظہر الحق ص ۱۶ (۶) اثبات الاغراض ص ۶۸ ۔

---

(۵) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے

کہ ماہ رمضان کے تیسویں شب کو سورۃ عنکبوت اور سورۃ روم کی تلاوت کرنا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے ناروا سمجھے وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) تفسیر ابوالسعود اخر سورۃ العنکبوت ص ۲۶۴/ ج ۲۰ (۲) تفسیر ابوالسعود اخر سورۃ الرّوم ص ۲۸۸/ ج ۴ (۳) جنت الفردوس ص ۶۵ (۴) ارشاد الطالبین ص ۲۳۳ (۵) انیس الواعظین ص ۳۰

---

(۶) ہم اہلِ سنّت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے ۔

کہ اذان دینے سے پیشتر یا بعد میں حضورؐ پر درُود و سلام نہ صرف جائز بلکہ مُستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اسے ناجائز سمجھتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) شفا شریف ص ۱۲۹/ ج ۲ (۲) الجامع الصغیر ص ۹۱/ ج ۲ (۳) القول البدیع ص ۱۹۳ (۴) فتاویٰ کبریٰ ص ۱۲۹/ ج ۱ (۵) اعانۃ الطالبین ص ۲۲۳/ ج ۱ (۶) جواہر البحار ص ۴/ ج ۴ (۷) اوضع البیان فی تائید احسن البیان ص ۲۴ (۸) کبیری ص ۳۷۸ (۹) فتاویٰ ودودیہ ص ۱۱۱/ ج ۱ (۱۰) انوار العرفان ص ۷ (۱۱) احسن البیان ص ۵۰ (۱۲) فتاویٰ جماعتیہ ص ۱۲۵ (۱۳) تبلیغی نصاب

لحاف والا (فضائل درود شریف) ص۵۲/۷۷ (۱۴) معارف القرآن ص ج ۱۲۷/۲ (۱۵) جنتی زیور دوسرا حصہ (جنتی کالے) ص۱۲۵ (۱۶) فتاوی نوریہ ص ج ۱۸۲/۱ (۱۷) مسلم شریف ص۱۶۶ ۔

---

(۷) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ کراماتِ اولیاء درحیات اور بعد از ممات ثابت ہیں۔ لیکن وہابی اور خارجی کرامات بعد از ممات سے اِنکاری ہیں۔ جو کوئی کرامت بعد الموت سے منکر ہو۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) ترمذی شریف ص ج ۲۰/۲ (۲) مشکوٰۃ شریف ص۵۴۵ (۳) تفسیر روح البیان ص۴۷۸ (۴) تفسیر روح المعانی پارہ ۲۸ ص۱۰۸ (۵) تفسیر کنز الایمان ص۳۳ (۶) ریاض الصالحین ص۵۲۳ (۷) خطبات الاحکام اشرف علی ص۱۶ (۸) البصائر ص۱۱ حضرت شیخ القرآن والحدیث مولانا حمد اللہ ۔

---

(۸) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو علماء، طلباء اور حفاظ صاحبان جب بھی ختم قرآن شریف فرماتے ہیں۔ اُنھیں بطریقِ احسان طعام اور روپے پیسے دینا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی بھی اُسے حرام اور بدعت سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) فتاوی عزیزیہ ص ج ۹/۱ (۲) حدیقیہ ص۲۵۶ (۳) البصائر ص (۴) اثبات الاغراض ص۱۹۵ (۵) الخیرات الاحسان مولانا ظفر الدین ص۹۳

(۶) قاضی خان (باب الاجارہ) ص۱۹ (۷) مجمع الانہر ص ج ۳۸۴/۲ (۸) درّ مختار ص ج ۴۲۶/۲ (۹) فتاوی حامدیہ ص ج ۱۲۶/۲ ۔

---

(۹) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مروّجہ دورۂ اسقاط جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) طحطاوی، مراقی الفلاح ص۲۳۹ (۲) فتاوی عالمگیری ص ج ۱۰۰/۱ (۳) خلاصۃ الفتاوی ص ج ۱۹۲/۱ (۴) شامی ص ج ۲۸۷/۱ (۵) جامع الفوائد ص۶۳-۶۴ تسہیل المشکوٰۃ ص (۶) البصائر ص۱۲۹ (۷) تسہیل الترمذی ص (۸) ضیاء الصدور ص۴۲ (۹) تسہیل البخاری ص (۱۰) ارشادات نصیری ص۳ (۱۱) الصواعق الربانیہ ص۶۳ (۱۲) اظہارِ حق ص۷۵ ۔

---

(۱۰) ہم اہلسنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دعا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کو بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) مشکوٰۃ شریف ص۱۳۸ (۲) ابوداؤد شریف ص ج ۲۵۶/۱ (۳) ابن ماجہ ص۱۰۹ (۴) درّ مختار ص۲۲۹ (۵) جاء الحق ص۶۷۴ (۶) مبسوط ص ج ۶۷/۲ باب غسل المیّت (۷) اظہار حق ص۶۹ ۔

(۱۱) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ لیکن وہابی اور خارجی قبروں میں حیاتِ انبیاء علیہم السّلام کے مُنکر ہیں۔ اور جو کوئی حیات الانبیاء علیہم السّلام کے منکر ہیں جیسے کیماڑی کراچی کا ڈاکٹر عثمانی۔ وہ ہی تو وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) نسائی شریف ص ۲۳۷ ج ۳ غنایم (۲) البصائر ص ۷ (۳) تبلیغی نصاب فضائل درود ص ۲۲ (۴) الصّواعق الرّبانیہ ص ۲۶ (۵) عقائد علمائے دیوبند مصنّف خلیل احمد ص ۲۲۱ (۶) السیف الہبیر ص ۴۷ (۷) صاوی رکوع ۱۵ ص ۱۳۲ سورۂ العمران پ ۴ (۸) عمدۃ الرعائیۃ غنایم ص ۲۵۳ ج ۲ (۹) نزہتہ المجالس ص ۱۹۹ (۸) مدخل ص ۲۱۵ ج ۱ (۹) زرقانی علی المواہب ص ۳۵ ج ۸ (۱۰) علم خیر الانام ص ۱۱۲ ۔

---

(۱۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مزارات انبیاء علیہم والسّلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم پر حاضری دینا خواہ وُہ دُور ہو یا نزدیک، اُن کی عزت، حُرمت اور برکت پر اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا اور اپنی حاجات میں اُنھیں وسیلہ بنانا جائز اور باعث ثواب و برکت ہے۔ جسے وہابی اور خارجی شرک اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اِس قسم کے زیارات اور سوالوں کو شرک اور حرام سمجھتے ہیں۔ وُہ خود ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) بریقہ ص ۲۶۱ (۲) شامی ص ۳۵۰ ج ۱ (۳) نور الایضاح ص (۴)

طحطاری ص (۵) فتاویٰ عالمگیری ص ۱۳۶ ج ۱ (۶) شامی ص ۸۳ ج ۱ (۷) فتاویٰ عزیزی ص ۱۷۰ (۸) ریاض الصالحین ص ۲۵۹ (۹) تسہیل المشکوٰۃ ص (۱۰) تسہیل البخاری ص (۱۱) تسہیل الترمذی ص (۱۲) اثبات الاغراض ص ۷۱ (۱۳) شامی ص ۲۵۴ ج ۵ ص ۳ ج ۱ (۱۴) حصن حصین ص ۱۵ (۱۵) خزینۃ الاسرار ص ۱۴۳ (۱۶) فتاویٰ برہنہ ص ۳۲۱ ج ۱ (۱۷) الصواعق الرّبانیہ ص (۱۸) ضیاء الصدور ص (۱۹) تبلیغی نصاب بستر بند پارٹی والا فضائل الذکر ص ۱۳۴ فضائل درود ص ۵۳ (۲۰) عقائد علمائے دیوبند ص (۲۱) عمدۃ الرعایہ ص ۴۸ ج ۱ مقدمہ (۲۲) شواہد الحق ص ۸۲ ، ص ۷۶-۷۷ (۲۳) مراق الفلاح مقدمہ ص ۱۱ (۲۴) شرح الوقایہ ص ۲ ج ۱ (۲۵) مدارک ص ۲۳۲ (۲۶) مشکوٰۃ شریف باب الفضل الفقراء ص ۴۳۹ فضل دوم (۲۷) ترمذی ص ۵۱۵ (۲۸) الاشباہ ص ۳۷ (۲۹) نسائی شریف ص ۶۴ ج ۲ (۳۰) قطب الارشاد ص ۴۲ (۳۱) روح البیان ص ۲۹۸ ج ۱ (۳۲) دُعا بعد السنن والنوافل ص ۲۱ (۳۳) المسائل السّتہ ص ۴۸ (۳۴) مشارق الانوار ص ۱۸ (۳۵) طریقۂ محمدیہ ص ۷۲ ص ۱۵۵ (۳۶) جاء الحق ص ۲۰۶ ج ۱ (۳۷) تفسیر نور العرفان ص (۳۸) منہاج السنن شرح جامع السنن الامام الترمذی ص ۶۵ (۳۹) راہِ عقیدت ص (۴۰) فیصلۂ حق و باطل ص (۴۱) راہ حقیقت ص (۴۲) الحجج البیات فی الثبوت الاستحانۃ من الاموات المعروف بدلائل سیفیّہ ص ۴ (۴۳) سیف المقلدین ص ۳۸۲ ج ۲ (۴۴) شامی ص ۳ ج ۱ (۴۵) الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ص ۵۴۰ ج ۳

---

(۱۳) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ نماز عیدین کے بعد دعا جماعت کے ساتھ روا اور باعث ثواب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے حرام اور بدعت کہتے ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) بخاری شریف ص ۱۳۴ ج ۱ (۲) فیض الباری ص ۴۱۷ ج ۴ (۳) تسہیل المشکوٰۃ ص (۵) بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی۔

---

(۱۴) ہم اہل سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ دعا جماعت کے ساتھ بعد از نماز استسقاء جائز اور باعث ثواب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت اور حرام سمجھے وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) بخاری شریف ص (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۳ (۳) اثبات الاغراض ص ۱۳۸۔

---

(۱۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ عید کے دن مصافحہ کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اسے جو کوئی حرام اور بدعت سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) قطب الارشاد ص ۲۸۱ (۲) تسہیل المشکوٰۃ ص (۳) طحطاوی ص ۳۱۹ (۴) الادلۃ الواضحہ لاستنان المصافحہ ص ۳ مصنف حضرت علامہ شائستہ گل صاحب لنڈئی شاہ (کاٹلنگ) مردان۔

(۱۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ذکر بالجہر جائز اور مستحب ہے جسے وہابی اور خارجی حرام اور بدعت کہتے ہیں جو کوئی اسے حرام اور بدعت سمجھے۔ درحقیقت وہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) جاء الحق ص ۳۴۴ ج ۱ (۲) مشکوٰۃ شریف (۳) بخاری شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ ص ۱۱۶ ج ۱ (۴) تبلیغی نصاب فضائل ذکر ص ۱۳۲ (۵) احیاء العلوم للغزالی ص ۳۰۱ ج ۱ (۶) درّ منثور الامام السیوطی الشافعی ص ۲۱۴ ج ۲ (۷) تفسیرات احمدیہ لملاجیون الحنفی ص ۲۰۷ (۸) تفسیر خازن ص ۹۴ ج ۱ (۹) تفسیر کبیر ص ۳۴ ج ۲ (۱۰) تفسیر روح البیان ص ۳۲ ج ۱ (۱۱) تفسیر فتح البیان ص ۲۰۳ ج ۱ (۱۲) مشکوٰۃ شریف ص ۸۸ (۳) الشعۃ اللمعات ص ۴۱۸ ج ۱ (۱۴) شرح مسلم علی حاشیہ مسلم شریف ص ۲۳۷ ج ۱ (۱۵) الشعۃ اللمعات ص ۱۸۰ ج ۲، ص ۴۱۸ ج ۱ (۱۶) فتاویٰ خیریہ ص ۱۸۱ (۱۷) نوری شرح مسلم شریف ص ۳۵۲ ج ۲ (۱۸) مرقاۃ شریف ص ۵۶ تا ۵۸ ج ۵ (۱۹) مسلم شریف ص ۳۵۵ ج ۲ (۲۰) مرقاۃ ص ۱۷۲ ج ۳ (۲۱) تفسیر صاوی ص ۶۵ ج ۱ (۲۲) شامی ص ۶۱۸ ج ۱ (۲۳) طحطاوی ص ۱۹۰ (۲۴) فتاویٰ امدادیہ ص ۴۵ ج ۴ (۲۵) عالمگیری ص ۹۴-۹ ج ۴ (۲۶) الشعۃ اللمعات ص ۱۷۷ ج ۲ (۲۷) فتاویٰ عزیزی ص ۱۷ ج ۱ (۲۸) فتاویٰ حدیثیہ ص ۶۵ (۲۹) فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۱۴۔

---

(۱۷) ہم اہلِ اسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اگر وصیّت کے مطابق مُردے کے حق میں خیرات کی جائے۔ یا اگر اُس کا بالغ وارث یا غیر وارث بالغ اس کے حق میں پہلے دن یا دوسرے دن خاص رضائے الٰہی اور میّت کی مغفرت کے لئے خیرات کرے

بشرطیکہ اُس میں ریا یا مہمان نوازی کا شائبہ تک نہ ہو۔ نہ صرف جائز، باعث ثواب بلکہ مُردے کے لئے باعثِ مغفرت ہے۔ اِس قسم کے خیرات کو وہابی اور خارجی حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی اِسے حرام سمجھے وُہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) لمعات ج۱ ص۷۱۶، ص۱۶۱ (۲) فتاویٰ برہنہ ج۱ ص۳۶۳ (۳) فتاویٰ عزیزیہ ج۱ ص۴۰ (۴) تفسیر روح البیان ج۲ ص۶۶۹ (۵) شامی ص۷۳۰ (۶) ریاض الصالحین ص۳۷۱ (۷) شرعۃ الاسلام ص۵۶۸ (۸) طحطاوی ص۳۷۳ (۹) مجموعہ سلطانی (جنازہ) ص۶۹ (۱۰) فتح القدیر ص۳۶۵ (۱۱) کبیری ص۶۵۸ (۱۲) آفتاب انوار صداقت ص۴۳۸ (۱۳) نسائی بر حاشیہ ص۶۹۰ (۱۴) شرح الصدور ص۵۷ (۱۵) الصواعق الربانیہ ص۶۰ (۱۶) تسہیل المشکوٰۃ ص (۱۷) تسہیل البخاری ص (۱۸) تسہیل الترمذی ص (۱۹) البصائر ص۱۴۱ (۲۰) بخاری شریف ج۲ ص۸۱۵ (۲۱) ضیاء الصدور ص (۲۲) السیف المبیر ص (۲۳) شرح شرعۃ الاسلام ص۵۶۸ (۲۴) طحطاوی ص۳۳۸ (۲۵) مشکوٰۃ شریف ص۵۴۴ (۲۶) المتانۃ فی المرمۃ عن الخزانۃ تصنیف مخدوم محمد جعفر بوبکانی سندی، ص۳۰۹۔

---

(۱۸) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ بسلسلۂ تعریف "مصر" کے چہار رکعت فرض احتیاطی ظہر بعض مواضع میں بسبب تعدّد اور اختلاف کے نہ صرف جائز بلکہ لازم ہیں۔ جیسے وہابی اور خارجی بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وُہ ہی وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۱۴۵ (۲) کبیری ص۵۵۲ (۳) منحۃ الخالق ج۱ ص۱۴۳ (۴) شامی ج۱ ص۱۵۸ (۵) تفسیر احمدی ص۴۷۴ (۶) مجموعۃ الفتاویٰ ج۱ ص۲۶۰ (۷) فتح القدیر ج۱ ص۱۵۸ (۸) قاضی خان ص (۹) فتاویٰ خیریہ ص۲۱ (۱۰) ویرجندی ج۱ ص۱۶۸ (۱۱) صغیری ص (۱۲) خلاصۃ الفتاویٰ ص۱۲۹ (۱۳) مجموعۃ خانی ص۱۰۲ (۱۴) جواہر ص (۱۵) جامع الرموز ج۱ ص۱۱۵ (۱۶) اثبات الاغراض ص۱۴۰

---

(۱۹) ہم اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ غیر اللہ کو ندا کرنا صحیح اور جائز ہے جیسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی ندا غیر اللہ کو (جیسے یا رسول اللہ۔ یا حبیب اللہ شرک کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالۂ (۱) کنوز الحقائق ج۲ ص۲۰۴ (۲) مسلم شریف ص (۳) بخاری ص (۴) مشکوٰۃ شریف ص۸۵ (۵) وفاء الوفاء ج۲ ص۴۲۴ (۶) قصیدۂ امام اعظم ص (۷) شفاء السقام ص۴۶ (۸) مراقی الفلاح ص (۹) فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۱۳۶ (۱۰) فتاویٰ خیریہ ص۱۸۶ (۱۱) اخبار الاخیار ص۳۲۳۔

---

(۲۰) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب بالذات ہے۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کو علم غیب عطائی عنایت فرمائی ہے۔ اور وہابی و خارجی علم غیب عطائی سے منکر ہیں۔ جو کوئی علم غیب عطائی سے منکر ہیں وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) بخاری شریف ص۴۵۳ (۲) مشکوٰۃ شریف ص۵۶ (۳) مسلم شریف

ص ۳۹ ج ۲ (۴) مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۱ (۵) مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ ج ۲ (۶) شرح مواہب ص ۴۰۴ ج ۷ (۷) تفسیر خازن ص ۳۸۲ ج ۱ (۸) عینی شرح بخاری ص ۲۲۱ ج ۴ (۹) تفسیر خازن ص ۱۱۵ ج ۳ (۱۰) خصائص کبیری ص ۱۰۸ ج ۲ (۱۱) مشکوٰۃ شریف ص ۴۹ (۱۲) زرقانی شرح مواہب ص ۲۰۰ ج ۷ (۱۳) شرح مواہب ص ۱۹۹ ج ۷ (۱۴) تفسیر روح البیان ص (۱۵) شرح شفاء ص ۷۲۰ ج ۱ (۱۶) ابریز مصری ص ۴۶ ج ۱ اللہ پاک نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ماکان ومایکون اور علوم ودیعت فرمائے ہیں۔ (۱۷) معالم التنزیل مصری ص ۱۰۱ ج ۱ (۱۸) تفسیر خازن ص (۱۹) تفسیر صاوی ص ۱۳۹ ج ۲ (۲۰) تفسیر جمل ص ۲۵۳ (۲۱) تفسیر حسینی ص ۶۱۴ (۲۲) تفسیر عرائس البیان ص ۱۵۹ ج ۸ ص ۵۳۶ ج ۷ (۲۳) تفسیر صاوی ص ۱۳ ج ۲ (۲۴) مسلم شریف ص ۳۹۰ ج ۲ (۲۵) بخاری شریف ص ۴۵۳ (۲۶) مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶ (۲۷) تفسیر روح البیان ص ۔

---

(۲۱) اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جمعہ کی شب بعد از نماز عشاء سورۃ الملک کا پڑھنا نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ مستحب اور باعث ثواب بھی ہے۔ اور وہابی اور خارجی شب جمعہ کو سورۃ الملک کی تلاوت اور قرأت کو بدعت کہتے ہیں اور جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی خارجی اور وہابی ہیں۔

بحوالہ (۱) اعلام المومنین ص ۶۱ (۲) احیاء العلوم ص ۱۱۸، ص ۱۸۷ (۳) فتاویٰ دستور القضاۃ ص ۴۸ ۔

---

(۲۲) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ اولیائے کرام کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا اور اسی طرح اُن کے وصال کے بعد اُن کے برکات۔ بال اور کپڑے وغیرہ چومنا اور اُن کی تعظیم کرنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی ہاتھ کو بوسہ دینے اور برکات وغیرہ کے چومنے کو حرام اور شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک اور حرام کہتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) مشکوٰۃ شریف باب المصافحۃ والمعانقۃ فصل ثانی ص ۴۰۲ ص (۲) فتاویٰ عالمگیری ص ۴۲۵ ج ۳ (۳) جوہرۃ النیرہ ص ۲۸۶ ج ۲ (۴) شرح الیاس ص ۱۵۱ ج ۲ (۵) درّ المختار ص ۲۴۵ ج ۵ (۶) جاء الحق ص ۳۶۸ (۷) ابوداؤد کتاب الادب ص ۳۵۲ (۸) ترمذی کتاب الاستئذان ص ۳۳۰ ج ۲ (۹) ابن ماجہ ص ۲۶ (۱۰) مجمع الانہر ص ۵۲۰ ج ۲ (۱۱) درّ المختار ص ۲۲۴ ج ۵ (۱۲) عینی شرح البخاری ص ۱۵۱ ج ۲ (۱۳) قاضیخان ص ۳۷۷ ج ۴ (۱۴) اثبات الاغراض ص ۱۹۰ (۱۵) کتاب الاذکیاء ص ۶۴ (مطبوعہ مصر) (۱۶) روض الریاحین ص ۳۷ ص ۴۳ سطر ۱۱ تا ۲۱ (۱۷) شفا شریف ص ۱۹۶ ج ۱ (۱۸) تنبیہ الغافلین ص ۲۶۲ (۱۹) مدارج النبوۃ فارسی ص ۴۸۶ ج ۲ ۔

---

(۲۳) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جب مؤذن کہنے لگتا ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اس کے سننے پر اپنے انگھوٹے چومنا اور دونوں آنکھوں پر پھیرنا جائز اور مستحب ہے وہابی اور خارجی ابھائیں کی تقبیل کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ اور جو کوئی ابھائیں کی تقبیل کو بدعت اور حرام کہتے

کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر روح البیان سورۂ مائدہ پ ۳ ص ۶۶۸ (۲) شامی ص ۳۷۰ ج ۱ (۳) کنز العباد ص (۴) فتاویٰ صوفیہ ص (۵) کتاب الفردوس ص (۶) اظہار الحق ص ۳۹۴ (۷) فتاویٰ واحدی ص ۷۵ (۸) التعلیق المجلی حاشیہ منیۃ المصلی ص ۴۱۶۔

---

(۲۴) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ بیس ۲۰ رکعت نمازِ تراویح سنت رسولؐ، سنت صحابہؓ اور سنت مسلمین ہیں اور آٹھ رکعت تراویح سنت کے خلاف ہیں۔ وہابی اور خارجی بیس ۲۰ رکعت تراویح کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی انھیں بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) شرح الوقایہ ص ۴۹ (۲) الدر المختار و مجمع الانہر ص ۱۳۲ (۳) جامع الرموز ص ۹۵ (۴) الزیلعی ص ۱۴۸ (۵) کبیری ص ۴۴۹ (۶) روح البیان بقرہ (ص ۲۹۵) (۷) جاء الحق حصہ دوم ص ۱۰۵ (۸) عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۳۵۵ ج ۵۔

---

(۲۵) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے

کہ شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عذاب القبر حق ہیں۔ وہابی اور خارجی اِن سے مُنکر ہیں۔ اور جو کوئی شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مُنکر ہو۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔ اُس کے پیچھے اقتداء نماز نہیں ہوتی۔ اِس لئے کہ وہ کافر ہے۔

بحوالہ (۱) خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۴۹ (۲) فتح القدیر ص ۲۴۷ (۳) القرطبی ص ۳۶ (۴) تمہید ص ۱۲۵ (۵) تسکین الصدور مولوی سرفراز خان صفدر دیوبندی ص ۷۵ (۶) فتاویٰ عالمگیریہ ص ۲۷۴ ج ۲۔

---

(۲۶) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔

کہ امام اور مقتدی کے لئے اقامت کے دوران بیٹھنا اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اُٹھنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اقامت میں بیٹھنے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر اُٹھنے کو بدعت اور ناجائز کہتے ہیں جو کوئی اسے بدعت اور ناجائز سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) بدائع ص ۲۰۰ ج ۱ (۲) در المختار ص ۴۱۵ مطبوعہ مصر (۳) فتاویٰ عالمگیری ص ۵۷ ج ۱ (۴) نور الایضاح ص ۶۹ (۵) شرح وقایہ ص ۱۵۵ ج ۱ (۶) فتاویٰ ودودیہ ص ۱۳۶ ج ۱ (۷) کنز الدقائق ص ۲۴ ج ۱ (۸) مراقی الفلاح ص ۱۶۶ (۹) مالا بد منہ ص ۴۰ (۱۰) کتاب الآثار ص ۴۵ (۱۱) اظہارِ حق مؤلف میاں ظاہر شاہ قادری ص ۸۹۔

---

(۲۷) ہم اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ تعویز لکھنا

اور اُس پر شکرانہ لینا دونوں جائز اور مستحب ہیں۔ وہابی اور خارجی تعویز لکھنے کو شرک کہتے ہیں۔ جیسے کیماڑی کا گمراہ ڈاکٹر عثمانی وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) منہاج السنن ص (۲) بہشتی زیور ص (۳) معارف القرآن ص ۵۱۰ ج ۵ (۴) مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۷، ۲۲ ج ۱ (۵) دم درود ص ۵۱ (۶)

تفسیر نعیمی ص ۳۲ ج ۱ (۷) اعمالِ قرآنی ص (۸) شمع شبستانِ رضا ص (۹) البصائر ص ۵۱ (۱۰) ترمذی شریف ص (۱۱) ابوداؤد شریف ص (۱۲) فتاوٰی عالمگیری ص ۴۲۶ ج ۳ (۱۳) نسائی شریف برحاشیہ ص ۱۶۱ ج ۲ ۔

---

(۲۸) ہم اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ابن تیمیہ فرقۂ مجسّمہ میں سے ہے یعنی وہ اللہ پاک کی جسمیت کا قائل ہے۔ اور مجسّمہ کافر ہے۔ ابن تیمیہ بھی کافر ہوا۔ جو کوئی ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام بولتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) البصائر ص ۱۵۳ (۲) نبراس ص ۱۷۹ (۳) الجواہر البہیہ ص (۴) اثبات الاغراض ص ۳۳ (۵) فتاوٰی حدیثیہ ص ۱۱۶ ۔

---

(۲۹) ہم اہلِ سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی خارجی گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ جسے وہابی اور خارجی مجدّد کہتے ہیں جو کوئی اُسے مجدّد کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) عقائد علمائے دیوبند ص (۲) البصائر ص ۱۴۹ (۳) نسائی شریف برحاشیہ ص ۳۶۰ ج ۱ (۴) الشہاب الثاقب ص (۵) تسہیل البخاری ص (۶) الشامی ص ۳۲۷ ج ۳ ۔ (۷) تنقیح الحامدیہ ص ۱۰۳ ج ۱ ۔

---

(۳۰) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ سردارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر بشر اور بے نظیر نور ہے۔ وہابی اور خارجی رسول اللہ علیہ وسلم کی نورانیت سے اِنکار کرتے ہیں۔ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر روح المعانی ص ۹۷ ج ۱ (۲) صاوی ص ۲۷۵ ج ۱ (۳) تفسیر خازن ص ۴۴۷ ج ۱ (۴) فتاوٰی حدیثیہ ص (۵) تفسیر کبیر ص ۳۹۵ ج ۱ (مطبوعہ مصر) (۶) تفسیر بیضاوی ص ۹۲ (۷) تفسیر معالم التنزیل ص ۲۳ ج ۲ (برحاشیہ تفسیر خازن) (۸) تفسیر ابن عباس ص ۷۲ (۹) تفسیر مدارک (۱۰) تفسیر سراج المنیر ص ۳۶۰ (۱۱) تفسیر ابوسعود ص ۳۶ ج ۴ برحاشیہ تفسیر کبیر (۱۲) تفسیر جلالین ص ۹۷ (۱۳) تفسیر ابن جریر ص ۹۲ ج ۶ (۱۴) تفسیر روح البیان ص ۳۷۰ ج ۲ (۱۵) تفسیر حسینی ص ۱۴۰ (۱۶) تفسیر مظہری ص ۶۷ (۱۷) تفسیر القاسمی ص ۱۹۲۱ ج ۲ (۱۸) شفا شریف ص ۱۱ ج ۱ (۱۹) موضوعات کبیر ص ۸۶ ۔

---

(۳۱) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک سبھی مؤمن اور موحد تھے وہابی اور خارجی اُن میں سے بعض کو کفر کی نسبت کرتے ہیں۔ جو کوئی اُن کے ایمان پر شک کرتے ہیں۔ اور اُنھیں کفر کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر خازن ص ۱۱۷ ج ۵ (۲) مدارج النبوۃ ص ۵ ج ۱ (۳) شفا شریف

ص ۱۳ ج ۱ (۴) تفسیر صاوی ص ۲۸۷ ج ۳ (۵) تفسیر جامع البیان حاشیہ جلالین ص ۳۱۴ مالک الحنفاء ص ۴۰ (۷) زرقانی ص ۱۴۴ ج ۱ (۸) مواہب لدنیہ مصری ص ۳۴ ج ۱ (۹) زاد اللبیب ص ۲۳۱ (۱۰) حصائص کبیر ص ۳۸ ج ۱ (۱۱) نور الہدیٰ آیار المصطفیٰ ص ۱۴ (۱۲) الاشباہ والنظائر ص ۴۵۳ (۱۳) روح البیان ص ۱۴۷ (۱۴) تفسیر جمل ص ۲۹۶ ج ۳ (۱۵) مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۳۳ ج ۲ (۱۶) اخبار الاخیار ص ۱۹۵ (۱۷) اظہار الحق ص ۵۶ ۔

---

(۳۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ پیر کامل مکمل سے بیعت کرنا نہ صرف جائز بلکہ سنّت ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی بیعت کو بدعت اور حرام سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) قطب الارشاد ص (۲) اثبات الاغراض ص ۱۵۵ (۳) آداب المخلصین ص ۲۷ (۴) الحبل المتین فی اتباع الصلحین ص ۸ (۵) طریقۃ الرّاشدین ص ۳۴ (۶) جلالین ص ۴۵۸ (۷) تفسیر احمدی ص ۶۰۴ (۸) الدالمعارف ص ۶۵ (۹) حجۃ السّالکین ص ۲۳ (۱۰) مکتوبات امام ربّانی ص ۶۴ ج ۳ (۱۱) تذکرۃ الابرار والاشرار ص ۸۳ (۱۲) اثباۃ البیعت ص ۲۱ (۱۳) خازن ص ۲۶۰ ج ۴ (۱۴) بخاری ص ۱۵۲ ج ۲ ۔

---

(۳۳) ہم اہلسنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ میلادُ النبیؐ کا اہتمام کرنا جائز اور مستحب ہے۔ وہابی اور خارجی اسے بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ جو کوئی میلادُ النبی کو بدعت اور

حرام سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) جاء الحق ص ۲۳۹ ج ۱ (۲) نسائی شریف بر حاشیہ ص ۳۵۶

---

(۳۴) ہم اہل سنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ مشائخ عظام اہل تصوّف، اہل اللہ کا تصرّف توجہ باطنی، سماع، وجد جذبہ اور حال وسرور شریعت، طریقت اور حقیقت اور معرفت کے حدود میں کلّی شرائط آداب ظاہر و باطن کے ساتھ قلبی اقتضائے عبدیت کے موافق حق ہیں اور صحیح ثابت ہیں منکرین حق، خوارج کلاب النار اور وہابیہ خبثیہ ہیں۔

بحوالۂ (۱) تفسیر روح المعانی ص ۱۵۵ ص ۸۶ ج ۳ (۲) تفسیر روح البیان ص (۳) فتاویٰ حدیثیہ ص (۴) مکتوبات امام ربانی ص (۵) معمولات سیفی ص ۹۳ (۶) الحاوی ص ۲۳۴ ج ۲ (۷) عوارف المعارف ص ۱۰۸ (۸) مجموعۃ الشامی ص ۱۶۲ ج ۱ (۹) طریقۃ المحمدیۃ ص ۵۲۳ ج ۲ (۱۰) احیاء العلوم ص ۲۹۷ ج ۲ (۱۱) تفسیر احمدی ص ۶۰۳ (۱۲) تفسیر جلالین ص ۱۱۲ ج ۲ (۱۳) حجۃ السّالکین فی ردّ المنکرین ص ۹۹

---

(۳۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔
کہ عرس شریف کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ وہابی اور خارجی عرس سے انکار کرتے ہیں جو کوئی عرس سے انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) المسئلۃ البیضاء ص ۴۷ (۲) شرح الصدور ص ۸۷ (۳)

فیصلہ حق و باطل ص۱۵۸ (۴) جاء الحق ص ۵، فتاویٰ دیوبند ص ۱۳ ج ۲ (۶) ازمانبت من السنۃ ص۱۴۴ (۷) تحفۂ اثنا عشریہ ص۲۲۸ ۔

---

(۳۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ تین بار دُعا کرنا جائز اور باعثِ ثواب ہے وہابی اور خارجی تین بار دُعا کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) اثبات الاغراض ص۱۴۲ (۲) البصائر ص۱۲۴ (۳) بخاری شریف ص ۹۴۵ ج ۲ (۴) اعلام المؤمنین ص۳۷

---

(۳۷) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ طعام کے شروع اور آخر میں نمک کا چھکنا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ اور جو کوئی نمک کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) خلاصۃ الفتاویٰ ص ۳۶۰ ج ۲ (۲) الحجج البیّنات فی ثبوت الاستعانۃ من الاموات المعروف بدلائل سیفیہ ص۱۱۶

---

(۳۸) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ درودِ تاج کا پڑھنا جائز اور باعثِ ثواب وسعادت ہے جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک سمجھتا ہے وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) الامن والعلیٰ مصنف اعلحضرت محمد احمد رضا خان صاحب ص۵ ۔
(۲) السیف المبیر ص۱۶ مصنف شیخ القرآن والحدیث جناب حمد اللہ جان دیوبندی ۔

---

(۳۹) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ درودِ تاج کا پڑھنا جائز اور باعثِ ثواب وسعادت ہے جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک سمجھتا ہے۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ (۱) الامن والعلیٰ مصنف اعلحضرت محمد احمد رضا خان صاحب ص۵ (۲) السیف المبیر ص۱۶ مصنف شیخ القران والحدیث حمد اللہ جان دیوبندی۔

---

(۴۰) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مردہ قبروں میں اپنے ملاقاتیوں کو جانتے ہیں۔ جس سے وہابی اور خارجی انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) شامی ص ۶۰۴ ج ۱ (۲) شرح الصدور ص (۳) البصائر ص مصنف مولانا حمد اللہ جان دیوبندی (۴) ارسائل السّتہ فی المسائل السّتہ ص۴۵ مصنف مولانا عبد المتین دیوبندی (۵) موت کا منظر پہلا حصہ ص۸۹ (۶) اثبات الاغراض ص مصنف مولانا شائستہ گل صاحب ۔

---

(۴۱) ہم اہلِ سنّت و الجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ زیارت القبور کے لئے مردوں اور خواتین کا جانا جائز اور باعث ثواب و عبرت ہے۔ جسے وہابی خارجی ناجائز کہتے ہیں۔ جو کوئی زیارت القبور پر جانے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) مراقی الفلاح ص۱۱۷ (۲) فتح القدیر کتاب الحج ص۳۳۸ ج۲ (۳) رسائل السنّۃ از مولانا عبدالمتین ص۲۱ (۴) ارشادات نصیری ص۳۔

---

(۴۲) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن پاک کو دائرۂ اسقاط میں رکھنا جائز اور مستحب ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناروا کہتے ہیں۔ جو کوئی قرآن پاک کو دائرۂ اسقاط میں رکھنا ناروا سمجھتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) البصائر ص۱۳۸ مصنّف حمداللہ جان دیوبندی (۲) تسہیل المشکوٰۃ مصنّف عبدالہادی شاہ منصوری دیوبندی (۳) اثبات الاغراض ص۱۱۵ مصنّف حضرت مولانا شائستہ گل صاحب متوی (۴) ارشاداتِ نصیر ص۳ (۵) منہاج الرّاضخ ص۲۶۳ (۶) المدارج السنیتہ ص۲۹ مصنّف عبدالخالق۔

---

(۴۳) ہم اہلسنّت و الجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قبر میں رُوح کے تابوت (جسم) کو واپسی حق ہے۔ وہابیوں اور خارجیوں کا کہنا ہے۔ کہ جب مر گیا۔ تو بس ختم ہو گیا۔ (العیاذ باللہ) جو کوئی قبر میں روح کے تابوت کو واپسی سے اِنکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) شرح الصّدور (۲) شرح العقائد الجلالی ص۱۰۴ ج۲ (۳) حاشیہ ابوداؤد ص۲۹ ج۲ (۳) اثبات الاغراض ص۴۵۔

---

(۴۴) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ دُعا سے پہلے اور بعد میں درُود شریف کا پڑھنا جائز باعث ثواب اور باعثِ قبولیت ہے۔ جس سے وہابی اور خارجی اِنکار کرتے ہیں۔ جو کوئی اس سے انکار کرتے ہیں وہ خارجی اور وہابی ہیں۔

بحوالہ (۱) مشکوٰۃ شریف ص۔ (۲) ہدایہ ص۲۴۳ ج۱ (۴) المدارج السنیہ ص۔

---

(۴۵) ہم اہلِ سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ صلحاء۔ علماء اور اولیاء کے مزارات پر عماموں اور کپڑوں کا رکھنا جائز ہے۔ جسے وہابی اور خارجی شرک کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے شرک کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) شامی ص۱۲۳ ج۲ (۲) تنبیہ الفمائر علیٰ ردّ الزخائر ص۲۶ مصنّف حافظ کفایت اللہ دیوبندی (۳) کشف النّور ص۱۴ مصنّف حضرت مولانا عبدالغنی صاحب۔

---

(۴۶) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ کنکریوں اور تسبیح کے دانوں پر ذکر الٰہی جائز اور باعث ثواب ہے۔ وہابی اور خارجی تسبیح سے انکار کرتے ہیں۔ جو کوئی تسبیح کے

دانوں پر ذکر الٰہی کرنے سے اِنکاری ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) مستخلص ص ۲۳ ج ۱ (۲) شرح الیاس ص ۱۱۶

---

(۴۷) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصًا علمائے حقّانی ضلع سوات (صوبہ سرحد) کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مُلّا پنج پیر اور اُن کے تلامذہ کا عقیدہ وہابیوں کا ہے۔ مسلمان عوام پر یہ واجب ہے۔ کہ پنج پیر کے اِس قسم کے لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں۔ تاکہ اُن کے عقائد خراب اور برباد نہ ہو جائیں۔

(نوٹ) اگر وہابی اور خارجی بغیر کسی وجہ کے ہم اہل سنت والجماعت کو ضلالت اور کفر کی نسبت کریں۔ تو یہ خود ضال مُضِل کافر ہوئے۔ اِس لئے کہ سردار دوجہان حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں "وَعَنْ ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلّی علیہ وسلّم لایرمی رجل رجلًا بالفسوق ولایرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک رواہ (۱) البخاری ص ۸۹۳ ج ۱ (۲) مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۱۔

---

(۴۸) ہم اہلسنت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ صاحبِ مذہب کی تقلید واجب ہے۔ خواہ وہ عالم ہو۔ یا ان پڑھ۔ تقلید قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ جسے وہابی اور خارجی ناروا کہتے ہیں۔ جو کوئی تقلید کو ناروا سمجھتے ہیں وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ۔ (۱) ابوداؤد شریف ص ۴۹ ج ۱ (۲) اثبات الاغراض ص ۶ (۳) جاء الحق ص (۴) اتحاف المرید وحاشیہ الامیر ص ۱۱۵ (۵) فتح القدیر ص (۶) الفتح المبین ص ۲۹ و ص ۴۸۴ (۷) تفسیر احمدی ص ۵۳۴ (۸) مجموعۃ الفتاوٰی ص ۲۴ ج ۱ (۹) بحر الرائق ص ۲۶۹ ج ۵۔

---

(۴۹) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ علامات قیامت میں سے ایک نشانی خروجِ دجّال کی ہے۔ وہابی اور خارجی دجّال کے خروج کو افسانہ کہتے ہیں۔ جس طرح مُلّا مودودی صاحب نے اپنی تصنیف "رسائل مسائل" میں ذکر کیا ہے ص ۱۴۸ اسے افسانہ یا کھانی قصہ خیال کرنا قولِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تکذیب ہے۔

بحوالۂ (۱) شرح العقائد ص ۱۲۴ (۲) نبراس ص ۵۸۵ (۳) فتاوٰی حدیثیہ ص۔

---

(۵۰) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصًا احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ لیکن وہابی اور خارجی ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور جو اسے حرام کہتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالۂ (۱) قدری ص ۴۰ (۲) کنز الدقائق فصل واذا اراد الدخول فی الصلوٰۃ ص ۵۷ (۳) مستخلص الحقائق ص ۱۷۲ (۴) ہدایہ باب صفۃ الصلوٰۃ ص ۴۰۶ (۵) نور الایضاح ص۔

(۵۱) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ منبر پر تقریر کرنا طریقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور منبر کے بغیر تقریر کرنا خلاف سنت ہے۔ تبلیغی برادری بغیر منبر کے تقریر اور پند و نصائح کرتے ہیں۔

بحوالہ (۱) دُرمختار ص ۲۷۹ جُزء ۵۔

---

(۵۲) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جاہل شخص کے لئے تبلیغ ناجائز ہے۔ اور اس قسم کے تبلیغی کو مسجد میں اجازت دینا بھی ناجائز ہے اسلئے کہ یہ اپنی لاعلمی کیوجہ سے کئی دفعہ ناروا امور پر امر کرتا ہے اور روا امور سے منع کرتا ہے، اسیوجہ سے جاہل کا تبلیغ کرنا منع ہے۔

تبلیغ والوں میں ہر عقیدے مثلاً پنج پیری وہابی مودودیت والے قادیانی اور پرویزی جا گھسے ہیں۔ جو تبلیغ کے رنگ میں ان پڑھ عوام کو اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ لاعلمی کے سبب وہ اِن پر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ جو کوئی اِس قسم کے وہابیوں اور خارجیوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔ تو یہ جان لو۔ کہ یہ لوگ وھابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) صحیح تبلیغ ص ۹ (۲) شاہراہ تبلیغ ص ۱۲۱ مصنّف قاضی عبدالسلام دیوبند خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر ضلع پشاور۔

---

(۵۳) ہم اہل سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ رسالت ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر باطل نہیں ہو جاتے۔ وہابی اور خارجی کہتے ہیں کہ رسالت۔ ولایت اور کرامت موت واقع ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ جس کسی کا یہ عقیدہ ہوگا۔ وہ وہابی اور خارجی ہے۔

بحوالہ: (۱) شامی ص ۳۳۷ ج ۲ (۲) عمدۃ الدعایۃ ص ج ۲ (۳) غنائم ص ۳۵۴ (۴) اثبات الاغراض ص ۶۰۔

---

(۵۴) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مقبرے کو ہٹانا اور اُس پر مکان، دکان اور منڈی تعمیر کرنا یا اُس پر مکان، دکان اور منڈی تعمیر کرنا یا اُس پر کھیتی باڑی کرنا یا اُس میں ٹٹی پاخانہ کرنا حرام ہے۔ وہابی اور خارجی مقبروں کو مسمار کرنا۔ اُن پر تعمیرات کرنا یا مقبروں میں پاخانہ کرنا جائز مانتے ہیں جو کوئی انھیں جائز مانتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ: (۱) وجوب احترام القرآن والقبور منع قطع اشجار ہا والمرور ص ۲ (۲) اہلاک الوہابین ص ۲۹ (۳) عالمگیری وقف مقابر ص ۲۴۳ ج ۲

---

(۵۵) ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مقبرے سے سبز گھاس۔ سبز درخت اکھیڑنا اور انھیں بیچنا حرام ہیں، اِس لئے کہ یہ مُردوں کا حق ہے۔ اِس وجہ سے کہ ہر ایک پتہ اور ہر ایک شاخ تسبیح اور ذکر الٰہی کرتا ہے جس کے سبب

سے ثواب رحمت مردوں کے حق میں پہنچتا ہے۔ اور اُن سے عذاب دفع ہوجاتا ہے۔ یہی پتے اور گھاس پھوس لاکھوں کے تعداد میں ہوتے ہیں۔ غالباً ایصال ثواب اور عذاب بھی لاکھوں میں پہنچ جاتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ وہابی اور خارجی مقبرے سے سبز درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں۔ اور جو کوئی مقبرے سے سبز درخت اور سبز گھاس کاٹتے ہیں۔ اور اُسے بیچتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) جمل ص ۶۲۷ (۲) خازن ص ۱۶۶ ج ۲ (۳) شامی ص ۶۰۶ (۴) عالمگیری ص ۴۳۲۔

---

(۵۲) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ باقاعدہ عقد شرعی کیا تھا۔ لیکن وہابی مودودی اور خارجی اِن کو بدچلنی کی نسبت کرتے ہیں۔ جو کوئی اِسے بدچلنی کی نسبت کرتے ہیں۔ وہ وہابی، مودودی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر صاوی ص — (۲) تفسیر خازن ص — (۳) تفسیر معارف القرآن ص — (۴) تفسیر روح البیان ص —

---

(۵۳) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو کوئی مذاہب اربعہ سے فی زمانہ باہر ہیں۔ وہ ضال اور مضل ہیں اور اسلام سے خارج ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر صاوی ج ۹/۳ (۲) البصائر ص ۵۲ نماز جنازہ ص ۱۱۴ من تالیفات شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد یوسف نقشبندی

---

(۵۸) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حیلۂ شرعی سے انکار کفر ہے۔ جبکہ وہابی اور خارجی حیلۂ شرعی سے اِنکار کرتے ہیں۔ اور جو کوئی حیلۂ شرعی سے انکار کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) اعلام المومنین ص ۲۰۔

---

(۵۹) ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ دُعا سے اِنکار بعینہٖ قرآن، حدیث اور فقہ سے اِنکار ہے۔ جب کہ قرآن۔ حدیث اور فقہ سے اِنکار کفر ہے۔ وہابی اور خارجی دعا سے اِنکار کرتے ہیں۔ جو کوئی تکذیب دُعا کرتے ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تفسیر کبیر ص ۱۳۶ (۲) اعلام المؤمنین ص ۴۴ (۳) المسائل الستہ ص —

---

(۶۰) ہم اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ یوم عاشورہ پر چھولے یا حلیم پکانا جائز اور باعث ایصال ثواب ہے اور اِس میں اجرِ عظیم ہے۔ وہابی خارجی چھولے اور حلیم پکانے سے انکار کرتے ہیں۔ اور جو کوئی چھولے اور حلیم پکانے سے انکار کرتے

ہیں۔ وہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ: (۱) تفسیر روح البیان ص ۱۴۲ ج ۴ ۔

---

(۶۱) **ہم اہل سنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔** کہ اقامت سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ جبکہ وہابی اور خارجی صلوٰۃ وسلام کے پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں۔ جو کوئی اسے بدعت کہتے ہیں۔ وہ ہی وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ: (۱) شامی ص ۳۴۸ ج ۱ (۲) تبلیغی نصاب فضائل درود شریف محہ اوضح البیان ص ۵۲ ۔

الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۹۱ اعانۃ الطالبین جلد ۱ ص ۲۲۳ ۔

---

(۶۲) **ہم اہلسنّت والجماعت خصوصاً احناف کا یہ عقیدہ ہے۔** کہ جو کوئی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہو جائے۔ یا آپؐ سے جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا آپؐ کی عیب جوئی کرے یا آپؐ کے نقائص بیان کرے یقیناً وہی شخص کافر ہے۔ اور بیوی بھی اُس پر ناجائز ہو گئی اس کی بیوی کو طلاق ہو گی۔ اور جو کوئی اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اگر کوئی اِس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے اور اسی طرح اور کوئی اس کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے اور یہ سلسلہ لامتناہی چلا جاتا ہے۔ اور ایسے افراد واجب القتل ہو جاتے ہیں اور اِس قسم کے گستاخانِ رسولؐ کی توبہ بھی قابلِ قبول نہیں۔

وہابی اور خارجی انبیائے کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اور جو کوئی گستاخی کرتے ہیں وہ واجب القتل وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) فتاویٰ خیریہ ص ـــ (۲) مجمع الانہر ص ـــ (۳) دُرِ مختار (۴) شفا شریف جلد ۲ ص ۲۶۱ (۵) تمہید ایمان ص ـــ

عصمۃ الانبیاء وحکم الاشقیاء ص ـــ

---

(۶۳) **ہم اہلِ سنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔** کہ حضورؐ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیات اور وفات میں کوئی فرق نہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اب بھی اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کی حالتوں اور اُن کی نیتوں اور ان کے ارادوں اور اُن کے دِل کے خیالوں سے اللہ ربُّ العزت نے آپ کو باخبر کیا ہے۔ لیکن وہابی اور خارجی اِس سے اِنکاری ہیں۔ جو کوئی اِن سے منکر ہیں۔ وہ وہابی اور خارجی ہیں۔

بحوالہ (۱) تجلیاتِ مدینہ از الحاج مولانا محمّد احتشام الحسن دیوبندی کاندھلوی۔ ص ۹۱ (۲) اثبات الاغراض ص ۶۲ (۳) مواہب "لدنیہ" ص ـــ (۴) مدخل ابن الالحاج مکّی ص ـــ

اہلسنت والجماعت کی کتب ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ محمودیہ مدین سوات

اہلِ سُنت وجماعت کی کتُب ملنے کے پتے

مکتبۂ رضویہ آرام باغ کراچی

مکتبۂ ناجیہ بلدیہ ٹاؤن، مہاجر کیمپ ۵½، کراچی

شیرا اہلسنت بخت عنبر ہوٹل والا بادانی چالی، منگھو پیر روڈ، کراچی

جامع مسجد غوثیہ نزد شہید قبرستان، فرنٹیئر کالونی ۳، کراچی

مکتبۂ قادریہ جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

مکتبۂ غوثیہ مدین، سوات

نوا کلے سراج پور، صوابی

مکتبہ قادریہ، نزد گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

تنویر الکتابت اینڈ پرنٹنگ پوائنٹ، کراچی

مؤلف کی دیگر کُتب کی فہرست

۱ - تحفۃ المؤمنین ——— حصہ اوّل۔ اردو

۲ - عقائد المسلمین ——— اردو

۳ - عقائد المسلمین ——— پشتو

۴ - اعلانِ حق و باطل ——— پشتو

۵ - برق آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی ——— اردو

۶ - امام الوہابیہ ابن تیمیہ ——— پشتو

۷ - انوار الانتباہ فی اثبات ندا یا رسول اللہ ——— پشتو

۸ - اخراج المنافقین عن مساجد المؤمنین ——— اردو

۹ - فتاویٰ فیض نقشبندیہ سیفیہ ——— عربی پشتو

۱۰ - سیف الابرار علی انوف الاشرار ——— اردو

ملنے کا پتہ

شیرِ اہلِ سنّت بحت عنبر ہوٹل والا منگھو پیر روڈ

باوانی چالی کراچی نمبر ۱۶

لَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

رسالہ ہذا بانی تبلیغی جماعت کی وہابیت اور ان کے عقاید کی

حقیقت کا آئینہ

مسمّٰی باسم

جراثیم الوہابیۃ

فی

الجماعۃ التبلیغیۃ

از

حضرت مولٰنا مولوی ابوالجمیل محمد رضوان الرحمٰن صاحب
سنی حنفی فاروقی سہسوانی مفتی مالوہ (اندور)

ملنے کے پتے

۱۔ محمد احسان الرحمٰن فاروقی متصل جامع مسجد اندور سٹی
۲۔ مکتبہ لطیفیہ نزد جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور
۳۔ مکتبہ کلیمی اہلسنت ۹۸/۲۰۶ ناظر باغ۔ کانپور

قیمت ۳۷ پیسے

عرض حال

ہم نے رسالہ ھٰذا میں تبلیغی جماعت کی وہابیت اُن کے عقائد کی کیفیت ان کی اسکیم کی حقیقت اور اُن کی جماعت کی تقیّہ بازی کی نوعیت خود اُن ہی کے مخصوص مبلغین اور اہل قلم کی کتابوں سے مکمل طور ثابت کی ہے تاکہ عوام اہلسنت اُن سے ہوشیار اور اُنکے ہتھکنڈوں سے خبردار ہوجائیں اُن سے بچیں اور اپنے دین وایمان کو محفوظ رکھیں وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

محمد رضوان الرحمٰن فاروقی

مفتی مالوہ

۱۰ر فروری ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ عَلَی الْاٰئِہٖ وَنَعْمَائِہٖ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ فَازُوْا بِنُصْرَتِہٖ وَوَلَائِہٖ اِلٰی یَوْمِ لِقَائِہٖ

اَمَّا بَعْدُ اس پُرفتن اور نازک دور میں مختلف العقائد فرقوں اور جماعتوں کا خروج وظہور کوئی حیرت انگیز یا تعجب خیز بات نہیں۔ اسلئے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً چودہ سو سال پیشتر اپنی معجزانہ پیشین گوئی کے ذریعہ ان نئے نئے فرقوں کے نکلنے کی مسلمانوں کو اطلاع فرمادی تھی چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفَرَّقَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَالنَّصٰرٰی مِثْلَ ذٰلِکَ وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَصَحَّحَہٗ فِیْ جَامِعِہٖ۔

کہ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود اکھتر یا بہتر فرقے ہوگئے اور اسی طرح نصاریٰ بھی اکھتر یا بہتر فرقے ہوگئے اور میری امت تہتر فرقے ہوجائے گی اس حدیث کو امام ترمذی نے جامع ترمذی میں روایت کیا اور تصحیح وتحسین فرمائی ہے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بنی اسرائیل (یہود ونصاریٰ) بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت

35/-

أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ

تہتر فرقے ہو جائے گی بہتر فرقے جہنمی اور صرف ایک فرقہ ناجی ہو گا صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نجات پانے والا کون سا فرقہ ہو گا تو آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو میری سنت اور صحابہ کی جماعت کے طریقے پر ہونگے یعنی اہلسنت وجماعت۔

ان احادیث کو ترمذی کے علاوہ دیگر محدثین مثلاً امام ابوداؤد ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل وغیرہم رحمہم اللہ نے بھی اپنی کتابوں میں بالفاظ متقاربہ متعدد صحابہ کرام سے روایت کیا ہے

تشریح ما انا علیہ واصحابی جو حدیث کے الفاظ ہیں ان سے مراد اہل سنت وجماعت ہیں۔

فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ لاشک ولاریب انھم ھم اھل السنۃ والجماعۃ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے بلاشک وشبہ وہ صرف اہل سنت وجماعت ہیں۔

احادیث مذکورہ بالا سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ نجات پانے والی جماعت صرف جماعت اہل سنت ہے اور باقی فرقے جہنمی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی واضح ہو گیا کہ امت محمدیہ میں تشتت وافتراق پیدا ہو گا اور نئے نئے فرقے عالم وجود میں آئینگے چنانچہ مخبر صادق کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور جبریہ، قدریہ، معتزلہ وہابیہ، دیوبندیہ، مرزائیہ، چکڑالویہ اور نہ معلوم کتنے فرقے ظاہر ہو چکے اور عوام اہلسنت

کو بہکانے اور اپنا ہمخیال ہم عقیدہ بنانے کی جدوجہد کر چکے، جن میں بعض فرقے خود بخود گمنامی کے قبرستان میں اس طرح دفن ہو چکے کہ عوام آج ان کے ناموں سے بھی واقف نہیں اور بعض فرقوں نے اپنی کمزوری کو محسوس کیا اور اپنے دائرہ تبلیغ کو اپنے اپنے مخصوص فرقوں میں محدود کر دیا اور عوام اہل سنت سے عقائد کے معاملہ میں تعارض ترک کر دیا لیکن بعض فرقے آج تک عوام کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے درپے نظر آرہے ہیں آخر الذکر فرقوں میں فرقہ وہابیہ بھی ہے۔

فرقہ وہابیہ کے عقائد

عقیدہ ۱ وہابیہ کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنے رسالہ یکروزی میں لکھتے ہیں

"ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو" یکروزی ص۱۴

اسی عقیدہ کو بانی تبلیغی جماعت کے مرشد ثانی مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

"امکان کذب کا مسئلہ تو اب کسی نے نہیں نکالا قدماء میں اختلاف ہے" براہین قاطعہ ص۱۰

ہم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ کذب جھوٹ اور فریب عیوب ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پاک تمام عیوب سے منزہ ہے

عقیدہ ۲ وہابیہ کے نزدیک صفات باری تعالیٰ اختیاری اور حادث ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں:۔

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے
یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے" (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ علم خداوندی اختیاری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر صفت اختیاری حادث ہے شرح عقائد نسفی میں ہے

الصادر عن الشئ بالقصد والاختیار یکون حادثا بالضرورۃ

یعنی جو چیز کسی سے اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو وہ بالضرورت حادث ہوگی

ہم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ خدا کی ذات اور صفات قدیم ہیں

عقیدہ ۔ وہابیہ خدائے تعالیٰ کے لئے زمان و مکان اور جہت کے قائل ہیں چنانچہ ایضاح الحق میں مولوی محمد اسماعیل تحریر کرتے ہیں۔

"تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت
بلا جہت از قبیل بدعات است" (ایضاح الحق صفحہ ۲۵)

یعنی اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور دیدار ماننا بلا جہت از قبیل بدعات ہے۔ ہم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ زمان و مکان اور جہات سے منزہ اور پاک ہے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں۔

"عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و او را جہتے از فوق
و تحت منصور نیست و ہمین است مذہب اہل سنت وجماعت

بحر الرائق میں ہے یکفر باثبات المکان للہ تعالیٰ یہی الفاظ فتاویٰ عالمگیری میں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے جو مکان ثابت کرے گا کافر ہو جائے گا۔

عقیدہ وہابیہ کے نزدیک سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے حضور کے بعد کسی نبی کے آنے سے وہابیہ کے نزدیک ختم نبوت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند اپنی تحذیر الناس میں لکھتے ہیں۔

"عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا باین معنے ہے
کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم
یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ" (تحذیر الناس صفحہ ۳)

الحاصل خاتم النبیین کے معنے اسب میں پچھلے نبی ہونے کو مولوی قاسم کہتے ہیں کہ جاہلوں اور عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں اس کا فضائل نبوی سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ تمام صحابہ کرام، ائمہ عظام علمائے متقدمین اور فضلاء محدثین نے یہی مطلب بیان کیا ہے لیکن مولوی قاسم تمام مفسرین کے خلاف تفسیر بالرائے فرما کر اپنے مقصد کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو
بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

ہم اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اب حضور کے بعد اگر کوئی شخص نبوت کا دعوے کرے تو جھوٹا اور دجال ہے حدیث میں ہے حضور فرماتے ہیں انا العاقب والعاقب الذی لا نبی بعدہ، یعنی میں عاقب ہوں

اور عاقب وہ نبی ہے جس نبی کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

عقیدہ ۷:۔ وہابیہ کے نزدیک نماز میں رسول پاک کا تصور اور خیال آجانا اپنے گائے اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی امام الوہابیہ اپنی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔

"نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے" (صراط مستقیم ص۸۲)

مسلمانو! غور کرو، یہ ہے وہابیہ کا تعلق ذات رسول پاک سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

عقیدہ ۸۔ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ رسول پاک مر کر مٹی میں مل گئے تقویۃ الایمان میں ہے

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" (تقویۃ الایمان ص۲۰)

ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی مزار پاک میں زندہ ہیں حدیث شریف میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء وفی روایۃ نبی اللہ حی یرزق (ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے اجسام طیبہ کا کھانا زمین پر حرام کردیا۔ اللہ کا نبی زندہ ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے

عقیدہ ۹ وہابیہ کے نزدیک "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" سید عالم کی صفت خاصہ نہیں دوسروں کو بھی کہہ سکتے ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں۔

"رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلعم کی نہیں ہے انبیاء علماء بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں" (فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صد ۱۲)

عقیدہ ۱۰۔ وہابیوں کے نزدیک جادوگروں کے جادو انبیاء کرام کے معجزات سے زیادہ قوی ہیں

"بہت سی چیزیں کہ مقبولوں کی معجزہ گنی جاتی ہیں ویسی بلکہ قوت وکمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسمات والے کر سکتے ہیں" (منصب امامت ص۳۱)

عقیدہ ۱۱ وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فی الحال علم غیب نہیں ہاں اختیار رکھتا ہے کہ جب چاہے معلوم کرے چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہے "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے" (تقویۃ الایمان ص۲۴)

عقیدہ ۱۲۔ وہابیہ شفاعت کے بھی منکر ہیں چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہے

"محبت کے سبب سفارش قبول کرے اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں جو کسی کو اس قسم کا شفیع سمجھے ویسا ہی مشرک ہے" (تقویۃ الایمان ص۳۸)

ہم نے اس مختصر رسالہ میں وہابیہ کے چند عقیدے بیان کئے ہیں ورنہ ان لوگوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جس بے باکی سے گستاخانہ کلمات اور بیہودہ عبارات اپنی اپنی کتابوں میں لکھ کر شان رسالت کی تنقیص و توہین کی ہے اس کی تفصیل کی دوسرے رسالہ میں پیش کی جائے گی

فرقہ وہابیہ انتہائی خطرناک ہے

یہ فرقہ ہمیشہ اسی کوشش میں رہا کہ عوام کو جس تدبیر سے ممکن ہو وہابی بنا کر اپنے فرقہ میں ضم کرلے۔ اس سلسلہ میں فرقہ نئی نئی اسکیمیں تیار کرتا رہا اور تدبیریں سوچتا رہا کبھی مجاہدانہ شان سے جلوہ گر ہوا کبھی عوام کو لبھانے کے لئے حنفیت کا لباس زیب تن کیا کبھی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لئے خرقہ پوش بنا لیکن وہابیہ کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی۔ چونکہ عوام اہل سنت کو حضرات علمائے کرام نے وہابیہ کے عقائد و خیالات سے خبردار اور ان کی مخصوص علامات سے ہوشیار کردیا تھا اس لئے عوام اہل سنت نہ ان کے وعظ سننے کو تیار تھے نہ ان کی مذہبی مجالس و محافل میں شرکت کے روادار تھے۔ بلکہ ان کی صحبت و گفتگو سے بیزار و متنفر تھے وہابیہ جب کبھی جس صورت اور جس لباس میں ظاہر ہوئے عوام نے بیک نظر دیکھ کر کہہ دیا

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

تبلیغی جماعت کی صورت میں اشاعت وہابیت

دور حاضر میں فرقہ وہابیہ وہابیت کی توسیع و اشاعت کے لئے تبلیغی جماعت کی صورت میں رونما ہوا ہے اس جماعت کے افراد جا بجا گشت کرتے اور جماعتوں کی صورت میں نکلتے ہیں اور عوام کو

یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہماری جماعت کا مقصد صرف صوم و صلوٰۃ اور کلمہ طیبہ کی تبلیغ اور اعمال کی اصلاح ہے عوام کو اس بات کا اطمینان دلاتے ہیں کہ ہمیں کسی کے عقائد سے بحث نہیں حالانکہ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ صوم و صلوٰۃ اور کلمہ طیبہ کا سبز باغ دکھا کر عوام کو اپنی جماعت کا ممبر بنائیں اور آہستہ آہستہ اپنے رنگ میں رنگ کر وہابی بنالیں اور ظاہر ہے کہ وہ عوام جو عربی زبان جانتے نہیں جن کو آیات و احادیث کا ترجمہ کرنے کی استعداد نہیں اور ناسخ و منسوخ اور صحیح و ضعیف میں تمیز نہیں خود اپنے عقائد و مسائل اور مسائل کے علل و دلائل سے بے خبر اور انجان ہیں جب اس قسم کے لوگ تبلیغی جماعت میں شریک ہوجائیں گے جماعت کا لٹریچر دیکھیں گے ان کے رسائل کا مطالعہ کریں گے وہابی مولویوں کے بیان کردہ ترجمے اور مضامین پڑھیں گے اور ان مضامین کو معتقدانہ حیثیت سے اپنے دلوں میں جگہ دیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ خود ہی رفتہ رفتہ جماعت کے ہم خیال بن کر جماعت کا دم بھرنے لگیں گے۔

اہل سنت ہوشیار!

غور کرنے کا مقام ہے کہ تبلیغی جماعت کی یہ اسکیم کیسی خطرناک اسکیم ہے پس عوام اہل سنت اگر دین قویم اور صراط مستقیم پر قائم رہنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ اس جماعت سے گریز اور ان کی مجلسوں اور صحبتوں سے پرہیز کریں اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت سے غافل نہ ہوں۔ بدمذہبوں سے بچنے اور ان سے اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لئے یہی ترکیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے

چنانچہ مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مسلم شریف)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں جھوٹے مکار فریبی آئیں گے جو تم کو ایسی حدیثیں سنائیں گے جن کو تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنا ہوگا پس مسلمانو! تم ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے پاس نہ آنے دینا ایسی صورت میں وہ تم کو نہ گمراہ کر سکیں گے اور نہ فتنے میں ڈال سکیں گے

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ بدعقیدہ اور بدمذہب سے دور رہنے کی صورت میں بدعقیدہ لوگوں کی بدعقیدگی اور بدمذہبوں کی بدمذہبی دور رہنے والے کے لئے مضر نہیں ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر محدث نے روایت کی ہے

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ایاک و قرین السوء فانک بہ تعرف

ابن عساکر

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برے ساتھی سے دور رہو اس لئے کہ اسی کے ساتھ تم کو قیاس کیا جائے گا۔

(اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بروں

کی صحبت سے اجتناب کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے

مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت وہابی تھے

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت وہابی علماء کی صحبت میں رہے وہابیوں کی نگرانی میں ان کے دینی جذبات نے پرورش پائی اور ان کے اثرات قبول کئے مکمل دس سال وہابیوں کے ساتھ زندگی بسر کی اور اسی زمانہ میں وہابیہ کے سرگروہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید ہوئے پھر مولوی رشید احمد کے انتقال کے بعد دوسرے مشہور وہابی مولوی خلیل احمد سے بیعت کی موصوف کو وہابیہ کی مشہور مدرسہ میں منصب تدریس ملا اور وہابی علماء کی امامت کا شرف بھی حاصل ہوا آخر عمر تک وہابیوں سے تعلقات قائم رکھے حتیٰ کہ علمائے وہابیہ مولوی الیاس کے جسم و جان میں بس گئے

اب ہم حقائق مذکورہ بالا کے ثبوت میں مولوی الیاس کی تبلیغی جماعت کے مبلغ مولوی ابوالحسن ندوی کی کتاب "مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت" پیش کرتے ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۴۵ پر تحریر ہے

"گنگوہ اس وقت صلحاء و فضلاء کا مرکز تھا ان کی اور خود مولانا رشید احمد صاحب کی صحبت اور مجالس کی دولت مولانا الیاس صاحب کو شب و روز حاصل تھی"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی الیاس وہابیوں کی صحبت میں رہے اس لئے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اکابر وہابیہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ پھر اسی دینی دعوت کے صفحہ ۴۵ پر مرقوم ہے۔

"دینی جذبات کی پرورش نیز دین کی سمجھ اور اس کا سلیقہ پیدا کرنے میں ان کیمیا اثر صحبتوں اور مجالس کو جو دخل ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی الیاس ان کیمیا اثر صحبتوں کے اثرات سے محروم نہ رہے ورنہ اہل نظر کی نظروں سے کیمیا اثر صحبتوں کی کیمیا اثری پوشیدہ ہوئی جا رہی ہے پھر اسی صہ ۴۵ پر ہے

"مولانا الیاس کی دینی اور روحانی زندگی میں اس ابتدائی ماحول کا فیض برابر شامل رہا۔ انسان کی زندگی میں مقام اور ماحول کا اثر قبول کرنے کا جو بہترین زمانہ ہوسکتا ہے مولانا الیاس کا وہ زمانہ گنگوہ میں گزرا"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی الیاس نے ان کے مذہبی اثرات بخوبی قبول کئے اور ان کی کیمیا اثری کا مکمل نمونہ بن گئے

پھر اسی دینی دعوت کے اسی صہ ۴۵ پر ہے۔

"جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گذارا"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس فطرت کی کوری اور صاف تختی لے کر گنگوہ آئے تھے

دس سال کی طویل مدت وہابیوں کی مجالس و محافل میں گزار کر اپنے دل کی کوری اور صاف تختی پر وہابیت کے گہرے

نقوش لے کر واپس ہوئے۔

پھر اسی دینی دعوت کے صہ ۴۶ پر ہے۔

"مولانا گنگوہی بالعموم بچوں اور طالب علموں کو بیعت نہیں کرتے تھے فراغت اور تکمیل کے بعد اس کی اجازت ہوتی تھی مگر مولانا الیاس کے غیر معمولی حالات کی بنا پر ان کی خواہش اور درخواست پر بیعت کر لیا"

اس عبارت میں مولوی الیاس کو مولوی رشید احمد گنگوہی امام الوہابیہ کا مرید بتا کر مولوی الیاس کی وہابیت پر مہر ثبت کر دی۔

پھر اسی دینی دعوت کے صہ ۴۹ تا صہ ۵۰ پر ہے

حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی وفات کے بعد آپ نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب سے درخواست کی آپ نے مولانا خلیل احمد صاحب کی جانب رجوع کا مشورہ دیا چنانچہ آپ نے مولانا سہارن پوری خلیل احمد سے اپنا تعلق قائم کر لیا اور آپ کی نگرانی و رہنمائی میں منازل سلوک طے کئے"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس صاحب نے پیر کی موت کے بعد دوسرا پیر بنایا اور وہ بھی وہابی ملا۔ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ اسی کتاب کے صہ ۵۳ کی عبارت سے مستفاد ہے کہ مولوی الیاس صاحب ایک عرصہ تک وہابیوں کے مشہور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مدرس بھی رہے۔

پھر اسی کتاب کا صہ ۵۳ ملاحظہ ہو۔

"ایک مرتبہ کاندھلے میں (محمد الیاس صاحب کا آبائی وطن
شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری مولانا خلیل احمد صاحب
سہارنپوری اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی موجود
تھے نماز کا وقت آیا تو امامت کے لئے آپ کو (محمد الیاس)
بڑھایا"

یہاں سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس صاحب کو وہابی مولویوں کی امامت کا شرف بھی حاصل ہوا تھا

پھر اسی کتاب کے صہ ۵۱ پر مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی۔ عبدالرحیم رائے پوری کے متعلق مولوی الیاس کا قول درج ہے۔

"یہ حضرات جسم و جان میں بسے ہوئے تھے"

مسلمانو! غور کرو اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو کہ مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت جن کے متعلق جب تبلیغی جماعت کے ایک معتبر مبلغ کے قلم سے یہ ثابت ہو گیا کہ موصوف وہابیہ کی صحبت میں رہے وہیں پڑھے پلے ان ہی کے یہاں پڑھے لکھے ان ہی کے مدارس میں مدرس رہے۔ اور ان سے ہی اکتساب کیا وہی وہابیہ مولوی الیاس کے جسم و جان میں بسے رہے ان سے ہی سلسلہ بیعت واردات قائم کیا گیا ایسے شخص کی وہابیت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہے؟ ہر ذی عقل یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ ایسا شخص یقیناً وہابی ہے۔

تبلیغی جماعت کا ہمیشہ وہابیہ سے اور انکے مدارس سے تعلق رہا

مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت برابر اپنے مبلغین کو وہابیوں کے مدرسوں اور جلسوں میں شرکت کی تاکید کیا کرتے تھے ہم اس سلسلہ میں مکاتیب مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی مبلغ تبلیغی جماعت کو پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو مکاتیب صہ ۴۰-۴۱

۶ر اپریل کو سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم کا سالانہ جلسہ ہے اگر حضرات مبلغین ایسے ایسے موقعوں میں چند دنوں پہلے اور چند دنوں بعد صحیح اصول کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں کے موقعے ڈھونڈھتے رہیں تو جنت میں لیجانے والی اسکیم سرسبز ہو سکتی ہے"

ایک مرتبہ مولوی الیاس کی تبلیغی جماعت لکھنؤ گئی اور اتفاقاً یہ لوگ مولوی عبدالشکور کاکوروی سے نہ ملے اس پر مولوی الیاس انتہائی تعلق اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں ملاحظہ ہو مکاتیب مرتبہ مولوی ابوالحسن ندوی صہ ۵۹

"مجھے بڑا قلق ہوا کہ وہ مولانا عبدالشکور صاحب سے مل کر نہ آئے"

یہ مولوی عبدالشکور وہی شخص ہیں جن کی وہابیت ہندوستان میں اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے پھر مکاتیب صہ ۶۲/۶۳ ملاحظہ ہو

آج یہ بندہ ۱۵ اس دعوت کو لے کر مدرسہ امینیہ گیا تھا جس میں اللہ کے فضل اور لطف رحمت نے بہت امید افزا صورت پیدا فرما دی

ان واقعات سے طاف ظاہر ہے کہ ان کی جماعت کا تعلق ہمیشہ مدارس وہابیہ ہی سے رہا۔

تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ اور نماز کی اصلاح نہیں

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کے مخصوص خطوط اور ملفوظات کا مطالعہ کرنے سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ ان کی اس تحریک کا مقصد کلمہ اور نماز کی اصلاح نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں تبلیغی جماعت کے خاص مبلغ جناب مولوی ابوالحسن علی ندوی کی کتاب "دینی دعوت" ملاحظہ فرمائیے اسی "دینی دعوت کے صفحہ ۲۲۶ پر ہے۔

(مولوی الیاس صاحب نے) ایک مرتبہ اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب (ایم اے علیگ) سے فرمایا جو ایک وسیع النظر عالم بھی ہیں۔

ظہیر الحسن! میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے، میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے (دینی دعوت صفحہ ۲۲۶)

تبلیغی جماعت کے ان ہی مبلغ جناب مولوی ابوالحسن علی ندوی صاحب نے اپنی کتاب "مکاتیب مولوی الیاس" کے صفحہ ۱۲۲ پر مولوی الیاس صاحب کا ایک ایسا خط نقل کیا ہے جو تبلیغی جماعت کے مخصوص کارکنوں کے نام ہے اس خط میں یہ مضمون قابلِ غور ہے

وہ دو امر ہیں۔ ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہیئے اور وہ کرتے ہیں دوسرا وہ جو ہونا چاہیئے۔ اور نہیں کرتے امر اول کلمہ اور نماز

کی تصحیح کرانے کو اگر کرتے ہیں تو بمنزلہ مقصود کے کرتے ہیں کہ جیسا اس تحریک کا مقصد ہو حالانکہ یہ مقصد نہیں"۔

(مکاتیب صفحہ ۱۲۲)

پھر اسی مضمون کی سرخی اسی صفحہ کے ایک کنارے پر اسطرح موجود ہے

"کلمہ اور نماز کی تصحیح اس تحریک کا مقصود نہیں"

تبلیغی جماعت کی معتبر کتابوں کے حوالے جو ہم نے اوپر درج کئے ہیں۔ ان کو پڑھ کر ایک معمولی پڑھا لکھا انسان بھی بڑی آسانی سے یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ اور نماز کی اصلاح نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ جب تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ اور نماز کی اصلاح نہیں ہے تو کلمہ اور نماز کی آڑ میں کیا مقصد پوشیدہ ہے اس سلسلہ میں تبلیغی جماعت کی معتبر کتابوں کے دیکھنے سے روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہے کہ:۔

تبلیغی جماعت کا مقصد وہابیت کی اشاعت ہے

اس حقیقت کے ثبوت میں تبلیغی جماعت کے خاص مبلغوں کی دو کتابوں کی عبارتیں دیکھئے اول "ملفوظات مولوی الیاس" جسے تبلیغی جماعت کے بہت مشہور مبلغ مولوی منظور نعمانی سنبھلی نے ترتیب دیا ہے دوم "مکاتیب مولوی الیاس" جسے تبلیغی جماعت کے بہت مشہور مبلغ اور خاص رکن مولوی ابوالحسن علی ندوی نے جمع کیا ہے۔

"ملفوظات مولوی الیاس" کے صفحہ ۴۷ پر یہ عبارت درج ہے۔

(مولوی الیاس نے) ایک بار فرمایا حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی (ملفوظات ص۵۰)

مولوی الیاس صاحب کے اس بیان سے یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہے کہ وہ اپنے مخصوص طریقۂ تبلیغ سے وہابیوں کے مشہور پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو مسلمانوں میں پھیلانا چاہتے تھے۔

پھر اسی ملفوظات کے ص۵۰ پر مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کا یہ بیان بھی موجود ہے۔

"حضرت (تھانوی) کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے (ملفوظات ص۵۰)

پھر مکاتیب مولوی الیاس" مرتبہ مولوی ابوالحسن علی ندوی کے ص۱۳۵ پر مولوی الیاس صاحب کا یہ بیان بھی ملاحظہ فرمائیے

حضرت تھانوی سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جاوے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل" (مکاتیب ص۱۳۵)

مولوی الیاس صاحب کے ان بیانات اور خطوط کے مضامین سے صاف ظاہر ہے کہ اس تحریک کا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل سنت میں وہابیوں

کی تعلیمات کو پھیلایا جائے اور کلمہ اور نماز کی آڑ میں عوام کو وہابیت کے رنگ میں رنگ دیا جائے۔

فرقۂ وہابیہ کا نجد سے ظہور ہوا

خطۂ نجد اور ضلالت

خطۂ نجد کو شیطنت اور ضلالت سے جو مناسبت ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں روایت نقل کرتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرى ابليس فى صورة الشيخ النجدى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابلیس کو بسا اوقات شیخ نجدی کی صورت میں دیکھا کرتے تھے۔

جب آفتاب اسلام نے اپنی روشنی سے انسانی دلوں کی گہرائیوں کو روشن کرنا شروع کیا اور وہ لوگ جن کو حق کی سچی طلب تھی حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو مکہ کے کفار و مشرکین نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خطرناک قدم اٹھانے کے ارادہ سے دار الندوہ میں مشورہ کرنے کے لئے اکابر قریش کو جمع کیا۔ اس وقت بھی شیطان شیخ نجدی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور کفار مکہ کے مشوروں میں شریک ہو گیا۔ جب لوگوں نے اپنا اپنا مشورہ پیش کیا تو شیخ نجدی نے ہر شخص کے مشورہ کو یہ کہکر مسترد کر دیا کہ بئس رایك یا فلان (اے فلاں تیرا مشورہ بہت برا اور غلط ہے)

آخر میں ابوجہل کھڑا ہوا اور اُس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا مشورہ دیا تو اُس وقت بھی یہی شیخ نجدی تھا جس نے ابوجہل کی رائے کی یہ کہکر تائید کی کہ نعم ماقلت یا ابا الحلم (اے ابوالحکم تیری رائے بہترین ہے)

شیطنت اور نجد کے درمیان جو مناسبت ہے وہ ان دو روایتوں سے ظاہر ہے یہی وجہ ہے کہ حزب الشیطان یعنی شیطانی جماعت کے خروج کے لئے قدرت کی جانب سے خطہ نجدی تجویز کیا گیا

حزب الشیطان کے متعلق معجزانہ پیشین گوئیاں

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو ہمارے ملک شام میں برکت فرما اللہ تو ہمارے ملک یمن میں برکت فرما۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے نجد میں راوی کہتے ہیں کہ میرے گمان میں تیسری مرتبہ فرمایا۔ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطانی گروہ کا خروج ہوگا۔

اس حدیث سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نجد سے ایک فرقہ نکلے گا جو

خدائے قدوس اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک شیطانی فرقہ ہوگا اور مسلمانوں کو گمراہ کرے گا۔

مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس خطہ زمین کے لئے دعا نہ فرمائیں اور صحابی کے اصرار کے باوجود جب فرمائیں تو یہ کہ وہاں سے شیطان کی جماعت نکلے گی۔ ایسی صورت میں کیا آپ امید کر سکتے ہیں کہ خطہ نجد سے آپ کے لئے کوئی ہدایت کا چشمہ جاری ہوگا۔ میرے خیال میں جس کا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ حضور نے وہاں سے حزب الشیطان کے خروج کی پیشین گوئی فرمائی ہے ہرگز ہرگز نجدیوں کو اپنا مذہبی پیشوا اور رہنما بنانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

حزب الشیطان کی چند علامتیں

(۱) ادعاء عمل بالحدیث۔ یعنی حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہوں گے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفھاء الاحلام یقولون من قول خیر البریۃ یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ

(اخرجہ البخاری)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ناتجربہ کار بے وقوف آئینگے جو اپنے زعم میں قول نبی (حدیث) سے سند پکڑیں گے اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا ہے

(۲) بظاہر ظاہری اعمال روزہ اور نماز کے خوب پابند ہوں گے لیکن بدعقیدہ اور بے دین ہوں گے

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم تحقرون صلوتکم مع صلوتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیہ

رواہ البخاری عن ابی سعید ن الخدری

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں اور تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں ہیچ اور حقیر سمجھو گے وہ قرآن تلاوت کریں گے لیکن حلق سے تجاوز نہ کرے گا دین سے اس طرح دور ہو جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے دور ہو جاتا ہے

اس حدیث کو امام بخاری نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے

(۳) اس فرقہ کے لوگ اکثر سروں کو منڈاتے ہوں گے

قیل ما سیماھم قال سیماھم التحلیق ۔ اخرجہ البخاری

عرض کیا گیا کہ اس فرقہ کی علامت کیا ہوگی فرمایا ان کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ لوگ اپنے سروں کو منڈاتے ہوں گے۔

ان ہر سہ احادیث شریفہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حزب الشیطان جو خطہ نجد سے نکلے گا بظاہر ان کا دعویٰ یہ ہوگا کہ حدیث پر عمل کرتے ہیں بات بات پر حدیث پیش کریں گے اور اپنے زعم میں اپنے دعوے پر اس حدیث سے استدلال کرنے کی کوشش کریں گے۔ دوسروں سے بات بات

پر حدیث کا مطالبہ کریں گے اپنے سر گھٹاتے ہوں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جماعت کے اکثر و بیشتر افراد اپنا سر گھٹاتے ہوں گے بہ ظاہر مسلمانوں سے زیادہ نماز اور روزہ اور ظاہری اعمال کی پابندی کرتے ہوں گے قرآن کی تلاوت اور اشراق و تہجد کی پابندی میں مسلمانوں سے بھی زیادہ ہوں گے باوجود ان تمام باتوں کے ان کا دین سے کوئی تعلق نہ ہوگا ان کے عقائد بدترین اور ان کے خیالات گندے اور ناپاک ہوں گے۔

حزب الشیطان کے متعلق پیشین گوئی پوری ہوگئی

وہابیہ نجدیہ کا نجد سے خروج

تقریباً بارہ سو سال کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور مخبر صادق کی خبر صادق کے مطابق نجد سے فرقہ وہابیہ کا ظہور ہوا۔ جس کا موجد اور بانی عبدالوہاب نجدی تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ہجری ۱۲۰۳ھ میں جب شاہ روم سلطان عبدالحمید خاں کا انتقال ہوا اس وقت سلطان مرحوم کے بھتیجے سلطان سلیم ثالث نے شاہ مرحوم کے صاحبزادوں کو قید کر کے خود چچا کے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا اور ان ارکان سلطنت اور امرا و وزرا کو جو شاہ مرحوم کے ہوا خواہ اور ہمدرد تھے محض اس خیال فاسد کے تحت کہ شاید یہ لوگ شاہ مرحوم کے صاحبزادوں

کی ہمدردی ہیں میری مخالفت کریں، اچانک قتل کروادیا اور رعایا پر رات دن مظالم کرنے لگا جس کی وجہ سے مملکت روم میں خلل واقع ہوگیا تمام وہ صوبے جو ترکوں کی اصطلاح میں پاشا کہلائے جاتے تھے اور تمام وہ ماتحت بادشاہ جو حکومت روم کو خراج ادا کیا کرتے تھے مملکت روم کی بدنظمی اور انتظامی کمزوری دیکھ کر بغاوت کرنے لگے اور مطلق العنان بادشاہ بن بیٹھے آپس میں قتل و قتال اور جنگ و جدال شروع ہوگیا۔ ہر طاقتور کمزور کے علاقے پر نظریں ڈالنے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام وہ حکومتیں جو سلطنت روم کے زیر اقتدار تھیں کمزور ہوگئیں ہر کس و ناکس کو حکومت و بادشاہت کا شوق چرایا جس کے ساتھ چند غنڈے جمع ہوگئے اسی نے جس کے علاقہ پر چاہا چھاپہ مارا اور قبضہ کرلیا۔

اس زمانہ میں حجاز پر اہل بیت رسول میں سے کسی کی حکومت ہوا کرتی تھی۔ وہاں کا حاکم شریف مکہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس علاقہ میں اتنی آمدنی نہ تھی جو ملک کے نظم و نسق کے لئے کفایت کرسکتی۔ شاہ روم نقد و جنس کے ذریعہ اہل حجاز کی مدد کیا کرتے تھے اس کے علاوہ چونکہ حرمین شریفین جملہ اہل اسلام کے نزدیک محترم ہے اس لئے روم کی ماتحت حکومتیں بھی اہل حجاز کی امداد سے دریغ نہ کرتی تھیں اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حجاز کے علاقہ میں اگر کوئی سرکشی کرنا چاہتا یا حملہ کرنے کا ارادہ کرتا تو شریف یعنی حاکم حجاز کے اشارے پر شاہ روم حجاز کی

حفاظت کے لئے فوجیں بھیج دیتے اور ہر ممکن طریقہ سے امداد کرتے۔ گویا یوں سمجھئے کہ روم اور اس کے گرد و نواح کی تمام چھوٹی بڑی سلطنتوں حکومت حجاز کی پشت پناہی کے لئے تیار رہتی تھیں اور شریف مکہ ان طاقتوں کی پشت پناہی کی وجہ سے مطمئن تھے اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے جب روم کی مملکت میں خلفشار پیدا ہوگیا اور وہاں کا نظم و نسق بگڑ گیا نیز وہاں کے دیگر امراء اور سلاطین خود بھی کمزور ہوکر اپنی پریشانیوں میں گرفتار ہوگئے تو اس کا اثر مملکت حجاز پر بھی پڑا اشرار نے یہ سمجھ کر کہ مملکت حجاز کی پشت پناہ حکومتیں خود کمزور ہو چکی ہیں ناجائز فائدہ اٹھانے کی نیت سے نئے نئے فتنے پیدا کئے ان فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ نجدیوں وہابیوں کا فتنہ تھا۔ اہل حجاز نے یزید اور حجاج کے مظالم جو کانوں سے سنے تھے نجدیوں کی بدولت اپنی آنکھوں سے دیکھے یعنی فرقہ وہابیہ کے امام عبدالوہاب نجدی نے جو نجد کا انتہائی عیار اور ہوشیار رئیس تھا بادشاہی کا خواب دیکھنا شروع کیا اور اپنے خواب کو جامۂ تعبیر پہنانے کے لئے طے کیا کہ دین و مذہب کے نام پر ایک جماعت تیار کرکے مکہ و مدینہ اور حجاز کے دوسرے علاقوں پر قبضہ کرلے۔ چنانچہ امام الوہابیہ عبدالوہاب نجدی نے نجد کے گرد و نواح قصبات اور دیہات میں جاکر توحید اور نماز کے وعظ کہنا شروع کیے اور لوگوں کو باور کرایا کہ اس زمانہ میں تمام مسلمان شرک میں مبتلا ہیں اور توحید کو فراموش کر چکے ہیں عام لوگ کلمہ طیبہ اور نماز کے سبز باغ دیکھ کر عبدالوہاب کے مرید و معتقد اور پیرو ہوگئے رفتہ رفتہ

اس کی جماعت ہزاروں کی تعداد کو پہنچ گئی جب اس نے دیکھا کہ اپنی طاقت مضبوط ہوگئی تو لوگوں سے کہا کہ مسلمانوں کا ایک امیر ہونا ضروری ہے سب نے بالاتفاق منظور کیا اور کہا کہ آپ سے زیادہ اس امارت کا مستحق اور کون ہوسکتا ہے چنانچہ امام الوہابیہ عبدالوہاب نجدی نے اپنے لئے اپنی جماعت سے بیعت لی خطبہ میں بادشاہ کی جگہ اپنا نام داخل کیا اور اپنے وطن نجد کو پایہ تخت یعنی راجدھانی بنایا اور اپنی اولاد اور اقارب کو حکام مقرر کر کے اپنے جدید مذہب (وہابیہ) کی تشکیل میں مصروف ہوگیا اور اہل سنت وجماعت کو مشرک بنانے کے لئے کچھ مسائل و اعتقادات فرقہ معتزلہ کے کچھ خارجیوں کے اور کچھ فرقہ ظاہریہ کے لیکر اور کچھ اپنے دل سے جوڑ کر ایک کتاب لکھی پھر اس کے لڑکے محمد بن عبدالوہاب نے اس میں کچھ اضافہ کیا اور اس کا نام کتاب التوحید رکھا جس میں تمام امت محمدیہ کو کافر و مشرک بنایا خصوصاً حرمین شریفین کے رہنے والوں کو مشرک بناکر ان کا جان و مال حلال کیا۔ اس کے بعد ۱۲۲۱ھ میں جمع کثیر اور جم غفیر کے ساتھ سلطان سلیم ثالث کے آخری ایام میں حملہ کیا۔ شریف مکہ کو لوگوں نے مشورہ دیا کہ ترک فوج کو مصر و شام سے بلوا لیجئے یا عرب کے قبائل کو جمع کر لیجئے اور نجدیوں کا مقابلہ کیجئے۔ شریف مکہ نے محض اس خیال سے کہ مسلمانوں کو حرم سے کیونکر منع کروں ان کو روکنا گوارا نہ کیا۔ اہل حجاز نے ہر چند سمجھایا لیکن شریف مکہ نے ان کے متعلق حسن ظن سے کام لیا اور کچھ بھی

خیال نہ کیا۔ یہاں تک کہ نجدی قرن المنازل تک آگئے وہاں سے محمد بن عبدالوہاب نجدی نے مکہ کو چھوڑا اور طائف پر حملہ آور ہوگیا اور چاروں طرف سے گھیر کر اہل طائف کو قتل کیا اور ان کے مال و متاع کو لوٹا نہ چھوٹا دیکھا نہ بڑا، نہ جوان دیکھا نہ بوڑھا نہ عورت دیکھی نہ مرد جو سامنے آگیا اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا حضرت عبداللہ بن عباس کی مسجد کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ آثار متبرکہ کو مٹا دیا الغرض لوٹ مار کے بعد وہاں کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ یہ اطلاعات شریف مکہ کو پہونچیں اور معلوم ہوا کہ نجدی اب مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے ایک یوم قبل کتاب التوحید علمائے مکہ کے ہاتھ آئی جس کو دیکھ کر علمائے مکہ ان پر کفر کا فتوے دیا۔ لیکن اب کیا ہوتا فرصت کہاں تھی۔ شریف مکہ کو اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا کہ وہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ شریف مکہ چند غلاموں کو ساتھ لے کر راہی جدہ ہوئے اور وہاں کے قلعہ میں پناہ لی۔ نجدیوں نے انتہائی سفاکی اور بیباکی کے ساتھ مسجد حرام میں گھس کر ان لوگوں کو جو حرم محترم میں پناہ لینے کے لئے چھپے تھے قتل کیا اور حرم محترم کا کچھ احترام ملحوظ نہ رکھا شریف اور اہل مکہ کے اموال کثیرہ کو اپنے قبضہ میں کیا پھر جسطرح مکہ معظمہ میں قتل و قتال کیا تھا اسی طرح مدینہ منورہ میں بیدردی کے ساتھ مسلمانوں کو قتل کیا اور یہ قتل و قتال صرف اسلئے تھا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مذہب کے مطابق تمام اہل اسلام مشرک بدعتی اور مباح الدم تھے الغرض اسی طرح چند روز ان مبتدعوں کا دور حکومت رہا پھر سلطان محمود خاں پسر سلطان عبدالحمید خاں مرحوم نے حکومت کی

باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی یہ شخص نیک دل اور باخدا آدمی تھا اس نے پہلے اپنی حکومت کو مضبوط کیا پھر محمد علی پاشا والی مصر کو نجدیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا انھوں نے ابراہیم پاشا کو حجاز کی طرف روانہ کیا اس نے آکر ایسا تدارک کیا کہ حجاز کو نجدیوں وہابیوں سے خالی کرایا۔ اور ان بدمذہبوں کو نجد کی طرف نکال بھگایا چنانچہ علامہ محمد بن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ تذکرہ اس واقعہ کا فرمایا ہے رد المختار شرح درمختار کی جلد ۳ کتاب الجہاد باب البغاۃ میں خارجیوں کے بیان میں فرماتے ہیں کہ۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلک القتل اھل السنۃ وقتل علمائھم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتھم وخرب بلادھم وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف

خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانہ میں پیروان عبدالوہاب سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے خروج کرکے حرمین شریفین پر غلبہ حاصل کیا وہ اپنے آپ کو بظاہر حنبلی کہتے تھے لیکن ان کا یہ اعتقاد تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کی مخالفت کریں وہ سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انھوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کے قتل کرنے کو مباح اور جائز قرار دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت کو توڑ دیا اور ان کے شہروں کو خراب اور ویران کردیا اور مسلمانوں کے لشکروں کو وہابیوں پر ۱۲۳۳ھ میں غالب کردیا

ہندوستان میں وہابیت کا شیوع

تیرہویں صدی میں ہندوستان کے مشہور شہر دہلی کے خاندان عزیزی میں جو علمی

اعتبار سے ایک مشہور خاندان تھا ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام محمد اسمٰعیل تھا ذہین اور طباع تھا علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سیر و سیاحت کا شوق ہوا ارادۂ حج بیت اللہ سے حجاز کا سفر کیا اور حجاز پہونچ گئے بعض اوقات انتہائی ذہانت اور طباعی بھی انسان کی دینی تباہی اور ایمان کی بربادی کا باعث ہوجاتی ہے مولوی اسمٰعیل دہلوی کو وہابیہ کی مشہور کتاب کتاب التوحید مل گئی طبیعت جدت پسند تھی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد پسند آگئے کتاب التوحید کو حاصل کرلیا اور خود اس کا ترجمہ کیا اور اس ترجمہ کا نام تقویۃ الایمان رکھا جو آج بھی ہر وہابی کے گھر میں موجود اور انکے کتبخانوں کی زینت بنی ہوئی ہے مولوی اسمٰعیل نے نجدی کی اتباع میں تمام ان آیات قرآنی جو مشرکین مکہ کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر ڈھالکر شرک کی بوچھار شروع کردی اور عامۃ المسلمین کو مشرک قرار دیا بزرگان دین اور انبیاء و اولیاء کی شان اقدس میں جو گستاخیاں کی ہیں انکے بیان اور تفصیل کے لئے دفتر درکار ہے انبیاء اور اولیاء کو اگر کسی جگہ چوہڑے چمار سے بدتر بنایا تو دوسری جگہ ذرہ ناچیز سے کمتر دکھایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا کہ معاذ اللہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے الغرض مصداق طابق النعل بالنعل جو کچھ امام اول شیخ نجدی نے کتاب التوحید میں لکھا وہ سب کچھ بلکہ اس سے زیادہ مولوی اسمٰعیل نے اپنی تقویۃ الایمان میں لکھا اور اشاعت وہابیت کے سلسلہ میں انکا وہی طور طریقہ رہا جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کا طریقہ تھا نجدی نے اپنی بیعت لے کر مذہب کے نام پر ایک جماعت بنائی اور جہاد کے نام سے خروج کیا۔ مولوی اسمٰعیل نے اپنے پیر سید احمد بریلوی کی آڑ لی اور بیعت جہاد لے کر جماعت بنائی اور مجاہدین کر میدان میں نکلے خدا جانتا ہے کیا ارادے تھے اور کیسے کیسے منصوبے لیکر مجاہدانہ لباس میں ملبوس ہوئے تھے لیکن افسوس یہ ہے کہ دل کی تمنا

دل ہی میں رہی پیر و مرید کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے پایا تھا کہ کسی سفاک نے ہر دو پیر اور مرید یعنی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کو قتل کر دیا اب ہندوستان میں وہابیت کا بظاہر کوئی سرپرست نظر نہ آرہا تھا اسلئے کوئی وہابیت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا تھوڑی مدت کے بعد چند ایسے لوگوں نے جن کی وہابیت سے محبت تھی پھر وہابیت کا گھر بسانے کی کوشش کی اور ایک ایسا مدرسہ قائم کرنے کا ارادہ کیا جہاں بظاہر فروعات میں کتب حنفیہ کی تعلیم دی جائے۔

لیکن عقائد میں عقائد وہابیہ کی اشاعت کی جائے چنانچہ مدرسہ قائم ہوا اس مدرسہ کے علماء مدرسین اور سرپرستوں نے پہلا کام یہ کیا کہ نجدی کے عقائد کی تعریف و تحسین سرائی کی اور اشارۃً اپنے عقائد کی کیفیت بتادی اور مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کہ ان کے عقائد وہی ہیں جو وہابیہ کے عقائد ہیں اب کیا تھا عوام اہلسنت بھاگ گئے علماء اہلسنت نے ان کے عقائد کی تصریح کر دی اور مسلمانوں کو صاف بتا دیا کہ عقائد کے اعتبار سے یہ بھی وہابی ہیں مسلمان ان سے متنفر ہو گئے ان لوگوں کو نہ اہل سنت کی مساجد میں امامت کی جگہ تھی نہ اہل سنت کے مدارس میں مدرسی کا منصب مل سکتا تھا نہ وہابیہ کی تقریریں سننے کو تیار تھے نہ ان کی کتابیں دیکھنے کے روادار تھے الغرض وہابیت مسلمانوں میں مقبول نہ ہو سکی اور تقریباً ڈیڑھ صدی گذرنے کے باوجود وہابیوں کی سعی و کوشش ناکام رہی اس ناکامی کو دیکھ کر جماعت وہابیہ میں سے ایک شخص مولوی الیاس نامی نے ایک جماعت قائم کی اور اس کا نام تبلیغی جماعت رکھا وہابیہ کا لٹریچر تیار کرایا وہابی علماء کو دعوت دے کر شریک کیا اور چند ایسے اصول مرتب کئے جنکے ذریعے وہابیت کی اشاعت میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور عوام بڑی خوشی سے انکے عقائد قبول کر لیں یہ جماعت آجکل کلمہ

اور نماز کا وعظ سنا کر عوام اہل سنت کو اپنانے کی کوشش کر رہی ہے بظاہر دعویٰ یہ ہے کہ ہمیں کسی کے عقائد سے بحث نہیں لیکن آپ نے بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کے ملفوظات اور مکتوبات دیکھنے اور سننے کے بعد خود بھی اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ان کا ارادہ کلمہ اور نماز کی اصلاح نہیں بلکہ عوام کو اپنا ہمخیال اور ہم عقیدہ بنا کر وہابیت کی توسیع و اشاعت مقصود ہے۔

تبلیغی جماعت کو تقیّہ کی تعلیم

کسی جماعت کا اپنے عقائد کو چھپانا اور بظاہر اخفا کرنا اس جماعت کے عقائد کے بطلان کی روشن دلیل ہے۔ ہم اس سلسلہ میں جب تبلیغی جماعت کے طریق عمل کا جائزہ لیتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ جب کسی اجنبی جگہ جاتے ہیں تو اپنے مخصوص عقائد اور خیالات بالکل اظہار نہیں کرتے بلکہ ان اعمال مستحبہ کو جو عوام اہل سنت اور وہابیہ کے مابین امتیاز کا ذریعہ ہیں اور وہابیہ ان اعمال کے متعلق ممنوع ناجائز اور ہونے کی تصریح کر چکے ہیں یہ لوگ بعض اوقات خود بھی شریک ہو جاتے ہیں بلکہ فاتحہ وغیرہ کے کھانے کو جسے یہ لوگ اپنے عقیدہ میں ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں موقع پڑنے پر کھا بھی لیتے ہیں اسکے بعد جب عوام اہلسنت کو اپنانے اور مانوس بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو رفتہ رفتہ اپنے مخصوص عقائد اور خیالات کا جام پلا کر ایسا مدہوش بنا دیتے ہیں کہ پھر انھیں اپنے عقائد پر غور و فکر کرنے کا ہوش ہی نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں ہم نے جب تبلیغی جماعت

کے مخصوص مبلغین کی تالیفات کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت کا اپنے عقائد کو چھپانا اور مخفی رکھنا اس جماعت کے عوام کا ہی طریقہ نہیں بلکہ بانی جماعت کی طرف سے ان کو تقیہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے چنانچہ یہ لوگ جو عوام کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد صرف کلمہ اور نماز کی اصلاح کرنا ہے بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کی یہی تعلیم ہے کہ عوام کو باور کرایا جائے بانی جماعت مولوی الیاس لکھتے ہیں ملاحظہ ہو مکاتیب مرتبہ مولوی ابو الحسن ندوی صـ۱۳۔

"تمام ملک کے جامعوں اور مجامع میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کرلیا جائے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور نماز کے اذکار کی چیزوں کی تصحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر اب تک پوری طرح مطلع نہ ہوئی جو اسلام کی بنیادی چیز ہے، تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تبلیغی جماعت کا ظاہری اشتہار اور اعلان صرف یہ ہے کہ سب سے مقدم کلمہ اور نماز ہے اور ہمارا مقصد اس کی اصلاح کرنا ہے چنانچہ یہی کلمات تبلیغی جماعت کے عام افراد کی زبانوں پر ہیں کہ ہمیں کسی کے عقائد سے بحث نہیں ہم صرف کلمہ اور نماز کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ محض تقیہ ہے ان کے ارادے بہت وسیع ہیں۔ چنانچہ بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کے ملفوظات ملاحظہ ہوں۔

ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے جمیع ماجاء بہ النبی سکھانا رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت سو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ اور نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب ت ہے"

(ملفوظات مرتبہ مولوی منظور نعمانی صـ۲۱)

پھر ملاحظہ ہو صـ۶۵

"ہماری اس تحریک کا اصل مقصد آئوت بس دین کی طلب و تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہے نہ کہ صرف کلمہ اور نماز وغیرہ کی تصحیح و تلقین"

بلاشبہ وہابیہ کے نزدیک جمیع ماجاء بہ النبی میں ان کے عقائد بھی ہیں ان کے نزدیک دین وہی ہے جو ان کے خیالات اور عقائد ہیں۔ نیز ان کے نزدیک عوام کی اصلاح کا مطلب بھی یہی ہے کہ عوام کو اپنے رنگ میں رنگ لیا جائے اسلئے کہ عوام جب تک ان کے ہم خیال اور ہم عقیدہ نہ بن جائیں گے ان کے نزدیک قابل اصلاح رہیں گے۔

پھر ملاحظہ ہو مکاتیب مرتبہ مولوی ابو الحسن ندوی صـ۱۴۳

"بہرکیف تقریر و تحریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جن سے اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے"

عبارت صاف ہے ہر سمجھدار غور کرے کہ کن خیالات کے اظہار سے روکا جارہا ہے اور وہ کون سے ایسے خیالات اور معتقدات ہیں جن کے

اظہار سے عوام کی بدظنی اور بدگمانی کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے

مسلمانو! دیکھو یہ ہے تقیہ کی تعلیم۔ مقصد یہ ہے کہ اگر تم نے اپنے مخصوص عقائد کا عوام کے سامنے شروع میں اظہار کر دیا تو لوگ بدظن ہو جائیں گے اور وہابیت کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ اس لئے اپنے خیالات کا شروع میں ظاہر کرنا مناسب نہیں۔

تبلیغی جماعت کی شرکت انتہائی خطرناک ہے

برادران اہلسنت ہوشیار۔ اپنے دین وایمان کی دولت سے خبردار۔ تبلیغی جماعت کی شرکت عوام کے لئے انتہائی مضر اور خطرناک ہے یہ جماعت نئی نئی ترکیبوں سے عوام کو وہابیت کا شکار بنانے کی جد وجہد میں مصروف ہے اندیشہ ہے کہ اس جماعت کی شرکت کے بعد سنی عقائد باقی نہ رہیں اس لئے کہ عوام جو دینی مسائل سے ناواقف اور مذہبی دلائل سے بے خبر ہیں قرآن وحدیث سمجھنے سے مجبور۔ اور ناسخ ومنسوخ اور صحیح وضعیف میں امتیاز کرنے سے معذور ہیں عربی زبان جانتے نہیں دوسروں کے ترجموں کے محتاج ہیں جن کو یہ بھی تمیز نہیں کہ مترجم نے جو ترجمہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اور ترجمہ اصل عبارت کے مطابق ہے یا غیر مطابق جب ایسے لوگ وہابیوں کی جماعت میں شریک ہو کر شب وروز ان کی صحبتوں میں رہ کر ان کے ترجموں اور ان مضامین کا جن میں وہابیت کے زہریلے جراثیم موجود ہیں مطالعہ کریں گے۔ ان کے بیان کردہ مطالب ومعانی کو معتقدانہ

حیثیت سے اپنے دلوں میں جگہ دیں گے ان کی کتابیں پڑھیں گے ان کی تقریریں سنیں گے تو لامحالہ وہابیت کے وہ مسموم جراثیم ان کے دلوں میں اپنا اثر پھیلائیں گے اور رفتہ رفتہ وہ لوگ وہابیت کا شکار ہو جائیں گے۔

میرے اس خیال کی تصدیق کے لئے ذرا ان لوگوں کے حالات پر نظر ڈالی جائے جو تبلیغی جماعت میں شریک ہو چکے ہیں وہ پہلے سنی ہی تھے ان کے عقائد اہل سنت کے عقائد کے موافق تھے ان کے معمولات بھی وہی تھے جو اہل سنت کے معمولات ہیں لیکن تبلیغی جماعت میں شریک ہونے کے بعد ان کے خیالات بدل گئے عقائد متغیر ہو گئے وہ لوگ جماعت کی شرکت سے پہلے جن علماء اہل سنت کی کتابیں دیکھتے تھے۔ جن کی تقریریں ذوق وشوق سنتے تھے اور مسائل دریافت کیا کرتے تھے تبلیغی جماعت میں شریک ہونے کے بعد وہ لوگ نہ علماء اہلسنت کی تقریریں سننے کے لئے تیار ہیں نہ ان کی کتابیں دیکھنے کے روادار ہیں بلکہ اپنے عقائد سابقہ (عقائد اہلسنت) سے متنفر وبیزار ہیں اور اپنے باپ دادا کو مشرک اور بدعتی بتانے کو تیار ہیں پس ایسی صورت میں ہر سنی یہ فیصلہ کرنے کے لئے مجبور ہے کہ اس جماعت کی شرکت خطرناک ہے۔

تبلیغی جماعت سے دور رہو

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہ کن فرقوں اور جماعتوں سے بچنے اور دور رہنے کا حکم دیا ہے اسی میں ایمان کی حفاظت اور دین کی

صیانت ہے چنانچہ بخاری و مسلم شریف میں روایت ہے

(۱) ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اخرجہ البخاری ومسلم

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گمراہ کن فرقوں سے دور رہو اور ان کو اپنے پاس نہ آنے دو اس صورت میں وہ نہ تم کو گمراہ کر سکیں گے اور نہ فتنہ میں ڈال سکیں گے۔

حضور کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ تم نو زائیدہ فرقوں اور بد عقیدہ جماعتوں اور گمراہ کن ٹولیوں سے گریز اور ان کی صحبتوں سے پرہیز کرو تاکہ ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہو۔

دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔

۲۔ عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما مثل المجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد منہ ریحا طیبۃ ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک و

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک ہم نشین اور بد جلیس کی مثال یوں ہے کہ جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونکتا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک دے دیگا تو اس سے خرید لیگا اور کچھ نہیں تو خوشبو تو آئے گی اور دھونکنی والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔ اس

امان تجد منہ ریحا خبیثۃ (بخاری مسلم)

حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے

اس حدیث میں حضور نے نصیحت فرمائی ہے اور ایک مثال سے یہ بتایا ہے کہ جس طرح اخلاق خوش عقیدہ اور نیک لوگوں کی صحبت اور مجالست انسان کے لئے ہر صورت میں مفید ہے اسی طرح بد اخلاق اور بد عقیدہ اور بد مذہب لوگوں کی صحبت اور مخالطت انسان کے لئے ہر صورت میں مضر ہے۔

(۳) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان لم یصبک من سوداہ اصابک من دخانہ اخرجہ ابوداؤد والنسائی

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بد کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ اگر کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہونچے گا۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے

"مطلب یہ ہے کہ بد کی صحبت اور گمراہوں کی مخالطت اور بے دینوں کی مجالست کے اثرات ضرور پڑیں گے اور خیالات بگڑیں گے۔

مسلمانو! ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ارشادات اور نصائح پیش کر دیئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بد مذہبوں سے دور رہو۔ ان کی صحبتوں سے اجتناب کرو اور ان کی مجلسوں

کی شرکت سے پرہیز کرو۔ تاکہ ان کی گمراہی اور ضلالت تم پر اثر انداز نہ ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ہم مسلمانوں کو توفیق دے کہ صراط مستقیم اور دین قویم پر قائم و دائم رہیں اور تمام نوزائیدہ فرقوں اور جماعتوں سے خصوصاً وہابیت کے فتنوں سے دور رہ کر اپنے دین و ایمان کی حفاظت کریں۔

آمین بجاہ النبی الامین سیدنا محمد امام المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین

ہر قسم کی کتابیں

مکتبۂ کلیمی اہلسنت

ناظر باغ کانپور

سے طلب فرمائیے

رزاقی پریس ٹپکاپور کانپور

Muhad Sakwat

میثم قادری

هٰذا کِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ (القرآن)

(یعنی ہمارا یہ فرشتہ تم پر حق بولتا ہے)

تبلیغی جماعت اپنے آئینہ میں

معروف بہ

تبلیغی جماعت کا بے نقاب چہرہ

مؤلفہ

فاضل جلیل حکیم الحاج مولانا الشاہ مفتی محمد مظفر احمد
قادری برکاتی مہتمم جامعہ مظفریہ برکات العلوم قصبہ
واتا گنج ضلع بدایوں (مولوی عالم الہ آباد و مستند مدرسہ عالیہ
قادریہ بدایوں شریف)

طابع و ناشر

رضوی کتب خانہ بازار صدر لخان بریلی شریف

سخن اوّلیں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

دورِ حاضرہ میں اعتقادیات پر افراط و تفریط کا جو سلسلہ جاری ہے اس سے اہلسنت وجماعت کے بنیادی اصولوں کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش ہو رہی ہے سنی لٹریچر کے نام پر بے شمار کتابیں منظر عام پر آرہی ہیں۔ اس سیلاب سے بھولے بھالے سیدھے سادھے عوام کی اعتقادی عمارت کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس کا اندازہ صرف اسی سے لگا سکتے ہیں کہ غیر سنّی اعتقاد کو سنّی اور بزرگان دین علیہم الرحمۃ والرضوان سے سچی عقیدت رکھنے والوں کو قبر پرست رضاخانی فرقہ کہہ کر مطعون کیا جا رہا ہے

مسلمانوں کی سب سے بڑی متاع تو اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب پاک حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے اعتقاد ہی ہے۔ اس بنیادی چیز میں خرابی ڈالدینے سے جو قباحتیں پیدا ہو رہی ہیں وہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ احقر نے اسی جذبہ کے پیش نظر اس کتاب کو ترتیب دیا ہے احقر کا منشا اس سے ایسا سیاسی تبلیغی جماعت کو بدنام کرنا یا مطعون کرنا ہرگز نہیں بلکہ حق کو حق، باطل کو باطل، دودھ کو دودھ، پانی کو پانی کر دکھانا مقصود ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ ایسا سیاسی تبلیغی جماعت مادر دیوبندیت کے شکم کی نوزائیدہ جماعت ہے اسکی صداقت کیلئے اگلے صفحہ سے پڑھنا شروع کیجئے۔ خیر اندیش محمد مظفر احمد قادری عفی عنہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ۝
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی صَاحِبِ الشَّفَاعَۃِ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۝

موجودہ دور میں جتنے فرقوں نے جنم لیا ہے ان کے اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی میل ملاپ ہی کا نام ایمان ہے۔ انسان اسی وقت صحیح معنوں میں مومن ہو سکتا ہے جبکہ شیخ اتحاد کو اس انداز میں روشن کرے کہ کسی کی رفتار و گفتار و اطوار پر بجائے تنقید و تبصرہ کرنے کے تحسین آمیز الفاظ سے واہ واہ کی جائے۔ ہر قسم کے گفتار و کردار پر صحت کی مہر ثبت کرتا جائے خواہ وہ نفس الامر میں برائیوں سے بھرپور اور مضرت رساں ہی کیوں نہ ہو، مگر یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ کوئی شخص اگر سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کہے اس طرح عطر کو بدبودار اور غلاظت کو مشکبار ہونے کا اعلان کرے تو ایسے شخص پر دور حاضر کے وہی حضرات جو ابھی اچھے اور برے میں تمیز نہیں کرتے ہیں پاگل و مجنون کا لقب ایجاد کریں گے۔

حیرت ہے عہد حاضرہ کے ایسے ذہن و عقل و عقل والوں پر جو سیاہ و سفید کے امتیاز کو نہیں سمجھتے حالانکہ سفید کو سفید اور سیاہ کو سیاہ عطر کو مشکبار اور پاخانہ کو بدبودار اور ناپاک ماننا عقل و شعور میں داخل ہے۔ اچھے کردار و گفتار کو اچھا اور برے کردار و گفتار کو برا ماننا عقل و فہم کی دلیل ہے اور جس طرح سیاہ کو سیاہ، سفید کو سفید کے مدعی کو عقل والا اور اس کے برعکس

والے کو پاگل و دیوانہ جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح نیک کردار و گفتار والے کو نیک بخت، سعادت مند ذی ہوش اور برے کردار و گفتار والے کو بدبخت بدنصیب وغیرہ دل سے سمجھنا اور زبان سے کہنا ضروری ہے ورنہ آیت قرآنیہ لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (پ) یعنی بعد یاد آجانے کے ظالم قوم کے پاس بیٹھا نہ کرو) اور آیت کریمہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (پ) یعنی حق والوں کے ساتھ ہو جاؤ) کا مقصد ہی فوت ہو جائے۔ حالانکہ ایسا نہیں پس ثابت ہوا کہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق کہنا اور سمجھنا نہایت ضروری ہے اور اہل حق کا ساتھ دینا اور اہل باطل سے دور رہنا قطع تعلق کرنا لازم ہے۔ اسی کا نام ہے حقیقت میں ایمان اور یہی دراصل اتحاد ہے انسان مومن کہلانے کا اسی وقت حقدار ہو سکتا ہے جبکہ ان اوصاف سے متصف ہو۔

الیاسی تبلیغی جماعت کون ہے؟

جب وہابیہ دیابنہ نے دیکھا کہ حضرات علمائے اہلسنت خادمان دین وملت نے دیوبندی مذہب کی دھجیاں اڑا کر رکھدیں اور ان کے کفری پردوں کو چاک کر کے انھیں کی کتابوں سے ان کا کافر و مرتد ہونا ثابت کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں عوام اہلسنت تک ان کو خوب پہچان گئے اور ہر طرف سے ان کے لیئے شرعی نفرت و بیزاری کا اعلان ہونے لگا تو دنیائے وہابیت تلملا اٹھی اور عالم دیوبندیت میں کہرام مچ گیا بس اس نازک وقت میں ان کے قدیمی پشت پناہ نے اپنے توڑے میں سے ایک نئی مکر و فریب کی کمند نکالی اور سنی مسلمانوں کو نئے طور پر پھانسنے کے لیئے اپنے

دیوبندی چیلوں کے ہاتھ میں دیدی۔ اس نے بتایا کہ اے میرے پیارے روحانی بیٹو! ان دیوبندیت کی بوسیدہ لاش اتنی زیادہ متعفن ہو گئی ہے کہ بحیثیت سے بحیثیت انسان کو اس سے نفرت آنے لگی۔ اس لیئے ضروری ہے کہ اس پر کافور اور صندل کا لیپ چڑھاؤ اس کو سینٹ میں بساؤ اس پر بس بھری پڑیا پر تریاق کا لیبل چپکاؤ۔ کروڑوں کے لیئے کوشش ہدیں بکاؤ پھر جب رفتہ رفتہ عوام وخواص اسکی اصل سڑاند کو بھول جائیں تو پھر یہ لو ہمدردی قوم وملت کے نام کی یہ دارو بیہوشی دیتے جاتا ہوں۔ ذرا سی سونگھا دینا اور جب قوم و ملت غفلت کی نیند سونے پر آئے تو پھر اطمینان سے اس کی رگوں میں کفر وارتداد کا زہر پیوست کر دینا۔ وہ ملعون تو اپنا کام کر کے چلتا بنا اور اس کے یہ چیلے نئے جال لیکر میدان میں آگئے۔

"نیا جال لائے پرانے شکاری"

یہی جال ہے یہی کمند ہے یہی پھندے ہیں، کہیں اس کا نام "جمعیۃ العلماء ہند" ہے کہیں اس کا روپ "اسلامی جماعت" ہے۔ کہیں اس کا روپ الیاسی تبلیغی جماعت ہے۔

تبلیغی جماعت کا مقصد وہابیت کی اشاعت ہے

الیاسی تبلیغی جماعت کا سنگ بنیاد مولوی اسمٰعیل صاحب کاندھلوی نے رکھا۔ حکومت نے مولوی الیاس صاحب کو اس تحریک کی تبلیغ کے لیئے روپیہ دیا اور اس جماعت کی پرورش کی

تاکہ مسلمانوں کے تیرازے کو منتشر کیا جائے۔ مولوی الیاس صاحب کو حکومت سے روپیہ ملنے کا ثبوت مولوی حفظ الرحمٰن صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند کا وہ بیان ہے جو انھوں نے دیوبند میں دیوبندی علماء کے مجمع میں دیا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

مولوی الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً (انگریز) حکومت کی جانب سے کچھ روپیہ بذریعہ حاجی رشید احمد ملتا تھا (مکالمۃ الصدرین ص ۷ مطبوعہ ۱۹۴۵ء)

تبلیغی جماعت کا مقصد وہابیت دیوبندیت کی نشر و اشاعت کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس حقیقت کے ثبوت میں الیاسی تبلیغی جماعت کے خاص مبلغوں کی دو کتابوں کی عبارتیں ملاحظہ فرمائیے اولاً ملفوظات مولوی الیاس، جسے تبلیغی جماعت کے مشہور مبلغ منظور نعمانی سنبھلی نے ترتیب دیا ہے۔ دوم مکاتیب مولوی الیاس، جسے تبلیغی جماعت کے ہیرو اور خاص رکن مولوی ابوالحسن علی ندوی نے جمع کیا ہے لکھتے ہیں۔

(مولوی الیاس) نے ایک بار فرمایا حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو انکی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح انکی تعلیم عام ہو جائے گی

(ملفوظات مولوی الیاس ص ۴۷)

کیا سمجھے آپ؟ یعنی اس تعلیم کو عام کیا جائے جو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر خواجہ بدر و حنین سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو چوپاؤں، پاگلوں، جانوروں، کی طرح یا ان کے برابر

بتایا چنانچہ تھانوی صاحب رقمطراز ہیں۔

آپ کی ذات مقدس پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان صفحہ ۸ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی اشرف علی صاحب کی یہی وہ ایمان سوز کفری عبارت ہے جس نے مذہبی دنیا کا امن و امان درہم برہم کر دیا۔ اپنے آقا کی تنقیص شان پر عرب و عجم کے مسلمان چیخ اٹھے اور آتش صحرا کی طرح سارے ہندوستان میں غم و اشتعال کی ایک آگ پھیل گئی اور ایسی پھیلی کہ اب تک (۶۹) سال گزارنے کے بعد بھی آج تک سلگ رہی ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ کب تک سلگتی رہیگی

عبارت کی توضیح :- مندرجہ بالا عبارت میں مولوی اشرف علی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کیں بعض علم غیب[1] اور کل علم غیب[2]۔ کل علم غیب کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عقلاً اور نقلاً باطل قرار دیا اب رہ گیا حضور انور کے لئے بعض علم غیب کا عقیدہ تو اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے،

زید و عمر سے مراد کلو بدھو عام افراد انسانی ہیں صبی کے معنی بچہ مجنون کے معنی پاگل دیوانہ جمیع کے معنی سب حیوان کے معنی سارے چوپائے، کیڑے مکوڑے پاک و ناپاک جانور۔ بہائم کے معنی خونخوار موذی درندے بہیمہ کی جمع بہائم

اب ٹھیٹ زبان میں تھانوی صاحب کی اس تحریر کا مدعا یہ ہوا کہ
زید کے عقیدے میں حضور کو جو بعض علم غیب حاصل ہے تو اسمیں حضور کی
کوئی تخصیص نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر کلو بدھو بلکہ ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام
چوپائے کیڑے مکوڑے اور درندے جانوروں کو بھی حاصل ہے (معاذ اللہ)
ذرا قلم کی شقاوت ملاحظہ فرمائیے کہ جس شان علم میں حضور سرکار انور سیدنا
محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کائنات گیر خصوصیت
کے مالک ہیں۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو اسمیں کوئی خصوصیت ہی نہیں۔ حضور نبی کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم
کا وہ علمی کمال جس میں بڑے بڑے حضرات انبیاء ومرسلین کرام علیہم الصلاۃ
والسلام بھی شریک نہیں۔ تھانوی صاحب نے بچوں، پاگلوں، چوپایوں،
اور درندوں تک کو اس میں شریک مان لیا۔

پھر تنقیص شان کا سلسلہ اور آگے بڑھا یہاں تک کہ تھانوی
صاحب نے اپنی اس ناپاک عبارت میں لفظ "ایسا" کے ذریعہ محبوب
کبریا خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو پاگلوں جانوروں
اور درندوں کے علم سے تشبیہ دیکر حضور انور کے علم پاک کی بے حرمتی
کی۔ کیونکہ رذائل سے کسی چیز کی تشبیہ مستلزم اہانت ہوا کرتی ہے
اسلئے اس دل آزار عبارت میں کھلے بندوں تھانوی صاحب نے سرکار
رسالت کی توہین کی اور ان کی شان برتری کو ملفوظات کا نشانا بنایا
حضور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اذیت پہونچائی۔ قہر
الٰہی کو بھی واجب کرلیا اور غلاموں کا تو حال نہ پوچھئے کہ آج تک
ان کے زخموں سے خون رس رہا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کی اسی اہانت آمیز کفری عبارت
پر مولوی اشرف علی تھانوی کو علمائے حرمین شریفین اور مفتیان
ہند وسندھ نے کافر و مرتد ٹھہرایا اور اس کے خلاف دنیائے اسلام
آج تک آزردہ ہے اور قیامت تک رہے گی۔

تو مولوی الیاس صاحب کی تحریک کا مقصد یہ ہوا کہ تھانوی
صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کی
جو یہ توہین کی ہے اس کو عام کیا جائے۔ گھر گھر پھیلایا جائے۔ سارے
مسلمانوں کو اگر ہو سکے تو اسی کفری تھانوی تعلیم کا پیرو بنایا جائے۔
(معاذ اللہ) مسلمانو! خدارا بتاؤ کہ تبلیغ کلمہ و نماز ہے یا سرے
سے کلمہ و نماز کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکدینا؟ (العیاذ باللہ الغفار) پھر
لکھتے ہیں

حضرت (مولوی اشرف علی) تھانوی سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے
کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور انکی کتابوں سے
مطالعہ سے منتفع ہوا جاوے انکی کتابوں کے مطالعہ سے علم
آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل (مکاتیب صـ۱۳۸)

اور ملاحظہ ہو لکھتے ہیں

حضرت (تھانوی) کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب
سے اعلیٰ درجہ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت (تھانوی) کی
تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ
سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی ہے (ملفوظات صـ۵۷)

ان عبارتوں سے بھی صاف صاف ظاہر ہے کہ جن عقائد باطلہ کی تھانوی

صاحب نے نشر و اشاعت کی تھی انھیں کو مولوی الیاس صاحب عام کر رہے ہیں

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس خاندانی وہابی تھے

اس ثبوت کے لئے مولوی ابوالحسن علی ندوی کی کتاب "مولانا الیاس اور انکی دینی دعوت" ملاحظہ فرمائیے۔ رقم طراز ہیں

مولانا محمد الیاس صاحب کی ولادت ۱۳۰۳ھ میں ہوئی اختر الیاس تاریخی نام ہے آپ کا بچپن اپنے نانہال کاندھلہ اور اپنے والد صاحب مرحوم کے پاس نظام الدین میں گذرا اس وقت کاندھلہ کا یہ خاندان دینداری کا گہوارہ تھا، اسوقت گھر کے باہر اور اندر مجلسیں، صحبتیں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خاندان کے قصوں اور چرچوں سے گرم تھیں ان بزرگوں کے واقعات مرد اور عورت کی زبانوں پر تھے مائیں اور گھر کی بیبیاں بچوں کو طوطے مینا کے قصوں کے بجائے یہی روح پرور واقعات سناتیں (دینی دعوت صفحہ ۳۹ و ۴۰)

پھر اسی دینی دعوت کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

مولوی الیاس نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ آپ کو مجھ سے زیادہ سید صاحب کے حالات کا علم ہوگا۔ آپ کی کتاب سیرت سید احمد شہید سے میری معلومات میں اضافہ نہیں ہوا

(حاشیہ دینی دعوت صفحہ ۴۰)

یہ سید احمد صاحب وہابیوں کے وہ مشہور و معروف پیشوا ہیں جن کے اشارے پر ان کے مرید خاص مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کتاب "تقویۃ الایمان" لکھی

جسمیں توہین و تنقیص رسالت کی انتہا کر دی آگے چل کر لکھتے ہیں حضرت مولانا رشید احمد (گنگوہی) صاحب کی صحبت اور مجالس کی دولت مولانا محمد الیاس صاحب کو شب و روز حاصل تھی (دینی دعوت صفحہ ۴۲)

پھر آگے لکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

انسان کی زندگی میں مقام و ماحول کا اثر قبول کرنے کا جو بہترین زمانہ ہو سکتا ہے مولانا الیاس صاحب کا وہ زمانہ گنگوہ میں (مولوی رشید احمد گنگوہی کے پاس) گزرا جب گنگوہ آئے تو دس گیارہ سال کے بچے تھے جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا (رشید احمد) گنگوہی نے وفات پائی تو بیس سال کے جوان تھے گویا دس برس کا عرصہ مولانا کی صحبت میں گزرا۔

دیکھئے دیکھئے بچپن کے زمانہ سے وہابیہ کے کارنامے سنتے سنتے مولوی الیاس صاحب کے دل و دماغ میں وہابیت نجدیت سرایت کر چکی تھی اسلئے مولوی الیاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے گنگوہ مولوی رشید احمد صاحب کے پاس پہونچے

یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی صاحبان کے وہ مسلم بزرگ جو کتاب براہین قاطعہ کے مصدقہ ہیں جسمیں حضور انور سید کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم مقدس کو شیطان کے علم سے کم مانا ہے (معاذ اللہ) اصل عبارت یہ ہے

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر دو عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو

رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص۵ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

اور اسی کتاب فتاوی رشیدیہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے خدا کا جھوٹ بولنا ممکن بتایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

کہ مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلمائے عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب (جھوٹ) داخل تحت قدرت باری تعالے ہے (فتاوی رشیدیہ ص۳۰)

دیکھئے دیکھئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے اس باطل عقیدہ میں اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلمائے عظام کو بھی بدنام کر رہے ہیں، خدا کا جھوٹ بولنا ممکن بتا رہے ہیں یہ عقیدہ تو صرف دیوبندی صاحبان کا ہے اہل اسلام و صوفیائے کرام وعلمائے عظام کا ہرگز نہیں اہل حق کا تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے (قرآن پاک)

بات آگے جا پہونچی بتا یہ رہا تھا کہ دینی دعوت کے ص۴۴ کی عبارت نے روز روشن سے زیادہ روشن کر دیا کہ مولوی الیاس صاحب کاندھلوی بانی الیاسی تبلیغی جماعت دس برس مکمل دیوبندیوں وہابیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کی صحبت میں رہے وہیں پلے بڑھے وہیں پڑھے لکھے۔

تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ اور نماز کی اصلاح نہیں۔ اس بات کے ثبوت کے لیے مولوی الیاس کا ارشاد سنیئے۔

ایک مرتبہ اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن صاحب دایم۔ لے علیگ سے فرمایا جو ایک وسیع النظر عالم ہیں۔ ظہیر الحسن! میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لگ

سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ (نماز) ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ (نماز) نہیں ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے (دینی دعوت ص۲۰)

الیاسی تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کاندھلوی کی اس عبارت نے قطعی طور پر واضح کر دیا کہ مولوی الیاس صاحب کا مقصد کلمہ کی تبلیغ اور نماز کی تحریک نہیں بلکہ صرف اور صرف مولوی تھانوی کی اہانت آمیز اور کفری تعلیمات مسلمانوں میں پھیلا کر ہر صحیح العقیدہ مسلمان کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا گستاخ بنانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ حوالجات سے ظاہر ہے کسی نے خوب کہا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدرت را می شناسم

تبلیغی جماعت کا ظاہری اعلان تو صرف یہ ہے کہ سب سے مقدم کلمہ اور نماز ہے اور ہمارا مقصد اسکی تحریک ہے چنانچہ یہی کلمات تبلیغی جماعت کے عام افراد کی زبانوں پر ہیں کہ ہمیں کسی کے عقائد سے بحث نہیں ہم تو صرف کلمہ اور نماز کی تحریک کرنا چاہتے ہیں، لیکن یہ محض دھوکہ ہے، فریب ہے تقیہ بازی ہے ان کے ارادے باطل عقائد کی تحریک اور باطل عقائد کا پرچار ہے۔ اس کے انکشاف کے لیئے ذیل کی عبارت مطالعہ کریئے لکھتے ہیں۔

ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے جمیع ماجاء بہ النبی سکھانا رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت سو یہ اس مقصد کیلئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ اور نماز کی تلقین وتعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی الف ب، ت ہے (ملفوظات ص۲۱)

کیا سمجھے آپ؟ بلاشبہ وہابیہ کے نزدیک ماجاء بہ النبی میں ان کے عقائد بھی

ہیں ان کے نزدیک دین وہی ہے جو ان کے عقائد و خیالات ہیں آگے لکھتے ہیں

ہماری اس تحریک کا اصل مقصد اس وقت بس دین کی طلب
وقدر پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہے نہ کہ صرف کلمہ اور نماز
وغیرہ کی تصحیح و تلقین (ملفوظات صد ۶۵)

اپنے متن کو پھیلانے کے لیئے رقم طراز ہیں۔

بہرکیف تقریر و تحریر میں نہ ایسے الفاظ نکلیں جن سے اندیشہ و خطرہ
ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی
بڑھے (مکاتیب مولوی الیاس صد ۱۴۳)

کیا سمجھے آپ؟ مولوی الیاس صاحب کا کہنا یہ ہے کہ علی الاعلان اپنے عقائد
وہابیت کو نہ پھیلاؤ علی الاعلان عقائد وہابیت کا پرچار نہ کرو بلکہ نہایت
دبے لہجے خاموشی سے ورنہ یہ سنی تم سے بدظن ہو کر تمھارے پاس نہ آئیں گے
تمھاری بات نہ سنیں گے۔ ورنہ بتایا جائے کہ کن خیالات کے اظہار کرنے
سے روکا جا رہا ہے اور وہ کون سے ایسے خیالات اور معتقدات ہیں جن کے
ظاہر کرنے سے عوام کو بدظنی اور بدگمانی کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔

مثیل انبیاء ہونے کا دعویٰ

مولوی الیاس صاحب کاندھلوی گورنمنٹ برطانیہ کے تنخواہ دار وظیفہ
خوار کے الہامات کو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے کہ مولوی الیاس صاحب
دعوی چیلنج کرتے کرتے اب الہامات کی منزل پر جا پہنچے ہیں۔
رقم طراز ہیں

فرمایا آجکل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القا ہوتا ہے اسلیئے کوشش کرو
کہ مجھے نیند زیادہ آئے (ملفوظات مرتبہ مولوی منظور نعمانی صد ۴۰ بحوالہ الدعوۃ
پارٹی کون ہے

اسی کتاب میں آگے رقم طراز ہیں

آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا
اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ
کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے
لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو (حوالہ مذکور صفحہ)

دیکھئے دیکھئے اس عبارت میں مولوی الیاس صاحب بانی جماعت تبلیغی کس طرح مثیل
انبیاء ہونے کا دعوی فرما رہے ہیں اور دیوبندی جماعت کے مشہور مناظر جناب مولوی
منظور نعمانی سنبھلی اس کو شائع کرا رہے ہیں (معاذ اللہ)

للہ مسلمانو! تاجدار مدینہ کے فدائیو! حق کے حامیو! غور کرو کیا اب بھی
اس بات میں شک و شبہ ہے کہ مولوی الیاس صاحب اور تبلیغی جماعت والے کسی
مقصد کے لیئے نکلے ہیں اور کس مقصد کے تحت یہ جدوجہد کر رہے ہیں کیا
ان کا مقصد نماز ہے؟ کیا ان کا مقصد روزہ کی تبلیغ؟ کیا یہ لوگ کلمہ طیبہ
کی اشاعت چاہتے ہیں؟ کیا ان کا مقصد روزہ کی تبلیغ؟ کیا یہ لوگ کلمہ طیبہ
کی اشاعت چاہتے ہیں؟ کیا ان کا مقصد صحابۂ کرام اولیاء عظام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کی طرح عبادت الٰہی اور اطاعت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی ترویج ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کا مقصد سوائے وہابیت و
دیوبندیت پھیلانے اور نجدی توحید عام کرنے کے سوا کچھ نہیں یہ کلمہ اور نماز
کا دل فریب عنوان جو ہر جگہ بیش بیش نظر آتا ہے محض ایک سبز باغ ہے اور
بھولے بھالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کو وہابیت و دیوبندیت کے جال
میں پھانسنے کا ہم رنگ زمین دام ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

بقیہ مضمون تبلیغی جماعت کا بنے نقاب چہرہ ۵ صفحہ آخر سے

یعنی تم ان بدمذہبوں بے دینوں سے دور رہو ان کو اپنے پاس سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈالدیں

ان کے ساتھ نماز پڑھنا منع ہے ان کے مُردے کی نماز پڑھنا ناجائز ہے انکے پیچھے نماز پڑھنے سے تو نماز ادا ہی نہ ہوگی ۔ حضرت تاجدار روحانیت سیدی عارف رومی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

دور شو از اختلاط یار بد　　یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند　　یار بد بر جان و بر ایماں زند

دعا ہے کہ حق تعالےٰ جل مجدہٗ ہمیں اہلسنت وجماعت پر استقامت عطا کرے اور جملہ بدمذہبوں سے محفوظ و مامون و مصون فرمائے ۔ اور ایمان وسنت پر باخیر خاتمہ کرے آمین بجاہ حبیبہ الامین علیہ الصلاۃ والسلام الےٰ یوم الدین

کتبہ : محمد مظفر احمد قادری عفی عنہ خادم برکاتی رضوی
دارالافتاء وجامعہ مظفریہ برکات العلوم قصبہ داتاگنج
ضلع بدایوں یوپی ۱۹ ذیقعدہ ۸۸ھ

علمائے اہلسنت کی تصانیف ملنے کے پتے

۱ رضوی کتب خانہ بازار صندلخاں بریلی شریف یوپی
۲ ناظم مکتبہ رضویہ منوریہ مدرسہ برکات العلوم داتاگنج ضلع بدایوں

یہ خزاں ہے جو انداز بہار آئی ہے

حق کے حامیو! اس زمانہ پرفتن میں جبکہ بیدینی کی زہریلی ہوائیں ہر طرف سے چل رہی ہیں ۔ بدعقیدگی کا طوفان امڈتا نظر آرہا ہے گمراہی و لادینی کے تند جھونکے گلشن ہدایت سے ٹکرانے کی بے فائدہ کوشش کر رہے ہیں ظلمت باطل شمع نوری کو بجھانے کے درپے ہے وقت کا تقاضا ہے کہ اہلسنت وجماعت ہوشیار و خبردار ہوجائیں دوست و دشمن کی تمیز کریں حق و باطل کو پہچانیں ، دولت ایمان کی حفاظت جان و دل سے بھی زیادہ ضروری ہے ان گمراہ فرقوں کے جبّہ و دستار سے فریب نہ کھائیں انکی میٹھی میٹھی دل خوش کن باتوں میں نہ آئیں انکی ظاہر خوش اخلاقی آپ لوگوں کے قلب و دماغ پر اثر نہ کرنے پائے ۔ زمانہ قدیم ہی سے اہل باطل کی دعوت و پکار کا یہی انداز و طریقہ رہا ہے کہ پہلے وہ اپنی گمراہی کا آغاز ایسے انداز سے کرتے ہیں جو عام طبقہ انسانی کی نظر میں پسندیدہ ہو لہٰذا اس الیاسی تبلیغی جماعت اور اس جماعت والوں سے اور اس کے اجتماعات اور جلسوں سے ہوشیار، خبردار، احتیاط، اجتناب ، حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم فرماتے ہیں اور سنو اور غور سے سنو عمل کرنے کی نسبت سے سنو یہی وہ رحیم داتا ہیں جن کے ایک اشارہ ابرو میں سب کچھ ہے جن کے لب ہائے جنبش پر نجات کا دارومدار ہے ۔ ان کی نہ مانوگے تو پھر کس کی مانوگے ۔ ان کے فرمان پر کان نہ دھروگے تو پھر کس کے کہنے پر کان دھروگے ۔ سنو فرماتے ہیں ۔

اِیَّاکُمْ وَ اِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ

(مشکوٰۃ)

بقیہ صفحہ نمبر ۵۶ پر دیکھئے

چیلنج : ایک حوالہ جس میں عزت ثابت کرنے والے کو ۱ ہزار روپے نقد انعام دیا جائیگا

بڑے بھولے بھالے بڑے اللہ والے
ریاض آپ کو بس ہمیں جانتے ہیں

تبلیغی جماعت سے اختلاف کیوں؟

صاحبزادہ محمد مظہر الحق بندیالوی

الہدیٰ فاؤنڈیشن لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ شہروں اور دیہاتوں کی مساجد میں امام کے سلام پھیرتے ہی کچھ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور نمازیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ نماز کے بعد کچھ دیر کے لیے بیٹھ جائیں تاکہ ہم جل جل کر اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں کریں پھر نماز کے بعد انہی میں سے کوئی صاحب تبلیغی نصاب" نامی کتاب پڑھتا ہے اور پھر چند افراد پر مشتمل یہ گروہ گلی کوچوں میں گھوم پھر کر تبلیغ کرتا ہے یہ جماعت عرف عام میں تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے۔ ابتدائی طور پر اس جماعت کے لوگ جو پروگرام پیش کرتے ہیں، وہ کچھ اس طرح سے۔

● لوگوں سے کلمہ پڑھوا کر اللہ جل شانہٗ کا ذکر کیا جائے۔ انہیں مسجد میں جمع کر کے اللہ تعالیٰ کی باتیں کی جائیں۔ انہیں نماز کا پابند بنایا جائے اور دیگر مسلمانوں کو تبلیغ پر آمادہ کیا جائے۔ بظاہر ہے ان مقاصدِ حسنہ سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا، لیکن تبلیغی جماعت کا اصل مقصد اور اس کی اصل منزل کچھ اور ہے۔ اس مختصر سے کتابچے میں تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ انہی کے بزرگوں کے اقوال و افعال کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے لیکن اس حقیقی روپ کے مطالعہ سے پہلے قارئین کرام ذیل کی چند مثالوں کو پڑھ کر ایک مسلمہ اصول ذہن نشین فرمالیں۔

● کیا کسی کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا جا سکتا ہے کہ آیئے صاحب! میں آپ کو دھوکہ دے رہا ہوں؟ بلکہ دھوکہ باز پہلے ہمدردی اور محبت کی بات کر کے بعد میں دھوکہ دیتا ہے!

● کیا کبھی کسی آدمی نے یہ کہہ کر زہر دیا ہے کہ لیجئے صاحب زہر کھا کر ہمیشہ کے لیے میٹھی نیند سو جایئے۔ نہیں! بلکہ زہر دینے والا زہر کو کسی میٹھی چیز میں چھپا کر دے گا!

● جب شکاری کسی پرندے کو شکار بنانا چاہتا ہے تو وہ اس کی بولی بولتا ہے حالانکہ شکاری انسان ہوتا ہے، لیکن وہ اپنے مقصد کے لیے پرندہ بن جاتا ہے!

● کیا ہمارے دشمن ملک کا کوئی جاسوس آکر ہمیں یہ بتا دے گا کہ میں جاسوسی پر متعین ہوں نہیں، بلکہ وہ ہمارا بن کر ہماری جڑیں کاٹے گا!

• جب کوئی چور چوری کرنے کے لیے آتا ہے، تو نقب لگانے سے پہلے کیا وہ گھنٹی دیتا ہے کہ میں تمہاری چوری کرنے آیا ہوں؟

• اسلام میں نیا فرقہ بنانے والا شخص کیا یہ کہہ کر نیا فرقہ بنا سکتا ہے کہ آیئے مسلمانو! میں اسلام میں نیا فرقہ بنا رہا ہوں۔ آپ میرا ساتھ دیں، نہیں! بلکہ وہ شخص فرقہ بندی کی مخالفت کرے گا، لیکن اندرونِ خانہ وہ ایک نیا فرقہ بنائے گا۔

• کیا احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر، مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی دعوت دینے کے وقت یہ کہیں گے کہ ہم احادیثِ رسول کے منکر ہیں، ہرگز نہیں، بلکہ وہ غلام احمد پرویز کی طرح اپنے رسالوں کے صفحۂ اوّل پر حدیث شائع کریں گے۔

• کیا کوئی شخص اپنا مال یہ کہہ کر فروخت کرے گا کہ میرا مال خراب ہے، ہرگز نہیں، بلکہ اپنے مال کو سارے دکان داروں کے مال سے اچھا بتائے گا۔

ان روزمرّہ کے مشاہدات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر کوئی جماعت یا فرد اگر بظاہر اچھی اور میٹھی باتیں کرے اور نیک مقاصد کا اظہار کرے تو یہ ضروری نہیں کہ ہم بغیر سوچے سمجھے اس کے ساتھ ہو لیں، بلکہ ہمیں پوری تحقیق کر کے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ کہیں وہ رہبر کے لباس میں رہزن تو نہیں ہے۔ اس لیے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

لباسِ خضر میں یاں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں　　اگر جینے کی خواہش ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

اب آپ تبلیغی جماعت کا حقیقی روپ انہی کی کتابوں کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے!

کسی بھی مذہب یا تحریک کے حقیقی مقاصد معلوم کرنے کا اہم ترین ذریعہ اس تحریک کے بانی اور اکابرین کی کتابیں ہوا کرتی ہیں۔ تبلیغی جماعت" کے بانی مولوی الیاس ہیں اور ان کے علاوہ مولوی یوسف اور مولوی زکریا تبلیغی جماعت کے اہم ستون تصوّر کیے جاتے ہیں۔

تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہمارا کسی فرقہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہم اس کے متعلق تبلیغی جماعت کے بانی کا قول پیش کرتے ہیں:

بانی تبلیغی جماعت کا قول

"حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو اُن کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو۔ کہ ان کی تعلیم عام ہو جائے گی" (ملفوظات مولانا الیاس ص۱۵، مرتبہ مولوی منظور نعمانی)

قارئین! مقامِ غور ہے کہ مولوی الیاس کہتے ہیں کہ تعلیم کو مولانا تھانوی کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو تاکہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے۔ اگر تبلیغی جماعت کا کسی فرقے کے ساتھ تعلق نہیں تو اس کا بانی مولانا تھانوی کی تعلیمات کو عام کیونکر کرنا چاہتا ہے۔ اگر تبلیغی جماعت والے سیدھے سادے مسلمان ہیں اور کسی فرقے کے ساتھ ان کا تعلق نہیں، جیسا کہ وہ خود ہر وقت کہتے ہیں۔ تو پھر اس جماعت کے بانی کو اپنے خاص طریقہ تبلیغ کے ذریعے مولانا تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنے کی بجائے قرآن و حدیث کی تعلیمات عام کرنے کا کہنا چاہیے تھا، لیکن انہوں نے بات واضح کر دی کہ میرا مقصد مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔

ملفوظات مولانا الیاس مرتبہ مولوی منظور احمد نعمانی ص۶۷ پر مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کا ایک اور قول بھی موجود ہے!

"حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق بڑھانے حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی ساتھ ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات عقائد ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔"

عبارت کا ہر ہر لفظ چیخ چیخ کر بتا رہا ہے کہ تبلیغی جماعت کی جدوجہد کا مرکزی نقطہ خدا اور رسول کی خوشنودی کا حصول نہیں، بلکہ تھانوی صاحب کی روح کی خوشنودی ہے۔ پھر بات وہیں کی وہیں آگئی کہ تھانوی صاحب کی تعلیمات و ہدایات کو پھیلانے کی کوشش کون کرے گا؟ ۔ اُن کی تبلیغی جماعت

• تبلیغی جماعت کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول ص۲۱، مرتبہ الحاج میاں جی منشی محمد عیسیٰ خلیفہ مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

"تبلیغی جماعت کے لیے مولانا الیاس نے ابتدا میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے تربیت یافتہ عالم اور واعظ حاصل کیے اور ان کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔"

قارئین کرام! مولوی الیاس کی شدید خواہش تھی کہ مولوی اشرف علی کی تعلیمات عام ہوں اس کی تکمیل کے لیے انہوں نے مولوی تھانوی کے شاگرد حاصل کیے اور ان کی تعلیمات عام کرنے کے لیے بڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مولوی اشرف علی تھانوی پکے دیوبندی وہابی تھے اور جب تبلیغی جماعت ابتدا ہی سے مولوی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے کوشاں ہے تو پھر وہ یہ دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں کہ ہمارا کسی فرقہ سے کوئی تعلق نہیں

مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کے چند نمونے

(حفظ الایمان صہ ۸، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جاتا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"

قارئین کرام! علم مصطفےٰ کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے شعور سے تشبیہ دے کر دربار رسالت میں کتنی گستاخانہ زبان استعمال کی گئی ہے اور ایسی گستاخی کرنے والا امتِ دیوبند کا حکیم الامت ہے اور وہ شخص ہے جس کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے تبلیغی جماعت سرگرم ہے۔

● رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ میں جو مولوی اشرف علی کی زیر سرپرستی شائع ہوتا تھا، اس میں مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید کا خواب اور پھر مولوی اشرف علی تھانوی کا جواب لکھا ہوا ہے وہ درج ذیل ہے: (رسالہ امداد صہ ۲۵ مرید کا خواب جو اس نے مولوی اشرف علی کی طرف لکھا)

ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا۔ رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا، لیکن جب بندہ نے دوسری طرف

کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی، اس لیے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر سر کی طرف رکھ دیا اور سو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوئی ہے۔ کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے، لیکن زبان سے بے ساختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے بجائے اشرف علی نکل جاتا ہے، حالانکہ مجھ کو علم ہے کہ اس طرح پڑھنا درست نہیں۔ لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے ..... لیکن حالتِ بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں، لیکن پھر بھی یہی کہتا ہوں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں، لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں۔ زبان اپنے قابو میں نہیں اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو آپ کے ساتھ باعث محبت ہے میں کہاں تک عرض کروں۔"

مرید کے خط کے جواب میں مولوی اشرف علی تھانوی کا جواب:

جواب: "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔"

قارئین! مرید حالت بیداری میں بھی اللھم صل علی سیدنا و مولانا اشرف علی کہہ رہا ہے اور اشرف علی تھانوی اپنے مرید کو ڈانٹنے اور کلمہ دوبارہ پڑھنے کی بجائے تسلی دیتے ہیں کہ تو ٹھیک کہہ رہا ہے اور تیرا پیر متبع سنت ہے۔ اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ تبلیغی جماعت نے اس طرح کی شرمناک تعلیمات کو مسلمانوں کے درمیان پھیلایا تو پھر کیا حال ہوگا مسلم معاشرہ کا۔

مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کا پیر مرشد کون؟

"مولانا رشید احمد گنگوہی بالعموم بچوں اور اطفال بعلوم کو بیعت نہیں کرتے تھے۔ فراغت و تکمیل کے بعد اس کی اجازت ہوتی تھی مگر مولانا الیاس صاحب کے غیر معمولی حالات کی بنا پر ان کی خواہش و درخواست کی بنا پر بیعت کر لیا۔"

(حضرت مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت صہ ۵۶ مصنفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

مولوی الیاس اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی عظمتِ شان کا خطبہ پڑھتے ہوئے کہتے ہیں،

"حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے اور مجدد کے لیے ضروری نہیں کہ سارا تجدیدی کام اسی کے ہاتھ پر ظاہر ہو بلکہ اس کے آدمیوں کے ذریعے جو کام ہو وہ سب بھی بالواسطہ اسی کا ہے" (ملفوظاتِ الیاس صـ۱۲۳)

مولوی الیاس کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی تعلیمات کے چند نمونے

چودہ سو برس سے ساری امت کا یہ متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ خدائے برتر نے قرآن میں سرورِ کائنات کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے جو وصوف کیا ہے وہ انہی کے ساتھ خاص ہے۔ اب کائنات میں کوئی دوسرا رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتا، لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟ جواب میں کہنے لگے:

● "لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صـ۹، مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

● علماء دیوبند کا مستند اور مشہور سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی تذکرۃ الرشید صـ۱۷ پر لکھتا ہے:

"آپ کو (مولوی رشید احمد گنگوہی) کو اپنی زبان فیض ترجمان سے یہ کہتے ہوئے بارہا سنا گیا ہے کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں اگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"

کسی پاسداری کے جذبے سے الگ ہو کر صرف ایک لمحے کے لیے سوچیے! یہ دعویٰ ہے کہ اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ کیا کسی طرح بھی پیغمبری کے دعوے سے کم ہے۔ کیونکہ کسی کے اتباع پر نجات موقوف ہونا نشانی صرف پیغمبر کی ہی ہو سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس دعویٰ کا حاصل یہ ہے کہ حصولِ نجات کے لیے معاذ اللہ اب رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کا زمانہ ختم ہو گیا، اب نجات کا دارومدار نئے بانی مولوی رشید احمد گنگوہی کے اتباع پر ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی کے پیر و مرشد خود کو پیغمبر کی سطح پر لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب آپ ہی فیصلہ دیجیے کہ تبلیغی جماعت اسی طرح کے کارناموں کی تکمیل کرنا چاہتی ہے۔ پاکستان میں ایک مرزائیوں کا فتنہ کیا کم ہے کہ ایک نئے فتنے کو دودھ پلا کر پروان چڑھایا جائے۔

● برصغیر میں نوّے فیصد مسلمان ایسے ہیں جو عرس و فاتحہ اور مزاراتِ اولیاء سے متعلق خانقاہی روایات پر کھلے دل سے عقیدہ رکھتے ہیں، سارا عالمِ اسلام ایسے مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھتا ہے، بلکہ اُن کے ساتھ اسلام کے معاشرتی اجتماعی اور مذہبی تعلقات بھی صدیوں سے قائم ہیں لیکن مولوی گنگوہی کا اصرار ہے رشتہ مناکحت سے لے کر سلام کلام تک ترک کر دینا چاہیے۔ کسی نے ان سے سوال کیا!

"اگر کوئی شخص قبروں پر چادریں چڑھاتا ہو اور بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثل جواز عرس رسوم وغیرہ ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ افعال اچھے ہیں، تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں"؟

جواب میں مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں:

"جو شخص ایسے افعال کرتا ہے، وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے، ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فساق سے ربط و ضبط کرنا حرام ہے اور ایسے شخص سے ابتدائی سلام درست نہیں"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صـ۱۴۳، مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

بانی تبلیغی جماعت اور منازل سلوک

"حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی وفات کے بعد مولانا الیاس نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب سے درخواست کی۔ آپ نے مولانا خلیل احمد صاحب رجوع کا مشورہ دیا، چنانچہ آپ نے مولانا سہارنپوری سے رابطہ قائم کر لیا اور آپ کی نگرانی اور رہنمائی میں منازل سلوک طے کیے"

(مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت صـ۵ مصنفہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہمارا کسی فرقہ کے ساتھ تعلق نہیں۔ اس جماعت کا بانی حکیم الامت علماء دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو پھیلانا چاہتا ہے مولوی رشید احمد گنگوہی کا مرید ہے اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی سے منازلِ سلوک طے کرتا رہا۔ کیا پھر بھی وہ غیر متعصب ہی تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی کے شاگردوں کو بطور ملازم تبلیغی جماعت میں رکھا گیا۔ کیا اشرف علی تھانوی کے شاگردوں کے سوا دنیا میں علماء ختم ہو گئے تھے؟

مولوی اشرف علی تھانوی حکیم الامت علماء دیوبند جن کی تعلیمات کو بانی تبلیغی جماعت پھیلانا چاہتا ہے اور مولوی رشید احمد گنگوہی جن کا مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت مرید ہے۔ ان کی تعلیمات کے نمونے تو آپ ملاحظہ فرما چکے اب بانی تبلیغی جماعت نے جن سے سلوک کی منازل طے کیں۔ ان کی تعلیمات بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ مولوی الیاس نے مولوی خلیل احمد سے کیا سیکھا!

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی تعلیمات کے چند نمونے

● "ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارۃ سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی کہ آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔" (براہین قاطعہ صـ۸۶)

قارئین مقام غور ہے مولوی خلیل احمد کے مطابق نعوذ باللہ حضور اردو سیکھنے میں علماء دیوبند کے شاگرد بن گئے۔ خود کو سرکار کا استاد ظاہر کرنا دربارِ رسالت میں کتنی عظیم گستاخی ہے۔

● "شیطان اور ملک الملکوت کا حال دیکھ کر علم محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا حصہ ایمان کا ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعتِ نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"

(براہین قاطعہ صـ۵۱ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نزدیک شیطان کی وسعتِ علمی کی تو نصوص ہیں لیکن فخرِ عالم باعث تخلیق کائنات کے لیے کوئی نص نہیں اور جو علم شیطان میں مانا ہیں یکطرفہ ہے وہی علم مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نزدیک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ماننا شرک ہے۔ اس قسم کی تعلیمات مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے مولوی الیاس کو تعلیم دیں۔

آخر مولوی اشرف علی تھانوی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی دربارِ رسالت کی گستاخیوں سے بھرپور تعلیمات نے مولوی الیاس میں اثر دکھایا اور مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت بھی اپنے مذکورہ بالا پیشروؤں کے نقشِ قدم پر چلنے لگے۔

بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کی تعلیمات کے چند نمونے

ملفوظات الیاس کا مرتب اپنی کتاب میں مولوی الیاس کا یہ دعویٰ کہ تم مثلِ انبیاء کے ظاہر کیے گئے ہو لکھتا ہے:

"آپ (مولوی الیاس) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی ہے کہ تم مثلِ انبیاء علیہ السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو"

(ملفوظات الیاس صـ۵۱)

ذرا غضب دیکھئے کہ یہ آیتِ کریمہ بھی خدا ہی کی نازل فرمودہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہی القا فرما رہا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی تفسیر مولوی الیاس پر اتری ہے۔ چودہ سو برس سے دنیائے اسلام میں یہ آیت پڑھی جا رہی ہے، سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت کریمہ امتِ محمدی کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو، تمہارا فریضہ منصبی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی سے روکو لیکن چودہ سو برس کے بعد آج پہلی حقیقت منکشف ہوئی کہ معاذ اللہ یہ آیت کریمہ مولوی الیاس کی شان میں نازل ہوئی اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولوی الیاس مثلِ انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہیں۔

"● جب مولوی الیاس نے انتقال کیا، تو ان کا جنازہ میدان میں لاکر رکھا گیا تو اس موقعہ پر شیخ الحدیث مولانا زکریا اور مولانا محمد یوسف کو حکم ہوا کہ لوگوں کو میدان کے نیچے جمع کیا جائے اور ان سے خطاب کیا جائے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے مضمون سے بڑھ کر اس موقعہ کے لیے اور بہتر وعظ کیا ہو سکتی تھی" (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت مصنفہ سید ابوالحسن علی ندوی)

قارئین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کی آیت کریمہ حضرت صدیق اکبر نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے موقعہ پر تلاوت فرما کر اس کی روشنی میں صحابہ کرام کو سرکار کے وصال کا یقین دلایا تھا کہ حضور وصال فرما گئے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے "اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں"

آیت کا مفہوم اور اس کا محل استعمال واضح ہو چکنے کے بعد اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر مولوی الیاس کی وفات پر بار بار اسی آیت کی تلاوت کا کیا موقعہ تھا، جبکہ موت کے مضمون پر قرآن میں بے شمار آیات موجود ہیں۔؟ اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ مولانا الیاس کا منصب اُن کے ماننے والوں کے نزدیک کسی طرح بھی ایک رسول کے منصب سے کم نہیں تھا۔

● تبلیغی کارکنوں کا انبیائے کرام کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے ان کے نام اپنے ایک گشتی مراسلہ میں مولوی الیاس لکھتے ہیں۔

"اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تھے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوششیں کرتا تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔" (مکاتیب الیاس صفحہ ۱۰)

اس عبارت کی اسپرٹ پر غور فرمایئے اور بے لاگ ہو کر فیصلہ دیجئے کہ کیا اس عبارت میں انبیاء کے مقابلے پر اپنے اور اپنے تبلیغی کارکنوں کی برتری کا جذبہ کارفرما نہیں ہے۔ دین کا وہ کونسا کام ہے جو خدا کی مشیت کے بغیر وجود میں آتا ہو، لیکن نہ کرسکنے والے کے مقابلے میں کر گزرنے والے کی

برتری تو بہرحال ثابت ہو جاتی ہے، اس لیے کہنے دیا جائے کہ اس خط کا مقصد تبلیغی کارکنوں کی بعض انبیاء کرام پر برتری ثابت کرکے انہیں عجیب قسم کے تکبر میں مبتلا کرنا ہے اس قسم کی تعلیمات مولوی الیاس نے تبلیغی کارکنوں کو تعلیم فرمائیں۔

تبلیغی جماعت میں اس کے بانی مولوی الیاس کے بعد دوسری قابل ذکر شخصیت مولوی زکریا کی نظر آتی ہے جس کا تبلیغی نصاب ہر تبلیغی کارکن کے پاس ہونا انتہائی ضروری سمجھا جاتا ہے اور تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ مولانا زکریا کسی فرقے کے ساتھ تعلق نہ رکھتے تھے، بلکہ وہ تو صرف سیدھے سادے مسلمان تھے اور اسی لیے انہوں نے تبلیغی نصاب میں کسی فرقہ پر اعتراض نہیں کیا۔ اگر وہ تبلیغی نصاب میں کسی پر اعتراض کرتے تو پھر تبلیغی جماعت والے اس کتاب کے ذریعے نئے شکار کیسے پھنساتے۔ اپنے عقیدہ کے متعلق مولوی زکریا کا اپنا قول ملاحظہ فرمایئے۔

"● مولانا زکریا شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور نے کہا: میں خود بہت بڑا وہابی ہوں"۔

(سوانح حضرت مولانا محمد یوسف امیر تبلیغی جماعت پاک و ہند صفحہ ۱۹۳ مصنفہ محمد ثانی)

جو شخص خود اعتراف کرے کہ میں بہت بڑا آدمی ہوں اُس کے متعلق ایک دوسرا آدمی صفائی پیش کرتا پھرے کہ وہ تو وہابی نہ تھے۔ یہ بددیانتی اور اس کے جذبات کو مجروح کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

وہابی کون؟ ● "وہابی سے مراد محمد بن عبدالوہاب کا پیرو فرقہ ہے جو سوفیوں کا مدمقابل خیال کیا جاتا ہے" (فیروز اللغات صفحہ ۵۴۸)

● وہابی اس لقب کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع اور موافق ہو (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد پنجم صفحہ ۲۲۳)

● وہابی عجیب فرقہ ہے ان میں اکثر بیباک گستاخ دلیر ہوتے ہیں، ذرا خوف آخرت نہیں ہوتا۔ (الاضافات الیومیہ حصہ ششم صفحہ ۴۱۲ مصنفہ اشرف علی تھانوی)

● الحاصل وہ (ابن عبدالوہاب) ایک ظالم، باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اس وجہ سے خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اس قصہ کے اشاعوم ہیود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے (الشہاب الثاقب صفحہ ۳۳ مصنفہ حسین احمد مدنی)

لمحۂ فکریہ

قارئین کرام! جب تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس ہیں اور وہ خود کہتے ہیں:

تعلیمات مولانا اشرف علی تھانوی کی ہوں اور طریقہ تبلیغ میرا تاکہ ان کی تعلیمات عام ہو جائیں" (ملفوظات الیاس ص۵۶)

اور "مولوی الیاس مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے مرید ہیں"

(مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص۵۴)

"اور مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت نے سلوک کی منازل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی سے طے کیں" (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت مصنفہ ابوالحسن علی ندوی ص۵۵)

اور یہ بات میں ابتدائی صفحات میں واضح کر چکا ہوں کہ حکیم الامت علماء دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی متعصب قسم کے دیوبندی وہابی تھے اور انہوں نے دربار رسالت میں نہایت گھٹیا اور بازاری زبان استعمال کر کے سخت قسم کی گستاخانہ عبارات لکھی ہیں اور انہی بزرگوں سے تعلیمات حاصل کر کے مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت نے بھی انبیاء کرام کی شان میں انتہائی گستاخانہ عبارات لکھی ہیں۔

قارئین! مقام غور ہے کہ اس قسم کا پکا وہابی دیوبندی شخص ایک جماعت بنائے بھی سہی اور پھر اس کا کسی فرقے کے ساتھ تعلق نہ ہو ہے کوئی بات ماننے والی! جب بانی تبلیغی جماعت نے خود کہہ دیا کہ میرا مقصد مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے تو پھر دیوبندی وہابی فرقے کے ساتھ تبلیغی جماعت کے تعلق کے لیے اور کسی دلیل کی کیا ضرورت رہ گئی۔

● مولوی زکریا جس کی کتاب تبلیغی نصاب کو اٹھا کر تبلیغی جماعت والے تبلیغ کرتے ہیں جب اس نے انتہائی واضح الفاظ میں یہ اعتراف کر لیا کہ میں تو بہت بڑا وہابی ہوں (سوانح مولانا یوسف ص۱۹۳) تو پھر تبلیغی جماعت کے لوگوں کے وہابی ہونے پر مزید کسی ثبوت کی ضرورت رہ جاتی ہے،

● تبلیغی جماعت کے جتنے بھی اجتماعات ہوتے ہیں، چاہے رائے ونڈ کا سالانہ اجتماع ہو یا دوسرے چھوٹے اجتماع ہوں سب میں دیوبندی وہابی عقیدہ رکھنے والے علماء کو تقریر کے لیے بلایا جاتا ہے، اور آج تک کسی بریلوی یا کسی اور مسلک سے تعلق رکھنے والے عالم کو دعوت خطاب نہیں دی گئی تو پھر تبلیغی جماعت کے مرکزی کارکنوں کے وہابی دیوبندی ہونے کی کیا یہ کم وزنی دلیل ہے۔

● تبلیغی جماعت کے مرکزی اجتماع میں جو ہر سال رائے ونڈ میں منعقد ہوتا ہے، اس میں جتنے بھی بک سٹال لگتے ہیں ان میں سے کسی میں بھی دیوبندی وہابی علماء کے سوا کسی بھی اور مسلک کے عالم کی کوئی کتاب فروخت کے لیے رکھنے میں دی جاتی۔ کیا پھر بھی تبلیغی جماعت والے دیوبند وہابی فرقے سے منسلک ثابت نہیں ہوتے۔

● تبلیغی جماعت کے پاس صرف مولوی زکریا دیوبندی وہابی کا تبلیغی نصاب ہی ہوتا ہے اور وہ اسی کتاب کو پڑھ کر سناتے ہیں، حالانکہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے موضوع پر علماء اہل سنت کی بھی بے شمار کتابیں موجود ہیں جن میں کسی فرقہ پر اعتراض موجود نہیں ہے۔ اگر تبلیغی جماعت والے دیوبندی وہابی فرقے سے منسلک نہ ہوتے تو کبھی تو کسی سنی عالم دین کی کتاب بھی پڑھ کر لوگوں کو سناتے

● جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تبلیغی جماعت کے ساتھ جتنے بھی کٹر قسم کے سادہ لوح بریلوی شامل ہوتے وہ تبلیغی جماعت کی خاموش اور چھپی ہوئی تبلیغ کا شکار ہو کر تھوڑے ہی عرصے میں کٹر وہابی دیوبندی بن گئے۔ اس سلسلے میں میں بے شمار آدمی دکھا سکتا ہوں جو اپنے اعمال کی اصلاح کرنے گئے اور عقیدہ کا ستیاناس کر بیٹھے۔ جس اصلاح اعمال کے نتیجہ میں عقیدہ بھی تبدیل ہو جائے۔ ایسی اصلاح اعمال سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

● تبلیغی جماعت کے گماشتوں نے رائے ونڈ میں اپنے سالانہ اجتماع میں بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ لگانے پر محمد اقبال نامی ایک شخص کو مار مار کر ہلاک کر دیا (۱۸ فروری ۱۹۸۳ء کا روزنامہ جنگ اس بات کا گواہ ہے) اس کے علاوہ اہل سنت نے بیشمار رسائل اور اشتہارات کے ذریعے اس قتل پر احتجاج کیا اور تحقیقات کے لیے حکومت سے اپیل کی، جو میرے پاس بطور ثبوت موجود ہیں۔ جس

جماعت کے کارکن! بادشاہ جمال زندہ باد کا نعرہ لگانے پر ایک شخص کو قتل کر دیتے ہیں کیا وہ پھر بھی دیوبندی وہابی فرقے کے ساتھ منسلک نہیں ہیں۔

● ماہنامہ رضائے مصطفےٰ (ماہ رمضان کے شمارہ کے مطابق) اب تبلیغی جماعت کے بزرجمہروں نے تبلیغی نصاب سے "فضائل درود" نکال دیا ہے کیونکہ اس میں درود شریف کے فضائل ہیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو درود کہا گیا ہے اور یہ بات تبلیغی جماعت کے پرانے اور کٹر دیوبندی وہابی کارکنوں کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اب انہوں نے فضائل درود کو تبلیغی نصاب سے نکال کر اپنی پرانی حسرتوں کو مٹا لیا ہے۔ کیا تبلیغی جماعت والے تبلیغی نصاب سے فضائل درود کو نکال کر بھی غیر متعصب ہی رہے۔

قارئین کرام! اگر آپ تعصب کی عینک کو اتار کر مندرجہ بالا حقائق اور دستاویزی دلائل کو بنظر غور دیکھیں گے تو آپ پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ تبلیغی جماعت کے مرکزی راہنما اور پرانے کارکنان سب کے سب کٹر دیوبندی وہابی ہیں۔ ہاں ظاہر طور پر وہ اعتراف نہیں کرتے تاکہ ایسا نہ ہو کہ نئے شکار یعنی سادہ لوح بریلوی ہمارے نزدیک آنا ہی چھوڑ دیں اور ہمارا سارا مقصد ادھورا رہ جائے۔

● تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد لوگوں کو نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کی تبلیغ کرنا اور اصلاح احوال کے لیے کوشش کرنا ہے، حالانکہ بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کہتے ہیں!

"ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے" (مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت ص۱۹۹ مصنفہ ابوالحسن علی ندوی)

● بانی تبلیغی جماعت کا ایک اور قول مولانا منظور نعمانی جو کہ علماء دیوبند کے چوٹی کے عالم دین ہیں، وہ ملفوظات الیاس کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں!

"ہماری تحریک درحقیقت ایمان کی تحریک ہے اور ہمارے نزدیک امت کی اول ضرورت یہی ہے کہ ان کے قلوب میں پہلے صحیح ایمان کی روشنی پہنچ جائے"

ملفوظات الیاس ص۱۰۹ پر بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کا ایک اور قول موجود ہے۔

"ہمارے نزدیک اصلاح کی ترتیب یوں ہے کہ کلمہ طیبہ کے ذریعے ایمانی مساعدہ کی تجدید کے بعد نمازوں کی درستی اور تکمیل کی فکر کی جائے"

قارئین کرام! جب تبلیغی جماعت کا بانی یہ کہتا ہے کہ ہماری یہ تحریک "تحریک صلوٰۃ" نہیں بلکہ تحریک ایمان ہے اور ہم لوگوں کو کلمہ پڑھا کر ان کے ایمان کو صحیح کرنا چاہتے ہیں۔ تو پھر اگر کوئی تبلیغی جماعت کا رکن یہ تسلیم کرے یا نہ کرے، بہرحال عقل سلیم رکھنے والے ہر شخص کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا اصل مقصد یہ نہیں جو وہ بظاہر طور لوگوں کے سامنے پیش کرتی ہے بلکہ اصل مقصد ان کا عقیدہ تبدیل کرنا ہے۔

تبلیغی جماعت کے پُراسرار عزائم

قارئین کرام! تبلیغی جماعت کے عزائم انتہائی پُراسرار اور خطرناک ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہبی اتحاد کو توڑنے کے لیے انگریزوں کا یہ پہلا مورچہ تھا۔ جو نہایت کامیاب ثابت ہوا، لیکن چونکہ قادیانی جماعت اپنے کھلے ہوئے امتیاز اور چونکا دینے والے نام و نشان کی وجہ سے عام مسلمانوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی، اس لیے انگریزوں کو ایک ایسی مذہبی تحریک کی ضرورت پیش آئی جس کے چلانے والے اپنے ظاہر کے اعتبار سے مسلمانوں میں باریاب ہونے کی فنکارانہ صلاحیت رکھتے ہوں تاکہ ان کے ذریعے عام مسلمانوں کو مذہبی انتشار میں مبتلا کیا جا سکے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے انگریزوں نے مالی امداد کا سہارا دے کر مولانا الیاس کو کھڑا کیا جیسا کہ جمعیۃ علماء ہند کے ناظم علی مولانا حفظ الرحمٰن دیوبندی نے اپنے ایک بیان میں علماء دیوبند کے شیخ الہند مولانا شبیر احمد عثمانی کے سامنے اعتراف کیا۔ چنانچہ مکالمۃ الصدرین مصنفہ مولانا شبیر احمد عثمانی کے صفحہ ۵ پر موجود ہے:

انگریزی امداد

"مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا"

قارئین! غور فرمایئے! خالص مذہب کے نام پر کسی تحریک کو چلانے کے لیے ایک دشمن اسلام کی مالی امداد کا مصرف ہونا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مذہب والوں کو آپس میں لڑا کر ان کی روحانی اور اجتماعی قوتوں کو ختم کیا جائے۔

تبلیغی جماعت پر سعودی حکومت کی پابندی

"۲۴ جون ۱۹۸۳ء بروز جمعہ کی خبر کے مطابق سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اس جماعت سے منسلک ارکان کو حراست میں لے لیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سعودی حکام نے مکہ مکرمہ میں تبلیغی جماعت کے ہیڈ کوارٹر مسجد الحفار کو سربمہر کرنے کے علاوہ ریکارڈ اور لٹریچر اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل سعودی حکومت نے ہر قسم کی تبلیغیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگا کر تبلیغی جماعت کو کالعدم قرار دے دیا تھا۔"

قارئین کرام! اگر تبلیغی والے صرف نماز روزہ کی تبلیغ کرتے تو سعودی عرب والے ان پر کبھی پابندی نہ لگاتے، لیکن وجہ یہ ہے کہ عوام میں انتشار پھیلانا ان کا اولین مقصد ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کعبہ شریف پر پچھلے سالوں میں جب باغیوں نے قبضہ کر لیا تھا اس میں تبلیغی جماعت کے گماشتوں کا ہاتھ تھا اور اس دن سے سعودی حکومت اس جماعت کے خلاف ہے۔

تبلیغی جماعت جہالت کے میدان میں

گورنمنٹ کے ادنیٰ نوکر کے لیے بھی سند یعنی سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہوتی ہے، حتیٰ کہ چپڑاسی بھرتی کرانے کے لیے کچھ نہ کچھ تعلیم کی ضرورت ضرور ہوتی ہے، لیکن اگر بے سند محکمہ تبلیغی جماعت والوں کو نظر آیا ہے، تو ایک تبلیغ دین ہی کا محکمہ ہے۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں، یہ حقیقت ہے کہ تبلیغی جماعت میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک سب جاہل ہی ہیں اور اس کا اعتراف تبلیغی جماعت کے اکابرین کو بھی ہے۔

- مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کا قول ملفوظات الیاس صـ۵۹ مرتبہ مولوی منظور نعمانی پر موجود ہے:

"اب تک جو جماعتیں تبلیغ کے لیے روانہ کی جاتی ہیں، ان میں اہل علم اور اہل نسبت لوگوں کی کمی ہے۔"

- مولوی الیاس بانی تبلیغی جماعت کا قول ملفوظات الیاس صـ۵۹ پر مذکور ہے:

"ایک بار فرمایا مولانا! علماء اس طرف نہیں آتے، میں کیا کروں ہائے اللہ میں کیا کروں؟"

- اس کے بعد علماء دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا تبلیغی جماعت کی جہالت کے متعلق قول قابل ذکر ہے:

یہ میوات کے اَن پڑھ لوگ کیا تبلیغ کریں گے۔ یہ تبلیغ نہیں، بلکہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے۔"

(تبلیغی تحریک کی ابتدا اور اس کے بنیادی اصول صـ۳۵ مصنفہ منشی میاں محمد مدنی خلیفہ اشرف علی تھانوی)

قاضی عبدالسلام فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر نے تبلیغی جماعت کے رد میں ایک کتاب لکھی، اس کتاب کا نام شاہراہ تبلیغ رکھا۔ صفحہ ۱۰۶ پر لکھتے ہیں:

"اہل تبلیغ کی تو دنیا ہی اور ہے۔ نہ علم نہ صحبت شیخ، نہ دوا نہ علاج، نہ ذرائع اور مقاصد میں امتیاز اندھے کے ہاتھ میں لاٹھی ہے۔ جس کسی پر جہاں کہیں پڑی، نہ حکیم، نہ مرض نہ دوا، نہ پرہیز، انجان ایک مخصوص نظام کے ماتحت اکٹھے ہو کر چلنے پھرنے سے تین ہی دن میں مقبول خدا بن جاتے ہیں۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے، تماشا ہو اہل تبلیغ کا ہر ایک سے بوڑھے، شرقی، غربی، عالم، جاہل سے ایک ہی مطالبہ ہے یہ کہ چلہ دو گھر بار چھوڑ کر سفر میں رہو۔"

یہی مولانا قاضی عبدالسلام فاضل دیوبند شاہراہ تبلیغ کے صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں:

"یہاں تو بستر کے کندھوں پر اٹھائے ہوئے چلت پھرت اور مخصوص رسوم کو ادا کرنا ہی ان کے ہاں تبلیغ دین ہے۔ اگر ایسا ہوتا ان کا یہ آنا جانا علم دین کے لیے ہوتا چند چلوں کے بعد ہی حضرت اگر علماء نہ ہو سکتے، تو علماء کے محب اور علم دین سے رغبت رکھنے والے تو بنتے علم کی جہالت اور غبت شان کے قائل ہو جاتے۔ احکام علم کے ساتھ ان کا قول سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا نہ کہ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا لیکن افسوس یہ لوگ اس موجودہ رسمی تبلیغ کے شغل میں جتنے محو ہو جاتے ہیں اتنے ہی یہ علم سے سرد مہر ہو جاتے ہیں، بلکہ طلباء اور علماء کو بھی اپنے رنگ میں پھنسانے کے لیے رنگ برنگ کے حیلے استعمال کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔"

● مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی کا تبلیغی جماعت کے متعلق قول | مولوی عبدالرحیم شاہ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس اور ان کے بیٹے مولوی محمد یوسف کے ساتھ ایک عرصہ تک رہے۔ کافی عرصہ تک تبلیغی جماعت کے ساتھ کام بھی کیا لیکن اصولی اختلافات کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔ اپنی کتاب اصول دعوت و تبلیغ صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں:

"غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کپڑا تک نہیں ہو سکتا مگر تبلیغی جماعت والوں نے دین کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے لگ جائے، کہ اس کی ضرورت

نہیں، ایسے ہی موقع پر یہ مثال صادق آتی ہے، نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملاں خطرہ ایمان۔"

قرآن کا فرمان مسلمانوں کے نام

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ

"تو کیوں نہ نکلے ہر قبیلے سے ایک گروہ تاکہ تفقہ حاصل کریں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف۔" (ضیاء القرآن)

قارئین کرام! قرآن پاک میں اللہ رب العزت نے واضح فرمادیا کہ تبلیغ سب مسلمانوں پر فرض نہیں بلکہ اگر ایک گروہ ان میں سے تبلیغ کرے تو دوسروں کی طرف سے بھی فرض ادا ہو گیا اور ساتھ ہی فرمادیا لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ (وہ گروہ پہلے دین میں تفقہ یعنی دین کا علم حاصل کرے، پھر تبلیغ کرے۔ قرآن کریم کی رُو سے ثابت ہو گیا کہ پہلے دین کا علم حاصل کرے، بعد میں تبلیغ کرے۔ یہ مقصد نہیں کہ کوئی دکان سے اٹھے، کوئی مویشیوں کو چرانے سے تنگ آئے کوئی کاشت کاری سے بیزار ہو تو دین کا مبلغ بن کے چل نکلے، جیسا کہ تبلیغی جماعت والوں کا حال ہے۔ نماز روزے کے بنیادی مسائل سے ناآشنا ہونے کے باوجود تبلیغ کے لیے بستر اٹھائے پھرتے ہیں۔

احادیث کی رُو سے جاہل مبلغ کے لیے وعید

● مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ فِي النَّارِ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۵)

جس نے قرآن کے معنی بغیر علم بیان کیے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

● مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۵)

جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتفاق سے وہ قول صحیح بھی ہوا جب بھی خطاکار ہے۔

● ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من عباد ہ ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا (متفق علیہ مشکوٰۃ ص۳۳)

یعنی اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہ کرے گا کہ اس کو اپنے بندوں میں سے اٹھالے لیکن علم کو علماء کے ساتھ قبض فرمائے گا۔ یہاں تک جب عالم باقی نہ رہے تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنائیں گے اور ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا، وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

● ابوجعفر نحاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں!

"ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص وعظ کر رہا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ واعظ ہے کہ لوگوں کو خدا سے ڈراتا ہے اور گناہوں سے منع کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی غرض یہ ہے کہ اپنے کو اشارہ کرنے والا بنائے۔ اس سے پوچھو کہ وہ ناسخ کو منسوخ سے جدا جانتا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا یہ علم میں خود نہیں جانتا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اسے مسجد سے نکال دو۔" (تفسیر عزیزی پارہ ۱ ص۵)

قارئین کرام! مندرجہ بالا روایت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جاہل مبلغ کو مسجد سے باہر نکالنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور جو مبلغ دین کے مسائل سے ناآشنا ہو اور ناسخ و منسوخ کا فرق نہ جانتا ہو، تو وہ تبلیغ کے قابل ہی نہیں۔

قارئین کرام! آپ یقین فرمائیں تبلیغی جماعت کے کارکن تو اپنی جگہ رہے، ان کے امیروں سے بھی بیشک آپ بطور آزمائش پوچھیں کہ قرآن کی ناسخ اور منسوخ آیات میں کیا فرق ہے؟ تو وہ ہرگز ہرگز نہیں بتا سکیں گے تو پھر تبلیغی جماعت والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق تبلیغ کرنے کے قابل نہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کہ وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے کا تبلیغی جماعت والے صحیح مصداق نظر آتے ہیں۔

حرفِ آخر

تبلیغی جماعت سے ہمارے اختلاف کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اعمال کی اصلاح کے بہانے لوگوں کو دیوبندی وہابی بنانا چاہتے ہیں اور بظاہر وہ سنیوں کی مسجدوں میں جاکر صلوٰۃ وسلام بھی پڑھتے ہیں اور سنیوں کو بیوقوف بنانے کے لیے انگوٹھے بھی چوم لیتے ہیں اور کسی اختلافی مسئلہ کو نہیں چھیڑتے، لیکن درحقیقت وہ کٹر دیوبندی وہابی ہوتے ہیں اور لوگوں کو وہابی بنانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور تبلیغی جماعت کے کئی کارکنوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہمارا مقصد اصلاحِ عقیدہ ہے اور ہمیں یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ تم بریلویوں میں اپنا عقیدہ ہرگز ظاہر نہ کرنا، ہاں انہیں تبلیغی جماعت میں شامل کرکے رائے ونڈ کے چکر لگوا کر اور کئی چلے مکمل کروا کر اپنے امیر سے مانوس کرو اور پھر نہایت پیارے انداز میں اُسے اپنے عقیدے کی طرف راغب اس طرح کرو کہ اُسے یہ احساس نہ ہونے پائے۔ اسے عقیدہ تبدیل کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے اور جب وہ کافی عرصہ خالص وہابی ماحول میں گھومتا رہے گا، تو آخر ایک نہ ایک دن وہ ضرور وہابی ہوجائے گا۔

● تبلیغی جماعت سے ہمارے اختلاف کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے عام کارکن سے لے کر امیر تک سب جاہل ہوتے ہیں اور وہ اسلام کے بنیادی مسائل سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے لوگوں کو الٹا گمراہ کرتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تبلیغی جماعت کی نشان دہی

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیکون فی اٰخر الزمان وفی امتی اختلاف وفریقۃ قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیہ لا یرجعون حتی یرتد السہم علی فوقہم شر الخلق والخلیقۃ طوبیٰ لمن قتلہم وقتلوہ یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منا فی

شیئ من قاتلهم کان اولی باللہ منهم قالوا یارسول اللہ ما سیماهم قال التحلیق (مشکوٰۃ شریف ص۳۰۸)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں اختلاف و تفریق کا واقع ہونا مقدر ہو چکا ہے۔ پس اس سلسلے میں ایک گروہ نکلے گا، جس کی باتیں بظاہر دل فریب و خوشنما ہوں گی لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا، یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ اپنی طبیعت و سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ وہ لوگوں کو قرآن اور دین کی طرف بلائیں گے۔ حالانکہ دین سے ان کا کچھ بھی تعلق نہ ہوگا جو ان سے قتال کرے گا وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ترین بندہ ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ان کی خاص پہچان کیا ہوگی۔ یارسول اللہ! فرمایا سر منڈانا۔

قارئین کرام! ہر قسم کے مذہبی تعصب کو بالائے طاق رکھ کر اگر اس حدیث پاک پر غور فرمائیں گے، تو انشاء اللہ خاص پہچان سمیت تمام علامات تبلیغی جماعت میں آپ کو مل جائیں گی۔

تبلیغی جماعت (رائیونڈ والی) سے چند سوالات

(۱) تبلیغی جماعت والے جب بھی مل کر بیٹھتے ہیں تو تبلیغی جماعت مرتبہ مولوی زکریا پڑھتے ہیں، قرآن و حدیث کی بجائے تبلیغی نصاب پر زیادہ زور کیوں دیا جاتا ہے؟

(۲) تبلیغ کرنا فرض کفایہ ہے حالانکہ بیوی، بچوں اور والدین کے حقوق پورے کرنا فرض عین ہے، تبلیغی جماعت والے فرض عین کو چھوڑ کر فرض کفایہ کی تکمیل کے لیے کیوں سرگرم عمل رہتے ہیں؟

(۳) تبلیغی جماعت کے مرکز رائے ونڈ سے عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں اور مرزائیوں کو تبلیغ کرنے کے لیے وفد کیوں نہیں بھیجے جاتے؟

(۴) اگر تبلیغی جماعت کا مقصد مسلمانوں کی اصلاح اعمال ہے تو وہ مسجدوں میں نمازیوں کو کلمہ پڑھانے

کی بجائے سینماؤں اور عشرت کدوں میں داد عیش دینے والوں کی اصلاح اعمال کیوں نہیں کرتے؟

(۵) تبلیغی جماعت اگر ایک خالص مذہبی جماعت ہے تو خالص مذہبی تحریک (تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ) میں تبلیغی جماعت نے حصہ کیوں نہ لیا؟

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ایک فرقہ کے علاوہ سب جہنمی ہوں گے اور تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ ہمارا کسی فرقہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، تو کیا ان کا جنتی فرقہ سے بھی تعلق نہیں؟

(۷) ہر اہل مذہب نے اپنا اپنا مرکز بنایا ہوا ہے، مثلاً سکھوں کا ننکانہ صاحب، مرزائیوں کا ربوہ اور مسلمانوں کا مرکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے، لیکن تبلیغی جماعت والے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جا کر بھی لوگوں کو رائے ونڈ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کیا تبلیغی جماعت کے نزدیک رائے ونڈ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے بھی افضل مقام ہے؟

(۸) دیوبندی، وہابی علماء تبلیغی جماعت سے کھل کر تعاون کرتے ہیں، لیکن تمام دنیا کے علماء اہل سنت اس جماعت سے تعاون نہیں کرتے، اس کی کیا وجہ ہے؟

(۹) روزنامہ "جنگ" ۱۸ فروری ۱۹۸۳ء کی خبر کے مطابق رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر محمد اقبال نامی شخص کو صرف اس جرم میں تبلیغی اجتماع رائے ونڈ کے انچارج نے قتل کر دیا تھا کہ محمد اقبال نے بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ لگایا تھا، کیا یہ خبر غلط ہے۔ اگر یہ خبر غلط ہے تو پھر تبلیغی جماعت والوں نے عدالت عالیہ میں روزنامہ "جنگ" کے خلاف کارروائی کیوں نہ کی اور اگر یہ خبر صحیح ہے تو تبلیغی جماعت والے یہ دعویٰ کیوں کرتے ہیں کہ وہ کسی فرقہ سے تعلق نہیں رکھتے؟ اس منافقانہ پالیسی کا کیا مقصد ہے؟

(۱۰) روزنامہ جنگ ۲۴ جون ۱۹۸۳ء بروز جمعہ کی خبر کے مطابق سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر پابندی لگا دی گئی ہے اور اس جماعت سے منسلک ارکان کو حراست میں لے لیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ سعودی حکام نے مکہ مکرمہ میں تبلیغی جماعت کے ہیڈ کوارٹر مسجد الحفاء کو سربمہر کرنے کے علاوہ ریکارڈ اور لٹریچر اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔ تبلیغی جماعت والے سعودی حکومت کے اس فیصلے کی وجوہات؟

(۱۱) مساجد کو خراب کرنے والوں کو اللہ پاک قرآن کریم میں ظالم کہتا ہے، حالانکہ تبلیغی جماعت والوں نے مسجدوں کو سرائے، باورچی خانہ اور مسافر خانہ کا مقام دے رکھا ہے۔ کیا یہ دین کی تبلیغ ہو رہی ہے یا مساجد کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے؟

(۱۲) قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے: "تو کیوں نہ نکلے ہر قبیلہ سے ایک گروہ تاکہ تفقہ حاصل کریں دین میں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف۔" (پارہ ۱۱، رکوع ۴، آیت ۱۲۲)

قرآن پاک کی رو سے تبلیغ کرنے سے پہلے علم حاصل کرنا ضروری ہے، کیا تبلیغی جماعت والے علم حاصل کیے بغیر نام نہاد تبلیغ کر کے قرآن پاک کے واضح حکم کی مخالفت نہیں کر رہے ہیں؟

(۱۳) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے قرآن کے معانی بغیر علم کے بیان کیے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔" (مشکوٰۃ شریف صہ ۳۵) کیا تبلیغی جماعت والے جو نماز روزہ کے بنیادی مسائل سے بھی ناآشنا ہیں۔ اس وعید کا مصداق نہیں بن رہے ہیں؟

(۱۴) مولوی حفظ الرحمٰن دیوبندی ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء ہند کہتے ہیں: "مولانا الیاس کی تبلیغی تحریک کو ابتداء میں حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا۔" (مکالمۃ الصدرین صہ ۸، مصنفہ مولانا شبیر احمد عثمانی)

تبلیغی جماعت والے وضاحت کریں کہ انگریز کس مقصد کے پیشِ نظر تبلیغی جماعت کو روپیہ فراہم کرتے تھے؟

تبلیغی جماعت پر ایک نظر

☆

مؤلف

خادم ملت اسلامیہ فقیر ظاہر شاہ میاں قادری محمودی

مدین سوات

ھدیہ :- ۲ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ محمودیہ مدین سوات صوبہ سرحد

تبلیغی جماعت پر ایک نظر

☆

مؤلف

خادم ملت اسلامیہ فقیر ظاہر شاہ میاں قادری محمودی

مدین سوات

ھدیہ :- ۲ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ محمودیہ مدین سوات صوبہ سرحد

۱۳۳ ایش

فہرستِ مضامین

عنوان		صفحہ
۱	حرفِ آغاز	۱
۲	شیخ نجدی کی تبلیغ	۲
۳	گمراہ فرقے	
۴	تبلیغی جماعت کی کہانی ان کی زبانی	۷
۵	شیخ الاسلام محمد مظہر اللہ کا فتویٰ	۹
۶	تبلیغی جماعت قاضی عبد اسلام کی نظر میں	۱۰
۷	حکیم ملت محدث ہزاروی کا فتویٰ	۱۲
۸	مولوی عبد الرحیم شاہ دیوبندی کے تاثرات	۱۳
۹	مولانا عزیز احمد چشتی کا اظہار خیال	۱۴
۱۰	احادیث نبوی سے تبلیغی جماعت کی شناخت	۱۵
۱۱	علامہ الیاس اور نجدی دربار	۱۸
۱۲	دلچسپ واقعہ	۲۰
۱۳	میری کہانی میری زبانی	۲۴
۱۴	قاضی عبد المطلب اور تبلیغی گروہ	۲۶
۱۵	تبلیغی جماعت کا ایک اور قدم	۲۸
۱۶	تبلیغی جماعت جہالت کے میدان میں	۳۰
۱۷	وہابی مذہب کا سرسری جائزہ	۳۳
۱۸	ضمیر کا فیصلہ عدالتی دربار میں	۴۰
۱۹	اہل سنت والے ہی صراط مستقیم ہیں۔	۴۲
۲۰	التصدیقات۔	۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

حرفِ آغاز

مسلمان اپنی اسلامی فطرت کی وجہ سے ہمیشہ اسلام اور اسلامیات کا دلدادہ رہا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمان نے جب بھی کسی کی آواز پر لبیک کہا یہ سمجھ کر کہ بلانے والا اسے ہی اسلام کی طرف بلا رہا ہے تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس کے عرصہ میں جس شخص نے بھی امت مسلمہ کو اپنے اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کیا اس نے اس کے سامنے بظاہر اسلام اور اسلامیات ہی کو رکھا روافض نے جب اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ میں اپنا کام کیا معتزلہ نے عدل و توحید کا حسین نقشہ امت مسلمہ کو دکھایا۔ خوارج نے "ان الحکم الا للہ" کا جھنڈا بلند کر کے مسلمانوں کے گروہ عظیم کو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے بغاوت اور قتال و جدال پر آمادہ کیا۔ اور مسلمانوں میں وہ شدید خونریزی کرائی۔ جس کی سرخی سے اسلامی دنیا کی سرزمین قیامت تک داغدار رہے گی۔ چکڑالویوں نے قرآن کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ اہل حدیثوں نے اپنی غیر مقلدوں نے اس حدیث کی آڑ میں فقہ شریف کا انکار کیا۔ بابیوں نے توحید کے نعرے لگا کر امت مسلمہ پر شرک کے فتوے لگائے اور اتباع سنت اور رد بدعت کے پردہ میں

خارجیت و نجدیت کا پرچار کیا غرض یہ کہ ہر باطل فرقہ نے اسلام کا مقدس نام لے کر سادہ لوح سنی مسلمانوں کو گمراہ کیا اسی طرح مودودی صاحب بھی اسی راہ پر چلے اسلامی جماعت، اسلامی نظام تقویٰ طہارت اور صحت کے خوب صورت الفاظ جو ابھی تک شرمندہ معنی نہ ہو سکے۔ اسی طرح "تبلیغی جماعت" اکرام مسلم نماز روزہ جیسے ضروری اہم مسائل کی آڑ میں وہابیت نجدیت کے پرچار میں لگے نظر آتے ہیں تاکہ سادہ لوح سنی مسلمان کو صراط مستقیم سے ہٹا کر شیخ نجدی کے راہ پر لگائے۔ لیکن خالق کائنات اپنے دین متین کا خود محافظ و ناصر ہے

شیخ نجدی کی تبلیغ

فرقے ضالہ کا بانی حکیم الامت الکفریہ شیخ نجدی کا واقعہ مشہور معتبر کتب میں موجود ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ شیخ نجدی کے چیلے درعیہ میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اندر سے دروازہ بند کیا اس خیال سے کہ کوئی غیر ہماری ان کارروائیوں پر مطلع نہ ہو۔ اتنے میں دروازہ پر کسی کے پکارنے کی آواز آتی ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہاں کے رہنے والے ہو۔ شیخ نجدی نے کہا نجد کا سارے متفق ہو کر اجازت دے دی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک نہایت موٹا پرانا بڈھا ڈیڑھ ہاتھ کی داڑھی سر گھٹا پیشانی پر کالی گھٹا مقطع صورت ٹخنوں تک کرتہ ایک ہاتھ داڑھی پر اور ایک ہاتھ زیر ناف داخل ہوتا ہے۔ تمام کفار مکہ اھلاً وسھلاً کا شور مچا دیتے ہیں۔ اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیفیں پہنچانے پر رائے زنی ہوتی ہے۔ ایک کافر! میری رائے ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کو (معاذ اللہ) قید کیا جائے۔ یہاں تک کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ شیخ نجدی نے کہا کہ بنی ہاشم قبائل عرب کو جمع کر کے ان کو چھڑا لیں گے۔ تمام کفار نے بیک زبان کہا بے شک بجا ہے۔ دوسرا کافر بیری رائے ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مکہ سے کہیں باہر بھیج دیا جائے شیخ نجدی نے کہا معلوم ہے ان کی زبان میں کیا تاثیر ہے۔ جو ان کی باتیں سن لیتا ہے۔ یا ان کی صورت دیکھ لیتا ہے بس اس کا ہو جاتا ہے۔ اکابرین دار الندوہ نے کہا کہ آپ کوئی رائے تجویز فرمائیں۔ شیخ نجدی نے کہا کہ ہر قبیلہ سے مسلح جوان جمع ہو کر رات کے وقت ان کو (معاذ اللہ) قتل کریں۔ یوں ہر قبیلہ پر الزام عائد ہوگا۔ بنی ہاشم تمام قبائل سے لڑ نہیں سکیں گے۔ ناچار خون بہا پر راضی ہو جائیں گے۔ وہ تم سب مل کر ادا کر دیا کریں کسی پر بار بھی نہ ہوگا۔ تمام کفار واہ واہ شیخ نجدی صاحب رائے بتائی۔ دار الندوہ کی مجلس ختم ہوتی ہے۔ شیخ نجدی غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی رائے پر تعمیل شروع ہو جاتی ہے۔ بعثت اقدس کو تیرھواں سال ہے صفر کی اٹھائیسویں تاریخ ہے شب کے وقت کفار حرم سرائے نبوت کے گرد جمع ہیں۔ تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بلا کر فرماتے ہیں۔ آج کی شب تو میری چادر اوڑھ کر میرے بستر اقدس پر سو رہو کفار تمہارا کچھ نہ کر سکیں گے۔ ابلیس لعین کو نجدی شکل پسند آئی اور اس نے اسی شکل میں دار الندوہ میں تبلیغی کام سرانجام دیا۔ لیکن خالق کائنات کا وعدہ ہے۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

گمراہ فرقے:- حدیث نبوی یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بما لم

تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مسلم)

حضرت شیخ المحدثین عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے ذیل میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ زمانہ آخیر میں ایسے جھوٹے تلبیس کرنے والے ہوں گے جو مکر تلبیس سے اپنے آپ کو علماء اور مشائخ، صلحاء اہل نصائح اور اہل صلاح کی شکل میں ظاہر کرتے ہوں گے تاکہ اپنے جھوٹ دجل کو رواج دین اور لوگوں کو باطل راہوں اور فاسد خراب باتوں کی طرف جو دین کے رنگ میں ہوں گے۔ اور دین نہ ہو جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادوں نے سنا ہوگا۔ یعنی جھوٹ و افترا کی باتیں ہوں گی۔ پس ان کو اپنے سے دور رکھیں۔ تاکہ وہ تم کو گمراہ نہ کریں۔ اور فتنہ و بلا میں نہ ڈالیں۔ یعنی ایسے مکاروں اور تلبیس کرنے والوں کی باتوں کے سننے سے احتیاط رکھیں اور سخت پرہیز کیا کریں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

بہت سے شیطان آدم شکل ہیں آپ کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے

حرف درویشان بدزد مرد دون
تا بخواند بر سلیمے زان فسون

خبیث آدمی بزرگوں کی باتوں کو چرا کر سادہ لوح مسلمانوں پر اثر ڈالنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ شکاری آدمی پرندوں کو دھوکہ دینے کے لئے سیٹی بجاتا ہے۔ مولانا فرماتا ہے۔

ز آنکہ صیاد آورد بانگ صفیر تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

پھر فرماتا ہے کہ اللہ والوں کا علم مسلمانوں کو روشنی دینے کے لئے اور عشق کی گرمی ہے اور خبیس لوگوں کا کام فریب دینا اور بے شرمی ہے۔

خوی مردان روشنی و گرمی است
کار او حیلہ و بے شرمی است

پھر فرمایا کہ سارا عالم اسی سبب سے گمراہ ہوا اور ان میں سے بہت کم ان اللہ والوں سے خبردار ہوا۔

شیخ نجدی ابلیس لعین نے دیکھا کہ عوام کو دین ایمان پر مضبوط رکھنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ علماء دین و فقراء عارفین جو مجسمہ ادب و عشق ہوتے ہیں۔ تو شیخ نجدی نے ان دونوں قسم کے لوگوں کے نقال تیار کر کے لوگوں کے دین و ایمان کو خراب کرنے کے لئے ملا، صوفی شکل میں بہکانے کو چھوڑ رکھے ہیں۔ تاکہ لوگ عالم یا فقیر بزرگ سمجھ کر بھروسہ کریں۔ اور اس طرح اندر ہی اندر ان کے دین و ایمان کو آیات و حدیثوں کا غلط اور بناوٹی مطلب پیش کر کے ختم کیا جائے۔ انبیاء اولیاء کی تعریف کوئی مسلمان کرے تو اسے بدعتی یا مشرک کافر ٹھہرائیں۔ اور اپنے بڑوں کے قصیدے اور منقبت میں کتابیں اور دفتروں کے دفتر چھاپ کر شائع کریں۔ اور ایسی ایسی ان کی تعریف کریں کہ اللہ و رسول ﷺ سے بھی بڑھا دیں۔ (معاذ اللہ) مگر کوئی مسلمان انبیاء و اولیاء میں سے کسی کی تعریف منقبت کرے۔ تو جلنے لگیں۔ اپنی باطل خواہشات و ظن سے جائز سے ناجائز اور حلال حرام بنانے میں نہایت دلیر اور ماہر ہیں۔

کفر کے محکمہ کا افسر اعلیٰ شیخ نجدی (یعنی ابلیس لعین) ہے۔ اور ایمان کے محکمہ کا افسر اعلیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

شیخ نجدی کے ماتحت کفر کے محکمہ میں دوست و حمایتی کفار و منافقین ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماتحت دین ایمان کی تعلیم و تبلیغ کرنے والے آگے انبیاء پیچھے اولیاء ہوئے۔ دونوں محکمے ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ اس لئے ہمیشہ مقابل اور مخالفت کی صورت رہی ہے۔ اور رہے گی۔ دین ایمان کی مخالفت کو ابلیس (شیخ نجدی) نے اپنے ظاہری لشکر کفار سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ بدر وغیرہ میں بری طرح مار کھائی تو اپنا منافق کالم بنایا یعنی اپنا خفیہ گروہ تاکہ مخالف ملک و محکمہ میں انہی جیسا بن کر رہے اور ان کے حالات سے اپنے مرکز کو خبردار رکھے اور مسلسل کوشش میں رہے کہ اول اس محکمہ و ملک کو تباہ و برباد کر کے پھر اس میں اپنے محکمے کا تسلط جمائے ضابطہ کائنات شیخ نجدی کے اس خفیہ گروہ منافقین سے آگاہ کرتے ہوئے بتاتا ہے لا توبہ وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝

اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں۔ اور تم میں سے ہیں نہیں ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ محکمہ کفر کا خفیہ گروہ مسلمانوں میں شریعت و طریقت، تبلیغ و جہاد وغیرہ خدمت اسلامی کی دستاویزیں سندیں قسمیں اپنے اوپر اعتبار پیدا کرنے کو پیش کر کے اپنا کام کرتا رہا۔ اب ضد و تعصب سے بالاتر رہ کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوا کہ یہ دین و ایمان کا اندرونی دشمن گروہ ہے۔ تو یقیناً اس گروہ کے اور اس کے اگلے پچھلوں کے عقائد و اعمال و ارادے ضرور ایسے ہیں۔ جو اللہ و رسول کے ادب و عشق دین و ایمان کی بیخ کنی کے ہیں۔ اور ضرور یہ مسلمانوں کے اور دین اسلام کے دشمن ہیں۔ ناحق تفرقہ جھگڑا انتشار فساد ہرگز نہ چاہئے

مگر ان سے اپنے دین و ایمان کو بچاؤ اور ملت و ملک کی حفاظت کرو۔

تبلیغی جماعت کی کہانی ان کی زبانی

تبلیغی جماعت کے راہنما قلمی مکتوب محمد یوسف بقلم محمد عاشق الٰہی مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین دہلی تحریر کرتے ہیں۔ ہمارا تبلیغی کام صرف عمل صالح کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اول یہ ایمانی تحریک ہے۔ اور بعد میں اعمال صالحہ کی تحریک ہے۔ اب تک بیس پچیس سال کے تجربہ سے یہی معلوم ہوا ہے کہ شرکیہ رسموں۔ میلاد۔ قیام اور عرس وغیرہ اور گناہوں کے چھوڑنے سے لوگ رسموں اور گناہوں کو چھوڑتے نہیں۔ لیکن اگر ان کو ساتھ لے کر جماعتوں میں پھرایا جائے۔ اور ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا صحیح مطلب اور مطالبہ سامنے آتا رہے تو رسموں اور گناہوں کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ہمارا تجربہ ہے اس کو کیسے جھٹلا دیں" مکالمۃ الصدرین میں ہے " مولانا حفظ الرحمان سیوہاری ناظم اعلےٰ جمعیۃ العلماء ہند دہلی نے کہا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہوگیا۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۸ مرتبہ طاہر احمد قاسمی) ان شہادتوں سے صاف ظاہر ہوا کہ ان کا تحریک ایمان کو برباد کرنے کے لئے ہے۔ کہ مسلمان اپنے مذہب کے مشروع چیزوں کو مثلاً عرس۔ میلاد۔ قیام۔ فاتحہ۔ حیلہ اسقاط وغیرہ کو چھوڑ کر وہابی نجدی مذہب کو اختیار کریں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ شرکی رسمیں ہیں۔ تو ان کا جماعتوں میں لے جانے کا مطلب واضح ہوگیا۔ کہ سادہ لوح سنی مسلمان جب ہمارے ساتھ نکل جائے تو ہم مولوی ہیں اور یہ ان پڑھ تو اُن کی نگاہ میں ہماری عزت ہوگی۔ اور چالیس دن اکٹھے رہنے

سے ایک خاص محبت پیدا ہوتی ہے۔ تو اگر یہ وہابی۔ نجدی تو آدھا ضرور ہوگا۔ اس سے یہ صاف معلوم ہوا کہ یہ دین و ایمان کے لٹیرے ہیں۔

حکیم ملت سیدنا و مرشدنا ابو مسعود سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی حفظ دین و ایمان میں فرماتے ہیں۔

ڈاکو دین ایمان دے عام ہوئے
وچ نفاق آئے کفر دوں ناکام ہوئے

وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ نہ بھلا دنا بچو خار جیاں تو خیری گھر جا دنا

یعنی مال کے لٹیرے بھی خطرناک ہیں۔ مگر ان کا ضرر مال و جان تک ہے۔ بندہ مومن کا دین و ایمان مال و دولت سے بڑھ کر سرمایہ ہے۔ اس کے لٹیرے زیادہ خطرناک ہیں۔ اور ان کا ضرر مال و جان سے بڑھ کر آدمی کے دین و ایمان تک سب تباہ کر دینے کا موجب ہے۔ لہٰذا دین و ایمان کے لٹیروں سے حفاظت اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ مال کے ڈاکو رات یا غفلت یا بے خبری کے موقع پر نقصان پہنچاتے ہیں۔ مگر یہ دن دھاڑے سامنے سمٹ کر شاہرین کر بھائی دوست ہمدرد بن کر سب کچھ صاف کر جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان آدمی کا بھیڑیا ہیں۔ جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے۔ پکڑتا ہے۔ اس بکری کو جو اپنے گلے سے علیحدہ رہنے والی ہو دور نکل جانے والی ہو ایسے ہی لوگوں کے دخل سے آج مسلمانوں کی روحانیت کمزور ہو کر سیاسی ملی طاقتیں بھی کمزور ہوگئیں۔ اور غیر مسلموں پر سے رعب اٹھ گیا۔ جنگ بدر میں بھی ایمان کے ان دشمنوں نے جب کفر کے رنگ میں مقابلہ کر کے منہ کی کھائی اور ناکام ہوئے۔ تو یہ کفر کا ایک فقہی کام بنایا اور مسلمانوں کے معتمد و معتبر قسم کے لوگوں کا رنگ

لے کر عالم صوفی مجاہد بن گئے۔ ایمان کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اصل دشمن دین کا شیخ نجدی ہے۔ پھر انسانوں میں جو اس کے مطیع و ہم مشرب ہیں ۲۲ پ ۶ طٰہٰ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ بے شک شیطان دشمن ہے۔ (شیخ نجدی ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ پ ۲۸ منافقون ۴ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ وہ دشمن ہیں۔ ان سے بچو۔

(حفظ دین و ایمان ص ۵۔ ۶)

پھر تبلیغی جماعت کے دعوی توحید کو سامنے رکھ کر فرماتے ہیں ؎

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایا تثنیہ جمع نے یہ رتبہ نہ پایا

بستر بند توحید سنبھالو جاگو جاگو سونے والو۔

شیخ الاسلام محمد مظہر اللہ نقشبندی کا فتوی

حضرت شیخ الاسلام محمد مظہر اللہ نقشبندی امام مسجد جامع مسجد فتح پوری دہلی اپنے فتاوی مظہری میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ "حقیقت میں نماز کی تبلیغ ہی مطمح نظر نہیں ہے۔ اپنے ان مسائل کا پردہ ہے۔ جو اہل سنت کے خلاف مسائل سے ذہن مملو ہے۔ چنانچہ قائد اول مولوی الیاس صاحب اپنی دعوت کے صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں کہ:۔ میاں ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پایا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلواۃ ہے۔ میں بقسم کہتا ہے کہ تحریک صلواۃ نہیں ہے۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا کہ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ اس کلام میں بصراحت فرمایا کہ اس سے نشانا کچھ اور ہے۔ اور وہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے ان مسائل کی ترویج ہو جو اہل

سنت کے خلاف رکھتے ہیں۔ جن کا ذکر اکثر کتابوں میں موجود ہے۔ اس جماعت میں مختلف اقسام کے لوگ موجود ہیں۔ جو شخص اہل سنت کے خلاف بیان کرتا ہو۔ اس کی تقریر سننا نہ چاہیئے۔ کہ ظاہر میں نماز کی تبلیغ کرتے ہیں۔ موقعہ پاتے ہیں۔ تو خلاف مسائل کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ تو ان کی تقریر سننا ممنوع ہے۔ نہ ان کی اقتدا جائز ہے نہ ایسے کو کمیٹی کا رکن بنانا جائز (فتاوی مظہری ص ۳۱۹) اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت کا یہی مشن ہے۔ کہ اہل سنت سے شکار کر کے انبیاء و اولیا سے بدظن کرے۔ اور اپنے بڑوں کو اور بھی بڑھائے۔ یہاں تک وہ کہتے ہیں۔ کہ رائے ونڈ میں ایک نماز لاہور رائے ونڈ کے اڑتالیس کروڑ کے برابر ہے۔ حالانکہ بیت اللہ شریف میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغی جماعت والوں نے رائے ونڈ کا درجہ مسجد حرم شریف اور مسجد نبوی سے بڑھایا۔

تبلیغی جماعت قاضی عبد السلام فاضل دیوبند کی نظر میں

قاضی عبد السلام فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد نوشہرہ صدر نے تبلیغی جماعت کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ اس کتاب کا نام شاہراہ تبلیغ رکھا۔ اور اس کتاب پر شمس الحق افغانی شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور اور سابق وزیر قلات نے تقریظ بھی لکھی ہے۔ اس شاہراہ تبلیغ میں ایک جگہ یوں تحریر ہے۔ اہل تبلیغ کی تو دنیا ہی اور ہے۔ نہ علم نہ صحبت

شیخ نہ دوا نہ علاج نہ ذرائع اور مقاصد میں امتیاز اندھے کے ہاتھ میں لاٹھی ہے۔ جس کسی پر جہاں کہیں پڑی۔ نہ حکیم نہ مرض نہ دوا نہ پرہیز انجان لوگ ایک مخصوص نظام کے ماتحت اکٹھے ہو کر چلنے پھرنے سے تین ہی دن میں (یعنی سہ روزہ) مقبول خدا بن جاتے ہیں۔ یہ کوئی عقل کی بات ہے۔ تماشہ ہوا اہل تبلیغ کا ہر کہ حصہ بوڑھے سے شرقی سے دغربی سے عالم دجاہل سے ایک ہی مطالبہ ہے یہ کہ چہلہ دد گھر بار چھوڑ کر سفر میں رہو عالم۔

جاہل خواندہ دناخواندہ سب سے یہی مطالبہ ہے۔ بلکہ تبلیغ کے موجودہ پروگرام کے بغیر علم اور ذکر کے تمام اشغال کو بے کار بنایا جاتا ہے طالب علم اور ذاکر مشاغل کو خاسر اور نامراد بتاتے ہیں۔ کہ تبلیغ میں وقت نہیں دیا ہے۔ قرآن کریم میں آیت پاک اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الخ میں دس صفات گنی گئی ہیں۔ جن میں مرد و زن سب یکساں مکلف گردانے گئے ہیں۔ لیکن امرائے تبلیغ نے چہلوں سہ روزوں کے جہاد کے لئے نکلنے سے تو الحمدللہ عورتوں کو معاف فرما دیا ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو عورتیں بھی جہاد میں شمولیت کیا کرتی تھیں۔ اگر یہ سچ مچ جہاد ہے تو ان کا حصہ کیوں نہ ہوا (شاہراہ تبلیغ ص ۶۰۔۶۱)

افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کی مثال اس بکری کی سی ہے۔ کہ دور سے ایک آدمی تھوڑی گھاس دکھائے تو یہ خود بخود گھاس کی طرف چلتے ہیں۔ بس ان کے ایمان کی مثال ہو بہو اس بکری کی ہے۔

قاضی صاحب ایک اور جگہ میں تحریر کرتے ہیں:" یہاں تو بستر سے کندھوں

پر اٹھائے ہوئے صرف پلت پھیرت اور مخصوص رسوم کو ادا کرنا ہی ان کے ہاں تبلیغ دین ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کا یہ آنا جانا علم دین کے لئے ہوتا چند چلوں کے بعد یہی حضرات اگر علماء نہ ہو سکتے تو علماء کے محب اور علم دین سے رغبت والے تو بنتے۔ علم کی جلالت اور رفعت شان کے قائل ہو جاتے احکام علم کے سامنے ان کا قول سمعنا و اطعنا نہ کہ سمعنا و عصینا لیکن افسوس یہ لوگ اس موجودہ سعی تبلیغ کے شغل میں جتنے محو ہو جاتے ہیں۔ اتنے یہ لوگ علوم سے سرد مہر مستغنی اور بے نیاز ہوتے ہیں۔ بلکہ طلباء اور علماء کو بھی اپنے رنگ میں پھنسانے کے لئے رنگ بہ رنگ کے حیلے استعمال کرنے کو جائز کیا لازم سمجھتے ہیں۔ العیاذ باللہ (شاہراہ تبلیغ ص ۴۴)

حکیم ملت محدث ہزاروی کا فتویٰ

چونکہ اس جماعت کے لوگ اکثر ان پڑھ جاہل ہیں اور رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول صحیح ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا یرفع العلم ویکثر الجھل حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا الحدیث (متفق علیہ) علوم دنیا سے اٹھ جائیں گے۔ اور جہل کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ جب کوئی صحیح عالم نہ رہے گا۔ تو لوگ جاہلوں کو سردار (امیر) بنائیں گے۔ بغیر علم کے فتوے دیتے ہوں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے اور مخلوق کو بھی گمراہ کرتے ہوں گے۔ آپ نے "انوار قادریہ" میں یوں تحریر فرمایا ہے۔ سوال کیا تبلیغ کرنا ہر کسی کو درست ہے؟

جواب:۔ فرمایا نہیں جس کے پاس دین ایمان کا علم ہو وہ کر سکتا ہے۔

بغیر علم دین کے تبلیغ اور فتویٰ دینا گمراہ بننا اور گمراہ کرنا ہے۔

حدیث میں ہے۔ ضلّوا فاضلّوا وہ خود بہکے اور دوسروں کو بہکایا۔ تفرقہ انتشار کو مٹانا چاہیئے۔ (انوار قادریہ ص ۲۴)

مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی کے تاثرات

مولوی عبدالرحیم شاہ تبلیغی جماعت کے بانی علامہ الیاس اور ان کے بیٹے علامہ محمد یوسف کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک تبلیغی جماعت میں بھی کام کر چکے ہیں۔ آخر جب پتہ چلا کہ یہ جماعت تبلیغ کا نہیں ان کا مطلب کچھ اور ہے "تو تنگ آمد بجنگ آمد" کی حالت پیدا ہو جانے کے بعد اب موصوف کے اقدامات کی تفصیل ان ہی کی زبانی سنئے۔ لکھتے ہیں بالآخر جب میں نے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں دیکھا تو میں نے استخارہ کیا اور خوب دعائیں کیں۔ الحمدللہ! جب مجھے خوب شرح صدر ہو گیا تو میں نے تبلیغی جماعتوں کی موجودگی میں ان کی کمزوریوں کی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا۔ جو مسلمانوں کے لئے سمِّ قاتل کا درجہ رکھتی ہیں۔ (اصول دعوت و تبلیغ ص ۴۶) پھر ایک اور جگہ میں تحریر کرتے ہیں (تبلیغی) جماعت کے بعض ناعاقبت اندیش آپس میں اختلاف اور تحزب کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ تبلیغی اجتماعات میں تو بڑی سرگرمی دکھاتے ہیں۔ اور دوسرے اجلاسوں کے ساتھ مخالفانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اور ہر علاقے کے خواص و امیر جماعت مبلغین کی یہ عام شکایات ہیں۔ کہ وہ بڑے سے بڑے عالم کی نہ خود تقریر سنتے ہیں۔ بلکہ ان کا اور ان کی

تقریر کا سب کی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ (اصول دعوت و تبلیغ ص ۴۴)

پھر آگے لکھتے ہیں وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ "غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کمپوڈر تک نہیں ہو سکتا مگر لوگوں (تبلیغی جماعت والوں) نے دین کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جاتے۔ کسی سند کی ضرورت نہیں ایسے ہی موقع پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے "نیم حکیم خطرہ جان اور نیم ملاں خطرۂ ایمان"

(اصول دعوت و تبلیغ ص ۴۵)

صدر مدرس مولانا عزیز احمد چشتی کا اظہار خیال

مولانا عزیز احمد چشتی صدر مدرس دارالعلوم شمس الاسلام سیال شریف نے اپنی تصنیف "سخنہائے گفتنی اور دعا بعد از نماز جنازہ" میں تبلیغی جماعت کا ذکر یوں کیا ہے (اہل سنت) کے مقابلہ میں مٹھی بھر ایک جماعت تبلیغ کے روپ میں مذکورہ عقائد و معمولات پر شرک و بدعت کا حکم لگانے میں مصروف ہے اور چال ایسی شاطرانہ کہ جہاں سمجھا کہ ہمارے ڈھول کا پول کھل رہا ہے۔ وہاں قرآن پر ہاتھ اور ہاتھ پر قرآن رکھ کر اعلان کر دیا کہ ہم اور آپ ہم عقیدہ ہیں۔ پھر آگے لکھتا ہے تبلیغ کی ضرورت اور اہمیت اپنی جگہ مسلّم لیکن نماز روزہ جیسے احکام کے ضمن میں اکابرین امت اور صلحائے ملت کے عقائد کے خلاف غیر مسلّمہ عقیدوں کا انجکشن کر دینا جرأت بزدلانہ کے سوا کچھ نہیں اور تماشہ یہ کہ گروہ اندر گروہ ہو کر گلی کوچے میں ہر آدمی کو پکڑ دھکڑ کرنا اور پھر اپنی باتیں سنانے پر ان کو مجبور کرنا سنت صحابہ قرار دیا جاتا

بلبل ہمہ تن خون شرہ وگل ہمہ تن چاک دائے بہارے اگر اینست بہارے

تبلیغ اسلام کے لئے صحابہ کرام بے شک مختلف بلاد وامصار اور دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو کافر سمجھ کر دعوت اسلام دینے کے لئے نہیں بلکہ یہ کارنامہ تو اسلام کی راہ سے بھٹکے ہوئے غیر مسلموں کی راہ نمائی کے لئے تھا تو کیا ان حضرات کی نظر میں واقعی پاکستان کی سات کروڑ آبادی میں سے ان کی نفری کے علاوہ باقی سب غیر مسلم ہیں؟

مصرعہ :- کچھ تو کہیئے کہ لوگ کہتے ہیں ،، (سخنہائے گفتنی ص ۲۴)

پھر ایک اور جگہ میں تحریر کرتے ہیں ،، سر پر بستر اور بغل میں بوریا لئے گاؤں گاؤں گھومنا دین اسلام کی بیچارگی کی دہائی دے کر تبلیغ کی دعوت دینا اور ساتھ ساتھ شرک و بدعت کے خود ساختہ انباروں کو مفت و مفت بھولے بھالے مسلمانوں کے دلوں میں جھاڑ دینا اور یوں مشرک گری کی وساطت سے شان رسالت و شوکت ولایت سے حرمان نصیب کرنے کی ناکام کوشش کرنا قبلہ کی طرف تھوکنے سے کچھ کم گناہ نہیں ہے ذیاب فی ثیاب یہ کلمہ دل میں گستاخی سلام اسلام محمد کو کہ تسلیم زبانی ہے۔ (ص ۱۲۱)

احادیث نبویہ سے تبلیغی جماعت کی شناخت

ابو سعید خذری رضی سے مروی ہے کہتے ہیں۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مال تقسیم فرما رہے تھے۔ کہ ذوالخویصرہ نامی ایک شخص قبیلہ بنی تمیم سے آیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) انصاف کیجئے۔ حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی پھر انصاف کون کرے گا۔ جب میں ہی انصاف نہ کروں۔ میں انصاف نہ کرتا تو تو خائب وخاسر ہو چکا ہوتا حضرت عمر فاروق رضی نے عرض کی۔ اجازت ہو تو میں اس کی گردن مار دوں فرمایا دَعْهُ اسے چھوڑ دو۔ اس کے ساتھی اور بھی ہیں کہ جن کے نماز روزہ کو دیکھ کر تم اپنے نماز روزہ کو گھٹیا تصور کرو قرآن پڑھیں گے۔ قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا۔ دین سے یوں نکل جائیں گے۔ جیسے تیر تار کٹ سے لگ کر نکل جاتا ہے (مشکوٰۃ) مشکوٰۃ شریف میں ایک اور روایت شریک ابن شہاب رضی سے ہے تخلیق ان کی نشانی خاص اور دجال کے ساتھ آخری دستہ نکلنا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ فَاِذَا لَقِيتُمُوهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ تو جب تم ان کو دیکھو تو انہیں پاؤ گے۔ کہ وہ انسانوں اور حیوانوں سے بدتر سرشت والے ہیں۔ امام ابو نعیم حلیہ شریف میں فرماتے ہیں۔ ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دِيدَانُ الْقُزَاءِ فَمَنْ اَدْرَكَ ذَالِكَ الزَّمَانَ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُمْ زمانہ آخر میں کیڑے مکوڑوں کی مانند ہر سمت ملاں پھیل جائیں گے۔ سو تم میں جو کوئی وہ زمانہ پائے ضرور ان کے شر سے اللہ کی پناہ چاہیئے۔

ابو سعید خذری اور انس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مروی ہے کہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَيَكُونُ فِي اُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ عنقریب میری امت میں موجب اختلاف وتفریق کچھ لوگ ہوں گے۔ اس سلسلہ میں ایک گروہ نکلے گا۔ بظاہر خوب صورت باتوں اور برے فعلوں والے ہوں گے۔ قرآن

پڑھیں گے۔ جو ان کے گلے سے نہ اترے گا۔ دین سے یوں نکل جائیں گے۔
جیسے تیر تارگٹ سے۔ پھر دین میں آنا ان کا یو دشوار ہے۔ جیسے تیر
کمان میں لوٹ آنا وہ سرشت میں انسانوں اور حیوانوں سے بدتر ہوں
گے۔ طُوبیٰ لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ يَدْعُونَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ
وَلَيْسَ مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ۔
فرمایا مبارک اسے جو انہیں قتل کرے۔ اور جو ان سے جہاد کرے۔
وہ شہید ہو وہ قرآن کے نام کی دعوت دیں گے۔ مگر انہیں اس سے کوئی
علاقہ نہ ہوگا۔ جو ان سے قتال کرے۔ وہ اللہ کا مقرب ترین بندہ ہے
صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان کی کوئی پہچان؟
فرمایا تحلیق مبالغہ سے مونڈنا اور خوب گھبرانا یعنی چکر بنا کر چکر لگانا
چکر دینا۔ زبان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ایک خاص
علامت امتیازی یہ بھی فرمائی۔ کہ اہل اسلام کو واجب القتل ٹھہرا کر (کلمہ گو
کافر) کہہ کر ان سے قتال کریں گے۔ اور بت پرست کفار کو چھوڑ دیں گے۔ اور
ایک خاص اور نشان تحلیق فرمائی۔ سو اپنے بے بنیاد منصب دعوی دین و
ایمان تبلیغ کے نرغے میں لے کر افراد ملت کو چکر دینا دین ایمان سے پھیر لینا بھی
اس میں داخل ہے۔ اور جس فرد مومن مسلمان کو اپنے اسلام دشمن گروہ
کافر بنائیں۔ اس کا سر اس خبط میں مونڈنا ان کا معمول ہونا بھی ہے۔ کہ
یہ بال زمانہ کفر و شرک کے ہیں۔ (معاذ اللہ)

مدینہ طیبہ کے مشرق کو نجد کا علاقہ ان بدمذہبوں کا مرکز ہے
دنیا میں بدمذہبی کا وہ مرکزی خطہ جو اسلام کے نام کی آڑ میں اللہ و رسول کی

اور دین اسلام کی گستاخی کے لئے نامزد و مشار الیہ ہے وہ نجد ہے۔
بعد کی ہر بدمذہبی کا اسناد و رشتہ اس سے ہوگا۔ اور یہ مدعیان اسلام
اغوائے خلق کو قرآن خوانی میں شہرت رکھیں گے۔ مگر قرآن کا تعلق
ان کے گلے سے نیچے تک نہ ہوگا۔ یہ دلیل نفاق ہے۔

بدمذہب آیات و روایات میں ہیرا پھیری کر کے بتوں اور کفار کے
متعلقات کو انبیاء اولیاء اور مومنین پر چسپاں کریں گے۔

بخاری میں باب قتل الخوارج میں عبداللہ بن عمر کا خلاصہ علم و عقیدت
یہ ہے کہ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وہ خوارج و وہابیہ کو تمام خلق
خدا سے بدتر (مضر) قرار دیتے تھے۔ اور ان کی بے باکی بھی تصریح سے بیان
فرمائی۔ انهم انطلقوا الى آيات نزلت فى الكفار فجعلوها
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ یہ بدمذہب ایسے بے باک ہیں۔ کہ کفار کے متعلق
آیات کو مومنوں الٹتے ہیں۔ فقر عرض رساں ہے۔ کہ جب آیات
میں بے باکی کا یہ عالم تو احادیث میں کب فرق کریں گے۔ چنانچہ ان کی
تصنیفات و تقاریر اس پر شاہد ہیں۔

علامہ الیاس اور نجدی دربار

۱۹۳۸ء میں سلطان نجد کے ساتھ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا
الیاس کا جو معاہدہ عمل میں آیا تھا۔ ذیل میں اس کی سنی خیز تفصیل
ملاحظہ فرمائیے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "دینی دعوت"
میں علامہ الیاس کے متعلق یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں جب وہ

حج کے موقعہ پر حجاز گئے ہوئے تھے۔ تو تبلیغی جماعت کے سلسلے میں انہوں نے اپنے ایک وفد کے ساتھ سلطان نجد سے ملاقات کی تھی۔ سلطان سے ملاقات کے سلسلے میں تیاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قرار پایا کہ پہلے اغراض و مقاصد کو عربی میں قلم بند کیا جائے۔ پھر سلطان کے سامنے پیش کیا جائے۔ مولانا احتشام الحسن عبداللہ ابن حسن شیخ الاسلام اور شیخ ابن بلید سے اپنے طور ملے۔ (دینی دعوت ص ۱۰۰) پھر آگے تحریر کرتے ہیں "دو ہفتہ کے بعد (۱۴ مارچ ۱۹۳۸ء) کو مولانا (الیاس) حاجی عبداللہ دہلوی عبدالرحمان مظہر شیخ المفوضین اور مولوی احتشام الحسن کی معیت میں سلطان کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ جلالۃ الملک نے بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر استقبال کیا۔ اور اپنے قریب ہی معزز ہندی مہمانوں کو بٹھایا ان حضرات نے تبلیغ کا معروضہ پیش کیا جس پر سلطان نے تقریباً چالیس منٹ تک توحید کتاب و سنت اور اتباع شریعت پر مبسوط تقریر کی۔ اس کے بعد بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر رخصت کیا۔ اگلے روز سلطان نے نجد کا قصد کیا اور یہ ریاض کے لئے روانہ ہو گئے۔ (دینی دعوت ص ۱۰۰) سوانح محمد یوسف میں ہے "شیخ عمر بن الحسن آل شیخ جو شیخ محمد ابن عبدالوہاب (نجدی) کی اولاد میں ہے۔ نیز قاضی القضاۃ اور شیخ الاسلام مملکت سعودیہ شیخ عبداللہ ابن الحسن کے چچا بھی ہیں۔ اور ریاض کے محکمہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے رئیس ہیں۔ جن کے تعلقات ولی عہد مملکت امیر سعود سے بہت قریبی تھے۔ اور ان کے معتمد خاص تھے۔ ان سے اچھے تعلقات قائم ہو گئے جو لوگ (تبلیغی) جماعت کے متعلق شکوک پیدا کرتے تھے ان کے تعارف و اعتماد کی وجہ سے شکوک پیدا کرنے والوں کو کامیابی نہ ہو

سکی۔ (سوانح مولانا یوسف ص ۱۲۴)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی سنت زندہ کرنے کے لئے وہ ان خاص گروہ سے متعارف ہوئے تبلیغی جماعت کے مرکزی قائد مولوی منظور صاحب نعمانی کا یہ بیان پڑھیے لکھتے ہیں۔

آپ مسلمان کہلانے والے ان قبوریوں اور تعزیہ پرستوں کو دیکھ لیجئے شیطان نے ان مشرکانہ اعتقادات اور مشرکانہ اعمال کو ان کے دلوں میں ایسا اتار دیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں قرآن حدیث کی کوئی بات سننے کے روادار نہیں۔ میں ان ہی لوگوں کو دیکھ کر اگلی امتوں کے شرک کو سمجھتا ہوں اگر مسلمانوں میں یہ لوگ نہ ہوتے تو واقعہ یہ ہے۔ کہ میرے لئے اگلی امتوں کے شرک کو سمجھنا بڑا مشکل ہوتا۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنو ص ۳۰ جمادی الاول ۷۲ھ سوانح مولانا محمد یوسف میں ہے۔ مولوی صاحب! میں خود تم سب سے بڑا وہابی ہوں (ص ۱۹۲)

دلچسپ واقعہ

مولانا ارشد القادری صاحب اپنا چشم دید واقعہ "تبلیغی جماعت" میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ ترچناپلی (مدراس) کے احباب کی دعوت پر میں نے ۱۹۶۹ء میں جنوبی ہند کا سفر کیا۔ واپسی میں حیدر آباد میں ایک دن کے لئے قیام کرنا پروگرام میں شامل تھا۔ اس لئے بنگلور ہوتے ہوئے سکندر آباد میل سے میری واپسی ہوئی۔ بدقسمتی سے یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ تلنگانہ کی تحریک بالکل شباب پر تھی۔ ریاست کے بہت بڑے حصے میں مظاہرین نے ایک آگ سی لگا کر رکھی تھی۔ شہری زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہو کے رہ گیا تھا۔ رات کے وقت میری ٹرین

اس علاقہ سے گزر رہی تھی۔ جو تخریب کاروں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ کہ اچانک ایک دھچکے کے ساتھ رک گئی۔ سارے مسافر سکتے کی حالت میں اٹھ پڑے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آگے لائن اکھاڑ دی گئی ہے۔ تقریباً اٹھارہ گھنٹے تک لائن کی مرمت کے انتظار میں ہم لوگوں کو وہاں رکنا پڑا۔ صبح کے وقت نیچے اتر کر میں ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک ادھیڑ عمر کے ایک مولوی صورت مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی پڑے۔ ان کے ساتھ ایک کمسن نوجوان بھی تھا۔ وہ میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اور میرے متعلق یہ معلوم کرنا چاہا کہ میں کہاں سے آرہا ہوں۔ اور مجھے کہاں جانا ہے۔ بات چیت کے دوران جب میں نے ان کا تعارف حاصل کرنا چاہا تو انہوں نے بتایا کہ وہ حیدرآباد کی تبلیغی جماعت کے امیر ہیں۔ کرالہ ایک اجتماع میں گئے تھے۔ وہاں سے لوٹ رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ساتھ کا نوجوان ایک بہت بڑے دولت مند گھرانے کا لڑکا ہے جو حال ہی میں تبلیغی جماعت سے منسلک ہوا ہے۔ اب ان کے ساتھ گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ تبلیغی جماعتوں کے قصے سنا رہے تھے۔ اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ تبلیغی جماعت کے متعلق چونکہ وہ میرے نقطہ نظر سے واقف نہ تھے۔ اس لئے بغیر جھجک کے وہ بولتے رہے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے حیدرآباد کی تبلیغی جماعت کی کارگزاریوں کا بھی تذکرہ چھیڑ دیا۔ جب وہ کہہ چکے تو میں نے ان سے ایک سوال کیا۔ حیدرآباد تو درگاہوں۔ خانقاہوں اور مزاراتی روایات کا بہت بڑا گڑھ تھا۔ وہاں تبلیغی جماعت کو قدم جمانے کا موقع کیوں ملا؟ اس سوال پر وہ اس طرح مسرور ہو گئے جیسے میں نے ان کے حسن تدبر اور ذہانت کا لوہا مان لیا ہو۔ اس کے بعد اسی جذبہ مسرت کی ترنگ میں انہوں نے یہ کہانی سنائی۔ اس میں شک نہیں کہ حیدرآباد عہد قدیم سے

بدعتیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ قدم قدم پر کفر و شرک کے بے شمار اڈے تھے۔ وہاں کی اٹھانوے فیصدی مسلم آبادی شرکیہ رسموں اور بدعات ہی کو اسلام سمجھتی تھی۔ اس لئے بہت ہی حسن تدبیر اور ذہانت کے ساتھ ہمیں اس مرحلے سے گزرنا پڑا۔

عرس و فاتحہ کی مخالفت کرنے کی بجائے ہم نے یہ طریقہ اپنایا کہ جہاں کہیں عرس کا میلہ لگتا۔ ہم اپنا تبلیغی وفد لے کر وہاں پہنچ جاتے۔ اور لوگوں کو کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتے۔ اصرار کر کے بعض زائرین کو بھی گشت میں اپنے ساتھ رکھتے اس طریقہ سے ہمیں دو فائدے پہنچے۔ پہلا فائدہ تو یہ پہنچا کہ ایک بالکل اجنبی حلقے میں ہماری آواز پہنچ گئی۔ اور دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ کبھی بدعتی مولویوں نے اپنے عوام کو ہماری طرف سے بدظن بھی کرنا چاہا کہ یہ بدعقیدہ اور عرس و فاتحہ کے مخالف لوگ ہیں تو انہی کو عوام نے انہیں جھٹلا دیا کہ یہ لوگ عرس و فاتحہ کے مخالف ہوتے تو فلاں فلاں عرس میں کیوں دیکھے جاتے۔ اپنی کارگزاریوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں ہمیں ان گدی نشین پیروں سے بھی کافی مدد ملی۔ جو بریلویوں کی طرح اپنے مسلک میں سخت نہیں ہیں۔ ہم ان کی خانقاہوں میں حاضر ہوئے اور ایک خوش عقیدہ نیازمند کی طرح ہم نے ان کی دست بوسی کی۔ اور انہیں اپنے اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ کئی بار کی آمد و رفت کے بعد جب وہ تیار ہو گئے۔ تو انہیں نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے اجتماع میں لے آئے۔ ان کی ہمرکابی میں ان کے مریدین کا جو دستہ آیا تھا۔ اس نے جب اپنے پیر کے ساتھ ہمارا نیازمندانہ رویہ دیکھا تو وہ ہم سے کافی حد تک مانوس ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دوستوں

اور پیر بھائیوں میں ہماری خوش عقیدگی کا ایک اچھا خاصہ اشتہار بن گیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ ہم بغیر کسی فکری تصادم کے وہاں کے اجنبی حلقوں میں داخل ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ آج ان حلقوں کی بہت بڑی تعداد نہ صرف یہ کہ تبلیغی جماعت کی ہمنوا بن گئی ہے۔ بلکہ ہم نے انہیں ذہنی طور اتنا بدل دیا ہے کہ اب اگر ان کے پیر صاحبان بھی ہم سے تعلق کا انہیں حکم صادر فرمائیں۔ تو وہ اپنے پیر سے قطع تعلق کر سکتے ہیں۔ لیکن اپنی جماعت کے خلاف کچھ سننا برداشت نہیں کریں گے۔ یہاں پہنچ کر ان کا لب ولہجہ بدل گیا انہوں نے فاتحانہ لہجہ میں کہا "مولانا! خدا کا شکر ادا کیجئے کہ تبلیغی جماعت کی خاموش جدوجہد کے نتیجہ میں اب وہاں کفر وشک کے مراکز کی وہ دھوم دھام باقی نہیں ہے۔ میلاد و فاتحہ اور بدعات کی چہل پہل بھی اب دن بدن ماند پڑتی جا رہی ہے۔ ہمارا جذبہ جہاد اسی طرح سلامت رہ گیا۔ تو وہ دن دور نہیں ہے۔ جب کہ ان مزاروں پر مکھیاں بھنبھنائیں گی۔ اور ہم ان صنم خانوں کو ویرانی پر شکرانے کی نماز ادا کریں گے؟"

گفتگو کے اس آخری حصے پر میرا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ میں نے تیور بدل کر ان سے کہا "آپ کی کارگزاریوں کے روداد سننے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ اس دنیا میں دجل و فریب کی آخری تربیت گاہ کا نام اب تبلیغی جماعت ہے۔ یہ دنیا اپنی عمر کے آخری حصے سے گزر رہی ہے ہو سکتا ہے کہ قدرتی طور پر دجال کا کیمپ آپ ہی لوگوں کے ہاتھوں تیار کرایا جا رہا ہو" اس جواب پر وہ ہکا بکا سے ہو گئے۔ اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں آپ کو اپنا سمجھ رہا تھا"

(تبلیغی جماعت ۳۳ - ۳۴ - ۳۵)

میری کہانی میری زبانی

راقم الحروف کا اپنا چشم دید واقعہ آپ کے سامنے حاضر خدمت ہے" آج سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ مدین سوات کے جامع مسجد میں تقریر کا مجھے خطیب صاحب نے موقع دیا۔ فقیر نے جب تقریر شروع کی اور تقریر کا موضوع غوث الاعظم کا منقبت بیان کرنا تھا۔ کہ اچانک تبلیغی جماعت کا امیر صاحب آیا اس نے جب تقریر کا کچھ حصہ سن لیا تو غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا۔ کسی صاحب سے یہ بھی پوچھ لیا کہ یہ نماز بھی پڑھائے گا۔ وہاں کے نمازیوں میں سے ایک نمازی نے کہا کہ ہاں تو وہ امیر صاحب اپنا تبلیغی نصاب بغل میں پکڑ کر چلنے لگا۔ کسی اور جامع مسجد میں جمعہ پڑھ لیا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ فقیر حنفی سنی تھا۔ اور وہ وہابی مذہب کا تھا۔ اسی مسجد میں کسی اور جمعہ پر تقریر کرنے کا موقع ملا فقیر نے معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک پر انگوٹھے چومنے کا مسئلہ شروع کیا۔ فقیر جب نماز پڑھ کر باہر آیا تو اسی امیر جماعت نے کہا کہ مولانا صاحب میں تقریر کے دوران میں کھڑا ہونے والا تھا۔ کہ یہ کام پنجاب کے بریلوی کر رہے ہیں وہ ہماری جماعت کے مخالف ہیں۔ فقیر نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ تو روح البیان شریف۔ شامی معارج النبوۃ۔ جامع الرموز۔ شرح نقایہ۔ ارشاد الطالبین طحطاوی۔ فوائد شریعت۔ فتاوی مظہری۔ کنز العباد۔ فتاوی صوفیہ۔ فتاوی واحدی میں تحریر ہے۔ اور یہ اہل سنت کی مستند کتابیں ہیں۔ اس طرح منگورہ میں ایک تبلیغی جماعت کے امیر کے پاس ایک رات ٹھہرا عشاء کے بعد انہوں نے اپنے وہابیہ عقائد بیان کئے۔ ہمارے اس علاقہ میں مہنگا سود افرزخت کرنے والے سارے تبلیغی ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی اس طرح کے

اقدامات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھے۔ لیکن معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ (بخاری) جب دین کا کام نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ بہرحال کہنا یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کا یہ اقدام علامات قیامت ہی کی ایک ابتدائی کڑی ہے۔ قیامت جس طرح ایک ہولناک چیز ہے۔ اس کی نشانیاں بھی کم خوفناک نہیں ہیں۔ امت میں ایک فتنہ کا دروازہ کھولنا کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ بلکہ ماتم کرنے کی جا ہے۔ کہ فتنہ قیامت کے ظہور کے لئے نوشتۂ قدرت نے تبلیغی جماعت ہی کو نامزد کیا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد مظہر اللہ نقشبندیؒ فتاویٰ مظہری میں تحریر فرماتے ہیں "اس عاجز کے پاس کچھ (تبلیغی) دعا کے لئے آئے جن میں دو عالم بھی تھے۔ اتفاقاً میں نے دریافت کیا کہ تم لوگ کس شے کی تبلیغ کرتے ہو بولے شرک و بدعت کو مٹا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ شرک و بدعت کے معنی سے تم واقف بھی ہو؟ کہنے لگے شرک یہی ہے کہ کسی کا دامن پکڑ لیا جائے۔ اور بدعت جیسے قبروں پر پھول ڈالنا میں نے عرض کیا کہ قبر پر پھول ڈالنے کو فقہا جائز فرماتے ہیں۔ ان میں دو عالم صاحب بھی تھے۔ وہ بولے کہاں لکھا ہے؟ میں نے فتاویٰ عالمگیری دکھا دی دیکھ کر خاموش چلے گئے۔ اس واقعہ سے کامل اس شخص کے قول کی تصدیق ہوگی۔ میرے نزدیک نماز جیسے شے کی تبلیغ نہایت ہی بہتر ہے۔ لیکن یہ چیز کہ اہل سنت کے مواعظ سے رد کنا جس کے متعلق میرے پاس متعدد واقعات موجود ہیں۔ نہایت درجہ قبیح ہے" یونہی حقیقی شرک و بدعت کا دور کرنا تو تبلیغ نماز سے بھی زیادہ ضروری

ہے۔ لیکن مباح چیزوں پر ایسے ناپاک حکم لگا کر رد کنا حد درجہ قبیح و مذموم ہے۔ غرض میرے نزدیک ایسے شخص کا قول مذکور صحیح ہے اور محمد اسماعیل اور اللہ دین صاحبان کے اقوال بھی صحیح ہیں۔ اس لئے جب کوئی کسی کا معتقد ہو جاتا ہے۔ تو اس کو اس کا ہر قول ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ابتداء مختلف فیہ اقوال بیان کرنے سے روک دیا جاتا ہو۔ چنانچہ اس کی بھی لوگوں نے مجھے خبر دی ہے۔ (فتاویٰ مظہری ج ۲ ص ۱۰)

تبلیغی جماعت کا بھی خاندانی منصوبہ بندی کے ساتھ گہرا تعلق ہے اس لئے کہ کوئی چار مہینے کا چلہ دے کر اختتام پر دوسرا چلہ دیتا ہے۔ تو ایک سال میں آٹھ مہینے بغیر بیوی کے رہ جاتا ہے۔ تو بچوں کا مسئلہ بھی ختم ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی خاندانی منصوبہ بندی کا ایک اہم جز ہے۔

سوات منگورہ میں شب جمعہ کے لئے دور دور سے شدرحال کر کے گنبد والی مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ اور اس کا پیش امام ضاد کی جگہ ظاء پڑھتے ہیں۔ اور دعا بعد سنن کا وہ بھی سخت منکر ہے۔ مدین میں بھی ایک دفعہ تبلیغی اجتماع ہوا مقرر ایک وہابی نجدی مسلک کا ملاں تھا۔ ان کے اقتداء میں نمازیں بھی تبلیغیوں نے پڑھ لیں۔

قاضی عبدالمطلب اور تبلیغی گروہ

قاضی عبدالمطلب مجاہد اہل سنت کے جامع مسجد میں تبلیغیوں کا ایک بڑا گروہ پہنچا۔ عصر کا وقت تھا تو قاضی صاحب مدظلہ نے فرمایا۔ کہ میں یہاں اس ڈیوٹی پر مامور ہوں۔ بس اس نے ان کے خلاف تقریر کی تقریر کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں گیا تو وہ تبلیغی ان کے پاس گئے۔ ایک

پچیس روپے اور دوسرے نے پانچ روپے پیش کئے۔ بات دراصل
میں یہ تھی۔ کہ اس نے تقریر میں فرمایا تھا کہ اس گروہ میں امریکہ۔ افریقہ
برطانیہ۔ اور ہندوستان۔ روس کے سی آئی ڈی بھی اپنا کام کرتے ہیں
یہ حقیقت بھی ہے اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ ۷۔ عوام سادہ
لوح تو سمجھتے ہیں کہ یہ تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن بیچ میں وہ اپنا کام بھی کرتے
ہیں۔ اگر کوئی ان کے اجتماع میں دیکھے تو اہل حدیث۔ وہابی۔ منکر حدیث
مرزائی سب اس میں داخل ہوتے ہیں۔ اور ہر گروہ کا اپنا الگ الگ
مقصد ہوتا ہے۔ کہ ان میں رہ کر اپنا مسلک پھیلائیں۔ اور اہل سنت
سے شکار کریں۔ لیکن خالق کائنات اپنے دین متین کا خود حامی و ناصر ہیں۔
کسی تبلیغی کو آپ نے نہیں دیکھا ہوگا وہ انگوٹھوں کو چوستا ہو۔ حالانکہ یہ
مسئلہ تو بہت سے کتابوں میں موجود ہے۔ جو ذکر کیا گیا ہے۔ دعا بعد سنن
کا یہ گروہ بھی منکر ہے۔ اور یہ مسئلہ نور الایضاح۔ سنن الہدیٰ۔ قطب
الارشاد۔ طحطاوی علی المراقی میں ہیں۔ توسل تو وہ شرک قرار دیتے ہیں۔
اور یہ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین۔ شواہد الحق۔ صاوی ج ۱
فتاوی واحدی جذب القلوب۔ اشعۃ اللمعات۔ فتاوی حدیثیہ۔ احیاء العلوم
مشکوٰۃ۔ بخاری۔ ابوداؤد اور قرآن مقدس میں صراحتاً کے ساتھ ذکر ہیں
خیرات کرنا میت کے لئے سات دنوں تک لیکن یہ گروہ بھی منکر ہیں۔ اور یہ
ذکر ہے۔ الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۷۸۔ جواہر النفیس ص ۱۲۔ زاد السبیل ص ۶
عین العلم۔ شرح الصدور۔ اشعۃ اللمعات فی باب زیارۃ القبور۔ فتاوی
نور الہدیٰ۔ فتاوی برہنہ۔ فتاوی واحدی میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔
حیلہ اسقاط تو نور الایضاح۔ طحطاوی۔ شامی۔ فتاوی واحدی۔ فتاوی برہنہ

برجندی۔ کبیری۔ محبوب الفقہ۔ جواہر النفیس۔ نور الہدیٰ میں ہیں۔ لیکن اس
کے ماننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ حیاۃ الانبیاء و الاولیاء کا یہ فرقہ۔ منکر نظر آتا
ہے۔ اور یہ ذکر ہے۔ الحاوی للفتاوی ج ۲ اشعۃ اللمعات۔ جذب القلوب
ابن ماجہ۔ بیہقی۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ فتاوی حدیثیہ میں تقبیل الید یعنی
دست بوسی اولیاء کرام سے یہ فرقہ منحرف ہے۔ یہ ذکر ہے مشکوٰۃ ص ۴۰۲
ابوداؤد۔ سنن الہدیٰ۔ طحطاوی علی المراقی شرح فقہ اکبر وغیرہ میں معجزہ
بعد الموت اور کرامت بعد الموت کا بھی منکر ہیں۔ حالانکہ یہ ذکر ہے تفسیر صاوی
ج ۲ ص ۲۴۵۔ حجۃ اللہ علی العالمین الحدیقۃ الہندیہ۔ مشکوٰۃ۔ بخاری۔ فتاوی
حدیثیہ۔ اشعۃ اللمعات روح البیان وغیرہ میں۔ ابن تیمیہ حرانی کو شیخ الاسلام
کہتے ہیں۔ ابن تیمیہ کے گمراہی مندرجہ ذیل کتب میں ذکر ہیں۔ فتاوی حدیثیہ ابن حجر
تفسیر صاوی۔ حاشیہ نبراس۔ شرح العقائد جلالی۔ جواہر الالتقاط التوسل
بالنبی وحجلۃ الوہابیین صحیفہ تحقیقات۔ افادہ۔ شواہد الحق وغیرہ محمد بن عبدالوہاب
باغی گروہ میں سے تھا۔ اور اس قرن الشیطان کے گروہ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور
اس شخص کے خباثت کا ذکر مندرجہ ذیل کتب میں دیکھ لے فیض الباری
رد المحتار ج ۳ ص ۳۰۹ سیف چشتائی صحیفہ تحقیقات۔ المہند علی المفند
المعروف بعقائد علماء دیوبند۔ سیف الجبار۔ الصواعق۔ الرد عود، الدرر السنیہ
الصواعق الالہیہ۔ البصائر۔ منکر التوسل باھل المقابر۔ وخلاصۃ الکلام
وغیرہ میں اور یہ فرقہ اس مسلک کا شیدائی ہے۔

تبلیغی جماعت کا ایک اور قدم

مسجدوں میں اہل مسجد یا معتکف یا مسافر کے بغیر بہ عقیدت ثواب

اور عمل دین شب گزاری ممنوع ہے۔ اور ہمارے رفقائے تبلیغ کے ہاں
گھروں کو چھوڑ کر مسجد میں شب گزاری بھی عظیم عمل ثواب ہے چھوٹے
بچے کو بھی تبرکاً ساتھ لایا جارہا ہے۔ اور ساری رات گپ شپ میں گزارتے
ہیں۔ اور اسے تبلیغ کہتے ہیں۔ اور اس عمل کو عمل الانبیاء بتایا جارہا ہے
عوام کو بحوالہ حدیث یہ بتایا جارہا ہے کہ شب جمعہ جامع مسجد میں گزارنے
سے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ العیاذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر جھوٹ جمعہ کے دن نماز جمعہ از روئے قرآن و حدیث اہل شہر پر
فرض کیا گیا ہے۔ اور ارد گرد کے قریٰ اور قصبات والوں کو حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے شہر آنے کی تاکید اور ترغیب فرمائی ہے۔ اور شہر کو آنا
اجر عظیم ہے اور جمعہ کے دن صبح صادق ہی سے سویرے اسی شہر اور مسجد کو
چھوڑ کر دیہات اور قصبات چلے جانا مقدس جہاد اور اجر عظیم سمجھا جاتا ہے
بلکہ نماز کے لئے رہ جانے کو خسران عظیم سمجھتے ہیں۔ دین کی خدمت کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر بقدر استطاعت لازم فرمایا ہے۔
اس کے لئے کوئی ہیئت مخصوص رسول پاک سے منقول نہیں بنا بریں یہ سہ روزے
چلے۔ خلاف سنت رسول ہیں۔ جس نے چھلہ نہیں دیا اس نے کچھ نہیں کیا۔
قرآن کریم اور احادیث نبوی میں جہاں جہاں جہاد فی سبیل اللہ اور
انفاق فی سبیل اللہ کی آیاتیں اور حدیثیں ہیں۔ وہ ہمارے رفقاء تبلیغ
سب کا مصداق انہی سہ روزوں اور چلوں کو بتا رہے ہیں۔ اس نظام میں
جنہوں نے وقت نہیں لگایا ہو۔ اس کو محروم کیا بہت گری ہوئی نظروں سے
دیکھ رہے ہیں۔ خواہ کتنا صاحب علم و عمل کیوں نہ ہو تبلیغ کی اصل حقیقت
علم دین کو علماء کرام سے لینا تھا۔ اور پھر بلا کسی قید و قیود کے اس کو عوام میں

پھیلانا تھا۔ یہ موجودہ ہیئت کذائی جو رائج ہے۔ اور یہ التزامات۔ قید و
قیود نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں۔ نہ خیر القرون
اور سلف صالحین سے اور یہ عقیدت دین بہ نیت حصول ثواب بڑھتا جارہا
ہے۔ لہذا بدعت ضلال ہے۔ اللہ تعالیٰ امت حبیب کو اس کے شر سے
محفوظ رکھے۔ یہ آخری چند اقتباسات شاہراہ تبلیغ سے نقل کئے۔ معلم
کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان ھٰذا العلم دین فانظروا
عمن تاخذون دینکم (مسلم) بے شک یہ علم دین بھی تو دین
ہی ہے۔ پس دیکھ بھال لو کہ کسی سے اپنا دین لے رہے ہو۔ معلم کائنات
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تقولوا للمنافق یا سید فانہ ان
یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم عز وجل (ابو داؤد۔ نسائی)
جو مدعی اسلام دل سے مومن نہ ہو منافق ہے۔ منافق کو سردار نہ کہو۔ کہ
اگر وہ تمہارا سردار ہوا تو تم نے بے شک رب تعالیٰ کو ناراض کیا۔

تبلیغی جماعت جہالت کے میدان میں

گورنمنٹ کے ادنیٰ نوکر کے لئے بھی سند یعنی سرٹیفکیٹ کی ضرورت
ہے۔ یعنی اگر کوئی سکول میں ماسٹری کے لئے درخواست دے تو ان کے لئے
بھی سند کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک تو مبلغ دین
کے لئے تو اشد ضروری ہے۔ بغیر علم کے مبلغ بننا محال ہے۔ احادیث نبویہ کا
بھی ضرور سند ہوتا ہے۔ اگر کسی روایت کی راوی ضعیف ہو تو محدثین نے
ضعاف کو بغیر ضروری ٹھہرا دیا ہے۔ یعنی ضعیف راوی جب مجروح ہے۔ تو
ان پڑھ جاہل مبلغ امیر جماعت تبلیغ حد ضعیف ہے۔ ان کے لئے کوئی اعتبار

نہیں۔ مسلم شریف میں ہے عن سعد بن ابراہیم یقولون لایحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا الثقات کہ ثقہ (یعنی مضبوط علم میں) کے بغیر کوئی حدیث بیان نہ کرے۔ اور جاہل کو مطلق اجازت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۳۵) جس نے قرآن کے معنی بغیر علم بیان کئے۔ تو اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ اب اگر کوئی جاہل ان پڑھ مبلغ اور امیر جماعت آیت کا ترجمہ یا کوئی مسئلہ ٹھیک بھی کہے تو خطا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت جندب سے روایت کیا حدیث شریف میں ہے من قال فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطأ (مشکوٰۃ ص ۳۵) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتفاقیہ وہ قول صحیح بھی ہو جب بھی وہ خطا کار ہے۔ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ سے اس واعظ کو نکلوا دیا۔ جس کو ناسخ منسوخ کا علم نہ تھا۔ تفسیر عزیزی میں ہے۔ لہٰذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشان روزے در مسجد کوفہ داخل شدند۔ دیدند کہ شخصے وعظ میگوید پرسیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند واعظ است کہ مردم را از خدا می ترساند واز گناہان منع میکند فرمودند کہ غرض ایں شخص آن ست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد ازو پرسید کہ ناسخ از منسوخ جدا میداند یا نہ گفت کہ ایں علم خود نہ دارم فرمودند کہ ایں را از مسجد بر آرید (عزیزی پ۱ ص ۵۰۰) ابو جعفر

نحاس امیر المومنین مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ ایک دفعہ وہ کوفہ کے مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص وعظ کر رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے کہ لوگوں کو خدا سے ڈراتے ہیں۔ اور گناہوں سے منع کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی غرض یہ ہے کہ اپنے کو اشارہ کرنے والا بنائے۔ اس سے پوچھو کہ وہ ناسخ کو منسوخ سے جدا جانتا ہے۔ یا نہیں اس نے کہا کہ یہ علم میں خود نہیں جانتا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اس کو مسجد سے نکالو۔ دیکھئے حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ جو باب مدینۃ العلم ہیں۔ ناسخ و منسوخ کا علم نہ رکھنے والے کو مسئلہ بتانے اور وعظ کہنے کی اجازت نہیں دیتے مگر تبلیغی جماعت میں آزادی ہے۔ ان پڑھ سے ان پڑھ جاہل کیوں نہ ہو ان کو سنٹر سے اجازت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر جاہل قرآن پاک اور حدیث شریف سمجھ سکتا ہے۔ اس کے لئے علم درکار نہیں۔ جہلاء کو جرأت دلائی جاتی ہے۔ کہ وہ بے علمی سے قرآن و حدیث میں رائے زنی کر کے علماء سے الجھیں اور گمراہی میں پڑیں۔ اس لئے غیر مقلد پیدا ہوئے ہر جاہل اپنے کو آئمہ دین سے افضل و بہتر سمجھنے لگا۔ قرآن و حدیث ہاتھ میں لے کر مسلمانوں سے درپے جنگ و جدل ہوا۔ آج جو بہت سے فرقے مصروف جنگ نظر آرہے ہیں۔

وہابی مذہب کا سرسری جائزہ

وہابی مذہب کا ماہر جرنیل ملاں ابن تیمیہ ہے۔ اس نے اللہ کو مجسم اور محدود کہا۔ اللہ کے علم کو ناقص اور حادث ٹھہرا دیا۔ شفاعت

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کا فتنہ کھڑا کیا۔ دربار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کو شرک بتایا۔ صحیح احادیث۔ فضائل زیارت کو بے اعتبار ٹھہرا دیا۔ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صنم (بت) کہا۔ زیارت کے مقصد سے حاضری دینے والے مسلمانوں اور ملائیکہ کو کافر مشرک کہا۔ قرآن وسنت کا مطلب ہیرا پھیری سے کچھ کا کچھ بنا ڈالا۔ جو آخر عبرتناک موت سے مرا۔ وہابی وخارجی فرقہ اس کی تاریخ میں زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ یہاں تک لکھا کہ جس حدیث سے ابن تیمیہ جاہل ہو وہ حدیث ہی نہیں۔ معاذ اللہ۔ اور اسے مجدد بنا ڈالا۔ حالانکہ آئمہ دین محققین نے اس کے گمراہ کن علم اور فساد انگیز عقیدہ کو منافی اسلام لکھا۔ اور تصریح کی کہ وہ ایسا شخص ہے جسے اللہ تعالےٰ نے باوجود علم کے ہدایت سے بے نصیب فرمایا ہے۔ اس کے دل پر مہر ثبت کر دی۔ اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا۔ اس دشمن دین کو اللہ کے بعد کون راہ دکھائے اس کے علم وعقیدہ سے مسلمانوں کو بچنا لازم ہے۔ امام ابن حجر مکی۔ امام تقی الدین سبکی اور امام سید دحلان مکی اور حضرت شیخ المحدثین دہلوی شیخ الاسلام خواجہ گولڑوی اور خواجہ محبوب آبادی وغیرہ ہم اکابرین نے خوب وضاحت فرمائی ہے۔ رئیس وہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنے امام الملحدین ابن تیمیہ کے مذہب کو اور تشہیر دے دیا۔ مولانا عبدالقادر حنفی نے "فتوح الطلاب فی تشہیر التکفیر محمد ابن عبدالوہاب" میں تحریر کرتے ہیں۔ "محمد بن عبدالوہاب ازلی اور مادرزاد ہی بدبخت تھا۔ مشہور ہے کہ اول عمر میں مکہ شریف اور مدینہ پاک میں جاکر اکثر علماء مکہ ومدینہ سے تحصیل علم کیا کرتا تھا۔ چنانچہ عالم باعمل فخر زمان محمد ابن سلیمان الکردی مدنی شافعی

اور جناب مولوی محمد حیات صاحب سندھی مدنی حنفی سے بھی جاکر اس نے پڑھا تھا۔ ان دو صاحبوں نے جن جن عالموں سے اس نے تحصیل علم کیا تھا۔ سب سے پڑھتے وقت اکثر اوقات اس سے الحاد اور کفر کی باتیں سنی تھیں اور منع بھی کرتے تھے۔ پھر اس سے جب وہی مفسدانہ حرکات ناشائستہ اور ملحدانہ خرافات ناشائستہ سنتے تھے۔ تو وہ کہتے کہ عنقریب یہ گمراہ ہو جائے گا۔ اور مخلوق خدا کو گمراہ کر دے گا۔ (فتوح الطلاب ص ۳۸۔ ۳۹) مورخ للبطرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بک مدرسۃ الالسن میں لکھا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور علی الخصوص یمن میں یہ واقعہ مشہور ہے۔ کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا ہے۔ اور جو اس کے سامنے آتا ہے اس کو جلا دیتا ہے۔ یہ خواب اس نے معتبرین کے سامنے بیان کیا۔ جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ اس نے اس خواب کی یہ تعبیر دی کہ اس کا ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا۔ جو بڑی طاقت اور دولت پاوے گا۔ آخر کار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہوگا۔ جو سنہ ۱۱۱۱ھ میں متولد ہوا اور بعد ہزار خرابی ۱۲۰۷ھ میں فوت ہوگیا۔ یعنی اس نے چھیانوے سال عمر پائی۔ اور ابتداء اس نے شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندھی حنفی سے علم حاصل کیا۔ لیکن یہ بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے۔ کہ یہ محمد بن عبدالوہاب ملحد ہوگا۔ اور بظاہر اس کا شغل بھی اس قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمۃ الکذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا

مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جنہوں نے اس سے قبل نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور خدا
کی قدرت ہے کہ اس کو پورے طور سے کسی علم و فن میں دستگاہی نہ ہوئی
" ابن مسعود اس کا مرید ہو کر وہاں پوری ریاست گھر لی۔ محمد بن عبدالوہاب
ان کا امام قرار پایا۔ اور ابن سعود اس کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا۔
ابن مسعود کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین ہوا اور دعوت دین وہابیہ
بزور شمشیر شروع کر دی۔ اس کے حیات میں وہابی مذہب بحر احمر اور
بحر فارس اور حلب دمشق و بغداد کے اطراف و اکناف تک پھیل گئی
حتیٰ کہ عبدالعزیز ابن سعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۱۸ محرم ۱۲۱۸ھ
مسعود بن عبدالعزیز ایک لشکر کے ساتھ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا۔ اور
خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی۔ جس کی شان بقول قرآن مَنْ دَخَلَهٗ
كَانَ اٰمِنًا اس نے امن کو غیر امن بنا دیا۔ اور حدود حرم جس میں جنگلی
بھیڑیاں بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بجز دہونے کے چھوڑ
دیتا ہے۔ اس وہابی بھیڑیئے کے پنجہ سے حرم حل ہو گیا۔ اور چار مصلے جلا
دیئے گئے۔ اور قبے گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی۔
اور اسی محرم کے پہلے ہفتہ میں اس نے ایک رسالہ ابن عبدالوہاب کا
اہل مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت بھیجا۔ جس کی اصل عبارت کا ایک
جملہ نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کے دیکھنے سے مشت نمونہ خروار عبرت کا
باعث ہو۔ چنانچہ لکھا فمن اعتقد انه اذا ذکر اسم نبی فیطلع
هو علیه صار مشرکا وهذا الاعتقاد شرک سواء کان
مع نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثن وسواء کان
یعتقد حصوله بذاته او به علامه الله تعالیٰ یا

طریق کان یصیر مشرکا ومن اعتقد النبی
وغیرہ ولیه وشفیعه فهو وابوجهل فی الشرک
سواء لسما السابقون واللات والسواع والعزی
واما الاحقون فمحمدؐ وعلی وعبد القادر ومن
لم یقل فی حاجته یا اللہ وقال یا محمد وان اعتقد
عبدا غیر متصرف فی الکل صار مشرکا وکفاك
قدوة فی ذالك شیخنا تقی الدین ابن تیمیة وقد ثبت
ان السفر الی قبر محمد ومشاهده او مساجد و
آثاره وقبر ای نبی وسائر الاوثان شرك اکبر
(کتاب التوحید) یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس
پر مطلع ہوتا ہے۔ تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ اعتقاد خواہ کسی نبی کے
ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت یا صنم یا بت کے ساتھ ہو۔ پھر
خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا ہے۔
یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو مشرک
ہو جاتا ہے۔ اور کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے
تو وہ ابوجہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ پہلے بت لات اور سواع اور
عزی تھے۔ لیکن پچھلے بت محمد اور علی اور عبدالقادر ہیں جو شخص اپنی
حاجات کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے اگرچہ اس کو ایک
بندہ عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے۔
اور تجھے اس باب میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے۔ اور یہ
ثابت ہو چکا ہے کہ محمدؐ کی قبر اور مشاہد اور مساجد آثار کی طرف یا کسی دوسرے

بنی یادلی یا اور بتوں کی طرف سفر کرکے جانا شرک اکبر ہے۔ پس مکہ کو
غارت کرکے اس نے ۱۲۰۰ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا
تاراج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ
کر خزائن بے شمار لے گیا کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا چنانچہ
عبداللہ بن مسعود نے جب کہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار
کرکے لایا گیا تو اس کے پاس ایک صندوق ملا۔ جس میں سے تین سو لوئے
ابدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے۔ اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی
حجرہ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط
اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبہ مولدہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
ابوبکر۔ صدیق اور علی بن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہم کے
قبے بھی گرا دیئے۔ اس خیال سے کہ یہ اصنام ہیں۔ اور روضہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد خضرا پر چڑھ کر گرانے لگا تو عجب قدرت
حق ظاہر ہوئی۔ کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے۔ اور اسی اثنا میں
آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہت سے جلائے (حاشیہ سیف
چشتائی صہ ۱۰۲) ذیقعدہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ در عیہ پایہ تخت رہا۔ بیان
فتح ہو کر گرفتار ہو گیا۔ اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ میں
باب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا زور ختم
ہوا۔ ہند و پاک میں اس فرقے کا داعی عبداللہ غزنوی ہے۔ جس
کو سب سے پہلے سید العارفین حضرت عبدالغفور المعروف بہ سیدو
غوث نے پہچان کر سوات سے نکالا۔ بعد میں امرت سر گیا اور وہاں
کے بعض لوگوں کو ہم عقیدہ بنایا۔ جس کا ذکر "تحریک وہابیت" میں

موجود ہے۔ علامہ شامی نے اس فرقہ کو باغی خارجی قرار دیا ہے۔

كما وقع في زماننا في اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من
نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنا
بلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من
خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل
اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله شوكتهم
وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين
عام ثلث وثلاثين ومائتين والف (شامی ج ۳ ص ۳۱۹)

ترجمہ:۔ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین میں یہ واقع
ہوا۔ عبدالوہاب کے گروہ نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر جابرانہ
قبضہ کیا اور یہ لوگ اپنے آپ کو حنبلی المذہب کہلاتے تھے۔ لیکن دراصل
اپنے گروہ کے بغیر سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے تھے۔ لہٰذا اہل سنت و
جماعت اور ان کے علماء کا قتل کرنا مباح جانتے تھے۔ جس کا انجام یہ
ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ۱۲۳۳ھ میں اہل سنت کو نصرت عطا فرمائی۔
سلیمان بن عبدالوہاب جو ان کا بھائی تھا۔ ایک رسالہ "الصواعق
الالٰہیہ" لکھا اور مفتی شافعیہ سید احمد دحلان نے الدرر السنیہ لکھی۔
اگر کسی کو مزید تحقیق کرنا مقصود ہو تو گنبد خضرا اور البصائر۔ لمولانا
حمد اللہ درۃ الفرید۔ خلاصۃ الکلام۔ الفجر الصادق الصواعق الرعود
تاریخ وہابیہ۔ التوسل وحیلۃ الوہابیین۔ الصواعق الربانیہ۔ صحیفہ
تحقیقات کا مطالعہ کرے۔ صحیح مسلم شریف میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے حدیث کی گئی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ وآلہ

وسلم قام عند باب حفصة فقال بيده هٰهنا المشرق
الفتنة ها هنا من حيث يطلع قرن الشيطان مرتين
او ثلاثا (مسلم ج ۲ ص ۳۹۴) ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ کے دروازے پر کھڑے تھے۔
وہاں سے مشرق کی طرف اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا۔ اور
فرمایا کہ فتنہ کی جگہ یہ ہے۔ یہاں سے شیطان کی سنگ نکلے گی۔
راوی کو شک ہے کہ یہ الفاظ حضور نے تین یا دو بار کہے۔ ایک اور
حدیث میں ان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بیان فرمائی ہے۔
ثیما ھم التحلیق لفظ تحلیق کی لغوی تشریح کے سلسلہ میں یہ ہے
کہ تحلیق کا ترجمہ عام طور سر منڈانا کہا جاتا ہے۔ لیکن دیوبند کی معتمد کتاب
مصباح اللغات میں صہ ۴۸۱ ہے۔ اس کے ہم مادہ لفظ ترجمہ "چکر لگانا"
اور "حلقے میں بیٹھنا" میں بھی کہا گیا ہے۔ خالی ذہن ہو کر سوچو تو یہ دونوں
ترجمے تبلیغی جماعت پر پوری فٹ ہو جاتے ہیں۔ ایک ترجمہ اگر ان کی
چلت پھرت کو بتاتا ہے۔ تو دوسرا ترجمہ ان کے اجتماع کی طرف اشارہ
ہے۔ اگر تبلیغی جماعت کے لوگوں میں نقص انبیاء کا جذبہ ملاحظہ کرنا
چاہتے ہو تو بانی علامہ الیاس صاحب کے ایک خط کا یہ حصہ پڑھئے
جسے انہوں نے تبلیغی جماعت کے کارکنوں کے نام لکھا تھا۔ لکھتے ہیں "
اگر حق تعالیٰ کسی سے کام نہیں لینا چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش
کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی
وہ کام لے لیں۔ جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔ (مکاتیب الیاس ص ۱۰۷)
اند کے پیش تو گفتم حال دل ترسیدم کہ دل از دہ شوی ورنہ سخن بے سیار است

ضمیر کا فیصلہ عدالتی دربار میں

فقیر نے جو تحقیقات آپ کے سامنے ظاہر کیں۔ ابھی آپ خود منصف
بن کر اپنے ضمیر سے پوچھیں اور خود فیصلہ کر لیں کہ آیا یہ جماعت وہابی ہے
یا نہ؟ کیا ان کے دلوں میں بغض علماء نہیں کیا بغیر علم کے کوئی مبلغ بن سکتا
ہے؟ کیا علامہ الیاس صاحب سے پہلے جو مسلمان۔ اولیاء۔ تابعی۔ صحابی
تھے۔ انہوں نے الیاس صاحب کی تبلیغ پیش کی تھی یا نہ؟ مسجد حرام میں
ایک نماز ایک لاکھ نمازوں اور مسجد نبوی میں ایک نماز پچاس ہزار کے
برابر ہیں۔ اور کیا رائے ونڈ میں اونچاس کروڑ کے برابر جو بتاتے ہیں۔ یہ
دین میں افتراء ہے یا نہیں؟ علماء کرام اور صوفیاء عظام جو ظاہری اور
روحانی تبلیغ کرتے ہیں کیا یہ تبلیغ نہیں؟ فقیر کو احساس ہے کہ تبلیغی جماعت
کے خلاف کوئی فیصلہ کرتے ہوئے آپ کو جو سب سے بڑی الجھن پیش آئے
گی۔ وہ یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت جو قرآن اور دین کی طرف لوگوں کو
بلاتی ہے۔ نماز اور روزہ کی خود بھی پابند ہے۔ اور دوسروں کو بھی ترغیب
دیتی ہے۔ لوگوں کو اچھی باتوں کی تلقین کرنا جس نے اپنا مقصد حیات
ٹھہرا لیا ہے اسے کیونکر گمراہ اور بے دین قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسی
دین پرور جماعت بھی گمراہ اور بے دین ہے تو پھر دنیا میں دیندار اور
حق پرست کون ہے۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ اسی طرح کی کشمکش
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما
کو بھی اس نوجوان نمازی کے متعلق پیش آئی تھی۔ جسے قتل کرنے کا
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صادر فرمایا تھا۔ وہ بھی یہ سوچ

کر واپس لوٹ آئے تھے۔ کہ ایک نمازی کو کیوں کر قتل کیا جائے۔ اور پھر جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو خبر دی تھی کہ آخر زمانے میں ایک جماعت نکلے گی۔ جو قرآن پڑھیں گے۔ اچھی باتوں کی تلقین کریں گے۔ نماز روزہ کا اہتمام ان کے یہاں سب سے زیادہ ہوگا۔ اور اس کے باوجود دین سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ تو اس وقت بھی صحابہ کرام کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ کہ کسی بھی شخص کو دیندار اور پسندیدہ قرار دینے کے لئے یہی ظاہری علامتیں دیکھی جاتی ہیں۔ دل کے اندر کون اترتا ہے۔ جب سوال کیا کہ وَمَا سِیْمَاھُمْ؟ یارسول اللہ ان کی خاص علامت کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا۔ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔ اگر واقعی یہ انبیاء اور صحابہ کی سنت ہے۔ تو اسلام کی مستند کتابوں سے ثابت کرے کہ انبیاء اور صحابہ بھی مسلمانوں میں کلمہ و نماز کی تبلیغ کے لئے اسی طرح جماعتیں بنا بنا کر گشت کیا کرتے تھے اور اگر یہ ثابت ہو جائے تو واقعہ یہ انبیاء اور صحابہ کی نسبت ہے تو اس مشکل کا بھی حل بتایا جائے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک یہ سنت متروک رہی ہے۔ تو کیا تیرہ سو برس کے سارے پیشوایان امت کو ہم تارکین سنت قرار دے دیں؟ اگر یہ دعویٰ صحیح ہے کہ موجودہ طریقہ انبیاء و صحابہ کی سنت ہے۔ تو پھر یہ دعویٰ سرتاسر غلط ہے۔ کہ علامہ الیاس اس طریقہ تبلیغ کے بانی ہیں۔ اور اگر یہ بات بھی صحیح ہے کہ علامہ الیاس صاحب اس کے بانی ہیں تو پھر یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ یہ انبیاء و صحابہ کی سنت ہے۔ کیوں کہ اگر انبیاء اور صلحاء کی یہ سنت ہے تو در اصل وہی اس طریقہ تبلیغ کے بانی ہوئے۔ پھر علامہ الیاس کو بانی کہنا غلط ہے اور اگر علامہ الیاس

اس کے بانی قرار دیا جائے تو اس کا معنیٰ یہ ہے۔ کہ یہ طریقہ تبلیغ ان کے پہلے موجود نہ تھا۔ اور جب موجود ہی نہ تھا تو پھر اسے اگلے زمانے کی سنت قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

اہل سنت ہی صراط مستقیم والے ہیں

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اتبعوا سواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار (اصول بزدوی و نور الانوار) سواد اعظم یعنی اہل سنت کی تابعداری کرو۔ جو اس سے نکلا وہ آگ میں ڈالا جائے گا مشکوٰۃ و ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ (ابن ماجہ ۲۹۱ مشکوٰۃ ۳۰) بے شک میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ پھر جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر بڑے گروہ کی معیت لازمی ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ کہ جنتی کون ہیں۔ مَنْ ھُمْ قَالَ الْجَمَاعَۃُ (ابن ماجہ ۲۹۶) تو آپ نے فرمایا کہ جماعت یعنی اہل سنت اور یہ بھی فرمایا کہ ید اللّٰہ عَلَی الْجَمَاعَۃِ کہ اللہ کی امداد اہل سنت و جماعت پر ہے وغیرہ تو یہی راستہ صراط المستقیم ہے۔ جو ہر نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پڑھتے ہیں۔ پھر صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ وہ راستہ جو انعام والوں کا راستہ ہے۔ اور انعام والے اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ الخ میں انبیاء

صدیقین۔ شہداء اور صالحین ہیں۔ اور یہ مسلک اہل سنت کا ہے۔
پھر پ انعام میں ہے۔ وَ ان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہُ ج ولا تتبعوا السُّبُل فتفرق بکم عن سبیلہ ط یہ ہے میرا سیدھا راستہ اس پر چلو اور دوسری راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ پھر فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لو۔ اور فرقے نہ بناؤ۔ لیکن ہمارے نام نہاد مسلمان کہتے ہیں۔ فرقوا یعنی فرقے بناؤ۔ فقیر کو روحانی مسرت اس کتاب کے لکھنے سے بھی کافی حاصل ہوئی ہے۔ کہ عوام سادہ لوح سنی مسلمانوں کو ان کا مکر و دجل آشکار کر دیا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمدؐ آلہ واصحابہ وازواجہ واہلبیتہ واولیاءہ اضہ اجمعین

حررہ فقیر ظاہر شاہ میاں قادری محمودی مدین سوات مورخہ ۱۴/۵/۷۷

التصدیقات

:۔ الجواب حق فماذا بعد الحق الا الضلال (۱) مولوی حکیم حضرت علی مدین سوات (۲) مولوی عبدالوہاب شکرام (۳) مولوی محمد زمان مدین سوات (۴) مولوی حضرت احمد صاحب مدین (۵) میں نے نافعہ عجالہ کا اول سے آخر تک مطالعہ کیا فاضل مؤلف نے تبلیغی جماعت فرقہ ضالہ کی مکر و دجل طشت از بام کر دیا۔ خالق کائنات اپنے محبوب کے صدقہ یہ کتاب اہل سنت کو مشعل راہ بنائے۔ قاضی محی الدین فاضل دار العلوم دیوبند محلہ قضا بحرین سوات (۶) مولوی محمد خازن بنوڑی سوات (۷) مولوی عبدالرحیم جوخی سوات (۸) مولوی عبدالرحیم کوز کنجو سوات (۹) قاضی عبدالمطلب سوات (۱۰) مولوی عبدالرحمان قادری

کشورہ سوات (۱۱) قاضی سید احمد شاہ اخون کلے کبل سوات (۱۲) قاضی عبدالقیوم غالیگی سوات (۱۳) قاضی فضل الرحمان صدر علماء حقانی سوات (۱۴) مولوی خورشید احمد قادری بال کنڈی چکدرہ (۱۵) مولوی نور الاحمد خوشحال چکدرہ (۱۶) عبدالعزیز نقشبندی شکردرہ کوہاٹ (۱۷) مولوی عبدالرؤف قادری خطیب جامع مسجد بنوریاں کوہاٹ (۱۸) فقیر محمد بخت علی مہتمم مدرسہ عربیہ غوثیہ فیض العلوم رجسٹرڈ ٹین آباد اچ شریف بھاولپور۔ آخر میں فقیر دعا گو ہے کہ خالق کائنات! میرے پیر مرشد سید محمود شاہ محدث ہزاروی اور جملہ اولیاء کرام اور سید نادر علی شاہ بادشاہ سجادہ نشین سیہون شریف کے درجات بلند فرمائے (آمین) در سیٹھ سیف اللہ محمدزی کے والدین کو بھی جنت الفردوس عطا فرمائے

☆

مصنّف کی اور ایمان افروز تصانیف

تعظیم مصطفےٰ (اردو) الصواعق الربانیہ (عربی)
معراج مصطفےٰ (اردو) ضیاء الصدور "
سیرت مصطفےٰ " المسلمۃ البیضاء پشتو
سیف التقلید " اظہار حق "
تبلیغی جماعت پر ایک نظر (اردو) شرعی گیرہ "

ملنے کا پتہ
مکتبہ رحمان سنز، مینگورہ سوات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میثم قادری

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلامِ ملحد کو یہ تسلیم زبانی ہے

(اعلیٰحضرت فاضل بریلوی)

تبلیغی جماعت

کا

پراسرار پروگرام

از افادات :

علامہ ارشد القادری مؤلف تبلیغی جماعت وزلزلہ۔ انگلینڈ

مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب سرپرست رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

ناشر

مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

مکتبہ غوثیہ نزد کی مسجد نارووال

6-00 روپے

پیش لفظ

دیوبندیت غیر مقلدیت اور مودودیت کی طرح تبلیغی جماعت بھی نجدی تحریک کی ایک کڑی شجرِ وہابیت کی ایک شاخ اور بے خبر عوام کو وہابی بنانے کا ایک نیا جال ہے، لیکن یہ جماعت دوسری وہابی جماعتوں سے کچھ زیادہ ہی تقیہ باز۔ خطرناک اور پراسرار ہے۔ اس جماعت کے سربراہ مولوی الیاس دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے بہت زیادہ عقیدت مند اور مولوی محمود حسن دیوبندی کے شاگرد یعنی اوّل آخر دیوبندی وہابی اور انگریز کے خاص منظورِ نظر تھے اور ان کی جماعت کی نشو نما میں انگریزی امداد کا کافی عمل دخل ہے۔ چنانچہ مولوی حفظ الرحمٰن دیوبندی کی روایت ہے کہ ''مولانا الیاس کی تبلیغی جماعت کو بھی ابتداً حکومت (برطانیہ) کی طرف سے روپیہ ملتا تھا۔'' (مکالمۃ الصدرین) مولوی الیاس سربراہ ''تبلیغی جماعت'' کی وہابیت کے علاوہ ان کی مغروری و انانیت اور بدعقیدگی و گستاخی کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کنتم خیر اُمۃ کی تفسیر خواب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔'' (ملفوظات الیاس ص ۵۱)

مثل انبیاء کی اس خود ساختہ تفسیر شیطانی خواب وزعم باطل کے بعد تنقیص انبیاء کی مزید جسارت ملاحظہ ہو مولوی الیاس تبلیغی جماعت کے کارکنوں کا انبیاء علیہم السلام سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں۔ تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے نہ ہو سکے''۔ (مکاتیبِ الیاس ص ۱۰۷) استغفر اللہ والعیاذ باللہ تبلیغی جماعت اور اس کے سربراہ کے اس اجمالی تعارف کے بعد علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کے قلم سے ''تبلیغی جماعت'' کے خدوخال ذرا وضاحت سے ملاحظہ کیجئے۔ ان لوگوں کی ظاہری گفتگو اور شکل وصورت پر نہ جائیے اور اس ابن الوقت تقیہ باز خطرناک و پراسرار جماعت کی حقیقت خود بھی پہچانیئے اور دوسروں کو بھی اس کی اصلی صورت دکھایئے۔''

(ابوداؤد محمد صادق غفرلہ)

سیدی یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم

جماعت رضائے مصطفےٰ کا نصب العین

قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی عطا کردہ حکمت وہدایت کے فیضان سے

علمی | دعوتی | روحانی | معاشرتی

فکری | تبلیغی | اخلاقی | سماجی

محاذوں پر

جہد مسلسل جس کے ذریعے اسلام کے احیاء اور غلبہ کا رستہ ہموار کیا جا سکے

آیئے! آپ بھی جماعت رضائے مصطفےٰ ضلع نارووال
کی رکنیت اختیار کر کے
اس عظیم دینی جدوجہد میں شریک ہو جائیں

تبلیغی جماعت کا پراسرار پروگرام

(از افادات علامہ محمد ارشد القادری مدظلہ)

ایک بنیادی سوال:

کوئی بھی غیرت مند مسلمان کسی ایسی تحریک کو ہرگز قبول نہیں کرسکتا جس سے ایمان وعقیدت کے جذبے کو ٹھیس پہنچتی ہو، بے عمل رہنا یقیناً بدنصیبی کی بات ہے لیکن عمل کے نام پر بدعقیدہ بن جانا آخرت کا اتنا بڑا نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

ذیل میں تبلیغی جماعت کی معتبر کتابوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ دین کے نام پر مسلمانوں کو بے دین بنانے والی ایک نہایت چالاک جماعت ہے۔ کلمہ اور نماز کے نام پر مسلمانوں کو اپنے رسول علیہ السلام کی طرف سے بدعقیدہ بنانا، اولیاء اللہ کی عظمت گھٹانا اور مذہبِ اہلسنّت کو مٹا کر دنیا میں وہابیت پھیلانا تبلیغی جماعت کا بنیادی نصب العین ہے۔ چلہ، گشت اور چلت پھرت کا طریقہ انہوں نے اسی لئے نکالا ہے کہ حق پرست مسلمانوں کا ذہن تبدیل کرنے کے لئے سفر کی حالت میں انہیں تنہائی اور اعتماد کے لمحے میسّر آسکیں۔

ہم اپنے دینی بھائیوں سے ایمان کی سلامتی کی خواہش کی بنیاد پر مخلصانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ تبلیغی جماعت کی آواز پر قدم اٹھانے سے پہلے ایک بار انصاف کی نظر سے ہماری اس تحریر کا مطالعہ فرمالیں جس میں تبلیغی جماعت سے الگ رہنے کی معقول وجوہات بیان کی گئی ہیں ہوسکتا ہے کہ ہماری بات آپ کے دل میں اتر جائے اور مذہب اہلسنّت کے خلاف آپ وقت کے سب سے بڑے فتنے سے ہوشیار ہوجائیں۔

تبلیغی جماعت کی اس دھونس میں ہرگز نہ آیئے گا کہ اس کے ساتھ بڑے بڑے انجینئر، ڈاکٹر، پروفیسر اور لکھ پتی وکروڑ پتی تاجر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ تو پھر بھی کم حیثیت کے ہیں۔ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ نجد کے

ریال پر ان کا سارا کاروبار چل رہا ہے تاکہ جس طرح نجدی قوم نے مکّے اور مدینے میں بڑے بڑے صحابہ اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کے مزارات اور رسول پاک علیہ السلام کی یادگار میں بنائی ہوئی مسجدوں کو توڑ کر کھنڈر بنا دیا ہے۔ ہندوستان میں بھی حضرت خواجہ اور صابر، محبوب اور مخدوم شہید اور قطب علیہم الرحمۃ کے مزاروں کے ساتھ وہی کھیل کھیلا جائے اور اس طرح شیطان کی وہ سازش کامیاب ہوجائے کہ روئے زمین پر خدا کے محبوب بندوں کی کوئی نشانی باقی نہ رہے۔ والعیاذ باللہ

اصل مقصد:

تبلیغی جماعت کے لوگ غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں میں خدا اور رسول کی تعلیمات پھیلانے اٹھے ہیں۔ حالانکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس صاحب کے بیان کے مطابق ان لوگوں کا مقصد مسلمانوں میں علمائے دیوبند کی ان تعلیمات کو پھیلانا ہے جنہیں پھیلا دیا جائے تو نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کا مذہبی اتحاد غارت ہوکر رہ جائے بلکہ عشق وایمان کی غیرت کے ساتھ ایک مسلمان کا جینا دوبھر ہوجائے۔

ثبوت کے لئے مولانا الیاس کا یہ بیان پڑھیئے جو تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا منظور نعمانی کی روایت سے ''ملفوظات مولانا الیاس'' نامی کتاب میں شائع ہوا ہے کہ'' ایک بار (مولانا الیاس نے) فرمایا حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے پس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہوجائے گی''۔ (ملفوظات ص ۵۰)

غور فرمایئے! کسی بھی تبلیغی تحریک کا ڈھانچہ دو ہی حصوں پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ ایک تعلیم دوسرا طریقہ تبلیغ۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی فی الواقعہ اسلام کی طرف منسوب ہو تو ہم بجا طور پر اس تحریک کو اسلامی تحریک کہہ سکتے ہیں لیکن مولانا الیاس کے اس بیان میں ان سے کوئی بھی نہ اسلام کی طرف منسوب ہے اور نہ خدا اور رسول کی طرف۔ تعلیم تھانوی صاحب کی ہے اور طریقہ تبلیغ مولانا الیاس صاحب کا ہے۔ اس بیان سے اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ تبلیغی جماعت کا اصل مقصد دین کی تبلیغ نہیں بلکہ تھانوی صاحب کی تعلیمات کو مسلمانوں میں عام کرنا ہے یہاں ہمیں سوا اس کے اور کچھ نہیں کہنا ہے کہ تبلیغی جماعت کے لوگ اپنے مقصد کو کیوں چھپاتے ہیں؟ وہ مسلمانوں سے برملا کیوں نہیں کہتے کہ ہم لوگ مولانا تھانوی کی تعلیمات

عام کرنے اٹھے ہیں ، پس جوان کی تعلیمات سے عقیدت و ہمدردی رکھتا ہو وہ ہمارے ساتھ آجائے۔ لیکن یہ کتنا بڑا فریب ہے کہ دل کے تہہ خانے میں تو یہ مقصد چھپا کر رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے سامنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو خدا اور رسول کا دین پھیلانے نکلے ہیں۔ پھر اپنے طریقہ تبلیغ کے بارے میں یہ لوگ جو عام طور پر کہتے ہیں کہ یہ انبیاء کا طریقہ ہے۔ یہ صحابہ کی سنت ہے تو اس کے متعلق کان کھول کر سن لیا جائے کہ یہ بھی سفید جھوٹ اور غایت درجے کا فریب ہے۔ کیونکہ اسی ملفوظات میں مولانا نعمانی کا بیان شائع ہوا ہے کہ مولانا الیاس نے فرمایا کہ:

''اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا (ملفوظات ص ۵۱) مطلب یہ ہے کہ طریقہ قرآن وحدیث میں منقول نہیں تھا بلکہ خواب کے ذریعے معلوم ہوا تھا۔ محض خواب پر دینی کام کی بنیاد وہی رکھ سکتا ہے جو قرآن وحدیث کی دلیل سے بے نیاز ہو جائے۔

احتشام الحسن کا بیان :

تبلیغی جماعت کے سلسلہ میں ہماری یہ رائے شاید کسی غلط جذبے پر مبنی سمجھی جائے۔ لیکن اسے کیا کہئے گا کہ مولانا احتشام الحسن صاحب جو مولانا الیاس کے برادرِ نسبتی اور ان کے خلیفۂ اوّل اور معتمد خصوصی ہیں خود ان کا بیان ہے کہ:

(تبلیغی جماعت کے مرکز بستی) ''نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم وفہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور نہ حضرت مجدّد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور علمائے حق کے مسلک مطابق ہے (اصول دعوت وتبلیغ کا آخری ٹائیٹل پیج)

اب آپ ہی ایمان وانصاف کو درمیان میں رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ جب نظام الدین کی موجودہ تبلیغ قرآن وحدیث کے خلاف ہے ، علمائے حق کے مسلک کے بھی خلاف ہے، تو اتنی دلیری کے ساتھ مسلمانوں کو ایک گناہ کی دعوت کیوں دی جارہی ہے۔ آخر ایک غیر اسلامی فعل کے لئے کیوں ان کا قیمتی وقت ان کے پسینے کی کمائی اور ان کی صلاحیتوں کا دن دہاڑے خون کیا جارہا ہے اس کے بعد لکھتے ہیں کہ:

بدعت ضلالت :

''میری عقل وفہم سے بہت بالا ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس صاحب کی حیات میں اصولوں کی

انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعتِ حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کو اب انتہائی بے اصولیوں کے بعد دین کا اہم کام کس طرح قرار دیا جارہا۔ اب تو منکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعتِ حسنہ بھی نہیں کہا جاسکتا''۔

(اصول دعوت وتبلیغ کا آخری ٹائیٹل پیج)

اس بیان میں تو موصوف نے تبلیغی جماعت کی بساط ہی اُلٹ کر رکھ دی ہے۔ جب مولانا الیاس ہی کی زندگی میں یہ بات طے پا گئی تھی کہ تبلیغی جماعت کی موجودہ تحریک سنّت نہیں بدعت ہے تو مسلمانوں کو اتنے عرصہ تک دھوکہ میں رکھا گیا کہ یہ انبیاء کا طریقہ ہے۔ یہ صحابہ کی سنّت ہے اور اب اس کا یہ حال ہے کہ بدعت حسنہ بھی نہیں رہی بلکہ بدعت ضلالت کے خانے میں چلی گئی جس کے مرتکب کو حدیث میں جہنم کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ فیصلہ ہمارے گھر کا نہیں ہے بلکہ تبلیغی جماعت کے ان پرانے رہنماؤں کا ہے جو تبلیغی جماعت کی گمراہیوں سے بیزار ہو کر الگ ہو گئے ہیں۔

اب انصاف ودیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے موجودہ قائدین یا تو مولانا احتشام الحسن کے ان الزامات کی صفائی پیش کریں یا پھر سادہ لوح مسلمانوں کو ایک گناہ کی طرف دعوت دینے کا یہ سلسلہ بند کریں۔

میوات میں نیا فتنہ :

مولوی عبدالرحیم شاہ دیوبندی جو تبلیغی جماعت کے پرانے کارکن ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''اصول دعوت وتبلیغ'' میں انکشاف کیا ہے کہ آج کل میوات میں تبلیغی جماعت کے لوگ کلمہ ونماز کی تبلیغ کی بجائے مسلمانوں کو کافر ومرتد بنانے کی مہم میں مصروف ہیں موصوف کے الفاظ یہ ہیں کہ:

''ہمارے میوات والے ماشاءاللہ عرب وعجم میں مسلمان بناتے بناتے اکتا گئے، جی بھر گیا اس لئے میوات میں کے بعض سرگرم مبلّغین وعلماء نے مسلمانوں کو کافر ومرتد بنانا شروع کر دیا۔'' (اصول دعوت وتبلیغ ص ۶۱ مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی)

''میں حیران ہوں کیا کہوں، کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ پتہ نہیں کب سے تبلیغی جماعت کا مرکز بھی ایمانیات میں داخل ہو گیا اور اس کا مخالف کافر قرار پایا ہے''۔ (اصول دعوت ص ۶۱) اسی کتاب کے حاشیہ پر ایک دوسرے تبلیغی کارکن مولوی نور محمد چندینی لکھتے ہیں:

''اگر ذرا بھی طاقت ہو جائے اور جو مرکز نہ آئے تو اسے بالکل مرتد کے درجہ میں سمجھتے ہیں''۔(اصول دعوت ص۶۰)

خطرہ کا سدِّ باب :

تبلیغی جماعت کے ان پرانے کارکنوں کے یہ بیانات سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ اپنے مفتوحہ علاقے میں تبلیغی جماعت تفریق بین المسلمین کی یہ جو مہم چلا رہی ہے کیا ایک لمحے کے لئے بھی آپ یہ برداشت کر سکیں گے کہ آپ کے محفوظ علاقے میں بھی تبلیغی جماعت داخل ہو کر اس طرح کا فتنہ برپا کرے۔ اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں ہیں تو خطرے کا شکار ہونے سے پہلے خطرے کا سدِّ باب کیجئے۔

تھانوی کی تعلیمات کے چند نمونے :

اوپر کی سطر میں آپ بانیٔ جماعت مولانا الیاس کا یہ بیان پڑھ چکے ہیں کہ تبلیغی جماعت کے قیام سے ان کا مقصد مسلمانوں میں مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔ یہ وہی مولانا تھانوی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''حفظ الایمان'' میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں و جملہ حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دے کر سرکار کی شان میں کھلی توہین کی ہے اور سارے جہان کے مسلمانوں کا دل دکھایا ہے اور علماءِ عرب و عجم سے اس توہین پر فتویٰ کفر پایا ہے۔

پہلا نمونہ:

یہ وہی مولانا تھانوی ہیں جن کے متعلق دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا احمد سعید اکبر آبادی نے اپنے ماہنامہ ''برہان'' دہلی میں تحریر کیا ہے کہ:

''ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں آپ کو دیکھا کہ چند کلمہ تشہد صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمۂ کفر ہے۔ شیطان کا فریب اور نفس کا دھوکہ ہے۔ تم فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو لیکن مولانا اشرف علی تھانوی صرف یہ کہہ کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں کہ'' تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے''۔(برہان فروری ۱۹۵۲ء ص

۱۰۷) اس واقعہ پر گھر ہی کے آشنا کا تبصرہ بہت کافی ہے۔ البتہ واقعہ کے باقی حصے کی تکمیل کے لئے اتنا بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بات خواب ہی پر ختم نہیں ہو گئی۔ بیدار ہونے کے بعد بھی مرید کی زبان پر ان کی نبوت کا اقرار بدستور جاری رہا ہے جیسا کہ تھانوی صاحب کے نام اپنے ایک خط میں وہ خود لکھتا ہے کہ:

''حالتِ بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی کہتا ہوں اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی سیّدیا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں''(الامداد تھانہ بھون شوال ۱۳۲۵ھ ص ۳۲)

کم بخت وہ زبان بھی کتنی شاطر و عیار ہے، جو اپنے پیر مغاں کو کلمہ تنقیص کے لئے تو بے قابو نہیں ہوتی لیکن اس کی نبوت کا اقرار کرنے کے لئے بے قابو ہو جاتی ہے۔ اس واقعہ کا سب سے عبرتناک تماشا تو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ پیر مغاں اس صریح کلمۂ کفر پر اپنے مرید کو سرزنش فرماتے، یہ حوصلہ افزا جواب لکھ بھیجتے ہیں کہ:

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت (پابند سنت) ہے۔(الامداد ص ۳۴) مان لیا مرید کی زبان بے قابو ہو گئی تھی لیکن پیر مغاں کا قلم تو اختیار میں تھا۔ انہوں نے ہوش میں رہتے ہوئے ایک صریح کلمہ کفر کی تائید کیوں کی۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے دونوں میں سے کوئی بھی بے اختیار نہیں تھا۔ اب آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ اسی طرح کفر نواز تعلیمات کو تبلیغی جماعت نے مسلمانوں میں پھیلایا تو کیا حشر ہو گا ان کے ایمان و اسلام کا۔ لیکن حیرت ہے کہ اتنی کھلی ہوئی گمراہی کے بعد بھی تبلیغی جماعت کو اصرار ہے کہ وہ تھانوی صاحب کی تعلیمات کو مسلمانوں میں عام کرے گی۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

دوسرا نمونہ :

تھانوی صاحب اور تمام علمائے دیوبند کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نماز میں حضور ﷺ کا تصور کرنا گدھے اور بیل کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا برا ہے۔ حضور کا تصور کرتے ہی نماز فاسد ہو جائے گی

اور نمازی فعل شرک کا مرتکب قرار پائے گا۔ حوالہ کے لئے دیکھئے دیوبندی مذہب کی مستند کتاب ''صراط مستقیم'' ص ۷۸)

یہ عقیدہ تو ان حضرات کا حضور انور ﷺ کے تصور کے بارے میں ہے لیکن خود اپنے تصور کے بارے میں تھانوی صاحب کا کیا فتویٰ ہے ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پر سکتے کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ تھانوی صاحب کے خلیفہ خاص مولانا عبدالماجد دریابادی نے ان سے دریافت کیا کہ نماز میں جب تک آپ کا تصور کرتا ہوں نماز میں جی لگتا ہے۔ یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جائے ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں گا'' تھانوی صاحب نے جواب ارشاد فرمایا: ''محمود ہے جب کہ دوسروں کو اطلاع نہ ہو (حکیم الامت ص ۵۲) جذبۂ ایمان کو درمیان میں رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ ایک ہی بات رسول کے حق میں شرک ہے لیکن اپنے حق میں محمود ہے۔ یہیں سے دل کی چوری صاف پکڑی جاسکتی ہے کہ باہر تو توحید کے علمبردار بنتے پھریئے اور گھر میں اپنی پرستش کرائیے۔ اب خوف الٰہی کو سامنے رکھ کر آپ ہی بتائیے کہ اسی طرح کی رسول دشمن اور مشرکانہ تعلیمات مسلمانوں میں پھیلائی گئیں تو آخرت کی تباہی سوا مسلمانوں کے حصہ میں اور کیا چیز آئے گی۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

تیسرا نمونہ:

اب مسلمانوں کے معاشرتی، مذہبی اور اجتماعی زندگی سے متعلق تھانوی صاحب کی تعلیمات و ہدایات کے چند نمونے اور ملاحظہ فرمائیں۔ مردوں کو تعلیم دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

عقیقہ، ختنہ و بسم اللہ کے مکتب میں جمع ہونا سب ترک کر دو اپنے گھر کرو نہ دوسروں کے یہاں شریک ہو، غمی میں تیجا، دسواں اور چالیسواں وغیرہ، شب برأت یا محرم کا تہوار نہ خود کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو۔ (قصد السبیل ص ۲۵) اب عورتوں کے نام موصوف کا ہدایت نامہ پڑھیئے، لکھتے ہیں:

''فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منت مت مانو، شب برات کا حلوہ، محرم، عرفہ تبارک کی روٹی کچھ مت کرو۔ (قصد السبیل ص ۲۶)

اس کے بعد عورتوں کو مزید تاکید فرماتے ہیں کہ:

''کہیں بیاہ شادی عقیقہ وغیرہ میں مت جاؤ اور نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ'' (قصد السبیل ص ۲۶)

قسم ہے آپ کو غیرت حق کی یہاں چند لمحوں کے لئے رک جایئے اور سوچئے کہ تھانوی صاحب کی ان جملہ ہدایات و تعلیمات پر عمل کرنے کے بعد مسلم معاشرہ کا کیا حال ہوگا؟ زندگی کی وہ تقریبات جو اجتماعیت کو چاہتی ہیں وہ کیوں کر وجود میں آسکیں گی جب کہ خوشی اور غمی کے موقعہ پر بھی کوئی کسی سے تعلق نہیں رکھے گا۔ اب ان حالات میں آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ تبلیغی جماعت مسلمانوں میں اس طرح کی گمراہ کن تعلیمات پھیلا کر سوائے اس کے اور کیا نتائج پیدا کرے گی کہ گھر گھر مسلمانوں میں عقیدہ و خیال کے اختلافات کی جنگ شروع ہو جائے۔ ایک فرد کا نقصان ہو تو برداشت کیا جاسکتا ہے لیکن پوری ملت کی روحانی آسائش کا خطرہ کبھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔

چوتھا نمونہ:

تھانوی صاحب کے ملفوظات کے مرتب خواجہ عزیز الحسن لکھتے ہیں کہ: ''حضرت (تھانوی) نے احقر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھئے! میرا مادۂ تاریخی (تاریخی نام) ''مکر عظیم'' ''ٹھیک ہے یا نہیں؟'' میں آخر شیخ زادہ ہوں، شیخ زادے بڑے فطرتی ہوتے ہیں مجھے بھی فطرتیں بہت آتی ہیں (حسن العزیز ج ص ۱۳) کسی مکار اور فطرتی آدمی کی تعلیمات اور اس کے فن کی برکتوں سے مسلمانوں کو کس قسم کے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم اتنی بات ضرور کہوں گا کہ ''مکر و فریب'' انسان کا سب سے بڑا عیب ہے لیکن تھانوی صاحب نہایت فخر کے ساتھ اپنے اس فن کا اعتراف کرتے ہیں۔ اب آپ ہی انصاف سے کہیئے کہ تبلیغی جماعت نے مسلمانوں کے درمیان اسی طرح کی شرمناک تعلیمات کو پھیلایا تو کیا حال ہوگا مسلم معاشرے کا؟

وہابیت کا اعتراف:

زمانۂ حال کے فرقوں میں فرقۂ وہابیہ نے اسلام کی عظمت پر جس بے دردی سے حملہ کیا ہے وہ تاریخ کا ایک نہایت المناک واقعہ ہے۔ اسی فرقۂ وہابیہ نجدیہ کے ساتھ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا زکریا

الحدیث سہارنپور اور مولانا منظور نعمانی کا وہ تعلق ملاحظہ فرمائیے جسے ''سوانح مولانا یوسف کاندھلوی'' کے مصنف کے بیان کے مطابق مولانا الیاس کے انتقال کے بعد ان کی جانشینی کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا منظور نعمانی نے ظاہر کیا تھا کہ ''ہم بڑے سخت وہابی ہیں، ہمارے لئے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر ہے، یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے (سوانح مولانا یوسف ص۱۹۲) مولانا زکریا نے اس کے جواب میں فرمایا: ''مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔ تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں (ص۱۹۳) اپنے وہابی ہونے کا خود اپنی زبان سے یہ کھلا ہوا اقرار ملاحظہ فرمائیے۔ کوئی دوسرا ان کے بارے میں کہتا تو الزام سمجھا جاتا لیکن خود اپنے اقرار کا مطلب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات حقیقۃً وہابی ہیں اور ان کے پاس اعتقاد و عمل کا جو کچھ بھی سرمایہ ہے وہ مدینہ کا نہیں بلکہ نجد کا ہے اور ظاہر ہے ابن عبد الوہاب نجدی کا مذہب جب انہیں خود پسند ہے تو یہ بتانے کی اب ضرورت نہیں ہے کہ جس تبلیغی قافلے کی وہ قیادت کر رہے ہیں اسے وہ کس طرف لے جا رہے ہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ جن تھانوی صاحب کی تعلیمات کو عام کرنا تبلیغی جماعت کا مقصود اولین ہے ان کی یہ تمنا تھی کہ ''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں۔ پھر (لوگ) خود ہی وہابی بن جائیں (الافاضات الیومیہ ج۵ ص۶۷) نیز انہوں نے لوگوں کو برملا کہہ دیا تھا کہ ''بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں۔ یہاں (ہمارے ہاں) فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو''۔ (اشرف السوانح ج ۱ ص۴۵) اب اس کے بعد بھی تبلیغی جماعت کی چلت پھرت کا مطلب کوئی نہ سمجھے تو اس کے حق میں سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اب اس سے خدا ہی سمجھے۔ واللہ الھادی والموافق۔ اور سنیئے:

بے ادبی کا اقرار:

تبلیغی جماعت کے سربراہوں نے صرف اپنی وہابیت ہی کا اعتراف نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بے ادب ہونے کا بھی برملا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ ان ہی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ ''وہابی کے معنی ہیں بے ادب بالایمان''۔

(افاضات یومیہ ج۴ ص۱۷۰)

دیوبندی تبلیغی حضرات کے وہابی و بے ادب ہونے کے علاوہ معلوم ہوا کہ معاذ اللہ ان کی لغت

میں مومن کے لئے بے ادب ہونا ضروری ہے۔ حالانکہ ایمان نام ہی محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت و تعظیم اور ادب کا ہے۔

تقویٰ سے انکار:

آخر میں تھانوی صاحب کی پیٹ پرستی و حلال و حرام میں لاپرواہی کا کمال بھی ملاحظہ ہو ''فرمایا کہ دعوت اور ہدیہ میں حلال و حرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیونکہ میں متقی (پرہیزگار) نہیں ہوں''۔ (کمالات اشرفیہ ص۴۰۶) زندہ باد تبلیغی جماعت کی تعلیمات۔

(از افادات نباض قوم الحاج مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب)

(سرپرست جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان)

مسکین صورت یزید سیرت تبلیغی جماعت کی جارحیت

(وحشت و بربریت کی شرمناک لرزہ خیز داستان)

رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کے ملاؤں نے تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شریک ہونے والے لاہور کے جن دو محنت کشوں پر بہیمانہ تشدد کیا تھا ان میں سے ایک محنت کش محمد اقبال زخموں اور ضربوں کی تاب نہ لاتے ہوئے سروسز ہسپتال میں جاں بحق ہو گیا تھا اور اس کی نعش پوسٹ مارٹم کئے بغیر قبرستان میانی صاحب لاہور میں دفن کر دی گئی تھی جب کہ دوسرے زخمی محمد خاں کی حالت انتہائی تشویشناک ہے متوفی کی نعش کا اس کی بیوہ نسیم بیگم کی درخواست پر ڈپٹی کمشنر کے حکم پر قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ ملزمان بیوہ اقبال پر دباؤ ڈالتے رہے کہ وہ مقدمہ کی پیروی نہ کرے اس سلسلے میں اسے دس ہزار روپیہ کا لالچ بھی دیا۔ اور انکار کی صورت میں سنگین نتائج بھگتنے کی دھمکی بھی دی۔ چند روز قبل گنگا رام ہسپتال میں نمائندہ روزنامہ ''حیات'' سے ایک ملاقات کے دوران متوفی نے کہا تھا کہ ملزمان نے اسے دھمکی دی ہے کہ اگر اس نے ان کے بارے میں پولیس کو کچھ بتایا تو اسے زہریلا ٹیکہ لگوا کر ہلاک کر دیا جائے گا اس کے بعد متوفی کے لواحقین نے اسے سروسز ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا تھا۔ تفصیلات کے مطابق حمید علی پارک نیو سمن آباد کا محمد اقبال جو اپنے علاقہ میں

صدیق اکبر مسجد کی انجمن کا صدر تھا۔ رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کی شہرت اور مذہبی جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے دوست محمد خان کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شامل ہوا۔ جہاں محمد خان نے عالم جذبات میں نعرۂ رسالت و بابا شاہ جمال زندہ باد کا نعرہ بلند کر دیا۔ جس پر رات کو تقریباً ایک بجے جماعت کے منتظم اسے وہاں سے اٹھا کر لے گئے۔ صبح کو محمد اقبال عبادت سے فارغ ہو کر اپنے دوست کی تلاش میں نکلا تو مسجد کے عقب میں ایک گودام میں اس نے محمد خان کو چھت سے الٹا لٹکا پایا۔ جس کو چند افراد ڈنڈوں سے زدکوب کر رہے تھے۔ اقبال نے اندر جا کر ان کو روکنا چاہا۔ تو انہوں نے اسے بھی پکڑ کر بٹھا لیا کہ ہمارے مولوی صاحب آ کر فیصلہ کریں گے۔ گودام میں پہلے سے چار لڑکے بھی انہوں نے بند کئے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب آئے اور آتے ہی اقبال کے سر میں ڈنڈا دے مارا جس سے اقبال بے ہوش ہو گیا۔ بے ہوشی کے دوران انہوں نے اسے بھی چھت سے الٹا لٹکا دیا۔ اور ڈنڈوں سے زدکوب کرنا شروع کر دیا۔ ہوش میں آ کر اس نے پھر چلانا شروع کر دیا وہ چور نہیں ہے۔ مسجد صدیق اکبر کا صدر ہے۔ بعد ازاں مولوی صاحب کا ایک کارندہ بس میں بٹھا کر انہیں غشی کے عالم میں لاہور لے آیا۔ اور گنگا رام ہسپتال میں فرضی حادثہ کی داستان سنا کر انہیں داخل کرا دیا۔ جب اقبال کو ہوش آیا تو اس نے اپنی بیوی نسیم بیگم کو ساری بات بتائی۔ اس واقعی کا دوسرا زخمی محمد خاں ابھی تک مدہوشی کے عالم میں بستر مرگ پر سسک رہا ہے اور اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔

(روزنامہ ''حیات''۔ ''مشرق''۔ ''نوائے وقت'' ۲۰، ۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء)

تبلیغی جماعت کا دوسرا قاتل اور اس کا انجام

(رائیونڈ کے سانحہ قتل سے پہلے قصور میں خونی ڈرامہ کا پس منظر)

''قصور ۲۸ جون ۱۹۷۶ء۔ مقامی پولیس نے کوہاٹ کے ایک شخص شربت خان کو ایک معمر نمازی حاجی محمد خاں کے قتل کے الزام میں گرفتار کر کے تحقیقات شروع کر دی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملزم شربت خان جو کہ ضلع کوہاٹ کا رہنے والا ہے۔ اور رائیونڈ کی تبلیغی جماعت کا رکن ہے۔ وہ کوٹ حلیم خاں کی مینار والی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس نے حاجی محمد خان سے مذہبی مسائل پر جب بحث کی تو اسے مقتول کے عقیدے اور اپنے عقیدے کے مبینہ اختلاف کی وجہ سے سخت رنج پہنچا۔ جس پر اس نے غصے میں آ کر حاجی محمد

خان کو ڈنڈے سے پیٹنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے حاجی محمد خان شدید زخمی ہو گیا۔ اس کی چیخ و پکار سن کر جب راہگیر مسجد میں پہنچے تو اس کو خون میں لت پت پایا جس پر ملزم بھاگ نکلا۔ لوگوں نے ملزم پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ حاجی محمد خان نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ مقتول ہر وقت مسجد میں عبادت کرتا رہتا تھا''۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۹ جون ۱۹۷۶)

ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ''، گوجرانوالہ :

کے نمائندہ خصوصی کی رپورٹ کے مطابق مینار والی مسجد قصور کے امام حافظ مرزا بیگ صاحب نے اپنی مسجد میں براجمان تبلیغیوں سے کہا کہ تمہارا اور ہمارا عقیدہ ایک نہیں ہے۔ آپ لوگ میلاد شریف، گیارہویں شریف اور دیگر تقریبات کو نہیں مانتے، اور ویسے بھی آپ کا مسجد میں کھانا، پینا، سونا، لیٹنا باتیں کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ لوگ ہماری مسجد سے نکل کر اپنے ہم عقیدہ سامنے والی غیر مقلدین کی مسجد میں چلے جائیں۔ چنانچہ تبلیغی جماعت والے مسجد کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر حافظ صاحب کو گالیاں دینے کے بعد اس وقت تو چلے گئے مگر!

شربت خاں کا انتقام :

۲۸ جون ۱۹۷۶ء بروز سوموار ان کا ایک رکن شربت خان بقصد انتقام ۹ بجے صبح مسجد میں آیا۔ حاجی محمد خان مرحوم ابھی مسجد میں ہی تھے۔ شربت خان نے پہلے نفل پڑھے پھر مسجد کی صفائی کی۔ اور اس کے بعد حافظ مرزا بیگ کی رہائش طرف جانے کی کوشش کی۔ حاجی محمد خان صاحب نے کہا کہ میں آپ کو اوپر نہیں جانے دوں گا۔ تمہارا اوپر جانے کا کیا مطلب ہے؟ نیچے رہو۔ چنانچہ شربت خان بد بخت نے حاجی محمد خان صاحب کو ڈنڈے سے مارنا شروع کر دیا اور مسجد کا دروازہ بند کر کے خوب مارا اور چاقو سے ان کے ہونٹ چیر دیئے۔ جب حاجی محمد خان بے ہوش ہو گئے۔ تو اس خبیث نے مسجد کا دروازہ کھولا اور حاجی محمد خان کو بیہوشی کی حالت میں ٹانگوں سے گھسیٹ کر بازار میں پھینک دیا۔

گرفتاری:

لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ پٹھان نے حاجی محمد خان کو مار دیا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور پٹھان کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ کسی کے قابو میں نہ آیا۔ اتنے میں ایک کوچوان محمد عاشق برف لے کر آرہا تھا۔ اس نے تانگے سے پٹھان کے منہ پر پاؤں دے مارا۔ پٹھان گر پڑا، اور اسے پکڑ کر تھانے لے گئے۔ حاجی محمد خان کا لڑکا محمد نذیر خان یہ سن کر موقع پر پہنچ گیا اور حاجی صاحب کو ہسپتال لے گیا۔ ہسپتال میں دو گھنٹے بعد حاجی صاحب دو بجے دن مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

خودکشی:

شربت خان کو جب پولیس نے جیل بھجوایا تو وہاں اس نے جیل والوں کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔ جس پر اسے چکی میں بند کر دیا گیا اور وہاں اس نے دیوار کے ساتھ ٹکریں مارنا شروع کر دیں اور جیل میں پندرہ دن بعد خودکشی کر کے مر گیا۔ اصل پروگرام کے تحت شربت خان، حافظ مرزا بیگ کو قتل کرنے آیا تھا۔ وہ ہاتھ نہ آئے تو ظالم نے حاجی محمد خان صاحب کو شہید کر دیا۔ اور چند دنوں بعد خود حرام موت مر کر خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بنا۔

عذر گناہ: مسکین صورت یزید سیرت تبلیغی جماعت کے افراد کو جب رائیونڈ کے قتل و تشدد کا واقعہ بتایا جاتا ہے تو یہ جھوٹے لوگ بلا تحقیق اس واقعہ کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ مگر جب اخبارات و ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ کے حوالے سے ان کی گرفت ہوتی ہے تو فوراً پینترا بدل کر کہتے ہیں کہ رائیونڈ میں جس کا قتل اور جن پر تشدد ہوا ہے وہ چور تھے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے۔ نہ وہ چور تھے اور نہ چور کی سزا قتل ہے۔ اور نہ ہی تبلیغیوں کو قانون ہاتھ میں لینے کا حق ہے۔ اصل واقعہ وہی ہے جو بحوالہ اخبار پہلے بیان ہوا۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ دسمبر ۱۹۷۷ء فروری ۱۹۷۸ء)

سُنّی بریلوی مساجد میں تبلیغی جماعت کا داخلہ بند!

(اسسٹنٹ کمشنر لکی مروت کا فیصلہ)

موضع درہ پیزو ضلع بنوں (سرحد) کے علاقہ میں سنّی بریلوی مساجد میں تبلیغی جماعت کے گروہوں کی آمد و رفت سے جھگڑا فساد ہوتا تھا۔ تبلیغی جماعت چونکہ اول و آخر دیوبندی مکتبِ فکر کی پیروکار ہے اور یہ لوگ تبلیغ کے نام پر سنّی بریلوی مساجد میں آمد و رفت کے باعث بھولے بھالے سنیوں کو اغوا کرنے اور مساجد پر قبضہ کی راہ ہموار کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں اس لئے اختلاف و فساد متوقع ہوتا ہے۔ چنانچہ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر اے، سی صاحب تحصیل لکی مروت کی عدالت میں فریقین پیش ہوئے اور گفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ فریقین اپنی تقاریر میں ایک دوسرے کے متعلق اعتدال سے کام لیں گے۔ تبلیغی جماعت رائیونڈ کا کوئی وفد بریلوی مساجد میں نہ جائے گا۔ اگر کسی فریق نے فیصلہ کی خلاف ورزی کی تو ایک لاکھ روپیہ جرمانہ ادا کرنا ہوگا اور قانونی کارروائی بھی کی جائے گی۔ عدالت میں سنی بریلوی فریق کی طرف سے مولوی عبدالسنان مہتمم جامعہ غوثیہ درہ پیزو۔ اور دیوبندی فریق کی طرف سے مولوی محمد حسین مہتمم جامعہ حلیمیہ درہ پیزو مع رفقاء پیش ہوئے۔ (نمائندہ خصوصی)

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ص ۲۱، ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ)

سعودی عرب میں تبلیغی جماعت پر پابندی

سعودی عرب سے پہنچنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ سعودی عرب کی حکومت نے تبلیغی جماعت پر پابندی لگا دی ہے اور اس جماعت سے منسلک تمام ارکان اور رہنماؤں کو حراست میں لے لیا گیا ہے بتایا گیا ہے کہ سعودی حکام نے مکہ میں تبلیغی جماعت کے ہیڈ کوارٹر کو سربمہر کر کے تمام لٹریچر اور ریکارڈ اپنے قبضہ میں لے لئے۔

(روزنامہ حیدر، راولپنڈی ۲۲ جون ۱۹۸۳ء جنگ لاہور ۲۱ جون ۱۹۸۳ء)

تبلیغی جماعت کے متعلق دیوبندی علماء کی ایک خاص نشاندہی

تبلیغی جماعت کے متعلق بعض علماء دیوبند نے علماء دیوبند کے حوالے سے کتاب ''دعوت حق'' شائع کی ہے۔ جس کا ایک باب سوال و جواب سنی بریلوی علماء و احباب کی توجہ کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور سنی مساجد کو تبلیغی

جماعت کی سازش و قبضہ گروپ سے بچانا بہت ضروری ہے۔ سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

☆ سوال:: تبلیغی جماعت بریلوی مسلک والوں کو مشرک اور کافر بھی کہتی ہے پھر ان کی مسجدوں میں جا کر ٹھہرتی اور ان کے امام کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔

☆ جواب:: ان کے بڑوں نے ان کو ایسا ہی بتلایا ہے۔ حالانکہ ہمارے علماء دیوبند تو اس کے خلاف ہیں مگر تبلیغی جماعت کا خیال ہے ایسا کرنے سے بریلوی مسلک کی مسجدوں پر قبضہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بھی ایک اچھا ہی عمل ہے۔ اگر چند دن کسی بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے سے مسجد ہاتھ آتی ہے تو کیا برا ہے۔ مگر اتنے دن کی نمازیں تو ہوں۔ ان کا گناہ کس کھاتے میں جائے گا؟ (کتاب دعوت حق ص ۱۲)

لمحہ فکریہ:: بیحد اہم:: گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ دیوبندی علماء نے سنی بریلوی مساجد پر تبلیغی جماعت کے قبضہ کرنے کی جس سازش کا انکشاف کیا ہے۔ بھولے بھالے سنیوں کو شہروں دیہاتوں میں اپنی پیاری مساجد کو دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کی آمد و رفت سے بچانا چاہیئے۔ تاکہ تبلیغی جماعت سنی مساجد پر اپنا تسلط اور قبضہ جمانے کی سازش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ع..... ہوشیار اے سنی مرد مومن ہوشیار

التماس:: خدانخواستہ جب بھی تبلیغی جماعت کسی سنی بریلوی مسلک کی مسجد میں آئے اور رات ٹھہرنے اور قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ انہیں رضائے مصطفیٰ کا یہ مضمون دکھایا جائے اور ان سے کہا جائے اپنے کسی دیوبندی مسلک کی مسجد و مدرسہ میں چلے جائیں یا کسی اور جگہ رات گزاریں لیکن اہل سنت کی مسجد میں نہ تبلیغ کریں نہ تبلیغی نصاب پڑھیں اور نہ ہی رات کو قیام کریں اور نہ ہی یہاں کھانے پکانے کا اہتمام کریں۔

خبردار:: اگر تبلیغی جماعت کو مسجد سے نکالنے اور ان سے مسجد خالی کرانے پر وہ ہنگامہ و مقابلہ کرنے کی کوشش کریں تو فوراً قریبی پولیس چوکی میں رپورٹ کرائے ان سے خلاصی کرائیں اور اگر کوئی پولیس مین ان کی حمایت کرنے کی کوشش کرے تو اسے تبلیغی جماعت کے قبضہ گروپ کی سازش سے آگاہ کریں اور اسے بتائیں کہ تبلیغی جماعت کی منافقت و فساد انگیزی کی بنا پر افغانستان و سعودی عرب میں اس پر پابندی لگ چکی ہے۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ)

((دیوبندیوں کی کتاب "دعوت حق" صرف 10 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مکتبہ غوثیہ نارووال سے طلب کریں))

ہماری مطبوعات

بیس تراویح پر بیس احادیث اور منکرین پر	
بیس اعتراضات	6/=
جشن میلاد نا جائز کیوں؟ اور جلوس اہلحدیث و	
جشن دیوبند کا جواز کیوں؟	15/=
اذان و نماز کے بعد درود و ذکر اور	
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ	6/=
امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم	4/=
مسلمانوں کی سائنسی ایجادات	4/=
اختیارات مصطفیٰ ﷺ	4/=
دعا بعد نماز جنازہ	4/=
مسلک حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	6/=
حدیث نبوی میں نماز حنفی	6/=
نماز میں رفع یدین	6/=
شتہار دائمی اوقات نماز علاقہ ناووال	5/=

پیارے نبی ﷺ کی پیاری دعائیں	8/=
عیسائی چیلنج اور شان محمدی	6/=
کاظمی مودودی مکالمہ	12/=
غوث اعظم اور گیارہویں شریف	8/=
تبلیغی جماعت کا پراسرار پروگرام	6/=
حیات اعلیحضرت مع تعارف کنز الایمان اور	
تاجدار سرہند اور تاجدار بریلی کا مسلک	10/=
علوم مصطفیٰ ﷺ	6/=
اعلحضرت فاضل بریلوی ایک	
ہمہ جہت شخصیت	6/=
محفل میلاد	15/=
غائبانہ نماز جنازہ کی شرعی حیثیت	6/=
وسیلہ کی شرعی حیثیت	6/=
فضیلت کی راتیں	2/=

مکتبہ غوثیہ نزد مکی مسجد محلہ بریلوی — امام احمد رضا خاں روڈ — **نارووال**

فیض رضا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

جاری رہے گا

بفیضان نظر

پاسبان مسلک رضا نباض قوم پیر طریقت حضرت علامہ الحاج مفتی

ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی گوجرانوالہ

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان

اہلیان علاقہ نارووال کے لئے

عظیم خوشخبری

نارووال سے پسرور روڈ پر ڈھڈیالہ جامع مسجد مدینہ میں

فیضان اولیاء لائبریری

کا اجراء ہو چکا ہے

جہاں سے آپ دینی کتب مفت مطالعہ کے لئے حاصل کر سکتے ہیں

زیر انتظام:

انجمن فیضان اولیاء ڈھڈیالہ تحصیل و ضلع نارووال

تبلیغی جماعت کی حقیقت

شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی

دار الفیض گنج بخش لاہور

منیم قادری

تبلیغی جماعت کی حقیقت

شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی

دار الفیض گنج بخش لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

از حکیمِ اہلِ سنّت حکیم محمد مؤسیٰ امرتسری دامت برکاتہم العالیہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عصرِ جدید کے علما کا کہنا ہے کہ آج کل ہر طرف علم و فضل کی روشنی کا دور دورہ ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ علم و فضل کی روشنی نہیں بلکہ ظلم و جہالت کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ یہ دور فتنہ پردری کا دور ہے۔ جو "دینِ متین" فتنوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے آیا تھا۔ اُسی مقدس اور سلامتی کے دین کے نام پر ملک و ملت سے غایت درجہ فتنہ انگیزی اور ایمان دشمنی کی جارہی ہے۔ بڑی فتنہ سامانی یہ ہے کہ بیشتر سادہ لوح افراد آج کے نام نہاد علما کی ہم نشینی سے اپنے سرمایۂ ایمان یعنی حُبِّ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوجاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنے "اعمال" پر زعم کرنے لگتے ہیں اور حقوق العباد کو عملِ صالح نہیں جانتے۔ ان علما نے مختلف ممالک میں پُرکشش ناموں سے موسوم جماعتیں قائم کر رکھی ہیں جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول میں کامیاب بھی ہیں مگر ان میں سے اثر و نفوذ کے لحاظ سے کامیاب جماعت، جہاد دشمنوں کی وہ جماعت ہے جس نے اپنی پارٹی کو "تبلیغی جماعت" کے نام سے موسوم کر رکھا ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے مودودی صاحب کی پارٹی "جماعتِ اسلامی" کے نام سے موسوم ہے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

اس مُضرِ اسلام جماعت کی حقیقت واضح کرنے کیلئے بہت سے ذی علم حضرات نے بڑی عمدہ اور مدلّل کتابیں لکھیں جو بیحد مقبول بھی ہوئیں علم دوست، صاحبِ ادراک اور حساس علمائے دیوبند نے بھی ان کے "طریقِ تبلیغ" کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ "نوشہرہ" (مضافاتِ پشاور) سے شائع ہونے والی کتاب "شاہراہِ تبلیغ" خاصے کی چیز ہے۔ جس کی بہت زیادہ اشاعت ہونا چاہیئے تھی۔

۱۹۸۹ء کی بات ہے کہ جامعہ اشرفیہ (منسوب بہ جناب مولانا تھانوی صاحب) پشاور کے شیخ الحدیث مولانا ابوالحسن صاحب نے ماہنامہ "صدائے اسلام" جو جامعہ اشرفیہ پشاور کا ترجمان ہے اور اس کے مدیرِ اعلیٰ مولانا محمد یوسف قریشی صاحب ہیں جنہوں نے ۲۳ سوالات پر مشتمل ایک استفتا مرتب کر کے عُلمائے اسلام کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کا عکس آئندہ صفحات پر ملاحظہ کیا جائے ـــــ اس نادر اور اہم استفتار کے

کن کن فضلائے عصر نے کیا کیا جوابات دیئے۔ احقر ان سے بے خبر ہے۔

پاکستان کے ایک صاحبِ علم و عرفان نے اس استفتار کی ایک نقل بغرض حصولِ جوابات شیخ الاسلام والمسلمین علامۃ الدھر فاضل الازھر حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمتِ اقدس میں دہلی (انڈیا) بھجوادی اور جواب کے لیے مُسلسل یاد دہانی کے لیے عرض داشتیں ارسال کرتے رہے۔ چنانچہ ان کی یہ پُرخلوص کوشش بار آور ہوئی۔ حضرت ابوالحسن زید مدظلہ العالی نے بے پناہ علمی مصروفیات، علالت اور پیرانہ سالی کے باوجود وقت نکال کر صرف آٹھ سوالات کے جوابات تحریر فرما کر بھجوا دیئے جو آئندہ نسلوں کے لیے بھی سند کا درجہ رکھیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

امامِ عصر حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی زید مجدہٗ کی ذاتِ گرامی اکابر علما و اصفیاء میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ہر مکتبِ فکر کے علما و فضلا ان کا بے حد احترام کرتے ہیں اور ان کی تصانیف منیفہ سے مستفید و مستفیض ہونا از حد ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت قبلہ زید صاحب[1] سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک میں سے ایک عظیم ترین شیخ طریقت حضرت علامہ ابوالخیر مجددی دہلوی قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضرت قبلہ ابوالحسن زید مدظلہ العالی نے ہندوستان کے سربرآوردہ علما و فضلا سے علوم دینیہ کی تحصیل کی جن میں دیوبندی مکتبہ فکر کے استاذ الاساتذہ مولانا محمود حسن شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے داماد مولانا محمد شفیع متوفی ۱۹۶۰ء، حضرت مفتی عبداللطیف[2] صاحب علی گڑھی صدر شعبہ سُنّی دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، متوفی جمادی الآخر ۱۳۷۹ھ مطابق دسمبر ۱۹۵۹ء خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ ازاں بعد جامعہ ازہر سے تکمیل علوم کی سند حاصل کی اور حجاز مقدس اور عرب ممالک کے متعدد شیوخ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ ان جملہ فضیلتوں کے ساتھ ان کی یہ نسبتِ فضیلت نہایت نادر اور اہم ہے کہ وہ

---

[1] حضرت صاحب کے مزید حالات کے لیے دیکھئے دیباچہ سوانح بے بہا حضرت امام ابوحنیفہ مصنفہ حضرت زید صاحب مطبوعہ دہلی۔

[2] جو کہ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری صدر شعبہ سُنّی دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور مولانا علامہ سلیمان ندوی کے بھی اُستاد تھے۔

سہ ماہی فکر و نظر خصوصی شمارہ مارچ ۱۹۹۱ء نامور ان علی گڑھ (کارواں ۳) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی بھارت۔

فاروقی و مجددی ہیں اور اُن کی رگوں میں مورثِ اعلیٰ، امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی طرح خونِ فاروقی گردش کرتا ہے اور جب کسی کی کوئی خلافِ شرع بات اُن کے سامنے آتی ہے تو اُن کی رگِ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے۔

ایک مرتبہ فخرِ دُودمانِ مجددیہ حضرت الحاج بدر المشائخ فضل الرحمٰن مجددی کابلی شہید (مدفون بجوار حضرت شیخ طاہر بندگی لاہوری قدس سرہٗ) حضرت قبلہ ابوالحسن زید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی حالتِ جذب پر گفتگو فرمارہے تھے، یکایک ان کے علم و عرفان کو بیان کرنے لگے اور آخر میں فرمایا کہ حضرت ابوالحسن زید صاحب خاندانِ مجددیہ کا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں۔ حضرت امام ربانی کی اولادِ امجاد مختلف ممالک میں ذی علم، ذی وجاہت، ذی اقتدار، ذی وقار اور صاحبِ عرفان ہے۔ مگر علم و عرفان کے لحاظ سے حضرت ابوالحسن زید جملہ خاندانِ مجددیہ پر فوقیت رکھتے ہیں۔

حضرت بدر المشائخ کی رائے درج کرنے کے بعد یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ دودمانِ مجددیہ کے اس چشم و چراغ کی دہلی میں خصوصاً اور بھارت میں عموماً جو مقبولیت ہے وہ تو ہے ہی۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے اکثر شہروں میں ان کے لاتعداد مریدین ہیں۔ آزاد قبائل اور افغانستان میں تو ان کا بہت زیادہ اثر ہے۔ ان علاقوں کے جید علماء کرام اور مشائخ عظام ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرنا سعادتِ دارین سمجھتے ہیں۔

احقر راقم الحروف نے لاہور میں حضرت صاحب قبلہ کی زیارت و قدم بوسی کا بارہا شرف حاصل کیا ہے اور دو بار انہوں نے احقر کے پاس تشریف لاکر مفتخر فرمایا۔ حضرت صاحب قبلہ احقر پر اس حوالے سے بھی مہربان ہیں کہ میرے اُستادِ گرامی بحر العلوم حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ شاہ ابوالخیر دہلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ ماذون تھے۔ غرض کہ میرا مشاہدہ ہے کہ قیام لاہور کے دوران ان کی ہر سمت پٹھان ہی پٹھان نظر آتے ہیں۔ جن میں اکثریت علماء و مشائخ کی ہوتی ہے۔

شدید مصروفیات اور نقاہت کے باعث انہوں نے ۲۳ سوالوں کے جوابات تو نہیں تحریر فرمائے۔ مگر انہوں نے جو کچھ بھی لکھ دیا ہے وہ متلاشیانِ حق کے لیے کافی و وافی ہے۔ اور یہ کوئی طویل اور مغلق تحریر نہیں جو کسی تبصرہ و تشریح کی محتاج ہو۔ صرف پانچ منٹ میں پڑھ جائیے۔ اللہ تعالیٰ ضرور مفہوم تک رسائی دے گا۔ اس مختصر تحریر میں ان نام نہاد مبلغینِ اسلام کے بارے میں جو منبع حقیقت جُملے اور الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان کو پڑھتے ہوئے عارف و فاضل مصنف کی رگِ فاروقی متحرک

نظر آتی ہے مختلف مواقع پر ارقام فرماتے ہیں: بدنصیب۔ کفریہ بات۔ سب جھوٹ۔ ایسے بے دینوں کے فتنہ سے... اس خواب کے دیکھنے والے بزرگ کا بڑا بزرگ غلام احمد قادیانی ہوا ہے۔ یہ اللہ کے قول کو رد کرکے کافر ہو رہا ہے۔ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْعَظِيمُ۔ یہ ہے عظیم آفت۔

اللہ تعالیٰ ان کی گمراہی سے بچائے۔ گمراہی۔ "رائے ونڈ" والوں کا عمل "بدعت" ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔ اُمتِ محمدیہ میں پھوٹ ڈال رہے ہیں۔ شَرَّ الدَّوَاب۔ مَلعُون۔ خَنَّاس۔

اور اس دُعا کے ساتھ بات کو ختم کرتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے"!

آمین ثم آمین! بجاہِ سیّدُ المُرسَلین صلی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم!

ایک عالمِ ربانی کے شرعی فیصلے کے تعارف کے بعد ایک دُوسرے رُخ کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

دُوسرا رُخ

حضرت علامہ حافظ خیر محمد سندھی علیہ الرحمۃ جو مدینہ منورہ میں تقریباً ستر (۷۰) سال مقیم رہ کر غالباً ۱۹۹۱ء میں آسودہ جنت البقیع ہوئے۔ حافظ صاحب قبلہ بھرچونڈی شریف کے شیخ طریقت حضرت محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں سے تھے اور اس حوالے سے مولانا عبیداللہ سندھی صاحب سے گہری شناسائی رکھتے تھے۔ حضرت حافظ صاحب نے فقیر کو دو تین مرتبہ چائے کی دعوت سے سرفراز فرمایا اور اُن اوقات میں حالاتِ حاضرہ پر طویل گفتگو فرمایا کرتے تھے اور اختتامِ گفتگو پر یہ تاکید کرتے تھے کہ یہ باتیں میری زندگی میں میرے نام سے قلمبند نہ ہوں۔ اس لیے کہ میں ستر سال سے مدینہ منورہ میں اس آرزو کے ساتھ بیٹھا ہوں کہ مر کر جنت البقیع میں دفن ہونا نصیب ہو، اگر میرے خیالات ظاہر ہو گئے تو یہ لوگ مجھے مدینہ منورہ سے خارج کرا دیں گے۔" اُن کی طویل گفتگو میں لکھنے کا یہ موقع نہیں موضوع سے متعلق بات یہ ہے کہ "تبلیغی جماعت" کے بارے میں فرمایا.....

"تبلیغی جماعت" کے قیام کے محرکات اور اس کے کارناموں پر سیاسی شعور رکھنے والوں کو غور کرنا چاہیئے اور یہ بھی فرمایا کہ:

رُوسی لٹریچر بھارت کے تبلیغیوں کے بستروں میں پیک ہو کر سالہا سال تک حجازِ مقدس پہنچتا رہا..... ملخصاً

خُدا کرے کہ سیاسی شعور رکھنے والے حضرات تک حضرت حافظ صاحب (مرحوم مغفور) کا یہ پیغام پہنچ جائے .....

دانشور حضرات اور حساس مؤرخین کو حضرت حافظ صاحب کا پیغام پہنچانے کے ساتھ ذیل میں چند اشارات درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن پر غور کرنے سے ہر دَور کے حکمران سیاست دانوں کی "سرپرستی کا مطلب" وضاحت چاہتا ہے.....

جمعیت عُلماء ہند دہلی کے ناظمِ اعلیٰ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی فرماتے ہیں "مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً گورنمنٹ کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا"[1]

قیامِ پاکستان کے بعد بھارت میں "جن سنگھی" اور "مہاسبھائی" ان کے اجتماعات کو کامیاب کرانے کی مساعی کرتے رہے[2] مستغنی عن الخطاب جنرل ضیاء الحق صدرِ پاکستان نے پاکستان کے اندر اس جماعت کی خصُوصی امداد فرمائی اور ان کے اجتماعات میں خود شرکت کرتے رہے۔ پھر ان کے جانشین میاں محمد نواز شریف وزیرِ اعظم پاکستان اپنے پیش رو سے بھی زیادہ مہربان ہیں اور فیضیاب ہونے کے لیے ایک اجتماع میں مع اپنے اعیان و انصار کے دو دو بار جاتے ہیں۔ جبکہ ان کی اپنی ذاتی مسجد کے خطیب ایک سُنّی بریلوی عالم دین ہیں ؟

اللہ رب العزت کے حضور التجا ہے کہ وہ ہمیں حضرت صاحب کی مختصر مگر جامع تحریر کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

داتا کی نگری
۳ر جنوری ۱۹۹۲ء

محمد موسیٰ عفی عنہ

---

[1] مکالمۃ الصدرین ص ۸ مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند

[2] اخبار پیامِ ملت کانپور۔ ۱۵ر فروری ۱۹۶۸ء بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۱۰۳

ماہنامہ "صدائے اسلام" پشاور میں طبع شُدہ استفتاء کا عکس

ماہنامہ
صدائے اسلام
پشاور

فون نمبرز
مدیر اعلیٰ :- ۲۱۳۲۶۸
مدیر :- ۷۲۸۶۰
مدیر معاون :- ۷۲۶۴۲

مدیر اعلیٰ :- مولانا محمد یوسف قریشی

مدیر :- اشرف علی قریشی

مدیر معاون :- حافظ محمد ادریس قریشی

مجلس ادارت
- محمد الیاس قریشی
- حافظ احتشام الحق قریشی

قیمت فی پرچہ :- ۳-۵۰ روپے
سالانہ :- ۴۰/- روپے

سالانہ بدلِ اشتراک :- بیرونی ممالک سے بذریعہ ہوائی ڈاک رجسٹری = ۱۲۰ روپے

مرکزی حکومت کی جانب سے بذریعہ چٹھی نمبر ۱۸۴/۵۷۱/۳۱۴۱-۳/۴/۲۸/۴/۷۲
سرکاری اشتہارات کیلئے منظور شدہ

محکمہ تعلیم کا منظور شدہ :- بذریعہ چٹھی نمبر: ۲۰۷۷-۹۹-۲۱-ادام-۲/اے ڈی (ایس) مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۸۹ء
بذریعہ چٹھی نمبر ۱ (ایس اور ڈی سی) ای ڈی یو آئی ۳۷/۱۷ مورخہ ۸ر جون ۱۹۸۹ء

شمارہ : ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۹ء

استفتاء

علماء اسلام کی خدمت میں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیا فرماتے ہیں، علماء دین ایسے افراد کے متعلق جو تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں مندرجہ ذیل بیانات کرتے ہیں۔

۱:۔ قرآن وحدیث اور پورا دین ہمارے اس تبلیغ کے مقابلے میں ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ جبکہ ہمارا یہ تبلیغ عمل سمندر ہے۔

۲:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ امت مسلمہ کو صرف اس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو فرد امت بھی یہ کام نہیں کرے گا وہ ظالم ہوگا۔

۳:۔ ایک بزرگ نے خواب دیکھا ہے کہ جہاد کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے اب امت کی اصلاح صف اب اس رائے ونڈ والے عمل سے ہوگی۔

۴:۔ تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچے گا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہوگا۔

۵:۔ اور جو علماء اور مشائخ اپنے مقامات کو قرآن وسنت کے درس تصنیف وتالیف تحریر وتقریر وعظ واصلاح کے ذریعے جو کام کر رہے ہیں وہ ظالم ہیں ان کے اس کام کی کوئی وقعت نہیں جب تک کہ وہ بستر سر پر اٹھا کر رائے ونڈ کے طریقے پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔

۶:۔ قرآن حکیم انفرادی عمل ہے۔ اور تبلیغی نصاب اجتماعی عمل ہے۔

۷:۔ قرآن حکیم مشکل کتاب ہے اسی طرح حدیث بھی مشکل ہے۔ قرآن وحدیث کے درسوں میں شرکت سے فائدہ نہیں ہوتا فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔

۸:۔ جو ائمہ کرام مشائخ محدثین گذرے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن وحدیث کے درس فقہ ودیگر علوم میں صرف کی لیکن بستر سر پر اٹھا کر در بدر سفر نہیں کیا ان کی نجات نہیں ہوگی

۹:۔ آپ صرف لوگوں کو نماز کی دعوت دیں اور چھ نمبروں کا بیان کریں کسی کو برائی سے منع نہ کریں برائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

۱۰:۔ روانہ ہونے والی ملکی وغیر ملکی جماعتوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ آپ صرف مسلمان کو دعوت دیں گے کسی کافر کو دعوت نہ دینا جب پوچھا گیا کہ کافر کو دعوت کیوں نہ دیں تو جواب دیا گیا کہ ہم موجودہ مسلمانوں کو نہیں سنبھال سکتے اگر مزید لوگ مسلمان ہو گئے تو ان کو کون سنبھالیں گے

۱۱:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عدالتیں قائم کرنے لوگوں کے درمیان فیصلے کرانے، مسئلے مسائل بیان کرنے درس دینے، حکومت قائم کرنے کافروں سے جنگ کرنے نہیں آئے تھے بلکہ صرف پیغمبر علیہ السلام کی بعثت کا صرف ایک مقصد تھا تبلیغ۔

۱۲:۔ اسلام نہ کتاب نہ تقریر نہ تلوار (جہاد) سے پھیلا ہے اسلام صرف تبلیغ کے عمل سے پھیلا ہے

۱۳:۔ اللہ کا راستہ صرف یہ ہے، دوسرا نہیں۔

۱۴:۔ جو علماء ومشائخ یا کوئی اور حضرات ساری دنیا میں تبلیغ کے لئے دورہ کریں جب تک کہ وہ رائے ونڈ کے راستے سے نہ ہو وہ عنداللہ مقبول نہیں۔

۱۵:۔ یورپ کے کفار اللہ کے محبوب ہیں اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو جائیں لیکن ہمارے بس عمل کے محتاج ہیں۔

۱۶ گھر کے سب افراد کو خدا کے آسرے پر چھوڑ کر ایک سال کے لئے نکل جائیں جو شخص یہ کہتا ہے کہ ایک سال کے لئے تبلیغ کے لئے جانا ماں باپ سے اجازت لئے بغیر یا بال بچوں کے نفقہ وغیرہ کا انتظام کئے بغیر صحیح نہیں وہ ظالم ہے۔

۱۷ جو شخص پہلے مرحلے میں چار مہینے اور پھر ہر سال ایک چلہ مہینے میں تین دن اور ہر جمعہ مرکز میں حاضر نہیں ہوتا وہ ظالم ہے اس کی نجات نہیں ہوگی۔

۱۸:۔ نیز گذارش ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق بتایا جائے کہ یہ انسان کے ساتھ ہمہ وقت لازم ہے یا یہ صرف چلّے کے ایام میں تبلیغ کرے گا وہ بھی صرف دعوت نماز اور چھ نمبر کی۔

۱۹:۔ کتابوں میں دین نہیں ہے نہ کتابوں سے دین حاصل ہوتا ہے۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم سے کسی نے ایک عالم دین کی تصنیفات کے متعلق ذکر کیا کہ بڑی مفید اور بے شمار کتابیں انہوں نے تحریر کیں ہیں۔ تو حضرت جی نے فرمایا، کہ اس دور میں دین کے متعلق تصنیفات کرنا دین کی توہین ہے۔ کیونکہ پھر لوگ کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں جو ہے۔ ان پر ان کا عمل نہیں۔

۲۰:۔ علماء اور اہل مدارس سُنانے والے ہیں۔ جبکہ ہم (تبلیغی جماعت والے) بدلوانے ہیں۔ ہم انسان کی زندگی کو بدل دیتے ہیں۔

۲۱:۔ علماء، مشائخ اور مدارس والوں کے پاس صرف ایک فیصد لوگ فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور ۹۹ فیصد لوگوں کو ہم ہدایت دیتے ہیں۔

۲۲:۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں تین جگہ پر اپنے پیغمبرؐ کو فرمایا ہے کہ نکلو۔ پھر یہ آیات پڑھی۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ آیات کے پہلے حصّے کا معنیٰ ہے نکلو، اور پھر علم و ذکر بعد کی چیزیں ہیں۔ جس کا ذکر یزکیھم میں کیا ہے اور یہ بھی موجودہ طرق اربعہ والا ذکر نہیں۔

کیا آیات کے پہلے حصّے والحکمۃ تک یہ معنی ہے کہ نکلو۔ کیا یہ تحریف نہیں۔

۲۳:۔ ایک ذمہ دار فرد نے رائے ونڈ میں کہا۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھ جیسا ایک طالب علم بھی اسکے پاس بیٹھا ہے علماء کا دو زد بدر ختم کر دیا گیا ہے صرف درس و تدریس کا دبدبہ رہ گیا ہے۔ یہ تدریس بھی عنقریب ختم کر دیا جائیگا۔ احقر نے پوچھا کہ ذرا مجھے بتادیں کہ کیسے آپنے علماء کا دبدبہ ختم کر دیا ہے اور اس کا تدریس بھی کیسے ختم کرینگے؟ — میرے سوال پر ذرا پریشان ہوئے اور پھر جواب میں کہا کہ اب وقت نہیں وقت آنے پر بتا دیں گا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ وقت کب ہوگا؟ اس کا جواب نہیں دیا۔ (یہ مشت نمونہ خروار ہے)

برائے کرم للہ اس سلسلہ میں قرآن و سنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ کیا ایسے بیانات کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر ایسا بیان کرنیوالوں کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔ (ابوالحسن۔ جامعہ اشرفیہ پشاور)
استاد الحدیث

تبصرہ بر اسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

عاجز ابوالحسن زید فاروقی عرض کرتا ہے کہ مولانا ابوالحسن اُستاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ واقع عیدگاہ روڈ، پشاور نے رائے ونڈ کے سر پر بستر پھرانے والوں کے اقوال جمع کئے ہیں۔ عاجز نے آٹھ اقوال پر تبصرہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔

پہلا قول: قرآن و حدیث اور پُورا دین ہمارے اس تبلیغ کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے، جب کہ ہمارا یہ تبلیغی عمل ایک سمندر ہے۔

تبصرہ: نہ ہر قولے مسرت خیز باشد
نہ ہر فعلے طرب انگیز باشد
بسے گفتار خزی و عار گردد
بسے کردار حملش بار گردد

کسی بدنصیب نے یہ کفریہ بات کہی اور جاہلوں نے اظہارِ مسرت کر دیا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (اور اب معلوم کرلیں گے ظلم کرنیوالے کس کروٹ اُلٹتے ہیں) یہ سب جھوٹ ہے۔

اس بات کے کہنے والے نے رائے ونڈ کے بوریا بستر کے اہل کاروں کی تائید میں

کلام اللہ اور احادیث مبارکہ کا استخفاف کیا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہدو اگر سمندر سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں، بیشک سمندر ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کہ ختم ہو جائیں میرے رب کی باتیں، اگرچہ ہم اس سمندر کی مدد کے لیے ایک اور سمندر اسی جیسا لے آئیں۔)

احادیث مبارکہ وحی الٰہی ہے۔ اُن کا ہر لفظ حقائق اور معارف کا خزانہ ہے اس بات کا کہنے والا کلام الٰہی اور احادیث مبارکہ کا استخفاف کر رہا ہے۔ سچ ہے مُسلمان در گور مُسلمانی در کتاب۔ کیا حضرات ائمہ دین کے زمانہ میں کوئی اس قسم کی باتیں کر سکتا تھا اللہ تعالیٰ ایسے بے دینوں کے فتنہ سے مُسلمانوں کو بچائے۔

دوسرا قول : اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا اُمّتِ مسلمہ کو صرف اس مقام کے لیے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا جو فردِ اُمت بھی یہ کام نہیں کرے گا وہ ظالم ہوگا۔

تبصرہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ہم نے جن اور انس کو صرف عبادت کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے) یہ بدبخت جاہل انکار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اللہ نے انسان کو اپنے ذکر یا علم حاصل کرنے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے۔ یہ اللہ کے قول کو رد کر کے کافر ہو رہا ہے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

تیسرا قول : ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ جہاد کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اب اُمّت کی اصلاح صرف اس رائے ونڈ والے عمل سے ہوگی۔

تبصرہ : چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نے اپنے لُطف و کرم سے آنکھوں کو وہ نُور بخشا ہے کہ شرک

اور کُفر کی تاریکی کا پتہ چل جاتا ہے۔ بوریا بستر سر پر گھمانے والے نے ظلمتی خواب دیکھنے والے کا نام نہیں لکھا ہے۔ اس خواب کو دیکھنے والے بزرگ کا بڑا بزرگ غلام احمد قادیانی ہوا ہے اس پر الہام ہوا تھا کہ اب جہاد منسُوخ ہو گیا ہے۔ ہمارے سامنے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے۔ الجهاد ماض الى يوم القيامة کہ قیامت تک جہاد قائم رہے گا۔ والحمد لله على ذلك۔

چوتھا قول : تبلیغی جماعت کا یہ عمل کشتیٔ نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا وہ بچا اور جو اس میں شامل نہ ہوا تو اس کا انجام خراب ہوا۔

تبصرہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تم کو بھلی تھی سیکھنی رسُول اللہ کی چال) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سر پر بوریا بستر نہیں رکھا ہے اور نہ آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابۂ اخیار نے یہ عمل کیا ہے۔ اہلِ رائے ونڈ نے غلط روش اختیار کی ہے اور اس کو کشتیٔ نُوح سمجھ لیا ہے، ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْعَظِيْمُ یہی ہے عظیم آفت۔ اللہ ان کی گمراہی سے بچائے۔

پانچواں قول : اور جو علماء اور مشائخ اپنے مقامات کو قرآن و سُنّت کے درس و تصنیف و تالیف و تحریر و تقریر و وعظ و اصلاح کے ذریعہ جو کام کر رہے ہیں وہ ظالم ہیں، ان کے اس کام کی کوئی وقعت نہیں جب تک کہ وہ بستر سر پر اُٹھا کر رائے ونڈ کے طریقہ پر تبلیغ میں عمل انجام نہ دیں۔

تبصرہ : خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ائمۂ اعلام اور مشائخ عظام نے دینِ متین کی خدمت میں عمریں بسر کی ہیں۔ وہ شایان صد ستائش ہیں، اُن کے کام کو بے وقعت قرار دینا گمراہی ہے۔ غیر مسنون عمل سے اجتناب لازم ہے۔ رائے ونڈ والوں کا عمل بدعت ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔

چھٹا قول : قرآنِ حکیم انفرادی عمل ہے اور تبلیغی نصاب اجتماعی عمل ہے۔

تبصرہ : جو عمل قرآن و حدیث کے مسلک پر نہیں ہے وہ گمراہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (مضبوط پکڑو اللہ کی رسّی کو تم سب اور پھوٹ نہ ڈالو) سر پر بستر پھرانے والے اُمتِ محمدیہ میں پھوٹ ڈال رہے ہیں اور اللہ کی بتائی ہوئی راہ کے خلاف جا رہے ہیں، ان سے بچو۔

جامی ابنائے زماں از قول حق صمٌّ اندو بکمٌ

نام ایشاں نیست عند اللہ بجز شرُّ الدّواب

در لباسِ دوستی سازند کار دشمنی

ہم ذیاب فی ثیاب اور اثیاب فی ذیاب

ساتواں قول : قرآنِ حکیم مشکل کتاب ہے، اسی طرح حدیث بھی مشکل ہے۔ قرآن و حدیث کے درسوں میں شرکت سے فائدہ نہیں ہوتا۔ فائدہ تبلیغی نصاب میں ہے۔

تبصرہ : رائے ونڈ والے کہتے ہیں قرآنِ حکیم مشکل کتاب ہے اور حدیث بھی مشکل ہے اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن سمجھنے کو کیا کوئی سوچنے والا ہے) اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (تم میں اچھا وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ جو لوگ قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے سے روکتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو سُنیں۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ (اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمان کی یاد سے ہم اُس پر ایک شیطان معیّن کرتے ہیں اور وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ ان کو روکتے ہیں راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب آوے ہمارے پاس

کہے کس طرح مجھ میں اور تجھ میں دُوری ہو مشرق اور مغرب جیسا کہ بُرا ساتھی ہے وہ۔

یہ بہکانے والا ساتھی کبھی جنّی ہوتا ہے اور کبھی انسی ہوتا ہے۔ سورۃ والناس میں اس کو خنّاس سے ذکر کیا ہے۔ اللہ اس کے شر سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

آٹھواں قول : جو ائمہ کرام، مشائخ محدثین گزرے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن و حدیث کے درس فقہ و دیگر علوم میں صرف کی لیکن بستر سر پر اُٹھا کر در بہ در سفر نہیں کیا ان کی نجات نہیں ہوگی۔

تبصرہ : یہ گمراہ کن غلط قول ملعون خنّاس نے گھڑا ہے۔ بخاری اور مُسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن اچانک ایک شخص جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اس کے بال کالے تھے اور اس پر سفر کرنے کا کوئی اثر نہیں تھا اور ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا نہ تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے گھٹنے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے لگا کر بیٹھا اور اپنی دونوں ہتھیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رانوں پر رکھیں اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو اسلام کی خبر دو۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں۔ اور تم نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر استطاعت ہو۔ اس شخص نے کہا، آپ نے سچ کہا۔ یہ سُن کر ہم کو تعجب ہوا کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھتا ہے اور پھر تصدیق کرتا ہے پھر اُس نے کہا، مجھ کو ایمان کی خبر دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اس کے رسُولوں پر اور یوم آخر پر اور تقدیر کی بھلائی بُرائی پر۔ یہ سُن کر اُس نے کہا آپ نے سچ کہا، اور پھر کہا۔ آپ مجھ کو احسان کے متعلق بتائیں۔ آپ نے فرمایا۔ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرنے والا یہ جانے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو یہ سمجھے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے (مفہوماً)۔ یہ مبارک حدیث نہایت صحیح اور بہت بابرکت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُمرؓ سے دریافت کیا کہ

یہ پوچھنے والا کون تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا، اللہ اور اس کا رسُول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل تھے تم کو اسلام، ایمان اور احسان کے مسائل بتانے آئے تھے۔

ان مسائل میں کہیں بھی سر پہ بستر اُٹھا کر در بہ در پھرنے کا ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ آخِرًا وَّالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

پنجشنبہ ۲۹ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

۷ نومبر ۱۹۹۱ء

سلسلۂ مطبوعات دار الفیض گنج بخش ۳۶

کتاب ---------- تبلیغی جماعت کی حقیقت

مؤلف ---------- حضرت ابوالحسن زید فاروقی

تعداد ---------- دو ہزار

اشاعت ---------- جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ، جون 2005ء

بیرون جات کے حضرات دس روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کریں۔

ملنے کے پتے

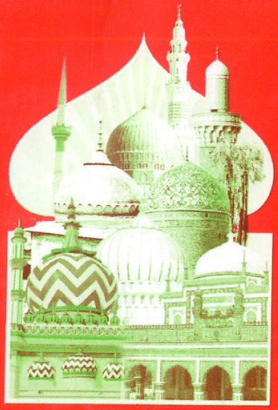
دار الفیض گنج بخش

☆ 55۔ حکیم محمد موسیٰ روڈ (ریلوے روڈ، گوالمنڈی) حضرت لاہور

فون: 042.7671389

☆ حکیم محمد سلیم مرتضائی، مرتضائی دواخانہ، بالمقابل جامع مسجد اسلامیہ کالج، سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد۔ فون: 041-763014

اللہ ہو



ماہانہ ختم شریف

حضرت اہلیہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ چشتی نظامی قادری

ہر قمری ماہ کے دوسرے اتوار بعد نمازِ عصر تا مغرب

بمقام مقابرِ چشتیاں

اس بابرکت محفل میں شرکت
فرما کر سعادتِ دارین حاصل کریں

نوٹ

سالانہ عرس مبارک ۸ شعبان المعظم کو انعقاد پذیر ہوتا ہے

الداعی الی الخیر

دارالفیض گنج بخش 55 - حکیم محمد موسیٰ روڈ
ریلوے روڈ حضرت لاہور

دہلی کی برکات

تبلیغی جماعت کی شان اور امتیازی نشان

تصنیف

خلیفۂ مفتی اعظم ھند

حضرت علامہ مولینا مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی مدظلہ

منجانب

بزم اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ

مرکزی دفتر: مکتبہ رضا

CA-17 الطاف بلاسنگ موسائٹی،
شاہ فیصل کالونی، کراچی

یک نگاہ

نام رسالہ	دہلی کی برکات
مصنف	حضرت مولانا محمد عبدالوھاب خان قادری رضوی مدظلہ العالی
کمپوزنگ	محمد فہیم صدیقی قادری رضوی
کل صفحات	۳۲
سن طبع اوّل	فروری ۱۹۹۱ء ، رجب المرجب ۱۴۱۱ھ
ناشر	بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
ملنے کا پتہ	مکتبہ اہلسنت نزد پرانی سبزی منڈی
	مکتبہ رضویہ آرامباغ

WWW.NAFSEISLAM.COM

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پر نور مولیٰ الکریم فقیہ العظیم فریدالدوراں قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی ومرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام ونامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہ کرم نے بے شمار لوگوں کو قعر وضلالت وگمراہی سے نکال کر جادہ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان کرم آج بھی جاری وساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

فقیر ابوالرضا محمد عبد الوہاب خان القادری الرضوی غفرلہ

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

تقریظِ جلیل

از: مفتی احمد میاں برکاتی مد ظلہ

حاسدین و کائدین، آغاز اسلام سے ہی، اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں ..... وہ مسلمان بن کر مسلمانوں کی جڑیں کاٹتے ہیں، قرآن نے ان کو "وما هم بمو منين" کا تمغہ دے کر "فی الدرک الاسفل من النار" کا مژدہ سنایا..... حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی مسجد سے نکالا ..... انکی صحبت بدکو سم قاتل سے زیادہ خطرناک بتایا..... حفاظتی اقدام کے طور پر مومنوں کو "ایاکم و ایاهم" کا طریقہ سکھایا..... یہ ہر دور میں ابلیس کے بخشے ہوئے چولے بدل بدل کر، اہلِ ایمان کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالتے رہے..... اور اب بھی اپنے پیارے رہنما ابلیس ملعون کے عطا کردہ مکر و فریب کے ہتھیاروں سے مومنوں پر حملے کرتے رہتے ہیں، ایسے ہی کچھ لوگوں کے خفیہ راز کھولے ہیں، محبوب ملت محبوب العلماء، حضرت علامہ مولانا محمد عبدالوہاب خاں القادری مد ظلہ نے ..... پڑھیے، اور حیرت زدہ ہو کر ان پر لعنت کے خار ڈالیے۔

مفتی احمد میاں برکاتی

۳۰ جمادی الاخری ۱۴۱۱ ھجری

۱۷ - ۱ - ۱۹۹۱

تقریظِ جلیل

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وآلہ و صحبہ اجمعین

حضرت بابرکت مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب قادری رضوی بفضلہٖ تعالیٰ سنی عالم دین ہیں آپ کا تعلق بریلی سے ہے اور آپ سلسلہ رضویہ سے منسلک ہیں اور اپنی تحریر و تقریر سے مسلک اہلسنت کی حمایت اور بدمذہبوں خصوصاً وہابیہ و دیابنہ کے عقائد باطلہ کے رد میں مصروف ہیں۔ میں نے ممدوح کی کتابیں جو انہوں نے مودودی وغیرہ کے رد میں تصنیف فرمائی ہیں دیکھیں۔ ماشاء اللہ ممدوح نے احقاق حق اور حمایت سنت و ابطال باطل و رد بطالات وضلال وہابیت نہایت عالمانہ شان سے فرمایا ہے۔ مولائے کریم ممدوح کے علم میں روز افزوں ترقی فرمائے اور مسلمانوں کو ان سے مستفیض فرمائے۔ میں اپنے سنی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت مولانا کے علم و فضل سے مستفید ہوں۔

والسلام

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

مولانا عبدالوہاب خاں قادری رضوی کو شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدار اہلسنت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب المعروف مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت و خلافت حاصل ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM



الحمدلله الواحد الصمد ہ المتعزز فی ذاته و صفاته فلا مثل له ولا ضد له ولم یکن له کفوا احد ہ والصلوٰة والسلام الاتمان الاکملان علی رسوله وحبیبه سید الانس والجان الذی انزل علیه القران هدی للناس وبینات من الهدی والفرقان وعلیٰ آله واصحابه ما تعاقب الملوان وعلی من اتبعهم باحسان الی یوم الدین وعلینا لهم وبهم یا ارحم الراحمین والحمدللّٰه رب العلمین

امابعد۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں جن کو جن وانس و ملک کوئی گن نہیں سکتا۔ ایک سے ایک ارفع اعلیٰ جن کی کوئی مثال نہیں ان نعمتوں میں ایک عظیم الشان نعمت ہے جس کو محبت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کے دلوں کو اس کا گہوارہ بنایا اور منزل مقصود تک پہنچانے کا ذریعہ ٹھہرایا۔ مقصود آفرینش وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ کا جلوہ دکھایا۔ محبت صادقہ اس راہ کو سہل اور آسان بناتی ہے اور منزل مقصود تک لے جاتی ہے اس سے دوری، منزل سے دوری، اس سے حجاب، مقصود سے حجاب ہے چنانچہ ارشاد فرمایا۔ الا لا ایمان لمن لا محبة له ۔ جس کو محبت نہیں اس کو ایمان نہیں اور محبت صادقہ اللہ جل مجدہ اور اسکے

پیارے رسول ﷺ کی محبت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی، حضور اکرم سید عالم ﷺ سے والہانہ محبت محتاج تعارف نہیں۔ ہمہ وقت جان و جہا ن قربان کرنے کو تیار، بلکہ باعث صد افتخار جانتے، یہی اسلام کی سربلندی وارجمندی کا راز تھا کہ اسلام زمانہ پر غالب آیا، جو اس سے ٹکرایا، اس کو مٹایا، ظلمت کدہ دہر پر نور برسایا، مومنین کے قلوب کو جگمگایا، عالم و عالمیان کو زیر فرمان بنایا، اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے حضور جھکایا، باطل پرستوں کو خاک میں ملایا ۔ والحمد اللہ رب العالمین۔

اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی کامرانی باطل کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ باطل قوتیں ابھر کر سامنے آئیں اور دجل وفریب کا سامان ساتھ لائیں اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی سازش کرنے لگیں۔

واضح رہے کہ محبت کا انحصار ہر خوبیم و کمال پر موقوف ہے عیوب و نقائص کو دیکھتی ہی نہیں حبك الشیء یعمی و یصم معروف و معمول محبت ہے۔ حضور اکرم سید عالم ﷺ کو اللہ جل مجدہ نے ہمہ صفات حسنہ و جمیع فضائل رفیعہ و تمام حسنات کاملہ کا جامع بنایا۔ کوئی فضل، کوئی خوبی، کوئی کمال ایسا نہیں جو ذات اقدس حضور اکرم سید عالم ﷺ میں نہ ہو بلکہ فضل و کمال ہی وہ ہے جس کو حضور اقدس ﷺ سے نسبت کمال حاصل ہے اور جس خوبی کو ان سے نسبت نہیں وہ فضل و کمال ہی نہیں بلکہ مذموم و باعث نقص و زوال ہے۔

محبت فاسدہ:

جس کا دارومدار مصنوعی تحسین ہے اور جو بناوٹی حسن پر موقوف ہے اس کا سکہ جمانے کیلئے صنم خانوں کو سجایا جاتا ہے پتھروں کو خدا بنایا جاتا ہے محبوب حقیقی کو عیب لگایا جاتا ہے چنانچہ باطل قوتوں نے ایک طرف اپنے معبودان باطلہ کی شان میں قصیدہ خوانی اور دوسری جانب محبوب باری تعالیٰ ﷻ کی شان اقدس میں گستاخی کو اپنا شعار بنالیا۔ کتنے وہ تھے جو اعلانیہ بغاوت کرتے، مجنون وجادوگر کہتے اور کچھ وہ تھے کہ براہِ فریب، اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے و نشھد انک لرسو ل اللہ کہتے اور دل میں عناد رکھتے اسلام کو زک پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے، حضور اکرم ﷺ پر طرح طرح کے عیب لگاتے اور خاطی بتاتے جس کے نتیجہ میں روافض، خوارج، معتزلہ، قدریہ، جبریہ وغیرہ پیدا ہوئے اور آج بھی ان کے ثمرات وہابیہ، مقلد وغیر مقلد، دیوبندی، مودودی، تبلیغی وغیرہ کے روپ میں موجود ہیں۔

تحریک:

WWW.NAFSEISLAM.COM

دنیا میں جتنی بھی تحریکیں اٹھیں اور جماعتیں بنیں ان کا کوئی نہ کوئی اصل الاصول، واحد مقصود ضرور ہے جس کو پروان چڑھانے اور منزل مقصود تک پہنچانے کیلئے افرادِ جماعت سے قوت حاصل کی جاتی ہے۔

حق کے مقابلہ میں باطل قوتیں ابھر کر آئیں اور اپنے اصنام باطلہ کو مزین ومعطر بنا کر لائیں اور طاق بتکدہ میں سجائیں۔ افراد جماعت کو مسحور ومخمور

کرنے کی خاطر حیرت انگیز مناظر اور دلآویز محافل جمائیں کہ باطل کو حق اور حق کو باطل کر دکھائیں۔ اس کے لئے تمام تدابیر فاسدہ ومکائد کاسدہ کو کام میں لایا گیا۔

جماعت کا بانی:

افراد جماعت کیلئے جماعت کا بانی ناخدا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا کردار و گفتار اور اس کے نظریات وافکار، موجب تقلید اور واجب الاحترام قرار پاتے ہیں۔ شیخ الاسلام دیوبند مولوی حسین احمد صاحب نے بایں الفاظ اس امر کا اعتراف فرمایا۔

"جب کوئی تحریک کسی شخص کی طرف منسوب ہوگی تو وہ قبلہ توجہ ہوگا اور اس شخص کے عقائد واخلاق کا اثر ممبروں پر قطعی طور پر پڑے گا۔"

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری صفحہ ۳۹ بحوالہ مکتوبات شیخ ج ۲ صفحہ ۴۷۷)

بہرنوع اس میں کوئی شک نہیں کہ افراد جماعت پر بانی جماعت کے عقائد وافکار، اخلاق وکردار کا اثر ضرور ہوتا ہے اور مذہب کے نام پر جو جماعتیں وجود میں آئیں ان میں ان کیلئے وہ ناخدا ہونے کے بعد ہی (معاذ اللہ) خدا بن جاتا ہے جماعت کیلئے قرآن واحادیث کے فرامین کو پیٹھ دینا بلکہ اشتباہ وتردد کی راہ نکالنا آسان ہوجاتا ہے مگر بانی جماعت کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میں کسی قسم کا اشتباہ و تردد محال شرعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ صراحتاً قرآن حکیم کے خلاف ہو۔ تو دوراز کار تاویلات کے ذریعہ اس کی تائید وحمایت میں دفتر بھرے جاتے ہیں اور اس کی مدح سرائی میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں اور اپنے اصطلاحی محاورات میں ولی

کامل، اور امام زماں ثابت کرنا ایک معمولی سی بات ہے اور اس کی حرکات وسکنات کو کم سے کم کرامت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اس کے فیوض و برکات کے بحر بیکراں جاری اور ساری ہوتے رہتے ہیں افراد جماعت اپنی لیاقت واستعداد کے مطابق اس کے فیض سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔

رنگ جماعت اور قرآن کریم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان قرآن وحدیث کے مقابلہ میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتا مگر اسلام سے متصادم جو بھی تحریکیں ہیں اگر چہ ان کا نام اسلامی ہی کیوں نہ ہو اس کا اپنا ایک انوکھا رنگ ہوتا ہے جس رنگ میں افرادِ جماعت کو رنگا جاتا ہے پھر اس پر کوئی رنگ نہیں چڑھتا وہ اپنی جماعت کے بانی یا امیر کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اس کے مقابل ہر چیز کو اس پر قربان کر دیتا ہے بطور نمونہ چند تماثیل حاضر خدمت ہیں۔

نبی آخر الزماں:

قرآن وحدیث کا حتمی اور قطعی فیصلہ یہ ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کا زمانہ تمام انبیاء کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں اس بات کیلئے دلیل کی حاجت نہیں مگر دار العلوم دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:

" اول معنی خاتم النبین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ

ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ '' (تحذیر الناس صفحہ ۳ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

قرآن وحدیث کے قطعی فیصلے کو بانی دارالعلوم دیوبند عوام کا خیال بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دانشمندوں کے نزدیک اول وآخر ہونے میں بالذات کچھ فضیلت ہی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال شرعی ہے۔ قرآن واحادیث کا ارشاد صریح اور حکم قطعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ مگر دارالعلوم دیوبند کے بانی فرماتے ہیں:

'' بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۲۴ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند)

یہ مضمون ''ماہنامہ خالد'' دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوا اس کے بعد مستقل رسالہ تحذیر الناس طبع ہوا اور اب تک طبع ہو رہا ہے۔ ہمارے پاس کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کا شائع شدہ نسخہ تحذیر الناس کے علاوہ دارالاشاعت بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی مطبوعہ ستمبر ۱۹۷۶ء بھی موجود ہے ڈیڑھ سو سال گزر گئے مگر کسی فرد جماعت نے اعتراض تو کجا دم بھی نہیں مارا بلکہ مسلمانوں نے جب اس پر احتجاج کیا تو اس رسالہ کی حمایت میں خدا جانے کتنے صفحات سیاہ ہوگئے۔ کتابوں

پر کتابیں لکھی گئیں مگر امام صاحب کی امامت میں کسی طرح کا کوئی فرق تو کیا ان کا مرتبہ دن بہ دن افزوں سے افزوں تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے کا افراد جماعت کے لئے قرآن وحدیث کے فیصلے نظر انداز کر دینا بہت آسان ہے مگر بانی جماعت یا امام جماعت کے اقوال سے روگردانی دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اور شک وتردد بعید از قیاس ہے۔

رضائے محمد ﷺ:

اللہ جل مجدہ فرماتا ہے،

ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ط — اور بیشک تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

لیجئے امت وہابیہ کے امام مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''

(تقویت الایمان صفحہ ۸۲ مکتبہ الاسلام وسن پورہ لاہور)

رحمۃ اللعالمین:

اللہ جل مجدہ فرماتا ہے۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين ۔ ارسلنا متکلم کے ساتھ ك واحد حاضر ہے جو خاص صفت رسول اللہ ﷺ کی ہے مگر دیوبندیوں کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں کہ:

''لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے''

(فتاوی رشیدیہ مبوب کامل صفحہ ۹۶ قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

ایسے نظائر بکثرت کتب متفرقہ میں موجود ہیں مگر جماعت کے متاثرین افراد نے کوئی بھی اعتراض نہ کیا نہ اس کے خلاف کچھ لکھا بلکہ جب اہل اسلام کی جانب سے ایسے امور پر گرفت کی گئی تو افراد جماعت نے ہمیشہ اپنے اکابر کی پاسداری کی اور قرآن حکیم کے ارشاد عالی کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ اہل باطل کا قرآن حکیم کو نظر انداز کر دینا اور دوراز کار تاویلات کا دروازہ کھول دینا بہت آسان ہے اور قرآن کریم کے مقابلہ میں اپنے ائمہ اکابر کی حمایت کرنا ان کا فرض منصبی ہے اپنے اکابر کے قول باطل جاننا تو بڑی بات ہے انکو ان کے قول کا استخفاف بھی گوارا نہیں ان کے نزدیک ان کے اکابر کا قول وحی الٰہی سے کم درجہ نہیں رکھتا بلکہ اس سے بھی ارفع و اعلیٰ حیثیت کا حامل قرار دیتے ہیں۔ آیئے اب تبلیغی جماعت کے بانی اور ان کے اکابر کا جائزہ لیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب دہلوی کا ارشاد گرامی:

مولوی محمد الیاس صاحب اپنی ضعیف امت کو مژدہ جانفزا سناتے اور خوشخبری دیتے ہیں کہ:

'' اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے

لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔"

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری صفحہ ۵۱ بحوالہ مکاتیب الیاس صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸)

یہ خطاب تجلی مآب افراد تبلیغی جماعت کے حق میں وارد ہوا کہ حق تعالیٰ کام لینا نہ چاہے تو انبیاء علیہ السلام کتنی ہی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا ۔ بارگاہ احدیت میں انبیاء علیہ السلام کی منزلت محتاج بیان نہیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ کیسا عظیم الشان کام ہے کہ باوجود انبیاء علیہ السلام کی کوشش بسیار کے بھی اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ ذرہ بھی ہلا سکیں اور وہی کام جو انبیاء سے نہیں لینا چاہتا مولوی الیاس صاحب کی امت (گروہ) تبلیغی سے کرالیتا ہے جو انبیاء علیہ السلام سے نہ ہو سکے۔ انبیاء علیہ السلام نے اللہ کے چاہنے سے جو کام کئے ان کا شمار دشوار ہے مگر بطور نمونہ مشتے از خروارے مسطور ہیں ان کے مقابلہ میں امت تبلیغیہ کے افراد کے کاموں کا جائزہ لیں اور ذرہ نہ ہلنے والی روئیداد دیکھیں کہ جس اللہ نے انبیاء علیہ السلام سے ایسے عظیم الشان حیران کن بلکہ بعید از قیاس کام کرائے تو ان کاموں سے عجیب تر کونسا کام ہوگا کہ جسے انبیاء علیہ السلام باوجود کوشش بسیار ذرہ نہ ہلا سکیں اور تبلیغی امت کے فردِ ضعیف سے اللہ لے لے۔ حاشا وکلا دشوار بلکہ محال، یہ انبیاء علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی واہانت ہے۔

۱۔ پالنے میں جھولنے والے بچہ کی گواہی:

زلیخا نے جب یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی تو انہوں نے اپنی براءت کے سلسلہ میں فرمایا کہ گھر میں ایک چار ماہ کا بچہ پالنے میں تھا جو زلیخا کے

ماموں کا لڑکا تھا اس سے دریافت کرلیا جائے۔ عزیز نے کہا کہ چار ماہ کا بچہ کیا جانے یوسف علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کو گویائی دینے اور اس سے میری بے گناہی کی شہادت ادا کردینے پر قادر ہے۔ عزیز نے جب اس بچہ سے دریافت کیا تو بچہ کہتا ہے قرآن کریم نے اس کا ذکر اس طرح فرمایا۔

وشهد شاهد من اهلها ان	اور عورت کے گھر والوں میں سے
كان قميصه قد من قبل	ایک گواہ نے گواہی دی اگر ان کا
فصدقت وهو من الكٰذبين ط	کرتا آگے سے چرا ہے تو عورت
وان كان قميصه قد من دبرٍ	سچی ہے اور انھوں نے غلط کہا اور
فكذبت وهو من الصٰدقين ط	اگر ان کا کرتا پیچھے سے چاک ہوا تو
	عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔

مولوی الیاس صاحب سے کہو کہ ایسی کوئی مثال پیش کیجئے کہ تبلیغی امت کے کسی فرد نے کسی کمسن بچہ کو گویائی عطا کی ہو۔ ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین۔ بالفرض باطل اگر ایسی مثال پیش بھی کردیں تو مساوات ہی ٹھہری یہ نہ ہوگا کہ حق تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کیلئے نہ چاہا تبلیغی امت کیلئے چاہا ان سے کام لے لیا جو وہ نہ کرسکے۔

۲۔ یوسف علیہ السلام نے بینائی عطا فرمادی:

یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا۔

اذهبو بقميصى هذا فالقوه	میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے

علی وجه ابی یات بصیرا ط	باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلما ان جاء ۃ البشیر القه علیٰ وجهه فارتد بصیرا ط	پھر خوشی منانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اسکی آنکھیں پھر آئیں۔

مولوی الیاس صاحب فرمایئے۔ امت تبلیغی کے کسی فرد نے کسی اندھے کو انکھیارا بنایا۔ ھاتو برھانکم نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ انکھیاروں کو انکی صحبت نے اندھا کر دیا۔ کل تک جو انبیاء علیہم السلام کی شان ارفع واعلیٰ کے قائل تھے آج وہ ایسے اندھے ہو گئے کہ وہ شان عظیم بھی نظر نہیں آتی۔

۳۔ پتھر سے پانی کے چشمے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

واذاستسقی موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا	اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا۔ اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اسمیں سے بارہ چشمے نکلے۔

الیاس صاحب ہے کوئی مثال ایسی کہ تمہاری امت تبلیغی نے ایسے چشمے پتھر پر لاٹھی مار کر نکالے ہوں اگر بالفرض باطل ہے تو بھی مساوات لازم آئے گی۔ یہ نہیں کہہ سکتے

کہ انبیاء کی کوشش بسیار کے باوجود ذرہ نہیں ہلا اور میری امت کے ضعیف فرد نے پہاڑ اٹھالیا۔ اقول۔ ہرگز کوئی مثال پیش نہیں کر سکتے تمہاری امت کے ضعیف تو کجا تم بذات خود باوجود مثل انبیاء علیہ السلام ظاہر ہونیکے بھی کسی سوکھے کنوئیں سے ایک لوٹا پانی حاصل نہیں کر سکتے۔ ھاتو برھانکم

۴۔ ہوا پر حکومت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاءً حیث اصاب ط	تو ہم نے ہوا اس (سلیمان) کے بس میں کردی کہ اسکے حکم سے نرم نرم چلتی ہے جہاں وہ چاہتا۔

مولوی الیاس صاحب تمہاری تبلیغیہ تو ایسی مثال پیش کرنے سے عاری، تم ہی بڑھ کر سامنے آؤ۔ ذرا ناک پر بیٹھی مکھی پر ہی اپنی حکومت دکھاؤ۔ ھاتو برھانکم ان کنتم صٰدقین ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۵۔ ٹھوکر سے چشمۂ آب:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

واذکر عبدنا ایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الشیطٰن	اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو جب اسنے اپنے رب کو پکارا کہ

بنصب وعذاب ط ارکض برجلک هذامغتسل بارد و شراب ط	مجھے شیطان نے تکلیف اور ایذا لگادی ہم نے فرمایا زمین پر پاؤں مارو ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ۔

چنانچہ ایوب علیہ السلام نے ٹھوکر ماری ٹھنڈے پانی کا چشمہ برآمد ہوا۔ ایوب علیہ السلام اس میں نہائے اور پانی پیا فوراً صحتیاب ہو گئے۔

مولوی الیاس صاحب تمہاری امت تو کجا تم ذرا سر مار کر کے ہی کوئی گلاس پانی کا نکال کر دکھاؤ۔ یاد رکھو سر پٹختے پٹختے مر جاتے مگر ایک گلاس پانی نہ پاتے۔ اس پر دعویٰ امتیاز بردست کہ جس سے صراحتاً گستاخی واہانت ظاہر ہے۔

۶۔ پرندوں کو زندہ کرنا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

واذ قال ابراهيم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ قال اولم تومن قال بلٰی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن الیک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزء ثم ادعهن یاتینک	اور جب عرض کی ابراہیم نے اپنے رب سے مجھے دکھا تو کیونکر مردے جلائیگا، فرمایا کیا تجھے یقین نہیں، عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ

سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم	ہلالے، پھران کاایک ایک ٹکڑاہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئینگے پاؤں سے دوڑے اور جان کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے لئے مور، مرغ، کبوتر، کوا۔ انہیں بحکم الٰہی ذبح کیا ان کے پر اکھاڑے اور قیمہ کر کے ان کے اجزاء باہم خلط کر دیئے اور اس مجموعے کے کئی حصے کئے ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا چلے آؤ حکم الٰہی سے یہ فرماتے ہی وہ اجزا اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزا علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکلیں بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سروں سے مل کر بعینہ پہلے کی طرح مکمل ہو کر اڑ گئے۔ سبحان اللہ

مولوی الیاس صاحب ہے کوئی ایسی مثال آپ کی امت سے کہ حق تعالیٰ نے ان سے وہ کام لے لیا جو انبیاء علیہم السلام کی کوشش بسیار کے باوجود ان سے نہ لیا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عرض پر چار پرندوں کو زندہ کر دیا۔ تم اپنی سعی تام کے ساتھ اپنی داڑھی کے گرے ہوئے بال ہی کو اس کی جگہ جما کر دکھا دو۔

بیماروں کو اچھا، مردوں کو زندہ کرنا:

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ورسولا الی بنی اسرائیل	اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف
انی قد جئتکم بآیة من ربکم	فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک
انی اخلق لکم من الطین	نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی
کھیئة الطیر فانفخ فیه	طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی
فیکون طیرا باذن الله	سے پرندے کی سی صورت بناتا
وابری الاکم ولا برص	ہوں پھر اسمیں پھونک مارتا ہوں تو
واحی الموتی باذن الله	وہ فوراً پرندہ ہوجاتی ہے اللہ کے حکم
وأنبئکم بما تاکلون وما	سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد
تدخرون فی بیوتکم ان فی	اندھے اور سفید داغ والے کو
ذالک لآیة لکم ان کنتم	اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے
مومنین	حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم
	کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں
	جمع کرکے رکھتے ہو بیشک ان
	باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی
	ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے جو عجیب

وغریب محیر العقول کام لئے وہ ان کے غیر کیلئے ناممکن ہیں ان کیلئے ایک دفتر عظیم درکار ہے ان میں سے ہم نے صرف چند کو ذکر کیا وہ یہ ہیں۔

نمبر ۱ ۔ یوسف علیہ السلام نے چار ماہ کے شیر خوار بچہ سے گواہی دلوائی۔

نمبر ۲۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو بینائی عطا فرمادی۔

نمبر ۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مار کر بارہ چشمے پانی کے جاری فرمادیئے۔

نمبر ۴۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جن وانس کے ماسوا ہوا پر حکومت فرماتے تھے۔

نمبر ۵۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ٹھوکر مار کر سرد پانی کا چشمہ نکال لیا ۔

نمبر ۶۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قیمہ شدہ پرندوں کے گوشت کو دوبارہ زندہ کردیا۔

نمبر ۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی کی مورتیوں کو پھونک مار کر پرندہ بنا کر اڑادیا۔

نمبر ۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا فرمادیتے۔

نمبر ۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیماروں کا شفا عطا فرمادینا۔

نمبر ۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ فرمانا۔

نمبر ۱۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا۔

مولوی الیاس صاحب اپنی امت ضعیف تو کجا، قوی نہیں بلکہ بہ نفسِ نفیس

خود اپنی ذات سے کوئی ایسی مثال پیش کریں کہ اللہ عزوجل نے ان سے وہ کام لے لیا جو انبیاء علیہم السلام سے بھی نہ ہوسکا (معاذ اللہ) اگر ایمان کی کوئی رمق پائی ہوتی تو دیکھتے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیوں کی عرضداشت پر ان کے ہاتھوں پر وہ کام ظاہر فرمائے کہ زمانہ اسکی مثال پیش کرنے سے عاری۔ اگر تم کو ایسا ہی زعم ہے تو درخت کا گرا ہوا ایک پتا ہی اس درخت میں اس کی جگہ لگادو اور اپنی مدد کیلئے اپنے سارے اکابر و اصاغر کو بلالو تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تمہارے ساتھ ہے یا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہے۔

انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی منشاء الٰہی سے وابستہ ہے۔ وہ منشائے الٰہی کے خلاف کچھ نہیں کرتے اور جو یہ کرتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے اور جو امور منشائے الٰہی کے مطابق نہیں ہوتے ان سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو منع فرما دیا جاتا ہے۔ جو امور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظاہر ہوتے ہیں وہ غیر نبی سے ہرگز نہیں ہوسکتے اسی واسطے انبیاء کرام علیہ السلام کے ان افعال کو **معجزہ** کہتے ہیں۔ جو نبی نہیں اس سے معجزہ ظاہر نہیں ہوسکتا ہاں ولی سے کرامت کا صدور ہوتا ہے وہ معجزہ نہیں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام کے متعلق کوئی سچا مسلمان غلط سوچ بھی نہیں سکتا مگر مذہب وہابیہ کی اساس ہی توہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ہے یہی تبلیغی جماعت کا امتیازی نشان ہے۔

عزیزان گرامی۔ اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی ریاضت و مجاہدات محتاج تعارف نہیں سیدنا امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے برسوں

عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ حضور سیدنا غوث الاعظم ﷺ نے مدتوں کھانا ترک فرمادیا۔ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قم الیل الا قلیلا نصفه	(پیارے محبوب) رات میں قیام
اوانقص منه قلیلااوزد علیه	فرماؤ، سوا کچھ رات کے آدھی
ورتل القرآن ترتیلا ہ	رات یااس سے کچھ کم کرویااس پر
	کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر
	ٹھہر کر پڑھو۔

حضور اکرم سید عالم ﷺ رات میں ایسا طویل قیام فرماتے کہ پائے مبارک ورم کر جاتے۔ اب تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کی انوکھی شان ملاحظہ ہو۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

" بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت ومجاہدے سے نہیں ہوتی کیونکہ ان کو خواب میں علوم صحیحہ القا ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے۔" (ملفوضات الیاس صفحہ ۵۰)

کیا نرالی شان ہے کہ اوروں کو ریاضت اور مجاہدات کے باوجود یہ مرتبہ عالی حاصل نہیں ہوتا جو حضرت کو خواب میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ ان حضرات کو خواب ہی میں تمام مناصب ومراتب حاصل ہوتے ہیں اور بڑا فضل تو علوم صحیحہ کا القا ہے جو نبوت کا حصہ ہے اور بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے ارشاد فرمایا کہ۔

" انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے

ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس صفحہ ۴ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

بعض سے مراد بہ نفس نفیس خود مولوی الیاس صاحب ہیں چنانچہ آگے فرماتے ہیں۔

" آج کل خواب میں علوم صحیحہ کا القا ہوتا ہے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے" (ملفوظات صفحہ ۵۰)

چنانچہ یہ منصب عظیمہ مولوی الیاس صاحب کو حاصل تھا۔ مگر تعجب تو اس امر کا ہے کہ اگر علوم صحیحہ کا القا من جانب حق تعالیٰ ہے تو وہ قادر ہے پھر لوگوں سے یہ کہنا کہ کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کی جانب سے علوم صحیحہ کا القا ہو رہا ہے وہ بیچارہ اتنا کمزور، بے بس ہے کہ اپنے محبوب ترین بندہ کو نیند نہیں دے سکتا اس واسطے دوسرے پہلوانوں سے گزارش کی جاتی ہے کہ اب تم لوگ کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ نیز اسی سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

" کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر و تومنون بالله۔ کی تفسیر یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو" (ملفوضات الیاس صفحہ ۵۰)

نزول قرآن کو تقریباً چودہ سو سال ہو رہے ہیں یہ راز مخفی اور پوشیدہ رکھا گیا

آیۂ کریمہ تو نازل فرمادی گئی تھی مگر کسی کو خبر نہ تھی کہ اس سے مراد حضرت الیاس صاحب دہلوی ہیں علاوہ ازیں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو بشارت دی قرآن کریم میں ہے۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد " اوران رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائینگے۔ان کا نام احمد ہے۔علاوہ ازیں قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام کا آنا ،تشریف لانا مذکور مگر مولوی الیاس صاحب کے متعلق اب فرمایا جارہا ہے کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہواس سے مترشح ہوتا ہے کہ الیاس صاحب دہلوی آنجہانی اس وقت بھی موجود تھے مگر بربنائے حکمت عملی اب ظاہر کئے گئے ہیں گویا اس وقت خبر تھی اب ظہور ہوا۔ یہ منصب کی نشاندہی تھی۔اس منصب عالی کی دلیل کے طور پر فرمایا گیا کہ آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القا ہوتا ہے۔امت یہ دل وگردہ کہاں سے لائے جو علوم صحیحہ سے انحراف کرے مسلمان کے نزدیک تو علوم صحیحہ (علم یقینی) قرآن کریم اور احادیث شریفہ ہیں مگر تبلیغی جماعت کے امیر جدید مولوی محمد زکریا صاحب سہارنپوری تو حدیث شریف کو قابل التفات ہی نہیں ٹھہراتے ،فرماتے ہیں کہ:

حضرت سلمان نے حضرت حذیفہ سے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ناراضی کے دوران میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرمادیتے تھے۔تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جس کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دل میں ناراضی پیدا ہو اور

آپس میں اختلاف پیدا ہو۔

(تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور ان کے جوابات صفحہ ۶۸۔۶۹)

گویا رسول اللہ ﷺ بعض لوگوں کے کہنے پر بعض لوگوں سے ناراض ہو کر برا بھلا کہہ دیا کرتے اور کسی کی مسرت آمیز بات پر کسی سے خوش ہو کر بے جا تعریف فرما دیا کرتے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو دکھ ہوتا اور دشمنی اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ یہ لکھ کر انہوں نے ثابت کر دیا کہ حدیث شریف لائق التفات نہیں اب صرف قرآن کریم ہی رہ جاتا ہے جس میں اعلانیہ انکار کی گنجائش نہیں، پس الیاس صاحب کے القا شدہ علوم صحیحہ بہر نوع حدیث شریف سے (معاذ اللہ) برتر و بالا لائق اعتماد ٹھہرے کہ ان کا کہیں بھی کسی نے نہ تو انکار کیا نہ شک و تردد۔

مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں کہ:

" حضرت رشید احمد گنگوہی اس دور کے قطب الارشاد اور مجدد تھے "

(ملفوظات الیاس صفحہ ۱۲۳)

اور لیجئے ! مولوی رشید احمد گنگوہی کے نواسے حافظ محمد یعقوب صاحب گنگوہی جب مولوی محمد الیاس صاحب سے ملنے آئے تو مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں

" مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی ہے میں آپ کے گھر کا غلام ہوں۔ " (ملفوظات الیاس صفحہ ۱۲۴)

یہ وہ فرما رہے ہیں جن پر خواب میں علوم صحیحہ القا فرمائے جاتے ہیں وہی

جن کی غلامی کا دم بھرے تو اس کا مقام و مرتبہ کون جانے وہی صاحب مرتبہ، خود مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

"سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر" (تذکرۃ الرشید ج ۲ صفحہ ۱۷)

قطب الارشاد کا لب و لہجہ ملاحظہ فرمایئے۔ یہ نہیں فرما رہے ہیں کہ رشید احمد کی زبان سے حق نکلتا ہے بلکہ یہ فرما رہے ہیں کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے گویا حق کو لازم کر دیا ہے رشید احمد کی زبان سے اسکے ماسوا کوئی بات حق ہو ہی نہیں سکتی، پھر قسم کے ساتھ موکد فرما کر کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ گویا ہدایت و نجات کیلئے رشید احمد گنگوہی کی اتباع شرط ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کا زمانہ نہیں ہے نہ اس کی حاجت (معاذ اللہ)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

الحاصل کلام:

وہ جن پر خواب میں علوم صحیحہ القا ہوتے ہیں انہوں نے اپنی امت کو رشید احمد گنگوہی کے چرنوں میں ڈال دیا اور صاف کہہ دیا کہ مجھے دین کی نعمت قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی سے ملی ہے اور میں ان کا غلام ہوں گویا دین کی نعمت

نہ اللہ سے پائی نہ رسول سے۔ (جل جلالہ و ﷺ) رشید احمد گنگوہی سے پائی ہے۔

قطب الارشاد دیوبند مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں:

" کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِ شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں، اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل صفحہ ۴۱ قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

مسلمانوں کے نزدیک ہدایت و نجات کیلئے رسول اللہ ﷺ کی اتباع ضروری اور لازم، دیوبندی اور تبلیغی وغیرہ لوگوں کی ہدایت و نجات کیلئے مولوی رشید احمد گنگوہی کی اتباع شرط اور لازم ہے۔ مذہب کی ترویج و اشاعت کیلئے کتاب کی ضرورت تھی پس رشید احمد صاحب نے فرمادیا کہ کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے، اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ گویا جس کے پاس تقویت الایمان نہیں وہ عین اسلام سے محروم تو آپ ہی بتائیں وہ کون ہوگا؟ اگر بالفرض اس کے پاس تقویت الایمان تو ہے مگر پڑھا نہیں تو بھی عین اسلام سے محروم رہا۔ اگر پڑھ بھی لیا اور شامت نفس سے عمل نہ کرسکا تو بھی عین اسلام سے محروم رہ گیا۔ تو وہ مسلمان کہاں رہا؟

قرآن کریم پر تمام مسلمانوں کا ایمان ہے، اگر کوئی قرآن کریم میں شک بھی کرے تو وہ مسلمان نہیں۔ تو قرآن کریم پر ایمان عین اسلام ہے۔ مگر قرآن کریم کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام نہیں کیونکہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو قرآن

کریم نہیں رکھتے وہ عین اسلام تو کیا اسلام سے بھی محروم نہیں۔ اسی طرح کتنے ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے قرآن کریم پڑھا ہی نہیں تو قرآن کریم نہ پڑھنے کی بنا پر ان کو اسلام سے محروم قرار نہیں دیا جا سکتا اور رہا عمل تو الا ماشاالله کتنے مسلمان ہیں جو شامت نفس کی وجہ سے عمل نہیں کرتے مگر کسی نے ان کو بھی اسلام سے محروم نہ ٹھہرایا۔ مگر تقویت الایمان جس کے پاس نہیں وہ عین اسلام سے محروم ہو گیا کتاب تقویت الایمان کو وجود ملا تیرھویں صدی ھجری میں، تو جب تک تقویت الایمان وجود میں نہ آئی تھی لوگ عین اسلام سے محروم تھے۔ تو کون تھے؟ البتہ مسلمان تقویت الایمان کے نہ ماننے والے تھے، قرآن کریم کے ماننے والے تھے۔ تو وہ اسلام جو مولوی الیاس صاحب کو قطب الارشاد رشید احمد گنگوھی سے ملا وہ تیرھویں صدی ہجری سے وجود میں آیا اس سے پہلے یہ دیوبندی، تبلیغی وغیرہ نہ تھے، تو اسلام کا کوئی نام ونشان ہی نہ تھا۔ یہ بات ہماری نہیں بلکہ بانی تبلیغی جماعت مولوی محمد الیاس صاحب اور ان کے قطب الارشاد آقائے نعمت مولوی رشید احمد گنگوہی کی ہے اگر غصہ کرنا ہے تو ان حضرات پر کیجئے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

تقویت الایمان میں کیا ہے:

قرآن کریم کا رد ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون ط	اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

تقویت الایمان کہتی ہے۔

" اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے " (تقویت الایمان صفحہ ۲۷)

ذلت عزت کی ضد ہے اور ایمان نام ہے یقین کامل کا چنانچہ تقویت الایمان کہتی ہے کہ ہر مخلوق انبیاء و مرسلین ہوں یا ملائکہ ہوں یا ملائکہ مقربین (علیہم الصلاۃ والسلام) ہوں۔ بڑا ہو یا چھوٹا یا ان حضرات سے کم درجہ وہ سب اللہ کی شان کے آگے (معاذ اللہ) چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ گویا اللہ کی شان کے آگے چمار اتنا ذلیل نہیں (معاذ اللہ استغفر اللہ)۔

مولوی الیاس صاحب کے آقائے نعمت قطب الارشاد رشید احمد گنگوہی سے اسی عبارت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا

" یہ عبارت بالکل صحیح ہے "۔ (فتاوی رشیدیہ مبوب کامل صفحہ ۴۳)

اور لیجئے۔ اللہ تعالیٰ مومنین صالحین کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

ان الذین امنو و عملو الصلحت اولئک ھم الخیر البریہ

یعنی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

یہ فرمان واجب الایقان تقویت الایمان کو ایک آنکھ نہ بھایا، مسلمان تو کجا وہ انبیاء اور اولیاء کو بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ایک دم چیلنج کر دیا اور کہا :

" سب انبیاء اور اولیاء اس (اللہ) کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں "

(تقویت الایمان صفحہ ۹۷ مکتبہ الاسلام وسن پورہ لاہور)

گویا مومنین صالحین (معاذ اللہ) کس گنتی وشمار میں ہیں اس کے روبرو سب انبیاء اور اولیاء ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں یعنی ذرہ ناچیز اس کے روبرو اتنا کم نہیں۔ یہ وہ اسلام ہے جو تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کیلئے شرط لازم تقویت الایمان کا رکھنا، پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ٹھہرایا گیا۔ پس امت وہابیہ مقلد اور غیر مقلد دیوبندی تبلیغی وغیرہ! ہے کسی میں طاقت جو منہ کھولے اس کے خلاف تو عین اسلام ہی سے محروم ہو جائے چنانچہ آج تک کسی نے بھی احتجاج و اعتراض تو بڑی چیز ہے ان عباراتِ تقویت الایمان کو شیر مادر سمجھ کر حرز جان بنایا۔

تبلیغی جماعت میں اکابر دیوبند کا مرتبہ:

مولوی محمد زکریا صاحب (تبلیغی جماعت کے امیر اور مولوی محمد الیاس صاحب کے بھتیجے) فرماتے ہیں اور اپنے حکیم الامت اشرف علی تھانوی سے سند لاتے ہیں۔

" حضرت اقدس حکیم الامت سے الافاضات الیومیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ مشائخ (بزرگوں) کے یہاں جو مقربین (خاص مصاحبین) بصیغہ اسم مفعول ہوتے ہیں ان میں سے ایک دو مکرمین (عزت والے) بصیغہ اسمِ فاعل بھی ہوتے ہیں ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب (بے چینی) میں رکھتے ہیں۔ جھوٹ سچ لگاتے ہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کر دیا جس

سے چاہا راضی کر دیا۔ بحمداللہ ہمارے بزرگ اس سے صاف ہیں ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب تو کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے، جہاں کسی نے کسی کی شکایت شروع کی فوراً منع فرمادیا کرتے تھے کہ خاموش رہو میں سننا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد کسی کی ہمت ہی شکایت کی نہ ہوتی تھی اور حضرت حاجی صاحب سب سن کر فرمادیتے تھے کہ تم نے جو کچھ بیان کیا اور فلاں شخص کی شکایت کی سب غلط ہیں میں جانتا ہوں اس شخص کو وہ ایسا نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا حضرت گنگوہی کا اس بارے میں کیا معمول تھا فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت سے سوال کیا تھا کہ آپ سے لوگ دوسروں کی شکایت بیان کرتے ہیں۔ آپ پر کوئی اثر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ میں سمجھ لیتا ہوں کہ دونوں میں رنجش ہے مگر سن لیتے تھے سب **الانتباہات الیومیہ** میں لکھا ہے کہ میں تو واقعات میں علماء تک کی روایات کا اعتبار نہیں کرتا۔

(تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور ان کے جوابات صفحہ ۶۹۔۷۰)

واضح رہے کہ کسی مسلمان کی ایسی برائی بیان کرنا جو اس میں موجود ہو اس کو غیبت کہتے ہیں اور ایسی برائی جو اس میں موجود نہ ہو بیان کرنا بہتان ہے غیبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

و لا یغتب بعضکم بعضا ط ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ (الحجرات)

یعنی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو تم میں کوئی اس کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تو تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

جب غیبت کرنا ایسا گناہ عظیم ہے تو بہتان لگانا کیسا سخت وشدید گناہ ہوگا۔ تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب اپنے حکیم الامت کی سند کے ساتھ تمام مشائخ (جن میں اولیاء کرام بھی شامل) کو اس شدید گناہ کا مرتکب بتارہے ہیں کلمہ جھوٹ بہتان پر دال ہے اور سچ غیبت پر دلالت کرتا ہے گویا دیوبندی اور تبلیغی مذہب میں سارے علماء ومشائخ ساقط الاعتبار اور گناہ کبیرہ کے مرتکب۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں دیوبندی اور تبلیغی مذہب میں تو اولیاء وفقہاء تو کجا وہ تو سید المرسلین وخاتم النبین محمد ﷺ کو بھی ان عیوب سے متہم قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں رسول اللہ ﷺ کے متعلق دیوبندی تبلیغی عقیدہ، تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب ارقام فرماتے ہیں

حضرت حذیفہ حضرت سلمان کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا آپ میری ان احادیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو خود آپ نے بھی حضور اقدس ﷺ سے سنی ہیں۔ حضرت سلمان نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ناراضگی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرمادیتے تھے۔ تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جس کی وجہ سے بعض لوگوں میں محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے بعض لوگوں کے دل میں ناراضی پیدا ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو۔ تم کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں دوسرے آدمیوں کی طرح مجھے بھی

غصہ آتا ہے۔'' (تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات صفحہ ۶۸۔۶۹)

حضور اقدس ﷺ میں بھی وہی عیب ثابت کیا جارہا ہے جو علماء ومشائخ فقہا اور اولیاء میں ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا بھی بعض لوگوں کی باتوں میں آکر کسی سے ناراض ہوکر کچھ کہہ دینا یعنی برا بھلا اور کسی سے خوش ہوکر اظہار مسرت کے لئے کچھ کہہ دینا جن باتوں سے مسلمانوں میں رنجش اور عداوت پیدا ہو جس کے باعث آپس میں انتشار اور افتراق ہو۔ چنانچہ آگے لکھتے ہیں۔

'' میرا مقصد ان چیزوں کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ مشائخ کے یہاں روایات غلط اور صحیح پہنچتی ہی رہتی ہیں اور اس بنا پر اگر کسی شخص کی کوئی تعریف یا کسی کی مذمت کی ہو تو ان کو کلیہ بنالینا ہرگز مناسب نہیں حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو جلیل القدر صحابی حضرت حذیفہ سر النبی ﷺ کو بھی اس پر ڈانٹ دیا کہ ایسی روایات نقل نہ کریں ''

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات صفحہ ۷۰۔۷۱)

ملاحظہ ہو جو عیب مشائخ میں ہیں وہی حضور اکرم ﷺ پر ثابت کئے جارہے ہیں۔ اگر کوئی ان عیوب ونقائص سے پاک وصاف ہے تو وہ اکابر علماء دیوبند ہیں۔

قرآن کریم میں ہے۔

وما ینطق عن الھوی ۵	اور وہ (نبی کریم ﷺ) کوئی بات
ان ھو الا وحی یوحی ۵	اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے

قرآن کریم کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے اور دیوبندی تبلیغی اسلام کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہیں دوسروں کی طرح ان کو بھی غصہ آتا ہے۔ لوگوں (صحابہ) کے لگانے بجھانے (چغلی غیبت) سے کسی سے ناراض ہوکر کچھ کہہ دیتے اور کسی سے راضی (خوش) ہوکر کچھ کہہ دیتے جس سے مسلمانوں میں بعض سے نفرت اور عداوت پیدا ہوجاتی اور وہ ایک دوسرے کے مخالف بن جاتے۔ یہ ان تبلیغی دیوبندی لوگوں کا ایمان ہے حضور اکرم ﷺ کی شان بے مثالی دیکھنا ہوتو قرآن وحدیث دیکھیں۔

حضور اکرم ﷺ طائف تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے کیا سلوک کیا مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں۔سیرت کی کتابیں گواہ ہیں کہ لوگوں نے جھٹلایا اور سخت توہین کی اور کمینے لوگوں اور غلاموں کو آپ ﷺ پر ابھارا جو آپ ﷺ کو گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے رہے پھر لوگ جمع ہوگئے اور آپ ﷺ کے راستہ میں دو رویہ صف باندھ کر کھڑے ہوئے جب آپ ﷺ درمیان سے گزرے اور قدم اٹھاتے تو قدم اٹھاتے وقت پیروں پر پتھر برسائے یہاں تک کہ نعلین مبارک خون میں بھر گئے جب آپ کو پتھروں کا صدمہ پہنچتا تو بیٹھ جاتے مگر وہ لوگ بازو تھام کر اٹھاتے اور کھڑا کردیتے جب پھر چلنے لگتے تو پتھر برساتے اور ساتھ ساتھ ہنستے جاتے۔اس طرح انہوں نے عقبہ اور شیبہ پسران ربیعہ کے باغ

تک آپکا تعاقب کیا آپ نے ایک انگور کی شاخ کے سایہ میں پناہ لی۔ آپ نے ان کیلئے بددعا تک نہ کی بلکہ ان کے حق میں دعا فرمائی۔

اس سفر طائف کے مدتوں بعد ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ کیا آپ پر کوئی ایسا دن آیا ہے جو احد کے دن سے زیادہ سخت ہو فرمایا بیشک میں نے تیری قوم سے دیکھا جو دیکھا اور جو میں نے ان سے دیکھا اس میں سب سے سخت عقبہ کا دن تھا۔ جب کہ میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا اس نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا پس میں غم کی حالت میں گردن جھکائے چلا مجھے ہوش نہ آیا مگر قرن الثعلب میں سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نے مجھے سایہ کیا ہوا ہے میں نے نظر اٹھائی تو اس بادل میں حضرت جبرائیل علیہ السلام دکھائی دیئے۔ حضرت جبرائیل نے مجھے آواز دی اور کہا بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا اور انہوں نے جو آپ کو جواب دیا وہ بھی سن لیا ہے۔ آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا گیا ہے تاکہ آپ اسے حکم دیں جو کچھ آپ اپنی قوم سے چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کے بعد کہا اے محمد ﷺ بیشک اللہ نے

آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھ کو آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے تا کہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں ۔اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں پہاڑوں کو ان پر الٹ دوں تو الٹ دیتا ہوں۔آپ نے جواب دیا نہیں، بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے نیک بندے پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔''

(صحیح بخاری و مسلم)

غور طلب یہ امر ہے کہ جس کے ساتھ ایسے ظلم و ستم روا رکھے جائیں اور وہ بدلہ لینے پر قدرت بھی رکھتا ہو۔فرشتے جس کے حکم کے منتظر ہوں اور نہ وہ غصہ فرمائے نہ بدلہ لے بلکہ ان کو دعائیں دے۔تبلیغی و دیوبندی ملاؤں نے سرکار ابد قرار ﷺ کی جناب میں صریح گستاخی اور توہین کی اور اپنے اکابر دیوبند کو ان عیوب سے پاک و صاف بتایا۔بات صرف اتنی سی ہے کہ مسلمانوں کیلئے حدیث و قرآن اور تبلیغی دیوبندیوں کیلئے تقویت الایمان بس ہے۔ان کا ایمان کہتا ہے کہ نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی مان، تو تقویت الایمان کی۔مان

پس اپنی ذات اور اپنے اکابر و بزرگوں کو انبیاء مرسلین پر فضیلت دینا ان کی شان ہے اور انبیاء مرسلین کی توہین ان کا امتیازی نشان ہے۔

مولائے قدوس ان سطور کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور عامۃ المسلمین کو

اس سے نفع پہنچائے اور حق و باطل کے امتیاز کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العالمین

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین والہ واصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

سنگ بارگاہ رضا ابوالرضا محمد عبدالوھاب خان القادری الرضوی غفرلہ

۲۷ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۵ جنوری ۱۹۹۰ء امروز جان افروز پنجشنبہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

فہرست تصانیف لطیف
حضرت مفتی عبدالوھاب خان مدظلہ العالی

نام تصنیف	المعروف
صمصام الازل علی عنق ابی جہل	قادری تلوار
آیت من آیات الرحمٰن علی رد توحید خالص للشیطٰن	توحیدی فرقے کے خدوخال
کشاف القلوب لاھل الذنوب	دل کا علاج
غیر مقلدین بمقابلہ رب العالمین	
تقلید آئمہ ملت بجواب اصلی اہلسنت	
شمع ہدایت اور تبلیغی جماعت	
دہلی کے برکات	
مسلمانوں کا احترام کرو مع علماء	
دیوبند کا محبوب مشغلہ اور دین کا اہم فریضہ	
تقویت الایمان بمقابلہ عظمت قرآن	
مصباح الظلام علی رد اعداء الاسلام	اہلسنت دیوبند کا عرفان
خیر الھدیٰ لدفع الطغی	دامن کو ذرا دیکھ
صاعقۃ الرضا علی اعداء المصطفیٰ ﷺ	مطالعہ بریلویت کی جھلکیاں، ڈاکٹر محمود اپنے علم وحواس کے آئینے میں
ضرب الصالحین علی رؤس الشیاطین	دکھتی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج
مفاتیح القرآن بعطاء الرحمٰن	تراجم قرآن اور امام احمد رضا خان

صداقت ودین کا نشان امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ

مودودی اور قرآن - دعوت فلاح - مکروھات نماز

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

جماعت المسلمین فی قرآن المبین	
تنویر الابصار علی رد ظلمات الفجار	
تزویج النساء فی التحریم النکاح	نکاح کا شرعی حکم
ذکر المحبوب لتطمئن القلوب	میلاد کراؤ ایمان بچاؤ
قهر الدیان علی ملة فضل الرحمن	مولوی فضل الرحمن اپنے علم وحواس کے آئینے میں
تنبیه الغافلین فی تکفیر المرتدین	چلمن بردار
ضیاء الابرار علی رد اوهام الفجار	ایک اعتراض اور اسکا جواب
احکام المبین علی الکفار والمرتدین	پیکرِ نور
علماء دیوبند کا اجمالی تعارف اور ان کی دینی وملّی خدمات کا مختصر جائزہ	
مقام الانسان عند الرحمن	مقام انسانیت
مودودی عرفان فی تفہیم القرآن	مودودی کی تفہیم القرآن کا جائزہ
جماعت المسلمین فی ضلال مبین	جماعت المسلمین کی گمراہی
انعام حق بجواب پیام حق	تنظیم المسلمین اور اسلام
سبیل المؤمنین فی قرآن مبین	آفتاب نبوت کی ضیاء پاشیاں
انواع الانسان علی هدایة والطغیان	سچے مسلمان فرقہ واریت سے پاک ہیں
توضیح کلمات الله لدفع هذیان عدو الله	نبی کی شان میں گستاخی کفر ہے
نبی الانبیاء ماحی الذنوب والخطاء	نبی ہمارے ڈوبتوں کو بچانے والے
علی المرتضی وعباد الله المجتبی	مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے چاہنے والے
آیت من آیت الایمان،	صلوٰۃ وسلام قبل الاذان
صراط الصالحین علی وحید الشیاطین	پانچ مسائل کا جواب
خیر المناجیه فی نیاز والفاتحه	نیاز دلاؤ فلاح پاؤ

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی



بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تبلیغی جماعت کیلئے لمحہ فکریہ

محترم مسلمان بھائیو! میں ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جس کا فیصلہ آپ نے بھی نہایت ایمانداری اور انصاف کے ساتھ کرنا ہو گا۔تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا صاحب کی مشہور کتاب فضائل اعمال (تبلیغی نصاب) تبلیغی جماعت" کی پسندیدہ،معتبر و مستند کتاب ہے۔اور تبلیغی جماعت والے اس کتاب سے تعلیم (درس) دیتے ہوئے لوگوں کی اصلاح اور تربیت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔لیکن دوسروں کی اصلاح کی فکر کرنے والی تبلیغی جماعت اور نگران حضرات کو جب اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ ان سے رجوع وتوبہ کریں،الٹی سیدھی تاویلات و حیلے بہانوں اور تحریفات کا سہارا لیتے ہوئے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔تبلیغی جماعت والے جن مولوی زکریا صاحب کی کتاب فضائل اعمال کو اٹھائے چالیس چالیس دن، چھ چھ ماہ بلکہ سال سال گھروں سے دور گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔اس کتاب کے اندر بے شمار ایسی باتیں عقائد ونظریات موجود ہیں جو ان کے اپنے (دیوبندی) مسلک (تقویۃ الایمان،فتاوی رشیدیہ،بہشتی زیور) کے صریح خلاف ہیں۔بہرحال یہ تو ان کے اپنے گھر کا مسئلہ ہے ہماری گزارش صرف اتنی سی ہے کہ مولوی زکریا صاحب کی کتاب فضائل اعمال میں "ذکر اور قرأت قرآن" کی سخت توہین کی گئی ہے۔لیجئے خود عبارت پڑھ لیجئے زکریا صاحب لکھتے ہیں کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

فضائل اعمال کی مکمل عبارت

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ تعالی جل شانہ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہم کلام

ہوتا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت میں بھی ہو سکتی ہیں مثلاً زکوۃ کہ اس کی حقیقت مال خرچ کرنا ہے یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گزرے گا اسی طرح روزہ دن بھر بھوکا پیاسا رہنا صحبت کی لذت سے رکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں غفلت سے بھی اگر متحقق ہوں نفس کی شدت (تیزی) پر اثر پڑے گا لیکن نماز کا **معظم حصہ ذکر ہے قرات قرآن ہے** یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو **مناجات یا کلام نہیں** ایسی ہی ہیں جیسے بخار کی حالت میں **ہذیان اور بکواس ہوتی ہے** ۔کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے نہ اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی نفع .....الخ (فضائل اعمال باب سوم فضائل نماز "آخری گزارشات" کے تحت صفحہ ۳۶۹ کتب خانہ فیضی لاہور، تبلیغی نصاب صفحہ ۴۰۷ مکتبہ امدادیہ رائیونڈ) دیکھئے کس طرح ذکر اور قرات قرآن کو ہذیاں اور بکواس کی طرح کہا جا رہا ہے ۔حالانکہ صوفیا نے کسی کتاب میں ایسا نہیں لکھا تبلیغی جماعت والے اگر سچے ہیں تو صوفیہ کا حوالہ پیش کریں ۔ یہ گستاخانہ عبارت تبلیغی مولوی زکریا کی اپنی تحریر کردہ ہے ۔اب اس عبارت پر ہم تبلیغی جماعت دیوبندیوں کے ہم مسلک "جامعہ خیر المدارس ملتان" کا فتوی پیش کرتے ہیں ۔

﴿ دیوبندی جامعہ خیر المدارس کا فتوی ﴾

ایک شخص نے یہی عبارت مولوی زکریا اور فضائل اعمال کا حوالہ دیئے بغیر تبلیغی جماعت کے ہم مسلک جامعہ خیر المدارس ارسال کیا ۔سوال و جواب ملاحظہ کیجئے ۔

سوال: گزارش ہے کہ ہمارے علاقے کے مولوی صاحب نے ایک تبلیغی سلسلہ شروع کیا ہے اس نے ایک بات درج کی ہے جس پر علاقہ میں جھگڑا طول پکڑے ہوئے ہے آپ درج ذیل عبارت پڑھ کر شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں ۔..... **مذکورہ عبارت** .....

WWW.NAFSEISLAM.COM

جواب: دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتوی نمبر ۱۴۸ الجواب مورخہ ۱۷۔۱۱۔۱۴۲۱ھ

خط کشیدہ الفاظ موہم توہین ہیں اس کے قائل پر علانیہ توبہ واجب ہے جب تک توبہ نہ کرے اسے مصلیٰ پر کھڑا نہ کیا جائے، مسلمانوں کو اس سے دور رہنا چاہیے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح مہر (دارالافتاء)

بندہ محمد عبداللہ عفر اللہ عنہ

مہر (دارالافتاء)

۷۔۷۔۱۴۲۳ مہر (دارالافتاء)

دیکھئے خود دیوبندی تبلیغی جماعت کے مفتیان نے اس عبارت کو توہین پر مبنی قرار دیا اور ایسے شخص (یعنی مولوی زکریا) کو علانیہ توبہ کرنے کا کہا ہے۔ اب مولوی زکریا صاحب تو بغیر توبہ کیے دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں یہ توہین تو ہمیشہ کیلئے ان کے سر پر رہی اور اس عبارت کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بے ادب و گستاخ قرار پایا۔

آخر تحریف کیوں؟

یاد رہے کہ تبلیغی جماعت والوں نے اب جدید ایڈیشن میں اس عبارت کو نکال دیا ہے اور تبدیل کر کے اس طرح لکھا کہ ''ایسی ہیں جیسے بخار کی حالت میں ہذیان ہوتی ہے'' (ملاحظہ کیجئے جدید ایڈیشن کتب خانہ فیضی لاہور) بکواس کا لفظ جدید ایڈیشن میں نہیں لکھا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یقیناً مولوی زکریا صاحب کی اس عبارت میں ''ذکر و قرات قرآن''

کی سخت توہین تھی۔جسکی وجہ سے انہیں جدید ایڈیشن میں یہ الفاظ ''بکواس'' کے نکالنا پڑے۔

☆ اگر یہ توہین پر مبنی نہ ہوتے تو اس کو خارج نہ کیا جاتا۔اس کا خارج کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ خود تبلیغی جماعت والوں کے نزدیک بھی یہ عبارت توہین پر مبنی ہے۔

☆ یہ بھی یاد رہے کہ جب تک بے ادبی، گستاخی وتوہین سے توبہ نہ کی جائے اس وقت تک قائل بری الزمہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ خود دیوبندی خیر المدارس والوں نے بھی اس عبارت پر علانیہ توبہ کا فتویٰ دیا۔پھر یہ بے ادبی وتوہین تو زکریا صاحب نے کی تھی اوران کی توبہ ثابت نہیں لہذا آج اگر کوئی تبلیغی مولوی رجوع کرتے ہوئے توبہ نامہ بھی شائع کردیتا ہے تب بھی مولوی زکریا صاحب کا بری الزمہ ہونا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ توبہ تو صرف اس شخص کی ہوگی نہ کہ مولوی زکریا کی۔

☆ ایک اہم بات یہ بھی یاد رہے کہ جو تبلیغی حضرات اس توہین آمیز عبارت کو پڑھنے کے بعد توبہ کرنے کی بجائے محض مولیت پرستی اور ہٹ دھرمی کرتے ہوئے صرف عبارت تبدیل کر رہے ہیں وہ بھی اس توہین میں برابر کے شریک ہو رہے ہیں اور آج دنیا میں تو اپنی توہین پر پردہ ڈال لیں گے لیکن کل بروز قیامت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس توہین کے ساتھ پیش کیے جائیں گے۔اوراس توہین کی سخت سزا ان کو بھگتنا پڑے گی۔لہذا دنیا وآخرت کی بہتری اسی میں ہے کہ توبہ کرتے ہوئے اس کے قائل مولوی زکریا اوران کی اس توہین سے اپنے دامن کو پاک کرلیں۔

☆ دیوبندی خیر المدارس کے فتویٰ کے مطابق اس عبارت کو لکھنے والے شخص (یعنی مولوی

WWW.NAFSEISLAM.COM

زکریا) سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہیے لہذا اب مولوی زکریا کے ہیرو کار تبلیغی جماعت والوں سے اس وقت تک دور رہنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے جب تک وہ زکریا صاحب کا توبہ نامہ نہیں دکھا دیتے یا پھر مولوی زکریا (کی تبلیغی جماعت) سے الگ نہیں ہو جاتے۔ ☆جو تبلیغی حضرات اس عبارت کو پڑھنے کے بعد اس سے توبہ نہیں کرتے اور اسے صحیح سمجھتے ہیں وہ بھی اس توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں لہذا ان پر بھی وہی دیوبندی فتویٰ عائد ہو گا کہ ان سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہیے اور ایسے حضرات کو مصلی پر ہرگز نہ کھڑا کیا جائے یعنی ان کے پیچھے نماز ادا نہیں کرنی چاہیے۔

☆ایک اہم بات یہ بھی یاد رہے کہ موجودہ ایڈیشن میں بکواس کا لفظ تو نکال دیا گیا ہے لیکن ''ہذیان'' کا لفظ اب بھی لکھا ہوا ہے لہذا اب عبارت کا مطلب یہ ہو گا کہ ''یہ چیزیں (ذکر و قرات) اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ایسی ہی ہیں جیسے بخار کی حالت میں ہذیان ہوتی ہے'' لاحول ولاقوۃ۔ گویا تبلیغی جماعت والوں کے نزدیک بکواس کے الفاظ میں تو توہین تھی جبھی اس کا نکال دیا لیکن اگر یہ کہا جائے کہ حالت غفلت میں ادا کی گئی نماز ''یہ مناجات یا کلام نہیں ایسی ہی ہیں جیسے بخار کی حالت میں ہذیان ()ہوتی ہے'' تو اس میں توہین نہیں۔ استغفراللہ۔ حالانکہ ذکر پاک اور قرات قرآن کو ہذیان کہنا بھی توہین ہے۔

﴿قرآن پاک و ذکر کی تعظیم و ادب کرنے والے مسلمانوں جواب دو﴾

مسلمانوں کیا تمھارا ایمان یہ گوارہ کرتا ہے کہ غفلت کی حالت میں جو ذکر و قرات قرآن کی جائے وہ ایسی ہی ہیں جیسے حالت بخار میں ہذیان ہوتی ہے؟ ہذیان کا لفظ کون سے اچھے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے کیا کوئی تبلیغی ہمیں بتائے گا؟ کیا اس عبارت میں توہین و بے ادبی نہیں یقیناً اس تحریف شدہ عبارت میں بھی توہین و بے ادبی ہے۔ لہذا توہین و بے ادبی پھر

WWW.NAFSEISLAM.COM

بھی برقرار رہی۔اے مسلمانو!پوچھو ان تبلیغی جماعت والوں سے کہ تم دنیا بھر میں تبلیغ (پس پردہ وہابیت) کا شور کرتے پھرتے ہو لیکن تمھاری اپنی حالت یہ ہے کہ تمھارے چوٹی کے مولوی زکریا نے ''ذکر پاک اور قرات قرآن'' کی سخت توہین کر رہے ہیں لیکن اس پر کبھی تو بہ تک نہیں کی ،کبھی اس غلطی سے رجوع نہیں کیا آخر کیوں؟ کبھی ایسے مولوی کو بے ادب نہیں کہا جو ذکر وقرات کی توہین کر رہا ہے آخر کیوں؟ یہ مولیت ومسلک پرستی نہیں تو کیا ہے؟

﴿تبلیغی جماعت کا بائیکاٹ﴾

لہذا جب تک اس عبارت کا معقول جواب نہیں دیا جاتا یا اس سے کھلی طور پر تو بہ کرتے ہوئے مولوی زکریا سے لاتعلقی کا فتویٰ شائع نہیں کیا جاتا اس وقت تک تبلیغی جماعت سے کلی طور پر بائیکاٹ کیا جائے اور قرآن پاک اور ذکر پاک سے محبت،ادب واحترام کا ایمانی جذبہ اور حق ادا کیجئے۔اللہ عزوجل ہمیں بے ادبوں سے محفوظ رکھے۔

مرتب:احمد رضا قادری سلطانپوری

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

گمراہ اور گمراہ کرنیوالوں کی عُریاں تصویر

تحقیق المُبین
الی تلبیس الوہابین

۱۳۹۹ ہجری

تالیف:

احقر العبد الی اللہ الصمد المدعو بی محمد ابن فیض محمد ساکن جمالی تھل

ناشر:

محمد ضیاء الرحمٰن سیالوی و محمد حفیظ الرحمٰن ساکنان

جمالی تھل ضلع خوشاب

بمصطفےٰ برسال خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

فرقہائے ضال ومضل کی عریانی تصویر بنام تاریخی
تحقیق المبین الی تلبیس الوہابین 1399ھ

بلقیہ

قرن الشیطان کے سر پر ایٹم بم

تالیف

احقر العبد الی اللہ الصمد المدعو ولی محمد ابن فیض محمد ساکن جمالی تھل

ناشران

محمد ضیاء الرحمٰن سیالوی ومحمد حفیظ الرحمٰن

ساکناں بمقام جمالی تھل وڈاکخانہ خاص ضلع خوشاب

جملہ حقوق طباعت واشاعت محفوظ

کتاب کا نام: تحقیق المبین الی تلبیس الوہابین

مصنف: ولی محمد چشتی گولڑوی خطیب جامعہ مسجد غوثیہ

اشاعت: پہلا ایڈیشن

کمپوزنگ: پروفیشنل کمپوزر 10/C دربار مارکیٹ میلا رام ملز لاہور

طابع: محمد ضیاء الرحمٰن و محمد حفیظ الرحمٰن جمالی تھل ضلع خوشاب

تعداد: 1000

سائز: 16-36X23

صفحات: 186

قیمت: 70.00

ترتیب کتاب

عنوان اول: عرض حال

عنوان دوم: تقدیم

عنوان سوم: الاھدیٰ

عنوان چہارم: متن کتاب

عنوان پنجم: تقریظات علمائے کرام

عنوان ششم: الاعتذار و تشکر

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1-	عرض حال	4
2-	تقدیم	6
3-	ہدیہ ثواب	14
4-	آغاز حدیث کی زبانی	16
5-	فتنہ وہابیت	18
6-	نئے روپ	20
7-	ابن عبدالوہاب نجدی	21
8-	وہابی مذہب	24
9-	عقائد ابن تیمیہ	24
10-	فتویٰ وہابیہ نجدیہ	26
11-	تحریک اسماعیل دھلوی	33
12-	دیوبندی یا دیوبندیت	42
13-	اثر ابن عباس کی حقیقت	46
14-	تقریر مولانا گولڑہ شریفؒ	
15-	دیوبندی عقائد	66
16-	توہین خدا تعالیٰ	72
17-	توہین رسالت	80

18-	توہین قرآن	98
19-	توہین اہل بیت	100
20-	تبلیغی جماعت	103
21-	تبلیغی جماعت کا مقصد	111
22-	تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر	118
23-	تنظیمی جماعت	122
24-	عقائد تنظیمہ	124
25-	مسلک اہل سنت	132
26-	خلافت علیؓ	134
27-	امیر معاویہؓ کے متعلق عقیدہ	138
28-	جماعت اسلامی یا مودودیت	141
29-	تشخص مودودی	142
30-	مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا قتل	153
31-	وہابیہ کی کہانی حدیث کی زبانی	165
32-	چبھتا ہوا کانٹا	173
33-	کانٹے کا علاج	173
34-	نسخہ شفاء	175
35-	دعائے مؤلف	177
36-	تقریظات علمائے کرام	178
37-	الاعتذار واظہار تشکر	182

عنوان اول

عرض حال

الحمدو لله رب العالمین والعاقبة للمتقین - الصلواة والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبین وعلے اله الطاهرین واصحابه الذین فاضوا باالصدق والیقین وعلے اولیاء امته و علماء اهل سنة اجمعین ط

اما بعد لاشئ ولی محمد حنفی مذهباً چشتی مسلکا "گولڑوی بیعتا" و جمالوی مولداً یوں عرض گزار ہے کہ اس مقالہ کے لکھنے کا باعث یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں بہت لوگ جن میں پیر و مشائخ و علماء کرام بھی شامل ہیں ان میں بعض پیر امام مولوی خطیب شرعی لباس پہن کر خانقاہوں، مسجدوں میں اور ممبروں پر بیٹھ کر سادہ لوح اہل سنت وجماعت کے عقائد صحیحہ مسخ کرنے میں مصروف ہیں اور ان کو وہابیت، دیوبندیت، مودودیت، تبلیغیت و تنظیمیت کے لباس سے ملبوس کر رہے ہیں۔ ان پیشہ وروں کی ظاہری شکل و صحت جبہ و دستار اہل سنت کے ساتھ کمال مشابہت رکھتی ہے اس وجہ سے عام لوگ ان کو نہیں پہچان سکتے۔ ظاہری طور پر تو یہ محاسن الفعل ہیں مگر باطن فی الحقیقت میں کٹر وہابی ہیں۔ مخبر صادق رسول امین بشیر و نذیر رؤف رحیم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خداداد غیبی علم وادراک سے صدیوں پہلے ان دھوکہ بازوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ان کے اعمال و افعال کی حیثیتیں امت مرحومہ کے سامنے بیان فرمادی تھیں "کچھ لوگ زمانہ کے اخیر میں ظاہر ہوں گے وہ دین متین کو ظاہر کر کے دنیا

کمائیں گے۔ "اَلْسِنَتُهُم احلٰی مِنَ السُّکَّرِ" زبانیں ان کی شکر سے میٹھی ہوں گی "وَقُلُوبُهم الذِّئَاب" اور قلب ان کے بمانند بھیڑیوں کے ہونگے انہی کا ذکر فاضل بریلوی مجدد مائتہ حاضرہ رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے ؎

ذِیَابٌ فی ثِیَابِ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

اندریں فرصت ان ہی لوگوں کے نقاب کو الٹ دیا گیا ہے تاکہ ان کی حقیقت بے حجاب ہو کر عریاں ہو جائے اور ہر خاص و عام عوام ان کے خوش نما چہروں کی طرف التفات نہ کریں نہ ان کی صورت و سیرت پر توجہ دیں اس مقالہ میں جو شواہد پیش کئے گئے ہیں ان ہی کی اپنی ہی داستانیں ہیں جن کو ان لوگوں نے اپنی سوانح حیات کی کتابوں میں مختلف جگہوں پر ثبت کر رکھی ہیں ان کو تلاش کر کے ایک ساتھ پیش کیا جارہا ہے تاکہ دھوکا بازوں کا ظاہری و باطنی عکس (فوٹو) اظہر الشمس اور بین کالامس ہو کر کاشف رموز ہو جائے غرضیکہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ ان کی اپنی تحریرات - اقوالات اور فرسودہ خیالات - قلمی تسویدات کا پلندہ ان کے سامنے آئے گا ؎

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

ناچیز ولی محمد گولڑوی عفااللہ عنہ

عنوان دوم

تقدیم

از حضرت علامۃ العصر مولانا القاری شیر محمد صاحب سیالوی
پرنسپل جامعہ حسنیہ چشتیہ شمس القرآن نورپور

الحمد و لله حمداً حامداً و اصلی مصلیا و مسلما

ہماری زیر نظر یہ کتاب کوئی بحث و مباحثے یا مناظرانہ صنف نہیں ہے وہ اس لئے کہ اس حوالے سے اس موضوع پر لکھی جانے والوں کی کتابوں میں کمی نہیں قبل ازیں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور بہت سے علماء متقدمین نے اس جولانگاہ میں اپنے توسن خامہ رواں دواں رکھ چکے ہیں یہ تو خدائے عزوجل کے علم میں ہے کہ علمائے متاخرین بعد میں اس موضوع پر کہاں تک قلم فرسائی کریں گے ہمارا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ ایک صدی سے پھیل جانے والے اختلافات کے سلسلہ میں رب کائنات کی توحید اور واحد نیت اور نجات دھندہ انسانیت کعبہ نیاز مندی عشق و قبلہ عبادت گزاران شوق حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کے نام ملت اسلامیہ کی کھلی عدالت میں ایک فریاد و استغاثہ پیش کرنا ہے بخدا اس سے ہمارا مقصود پہلے سے موجود تلخی میں زہر گھولنا نہیں بلکہ مقصد وحید صرف اور صرف یہ ہے کہ صدق دل اور اخلوص نیت سے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ وہ بنیادی نکتہ کیا ہے جس نے برصغیر میں اسلام کے نام لینے والوں کو تقسیم کر کے کئی حصوں میں بانٹ دیا ہے ملت اسلامیہ کے پڑھے لکھے طبقے نے غالباً اس طرف

کبھی غور نہیں کیا۔ کیا وجہ ہے سواد اعظم اہل سنت و جماعت اور دیگر گروپز جو اپنے آپ کو واحد نیت کے پجاری کہلائے پھرتے ہیں ان کے اختلاف ختم ہونے کو نہیں آتے بلکہ ان میں اور اضافہ ہو رہا ہے حالانکہ ان اختلافات کو شروع ہوئے تقریباً ایک صدی سے کچھ زائد اوسطاً تین نسلیں گزر چکی ہیں اگر نئی نسل کا پڑھا لکھا طبقہ اسے سنی (سواد اعظم اہل سنت و جماعت) اور وہابیہ (دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، غلام خانی، ندوی، احراری، خاکساری، اہلحدیثی) کے علماء کا جھگڑا سمجھتا ہے تو وہ حقائق سے بالکل بے بہرہ ہے یا پھر مذہب و عقائد سے اس کی وابستگی برائے نام ہے۔

بندہ نواز! آج ملت اسلامیہ کو شعار اور اتفاق کی جو ضرورت ہے وہ کسی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں خصوصاً ہمارا ملک پاکستان جس دوراہے پر کھڑا ہے اور مسائل کی جن سنگینیوں میں گھرا ہوا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ کا ہر ایک فرد جسم واحد کی شکل میں اپنی جگہ بنیان مرصوص بن جائے اور ہر حال یکجہتی کو اپنا کر پاکستان کا ہاتھ بٹائے تاکہ یہ اسلامی ملک اپنے مشن میں کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکے، مگر افسوس قوم گروہ در گروہ میں بٹ رہی ہے پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ گروہ مختلفہ آگے بڑھیں اور خود اعتمادی و جرأت کے ساتھ اصل سوئے اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اس اختلاف کی طرف توجہ دیں اور اسے باہر نکال پھینکیں۔ یاد رہے کہ کوئیں سے مردار نکالے بغیر ساری زندگی پانی نکالتے رہیں تو کنواں کبھی پاک نہیں ہوگا۔ پس اس لئے ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ہر مسئلے کو سمجھا جائے اور پھر اس کی تحلیل کر لیجئے

وہابیوں ..... کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اس ملک میں واضح اکثریت انہی کی ہے اور باقی سب لوگ بدعتی، قبر پرست پیر پرست گیارہویں کھانے والے نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اس سواد اعظم جماعت جو اہل سنت و جماعت ہی ہے انہیں نظر انداز کر کے آخر اسلامی اور دینی محاذ پر کوئی فیصلہ کن قدم کس طرح اٹھایا جا سکتا ہے اگرچہ کچھ علماء اپنی طرز پر یہ کہتے ہیں اجی! یہ تو میلاد خوانی لوگوں کی جماعت ہے جن کی کوئی حیثیت ہی نہیں تو وہ لوگوں کو فریب دینے کے ساتھ ساتھ خود کو بھی فریب دیتے ہیں ہم نے جس دردمندی کے ساتھ اور سوز دل سے اپنا استغاثہ ملت اسلامیہ کے پیش کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ علمی بحثیں و دراز کا تفاصیل اور غیر ضروری باریکیوں کی بجائے سیدھے سادھے دو ٹوک الفاظ میں اپنا مطلب واضح کریں اصولاً پہلے یہ طے ہونا چاہئے کہ برصغیر کے قدیم مسلمانوں کا مسلک اور عقیدہ کیا تھا یہ لوگ آج کے اصطلاحی وہابی دیوبندی تھے یا بریلوی پھر یہ بات دیکھی جائے کہ اختلاف کہاں پیدا ہوئے اور کہاں ہوئے اور ان کے موجد کون ہیں اور ان اختلافات کا نکتہ آغاز کیا ہے اس سای کدوکاوش سے ہمارا مقصد نزاعی لٹریچر میں کسی نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہے بلکہ خدائے عزوجل اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ملت اسلامیہ کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت کا بیان کرنا مقصود ہے آیئے یہ بھی عرض کئے چلوں کہ اس برصغیر ملک پاکستان میں عام لوگ کس عقیدہ و مسلک کے تھے سو اس کے متعلق

نمبر ۱:- سید سلیمان ندوی اس کی وضاحت کرتے ہوا لکھتا ہے "تیسرا

فریق وہ تھا جو شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا وہ اپنے آپ کو اہل سنت کہتا رہا اور اس گروہ کے زیادہ پیشوا بریلی اور بدایوں کے علماء تھے۔

حیات شبلی ص ۴۵-۴۴ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱

نمبر ۲:- مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی سید سلیمان ندوی کی تائید کرتے ہیں حوالہ پڑھئے "امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے اسی سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے (شمع توحید ص ۴۰ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۱ واتہامات عبدالرزاق ص ۱۷۶)۔

نمبر ۳:- دور حاضر کے ایک معروف مورخ شیخ محمد اکرم موج کوثر میں صفحہ ۷۰ میں لکھتا ہے انہوں (فاضل بریلویؒ) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی۔

نمبر ۴:- ہندوستان کا مشہور محقق مالک رام رقمطراز ہے "جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خان مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر اور قدیم الخیال عالم تھے برصغیر کے مسلمانان کے عقیدہ و مسلک کی واقفیت حاصل کر چکنے کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ اختلاف کسی بات پر شروع ہوئے کیا اختلافات کی بنیاد فاتحہ، میلاد و قیام گیارہویں شریف حاضر و ناظر پر مسئلہ علم غیب نور و بشر اور دعا بعد نماز جنازہ ایسے ہیں یا کچھ اور (نذیر عرشی ص ۱۳۰ دعوت فکر ص ۱۳) اس سلسلہ میں علمائے دیوبند کے ایک ممتاز فرد مولوی منظور نعمانی اس طرح ذکر کرتے ہیں "شاید بہت سے لوگ ناواقفی سے یہ سمجھتے ہیں کہ میلاد و قیام عرس و قوالی فاتحہ تیجہ و دسواں و بیسواں اور چالیسواں برسی وغیرہ رسوم کے جائز

وناجائز اور بدعت وغیرہ کے بارے میں مسلمانوں کے مختلف طبقوں میں جو اختلافات پایا جاتا ہے یہی دراصل بریلوی اختلاف ہے مگر یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کیوں کہ مسلمانوں کے درمیان ان مسائل میں اختلافات تو اس وقت سے ہے جبکہ دیوبند کا مدرسہ قائم بھی نہیں ہوا تھا اور مولوی احمد رضا خان صاحب ابھی پیدا نہ ہوئے تھے اس لئے ان مسائل کو دیوبندی بریلوی اختلافات نہیں کہا جاسکتا"

فیصلہ کن مناظرہ ص۵ مصنفہ نعمانی صاحب

ہاں اصل اختلاف جو ہے وہ صرف عبارات دیوبندیہ وہابیہ ہیں جن میں گستاخیاں اور بے باکیاں متصور ہیں اس بارے میں ہمارے ممتاز عالم دین حضرت علامہ عزالی زماں ورازی دوراں جناب مولانا احمد سعید کاظمی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ دیوبندی (وہابی) حضرات اور اہل سنت و جماعت کے درمیان بنیادی اختلافات کا موجب علمائے دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں کھلی توہین کی گئی ہے۔

الحق المبین ص ۱۲-۱۳

دونوں طرف کے ممتاز اور معتمد علماء کی زبانی آپ ن یسن لیا کہ اصل اختلاف یہ نہیں ہے جو ایک عرصہ سے عوام کو بتائے جارہے ہیں یہ محض گستاخانہ عبارات سے عوام کی توجہ ہٹانے کا ایک حربہ ہے۔ پروفیسر محمد ایوب قادری کی تحقیق بھی بعینہ اسی طرح ہے جس طرح کاظمی شاہ صاحب نے بیان کی ہے۔ پروفیسر صاحب یوں لکھتے ہیں۔

"اس جگہ اس بات کی جانب اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ اثر ابن

عباس کے مسئلہ میں علمائے بریلی اور بدایوں نے مولوی محمد احسن نانوتوی شدومد سے مخالفت کی بریلوی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان (والد ماجد مولانا احمد رضا خان) اور بدایوں کے ابن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے یہی بریلوی اور دیوبندی کے اختلاف کا نکتہ آغاز ہے جو بعد کو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔

مولانا احسن نانوتوی ص ۹۴ بحوالہ دعوت فکر ص ۱۳

یاد رہنا چاہئے کہ قادری صاحب کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ خَلَقَ سَبْعَ اَرْضِیْنَ فِیْ کُلِّ اَرْضٍ آدَمَ کَاٰدَمِکُمْ وَ نُوْحٌ کَنُوْحِکُم و اَبراھِیم کَاِبْرَاھِیمِکُمْ وَ مُوْسٰی کَمُوسَکُمْ وَ عِیسٰی کَعِیسٰیکُمْ وَ نَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ" اس حدیث کو اثر ابن عباس کہا جاتا ہے اور یہ (وھذا الحدیث من الاقسام الاحادث شاذ) اس حدیث پر غیر مقلدوں نے اصرار کیا اور مولوی احسن نے اس پر ان کی تائید کی جبکہ ہندوستانی علماؤں نے اسے قبول نہ کیا کیوں کہ یہ اثر عقیدہ ختم نبوت پر چوٹ لگاتا ہے اور ماننے والا اس اثر کا منکر عقیدہ ختم النبوۃ ٹھہرتا ہے اسی اثر کے زیر اثر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب بنام "تحذیر الناس عن اثر ابن عباس" لکھ دی اس کتاب نے بحث و مباحثے کا ایک نیا دروازہ کھول دیا اور ساتھ ہی اس کتاب نے قادیانیت کا رستہ بھی ہموار کر دیا دیکھئے تحذیر الناس کا صفحہ نمبر ۲۵ وہاں صاف لکھا ہے "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) میں کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔

دوستو! یہی اختلاف ہیں جو مین التفریق ہیں مولوی محمد شاہ پنجابی اور

مولانا قاسم کے درمیان اس عبارت پر مناظرہ بھی ہوا۔ تحذیر الناس کے رد میں کئی کتابیں منظر عام پر آگئیں دوسری طرف تقویۃ الایمان کے جارحانہ انداز نے مسلمانوں کے دلوں کو رنجا کر اور ان کے دماغوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ تقویۃ الایمان دراصل تقویۃ الایمان نہیں بلکہ تفویۃ الایمان ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر کا ملاحظہ کیجئے چنانچہ لکھا ہے "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ اور جبرائیل و محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے برابر پیدا کر ڈالے" اس عبارت کی شدید لے دے پر مسئلہ امکان نظیر اور امتناع نظیر پیدا ہو گیا اور علماء کے درمیان ایک اور اختلاف رونما ہو گیا اسی عبارت کے پیش نظر مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھنا پڑا دیکھئے (آزاد کی کہانی ان کی زبانی ص ۷۹ بحوالہ دعوت فکرہ) مولانا اسماعیل نے جب جلاء العینین اور تقویۃ الایمان لکھیں اور ان کے مسلک (وہابیت) کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو علماء میں ہل چل پڑ گئی۔ غرض یہاں ایک اختلاف شروع ہوا بات معمولی نہ تھی بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عزت پر براہ راست زد پڑ رہی تھی اگر بات یہاں ختم ہو جاتی تو خیر تھی یہاں تو ماشاء اللہ شب تار کی طرح زلف دراز ہوتی رہی تقویۃ الایمان کے بعد براہین قاطعہ، حفظ الایمان فتاویٰ رشیدیہ کی قسم کی کئی کتابیں یکے بعد دیگرے اس انداز سے منظر عام پر آئیں کہ جن کی گستاخانہ عبارات نے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھدیا اور ان کے دلوں پر آرے چل گئے ان کتابوں میں شاہکار قدرت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ اور جارحانہ زبان استعمال کی گئی۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے آمدم بر سر مطلب مولف نے ایسی عبارات جو باعث اختلاف ہیں بلا کم و کاست اصل کتابوں سے نقل کر دی ہیں تاکہ قارئین کرام پر واضح ہو جائے کہ یہ تمام گروپز دیوبندی، وہابی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی، اہل حدیثی سب کے سب مختلف لاسماء ہیں لیکن عقائد ان سب کا واحد و متفق ہے اب ملت اسلامیہ کے ہر ذی شعور فرد حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار کو معلوم ہونا چاہئے کہ آقائے دو جہاں سرور عالمیاں کو کائنات ارضیہ سماویہ ومافیھا سے افضل جاننے والے ہر کلمہ گو کے سامنے دردمندانہ اپیل ہے کہ اہل سنت و جماعت اور وہابیہ کا اختلاف نہ مسلمہ علم غیب پر ہے نہ ہی حاضر و ناظر پر اور نہ اختلاف گیارہویں شریف کے بارے میں اور نہ ہی دعا بعد نماز جنازہ سے متعلق یہ تو سب کے سب فروعات میں ہیں۔ درحقیقت اصولی اختلاف ان عبارات کے بارے میں ہے جن میں رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کی گئی ہے۔

مرے محبّ محترم مولانا ولی محمد گولڑوی مدظلہ نے وہ عبارات جو ان کی کتابوں میں درج ہیں انہی کو دیانت و امانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر یک جا جمع کر دیا ہے اب جو کتابی صورت میں تمہارے سامنے ہے۔

والحمد علے ذالك متعنا الله تعالى بطول حياته و بكلامه

نوک خنجر کی عبارت آپ پڑھئے تو سہی
خون کے دھبے بتائیں گے کہ قاتل کون ہے

الراقم الحروف:- دعاگو شیر محمد سیالوی نورپور

عنوان سوم

الاھدیٰ

رب کائنات کے محبوب داغائے غیوب راحت القلوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ جلیلہ سے اس بھائی (پٹواری عبدالرحمٰن انور) کی جانب جسے اپنے عملہ (پٹواری، گرداور اور قانون گو وغیرہ) والے جامی صاحب کر کے پکارا کرتے اگرچہ وہ میرا بھائی بعمر مجھ سے کمسن تھا مگر ذوق میں بڑا تاریخ عالم کے جاننے والا اور معلومات عامہ کا خزانہ ہر گھڑی زندہ دلی کا مظاہرہ اور ہر وقت خوش مزاجی کی لہر اپنی دھن میں مست اور ہر حال صابر و شاکر سورج اور چاند کی منزلوں سے لے کر ستاروں کی گردش تک جاننے والا بھائی آسمان کے برج کہکشاں کی تعداد کا علم رکھنے والا بھائی ہر موضوع پر سیاسی ہو یا مذہبی بحث تاریخی ہو یا ادبی گفتگو معاشی ہو اقتصادی اور روئے سخن کسی شاعر کی جانب ہو شاعری اور اس کے اشعار پر پوری دسترس رکھنے والا حقیقت شناس بھائی زندہ دل خوش مزاج اور صاحب ذوق اور حسن اخلاق کی دولت انسانیت کا خزانہ شرافت کا سرمایہ اپنے دامن میں رکھنے والا اپنی بھرپور جوانی کو پھولوں کی طرح پاک وصاف رکھنے والا اپنی نگاہوں کو پاکیزہ اور آلودگیوں سے دور رکھنے والا فرشتہ سیرت بھائی جامی آہ! افسوس وہ بھی قبر کے آغوش میں جالیٹا گویا کہ میرا ایک بازو کٹ گیا کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

بھائیاں باہجہ نہ جوڑیاں تے پتراں باہجہ نہ نانواں

حضرات گرامی! خون کے مقدس رشتہ کی اس بندھن میں ہم تین

بھائی تسبیح کے دانوں کی طرح سے پروے ہوئے تھے جن میں قائد کی حیثیت اس ناچیز کو حاصل تھی آخر کار میرے بھائی جامی پر موت بجلی بن کر گری جس کے بچانے کیلئے میری سب کوششیں ناکارہ ثابت ہوئیں حکیموں، ڈاکٹروں کے علاج معالجے کار آمد نہ ہوئے آخری مرحلے پر میرا میرا بھائی (P.F.SAR) پی ایف سرگودھا کے ہسپتال کے گیٹ پر پہنچ کر دم توڑ گیا تصور میں جب یہ منظر آنکھوں میں ابھرتا ہے تو زبان بولنے سے گنگ اور قلم نوشت سے محروم ہو جاتی ہے اس مقالہ خیر سکالہ کا ثواب اس بھائی کی جانب ہدیہ نظر کیا جاتا ہے۔

فقط

عنوان چہارم

آغاز حدیث کی زبانی

فتنہ نجد :-

(۱) عن ابن عمر قَال قَال رَسُولُ اللّٰہ صَلَی اللّٰہ علیہ وسلّمْ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھم بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمْنِنَا قَالُوا یا رسُولَ اللّٰہ فِیْ نَجْدِنَا قَالَ اللھم بارك لنا فی شامِنا اللھم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا فَاَظُنُّہٗ قال الثالثۃُ ھُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلَعُ قَرنَ الشَّیْطَانَ

مشکوات مترجم ج ۳ ص ۳۰۹

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ خداوندا ہمارے لئے ملک شام اور یمن کیلئے برکت نازل فرما کچھ لوگ نجد کے موجود تھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے نجد کیلئے بھی دعا فرماویں اس پر حضور علیہ السلام نے دوبارہ دعا مانگی لیکن نجد کا نام پھر بھی نہ لیا راوی کا بیان ہے غالباً تیسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور اس جگہ سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔ (اس جگہ سے شیطان کی سینگ نکلے گی)۔

(۲) عن ابن عمرؓ اَنَّہٗ سَمِعَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وَھُوَ مُستَقبِلَ المشرِق اِن الفِتنَۃَ ھٰھُنَا انَّ الْفِتنَۃَ ھٰھُنَا مِن حَیْثُ یَطْلَعُ قَرنَ الشَّیْطَانَ.

مترجم مسلم شریف کتاب فتن جلد ۶ ص ۴۳۶

عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مشرق کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اٹھے گا۔ یہاں سے فتنہ اٹھے گا جہاں سے قرآن الشیطان طلوع ہو گی۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس فتنہ کے ظہور کی خبر رسول معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں وہ فتنہ علاقہ نجد سے ظاہر ہو گا اول الذکر ارشاد عالیہ میں تو صریحاً نجد کا نام موجود ہے اور دوسرے ارشاد گرامی میں مشرق کی جانب اشارہ ہے جس کا مشار الیہ بھی نجد ہے اگر جغرافیائی اٹلس کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو مدینہ منور سے نجد مشرق کی طرف برآمد ہوتا ہے۔ مَنْ شَاءَ الْاِطِّلَاعِ فَلْیَرجِعْ اِلیہ۔

نجدی گروہ :- عن شریک ابن ابن شہاب مرقوعاً (ال ان قال) یُخْرُجُ فی اٰخِرِ الزّمان قَوماً كَانَ ھٰذَا مِنْ ھُمْ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرانَ لَایُجاوِزُ تَرَاقِیْھِمْ یَمرقُونَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا یَمرُقُونَ السَّھْمَ مِنَ الرَّمِیَّۃِ سِیْمَا ھُمُ التحلیق.

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۵۴

حضرت شریک ابن شہاب بیان کرتے ہیں ..... حضور علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک جماعت نکلے گی ایک قوم ہو گی جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دائرہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے ان کی خاص علامت سر منڈانا ہو گی۔

علامت کی توثیق: - عرب کے مشہور مورخ علامہ زینی دحلان مکی صاحب فرماتے ہیں۔ سِیْمَا هُمُ التَّحْلِیق تَصْرِیْحٌ بِهٰذِهِ الطَّائِفَةِ النَّجْدِیَّةِ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَأْمُرُوْنَ كل من اِتَّبَعَهُمْ اَنْ یُحْلِقَ رَأْسِهٖ۔

الدرر السنیہ ص ۵۰

ابن عبدالوہاب کے متبعین کی تصریح میں ہے جو قوم مشرق سے نکلی اس نے اپنے متبع کو سر منڈانے کا حکم دیا۔

نوٹ: - یعنی آخری زمانے میں نکلنے والی جماعت کی پہچان کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ان کی علامت سر منڈانا ہو گی نجدی وہابی گروہ کے بارہ میں بالکل صراحت ہے کیونکہ سر منڈانا انہی لوگوں کا جماعتی شعار ہے۔

گروہ کا نام: - مولوی رشید احمد گنگوھی اپنی تصنیف میں لکھتا ہے کہ "محمد بن عبدالوہاب (جس نے علاقہ نجد میں نیا مذہب نا مہذب تدوین کیا) کے مقتدیوں کو وہابی کہا جاتا ہے ان کے عقائد عمدہ تھے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۵۱

فتنہ وہابیت: - خطہ نجد وہ منحوس خطہ ہے جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نور نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے جس کے بارے میں باوجود توجہ موجہ عالیہ مبذول کروانے کے اس خطہ کو دعائے برکت سے محروم رکھا آخر کار نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیہ سچ نکلا اسی نجد میں ایک شخص ابن عبدالوہاب محمد نامی پیدا ہوا جو معمولی تعلیم حاصل کر کے وہابی مذہب کے ایجاد کرنے کا موجب اور موسس ہے شروع میں یہ تحریک وہابیت مذہبی تحریک تھی

لیکن بعد میں سیاسی تحریک بن گئی فرمانروایان نجد نے اس کا ساتھ دیا اور وہابی مذہب بزور شمشیر پھیلانے لگا پہلے پہل اس کا ساتھ درعیہ کے حاکم سعود نے دیا اور مسلمانوں کا خون بہا کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی جو اب تک نجدی حکومت چلی آ رہی ہے اسی امداد حاکمیہ سعودیہ سے وہابی مذہب اشاعت پذیر ہوا اس کے بعد یہ مذہب نجد سے نکل کر مکہ اور مدینہ سے ہوتا ہوا بمبئی کے راستے سے ہندوستان میں داخل ہو کر دہلی تک آ پہنچا دہلی شہر کے ایک علمی خاندان کے گھرانے کا ایک فرد جس کو مولوی اسماعیل شہید کے نام س موسوم کرتے ہیں اس نے وہابی مذہب کو اپنانا شروع کر دیا اس مولوی کا خاندان اس فتنہ وہابیت سے پہلے سنی مذہب حنفیہ کا پاسبان تھا انہوں نے مولوی اسماعیل کو بہت سمجھایا مگر یہ اپنی انانیت کی وجہ سے راجع الی الحق نہ ہوا اور ابن عبدالوہاب نجدی کے نئے ایجاد کردہ وہابی مذہب کے مدد و معاون اور پشتیبان ہو کر اس برصغیر میں وہابیت کے پھیلانے میں مصروف ہوا۔ قبل ازیں اس ملک میں وہابیت کا نام و نشان تک نہ تھا لیکن مولوی اسماعیل نے تحریک وہابیت چلا کر اس ملک کی پر سکوں فضا کو مکدر کر کے رکھ دیا اس کے بعد بد قسمتی سے ضلع میانوالی میں ایک شخص حسین علی نامی پیدا ہوا جو ہوش سنبھالنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے ہندوستان میں جا نکلا جہاں وہابیت پروان چڑھ رہی تھی مولوی حسین علی واں بھچروی جب ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس لوٹا تو اس وقت یہ بھی وہابیت کی دستار باندھ چکا تھا گھر پہنچتے ہی وہابیت پھیلانے میں مصروف ہو گیا اور بے جا مسلمانوں پر کفر و شرک کی

اندھا دھند لاٹھی چلانے لگا اور اپنے آپ کو پکا موحد کہلانا شروع کر دیا مغربی پنجاب میں غالباً وہابیت کا بیج تقریباً اسی نے بویا گویا اس طرح یہ وہابیت پورے ملک میں پھیل گئی جو آج کل مختلف لبادے اوڑھ کر مسلمانوں کے عقائد صحیحہ کو برباد کر رہی ہے۔

نئے روپ :- ابن عبد الوہاب نجدی کا نام نہاد وہابی مذہب نجد سے آگ بگولے کی طرح اٹھ کر اطراف و اکناف عالم میں پھیلنے لگا صحیح العقائد مسلمانوں کے ایمان مذبذب ہونے لگے تو علمائے حق سے خاموش نہ رہا گیا فوراً اپنے اپنے توسن خامہ کو حرکت میں لا کر جولانگاہ میں اتر پڑے اور وہابی مذہب کے اصول و ضوابط اعمال و عقائد کی تصویر کو تقریر و تحریر سے عریاں کر کے اس مذہب کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑ دیا اور نجدیوں نے جو جو سلوک مسلمانوں اور مقامات مقدسہ مثل مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ اور روضہ اطہر کے ساتھ کئے ان کے جور و جفا کی داستانیں لوگوں کے سامنے تحریراً تقریراً پیش کیں جیسا کہ کتب سیر التواریخ پر نگاہ رکھنے والوں پر کچھ بوجھل نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک حوالہ ملاحظہ ہو چنانچہ علامہ ابن عابدین المعروف شامی لکھتے ہیں۔

كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْ اِتِّبَاعِ عَبْدِالْوَهَابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ اِلَى الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّ هُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ مُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ الْمُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذَالِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَعُلَمَاءِ هُمْ

رد المختار شامی باب البغات ص ۴۲۸

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں واقع ہوا ہے یہ لوگ نجد سے نکلے

اور حرمین پر انہوں نے غلبہ کر لیا یہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب سے نسبت کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اس لئے انہوں نے اہل السنّت کا قتل کرنا جائز کہا اور ان کے علماء کو قتل کیا۔

ان حالات کے پیش نظر مسلمانان عالم خبردار ہو چکے تھے اور وہابیت کی بدعقیدگی کو سمجھ کر وہابیوں سے دور رہنے لگے مگر پھر بھی وہابیت کی آگ سلگتی رہی جو پھر ایک بار شعلہ زن ہوئی مگر مسلمانان عالم نفرت ہی نفرت کرنے لگے اس لئے آج کل وہابیوں نے وہابیت پر نقاب ڈالنے شروع کر دیئے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح وہابیت کو برقرار رکھا جائے چنانچہ آج وہابیت پھر اپنے مختلف روپ میں مسلمانوں کے ایمان تباہ کرنے میں مصروف عمل ہے خواہ دیوبندی ہوں یا مودودی اسلامی جماعت خواہ تنظیمی ہوں یا تبلیغی وہابی نجدی وغیرہ یہ سب جماعتیں مختلف الاسماء ہیں لیکن مسمیٰ ان کا ایک ہی ہے عقائد کے لحاظ سے سب متحد و متفق یا یوں جانئے کہ یہ سب کے سب ایک ہی منزل کے مسافر ہیں مگر راستہ ہر ایک کا الگ الگ ہے۔ گویا یہ سب ایک ہی رشتہ کے افراد ہیں اب ان ہی گروہوں کی آئندہ صفحات میں عریانی تصویر پیش کی جا رہی ہے تاکہ ان کے باطل عقائد کی تصویر سامنے آجائے۔

ابن عبد الوہاب :- یہ نجد کے گاؤں عنینیہ میں ۱۷۰۵ء کو پیدا ہوا مذہباً حنبلی تھا اس کے عقائد پر زیادہ اثر ابن تیمیہ کی تعلیمات کا تھا تعلیم اس نے مدینہ اور بصرہ میں حاصل کی (مورخین لکھتے ہیں کہ اس کے اساتذہ اور مشائخ اپنی قوت فراست سے اس میں الحاد بے دینی کے آثار پاتے اور

فرماتے تھے "سَیُفِلُّ ھٰذا ویضِلُ اللّٰہ مَنْ ابَعَدَہٗ وَاشقَاہ" یعنی عنقریب یہ گمراہ ہو گا اور اس کی وجہ سے بہت سے بد بختوں کو گمراہ کرے گا خدا کا کرنا کہ بعد کے واقعات نے اس پیشگوئی کا حرف بہ حرف صادق کر دکھایا اساتذہ تو الگ اس کا باپ عبدالوہاب جو علمائے صالحین سے تھا ایسا ہی اندازہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ یہ فتنہ کسی دین قیامت خیز ہو گا اور حد یہ ہے کہ اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب بھی اس کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

از آشوب نجد علامہ سلہٹوی ص ۲

شروع شروع میں ابن عبدالوہاب نجدی نے جب عرب قبائل کے سامنے اپنے عقائد پیش کئے تو اس کی اتنی مخالفت ہوئی کہ عرب قبائل ان کے جانی دشمن ہو گئے یہ عینینہ سے بھاگ کھڑا ہوا اور دراعیہ کے حکام محمد بن سعود کے ہاں پہنچ کر پناہ پکڑلی اور ابن سعود کو اپنے نئے مذہب نامسذب میں ڈھالنے میں کامیاب ہو گیا آخر کار ۱۷۴۳ء میں محمد بن سعود نے اس کی بیٹی سے شادی کر لی اور نجدی کے تمام عقائد بھی قبول کر لئے اس طرح محمد بن سعود نجد کے پہلے وہابی امیر ہوئے اور یہی سلسلہ اب تک چلا آرہا ہے ابن سعود نے قرب وجوار کے تمام علاقے فتح کر لئے اور لوگوں کو وہابی عقائد پر پابند کیا قصیم احساء اور عینینہ پر قابض ہو کر پورے نجد کا مالک بن گیا دراعیہ اس کا دارالسلطنت تھا جسے اس نے مساجد اور محلات سے خوب آراستہ کیا ابن سعود کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز بن سعود حکمران ہوا عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کربلا معلی پر قبضہ کر لیا اور بہت لوگوں کو تہ تیغ کیا اس حرکت مذمومہ

سے عالم اسلام میں غم وغصہ کی وسیع لہر پھیل گئی مکہ معظمہ، مدینہ منور میں اس سے اس نوع کی قابل اعتراض حرکتیں بھی سرزد ہوئیں مثلاً ایک روایت یہ ہے کہ اس نے خانہ کعبہ کے خلاف اتار لیا اور اسے برہنہ کر دیا آخر کار ۱۸۰۴ء میں عبدالعزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبدالقادر تھا قتل ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلے کا تیسرا سعود تھا وہ تخت پر بیٹھا اس نے من وعن اپنے باپ کے مسلک کی پابندی کی اور وہابی عقائد کی ترویج کی خاطر ہر قسم کے جبر و تشدد کو روا رکھا۔ مثلاً رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کو بالکل برہنہ کر دیا اور وہاں کے تمام خزانے لوٹ لئے اور بیش قیمت سامان کو اونٹوں پر لدوا کر اپنے دارالسلطنت میں بھیج دیا اور حد یہ ہے کہ اس نے مزار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ کو گرا دینے کا ارادہ کر لیا لیکن بعض وجوہ سے اس مذموم ارادے کی تکمیل نہ ہو سکی ابن سعود نے حکم دیا تھا کہ سوائے وہابیوں کے اور کوئی شخص حج نہیں کر سکتا چنانچہ کئی برس تک دیگر اسلامی ممالک کے لوگ حج سے محروم رہے..... ابتداً یہ وہابیت ایک مذہبی تحریک تھی..... لیکن بعد میں آہستہ آہستہ یہ تحریک سیاسی رنگ اختیار کر گئی جب فرمانروایال نجد نے ترکی حکومت کے خلاف مسلسل جنگ وجدل کا سلسلہ شروع کر دیا تو اس تحریک کے تمام حامی سلطنت کے باغی قرار دیئے گئے..... مصیبت یہ تھی کہ وہابیوں نے تالیف قلب یا مناظرہ ومکالمہ کی بجائے ہر جگہ لوگوں کو بزور شمشیر اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا اس جبر و تشدد کا ردعمل لازمی تھا چنانچہ وہابیت دلوں میں گھر نہ کر سکی اور لوگ اس سے متنفر ہوتے چلے گئے مکہ معظمہ مدینہ

منورہ اور کربلائے معلی میں وہابیوں نے جو حد درجہ قابل اعتراض حرکتیں کی انہوں نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کو رنج و غم میں مشتعل کر دیا تھا۔

بحوالہ ماہنامہ ماہ طیبہ ۱۹۵۸ء

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۵۶ء

وہابی مذہب :- ابن عبدالوہاب نے ملت اسلامیہ میں فتنہ و انتشار پھیلانے کیلئے جو وہابی مذہب ایجاد کیا اس کی بنیاد ابن تیمیہ کے عقائد باطلہ پر تھی جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ابن عبدالوہاب کی وہابیت سے خود اس کے گھر والے حتی کہ باپ اور بھائی بھی بیزار تھے مولوی مسعود عالم ندوی نے اس کی سوانح عمری بنام "محمد بن عبدالوہاب" لکھی ہے اس میں ایک جگہ یہ لکھا ہے (محمد بن عبدالوہاب نے) توحید کی دعوت دی تھی..... بس پھر کیا تھا مخالفت کا سیلاب امڈ آیا اعزہ اور اقرباء در پے آزار ہو گئے خود باپ کو بھی یہ (وہابیانہ) ادا پسند نہ آئی۔

محمد بن عبدالوہاب ص ۳۴

شیخ کے بھائی سلیمان بن عبدالوہاب بھی ان کے مخالف ہوئے اور ان کی تردید میں رسالے بھی لکھے سلیمان بن عبدالوہاب کا رسالہ الصواعق الٰہیہ فی الرد علی وہابیہ کے نام سے چھپا ہوا ملتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب ص ۴۸

محمد بن عبدالوہاب کے استاد چونکہ ابن تیمیہ تھا اس لئے ابن تیمیہ کے عقائد کا مختصر حال بھی سن لیجئے۔

عقائد ابن تیمیہ :- ابن تیمیہ ۶۶۱ھ میں پیدا ہوا اور اس نے ۷۲۸ھ میں وفات پائی اگرچہ یہ ایک بڑا جید عالم تھا مگر ستیاناس ہو استاذ الملکوت

ابلیس لعین کا جس نے ابن تیمیہ سے مالک حقیقی خالق کائنات اور رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، صحابہ کرام، اولیاء عظام کے متعلق گستاخانہ کلام اور طعن و تشنیع پر آمادہ کیا ابن تیمیہ گمراہی میں پھنس کر اتنا بے باک ہو گیا تھا کہ توحید خداوندی کی آڑ لے کر وہ کہہ گزرا جو شان الٰہی کے سراسر منافی تھا اب ابن تیمیہ کا عقائد نامہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کتنا ایک گستاخ ہے اور اتنا بڑا عالم ہو کر جادہ حق سے کس قدر دور جا پڑا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱:- كَانَ تَقِيّ الدِّيْن ابن تيمة حَنْبَلِيًا وَ تَجَاوَزَ عَنِ الْحُدُوْدِ- یعنی ابن تیمیہ حنبلی تھا اور حدود شرعی سے تجاوز کر کے خدا کا جسم ثابت کرتا تھا۔

عجالہ بر موسالہ ص ۴۱

نمبر ۲:- وَقَدْ جسارت ابن تيميه ..... وَادَّعٰى اِنَّ السَّفَرَ لِزِيَادَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه و آله وسلم مُحَرَّمٌ بِالْاِجْمَاعِ- یعنی ابن تیمیہ نے جسارت کی..... اور دعوی کیا کہ روضہ اطہر رسول انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کیلئے سفر کرنا بالاجماع حرام ہے۔

شواہد الحق

نمبر ۳:- اَنَّهٗ ذَكَرَ عَلٰى اِبْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ مجلسٍ اخرٍ فَقَالَ اِنَّ عَلِيًّا اَخْطَاءَ فِيْ اَكْثَرُ ثَلٰثَ مائة مَكَان فَيَالَيتَ شِعْرِى مِنْ اَيْنَ يَحْصِلُ لَكَ لِلصَّوَابَ اِذَا اَخطٰى عَلِيٌّ بِزَعْمِكَ كرم الله وجه و عُمر اَبْن خِطاب-

فتاوی حدیثیہ ص ۱۰۱ بحوالہ براہین ساطعہ ۲۷

یعنی ابن تیمیہ نے ایک دوسری مجلس میں حضرت علی کا ذکر کیا اور کہا کہ علی کرم اللہ وجہ سے تین سو سے زائد غلطیاں ہوئی ہیں اے ابن تیمیہ تجھ پر افسوس کہ اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلطیاں کی تھیں تو تیری بات میں صداقت کہاں سے آئے گی۔

نمبر ۴:- وقد تجاسر ابن تیمیه حنبلی و الی باالخرافات لم یقل عالم قبله وصاربهابین الاسلام مثلة فانکر الاستعانة والتوسل باالنبی صلی الله علیه وآله وسلم - یعنی ابن تیمیہ نے ایسی جرات کی اور ایسی خرافات سے بھرپور باتیں کیں کہ قبل ازیں کسی عالم دین نے نہیں کیں اسی وجہ سے علمائے اسلام کی نظر میں مثلہ ہو کر رہ گیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استعانت اور توسل کے طلب کرنے کا انکار کیا۔

مقدمہ شواہد الحق بحوالہ مذکور بالا

نوٹ:- اب اندازہ لگائیے کہ ابن تیمیہ کے ان عقائد کے پیش نظر خداوند قدوس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی توہین نہیں ہے اور ضرور ہے اس ہی ابن تیمیہ کی تعلیم کے اثر سے ابن عبدالوہاب نجدی وہابی بڑا دریدہ دہن ہو گیا تھا آیئے ان وہابیوں کے جور وجفا کی کہانی سنیئے وہابیوں نے مسلمانوں کے متبرک مقامات اور زیارت گاہوں کے ساتھ ایسے ناروا سلوک کئے جن سے مسلمانوں کے دلوں کو سخت ٹھیس پہنچی۔ آیئے سب سے پہلے ایک وہابی فتویٰ پڑھ لیجئے۔

فتویٰ وہابیہ نجدیہ:- اما من قال لاالٰه الا الله محمد الرسول الله وهو مقیم علی الشرکه یدعوالموتی ویَسئلُهُمْ قضاء

الحاجات و تفریح الکروبات فهذا کافر و مشرك حلال الدم و المال وان قال لا اله الا الله محمد الرسول الله وه صلی و صام و زعم انه مسلم.

محمد ابن عبدالوہاب ص ۱۵۲

یعنی جو مردوں سے دعائیں مانگتا ان سے ضرورتوں کے پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے اس کا خون اور مال حلال ہے اگرچہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا ہے اور اپنے کو مسلمان بھی سمجھتا ہے۔

نوٹ:- نجدی حکومت نے اس فتوے کو دستور العمل بنا لیا تھا اسی قانون کے تحت قتل عام کیا اور مسلمانوں کے مال لوٹے، زیارات کو منہدم کیا اور چن چن کر علمائے اہلسنت و جماعت کا صفایا کیا۔ ذرا نجدی وہابی حکومت کے کارناموں پر نگاہ ڈال لیجئے۔

مکہ معظّمہ:- ۱۰۸۳ء کو سعود بن عبدالعزیز (نجدی بادشاہ) ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا..... تا آنکہ مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیئے ..... کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین میں تقسیم کر دیئے گئے قبلے گرائے گئے بعض مجاور قتل کئے گئے۔

محمد بن عبدالوہاب ص ۷۷-۷۸

مدینہ منورہ:- ۱۸۰۵ء کے آغاز میں اہل مدینہ نے بھی اطاعت قبول کر لی اور سمع و طاعت کا عہد کیا حسب دستور مدینہ منورہ میں عام قبروں کے قبے اور زیارت گاہیں منہدم کر دی گئیں۔

محمد بن عبدالوہاب ص ۸۲

کربلا معلیٰ: - اس سال ۱۲۱۶ھ سعود تمام نجد، جنوب، حجاز اور تہامہ سے ایک جرار لشکر لے کر کربلا کے ارادہ سے چلا اور بلد الحسین کے باشندوں پر حملہ کیا یہ ذی العقدہ کا واقع ہے مسلمانوں (وہابیوں) نے اسی پر دھاوا بول دیا اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور زبردستی (عنوۃً) داخل ہو گئے اور اکثر باشندوں کو گھروں اور بازاروں میں تہ تیغ کر دیا اور اس کے قبہ کو جو ان کے اعتقاد کے مطابق حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر بنایا گیا تھا منہدم کر دیا تھا قبہ اور اس کے آس پاس اور چڑھاوے ..... کی تمام چیزیں لے لی قبہ زمرد یاقوت اور جواہرات سے آراستہ تھا اور اس کے علاوہ شہر میں جو کچھ مال متاع] ہتھیار، لباس، سونا، چاندی، قیمتی مصاحف اور سب چیزیں) ملا سب کو لے لیا اور شہر میں ایک پہر سے زیادہ نہیں ٹھہرے (اولم یلبثوا فیھا الا ضحوۃً) اور ظہر کے وقت تمام مال لے کر وہاں سے نکل آئے اور اس کے باشندوں میں سے تقریباً دو ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

موذن کا قتل: - ایک نابینا موذن اذان دینے کے بعد درود پڑھتا تھا پہلے اس کو منع کیا جب اس نے سماعت نہ کی تو اسے بے دردی سے قتل کروا ڈالا۔

آشوب نجد ص ۴ الدور السنیہ ص ۴۲

نوٹ: - وہابیوں کے مزید ظلم و ستم کے حالات کا جائزہ لینا ہو تو "سیف الجبار" اور "شب جائیکہ من بودم" کا ملاحظہ کیجئے۔ الغرض وہابیوں کے جور و جفا کی داستان بڑی طویل ہے جس کے پڑھنے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے قبرستانوں کی غارت گری

قبہ جات کا گرانا مقامات متبرکہ کی بے حرمتی مشاہد و ماثر کا صفایا وغیرہ اور اہل بیت و صحابہ کرام کے قبوں کو توہیناً مسمار کرنا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ والدہ مکرمہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مزار کو گرانا قبہ مولد النبی، قبہ حضرت عثمان، قبہ حضرت خاتون جنت کا انہدام وغیرہ حد یہ ہے کہ مسجد ابو قبیس، مسجد بلال، مسجد کوثریہ مسجدیں بھی گرا دی گئیں۔ (اناللہ وانا اللہ راجعون)

وہابی جہاد: - وہابی مذہب نامہذب کے بانی ابن عبد الوہاب اور اس کے متبعین نے نہ کبھی کافروں اور مشرکوں کے ساتھ جہاد کیا ہے نہ کبھی کوئی میخانہ توڑا ہے ان کے جہاد کی حقیقت صرف یہ ہے کہ محبوبان خدا کی عظمت و شان پر آوازے کسنا ان کے مزارات کو گرانا اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنا اور تہ تیغ کرنا چنانچہ سب سے پہلے حضرت زید بن خطاب (جو یوم یمامہ میں شہید ہوئے تھے) کے نام سے مقام جبیلہ میں ایک قبر تھی ..... اس پر شیخ (ابن عبد الوہاب) نے ہتھوڑا (فاس) لیا اور اپنے ہاتھ سے قبر کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

محمد بن عبد الوہاب ص ۳۶-۳۷

نوٹ: - یہاں تک ان کے اعمال و افعال کی اختصار داستان بیان کی گئی اب ان کے عقائد کے خلاصہ کو ملاحظہ کیجئے۔

عقائد وہابیہ: - (۱) ممن اعتقد انه ذکر اسم نبی فیطلع هو علیه صار مشرکا لاعتقاد شرك سوا کان مع نبی او ولی او ملك اوجنی اوصنم او وثن وسوا کان یعتقدوا حصوله بذاته او باعلام الله تعالیٰ باي طریق کان یصیر مشرکا ومن اعتقد

النبی وغیرہ وولیہ وشفیعہ فھو ابوجھل فی الشرك سوا.

عجالہ بردوسالہ جلد ۲ ص ۳۰ و سیف الجبار ص ۱۲۲

یعنی جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا ولی اور شفیع سمجھتا ہے وہ اور ابو جہل شرک میں برابر نہیں جو شخص اپنے حاجات کے وقت یا محمد کہتا ہے اگرچہ ان کے متعلق سب باتوں میں بندہ عاجز ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو بھی مشرک ہو جاتا ہے ابن عبدالوہاب نجدی نے جو رسالہ اہل مکہ کی طرف بطور حجت ودعوت بھیجا تھا اس میں یہ بھی ہے اما السابقون فا اللات والسواع والعزی واما اللہ حقون محمد وعلی و عبدالقادر (معاذ اللہ) یعنی پہلے بت لات سواع اور عزیٰ تھے اور پچھلے بت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی رضی اللہ عنہ وعبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

مہر منیر ص ۲۶۲ سیف الجبار ص ۱۵۲

یہ تھا ابن عبدالوہاب نجدی وہابی کا تشخص اواب اس کے عقائد کی تفصیل بزبانی مولوی حسین احمد دیوبندی سے بھی سنیئے۔

(۱) شان نبوت میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۴۷

(۲) انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانہ تک تھی جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔

الشہاب ص ۶۵

(۳) الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل

حرمین پر سخت نفریں اس ندا و خطاب پر کرتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۵

(۴) برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ، استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔

الشہاب ص ۶۵

(۵) وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم (نہ ہونے کے برابر) تک پہنچا دیتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷

(۶) جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبین علیہ الصلوات والسلام کو خالی جانتے ہیں۔

الشہاب ص ۶۷

(۷) ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوات والسلام قبیح اور بدعت کہتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۷

(۸) اولیا صالحین سے توسل حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸

(۹) انبیاء صالحین کی قبور کی زیارت حرام بلکہ شرک کہتے ہیں۔

آشوب نجد ص ۸

(۱۰) دلائل الخیرات قصیدہ بردہ قصیدہ ہمزیہ وغیر ..... ورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں۔

الشہاب ثاقب ص ۶۶

نوٹ:- یہ ہیں وہابیہ نجدیہ کے عقائد ان امور کے علاوہ دل پر ہاتھ

رکھ کر ایک لرزا دینے والی عبارت اور بھی پڑھ لیجئے زبان و قلم تو گوارہ نہیں کرتی کہ اسے ضبط تحریر میں لایا جائے مگر تحمل مزاجی کا دامن تھام کر وہ عبارت پیش کر رہا ہوں کیونکہ وہابیوں کا عقیدہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔

لرزہ خیز عبارت: - ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوات والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

الشہاب ثاقب ص ۴۷/۱۱-۱۳

آیئے اب علمائے دیوبند کی چند جھلکیاں بھی دیکھ لیں جس ابن عبدالوہاب نجدی کے چند عقائد تم ابھی پڑھ چکے ہو ایسے ضال و مضل آدمی کے دیوبندی صاحب بڑے مداخ خواں ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

جھلکیاں:-

(۱) محمد ابن عبدالوہاب کے متقدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا ان کے مزاج میں شدت تھی مقتدی ان کے اچھے ہیں۔

فتاوے رشیدیہ کامل ص ۵۵۱

(۲) اسوقت ان اطراف میں وہابی متبع سنت کو کہتے ہیں اور دیندار کو کہتے ہیں۔

فتاوی رشیدیہ کامل صف ۴۰۵

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کے علاوہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی سنیئے۔

(۱) نجدی (ابن عبدالوہاب کے پیروکار) عقائد کے معاملہ میں اچھے ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۶۳

(۲) ویسے عقائد تو نہایت پختہ ہیں۔

اضافات الیومیہ ج ۴ ص ۷۷

(۳) اس لقب (وہابی) کے یہ معنی ہیں کہ جو مسلم میں ابن عبدالوہاب نجدی کا تابع ہو یا موافق ہو۔

فتاوی امدادیہ ج ۵ ص ۳۳۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۸۱

نوٹ: - ہر دو مولوی صاحبان دیوبندیت کے عمائد و قائد ہیں اور اکابرین میں شمار ہوتے ہیں یہ دونوں اکابر نجدی گروہ کے نغمہ سرائے ہیں یہ وہ نجدی گروہ ہے جس کے مظالم اور عقائد کا بیان کیا جا چکے ہیں اب ان کی یہ عقیدت صاف بتلا رہی ہے کہ ان کا اور نجدیوں کا عقیدہ بھی وہابیانہ اور نجدیانہ ہے اگر ایسے نہ ہوتا تو ایسے ظالم شخص جس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی رضہ اللہ عنہ اور محبوب سبحانی قطب ربانی عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو لات اور سواع اور عزیٰ جیسے بتول کے ساتھ ملا دیا ہے ان کی نغمہ سرائی ہرگز ہرگز نہ کی جاتی۔ آیئے اب اس تحریک وہابیت کا ہندوستان میں آنے کا واقعہ پڑھ کر اپنے دماغ کو منقش فرمالیجئے۔

تحریک اسماعیل دہلوی: - ہندوستان میں نجدی وہابی تحریک کے بانی اور سربراہ غیر مقلد وہابی حضرات کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی ہیں اسماعیل وہابی تحریک نجدی وہابی تحریک ہی کی شاخ ہے ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ مجریہ ۱۹۵۸ء روزنامہ امروز کے حوالے سے لکھتا ہے

"جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سید احمد بریلوی (مرشد اسماعیل دہلوی) اور اسماعیل شہید کی تحریک پر یقیناً نجدی کی وہابیت کا کافی اثر ہے ..... شاہ اسماعیل شہید و سید احمد بریلوی نے حج سے واپس آکر اپنے آپ کو غیر مقلد ظاہر کیا۔

روزنامہ امروز ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء

"اس پر پادری ہیوجیز یہ تحریر کرتے ہیں کہ عبدالوہاب کے جانشین نے وہابیت کے اصول سید صاحب کو تعلیم کئے اور انہیں بتادیا کہ مذہبی روح لوگوں میں پھونکنے کے بعد یہ کامیابی ہوتی ہے اور یوں ملک ہاتھ لگتے ہیں۔

حیات طیبہ ص ۴۲۸

اسماعیلی وہابی فتنہ: - مولوی اسماعیل دہلی کے ایک مشہور و معروف صاحب علم و فضل گھرانے کا ایک فرد تھا یہ شاہ عبدالغنی فرزند شاہ ولی اللہ صاحب محدث کا پوتا اور شاہ عبدالعزیز محدث کا برادر زادہ تھا یہ خاندان مذہب حنیفہ میں منسلک اور عقائد صحیحہ کا پیروکار تھا مگر اسماعیل نے اپنے خاندان سے الگ ہو کر ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی کرتے ہوئے وہابیت پھیلانے کی ایک مہم چلا دی وہابیت کے اختراعی اصول جب اسماعیل نے لوگوں کے سامنے بیان کئے تو لوگ ان کی مخالفت کرنے لگے کیوں کہ وہابی عقیدہ عقائد اہل السنت والجماعت کے برعکس تصادم ہی تصادم تھا چنانچہ مرزا حیرت دہلوی بیان کرتا ہے۔

(۱) "ہر شخص اپنے اپنے خیال کے مطابق مولانا کی مخالفت پر ٹوٹ پڑا اور شہر دہلی میں نئی نئی افواہیں نئی نئی باتیں مولانا رشید کی نسبت اڑنے لگیں

یہاں تک کہ عورتوں میں بھی اس کی گفتگو شروع ہو گئی اور وہ بھی اپنے مخالفت کے ہتھیاروں کو مولانا کے مقابلہ میں استعمال کرنے لگیں یعنی کوسنے دینے اور مولانا کا نام لے کے پیٹنا ایک دن مولانا شہید عصر کی نماز پڑھ کے جامع مسجد میں حوض پر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک بڑھیا مولوی کے پاس آئی اور اس نے کہا مولوی صاحب مویا اسماعیل کون نیا مولوی پیدا ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے بیوی کی صحنک (خوفاتحہ اور توشہ بغرض ایصال ثواب جناب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دیا جاتا ہے اس کو اصطلاحاً زمانہ مروجہ میں صحنک بی بی فاطمہ کہتے ہیں) نہیں کرنا چاہئے۔

حیات طیبہ ص ۶۳

(۲) ایک دن آپ شاہ نظام الدین اولیاء کی درگاہ میں وعظ فرما رہے تھے ایک صوفی نے بآواز بلند جھر جھری میں یہ کہا آپ کیوں ہاتھ دھو کے دین کے پیچھے پڑے ہیں ہمارا ستیاناس ہو گیا اور آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا اپنے باوا اور چچا ہی کو دیکھو انہوں نے کبھی ایسی باتیں سنیں کی حالانکہ وہ بھی بڑے فاضل ہیں۔

حیات طیبہ ص ۱۲۹-۱۳۰

نوٹ:- مرزا حیرت دہلوی کے ان بیانوں سے ظاہر ہے کہ مولوی اسماعیل اپنے والد اور چچا کے مسلک سے علیحدہ ہو کر نیا مذہب (جسے وہابیت کہا جاتا ہے) ایجاد کیا اور ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ایک کتاب بنام تقویۃ الایمان (جو فی الحقیقت تفویۃ الایمان نہیں تفویۃ الایمان ہے) شائع کی اس کتاب میں توہین خدا اور توہین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبوبان خدا

کے متعلق جی بھر گستاخیاں درج کیں مولوی اسماعیل نے تقویۃ الایمان لکھ کر ایک دائمی فتنہ و فساد کی بنیاد کھڑی کر دی اس کتاب سے متاثر ہونے والے وہابیوں کے دو الگ الگ گروہ بن گئے ایک تو ائمہ اربعہ کی تقلید سے منحرف ہو گئے اور دوسرے بظاہر حنفی رہے پہلے گروہ نے اپنا نام غیر مقلد (اہلحدیث) ظاہر کیا اور دوسرے گروہ نے اپنے آپ کو حنفی دیوبندی نام سے مشہور کیا ان دونوں گروہوں کے نام تو الگ ہیں مگر اعتقاداً متحد و متفق ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوھی دیوبندی سے مقلد اور غیر مقلد کی بابت جب سوال ہوا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ "عقائد میں سب متحد مقلد و غیر مقلد ہیں البتہ اعمال مختلف ہوتے ہیں"

دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۵۱۰

الغرض مولوی اسماعیل جنہوں نے ہندوستان میں وہابی تحریک کی بنیاد کھڑی کر کے مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ کیلئے مذہبی جنگ لڑنے کا دروازہ کھول دیا اور بذات خود ضدی ثابت ہوا کیونکہ اس کا خاندان علمی لحاظ سے عروج پر پہنچا ہوا تھا اقرباء اس کو سمجھاتے رہے مگر یہ اپنی وہابیت پر مضبوط رہا مولانا محمد رضا علی بنارسی صاحب اسماعیل کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ "ایک دفعہ میری ملاقات مولوی مخصوص اللہ (پسر شاہ رفیع الدین) سے دھلی ہوئی میں نے پوچھا درباب اسماعیل آپ کیا فرماتے ہیں کہا ہم نے اس کو (اسماعیل دہلوی) بہت سمجھایا نہیں مانا اور جتنا فتنہ ہندوستان میں پھیلا ہے اسی کی ذات سے پھیلا ہے۔

دیکھئے سیف الجبار ص ۲۰۹

نافرمانی :- جس وقت اسماعیل نے ابن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کا

مطالعہ شروع کیا شاہ عبدالعزیز محدث کو اطلاع ملی کہ اسماعیل کتاب التوحید مصنفہ ابن عبدالوہاب کو اپنا رہا ہے تو شاہ صاحب مولوی اسماعیل سے سخت ناراض ہوئے اور اس کو سخت الفاظ سے ڈانٹا چنانچہ فرماتے ہیں میری طرف سے کہو اس لڑکے (اسماعیل) نامراد کو کہ جو کتاب التوحید بمبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے اس کے عقائد صحیح نہیں بلکہ وہ (کتاب التوحید) بے ادبی بد نصیبی سے بھری پڑی ہے میں آج کل بیمار ہوں اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں تم (اے اسماعیل) ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔

انوار آفتاب صداقت ص ۵۱۶ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۴۷

لیکن بد قسمت مولوی اسماعیل نے وہابیت کا بیج بو ہی دیا یہاں پر یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر متبعین اسماعیل اس بات پر بڑے نازاں ہوتے ہیں کہ اجی ہمارے شیخ نے سکھوں سے جہاد کیا انگریزوں سے لڑے یہ کیا اور وہ کیا آخر کار سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے آیئے ذرا اس شہید کی شہادت کا منظر بھی دیکھئے چلئے۔

نظارہ :- تاریخی آئینہ میں اگر جھانک کر دیکھا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس بین کلامس ہے کہ مولوی اسماعیل سکھوں کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اپنی بد عقیدگی کی بنا پر مسلمان افغانی پٹھانوں کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے قتل ہو گئے تھے مسلمانوں کے غیر اسلامی طریق پر لڑ کر مرنا شہادت نہیں کہلاتا یہ تو انگریزوں سے مشورہ کر کے سرحدی علاقہ میں فتح حاصل کر کے وہابیانہ حکومت بنانا چاہتے تھے یہ ہرگز شہید نہیں ہوئے بلکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے چنانچہ ان کے ممد و مورخ

مرزا حیرت کی زبانی سنیئے۔

"سید صاحب کے پاس مجاہد جمع ہونے لگے تو سید (احمد بریلوی) سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورہ سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹنٹ گورنر ممالک مغربی پنجاب کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کا تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیفٹنٹ نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں امن میں خلل نہ پڑے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔

حیات طیبہ ص ۴۳۱

اس مقام پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اسماعیلی جہاد قرآن اور حدیث کی روشنی یا اسلامی تقاضے کی بنا پر نہ تھا انگریزوں کی ایماء اور ان کی اجازت پر مبنی تھا سب سے پہلے مولوی اسماعیل نے جو پہلا جہاد کا وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا۔

صاحب تواریخ عجیبہ کا کہنا ہے کہ سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی جب مقام پنج تار پہنچے تو وہاں کے رئیس فتح خان نامی نے شروع میں ان لوگوں کی خاطر تواضع کی یہ لوگ چند دن وہاں رہے لیکن ان دونوں (سید احمد اور اسماعیل) نے وہاں کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کیا اور ان کو بد عقیدہ اور بد مذہب ٹھہرایا (جیسا کہ ابن عبد الوہاب نجدی نے سوا اپنے متبعین کے تمام مسلمانوں کو شرک اور کافر قرار دے کر ان کے ساتھ جنگ کرنا ان کا مال لوٹنا جائز و حلال قرار دیا بعینہ اسماعیل اور سید احمد ان دونوں نے افغانی مسلمانوں کو بد مذہب اور بد عقیدہ قرار دے کر ان لوگوں سے لڑنے کی ٹھان لی) بات بڑھ گئی تو ان پٹھانوں نے ان کو

وہیں ختم کر دیا۔

خون کے آنسو ج ۱ ص ۳۹

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی تذکرۃ الرشید جلد نمبر ۲ ص ۳۷۵ پر رقم طراز ہے "مولوی اسماعیل صاحب اور مولوی محمد حسین رامپوری بھی ہمراہ تھے اور یہ سب سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جنگ مسمی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔

ارواح ثلاثہ ص ۱۷۳

نوٹ :- دیکھئے جناب اسماعیل دہلوی کے جہاد کی ابتداء مسلمانوں کے ساتھ ہوئی صرف یہی نہیں بلکہ نو عدد جنگ مسلمانوں ہی سے ہوئے جن کے مقامی نام یہ ہیں۔ (۱) جنگ اوتمان زئی، (۲) جنگ پنڈاول، (۳) جنگ زیدہ، (۴) جنگ بنڈ دوم، (۵) جنگ کیزڑی، (۶) جنگ کھلابٹ، (۷) جنگ مردان، (۸) جنگ مایار، (۹) جنگ چھترہائی ان جنگوں میں جو مسلمان مارے گئے ان کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں صرف نمونہ کے طور پر سن لیجئے وہ یہ کہ مولوی غلام رسول مہر سید احمد شہید نامی کتاب کے صفحہ ۴۵۳ پر لکھتے ہیں۔

"(سید صاحب) خود توپ کھچوا کر ایک اونچی جلہ لائے پھر وائی خود نشست باندھی اور مرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ اب گولے پھینکو پہلے ہی گولے میں دو سو اڑ گئے"

حقائق تحریک بالاکوٹ ص ۱۳۳

جنگ زیدہ کے بارے میں غلام رسول مہر لکھتے ہیں "اس پورش میں یار محمد خان کے تین سو ساتھی مارے گئے۔

حقائق تحریک بالاکوٹ ص ۱۳۳

جب اسماعیل دہلوی صاحب نے مجاہدین تیار کرنے کیلئے قریہ قریہ گاؤں گاؤں میں وعظ کہنے شروع کئے تو ان ہی واعظوں سے ایک وعظ ملاحظہ فرمائیے جس سے اس جہاد کی حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

وعظ :- کلکتہ میں جب مولانا اسمعایل صاحب نے وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی کیوں نہیں دیتے آپ نے جوابدیا ان پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے ایک تو ان کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپن گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔

سوانح احمدی ص ۵۲ وحیات طیبہ ص ۴۲۳-۴۲۴

اب ناظرین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اسماعیل دہلوی کے اس وعظ سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کو نہ انگریزوں سے دشمنی تھی نہ سکھوں سے بیر تھا دشمنی تھی تو کلمہ گو اہل اسلام سے جن کو ہر مقام پر تحریراً تقریراً کافر و مشرک کہتے رہے ہیں۔

اگر مان لیا جائے کہ مولانا کو سکھوں سے دشمنی تھی اور انہی کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ہیں تو یہ بات تاریخی حقائق کے بالکل برعکس ہے سکھوں کے ساتھ ان کی عداوت ہوتی تو سکھ ان کی لاشوں کو تلاش کر کے ان کی مزاریں ہرگز نہ بناتے بلکہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر

کے تلف کر دیتے۔ سوچئے یہاں تو معاملہ بھی کچھ اور ہے مورخ دہلوی کا بیان سنیئے۔

"یہ خبر معتبر معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے دن شیر سنگھ نے ان دونوں بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل) کی نعشوں کو شناخت کروا کے نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ میں دفن کروادیا۔

حیات طیبہ ص ۴۴۳

مزید تسلی کیلئے اشرف علی تھانوی کی مصدقہ عبارت بھی پڑھ لیجئے۔

"انہوں نے حضرت کا بدن پایا سر کو بموجب وصیت کے جدا کر کے دیا گیا تھا نہیں ملا امر سنگھ نے بہ تعظیم اکرام عام مزار تیار کیا۔

امداد المشتاق و شمائم امدادیہ ص ۶۱-۹۹

نوٹ :- کیا شیر سنگھ اور امر سنگھ مسلمانوں کے نام ہیں اور مسلمانوں کے ناموں کے ساتھ "سنگھ" استعمال ہوتا ہے نہیں ہرگز نہیں آج تک یہ کہیں نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ناموں کے ساتھ یہ سنگھ کا لفظ استعمال کیا ہو۔ کیا دو قومیں جن میں ایک طرف مسلمان اور دوسری جانب سکھ نبرد آزماہوں اور معاملہ کشت وخون تک پہنچ جائے تو مسلمانوں کو سکھوں اور سکھوں کو مسلمانوں نے سنبھالا ہے نہیں اور ہرگز نہیں مگر شیر سنگھ یا امر سنگھ کا اسماعیل کو دفن کرنا ایسے ویسے نہیں بلکہ عزواحترام کے ساتھ کس چیز کی عکاسی کرتا ہے یہ سوچنا تمہارا کام ہے مگر صاف لکھا ہے کہ تلاش کر کے دہلوی صاحب کو شیر سنگھ نے دفن کیا پھر ان وہابیوں کا کہنا کہ سکھوں کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے یہ معاملہ کہاں تک حق بجانب اور درست ہے اگرچہ یہ سکھوں کے

اور سکھ ان وہابی لیڈروں کے باہم یک دگر ایک دوسرے کے مخالف ہوتے تو سکھ ان کے قتل ہو جانے کے بعد دفن ہر گز نہ کرتے بلکہ ان کا قیمہ کر کے اپنی ایک ایک ضرب کا بدلہ لیتے۔ بس میں اور کچھ نہیں کہوں گا صرف ایک منصفانہ فیصلہ آپ سے طلب کروں گا وہ یہ کہ اسماعیل شہید ہے یا قتیل۔

اب آیئے ذرا دیوبندیت کے متعلق بھی کچھ بیان ہوتا ہے۔

دیوبندی یا دیوبندیت:- مولوی قاسم نانوتوی جب دینی تعلیم سے فارغ ہوا تو یہ وہابیت پھیلانے میں مصروف ہوا کیوں کہ یہ اپنے استاد کی تربیت سے بڑا سخت وہابی ہو چکا تھا۔ مولوی قاسم کا جو استاد تھا وہ اسماعیل دھلوی کا خاص حواری تھا اور بڑے پرلے درجے کا غیر مقلد وہابی تھا اس استاد کی تعلیم نے مولانا قاسم پر گہرا اثر کیا اسی کی بدولت یہ وہابیت کا متحمل ہوا اس کو استاد نے دوران تعلیم میں تاکید اُہدایت کی ہوئی تھی کہ جتنا ہو سکے سر توڑ کوشش کر کے لوگوں کو اپنے عقائد وہابیانہ کا گرویدہ بنانے کی کوشش کرنا اور ساتھ ترکیب بتائی کہ تبلیغی دورے کرنے کی بجائے ایک دینی مدرسہ کھول کر اس درسگاہ میں طالبعلموں کو خوش اسلوبی اور احسن طریقہ استعمال کر کے وہابیت میں ڈھال لینا چاہئے اسی نکتہ کے پیش نظر مولوی قاسم نانوتوی نے ایک درسگاہ بنام مدرسہ قاسمیہ دیوبند کے نام سے قائم کی اور اس میں سلسلہ تعلیم جاری کر دیا اسی درسگاہ کو آج کل دارالعلوم دیوبند کے نام سے پکارتے ہیں اس درسگاہ کا طالبعلم جب اپنی تعلیم سے فارغ ہوتا ہے تو وہ پورا پورا وہابیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بڑے فخر سے فاضل دیوبند کے

لقب سے ملقب کرتا پھرتا ہے اس مدرسہ کی طرز و فکر اور اعمال و عقائد کو مسلک دیوبندی یا دیوبندیت کہا جاتا ہے اس دیوبندی وہابی مذہب کی بنیاد جن پیشواؤں کی طرف منسوب کی جاتی ہے ان کے نام یہ ہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی حسین علی واں بھچروی اب ان عمائدین اور قائدین کا مختصر طور پر ذکر سنیئے، کیونکہ وہابی مذہب کے یہی صاحبان موسس و موجد ہیں۔

پیشوائے اول:- مولوی اسماعیل دھلوی مسلک دیوبند کے پہلے اساس ہیں جس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید سے خوشہ چینی کر کے وہابیت کا مجسمہ تیار کیا ان کا ذکر بلا تاخیر اوراق گزشتہ میں ہو چکا ہے وہاں پلٹ کر سرخی تحریک اسماعیل دہلوی سے سرخی دیوبندی یا دیوبندیت تک ملاحظہ فرمالیں۔

پیشوائے دوم :- مسلک دیوبند کے دوسرے پیشوا کا نام مولوی قاسم نانوتوی ہے یہ مولوی مملوک علی کا شاگرد ہے جس نے مولوی اسماعیل کے وفات پا جانے کے بعد سارے ہندوستان میں وہابیت پھیلائی مولوی مملوک علی خود تو اس قدر کام نہ کر سکا کیونکہ یہ مولوی اسماعیل دھلوی کا خاص حواری تھا لوگ اس کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن اس نے اپنے شاگردوں سے کام لے کر خوب پرچار کیا یہ اپنے طور شاگردوں کو سخت تاکید کرتا تھا کہ اس زمانہ میں سب مسلمان کافر و مشرک ہو چکے ہیں سوائے وہابیوں کے کوئی مسلمان نہیں رہا مگر عام طور پر لوگ وہابیت سے نفرت کرتے تھے مملوک علی نے اپنے شاگردوں کو ایک طریقہ یہ بھی سکھایا تھا کہ تقیہ کئے جاؤ مگر وہابیت ضرور پھیلاؤ۔ خود رفع یدین نہ کرو اپنے آپ کو حنبلی ظاہر کرتے رہو مولوی مملوک علی خود اسی پر عامل تھا اس کے پاس جو شاگرد صحیح العقیدہ سنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتا تو ان کے سامنے یہ بزرگوں کی تعریف کرتا تھا اور گاہے بگاہے تقیۃً ان کی ایسی تعظیم کر گزرتا جس کو وہ اپنے عقیدہ میں شرک و بدعت سمجھتا تھا چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ "ایک روز سبق ہو رہا تھا کہ ایک شخص نیلی لنگی کندھے پر ڈالے ہوئے آ نکلے ان کو دیکھ کر مولوی (مملوک علی) مع تمام مجمع کے کھڑے ہو گئے (یہی قیام تعظیمی ہے جسے وہابیہ شرک و بدعت کہتے ہیں)

امداد المشتاق ص ۱۹۱

فائدہ :- مولوی مملوک علی اپنے شاگرد مولوی قاسم نانوتوی کو یہ مشورہ دے رکھا تھا کہ تبلیغ کا بڑا ذریعہ درس و تدریس سے کارگر ہو گا جیسا کہ

پہلے بیان ہو چکا ہے اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے مولوی نانوتوی نے مدرسہ عربیہ قاسمیہ المعروف دار العلوم دیوبند ۱۲۸۳ھ میں کھول دیا بات صرف تعلیم تک محدود نہ رہی بلکہ مولوی قاسم نے قلمی جہاد بھی شروع کر دیا چنانچہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کا مشہور عقیدہ جس کو وہ تقویت الایمان صفحہ نمبر اٹھارا ں پر لکھتا ہے "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن ہی میں ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے"

نوٹ :- اس مندرجہ عبارت مولوی اسماعیل پر معتبر علمائے کرام نے معاوضہ کیا کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علی و آلہ وسلم کی مثل کو ممکن تسلیم کیا جائے تو اللہ مجدہ الکریم کیلئے امکان کذب کا ماننا لازم آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کذب سے پاک اور منزہ ہے کیونکہ کذب جیسی قبیح صفت کا زیر قدرت ہونا محال عقلی ہے مولوی دہلوی کے اس عقیدہ کی تائید میں مولوی قاسم نانوتوی امام دیوبندیت نمبر دوم نے حضور علیہ اسلام کے مثل و نظیر کے امکان کی دلیل کہیں سے کرید کرید کر ایک اثر ابن عباس تلاش کر ہی لیا اور خوش ہوا کہ او ہو بات بن گئی ہے ہمیں اپنے پیشوا کی عبارت کی تائید میں حدیث مل گئی وہ حدیث یہ ہے۔ قال ابن عباسؓ فی کل ارض ادم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کا براھیم کم و عیسیٰ کعیسیٰ کم و بنی کنبیکم۔ اس اثر کو اپنا موید سمجھ کر ایک کتاب لکھ ماری جس کا نام "تحذیر الناس عن اثر ابن عباس" ہے اس کتاب کے چند اقتباس پیش کئے جائیں گے جس سے اس مصنف کا حال بھی روشن ہو جائے گا۔

اثر ابن عباس کی حقیقت

اس اثر کو امام بیہقی محدث نے شاذ کہا ہے اور شاذ ضعیف ہوتی ہے چنانچہ نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ اگر راوی زیارت کی اس سے قوی تر کے ساتھ مخالفت کی جائے تو اس کو ارجح یعنی قوی تر کو محفوظ کہتے ہیں اور ضعیف یعنی مرجوع کو شاذ کہتے ہیں۔ بے شک اس اثر میں زیادتی ہے مختصر روایت پر کہ ہر زمین میں مثل حضرت ابراہیم کیلئے ہے جیسا کہ زمین پر خلقت ہے پس بیہقی کے حکم شذوذ دینے سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے ایسے مسائل میں شہادت پیش کرنی بالکل ہیچ پوچ ہے اور باوجود اس ضعف کے یہ روایت قرآن کے حکم خاتم النبین کے بر خلاف ہے اور حدیث لا نبی بعدی اور اجماع جو اس پر ہو چکا ہے اس کے بھی مخالف ہے اس لئے کہ یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے کسی نبی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ اثر حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ہی وارد ہوئی ہو گی اور خبر احاد جب مخالف قرآن و اجماع و صحیح حدیث کے ہو تو اس کا کیا اعتبار ہے چہ جائیکہ اثر شاذ ہو پھر کیفیت طبقات میں اختلاف ہے کلبی نے کہ ہے کہ وہ طبقات ایک دوسرے سے متصل ہیں اور ضحاک نے کہا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر طبقے نہیں سو افضل کے بر خلاف آسمانوں کے اور یہ بھی کہا ہے کہ سات زمینیں ایک دوسرے پر طبقے ہیں اور ہر زمین میں فاصلہ ہے پس پہلے دو قول صریح دلالت کرتے ہیں اس پر کہ ان زمینوں میں کوئی جاندار چلنے پھرنے والی خلقت نہیں

ہے اور انہیں حضرت ابن عباسؓ سے جب نافع بن ارزق نے پوچھا تھا کہ زمین کے نیچے بھی کوئی خلقت ہے تو آپ نے جواب دیا تھا کہ ہے پھر پوچھا وہ کیا خلقت ہے آپ نے جواب دیا کہ یا فرشتے ہیں یا جن پس اس روایت سے پایا گیا کہ ان زمینوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں ہے۔

تقدس الوکیل ۱۳۲-۱۳۳ بحوالہ شفاالصدور

اب مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس سے چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیے جو مولوی قاسم صاحب کا تشخص ظاہر کریں گی وھوہذا

(۱) "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاتم النبین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فرق نہیں۔

تحذیر الناس ص ۳

(۲) انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو صرف علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ (امتی) بڑھ جاتے ہیں۔

تحذیر الناس ص ۵

(۳) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرض نہیں آئے گا۔

تحذیر الناس ص ۶

نوٹ:- العیاذ باللہ! دیکھئے جناب من ارشاد قرآنی خاتم النبین کا معنی لا

نبی بعدی پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور علیہ السلام کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زماناً آخری نبی ہیں اور یہ تاخر زمانی حضور علیہ السلام کے فضائل میں سے ایک مخصوص فضیلت ہے دوسرے کتنا ہی کوئی شخص امتی جو محنت شاقہ سے صالح اعمال کے حصول میں منہمک رہے نبی تو نبی ہے صحابہ نبی کے مقام و مراتب کو بھی نہیں چھو سکتا چہ جائیکہ بڑھ جائے تیسرے یہ کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا یہ عقیدہ قطعاً ناحق اور باطل الابطال ہے اس کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو دروازہ نبوت کھل جائے گا جس کے کھلنے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آ جائے گا یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف مولوی قاسم کا نہیں بلکہ تمام دیوبندی اسی عقیدہ پر کاربند ہیں اور کتاب تحذیر الناس کو بے غبار ثابت کرنے کیلئے علمائے حق کے ساتھ مناظرے اور مجادلے کرتے ہی رہتے ہیں اب آگے چلئے اور پیشوائے دیوبندیوں کے تیسرے قائد کی حقیقت کو سن کر دماغ کے ایک اور گوشے کو روشن کر لیجئے۔ تاکہ معلوماتی خزانہ میں اور بھی اضافہ ہو جائے۔

پیشوائے سوم :- دیوبندیوں کو تیسرے پیشوا کا نامی نامی مولوی رشید احمد گنگوہی ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی ناظم درس دیوبند کے وفات پا جانے کے بعد اس نے مدرسہ دیوبند کا اہتمام و انتظام کے عہدہ کو سنبھالا اور وہابی مذہب کی خوب اشاعت کی کیوں کہ یہ بھی مولوی مملوک علی کا شاگرد ہی تھا جو مولوی اسماعیل دہلوی کے خاص حواریوں میں تھا اور نہایت بد عقیدہ شخص تھا اور کٹر وہابی تھا اپنے شاگردوں کو کہتا تھا کہ گو

مرے والد نے میرا نام مملوک علی رکھا ہے مگر یہ نام مشرکانہ ہے اس میں تملیک کی نسبت علی کی طرف ہے اس لئے میں نے اپنا نام بدل کر مملوک العلی رکھ لیا ہے اب مجھے ملوک العلی کے نام سے پکارا اور لکھا کرو اس نام کے تبدیل ہونے کی شہادت میں مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"مولانا شیخ محمد صاحب نے اپنے استاد کا نام بجائے مملوک علی کے مملوک العلی لکھا ہے کیوں کہ حضرت علی کے نام کے ساتھ الف لام داخل نہیں کیا جاتا۔

اضافات الیومیہ ص ۲۱۳ جلد ۷

"مولوی رشید احمد گنگوھی اپنے عربی استاد کی بدولت ان سے اتنا متاثر ہوا کہ یہ بھی بزرگان دین اور محبوبان خدا کا دشمن ثابت ہوا اس نے جب اپنے علاقہ گنگوہ میں بسلسلہ تبلیغ کام شروع کیا تو وہابیت کا پرچار کرنے لگا اس کی تبلیغ سے پہلے اس علاقے کے باشندے سب کے سب سنی تھے اس لئے اس کی وہابی تبلیغ سے یہ علاقہ متنفر ہونے لگا اس نے اپنے وہابی عقیدہ پر نقاب ڈالنے کیلئے ایک چال چلی وہ یہ کہ سوچا ظاہری طور پر کسی بزرگ سے بیعت ہو جانا چاہئے چنانچہ اسی خیال میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے شرف بیعت حاصل کر لیا یہ مرید تو ہونے کو ہو گیا مگر در پردہ پیر کے عقائد سے الگ ہو کر اپنے مشن اور پروگرام کے مطابق مخالفت کرتا رہا چاہئے تو یہ تھا کہ صدق دل سے اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر چلتا مگر شومئی قسمت یہ ویسے کا ویسا رہا ناچیز یہ الزام نہیں لگا رہا اس کی تصدیق ان کے گھر ہی سے سنیئے۔

تصدیق :- یہ واقعہ ہے حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت

مولانا گنگوھی کے مسلک میں کسی قدر فرق تھا۔

اضافات الیومیہ ۴۸۰ ج ۴

نوٹ :- جب تک حاجی امداد اللہ صاحب اپنے ملک ہندوستان میں رہے تو گنگوہی صاحب بلحاظ مرشد کچھ دبے رہے اور در پردہ سی وہابیت کا کام کرتے رہے جس وقت حضرت حاجی صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تو پھر گنگوہی صاحب خوب آزاد ہو کر کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر کرنا شروع کر دی اور حضرات مشائخ پر شرک کے فتوے صادر کرنے شروع کر دیئے اور ذکر الصالحین کرنا بھی ناجائز و حرام قرار دے دیا اب مولانا رشید احمد کے چند فتاوے ملاحظہ کیجئے اور خود اندازہ لگائیے کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہتے کیا ہیں۔

فتویٰ :- (۱) ماہ محرم الحرام میں حضرت امام حسینؓ کا ذکر کرنا اور ان کے ایصال ثواب کیلئے شربت پلانے کے متعلق رشید احمد صاحب یہ فتوی دیتے ہیں۔

"محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کا کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو سبیل لگانا شربت پلانا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۳۵

(۲) سوال : پیران کلیر (شریف) وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کیلئے جانا درست ہے یا نہ

جواب : درست نہیں۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۲۵۵

نوٹ :- دیکھئے! فتویٰ نویسی مولوی رشید گنگوھی کی ذکر امام حسین کو حرام اور بزرگان دین کے شہر میں برائے تجارت تک جانا درست نہیں وغیرہ وغیر خدا برا کرے تعصب کا کہ اس ک بھی کوئی حد ہوتی ہے یہاں ایک دل سوز فتوی اور بھی سنتے جائیے جس سے گنگوھی صاحب کی رسول دشمنی مترشح ہوتی ہے "مولود شریف (ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عرس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو ..... اس زمانہ میں درست نہیں۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۱۰

فائدہ :- اے قارئین کرام اس کا تو صاف مطلب یہ ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کرنا اس زمانہ میں ناجائز ہے۔

میرے عزیز بھائیو! یہ عقیدہ بالکل ہی غلط ہے میلاد شریف منانا اور اس میں دیگر اوصاف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرنا یہ تمام امور جائز و حلال اور مستحسن موجب خیر برکات ہیں بفحوائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کماجاء فی الحدیث "ماراہ المومنون حسن فھو عند اللہ حسن" جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ فعل عند اور بھی اچھا ہوتا ہے اسی فتاوی میں ایک مقام پر گنگوھی یہ گوہر ریزی بھی فرماتے ہیں وہ فتویٰ بھی سینے پر ہاتھ رکھ کر سن لیجئے وہ لکھتا ہے کہ لفظ "رحمۃ العالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۰۰

فقط اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس فتویٰ پر خود عمل کر کے لوگوں کو رحمت اللعالمین کا وصف غیروں پر استعمال کر کے ثبوت بھی پیش کر

دیا چنانچہ جس وقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نے وصال فرمایا تو ان کی یاد میں مولوی رشید گنگوھی اس طرح پکار رہے تھے "بار بار فرماتے تھے ہائے رحمت اللعالمین ہائے رحمۃ العالمین۔

اشرف السوانح ص ۱۵۳ ج ۳ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۳۷

نوٹ :- دیکھئے صفت جو خاصہ رسول ہے۔ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس سے انکار کیا جارہا ہے حالانکہ قرآن مجید کی صریحاً آیہ شریفہ موجود ہے وما ارسلناك الا رحمة العالمين یعنی اے محبوب ہم نے تجھ کو دو نوں جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس آیہ پاک کی تفسیر علامہ اسماعیل حقیؒ نے تفسیر روح البیان میں اس طرح بیان فرمائی ہے: "آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بجمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و غیبیہ وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیرہ ذالک تمام جہانوں کیلئے عالم ارواح میں یا عالم اجسام ذوالعقول ہوں یا غیر ذی العقول اور جو تمام عالموں کیلئے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے افضل ہو۔

تفسیر خزائن العرفان، تفسیر روح البیان

فائدہ :- دیکھئے اس دیوبندیت کے تیسرے پیشوا نے کتنا تعلی اور انانیت سے بھرپور ہو کر فضل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کاٹا ہے حالانکہ مولوی دوست محمد قریشی سابق صدر تنظیم اہل سنت ملتانی جو عقیدۃً بھی انہی کا ہم نوالہ و ہم آلہ تھا وہ اپنی ایک کتاب میں اس لفظ کو یا ہر اس صفت کو جو قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے استعمال ہے وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے مختص ہے بلفظہ

"قرآن مجید میں جو صفات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کیلئے مختص کئے گئے پس مخلوق میں کسی کو حضور کے برابر ماننا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صفات میں اور کسی کو شریک کرنا) شرک فی النبوت ہے۔

اہل سنت پاکٹ بک ص ۳۴۹

اس مقام پر اس سے زیادہ ہم کچھ اور نہیں کہنا چاہتے مگر رسول عربی کی وفادار امت ذرا بھی عشق و ایمان کی غیرت رکھتی ہو تو اپنے آقا کہ حرمتوں کے خلاف وہابی یا دیوبندی جماعت کے ان شرم ناک منصوبوں کو خاک میں ملادے اور وہابی جماعت کو بھی خبردار ہونا چاہئے کہ آج بھی رسول عربی کے دیوانے اپنی جان کا مصرف خوب جانتے ہیں جیتے جی وہ دنیا میں کوئی دوسرا اور رحمت اللعالمین سنیں بننے دیں گے اور ہم ہر ایسے گستاخ کو گستاخیوں کا منہ توڑ جواب دیتے رہیں گے۔

اے ناظرین رسالہ صاحب اس بات کو ذرا سوچیں تو سہی ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل عمیمہ اور الطاف شمیمہ کا انکار اور ساتھ دعویٰ بھی امتی ہونے کا۔

واحسرتا ویاسفاہ

پیشواء چہارم :- دیوبندیوں کا چوتھا پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی سے سارے دیوبندی حضرت مولوی اشرف علی کو اپنا حکیم الامت مانتے ہیں اس نے اپنے میلاد نامے میں خود لکھا ہے کہ میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں اور میرا نام بھی اس مجذوب نے تجویز کیا تھا میری والدہ کو اس نے تسلی دی پہلے تو تیرے بیٹے مر جاتے تھے اب کے نہیں

مریں گے اور تیرے دو فرزند ہوں گے ایک کا نام اکبر علی خان اور دوسرے کا اشرف علی رکھنا میری والدہ نے اسی نہج پر میرا نام اشرف علی رکھا اور اس مجذوب نے قبل از وقت میری ماں کو کہا کہ اشرف علی بڑا مولوی بنے گا چنانچہ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی اس بزرگ کی دعا و خبر سے بڑا عالم فاضل بنا مولوی اشرف علی نے اپنے عقیدہ کی اور اپنے خاندان کے عقیدہ کی خود ترجمانی اس طرح کی ہے۔

"ماموں صاحب کا مسلک ہم لوگوں (وہابیوں) کے خلاف تھا صاحب سماع (قوالی سنتے) تھے اور اس میں غلو کا درجہ پیدا ہو گیا تھا مگر باتیں ماموں کی حکیمانہ ہوتی تھیں ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ میاں کسی دوسرے کی جوتیوں کی حفاظت کی بدولت اپنی گٹھڑی نہ اٹھوا دینا"

اضافات الیومیہ ص ۷۹ ج ۵

نوٹ :- کیسی سچی حکیمانہ پیش گوئی تھی جو لفظ بلفظ پوری ہوئی کہ تھانوی صاحب دوسروں کو بدعتی و کافر کہتے کہتے اور حضور علیہ السلام کی توہین کر کے اپنے ایمان کی گٹھڑی اٹھوا ہی بیٹھے اب اس چوتھے قائد دیوبندیہ کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں جن سے اس کی بے ادبی گستاخی ضلالت اور گمراہی مترشح ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے متعلق ایک شخص نے یہ سوال کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ لونڈی کے آزاد کرنے پر ابولہب جیسے کافر کو آخرت میں صلہ ملا مسلمان اگر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کی خوشی منائیں تو انہیں ثواب ملے گا یا نہیں اس سوال کا

دیوبندیوں کے چوتھے پیشوا کا جواب سنیئے "ہماری خوشی جائز ہوتی اگر دلائل شریعہ منکرات کو منع نہ کرتے اور ظاہر ہے کہ مباح اور غیر مباح کا مجموعہ غیر مباح ہوتا ہے"

کمالات اشرفیہ ص ۴۴۴ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۶۶

نوٹ :- مباح ہر وہ فعل ہے جس کے کرنے سے انسان مجرم نہیں ہوتا اور جو کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اس پر ثواب ضرور ملتا ہے۔ کمالات اشرفیہ کی عبارت سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میلاد پاک منانے کی خوشی مباح بھی نہیں کیوں کہ اس میں مباح و غیرہ مباح مخلوط ہے مگر یہ دیوبندیہ کے پیشوا کا عندیہ قطعاً منظور نہیں اس لئے کہ جمہور علمائے اہلسنت والجماعت عرب و عجم کے نزدیک میلاد شریف کا پڑھنا پڑھانا اور اس پر خوشی منانا وغیرہ موجب خیر و برکات ہے اور مولوی عبدالحئی لکھنوی جو انہی کا ہمدرد ہے وہ بھی لکھتا ہے کہ "نفس ذکر مولد بدعت و ضلالت نیست بدووجہ وجہ اول ذکر مولد عبارت است ازیں کہ ذکر آیتے از آیات قرانیہ یا حدیث نبویہ کہ تلاوت کردہ و در شرح آنقدرے از فضائل نبویہ معجزات احمدیہ و برخی از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارق کہ بوقت ولادت و قبل ازاں ظاہر گردید ندو امثال آں ہا بیان سازد ..... ووجود ایں حقیقت در زمانہ نبوی و زمانہ اصحاب ہم بودم اگرچہ مسمی باین تسمیہ نباشد بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجلس وعظ تعلیم علم ذکر فضائل نبویہ و کیفیات ولادت مے کردند"۔

فتاویٰ عبدالحئی جلد نمبر ۱ ص ۴۲-۴۳

اظہار محبت :- ہم اگر آقائے دو جہان کے میلاد شریف میں اظہار

محبت کو بروئے کار لائیں اور میلاد یہ خوشی منائیں تو نہ جانے مخالفین و منکرین ہمیں کیسے کیسے گھناؤنے الزام دیں اگر بات ان کی اپنی ہو تو اس بات کو آئی گئی کر کے یک لخت الزام تراشی اور فتوے لگانا وغیرہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اس سلسلہ اظہار محبت میں ایک واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی کا سنیئے جس سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے سنیئے! مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک پیارے مرید نے اپنا حال اس طرح ظاہر کیا ہے۔

''میرے دل میں یہ بار بار خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا اور حضور کے نکاح میں'' اس اظہار محبت پر حضرت والا غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا ثواب ملے گا۔

بحوالہ اشرف السوانح ج ۲ ص ۲۸ تبلیغی جماعت ص ۶۷

انوکھی منطق :- میرے دوستو! اگر ہوش و حواس گم نہیں ہو گئے تو سوچئے یہ کیسی عجیب منطق ہے اگر مسلمان مل کر عید میلاد النبی کا جلسہ منعقد کریں اور اس میں محبوب علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر خیر سن کر اظہار محبت کریں اور خوشیاں منائیں تو ان کیلئے تو ثواب ہی نہ ہو مگر دوسری جانب جب تھانوی کا ایک مرید تھانوی کی منکوحہ بننے کی خواہش کر کے اپنی اس تمنا پر اظہار محبت کرے تو تھانوی صاحب مرید کے اس خیال کو اظہار محبت تصور کرتے ہوئے یوں کہنے میں دم نہ توڑے اور کہے کہ یہ تیری محبت ہے ثواب ملے گا، ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔ **فیا للعجب هیا للعجب اللهم احفظنا من مکا مدهم والخرافا تهم**

پیشوائے پنجم :- دیوبندیوں کے پانچویں عمائد و قائد کا نام مولوی خلیل احمد ہے یہ صاحب مولوی رشید احمد گنگوھی کا دست راست ہے اور عساکر کذب کا بڑا سپہ سالار ہے تمام دیوبندیوں سے اس کا نمبر بڑا ممتاز ہے، کیوں کہ اس نے عقائد نامہ علمائے دیوبند لکھ کر ان تمام حضرات کی ترجمانی کی ہے۔

نوٹ :- دیوبندیوں کی وہ عبارات اور عقائد جو ان حضرات کے پیشواؤں نے اپنی اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھے ہیں وہ نقل کر کے علمائے حرمین الشریفین کی خدمت میں پیش کئے اور ان سے پوچھا کہ دیوبندیہ کی ان عبارات سے جو عقائد مترشح ہیں یہ حق ہیں یا باطل تو علمائے عرب نے ان عبارات کو پڑھ اور سوچ سمجھ کر تحریراً جواب دیا کہ یہ عقائد سراسر بے بنیاد اور غلط ہیں اور منقولہ عبارات بھی کفریہ ہیں ان عبارات کے مصنف اور ماننے والے اگر مطلع کرنے کے بعد بھی انہی عقائد پر ڈٹے رہیں تو وہ بھی کافر ہونے سے مامون نہیں رہ سکتے یہ تمام تفاصیل معلوم کرنی ہو تو ''حسام الحرمین'' کو پڑھئے جب ان علماء حرمین کے جواب کو دیوبندیوں نے دیکھا تو دیوبندیوں نے اپنے بچاؤ کی صورت یہ بنائی کہ یہ کام مولوی خلیل سرانجام دے اور ہم کو اس دلدل سے نکال لے بس یہی بچاؤ کی صورت ہے وگرنہ ان علمائے حرمین کی زد سے بچنا بڑا مشکل ہے اب جب یہ طے پایا کہ مولانا خلیل صاحب ہی کوئی صورت پیدا کریں تو موصوف نے ایک کتابچہ عقائد علمائے دیوبند بنام ''المہند'' ترتیب دیا جس پر اور چالیس دیوبندی علماؤں کے دستخط بھی ہیں۔ ملاں موصوف نے بڑی چابکدستی اور دلیری سے کذب و افتری کا نقاب اوڑھ

کر ان عبارات کا صاف انکار کر دیا اور کہا یہ عبارات ہماری کسی کتاب میں نہیں ہیں جو ہماری طرف منسوب کر کے لکھی گئی ہیں حالانکہ وہ عبارات جن کا صاف انکار کیا جا رہا ہے اب بھی موجود ہیں دیکھئے تحذیر الناس کا ص ۳، ص ۱۷، ص ۲۸ اور حفظ الایمان تغیر العنوان ص ۱۳/۸ براہین قاطعہ کا ص ۵۱-۵۲ مگر حیران کن یہ بات ہے کہ یہی کتابیں جن میں یہ عبارات موجود ہیں بازار سے دستیاب ہیں اور ان میں یہی تحریرات موجود ہیں جن کا انکار ہو رہا ہے۔ آیئے اب اسی پیشوائے پنجم دیوبندیہ کی کتاب کے چند اقتباسات سنئے اور اس علامہ کے علمی جواہر ریزے دیکھئے جن سے موصوف کے گستاخ ہونے کا منظر سامنے ابھر آئے گا۔

(۱) شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور شیطان و ملک الموت کیلئے محیط زمین کی وسعت علم دلیل شرعی سے ثابت ہے اور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے اس مفہوم کو مولوی خلیل احمد نے اس طرح لکھا ہے۔

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۲) "اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ ص ۵۲

(۳) پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کہنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بھی بڑھ کر ہوئے۔

براہین قاطعہ ص ۱۴۸

(۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی روایت کرتے ہیں آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔

براہین قاطعہ ص ۵۱

(۵) ایصال ثواب کی غرض سے کھانے کو سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ یا قرآن پاک کا کچھ حصہ پڑھ کر ہدیہ میت کو کرنا رسم ہنود کہتا ہے لکھتا ہے۔ "تشبیہ ہنود کا یہی اس میں مقرر ہے کیوں کہ تمام ہنود میں رسم ہے اور ان کا یہ شعار ہے کہ طعام پر بید پڑھواتے ہیں جس کا دل چاہے ہنود سے تحقیق کر لے ..... پس مفتیان دیندار ..... رسم ہنود کہیں بہت بجا اور حق ہے"

براہین قاطعہ ص ۷۹

براہین قاطعہ جیسی پوہڑ کتاب جس وقت منظر عام پر آئی تو علمائے کرام نے اس کے مسکت جواب لکھے چنانچہ اسی سلسلہ میں مولانا

غلام دستگیر قصوریؒ اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے مابین ریاست بہاول پور کے مقام پر ایک تاریخی مناظرہ بھی ہوا تھا اس مناظرہ کی مختصر روداد پیش خدمت کی جاتی ہے۔

مناظرہ :- ان ہی دنوں میں مولوی خلیل احمد ہندوستان سے وہابیت لے کر ریاست بہاولپور میں وارد ہوا یاد رہے قبل ازیں ریاست بہاولپور وہابیت سے بالکل پاکیزہ تھی تمام کے تمام لوگ مذہب حقہ پر متحد و متفق اور ان لوگوں کی اکثر نسبت پیر چاچڑاں شریف حضرت غلام فرید چشتیؒ سے تھی ریاست کا نواب بھی صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت تھا اور اس کی نسبت بھی حضرت غلام فرید چشتی سے تھی جب ملاں سہارن پوری نے وہابیت کے اصولوں کی تبلیغ شروع کی تو فوراً والی ریاست نے مولوی غلام دستگیر قصوری کو بہاولپور میں بلایا اور ۱۳۰۶ھ میں مولوی خلیل سے مناظرہ کروادیا اس مناظرہ میں بطور حکم اپنے پیر صاحب کو مدعو کیا اور مناظرہ کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دینے کیلئے عرض کیا پیر صاحب نے بھی مناظر کی صدارت منظور کر کے ہر دو علماؤں کے مناظرہ کی سماعت کر کے یہ فیصلہ دیا کہ مولوی خلیل احمد کا عقیدہ وہابیانہ ہے اور یہ بے ادب سے مولوی غلام دستگیر کے مسائل درست اور معیار اسلام پر ہیں نتیجہ یہ کہ خلیل احمد نے شکست کھائی چنانچہ اسی شکست کی وجہ سے ہی خلیل احمد کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو وہ رات کے وقت مفرور ہو کر شب کو چلنے والی گاڑی پر سوار ہو کر ریاست سے بھاگ نکلا۔

تذکرہ الخلیل ص ۹۳ بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۶۳

پیشوائے ششم :- اس کا نام مولوی حسین علی واں بھچروی ہے اس نے

ہمارے علاقہ یعنی پنجاب میں وہابیت کا پودا تقریباً اسی نے پروان چڑھایا ہے موضع واں[1] ضلع میانوالی کا ایک گاؤں ہے اس کے ایک زمین دار گھرانے میں مولوی حسین علی پیدا ہوا ان کا باپ میاں محمد اور دادا میاں عبداللہ (دلہ) ایک سیدھے سادھے صحیح العقیدہ مسلمان تھے لیکن بدقسمتی سے یہ ان کا فرزند حسین علی دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ہندوستان میں جا پہنچا اور وہاں جا کر مولوی محمد حسن کانپوری پھر مولوی مظہر دیوبندی سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی اس کے بعد رئیس الوہابیہ رشید احمد گنگوھی سے تعلیم کی تکمیل کی پھر گھر واپس لوٹے یہاں پہنچتے ہی وہابیت کا پرچار شروع کر دیا گویا مولوی حسین علی نے بھی سابقہ دیوبندیہ سپوتوں کی طرح خوب نمبر لئے اور نہایت بے ادب اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ثابت ہوا فی زمانہ مولوی غلام اللہ خاں راول پنڈی والا اسی کا تیار کردہ اسلام پر کفر باز بمبار تھا۔ مولوی حسین علی جناب عمدۃ الواصلین قدوۃ السالکین حضرت محمد عثمان صاحب سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے مگر اعتقاد غیر مقلدانہ رکھتے تھے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم غیب کے بھی منکر تھے اور سلسلہ چشتیہ کے بھی سخت مخالف تھے۔

مہر منیر ص ۴۳۷

[1] نکتہ عجیبہ :- حضرت پیر طریقت رہبر شریعت حافظ مولانا سید فخر الدین شاہ صاحب زیب استانہ عالیہ وڑچھ شریف نے بوقت ملاحظہ نسخہ ہذا ایک عجیب و غریب نکتہ بیان فرمایا ناچیز مولف اسے ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا نجد کے حرف (نجد یہ وہ ہی نجد ہے جسے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا برکت

مولوی حسین علی نے جب اپنے دور میں ضلع میانوالی کے مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کر کے وہابی بنانا شروع کیا تو علمائے ربانیین نے اس کے خیالات و عقائد کا رد بلیغ کرنے کیلئے مختلف مقامات پر اسے ذلتیں دیں تقریباً ۱۹۲۰ء واں بھچراں کے طبقہ رؤسا ملک صاحبان نے مولوی حسین علی کے فتنہ وہابیت کے استیصال کرنے کیلئے شہنشاہ ولایت پیر ہدایت سیدی و مرشدی مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا پیر صاحب کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی جس وقت اس دعوت نامے کی خبر مولوی حسین علی کو ہوئی تو اس نے بھی اپنے رعب کو برقرار رکھنے کیلئے پیر صاحب کی طرف تحریراً اطلاع دی اس تحریر میں لکھا کہ جب آپ یہاں آئیں گے تو آپ کے ساتھ ایک فیصلہ کن مناظرہ کیا جائیگا اب اس مناظرہ کی مختصر کہانی پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیے۔

سے محروم رکھا اور اسی علاقہ میں محمد ابن عبدالوہاب موسس مذہب وہابی کا ظہور ہوا) بحساب ابجد یعنی ن ۵۰ + ج ۳ + د ۴ کے اعداد جملہ ستاون ہوتے ہیں بعینہ اس طرح واں کے حروف (واں بھچراں جو غربی پنجاب ضلع میانوالی میں واقع ہے یہ مولوی حسین علی کا مکسن ہے غالباً جو اس علاقہ کا موسس مذہب وہابیہ ہے) بحساب ابجد یعنی و ۶ + ا ۱ + ن ۵۰ کے اعداد بھی مجموعہ کے لحاظ سے ستاون ہی ہوتے ہیں جس سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ نجد اور واں کے عددی تناسب نے ثابت کر دیا کہ پہلے وہابی مذہب نامہذب نجد سے ظاہر ہوا پھر واں میں مولوی حسین علی نے اسی مذہب وہابی کی ترویج کی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ان کے گندے عقائد سے بچائے آمین۔

مناظرہ مابین سیدی و مرشدی پیر مہر علی شاہ گولڑوی و حسین علی واں بھچراں

وعدہ موعودہ کے مطابق رؤسان واں نے پیر صاحب کو منگوالیا آپ کے ہمراہ مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی تھے آتے ہی آپ ملک مظفر بھچر کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے اور وہاں ہی آپ کی قیام گاہ بنی ہوئی تھی اس کے بعد مولوی حسین علی کو بلوا کر مناظرہ شروع کروادیا چنانچہ مولانا فیض احمد فیضی صاحب اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"..... مولوی غلام محمد گھوٹوی کہتے ہیں حضرت نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم مولوی حسین علی کے پاس بیٹھ جاؤ میں حسب ارشاد ان کے پاس جا بیٹھا مولوی حسین علی کی دائیں جانب مولوی فضل کریم بندیالوی اور بائیں جانب میں (مولوی غلام محمد صاحب) بیٹھا تھا۔ حضرت نے مولانا کی طرف منہ مبارک پھیر کر فرمایا مولوی صاحب آیہ مبارکہ قل لا یعلم من فی السماوات والارض الغیب الا اللہ ط اس پر آپ کا ایمان ہے مولوی صاحب نے فرمایا جی ہاں آپ نے فرمایا ایمان نام ہے تصدیق ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور تصدیق کی چھ قسمیں ہیں ان میں پانچ مردود ہیں اور ایک مقبول وہ کیا کیا ہیں اس کے بعد حضرت نے اس موضوع پر مختصر تقریر فرمائی۔

مہر منیر ص ۴۳۹

تقریر تاجدار گولڑہ شریف:- حضرت گولڑویؒ کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم ماکان ومایکون کے قائلین

آپ کے نزدیک اگر مسلمان ہیں تو نزاع ہی نہیں اگر کفر ہیں تو کفر ایمان کی ضد ہے اور ایمان سے تصدیق سے اور تصدیق چھ قسم کی ہیں جن میں سے ایمان شرعی میں فقط ایک قسم ہے جو مقبول ہے اور باقی پانچ مردود ہیں ان کے اقسام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ قائلین علم ماکان و مایکون میں کونسی قسم نہیں پائی جاتی اور آپ میں وہ پائی جاتی ہے جس بناء پر آپ انہیں کافر کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے آیہ شریفہ مندرجہ بالا قل لا یعلم ..... اور اس آیہ کے معارض آیہ فلایظھر علی غیبہ احداً من ارتضی من الرسول وغیرہ بھی تلاوت فرمائی اس کا جواب دینے کی بجائے مولوی حسین علی صاحب سر نیچا کر کے خاموش بیٹھے رہے تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اس پر میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے کہا آپ خاموش ہیں اور میدان مناظرہ گرم ہے کچھ منہ سے بولئے چپ کا وقت نہیں مولوی صاحب نے سر اٹھایا حضرت نے پھر تقریر شروع کی اور مولوی حسین علی پھر مراقبے میں چلے گئے اور حضرت نے تقریر ذرا بسط سے فرمائی مگر مولوی صاحب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو چپ چاپ رہے آخر ہم دونوں نے پھر انہیں متوجہ کرنے کی کوشش کی تو مولوی صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میں معمولی ملاں ہوں موٹے موٹے مسائل جانتا ہوں ان باریکیوں کو میں نہیں جانتا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے میں (مولوی غلام محمد صاحب) اور مولوی فضل کریم نے بٹھانا چاہا مگر مولوی صاحب نہ رکے تیزی سے باہر نکل گئے۔

مہر منیر ص ۴۴۰

نوٹ:- مولوی حسین علی حضرت علامہ سیدی مرشدی فاضل گولڑوی کے مناظرہ میں پہلے مرحلے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور زبان حال سے کہا کہ میں معمولی ملاں ہوں اتنی باریکیوں کو نہیں جانتا پھر خاموشی سے راہ فرار اختیار کی بعض مشاہدین مناظرہ کا کہنا ہے کہ جس وقت مولوی تیزی سے مجلس مناظرہ چھوڑ کر چلے گئے تو ان پر علامہ گولڑوی کا رعب اس قدر چھایا ہوا تھا کہ مولوی حسین علی کی چادر بوجہ خوف وہراس پسینے سے تربہ تر تھی بعض تو کچھ اور ..... بھی کہتے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا محب النبی صدر مدرس مدرسہ غوثیہ کا بیان ہے کہ بعض متوسلین کے ایما پر پیر صاحب نے تصدیقات کی تعریف اپنی زبانی یوں بیان فرمائی۔

اول تصدیق:- بذلتہ ہے یعنی کسی صفت یا دلیل کے بغیر مان لینا۔

دوم تصدیق:- بنعت ذلتہ ہے مثلاً ولئن سالتھم من خلق اسماوٰتِ۔

سوم تصدیق:- مثلاً ایک تکلیف پیش آئی جو خدا کے نام لینے سے ٹل گئی یہ ایک حال پیدا ہو گیا جس میں دل خود بخود اپنے حال کی وجہ سے تصدیق کرنے لگا۔

چہارم تصدیق بربہ:- ہے جسے عالم کی پرورش اور ربوبیت عامہ کو دیکھ کر ماننا۔

پنجم تصدیق بنعت ربہ:- اس کی ربوبیت خاصہ کو دیکھ کر تصدیق جیسے پتھر میں کیڑے کو رزق دینا ذاتی احسان کا خیال آیا یا احسان کے زیر تجربہ

آنے پر تصدیق۔

ششم تصدیق بامر ربہ:- اللہ کے حکم کی وجہ سے تصدیق یہی تصدیق مقبول ہے پہلی پانچوں جبری ہیں فقط چھٹی اختیاری ہے اور ایمان اختیاری ہی مقبول ہے۔

اے میرے مخلص بھائیو! آپ کو چھٹے پیشوائے دیوبندیہ کا ابلاغ علم تو ضرور معلوم ہو گیا ہو گا اب آیئے اور چند عقائد دیوبندیہ ملاحظہ فرمایئے تاکہ یہ معلوم ہو جائے دیوبندی کوئی الگ شے نہیں ہے بلکہ یہ بھی سب وہابی ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱:-

دیوبندی عقائد:- (۱) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو جو کوئی وکیل اور سفارشی سمجھے گو اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

تقویۃ الایمان ص ۶

عقیدہ نمبر ۲:- غیب کی بات اللہ جانتا ہے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیا خبر۔

تقویۃ الایمان ص ۳۴

عقیدہ نمبر ۳:- کسی (نبی، ولی، پیر امام شہید) کی قبر پر یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

تقویۃ الایمان صف ۲۳

عقیدہ نمبر ۴:- نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان باندھا کہ آپ نے فرمایا ہے "میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

تقویۃ الایمان ص ۳۵

فائدہ:- حدیث پاک کی کسی کتاب میں یہ حدیث مروی نہیں ہے جس کا ترجمہ یہ بنا لیا گیا ہے کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں بلکہ اس کے برعکس ابن ماجہ شریف جو صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں یہ حدیث موجود ہے نَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ یعنی اللہ پاک کے بھیجے ہوئے نبی زندہ ہیں اور وہ رزق دیئے جاتے ہیں اور طبرانی شریف میں مروی ہے اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو زمین پر حرام کر دیا گیا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اب ناچیز مولف ذریت وہابیہ کو چیلنج کرتا ہے کہ تمام اکابر و اصاغر مل بیٹھ کر کوئی ایک ایسی حدیث تلاش کر لائیں جس کا ترجمہ یہ ہو سکے جیسا کہ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے مگر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ان سے کبھی نہ ہو سکا ہے نہ ہو سکے گا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

عقیدہ نمبر ۵:- اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن کن کے حکم

سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

تقویت الایمان ص ۱۸

عقیدہ نمبر ۶:- اللہ کا سا علم اور کیلئے ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے..... خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کی اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تقویۃ الایمان ص ۷

عقیدہ نمبر ۷:- ایک ختم ہے اس میں یوں پڑھتے ہیں "یا عبد القادر جیلانی شیاء للہ غرضیکہ ایسا لفظ منہ سے نہ بولے جس سے بو شرک کی آوے یا بے ادبی کی آوے۔

تقویۃ الایمان ص ۳۳

عقیدہ نمبر ۸:- سو اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

تقویۃ الایمان ص ۳۵

عقیدہ نمبر ۹:- نفس بشریت میں مماثل آپ کے جملہ بنی آدم ہیں ..... بنی آدم ہونیکی وجہ سے آپ کو بھائی کہا تو خلاف نص کے کہہ دیا

براہین قاطعہ ص ۳

عقیدہ نمبر ۱۰:- انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۲۶

اے ناظرین صاحبان! اب یہاں سے ورق الٹ کر وہابی نجدی عقائد اور

دیوبندی عقائد کا موازنہ کر لیجئے گا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ فی الواقعہ یہ دونوں مسلک دو قالب یک جان ہیں اب یہاں تقویۃ الایمان کا جائزہ لئے چلتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کتاب کی دیوبندیوں کے نزدیک کتنی اہمیت حاصل ہے اور اس کتاب کے متعلق صاحب کتاب کے قریبی رشتہ دار کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ مولوی اسماعیل دھلوی جس کو شہید کا لقب دیا جاتا ہے حالانکہ ہماری نگاہ میں شہید نہیں بلکہ قتیل ہے بہر حال تقویت الایمان نامی کتاب اسی اسماعیل کی تصنیف جو دراصل ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا خلاصہ ہی ہے یا یوں جانئے کہ کتاب التوحید بزبان عربی ہے اور تقویۃ الایمان بزبان اردو ہے اس کتاب میں اول سے لے کر آخر تک جو لکھا ہے اس کی تعلیم سے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا بلکہ سب کے سب کافر و مشرک ہو جاتے ہیں حتی کہ مصنف صاحب خود بھی اپنے فتووں کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتے یہ عقائد نامہ جو ابھی ابھی بیان ہوا ہے اسی کتاب تقویۃ الایمان سے نقل شدہ ہے جو در حقیقت تقویت الایمان نہیں بلکہ تفویت الایمان ہے دیوبندی حضرات اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلامی تعلیم سمجھتے ہیں اور اس کتاب کی بے حد تعریف، توصیف و مدح خوانی کرتے ہیں۔

تقویت الایمان:- یہ وہ کتاب ہے جس پر دیوبندیوں کے عقائد کی دیوار مستعد ہے تمام دیوبندی حضرات اس کتاب کی مدح خوانی میں رطب اللسان ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی اس کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں۔ "کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب کتاب ہے اور اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین

اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۵۲

نوٹ:-لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ دیکھا جناب تقویۃ الایمان وہ کتاب ہے جس کی سطر سطر سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی بے ادبی اور گستاخی ٹپکتی ہے اسی کتاب کو دیوبندی صاحبان عین اسلام ہی سمجھتے ہیں حالانکہ جو اس کتاب کے مولف و مصنف ہیں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے بعض جگہ تیز الفاظ اور تشدد بھی ہو گیا ہے اس کے شائع ہونے پر تشدد بھی ہو گا وغیرہ وغیرہ دیکھئے۔

ارواح ثلاثہ حکایت نمبر ۵۹ ص ۱۰۳

جو مولوی اشرف علی تھانوی کی تالیف شدہ ہے اور اس سے تقویۃ الایمان کی حقیقت کھل جائے گی قدرت خداوندی دیکھئے ایک طرف فاضلان دیوبند اس کتاب کو رشد و ہدایت کا ذریعہ سمجھ کر دانتوں سے پکڑے ہوئے ہیں دوسری جانب اسماعیل کے قریبی رشتہ دار اسی کتاب کو ذلالت و گمراہی کا سبب بیان کرتے ہیں چنانچہ سیف الجبار میں مولانا رضا علی صاحب کا ایک مضمون درج ہے وہ کہتا ہے "کہا مولوی محضوص اللہ نے (محضوص اللہ صاحب شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادہ ہیں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے برادرزادہ ہیں) کہ اس (اسماعیل دہلوی) کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص مولوی اسماعیل اور مولوی اسحاق ایسے

پیدا ہوئے کہ دونوں کے امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا اللہ تعالی کی بے پروائی سے چھن گیا تھا مانند قول مشہور ہے۔ ع

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ایسے ہی زندیق ہو گئے

تحقیق الحقیقت ص ۱۳ بحوالہ سیف الجبار ص ۲۱۰

اے تقویۃ الایمان پر ایمان رکھنے والو! اور اس کتاب کی تعلیم کو عین اسلام کہنے والو! ذرا سوچو تو سہی کہ جس کتاب کا خود مولف یہ خدشہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں بعض جگہ تشدد بعض جگہ تیز الفاظ اور شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اس پر شورش کا خطرہ ہے گھر والے مصنف کو زندیق اور اس کی کتاب کو برائی اور بگاڑ کا مجموعہ کہتے ہیں۔ مگر اسی کتاب کو تم حق و سچ اور عین اسلام سمجھتے ہو سچ ہے کہ ع

"پیر نمے پرند مریدان مے پرانند"

یہ تھی داستان تقویت الایمان اب آگے چلتے ہیں یہاں تک تو دیوبندیوں کے عمائدین ستہ کا ذاتی تعارف تھا اور اب ان کے اجتماعی اصول سنیئے جن اصولوں کے پیش نظر نہ عظمت الٰہیہ محفوظ رہ سکی اور نہ عزت و حرمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نہ ہی عزت واحترام اولیاء کرام چین پا سکا۔ اسی طرح نہ شان اہل بیعت رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے خوں چکاں قلم سے مامون و محفوظ رہ سکی اور ستم بر بالائے ستم یہ کہ ہر جگہ مسلمانوں پر شرک و کفر کی توپ چلا کر ان کو کافر و مشرک قبر پرست۔ پیر پرست اور نہ جانے کیسے کیسے قبیح الفاظوں سے نوازا جا رہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ

عبارات ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن سے توہین الٰہی کا مفہوم مترشح ہوتا ہے۔

توہین الٰہی :-اس شہنشاہ کی تو شان ہے کہ ایک آن ہی ایک کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے اور جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

تقویۃ الایمان ص ۱۸

نوٹ :-اہل سنت (بریلوی) کے نزدیک حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اول ہیں اور بعثت آپ کی تمام انبیاء سے آخر ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں سو ظاہر ہے کہ جس طرح اول حقیقی میں تعدد محال بالذات ہے اسی طرح ختم الانبیاء ہونے میں بھی تعدد محال اور ممتنع ہے۔ لذاتہ

اگر مثل و نظیر کے امکان کا عقیدہ اپنایا جائے تو مطابق ارشاد ربانی "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔" کے منافی ہے کیونکہ اگر اسکو تسلیم کر لیا جائے تو قول خداوندی کا جھوٹ ہونا ثابت ہوتا ہے مگر اللہ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت بھی نہیں ہے جیسا کہ علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان جلد ا ص ۹۲۸ میں لکھتے ہیں "اَلْمُحَالُ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ قُدْرَتِهٖ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذَالِكَ النُّقْصُ فِي الْقَادِرِ" یعنی محال عادی تحت قدرت نہیں اور نہ اس سے قدرت خداوندی میں کوئی نقص ہے ایسا ہی کتب فقہ المسامرہ ص ۱۸۰

ج ۳ میں بھی لکھا ہے اس مرقومہ عبارت کو بے غبار کرنے کے لئے اسماعیل دہلوی صاحب خداوند کریم کے جھوٹ کو اسی طرح ثابت کر رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

(۲) اگر مرا از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست لانسلم کہ کذب مذکورہ محال بمعنی مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقا آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست الا لازم آید کہ قدرت انسانی زاد از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقعہ والقا آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است۔

رسالہ یکروزہ اسماعیل دہلوی ص ۱۷۔۲۱۷

یعنی اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ کے خدا تعالیٰ کے تحت قدرت نہیں تو ہم یہ نہیں مانتے کہ یہ جھوٹ ممتنع لذاتہ ہو کیونکہ کوئی جھوٹی بات فرشتوں کے واسطے سے نبیوں کو پہنچانی خدا کی قدرت سے باہر نہیں ورنہ آدمی کی قدرت کا خدا کی قدرت سے بڑھ کر ہونا لازم آتا ہے۔ اسلئے کہ بہت سے آدمی جھوٹی بات بنا کر لوگوں کو سنا دینے پر قادر ہے۔

نوٹ :-اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اگر جھوٹ کا پایا جانا خدا تعالیٰ میں تسلیم نہ کیا جائے تو خدا کی قدرت انسانوں کی قدرت سے کم ثابت ہوتی ہے۔ اس وہابیہ اصول پر اگر چہ اعتماد کر ہی لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے مثلاً کھانا، پینا، سونا، پاخانہ کرنا، چوری کرنا، جھوٹ بولنا وغیرہ وغیرہ تو خدا کیلئے بھی یہ سب کچھ ممکن ہوگا مگر اللہ تعالیٰ ان مجموعہ صفات سے بالکل منزہ ہے اور پاک ہے۔

استغفر اللہ! اللہ مجدہ الکریم کے مقدسہ صفات عالیہ کو مخلوق سے

اشتباہ کرنا، توہین اور سنگین قسم کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔

(۳) امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۰۷

نوٹ :- کذب (جھوٹ) ایک ایسا قبیح فعل ہے جس سے ایزد تقدس تعالیٰ کی ذات و صفات بالکل منزہ ہے کیونکہ جھوٹ نقص ہے عیب ہے اور یہ محال عقلی ہے جو زیر قدرت بھی نہیں ہے۔ معززین کرام نے اس مسئلہ پر شرح و بسط سے گفتگو فرمائی ہے چنانچہ حضرت علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْکِذْبَ وَ الْخُلْفَ فِیْ قَوْلِہٖ مُحَالٌ تفسیر کبیر زیر آیہ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا اور علامہ قاضی امام عبدالرحمان تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ فَاِنَّہٗ لَا یَتَطَرَّقُ الْکِذْبُ اِلٰی خَبَرِہٖ بِوَجْہٍ لِاَنَّہٗ نُقْصٌ وَھُوَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَالٌ۔ یعنی امام رازیؒ فرماتے ہیں کذب اور خلف (وعدہ خلافی) اللہ تعالیٰ کے قول میں محال ہے اور بیضاوی میں قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات کی نفی ہے کہ کوئی خدا سے زیادہ سچا نہیں اسلئے کہ جھوٹ خدا کی طرف راہ نہیں پاتا اس وجہ سے کہ جھوٹ عیب ہے اور خدا تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ معتزلہ کی تردید میں فرماتے ہیں۔ فَقَدْ جَوَّزَ وَالْکِذْبَ ھٰذَا خَطَاءٌ عَظِیْمٌ بَلْ یُقَرِّبُ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا فَاِنَّ الْعُقَلَاءَ اِجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ تَعَالٰی مُنَزَّہٌ عَلٰی عَنِ الْکِذْبِ انتہی

بیشک (معتزلہ) نے کذب کو جائز کیا اور یہ بہت بڑی خطا ہے بلکہ قریب الی الکفر ہے اس واسطے عاقلوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ

تعالیٰ کذب سے منزہ ہے۔ علامہ علاء الدین بغدادیؒ تفسیر خازن میں اسی آیہ کے تحت رقم کرتے ہیں۔ اَیْ لَا اَحَدَ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّہٗ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ الْکِذْبُ انتہی۔ یعنی نہیں ہے کوئی زیادہ سچا اللہ سے اس لئے کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ ہی اس پر کذب جائز ہے۔ لہٰذا تمام مفسرین کرام کا اس پر اجماع ہے اور ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ یہ عقیدہ صرف اہل اسلام ہی کا نہیں بلکہ اہل ملل (یہودی۔ نصرانی) اور ہر سمجھدار کافر بھی اتفاق کئے ہوئے ہے جیسے نبراس شرح عقائد میں لکھا ہے۔ وَاعْلَمْ اِنَّ اَھْلَ الْمِلَلِ اِجْمَعُوْا اعلٰی اَنَّ الْکِذْبَ مِنَ اللّٰہِ مُحَالٌ۔ ص ۲۱۹

یعنی تمام ملت والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال عقلی ہے۔ پس ان بزرگان دین کے اقوالات سے معلوم ہوا کہ اللہ مجدہ الکریم کو جھوٹا تصور کرنے میں انسان ایمان سے خارج ہو جاتا ہے گویا اس سلسلہ میں علامہ رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَّتَعَلَّقَ بِاللّٰہِ الْکِذْبَ یَخْرُجُ بِذَالِکَ عَنِ الْاِیْمَانِ۔ تفسیر کبیر جلد ۵ یعنی مومن کیلئے کوئی جواز نہیں کہ اللہ کے متعلق کذب کا گمان کرے ورنہ اس کا قائل بے ایمان ہو جائے گا۔

(۴) امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ایک خوش نما دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اسماعیل دہلوی کی پشت پناہی کر سکے لیکن یہ بھی ادھر اُدھر کی مارتے رہے مگر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے بلکہ اپنے ایمان ہی کو ضائع کرتے رہے۔ اب اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے توضیح عرض کی جاتی ہے۔

وضاحت:- کسی جرم پر کسی سزا کا مقرر کرنا وعید ہے اور کسی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری پر انعام واکرام کا اعلان کرنا وعدہ ہے اب وعید اور وعد کی تعریف معلوم ہونے کے بعد خوب سمجھ لیں کہ خلف وعد یعنی وعد خلافی کرنا یہ ایک عیب ہے اور نقص ہے اللہ مجدہ الکریم اس نقص وعیب سے پاک ہے اور کسی جرم کے کرنے والے کو جرم کی سزا نہ دینا اور معاف کر دینا یہ عیب نہیں اور نہ ہی نقص ہے بلکہ یہ ایک رحم و کرم کی بات ہے جس کو خلف وعید کہا جاتا ہے اشاعرہ صاحبان اسی خلف وعید کے قائل ہیں کیونکہ یہ عیب و نقص نہیں جو لوگ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں ان کی مراد کفار کی وعید ہے اب واضح ہو گیا ہے کہ اشاعرہ کے نزدیک معنی جواز خلف وعیدہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے وعدے اور ارادے کے مطابق گنہگار کو بھی بخش دے گا اس جگہ نہ جھوٹ کا ہونا ثابت ہے نہ ہی یہ خلف وعید کی فرع ہے بلکہ بہ اعتبار ظاہر کے مجازاً اس کا نام خلف وعید رکھا گیا ہے۔ اس کو خوب سمجھنے کی غرض سے ایک اور مثال عرض کئے دیتا ہوں جس سے اور بھی تسلی اور تشفی ہو جائے گی۔

مثال:- ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص جانبازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور کوئی سپاہی اس جنگ میں پوری جانبازی سے کام لے پھر بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو خلف وعدہ یعنی وعدہ خلافی کہا جائے گا اور ساتھ ہی بادشاہ کو بدنام کیا جائیگا اور اگر وہ ہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے بالمقابل جو جاں بچا کر بھاگ نکلے گا تو اس کو میں پھانسی دے دوں گا پھر کوئی سپاہی جان بچا کر جنگ سے بھاگ نکلے اور

اپنی جان بچا لے پھر وہ ہی بادشاہ اس سپاہی کے بال بچوں پر رحم و کرم کرتے ہوئے پھانسی نہ دے تو کوئی عاقل یہ نہیں کہے گا کہ بادشاہ نے وعدہ خلافی کی ہے بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ بادشاہ نے اس سپاہی پر رحم و کرم کیا ہے اور یہ کہ اس کی جان بخشی کر دی ہے لہٰذا یہی خلف وعید کا مفہوم ہے یہ عیب نہیں بلکہ رحم و کرم کا کمال ہے اب تو اس مسئلہ کی نوعیت کو آپ نے سمجھ لیا ہو گا کہ جس کی آڑ لے کر دیوبندی پیشوائے پنجم مولوی خلیل احمد نے جو امکان کذب کو خلف وعید کی فرع بیان کی اور رب کریم کی طرف جھوٹ کو زیر قدرت ہونے کی ناکام کوشش کی ہے یہی توہین خداوندی ہے یہاں ایک مسئلہ بھی سن لیجئے۔

مسئلہ:- اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں کیلئے جن سزاؤں کا اعلان کیا ہے ان کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں تو اس کا جواب علمائے کرام نے یہ دیا ہے چنانچہ علامہ شامی نے ردالمحتار میں لکھا ہے جسے خلیل احمد نے بھی براہین قاطعہ کے صفحہ نمبر دو پر نقل کیا ہے۔ "هَلْ يَجُوْذ خَلْفَ فِي الْوَعِيْدَ فَظَاهِرُ هَا فِي الْمَوَاقِفِ وَالْمَقَاصِدِ اِنَّ الْاَشَاعِرَةَ قَائِلُوْنَ بِجَوَازِهِ لَا يَعِدُ نقصاً بَلْ جوداً و كَرَماً" یعنی پس کتاب مواقف اور مقاصد کی عبارت سے ظاہر ہے اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وعید کے خلاف ہو سکتا ہے کیوں کہ گنہگاروں کیلئے جو وعیدیں فرمائی گئی ہیں ان کو ان سے معاف کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ اس طرح کرنا نقص نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اللہ مجدہ الکریم کی بخشش اور کرمنوازی تصور کی جائیگی پس معلوم ہوا کہ خلف وعید ہرگز کذب نہیں لیکن دیوبندیوں کے پیشوائے پنجم نے اس خلف وعید کو کذب سمجھ رکھا ہے اس لئے لکھ مارا ہے کہ کذب خلف

وعید کی فرع سے اب آپ ہی سوچیں کہ کذب جیسی مکروہ اور قبیح صفت سے رب کائنات متصف کرنا گستاخی اور توہین ہے یا نہیں ناچیز کے نزدیک تو گستاخی ہی گستاخی ہے۔

(۵) انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو اس کا کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے اللہ کو ان کے کرن کے بعد معلوم ہوگا۔

تفسیر بلغۃ الحران از حسین علی واں بھچروی ص ۱۵۸-۱۵۷

نوٹ :- اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے "مَنْ اِعْتَقَدَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ اِلاَّ شَیْءٌ قَبْلَ وَقُوْعِهَا فَهُوَ كَافِرٌ" جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔ مولوی حسین علی واں بھچروی نے اس آیہ کریمہ سے مخلوق الٰہی کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے یہ حربہ اس کا بالکل ناکامیاب ہے کیونکہ آیت کریمہ "ولیعلم الدین....." اور اس قسم کی دوسری آیات و احادیث ہے مجاہدین و غیر مجاہدین اور مومنین و منافقین کا امتیاز باہمی مراد ہے اور معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر مجاہدین کو مجاہدین سے ابھی تک جدا نہیں کیا آئندہ (علم الٰہی کے مطابق) انہیں الگ کر دیا جائیگا۔ یہاں علم سے تمیز مراد ہے فلیعلمن اللّٰہ بمنزلہ فلیمزاللّٰہ کیلئے جسے اللہ تعالیٰ کے قول ویمنیز اللّٰہ الخبیث من الطیب میں خبیث کا طیب سے جدا ہوا نصوص ہے ایسے ہی اس آیت میں (مولوی حسین علی نے نفی علم الٰہی کی دلیل سمجھی ہے) مومنین و منافقین مجاہدین اور غیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا مذکور ہے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم و خبیر کو ان کا علم

ہی نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی شان تو اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے اور يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ہے۔ یعنی وہ سینوں کے گھومنے والے تصورات کا عالم ہے اور زمین و آسمان کی مخلوق کے اسرار و اظہار کا بھی عالم ہے مگر یہاں مولوی حسین علی بھچروی کے متوسلین کا یہ کہنا کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی صاحب نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب بیان کیا ہے یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے اس لئے کہ جب مولوی مذکور نے قرآن اور حدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ معتزلہ کا مذہب ہی کیوں نہ ہو اگر کسی کا مذہب قرآن حدیث سے منطبق ہو تو اس کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے پوری عبارت اس طرح ہے کہ "انسان خود مختار اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ کیا کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا اور آیہ قرآنی جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں"۔

بلغۃ الحران ص ۱۵۷-۱۵۸

ناظرین صاحبان! ذرا غور فرمائیے کہ معتزلہ کے عقیدہ کو نقل کر کے اس پر آیہ کریمہ اور احادیث کا منطبق ہونا مان لیا تو مولوی حسین علی بھی اس عقیدہ میں شامل ہو گئے اور اس پر قرینہ یہ کہ بلغۃ الحران کی مندرجہ عبارت چیخ چیخ کر پکار رہی ہے کہ مولوی حسین علی نے اس عقیدہ کو صحیح تسلیم کیا ہے پس یہی بات رب ذوالجلال کی بارگاہ میں نہایت بے ادبی اور گستاخی ہے کیوں کہ اس میں رب کریم کے علم غیب کا انکار پنہاں ہے اب

جو گستاخانہ کلمات حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں نے لکھے ہیں ان میں سے چند ایک بھی ملاحظہ فرمالیں۔

توہین رسالت: -(۱) زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مصباحت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے ..... غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۳۶ اور فارسی کے ص ۸۶ پر دیکھو

نوٹ:- دیکھئے! اس عبارت میں کیسے سخت مکروہ اور قبیح الفاظوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بیان کی گئی ہے اسماعیل دہلوی اور ان کے ہم مشرب لوگوں کو یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے تصور مصطفیٰ کو تصور الہ سے الگ اور غیر سمجھا ہے حالانکہ بات دراصل یہ ہے کہ خیال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیال خداوندی کا غیر نہیں بلکہ ان کا دیدار تو دیدار خداوندی ہے اور ان کا ذکر ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اور اس کی اطاعت ہے (وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه) اور ان بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰه) اور ان کا پھینکنا اللہ تعالیٰ کا پھینکنا ہے (وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى) اور ان کا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) اس قدر منزلت کے ماتحت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ عبادت وہ عبادت ہے جس میں محبوب علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت

کا تصور شامل حال ہو اس لئے ہم جب تشہد میں حضور علیہ السلام پر سلام بھیجتے ہیں تو آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تصور کر کے ہی بطور انشا پڑھتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَتُهُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ تمام فقہائے اجلہ نے ایسے ہی فرمایا ہے کہ سلام بطور حکایۃ نہ پڑھا جائے بلکہ صیغہ انشاء میں پڑھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تشخص کو مد نظر رکھا جائے امام محمد غزالی احیاء العلوم جلد اول میں فرماتے ہیں "اِحْضُرْ فِيْ قَلْبِكَ وَ شَخْصَهُ الْكَرِيْمَ وَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ" اور شبیر احمد عثمانی دیوبندی شارح مسلم نے بھی یہی لکھا ہے اور ملاں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری مرقات شرح مشکوات میں لکھتے ہیں قَالَ الْغَزَالِيْ فِي الْاِحْيَاءِ قَبْلَ ذَالِكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اِحْضُرْ شَخْصَهُ الْكَرِيْمَ فِيْ قَلْبِكَ وَلْيَصْدِقْ اَمَلُكَ فِيْ اَنَّهُ يَبْلُغُهُ سَلَامُكَ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ۔

مرقات شرح مسکواۃ جلد ۲ ص ۳۲۵

یعنی امام غزالی فرماتے ہیں (تشہد پڑھنے سے پہلے یوں کیفیت ہونی چاہئے) کہ السلام علیک پڑھنے سے پہلے اپنے دل میں حضور علیہ السلام کو حاضر کر کے سلام پڑھیں اور اس میں یہ امیدیں وابستہ رکھیں کہ تمہارا سلام ان کو پہنچ رہا ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جواب دے رہے ہیں وہ تیرے سلام سے اکمل و اعلے ہے اب اس واقعہ کو حدیث سے موید کرتا ہوں تاکہ جو معروضات پیش نظر ہیں ان کی توثیق ہو جائے اور یہ عقیدہ صاف ہو جائے کہ نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تصور آجانا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(حدیث)

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ روایت کرتے ہیں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبیلہ عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے وہاں سے آپ کی واپسی میں دیر ہو گئی اور ادھر نماز کا وقت آگیا مسجد نبوی میں اذاں دے دی گئی صحابہ کرام مسجد میں جمع ہو گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کر دی ابھی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی تشریف لے آئے مسجد میں چونکہ نماز باجماعت شروع تھی اور آپ بھی مسجد میں پہلی صف کے قریب پہنچ گئے بعض صحابہؓ نے تالیاں بجا کر صدیق اکبرؓ کو متنبہ کرنے کیلئے اشارہ کیا تاکہ اسے نبی پاک کے آجانے کا علم ہو جائے مگر صدیق اکبر کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہوئی (صدیق اکبر جب نماز میں مصروف ہو جاتے تو ان پر استغراقی کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے توجہ نہ کر سکے) پھر دوبارہ صدیق اکبرؓ کو توجہ دلانے کیلئے اکثر صحابہ نے تالیاں بجا بجا کر خبردار کیا تب صدیق اکبر سمجھ گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لا چکے ہیں فوراً خیال آیا نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی موجودگی میں صدیق کا مصلائے امامت پر جمے رہنا ادب و ایمان کے سراسر خلاف ہے الٹے پاؤں مصلائے امامت کو چھوڑ کر صف اول کی جانب پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مصلائے امامت پر تشریف لائیں اور نماز کی تکمیل فرمائیں رسول خدا نے جب صدیقؓ کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو اشارہ سے فرمایا "اَن

امکُثْ مَکانَکَ" صدیق مصلائے امامت پر ہی کھڑے رہو مگر حضرت صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم کی خاطر مصلائے امامت سے اتر آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مصلیٰ پر تشریف لے گئے اور بقیہ نماز کی تکمیل فرمائی اور نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا اے صدیق جب مصلی پر کھڑے رہنے کی تمہیں اجازت دے دی گئی تھی تو پیچھے کیوں آگئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول خدا کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی عرف الشدی کے صفحہ نمبر ایک سو ستر پر لکھتا ہے "وَجَدتُ هٰذَا الحَدِيثُ فِي اَحَدَ عَشَرَ كِتَاباً" یعنی یہ حدیث کی گیارہ کتابوں میں پائی ہے۔

نوٹ:- غور فرمائیے! صدیق اکبر تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ادب و احترام اور تعظیم و تکریم کو ملحوظ رکھتے ہوئے بحالت نماز پیچھے چلے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے مصلی خالی کر دیا صدیق اکبر کے اس فعل کو دیکھ کر نہ نبی پاک فرماتے ہیں اے صدیق! تم مشرک ہو گئے ہو تمہاری نماز فاسد ہو گئی کیوں کہ تو نے نماز میں میری تعظیم کی ہے اور بحالت نماز ہی میں میرے ادب و احترام کو برقرار رکھا یہ فعل تو نماز کو مشرک کی طرف کھینچ لیتا ہے میرے دوستو! اب انصاف تمہارے پلے ہے خود سوچ لیں اگر دیوبندیہ وہابیہ وغیرہ کی عبارت منقولہ کا یہ پہلو کہ "غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو (یعنی شیخ یا اس جیسے بزرگ خواہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کیوں نہ ہوں) وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے" درست ہوتا تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت صدیق کو جس نے آپ کی تعظیم کیلئے مصلائے امامت خالی کر دیا اور الٹے پاؤں چل کر پہلی صف میں شامل ہو گئے تھے اور جن لوگوں نے آپ کی تعظیم بجالانے کی خاطر صدیق اکبرؓ کو تالیاں بجا جا کر خبر دار کیا انہیں یہ نہ فرمایا کہ اے صدیقؓ! اور اے صدیقؓ کو تالیاں بجا کر خبر دار کرنے والو! تم نے سخت غلطی کھائی نماز میں میری تعظیم کا خیال آیا تم مشرک ہو گئے تمہاری نماز فاسد ہو گئی مگر ہوا یہ کہ نہ آپ ان کو نماز کے لوٹانے کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی ان پر مشرک ہونے کا فتوی لگاتے ہیں بلکہ وہی نماز جو صدیق اکبر نے پڑھانی شروع کی تھی اسی نماز کی تکمیل اس طرح فرمائی حضرت صدیق اکبر نے جو سورت قرات میں شروع کی تھی آپ نے اس صورت کو اس جگہ سے شروع کیا جہاں سے صدیق نے قرأت چھوڑی تھی۔ اس نماز کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس طرح مکمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فعل اس پہلو کا بطلان ہی بطلان ظاہر کرتا ہے اور اس عبارت کا دوسرا پہلو "شیخ یا اس جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالتماب (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے" اس پہلو میں شیخ اور بزرگوں اور حضور علیہ اسلام کا بیل اور گدھے سے ملا کر ذکر کرنا سخت گستاخی اور بڑی توہین ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے۔ اللھم نجنا من ھذا العقائد الدلوبندیة

(۲) شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی کونسی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے۔

براہین قاطعہ ص ۱۷

نوٹ :- نص قطعی آیہ قرانیہ اور ارشاد نبویہ کی محکم دلیل اور مضبوط برہان کو کہتے ہیں دیوبندی پانچویں پیشوا کا یہ کہنا کہ کونسی نص قطعی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وسعت علمی کے ثبوت میں تو میں ایک ادنیٰ متبدی خادم العلماء و کشف برا اور علمائے حق عرض کرتا ہوں سن لیجئے۔ قرآن پاک سے بڑھ کر اور کوئی نص قطعیہ نہیں ہو سکتی قرآن میں ہی تو ہے۔(۱) "وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً" یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو تمام ان چیزوں کا علم بخشا ہے جس کا علم پہلے سے آپ کو نہ تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر فضل عظیم ہے۔ علامہ معین الدین واعظ کاشفی تفسیر حسینی میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں "در بحر الحقائق آمد است کہ آں علم ماکان ومالکون است کہ حق تعالیٰ در شب امری بدال حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بعدم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت بھا ما کان وما یکون چنانچہ حدیث عُلِّمتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْن ازیں معنے خبر مے دہد یعنی یہ علم ماکان ومایکون ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے شب معراج میں حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا حدیث معراج میں ہے کہ میں عرش کے قریب تھا ایک قطرہ (علمیہ رحم و کرم کا) میرے حلق میں ڈالا پس میں نے اس وقت گزشتہ اور آئندہ کے واقعات کا علم از بر کر لیا عُلِّمتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْآخِرِیْن یہ حدیث اسی پر شاہد ہے۔ یہ ہے جناب وسعت علمیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں نص قطعی اور سنیئے (۲) وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ

شَهِيْدًا۔(۳) فَأَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى۔(۴) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ(۵) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ(۶) اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ یہ تمام آیات مشتے از خروار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وسعت علمی میں نص قطعی میں اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو صرف ان ہی آیات کی تفسیر ان تفاسیر میں ملاحظہ کریں۔ تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز دہلوی تفسیر خازن از علامہ علاؤالدین البغدادی تفسیر معالم التنزیل از علامہ بغوی تفسیر حسینی از علامہ واعظ کاشفی وغیرہ۔

(۳) علم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

براہین قاطعہ ص ۵۲

نوٹ:- تمام مخلوق سے حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم مقدس زیادہ ہے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم شریف کو دوسروں کے علم سے کم سمجھے وہ نہایت پرلے درجہ کا بے ادب اور گستاخ ہے جیسا کہ علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں "فَاِنَّ مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ صلى الله عليه و آله وسلم فَقَدْ عَابَهٗ وَنَقَصَهٗ ..... وَالْحُكْمُ فِيْهِ السَّابِ مِنْ غَيْرِ فُرْقٍ بَيْنَ هما" نسیم الریاض ترشقائے وصی عیاض ج ۴ ص ۲۳۵ + یعنی جس نے خدا کی کسی مخلوق کا علم حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ مانا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عیب لگایا اور آپ کے علم کی تنقیص کی ..... مخلوق خدا سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم کم بتانے والے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کو گالیاں دینے والوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس توہین نمبر ۳ سے معلوم ہوا وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم شیطان ملعون اور ملک الموت کے علم سے کم بتا رہے ہیں اور نبی پاک کو عیب دار بنا رہے ہیں یہ نبی پاک پر عیب لگانا توہین ہے اور توہین انبیاء کفر ہے۔

العیاذ باللہ من ذالک الافتری

(۴) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔

حفظ الایمان مع تغیر العنوان ص ۱۳

نوٹ:- اس عبارت میں دیوبندیوں کے حکیم الامت نے نہایت ملمع سازی اور فن کاری سے کام لیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میری اس گستاخ عبارت پر یکدم کوئی لاوہ نہ پھوٹ پڑے۔ لکھنے والے کو پورا یقین تھا کہ اس کا ردعمل ضرور ہوگا اس لئے اس عبارت میں پوری جانفشانی سے ملمع سازی کی گئی اور اسے ایک چیستان بنا دیا گیا مگر عشاقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر کب چوکنے والی تھی جونہی یہ عبارت منظر عام پر آئی تو اہل سنت نے بادی النظر مطالعہ کیا کیوں کہ نبی پاک کی شان کا مسئلہ تھا تو سب کا پول کھل گیا اور ملمع سازی کے پرخچے اڑ گئے لکھنے والے کا سارا بھرم ملیامیٹ ہو کر رہ گیا اور ہر خاص و عام پر واضح ہو گیا کہ یہ عبارت بے ادبی اور گستاخی سے مملو ہے۔ آمنہ کے لال کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور چوپاؤں کے علم سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ اہل سنت کا ہوشمند مستقبل آشنا طبقہ یہ نہ چاہتا تھا کہ آپس میں مناظرہ کی نوبت

آئے پورے اعتدال پسندی اور سنجیدگی سے تھانوی صاحب کے حامیین اور متوسلین کو سمجھانے لگے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَان۔ انسان خطا کا پتلا ہے کوئی تعجب نہیں یہ عبارت کوئی وحی الٰہی تو ہے نہیں جسے ترمیم نہ کیا جا سکے یہ سو فیصدی آپ کا حق ہے اس عبارت کو بدل کر توہین آمیز کلمات نکال کر عبارت درست کر لی جائے مگر تھانوی صاحب کے باوجود توجہ کرانے کے ادھر التفات ہی نہ کیا اور خموشی سی سادھ لی گئی۔ اس بات پر صرف بے گانے نالاں نہ تھے بلکہ یگانوں سے بھی نہ رہا گیا چنانچہ حیدر آباد دکن سے متوسلینوں نے خط لکھے اور یہی التجا پیش کی کہ اس عبارت میں ترمیم ہونی چاہئے یہ خود تھانوی صاحب کا بیان ہے مری طرف حیدر آباد سے مورخہ صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط آیا ہے جس میں مواقع ترمیم کا ارتفاع ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے "(۱) ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی علوم مجانین اور بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر سخت سوءادبی کو مشعر ہے۔ کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے۔ (۲) جس میں مخلصین حامیئین جناب والا کو حق بجانب جواب دینے میں سخت دشواری ہوتی ہے۔ (۳) وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت تو نہیں جس کی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت بحالہ بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو۔" (مولوی حکیم الامت دیوبندیہ نے اس خط کا جواب اس عبارت کی کچھ تنقیح کر کے اس طرح کر دیا) "غرض ان تنقیحات و تصریحات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے نہ کسی خلاف مقصود یا نعوذ باللہ سوءادب کا اصلا ابہام رہا پس اس بناء پر واقعی ترمیم کی

مطلق ضرورت نہیں۔

ملخصاً تغیر العنوان ص ۲۸-۲۹-۳۰

تھانوی جی کی توجہ نہ کرنے پر تھانوی گروپ اور متوسلین دیوبند تین حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک وہ جو اندھی تقلید میں مست ہو کر باوجود شکستہ دل ہونے کے یہ کہتے رہے ؎

یہ آستان یار ہے صحن حرم نہیں
جب رکھ دیا ہے سر اٹھانا نہ چاہئے

اور تھانوی صاحب کے پشت پناہ ہو کر ان کی کمر پر تھپکیاں دینے لگے اور شاباش شاباش کے نعرے مارنے لگے دوسرے وہ جن کی ایمانی فراست نے بھانپ لیا اور ان پر حق واضح ہو گیا اور سمجھ گئے کہ گوبر و غلاظت پر عطر اور کیوڑے کا چھڑکاؤ بے سود ہے وہ بھی یہ کہتے ہوئے الگ ہو گئے ؎

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اور تیسرے وہ جو اعتدال پسند تھے نہ ان سے دوستی روا رکھی اور نہ ان سے دشمنی کا مظاہرہ کیا ؎

کہنے لگے تم ایسوں سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی
نہ تم سے دوستی اچھی نہ تم سے دشمنی اچھی

جب صورتحال یہ پیدا ہو گئی تو آخر لامر تھانوی نے سوچا کہ اس کا اب کوئی حل ضرور ہونا چاہئے خیال آیا کہ اپنے متوسلین کی ایک جماعت

کیوں نہ بلالی جائے اور ان سے باہم مشورہ کیوں نہ کر لیا جائے اسی اثناء پر ایک مشاورتی کونسل طلب کی جس کے صدر تو علی الاطلاق شیخ نجد تھے اس مجلس میں تھانوی صاحب کی شکل نہایت مغموم سی بنی ہوئی تھی کیونکہ حفظ الایمان کی عبارت نے پریشان کر رکھا تھا جس کے خلاف مسلمانوں میں شور وغل مچا ہوا تھا اس مجلس کا افتتاح شیخ نجدی نے کیا اس کے بعد تھانوی کو گفتگو کا موقع دیا گیا تو آنجہانی دھیمی دھیمی[1] آواز میں (یہ مصرع آلاپ کر خاموش سے ہو گئے) ع

خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

مطلب یہ تھا کہ عبارت حفظ الایمان کے واپس لینے پر بار بار متنبہ کیا جا رہا ہوں اس کی دھیمی آواز پر حاضرین مجلس کو نہایت رحم آیا اور بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ طے پا لیا کہ عبارت واپس لینے میں بڑی رسوائی ہو گی بدنامی ہو گی واپس قطعاً نہ لی جائے اس عبارت کی تاویل اور توجیہ کر کے مناظرے اور مجادلے کے ذریعے سے بے غبار بنالی جائے تب بھرم رہ سکتا ہے وگرنہ ہمارے علم و فضل کا جنازہ نکل جائے گا چنانچہ اس مجلس میں چار اشخاص انتخاب کئے گئے جن کو عبارت کے صاف کرنے کا اختیار سونپا گیا ان چاروں کے نام یہ ہیں (۱) مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری (۲) مولوی حسین احمد ٹانڈوی (۳) مولوی منظور نعمانی (۴) مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ حفظ الایمان کی وہ عبارت جو محل نزاع تھی ان کے حوالے کر دی گئی۔ اب تھانوی کا چہرہ پژمردگی و پریشانی کے عالم سے ہٹ کر مسکراہٹ میں تبدیل ہوا خوشی و انبساط کے ساتھ کہنے لگے مجھے آج

کے دن تم جیسوں سے یہی امید تھی اس کے بعد اجلاس ختم ہو گیا ہر ذمہ دار اپنی بساط علمی سے حفظ الایمانی عبارت کی تاویل و توجیہہ کرنے لگا سب سے پہلے مرتضیٰ حسن چاندپوری نے یہ تاویل پیش کی عبارت متنازعہ فیہا میں "ایسا" بمعنے اسقدر اور اتنا کے ہے پھر تشبیہ کیسی (یعنی اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں بلکہ مقدار کیلئے ہے)

توضیح البیان مصنفہ مرتضیٰ حسن چاندپوری ص ۱۷ بحوالہ
خون کے آنسو از مشتاق نظامی

اس کے بعد دوسرے مبصر صاحب حسین احمد کی تاویل و توجیہہ سنیئے ؎

سمجھتے تھے رہے گی جنگ محدود گل و بلبل
مگر تخریب نظم گلستان تک بات جا پہنچی

"حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں لفظ "ایسا" فرمارہے ہیں اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کر دیا"

الشہاب الثاقب مصنفہ حسین احمد صف ۱۰۲

(یعنی اس عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کیلئے ہے مقدار کیلئے تو نہیں اگر ہوتا تو البتہ قباحت لازم آتی)

خلاصہ کلام: — مرتضیٰ حسن چاندپوری کا کہنا ہے کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کیلئے نہیں اس کے معنی اتنے اور اس قدر کے ہیں اگر تشبیہ کیلئے ہوتا تو توہین رسالت ہوتی جو موجب کفر ہے اور حسین احمد کا بیان ہے کہ لفظ

"ایسا" تشبیہ کیلئے ہے اگر بمعنے اتنا اور اس قدر کے ہوتا تو توہین رسالت ہوتی جس سے کفر لازم آتا۔

نتیجہ کلام: — مرتضیٰ حسن کی تاویل کی بنا پر حسین احمد پر کفر لازم آتا ہے اور حسین احمد کی تاویل کی بنا پر مرتضیٰ حسن کافر ٹھہرتے ہیں۔ آج کے دیوبندی ان دونوں صاحب کو اپنا مقتدا اور پیشوا جانتے ہوئے ان کے پیروکار ہیں جو ایک دوسرے کو کافر بنا رہے ہیں۔

اظہار حق: — بات اپنی طرف سے نہیں کہی گئی بلکہ حفظ الایمان کی عبارت پر تاویل و توجیہہ کا جو نتیجہ ہے ظاہر کر دیا گیا ہے کتنے شرم کی بات ہے ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے مگر یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس عبارت کو خارج کر کے اور عبارت لکھدی جائے جو بالکل بے غبار ہو اور اس میں تاویل و توجیہہ کرنے کی ضرورت ہی نہ رہ سچ کہا ہے جگر اکبر آبادی نے ؎

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

جب بات اتنے تک پہنچی کہ حسین احمد مرتضیٰ کو اور مرتضیٰ حسن حسین احمد کو کافر بنا رہا ہے تو اس وقت منظور نعمانی صاحب بھی حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل و توجیہہ لے کر منظر عام پر تشریف لے آئے اور یوں کہنے لگے کہ بھائیو ذرا میری بھی سنو!

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں وہ (ایسا) بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں مستعمل ہے"

(۲) "حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہ کیلئے نہیں ہے"

فتح بریلی کا دل کش نظارہ مصنفہ منظور احمد نعمانی ص ۴۸-۴۴

نوٹ: — مرتضیٰ حسن اور منظور نعمانی صاحب اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ (ایسا) تشبیہ کیلئے نہیں ہے بلکہ معنی کے لحاظ سے اتنا اور اس قدر یعنی مقدار میں مستعمل ہے اب ناظرین صاحبان! ہی فیصلہ فرمائیں کہ منظور نعمانی اس اقرار کے بعد حسین احمد پر شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے ابھی تک اختلاف ہی تھا ایک طرف حسین احمد تھے اور دوسری جانب مرتضیٰ حسن اور منظور نعمانی تھے اتنے تک عبدالشکور لکھنوی بھی یہ شعر پڑھتے ہوئے آگئے ؎

ایسے محل پر دوستو رخنہ گری ہے خودکشی
تم بھی اسی جہاز میں ہم بھی اسی جہاز میں

کہنے لگے کہ بات ایسی کہنی چاہئے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے یہ کیا تماشہ ہے کہ تھانوی جی کی عبارت کو صاف کرنے کیلئے سب کی بنیادیں کھوکھلی کئے دیتے ہو بھلا بتلاؤ تو سہی ان تاویلات و توجیہات کی بناء پر ہم میں کون مسلمان رہ جاتا ہے اگر ایسا تشبیہ کیلئے لیا جائے تو مرتضیٰ حسن اور مولانا نعمانی سے رشتہ حیات ختم اگر اتنا اور اس قدر کا معنے لیجئے تو حسین احمد کافر ہوئے جاتے ہیں لہٰذا مری رائے مانو اور تاویل و توجیہہ کے چکر میں مت آؤ جس قدر تاویل و توجیہہ میں الجھو گے دلدل ہی میں پھنسو گے اب میرا فیصلہ سنو وہ یہ ہے کہ "جس صفت کو ہم مانتے ہیں ان کو رزیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور ہم

رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ذات والا میں صفت علم غیب کی نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔"

نصرت ایمانی ص ۱۷ بحوالہ خون کے آنسو ج ا ص ۱۸۰

استغفر اللہ = مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کے پیشوا کی عبارت منقولہ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے" اس کفریہ عبارت کو صاف کرنے کیلئے کتنی تاویلات و توجیہات کی گئیں مگر نتیجہ صفر نکلا فقط ایک دوسرے کو کافر بناتے رہے اور اس عبارت کا جواب دینا مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا نہ اس کی ترمیم ہو سکی نہ اسے واپس لیا جا سکا یہی عبارت گستاخی اور بے ادبی اور کلمات کفریہ سے مملو ہے جو اہل سنت اور وہابیہ دیوبندیہ کے مابین محل نزاع بنی ہوئی ہے اس عبارت کو علمائے حجاز مقدسہ بھی برداشت نہ کر سکے چنانچہ مدینہ طیبہ کے مفتی سید احمد بن سید اسماعیل حسین برزنجی فرماتے ہیں "کہ رشید احمد گنگوھی نے اپنی براہین قاطعہ [1] میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نصوص سے ثابت ہوئی۔

فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے تو رشید احمد مذکور کا یہ کہنا

[1] حاشیہ:- براہین قاطعہ کے مولف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ہے اور رشید احمد گنگوھی اس کتاب کے موید و مصدق ہیں چنانچہ اسی براہین قاطعہ کے صف ۲۷۰ پر لکھا ہے "اس احقر الناس خادم الطلبہ بندہ رشید احمد گنگوھی عفی عنہ نے اس کتاب مستطاب کو اول سے آخر

دو وجہ سے کفر ہے ایک یہ کہ اس میں اس کی تصریح ہے کہ ابلیس کا علم وسیع ہے نہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور یہ صاف صاف حضور علیہ السلام کی شان گھٹانا ہے دوسرے یہ کہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کی وسعت ماننے کو شرک ٹھہرایا اور چاروں مذہبوں کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شان گھٹانے والا کافر ہے اور یہ کہ جو کوئی ایمان کی کسی چیز کو شرک ٹھہرائے وہ کافر ہے اور وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا ہے آپ کی ذلت مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے تو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق اس لئے کہ اس میں رشید احمد کے اس قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولی کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا موجب تو یہ لوگ اس آیہ کریمہ کے سزاوار ہیں۔

(قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ) یعنی اے نبی ان سے فرمادے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے مخول کرتے ہو بہانے نہ بناؤ عذر نہ کرو تم تو

تک بغور دیکھا الحق کہ بندہ کے نزدیک یہ رد اور جواب کافی اور الزام حجت وافی ہے بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کتاب ان کی اپنی لکھی ہے فقط شائع خلیل کے نام سے کی گئی ہے۔

کافر ہو چکے اپنے ایمان لانے کے بعد) یہ حکم ہے ان فرقوں اور ان شخصوں کا۔

حسام الحرمین ص ۷۵-۷۴

انہی گستاخ اور بے ادب عبارات دیوبندیہ وہابیہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حافظ خواجہ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین درگاہ عالیہ سیال شریف مرحوم مغفور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدان باصفا موضع عینوں کے رہنے کی طرف ایک ناصحانہ مکتوب گرامی ارسال فرمایا تھا جس میں موجودہ دیوبندیوں کے عقائد سے انتباہ کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا کہ "منکر دیوبندی لوگ قرآن مجید اور احادیث شریف کا غلط معنی کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں مسلمانو کی مساجد میں ایسے لوگوں کو تقریر کرنے کی قطعاً اجازت نہ دی جائے سنا ہے دیوبندی (مسلک کا بچاری) مولوی[1] ..... آپ کے موضع عینوں میں اپنے باطل عقیدے کی اشاعت کے درپے ہے لہٰذا اسے اپنی مسجد میں تقریر کرنے سے بند کرادیا جائے۔ اہل سنت مسلمان ایسے لوگوں (دیوبندیوں، وہابیوں، تبلیغیوں وغیرہ وغیرہ) کی اقتدا میں نماز بھی نہیں پڑھ سکتے کیوں کہ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ لوگ گستاخ ہیں" اس مکتوب گرامی کی نقل فوٹو سٹیٹ ناچیز کے پاس موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ سکتا ہے۔

نوٹ:- یہ عبارات اہل سنت اور وہابیوں کے درمیاں حد فاصل بنی

[1] مولوی کا نام بوجہ مصلحت اخفار کھا گیا ہے ممکن ہے اس کو ہدایت نصیب ہو جائے کیوں کہ ابھی عمر میں جواں سال ہے وہ شرمندہ ہوتا رہے۔

ہوئی ہیں آج تک ان کا حل نہ ہو سکا ان عبارتوں میں مصنفین اور ان کے حامیین لوگوں نے توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو برداشت کر لی مگر اپنی گستاخ عبارت کا کوئی صحیح حل تلاش کر کے ترمیم کرنا برداشت نہ کر سکے۔ صد حیف اور افسوس کہ حیات مستعار اور زندگی ناپائیدار کی خاطر نہ جانے انساں کیا سے کیا کر گزرتا ہے ؎

وہ عشرت موت ہے یارب جو نظر پر ڈال دے پردے
وہ دولت قہر ہے جو دل کو تجھ سے بے خبر کر دے

اے پروردگار عالم اب اس سے بڑھ کر قیامت کی نشانی اور کیا ہو گی تیری خدائی میں ایسے سرکش اور باغی لوگ ہیں جو تیرا کھاتے ہیں اور تیرے محبوب ہی کو گالیاں دیتے ہیں اے کائنات کے پالنہار آج انسانوں کی کھلی آبادی میں تیرے محبوب کے علم کو شیطان اور ملک الموت سے کم بتایا جا رہا ہے۔ شیطان اور ملک الموت وسعت علمی کو نص قرآنی سے ثابت کیا جا رہا ہے مگر آمنہ کے لال کیلئے علم غیب ماننے والوں کو مشرک کہا جاتا ہے اور تیرے محبوب کے پاک علم کو جانوروں اور لڑکوں اور پاگلوں کے علم کی مانند کہا جا رہا ہے۔

اے خالق ارض و سما یہ کیسا اندھیر ہے کہ نماز میں گائے بیل کا خیال لانے سے تو نماز ہو جائے مگر تیرے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال دل میں لانے سے نماز فاسد ہو جائے اے مالک و مختار رب کریم یہ وقت تیرے محبوب کے جانثاروں پر کتنا کٹھن ہے اور ان کی عقیدت و محبت کا کیسا سنگین امتحان ہے۔

اے رب قدیر ہم تیرے امتحان کے قابل نہیں اپنی عجز و ناتوانی کا احساس رکھتے ہوئے تیری جناب میں عہد و پیمان کرتے ہیں ہم عمر کے آخری لمحہ تک تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں پر نفریں و ملامت کرتے رہیں گے اور بے ادب کی تحریر و تقریر کا دنداں شکن جواب بھی دیتے رہیں گے تو ہمیں اسی راہ میں استقلال اور استحکام عطا فرما اور ہمارے سینے کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کا گنجینہ بنادے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

توہین قرآن: - اس جگہ مفسرین یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ و فصیح کلام لائیے لیکن یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی وضاحت و بلاغت سے نہ تھا۔

کیوں کہ قرآن خاص واسطے فصحاء بلغا کیلئے نہیں آیا اور یہ کمال بھی سنیں تفسیر بلغۃ الحیران از حسین علی واں بھچروی ص ۱۲

نوٹ: - سبحان اللہ! کیا خوب ہے ایمان وہابیہ کا کہ قرآنی تعلیم تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب فصحاء عرب کے سامنے قرآن مجید پیش فرمایا تو وہ اسے اساطیر الاولین کہہ کر انکار کر گئے اور کہا کہ نہ آپ پیغمبر ہیں اور نہ ہی یہ کلام الٰہی ہے ان دونوں اعتراضوں کو اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا۔

"وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" یعنی اے کافرو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو اور کہتے ہو کہ یہ قرآن نہیں یہ غلط ہے تو تم اس قرآن کے بالمقابل تمام فصحاء مل بیٹھ کر ایک ہی سورت بنالاؤ،

مگر میں سمجھتا ہوں فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا کہ یہ تم سے نہ ہوا ہے نہ ہو سکے گا۔ پھر پورے تئیس سال تک معارضتہ پر معارضہ ہوتا رہا مگر فصحاء و بلغاء عرب خدا کے کلام کے بالمقابل باوجود فصیح اور بلیغ ہونے کے عاجز آگئے اور کوئی جواب بھی نہ دے سکے۔ اب ذرا اس عبارت رذیلہ مندرجہ بالا کی تنقیح عرض کرتا ہوں تاکہ اسے سمجھنا آسان ہو جائے۔

تنقیح: - اس جگہ مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن فصیح و بلیغ کلام ہے (یعنی قرآن پاک کا فصیح و بلیغ ہونا صرف مفسرین کا قول ہے) یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا (یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و بلاغت سے نہ تھا (یعنی سوچنا چاہئے کہ کفار کو زیر کرنے کیلئے قرآن کو فصاحت و بلاغت کی ضرورت ہی نہ تھی کفار اس کے سوا بھی زیر ہو سکتے تھے) اور یہ کمال ہی نہیں (یعنی کلام خدا میں فصاحت اور بلاغت کا ہونا کوئی کمال یعنی کوئی خوبی بھی نہیں ہے حالانکہ قرآن مجید کا فصیح و بلیغ ہونا اعجاز القرآن میں شامل ہے) ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ دنیا کے تمام فصحاء اور ادیب اسی فصاحت و بلاغت سے مشہور ہوتے ہیں مگر اس نامور وہابی کے نزدیک قرآن پاک تو بے تکا ہونا چاہئے تھا۔

فائدہ: - اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے کہ قرآن نے یقیناً اپنی فصاحت و بلاغت سے افصح و الفصحا و ابلغ البلغا و افصل الفصلائے عرب کو عاجز کیا تھا یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے مقابلہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بار بار بلاتے رہے مگر وہ لوگ سورت تو اپنی جگہ ایک آیت بھی نہ بنا سکے اور قرآن پاک کی یہ شان قیامت تک باقی رہے گی جو

شخص قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت کو کوئی کمال نہیں سمجھتا تو وہ قرآن کی توہین کرنے کا موجب نہیں تو اور کیا ہے۔

توہین اہل بیت: -(۱) جس نے اس کے حکم کے خلاف کیا مثال اس کی اس شخص کی ہے جو فکر سے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر خلاف راہ ہدایت سوا سوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے ادھر ہی چلا جائے اور جو دوسرا شخص اس کے مقابلہ میں یمشی مکبا ہو کر نہیں چلتا بلکہ سویا ہو کے چلتا ہے اور علی وجہہ ہو کر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں بلکہ صراط مستقیم دیکھ کر چلتا ہے ان دونوں میں کون اہدیٰ ہوگا۔

کور کورانہ مرودر کربلا
تانیفتی چوں حسین اندر بلا

تفسیر بلغۃ الحیران ص ۳۹۹

نوٹ:- ظاہر ہے کو سورۂ ملک کی آیت شریفہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی مُکِبًّا وَجْهِهٖ اَهْدٰی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ کی تفسیر بیان ہو رہی ہے جس میں صریحاً کفار کا بیان ہے کیوں کہ ان الکافرون الا فی غرور اس پر دلالت کرتا ہے بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ مکبا سے ابو جہل مراد ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے سارے کفار مراد ہیں۔ مولوی عبدالحق حقانی صاحب اپنی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں دیکھئے تفسیر حقانی۔ لیکن حسین علی واں بھچروی نے سنگ دلی اور بے دردی و بددینی سے مکبا کا مقصداق راکب دوش مصطفیٰ حضرت حسین علیہ السلام کو قرار دے دیا ہے اور ان ہی کو کور رو (اندھے پن میں چلنے

والا) بنا کر ابو جہل اور کفار سے ملا کر ذکر کر رہا ہے۔ ناظرین کرام! ذرا سوچیں کہ حضرت حسینؓ کو کور رو اور کج رو کہنا یہ جگر گوشہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین نہیں تو اور کیا ہے حالانکہ یہ حسین وہ حسین ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان عالیہ ہے۔ اَلْحُسَیْنُ مِنِّی وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ وَمَنْ یُّحِبُّ الْحُسَیْنَ فَتَحَبَّهُ اللّٰهِ۔ ادب المفرد بخاری للبخاری والترمذی وابن ماجہ نقلاً عن یعلی بن مرہ۔

(۲) غم کرنا امام حسینؓ کا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔

(۳) ذکر شہادت کا عشرہ محرم کے ایام میں کرنا مشابہت روافض کے منع ہے۔

(۴) محرم ذکر شہادت حسنین علیہما السلام اگرچہ بروایت صحیحہ ہو .....دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۴۳۵/ ۲۷۵-۴۳۴

(۵) حضرت والا (اشرف علی تھانوی) نے فرمایا کہ (ذکر حسین محرم میں) بہ تشبہ بالروافض کی بناء پر ناجائز ہے۔

ص ۴۶، سطر ۱۶-۱۷ اشرف السوانح

(۶) ایک مجلس منعقد کر کے نہایت شرح وبسط کے ساتھ شہادت کا قصہ اس ارادے سے بیان کرنا کہ لوگ اس کو سن کر افسوس کریں اور حسرت وزاری کریں اگرچہ ظاہری نظر سے اس میں کچھ خلل معلوم نہیں ہوتا لیکن در حقیقت یہ بھی مکروہ ہے اور ناپسندیدہ فعل ہے۔

صراط مستقیم اردو ص ۱۰۳

نوٹ:- دیکھئے تعلیمات دیوبندیہ میں امام حسین کا غم اور ذکر مبارک کرنا

صرف منع نہیں بلکہ حرام ہے مکروہ ہے ناپسندیدہ ہے وغیرہ وغیرہ اہل سنت کہتے ہیں کہ سنیوں کے سینے سے کربلا کی داستان اور ظلم و ستم کی کہانی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی پریشان کر رکھا تھا وہ محو نہیں ہو سکتی عاشور محرم میں ذکر حسین بروایات صحیحہ شرعی قانون کے تحت جائز ہے حلال ہے اور نصیحت حاصل کرنے کیلئے عین راہ صواب ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا طریقہ تھا وہ محرم میں سر الشہادتین کا وعظ فرمایا کرتے تھے اور ماحضر اشیاء پر نیاز بھی تقسیم فرماتے تھے۔

(۷) ایک دن جناب ولایت مآب علی کرم اللہ وجہ اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہری سلام اللہ علیہا کو خواب میں (سید احمد بریلوی مرشد اسماعیل قتیل دہلوی نے) دیکھا جناب علی المرتضیٰ نے آپ کو (سید احمد کو) اپنے دست مبارک سے شست و شو کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے اور شست و شو کرتے ہیں اور جناب فاطمہ الزہریٰ نے نہایت عمدہ اور قیمتی لباس اپنے دست مبارک سے آپ (سید احمد) کو پہنایا۔

صراط مستقیم ص ۲۴۰

فائدہ:- امام حسینؓ کا ذکر شہادت محرم میں کرنا اور ان کا کربلا کی طرف جانے کو کور رو ہو کر چلنے کا الزام لگانا اور حضرت حسین کا ذکر ابو جہل و دیگر کفار کے ساتھ ملا کر کرنا پھر جناب سیدہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت فاطمہ الزہریٰ کے ہاتھوں ایک ننگے دھڑنگے اجنبی کو کپڑے پہنوانا اور ایک عاقل بالغ کو حضرت علی کے ہاتھوں شست و شو کروانا یہ اہل بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کتنی اہم ترین توہین ہے۔ حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کا گھر مبارک وہ گھر ہے جس میں ملائکہ

مقربین بھی بدوں پردہ کروائے حاضر نہیں ہوتے۔ اب آگے چلئے اور ایک اور گروہ کا ذکر سنیئے اس گروہ کا عقیدہ بھی وہابیہ دیوبندیہ عقیدہ ہے مگر نشر و اشاعت کا ایک نیا طریقہ اختراع کر چکا ہے اس گروہ کا نام تبلیغی جماعت اور یہ جماعت بھی در حقیقت دیوبندیہ کی ایک جماعت ہے۔

تبلیغی جماعت:- اس جماعت کے بانی مبانی مولانا الیاس صاحب ہیں یہ یعنی ۱۳۰۳ھ میں بستی کاندھلہ میں پیدا ہوئے اور بڑے ہو کر عالم فاضل ہوئے پھر انہوں نے بستی نظام الدین میں قیام کیا اور وہاں ہی ایک تبلیغی مدرسہ بنام "کاشف العلوم" جاری کیا غالباً جو تا حال جاری ہے مولوی الیاس نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولوی محمد یحییٰ کاندھلوی کے زیر سایہ حاصل کی پھر دیوبند پہنچ کر اپنے تعلیم کے بقیہ مراحل طے کئے اور دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اس کے بعد علم معرفت کی تحصیل کیلئے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اس پر استاد کی تعلیم اور مرشد کی تربیت نے وہ اثر کیا کہ مولوی الیاس صاحب بھی ایک پکے اور سچے وہابی ہو گئے اور وہابیت پھیلانے کیلئے ایک نیا روپ اختیار کر کے ایک تحریک کی بنیاد رکھ دی جو آج کل تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور ہے اشاعت وہابیت کیلئے ظاہری اصول یہ بنائے کہ لوگوں کو در پردہ ہم آلہ و ہم نوالہ بنا لیا جائے اور ساتھ ملا کر مختلف شہروں میں لے جا کر کوچہ کوچہ پھرایا جائے اور رات بسر کرنے کیلئے مسجدوں کا انتخاب کیا جائے ایک چلہ یا دو چلہ (چالیس دن یا اسی دن) اپنے ساتھ بٹھا اٹھا کر اپنے جال میں مقید کر لیا جائے اور وہابیت کے اصول ان میں کوٹ کوٹ کر بھر دیئے جائیں اور

انہیں وہابی بنالیا جائے چنانچہ تبلیغی جماعت کے سنہرے اصول یعنی تصحیح کلمہ و نماز و چلت پھرت کا یہی ظاہری محاسن کام کر گیا پس سادہ مزاج لوگ ان کے گھراؤ میں گھر گئے۔ الغرض یہ جماعت بھی وہابیت کے سلسلے ہی کی ایک کڑی ہے صرف گروہ کا نام الگ ہے عقیدۃً یہ لوگ بھی وہابی ہیں اور اصل میں دیوبندیوں ہی سے بر آمد ہوئے ہیں۔

تعارف :- بانی اس گروہ کے مولوی الیاس کا تعارف جن لفظوں میں اس کی نانی صاحبہ نے کیا ہے یاران نکتہ دال کی طبع ضیافت کیلئے وہ ہی پیش خدمت ہے جو خالی از حکمت نہیں "امی بی (مولوی الیاس کی نانی صاحبہ) مولانا پر شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر (مولوی الیاس کا تاریخی نام) مجھے تجھ سے صحابہ کرام کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔

دینی دعوت ص ۴۲ بحوالہ سوانح یوسف ص ۱۳۲

نوٹ :- اے ناظرین کرام! اب اندازہ لگائیے کہ بچپنے میں جن کا یہ عالم ہے کہ صحابہ کرام کی صورتیں ان کے اردگرد پھرتی تھیں تو اس کا عالم شباب کیسا قیامت خیز ہوگا۔ ہمیں حیرت تو اس بات کی ہے کہ جن کے عقیدہ میں "نقل کفر کفر نباشد" انبیاء علیہم السلام تک مر کر مٹی میں مل گئے ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان سے ذکر کیا جا چکا ہے پھر صحابہ کی صورتیں جنہیں بلاشبہ انبیاء کا مرتبہ حاصل نہیں کہاں سے مولانا الیاس کی نانی صاحبہ نے اخذ کی تھیں جو دماغ میں مستحضر تھیں جسے کہا جارہا ہے کہ یہ صحابہ کی سی صورتیں ہیں کیا یہ نانی صاحبہ صحابہ کے دور کی تھیں جو

آج تک طویل العمری کی بدولت زندہ رہیں اور وہ صورتیں جو اس دور میں ملاحظہ کی تھیں آج پھر وہی صورتیں نظر آ گئیں یہ کیا معمہ ہے یہ فیصلہ آپ کی نظر کیا جاتا ہے خود ہی سوچنا ہوگا میرے خیال میں یہ عقل و ذہانت کا فقدان ہے جو عقیدے کے بگاڑ سے مفقود ہوا ہے اب مولانا الیاس صاحب کا ایک ملفوظ ملاحظہ فرمائیے تاکہ واضح ہو جائے کہ والا جناب کا بچپنا تو وہ تھا جو ابھی بیان ہوا ہے اب سن بلوغ کا واقعہ سنیئے گا جس سے مولانا کے عالم شباب کا پتہ چل جائے گا چنانچہ مرتب ملفوظات مولانا منظور نعمانی صاحب اس طرح لکھتا ہے "آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیرامت اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔

ملفوظات الیاس صف ۵۱ بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۴۷

نوٹ :- لا الہ الا اللہ! ذرا غضب دیکھئے کہ یہ آیت کریمہ خدا کی نازل شدہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہ ہی نازل کر رہا ہے فرق صرف یہ ہے آیہ شریفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور تفسیر مولانا الیاس پر القاء ہوئی ہے حالانکہ چودہ سو برس پہلے دنیا اسلام میں یہ آیت پڑھی جارہی ہے سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ امت محمدیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو تمہارا فرض منصبی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی کے کاموں سے روکو۔ مگر چودہ سو برس بعد آج پہلی دفعہ اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ معاذ اللہ یہ آیت کریمہ کی تفسیر مولانا الیاس کی شان

میں اتری ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولانا الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں۔ خدا کی پناہ! جب آدمی شقاوت پر اتر آتا ہے تو کیسی کیسی لرزا دینے والی جسارتیں کرتا ہے بعینہ مرزائیت کے بانی غلام احمد قادیانی نے بھی قرآن پاک کی ایک آیہ کے ساتھ اس طرح کا مذاق کیا تھا۔ ''مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ط کے الہام میں محمد الرسول اللہ سے مراد میں (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہوں''۔

دیکھو اخبار الفضل قادیان ۱۵ جولائی ۱۹۲۵ء

بحوالہ تبلیغی جماعت سطر ۶ ص ۴۸

نوٹ:- ناظرین صاحبان ذرا غور فرمائیے کہ دین کی ثابت شدہ حقیقتوں کی بغاوت کیلئے انبیاء علیہم السلام کی مثل ظاہر کئے جانے کا دعویٰ کیا ہی کم تھا کہ اس دعویٰ کو آیت کی تفسیر بنا دیا گیا اور مزید ستم یہ کہ اسے خدا کی طرف سے نازل شدہ الہام بھی قرار دے دیا گیا ایک طرف نبوت جیسا ادعیٰ اور دوسری جانب آیت کی معنوی تحریف تیسری خدا کی ذات پر بہتان۔ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ''

دیکھو میرے بھائیو! ایک ہی نشانہ سے تین حرمتوں کا خون ہو رہا ہے یہ ہے جناب مولانا الیاس صاحب کا عالم شباب الغرض مولوی الیاس نے بھی وہابیت اپنے پیر و مرشد اور استاد کے اثر سے قبول کر لی اور اس مذہب نامہذب کے پھیلانے میں کمربستہ ہوا کیوں کہ اس کے ہر دو مقتداء نہایت کٹر اور پرلے درجے کے وہابی تھے۔ مولوی الیاس کے مرشد کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں کیوں کہ اس کا ذکر تو

دیوبندیت کے پانچویں پیشوا کے نام سے ہو چکا ہے اب یہاں صرف اس کے استاد صاحب کا مختصر سا تعارف سنتے چلئے۔

مولانا الیاس کا استاد:- مولوی الیاس کے استاد مولوی محمود الحسن دیوبندی ہیں اور وہ مولوی ذوالفقار علی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اس نے دیوبند کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی اور یہ دیوبند کے پہلے طالبعلم ہیں جنہوں نے تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد دیوبند کے مدرسہ میں معلّمی اختیار کی دیوبند کے مدرسہ میں جب مولانا الیاس بغرض تعلیم پہنچے تو اس وقت دیوبند کے مدرسہ میں انہی کا تسلط تھا چنانچہ مولانا محمود الحسن صاحب نے مکمل دیوبندی تعلیم لی جس کے سبب سے مولوی الیاس پر بھی دیوبندیہ وہابیہ کا رنگ چڑھ گیا مولوی محمود الحسن سیاسی تحریک کانگریس کے علمبردار بھی رہ چکے ہیں۔

انہوں نے سیاست میں رہ کر کئی ایسے فتوے بھی دیئے تھے جن سے ہندوستان کی تعلیمی یونیورسٹیاں اور کالجوں کی چہل پہل تو رہتی مگر مسلمانوں کے ارادے ضرور ماند پڑ جاتے اس لئے قوم نے مولوی محمود الحسن کے فتوؤں کو ہرگز قبول نہ کیا اگرچہ اس بات کی تفصیل درکار ہو تو رسالہ ترک سوالات ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی الیاس کے اس استاد نے رئیس الوہابیہ رشید احمد گنگوھی کی وفات کے سلسلہ میں ایک مرثیہ تصنیف کیا تھا جو ''مرثیہ گنگوہی'' کے نام سے مشہور ہے اور اب بھی بازار میں دستیاب ہے اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ دیوبندی مسلک کے مطابق حضرت مرثیہ حسین علیہ اسلام کو زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔

مرثیہ حسینؑ اور دیوبندی فتویٰ:- مرثیہ شہدائے کربلا جلا دینا یا

دفن کر دینا صعدی ہے" دیکھئے فتاوی رشیدیہ مولفہ پیشوائے دیوبند نمبر سوم کا صفحہ نمبر دو سو چہتر

فائدہ:- ایک طرف تو یہ فتویٰ کہ مرثیہ حضرت حسین علیہ السلام جلا دو یا زمین میں دفن کر دو مگر دوسری جانب اس کے برعکس دیوبندیوں کے زیر اہتمام مرثیہ گنگوھی اب بھی چھپ کر بک رہا ہے الغرض یہ مرثیہ مولوی الیاس کے استاد کی کاوش و محنت ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جن میں وہابی دیوبندیوں کی پیر پرستی کا بھرم کھل جائے گا حالانکہ وہ پیر پرست اور گور پرستی کا طعنہ اہل سنت و جماعت کو دیتے ہیں کہتے ہیں ایسے ویسے ہیں۔ اب شعر سنیئے اور خود اندازہ لگائیے کہ ہم اہل سنت پیر پرست ہیں یا وہابیہ دیوبندیہ خود ہمارے عقائد سے چند قدم آگے ہیں۔

(۱) تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں میں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مرثیہ گنگوھی

نوٹ:- حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن کوہ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ کریم کے حضور جمال الٰہیہ کے دیکھنے کی التجا کی یہ قرآنی واقعہ ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے "رب ارنی انی انظر الیك یعنی یا اللہ مری خواہش ہے کہ مجھے اپنا جمال مبارک دکھائیے میں دیکھنا چاہتا ہوں اس واقعہ کو تشبیہ" محمود الحسن صاحب ذہن میں رکھ کر اپنے پیشوا و مقتداء رشید احمد گنگوھی کے حضور التجا کر رہے ہیں جس میں اس کی شرح کچھ اس طرح ہے کہ خود محمود الحسن صاحب بمنزلہ موسیٰ علیہ السلام اور

رشید گنگوھی کو بمنزلہ رب کائنات تصور کر کے پکار رہے ہیں اور رشید صاحب کی قبر کو کوہ طور سمجھ رہے ہیں تو یہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کرنا اور قبر گنگوھی کو کوہ طور سے ملانا اور رشید صاحب کو خدا کے ساتھ تشبیہ ملا کر عرض کرنا اس بیان میں۔ رب کائنات اور موسیٰ علیہ السلام اور کوہ طور کی توہین اور بے ادبی نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔ دوستو! رب کائنات کی ذات عالیہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ فِیْ شَیْءٍ ہے اور موسیٰؑ وہ پیغمبر ہیں جن کا ذکر قرآن میں تمام انبیاء کرام کے ذکر سے زیادہ ہے اور کوہ طور وہ مقدس پہاڑی ہے جس کے متعلق ادب و احترام کا لحاظ سنیئے۔ جب موسیٰؑ کوہ طور پر جاتے تو ادباً حکم ہوتا تھا یَا مُوْسٰی فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اور رب قدیر خود اس پہاڑ مقدس کی قسمیں اٹھاتا ہے۔ الغرض استاد مولوی الیاس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے اوپر قیاس کر کے خود کو ایک مثیل موسیٰ کی طرح مثل و نظیر بنانا یہ اس کی کتنی بڑی تعلی ہے جو صرف عقیدہ کے بگاڑ سے پیدا ہوئی اور اب دوسرا شعر بھی اسی مرثیہ کا سنیئے۔

(۲) نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا قضائے مبرم

مرثیہ گنگوھی

نوٹ:- اگر ان کے سامنے حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کا یہ مصرع پڑھ دیا جائے۔ ع

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

تو فوراً ان کو پارہ چڑھ آتا ہے اور یوں فتوی داغنے لگتے ہیں کہ اس کا

پڑھنا کفر و شرک ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے وہ کون طاقت ہے جو تقدیر بدل ڈالے یہ صرف اللہ کا کام ہے اللہ نے کسی اور کو نہیں سونپا مگر اپنے لئے یہ ہی عقیدہ شیر مادر بن جاتا ہے دیکھئے ایک مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی کا مرید اپنے شیخ کے متعلق یوں نغمہ ریز ہے۔

(۱) سن اکتالیس سے پہلے میں بڑا ہی سخت غالی تھا
گھراؤ بدعتوں کا تھا گرفتار قوالی تھا

(۲) غلام اللہ کے اک ہی وعظ نے مجھ کو بدل ڈالا
عقیدہ تھا جو بد میرا اسے میں نے اگل ڈالا

پوسٹ مارٹم ص ۸ بحوالہ سوانح حسین علی

(۳) مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو ذرا دیکھیں ابن مریم

نوٹ:- اس شعر میں ظاہر کیا جا رہا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو صرف مردے جلاتے تھے مگر گنگوھی صاحب کی وہ شان ہے انہوں نے فقط مردوں کو زندہ نہیں کیا بلکہ زندوں کو مرنے بھی نہ دیتے تھے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ گنگوھی امام الوہابیہ صاحب تصرف تھے گویا جسے چاہیں موت دے دیں جسے چاہیں زندہ رہنے دیں یہ سب کچھ گنگوہی کے اختیار میں تھا مگر اچھنبے کی بات یہ ہے کہ آنجہانی خود زندہ نہ رہ سکے پھر تعجب یہ کہ اگر ہم بعطاء الٰہی اسی تصرف کو مد نظر رکھتے ہوئے اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو صاحب تصرف مانیں تو ہم کافر و مشرک ہو جائیں اور رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق تو ان کا یہ عقیدہ ہے کہ "رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، یہ

ان کا عقیدہ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۳۴ میں بڑے طمطراق سے ثبت کیا گیا ہے تف ان کے اس برے عقیدہ پر انبیاء و اولیاء علیہم السلام تو عند اللہ بڑا مقام ہے۔ نبیوں کے مطابق ارشاد ربانی ہے "وَكَانَ عِنْدَاللّٰهِ وَجِيْهًا" وہ تو کچھ نہ کر سکیں اور یہاں رشید کے چاہنے سے سب کچھ ہو رہا ہے مرے دوستو! سوچئے یہ لوگ ہمیں اہل سنت کو اولیاء پرست اور قبر پرست کہتے پھرتے ہیں اور اپنے گھر کی خبر بھی نہیں لیتے انہی لوگوں پر یہ کہاوت صادق آتی ہے کہ اپنی آنکھوں میں شہتیر نہیں دیکھ سکتے اور دوسروں کی آنکھ میں ان کو تنکا نظر آ جاتا ہے اب اس جماعت کا مقصد دیکھئے کہ یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

تبلیغی جمات کا مقصد:- اس جماعت کا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ مولوی تھانوی صاحب چوتھے پیشوائے دیوبندیت کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کی تصنیفات سے علم اور اس کے پیروؤں سے عمل حاصل کیا جائے مولانا الیاس صاحب کہتے ہیں "حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے، حضرت کے برکات سے استفادہ اور ساتھ ہی ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کیلئے سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔

ملفوظات الیاس ص ۶۹

نوٹ:- عبارت کی سطر سطر پکار کر کہہ رہی ہے کہ تبلیغی جماعت کی تمام جدوجہد کا مرکزی نقطہ تھانوی صاحب کی روح کی خوشنودی حاصل

کرنی ہے یہاں ایک مولانا الیاس کا مکتوب درج کیا جاتا ہے تاکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

مکتوب :- "حضرت تھانوی سے منتفع ہونے کیلئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور ان کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جائے ان کی کتابوں سے علم آئے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل۔

مکتوبات الیاس ص ۱۳۸ بحوالہ تبلیغی جماعت

نوٹ :- اب ظاہر ہے کہ مولانا الیاس اور اس کی تیار کردہ پارٹی کا صرف واحد مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم پھیلانا نہیں بلکہ تھانوی تعلیم کو عام کرنا بھی ہے اور تھانوی کی روح کو خوش کرنا ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس جماعت نے اپنا یہ مقصد تبلیغ کیوں قرار دیا ہے ہر ایک کی پسند ہے جسے وہ پسند کرتا ہے۔ ع

"خیال اپنا اپنا پسند اپنی اپنی"

ہاں اعتراض ہے تو اس بات پر ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کو فریب کیوں دے رہی ہے یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دین کو پھیلانے کیلئے نکلے ہیں۔ ہمارا کسی سے اختلاف نہیں وغیرہ اور یہ لوگ صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم وہابی ہیں اور وہابیت پھیلانا چاہتے ہیں۔ مرے دوستو! یاد رکھو جس جماعت کی نقل و حرکت ابتداً جھوٹ پر ہو اس کی انتہا کس چیز پر ہوگی کیا یہ سچ نہیں ؎

خشت اول چول نہد معمار کج
تاثریا مے رود دیوار کج

آیئے اب تھانوی صاحب کی تعلیمات اور ہدایات کا جائزہ لیں

تاکہ اس جماعت کی مضرتوں کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکے۔

تھانوی تعلیم :- (۱) مولانا احمد اکبر آبادی تھانوی تعلیم کے متعلق رقمطراز ہیں "اپنے معاملات میں تاویل اور توجیہہ اور اغماض و مسامحت (چشم پوشی) کرنے کی مولانا (تھانوی) میں جو خوبی تھی اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہی ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہر چند کلمہ شریف صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار یہ ہوتا ہے لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب اور نفس کا دھوکہ ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار کرو لیکن مولانا تھانوی صاحب یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب کچھ اس کا نتیجہ اور ثمرہ ہے"

ماہنامہ برہان دہلی

مجریہ ماہ فروری ۱۹۵۲ء بحوالہ تبلیغی جماعت ۶۰

نوٹ :- اس واقعہ پر گھر ہی کے آشنا کا تبصرہ کافی ہے اس لئے کسی مزید تبصرے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ واقعہ صرف خواب ہی کا نہیں بلکہ بیداری میں بھی یہی کیفیت ہے چنانچہ مرید کا اعتراف سنئے وہ کہتا ہے "حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں

لیکن پھر بھی کہتا ہوں اللھم صلی علے سیدنا و بنینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں، خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔

رسالہ الامداد مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵

نوٹ :- کم بخت وہ زبان کتنی عیار ہے جو اپنے مرشد کو کلمہ تنقیص کہنے کیلئے بے قابو نہیں ہوئی لیکن اس کی نبوت کے اقرار کرنیکے کیلئے بے قابو ہو جاتی ہے اگرچہ اسے قبول کر لیا جائے تو بڑے سے بڑا دشنام طراز بھی یہ کہہ کر نکل جائیگا کہ کیا کروں مجبور ہوں بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس واقعہ میں عبرتناک تماشہ تو یہ ہے کہ بجائے اسکے مولانا تھانوی اپنے مرید کو اس کلمہ کفر پر صریح حکم لگاتے اور اس کو تنبیہ کرتے کہ یہ نفس کا دھوکہ ہے شیطان کا فریب ہے مگر مولانا صاحب نے مرید کی طرف حوصلہ افزاء جواب دیتے ہوئے یہ لکھا کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

۲۴ شوال ۱۳۳۶ھ الامداد ص ۳۵

اسی طرز کا ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) دار العلوم دیوبند کے بڑے جلسے دستار بندی میں بعض حضرات نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل بیان کئے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں حضرت والا اشرف علی تھانوی نے بادب عرض کیا کہ اس کیلئے روایات کی ضرورت ہے اور وہ مجھ کو مستحضر نہیں۔

(اشرف السوانح ص ۹ جلد نمبر ۱)

نوٹ :- یہ وہ تھانوی ہیں جن کو حکیم الامت جامع المجددین اور مجدد کے لقب سے نوازا جاتا ہے تھانوی صاحب کو شرک و کفر اور بدعت کے جملہ اقسام بہ یک وقت مستحضر تھے شادی کا سہرا باندھنا شرک، عبد النبی نام رکھنا شرک، پیر بخش، فرید بخش نام رکھنا شرک، صابوں سازی کا طریقہ گوشت گلانے کی ترکیب، مربہ اور چٹنی بنانے کا طریقہ جو بہشتی زیور کے گیارہ حصوں میں بھر دیا گیا ہے وہ تو سب کچھ یاد ہے الغرض صابن فیکٹری کا ناظم اعلیٰ اور مطبخ کے ناظم امور دواساز کارخانہ کا جنرل اعظم انجمن مسلم خواتین کے کمانڈر ان چیف کو جو باتیں معلوم ہونی چاہئے تھیں وہ من و عن تھانوی کے ذہن میں مستحضر تھیں مگر افسوس اور صد افسوس کہ تھانوی صاحب کا ذہن خالی تھا فضائل رسول علیہ السلام سے جو کہ وہ وعظ میں بیان کرنے تھے مگر یاد رہے کہ اس عنوان پر معمولی تعلیم والا گھنٹوں تقریر کر سکتا ہے اور کچھ بھی نہ سہی صرف معجزات کے موضوع پر تھانوی صاحب وعظ فرما سکتے تھے مگر مگر یہ کہہ کر کہ وہ روایات مجھ کو مستحضر نہیں اور فضائل رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وعظ فرمانے سے انکار کر گئے۔ میرے دوستو حقیقت یہ ہے کہ فضائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گفتگو کرنے کیلئے عشق اور ایمان کے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ بد نصیب اس موضوع پر کیا بیان کر سکتا ہے جس نے ساری زندگی رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم شریف اور میلاد شریف پر زبانیں کسی ہوں اور میلاد پاک کے عاملین کو کافر و مشرک قرار دیا ہو اور اس دار الفنا سے دار البقا

جاتے ہوئے حفظ ایمان جیسی رسالیا جس میں سرکار معظم کی جی بھر توہین کی گئی اور وہابی عبارات کا پلندہ چھوڑ گیا ہو۔

ناظرین محترم! غور فرمائیں اسی طرح کی کفر نواز تعلیم تبلیغی جماعت نے پھیلائی تو کیا حشر ہوگا یہ تھی تعلیم تھانوی کی مختصر روداد اور اب ہدایات تھانوی بھی سنئے۔

تھانوی ہدایات: -(۱) فاتحہ نیاز ولیوں کی مت دلایا کرو بزرگوں کی منت مت مانو بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو۔

قصد السبیل ص ۲۶ بحوالہ تاج بہشتی زیور ج ۷

(۲) کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کی خبر ہو گئی ہے کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا سہرہ باندھنا علی بخش حسین بخش اور عبد النبی نام رکھنا اور یوں کہنا کہ اللہ و رسول اگر چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔

بہشتی زیور ج ۱ ص ۴۷

نوٹ:- یہ ہدایات تھانوی ہیں جن کو عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت کوشاں ہے مگر یہ جماعت ظاہر طور پر یہ اصول بیان کرتی پھرتی ہے۔ تصحیح کلمہ اور صحت نماز شرک اور شرک کی باتیں مٹانا وغیرہ جہاں تک ظاہر محاسن کا تعلق ہے بجا ہے لیکن اس کے پردہ میں جو کام ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر نماز رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال آیا تو نماز ختم یہ خیال نماز کو شرکس کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے "شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں! اپنی ہمت کو لگانا اپنے گدھے اور بیل کی صورت میں

مستغرق ہونے سے برا ہے ..... یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔

صراط مستقیم فارسی ص ۸۶

جب اس جماعت کے عقیدے میں بحالت نماز سردار دارین سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال آنا شرک ہے تو یہ تبلیغی جماعت نماز کی تبلیغ سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتی ہے جب کہ نماز میں "التحیات" پڑھنا واجب ہے اور نماز پڑھتے وقت نمازی جب یہ جملہ السلام علیک ایھا النبی پڑھے گا تو ظاہر ہے کہ اسے نبی پاک کا تصور ضرور آئے گا اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو نماز میں یک لخت التحیات پڑھنا ہی چھوڑ دیا جائے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا نماز میں پڑھنا واجب ٹھہرایا گیا ہے اور واجب کے چھوٹ جانے سے نماز نہیں ہوتی اور دوسری صورت یہ ہے کہ التحیات کو پڑھ لیا جائے لیکن نبی پاک کا خیال دل میں نہ لایا جائے پھر مشکل یہ ہے کہ فقہائے کرام کا یہ ارشاد ہے کہ التحیات کو نماز میں بصورت انشا ادا کیا جائے حکایتاً تصور نہ کیا جائے دیکھئے در مختار وغیرہ امام غزالی "احیاء العلوم ج ۱ ص ۹۰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے "اِحْضُرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ الْکَرِیْم وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ"، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے دل میں پہلے حاضر کرو اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اپنے دل میں سچی آرزو پیدا کرو یہ سلام ان کو پہنچ رہا ہے۔

مذاق العارفین ج ۱ ص ۲۱۵

غرض کسی صورت میں بھی تبلیغی جماعت والوں کیلئے نماز کی

ادائیگی سے عہدہ بر آ ہونا ناممکن ہے بجز اس کے وہ اپنے اس عقیدے سے تائب ہو جائیں جب تبلیغی جماعت والوں کیلئے خود اپنی نماز سے صحیح طور پر عہدہ بر آ ہونا ممکن نہیں تو دوسروں کی نماز کا کیا یقین؟

تبلیغی جماعت وہابیت کے نقش قدم پر:- شروع شروع میں جب وہابی نجدی تحریک اٹھی تو اس کا طریق کار بھی اسی تحریک تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو بہو مشابہت رکھتا ہے اب یہاں ان دونوں تحریک کے دعوؤں کی یکسانیت بیان کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ جس طرح ان کے دعوؤں میں یکسانیت ہے اسی طرح ان کے عقائد بھی ہم آہنگ اور ہمرنگ میں سرمو فرق نہیں۔ عبدالوہاب نجدی نے جس وقت وہابیت پھیلانے کا بیڑا اٹھایا تھا تو اس وقت اس کا طریقہ کار بھی اسی طرح کا تھا چنانچہ مولوی مسعود عالم ندوی لکھتا ہے " انہوں (محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار) نے بدعت کے استیصال اور توحید و اخلاق کے عام کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا دعوت کی بنیاد توحید پر رکھی کلمہ لا الہ الا اللہ کا بول بالا ہوا ان کا شعار تھا

محمد بن عبدالوہاب ص ۳۴

بعینہ تبلیغی جماعت نے اپنے مشن کی بنیاد تصحیح کلمہ پر رکھی جیسا کہ قارئین ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں اسی طرح ایک اور جگہ لکھا ہے "شیخ (محمد ابن عبدالوہاب) کی تشریف آوری سے پہلے درعیہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں جماعت کی گرم بازاری تھی شیخ نے سب سے پہلے وعظ و تدریس کے حلقے قائم کئے اور صبح سے شام تک آنے والوں کو کتاب و سنت کی تعلیم دیتے اور دینی دعوت توحید اخلاص فی العبادۃ اللہ کی

(محمد عبدالوہاب ص ۴۴) بالکل اسی طرح مولانا الیاس نے بھی سب سے پہلے بستی نظام الدین میں سلسلہ تدریس جاری کیا یہاں دعوت کے ذریعے میواتیوں میں اصلاح کرنی شروع کی۔ ابن عبدالوہاب نجدی کا ایک طریقہ یہ بھی تھا "شیخ نے اپنی دعوت کا حلقہ وسیع کیا اور دور دور کے شہروں میں علماء امراء اور وزراء اور قضات کے پاس تبلیغی خطوط بھیجے اور انہیں اپنی دعوت کے قبول کرنے پر آمادہ کرنے لگے (محمد بن عبدالوہاب ص ۴۷) اسی طرح مولوی الیاس نے بستی نظام الدین میں حلقہ وسیع کیا پھر اس جماعت کے ذریعے اندرون و بیرون ملک تبلیغی جماعت کے دستے بھیجنے شروع کئے اب بات سامنے آگئی ہے کہ ان دونوں تحریکوں یعنی تحریک وہابیہ نجدیہ اور تحریک تبلیغیہ وہابیہ میں عملی و اعتقادی یکسانیت ہی یکسانیت ہے ذرا سا فرق بھی نہیں تبلیغی جماعت ٹھیک ٹھیک وہابیت کے نقش قدم پر چل رہی ہے اس جماعت کے لوگ اپنے لئے وہابی ہونے کا اعتراف فخریہ طور پر پیش کرتے رہتے ہیں اور دیوبندی بھی ان میں ملے جلے ہیں گویا یہ سب ہی ایک رشتہ میں منسلک ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی کا اعتراف:- جس زمانہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کانپور کی مسجد میں مقیم تھے تو ایک دفعہ محلّہ کی چند عورتیں فاتحہ کرانے کیلئے کچھ مٹھائی مسجد میں لے آئیں تو مولانا (اشرف علی) کے طالبعلموں نے بجائے فاتحہ کے مٹھائی لے کر خود کھا گئے عورتوں نے غصہ میں آکر ہنگامہ پیدا کر دیا تو لوگ بھی جمع ہو گئے جب مولوی اشرف علی کو علم ہوا تو وہ بھی آگئے اور لوگوں کو کہنے لگے کہ

بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے مت لایا کرو۔

اشرف السوانح ج ۱ ص ۴۸

نوٹ :- یہ وہ تھانوی صاحب ہیں جن کی تعلیم عام کرنے کیلئے تبلیغی جماعت والے کام کر رہے ہیں وہ خود کہہ رہا ہے کہ ہم وہابی ہیں مگر اب تبلیغی جماعت سنیت کے لبادہ میں نقاب پوش ہو کر اپنے اصل روپ کو چھپاتی ہے اور اپنے کو وہابی کہلوانے سے گھبراتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے سنی کہلائے پھرتے ہیں اصل میں وہابی ہیں۔

(۲) **منظور نعمانی اور مولوی ذکریا کا اعتراف** :- مولوی الیاس جس وقت قریب المرگ تھے تو اس کی جگہ جانشین کی بابت چہ مے گوئیاں ہونے لگیں۔ منظور نعمانی صاحب اس وقت اس جماعت کا سرگرم رکن تھا وہ کہتا ہے کہ میں اور مولوی علی میاں ایک رات دیر تک اسی سوچ بچار کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کے مشن کو قائم رکھنے کیلئے شیخ الحدیث محمد ذکریا کاندھلوی کو جانشین بنالیا جائے تو یہ کام سرانجام ہو سکے گا وگرنہ یہ مشکل امر ہے پھر میں حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا "ہم لوگوں کا اندازہ ہے جناب والا کو بھی اس سے اتفاق ہو گا یہ کہ حضرت کے بعد جناب یہاں (بستی نظام الدین میں) قیام کا فیصلہ فرمالیں کیوں کہ ان سب کا جناب کے ساتھ الحمد للہ عقیدت و محبت کا خاص تعلق ہے..... اگر ایسا نہ ہوا تو تھوڑے دنوں کے بعد یہ سارا مجمع منتشر ہو جائے گا اور ہم خود اپنے بارہ میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم "بڑے سخت وہابی" ہیں ہمارے اس بات کی کوئی

کشش نہیں ہو گی کہ یہاں حضرت کی قبر تھی اور یہ مسجد ہے حضرت شیخ الحدیث نے میری بات پوری خاموشی سے سنی اور جب میں اپنی عرض کر چکا تو فرمایا بس انتظار کرو اللہ سے دعا کرو اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے دور دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔

ملخصاً سوانح یوسف ص ۹۰-۹۳

نوٹ :- تھانوی سے لے کر منظور نعمانی اور محمد زکریا تک تمام قائدین و عمائدین تبلیغی اپنی وہابیت کا اقرار کر رہے ہیں ان حضرات کا وہابی ہونا صرف سنیوں کا الزام نہیں ہے بلکہ خود ان کی زبان کا اقرار ہے کہ یہاں وہابی رہتے ہیں ہم بڑے سخت وہابی ہیں میں تم سے بڑا وہابی ہوں اب اس بات کا صاف پتہ چل گیا کہ یہ سب کے سب وہابی ہیں اب جو کوئی ان کا ساتھ دے تو ان کی مرضی۔

گر نیاید رغبت بہ ہیچ کس
بر رسولاں بلاغ و باشد و بس

فائدہ :- مولوی اشرف علی تھانوی مولوی زکریا سہارنپوری اور مولوی منظور نعمانی کے بیانوں سے ایک تو ان کا وہابی ہونا معلوم ہوا دوسرا عقائد وہابیہ کی عکاسی بھی ہو گئی تیسرا اولیاء اللہ کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے اور ان کی زیارت کرنے سے روکنا بھی ثابت ہوا کیوں کہ ولیوں کے عرس کی حاضری سے ہمیشہ ہی روکتے رہتے ہیں حالانکہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت نہیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر سال

شہدائے کے مزارات پر جا کر ہدیۂ تحفۂ فاتحہ کا ایصال ثواب فرمایا کرتے تھے ہاں پہلے پہل اوائل اسلام میں جب تک صحابہ کرام کا ایمان اچھی تک راسخ نہیں ہوا تھا اور نو مسلم تھے اس وقت بہ تحت حکمت ان کو زیارت قبر وغیرہ سے ضرور روکا گیا تھا مگر جب ایمان مضبوط ہوتا چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکماً فرمایا کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَتِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا ۔ یعنی میں نے تم کو زیارت قبر سے منع کیا تھا مگر اب اجازت ہے۔

تنظیمی جماعت :- ابھی ابھی چند سال ہوئے ہیں کہ ایک نئی تحریک بنام تنظیم اہل سنت نمودار ہوئی ہے جس نے لوگوں کے سامنے اپنا نصب العین تحفظ ناموس صحابہ اور رافضیت وشعیت کا رد بلیغ بیان کیا ہے بظاہر تو یہ اصول اس جماعت کے اچھے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو مفتوح کرتے ہیں خواہ اس کے در پردہ کوئی ہی لائحہ عمل ہو منفعت بخش ہو یا ضرر رساں یا یوں جانئے کہ جس طرح ولایتی چیز بڑی نفیس اور چمکدار ہوتی ہے جو ناظرین کو اپنی نفاست سے کھینچ لیتی ہے خواہ اس میں نفع ہو یا نہ ہو ایسے ہی اس تنظیم نے اپنے اصول تو بڑے جاذب نظر تجویز کئے ہیں تاکہ لوگوں کو ان اصولوں کی بدولت مسحور کر لیں اور اپنا وقار بھی مہیا کر لیں مگر باطنی طور پر یہ جماعت بھی پہلی جماعتوں کی طرح وہابیت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے ان کے انہی اصولوں کو دیکھ کر بہت سے لوگ ان کے پھندے میں آگئے ہاں کئی صاحب بصیرت لوگ جنہوں نے اس جماعت کو قریب تر ہو کر دیکھا تو وہ فوراً ان کی بد عقائدگی کو دیکھ کر ان سے الگ ہو گئے اور کئی لوگ ان کے جال میں آ ہی گئے جب اس جماعت

نے اقتدار تسلط قائم کر لیا اور اپنے کردار اور گفتار کا ایک الگ محاذ بنا لیا اور ساتھ ساتھ ا رخ بھی بدلنا شروع کیا اور تردید مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کی طرف پلٹے اور حملے کرنے شروع کر دیئے مثلاً نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت سے انکار کا حملہ امیر معاویہؓ کی مدح وثناء پر نظر رکھ کر حضرت علی کو مورد الزام ٹھہرانے کا حملہ اور حضرت حسن کا زہر سے شہید ہونے کے انکار کا حملہ وغیرہ اور ساتھ ہی یزید کی منقبت ثابت کرنے لگے الغرض یہ تنظیمی جماعت بھی وہابیہ دیوبندیہ کی ہی ایک جماعت ہے اور تنظیمیت کا لبادہ اوڑھ کر اور نقاب پہن کر سامنے تشریف لائی ہے اب اس کے چند عقائد سنئے۔

عقائد تنظیمیہ :-(۱) نفس اور ذات کے اعتبار سے آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) دوسرے انسانوں کی طرح ہیں (۲) حضور صلعم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) دوسرے بشر اور آدمیوں کی طرح ہیں (۳) محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) بظاہر بشر نہیں در حقیقت بشر ہیں۔ (بشریت النبی از نورالحسن بخاری سابق صدر اہل سنت صفحات علے الترتیب ص ۸۰-۸۹)

نوٹ :- حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حقیقت نور ہے اور ظاہر شکل و صورت میں بشر ہیں اور پیدائشی لحاظ سے عام بشروں کی پیدائش سے ممتاز ہیں اور اعلے حیثیت کے مالک ہیں جس وقت اس عالم موجودات میں آپ نے ظہور فرمایا تو آپ ناف بریدہ و مختوں شدہ تھے کیا اس عالم ناپائیدار میں کوئی ایسی اور پیدائش ہوئی ہے جو ناف بریدہ اور مختون شدہ ہو نہیں اور ہرگز نہیں نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد تاحال یہ صورت سامنے آئی پس ثابت ہوا کہ آپ کی بشریت دوسرے انسانوں کی بشریت کی مانند ہرگز نہیں اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خلقت تمام افراد انسانی سے ہر رنگ میں نرالی ہے بلکہ افراد عالم میں کوئی فرد کسی حیثیت میں آپ سے مناسبت نہیں رکھتا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بوجود انسانی وجود کے اللہ جل شانہ کے نور سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں اور کسی کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی"

مکتوبات دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰

(۴) حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نور نہیں ماننا ہوگا بشر ماننا پڑے گا۔

بشریت النبی ص ۳۳

نوٹ :- آنحضرت کی خلقت مبارکہ بلاشبہ نور سے مخلوق ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعقیدہ ملحد ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ مُّبِيْنٌ۔ اس آیہ میں نور سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ قِيْلَ بِالْمُرَادِ الْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَ بِالثَّانِيْ الْقُرْاٰنُ۔ تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۶۹ تفسیر ابی السعود برحاشیہ تفسیر کبیر ۴/ص ۳۶۔ بعض لوگ یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ اس جگہ قرآن ہی کو نور بیان کیا گیا ہے مگر ان کا یہ کہنا ہرگز قابل قبول نہیں اس لئے کہ نور اور کتاب مبین کے درمیان واو عاطفہ ہے اور عطف مغائرت چاہتا ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایک بار جابر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق فرمائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جواباً فرمایا "یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ" اے جابر رب کائنات نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اب اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ یہاں نور سے روح مراد ہے جس سے حضور علیہ السلام کے جسم مبارک کا نور ہونا ثابت نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث پاک میں نور نبیك من نوره ہے جس طرح نُوْرِہٖ میں اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد اللہ تعالی کا نور مراد ہے اسی طرح

نُوْرُ نَبِیِّکَ میں اضافت بیانیہ ہے اور لفظ نور سے مراد ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں یہ بات بے خبری پر مبنی ہے اور جہالت پر دال ہے۔ حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوت کے صفحہ نمبر ایک سو چھ پر لکھتے ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از فرق تا قدم نور بود کہ دیدہ حیرت ور جمال و کمال او خیرہ مے باشد"

بحوالہ تحقیق الحق ص ۱۳

(۵) غائب کا اپنی جگہ حضور علیہ السلام کو حاضر و موجود جان کر بصیغہ یا و نداد خطاب ممنوع و حرام ہے۔

حیات الاموات از نور الحسن بخاری ص ۱۳۶

نوٹ نمبر ۱:- مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبندیہ نے تحذیر الناس کے صفحہ نمبر دس پر لکھا ہے کہ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ کو بعد لحاظ صلہ من انفسم کہ دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولی بمعنی اقربٌ ھے" اس نتیجہ سے صاف ظاہر ہے کہ جو مومن ہے تو اس کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ قرب ہے یعنی بقرینہ قرب حاضر و ناظر کے ہے جتنا کہ مومن کو اپنے جان سے قرب ہے اور جو مومن نہیں اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ مانے تو مضائقہ ہی نہیں کیونکہ یہ تو اس کی شومئی قسمت اور حرماں نصیبی کی علامت ہے۔

نوٹ نمبر ۲:- نماز میں التحیات پڑھتے وقت خطاب ندائیہ السلام علیک ایہا النبی موجود ہے اور یہ تحیہ و سلام بصیغہ انشاء ادا کیا جاتا ہے جو حاضر و ناظر کا مقتضی ہے کیا یہ خطاب حرام و ممنوع ہے جس کے پڑھنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں ہرگز نہیں اگر یہ خطاب ناجائز ہوتا تو رسول پاک اس کا حکم کیوں فرماتے؟

نوٹ نمبر ۳:- حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقَ وَالْاَمْرَ عَالِمْ اَمْرٌ مُقَیَّدُ بِجِھَتٍ وَ طُرُفٍ وَ قُرْبٍ وَ بُعْدَ وغیرہ نہیں ہے بس اس کے جواز میں کچھ شک نہیں امداد المشتاق ص ۵۹ و شمائم امدادیہ

اب ثابت ہوا کہ نعرہ رسالت وغیرہ یعنی کلمہ یا کے ساتھ یا رسول اللہ یا نبی اللہ جس صورت میں پکارا جائے جائز و حلال ہے یا رسول اللہ کو پکارنا عشق و محبت سے ہوتا ہے یا توسل و استشفاع کیلئے یا بوقت دکھ و مصیبت اور تکلیف میں ہوتا ہے بہر حال جس طرح کی پکار ہی کیوں نہ ہو سوائے وہابیہ دھرم کے ممنوع و حرام نہیں ہے بلکہ جائز و مستحسن ہے اب فیصلہ ناظرین کی عدالت میں ہے خواہ تنظیموں کا ساتھ دے کر وہ بھی نعرہ رسالت سے انکار کر دیں یا اہل سنت کا ساتھ دے کر نعرہ رسالت لگانے کو تسلم کر لیں۔ نمبر ۶..... یزید کی بھی بڑی شان ثابت ہوتی ہے۔

ماہنامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر و ص ۲۹

نوٹ:- اَخْرَجَ الرُّیَانِیْ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَوَّلُ مَنْ یُبَدِّلُ سُنَّتِیْ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ یُقَالُ لَہٗ یَزِیْدُ ط حضور علیہ السلام فرماتے ہیں پہلا

شخص جو مری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ سے ہو گا اور اس کا نام یزید ہے۔ (اسعات الراغبین از شیخ محمد صبغان علے ہامش نور الابصار مصری ص ۱۷۷ وصواعق محرکہ کا ترجمہ برق سوزاں ص ۷۳۰)

حضرات یہی یزید ہے جس نے سب سے پہلے آقا کی سنت کو بدلا اور معرکہ کرب و بلا میں خاندان رسول پر محشر برپا کر دیا تھا تنظیمی دھرم والے اسی یزید کی عظمت و بزرگی ثابت کرنے میں مصروف ہیں بھلا جس کو رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے باغی قرار دیا ہو اس کی کس طرح عظمت و برتری ثابت کی جاسکتی ہے حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں قَالَ اِنَّهٗ كَانَ يَبْكِىْ حِيْنَ وَلَدَ الْحُسَيْنَ فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ يا رسول الله قَالَ يَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ یعنی جس وقت حضرت حسینؓ تولد ہوئے تو رسول پاک حسینؓ کو دیکھ کر گریہ فرمانے لگے پوچھا گیا یارسول یہ رونا کیسا فرمایا مرے اس لخت جگر کو بیدردی سے باغی لوگ قتل کر دیں گے رونا اس لئے ہے۔ آپ کی یہ پیشنگوئی بالکل ٹھیک ثابت ہوئی یزیدی فوجیوں کے ہاتھوں حضرت حسین شہید ہو گئے اور وہ یزید باغی ثابت ہوا جس یزید کو تنظیمی دھرم والے زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور اسے بہشتی[1] ثابت کرتے پھرتے ہیں۔

العیاذ باللہ

حاشیہ [1]:- مولوی غلام محمد فاضل دیوبندی نے لکھا ہے کہ مجھے اپنے ماں باپ کا علم تو نہیں مگر حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہے رشید ابن رشید ص ۳۴۱

(۷) دوسرے لشکر کے امیر غزوہ قسطنطنیہ میں یزید بن معاویہ تھے اور یہ حضور کی نبوت کی بڑی دلیل ہے۔

ماہنامہ دعوت لاہور کا امیر معاویہ نمبر ص ۳۳

نوٹ:- سبحان اللہ! اور دلائل اور براہین سے تسامح اور چشم پوشی اور یزید پلید کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت پر دلیل قرار دینا نہایت ستم ظریفی اور ابلہانہ کارروائی کے سوا اور کچھ نہیں یزید ملعون کو نبوت پر دلیل تب سمجھا جاتا جب کوئی ہم کو نبوت کی دلیل نہ ملتی وہ بھی کراہتاً مگر تنظیموں کو حمایت یزید درکار تھی اس لئے اس کو نبوت کی دلیل سمجھا جارہا ہے دلائل نبوت کے سلسلہ میں علمائے کرام نے بڑی بڑی اجلہ کتب رقم کر رکھی ہیں جیسے دلائل النبوت علامہ بیہقی اور حجۃ اللہ علی العالمین علامہ نبہانی صاحب مگر اے تنظیمو! اگر ان کتابوں تک تمہاری رسائی نہ ممکن ہے تو صرف درس نظامی کی ابتدائی کتاب "تحفہ رسولیہ" کا مطالعہ کر لیجئے اور میرا مشورہ یہ ہے کہ یزید کی حمایت کو چھوڑ دیجئے کیونکہ یہ وہ شخصیت ہے جس کی زد سے بیت اللہ شریف کی حرمت و عظمت نہ بچ سکی نہ مدینہ میں مسجد نبوی کی تکریم و تعظیم محفوظ رہ سکی اس پر شاہد ایک اقتباس سنئے علامہ ابن حجر صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں "یزید کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا لوگوں کو اسیر بنایا مدینہ کی بیحرمتی کی اور یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سو نوجوان اور اتنے ہی صحابہ قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے کئی روز مدینہ کی بیحرمتی ہوتی رہی مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہو سکی اہل مدینہ روپوش رہے یہاں تک

کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول کریم کے ممبر پر پیشاب کیا پھر اس کا یہ لشکر حضرت ابن زبیر سے جنگ کیلئے مکہ کی طرف گیا اور وہاں ان لوگوں نے منجنیق سے کعبہ پر سنگ باری کی اور اسے آگ سے جلایا۔

برق سوزاں ترجمہ اردو صواعق محرقہ ص ۲۳۵

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں "یزیدی لشکر مدینہ طیبہ کی تاراجی کے مکہ معظمہ آیا اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا ان سے قتال کیا ان پر منجنیق کے ذریعے آتش باری کی یہ واقعہ ۶۴ھ کا ہے جس کی آگ کے شعلوں سے کعبہ کے پردے جل گئے چھت جل گئی اور اس مینڈھے کے وہ سینگیں جل گئیں جو اسماعیل کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا تھا وہ دونوں سینگیں کعبہ کی چھت میں تھیں۔

کربلا کا مسافر ص ۱۹۱ نقلاً تاریخ الخلفا لیسوطی و صواعق

اے ناظرین محترم! ایسے سفاک اور بداطوار ملعون کو نبوت کی دلیل بنانا ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے اب فیصلہ تمہاری نگاہ کا منتظر جدھر چاہو ادھر کر دو یہ تمہاری ہی مرضی پر منحصر ہے۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

۸(ا) آپ (امیر معاویہؓ) سیدنا حضرت علی کے مقابلہ میں ضرور تھے مگر اس حقیقت کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی کہ اس میدان میں حضرت معاویہ کو مجبوراً اترنا پڑا۔

(ب) جب سیدنا حضرت علی کی فوج شام پر حملہ کے ارادے سے نخیلہ تک پہنچ گئی تو اس وقت مجبوراً حضرت معاویہ مقابلہ کو نکلے۔

(ج) حضرت معاویہ نے صفین میں ابتداء اور پہل نہیں کی آپ کو مجبوراً اس مسلمانوں کی جنگ میں آنا پڑا۔

ماہنامہ دعوت لاہور امیر معاویہ نمبر

علی الترتیب ص ۳۷ / ۳۸، ۵۳ / ۵۴

(یاد رہے کہ ماہنامہ دعوت تنظیمی مسلک کا اپنا جاری کردہ ماہنامہ ہے)

نوٹ:- تنظیمی عقائد کے نمبر ۸ کی تینوں عبارتوں میں خط کشیدہ لفظ مجبوراً قابل غور و التفات ہے کیونکہ اس لفظ کو تین مقاموں میں داخل کر کے یہ تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ حضرت علی نے صفین میں جنگی ابتداء اور پہل کی ہے اور امیر معاویہؓ کو مجبوراً دفاعی لحاظ سے بالمقابل جنگ میں آنا پڑا اب مناسب ہے کہ یہاں تنظیمی جماعت کے معتمد اور جید مفسر عالم دین کی زبانی ان کی تسلی کروادی جائے تاکہ اصل حقیقت سامنے آجائے اور ان کا بہتان جو حضرت علی کی ذات پر لگایا جا رہا ہے اس کا صفایا ہو جائے اور حضرت علی کی شان دوبالا ہو جائے چنانچہ خاندان ولی الٰہی کے چشم و چراغ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"چوں امیر (حضرت علی) را خبر شد کہ لشکر معاویہ شہر انبار را غارت کروند بنفس نفیس خود پاپیادہ از دولت خانہ رواں شد تا بموضع نخیلہ کہ بیروں شہر کوفہ است رسید بعضے یاراں از عقب دیوید ند"

تحفہ اثنا عشریہ قدیم ص ۳۹۴

یعنی جس وقت حضرت علیؓ کو خبر ہوئی کہ معاویہ کا لشکر حملہ کر کے شہر انبار کو برباد کر رہا ہے تو حضرت علی اپنے گھر سے اکیلے پاپیادہ چل پڑے اور موضع نخیلہ تک جا پہنچے دوسرے یاران جانثاراں حضرت علی

پیچھے بعد میں جا ملے۔ اب غور کیجئے سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت علی پر نخیلہ کے مقام تک پہنچنے کا الزام لگایا جا رہا ہے اور اس کے بر عکس مجبوراً کا لفظ استعمال کر کے محاربین کی آمد بیان کی جا رہی ہے یہ کس طرح حق بجانب ہے کیا وہ گروہ جو جنگ کی ابتداء کر رہا ہو اس کا قائد بغیر لشکر نخیلہ کے مقام پر پاپیادہ جا سکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں علامہ ابن حجر نے بھی لکھا ہے "آپ کے خلاف حضرت معاویہ اور آپ کے شامیوں ساتھیوں نے خروج کیا حضرت علی کو جب اطلاع ملی تو آپ چل پڑے۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق ص ۴۰۶

اب ان ہر دو اصحابہ کا آپس میں تنازع کے ہو جانے کے بارے میں ہمارا موقف کیا ہے۔ کیا ان دونوں حضرات پر طعن و تشنیع روا ہے یا نہ اس کا جواب علمائے حق نے بڑی شرح وبسط سے دیا ہے اس بارہ میں ہمارا مسلک یہ ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت: - قَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ كَانَ الْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ وَاَنَّ مَنْ حَارَبَهٗ مُخْطِئٌ فِي الْاِجْتِهَادِ فَهُوَ مَعْذُوْرٌ وَاِنَ كُلًّا مِنَ الْفَرِيْقَيْنِ عَادِلٌ صَالِحٌ وَلَا يَجُوْزُ الطَّعْنَ فِيْ اَحَدٍ مِنْهُمْ لِاَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ فِيْ مَدْحِ الصَّحَابَةِ وَنَهْيِ عَنْ سَبِّهِمْ وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ۔

سنیوں کا عقیدہ ہے کہ حق علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہے آپ نے جو لڑائی کی ہے وہ اجتہادی غلطی ہے جس پر وہ معذور سمجھے گئے ہیں لیکن ہر دو فریق صحابہ میں سے تھے جن کی بابت علماء کرام کا یہ مقولہ ہے کہ اصحابی کل ھم عدول صحابہ تمام کے تمام صاحب عدل ہیں یہ ہر گز

مورد الزام سنیں ان پر لعن طعن ہر گز نہ کیا جائے یہی مذہب حق ہے اور اسی پر مدار ہے۔

(۹) تنظیمی حضرت علی کی خلافت پر ناقدانہ انداز میں امیر معاویہ کے اس قول کا ساتھ دیتے ہوئے کہتے ہیں "کہ نہ ہماری رائے میں ابھی خلافت کا انعقاد ہوا ہے جب انعقاد ہوا ہی نہیں تو خلافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا پہلے قصاص عثمان کا مطالبہ اور بعد میں نئے سرے سے امارت کا انتخاب کیا جائے گا حضرت علی کی خلافت اصول انتخاب کے پیش نظر غیر مسلم ہے"

امیر معاویہ نمبر ص ۱۳۸

نوٹ:- حضرت عثمان کے شہید ہو جانے کے بعد سب سے پہلا کام خلیفہ کا تقرر تھا اس لئے کہ ملکی نظم و نسق میں کوئی خلل واقع نہ ہو جائے اس مدعا کے پیش نظر مدینہ کے تمام لوگ جمع ہو کر حضرت علی کے پاس آئے جن میں اہل بدر صحابہ بھی شامل تھے انہوں نے عرض کیا اب ایک امیر کا ہونا ضروری ہے ہم آپ کے سوا اس عہدہ خلافت پر زیادہ حقدار کسی اور کو نہیں سمجھتے چنانچہ اس طرح حضرت علی کی صحابہ نے بیعت کر لی اور انہیں اپنا خلیفہ منتخب کر لیا جسے حضرت علے نے بھی منظور فرما لیا امیر معاویہ اس وقت شام میں تھے ان کی طرف بھی ایک بیعت نامہ بھیجا گیا تو معاویہؓ نے حضرت علی کی بیعت ہونے سے انکار کر دیا اس انکار کی وجہ سے مدینہ کے لوگوں نے امیر معاویہ کو باغی کہنا شروع کر دیا اب بغاوت کے تصور کا امیر معاویہ نے یہی جواب دیا جس کو تنظیمی جماعت کے عقیدہ نمبر ۹ کے تحت درج کیا گیا ہے یعنی معاویہ نے کہا کہ

کہ ہم خلافت علیؓ کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ سب سے پہلے حضرت عثمان کے قاتلین سے اس کے قتل کا قصاص لینا چاہئے تھا نہ کہ خلافت کا انتخاب امیر معاویہ کے اس قول کی حمایت میں تنظیم والوں نے اپنا عقیدہ استوار کر لیا، مگر اس معاملہ میں خلافت علی حق بجانب تھی اور برعکس اس کے امیر معاویہ باغی تھے جیسا کہ عبدالعزیز شاہ صاحب محدث دھلوی نے بھی بغاوت معاویہ کا ذکر کیا ہے، آئندہ اس کا حوالہ عرض کیا جائے گا مگر پہلے حضرت علیؓ کی خلافت کا مختصر واقعہ سنئے۔

خلافت علیؓ: - (۱) علامہ ابن حجر الہیتی مکی فرماتے ہیں "گزشتہ بیان سے معلوم ہو گیا ہے کہ ارباب اہل و عقد کے اتفاق سے جس میں حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت خزیمہ بن ثابت اور حضرت ابی الھشیم بن التیہان، حضرت محمد بن سلمہ اور حضرت عمار بن یاسر شامل ہیں خلفائے ثلاثہ کے بعد امام المرتضیٰ ولولی المجتبیٰ حضرت علی ابن ابی طالب کے حقدار نہیں اور شرح مقاصد میں بعض متکلمین سے بیان کیا گیا ہے کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور شوریٰ کے زمانہ میں اس کے انعقاد کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے حق دار علی یا عثمان اور یہ اجماع اس بات پر ہے کہ اگر عثمان نہ ہوں تو خلافت حضرت علی کیلئے ہے۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق اردو ص ۴۰۸-۴۰۹

(۲) امام جلیل خاتم الحفاظ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ عنہ فرماتے ہیں "بُوْیِعَ عَلَی الْخِلَافَةِ بَعْدَ الْغَدِ مِنْ قَتْلِ عُثْمَانَ بِالْمَدِیْنَةِ فَبَایَعَهٗ جَمِیْعُ مَنْ کَانَ بِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ۔

یعنی قتل عثمان کے دوسرے دن حضرت علی کی خلافت پر سب کے سب صحابہ جو مدینہ میں موجود تھے انہوں نے حضرت علی کی خلافت کیلئے بیعت کر لی۔

تاریخ الخلفاء للسیوطی بحوالہ کربلا کا مسافر ۱۴۲

(۳) امام ابو جعفر محبّ طبری ریاض النضرہ جلد دوم صفحہ نمبر ایک سو چھبیس پر ارقام فرماتے ہیں جَاءَ النَّاسُ کُلُّ هُمْ اِلٰی عَلِیٍّ لِیُبَا یِعُوْهُ فَقَالَ لَهُمْ لَیْسَ هٰذَا اِلَیْکُمْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَمَنْ رَضِیَ بِهٖ اَهْلُ بَدْرٍ فَهُوَالْخَلِیْفَةُ فَلَمْ یَبْقَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ اِلَّا قَالَ مَانَرٰی اَحَقَّ لَهَا مِنْکَ فَلَمَّا رَاٰی عَلٰی ذَالِکَ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَوَرَ الْمِنْبَرَ وَکَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَ بَایَعَهٗ طَلْحَةَ وَ الزُّبَیْرَ وَ سَائِرِ اصحَاب مُحَمَّد صَلَی اللّٰه علیه وآله وسلم۔

کربلا کا مسافر ص ۱۴۳-۱۴۲

یعنی سب لوگ حضرت علی کے پاس آئے تاکہ وہ حضرت علی کے ہاتھ بیعت خلافت کریں تو حضرت علی نے کہا کہ یہ تمہارا حق نہیں اہل مدینہ، اہل بدر جسے پسند کریں وہ خلیفہ ہے پھر تمام اہل بدر نے کہا کہ اے علی آپ سے زیادہ خلافت کا کوئی حقدار نہیں تو اس وقت حضرت علی مسجد میں تشریف لائے اور ممبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے حضرت طلحہ وزبیر نے پھر سارے صحابہ نے بیعت کی۔

نوٹ:- جن لوگوں نے خلافت علیؓ کے انعقاد کا انکار کیا تھا اور تنظیمی حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے اس حقیقت کو اب ناظرین صاحبان نے خوب سمجھ لیا ہو گا کہ حضرت علیؓ کی خلافت پر اجماع ہوا تھا یا علیؓ خود بخود

تخت خلافت پر سوار ہو گئے میرے بھائی! حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت حق اور برحق ہے سنئے اس کے برحق ہونے کی دلیل۔

معیار حق :- (۱) عَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَكْثَرُ يَا عِمَارَ يَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةَ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے عمار تجھے باغی ٹولہ قتل کرے گا۔

(۱) مسلم ترجم ج ۶ ص ۴۴۲

(۲) ترمذی ج ۲ ص ۲۲۱

(۲) شیخ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ قَالَ الواقدی وَالَّذِيْنَ اَجْمَعَ عَلَيْهِ قَتَلَ عَمَارَ اَنَّهٗ قُتِلَ مَعَ عَلِيٍّ بِصَفِّيْنَ سَنَةَ سَبْعٍ وَ ثَلَاثِيْن وَهُوَ ابنَ (۹۳) سَنَةً وَدُفِنَ هُنَاكَ۔ یعنی واقدی نے کہا ہے کہ عمار بن یاسر کے قتل کے بارہ میں وہ چیز جس پر اجماع کیا گیا ہے کہ ۹۳ سال کی عمر میں ۳۷ھ میں حضرت علی کی حمایت میں صفین کے جنگ میں قتل ہوا اور وہیں ہی دفن ہوئے۔

تہذیب التہذیب ۷ ص ۴۰ بحوالہ کربلا کا مسافر ص ۲۰۳

ان احادیث کے پیش نظر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضرت علی کی خلافت حق ہے۔

(۳) امام نوی شارح مسلم شریف کے جلد دوم صفحہ دو سو چھیانوے میں رقم کرتے ہیں۔ قَالَ الْعُلَمَآء هٰذَا الْحَدِيْثَ حُجَّةٌ ظَاهِرَةٌ فِيْ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ مُحِقًّ مُصِيْبًا وَ الطَّائِفَةَ الْاُخْرٰى بَغَاتٍ مُجْتَهِدُوْنَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔ یعنی علما کا کہنا ہے یہ کھلی ہوئی اس بات کی دلیل ہے کہ علی حق

اور صواب پر تھے اور دوسرے گروہ یعنی امیر معاویہ اور اس کا گروہ باغیوں میں سے تھے مگر یہ ان کی اجتہادی غلطی تھی جس پر کوئی عذر نہیں (اگر مجتہد سے خطاب ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا)۔

(۴) غوث الزمانی قطب ربانی شہ باز لامکانی بھی اس سلسلہ میں اس طرح فرماتے ہیں۔ قَالَ فَاِنَّ بَيْعَتِيْ لَا تَكُوْنَ سِرًّا وَالِكِنَ اَخْرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَبَا يَعَهُ النَّاسُ فَكَانَ اِمَاماً حَقًّا اِلَى اَنْ قَتَلَ۔ یعنی حضرت علی نے فرمایا میری بیعت علی الاعلان ہو گی پھر مسجد میں تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کی بیعت کی پس آپ خلیفہ برحق ہوئے اور وقت شہادت تک امام برحق ہی رہے۔

غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۸۷

اس کے برعکس خروج کرنے والوں کے متعلق شاہ عبدالعزیز شاہ محدث دہلوی فرماتے ہیں "اہل سنت قاطبہ اجماع دارند ہر انکہ معاویہ بن ابی سفیان از ابتدائے امامت حضرت امیر (علی علیہ السلام) بغایت تفویض حضرت امام حسن تا او از بغات بود کہ اطاعت امام وقت نداشت۔

تحفہ اثنا عشریہ ص ۳۹۴

یعنی اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان خلافت علی سے لے کر امام حسن کی خلافت سے دستبردار ہونے تک باغی رہا۔

نوٹ :- یاد رہے کہ یہ اختلاف و فساد کوئی ذاتی جھگڑا نہ تھا بلکہ قتال عثمان کی بابت سیاسی کشمکش تھی جو نااہل لوگوں کی وجہ سے طول پکڑ گئی جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ "قَالَ الْكَمَال اِبْنَ

شَرِیْفِ لَیْسَ الْمُرَادُبَاشْجَرَ بَیْنَ عَلِیٍ و مُعَاوِیَۃ الْمُنَازِغَۃ فِیْ الْاِمَارَتِ کَمَا تَوَ ھْمَہٗ بَعْضَھُمْ اِنَّمَا الْمُنَازِعَتَہٗ کَانَ بِسَبَبِ قَتْلَۃَ بِعُثْمَان رَضِیَ اللّٰہُ عنہ اِلٰی عَشِیْرَتِہٖ ط

الیواقیت والجواہر ص ۵۹

یعنی کمال ابن شریف نے کہا ہے کہ حضرت علی اور معاویہ کے درمیان جو نزاع تھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ امارت کے سلسلہ میں نزاع تھی جیسا کہ بعضوں کو اسی بات کا وہم ہوا ہے نزاع دراصل عثمانؓ کے قتل ہونے کے بارہ میں تھی لواحقین عثمان کہتے تھے کہ قاتلان عثمانؓ کو اس کے خاندان کے حوالے کر دیا جائے تاکہ یہ ان سے انتقام لے سکیں اس نزاع کی یہی حقیقت تھی۔

امیر معاویہؓ کے متعلق عقیدہ: - حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اشتہار لکھ کر شہروں میں آویزاں کرتے ہیں جس میں جنگ صفین کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔ کَتَبَۃٌ اِلٰی اَھْلَ الْاَمْصَارِ وَ تَقَصُّ مِنْہُ مَاجَرٰی بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اَھْلَ صَفِیْنَ وَکَانَ بَدَاءَ اَمْرِنَا اَنَا الْتَقْنَا وَالْقَوْمَ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ وَ الظَّاھِرُ اَنَّ رَبُّنَا وَاحِدٌ وَ نَبِیُّنَا وَاحِدٌ وَ دَعْوَتَنَا فِیْ الْاِسْلَامِ وَاحِدَۃٌ لَا نَسْتَزِیْدُھُمْ فِیْ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَالتَّصْدِیْقِ رَسُوْلِہٖ وَلَا نَسْتَزِیْدُوْنَنَا اَلْاَمْرُوَاحِدٌ اِلَّا مَا اِخْتَلَفْنَا فِیْہِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْہُ بِبَرِیْٓءٌ۔

یعنی مختلف علاقوں کے باشندوں کو صفین کی روئیداد سے مطلع کرنے کیلئے تحریر فرمایا کہ ابتداً صورتحال یہ تھی کہ ہم اور شام والوں میں مذہبی کوئی اختلاف نہ تھا بلکہ ہمارا اور ان کا رب ایک ہے اور ہمارا نبی ایک

اور دعوت اسلام بھی ایک ہے نہ ہم توحید و رسالت کے ساتھ ایمان لانے میں ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں دینی امر اءایک ہے صرف اختلاف قصاص سیدنا عثمانؓ کے متعلق تھا جس سے ہم بری ہیں۔

نوٹ:- حضرت علیؓ کے ساتھ امیر معاویہ کی جنگ بھی ہوئی مگر حضرت علیؓ نے تبرابازی نہیں کی بلکہ ان کو مومن و مسلمان ہی سمجھا اور ایمانی موازنہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم دونوں فریق ایمان وایقان میں ایک ہیں یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں اور ان کا مقام سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی مخلوق سے کم نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے درجہ کے بعد صحابہ ہی کا مقام ہے ان پر کیچڑ اچھالنا تبرابازی وگالی گلوچ سے کام لینا بدترین جہالت وگمراہی ہے۔

(۱۰) سیدنا حسن (رضی اللہ عنہ) کی وفات زہر سے ہوئی ہی نہیں اور نہ حضرت کو زہر دی گئی ہے۔

امیر معاویہ نمبر ص ۱۱۸

نوٹ:- حضرت حسن کی شہادت بلاشبہ زہر سے ہوئی اس پر اکثر قرآئن موجود ہیں چنانچہ دیکھئے صواعق میں علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ "آپ کی بیوی جعدہ دختر اشعث بن قیس الکندی کو یزید نے زہر دینے کیلئے خفیہ طور پر بھجوایا یزید نے آپ (حضرت حسن) کی شادی اس سے کروائی اور اس پر ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اور اس نے آپ کو زہر دے دیا آپ چالیس روز تک بیمار رہے جب آپ فوت ہو گئے تو اس (جعدہ بنت اشعث) نے یزید کو وعدہ پورا کرنے کے متعلق پوچھا اس نے (یزید نے) جواب دیا ہم نے تو حسن کیلئے بھی تجھے پسند نہیں کیا تجھے اپنے لئے کیسے

پسند کر سکتے ہیں۔

برق سوزاں ترجمہ صواعق ص ۴۷۴

اس سلسلہ میں اس بات پر یہ قرینہ بھی صادق آتا ہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ہر الشہادتین میں لکھتے ہیں جو کمالات اور خوبیاں جدا جدا پیغمبروں میں تھیں وہ تمام ہمارے نبی میں جمع ہو گئی تھیں صرف ایک کمال کافی تھا اور وہ کمال یا مرتبہ شہادت ہے جس کی کمی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کمی کو اس طرح پورا کیا شہادت دو قسمی بنائی ایک شہادت جہری اور دوسری شہادت سری۔ جہری شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں حاصل کی اور سری شہادت حضرت حسن نے زہر کھا کر حاصل کی ان دونوں شہادتوں کے مجموعہ شہادت کے مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اس لئے کہ الولد سر بوالدیہ بیٹے کا کمال باپ کا کمال تصور ہوتا ہے اس قرینہ کے تحت حضرت حسن کی شہادت کا انکار کرنا درحقیقت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کمال شہادت کا انکار ہے۔

(۱۱) آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا ارشاد جو آپ کی رائے پر مبنی تھا فقط مشورہ اور رائے کی حیثیت رکھتا ہے۔

بشریت النبی ص ۹۸

نوٹ:۔ حضور علیہ السلام کی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ جو چیز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہے وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بلکہ وحی حق ہو کر نکلتی ہے اسی آیہ کی تفسیر یوں بیان ہوئی ہے۔ "کَیْفَ یَنْطِقُ

عَنِ الْھَوٰی کَانَ مُقَدَّساً عَنْ شوائبِ الْخَلِیْقَۃِ مُنَوَّرًا بِاَنْوارِ الْحَقِیْقَۃِ کَانَ نَقْطَ الْحَقِّ"۔ یعنی آپ نفس خواہشانی سے کیسے بات کریں جبکہ آپ کی ذات سے خواہش کی علت سلب کر لی گئی ہے آپ عام پیدائش کے لوازمات سے مقدس اور حقیقت کے انوار سے منور ہیں اس لئے ان کی گویائی حق ہی حق ہے۔

تفسیر عرائس البیان ج ۲ ص ۳۸۵

ناظرین محترم! یہ تھا مختصر خاکہ تنظیمی جماعت کا جو آپ کے سامنے ہے آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ یہ جماعت کس منزل کا راستہ تلاش کر رہی ہے میرا اندازہ تو یہ ہے کہ یہ جماعت خارجیت کی طرف دھیرے دھیرے قدم اٹھا رہی ہے۔

اسلامی جماعت:۔ اس جماعت کے مورث اعلیٰ سید ابو الاعلے مودودی صاحب ہیں یہ شروع ہی سے ایک سیاسی جماعت ہے جس کی ظاہری خواہش تو یہ ہے کہ ملک بھر میں اسلامی حکومت قائم ہو ظاہری اصول تو یہ بہت اچھا ہے مگر یاد رہے کہ یہ جماعت جو قانون رائج کرنا چاہتی ہے وہ قرآن اور حدیث سے اخذ شدہ نہیں ہے بلکہ مودودی صاحب کے خیالات پراگندہ کا ڈھنڈورہ ہے گویا (قانون جماعت اسلامی) مودودی صاحب کے اصولوں کا ایک پلندہ ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ جماعت بھی وہابیت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو ابھی واضح کر دیا جائے گا۔ مودودی اور اس کی نام نہاد جماعت نے گو اپنا نام اسلامی جماعت تجویز کر لیا ہے مگر جو اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے اس اسلام سے اس جماعت اسلامی کو دور کا واسطہ بھی

نہیں یہ محض ایک خوش نما دھوکہ ہے جس کی وجہ سے بھولی عوام ان کا ساتھ دے رہی ہے مولانا مودودی صاحب تقلید کو کفر و شرک تصور کرتے ہیں قرآن پاک کی تفسیر بیان کرنے میں اٹکل و درایت سے کام لیتے ہیں اور حدیث رسول پر تنقید کرنے سے نہیں جھجکتے سابقہ بیان وعیان شدہ گروہوں کی طرح انبیاء علیہم السلام اولیاء عظام محدثین کرام اور مجددین اسلام پر اعتراض کرنے سے نہیں گھبراتے مولانا مودودی کے افکار و خیالات اور واقعات و اعتقادات جو اس کے لٹریچر میں موجود ہیں اب ان سے چند اقوال پیش کئے جائیں گے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلامی جماعت کا دھندہ بھی وہابیت میں الجھا ہوا ہے سب سے پہلے مودودی صاحب کا تشخص ملاحظہ فرمائیے۔

تشخص مودودی: -(۱) میں نے اس قرآن کے الفاظ کو اردو جامہ پہنانے کی بجائے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کی ایک عبارت کو پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر مرے دل پر پڑتا ہے اسے حتی الامکان صحت کے ساتھ اپنی زبان میں منتقل کر دوں۔

تفسیر تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۰ دیباچہ ترجمہ قرآن

(۲) نہ میں مسلک اہل حدیث اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت و شافعیت کا پابند ہوں۔

(رسائل و مسائل ج ۱ ص ۱۱۵ بحوالہ جماعت اسلامی ص ۲۲

(۳) میرے نزدیک اہل علم کیلئے تقلید و ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بدتر چیز ہے۔

رسائل و سائل

(۴) میں نے دین کو ماضی و حال کے اشخاص سے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ قرآن اور حدیث سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔

ماہنامہ ترجمان القرآن ۱۹۴۵ء

مودودی کی قرآن دانی: -ناظرین محترم! یہاں مودودی صاحب کا ایک تفسیری نوٹ پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے مودودی صاحب قرآنی علوم کے نکتہ داں ہیں یا قرآنی علوم و معرفت سے ناداں اقتباس کے ملاحظہ کرنے کے بعد تم کو حقیقت علمیہ مولانا مودودی سے خوب واقفیت ہو جائیگی۔ مولوی مودودی اپنی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں "جس طرح موسیٰ علیہ السلام بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے اور ایک عظیم الشان مشن پر وہ معمور کئے جانے والے ہیں ان کے حاشیہ خیال میں بھی اس کا ارادہ یا خواہش تو درکنار اس کی توقع تک نہ گزری تھی بس یکایک انہیں راہ چلتے کھینچ بلایا گیا اور نبی بنا کر وہ حیرت انگیز کام ان سے لیا گیا جو ان کی سابقہ زندگی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا تھا ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔

تفسیر تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۶۶۷ حاشیہ نمبر ۱۰۹

نوٹ: -(۱) قرآن پاک میں یہ ذکر موجود ہے جس وقت رب کریم نے انبیاء علیہم السلام کے روحوں کو جمع کر کے ان سے یہ عہد لیا کہ اے ارواح انبیاء میں تجھے جس وقت عالم مثال میں نبوت اور علم اور حکمت سے منور کر کے بھیج دوں اور وہاں تمہارا زمانہ نبوت عین عروج کی منزلوں کو چھوڑ رہا ہو اس وقت اگر میں اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم) کو نبوت اور رسالت سے نواز کر مبعوث کر دوں تو تم سب کے سب انبیاء اپنی اپنی نبوت کا تاج اتار کر میرے حبیب کی امت میں شامل ہو جانا فقط صرف ایمان ہی نہیں لانا بلکہ ایمان لا کر ان کی ہر طرح کی امداد بھی کرنا تمہارے لئے لازم ہے چنانچہ یہ مضمون قرآن پاک میں ان لفظوں میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ الی آخر"۔

القرآن ۲:۸۱

(۲) جس زمانہ میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو اس وقت فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا تھا حضرت موسیٰؑ کی والدہ اس بارہ میں سخت تشویشناک تھیں کہ کہیں میرا بچہ بھی اس نالائق کافر کے ہاتھوں موت کے گھاٹ نہ اتر جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی کر دی جس میں یہ حکم تھا کہ اے ام موسیٰ اگر تجھے قتل موسیٰ کا خطرہ لاحق ہو جائے تو موسیٰ کو دریا میں ڈال دینا میں تیرے بیٹے موسیٰ کی پوری خبرداری رکھوں گا۔ چنانچہ یہ مضمون بھی قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے "وَاَوْحَيْنَا اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ"

القرآن ۲۸:۸

یعنی موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلاتی جا اگر کہیں دشمن کا زیادہ خوف و خطرہ ہو جائے تو اسے دریا میں ڈال دینا پھر دوبارہ ہم اس کو تیری طرف

ہی لوٹا دیں گے اور سن لو یہ موسیٰ دشمنوں سے بچا رہے گا بالآخر میں اسے رسولوں میں سے ایک رسول بناؤں گا۔ اس قرآنی بیان سے نتیجہ یہ نکلا کہ موسیٰؑ کے اعلان نبوت کرنے سے پہلے حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو یہ علم تھا کہ میرا لڑکا نبی بنے گا پھر کیسے ممکن ہے کہ موسیٰؑ قبل از اظہار نبوت اپنے نبی ہونے کے علم سے بے خبر ہو یا یہ کس طرح ہو سکتا ہے جس وقت ارواح انبیاء کو پکارا گیا کیا اس وقت موسیٰ علیہ اسلام کا روح موجود نہ تھا اور ضرور تھا یہ صرف مودودی صاحب کی نادانشمندی کا ثبوت ہے اور کم فہمی کا نتیجہ ہ کہ "موسیٰؑ بے خبر تھے کہ انہیں نبی بنایا جانے والا ہے" تا" یہ مودودی صاحب کی ہٹ بازی صرف موسیٰ کیلئے نہیں بلکہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے بھی یہی عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ "ٹھیک ایسا ہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بھی پیش آیا۔

العیاذ باللہ

ع خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

(۳) عَنْ اَبُو هريرة قَالَ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ متىٰ وَجَبَتْ لك النُّبُوَّتَ قَالَ بَيْنَ اٰدَمَ وَ نَفَخَ الرُّوْحَ فِيْمَا۔

مشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۱۴۱

یعنی ابوہریرہ بیان کرتے ہیں صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کو نبوت کب سے ملی ہے آپ نے جواباً فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم میں روح اور جسم نے تعلق نہیں پکڑا تھا صرف یہی نہیں بلکہ ہمارے نبی اپنی نبوت کا مکمل علم رکھتے ہیں فرماتے

ہیں میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا چنانچہ عرماص بن ساریہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا "اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَۃِہٖ"۔ یعنی ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام ابھی تک گوندھی ہوئی مٹی کے درمیان ہی تھے میں اس وقت سے نبی ہوں اور ساتھ خاتم الانبیاء بھی ہوں ایسے ہی کتب احادیث میں اس قسم کی ہزاروں احادیث موجود ہیں جن سے یہی مضمون ملتا ہے کہ میں اول الخلق ہوں اور نبی ہوں ان فرامین رسول امین کے بالمقابل مودودی کا عبارتی تفسیری نوٹ پرکھ کر جانچ پڑتال کر لیجئے جس تفسیر میں بے دردی سے کہدیا گیا ہے کہ جس طرح موسیٰ کو نبی ہونے سے پہلے لاعلمی تھی اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی اس طرح کا تھا یہ قول کتنا حق بجانب ہے یا بالکل لغو اور بے ہودہ فرسودہ کلام ہے۔ یاد رہے کہ یہ باطل اور محض باطل ہے یہ فقہائے کرام اور مفسرین عظام کے اقوالات سے علیحدگی اور اپنے طاغوتی دماغ پر بھروسہ کرنے کا ثمرہ ہے یہ وہ ہی مودودی ہے جن کے متعلق علمائے دیوبند اور سہارنپور نے کہا کہ مودودی اور اس کی جماعت سے کنارہ کش رہنے میں سلامتی ہے۔ مکتوبات شیخ الاسلام کے حاشیہ میں ہے کہ "مودودی تحریک جو جماعت اسلامی کے نام سے چلائی جارہی ہے دیوبند اور سہارن پور اور دہلی ..... وغیرہ کے مفتی صاحبان اور معمر علمائے کرام کی اکثریت اس جماعت کو مسلمانوں کیلئے مضر سمجھتی ہے ..... مسلمانوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ مسلمان اس جماعت سے کنارہ کش رہیں دین کی سلامتی اسی میں ہے۔

بحوالہ تبلیغی جماعت ص ۱۳۶

اے جماعت اسلامی کے علمبردارو! سنو اور کان دھر کر سنو اگر اپنے دامن کو دین حق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیا ہے کے ساتھ وابستہ رکھنا چاہتے ہو تو تعلیمات مودودیہ کو زندقہ اور ملحدانہ تعلیم تسلیم کرنا پڑے گی اور معلم کو بھی زندیق اور ملحد شمار کرنا ہوگا اب یہ انحصار تمہاری مرضی پر۔

ع پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

میں تو اب خداوند قدوس کے دربار عالیہ میں ملتجی ہوتا ہوں۔

کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در دے
مرے مولیٰ تیری مرضی جدھر چاہے ادھر کر دے

اے قادر مطلق تیرے حضور میں دعا ہے ہمیں اور ہمارے ہم مسلک بھائیوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں میں سے محفوظ ومامون رکھ۔ آمین بجاہ النبی الکریم الروف الرحیم

(۵) یہ دعویٰ کرن صحیح نہیں کہ بخاری میں جتنی احادیثیں درج ہیں ان کے مضامین کو جوں کا توں بلا تنقید قبول کر لینا چاہئے۔

ترجمان القرآن نومبر، دسمبر ۱۹۵۰ء

بحوالہ مسلمہ خلافت وحکومت ص ۶۷

(۶) مجھے گروہ علمائے میں شامل ہونے کا فخر حاصل نہیں ہوا میں ایک ہیچ راس کا آدمی ہوں میں نے جدید اور قدیم طریق ہائے تعلیم سے کچھ پایا ہے اور دونوں کوچوں کو چل پھر کر دیکھا ہے اپنی بصیرت کی بناء پر نہ میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو۔

ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

بحوالہ مودودی جماعت ص ۵

نوٹ :- مولوی مودودی صاحب کا مطالعہ اس قید و بند کا پابند نہیں کہ آیت کے ضمن میں رسول خدا فداہ امی وابی نے کیا بات فرمائی ہے۔

یا عبداللہ ابن عباسؓ اور عام صحابہ کرام یا خلفائے راشدین سے کیا منقول ہے یہ سب اس کی نظر میں پرانا ذخیرہ ہے اور احادیث خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا تنقید قبول کر لینا بھی پسند نہیں کرتا ذرا سوچنے کی بات ہے جو درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ صحابہ تک معیار حق نہیں مانتا تو پھر مودودی صاحب کی کیا ضمانت ہے کہ جو ان کے ذہن و فکر نے قبول کیا ہے وہ سولہ آنے صحیح اور درست بات ہے پھر جن بزرگان دین نے ۲۰-۳۰ سال تک چٹایوں پر بیٹھ کر خشک اور باسی روٹی کے ٹکڑوں سے گزارہ کر کے دین متین کی تعلیم حاصل کی ہو اور اجتہاد کا مقام حاصل کیا ہو ان بزرگوں کو بھی آں جہانی صاحب نے معاف نہیں کیا ان پر بھی دل برداشتہ ہو کر بھڑاس نکالتے ہوئے لکھتے ہیں "اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق و ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفوں کے دامن میں پناہ مل سکے گی البتہ بعض جہلا کو یہ جواب دینے کا موقع ضرور مل جائے گا کہ رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنا کُبَرآءَ نَا فَاَضَلُّوْهُ سَبِیلاًہ رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفاً مِّنَ الْعَذَابِ وَلعناً کَبِیرًا"

حقوق الزوجین ص ۹۶ بحوالہ مودودی جماعت ص ۶

نوٹ :- اصل میں یہ آیہ شریفہ ان کفار اور مشرکین کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو یہاں اس دنیا میں کفر و شرک میں مبتلا رہے ہیں وہ جب

دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کفر اور شرک سے بے زاری کا اعلان اس طرح کریں گے۔ اے پروردگار ہمیں اپنے بڑوں نے دھوکہ میں رکھا اور ہمیں راہ راست سے باز رکھا یا اللہ! اب ہمارے عوض ان ہی کو سزا دے اس آیہ شریف کی حقیقت تو یہ تھی مگر مودودی صاحب نے کھینچ تان کر یہ الزام صاحب ہدایہ اور صاحب کنز اور صاحب عالمگیری کی طرف منسوب کر دیا اور ان کی کتابوں کے پڑھنے والوں کو ان مشرکین کے ساتھ ملا کر ذکر دیا۔ دیکھئے اس مسٹر صاحب نے فقہائے کرام کی کتنی سخت توہین کی ہے حالانکہ فتاوی عالمگیریہ میں لکھا کہ عالم دین کی تحقیر کرنا تکفیر سے کم نہیں تمثیلاً فرماتے ہیں فقط عالم کو عویلم کہے تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اب اس جگہ مودودی صاحب کی ایک چالاکی ملاحظہ فرمائیے وہ یہ کہ حالیہ عبارت جسے مستخطی سے ظاہر کیا گیا ہے وہ عبارت موجودہ کتابوں کے ایڈیشنوں سے غائب کر دی گئی ہے اب مسٹر مودودی نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ جس جگہ اپنے عبارت کو گرفتار ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً ..... کی طرح پینترا بدلا اور گرفتہ عبارت کی ترمیم کر ڈالی یا سرے سے بالکل غائب کر دی اس طرح کی مودودی کی کئی عبارات ہیں جو پہلے کچھ ہیں اور اب کچھ۔ چنانچہ ایک سیاسی کشمکش نامی کتاب ہے جس کی ایک عبارت کے ساتھ یہی کھیل کھیلا گیا ہے وہ عبارت یہ ہے "افسوس لیگ کے قائداعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز و فکر رکھتا ہو اور اسلامی نکتہ نگاہ سے دیکھتا ہو" لیکن قیام پاکستان کے بعد بڑی چابک دستی سے بغیر کسی اعتراض کے قائداعظم کا نام نکال کر اس

کی جگہ بڑے بڑے لیڈروں کے الفاظ شامل کر دیئے۔

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ مجریہ ۱۹۴۹ء

نوٹ:- امام عبدالوہاب شعرانی قدسرہ الربانی میزان الکبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں۔ "جَمِیْعِ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِیْنَ یَشْفَعُوْنَ فِیْ اِتَّبَاعِهِمْ وَیُلَاحِظُوْنَهُمْ فِیْ شَدَآئِدِهِمْ فِی الْبَرْزَخِ وَ یَوْمَ لْقِیَامَتِ حَتّٰی یُجَاوِزُ الصِّرَاطِ" یعنی تمام مجتہدین اپنے اپنے پیروں کی شفاعت کرتے ہیں دنیا و حشر میں اور قبر و نشر میں بلکہ ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت کرتے ہیں جب تک کہ پل سے نہ گزر جائیں۔ علامہ شعرانی قدس الربانی اسی موضوع کی ایک اور حکایت بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ الاسلام ناصر الدین اللقانی مالکی کے وصال پا جانے کے بعد بعض نیک لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا کہ جب منکرین نے مجھے سوالات کیلئے اٹھایا فَقَالَ لَمَّا اِجْلِسْنِیْ الْمَلَکَانِ فِی الْقَبْرِ یَسْئَلَانِنِی اَتَاهُمَا الْاِمَامَ مَالِكٍ فَقَالَ مِثْلَ هٰذَا یَحْتَاجَ اِلٰی سَوَالَ لِیْ اِیْمَانِهٖ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ تَنَحَّیَا عَنْهُ فَتَنَحَّیَا عَنِّیْ۔ خواب کے دیکھنے والے شیخ ناصر الدین نے پوچھا کہ قبر میں آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا تو شیخ صاحب نے جواب دیا جب منکرین آئے اور سوالات کیلئے مجھے اٹھایا تو امام مالک قبر میں آگئے اور فرشتوں سے کہا ایسے شخص سے کیا حاجت ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے کی پوچھ گچھ کی جائے پس الگ ہو جاؤ اس مردولی سے تو وہ فرشتے مجھ سے دور ہو گئے۔

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اجلہ علمائے کرام نے کیسے احسن

طریقے سے فقہائے کرام اور مجتہدین عظام کے فضائل بیان کرتے ہوئے منکرین کا رد بلیغ فرمایا ہے مگر مسٹر مودودی صاحب خشک ملاں کی طرح کیا ہانپے جا رہا ہے بخوف طوالت اس پر کفایت کرتا ہوں وگرنہ اس موضوع پر سب کچھ سامنے لایا جا سکتا ہے۔ وهذ کاف لتفکرة للعاقلون۔

لگے ہاتھوں مسٹر مودودی کی ایک اور گستاخی و بے باکی ملاحظہ فرمایئے چنانچہ مودودی نے لکھا ہے "یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے" (کتاب پردہ بار پنجم نومبر ۱۹۴۹ء) مگر یاد رہے کہ یہی عبارت ۷۲ء کے ایڈیشن میں اس طرح بدل دی ہے "یہ قانون جو ریگستان عرب کے ایک انسان نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے"

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ فروری ۱۹۵۵ء، دسمبر ۱۹۸۵ء)

نوٹ:- استغفر اللہ العظیم! اے ناظرین محترم دیکھئے یہ وہی لفظ ہے جس سے بے ادبی کا پہلو نکل سکتا تھا اس وجہ سے اللہ رب العزت نے مسلمانو کو اس لفظ کے استعمال کرنے سے روک دیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے یَاَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقُوْلُوْ رَاعِنَا وَقُوْلُوْا نْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْم اس آیہ میں راعنا لفظ کو چھوڑ دینے کا حکم دیا کہ اس کو اگر معروفاً پڑھا گیا تو یہ چرواہے کے معنی میں ہو جائے گا اس سے میرے محبوب کی بے ادبی متصور ہو سکتی ہے اس لئے سرے سے روک دیا کہ مومنو! راعنا مت کہو بلکہ انظرنا اور اسمعوا کا استعمال کرو تاکہ کوئی گستاخی و بے ادبی کا معنی پیدا نہ کر سکے مگر اس منہ پھٹ ملاں نے بلا خوف و

خطر وہ ہی الفاظ جو ممنوع تھے لکھدیئے "ریگستان عرب کے چرواہے" جب علمائے حقہ نے گرفت کی فوراً پینترا بدل کر دوسرے ایڈیشنوں میں یہ عبارت ترمیم ہوگئی جواب کہ موجود ہے۔

ع چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست

اب مودودی کی قلم جو توہین الٰہی توہین رسول توہین اولیا میں قلابازیاں کھائے چلی جارہی ہے اب اس قلم خونچکار کی بے باکیاں، گستاخیاں اور سفاکیاں ملاحظہ کیجئے۔

توہین الٰہی:- "جہاں معیار حق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو معیوب نہ سمجھا جائے ایسی جگہ زنا اور قذف کی حد جاری کرنا ظلم ہوگا" نمبر ۲ "جہاں نظام معیشت نہیں وہاں چور کا ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے" نمبر ۳ "اپنی جگہ تو چور کے ہاتھ کاٹنا ہی نہیں بلکہ قید کی سزا دینا بھی بعض حالات میں ظلم ہوگی"۔

تفہیمات جلد نمبر ۲ ص ۲۸۱ و ص ۲۸۲

نوٹ:- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ..... وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔ ان ارشادات ربانی سے واضح ہوا کہ خداوند قدوس کسی انسان پر ہرگز ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور قطع الدین یعنی چور کی سزا ہاتھوں کا کاٹنا رب کائنات کا مجوزہ قانون ہے اب مودودی نظریہ کو سامنے رکھئے اور ذرا سوچئے تو سہی کہ اس قدرت کے نافذ شدہ قانون کو مودودی صاحب ظلم اور ظلم ہی سے تعبیر کر رہا ہے اب اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے خدا ظالم ہے اور چور کے ہاتھوں کا کاٹنا ظلم بر ظلم ہے یاد رہے کہ فقہ کی کتابوں میں رب کائنات کو ناقص ظالم کاذب جاہل کہنے والا پکا کافر

ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام نقائص سے عالی اور منزہ ہے چنانچہ فقہ کی مشہور و معروف کتاب مسامرہ کی جلد ۳ ص ۱۸۰ میں لکھا ہے "لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ بِالْکَذِبِ وَالظُّلْمِ وَالسَّفْہِ لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَتِ۔ یعنی اللہ پاک کو ظلم و کذب و سفہ سے متصف نہیں کیا جاسکتا ان صفات مذمومہ سے اللہ تعالیٰ پاک ہے اور یہ چیزیں تحت قدرت بھی نہیں۔

مودودی کے ہاتھوں عظمت انبیاء کا خون:-

(۱) نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بڑا گناہ ہوگیا تھا۔ (رسائل و مسائل ج ۱ ص ۳۱ بحوالہ جماعت اسلامی سے اختلاف کیوں ص ۱۸) (۲) اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام صاحب علم تھے خود بہت دانشمندی کے ساتھ کام کرتے تھے مگر پھر بھی اس موقع پر ان کے علم میں ایک کسر رہ گئی (تفہیم القرآن ص ۴۲۱ حاشیہ نمبر ۶۰) (۳) بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اشرف اور اعلیٰ انسان بھی تھوڑی دیر کیلئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے (تفہیم القرآن ص ۳۴۳ حاشیہ نمبر ۵۰) (۴) نبی کی معصومیت کے یہ معنی نہیں کہ اس سے گناہ اور لغزش و خطا کی قوت و استعداد سلب کرلی گئی ہے حتیٰ کہ گناہ کا صدور اور اس کے امکان ہی میں نہ رہا (تفہیم القرآن ص ۳۹۳ حاشیہ نمبر ۲۲) (۵) حضور علیہ السلام سے اپنی پیغمبرانہ زندگی میں بس وہ ہی چند لغزشیں ہوئی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے فوراً اصلاح فرمادیں (منصف رسالت ص ۲۷ ماخوذ مودودی جماعت ص ۴۱)

نوٹ:- ان تحریرات کے لکھتے وقت شاید مودودی صاحب کو یہ خیال نہیں آیا ہوگا کہ میں تو تخفیف ناموس نبوت کر رہا ہوں آیا ہوگا اور ضرور آیا ہوگا کیونکہ ایسے نابلد نہیں ہزاروں کتابیں لکھ چکے ہیں مگر وجہ صرف یہ ہے کہ انانیت اور تعلی کا سر پر تاج چھا چکے ہیں جو کچھ ان کا ذہن قبول کرتا ہے اسی مضمون کو صفحہ قرطاس پر ثبت کر دیتے ہیں خواہ کتنا ہی انبیاء کرام عظمت کا خون کیوں نہ ہو جائے آیئے اب صحابہ کرام پر اس کی بہتان تراشی سنئے۔

صحابہ کرام پر بہتان مودودی:- (۱) اسلامی تحریک کی سربراہی کیلئے یہ لوگ موزوں بھی نہیں ہو سکتے تھے کہ وہ ایمان تو ضرور لے آئے تھے مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و تربیت سے ان کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔

خلافت وملوکیت ۱۰۹

(۲) حضرت عثمان کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا کام بہر حال غلط ہوتا ہے۔

خلافت وملوکیت ص ۱۱۶

(۳) مال غنیمت کے تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی صریح خلاف ورزی کی۔

خلافت وملوکیت ص ۱۷۴

(۴) صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی صل میرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کرتے تھے۔

ترجمان القرآن ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ

نوٹ:- عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّتَ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اور اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے یعنی میرا اور میرے صحابہ کے طریقہ کو لازم پکڑو کیوں کہ میرے صحابہ رشد و ہدایت کے مینار ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی انہوں نے صراط مستقیم کو پالیا جن نفوس زکیہ کو رسول معظم ہمارے لئے مقتدا بنانے کو محبوب سمجھیں انہیں مودودی صاحب کا نظریہ مورد الزام ٹھہرائے تو ظاہر ہے مودودی نظریہ میں صحابہ رسول اکثر غلط کار تھے اور غلطیاں کرتے تھے۔ مودودی کی اس جماعت کو اسلامی جماعت ہزار بار کہہ لیا جائے مگر مرے نزدیک یہ گستاخوں کی غیر اسلامی جماعت ہے یا اسے مودودی مارڈن اسلامی جماعت کہا جائے اصل اسلامی جماعت کے کہلانے کی یہ ہرگز مستحق ہی نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

مودودی کے ہاتھوں توحید کا قتل:- انسان خدا کا قائل ہو یا منکر خدا کو سجدہ کر رہا ہو یا پتھر کو خدا کی پوجا کرتا ہو یا غیر کی جب وہ قانون فطرت پر چل رہا ہے اور اس کے قانون کے تحت میں زندہ ہے تو لامحالہ وہ بغیر جانے بوجھے بلا عمد و اختیار طوعاً و کرہاً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور عبادت میں لگا ہوا ہے۔

تفہیمات ج ۱ ص ۴۲

بحوالہ ماہنامہ طیبہ مئی ۱۹۵۷

فائدہ:- مودودی کا کہنا کہ جو بت پرست ہے یا منکر خدا یا غیر کا پوجا کرتا ہے وہ یقیناً خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے اور اس کی عبادت میں لگا ہوا ہے

یہ مودودی کی غلط فہمی ہے کیونکہ اس نے تسبیح اور عبادت کو ایک ہی مفہوم میں سمجھ لیا ہے حالانکہ ان دونوں لفظوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے تسبیح کے معانی خدا کو امکان وحدوث کے نقائص سے پاک اظہار کرنا ہے اور عبادت کے معانی خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور تعظیم کیلئے اپنے نفس کی خواہش کے خلاف کرنا ہے اگرچہ اس پر یقین رکھا جائے کہ خدا کا منکر پتھر کو سجدہ کرنے والا اور غیر خدا کی پوجا کرنیوالا ہمہ تن فطرۃً خدا کی عبادت میں مصروف ہے تو سینکڑوں آیات خداوندی سے تصادم ہو جائے گا اگر یہ اصول ٹھیک ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے کہ انہوں نے غیر خدا کی پوجا اور پتھروں کے سجدوں سے کیوں روکا مودودی مذہب میں تو وہ خدا کی عبادت کر رہے ہیں اب میاں خیر سے سوچیں تو سہی! اگر مودودی کی طرز و فکر والا مذہب قبول کر لیا جائے تو ایمان کا دیوالیہ نکل جاتا ہے اور اگر مودودی مذہب کے خلاف ہو جائیں تو مودودی مذہب کا جنازہ نکل جاتا ہے یہ مودودی صاحب کا علمائے کرام سے الگ ہو کر اپنی ذہنی اختراع کا ثمرہ ہے ہاں اگر مودودی صاحب علمائے سابقین جس میں صحابہ کرام علمائے متکلمین و مجددین سلف و خلف شامل ہیں ان کی کتابوں سے استفادہ حاصل کر لیتا تو شاید اس دلدل میں نہ پھنستا اس ماڈرن ملاں نے عبادت اور توحید کے معنی میں اتنی وسعت پیدا کر دی ہے کہ شرک کو عبادت اور بت پرستی کو خدا پرستی شرک خدا کو بندہ پرستار مانتے ہوئے نہ ان کا عقیدہ توحید مجروح ہوا اور نہ ہی عبادت کے مفہوم پر کوئی حرف آیا لیکن یہی صاحب انبیاء اولیاء اور ان کے عقیدت مندوں کو جو ظاہراً و

باطناً سچے مسلمان ہیں موحد ہیں عابد ہیں ان کو مشرک سمجھتا ہے ذرا ذکر و فکر کی تیرگی دیکھئے کوئی مشرک ہو کر بھی خدا کا پرستار بندہ ہے یعنی مشرک ہو کر بھی مشرک نہیں اور جو حقیقتاً مومن ہیں پرستار خداوند ہیں وہ مومن ہو کر بھی مشرک ہیں۔

فیا للعجب هیا للعجب

مودودی کی جنگ: ۔"انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے اثر سے جہاں لوگ اللہ واحد و قہار کی خدائی کے قائل ہو گئے وہاں سے خداؤں کی دوسری اقسام تو رخصت ہو گئیں (بتوں کی پوجا پاٹ ختم ہو گیا) مگر انبیاء اولیاء شہداء صالحین مجاذیب اقطاب ابدال علماء مشائخ اور ظل آلہوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی رہی جاہل دماغوں نے مشرکین سے خداؤں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو خدا بنا لیا ..... مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ زیارت نذر و نیاز عرس صندل چڑھاوا نشان علم تعزیئے اور اس قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی شریعت بنا ڈالی"

تجدید و احیائے دین ۱۹-۲۰

نوٹ:۔ یہ جماعت اسلامی کی جنگ ہے جو پس پردہ لڑی جاتی ہے جس کے بل بوتے سادہ لوح انسانوں کو دھوکا دے کر اچک لیا جاتا ہے اور ساتھ دعوی یہ کہ ہم کسی مسلم فرقے کی دل آزاری نہیں کرتے اور ہمارے ہاں عقائد کی جنگ بالکل لڑی ہی نہیں جاتی بلکہ ہماری پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک محدود ہے مگر یاد رہے کہ یہ ان کا دعویٰ باطل ہے اور لغو ہے۔

اولیاء اللہ اور مودودی: -اس (رب بنانے) کی مثالیں موجود زمانہ میں بھی ہمیں ملتی ہیں کسی انسان کو لوگ مشکل کشا کہتے ہیں حالانکہ مشکل کشائی کی کوئی طاقت ان کے پاس نہیں ہے کسی کو گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ اس کے پاس کوئی گنج نہیں کہ کسی کو بخشے، کسی کیلئے داتا کا لفظ بولتے ہیں حالانکہ وہ کسی کا مالک نہیں کہ کسی کا وہ داتا بن سکے کسی کو غریب نواز کے نام سے موسوم کرتے ہیں حالانکہ وہ غریب اقتدار میں کوئی حصہ نہیں رکھتا جس کی بناء پر کسی غریب کو نواز سکے کسی کو غوث (فریادرس) کہا جاتا ہے حالانکہ وہ زور نہیں رکھتا کہ کسی کی فریاد کو پہنچے پس در حقیقت ایسے نام محض ہیں جن کے پیچھے کوئی مسمیٰ نہیں۔

تفسیر تفہیم القرآن ص ۴۶ جلد ۲ ج نمبر ۵۴

نوٹ:- مودودی کی ان عبارات کو پڑھ لینے کے بعد عقیدۂ مودودی بھی سامنے آگیا۔ پس ظاہر ہے کہ مودودی کے پاس سوائے وہابیت کے اور کوئی چیز ہی نہیں محض نام الگ ہے۔

مشکل کشا: -عَنْ سَعِیْد ابنِ الْمُسَیَّبُ قَالَ کَانَ عُمَرَ یَتَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضَلَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا ابو حسن (طبقات ابن سعد) حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں حضرت عمر مشکلات میں اللہ کی پناہ پکڑے تھے جس وقت حضرت علی پاس نہ ہوتے تھے ابوالحسن حسن کاکوروی صاحب کہتے ہیں حضرت فاروق اعظم دعا مانگتے تھے الٰہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مشکل آ پڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہ ہوں یہاں ہے ظاہر ہے کہ علی المرتضیٰ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر کے کلام سے نکالا گیا ہے جس کا ظہور اب تک چلا آتا ہے۔

تفریح الاذکیا ج ۲ ص ۳۸۲

نوٹ:- مودودی صاحب! حضرت علیؓ مشکل کشا حضرت علی حسن ہجویریؒ داتا گنج بخش خواہ معین الدین اجمیریؒ غریب نواز حضرت محبوب سبحانی شہباز لامکانی سید عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الاجمعین جیسے عظیم المرتبت اور جلیل القدر روحانی شخصیات کی خداداد صفات اور تصرفات کو تحقیر انہ انداز میں ذکر کر کے کس طرح ان حضرات کو بے کس اور بے بس ظاہر کرتا جا رہا ہے حالانکہ کوئی بھی محبوبان خدا کو رب بنانے کا تصور ہی نہیں کرتا پس زیادہ نہ سہی کاش مودودی اپنے ممدوحین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی انفاس العارفین اور اسماعیل قتیل دہلوی کی صراط مستقیم ایک ہی مرتبہ پڑھ لیتا تو پھر محبوبان خدا کے خلاف اپنا قلم اندھے کی لاٹھی کی طرح اور ظالم کی تلوار کی مثل شاید استعمال نہ کرتا اب ایک ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ممکن ہے کسی صاحب کو مرے متعلق یہ گمان ہو کہ مولف نے ہر ایک گروہ کو جن کا ذکر پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے سب کے سب وہابی ہی وہابی بنائے جا رہا ہے اور مودودی کی جماعت بھی انہی کے ساتھ ملا رہا ہے اس خدشہ کو دور کرنے کیلئے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے تاکہ مولف ناچیز اس بہتان سے مصئون و مامون رہے۔ ہفت روزہ رسالہ زندگی لاہور جو مودودی اسلامی جماعت کا ایک آرگن ہے اس کی زبانی سنئے جس سے مودودی کی وہابیت کا بھرم کھل جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ایک اشاعت میں اس طرح لکھا ہے۔

"جماعت اسلامی نے گو اپنی پالیسی اسلام کے بنیادی اصولوں تک

محدود رکھی ہے لیکن اس کے قائد مولانا مودودی نے اختلاف مسائل سے بھی بحث کی ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے اس لئے جماعت کے بارہ میں یہ تاثر قائم ہو گیا ہے کہ یہ ایک مخصوص مذہبی فرقہ ہے یہ تاثر خود جماعت کے کارکنوں نے اپنے رویئے سے اور گہرا کیا ہے وہ خود کو مولانا کی تشریحات و تعبیرات سے الگ رکھ کر اگر صرف اصولی باتوں میں جماعت کی مدافعت کرتے یہ پیچیدگی پیدا نہ ہوتی لیکن انہوں نے عقائد کی بحث میں الجھنا اور مولانا کی تعبیرات کو واجب التسلیم ٹھہرانا شروع کر دیا جس سے فرقہ وارانہ اختلاف کی جڑیں پھیلتی گئیں اور جماعت اسلامی کا چاروں طرف گھیراؤ ہو گیا۔

ہفت روزہ زندگی لاہور ص ۱۴

بحوالہ ماہنامہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء

نوٹ :- لاہور کے ہفت روزہ زندگی کا شمارہ ۲۸ دسمبر ۷۰ء تا ۳ جنوری ۷۱ء میں ایک مضمون "جماعت اسلامی کے شکست کے اسباب" شائع ہوتا رہا ہے جس میں مضمون نگار نے ذیل کے اسباب نمبر ۳ پر یہی سبب لکھا ہے جس کا اقتباس مندرجہ بالا ذکر کیا گیا ہے اب نتیجہ خود ہی اخذ فرمائیں کہ یہ جملہ "مولانا مودودی نے اختلافی مسائل سے بھی بحث کی ہے اور ان میں اپنی انفرادی رائے قائم کی ہے" کس چیز کی عکاسی کر رہا ہے ابھی ابھی جو تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۶ حاشیہ نمبر ۵۴ سے نقل ہوا ہے یعنی کسی کو مشکل کشا کسی کو گنج بخش کسی کو داتا کسی کو غریب نواز اور کسی کو غوث وغیرہ کہا جاتا ہے کہ یہ محض نام ہیں جن کے پیچھے کوئی مسمیٰ نہیں یہ بزرگ جن کے یہ القاب ہیں وہ تو اولیائے امت

مرحومہ میں اعلیٰ درجہ کی فائز المرام ہستیاں ہیں اب میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ حرکات و سکنات ٹھیک ٹھیک وہابیت کی عکاسی نہیں کر رہے۔ کر رہے ہیں اور ضرور کر رہے ہیں اسی سلسلہ میں اسی ہفت روزہ زندگی کا ایک اقتباس اور بھی سن لیں جس کی سرخی نمایاں طور پر ہفت روزہ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

"کیا یہ وہابی فرقہ ہے" جماعت اسلامی کا ایک مقصد مسلمانوں کی فرقہ بندی کو ختم کرنا بھی تھا پھر کیا یہ ستم ظریفی نہیں کہ لوگ اسے وہابی فرقہ کہنے لگے آخر یہ کیوں ہوا بظاہر یہ بات بہت ہی غیر اہم ہے لیکن یہ ناقابل حقیقت ہے کہ یہ غیر اہم بات جماعت کی مقبولیت میں سد راہ بن گئی ہے اور حالیہ الیکشن میں اہل سنت کے امیدواروں کی زیادہ تعداد میں کامیابی اس کا واضح ثبوت ہے پالیسی تو یہ ہے کہ اہل سنت، اہل سنت رہے، اہل حدیث، اہل حدیث رہے، دیوبندی، دیوبندی رہے، بریلوی، بریلوی رہے، شیعہ، شیعہ رہے ہر ایک جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اسی پر عمل کرے اور دوسرا جس مسلک کے صحیح ہونے کا قائل ہے اسے اس پر عمل کرنے دے۔ (تقریر مولانا مودودی ہفت روزہ زندگی لاہور ۹ نومبر ۱۹۷۰ء) لیکن عملی طور پر ہوتا یہ ہے کہ جماعت سے متعلق جو حضرات نذر و نیاز کی کوئی چیز ان کے گھر میں بھیجی جائے تو واپس کر دیتے ہیں کیا وہ اس طرح لوگوں کو جماعت سے دور نہیں کر رہے۔ خاص طور پر ایسی صورت میں کہ وہابی بہت جامع اصطلاح بن چکی ہے۔

(ہفت روزہ زندگی ص ۳۴ بحوالہ ماہ طیبہ فروری ۱۹۷۱ء)

نوٹ:- یہ مضمون نگار جماعت اسلامی کا فرد ہے جس نے اس حقیقت کا اعتراف دبی زبان سے کر ہی لیا ہے اور اس کا انکشاف بھی کر دیا کہ فی الواقعہ جماعت اسلامی کے افراد نذر و نیاز نہ لیتے ہیں نہ کھانا نیاز کھانے جاتے ہیں گویا نذر و نیاز کا کھانا ان کے نزدیک حرام ہے یہی شعار وہابیہ ہے تمام وہابی جماعتوں کے نزدیک نذر و نیاز کا کھانا حرام ہے یہ اقرار ہے

جماعت اسلامی کے ایک پیروکار کا اور اب قائد جماعت اسلامی کی بھی سن لیجئے کہ وہ وہابیت کو کس طرح اپناتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رسائل و مسائل ص ۴۸۲ میں لکھتا ہے۔ "وہابیت کے الزام سے بچنے کے لئے اہتمام نہ کیجئے لوگوں نے درحقیقت مسلمانوں کیلئے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے (ماخوذ رسالہ الدرر سنیہ صفحہ آخر) یہ ہے جماعت اسلامی کی رہابیت جس کا مختصر واقع آپ کے سامنے ہے۔

اب جان لینا چاہیے کہ وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی اور مودودی سب کے سب یک رنگ اور ہم آہنگ ہیں اس سلسلہ میں ایک موازنہ پیش کیا جاتا ہے اس سے خود حقیقت اصلیہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

موازنہ:- بوجہ اختصار صرف نمونتہً دو دو نمبر صفحہ قرطاس پر دکھائیں گے۔ نجدی وہابی کا عقیدہ محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے ایک کتاب بنام کتاب التوحید لکھی ہے جس سے ایک سوال نامہ مرتب کر کے علمائے مکہ کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ اس سوال نامے کا ایک سوال یہ ہے "فَوَاحِدٌ يَعْبُدُوْ البنّيَّ وَمُتَّبِعِيْهِ حَيْثُ يَعْتَقِدَهُمْ لبشفعاعتِهِ وَاوليائِهِ هَذا اَقْبَحُ اَنْواعَ الشِّرْكِ (تلخیص کتاب التوحید ماخوذ سیف الجبار ص ۱۰۴) یعنی جو پیغمبر اور پیغمبر کے پیروکاروں کو اپنا شفیع ولی اعتقاد کرے وہ بدترین از قسم شرک ہے۔

(۲) فَمَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ سُمِّيَ وَلَدِهِ عَبْدِالرَّسُوْلُ اَوْ عَبْدُالبنّيَّ اَوْ نَذَرَ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ تَصَدَّقَ بِغير اللّٰهِ فَصَاءَ شِرْكاً وَ كافراً (کتاب التوحید اماخوذ سیف الجبار ص ۱۴۴) جو شخص غیر اللہ کی قسم کھائے یا غیر اللہ نذو نیاز اور صدقہ دے یا اپنے بیٹوں کے نام

عبد الرسول، عبد النبی رکھے وہ کافر و مشرک ہے۔

دیوبندی عقیدہ(۱) "سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے (شفیع وکیل، شفارشی، نذر و نیاز وغیرہ) کرے گا خواہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

تقویت الایمان ص ۶

(۲) کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی حسین بخش کوئی پیر بخش سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اولیاء سے اماموں شہیدوں سے فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں۔

تقویت الایمان ص ۴ بہشتی زیور ص ۴۷

مودودی عقیدہ:-(۱) بہت سے غلط کار مسلمان بھی اس قسم کے جھوٹے بھروسہ پر تکیہ کئے ہوئے ہیں کہ ہم فلاں حضرت کی اولاد ہیں اور فلاں حضرت کے دامن گرفتہ میں ان کی سفارش ہم کو بچالے گی۔

تفہیم القرآن ج ۲ ص ۳۴۴

(۲) نذریں نیازیں کسی دیوی کسی اوتار کسی ولی کسی حضرت کے نام پر پکائی جاتی ہیں اور بچوں کو ایسے نام دیئے جاتے ہیں گویا وہ خدا کے سوا کسی اور کی عنایت کا نتیجہ ہے مثلاً حسین بخش پیر بخش عبد الرسول .....اسی پر زمانہ جاہلیت کے عرب مشرک تھے اور یہ موحد ہیں۔

تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۰۷

نوٹ:-مندرجہ بالا موازنہ پر بصیرت حاصل کر لینے کے بعد کچھ اور جھل نہیں رہ جاتا کہ یہ وہابی، دیوبندی اور مودودی سب کے سب

ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں الغرض کہاں تک لکھا جائے بوجہ نامساعدگی وقت و اختصار رسالہ کے پیش نظر اسی پر اکتفا کرتا ہوں اب تک جن گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے عقائد کی عکاسی گئی ہے ان سب کا نکتہ نگاہ ایک ہے یوں جانئے کہ یہ سب مسافر ایک ہی منزل کے راہ گیر ہیں جو مختلف راستہ طے کرتے ہوئے اپنے اس منزل پر پہنچ رہے ہیں جس منزل کو وہابیت کہتے ہیں اب ہم اس وہابیت کے تشخص کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چند ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

وہابیہ کی نشانی حدیث کی زبانی

حدیث نمبر ۱:-"یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ یَقْرَاُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ کُلَّمَا قَطَعَ قَرْنٌ نَشَا قَرْنٌ حَتّٰی یَکُوْنُ آخِرُهُمْ مَعَ الدَّجَّالِ" (آشوب نجد ص ۱۲۱ الدرر سنیہ ص ۵۰) کچھ لوگ مشرق کی جانب سے نکلیں گے جو قرآن مجید کو تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نہیں اترے گا (یعنی قرآن پر وہ عمل نہیں کریں گے) ان کا ایک گروہ ختم ہو جائے گا تو دوسرا گروہ پیدا ہو جائے گا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہوگا۔

حدیث نمبر ۲:-اَمَّاهُ ذُوالْخُوَیْصِرَةَ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْدِلْ فَقَالَ وَیْحَكَ فَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ وَقَدْ خِبْتَ وَ خَسِرْتَ فَقَالَ عُمَرُ اِئْذَنْ لِیْ اِضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ مَعَ صَلٰوتِهِمْ

وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ۔

مسلم شریف مترجم معہ مختصر شرح نووی کتاب الزکوۃ ج ۳ ۸۶

یعنی ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے وہاں ایک شخص ذوالخویصرہ نامی موجود تھا کھڑے ہو کر کہنے لگا اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لیجئے تو آپ نے فرمایا افسوس تجھ پر اور تیری اس جسارت پر اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے اگرچہ میں انصاف نہ کرتا تو خائب و خاسر ہو چکا ہوتا حضرت عمرؓ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیں اجازت دیجئے میں اس کی گستاخی کا اسکو مزہ چکھاؤں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ صرف ایک نہیں اس کے بہت سے ساتھی ہیں تم ان کی نمازیں اور روزوں کو دیکھ کر ان کے مقابلہ میں اپنی نمازیں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے مگر یاد رکھو یہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کا قرآن پڑھنا حلقوم سے اوپر ہی رہے گا فقط زبانی پڑھنا ہوگا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہے

حدیث نمبر ۳:- اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرَفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ فَيَاْمَنُنِيْ اللّٰهُ عَلَى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَيَسْئَالُهٗ رَجُلٌ قَتْلَهٗ فَمَنَعَهٗ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَأُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ

الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

نسائی شریف جلد نمبر ۲۵۷ مشکوۃ مترجم جلد نمبر ۳ ص ۱۹۶

مسلم شریف مترجم ج ۳ ص ۸۲

ایک شخص جس کی آنکھیں دھسی ہوئیں پیشانی ابھری ہوئی داڑھی گھنی کنپٹیاں ابھری ہوئیں سر منڈا ہوا اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ سے ڈرو حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا میں ہی نافرمان ہو جاؤں تو پھر اللہ کی کون فرمانبرداری کرے گا اللہ نے مجھے زمین والوں پر امین مقرر فرمایا ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے اسی دوران ایک اصحابی نے اس شخص کے قتل کرنے کی بابت سوال کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل نہ کرو جب وہ چلا گیا تو فرمایا اس کی نسل سے ایک جماعت ہوگی جو قرآن پڑھے گی لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسے باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر کمان سے جدا ہو جاتا ہے وہ اہل سلام کو قتل کریں گے اور کافروں کو چھوڑ دیں گے اگر میں ان کو پالیتا قوم عاد کی طرح ان کے ساتھ قتال کرتا۔

حدیث نمبر ۴:- ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَاَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ هُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ

نسائی شریف جلد نمبر ۱۵۴

مشکوات مترجم مسلم شریف مترجم ص ۳/۹۱)

یعنی پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک گروہ نکلے گا وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے جسطرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے ان کی خاص پہچان سر منڈانا ہو گی وہ ہمیشہ گروہ در گروہ آتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ ہو گا جب تم ان سے ملو گے تو انہیں اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق پاؤ گے۔

حدیث نمبر ۵:- قَالَ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ اِخْتِلَافٌ وَّفُرَيْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَاُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيْهِمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتّٰى يَرْتَدَّ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقَتِهٖ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوْا مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ مَنْ هُمْ مَنْ قَتَلَ هُمْ كَانَ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْ هُمْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا سِيْمَا هُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ

مشکوات شریف مترجم جلد ۲ ص ۲۰۰

ابوداؤد شریف ترجم ج ۳ ص نمبر ۵۱۸ حدیث نمبر ۱۳۳۸

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں اختلاف اور تفریق کا وقوع مقدر ہو چکا ہے اس سلسلہ میں ایک گروہ ظاہر ہو گا باتیں اس کی اچھی ہوں گی اور کام ان کے برے ہوں گے قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے پھر دین کی طرف ہر گز نہ پلٹیں گے جیسے تیر واپس نہیں ہوتا وہ

اپنی طبیعت اور سرشت کے لحاظ سے بدترین مخلوق ہوں گے وہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہ ہو گا جو ان سے قتال کرے گا وہ خدا کا مقرب ترین بندہ ہو گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حروف نشان سے آگاہ فرمائیے۔ فرمایا ان کی خاص علامت سر منڈانا ہو گی۔

حدیث نمبر ۶:- اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سَيَخْرُجُ قَوْمًا فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ حُدَاثُ الْاَسْنَانِ وَسُفَهَا الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم سے سنا ہے آپ نے فرمایا زمانہ اخیر میں نو عمر اور کم سمجھ لوگوں کی ایک جماعت ظاہر ہو گی بظاہر وہ اچھی باتیں کریں گے اور ایمان ان کے حلقوم سے اوپر ہو گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے پس تم ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو بروز محشر ان کے قاتلوں کے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔

مسلم شریف ص ۳۸۷ بخاری مترجم جلد ۲ ص ۱۰۲۴

نسائی عربی جلد ۲ ص ۱۵۴

حدیث نمبر ۷:- خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَقَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ یعنی المشرق ایک دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے حرم سرا سے باہر تشریف لائے اور مشرق کی طرف منہ کر کے

فرمایا کہ شیطان کی سینگ اس طرف سے ظاہر ہو گی۔

مترجم مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۹۶

اے ناظرین محترم:۔

یہ ارشادات رسول معظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کے سامنے میں درخواست کرتا ہوں کہ ایک بار ان احادیث مبارکہ کو دوبارہ پڑھ لیں بات اس ذیشان پیغمبر کے ہے جو غیب کے رموز اور مستقبل کے انداز سے پوری طرح واقف ہے اگر ان حدیثوں پر یقین کر لیا جائے تو ہاتھ میں انصاف اور دیانت کا چراغ لیکر تلاش کیجئے کہ آخری زمانہ میں جن گروہوں کی خبر پیغمبر علیہ اسلام نے دی ہے آج وہ گروہ کہاں ہے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خبر دینے والے نے اس گروہ کی مختلف نشانیوں کے ذریعے سے اتنا واضح کر دیا ہے کہ اب وہ دوپہر کے اجالا میں ہے نشاں اس لئے بتائے گئے ہیں کہ حدیث کی روشنی میں دین و ایمان کے غارت گروہ کا سراغ لگا لیا جائے میں کامل وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان حدیثوں کی عبارات سے بکھری ہوئی نشانیوں کو یکجا کر لیا جائے تو واقعات و مشاہدات کی سطح سے مذہب وہابیہ کی تصویر اچانک ابھر آئے گی اگر تکلیف نہ جائے تو تھوڑی دیر کے لیے اپنی نگاہ کا رشتہ میری نوک قلم سے جوڑ لیجئے میں نشانات چنتا جاؤں گا آپ ان کو جوڑتے چلیں کچھ ہی دیر بعد وہابیت کی تصویر نہ بن جائے تو میرے قلم کا ساتھ چھوڑ دینا۔

نشانات:۔ حدیث نمبر ایک اور حدیث نمبر سات میں بتایا گیا ہے کہ کفر کا مرکز مدینہ منورہ کے مشرق کی جانب (مدینہ منورہ کی مشرقی جانب

یں خطہ نجد واقع ہے نجد و حجاز کا نقشہ اٹلس سامنے رکھئے تو واضح ہو جاتا ہے کہ واقع میں مدینہ کی مشرقی جانب میں نجد ہی بر آمد ہوتا ہے) خطہ نجد ہے اسی نجد سے ایک گروہ ظاہر ہو گا جو قران پڑھے گا مگر دین سے ان کا کوئی لگاؤ نہ ہو گا اور حدیث نمبر دو ذوالخویصرہ جس گستاخ کا نام آیا ہے اس کے قبیلے کا نام بنی تمیم ہے جس کی نسل سے آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہو گا جو قرآن پڑھے گا مگر اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہو گا مفتی مکہ سید دھلان مکی رحمتہ اللہ علیہ دروالسنیہ کے صفحہ نمبر اکیاون پر لکھتے ہیں "سب سے واضح بات یہ ہے کہ ابن عبدالوہاب کا سلسلہ نسب قبیلہ بنی تمیم سے ہے اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل ہو" ماننا پڑے گا کہ ظاہر ہونے والے گروہ سے نجدی وہابی مراد لینا حقیقت کے عین مطابق ہے حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ لوگوں کو دین کی طرف بلائیں گے حالانکہ دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہو گا اور حدیث نمبر دو میں پہچان بھی بتائی گئی ہے کہ اپنی نماز و عبادت کی نخوت میں اپنے سوا سب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے انبیاء اولیا کی قدر و منزلت کی متعلق گستاخیاں کرنا ان کا شعار ہو گا حدیث نمبر چار اور حدیث نمبر پانچ میں اس گروہ کی علامت یہ بھی ہے کہ اکثر ان میں سر منڈے ہوں گے گویا یہ فعل ان کا جماعتی شعار بن جائے گا حدیث نمبر تین میں ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ گروہ مسلمانوں کو قتل کرے گا اور کافروں کو چھوڑ دے گا یہ نشانی ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق سو فیصدی درست ہے آپ خود تاریخ نجد و حجاز کا مطالعہ فرمالیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائے گا حدیث نمبر چھ میں یہ

علامت بتائی گئی ہے کہ منہ سے اچھی باتوں کی تلقین کریں گے باطنی طور پر عقیدوں پر حملہ کریں گے اور مسلمانوں کو راہ حق و ثواب سے دور کر کے اپنے ساتھ ملا کر اچک لیں گے یہ بات تبلیغی جماعت پر صادق آتی ہے) حدیث نمبر ایک اور چار میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ گروہ در گروہ (مختلف شکلوں مختلف ناموں مثلاً نجدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، تنظیمی، مودودی مختلف رنگ وروپ میں ہر دور میں پائے جائیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ہمراہ ہو جائیگا یہ صرف مسلمانوں کا خون بہائیں گے کافروں کو مطلقاً چھوڑ دیں گے اور حدیث نمبر دو اور تین میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ یہ گروہ دین حق سے منحرف ہو کر دوبارہ واپس دین حق میں ہر گز شامل نہ ہوگا اگر اس پہچان کی تصدیق کرنا مطلوب ہو تو کسی وہابی کو جانچ لیجئے آپ لاکھ کوشش کریں گے کہ وہ عقیدہ کے فساد سے ہٹ جائے رسول عربی کے گستاخوں کا ساتھ چھوڑ دے مگر وہ ہر گز اپنے عقیدہ باطل سے نہیں پلٹے گا اب ایک لطیف نکتہ عرض کرتا ہوں سنئے۔

نکتہ :- لفظ التحلیق کا لغوی معنی کے سلسلہ میں بحث و نظر کا ایک گوشہ بہت زیادہ قابل توجہ ہے تحلیق کا عام ترجمہ سر منڈانا ہی کیا جاتا ہے لیکن مصباح اللغات میں اس کے ہم مادہ لفظ کا ترجمہ چکر لگانا اور حلقے میں بیٹھنا بھی کیا گیا ہے اب ذرا خالی الذہن ہو کر سوچئے کہ مصباح اللغات کے معنی کی رو سے یہی معنی درست سمجھ لئے جائیں تو دونوں معنی وہابی تبلیغی جماعت پر صادق آتے ہیں ایک معنی اگر ان کی اصطلاح "چلت و پھرت" کو بتاتا ہے تو دوسرا معنی ان کے اجتماع کی طرف اشارہ

کرتا ہے۔

چبھتا ہوا کانٹا :- میں محسوس کرتا ہوں کہ حقیر پر تقصیر نے جتنے گروہوں کو وہابیت میں شمار کیا ہے ان کے خلاف کوئی فیصلہ کرتے ہوئے آپ کو جو سب سے بڑی الجھن پیش آئے گی وہ یہ کہ ایک ایسی جماعتیں جو دین کی طرف بلاتی ہیں (تبلیغی جماعت) اور جو رفض و شعیت کا قلعہ قمع کرتی ہیں (تنظیمی جماعت) جو شرک و کفر کا استحصال کرتے ہوئے نغمہ توحید کو بلند کرتی ہیں (دیوبندی جماعت) جو درون اور بیرون ملک جا کر رضا مندی حق کی خاطر نفاذ اسلامی قانون میں سرکرداں سر توڑ کوشش کرتے پھرتے ہیں (اسلامی جماعت) انہیں کیسے گمراہ اور بے دین قرار دیا جا سکتا ہے اگر ایسی دین پرور جماعتیں بے دین ہو گئی ہیں تو پھر دنیا میں دیندار اور حق پرست کون ہیں۔

کانٹے کا علاج۔ میں جواباً عرض کروں گا کہ اس طرح کی کشمکش حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی اس نوجوان نمازی کے متعلق پیش آئی تھی جس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں "حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ مدینے میں ایک بڑا زاہد و عابد تھا ایک دفعہ وہ اچانک ہمارے سامنے آگیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس جوان کی عبادت و زہد کی طرف توجہ دلوائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ شخص بڑا عابد و زاہد ہے حضرت نے اس کی طرف دیکھا اور رد دیکھ کر فرمایا میں تو اس کے چہرے پر شیطان کی خارش کے دھبے دیکھ رہا ہوں اتنے میں وہ زاہد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریب آگیا تو آپ نے پوچھا کہ اے زاہد کیا یہ صحیح

نہیں کہ تو ابھی اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ تجھ سے بہتر یہاں کوئی نہیں ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں جو کچھ آپ فرمارہے ہیں وہ بالکل صحیح اور سچ ہے اس بات کرنے کے بعد وہی زاہد مسجد کے اندر چلا گیا رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کون شخص ہے جو مسجد میں جائے اور اس زاہد کو قتل کردے سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لبیک کہی اور مسجد میں زاہد کو قتل کرنے چل دیئے جب ابو بکرؓ مسجد میں گئے اسے نماز میں مصروف پایا حضرت ابو بکرؓ نے دل میں یہ خیال کیا کہ ایک نمازی کو کس طرح قتل کروں سوچتے ہوئے واپس گئے تو دوبارہ حضرت نے فرمایا کہ کون ہے جو اس زاہد کو جاکر قتل کردے تو حضرت عمر فاروقؓ اجازت لے کر مسجد میں گئے مگر وہ زاہد اب بھی نماز میں مصروف تھا حضرت عمرؓ بھی یہ سوچتے ہوئے واپس آگئے کہ ایسے نمازی کو کس طرح قتل کیا جائے پھر سہ بارہ حضرت نے فرمایا ہے کوئی جو جائے اور اس زاہد کو قتل کردے اس مرتبہ حضرت علیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں قتل کروں گا یہ کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے علیؓ تو ضرور اس کو قتل کرڈالے گا بشرطیکہ وہ مل جائے حضرت علیؓ جب مسجد میں داخل ہوئے تو وہ مسجد سے نکل چکا تھا۔

الابریز مولفہ احمد بن مبارک ماخوذ تبلیغی جماعت ص نمبر ۲۲۶

فائدہ:- دیکھئے جب ایسے عابد و زاہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قتل کردینے کا حکم صادر فرمایا مگر اس کا ظاہری زہد و تقویٰ اور عبادت کو نہ دیکھا گیا اسی طرح ان جماعتوں کا ظاہری حسن دیکھنے کی ضرورت نہیں عرض کرنے کا مدعا یہ ہے کہ جن اوصاف کی وجہ سے

آپ ان جماعتوں کو پسند فرماتے ہیں دراصل وہ ہی اوصاف ہمیں ایک ایسی جماعت سے روشناس کراتے ہیں جو اخیر زمانہ ہوگی جن سے علیحدہ اور الگ رہنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی امت کو تاکید فرمائی ہے۔ ہاں اگر ذہن میں یہ خدشہ ہو کہ یہ واقعہ جو بیان ہوا ہے یہ احمد بن مبارک نے لکھا ہے خدا معلوم اس پر کتنا اعتماد ہے اس خدشہ کو اس طرح دور کرتا ہوں اس کی توثیق مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی کئے دیتا ہوں تاکہ کتاب الابریز اور اس کا مصنف بے غبار ہو جائے اور ان کی ثقہ ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ جائے

توثیق الابریز شریف:- الابریز فی مناقب سیدی عبدالعزیز الدباغ مولفہ احمد بن مبارک فاسی ۱۱۲۹ ہجری میں تالیف شروع ہوئی تھی یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جن کا تقل بھروسہ کی نقل ہے اور پھر ان کے مولفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اللہ اور بڑے بڑے علمائیں کہ آفاق عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔

ملخصاً جمال الاولیاء ص ۴-۵

نسخہ شفاء:- اس ذہنی خدشہ کا شافی علاج یہ ہے کہ وہابی جماعتوں کے ظاہری محاسن نماز روزہ اور جبہ و دستار کو نہ دیکھئے بلکہ احادیث کی روشنی میں ان کی جتنی علامتیں بیان ہوئی ہیں ان علامتوں کو اس آئینہ میں رکھ کر ان جماعتوں کا جائزہ لیجئے۔ نماز روزہ اور دعوت الی الحق تو ان علامتوں کا ایک رخ ہیں تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر پوری شخصیت کا سراسر معلوم کرلینا بہت دشوار اور مشکل بات ہے ان کی تصویر کا دوسرا رخ اس رسالہ کے اوراق گزشتہ میں مختلف جگہوں پر ان کے اصول و عقائد و

اعمال کی فہرست موجود ہے وہی ان جماعتوں کا دوسرا رخ ہے اب تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر فیصلہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اپنے ضمیر سے فیصلہ لے لیجئے۔

ضمیر کا فیصلہ: -ان حالات میں اب مومن کا ضمیر ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشنودی وہابیوں کے ساتھ منسلک رہنے سے ہے یا ان سے دور رہنے میں سلامتی ہے جس امتی کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشنودی عزیز ہو تو وہ وہابیوں کا ساتھ ہر گز نہ دے اور جو اپنی نفسانی خواہش کا مالک ہو اس کو ایک وفادار مومن کی روش اختیار کرنے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

الوداعی کلمات: -اب رسالے کے خاتمہ پر آپ سے چند کلمات بیان کرتے ہوئے رخصت ہو رہا ہوں۔ اپنے معلومات کے مطابق وہابیہ سے متعلق جتنے حقائق میں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں ان پر خلوص اور جذب کے ساتھ غور فرمائیں اگر آپ وہابیہ کے ساتھ وابستہ ہیں تو آپ کی نیت پر حملہ نہیں کروں گا ممکن ہے آخرت کا شوق ہی تم کو اس کی طرف کھینچ لے گیا ہو لیکن کیا ایک لمحہ کیلئے آپ سوچنے کی زحمت گوارہ نہ فرمائیں گے کہ میں نے اس رسالہ میں جتنے حقائق بیان کئے ہیں وہ سب کے سب غلط ہیں اور بے بنیاد ہیں فرض کیجئے آپ کے ہاں اگرچہ سارے الزامات غلط ہیں تو ان حدیثوں کو بھی غلط کہہ دیجئے جن کے ذریعہ وہابیوں سے علیحدگی میں خوشنودی رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پتہ چلتا ہے۔ بہر حال اب آخری سطور لکھتے ہوئے میں روحانی اطمینان محسوس کر رہا ہوں کہ امت کو ایک عظیم خطرہ سے آگاہ کرنے کا

فرض اپنے سر سے اتار دیا ہے اور انجام کے فیصلے کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جن کے ہاتھوں میں یہ رسالہ فیض مقالہ ہے۔

دعا مولف: -اے مقلب القلوب خالق ذوالجلال تیرے دروازے پر دست بدعا ہوں کہ میری اس کاوش و محنت کے ذریعے سے تمام مسلمان بھائیوں کو سلامتی کی منزل کی طرف واپس ہونے کی توفیق و رشید عطا فرما جو جادہ حق سے دور جا پڑے ہیں۔

اے علیم و خبیر! قادر و متعال! تو دلوں کے بعید جاننے والا ہے تو جانتا ہے کہ ہمارا یہ اختلاف زر و زمین کی بنیاد پر نہیں خواہش حشمت و عظمت اور عزت پر نہیں کسی جاہ و اور دولت کے پیش نظر نہیں۔

تیرے محبوب کی بارگاہ میں وفاداری کا سوال ہے جو تیرا اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے وہ ہمارے گلے کا ہار ہے اور جو تیرے محبوب کریم کا باغی ہے اس سے ہمارا کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہمارا مسلک بس صرف یہی ہے۔

چھٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا ہے غم
چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان محمدؐ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و علیٰ الہ و اصحابہ اولیاء امتہ و علمائے اہل سنتہ اجمعین برحمتک یا الرحم الرحمین

تفریظ جلیل :-

عمدۃ العلماء زبدۃ الصلحا حضرت قبلہ پیر سید حافظ مولانا غلام فخر الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی زیب آستانہ عالی وڑچھہ شریف

الحمد لا ھلہ والصلواۃ لا ھلھا۔ امابعد فقیر نے مولانا موصوف کی کتاب تحقیق المبین کو بعض مقامات سے دیکھا مخالفین اسلام اور خارج از اسلام فرق باطلہ کے دجل وفریب کو جس اچھوتے انداز میں طشت از بام کیا ہے انہی کا حصہ ہے وقت کی اشد ضرورت کو پورا کرنے میں جس محققانہ انداز میں انہوں نے قدم اٹھایا ہے مولی کریم جل مجدہ ان کی اس خالص دینی محنت وکاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اہل اسلام کو اس سے اپنے عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے جن لوگوں کے دل میں تذبذب واضطراب سے مسلمانان اہل سنت جماعت کو چاہئے کہ ان مخالفین کی صحبت احتراز کریں اور اپنے علماء سے استفادہ کرنے میں پوری کوشش کریں۔

فقیر الی ربہ الغنی سید غلام فخر الدین سجادہ نشین وڑچھہ شریف

تفریظ فاتح نجدیت رہبر شریعت مولانا اللہ بخش نیر صاحب مورث اعلیٰ انجمن سپاہ مصطفیٰ ساکن لیہ ضلع مظفر گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آج کل مسلمانوں کی دینی اور دینی

زبوں حالی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے قلوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں ہندو اور انگریز کے وظیفوں پر پلنے والے علماء سو کی تقریروں اور دل آزار تحریروں نے جلتی پر تیل کا کام کیا نقل کفر کفر نباشد۔

(ا) کسی نے کہا حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل گئے، (ب) کسی نے لکھا چمار سے ذلیل ذرہ ناچیز سے کم تر گاؤں کے چوہدری کی مثل ہیں، (ج) کسی نے کہا انبیاء تمام اوصاف و لوازم بشریت میں دوسرے انسانوں کی طرح ہیں، (د) ان کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہوتا ایسا علوم تو تمام حیوانات کتے خنزیر کیلئے بھی ثابت ہے بلکہ شیطان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے؟

یہ حال تو ہے ان حضرات کا جو عالم علوم دینیہ اور واقف رموز شریعہ کے مدعی ہیں ان کا یہ طرز عمل نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں کس طرح حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے اگر ان نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے نئی پود انبیاء کو ریفارمر (ذاکیہ) یا لیڈر سمجھنے لگے تو اس کا کیا قصور ہے سارا قصور ان حضرات کا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو شیخ القرآن اور شیخ الحدیث کہتے ہوئے عامۃ المسلمین کے سامنے ایسا تصور نبوت پیش کیا ہے جو مستشرقین سے متوقع تھا مسلمان کہلانے والے علمائے دین سے اس کی توقع ہرگز نہیں ہو سکتی تھی علماء حق نے ہر دور میں نبوت کے تصور صور سے لوگوں کو روشناس کرانے کیلئے گرانقدر کتابیں لکھیں ہیں اور منکرین کمالات کا رد بلیغ کیا ہے زیر نظر کتاب اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے فاضل محترم مولانا ولی محمد

عنوان ششم

الاعتذار واظہار تشکر

اولاً اس فقیر ہیچمدان طفل دبستان میں بھلا یہ اتنی قابلیت کہاں تھی کہ اس اہم موضوع پر خامہ فرسائی فرما سکے کیوں کہ قبل ازیں بڑے بڑے شاہ سوار علم و دین اس جولانگاہ میں اتر چکے ہیں اور کئی تیراک علم و یقین اس بحر ناپیدا کنار میں غوطہ لگا کر لعل و جواہر بر آمد کر چکے ہیں یہ اپنے اپنے نور فہم سے علم و عرفاں نکات بیان اور معارف الایمان کی بدولت پہلے دور کے لوگوں کو نفع رسانی سے بہرہ مند کر چکے ہیں مگر اس زمانہ جدید میں لوگوں کی سود مندی کے پیش نظر خاموشی میں رہنا کوئی دانائی کی بات نہیں کیونکہ اس حالیہ دور میں بہت لوگ مادی ہیولی کی کثافتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور حرص و آز کی خباثتوں میں ملوث ہیں وہ روز بروز نئے روپوں میں بداعتقادی کی وجہ سے کئی گروپز بن چکے ہیں جو اپنے چھپے ہوئے انداز اور جبہ و دستار کی آڑ لے کر مذہب حق اہل سنت و جماعت مسلک بریلوی کو محل طعن و تشنیع بنا کر مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس ناچیز نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی اعانت کی غرض سے ان گمراہوں کے بد عقیدہ ہونے کی صحیح تصویر سامنے آ جائے فقیر نے نہایت امانت و دیانت کا چراغ ہاتھ میں لے کر عکاسی پیش کی ہے تاکہ ان شرک و کفر کی مشین چلانے والوں کا بھانڈا راستے ہی پر پھوٹ پڑے اور پکے مسلمان صحیح العقائد ان کے مکر و فریب اور داؤ پیچ سے محفوظ رہ سکیں۔ میں تمام اہل علم حضرات کے حضور دست بستہ

گزارش کرنا چاہوں گا اگر میری اس تحریر میں کسی صاحب کو ایمانی و اعتقادی علمی و ادبی صرفی و نحوی غرض کوئی غلطی یا سقم نظر آئے تو اسے چشم پوشی کے زیور سے آراستہ کریں اور اس غلطی کی نشان دہی سے احقر کو مطلع فرمائیں میں ضدی ہرگز نہیں ہوں کہ اپنی غلطی تسلیم نہ کروں آپ حضرات کی تنبیہ دینیہ سے سر تسلیم خم کرتے ہوئے رجوع الی الحق کر لوں گا مجھے امید واثق ہے کہ آپ اپنے الطاف کریمانہ و نوازش عمیمانہ اور طرز رحیمانہ سے بعید نہیں فرمائیں گے اس ستر پوشی سے میں آپ کا بصد مشکور ہوں گا۔

ثانیاً + میں ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اس کاوش اور محنت جلیلہ پر درمے دامے حوصلہ افزائی کی ہے بالخصوص سید جملے شاہ صاحب آف جھنڈیوالی ضلع گجرات نے اپنی پاکیزہ کمائی سے مبلغ تین سو روپیہ کا عطیہ عنایت فرمایا اور بالعموم حکیم محبوب الٰہی سرشار آف سرگودھا دکاندار احمد حیات آف جمالی اور صوبیدار خادم حسین نے بھی پچاس پچاس کے عطیات سے حوصلہ افزائی کی ہے ساتھ اور جن حضرات نے بھی سخنے، قلمے اور قدمے اعانت کی ہے ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ مجدہ الکریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے جمیع حوادثات ناگہانی اور بلائے آسمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

ثالثاً + اس موضوع پر لکھنے کیلئے جو مجھے دشواری تھی وہ یہ کہ ناچیز ایک غریب گھرانے کے افراد میں سے ہے جس کے پاس حوالہ جات فراہم کرنے کے وافر کتب خانہ نہیں تھا اس مہم کو سر کرنے کیلئے میں

اوپر مسلط تھے جن کا دور کرنا میرے بس سے باہر تھا مگر اندر میں صمیم قلبی کا سمندر موجزن تھا پس متوکلا علی اللہ خامہ رقم ہاتھ میں لیا اسے جنبش دینا چاہی قدرت آلہیہ نے ہاتھ پکڑا اور میرے مربی شیخ کامل سیدی و مرشدی الحاج حضرت قبلہ بابو جی گولڑویؒ کی روحانی توجہ موجہ عالیہ نے پشت پناہی فرمائی عین اسی وقت حضرت علامہ مولانا محمد رمضان صاحب سالک زادہ نے اپنے قدیم و جدید کتب خانے کا دروازہ میرے لئے کھول دیا پھر کیا تھا قلم میں روانگی آگئی ذھن کھلتا گیا دماغ روشن ہوتا گیا پراگندیوں اور پریشانیوں کے جو سائے چھائے ہوئے تھے پاش پاش ہوتے چلے گئے۔ خامیوں اور کمزوریوں کے جو پرچھائے تھے ان سب کو عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی کے قطروں نے دھو ڈالا مرے حسن ذوق و شوق میں طہارت و نفاست کی دولت آگئی ناچیز نے اپنے اس رسالہ فیض سگالہ کو حوالہ جات سے مزین کر دیا بس یہی دشواری تھی جو اس طرح زائل ہو گئی اس مرحلے میں کامیاب ہو گیا۔ اس بارے میں بھی میں اپنے مخلص اور مہربان دوست علامہ مولانا محمد رمضان صاحب کا اپنے دل کی گہرایوں میں اتر کر شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے حسن سلوک کو برقرار رکھے اور ان کا جذبہ اخلاق مشفقانہ اور انداز دوستانہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دائم و قائم رکھے۔ متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ و بکلامہ بجاہ حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آمین ثم آمین۔

ولی محمد گولڑوی بغفر اللہ القوی

ارشاد الانوار لعلوم سید ابرار

عنقریب شائع ہو جائیگی



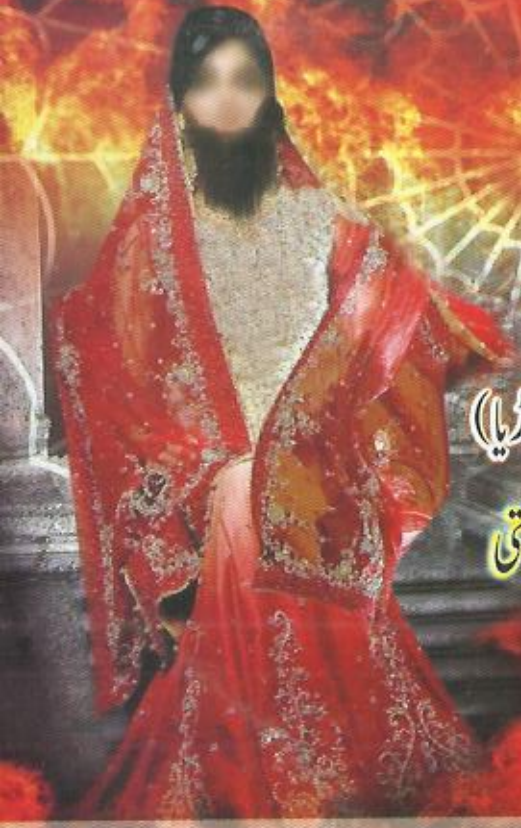
ملنے کا پتہ

مکتبۂ قادریہ

○ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ۸

"جب تو شرم محسوس نہیں کرتا، تو پھر جو چاہے وہ کر" (بخاری)

داڑھی والی دلہن



تصنیف: حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی (انڈیا)

تحشی: مولانا ابو معاویہ قادری رضوی حشمتی

ادارہ: تحفظِ عقائدِ اہلسنت (پاکستان)

داڑھی والی دلہن

(اکابرینِ دیوبند کے شرمناک عشق کی دلچسپ داستان)

-: مصنف :-

علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ'' (برکاتی، نوری)

-: محشی :-

مولانا ابومعاویہ رضوی حشمتی

-: ادارہ :-

تحفظِ عقائدِ اہلسنّت (پاکستان)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	داڑھی والی دلہن
مصنف	:	علامہ عبدالستار رضوی
محشی	:	مولانا ابومعاویہ رضوی حشمتی
سلسلۂ اشاعت	:	سوم (۳)
تاریخ اشاعت	:	جنوری ۲۰۱۳
طبع	:	اوّل
صفحات	:	۴۸
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	۴۰
ناشر	:	تحفظ عقائد اہلسنت

فہرست مضامین

نمبر	عنوانات	صفحہ
۱	ضروری گزارشات	۴
۲	مقدمہ	۶
۳	داڑھی والی دلہن	۱۱
۴	داڑھی والی دیوبندی دلہن	۱۲
۵	خواب کا پسِ منظر اور ماہرین نفسیات	۱۳
۶	لواطت کی ابتداء	۱۴
۷	لواطت کی عادت کی عمر	۱۶
۸	گنگوہی و نانوتوی کے خاص تعلق کا آغاز	۱۷
۹	گنگوہی و نانوتوی کی بے مثال محبت	۱۸
۱۰	گنگوہی کی فحش بیانی دیوبندی مذہب میں ارشاد	۲۱
۱۱	ہم جنس پرستی اور اسلام	۲۳
۱۲	ہم جنس پرستی کا تحفظ انیسویں صدی میں	۲۴
۱۳	ہم جنس کی شادی کا تصور	۲۴
۱۴	بھری محفل میں گنگوہی و نانوتوی ایک چارپائی پر	۳۳
۱۵	گنگوہی صاحب کا سفر محبت	۳۵
۱۶	چارپائی اور نانوتوی صاحب کا ادب	۳۷
۱۷	گنگوہی حکم، لوگوں کو کہنے دو	۴۰
۱۸	تھانوی صاحب اور واقعۂ چارپائی	۴۰
۱۹	نانوتوی صاحب کی شرم	۴۶

ضروری گزارشات

قارئین کرام: اس کتاب کی اشاعت سے گلابیہ وہابیہ (دیابنہ) کو آئینہ دکھانا مقصود ہے کیونکہ دیوبندیوں نے تعصب وعناد کی پٹی لگا کر علمائے اہلسنت کثرھم اللہ پر عموماً اور سیدی امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ پر خصوصاً، واہیات قسم کی تحریرات شائع کر کے عوام الناس کو دھوکا دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ جیسا کہ اسی فرقۂ دیوبندیہ کے نام نہاد محقق مولوی خالد محمود مانچسٹروی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''رامپور کے نواب کلب علی خان صاحب شیعہ حلقوں میں بہت معروف ہیں علمی اور ادبی ذوق رکھتے تھے، نوجوانوں سے ملنے کا انھیں بہت شوق تھا،'' المیزان'' میں ہے:

انھیں ایک ایسے طالب علم سے ملنے کا اشتیاق ہوا جس نے چودہ سال کی عمر میں درسیات سے فراغت حاصل کر لی ہو، جب (مولانا احمد رضا خاں) نواب صاحب کے پاس پہنچے تو انھوں نے خاص پلنگ پر بٹھایا اور بہت لطف ومحبت سے باتیں کرتے رہے''

ہاں نواب صاحب انھیں اپنے پلنگ خاص پر کیوں لے گئے، اس پر مرزا غالب کی یہ سند کافی رہے گی۔

میں نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں

(مطالعہ بریلویت، ج ۲، ص ۱۸۶)

استاد اگر اپنے قابل شاگرد یا طالب علم کو اپنی مسند خاص پر بٹھانے کا اعزاز دے تو ان دیو کے بندوں کے نزدیک وہ کچھ اور ہی کہلاتا ہے جس کا اندازہ مذکورہ عبارت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جب اس فرقہ کے نام میں ''دیو'' شامل ہے تو اس کی سوچ کس طرح مثبت ہوسکتی ہے حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ ان کے اکابر بھری محفل میں چارپائی پر لیٹ کر اپنے مخصوص ذوق کی تسکین کرتے رہے جس کی تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں اس لئے المرء یقیس علی نفسہ کے مصداق انہیں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی عزت افزائی کے متعلق پڑھ کر اپنے اکابرین کی شرمناک حرکات یاد آگئیں جس کی وجہ سے انہوں نے سیدی امام اہلسنت رحمہ اللہ کو اپنے اکابرین پر قیاس کر لیا سیدی امام اہلسنت رحمہ اللہ پر بکواس کرنے والے دیوبندیوں پر یہ مثال

صادق آتی ہے نبح الکلاب لایضر بالسحاب یعنی کتوں کا بھونکنا بادل کو ضرر نہیں دیتا کیونکہ اس طرح کی حرکات سے تو سیدی امام اہلسنت رحمہ اللہ کا تو کچھ نہیں بگڑا البتہ اکابرین دیوبند کا بگڑا ہو کردار منظر عام پر آگیا۔ خیر یہ تو وہابیہ گلابیہ کے بڑے حضرت کی بڑی بکواس تھی اب آیئے آپ کو ان کے چھوٹے حضرت کی بد کلامی کا ایک چھوٹا سا نمونہ دکھاتے ہیں چنانچہ مولوی ساجد خان صاحب لکھتے ہیں کہ: ''جی اگر کوئی احمد رضا خان صاحب کو رضیہ خانم کہہ دے تو آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہئے'' (روئیداد مناظرہ کوہاٹ، ص ۵۵)

قارئین کرام: عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ہونے والے مناظرہ ''مناظرہ گوہاٹ'' میں سنی عالم نے اپنی دلیل میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا حوالہ دیتے ہوئے سبقت لسانی کے سبب رشید احمد گنگوہی کو عبدالرشید گنگوہی کہا تو مولوی ساجد صاحب کو یہ نام کتنا برا لگا اس کا اندازہ مذکورہ عبارت سے لگایا جاسکتا ہے مگر یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ ''عبدالرشید گنگوہی'' نام میں ایسی کونسی قباحت تھی جس کے سبب مولوی موصوف کو یہ بدتمیزی کرنی پڑی۔۔۔؟؟؟

ہم عرض کرتے ہیں آپ شکایت ضرور کریں

ممکن ہے کہ مولوی ساجد خان کو یہ نام اس لئے اچھا نہ لگا ہو کہ ''رشید'' اللہ تبارک وتعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے اور یہ ٹھہرے دیو کے بندے لہذا اگر کوئی انہیں اللہ کا بندہ کہہ دے تو ناراض ہونا ان دیو کے بندوں کا حق ہے یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ''اعظم بستی'' (مولوی ساجد خان صاحب کراچی کے علاقے اعظم بستی کے رہائشی ہیں) میں عبدالرشید نام کا کوئی معروف ''ہیجڑہ'' رہتا ہو اور ساجد خان اس وجہ سے ناراض ہو گئے ہوں

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل اجاڑ رہا ہوں ہاتھ میرے ہیں لات ان کی

قارئین کرام: ہم چاہیں تو مذکورہ دونوں عبارتوں کا جواب بہت سخت زبان میں دے سکتے ہیں اور کتاب ھذا میں بیان کردہ قصۂ گنگوہی و نانوتویہ کو چھوڑ کر بہت سے ''رنگیلے قصے'' اکابرین دیوبند کے بیان کر سکتے ہیں مگر ہمارا اختلاف ذاتیات پر نہیں بلکہ اصل اختلاف کفریہ عبارات پر ہے اسی وجہ سے ہم نے تھانوی صاحب و دیگر کی وہ کہانیاں بیان نہیں کیں۔ اور اگر گلابیہ وہابیہ اپنی بدکلامی سے باز نہیں آئے تو ہمیں مجبوراً وہ سب کچھ بیان کرنا پڑیگا جو اکابرین دیوبند کا کیا دھرا ہے اور ہم ایسا کرنے میں حق بجانب ہونگے۔

"مقدمہ"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اردو زبان کی مشہور کہاوت ہے کہ "خدا جب دین لیتا ہے، تو عقلیں بھی چھین لیتا ہے"۔ یہ کہاوت وہابی، دیوبندی، اور تبلیغی جماعت کے اکابر ملا، پیشوا، مصنف، مؤلف، ناشر اور متبع پر کامل طور پر چسپاں ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب اعظم واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ میں توہین اور گستاخی کرنے کے جرم میں بحکم قرآن مجید: لَقَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ترجمہ: "تم کافر ہو چکے، مسلمان ہوکر" (پارہ، نمبر ۱۰، سورہ التوبہ، آیت نمبر: ۶۵) (کنز الایمان) کے مطابق وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوکر کافر ومرتد ہو چکے۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے کے نتیجہ میں ان کا دین (ایمان) چھین لینے میں آیا اور ساتھ میں ان کی عقل بھی سلب کر لی گئی۔ جس کا ثبوت وہابی دیوبندی مکتبۂ فکر کی کثیر التعداد کتب مثلاً ○ الافاضات الیومیہ یعنی تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ○ حکایات اولیا پرانا نام "ارواح ثلثہ" ○ تذکرۃ الرشید ○ تذکرۃ الخلیل ○ مزید المجید ○ حسن العزیز ○ اشرف السوانح ○ خاتمۃ السوانح ○ فیوض الخلائق ○ وغیرہ کتب میں موجود ہے۔ مذکورہ کتب میں خود انہوں نے اپنی اور اپنے پیشواؤں کی ایسی حکایات، ارتکاب، اقوال اور افعال کا تذکرہ کیا ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر مہذب اور خلیق شخص کا سر شرم کے مارے جھک جائیگا اور اسے عار وحیاء محسوس ہوگی۔ لیکن عقل کے دشمن احمق، بیوقف، نادان، مورکھ اور حواس باختہ اپنے فحش ارتکاب، بے شرمی پر مشتمل اقوال، بے حیائی سے معمور افعال کو بطور دانش مندی، فہم وفراست، فن وحکمت، ذہانت وہوشیاری، تہذیب واخلاق اور کرامت میں شمار کر کے ان کی عظمت ورفعت اور اہمیت کے اظہار کے لیئے اپنی کتابوں میں چھاپتے آئے ہیں اور ابھی تک مسلسل چھاپ رہے ہیں۔

انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی عظمت ومحبت کے اظہار کے جائز ومستحب اسلامی کام ومراسم جو

صدیوں سے قوم مسلم میں رائج ومشروع ہیں، ان کے جواز واستحباب کیلئے قرآن وحدیث کی دلیل طلب کرنے والے دور حاضر کے منافقین اپنے بے حیائی اور بے شرمی کے افعال وارتکاب کو جائز اور مناسب ثابت کرنے کیلئے قرآن کی آیات کے ایسے مطلب اور مفہوم بیان کرتے ہیں اور اپنا من چاہا منشاء ومراد حاصل کرنے کیلئے ایسی بے تکی اور مضحکہ خیز تاویل وتشریح کرتے ہیں کہ عام آدمی بھی یقین کے ساتھ یہی رائے قائم کر سکتا ہے کہ وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے ملاؤں اور متبعین کی عقل کے طوطے اُڑ گئے ہیں۔

حدیث شریف ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد فرماتے ہیں کہ "اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ" (۱) (بخاری) یعنی "جب تو شرم محسوس نہیں کرتا، تو پھر جو چاہے وہ کر"۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص شرم کو بالائے طاق رکھ کر بے حیا اور بے شرم بن جاتا ہے، تب اسے بے شرمی کے کسی بھی ارتکاب میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی۔ وہ کامل طور پر بے حیائی اور بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے علی الاعلان فحش اور لچر کام کر ڈالتا ہے۔ حدیث شریف کے مذکورہ ارشاد کے مطابق وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے پیشواؤں نے بھی شرم وحیا کو خیر باد اور الوداع کہتے ہوئے فحشیات کا ایسا مظاہرہ کیا ہے کہ پوری ملت اسلامیہ نے شرم ساری، ندامت اور خجلت کا جھٹکا محسوس کیا ہے۔ حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ایسے فحش ارتکاب کرنے والے اپنے آپ کو مذہبی پیشوا اور رہنما کہتے تھے۔ جن کے معتقدین ومتبعین کا وسیع حلقہ تھا اور اب بھی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے متبعین اور عقیدتمند ان کی تعریف وتوصیف میں حد درجہ غلو کرتے ہوئے انہیں عظیم الشان عالم دین، امام، پیشوا، رہبر، مفتی، محدث، محقق، مجدد، حکیم الامت وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں، اور خود کو ان کا متبع (۲) کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

علمائے دیوبند کے حالات زندگی پر مشتمل ان کی سوانح حیات، تذکرۂ زندگی، کرامات اور دیگر عنوانات پر شائع شدہ کتب کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ وہ اپنی محافل میں فحشیات، لغویات، لچر گفتگو بے دھڑک اور دلیری سے کرتے تھے اور کبھی کبھی ایسے افعال کا بھی ان سے ارتکاب ہو جاتا تھا۔ لیکن وہ

---

(۱) بخاری شریف، ج ۴، ص ۱۳۱، رقم الحدیث: ۶۱۲۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت (ابو معاویہ)

(۲) شاید اسلئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ گنگوہی صاحب ہی کا فرمان ہے کہ "سن لو حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر" (تذکرۃ الرشید، ۲ ج، ۱۷ ص، مطبوعہ ادارہ اسلامیات) ظاہر ہے دیوبندی اپنی اس نجات پر فخر ہی محسوس کرینگے۔ (ابو معاویہ)

اپنی ایسی بے حیائی اور بے شرم حرکات کو بغیر سوچے، سمجھے اور انجام سے بے خبر ہو کر قلمبند کرتے اور کرواتے تھے اور پھر اسے مذہبی رنگ دے کر مذہبی کتب میں شائع کرتے اور کرواتے تھے۔

اپنے پیشواؤں کی بے حیائی اور بے شرمی کی نفرت آور حرکات پر عار اور خجلت محسوس کرنے کے بجائے ان فحش حکایات کو اپنے پیشواؤں کی عظمت کے طور پر شائع کر کے دیوبندی مکتبہ فکر کے ناشرین اپنی حماقت، نادانی، پھوہڑ پن اور ناشائستگی کا مظاہرہ کر کے "بے وقوف کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہیں؟" والی مثل کے مصداق بنتے ہیں اور اس پر طرّہ یہ کہ ایسی بے حیائی اور بے شرمی پر مشتمل فحش، لغو اور لچر گفتگو اور ارتکاب کو غیر مہذب اور غیر اسلامی کہنے والے انصاف پسند عقلمندوں کی دور حاضر کے جاہل بلکہ اجہل وہابی متبعین تشدّد سے مخالفت کر کے "چوری اور سینہ زوری" والی مثل کو صادق کرتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو "قوت زر" (Money Power) اور "قوت بازو" (Muscle Power) کے سبب ادبی دنیا میں بھی دہشت گردی (Terrorism) کی حرکت قبیحہ کرتے ہیں۔

غیر جانب دارانہ اور منصفانہ تجزیہ کر کے اور اخلاق و تہذیب کے اعلیٰ اصولوں کو اپناتے ہوئے ایسی فحش اور پھوہڑ حکایات کو کوڑے دان (Dustbin) میں ڈال دینا زیادہ مناسب بلکہ ضروری تھا، مگر ایسی حکایات کو مذہبی رنگ دے کر مذہبی کتابوں میں مقام دیا گیا۔ ہائے ہٹ دھرمی!! ہائے اندھی عقیدت کی بے وقوفی!!! اپنے پیشواؤں کے غیر مہذب ارتکابات پر شرم اور خجلت کا احساس کرنے کے بجائے ضد، ہٹ، اڑ، بے حیائی، بے شرمی، بے وقوفی، نیچ پن، کمینہ پن، سفلہ پن، رزیلہ پن، کمینگی، سینہ زوری اور انانیت کی راہ اختیار کی جاتی ہے۔ ایسی فحش عبارت پر تنقید و تبصرہ کر کے اس کی تردید کرنے والے مہذب اور اہل علم حضرات کے خلاف وہابی دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے متبعین یہ شور اور غوغا مچاتے ہیں کہ ہمارے پیشواؤں کی مذہبی اہمیت گھٹانے کے لیے سنی بریلوی واعظین اپنی تقریروں میں فحش حکایات اسلامی مجالس میں بیان کرتے ہیں۔

ایسے بے خرد اور ہٹ دھرم جاہلوں کو جواب دیتے ہوئے ہماری مؤدبانہ عرض یہ ہے کہ... جناب !!

☆ آپ کے پیشواؤں نے ایسی فحش بات سوچی کیوں؟

☆ اور اگر سوچی، تو پھر کہی کیوں؟

☆ اگر کہہ دی، تو پھر اسے لکھی کیوں؟

☆ اور اگر انہوں نے لکھی، تو آپ نے چھاپی کیوں؟

☆ اور اگر چھاپ ہی دیا، تو پھر کتاب کو فروخت کیا کیوں؟

☆ آپ کی فروخت کردہ کتاب کو ہم نے پڑھ کر سنایا تو برا لگا کیوں؟

☆ اگر چھپانا تھا، تو چھاپا کیوں؟

☆ جب چھاپ ہی دیا ہے، تو اب چھپاؤ گے کیوں؟

مذکورہ بالا سوالات دائمی طور پر لاجواب ہی رہیں گے۔ کیوں کہ اپنے پیشواؤں کے فحش ارتکاب پر خجلت محسوس کر کے لجانے کے بجائے اکثر نادور حاضر کے منافقین کی ایک "خاص ادا" ہے، اپنی غلطی کا ارتکاب کر کے اور اپنی خطا پر توجہ ملتفت کر کے غور و فکر کر کے اصلاح کر کے ایسے ارتکاب سے اجتناب اور پرہیز کرنے کے بجائے دوسروں کو مجرم و قصوروار ثابت کرنے کے لیے ہوا مٹھی میں بند کرنے کی کوشش کرنا مزید ذلت و رسوائی کا باعث و سبب ہے۔ اس حقیقت سے ناواقفیت و لاعلمی کی وجہ سے دور حاضر کے منافقین اپنے پیشواؤں کے دفاع میں ضرورت سے زیادہ جذباتی ہو کر قوم مسلم کے امن بھرے ماحول کو پراگندہ کرنے کے لیئے فتنہ و فساد کی آندھی پھونکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

قارئین کرام کے ہاتھوں میں اس وقت "داڑھی والی دلہن" کتاب ہے۔ اس کتاب میں وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے دو پیشوا (۱) مولوی قاسم نانوتوی (۲) مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایام طفولیت کے ریشمی اور ملائم تعلقات جوان کی جوانی بلکہ بڑھاپے تک حسب سابق ویسے ہی نرم و نازک رہے بلکہ ان تعلقات کی نزاکت میں ایک نرالی لچک اور لطافت پیدا ہو گئی تھی، ان ریشمی تعلقات کے ضمن میں صرف دو حکایات ہی کا تذکرہ اور تبصرہ کیا گیا ہے۔ ایسی فحش اور قابل شرم و نفریں حکایات و اقوال کثیر تعداد میں دیوبندی مکتبہ فکر کے لٹریچر (Literature) میں دستیاب ہیں جس کا تفصیلی تبصرہ راقم الحروف کی کتاب "سیکسی ملا" (Sexy Mulla) میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان تمام فحش حکایات و حادثات کے مطالعہ کے بعد قارئین کرام یقین کے درجہ میں یہ نتیجہ اخذ فرمائیں گے کہ جو لوگ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی بارگاہ میں توہین و گستاخی کرتے ہیں، ان سے اپنی ذاتی زندگی اور نجی معاملات میں ایسے اقوال و افعال کا صدور ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی عزت و آبرو کے لباس کو چاک کر کے مادرزاد عریاں کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ان گستاخوں پر لعنت و پھٹکار ہے کہ ایسی رسوائے زمانہ اور قابل شرم وعار باتیں وہ اپنی کتابوں میں شائع بھی کرتے ہیں۔

قارئین کرام سے مؤدبانہ التماس ہے کہ "ڈاڑھی والی دلہن" کا ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ معائنہ (مطالعہ) فرمائیں اور پھر تنہائی میں بیٹھ کر اس پر غور وفکر کریں گے، تو آفتاب نیم روز کی طرح یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ "جس کا عقیدہ گندہ ہوتا ہے اس کا کردار بھی گندہ ہوتا ہے"

عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلاف بے اصل وثبات اور بے بنیاد الزامات واتہامات سے لبریز، پھوہڑ اور پھٹ پاتھ چھاپ کتاب "مطالعۂ بریلویت" کے وہابی ملا اور نقاد پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی کو اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے مذکورہ بالا کتاب کے جواب اور تردید میں جاری سلسلہ کی یہ دوسری کڑی ہے۔ پہلی کڑی کے طور پر "تھانوی کی علمی صلاحیت" کے اردو، گجراتی اور ہندی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور عوام وخواص میں کافی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔ دوسری کڑی کے روپ میں "ڈاڑھی والی دلہن" اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔



داڑھی والی دیوبندی دلہن

شاید ہی کوئی ایسا شخص ہوگا کہ جس نے دلہن دیکھی ہو۔ شادی شدہ کیلئے تو نہ دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن غیر شادی شدہ نے بھی الگ الگ رشتہ سے دلہن کو ضرور دیکھا ہوگا۔ کسی نے اپنی بہن کو، کسی نے بھاوج کو، کسی نے اپنی پھوپھی یا خالہ یا چاچی کو دلہن بن کر ڈولی میں بیٹھ کر اپنے آبائی مکان سے رخصت ہوتے دیکھا ہی ہوگا۔ ہر عورت دلہن بننے کا سنہرا خواب دیکھتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے ہاتھ پیلے کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے، تب اس کی اور اس کے گھر والوں کی خوشیاں مچل اٹھتی ہیں۔

ہر دلہن اپنے پیا سے پہلی ملاقات کے وقت اپنے آپ کو حسین سے حسین تر بنانے کی کوشش میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتی۔ ہاتھ میں مہندی، سرخ جوڑا، سر پر چندری، ناک میں نتھنی، کان میں جھومر یا بالیاں، ہاتھ میں سونے کے کنگن، گلے میں سونے کا ہار، علاوہ ازیں مختلف زیورات سے آراستہ ہو کر بناؤ سنگھار کے تمام اسباب کو فراخ دلی سے استعمال کر کے ملکۂ حسن وجمال بن جاتی ہے۔ اس کا واحد مقصد یہی ہوتا ہے کہ میں پیکر حسن بلکہ مثل جنت کی حور بن کر اپنے رفیق حیات سے پہلی ملاقات کروں۔ دلہن کا لفظ سن کر ہی ہر شخص کے ذہن میں ایسی عورت کا تصور آتا ہے، جو آرائش، زیبائش، زیب وزینت، سجاوٹ، بناؤ سنگھار، شوبھا، خوشنمائی، آراستگی، خوبصورتی، موزونیت، تناسب، درخشانی، تابانی، چمک، دمک، مہک، نکہت، لطافت، نفاست اور نزاکت کا جاذب النظر پیکر جمیل ہو۔

لیکن!!!

کیا؟ آپ نے کبھی ایسی دلہن دیکھی ہے؟ یا کبھی ایسی دلہن کا خاکہ آپ کے تصور میں اُبھرا ہے؟ جو بناؤ سنگار کے تمام رسم ورواج اور طور طریقے کی کامل ادائیگی کے ساتھ ساتھ مردانہ شان کا بھی مظاہرہ کرتی ہو۔ یعنی اس کے نازک اور ملائم رخساروں پر داڑھی بھی ہو۔ نہیں! نہیں!! دلہن کا ایسا تصور یا ایسی تصویر ممکن ہی نہیں؛ روئے زمین پر ایسی عورت دستیاب نہیں ہو سکتی جو بارہ اُبھرن سولہ سنگھار سجائے ہوئے ہو اور ساتھ میں چہرے پر مردوں جیسی بلکہ مولانا جیسی لمبی لمبی داڑھی بھی ہو۔ صبر کرو، اطمینان سے کام لو، اتنے جلد مشتعل نہ بن جاؤ۔ ہم آپ کو دکھا ہی دیتے ہیں۔ علمائے دیوبند کے اکابر کی سوانح حیات پر مشتمل کتابوں میں ایسی دلہن کا تذکرہ موجود ہے۔ لیجئے! آپ خود ہی اپنے ماتھے کی آنکھوں سے پڑھ لیجئے!!!

داڑھی والی دیوبندی دلہن:

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے پیشواء اور جن کو تبلیغی جماعت کے متبعین ''مجدد'' اور ''امام ربانی'' کے لقب سے ملقب کرتے ہیں، وہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کی حالات زندگی قلمبند کرنے والے دیوبندی مکتبہ فکر کے نامور مؤرخ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی صاحب (۳) لکھتے ہیں کہ:

''ایک بار ارشاد فرمایا: میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن وشوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے، اسی طرح مجھے ان سے اور انھیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ اُنھوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے اُنھیں مرید کرادیا۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا ''الرجال قوامون علی النساء''۔ آپ نے فرمایا: ہاں، آخر اُن کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں''

(۱) تذکرۃ الرشید'' (پرانا ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: مکتبۃ الشیخ، محلہ مفتی، سہارن پور (یو-پی) جلد: (۲)، ص: (۲۸۹)

(۲) تذکرۃ الرشید'' (نیا ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: دار الکتاب، دیوبند، سن اشاعت ۲۰۰۲ء، جلد: (۲)، ص: (۳۶۲)

مندرجہ بالا عبارت پر کوئی تبصرہ کرنے سے پہلے ایک مزید حوالہ پیش خدمت ہے

''آپ ایک مرتبہ خواب بیان فرمانے لگے کہ مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دلہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا۔ پھر خود ہی تعبیر فرمائی کہ آخر ان کے بچوں کی کفالت کرتا ہی ہوں''

(۱) ''تذکرۃ الرشید'' (قدیم ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: مکتبۃ الشیخ، محلہ مفتی، سہارن پور (یو-پی) جلد: (۱)، ص: (۲۴۵)

---

(۳) مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مشہور و معروف دیوبندی عالم ہیں اور کئی کتب کے مصنف ہیں جن مین تذکرۃ الرشید، تذکرۃ الخلیل اور ترجمہ امداد السلوک زیادہ مشہور ہیں لیکن مولوی سرفراز خان گکھڑوی دیوبندی کے بیٹے مولوی عبد القدوس قارن نے میرٹھی صاحب کو انگریز کا وفادار لکھا ہے۔ چنانچہ قارن صاحب لکھتے ہیں کہ ''(یہ) برطانیہ کے وفادار خیر خواہ تھے'' (ایضاح سنت، ج اول، ص ۱۱۱، ناشر: عمر اکادمی نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ) ''الفضل ما شهدت به الاعداء'' لیکن حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی فرقہ کی پیدائش انگریز کی سازش اور ایماء پر ہوئی۔ (ابو معاویہ)

(۲) ''تذکرۃ الرشید'' (جدید ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: دار الکتاب، دیوبند، سن اشاعت ۲۰۰۲ء، جلد: (۱)، ص: (۳۴۲)

سب سے پہلے ''تذکرۃ الرشید'' جلد (۲)، ص: (۲۸۹) والی پہلی عبارت میں مذکورہ قرآنِ مجید کی آیت کریمہ ''الرجال قوامون علی النساء'' کے تعلق سے بہت ہی اختصار کے ساتھ گفتگو کرلیں۔ یہ آیت کریمہ قرآنِ مجید کے پارہ (۵)، سورۂ نساء کی آیت نمبر (۳۴) ہے۔ اس آیت کریمہ کا ترجمہ:- مرد افسر ہیں عورتوں پر'' (کنز الایمان)۔ اس آیت کے تعلق سے صرف اتنی ہی معلومات ذہن میں محفوظ رکھیں۔ ان شاء اللہ تذکرۃ الرشید کی مندرجہ بالا دونوں عبارات پر کئے جانے والے تبصرہ کے ضمن میں انکشاف کیا جائے گا کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے مقتداء و پیشواء نے اپنے مذموم اور قابل نفریں گندے خواب کی موزونیت ثابت کرنے کیلئے کیسی فاسد ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہے اور مرد سے مرد کے نکاح کا رشتہ ناتا مناسب ثابت کرنے کیلئے قرآنِ مجید کی مقدس آیت کو کھینچ تان کر چسپاں کرنے کی کیسی قبیح حرکت کی ہے۔

خواب کا پسِ منظر ماہرین نفسیات کی تحقیقات کی روشنی میں:

ہر آدمی خواب دیکھتا ہے۔ کبھی اچھا اور نیک خواب تو کبھی ڈراؤنا اور بھیانک خواب۔ جوان آدمی شہوات نفسانی اور جنسی خواہشات پر مشتمل خواب جوانی کے ایام میں اکثر و بیشتر دیکھا کرتا ہے۔ اسی خواب کی وجہ سے اُسے احتلام بھی ہو جاتا ہے اور اس پر غسل کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ لیکن قارئین کرام للہ انصاف سے بتائیں کہ کیا کبھی بھی کوئی شخص جو شہوانی (Lasciviousness) خواب دیکھتا ہے، وہ عوام میں اپنے ایسے خواب کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے؟ کیا کوئی بھی شریف آدمی اپنے گندے خواب کی تشہیر کرتا ہے؟ نہیں، وہ اپنے خواب کو حتی الامکان چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور صرف اتنا کہہ کر بات ٹال دیتا ہے کہ نیند میں غسل کی حاجت ہوگئی۔

ایک حقیقت کی طرف بھی توجہ ملتفت کرانا ضروری ہے کہ ماہر نفسیات (Psychologist) کی تحقیقات (Investigation) کے مطابق آدمی جس کے متعلق سے دن بھر سوچتا رہتا ہے، اس کے تعلق سے رات کو نیند میں خواب دیکھتا ہے۔ اگر کوئی لڑکا کسی لڑکی پر فریفتہ ہو گیا ہے اور ہر وقت اس کی محبت کا دم بھرتا ہے اور ہر پل اسی کی یاد میں کھویا رہتا ہے۔ تو رات کو نیند میں بھی اپنی محبوبہ کے خواب دیکھتا ہے اور خواب میں وہ اپنی

معشوقہ کے ساتھ کیا کیا اور کیسی کیسی حرکتیں کرتا ہے۔ دن بھر اس کے دماغ میں گھومنے والے خیالات متصور ہو کر بشکل خواب زونما ہوتے ہیں۔(۴) کسی لڑکے کا کسی لڑکی پر فریفتہ ہونا یہ تو فطری بات ہے لیکن کسی مرد کا کسی مرد کی طرف رجحان اور میلان (Inclination) ہونا سراسر غیر فطری بات ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی تو شادی ممکن ہے لیکن لڑکے کی کسی لڑکے کے ساتھ شادی ناممکن ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب اور سماج ایسے غیر فطری تعلقات کو روا نہیں رکھتا۔

لواطت کے فعل بد کی ابتداء اور اس کا پس منظر:

ایک مرد کو دوسرے مرد کی طرف رغبت ہو اور وہ آپس میں اپنی نفسانی خواہش کو پورا کریں، ایسے لوگ بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو لوطی کہتے ہیں اور ان کی یہ قبیح حرکت لواطت (Sodomy) کہی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فعل قبیح کی ابتداء حضرت لوط علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی قوم نے کی ہے۔ حضرت لوط علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے پہلے دنیا میں لواطت (Homosexuality) کس بلا کا نام ہے، وہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ عراق کے شہر "سدوم" میں آباد قوم لوط کو شیطان نے یہ فعل سکھایا۔ اس فعل قبیح کی قرآن وحدیث میں سخت مذمت فرمائی گئی ہے۔ جس کا تفصیلی بیان یہاں ممکن نہیں۔ صرف ایک آیت کریمہ پیش خدمت ہے:-

آیت: "وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ"

(پارہ ۸، سورۃ الأعراف، آیت ۸۰ اور ۸۱)

(4)Many therapists believe that dreams are extensions of walking life (Kramer, 2006b:Pesant & Zadra,2006) The theory that dreams are extensions of walking life means that our dreams reflect the same thoughts, tears,concerns, problems and emotions that we have whorn awake.(Introduction to Psychology 9th Edition,Rod Plotink & Haig Kouyoumdjian)

Some dreams are bizarre,most are commonplace and similar to what we think about in everyday life (Domhoff, 1996: Hall & Van de Castle,1966) (Introduction to Psychology 9th Edition,James W Kalat)

ترجمہ: "اور لوط کو بھیجا، جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا وہ بے حیائی کرتے ہو، جو تم سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کی ○ تم تو مردوں کے پاس شہوت سے جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر، بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے"

(کنز الایمان)

المختصر! لواطت کے فعل قبیح کی ابتداء شیطان کے سکھانے سے قوم لوط نے کی۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ وہ ذیل میں قرآن مجید کی تفسیر سے درج ہے:-

شہر سدوم نہایت ہی، سرسبز وآباد تھا۔ وہاں طرح طرح کے اناج، پھل اور میوے بکثرت پیدا ہوتے تھے۔ نیز وہاں کی آب وہوا بھی فرحت بخش تھی۔ شہر سدوم کی خوشحالی اور زرخیزی کی وجہ سے قرب وجوار کے لوگ وہاں سیر وتفریح کے لیے گاہے گاہے آیا کرتے تھے اور اپنے پہچان کے لوگوں یا رشتہ داروں کے یہاں مہمان بن کر ٹھہرتے تھے۔ ہر گھر میں روزانہ کوئی نہ کوئی مہمان ضرور ہوتا تھا۔ شہر کے لوگوں کو بحیثیت میزبان مہمانوں کی خاطر تواضع اور مہمان نوازی کا بوجھ اُٹھانا پڑتا تھا اور مہمانوں کی خدمت میں ان کا کافی مال اور وقت صرف ہوتا تھا۔ روز بروز مہمانوں کی آمد اور انکی مہمان نوازی سے لوگ کبیدہ خاطر اور تنگ ہو چکے تھے لیکن مہمانوں کی بکثرت آمد کا غیر منقطع سلسلہ جاری تھا۔ لیکن اخلاقی طور واطوار اور سماجی مراسم کا لحاظ کرتے ہوئے بادل ناخواستہ بھی وہ مہمانوں کو "خوش آمدید" کہہ کر حتی الامکان اور حسب استطاعت ان کی خاطر داری کرتے تھے۔

ایک عرصۂ دراز تک مہمانوں کی خاطر داری کرتے کرتے شہر "سدوم" کے باشندے اُکتا گئے تھے اور اب مہمانوں کو آنے سے روکنے کی کوئی تدبیر اور صورت تلاش کرتے تھے۔ ایسے ماحول میں شیخ نجدی یعنی ابلیس لعین شہر "سدوم" میں ایک بوڑھے شخص کی صورت میں نمودار ہوا اور مہمانوں سے تنگ آئے ہوئے میزبان لوگوں کو جمع کر کے ان کو مشورہ دیا کہ اگر واقعی تم مہمانوں کی آمد سے پریشان ہو اور اس پریشانی سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو بس تم کو ایک آسان تدبیر بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب کبھی تمہارے یہاں کوئی مہمان آکر ٹھہرے تو اس کے ساتھ زبردستی بدفعلی کرو۔ ایک مرتبہ تمہاری اس حرکت کا تجربہ کرنے والا پھر کبھی تمہارے یہاں آنے کی جرأت وہمت نہیں کرے گا۔ اور رفتہ رفتہ یہ بات پھیل جائے گی کہ تمہاری بستی میں آنے والے مہمان کی جبراً "عصمت دری" ہوتی ہے۔ تو پھر لوگ تمہارے یہاں آتے ہوئے جھجک محسوس

کریں گے بلکہ اپنی مردانہ عصمت لٹ جانے کے خوف سے تمہاری بستی میں پاؤں تک نہیں رکھیں گے۔

چنانچہ ابلیس لعین سب سے پہلے خوبصورت لڑکے کی شکل میں مہمان بن کر شہر ''سدوم'' میں آیا اور بستی والوں سے خوب خوب بدفعلی کرائی۔ خود مفعول بن کر بستی والوں کو لواطت کا فعل قبیح سکھایا اور رفتہ رفتہ بستی والے اس غیر فطری کام کے اس قدر عادی بن گئے کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت پوری کرنے لگے۔''

حوالہ:

(۱) تفسیر روح البیان، جلد:۳، ص:۱۹۷ (۲) تفسیر خزائن العرفان، ص:۳۸۹

(۳) صاوی، جلد:۲، ص:۷۵ (۴) عجائب القرآن، ص:۱۲۷

لواطت کی عادت عموماً نوعمری میں ہوتی ہے:

لواطت کی عادت عموماً نوعمری کے زمانے میں پڑتی ہے۔ جس کا اطلاق عام طور پر ۱۳، سال سے ۲۰، سال کی عمر پر ہوتا ہے اور ایسے نوجوانوں کو Teens Ager کہا جاتا ہے۔ جب کوئی ٹین ایج (Teenage) لڑکا ملازمت یا حصول تعلیم کی غرض سے اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر کسی شہر میں جاتا ہے اور وہاں کسی ہاسٹل (دارالاقامہ) میں ٹھہرتا ہے۔ نئے ماحول میں شروع میں گھبراتا ہے۔ گھر کی یاد آتی ہے۔ پڑھائی یا ملازمت چھوڑ کر واپس چلے جانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن حالات کے پیش نظر مجبوراً اُسے پڑھائی یا ملازمت کے لئے رُکنا پڑتا ہے۔ لہٰذا وہ نئے ماحول، نئی آبادی، نئے لوگ، نئے ساتھی اور نئے طریقۂ کار سے مانوس ہونے کی کوشش میں حالات سے سمجھوتا کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ اب کچھ دل لگنے لگتا ہے۔ ہم عمر ساتھی طلبہ اور ہم عمر ساتھی ملازم کے ساتھ جان پہچان ہوتی ہے اور کچھ ہم عمر ساتھیوں سے دوستی ہوتی ہے۔ پھر وہ دوستی پروان چڑھکر گہرے تعلق میں تبدیل ہوتی ہے اور پھر وہ تعلق محبت اور وارفتگی کے سنگار میں مزین ہوکر ایک روح اور دو قالب کی اعلیٰ منزل پر متمکن ہوتا ہے۔ ایک ساتھ رہنا، ایک ہی درجہ میں ایک ساتھ پڑھنا، ایک ساتھ کھانا، پینا، گھومنا، پھرنا، ایک ساتھ ہاسٹل میں رہنا، ایک دوسرے کے سکھ دکھ آپس میں بانٹنا، ایک دوسرے کے مخلص ہمدرد اور مونس و مددگار بن کر رہنا، وغیرہ تعلقات اتنے وسیع، گہرے، مضبوط، مستقل، قوی، پائیدار اور اٹوٹ بن جاتے ہیں کہ اب اسے گھر کی یاد نہیں آتی، اب گھر جانے کو جی نہیں چاہتا، بلکہ اگر تعطیلات (Vacation) میں گھر جاتا بھی ہے، تو چھٹیوں کے دن بڑی مشکل سے کٹتے ہیں اور ہر لمحہ اپنے

رفیق خاص کی یاد ستاتی رہتی ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو رفتہ رفتہ ایک اَن جان اور اَن سمجھ محبت کا روپ دھارن کرتا ہے۔ رات دن ایک ساتھ رہتے رہتے بے تکلفی، بے حجابی، بے شرمی، بے شعوری، بے ضابطگی، پر مشتمل طور و اطوار اور حرکات اب معمولی امر کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے مذاق، خوش طبعی، چھیڑ چھاڑ، ہنسی، ٹھٹھا، مسخری، وغیرہ بھی عام ہوتے جاتے ہیں۔ کبھی چھوٹی چھوٹی بات پر بحث یا جھگڑا بھی ہوتا ہے۔ چند لمحات کیلئے عارضی طور پر قطع تعلق بھی ہوتا ہے۔ پھر فوراً صلح یعنی روٹھنا، منانا بھی ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کو چھیڑنا، چھونا، بوس و کنار میں بھی کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا۔

نوعمری کا عالم۔ جوانی کا جوش، ایک دوسرے سے بے پناہ محبت، رات کی تنہائی، قریب قریب لیٹنا، پاس پاس سونا اور پھر ابلیس لعین کا دخل اور بہکانہ ایسے عالم میں نوعمر (Teen Ager) کا پاؤں پھسلنا کوئی بعید بات نہیں۔ وہ غیر فطری ارتکاب میں ملوث ہو جاتا ہے اور پھر اس کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ اردو زبان کے مشہور مقولہ ''عادت فطرت ثانیہ ہے'' یعنی ''پختہ عادت یا طبیعت فطرت بن جاتی ہے۔'' کا کامل مصداق بن جاتا ہے اور لواطت (Sodomy) کی قبیح لت کے دلدل میں ایسا پھنستا ہے کہ مرتے دم تک اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔ (اِلّا ماشاءاللہ)

گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کے ''خاص'' تعلق کی ابتداء کب ہوئی:

اب ہم کتاب ''تذکرۃ الرشید'' کی پیش کردہ دونوں عبارات کہ جن میں گنگوہی صاحب کے خواب کا تذکرہ ہے کہ گنگوہی صاحب نے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کو بصورت دلہن دیکھا اور گنگوہی صاحب کا نکاح نانوتوی صاحب سے ہوا۔ ان دونوں عبارات پر اختصاراً اور اشارۃً و کنایۃً تبصرہ کریں۔

⊙ مولوی رشید احمد گنگوہی کی پیدائش ۶، ذی الحجہ ۱۲۴۴ھ کی ہے۔

⊙ مولوی قاسم نانوتوی کی پیدائش ۱۳، صفر المظفر ۱۲۴۸ھ کی ہے۔

(۱) تذکرۃ الرشید (جدید ایڈیشن) ناشر: دارالکتاب، دیوبند، جلد (۱)، ۳۱

(۲) سوانح قاسمی، ناشر، دارالعلوم دیوبند، جلد (۱)، ص: ۱۴۵

○ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی دونوں نے دہلی میں ایک ساتھ رہ کر دہلی میں واقع اجمیری دروازہ عربک ہائی اسکول کے مدرس اول مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی سے ⊙ میرزاہد

⊙ قاضی ⊙ صدرا ⊙ شمس بازغہ وغیرہ ابتدائی کتب پڑھی تھیں۔ مولوی مملوک العلی نانوتوی مدرسہ اسلامیہ۔ دیوبند کے مدرس اوّل مولوی یعقوب نانوتوی کے والد تھے۔

اب تاریخ کی روشنی میں دیکھیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی حصول علم دین کے لئے دہلی کب گئے تھے؟ ایک حوالہ پیش خدمت ہے:-

حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے مشہور استاد یہی استاد الکل حضرت مولانا مملوک العلی صاحب ہیں۔ جن کی خدمت میں ہر دو "شمس وقمر" کو ایک زمانہ میں مدت تک حاضر رہنے اور نخلستان علم کے خوشہ چینی کا اتفاق رہا۔ حضرت مولانا قاسم العلوم ۱۲۶۰ھ ہجری ہی میں استاد الکل رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دہلی آئے تھے مگر امام ربانی قدس سرہ کو ۱۲۶۱ ہجری میں دہلی پہنچنے کا اتفاق پیش آیا۔

(۱) "تذکرۃ الرشید" (قدیم ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: مکتبۃ الشیخ، محلہ مفتی، سہارنپور (یوپی)، جلد نمبر:۱، ص:۲۷

(۲) "تذکرۃ الرشید" (جدید ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: دارالکتاب، دیوبند، سن اشاعت ۲۰۰۲ء جلد نمبر:۱، ص:۵۰

مندرجہ بالا اقتباس سے ثابت ہوا کہ:-

⊙ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب حصول علم کے لئے ۱۲۶۱ھ میں دہلی گئے تھے اور تب ان کی عمر سترہ (۱۷) سال تھی۔

⊙ مولوی قاسم نانوتوی صاحب حصول علم کے لئے ۱۲۶۰ھ میں دہلی گئے تھے اور تب ان کی عمر تیرہ (۱۳) سال تھی۔

گنگوہی اور نانوتوی کی بے مثال "محبت"

۱۷، سالہ مولوی رشید احمد صاحب اور ۱۳، سالہ مولوی قاسم نانوتوی یعنی دونوں Teen Ager اپنے گھر اور وطن سے دور دہلی جیسے بڑے شہر (عروس البلاد) Metropolis City میں کتنا عرصہ ساتھ رہے؟ اور طالب علمی کے زمانے میں ان دونوں کے تعلقات کیسے تھے؟ ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

"حضرت امام ربانی مولانا گنگوہی قدس سرہ کو قاسم العلوم، زبدۃ الافاضل، مولانا المولوی محمد قاسم

صاحب نانوتوی کے ساتھ طالب علمی کے زمانہ میں چار سال تک مرافقت ومعیت اور ہم سبقی و یک جہتی کے سبب اس درجہ تعلق بڑھ گیا تھا کہ فلک علم کے دونوں شمس وقمر گویا جسم وروح یا گل وبو کا علاقہ رکھتے اور یک جان دو قالب کا مظہر بنے ہوئے تھے"

(۱) "تذکرۃ الرشید" (قدیم ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: مکتبۃ الشیخ، محلہ مفتی، سہارنپور (یوپی)، جلد نمبر:۱، ص:۴۰

(۲) "تذکرۃ الرشید" (جدید ایڈیشن)، مؤلف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، ناشر: دارالکتاب، دیوبند، سن اشاعت ۲۰۰۲ء جلد نمبر:۱، ص:۶۷

مولوی رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی صاحب طالب علمی کے زمانہ میں صرف چند ماہ یا ایک سال ساتھ نہیں رہے بلکہ پورے چار (۴) سال کا طویل عرصہ ایک ساتھ رہے۔ علاوہ ازیں عام طور سے طالب علمی میں سرسری جان پہچان اور دعا سلام کا اوپری تعلق ہوتا ہے۔ لیکن گنگوہی صاحب اور نانوتوی کا تعلق "مرافقت ومعیت اور ہمسبقی و یک جہتی کے سبب اس درجہ تعلق بڑھ گیا تھا"

اس جملہ کو لغت سے اچھی طرح حل کریں:-

☆ مرافقت = باہمی میل جول، ہم نشینی، اتحاد باہمی. (فیروز اللغات، ص:۱۲۲۴)

☆ مَعِیَّت = ساتھ، ہمراہی (حوالہ: ایضاً، ص:۱۲۶۶)

☆ ہم سبق = ساتھ سبق پڑھنے والا، ہم درس، ہم جماعت (حوالہ: ایضاً، ص:۱۴۴۷)

☆ یک جہتی = (۱) اتحاد، اتفاق، دوستی، (حوالہ: ایضاً، ص۱۴۶۸)

Full Accord, Unanimity Accord (۲)

(حوالہ: English-Urdu-English Combined Dictionary, by Dr. Abdul Haq, Publisher : Star Pub. Pvt. Ltd. Delhi. Page No. 1458)

گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب عام طلبہ کی طرح نہیں تھے۔ ان کا آپس میں جو تعلق تھا وہ سرسری اور عمومی کا نہیں تھا۔ بلکہ باہمی میل جول، ہم نشینی، ہمراہی اور باہمی اتحاد کی وجہ سے بے مثل ومثال تھا۔

چار سال تک ایک ساتھ۔ کھانے، پینے، پڑھنے، اُٹھنے، بیٹھنے، رہنے، سونے، جاگنے، پھرنے کی وجہ سے تعلق اتنا بڑھ گیا تھا کہ بقول سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ''دونوں جسم و روح یا گل و بو کا علاقہ رکھتے تھے اور یک جان دو قالب کا مظہر بنے ہوئے تھے'' یعنی دونوں کا رشتہ اب جسم و روح کا رشتہ بن چکا تھا۔ روح انسان کے جسم میں سمائی ہوئی ہوتی ہے۔ اب دونوں میں سے کون روح اور کون جسم تھا؟ یا دونوں روح اور دونوں جسم تھے؟ یعنی کون کس میں سمایا ہوا تھا؟ یا دونوں ایک دوسرے میں سمائے ہوئے تھے؟ اور اگر ان کا رشتہ ''گل و بو'' یعنی پھول اور خوشبو کا تھا، تو پھول میں خوشبو ہی پیوست یعنی جذب ہوتی ہے۔ تو ان دونوں میں سے کون پھول اور کون خوشبو تھا؟ یا دونوں ہی پھول اور خوشبو تھے؟ یعنی کون کس میں جذب تھا؟ یا دونوں ایک دوسرے میں جذب تھے؟ اس کی وضاحت میرٹھی صاحب نے نہیں کی۔ البتہ محبت کے تعلقات کی آخری منزل ''یک جان دو قالب'' کی ضرور نشاندہی کی ہے۔ یعنی یہ دونوں طالب علمی کے زمانہ میں چار (۴) سال کی طویل مدت تک ایک دوسرے کی محبت، الفت، ہمدردی، چاہت، لگن، پیار، دوستی، عشق، چاہ، فریفتگی، لگاؤ، باریابی، میلان، علاقہ، دُھن، خیال، رغبت میں ایسے دو چار ہوئے تھے کہ دونوں ایک روح اور دو جسم کی مثال بنے ہوئے تھے۔

طالب علمی کے زمانے میں ایک ساتھ گزارے ہوئے حسین دن اور رنگین راتیں گنگوہی صاحب کے ذہن میں پتھر میں کیے گئے نقش کی طرح مُنقش ہوگئی تھیں۔ عالمی شہرت یافتہ عالم اور دیوبندی جماعت کے پیشوا کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود طالب علمی کا زمانہ اور مولوی قاسم نانوتوی کے ساتھ گزارے ہوئے حسین لمحات وہ بھول نہ سکے۔ بلکہ:-

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دے
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

کے مصداق بن کر ماضی کے حسین و دلفریب لمحات کا عکس ان کے تصور میں اُبھرا کرتا تھا اور تخیل میں ماضی کی یاد کی اتنی بہتات ہوتی تھی کہ رات کو سوتے میں بھی ماضی کے وہ لمحات انگڑائیاں لے کر بشکل خواب رونما ہوتے تھے۔

آیئے! اب گنگوہی صاحب کے خواب کے تعلق سے کچھ گفتگو کریں (۵)

گنگوہی کی فحش بیانی کو ''ارشاد'' قرار دینا دیوبندی مذہب کی حقیقت کے لئے کافی دلیل ہے:

⊙ ''ایک بار ارشاد فرمایا: میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ'' یعنی سوانح نگار کس درجہ غلو اور چاپلوسی سے کام لے رہا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔ اردو ادب میں لفظ ''ارشاد'' کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی معزز پیشوا رشد و ہدایت پر مشتمل کوئی بات یا نصیحت کرے۔ جب کسی بزرگ شخصیت کا کوئی قول نقل کرنے سے پہلے ''ارشاد فرمایا'' لکھا جاتا ہے، تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اب اس بزرگ کا کوئی ایسا قول نقل کیا جائیگا جو نصیحت اور ہدایت پر مبنی ہے۔ لیکن گنگوہی صاحب کا بیہودہ اور گندہ خواب نقل کرنے سے پہلے میرٹھی صاحب نے لفظ ''ارشاد'' استعمال فرما کر یہ ذہن دینے کی کوشش کی ہے کہ اب جو خواب نقل کیا جا رہا ہے، وہ قوم کو رشد و ہدایت کی تلقین و تعلیم کرنے والا ہے۔ بلکہ اس خواب کے تذکرہ سے قوم کو نصیحت کر کے ہدایت کی راہ پر گامزن کیا جائیگا۔ کتابوں میں بزرگان دین کے نیک خواب شائع کرنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس کو پڑھ کر قوم نصیحت اور ہدایت حاصل کرے۔ لہٰذا ایسے خواب کی روایت کسی بزرگ سے نقل کرتے

---

(۵) بعض دیوبندی اس خواب میں تاویل یہ کرتے ہیں کہ رشید احمد گنگوہی و قاسم نانوتوی کا یہ معاملہ خواب کا ہے، اور خواب پر مواخذہ نہیں ہوتا، جیسے اگر کوئی خواب میں زنا کرے تو اس پر کوئی حد نہیں، وغیرہ وغیرہ۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارا اعتراض محض خواب پر نہیں بلکہ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ اگر گنگوہی صاحب نے خواب دیکھ بھی لیا تو اسے مجمع عام میں بیان کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اگر نانوتوی کی غیر فطری محبت میں اس بیہودہ خواب کو بیان کر بھی دیا تو عقل کے اندھے دیوبندیوں کو ''ارشاد'' کی عقیدت کا پاجامہ پہنا کر اسے نقل کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اور اگر نقل کر ہی دیا تو پھر اس لذت گناہ کو چھپانے کے بجائے چھاپنے کی ضرورت کیا تھی؟ کیا دیوبند کے مفتی اس بات کی اجازت دینگے کہ کوئی شخص خواب میں کسی سے زنا کرتے ہوئے دیکھے اور پھر اسے سرعام بتانے کے مقصد سے اس گناہ کی لذت میں دوسروں کو شریک کرے؟ اور پھر جرات یہ کہ اسے باقاعدہ تصانیف میں چھاپے؟ اور ایسی گندی ذہنیت کو پھیلانے کیلئے شریعت نے اگر خدانخواستہ ایسا کوئی اصول مقرر کر رکھا ہے تو وہ بتا دیجئے؟ نہیں تو پھر مان لیجئے کہ تذکرۃ الرشید میں ایسا خواب لکھنا ہی غلط ہے اور اپنے بزرگوں کے اس عمل کو غلط جان اور مان کر حق کا ساتھ دیجئے۔ حالانکہ اس تذکرۃ الرشید کے شروع میں لکھا ہے کہ جن دنوں یہ تصنیف کی جا رہی تھی تو اس کے مؤلف کو خواب آیا کہ رسول خدا ﷺ کی سوانح لکھی جا رہی ہے (ص ۸ ملخصا) (ابو معاویہ)

وقت راوی ہمیشہ لفظ ''ارشاد'' کہتا ہے یا لکھتا ہے۔ گنگوہی صاحب کے خواب کا تذکرہ کرنے میں بھی مؤرخ نے لفظ ''ارشاد'' لکھ کر بند لفظوں میں اعتراف کیا ہے کہ ہمارے پیشوا گنگوہی صاحب کا جو خواب اب لکھا جارہا ہے، وہ خواب ہدایت کے خواستگاروں کے لئے مشعل راہ ہے۔ خواب کیا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:-

⊙ ''مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا'' (تذکرۃ الرشید، ص:۲۸۹ کی عبارت) ''مولوی محمد قاسم کو میں نے دیکھا کہ دلہن بنے ہوئے ہیں اور میرا نکاح ان کے ساتھ ہوا'' (ص:۲۴۵، کی عبارت)۔ اردو زبان کی مشہور مثل ہے کہ ''بلی کے خواب میں چھچھوڑے''۔ یہاں دو باتیں قابل غور وفکر ہیں اور دونوں غیر فطری ہیں۔ پہلی بات تو مرد کا دلہن بننا اور جب دلہن بننے والا مرد کوئی مولوی ہو، تب مزید تعجب وحیرت کا احساس ہوتا ہے۔ ایک داڑھی والا مولوی شخص دلہن کی طرح سج دھج کر زیبائش و آرائش اور بناؤ سنگار کے تمام سامان سے آراستہ وپیراستہ ہوکر اور سر پر لال چندری ڈال کر بیٹھا ہو، یہ منظر ہی عجیب وغریب اور غیر فطری ہے۔ ذرا سوچئے تو صرف گنگوہی صاحب ہی بتا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہی ایک عینی شاھد ہیں۔ صرف انھوں نے ہی اپنی دلہن نانوتوی بیگم کو خواب میں دیکھا ہے۔ ان کے علاوہ نوع انسانی کے تمام افراد نانوتوی دلہن کا مشاہدہ کرنے سے محروم ہیں۔ صرف گنگوہی صاحب کی زبانی نانوتوی دلہن کا ذکر سن کر لطف اندوز ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایک مرد کا دوسرے مرد سے نکاح (۶)

---

(۶) بعض دیوبندی حضرات وکیل صفائی بنتے ہوئے فن تعبیر کی کتب سے بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی خواب دیکھے کہ وہ کسی کے ساتھ بدفعلی کررہا ہے تو اسکی تعبیر یہ ہے کہ کرنے والا، کرانے والے کے ساتھ بھلائی کرے گا۔ اور یہاں یہی مطلب ہے۔ اس بات کے متعدد جوابات ہیں (۱) گنگوہی صاحب کے دل کا چور خود انکے الفاظ سے پکڑا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے اس ہوائے نفسانی خواب کی تعبیریوں کرتے ہیں کہ ''آخر انکے بچوں کی کفالت کرتا ہی ہوں۔'' (تذکرۃ الرشید) یعنی دل میں پہلے سے اس گناہ کی لذت تھی، جسکا اظہار حال وقال دونوں میں نظر آتا ہے۔ گنگوہی صاحب تو اسکی یہ تعبیر فرمارہے ہیں اور آج کے دیوبندی ہیں کہ جو گنگوہی صاحب کی اتباع کو چھوڑ کر نئی تعبیر بیان فرمارہے ہیں۔ فیا للعجب علماء نے مختلف تعبیرات میں سے یہ تعبیر ضرور بیان فرمائی ہے کہ کرنے والا کرانے والے کو بھلائی پہنچائے گا۔ لیکن گنگوہی صاحب کے دل کا چوریوں بھی کھل کے آجاتا ہے کہ گنگوہی صاحب تو نانوتوی صاحب کو بھلائی پہنچانے کے ساتھ ساتھ نانوتوی صاحب سے بھلائی کے حصول کا ذکر بھی ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ ''سو جس طرح زن وشوہر کو ایکدوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے ۔۔۔ انھیں مرید کرادیا۔'' (تذکرۃ الرشید) اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گنگوہی ونانوتوی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

چھی..... چھی..... چھی..... اور توبہ..... توبہ۔ ایک مرد کا دوسرے مرد سے نکاح ہونا ضرور غیر فطری بات ہے لیکن ایک مولوی کا دوسرے مولوی سے نکاح ہونا مزید قبیح ورذیل فعل ہے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا مہذب اور فطری دین ہے کہ اسلام نے ایسے غیر فطری افعال قبیحہ، شنیعہ اور رذیلہ کی روک تھام کے لئے اس کے مرتکب کے لئے سخت سزا متعین فرمائی ہے علاوہ ازیں عذاب شدید کی وعید بھی سنائی ہے۔

اسلام میں ہم جنس پرستی کی سزا:

پیغمبر اسلام سید المرسلین، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ ہوگیا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، اس کا علم اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ پھر اس فعل قبیح کی طرف راغب ہوں گے۔ لہذا ہم جنس پرستی (Homosexuality) کے تعلق سے ایسے سخت قوانین نافذ فرمادیئے کہ اس کے مرتکب کیلئے سزائے موت متعین فرمادی۔ قرآن مجید میں بھی کئی مقامات پر اس غیر فطری فعل کی سنگینی کا احساس دلایا گیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اس غیر فطری کام کی ابتداء حضرت سیدنا لوط علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے شیطان کے ایماء اور تعلیم پر کی۔ لیکن وہ لوگ بھی آپس میں نکاح نہیں کرتے تھے۔ ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرکے اغلام بازی اور امرد پرستی کے انسانیت سوز مرض میں ضرور مبتلا تھا۔ ان کے یہ غیر فطری افعال عارضی معاہدہ کے ہوتے تھے یعنی کسی مرد کو کسی دوسرے مرد کی طرف رغبت ہوتی تھی، تو وہ دونوں باہمی رضامندی سے ایک دو دن یا چند دنوں تک ہم جنسی تعلقات قائم کرتے تھے اور پھر الگ ہوکر دوسروں سے تعلقات قائم کرلیتے تھے۔ ان کا یہ تعلق زندگی بھر کیلئے نہیں ہوتا تھا بلکہ چند دنوں کیلئے اپنے پسندیدہ فرد کے ساتھ اغلام بازی کرکے اپنی شہوت فاسدہ کی تکمیل اور حصول لذت کے اتمام کے بعد اجنبی بن جاتے تھے۔ زندگی بھر اس غیر فطری فعل کے ساتھ منسلک رہنے کیلئے نکاح نہیں کرتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ) صاحبان ایکدوسرے کو زن وشوہر جیسے فائدے پہنچاتے تھے۔ (۳) یہاں بات صرف خوابوں کی بارات تک نہیں رکی ہے، بلکہ خواہش نفس سے غالب ہوکر دولہا میاں اس ''نفع'' کو سر عام مجمع میں بجالانے کے گناہ کا بھی ارتکاب کرچکے ہیں۔ یعنی خواہش نفس کو ایک محض جھوٹے خواب کا پاجامہ پہنایا، اور بعد ازاں تعبیر کے حصول میں اس پاجامے کو ہی اتار کھینچا۔ اب اس بنگائی کو دیوبندی حضرات ''خواب میں جو دیکھا سچ کر دکھایا۔'' کے نفع سے تعبیر کریں، تو اسی بات کا اظہار مصنف حفظہ اللہ نے اسی کتاب (داڑھی والی دلہن) میں بحوالہ ارواح ثلاثہ بیان فرمایا ہے (ابو معاویہ)

ہم جنس پرستوں کو انیسویں صدی میں تحفظ دیا گیا:

لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، لوگوں نے شرم وحیا کے مہذب لباس آہستہ آہستہ اپنے وجود سے زائل کرنا شروع کر دیئے۔ زمانہ ماضی میں ہم جنس پرستی کو اتنا معیوب سمجھا جاتا تھا کہ اس غیر فطری فعل میں ملوث افراد کو ذلت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن انیسویں صدی عیسوی میں ہم جنس پرستی کی لعنت دنیا میں عام ہوتی گئی اور مغربی تہذیب کے دلدادہ ممالک نے اسے قانونی تحفظ کی زرہ (Iron Armor) پہنا کر ہم جنسوں کے تعلقات کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا۔ مثلاً:-

(۱)	۱۹۳۲ء میں پولینڈ (Poland)	(۲)	۱۹۳۳ء میں ڈنمارک (Denmark)
(۳)	۱۹۴۴ء میں سویڈن (Sweden)	(۴)	۱۹۶۷ء میں برطانیہ (Britan)
(۵)	۱۹۹۶ء میں ناروے (Norway)	(۶)	۱۹۹۶ء میں آئس لینڈ (Island)
(۷)	۲۰۰۲ء میں فن لینڈ (Finland)	(۸)	۲۰۰۱ء میں نیدرلینڈ (Netherlands)
(۹)	۲۰۰۳ء میں بیلجیم (Belgium)	(۱۰)	۲۰۰۵ء میں اسپین (Spain)
(۱۱)	۲۰۰۵ء میں کینیڈا (Canada)	(۱۲)	۲۰۰۷ء میں نیپال (Nepal)

علاوہ ازیں جنوبی افریقہ (South Africa) اور آسٹریلیا (Australia) وغیرہ ملکوں نے ہم جنسی جیسے مہلک اور بھیانک ارتکاب کو جرائم (Crimes) کی فہرست سے خارج کر دیا اور مذکورہ ممالک میں سے بعض ممالک نے تو ہم جنسوں کی شادی کو قانونی طور پر تسلیم کر لیا ہے۔

خیر! یہ تو غیر اسلامی ممالک کے یہودی اور نصرانی باشندوں کے ہم جنسی تعلقات اور باہمی شادی کے روابط کے تعلق سے گفتگو ہوئی۔ لیکن ہم قارئین کی توجہ ایک نکتہ کی طرف مرکوز کرانا چاہتے ہیں۔

ہم جنس پرستوں کی شادی کا تصور:

ایک مرد اپنی شہوت کسی مرد سے پوری کرے (Sodomy) یہ ایک لائق مذمت غیر فطری اور قبیح فعل ہے۔ اس روئے زمین پر اسکے مرتکب ہزاروں سال سے ہیں۔ لیکن ایک مرد کسی مرد سے شادی کرے یہ قباحت عام ہونے کو طویل عرصہ نہیں ہوا بلکہ بہت قلیل عرصہ ہوا ہے۔ البتہ غیر جنسی تعلقات کو جرائم کی فہرست سے خارج کر کے قانونی تحفظ دینے کی ابتداء ۱۹۳۲ء میں پولینڈ (Poland) نے کی ہے اور ہم

جنسوں کو شادی کا حق سب سے پہلے ۲۰۰۱ء میں نیدرلینڈ (Netherland) نے دیا ہے۔ الحقر! ۲۰۰۱ء سے پہلے ہم جنسوں کی باہمی شادی کا تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ ہم جنسوں کی شادی کا کسی کو خیال تک بھی نہ آیا تھا کیونکہ یہ ایک بعید از عقل اور قیاس سے ماوراء فعل تھا۔

لیکن ہم جنسوں کی شادی کا تصور ۱۹۰۵ء سے پہلے دیوبندی مکتبہ فکر کے پیشوا نے مشتہر کیا۔ وہابی، دیوبندی جماعت کے پیشوا اور تبلیغی جماعت کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی کا انتقال ۸، جمادی الآخر ۱۳۲۳ھ مطابق گیارہ (۱۱) اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعہ ہوا ہے (حوالہ:- تذکرۃ الرشید (جدید ایڈیشن) جلد نمبر (۲)، ص: (۴۱۳)) اور جناب گنگوہی صاحب نے مولوی قاسم نانوتوی کے ساتھ اپنا نکاح ہونے کا خواب اپنی محفل میں بیان کیا ہے۔ یہ خواب انھوں نے کب دیکھا؟ خواب کو اپنی محفل میں اپنے احباب کے سامنے کب بیان کیا؟ اس کی وضاحت تذکرۃ الرشید کے مؤلف نے نہیں کی۔ البتہ اتنا تو یقین کامل کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ گنگوہی صاحب نے اس خواب کو اپنی حیات ناپاک میں بیان کیا ہے اور گنگوہی صاحب ۱۹۰۵ء میں موت کی آغوش میں چلے گئے لہذا اتنا تو ہر کوئی شخص یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ خواب ۱۹۰۵ء سے قبل کا ہے۔

۱۹۰۵ء سے قبل دنیا کے کسی بھی خطے میں ہم جنسوں کے باہمی نکاح کا کسی کو خیال بھی نہ آیا تھا۔ البتہ ہم جنسی تعلقات کی بدی صدیوں سے رائج تھی اور پوری دنیا میں اس بدی کی مذمت وتذلیل کی جاتی تھی اور ہر مذہب اور ہر سماج نے اسے غیر فطری کام قرار دے کر اس فعل کے مرتکب کیلئے کڑی اور سخت سزا مقرر کی تھی۔ اور اس فعل قبیح کو جرائم کی فہرست میں نمایاں طور پر درج کیا تھا۔ لیکن ۱۹۰۵ء کے بعد اس غیر فطری کام سے گھن اور نفرت میں کمی واقع ہونی شروع ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۰۰ء کے درمیان یہودیوں کی عالمی تحریک صیہونی (Zionist) نے (Protocols of Elders) زیادہ عمر والے (Seniors) کے حکومتی معاہدے کے منصوبہ (Resolution) کے تحت خفیہ تحریک چلائی اور ہم جنس پرستی کو مقبول عالم اور اسے قانونی تحفظ دینے کی جد وجہد شروع کی اور خفیہ اجلاس (Secret Meetings) کا انعقاد کر کے اس کو خفیہ طور پر رائج کیا۔ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۰۵ء یعنی دس (۱۰) سال تک یہ تحریک خفیہ طور پر چلائی گئی۔ پھر ۱۹۰۵ء میں پروفیسر "سرگوئی نلوس" نام کے ایک روسی (Russian)

پادری نے علی الاعلان دنیا کے سامنے ہم جنس پرستی کا مناسب ہونا وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ پھر کیا تھا؟ یورپی اور مغربی ممالک میں ہم جنس پرستوں کی حمایت اور سرپرستی کا آغاز ہوا اور ۱۹۳۲ء سے ۲۰۰۱ء تک ستر (۷۰) سال کے عرصہ میں مغربی تہذیب کے دلدادہ ممالک میں ہم جنس پرستی (Homosexuality) سے کی جانے والی نفرت میں آہستہ آہستہ کمی واقع ہونے لگی اور ایک وقت ایسا آیا کہ نفرت اب حمایت میں تبدیل ہوگئی ممالک نے اس قابل مذمت فعل کو جرائم (Crime) کی فہرست سے خارج کر کے اسے جائز اور مناسب قرار دیا۔

لیکن !! ابھی تک ہم جنسوں کی باہمی شادی کو قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۵ء تک کے عرصہ میں بیلجیم (Belgium) اسپین (Spain) اور کینیڈا (Canada) نے ہم جنسوں کی باہمی شادی کو قانونی طور پر تسلیم کر کے پوری دنیا میں ہلچل مچادی:-

اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے اب ہم اس بحث کے ماحصل اور اہم نکات کی طرف قارئین کرام کی توجہ ملتفت کراتے ہیں کہ:-

☆ ۱۹۰۵ء میں ایک روسی پادری نے ہم جنس پرستی (اغلام بازی) کے مناسب ہونے کا اعلان کیا۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ ۱۹۰۵ء میں انتقال کرنے والے وہابی دیوبندی جماعت کے آنجہانی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے ۱۹۰۵ء سے پہلے ہم جنسوں کی باہمی شادی کا خواب مشتہر کر دیا اور شادی کے اس خواب میں دولھا کے روپ (Role) میں خود کو بتایا۔

☆ ہم جنسوں کی باہمی شادی کو قانونی طور پر ۲۰۰۱ء میں تہذیب اور اخلاق سے نابلد ممالک نے تسلیم کیا لیکن ۱۹۰۵ء سے تقریباً ایک صدی پہلے ہم جنسوں کی باہمی شادی کی تقریب کا خواب مولوی رشید احمد گنگوہی نے مشتہر کر کے دنیا بھر کے اغلام بازوں کے لئے راستہ ہموار کر کے امید کی کرن جگمگادی کہ جب ایک مولوی مرد دوسرے مولوی مرد کو دلہن کی صورت میں دیکھ کر اس سے شادی کا خواب دیکھ سکتا ہے، تو ہم کس کھیت کی مولی؟ مولوی صاحب نے خواب میں جو کیا، وہ ہم حقیقت میں کر دکھاتے ہیں۔ بھلا ہو مولوی صاحب کا! مرد سے مرد کی شادی کا خواب دیکھا اور اس کو مشتہر کر کے ہمارے لئے دائمی طور پر اغلام بازی کرنے کی راہ ہموار کر دی۔ ان کے خواب کو ہم شرمندۂ تعبیر کر دکھاتے ہیں۔ ذہنیت نکاح مرد از مرد کا سہرا تو

مولوی صاحب کے سر پر ہی باندھنا چاہئے کیوں کہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو گنگوہی صاحب اس مفسد و خطرناک تحریک کے اولین محرک نظر آتے ہیں۔ اپنے ہم جنس محبوب کے ہجر میں تڑپنے والے اغلام بازوں پر ان کا تا قیامت احسان رہیگا کہ وصلِ ہم جنس محبوب کی آرزو اور تمنا میں بے چین و بے قرار دلوں کیلئے سامانِ تسکین مہیا کرنے کی ذہنیت اُن کے طفیل ہی ملی۔

⊙ گنگوہی صاحب نے خواب بیان کیا کہ خواب میں میں نے دیکھا کہ مولوی قاسم دلہن بنے ہوئے ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا۔ پھر آگے خواب بیان کرتے ہیں کہ "سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے، اسی طرح مجھے ان سے اور انھیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے" یعنی شوہر اور بیوی کے ازدواجی تعلقات میں ایک دوسرے کو جس طرح فائدہ پہنچتا ہے بالکل اسی طرح گنگوہی صاحب کو نانوتوی صاحب سے اور نانوتوی صاحب کو گنگوہی صاحب سے فائدہ پہنچا ہے۔ زن و شوہر نکاح کے مقدس رشتہ سے بندھ کر ایک دوسرے کے رفیق حیات بن کر بے شک ایک دوسرے کو بے شمار فائدے پہنچاتے ہیں لیکن ان کے رشتہ کی ابتداء جنسی تعلقات سے ہوتی ہے۔ اور اسی جنسی تعلق کے طفیل انھیں ایک سال کے بعد ماں اور باپ کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے رشتہ کی بنیاد ہی جنسی تعلق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نوع انسانی کی بقاء اور دوام کیلئے مرد اور عورت کے جنسی تعلق کو سبب بنایا ہے اور اس میں ایسی لذت، سکون، لطف، مزہ، ذائقہ، حلاوت، رغبت، میلان، خواہش، آرزو، ارمان، شوق، مٹھاس، شیرینی، راحت، آرام، سکھ، چاہ اور چسکا رکھا ہے کہ نوعِ انسانی کی اکثریت اس کے حصول کو اپنا مقصدِ حیات بنائے ہوئے ہے اور اس کی حرص و ہوس میں جان توڑ جدوجہد میں جان باختہ ہے۔

اگر کسی مرد اور عورت کیلئے یہ کہا جائے کہ ان کا رشتہ زن اور شوہر یا میاں اور بیوی کا ہے، تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ ان دونوں میں جنسی تعلق قائم ہے۔ مرد اور عورت نکاح کے بعد جنسی تعلق قائم کریں یہ ایک فطری امر ہے۔ جسے دنیا کے ہر مذہب اور ہر سماج نے روا رکھا ہے۔ لیکن ایک مرد دوسرے مرد سے نکاح کرے یا جنسی تعلق قائم کرے یہ ایک ایسا قبیح، معیوب، بُرا، شرمناک، نازیبا، غیر مناسب، ناپسندیدہ، نامعقول، غیر موزوں، بے جا اور ناخوشگوار غیر فطری کام ہے جس کی ہر مذہب و سماج نے مذمت کی ہے اور اپنی قلبی نفرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ گنگوہی صاحب اپنے خواب کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ میں نے اور مولوی

قاسم نانوتوی صاحب نے مثل میاں بیوی ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ میاں بیوی کو سب سے پہلا فائدہ جنسی تعلق کی مسرت کا حاصل ہوتا ہے۔ یہ حقیقت اسقدر عام ہے کہ ہر شخص اس سے واقف ہے۔ گنگوہی صاحب نے نانوتوی صاحبہ سے بیوی کا سا فائدہ حاصل کرنے کی بات جوش جنوں اور جذبۂ عشق کے سیلاب میں بہک کر کہہ تو دی لیکن فوراً خیال آیا کہ ہائے ہائے! میں نے رازِ سربستہ فاش کر دیا۔ رازنہاں کو عیاں کر دیا۔ خفیہ راز کی بات منہ سے نکل گئی۔ اب کیا ہوگا؟ **منہ سے نکلی کوٹھوں چڑھی اور منہ سے نکل ہوئی پرائی بات** والی مثل کے مطابق اب یہ راز و نیاز کی باتیں عوام الناس کے مابین مشہور ہو جائیں گی اور میری عزت دو کوڑی کی نہ رہے گی اور عزت میں بٹا لگ جائیگا۔ یہ خیال آتے ہی گنگوہی صاحب نے بات کو حسین موڑ دینے کی سعیٔ ناکام کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

⊙ **''اُنھوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر کے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کر کے اُنھیں مرید کرادیا''**۔ یہاں جس ''حضرت رحمۃ اللہ علیہ'' کا ذکر ہے، اس سے مراد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ہیں، جو مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد ہیں۔ بات کو کیسا حسین رخ دیا جا رہا ہے۔ پہلے تو یہ کہا کہ نانوتوی صاحب بشکل دلہن بیٹھے ہوئے خواب میں نظر آئے اور میرا اُن سے نکاح ہوا۔ یعنی گنگوہی دولہا بنے اور نانوتوی صاحب اب نانوتوی صاحبہ بن کر گنگوہی صاحب کی بیگم بنے۔ وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے دو پیشوا خواب میں ازدواجی رشتہ سے منسلک ہوئے۔ جناب پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی صاحب کو اُن کے دو پیشوا کی ہم جنسی شادی کی مبارک بادی..... مبارک..... مبارک!!! مانچسٹروی صاحب خوشیاں مناؤ، دولہا دلہن کی جوڑی سلامت رہے کی دعا مانگو۔ اگر جشن شادی کی تہنیت میں مٹھائی تقسیم کرو، تو براہ کرم ہمیں مت بھیجنا۔ ہم گیارہویں شریف کی مٹھائی کھانے والے ایسی ناروا اور غیر فطری شادی کی مٹھائی نہیں کھاتے۔ ہم آپ سے شادی کی مٹھائی کا تقاضا نہیں کرتے۔ البتہ ہمارا ایک تقاضا بطور قرض آپ کے سر ہے کہ براہ کرم آپ ہمیں یہ تفصیلات فراہم کریں کہ

○ شادی میں مہر کی رقم کتنی طے پائی تھی؟ ○ نانوتوی صاحبہ کو جہیز میں کیا دیا گیا تھا؟ ○ نکاح کے وکیل اور گواہ کون تھے؟ یا پھر بغیر وکیل و گواہ ہی بند کمرے میں باہمی رضامندی سے ایک دوسرے کو شوہر اور گھر والی تسلیم کر لیا تھا؟

خیر! گنگوہی صاحب اپنے خواب کے نکاح کا تذکرہ کر کے اپنی بیگم نانوتوی صاحبہ سے ازدواجی رشتہ سے بندھنے کے بعد جس فائدہ کی بات کرتے ہیں، وہ بدبودار نجاست کے ڈھیر پر ریشمی چادر ڈالنے کے مترادف ہے۔ یعنی گنگوہی صاحب کی نانوتوی صاحبہ سے ہوئی غیر فطری شادی کا صرف ایک ہی فائدہ ہوا کہ بیگم نانوتوی صاحبہ نے ازدواجی زندگی کا حق اور فریضہ ادا کرتے ہوئے اپنے پیارے شوہر گنگوہی صاحب کے سامنے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کی اتنی زیادہ تعریف کی اور اتنی خوبیاں و اوصاف بیان کئے کہ گنگوہی صاحب اپنی جاں نثار اور وفادار پیاری بیگم کی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی دل کو بھاتی باتوں پر اعتماد کر کے حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے ہاتھ پر بیعت کر کے مرید ہو گئے اور بیگم نانوتوی صاحبہ کو اس غیر فطری نکاح کا یہ فائدہ ہوا کہ بیگم نانوتوی صاحبہ کی رہنمائی کی وجہ سے گنگوہی صاحب کو حاجی امداد اللہ صاحب جیسے پیر و مرشد ملے، تو گنگوہی صاحب نے بھی ایک شفیق شوہر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنی ہمدرد اور محسنہ پیاری بیگم نانوتوی صاحبہ کے احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے سفارش کر کے اُنھیں بھی حاجی صاحب سے بیعت کرا دیا۔ یعنی گنگوہی صاحب نے نانوتوی صاحب سے نکاح کے خواب میں جو کہا کہ **''جس طرح مرد اور عورت کو جو فائدہ پہنچتا ہے، ایسا ہی فائدہ ہم دونوں کو پہنچا ہے''** اس کی وضاحت بلکہ اپنا دفاع کرتے ہوئے (۷) گنگوہی صاحب یہ ذہن دینا چاہتے ہیں کہ مثل زن و شوہر ہم دونوں نے جو ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم دونوں نے ایک دوسرے کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب سے مرید کرایا ہے۔

⊙ اگر یہی مراد ہے تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ **''جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے''** کیا مرد اور عورت صرف اسی لئے نکاح کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کو کسی کامل پیر

---

(۷) دیوبندیوں کی مائے والی سرکار اور شیخ الہند جناب محمود الحسن دیوبندی اپنے بزرگان گنگوہی و نانوتوی صاحبان کی اس محبت کا شاعرانہ رنگ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ:

قرب جسمانی پہ ہے ان کے تعلق کا مدار — قرب روحانی سے یہ یک دل و یک جاں دونوں

(کلیات شیخ الہند، ص ۵۹، مجلس یادگار شیخ الاسلام)

اس شعر سے ہمارے دعوے کی تائید آپ حضرات پر ظاہر ہے اور مزید تشریح کی حاجت نہیں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ کے لئے (ابو معاویہ)

سے مرید کرادیں؟ کیا مرد اور عورت نکاح کے بعد جنسی تعلق قائم ہی نہیں کرتے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ زن و شوہر نکاح کے بعد ضرور جنسی تعلق قائم کرتے ہیں۔ نکاح کے بعد کی پہلی شب جس کو "سہاگ رات" کہا جاتا ہے۔ اس رات سے دونوں میں جنسی تعلق قائم ہوتا ہے اور جنسی تعلق کو جائز اور مناسب قرار دینے کیلئے ہی نکاح ہوتا ہے۔ عوام کی اصطلاح میں نکاح کا معنی ہی یہی ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان جنسی تعلق کا قائم ہونا۔ دونوں ایک دوسرے سے محظوظ اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اور اسی کو فائدہ کہا جاتا ہے۔ جو ایک کو دوسرے سے پہنچتا ہے۔ گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب نے مثل زن و شوہر فائدہ اٹھایا۔ اس حقیقت کا تو گنگوہی صاحب اعتراف کرتے ہیں لیکن جو فائدہ اُٹھایا ہے اس کی بے تکی تاویل کرتے ہیں کہ ہم نے مثل زن و شوہر فائدہ ضرور اُٹھایا ہے۔ لیکن ہمارا یہ فائدہ جنسی تعلق سے بری اور بعید ہے۔ ہم نے ایک دوسرے کو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے مرید کرانے کیلئے نکاح کا فائدہ اُٹھایا ہے۔

کیسی غیر موزوں، بے ڈھنگی اور بے جوڑ تاویل گنگوہی صاحب کر رہے ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب سے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو مرید کرایا ہے، یہ بات بتانے کیلئے باہمی جنسی اور غیر فطری نکاح کی منظر کشی کرنا، نانوتوی صاحب کو دلہن کے بناؤ سنگار میں مزین (Decorated) کر کے دکھانا، پھر مثل زن و شوہر باہمی لطف اندوزی اور حصول فائدہ کا ذکر کرنا، ایسا غیر مربوط اور بے میل تذکرہ ہے کہ جس کا زمین آسمان پر ٹھکانا نہیں لگتا۔ گنگوہی صاحب کی اس بے تکی اور بے ربط تاویل کے ضمن میں یہ مثال نہایت ہی موزوں ثابت ہو رہی ہے کہ کوئی شخص اپنا خواب یوں بیان کر کے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک بہت بڑے شراب خانہ میں ہوں۔ سو جس طرح شرابی لوگ شراب سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اسی طرح میں بھی لطف اندوز ہوا۔ ایک ڈول شراب کی بھر کے اس سے وضو اور غسل کر کے نماز پڑھی۔ توبہ..... توبہ..... جب وضو اور غسل کر کے نماز پڑھنی تھی، تو شراب خانہ میں جا کر شراب کی ڈول بھر کے وضو اور غسل کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کسی مسجد کے حوض سے وضو، غسل کر لینا تھا۔ اسی طرح اگر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے مرید ہونے کا ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانا تھا تو غیر فطری اور ہم جنسی نکاح کرنا اور مثل شوہر و بیوی ایک دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی بات کرنا کیا معنی رکھتی ہے؟ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ضرور تھا۔ ماضی کے دھندلے نقوش ایام رفتہ کی گرد کی دبیز تہہ میں دبے ہوئے تھے جو اچانک انگڑائی لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بشکل خواب ذہن کے پردے پر اُبھر آئے

تھے، جو بیساختہ بھری محفل میں بیان کر دیا اور افشائے راز ہو گیا۔ بقول شاعر :-

ندامت ہوئی حشر میں جنکے بدلے — جوانی کی دو چار نادانیاں تھیں

⊙ گنگوہی صاحب نے خواب کی نہاں کیفیت بھری محفل میں بیان کر کے عیاں کر دی اور اپنی **عقل کا چراغ گل ہو جانے** کا ثبوت پیش کر دیا۔ گنگوہی صاحب کی محفل میں بیٹھنے والے ان کے مریدین، محبین اور متعلقین بھی عقل کا دیوالیہ نکالنے میں گنگوہی صاحب سے دو (۲) نہیں بلکہ چار قدم آگے تھے۔ گنگوہی صاحب کی چمچا گیری، خوشامد اور چاپلوسی کرنے میں دماغ کو مغز سے خالی کر کے ہر بات میں ہاں جی ہاں جی کیا کرتے تھے بلکہ **کریلا اور وہ بھی نیم چڑھا** والی مثل کے مصداق بن کر ایسی احمقانہ اور جاہلانہ تائید و توثیق کرتے تھے کہ **چور کا بھائی گٹھ کترا** ہی محسوس ہوتے تھے۔

گنگوہی صاحب نے اپنا نکاح نانوتوی صاحب کے ساتھ ہونے کا خواب اپنے چمچوں کے سامنے بیان کیا۔ حالانکہ وہ خواب اتنا گھٹیا قسم کا تھا کہ معمولی عقل و فہم رکھنے والا بھی اسے سن کر بیزار ہو جائے۔ لیکن ایسے قابل نفرت اور گھناؤنا خواب سن کر گنگوہی صاحب کے چمچے حکیم محمد صدیق کاندھلوی نے ایسے گندے خواب کو موزوں اور مناسب ثابت کرنے کیلئے قرآنِ مجید کی مقدس آیت کریمہ کو بے محل و بے موقع چسپاں کر کے **اندھا گائے۔ بہرا بجائے** والی مثل کو صادق کر دیا ہے۔

قرآنِ مجید، پارہ (۵)، سورۂ نساء کی آیت نمبر (۳۴) "الرجال قوامون علی النساء" ترجمہ :- "مرد افسر ہیں عورتوں پر" اس آیت کے ضمن میں تفصیلی تبصرہ کرنے کا مُصمّم ارادہ تھا لیکن "داڑھی والی دلہن" عنوان کا مضمون اتنا طویل ہو گیا ہے کہ اب بالاختصار عرض خدمت یہی ہے کہ یہ آیت کریمہ مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنائے رکھنے اور میاں بیوی کے تعلقات میں تنازع، جھگڑا، رنجش، عداوت، اختلاف جیسے قبیح معاملات کا دخل روکنے کے لئے اور معاشرے کے نظام کو حسن سلوک کے اخلاقی گوہر سے مزین اور آراستہ کرنے کیلئے شوہر اور بیوی کے مراتب و منصب کا فرق واضح کرنے کیلئے عورتوں پر مردوں کی حکمرانی بیان فرمائی گئی ہے۔

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول میں تفسیر کی معتبر و معتمد کتب تفسیر خازن، تفسیر بیضاوی، تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی وغیرہ میں ہے کہ حضرت سعد بن ربیع جو انصار کے نقیب تھے۔ ان کی شادی

حضرت زید بن زبیر کی بیٹی حضرت حبیبہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ ایک دن حضرت سعد نے اپنی بیوی کو نافرمانی کی وجہ سے ناراض ہو کر ایک طمانچہ مار دیا۔ حضرت حبیبہ کے والد اپنی بیٹی کو لے کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور استغاثہ کیا کہ داماد سعد نے بیٹی حبیبہ کو طمانچہ مارا ہے۔ لہٰذا داماد سے قصاص دلوایا جائے۔ یعنی بیٹی حبیبہ کو اجازت دی جائے کہ وہ داماد سعد کو تھپڑ کے بدلہ میں تھپڑ مار لیں۔ اس مطالبۂ قصاص پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور یہ حکم نافذ فرما دیا گیا کہ بیوی اپنے خاوند سے تھپڑ کا قصاص نہیں لے سکتی۔

المختصر! اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر بزرگی دی ہے۔ گھریلو معاملات میں خاوند کو بادشاہ کا منصب حاصل ہے اور بیوی گھر کے وزیر کا رتبہ رکھتی ہے۔ خاوند گھر کا بادشاہ ہے اور بیوی بچے رعیت ہیں۔ بیوی بچوں کا نان ونفقہ و دیگر ضروریات پورا کرنے کے لئے شوہر محنت ومشقت برداشت کر کے کماتا ہے۔ بیوی بچوں کی پرورش کی ذمہ داری شوہر کے سر ہوتی ہے۔

اب قارئین کرام غور فرمائیں کہ گنگوہی صاحب کے گندے خواب کو اس آیت سے کوئی نسبت ہے؟ نہیں، بالکل نہیں۔ پھر بھی گنگوہی صاحب کی چاپلوسی اور چمچا گیری کا حق ادا کرتے ہوئے حکیم محمد صدیق کاندھلوی نے بے تکی تطبیق اور بے جا ربط کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ چسپاں کرنے کی مذموم حرکت کی ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ چمچے کی بات کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے بلکہ اس کی تصدیق وتائید کرتے ہوئے گنگوہی صاحب نے فرمایا کہ **"ہاں، آخر ان کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں"** یعنی گنگوہی صاحب کے غیر فطری نکاح کے خواب کے تعلق سے حکیم محمد صدیق کاندھلوی نے قرآنِ مجید کی مقدس آیت کریمہ **"الرجال قوامون علی النساء"** سے غلط استدلال کرنے کی جو قبیح جرأت کی ہے، اسے گنگوہی صاحب سراہتے ہیں کہ ہاں! ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مرد اور عورت یعنی خاوند و بیوی کے مابین جو جنسی تعلق ہوتا ہے (وطی یا ہمبستری یا Intercourse) اس کے نتیجہ میں جو بچے پیدا ہوتے ہیں، انکی پرورش شوہر کرتا ہے۔ ہاں! ہاں میں بھی ایک فرض شناس شوہر کی حیثیت سے نانوتوی صاحب کے بچوں کی تربیت یعنی پرورش کرتا ہوں۔ عبارت میں **"تربیت کرتا ہوں"** کا جملہ نہیں بلکہ **"تربیت کرتا ہی ہوں"** کا جملہ ہے یعنی عبارت میں لفظ **"ہی"** وارد ہے۔ لغت میں لفظ "ہی" کے چند معنی مرقوم ہیں۔ ○ اکیلا ○ تنہا ○ محض ○ صرف ○ ضرور ○ فقط وغیرہ۔ علاوہ ازیں اسے حرف تاکید بھی کہتے ہیں یعنی کسی جملہ کو مؤکد یعنی

تاکید واصرار کے ساتھ کہتے وقت "ہی" کا استعمال ہوتا ہے۔ یعنی گنگوہی صاحب مذکورہ آیتِ کریمہ کے ضمن میں یقین اور زور دے کر اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ نانوتوی صاحب سے پیدا شدہ بچوں کی میں اکیلا ضرور پرورش کرتا ہوں۔ یعنی بند لفظوں میں گنگوہی صاحب نے نانوتوی صاحب کے ساتھ زوجیت کے قیاسی رشتہ کا اعتراف کر لیا ہے۔

⊙ صرف قیاسی رشتۂ زوجیت تک ہی گنگوہی صاحب محدود نہیں رہے۔ بلکہ طالب علمی کے زمانے میں چار سال تک ایک ساتھ کھا، پی، اُٹھ، بیٹھ، سو، جاگ، پڑھ اور رہ کر گزارے ہوئے سہانے دنوں کی رنگین یادیں گدگدانے لگیں۔ ماضی میں اپنے یار ومحبوب کے ساتھ پیار ومحبت کے لمحات حسین یادوں کے گلدستے لیکر دماغ کے دریچے کو مہکانے لگے۔ ادھورے اور مرجھائے ہوئے ارمان جوول کے ویران کونے میں کاہلی اور اُداسی کا لبادہ اُوڑھ کر بے حس وحرکت خوابیدہ تھے، وہ یکا یک ایک نئے جوش وخروش کے ساتھ انگڑائیاں لیتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا یار سپنوں کی رانی بن کر بشکل دلہن خواب میں زوجیت کے رشتہ سے منسلک ہوتا نظر آنے لگا۔ لیکن خواب بھی بالآخر خواب ہی ہے۔ آنکھ بند ہونے کے عالم میں نظر آنے والے سنہرے منظر آنکھ کھلتے ہی ھباءً منثورا ہو کر کافور ہو جاتے تھے اور دل مضطر کو بے قراری کی شدت اور اذیت پہنچاتے تھے۔ صبر وتحمل کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا اور ایک وقت وہ آیا کہ پیمانہ چھلک گیا۔ پھر کیا ہوا؟

بھری محفل میں گنگوہی صاحب نانوتوی صاحب کو ایک چارپائی پر.....؟

⊙ قارئین کرام پہلے مندرجہ ذیل حکایت کا بغور مطالعہ فرمائیں:-

حکایت: ۳۰۵ "حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب عم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہیؒ اور نانوتویؒ کے مرید وشاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرمائے (۸)۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو مولانا بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو" حاشیہ

(۸) کچھ توجہات تھی جس پر نانوتوی صاحب شرما گئے وگرنہ وہ گنگوہی صاحب کو منع کیوں کرتے؟ (ابو معاویہ)

حکایت = ۳۰۵۔ اس سے زیادہ خودداری کی فنا کی نظیر کیا ہوگی۔ کیا اہل تصنع ایسا کر سکتے ہیں۔ ان پر تو یہ موت سے زیادہ گراں ہے اور مولانا گنگوہی کا یہ حال تھا کہ رنگ فنا تجلت پر غالب تھا اور مولانا نانوتوی کا یہ کمال تھا کہ تجلت پر فنا کو مجاہدے سے غالب کر دیا۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست۔

(۱) ''حکایات اولیاء''، از: مولوی اشرف علی تھانوی، مع اشرف التنبیہ وحاشیہ، ناشر: زکریا بک ڈپو، دیوبند، ضلع: سہارنپور (یوپی)، حکایت نمبر: (۳۰۵)، ص: (۲۷۳)

(۲) ''ارواح ثلاثہ''، از: مولوی اشرف علی تھانوی، باہتمام: مولوی ظہور الحسن کسولوی، ناشر: کتب خانہ امداد الغرباء۔ سہارنپور (یوپی)، حکایت نمبر: (۳۰۵)، ص: (۲۸۹)

وھابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے نام نہاد ''حکیم الامت'' اور ''مجدد'' مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اس واقعہ کو روایت فرماتے ہیں، (۹) یہی ایک بات ہی اس واقعہ کی صحت کیلئے دیوبندی مکتبہ فکر کیلئے کافی ہے۔ لیکن تھانوی صاحب اس واقعہ کے صحیح ہونے کے ثبوت میں اپنی جماعت کے دو معتبر راویوں کا حوالہ پیش کر رہے ہیں اور ان دونوں راویوں نے کسی سے سن کر نہیں بلکہ بھری مجلس میں حالت بیداری میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد روایت کیا ہے۔ ان کی حیثیت تھانوی صاحب کے نزدیک ''ثقہ راوی'' یعنی معتبر اور معتمد راوی کی ہے۔ یعنی انھوں نے جو واقعہ تھانوی صاحب سے روایت کیا اور ان سے سماعت کر کے تھانوی صاحب نے جو واقعہ کتاب میں بیان کیا ہے وہ سو فیصد (100%) سچا واقعہ ہے۔ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے، کسی کا گھڑا ہوا یا گپ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی اور سچ مچ وقوع پذیر معاملہ ہے۔ جس کے سچ ہونے میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ کا امکان نہیں۔ اسی لئے تو واقعہ بیان کرنے سے پہلے تھانوی صاحب نے معتبر راویوں کے نام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب، عم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا کہ'' کیا بیان فرمایا؟

''ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید وشاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے'' یعنی جو معاملہ وقوع پذیر ہوا، وہ تنہائی میں، بند کمرے میں نہیں ہوا بلکہ برسر عام یعنی کھلم کھلا ہوا ہے۔ انجان اور پرائے لوگوں کے سامنے نہیں ہوا ہے بلکہ

(۹) اس شرمناک واقعہ کو مولوی محمد اقبال دیوبندی خلیفہ مولوی زکریا کاندھلوی نے اپنی کتاب ''اکابر کا تقویٰ'' میں بھی بیان کیا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن کے اکابر کا تقویٰ ایسا شرمناک ہے ان کا گناہ کس قدر بھیانک ہوگا (ابو معاویہ)

اپنے خاص الخاص احباب یعنی مریدوں اور شاگردوں کی موجودگی میں ہوا ہے۔ صرف دو پانچ یا دس بارہ مرید و شاگرد کے سامنے نہیں ہوا ہے بلکہ بقول تھانوی صاحب ''مرید وشاگرد سب جمع تھے'' یعنی جمعیت طلبہ اور حلقۂ مریدین سب کے سب جمع تھے۔ ان مریدوں اور شاگردوں کے پیر صاحب اور استاد محترم بھی یک روح دو قالب کی حیثیت سے موجود تھے۔ یعنی گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب بھی اس محفل میں جلوہ افروز تھے۔

گنگوہی صاحب کی محبت کا سفر اور اس کی انتہاء:

گنگوہی صاحب طالب علمی کے زمانہ سے نانوتوی صاحب سے جسم وروح کا تعلق رکھتے تھے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محبت میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ گنگوہی صاحب کو خواب میں ایسے مناظر نظر آنے لگے کہ نانوتوی صاحب دلہن بنے ہوئے ہیں اور گنگوہی صاحب کا نکاح نانوتوی صاحب (صاحبہ) سے ہوا۔ رشتۂ زوجیت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے دونوں کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچا۔ جیسا کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ گنگوہی صاحب کے تخیل اور تصور میں نانوتوی بیگم کا وجود ایسا چھایا ہوا تھا کہ فنائیت کی منزل عبور کر چکا تھا۔ آج شاگردوں اور مریدوں سے کھچا کھچ بھری محفل میں نانوتوی صاحب کی موجودگی نے دل کے خاموش اور سوئے ہوئے ارمانوں کو اتنا زور سے جھنجھوڑا کہ گنگوہی صاحب کے صبر وتحمل کا پیمانہ چھلک گیا اور بقول شاعر۔

بنتی نہیں ہے صبر کو رخصت کئے بغیر — کام ان کی بے قراری کا ہوں سے پڑ گیا

صبر وتحمل کا دامن گنگوہی صاحب کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ بلکہ ''پیار کیا، تو ڈرنا کیا؟'' والا معاملہ ہو گیا۔ اب تک جس کی محبت کا چھپ چھپ کر دم بھرتے تھے اور ہجر کی آگ میں اپنے دل کو جلاتے تھے بلکہ بھونتے تھے اور بیچ بیچ جو دھواں اٹھتا تھا، اس سے دم گھٹتا تھا۔ عرصہ دراز سے اس گھٹن کو ضبط کر کر کے اکتا گئے تھے۔ دل میں امنڈتے ہوئے ارمانوں کے سمندر کو آج تک قابو میں رکھا۔ لوگوں اور سماج کے پاس ولحاظ نے شرم وحیاء کے دائرے میں محدود اور مقید کر رکھا تھا اور ''جو ہم والے کے پھوٹے کرم'' اور ''شرم ہی شرم میں کام تمام ہوا'' والی امثال پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے لقائے محبوب سے محروم ومایوس ہی رہا۔ لہٰذا اب ''شرم چہ کنی ست کہ پیش مرداں آید'' والی مثل کو اپنائے بغیر چارہ نہیں کب تک ''دم گھٹ گھٹ کر رہنا'' پر عمل کر کے

صبر وتحمل کی کلفت برداشت کروں؟ اب تو "حیا آنکھوں سے دھوڈالنا" اشد ضروری ہوگیا ہے۔ مرید اور شاگرد بڑی تعداد میں موجود ہیں تو کیا ہوا؟ انھیں بھی سچی محبت کا درس سکھادوں اور باور کرادوں کہ سچی محبت کرنے والے کسی سے بھی نہیں ڈرتے۔

نانوتوی کی محبت کے نشے میں سرشار گنگوہی صاحب نے بھری محفل میں اپنے مریدوں اور شاگردوں کی موجودگی میں اپنی بیباک، محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نانوتوی صاحب سے عام لہجہ میں نہیں بلکہ بقول تھانوی صاحب "محبت آمیز لہجہ میں فرمایا" یعنی محبت سے بھرے ہوئے انداز میں حکم دیا۔ محبت اور حکومت سے مرکب حکم صادر فرمایا۔ جیسے کوئی شوہر اپنی فرمانبردار جورو کو حکم دیتا ہے۔ حکم کیا تھا؟ "یہاں ذرا لیٹ جاؤ" ہائے ہائے۔ توبہ توبہ (۱۰) لیٹ جاؤں اور وہ بھی بھری محفل میں؟ مرید اور شاگرد سے بھری ہوئی محفل میں کیوں کر لیٹوں؟ میں تو مارے شرم کے مرہی جاؤں۔ ایسی بے حیائی اور بے شرمی مجھ سے نہیں ہوسکتی۔ لہذا نانوتوی صاحب "کچھ شرما سے گئے"

(۱۱) شرم کی وجہ سے نہیں لیٹے۔ لیکن گنگوہی صاحب نے تو یہی ٹھان لیا تھا کہ کچھ بھی ہو، آج تو خوابوں کی ملکہ بیگم نانوتوی کو بھری محفل میں لیٹا کر ہی رہوں گا۔

پہلی مرتبہ محبت آمیز لہجہ میں لیٹ جانے کا حکم دیا۔ مگر نانوتوی صاحب شرما کر رہ گئے اور حکم کی تعمیل

---

(۱۰) دیوبندی حضرات کے امام مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی کہتے ہیں کہ اس طرح کے کام معمر (عمر رسیدہ) بزرگوں سے متصور نہیں (ملخصاً تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر، ص ۷۰، مکتبہ صفدریہ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ) تو اس کا جواب یہ ہے کہ بچوں کے سچے نبی صادق ﷺ کا یہ فرمان بھی ذہن نشین رہے کہ "بوڑھے کا دل دو چیزوں کی آرزو میں ہمیشہ جوان رہتا ہے (۱) حب الدنیا یعنی دنیا کی محبت (۲) وطول الامل یعنی خواہش کی درازی میں۔ (صحیح بخاری، ج ۴، ص ۲۲۴، رقم الحدیث: ۶۴۲۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت) یہاں آپکے بزرگوں نے بدکرداری کے حوالے سے معمر بزرگوں سے بھی اعتماد اٹھنے کی مثال قائم کردی اور اس بات کو عملاً ثابت کردیا کہ بچپن اور پچپن یکساں ہوتے ہیں۔ جو خواہش اور کام طالب علمی کے زمانے سے جاری وساری تھا اور عادت بد بن چکا تھا وہی عادت بڑھاپے میں بھی جوان کی جوان ہی رہی اور یاد رہے کہ عادت فطرت ثانیہ کہلاتی ہے، بدی کی خواہش بڑھاپے میں بھی جوان رہ سکتی ہے اور یہ بات حدیث سے صاف ظاہر ہے، کہتے ہیں بندر چاہے جتنا بوڑھا ہوجائے پر قلابازی کھانا نہیں بھولتا۔ یہی حال دیو کے بندروں کا ہے (ابو معاویہ)

(۱۱) لیٹ جاؤں اور وہ بھی بھری محفل میں؟ مریدوں اور شاگردوں سے بھری ہوئی محفل میں کیوں کر لیٹوں؟ میں تو مارے شرم کے مرہی جاؤں۔ ایسی بے حیائی اور بے شرمی مجھ سے نہیں ہوسکتی۔ لہذا نانوتوی صاحب "کچھ شرما سے گئے"۔ (ابو معاویہ)

میں تامل کیا۔ لہذا اکرر حکم نافذ فرمایا۔ "مگر حضرت نے پھر فرمایا، تو مولانا بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے"۔ (۱۲) نانوتوی صاحب سمجھ گئے تھے کہ میاں اب ماننے والے نہیں۔ ان کی عادت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ ایک مرتبہ جس کام کی ٹھان لی وہ پوری کر کے ہی چھوڑیں گے۔ اپنی ضد پوری کر کے ہی رہیں گے۔ ہرگز ماننے والے نہیں۔ مجھ کو لیٹا کر ہی رہیں گے۔ لہذا شرمانا اور نازنخرے کرنا بیکار اور بے سود ہے۔ اب شرم وحیاء کا لبادہ اتار پھینک کر میں بھی اپنے عاشق کے شرارتی عشق کے رنگ میں رنگ جاؤں، یہی مناسب ہے بلکہ جنونِ عشق کا تقاضا بھی یہی ہے۔ یہ خیال کرتے ہوئے نانوتوی صاحب لیٹ گئے۔ محبت کے آداب واطوار بجالاتے ہوئے "بہت ادب کے ساتھ" لیٹ گئے۔ صرف "ادب کے ساتھ" نہیں بلکہ "بہت ادب کے ساتھ" واہ! کیا ادب ہے۔ کیا تعظیم ولحاظ ہے!!! عشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ادب و تعظیم کے تقاضوں کو نامناسب کہنے والے گروہ کے پیشوا عشق فاسد کے ادب واحترام کے تقاضوں کی بجا آوری میں کس قدر غلو سے کام لے رہے ہیں۔

نانوتوی صاحب کا چارپائی پر لیٹنے کا ادب:

نانوتوی صاحب بہت ادب کے ساتھ لیٹے اور کیسے لیٹے؟ بقول تھانوی صاحب "چت لیٹ گئے" یعنی عورت کی طرح۔ کیونکہ مرد وعورت جب ہمبستر ہوتے ہیں تو عورت ہمیشہ چت لیٹتی ہے۔ بستر میں مرد کے ساتھ ہوتے وقت عورت کی عادت اور ہیئت کو آشکارا کرتے ہوئے نانوتوی صاحب بھی چت ہی

---

(۱۲) غصہ نہیں آیا بلکہ شرم آئی اور وہ اس وجہ سے کہ لوگ بیٹھے ہیں، یہاں یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ نانوتوی صاحب کا معمول تھا۔ شرم کی وجہ سے نہیں لیٹے۔ لیکن گنگوہی صاحب نے تو یہی ٹھان لیا تھا کہ کچھ بھی ہو، آج تو خوابوں کی ملکہ بیگم نانوتوی کو بھری محفل میں لیٹا کر ہی رہوں گا۔ پہلی مرتبہ محبت آمیز لہجہ میں لیٹ جانے کا حکم دیا۔ مگر نانوتوی صاحب شرما کر رہ گئے اور حکم کی تعمیل میں تامل کیا۔ لہذا اکرر حکم نافذ فرمایا۔ "مگر حضرت نے پھر فرمایا، تو مولانا بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے"۔ پہلے انکار پھر اقرار آخر وجہ کیا ہے اس فرمانبرداری کی؟ وجہ یہ ہے کہ پہلے تو مارے شرم کے نانوتوی صاحب بھول گئے مگر پھر اچانک یاد آیا کہ یہ وہی گنگوہی صاحب ہیں جو فرماتے ہیں "سن لو حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر" (تذکرۃ الرشید، ۲ ج، ۷۱ ص، مطبوعہ ادارہ اسلامیات) تو فوراً خیال آیا کہ مجھ (نانوتوی) پر حضرت والا (گنگوہی) کی اتباع کرنا انکا حکم ماننا فرض ہے ورنہ میری نجات نہیں ہوگی تب انکار کو اقرار میں بدلنا پڑا۔ (ابو معاویہ)

لیٹے۔ پھر کیا ہوا؟

"حسن حفاظت کرتا ہے اور جوانی سوتی ہے"

کے مطابق نانوتوی صاحب کی دلفریب، دل بستہ، دل آرا، دل پذیر، دل چسپ اور دل نشین ادا دیکھ کر گنگوہی صاحب کی حالت "دل ہی جانتا ہے۔ دل ہی کو معلوم ہے" کی طرح ہوگئی۔ اب دل اپنے قابو میں نہیں۔ بقول شاعر "جب شمع کا شعلہ لہرایا۔ اُڑ کے چلا پروانہ بھی" کے مطابق گنگوہی صاحب بھی اُڑ چلے اور بقول تھانوی صاحب "حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے"۔ بھری محفل میں محبّ و محبوب یا پھر عاشق و معشوق کہو دونوں اب ایک ہی چارپائی پر موجود ہیں۔ وصل محبوب اور لقاء معشوق کے حسین لمحات رونما ہو رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب گویا اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گئے۔ مرادِ قلبی حاصل ہوگئی۔ دل کے ادھورے ارمان پورے ہونے کا سنہرا موقعہ آگیا۔ آرزو اور حسرت کی تکمیل کی سعادت میسّر ہو چکی۔ طالب علمی کے زمانے کا ہم سبق یار اب ہم بستر ہے۔ دل کا کنول کھل گیا اور دل کی آگ بجھانے کی گھڑی آپہنچی۔ چارپائی پر لیٹتے ہی گنگوہی صاحب نے "مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا" خوش نصیب ہوگئے گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب کے وہ مرید اور شاگرد جنہوں نے بھری محفل میں مشترکہ طور پر اپنے استاد و مرشد کے "اَمر بَرِیم" کا منظر اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی۔ قابل صد مبارک باد ہیں وہ طلبہ اور مریدین اور ساتھ میں رسوائے زمانہ کتاب "مطالعۂ بریلویت" کے مصنف پروفیسر خالد محمود صاحب ما چسٹروی جنھیں ایسے دو پیشواؤں کی اتباع کا شرف حاصل ہے، جو ہم جنسی الفت و رغبت کی ایسی اعلیٰ منزل پر متمکن تھے جہاں پہنچ کر وہ اس حدیث شریف کے کامل مصداق اور مثل بن گئے کہ "اذا لم تستح فاصنع ماشئت" یعنی "جب تو بے حیا ہو گیا، تو جو چاہے کر" اور واقعی گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب نے وہ کر دکھایا، جس کو پڑھ کر بھی ایک غیرت مند اور مہذب شخص کا سر مارے شرم کے جھک جائے۔

گنگوہی صاحب نے چارپائی پر لیٹنے کے بعد نانوتوی صاحب کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ نانوتوی صاحب کے سینے پر رکھ دیا۔ ان کا ہاتھ رکھنا کچھ اس انداز کا تھا کہ جیسے ایک عاشق صادق اپنی معشوقہ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایسی کوئی حرکت کرے جو باعث لذّت و تسکین قلب ہو۔ گنگوہی صاحب نے ایسا کیا کیا کیا؟ وہ تو چشم دید شاہد کی حیثیت سے ان کے مرید اور شاگرد ہی جانیں، لیکن "قیاس کن زگلستانِ من

بہار مرا" یعنی "میرے گلستاں سے میری بہار کا قیاس کر" والی مثل سے موجودہ حالت سے کنندہ حالت کا اندازہ ہوتا ہے کے مطابق گنگوہی صاحب نے ایسی کوئی حرکت کی ہو، ایسا امکان اور غالب گمان ہے۔ اسی لئے تو نانوتوی صاحب کے سینے (چھاتی) پر ہاتھ رکھنے کی گنگوہی صاحب کی حرکت کو تھانوی صاحب یوں بیان فرماتے ہیں کہ "جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے"۔

گنگوہی صاحب اپنا ہاتھ نانوتوی صاحب کے سینے پر رکھنے کے بعد خاموش اور بے حرکت نہیں پڑے رہے بلکہ انھوں نے کچھ ایسی نازیبا اور بے حیائی کی حرکتیں شروع کر دیں، جو باعث شرم و خجلت ہو۔ گنگوہی صاحب کی وہ شرم و حیا سے عاری حرکتیں ایک دو مرتبہ کی نہ تھیں بلکہ متعدد مرتبہ کی تھیں۔ کیونکہ بقول تھانوی صاحب "مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو، یہ لوگ کیا کہیں گے"، یعنی گنگوہی صاحب نے چارپائی پر لیٹنے کے بعد نانوتوی صاحب کی طرف کروٹ لے کر ایسی حرکتیں کرنی شروع کر دیں کہ نانوتوی صاحب بھی مارے شرم کے پانی پانی ہو گئے اور گنگوہی صاحب کی عاشقانہ حرکتیں مسلسل جاری تھیں اور رکنے کا نام نہیں لیتی تھیں۔ لہذا نانوتوی صاحب عاجزی کرتے ہوئے "ہر چند" اپنے "میاں" کو سمجھاتے تھے اور روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہتے تھے کہ "میاں کیا کر رہے ہو"۔ نانوتوی صاحب ہر چند یعنی بہتیرا فرماتے رہے کہ میاں کیا کر رہے ہو؟ اپنے میاں کو جنون عشق کے جوش سے ہوش میں لانے کیلئے نانوتوی صاحب ہر مرتبہ ٹوکتے تھے کہ یہ کیا حرکت کرتے ہو؟ اور ہوش میں لانے کیلئے مریدوں اور شاگردوں کی موجودگی کا احساس دلاتے ہوئے کہتے تھے کہ "یہ لوگ کیا کہیں گے"

مگر گنگوہی صاحب نہ مانتے تھے اور نہ ہی رُکتے تھے۔ بڑی مشکل سے ایسا سنہرا موقع ہاتھ لگا تھا۔ بھاڑ میں جائے دنیا۔ ان لوگوں کا لحاظ کر کے ہاتھ لگی دولت عشق کے خزانے سے ہاتھ روک لوں ایسا کم ظرف و کم حوصلہ تو میں نہیں۔ اُو میری نانوتوی بیگم! ان لوگوں کے کہنے کا خیال مت کرو۔ صرف میرا خیال کرو۔ میری کیا حالت ہے، وہ تو ذرا دیکھو۔ بقول شاعر:-

کب سے سلگ رہی ہے جوانی کی گرم رات — زلفیں بکھیر کر میرے پہلو میں آیئے

اس شعر کے مصرعۂ ثانی کو اس طرح بدل دو کہ:-

"داڑھی بکھیر کر میرے پہلو میں آیئے"

لوگوں کو کہنے دو:

گنگوہی صاحب نے نانوتوی صاحب کی ایک نہ سنی۔ بیچارے نانوتوی صاحب! ہر چند کہتے رہے کہ میاں! شرم کرو۔ ایسی حرکت سے باز آؤ۔ ہم دونوں کے مرید اور شاگرد موجود ہیں اور ہمارے عشق کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ذرا ان کا خیال اور لحاظ کرتے ہوئے ایسا ویسا مت کرو۔ خلوت میں کرنے کی حرکتیں جلوت میں مت کرو (۱۳) یہ لوگ کیا کہیں گے؟ مگر گنگوہی صاحب پر ایسی جنونی کیفیت اور دیوانگی طاری تھی کہ شرم وحیا اور کو بالائے طاق رکھ کر فرمایا کہ "لوگ کہیں گے، کہنے دو" (۱۴) گنگوہی صاحب کو اس کی قطعاً پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اگر کچھ کہیں گے بھی تو بعد میں دیکھا جائیگا۔ اس وقت ان سب خطرات کا خیال کر کے مزہ کرکرا نہیں کرنا۔ اس وقت تو محبت کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں ڈوب جانے دو۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ مذکورہ بالا خانقاہ گنگوہ کی حکایت کے ضمن میں مندرج "حاشیہ حکایت" اور دیگر اہم نکات کی طرف اپنی توجہ مرکوز فرمائیں۔ جو اختصاراً حسب ذیل ہیں:-

تھانوی صاحب کا حاشیہ:

---

(۱۳) گنگوہی صاحب نے نانوتوی صاحب کی ایک نہ سنی۔ بیچارے نانوتوی صاحب! ہر چند کہتے رہے کہ میاں! شرم کرو۔ لوگوں کے سامنے ایسی حرکت سے باز آؤ۔ ہم دونوں کے مرید اور شاگرد موجود ہیں اور ہمارے عشق کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ذرا ان کا خیال اور لحاظ کرتے ہوئے ایسا ویسا مت کرو۔ خلوت میں کرنے کی حرکتیں جلوت میں میں مت کرو خدا کی پناہ! جب جلوت میں یہ حال تھا تو خلوت میں کیا کیا ہوتا رہا ہوگا؟ جلوت کی یہ کہانی تھانوی کی زبانی باہر آ ہی گئی تو قارئین اندازہ لگائیں کہ جب جلوت میں گنگوہی صاحب کی بے شرمی کا یہ جلوہ ہے تو خلوت میں۔۔۔؟؟؟؟ (ابو معاویہ)

(۱۴) یہ لوگ کیا کہیں گے؟ مگر گنگوہی صاحب پر ایسی جنونی کیفیت اور دیوانگی طاری تھی کہ شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر فرمایا کہ "لوگ کہیں گے، کہنے دو" خیال رہے کہ یہ گنگوہی صاحب کا حکم ہے "لوگ کہیں گے کہنے دو" اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ گنگوہی صاحب کی زبان سے نکلنے والی بات دیوبندیوں کے نزدیک حق ہوتی ہے، لہٰذا یہ راز فاش ہوتے ہی لوگوں نے ان حرکات پر بولنا شروع کر دیا اور بالآخر گنگوہی صاحب کے منہ سے نکلی ہوئی بے حیائی کی قے (Vomiting) لعن وطعن کی صورت میں آج انکی دیوبندی امت چاٹ رہی ہے۔ لہٰذا کہنے والوں کو کہنے کا حق خود گنگوہی صاحب نے دیا ہے، اسلئے دیوبندیوں کو اس پر بالکل برا نہیں منانا چاہئے بلکہ گنگوہی صاحب کی طرح بے حیاء بن کر انکی اتباع کی جائے ورنہ دیوبندیوں کی نجات مشکل ہے۔ (ابو معاویہ)

تھانوی صاحب کی تالیف کردہ کتاب "حکایات اولیاء" جس کا پرانا نام "ارواح ثلاثہ" ہے، اس کتاب میں تھانوی صاحب نے ان لوگوں کے حالات زندگی کے اہم واقعات بیان فرمائے ہیں۔ جن کو وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے لوگ دینی پیشوا، ولی، بزرگ، مقتدا، رہنما، ہادی اور معتبر ومعتمد عالم دین مانتے ہیں۔ ان کے حالات زندگی اور سوانح کی اشاعت کا اصل مقصد یہی ہے کہ ان کے حالات زندگی پڑھ کر لوگ نصیحت حاصل کریں، ان کے نقش قدم پر چلیں اور اپنی زندگی کو سنواریں۔ خانقاہ گنگوہ کا مذکورہ واقعہ پڑھ کر لوگ کیا نصیحت حاصل کریں گے؟ ان کے نقش قدم پر چل کر کیا فلاح اور ہدایت پائیں گے؟ اور خانقاہ گنگوہ میں بھری محفل میں نانوتوی صاحب کے ساتھ گنگوہی صاحب کا ایک چارپائی پر لیٹنے والی عشقیہ داستان پڑھ کر لوگ کیا سبق حاصل کریں گے؟ اور کونسی فلاح اور ہدایت پائیں گے؟ بلکہ اس کے برعکس مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے افراد ایسے فحش واقعہ کو پڑھ کر مزید جری ہوں گے اور یہ کہہ کر اعلانیہ طور پر ارتکاب ذنوب میں مبتلاء ہوں گے کہ جب مولوی لوگ ایسی حرکت بھری محفل میں کر سکتے ہیں تو ہم کس کھیت کی مولی ہیں جب دیندار اور مذہبی پیشوا کے منصب پر فائز حضرات ایسے فعل قبیح کو بلا جھجک کرتے ہوئے شرماتے نہیں، تو ہم تو پکے دنیادار ٹھہرے۔

علاوہ ازیں اسلام دشمن طاقتیں اور میڈیا جو اسلام کی خوبیوں اور اچھائیوں پر بھی بے تکے اور بے جوڑ اعتراضات کر کے اسلامی تقدس کو داغدار کرنے کی سعی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے، اگر ان کے ہاتھوں خانقاہ گنگوہ میں علانیہ طور پر کی گئی فحش حرکت آ گئی، تو وہ اسلام دشمن افراد اس میں مرچ مصالحہ ملا کر عالمی پیمانے پر تشہیر کر کے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام وذلیل کرنے میں کسی قسم کی کوئی کمی باقی نہیں رکھیں گے؟ بلکہ ہم جنسی تعلقات (Homosexual) کے دلدادہ تو اس واقعہ کو بطور سند پیش کریں گے کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا بھی ہماری طرح ہم جنس پرستی کے شوقین تھے۔

⊙ کیا خانقاہ گنگوہی کا واقعہ اس قابل ہے کہ اسے مذہبی کتاب میں جگہ دی جائے اور اسے شائع کیا جائے؟ ہرگز نہیں۔ لیکن برا ہو شخصیت پرستی اور اندھی عقیدت کا کہ دیوبندی مکتبہ فکر کے بے خرد مصنفین نے ایسے فحش اور حیاء سوز واقعہ کو لکھ مارا اور بے عقل ناشرین نے اسے چھاپ کر مشتہر کر دیا۔ گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب نے خلوت میں کرنے کا کام جلوت میں کر ڈالا اور ان کے بیوقوف متبعین نے اسے چھپا

نے کے بجائے چھاپ دیا۔

⊙ حیرت تو اس بات پر ہے کہ خانقاہ گنگوہ کا فحش حادثہ صرف چھاپ کر ہی چھپے سبکدوش نہیں ہو ئے بلکہ ایسی فحش حرکت کو اپنے پیشوا کی خوبی اور کمال میں کھپانے کی مذموم کوشش کرتے ہوئے حکایت نمبر (۳۰۵) لکھنے کے بعد "حاشیہ حکایت (۳۰۵)" لکھ کر اپنے دل پھینک عاشق پیشواؤں کے کمال کے گیت گاتے ہوئے بے سُرے اور بے ڈھنگے راگ الاپے ہیں۔ حاشیہ حکایت میں لکھا ہے کہ "اس سے زیادہ خودداری کی فنا کی نظیر کیا ہوگی" اس جملہ کو وضاحت سے سمجھیں۔ خودداری کے معنی لغت میں ○ رکھ رکھاؤ یعنی تکلف، خاطرداری ○ غیرت ○ عزت (فیروز اللغات، ص:۵۹۹) وارد ہیں یعنی اس جملہ کے ذریعہ گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب کی غیرت وعزت اور خاطرداری کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے کہ ہمارے یہ دونوں پیشوا ایسی عظیم عزت اور غیرت والے تھے کہ انھوں نے بھری محفل میں اپنی غیرت اور عزت کا جنازہ نکال کر ایک ایسا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے کہ اس کی کوئی "نظیر" یعنی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ واہ! کیا بے شرمی ہے!!! خانقاہ گنگوہ میں عاشق ومعشوق کا رول ادا کرتے ہوئے گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب بھری محفل میں ایک چارپائی پر لیٹے۔ اپنے شاگردوں اور مریدوں کی موجودگی میں ایک چارپائی پر گنگوہی صاحب کے ساتھ لیٹنا اور گنگوہی صاحب کا "عاشق صادق" کی طرح برتنا، ایسا گھناؤنا اور قبیح کام تھا کہ خود نانوتوی صاحب بھی شرماتے تھے اور اپنے "میاں" گنگوہی صاحب کو روکنے کی کوشش کرتے تھے اور شاگرد و مرید کی موجودگی کا احساس دلا کر کنٹرول (Control) کرنے کی سعی تمام کرتے تھے۔ مگر گنگوہی صاحب جنونِ عشق کے جوش میں ایسے بے خود تھے بلکہ ایسے بے غیرت و بے شرم بن گئے تھے کہ حاضرین مجلس کی موجودگی کو بھی خاطر میں نہ لائے اور جو کچھ کرنے کا عزم وارادہ اپنے چنچل من میں ٹھان رکھا تھا، اُس سے باز نہ آئے۔ المختصر! گنگوہی صاحب نے حیاء آنکھوں سے دھوڈال کر بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی اور بے لحاظی کا ایسا فاش مظاہرہ کیا کہ جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ ایسی بے حیائی کے ارتکاب سے اُن کی عزت میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ عزت کا دیوالہ نکل گیا۔ لیکن افسوس کہ دیوبندی پیشواؤں کے چھپے چھپائی گیری کا حق ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے زیادہ عزت وآبرو کی فنا کی نظیر کیا ہوگی۔

⊙ اپنے بے شرم پیشواؤں کے بے شرمی پر مشتمل ارتکاب پر نادم اور خجلت زدہ ہونے کے

بجائے فخر کیا جارہا ہے۔ صرف فخر کر کے جی نہیں بھرا تو اُن لوگوں کی توبیخ اور ملامت کی جارہی ہے، جو واقعی میں غیرت مند، نیک خصلت اور مہذب ہیں۔ ذرا عبارت کے تیور ملاحظہ فرمائیں۔ "کیا اہل تصنع ایسا کر سکتے ہیں۔ ان پر تو یہ موت سے زیادہ گراں ہے" یعنی خانقاہ گنگوہ میں بھری محفل میں گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب نے ایک چارپائی پر لیٹ کر جو کہ دکھایا ہے، ایسا کارنامہ انجام دینا اور کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو صرف ہمارے گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب کا ہی حوصلہ اور بے باک جگر تھا، جو کھلم کھلا پریم کا ناٹک رچایا۔

عبارت میں غیرت مند، باحیا، باشرم، مہذب، نیک خصلت وطینت، پارسا، متقی، پرہیزگار اور صالح لوگوں کو "اہل تصنع" یعنی بناوٹ کرنے والے، مکروفریب کرنے والے، دکھاوا کرنے والے، نیک اور متقی ہونے کا ڈھونگ رچانے والے کہا گیا ہے۔ یعنی ہمارے دو عظیم پیشواؤں نے خانقاہ میں بھری محفل میں بے خوف وخطر جو کچھ کر دکھایا ہے، ایسا اہل تصنع نہیں کر سکتے۔ "ان پر تو یہ موت سے زیادہ گراں ہے" واقعی سچ ہے۔ عزت وآبرو والا شخص ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کو اپنی عزت پیاری ہوتی ہے۔ بے شرمی کا کام کر کے عزت کو خاک میں ملانا، اس سے بہتر مرجانا ہے۔ جب عزت گئی تو زندگی کی لذت ہی گئی۔ باغیرت باحیاء گروہ کو طعنہ دیا جارہا ہے کہ اے عزت وآبرو کے متوالو! تم نے عزت اور غیرت کا لبادہ اُوڑھ رکھا ہے اور آبرودار بن کر سماج میں گھوم رہے ہو۔ لیکن تم عشق میں فنا ہونے کی سعادت سے یکسر محروم ہو۔ تم نے غیرت اور لحاظ کا ڈھونگ اور دکھاوا کر رکھا ہے۔ تم مُروّت اور اخلاق کے دائرے میں مقید ہو کر عابد خشک ہو کر رہ گئے ہو۔ عشق کیا ہے؟ اور عشق میں فنا ہونا کیا ہے؟ اس سے تم یک لخت غافل اور انجان ہو۔ ایک عاشق صادق کے جذباتِ دل اور عشق میں فنا ہو جانے کا ولولہ تمہیں نصیب ہی نہیں ہوا۔ عشق کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں غوطہ زنی کا حوصلہ ہی تم میں مفقود ہے۔ تم کیا جانو عشق کے امنڈتے ہوئے طوفان کی طغیانی کیا ہوتی ہے؟ اگر تمہیں اس امنڈتے ہوئے سیلاب کی دھار میں پھینک دیا جائے تو تم ہرگز تیر نہ سکو بلکہ پانی کی چادر میں اوجھل ہو کر ڈوب جاؤ۔ دریائے عشق میں تیراکی کے فن سے تم ناواقف ہو۔ اس فن کے ماہرین تو ہمارے پیشوا گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب تھے۔ جنھوں نے غیرت اور آبرو کے کپڑے اُتار ڈالے اور عشق محبوب اور وہ بھی ہم جنس محبوب کے عشق نازیبا کے طوفانی سمندر میں چھلانگ لگادی۔ شاگرد اور مرید سے بھری

ہوئی مجلس کا لحاظ تک نہ کیا اور عشق میں فنا ہونا کیا ہے؟ اس کی مثال قائم کردی۔

⊙ بے حیائی اور بے شرمی پر مشتمل حکایت بیان کرنے کے بعد اس حکایت میں اہم کردار ادا کرنے والے خاص اداکار (Main Hero) گنگوہی صاحب کی فحش اداکاری کو داد دیتے ہوئے اور گنگوہی صاحب کی ایکٹنگ کو سراہتے ہوئے لکھا ہے کہ **"مولانا گنگوہی کا یہ حال تھا کہ رنگ فنا خجلت پر غالب تھا"** یعنی گنگوہی صاحب اپنے معشوق نانوتوی صاحب کے عشق میں ایسے اور اس قدر فنا تھے کہ ان کا **"رنگ فنا"** ایسا گاڑھا اور پکا تھا کہ خجلت یعنی شرم وندامت پر غالب ہوگیا تھا۔ نانوتوی صاحب کے عشق میں ایسے فنا تھے کہ شاگرد و مرید سے بھری محفل میں بھی انھیں ذرہ بھر شرم وغیرت لاحق نہ ہوئی۔ خجلت یعنی شرم وندامت کو "خیر باد" کہہ کر نانوتوی صاحب کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹ گئے، نانوتوی صاحب کی طرف کروٹ لی اور ایک عاشق صادق بلکہ ہجر و مفارقت کی آگ میں جلتا عاشق اپنے جسم وجگر کی پیاس بجھانے اور دل مضطرب کو تسکین دینے کیلئے لقائے معشوق کے وقت جذباتی اور مشتعل ہوکر از خود رفتگی کے عالم میں جو حرکت کرتا ہے۔ اس کا نمونہ پیش کردیا۔ یہاں تک کہ ان کی جذباتی کیفیت کی طغیانی دیکھ کر نانوتوی صاحب تلملا اُٹھے اور ایسا خوف محسوس کیا کہ اب یہ آہستہ آہستہ آگے بڑھیں گے۔ ہائے اللہ! میں تو مرہی جاؤں! اگر میرے "میاں" آگے بڑھے اور حد سے تجاوز کر گئے، تو قیامت تک میں اور میرے مرید وشاگرد کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہیں گے۔ بلکہ اس وقت اپنے مرید وشاگرد کے سامنے میری یہ حالت ہوگی کہ **"زمین پھٹ جائے اور میں سما جاؤں"** لہذا نانوتوی صاحب نے اپنے "میاں" گنگوہی صاحب سے جوش جوانی کا ولولہ ٹھنڈا کر کے حیا اور تہذیب کے ہوش میں آنے کیلئے یوں کہا کہ **"میاں کیا کر رہے ہو، یہ لوگ کیا کہیں گے"** لیکن مرید وشاگرد کے گروہ کی موجودگی سے شرم محسوس کرنا اور بھری محفل کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے جوش جوانی کے طوفان کو سرد اور معتدل کرنا گنگوہی صاحب جیسے عاشق صادق کے **"رنگ فنا"** کی شان کے خلاف تھا۔ کیا میں ایسا ڈرپوک اور بزدل ہوں جو ماحول کا لحاظ کر کے **"غیرت سے کٹ جاؤں"** اور ہاتھ آئی ہوئی سنہری گھڑی کو گنواں دوں؟ ارے شرم وغیرت کی تو ایسی ویسی۔ ہم تو اپنی من مانی کر کے ہی دم لیں گے۔ چاہے لوگ دیکھ رہے ہوں۔ ہمیں کیا فرق پڑتا ہے؟ **"ننگا سب سے چنگا"** والی مثل کے ہم مصداق ہیں۔ ہمیں کسی کا لحاظ کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ آج تو شاگردوں اور مریدوں کو بھی ہمارے عشق کا تماشا دیکھنے دو۔ آج

انھیں عشق میں فنا ہونے کا درس عملی طور پر (Practically) سکھادیں تاکہ وہ کبھی نہ بھولیں اور ہمیشہ یاد رکھیں۔ اپنے پیر اور استاد کا عملی طور پر سکھایا ہوا **"فنائے عشق"** کا سبق مستقبل میں مشعل راہ بن کر رہنمائی کریگا۔ ان پر بھی کبھی یہ دن آنے والے ہیں لہذا تب وہ اپنے پیر واستاد کے نقش قدم پر چل کر کامیابی اور کامرانی کی منزل تک بآسانی پہنچ جائیں گے۔

⊙ آخر میں ایک ایسا خطرناک جملہ لکھا ہے کہ **"اور مولانا نانوتوی کا یہ کمال تھا کہ خجلت پر فنا کو مجاہدے سے غالب کردیا"** یعنی مولوی قاسم نانوتوی کا ایک وصف وکمال بیان کیا جارہا ہے کہ انھوں نے خجلت یعنی شرم وحیاء پر فنا کا رنگ مجاہدہ کر کے غالب کردیا۔ اس حکایت نمبر (۳۰۵) کا جو حاشیہ لکھا گیا ہے، اس کا ماحصل یہ ہے کہ گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب دونوں کے اندر عشق میں فنا ہونے کا وصف اور حوصلہ تھا۔ لیکن ان دونوں کے اس وصف میں ایک فرق ہے۔ فرق کیا ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھنے کیلئے حاشیۂ حکایت نمبر (۳۰۵) کے جملوں کو بغور ملاحظہ فرمائیں:-

✪ گنگوہی صاحب کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"مولانا گنگوہی کا یہ حال تھا کہ رنگ فنا خجلت پر غالب تھا"

✪ نانوتوی صاحب کا وصف وکمال یوں بیان کیا ہے کہ:-

"مولانا نانوتوی کا یہ کمال تھا کہ خجلت پر فنا کو مجاہدے سے غالب کردیا"

یعنی گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب دونوں میں عشق میں فنا ہوکر شرم وحیاء (خجلت) پر غلبہ حاصل کر لینے کی خوبی تھی۔ یعنی وہ دونوں ایک دوسرے کے عشق میں ایسے فنا تھے کہ عشق ومحبت کے آداب اور قواعد وطریقے کی بجا آوری میں بالکل نہیں شرماتے تھے۔ یعنی ایسے بے حیاء اور بے شرم تھے کہ شاگردوں اور مریدوں کی موجودگی میں دونوں ایک چارپائی پر ساتھ لیٹ گئے اور عاشق ومعشوق کا ڈرامہ کر دکھایا۔ لیکن پھر بھی ان دونوں کی بے شرمی اور بے حیائی میں عظیم فرق تھا۔ گنگوہی صاحب میں **"رنگ فنا خجلت پر غالب تھا"** یعنی گنگوہی صاحب کی تو پہلے ہی سے بے شرمی وبے حیائی کی خصلت تھی۔ ان کی طبیعت وعادت ہی تھی کہ وہ دل پھینک عاشق کی طرح کسی پر فریفتگی کے معاملے میں ڈرتے اور شرماتے نہیں تھے۔ عشق میں ایسے فنا ہوجاتے تھے کہ شرم وحیاء کو پاس آنے ہی نہ دیتے تھے اور **"شرم والے کے چھوٹے کرم"** والی مثل پر عمل کر کے اپنے

ارمان دل کو پورا کرنے میں کسی کا لحاظ اور جھجک محسوس نہیں کرتے تھے۔ ان میں فنا کا رنگ پہلے ہی سے موجود تھا اور وہ رنگ ایسا پختہ تھا کہ فوراً تجلت پر غالب آجاتا تھا۔ کسی پر فنا یعنی وارفتہ ہو جانے کا رنگ ان کی عادت میں تھا۔ شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ کر وارفتگی اور فریفتگی کا مظاہرہ بے خوف وخطر کرتے تھے۔ یہ ان کی عادت اور فطرت تھی۔

لیکن!!!

شرمیلے نانوتوی صاحب:

⊙ نانوتوی صاحب عادۃً شرمیلے تھے۔ لیکن ان کو بھی شرم وحیاء کا دامن چاک کرنا پڑا۔ طالب علمی کے زمانے کی یعنی بچپن کی محبت کو دل سے بھلا دینا آسان نہیں۔ بوڑھے ہو گئے تو کیا ہوا؟ سینے میں مستور دل تو "ابھی تو میں جوان ہوں" کی صدا بلند کر رہا ہے۔ ماضی میں ساتھ بسر کیے ہوئے دنوں کی یاد سے تو "دل ڈانواں ڈول ہوتا ہے"۔ لیکن ہائے! مجبوری۔ میں دیوبندی جماعت کا مقتدا اور پیشوا ہوں۔ سینکڑوں کی تعداد میں شاگرد اور مرید ہیں۔ استاد و پیر کے منصب پر فائز ہوں۔ سماج اور معاشرہ کا لحاظ اجازت نہیں دیتا کہ اپنے عاشق صادق کا ساتھ نبھاتے ہوئے کھلم کھلا اور اعلانیہ طور پر پریم کا کھیل کھیلوں۔ میں آداب، تہذیب اور فنا در عشق کے درمیان بری طرح پھنس گیا ہوں۔ محبوب کے جذبات دل کا پاس رکھوں تو تہذیب و اخلاق کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہے اور اگر شرم وحیاء کا پُتلا بنوں تو محبوب کا قلب پاش پاش ہوتا ہے۔ کس کو اہمیت اور ترجیح دوں ؟ حالانکہ خود میرا دل بھی محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے کا خواہش مند ہے۔ آج کل کی تازہ محبت تو ہے نہیں کہ التفات نہ کیا جائے بلکہ بہت پرانی اور انوٹ محبت ہے۔ مگر میں بھی عادت سے مجبور ہوں۔ شرمانا میری عادت اور خصلت ہے۔ عشق میں فنائیت کا رنگ پیدا کر کے عشق کا رنگ جمانے میں میری شرمیلی عادت مانع ہے۔ کیا کروں؟

ہاں ہاں! وہی کروں جو میرا محبوب چاہتا ہے۔ انجام چاہے کچھ بھی ہو، مجھے وہی کرنا ہے جو "میاں" چاہتے ہیں۔ میاں نے حکم دیا ہے کہ میں شاگرد اور مرید سے بھری ہوئی محفل میں چارپائی پر لیٹ جاؤں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ شرم وحیاء کی زنجیروں نے پاؤں جکڑ رکھے ہیں۔ غیرت اور لحاظ نے دامن پکڑ کر کھینچ رکھا ہے۔ محبوب کے حکم کی نہ تعمیل ہو سکتی ہے اور نہ ہی تأمل۔ البتہ محبوب کا حق یہی ہے کہ اس کے حکم کی بجا

آوری کر کے اُسے شاد وخرم کروں۔ چاہے مجھے بدلنا ہی پڑے۔ میری خُو کو تبدیل کرنا پڑے۔ اور واقعی نانوتوی صاحب نے وہ کر دکھایا۔ بقول تھانوی صاحب۔

"مولانا نانوتوی کا یہ کمال تھا کہ تجلت پر فنا کو مجاہدے سے غالب کر دیا"

یعنی نانوتوی صاحب نے اپنے کو گنگوہی صاحب کا "ہم رنگ" بنانے کیلئے "مجاہدہ" کیا۔ اب ہم مجاہدہ کے لغوی معنی دیکھیں اور مجاہدہ کیا ہے؟ اس پر بہت ہی اختصار کے ساتھ گفتگو کریں۔ "مجاہدہ" کے لغوی معنی ⊙ جدوجہد ⊙ جاں فشانی ⊙ نفس کشی یعنی خواہش کو مارنا ⊙ ریاضت وغیرہ (حوالہ: فیروز اللغات، ص: ۱۲۰۵)۔ نفس کشی یعنی نفس کو مارنے کیلئے اولیاء کرام اور صوفیائے عظام نے بڑے بڑے مجاہدے کیے ہیں۔ تصوّف میں مجاہدے کی بڑی ہی اہمیت ہے۔ راہ تصوف میں قدم رکھنے والے کو سب سے پہلے نفس کشی اور خواہشات پر قابو رکھنے کی تاکید کی جاتی ہے اور اسی سے تعلق رکھنے والے عملیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مثلاً قلّت طعام ومنام یعنی کم کھانا، اور کم سونا، مسلسل روزے رکھنا، شب بھر بیدار رہ کر عبادت و ریاضت کرنا، بالکل سادہ کھانا کھانا، پھٹے پُرانے کپڑے پہننا، امیرانہ وضع قطع ترک کر کے فقیرانہ شکل و صورت اختیار کرنا، سختی کے ساتھ شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا، وغیرہ۔ علاوہ ازیں ہمہ وقت ذکر واشغال میں منہمک رہنا۔ المختصر! دنیا کے عیش وعشرت اور لذّات سے منہ موڑ کر "توجہ الی اللہ" میں کامل طور پر راغب ہونا اور جسمانی خواہشات کو مار ڈال کر تقوی اور پرہیزگاری کا اُسوۂ حسنہ بننا، اسی کو عام اصطلاح میں مجاہدہ کہا جاتا ہے۔ المختصر! مجاہدہ (۱۵) کرنے سے پارسائی، زہد، تقویٰ، پرہیزگاری، پاکی، خدا کا خوف، شریعت کی پابندی اور گناہوں سے اجتناب کرنے کا وصف اور کمال حاصل ہوتا ہے۔

لیکن! نانوتوی صاحب نے مجاہدہ میں **اُلٹی گنگا بہانا** اور **اُلٹی مالا پھیرنا** والی مثل پر عمل پیرا ہونا اختیار کیا اور تقوی و پرہیزگاری کے رنگ میں رنگ جانے کے بجائے اپنے عاشق اور میاں گنگوہی صاحب کے ہم رنگ بن گئے۔ یعنی بقول تھانوی صاحب **"مولانا نانوتوی کا یہ کمال تھا کہ تجلت پر فنا کو مجاہدہ سے غالب کر دیا"** یعنی شاگرد و مرید سے بھری مجلس میں گنگوہی صاحب کے ساتھ ایک چارپائی پر لیٹ کر شرم و حیاء کو الوداع کہہ کر بے شرمی کا مظاہرہ کرنا اُن کی عادت میں نہ تھا وہ تو شرمیلے تھے مگر انھوں نے ایسا مجاہدہ

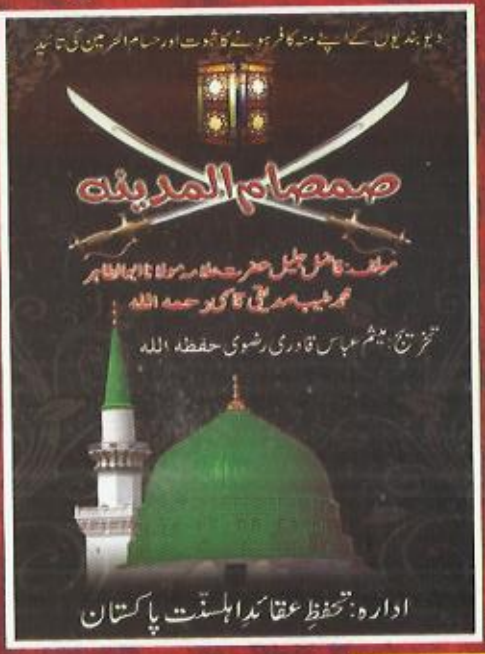
---

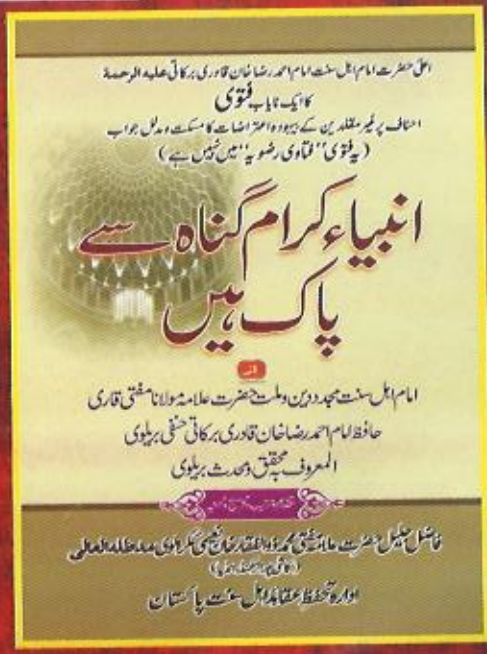
(۱۵) دیوبندی حضرات کے جہاد کا علم تو ہر خاص وعام کو ہے لیکن انکے مجاہدے کا عالم بھی نرالا ہے۔ (ابو معاویہ)

(Struggle) کیا کہ شرم وحیاء کو مار ڈالا۔ خجلت کو چوراہے پر دفن کر دیا اور فنا کا وصف اپنے اندر پیدا کر دیا، یہ ان کا کمال تھا۔ ایسا ہنر اور ایسی لیاقت ہر کس وناکس کو میسّر نہیں۔ یہ تو صرف نانوتوی صاحب ہی کا کمال تھا کہ ایسا مجاہدہ فرمایا کہ شرم وحیاء کو رخصت کر دیا اور گنگوہی صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے خانقاہ گنگوہ میں بھری محفل میں اپنے عاشق ومحب کے ساتھ ایک چارپائی پر لیٹ گئے اور اپنے شاگردوں اور مریدوں کو ایک انوکھا درس دیا کہ محبت کرنے والے کبھی کسی سے ڈرتے نہیں۔

مطالعۂ بریلویت نامی رسوائے زمانہ کتاب کے مصنف جناب پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی صاحب بھی خانقاہ گنگوہ کی داستان عشق پڑھ کر لطف اندوز ضرور ہوئے ہوں گے۔ مستقبل میں اگر "مجاہدہ" کے تعلق سے خامہ آرائی کرنے کا اتفاق ہو، تو نانوتوی صاحب کے خرق عادت اور خلاف دستور مجاہدہ پر ضرور کچھ لکھیں۔

ادارہ تحفظ عقائدِ اہلسنت کی شائع کردہ کتب





تاریکی سے روشنی کی طرف

تبلیغی جماعت کی سچّی داستان

مرتبہ

محبوب علی خان سیفی

منجانب: ایک بندۂ خدا

۱۶۰۲۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

پس خادم الاولیاء و العلماء حقانی فقیر سید احمد علی شاہ صاحب عرض پرداز ہے کہ یہ بات اظہر من الشمس معلوم ہے کہ امت مرحومہ اصحاب کرام کے زمانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق "متفرق امتی" ہر دور میں ایسے بہت سے فرقے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اسلامی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنے کی بے انتہا کوششیں کیں اور اسلام کی مضبوط عمارت کو تباہ کرنے کی مساعی کیں اور بہت سے یتیم خواندہ مسلمانوں کے عقائد متزلزل کئے۔ اس بناء پر ہر زمانے میں اہل سنت والجماعت حقانی علماء نے ان باطل فرقوں کی عملی، تقریری، تحریری تردید کمال وجہ سے کی اور ان کے باطل عقائد پر تمام امت کو خبردار کیا۔

اسی طرح ہمارے زمانے میں شیخ نجدی کے باطل عقائد کی اشاعت کا غلبہ پیدا ہوا ہے۔ اولیائے کرام تو درکنار حضور علیہ السلام کی مقدس روضے کی زیارت کو جانا بھی شرک کہتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے کو جو کہ قرآن کریم کا منصوص حکم ہے۔ گناہ بلکہ زنا سے بھی بدتر کہتے ہیں۔ سلف صالحین اور آئمہ اربعہ کی تقلید کو بھی شرک کہتے ہیں۔ دعا کو خصوصاً دعا بعد الصلوٰۃ کو لغو اور بے فائدہ کہتے ہیں۔ گویا کہ ان کو خدا سے کوئی احتیاج نہیں ہے اور اللہ پاک سے سوال کرنے سے اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں قرآن پاک میں مشرکین کے متعلق جتنی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ وہ مسلمانوں پر منطبق اور چسپاں کرتے ہیں۔

جیسا کہ بخاری شریف میں خوارج کے باب میں ذکر ہوا ہے۔

کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین بخاری شریف۔

خوارج وہ آیتیں جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ یعنی خوارج، زنادقہ، مرجیہ جبریہ وہ لوگ ہیں کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

خوارج وہابیوں کے حق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخوارج کلاب النار۔ یعنی خوارج جہنم کے کتے ہیں۔ اھل البدع شر الخلق و الخلیقہ بدمذہب تمام مخلوق اور تمام جانوروں سے بدتر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بدمذہبوں کے بارے میں فرما چکے ہیں۔

ان مرضو فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدھم وان لقیتموھم فلا تسلموا ھم ولا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلو علیھم ولا تصلوا معھم (ابن ماجہ)

اور اگر بدمذہب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت پہ نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائے۔ تو اس کے مومن ہونے کی گواہی مت دو اور اگر ملاقات ہو جائے۔ تو ان سے سلام مت کرو۔ اور ان کے ساتھ مت بیٹھو۔ نہ ہی ان کے ساتھ پیو۔ نہ ان کے ساتھ کھاؤ۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ نکاح کرو۔ نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھو۔ نہ ہی ان کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ تنقیح الحامد باب الردۃ میں صفحہ ۱۰۳ میں لکھتے ہیں۔

اعلم ان ھؤلاء الکفرۃ والبغات الفجرۃ اجمعو بین اصناف الکفر والبغی والعناد و انواع الفسق والزندیقنہ والالحاد ومن شک فی کفر ھم الحاد بم وجوب قتالھم فھو کافر مثلھم۔

کہ یہی کافر۔ باغی اور نافرمانوں نے جمع کیا ہے۔ اقسام کفر بغاوت اور بدنیتی کے اور اقسام فسق اور زندیق والوں کے اور کفر کے اور جو کوئی شک کرتا ہے۔ ان کے کفر میں تو وہ بھی کافر ہے اور ان کے دین سے نکلنے میں اور ان کے وجوب قتل میں وہ بھی کافر ہے۔ بمثل ان کے (بحوالہ الاثبات الاغراض ص ۳۶ مفتی صوبہ سرحد قاطع الخبیث والوہابیت حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب الانتقام التحقیق میں ذکر کیا ہے کہ ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی دونوں زندیق ہیں۔ تو لازم ہوئے ان کے اوپر حکم زندیقیت کے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زندیقیوں کو آگ میں جلا دیئے تھے۔ یعنی آگ کے کنویں میں پھینک دیئے تھے۔ (بخاری شریف ص ۱۰۲۳)

بحوالہ الانتقام التحقیق ص ۱۳۵-۲۴-۱۹ یہ وہابی بہت وجوہ سے کافر ہیں۔ ومن وجوہ الکفر انھم یستخفون الدین ویستھزئون بالشرع المبین تنقیح الحامدیہ ص ۱۰۳ جلد ۱

اور بعض وجوہ کفر میں سے ان کا توہین کرتے ہیں دین کے ساتھ اور مسخرے کرتے ہیں شرح واضح کے ساتھ (یعنی احکام دین اور شرح کے ساتھ) جیسا کہ صدقہ مردوں کے لئے بہ نیت ثواب اور دورۂ اسقاط۔ اور جھرا" درود' سلام کے ساتھ وغیرہ وغیرہ بحوالہ' اثبات الاغراض ص ۳۷

ومنھا انھم یستحلون المحرمات ویھتکون المحرمات۔ (تنقیح الحامدیہ ص ۱۰۳ جلد ۱ ردۃ

خدا کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال کہتے ہیں اور قابل احترام اشیاء کی اہانت کرتے ہیں جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات۔ بحوالہ اثبات الاغراض ص ۳۷

ومنھا وقول ابن تیمیہ بالجسمیہ والجھنہ والانتقال وانہ بقدر لا اصغر ولا اکبر تعالی اللہ عن ھذا الافتراء الشنیع القبیح والکفر البراح الصریح (الفتاوی حدیثیہ ص ۵۸)

اور ان کی وجوہات کفر میں سے ایک یہ قول ابن تیمیہ کا اللہ تعالیٰ کے جسم پر ثبوت ہے۔

محبوب علی خان صاحب تقریباً بارہ سال تک تحریک رائیونڈ میں رائیونڈیوں کے ساتھ منسلک رہے۔ لیکن جب ان کے تقدیر کا ستارہ چمکا تو اس نے ایک پیر کامل' مکمل انسان سے بیعت کی۔ جو دور حاضر کا مجدد اور رہنما ہے۔ خواجہ خواجگان الحاج حضرت سیف الرحمٰن آخندزادہ پیر ارچی کے نام سے موصوف ہے۔ جن کی مبارک زندگی اسوۂ حسنہ کا آئینہ دار قرآن مجید کی علمی تفسیر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تشریح ہے جن کی خداداد صلاحیت عمل و اخلاص نے کئی لاکھ مردہ دل زندہ کئے۔ سینکڑوں فاسق فاجر جابر اور ظالم قسم کے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کردیا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں جید جید علماء نے فیض حاصل کرکے راہ سلوک اختیار کرلیا ہے۔ تہہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ آخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی کو حیات خضری عطا فرمائے۔ آمین

محبوب علی خان بھی ان سے چاروں طریقوں میں فیضیاب ہوئے ہیں۔ دور حاضر میں حضرت محبوب علی صاحب اہل سنت والجماعت کے بے مثال اور مخلص مبلغ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پتنگ اور شیدا ہے وہابیوں رائیونڈیوں کے لئے آسمانی بجلی کی مانند ہے۔

تمام اہل سنت و الجماعت کو التماس ہے۔ جو بھی رائیونڈیوں کے احوال، کردار معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے اس رسالہ کی ورق گردانی ضرور کرنی چاہئے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

حررہٗ کاتب الحروف فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

پس عرض کرتا ہے خادم الاولیاء و العلماء فقیر محبوب علی خان ولد فضل معبود خان کہ ۱۹۶۸ء میں ہمارے گاؤں میں رائے ونڈ سے جاری شدہ تحریک کی ایک جماعت آئی، یہ لوگ اپنے آپ کو مبلغین ظاہر کرتے تھے ہمارے گاؤں والوں کے لئے اس تحریک کے لوگوں سے ملنے کا یہ پہلا موقع تھا، اس سے پہلے ہمارے گاؤں کے لوگ اس تحریک کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے، اس وجہ سے تمام لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور بہت شوق سے ان کی باتیں سننے لگے، میں بھی ان لوگوں میں سے ایک تھا، انہوں نے جو کچھ کہا وہ میں نے سنا، اس وقت میری عمر تقریباً" چودہ برس تھی، میرا ذہن اتنا پختہ نہیں تھا کہ ان کی باتوں سے حق و باطل کی تفریق کرتا، اور گاؤں کے علماء نے ان کی جانب کوئی توجہ نہ کی اور نہ ہی ان کے غلط یا صحیح ہونے کے بارے میں گاؤں والوں کو کوئی رائے دی۔

ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ لباس خضر میں ابلیس ہوں گے یہ تو بعد میں معلوم ہوا مگر اس وقت ان کی وضع قطع اور ان کا انداز تبلیغ میرے دل پر اثر انداز ہوا، ویسے بچپن ہی سے مجھے مذہب کے ساتھ لگاؤ تھا، اور اسی لئے میں نے ان کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لیا۔ میرے اسکول کے ماسٹر بھی اسی تحریک سے تعلق رکھتا تھا اس لئے میں اپنے ماسٹر صاحب کے ساتھ شب جمعہ کو مرکز میں چلا گیا۔ وہاں پر انہوں نے مجھے مزید تین دن کے لئے مجبور کیا اور مجھے ایک جماعت کے ساتھ بٹ خیلہ سے نیچے "خار" گائن میں بھیج دیا، اس سہ روزہ میں مجھے کچھ بھی سمجھ نہ آیا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور ان کا کیا مقصد ہے۔ کچھ دنوں کے بعد میں پھر ان کے ساتھ تین دن کے لئے چلا گیا، اس مرتبہ سوات کے گاؤں "بروذر ثمیلہ" بھیجا گیا تو اس وقت اتنی بات سمجھ آئی کہ ان کے اس کام میں یہ چھ باتیں یا چھ نمبر نہایت ضروری ہیں۔ (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز (۳) علم و ذکر (۴) اکرام مسلم (۵) صحیح نیت (۶) تبلیغ

یہ لوگ ہر نمبر کا مقصد اور فضیلت بیان کرتے ہیں' لیکن ان تین دن میں یہ بھی یاد نہ ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد غالباً ۱۹۷۰ء میں کالو خان نامی گاؤں جو کہ ضلع مردان میں واقع ہے میں اجتماع کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے چھوٹی چھوٹی کئی جماعتیں اردگرد کے دیہاتوں میں بھیجی گئیں' مجھے دس دن کے لئے "قولاندی" نامی گاؤں میں بھیجا گیا۔ میں نے ان دنوں میں ان کے چھ نمبر یاد کر لئے تھے' یہ چھ نمبر ایک تقریر ہے جو ہر رائیونڈی کو یاد ہوتی ہے۔ دوران تقریر انہی نمبروں کو دہراتے رہتے ہیں' رائیونڈی بزرگوں کا یہ کہنا ہے کہ بیان میں یہی نمبر ہمارا ٹارگٹ ہوں گے۔ اگر ان سے ہٹ کر کچھ بیان کرو گے تو غرق ہو جانے کا خطرہ ہے اس کے لئے وہ ریل گاڑی کی مثال پیش کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ جب ریل گاڑی پٹڑی پر جا رہی ہوتی ہے تو وہ منزل تک پہنچ جاتی ہے' اور جب پٹڑی سے اتر جاتی ہے تو خود بھی تباہ ہوتی ہے اور مسافروں کو بھی ساتھ تباہ کر دیتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ رائے ونڈی چاہے نیا ہو یا پرانا اس کے بیان کی گاڑی انہی چھ نمبروں کے گرد گھومتی ہے۔ کالو خان کے اجتماع سے واپسی کی بعد ایک طویل عرصے تک میں ان کے ساتھ نہ جا سکا' اس وقت تک تبلیغی جماعت سے مجھے نہ کوئی شکایت تھی اور نہ اختلاف بس سستی اور کاہلی کے سبب ان کے ساتھ نہ جا سکا' ہاں تحریک کے لوگ مجھ سے ملتے رہتے تھے۔

پھر ایک دفعہ تیمر گرہ ضلع دیر میں ان کا اجتماع ہو رہا تھا میرے گاؤں کے رائے ونڈی میرے پیچھے پڑ گئے اور اصرار کر کے مجھے تیمر گرہ ضلع دیر کے اجتماع میں لے گئے۔

اجتماع تیمر گرہ ضلع دیر

یہ اجتماع ۱۹۷۱ء میں تیمر گرہ کے مقام پر منعقد ہوا' ان دنوں رائے ونڈی تحریک عروج پر تھی تقریباً ہر کان تک ان کی آواز پہنچ چکی تھی۔ اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے انہوں نے ہر گاؤں میں کچھ بندے

مقرر کر دیئے تھے ہمارے گاؤں میں بھی کچھ آدمیوں کا تقرر کیا گیا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اجتماع میں آئیں اس اجتماع میں کثیر لوگوں نے شرکت کی۔ رائے ونڈ کے بزرگ بھی اس اجتماع میں آئے تھے اس اجتماع میں کوئٹہ کے ایک قاری صاحب اور شوہ گاؤں کے مولوی صاحب بھی تھے۔

یہ اجتماع تین دن تک رہا' ان تین دنوں میں مجھے اس تحریک کے بارے میں جو اندازہ ہوا وہ یہ ہے کہ پہلے پہل یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس تحریک کو سمجھنے کے لئے چار ماہ کا عرصہ درکار ہے اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے چار ماہ زندگی میں ایک دفعہ لگائیں اور دعوت کا کام سیکھیں جو شخص چار ماہ ان کے ساتھ گزارے تو پھر یہ اس سے چالیس دن لگانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور چالیس دن کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ انسان چالیس دن تک رحم مادر میں ہوتا ہے۔ دوسرے چالیس دن خون کا قطرہ رہتا ہے' تیسرے چالیس دن کے بعد انسان کی شکل بن جاتی ہے اور اسی طرح مزید چالیس دن کی تو جیہیں کرتے رہتے ہیں اور آدمی کو اپنے ساتھ لگائے رکھتے ہیں تاوقتیکہ وہ پختہ ہو جائی اور ان کے عقائد باطلہ کو تسلیم کرنے لگ جائے کیونکہ اپنے خاص عقائد تو یہ بعد میں بتاتے ہیں ابتدا سیدھی سادی باتیں کر کے یہ بندے کو پھنساتے ہیں۔ عالم کے لئے نو مہینے ہیں اس لئے نو مہینے میں مادر رحم میں مکمل انسان بن جاتا ہے۔ اس طرح عالم جب ہمارے ساتھ نو مہینے صرف کرے تو اس سے ہی مکمل انسان بن جاتا ہے اور عام آدمی چار مہینوں میں صرف انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

ان کی لچھے دار باتوں نے میرے دل میں بھی چالیس دن لگانے کی رغبت پیدا کر دی مگر والدین کی اجازت کے بغیر میں ان کے ساتھ نہیں جا سکتا تھا اور مجھے والدین نے ان کے ساتھ جانے کی اجازت نہ دی اس لئے میں واپس اپنے گاؤں آ گیا اور والدین کے ساتھ گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹانے لگا۔

مگر اس کے ساتھ ساتھ تحریک کے مقامی معاملات میں بھی شریک ہوتا یعنی گشت تعلیم شب جمعہ اور مشورہ وغیرہ اور کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہا خصوصاً "تبلیغی نصاب" جس کا نام ابھی تبدیل کر کی فضا تک اعمال رکھا گیا ہے یہ کتاب چند رسائل پر مشتمل ہے حکایات صحابہ' فضائل تبلیغ' فضائل ذکر' فضائل

قرآن' فضائل رمضان' فضائل نماز اور فضائل درود شریف ابھی فضائل درود شریف کو کتاب سے نکال دیا گیا ہے۔

پھر کچھ دنوں بعد والدین سے اجازت لے کر چالیس دن کے لئے ان کے ساتھ چلا گیا' یہاں یہ لوگ جو بات بھی کرتے رائے ونڈی بزرگوں کی طرف منسوب کرتے' رائے ونڈی بزرگوں اور رائے ونڈ مرکز کی یہ لوگ ہمیشہ ہر جگہ تعریف کرتے' اسی لئے میرے ذہن میں رائے ونڈ مرکز اور وہاں مقیم لوگوں کا ایک اچھا خاکہ بنا ہوا تھا' اور رائے ونڈ جانے کی بڑی خواہش تھی جو آخر کار پوری ہو گئی۔

رائے ونڈ کا مرکز

صبح کا وقت تھا جب ہم رائے ونڈ مرکز میں پہنچے' اپنے بستر ایک جگہ رکھ دیئے تھوڑی دیر بعد دو آدمی آئے اور ہمیں کہنے لگے ہمارے ساتھ آؤ' وہ ہمیں ایک آدمی کے پاس لے گئے یہ آدمی مسجد کے برآمدے کے بائیں طرف بیٹھا تھا۔ ہمارے ساتھ جو پرانے رائے ونڈی تھے وہ اس شخص کے ساتھ بڑے ادب و احترام سے ملے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اس نے جواب دیا کہ یہ شاہ جہان صاحب ہیں جنہوں نے تمام عمر اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہے اور بڑے جاں نثار آدمی ہیں۔ شاہ جہان صاحب نے ہمیں رائے ونڈ مرکز میں وقت گزارنے کے طریقے بتلائے' کہ یہاں پر فضول وقت نہ گزاریں اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آئے شیطان بہت کوشش کرتا ہے کہ تمہارے اوقات خراب کرے تم تو یہاں پیسے خرچ کر کے آتے ہو اور شیطان بغیر پیسے خرچ کئے یہاں آتا ہے اس لئے تم لوگوں کو اپنا اور اپنے وقت کا خیال کرنا چاہئے۔

اب بھی اندر بیان شروع ہے تم لوگ جاؤ اور بیان سنو' ہم اسی وقت بیان سننے کے لئے چلے گئے۔ پھر جب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوا تو میں لنگر خانے میں چلا گیا لنگر خانے میں پہنچ کر مجھے حیرت ہوئی کہ وہ

لوگ جنہیں میں نہایت خوش اخلاق اور مہذب سمجھتا تھا جو گھنٹوں دین کی تبلیغ کرتے اور لوگوں کو انسانیت سکھاتے تھے ان کا یہ حال تھا کہ ایک ایک روٹی کے لئے لڑ رہے تھے ایک دوسرے پہ جھپٹ رہے تھے ہر شخص دوسرے سے پہلے روٹی حاصل کرنے کی دوڑ میں لگا ہوا تھا کسی شخص کو تہذیب و شرافت کا پاس نہ تھا۔

عشاء کی نماز کے مولوی ظاہر شاہ صاحب نے حکایات صحابہ سے پڑھ کر سنانا شروع کیا ہم لوگ بیٹھے ہوئے سن رہے تھے کہ پرانے ساتھیوں نے اپنے بستر بچھانا شروع کر دیئے اور مسجد میں سونے کے لئے جگہوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اپنے گاؤں والوں سے پوچھا کہ یہ لوگ مولوی صاحب کا بیان کیوں نہیں سن رہے' مولوی صاحب کا بیان ہو رہا ہے اور یہ جگہ گھیرنے میں لگے ہوئے ہیں جواب میں مجھے کہا گیا کہ یہ لوگ تبلیغ کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ہمارا اصول یہ نہیں' تو میں سمجھ گیا کہ یہ سارے اصول نئے لوگوں کے لئے ہیں۔ پرانے جو چاہیں کرتے پھریں' میرے ساتھی سمجھ گئے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں آئی تو فوراً" مجھ سے کہنے لگے کہ دیکھو یہاں نئے آدمی شیطان بہت وسوسے ڈالتا ہے اور اپنے تبلیغی ساتھیوں نے عیوب دکھتا ہے تاکہ یہ نیا شخص اس عظیم کام سے محروم ہو جائے' ان کی اس تسلی سے میں خاموش ہو گیا چونکہ میں نیا آدمی تھا اور ان کی وہ باتیں سمجھنے سے قاصر تھا جو اہل سنت والجماعت کے خلاف تھیں۔ لیکن ظاہری اور عام غلطیوں کو سمجھتا تھا' جیسا کہ کوئٹہ (بلوچستان) میں ہم مسجد توبہ گئے رمضان المبارک کا مہینہ تھا' وہاں کے ایک مقامی عالم جو کہ قاری صاحب کے نام سے مشہور تھے قرآن پاک کا درس دے رہے تھے ہمارے امیر صاحب کو ان کا درس بڑا ناگوار گزرا فوراً" دو آدمی کوئٹہ کے مرکز صدیقیہ مسجد میں بھیج دیئے کہ ہم کیا کریں؟ یہاں تو درس قرآن ہو رہا ہے ہم درس قرآن میں بیٹھیں یا کہ دوسری مسجد میں چلے جائیں تو مرکز والوں نے جواب دیا کہ قاری صاحب کے درس قرآن میں نہ بیٹھیں بلکہ دوسری مسجد چلے جائیں۔ آج امت کو درس قرآن شریف کی نہیں بلکہ دعوت کے کام کی اشد ضرورت ہے' میرے یہ چالیس دن جیسے بھی تھے گزر گئے مگر میں اس دوران تبلیغ

کی حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ میرے ذہن میں اس تبلیغی کام کا جو نقشہ تھا اس کے خلاہی پایا وہ چھ نمبر جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں' چالیس دن تک انہی چھ نمبروں کو سنتا رہا اور اس عرصے میں اتنا سمجھ میں آگیا کہ یہ اوپر سے لے کر نیچے تک سب جاہل ہیں اور ان کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہے۔

چالیس دن لگانی کے بعد جب میں گھر واپس آگیا تو یہ لوگ پھر میری پیچھے لگ گئے کہ تم اپنی مسجد میں تعلیم اور گشت کا سلسلہ شروع کرو' ہمارے محلے کی مسجد میں پہلے یہ رائے ونڈی تبلیغ منع تھی۔ اسی وجہ سے یہ لوگ کوشش کر رہے تھے کہ یہ کام میرے ذریعے یہاں شروع ہو جائے اور ایسا ہی ہوا میں نے فضائل اعمال سے تعلیم شروع کی اور اس مسجد میں ہفتہ وار "گشت" بھی میں نے ہی شروع کیا جو آج بھی جاری ہے لیکن دوسری طرف میں نے مولانا ذکریا کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا' کتابوں کے مطالعہ سے مجھے ایک بات سمجھ آئی اور وہ یہ کہ جو کام یہ لوگ عملی طور پر کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو ان کا ثبوت یا اشارہ کتابوں سے نہیں ملتا۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ایک طرف یہ سوچ میرے اندر پیدا ہو رہی تھی اور دوسری طرف ان کے کام میں برابر شریک تھا' وجہ یہ تھی کہ مجھے کوئی دوسرا راستہ معلوم نہ تھا' اور یہ لوگ بھی مجھے کہتے رہے کہ آج کے دور میں کوئی دوسرا راستہ ہے نہیں سوائے دعوت و تبلیغ کے۔

چار مہینے :

۱۹۷۹ء میں میں ان کے ساتھ چار مہینے کے لئے چلا گیا' ان چار مہینوں میں انہوں نے میری تشکیل مختلف علاقوں میں کی۔ پہلی تشکیل صوبہ سندھ سکھر شہر میں ہوئی' دوسری سکیل صوبہ بلوچستان مستونگ شہر میں ہوئی' تیسوٹ صوبہ پنجاب میں تیسری تشکیل ہوئی آخری بیس دن مقیمین کی خدمت میں گزارے (رائے ونڈ مرکز کے سیدھے ہاتھ کی طرف بہت بڑا کمرہ ہے' اسی کو مقیمین کا کمرہ کہتے ہیں۔ مقیمین وہ بزرگ کہلاتے ہیں جو ایک مہینہ رائیونڈ میں گزارے اور دوسرا مہینہ گھر پر گزارے) یہاں

مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ بزرگ ہیں ان کی خدمت کرو' خدمت کرنے پر خدا ملتا ہے اور پھر بزرگوں کی خدمت پر ..... سبحان اللہ تم بڑے خوش قسمت ہو کہ ان کی خدمت کا موقع ہاتھ آیا۔ ان کی خدمت میں ہاتھ' پاؤں دبوانا بہت زیادہ تھا اور یہی کام میرے لئے بہت مشکل تھا۔ لیکن میں کیا کرتا تھا' رائے ونڈی جو تھا اور ہمارے بزرگ تھے۔ یہ لوگ فجر کی اذان سے پہلے دودھ پیتے تھے ان کے لئے مطبخ سے میں دودھ لایا کرتا تھا اور ان میں تقسیم کرتا تھا۔ روزانہ مجھے صبح دس بجے رائے ونڈ شہر کے ڈاک خانہ بھیجتے تاکہ ان کے نام آئے ہوئے خطوط کو لے آؤں' اس ڈاک میں زیادہ تر منی آرڈر اور خطوط ہوا کرتے تھے۔ اسی کمرہ میں راولپنڈی کا ایک آدمی تھا جس کا نام خواجہ صفدر تھا پورا دن لکھائی کا کام کرتا تھا مختلف نقشے اس کے پاس تھے بعض اوقات ان کی مطالعہ میں مصروف رہتا تھا۔ ان سے اور بڑے بزرگ دوسرے کمرے میں تھے ان کے کمرے میں میرا جانا منع تھا' وہاں صرف خاص لوگ جاتے تھے۔

اس کمرے میں جو بزرگ تھے ان کے نام عبدالوہاب' مشتاق' جمشید اور احسان وغیرہ تھے اس مسجد کے بائیں طرف دوسرا ہال تھا۔ اس میں بیرونی ممالک کے باشندے رہتے تھے قریب ہی ایک اور کمرہ تھا میں آنے والی جماعتوں کی کارگزاری سنائی جاتی تھی۔ یہ مسجد اور اس کے کمرے اور ہال کچھ اس انداز سے بنائے گئے ہیں یہاں نیا شخص تو درکنار پرانے رائے ونڈ اس کے مکمل احاطے سے واقف نہیں اور نہ ہی کوئی واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

۱۹۷۹ء میں کعبتہ اللہ پر حملہ :

جب میں چار مہینے گزارنے کے بعد واپس گھر آگیا تو چند دنوں بعد مسجد حرام پر حملہ کر کے قبضہ کیا گیا' ان میں سے ایک نے امام مہدی کا دعویٰ کیا مسجد حرام بائیس (۲۲) دن بند رہی۔ اس دوران نہ کسی نے مسجد حرام میں نماز ادا کی اور نہ کسی نے کعبہ شریف کا طواف کیا یہ تو درکنار یہ لوگ حرم شریف میں

اجابت ..... بھی کرتے رہے یہ دنیا کی تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ مسجد حرام کی اس طرح بے حرمتی ہوئی۔

یہ کس نے کیا؟

یہ حملہ کرنے والے رائے ونڈی ہی تھے جن سے آج سادہ لوح عوام دھوکا کھا رہے ہیں۔ اس بات سے کوئی بھی رائے ونڈی انکار نہیں کر سکتا کہ مکہ مکرمہ میں فاروق صاحب اور مدینہ منورہ میں مسجد نور کے امام مولوی سید خان کو سعودی عرب کی حکومت نے گرفتار کرلیا اور بھی بہت سے غیر معروف آدمی گرفتار ہوئے۔ جن آدمیوں کا حکومت نے جسمانی ریمانڈ دیا وہ آدمی ریمانڈ کے بعد پولیس والوں کو الفائر مسجد لے گئے اور کہا کہ ہمارے دوسرے ساتھی یہ ہیں الفائر مسجد سے شب جمعہ کو تمام لوگ گرفتار کرلئے گئے اور پولیس نے ان سے تبلیغی نصاب کے چند نسخے بھی اپنے قبضے میں لے لئے جس پر سعودی حکومت نے پابندی عائد کردی اسی وجہ سے تبلیغی نصاب کا نام تبدیل کر کے انہوں نے فضائل اعمال رکھ دیا۔

کعبہ شریف پر حملہ اتنا منظم اور خفیہ تھا کہ آج تک بہت سے رائے ونڈی اس سے بے خبر ہیں اس سال جو لوگ حج کرنے گئے تھے اور ان کے ساتھ تھوڑا بہت تعلق رکھ لیا تھا ان سب کو معلوم ہے کہ اس سال رائے ونڈی تحریک کے اکثر اکابرین حج کے بہانے پہنچ چکے تھے یہاں تک کہ دنیا کے امیر مولوی انعام الحسن جن کو رائے ونڈی حضرت جی کے نام سے یاد کرتے ہیں مکہ مکرمہ پہنچ چکے تھے اس لئے کہ اس حملے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ان کا وجود ہونا ضروری تھا لیکن جب حملہ ناکام ہوا تو انہوں نے واپس آنے میں دیر نہیں کی اور آتے ہی یہ بات مشہور کردی کہ آج مسلمان دعوت کا کام چھوڑ گئے ہیں اس لئے کعبۃ اللہ پر حملے ہو رہے ہیں اس طرح یہ راز صرف خاص الخاص رائے ونڈیوں کے سینوں میں

رہ گیا اور عام رائے ونڈی اس راز کو نہ جان سکے بعض رائے ونڈیوں کو شبہ ہوا تو خاص الخاص رائے ونڈیوں نے ان کو ہدایت کی کہ ان باتوں میں نہ پڑو ورنہ دعوت کا کام کی خیر و برکت سے محروم ہو جائیں گے۔

ٹنڈو آدم شہر میں میری تشکیل!

کچھ ہی عرصے بعد میں پھر ان کے ساتھ چالیس دن کے لئے چلا گیا رائے ونڈ والوں نے میری تشکیل صوبہ سندھ کی شہر ٹنڈو آدم میں کردی اور جماعت کا امیر بھی مجھے مقرر کردیا ایک رات کچھ ساتھی نماز تہجد کے لئے اٹھے، پنجاب کا ایک آدمی جو ہمارا ساتھی تھا اس پر اچانک جذب کی کیفیت طاری ہو گئی اور اس کے منہ سے بے اختیار اللہ ھو اللہ ھو کی صدائیں نکلنا شروع ہو گئیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ شاید میں بزرگ بن گیا ہوں کہ میری امارت میں یہ نیا آدمی کمال تک پہنچ گیا ہے لیکن بزرگی کا یہ خیال زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اس لئے اس کے دوسرے ساتھی نے مجھے کہا کہ یہ آدمی ایک پیر صاحب کا مرید ہے اور یہ کیفیت اس کی دوسرے پیر بھائیوں پر بھی طاری ہوتی رہتی ہے۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ ذکر کم کیا کریں اس کی بات کے سنتے ہی میں سوچ میں پڑ گیا، اس لئے کہ میں نے اپنی زندگی میں پیر کا نام تک نہ سنا تھا اور نہ ہی پیری مریدی کی باتیں سنی تھیں، اور نہ میرا یہ خیال تک رائے ونڈ کے علاوہ اور بھی کوئی راستہ ہو گا اور پھر ایسا کہ اللہ کی محبت میں انسان مست ہو جائے اسی وقت میرے دل میں پیر طریقت کی تلاش کا خیال پیدا ہو گیا۔

کلی مروت

ایک سال بعد ۱۹۸۱ء میں میں پھر چالیس دن کے لئے رائے ونڈ چلا گیا انہوں نے پھر مجھے جماعت کا امیر مقرر کر دیا اور کئی مرتبہ بھیج دیا وہاں ہم جس گاؤں میں گئے تمام حضرات اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھتے تھے اور پیر صاحبان کی باتیں کرتے تھے۔ ان کی یہ باتیں مجھے اچھی لگتیں تھیں اسی علاقے میں ایک مولوی صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب کیا پیر سے بیعت کرنا ضروری ہے؟ انہوں نے جواب دیا جن کا پیر نہ ہو ان کا پیر شیطان ہوتا ہے اس بات نے مجھے اور حیران کر دیا کہ ہم تمام رائے ونڈی تو شیطان کے مرید ہیں۔

اجتماع کے میدان

کئی مرتبہ سے جب میں رائے ونڈ پہنچا تو سالانہ اجتماع کی تیاریاں شروع تھیں' رائے ونڈ والوں نے مجھے اسی میدان کی خدمت کی غرض سے بھیجا تو وہاں میں حیران رہ گیا' اس لئے کہ اس میدان کے ہر کونے میں بجلی کا ٹرانسفارمر لگ گیا اور اس کے لئے بجلی کی اسٹیشل لائن بچھائی گئی لاکھوں گز کپڑا اور بے حساب بانس لائے گئے سینکڑوں لیٹرین بنا دیئے گئے۔ اس میدان کے اندر جگہ جگہ شامیانے نصب ہو گئے اور اکابرین رائے ونڈ یعنی (بزرگوں کے لئے) الگ خیمے لگا دیئے گئے الغرض یہ پروگرام فنڈ کے برداشت کرنے کی بات نہ تھی اور پاکستان کی حکومت کو بھی اتنی فرصت نہیں ہی کہ ہر سال ان کے سالانہ اجتماع پر لاکھوں روپے خرچ کرے اور یہ لوگ چندہ بھی جمع نہیں کرتے نہ عوام سے اور نہ خواص سے۔ ظاہر بات یہ ہے کہ برطانوی امداد ان کے ساتھ ہے' آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ملک انگریز یہاں سے گئے تو بہت سے فتنے چھوڑ گئے کچھ تو ایسے ہیں جن کو ہر شخص اور کچھ ایسے ہیں جن پر خواص کی نظر رہتی ہے عوام اس کو نہیں سمجھتے' اور ان فتنوں میں سے ایک فتنہ رائے ونڈ کا ہے اگر رائے ونڈی تحریک کی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو یقین اس وقت اس تحریک کی ابتداء ہوئی جب انگریز برطانیہ

جا رہے تھے' اجتماع کے اختتام پر میں گھر واپس آگیا۔

کتاب کا کہنا کچھ اور۔ رائے ونڈیوں کا عمل کچھ اور

ان کی کتاب فضائل اعمال میں مولوی ذکریا صاحب نے تصوف اور پیر کامل سے بیعت کرنے پر بہت بحث کی ہے نمونے کے طور پر اس کا کچھ حصہ بیان کرنا چاہتا ہوں' مولوی ذکریا صاحب لکھتے ہیں کہ ناظرین کی خدمت میں ایک اہم درخواست ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں سے ربط و تعلق ان کی خدمت میں حاضری' ان کی مجالس میں اٹھنا بیٹھنا دینی کاموں میں تقویت اور خیر و برکت کا سبب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے الا ادلک علی ملاک ھذا الذی نصب وجہہ خیر الدنیا والاخرہ علیک بمجالس اھل الذکر مشکواۃ

اے میں تمہیں بہت قوت والی چیز نہ بتاؤں جس پر تیم دین دنیا کی کامیابیوں تک پہنچ جاؤ گے' وہ اللہ تعالیٰ کی یاد کی مجلسیں ہیں اور جب تنہا ہو تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ذکر پر رطب اللسان رکھو" فضائل اعمال" میں اس سے چند سطر آگے لکھا ہے کہ اس تمام تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے تو ان سے زیادہ تعلق رکھنا ان کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ حاضری دینا ان کے علوم سے فائدہ حاصل کرنا' دین کی ترقی کا سبب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی یہی ہے ارشاد علی ہے "جب جنت کے باغوں سے گزرا کرو تو کچھ حاصل بھی کر لیا کرو تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جنت کے باغ کیا چیز ہیں تو محبوب خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ علمی مجالس ہیں۔

دوسری حدیث مبارکہ میں کہ ذکر کے حلقے (ذکر کی مجالس) اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ لقمان حکیم اپنے بیٹے کو نصیحت کر چکا تھا کہ عالموں کی خدمت میں بیٹھنا ضروری سمجھو

اور حکمائے امت کے ارشادات غور سے سنو کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کی روشنی سے مردہ دلوں کو ایسے زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین بارش سے زندگی پاتی ہے حکمائے دین جاننے والے ہیں نہ کہ دوسرے لوگ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین ہم نشین ہمارے لوگوں کے لئے کون ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دیکھنے سے اللہ کی یاد پیدا ہو جائے جس کی باتوں سے علم میں ترقی ہوتی ہے جس کے عمل سے آخرت کی یاد آجائے پھر آگے لکھتے ہیں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے **یاایھا الذین امنو اللہ و کونو مع الصادقین** پ نمبر ۱۱ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ مفسرین لکھتے کہ صادقین سے مراد یہاں مشائخ عظام اور صوفیائے کرام ہیں جب کوئی ان کے خادموں میں شمار ہو جاتا ہے تو ان کی تربیت اور قوت ولایت کی برکت سے بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتی ہے۔

شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں اگر تمہارے کام دوسے کی مرضی کے تابع نہیں ہو جاتے تو کبھی بھی تم اپنی نفس کی خواہشات کے خلاف نہیں کر سکتے اگرچہ تمام عمر مجاہدہ کرے۔ اسی وجہ سے جب کبھی تجھے ایسا بندہ نظر آجائے کہ اس کا احترام تیرا دل کرے تو اس کی خدمت کیا کرو اور اس کے سامنے مردے کی طرح رہو کہ وہ جس طرح چاہے تم میں تصرف کرے اور تیری اپنی ذاتی کوئی خواہش باقی نہ رہے اس کے حکم ماننے میں جلدی کرو تاخیر نہ ہو اور جس سے منع کرے اس سے بچتے رہو اگر کسب حلال کا حکم دے تو وہ پیشہ اختیار کرو لیکن ان کے حکم کے مطابق نہ کہ اپنی رائے سے' اگر بیٹھنے کا حکم کریں تو بیٹھ جاؤ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ شیخ کامل کی تلاش میں کوشش کریں اس لئے کہ وہ تیری ذات اللہ تعالیٰ میں پیوست کریں (فضائل اعمال فضائل تبلیغ فصل سابع)

ایک دوسری جگہ پر لکھتے ہیں' آج خانقاہوں میں بیٹھنے والوں پر ہر طرف سے الزام ہے اور ان کو بد راہ کہا جاتا ہے اور جتنا تیرا دل چاہے آج ان کی برائی کر اور ان کی تو ہی کر لیکن کل جب آنکھیں کھل

جائیں گی تو اس وقت حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ مسجد کی ان دریوں پر بیٹھنے والوں نے کیا کچھ کمایا اور جب یہ منبر اور بالا خانوں پر ہوتے ہیں تو ہنسی مذاق اور گالی گلوچ کرنے والوں نے کیا کچھ کمایا **فسوف ترا انا نکشف الغبار۔ افرس تحت رجلک ام حمار** ترجمہ۔ پس جب گرد اٹھ جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ سوار گھوڑے پر سوار تھا یا گدھے پر ان خانقاہوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی قدر ہے جن کو آج گالیاں دی جا رہی ہیں یہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلتیں ذکر ہوئی ہیں۔ (فضائل اعمال رسالہ فضائل ذکر)

اگر میں ان کی کتابوں پیر و مرشد کے متعلق باتیں نکالنے لگوں تو ان کی ساری کتاب نقل ہو جائے گی لیکن نمونے کے لئے یہی کافی ہے۔

ان کی کتابوں میں تو یہ لکھا ہے لیکن ان کا عمل یہ ہے کہ پیر طریقت کا نام ہی ان کو برا لگتا ہے مجھے ان کی کتاب سے یہی راستہ نظر آیا اور ان کی کتاب ہی انسان کی اصلاح کے لئے تصوف کا راستہ دکھاتی ہے۔ اس میں کسی جگہ بھی یہ رائے ونڈ اور بستی کی تبلیغ نہیں ہے عوام کا تو یہ خیال ہے کہ یہ بات ان کی کتابوں میں ہوگی اور پھر خصوصاً فضائل اعمال میں ہوگی لیکن افسوس یہ ہے کہ کتاب اور ان کے عمل میں تضاد پایا جاتا ہے یہ رائے ونڈی لوگ شیوخ طریقت کو بہت گھٹیا سمجھتے ہیں اور ثبوت یہ ہے کہ رائے ونڈی کبھی بھی کسی پیر طریقت کا مرید نہیں ہوگا اپنے آپ کو بہت اونچا تصور کرتے ہیں' کہتے ہیں ہم پیغمبری کا کام کرتے ہیں ہمارا یہ تبلیغ کا کام نبیوں والا کام ہے۔ ہمارے گاؤں میں ایک رائے ونڈی اپنی تعریف کر رہا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ تو بہت بڑے آدمی بن گئے ہیں رائے ونڈی کہنے لگا بڑا آدمی کیا ہوتا ہے نبوت اور پیغمبری کی بات کرو' بات تصوف کی ہو رہی تھی کہ تصوف کی طرف میری طبیعت آہستہ آہستہ مائل ہوتی رہی آخر کار میں نے کسی پیر کامل کی تلاش کا ارادہ کر لیا کیونکہ میرا مقصود اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

لا مقصود والا اللہ کسی ایک پارٹی کے ساتھ ہونا خواہ مخواہ اپنے جہل پر کھڑا ہونا اچھی بات نہیں۔ جیسا

کہ ابو جہل کی طرح یہ رائے دہندی کھڑے ہیں ان کی جہالت کی ایک مثال میں پیش کرتا ہوں ان کو کسی مسئلے میں قرآن پاک سے دلیل پیش کی جائے تو یہ لوگ نہیں مانتے جواب میں کہتے ہیں ہم نا سمجھ ہیں ہمیں جو کچھ بزرگوں نے بتایا سکھایا ہے وہی کرتی ہیں ایک طرف قرآن مجید دوسری طرف ان کے بزرگ، فیصلہ آپ خود کرلیں۔

صوبہ سندھ کے باباجی رحمتہ اللہ علیہ

کے دست مبارک پر میرا بیعت

یہ باباجی صوبہ سندھ ضلع خیرپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں مقیم تھے۔ یہ گاؤں ان کے والد صاحب کے نام سے (ولی محمد گوٹھ) مشہور تھا لیکن بعد میں باباجی نے اس گاؤں کا نام بدل کر فیض پور رکھ دیا۔ باباجی کا اپنا نام حضرت خواجہ محمد یحییٰ صاحبؒ تھا اور ان کے والد کا نام ولی محمد تھا۔ لاڑکانہ کے حضرت خواجہ عبدالغفار پیر پیٹھاؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ باباجی صاحبؒ ہر سال سوات تشریف لایا کرتے تھے ہمارے گاؤں توتانو بانڈہ کے پیچھے پہاڑوں میں ان کے مرید رہتے تھے یہ لوگ باباجیؒ کے ہاتھ پر کراچی میں بیعت کرچکے تھے۔ ان کا ایک مرید ہمارے گاؤں میں بھی تھا میں نے اس سے کہا کہ میں کسی پیر طریقت سے بیعت کرنا چاہتا ہوں اس نے مجھے بولا کہ اس موقع پر ہمارا سندھ کا باباجیؒ سوات میں موجود ہے ان سے بیعت کرلینا اگر آپ راضی ہوں؟ اور کل وہ ہمارے گاؤں تشریف لارہے ہیں میں بہت خوش ہوا اس لئے کہ جو بات میرے دل میں گھوم رہی تھی جس کی مجھے طلب تھی جس پر میں سوچتا رہا کل وہ تصدیق پذیر ہورہی تھی میں نے عرض کیا کل اگر باباجی صاحبؒ ہمارے گاؤں تشریف لے آئے تو ہماری جگہ یعنی ہمارے ہاں ضرور لے آئیے گا۔ اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا اور کہا فکر نہ کریں کل تقریباً دس بجے کا وقت تھا میں اپنے حجرہ میں بیٹھا تھا کہ اللہ، اللہ کی ندائیں میرے کانوں میں گونج اٹھیں تو میں سمجھ

گیا کہ باباجی صاحبؒ آرہے ہیں ان کی عادت مبارک یہ تھی جہاں کہیں جاتے تھے تو ساتھ مریدان محترم ذکر ہا بلند کیا کرتے تھے۔ میری روح اس وقت بہت بے قرار ہوگئی یہ اندازہ وہ آدمی لگا سکتا ہے جو روحانی بھوک اور پیاس رکھتا ہو۔

میں ان کے استقبال کے لئے باہر چلا گیا انہوں نے میرے ساتھ بڑی پیار و محبت سے معانقہ کیا۔ میرے ساتھ میرے غریب خانہ اپنے بھاری اور مبارک قدم اٹھا کر چلے گئے میں پیر و مرشد کے آداب سے ناواقف تھا بلکہ میں پہلے کسی پیر طریقت سے ملا ہی نہیں تھا۔ یعنی ملاقات نہیں ہوئی تھی بیعت کرنا اور ذکر لینا تو درکنار میں نے ارشاداً" اپنے گاؤں والے مرید سے پوچھا کہ میں کیا کروں؟ تو اس نے باباجیؒ سے میرا بیعت لینے کے بارے میں عرض کیا۔ اس مہربان اور شفیق انسان نے بغیر کسی تردد کے مجھے مرید بنالیا اور طریقہ نقشبندیہ" میں ذکر کی تلقین کی اس مبارک کی توجہ اتنی تیز تھی کہ میرا قلب اسی وقت ذاکر ہو کر اللہ' اللہ کہنے لگا۔ پھر انہوں نے فرمایا میں نے پشاور میں کسی سے وعدہ کیا ہے اس وجہ سے میں تم لوگوں سے رخصت ہو کر جا رہا ہوں پھر کبھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہو ملاقات ہو جائے گی اور مجھے اپنا پتہ دے دیا۔ اور فرمایا کہ اس پر خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھو باباجیؒ رخصت ہوا اور میرا دل ان کے تصور سے معمور ہو گیا میں حیران تھا کہ ایک اجنبی ناآشنا شخص کے ساتھ اتنے کم وقت میں مجھے اتنی محبت کس طرح ہو گئی جتنی محبت زیادہ ہوتی جاتی تھی ذکر میں اتنی ترقی ہوتی جاتی تھی پچھلی زندگی جس میں' میں رائے ونڈی امیر بھی رہ چکا تھا اور رائے ونڈی مجھے بزرگ سمجھنے لگے تھے اور خود میرا نفس بھی بزرگی کا دعویٰ کرتا تھا یہ سب کچھ مجھے بے معنی نظر آنے لگا میں گمراہ شخص تھا باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے میری دنیا یکسر بدل ڈالی ایک دن باباجیؒ کو میں نے خط میں یہ شعر لکھا

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیران قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

اور پھر جب مجھے ان سے مزید فیض حاصل ہوا تو پھر میں نے خط کے سرنامے پر یہ شعر لکھا کرتا تھا۔

فیض پور کے پیر نے بخشا ہے مجھ کو ایسا فیض
کہ ہر وقت حاضر ہے دل ذکر خدا کے واسطے

الہ ڈنڈ ڈھیری والے باباجی سے ملاقات

میں نے سندھ کے باباجی سے بیعت تو کیا مگر رائے ونڈیوں کے ساتھ پھر بھی گھومتا رہا ایک بار منکورہ کے مرکز سے تین دن کی جماعت کا امیر بنا کر الہ ڈنڈ ڈھیری بھیج دیا گیا اس گاؤں میں بھی ایک صاحب طریقت بزرگ رہتے تھے میں فجر کی نماز کے بعد ان سے ملنے کے لئے چلا گیا وہ صاحب مسجد میں تشریف فرما تھے اور قرآن عظیم کی تلاوت فرما رہے تھے میں بیٹھ گیا جب وہ فارغ ہوئے تو میرے ساتھ مصافحہ کیا پھر پوچھا اے جوان تم کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کیا کہ سوات تو تانو بانڈہ سے آیا ہوں انہوں نے پھر پوچھا رات کس کے ہاں گزاری میں نے کہا میں تبلیغی ہوں تبلیغیوں کے ساتھ آیا ہوں اور وہ دوسری مسجد میں رات گزاری' لیکن آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں تاکہ میرے لئے دعا کریں میری ان باتوں پر یہ صاحب بہت غصے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ یہ رائے ونڈی جو چلے لگاتے ہیں بستر پر کمر در بدر گاؤں گاؤں پھرتے ہیں یہ کون سی کتاب میں ہے حضور علیہ السلام نے تو غار حرا میں چلہ کیا تھا یہ اگر طریقہ پیغمبری کے دعویدار ہیں تو ایک چلہ تو ایسا کر کے دکھائیں دوسری بات یہ ہے کہ ان کی تحریک جہاد کے خلاف ہے جہاد کے حق میں جو آیات یا احادیث آئی ہیں وہ یہ لوگ اپنے کام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ رائے ونڈی اس تبلیغ کو اتنا بڑا کام سمجھتے ہیں کہ باقی سارا دین ان کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور کہتے ہیں کہ یہ تبلیغی جماعت کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا اور جو نہ سوار ہوا وہ ڈوب گیا۔

ان صاحب کی باتوں نے میرے دل پہ اثر کیا اس لئے کہ اس نے حقیقت بیان کی جس سے میں آگاہ تھا اور میں نے پہلی دفعہ کوئی شخص دیکھا جو اس طرح تبلیغی جماعت کے خلاف بول رہا تھا۔

شام کے وقت سوات سے ایک بڑا رائے ونڈی الہ ڈنڈ پہنچا نماز مغرب کے بعد اس نے تقریر شروع کی تمام تقریر طنز اور تنقید پر مبنی تھی اہل طریقت صوفیاء کے خلاف بہت سی باتیں کی اپنی اور اپنے کام کی بہت تعریف کی اس کی اس تقریر نے مجھ پر بہت برا اثر کیا ایک طرف تو اپنی چھ نمبری تقریر میں ذکر کے نمبر میں وضاحت سے کہتے ہیں کہ جس نے باشریعت پیر سے وظیفہ لیا ہو اسے پابندی سے پڑھا کریں دوسری

طرف پیروں کی مخالفت کرتے ہیں۔

دوسری تین روزہ تشکیل

میں تین دن کے لئے ایک جماعت کے ساتھ چلا گیا امیر دوسرا آدمی تھا اس امیر نے راستے میں کرامات کی باتیں شروع کردیں اس نے کہا کہ یہ پیر کرامات کے دعوے کرتے ہیں حالانکہ فرعون ان سے بڑا پیر تھا۔ اس لئے اس کی زبان سے بڑے بڑے کام ہوتے تھے رائی ونڈی کے کہنے کے مطابق فرعون جب پانی کو حکم دیتا تو پانی نیچے سے اوپر پہاڑ پر چڑھ جاتا ابھی کوئی پیر ایسی کرامت دکھائے تو ہم مان جائیں گے میں نے کچھ تردید نہیں کی اس لئے کہ اس وقت میں رائے ونڈی تھا یعنی یہ بے غیرتی کی چادر میرے سر پر تھی کہ امیر کے ساتھ اختلاف نہیں کریں گے لیکن یہاں مجھے اچھی طرح معلوم ہوا کہ یہ فرقہ فرعونی فرقہ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ فرعونی فرقہ کے خلاف موسیٰؑ کے فرقہ کو تلاش کرنا چاہئے ہم جس گاؤں میں پہنچے اس کی مسجد کے امام صاحب نے نماز کے بعد اجتماعی دعا کی ہمارے امیر نے کہا کہ یہ دعا کرنا غلط ہے اگر یہ دعا ہوتی تو ہمارے رائے ونڈ کے بزرگ بھی کرتے جو کام ہمارے رائے ونڈ کے بزرگ نہیں کرتے وہ دین میں نہیں ہوتا لہٰذا یہ لوگ تو بدعتی اور مشرک ہیں۔

سندھ کے باباجی کا سوات آنا

میری بیعت کے ایک سال بعد باباجیؒ سوات تشریف لے آئے ایک دن ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے زیادہ باتیں اس طرح کی تھیں کہ میں سوال کرتا اور وہ جواب دیتے تھے میں نے پوچھا کہ ہمارے رائے ونڈی تبلیغ والوں کے کام میں کیا فرق ہے؟ مجھے اچھی طرح یاد ہے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے کام میں اور رائے ونڈیوں کے کام میں زمین آسمان کا فرق ہے میرا خیال یہ تھا کہ باباجی کا مقصد کام کی ترتیب کی

طرف ہے باباجی سمجھ گئے فرمایا کہ ان کا کام ہدایت کی بجائے بندے کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور ہمارا کام انسان کو گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جاتا ہے انسان اللہ تعالیٰ کا ولی اور دوست بن جاتا ہے میں نے باباجی کو یہ بات کبھی نہیں بتائی تھی کہ میں رائے ونڈی ہوں یہ بات میں نے چھپا کر رکھی تھی لیکن وہ سمجھ چکے تھے کیونکہ میرے ساتھ اکثر باتیں رائے ونڈیوں سے متعلق کرتے رہے۔

رائے ونڈیوں کے ساتھ ایک سال کا سفر

میں نے ۱۹۸۲ء میں ان کے ساتھ ایک سال کے سفر کا ارادہ کیا سوات کا امیر مجھے رائے ونڈی بزرگوں کے پاس لے گیا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں کہ باہر کے ممالک میں جانے کے قابل ہوں یا نہیں رائے ونڈ کے بزرگوں نے پرتگال پیدل جانے والی جماعت کے لئے منتخب کیا اور کہا کہ اب گھر چلے جاؤ رقم اور پاسپورٹ کا بندوبست کرلینا رقم راولپنڈی کے مسعود احمد زبیری کے نام ڈارفٹ کرنا ڈراف کا کاغذ بمعہ پاسپورٹ خود یہاں رائے ونڈ لے آنا۔ میں ان سے رخصت ہو کر سوات چلا گیا پاسپورٹ بنوایا اور روپے ان کے بتائے ہوئے آدمی کے نام ڈرافٹ کئے اور ڈراف کا کاغذ رائے ونڈ کے بزرگوں کو لاکر دے دیا انہوں نے مجھے کہا کہ رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کے لئے آؤ گے تو گھر سے رخصت لے کر آنا اجتماع سے ہم جماعتوں کو بھیجیں گے اجتماع کو چند دن ہی باقی تھے میں نے دل میں سوچا کہ سندھ چلا جاؤں باباجی سے رخصت لے لوں کیوں کہ دن کم ہیں پھر کیا معلوم موقع ملے گا بھی یا کہ نہیں۔

رخصت کے لئے سندھ کے باباجی کے پاس جانا

رائے ونڈ کے مرکز سے نکل کر خیرپور کی گاڑی میں سوار ہوا راستے میں مجھے بڑی تکلیف تھی کیونکہ

میں تنہا تھا اور پہلی دفعہ میں اکیلے سفر کر رہا تھا۔ راستے میں پتہ چلا کہ یہ گاڑی خیرپور نہیں بلکہ سکھر جا رہی ہے ساتھ بیٹھے ہوئے مسافروں سے میں نے پوچھا کہ سکھر سے خیرپور کیسے جایا جائے گا ایک مسافر تھا جس کو روہڑی اسٹیشن پر اترنا تھا اس نے مجھے کافی تسلی دی اور کہا گھبراؤ نہیں بہت آسانی سے اپنے مرشد تک پہنچ جاؤ گے رات کو سکھر پہنچ گیا۔ رات اسٹیشن پر گزاری صبح باباجی کے گاؤں روانہ ہو گیا جب میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ باباجی کراچی گئے ہوئے ہیں یہ سن کر میں بہت پریشان ہوا اور اسی وقت واپسی کا ارادہ کر لیا باباجی کا ایک بیٹا محمد شبیر جو اس وقت کم سن تھا کہنے لگا رات یہاں گزارو تھکے ہوئے ہو آرام کر لینا لیکن میں نے کہا کہ میں جا رہا ہوں اور باباجی کے نام ایک خط لکھ کر اسے دے دیا۔ اس میں تمام احوال لکھ دیا کہ میں رائے ونڈ کی طرف سے غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں اور فیض پور سے روانہ ہو کر سیدھا سوات چلا گیا۔

باباجی کا خط

میرے جانے میں ابھی چند دن باقی تھے اپنے رشتہ داروں سے الوداعی ملاقاتیں کر رہا تھا اور سامان سفر کی تیاری کر رہا تھا تقریباً جانے سے ایک روز قبل باباجی کا خط موصول ہوا جسے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی مگر خط پڑھنے کے بعد میں سوچ میں پڑ گیا کیونکہ باباجی نے تبلیغ پر جانے سے منع فرمایا تھا ایک طرف سفر کی تیاری مکمل کر چکا تھا دوسری طرف باباجی کی ناراضگی تھی میں اس شش و پنج میں پڑ گیا کہ اب کیا کروں کہ نہ رہ سکتا ہوں اور نہ جا سکتا ہوں بالآخر میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ باباجی کو بعد میں راضی کر لیں گے فی الحال چلے جانا چاہئے اس لئے کہ بہت سے لوگوں کو میں بتا چکا ہوں کہ میں جا رہا ہوں اور اب اگر میں نہ گیا تو ان کے قسم قسم کی سوالوں کے جواب دینا پڑیں گے۔

باباجی کے خط کا متن

محترمہ میاں محبوب علی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا حالات معلوم ہوئے کراچی سے واپس آتے ہی جب آپ کا جانا معلوم ہوا تو بہت افسوس ہوا آپ کو نفس اور شیطان نے دھوکا دیا اور آپ کو معلوم نہ ہوا اور نہ معلوم ہو گا جب تک اس منزل پہ نہ پہنچو گے آپ کو کیا پتہ کہ شیطان کس کس طریقہ سے انسان کو دھوکہ دیتا ہے افسوس تو یہی ہے کہ آپ کو مرشد کی صحبت اور دیدار کے لئے نفس اور شیطان نے ایک منٹ بھی رہنے نہ دیا جس میں حقیقی محبت اور اخلاص پیدا ہوتا ہے لیکن باہر جانے کے لئے ایک سال کے لمبے سفر کے لئے تم تیار ہو چکے ہو جو کہ مرشد کی صحبت کے مقابلے میں ایک معمولی کام ہے اس بات کا آپ کو کیا پتہ کہ مرشد کی صحبت آپ کے لئے اس سفر سے بہت بہتر ہے اللہ والوں نے فرمایا۔ بیت

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتراز صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ ۔ اللہ والوں کی صحبت میں تھوڑا سا وقت گزارنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

گر بہ خواہی ہمنشینی باخدا
گو نشینی در حضور اولیاء

ترجمہ ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا کے حضور بیٹھوں تو جاؤ کسی ولی اللہ کے حضور میں بیٹھ جاؤ۔

میرے پیارے! آپ خوب سوچ لو اور سمجھ لو اگر آپ کو سلوک کرنا ہے اور اخلاص حاصل کرنا ہے تو سوائے مرشد کے مشورے اور اجازت کے آپ کو کوئی کام نہیں کرنا چاہئے ہر بات مرشد سے پوچھ کر اور

اجازت لے کر کرنی چاہئے اگر آپ تماشائی مذبذب ہیں تو پھر آپ اپنی مرضی پہ چل سکتے ہیں اس عاجز کا آپ سے کوئی واسطہ نہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ وہی ہوا جو خدا کو منظور تھا لیکن آپ کا یہ خیال غلط ہے اس لئے کہ خدا نے تو کرم فرما کر آپ کو مرشد کی خدمت میں بھیج دیا لیکن نفس اور شیطان نے آپ کو یہاں ایک منٹ بھی نہ رہنے دیا اور بے قرار ہو کر واپس چلے گئے شیطان کو یہ پتہ ہے کہ مرشد کی صحبت میں طالب کو کیا ملتا ہے اس لئے شیطان نے آپ کے اندر اپنا کام شروع کر دیا اور فوراً "واپس کر دیا" تبلیغ میں ایک سال تک جانے کو تیار ہو گئے اور کوئی فکر نہیں ہے۔

عزیز! تبلیغ رائے ونڈ میں سو سال جاؤ اور پیر کی صحبت میں ایک ساعت بیٹھو یہ ایک ساعت اس سے بہت بہتر ہے اس کے متعلق قرآن شریف حدیث مبارکہ کا حوالہ لکھوں تو خط بہت طویل ہو جائے گا اس لئے یہ مختصر عبارت کافی ہے اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرمائیں کہ یہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے۔ آمین ثم آمین

منجانب ۔ فقیر محمد علی غفاری

میں ساری رات سوچتا رہا رات گزر گئی صبح ہو گئی اور میں رائے ونڈیوں کے ساتھ روانہ ہوا دل میں ارادہ کیا کہ رائے ونڈ سے باباجی کے ساتھ خط و کتابت کر کے راضی کر لوں گا اور اجازت بھی حاصل کر لوں گا۔

رائے ونڈ کے مرکز میں چند دن

جب میں رائے ونڈ پہنچا تو سالانہ اجتماع میں دو چار روز باقی تھے اجتماع تک میں اسی مرکز میں رہا پھر اجتماع کے میدان میں بھیج دیا گیا۔ تین دن تک اجتماع رہا اسی اجتماع میں انہوں نے مجھے ایک جماعت کے ساتھ شامل کر دیا اور ہماری تشکیل یورپ کے لئے کر دی گئی اور ہمیں یہیں بتا دیا گیا کہ ان ان ملکوں میں جانا ہے۔

انگلینڈ، فرانس، اسپین، پرتگال، اٹلی، یوگوسلاویہ، بلغاریہ، ترک، شام، اردن اور سعودی عرب اماری جماعت کو پرتگال پیدل جماعت کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اجتماع کے آخری دن دعا کے بعد مولوی انعام الحسن اسٹیج پر بیٹھ گئے اور غیر ممالک میں جانے والی جماعتوں سے ملاقات شروع کر دی مولوی جمشید صاحب باری باری لاؤڈ اسپیکر پر ہر جماعت کا نام پکارتے وہ جماعت اسٹیج پر آتی اور مولوی انعام الحسن صاحب سے مصافحہ کرتی اسی طرح ہمارا نمبر آیا مولوی جمشید صاحب لاؤڈ اسپیکر پر آواز دے کر کہنے لگے کہ یہ ایک جماعت ہے جو پرتگال سے پیدل حجاز مقدس جائے گی۔ اب یہ جماعت آجائے تاکہ حضرت جی صاحب سے مصافحہ کر لیں اور رخصت ہو جائیں ہمارا امیر پہلے اور ہم اس کے پیچھے ایک ایک کر کے جاتے اور مصافحہ کر کے آگے نکل جاتے میری باری آئی میں نے تمام دنیا کے اس امیر کو سلام کیا اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر مصافحہ کیا لیکن سلام کا جواب نہیں دیا یعنی وعلیکم السلام نہیں کہا میں حیران ہو کر رہ گیا کہ یہ اسلام کا دعویدار اور بین الاقوامی تبلیغی جماعت کا امیر اور ان کا یہ عمل، لیکن جب میں نے آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اس کا منہ پان سے بھرا ہوا تھا۔ اجتماع کے میدان میں ہم رائے ونڈ کے مرکز آئے یہاں انہوں نے چند دن ٹھہرایا اور مختلف اوقات میں مختلف موضوعات پر ہدایات دیتے رہے۔ رائے ونڈ میں شفیق نام کا ایک بزرگ ہے اس نے ہمیں بلایا اور ایک تقریر کی اس نے اپنی تقریر میں دو باتوں پر زیادہ زور دیا ایک تو اس نے کہا کہ لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ لوگ امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہی عن المنکر نہیں کرتے دیکھو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر نماز فحش اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے دیکھو جب ہم امر بالمعروف کرتے ہیں اور ایک آدمی نمازی بن جاتا ہے تو خود بخود منکرات سے منع ہوا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز کے ساتھ منع ہو جائے گی تو ہم کیوں منع کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک دن مولانا یوسف نے میرے سامنے اپنے بڑے بڑے علماء کرام سے دریافت کیا کہ میں یہ اپنچاس گروڑ والی

حدیث بیان کرتا ہوں یہ صحیح ہے یا غلط ان علماء نے کہا یہ بالکل صحیح ہے ان علماء میں فیصل آباد کے مفتی زین العابدین بھی موجود تھے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی اس سلسلے میں تم پر اعتراض کرے تو کسی کی بات کی کوئی پرواہ نہ کرنا یہ بات بالکل صحیح ہے ایک دن ہمیں مولوی جمشید صاحب نے بلایا اور کہا کہ مولوی یوسف کہہ رہے تھے کہ میں اس بات سے بہت ڈرتا ہوں کہ کہیں ہمارا یہ کام رسم و رواج میں نہ بدل جائے۔ دوسری بات یہ کہی ہے کہ تم لوگوں میں سے جو کوئی حج وغیرہ کا ارادہ رکھتا ہے ہمیں بتادے تاکہ ان کو یہاں چھوڑ دیا جائے اور حکومت کا جو قانون حج کے لئے مقرر ہے اس کے حساب سے چلا جائے۔ کیونکہ ہمارے کام میں دوسرے کام کی نیت کرنا یہ کام کے نہ جاننے کی پہچان ہے ہم تمام خاموش رہ گئے کیون کہ حج کا ارادہ تو میرا بھی تھا دوسروں کا پتہ نہیں لیکن اس وجہ سے خاموش رہا کہ اگر حج کا کہا تو روک دیا جاؤں گا دوسری بات اس نے یہ کہی کہ کسی سے تحفہ قبول نہ کریں۔ دوسرے دن مشتاق صاحب نے ہمیں بلالیا انہوں نے اولیاء کرام کے خلاف بہت توہین آمیز تقریر کی اپنی تقریر میں انگریزوں کی تعریف کی اور یہودیوں کی مخالفت کی اس سال تیرہ جماعتیں بیرون ملک تبلیغ کے لئے جانے والی تھیں ہر جماعت کے ساتھ ایک برائے نام عالم بھی بھیجا جاتا ہے ہمارے ساتھ بھی ایک عالم کو شریک جماعت بنادیا گیا ان کے حساب میں وہ عالم تھا ویسے وہ بڑا جاہل آدمی تھا عالم صاحب کی جہالتیں آئندہ صفحات پر خود بخود سامنے آتی رہیں گی۔

علماء کو روپے رائے ونڈ کا مرکز دیتا ہے

ہمارے ساتھ جو ملا صاحب تھے وہ ظاہری صورت سے ہی غریب آدمی معلوم ہوتے تھی میں نے ان سے مالی حالت کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے پشاور کے نواح میں ناصر برج نامی گاؤں میں امام تھا لیکن اب وہ امامت بھی نہیں رہی میں نے ان سے پوچھا مولوی صاحب آپ کے پاس اتنے روپے ہیں جن کی

مدد سے آپ بیرون ملک چلے جائیں گے انہوں نے جواب دیا کہ اس راستہ میں یقین کی ضرورت ہوتی ہے روپوں کی نہیں مجھے مخاطب ہوکر بولے کہ تم بیرون ممالک میں جارہے ہو عالمی سطح پر مبلغ ہوگے اور تمہارا ابھی تک اتنا یقین نہیں کہ سب کچھ اللہ کرتا ہے مخلوق کچھ نہیں کرسکتی میں نے کہا مولوی صاحب یہاں آنے کے لئے جس یقین کی ضرورت ہے تو وہ ہم نے ڈرافٹ کی شکل میں مسعود احمد زبیری کے نام پر بنادیا ہے وہ ہنسے اور کہنے لگے کہ ہمیں یہ یقین تو رائے ونڈ مرکز والے ہی کرائیں گے علماء کو روپے تو مرکز والے ہی دیتے ہیں میں نے کہا کہ یہ تو تیرہ جماعتیں ہیں ہر جماعت میں ایک عالم ہے تو کل تیرہ علماء ہوئے اب ان تیرہ علماء کو مرکز والے روپے دیں گے یا کہ آپ کے کہنے کے مطابق ان کا یقین بنائیں گے اس نے پھر کہا کہ بزرگ دیکھتے ہیں کہ جو عالم غریب ہو تو اس کو روپے دے دیتے ہیں ہر کسی کو نہیں دیتے میں نے پوچھا یہ پارہ چنار کے مولوی عبدالغفور صاحب کیسے ہیں اس نے کہا میں نہیں جانتا غریب ہے یا مالدار اندازہ سے تو بہتر معلوم ہوتا ہے اگلے دن مولوی عبدالغفور کے ساتھ بیٹھا تھا میں نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ کے روپوں کو کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ مولوی ظاہر شاہ کہہ چکے ہیں کہ روپیہ میں آٹھ آنہ آپ کہیں سے پیدا کریں باقی اللہ پاک دے گا۔ اس کو تو میں نے کچھ نہیں بولا لیکن بات یہ ہے کہ سہ باقی روپے جو اللہ پاک دے گا تو یہ آدھی رقم جو یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم پیدا کرو تو یہ بھی تو اللہ پاک ہی دے دے گا۔ دوسرے دن میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالغفور صاحب سینگال کی جماعت میں شامل ہوکر چلا گیا اور ہمارے مولوی صاحب ہمارے ساتھ گئے رائے ونڈ والوں نے ہمارے مولوی صاحب کو پشاور مرکز بھیج کر کہنے لگے تمہیں وہیں پشاور میں روپے مل جائیں گے اور ویسا ہی ہوا ہم نے چند دن رائے ونڈ میں گزارے اور پھر انہوں نے ہمیں ویزوں کے لئے راولپنڈی مرکز بھیج دیا۔

راولپنڈی اور اسلام آباد

ویزوں اور کرنسی تبدیل کرنے کے لئے ہم راولپنڈی آئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم تبلیغ کا کام بھی کرتے رہے راولپنڈی کے مرکز والے ایک ہفتہ ہم کو راولپنڈی شہر میں رکھا کرتے تھے اور دوسرے ہفتہ کے لئے اسلام آباد بھیج دیتے ایک دن عشاء کے وقت مسعود احمد زبیری آئے کہنے لگے کل آپ تمام انگلینڈ ایمبیسی چلے جائیں' اپنے پاسپورٹ جمع کرائیں' تاکہ ویزے لگ جائیں اور اگر وہ پوچھیں کہ کس مقصد کے لئے جارہے ہو تو آپ لوگ صاف ستھری بات کریں کہ تبلیغ کی غرض سے جارہے ہیں اور اگر لندن ایئرپورٹ پر پوچھیں تو وہاں بھی یہی جواب ہوگا کہ تبلیغ کے لئے آئے ہیں کل ہم انگلینڈ ایمبیسی چلے گئے زبیری بھی وہاں پہنچ آئے ہم نے پاسپورٹ دے دیئے ایمبیسی والوں نے کہا کہ دو آدمی رکیں باقی جائیں آپ کے پاسپورٹوں پر جب ویزے لگ جائیں گے تو ہم ان کو دے دیں گے ہم نے ویسا ہی کیا دو آدمی رک گئے اور باقی چلے آئے تقریباً" دو بجے کے وقت وہ دو آدمی آئے پاسپورٹوں پر ویزے لگے ہوئے تھے اسی طرح ہم نے فرانس' اسپین' اٹلی' پرتگال کے ویزے حاصل کئے۔ ویزوں میں کسی قسم کی دشواری پیدا نہیں ہوئی اس لئے کے پاسپورٹوں کے ساتھ ہم نے وہی مسعود احمد زبیری کا سربہ مہر خط دیا تھا جو زبیری نے ہمیں حوالہ کیا تھا نہیں سمجھا کہ یہ خط زبیری کس سے لاتا ہے اور خدا جانے اس کے اندر کیا لکھا ہوا ہوتا ہے یہاں راولپنڈی اسلام آباد میں کافی باتیں ہوئیں۔ لیکن میں مختصر وہیں باتیں تحریر کرتا جاؤں جو ہمارے اس مضمون (موضوع) کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

میرے منہ سے بے اختیار اللہ' اللہ کا نکلنا

اس وقت میں طریقہ نقشبندیہ" میں مبتدی تھا میرے صرف دو ہی سبق تھی میرا وہی حال تھا جو مبتدی کا ہوتا ہے میرے اس حال پر یہ میرے رائے ونڈی ساتھی بہت خوش تھے۔ اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ یہ اس رائے ونڈی تبلیغ کی برکت ہے اور میری اس کیفیت پر رشک کرتے تھے لیکن جب میں نے

ان کو بتایا کہ یہ کیفیت جو آپ لوگ دیکھ رہے ہیں یہ میرے مرشد مبارک کا فیض ہے اور ان ہی کی برکت ہے میرا یہ کہنا تھا کہ پھر یہ رائے ونڈی ساتھی بطور استہزاء یعنی بطور مسخرہ میری نقل کرتے جب بھی میرے مرشد کا خط آتا یا میں لکھتا تو اس پر یہ ساتھی ناراض ہوتے اور یہ کہتے کہ جس کسی کو اللہ پاک انبیاء" کا کام عطا کرے تو یہ پھر اولیاء اللہ کے پیچھے کیوں پھرتے ہیں اور کبھی کبھی مجھے نصیحت کرتے کہ اصل کام دعوت ہے۔ پیران عظام کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دیں یہ پیران تمہیں گمراہ کردیں گے اس قسم کے مختلف نصیحت مجھے کرتے لیکن میں نے ان کے نصائح سنے ہی نہیں کیوں کہ اللہ پاک نے ایک پیر کامل کی توجہ سے مجھے حیات قلبی عطا کردی تھی ایسی دولت اللہ پاک نے مجھے عطا کی تھی جو ان کے پاس نہیں تھی اور نہ ہی پیدا ہو سکے گی۔

ہم راولپنڈی میں اہلسنّت والجماعت کے مسجد گئے

قبل اس کے یہاں رائے ونڈی آئے ہی نہ تھے امیر نے ہمیں اکٹھا کرکے کہا کہ اس مسجد میں کوئی ترتیب رکھو اس مسجد کے مولوی صاحب اور مقتدی تمام ہمارے رائے ونڈی تبلیغ کے خلاف ہیں۔ یہ بات ہمیں راولپنڈی کے مرکز میں بتائی گئی تھی مشورہ یہ طے ہوا کہ دو آدمی مولوی صاحب کی ملاقات کے لئے چلے جائیں اور کچھ تحفہ بھی ساتھ لے جائیں لیکن جو تحفہ ہم عام مولویوں کے لئے لے جاتے ہیں وہ نہیں بلکہ ان کے لئے بازار سے عمامہ' جائے نماز اور کچھ مالٹے خریدتے ہیں۔ یہ آدمی مولوی صاحب کو صرف دعا کی درخواست کریں گے اور کچھ نہ کہیں گے اور دو آدمی محلے میں گشت کریں گے تاکہ مولوی صاحب کے آنے سے پہلے پہلے محلہ میں کچھ ساتھی بنالیں اور اس وقت محلے کے دوسرے لوگ جو مسجد میں آجائیں ان کا بھی اچھی طرح خاطر اکرام ہونا چاہئے' مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی کچھ کھلایا پلایا جائے یہ باتیں امیر جماعت نے پسند کیں۔

مولوی صاحب کے ساتھ ہمارے ساتھیوں کی ملاقات

امیر نے جو دو آدمی مولوی صاحب کی ملاقات کے لئے بھیجے تو مولوی صاحب انہیں راستے میں ملے انہوں نے مولوی صاحب سے کہا ہم آپ کے گھر آرہے تھے لیکن ارادہ یہ تھا کہ پہلے آپ کے لئے بازار سے کوئی تحفہ خرید لیں آپ کون ہیں مولوی صاحب نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم تبلیغ والے ہیں آپ کی مسجد میں آئے ہیں آپ بھی ہمارے لئے دعا کیجئے تاکہ اللہ پاک یہاں دین عام کرے اور ہدایت کی ہوا چلائے مولوی صاحب نے ان کو صرف اتنا کہا کہ ابھی تم لوگ جاؤ اور میں امامت کرنے آرہا ہوں انہوں نے پھر کہا مولوی صاحب ہم آپ کے لئے کوئی تحفہ خریدنا چاہتے ہیں۔ مولوی صاحب نے جواباً کہا میں رشوت خور نہیں یہ تحفہ نہیں رشوت ہے ورنہ اس سے قبل میرے لئے تحفے کیوں نہیں لائے یہ کہتے ہوئے مولوی صاحب ان سے چلے گئے اور یہ لوگ اپنی مہم میں ناکام ہو کر واپس مسجد آئے۔

مولوی صاحب امامت کے لئے مسجد تشریف لائے

مولوی صاحب امامت کے لئے مسجد تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے عقائد کے موضوع پر بیان شروع کیا تقریر کرتے کرتے کہا کہ یہ جو رائے ونڈی آئے ہیں ان کے عقائد کفریہ ہیں لیکن میں اس وقت نہیں سمجھا کہ ہمارے عقائد کیسے کفریہ ہیں میں تو یہ سمجھتا ہوں جو آدمی خود مسلمان کہے بس وہ مسلمان ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ رائے ونڈ میں تو ہمیں فضائل کی تعلیم دی جاتی تھی اب بھی رائے ونڈی لوگ عقیدہ کی باتوں کو نہیں سمجھتے بلکہ عقیدہ جانتے ہی نہیں کہ عقیدہ کیا چیز ہے مولوی صاحب نے اشرف علی تھانوی کی تصانیف سے بھی کچھ حوالے دے کر بتایا اور یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ یہ باتیں کفر

کی ہیں اور اسی صاحب کو یہ لوگ حکیم الامت کہتے ہیں پھر ایک اشتہار اٹھایا کہنے لگے یہ دیکھو یہ کیا ہے؟ میں نے خود جب غور سے دیکھا تو اشتہار کی سرخی تھی "تبلیغ یا تخریب" اس کے نیچے ایک سنی مسلمان کا قصہ درج تھا جو کہ ان تبلیغ والوں کے ساتھ رائے ونڈ گیا تھا وہاں اس نے نعرہ رسالت بلند کیا یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگایا تھا پھر کیا ہوا؟ رائے ونڈ کے بزرگوں نے پکڑ کر اپنے عقوبت خانے میں پہنچایا اور وہاں مار مار کر شہید کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون (ط)

جب ہم نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو میں نے امیر صاحب اور شریک جماعت مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ اس بات کی کچھ حقیقت ہے؟ یا کہ اس مولوی نے شدت مخالفت کی وجہ سے یہ بات بنائی ہے انہوں مجھے تصدیق کر کے بتایا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے لیکن ایسے شرک کا قتل ضروری تھا میں نے پوچھا کیسے مشرک تھا ہماری جماعت کے ساتھ جو مولوی تھا اس نے کہا کہ یارسول اللہ کا نعرہ لگانا شرک ہے اور اس مسجد کا مولوی صاحب بھی بہت بڑا بدعتی اور مشرک ہے میں نے عرض کیا کہ امیر صاحب اس کے پیچھے جو ہم نے نماز ادا کی کیا ہماری نماز ادا ہو گئی امیر نے کہا کہ میرا تو یہ یقین ہے کہ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں لیکن اکابرین رائے ونڈ حکم دیتے ہیں کہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھا کریں تمہاری نمازیں ہر کسی کے پیچھے ہوتی ہیں۔

عشاء کے وقت اسی مسجد میں ایک اور سنی عالم آئے

نماز کے بعد یہ مولوی صاحب اٹھے اور ان مقتدیوں کو مخاطب ہو کر پوچھا؟ کہ تبلیغ علماء کا کام ہے یا جاہلوں کا ان لوگوں نے جواب دیا علماء کا کام ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے یہ رائے ونڈی جو ہمیں تبلیغ کرنے آئے ہیں یہ تو تمام علماء ہوں گے اس لئے میں ان کے امیر صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئے اور ہمیں قرآن شریف کے نویں سپارہ کے پہلے رکوع کا ترجمہ سنائے اور ہمارے دلوں کو قرآن شریف

کے درس سے منور فرمائے۔ امیر صاحب اٹھے اور کہنے لگے میں عالم تو نہیں ہوں مولوی صاحب نے کہا پھر یہاں لوگوں کو تبلیغ کرنے کیوں آئے ہو اس نے کہا میں نفس کی اصلاح کے لئے آیا ہوں مولوی صاحب نے کہا اگر نفس کی اصلاح چاہتے ہو تو اللہ والوں کا پیچھا کرو یہ تم کو کس نے کہا ہے کہ یہاں نفس کی اصلاح ہوتی ہے دوسری بات یہ ہے تم منبر و محراب میں کھڑے ہونے کی کوشش کیوں کرتے ہو جب کہ تم عالم نہیں ہو پھر اس نے کہا ہمارے پاس عالم ہے وہ آپ لوگوں کو ترجمہ سنا دیں گے تو جماعت کے مولوی صاحب اٹھے مقامی مولوی صاحب نے قرآن پاک ان کے ہاتھ میں دیا تو ہماری جماعت کے مولوی صاحب کہنے لگے میرے بھائیو بات یہ ہے کہ میری زبان پشتو ہے اور میں اردو نہیں جانتا (یہ الفاظ اردو ہی میں کہے) کہ آپ لوگوں کو قرآن پاک کا درس دوں یہ کہنا تھا کہ سامعین میں سے ایک آدمی اٹھا اور اپنے مقامی مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ مولوی صاحب تو جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ بولتا اردو ہے اور کہتا ہے مجھے اردو نہیں آتی دوسرے آدمی نے دور سے آواز دے کر کہا یہ تو ابھی تمہید بنا رہے ہیں بہرحال ان لوگوں کے سامنے ہم بہت شرمندہ ہوئے ان لوگوں کو رائے ونڈی تبلیغ سے جو نفرت تھی اس میں مزید زیادتی ہو گئی۔

اسلام آباد کی مسجد

یہاں ایک مسجد میں چند افغانی باشندے جمع تھے اور اپنے وطن کے حالات کے بارے میں بحث مباحثہ اور مشورے کر رہے تھے امیر جماعت نے کہا کہ ان کو بھی دعوت دینا چاہئے اس لئے کہ کل قیامت کے دن یہ لوگ ہمارے گریبان میں ہاتھ ڈالیں گے اور کہیں گے کہ آپ نے ہمیں دین کی دعوت نہیں دی تھی۔ ہمارے ساتھیوں میں جو مولوی صاحب تھے وہ اٹھے اور ان کے سامنے چھ نمبری تقریر شروع کر دی مولوی صاحب نے ابھی چند باتیں ہی کی ہوں گی کہ ایک افغانی غصہ میں ہو کر کہنے لگا آپ کا

پاکستان تو مذہبی اجارہ ہے اس میں ہر چیز چلتی ہے تم لوگ گھومو پھرو ہمیں تمہاری تبلیغ کی ضرورت نہیں ہم مسلمان ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلدین ہیں اور اگر آپ لوگ اپنے آپ کو بہت زیادہ عاشقان دین سمجھتے ہیں تو پھر ہمارے ساتھ چلیں تاکہ روسیوں کو تبلیغ کی دعوت دیں' اور ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔ امیر جماعت کہنے لگا کہ جہاد کی اب ضرورت نہیں ہے اس وقت دعوت و تبلیغ کا کام سب سے بڑا جہاد ہے بلکہ یہی جہاد ہے انہوں نے امیر جماعت سے کہا کہ منہ بند رکھو ہمیں تمہاری دعوت کی ضرورت نہیں ہے یہاں ہم اپنے کام سے بیٹھے ہیں ہمیں تنگ نہ کرو۔

جب ہمارے ویزے لگ گئے

تو امیر جماعت ہمیں کہنے لگے کہ ہم عالمی سطح کے مبلغین ہیں۔ لوگ ہمارے اوپر بہت نیک گمان کریں گے تو ہمیں چاہئے کہ اپنا لباس ان کے گمان کے موافق بنا دیں اور اپنے لئے عمامے' شیروانیاں' جبے' عصا اور موزے خرید لیں بیرونی ممالک میں یہی چیزیں استعمال کریں گی ہم تمام نے سامان خریدا اور راولپنڈی سے دو دن کے لئے ہم رائے ونڈ چلے گئے تاکہ اپنے بزرگوں سے آخری ملاقات کر لیں اور ضروری ہدایت بھی لے لیں۔ پروگرام کے مطابق ہمیں رائے ونڈ مرکز سے کراچی جانا تھا کیونکہ لندن کے لئے ہماری فلائٹ کراچی ایئرپورٹ سے تھی۔

امیر جماعت سے میرا مشورہ

رائے ونڈ میں امیر جماعت سے مشورہ کرتے ہوئے میں نے ان سے کہا اگر اجازت ہو اور آپ راضی ہوں تو میں خیرپور چلا جاؤں تاکہ اپنے مرشد سے اجازت لے لوں میں کراچی آکر آپ سے مل

جاؤں گا۔ میری یہ بات امیر کو اچھی نہیں لگی لیکن جواباً کہا کہ میں ساتھیوں سے مشورہ کرلوں پھر تھوڑی دیر بعد کہا کہ مشورہ میں یہ بات طے ہوئی کہ محبوب علی اپنے پیر صاحب کے ہاں نہیں جاسکتا یہ بات مجھے بری لگی لیکن کچھ کہہ نہ سکا اور پریشانی کی وجہ تمام رات جاگتا رہا دل پر سخت بوجھ تھا حالت ایسی تھی کہ بیان نہیں کرسکتا اگلے دن ہم کراچی روانہ ہوئے گاڑی پر سوار ہونے کے لئے رائے ونڈ سے لاہور اسٹیشن پہنچے چونکہ گاڑی رات دس بجے جاتی تھی اور ہم صبح سویرے یہاں پہنچے پورا دن گاڑی کا انتظار کرنا تھا۔

شامل جماعت مولوی صاحب کا امیر سے مشورہ

مولوی صاحب نے کہا امیر صاحب گاڑی نکلنے میں تو سارا دن باقی ہے اگر اجازت ہو تو یہاں لاہور میں میری سالی رہتی ہے اس سے ملاقات کرکے واپس آجاؤں گا امیر صاحب نے اجازت دے دی مولوی صاحب چلے گئے اور شام کو واپس آگئے رات کو جب ہم گاڑی میں سوار ہوئے تو مولوی صاحب برتھ پر چڑھ کر سوگئے رات کے دو بجے جاگے مگر طبیعت پر عجیب سی کیفیت طاری تھی اٹھے اور سیدھے لیٹرین میں گھس گئے چپکے سے مجھے ایک دوسرے ساتھی نے کہا مولوی صاحب کو احتلام ہوگیا میں نے پوچھا تمہیں کیا پتہ ہے اس نے کہا اس لئے کہ اس نے سارا دن سالی کے گھر پر گزارا وہاں کچھ ہاتھ نہیں آیا بس اسی سوچ فکر میں تھا جس کی وجہ سے احتلام ہوگیا میں نے کہا ایسے نہیں کہو یہ مولوی صاحب ہیں ان سے مذاق کرنا اچھی بات نہیں ہے ساتھی نے کہا اچھا مولوی صاحب ابھی لیٹرین سے باہر نکلیں گے اگر غسل کرکے نکلے تو میری بات درست ہوگی ورنہ نہیں تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب آگئے اور اس کی بات درست نکلی انہوں نے غسل کیا تھا۔

روہڑی اسٹیشن

ریل گاڑی جب روہڑی اسٹیشن پہنچی تو میں نے ایک ساتھی سے کہا کہ میں یہاں اتر رہا ہوں میں اپنے مرشد کا دیدار کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور ان کی اجازت کے بغیر میں نہیں جاسکتا یہ کہہ کر گاڑی سے اترا اور سیدھا مرشد کی خانقاہ پر حاضر ہوا ظہر سے عشاء تک میں مرشد کی خدمت میں حاضر رہا اس دوران باباجی کے ساتھ میری کافی باتیں ہوئیں وہ رائے ونڈیوں کے بارے میں پوچھتے رہے اور مجھے جو کچھ معلومات حاصل تھیں بتاتا رہا باباجی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی بہت سی باتوں کا رد کیا اور پھر فرمایا میرا دل نہیں چاہتا کہ تم ان کے ساتھ جاؤ لیکن تم گھر سے یہ نیت کرکے نکلے ہو تو چلے جاؤ لیکن دیکھو اس سفر کے بعد ان کے ساتھ جانا چھوڑ دو میں نے مرشد مبارک سے وعدہ کیا' رخصت کے وقت مرشد مبارک نے میرے لطیفہ سر پر انگلی رکھ دی یہ طریقہ نقشبندیہ کا تیسرا سبق ہے اور پھر دعا فرما کر رخصت کیا نماز فجر کے وقت میں رائے ونڈیوں کے مرکز کی مسجد کراچی پہنچ گیا میرے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی میرے ساتھ مصافحہ بلکہ زبانی سلام بھی نہیں کیا اس لئے کہ ان کے نزدیک میں نے یہ بہت بڑا جرم کیا کہ امیر کی اجازت کے بغیر میں مرشد مبارک کی زیارت کے لئے چلا گیا ایک ساتھی نے چپکے سے کہا کہ امیر آپ سے سخت ناراض ہے اور غصہ میں ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی کرچکا ہے کہ یہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا میں نے پوچھا ابھی کیا کروں اس نے مجھے کہا امیر صاحب سے معافی مانگ لینا یہاں میں حیران پریشان ہوگیا سوچتا رہا کہ اب میں کیا کروں ایک طرف نفس امارہ اس بات پہ مجبور کررہا ہے کہ اگر ان سے رہ گیا تو لوگ تمہارا مذاق اڑائیں گے اور کہیں گے مسافری نہیں کرسکتا تھا دوسری طرف ذہن پر یہ بوجھ تھا کہ رائے ونڈی کہیں گے کہ یہ اللہ کو پسند نہیں تھا اس لئے رہ گیا اس لئے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جو اللہ کو پسند آئے اسے اللہ تبلیغ کے کام پر لگا دیتا ہے یہی باتیں سوچ کر بادل ناخواستہ جاکر امیر جماعت سے معافی مانگ لی اس نے کہا اچھا جب معافی مانگتے ہو تو میں نے تمہیں معاف کردیا لیکن آئندہ ایسے نہ کرنا اور مجھ

سے پوچھے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔

کراچی ایئرپورٹ سے پرواز اور لندن ایئرپورٹ

رات کے تین بجے ہم کراچی ایئرپورٹ سے پرواز کر گئے اگلے دن لندن ٹائم کے مطابق ڈیڑھ بجے ہم لندن ایئرپورٹ پر پہنچ گئے تعجب کی بات یہ تھی کہ لندن کے ایئرپورٹ پر نہ تو ہماری تلاشی ہوئی اور نہ بوری بستر چیک ہوئے اور نہ ہی کسی قسم کی پوچھ گچھ ہوئی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسا کہ یہ ہمارا اپنا ہی گھر ہو اور جب ایئرپورٹ سے باہر نکلے تو لندن میں پہلے سے موجود رائے ونڈی ہمارے استقبال کے لئے گاڑیوں سمیت کھڑے تھے۔ ہم گاڑیوں پر سوار ہو کر لندن کے مرکز میں چلے گئے برطانیہ میں رائے ونڈیوں کے دو مراکز ہیں ایک لندن میں ہے یہ چھوٹا مرکز ہے دوسرا ڈیوزبری میں ہے جو کہ بہت بڑا مرکز ہے جیسا کہ پاکستان میں رائے ونڈ لیکن یہ پوری دنیا کی سطح پر بڑا مرکز ہے لندن کے مرکز میں جب ہم کھانا کھانے بیٹھے تو قسم قسم کے کھانے دسترخوان پر سجے ہوئے نظر آئے ایک ساتھی نے کہا یہ ہمارے لئے من وسلویٰ ہے دوسرے ساتھی نے کہا یہاں کے لوگ تو جنتی ہیں۔

اسی مرکز میں ایک رائے ونڈی بزرگ کا تعویذ

ہمارے ساتھ شامل جماعت مولوی صاحب نے ایک آدمی کے لئے تعویذ لکھ دیا اور کچھ چینی دم کردی تو اس نے آدمی سے کچھ پونڈ مولوی صاحب کو دیئے اس معاملے کو مولوی صاحب نے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھا دوسرے دن وہ آدمی مولوی صاحب کو ڈھونڈ رہا تھا مجھ سے پوچھنے لگا مولوی صاحب کہاں ہیں میں نے جواباً "عرض کیا شاید دوسری منزل پر ہوں گے میں انہیں بلاتا ہوں آپ انتظار کریں میں اوپر

گیا مولوی صاحب ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے انہیں نشانی بتا کر کہا کہ فلاں آدمی آپ کو پوچھ رہا ہے مولوی صاحب کہنے لگے کہ جاؤ اسے کہو کہ مولوی صاحب نہیں ہیں۔ کہیں گشت پر گئے ہیں مجھے سامنے نہ کرنا اس آدمی کو میں نے تعویذ لکھ کر دیا تھا اس کا کام نہیں ہوا ہوگا ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے سامنے مجھ سے پیسے مانگے یہ بڑی بے عزتی کی بات ہے اور ان لوگوں کے سامنے ہماری بزرگی بھی خراب ہو جائے گی۔

لندن مرکز سے سوت آل شہر تشکیل

سوت آل برطانیہ کا ایک شہر ہے لندن مرکز والوں نے ہمیں اس شہر میں تین دن کے لئے بھیجا یہاں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھنے والی لوگ زیادہ تھے لیکن مسجد میں دو امام رکھتے تھے ایک امام اہل سنت وجماعت کا تھا اور دوسرا امام رائے ونڈی تھا۔ عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اہل سنت وجماعت کے امام صاحب پڑھاتے جن کا نام داؤد صاحب تھا یہاں کے لوگوں نے ہم سے سخت نفرت ظاہر کی امیر صاحب بھی یہاں آکر خفا تھے کافی خطرہ محسوس کر رہے تھے اور یہ کہتے تھے یہاں بہت نحوست ہے کوئی انوارات یہاں نہیں ہیں (پہلے تو ہم انوارات جانتے ہی نہ تھے لیکن سال کے آخر میں سمجھ گئے کہ انوارات کسے کہتے ہیں جہاں ہماری دعوتیں زیادہ ہوں اور کھانے بھی اچھے ہوں تو کہا جاتا یہاں انوارات بہت ہیں) لیکن پھر بھی یہاں تین دن گزارے۔

مولوی داؤد صاحب نے میری اور میرے ساتھی مولوی صاحب کی ملاقات ایک پیر طریقت سے کرائی

پیر صاحب نے مولوی داؤد صاحب سے دریافت کیا کہ یہ مہمان کہاں کے ہیں اور یہاں کس غرض سے آئے ہیں مولوی داؤد صاحب نے مختصرا جواب دیا کہ یہ حضرات پاکستان سے پیدل تبلیغ کے لئے آئے ہیں لیکن یہاں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے ہیں ہمارے مولوی صاحب نے جو شریک جماعت تھے پیر صاحب کے سامنے تبلیغ کی اہمیت بیان کرنی شروع کردی اور باقی تمام دین کے کاموں کو غیر ضروری ثابت کرنے لگے پیر صاحب خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے اور ساتھ ساتھ شاید نفی اثبات کا ذکر بھی فرما رہے تھے یہ بات اگرچہ ہمارے مولوی صاحب کو ناگوار گزر رہی تھی' آخر میں پیر صاحب فرمانے لگے کہ ادب بہت اچھی چیز ہے اور دین تمام ادب ہے بادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب' یہ فرماتے ہوئے ہمیں رخصت کردیا تین دن بعد وہاں سے واپس لندن مرکز آئے یہاں اپنے لئے پندرہ سیٹر ویگن خریدلی۔

"گاڑی کے جعلی کاغذات"

مجھے اس بات پر تعجب ہو رہا تھا کہ بزرگان لندن (رائے ونڈی تحریک کے اکابرین) نے ہمارے امیر کو مشورہ دیا کہ آپ اپنی گاڑی کے کاغذات اشرف کے نام پر بنوائیں تاکہ بعد میں پاکستانی کسٹم کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے اشرف جب رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں حاضری کی غرض سے پاکستان آئیں گے تو آپ کی گاڑی بھی کسٹم سے چھڑادیں گے' بزرگان لندن کا یہ مشورہ ہمارے امیر نے بلا سوچے سمجھے قبول کیا۔ حیرانگی اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ مشورہ بزرگان لندن نے دیا جو کہ خلاف قانون اور خلاف شریعت ہے اور ہمارے امیر صاحب نے قبول کیا جو کہ خود بھی بزرگی کے دعویدار ہیں اور ہم نے اس مشورے اور چکر کا انجام دیکھا جس کی تفصیل آئندہ صفحات پر آئے گی'

ڈیوزبری کا سفر

گاڑی کے کاغذات بنوانے کے بعد پھر ہم ڈیوزبری شہر آگئے تاکہ حافظ پٹیل اور مولوی یعقوب صاحب اور دوسرے بزرگوں کے ساتھ ملاقات اور گفت و شنید ہو سکے اور ان کے مشورہ سے ہم انگلینڈ میں کام کر سکیں۔ جب ہم ان حضرات کے پاس حاضر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ یہ دونوں انتہائی مغرور ہیں انہوں نے سنت کے خلاف ایک ہاتھ سے ہم سے مصافحہ کیا' میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر عمل کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے اور سنت پر عمل نہ کرنے سے ناکامی ہوتی ہے اور ان بزرگوں میں سے ایک حافظ ہے اور دوسرا عالم' ہمارا تمام خرچ مرکز کے ذمہ تھا یہ مسجد ایک عجیب طرز کی بنی ہوئی تھی ایسی مسجد پورے برطانیہ میں نہیں ہے گیٹ کے اندر کار پارکنگ' مدرسہ' مسجد وضو خانے' غسل خانے' لنگر خانہ اور دیگر تمام سہولتیں موجود ہیں۔ برطانیہ کے رائے ونڈیوں کا اجتماع اسی مسجد میں ہوتا ہے یہاں کے بزرگوں کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ یہ تمام تنخواہ دار ہیں اور پاکستان میں رائے ونڈ مرکز میں بھی مولوی ظاہر شاہ جمشید اور احسان بھی تنخواہ لیتے ہیں پاکستان میں میں نے اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا لیکن یہاں آکر میں نے یہ سوچا کہ ان کی تنخواہ آخر آتی کہاں سے ہے چندہ یہ لوگ نہیں کرتے فنڈ ان کا نہیں ہے یہ لوگ اپنے خواص سے بھی چندہ جمع نہیں کرتے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ اتنی بڑی رقم کہاں سے آتی ہے اس کا جواب یہ ہے جو لوگ برطانیہ گئے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ انگریز ان کے ساتھ کتنا تعاون کرتے ہیں' اور ان کے کام میں کوئی رکاوٹ یا خلل نہیں ڈالتے برطانیہ کا قانون ہے کہ ہر بچہ اٹھارہ سال تک تعلیم حاصل کرتا ہے اگر حکومت یہ دیکھے کہ والدین بچے کی تربیت میں سستی کر رہے ہیں تو حکومت بچے کو اپنی تحویل میں لے کر تعلیم دلواتی ہے رائے ونڈیوں کے لئے انہوں نے اپنے قانون میں ترمیم تو نہیں کی البتہ بہت نرمی کر رکھی ہے اس لئے کہ جو کوئی رائے ونڈیوں کے پاس ڈیوزبری میں اپنے بچے داخل کرانا چاہے تو حکومت

برطانیہ ان سے چشم پوشی کر کے انہیں کچھ نہیں کہتی۔

بریڈفورڈ شہر میں ایک سنی مسلمان سے ملاقات

اس شہر میں زیادہ تر پٹھان آباد ہیں ہم جب اس شہر میں پہنچے تو مقامی راے ونڈی حضرات نے ہمیں کہا کہ یہاں ایک بہت کام کا آدمی ہے اگر اس پر آپ لوگوں نے کچھ محنت کی تو بہتر ہو گا یہ کسی پیر کے ہاتھ آیا ہوا ہے اگر ہمارے ہاتھ آجائے تو بہت اچھی بات ہو گی امیر صاحب نے میرا اور ایک دوسرے ساتھ کا انتخاب کر کے اس کے پاس بھیج دیا فرد مذکور دکاندار پیشہ تھا وہ دکان میں بیٹھا ذکر الٰہی میں مشغول تھا لیکن اس نے جب ہمیں دیکھا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کیا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ہم نے کہا ہاں کہنے کے لئے تو آئے ہیں۔ میرے ساتھی تقریر کرتے رہے اور وہ سنتا رہا آخر کار میرے ساتھی کی بات کاٹتے ہوئے اس نے کہا آپ کے ساتھ وہ آدمی جائے جس کا پیر نہ ہو الحمد اللہ میں ایک پیر کامل رکھتا ہوں میرے پیر صاحب پاکستان کے شہر راولپنڈی میں رہتے ہیں اور وہیں سے مجھے برابر فیض دیتے ہیں حکومت برطانیہ میں اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزار رہا ہوں مجھے تمہاری تبلیغ کی کوئی ضرورت نہیں جس راستے سے آئے ہو اسی راستے سے واپس چلے جاؤ اور میرے پاس دوبارہ آنے کی زحمت نہ کرنا' ان صاحب سے ہم بڑی مایوسی اور شرمندگی سے واپس آئے' واپسی پر میں نے ان صاحب کی باتوں پر غور کیا اور سوچا' تو ہر بات میں میرے لئے سبق موجود تھا اپنے دل میں کہا کہ یہ سبق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رکھوں گا۔

پیر کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد
اعتماد و اعتقاد و انقیاد

راے ونڈ سے عورتوں کی جماعتیں بھی برطانیہ جاتی ہیں

ہم نے برطانیہ کے مختلف شہروں میں دن گزارے ایک دن شہر ڈیوزبری میں ایک راے ونڈی گزشتہ سال پاکستان سے آئے ہوئے راے ونڈیوں کی باتیں سنا رہا تھا' اس نے بتایا کہ گزشتہ سال چار مہینے کیلئے خواتین کی جماعت بھی آئی تھی میں نے پوچھا وہ کس طرح تبلیغ کرتی ہیں' تو وہ کہنے لگا یہ دو جماعتیں تھیں ایک مردانہ دوسرا زنانہ یہ آدمی ان خواتین کے شوہر تھے مرد حضرات مسجد میں کام کرتے تھے اور خواتین کے لئے ہم ایک مکان خالی کرتے جس مکان میں یہ خواتین دوسری خواتین کو تبلیغ کرتی تھیں میں نے دوبارہ دریافت کیا کہ چار مہینے تو کافی وقت ہے اس میں اگر مرد کو اپنی بیوی سے ملنے کا شوق پیدا ہوتا تو وہ کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا یہ تو کوئی مسئلہ نہیں تھا' مرد اپنے امیر کی اجازت سے مالک مکان کو اطلاع دیتا کہ میں اپنی بیوی سے ملنا چاہتا ہوں مالک مکان اس کی بیوی کو اطلاع دیتا رات کو یہ عورت مسجد میں آجاتی اور مسجد کے ایک کمرے میں میاں بیوی کی ملاقات ہو جاتی یا اس آدمی کو اس مکان میں ایک کمرہ دیا جاتا تھا میں نے کہا اس طریقہ سے تو مرد عورت میں تبدیلی بھی ہو سکتی ہے اس نے کہا نہیں بھائی ایسا تو کبھی ہوا نہیں میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ ایک غیرتی انسان یہ بات برداشت نہیں کر سکتا کہ اپنی بیوی سے ملنے کیلئے امیر سے اجازت لے اور تمام ساتھیوں کو بھی خبر ہو جائے کہ یہ آج رات اپنی بیوی سے مل رہا ہے اسی طرح سے عورت سے بھی عورتیں مطلع ہو جاتی ہوں گی کہ یہ اپنے شوہر سے مل کر آرہی ہے کسی نے خوب کہا ہے کہ روا ہے مگر چوری سے۔

راولپنڈی کی تبلیغ انگریز کی تحریک ہے

عورتوں کی اس تبلیغ سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ یہ کام انگریزوں کی تحریک کا ہے اس لئے کہ تاریخ کے

مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس جگہ انگریز ناکام ہوئے وہاں اپنی عورتوں کو سامنے کر دیا رائے ونڈ میں عورتوں کا مرکز دیکھا تھا مگر یہ تو میرے ذہن میں بھی نہ تھا کہ تربیت کے لئے یہی خواتین لندن بھیجی جاتی ہیں' رائے ونڈ والوں نے پاکستان میں خواتین کے لئے پندرہ دن کا کورس مقرر کر دیا ہے اور مردوں کے لئے چار مہینے ہیں' لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ عورتیں بھی چار چار ماہ کے لئے لندن جاتی ہیں عورتوں کی تبلیغ پر آج اتنا زور دے دیا گیا ہے کہ ہر ضلع میں ان کا مرکز قائم کیا گیا ہے اور سوات کے غیور پختونوں کی عورتوں کے لئے بھی مرکز کا انتظام کیا گیا ہے' مرکز جانے کے علاوہ جمعہ کے روز بخت منیر رائے ونڈی کے گھر مینگورہ میں عورتیں جمع ہوتی ہیں اور یہ بخت منیر ان کو تبلیغ کرتا ہے سوچنے اور سمجھنے کا مقام ہے اسلام نے کہاں اجازت دی ہے کہ غیر مرد غیر عورتوں کو تبلیغ کرے یا کوئی شخص غیر محرم عورت کو تبلیغ کرے یہ رائے ونڈی اپنی عورتوں کو غیر مردوں کے پاس بھیج دیتے ہیں اور یہ بات ان کے استادوں نے ان کو برطانیہ میں بتائی ہے انگریز جب اس ملک سے جا رہے تھے تو بہت سے فتنے چھوڑ کر چلے گئے کچھ معاملات کے رنگ میں کچھ سیاست کی شکل میں اور کچھ مذہب کی طرز میں' مذہبی فتنوں میں الیاس کا فتنہ ہے اس کی اگر مزید معلومات کی جائیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ہمارے ملک میں انگریز کے آنے سے پہلے یہ فتنہ نہ تھا جتنا وقت انہوں نے یہاں گزارا تھا ان کے پہلے تہائی حصہ تک یہ فتنہ نہ تھا لیکن جب وہ سمجھ گئے کہ اب ہم جانے والے ہیں تو دوسرے فتنوں کے علاوہ ایک اس فتنہ کو بھی عملی جامہ پہنا گئے چونکہ ہر مذہبی فتنہ کے لئے ایک عالم کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا ادھر بھی ضروری تھا کہ اس تحریک کا بانی بھی ایسا آدمی ہو جسے لوگ مولوی صاحب کہا کرتے ہیں' تمام ہندوستان میں انگریزوں کو ایک ہی بندہ ملا جو کہ حد درجہ دنیا کا عاشق تھا' اس آدمی کا نام الیاس تھا دوسرے علماء کی طرح یہ اتنا جید عالم نہ تھا رائے ونڈ کے جوڑ میں' میں خود مولوی عبداللہ سے سن چکا ہوں کہ تبلیغی جماعت کا بانی مولوی الیاس زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا بس چند کتابیں پڑھ رکھیں تھیں بات کرتے وقت اس کی زبان اٹکتی تھی یعنی اس کی زبان اٹکتی تھی اتنے بڑے کام کی بنیاد رکھنے کے لئے صاحب علم اور مجدد ہونا ضروری ہے الیاس تو پورا

مولوی بھی نہ تھا مگر یہ صرف انگریز کے پیسوں کا زور تھا کہ دوسرے مولوی صاحبان کو خرید لیا۔ مثلاً محمد عمر بالنوری' مولوی عبداللہ' مولوی انعام الحسن وغیرہ الیاس کا بیٹا محمد یوسف بھی اس کے خلاف تھا لیکن جب والد کا انتقال ہو گیا اور وظیفہ اس کے بیٹے یوسف کو ملنا شروع ہوا تو پھر یہ تحریک کا امیر بن گیا۔

برطانیہ میں اکتالیس دن کا قیام

برطانیہ میں ہم اکتالیس (۴۱) دن رہے اس عرصہ میں ایک دن بھی ہم نے اپنا کھانا نہیں کھایا جسے ہمارے ساتھی من وسلویٰ کہتے تھے ہمیں تیار ملتا رہا اور ہم کھاتے رہے۔ بحری جہاز کے ذریعہ ہم برطانیہ سے چلے آئے فرانس اور برطانیہ کے درمیان صرف سمندر ہے لیکن فاصلہ بہت کم ہے یعنی بحری جہاز کا ڈیڑھ گھنٹے کا سفر ہے دونوں ملکوں کے درمیان آنے جانے کے لئے یہی بحری جہاز استعمال ہوتے ہیں ہم جب فرانس کے پورٹ سے باہر نکلے تو راستوں کا نقشہ ساتھ لے لیا ہر اس جگہ کا راستہ ڈھونڈ رہے تھے جو ہمیں رائے ونڈ میں بتایا گیا تھا' راستہ معلوم کر کے ہم وہاں پہنچے یہ ایک چھوٹی سی جگہ تھی جس کو یہاں کے مسلمان بطور مسجد استعمال کرتے تھے ہم وہیں لیٹ گئے' کیونکہ رات کے ایک بجے کا وقت تھا' جب ہم صبح اٹھے تو معلوم ہوا کہ کافی ساتھیوں کو احتلام ہوا ہے اس مسجد میں پانی اور غسل خانے کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے پیش امام پہ بہت برا اثر پڑا' یہاں ایک رائے ونڈی تھا جس کا نام علی تھا اس کا پتہ ہمارے پاس تھا وہ فجر کی نماز کے لئے آیا اور ہم سے مل کر بے انتہا خوشی کا اظہار کیا' ہمارا خیال کہ صبح ہم علی کے مہمان ہوں گے لیکن علی وہ رائے ونڈی نہ تھا یہ فرانسیسی رائے ونڈی تھا اس کی بیوی فرانس کی تھی اور عیسائی مذہب کی تھی اور علی اس کے ہاتھوں مجبور تھا ہماری منزل تو پیرس تھی مگر علی کے

مشورے پر ہم یہاں دو دن رکے' پیرس اور اس شہر کے درمیان ایک اور شہر تھا علی نے کہا ایک آدھ رات کا پروگرام وہاں کریں گے۔ علی کے مشورے پر ہم رات کو یہاں سے روانہ ہوئے اور دوسرے شہر میں جا پہنچے وہاں علی کا ایک دوست تھا جس کا نام یحییٰ تھا یہ پہلے رائے ونڈی تھا بعد میں شیعہ مذہب اختیار کیا وجہ یہ بتاتا ہے کہ ایران کا آیت اللہ خمینی جب فرانس میں تھا تو یحییٰ کے ساتھ چند دن قیام کیا تھا انہی دنوں میں یحییٰ ان سے بہت متاثر ہوا اور اپنے مذہب کو بدل دیا یہاں پر علی ہم سے مل کر واپس ہوا اور یحییٰ پیرس شہر تک ہمارے ساتھ گیا' پیرس جاتے ہوئے شامل جماعت مولوی صاحب کو اور یحییٰ دونوں کو گاڑی کی اگلی سیٹ پر بٹھایا یحییٰ کو ہم نے کہا کہ ڈرائیور کو راستہ بتائے رہنا اور مولوی صاحب کو تاکید کی گئی کہ راستہ پر جاتے جاتے یحییٰ کو تبلیغ کرتے رہنا دو گھنٹے سفر کرنے کے بعد مولوی صاحب کہنے لگے کہ میں پیچھے بیٹھنا چاہتا ہوں یہاں میری جگہ کوئی دوسرا آدمی بیٹھے میری علمیت اس کے لئے کم ہے ڈر ہے کہ پیرس پہنچنے سے پہلے پہلے کہیں مجھے شیعہ نہ بنا دے مولوی صاحب نے سیٹ چھوڑ دی ہمارا سفر ابھی جاری تھا مغرب کی نماز کے بعد ہم پیرس شہر میں داخل ہو گئے ڈرائیور یحییٰ کی ہدایت کے مطابق چلتا رہا کبھی تنگ گلیوں میں اور کبھی چوڑی سڑکوں پر' ایک جگہ پر یحییٰ نے ڈرائیور سے کہا بس گاڑی روک دو یہی جگہ ہے یہاں پر مسجد عمر ابن خطاب تھی ہم یہاں گاڑی سے اتر گئے۔

پیرس کا مرکز مسجد عمر ابن خطاب

جمعہ کی رات تھی فرانس کے رائے ونڈی شب جمعہ کے لئے آئے تھے ایک عربی کھڑا تقریر کر رہا تھا' ہم بھی ایک طرف بیٹھ گئے تقریر کے بعد شیخ یونس اٹھے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر چار مہینے چالیس دن کا (چلوں) مطالبہ شروع کر دیا' کافی دیر تک مطالبہ کرتے رہے دوران تقریر ہماری بہت تعریف کی' ان لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ دیکھو یہ پاکستان سے پیدل آئے ہیں اور حج کے لئے حجاز مقدس بھی پیدل

جائیں گے' یہ ہے رائے ونڈیوں کا صاف ستھرا اور واضح جھوٹ' کیونکہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم پاکستان سے بذریعہ ہوائی جہاز لندن آئے تھے اور لندن ایئرپورٹ سے گاڑی میں بیٹھ کر ان کے مرکز آ گئے تھے بہرکیف جب وہ تقریر سے فارغ ہوئے تو ہمارے ساتھ دعا سلام کیا اردو زبان بھی سیکھ گئے تھے ہمارے ساتھ کبھی اردو میں باتیں کرتے اور فرانسیسی میں باتوں باتوں میں شیخ یونس (شیخ یونس تیونس کا باشندہ تھا۔ مزدوری کے لئے فرانس آیا تھا اور یہاں فرانس میں رائیونڈیوں کا امیر بن گیا) کہنے لگے جب بھی اللہ پاک ہدایت کی ہوائیں چلانا چاہے تو پھر کافروں کے ہاتھوں سے مسلمانوں کی مدد کرواتا ہے اور کہا دیکھو کہ آج ہمارے اس مرکز کو فرانس کی حکومت چالیس ہزار فرانک (فرانک فرانس کی کرنسی ہے۔ ایک فرانک آج کل پاکستانی چار روپے کے برابر ہے اور چالیس ہزار فرانک ایک لاکھ ساٹھ ہزار پاکستانی روپے ہوئے) ماہوار دیتی ہے کام اپنے دین کا کرتے ہیں اور پیسے یہ لوگ دیتے ہیں اور فرانس حکومت ریڈیو پر بھی ہمیں ہر مہینے ایک تقریر کا موقع فراہم کرتی ہے' جس میں ہم اپنی تبلیغ کرتے ہیں اس مرکز میں بھی کسی چیز کی کمی نہ تھی' ایک عربی کے کہنے کے مطابق دکل شئی موجود' ہر چیز موجود ہے آپ لوگ کوئی فکر نہ کریں۔ پیدل جانے کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت مناسب اور ضروری سمجھتا ہوں فرانس سے ہی ہمارے پیدل جانے کی ابتداء ہو چکی تھی طریقہ یہ تھا کہ صبح ہم چل پڑتے امیر جماعت ڈرائیور کو تاکید کر دیتے کہ آدھ گھنٹے بعد ہمارے پیچھے آ جانا جس جگہ بھی گاڑی پہنچ جاتی ہم اس میں سوار ہو جاتے ایک دن ڈرائیور ذرا سی دیر سے آیا تمام ساتھی اس پر غصہ ہوئے میں نے امیر جماعت سے ایک دن کہا کہ یہ تو پیدل جانا نہیں بلکہ یورپ کے بازاروں کا چکر ہے امیر نے جواب دیا رائے ونڈ کے بزرگوں نے ہمیں ایسے ہی کہا ہے ان کی بات میں خیر ہوتی ہے ان کے ساتھ ہدایت پھیلتی ہے میں نے اس پیدل جانے سے انکار کر دیا اگرچہ میرے تمام ساتھی اس بات پر ناراض تھے میں نے دیکھا کہ فرانس کے انگریز ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور تمسخر کرتے ہیں ہاتھوں کے اشارے سے گالیاں دیتے ہیں ایک دن میں نے کہا کہ برطانیہ کے انگریز ایسے تو نہیں تھے۔ تو شامل جماعت مولوی صاحب کہنے لگے کہ برطانیہ کے انگریز

ہمارے لئے دیوبندی ہیں اور فرانس کے عیسائی ہمارے لئے بریلوی ہیں۔ ہم نے کچھ دن فرانس میں گزارے۔

ہم نے فرانس کے مختلف شہروں میں تبلیغ کا کام کیا' کام نہیں تھا بلکہ گھر سے باہر صحرا میں راتیں گزارنی تھیں بستر سر پر دربدر ٹھوکریں کھاتے رہے ایک جگہ بعد نماز عصر گشت کرنا تھا ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب عصر کی نماز ادا ہو جائے تو ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور تقریری انداز میں گشت کے آداب بیان کرتا ہے پھر وہاں ایک طرف ذکر کے لئے ایک آدمی کو بٹھا دیا جاتا ہے۔ محلہ کے کچھ لوگ مسجد میں ہوتے ہی ہیں تو ایک آدمی ان کو تبلیغ کرنے کے لئے مسجد میں رک جاتا ہے۔ باقی گشت کے لئے نکل جاتے ہیں۔ اتفاقاً" اس دن امیر صاحب نے میرا انتخاب کر کے ذکر کے لئے بٹھا دیا جب میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا تو ہماری جماعت کے مولوی صاحب مجھے کہنے لگے امیر صاحب نے تمہیں ذکر کے لئے تو بٹھا دیا ہے مگر خیال کرنا یہاں کہیں اپنے پیر صاحب والے ذکر کا ورد شروع نہ کر دینا اس بات پر مجھے سخت غصہ آیا میں نے اسے جواب دیا کہ مولوی صاحب اگر خدا دو ہوں تبلیغ والوں کا علیحدہ اور پیر صاحب کا خدا علیحدہ ہو تو پھر مجھے تبلیغ والوں کے خدا کی کوئی ضرورت نہیں اپنے پیر صاحب کے خدا کو یاد کرتا رہوں گا اور اگر خدا ایک ہے تو پھر تمہارے اس کہنے کا مقصد کیا ہے میرے منہ سے جواب سنتے ہی مولوی صاحب خاموشی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گئے ہم نے تقریباً" ایک ماہ فرانس میں گزارہ اور پھر اسپین جا پہنچے۔

اسپین :

ہماری منزل تو اسپین کا دارالخلافہ میڈرڈ تھا لیکن زیادہ فاصلے پر ہونے کی وجہ سے دو راتیں راستے میں گزر گئیں ایک رات سڑک کے کنارے صحرا میں دوسری رات زرہ گوزہ میں آ گئی یہاں ایک اسلامی

سینٹر تھا ہم رات گزارنے کے لئے وہاں چلے گئے ایک عرب آیا ہمارے امیر صاحب کو اسپین کی کرنسی کا ایک بنڈل دیا' یہ عرب بالکل سیدھا سادہ آدمی تھا اس لئے یہ روپے ہم سب کے سامنے امیر صاحب کے حوالے کر دیئے اور امیر صاحب کہتے رہے نہیں نہیں لیتا ہوں لیکن آخر کار جیب میں رکھ لئے جب وہ عربی شخص چلا گیا تو امیر صاحب کہنے لگے کہ ہم یہ رقم سینٹر میں میز پر رکھ کر چلے جائیں گے۔ میں نے کہا امیر صاحب یہ رقم اگر ہم یونہی چھوڑ کر چلے جائیں گے تو کوئی دوسرا شخص اٹھا کر لے جائے گا امیر صاحب اور چند ساتھی کہنے لگے کہ خیر کوئی پرواہ نہیں لیکن میں یہ نہیں سمجھا کہ یہ رقم کتنی تھی اگلے دن ہم صبح یہاں سے میڈرڈ جا رہے تھے وہی عرب پھر آ کر ہمارے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گیا شہر سے باہر پیٹرول پمپ پر گاڑی لے کر گیا اور پمپ والے سے کہا اس گاڑی کی ٹینکی بھر دو اور پھر پمپ والے کو پیسے دیئے اور وہیں رہ گیا' ایک ساتھی کہنے لگا جنتی اس کو کہتے ہیں کہ نقد بھی دے دیتا ہے اور گاڑی میں تیل بھی بھر دیتا ہے۔

میڈرڈ :

یہاں پر بھی دو اسلامی سینٹر تھے ہم پہلے ایک میں گئے اور پھر دوسرے میں دونوں سینٹروں میں امیر صاحب نے تعجب کی باتیں کی پہلے سینٹر میں ہم موجود تھے کہ دو آدمی آئے انہوں نے کہا ہمارے پاس کچھ صدقے کا مال ہے آپ قبول کر لیں۔ امیر صاحب نے کہا کہ بھکاری نہیں ہیں کہ خیراتیں قبول کرتے پھریں یہ بڑا شہر ہے کسی اور کو دے دینا انہوں نے ہمیں سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر چلے گئے اگلے دن وہ دوسرے سینٹر چلے گئے اسی سینٹر میں امیر صاحب نے صاف صاف الفاظ میں کفر کی باتیں کیں کچھ آپ لوگ بھی سنیں۔

امیر جماعت کے کفریہ الفاظ

ہمارے ایک ساتھی کے پاس طارق جمیل (ایک رائیونڈ ملا ہے جو اسی وقت پاپوزبری میں رہتا تھا) کی تقریر تھی جو کہ برطانیہ میں لکھی گئی تھی اس نے کہا امیر صاحب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ تقریر ان ساتھیوں کو سنا دوں تاکہ ان کے سینے روشن ہوں اور ایمان تازہ ہوں امیر صاحب نے اجازت دے دی ہم سننے کے لئے تیار بیٹھ گئے جس کی تمہید کچھ یوں تھی کہ اللہ پاک نے انسان کو منی کے قطرے سے پیدا فرمایا ہے کوئی مسلمان بن گیا کوئی کافر کوئی ولی اور کوئی نبی اس سے آگے اور بھی کچھ کہنا تھا لیکن میں نے کہا امیر صاحب یہ لفظ منی کا قطرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی ہے اگر یہ لفظ یہاں نہ پڑھا جائے تو بہتر ہوگا میری یہ بات امیر صاحب کو بری لگی کہنے لگے کہ ابھی ہمارے اکابرین کے ارشادات پر تم اعتراض کرتے ہو اور یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ تو حاضر ناظر کا مسئلہ ہے میں نے کہا حضرت یہ ادب کا مسئلہ ہے حاضر ناظر کا نہیں اور ادب کے متعلق اپنے مرشد مبارک سے سن چکا ہوں کہ کوئی شخص اگر نبی علیہ السلام کے سامنے زور سے بولے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام اعمال باطل کر دیتے ہیں' امیر صاحب کہنے لگے میں مسائل نہیں سمجھتا کوئی عقلی مثال پیش کرو۔

مثال :

میں نے کہا کہ اس بات کی مثال یوں سمجھ لیں کہ میں آپ کے گھر کے دروازے پر آکر دستک دوں اور آپ باہر آجائیں میں پوچھوں کہ آپ کے والد صاحب گھر پر ہیں؟ اس وقت آپ کیا کریں گے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کی عزت اور احترام کروں گا اور اپنے والد صاحب کو بلا کر آپ سے ملا دوں گا' میں نے کہا اگر میں یہ کہوں تیری ماں کا شوہر اور وہ جس کے منی کے قطرے کی تو پیداوار ہے وہ

گھر پر ہے تو اس وقت آپ کیا کریں گے اس نے کہا' تو میں آپ کا گریبان پکڑ لوں گا میں نے پوچھا امیر صاحب میں نے جھوٹ بولا ہے کیا اس نے کہا جھوٹ نہیں بولا مگر یہ بات بری ہے میں نے کہا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لفظ "منی کا قطرہ" بولنا بری بات ہے اس کے ساتھ امیر صاحب بہت غصے میں ہوئے اور کہا کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ نبی منی کا قطرہ ہے منی کا قطرہ ہے کئی مرتبہ ان الفاظ کا تکرار کیا میں نے خاموشی اختیار کر لی اور وہ تقریر بھی رہ گئی یہاں اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ نبی علیہ اسلام کی شان میں جو کوئی گستاخی کرے قصداً "ہو یا خطا" سہواً "ہو یا عزاً" مذاقاً "ہو یا جلا" وہ شخص ایسا کافر ہے جس کی دوبارہ توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔

ایک ساتھی کے ساتھ میری گفتگو

میں ایک ساتھی کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہا تھا کہ اس نے مجھ سے پیر' مرشد یعنی بیعت کے متعلق سوالات کئے' اگرچہ میں خود متبدی تھا اور ان باتوں پر عبور حاصل نہیں کہ دوسروں کو سمجھا سکوں لیکن پھر بھی جو سیکھ چکا تھا ان کو بیان کرتا رہا۔ وہ آخر میں کہنے لگا جن کو اللہ پاک نے پیغمبری کا کام دیا ہو وہ ولایت کو کیا کریں' ہم پر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی ہے کہ اس وقت اس نے ہمیں انبیاء کا کام دیا ہے ایک دفعہ ایک ساتھی امیر صاحب سے سوال کیا کہ صحابہ کرام اولیاء تھے یا کہ داعیان (دعوت دینے والے) میں نے امیر کے جواب سے پہلے جواب دیا کہ صاحب جب تک آدمی ولی نہ بنے داعی نہیں بن سکتا' امیر صاحب نے بات کو رفع دفع کرنے کے لئے کہا یہ صحیح ہے صحیح ہے اور ان صاحب کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام داعیان تھے اور اولیاء نہ تھے نعوذ باللہ۔

فرانس میں ایک ساتھی کی علالت

یہاں میڈرید میں امیر جماعت کہنے لگے کہ یہ ساتھی مزید ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا' اس کو چاہئے کہ پاکستان چلا جائے اس بیمار ساتھی نے بہت منت زاری کی کہ مجھے پاکستان نہ بھیجا جائے میں آپ لوگوں سے کوئی خدمت نہیں لوں گا لیکن امیر صاحب نے کہا کہ نہ صاحب تم ضرور پاکستان جاؤ گے۔ بیمار ساتھی نے کہا کہ لندن میں میرا داماد ہے پاکستان کی بجائے آپ مجھے لندن بھیج دیں وہاں میرا علاج بھی ہو جائے گا اور پھر میں حج کے لئے آجاؤں گا۔ تو آپ کے ساتھ ہی پاکستان چلا جاؤں گا' یا مجھے سعودی عرب بھیج دیں وہاں بھی میرا داماد رہتا ہے وہ میری خدمت کرے گا' اور حج کے موقع تک میں ان کے ساتھ رہوں گا' جب آپ وہاں آئیں گے تو پھر آپ کے ساتھ مل کر پاکستان چلا جاؤں گا' لیکن امیر صاحب نے اس کی ایک نہ مانی اور پاکستان واپس بھیج دیا' جب میں پاکستان واپس آیا تو اس ساتھی کو میں نے رائے ونڈیوں کے ساتھ گھومتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ حاجی صاحب یہ لوگ تو آپ کو معلوم ہو گئے تھے لیکن آپ پھر بھی ان کے ساتھ گھوم پھر رہے ہیں اس نے جواب دیا کہ کیا کروں دوسرا کوئی راستہ جو نہیں۔ تبلیغ کا کام چھوڑ دوں گا تو تباہ و برباد ہو جاؤں گا اور اس راستے کو چھوڑنا تو کفر ہے میں نے اس سے کہا کہ ان رائے ونڈیوں کی تبلیغ سے پہلے کیا مسلمان نہیں تھے اور کیا وہ تبلیغ نہ کرنے کی وجہ سے غرق ہو گئے تھے' حاجی صاحب کہنے لگے میں نہیں جانتا ہمیں بزرگان رائے ونڈ نے اسی طرح کہا ہے۔

ہم جو ڑ پیدا کرتے ہیں تو ڑ پیدا نہیں کرتے

اسی میڈرید میں ہی لبنانی مسلمانوں کی تنظیم تھی جس کا سرپرست ایک لبنانی ڈاکٹر تھا یہ لوگ اپنی مصروفیات سے فارغ ہو کر اس سینٹر میں جمع ہوتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت میں ادا کرتے تھے جو کہ

مذہب حنفی کے مطابق عصر کا وقت نہیں بنتا بلکہ وہ ظہر کا وقت ہی ہوتا تھا جب امیر صاحب سے بات کی گئی کہ ہمارے مذہب حنفی کے مطابق تو یہ نماز ادا نہیں ہوتی' ہمیں عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھنی چاہئے امیر صاحب کہنے لگے یہ بھی تو مسلمان ہیں کوئی کافر تو نہیں جب یہ لوگ پڑھتے ہیں تو ہم بھی ساتھ پڑھیں گے۔ اور اگر ہم ان کے ساتھ نماز نہ پڑھیں اپنے مذہب کا خیال رکھیں تو یہ لوگ ہم سے ناراض ہو کر ہمارے اس کام سے متنفر ہو جائیں گے اور یہی بات ہمارے اور ان کے درمیان توڑ کا سبب بن جائے گی ہم تو امت میں جوڑ پیدا کرتے ہیں اور جوڑ پیدا کرنے کے لئے سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔

میڈرید سے ہم اندلس چلے گئے

یہاں ہم مختلف شہروں غرناطہ' قرطبہ' اشبیلیہ' ملاگاہ' لینارس وغیرہ میں گئے یہاں بھی السلامی سینٹر موجود تھے لیکن جب ہم لینارس شہر چلے گئے تو اس شہر میں اسلامی سینٹر نہیں تھا یہاں ہم راجہ حبیب الرحمن کے پاس رہے۔ یہ راولپنڈی کا رہنے والا ریٹائرڈ فوجی تھا یہ مع دو بیٹوں کے یہاں پر مزدوری کے مقصد پر رہتا تھا۔ یہ بہت ہوشیار قابل اور مہمان نواز انسان تھا اس نے ہمیں اندلس کے متعلق بہت سی باتیں بتائیں اور مسجد قرطبہ کے بارے میں بھی کافی معلومات فراہم کیں جب یہ گھر چلا گیا تو امیر صاحب نے کہا کہ یہ آدمی بہت چالاک ہے اس کی باتوں میں نہ آنا بلکہ اس کو اپنے کام کی دعوت دیں' اس شہر میں پنڈی کے اور لوگ بھی رہتے تھے' اگلے دن ہم نے گشت شروع کیا اور ان سب لوگوں کو جمع کر لیا امیر صاحب نے چھ نمبری تقریر سنائی مگر ایک بھی ہمارے ساتھ تیار نہ ہوا جب یہ لوگ چلے گئے تو امیر صاحب کہنے لگے کہ ان لوگوں کو میں جانتا ہوں یہ سب پنجاب کے مشرکین بریلوی ہیں دوسرے دن راجہ صاحب آئے کہنے لگے شام کو دو پاکستانی علماء آئیں گے وہ بھی یہاں آپ کے ساتھ رہیں گے اس بات کے ساتھ ہی امیر صاحب اور مولوی صاحب کے رنگ متغیر ہو گئے تو راجہ صاحب سمجھ گئے کہ یہ بات ان

کو گراں گزری ہے کہنے لگے میرا بھی یہی خیال تھا کہ یہ بات سن کر آپ کو دلی خوشی ہوگی اور میں آپ کے چہرے پر مہمانوں کی آمد سے خوشی کے آثار دیکھ رہا ہوں ان کا انتظار زیادہ دیر نہیں کرنا پڑے گا وہ انشاء اللہ جلدی ہی پہنچ جائیں گے' راجہ صاحب تو چلے گئے لیکن ہمارے امیر صاحب نے ان دیکھے مہمانوں کے بارے میں گفتگو شروع کی کہنے لگے خوب سمجھتا ہوں بریلوی مشرک ہوں گے' ہمارے کام کے خلاف نکلے ہوں گے' ابھی یہ ہمارے لئے ان کو بلا رہا ہے راجہ صاحب بھی منافق آدمی ہے ہمارے ساتھ بھی محبت رکھتا ہے اور بریلویوں کے ساتھ بھی' یہاں نحوست ہے اور انوارات جہاں کھانے کی دعوت ہے امیر کہتا تھا کہ یہاں انوارات بہت ہیں اور جہاں کھانے کی دعوت نہ ہو تو امیر کہتا ہے کہ یہاں انوارات نہیں نحوست ہے۔ امیر صاحب ہم سے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ مہمان پہنچ آئے ہم نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا لیکن ان کے آنے پر سب ناراض تھے لیکن مہمان اور جگہ دونوں راجہ صاحب کے تھے ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے' مہمانوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا ہم قادیانیوں کے خلاف ختم نبوت کی تحریک چلا رہے ہیں' اور اسی سلسلہ میں مسلمانوں کے ساتھ ملاقاتیں کرتے ہیں ہمارے امیر صاحب نے منافقانہ انداز سے ظاہری طور پر ان کی اور ان کے کام کی تعریف کی انہوں نے بھی ہماری بہت تعریف کی لیکن ہم جب علیحدہ ہوئے یعنی لینے کے لئے کمروں میں گئے تو امیر صاحب کہنے لگے کہ ان کا کام اتنا اہم اور ضروری نہیں ہے جتنا انہوں نے زور دیا ہے بلکہ یہ تو ایک طرح قادیانیوں کی تشہیر کرتے پھر رہے ہیں جو لوگ نہیں جانتے وہ بھی جان لیں گے اور اس کا فائدہ قادیانیوں کو پہنچے گا' رات کے کچھ حصے تک ہم ان کی غیبت اور اپنی تعریف کرتے رہے پھر امیر صاحب نے ہمارے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ صبح فجر کی نماز کے بعد آپ تقریر کریں گے لیکن خوب عالمانہ انداز سے کہ یہ لوگ بھی سمجھ جائیں کہ ہم جاہل نہیں بلکہ صحیح عالم ہیں۔

مولوی صاحب کی تقریر یا جھوٹ کا پلندہ

ہمارے مولوی صاحب کوئی خاص عالم نہیں تھے اور نہ ہی ان سے کسی علمی گفتگو کی توقع کی جا سکتی تھی جیسا کہ امیر صاحب نے کہا اس نے تو چند عربی کے الفاظ سیکھ رکھے تھے۔ بحر حال صبح نماز فجر کے بعد اٹھے اور تقریر شروع کر دی تقریر کی تمہید کے بعد مولوی صاحب نے خود ساختہ قصہ شروع کر دیا اور کہا کہ جو انگریز چاند پر گیا تھا اس نے وہاں چاند پر ایک آواز سنی تھی جب وہ واپس آیا تو ایک دن مصر کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس نے آذان کی آواز سنی تو وہ اس آواز کی تلاش میں مسجد میں پہنچ گیا اور موذن سے کہنے لگا کہ میں اس آواز کی تلاش میں تھا یہ آواز تو میں نے چاند پر سنی تھی مجھے یہ بتاؤ کہ یہ کون سا دین ہے' موذن ہمارا تبلیغی بھائی تھا اس نے کہا کہ یہ دین پاکستان کے رائے ونڈ میں سیکھا جاتا ہے تو اگر اس کا طالب ہے تو وہیں چلا جا وہ انگریز فوراً پاکستان چلا آیا اب بھی رائے ونڈ میں رہتا ہے وہ بہت بڑا بزرگ بنا ہوا ہے مولوی صاحب نے قصہ ختم کر کے اپنی عالمانہ تقریر کا اختتام کیا مہمانوں نے تقریر سنی اور ہماری علمیت یا جہالت کا اندازہ لگا لیا وہ کہنے لگے اچھا آپ بیٹھیں ہم اپنے کام کے لئے جا رہے ہیں شام کو واپس آجائیں گے مہمانوں کے جانے کے بعد چند آدمیوں نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ بات تو سراسر جھوٹ ہے اور ان کے اس جھوٹ پر امیر صاحب نے بھی اعتراض کیا مولوی صاحب کہنے لگے کہ آپ مولوی کی ترکیب نہیں سمجھ سکتے یہ ہمارا کام ہے اور ہم جانتے ہیں۔

یاد رکھنے کی بات

یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ تبلیغ والے یہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں دین عام کرنا چاہتے ہیں جب کہ یہ لوگ دین کو مٹانے کے درپے ہیں اس لئے کہ میں نے دیکھ لیا کہ ہم گاؤں گاؤں اور دربدر ٹھوکریں کھاتے رہے خانہ بدوشوں کی طرح آج یہاں اور کل وہاں رات گزارتے رہے' عام لوگ ہمیں بڑی

حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعتیں غیر ممالک جاتی ہیں اور لاکھوں بے دینوں کو مسلمان کرتی ہیں' یہ بات بالکل جھوٹ ہے بے دین لوگوں کو تو یہ تبلیغ نہیں کر سکتے تو مسلمان کیسے بناتے ہیں' دوسری بات یہ کرتے ہیں کہ ہماری پہلی جماعتوں نے بیرونی ممالک میں جہاں جہاں خیمے لگائے تھے آج ان جگہوں پر مسجدیں آباد ہیں۔ جب میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ وہ مسجدیں کہاں ہیں جو پہلے رائے ونڈیوں کے خیموں کی جگہ آباد ہو چکی ہیں تو اس بات پر میرے ساتھی مجھ سے سخت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ بات تو ہم پاکستان میں ترغیب کے لئے کر رہے ہیں۔

لینارس میں ایک پاکستانی کے ہاں دعوت

جب ہم اس کے گھر جا کر بیٹھ گئے تو میزبان نے کہا کہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور ایک بار الحمد شریف اور گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھ کر ثواب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو بخش دیں' ہم نے میزبان کی ہدایت کے مطابق کام کیا۔ اور پھر کھانے کے لئے کربستہ ہو گئے جب خوب سیر شکم ہوئے تو پھر اپنے میزبان سے خوشی کے ساتھ رخصت ہو گئے جب اپنی جگہ پہنچ گئے تو امیر صاحب کہنے لگے مولوی صاحب یہ آدمی تو مشرک تھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ثواب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح کو بخش دیں' مولوی صاحب نے فوراً" فتویٰ لگا دیا ایسے مشرکوں کا کھانا تو بالکل حرام ہے میں نے پوچھا کہ پھر ہم نے کھایا کیوں ان دونوں نے کہا کہ اگر ہم نہ کھاتے تو وہ ہماری دعوت و تبلیغ سے متنفر ہو جاتا پھر میں نے کہا کہ ہمیں تو کھانا چاہئے خواہ مشرک کے گھر کا ہو اموحد کے گھر کا اس سے ہمیں کیا سرور کار' امیر صاحب غضب ناک نگاہوں سے میری طرف دیکھا مگر خاموش رہے۔

ملاگاہ :

اندلس میں ایک شہر کا نام ہے ہم جب یہاں آئے' یہاں کا اسلامی سینٹر دریا کے کنارے ایک بلڈنگ میں تھا ہم اس بلڈنگ پر چڑھ گئے عصر کا وقت تھا پوری رات گزرنے کے بعد جب صبح ہوئی تو یہاں دریا کے کنارے پر انگریز مرد اور عورتیں نکل آئیں کبھی دریا کے پانی میں غوطے لگاتے اور کبھی ریت پر لیٹ جاتے تھے ہمارا ایک ساتھی صبح سے لاپتہ تھا سب کا خیال تھا کہ لیٹرین یا غسل خانے گیا ہو گا مگر جب دوپہر کا کھانا تیار ہوا اور یہ ساتھی نظر نہ آیا تو امیر نے حکم دیا کہ بلڈنگ کے سب کمروں کی تلاشی لو شاید کہیں سو رہا ہو یا بیمار پڑ گیا ہو ہم نے بلڈنگ کی تلاشی شروع کر دی مگر جب ایک کمرہ میں گئے تو وہ ساتھی کھڑکی میں کھڑا عورتوں کو ننگے نہاتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور دیکھنے میں اس قدر محو تھا کہ ہم نے اشاروں سے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور اس کو دیکھنے لگے یہ ساتھی اس قدر محو ہو چکا تھا کہ ہم تمام اس کے پیچھے کھڑے تھے مگر اس کو خبر تک نہیں تھی۔

پرتگال :

پھر ہم اندلس سے پرتگال پہنچے اسی ملک کے نام سے ہماری جماعت کو منسوب کیا گیا تھا ہم پرتگال کے دارالخلافہ لزبن آئے یہاں کل دو مساجد تھیں اور تیسری مسجد لیبیا کے خرچ سے زیر تعمیر تھی یہاں تقریباً" ڈھائی ہزار مسلمان رہتے تھے اور یہ لوگ ہماری جماعت کے آدمی تھے ہم نے یہاں ایک مہینہ گزارا پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہاں دو مسجدیں تھیں ہم کبھی ایک مسجد اور کبھی دوسری میں پڑے رہتے تھے تبلیغ اور گشت بھی نہ تھے یہ باتیں پاکستان میں ہوتی تھیں لیٹے لیٹے ہم بھی تھک گئے اور مقامی لوگ بھی دل برداشتہ ہو گئے اس لئے کہ ایک ماہ تک متواتر ہم انہیں چھ نمبری تقریر سناتے رہے۔

ساتھیوں کا خیال اچانک امیر صاحب اور مولوی صاحب کی طرف چلا گیا ہم جب پاکستان سے چلے

تھے۔ یہاں تک انہوں نے خدمت کا نمبر نہیں لیا تھا ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ ہم تو بہت ظالم ہیں ہم نے پوچھا وہ کیسے اس نے کہا دیکھو خدمت سے خدا ملتا ہے اور دوسرے اعمال سے جنت ملتی ہے اور ہم تو اللہ پاک کے راستے میں نکلے ہیں کہا جاتا ہے مومن مسلمان وہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرے دیکھو خدمت ہم کرتے ہیں خدا ہمیں مل گیا اور دوسرے اعمال سے جنت ملتی ہے اس میں امیر صاحب اور مولوی صاحب اور ہم تمام یکساں ہیں ان دونوں غریبوں کو تو صرف جنت ملی ہے جب ان کو خدا نہ ملے تو صرف جنت کو کیا کریں گے آپ لوگ ہی جواب دیں ہم خاموش رہے مگر امیر صاحب فوراً بول اٹھے کہ میں بیمار ہوں خدمت نہیں کر سکتا اور مولوی صاحب کہنے لگے کہ خدا ہانڈی چمچہ یا روٹی سالن میں نہیں ہے کہ تم لوگوں کو مل گیا اور ہمیں نہیں ملا ہمارے اس ساتھی نے جواب یہ درس تو آپ لوگوں نے ہی ہمیں دیا ہے کہ اس خدمت سے خدا ملتا ہے مولوی صاحب کہنے لگے یہ بات اس لئے کرتے ہیں تاکہ تم جیسے جاہل ہماری خدمت کرتے رہیں' تمام ساتھی مولوی صاحب کی ان باتوں سے بڑے بے زار ہوئے ایک دن امیر صاحب سے کہنے لگے کہ اس ملک سے چلتے ہیں لیکن امیر صاحب یہاں سے جانا نہیں چاہتے تھے اس لئے کہ یہاں پر من و سلویٰ ملتا تھا' چند دن بعد امیر صاحب نے عصر کی نماز سے پہلے ہمیں اکٹھا کیا کہ مشورہ کرتے ہیں کہ اس ملک سے کب جائیں ہر ایک ساتھی سے امیر پوچھتا رہا اور وہ اپنا اپنا مشورہ دیتا رہا کسی نے کہا کل جانا چاہئے کسی نے کہا پرسوں جانا چاہئے الغرض تمام نے اپنی اپنی رائے پیش کر دی آخر میں امیر صاحب کہنے لگے کہ تمام ساتھی درود شریف پڑھ لیں تاکہ ہمارے اوپر بات کھل جائے ہم نے درود شریف پڑھ لیا امیر صاحب نے تھوڑی دیر کے لئے سر نیچے کیا پھر اٹھایا کہنے لگے کہ بات نہیں کھلی' معلوم ہوتا ہے کہ آپ تمام کی فکر ایک نہیں ہے یہ مشورہ نماز کے بعد کریں گے ساتھی سمجھ گئے کہ امیر صاحب یہاں رہنا چاہتے ہیں نماز کے بعد جب ہم دوبارہ مشورے کے لئے بیٹھے تو امیر صاحب نے ہر ایک سے رائے معلوم کی تو تمام نے کہا کہ آپ جو مناسب سمجھیں' ہم نے ایک بار پھر درود شریف پڑھا تو امیر صاحب کے اوپر بات کھل گئی کہنے لگے کہ

اللہ پاک نے مہربانی فرمائی ہے بات حل ہو گئی رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کے بعد ہی جائیں گے رمضان المبارک کو چند دن ہی باقی تھے یہ تمام دن شور شرابے میں گزر گئے پھر ہم رمضان المبارک کی بارہویں دن لزبن سے واپس اسپین روانہ ہوئے۔

اسپین کے باڈر پر گائیوں کا فارم

ہم سے پہلے جماعت نے اپنی ڈائری میں یہ بات لکھی تھی کہ ہم ایک جگہ گائیوں کے فارم کے پاس گزر رہے تھے ان گائیوں کی نظر جیسے ہی ہم پر پڑی تو وہ گائیں ہماری طرف دوڑ کر آئیں اور خاردار تار کے پاس آکر کھڑی ہو گئیں جو فارم کے گرد لگائی گئی تھی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور زبان حال سے کہہ رہی تھیں کہ ہم تو اس ملک کی گائیں ہیں اور اپنی زندگی میں تمہارے جیسے نورانی چہرے نہیں دیکھے ہمارا تو یہی گمان تھا کہ روئے زمین کے اوپر اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرنے والا کوئی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب بھی یہ ایسے لوگ موجود ہیں جو خود بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے ہیں' جب ہم اسپین کے باڈر پر پہنچے تو امیر صاحب نے کہا کہ گاڑی یہاں روک لیں دوپہر کا وقت ہے آرام کرنے کے بعد چلیں گے ہم اتر گئے تو میں نے دیکھا کہ سڑک کے کنارے پر گائیوں کا فارم تھا جہاں چند گائیں لیٹی تھیں چند کھڑی تھیں اور کچھ چارہ کھا رہی تھیں میں نے دل میں سوچا کہ یہ گائیں تو کافروں کے ملک میں ہیں اور ہمارے نورانی چہرے دیکھ کر دوڑی چلی آئیں گی' اور ہم سے بھی ویسے ہی گفتگو کریں گی جیسا کہ ہم سے پہلی جماعت کے ساتھ انہوں نے گفتگو کی ہے۔ کافی دیر گزر گئی مگر ایک گائے بھی خاردار تار کے پاس نہیں آئی میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ حاجی صاحب شاید ہمارے چہروں میں وہ نورانیت نہیں جو پہلی جماعت والوں کے چہروں میں تھی اسی لئے یہ ہماری طرف نہیں آئیں۔ آپ ایسا کریں کہ جائیں اور گائیوں کو اپنی طرف بلائیں تاکہ ہم بھی اپنی ڈائری میں

لکھ سکیں اس بات پر حاجی صاحب ہنسے اور کہا کہ ویسے ہی اپنی ڈائری میں لکھ دیں گے کہ گائیں ہماری طرف دوڑ کر آئیں اور ہم سے گفت و شنید کی۔ اس پر امیر صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی کہنے لگے کہ آپ پہلی جماعتوں کے حالات سے انکار کرتے ہیں' میں نے کہا امیر صاحب ہم ان کے حالات سے انکار نہیں کرتے بلکہ ہمیں اپنے حال پر افسوس ہو رہا ہے۔

مولوی صاحب کی جہالت کی انتہا

یہی دن تھا عصر کی نماز کے بعد ہم گاڑی میں جا رہے تھے سورج غروب ہو رہا تھا مگر ابھی غروب ہوا نہیں تھا مولوی صاحب کہنے لگے امیر صاحب ڈرائیور سے کہیں کہ گاڑی ایک طرف روک لے افطار کا وقت ہو گیا ہے تاکہ افطار کر لیں دوسرے ساتھی نے کہا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا وہ سامنے نظر آ رہا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ روزے کا اپنا وقت ہوتا ہے سورج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا میں نے کہا مولوی صاحب یہ مسئلہ آپ نے کل کیوں نہیں بتایا مولوی صاحب نے کہا آج ضرورت پڑی ہے تو بیان کر دیا ہے۔ اور اسی کے ساتھ اپنی بات پر اکڑ گئے میں نے پھر کہا کہ مولوی صاحب اگر آپ افطار کرنا چاہتے ہیں تو چلتی گاڑی میں بھی کر سکتے ہیں آپ کو کون منع کر رہا ہے مولوی صاحب کچھ اور بھی کہنے والے ہی تھے کہ ڈرائیور نے آواز دی جھگڑا نہ کرو ہم پہنچ گئے ہیں۔ گاڑی رکی اور ہم اتر گئے تقریباً دس منٹ بعد مقامی لوگوں نے افطار کیا اور ہم ان کے ساتھ افطار میں شریک ہوئے۔

میڈریڈ کے اسلامی سینٹر میں واپسی

ہم جب میڈریڈ آئے تو عشاء کے وقت سینٹر کے لوگوں نے نماز تراویح دس رکعت اور وتر واجب

ایک رکعت پڑے ہمارے رائے ونڈی ساتھیوں نے بھی اسی طرح کیا صبح میں نے اپنے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب ہمارے مذہب میں تراویح اور وتر کا مسئلہ کس طرح ہے اور ہمیں دس رکعت تراویح اور ایک وتر پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ میرے سوال کے جواب میں مولوی صاحب بالکل تھکے ہوئے انداز میں بولے کہ رات کو ہم نے کفر کیا تھا اور ابھی دوبارہ مسلمان بن گئے ہیں۔

ہمارے مولوی صاحب کی ایک اور جہالت

مولوی صاحب لائبریری میں کتابیں ڈھونڈ رہے تھے میں نے پوچھا مولوی صاحب کیا دیکھنا ہے اس نے کہا تین رکعت وتر کے بارے میں حدیث دیکھنا ہے اس پیش امام کو دکھاتا ہوں میں نے پھر پوچھا اس کا فائدہ؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ان کو حدیث دکھاؤں گا اس لئے کہ یہ حدیث مانتے ہیں اور پھر تین رکعت پڑھیں گے میں نے کہا مولوی صاحب یہ مذہب کا مسئلہ ہے تمہارا کام نہیں آپ ایک حدیث دکھائیں گے وہ بیس حدیثیں دکھا دیں گے۔ اس نے کہا نہیں ان بچاروں کو پتہ نہیں انہوں نے اگر ایک حدیث دیکھ لی تو پھر ان کا عمل دیکھنا' نماز عشاء کے بعد مولوی صاحب لائبریری کی طرف آئے ایک کتاب سے اس عرب پیش امام کو دلیل دکھائی' عرب سمجھ گیا اس نے میز کے اوپر مولوی صاحب کے سامنے کتابوں کا ڈھیر لگا دیا اور ایک رکعت وتر کے بارے میں اتنے دلائل دکھائے کہ ہمارے مولوی صاحب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا عرب نے مولوی صاحب سے کہا یہ مذہبی مسئلہ ہے ہمارے مذہب میں تمہارا کیا کام ہے مولوی صاحب شرمندہ ہو کر اٹھ کر چلے آئے ساتھیوں نے پوچھا مولوی صاحب عرب کو شکست دی یا نہیں مولوی صاحب کچھ کہے بغیر سیدھے اپنے بستر میں گھس گئے۔

مولوی صاحب کی ایک جاہلانہ نصیحت

نماز میں یہ عرب قیام کی حالت میں پاؤں کافی کھلے رکھتے ہیں اور نے جب امام دونوں سلام پھیر کر فارغ ہو جاتا ہے تو تب مقتدی سلام پھیرتے ہیں۔ مولوی صاحب امیر صاحب کو مشورہ دیا کہ ساتھیوں سے کہیں کہ وہ بھی ایسا ہی کریں اس بات پر یہ عرب لوگ بہت خوش ہو جائیں گے اور ان کے ساتھ ہمارا جوڑ پیدا ہو گا امیر صاحب تو خود ہی جاہل آدمی تھے کہا ہاں صاحب یہ بات صحیح ہے۔ میں نے کہا نماز اللہ کا حکم ہے اس سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہئے عرب لوگوں کو راضی کرنے کی کیا ضرورت ہے ان دونوں نے کہا نماز اعمال میں سے ہے اور جب تک ہم اپنے اعمال کو قربان نہیں کریں گے تو امت میں جوڑ پیدا کرنا مشکل ہے۔

میڈرید میں پاکستان کا سفیر

ہمیں رائے ونڈ میں ہی کہا گیا تھا کہ اسپین کے سفیر کے لئے اپنے ساتھ کراچی سے انار دانہ لے جائیں گے سفیر صاحب انار دانہ بہت پسند کرتے ہیں اس حد تک پسند کرتے تھے کہ یہ پسند عشق کی صورت اختیار کر گئی تھی اور ان کی یہ کمزوری رائے ونڈیوں نے معلوم کر رکھی تھی انار دانہ ہم اپنے ساتھ لے کر گئے تھے یہاں ہمیں سعودی ویزے کی ضرورت تھی اور ان کا ملنا محال تھا کیونکہ ان دنوں ہمارے سعودی عرب کے بزرگ جیل میں تھے امیر صاحب نے دو آدمی سفیر صاحب کی ملاقات کے لئے بھیج دیئے اور ان سے کہا کہ یہ انار دانہ سفیر صاحب کو تحفہ کی صورت میں پیش کرنا اول اپنی دعوت دیں بعد میں سعودی عرب کے ویزے کے لئے کہہ دینا۔ ہمارے ساتھیوں نے جب سفیر صاحب کو انار دانہ پیش کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور پھر جب ویزے کے لئے کہا گیا تو اس نے کہا آپ فکر نہ کریں کل تمام ساتھی سعودی عرب کے سفارت خانہ میں چلے جائیں میں ان سے بات کر لوں گا۔ وہ ویزے دے دیں گی

کل ہم سعودی عرب کے سفارت خانہ گئے حقیقت یہ تھی کہ ہمارے سفیر صاحب ہمارا کام کر چکے تھے ہمارے ویزے لگ گئے ہمارا اگلا سفر اٹلی تک تھا لیکن فرانس راستے میں پڑتا تھا۔

امیر صاحب کا امر اور مولوی صاحب کی مزید جہالتیں

اسی شہر میں ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا وہ یہ کہ جب ہم نے عشاء کے فرض اور دو رکعت سنت ادا کی تو تراویح کے لئے کھڑے ہو گئے امام نے سورہ فاتحہ ختم کی تو جیب سے قرآن شریف نکال کر اس سے قراءت شروع کر دی رکوع کرتے وقت قرآن مجید کو جیب میں رکھ کر رکوع کے لئے جھکے اسی طریقہ سے دس رکعت تراویح اور ایک رکعت وتر ادا کی ہمارے مذہب میں تو ایسی نماز نہیں ہے مگر ہم نے رائے ونڈی اصول یا اپنی منافقت کی وجہ سے ان کے پیچھے اقتدا کی نماز ختم ہونے کے بعد جب عربی لوگ چلے گئے تو ہمارے مولوی صاحب نے کہا یہ نماز نہیں ہوئی چلیں ابھی دوبارہ پڑھ لیں مولوی صاحب آگے اور ہم پیچھے بیس رکعت تراویح اور تین وتر ادا کئے یہ رات تو گزر گئی مگر امیر نے کچھ نہ کہا کل امیر صاحب اور مولوی صاحب نے آپس میں مشورہ کیا مولوی صاحب نے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ رات کو میں بھول گیا تھا مسئلہ یہ ہے کہ یہ عرب لوگ جیسی نماز پڑھتے ہیں ایسے ہمارے مذہب میں ہوتی ہے امیر نے کہا اگر ہم تراویح علیحدہ پڑھنا شروع کر دیں تو یہ عرب لوگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے اور ہم تو جوڑ پیدا کرنا چاہتے ہیں اور علیحدہ تراویح پڑھنے سے تو ڑ پیدا ہوتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ لوگ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں ہماری مذہب کا فتویٰ تین رکعت پر ہے یہ کیسے ہو گا امیر نے کہا یہ قربانی کا راستہ ہے اس میں سب کچھ قربان کرنا چاہئے اور جب سب کچھ قربان کر دیا تو پھر آپ لوگ کامل داعی بن جائیں گے۔ میں نے پھر پوچھا مذہب کو بھی قربان کر دیں امیر صاحب نے جواباً کہا ہاں اب سمجھے ناں' اور پھر امیر صاحب بمعہ نو ساتھیوں کے اسی طریقہ پر نماز تراویح پڑھنے لگے اور مذہب کو قربان کر دیا اور اسی طرح سب کچھ

قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے کیونکہ وہ کامل داعیان تھے اور ہم دو آدمی نماز تراویح اور وتر مسجد سے باہر ادا کرتے یہ بات امیر صاحب کے لئے بہت مشکل تھی مگر ہم نے ان کی کوئی پروا نہیں کی۔

جہل نمبر۲

ہمارے مولوی صاحب نے ساتھیوں کو جمع کیا اور کہا کہ ان عربوں نے ہمارے اوپر اعتراض کیا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ دوران نماز آپ پاؤں کا فاصلہ کم رکھتے ہیں اور یہ سنت طریقہ کے خلاف ہے سنت طریقہ تو یہ ہے کہ دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو اور دونوں پڑوسیوں کے پاؤچ کی چھوٹی انگلیاں ملی ہوئی ہوں تو اب ان عربوں کو کیا جواب دیں امیر صاحب نے کہا آپ عالم ہیں اگر جواب آتا ہے تو بتا دو اور اگر نہیں آتا تو ان سے کہہ دو ہم سمجھے نہیں آئندہ آپ لوگوں کی طرح نماز پڑھیں گے مولوی صاحب کہنے لگے کہ مجھے کوئی جواب نہیں آرہا اس لئے آپ لوگوں کو جمع کیا ہے اور پھر ہر ایک ساتھی امیر صاحب کی طرح جواب دیا۔ میں نے کہا اس بات میں کون سی مشکل ہے آپ عربوں سے کہہ دیں کہ ہم حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلد ہیں اور ان کی تقلید کرتے ہیں یہ ان کی تحقیق ہے کہ نمازی کے دونوں پاؤں کا فاصلہ چار انگلیوں سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے اور ہمارا یہی سنت طریقہ ہے میری یہ بات وہ عربوں سے کہنا نہیں چاہتے تھے میں اپنی بات پہ اڑ گیا میرے سختی کے ساتھ اڑنے کی وجہ سے انہوں نے یہ بات عربوں سے کہی تو وہ لوگ اس بات پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتے ہیں تو ہم یہ اعتراض کبھی نہ کرتے۔

جہل نمبر۳

ایک جگہ مقامی لوگوں نے ہمارے مولوی صاحب کو نماز عصر کی جماعت پڑھانے کی غرض سے آگے کیا تو مولوی صاحب نے پوری چار رکعت پڑھی لوگوں کے جانے کے بعد میں نے پوچھا مولوی صاحب چاہئے تھا کہ آپ قصر ادا کرتے یہ چار رکعتیں آپ نے کیسے ادا کیں۔ انہوں نے کہا چار رکعت اس لئے پڑھی ہیں کہ میں نے سوچا کہیں یہ عرب اس شک میں نہ پڑ جائیں کہ ان کا دین متبادل ہے اور عصر کی نماز کی دو رکعتیں پڑھتے ہیں میں نے پھر پوچھا کہ قصر کا مسئلہ اسلام میں ہے یا کہ پاکستان میں؟ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم مسافر ہیں ہماری باتیں امیر صاحب نے سن کر کہا مولوی صاحب ان سے کہیں کہ ہم سیکھنے کے لئے نکلے ہیں آپ سکھاتے رہیں۔

جہل نمبر۴

ایک دن چھ نمبری بیان کے بعد ہم نے ان عربوں سے مطالبہ کیا کہ چار مہینے چالیس دن کے لئے کون کون جاسکتے ہیں ایک عربی نے کہا میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو مانیں یا تمہاری بات کو تسلیم کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کریں اور آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے سہ چلیں۔ اس بات پر ہمارے امیر صاحب اور مولوی صاحب اور تمام ساتھی خاموش ہو گئے جتنے عرب بیٹھے تھے اٹھ کر چلے گئے اور ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے گئے۔

ہم فرانس سے اٹلی جارہے تھے روم اٹلی کا دارالحکومت ہے یہاں ایک اسلامی سینٹر بھی ہے سعودی عرب کے خرچے سے چلتا ہے ہماری منزل یہی جگہ تھی ہم روم جارہے تھے کہ راستے میں ہماری گاڑی الٹ گئی تمام ساتھی بحفاظت باہر نکل آئے لیکن ڈرائیور نے فریاد شروع کردی کہ میری فلاں جگہ درد ہے کبھی ایک جگہ بتاتا اور کبھی دوسری' پولیس والے آئے اور اسے اپنی گاڑی میں ڈل کر ہسپتال لے گئے دوسری طرف ورکشاپ والے آئے اور ہماری گاڑی کو سیدھا کرکی اسٹارٹ کیا پھر ہم اپنے ڈرائیور کے پیچھے ہسپتال گئے ڈرائیور سامنے بینچ پر بیٹھا تھا اور ایک ٹانگ پر ہسپتال نے پٹی باندھ دی تھی ہم ڈرائیور کو ساتھ لے گئے جب روم پہنچے تو ہم نے ڈرائیور سے پوچھا کہ تمہارا پاؤں درد کرتا ہے کہنے لگا نہیں ہم نے اسے کہا کہ آرام سے پٹی کھول دو تاکہ پتہ چلے اس کو کیا ہے جب پاؤں سے پٹی کھولی پہلے تو ہم حیران ہوئے اور پھر ہنسے اس لئے کہ ڈرائیور کا پاؤں بالکل ٹھیک تھا۔

ہم اسی سینٹر میں تھے کہ مردان شہر کا ایک لڑکا آیا اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی جس کی عمر تقریباً سولہ سال تھی اور وہ لڑکی عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئی تھی وہ دونوں میاں بیوی ہم سے حسن ظن رکھتے تھی اور ہم ان کی نظروں میں علماء اور اولیاء کا درجہ رکھتے تھے' یہ دونوں اسلام کی باتیں سننے کے لئے آئے تھے دوپہر کے کھانے کا وقت تھا امیر صاحب ان دونوں سے کہنے لگے کہ آپ کھانا ہمارے ساتھ کھائیں یہ بات انہوں نے قبول کرلی امیر صاحب مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ آپ چلے جائیں اور دوسرے کمرے میں ساتھیوں سے علیحدہ کھانا کھائیں آپ کو اس لئے ساتھ بھیجتا ہوں تاکہ اس لڑکی کو اسلامی طرز سے کھانے کا طریقہ سکھائیں۔ مولوی صاحب بہت خوش ہوئے اندھا کیا مانگے دو آنکھیں مولوی صاحب کو بھی یہی چاہت تھی ہمارے ایک ساتھی نے کہا ملا غرق ہوگیا میں نے پوچھا کیسے اس نے مجھے کہا کہ یہ روم کی ایک حسین لڑکی ہے شوہر ساتھ ہے مولوی کچھ کرتو سکتا نہیں مگر دن رات اس کے خیال میں رہے گا اور پھر اس نے قسم اٹھاکر کہا کہ مولوی صاحب کو رات کو احتلام ہوگا حقیقت یہ ہے کہ صبح ہم نے دیکھا کہ مولوی صاحب روم کے ٹھنڈے پانی سے غسل کررہے تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے یہی سینٹر تھا کہ ایک آدمی آیا اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا ہمارے امیر صاحب کو اٹلی کے کرنسی نوٹوں کا ایک بڑا بنڈل دیا امیر صاحب نے بڑی خوشی سے قبول کیا یہ روپے امیر صاحب کے تھے ان میں ہمارا حصہ نہیں تھا۔ اس سینٹر میں امیر صاحب اور اسی ڈرائیور کا سخت اختلاف ہوا اختلاف کا سبب گاڑی کا ایکسیڈنٹ تھا اس ڈرائیور نے امیر کے خلاف ساتھیوں میں پارٹی بنالی امیر انتہائی پریشان تھے مگر کوئی تدبیر نہیں آتی تھی۔ ایک دن امیر صاحب نے کہا کہ یہ آدمی جماعت میں توڑ پیدا کرتا ہے میرا فیصلہ ہے کہ یہ آدمی پاکستان جائے گا یا میرے ساتھ وعدہ کرے کہ ساتھیوں میں توڑ کی جگہ جوڑ پیدا کرے گا ڈرائیور نے کہا یہ آپ کا فیصلہ ہے اب میرا فیصلہ سن لو میں وہ بیمار حاجی زین الحق

نہیں ہوں کہ تیرے کہنے سے پاکستان واپس چلا جاؤں گا رہ گیا جماعت میں توڑ جوڑ اگر میں جماعت میں توڑ پیدا کروں تو آپ ہمارے امیر ہیں تو آپ جوڑ پیدا کریں آپ اپنا کام کریں میں اپنا کام کروں گا۔

اگلے دن ہم یوگوسلاویہ روانہ ہوئے باڈر کے قریب اٹلی کی حدود میں ہمیں رات آگئی مغرب کی نماز کے لئے کھڑے تھے کہ ایک عیسائی آیا ہمارے سامنے بیٹھ گیا اور جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو اس عیسائی نے ہمارے امیر صاحب کا پوچھا امیر صاحب بات کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس نے ہمارے امیر سے پوچھا کہ چرس یا پاؤڈر ہے فرانس کے شہر لانیو سے ایک عرب رائے ونڈی ہمارے ساتھ تھا جو کہ ترجمانی بھی کرتا تھا امیر صاحب نے انکار کیا کہ ہمارے ساتھ یہ چیزیں کہاں عیسائی ہنس کر چلا گیا لیکن رات کے دو بجے پھر آیا امیر' وہ عرب اور عیسائی ساتھیوں سے ذرا دور بیٹھ کر کافی دیر تک باتیں کرتے رہے میں صرف اتنا سمجھا کہ جب ایک دوسرے سے جدا ہو رہے تھے تو تینوں خوش تھے۔

یوگوسلاویہ اور بلغاریہ

یہاں یوگوسلاویہ میں مسلمان زیادہ تھے لیکن حکومت عیسائی سوشلسٹوں کی تھی مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہیں تھی ہم کافی شہروں میں گھومے لیکن ادھر کی انتظامیہ نے ہمیں مسجدوں میں نہیں رہنے دیا اور کوئی اسلامی سینٹر بھی اس ملک میں نہیں تھا جیسے دوسرے ملکوں میں تھے اور ہمارے رائے ونڈ کے بزرگوں نے جہاں خیمے لگائے تھے اور پھر اس جگہ مسجدیں آباد ہوئی تھیں اور وہ مسجدیں دوربین میں بھی نظر نہیں آئیں' تاکہ ہم وہاں رہ جاتے اس ملک سے نامراد نکل کر بلغاریہ میں داخل ہوئے یہ ملک ہمارے لئے یوگوسلاویہ سے بھی خراب تھا انہوں نے تو ایک منٹ کے لئے بھی نہیں چھوڑا یہاں بمشکل ایک رات سڑک کے کنارے گزار کر اگلے دن ہم ترک میں داخل ہوئے۔

ترک استنبول

استنبول میں ہمارا مرکز تھا ہم وہاں چلے گئے یہاں ایک اور پاکستانی جماعت موجود تھی انہوں نے گاڑی کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیسے خراب ہو گئی تو امیر صاحب کہنے لگے دیوار کے ساتھ ذرا ٹکر ہو گئی میں نے حیرت کے ساتھ دوسرے ساتھی سے پوچھا یہاں پر سچ کی بجائے جھوٹ میں کیا حکمت ہے اس کی طبیعت خراب کی گئی تھی اس نے مجھے کہا غرق ہو کیا کرتا ہے ان پر' امیر جانے اور یہ لوگ جھوٹ بولے یا سچ۔

حضرت ابو ایوب انصاری کا مزار شریف

اسی استنبول میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا روضہ مبارک ہے تین آدمیوں نے امیر صاحب سے اجازت طلب کی تاکہ ہم زیارت کے لئے چلے جائیں مگر امیر نے اجازت نہیں دی کل چلے جائیں ہم نے کل پھر امیر صاحب سے کہا مگر اس نے پھر عذر کیا اگلے دن ہم نے مشورہ کیا کہ آج اجازت دے یا نہ دے ہر صورت میں زیارت کرنے جائیں گے' امیر صاحب ہمارے تیور دیکھ کر سمجھ گئے کہا کہ چلے جائیں لیکن مولوی صاحب آپ کے ساتھ جائیں گے یہ آپ کا امیر ہو گا اور ایک ترک رائے ونڈی بھی ساتھ بھیجا کہا یہ آپ کا راہنما ہو گا ہم ان سے رخصت ہوئے اور ایک جگہ پر پہنچ گئے وہاں ایک روضہ تھا کافی تعداد میں لوگ وہاں جمع تھے بہت رش کی وجہ سے یہ لوگ قطار در قطار کھڑے تھے ایک ایک جا کر دعا کرتا اور چلا جاتا ہے ہم یہاں سے سیدھا نکل کر چلے گئے میرا خیال تھا کہ ہم حضرت ابو ایوب انصاری کے روضے پر جا رہے ہیں یہ کسی اور کا روضہ ہو گا مولوی صاحب اور ترک رائے ونڈی آگے آگے جا رہے تھے ہم ان کے پیچھے تھے ایک کلومیٹر آگے جا کر ایک عام قبرستان میں ایک قبر کے پاس کھڑے

ہو گئے مجھے تو پہلے ترک حکومت پر بڑا غصہ آیا کہ اتنی بڑی شخصیت آپ کے وطن میں ہے اور آپ ان کی قبر عام قبروں سے ذرا ممتاز کر کے نہیں بنا سکتے لیکن جب قبر کے سرہانے لگی ہوئی تختی پر نظر پڑی تو ترک حکومت پر غصہ ختم ہو کر مولوی اور ترک رائے ونڈی پر غصہ آیا کیونکہ یہ قبر ایک پاکستانی رائے ونڈی کی تھی میں نے ایک مثال پیش کی کہ کسی گاؤں میں ایک ہندو رہتا تھا جب بھی اس گاؤں میں ہندو لوگ آتے تو وہ اپنے ہندو کا ضرور پوچھتے تو ہم بھی وہی ہندو بن گئے ہیں جدھر بھی جائیں اپنے رائے ونڈی کا ضرور پوچھیں گے اور اب اگر ہم ابو ایوب انصاریؓ کی قبر پر جائیں تو ان کی بجائے رائے ونڈی کی قبر پر جا پہنچیں گے' ہمارے ساتھی مولوی اور ترک رہبر بہت خفا ہوئے لیکن منہ سے کچھ نہیں کہا وہاں سے لوٹ کر اس جگہ پہنچے جہاں کافی ہجوم تھا یہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا روضہ مبارک تھا صحابی کے روضے کی یہ کم توہین ہے کہ ان کو راستے میں چھوڑ کر رائے ونڈی کے قبر پر چلے گئے' ہم نے اس مرکز میں ایک ہفتہ گزارا اور یہاں کھانے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔

افقرہ

یہ ترک کا دارالخلافہ ہے یہاں ایک مسجد میں رات کے لئے رہ گئے اسی مسجد میں سید ابوالاعلی مودودی صاحب کی تفسیر تفہیم القرآن پڑا تھی میں نے اٹھا کر کھولا تو مشورہ کے بارے میں بیان تھا میں نے زور زور سے پڑھنا شروع کر دیا جس پر امیر صاحب نے ناراض ہو کر کہا یہ تو مودودی کی تفسیر ہے بند کرو ابھی ہم اپنی تعلیم شروع کر رہے ہیں یہاں اصل بات یہ تھی کہ تفسیر میں مشورے کے حق میں جو کچھ لکھا تھا امیر اس کا تضاد تھا۔ اس وجہ سے تفسیر بیان کرنے سے منع کیا رائے ونڈیوں کا تو ویسا ہی ان کے ساتھ اختلاف ہے ان کے بزرگ مولوی ذکریا نے تو ان کے اوپر کتاب بھی لکھی ہے۔ جس کا نام ہے "فتنہ مودودیت" اور مفتی محمد شفیع کراچی والے نے بھی ان کے اوپر کتاب "مودودی اکابر امت کی

نظر میں" لکھی ہے۔ اسی مسجد میں وہ گاڑی کا ڈرائیور جس سے ایکسیڈنٹ ہو چکا تھا اپنا روم والا بات یاد ہو گئی اپنے آپ زور زور سے نعت خواں کی طرح کہتا ہے کہ یا جماعت میں جو ڈیرا کریں یا پاکستان جائیں گے امیر کو یہ بات بہت بری لگی ساتھیوں کو جمع کیا کہنے لگے کہ آپ اپنا مشورہ کریں یا تو یہ حاجی صاحب پاکستان جائیں گے یا میں جاؤں گا ساتھیوں نے آپس میں مشورے شروع کئے میں نے کہا ایسا کرو کہ حاجی صاحب سے پوچھ لو کہ امیر ایسا بولتا ہے آپ کیا کہتے ہو۔ حاجی صاحب سے جب پوچھا گیا وہ کہنے لگے امیر صاحب چلا جائے میں نہیں جاتا اور نہ ہی آپ مجھے بھیج سکتے ہو۔ کیونکہ مجھے حج کا ویزہ لگا ہوا ہے میں حج کرنے جاتا ہوں پاکستان نہیں جاتا اس بات کے ساتھ امیر ایسا خاموش ہو گیا جیسا کہ اس کو کسی بات کا علم ہی نہ ہو۔

۱ - شعائر اللہ کی توہین

ہم جب ترکی سے شام روانہ ہوئے تو راستہ میں ایک مقام پر مقیم لوگوں نے ہمیں کہا یہاں اس پہاڑ میں اصحاب کہف ہیں کافی دور دور سے لوگ ان کے زیارت کے لئے آتے ہیں آپ لوگ تو ویسے بھی آئے ہیں ان کی زیارت کریں پھر چلے جائیں ہمارے امیر صاحب اور مولوی صاحب کہنے لگے کہ ہم ان باتوں کے لئے نہیں آئے ہیں اگر ہم زیارتوں کے پیچھے لگ جائیں تو اپنا اصل مقصد فوت ہو جائے گا اس وجہ سے ہم نہیں جا سکتے دوسرا یہ کہ ہمیں رائے ونڈ کے بزرگوں کی اجازت بھی نہیں ہے۔

۲ - ذکریا علیہ السلام کی مسجد

یہی راستہ تھا جس پر ہم شام جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ پر لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک مسجد ہے

جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ ذکریا علیہ السلام کی مسجد ہے۔ آپ لوگ تو ویسے بھی مسجدوں میں گھومتے پھرتے ہیں اگر ادھر بھی جاؤ تو بہتر ہوگا۔ امیر صاحب کہنے لگے ہم مسجدوں کو دیکھنے نہیں آئے ہیں میں نے کہا حضرت! ہم تو ویسے بھی بستر کندھے پر اٹھا کر گاؤں گاؤں پھر رہے ہیں اگر ادھر چلے گئے تو کون سا نقصان ہوگا امیر نے کہا گاؤں گاؤں تو پھر رہے ہیں مگر مقصد اپنا کام کرنا ہے اور یہاں مقصد مسجد کو دیکھنا ہے اس لئے نہیں جاتے۔

۳ - نمرودیوں نے جس جگہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا تھا

ہمارا سفر ابھی جاری تھا اگلی منزل پر وہاں کے رہائش پذیر لوگوں نے کہا کہ اس مین روڈ سے دس منٹ کے فاصلہ پر وہی مقام ہے جس مقام پر نمرودیوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا تھا (ڈال دیا تھا) جو کوئی یہاں آجائے تو اسی مقام کی زیارت (دیدار) کے لئے خواہ مخواہ جاتا ہے۔ آپ لوگ تو اچانک آگئے ہیں میں سمجھتا تھا کہ ابھی امیر صاحب انکار کریں گے تو میں نے پہل کیا اور امیر صاحب سے کہنے لگا اس مقام پر ضرور جانا چاہئے اس لئے کہ اس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کامل ایمان کا ثبوت دیا ہے' دوسری جانب نمرودیوں نے انتہائی ظلم کا ثبوت پیش کیا ہے امیر' مولوی اور چند ساتھیوں نے میری بات رد کردی اور کہا کہ تم مقامات دیکھنے آئے ہو یا کہ تبلیغ کے لئے؟ یہ تو شیطان کے جال ہیں کہ جگہ جگہ تیرے اوپر پھینکتے ہیں۔

شام

جب ہم شام میں داخل ہوگئے تو امیر صاحب کے اوپر ایک دہشت (ہیبت) طاری ہوگئی ان کا خیال

تھا کہ یہ شامی لوگ ہمارے کام کے خلاف ہیں میں نہیں سمجھا کہ پہلے رائے ونڈیوں کے ڈائری میں کچھ دیکھا تھا یا کہ اور کوئی وجہ تھی ڈرائیور سے کہنے لگا سیدھا ملک سے نکل جاؤ پورا دن ہم نے سفر کیا شام کے وقت ہم دمشق پہنچ گئے جو شام کا دارالخلافہ تھا ہے یہاں بتیس ہزار صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں میں نے کہا یہ وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو اللہ کی راہ میں اپنا مال' جان' قربان کرچکے ہیں آج ہم جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یہ ان کی قربانیوں کی برکت ہے اگر آپ کا مرضی ہو تو کل ان کی زیارت کا شرف حاصل کرنے چلے جائیں گے۔ امیر صاحب نے کہا کہ کتنی مرتبہ میں یہ بات کرچکا ہوں کہ ہم ان باتوں کے لئے نہیں آئے ہیں یہ معمولی چھوٹی چھوٹی باتیں جو آپ لوگوں کو نظر آرہی ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ دعوت کا کام آپ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا ہے جب آپ لوگ دعوت کے کام کو سمجھ گئے پھر یہ زیارتوں کی باتیں کبھی بھی نہیں کریں گے اگلے دن ہم اردن داخل ہوگئے۔

اردن اور پھر سب سے پہلے عمان

عمان میں رائے ونڈیوں کا بہت بڑا مرکز ہے ہم بھی اس اپنے مرکز میں آگئے دو دن اور دو رات ہم نے آرام کیا یہ ذیقعدہ کا مہینہ تھا میں نے امیر صاحب سے پوچھا کہ سعودی عرب کب جائیں گے؟ یہ پرسان میں نے اپنی باطنی حالات کی مجبوری کی وجہ سے کیا تھا میری روح کو مزید یہاں آرام نہیں آرہا تھا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ جانا چاہ رہا تھا امیر نے کہا اس بات کا تو کوئی پتہ نہیں لگتا کیونکہ حج کو کافی دن باقی ہے۔ اور یہاں تبلیغ کا ماحول برابر ہے کیا کریں گے جاکر میں خاموش ہوگیا لیکن یہاں ایک بار پھر میری حالت خراب ہوگئی کسی سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا بالکل خاموش رہا امیر صاحب اردن کے امیر صاحب کو ایک کمرے میں لے گیا نہ معلوم کیا باتیں ان کی آپس میں ہوں گی لیکن پھر تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور کہا مشورہ ہے مشورے کا سربراہ اردن کا امیر تھا۔ ایک ایک ساتھی سے پوچھتے رہے کہ حج کے

لئے اردن سے آپ کو کب جانا چاہئے ہر ایک نے اپنی رائے پیش کی اور جب امیر صاحب سے پوچھا کہ آپ کا کیا رائے ہے امیر صاحب کہنے لگے میں دعوت کے کام کے لئے گھر سے نکلا ہوں دعوت کا کام میرے اوپر فرض ہے حج میرے اوپر فرض نہیں ہے۔ اور اگر فرض بھی ہو لیکن دعوت کے کام کے مقابلے میں دوسرے کام کو اہمیت نہیں دے سکتا اردن کا امیر صاحب ہمارے امیر صاحب کی باتوں سے بہت خوش ہوئے پھر مولوی صاحب سے پوچھا اس نے بھی الفاظ کی ردوبدل کرتے ہوئے یہی بات دہرائی پھر مجھ سے پوچھا لیکن میں سمجھتا تھا کہ یہ تمام قصہ (کھیل) میرے لئے بنا ہے میں نے کہا حج کے لئے ہم ذوالحجہ کے بعد محرم کے مہینہ میں جائیں گے تمام لوگ حج کر چکے ہوں گے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہوں گے عرفات خالی ہوگا مزدلفہ خالی ہوگا منیٰ میں بھی شیطان کو کنکریاں مارنے میں تکلیف نہیں ہوگی قربانی کی جگہ میں بھی تکلیف نہیں ہوگی اسی طرح زیارت صفا مروہ کی سعی میں بھی سہولت رہے گی اردن کے امیر نے بڑی تعجب کے ساتھ مجھ سے پوچھا تم حج کا ارادہ نہیں رکھتے؟ میں نے کہا میں ارادہ رکھتا ہوں۔ لیکن امیر جماعت کا رائے آپ نے سن لیا حج کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس بات پر امیر جماعت میرے ساتھ دوران مشورہ گرم ہو گیا اور جو کچھ اس نے کہا ویسا ہی میں نے جواب دیا مشورہ رہ گیا اردن کا امیر ہمارے درمیان صلح صفائی میں لگ گیا پھر اردن کا امیر کہنے لگا ایک ہفتہ کے لئے آپ لوگوں کی تشکیل دیہاتوں میں کرتے ہیں جب بھی واپس آگئے تو پھر مشورہ کرلیں گے یہ مجلس (محفل) اسی جگہ ختم ہوگئی۔

یہاں سے میں نے اپنے والد صاحب کو خط لکھا کہ ہماری جگہ سے کوئی بھی حج کرنے آتا ہو اس کو کچھ روپے دے دینا۔ تاکہ مجھے لے آئے حج کرنے کے بعد میں گھر آنا چاہتا ہوں یہ خط میں نے اسی عمان میں لیٹر بکس میں ڈال دیا۔

عمان کے نواحی دیہات

یہ دیہاتی بہت مہمان نواز لوگ تھے بالکل ہمارے پٹھانوں کی طرح رسم و رواج رکھتے تھے ہمیں کافی دعوت دینا شروع کر دیئے امیر نے جب یہ طریقہ دیکھا تو کہنے لگے یہاں انوارات بہت زیادہ ہیں میری روح یہاں بہت زیادہ خوش ہے۔ امیر صاحب کی روح کی خوشی اور انوارات ساتھی جان چکے تھے جب بھی امیر یہ بات کرتے ساتھی ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے اور کہتے یہاں تو من و سلویٰ آرہا ہے ناراضگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنتی لوگ ہیں حج تک یہاں خواہ مخواہ وقت گزاریں گے یہ بات بغیر کسی مبالغہ کے کر رہا ہوں کہ امیر صاحب اور ان کے خواص کے پیٹ خراب ہوگئے۔ یہ تکلیف برداشت کر لیتے تھے مگر روٹی باہر سے ہی ہو۔ یہاں امیر صاحب نے بغیر مشورے کے تمام ساتھیوں سے پاسپورٹ جمع کر کے ایک ساتھی کو دیئے کہ عمان مرکز سے ایک بزرگ ایمبیسی تک ساتھ چلا جائے گا۔ ان پاسپورٹوں میں ویزوں کا وقت کم ہے کہ یہ وقت بڑھا دے جب یہ لوگ ایمبیسی گئے تو انہوں نے ان کے پاسپورٹ ضبط کر لئے اور اردن کے رائے ونڈی سے کہنے لگے کہ یہ لوگ کہاں ہیں جو ابھی تک ہمارے ملک سے نہیں نکلے ہیں۔ اردن کا رائے ونڈی تو 'تو میں' میں کرتا رہا آخر ایمبیسی والوں نے ان سے ضمانت لے کر کہا کہ یہ لوگ آج ہی اس ملک سے نکل جائیں۔ ایمبیسی والوں نے پاسپورٹ دے دیئے۔ جب واپس آگئے تو اردن کی رائے ونڈی نے امیر جماعت سے کہا کہ آپ لوگ ابھی یہاں سے چلے جائیں کیونکہ میں ضمانت میں ہوں۔ لہٰذا ہم اپنا بوری بستر باندھ کر وہاں سے چل روانہ ہوگئے۔

موتی کا میدان

ہمارا رخ اب عمان کے مرکز کی طرف تھا اور ایک دیہاتی عرب عمان تک ہمارے ساتھ تھا راستے میں موتی کا میدان آگیا اس عرب نے امیر صاحب کے مشورے کے بغیر ڈرائیور سے کہا یہاں گاڑی روکنا گاڑی رکتے ہی عرب نے کہا یہ موتی کا میدان ہے یہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک لشکر کو جہاد کے لئے بھیجا تھا۔ اس لشکر کا امیر حضرت جعفر طیارؓ کو بنایا گیا تھا اور لشکر کو ارشاد فرمایا گیا تھا کہ اگر حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے تو پھر زیدؓ امیر بن جائے گا اور اگر زیدؓ شہید ہو گئے تو پھر عبداللہ بن رواحہؓ امیر بن جائے گا اور اگر یہ بھی شہید ہو جائے تو پھر آپ اپنے مشورے سے امیر بنا لینا ابھی میرے پیچھے آجاؤ۔ یہاں ان تینوں صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں۔ تاکہ تمہیں ان کی زیارت کراؤں۔ امیر صاحب اور ان کے ساتھیوں کو یہ بات کب پسند تھی۔ لیکن یہاں عرب کو انکار نہیں کر سکتے تھے۔ بادل ناخواستہ ان کے پیچھے چل دئے۔ جب ہم حضرت جعفرؓ کے روضہ میں داخل ہوئے تو میں دیکھتا رہا کہ یہ لوگ ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ لیکن دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ یہ ان کی نزدیک شرک تھا اور شرک سے یہ لوگ اپنی جان بچاتے۔ دوسری طرف دیوار پر تلوار، نیزہ، زرہ اور اس قسم کے اور جنگی سامان اس زمانے کا لٹکا ہوا تھا۔ یہ لوگ جب اس کے دیکھنے میں مشغول ہو گئے پھر وہ عرب ہمیں حضرت زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے مزاروں پر لے گیا۔ انہوں نے یہاں بھی ویسا ہی کام کیا کہ اس جنگی سامان کے دیکھنے میں اپنے آپ کو مشغول کر دیا۔ یہاں انہوں نے عرب کے ساتھ منافقت کی۔ اس کو یہ نہیں سمجھایا تھا کہ ہم اپنے اسلاف کی زیارت کی خلاف ہیں۔ اس جگہ سے ہم عمان کے مرکز چلے گئے۔ عمان کے مرکز والوں نے ہمیں کہا کہ آپ لوگ ہر وہ شے (چیز) یہاں چھوڑ جائیں۔ جس سے تبلیغ کا ثبوت مل جاتا ہے۔ کیونکہ سعودی عرب میں ہمارے اس کام پر پابندی ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کو کچھ تکلیف پہنچ جائے ہم نے تبلیغی نصاب، فضائل صدقات، ڈائریاں اور دوسری بہت سی چیزیں جس سے تبلیغ کا ثبوت ملتا، چھوڑ دئے۔ ہمارے بیگ پر رائیونڈ کا پتہ کچھ اس طریقے سے لکھا گیا تھا "محبوب علی مدرسہ عربیہ رائیونڈ پاکستان" بہت سے ساتھیوں نے مجھ سے کہا، یہ بیگ چھوڑ دیں یہ ہمارے لئے مشکل کا باعث نہ بنے۔ میں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنا تمام سامان بیگ میں ڈال کر گاڑی میں چڑھا گیا اور ہم سعودی عرب کی سرحد (باڈر) پر پہنچ گئے۔

سعودی عرب

انہوں نے ہمارا (ہمارے) پاسپورٹ اکٹھے کئے ہر پاسپورٹ کا نمبر اور نام اپنے ساتھ لکھ لئے۔ پھر ہماری اور سامان کی تلاشی لینا شروع کی۔ میرے رائیونڈی ساتھی بمعہ امیر صاحب بہت پریشان تھے۔ وہ ضرب المثل ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ اور جب ہمارے سامان کی تلاشی شروع ہوئی تو ان کی پریشانی کی انتہا نہ رہی کیونکہ اس پر ہمارے عالمی مرکز رائیونڈ کا پتہ نوٹ تھا۔ لیکن جب ہمیں جانے کی اجازت مل گئی تو ان کے حوصلے اور رنگ کا تغیر واپس درست ہو گیا۔ یہ رات ہم نے تبوک میں گزاری۔ دوسرے دن مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ

عشاء کی نماز ہم نے مسجد تنعیم میں ادا کی اور اسی مسجد کے سامنے رات گزاری۔ صبح امیر صاحب نے اس انداز سے ساتھیوں سے باتیں شروع کیں، ہم جس مقصد کے لئے نکلے ہیں وہ ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے ہم جدھر جاتے ہیں تو شیطان ساتھ چلتا ہے اس کے ساتھ ہمارے دھوکہ کرنے کے لئے بہت سے طریقے ہیں (اس کے پاس ہمیں دھوکہ دینے کے بہت سے طریقے ہیں)۔ کچھ ظلمانی اور کچھ نورانی۔ اس راستہ میں ظلمانی طریقوں سے ہم کو خطا نہیں کر سکتا تو نورانی طریقے سامنے کر دیتا ہے۔ ایک معمولی کام کو ہمیں اتنا بڑی نیکی ظاہر کرتا ہے کہ اپنا مقصد ہم سے بھلا دیتا ہے۔ شیطان تو ان چھوٹی نیکیوں پر راضی ہے اس پر آپ کے ساتھ کوئی مخالفت نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ انفرادی عمل ہے اگر قبول ہو جائے تو ایک آپ اسی پر جنت میں چلے جاؤ گے۔ (تو آپ خود ہی جنت چلے جاؤ گے) اور دعوت کا کام اجتماعی عمل ہے۔ اجتماعی عمل میں امت کا نجات ہے۔ اس لئے شیطان کوشش کرتا ہے کہ داعی کو ایک چھوٹی سی

انفرادی نیکی سامنے لائے۔ جیسا کہ اب یہ بات ہمارے سامنے ہے۔ ایک طرف مسجد نبوی میں جانا اور دوسری طرف مسجد نور (حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں منافقوں نے یہودیوں کی سازش پر مسلمانوں میں انتشار ختم کرنے کے لئے ایک مسجد بنائی اللہ پاک نے اس کو مسجد ضرار کہا ہے اللہ پاک کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گرادیا اور اسے جلادیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے کچرا کی جگہ مقرر کیا۔ آج کل رائیونڈیوں نے دوبارہ تعمیر کرکے اس کا نام مسجد نور رکھ دیا۔) کو۔ مولوی سید خان (یہ وہ آدمی ہے جس کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں۔ ۱۹۶۲ء میں جیل چلا گیا تھا۔ ۱۹۸۳ کے جون یا جولائی کے مہینے میں رہائی ملی یہ رائیونڈیوں کے مدینے کا بزرگ ہے۔) سے ملاقات اور ان سے مشورہ لینے کی غرض سے جانا ہے۔ (مشورہ کے لئے جانا ہے) اگر اس نے کہا کہ مسجد نبوی چلے جائیں تو پھر بزرگوں کی باتوں خیر ہوتی ہے۔ ہم وہاں چلے جائیں گے اور اگر انہوں نے بولا کہ مسجد نبوی مت جائیں۔ مسجد نور آجائیں۔ تو پھر بزرگوں کی بعض باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے فکر اور سمجھ میں نہیں آتی۔ لیکن ہمارے لئے ان کے ماننے میں خیر ہوتی ہے اچھا! تو اب آپ کا کیا مشورہ ہے؟ ساتھیوں نے مختلف مشورے دیئے۔ امیر صاحب بہت چالاک آدمی تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ مشورے مختلف ہیں تو کہنے لگے اچھا سب مل کر درود شریف پڑھیئے۔ خود آنکھیں بند کرکے سر نیچے کرکے (گردن جھکا کے) مراقبہ کی شکل میں بیٹھا جیسا کہ وحی کا انتظار کرتا ہے (کر رہا ہے) ہم نے درود شریف پڑھا۔ وہ سر اٹھا کے کہنے لگا ۔ اللہ پاک نے مہربانی فرمائی۔ دو آدمی مسجد نور چلے جائیں گے اور مولوی سید خان سے پوچھ لیں گے ۔ انہوں نے جیسا بھی کہا اس میں خیر ہوگی۔ پھر دو آدمی بھیج دیئے۔ جب واپس ہوئے تو دن کے گیارہ بجے تھے (بج رہے تھے) فرمان یہ لایا کہ ابھی مسجد نبوی چلے جائیں اور پھر ادھر سے امیر صاحب اور چند ساتھی یہاں آجائیں۔ کچھ ضروری باتیں ہیں تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ کرلیں ہم مسجد نبوی چلے گئے۔

مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو کھڑا ہوگیا تو میرے اوپر رونے کی حالت طاری ہوگیا وہاں کوئی دعا میں اور کوئی صلواۃ و سلام میں مشغول تھے میرے قریب پنجاب کا ایک سنی مسلمان یہ نعت کافی (بست) درد کے ساتھ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ایک عجیب حالت تھی میں اس حالت میں اپنے آپ سے بے خبر تھا کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا چلو کے چلیں ساتھی انتظار کر رہے ہوں گے۔ یہ ہمارا رائیونڈی ساتھی تھا اس وقت میری کیا حالت ہوتی وہ جانتا ہوگا جو بصیرت کی آنکھ رکھتا ہو اس ساتھی نے کہا ان لوگوں میں واپس آجا کہیں آگے نہ نکل جائے میں نے بولا واپس جانے میں تو ہمیں بھی تکلیف ہوگی اور ان لوگوں کو بھی تکلیف ہوگی اور یہ لوگ تو سارے آگے ہی نکل جاتے ہیں۔ اس نے کہا یہ مشرک ہیں، کچھ نہیں سمجھتے آگے جانے سے تو ہمارا یہ آنا طواف بن جائے گا اور قبر سے طواف کرنا شرک ہے میں نے کہا چلو کہ چلیں پھر میں دیکھتا رہا کہ ہمارے واپس نکلنے میں لوگ کافی تکلیف محسوس کر رہے تھے اور ہمیں بھی تکلیف تھا اس ساتھی نے مجھے مسجد نبوی سے روانہ کیا میں نے پوچھا اب کہاں جانا ہے اس نے جواب دیا جہاں اور ساتھی ہیں وہ مجھے ایک بلڈنگ پے لے آیا تمام ساتھی وہاں موجود تھے۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ تمام ساتھی مجھ سے پہلے آچکے ہیں۔ دسترخوان بچھایا گیا میں نے دیکھا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسا کہ کسی نے ہمیں دعوت کی ہو۔ ایک ساتھی سے میں نے پوچھا؟ اس نے کہا یہاں ہمارا ایک بزرگ ہے یہ دعوت اس نے کی ہے اور جب بلڈنگ کا میں نے پوچھا تو کہا کہ سید خان نے رائیونڈ کے جماعتوں کے لئے کرایہ کیا ہے۔ پہلے یہ جماعتیں مسجد نور میں رہا کرتی تھیں لیکن ۱۹۷۹ء کے بعد وہاں حکومت کی پابندی ہے تو اس وجہ سے یہ بلڈنگ کرایہ کرلیا ہے۔ میں نے کہا وہ بزرگ کہاں ہے جس نے دعوت کی ہے اس نے کہا وہ عشاء کے

وقت آجائے گا آپ دیکھ لیں گے (دیکھ لوگے)

عشاء کے وقت وہ بزرگ آیا

شام کے کھانے کا بھی ہم ان کے مہمان تھے لیکن اس نے کہا کہ یہ کھانا مولوی سید خان کی طرف سے ہے اس صاحب نے اس طریقہ سے بیان شروع کیا کہ مدینہ منورہ میں آپ لوگوں کا یہ وقت یعنی دو رات اور ایک دن کافی ہے آپ لوگ مکہ مکرمہ جائیں گے بہت احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ مولوی سید خان ابھی ابھی جیل سے آیا ہے وہ خود بھی کافی احتیاط کرتا ہے اور مکہ مکرمہ میں بھی آپ احتیاط سے کام لیں گے۔ تمام ساتھی اکھٹا نہ گھومیں (پھریں) پھریں اگر بعض اوقات بازاروں میں ایک دوسرے کے سامنے آجائیں تو آپس میں سلام کلام نہ کریں تاکہ کوئی یہ معلوم نہ کرسکے کہ یہ ساتھی ہیں دوسرے لوگوں سے بھی محفوظ رہیں تاکہ کوئی دھوکہ نہ دیں۔ مسجد حرم میں بھی ایک جگہ اٹھنا بیٹھنا نہ کریں غرض یہ کہ یہ بزرگ رات کافی دیر تک ہمارے کان کھاتے رہے صبح امیر نے حکم دیا کہ مولوی سید خان کی ہدایت یہ ہے کہ عمرے کا احرام یہاں سے ہی باندھ لینا ہم نے غسل کئے اور احرام باندھ لئے صبح نماز فجر کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کرنے گیا واپس جب اپنی گاڑی کی جگہ پہنچا تو مولوی سید خان ہمارے ساتھیوں کو کچھ ہدایات دے رہے تھے جب میں پہنچا تو امیر صاحب نے کہا ساتھی پورے ہوگئے مولوی سید خان نے ہمارے ساتھ مصافحہ کیا اور ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوگئے۔

بدر کا میدان

ہم مکہ مکرمہ جارہے تھے میں اسی سوچ میں غرق ہوگیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی راستوں پر آئے گئے ہیں چودہ سو سال پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نقشہ میرے آنکھوں کے سامنے تھا اس سوچ میں اتنا محو ہوگیا کہ مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں ایک گاڑی میں ایسے ساتھیوں کے ساتھ جارہا ہوں کہ وہ بزرگی کے جامہ میں خفیہ شیطان ہیں۔ میں ان پر دھوکہ کھاچکا ہوں اور میرے جیسے دوسرے بہت سے مسلمان دھوکہ کھاچکے ہیں اور کب تک دھوکہ کھاتے رہیں گے ڈرائیور نے کہا یہ بدر کا میدان ہے اس بات کے ساتھ فوراً میری سوچ ختم ہوگئی (ہوئی) گاڑی اپنی رفتار سے جارہی ہے میں نے کہا بدر کے مقام پر تو تھوڑی دیر کے لئے اترنا چاہئے تھا یہ وہی مقام ہے کہ کفر اور اسلام کی پہلی جنگ یہاں لڑی تھی صحابہ کرام بغیر ساز و سامان کے لڑے تھے (لڑ چکے تھے) اس بدر کے مجاہدین کے حق میں اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ ان کا اگلے پچھلے گناہ میں نے معاف کردی ہے۔ امیر صاحب کہنے لگا اور کچھ کہنا چاہتے ہو یا کہ بس میں نے کہا امیر صاحب آپ کے سامنے میں کیا کہوں گا آپ کو بہت اچھی طرح معلومات ہے۔ امیر صاحب نے کہا مقامات کے دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں عملی کام چاہئے میں نے کہا کہ جہاد کے عمل کی جگہ تو ہم بستروں کا تبلیغ کرتے ہیں تو وہ عمل کیسے کریں؟ وہ تو نہ ہم کرسکتے ہیں اور نہ کرنے کو تیار ہیں ہم یہ باتیں کرتے رہے کہ بدر کے مقام سے ہمارا گاڑی گزر گئی۔

مکہ مکرمہ

پشتو مصرعہ

پرتوک د سویرے سویرے راوڑہ

چہ کومہ سورہ د کنڈم ترا راینہ

تعجب کی بات ہے کہ مسجد حرم میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں ان کا مرکز مسجد حرم سے اکلو میٹر کے فاصلہ پر تھا اس مرکز کو یہ لوگ مسجد الفائز کہا کرتے تھے لیکن ۱۹۷۹ء کے

واقعہ کے بعد یہ بھی بند کر دیا گیا تھا ہم رائے ونڈیوں نے اس مجبوری کی وجہ سے جگہیں کرایہ کے اور ان کرایوں کی جگہوں میں سادہ لوح حجاج لاتے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا تو حاجی صاحب کہتے نماز کے لئے چلیں تو ہم ان سے کہتے کہ پرواہ نہیں نماز یہاں پڑھیں گے تو آپ عالم کی فکر میں بیٹھے ہو اس لئے کہ ایک نماز پچاس کروڑ نمازوں کا ثواب رکھتا ہے اور وہاں مسجد حرم میں تو انفرادی عمل ہے اس لئے ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اس وجہ سے یہ صاحبان مسجد حرم میں نماز کے لئے بہت کم آیا کرتے تھے ہمارا امیر صاحب اور ان کے خواص تو وہاں لیٹ گئے جو جگہ ہم کرایہ پر لے چکے تھے۔

مکہ مکرمہ میں دیکھا گیا کہ تمام مسلمان حاجی غار حرا کو دیکھنے جا رہے ہیں لیکن ہمارا امیر صاحب اور ساتھی اور دوسرے رائے ونڈی جتنا بھی ادھر نظر آئے نہیں جاتے مسلمانی کا یہ شوق' ذوق بھی نہیں رکھتے تھے کہ جہاں ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی آئی تھی۔ وہ جگہ تو دیکھ لیں (یا اس جگہ کا دیدار تو کریں) یہاں مکہ مکرمہ میں میری کوشش یہ تھی کہ میں ان سے علیحدہ ہو جاؤں میں نے دوسری جماعت کے ایک رائیونڈی سے کہا کہ آپ کے پاس ایک آدمی کی جگہ ہے؟ اس نے کہا جگہ بہت ہے امیر صاحب تو کسی کی تلاش میں ہے اس لئے کہ کرایہ ہم پر کم ہو جائے میں نے کہا تم اپنے امیر سے پوچھ لو اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس رہ جاؤں گا کرایہ جتنا بھی ہو۔ مجھے منظور ہے اس رائیونڈی کو اپنا ناراضگی ظاہر نہیں کی بلکہ بہانہ بنایا کہ آپ کا جگہ مسجد کے قریب ہے اس وجہ سے یہاں آنا چاہتا ہوں اگلے دن اس نے مجھ سے کہا ہمارے امیر صاحب نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اس کو جگہ نہیں دے سکتا کیوں کہ ان کا امیر صاحب مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ میرا یہ خیال تھا کہ رائیونڈیوں کا یہ کفریات مجھے اچھی طرح ظاہر ہو جائے لیکن جب انگلینڈ کا جماعت مکہ مکرمہ پہنچی تو معلوم ہوا کہ ان میں بھی ایک سنی مسلمان ہے اور اس نے ہر بات پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ شدت کی راستہ اختیار کیا تھا اس وجہ سے اردن میں اپنے ساتھیوں نے مارا تھا صدیگال کا جماعت جب مکہ مکرمہ پہنچی تو مولوی عبدالغفور ان سے علیحدہ ہوئے اور علیحدہ اپنے ساتھیوں سے مدینہ منورہ چلے گئے اور پاکستان کو بھی اپنے ساتھیوں سے علیحدہ

آگئے لیکن یہ ملا اعتقاداً" رائیونڈی تھا یہ اختلاف اپنے ساتھیوں سے تھا رائیونڈیت سے نہیں تھا میں مسجد حرم میں بیٹھا کہ تھا ہمارے گاؤں والے حاجیوں نے مجھے روپے لاکر دے دیئے (دیدیئے) یہ روپے ہمارے والد صاحب نے دیئے تھے میں بہت خوش ہوا کہ اب انشاء اللہ ان سے جدا ہو جاؤں گا دوسری طرف میرے والد صاحب نے مطیع اللہ کے نام خط بھیجا کہ میرا بیٹا سعودی عرب آچکا ہے تم اس کا معلوم کرلیں۔ یہ بھی میرے ساتھ مسجد حرم میں مل گیا اس نے مجھے کہا چلو کہ جدہ چلیں کل پھر (آجائیں گے) میں اس کے ساتھ چلا گیا اس نے مجھ سے مشورہ کیا کہ آپ کا خوشی ہو تو حج دونوں ایک ساتھ کرلیں گے میں بھی یہی بات چاہتا تھا اس لئے میں نے کہا میں اپنا سامان تبلیغ والوں سے لاتا ہوں دوسرے دن اس نے دو آدمی بھیجے اور میں نے اپنا سامان رائیونڈیوں سے اٹھالیا اور جدہ چلا گیا اس طریقہ پر ہامان کے طائف (گروہ) سے چھٹکارہ مل گیا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا کام نقل ہے اصل کام تو ہم نہیں کرسکتے اور نقل پر ہی اللہ پاک بہت خوش ہوتا ہے کہیں اسرائیلیوں سے یہ بات لے لی ہے کہ ہامان موسیٰ علیہ السلام کا فعل فرعون کے سامنے کرتا تھا تاکہ فرعون اور اس کا درباری ہنسنے لگیں جب فرعون اور اس کا ساتھی دریا میں غرق ہو گئے تو ہامان رہ گیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ یہ تو ہمارا بڑا دشمن تھا اور یہ رہ گیا اللہ پاک نے فرمایا موسیٰ! فرعون کے دربار میں یہ تمہارا نقل کرتے تھا اس نقل کی وجہ سے رہنے دیا یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ جو کوئی پیغمبر کا نقل (استہزاء) کے طریقہ پر کرے تو وہ ایسے کفر پر کافی ہو جاتا ہے کہ اس کا توبہ بھی قبول نہیں ہوا کرتا اور یہاں رائیونڈی خود نقل کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ نقل جو استہزاء کیا گیا ہو اس وجہ سے ان کو میں نے ہامان کا طائفہ کہا ہے۔

حج کے بعد رائیونڈیوں کی منت

مطیع اللہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ میں نے حج ادا کیا حج کے بعد ایک دن ہمارا ڈرائیور اور

ایک دوسرا ساتھی میرے پیچھے جدے چلے آئے اور منت شروع کیا کہ آپ ہمارے ساتھ پاکستان اکٹھے چلے جانا میں نے کہا آج آپ ایسے کہتے ہیں تو وہ پچھلے دن آپ لوگوں نے امیر صاحب کو نصیحت کیوں نہ کی اس نے مجھے رخصت کرتے وقت کہا تھا کہ محبوب علی کے ساتھ دوسرا کوئی ساتھی جاتا ہے تو بھی اجازت ہے انہوں نے کہا کہ امیر صاحب کی باتیں چھوڑیں۔ آپ کے پیچھے منت کے لئے آئے ہیں میں نے کہا یہ سوچ آپ اردن میں کر لیتے تھے الغرض اس دن میں ان کے ساتھ نہیں گیا اگلے دن یہ لوگ پھر آئے اور اپنا تبلیغ مجھے شروع کر دیا لیکن پھر بھی ناکام واپس چلے گئے اگلی دفعہ رات کو آئے اور میری جگہ مطیع اللہ کو منت سماجت شروع کی اس نے جواب دیا میں آپ کے باتوں کو پر نہیں سمجھتا اور نہ ہی ان کو آپ کے ساتھ جانے پر مجبور کر سکتا ہوں یہ لوگ واپس چلے گئے لیکن اگلے دن پھر آئے اور کہنے لگے کہ سوات کا امیر صاحب آیا ہے اور وہ آپ کو بہت یاد کرتا ہے ہمیں بھیج دیا کہ یہ میرے پاس بلا لاؤ میرا اور امیر صاحب سوات کا اچھی گفت، شنید تھی بلکہ میرا اس سے بہت محبت تھا میں ان کے ساتھ مکہ معظمہ چلا گیا۔

سوات، کا امیر صاحب

جب ہم سوات کے امیر صاحب کی جگہ پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ پاکستان کے اور بہت سے ضلعوں کے امراء صاحبان نے موجود تھے رائیونڈ کے مرکز والوں نے ان کو اپنے خرچ پر بھیج دیئے تھے۔ بہانہ حج تھا باقی یہ لوگ اپنے رائیونڈی تحریک کے غرض سے آئے تھے سوات کے امیر صاحب نے تو پہلے میری ناراضگی کا پوچھا کہ تم کیوں ناراض ہو چکے ہو اس کو میں نے رائیونڈ سے لے کر مکہ معظمہ تک تمام حالات و واقعات بیان کئے۔ اور اس نے بڑی ہمدردی سے سنے لیکن آخر میں اس نے بھی وہی بات کی جس کے لئے میں تیار نہ تھا اور یہ کہ تم اپنی جماعت کے ساتھ مل کر پاکستان جاؤ گے میں نے انکار کیا اس

نے بہت اسرار کیا مگر میں تیار نہ ہوا پھر ہم نماز عشاء کے لئے اٹھے مسجد حرم میں اس نے ایک جگہ بتا دیا اور کہا نماز کے بعد وہاں میں آپ کا انتظار کروں گا لیکن جب نماز ہو گئی تو میں ادھر نہیں گیا بلکہ سیدھا جدہ آگیا دوسرے دن میں جدے سے پاکستان آگیا۔

پاکستان

جب میں پاکستان آیا تو یہ رائیونڈی ہمارے خوش آمدید کے لئے آئے اور باتوں باتوں میں مجھے نصیحتیں کرتے کہ دعوت کا کام مت چھوڑنا یہ تو انبیاء والا کام ہے اور آپ پر تو اللہ پاک نے مہربانی فرمائی سال کا سفر بھی کیا ابھی تو آپ سے بہت خیر پھیلے گی۔ اسی طرح اور بہت باتیں کرتے رہے لیکن میں ان کو کہا کرتا تھا کہ

ماچہ ئشہ لیلالی ہغہ تاکلہ لیدلی دی
غلے شہ ناصحہ ما دیسے شراب ئکلی دی

ا۔ گلے دن رائیونڈ کا بڑا بزرگ مولانا احسان سوات آگیا (آیا) اس نے دو آدمی میری پیچھے بھیج دیئے انہوں نے میرے ساتھ رات گزاری صبح میں نے رخصت کر دیا انہوں نے مجھے کہا آپ ہمارے ساتھ صرف مولوی احسان تک چلے جانا میں سمجھتا تھا کہ اگر میں چلا جاؤں تو وہ مجھے رائیونڈی تحریک کے مجبور کریں گے اس لئے میں گیا ہی نہیں۔

عصر کے وقت احسان ہمارے گاؤں کو خود ہی آگئے سوات کا امیر صاحب بھی اس کے ساتھ تھے انہوں نے مجھے کہا کہ دیولئی گاؤں میں ہمارا جوڑ ہے آپ ہماری ساتھ چلے جائیں میں ان کو انکار نہیں کر سکا اور ساتھ چلا گیا لیکن عشاء کے نماز کے بعد میں ان سے واپس آگیا۔ کچھ عرصہ بعد رائیونڈ کا سالانہ اجتماع تھا اس اجتماع میں جانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اپنے والد صاحب کے کہنے سے اسی

اجتماع میں چلا گیا۔ اجتماع میں ہمارے ساتھی بھی آئے تھے امیر صاحب اور ملا صاحب کے علاوہ باقی تمام ساتھی مجھ سے مل گئے ان سے میں نے گاڑی کے بارے میں دریافت کیا کہ پاکستانی کسٹم میں کیا ہوا انہوں نے کہا کہ کوئٹہ کے بزرگوں کی ضمانت پر ہم گاڑی میں رائیونڈ آئے ہیں لیکن غضب یہ ہوا کہ اشرف اجتماع کو نہیں آیا ہماری گاڑی سرکاری ہونے کا خطرہ ہے میں نے پوچھا کہ انگلینڈ کی جماعت والوں کی گاڑی کا کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ ان کی گاڑی تو نکل آئی گی اس لئے کہ ان کا امیر صاحب نے کاغذات اپنے نام بنوائے تھے اور ہمارا امیر صاحب تو گدھا تھا اس نے اپنی گاڑی کے کاغذات دوسرے کے نام پر بنوائے تھے اور پھر بھی وہی ہوا کہ گاڑی پاکستان کی حکومت نے ضبط کرلیا۔ اس طریقہ پر ہمارے امیر صاحب نے اپنی بیوقوفی کی وجہ سے ۶۰۰۰ چھ ہزار پونڈ نقصان اٹھایا۔ اجتماع کے بعد کچھ دن انہوں نے ہمارے گاؤں بھیج دیا اس جماعت والوں نے ہمارے پیچھے بہت زور لگایا ان کے کرتب مجھے یاد تھے اس وجہ سے یہ لوگ اپنے ہر کرتب میں ناکام رہتے پھر انہوں نے میرے والد صاحب کی منت شروع کردی کہ آپ ہمارے ساتھ سہ روزہ کے لئے چلے جائیں انہوں نے ان کے ساتھ نام لکھوایا اگلے دن یہ رائیونڈی ہمارے والد صاحب کے پیچھے آگئے کہ آپ نے تو ہمارے ساتھ نام لکھوایا ہے مگر آپ اپنی جگہ ہمارے ساتھ اپنے بیٹے محبوب علی کو بھیج دیں میرے والد صاحب نے ان کے ساتھ اقرار کیا اور پھر میرے والد صاحب نے مجھے کہا کہ تم ان کے ساتھ تین دن کے لئے رائیونڈ جاؤ گے میں خاموش رہا نہ اقرار کرسکتا تھا نہ انکار لیکن دوبارہ انہوں نے کہا کہ تم خواہ مخواہ جاؤ گے میں مجبور ہوا اور ان کے ساتھ ایک بار پھر رائیونڈ چلا گیا اس جماعت کے امیر نے رائیونڈ کے بزرگ کو میری رپورٹ کردی کہ محبوب علی رائیونڈ آیا ہوا ہے دوسرے دن ظہر کے نماز سے تھوڑی دیر قبل لاؤڈ اسپیکر پر اعلان ہوا کہ سوات کا محبوب علی جہاں کہیں بھی ہو ممبر کے قریب آجائے میں آیا تو ایک بزرگ نے ساتھ روانہ کیا کہنے لگے مولانا جمشید تم کو بلاتا ہے میں ان کے ساتھ مولانا جمشید تک پہنچ گیا مولانا جمشید مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم اپنی جماعت سے پہلے کیوں آئے تھے تمہارے خفگان کی وجہ کیا تھی؟ میں سمجھ گیا کہ وہ تمام قصے اگر میں

ان کو بیان کروں جو ہمارے خفگان کا ذریعہ بنے ہوئے تھے تو یہ اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ وہ ملا اور امیر صاحب رائیونڈ سے بند کردیں اور تبلیغی تحریک کے لئے خطرناک معلوم ہوجائے تو ہوسکتا ہے کہ مجھے یہاں ہی ختم کردے۔ کیونکہ میں نے لنگرخانہ میں بہت سے ایسے لوگ دیکھے تھے کہ جن کو جسمانی اذیت دیا کرتے تھے چینی کی بھری بوریاں اوپر رکھا کرتے تھے۔ ڈنڈوں سے مارا کرتے تھے اور لٹکاتے تھے۔ پوچھتے وقت یہ بات بتاتے تھے کہ اس نے اس مرکز میں چوری کیا ہے یہ چور ہے اس لئے اس کے ساتھ ایسا کرتے ہیں میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ ابھی میرے اوپر چور کا نام رکھ دیں گے۔ (چوری کا الزام لگادیں گے) اور یہ قصے میرے ساتھ بھی کریں گے میں نے کہا حضرت نماز کا وقت بہت کم ہے اور میری باتیں بہت ہیں، اگر آپ کا خوشی ہو (اگر آپ راضی ہو) تو میں نماز کے بعد آجاؤں گا۔ ملا جمشید نے کہا کہ ٹھیک دو بجے یہاں تم حاضر ہو میں نے "ہاں جی" میں جواب دے دیا اور ان کے کمرے سے نکل آیا نماز کے بعد میں نے بستر اٹھایا اور سیدھا گھر آیا۔

کربوغے کا پیر صاحب

رائیونڈ والوں نے چند دن بعد ہمارے گاؤں کو (چند دن بعد رائیونڈ والوں نے ہمارے گاؤں کو) اپنی جماعت بھیج دی۔ اس جماعت میں کربوغے کا گدہ نشین پیر صاحب بھی تھا انہوں نے ہمارے پیچھے آنا جانا شروع کیا منتیں نصیحتیں کرتے رہے جب یہ نصیحتیں کارآمد نہ ہوئیں اور ناامید ہوگئے تو دوسرا حربہ استعمال کیا میرے پیچھے آئے اور کہنے لگے کہ آپ اس علاقے کا ہمارا تبلیغی پرانے دوست ہو آپ سے مشورہ لیتے ہیں کہ اس علاقے میں ہم کس طریقہ سے کام چلائیں۔ میں نے کہا آپ لوگوں کا کہنا ہے کہ جو

کام اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا مومن کا بھی یہی نشانی ہے میں نے کہا کہ پھر تم لوگ بھی گھروں کو جائیں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی تنگ نہ کریں کیونکہ میں نے اپنے لئے یہی پسند کیا ہے کہ اب رائیونڈیوں کے ساتھ نہیں گھوموں گا یہ لوگ بہت ناراض ہو کر چلے گئے ٹھیک ایک سال بعد ہی یہ لوگ جو کہ کربوغے کا نقلی پیر بھی ساتھ ہے صبح تقریباً نو بجے کا وقت تھا کہ یہ پیر صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمارے حجرے پہ آگیا اور پھر وہی اپنا رائیونڈی بات شروع کردی میں نے ان سے کہا آپ بیٹھیں میں چائے لے کر آتا ہوں میں گھر چلا گیا ان کے لئے چائے لایا انہوں نے چائے پی لی اور پھر اٹھے مجھے تاکید کرتے رہے کہ نماز کے لئے اس مسجد میں آجائیں جس میں ہم ہیں ہمارے گاؤں کا ایک رائیونڈی مجھ سے پوچھنے لگا کہ آپ تو پیران صاحبان کو بہت چاہتے ہیں تو اس پیر صاحب کے ساتھ طبیعت کیوں نہیں لگتا؟ میں نے کہا یہ برائے نام پیر ہے پیری کا ان میں کچھ بھی نہیں۔ مجھے اصل پیران صاحبان پسند ہیں نقلی نہیں اس طریقہ سے انہوں نے میرے پیچھے ہر وقت اپنی کوشش جاری رکھیں ایک دن سوات کا امیر صاحب راولپنڈی کا خواجہ صفدر اور میرے سال کے سفر کا ساتھی تینوں آگئے یہ لوگ ہمارے بڑے حجرے میں میرے دادا کے ساتھ بیٹھے تھے میرے دادا نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں انہوں نے جواباً عرض کیا ہم تبلیغ والے ہیں محبوب علی سے ملنے کے لئے آئے ہیں پھر انہوں نے اپنا تعارف کرایا کہ یہ صاحب راولپنڈی کا ہے اور یہ سوات کا امیر صاحب ہے ہمارے عمر رسیدہ دادا نے سوات کے امیر صاحب سے کہا کہ تم نماز سناؤ آتا بھی ہے کہ نہیں۔ اس نے نماز شروع کیا سوات کا امیر **ملک یوم الدین** میں غلطی ہوا اور یہ غلطی انہوں نے پکڑ لیا اور کافی دیر تک ان کے ساتھ یہی اس طرح برابر کرتا رہا اگرچہ یہ اپنے آپ کو دانا ہوشیار سمجھتے تھے اور وہ ان کو سیدھا سادہ لگتا تھا لیکن یہاں ان سے سب کچھ بھول گئے پھر انہوں نے میرے ساتھ باتیں شروع کیں۔ خواجہ صفدر نے کہا تمہاری ملاقات سے (دیکھنے سے) دل کو بہت خوشی حاصل ہوئی میرا دل بہت خوش ہوا یہ آپ کی محبت ہے کہ ہمیں یہاں تک لے آیا (کہ ہم کو یہاں تک لے آیا) اور ایک عجیب انداز سے میرا

تعریف کیا لیکن آخر میں وہی ایک بات کہ آپ بڑے کام کے آدمی ہو۔ دعوت کے کام کو مت چھوڑنا آپ کی وجہ سے بہت فائدے پھیل گئے ہیں اور بھی بہت فائدے پھیل جائیں گے پھر سوات کے امیر صاحب نے کہا رائیونڈ کا جماعت آئی ہے آپ ہماری ساتھ آج کے دن کے لئے چلے جانا۔ میرے والد صاحب بھی اسی محفل میں بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ یہ مہمان ہیں ان کے ساتھ چلے جانا کہیں ناراض نہ ہو جائیں میرا دل نہیں چاہتا تھا لیکن والد صاحب کو انکار بھی نہیں کر سکتا ان کے ساتھ چلا گیا ہمارے گاؤں کو یہ لوگ موٹر کار میں آئے تھے مجھے بھی ساتھ لے گیا رائیونڈیوں کا تربیت اس طریقہ سے کیا گیا ہوتا ہے کہ ان کو خوشامد، منافقت اور چاپلوسی بنا دیا ہوتا ہے یہی وجہ تھی کہ انہوں نے مجھے فرنٹ سیٹ میں بٹھایا اور راستے میں بڑی خوشامد کرتے رہے میں نے ان کے ساتھ ہی ایک دن گزارا شام کو گھر واپس آیا یہ دن ان کے ساتھ میرا آخری دن تھا اس کے بعد پھر میں ان کے ساتھ نہیں گیا ہوں۔

حضرت سیدنا و مرشدنا خواجہ آخوند زادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے دست مبارک پر میرا بیعت

۱۸ دسمبر ۱۹۸۶ء کا تاریخ تھا جو کہ سندھ والے باباجی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اور سلوک کے راستے میں میرا کام ادھورا رہ گیا تین مہینے تک میں نقشبندی طریقے کا پیر کامل مکمل کی تلاش میں گھومتا رہا آخر کار اللہ پاک نے مہربانی فرما کر میری تلاش کا ثمر مجھے مل گیا اور میں حضرت سیدنا مرشدنا خواجہ آخند زادہ سیف الرحمٰن مبارک صاحب کے دربار میں پہنچ گیا ظہر کی نماز کا وقت تھا نماز کے بعد میں حضرت مبارک صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لئے آگے ہوا انہوں نے بڑی محبت سے اپنے آپ کو قریب کر دیا اور پوچھا جوان کہاں کے ہو میں نے عرض کیا حضرت سوات کا ہوں پھر انہوں نے مجھے قریب بٹھایا دوستوں کا حلقہ جما ہوا تھا (لگا ہوا تھا) اسی دن ایک رائے ونڈی بھی یہاں آیا ہوا تھا حضرت مبارک ان

سے مخاطب ہو کر کلمہ طیبہ کا مقصد پوچھا رائے ونڈی نے کہا کلمہ کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کرنے کا اور مخلوق سے نہ کرنے کا یقین ہمارے دل میں آجائے کہ سب کچھ اللہ کرتا ہے مخلوق کچھ نہیں کر سکتا یہی مقصد میں نے بھی تمام عمر سیکھا تھا یاد کیا تھا اور بیان کیا تھا اور یہ میرا یقین تھا کہ کلمہ شریف کا یہی مقصد ہوگا خبر نہیں تھا کہ رائیونڈیوں نے اس میں بھی فریب بنا رکھا ہے یہاں پر مبارک صاحب کے ارشادات سننے کے لئے دل کے کانوں سے متوجہ ہوا انہوں نے فرمایا کہ قرآن' حدیث اور مذہب کی کتابوں نے تو اس بات کا رد کیا ہے اور یہ عقیدہ کہ سب کچھ اللہ کرتا ہے اور مخلوق کچھ نہیں کر سکتا یہ جبریوں کا عقیدہ ہے اور جبریوں کا عقیدہ کفر کا عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کو رکھنے والا کافر ہے۔ مبارک صاحب نے اس رائیونڈی سے بہت بحث کیا اور یہ ہاں جی' ہاں جی کرتا رہا۔

کرامت

یہاں پر میں نے مبارک علیہ رحمت کا کرامت بھی دیکھا میں ان کے صحبت میں اپنی تربیت کے لئے آیا تھا اور عقیدہ میرا بھی جبریہ عقیدہ تھا رائیونڈیوں کے ساتھ میرا اختلاف دوسری باتوں پر آیا تھا نا یہ بات تو مجھے صحیح لگتا تھا مبارک صاحب نے بیعت کرنے سے پہلے میرے عقیدے کی تربیت کردی اس لئے مولانا رومیؒ نے فرمایا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مبارک صاحب کی پہلی صحبت میں جبریہ عقیدے سے توبہ تائب ہوگیا یہاں میرا دل بہت خوش ہوا کہ میں ایک کامل پیر کی تلاش میں تھا اور اللہ پاک نے ان کے دربار میں پہنچا دیا۔ مبارک صاحبؒ جب رائیونڈی سے فارغ ہوا تو اپنا چہرہ مبارک پلٹ کر فرمایا کہ ابھی میں گھر جاؤں گا باقی باتیں عصر میں کریں

گے (عصر کے وقت کریں گے) مبارک صاحب ایک عجیب شان کے ساتھ اٹھے اور گھر روانہ ہوئے اور میں ان کے محبت کی سوچوں میں ڈوب گیا۔ مجھے ان کے ظاہری' باطنی کمالات نے حیران کردیا تھا ان کی محبت میرے اوپر اسی غالب ہوئی کہ میں خود حیران ہوگیا کہ یہ کیا ہوا۔ نماز عصر کے بعد مبارک صاحبؒ نے ختم خواجگان کا ختم شریف کیا ختم کے بعد ایک قاری صاحب نے "عم یتساءلون" کی تلاوت کی اور مبارک صاحب علیہ رحمت نے دعا فرمائی۔ دعا کے بعد میں حضرت مبارک صاحبؒ کے روبرو قریب آگیا میں نے عرض کی حضرت! میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں مبارک صاحب کے لبوں پہ تبسم آیا یہ تبسم تا مرگ میں نہیں بھول سکتا فرمانے لگے ابھی وقت کم ہے۔ عشاء کے بعد ہی بیعت کروں گا شام کا کھانا اس مبارک نے اپنے (سالکین) دوستوں کے ساتھ ایک دسترخوان پہ کھایا اور پھر اپنے دوستوں (سالکین) کے ساتھ علوم اور معارف پر کافی دیر تک بات چیت کرتے رہے۔

میں نے اولیاء مقدمین کے قصے کتابوں میں پڑھے تھے یہ میرا گمان تھا کہ اب ایسے اولیاء دنیا میں نہیں ہیں لیکن مبارک صاحبؒ کی ملاقات پر پہلے اولیاء اللہ کے حالات بھی پہچان لئے کہ اکثر ولایت صغریٰ میں تھے۔ نماز عشاء کے بعد قاری صاحب نے سورۃ ملک "تبارک الذی" تلاوت کی مبارک صاحبؒ نے دعا کے بعد فرمایا ابھی آرام کرلیں گے صبح بیعت کروں گا مبارک صاحب اٹھے گھر تشریف لے گئے اور میں سوچوں میں پھنس گیا تمام رات جاگتا رہا اپنے گناہ سامنے آئے اور اپنے آپ کو ملامت نظر آنے لگا خود کو دربار سیفی کا قابل نہ سمجھا میرے اوپر یہ خوف طاری ہوگیا کہیں اس دربار سے بے آسرا' بے سہارا نہ چلا جاؤں۔

نماز فجر کے بعد اس مہربان اور شفیق انسان نے اس گنہگار (مجھے) بندہ کو اپنے سامنے بلا کر بٹھایا اور بہت محبت کے ساتھ بیعت کیا۔ طریقہ نقشبندیہ کے پہلے پانچ اسباق یعنی قلب' روح' سر' خفی اور اخفیٰ میں مبارک نے مجھے تلقین کی اور اس طریقہ کی شاہان دستور کے مطابق مجھے توجہ کی میرے یہ لطائف اسی وقت ہی اللہ کے ذکر پہ جاری ہوئے اسی دن مبارک صاحب نے عام سالکین سے مخاطب ہو کر فرمایا

صادق مرید ہو ہے کہ اپنے آپ کو پیر کے سپرد کردے اس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو اگر پیر فرمائے رہ جائیں تو یہ رہ جانا ہے اور اگر پیر فرمائے چلا جا تو یہ جاتا ہے میں نے اپنی بات پہچان لی میں مبارک صاحبؒ کے دربار میں رہ گیا ایک ہفتہ بعد مبارک صاحبؒ نے فرمایا کہ اب چلے جانا لیکن دیکھو دوبارہ جلدی آنا ایک دن میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو گیا کہ چھ سال سندھ باباجی کے ساتھ گزارے لیکن میرا مقصود حل نہ ہوا خدا جانے یہاں کتنے سال گزاروں گا۔ اس مبارک نے مولوی حفیظ اللہ صاحب سے فرمایا کہ مولوی صاحب لوگ دوسرے پیروں کے ساتھ عمریں گزارتے ہیں لیکن کوئی جلدی نہیں کرتا جب یہاں آجائے تو پھر بہت جلدی کرتا ہے اس بات کے بعد مبارک صاحب کے صحبت میں بڑی احتیاط سے بیٹھتا ہوں میں دربار سیفی سے گھر آیا مگر مبارک صاحب کا محبت یاد آتا تھا میں ہر وقت اسی سوچ فکر میں تھا چند بعد میں پھر مبارک صاحب کے خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس مرتبہ مبارک صاحب نے میرے لطیفہ نفس، قالب پر انگلی رکھ کر نفی اثبات میں توجہ فرمایا اور رخصت کرتے وقت مراقبات کرنے کا اجازت دے دیا۔ کچھ دن بعد میں پھر ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس مرتبہ مبارک صاحب نے اس عاجز سیاہ کار خطار کے کندھوں پر خلافت کا بھاری بوجھ ڈال دیا۔

جب میں نے طریقت کا تبلیغ شروع کیا تو میرے پرانے رائیونڈی دوست گھبرا گئے ان کا یہ گمان بھی نہیں تھا کہ محبوب علی بھی ان سے جدا ہو جائے گا ان کا یہ خیال بلکہ یقین تھا کہ یہ ہم سے خفا ہو گیا ہے۔ خانخا (خانخواہ) ایک دن رضا (راضی) ہو جائے گا۔

رائیونڈی کی زبان سے میرے مبارک کی تعریف

ایک دن دو رائیونڈی میرے جگہ پر آئے ایک عرب تھا اور دوسرا اس کے ساتھ ترجمان تھا ترجمان نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ حضرت آخندزادہ صاحب کے مرید ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے کہا کہ اکوڑہ خٹک کے مدرسہ میں میں اور احمد علی صاحب دونوں پڑھے ہوئے

ہیں۔ میں ان کے ساتھ مبارک صاحب کا دیدار کرنے کے لئے نوشہرہ چلے جاتے تھے اور اس نے مجھے مبارک صاحب کی بہت تعریف کی میں نے کہا (حیرانگی) تعجب کی بات ہے کہ مبارک صاحب کا دیدار کیا ہوا ہے اور مبارک صاحب کی تعریف بھی کرتے ہو (کرتے ہو) اور سید احمد علی صاحب کے ساتھ ایک جگہ سبق پڑھے ہوئے ہو اور اس کے باوجود ان جاہلوں کے ساتھ پھرتے ہو تمہارے حال پر تو افسوس کرنا چاہئے اس ترجمان کی طبیعت ذرا بگڑ گئی وہ تو یہ چاہتا تھا کہ میں ان کے پیر صاحب کی تعریف کروں گا تو یہ خوش ہو جائے گا تو پھر میں ان کو اپنی رائیونڈیت کی باتیں کروں گا لیکن خبر نہ تھا کہ رائیونڈیت میں ان اساتذہ میرے شاگرد ہیں پھر وہ دوسرے طرز سے میرے سامنے آیا (دوسرے طرز پر شروع ہوا) کہا کہ یہ مکہ مکرمہ سے آئے ہیں بہت بڑی قربانی کی ہے اگر ہم اور آپ ان کے ساتھ نصرت کرلیں تو یہ خوشحال ہو جائے گا میں نے کہا۔ مکہ مکرمہ کی بزرگی میں کوئی شک نہیں ہے لیکن گدھا طواف کرنے پر حاجی نہیں بنے گا میں نے ان سے کہا کہ لوگوں کو تو سرے سے باتیں ہیں نہیں کرو مکے کے لوگوں نے تو پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو ہجرت پر مجبور کیا تھا بدر میں لڑائی بھی لڑی۔ کئی مرتبہ جنگ کے لئے مدینہ منورہ بھی گئے پھر بھی اپنی مرضی سے اسلام ایمان نہ لائے بلکہ زور اور طاقت کو دیکھا تو مسلمان ہوئے اور پھر یہ عرب جو تمہارے ساتھ آیا ہوا ہے یہ تو ابولہب کی اولاد ہے ان کا دادا بھی اسلام کا دشمن تھا اور یہ بھی اسلام کا دشمن ہے اسی لئے رائیونڈیوں کے ساتھ پھرتا ہے۔ میری اس بات پر دونوں بہت زیادہ خفا (ناراض) ہوئے کہ ے ہو گئے اور بعد سلام دعا کے رخصت ہو گئے۔

دوسرے دن بنوں کے دلکش خان میں میرے پاس بھیجا اس کے ساتھ میرا دعا سلام رائیونڈیت کے زمانے سے تھا لیکن میرے مبارکؒ کی کرامت تھی کہ یہ ذرہ بھی منہ کھول نہ پایا صرف اتنا کہہ پایا کہ سوات آیا تھا تو آپ کو دیکھنے کے لئے بھی حاضر ہوا۔ گھڑی بیٹھا اور پھر چلا گیا مبارک صاحبؒ کی صحبت میں مجھے بہتر (۷۲) باطل فرقوں اور ان کے عقائد کی پہچان ہوئی اور اہل سنت والجماعت کے اچھے اور میٹھے عقیدہ بھی پہچان لیا پہلے میں صورت اسلام اور صورت ایمان پر تھا ان کی محبت میں اللہ تعالیٰ نے

مجھے حقیقت اسلام اور حقیقت ایمان پر مشرف کیا اور یہ مجھے عین الیقین کے ساتھ معلوم ہوا۔

مبارک صاحبؒ کے جتنے بھی اوصاف لکھوں تو کم ہیں۔ کیونکہ ان کی محبت میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنی مہربانیاں کیں ہیں کہ میں اس کے لکھنے اور بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً دشمنان مصطفیٰ سے

تمت بالخیر

مترجم : صوفی عبدالحلیم حنفی سیفی

makashfa.wordpress.com

خوارج

احادیث کے آئینے میں

فرقہ باطلہ بمشہور بنامِ (الوہابیہ)

KHAWARIJ

In the Mirror of Hadith

The prophetic Sayiings

Written By

Imran Akbar Malik

Preface

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دورِ حاضر میں خوارج کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ضرورت اس امر کی تھی کہ جتنی بھی مستند احادیث اس بابت میں چاہیے تھیں ان سب کو قارئین کی آسانی کے لیئے چُنیدہ احادیث کا مجموعہ ترتیب دیا جائے۔اللہ اور اسکے حبیب ﷺ کی برکت سے میں نے اس کام کا آغاز کیا ہے، یہ اس سلسلے کی پہلی کتاب ہے۔خوارج (جن کو آجکل دنیا میں وہابی، سلفی، اہلحدیث، دیوبندی کہا جاتا ہے)، کے بارے رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث موجود ہیں اور انہیں میں سے جو سب سے زیادہ متفق علیہ احادیث اور سندِ حسن کو آپ اس کتاب میں پڑھ سکیں گے۔انشاءاللہ یہ سیریز وقت کے ساتھ ساتھ جاری رہے گی۔میں خاص طور پر علماء اہلسنت والجماعت اور اپنے مرحوم والدین کی شفاعت کے لیئے اور دعاؤں و درجات کی بلندی کی نیت سے یہ کتاب منسوب کرتا ہوں۔خاص طور پر مکاشفہ ورڈ پریس ڈاٹ کام اور تمام منتظمینِ بلاگ خاص طور پر اپنی بہن زیڈ، کے، آفریدی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی محنت، ہمت افزائی اور گرافکس کی بدولت آج آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب موجود ہے۔انشاءاللہ مجھے سرکارِ دو جہاں کے عاشقوں سے امید ہے کہ مجھ ناچیز کی یہ کاوش آپ کو پسند آئے گی اور آپ کے علم میں اضافے کا سبب بنے گی۔میرا ارادہ ہے کہ بہ توفیقِ وقت اگلی کتاب، اسِ دورِ فتن کے متعلق تمام احادیث کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کا ہے۔اپنی دعاؤں میں مجھے، مکاشفہ کی پوری ٹیم اور میرے مرحوم والدین اور اپنے بزرگوں کو یاد رکھیئے گا۔اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو اپنے حبیب ﷺ کے صدقے تمام آفات و بلیات سے محفوظ و مامون رکھے اور ہم کو دین سے محبت عطا فرمائیں۔آمین

This is the compilation of most selected authentic ahadith(s) regarding the deviant sects in the endtimes. I am very pleased and very thankful to makashfa.wordpress.com's team and especially Sister Z.K.Afridi for her precious time and work for composing this booklet. This book let is the first of the series which will be soon published (by the will of Allah insha-Allah) online and will be totally free to everyone. You will enjoy this priceless booklet because it contains Arabic,Urdu and English Translations in one book. Remember me and my deceased parents in your humble prayers, may Allah shower His blessings upon us and the reader of the book and may guide us all towards the pure authentic sufi Islam of 1400 years. My next project will be insha-Allah collection of ahadith(s) related with Endtimes from all accessed sources. Remember us (admins of makashfa.wordpress.com) in your prayers. May Allah guide us all on right path. Aameen

1) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه يَقُوْلُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه إِلَي رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا. قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ ابْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صلي الله عليه وآله وسلم، فَقَالَ: أَلَا تَأْمَنُوْنِي وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِيْنِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً، قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الْإِزَارِ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اتَّقِ اللهَ، قَالَ: وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ؟ قَالَ: ثُمَّ وَلَّي الرَّجُلُ، قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّي. فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: إِنِّي لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ، قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. وَأَظُنُّهُ قَالَ: لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اردو ترجمہ:

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چمڑے کے تھیلے میں بھر کر کچھ سونا بھیجا، جس سے ابھی تک مٹی بھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سونا چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی نے کہا: ان لوگوں سے تو ہم زیادہ حقدار تھے۔ جب یہ بات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے امانت دار شمار نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمان والوں کے نزدیک تو میں امین ہوں۔ اس کی خبریں تو میرے پاس صبح و شام آتی رہتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئیں، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا تھا اور وہ اونچا تہبند باندھے ہوئے تھا، وہ کہنے لگا: یا رسول اللہ! خدا سے ڈریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو ہلاک ہو، کیا میں تمام اہلِ زمین سے زیادہ خدا سے ڈرنے کا مستحق نہیں ہوں؟ سو جب وہ آدمی جانے کے لئے مڑا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کرو، شاید یہ نمازی ہو، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بہت سے ایسے نمازی بھی تو ہیں کہ جو کچھ ان کی زبان پر ہے وہ دل میں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پلٹا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اس کی جانب دیکھا تو فرمایا: اس کی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت سے زبان تر رکھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کر دوں۔''

حوالہ جات:

الحديث رقم : 1 أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: المغازي، باب: بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد رضي الله عنهما إلي اليمن قبل حجة الوداع، 1581 / 4 الرقم: 4094 ومسلم في الصحيح، كتاب: الزكاة، باب: ذكر الخوارج وصفاتهم، 742 / 2 الرقم: 1064 وأحمد بن حنبل في المسند، 4 / 3 الرقم: 11021 وابن خزيمة في الصحيح، 71 / 4 الرقم: 2373 وابن حبان في الصحيح، 205 / 1 الرقم: 25 وأبو يعلي في المسند، 390 / 2 الرقم: 1163 وأبو نعيم في المسند المستخرج، 128 / 3 الرقم: 2375 وفي حلية الأولياء، 71 / 5 والعسقلاني في فتح الباري، 68 / 8 الرقم: 4094 وفي حاشية ابن القيم، 16 / 13 والسيوطي في الديباج، 160 / 3 الرقم: 1064 وابن تيمية في الصارم المسلول، 192 188 / 1.

Makashfa.wordpress.com

Narrated Abu Said Al-Khudri:

While we were with Allah's Apostle who was distributing (i.e. some property), there came Dhu-l-Khuwaisira, a man from the tribe of Bani Tamim and said, "O Allah's Apostle! Do Justice." The Prophet said, "Woe to you! Who could do justice if I did not? I would be a desperate loser if I did not do justice." 'Umar said, "O Allah's Apostle! Allow me to chop his head off." The Prophet said, "Leave him, for he has companions who pray and fast in such a way that you will consider your fasting negligible in comparison to theirs. They recite Qur'an but it does not go beyond their throats (i.e. they do not act on it) and they will desert Islam as an arrow goes through a victim's body, so that the hunter, on looking at the arrow's blade, would see nothing on it; he would look at its Risaf and see nothing: he would look at its Na,di and see nothing, and he would look at its Qudhadh (1) and see nothing (neither meat nor blood), for the arrow has been too fast even for the blood and excretions to smear. The sign by which they will be recognized is that among them there will be a black man, one of whose arms will resemble a woman's breast or a lump of meat moving loosely. Those people will appear when there will be differences amongst the people." I testify that I heard this narration from Allah's Apostle and I testify that 'Ali bin Abi Talib fought with such people, and I was in his company. He ordered that the man (described by the Prophet) should be looked for. The man was brought and I looked at him and noticed that he looked exactly as the Prophet had described him.

Makashfa.wordpress.com

HADITH 1 ENDS HERE

حدیث

وفي رواية مسلم زاد: فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ اللهِ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ: إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ لَيِّنًا رَطْبًا، (وَقَالَ: قَالَ عَمَّارَةُ: حَسِبْتُهُ) قَالَ: لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ.

اردو ترجمہ

''اور مسلم کی ایک روایت میں اضافہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں اس (منافق) کی گردن نہ اڑادوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، پھر وہ شخص چلا گیا، پھر حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس (منافق) کی گردن نہ اڑادوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن بہت ہی اچھا پڑھیں گے (راوی) عمارہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: اگر میں ان لوگوں کو پالیتا تو (قومِ) ثمود کی طرح ضرور انہیں قتل کر دیتا۔'

I heard Allah's Apostle saying, "There will appear some people among you whose prayer will make you look down upon yours, and whose fasting will make you look down upon yours, but they will recite the Qur'an which will not exceed their throats (they will not act on it) and they will go out of Islam as an arrow goes out through the game whereupon the archer would examine the arrowhead but see nothing, and look at the unfeathered arrow but see nothing, and look at the arrow feathers but see nothing, and finally he suspects to find something in the lower part of the arrow."

الحديث رقم : 2 أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الزكاة، باب: ذكر الخوارج وصفاتهم، 2 / 743 الرقم: 1064.

يا الله
يا رسول الله
fb.com/hanafi.sunnis
Makashfa.wordpress.com

حدیث

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصَرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اعْدِلْ، قَالَ: وَيْلَکَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِئْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: لَا، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُکُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَ صِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ کَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ يُنْظَرُ إِلَي نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَي رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَي نَصِيِّهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَي قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُوْنَ عَلَي حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَي يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ. قَالَ أَبُوْسَعِيْدٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم، وَأَشْهَدُ أَنِّي کُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَي فَأُتِيَ بِهِ عَلَي النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اردو ترجمہ

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: کہ ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالِ (غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ نامی شخص نے جو کہ بنی تمیم سے تھا کہا: یارسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو ہلاک ہو، اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) مجھے اجازت دیں کہ اس کی گردن اڑا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، کیونکہ اس کے (ایسے) ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے، پھر اس کے پیکان پر کچھ نظر نہیں آتا، اس کے پٹھے پر بھی کچھ نظر نہیں آتا، اس کی لکڑی پر بھی کچھ نظر نہیں آتا اور نہ اس کے پروں پر کچھ نظر آتا ہے، وہ گوبر اور خون کو بھی چھوڑ کر نکل جاتا ہے۔ وہ لوگوں میں فرقہ بندی کے وقت (اسے ہوا دینے کے لئے) نکلیں گے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی کا ہاتھ عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہلتا ہوگا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث پاک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب ان (خارجی) لوگوں سے جنگ کی گئی، اس شخص کو مقتولین میں تلاش کیا گیا تو اس وصف کا ایک آدمی مل گیا جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔''

حوالہ جات-References

الحديث رقم : 3أخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب الأدب، باب ماجاء فی قول الرجل ويلک، 5 / 2281 الرقم 5811، وفی کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب من ترک قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه، 6 / 2540 الرقم 6534، ومسلم فی الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، 2 / 744 الرقم 1064، والنسائی فی السنن الکبری، 5 / 159 الرقم 8560 - 8561، 6 / 355 الرقم 11220، وأحمد بن حنبل فی المسند، 3 / 65 الرقم 11639، وابن حبان فی الصحيح، 15 / 140 الرقم 6741، والبيهقی فی السنن الکبری، 8 / 171، وعبد الرزاق فی المصنف، 10 / 146.

Narrated Abu Said Al-Khudri:

While we were with Allah's Apostle who was distributing (i.e. some property), there came Dhu-l-Khuwaisira, a man from the tribe of Bani Tamim and said, "O Allah's Apostle! Do Justice." The Prophet said, "Woe to you! Who could do justice if I did not? I would be a desperate loser if I did not do justice." 'Umar said, "O Allah's Apostle! Allow me to chop his head off." The Prophet said, "Leave him, for he has companions who pray and fast in such a way that you will consider your fasting negligible in comparison to theirs. They recite Qur'an but it does not go beyond their throats (i.e. they do not act on it) and they will desert Islam as an arrow goes through a victim's body, so that the hunter, on looking at the arrow's blade, would see nothing on it; he would look at its Risaf and see nothing: he would look at its Na,di and see nothing, and he would look at its Qudhadh (1) and see nothing (neither meat nor blood), for the arrow has been too fast even for the blood and excretions to smear. The sign by which they will be recognized is that among them there will be a black man, one of whose arms will resemble a woman's breast or a lump of meat moving loosely. Those people will appear when there will be differences amongst the people." I testify that I heard this narration from Allah's Apostle and I testify that 'Ali bin Abi Talib fought with such people, and I was in his company. He ordered that the man (described by the Prophet) should be looked for. The man was brought and I looked at him and noticed that he looked exactly as the Prophet had described him.

(Same Hadith Authenic Agreed Upon, if you find Difference of Narrators that would be only because of several narrations and their translation which we have got).

Makashfa.wordpress.com

حدیث

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وأخرجه أبو عيسي الترمذي عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه في سننه وقال: وفي الباب عن علي وأبي سعيد وأبي ذر رضي الله عنهم وهذا حديث حسن صحيح وقد روي في غير هذا الحديث: عَنِ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم حَيْثُ وَصَفَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ الَّذِيْنَ يَقْرَئُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. إنما هم الخوارج الحرورية وغيرهم من الخوارج

اردو ترجمہ

''حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے یا نکلیں گے جو نوعمر اور عقل سے کورے ہوں گے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کریں گے لیکن ایمان ان کے اپنے حلق سے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہوجاتا ہے پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دینا کیونکہ ان کو قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔''

''امام ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی سنن میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ روایت حضرت علی، حضرت ابوسعید اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنھم سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس حدیث کے علاوہ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبکہ ایک ایسی قوم ظاہر ہوگی جس میں یہ اوصاف ہوں گے جو قرآن مجید کو تلاوت کرتے ہوں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح تیر شکار سے خارج ہوجاتا ہے۔ بیشک وہ خوارج حروریہ ہوں گے اور اس کے علاوہ خوارج میں سے (دیگر فرقوں پر مشتمل) لوگ ہوں گے۔''

Narrated 'Ali:

I heard the Prophet saying, "In the last days (of the world) there will appear young people with foolish thoughts and ideas. They will give good talks, but they will go out of Islam as an arrow goes out of its game, their faith will not exceed their throats. So, wherever you find them, kill them, for there will be a reward for their killers on the Day of Resurrection."

Imam Abu Eesa Tirmiz also quoted this hadith in his Sunnan and after quoting he says: This narration is also narrated from Hazrat Ali (rd), Hazrat Abu Saeed (rd) and Hazrat Abu Zarr (rd) and this is Hadith Hassan Sahih (most authentic), there are other narrations from Prophet alehisalam in which Rasool Allah alehi salatuwasalam says: Such kind of people will emerge who will recite Quran but it will not go beyond their throats and they will left Islam just like an arrow from its prey, surely they will be Khawarij al Hurroriya, having (all other groups among them with) them.

Makashfa.wordpress.com

الحديث رقم : 5أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب : استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب : قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، 2539 / 6الرقم : 6531ومسلم في الصحيح، كتاب : الزكاة، باب : التحريض علي قتل الخوارج، 746 / 2الرقم : 1066والترمذي في السنن، كتاب : الفتن عن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، باب : في صفة المارقة، 481 / 4الرقم : 2188 والنسائي في السنن، كتاب : تحريم الدم، باب : من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ،119 / 7الرقم : 4102وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب : في ذكر الخوارج، 59 / 1الرقم : 168وأحمد بن حنبل في المسند، 131 113 81 / 1الرقم : 1086 912 616وابن أبي شيبة في المصنف، 553 / 7 الرقم : 37883وعبد الرزاق في المصنف، 157 / 10والبزار في المسند، 188 / 2الرقم : 568 وأبويعلي في المسند، 273 / 1الرقم : 324والبيهقي في السنن الكبري، 170 / 8والطبراني في المعجم الصغير، 213 / 2الرقم : 1049وعبد الله بن أحمد في السنة، 443 / 2الرقم : 914والطيالسي في المسند، 24 / 1الرقم : 168.

يا الله
يا رسول الله
fb.com/hanafi.sunnis
Makashfa.wordpress.com

THIS HADITH ENDS HERE

حدیث

. عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم يَقْسِمُ، جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ ذِي الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ: اعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: وَيْحَکَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ. قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اِئْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، قَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا، يَحْقِرُ أَحَدُکُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ کَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيئٌ ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيئٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ... الحديث.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اردو ترجمہ

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! انصاف سے تقسیم کیجئے (اس کے اس طعن پر) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کمبخت اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اجازت عطا فرمایئے میں اس (خبیث منافق) کی گردن اڑادوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رہنے دو اس کے کچھ ساتھی ایسے ہیں (یا ہوں گے) کہ ان کی نمازوں اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانو گے لیکن وہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے۔ (تیر پھینکنے کے بعد) تیر کے پر کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ تیر کی باڑ کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی نشان نہ ہوگا اور تیر (جانور کے) گوبر اور خون سے پار نکل چکا ہوگا۔ (ایسی ہی ان خبیثوں کی مثال ہے کہ دین کے ساتھ ان کا سرے سے کوئی تعلق نہ ہوگا)۔''

English

This is just like the previous hadith(s) which you already read, it has just a little more explaining like they will left like an arrow from the pray that even if the head of the arrow's been checked you will find no blood, if you see the wing of the arrow you will also not find any sign of blood on it and the arrow like going out from the body of subject (that means they are so arrogant and its example is given by an arrow which has nothing on it, this is the biggest example of them)

Makashfa.wordpress.com

REFERENCES

،61الرقم : ،172وابن الجارود في المنتقي، ،272 / 1الرقم : ،1083وابن حبان في الصحيح، ،140 / 15الرقم : ،6741
والحاكم عن أبي برزة رضي الله عنه في المستدرک، ،160 / 2الرقم : ،2647وقال : هَذَا حَدِيثٌ صَحِيْحٌ، وأحمد بن حنبل في المسند،
،56 / 3الرقم : ،14861 ،11554وابن أبي شيبة في المصنف، ،562 / 7الرقم : ،37932وعبد الرزاق في المصنف، / 10
،146ونحوه البزار عن أبي برزة رضي الله عنه في المسند، ،305 / 9الرقم : ،3846والبيهقي في السنن الكبري، ،171 / 8
والطبراني في المعجم الأوسط، ،35 / 9الرقم : ،9060وأبويعلي في المسند، ،298 / 2الرقم : ،1022والبخاري عن جابر رضي الله
عنه في الأدب المفرد، ،270 / 1الرقم : .774

NOTE: IF YOU DONT FIND ENGLISH TRANSLATION OF ANY GIVEN HADITH HERE, THAT MEANS THERE IS THE SAME THING WHICH ALREADY EXPLAINED IN ANOTHER TRANSLATION OF SOME OTHER HADITH

Makashfa.wordpress.com

THIS HADITH ENDS HERE

حدیث

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ: بَصَرَ عَيْنِي وَسَمِعَ أُذُنِي رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم بِالْجِعْرَانَةِ وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَقْبِضُهَا لِلنَّاسِ يُعْطِيْهِمْ، فَقَالَ رَجُلٌ: اعْدِلْ، قَالَ: وَيْلَکَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَکُنْ أَعْدِلُ؟ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، دَعْنِي أَقْتُلْ هَذَا الْمُنَافِقَ الْخَبِيْثَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم: مَعَاذَ اللهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي، إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ کَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ.

اردو ترجمہ

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: جعرانہ کے مقام پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑوں (گود) میں چاندی تھی اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے مٹھیاں بھر بھر کے لوگوں کو عطا فرما رہے ہیں تو ایک شخص نے کہا: عدل کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو ہلاک ہو۔ اگر میں بھی عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اس خبیث منافق کو قتل کر دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں لوگوں کے اس قول سے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرنے لگ گیا ہوں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ بے شک یہ اور اس کے ساتھی (نہایت شیریں انداز میں) قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نہیں اترے گا، وہ دین کے دائرے سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔''

English Translation

It was narrated from Abu Zubair that Jâbir bin 'Abdullâh said: The Messenger of Allah P.B.U.H was in Ji'ránah and he was distributing gold nuggets and spoils of war which were in Bilâl's lap. A man said: 'Do justice, 0 Muhammad! For you have not done justice!' He said: 'Woe to you! Who will do justice after me if I do not do justice?''Umar said: '0 Messenger of Allah! Let me strike the neck of this hypocrite!' The Messenger of Allah said: 'This man has some companions who recite the Qur'an but it does not go any deeper than their collarbones. They will pass through Islam like an arrow passing through its target.'

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 7 أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 3 / 354، الرقم: 1461 وأبو نعيم في المسند المستخرج، 3 / 127، الرقم: 2372.

Makashfa.wordpress.com

THIS HADITH ENDS HERE

حدیث

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلي الله عليه و آله وسلم قَالَ: يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰي يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلٰي فُوْقِهِ، قِيْلَ: مَا سِيْمَاهُمْ؟ قَالَ: سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ أَوْ قَالَ: التَّسْبِيْدُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وفي رواية: عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ رضي الله عنه هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلي الله عليه و آله وسلم يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُوْا تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اردو ترجمہ

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے کہ وہ قرآن پاک پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ لوٹ آئے۔ دریافت کیا گیا کہ ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: ان کی نشانی سر منڈانا ہے یا فرمایا: سر منڈائے رکھنا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے: یُسیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوارج کا ذکر سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! میں نے سنا ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہا: وہ (وہاں سے نکلیں گے اور) اپنی زبانوں سے قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہیں اترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔''

English Translation

Its hadith just like the previous one except, in this hadith its been narrated another sign of Khawarij about whom Rasool Allah (alehe salatu wasalam) says their sign will be shaved heads and they will keep their head shaved (and rest of hadith.. like previous)

And In Muslim Shareef: its narrated by Hazrat Sehl bin Hunaif (radi Allahu tala anho) that Rasool Allah alehisalam direct his hand towards east and says "they will emerge from there, who will recite quran.....(and the same hadith).

References: حوالہ جات

الحديث رقم: 8 أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: التوحيد، باب: قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم، 6 / 2748، الرقم: 7123، ومسلم في الصحيح، كتاب: الزكاة، باب: الخوارج شر الخلق والخليقة، 2 / 750، الرقم: 1068، وأحمد بن حنبل في المسند، 3 / 64، الرقم: 11632، 3 / 486، وابن أبي شيبة في المصنف، 7 / 563، الرقم: 37397، وأبو يعلي في المسند، 2 / 408، الرقم: 1193، والطبراني في المعجم الكبير، 6 / 91، الرقم: 5609، وابن أبي عاصم في السنة، 2 / 490، الرقم: 909، وقال: إسناده صحيح، وأبو نعيم في المسند المستخرج، 3 / 135، الرقم: 2390.

THIS HADITH ENDS HERE

حدیث

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنهما عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم قَالَ: سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ (وفي رواية: يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ) يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتَّي يَرْتَدَّ عَلَي فُوْقِهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ طُوْبَي لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ إِلَي كِتَابِ اللهِ وَلَيْسُوْا مِنْهُ فِي شَيْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَي بِاللهِ مِنْهُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا سِيْمَاهُمْ؟ قَالَ: التَّحْلِيْقُ.

وفي رواية: عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم قَالَ نَحْوَهُ: سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ وَالتَّسْبِيْدُ. رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَه مُخْتَصَرًا وَأَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ.

اردو ترجمہ

''حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ بازی ہوگی، ایک قوم ایسی ہوگی کہ وہ لوگ گفتار کے اچھے اور کردار کے برے ہوں گے، قرآن پاک پڑھیں گے جو ان کے گلے سے نہیں اترے گا (اور ایک روایت میں ہے کہ تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے) وہ دین سے ایسے خارج جائیں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے، اور واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر کمان میں واپس نہ آجائے وہ ساری مخلوق میں سب سے برے ہوں گے، خوشخبری ہو اسے جو انہیں قتل کرے اور جسے وہ قتل کریں۔ وہ اللہ عزوجل کی کتاب کی طرف بلائیں گے لیکن اس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا ان کا قاتل ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوگا، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: سر منڈانا۔

ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا: ان کی نشانی سر منڈانا اور اکثر منڈائے رکھنا ہے۔''

English Translation

Narrated by Abu Saeed Khudree and Anass b. Maalik (ridhwan allahe tala ajmaeen) that Prophet (sall allahu alehi wasalam) said: " Soon there will be difference and secterianism in my Ummah, one group will be good in talking while bad in deeds, they will recite Quran which will not went beyond their throats..you will consider you prayers and fasting nothing in front of their's while they will be worst among the creations, bless will be that who will kill them, and for those who killed by them, they will call towards book of Allah, but they will have nothing to do with it, and the one who kills them will be more nearer to Allah than them. Sahaba questioned "Ya Rasool Allah! what will be their sign? He reply "Shaving head". In one other narration by Anass (rd) in which Prophet (sal allahu alehi wasalam) said like this " their sign will be shaved head and they will always try to keep it that way".

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 12أخرجه أبوداود في السنن، كتاب : السنة، باب : في : قتال الخوارج، 243 / 4الرقم : 4765،وابن ماجه في السنن، المقدمة، باب : في ذكر الخوارج، 60 / 1الرقم : 169،وأحمد بن حنبل في المسند، 224 / 3الرقم : 13362،والحاكم في المستدرک، 161 / 2الرقم : 2649، والبيهقي في السنن الكبري، 171 / 8والمقدسي في الأحاديث المختارة، 15 / 7الرقم : 2392 - 2391وقال : إسناده صحيح، وأبويعلي في المسند، 426 / 5الرقم : 3117،والطبراني نحوه في المعجم الكبير، 121 / 8الرقم : 7553،والمروزي في السنة، 20 / 1الرقم : 52.

THIS HADITH ENDS HERE

حديث

عَنْ شَرِيْكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: كُنْتُ أَتَمَنَّي أَنْ أَلْقَي رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلي الله عليه و آله وسلم أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيْتُ أَبَا بَرْزَةَ فِي يَوْمِ عِيْدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه و آله وسلم يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه و آله وسلم بِأُذُنَيَّ وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنَيَّ أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه و آله وسلم بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَي مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ، رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ (وزاد أحمد: بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُوْدِ)، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه و آله وسلم غَضَبًا شَدِيْدًا، وَقَالَ: وَاللهِ، لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ (وفي رواية: قَالَ: يَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ رِجَالٌ كَانَ هَذَا مِنْهُمْ هَدْيُهُمْ هَكَذَا) يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّي يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ.

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالْحَاكِمُ.

وَقَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ. وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ كَمَا قَالَ الْهَيْثَمِيُّ

اردو ترجمہ

''حضرت شریک بن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے اس بات کی شدید خواہش تھی کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی سے ملوں اور ان سے خوارج کے متعلق دریافت کروں۔ اتفاقاً میں نے عید کے روز حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کئی دوستوں کے ساتھ دیکھا میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے خارجیوں کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کچھ مال پیش کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مال کو ان لوگوں میں تقسیم فرما دیا جو دائیں اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور جو لوگ پیچھے بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کچھ عنایت نہ فرمایا چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا، اے محمد! آپ نے انصاف سے تقسیم نہیں کی۔ وہ شخص سیاہ رنگ، سر منڈا اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا (اور امام احمد بن حنبل نے اضافہ کیا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدوں کا اثر نمایاں تھا)۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید ناراض ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! تم میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کسی شخص کو انصاف کرنے والا نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے یہ شخص بھی انہیں لوگوں میں سے ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی یہ آدمی بھی ان لوگوں میں سے ہے اور ان کا طور طریقہ بھی یہی ہوگا) وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سر منڈے ہوں گے ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔''

English Translation

Narrated by Shareek b. Sha'hab says :"I was very fond of meeting any companion of the Prophet (alehe salam), coincidently on the day of 'Eid' i met with Hazrat Abu Barza Aslami (rd) along with few of his friends, i inquired them that do you ever heard anything about 'Khawarij' from Prophet (alehe salato wasalam)?, he replied, yes, i heard it from Rasool Allah by may vary ears and saw by my own eyes that, some bounty ....(and the same hadith as previously explained)... (some characteristic of that person is explained like he was wheat colored whose head was shaved and was an openly seen sign of prostration on his forehead)....then He (peace and blessing be upon him) says, they will recite Quran.....(and the same hadith)... Then He says 'they will be out from Islam like an arrow out from prey, their sign will be their shaven head and they will always come in each era, uptil their last group will emerge with 'ad-Dajjal' (anti christ). When you meet these people, kill them, they would be worst people among all of the creations.

Makashfa.wordpress.com

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 13أخرجه النسائي في السنن، كتاب : تحريم الدم، باب : من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، 119 / 7الرقم : ،4103وفي السنن الكبري، 312 / 2الرقم : ،3566وأحمد بن حنبل في المسند، 421 / 4والبزار في المسند، 305، 294 / 9الرقم : ،3846والحاكم في المستدرک، 160 / 2الرقم : ،2647وابن أبي شيبة في المصنف، 559 / 7الرقم : ،37917وابن أبي عاصم في السنة، 452 / 2الرقم ،927 والطيالسي في المسند، 124 / 1الرقم : ،923والعسقلاني في فتح الباري، 292 / 12والقيسراني في تذكرة الحفاظ، 1101 / 3وابن تيمية في الصارم المسلول، 188 / 1.

THIS HADITH ENDS HERE

حدیث

أخرج البخاري في صحيحه في ترجمة الباب: قَوْلُ اللهِ تَعَالَى: (وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ) (التوبة، 9 : 115)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ.

وقال العسقلاني في الفتح: وصله الطبري في مسند علي من تهذيب الآثار من طريق بكير بن عبد الله بن الأشج: أَنَّهُ سَأَلَ نَافِعًا كَيْفَ كَانَ رَأْيُ ابْنُ عُمَرَ فِي الْحَرُوْرِيَّةِ؟ قَالَ: كَانَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ، انْطَلَقُوْا إِلَى آيَاتٍ الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا فِي الْمُؤْمِنِيْنَ.

قلت: وسنده صحيح، وقد ثبت في الحديث الصحيح المرفوع عند مسلم من حديث أبي ذر رضي الله عنه في وصف الخوارج: هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ. وعند أحمد بسند جيد عن أنس مرفوعًا مثله.

وعند البزار من طريق الشعبي عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم الْخَوَارِجَ فَقَالَ: هُمْ شِرَارُ أُمَّتِي يَقْتُلُهُمْ خِيَارُ أُمَّتِي. وسنده حسن.

وعند الطبراني من هذا الوجه مرفوعا: هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ يَقْتُلُهُمْ خَيْرُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ. وفي حديث أبي سعيد رضي الله عنه عند أحمد: هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ.

وفي رواية عبيد الله بن أبي رافع عن علي رضي الله عنه عند مسلم: مِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ.

وفي حديث عبد الله بن خباب رضي الله عنه يعني عن أبيه عند الطبراني: شَرُّ قَتْلَى أَظَلَّتْهُمُ السَّمَاءُ وَأَقَلَّتْهُمُ الْأَرْضُ. وفي حديث أبي أمامة رضي الله عنه نحوه.

وعند أحمد وابن أبي شيبة من حديث أبي برزة مرفوعًا في ذكر الخوارج: شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا.

وعند ابن أبي شيبة من طريق عمير بن إسحاق عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ. وهذا مما يؤيد قول من قال بكفرهم

Manaqib-e-Sahaba.wordpress.com

اردو ترجمہ

''امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب کے عنوان (ترجمۃ الباب) کے طور پر یہ حدیث روایت کی ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو گمراہ کردے۔ اس کے بعد کہ اس نے انہیں ہدایت سے نواز دیا ہو، یہاں تک کہ وہ ان کے لئے وہ چیزیں واضح فرمادے جن سے انہیں پرہیز کرنا چاہئے۔'' اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان (خوارج) کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے۔ (کیونکہ) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو لیا جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں اور ان کا اطلاق مومنین پر کرنا شروع کردیا۔''

اور امام عسقلانی ''فتح الباری'' میں بیان کرتے ہیں کہ امام طبری نے اس حدیث کو تہذیب الآثار سے بکیر بن عبداللہ بن اشج کے طریق سے مسند علی رضی اللہ عنہ میں شامل کیا ہے کہ ''انہوں نے نافع سے پوچھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حروریہ (خوارج) کے بارے میں کیا رائے تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کیا کرتے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو لیا جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں تھیں اور ان کا اطلاق مومنین پر کیا۔

میں ''امام عسقلانی'' کہتا ہوں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور تحقیق یہ سند حدیث صحیح مرفوع میں امام مسلم کے ہاں ابوذر غفاری کی خوارج کے وصف والی حدیث میں ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ''وہ خَلق اور خُلق میں بدترین لوگ ہیں'' اور امام احمد بن حنبل کے ہاں بھی اسی کی مثل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث ہے۔

اور امام بزار کے ہاں شعبی کے طریق سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوارج کا ذکر کیا اور فرمایا: ''وہ میری امت کے بدترین لوگ ہیں اور انہیں میری امت کے بہترین لوگ قتل کریں گے۔'' اور اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اور امام طبرانی کے ہاں اسی طریق سے مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ ''وہ (خوارج) بدترین خَلق اور خُلق والے ہیں اور ان کو بہترین خَلق اور خُلق والے لوگ قتل کریں گے۔''

اور امام احمد بن حنبل کے ہاں حضرت ابوسعید والی حدیث میں ہے کہ ''وہ (خوارج) مخلوق میں سے سب سے بدترین لوگ ہیں۔''

اور امام مسلم نے عبیداللہ بن ابی رافع کی روایت میں بیان کیا جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ''یہ (خوارج) اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اس کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہیں۔''

اور امام طبرانی کے ہاں عبداللہ بن خباب والی حدیث میں ہے جو کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ''یہ (خوارج) بدترین مقتول ہیں جن پر آسمان نے سایہ کیا اور زمین نے ان کو اٹھایا'' اور ابوامامہ والی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں۔

اور امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مرفوعاً خوارج کے ذکر میں بیان کرتے کہ ''وہ (خوارج) بدترین خَلق اور خُلق والے ہیں۔'' ایسا تین دفعہ فرمایا۔

اور ابن ابی شیبہ کے ہاں عمر بن اسحاق کے طریق سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''وہ (خوارج) بدترین مخلوق ہیں۔'' اور یہ وہ چیز ہے جو اس شخص کے قول کی تائید کرتی ہے جو ان کو کافر قرار دیتا ہے۔''

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 18أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب : استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب : ((5قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، 2539 / 6ومسلم في الصحيح، كتاب الزكاة، باب : الخوارج شر الخلق والخليقة، 750 / 2الرقم : 1067، وفي كتاب : الزكاة، باب : التحريض علي قتل الخوارج، 749 / 2الرقم : 1066وأبوداود في السنن، كتاب : السنة، باب : في قتال الخوارج، 243 / 4الرقم : 4765والنسائي في السنن، كتاب : تحريم الدم، باب : من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، 119 / 7. 120الرقم : 4103وابن ماجه في السنة، المقدمة، باب : في ذكر الخوارج، 60 / 1الرقم : 170وأحمد بن حنبل في المسند، 3 / 224، 15الرقم : 424، 421 / 4، 13362، 11133

Makashfa.wordpress.com

حدیث

عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ: رَأَي أَبُوْ أُمَامَةَ رضي الله عنه رُءُوْسًا مَنْصُوْبَةً عَلَي دَرَجِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ، فَقَالَ أَبُوْ أُمَامَةَ رضي الله عنه: كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَي تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَي مَنْ قَتَلُوْهُ ثُمَّ قَرَأَ: (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ) إِلَي آخِرِ الآيَةِ (آل عمران، 3 : 106) قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّي عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ.

وَقَالَ أَبُوْ عِيْسَي: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

اردو ترجمہ

"ابو غالب نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے مسجدِ دمشق کی سیڑھیوں پر (خارجیوں کے) سر نصب کئے ہوئے دیکھے تو فرمایا: (یہ) جہنم کے کتے' آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں۔ اور وہ شخص بہترین مقتول ہے جسے انہوں نے قتل کیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: "جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے۔" ابو غالب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک' دو' تین' چار یہاں تک کہ سات بار تک گنا' سنا ہوتا تو تم سے بیان نہ کرتا (یعنی ایک دو بار نہیں بلکہ بارہا سنا ہے)۔"

Abu Ghalib is narrating from Hazrat Abu imama (radi allahu tala anho), says, when he saw head flaging upon the stairs of Damishq (damascus) Masjid (ie, beheaded khawarijites)he says,"They(khawarij) are dogs of hell, and are the worst creation under the sky (ie on earth). And that person will be best martyrs who is killed by them (khawarij). then you recite this ayat (verse) :"On the Day (of Resurrection) when some faces will be shining and some faces black; so, (to) those whose faces are blackened,What! You disbelieved after you had accepted faith! Therefore now taste the punishment, the result of your disbelief.(Al-Imran 106)."

Abu Ghalib says,"I asked Abu Imama (rd): Do you heard this from Prophet (peace and blessings be upon him)?." He replied:" If i have'nt heard that from Rasool Allah (alehe salam), for two, three, four, until seven times, i would'nt told you". (means several times).

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 19 أخرجه الترمذي في السنن، كتاب : تفسير القرآن عن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، باب : ومن سورة آل عمران، 5 / 226 الرقم : 3000 وأحمد بن حنبل في المسند، 5 / 256 الرقم : 22262 والحاكم في المستدرک، 2 / 163 الرقم : 2655 والبيهقي في السنن الكبري، 8 / 188 والطبراني في مسند الشاميين، 2 / 248 الرقم : 1279 وفي المعجم الكبير، 8 / 271 الرقم : 8044 والمحالي في الأمالي، 1 / 408 الرقم : 478.479 وعبد الله بن أحمد في السنة، 2 / 643 الرقم : 1542 - 1546 وقال : إسناده صحيح، وابن تيمية في الصارم المسلول، 1 / 189.

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا عِنْدَ بَابِ عَائِشَةَ رضي الله عنهما فَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَالَ: الْفِتْنَةُ هَاهُنَا حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَحْمَدُ وَاللَّفْظُ لَهُ

اردو ترجمہ

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہوئے تھے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: فتنہ وہاں سے ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔"

Narrated 'Abdullah bin 'Umar:

I saw Allah's Apostle pointing towards the east saying, "Lo! Afflictions will verily emerge hence; afflictions will verily emerge hence where the (side of the head of) Satan appears."

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 20 أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب : الخمس، باب : ماجاء في بيوت أزواج النبي صلى الله عليه وآله وسلم ومانسب من البيوت إليهن، 3 / 1130، الرقم : 2937، وأحمد بن حنبل في المسند، 2 / 18، الرقم : 4679، والمقري في السنن الواردة في الفتن، 1 / 245، الرقم : 42.

حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَيَمَنِنَا مَرَّتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ: وَفِي مَشْرِقِنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مِنْ هُنَالِكَ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ وَلَهَا تِسْعَةُ أَعْشَارِ الشَّرِّ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ.

اردو ترجمہ

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما اور ایسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا: تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اور ہمارے مشرق میں (بھی برکت ہو) تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہاں سے تو شیطان کا سینگ نکلے گا اور وہاں دس میں سے نو حصوں (کے برابر) شر ہو گا۔"

Narrated Ibn 'Umar:

The Prophet said, "O Allah! Bestow Your blessings on our Sham! O Allah! Bestow Your blessings on our Yemen." The People said, "And also on our Najd." He said, "O Allah! Bestow Your blessings on our Sham (north)! O Allah! Bestow Your blessings on our Yemen." The people said, "O Allah's Apostle! And also on our Najd." I think the third time the Prophet said, "There (in Najd) is the place of earthquakes and afflictions and from there comes out the side of the head of Satan."

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 22 أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2 / 90 الرقم : 5642، والطبراني في المعجم الأوسط، 2 / 249 الرقم : 1889، والروياني في المسند، 2 / 421 الرقم : 1433، والهيثمي في مجمع الزوائد، 10 / 57 وقال : رجال أحمد رجال عبدالرحمن بن عطاء وهو ثقة.

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رِبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبًا رضي الله عنه يَقُوْلُ: لِلشَّهِيْدِ نُوْرٌ وَلِمَنْ قَاتَلَ الْحَرُوْرِيَةَ عَشْرَةُ أَنْوَارٍ (وفي رواية ابن أبي شيبة: فَضْلُ ثَمَانِيَةِ أَنْوَارٍ عَلَي نُوْرِ الشُّهَدَاءِ) وَكَانَ يَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا لِلْحَرُوْرِيَةِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

اردو ترجمہ

"حضرت عبداللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شہید کے لئے ایک نور ہو گا اور اس شخص کے لئے جو حروریہ (خوارج) کے ساتھ قتال کرے گا دس نور ہوں گے (اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: (دیگر)

Makasha.wordpress.com

شہداء کے نور کے مقابلہ میں وہ نور آٹھ گنا زیادہ فضیلت رکھتا ہوگا۔) اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے تین حروریہ (خوارج) کے لئے (مختص) ہیں۔

References: عوالہ جات

الحديث رقم : 24أخرجه عبد الرزاق في المصنف، 10 / 155،وابن أبي شيبة في المصنف، 7 / 557،الرقم : 37911.

حدیث

عَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم : إِنَّ مَا أَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّي إِذَا رُئِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدْئًا لِلْإِسْلَامِ غَيَّرَهُ إِلَي مَاشَاءَ اللهُ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعَي عَلَي جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ قَالَ: قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللهِ، أَيُّهُمَا أَوْلَي بِالشِّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَمِ الرَّامِي قَالَ: بَلِ الرَّامِي. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْبَزَّارُ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْكَبِيْرِ، إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

اردو ترجمہ

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک مجھے جس چیز کا تم پر خدشہ ہے وہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے قرآن پڑھا یہاں تک کہ جب اس پر اس قرآن کا جمال دیکھا گیا اور وہ اس وقت تک جب تک اللہ نے چاہا اسلام کی خاطر دوسروں کی پشت پناہی بھی کرتا تھا۔ پس وہ اس قرآن سے دور ہو گیا اور اس کو اپنی پشت پیچھے پھینک دیا اور اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر چڑھ دوڑا اور اس پر شرک کا الزام لگایا‘ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ان دونوں میں سے کون زیادہ شرک کے قریب تھا شرک کا الزام لگانے والا یا جس پر شرک کا الزام لگایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شرک کا الزام لگانے والا۔“

Hazrat Huzaifa (radi allahu anho) said narrates that Prophet (alehe salam) Says:"Surely I fear for you is that what a man even read the Koran when he saw the beauty of the Qur'an, and as long as Allah wills it to others for the sake of Islam was also backed .Then he got away with Qu'ran and threw it behind his back and ran into his neighbor with a sword and accused him of shirk (polytheism), Ravi said that I said: O Prophet of Allah! Which of the two was much closer to shirk? the blamer or accused one? Prophet replied "the one who blame other".

Makashfa.wordpress.com

References: عوالہ جات

الحديث رقم : 25أخرجه ابن حبان في الصحيح، 282 / 1الرقم : ،81والبزار في المسند، 220 / 7الرقم : ،2793والبخاري في التاريخ الكبير، 301 / 4الرقم : ،2907والطبراني عن معاذ بن جبل رضي الله عنه في المعجم الكبير، 88 / 20الرقم : ،169وفي مسند الشاميين، 254 / 2الرقم : ،1291وابن أبي عاصم في السنة، 24 / 1الرقم : ،43والهيثمي في مجمع الزوائد، 188 / 1 وقال : إسناده حسن، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، 266 / 2.

حدیث

حدثنا علي بن عبد الله حدثنا أزهر بن سعد عن ابن عون عن نافع عن ابن عمر قال ذكر النبي صلى الله عليه وسلم اللهم بارك لنا في شأمنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا قال اللهم بارك لنا في شأمنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا فأظنه قال في الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرآن الشيطان

اردو ترجمہ

علی بن عبداللہ ‘ازہر بن سعد ‘ابن عون نافع ‘ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یااللہ ہمارے شام میں برکت عطافرمایااللہ ہمارے یمن میں برکت عطافرمالوگوں نے کہااور ہمارے نجد میں آپ نے فرمایایااللہ ہمارے شام میں برکت عطافرمایااللہ ہمارے یمن میں برکت عطافرمالوگوں نے کہایارسول اللہ اور ہمارے نجد میں میرا خیال ہے کہ شاید آپ نے تیسری بار فرمایا کہ یہاں زلزلے ہوں گے اور فتنے ہوں اور وہیں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

Narrated Ibn 'Umar:

The Prophet said, "O Allah! Bestow Your blessings on our Sham! O Allah! Bestow Your blessings on our Yemen." The People said, "And also on our Najd." He said, "O Allah! Bestow Your blessings on our Sham (north)! O Allah! Bestow Your blessings on our Yemen." The people said, "O Allah's Apostle! And also on our Najd." I think the third time the Prophet said, "There (in Najd) is the place of earthquakes and afflictions and from there comes out the side of the head of Satan."

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 26أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، 252 / 7الرقم : 7421، وأبونعيم في المسند المستخرج، 44 / 4الرقم : 3183.

حدیث

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنهم قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: سَيَخْرُجُ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّي عَدَّهَا زِيَادَةً عَلَي عَشْرَةِ مَرَّاتٍ كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّي يَخْرُجَ الدَّجَّالُ فِي بَقِيَّتِهِمْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ.

اردو ترجمہ

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں مشرق کی جانب سے کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نہیں اترے گا اور ان میں سے جو بھی (شیطان کے) سینگ کی (صورت) میں نکلے گا وہ کاٹ دیا جائے گا۔ ان میں سے جو بھی (شیطان کے) سینگ کی صورت میں نکلے گا کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ہی دس دفعہ سے بھی زیادہ بار دہرایا اور فرمایا: ان میں جو بھی (شیطان کے) سینگ کی صورت میں ظاہر ہو گا کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ ان ہی کی باقی ماندہ نسل سے دجال نکلے گا۔"

In my Ummah, such kind of people will emerge who will recite Qur'an but it will not go beyond their throats, and whosoever among them emerges like (horn) of (Satan), it will be cut offed, whosoever will emerge like horn of satan will be finished,Prophet (peace and blessing be upon him) said this for more than ten times and then said:"Among them whosoever will come like horn of the Satan will be perished until their next generation (group) will emerge with "dajjal" "anti-Christ".

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 27أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 198 / 2الرقم : 6871والحاكم في المستدرک، 533 / 4الرقم : 8497، وابن حماد

في الفتن، 532 / 2وابن راشد في الجامع، 377 / 11والآجري في الشريعة، 113 / 1الرقم : 260والهيثمي في مجمع الزوائد، 6 / 228.

حدیث

حدثنا سويد أخبرنا ابن المبارک أخبرنا يحيى بن عبيد الله قال سمعت أبي يقول سمعت أبا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج في آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضأن من اللين ألسنتهم أحلى من السكر وقلوبهم قلوب الذاب يقول الله عز وجل أبي يغترون أم علي يجترون فبي حلفت لأبعثن على أولئک منهم فتنة تدع الحليم منهم حيرانا وفي الباب عن ابن عمر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم : يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّيْنِ، أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَي مِنَ السُّكَّرِ (وفي رواية: أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَي مِنَ الْعَسَلِ) وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ، يَقُوْلُ اللهُ عزوجل: أَبِي يَغْتَرُّوْنَ أَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِئُوْنَ؟ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَي أُولَئِکَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَقَالَ أَبُوْعِيْسَي: هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

اردو ترجمہ

سوید، ابن مبارک، یحییٰ بن عبید اللہ، عبید اللہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا کو دین سے حاصل کریں گے وہ دنبوں کی کھال کا لباس پہنیں گے اور ان کی زبانیں چینی سے زیادہ میٹھی ہوں گی جبکہ ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں سے بدتر ہوں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم میرے سامنے غرور کرتے اور مجھ پر اتنی جرأت رکھتے ہو میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان میں ایک ایسا فتنہ برپا کردوں گا کہ انکا بردبار ترین شخص بھی حیران رہ جائے گا اس باب میں حضرت ابن عمر سے بھی حدیث منقول ہے

Sayyidina Abu Hurayrah (RA) reported that Allah's Messenger (SAW) said, "In the final times, there will appear men who would cheat in the world with religion. They will wear for people (to be seen by them) dress of hide of sheep, their tongues will be sweeter than sugar and their hearts will be like hearts of wolves. Allah will say: Do you show arrogance Me or are you daring against Me? I swear by Myself that I will send to them a trial whereby the most forbearing among them will be non-plussed."

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 29أخرجه الترمذي في السنن، كتاب : الزهد عن رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، باب : (،604 / 4 ،(59الرقم : ،2405 - 2404وابن أبي شيبة في المصنف، ،235 / 7الرقم : ،35624والبيهقي في شعب الإيمان، ،362 / 5الرقم : ،6956 والطبراني في المعجم الأوسط، ،379 / 8وابن المبارک في الزهد، ،17 / 1الرقم : ،50والديلمي في مسند الفردوس، ،510 / 5الرقم : ،8919والمنذري في الترغيب والترهيب، ،32 / 1الرقم : ،41وابن هناد في الزهد، ،437 / 2الرقم : .860

حديث

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ أَبَابَكْرٍ رضي الله عنه جَاءَ إِلَي رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي مَرَرْتُ بِوَادٍ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا رَجُلٌ مُتَخَشِّعٌ، حَسَنُ الْهَيْئَةِ، يُصَلِّي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم : إِذْهَبْ إِلَيْهِ، فَاقْتُلْهُ، قَالَ: فَذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُوْبَكْرٍ، فَلَمَّا رَآهُ عَلَي تِلْکَ الْحَالِ کَرِهَ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَرَجَعَ إِلَي رَسُوْلِ اللهِ صلي الله عليه وآله وسلم، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم لِعُمَرَ : إِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَذَهَبَ عُمَرُ فَرَآهُ عَلَي تِلْکَ الْحَالِ الَّتِي رَآهُ أَبُوْبَکْرٍ قَالَ: فَکَرِهَ أَنْ يَقْتُلَهُ، قَالَ: فَرَجَعَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي مُتَخَشِّعًا فَکَرِهْتُ أَنْ أَقْتُلَهُ، قَالَ: يَاعَلِيُّ! إِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ، قَالَ: فَذَهَبَ عَلِيٌّ، فَلَمْ يَرَهُ فَرَجَعَ عَلِيٌّ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنَّهُ لَمْ يَرَهُ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صلي الله عليه وآله وسلم : إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ کَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتَّي يَعُوْدَ السَّهْمُ فِي فُوْقِهِ فَاقْتُلُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

اردو ترجمہ

”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں فلاں فلاں وادی سے گزرا تو میں نے ایک نہایت متواضع ظاہر اًخوبصورت دکھائی دینے والے شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اس کے پاس جا کر اسے قتل کر دو۔ راوی نے کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گئے تو انہوں نے جب اسے اس حال میں (نہایت خشوع سے نماز پڑھتے) دیکھا تو اسے قتل کرنا مناسب نہ سمجھا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (اسے بغیر قتل کئے) لوٹ آئے راوی نے کہا پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اسے قتل کرو، حضرت عمر گئے اور انہوں نے بھی اسے اسی حالت میں دیکھا جیسے کہ حضرت ابو بکر نے دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی اس کے قتل کو ناپسند کیا۔ بیان کیا کہ وہ بھی لوٹ آئے۔ اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اسے نہایت خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے دیکھا تو (اس حالت میں) اسے قتل کرنا پسند نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جاؤ اسے قتل کر دو بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے، تو انہیں وہ نظر نہ آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لوٹ آئے، پھر عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کہیں دکھائی نہیں دیا۔ بیان کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ اس میں پلٹ کر نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر پلٹ کر کمان میں نہ آجائے (یعنی ان کا پلٹ کر دین کی طرف لوٹنا ناممکن ہے) سو تم انہیں (جب بھی پاؤ) قتل کر دو وہ بدترین مخلوق ہیں۔“

Hz. Abu Saeed Khudri (radi allahu anho) narrated this that one day Abu Bakr (radi allahu anho) came to the Prophet (peace be upon him) and said:"O Prophet of Allah! i was in a valley of (so & so) where i found a man with very good looking, performing Salah (prayer). Rasool Allah (peace be upon him) ordered him to go and kill that person.. Ravi (narrator) says, when Abu Bakar (rd) went there and when he saw him praying steadfastly, he consider not to kill that man and without killing him, he came back to Prophet (peace be upon him)...Ravi said, then Prophet (peace be upon him) asked Umar (radi allahu anho) to go and kill him, Hz Umar (radi allahu anho) also went there and see him with same condition and came back, and asked the reason to Rasool Allah (peace be upon him) that i found him busy in praying so i do not find it good to kill him during pray. Then Prophet (peace be upon him) asks Hz. Ali (radi allahu anho)! O Ali! go and kill him. This time when Hazrat Ali reaches that place he did not find that person there, he came back, and asked the Prophet (alehe sallam) that i do not find him there. So Prophet (alehe salam) said:' Verily! he and his friends recite Quran but it will not go beyond their throats (means: Quran not in heart), and they will left "Deen" Islam as an arrow goes prey and never come back, (means they will go astry and never came back to the faith), so wherever you found them, kill them, they are the worst among creations."

References: حوالہ جات

الحديث رقم : 31أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 15 / 3الرقم : 11133والهيثمي في مجمع الزوائد، 225 / 6وقال : رجاله ثقات، والعسقلاني في فتح الباري، 229 / 12وابن حزم في المحلي، 104 / 11والشوكاني في نيل الأوطار، 351. / 7

Makashfa.wordpress.com

Presented By
makashfa.wordpress.com

Written By : M. Imran Akbar

Composing By : Z-Khan-Afridi



To Contact: www.facebook.com/hanafi.sunnis